جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء | نمبر ۱

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

سیرت نبوی

قال فسالتہ عن مخرجہ کیف کان یصنع فیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ ویؤلفھم ولا ینفرھم ویکرم کریم کل قوم ویولیہ علیھم ویحذر الناس ویحترس منھم من غیر ان یطوی علی احد منہ بشرہ ولا خلقہ ویتفقد اصحابہ ویسأل الناس عما فی الناس ویحسن الحسن ویقویہ ویقبح القبیح ویوھیہ معتدل الامر غیر مختلف ولا یغفل مخافۃ ان یغفلوا او یملوا لکل حال عندہ عتاد لا یقصر عن الحق ولا یجاوزہ الذین یلونہ من الناس خیارھم افضلھم عندہ اعمھم نصیحۃ و اعظمھم عندہ منزلۃ احسنھم مواساۃ وموازرۃ۔

ترجمہ: ——

امام حسین رض نے کہا پھر پوچھا میں نے حضرت علی رض سے آنحضرت صلعم کے گھر سے باہر کی زندگی کے متعلق کہ کیا کچھ کیا کرتے تھے۔ اس کے جواب میں کہا کہ آنحضرت صلعم بند رکھتے تھے زبان اپنی بے فائدہ اور لغو باتوں سے اور ان (صحابہ رض) کو باہم الفت کا سبق دیتے تھے۔ اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض لوگ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا کرتے تھے جس کے جواب میں ان کو تحریر کیا جاتا تھا۔ کہ دعا کی گئی۔ مگر بعد ازاں وہ دوبارہ لکھ دیا کرتے تھے۔ کہ دعا سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو آپ نے دعا نہیں کی اور یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہیں کی۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے اس بارہ میں ایک دن عرض کی۔ تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا: "سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے کیونکہ پہلے مضامین اس بارہ میں کافی ثابت نہیں ہوئے دعا نہایت نازک امر ہے، اور اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مستدعی اور داعی میں ایسا مستحکم رابطہ ہو جائے کہ ایک کا درد دوسرے کا درد ہو جائے۔ اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی ہو جائے۔ جس طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا ہے اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بن جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالیٰ کی موہبت ہیں۔ اکتساب کو ان میں دخل نہیں، توجہ اور رقت بھی خدا تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے تو وہ داعی کے دل میں توجہ اور رقت ڈال دیتا ہے۔ مگر سلسلۂ اسباب میں ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دے سکنے والا ہو۔ اس کی تدبیر بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطراراً داعی اس کی طرف توجہ ہو جائے۔ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں، وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے، اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں"

(خط مولوی عبدالکریم صاحب۔ ۱۱ اگست ۱۸۹۹ء
الحکم جلد ۳ ص ۲۹)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

نائیجیریا

ترجمہ خط بابا شنڈے سلان دین سیکرٹری ادانرے نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی دوبارہ کتابیں بھیجنے کا شکریہ۔ میں بہت خوش ہوں کہ ہماری یونین کو ان کتابوں سے فائدہ ہوا ہے ایک دن، ہماری یونین تبلیغ کے سلسلہ میں گاؤں میں گئی۔ ایک علم سکول اب کھلا ہے اور دو عربی استادوں کی ضرورت ہے۔ جب سکول ٹھیک چل پڑے گا میں پھر لکھوں گا۔ دوبارہ پھر ممنون ہوں۔ کہ ہماری کامیابی آپ کی وساطت سے ہوئی ہے اور آپ کی امداد سے وابستہ ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جزا دے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

آسٹریلیا

ترجمہ خط محمد بشارت احمد۔ ۲۳- ایونیو کیمبرویل (وکٹوریا)۔
آسٹریلیا

السلام علیکم۔ جس وقت میں نے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر کا مطالعہ کیا میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب (اللہ کی ہزار ہزار رحمتیں نازل ہوں) کی جماعت احمدیہ سے تعلق پیدا کروں گا۔

میں آپ کو اپنی تھوڑی سی اسلامی زندگی کی تاریخ بیان کرتا ہوں۔

عرصہ تین سال کا ہوا میں اور میری بیوی ہالینڈ گئے، اور وہاں قادیانیوں سے ملاقات ہوگئی جن کی ہیگ ہالینڈ میں مسجد ہے۔ اس وقت ہم نام ہی کے عیسائی تھے اور اس سے پہلے ہم نے اسلام کے متعلق کوئی پیغام نہ سنا تھا۔ میں نے چند ماہ کے قیام میں اس مسجد میں اسلامی تعلیم حاصل کی اور جرمنی میں مسلمان ہوگیا۔ اور پھر میری بیوی بھی مسلمان ہوگئی۔

تھوڑے مہینوں کے بعد ہمارا واسطہ دوسری مسلمان جماعتوں سے ہوا جو کہ میونخ۔ جرمنی میں تھیں اور چند دنوں کے بعد دسمبر ۱۹۵۹ء میں آسٹریلیا آ گئے اور ہم نے برلن مسجد میں جو جرمنی میں ہے قیام کیا۔ اس وقت سے ہم نے بہت سے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا اور قادیانیوں کو لکھا کہ ایک قرآن شریف انگریزی مترجم ارسال کریں۔ چند دنوں کے بعد حضرت مولانا محمد علی مرحوم کا انگریزی ترجمہ قرآن ووکنگ انگلینڈ سے موصول ہوا۔ یقیناً یہ ترجمہ قرآن دیگر تمام پاک کتابوں سے بہتر ہے۔ اس وقت ہمارا کسی مسلمان گروپ سے تعلق نہیں۔ اور ہم زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں۔ اور اس ملک میں ہمارے کسی مسلمان سے مراسم نہیں۔ جہاں تک میری شناسائی ہے ایڈیلیڈ یا سڈنی میں ایک مسجد ہے۔ بلوون کے گرد و نواح میں کوئی مسجد نہیں اور نہ ہی کوئی مسلمان آبادی ہے، کیا آپ برادرانہ طور پر تحریر کریں گے کہ میں احمدی مسلمان ہو جاؤں اور آپ ہم کو اپنی جماعت لاہور میں شامل کر لیں تاکہ میں زکوٰۃ ادا کر سکوں۔

روم

ترجمہ خط:- ماری انو امپیریل سیکرٹری جنرل انسٹی ٹیوٹ اٹلی۔ روم

آپ کا ارسال کردہ اسلامی لٹریچر جو آپ نے ادارہ کو مفت بھیجا ہے۔ اس کے پہنچنے کی ان چند سطور میں اطلاع دیتا ہوں۔ اور ان کو لائبریری میں رکھا جائے گا۔
میں بہت ممنون و مشکور ہوں

نائجیریا

ترجمہ خط غلام مودی تالالائد اوید نائجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ حیران ہوں گے کہ میں نے کس طرح آپ کا ایڈریس معلوم کیا اور کتنی جلدی خط و کتابت شروع کر دی پہلے میں نے اندیعقوب کو خط لکھا جب میں اوید میں بیپٹسٹ ہائی سکول میں تھا میرا باپ مشرک تھا۔ مگر اب مسلمان ہے اور ہم سب نے الفاہیں مذہب تبدیل کی۔ اس نے مجھے آپ کے دفتر کا ایڈریس دیا اور مجھے یقین دلایا کہ آپ مجھے ایک قرآن انگریزی مفت ارسال کریں گے۔ اگر مجھے قرآن کے معنے آ جائیں تو میں اُن بڑے علماء کی طرح جتنا کہ میری طاقت میں ہے اپنے دوستوں افسروں کو مسلمان بناؤں۔ میرے کم علم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں قرآن کے معنے نہیں جانتا اور اب میں انشاء اللہ جلدی سیکھ لوں گا۔ اور اگلی دفعہ جب میں آپ کو لکھوں گا تو کافی علم سے بہرہ ور ہوں گا۔ مجھے القا ایس۔ بی۔ بالوجی نے کہا ہے کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے اور امید ہے کہ مجھے جلد قرآن ارسال فرما دیں گے۔

(انہیں قرآن بغیر متن اور خط وغیرہ بھیجے گئے)

ارناکلم

ترجمہ خط عبدالرحمٰن کوتی نارفقہ کالور ارناکلم

جناب عالی: کتابیں جو آپ نے ارسال کیں وہ کثرت سے مسلم اور غیر مسلم ممبر مطالعہ کر رہے ہیں۔

ہمارے جوان اور بوڑھے ممبروں میں اسلامی لٹریچر اور رسول اکرم صلعم کی زندگی کے مطالعہ کے لئے انتہائی جوش پایا جاتا ہے۔ جب ان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف اور رسول کریم کے متعلق کتابیں لائبریری میں آئی ہیں تو ممبر دوڑتے ہیں کہ میں پہلے کتاب حاصل کروں۔

ہم آئندہ بھی آپ کی مدد کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر قسم کی مدد دیں گے تاکہ ہمارا ریڈنگ روم اور لائبریری تیار ہو جائے جس میں اسلامی لٹریچر موجود ہو۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجا گیا۔)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت بہت شکریہ کے ساتھ آپ کے ارسال کردہ پارسل کی رسید سے مطلع کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ خیرا آمین۔

یہ کتب حقیقتاً اسلامی لٹریچر میں ایک بہت بڑی مفید تصنیفات ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے اس عظیم المرتبت مصنف مولانا محمد علی مرحوم کی روح پر ہزار ہزار رحمت نازل فرمائے۔

یقیناً ان کا نام نہ صرف آج کی نسل بلکہ آنے والی نسلوں میں بڑی عزت سے لیا جاتا رہے گا۔ یہ سب برکات ان کے اسلامک ریسرچ میں بہت بڑی کامیابیوں کی وجہ سے ہے انہوں نے ان تمام غیر مسلم مصنفین کے اسلام پر حملوں کا بڑی دلیری اور دلائل سے دندان شکن جواب دے کر ایک کامیاب دفاعی جرنیل کے فرائض ادا کئے ہیں۔

باقی تاثرات میں پھر لکھوں گا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ماہنامہ روحِ اسلام شائع ہو گیا

قارئین کرام یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ماہنامہ "روحِ اسلام" جو کچھ عرصہ ہوا بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے بند ہو گیا تھا دوبارہ جاری ہو گیا ہے اس کا پہلا نمبر جو محترم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ، قمر صاحب ساماذوی، محترم مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور مولانا یعقوب خان صاحب کے فاضلانہ مضامین پر مشتمل ہے، احباب کرام کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا چکا ہے۔ آئندہ ہر ماہ کی بیس تاریخ کو شائع ہوا کرے گا۔

اس کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے۔ یعنے آٹھ آنے ماہوار۔ امید ہے احباب کرام اس کو کثیر تعداد میں خرید کر فائدہ حاصل کریں گے۔

خاکسار
مینیجر ماہنامہ "روحِ اسلام"
احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۶۲ء

جلسہ سالانہ کے ایمان افروز مناظر

جلسہ سالانہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء سے شروع ہو کر ۲۶ر دسمبر کو بفضلہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ علاوہ ان لیکچروں کے جو ان تین دنوں میں ہوئے اور جن کی مختصر رپورٹ دوسری جگہ درج ہے، وہ ایمان افروز مناظر جو اس موقعہ پر دیکھنے میں آئے اس قابل ہیں کہ ان کا ذکر خاص طور پر کیا جائے۔

سب سے پہلی بات جو اس جلسہ کی خصوصیات میں سے ہے، وہ ایک ولولہ ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس چھوٹی سی قوم کے دلوں میں موجزن ہے، دنیا میں اور بھی جلسے ہوتے ہیں، لیکن ہر قسم کے فرقی اور قومی و نسلی خیالات سے بلند تر ہو کر محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جلسہ منعقد کرنا اور اس میں شامل ہونیوالوں کے قلوب کا اس جذبہ سے سرشار ہو کر اس راہ میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے اپنے آپکو پیش کرنا یہ صرف اس چھوٹی سی قوم کی خصوصیت ہے، جو حضرت مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ جلسہ سالانہ میں اس قسم کے کئی مناظر دیکھنے میں آئے۔ وہ لوگ بھی تھے، جنہوں نے اس معاشی تنگدستی کے زمانہ میں اپنے بال بچوں کے پیٹ کاٹ کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مالی قربانیاں پیش کیں، وہ بھی تھے جنہوں نے تبلیغ دین کے لئے اپنے وطنوں کو چھوڑ کر دور دراز ممالک میں جانے کا تہیہ کیا۔ ان میں سے میاں بشیر احمد صاحب منٹو خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جو عنقریب افریقہ کے اس علاقہ میں تشریف لے جانے والے ہیں جہاں عیسائیت اپنے پورے ساز و سامان — سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں اور بڑے بڑے ڈگری یافتہ پادریوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ اسلام کے مقابلہ میں صف آراء ہے۔ میاں صاحب ممدوح کا یہ بیان جو انہوں نے حاضرین کو مخاطب کر کے دیا کہ :۔

"ان سب کے مقابلہ میں بیشک میں یکہ و تنہا جا رہا ہوں، لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اکیلا نہیں ہوں کیونکہ آپ لوگوں کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ اور ان دعاؤں کی وجہ سے اور اس قرآن کی برکت سے جس کی معقول تعلیمات ہر ذی فہم انسان کا سر جھکا دیتی ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے یقیناً کامیاب کریگا۔"

یہ اس زندہ ایمان کا نشان ہے جو حضرت مجدد وقت نے اس چھوٹی سی قوم کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے۔ یہی ایمان آج خدا کے فضل سے اس جماعت کو یورپ جیسی سرزمین میں بڑے بڑے مادہ پرستوں اور فلسفیوں کے مقابلہ میں کامیاب کر رہا ہے، اور اسلام کا جھنڈا اس کے ذریعہ سے تثلیث کی سرزمین میں بلند ہو رہا ہے، خدا نے چاہا تو وہ وقت دور نہیں جب آفتاب اسلام اپنی نورانی ضیا باریوں سے نہ صرف تمام مغرب کو منور کر دیگا، بلکہ افریقہ کا سیاہ براعظم حضرت مجدد وقت کے شاگردوں کے ذریعہ نور ایمان سے منور ہو جائیگا۔

دوسری خصوصیت جو اس جلسہ میں ہمیشہ دیکھنے میں آتی ہے وہ افراد جماعت کا باہمی رشتہ مؤدت و اخوت ہے، اسلام کی وہ خصوصیت جو آج سے چودہ سو برس پہلے دنیا نے دیکھی کہ اس نے عرب جیسی بکھری ہوئی اور ایک دوسرے کے خون کی پیاسی قوم کو کلمۂ توحید کے ذریعہ رشتۂ اخوت میں منسلک کر دیا۔ آج مسیح موعود کے ذریعہ سے اس چھوٹی سی قوم میں دوبارہ یہ اخوت قائم ہوئی ہے، جس کا نمونہ جلسہ سالانہ پر ہر سال دیکھنے میں آتا ہے، کہ وہ اس طرح باہم ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہیں کہ جیسے سالوں سے بچھڑے ہوئے بھائی ہوں، بڑے بڑے امراء اور ملک اور نزدیک و دور کا غریب سے غریب اور ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کے ساتھ ہنسی خوشی ملنا، ان کے حالات معلوم کرنا ان کے دکھ سکھ میں کام آنا اس رشتۂ اخوت کا ایک ادنیٰ ثمرہ ہے اور یہ امر موجب استحسان ہے کہ جلسہ سالانہ اس باہمی میل ملاپ اور ایک دوسرے کی ہمدردی اور اخوت میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔

تیسری چیز جو جلسہ سالانہ کی خصوصیات میں سے خاص طور پر قابل ذکر ہے، وہ تمام جماعت کا مل کر نمازیں ادا کرنا اور رکوع و سجود میں نہایت عجز کے ساتھ دعائیں کرنا ہے جماعت کی نماز دلوں پر جو اثر پیدا کرتی ہے، اور اتنے بڑے مجمع کا اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہو کر اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں کرنا استجابت کے دروازوں کو کھول دیتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات کا نزول ہو رہا ہے ید اللہ علی الجماعۃ کا فرمان نبوی عملی صورت میں نظر آتا ہے اور تائیدات الٰہیہ کا نظارہ جو اس موقعہ پر دکھائی دیتا ہے دوسری جگہ نظر آنا مشکل ہے۔

یہ کیفیت صرف مردوں ہی میں نہیں عورتوں میں بھی پائی جاتی ہے جو دور دراز سے سفر کر کے آئیں اور اس سردی کے موسم میں بال بچوں کے ساتھ ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اپنے دینی جذبہ کا ثبوت دیتی ہیں۔ امسال جلسہ خواتین میں جو لیکچر دیئے گئے، ان سے اس دینی حرارت کا پتہ لگتا ہے جو حضرت مجدد وقت کے اثر و نفوذ سے ہماری مستورات کے اندر پیدا ہو چکی ہے اس سلسلہ میں بیگم فاروق کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا، جو اس خیال سے کہ جلسۂ خواتین میں شمولیت میں دیر نہ ہو جائے ہوائی جہاز میں ملتان سے تشریف لائیں اور ایک فاضلانہ خطبہ دیا، جس نے دلوں کو مسخر کر لیا، ایسا ہی بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب کا درد بھرا وعظ اور بعض دوسری خواتین کے مقالات بہت ہی قابل قدر اور لائق تحسین تھے، جو انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں درج ہوں گے۔ بیگم فاروق نے پانچسو روپیہ بھی دیا۔ اور کئی دوسری خواتین نے بھی حسب استطاعت دل کھول کر مالی قربانیاں کیں، اور اپنی دستکاریوں سے دین کی امداد میں حصہ لیا، کل چندہ جو مستورات کے جلسہ میں جمع ہوا اس کی میزان دو ہزار پانچ روپیہ چار آنہ ہے، جس میں کچھ زیور وغیرہ جات کی رقوم بھی ہیں ایسا ہی مردوں کے جلسہ میں بھی عطیات کی خاصی مقدار جمع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے کاموں میں برکت ڈالے۔ یہ حضرت مجدد وقت کے کارنامے ہیں کہ اس جماعت کے افراد سال بھر اپنی آمدنیوں کا ایک حصہ چندہ ماہوار کی صورت میں دینے کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خاص عطیات سے تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام میں حصہ لیتے ہیں، یؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا یہ نظارہ ایسی غریب قوم کی طرف سے شاید بہت ہی کم دنیا نے دیکھا ہوگا ہم حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یہ دعا کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میاں بشیر احمد صاحب مبلغ افریقہ کو

احباب راولپنڈی کی طرف سے الوداعی دعوت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احباب جماعت کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ جناب میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے۔ نائجیریا مسلم مشن میں مبلغ اسلام کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے ہیں اور وہ عنقریب نائجیریا کے لئے ویزا ملتے ہی بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو جائیں گے۔

راولپنڈی میں احباب کی خواہش کے مطابق منٹو صاحب موصوف کو ایک الوداعی پارٹی دی گئی۔ مناسب ہوگا کہ اس کا مختصر حال قارئین پیغام صلح کے گوش گذار کیا جائے۔

احباب جماعت نے ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء کا دن اس دعوت کے لئے مقرر کیا تاکہ جمعہ کی نماز کے بعد چائے کی دعوت میں زیادہ سے زیادہ احباب شریک ہو سکیں۔

نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد جناب میاں شریف احمد صاحب (صاحبزادہ حضرت مسیح موعود) کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔ اور نماز عصر کے بعد سب احباب شیخ محمد لطیف صاحب مرحوم کے مکان پر جمع ہوئے جہاں منٹو صاحب اور سب احباب کے لئے چائے کی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ آج کل چونکہ راولپنڈی میں سردی کی شدت کی پڑ رہی ہے اس لئے کمروں کو گرم کرنے کا انتظام بھی تھا تاکہ لوگ اس مجلس سے زیادہ سے زیادہ محظوظ ہو سکیں۔ بڑوں کے علاوہ بچے بھی کافی تعداد میں آ گئے تھے۔ اس لئے اُن کے لئے الگ انتظام کرنا پڑا۔ جس سے امید ہے وہ بھی پورے طور پر لطف اندوز ہوئے ہوں گے۔

چائے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی گفتگو کا دور بھی چلتا رہا، سب لوگوں نے اس مجلس کے انتظام کو بہت سراہا۔ جس کے لئے منتظمین انکے مشکور ہیں۔ چائے کی پرتکلف دعوت کے بعد جناب بشیر احمد صاحب منٹو کی درازی عمر اُن کے عزم تازہ چیلیا اور فتح اسلام کے لئے خاص طور پر دعا کی گئی۔ اور خاموشی میں سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اس مجلس میں چند غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔

منٹو صاحب موصوف ایک عرصہ سے پنڈی میں رہ رہے ہیں۔ اور جب سے امریکہ مشن سے ان کی واپسی ہوئی ہے وہ راولپنڈی و مری میں آنریری مبلغ کی حیثیت سے ہمیشہ کام کرتے رہے ہیں۔ وہ اس احمدی کا مکمل نمونہ ہیں جو ہر وقت ہر جگہ اسلام کی خدمت کرتا اپنا

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد

(بشیر سوز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء سے ۲۶ر دسمبر ۱۹۶۱ء تک احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں پاکستان کے تمام علاقوں سے احمدیہ کے کثیر اصحاب و خواتین دُور دراز مقامات سے تشریف فرما ہوئے۔

جلسہ کے پروگرام کے مطابق ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو بوقت ۱۰ بجے صبح خواتین کا جلسہ مسلم ہائی سکول ۱ میں منعقد ہوا۔ اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کئی ایک فاضل خواتین نے دینی موضوعات پر تقاریر کیں۔ شیخ میاں صادق احمد صاحب ملزاد کی بیگم صاحبہ ملتان سے ہوائی جہاز پر سفر کرکے آئیں اور ایک موثر تقریر کی اور پانچ سو روپے عطیہ دیئے۔ ان کی تقریر اور بعض اور تقاریر آیندہ پیغام صلح میں درج ہوں گی۔

جلسہ کے اختتام کے بعد خواتین کی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی دستکاری کی نمائش ہوئی۔ کل چندہ جو جلسہ میں خواتین کی طرف سے ہوا اس کی میزان دو ہزار پانچ روپے چار آنہ ہے۔

۲۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو انجمن کے سالانہ جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جامع احمدیہ کے صحن میں خیمہ کے نیچے اور باہر بڑی تعداد میں سامعین جمع تھے۔ اجلاس اوّل کی صدارت جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیرآباد نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جناب ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت مؤثر انداز میں کی۔

مسلم ہائی سکول کے طلباء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے" پڑھا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی ایک سالانہ جلسہ کی تقریر کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا گیا جس میں آپ نے جماعت کو تقوے اللہ اختیار کرنے کی خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے آیت ن والقلم وما یسطرون ــــ کی تلاوت فرما کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزانہ علمی کارناموں کا جو موجودہ علمی دنیا کی ہدایت و رہنمائی کا موجب ہیں، بالتفصیل ذکر فرمایا۔ آپ کی پوری تقریر آیندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

حضرت ممدوح کی تقریر دلپذیر کے بعد میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے نے تقریر فرمائی۔ آپ سلسلہ کے ایک قابل اور لائق مبلغ ہیں۔ امریکہ میں آپ پہلے مبلغ کی حیثیت سے تشریف لے گئے اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ انجمن نے اب انہیں افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجنا منظور فرمایا ہے اور آپ عنقریب تشریف لے جانے والے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں مسیحیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی وجوہات پر روشنی ڈالی۔

آپ نے فرمایا کہ عیسائیت کی نشر و اشاعت زیادہ تر روپیہ پیسہ، مال و دولت کے افراط اور عیسائی حکومتوں اور بادشاہوں کی مسلسل کوشش اور جد و جہد سے ہوتی رہی ہے۔ مگر مقابلۃً اسلام کی نشر و اشاعت میں اس قسم کے جبر و اکراہ کو قطعاً دخل نہیں رہا۔ بلکہ اسلام کی معقول تعلیمات ہمیشہ دلوں کو مسخر کرنے کا موجب ہوتی ہیں۔ اس کی صداقت نے بڑے بڑے جابر بادشاہوں، فرعون و نمرود خصلت حکمرانوں کی گردنیں جھکا دیں۔

آپ نے افریقہ کے مذہبی حالات کا نقشہ پیش کیا اور فرمایا کہ اس جگہ عیسائیوں کے بے شمار مشن اور سکول و کالج اور ہسپتال قائم ہیں، جو بڑی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں پانی کی طرح روپیہ بہایا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس صورت حالات کے ہوتے ہوئے میرا اکیلا وہاں جانا اگرچہ بڑا صبر آزما کام ہے تاہم آپ لوگوں کی دعائیں میری کامیابی کا موجب ہوں گی۔

آپ نے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ مسیحی قوتوں اور طاقتوں کے مقابلہ میں ایک بہت بڑی طاقت میرے پاس ہے اور وہ آپ کی دعاؤں کے علاوہ قرآن کریم کی طاقت ہے جو انشاء اللہ مسیحیت کی مادی تہذیب پر غالب آسکے گی۔

میاں بشیر احمد صاحب منٹو کی ایمان افروز تقریر کے بعد انجمن کے قائم کردہ نو مسلم کالج کے فاضل پرنسپل جناب محمد شفیع صاحب بھٹی ایم۔اے نے تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے واقعات سے ثابت کیا کہ اسلام کے اصول آج دنیا میں مقبول ہو رہے ہیں، یہ پوری تقریر انشاء اللہ آیندہ جلد شائع ہو گی۔

بعد ازاں ملک ظفر اللہ صاحب نے "لا یمسہ الا المطھرون" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف اس وقت تک نہیں کھل سکتے جب تک دلوں کے اندر تقوے و طہارت پیدا نہ ہو یہ تقریر بھی جلد ہدیہ قارئین کی جائے گی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے کی تھی۔ مرزا صاحب ممدوح نے "قومی تعمیر میں تعلیمی اداروں کا حصہ" کے عنوان سے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کی عہد بعہد ترقی تعلیم ہی کے ذریعہ ہوتی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے انگلستان اور بعض دوسرے ممالک کی تعلیمی ترقیات کا جائزہ لیتے ہوئے اس حقیقت پر زور دیا کہ ان کی خواندگی کا تناسب جوں جوں بڑھتا چلا گیا، ان کی قوم دنیا پر غالب ہوتی چلی گئی۔

آپ نے اس ضمن میں برصغیر ہند میں انگریزوں کے شروع عہد میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی اور سر سید کی تعلیمی مساعی کا خاص طور پر بالتفصیل ذکر فرمایا اور بتایا کہ برصغیر پاک و ہندوستان کے مسلمانوں کی علمی ترقی سر سید ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے، اور یہی علمی ترقی ہماری موجودہ قومی تعمیر کا موجب ہوئی ہے، اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا بھی ایک حوالہ پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے قادیان کے تعلیم الاسلام سکول کی امداد کے لئے قوم کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اگر اس سکول سے بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جس کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو اور ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے۔ غرض یہ لیکچر ایک نہایت بلند پایہ علمی شاہکار تھا جس کی اشاعت علمی حلقوں میں بہت کارآمد ثابت ہو گی۔ اور ہمیں امید ہے کہ مرزا صاحب ممدوح اس کی اشاعت کے لئے مناسب انتظام فرمائیں گے۔

مرزا صاحب کی تقریر کے بعد اجلاس اوّل کی کارروائی ختم ہوئی اور نماز ظہر و عصر کے بعد اجلاس دوم پونے تین بجے بعد دوپہر زیر صدارت جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملزادہ منعقد ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت جناب حافظ قادر دستان صاحب نے فرمائی۔ اور طلباء مسلم ہائی سکول ۱ نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ نے:—

"چودھویں صدی کے مفاسد کو دُور
کرنے میں تحریک احمدیہ کا حصہ"

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

آپ نے تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ چودھویں صدی کے زمانہ کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی دردناک تصویر کھینچی ہے۔ اور اس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی پیشگوئیاں اور بشارتیں بھی دی ہیں، اور ایک رجل عظیم کے مبعوث ہونے کی خبر دی ہے، اور فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں مسیح اور مہدی آئے گا اور یہ زمانہ مذہبی لحاظ سے بڑے بحران اور خلفشار کا زمانہ ہوگا۔ دین ثریا پر اُٹھ جائے گا اور اس دین کو وہ مامور وقت آکر ثریا سے اتارے گا۔ ایسا ہی اس زمانہ کے متعلق صحابہ کرام۔ آئمہ عظام۔ سلف صالحین اور قطبوں، ولیوں اور مجددین نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ انہی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ نے عین صدی کے سر پر اعلان فرمایا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کی تعبیر ہوں۔ میں مہدی ہوں اور میں ہی مسیح ہوں۔ مگر مسلمانوں نے

(باقی صفحہ ۱۳)

قرآن کریم میں اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا علاج

حسب نسب کے بجائے اعمالِ صالحہ ہی حقیقی فضیلت و تفوق کا ذریعہ ہیں

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۱ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب - من یعمل سوءًا یجزبہ ــــــ
واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا ــــــ (سورۃ النساء) ــــــ

قرآن کریم روحانی بیماریوں کو شفا بخشتا ہے

قرآن شریف نے اعلان کیا ہے۔ کہ جس طرح سے جسم کی بیماریوں کے لئے علاج کئے جاتے ہیں اور بیمار کے اعضا تندرست ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے اخلاقی اور روحانی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ اور ان کے علاج بھی ہوتے ہیں۔ اس بناء پر قرآن کریم کے متعلق شفاء لما فی الصدور آیا ہے جیسا کہ فرمایا ونزل من القرآن ما ھو شفاء - قرآن کریم دلوں کی بیماریوں کو شفا بخشتا ہی ایک تو وہ نسخے ہوتے ہیں جو جسم کی بیماریوں کے لئے شفا بخش ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ نسخے جن کے استعمال سے روحانی بیماریوں کا علاج ہوتا ہے اور قلب تندرست ہو جاتا ہے۔ ایسی روحانی اور قلبی بیماریوں کا ذکر قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ایک نہایت خطرناک اخلاقی بیماری

میں آج ان بیماریوں میں سے صرف ایک بیماری کا ذکر کروں گا۔ جو نہایت خطرناک ہے وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ - یہود اور نصاریٰ کہتے تھے صرف اور صرف ہم ہی خدا کے پیارے ہیں مذہبی آدمی میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے، مغرور اور گھمنڈ میں اپنے آپ کو اعلیٰ اور ارفع خیال کرتا اور دوسروں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ بیماری افراد میں بھی پائی جاتی ہے اور قوموں میں بھی۔ جیسا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں، خدا تعالیٰ کی نظر عنایت کا سایہ ہم پر ہے اور دین و دنیا کے افضال ہمارے لئے مخصوص ہیں۔ چنانچہ جنت صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے، دوسری قومیں دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اس قسم کے اعتقادات نقصان دہ ہیں اس سے تو خدا تعالیٰ کی ذات پر حرف آتا ہے کہ خدا نے صرف ایک قوم پر اپنی عطوفت مرکوز کر رکھی ہے اور ایک ہی سی ریاست کا نواب ہے اور وہ ایک خاص قوم کو اور اپنی مملکت کو محبوب رکھتا ہے اور اس کی مہربانیاں اس کی ریاست تک ہی محدود ہیں، اور دوسری قوموں کے متعلق نفرت کا سبق دیتا ہے۔ میں نے یہودیوں سے پوچھا ہے جو عیسائیوں کا کالج عالم تامنی میں کہ تم کس طرح کہتے ہو کہ صرف اور صرف تم ہی جنتی اور خدا کے پیارے بیٹے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم تورات کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں اس کی تعلیم کو کسی کی خاطر نہ تبدیل کر سکتے ہیں نہ ہی ترک کر سکتے ہیں۔ وہاں لکھا ہے کہ جنت صرف یہودیوں کے لئے ہے۔ ظاہر ہے کہ یہودیوں کے اس نظریہ سے خدا پر حرف آتا ہے اور دوسری قوموں کے متعلق نفرت کا جذبہ ابھرتا ہے یہ بہت خطرناک بیماری ہے۔ انجیل میں ہے کہ حضرت عیسےٰؑ فرماتے ہیں کہ میں تو صرف بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ اور اپنے حواریوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ تم وہاں جانا جہاں یہودی رہتے ہیں۔ سامری وغیرہ دوسری قوموں میں نہ جانا اور ایسی جگہ اگر جانا ہو جہاں یہودی نہیں رہتے تو اپنے پاؤں کی مٹی جھاڑ دینا۔ یہ تنگ دلی کا سبق ہے۔

مذہب کا حقیقی تقاضا

مذہب کا حقیقی تقاضا تو یہ ہے کہ دل خدا پرستی کے جذبہ سے معمور ہو، اور اس کے ساتھ مخلوق خدا کے لئے محبت و الفت کا جذبہ موجزن ہو۔

مسیحی تعلیمات کی تنگ نظری

ایک دفعہ راولپنڈی کے کمشنر ڈارلنگ کے ہاں کھانا کھانے کا موقعہ ملا۔ ہم جہاں کہیں ہوں مذہب کی بات کے علاوہ اور کوئی بات کرتے ہی نہیں۔ یورپ میں کھاتے پر مذہبی بات نہیں کی جاتی۔ انہوں نے قانون بنا دیا ہے کہ کھانا کھاتے وقت مذہبی خیال آرائی مت کی جائے لیکن ہم معذور ہیں۔ میں نے دورانِ طعام میں کمشنر صاحب سے کہا کہ حضرت عیسےٰؑ نے بڑی تنگ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے وہ چونک پڑے اور پوچھا کہ وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ ایک کنعانی عورت حضرت عیسےٰؑ کے پاس آئی اس کا مقصود یہ ہے کہ وہ غیر قوم سے تعلق رکھتی ہے یعنی وہ یہودی نہیں ہے۔ آپ نے اس عورت کو کتی کہہ کر مخاطب کیا ـــــ ڈارلنگ صاحب نے کہا یہ ناممکن ہے کہ حضرت عیسےٰؑ اس قسم کے الفاظ استعمال کریں۔ انجیل کے پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ تو کمشنر صاحب کے فرزند نے کہا اباجان یہ درست کہتے ہیں انجیل میں ایسا ہی لکھا ہے کہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے آیا ہوں اور میں خدا کے فرزندوں کی روٹی کتوں کے سامنے نہیں پھینک سکتا۔ اس پر وہ جواب دیکھئے جو اس عورت نے دیا۔ کہتی ہے دسترخوان سے جو ٹکڑے گرتے ہیں کتے انہیں کھا ہی لیا کرتے ہیں۔ جس کو حضرت عیسےٰؑ نے کتی کہا اس کا کلام اس سے کہیں بہتر ہے جس کو خدا کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مذہبی تعصب انسان کو درندہ صفت بنا دیتا ہے۔

مسجد کے ملا کی کم ظرفی

ایک دن مجھے ایبٹ آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک شخص کو مقدمہ کے سلسلہ میں تکلیف درپیش تھی وہاں کے ڈپٹی کمشنر میرے جاننے پہچاننے والے تھے، ان سے ملاقات کرنے کو گیا اور وہاں پر صاحبزادہ عبدالقیوم کے ہاں مہمان ہوا۔ ان سے میں نے کہا آپ اپنے علاقہ کے وزیر اعظم ہیں۔ مسجدوں میں ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ اس نے کہا ڈپٹی کمشنر آپ کی جماعت کا نہیں لیکن آپ کا معتقد ہے اس کے ذریعہ سے اس عالم کی طلبی کرتے ہیں۔ ان کے پاس دو اور دوست قلی خان اور مغل باز خان بھی بیٹھے تھے انہوں نے کہا ہماری مسجد میں کتا بندھا ہوا ہے جس نے ہمیں کاٹ کھایا۔

ہندوؤں کی تنگ دلی

یہی حال ہمارے ہندو ہمسایہ کا ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ بھارت ماتا ایشور کا دیس ہے۔ یہ خدا کی دھرتی ہے۔ اس دھرتی کے باہر باقی سب ملیچھ ہیں۔ جیسا کہ ملک کے والوں سے انتہاء درجہ کی نفرت ہے۔ ہندو اچھوت کو بھی انسانیت کا درجہ نہیں دیتے۔ اچھوت ہندو کے کنوئیں سے پانی نہیں لے سکتا۔ ان کے مدرسہ میں تعلیم نہیں پا سکتا۔ ان کے مندر میں قدم نہیں رکھ سکتا یورپ میں کالا آدمی محکوم و مقہور ہے اس کو انسان نہیں سمجھا جاتا ہے۔

نبی صلعم کی تلقین کہ مخلوق خدا سے پیار و محبت کرو

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے رسول اور پیغمبر بھیجے۔ انہوں نے یہ تلقین کی ہے کہ خدا کی مخلوق سے محبت کی جائے۔ ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انسانوں اور فرشتوں سے بہتر ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر تم جانور رکھتے ہو ان کے ساتھ بھی ظلم کرتے ہو تو تمہارا دوزخ مقام ہے۔

حاکموں اور والیوں کو نصیحت

فرمایا کہ اے معاذ بن جبلؓ اور اسے یوں فرمایا تم یمن میں بطور حکمران جا رہے ہو، وہ اہل کتاب ہیں ان سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ تمہارا ذریعہ قوم ہو گا وکرائم اموالھم خبردار ان کے قیمتی اموال کو ہاتھ نہ کرنا۔ اور اتق دعوۃ المظلوم دیکھنا ان پر ظلم کروگے تو اس کی آہ آسمان تک جائے گی۔

وجہ سے یہودی کی حمایت ہوگی اور مسلمان حاکم سزا پائے گا۔ آج بیسوی صدی کا بادشاہ اپنے گورنروں کو یہی تلقین کرتا ہے کہ تم اُس قوم کا خون چوسنے کے لئے جا رہے ہو، ان کا مال و دولت سمیٹ کر یہاں بھیج دینا۔ اپنے ملک کو دولت مند بنا دینا تمہارا کام ہے مگر حضور اکرمؐ فرماتے ہیں ایاکم وکرائم اموالھم۔ تم اُن کا مال ہڑپ کرنے نہیں جا رہے ہو۔ چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کرنے اور رعایا کے حقوق محفوظ کرنے کے لئے ہدایات جاری کیں، فرمایا کہ یہودی کے ساتھ کوئی مسلمان ظلم و تشدد کرے گا تو اس کی آہ خدا تک پہنچ جائے گی۔ اتق دعوة المظلوم۔ مظلوم کی آہ سے بچنا یہ بڑی اثر رکھنے والی ہوتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں وسعت قلبی اس کو کہتے ہیں حقیقت مذہب۔

مسلمانوں میں باہمی افتراق

شیعہ سُنی پر اپنا تفوق ظاہر کرتا ہے اور سُنی شیعہ کو بُرا سمجھتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے درجہ اور رتبہ پر جھگڑا ہے، لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں، اور ہندو، سکھ، عیسائی، تماشہ دیکھتے ہیں، یہ تنگ ظرفی ہے۔ اسلام نے وسعت قلبی کا سبق دیا ہے۔ تم کیوں نہیں کہتے کہ دونوں ہستیاں ہم رتبہ ہیں، ایک مرنے کے لئے ساتھ ہو لیا، اور دوسرا مرنے کے لئے بستر پر سو گیا دونوں اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں، اس پر لڑائی کیوں؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ایک دفعہ یہودیوں نے بحث شروع کر دی کہ حضرت موسےٰ افضل ہیں اور ہمارا دین قدیمی اور سچا ہے۔ اس پر مسلمانوں کو طیش آیا انہوں نے بھی اپنی فضیلت بیان کی اور یہودیوں کو کمتر بیان کیا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی الانبیاء۔ مجھے انبیاء کرام پر فضیلت نہ دو۔ ایسا کرنا موجب فساد ہے۔ مذہبی تعصب کی بناء پر جو ظلم کیا جاتا ہے اور جو فساد برپا کیا جاتا ہے یہ خدا کو پسند نہیں ہے اور نہ ہی مذہب اس قسم کی تنگ ظرفی اور بدکلامی کی اجازت دیتا ہے۔

یہودیوں اور مسلمانوں میں تنازعہ

مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان تنازعہ ہو گیا۔ قالت الیہود للمسلمین۔ یہودی مسلمانوں کو کہتے نحن خیر منکم ہم تم سے بہتر ہیں ودیننا قبل دینکم۔ تم تو آج نیا دین لئے پھرتے ہو ہمارا دین بہت پرانا ہے و نبیّنا قبل نبیئکم۔ اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے بہت پہلے کا نبی ہے و نحن من اولاد ابراھیمؑ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں و علیٰ دین ابراھیم اور ہمارا دین ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہے تم ہمارا کیا مقابلہ کر سکتے ہو۔ وہاں جھگڑا ہو گیا۔ مسلمانوں کو بھی کہنا پڑا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر اور افضل ہے اور ہمارا رسول تمہارے رسول سے بلند مرتبہ ہے۔

قرآن کریم کا فیصلہ

اس پر آیت ہے جو مذہبی تعصبات و مناقشات کو ختم کرتی ہے۔ لکھا ہے لیس بامانیکم۔ پہلے ملامت مسلمان کو کی ہے سنو مسلمانوں تمہاری خواہشات کے مطابق میرا قانون اور میرا دین نہیں ہے۔ ولا امانی اھل الکتاب اور اے یہودیو سنو نہ تمہاری خواہشات کی بنیادوں پر ہمارے قانون کا مدار ہے۔ ہمارا قانون عالمگیر اور اٹل ہے۔ فطرتی اور قدرتی ہے۔ من یعمل سوءً یجزبه مسلمان ہو یا یہودی، نصرانی ہو یا کوئی اور فرد و بشر جس کسی نے گناہ کا ارتکاب کیا وہ سزا پا گیا۔ اس کو کہتے ہیں رب العلمین۔ اور اس کو کہتے ہیں قانون کا عالمگیر ہونا۔

نجات کا دارومدار صرف اعمال پر ہے

چنانچہ حضورؐ نے اس ضمن میں فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم اگر میں بھی قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی کروں تو میرے لئے بھی سزا ہے۔ فرمایا یا فاطمۃ لا املک من اللہ شیئا ولا اغنی عنك من اللہ شیئا سنو میری پیاری لخت جگر بیٹی فاطمہؓ میں تمہارے کوئی کام نہیں آ سکوں گا۔ جو تمہارے کام آ سکتے ہیں وہ تمہارے اعمال ہیں۔ اچھے کام کرو گی تو جزا ملے گی اور اگر بُرے کام کئے تو سزا پاؤ گی۔ مذہب کا حقیقی فلسفہ بیان فرما دیا ہے۔ مذہبی تنگ ظرفی کا علاج فرمایا، ارشاد فرمایا کہ خدا کا قانون کسی کی پرواہ نہیں کرے گا جو گناہ کرے گا سزا پا جائے گا و من یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مؤمن مرد ہو یا عورت اس کے اعمال اچھے ہوں تو اچھا پھل لگے گا۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد

حضرت عمرؓ نے کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ اگر عجمی لوگ اعمال میں ہم سے بڑھ جائیں تو ہم اپنے اعمال میں کمی کی وجہ سے ضرور پیچھے رہ جائیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یبطئی به عمله لم یسرع به نسبه جس کے عمل نے اسکو پیچھے رکھا اس کا نسب ....
اس کو آگے نہیں کر سکتا۔

حسب نسب کام نہیں آتا

مغل بادشاہ دہلی اور لکھنؤ میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ اُن کے حسب و نسب نے اُن کا ساتھ نہ دیا بلکہ اُن کی اپنی تن آسانیوں اور آرام طلبیوں، غفلتوں اور بے پرواہیوں نے ان کو پستی میں دھکیل دیا۔

مذہب غرور اور تکبر نہیں بلکہ تواضع و انکساری سکھاتا ہے

جو لوگ مذہب کی وجہ سے تنگ ظرفی اور ترش روئی اور بدکلامی سے کام لیتے ہیں وہ خدا کو پسند نہیں ہیں اس بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے و غرھم فی دینھم ما کانوا یفترون مذہبی خیالات نے اُن میں گھمنڈ اور تکبر پیدا کر رکھا ہے۔ مذہب تو تواضع اور انکساری کا سبق دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا لا ینبغی احد علی احد تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے بلکہ تواضعوا اپنے اندر تواضع پیدا کرو ومن تواضع للہ رفعه اللہ۔

آج کے مسلمان کی تنگ نظری کا حال

افسوس ہے اب مسلمان بھی یہی کہتا ہے کہ جنت صرف اسی مسجد میں ملتی ہے۔ ہمارے سوا کسی اور مذہبی رہنما کی بات نہیں ماننا

برلن میں ایک عالم دین سے ملاقات

برلن میں ایک دیوہیکل عالم دین میرے پاس آیا بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ مجھے مارنے کے لئے آیا تھا بڑی بارعب آواز میں بولا۔ آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہو، میں نے کہا مجدد۔ اس نے کہا کیا کہا، میں نے کہا مجدد۔ اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نبی مانتے ہیں اور آپ کافر ہیں۔ کافر کو مارنا ثواب ہے۔ میں آپ کو مارنے کے لئے آیا تھا۔ وہ سُن کر پاگل ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ چھاتی پر مارے اور واللہ اکبر کہا لوگوں نے مجھے گمراہ کر دیا تھا اور یہ کہکر مجھے اشتعال دلا رکھا تھا کہ آپ حضور نبی کریم خاتم النبیین کے بعد مرزا صاحب کو نبی مانتے ہو، ان کی بات بالکل غلط نکلی۔ سنا ہے کہ آپ نے قرآن شائع کیا ہے اور قرآن کی بعض سورتیں آپ کے خلاف ہیں اور ان کو آپ نے نکال دیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے قرآن کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے قرآن پڑھا اور کہا کہ اس میں تو تمام سورتیں ہیں اور یہ مکمل قرآن ہے۔ پھر کہنے لگا حضرت مرزا صاحب کی کتب دکھائیے۔ کتاب دیکھ کر کہنے لگا واللہ اس کے اندر نور ہے۔ جب برلن مسجد کا افتتاح ہوا تو پہلا خطبہ جس شخص نے دیا وہ یہی دیوہیکل شخص تھا اس نے اس خطبہ میں اس تمام معاملہ کا ذکر کیا تھا

دو افراد کی سلسلہ عالیہ میں شرکت

پرسوں دو پٹھان آئے ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ نفل پڑھتے ہی نہیں اور رکعتیں وغیرہ بھی کم پڑھتے ہیں

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

چوہدری محمد حسن صاحب ایڈووکیٹ گجرات کی تقریر جلسہ سالانہ

تحریک احمدیت کی فوقیت

اڑالی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری
ٹپک اٹھتی ہے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

بانی تحریک احمدیت نے اپنے دینی مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک جماعت بنائی۔ ایک مرکز قائم کیا اور پریس سے کام لے کر بے شمار لٹریچر کتابوں، صحیفوں، جریدوں رسالوں، اخباروں، ٹریکٹوں، پمفلٹوں کی شکل میں تمام اکناف عالم میں پھیلایا۔ مخالفتوں کے کئی طوفان اٹھے اور کئی آندھیاں چلیں۔ مگر کچھ وقت کے بعد احمدیوں کو اور مضبوط کر کے فرو ہوتی چلی گئیں۔ علماء جنہوں نے ابتداء میں مخالفت کی تھی علمی مناظرے کرتے رہے۔ مگر چونکہ تعلیمات احمدیہ میں اس قدر صداقت کے سیلاب کے سامنے علماء کے دلائل خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے حیات مسیح پر مناظرے بند ہو گئے۔ دجال اور یاجوج و ماجوج کی اصل حقیقت پر احمدیہ دلائل قبول عام کی خلعت پہننے لگے اور

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

کا سرٹیفکیٹ دربار اقبال سے بھی مل گیا۔ ازاں بعد تو دروگیری اور بے جا نکتہ چینی کی ایک مہم چلائی گئی جس طرح عیسائی پادریوں اور آریہ سماجیوں نے قرآن کریم اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف الزامات اور مفتریات کا ایک لامتناہی سلسلہ اب تک جاری کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اس نئی مہم کے چلانے والوں نے اصولوں کو تو ترک کر دیا اور ذاتیات میں الجھ گئے۔ ان تمام اختلافات اور تنازعات کے نتیجہ میں دو عظیم شخصیتیں ابھر کر سامنے آ گئیں، اور انہوں نے احمدیت کی تقلید میں اپنا پروگرام اسی نہج پر بنایا جس پر احمدیت عمل پیرا تھی۔ مولانا مودودی صاحب نے حصول اقتدار کی خاطر احمدیت کی مخالفت میں نمایاں پارٹ ادا کیا۔ مگر وہ خود تحریک احمدیت کی تقلید کرتے ہوئے ایک مستقل جماعت کے بانی بنے جس کا نام انہوں نے جماعت اسلامی رکھا۔ اس کا ایک مرکز قائم کیا۔ اور انہوں نے اپنے مخصوص عقائد کے پروپیگنڈا کے لئے احمدیت کی طرح پریس کی بھی خدمات حاصل کیں۔ بعینہٖ اسی طرح غلام احمد پرویز صاحب نے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک مرکز بنایا۔ خود اس کے امیر بنے۔ اور رسالہ "طلوع اسلام" ان کے جماعتی نظریات اور اعمال کا آرگن قرار پایا۔ یہ دونو ملیں سرگرم کار ہو گئیں۔ باقی ملت عارضی جوش و خروش دکھا کر جامد اور ساقط بن کر رہ گئی۔ آج کی میری تقریر کا موضوع انہی دو تحریکوں اور احمدیت کا باہمی موازنہ ہے اور میں کوشش کروں گا اور واقعات و شواہد سے ثابت کروں گا کہ تحریک احمدیت اس وقت بھی اعتقاداً و عملاً ان دونو تحریکات سے فائق اور بلند و برتر ہے۔

اس سٹیج پر کھڑے ہو کر میں ایک دفعہ پھر دنیا کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ تحریک احمدیت نے ابتداء ہی سے فضائے عالم میں تین نعرے بلند کئے تھے۔ اور آج بھی یہ تحریک انہی تین نعروں کی گونج زمینوں اور آسمانوں میں پیدا کر رہی ہے۔ وہ تین نعرے یہ ہیں:—

(۱) اسلام کا خدا رب العالمین ہے۔ اس نے تمام دنیا اور تمام زمانوں میں پیدا ہونے والے انسانوں کی روحانی اور جسمانی تربیت کے لئے یکساں سامان پیدا کئے ہیں۔

(۲) اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین اور نذیر للعالمین ہے۔ جس کا پیغام مکان کے لحاظ سے عالمگیر اور زمان کے لحاظ سے ابدی اور استمراری ہے۔ مغربی اور مشرقی کالے اور گورے، چھوٹے اور بڑے کی وہاں کوئی تمیز نہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ کی شان رحمۃ للعالمینی۔ تمام موجودہ اور آئندہ پیدا ہونے والوں انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔

(۳) اسلام کی کتاب یعنی قرآن مجید ذکر للعالمین ہے جو فطرت انسانی کے اندر ودیعت شدہ خزانہ دلائل کو بیدار کرتا ہے اور اس فطرت کے اندر رشتہ شدہ ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی کراتا ہے۔ تحریک احمدیت کے اعمال اور عقائد انہی تین نعروں کو اپنا محور بنائے ہوئے ہیں اور انہی کے گرد یہ تحریک اپنے لاؤلشکر سمیت گھوم رہی ہے۔ شروع ہی سے اس تحریک نے مقامی حدود کو توڑ دیا اور تمام اکناف عالم میں پھیل گئی۔ انہی تین نعروں کا یہ اثر ہے کہ لائل پور میں سکونت پذیر ہو کر اور شب و روز محنت کر کے روزی کمانے والا میاں محمد، ہالینڈ کے سفید فام باشندوں کی روحانی پیاس بجھانے کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہا ہے۔ مصطفیٰ کی رحمۃ للعالمینی کا یہ جمال ہے کہ سرزمین پنجاب کے غریب اور عاجز احمدی اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر رقوم اس لئے جمع کرتے ہیں کہ وہ انگلستان اور جرمنی کے باشندوں کی روحانی پیاس بجھائیں۔ اپنے اوقات اور اپنے قوٹے یورپ اور امریکہ کی فلاح و نجات کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی صاحب کا دماغ انہی نعروں کی کیف و مستی سے معمور ہو کر اپنے ملک کو الوداع کہنے پر مجبور ہوا اور وہ ضعیف العمری میں دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے نئی دنیا کے ترقی یافتہ انسانوں کو قرآن کا پیغام سنانے میں مشغول ہو گئے۔ یہ تین نعرے ستر برس سے تحریک احمدیت کی زبان سے بلند کئے جا رہے ہیں۔ اور انہوں نے ایک عالم کو مسحور کر دیا ہے۔ اس کے بالمقابل ہماری دو فعال جماعتیں یعنے جماعت اسلامی اور بزم ہائے طلوع اسلام اچھرہ اور گلبرگ کو اپنا مرکز بنائے ہوئے جو کچھ کر رہی ہیں۔ وہ مختصر الفاظ میں ہم بیان کئے دیتے ہیں۔ ان دونوں تحریکوں کے افادی پہلو سے ہمیں انکار نہیں۔ اگرچہ ہم نے آج تک ان دونوں بزرگوں کے منہ سے تحریک احمدیت کے متعلق ستائش کا ایک لفظ بھی نہیں سنا۔ مگر چونکہ ہمیں اسلام سے محبت، خدائے اسلام سے عشق، اور مصطفیٰ سے دلی فدائیت ہے، اس لئے ہم بے اختیار پکار اٹھتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگہدار
کاتو کنند دعوئے حُبّ پیمبرم

اسلام کی جو خدمات یہ لوگ کر رہے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں مگر افسوس کہ ان تحریکوں کا تخریبی پہلو ایسا نمایاں ہے کہ اسے اسلام کی خاطر ہمیں بے نقاب کرنا پڑتا ہے۔

اسلامی جماعت کے مقاصد

ابھی تک مسلمانوں نے اپنی یادداشت کی روایتی کمزوری کے باوجود اس بات کو فراموش نہیں کیا کہ تخلیق پاکستان کی جدوجہد کے وقت جبکہ قائد اعظم کی قیادت میں قوم خون کے غسل لے رہی تھی۔ اسلامی جماعت اور اس کے قائد حصول مقصد میں سب سے بڑی مزاحم قوت بنے رہے۔ یہاں تک کہ جب صوبہ سرحد میں پاکستان کی شمولیت کے لئے استصواب رائے ہوا تو مولانا مودودی نے اپنی جماعت کو حکم دیا۔ کہ وہ اس معاملے میں غیر جانبدار رہے۔ کانگرسی مسلمان تو شروع ہی سے پاکستان کے خلاف تھے۔ مگر صالحین کا یہ گروہ بھی رائے شماری کے وقت غیر جانبدار ہو گیا۔ اور یہ درحقیقت مسلم لیگ کے وجود میں چھرا گھونپنے کے مترادف تھا۔ گو مسلمانوں کے انبوہ کثیر نے ان پاکستان دشمن عناصر کی پیش نہ جانے دی۔ اور جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ تو مولانا مودودی اور ان کی جماعت نے حکمران طبقہ کے خلاف منافرت برپا کرنی اور عوام کے دلوں میں نفرت کے بیج بونا اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ غرض یہ تھی کہ کسی طرح حکومت ان کے ہاتھ آ جائے تاکہ وہ ملاؤں کے تنگ نظریوں کو ملک میں چلا سکیں۔ اگر آپ گذشتہ سالوں کے ترجمان القرآن کو مطالعہ کریں تو آپ اس کی یہ نمایاں خصوصیت بھی دیکھیں گے کہ یہ جماعت ایک ایسی قیادت کی طالب نظر آتی ہے۔ جس کا مصداق

صرف مولانا مودودی اور اس کے ہمنوا ہو سکتے ہیں۔ تاریخ تو یہ بتلاتی ہے کہ موجودہ صدی میں سوئے ہوئے مسلمانوں نے کروٹ بدلنی شروع کر دی ہے۔ اور ان میں بیداری اور ترقی کے نمایاں آثار نظر آنے لگے ہیں اس سے قبل مسلمانوں میں ہر جگہ جمود طاری تھا۔ وجود پاکستان ان کی بیداری کا ایک تازہ ثبوت ہے۔ اور پاکستان بننے کے بعد تو ہر جماعت جو برسر اقتدار آتی رہی ہے اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کا سامان صرف اسی امر میں دیکھتی رہی ہے کہ وہ اعلان کرتی رہے کہ ملک کا آئین اور قوانین قرآن اور سنت پر مبنی ہوں گے۔ معاشرہ کا ڈھانچہ تعلیمات اسلامی پر استوار ہوگا۔ مگر چونکہ جماعت اسلامی کے اپنے مقاصد پورے نہیں ہو رہے۔ اس لئے وہ دلوں میں بے اطمینانی اور مایوسی پیدا کرتی رہتی ہے۔ "ترجمان القرآن" کے آخری پرچے نومبر ۱۹۶۱ء میں جماعت اسلامی کی دلی کیفیت یوں بیان ہوئی ہے۔ یاد رہے اس جماعت کا اضطرار اور اضطراب مارشل لاء کی موجودگی میں بھی قابو میں نہیں رہ سکا۔

"ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہی ہے کہ ہم نے آج تک پورے اخلاص اور یکسوئی سے اس امر کا فیصلہ نہیں کیا کہ ہمیں کدھر جانا ہے اور ہم کس سمت بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ قوم کے دردمند کبھی تو اس صورت حالات کو دیکھ کر قوم کو کوستے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس قوم کی ساری تعمیری صلاحیتیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور کبھی غیر ملکی سامراجی طاقتوں کو ہدف طعن بناتے ہیں لیکن یہ غور کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ کہ وہ قوم جو گذشتہ بارہ سو برس سے مختلف قسم کی گمراہیوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کرتی چلی آرہی ہو۔ اور جسے اس معاملہ میں ترکوں کی قہرمانیاں اور دغابازیاں اصل مقصد سے باز رکھنے میں کامیاب ہوئی ہوں اور نہ انیوں کی چالاکیاں اور عیاریاں جادۂ مستقیم سے ہٹا سکی ہوں، وہ قوم گذشتہ چودہ سال کے قلیل عرصے میں بے شعور اور بے حس جانوروں کا ایک گلہ بن کر رہ جائے جسے ذاتی اغراض بالکل میکانکی طور پر جس طرف چاہیں ہانک کر لے جائیں۔

ہمارے نزدیک قوم کے اندر اس ذہنی خلفشار کی اصل وجہ وہ شدید احساس ناکامی ہے۔ جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔"

گویا پاکستان بننے سے قبل تو مسلمان قوم دنیا میں ایک معیاری قوم تھی۔ ایثار اور قربانی کا نمونہ تھی۔ اسلام کی شیدائی اور قرآن کے فدائی تھی۔ مگر پاکستان بننے کے بعد اس کی ساری خصوصیات سلب ہو گئیں۔

یہ سارا مضمون جو کئی صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ایسے ہی خیالات کا آئینہ دار ہے۔ آگے چل کر اس میں پھر مسلمان کی تصویر یوں کھینچی گئی ہے :-

"مملکت کے قیام تک تو وہ ہر خطرہ کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتا رہا۔ ہر آفت کو جرأت و مردانگی سے برداشت کرتا رہا۔ مگر جب ملک فی الواقعہ معرض وجود میں آگیا۔ تو اس نے محسوس کیا کہ اس کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل ہونے کی بجائے اس کا یہاں خون کیا جا رہا ہے۔ توقعات کے جو خواب اور امیدوں کے جو محل اس نے اپنے قلب و دماغ میں بسا رکھے تھے، اور جن کی اثر آفرینی کے تحت اس نے آگ اور خون کے سمندر میں سے گذرنا تک گوارا کیا۔ وہ آہستہ آہستہ اسے مٹتے ہوئے نظر آئے اس کی حالت اس بدنصیب انسان کی سی ہے جسے پیاس نے سخت پریشان کر رکھا ہو اور وہ لق و دق صحرا میں دور سے پانی کا چشمہ ابلتا ہوا دیکھے۔ مگر جب انتہائی محنت و مشقت اٹھانے کے بعد وہ اس چشمہ تک جا پہنچے تو اسے معلوم ہو کہ یہ تو محض ریت کے چمکتے ہوئے ذرے ہیں۔ جو پانی کی شکل میں اس کے سامنے جھلملا رہے ہیں۔"

پھر ارشاد ہے :-

"یہاں صورت حال یہ ہے کہ جو گروہ بھی برسر اقتدار آتا ہے۔ وہ پہلے اسلامی نظام کی برکات بیان کرتا ہے۔ پھر اس امر کا دعوےٰ کرتا ہے کہ اس ملک میں سوائے اس نظام کے کوئی دوسرا نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اسی نظام کو ہی اس خطہ میں بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ جب لوگ اس قسم کی خوش کن باتیں سنتے ہیں تو ان کے شکستہ عزائم میں پھر سے زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے پست حوصلے پھر بلند ہونے شروع ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ حقائق کی دنیا میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کو برپا کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جا رہا اور قومی تعمیر اور ترقی کے لئے وہی منصوبے بنائے جا رہے ہیں جو مغربی اقوام کے پیش نظر ہیں۔ اسلامی نظام کے متعلق یہ زبانی دعوے اور عملی اعتبار سے انحراف لوگوں کے اندر بار بار شکست پیدا کرتے ہیں، اور اب اس احساس نے قنوطیت اور ملکی مسائل میں عدم دلچسپی کی صورت اختیار کر لی ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ اہل ملک کے دلوں میں سے ملک کے سود و زیاں کا احساس آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اور ان کے کان اب ہر دعوے کو محض ایک کھوکھلا نعرے کی حیثیت سے سننے کے عادی ہو گئے ہیں۔"

اس کا علاج ہے مولویوں کے ہاتھوں میں اقتدار سونپ دو۔ تاکہ صور اسرافیل کا بگل بج جائے اور مغرب زدہ مرتدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

پھر آگے چل کر دیکھئے کس طرح اپنے غضب کو الفاظ کا جامہ پہنایا ہے :-

"ایک طرف سر بفلک عمارات تعمیر ہو رہی ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو چھپانے تک کے لئے جگہ نہ ملے اس صورت حالات کو دیکھ کر کون شخص یہ باور کر سکے گا کہ اس ملک میں اسلامی نظام معاشیت کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ اگر وہ دین کا تھوڑا سا علم رکھتا ہے۔ تو وہ یہ سمجھے گا کہ اسے محض اسلام کے نام پر دھوکا دیا جا رہا ہے اگر وہ علم دین سے بے بہرہ ہے۔ تو وہ اس دین ہی کو تیاگ دے گا جو انسانوں کے درمیان اس قسم کی غیر عادلانہ تقسیم کو روا رکھتا ہے۔ یہ دونوں احساسات ملک کی ترقی کے لئے کوئی نیک فال نہیں کہے جا سکتے۔"

جماعت اسلامی کے شعراء بھی اسی طرح کے گیت گاتے ہیں۔ ان کی یہی خواہش و تمنا ہے کہ کسی نہ کسی طرح ملک کی حکومت ہمارے ہاتھ میں آجائے اور ہم اپنے مخالفین کو مرتد قرار دے کر تہ تیغ کر ڈالیں اور یوں دنیا میں اسلام کی بدنامی اور رسوائی کا باعث بنیں۔ اسلامی جماعت کے مشہور شاعر نعیم صدیقی یوں نغمہ سرا ہیں :-

تضاد قول و عمل میں کیوں ہو
اٹھے ہیں ہم اس کو ختم کرنے
دلوں کے جذبے امنڈ کے اب تو
عمل کی منزل میں آچکے ہیں
وہی قیادت یہاں چلے گی
جو عزم ملت کے ہو بہو ہو

. . . .

ہم اُن سے تخت اپنا چھین لیں گے
کہ جن کو نا اہل پا چکے ہیں

ایک اور جگہ یہی نامور شاعر صاحب فرماتے ہیں :-

مڑا ہے قافلۂ شوق اب حرم کی طرف
یہ راہ اور ہے اب راہنما بدل جائیں
چلا ہے سفینہ اپنا لئے سمندر میں
ہے التماس کہ اب ناخدا بدل جائیں

یہ ہیں خیالات جماعت اسلامی کے۔ عمل کی دنیا میں تو اس نے آج تک کچھ نہ کیا۔ رشد و ہدایت کی مسند پر کبھی نہ بیٹھے عوام کے اخلاق سنوارنے میں کوئی حصہ نہ لیا تزکیہ نفس کا کام تو اب بھی حکمرانوں کے سپرد کر دیا اور خود اپنا تمام وقت دوسروں کو کوسنے میں صرف کر دیا۔ ایسی جماعت کو اگر غیر قانونی جماعت قرار نہ دیا جاتا تو کیا کیا جاتا؟

جماعت اسلامی کے نظریات

(۱) دنیا میں اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے انسان کو مکمل مذہبی آزادی دی ہے "لا اکراہ فی الدین" کہہ اس نے مذہبی پیشوائی کی آمریت کو ختم کر دیا ہے۔ ہر انسان آزادی سے جو چاہے اپنا مسلک اختیار کر سکتا ہے۔ مگر مودودی صاحب کا یہ نظریہ ہے جس پر ان کو بہت بڑا اصرار ہے۔ کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اس پر انہوں نے ایک کتابچہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ اس نظریہ کے پیش نظر اسلامی حکومت میں کوئی غیر مذہب کا آدمی پرچار نہیں کر سکتا۔ کیا اس کا نتیجہ یہ نہ نکلے گا کہ دوسری سلطنتیں بھی اشاعت اسلام کو اپنے علاقوں میں ممنوع قرار دے دیں گی اور اس سے اشاعت اسلام خود بخود رک جائے گی۔ تلوار سے اسلام کی اشاعت اب خود مولوی کو بھی تسلیم نہیں ہے کیونکہ دشمنانِ اسلام کے پاس اس قدر مہلک اسلحہ موجود ہیں کہ آن واحد میں وہ تمام اسلامی دنیا کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ مگر اسلام کے اندر داخل شدہ انسانوں کو ابھی وہ بزورِ شمشیر اسلام کے اندر رکھنے کا قائل ہے

(۲) بے نکاح لاتعداد لونڈیوں کو حرم میں داخل کرنا مودودی صاحب کے نظریات کا ایک پُرکشش عنصر ہے۔ جس سے وہ لوگوں کو یہ باور کرا دینا چاہتے ہیں کہ لوگ غیر شرعی طور پر سینماؤں میں کیوں جاتے ہیں۔ ہماری سلطنت میں ہر گھر شرعی طور پر سینما ہو گا۔ تعدد ازدواج پر کوئی قدغن نہ ہو گی، طلاق کے معاملہ میں مرد مختار کل ہو گا۔ آج ایک عورت سے نکاح کیا کل اسے طلاق دے کر نئی دلہن بیاہ لایا۔ اسی لئے مولانا مودودی صاحب عائلی اصلاحات کے خلاف سخت ایجی ٹیشن برپا کر رہے ہیں۔ اور اسے خلاف اسلام اور خلاف شریعت قرار دے رہے ہیں۔

(۳) مسیح کی آمد ثانی کے متعلق مولانا مودودی صاحب احادیث میں بیان کردہ پیشگوئیوں کو لفظاً لفظاً پورا ہوتا دیکھنے کے متمنی ہیں۔ یعنی وہ اسی مسیح کو دنیا کے سامنے لا کھڑا کرنا چاہتے ہیں، جو آج سے دو ہزار سال قبل یروشلم کی گلیوں میں پھرتا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا دوسرے علماء کی طرح مولانا مودودی کا مسیح چوتھے آسمان پر تنہائی کی گھڑیاں بسر کر رہا ہے۔ یا وہ کسی اور جگہ مقیم ہے۔ مسیح کے متعلق مولانا موصوف کے یہ خیالات حقیقت میں عیسائیت ہی کی تقویت کا موجب ہیں اس لئے مولانا کو آج تک عیسائی دنیا میں عیسائیت کے خلاف کام کرنے کی قطعاً توفیق نہ ملی۔ اور جب سے انہوں نے احمدی مبلغین کو اس ملک پاکستان سے تبلیغ سے محروم کر دیا ہے عیسائی مبلغین کی فوج در فوج یہاں آ چکے ہیں۔ اور بے شمار مسلمانوں کو آغوش مسیحیت میں لا چکے ہیں۔ خود ترجمان القرآن نے بارہا لکھا ہے کہ عیسائیوں کو گذشتہ چند سالوں میں سرزمین پاکستان میں اتنی کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی ہے کہ انگریزوں کے صد سالہ دور میں ایسی کامیابی کبھی نہیں ہوئی۔

مولانا کا ایک کارنامہ

مولانا مودودی صاحب نے ترجمان القرآن "منصب رسالت نمبر" کو تین سو اڑسٹھ (۳۶۸) صفحات کی ایک مستقل کتاب ہے سنت رسول اللہ اور احادیث مقدسہ کے اثبات میں شائع کیا ہوا ہے۔

میں اسے پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں فی الواقع ان کا یہ کارنامہ قابل تحسین ہے۔ مگر اس دوران میں مجھے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم ایم اے کی کتاب مقام حدیث مطالعہ کا موقعہ ملا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ جو کچھ مولانا مودودی صاحب نے اپنے اس رسالے میں لکھا ہے۔ وہ سب کا سب اور اس سے دو چند زائد دلائل اس کتاب "مقام حدیث" میں موجود ہے۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب کو جو حضور نے شاہ مقوقس کو لکھا شائع کیا ہے۔ جو کئی سال قبل ۱۸۵۸ء میں مصر کی عیسائی خانقاہ میں ایک فرانسیسی سیاح کو ملا تھا۔ اور اس کے بالمقابل اس خط کی عبارت جو صحیح بخاری میں درج لفظاً لفظاً نقل کر دی ہے۔ اور اس میں حیرت انگیز سو فیصدی مشابہت پائی گئی ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریم کی مہر جو اس پر ثبت ہے اس کا نقشہ بھی وہی ہے۔ جو احادیث میں موجود ہے اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے لکھا ہے:-

"مگر اس شہادت کے علاوہ میں احادیث کی صداقت پر ایک بے نظیر شہادت اس باب میں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ یہ شہادت نہ صرف احادیث کی صداقت پر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتی ہے۔ یہ ہے احادیث میں پیشگوئیوں کا موجود ہونا۔ اگر اسلام کی تاریخ کو ہم تین زمانوں پر تقسیم کر دیں یعنی ابتدائی زمانہ۔ درمیانی زمانہ اور آخری یا موجودہ زمانہ۔ تو ان تینوں میں ہم ان پیشگوئیوں کا ظہور کھلا کھلا پاتے ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں۔ اور جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ہر زمانہ میں اپنی چمک دکھاتی رہی ہے اور آپ کی برکات ہر زمانہ میں جاری رہنا ثابت ہوتا ہے۔ گو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کے غالب آنے کی پیشگوئیاں کھلے کھلے الفاظ میں قرآن کریم کی مکی سورتوں میں موجود ہیں۔ مگر اس جگہ میرا منشاء صرف ان پیشگوئیوں کے بیان کرنے کا ہے جو احادیث میں ہیں۔ ایسی پیشگوئیاں بکثرت ہیں۔"

اس کتاب میں مولانا مرحوم نے متعدد احادیث پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں جمع کی ہیں۔ پھر ان کے پورا ہونے کے واقعات بھی تاریخ سے فراہم کئے ہیں ایک مستقل باب اس بارہ میں رقم فرمایا ہے۔ اس کو پڑھ کر عجیب لذت پیدا ہوتی ہے اور انسان کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور آخر میں جا کر آخری زمانہ کی پیشگوئیوں سے یوں ارشاد فرمایا ہے:-

"مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اسلام کے ابتدائی یا درمیانی زمانوں تک ہی محدود نہیں رہیں۔ بلکہ اس آخری زمانہ میں بھی وہ اسی صفائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کی شہادت ادا کر رہی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو نہیں جانتا کہ اس زمانہ کا نقشہ احادیث میں نہایت صفائی سے کھینچا ہوا موجود ہے۔ دین صلیبی کا اکناف عالم میں پھیل جانا اور اس کا دنیا پر غالب ہو جانا۔ اس کے حامیوں کا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہر قسم کے سامان دنیوی کا پیش کرنا۔ اور اس کے ساتھ عالم میں عیش و عشرت کا ترقی کر جانا۔ اور سیم و زر کی افراط مسلمانوں کا قرآن کو چھوڑ دینا اسلام کا پھر حالتِ غربت کی طرف عود کر آنا مسلمانوں پر اس قدر فتن کا ہجوم کرنا کہ وہ ایک طرف سے نکلیں تو دوسری طرف مبتلا ہو جائیں۔ دنیا میں ان قوموں کا پیدا ہو جانا جن کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت کسی کو نہ ہو گی۔ اور ان کا عالم پر محیط ہو جانا۔ آخر عیسائیت کا خود بخود کمزور ہو کر اس کے عقائد کی غلطی کا دنیا پر ظاہر ہو جانا اور اس طرح پگھل جانا جس

طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور دین اسلام کا براہین کے ساتھ غالب آ کر آفتاب صداقت خیر البشر کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہ یہ تمام امور احادیث میں بالصراحت موجود ہیں۔ مگر یہ مضمون اس قدر بسط کو چاہتا ہے کہ اس کے لئے علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہے اس لئے میں اسے کسی دوسرے وقت پر چھوڑ کر اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

مولانا مودودی صاحب نے اپنی متذکرہ بالا کتاب میں پیشگوئیوں کو چھوا تک نہیں اگر ان پیشگوئیوں کو چھیڑتے تو احمدیت کی صداقت ظاہر ہو جاتی مگر ساتھ ہی احمدیت کا سچا ہونا بھی ظاہر ہو جاتا۔

مولانا مودودی صاحب نے کسی کتاب میں لکھا کہ احادیث کی شناخت کا ملکہ ہر اس شخص میں خود پیدا ہو جاتا ہے۔ جو حضور کی سیرت سے واقف ہو۔ اس کا نام وہ مزاج شناس رسول رکھتے ہیں اس کے متعلق پرویز صاحب نے مودودی صاحب کا مذاق اڑاتے ہوئے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "مزاج شناس رسول"۔ مگر میں مولانا محمد علی کی کتاب "مقام حدیث" پڑھ کر حیران ہو گیا کہ یہ خیال مودودی صاحب کا اپنا نہیں بلکہ یہ بھی مولانا محمد علی مرحوم کی کتاب مقام حدیث سے مستعار لیا گیا ہے خود مولانا نے اسے متقدمین سے لیا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے۔ جیسا کہ مولانا مرحوم اپنی کتاب مقام حدیث صفحہ ٨٩ پر لکھتے ہیں:-

"ملا علی قاری نے موضوعات میں بھی اسی کے قریب اصول درایت بیان کئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ ابن قیم الجوزیہ سے سوال کیا گیا کہ حدیث موضوع کا پتہ سوائے سند کو دیکھنے کے بھی لگ سکتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسا شخص ان کو پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ سے خوب واقف ہو۔ گویا وہ اس کے گوشت پوست میں داخل ہو چکی ہوں اور معرفت سنن میں اسے خصوصیت حاصل ہو چکی ہو اور نبی کریم صلعم کی سیرت اور آپ کے اخلاق سے وہ پورا واقف ہو۔ اور جانتا ہو کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں اور کس بات سے روکتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے حالات سے ایسا شدید تعلق ہو چکا ہو کہ گویا اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح آپ سے مخالطت ہو چکی ہے۔ لہٰذا ایسا شخص آپ کے احوال اور اوامر و نواہی کو خوب پہچان سکتا ہے۔"

غرض تحریک احمدیت نے کسی مضمون کو تشنہ نہیں چھوڑا افسوس وہ لوگ جنہوں نے ساری مفید باتیں چشمہ احمدیت ہی سے لی ہیں اور جنہیں اپنے اس تلمذ کا اعتراف کرنا چاہیئے تھا۔ اسی سرچشمہ کو مکدر کرنے میں ایسا فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ ان لوگوں کے دلوں میں احمدیت کے متعلق کس قدر عناد اور بغض موجود ہے اور ان کے اس دلی کیفیت کا کوئی اخلاقی جواز ثابت نہیں کیا جا سکتا سوائے قرآن نے اسے جیسے درد بھرے لہجہ میں بیان کیا ہے یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من الرسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ یہ تو کچھ احمدیت کا ہی حوصلہ اور وسعت قلب ہے کہ ان تمام باطل نظاموں کو غلط سمجھتے ہوئے بھی اس کی جو خوبیاں ہیں ان کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتی اور ان کو کلمہ گو سمجھ کر کبھی ان کی تکفیر پر آمادہ نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر عبدالودود صاحب و مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے درمیان سنت کی آئینی حیثیت کے متعلق ایک طویل خط و کتابت حال ہی میں ہوئی ہے۔ اس میں مولانا نے لکھا ہے۔ اگر منکر حدیث انکار کرتے ہیں کہ سنت کے متن میں اختلافات ہیں اس لئے وہ قابل اعتماد نہیں۔ تو قرآن کی تعبیروں میں بھی تو اختلافات ہیں اصل چیز الفاظ کے معنی ہیں۔ اگر معنوں میں اختلافات ہیں تو صورت وہی ہو گی جو احادیث کے اختلافات میں ہے۔ اس پر ڈاکٹر عبدالودود صاحب نے لکھا:-

"آپ کی دلیل بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح جب مرزائی حضرات سے کہا جائے کہ مرزا صاحب کے کردار میں فلاں نقص پایا جاتا ہے۔ تو وہ کہا کرتے ہیں کہ (معاذاللہ۔ معاذاللہ) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں بات بھی ایسی ہی نہیں نکلی؟"

ڈاکٹر عبدالودود صاحب کو نہ معلوم احمدیوں کو درمیان میں لانے کی کیوں سوجھی۔

اس پر مولانا مودودی صاحب پہلے تو احمدیوں کو دو چار صلواتیں سناتے ہیں۔ مگر بالآخر ان کے اس اصول کو کہ ہر سچائی کو منہاج نبوت پر پرکھنا چاہیئے۔ قبول کر لیتے ہیں۔ پہلے تو وہ احمدیوں پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ:-

"احمدی لوگ نبی اپنے نبی کا راستہ صاف کرنے کے لئے ذات رسول میں نقص نکالتے ہیں اور منکرین حدیث اپنے مرکز ملت کے لئے راستہ بنانے کی خاطر سنت رسول کی عیب چینی کرتے ہیں"

اور پھر احمدی طریق استدلال کو یوں قبول کر لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"تعبیر و تحقیق کے اختلافات کی گنجائش ہونا کسی آئین و قانون کے لئے عیب و نقص نہیں ہے۔ لہٰذا اس گنجائش کی بناء پر نہ قرآن کو اساس قانون بنانے سے انکار کیا جا سکتا ہے نہ سنت کو"

بالکل یہی استدلال احمدیوں کا ہے۔ کہ جس چیز کا نام آپ نقص رکھتے ہیں۔ نہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نقص ہوتا ہے اور نہ بانی تحریک احمدیت میں۔ اگر یہ اصول احمدی بیان کریں تو گشتنی اور گردن زدنی قرار پائیں لیکن مودودی صاحب وہی اصول قبول کر کے مومن کے مومن ہیں۔

احمدیت کی تفوق کی ایک اور مثال عرض کرتا ہوں۔ مجھے مذہبی رسالوں کا دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے ایک ماہنامہ تجلی کے نام سے زیر ادارت مولانا عامر عثمانی دیوبند سے نکلتا ہے۔ یہ ہندوستان میں جماعت اسلامی کا بہت بڑا منادی ہے اور اس کا مدیر علم دین سے اچھا خاصا شغف رکھتا ہے مختلف لوگوں کی طرف سے دلچسپ سوالات مدیر صاحب کو پہنچتے ہیں تو وہ انہیں "تجلی کی ڈاک" کے عنوان میں درج کرتے اور پھر ان کے جواب لکھتے ہیں۔ سوال کچھ اس قسم کے ہوتے ہیں:-

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر ایک دفعہ سید احمد رفاعی حاضر ہوئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَدِّیْ۔ قبر شریف سے آواز آئی یَا وَلَدِیْ۔ پھر مزار سے حضور کا دست مبارک نمودار ہوا۔ سید احمد رفاعی صاحب نے فوراً دست مبارک کا بوسہ لے لیا۔ اس واقعہ سے متعلق سائل نے سوال کیا کیا اس مکتب خیال کی حمایت جزو ایمان ہے؟ آپ کا اپنا ذاتی مسلک اس کے تعلق سے کیا ہے! تو اس کا جواب مدیر تجلی نے پورے دو صفحات میں دیا ہے۔ اسی طرح کسی نے ریڈیو پر تلاوت قرآن کے جواز کے متعلق سوال کیا۔ اس کا جواب بھی لمبا چوڑا دیا گیا۔ ایک سوال حج سکیم کے متعلق ہے۔ کہ چند آدمی روپے جمع کر کے قرعہ اندازی سے ایک شخص کو حج پر روانہ کرتے ہیں کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے۔ اس کا جواب بھی بہت طویل دیا گیا ہے۔ مگر ایک بدقسمت نے یہ سوال بھی کر دیا ہے کہ:-

"جب دین حق بالکل واضح ہے۔ تو علماء دین میں اس قدر اختلافات کیوں ہیں مثلاً حنفی۔ دیوبندی، قادیانی، شیعہ اور سنی کے جھگڑے کیوں ہیں اور نوبت کفر و ارتداد اور قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ اور مخالفین قبر سے نعشوں کو باہر نکال کرتے ہیں"۔

تو مدیر مجیب نے اس کا جواب دیتے ہوئے احمدیوں

(باقی بر صفحہ ١٤)

ایس ایم طفیل ایم۔اے۔ امام مسجد ووکنگ انگلستان

مکتوب ووکنگ

لندن میں حضرت علیؓ کا یوم ولادت

بمبرگ پیرس۔ لندن۔ میں شیعان ایران کی طرف سے اسلامی مشن قائم ہیں۔ پیرس سے فرانسیسی زبان میں ان کا ایک ماہنامہ نکلتا ہے۔ لندن میں اس مشن کے سربراہ سید مہدی خراسانی ہیں۔ جنہوں نے شیعہ اسلامک سوسائٹی قائم کر رکھی ہے۔ گذشتہ جمعہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو اس سوسائٹی کے زیر اہتمام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یوم ولادت کی تقریب پر اسلامک کلچر سنٹر لندن میں ایک جلسہ منعقد ہوا اس سے قبل شیعہ حضرات گذشتہ چند سالوں سے اسی قسم کی تقریب کا انتظام اس انداز سے نہیں کرتے تھے اپنے گھر ہی بعض احباب کو اکٹھا کر کے حضرت علیؓ کے متعلق ایک دو تقاریر کرا لیتے تھے۔

سید مہدی خراسانی ایک اتوار لفٹنٹ کرنل بینیز ہیوسٹ کے ہمراہ ووکنگ تشریف لائے تھے حسب دستور کھانا بھی ہمارے ساتھ کھایا اور نمازوں میں بھی شریک ہوئے۔ روانگی سے بیشتر انہوں نے مجھ سے اس اجلاس میں تقریر کرنے کے لئے کہا۔ پھر کہنے لگے اگر آپ کو صدارت کے لئے کہا جائے تو آپ کو اعتراض تو نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا جیسے آپ کی مرضی، صرف مجھے چند روز قبل اطلاع دے دیجئے کہ مجھے کیا فرض سرانجام دینا ہوگا۔

جلسہ کی صدارت کے لئے انہوں نے بعد میں سفیر افغانستان ہز ایکسی لنسی محمد کبیر لودین کا انتخاب کیا۔ چھ بجے جلسہ کا وقت تھا لیکن لوگوں کو پہنچتے پہنچتے ساڑھے چھ بج گئے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد صدر نے اختصار کے ساتھ حضرت علیؓ کے متعلق چند امور کی وضاحت فرمائی اور پھر مجھے تقریر کے لئے کہا، اس تقریر کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

حضرت علیؓ کا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچپن سے ہی خاص تعلق رہا ہے اور انہیں کے زیر سایہ آپؓ کی تربیت ہوئی ہے۔ دس سال کی عمر میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا:۔

وانذر عشیرتک الاقربین

اپنے قریبی عزیزوں کو ڈراؤ

تو انہوں نے اپنے خاندان کے سامنے اپنے پیغام کو پیش کیا۔ حضرت علیؓ اس وقت بمشکل پندرہ برس کے تھے رسول کریمؐ کے ارشاد پر خاندان کے کل افراد کو کھانے کی دعوت میں شریک کیا گیا۔ کھانے سے فراغت پا کر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت
کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں کون ہے
جو تم میں سے میرا معاون و مددگار ہوگا"

سب لوگ خاموش رہے، حضرت علیؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ لوگوں کو پکارا لیکن تینوں دفعہ صرف حضرت علیؓ نے لبیک کہا۔ حضرت علیؓ کی زندگی کے بعض ضروری واقعات قبل از خلافت یہ ہیں:۔

ہجرت کے وقت حضرت علیؓ نے مشرکین کے محاصرہ کے درمیان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر استراحت فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی دامادی کا شرف بخشا۔ سوائے تبوک کے حضرت علیؓ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ تبوک پر آپ صرف اپنے آقا کے کہنے پر شامل نہ ہوئے اس موقعہ پر رسولؐ نے حضرتؓ سے فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ ہارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔ یعنے تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسٰے سے تھی ماسوا اس کے میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گو اسلام میں ہارون نبی کی طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں لیکن نبی نہیں ہو سکتے اور یہی خاتم النبیین کی اصلاح کا صحیح معنوں میں مفہوم ہے۔

خالد بن ولیدؓ نے بنو جذیمہ کے ان لوگوں سے لڑائی جاری رکھی جنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار حسبانا حسبانا کہہ کر کیا تھا۔ نبی کریمؐ نے اس واقعہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور فتح الباری کی روایت کے مطابق حضرت علی کو اس غلطی کی تلافی کے لئے بھیجا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے کسی کو حق نہیں کہ اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھے۔ (اس امر پر ذرا تفصیل سے بحث کی گئی)

ضرار اسدیؓ کی رائے

حضرت امیر معاویہ نے ضرار اسدیؓ سے ایک دفعہ حضرت علیؓ کے اوصاف دریافت فرمائے۔ پہلے تو انہوں نے معذرت چاہی امیر معاویہ کے اصرار کرنے پر انہوں نے کہا:۔

"وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے فیصلہ کن بات کہتے، عادلانہ فیصلہ کرتے۔ ان کی ہر جانب سے علم کا چشمہ پھوٹتا تھا۔ انکے تمام اطراف سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا کی دلفریبی اور شادابی سے نفرت کرتے تھے اور رات اور رات کی وحشت کی سے انس رکھتے تھے۔ بڑے رونے والے اور بہت زیادہ غور و فکر کرنے والے تھے۔ سادہ لباس اور سادہ کھانا پسند تھا۔ ہم میں بالکل ہماری طرح رہتے تھے .... وہ اہل دین کی عزت کرتے تھے اور غریبوں کو اپنا مقرب بناتے تھے قوی کو اس کے باطل میں حرص و طمع کا موقعہ نہیں دیتے تھے۔ ان کے انصاف سے ضعیف ناامید نہیں ہوتا تھا۔ میں نے ان کو بعض معرکوں میں دیکھا کہ رات گذر چکی ہے ستارے ڈوب چکے ہیں اور وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے ایسے مضطرب ہیں جیسے مارگزیدہ مضطرب ہوتا ہے اور اس ملت میں وہ غمزدہ آدمی کی طرح رو رہے ہیں اور کہتے ہیں اے دنیا مجھ کو فریب نہ دے دوسرے کو دے، تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہے یا میری مشتاق ہوتی ہے۔ افسوس افسوس میں نے تجھ کو تین طلاقیں دے دی ہیں جس سے رجعت نہیں ہو سکتی۔ تیری عمر کم اور تیرا مقصد حقیر ہے۔ آہ زاد راہ کم اور سفر دور دراز کا ہے۔ راستہ دہشت خیز ہے"

یہ سن کر امیر معاویہؓ رو پڑے اور فرمایا:۔

"خدا ابوالحسنؓ پر رحم کرے خدا کی قسم
وہ ایسے ہی تھے"

(سیر الصحابہ جلد اول مؤلفہ حاجی معین الدین ندوی صفحہ ۳۶۲)

(۲) دوسرے ڈاکٹر تقی تھے جنہوں نے شیعہ عقائد و خیالات کی روشنی میں حضرت علیؓ کے فضائل پیش کئے اس کے بعد لفٹنٹ کرنل بینیز ہیوسٹ کو تقریر کے لئے کہا گیا۔ یہ انگریز نومسلم سوسائٹی کے صدر ہیں اور شیعہ ہیں ان کی لکھی ہوئی تقریر خاصی طویل تھی۔ وقت تنگ ہو رہا تھا۔ اس لئے مہدی خراسانی نے ایک رقعہ لکھ کر صاحب صدر کو بھیجا کہ ان کی تقریر کے بعد اجلاس کو ختم کر دیا جائے۔ سفیر افغانستان نہ جانے کب سے بھرے بیٹھے تھے مقرر سے کہنے لگے آپ اپنی تقریر فوراً بند کر دیں حاضرین میں سے بعض لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ آپ بعض باتیں خلاف واقعہ بیان کرتے ہیں۔

خراسانی صاحب دوڑے ہوئے آئے کہ ان کے رقعہ کا مطلب یہ نہیں تھا۔ حاضرین میں سے ایک شیعہ دوست اٹھ کر کہنے لگے کہ ہمیں ان کی تقریر پر کوئی اعتراض نہیں

افغان لیڈر نے کہا کہ آپ کو اعتراض نہ ہو تو مجھے تو اعتراض ہے۔ ہم سب لوگ حضرت علیؓ کی عزت کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے صحابہ امت کا ذکر تحقیر آمیز لہجہ میں کیا جائے اس لئے میں مزید تقریر کی اجازت نہیں دیتا۔

حاضرین میں کچھ ہل چل مچی، خراسانی نے درخواست کی کہ مقرر کو ایک دو منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کر لینے دیا جائے خیر صاحب صدر بات مان گئے۔

بیشنر ہیوٹ جو اس وقت تک سکتے کے عالم میں کھڑے تھے، کوئی آدھ منٹ تک مزید بات نہ کہہ سکے پھر انہوں نے نہایت نرمی اور پُر وقار لہجہ سے اس بات کا اظہار کیا کہ اگر صاحب صدر ان کی پوری بات کو سن لیتے تو انہیں اس تقریر پر ذرا بھی اعتراض نہ ہوتا۔ پھر انہوں نے بہت ہی خوشگوار انداز میں معذرت کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

صاحب صدر کو غالباً اب تک اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔ اس لئے انہوں نے اُٹھ کر تین بار معذرت کی اور جلسہ برخواست کیا۔ اس طریق سے جو غیر متوقع بدمزگی پیدا ہو گئی تھی وہ دور ہو گئی۔

اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے اور بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔

ہمارے لٹریچر کی عرب ممالک میں مانگ

۱۹۲۲ء میں قاہرہ میں کسٹم ہاؤس میں جب ایک پارسل کھول کر دیکھا گیا اور معلوم ہوا کہ اس میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم کا انگریزی ترجمہ قرآن ہے تو اسے نذر آتش کر دیا گیا۔ لیکن حالات میں اب اتنی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے کہ وہاں لوگ بڑے ذوق و شوق سے ہماری کتب منگوا کر پڑھتے ہیں۔ اسی ہفتہ وہاں کے ایک گورنمنٹ کے ادارہ نے پچاس سے زائد نسخہ جات ہمارے انگریزی ترجمہ قرآن کے خرید کئے ہیں۔

سعودی عرب میں کئی مختلف مقامات سے ہمارے لٹریچر کی مانگ اور فرمائشیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان ممالک میں احمدیت کی مخالفت بھی شدید ہے۔ شاید یہ اسی کا اثر ہے۔ جو کام ہم نہیں کر سکے وہ ہمارے دشمن ہمارے لئے سرانجام دے رہے ہیں اور لوگوں میں صداقت معلوم کرنے کا شوق بڑھ رہا ہے۔

اسلام اور چوائس کے تراجم

اسلام اور چوائس ISLAM OUR CHOICE جو چند ماہ ہوئے ووکنگ سے شائع ہوئی تھی اس کے ایک معتدبہ حصہ کا اُردو ترجمہ انجمن شائع کر رہی ہے۔ اس کتاب کو ہر اس شخص نے پسندیدہ نگاہ سے دیکھا ہے جسے تبلیغ اسلام سے کچھ ذرا سی بھی دلچسپی ہے۔ اپنے قیام قاہرہ کے دوران میں مولانا عبدالمجید صاحب نے وہاں وزیر اطلاعات کو اس کتاب کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ جب دو دو روز بعد ان سے ملنے گئے تو انہوں نے تمام کتاب کو پڑھ ڈالا تھا اور ہر صفحہ پر جو ضروری بات نظر آئی اسے نشان زد کر دیا تھا۔ لندن میں ہمارے دوست نظام علی خاں کی اہلیہ بہت عرصہ سے اسلام کا مطالعہ کر رہی تھیں لیکن اسلام قبول پر ان کو انشراح صدر نہ ہوتا تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ دونوں مل کر اس کتاب کو پڑھیں۔ کوئی ہفتہ بھر میں انہوں نے کتاب ختم کر لی۔ دوسرے دن صبح اُٹھ کر اُن کی اہلیہ کہنے لگیں بس اب وہ اپنے اسلام کا اعلان کر دیں گی۔

ایران میں اس کتاب کا فارسی ترجمہ ہو رہا ہے۔

آج کی ڈاک سے تائیوان سے اطلاع ملی ہے کہ حاجی یوسف ماین شو نے اس کا چینی زبان میں ترجمہ شروع کر دیا ہے۔

خدا کرے ہماری یہ حقیر کوششیں بہت سے قلوب کو اسلام کی طرف کھینچ لانے کا باعث ہوں۔

کرسمس میں حادثات

کرسمس میں لوگ شغل شراب میں بہت مصروف رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سڑک پر مرنے والوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ وزیر ٹرانسپورٹ نے بار بار لوگوں سے اپیل کی کہ شراب پی کر موٹر مت چلاؤ۔ اس کے باوجود ان چار دنوں میں ۱۲۰ اموات واقع ہو گئیں، اتنے ہی لوگ زخمی ہوئے۔ ان حادثات کا ایک سبب اس دفعہ کلا کی سردی بھی تھی۔ کہتے ہیں گذشتہ نصف صدی میں اس قسم کا دوسرا سرد کرسمس ہے۔

(روئداد جلسہ از صفحہ ۴)

عام طور پر انہیں تسلیم نہ کیا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ مسیح اور مہدی جب آئے گا تو دنیا و مافیہا میں ایک انجانی کیفیت طاری ہو جائے گی، نہ یہ دن رہیں گے نہ یہ راتیں۔ زمانہ کی گردشیں کروٹ لیں گی۔ اور شمس و قمر ایک نیا نظام پیدا کریں گے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ مہدی [illegible] غائب سے نمودار ہو گا۔ اس کا علم اس کا کمال اعلےٰ اور ارفع درجہ پر ہو گا۔ اور وہ مافوق الفطرت آثار کا حامل ہوگا۔ گویا جادو اور طلسم کا پیکر ہوگا۔ مگر یہ سب کچھ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی ذات میں نہ دیکھا اس لئے منکر ہو گئے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک دیہاتی۔ غیر معروف، جاہل، بے علم اٹھ کر دعوےٰ کرنے لگا ہے مہدویت اور مسیحیت کا، جو سراسر جھوٹ اور غلط محض ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ان کو نہیں معلوم کہ جنہیں خدا اپنے روحانی سلسلہ کی رہنمائی کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ ان کی معیار کمال دنیا کے علوم و فنون اور بڑی بڑی یونیورسٹی کے سرٹیفکیٹ نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ ایسے لوگوں کی خود خدا تہذیب و تربیت کرتا ہے اور اپنی جناب سے انہیں علم و حکمت سکھاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب مسیحا بن کر تشریف لائے مسلمانوں کی مذہبی و ملکی حالت اس وقت تنزل پر تھی، اسلام خطرات سے دوچار تھا۔ حالی مرحوم مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت پر مرثیہ خوانی کر رہے تھے۔ سر سید مرحوم مسلمانوں کی بے سرو سامانی پر آنسو بہا رہے تھے۔ مسلمانوں کی سلطنتیں اور حکومتیں یکے بعد دیگرے اغیار کے دست تسلط کا شکار ہو رہی تھیں۔ روحانی اور مادی لحاظ سے مسلمان مٹ چکے تھے۔ اسلام کو مٹانے کی کوششیں چاروں طرف سے جاری تھیں۔ مسیحیوں کے مرد و زن حشرات الارض کی طرح اسلام کا خون چوسنے میں مصروف تھے۔ مسجد کا مولوی دم بخود تھا۔ منبر کا ملا سو رہا تھا۔ یہ سب کے سب مجبور محض تھے۔ زمانے کی افتاد ان پر آن پڑی تھی۔ کوئی درد کا درماں ان کے پاس موجود نہ تھا۔ ایسے انحطاط اور بحران کے زمانہ میں ایک دیہاتی مرد اٹھتا ہے اور آنکھیں کھولتا ہے۔ دین متین کی نبض پر ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس بیماری کا مسیحا میں ہوں۔ میں اس درد کا درماں ہوں۔ آؤ مسلمانو! میرے ساتھ ہو جاؤ۔ اٹھو جاگو، اسلام کی دنیا لٹی جا رہی ہے۔ آؤ کشت ملت کی آبیاری کرو۔ اب تلوار، تیر و تفنگ تمہارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ یہ زمانہ عقل کا ہے۔ جہاد کرو۔ مگر جہاد تلوار سے نہیں قلم سے ہوگا اور علم سے ہوگا۔

فاضل مقرر نے حضرت مرزا صاحب پر کئے گئے بے شمار اعتراضات اور جوابات کی تفصیل دیتے ہوئے فرمایا کہ بانی . . . . تحریک احمدیہ نے اسلام کے مقابل یاجوج ماجوج اور دجال اور طاغوتی طاقتوں کو ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور ان مفسد طاقتوں کو ہر لحاظ سے ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس دور میں اسلام کا اہم دشمن الحاد، اور دہریت کیطرف رجحان ہے۔ اس سلسلہ میں جو بڑا کام حضرت مرزا صاحب نے کیا وہ تھا خدا پر ایمان کا حقیقی تخیل اور تصور۔ آپ نے دلوں میں زندہ خدا پر زندہ ایمان کی روح پھونک دی۔ آپ نے زندہ خدا پر بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ خدا کی ہستی پر بڑے بڑے دلائل اور براہین دیئے اور اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا کہ میں اس کو دیکھتا ہوں میں اس سے باتیں کرتا ہوں۔ آؤ میرے پاس آؤ میں اس خدا کو تمہیں دکھاؤں گا۔ فرمایا چالیس دن میرے پاس ٹھہرو۔ خدا نہ ملے تو مجھے کہنا۔

آپ نے دہریت اور الحاد کا سدباب کیا اور خدا پر مضبوط اور زندہ ایمان پیدا کیا۔ آپ نے قدیم فلسفوں کی تطہیر کی۔ ایرانی، کلدانی اور ارسطو کے فلسفے کے مقابلہ پر مذہب کا نیا فلسفہ دنیا میں پیش کیا۔ آپ نے بڑی تحدی سے اعلان فرمایا کہ سائنس کا صرف اور صرف وہی قانون اور اصول صحیح ہو سکتا ہے، جو قرآن کے مطابق ہوگا۔ اور جو قرآن کے مطابق نہیں ہے وہ درست نہیں۔

خانبہادر موصوف نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی داخلی اور خارجی حفاظت کا سامان کیا۔ داخلی طور پر مسلمانوں کی ایک تنظیم بنائی جس کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اور خارجی طور پر آپ نے مخالفین اسلام کے خلاف بڑے تندو مد سے تبلیغی محاذ قائم کیا۔ آپ نے آریہ سماج۔ دیو سماج سکھ ازم۔ بدھ ازم، ہندومت، اور عیسائیت وغیرہ مذاہب باطل کے خلاف صف آرائی کی۔ ان کے ساتھ مناظرے کئے اور دین متین کی فوقیت اور صداقت کا سکہ بٹھا دیا۔ بڑی بڑی کتابیں از قسم جنگ مقدس۔ سرمہ چشم آریہ، آئینہ کمالات اسلام وغیرہ تصنیف کیں اور جلسہ مذاہب اعظم میں اسلام کی فوقیت اور حقانیت کا سکہ بٹھا دیا۔ اسلام کے خلاف جس شدومد سے کوئی طاقت ابھری اسی کو تائید ایزدی کے ساتھ مٹا دیا۔

خانبہادر ممدوح نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب نے صداقت اسلام کے دو عظیم الشان کام کئے۔ آپ نے خدا اور رسول کے لئے غیرت و حمیت، کا بے پناہ جذبہ قوم میں پیدا کیا۔ دین کی محبت دلوں میں پیدا کی اور قرآن سے عشق کی عدیم النظیر مثال قائم کی۔ اقبال معترف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں تو لوگوں نے بہت کچھ نعتیں لکھی ہیں مگر قرآن سے جس شخص نے عشق کیا ہے وہ حضرت صاحب ہی ہیں مرزا صاحب نے قوم کو تلقین فرمائی کہ تم خواہ زندگی کے کسی موڑ پر ہو کسی منزل میں قدم رکھو قرآن تمہارا رہنما ہو، تمہاری بول چال۔ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا۔ تمہارا لینا دینا سب کچھ قرآن کی تصویر ہو۔

فاضل مقرر نے قرآن کی صداقت و حقانیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس نے فرعون کی لاش کے محفوظ ہونے کا ذکر کیا ہے جو آج دنیا کی عبرت کے لئے مصری ممیوں سے برآمد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک متکبر شخص کی لاش بطور عبرت قائم رکھی۔ لیکن وہ لوگ جو خدا کے مامور اور نبی اور رسول ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی لاشوں کو بغیر کسی مسالہ کے زیر زمین خراب نہیں ہونے نہیں دیتا، اس لئے میرا ایمان ہے کہ سری نگر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کا پتہ جو حضرت مرزا صاحب نے دیا ہے برحق ہے۔ اور مسیح کی لاش اس قبر میں صحیح سلامت موجود ہے۔ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ یورپ کے بڑے بڑے آدمی وہاں جائیں اور اس قبر کو کھود کر دیکھیں اس قبر میں سے یسوع مسیح کی لاش برآمد ہوگی اور یہ اسلام کی اور حضرت مرزا صاحب کی حقانیت اور صداقت کا نشان ہوگا۔ میرا ایمان ہے کہ جب یہ قبر کھود دی جائے گی تو عیسائیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

آخر میں خانبہادر ممدوح نے فرمایا کہ تحریک احمدیت نے اسلام کے لئے بے نظیر خدمت کی ہے جسے مؤرخ سنہری حروف سے لکھے گا۔

خانبہادر صاحب ممدوح کی اعلیٰ ایمان افروز تقریر کے بعد الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب ملتانی نے نہایت موثر اور ولولہ انگیز صدارتی تقریر فرمائی یہ تقریر نوٹ کر لی گئی ہے جو بعد میں من وعن شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ الحاج شیخ میاں محمد صاحب کی اس تقریر کے بعد آج کا اجلاس برخواست ہوا۔

(باقی آئندہ)

الوداعی دعوت — بسلسلہ صفحہ ۳

فرض اولین سمجھتا ہے اور خطرات و مشکلات سے کبھی نہیں گھبراتا۔ ع

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد

آن کے جانے سے پنڈی کی جماعت ایک قیمتی وجود سے محروم تو ضرور ہوگی لیکن ان کے سامنے جو کام افریقہ میں تبلیغ اسلام کا ہے۔ وہ اس سے بہت اہم ہے پھر ان کا مقام بھی بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے وسیع میدان ہیں۔ جہاں ہمارے مبلغین کی زیادہ ضرورت ہے۔ لیکن افسوس کہ ہماری توجہ نوجوان مبلغین کی تعلیم و تربیت کی طرف بتدریج کم ہو رہی ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خداوند تعالےٰ ہمارے مبلغین کو اور ہمیں بھی اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام
قمر لطیف ۲۹/۱ عالم خان روڈ
راولپنڈی

(بقیہ صفحہ ۱)

کے متعلق اپنے عناد کو یوں ظاہر کیا ہے۔

"خود اسی سوال میں جس کا جواب میں عرض کر رہا ہوں۔ آپ نے قادیانیوں کو بھی امت مسلمہ میں شامل کیا ہے اور مختلف مسلمان گروہوں کے ساتھ اس کا نام بھی اسی طرح لیا ہے جیسے ان کا مسلمان ہونا ایک طے شدہ امر ہو"

گویا اگر حنفی اور دیوبندی یا شیعہ سُنی ایک دوسرے پر کفر اور ارتداد کے فتوے لگائیں اور ایک دوسرے کو قتل و غارت کریں اور ایک دوسرے کی نعشیں قبروں سے نکال باہر پھینکیں۔ تو ان کا ایسا کرنا گویا اپنے مخالفین کو امت مسلمہ ہی کا عنصر قرار دینا ہے اور وہ جس قدر چاہیں آپس میں سر پھٹول کریں مگر ان کے اسلام میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ مگر احمدیت سے انکی مخالفت خالص کفر و اسلام کا مسئلہ بن جاتی ہے۔

اسی سائل نے حالات زمانہ کے پیش نظر اور عیسائیت کی پاکستان میں نہایت سرعت سے پیش قدمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ظہور مسیح و مہدی علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کے متعلق بھی سوالات کئے ہیں۔ ان کے متعلق مدیر محترم صاحب لکھتے ہیں:۔

"آگے آپ نے کئی سوالات حضرت عیسٰے علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں کئے ہیں اور ان کی وفات ان کی بعثت ثانیہ اور صداقت ظہور کی بحث اُٹھائی ہے۔ نیز یہ بھی واضح فرمایا ہے۔ کہ ظہور مہدی کی ایک نشانی پچھلی صدی میں ظاہر بھی ہو چکی ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ موضوعات آپ ہی کو مبارک۔ ہمارے نزدیک ان میں سر کھپانا کسی خاص علمی مجلس میں یا کسی حقیقت موقعہ پر تو مناسب ہو سکتا ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں تجلّی کے صفحات ان سے سیاہ کرنا وقت اور قوت کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں"

گویا ابھی دنیا میں عیسائیت کی وجہ سے ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ کے قلب مطہر پر اس زمانہ کا جو نقشہ منعکس کر دیا گیا تھا اس کی حالات و واقعات زمانہ سے حیرت انگیز تطبیق دکھا کر ان کی معقول اور ایمان افروز تعبیرات کی جاویں۔

درحقیقت یہ سعادت اور یہ شرف صرف تحریک احمدیت ہی کے نام لکھی جا چکی ہے۔ کہ وہ عیسائیت کا مقابلہ کرے۔ اور وہ حضرت مسیح کی بعثت ثانیہ کی صحیح تعبیر کرے دجّال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق پیشگوئیوں کی صحیح وضاحت کرے اور ان پیشگوئیوں کو اپنے وقت پر پورا ہوتا دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کرے۔ اور اس ایمان کی تازگی و پختگی اپنے عمل میں منعکس کر کے دکھائے۔ اور یورپ، انگلستان امریکہ و جرمن وغیرہ عیسائیوں کے کفرستانوں پر حملہ کر کے اسلام کو غالب کر کے دکھائے۔ نہ معلوم وہ حالات کب آئیں گے۔ جب یہ بزرگوار (مدیر تجلّی) عیسائیت کے مقابلے پر میدان میں نکلیں گے۔ اور حدیث کی بیان کی ہوئی ان عظیم الشان پیشگوئیوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنے سے نہیں شرمائیں گے۔

(باقی دارد)

خطبہ جمعہ

بسلسلہ صفحہ ۶

مگر یہاں سب کچھ ان کے خیالات کے خلاف ہوا وہ بہت متاثر ہوئے اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔

ہم اپنا محاسبہ کریں اور اعمال پر زور دیں

جو لوگ خدا پرستی کا دعویٰ کرتے ہیں یہ آیات انکے لئے قابل غور ہیں، وہ اپنا محاسبہ کریں تنگ ظرفی اور بد اخلاقی چھوڑ دیں اعمال کی طرف توجہ کریں۔ لله ما فی السمٰوات وما فی الارض ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم به الله میں محاسبہ کرنے کا حکم ہے۔ محاسبہ سے اپنی کمی اور اپنی تقصیر سامنے آتی ہے۔ اس کمی اور اس تقصیر کو دُور کر دینا چاہیئے ہمیں خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے۔ ہم تقصیر وار ہیں ہمیں خدا سے مغفرت مانگنا چاہیئے۔ یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور خدا تعالے کے ارشادات ہیں۔ وہ تمام دُنیا کے لئے قانون پیش کرتے ہیں لیس بامانیکم ولا امانی اهل الکتاب کا پرچار کرو تو دنیا قائل ہو جائے گی اگر آپ نے یہ دلیرو اختیار کیا کہ یہ بھی کافر اور وہ بھی کافر تو تمہارا کوئی بھی ساتھ نہیں دے گا آپ کو عیسائیوں کے ساتھ ملاقات کا موقعہ نہیں ملا ہوگا۔ میں نے عیسائی عالموں، فاضلوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ کیا ہوا ..... کوئی قوم دن رات نیکی کرے جب تک مسیح کے مصلوب ہونے پر ایمان نہ لایا جائے اس وقت تک وہ قوم جنتی نہیں ہو سکتی خواہ زندگی بھر نیک کام کرتی رہے۔ اسی قسم کا عقیدہ یہودی اور عیسائی کا بھی ہے۔ اس کو عقلمند تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس اعلان لیس بامانیکم ولا امانی اهل الکتاب ومن یعمل سوء یجزبه پر دنیا ایمان لے آئے گی۔ اس لئے کہ یہ عالمگیر نظریہ ہے اس میں کشش ہے دل کو اپیل کرتا ہے۔ دنیا پھر ان معتقدات کو حاصل کرنے کی محتاج ہے ؛

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

عزت کرنے ہتے ہر قوم کے معزز آدمی کی اور اسی کو ان پر حاکم بناتے اور ہوشیار اور پُر حذر رہتے لوگوں سے اور اپنی حفاظت کرتے اُن سے بغیر اس کے کہ روک لیں اُن میں سے کسی سے اپنی خوش روئی اور خوش خلقی اور دیانت فرمانے رہتے اپنے دوستوں کا حال اور تفتیش کرتے لوگوں سے واقعات کی (بغرض اصلاح) اور اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید کرتے اور بُرے کو برا سمجھتے اور اس کی ذلت کا احساس دلاتے (تا عبرت حاصل کرے) میانہ رو رہتے ہر معاملہ میں ایک ہی انداز پر رہتے اور نہ غافل رہتے (ان کے حال سے) کہ کہیں لوگ غافل نہ ہو جائیں۔ ہر حالت کے مقابلہ کے لئے آپ کے پاس پورا سامان مہیا رہتا۔ اور نہ آپ حق سے قاصر رہتے اور نہ ہی اس سے تجاوز کرتے لوگوں میں سے جو آپ کے قریب ہوتے وہ بہترین اشخاص ہوتے۔ لوگوں میں آپ کے نزدیک و... اور بڑے مرتبے والا آپ کے ہوتا جس کا سلوک اور احسان لوگوں... عمدہ ہوتا۔ (باقی)

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
پرنٹس
پاپلین
سوتی دھاگہ
ململ
کارڈورائے
بی سی ۹۰
وائل
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
سلے سلائے ملبوسات۔ بش شرٹ پتلون۔ رومال سلیپنگ سوٹ۔ تمام سائز کے مل سکتے ہیں۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (ٹھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
پیغام صلح لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ شعبان ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۲

بحرِ حکمت کے موتی

قال فسالتہٗ عن مجلسہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقوم ولا یجلس الا علی ذکرٍ واذا انتھی الی قوم جلس حیث ینتھی بہ المجلس ویأمر بذالک یعطی کل جلسائہٖ بنصیبہٖ لایحسب جلیسہٗ ان احدًا اکرمُ علیہ منہ من جالسہٗ اوفاوضہٗ فی حاجۃ صابرہٗ حتی یکون ھو المنصرف عنہ ومن سالہ حاجۃً لم یردّہٗ الا بھا او بمیسور من القول قد وسع الناس بسطہ و خلقہٗ فصار لھم ابًا وصاروا عندہٗ فی الحق سوآءً مجلسہٗ مجلس علمٍ وحیاءٍ وصبرٍ وامانۃٍ لاترفع فیہ الاصوات ولا تؤبن فیہ الحرم ولا تنثی فلتاتہٗ متعادلین یتفاضلون فیہ بالتقویٰ متواضعین یوقرون فیہ الکبیر ویرحمون فیہ الصغیر ویؤثرون ذا الحاجۃ ویحفظون الغریب۔

(شمائل ترمذی)

امام حسینؓ نے کہا اس کے بعد میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا آپؐ کی نشست و برخاست کے متعلق اس پر انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھتے تھے اور نہ بیٹھتے تھے مگر یادِ الٰہی کرتے ہوئے اور جب کسی قوم کے مجمع پر پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس بات کا حکم اپنی امت کو فرماتے

(باقی بر صفحہ ۱۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسا لوگوں کی گرویدگی کی وجہ

ایمان اور اسکے عملی اثرات ہی اقوال کو موثر بناتے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی جس نے لوگوں کو ایسا گرویدہ بنا لیا۔ کہ وہ آپ پر اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے اور اپنے تمام دنیوی مفاد۔ منافع اور تمام ملکی اور قومی تعلقات کو قطع کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع تعلق کر کے اپنی باتوں کو فدا کر کے دکھا دیا۔ کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہمراہ ہوئے تھے۔ بظاہر آپؐ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ جو ایک دنیادار انسان کے لئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ تو آپ نے یتیمی میں پرورش پائی تھی، وہ اوروں کو کیا دے سکتے تھے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ بلاشک آپؐ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا۔ اور ہرگز نہ تھا۔ لیکن آپ کے پاس وہ زبردست چیزیں جو حقیقی اور اصلی، موثر اور جاذب ہیں موجود تھیں وہی آپؐ نے پیش کیں، اور انہوں ہی سے ایک دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ وہ چیزیں تھیں حق اور کشش۔ یہ ہر دو چیزیں ہی ہوتی ہیں جن کو انبیاء لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ اور جب تک یہ دونوں چیزیں موجود نہ ہوں انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ کسی دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ حق ہو لیکن ساتھ اس کے کشش نہ ہو تو کیا حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو تو اس سے کیا فائدہ بہت سے لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں جو اس دنیا میں موجود ہیں۔ جن کی زبان پر حق ہوتا ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ وہ حق مفید اور موثر ثابت نہیں ہوتا؟ وجہ یہ کہ وہ حق صرف اُن کی زبان پر ہے۔ لیکن دل اس سے آشنا نہیں۔ اور وہ کشش جو دل کی قبولیت کے بعد پیدا ہوتی ہے اس کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے محض اوپر کے دل سے کہتا ہے جس کا سننے والے پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

سچی کشش حقیقی جذب اور حقیقی تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اس حق کو جسے وہ بیان کرتا ہے نہ صرف خود قبول کرے بلکہ اس پر عمل کر کے اس کے چمکتے ہوئے نتائج اور خواص کو اپنے اندر رکھتا ہو۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۱-۳۲)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

بھارت

ترجمہ خط۔ ایم۔ سی۔ ڈائرکٹر لائبریری ماناسغربی بنگال بھارت
السلام علیکم۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی جب ہم نے آپ کا خود تحریر کردہ تحفہ نیو ورلڈ آرڈر معرفت رائل لائبریری کامن ہیگن ڈنمارک وصول پایا۔
یہ کتاب آپ نے تحفہ کے طور پر کامن ہیگن لائبریری کو ارسال کی ہے۔ اس کتاب میں یقیناً بہت بڑا علم ہے ب چیزوں سے اور آپ کی فیاضی نے مجھے مجبور کیا کہ ایک کاپی انگریزی عربی قرآن شریف آپ سے مانگوں۔
ہم بہت خوش ہوں گے اگر آپ پڑھنے کا موقعہ دیں۔ میں نے اپنے اسسٹنٹ کی معرفت التجا کی تھی کہ ایک کتاب قرآن شریف انگریزی معہ متن ارسال فرمادیں۔
امید ہے کہ آپ مہربانی فرماکر ایک کاپی قرآن شریف ارسال کریں گے۔ تاکہ میں اسلام کی حقیقت سمجھ سکوں۔
(قرآن شریف، ضروری لٹریچر اور خط ارسال کئے گئے)

گھانا

ترجمہ خط محمد سانی سو لے۔ ٹاکو رادی۔ گھانا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
کافی عرصہ سے کوئی خط وکتابت نہیں ہوسکی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ میں تین مہینے تک Practical Training لیتا رہا اور کوئی موقعہ خط وکتابت کا نہ ملا۔ جس کی میں معافی چاہتا ہوں۔
میں مطلع کرتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کا جو آپ نے بھیجی ہیں بغور مطالعہ کیا ہے۔ یہ کتب بہت مفید ثابت ہوئی ہیں، خاصکر نیچنگز آف اسلام۔ براہین احمدیہ اور قرآن شریف۔　　والسلام

نائجیریا

ترجمہ خط معلم عبدالقادر ابراہیم۔ کانو۔ نائجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند اسلامی کتابیں ارسال فرمادیں۔ میں شمالی کانو۔ نائجیریا کی مسلم جماعت کا سیکرٹری ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے اس کام میں زیادہ سے زیادہ مدد کریں اور چند ایک مفید کتابیں اور ارسال فرمادیں۔
(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

ابادان

ترجمہ خط واہی اوومی پولولا۔ ابادان
جناب عالی
میرے ایک دوست نے آپ کی طرف راہنمائی فرمائی تھی۔ مہربانی کرکے اس سفارش کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے کچھ کتابیں عیسائیت اور اسلام کے متعلق ارسال کردیں۔ دیگر اس نے مجھے کہا تھا۔ اس لئے میں محمد رسول اللہ صلعم اور عیسائیت کے متعلق جاننا چاہتا ہوں میں مذکورہ بالا اسکول کا طالب علم ہوں۔
میں بہت مشکور ہوں گا اگر میری عرضی منظور فرمائی جاوے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کا جواب اگلی ڈاک میں موصول ہوگا۔
(لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائجیریا

ترجمہ خط از علیمی شیہوا دیو اسلے نائجیریا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
میں مسلمان ہوں اور قرآن پڑھ سکتا ہوں مگر افسوس کہ میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا۔ میں نے ایک دوست سے گفتگو کی ہے اس نے ترغیب دی کہ آپ کا قرآن ترجمہ منگوالوں۔ خود میں بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں اور مجھے یہ بتلایا گیا کہ میں مفت تحفہ قرآن آپ سے منگواؤں۔ میں بہت مشکور رہوں گا۔ میری یہ بہت خواہش ہے کہ میں رسول کریم کے مذہب کی اشاعت کروں اور قرآن کا پرچار کروں جس کی کہ مجھے دیرینہ خواہش ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھے یہ تحفہ ضرور ارسال کریں گے۔
(انہیں قرآن شریف و لٹریچر بھیجا گیا)

آفا

ترجمہ خط ستفا سے ادونیہی آفا نائجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
میں نے ایک دوست سے سنا ہے کہ آپ اس شخص کی مدد کرتے ہیں جو قرآن شریف کا مطالعہ خدا کی مرضی اور خوشنودی کے لئے کرے میں ایک عیسائی ہوں اور اب جانتا ہوں کہ اچھا راستہ کونسا ہے اور برا کونسا میں نے دیکھا ہے کہ عیسائیت سے اسلام بہتر ہے، اور میں نے والدین کو مجبور کیا ہے۔ اور وہ مان گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔
لیکن میں عربی نہیں جانتا　انگریزی زبان بخوبی جانتا ہوں مشکل یہ ہے کہ میں نے اپنے گرد و نواح میں قرآن تلاش کیا۔ مگر خریدنے کے لئے نہیں مل سکا
میں .... بہت مشکور ہونگا اگر آپ انگریزی قرآن ارسال کریں اور میں اسلام لانے کو تیار ہوں۔
(انہیں قرآن شریف اور خط لکھا گیا)

لاگوس

ترجمہ خط مالام اے۔ ایف۔ آولابی۔ ٹیچر ٹریننگ کالج یابا لاگوس۔ نائجیریا۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔
آپ کے مشن کی ترقی کی خبریں میرے کانوں تک پہنچی ہیں اور میں اسلام کی ترقی کا بہت خواہاں ہوں۔
مجھے آپ کے مشن سے بہت دلچسپی ہے اور میں اپنے ملک کے مسلمانوں کی ترقی میں تعاون کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔
میں اس وقت کالج کا استاد ہوں۔ مجھے آپ اپنے مشن اور مذہب کے متعلق مفصل حالات تحریر کریں مشکور رہوں گا۔
(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

جلالۃ الملک تنکو سید پترا
شاہِ ملایا
کی خدمت میں تحفہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پانچ گرانمایہ کتب پر مشتمل ایک سٹ جلالت الملک کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ کا انگریزی ترجمہ قرآن شریف اور سیرت النبیؐ۔ زندہ نبی۔ حضرت مسیح موعود کا لیکچر اسلامی اصولوں کی فلاسفی اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب امیر جماعت کی خصائص القرآن کا انگریزی ترجمہ ہے

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء

معراج کی رات

گزشتہ جمعرات (۴ جنوری) کو معراج کی تقریب مسلمانوں نے اسی تزک و احتشام کے ساتھ منائی، جو ایسے موقعوں پر عموماً دیکھنے میں آتا ہے۔ یعنی طرح طرح کے کھانے پکاکر بانٹنا، بازاروں اور مکانوں کو جھنڈیوں وغیرہ سے سجانا، رات کو مکانات کی چھتوں اور در و دیوار پر چراغاں کرنا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجالس وعظ منعقد کرنا۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی زندہ دلی اور مذہبی لگاؤ کو ظاہر کرتی ہیں، لیکن اگر اس کے مقابلہ میں اس کردار کو دیکھا جائے جو احکام الٰہی اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عام طور پر مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی میں نظر آتا ہے تو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ شب معراج اور میلاد نبوی کی تقریبات ایک میلہ سے بڑھکر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں ویسے بھی اس قسم کی تقریبات کا کوئی نشان قرون اولیٰ میں نظر نہیں آتا۔ نہ صحابہ کی زندگیوں میں، نہ تابعین اور نہ تبع تابعین کے زمانہ میں شب معراج یا میلاد النبیؐ کے دن اس قسم کے میلے کبھی منعقد نہ ہوتے۔ وہ لوگ عمل کے پتلے تھے۔ احکام الٰہی اور اسوۂ رسول کی متابعت ان کا رات دن کا مشغلہ تھا، اور اس قسم کے میلے منعقد کرنا ان کا دستور نہ تھا۔۔۔۔

ہم ان میلوں پر اعتراض نہ کرتے اگر مسلمانوں کی عملی حالت اور ان کا کردار اس بات کی شہادت دیتا کہ فی الواقعہ ان کے دلوں میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی محبت ہے کہ وہ آپ کے فرمانوں اور اسوۂ حسنہ کی متابعت کرتے اور بدیوں اور برائیوں سے مجتنب رہنے کی کوشش کرتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ یعنی مومن کا معراج نماز ہے، غور کرنے کی بات ہے، کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس معراج کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ نوجوان جو شب معراج کو بازاروں کی تزئین اور مکانوں پر چراغاں کرنے میں منہمک نظر آتے ہیں، نماز کی اذان سن کر بھی اس کی طرف توجہ نہ کریں، تو ان کے اس انہماک کو کیا سمجھا جاسکے۔ وہ نوجوان جو سینما بینی اور لہو و لعب میں وقت گذارتے اور بعض اُن میں سینما میں دیکھے ہوئے مناظر کی نقل میں ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کو اپنا مشغلہ بنانے سے دریغ نہیں کرتے، معراج کی تقریبات میں ان کی مشغولیت لہو و لعب سے بڑھکر اور کیا حیثیت رکھتی ہے

معاصر کوہستان کے نامہ نگار خصوصی نے شب معراج کی ان تقریبات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ایک مجلس وعظ کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:-

> "مولانا ممدوح (مفتی محمد حسین نعیمی) تقریر فرما رہے تھے اور میں اپنے سامنے دور تک پھیلی ہوئی نم آلود آنکھوں کو دیکھ کر سوچ رہا کہ یہ قوم کتنی جاندار اور توانا ہے، اگر محبت عقیدت اور بے پناہ جذبات کی فراوانی جسے آنکھوں کے راستے بہا کر ضائع کر دیا جاتا ہے منظم کر لیا جائے تو یہ قوم کیا کچھ نہیں کر سکتی، بہر الشر تو شاید دور کا واقعہ سمجھا جائے اس عظیم قوم نے دنیا کے نقشے پر نئے ملک کی سرحدیں بنائی ہیں۔
>
> یہ زندہ تابندہ جاندار قوم جس کی روح آج کی رات مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی تاریکیوں پر روشنی کے خطوط سے لاتعداد اور بے شمار جدولیں بناتی ہے بہت کچھ کر سکتی ہے۔"

کاش نمایندہ کوہستان کی یہ بات سچی ثابت ہو، اس میں شک نہیں کہ اس قوم نے دنیا کے نقشہ پر نئے ملک کی سرحدیں بنائیں، لیکن ان سرحدوں کے اندر اخلاق و کردار کے جو نقشے آویزاں کئے ہیں، ان کو دیکھ کر کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اس قوم کے لوگ ان اسلاف کے حقیقی اخلاف ہیں جنہوں نے دنیا کے نقشے پر کئی کئی ممالک کی سرحدیں بنائیں اور ان سرحدوں کے اندر اخلاق و کردار کے وہ شاندار مناظر قائم کئے جن کو دیکھ کر غیر قومیں ان کی گرویدہ اور اسلام کی حلقہ بگوش ہو گئیں۔ یہ وہ لوگ تھے، جن کے متعلق دشمن ممالک کے جاسوسوں نے میدان حرب میں یہ فتوے دیا کہ وہ دن کو شہسوار ہوتے ہیں اور راتوں کو عبادت گذار۔ کاش پاکستان بنانے والی قوم ان لوگوں کے حقیقی اخلاف بن کر ایسا نمونہ پیش کریں کہ ان کی شب معراج اور میلاد النبیؐ کی تقریبات ظاہری تزئین و آرائش کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو آپؐ سے حقیقی محبت کا ذریعہ قرار پائیں۔ اور یہ اپنے اخلاق و اعمال سے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی نمونہ پیش کریں کہ یہی وہ حقیقی معراج ہے، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کو پہنچانا چاہتے تھے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بخیر و عافیت خدمت دین میں مصروف ہیں۔ احباب سلسلہ اُن کی درازی عمر کیلئے دعائیں کرتے رہیں

میاں شریف احمد صاحب کی وفات

——— جلسہ کے دوران میں حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند میاں شریف احمد صاحب کے انتقال کی خبر موصول ہوئی جس کو سب احباب نے نہایت افسوس کے ساتھ سنا اور دوسرے دن نماز فجر کے بعد مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔

——— مبلی (بھارت) سے محمد حسین کرنگی احمدی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا عطا کیا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور سلسلہ کے بزرگوں اور دوستوں سے درخواست ہے کہ اس بچے کے لئے دعا کریں خدا اسے لمبی عمر عطا کرے اور اس کو دین کا خادم اور ایک بہترین مبلغ بنائے اور میری ایک سات سال کی لڑکی ہے اس کے لئے بھی دعا کریں خدا اسے عورتوں میں مبلغ بنائے اور اس کی لمبی عمر دراز کرے مجھے امید ہے آپ بزرگ ضرور دعا فرمائیں گے۔ لڑکے کا نام بشیر احمد اور لڑکی کا نام حمیدہ بی ہے۔"

——— کمہاری ضلع دموہ بھارت سے چوہدری عبدالحمید اورسیئر تحریر فرماتے ہیں:-

"میں فالج سے تین ماہ سے بیمار ہوں۔ اس لئے پیغام صلح نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے عرض ہے کہ پیغام صلح میرے نام بند کر دیجئے۔ میں آج چالیس سال کے بعد پیغام صلح کو وداع کر رہا ہوں۔ اور اپنی بیماری سے شفا کے لئے دعا کی گذارش کرتا ہوں۔ یہ خط تکلیف سے لکھ رہا ہوں۔ میرے لئے دعا فرمائیں"۔۔۔۔

——— سرگودھا سے حافظ شیر محمد صاحب خوشابی اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"میں محترم جناب شیخ میاں محمد انور صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جناب میاں صاحب نے مبلغ پچاس روپے برائے تقسیم قرآن عنایت فرمائے۔ میاں صاحب موصوف کا یکصد روپے کا بانڈ نکلا تھا نصف انہوں نے یہاں غرباء میں تقسیم کر دیئے اور نصف اشاعت قرآن کے مقصد سے دے دیئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ سب احباب اور بزرگوں کی خدمت میں سلام عرض ہے"

——— لاہور سے طارق محمود متعلم تبلیغی کلاس اطلاع دیتے ہیں "عرصہ دو ماہ سے بیمار چلا آ رہا ہوں میرے گلے میں پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ دو دفعہ اپریشن ہونے پر بھی آرام نہیں پایا بزرگان سلسلہ سے دعا کا ملتجی ہوں"

مُدعی مُصلح موعُود کی بیماری پر ان کے حواریوں کی پریشانی

جناب میاں محمود احمد مدعی مصلح موعود کی بیماری جس درجہ کو پہنچ چکی ہے اس پر "پیغام صلح" کے تبصرہ نے ان کے حواریوں کو بوکھلا دیا ہے، اور وہ لمبے لمبے مضامین سے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ یہ بیماری جو فالج کا ایک زبردست عارضہ ہے جس میں نہ ان کے ہوش و حواس بجا رہے ہیں، نہ اُن کی ٹانگیں کام کرتی ہیں، اور ایک تختہ کی طرح انہیں اُٹھا کر ادھر ادھر کیا جاتا ہے، اس مؤکد بعذاب حلف کا نتیجہ ہے، جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مصلح موعود کے منصب پر کھڑا کئے جانے کے متعلق انہوں نے اُٹھائی۔

"پیغام صلح" اور جناب مبطر لور کے انکشافات حقیقت پر جناب ابوالعطا صاحب جالندھری نے ایک طویل مقالہ ۹ ۲ر نومبر ۱۹۶۱ء کے "الفضل" میں سپرد قلم کیا ہے جو کم و بیش بارہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، لیکن اول سے آخر تک اختلاف و تضاد سے بھرا ہوا ہے۔ ابتدائی دو تین صفحات میں انبیاء اور اولیاء کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا سلوک اور اُن پر ابتلاؤں یا دوران کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریرات نقل کی ہیں، جن سے کسی حقیقت پسند کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیماری کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ اس قسم کے ابتلاؤں میں سے ہے، جو انبیاء اور اولیاء پر آتے ہیں، یا ان بیماریوں میں سے ہے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے "دُکھ کی مار" اور ان خبیث امراض میں سے قرار دیا ہے جن سے راستبازوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ شماتتِ اعدا کا موجب ہوتی ہیں۔

مولوی ابوالعطاء صاحب نے ہمارے اس استدلال کو غلط قرار دیتے ہوئے پہلے تو ان اسرائیلیات کو نقل کیا ہے جن کا تفاسیر میں حضرت ایوبؑ کے جسم میں سالہا سال تک ناگفتہ بہ خرابی پیدا ہونے اور حضرت یعقوبؑ کے غم و ہم میں مبتلا ہونے اور رونے دھونے سے اندھا ہو جانے کے بارہ میں ذکر آتا ہے، لیکن دو ڈھائی کالم ان مفروضہ بیماریوں کی تفصیلات پر ضائع کرنے کے بعد مولانا موصوف خود ہی ان کو مبالغہ آمیز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہمارے نزدیک بائیبل اور تفاسیر کی وہ روایات کلیۃً درست نہیں ہیں، جس میں حضرت ایوبؑ وغیرہ انبیاء کی بیماریوں کا مبالغہ آمیز ذکر ہے کیونکہ یہ بات عقل اور نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی نبی کو ایسی بیماری میں مبتلا ہونے دے جس سے لوگوں کو طبعاً نفرت پیدا ہو جائے اور وہ اس سے بھاگنے لگیں، کیونکہ اس طرح تو اُن پر ایمان لانے میں طبعی روک پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات حکمتِ الٰہی کے خلاف ہے"

کیا خوب! ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب بائیبل اور تفاسیر کی بیان کردہ روایات میں حضرت ایوبؑ وغیرہ انبیاء کی بیماریوں کا ذکر "مبالغہ آمیز" ہے اور اللہ تعالےٰ کسی نبی کو ایسی بیماری میں مبتلا ہونے نہیں دیتا جس سے لوگوں کو طبعاً نفرت ہو اور وہ اس سے بھاگنے لگیں تو ان "مبالغہ آمیز" اور "طبعاً نفرت" دلانے والی روایات کو نقل کیوں کیا گیا؟ کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیماری کو ان انبیاء کی مفروضہ بیماریوں کے مماثل قرار دے کر ان کی راستبازی اور خدا رسیدہ ہونے پر دلیل ٹھہرایا جائے؟ اگر یہی مقصد تھا تو پھر مندرجہ بالا الفاظ میں ان بیماریوں کے ذکر کو مبالغہ آمیز قرار دے کر اُن کی تردید کیوں کی گئی؟ یہی بات تو ہم کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالےٰ ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کرتا جن سے لوگوں کو "طبعاً نفرت" ہو، یا جن سے ان کے ہوش و حواس قائم نہ رہیں اور وہ کام کرنے والی زندگی سے محروم ہو جائیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ انبیاء و اولیاء پر ابتلاء آتے ہیں اور بڑے بڑے سخت ابتلاء آتے ہیں، اور بقول مولوی ابوالعطا صاحب "تنگ دستی"، بیماری اور رشتہ داروں کی بے التفاتی انبیاء پر آسکتی ہے، لیکن ایسی بیماری جو ان کے جسم کو ایک لاشہ بنا دے، جس میں جان تو باقی ہو، لیکن نہ ہوش و حواس ہوں اور نہ وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو، اور ان رپورٹوں کے مطابق جو میاں صاحب کی بیماری کے متعلق آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں، وہ کام والی زندگی سے عاری ہو چکے ہوں کیا کسی نبی یا ولی اللہ پر وارد ہوئی؟ کیا اسکو ابتلاء کہیں گے یا عذاب الٰہی، جو اس مؤکد بعذاب حلف کا نتیجہ ہے، جو جناب میاں صاحب نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کا دعوےٰ کرتے ہوئے کھائی۔ جناب ابوالعطا صاحب نے اپنے مضمون میں اس ضمن میں بعض اور بھی باتیں بیان کی ہیں جن پر ایک تفصیلی تبصرہ کی ضرورت ہے، اور ہم انشاء اللہ**

** آیندہ اشاعت میں انکی اصل حقیقت کو پورے طور پر واضح کریں گے۔

کراچی میں مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ کی اپیل

مکرم بندہ مولوی دوست محمدؐ صاحب۔ ایڈیٹر پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو معلوم ہوگا کہ جماعت کراچی کی طرف سے عرصہ سے کوشش کی جارہی تھی کہ ایک قطعہ زمین حاصل کر کے مسجد یا ہال تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ ..... اس میں کامیابی حاصل ہوگئی ہے، اور ہم نے ایک موزوں ٹکڑہ زمین حاصل کر لیا ہے۔ اور اب اسپر تعمیر کا کام شروع کر رہے ہیں آپ سے استدعا ہے کہ اخبار پیغام صلح میں اس بارہ میں باقاعدہ اپیل شائع کی جائے تاکہ مقامی جماعت کے علاوہ دیگر اصحاب خاصکر مقتدر اصحاب اسکی تعمیر میں چندہ دیکر شمولیت حاصل کریں جیسا کہ انجمن کو علم ہے یہاں کی جماعت کو خاص اہمیت حاصل ہے جس کے پیش نظر انجمن نے بھی اس کام کے لئے خاصی رقم دی ہے۔ مگر اس کام کو اچھے اور عمدہ پیمانہ پر مکمل کرنیکے لئے بہت رقم درکار ہوگی۔ لہذا اپیل کے ذریعہ جماعت کے تمام افراد کو اس میں شمولیت کی دعوت دی جائے امید ہے کہ آیندہ اشاعت سے مسجد کراچی کی اپیل برابر شائع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے

والسلام۔ خاکسار۔ (خانصاحب) رحیم بخش

۸۲ ایل بلاک ۲ پی ایس سی ایچ ایس۔ کراچی ۱۹

پیغام صلح { محترم خانصاحب مولوی رحیم بخش حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مولانا عزیز بخش صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں

کائنات اور موجودات میں حکمت و قدرت کے کرشمے ایک غالب اور علیم ہستی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں

قرآن کریم کی برکات ابدی ہیں اور اس میں تمام دنیا کے لئے ہدایت اور رہبری کے سامان موجود ہیں۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۶۲ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ اللہ فالق الحب والنوی ۔ یخرج الحیّ من المیت و مخرج المیّت من الحیّ ۔ ذالکم اللہ فانّی تؤفکون ——
قد فصّلنا الآیٰت لقوم یعلمون ——
(سورۃ الانعام رکوع ۱۱)

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت

قرآن کریم کی ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور قدرت تامہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کی قدرت تامہ اور حکمت کاملہ سے اس کی کبریائی و جلال اور عظمت ظاہر ہوتی ہے ، اس کے علاوہ ان آیات میں اس امر کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں قدرت ۔ علم اور حکمت کا سرچشمہ ہے وہاں اس کی ذات برکات بے انتہا احسانات اور افضال کا منبع ہے ، اس کی قدرت ، علم اور حکمت کی وجہ سے انسان کے قلب کے اندر خدا تعالیٰ کی عظمت کا عرفان پیدا ہوتا ہے ۔ اور اسی طرح سے لاتعداد احسانات ہمارے لئے عطا فرمائے ہیں ، جن کی وجہ سے انسانوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کا جذبہ فروزاں ہوتا ہے اور وہ فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔

نباتات کا نظام پیدائش

فرمایا انّ اللہ فالق الحب والنوی ۔ اللہ اس دانے اور گٹھلی کو جو تم زمین میں پھینکتے ہو پھاڑتا ہے اور اس میں سے ایک درخت ، شاخیں ، پتے ۔ پھل اور پھول کا پیدا کرنا یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ہے ۔ غلہ جات کا بیج یا پھلدار درخت کی گٹھلی انسان زمین کے اندر پھینکتا ہے ۔ تو زمین اور اسکے تمام اجزا اور خواص اس دانہ یا گٹھلی کی پرورش کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور سورج ، اس کی روشنی اور حرارت اور ہوا یہ سب چیزیں اس کی نشو و نما کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ، پھر کہیں جا کر وہ پھوٹتا ہے ، پھلتا ہے اور بڑھتا ہے ۔ فالق الحب والنوی ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسکی حکمت کاملہ سے وہ بیج اور گٹھلی شق ہو جاتی ہے ۔ ہر دانہ اور ہر گٹھلی جب ہم زمین میں بوتے ہیں تو ان کی ایک شاخ زمین میں نیچے کی طرف چلی جاتی ہے اور دوسری اوپر کی طرف ظاہر ہو جاتی ہے ۔ جس طرح زمین کے اندر بے شمار جڑیں پھیل جاتی ہیں اسی طرح باہر بھی اس کی بے شمار شاخیں اور پتے نکل آتے ہیں ۔ زمین کے اندر جو جڑیں ہوتی ہیں وہ زمین کے باہر والی شاخوں اور پتوں کو خوراک پہنچاتی ہیں اور انہیں قائم اور برقرار رکھنے کا باعث ہوتی ہیں جتنا بڑا کوئی درخت ہوتا ہے ۔ اتنی ہی زیادہ اس کی شاخیں ہوتی ہیں ۔ ہندوستان اور پاکستان میں بوہڑ اور پیپل کا درخت ، کشمیر میں چنار کا درخت ، یورپ میں شاہ بلوط پہاڑوں میں دیودار کو دیکھو ، ان کی جڑیں پتھروں کے اندر چلی جاتی ہیں ۔ یہ کس نے انتظام کر رکھا ہے کہ ہم دانہ پھینکیں تو یہ غلہ جات کی شکل میں نمودار ہو جائے ۔ اور گٹھلی بوئیں تو پھلدار درخت کی شکل اختیار کرے ۔ اس دانہ اور گٹھلی کے اندر جڑیں ہیں ، شاخیں ہیں ، پتے ہیں ، کونپلیں ہیں پھل ہیں ، پھول ہیں ، اور ایک بڑا مضبوط تنا ہے ۔ یہ سب کچھ اس ننھے سے دانے اور چھوٹی سی گٹھلی میں موجود ہے ، وہ خدا جس کو قرآن کریم میں الغیب کہا گیا ہے اس کی مصنوعات اور مخلوقات کے اندر بھی غیب موجود ہے ۔ خدا تعالیٰ نے دانہ کے اندر بھی بھوسہ پتے ۔ غلہ اور سنبھل وغیرہ تمام چیزیں رکھ دیں ، اور گٹھلی کے اندر بھی ۔ تنا ۔ شاخیں ، پتے ۔ پھول ۔ پھل ، تمام کچھ رکھ دیا ہے ۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور علم ان میں کام کرتے ہیں ۔ جو دانے ناقص ہوتے ہیں کسان یا باغبان ہزار کوشش کرے اس کو زمین میں پھینک کر نہ غلہ پیدا کر سکتا ہے نہ درخت ۔ اس سے کچھ پیدا نہیں ہو سکتا ۔ ہر دانے اور گٹھلی کے پھول اور پھلوں کی شکل علیحدہ ہوتی ہے ، وزن علیحدہ ہوتا ہے ، رنگ علیحدہ ہوتا ہے ۔ ذائقہ علیحدہ ہوتا ہے ، خوشبو علیحدہ ہوتی ہے اور تاثیریں علیحدہ ہوتی ۔ انّ اللہ فالق الحب والنوی ۔ فرمایا ہم تمہاری خاطر کیا کچھ کرتے ہیں چھوٹے سے بیج یا گٹھلی کو پھاڑ کر کیا کیا عجیب و غریب پھل ۔ پھول ، میوے اور غلہ جات پیدا کر دیتے ہیں !

پتے کی ہیئت اور اس کا جڑ سے تعلق

قرآن کریم کے ایک مفسّر نے ایک پتے کا ذکر کیا ہے کہ اس کے درمیان میں ایک رگ ہوتی ہے ۔ اس سے شاخیں پھوٹتی ہیں جو پتے کو خوراک پہنچاتی ہیں وہ پتہ پیپل کا ہو یا بوہڑ کا شیشم کا ہو یا توت کا ۔ کسی بھی درخت کا ہو اس سے بے شمار شاخیں پھوٹتی ہیں وہ فضا میں ہوتی ہیں ، ان سب کا تعلق جڑ کے ساتھ ہوتا ہے ۔ کہاں پتہ اور کہاں جڑ ۔ جڑ زمین کے ضروری اجزاء کو مہیا کر کے پتے کو پہنچاتی ہے ۔

انسانی جسم میں شریانوں کا نظام

آپ نے سکولوں اور کالجوں میں نقشہ جات دیکھے ہوں گے ۔ جس طرح سے پتہ میں بڑی رگ سے بے شمار شاخیں نکلتی ہیں اسی طرح سے انسان کے جسم میں بھی بے شمار رگیں اور شریانیں ہوتی ہیں ۔ ایک تو شریانوں کا نقشہ ہے جو انسان کے تمام جسم میں موجود ہوتی ہیں ، ان کا تعلق دل سے ہے ۔ بعض شریانیں اتنی باریک ہیں جو نظر نہیں آتیں ، یہ سب شریانیں دل سے خون کھینچتی ہیں اور جسم کے تمام حصوں کو مہیا کرتی ہیں ۔ آنکھ کے اندر بال سے باریک رگیں موجود ہیں ۔ کبھی آنکھ میں سرخ ڈورے نظر آتے ہیں ، وہ کس قدر باریک ہوتے ہیں ۔ ان کے بغیر آنکھ کی بینائی قائم نہیں رہ سکتی ۔ کیسا انتظام کیا ہے خدا نے ۔

نظام اعصاب

اسی طرح ایک اعصاب کا نقشہ ہے جو دماغ سے شروع ہوتا ہے ۔ اور ریڑھ کی ہڈی کے اندر اندر نیچے تک چلا گیا ہے ۔ اس سے بے شمار اعصاب نکلتے ہیں اور جسم کے ہر حصہ تک پہنچ جاتے ہیں ۔ یہ نظام احساسات اور ادراک کا کام کرتا ہے ۔

درخت معرفت کردگار کا دفتر ہے

درخت کیا ہے معرفت کردگار کا دفتر ہے ۔ درخت کی جلد بھی ہوتی ہے جس طرح انسان کی جلد ۔ یہ جلد درخت کو محفوظ کرتی ہے جس طرح کہ انسان کی جلد انسان کے جسم کی حفاظت کرتی ہے ۔ انسان حیران ہوتا ہے کہ اس زمین سے طرح طرح کے پھول ، طرح طرح کی خوشبو ، طرح طرح کے رنگ ۔ طرح طرح کے ذائقے اور تاثیروں والے پھل پھول اور اناج پیدا کر دیئے ہیں ۔ یہ سب انسان کے لئے ہیں ۔ انسان کو کبھی لیموں کی ضرورت ہے ، کبھی مالٹے کی اور کبھی تربوز اور خربوزہ کی ، اور کبھی ناشپاتی کی ، انگور اور سیب کی ، سب کو اسی زمین

کے اندر سے پیدا کیا ہے۔

نباتات زندگی کا ذریعہ ہیں

یہ نباتات جن کا ان اللہ فالق الحب والنوی میں ذکر کیا ہے نہ صرف انسانوں بلکہ کیڑے مکوڑوں، پرندوں چرندوں، مویشیوں کی زندگی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کروڑوں کی تعداد میں کیڑے مکوڑے ہیں، کروڑہا پرندے چرندے اور چوپائے ہیں، خداتعالےٰ ان سب کے لئے ربوبیت کے سامان فراہم فرماتا ہے۔ کس طرح سے اس نے ساری دنیا کا انتظام کر رکھا ہے۔ دانے اور گٹھلی سے کیا کیا کچھ بناتا اور پیدا کرتا ہے۔ کس قدر قیمتی بوٹیاں تیار کرتا ہے۔ کہیں سونف ہے کہیں اجوائن ہے۔ کہیں الائچی ہے۔ کہیں گلاب ہے۔ بنفشہ ہے گاؤزبان ہے کس قدر جڑی بوٹیاں ہیں، اور پھر درختوں کے چھلکوں میں کیا کچھ تاثیریں رکھ چھوڑی ہیں۔ مثلاً دارچینی کا چھلکا اس میں خصوصی تاثیر رکھ دی گئی ہے۔ فرمایا الحب ذو العصف والریحان۔ بھس والا دانہ اور خوشبودار پھول پیدا کئے، ان سب چیزوں میں غذا اور بیماریوں دونوں کا سامان کیا ہے

حقیقی خدا

ذالکم اللہ یہ ہے وہ خدا جس کے کارنامے اور حکمت وقدرت کے کرشمے تمہیں اپنے سامنے نظر آتے ہیں۔ فانی تؤفکون۔ ایسے خالق و مالک محسن خدا کو چھوڑ کر تم خدا چاہتے ہو، کبھی انسان کو پوجتے ہو، کبھی پتھر کو، کبھی دریا کو پوجتے ہو، وہ چیزیں جو تمہیں نہ نقصان دے سکتی ہیں اور نہ فائدہ پہنچا سکتی ہیں ان کی پرستش تو ایسے کامل معبود کو چھوڑ کر کرتا ہے العجب۔

شمس وقمر کا انتظام

پھر فرمایا فالق الاصباح۔ جس طرح اللہ تعالےٰ دانہ کو پھاڑتا ہے۔ رات کے اندھیروں کو پھاڑ کر روشنی نکالتا ہے۔ یہ دانہ پرورش اور نشوونما نہیں پا سکتا۔ جب تک اسے گرمی اور روشنی نہ ملے۔ خدا روشنی پیدا کرتا ہے۔ وجعل الیل سکنا رات کو سب کے آرام کے لئے بنایا ہے۔ والشمس والقمر حسبانا۔ سورج اور قمر حساب سے چلتے ہیں۔ زمین سورج کے گرد چلتی ہے۔ چاند زمین کے گرد چلتا ہے۔ سورج زمین اور چاند کسی اور سورج کے گرد چلتے ہیں۔ کل فی فلک یسبحون۔ سب کے سب سیارے اپنے اپنے مدار کے گرد تیرتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ اور وقت کی پابندی سے گردش کرتے ہیں۔ صدیوں سے چل رہے ہیں لیکن ان کی گردشوں میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہماری مشینیں بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ سائیکل اور موٹر اور دوسرے انجن بے کار ہو جاتے ہیں۔ ان کو مرمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر سورج اور چاند صدیوں سے اسی طرح چل رہے ہیں لیکن ان کی ایک ہی رفتار ہے۔ ان کی خدمت گذاری میں کوئی کمی نہیں آتی۔ سورج کی گرمی اور روشنی، اور چاند کی چاندنی۔ نباتات، حیوانات وغیرہم کی زندگی کا باعث ہیں۔

کائنات اور موجودات کے اندازے

ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ کائنات موجودات کے اندازے اور ان کی نشو ونما کے سامانوں کے اندازے مقرر کرنا ایک غالب اور علیم ہستی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کواکب اور سیاروں کا وزن، ان کے حجم، ان کے ایک دوسرے سے فاصلے، ان کی رفتاریں سب خداتعالےٰ نے تجویز کئے ہیں۔ وزن حجم اور فاصلوں نے سیاروں میں توازن پیدا کر رکھا ہے۔ اور یہ گردشیں مختلف موسم پیدا کرتی ہیں۔ یہ تمام نظام ظاہر کرتا ہے کہ آسمان کا ربط زمین کے ساتھ ہے اور یہی ربط تمام برکات کا موجب ہے۔ اس اختلاف کا اثر دانے اور گٹھلی اور پودوں وغیرہ پر بھی پڑتا ہے۔

سمندر اور خشکی میں رہنمائی

اور فرمایا ھوالذی جعل لکم النجوم لتھتدوا بھا فی ظلمت البر والبحر تمہاری رہبری کے لئے آسمان پر ستارے بنا دیئے ہیں۔ جو تمہیں سمندروں اور خشکی کی تاریکیوں میں راہ دکھاتے ہیں۔

روحانی رہبری کے سامان

وہ خدا جس نے تمہارے جسم کے لئے زمین و آسمان کی ہر شئے کو مسخر کر دیا ہے اور جس نے تمہارے سفر میں رہنمائی کا سامان پیدا کر رکھا ہے کیا وہ تمہاری روحانی زندگی کی تربیت کے لئے روحانی رہبری اور روحانی غذا کے سامان فراہم نہ کرتا جس طرح اس نے ہماری جسمانی زندگی کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اسی طرح روحانی زندگی کی رہنمائی کے لئے اسباب بھی مہیا فرمائے ہیں۔

قرآن روحانی رہنمائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

سب سے بڑا انتظام قرآن کریم کی شکل میں کیا ہے سب سے عظیم الشان قلب مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ قلب کے ظرف اور وسعت کے لحاظ سے خدا کا کلام اترتا ہے۔ وید۔ انجیل۔ توراۃ اور دوسرے کلام الٰہی جو وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہے ہیں۔ ان کا حلقہ اثر وقت اور قلب کی وسعت کے لحاظ سے اتنا نہ تھا جتنا ظرف اور وسعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی تھی۔ یہ قرآن جس میں تمام دنیا کے لئے ہدایات اور رہبری کے سامان ہیں جس کی برکات ابدی ہیں۔ وہ قلب جس پر نازل ہوا ہے اس کی وسعت بھی بے اندازہ ہے۔ قد فصلنا الایت لقوم یعلمون۔ ان تفصیلات پر اہل علم غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی خالق مالک ہے، کوئی بادشاہ ضرور ہے جس کی حکمرانی اور تدبیر سے یہ کائنات اور یہ موجودات قائم ودائم ہے۔

اعتذار

ہم نے اعلان کیا تھا کہ اسلام آور جائس سے نومسلمین کے اسلام کے متعلق تاثرات کا اردو ترجمہ دسمبر ۱۹۶۱ء کے آخر میں "میرا قبول اسلام" کے نام سے شائع کریں گے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ چند نئے اضافوں کی وجہ سے جو اس کتاب میں اس کی افادیت کو بڑھانے کا موجب ہیں .... اس کتاب کی اشاعت میں کچھ وقت اور تاخیر ہو جائے گی۔ ابتداء میں صرف نومسلمین کے تاثرات کا اردو ترجمہ شائع کرنے کا خیال تھا لیکن بعد میں احباب نے مشورہ دیا کہ ذیل کے چند اور اضافے ہو جائیں تو یہ کتاب زیادہ مفید اور دلچسپ ہو جائے گی۔ مثلاً :-

(۱)۔ "میں مسلمان کیوں ہوں" - از خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲)۔ ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ آج تک جتنے اشخاص نے شاہجہان مسجد ووکنگ کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے ان کی مختصر سوانح حیات

(۳)۔ شاہجہان مسجد ووکنگ کی مختصر تاریخ۔

(۴)۔ پچھلے پندرہ برسوں میں ہمارے مشنوں کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہونے والی سعید روحوں کی فہرست بمعہ نام و پتہ جات۔

(۵)۔ برلن مسلم مشن کے قیام اور اماموں کی مختصر تاریخ۔

سائز ۲۷x۱۷ عمدہ کاغذ۔ سہ رنگ دیدہ زیب سرورق معہ چند تصاویر۔ قیمت دو روپے۔

ناصر احمد۔ بی اے ایل۔ ایل۔ بی۔
سکرٹری ووکنگ مسلم مشن لاہور

ماہنامہ "روح اسلام" شائع ہو گیا

قارئین کرام یہ سن کر خوش ہونگے کہ ماہنامہ "روح اسلام" جو کچھ عرصہ ہوا بعض حالات کی وجہ سے بند ہو گیا تھا دوبارہ جاری ہو گیا ہے اس کا پہلا نمبر جو محترم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ، قمر صاحب سابانوی۔ محترم مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور مولانا یعقوب خاں صاحب کے فاضلانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ احباب کرام کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا چکا ہے۔ آئندہ ہر ماہ کی بیس تاریخ کو شائع ہوا کرے گا۔

اس کا چندہ سالانہ چھ روپے ہے یعنے آٹھ آنے ماہوار امید ہے احباب کرام اس کو کثیر تعداد میں خرید کر فائدہ حاصل کریں گے

خاکسار۔ مینیجر "روح اسلام"۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات کی تقریر جلسہ سالانہ

تحریکِ احمدیت کی فوقیت

(۲)

پرویز صاحب کی تحریک

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا۔ کہ مسلمانوں کے اندر ایک اور تحریک غلام احمد صاحب پرویز کی زیر قیادت اپنا کام کر رہی ہے اور مغرب زدہ نوجوانوں کو کافی حد تک متاثر کر رہی ہے۔ اس کا مرکزی نکتۂ خیال یہ ہے۔ کہ ماسوا قرآن کریم کے روایات اور حدیث سمیت تمام اسلامی لٹریچر ناقابلِ التفات ہے۔ اور حضور نبی کریم ...... صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے متعلق اُن کا یہ اعتراض ہے کہ چونکہ مختلف فرقوں میں سنت کے متعلق اختلافات ہیں اس لئے سرے سے سنت ہی قابلِ تقلید نہیں رہی۔ اور قرآن کریم کے متعلق ان کا نکتہ نگاہ یہ ہے۔ کہ ہر شخص اس پر غور کرنے کا مجاز ہے۔ اور اس کی صحیح اور مؤثر تفسیر وہ سمجھی جائے گی جس پر مرکزِ ملت کی قبولیت کی چھاپ ہوگی۔ (جو ہو گی) اس فرقہ نے اپنے نظریوں میں اس قدر تشدد برتا ہے۔ کہ تمام ملک میں اس کے مقلدین کو منکرین حدیث سے یاد کیا جا رہا ہے، اور مسلمانوں کے فرقوں کے تمام اس جماعت کے خلاف متحدہ محاذ قائم کئے ہوئے ہیں اور جہاں تک قرآن کریم کی عزت اور اکرام کا سوال ہے۔ جماعت احمدیہ پرویز صاحب کی جماعت سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ یہ نظریہ اس نے جماعت ہی سے مستعار لیا ہے۔ بانی تحریک احمدیت ہی اسلامی دنیا میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے پہلی دفعہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں متعدد دفعہ یہ اعلان کیا اور مختلف مناظروں میں اس اعلان پر خود عمل کر کے دکھایا کہ ہر مذہب جو دعوے پیش کرے وہ دعوے اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے۔ اور اس دعوے کے دلائل بھی اسی کتاب سے مہیا کرے۔

چنانچہ مذاہب عالم کانفرنس نے جو لاہور میں حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں منعقد ہوئی تھی متفقہ طور پر یہ قرار دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون سب سے بالا رہا۔ اور اس کا سرچشمہ صرف قرآن کریم تھا۔ آپ کے الہام کے بھی یہی الفاظ تھے جو اس جلسہ سے پہلے دوستوں کو (الہام) سنا دیا گیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کی بہت سی تصنیفات صرف علوم قرآنی کی تشریح کرتی ہیں بعض اوقات وہ عالم بے خودی میں قرآن شریف کی مدح میں نہایت پُرسوز اور درد بھرے انداز میں اُردو اور فارسی اور عربی میں بلبل ہزار داستان (؟) گاتے لگ جاتے ہیں اور صفحوں کے صفحے قرآن کریم کی ستائش میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔ ہاں حضور نے ایسا نہیں کیا۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کو ناقابلِ عمل قرار دیا ہو، یا احادیث صحیحہ سے انکار کیا ہو۔ ہاں جو حدیث قرآن کے کسی مضمون کی مخالف ہو، اسے ایک منٹ کے توقف کے بغیر یا رد کر دیا ہے یا اس کی ایسی تاویل کی ہے جو قرآن سے مطابقت رکھتی ہو۔

پرویز صاحب مودودی صاحب کی طرح حکمران طبقہ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ انقلابی حکومت نے جو اصلاحات نافذ کی ہیں وہ ان کے پوری طرح مؤید ہیں۔ احمدیہ جماعت بھی ان اصلاحات کی پوری پوری تائید کرتی ہے۔ مگر پرویز صاحب کی پرواز ان اصلاحات سے بہت اونچی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ شخصی ملکیت کے وہ قائل ہی نہیں۔ صنعت، تجارت اور زراعت کو وہ قومیا کر حکومت کی تحویل میں دے دینا چاہتے ہیں۔ ان کے خیال میں زکوٰۃ و صدقات اور قانون وراثت سب عبوری دور کے قانون ہیں۔ جب ان کے تصور کا نظام ربوبیت قائم ہو جائے گا تو پھر ان قوانین کی ضرورت نہ رہے گی۔ ان کے نظریئے کے مطابق اشتراکی نظام معاشرت اسلامی نظام کے سب سے قریب ہے۔ احمدیت پرویز صاحب کے ان نظریات سے اختلاف رکھتی ہے۔ احمدیت یہ عقیدہ پیش کرتی ہے کہ انسان اپنی قابلیت و محنت و تدبر سے دولت کما سکتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑی بڑی نعمتوں کو اپنے تصرف میں لانے کا مجاز ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ دریا دلی سے اپنی کمائی ہوئی دولت خدا کے راستے میں خرچ کر کے اپنے ایثار اور قربانی کا ثبوت دے سکتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی کا سامان تیار کر سکتا ہے۔ انسان کے اندر قربانی کا جذبہ و ایثار کی قوت پیدا اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ اس کے پاس اپنے ذرائع اور وسائل ہوں۔ جن کو وہ خدا کے راستہ میں قربان کر سکے۔ اگر اس کو بالکل بے دست و پا کر دیا جائے تو اس سے قربانی اور ایثار کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

پرویز صاحب کی یہ بھی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے شعائرِ اسلام کے لئے جذبۂ احترام ختم ہو جائے۔ اور وہ اس بات کا قائل ہے کہ مروجہ نماز کو کسی اور طریق پر وضع کیا جا سکتا ہے جو زمانہ حال کے تقاضوں کے موافق ہوں۔

موجودہ طریق قربانی کو وہ ایک وحشت اور بربریت کی رسم سمجھتا ہے۔ چنانچہ طلوع اسلام میں وہ آئے دن ارکانِ اسلام کی تضحیک پر مشتمل مضامین شائع کرتا رہتا ہے۔ مثلاً ایک صاحب رسالہ طلوع اسلام ماہ مئی و جون ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۰۳ پر رقمطراز ہیں:۔

"دوسرا رکن اسلام کا سکھا تھا نماز ــــ وقت پر باقاعدگی سے پوری رکعتیں ادا کرتے ہوئے طمانیت قلب کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور میں جھکنا اور واقعی جب انسان خضوع و خشوع کے ساتھ جھکتا ہے تو اس سے بڑا ہی سکون ملتا ہے۔ اور جب اس کی عادت ہو جاتی ہے تو پھر ایک وقت نماز کا اگر یوں ہی گذر جائے تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی چیز کھو سی گئی ہے۔ یہی کیفیت اب بھی ہے۔ نماز پڑھ لینے سے بڑی مسرت اور اطمینان قلب نصیب ہوتا تھا۔ لیکن آج نماز پڑھنے کے بعد وہ دلی خوشی اور اطمینان نہیں ملتا جو تین برس پیشتر ملتا تھا۔ دل اس سے آگے کسی اور فکر اور تمنا اور تجسس میں رہتا ہے۔ وہ اطمینان درحقیقت ہمارا اپنا پیدا کردہ تھا۔ اب اس اطمینان کی فکر و تمنا رہتی ہے، جسے نماز پیدا کرتی ہے۔"

روزے کے متعلق وہ یوں گوہر افشاں ہیں:۔

"آگے بڑھیئے تو اگلا رکن ہے روزہ مجھے اپنے معاشرہ میں یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہمارے ہاں ایک خاص طبقہ ایسا ہے جو روزے کو نماز پر ترجیح دیتا ہے، خصوصاً جہلا کا وہ طبقہ جس کا ذکر میں نے کلمہ طیبہ کے تذکرے میں بھی کیا ہے ان مسلمان گھرانوں میں میں نے دیکھا کہ سات سال کا بچہ بھی روزہ رکھتا تھا لیکن نماز سارے گھر میں کوئی نہیں پڑھتا تیس روزے رکھتے اور افطار کرتے چلے جاتے ہیں۔ بلکہ عید کا دن گذار لینے کے بعد پھر روزے رکھنے شروع کر دیتے ہیں۔ یہ راز میری سمجھ میں آج تک نہیں آیا یہ لوگ جو روزے رکھتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے روزہ ان کی ذہنی سطح پر اتنا اُجاگر کیوں ہے"

نماز کا ذکر تو ساتھ طرح معترض کے طور پر کر دیا گیا ہے حقیقت میں تو روزہ کی اہمیت کو کم کرنا مقصود ہے۔ آگے چل کر زکوٰۃ کے متعلق ان کا یہ ارشاد ہے:۔

"باقی رہ گئے زکوٰۃ اور حج۔ زکوٰۃ تو اللہ میاں کا قرضہ ہے سال بہ سال حساب کر وا دو

اللہ کا قرضہ چکا دو۔ پھر اللہ میاں جانے اور اُن کے غربا اور محتاج! — ہم جو ۱۰۰ روپے میں اڑھائی روپے نکال کر اسے دیتے ہیں تو اس سے وہ ان سب کا رازق بن جاتا ہے جن کا رزق ہم چھین کر کھا جاتے ہیں اور پھر غریب غربا زیادہ ہو جاتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے اڑھائی فی صد سے اللہ میاں بچارے ان سب کا کھانا پورا نہیں کر سکتے تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو حکم تھا اڑھائی فیصد دے دو ہم نے دے دیا اب ہم تو ہو گئے پکے مسلمان اور جنت کے حق دار بھی اس لئے بےفکر ہیں اور مطمئن بھی۔"

یہ زکوٰۃ کے نصاب پر زبردست چوٹ ہے۔ اور حج کے متعلق وہ یوں رقمطراز ہیں:—

"لیجئے باقی رہ گیا حج۔ اس کے لئے صاحب استعداد ہونا ضروری ہے۔ گویا حج کو فرض قرار دے کر اسلام نے اس کی بھی ترغیب دی کہ پیسے جمع کرو تا کہ حج کا فریضہ ادا کر سکو اور کہنے والوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ حج کر لو تو زندگی بھر کے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔ گویا سارے گناہ اُن کے جسم پر چپٹے ہوئے تھے۔ آب زمزم سے نہا لئے تو ساری گندگی اتر گئی گناہ کئے جاؤ اللہ رحیم و غفار ہے اور مرنے سے پہلے جب قوائے ذہنی و جسمانی متزلزل ہونے جا رہے ہیں جلدی سے جاؤ اور حج کر لو جنت کا پاسپورٹ مل گیا رسول کی شفاعت ہاتھ آگئی اب جنت کی طرف بڑھنے سے کون روک سکتا ہے؟ جس بکرے کی قربانی حج کے موقعہ پر دی تھی وہ بھی تو شفاعت کرے گا پلصراط سے بچا کر لے جائے گا۔ ایک بندہ اور اُسے اتنے بچانے والے دوزخ کی آگ کو خود ہی شرمندہ ہو کر گل ہو جانا چاہیئے۔"

یہی صاحب آگے چل کر حدیث شریف کے متعلق یوں لکھتے ہیں:—

"ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ میں یہ فیصلہ کیا کہ اس ماہ مقدس میں اسلامی کتب کا مطالعہ کیا جائے گا۔ چنانچہ سب سے پہلی کتاب جو ذہن میں آئی تھی وہ تھی بخاری شریف۔ اس کی جلدیں لائبریری سے لے کر سامنے میز پر رکھ لیں کہ دن بھر کام کے دوران میں جب کبھی بھی فرصت کا وقت ملیگا حدیث کا مطالعہ کیا جائے گا۔ ایک حصّہ جوں توں کر کے ختم کر لیا۔ دوسرا بادلِ نخواستہ اُٹھایا کہ شاید اس میں کچھ باتیں کام کی ہوں۔ مگر چند ہی صفحے پڑھنے کے بعد اس خیال سے کہ کہیں حدیث پڑھتے پڑھتے اسلام ہی سے منحرف نہ ہو جاؤں کتابیں لائبریری میں واپس بھیج دیں۔ دین کی سچائیوں اور گہرائیوں کی جستجو میں اسلام کی جو ارفع و اعلیٰ عمارت تخیل میں جو بنا رکھی تھی مسمار ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ خدا کے آخری رسول کی شخصیت ذہن میں گم سم سی ہونے لگی۔ عالم بدہن کیا محمدؐ عربی زندگی کے انہیں مسائل پر انسانوں سے گفتگو کیا کرتے تھے؟ دل و دماغ پراگندہ سے ہونے لگے"

(طلوع اسلام صفحہ ۱۰۵ ماہ مئی و جون ۱۹۶۱ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرویز صاحب کی ساری کوششیں اور جانفشانیاں اور عرقریزیاں اس بات پر مرکوز ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم اور اس کے اثرات اور تمام شعائر اسلام جو اُمت کے تعامل میں آچکے ہیں کلیتہً ملیامیٹ ہو جائیں۔

لیکن برعکس اس کے احمدیوں کے ہاں ابھی تک نمازوں میں گریہ و زاری اور خشوع و خضوع سے خدا کے حضور روح کے عمق سے اُٹھتی ہوئی چیخیں اور فریادیں ہیں۔ درد سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ الحاح و گریہ و زاری کی دعائیں ہیں۔ رکوع اور سجود میں گری ہوئی روح کبھی خوفِ خدا سے گھلی جا رہی ہے۔ کبھی وادی محبت میں سرگرداں ہو رہی ہے وہ اب بھی نماز ہی کو معراجِ انسانیت کا ایک درجہ خیال کرتی ہے۔ احمدیت حج کے موقعہ پر لبیک اللھم لبیک کی گونج سے فضا کو ہر سال معمور دیکھنے کی طالب ہے۔ مگر پرویزی حضرات ان تمام شعائر اسلام کو توہمات قرار دیتے ہیں۔

(۲) پرویز تسلیم کرتا ہے کہ یورپ کا تمام معاشرتی نظام غلط ہے۔ یورپ کی جمہوریت بے لگام ہے۔ یورپ کا مادی نظریۂ حیات زندگی کے ہر شعبہ میں فساد برپا کر رہا ہے۔ اُسے یہ تسلیم ہے کہ اس وقت مفکرین یورپ کی فکری پیاس صرف اسلام کے نظریات ہی بجھا سکتے ہیں۔ تحریک احمدیت بھی اس کی قائل ہے۔ لیکن وہ صرف اس کی زبانی قائل نہیں بلکہ اس نے ایک زبردست عملی پروگرام بنا کر قرآنی انقلاب برپا کرنے کی طرح ڈال دی ہے۔ احمدیت کے مبلغ یورپ۔ انگلستان۔ امریکہ بلکہ دنیا کے دوسرے اطراف و اکناف اسلام پہنچانے میں مصروف ہیں ان کا اسلام نہ پاکستانی ہے نہ ہندوستانی ہے، نہ ایشیائی ہے نہ افریقی ہے بلکہ وہ عالمی اور کونی ہے۔ اس کی وسعت تمام کائنات پر محیط ہے مگر پرویزی فکر کی پرواز محدود ہے۔ جس کو ہم اُس کے الفاظ ہی میں بیان کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے مضمون فردوس گم گشتہ میں جو طلوع اسلام ماہ مئی و جون ۱۹۶۱ء میں چھپا ہے یوں اظہار خیال کرتے ہیں:—

"مغرب نے اپنے نظام سرمایہ داری کو بھی آزما کر دیکھ لیا۔ اور کمیونزم کی تباہ کاریاں بھی دنیا کے سامنے آگئیں۔ اب دنیا کو ایک ایسے معاشی نظام کی تلاش ہے جس میں نہ نظام سرمایہ داری باقی رہے۔ اور نہ کمیونزم اور جس سے روٹی کا مسئلہ فرد کی انفرادیت کو باقی رکھتے ہوئے حل ہو جائے۔ یہ نظام قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں۔

برادرانِ عزیز! آپ نے دیکھ لیا کہ مغرب نے جو تصورِ حیات اختیار کیا تھا۔ اس کے تباہ کن نتائج سے وہ کس قدر ہراساں و پریشاں ہے۔ اور اب کس طرح کسی جدید نظام کی تلاش میں مضطرب و سرگرداں۔ یہ نظام اسے قرآن کے علاوہ اور کہیں سے نہیں مل سکتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ قرآن کا نام لینے والی قومیں زندگی کی دوڑ میں اقوام مغرب سے بھی پیچھے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آگے بڑھنے والی قومیں کبھی ان قوموں کی بات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا کرتیں۔ جو خود اُن کی دست نگر ہوں، مسلمانوں کے لئے خود عزت کا مقام حاصل کرنے اور دنیا کو موجودہ جہنّم سے نجات دلانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ کسی ایک خطہ زمین میں قرآنی نظام کو عملاً رائج کر کے اس کے انسانیت ساز نتائج سامنے لائے جائیں۔ ان نتائج کو دیکھ کر دنیا خود بخود اس طرف لپک کر آئے گی۔ اور اس طرح جنت سے نکالا ہوا آدم اپنے فردوس گم گشتہ کو پھر سے پا لیگا۔"

بالفاظ دیگر یورپ اور امریکہ میں تبلیغ و اشاعت کی ضرورت نہیں۔ پرویز صاحب کے تصوّر کا اسلام جب پاکستان میں چمک اُٹھے گا تو دنیا خود بخود اس چمک کو دیکھ کر منوّر ہو جائے گی۔ گویا یا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مُردہ شود۔ والا معاملہ وہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

تحریکِ احمدیت کا پیغام

تحریک احمدیت مجدّد صد چہاردہم کے زیر قیادت اور اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت جس نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اس صدی کا مجدّد مبعوث فرمایا دنیا کو یہ پیغام

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

جلسۂ سالانہ کی مختصر روئداد

(بشیر احمد سوری)

اجلاس اوّل۔ مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۱ء

جلسہ کے دوسرے دن اجلاس اول کا انعقاد دس بجے شروع ہوا۔ اس نشست کی صدارت جناب خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب ایڈووکیٹ مانسہرہ نے فرمائی۔ جلسہ کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جناب حافظ قاری بوستان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ خدابخش صاحب خادم نے ایک نظم پڑھی کے بعد چودھری سید احمد صاحب بدوملھی نے پنجابی نظم پڑھی۔

سالانہ رپورٹ

بعد ازاں آنریری جنرل سیکرٹری جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے سالانہ رپورٹ قوم کے سامنے پیش کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے اصلاحی کاموں اور جماعت احمدیہ لاہور کے قیام اور دنیا کے موجودہ مذہبی اور لادینی گروہوں پر اجمالی تبصرہ کرتے ہوئے انجمن کے مختلف شعبہ جات کا جائزہ لیا، اور فرمایا:۔

موجودہ دور کا مختصر نقشہ جو میں نے اوپر کھینچا ہے اس کو پیش نظر رکھیئے اور ان حالات میں لادینی کی طاغوتی طاقتوں کے ہوتے ہوئے اس مٹھی بھر جماعت نے جس کے ذرائع آمد بھی محدود ہیں۔ تبلیغ دین کے لئے کس کس طریق پر کیا کیا کچھ کیا اس کا جائزہ لیجئے۔ چند ایک کارہائے نمایاں کا مختصر ذکر بیان کرتا ہوں:۔

ووکنگ مسلم مشن

تبلیغ بلاد غیر کے سلسلہ میں ووکنگ مسلم مشن کی افادیت کو وسیع تر کرنے کے لئے مولانا محمد یعقوب خان صاحب کو ووکنگ (لندن) بھیجا گیا، تاکہ وہاں پر موجود عملہ شیخ محمد طفیل صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب کے بڑھتے ہوئے کام میں معاونت کریں۔

ووکنگ مشن کے ذریعہ سے کئی قابل ذکر ہستیاں حلقہ بگوش اسلام ہو چکی ہیں، اس سال پادری فلاورز صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کا قبول اسلام اس مشن کا نمایاں کام ہے۔

افریقہ میں مشن کا قیام

دوسرا اہم کام جو انجمن نے اپنے ذمہ لیا ہے براعظم افریقہ میں مشنوں کا اجراء ہے۔ سب سے پہلے نائجیریا مشن قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے محترم میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے ۲۷ر دسمبر کو روانہ ہو رہے ہیں۔ منٹو صاحب کے ساتھ پادری فلاورز صاحب بھی ان کے معاون ہوں گے۔ افریقہ میں عیسائیت اور اسلام کی موجودہ کشمکش کے پیش نظر یہ اہم قدم اٹھایا گیا ہے۔ اس مشن کی کامیابی کے لئے دعا فرمایئے۔

تبلیغ بذریعہ خطوط

افریقہ میں مشنوں کے اجراء سے قبل آپ یہ جان کر یقیناً محظوظ ہوں گے کہ ہمارے دفتر تعمیر بلاد غیر کے انچارج محترم شیخ غلام قادر صاحب دار کی مساعی جمیلہ کی بدولت خط و کتابت اور لٹریچر کے ذریعہ سے وہاں ایک وسیع حلقہ جماعت اور انجمن کے بہی خواہوں کا پیدا ہو چکا ہے۔ ہمارے یہ جواں ہمت بزرگ نہایت خاموشی سے مرکز میں بیٹھے ہوئے دنیا کے ہر ملک سے خط و کتابت کے ذریعہ انجمن کا نہ صرف تعلق پیدا کر رہے ہیں بلکہ کئی جگہوں مثلاً کیپ ٹاؤن، فلپائن، آسٹریلیا، نائجیریا میں اچھی خاصی جماعتیں بن گئی ہیں۔ اس خط و کتابت کے نتیجہ میں بہت سے قابل لوگ بھی انجمن سے متعلق ہو گئے ہیں۔ چین میں ایک صاحب مسٹر محمد یوسف نے ٹیچنگز آف اسلام کا چینی زبان میں ترجمہ کیا ہے اور میتول آف حدیث اور ریلیجن آف اسلام، محمد دی پرافٹ، ارلی خلافت اور لونگ تھاٹس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا، گھانا، کیلیفورنیا۔ اور ٹرانسوال میں بھی اسی ذریعہ سے کام کے آدمی ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ ہر ملک سے خطوط کا ایک تانتا بندھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے۔ آمین۔

طبع کتب

یہ ہمارا محبوب اور موثر ذریعہ تبلیغ ہے۔ اس سال کئی قیمتی کتب زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔ پاکستان میں عیسائیت کے زور و شور کے پیش نظر حضرت امیر ایدہ اللہ نے عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں تصنیف فرمائیں، اور معارف القرآن شائع کر کے ایک مفید اضافہ فرمایا، آپ کی کتاب خصائل القرآن کا انگریزی ترجمہ چھپ کر تقسیم ہوا۔ ریلیجن آف اسلام کا اردو ترجمہ، دین اسلام حصہ سوم اور بشارات احمدیہ حصہ سوم بھی شائع کیا گیا۔ اس طرح پر یہ ہر دو کتب مکمل ہو گئیں۔

مرحوم و مغفور ڈاکٹر غلام محمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی اردو کتب کی طباعت کے لئے ایک رقم مخصوص کی ہوئی تھی، اس میں سے اسلامی اصول کی فلاسفی، الوصیت، فتح اسلام، برکات الدعا اور نجم الہدیٰ (انگریزی اردو) قبل ازیں شائع کی گئی تھیں اور امسال تریاق القلوب کو نہایت خوبصورت طور پر اسی عطیہ سے چھاپا گیا ہے۔ عرب ممالک میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی اشاعت کے لئے شیخ میاں مولا بخش صاحب مرزا دتہ لائل پور نے دس ہزار روپے مرحمت فرمائے تھے۔ اسی عطیہ میں سے تحفہ بغداد، خطبہ الہامیہ عربی ٹائپ میں چھپ چکی ہیں۔

اسی سلسلہ میں حقیقت الوحی کے ضمیمہ استفتاء کو چھاپا گیا۔ اس میں امریکہ کے مشہور پادری ڈاکٹر ڈوئی کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا ذکر ہے۔ اور اپنے دعاوی کو حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت واضح الفاظ میں پیش کیا ہے عرب ممالک میں ان کی تقسیم سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔

دنیا کی لائبریریوں میں اسلامی کتب کے سٹ بھیجنے کا سلسلہ اس سال بھی جاری رہا، اور پچاس لائبریریوں میں یہ سٹ ارسال کئے گئے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ آرا کتاب النبوۃ فی الاسلام کا انگریزی ترجمہ ہمارے نہایت ہی قابل دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے (ووکنگ) مکمل کر چکے ہیں، یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہو گی۔ پہلے حصہ کی طباعت کا اہتمام شروع کر دیا گیا ہے۔

مطبع

انجمن کا اپنا مطبع نہ ہونے کے باوجود طبع کتب میں جدت، حسن طباعت اور صحت کے خصوصی اہتمام کا سہرا ناصر احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم و مغفور کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

انجمن کا ایک مبارک قدم مطبع کے قیام کی منظوری بھی ہے، امید ہے کہ آیندہ چند ماہ میں انجمن کا اپنا پریس چالو کر دیا جائے گا۔

تعلیمی ادارے

انجمن نے اس شعبہ کو قومی احساس اور ملکی ضرورت کے ماتحت بتن ہائی سکول کی صورت میں جاری کیا ہوا تھا۔ اس سال اس میں کالج کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ تعلیمی میدان میں انجمن کا یہ اقدام نہایت مستحسن ہے۔ ابتداء میں اگرچہ مشکلات ضرور پیش آئیں گی۔ لیکن امید ہے تدبر اور خلوص سے ان پر قابو پا لیا جائے گا۔

مسیح موعود میموریل ہال

مسیح موعود میموریل ہال اور مارکیٹ کا خاکہ تیار کر لیا گیا ہے۔ اس کے لئے وہ جگہ جہاں حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا تھا انجمن کے نام رجسٹری ہو چکی ہے تعمیر کا کام جلد از جلد شروع ہو جائے گا۔

تبلیغی کلاس

مبلغین کلاس اور جماعت سے چیدہ چیدہ طلباء کو کالج میں اعلیٰ تعلیم دینے کے لئے انجمن نے

سال آیندہ کے بجٹ میں چالیس ہزار روپے مخصوص کئے ہیں۔ امید ہے اس طرح پر ہم جماعت کے سعید نوجوانوں کو اعلےٰ تعلیم دلا سکیں گے۔ بلکہ اپنی دینی ضروریات کے لئے اُن سے مفید کام لے سکیں گے۔

احمدیہ بستی کی تعمیر

ماڈیر کراچی میں انجمن کی ناقابلِ کاشت اراضی کی فروخت کا سودا عرصہ سے دارالسلام ہاؤسنگ سوسائٹی سے ہو رہا تھا جو بوجوہ چند سطے نہ ہوسکا۔ اس ضمن میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور ان کے معاون افضل خان صاحب کی مساعی سے انجمن کی اس زمین کی فروخت سے قریباً ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ وصول ہوگیا ہے اور مزید وصول ہونے کی توقع ہے۔ چنانچہ احمدیہ بستی کی تعمیر کے لئے پانچ لاکھ روپے مخصوص کر لئے گئے ہیں۔ مسلم ٹاؤن کے قریب انجمن کی ۱۲۱ کنال زمین پر اس بستی کی تعمیر کا منصوبہ تیار ہے کام جلد از جلد شروع کر دینے کا پروگرام ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے اور اس کام میں برکت ڈالے۔ آمین۔

کراچی مسجد

کراچی میں مسجد کی تعمیر کے لئے موزوں جگہ حاصل کرلی گئی ہے۔ اس کے لئے انجمن نے ۲۵ ہزار روپے منظور کئے ہیں۔ یہ مسجد ایک مرکزی حیثیت سے کر جماعت کے لئے تقویت کا موجب ہوگی۔ ترقی کی طرف یہ ایک مفید قدم ہے۔

اسلام مشن ڈھاکہ

مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کی نسبت زیادہ آبادی ہے اور ہندوؤں کے وہاں ہونے سے تبلیغ کا میدان بھی وسیع ہے۔ انجمن نے وہاں پر اسلام مشن کے نام سے اپنا کام جاری کیا ہوا ہے۔ مولوی عبدالصمد صاحب جمالی بی اے ایک عرصہ سے اس مشن کے انچارج ہیں۔ قرآن کریم کا بنگلہ زبان میں ترجمہ بھی مکمل کر چکے ہیں۔ سال رواں کے بجٹ میں انجمن اسے چھاپنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جمالی صاحب کے ساتھ ایک نوجوان مولوی عبدالستار صاحب بھی ممد و معاون ہوگئے ہیں۔ عبدالستار صاحب کو مرکز میں بلا کر تبلیغی ٹریننگ دی گئی، اب انہیں اس مشن میں مامور کر دیا گیا ہے، جہاں وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کر رہے ہیں۔

سال زیر رپورٹ میں وہاں کی جماعت کے صدر مسٹر عبدالصمد صاحب کے لکھنے پر انجمن نے ایک قطعہ زمین خریدنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ وہاں پرستش کی مستقل صورت پیدا کر کے تبلیغ کے سلسلہ کو اور وسعت دی جاسکے۔

ہم نے اپنے محدود وسائل کے ساتھ جو کچھ کیا اس کا مختصراً ذکر میں کر چکا ہوں۔ شعبہ جات کی مفصّل رپورٹ آپ آیندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں[1]۔

چیمہ صاحب کا لیکچر

رپورٹ کے بعد جناب الحاج محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات نے تحریک احمدیت کی فوقیت کے موضوع پر تقریر فرمائی، جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔

چیمہ صاحب کی تقریر کے بعد حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے دنیا کے موجودہ حالات میں اسلامی تعلیمات نظریات کی فوقیت پر ایک بسیط لیکچر دیا جو ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیا گیا ہے، اور پیغامِ صلح کی آیندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

لیکچر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے چندہ کی اپیل کی، جس کے جواب میں تمام حاضرین نے دل کھول کر حصہ لیا، اور اس کے بعد پہلا اجلاس ملتوی ہوا۔

دوسرا اجلاس

جلسہ کی دوسری نشست کا آغاز بعد از دوپہر ڈھائی تین بجے ہوا۔ جناب شیخ میاں ظہور احمد صاحب ملزاونز کرسئی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ حافظ قاری بوستان صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اللہ رکھا درویش نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں جناب عبدالمنان صاحب عمر کے صاحبزادہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غیر مسلم فضلاء کی آراء پر پُر تاثیر تقریر کی۔

اس کے بعد ان کے والد محترم جناب عبدالمنان عمر صاحب خلف الرشید حضرت مولٰنا نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے "عیسویت کا فتنہ اور ہمارا فرض" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو تمام انبیاء کے نام دیئے گئے، بالخصوص حضرت مسیح کا نام آپ کو اس لئے دیا گیا ہے کہ فتنہ مسیحیت کی اصلاح آپ کی بعثت کی خاص اغراض میں سے ہے، آپ نے فرمایا کہ جب کسی نبی کی تعلیم بگڑ جاتی ہے تو اس کا قائم مقام پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت مسیح کی روح آسمان پر مضطرب ہے، اور اسی اضطراب کی وجہ سے ان کا قائم مقام بھیجا گیا۔

اسی سلسلہ میں فاضل مقرر نے عیسائی فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ وہ دجالی فتنہ ہے جس سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور قرآن کریم کے شروع میں ضالین کی راہ سے بچنے کی دُعا اور آخر میں خناس کے فتنہ سے پناہ مانگی گئی ہے، آپ نے بتایا کہ اس دجالی فتنہ کا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے بڑا زور تھا جس کے مقابلہ کے لئے آپ نے بڑی محنت سے کام لیا اور مختلف کتابوں اور ٹریکٹوں اور اشتہارات

[1] یہ اجمالی تبصرہ انجمن کی طبع شدہ رپورٹ کا حصہ ہے جو دفتر انجمن سے مل سکتی ہے۔

تحریک احمدیت کی فوقیت

(سلسلہ صفحہ ۸)

دے رہی ہے۔ کہ دنیا کا امن اور سلامتی اب صرف اسلام کے دامنِ عاطفت میں ہے۔ اور وہ یہ پیغام صرف اپنے حاشیہ نشینوں کی مجلس میں ہی نہیں دے رہی بلکہ یورپ کے قلب میں پہنچ کر ملحدین یورپ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر خوابِ غفلت سے جگا رہی ہے اور انہیں اسلام کی گوناگوں برکات اور روحانی انوار سے منوّر کر رہی ہے۔ اس کا اعلان ہے کہ آزادی انسان کا فطری و فکری حق ہے۔ اور عقائد کے معاملہ میں انسان بالکل آزاد ہے

یہ اسی حقیقت کا اعلان ہے۔ اور وہ دنیائے فرنگ کو لا اکراہ فی الدین کا نوید جانفزا سنا کر خیالات میں پوری آزادی کی منادی کرتی ہے وہ ببانگِ دہل کہتی ہے۔ کہ جب مودودی صاحب ارتداد کی سزا قتل بتاتے ہیں تو وہ قرآن کے خلاف علمِ بغاوت کھڑا کر دیتے ہیں۔

قرآن جنسی بے راہ روی کو کئی طریقوں سے روکتا ہے، اور مودودی کی تعلیم کہ لاتعداد لونڈیاں بلا نکاح حرم میں رکھی جاسکتی ہیں اسلام کی تعلیم کی صریح خلاف ورزی ہے۔

مسیح کا بجسدِ عنصری آسمان پر جانا اور ہزار ہا برس کے بعد اسی جسم سے واپس آنا ایک باطل عقیدہ ہے جس کو اسلام کا مزاج برداشت نہیں کرسکتا۔ تحریک احمدیت نے مسیح کو انسانی سطح پر لاکر کھڑا کر دیا اور اس کی ولادت کو بھی عام انسانوں کی طرح ثابت کر کے اسے افسانوں کے پردوں سے نکال کر نوعِ انسانی کا ایک فرد ثابت کر دیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم کی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی لوگوں سے منوایا کہ حضورؐ نہ صرف قرآن کو لانے والے ہیں بلکہ اس قرآن کی تعلیم کے ذریعے انسانیت کے مزکی معلم اور حکیم بھی ہیں۔

تحریک احمدیت کی تعلیم ہے کہ احادیث صحیحہ کے آئینہ میں روایات اور آثار کے تواتر میں حضورؐ کے خدوخال، انوار و اخلاق کو دیکھا جاسکتا ہے۔

حضورؐ کی سنت امت کے تعامل میں آکر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو چکی ہے اب کوئی پرویزی فتنہ اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا پس ان دونوں تحریکات پر اس تحریک احمدیہ کو بین طور پر تفوّق حاصل ہے۔ (باقی آیندہ)

اور مناظرات کے ذریعہ سے مسیحی اصولوں پر ایسا تبصرہ کیا کہ مسیحیوں کو راہ فرار اختیار کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

آپ نے فرمایا کہ اب پھر اس فتنہ نے سر اٹھایا ہے۔ اور گذشتہ مردم شماری کی بناء پر مسیحیت کی موجودہ رفتار ترقی کے جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں وہ بہت افسوسناک اور حیرت انگیز ہیں، آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اس رفتار ترقی کا جائزہ لینے کے لئے

تقریر مرزا مسعود بیگ صاحب ایڈیٹر لائٹ بر موقعہ جلسہ سالانہ

"وہ نبی"

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ـ ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد فلما جاءہم بالبینات قالوا ھٰذا سحرٌ مبین ـ (الصف : ٦)

ان آیاتِ مقدسہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک بہت بڑے تاریخی واقعہ کا ذکر کیا ہے ـ فرمایا ـ جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا ـ اے بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رسول ہو کر آیا ہوں ـ اور میں تصدیق کرتا ہوں تورات کی جو تمہارے پاس موجود ہے اور تمہیں ایک بشارت بھی دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا ـ جس کا اسم گرامی احمد ہے ـ لیکن جب وہ رسول کھلے کھلے نشانات کے ساتھ آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ تو ایک صریح جادو ہے ـ

حضرت مسیح کے دو اعلانات

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف دو ضروری اعلان TWO IMPORTANT ANNOUNCEMENTS کرنے کے لئے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا ـ پہلے اعلان میں بنی اسرائیل کی روحانی موت کا حکم تھا ـ چنانچہ اعلان ہوا: ـ

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت
تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم
کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی"
(متی ۲۱ : ۴۳)

خدا کی بادشاہت سے مراد الہام و نبوت کی نعمت ہے بنی اسرائیل خداوند خدا کی برگزیدہ قوم تھی ـ جس میں حضرت موسیٰ سے لے کر ڈیڑھ ہزار سال تک یکے بعد دیگرے بہت سے نبی آئے ـ لیکن اس نافرمان قوم نے انبیاء کی تکذیب کی اور انہیں طرح طرح کی وحشتناک اذیتیں دیں ـ بالآخر دربار الٰہی سے بنی اسرائیل کے لئے یہ حکم صادر ہوا جو مسیح کی معرفت انہیں سنایا گیا کہ اب خدا کی بادشاہت تم سے چھین لی جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا ـ مسیحؑ کے بعد بنی اسرائیل میں آج دن تک کوئی نبی نہیں آیا ـ خدا کی بادشاہت اُن سے چھین لی گئی ـ

حضرت مسیح کے دوسرے اعلان میں ایک بہت بڑی خوشخبری تھی ـ فرمایا: ـ

ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد ـ
میں تمہیں ایک بشارت بھی دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا اور اس کا اسم گرامی احمد ہے "

محمد اور احمد حضرت نبی کریم کے ہی دو نام ہیں برنباس کی انجیل میں اس عظیم الشان بشارت کو اور بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ـ برنباس خداوند یسوع مسیح کا مقدس اور برگزیدہ رسول تھا جس کا انتخاب خود روح القدس نے کیا تھا ـ کتاب "رسولوں کے اعمال" میں لکھا ہے: ـ

" اور انطاکیہ کی کلیسا میں کئی نبی اور معلم
تھے یعنی برنباس اور شمعون ....
اور جب وہ خداوند کی عبادت کرتے اور
روزہ رکھتے تھے روح القدس نے کہا ـ
میرے لئے برنباس اور ساؤل کو الگ
کر دو اس کام کے لئے جس کے واسطے
میں نے انہیں بلایا ـ (اعمال ۱۳ : ۲)

اس برنباس نے دُور دُور تک تبلیغی دورے کئے اور لوگوں کو خداوند یسوع مسیح کا یہ پیغام سنایا ـ برنباس سائپرس میں فوت ہوا اور وہیں دفن کیا گیا ـ

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا واذا القبور بعثرت جب قبریں کھودی جائیں گی تو اُن میں سے اسلام کی صداقت کے ثبوت اور نشان برآمد ہوں گے ـ

فرعون کی قبر

عیسائیوں کی کتب میں لکھا ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسےٰ اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو فرعون اور اس کا سارا لشکر سمندر میں غرق ہوا اور اُن کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا ـ یہ کہانی دو ہزار سال تک اسی طرح بیان ہوتی رہی لیکن جب قرآن کریم کا نزول ہوا تو اس اُمّی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راز کا انکشاف کیا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھا ہوا ہے تا کہ وہ آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے نشان ہو (یونس ۱۰ : ۹۲) پادریوں نے قرآن کریم کی اس آیت کا تمسخر اڑایا کہ اس نے واقعات کے خلاف یہ بات کہی ہے فرعون تو سمندر میں غرق ہو چکا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ اس کی لاش محفوظ رکھی گئی ہے تا کہ آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نشان ہو ـ لیکن ایک عرصہ گذرنے کے بعد جب محکمۂ آثار قدیمہ نے مصر میں پرانی قبروں کو کھودا تو ایک قبر میں سے فرعون کی لاش برآمد ہوئی ـ وہ مصر کے عجائب گھر میں رکھی ہوئی ہے ـ لوگ اسے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ فرعون ـ REMESES II ـ جو خدا کے ایک نبی کے مقابل پر کھڑا ہوا تھا اور پھر اس کا یہ حشر ہوا ـ

ایک اور قبر

ایک اور قبر کشمیر میں محلہ خان یار میں موجود ہے ـ جب یہ قبر کھودی جائے گی تو یقیناً اس میں سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش برآمد ہوگی ـ اس دن عیسائی مذہب کی صف لپیٹ لی جائے گی اور اسلام کی صداقت روز روشن کی طرح چمک اٹھے گی ـ

برنباس کی قبر

میں ذکر کر رہا تھا کہ برنباس سائپرس میں فوت ہوا اور وہیں دفن کیا گیا تھا ـ ۴۷۸ء میں جب برنباس کی قبر کھودی گئی تو اس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی انجیل اس کی چھاتی پر رکھی ہوئی پائی گئی ـ اس انجیل میں لکھا ہوا ہے: ـ

"یسوع نے کہا ـ وہ کیسا مبارک زمانہ ہے
جس میں کہ یہ رسول دنیا میں آئے گا ـ تم
مجھے سچا مانو ـ میں نے اسکو دیکھا اور اس
کے سامنے عزت و حرمت کو پیش کیا ـ
(اس کی تعظیم کی) جیسا کہ اس کو ہر نبی نے
دیکھا ہے ـ کیونکہ اللہ ان نبیوں کو اس
رسول کی روح بطور پیشگوئی کے عطا
کرتا ہے ـ اور جبکہ میں نے اس کو دیکھا
میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا ـ اے محمدؐ
اللہ تیرے ساتھ ہو ـ اور مجھ کو اس قابل
بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں ـ
MAY GOD MAKE WORTHY
TO UNTIE THE SHOE
LATCHETS
کیونکہ اگر میں یہ شرف حاصل کر لوں تو بڑا نبی
اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا ـ اور جبکہ
یسوع نے اس بات کو کہا اس نے اللہ
کا شکر ادا کیا "
(انجیل برنباس ـ فصل ۴۴ ـ آیات ۱۹ تا ۲۲)

یہ ہے خداوند یسوع مسیح کی انجیل یعنی خوشخبری جس کو سنانے کے لئے وہ اس دنیا میں تشریف لائے تھے ـ انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے ـ اس کی اصلی یونانی شکل .... EVANGELON ہے جس کے معنے بشارت اور خوشخبری کے ہیں ـ انگریزی لفظ GOSPEL کے بھی یہی معنے ہیں یعنے GOAD TILING ـ

عالمگیر رسول

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اس دنیا میں تشریف لانا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا ـ اس آفتاب عالمتاب

نے عرب کے ریگستان سے طلوع کر کے دنیا کے کونے کونے کو روشن اور منور کرنا تھا۔ حضورؐ کی شان میں حضرت امامِ وقت نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے :۔

احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے
اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
انبیاء روشن ہستند لیک
ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے
آفتابِ ہر زمین و ہر زماں
رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے
روشنی از وے بہر قومے رسید
نورِ او رخشید بر ہر کشورے

دنیا کے ہر نبی اور پیغمبر نے، ہر رشی اور رسول نے حضرت محمدؐ عربی صلعم کی آمد کی خوشخبری قبل از وقت اپنی اپنی قوم کو دی۔ میں اس وقت صرف حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بشارت کا ذکر کروں گا۔ تورات۔ کتاب استثناء باب ۱۸۔ آیات ۱۸ تا ۲۰ میں لکھا ہے کہ حضرت موسےٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا :۔

"خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔ میں اُن کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہ سب کچھ اُن سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا اُس سے حساب لوں گا لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے گا جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا۔ یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے گا تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔ اور اگر تو اپنے دل میں کہے۔ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں۔ تو جان رکھ کہ جب نبی کچھ خداوند کے نام سے کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے پورا نہ ہو یا واقع نہ ہو۔ تو بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔ تو اُس سے مت ڈر۔"

اس پیشگوئی کے چھ اجزاء ہیں :۔

(۱)۔ اس میں بنی اسرائیل کو بحیثیت قوم مخاطب کیا گیا ہے
(۲)۔ یہ پیشگوئی ایک نبی کے متعلق ہے جو موسےٰ کی مانند۔ یعنے مثیلِ موسےٰ ہوگا۔
(۳)۔ وہ نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنے وہ بنی اسمٰعیل میں پیدا ہوگا۔
(۴)۔ خدا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا۔ یعنے وہ نئی شریعت کا لانے والا ہوگا۔
(۵)۔ "میرا نام لے کر کہے گا"۔ ہر بات کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر شروع کرے گا۔
(۶)۔ وارننگ۔ اگر کوئی جھوٹا مدعی کھڑا ہوگا کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں تو وہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔

ایک پادری صاحب سے گفتگو

میں نے ایک دفعہ ایک پادری صاحب پر سوال کیا کہ وہ مثیلِ موسےٰ نبی کون ہے جس کا ذکر اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ پادری صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً جواب دیا۔ کہ خداوند یسوع مسیح کے آنے سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ میں نے پوچھا۔ پادری صاحب کیا خداوند یسوع مسیح نبی تھا اور مثیلِ موسےٰ تھا۔ اس بات کا اعلان کیجئے۔ تو میں مان لوں گا کہ یہ پیشگوئی خداوند یسوع مسیح کی آمد سے پوری ہوگئی۔ اب پادری صاحب کا ماتھا ٹھنکا کیونکہ وہ مسیح کو نبی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا اور خدا مانتے ہیں۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب۔ اگر یہ پیشگوئی خداوند یسوع مسیح کے آنے سے پوری ہو چکی تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح کے بعد بھی اُس "مثیلِ موسےٰ نبی" کا انتظار حواریوں میں موجود رہا۔ چنانچہ پطرس خداوند یسوع مسیح کے ۲۲ سال بعد عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے :۔

"پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آویں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے لئے رہے اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسےٰ نے باپ دادوں سے کہا خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اُٹھا دیگا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سنو۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے گا وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی"

(اعمال ۳:۱۹ تا ۲۴)

میں نے کہا سُن لیا پادری صاحب۔ مسیح کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اُس مثیلِ موسےٰ نبی کا انتظار موجود ہے۔ مسیح کی آمدِ اوّل کے بعد اور آمدِ ثانی سے پہلے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خداوند یسوع مسیح کے ۶۰۰ سال بعد وہ مثیلِ موسےٰ نبی اس دنیا میں تشریف لایا اور اس نے اعلان کیا :۔

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولاً۔ میں اس رسول کا مثیل ہوں جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور یہ بات دنیا جانتی ہے کہ فرعون کی طرف حضرت موسےٰ کو بھیجا گیا تھا۔ مسیح نے کبھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ میں ہی وہ مثیلِ موسےٰ نبی ہوں اور نہ ہی حواریوں نے اُسے مثیلِ موسےٰ قرار دیا۔ برعکس اس کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے جو تبلیغی خطوط عیسائی بادشاہوں کی طرف ارسال کئے اُن میں بھی یہ دعوےٰ کیا کہ میں موسےٰ کی اُس پیشگوئی کا مصداق ہوں جو موسےٰ نے تورات میں کی تھی۔ آنحضورؐ نے جو خط خیبر کے یہودیوں کے نام لکھا تھا وہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :۔

من محمد رسول اللّٰہ۔ صاحب موسیٰ واخیہ والمصدق لما جاء بہ موسیٰ۔

یعنے محمد رسول اللہ کی طرف سے جو موسیٰ کا مثیل اور اُس کا بھائی اور اس کی تعلیمات کو سچا کرنے والا ہے۔

سیالکوٹ کے ایک پادری صاحب

سیالکوٹ کے ایک پادری صاحب نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا نام ہے "THAT PROPHET" (دیٹ پرافٹ) یا "وہ نبی"۔ پادری صاحب ارشاد فرماتے ہیں :۔

"میرے مسلم دوستو۔ خدا آپ کا بھلا کرے اور آپ کو روشنی بخشے۔ میری دوستانہ مشورت یہ ہے کہ آپکو یہودیوں کی کسی غلطی میں شامل اور شریک نہیں ہونا چاہیئے عیسیٰ ابن مریم مسیح بھی ہے اور "وہ نبی" بھی ہے مسیح اور وہ نبی دراصل ایک ہی شخص ہے۔"

لیکن یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے :۔

"اور یوحنا (بپتسمہ دینے والے) کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تُو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے اُس سے پوچھا۔ پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں"

(یوحنا ۱:۱۹-۲۱)

"انھوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے۔ نہ ایلیاہ۔ نہ وہ نبی۔ تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟"

(یوحنا ۱:۲۵)

اس سوال وجواب سے صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں کو تین شخصوں کا انتظار تھا۔ مسیح۔ ایلیاہ۔ اور وہ نبی۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح اور وہ نبی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں تھیں۔ لیکن سیالکوٹ کے پادری صاحب یوں رقمطراز ہیں :۔

"پیارے مسلم دوستو۔ خدا آپ کو عقلمندی اور فہم میں ترقی بخشے۔ آپ تو خود ہی عیسےٰ ابن مریم کو مسیح بھی مانتے ہیں اور نبی بھی

تسلیم کرتے ہیں۔ پھر مسیح وہ نبی کو دو الگ
الگ شخص کیوں خیال کرتے ہو۔"

پادری صاحب نے بھی جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔
میں پادری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی فی الحقیقت مسیح کی آمد سے پوری ہو چکی تھی تو مسیح کے بعد حواریوں میں "وہ نبی" کا انتظار کیوں موجود رہا۔

اور سنیئے۔ یہوداہ حواری مسیح کے ۶۶ برس بعد عیسائیوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے :۔

" دیکھو خداوند اپنے دس ہزار قدسیوں
کے ساتھ آتا ہے"

(یہوداہ کا عام خط ۱: ۱۴)

مسیح کو تو بقول آپ کے اس دنیا سے رخصت ہوئے ۶۶ سال گذر گئے تھے جب یہ خط لکھا گیا۔ یہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنے والا خداوند کون ہے؟ مسیح کو تو اپنی زندگی میں دس ہزار قدوسی نہیں ملے۔ اس نے بڑی مشکل سے بارہ شاگرد پیدا کئے تھے۔ ان میں سے ایک یہوداہ اسکریوطی تیس روپے لیکر دشمن سے جا ملا۔ جب خداوند یسوع مسیح پر مصیبت کا وقت آیا اور یہودیوں نے اسے رات کے وقت گرفتار کیا۔ تو دس مومن اور بھاگ گئے رہ گیا پطرس جس کے ہاتھ میں خداوند یسوع مسیح نے بہشت کی چابیاں سونپ رکھی تھیں۔ بالآخر اس نے بھی یسوع مسیح کا انکار کیا اور اس پر لعنت کی۔ پادری صاحب دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنے والا خداوند۔ مسیح نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہے جن کے ہمرکاب فتح مکّہ کے وقت پورے دس ہزار قدوسی تھے۔

میں بیان کر رہا تھا کہ خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت اور آسمان پر چلے جانے کے بعد بھی عیسائیوں میں وہ نبی کا انتظار بڑی شدت سے موجود رہا چنانچہ جب وہ ایک دوسرے کو گھر میں، گلی کوچہ میں۔ بازار میں۔ عبادت گاہ میں جہاں کہیں ملتے تو یوں خطاب کرتے مارانا تا۔ جس کے معنے ہیں "ہمارا خداوند آتا ہے"۔

پولس قرنتیوں کے پہلے خط میں لکھتا ہے :۔

" جو کوئی خداوند یسوع مسیح سے محبت نہیں کرتا
وہ ملعون ہووے۔ مارانا تا۔ THE LORD
"COME THE (۲۲:۱۶)

اور دوسری جگہ فلپیوں کے خط میں لکھتا ہے :۔

" تمہاری میانہ روی سب آدمیوں پر ظاہر
ہو۔ "خداوند نزدیک ہے"۔

(۴: ۵)

پس ثابت ہوا کہ پیشگوئی یسوع ابن مریم کے آنے سے پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس کے بعد بھی "وہ نبی" کا انتظار عیسائیوں میں بدستور جاری رہا۔

پادری گولڈسیک

ایک اور پادری صاحب ہیں (REW. W GOLD SACK) انہوں نے بھی ایک پمفلٹ لکھا ہے MOHAMMAD AND THE BIBLE جس کا اردو ترجمہ پنجاب رلجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور نے "حضرت محمدؐ اور کتابِ مقدس" کے نام سے شائع کیا ہے۔ پادری گولڈسیک نے یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ پیشگوئی میں بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل ہی ہیں نہ کہ بنی اسمٰعیل کتابِ مقدس سے اور قرآن کریم سے مندرجہ ذیل عبارات پیش کی ہیں۔

(۱) استثناء (۱۷: ۱۴، ۱۵) :۔

" جب تو اس ملک میں جسے خداوند
ترا خدا تجھے دیتا ہے پہنچ جائے
اور اس پر قبضہ کر کے وہاں رہنے
اور بسنے لگے کہ ان قوموں کی طرح
جو میرے اردگرد ہیں۔ میں بھی کسی کو
اپنا بادشاہ بناؤں تو تو بہرحال فقط
اس کو اپنا بادشاہ بنانا جس کو خداوند
تیرا خدا چن لے۔ تو اپنے بھائیوں
میں سے کسی کو اپنا بادشاہ بنانا اور
پردیسی کو جو تیرا بھائی نہیں اپنے اوپر
حاکم نہ کر لینا"۔

(۲) استثناء (۱۵: ۱۲)

" اگر تیرا کوئی بھائی خواہ عبرانی مرد ہو، یا
عبرانی عورت تیرے ہاتھ بکے اور
وہ چھ برس تک تیری خدمت کرے
تو تو ساتویں برس اس کو آزاد ہو کر جانے
دے۔"

(۳) احبار (۲۵: ۴۶)

" لیکن بنی اسرائیل جو تمہارے بھائی
ہیں ان میں سے کسی پر تم سختی سے حکمرانی
نہ کرنا۔"

ان آیات سے پادری صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے :۔

" ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ جب
خدا نے حضرت موسےٰ کو فرمایا کہ میں ان کے
لئے ان کے بھائیوں میں سے ایک نبی
برپا کروں گا تو اس سے عرب کا قبیلہ قریش
مراد نہیں تھا بلکہ خود بنی اسرائیل ہی مراد تھے"

پادری صاحب نے قرآن کریم کی بھی ایک آیت پیش کی ہے :۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا۔
قَالَ يٰقَوْمِ...... (اعراف: ۸۴)

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ :۔

" اہلِ مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب
کو بھیجا۔ اس نے کہا۔ اے میری
قوم......"

اور پھر یہ دلیل پیش کرتے ہیں :۔

" قرآن شریف کی اس آیت میں شعیب اپنے
قبیلہ کو اے میری قوم کے الفاظ سے
خطاب کر رہے ہیں اور پھر خدا کہہ رہا ہے
کہ ہم نے مدین کے پاس ان کے بھائی
شعیب کو بھیجا...... پس ظاہر ہے کہ
لفظ بھائی سے یہاں خود اپنی قوم مراد ہے۔"

پادریانہ ہتھکنڈا

اس کو کہتے ہیں پادریانہ ہتھکنڈا۔ حضرت موسےٰ کی پیشگوئی زیرِ بحث میں ساری بنی اسرائیل قوم بحیثیت قوم کے مخاطب کی گئی ہے۔

" میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے
(یعنی ساری قوم بنی اسرائیل کے بھائیوں
میں سے) تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا۔"

لیکن پادری صاحب کی پیش کردہ عبارات میں ایک فردِ واحد کو مخاطب کیا گیا ہے :۔

— جب تو اس ملک میں پہنچ جائے
— تو اپنے بھائیوں میں سے کسی کو اپنا
بادشاہ بنانا۔
— اگر تیرا کوئی بھائی تیرے ہاتھ بکے۔

ایک ساری قوم کے بھائیوں اور ایک فردِ واحد یا ایک قبیلہ کے بھائی میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح سے حضرت شعیب بھی اہلِ مدین کا بھائی اور ایک قبیلہ کا فردِ واحد تھا۔ پادری صاحب نے اس پیشگوئی کو مبہم بنانے کے لئے یہ TRICK استعمال کیا ہے۔

ایک اور اعتراض

پادری گولڈسیک نے ایک اور اعتراض کیا ہے۔ لکھتا ہے :۔

" اگر ہم بفرضِ محال یہ مان لیں کہ استثناء کے
۱۸ ویں باب میں بھائیوں کا لفظ اسی مفہوم
میں استعمال ہوا ہے جس میں اہلِ اسلام
پیش کرتے ہیں تو بھی حضرت محمدؐ صاحب
اس سے خارج رہ جاتے ہیں کیونکہ یاد
رہے کہ اسمٰعیل اسرائیل کے بھائی نہیں
بلکہ چچا تھے۔"

حضرت ابراھیم کے دو بیٹے تھے۔ اسمٰعیل اور اسحاق۔ اسمٰعیل کی اولاد بنی اسمٰعیل کہلائی۔ دوسری طرف اسحاق کے دو بیٹے ہوئے عیسو اور یعقوب۔ یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل ہے اور اس اسرائیل کا نام بھی ایک عجیب قصہ ہے۔ کتاب پیدائش میں لکھا ہے (۳۲: ۲۹-۳۲) کہ خداوند خدا ساری رات یعقوب سے کشتی لڑتا رہا۔ لیکن اسے پچھاڑ نہ سکا۔ صبح ہو گئی۔ خدا وہاں سے کھسکنے لگا۔ مگر یعقوب اسے نہ چھوڑتا تھا کہ تو اپنا نام بتلا۔ آخر کار خداوند خدا نے یعقوب کو برکت دی۔ اس کی قوت اور غلبہ کو مان لیا۔ اور اسرائیل کا خطاب دیکر اپنا پیچھا چھڑایا۔ چنانچہ اسحاق کی اولاد کا سلسلہ جو یعقوب سے آگے چلا بنی اسرائیل کہلایا۔ پس بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن پادری صاحب کو یہ بات منظور نہیں۔

میں پادری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ابراہام نوے کا تھا (دیکھو کتاب پیدائش ۱۷: ۲۴) پھر کیا وجہ ہے کہ ابراھام

لوط اور اس کے لوگوں کو بھائی کہتا ہے۔

تب ابراہام نے لوط سے کہا کہ میرے
اور تیرے درمیان اور میرے چرواہوں
اور تیرے چرواہوں کے درمیان جھگڑا
نہ ہوا کرے کیونکہ ہم بھائی ہیں!
(پیدائش ۸:۱۳)

اور سنیئے - لابن یعقوب یعنی اسرائیل کا ماموں تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسرائیل اُسے میرا بھائی کر کے پکارتا ہے کتاب پیدائش باب ۲۹ - آیت ۱۳ تا ۱۵ میں لکھا ہے:-

"لابن اپنے بھانجے (یعقوب) کی خبر
پاتے ہی اُس سے ملنے کو دوڑا اور اُس
کو گلے لگایا ...... تب لابن نے یعقوب
سے کہا — BECAUSE THOU
-ART MY BROTHER
چونکہ تو میرا بھائی ہے تو کیا اس لئے
لازم ہے تو میری خدمت مفت کرے۔

ایک اور مثال دیتا ہوں - فرض کیجئے کہ پادری گولڈ سیک وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں - اور لوگوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں - میرے پیارے بھائیو - اور اگر اس مجمع میں جناب پادری صاحب کے دادا جان بھی تشریف فرما ہوں تو کیا اس کے یہ معنے ہوں گے کہ چونکہ دادا جان پادری صاحب کے حقیقی بھائی ہو سکتے ہیں، اس لئے پادری صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔

وارننگ

آخر الامر میں پادری صاحب کی توجہ اس وارننگ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں جو پیشگوئی زیر بحث میں دی گئی ہے کہ اگر کوئی جھوٹا مدعی کھڑا ہوگا کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں تو وہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا بقول عیسائی صاحبان - یسوع مسیح ابن مریم قتل کئے گئے اس لئے اگر کسی پادری صاحب نے پھر یہ حماقت کی کہ خداوند یسوع مسیح کو اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جائے تو وہ (نعوذ باللہ) ایک جھوٹا نبی اور کاذب ثابت ہوگا کیونکہ وہ قتل کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور کوئی دوسرا نہیں۔ لہٰذا یہود اور نصاریٰ دونوں قوموں کو - حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ ابن مریم کے اقوال کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس موعود نبی پر صدق دل سے ایمان لانا چاہیئے کہ اسی میں اُن کی بہتر ہے۔

احمدؐ آخر زمان کز نور او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے

دولتمندی

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولتمندی زیادہ مال و دولت کا نام نہیں۔ دولتمندی تو دل کی دولتمندی ہے۔ (بخاری)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اپنے ہر ایک ہمنشیں کو اس کا حق دیتے کو آپ کا ہمنشین یہ خیال نہ کرتا کہ اس سے بھی بڑھکر کوئی آپ کا عزیز ہے جو کوئی آپ کے پاس بیٹھتا یا بات چیت کرتا اپنی ضرورت کے متعلق تو آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک وہ خود ہی جانیوالا بنتا اور جو شخص آپ سے اپنی حاجت بیان کرتا تو اُس کی حاجت پوری کر کے اُسے واپس کرتے یا نرمی سے اُسے جواب دے دیتے اور آپ کی خوشروئی اور خوش خلقی تمام لوگوں کے لئے عام تھی یہاں تک آپ اُن کے لئے بجائے (مشفق) باپ کے ہو گئے تھے - اور آپ کے نزدیک سب لوگ حقوق میں برابر ہو گئے تھے - آپ کی مجلس علم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس تھی نہ بلند کی جاتی تھیں اس میں آوازیں اور نہ عیب دھرا جاتا تھا اس میں عزتوں پر اور نہ شائع کی جاتی تھیں اس مجلس کی غلطیاں اور لغزشیں اہل مجلس آپس میں برابر تھے (تفاخر نہ کرتے) ایک کو دوسرے پر فضیلت تھی تو صرف پرہیز گاری کی بناء پر پستی اور انکساری سے رہتے عزت کرتے اس میں اپنے سے بڑے کی اور رحم کرتے اپنے سے چھوٹے پر اور ترجیح دیتے اپنے پر حاجتمندوں کو اور نگاہ رکھتے حقوق مسافر کے۔

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ہر گوشہ نہایت اختصار کے ساتھ (گویا کوزہ میں بحر بیکراں بھر دیا گیا ہے) اجاگر کیا گیا ہے - یہ ہے ثقافت اسلام - غور سے پڑھنے اور عمل کے قابل ہے

آنکہ در بر و کرم بحر عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جود و سخا ابر بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

یہ اشعار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں۔
(غلام حق درانی عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

تعمیر مسجد چک ورکاں (ضلع گوجرانوالہ)

جماعت چک ورکاں نے اپنی اجتماعی زندگی کو تقویت دینے کے لئے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس غرض کے لئے اپنے طور پر قریباً چھ سو روپے جمع کئے ہیں۔ مرکز نے بھی ۲۰۰/- روپے منظور فرمائے ہیں۔ اخراجات کا اندازہ ۲۵۰۰/- روپے ہے۔

جماعت کے عزیز اور صاحب ثروت احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس خانۂ خدا کی تکمیل کے لئے دامے، درمے ..... حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر کا پتہ:- سیکرٹری جماعت احمدیہ چک ورکاں۔ معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸۱ء شمارہ نمبر ۲

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱/۱۳ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۰ شعبان ۱۳۸۱ھ - مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول کی غرض کیا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء کو بھیجا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کی ذات پاک ہے (سبحانہ وتعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا:- وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھدًی للمتقین۔ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات ... متفرق تو انبیاء میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے گئے اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام امتوں میں تھے اس امت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اس نے ہمیں قوے بھی عطا کئے ہیں، کیونکہ اگر اس کے موافق قوے نہ دیئے جاتے تو پھر ہم کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔

(۱۱ر نومبر ۱۸۹۹ء)

بحرِ حکمت کے موتی

(شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرج فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح الباب فی الشفاعۃ والتسامح فی الحدود۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حتی المقدور مسلمانوں سے حدود (سزائیں) کو ٹالدو اور اگر کوئی صورت اس کی رہائی کی ہو تو اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ امام (حاکم جج) کا معافی اور رہائی میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔

نوٹ:- اس میں ہمارے اولی الامر - حاکموں - ججوں اور وکلا کے لئے لمحۂ فکریہ ہے:-

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیراً۔ (۴:۵۸)

دوسری جگہ فرمایا:-

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (۲۴:۲۲)

مگر مذکورہ حدیث کے علاوہ ترمذیؒ کی دوسری روایت میں ایک لفظ قابلِ غور ہے الا الحدود یعنی جرائم شدید - قتل - زنا - وغیرہ ایسے معاملات میں [illegible]

[illegible] مزخومہ ملزم کو دینا چاہیئے۔ سبحان اللہ کیسی معقول - امن انگیز - اور بین الاقوامی تعلیم ہے ؎

برلبش جاری ز حکمت چشمۂ
آن بہ آتش داد حق کس تا اید
در دلش پُر از معارف کوثرے
نے خطرۂ غم زبادِ صرصرے

{ مسیح موعود علیہ السلام مدح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم }

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

جزائر الغرب

ترجمہ خط از فضل محمد بیمی سٹریٹ۔ ٹرینیڈاڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے (الحمد للہ) کافی عرصہ سے ہماری خط و کتابت ہو رہی ہے۔ مجھے آپ کا ۱۸ 9/61 کا خط موصول ہوا (بہت شکریہ) جس میں تحریر ہے کہ کچھ لٹریچر بھیجا جا رہا ہے۔ اور میں کافی عرصہ اس کی آمد کا انتظار کرنے کے بعد یہ خط پھر تحریر کر رہا ہوں لیکن ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

(۱) ۔ مجھے بالوضاحت تحریر فرمائیں کہ ہم قادر مطلق اللہ کے ساتھ WE کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔

(۲)۔ ٹرینیڈاڈ کی تمام مسجدوں میں نمازِ عید کی چھ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن جو مسجد سینٹ جوسف) میں ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں فرمایئے مجھے عید کی نماز کے لئے کس مسجد میں جانا چاہیئے۔

۳۔ میں جانتا ہوں ہماری عید کی نماز میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں۔ مگر کیا تکبیر تحریمہ ان میں شامل ہے ہم تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں پڑھتے ہیں جس سے آٹھ بن جاتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے مہربانی فرما کر کچھ لٹریچر ارسال کریں خصوصاً اسلام اور عیسائیت اور رسول کریمؐ کی زندگی کے حالات۔ اسلامی نماز وغیرہ۔ والسلام

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر مومن محمد ادجو کلریکل ٹریننگ سنٹر

بیدا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنی عاجزانہ درخواست آپ کی خدمت میں اس غرض سے ارسال کر رہا ہوں آپ مجھے لٹریچر ارسال فرمائیں۔

میرے ایک دوست نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف مع عربی متن بھیج سکتے ہیں۔

چونکہ مجھے مطالعہ قرآن اور عربی زبان سیکھنے کا بہت شوق ہے تاکہ میں علوم قرآنی کی روشنی میں ساجی اخلاق، مذہبی اور ثقافتی علوم حاصل کر سکوں۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر مجھے ایک کاپی مذکورہ قرآن شریف کے ساتھ دوسری کتب بھی بھیجدیں آپکی بڑی مہربانی ہوگی۔

مجھے مفصلہ ذیل پتہ پر جہاں میری تعیناتی ہو رہی ہے لٹریچر اور قرآن ارسال فرمادیں۔

(انہیں قرآن شریف اور دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط ایم۔ سی۔ منا ڈائرکٹر آف لائبریری سروس لیوپانگر ویسٹ بنگال۔ بھارت

جناب عالی۔

ہم کو قرآن شریف معہ عربی متن اور لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ بتاریخ 12/61 ۹ کو مل گئے ہیں۔

ان کے ملنے کے فوراً بعد میں نے ان کا مطالعہ کیا اور میرے کافی شکوک رفع ہو گئے۔ میں نے خیال کر لیا کہ یقیناً دین اسلام ہی دنیا میں مقبول عام مذہب ہے۔

مسٹر احمد حسین منڈل ایم اے ایل۔ ایل۔ بی۔ نے ہماری لائبریری کا معاینہ کیا اور اس قسم کے لٹریچر کو بہت سراہا۔ حیات آخروی کے خیالات جو اس میں درج ہیں۔ وہ ٹھوس حقائق پر مبنی ہیں۔ اور ترجمہ قرآن بہت مفید ہے، ایک بچہ بھی اسکو آسانی سے پڑھ سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔ چند شرنارتھیوں نے ہماری لائبریری کا معاینہ کیا۔ اور انہوں نے بڑی گرمجوشی سے دعوے کیا کہ یہ مذہب قابل قبول ہے۔ اور یہ ہمارے بھائی بہنوں کا مذہب ہے انہیں اپنے مذہب کا غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے

انہوں نے آپ کے فیاضانہ سلوک کو بہت سراہا ہے۔ اور وہ آپ کے مذہب (اسلام) کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے آپ مزید اسلامی لٹریچر بھیجدیں گے۔

(انہیں نیو ورلڈ آرڈر۔ محمدؐ دی پرافٹ اور خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

انڈونیشیا

ترجمہ خط مسز ایس ڈبلیو۔ بی۔ عارفین۔ جاوا انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اخبار لائٹ اور چند پمفلٹ ارسال کئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری روحانی تربیت کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

بندہ کو اپنی نمازوں میں یاد فرماتے رہیں۔ والسلام

بھارت

ترجمہ خط از اے ایس۔ محی الدین ہیڈ ماسٹر ایلیمنٹری اسکول۔ جنوبی بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم بصد شکریہ اطلاع عرض کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن شریف۔ نیو ورلڈ آرڈر اور ٹیچنگز آف اسلام مل گئے ہیں۔ آپ کی نوازش کا شکریہ۔

ہم نے یہ کتب اپنی لائبریری میں رکھ دی ہیں۔ ہمارے ہندو اور مسلم قارئین نے ان کتب کو بہت پسند کیا ہے۔

برائے عنایت ہمیں باقی مطلوبہ کتب بھی بھیج دیں ان کتب کے فوائد اور برکات کا بیان انسانی زبان سے ادا نہیں ہو سکتے۔

ان کتب میں اقتصادیات، اخلاقیات اور روحانیات پر اسلامی نکتہ نظر سے آج اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق کی گئی ہے۔

امید ہے آپ ہماری درخواست پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

(انہیں خط اور مزید کتب بھیجی گئیں)

تعمیر مسجد چک ورکاں
(ضلع گوجرانوالہ)

جماعت چک ورکاں نے اپنی اجتماعی زندگی کو تقویت دینے کے لئے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس غرض کے لئے اپنے طور پر قریباً چھ سو روپے جمع کئے ہیں۔ مرکز نے مبلغ -/۱۰۰ روپے منظور فرمائے ہیں، اخراجات کا اندازہ قریباً -/2500 روپے ہے۔

جماعت کے مخیر اور صاحب ثروت احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس خانۂ خدا کی تکمیل کے لئے دامے، درمے، حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر کا پتہ:۔

سیکرٹری جماعت احمدیہ چک ورکاں
معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۶۲ء

معراج کی حقیقت

ایک دوست نے روزنامہ "کوہستان" (۶ جنوری ۱۹۶۲ء) کا تراشہ اس غرض سے ارسال کیا ہے کہ اس میں معراج النبی صلعم کے متعلق بعض علماء کی تقاریر کا جو ملخص پیش کیا گیا ہے اس پر تبصرہ کیا جائے۔

یہ تقاریر ادارہ ملّت اسلامیہ پاکستان کے زیر اہتمام ۶ جنوری کو ایک جلسہ میں تین اصحاب نے ...... یعنی مولانا کوثر نیازی، حافظ کفایت حسین اور علامہ محمد الفہام پروفیسر جامع ازہر و مشیر محکمہ اوقاف حکومت پاکستان۔

جہاں تک واقعہ معراج کی حقیقت اور اس عظیم الشان واقعہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا تعلق ہے اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا، نہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہے۔ مقرر صاحبان اگر اسی حد تک اپنی تقاریر کو محدود رکھتے اور واقعہ معراج کی عظمت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی شان کے جو اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے بیان ہی پر اکتفا کرتے اور اُن نزاعی پہلوؤں کو نہ چھیڑتے جو معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کے متعلق امّت میں بحث و مناظرہ اور انتشار و تشتّت کا موجب رہے ہیں تو بہت اچھا ہوتا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تینوں اصحاب نے جسمانی، روحانی کی بحث چھیڑ کر وہی فرسودہ دلائل پیش کئے جو جسمانی معراج کے قائلین کی طرف سے علی العموم بیان کئے جاتے ہیں، مثلاً "اسریٰ" اور "عبد" کے الفاظ جو آیہ کریمہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولھا... الخ میں آئے ہیں ان کے متعلق مولانا کوثر نیازی نے بیان کیا کہ:۔

"عربی جاننے والے جانتے ہیں کہ لفظ اسریٰ کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ اس میں جسم اور رُوح کا اجتماع ہو، صرف رُوح کے سفر کو عربی میں اسرا کے لفظ سے بیان نہیں کیا جاتا اور نہ ہی خالی از روح جسم کے سفر کو اس لفظ کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح "عبد" جسم اور رُوح کے مجموعہ کا نام ہے، رُوح کے بغیر جسم یا جسم کے بغیر روح کو "عبد" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، اس لحاظ سے قرآن پاک کی اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ یہ سفر جسم اور رُوح کے اجتماع کے ساتھ ہوا تھا"

ہمیں حیرانی ہے کہ عربی جاننے کا دعوےٰ کرنے کے باوجود مولانا کوثر نیازی کو قرآن سے واقفیت کیوں نہیں۔ جہاں تک "عبد" کے لفظ کا تعلق ہے، قرآن کریم میں دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے ربّ کی طرف لوٹ آ، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، میرے بندوں (عباد) میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس آیہ کریمہ میں صاف طور پر "عباد" کا لفظ ان لوگوں پر بولا گیا ہے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں، اور نفس مطمئنہ کو موت کے بعد ان عباد میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ کیا یہاں بھی "عباد" کا لفظ جو "عبد" کی جمع ہے جسم معہ روح پر ہی منطبق کیا جائے گا۔ کیا جناب کوثر نیازی اور ان کے ہم نوا حافظ کفایت حسین جنہوں نے ان کے دلائل کی تائید کی اس جہان سے گزرے ہوئے لوگوں کے متعلق یہ مانتے ہیں کہ وہ دوسرے جہان میں جسم عنصری کے ساتھ بیٹھے ہیں؟ اگر نہیں تو فادخلی فی عبادی کے کیا معنے ہوئے، کیا اس جہان کو چھوڑنے اور جسم عنصری سے الگ ہونے کے بعد خدا کے نیک بندوں کا تعلق عبودیت ختم ہو جاتا ہے اگر نہیں تو جسم عنصری کے بغیر محض رُوح پر کیوں "عبد" کا لفظ نہیں بولا جا سکتا یہی اسریٰ کا لفظ جس کے معنے سیر کرانے یا لے جانے کے ہیں، لازمی نہیں کہ جسم معہ رُوح کے سیر کرنے پر ہی بولا جائے۔ کیا جناب کوثر نیازی عالم رُویا میں کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں گئے؟ کیا اس وقت ان کا جسم عنصری ان کی رُوح کے ساتھ ہوتا ہے؟ یا بستر پر ہی رہ جاتا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ عالم رؤیا میں بھی رُوح کو ایک جسم دیا جاتا ہے، لیکن وہ جسم عنصری نہیں ہوتا، دوسرے عالم میں بھی روحوں کو اُن کے اعمال کے مطابق جسم دیا جاتا ہے جو جسم عنصری سے جس کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، مختلف ہوتا ہے، بہرحال جب جسم عنصری کے بغیر عالم رؤیا اور عالم آخرت میں خدا کے نیک بندوں پر "عبد" کا لفظ بولا جا سکتا ہے، تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان کشف جو معراج کی رات آپ نے دیکھا اور جس کی نظیر عالم کشوف میں نہیں پائی جاتی، اسریٰ بعبدہٖ کے مفہوم میں کیوں نہیں آ سکتا، جبکہ خود قرآن کریم نے اسی سورۃ بنی اسرائیل میں آگے چل کر یہ ارشاد فرمایا ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس وہ رؤیا جو ہم نے تجھے دکھائی اسے لوگوں کے لئے فتنہ بنا دیا گیا، اس آیت میں صاف طور پر واقعہ معراج

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

کیا یہ دعوائے ماموریت نہیں؟

مولوی اللہ دتہ صاحب نے اپنے مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۶۱ء میں جس کے ایک حصہ کا جواب گزشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے، اس بات پر زور دیا ہے کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ کا اطلاق صرف انبیاء و مامورین پر ہوتا ہے غیر مامورین پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا، وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے کبھی ماموریت من اللہ اور نبی و رسول ہونے کا دعوےٰ نہیں فرمایا اور نہ ہی جماعت احمدیہ آپ کو مامور مانتی ہے"

اور اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"یہ درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مصلح موعود کے بارے میں رؤیا دیکھنے کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ مجھے خدا نے بتا دیا ہے کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں آپ نے یہ اعلان جنوری ۱۹۴۴ء میں فرمایا تھا جو مؤکد بعذاب حلف کے ساتھ کیا گیا تھا"

اور وہ مؤکد بعذاب حلف بھی سن لیجئے جو جناب خلافت مآب نے اس موقعہ پر اٹھائی۔

"میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی مصلح موعود ہوں۔"

فرمائیے یہ مؤکد بعذاب حلف اور اس کے ساتھ یہ دعوےٰ کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں، ماموریت کا دعوےٰ نہیں تو اور کیا ہے، آخر ماموریت کس چیز کا نام ہے یہی نا کہ خدا تعالےٰ کسی شخص کو کسی منصب پر کھڑا کرے، تو جب یہ کہا جائے کہ خدا نے مجھے مصلح موعود کے منصب پر کھڑا کیا ہے، تو اس کو دعوےٰ ماموریت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ....

خلافت مآب کا ایک طرف یہ دعوےٰ کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں، اور دوسری طرف یہ کہنا کہ میں مامور نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ مجھے حکومت پاکستان نے کہا ہے کہ تو مغربی پاکستان کا گورنر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا جائے کہ مجھے گورنری کے عہدہ پر فائز نہیں کیا گیا، اور اگر کوئی شخص مجھے گورنر نہ مانے تو اس کا اختیار ہے، فرمائیے اس شخص کو کیا کہا جائے گا، ہم اس بارہ میں کچھ نہیں کہتے، مولوی اللہ دتہ صاحب خود دیکھ لیں، کہ میاں صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے خدا

انجمن خواتین احمدیہ کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء کی مختصر روئداد

(فاطمہ حکیم صاحبہ)

جلسہ کی کارروائی محترمہ سید بیگم صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد محترمہ بیگم ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور عزیزہ طاہرہ مرزا مسعود بیگ صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔

زمرد یوسف صاحبہ نے "توہمات اور مذہب اسلام" کے موضوع پر تقریر کی جس میں عورتوں کی ایک عام کمزوری تعویذ گنڈوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ چیز ایک مسلمان کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔

اس کے بعد حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کی ریکارڈ کی ہوئی تقریر سنائی گئی۔ جس میں انہوں نے توحید۔ وحدت نسلِ انسانی اور قرآن کی اس جامع تعلیم کا کہ وہ تمام نبیوں۔ تمام کتابوں، تمام فرشتوں پر ایمان لانا سکھاتا ہے مفصّل ذکر کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ توحید پر ایمان لانے سے کردار میں اخلاص اور خوبی پیدا ہوتی ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفات کا علم ہو، پھر خدا تعالےٰ کی مختلف صفتوں کا ایک خوبصورت خاکہ پیش کرتے ہوئے آپ نے اس کی مکمل تابعداری پر زور دیا۔ اور بتایا کہ اللہ تعالےٰ کی تابعداری تقوی اللہ اور خدمت خلق کی متقاضی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام مخلوق خدا تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ وہ سب سے پیار کرتا ہے۔ لہٰذا رنگ و نسل کا جھگڑا۔ ذات پات کا جھگڑا، زبانوں کے جھگڑے وغیرہ کی خدا تعالےٰ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔ اس نے حضرت انسان کی یہ کہکر تکریم کی ہے۔ کہ لقد کرمنا بنی آدم۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ ہمارے پیار اور انسانی عزت کا معیار یہی ہے کہ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ آپ نے فرمایا کہ تمام اختلافات جو آجکل پائے جاتے ہیں ان کو اسلام نے ختم کر دیا ہے۔ مشرق اور مغرب میں سب کا خدا ایک ہی ہے اور تمام انسان بلا امتیاز رنگ و نسل اسی ایک خدا کی مخلوق ہیں لہٰذا اختلافات کو ختم ہونا چاہیئے۔

آپ نے کہا کہ یوں جوں تہذیب کی روشنی بڑھے گی، اسلام کا چہرہ زیادہ نمایاں ہوگا۔ اور اس کے پھیلنے کے امکانات زیادہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ دین فطرت ہے جو ہر انسان کی فطرت کو اپیل کرتا ہے۔

حضرت امیر کے لیکچر کے بعد مبارکہ آفتاب الدین احمد اور مسرت عبداللہ نے ایک نظم پڑھی۔

اس کے بعد بیگم چوہدری ظہور احمد صاحبہ نے تقریر کی اور فرمایا کہ جو انسان نیک کام کرے۔ وہ مرد ہو یا عورت جنت میں داخل ہوگا یہی اس کے عمل کا سرٹیفکیٹ ہے انہوں نے فرمایا کہ راہِ مستقیم پر چلنے کے لئے خدا کی مدد کی بھی ضرورت ہے اور اگرچہ یہ چیز بہت بڑی ہے مگر ان لوگوں کے لیے ..... جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ پھر انہوں نے نیک اعمال کی وضاحت کی اور کہا کہ خلق خدا پر شفقت کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ مسافروں اور مسکینوں کی خدمت کرنا اپنے عہد کو پورا کرنا۔ تکلیف میں صبر کرنا۔ یہ سب نیکیاں ہیں جن کے لئے خدا سے عاجزی سے مدد مانگنی چاہیئے۔

آخر میں انہوں نے موجودہ معاشرہ کی روش پر گہری تنقید کرتے ہوئے موجودہ لباس کو اسلام کے خلاف قرار دیا۔ اور کہا کہ ہمیں ان چیزوں کی طرف توجہ دینے کی بجائے اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے پورا لیکچر پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

اس کے بعد بیگم صاحبہ شیخ فاروق احمد صاحب نے تقریر کی اور کہا۔ کہ ہم سب لوگوں میں اسلامی ذمہ داری ہونا چاہیئے انہوں نے عورت اور مرد کے گھر سے وفا پر روشنی ڈالتے [illegible]

بقیہ صفحہ ۳ کالم ۳

نے کہا ہے کہ تو ہی مصلح موعود ہے اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہتا کہ میں مامور نہیں ہوں اور نہ کوئی شخص مجھے مصلح موعود ماننے کے لئے مکلف ہے۔ یہ دونوں باتیں کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی ہیں اور ایسی متضاد باتیں کرنے والے کو کیا کہا جائے گا۔

یہاں تک ہی نہیں، خلافت مآب نے جہاں یہ دعوےٰ کیا کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی مصلح موعود ہوں"۔ وہیں اپنے دعویٰ کی تائید میں ایک مؤکد بعذاب حلف بھی اٹھائی اور کہا کہ:۔

"میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر
کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا
کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس
کے عذاب سے بچ نہیں سکتا"

اب اگر کوئی شخص ان کی موجودہ حالت کو دیکھکر کہ وہ نہ ہوش و حواس رکھتے ہیں اور نہ اپنے آپ اُٹھ بیٹھ یا چل پھر سکتے ہیں اور "کام والی زندگی" سے جس کے لئے "الفضل" کی ہر اشاعت میں دعاؤں کی تحریک ہوتی رہتی ہے محروم ہو چکے ہیں یہ خیال کرے کہ ان کا دعوے مصلح موعود ایک افتراء تھا جس کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکے تو اس کو کیونکر غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔ محض یہ کہدینا کہ ان کا دعوےٰ ماموریت کا نہیں (جو صریحًا غلط ہے جیسا کہ اُوپر واضح کیا جا چکا ہے) اور اس لئے لو تقول الخ کی آیت ان پر منطبق نہیں ہوتی۔ اس سے بات حل نہیں ہو جاتی۔ اگر لو تقول الخ کے ماتحت نہیں تو کم از کم میاں صاحب کی قسم ایسی شدید اور غلیظ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی فہیم اور غیر جانبدار [illegible] نہیں کہہ سکتا کہ ان کی موجودہ بیماری اس قسم کا نتیجہ نہیں۔

مقالہ — (بسلسلہ صفحہ ۳)

کو رؤیا قرار دیا گیا ہے، لیکن جناب کوثر نیازی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

بعض طبقے یہ کہتے ہیں کہ معراج کا سفر ایک روحانی
خواب تھا اگر اس تعبیر کو تسلیم کر لیا جائے تو
معراج کا واقعہ کوئی مہتم بالشان واقعہ نہیں رہ
جاتا بلکہ ایک معمولی سی بات بن جاتی ہے کوئی
بھی آدمی اپنے تصور میں ایک سیکنڈ کے اندر اندر
امریکہ اور انگلینڈ تک کی سیر کر کے واپس آسکتا
ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن جیسی کتاب
میں اشرف الانبیاء کے لئے کہی جائے"

سبحان اللہ! تصور کہاں اور رؤیا کہاں۔ مولانا نیازی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فی الحقیقت اشرف الانبیاء کے رؤیا کو کسی عام آدمی بلکہ بڑے سے بڑے نبی کے رؤیا سے بھی تشبیہ نہیں دی جا سکتی یہ وہ شاندار رؤیا ہے جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ محض رؤیا کے لفظ سے یہ سمجھ لینا کہ ایک معمولی بات ہے" صحیح نہیں ہر شخص کے رؤیا کی عظمت الگ الگ ہے۔ جس قدر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے نزدیک عظمت رکھتا ہے اسی قدر عظمت اس کے رؤیا اور خوابوں کی ہے انبیاء اور اولیاء کے رؤیا اور کشوف عام آدمیوں سے بہت بڑھکر عظمت رکھتے ہیں، اور اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا رؤیا تو اپنی عظمت کے لحاظ سے اس قدر بلند مرتبہ رکھتا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، حضور کے دوسرے کشوف و رؤیا کو بھی وہ عظمت حاصل نہیں، جو واقعہ معراج کے رؤیا کو ہے۔ تعجب ہے اس حقیقت کو لوگ کیوں بھول جاتے ہیں اور محض رؤیا کا نام آنے پر بدک جاتے ہیں، کہ اجی یہ تو معمولی بات ہے، معمولی بات نہیں، یہ وہ عظیم الشان بات ہے جو کسی نبی اور ولی کو حاصل نہیں ہوئی۔ لیکن پھر بھی قرآن نے اسکو رؤیا ہی قرار دیا ہے۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر جانے سے بہت بڑھکر شان اور عظمت رکھتا ہے۔

ایک اور بات بھی قابل غور ہے، اسی سورت بنی اسرائیل میں جس میں واقعہ معراج کا ذکر ہے قرآن کریم نے کفار کے بعض مطالبات نقل کئے ہیں جن میں سے ایک مطالبہ یہ ہے "او ترقی فی السماء یا آپ آسمان پر چڑھ کر دکھائیں" اس کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے قل هل کنت الا بشرا رسولا ان سے کہدیجئے کہ میں تو ایک بشر رسول ہوں، جس سے صاف طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا۔

ان حقائق کی روشنی میں امت کے بعض جیّد علماء اور اولیاء اور خود حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ معراج جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور اسی میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے کہ آسمانوں کے تمام نظارے اور قرب الٰہی کے تمام مقامات اور جنت اور دوزخ آپ کو کشفی رنگ میں دکھائے گئے، اسی بات کو سرمدؒ نے اس شعر میں واضح کیا ہے ؎

ملّاں گوید احمدؐ بر فلک شد
سرمد گوید فلک در احمدؐ شد

اقوامِ عالم کے مناقشات کا حل کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ میں

انبیاء و اولیاء کے گدی نشینوں کی گمراہ کُن تعلیمات

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ ـــــ یایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ ـ

(التوبہ)

قرآن میں ایک اہم امر کا ذکر

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ میں ایک اہم امر کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے چلے جانے کے بعد ان کے جانشین اپنی خواہشات کے مطابق دین کو چلاتے ہیں۔ پیغمبر نے دین کی جو راہیں متعین کر دی ہوتی ہیں ان کو وہ لوگ مسخ کر دیتے ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے پیغمبروں کے فوت ہونے کے بعد دین کی ہیئت کو بدل کر رکھ دیا۔ ان کے احبار اور رہبانوں نے دین کی حقیقتوں کو غلط شکل دے کر لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ ایسا کرنے میں ان کے ذاتی مفاد اور نفسانی خواہشات کا دخل تھا اسی طرح سے مسلمانوں کے اولیاء اللہ اور مجددین کے گدی نشین ایسا طریق عمل اختیار کر لیتے ہیں جو اس ولی اور مجدد کے عمل کے سراسر متضاد ہوتا ہے۔ گدی نشین اپنی سرداری قائم کرنے کے لئے اور اپنی جائدادیں تیار کرنے کے لئے اپنی خواہشات کے مطابق ولی اور مجدد کے خیالات کو بدل دیتے ہیں جس سے بہت بڑے فسادات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی کا ذکر قرآن شریف نے کیا ہے کہ انبیاء آتے ہیں۔ ان کی پیش کردہ تعلیمات کو ان کے جانشین بگاڑ دیتے ہیں۔

حضرت عیسٰیؑ کی تعلیم

کیا کوئی عقلمند انسان مان سکتا ہے کہ حضرت مسیح نے تین خداؤں کی تعلیم دی تھی، ہرگز نہیں وہ با خدا انسان تھے ان کو خدا نے عرفان بخشا تھا۔ وہ تو یہ تعلیم ہرگز ہرگز نہیں دے سکتے تھے۔ اور نہ یہ تعلیم انہوں نے دی کہ ایک انسان کے صلیب پر لٹک جانے سے دنیا جہان کے گناہوں کی تلافی ہو جائے گی۔ وہ خدا ئے برحق سے محبت کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور انسانوں کو معصوم بچوں کی سی زندگی اختیار کرنے کی تعلیم دیتے تھے تو بہ سے کسبیاں بھی آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو جاتی ہیں لیکن ان کے وارثین اور جانشین ان واضح اعتقادات پر قائم نہیں ہیں۔

. . . .

گدی نشینوں کی حالت

یہی حالت اولیاء کرام اور مجددین کے گدی نشینوں کی ہے۔ گدی نشین اور اولیاء کے ورثاء بڑا غلو اور افراط کرتے ہیں، ان کو بڑھا چڑھا کر خدائی تک پہنچا دیتے ہیں، انبیاء کو خدا بناتے اور اولیاء و مجددین کو انبیاء بنا دیتے ہیں۔ اس سے بڑا فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے دائرے کے لوگوں کو نہ صرف غلط معتقدات سکھاتے ہیں بلکہ ان کو متعصب اور تنگ ظرف بنا دیتے ہیں۔ وہ دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد کو غلط قرار دیتے ہیں اور ان کے ایمان کو نامکمل ٹھہرانے بلکہ ان کو کافر قرار دیتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ تمہارا ایمان درست نہیں تمہیں نجات نہیں مل سکتی یاد رکھو تم ہمارے اعتقادات کو نہ اپنا لو۔ ظاہر ہے اس سے فساد کی آگ بھڑکتی ہے اور اس سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہے۔

غلط کار وارثوں کی اصلاح

حضور سرور کائنات صلعم نے انبیاءؑ کے غلط کار وارثوں کی اصلاح کے لئے اور اولیاء کے گدی نشینوں کی اصلاح کے لئے ہدایات جاری فرمائی ہیں، وہ ہدایات قرآن کریم اور حدیث دونوں میں موجود ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف قبیلہ قریش نہیں تھا نہ صرف مکہ کی محدود زمین کا نقشہ تھا بلکہ اتنے......

خطرناک امراض

آپؐ نے اپنی کشفی آنکھ سے دیکھا کہ دنیا ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہے۔ کہیں نسل کا قصہ ہے کہیں قوم پرستی کا جھگڑا ہے کہیں وطنی عصبیت موجزن ہے کہیں رنگ پر لڑائی ہے کہیں زبان پر جنگ ہے۔ ایک قوم اپنے آپ کو بلند تر اور افضل سمجھتی ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو حقیر اور ذلیل جانتی ہے اس کے نزدیک کمزور قوم کے مال کو ہڑپ کر لینا جائز ہے۔ یہ تمام امراض ہیں اور ان امراض کا علاج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے آج بیسویں صدی میں بھی جو روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے نسل کی وجہ سے دکھ دیا جاتا ہے ہندوستان میں مسلمان کا ناطقہ بند ہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ محض اس لئے کہ یہ مسلمانوں کا ادارہ ہے۔ انجزائر کے رہنے والے مظلوم لوگوں کا کیا جرم ہے؟ یہی کہ وہ خدا پرست اور مشرقی ہیں۔ اس لئے یورپ کی قوم جو اپنے تئیں بڑا سمجھتی ہے ان پر ظلم و تشدد کرنا اور سالہا سال سے ان کو نقصان پہنچانا اپنی عقلمندی خیال کرتی ہے؟ پھر رنگ پر بحث ہے۔ کالی قوموں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہیں انسانیت کا درجہ نہیں دیا جاتا انہیں غلام بنایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب کے امتیاز پر، ملک و وطن رنگ، نسل، مذہب اور بولی پر قتل و مقاتلہ ہے۔ آپ کے سامنے کی بات ہے کہ سکھوں نے مطالبہ کر رکھا ہے کہ ہماری زبان پنجابی ہے۔ اس لئے اس زبان کی بنیاد پر ایک پنجابی صوبہ قائم کیا جائے۔

اقوام عالم کے باہمی مناقشات کا حل

اس قسم کے تمام اختلافات اور عصبیتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کر دیا۔ فرمایا یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اے انسانو! میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں میں تمام دنیا جہان کے انسانوں کی ہدایت کے لئے رہبری کے سامان لایا ہوں۔ جہاں اقوام عالم کے باہمی مناقشات کا ذکر فرمایا وہاں مسلمان گدی نشینوں کی بھی رہبری فرمائی۔

اصل دین اور حقیقی رُتبہ

فرمایا اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا اور خدا کے رستہ میں جہاد کرتا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تو مکہ والوں نے کہا اچھا ہوا وہ چلے گئے مرکز مقدس ہمارے ہاتھ میں ہے ہمارا مقام ہجرت کرنے والوں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہم خدا کے ہمسایہ ہیں مسجد حرام کے متولی اور وارث ہیں۔ اس میں ہماری فضیلت کا راز مضمر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کو حضرت علیؓ نے کہا یاعمی اتھاجرون و تلحقون برسول اللہ اس پر انہوں نے کہا میری فضیلت کا اس سے بڑھکر کیا...... بادشف(؟) ہوسکتی ہے کہ میں صاحب السقایا ہوں۔ تمام حرم کے حاجیوں کے لئے اس صحرا میں پانی فراہم کرتا ہوں اور علم

نے کہا میرے لئے یہ فضیلت و فخر کافی ہے کہ میرے ہاتھ میں مفتاح بیت اللہ ہے اگر میں چاہوں تو کعبۃ اللہ میں رات بسر کر سکتا ہوں۔ لیکن حضرت علیؓ نے کہا یہ تو سنگ و خشت کی خدمت ہے، اصل دین تو جان و مال کا خدا کے رستہ میں قربان کر دینا ہے۔ اگر تم صاحب السقایا اور صاحب مفتاح ہو تو میں صاحب الجہاد ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجد اللہ۔ مشرکین کے لئے مسجدوں کا آباد کرنا غیر موزوں ہے۔ انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر مساجد اللہ کو وہی آباد کر سکتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائیں۔ مکہ اور مدینہ پر غیر کا قبضہ ہو جائے تو اس غیر قوم کا اس سے رتبہ نہیں بڑھ جاتا۔ تمہاری مجاوری، تمہارا حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا تمہیں اس قوم کے برابر نہیں کر سکتا من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ وہ قوم جو اللہ تعالےٰ اور روز آخرت پر ایمان لاتی ہے۔ نماز قائم کرتی ہے۔ زکوٰۃ دیتی ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اور کسی دوسری ذات سے نہیں ڈرتی۔ یہ تو ایک قوم ہے جس کے اعمال بتاتے ہیں کہ مذہب کی کیا غرض ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا عباس کے رتبہ سے میرا رتبہ بڑا ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا انا صاحب السقایا خدا کا گھر بڑا ہے۔ میں خدا کے گھر میں رہتا ہوں۔ میں خدا کا ہمسایہ ہوں، اور حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ باعمل انسان تھے۔ انہوں نے کہا۔ انا صاحب الجہاد۔ میں صاحب جہاد ہوں یہی فعل خدا کے نزدیک بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

رتبہ کیسے حاصل ہوتا ہے

خدا نے فرمایا کہ علامات سے، نشانات سے یا گدی نشین ہو جانے سے کوئی رتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ رتبہ تو اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو ھاجروا ہجرت کرے، ضرورت پڑے تو جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم۔ اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرے۔ یہ قوم ہے اعظم درجۃ عند اللہ جس کا رتبہ خدا تعالےٰ کے ہاں بہت بلند ہے واولٰئک ھم الفائزون۔ ایسی قوم بامراد ہوتی ہے

دین میں بگاڑ کی بنیادی وجہ

یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے مذاہب نے جو اپنے دین کو بگاڑا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو سادھوؤں اور راہبوں کو، پادریوں اور مولویوں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور انہیں خدا کا رتبہ ..... دے رکھا ہے۔

حضور اکرمؐ اور عدی بن حاتم نصرانی میں گفت و شنید

عدی بن حاتم نصرانی تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ :-
انتھیت الی رسول اللہ - میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا فوجدتہ یقرأ القراٰن - میں نے انہیں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ فلما وصل الی ھذہ الاٰیات جب وہ ان آیات پر پہنچے اتخذوآ احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ۔ تو میں نے کہا لسنا نعبدھم ہم ان کی عبادت نہیں کرتے۔ میں عیسائی ہوں۔ میں نے اپنے عالموں اور فقیہوں کی کبھی عبادت نہیں کی۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھم یحرمون ما احل اللہ فتحرمونہ کہ وہ لوگ یعنی تمہارے علماء ان چیزوں کو حرام قرار دیتے جو خدا نے حلال کر رکھی ہیں تو تم بھی ان کو حرام یقین کرتے ہو ویحلون ما حرم اللہ فتستحلونہ تمہارے علماء ان چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں جو خدا تعالےٰ نے حرام قرار دے رکھی ہیں تو تم ان کو حلال یقین کرتے ہو، وذالک عبادتھم اس پر عدی بن حاتم نے تسلیم کیا کہ یہ تو درست ہے یہی حال مسلمان گدی نشینوں کا ہے۔

علماء اور درویشوں کی حالت

فرمایا ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل - یہ علماء اور درویش، یہ احبار اور رھبان لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ ویصدون عن سبیل اللہ ان کی حرص و طمع جو ان کے دلوں پر مسلط ہے وہ ظاہر ہو جاتی ہے اس بات سے کہ وہ لوگوں کا مال کھاتے ہیں جائدادیں بناتے ہیں اور قوم کے روپے پر بڑے ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے ہیں جن اولیاء یا مجددین کے یہ وارث ہیں وہ دنیا دار نہ تھے، لیکن یہ دنیا داروں کے وارث ہیں۔ حب الدنیا راس کل معصیۃ دنیا کی محبت سے مال جمع کرنا طرح طرح کے فسق و فجور کا باعث ہوتا ہے ان کو سرداری مجبور کرتی ہے کہ یصدون عن سبیل اللہ اپنے مریدین کو اسلامی عقائد سے ہٹا کر اپنے منشا کو پورا کرنے کی غرض سے غلط اعتقادات سکھاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی کا بیان

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ میرے ایک استاد بڑے آئمہ دین اور فقیہ تھے انہوں نے کہا شاھدت جماعت الفقھاء میں نے فقہاء کی ایک جماعت کو دیکھا فقرأت علیھم کثیر من اٰیات القراٰن میں نے قرآن کریم کی بہت سی آیات انہیں پڑھ کر سنائیں لیکن انہوں نے ان آیات کے ہوتے ہوئے اپنے اعتقادات کو ترک نہ کیا۔ فلم یتقبلوا۔ انہوں نے نہ مانا انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ ہمارے سامنے قرآن کی آیات بیان کرتے ہو کیا ہمارے پیروں کو قرآن نہیں آتا۔

گدی نشینی

اجمیر میں گدی نشینی ہے لاہور میں گدیاں اور مجاورت کی سرہند شریف میں گدی بنی ہوئی ہے، ملتان میں گدی ہے مگر جو اعتقادات یہ گدیاں لوگوں کو سکھلاتی ہیں وہ ان اولیاء کرام اور مجددین الٰہی کے نہیں ہیں جن کے وہ وارث بنے بیٹھے ہیں، آپ حیران ہوں گے کہ جو اعتقادات یہ لوگ پیش کرتے ہیں اگر ان کے مقابلہ میں ان اولیاء اور مجددین کے اعتقادات کو پیش کریں جو قرآن اور حدیث کے عین مطابق ہوتے ہیں تو وہ انہیں رد کر دیتے ہیں۔

حضرت مجدد وقت کے اعتقادات

ہمارے سامنے حضرت مجدد وقت کے جن اعتقادات کی تلقین کی آج انکے خلاف اعلان کیا جاتا ہے آپ نے اپنی زندگی میں ایسا نظام قائم کیا کہ کوئی گدی نہ بن سکے لیکن گدی بنا لی گئی اور اس نظام کو عملاً توڑ کر ایسے اعتقادات کی تلقین کی گئی جن کی آپ نے بار بار تردید کی تھی اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا وہ فرماتے ہیں میرا دعویٰ نبوت کا نہیں ہے اس لئے میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افترا ہے فرماتے ہیں وحی نبوت تاقیامت بند ہے اور فرماتے ہیں اگر ایک وحی نبوت بھی نازل ہو جائے تو اسلام کا تختہ الٹ جاتا ہے وہ فرماتے ہیں میرے پاس کوئی نئے احکام نہیں جن کے انکار سے میرا منکر کافر ٹھہرایا جائے اس لئے میرا منکر کافر نہیں ہو سکتا۔

قوموں کی مشکلات اور اسلام

قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوموں کی تمام مشکلات کا علم ہے لوگوں کے تعصبات کا علم ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلعم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے گدی نشینی کا مسئلہ بھی بیان فرمایا ہے فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ یعنی غلو کر کے مجھے عیسیٰ کی طرح بے جا طور پر رتبہ نہ دینا میں معبود نہیں ہوں قولوا عبدہٗ ورسولہٗ مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

حدیث کی صحت کا معیار

اور فرمایا کہ جب کبھی میرے متعلق حدیث بیان کی جائے اذا روی عنی حدیث فاعرضوا علی کتاب اللہ اسکو قرآن کے سامنے پیش کرو فان وافقہ فاقبلوا - والا فذروہ اور وہ حدیث قرآن کے مطابق ہو تو اسے اپنا لو اگر وہ مطابق نہ ہو تو اسکو پھینک دو۔ امام ابو حنیفہؒ نے بھی یہی کہا ہے اگر کوئی حدیث یا میرا قول قرآن کے مطابق نہ ہو تو اسکو پھینک دو یہ ہے قرآن اور حدیث کا مرتبہ۔

قرآن اور سنت

حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدًا کتاب اللہ وسنتی میں تم میں ایک ایسی شئے چھوڑے جا رہا ہوں فان تمسکتم بہ اگر تم اسکو پناہ نے رکھو گے لن تضلوا ابدًا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے وھو کتاب اللہ وسنتی وہ شئے قرآن اور میری سنت ہے - تمام مجددین کرام اسی بات کو دہراتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے کوئی اعتقاد نہیں گھڑتے، ان کے اعتقادات قرآن اور سنت کے مطابق ہوتے ہیں ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ دین پر عمل کرنے میں جو سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اس سستی اور غفلت کو دور کرنے کیلئے آتے ہیں وہ دین کا ایک شوشہ اور ایک زیر یا زبر میں کمی بیشی کرنیکے مجاز نہیں ہوتے وہ اپنی جماعت کو قرآن اور حدیث کے مطابق زندگی بسر کرنیکی تلقین کرتے ہیں یہی تلقین حضرت مجدد الزمان نے کی ہے اور بشدت تمام کی ہے۔

فطرت کا مذہب

یہ وہ دین ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پیش کیا یہ دین عقل کے عین مطابق ہے اسے عقلمند دنیا میں پیش کیا جا سکتا ہے یہ فطرت کا مذہب ہے۔ بل ھو اٰیات بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم اہل علم کے سینوں میں یہ دین رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کو دنیا میں لے جاؤ اس کے اندر یاد دھانی ہے یا دو وحت ہے۔ دین فطرت کی ان میں جو تعلیمات ہیں، ان کو اہل علم قبول کریں گے ویری الذین اوتوا العلم وہ لوگ جو علم دیئے گئے ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ الذی انزل الیک من ربک ھو الحق کہ وہ دین جو خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ پر نازل ہوا ہے وہی حق ہے اہل علم تعلیمات قرآنیہ کو اوراد ...

الفضل میں احسن طریق کو چھوڑ کر غیر مستحسن طریق کے ذریعہ میرے مضامین کے اثر کو زائل کرنیکی ناکام کوشش

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ لاہور

حضرت اقدس کے مقام کے متعلق سلسلہ مضامین شروع کرنے کی غرض

میں نے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے بذریعہ نصوص صریحہ یہ ثابت کیا تھا کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیا کے فرد ہیں اس سلسلہ مضامین کو شروع کرنے سے میری غرض یہ تھی کہ حضرت اقدس کی تحریروں میں تناقض کا جو سبا وہ ضیہ علماء ربوہ کی طرف سے جناب میاں صاحب محترم کی تقلید میں دانستہ یا نادانستہ طور پر لگایا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے دھویا جائے اور ثابت کیا جائے کہ نبوت اور محدثیت یا ولایت کے درمیان جو مابہ الامتیاز براہین احمدیہ میں جو حضور کی پہلی تصنیف ہے قائم کیا تھا ای پر حضور آخری تصنیف تک قائم رہے اور ان تمام کتب میں اپنے وجود کو حضور نے زمرۂ اولیاء میں ہی شامل رکھا ہے اس کے لئے میں نے حضور کی تحریروں سے مندرجہ ذیل حقائق جو نصوص صریحہ کا حکم رکھتے ہیں پیش کئے تھے۔

حضور کی طرف سے پیش کردہ حقائق

اوّل ۔ حضور نے ایک محکم اصول ہمارے ہاتھ میں دیا کہ وہ لوگ جو خدا سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں اور بغیر کسی سابق نبی کی اتباع کے واسطہ کے اس کی وحی سے مشرف ہوتے ہیں وہ نبی کہلاتے ہیں اور ان کی وحی وحی نبوت کہلاتی ہے اور جو لوگ کسی نبی کی اتباع کے واسطہ سے خدا سے تعلق پیدا کرتے اور اسی کے واسطہ سے وحی کی نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں وہ ولی کہلاتے ہیں اور ان کی وحی وحی ولایت کہلاتی ہے۔

دوسری بات حضور نے یہ بتلائی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو روحانی نعمتیں حاصل کیں ہیں وہ سب کی سب حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی سے حاصل کیں ہیں اور جو وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور آنحضور صلعم کی پیروی سے اولیاء امت کو ملتی ہے۔ اس بنا پر میں اسی گروہ اولیاء کا ہی فرد ہوں۔

تیسری بات یہ بتلائی کہ نبوت حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی۔

چوتھی بات یہ بتلائی کہ دائمی نبوت حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

پانچویں بات یہ بتلائی کہ اس امت میں اصلاح کے لئے انبیاء نہیں بلکہ محدثین مبعوث ہوتے رہیں گے جو ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے بوجہ اس کے کہ نبیوں والا اصلاحی کام ان کے ذریعہ لیا جائے گا اور بوجہ اس کے کہ وہ اپنے متبوع نبی کی نبوت کے بروزی طور پر وارث ہونگے نبی کہلائیں گے اور یہ ہر محدث کی نرالی سے خصوصیت کسی محدث کی نہیں - درجات کا فرق تو ضرور ہوگا لیکن شان سب محدثین کی یہی ہوگی اور میں انہی محدثین کے گروہ کا ایک فرد ہوں

پانچویں بات آپ نے یہ بتلائی کہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت امت میں انبیاء کے مثیل پیدا ہوتے رہیں گے۔

چھٹی بات یہ بتلائی کہ جس طرح بروزی خاتم النبیین خاتم النبیین نہیں ہوسکتا اسی طرح بروزی نبی نبی نہیں ہوسکتا۔

ساتویں بات یہ بتلائی کہ اولیاء اللہ کے ساتھ مکالمات الٰہی کا سلسلہ تو جاری ہوتا ہے لیکن وہ فی الحقیقت نبی نہیں ہوتے بلکہ صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے یہ رنگ انکی استعداد اور ابتلاءات کی ضرورت کے مطابق کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا جاتا ہے۔

آٹھویں بات یہ بتلائی کہ میری ولایت ولایت کاملہ اور ولایت عظمیٰ ہے اسی بناء پر حضرت نبی کریم صلعم کے لقب خاتم الانبیاء کے بالمقابل مجھے خاتم الاولیاء کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔

نویں بات یہ بتلائی کہ جس طرح نبی امتی نہیں ہوسکتا اسی طرح امتی کبھی نبی نہیں ہوسکتا ان دونوں میں نسبت تباین ہے یعنی یہ دونوں متضاد حقیقتیں ہیں جو ایک وجود میں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں یعنے جو امتی ہے وہ نبی نہیں ہوسکتا اور جو نبی ہے وہ امتی نہیں ہوسکتا۔

دسویں بات یہ بتلائی کہ احادیث میں اور میرے الہامات میں جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے وہ محض لغوی معنوں میں مجازاً اور استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں جو حقیقی نبی کے لئے وضع کی گئی ہے ہرگز استعمال نہیں ہوا۔

گیارھویں بات یہ بتلائی کہ جس مفہوم میں میرے لئے احادیث اور میرے الہامات میں لفظ نبی استعمال ہوا ہے اس مفہوم والے نبی تمام انبیاء علیہم السلام اپنے کامل متبعین کو بناتے رہے ہیں اور بطور مثال یوشع بن نون کو پیش بھی کیا ہے لیکن حقیقی انبیاء میں کسی کی اتباع کا دخل نہیں ہوتا۔

بارھویں بات یہ بتلائی کہ علماء زمانہ کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء بنی اسرائیل عموماً اور حضرت عیسیٰ خصوصاً حضرت موسےٰ کی پیروی سے نبی بنے تھے یہ عقیدہ اُن کا قرآنی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہ آیت نص صریح ہے اس بات پر کہ نبوت حقیقی براہ راست خدا کی طرف سے ملتی ہے کسی نبی کی اتباع کا اس میں دخل نہیں ہوتا شان نبوت کے اعتبار سے ہر نبی مطاع ہی ہوتا ہے وہ تو حصول نبوت میں کسی نبی کا متبع نہیں ہوتا۔

مضامین کے سلسلہ کو ملتوی کرنیکی وجہ

پس ایک طرف تو میں نے اپنے مضامین میں مندرجہ بالا نصوص حضرت اقدس کی تحریروں سے پیش کئے تھے اور دوسری طرف بعض ان عبارتوں کا صحیح مفہوم بھی پیش کیا تھا جو علماء ربوہ حضرت مسیح موعود کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں اور بعض کا صحیح مفہوم ابھی بیان کرنا باقی تھا کہ مجھ پر شدید بیماری کا حملہ ہوا جو کافی طول پکڑ گیا جس کی وجہ سے اس سلسلۂ مضامین کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرنا پڑا میرے ایام بیماری میں جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کی طرف سے ۲۵ نومبر ۱۹۶۱ء کے الفضل میں میرے ان مضامین کے جواب میں ایک مقالہ شائع ہوا ہے، الفضل کا پرچہ میرے ایک عزیز دوست نے مجھے بھیجا لیکن میں بوجہ بیماری کی شدت کے جلد اس کا جواب نہ لکھ سکا۔

غلط فہمی کی ضرورت

اب خدا تعالےٰ نے صحت عطا فرمائی ہے اس لئے اس مقالہ سے جس غلط فہمی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ذیل میں اسے دور کرنا ضروری ہے کیونکہ اس غلط فہمی کی موجودگی میں ممکن ہے کہ بعض قارئین کرام کو ان باقی ماندہ عبارتوں کی میری طرف سے پیش کردہ

۱۶۵

صحیح مفہوم سمجھنے میں مشکل پیش آئے جو علماء وہ حضرت اقدسؑ کو زمرہ انبیاء میں داخل کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ میری کوشش تو یہ تھی اور ہے کہ تناقض کی خارزار سے نکال کر جماعت کو حقائق کی سبزہ زار میں لے آؤں لیکن اس مقالہ میں خاروں کا جال بچھا دیا گیا ہے تا احباب جماعت ان خاروں میں الجھ کر ان حقائق کی سبزہ زار میں داخل ہونے سے مجتنب رہیں جو حضرت اقدسؑ نے اپنی ان تحریروں میں پیش فرمائی ہیں اگر جناب مولوی صاحب موصوف میری پیش کردہ نصوص پر خامہ فرسائی فرماتے اور ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے اور مجھے میرے استدلال کی غلطی پر آگاہ کرتے جیسا کہ جادلھم بالتی ھی احسن کا تقاضا ہے اور یہی مستحسن طریق تھا تو نہ صرف قابل افسوس بات نہ ہوتی بلکہ ان کا یہ فعل میرے لئے خوشی اور مسرت کا موجب ہوتا اور اگر میری غلطی مجھے سمجھ میں آ جاتی تو میں اسکو واپس بھی لے لیتا اور ان کا شکر گذار بھی ہوتا لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ انہوں نے میرے پیش کردہ نصوص میں سے کسی ایک کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ کیا تو صرف یہ کہ میری ایک ذیلی تحریر نقل کر دی جس کا خلاصہ انہوں نے یہ نکالا کہ میں پہلے حضرت اقدسؑ کو نبی مانتا تھا حالانکہ نصوص صریحہ کے مقابل میں ...

تمہیدی امور کی تنقیح

اس تحریر کی حقیقت پر روشنی ڈالنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ جناب مولوی صاحب موصوف کے ... تمہیدی امور کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو مولوی صاحب نے اپنی تمہیدی عبارت میں کیا ہے۔

پہلی غلط بات

اس تمہید میں انہوں نے سب سے پہلے اپنے ... ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ گویا جماعت لاہور حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے باوجود محض ایک ولی مانتی ہے حالانکہ وہ میرے سلسلہ مضامین میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت حضرت اقدسؑ کو خاتم الاولیا تسلیم کرتی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک ... ولایت کے جتنے بھی کمالات حضرت نبی کریم صلعم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں حاصل کر سکتا ہے وہ تمام کے تمام حضرت مسیح موعود نے حاصل کئے پس ایسی جماعت کی طرف جس کا یہ عقیدہ ہو یہ منسوب کرنا کہ وہ محض کوئی ولی تسلیم کرتی ہے کس قدر جسارت ہے۔

دوسری غلط بات

اس تمہید میں دوسری بات انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنے والا مسیح خواہ وہ اس امت میں پیدا ہو یا مسیح ناصریؑ دوبارہ آئیں۔ پیشگوئی کے مطابق آپ نبی ہی ہوگا مجھے افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے اس بارے میں جو دعویٰ اجماع کیا ہے اس کی تردید کے لئے کافی ہے آپ لکھتے ہیں:-

"یہ مسئلہ تو اتنا واضح اور اجماعی تھا کہ
حضرت امام سیوطیؒ کا قول ہے ومن
قال لیسلب بنوتہ فقد کفر
(حجج الکرامہ) کہ جو شخص مسیح موعودؑ کی
نبوت کے سلب کا قائل ہو وہ کافر
ہے"

کاش جناب مولوی صاحب موصوف امام سیوطی کے الفاظ ومن قال لیسلب نبوتہ پر ہی غور کر لیتے اگر وہ ایسا کرتے تو مسیح موعود کے نبی ہونے کے اجماع کا کبھی دعویٰ نہ کرتے کیا یہ الفاظ صاف نہیں بتلا رہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو اس بات کا قائل تھا کہ مسیح ناصریؑ جب دوبارہ نزول فرمائیں گے تو مسلوب النبوۃ ہو کر تشریف لائیں گے۔ ... اس وقت وہ نبی نہیں ہوں گے نبوت ان سے واپس لی جا چکی ہو گی محض امتی ہوں گے۔ امام سیوطی ایسے ہی گروہ کو کافر قرار دے رہے ہیں پھر ایک گروہ ایسا بھی موجود رہا ہے جو اس بات کا قائل تھا اور ہے کہ وہ نبی تو ہوں گے مگر نبوت کا اظہار قطعاً نہیں کریں گے بحیثیت نبی کریم صلعم کے امتی ہونے کے کام کریں گے اور اپنے آپ کو امتی ہی ظاہر کریں گے۔ کیا جناب مولوی صاحب موصوف معتزلہ کو امت سے خارج قرار دیتے ہیں ان کے متعلق خود حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد موجود ہے فرماتے ہیں:-

"اور جو لوگ اس کی موت کے قائل ہیں
ان میں بعض کہتے ہیں کہ مسیح کا نزول بطور
بروز کے ہوگا اور معتزلہ اور اکابر صوفیوں
کا یہی مذہب ہے" (نجم الہدیٰ)

میں حیران ہوں کہ جناب مولوی صاحب موصوف اس امر کو کیوں زیر بحث لاتے ہیں سلف صالحین نے مسیح کی آمد کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ مسیح ناصری کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ان کے درمیان شدید اختلاف ہے کیونکہ ایک طرف ان کے سامنے قرآن میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں خاتم النبیین کے الفاظ موجود تھے اور دوسری طرف حدیث صحیح لا نبی بعدی موجود تھی اور باوجود ان صراحتوں کے احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ "نبی" بھی مذکور تھا اور چونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ آنے والا مسیح وہی پہلا مسیح ہی ہے جو بنی اسرائیل میں بطور نبی تشریف لائے تھے اس لئے ان کو آیت قرآنی اور دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق دینی مشکل ہو گئی ہر ایک نے جداگانہ تاویل سے کام لیا زیادہ تر لوگوں کا خیال یہی درست کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نیا نبی تو کوئی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن اگر وہ نبی دوبارہ آ جائے جو آنحضور صلعم کی بعثت سے قبل نبی بنایا گیا تھا تو آیت قرآنی خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں ہوگا یہ تاویل خواہ کیسی ہی غلط ہو لیکن اس امر پر تو یقینی روشنی ڈالتی ہے کہ ان لوگوں کے ذہن میں مسیح ناصری علیہ السلام کا وجود تھا ہاں چند صوفیا نے اگر لکھا ہے کہ وہ امت میں پیدا ہوگا تو انہوں نے بروز کے رنگ میں تسلیم کیا ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور بروزی رنگ الا شخص حقیقی نبی ان کی اصطلاح میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس گتھی کو کس نے سلجھایا

اختلافات کی اس گتھی کو اگر سلجھایا ہے تو اسی شخص نے اگر سلجھایا ہے جو اس پیشگوئی کا حقیقی مصداق تھا یعنی مسیح موعود علیہ السلام نے کہ مسلمانوں کو اختلافات کی اس دلدل سے یہ کہکر نکالا کہ مسیح امت کا ہی ایک فرد ہے اس لئے بوجہ امتی ہونے کے وہ اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہو سکتا۔ جن حدیث نے اسے امتی قرار دیا ہے کہ اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ نبی کا لفظ جو دوسری حدیث میں اس کے لئے استعمال ہوا ہے وہ محض لغوی معنی میں بطور مجاز اور استعارہ کے استعمال ہوا ہے ورنہ خدا کے علم میں بھی اس کا نبی ہونا آیت خاتم النبیین کے منافی ہے۔

ہماری بحث کس امر میں ہے

ہماری بحث اس امر میں نہیں کہ پہلے بزرگ حدیث کا کیا مطلب سمجھتے تھے ہماری بحث تو اس امر میں ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق یعنی حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ نبی کی کیا حقیقت منکشف کی جو حدیث میں آنے والے مسیح کے متعلق وارد ہوا ہے انہوں نے جب کھول کر بتلا دیا جیسا کہ میں حضورؑ کی صریح عبارتوں سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ لفظ حدیث میں جس مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس سے انسان زمرہ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا کہ جس سے خاتم النبیین کی حقیقت میں کوئی خلل پیدا ہو کیونکہ یہ لفظ ایسے مفہوم میں استعمال ہوا ہے جس کی رو سے اس لفظ کا مصداق زمرہ اولیاء کا ہی فرد رہتا ہے تو حضورؑ کی اس وضاحت کے بعد ہماری تمام بحثیں ختم ہو جانی چاہئیں اور حضورؑ کی بیان کردہ تشریح کے سامنے ہم سب کو سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ باقی اگر بعض عبارتیں حضورؑ کی کسی کی سمجھ میں نہیں آئیں تو میرا فرض ہے کہ ان عبارتوں کا صحیح اور اصلی مفہوم ان پر واضح کر دوں بعض کا ذکر کر چکا ہوں اور انشاء اللہ وبتوفیقہ دوسری بعض کا بھی پیش کر دوں گا۔

اپنی تحریر کی حقیقت پر انشاء اللہ وبتوفیقہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالوں گا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گوجرانوالہ کی تقریر جلسہ سالانہ

تحریک احمدیت کی فوقیت

(۳)

رشتہ کس سے توڑا اور کس سے جوڑا

ہمارے حضرت علماء کرام نے امام الوقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شان میں اس قدر گستاخیاں اور نفرت انگیز باتیں کی ہیں۔ کہ اس سے یقیناً روح کائنات کانپ اُٹھی ہوگی۔ مرزا صاحب کا کیس بڑا مضبوط اور بڑا ہی سیدھا ہے یعنی ان کا کہنا ہے۔ کہ جہاں ملّتِ اسلامیہ ہزارہا انبیاء علیہم السلام کو زیرِ زمین مدفون یقین کرتی ہے۔ جس میں سیّد الانبیاء احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ وہاں ایک اور نبی کا بھی اضافہ کر لیں اور سمجھ لیں کہ وہ بھی بحیثیت دیگراں موت کا شکار ہوکر مرفوع الی اللہ ہو چکا ہے اس پر حضرت مرزا صاحب نے کئی دلائل بیّنہ اور براہین نیّرہ اپنی مقدس کتب میں رقم فرمائی ہیں۔ سب سے بڑی دلیل تو یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور حضورؐ کی اُمت کو بغیر کسی ذہنی تحفظیت کے اس بات پر ایمان لانا چاہیئے۔ کہ حضور فی الواقعہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور حضورؐ کی وفات کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا خواہ نیا ہو خواہ پُرانا۔ اب تو یہ عقیدہ دنیا اسلام کے تمام علمی حلقوں میں مقبول ہو چکا ہے۔ اگر مسیحؑ فی الواقع فوت ہو چکا ہے۔ تو ان تمام احادیث پر از سرِ نو غور کرنا ہوگا۔ جو مسیح کی بعثتِ ثانیہ کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتی ہیں۔ اور اس بعثت ثانی کے ساتھ ایسے نشانات اور آثار کا پتہ دیتی ہیں جن کا ظہور اس تمام صدی میں متواتر ہوتا صاف نظر آ رہا ہے، دجّال کی ریشہ دوانیاں، اس کی دولت کے خزانے سائنس کے انکشافات تسخیرِ خلا کی مہم۔ پہاڑوں کا اُڑنا تیلگات زمین سے معدنیات اور خزائن کا نکلنا۔ ماہ رمضان میں خسوف وکسوف کا واقع ہونا، ایسے واقعات ہیں، جو ان احادیث پر سُورج چڑھا دیتے ہیں۔ اور یہی چلتا وہ زمانہ ہے۔ جو موعود مسیح کے لیے بھی موزوں ترین ہے علماء کی نظر محض الفاظ پر ہے۔ وہ ان پیشگوئیوں کی روح تک نہیں پہنچتے۔ علماء نے حضرت مرزا صاحب کے بیان کردہ دلائل کو مسترد کر دیا۔ مگر خدائے برتر اسلئے نے اسی صدی میں ایک اور حیرت انگیز واقعہ انہی علماء کی وساطت سے پبلک کے سامنے لاکر ان پر ایک اور طرح سے حجت تمام کر دی ہے۔ آج تک تو اُمتِ مسلمہ یزید کے متعلق متفق الرائے تھی کہ اس کا عہد تاریخ اسلام کا ایک تاریک باب تھا۔ مگر امام وقت کا انکار کرنے والوں نے اب یزید کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا ہے اور بڑی عقیدت اور نیازمندی سے رکھا ہے۔ وہ یوں ہوا کہ مولانا محمود احمد عباسی نے ایک کتاب "خلافت معاویہ ویزید" لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ یزید بن معاویہ صحیح معنوں میں امیر المؤمنین تھے۔ اور نہ صرف اُن کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں، بلکہ اسی کتاب کے ص۲۴۵ پر یزید کو رضی اللہ عنہ بھی لکھا گیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں میں بڑی مقبول ہو رہی ہے اور اس کی مانگ ہندوستان اور پاکستان میں دن بدن بڑھ رہی ہے۔

مصنف کتاب "خلافت معاویہ ویزید" شروع میں کتاب کے طبع سوئم کے "غرض مؤلف" کے عنوان سے یوں رقمطراز ہے:۔

> "سب سے پہلا یعنی ابتدائی اڈیشن اس کتاب کا مئی ۱۹۵۹ء میں طبع ہُوا تھا پھر چند ہی ہفتے بعد دوسرا ماہ جولائی میں۔ کتاب کی ہر طرف سے بڑی مانگ تھی۔ اور شہر میں جگہ جگہ اسی کا چرچا۔ پاکستان اور بھارت کے علاوہ بعض بیرونی ملکوں (بحرین وبرما) سے بھی آرڈر آنے لگے تھے۔ کتاب کی اس کثرت سے مانگ اور غیر معمولی مقبولیت کا واحد سبب اموی خلافت کے ابتدائی عہد کے بعض اہم واقعات کی تحقیق و ریسرچ اور تاریخ کے مخفی گوشوں کا انکشاف ہے۔ تیرہ سو سال کی طویل مدت میں کسی مؤرخ اور مصنف نے ان تاریخی واقعات کے بارے میں جن پر صدیوں سے مبنی روایتوں، من گھڑت حکایتوں اور افسانوں کے گہرے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس نوعیت سے تحقیق اور ریسرچ کی جانب توجہ نہیں کی تھی"!

مصنف کتاب ہذا فخریہ طور پر یزید کے زمانے کو خیر القرون کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ اور جو علماء اس کتاب کے مضمون سے اختلافِ رائے رکھتے ہیں۔ ان کو ذہب کا ناجر قرار دیتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

> "کیونکہ مقصود اصلی سیّدنا امیر معاویہؓ اور یزید رح کے حالات و واقعات اور سیرت وکردار کو مفتریات واہیہ کے پردے چاک کر دینے کے ساتھ ساتھ انہیں کاذب بیانیوں کے خس وخاشاک سے پاک کرکے اصلی خد وخال میں پیش کرنا اور اس قدیم زمانہ کے تاریخی حالات کو خیر القرون ہی کا زمانہ تھا۔ بغیر کسی رنگ آمیزی کے صحت کے ساتھ ترتیب کرنا اور بیان کرنا تھا"

> "خلافتِ معاویہ ویزیدؓ کے مصنف کی شاید یہ عبارت ہی اربابِ جبہ و دستار کی برہمی مزاج کا سبب ہوئی کیونکہ عجمی ٹکسال کی ان موضوعات ہی سے تو ان کے کاروبار کی از دیاد رونق ہے۔ مگر اس تاریخی ریسرچ نے ان میں سے اکثر کا پردہ چاک کر دیا اور اصل حقیقت منکشف ہو گئی تنگ نظر اور رجعت پرست متعصّبین کے علاوہ سب ہی اہلِ علم معترف ہیں۔ کہ دُور رس نتائج کے اعتبار سے اسلامی تاریخ کی یہ ایک بہت مفید خدمت انجام دی گئی ہے"!

ہم نے اُوپر لکھا ہے کہ یہ کتاب اس صدی کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ مولانا عامر عثمانی مدیر "تجلّی" دیوبند جن کو احمدیت کا نام سُن کر اعصابی دورہ پڑ جاتا ہے اس کتاب کو اس صدی کا معرکۃ الآرا کارنامہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مصنف کے حضور یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:۔

> "کتابیں روز لکھی جاتی ہیں۔ لیکن زیرِ نظر کتاب ان کتابوں میں سے ہے جو صدیوں میں ایک آدھ لکھی جا سکتی ہے۔ فاضل مصنف جناب محمود احمد عباسی نے انتہائی دیدہ ریزی اور تلاش وتحقیق کے بعد خلافتِ معاویہ ویزید کے بارے میں وہ فرید وحید مواد پیش کیا ہے جس سے ہر انصاف پسند آدمی پر منکشف ہو جاتا ہے کہ حقیقت کیا تھی اور آج کن خرافات وکذبات کو حقیقت کہا جا رہا ہے۔
>
> لامتناہی پراپیگنڈے نے (امیر) یزید کی شخصیت کو جتنا بھیانک حضرت حسین کی شہادت کو جس درجہ مظلومانہ اور دیگر تفصیلات کو جس قدر ڈرامائی بنا دیا ہے اُن کے تعصب سے بلند ہوکر ٹھنڈے اور تحقیق پسند دل ودماغ سے اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو چند جزئیات سے اختلاف کے باوجود

یقینی ہے کہ من حیث المجموع اس سے اتفاق ہی کرنا ہوگا روایت اور درایت دونوں ہی کے فنی تقاضوں کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے فاضل مصنف نے مضبوط دلائل پیش کئے ہیں۔ اور بے حد کاوش کے ساتھ ایسا مواد سامنے لائے ہیں جو صدیوں کے پروپیگنڈا اور افسانوی جذباتیت کی گرد میں اٹی ہوئی تاریخ کربلا کا حقیقی چہرہ نکھارتا ہے۔ ماحصل تبصرہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو دیانت داری کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ تاریخ کربلا پر تحقیقی زاویے سے نگاہ ڈالنے کا موقعہ میسر آسکے۔ اور بعض تاریخی شخصیتوں کے متعلق جو خیالی تصورات ذہنی وراثت میں ملے ہیں۔ ان کی تنقیح ہو سکے۔ ہم مصنف کو ان کی عرق ریزی محنت اور بالغ نظری کی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ آخرت میں انہیں بہترین اجر ملے گا کیونکہ اُن پیش کردہ تفصیلات سے صرف امیر معاویہ بھی نہیں کثیر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دامن کردار کو ہرزہ سراوں کے دروغ وافترا کی گرد سے پاک و صاف دکھاتی ہیں۔ اور (امیر) یزید کے بارے میں جو دقیع معلومات انہوں نے پیش کی ہیں وہ یقیناً امیر معاویہ کو اس الزام سے صاف بچالے جاتی ہیں۔ کہ انہوں نے خلافت کو غلط قسم کی شہنشاہیت میں تبدیل کیا اور نااہل بیٹے کو ولی عہد بنا بیٹھے و للہ درّ المصنف فاضل تبصرہ نگار نے جس بے بنیاد کا اشارہ مندرجہ بالا سطور میں کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا معاویہ نے خلافت کو غلط قسم کی شہنشاہیت میں تبدیل کیا ہے اور نااہل بیٹے کو ولی عہد بنا بیٹھے، وہ آج بھی مدعیانِ علم و فضل کے زبان و قلم سے کبھی نہ کبھی دہرایا جاتا ہے اور اموی خلافت کے ان بہترین اور مئوثر ترین ایام کو بدترین اور سیاہ ترین ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

فاضل مصنف کتاب ہذا یزید کے ولی عہدی کے زمانہ کو اموی خلافت کا بہترین اور مئوثر ترین زمانہ قرار دیتے ہیں۔
" فاضل مصنف کی یہ کتاب ۵۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کتاب کے ص ۵۲۹ سے لیکر ص ۵۸۰ تک عربی اُردو اور فارسی میں نظمیں یزید کی تعریف میں لکھی گئی ہیں۔ اور ایک لمبی چوڑی تقریر ایک صاحب سردار احمد خاں کی قلم سے شامل ہے جو تنظیم اہل سنت کے صدر ہیں اور تحصیل جام پور ڈیرہ غازی خان میں مقیم ہیں، اسی طرح علامہ تمنا عمادی صاحب نے اس کتاب کے متعلق مثنوی اور اُردو فارسی میں رباعیات لکھ کر بطور ضمیمہ شائع کرائی ہیں۔ ایک صاحب اقبال احمد التمری ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی فاضل جامع عربیہ دارالاسلام مدراس نے ایک طویل عربی نظم بعنوان فی مناقب الخلیفۃ السادس امیر المؤمنین یزید بن معاویہؓ لکھی ہے، وہ بھی اس کتاب کے ساتھ شامل کر دی گئی ہے"

ہم حیران ہیں کہ ان علماء نے حضرت امام الوقت کے مؤرّث دریدہ دہنی اور دشنام دہی سے بھرپور لٹریچر جو شائع کیا ہے وہ مقدار میں زیادہ ہے۔ یا یزید کی شان میں جو قصیدے اور غزلیں گائی ہیں وہ کیفیت اور کمیت میں فزوں تر ہیں۔ آہ! اس ملت اسلامیہ نے کس سے رشتہ توڑا اور کس شان کے امیر سے جوڑا۔ ؎
آسماں را حق بود گر سنگ بارد بر زمیں

۱۳۰۰ برس تک جسے یعنی مردود۔ فاسق۔ فاجر۔ غاصب۔ ظالم قاتل اور وحشی قرار دیا جاتا رہا اچانک ایک صبح اسلامی دنیا اُٹھی اور محمود احمد عباسی کے قلم کا شاہکار ان کے سامنے آیا تو وہ جو مردود تھے۔ مقبول بارگاہ الٰہی ہو گیا۔ فاسق زاہد بن گیا۔ غاصب حق دار اور ظالم عادل بنا دیا گیا۔ قاتل بیگناہ اور وحشی حلیم الطبع اور منکسر المزاج متقی قرار دے دیا گیا۔ اگر ہماری قوت فیصلہ یہی ہے تو آدم اور شیطان کی رزمگاہ کی معرکۃ الآرائیاں بھی کسی دن شیطان کے حق میں جہاد اکبر کہلائیں گی اور آدم شرپسند۔ فتنہ جو اور مشرک کے رنگ میں پیش کیا جائے گا اور شیطان موحد۔ متقی۔ زاہد اور پارسا بنا دیا جانے لگا۔

ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ھدیتنا
وھب لنا من لدنک
رحمۃ انک
انت الوھاب ۝
آمین

ممتاز احمد صاحب فاروقی کا لیکچر جلسہ سالانہ

ہمارا اصلی کام

قال اللہ تعالیٰ - ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بانّ لھم الجنۃ

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لئے ہیں (اسکے) بدلے میں اُن کے لئے جنت ہے۔

خریدار کو پورا اختیار ہوتا ہے کہ خریدی ہوئی چیز کو جس طرح چاہے اور جس جگہ چاہے استعمال کرے - مگر انسان ناشکرا ہے - وہ سمجھتا ہے کہ یہ مال اور جان اس کی اپنی ہیں وہ کیوں ان کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگائے دنیا کی محبت اسے دین سے غافل کر دیتی ہے - نتیجہ کیا ہوتا ہے :-

قل ان کان اٰباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احبّ الیکم من اللہ و رسولہ و جھادٍ فی سبیلہ فتربصوا حتّٰی یاتی اللہ بامرہٖ و اللہ لا یھدی القوم الفٰسقین۔

(کہو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور مکان جس کو تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا)

(۱) جنگ احزاب کے موقعہ پر انہی منافقین میں سے وہ لوگ تھے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے :-

واذ یقول المنٰفقون والذین فی قلوبھم مرضٌ ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غرورا

(اور جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری تھی کہتے تھے اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں صرف دھوکا دینے کا وعدہ کیا تھا - اور نبی کریم صلعم کے پاس یہ عذر کرتے تھے کہ ان بیوتنا عورۃ (یعنے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں - مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فرارا - (اور کھلے نہیں تھے وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے)۔

(۲) پھر کچھ ایسے لوگ تھے جو کہ مسلمان تھے مگر محض سستی اور کسل نفس سے جہاد فی سبیل اللہ سے پیچھے رہ گئے - ان کی مثال ان تین کعب بن مالک رض۔ مرارۃ بن الربیع - اور ہلال بن امیہ (کعب بن مالک اس تبوک اور بدر کے علاوہ سب غزوات میں شامل تھے دوسرے دونوں اصحاب بدر میں بھی شامل تھے) مسلمانوں کی ہے جو کہ غزوہ تبوک میں تیاری کو ایک سے دوسرے دن پر ملتوی کرتے کرتے پیچھے رہ گئے - یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور نکل گئے - تب انہوں نے ارادہ ترک کر دیا - واپسی پر جب بہت سے منافقین نے جھوٹے عذر پیش کئے تو کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں نے رسول اللہ صلعم سے سچ سچ کہدیا کہ ہمارا عذر کوئی نہ تھا - رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالےٰ کا کوئی حکم ان کے بارہ میں نازل نہ ہو مسلمان ان سے قطع تعلق کر لیں - پچاس دن تک ان تینوں کی یہ حالت رہی کہ کوئی شخص ان سے کلام نہ کرتا تھا - اور دنیا ان پر تنگ ہو گئی - پھر اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کو معافی مل گئی - یہ بات قابل غور ہے، کہ یہ تینوں صحابیؓ اور کئی ایک غزوات میں شامل ہو چکے تھے - بایں ہمہ غزوہ تبوک میں نہ جانے سے ان پر ایسی سختی ہوئی - وہ مسلمان غور کریں جو آج خدمت اسلام کو ایک بے معنی چیز ٹھہرا کر صرف اپنے نفسوں کے فکر کو کافی سمجھے ہوئے ہیں - یا زیادہ سے زیادہ کسی نے نماز پڑھ لی اور سمجھ لیا کہ ہم جنت کے وارث بن گئے -

(۳) پھر ایک تیسرا گروہ ایسے مسلمانوں کا تھا جو تن من دھن سب خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار تھا - مگر غربت اور افلاس کی وجہ سے جہاد کے لئے سامان فراہم نہ کر سکتے تھے - پھر جب نبی کریم صلعم کسی غزوہ پر روانہ ہوتے تو یہ لوگ اپنے آپ کو پیش کرتے تھے کہ حضورؐ سواری کا بندوبست کریں تو وہ بخوشی ساتھ جانے کو تیار ہیں - مگر سب سواری مہیا نہ ہو سکنے کی وجہ سے آنحضرتؐ ان کو ساتھ نہ لے جا سکتے تھے تو واعینھم تفیض من الدمع حزنًا الا یجدوا ما ینفقون (اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں۔

آج مسلمانوں کی انفاق مال میں یہ حالت ہے کہ اوّل تو اسلام کی حالت زار دیکھ کر ان کے دل مال دینے کے لئے نہیں پگھلتے - اور اگر کچھ دیتے بھی ہیں تو وہ بھی ایک گونہ جبر و اکراہ سے - دل نہیں چاہتا مگر لحاظ سے یا اور وجوہ سے کچھ دینا پڑتا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں خوشی سے دیتے اور اگر غربت کی وجہ سے زیادہ نہیں دے سکتے تو دل میں اس کے متعلق غم ہو اور افسوس ہو۔

(۴) پھر صحابہ کرامؓ اور مومنین میں سے وہ کامل مجاہدین کا گروہ تھا کہ جنہوں نے نہ صرف اپنے مالوں کی بلکہ اپنی جانوں کی بھینٹ بھی چڑھا دی کہ اسلام زندہ رہے اور پھیلے - انہیں کے متعلق آتا ہے :-

ومن المؤمنین رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر وما بدّلوا تبدیلا۔

(مومنوں میں سے وہ مرد ہیں جنہوں نے وہ سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا - سو اُن میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو انتظار کرتے ہیں)

یہ ہیں وہ لوگ جن کو رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ مل گیا -

(۵) پھر وعدہ مجدّدین کے ماتحت جب چودہویں صدی کا مجدّد - مسیح محمدیؐ کی خلعت پہن کر نمودار ہوا تو اس نے بھی خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت بنائی اور اس سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا - اور حکم قرآنی کے مطابق ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر - واولٰئک ھم المفلحون پر عمل کر کے اپنے مریدوں کے لئے ایک لائحہ عمل مقرر فرماتے ہیں :-

" ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے - اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل بنانا نہیں چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریمؐ کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔

(الحکم مؤرخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء ملفوظات حضرت مسیح موعود)

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ
این است کام دل اگر آید میسّرم

(۶) پھر فرماتے ہیں :۔

"بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی تدبیروں اور بناوٹوں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اسجگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے اُتارتا ہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخرت کی کامیابی انہی تدبیروں میں محدود خیال کرو جو انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ کی جاتی ہے یہ اشتغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت اسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد و بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔

(فتح اسلام)

پھر دوسری جگہ کہتے ہیں :۔

ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے مروّجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے کہ یہ علوم خادم دین ہوں۔ ہماری غرض یہ نہیں کہ ایف اے یا بی اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیشِ نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمتِ دین کے لئے زندگی بسر کریں

(۷) پھر اغراض جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں فرمایا :۔

(۱) "ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"

(۲) اس ملاقات (یعنی جلسہ سے) تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں"

(۳) ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں......

اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب آملیں گی...."

"سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان عقلوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کے اُن کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

(ازالہ اوہام ص ۷۷۳)

پھر لکھتے ہیں ایک کشف کے متعلق :۔

"پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تصنیف کیا ہے۔ اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک۔"

(تذکرہ ص ۲۱-۲۲)

(۸) خلیفۃ المسیح حضرت مولانا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ

علیہ ۱۹۱۴ء میں جب سخت بیمار اور صاحب فراش ہو گئے۔ تو اُن دنوں حضرت مولانا محمد علی صاحب قرآن کریم انگریزی کے ترجمہ و تفسیر کے نوٹ انہیں سنایا کرتے تھے اور یہ کام قریب الاختتام تھا۔ ایک دن جبکہ وہ یہ نوٹ سُنا رہے تھے کہ الہامی خوشخبری حضرت مولانا نورالدین صاحب کو سنائی گئی کہ "ترجمۂ قرآن مقبول ہوا"۔ اس پر حضرت مولانا اور سب حاضرین سجدۂ شکر میں گر گئے۔ پھر بعد میں جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے اس انگریزی ترجمہ کو دنیا میں بخشی ہے وہ ظاہر ہے۔

اسی طرح حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب جو مولانا صاحب کے معالج بھی تھے وہ ایک ڈائری لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک خط ووکنگ (انگلستان) سے مولانا نورالدین صاحب کے نام موصول ہوا۔ جو کہ مولانا نے پڑھ کر سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ پھر حضرت مولوی محمد علی صاحب کو بلایا اور کہا کہ آپ خواجہ صاحب کا خط پڑھ دیں اور ان کو جواب لکھیں :۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ مغربی افریقہ میں ہمارے سلسلہ کے ذریعہ سے اسلام پھیلے گا۔ اور ہمیں پانچ لاکھ کی جماعت دی جائے گی۔ خدا کا فضل و کرم ہے۔ مبارک ہو۔ بہار کے دن ہیں۔ بہار کے"

یہ واقعہ اخبار پیغام صلح میں چھپ چکا ہے۔

(۹) آج کل بر اعظم افریقہ کے حبشی ممالک آزادی اور خود مختار حکومت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کالے دیو کو رام کرنے کے لئے ہر عیسائی ملک اور خصوصًا عیسائی پادری کوشاں ہے۔ ان کے سینکڑوں پادری وہاں بھیجے

(باقی ص ۱۳)

جا رہے ہیں۔ وہاں کی زبانوں میں عیسائی بائبل ترجمہ کر کے شائع کی جا رہی ہے۔ عیسائی مشن اسکول اور ہسپتال کھول رہے ہیں۔ اس موقعہ پر اگر ہماری جماعت نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کی پوری طور پر کوشش نہ کی۔ تو یہ کمبخت ڈری رہ جائیں گے اور یہ سعادت اور ثواب کوئی اور لے جائے گا۔

ان افریقی ممالک میں بعض حصوں میں سرکاری زبان انگریزی تھی اور بعض میں فرنچ ان دونوں زبانوں میں مکمل لٹریچر پیدا کرنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد افریقہ کے ممالک کی اپنی زبانوں میں لٹریچر ترجمہ کر کے شائع کرنا ہو گا۔ ہمیں مشنری تیار کر کے وہاں بھیجنے ہوں گے۔ جو کہ کئی ایک سال وہاں رہیں اور وہاں کی زبانیں سیکھیں اور ان میں مقامی لٹریچر بھی چھاپیں اور لوگوں میں تبلیغ اسلام بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے مالی آسانیاں بھی پیدا کر دے گا بشرطیکہ ہمارے ارادے مضبوط اور نیک ہوں۔

(۱۰) سب سے زیادہ ضرورت قرآن کریم انگریزی کو کافی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا جائے۔ آپ اخبار پیغام صلح میں پڑھتے رہتے ہوں گے کہ کس طرح مغربی افریقہ اور دیگر ممالک سے (مثلاً انڈونیشیا فلپائن وغیرہ) لوگ قرآن کریم کے ترجمہ اور دیگر کتب کو مانگتے ہیں۔ ہم بدبخت ہوں گے اگر ہم اس موقعہ پہ فیل ہو گئے۔

اس وقت قرآن کریم انگریزی قریب الاختتام ہے انجمن کوشش کر رہی ہے کہ جلد از جلد اسے چھپوایا جائے اور اس کے لئے فنڈ مہیا کیا جائے۔ سوچنے کی بات ہے۔ اگر قرآن کریم انگریزی ترجمہ و تفسیر درجہ دوم مگر چھپائی اچھی۔ کاغذ اچھا ہو۔ تو بیس ہزار کاپیوں پر ایک لاکھ چالیس ہزار سے زائد خرچ نہیں آئے گا۔ یہ رقم بڑی معلوم دیتی ہے۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ آئندہ دس برس کے لئے آپ کے پاس تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے ایک خزانہ ہاتھ آ جائے گا۔ میں ضمناً ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ نو مسلم کالج لاہور (جو حال ہی میں قائم کیا گیا ہے) اس کے اندازاً حساب کے مطابق انجمن کو ایک سال میں پچاس ہزار روپیہ منافع ہو سکتا ہے اور تین سال میں گویا قرآن کریم کی چھپوائی کی قیمت نکل آتی ہے۔

اسی طرح ہمیں پاکستان اور ہندوستان میں بیان القرآن (اردو تفسیر) کو چھپوا کر شائع کرنے کی فکر کرنی چاہیئے یہ بھی ختم ہو رہا ہے۔ سب سے زیادہ مانگ جو مترجم حمائل ہے۔ اس کی ہے۔ مگر وہ بدقسمتی سے ایسی ہے کہ اس میں بے شمار غلطیاں رہ گئی ہیں اور چھپائی اور کاغذ نہایت معمولی ہے۔ اگر وہ بلاک بنوا کر دیدہ زیب طریق سے چھپوایا جائے تو بہت مقبول ہو اور ہزاروں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکے۔ مگر اس کو دس بارہ ہزار چھپوانے میں تیس چالیس ہزار کا خرچ عربی خط لکھوانے اور بلاک بنوانے اور کاغذ اور چھپوائی پر لگے گا۔ اس لئے فی الحال انجمن اس کو ہاتھ نہیں ڈال رہی۔ ہاں کوئی اہل دل اور غنی لوگ اس مبارک کام کو ہاتھ میں لیں تو ہم خرما و ہم ثواب ہو گا۔

اسی طرح بنگالی زبان میں ترجمہ اور تفسیر تیار ہے۔ اسکو چھپوانے کا خیال ہے۔ پھر تامل زبان میں ترجمہ اور تفسیر تیار ہے۔ گورمکھی اور سندھی زبان اور ہندی زبان میں ترجمہ قریباً تیار ہے۔ مگر چھپوانے کی دقتیں ہیں۔

بشارات احمدیہ حصہ سوم۔ اور دین اسلام (ترجمہ The Religion of Islam) چھپ کر تیار ہے۔ اس اسلامی لٹریچر کی چھپوائی اور اشاعت ہی ہمارا اصلی کام ہے۔ دنیا متلاشی حق ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ پیغام حق کو ان تک پہنچائیں۔ ورنہ بقول مسیح موعود ہم خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ہوں گے۔

شکریہ

ملک عبد السلام صاحب

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ملک عبد السلام کے ٹیپ ریکارڈر سے پروگرام میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہو گئی۔ خواتین کے جلسہ میں اس کے ذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا ریکارڈ کیا ہوا خطبہ سنایا گیا اور خواتین کا سارا پروگرام ریکارڈ کیا۔

اس کے علاوہ حضرت امیر کی ۲۵۔ اور ۲۶ دسمبر ۶۱ء کی تقاریر اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر ریکارڈ کی گئی۔ یہ تقاریر پیغام صلح کے کسی آئندہ شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔ ان تقاریر کے ریکارڈنگ کے لئے ملک عبد السلام صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی بھی ایک ریکارڈ کی ہوئی تقریر موجود ہے جو ایک قیمتی یادگار ہے اس کے علاوہ کئی احباب بیرونی ممالک سے اہم مواقع پر اپنے پیغامات ٹیپ پر ریکارڈ کروا کر بھیجتے ہیں۔ لیکن انجمن کے پاس چونکہ ٹیپ ریکارڈر موجود نہیں ہے اس لئے اس دلچسپ اور مؤثر طریق سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا

اس ٹیپ ریکارڈر کی قیمت تقریباً ۱۵۰۰/- روپے ہے کیا ہی اچھا ہو کہ جماعت کے کوئی صاحب ترت دوات ان کو خرید کر انجمن کو عطیہ کے طور پر دے دیں۔ اس سے نہ صرف انجمن کے مختلف مواقع پر کام لیا جا سکتا ہے بلکہ بیرونی ممالک میں ہماری جماعتوں کو پیغامات ارسال کئے جا سکتے ہیں جو بڑے مفید نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوں گے۔

چوہدری شریف احمد صاحب

اس کے علاوہ چوہدری شریف احمد صاحب (اکاڑہ) نے جلسہ سالانہ اور ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی سالانہ تقاریر کے انعامی مقابلہ کے موقعہ پر تصاویر فلیش لائٹ کے ساتھ لیں جو آئندہ کسی شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔ انجمن اور ینگ مینز ایسوسی ایشن اس کے لئے ان کی شکرگزار ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بھی اس مفید اور دلچسپ خدمت سے ہمیں مستفید فرماتے رہیں گے۔

ناصر احمد۔ بی اے ایل ایل بی احمدیہ بلڈنگس لاہور

روئداد جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

ہوئے کہا کہ عورت مرد پر اپنا اثر بہت زیادہ ڈال سکتی ہے مگر میں دیکھتی ہوں کہ ہمارے احمدی گھرانوں میں مذہبی تعلیم کا فقدان ہو رہا ہے۔ یہ احمدی جماعت کے تبلیغی نعرہ کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چراغ تلے اندھیرا کی مثال نہ بنتے ہوئے اپنے خاوندوں اور بچوں کو مذہب کی طرف توجہ دلانا چاہیئے۔ انہوں نے شوہر اور بچوں کے رجحان کو ڈھالنے میں عورت کی اہمیت کو واضح کیا۔ اور انہیں اسلام کی طرف لانے کی تلقین کی

اس کے بعد بشریٰ بنت آفتاب الدین احمد نے نظم پڑھی۔ اور پھر خاکسار نے حضرت مسیح موعود کے حسب ذیل شعر سے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

پر آخر کی عبارت صاحبہ نے بھی قرآن حکیم کی ایک آیت کی تفسیر فرمائی۔ اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے دعا فرمائی۔ اور اس اجتماعی دعا پر جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

اخبار احمدیہ

سلسلہ میں شمولیت

آج مورخہ ۱۴/۱/۶۲ کو ایک صاحب محمد الطاف الرحمن ساکن چونیاں نے جو نزدیک عیسائی مذہب قبول کرنیوالے تھے پیغام صلح کا پرچہ پڑھنے کے بعد ہمارے محترم ڈاکٹر ثاقب صاحب سے خط و کتابت کی اور عیسائیت اور اسلام کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کے لئے احمدیہ بلڈنگس تشریف لائے تھے۔ خاکسار حضرت امیر ایدہ اللہ کے پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے انہیں حضور کی خدمت میں لے گیا۔ حضور نے بائبل سے کفارہ کا غلط ہونا۔ حضرت مسیح کا ابن اللہ انسان ہونا اس مؤثر طریقہ سے ثابت کیا کہ محمد الطاف الرحمن صاحب نے اسی وقت حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اشاعت اسلام کرنے کا عہد کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے۔

صاحب موصوف لٹریچر لے کر رخصت ہو گئے۔ آپ فردوس ہوٹل کے مالک اور صاحب حیثیت نوجوان ہیں۔

حبیب الرحمن صادق پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ

درخواست دعا

ملتان سے سلطان علی چودھری صاحب تحریر فرماتے ہیں "میرا بیٹا کیپٹن بشارت احمد سلطان بیمار ہے۔ اخبار کے ذریعہ جملہ احباب جماعت سے ملتجی ہوں۔ کہ وہ عزیز کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ پاک اپنے خاص فضل و کرم سے بشارت احمد سلطان کو عاجلہ اور کاملہ صحت عطا فرما دے اور اس کو اور اس کی اولاد کو دین و دنیا

رپورٹ جلسہ سالانہ

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے

تقاریر کا سالانہ انعامی مقابلہ

(بشیر احمد سوز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حسب معمول ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن نے ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو تقاریر کے سالانہ انعامی مقابلہ کا اہتمام کیا۔ اس چھٹی سالانہ تقریب کے لئے موضوع "اسلام اور موجودہ طرز زندگی" مقرر کیا گیا تھا۔ امسال تقریب اپنی رونق، تقاریر کی عمدگی، اور مقررین کی مزاح نوازی اور نکتہ سنجی کے اعتبار سے پہلی تمام تقاریر سے بڑھ چڑھ کر تھی۔

متعدد کالجوں کے مقررین نے اس تقریب میں شرکت کی۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ ہٹ کے چار طلباء قاری عزیز اقبال تنویر احمد، نصیر احمد اور ثبکت علی شامل ہوئے۔ جناب ناصر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی نے اس تقریب کی صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد تین طلباء نے منظوم کلام پڑھا۔ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری جناب عبدالغفور ثاقب صاحب نے گزشتہ مجلس مذاکرہ کی روئیداد پڑھ کر سنائی اس کے بعد آپ نے موضوع زیر بحث پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ابتدائے آفرینش سے یہ انسانی فطرت میں داخل ہے کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں جانے کے لئے بیقرار نظر آتی ہے۔ اور اسی فطری انقیاد کی بدولت انسان کی یہ جو ترقی یافتہ صورت معرض وجود میں آئی ہے تو یہ فطری تقاضے اُسے ایک حالت سے دوسری حالت میں لاتے رہے اور آج کا ترقی یافتہ دوران کے بود و باش، خورد و نوش، فکر، فہم کی معراج کہا جاسکتا ہے۔ وہ جنگلوں سے جھونپڑوں اور جھونپڑوں سے محلات میں آ چکا۔ گھاس پات کو چھوڑ کر طرح طرح کے لذیذ کھانوں سے دسترخوان کو سجایا۔ وسیع و عریض زمین کا احاطہ کرنے کے بعد ستاروں پر کمندیں پھینکنے لگا۔ اور اب خلا کی تسخیر کے درپے ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفۃ الارض بنا کر بھیجا اور اسی مناسبت سے اسے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق بنایا ہے۔ اور اس کی ضرورتوں اور تقاضوں کے پیش نظر دنیا میں ہر وہ چیز مہیا کر دی جس سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی زندگی کو بہتر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بنا سکے۔ اور احسن طریق اس کی تعمیل کر سکے۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کس حد تک اس دنیا میں اس خالق حقیقی کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے"۔

آپ نے کہا "یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسری روحانی۔ زندگی میں توازن اور تناسب اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ وہ ہر دو حالتیں برابر ترقی کریں۔ گویا یہ دونوں حالتیں لازم و ملزوم ہیں۔ خداوند کریم نے جہاں تک جسمانی حالت کی بہتری کے لئے اسباب پیدا کر دیئے وہاں روحانی اور اخلاقی حالتوں کی بلندی و معراج کے لئے بھی وقتاً فوقتاً اپنے پاک بندوں کے ذریعہ سے ہدایات بھیجیں۔ اور انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ زندگی کو خوشگوار ۔ ۔ ۔ ۔ کس طرح بنایا جاسکتا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم چونکہ تمام دنیا کے لئے ہدایت لے کر آئے تھے۔ اس لئے اسلام میں انسان کی ترقی و بہبود کے وہ تمام تقاضے اور ضروریات موجود و مکمل ہیں جو انسان کی قیامت تک راہنمائی کر سکتی ہیں۔ گویا ایک مکمل ضابطۂ حیات اس کی تعلیم میں موجود ہے۔"

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ "موجودہ طرز زندگی پر جب ہم غور کرتے ہیں تو باوجود انسان کی بے پناہ ترقی اور عروج کے بے سکونی اور انتشار نمایاں نظر آتا ہے۔ جس کی وجہ دراصل یہی ہے کہ انسان نے ہر دو حالتوں کو بتدریج نہیں اُبھارا۔ اس دور کے انسان کی بیشتر توجہ اپنے مادی ذرائع، اور معاشرتی وسائل کو وسیع تر کر کے اپنے جسمانی حالات کو بہتر بنانے پر مرکوز ہے حالانکہ اسلام اس سے منع نہیں کرتا مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کی روحانی ترقی کا متقاضی ہے۔ تعلیم اسلام میں معاشرتی اور جسمانی ترقی کے قوانین بھی موجود ہیں اور وہ عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں ان کو اپنا کر انسان ان ذہنی اُلجھنوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے جس میں وہ آج کل اپنی ترقی اور عروج کے باوجود مبتلا ہے۔ موجودہ طرز زندگی میں روحانی اقدار کا فقدان ہی بے چینی اور عدم طمانیت پیدا کر رہا ہے اور یہ طور و طریق مکمل نہیں کہے جا سکتے تاوقتیکہ اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلا جائے۔ اور انسان اپنی روحانی حالت کو بھی نہ اُبھارے"۔

آپ نے کہا کہ "اسلام نے انسان کو معاشی، معاشرتی اور جسمانی لحاظ سے ترقی کرنے کی جو راہیں بتائی ہیں لیکن اس کی فطرت کے مطابق ہیں جن پر چل کر وہ اپنی زندگی کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ اور اس طرح یہ موجودہ طرز زندگی میں اعتدال پیدا ہو سکتا ہے۔ جو انسان کے سکون اور طمانیت کا موجب ہوگا"۔

آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا "کوئی معاشرہ کوئی طرز زندگی کامیاب اور مفید نہیں تاوقتیکہ اس سے سکون حاصل نہ ہو اور ایسا ضابطہ جو اس سلسلہ میں ہر لحاظ سے مفید ہو مکمل طور پر صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے جو اس کی جسمانی حالت کے ساتھ روحانی حالت کو بھی ترقی پذیر بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کی زندگی مکمل ہو"۔

بعد ازاں مختلف کالجوں کے طلباء یکے بعد دیگرے سٹیج پر تشریف لائے اور موضوع زیر بحث پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان طلباء کے بعد سکول کے طلباء نے نہایت اعتماد اور حوصلہ سے مختصر لیکن دلچسپ تقاریر کیں۔

تقاریر کے اس انعامی مقابلہ کے لئے تین جج مقرر ہوئے:۔

(۱) مولانا عبدالمنان صاحب (ایم اے علیگ)
(۲) مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر لائٹ لاہور
(۳) پروفیسر سعد اختر صاحب ایم۔ اے۔

جج صاحبان نے تقاریر کے اختتام پر نتیجہ مرتب فرمایا۔ اس اثنا میں محمد اعظم علوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں ایک طرب انگیز نظم سنائی صدر مجلس نے نتیجہ کے اعلان سے پہلے موضوع زیر بحث پر نہایت اختصار سے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

"وہ بنیادی بات جس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے آج کی اس مجلس مذاکرہ کے لئے "اسلام اور موجودہ طرز زندگی" کے موضوع کو چنا تھا وہ یہ کہ اسلام کہاں تک موجودہ طرز زندگی کی تیزی سے بڑھتی ہوئی جدت پسندی کی اجازت دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ایک مخصوص نکتہ نگاہ پیش کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے اس مخصوص نکتہ نگاہ کی روشنی میں اپنے اعمال و افکار میں توازن قائم رکھیں۔ یہی توازن اعمال و افکار میں ایک خوبی پیدا کرتا اور ان کی نشوونما کرتا ہے۔ اسی توازن کی بدولت تاریخ عالم میں اسلامی تہذیب کے سنہرے باب کا اضافہ ہوتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

تقاریر کا انعامی مقابلہ بسلسلہ صفحہ ۱۳

شاید موجودہ تہذیب کی جرأت سے چلینج ہوتے دل اسلام کی ان پابندیوں اور حد بندیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے سے کتراتے ہیں لیکن اگر معاشرہ کی اصلاح مقصود ہے اور موجودہ تہذیب کی ابتری کو دور کرنا ہے تو ان قیود اور پابندی کو اپنے اوپر عاید کرنا لازمی ہے۔ یوں بھی اگر ہم قوانین قدرت میں ارتقاء اور خود انسان کی استعدادوں کی نشوونما کا مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں طور پر ثابت ہوتی ہے کہ کسی قسم کی ترقی بھی قیود اور پابندیوں کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ موجودہ تہذیب کی صرف ان چیزوں کو اپنائیں جو اسلامی اقدار سے مطابق ہوں"
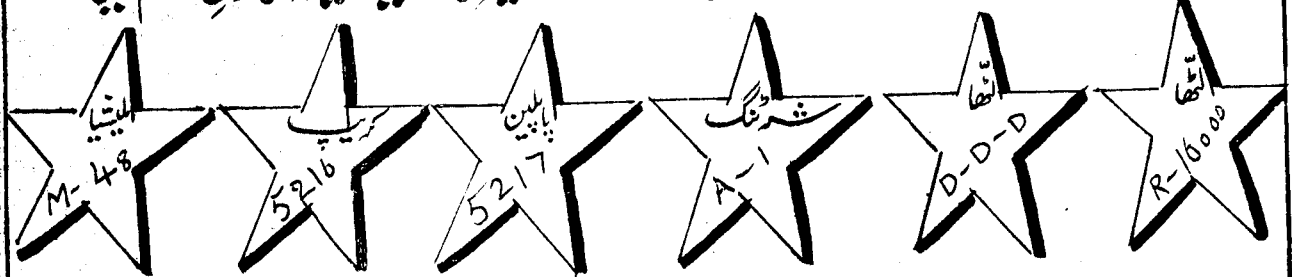
ان خیالات کے اظہار کے بعد صدر محترم نے نتیجہ کا اعلان کیا۔ پہلا انعام عبدالسمیع ممبر نیو مسلم کالج لاہور۔ دوسرا انعام جمال احمد شریقی گورنمنٹ کالج لاہور۔ تیسرا انعام رشید عمر تھانوی گورنمنٹ کالج لاہور۔ خاص انعام شوکت علی مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور۔ آفتاب الدین احمد میموریل شیلڈ گورنمنٹ کالج لاہور کی ٹیم کو ملی۔

تقاریر کا انعامی مقابلہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۵)

نہ تھا اس لئے قاری مزمل اقبال مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کو ان کے بہترین انداز بیان پر صدر محترم نے اپنی جیب سے نقد پانچ روپے بطور انعام دیئے۔

اس مجلس مذاکرہ کی کامیابی کا سہرا ایسوسی ایشن کے سیکرٹری عبدالغفور ثاقب انیس احمد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ جائنٹ سیکرٹری کے سر ہے۔ جنہوں نے نہایت محنت سے احسن طریق پر اس تقریب کے انتظامات کو سرانجام دیا۔

پیغام صلح ۱۷ر جنوری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۶۷۴۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دبّ الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاءُ وھی الحالقۃ اما انّی لا اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین والذی نفسی بیدہٖ لا تدخلون الجنۃ حتّٰی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتّٰی تحابّوا الا ادلکم علٰی ما تحابون بہٖ انشوا السلام بینکم اخرجہ الترمذی تلخیص الصحاح۔

ترجمہ:۔ زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں پہلی امتوں کی بیماری پھیل گئی ہے جو (بیماری) حسد اور بغض ہے اور یہ بیماری مونڈنے والی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ ڈالتی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ کبھی بہشت میں داخل نہ ہوگے تاوقتیکہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم لوگ کبھی ایماندار نہ ہوگے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے۔ میں تم کو ایسی بات بتلا دیتا ہوں جس پر عمل کرنے سے تم لوگوں میں ایک دوسرے سے محبت ہو جائے گی اور وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام پھیلایا کرو۔

نوٹ:۔ محبت انسانی فطرت کا جزوِ اعظم ہے۔ افسوس اسکے غلط استعمال سے بین الاقوامی فساد ہے ؎

از پئے جہد خویش عقلش داد ✽ راہِ فکر و قیاس و خوض کشاد
وز پئے کارِ باہمی امداد ✽ رحم در قلبِ یکدگر بنہاد
(مسیح موعودؑ) ✽✽

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام کوششیں اس بات کے لئے کریں کہ ان سے عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی و ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت بہتا ہوا نظر آئے ✽

✽✽ ترجمہ:۔ جد و جہد کے لئے خدا نے اسے عقل بخشی ۔ نیز فکر و قیاس اور غور و فکر کا راستہ کھول دیا۔ اس باہمی امداد کے لئے اس نے ایک دوسرے کے دل میں رحم رکھ دیا ✽

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(شیخ غلام قادر صاحب ڈال)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط فضل رحیم سرکار نلفامادی رنگ پور مشرقی پاکستان۔

جناب عالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بصد تعظیم گذارش کرتا ہوں کہ میرا ایک محبوب دوست امریکہ میں ہے۔ اس کا مذہب رومن کیتھولک ہے۔ اور اسلام سے بہت شغف رکھتا ہے۔ میں اس کو چند اسلامی کتابیں بھیجنا چاہتا ہوں۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مہربانی کرکے اپنی انجمن کی چند کتابیں اسکو بھیجنے کے لئے ارسال کریں وہ بھی بہت خوش ہوگا۔ اگر میں اسکو اسلام کے متعلق کتابیں بھیجوں۔

میں موازی چار آنے ڈاک کا خرچ ارسال کر رہا ہوں۔

بھارت

ترجمہ خط شفاعت اللہ خان نار اقلور ملتہ الہ آباد - یو-پی (بھارت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی جو اسلامی لٹریچر خصوصاً ہز ہولینس ایکسرے از مرزا معصوم بیگ آپ نے مجھے ارسال کی، میں اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسلام کے پھیلانے میں احمدیہ جماعت جو کوشش کر رہی ہے اس نے ہمارے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔

آپ کی تحریک یورپ کے تمام عیسائیوں کے لئے ایک چیلنج ہے کہ اسلام سب پر غالب ہے۔

میری دعا ہے کہ احمدیہ موومنٹ کے فعال ممبرز کی تبلیغ واشاعت کے لئے کوششیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے اور تمام دنیا کے لئے باعث برکت ہو۔

آسٹریلیا

ترجمہ خط محمد بشارت احمد - ۲۰ برن ایونیو - آسٹریلیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مہربانی کرکے ہمارا موجودہ پتہ خط وکتابت کے لئے نئے سرے سے درج فرمائیں۔

ہم اب ریاست وکٹوریہ میں نہیں، بلکہ سڈنی کے شمالی جنوب ویلز میں مقیم ہیں۔

یہاں پر چند مسلمان ہائی کمشنر پاکستان کے ساتھ سڈنی میں رہتے ہیں۔ عرصہ تین ماہ کا ہوا ہم کو آپ کی طرف سے کوئی ڈاک موصول نہیں ہوئی۔ اگر ہم نے پچھلے خط میں کوئی غلطی کی ہو تو ہمیں اس کے متعلق اطلاع دیں تاکہ میں اسکو کچھ سمجھ سکوں۔

اگر آپ کے پاس غیر مسلموں کے لئے تسلی بخش لٹریچر ہو تو ارسال کریں۔

مجھے لکھیں کہ میں زکوٰۃ کس طرح ادا کر دوں۔ میں ہر ماہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپکے پاس اسلام کے متعلق کتاب ہو مجھے ارسال کریں اور تحریر کریں کہ میں کتنی زکوٰۃ ادا کر دوں۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

(انہیں خط لکھا گیا ہے کہ بذریعہ پوسٹل آرڈر زکوٰۃ بھیج دیا کریں۔ مزید لٹریچر بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط محمد تاج الدین اشیرا - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کے ارسال کردہ پمفلٹوں کو اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ اور اس تحفہ کا شکریہ۔

میں نے اپنے چند دوستوں کو یہ پمفلٹ تقسیم کر دیئے ہیں کہ وہ مطالعہ کریں۔ اور مطالعہ کے بعد جو وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں مجھے واضح کرتے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اور لٹریچر بھیجیں، اور امید ہے کہ مجھے جلدی مل جائے گا۔ میری خواہش وظیفہ کے متعلق تھی۔ وہ میں نے وزیر تعلیم کو لکھا تھا۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ میں حیران ہوں کہ میرے دونوں خطوں کا جواب نہیں ملا۔

مجھے عربی تعلیم اور وظیفہ کے متعلق آپ کی مدد کی ضرورت ہے اور میں بہت مشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میری خواہش پوری کرے۔

(۲)

ترجمہ خط از مسٹر سولے اولامادن دولا - اجارا نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے نیو ورلڈ آرڈر، خصائص القرآن (انگریزی) بھیجدی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے برائے عنایت اس کے متعلق میری اسلامی نکتہ نظر سے رہنمائی فرمائیں۔

گذارش ہے کہ جب میں ایلیمنٹری اسکول میں پڑھ رہا تھا تو میرے ماں باپ نے نہایت عقیدتمندی سے میرا نکاح اسجگہ کے بڑے عالم کی لڑکی سے تجویز کیا میں نے بھی اس رشتہ کو پسند کیا۔

اب میں ہائی سکول میں پڑھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میرا نکاح اس مجوزہ لڑکی کے ساتھ نہ ہو کیونکہ وہ جاہل ہے۔

یہاں ایک تعلیم یافتہ عیسائی لڑکی ہے جو مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں اُس سے دل سے محبت کرتا ہوں۔

کیا میں عیسائی لڑکی سے نکاح بے علم مسلم لڑکی کا رشتہ چھوڑ کر شرعی نکتہ نظر سے کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں غیر تعلیم یافتہ مسلم لڑکی کو پسند نہیں کرتا۔

(انہیں لکھا گیا کہ از روئے قرآن آیت ۵ سورۃ المائدہ عیسائی عورت سے نکاح جائز ہے مگر اخلاقی طور پر انہیں اس بات پر اپنے ماں باپ کو راضی کرنا چاہیئے)

سوئٹزرلینڈ

ترجمہ خط ایڈورڈ الیف پسی III سوئٹزرلینڈ

میں بہت مشکور ہوں گا۔ اگر آپ مجھے موجودہ قرآن شریف مترجم ارسال فرمادیں۔ میں آپ کا قرآن شریف جس میں عربی اور انگریزی برابر لکھے ہوئے ہوں بہت خواہشمند ہوں۔

نوٹ:- کیا اسپرنٹو زبان میں قرآن موجود ہے۔

آفا (نائیجیریا)

ترجمہ ٹی بی شولوزل اے احالی نمبر آفا (نائیجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے ایک دوست نے جس نے مجھے اسلامی کتابیں مطالعہ کے لئے دیں آپ کا پورا پتہ دیا۔ میں غریب ماں باپ کا لڑکا ہوں اور وہ مجھے عربی سکول میں بھیجنے کی استطاعت نہیں رکھتے جس کی مجھے اب بھی خواہش ہے میرا آپ کو لکھنے کا مدعا یہ ہے کہ مہربانی فرماکر قرآن شریف مجھے ارسال کریں۔ مجھے مذہب سے بہت دلچسپی ہے اور قرآن شریف سیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ براہ کرم مجھے قرآن شریف ارسال فرمادیں۔

(قرآن شریف بغیر قلن اور لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط ایل اے - کولاپو بیلو - اوشاگبو نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے انگریزی قرآن شریف کا ترجمہ بغور مطالعہ کیا اور خدا کے فضل سے اس کے معارف کو پڑھ کر بہت خوش ہوا۔

اس لئے برائے مہربانی مجھے قرآن انگریزی کی قیمت معہ ڈاک خرچ وغیرہ تحریر کریں۔

میں بہت مشکور ہوں گا۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۲ء

یہ حضرت مرزا صاحب کے عقائد نہیں

"صدق جدید" یکم دسمبر ۱۹۶۱ء میں "رد قادیانیت" کے عنوان سے کسی خالد احمد از جہلم کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے، جس میں بعض قادیانی عقائد کو پیش کرکے مولنا عبدالماجد صاحب دریا بادی سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ:-

" اپنے مخلص احباب کو آئے دن کی الجھنوں سے بچانے کی خاطر کم از کم ایسا کریں کہ صدق میں قادیانیوں کے مخصوص عقائد در بارہ نبوت مرزا، حرمت مناکحت وجنازہ ونماز خلف امام مسلمانان اور تکفیر مسلمانان وغیرہ سے علی الاعلان اپنے اختلاف کا اظہار فرمادیں، اگرچہ آپ کے احباب کی راسخے اس میں قطعی طور آپ کے متعلق قطعاً کوئی شک شبہ نہیں لیکن اس کا فائدہ یہ تو ہوگا کہ قادیانی مبلغین آپ کی خاموشی اور رواداری دربارۂ تکفیر قادیانیت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں گے"

اس مطالبہ کا جو کچھ جواب مولنا عبدالماجد صاحب نے دیا ہے وہ بھی سن لیجئے:-

" رد قادیانیت میں یہ پرجوش مراسلہ نگار کا مضمون باوجود اس کی اتنی غیر ضروری طوالت کے بلاحذف وترمیم شائع کرکے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے مناظرانہ تحریروں میں یہ سب باتیں بار بار آچکی ہیں اگہان پر تنقید وتبصرہ کیا جائے تو خود ایک مناظرہ کی طرح پڑتی ہے ——بہرحال بیان "عیب ہے" بیان کرنے کے سلئے آپ ہی نہیں مدیر صدق کے محترم حضرات ماشاءاللہ فوج در فوج موجود ہیں وہاں اگر کسی سر پھرے کی زبان سے اس کا کوئی "ہنر" بھی کبھی کبھی بیان ہو جائے تو حافظ شیراز کا شعرہ "ز تقی حکمت" سے یاد ہی لے لینے کا ہے"

یہاں تک تو ٹھیک ہے اور ہم مولنا عبدالماجد صاحب کی حق گوئی کے ہمیشہ سے معترف ہیں کہ انہوں نے احمدیت پر بڑے بڑے سخت حملوں کے وقت بھی اپنے مداحین کے پُر اصرار مطالبات کے باوجود کبھی تکفیر کی جرأت نہیں کی اور وہ ہمیشہ قادیانی اور لاہوری دونو جماعتوں کی تبلیغی کوششوں اور حسن اعمال کو سراہتے رہتے ہیں، اللہ تعالےٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہی علمائے حق کا شیوہ ہونا چاہیئے کہ وہ سخت ترین مخالفوں میں بھی حق گوئی کا کام لینے سے دریغ نہ کریں اور اس بارہ میں کسی لومۃ لائم کی پروا نہ کریں۔

جہاں تک اصل مراسلت کا تعلق ہے اگرچہ اس کا روئے سخن قادیانی عقائد کی طرف ہے، لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ ان عقائد کو صرف قادیانی جماعت کی طرف منسوب کرنے کے بجائے براہ راست حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے:-

"اصل مسئلہ تو فقط اتنا ہی ہے کہ مرزا موصوف کے آخری چند رسائل آپ سرسری طور سے ملاحظہ فرماکر خود فیصلہ کرلیں کہ آیا ان کے دعوے نبوت کی کوئی تاویل ہوسکتی ہے ...... اگر اس کے لئے فرصت نہ نکالیں تو کم از کم الیاس برنی مرحوم کی کتاب قادیانی مذہب میں مندرج حوالجات در بارہ ادعائے نبوت مستلزم تکفیر خود مرزا نے موصوف کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمالیں اس عقیدہ کے نتیجہ میں قادیانیوں کے لئے مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح کو خود مرزا غلام احمد نے قطعی حرام قرار دیا ہے اور غیر از جماعت افراد کے اقتدا اور نماز اپنی جماعت کے لئے اور نماز جنازہ پڑھنا حرام قرار دیا ہے"

پھر لکھا ہے:-

"جب تک مجددیت کا دعوے رہا مرزا موصوف نے تکفیر مسلمانان وحرمت مناکحت واقتدا نماز وخواندگی نماز جنازہ کا فتوے نہ دیا تھا جب وہ اپنے دعوے میں ترقی کرتے ہوئے مہدیت مسیحیت اور نبوت کے مقام تک جا پہنچے تب اس کی ضرورت پیش آئی، اور پھر انہوں نے صاف طور پر کہا کہ من حیث الایمان مجھ پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے خود آنحضرت صلعم یا کسی اور نبی کی نبوت پر ایمان لانا بلکہ یہاں تک لکھا کہ میری نبوت کا منکر دراصل نبوت محمدی کا منکر ہے معاذ اللہ"

ہمیں افسوس ہے کہ مراسلہ نگار نے بلا سوچے سمجھے حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسے عقائد منسوب کر دیئے ہیں جن کا ان کی کتابوں میں نام ونشان تک نہیں، معلوم ہوتا ہے مراسلہ نگار کا علم صرف الیاس برنی کی کتاب "قادیانی مذہب" تک محدود ہے، جو غلط بیانیوں، کتربیونت اور غلط سلط حوالجات سے پُر ہے، اصل کتب ورسائل کو اگر دیکھا ہوتا تو اس قسم کی باتیں ان میں نہ پاکر شاید الیاس برنی کی ناحق کوشش پر لعنت وافسوس کا اظہار کیا ہوتا، لیکن اس کو کیا کیجئے کہ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی اصل کتب دیکھنے کے بجائے الیاس برنی اور دوسرے معاندین کے حوالجات پر اکتفا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی تکفیر کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

مراسلہ نگار نے حضرت مسیح موعودؑ کے آخری چند رسائل میں دعوے نبوت کو ناقابل تاویل قرار دیا ہے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ان "آخری چند رسائل" کے نام کیا ہیں، اور کونسی وہ عبارات ہیں جن میں ناقابل تاویل دعوے نبوت موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود کے آخری رسائل میں سے ایک حقیقۃ الوحی ہے، جس کے آخری صفحات میں آپ نے صفائی کے ساتھ لکھا ہے سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا، حقیقت کے رنگ میں نہیں، اس سے بڑھکر صراحت کیا ہوگی، اول تو دعوے نبوت کوئی نہیں، صرف اللہ تعالےٰ کی طرف سے نام "نبی" رکھا گیا ہے۔ جیسے کسی کا نام شیر رکھ دیا جائے اور پھر اس نام کی بھی آپ نے تاویل کردی کہ یہ مجاز ہے حقیقت نہیں، اس صراحت کے باوجود یہ کہنا کہ آخری چند رسائل میں ناقابل "تاویل الفاظ میں دعوی نبوت موجود ہے، کس قدر غلط بیانی اور ناحق کوشی سے کام لینا ہے۔

رہا غیر از جماعت مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح اور اقتدائے نماز اور جنازہ کا مسئلہ، اس بارہ میں بھی مراسلہ نگار کے بیانات میں کوئی صداقت پائی نہیں جاتی اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی مکفر، مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے لیکن صفائی کے ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی ہے کہ:

" چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے اور فتوے لکھے ہیں اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں، پس اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں ہیں تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے ورنہ جو شخص مسلمانوں کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں"

(اخبار بدر ۲۴ ۲۔۱۴ر دسمبر ۱۹۰۸ء ص)

اس سے ظاہر ہے کہ غیر از جماعت کی اقتدائے نماز سے

ممانعت دعوےٰ نبوت کی بناء پر نہیں بلکہ تکفیر کی وجہ سے ہے، اگر تکفیر کا فتوےٰ اُٹھا لیا جائے، تو اس صورت میں غیر از جماعت کے پیچھے نماز پڑھنا منع نہیں، فی الحقیقت یہ کوئی شرعی حرمت نہیں بلکہ ایک انضباطی کارروائی اور غیرت کا مسئلہ ہے، کوئی غیرت مند شخص یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ جو شخص اسکو کافر سمجھتا ہے اسی کے پیچھے نماز پڑھے، اور ایسے واقعات پیش آ چکے ہیں کہ مکفر امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے فسادات کا اندیشہ پیدا ہو گیا، پس یہ کہنا کہ دعوےٰ نبوت کی وجہ سے غیر از جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قرار دیا گیا صریحاً غلط ہے۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ غیر از جماعت متوفی مسلمان کے جنازہ اور مسلمانوں کی لڑکیوں سے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے، آخر الذکر کا تو کوئی شائبہ بھی حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں موجود نہیں، اور جنازہ کے متعلق آپ کے صریح فتاوےٰ موجود ہیں جن میں آپ نے اجازت دی ہے کہ جو مخالف بُرا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ اس فتوےٰ کی تصدیق خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے، جو انہوں نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں دیا افسوس ہے کہ اس بیان کے باوجود بھی ان کی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنے سے باز نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی آپ کی طرف دعوےٰ نبوت اور اس قسم کے غلط عقائد منسوب کرنے کی جرأت ہوتی ہے، کاش وہ اس سے باز آ جائیں اور ایسی تحزیات سے اس مامور من اللہ کو ملوث کرنے سے احتراز کریں، ہم مراسلہ نگار اور دوسرے غیر از جماعت احباب سے یہ عرض کریں گے کہ قادیانی جماعت کے عقائد کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں، حضرت مرزا صاحب نے کبھی دعوےٰ نبوت نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ نبی کے لفظ کی جو آپ کے الہام میں آیا ہے تاویل کرتے رہے، قادیانی جماعت نے یہ دعوےٰ آپ کی طرف منسوب کیا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں، اس سے پیشتر مسیح ناصری کو بھی ابن اللہ کا لفظ استعمال کرنے پر ان کے متبعین نے انہیں حقیقی ابن اللہ بنا دیا کیا اس بناء پر انہیں معاذ اللہ جھوٹا قرار دیا جا سکتا ہے؟ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ محض مجددیت کا تھا، یہ کہنا غلط ہے کہ جب تک دعوےٰ مجددیت تھا، اس وقت تک حرمت وغیرہ کے فتوے نہیں دیئے جب مسیحیت اور مہدویت اور نبوت کا دعوےٰ کیا تو اس قسم کے فتووں کی ضرورت پیش آئی، مسیحیت اور مہدویت کے دعوے تو آپ نے ابتداء ہی میں کئے جو دعوےٰ مجددیت کے منافی نہیں لیکن نبوت کے دعوےٰ سے ہمیشہ انکار کرتے رہے، رہے حرمت وغیرہ کے فتاوے ان کے متعلق ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ ایسے فتاوے کی کوئی اصلیت نہیں نہ کسی متوفی مسلمان کو "مرحوم" کے بجائے "آنجہانی" لکھنے کا حکم حضرت مرزا صاحب نے کبھی دیا یہ محض قادیانی جماعت کی اختراع ہے جس کے ذمہ دار حضرت مرزا صاحب ہرگز نہیں نہ انہوں نے اپنے انکار کو مستلزم کفر قرار دیا

بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کا انگلستان سے ورود پاکستان

احباب جماعت کو یہ سُن کر خوشی ہوگی کہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور ووکنگ (انگلستان) سے کچھ عرصہ کے لئے بمعہ اپنی نواسی تزئین اختر پاکستان تشریف لائی ہیں۔ ۲۱ر جنوری ۱۹۶۲ء کو شام کے ساڑھے سات بجے وہ خیبر میل کے ذریعہ لاہور سے گذریں۔ ان کے ہمراہ ڈاکٹر شیخ محمد یوسف احمد صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ بھی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف انگلستان اور سکینیڈا کے دو سال کے تعلیمی قیام کے بعد واپس آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ ان سب کے استقبال کے لئے کراچی تشریف لے گئی تھیں۔

احباب کو یاد ہوگا کہ ۱۹۵۷ء میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور دوسری دفعہ انگلستان تشریف لے گئے تھے۔ کیا خبر تھی کہ ڈاکٹر صاحب سے پھر ملاقات نہ ہو سکے گی۔ ۲۱ر جنوری کو جب بیگم عبداللہ سے ملاقات ہوئی تو کئی قسم کے خیالات ذہن میں گھوم رہے تھے۔ خدا مرحوم پر اپنی ہزار ہزار برکات نازل فرمائے۔

بیگم صاحبہ شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) سے ملحقہ رہائشی مکان کے مہتمم کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں اُن کی باقاعدگی، مہمان نوازی اور پاکبازی نے ان کی ذات کو ایک خاص امتیاز بخشا ہے۔ بیگم صاحبہ نے اپنے قابل فخر اور محبوب خاوند کی وفات کے بعد مشن کی خدمت اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے، وہ مقصد حیات جس کے لئے ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنی زندگی قربان کی اسکو وہ اپنا متاع عزیز سمجھتی ہیں۔ ہماری دلی دعائیں بیگم صاحبہ کے شامل حال ہیں۔ خدا ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔

علم الجرائم اور یوم الحساب

۱۸ر جنوری ۱۹۶۲ء کو بروز جمعرات نو مسلم کالج میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے موضوع بالا پر ایک لیکچر دیا، جس میں سلائیڈز کے ذریعہ ایسی تصاویر دکھائی گئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ہاتھ کے انگوٹھوں، سر کے بالوں اور جسم کے مختلف حصوں سے جرائم کی تفتیش کی جا سکتی ہے اور انگلستان میں ان ذرائع سے تفتیش کی جاتی ہے، آپ نے بتایا کہ ہر انسان کے ہاتھ کے انگوٹھوں کی لکیریں الگ الگ ہیں، ہر انسان کے اعضا و جوارح میں ایسے امتیازی نشانات پائے جاتے ہیں۔ ہر انسان کی جوتی اور پاؤں کی بناوٹ میں ایسے آثار موجود ہیں جن کا کیمیاوی ذرائع سے تجزیہ کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ کونسے نشانات کس شخص کے پاؤں یا انگوٹھا وغیرہ کے مطابق ہیں، اور اس طرح ایک چور اور قاتل وغیرہ کو گرفتار کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ایسی متعدد تصاویر دکھائیں جن میں بعض انسانوں کے ہمشکل ہونے کے باوجود ان کے انگوٹھوں یا پاؤں وغیرہ کے نشانات ایک دوسرے سے مختلف تھے، اور ان کی بناء پر سراغرسانوں کو جرائم کی تفتیش اور مجرموں کا پتہ لگانے میں کافی مدد ملی۔

ان تصاویر کے دکھانے کے بعد آپ نے اس امر کی وضاحت کی کہ جس طرح اس دنیا میں ہمارے اعضا و جوارح ہمارے اعمال کا پتہ دیتے اور ایک مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے میں مدد دیتے ہیں۔ یوم الحساب یا قیامت کے دن بھی ہمارے اعمال کے محاسبہ میں انہی اعضا و جوارح سے کام لیا جائے گا یا یوں کہیئے کہ ہماری حرکات و سکنات کو اس غرض سے ریکارڈ کیا جا رہا ہے کہ یوم الحساب کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے، آپ نے فرمایا کہ اس کی وضاحت قرآن کریم میں متعدد مقامات پر کی گئی ہے، جیسے کہ فرمایا کل انسان الزمنٰہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیامۃ کتٰبا یلقٰہ منشورا۔ ہر انسان کے اعمال کو ہم نے اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اسے کتابی شکل میں اس کے سامنے ڈال دیں گے، ایسا ہی دوسری جگہ انسانی اعضا و جوارح کی طرف سے بھی اسکے خلاف شہادت ملنے کا ذکر ہے۔

غرض ڈاکٹر صاحب کا یہ لیکچر اپنے موضوع کے لحاظ سے کافی معلومات کا حامل اور بہت موثر ثابت ہوا۔

اس لیکچر کی صدارت پروفیسر حمید احمد خاں پرنسپل اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور نے فرمائی۔ جنہوں نے اپنی صدارتی تقریر میں لیکچر کے پُر مغز ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کو اطمینان دلایا کہ جہاں یوم الحساب کو ہمارے اعضا و جوارح سے ہمارے اعمال کی باز پرس ہوگی وہاں اللہ تعالیٰ نے مغفرت و رحمت کا بھی یقین دلایا ہے اور فرمایا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ، جس نے ایک ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی اسکو بھی اس کا اجر ملے گا۔

یہ لیکچر کالج یونین کی طرف سے کرایا گیا، جس کی ابتداء پروفیسر نور الحق صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کی اور ایک دو طالب علموں نے نظمیں بھی پڑھیں۔ پروفیسر حمید الرحمٰن صاحب نے صاحب صدر کا تعارف کرایا اور پرنسپل محمد شفیع بھٹی صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر میں لیکچرار اور صاحب صدر کی تعریف کی اور کالج کی علمی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

لیکچر کے اختتام پر حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

ص ۲۴ کیا ہم امید کریں کہ مدیر شہیر "صدق جدید" ہمارے اس مقالہ کو اپنے مؤقر جریدہ میں نقل فرما کر جہاں مراسلہ نگار اور دیگر اصحاب کی غلط فہمیوں کو دُور فرمائیں گے؟

موجودات پر غور و فکر ہستی باری تعالےٰ اور کمالاتِ الٰہی کا پتہ دیتا ہے

سورۃ الانعام میں دو اصولی باتیں اور رسولِ کریم صلعم کے ذریعہ قوم کا تزکیہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۲ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمٰت والنور ــــ وھو اللہ فی السمٰوات و فی الارض - یعلم سرکم وجھرکم و یعلم ما تکسبون ــــ (سورۃ الانعام) ــــ

سورۃ الانعام کے متعلق نبی کریم کا فرمان

جب یہ سورۃ الانعام نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعزنی اللہ بھٰذہ السورۃ و ایاکم اللہ تعالےٰ نے یہ سورۃ نازل کر کے میری عزت افزائی فرمائی ہے اور ساتھ ہی ساتھ میری جماعت اور میری قوم کی بھی عزت اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے ولایذلنا بعد ھذا ابدا - اس سورۃ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے جو نہایت ضروری ہیں اللہ تعالےٰ کبھی ہمیں ذلیل نہیں کرے گا - آئمہ دین نے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس سورۃ کریمہ کے متعلق اس لئے ہے کہ یہ سورۃ دو امور پر مشتمل ہے جو نہایت ضروری ہیں یعنے توحید الٰہی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان، یہ دو اصولی باتیں ہیں، باقی فروعات ہیں - اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ اعزنی اللہ بھٰذہ السورۃ و ایاکم اس سورت کو نازل کر کے اللہ تعالےٰ نے میری اور میری قوم کی عزت افزائی فرمائی ہے -

ہستی باری تعالیٰ کا نشان

یہاں لکھا ہے کہ خدا ہے اس کی ہستی کا نشان یہ ہے کہ خلق السمٰوات والارض و جعل الظلمٰت والنور - اس نے کائنات کی تخلیق کی ہے - زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے - نور اور ظلمت پیدا کی ہے خلقکم من طین - تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے - الحمد للہ اسی وجہ سے وہ محسن ہے - ستائش کا مستحق ہے - ایجادات کرنا بہت مشکل کام ہے - اس کے لئے نہایت باریک علم درکار ہے - بغیر باریک علم کے ایجاد ممکن نہیں - وہ خدا جو خلاق العلیم ہے اس کی صنعت اور کاریگریوں کی کوئی انتہا نہیں اور پھر کائنات کے اندر اس کی تمام کاریگریوں میں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ اس کے علم و حکمت کی کوئی انتہا نہیں -

انسانی ایجاد اور خدائی تخلیق میں فرق

یوں تو سائنسدان ایجادات کرتے ہیں مگر وہ تخلیق نہیں کر سکتے - ان کی ایجادات ادھوری ہوتی ہیں - وہ خدا کی پیدا کردہ اشیاء کو استعمال میں لاتے ہیں - اور وہ خود کسی چیز کے موجد نہیں ہو سکتے - وہ مکھی کا پر، پھول کی پنکھڑی نہیں بنا سکتے - وہ تو صرف خدا تعالےٰ کی مصنوعات کو استعمال کر کے نئی چیز ایجاد کرتے ہیں، اس لئے کہ خدا نے انسان کو بھی کچھ اپنی صفات سے نوازا ہے - خداوند تعالےٰ کی ایک صفت ایجاد بھی ہے - اس صفت سے بھی انسان کو کچھ حصہ ملا ہے -

مادی تخلیق اور روحانی تربیت

یہاں پر جو لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض - یہاں تخلیق کا ذکر ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا یہ تفسیر ہے سورۃ فاتحہ کے پہلے جملہ کی اس میں بھی فرمایا الحمد للہ رب العالمین - اس کے اندر بھی تخلیق کا ذکر ہے اس میں تفصیل نہیں ایک جامع جملہ ہے جس کے اندر تخلیق اور ربوبیت کا ذکر ہے - اس کی تفسیر یہ ہے الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض و جعل الظلمٰت والنور - یہ تو مادی تخلیق کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ انسانوں کی مادی حالت کی نشوونما کے لئے زمین و آسمان اور اس میں کی ہر شئے کو اس نے پیدا کیا ہے لیکن جہاں مادی زندگی کا ذکر کیا وہاں پر الحمد للہ رب العالمین میں روحانی تربیت کا بھی اشارہ ہے - اس کی تفصیل کے طور پر دوسری جگہ فرمایا الحمد للہ الذی انزل علےٰ عبدہ الکتاب ایسی ہستی کا ہی اس کائنات پر تصرف ہو سکتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کا پورا علم رکھتا ہے اور فرمایا للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض اللہ تعالےٰ ہی کے علم و حکمت سے اس کارگاہِ حیات کا نظام جاری و ساری ہے اور اس پر اسی کا تصرف تام ہو سکتا ہے اور اسی کی بادشاہت قائم رہ سکتی ہے جس نے اس کی تخلیق کی، اس امر کا ذکر کیوں کیا، یہ خدا نے تفصیلات ہمارے سامنے رکھی ہیں - تفصیلات سے عرفان بڑھتا ہے -

- - - - - - - - - -

موجودات پر غور و فکر زیادتی علم کا موجب ہے

کائنات کی موجودات جو انسانی جسم کی تربیت کرتی ہیں اس کے علم سیکھنے کا بھی ذریعہ ہیں - انسانوں کے اندر ایسی صلاحیتیں اور قوتیں رکھی گئی ہیں کہ اس علم کو حاصل کریں - موجودات کے مطالعہ سے علوم پیدا ہوتے ہیں - یہ مادی دنیا نہ صرف جسم کے لئے نشوونما کے سامان مہیا کرتی ہے بلکہ دل و دماغ کو روشن کرتی اور عرفانِ الٰہی بخشتی ہے -

نباتات اور دوسری چیزوں میں علوم

آج اخبار میں لکھا ہے کہ ایک انگریز ہے جس کا نام مسٹر Moss ہے - اس نے افریقہ کے جنگلوں میں اور پہاڑوں میں ایک ایک چپہ کا دورہ کیا ہے آج اس نے درختوں، پودوں اور جڑی بوٹیوں پر ایک کتاب لکھی ہے جس کی وجہ سے اس کو ڈاکٹری کی ڈگری حاصل ہوئی ہے - نباتات کا علم بہت پرانا ہے - لیکن آئے دن تحقیقات ہوتی رہتی ہیں - اور اس کے متعلق نئے علوم سے واقفیت ہوتی رہتی ہے - جہاں خدا تعالےٰ نے آسمان پر کواکب اور ستارے پیدا کئے ہیں وہاں زمین پر بے شمار جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں - ان کے اندر علوم ہیں -- مویشیوں پرندوں، کیڑے کوڑے اور جراثیم کے اندر علوم ہیں، اس کی مخلوقات اور موجودات کے اندر کتنے علم ہیں - ان پر غور کرنے سے خدا تعالےٰ کی حکمت اور قدرت اور احسانات کا پتہ چلتا ہے اور پھر خدا سے محبت پیدا ہوتی ہے -

طہارت اور تزکیہ نفس کی ضرورت

اسی لئے فرمایا یعلم سرکم وجھرکم و یعلم ما تکسبون، وہ تمہاری چھپی اور ظاہر باتیں جانتا ہے - وہ تمہارے اعمال و افعال کو اچھی طرح جانتا ہے - تمہارے اسرار، تمہاری تمناؤں، تمہاری آرزوؤں اور نیات سے واقف ہے - ان کی وجہ سے اعمال مترتب ہوتے ہیں جو تم ظاہر کرتے ہو اس سے بھی ہم بخوبی واقف ہیں - اور جو چھپاتے ہو

اس کو بھی جانتے ہیں۔ تو جناب الٰہی کے ساتھ اسی شخص کا تعلق ہو سکتا ہے جو اپنے تئیں سنوارے، طہارت اور تزکیہ نفس حاصل کرے۔ جتنے کمالات کوئی شخص اپنے اندر پیدا کرے۔ اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اتنا ہی اس کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ یہ سالوں سے قائد اعظم کا نام کیوں اخباروں میں آتا ہے، پاکستانیوں کے دل میں کیوں اتنی عزت و قدر ہے اس لئے کہ اس شخص نے نہایت مشکل کام سرانجام دیا۔ اس کا ارادہ بلند تھا۔ وہ بالغ نظر تھا۔ صبر اور استقلال کا پیکر تھا۔ ان اوصاف کی وجہ سے ہمارا محبوب ہو گیا۔

ایسے باکمال اور باوقار انسانوں کے مقابلہ پر خدا کے کمالات، اس کے احسانات، اس کی برکات بےنظیر ہیں۔ اس کی حکمت، اس کا علم، اس کی کبریائی، اس کا جلال اور بزرگی اور عظمت بےاندازہ ہے۔ خدا کے کمالات و احسانات لاانتہا ہیں، اس لئے اس سے ڈر کر زندگی بسر کرنا، اس کو خوش کرنے کی کوشش کرنا ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیئے۔ خدا تو دلوں کی پاکیزگی چاہتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو فرشتہ خصلت بنا دیا

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا کام کیا ہے۔ حضورؐ نے انسانوں کے اندر انقلاب پیدا کر دیا۔ دلوں کو سنوارنا بڑا مشکل کام ہے۔ حضرتؐ نے لوگوں کو باخدا اور فرشتہ سیرت بنا دیا۔ موجودہ حکومت نے پاکستان میں بہت بڑی اصلاحات کی ہیں۔ تھوڑے عرصہ میں انہوں نے بہت کچھ کر دکھلایا ہے لیکن کیا پاکستانیوں کے دلوں میں پاکیزگی پیدا کرنے میں وہ کامیاب ہو گئی، یہ کام حکومت کے بس کا روگ نہیں ہے کہ لوگ ایماندار ہو جائیں، راست باز بن جائیں، بےجا حرکتوں سے باز آجائیں۔ بدیوں سے نفرت کریں۔ خواہشات کے بندے نہ بنیں۔ پاکستان کے ایک ایک فرد اور حکام کی یہی خواہش ہے۔ لیکن اس خواہش کے باوجود حالت اچھی دکھائی نہیں دیتی۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ عرب کی اکھڑ اور جاہل قوم کو باخدا، پاکباز اور فرشتہ بنا دیا۔ کتنا بڑا کمال ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے خدا کی پہچان اور عرفان بخشا اور اس کی معرفت کی راہیں بتلائیں۔ خدا پر زندہ ایمان پیدا کیا۔ وہ قوم خدا سے ڈرتی تھی۔ اس قوم کا دل ایمان سے پُر تھا، ان کو یقین تھا کہ خدا ہمارے باطن اور ظاہر کو خوب جانتا ہے، وہ ہمارے اسرار اور اطوار سے خوب واقف ہے۔ اس قوم کا یہ ایمان تھا کہ جہاں کہیں ہوں خدا کی ہم پر نظر ہے ھو معکم اینما کنتم۔ یہ سبق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو دیا وہ قوم پاک ہو گئی۔

صحابہؓ کی پاکبازی پر غیروں کی شہادت

دنیا ان کی سیرت اور کردار پر حیران تھی، ایران اور

شام کے لوگوں نے انہیں عجیب قوم پایا۔ جنگ کرتے ہیں، فتح پاتے ہیں تو شراب نہیں پیتے۔ رقص نہیں کرتے۔ عورت پر نگاہ نہیں اٹھاتے عصمت دری نہیں کرتے۔ لوٹ کھسوٹ نہیں کرتے پیسہ دیکر روٹی کھاتے ہیں۔ وہ دن میں سپاہی نظر آتے ہیں اور رات کو دعا کرنے میں مصروف۔ دن کے وقت غازی اور رات کے وقت نمازی ہوتے ہیں، ان کے بڑے سے بڑے آدمی کا لڑکا کوئی جرم کرے تو سزا پاجاتا ہے، چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔

ذاتِ الٰہی پر پختہ یقین اور اس کا نتیجہ

مغیرہؓ کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ شاہنشاہ ایران کے دربار میں جب وہ سفیر بن کر گئے، قالین پر نیزہ ٹھونکتے چلتے گئے اور جاکر بادشاہ کے تخت پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کھینچ کر نیچے اتارا، انہوں نے کہا یہ کیا؟ تم انسانوں کی پرستش کرتے ہو؟ ہم دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ انسانوں کو انسان کی غلامی سے چھوڑا کر خدا کا غلام بنائیں۔ حضورؐ نے جو انقلاب پیدا کیا وہ اس واقعہ سے بیّن طور پر سامنے آجاتا ہے۔ اس انقلاب کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ حضورؐ نے قوم کے دلوں کے اندر خدا کی ذات کے متعلق پختہ یقین بٹھا دیا تھا۔ اسی سے اعمال میں، کاروبار میں اور معاملات میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے، اور انسان کی زندگی کا یہی بڑا مقصد ہے۔

اندرونِ خانہ پاکستان

تیج بہادر سنہا صاحب ایڈووکیٹ کے قلم سے ان کے ہفتہ وار روہیلکھنڈ اخبار میں:۔

”آج آزادی کو ۱۴ سال ہو گئے مسلمان اور اچھوت سے کھانے پینے کے امتیاز بدستور قائم ہیں اس کو چھوڑیئے تو ذات کے ہندوؤں نے آپس میں کسی رواداری اور میل جول کو بڑھایا ہے۔ برہمن ویش، کائستھ، ٹھاکر، کھتری صدیوں پہلے کی طرح الگ الگ جزیروں میں بٹے ہوئے ہیں۔ جمہوری الکشن ہونے میں پارٹیوں کے نام پر ٹکٹ لئے جاتے ہیں اور برادری کے ناتے ووٹ دیا جاتا ہے۔ جو قوم آج بھی ایک نہیں، پچاسوں اندرون خانہ پاکستان بنائے بیٹھی ہے وہ مسلمانوں کو جب پاکستان بنانے پر لعن وطعن کرتی ہے اور انہیں غدار بتاتی ہے، تو للکار کر اور جھنجھوڑ کر حق بات کہنے کی توفیق پنڈت نہرو سے لے کر سی بی گپتا تک کسی میں نہیں پائی جاتی“

(صدق جدید لکھنؤ)

جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس

جماعت پشاور کا تربیتی اجلاس مورخہ ۵/۱/۶۲ کو بعد از نماز جمعہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز بابو محمد صادق صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ پھر عزیزم عبدالغفور نے درثمین سے چند اشعار سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد بابو محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات پڑھ کر سامعین کے ایمانوں میں اضافہ کیا۔

پھر راقم الحروف نے تنظیم کے متعلق مختصر سی تقریر کی اور جماعت کے احیاء کے لئے ایک ایسے مضبوط ادارہ کا ہونا لازمی قرار دیا جو ایک تنظیم کے ماتحت ہو کر کام کرے۔ نوجوانوں کی تربیت اور جماعت کے نوجوانوں کی دیکھ بھال کو ضروری بتایا ساتھ ہی مرکز میں ایک تبلیغی ادارہ کے قیام پر زور دیا تاکہ اعلیٰ صلاحیتوں والے مبلغ تیار ہوتے رہیں جو کہ جماعت کی مضبوطی کا باعث ہوں۔

اس کے بعد عزیزم محمد حمید اللہ جان متعلم ایف ایس۔سی نے وفات مسیح پر ایک مدلل تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے وفات مسیح کو ثابت کیا۔ اور عیسائیوں کی کامیابی کا باعث مسلمانوں کے اسی عقیدہ کو ٹھہرایا۔

عزیزم عبدالرحمٰن نے وفات مسیح پر حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار نہایت خوش الحانی سے سنائے پھر عزیزم محمد جمیل الرحمٰن نے عیسائیوں کے دو اعتراضوں کا جواب“ کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیز موصوف کی تقریر کا طریقہ نہایت قابل ستائش اور موثر ہے۔ اگر اس کی صحیح تربیت کی گئی تو بہت بڑا مقرر ثابت ہوگا۔

اس کے بعد جناب شیخ شریف احمد صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ پر جامع تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ قوموں کی زندگی کا دارومدار قربانیوں اور ایثار پر ہوتا ہے۔ ہماری قوم زندہ ہے اس کی قربانیاں بھی بےمثل ہیں۔ آپ کی تقریر نہایت مدلل اور موثر تھی۔

آخر میں صاحب صدر نے اپنے زرّیں خیالات سے سامعین کو مستفیض کیا۔ آپ نے بتایا کہ جماعت کو نوجوانوں اور بچوں کی تربیت ان لائنوں پر کرنی چاہیئے جن پر مسٹر محمد الرحمان کر رہے ہیں۔ اس طرح خود بخود مبلغ تیار ہوتے رہیں گے۔ اس کے متعلق میں نے جلسہ سالانہ پر ایک تبلیغی ادارہ کے قیام کے متعلق اپنی رائے لکھ کر بھیجی۔ نامعلوم اس کا کیا ہوا۔ ہر جماعت اگر اس طرح تربیت شروع کر دے تو بہت مفید ثابت ہوگا۔

آخر میں سب احباب کی تواضع چائے سے کی گئی۔

محمد الرحمٰن۔ پشاور

"رسالہ قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" کی دوسری اصولی بات کی حقیقت

اور کتمانِ حق کا قبیح مظاہرہ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

دوسری اصولی بات

مندرجہ بالا رسالہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کو نعوذ باللہ باطل ثابت کرنے کے لئے مصنف رسالہ ہذا نے چار اصولی باتیں پیش کی ہیں جن میں سے پہلی اصولی بات کا مفصل جواب پیش کیا جا چکا ہے۔ اب اُن کی دوسری اُصولی بات کی حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے جو مندرجہ ذیل الفاظ میں مولوی محمد منظور صاحب نعمانی نے پیش کی ہے:-

"دوسری اصولی بات یہ ہے کہ اللہ کے سچے پیغمبر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دعوے کی سچائی اور اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے بھولے سے بھی کبھی جھوٹ بولے مگر مرزا غلام احمد اس معاملے میں بڑے بیباک ہیں اور بہت بے تکلفی اور دیدہ دلیری سے صاف صریح جھوٹ بول جاتے ہیں"

اس اصل کو بیان کرنے کے بعد وہ حضرت مرزا صاحب کی نعوذ باللہ غلط بیانی کی صرف ایک موٹی سی مثال پیش کر دینے کو کافی قرار دیتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:-

"مرزا صاحب کے صریح جھوٹ کی ایک مثال- مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے۔

اربعین ۳ صفحہ ۱۱"

مولوی صاحب موصوف کا استدلال

اپنے اصل اور حضرت مرزا صاحب کی عبارت کو پیش کرنے کے بعد مولوی صاحب موصوف جو نتیجہ نکالتے ہیں اس کو انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے:-

"اس عبارت میں مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم اور مولانا محمد اسمٰعیل علی گڑھی مرحوم کے متعلق جو یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ قطعی حکم لگایا تھا کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد) اگر کاذب ہے تو وہ ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے اور یہ کہ اپنی جن تالیفات میں انہوں نے یہ بات لکھی تھی وہ شائع بھی ہو چکی ہیں"

اس کے بعد مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

"یہ سب مرزا صاحب کا (نقل کفر کفر نہ باشد) تراشا ہوا جھوٹ ہے ان دونوں مرحوم بزرگوں کی ایسی کوئی کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے اور کبھی شائع نہیں ہوئی جس میں انہوں نے یہ بات لکھی ہو آپ میں سے جس کا جی چاہے اس کی تحقیق کر لے مرزا صاحب کی زندگی میں بھی ان سے یہ مطالبہ کیا گیا اور پھر ان کے ماننے والوں کو ہمیشہ اس کے لئے چیلنج کیا گیا کہ ان دونوں بزرگوں کی وہ شائع شدہ کتابیں دکھاؤ جن میں یہ مضمون موجود ہو لیکن آج تک کوئی نہیں دکھلا سکا اور قیامت تک کوئی دکھلا سکتا ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے آپ کو بتلایا یہ مرزا صاحب کا خالص جھوٹ اور افترا ہے"

دونوں مذکورہ بالا مولویوں کی تحریروں کے حوالے حضرت مرزا صاحب کی کتب میں موجود ہیں۔

حضرت مرزا صاحب نے جو بددعا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علی گڑھ کی طرف منسوب کی ہے وہ اُن کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس بارے میں کوئی جھوٹ تراشا ہے اور نہ افترا سے کام لیا ہے بلکہ مصنف رسالہ ہذا نے خود اصل حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے اور کتمان حق کے نہایت ہی بدنما مظاہرے سے کام لیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی شخص کی اصل عبارت نقل کرنے کی بجائے اس کا صحیح مفہوم اپنے الفاظ میں پیش کر دینے کا نام جھوٹ نہیں ہوتا۔ ہاں اگر اصل عبارت کے پیش کردہ مفہوم کی اصل عبارت متحمل نہ ہو تو پھر بے شک وہ غلط بیانی کہلائے گی۔ اب حقیقت یہ ہے کہ اربعین ۳ میں جس کا حوالہ مولوی منظور احمد صاحب نعمانی نے دیا ہے اس میں ان دونوں مولوی صاحبان کی اصل عبارت نقل نہیں کی گئی بلکہ ان کی اصل عبارت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے ان کی اصل عبارت حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں درج فرمائی ہے چنانچہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں:-

"مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے پر ایک بددعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶، ۲۷ میں ان کی یہ بددعا تھی:- اللھم یا ذا الجلال والاکرام یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غرق کیا (جو ان کے زمانہ میں پیدا ہوا) ویسا ہی دعا اور التجاء اس فقیر قصوری کان اللہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو ان کو مورد اس آیت قرآنی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔ انک علی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر۔ آمین۔ یعنی جو لوگ ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت لکھا ہے تبالہٗ ولاتباعہٖ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔ پس خدا تعالیٰ نے

سلہ غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کی بددعا سے میں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کر میں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو، اور اس طرف میرے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا انی مھین من اراد اھانتک یعنے جو شخص تیری اہانت چاہتا ہے میں اسکو ذلیل کروں گا۔ آخر خدا کے فیصلہ سے غلام دستگیر ہلاک ہو گیا اور میں بفضلہ تعالیٰ اب تک زندہ ہوں اور یہ ایک بزرگ نشان ہے۔ منہ

کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اس زمانے سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اس کی جڑھ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے۔ پس ضرور تھا کہ ظالم اس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مرگیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بد دعا کی تھی مگر کہتا ہوں کہ جبکہ اس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا۔ تو پھر وہ بد دعا اس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا محمدؐ طاہر کی بد دعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بد دعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا، تو اس دعا کا الٹا اثر کیوں ہوا، یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا، اور اسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میرے پر بد دعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ محمدؐ طاہر کی بد دعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مرگیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مرگیا تھا محمدؐ طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس وقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اس کو ہلاک کیا اور اس کا گھر ویران کر دیا اب انصافاً کہو کہ کس کی جڑھ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یتربص بکم الدوائر علیھم دائرۃ السوء۔ یعنے اے نبی تیرے پر یہ بد نہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔ انہیں پر گردشیں پڑیں گی۔ پس اس آیت کریمہ کی رو سے یہ سنت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بد دعا کرتا ہے وہی بد دعا اس پر پڑتی ہے یہ سنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بد دعا کے بعد مرگیا ہے یا نہیں۔ لہذا بتلاؤ کہ اس میں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مرگیا۔ اور میرے پر بد دعا کرنے والا خود مرگیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ بھی مہلت نہ دی"

جہاں تک مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کی بد دعا کا تعلق ہے اس کے بارے میں مجھے حضرت مرزا صاحب کے بیان پر کچھ زیادتی کرنے کی ضرورت نہیں وہ جواب اپنی ذات میں کافی وشافی ہے ہر اس عقلمند کے لئے جو دل کو تعصب اور حسد سے پاک کر کے انصاف کی نظر اس پر ڈالے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کی بد دعا کے اصل الفاظ

باقی رہا مولوی محمد اسمٰعیل علی گڑھ والے کی بد دعا سو اس کے متعلق بھی تو حضرت مرزا صاحب کا اپنا بیان گوش ہوش سے سن لیں۔ اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۰ - ۳۲۹ پر فرماتے ہیں: -

"مولوی اسمٰعیل باشندہ خاص علیگڑھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلے عداوت پر کمربستہ ہوا اور جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اس نے لوگوں میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اس کے پاس آلات نجوم کے موجود ہیں میں نے اس کی نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالیٰ کا عذاب اس کے لئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام کے لکھنے کے وقت اس کی زندگی میں ہی میں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یک دفعہ ناگہانی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے رد میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ جاء الحق وزھق الباطل پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کونسا ہے جو قائم رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا قریباً سولہ برس ہو گئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔"

فتح اسلام کی جس عبارت کا حوالہ حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا عبارت میں دیا ہے اس کے اصل الفاظ آلات نجوم سے لے کر پیشگوئیاں کرنے کے باطل الزام کی تردید میں مندرجہ ذیل ہیں: -

" تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین میری طرف سے درحقیقت یہی جواب ہے جو میں نے آیات ربانی کے ذریعہ سے لکھ دیا ہے "

آیت مذکورہ کی رو سے صاف الفاظ میں خدا سے یہ فیصلہ چاہا گیا ہے کہ دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا نشانہ بنے۔ اس کے جواب میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الفاظ میں اس نے اپنے آپ کو حق قرار دیا اور حضرت مرزا صاحب کے وجود کو نعوذ باللہ باطل قرار دیا اور دونوں میں سے جو بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک حق پر ہے خدا تعالیٰ سے ہی اس کے قائم رہنے کی التجا کی گئی ہے اور جو باطل پر ہے اس کو دنیا سے اٹھا لینے کی درخواست کی گئی ہے۔ دونوں کی بد دعا کا جو نتیجہ نکلا وہ اظہر من الشمس ہے یعنی مولوی محمد اسماعیل صاحب اس دار فانی سے اٹھا لئے گئے اور اپنی موت سے ثابت کر گئے کہ وہ زھق الباطل کے ہی مصداق تھے اور کاذب ہونے کی وجہ سے لعنت اللہ کے مورد بن گئے اور حضرت مرزا صاحب کا زندہ رہنا اور کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے جانا صاف ثابت کر رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صادق تھے اور لعنت کی بجائے خدا کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کے مورد تھے۔

مذکورہ بالا واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا منصف مزاج قائلین یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ان دونوں مولوی صاحبان کی عبارت کا جو یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں حضرت مرزا صاحب کی موت چاہی تھی جو ان کے نزدیک اپنے دعوٰے ماموریت میں کاذب تھے وہ مفہوم درست نہیں بیان کیا گیا اور اس کے بیان میں جھوٹ اور خیانت

[illegible]

سے کام لیا گیا ہے۔

قارئین کرام خود ہی سوچ لیں کہ مولوی محمد منظور صاحب نعمانی کا یہ لکھنا کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں بھی دونوں مولویوں کی عبارتوں کے دکھلانے کا مطالبہ کیا گیا اور بعد میں بھی لیکن آج تک اس مطالبہ کو پورا نہیں کیا گیا اور نہ قیامت تک پورا کیا جا سکتا ہے۔ کہاں تک دیانت اور امانت پر مبنی ہے۔ مولوی صاحب موصوف کا دعوے تو یہ ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے بخوبی واقف ہیں یا تو یہ دعوے غلط ہے یا عمداً کتمانِ حق سے کام لیا گیا ہے۔

اربعین ۳ میں مفہوم بیان کرنے کی مزید تصدیق

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ اربعین ۳ کی عبارت جو مولوی محمد منظور صاحب نعمانی نے پیش کی ہے وہ دونوں مولوی صاحبان کے اصل الفاظ نہیں بلکہ ان الفاظ کا مفہوم بیان کیا گیا ہے جو بالکل درست مفہوم ہے جیسا کہ ان صاحبان کے اصل الفاظ سے واضح ہے جو اوپر حقیقۃ الوحی سے نقل کئے گئے ہیں اس کا مزید ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ پیش کردہ عبارت کے قریباً دو صفحہ بعد ہی اسی امر کو دوسرے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے جو الٰہی فیصلہ کے لئے اپنی طرف سے میعاد مقرر کرتے ہیں فرماتے ہیں :-

"نہیں جانتے کہ خود تراشیدہ میعادوں کی خدا پیروی نہیں کرتا اس نے فرما دیا ہے کہ لا تقف ما لیس لك به علم اور اس نے اپنے نبی صلعم کو فرمایا ولا تقولنّ لشئ انی فاعل ذالك غداً سو جبکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے تو میں سات دن کا کیونکر دعوے کر دوں، ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی یہی دعا کی کہ یا الٰہی اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی .... اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی دیکھو کیسا صفائی سے فیصلہ ہو گیا اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو آزما لے۔"

مندرجہ بالا عبارت پہلی عبارت سے بالکل مختلف ہے جو صاف بتلا رہی ہے کہ اربعین میں حضرت مرزا صاحب دونوں مولوی صاحبان کی اصل عبارتوں کا مفہوم ہی بیان کر رہے ہیں، اب قارئین کرام کے سامنے اصل عبارتیں بھی موجود ہیں اور ان کا مفہوم بھی وہ خود ہی بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کیا ان دونوں میں سر مو بھی فرق ہے۔

مولوی صاحب خود آزما لیں

اگر مولوی محمد منظور صاحب نعمانی کو اس بارے میں شک ہے کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب علی گڑھی کی وفات حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے وقوع میں نہیں آئی تھی تو جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے مولوی محمد منظور صاحب نعمانی خود آزما لیں یعنی وہ خدا سے ایسی ہی دعا کریں کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے ماموریت میں کاذب تھا اور میں اسکو تیرا مامور تسلیم نہ کرنے میں صادق ہوں اگر مرزا غلام احمد قادیانی فی الحقیقت تیرا مامور تھا تو مجھے ایک سال کے اندر موت دیدے یا کسی اور خطرناک عذاب میں مبتلا کر اپنی یہ دعا مولوی صاحب موصوف کم از کم تین نامی اخباروں میں شائع کرا دیں اور پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں جو کچھ بھی اس دعا کے بعد ظاہر ہو گا وہ دنیا کے لئے بھی روشن نشان کا کام دے گا۔

مصنف رسالہ ہذا کے استدلال کے غلط ہونے کا مزید ثبوت

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی کو یہ دعوے ہے کہ انہیں حضرت مرزا صاحب کی کتب پر پورا عبور حاصل ہے۔ اگر یہ دعوے درست ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں اس قسم کا مقابلہ کرنے والوں کی متعدد مثالیں موجود ہیں جن کا ذکر حضرت مرزا صاحب کی کتب میں بالصراحت موجود ہے اور اس مقابلہ میں وہ سب لوگ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ہلاک ہو کر حضور کے دعوے کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئے مثلاً لیکھرام۔ احمد بیگ ہوشیارپوری۔ الٰہی بخش اکونٹنٹ لاہور۔ چراغ دین جموں والا۔ عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والا۔ مولوی محمد حسین بھین والا۔ نذیر مرزا۔ مولوی شاہدین۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی۔ مولوی زین العابدین۔ فضل داد خان۔ حکیم حافظ محمد دین۔ مرزا سردار بیگ سیالکوٹی۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج۔ امریکہ کا ڈوئی۔ انگلستان کا پگٹ وغیرہ وغیرہ مولوی صاحب اور ان کے ہمنوا اگر غور سے کام لیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ اتنی مثالوں کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کو کیا ضرورت پیش آ سکتی تھی کہ وہ اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا نام لیں جو ان کے مقابل روحانی میدان میں آئے ہی نہیں، اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کیا دوسری مثالیں کم تھیں جو غلط مثالیں پیش کرنے پر وہ مجبور ہوتے۔

مولوی صاحب کی پیش کردہ مثالیں بھی جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں درست ہیں اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر زبردست نشان کا کام دے رہی ہیں۔

مولوی صاحب کے نظریۂ جھوٹ پر ایک نظر

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں :-

"اللہ کے سچے پیغمبر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دعوے کی سچائی اور اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے بھولے سے بھی کبھی جھوٹ بولے"

اوّل تو حضرت مرزا صاحب کا ان معنوں میں پیغمبر ہونے کا دعوے ہی نہیں جن معنوں میں آپ سمجھتے ہیں انہوں نے تو صاف لکھا ہے :-

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"
(آئینہ کمالات اسلام صہ۲۲۹)

مولوی صاحب کے اس بیان میں ایک بات حیرت میں ڈالنے والی ہے اور وہ یہ کہ جو قوم اللہ تعالےٰ کے اس جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ایک بھی نہیں تین جھوٹ منسوب کرتی ہو اس کا ایک فرد یہ لکھے کہ پیغمبر بھولے سے بھی جھوٹ نہیں بول سکتا حیرت انگیز نہیں تو اور کیا ہے گو حضرت مرزا صاحب کا دعوے مولوی صاحب کے مزعومہ معنے کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا نہیں لیکن ہم انہیں ظلی نبی مجدد تسلیم کرتے ہیں اور خاتم الاولیاء مانتے ہیں اور یہی ان کا دعوے تھا اس لئے جھوٹ جیسے شنیع فعل کا ارتکاب ان سے بھی ناممکن تھا اور نہ ہی ان سے اس قسم کا ارتکاب وقوع میں آیا جیسا کہ اس سے پہلے ثابت کر آیا ہوں۔

جھوٹ میں ارادہ کا عنصر ضروری ہے

مولوی صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ بھولے سے بھی پیغمبر جھوٹ نہیں بولتے یہ بھی درست نہیں جھوٹ خلاف واقعہ بیان کو کہتے ہیں اور جب تک اس میں ارادہ کے عنصر کو داخل نہ کیا جائے اسے جھوٹ کہہ ہی نہیں سکتے اس کی مثال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے۔ ایک دفعہ آنحضور صلعم نے ۴ رکعت فرض کی بجائے دو رکعت

نماز ادا کر کے سلام پھیر دیا جب صحابہ کرام رضہ نے دریافت کیا کہ کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز قصر ہوئی ہے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ آپ بھول گئے تھے لیکن فرمایا آپ نے یہی کہ میں بھولا نہیں اب بظاہر یہ خلاف واقع بیان ہے لیکن چونکہ عمداً ایسا نہیں کیا گیا اس لئے اس کو جھوٹ نہیں کہیں گے اسی طرح آنحضور صلعم نے فرمایا :- من کذب علیّٰ متعمداً - جو عمداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنائے - اس فرمان میں بھی آنحضرت صلعم نے جھوٹ میں عمد کے عنصر کو داخل کیا ہے۔

مولوی صاحب قرآنی آیت پر روشنی ڈالیں

اس کے علاوہ جناب مولوی صاحب اپنے لفظ "بھولے" کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل کی آیت پر روشنی ڈالیں :-

ولقد عهدنا الیٰ ادم من
قبل فنسی ولم نجد له
عزماً

کیا حضرت آدم علیہ السلام انبیاء میں داخل ہیں یا نہیں - کیا نسیان ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے یا نہیں - باوجود اس کے کیا عزم کی نفی اُن سے کی گئی ہے یا نہیں یہ سوالات محض مولوی صاحب کے لفظ بھولے کی بناء پر کئے گئے ہیں۔

انشاءاللہ آئندہ قسط میں جناب مولوی صاحب کی تیسری اصولی بات کی قلعی کھولی جائے گی۔

وباللہ التوفیق

تعمیر مسجد چک ورکاں
ضلع گوجرانوالہ

جماعت چک ورکاں نے اپنی اجتماعی زندگی کو تقویت دینے کے لئے ایک مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس غرض کے لئے اپنے طور پر قریباً چھ روپے جمع کئے ہیں۔ مرکز نے بھی ۱۰۰/- روپے منظور فرمائے ہیں، اخراجات کا اندازہ ۱۲۵۰۰/- روپے ہے۔

جماعت کے مخیر اور صاحب ثروت احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس خانۂ خدا کی تکمیل کے لئے دامے درمے حصّہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر کا پتہ :-

سیکرٹری جماعت احمدیہ چک، ورکاں
معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے - ذیل میں درج ہے - بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے - اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر فروری ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصّہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں - اگر ۵ر فروری ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر فروری ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا - ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا - آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سُرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۳	6.00	۱۹۶	12.00
۲۱	6.00	۲۰۲	6.00
۳۸	6.00	۲۴۱	6.00
۴۰	6.00	۲۴۴	6.00
۴۱	6.00	۲۴۶	6.00
۴۷	6.00	۲۴۹	6.00
۴۸	6.00	۲۶۳	12.00
۵۵	6.00	۲۸۳	6.00
۵۹	6.00	۲۹۱	6.00
۷۲	6.00	۲۹۲	8.00
۷۵	6.00	۲۹۵	6.00
۹۳	6.00	۲۹۹	6.00
۹۶	6.00	۳۰۲	6.00
۱۲۰	6.00	۳۰۵	6.00
۱۴۲	6.00	۳۰۷	6.00
۱۴۳	6.00	۳۳۷	18.00
۱۵۰	6.00	۳۷۷	6.00
۱۵۵	6.00	۳۸۴	6.00
۱۶۱	6.00	۴۴۴	6.00
۱۷۲	6.00	۴۴۶	6.00

۴۶۲	6.00	۲۵۲	6.00
۴۹۹	6.00	۲۶۹	6.00
۵۰۶	6.00	۲۸۷	6.00
۵۰۵	6.00	۲۹۲	6.00
۵۲۸	6.00	۳۲۰	6.00
۵۹۸	6.00	۳۳۷	6.00
۶۱۵	6.00	۳۹۸	6.00
۶۵۳	6.00	۴۱۷	6.00
۶۶۸	6.00	۴۱۹	6.00
۶۸۲	6.00	۴۸۴	6.00
۷۰۴	6.00	۴۸۵	6.00
۷۱۰	18.00	۵۲۵	6.00
۷۱۲	6.00	۵۵۵	6.00
۷۱۷	6.00	۵۵۸	6.00
۷۲۲	6.00	۵۵۹	6.00
۷۲۶	6.00	۵۹۰	6.00
۹۹۲/۳۰۶	6.00	۶۲۴	6.00
۱۰۰۷	6.00	۶۵۰	6.00
۱۰۵۳	6.00	۹۳۲	12.00
۲۰۲۸	6.00	۹۳۹	7.00
۲۰۹۰	6.00	۹۸۷	18.00
۲۰۹۴	6.00		
۲۰۹۵	6.00	۱۰۱۸	6.00
۲۱۶۸	6.00	۱۰۱۹	6.00
۱۵	6.00	۱۰۵۰	3.00
۳۱	6.00	۲۰۲۸	12.00
۴۶	6.00	۲۰۷۰	6.00
۵۱	6.00	۲۰۸۵	6.00
۵۶	6.00	۲۰۹۰	6.00
۶۵	6.00	۲۰۹۵	6.00
۸۲	6.00	رعایتی	
۹۹	6.00	۱۱۸	4.00
۱۰۱	6.00		
۱۰۲	6.00	۳۷۱	6.00
۱۲۸	6.00	۳۹۱	6.00
۱۶۱	6.00	۴۷	4.00
۱۶۲	6.00	۵۰	3.00
۱۷۱	6.00	۵۱	4.00
۱۷۴	6.00	۷۲	6.00
۱۷۵	6.00	۹۹	6.00
۲۰۳	6.00	۱۷۲	4.00
۲۱۰	6.00	۲۱۶	6.00
۲۱۲	6.00	۲۴۲	4.00
۲۳۰	6.00	۲۵۴	6.00
۲۳۱	6.00	۳۶۰	4.00
۲۳۵	6.00	۳۴۹	4.00
۲۴۹	6.00	۳۸۴	3.00
		۴۱۲	6.00

ضرورت رشتہ

دو لڑکیوں کے لئے جن میں ایک کی عمر ۱۶ سال اور فرسٹ ڈویژن میٹرک پاس ہے اور دوسری کی ۱۴ سال اور مڈل پاس، تعلیمیافتہ اور معقول روزگار رکھنے والے احمدی نوجوانوں کے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکیاں اعوان قوم میں سے ہیں۔ لیکن رشتہ کے لئے ذات پات کی قیود لازمی نہیں۔

خط و کتابت بنام ل۔ خ۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح کی جائے

ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۳ جنوری ۱۹۶۲ء صـــ۱۱ پر مکتوب ووکنگ کے عنوان سے شیخ محمد طفیل صاحب کا جو مضمون شائع ہوا ہے اس کے کالم ۲ میں کچھ غلطیاں رہ گئیں۔

(۱) خالد بن ولید نے بنو جذیمہ کے لوگوں سے جنگ کی تھی۔ بنو خدیجہ لکھا گیا ہے۔

(۲) اسلام کے اظہار کے لئے ان لوگوں نے صبانا صبانا کہا تھا۔ اخبار میں حسبانا لکھ دیا گیا ہے۔ مطلب تھا ہم صابی ہوگئے۔ مسلمانوں کو یہ لوگ صابی کہتے تھے۔

کالم ۳ میں ندوی کو قدوی لکھ دیا ہے۔ اغلاط کی اصلاح کر لی جائے۔

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۲۴ جنوری ۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے - ہندوستان سے چھ روپے - ممالک بیرونی سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۷۳۷۷۳
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک ایک پونڈ

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء | نمبر ۵

بحرِ حکمت کے موتی

عن عمر رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم الا اخبرکم بخیار امرآئکم وشرارھم خیارھم الذین تحبونھم و یحبونکم وتدعون لھم ویدعون لکم وشرار امرآئکم الذین تبغضونھم و یبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم
اخرجہ الترمذی۔ تلخیص الصحاح

ترجمہ:۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس سے مطلع نہ کروں کہ تمہارے اچھے امیر (لیڈرانِ قوم اور حاکم) کون ہیں اور بُرے امیر کون ہیں۔ اچھے امیر تو وہ ہیں جن سے تمہیں محبت ہو اور جو تمہارے ساتھ محبت سے پیش آتے ہوں اور جن کے لئے تم دُعا کرتے ہو اور جو تمہارے واسطے دُعا کرتے ہوں اور بُرے امیر وہ ہیں جن کو تم مبغوض سمجھتے ہو اور جو تمہیں مبغوض سمجھتے ہوں اور جن پر تم لعنت کرتے ہو اور جو تم پر لعنت کرتے ہوں۔

نوٹ:۔ سردارانِ قوم اور برسرِ اقتدار لوگوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپناؤ۔

لقد جاءکم رسولٌ من انفسکم عزیزٌ علیہ ما عنتّم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رءوفٌ رّحیم (التوبہ آیت ۱۲۷)

فبما رحمةٍ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظًّا غلیظ القلب لانفضّوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم

نزولِ مسیح کا عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی ہے

حضرت امام الزّمان کی تصریحات

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپؐ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاءؐ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور نہ سلسلہ وحی نبوّت کا منقطع متصوّر ہو سکتا ہے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰؑ اُمتی ہو کر آئیں گے تو شانِ نبوت تو اُن سے منقطع نہیں ہوگی گو اُمتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خداتعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے اور اگر خداتعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوّت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاءؐ کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ نبوّت کا جاری کر دیا جائے، کیونکہ جس میں شانِ نبوّت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوّت کی وحی ہوگی۔"

وشاورھم فی الامر (آل عمران ۱۵۸)

(۱) ایں چنیں کس چو رُو نہد بجہاں
بر جہاں عظمتش کنند عیاں

(۲) چوں بیاید بہار باز آید
موسمِ لالہ زار باز آید (مسیح موعودؑ)

ترجمہ:۔ جب ایسے (مردِ آسمانی) دنیا میں نمودار ہوتے ہیں۔

تو اپنے اسوۂ حسنہ سے خداتعالیٰ کی عظمت کا مظہر تام بن جاتے ہیں۔

جب یہ (عظیم الشان انسان) آتا ہے تو خزاں زدہ گلستان بادِ بہار سے سبز ہو جاتے ہیں۔ لالہ زار باغ کی رونق کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ یہ لالہ زار اصحاب و متبعین مامور ہوتے ہیں۔ (غلام قادر ڈار)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

بھارت

خط منجانب محمد سعد اللہ ایم اے ——— لائبریرین
جل گاؤں - بھارت

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

گذارش ہے۔ کہ اس سے قبل ایک مکتوب آنجناب کی خدمت میں روانہ کیا تھا - جواب سے محروم رہا - اس لئے دوسرا خط بذریعہ فضائی ڈاک روانہ کر رہا ہوں آپ نے جو تفسیر بیان القرآن کی جلد اوّل و سوم مرحمت فرمائیں۔ اس کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں مگر جلد دوم نہ ہونے کی وجہ سے مطلب فہمی میں دشواری ہو رہی ہے۔ اس لئے آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ ہمیں جلد دوم کی ایک کاپی عنایت فرمائیں گے۔ تو ہمارے پاس قرآن کی تفسیر بھی مکمل ہو جائے گی اور مطلب فہمی میں آسانی ہو گی - اس تفسیر نے کس قدر لوگوں میں مقبولیت حاصل کی ہے۔ اس کا اندازہ اس ذرا سے واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ جب ایک جگہ طلاق کا معاملہ پیش ہوا۔ تو فوراً جلد اول طلب کی گئی۔ اور اس میں مسئلہ طلاق دیکھا گیا، اور اسی کے مطابق عمل کیا گیا۔ اسی طرح ایک دیندار مقرر نے ایک بہت بڑے وعظ میں تقریباً آدھ گھنٹہ اس تفسیر کی خوبیوں پر دینی اور وطنی بھائیوں کے سامنے روشنی ڈالی اور کہا۔ کہ فی زمانہ اس تفسیر سے بڑھکر دینی معلومات کا خزانہ بزبان اُردو..... کہیں ملے گا - یہ سنکر ہمیں کتنی خوشی ہوئی ہو گی۔ جو کہ اس تفسیر کو پڑھنے والوں میں سے اوّل ہیں، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور آپ کی جماعت کی بہتری اور کامیابی کے لئے سوائے دعا کے کیا کر سکتے ہیں۔ برادرم مکرم یہ کوئی منہ دیکھی بات نہیں ہے۔ بلکہ ایک حقیقت کا اظہار ہے۔ جو کیا جا رہا ہے۔

امید ہے۔ کہ آپ جلد دوم تفسیر بیان القرآن از مولانا محمد علی مرحوم کی ایک جلد ہمارے لئے ضرور روانہ فرمائیں گے۔ اور اگر بخاری شریف کی تفسیر تفہیم کے لئے ہو۔ تو وہ بھی روانہ فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ ہم تہ دل سے ممنون ہوں گے۔

(بیان القرآن جلد دوم اور خط بھیجے گئے)

افریقہ

خط از محمد حسین اسٹیکر صاحب ایتھلون کیپ ٹاؤن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا مورخہ $\frac{2905}{14-12-61}$ کا خط موصول ہوا۔ شکریہ۔

جواب لکھنے میں تاخیر ضرور ہوئی ہے امید ہے کہ آپ برا نہ منائینگے۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ آپ بیمار ہیں۔ میں اللہ پاک سے آپ کے لئے کامل صحت و تندرستی کی دعا کرتا رہتا ہوں۔ اس وقت آپ کی صحت کیسی ہے۔ یہ اگر معلوم ہو جائے تو بہتر ہو گا۔ آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے جو کتب بطور تحفہ میرے نام ارسال کی تھیں۔ وہ مجھے اب مل گئی ہیں۔ جس میں تین جلدیں مجدّدِ اعظم کی، میں اور ایک کاپی خطبات امیر (۳) دی نیو ورلڈ آرڈر (۴) کریکٹرسٹک ٹیچنگز آف قرآن - یہ کتابیں مجھے ملی ہیں۔ یہ کتابیں پڑھکر آپ کو علیحدہ خط سے اطلاع دوں گا، مگر اس وقت آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے یہ بیش بہا قیمت کی کتابیں مجھے بلا قیمت ارسال کر دیں، آپ کے نام میں نے چند کاپیاں میڈ بیٹر کی ارسال کی ہیں۔ جو آپ نے طلب کی تھیں۔ علاوہ ازیں ایک رنگین کیلنڈر جس میں چند مناظر ہیں۔ ارسال کر چکا ہوں۔ شاید فروری کے پہلے ہفتہ میں آپ کو مل جائیں گے۔ مطلوبہ کتب جس کی خبر آپ نے $\frac{2772}{12-11-61}$ کے خط سے دی تھی۔ مجھے مل گئی ہیں۔ اسی خط میں آپ نے تحریر کیا تھا۔ کہ فضل الباری حصہ اوّل کے سوا تمام کتب مطلوبہ ارسال کر دی گئی ہیں۔ مگر میں نے پارسل کھولنے پر یہ کتابیں اس میں نہیں پائیں۔ (۱) فضل الباری حصہ دوم (۲) ولادتِ مسیح اردو (۳) ولادتِ مسیح انگریزی شاید بھول میں یہ کتب پارسل میں نہیں رکھی گئیں، لہٰذا آپ سے التماس ہے۔ کہ بکڈپو سے اس کے متعلق عرض کر دیں۔ کہ وہ مذکورہ کتب ارسال کر دیں۔

اس وقت مجدّدِ اعظم زیر مطالعہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مجدّد دوران نے اس تاریک زمانہ میں بھی زبردست روحانی انقلاب پیدا کیا اور انسانوں کو براہ راست زندہ خدا دکھایا۔ کس قدر ناانصافی ہے ہمارے علماء کی، جو اس ترقی کے دور میں تو پیچھے رہے، اور دوسروں کی ترقی کو برداشت نہ کر سکے۔ تو راستے میں روک بنے رہے۔ اگر وہ تعصب سے ذرا پرے ہٹ کر اس مجدّدِ اعظم کی زندگی کا مطالعہ کریں۔ تو وہ خود کو مسلمان کہنا بھی بھول جائیں گے۔ کیونکہ مسلمان کہلانے کا حقدار کون ہے۔ وہ خود انہیں معلوم ہو جائے گا۔ مجدّدِ اعظم کا ہم مسلمانوں پر احسان عظیم ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنایا۔ ہر شخص کو زندہ خدا دکھایا۔ کہ اس سے تعلق پکڑیں۔ اللہ پاک اس مقدس ہستی کے درجات بلند کرے یہ میری دعا ہے۔

میری طرف سے جملہ احباب انجمن کی خدمت میں سلام کہدیں۔ اور مذکورہ کتب مجھے براہ کرم ارسال کر دینا۔ اور ساتھ ہی جنگ مقدس کہیں سے ملنے پر ضرور ارسال کر دینا۔ علاوہ ازیں فضل الباری کا حصہ اوّل اگر چھپ گئی ہو تو اسے بھی ارسال فرمائیں گے۔ ایسی ہی امید ہے۔ والسلام۔

(تعمیل ارشاد کی گئی اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط رسلیران بالوگن ۳۴۳ C ایرا جا سٹریٹ نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

جو کتابیں آپ نے بھیجی ہیں موصول ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر دے۔ مجھے آخری خط ملا جس میں میرے سوالوں کا جواب دیا گیا۔ اور جواب تسلی بخش تھے۔ کافی عرصہ سے مجھے اخبار لائٹ نہیں ملا۔ مجھے اس سے کافی لگاؤ ہے اس لئے مجھے یہ اخبار پھر جاری فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

نماز کے متعلق چند سوالات :-

(۱) مجھے وجہ تحریر کریں کہ مسلمان عورتوں کو اونچی آواز میں نماز پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں۔

(۲) اگر جمعہ کی نماز ظہر کے وقت ہو تو کونسی نماز پہلے پڑھنی چاہیئے۔

(۳) ایک دن میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے گیا اور میں نے خاموشی سے نماز شروع کر دی۔ کیونکہ امام نے ابھی جماعت شروع نہ کی تھی جب میں چوتھی رکعت پڑھ رہا تھا تو امام صاحب نے جماعت شروع کر دی مگر میں خاموشی سے اپنی نماز پڑھکر مسجد سے باہر نکل گیا کیا اس حالت میں میرا کوئی گناہ تو نہیں کہ میں نے جماعت میں شمولیت نہیں کی۔

مجھے امید ہے کہ سوالوں کے جواب جلدی دیں گے فی الحال مجھے چند تکالیف ہیں جن کی وجہ سے میں نماز نہیں پڑھ سکتا اور کچھ اسلام کے متعلق باتیں ہیں جو میں کرنا چاہتا ہوں۔

جوابات :-

(۱) جب صرف عورتوں کا کسی جگہ اجتماع ہو اور مغرب عشا وغیرہ نماز کا وقت آ جائے تو ان میں سے اہل علم عورت بطور امام نماز پڑھا سکتی ہے جن میں قرأت اونچی آواز میں پڑھی جائے گی۔

(۲) اکیلا ہو تو ظہر پڑھے اگر مسجد قریب ہو تو جمعہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔

(۳) جماعت میں شمولیت نہایت ضروری ہے۔

(انہیں دیگر کتب اور خط بھیجے گئے)

روسی پراپیگنڈا اور تبلیغ اسلام

معاصر "الجمعیۃ" دہلی نے اپنے ایک ادارتی نوٹ میں یہ خبر شائع کی ہے کہ داغستان" کی ایک حالیہ کانفرنس میں روسی ملحدین نے سفارش کی ہے کہ حکومت اسلام کا زور توڑنے کے لئے سائنسی طریقے استعمال کرے اور روسی مسلمانوں کے عقائد کے خلاف اپنی پوری طاقت صرف کر دے کانفرنس کی رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ مذہب کے خلاف پراپیگنڈا مسلمانوں پر زیادہ کارگر ثابت نہیں ہوا اور ابھی گنجائش ہے کہ کمیونسٹ پارٹی اپنے پروگرام پر نظرثانی کرے اور اس مہم کو زیادہ کامیاب بنائے"۔

اس خبر سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی ملحدین جو اپنے خلاف اسلام پراپیگنڈا میں گذشتہ چالیس سال کی کوششوں کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکے اور اب وہ اس بارہ میں زیادہ موثر سائنسی طریقوں کو استعمال کرنا چاہتے ہیں، وہاں روسی مسلمانوں کے ایمانوں کی پختگی کا بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ ہر طرح کے جبر و استبداد اور ترغیب و ترہیب کے باوجود اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ فالحمد للہ۔

معاصر "الجمعیۃ" نے اس خبر کو شائع کرتے ہوئے مسلم ممالک کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر روسی ملحدین سرکاری سطح پر اسلام کے خلاف محاذ بنا سکتے ہیں تو کیا مسلم ممالک میں سے کوئی ملک کیمونزم کے خلاف محاذ نہیں بنا سکتا۔ معاصر موصوف کو اس بات کی شکایت ہے کہ مسلم ممالک کو آج تک یہ توفیق نصیب نہ ہوئی، کہ وہ روسی ہفوات کا جواب ہی دیتے، اس نے بجا طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ

"اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی عالمی دعوت کو فراموش کر دیا ہے، روسی ملحدین کو اسلام کے خلاف محاذ قائم کرنے کی جرأت اس لئے ہوئی کہ اشاعت اسلام کا فریضہ ترک کر دیا گیا، جب کوئی گروہ اقدامی صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے تو اس کے خلاف دوسروں کی طرف سے اقدام ہونے لگتا ہے اور اسے مجبوراً دفاعی پوزیشن اختیار کرنی پڑتی ہے"

پھر لکھا ہے:۔

"اسلام کی زندگی اقدام میں ہے اس کا تبلیغی مذہب ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا میں اقدام کے لئے آیا ہے دفاع کے لئے نہیں آیا، دفاع مشکلات کا عارضی حل ہو سکتا ہے مستقل اور دوامی حل نہیں ہو سکتا"

معاصر "الجمعیۃ" کے ان بیانات سے ہمیں کلی اتفاق ہے اس میں شک نہیں کہ تبلیغ اسلام کے فریضہ سے مسلمانوں کی غفلت اسلام کے لئے بہت بڑے نقصان کا موجب ہے، اور اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس فریضہ کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ دی جائے بالخصوص روسی مسلمانوں کو سوویٹ حکومت کے ملحدانہ پراپیگنڈا کے اثرات سے بچانے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھایا جائے، لیکن مسلم ممالک سے "الجمعیۃ" کی استدعا کہاں تک قابل پذیرائی ہوگی: یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب دینا مشکل ہے، حکومتیں علی العموم اپنے سیاسی مصالح کے ماتحت کام کرتی ہیں، اور ان کی خارجہ پالیسی ملکی مفاد کے خلاف نہیں جا سکتی، اگرچہ اسلام کی تبلیغ ان کے ملکی مفاد کے منافی نہیں، تاہم اس پہلو کی طرف ان کی توجہ مشکل ہی سے مبذول ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس کام کی ذمہ داری زیادہ تر ان غیر سرکاری انجمنوں اور اداروں پر ہی عائد ہوتی ہے جو دین کی حمایت و تائید کے لئے قائم کی گئی ہوں، زمانہ ماضی میں تبلیغ اسلام کا کام علی العموم ان صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کے انفاس قدسیہ ہی سے سرانجام پاتا رہا جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کام کے لئے کھڑے کئے گئے، تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ اسلام کا نور جن ممالک میں پہنچا وہ کسی نہ کسی روحانی انسان کی تبلیغی جد و جہد ہی کا اثر تھا، کسی اسلامی حکومت نے تبلیغ اسلام کی مہم نہ اٹھائی اور نہ ان کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں پھیلا، خود روس میں بھی کسی حکومت کے ذریعہ سے اسلام نہیں پہنچا، صرف قرون اولےٰ کے مسلمانوں کے روحانی اثر کا نتیجہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلام نے ایسا گھر کر لیا کہ سوویٹ حکومت کے سالہا سال کے پراپیگنڈا سے بھی اس کا اثر زائل نہیں ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ روس کے نئے منصوبہ کے پیش نظر وہاں کے مسلمانوں کے دفاع کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کرنا بڑا ضروری ہے، لیکن مسلم حکومتوں کی طرف توجہ کرنے کے بجائے اگر ایسے تبلیغی ادارے ہوں جو اس کام کو اپنے ذمہ لے کر مسلمانوں کی عمومی امداد سے اس کو سرانجام دے سکیں تو یہ زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہوگا۔ تو "الجمعیۃ" جس ادارہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی جمعیۃ العلمائے ہند وہ اس کام کو بخوبی سرانجام دے سکتی ہے کیونکہ اس کا اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اپنے محدود وسائل سے یورپ اور دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام جس کامیابی سے سرانجام دے رہی ہے اور اس کے جو شاندار نتائج پیدا ہو رہے ہیں، ان سے ظاہر ہے کہ حکومتوں کی امداد کے بغیر بھی یہ کام سرانجام پا سکتا ہے بشرطیکہ دل کے اندر ایمان اور قربانی کا جذبہ موجود ہو۔ "الجمعیۃ" کے ذرائع تو بہرحال اس سے وسیع تر ہیں، وہ اگر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے اور ایسے وسائل اختیار کرے جن سے روس کے مسلمانوں تک اس کی آواز پہنچ سکے، بلکہ وہاں کے عوام کو بھی اسلام سے روشناس کیا جا سکے تو یہ بے حد مفید ثابت ہوگا۔

اس ضمن میں ووکنگ مسلم مشن سے بھی یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ بھی اگر انگلستان سے روسی زبان میں اسلامی اصولوں کی صداقت اور کمیونزم کے خیال کے ابطال میں پمفلٹ وغیرہ چھپوا کر روسی مسلمانوں تک پہنچا سکیں، تو اس سے بہت فائدہ ہوگا، امید ہے امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے۔

اخبار احمدیہ

منٹو صاحب کی روانگی

—— ۲۷ر جنوری ۱۹۶۲ء کو بروز ہفتہ میاں بشیر احمد صاحب منٹو، نائجیریا (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۲ء کو کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت منزل مقصود تک پہنچائے اور کامیاب واپس لائے۔

درخواستہائے دعا

راولپنڈی سے سلیم اللہ خان عاجز۔ اطلاع دیتے ہیں:۔

(۱) مستری کرم الٰہی صاحب معذور عرصہ دو سال سے فالج ادھرنگ سے بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

(۲)۔ زبیدہ بیگم صاحبہ دختر مستری عبد العزیز صاحب مرحوم بیمار ہیں، ان کی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرمائی جائے

(باقی برصفحہ کالم ۳)

اخبار و افکار

ایک غلط فہمی

قادیانی جماعت کے بعض افراد میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے یا وہ جان بوجھ کر یہ الزام ہم پر عائد کرتے اور اس قسم کا پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کی بیماری کے متعلق جو کچھ پیغام صلح میں لکھا گیا ہے، وہ حقیقت پسند پارٹی کی تب کے اراکین کو (بقول ان کے) خلیفہ صاحب سے ذاتی عناد ہے، سو بطور طنز یہ لکھا گیا ہے ورنہ بیماری تو ایک بشری تقاضا ہے، جس پر خوش ہونا اور طنز کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔

ہم اس الزام کو کیا کہیں ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ ہمیں خلیفہ صاحب کی بیماری سے کوئی خوشی نہیں بلکہ رنج ہے، کہ وہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہیں، جس نے ان کو ہوش و حواس اور بیٹھنے اٹھنے تک سے معذور کر دیا ہے، چہ جائیکہ وہ کسی کام کے قابل ہو سکیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کا ایسی بیماری میں مبتلا ہونا جو انہیں ہر قسم کی کام والی زندگی سے محروم کر دے ان کے دعوئے مصلح موعود کے البطال کا موجب ہے، کوئی مصلح، کوئی مامور، جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے منصب پر فائز کیا جائے ایسی بیماری میں مبتلا نہیں کیا جاتا جس میں اس کے ہوش و حواس بھی معطل ہو جائیں اور وہ "کام والی زندگی" سے (جس کے لئے "الفضل" میں آئے دن دعاؤں کی تحریک ہوتی رہتی ہے) محروم ہو جائے۔ ہمارے اس موقف کی تائید میں حضرت مسیح موعود کے بہت ارشادات موجود ہیں ہم پہلے نقل کر چکے ہیں، اس جگہ ہمیں صرف بعض ان افراد کی غلط فہمی کو رفع کرنا مقصود ہے، جو ہمارے موقف کو نہ سمجھتے ہوئے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم خلیفہ صاحب کی بیماری پر خوش ہو کر ان پر طنز کرتے ہیں۔ خدا جانتا ہے ہمیں ان کی بیماری کی خوشی نہیں بلکہ حد درجہ افسوس ہے اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا کرے اور یہ توفیق دے کہ وہ غلط عقائد اور بے بنیاد دعاوی سے تائب ہو کر صحیح راہ پر گامزن ہوں۔

اہل حق اور تبلیغ دین

معاصر "المنبر" لائل پور عنوان بالا سے "پیغام صلح" ۱۰ جنوری کی اس خبر کو نقل کرتے ہوئے جس میں جلالۃ الملک تنکو سید تیرا شاہ ملایا کے دورہ پاکستان کے موقعہ پر ان کی خدمت میں اسلامی کتب اور انگریزی ترجمۃ القرآن پیش کرنے کا ذکر ہے، رقمطراز ہے :-

"کیا پاکستان کی کسی مسلم جماعت کو بھی یہ توفیق ہوئی کہ وہ تنکو سید تیرا کو قرآن مجید ہدیہ کر سکے؟ — اگر نہیں تو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ شاہ ملایا پاکستان سے جو تاثرات لے کر گئے ہیں، ان میں ایک تاثر یہ بھی ہوگا کہ اس مملکت میں سب سے زیادہ دینی جذبہ رکھنے والی جماعت، احمدی جماعت ہے، جس نے شاہ کی خدمت میں "اسلامی" کتب کا سیٹ پیش کیا، سوچئے! کیا اس واقعاتی تاثر کے بعد شاہ ملایا آسانی سے اس بات کو سمجھ پائیں گے کہ قادیانی حضرات کے عقائد امت مسلمہ سے الگ ہیں، اور جب کبھی احمدیہ جماعت کو ملایا میں تبلیغ کے لئے کام کرنے کی راہ میں کوئی مشکل پیش آئے گی تو کیا شاہ کا یہ تاثر اس جماعت کی راہ کو ہموار نہیں کر دے گا؟

تبلیغ دین سے اہل حق کی غفلت اور ان گروہوں کی یہ گرم جوشی جن نتائج پر ہوگی، ان کو سامنے لائیے اور پھر رب ذوالجلال کے حضور اس مقبولیت پر غور کیجئے جو اسلام کی حفاظت و حمایت کے اونچے دعووں کی بناء پر ہم آپ سے میدان محشر میں ہوگی!!!"

ہمیں افسوس ہے کہ "المنبر" لائل پور نے اس خبر میں خواہ مخواہ عقائد کی بحث گھسیڑ کر ایک ایسے خیال کا اظہار کیا ہے جس کا کسی کو نشان و گمان نہیں ہو سکتا، شاہ ملایا اگر اس پیشکش سے یہ تاثر لیں کہ جماعت احمدیہ ہی ایک تبلیغی جماعت ہے، تو اس میں کونسی خلاف حق بات ہے کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ آج تبلیغ دین کی خدمت محض اسی جماعت کے حصہ میں آئی ہے جو حضرت مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہے، اگر ملایا میں بھی اس خدمت کی سرانجام دہی کے لئے توفیق اس جماعت کو مل جائے تو "المنبر" کو اس سے دکھ کیوں ہے؟ جب اس کے نام نہاد "اہل حق" کو یہ توفیق میسر نہیں، تو حق کے پھیلانے والوں کو برا کہنا کہاں کا حق اور انصاف ہے۔

"انصاف پسند"

کچھ دن ہوئے پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر اے آر کارنیلیس نے کراچی بار ایسوسی ایشن کی ایک بزم مذاکرہ کی جس کا موضوع تھا "انصاف پسند فرد کی خصوصیات"، اپنی صدارتی تقریر میں یہ الفاظ کہے :-

"جو لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے انہیں انصاف پسند نہیں کہا جا سکتا ...... ممکن ہے کہ یہ لوگ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بڑی پسندیدہ شخصیت کے مالک سمجھے جائیں، لیکن چونکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی برتر طاقت کے سامنے جوابدہ نہیں اس لئے وہ انصاف پسند نہیں ہیں، انصاف پسند شخص وہ ہے جو مملکت کے بارہ میں اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ ہو جس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور جسے قیامت کے روز سرخرو ہونے کا یقین ہو"

مسٹر جسٹس کارنیلیس کے یہ الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، فی الحقیقت جس کے دل میں خدا کا خوف اور یوم آخرت کے محاسبہ کا یقین نہ ہو، وہ انصاف پسند نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم نے جا بجا خشیت اللہ اور تقوےٰ پر زور دیتے ہوئے یوم آخرت کے محاسبہ کا یقین دلایا ہے، جسٹس کارنیلیس کا اسی حقیقت پر زور دینا بتاتا ہے کہ وہ حق و انصاف کی اس عدالت کے اہل ہیں، جس پر انہیں بٹھایا گیا ہے۔

ایک امتحانی پرچہ کے سوالات

معاصر "المنبر" نے لاڑکانہ (سندھ) کے کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کے ایک ماہانہ امتحان (دیکم ستمبر) کے ایک پرچے سے حسب ذیل سوال نقل کئے ہیں :-

۱- آپ ناچنا جانتے ہیں؟
۲- آپ گانا جانتے ہیں؟
۳- ناچنے والی آپ کو کونسی پسند ہے؟
۴- کیا آپ سٹیج پر ہیرو اور مسخرے کا پارٹ ادا کر سکتے ہیں؟
(۵) آپ پکا گانا گاتے ہیں یا ہلکا پھلکا؟
(۶) ناچ کس کس قسم کے ناچ سکتے ہیں۔

ہمیں حیرانی ہے کہ کامرس اینڈ اکنامکس کے کالج کا ان سوالات سے کیا تعلق ہے، کیا کامرس اینڈ اکنامکس میں ناچ رنگ کا ہونا بھی ضروری ہے؟ کیا یہ امتحانی سوالات پاکستان کے محکمہ تعلیم کی نظروں سے گذرے ہیں؟ اگر گذرے ہیں تو ان پر کیا نوٹس لیا گیا؟ کیا یہ پاکستانی طلباء کے دین و اخلاق پر ڈاکہ نہیں کہ کالجوں میں انہیں کنچنیوں اور بھانڈوں کا ہم مشرب بننے کی تعلیم دی جائے؟

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

(۳)- حضرت میاں عبدالحق صاحب جہلمی صحابی حضرت مسیح موعود صاحب فراش ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے

ایمان اور عملِ صالح کے بغیر انسان گھاٹے اور نقصان میں ہے ــــ تاریخ زمانہ کی شہادت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت وتواصوا بالحق۔ وتواصوا بالصبر ــــــــ (سورۃ العصر) ــــ

خداتعالیٰ اور رسولؐ کے معاندین گھاٹے میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو مخاطب کرکے اس کے سامنے زمانہ کی تاریخ پیش کی ہے فرمایا والعصر۔ گذرا ہوا زمانہ تمہارے سامنے ہے۔ تاریخی واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس گذرے ہوئے زمانہ میں کئی طرح کے انسان نظر آتے ہیں۔ ایک وہ جو خدا اور اس کے رسولؐ کے مقابل پر کھڑے ہوئے اس گمان کی بناء پر کہ ہم مال اور جتھے کے مالک ہیں۔ نحن اکثر اموالاً واولاداً۔ ہمارے پاس دولت ہے، جتھا ہے۔ ہم عزت و عظمت کے مالک ہیں، ہم مقتدر ہیں، خدا کا فرستادہ ہمارے مقابلے پر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ نہ اس کے پاس دولت ہے، نہ جتھا، نہ وہ رتبہ اور اقتدار رکھتا ہے۔ لیکن وہ صاحب اقتدار اور عزت و عظمت والے لوگ جو خداتعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقابل پر کھڑے ہو گئے ان کا کیا حشر ہوا؟ والعصر زمانہ گواہ ہے کہ ابو جہل، شیبہ، عتبہ ابو لہب وغیرہ جو خدا اور اس کے پیغمبر کے دشمن تھے اور سمجھتے تھے کہ ہم اس شخص کو کچل کر رکھ دیں گے وہ اپنے منصوبوں میں ناکام رہے والعصر زمانہ گواہ ہے، کہ وہ برباد کر دیئے گئے۔ بادشاہوں کا اس میں ذکر ہے۔ بعض بڑے بڑے بادشاہ کبھی خدا اور رسولؐ کے خلاف اُٹھے وہ بھی ختم ہو گئے۔

خداتعالیٰ اور رسولؐ کی فرمانبرداری نہ کرنیوالے گھاٹے میں

ایک قوم اور ہے وہ لوگ مقابلہ میں تو کھڑے نہیں ہوتے لیکن ان کے عمل کے اندر خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری نہیں پائی جاتی ان کے پاس مال کی فراوانی ہے انہیں اقتدار حاصل ہے، لیکن فراوانیٔ مال اور اقتدار نے ان کو خداتعالیٰ اور رسولؐ سے غافل کر دیا ہے، اس محسن ہستی کو بھول جاتے ہیں جس نے ان کو یہ مال و متاع اور اقتدار عطا کیا بطراً ورئاء الناس وہ لوگ اپنے اقتدار اور وجاہت کے باعث لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں۔ وہ اپنے نمود کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں۔ لیکن خدا کے لئے بخل کرتے۔

ان الانسان لفی خسر۔ یہ سب لوگ بڑے گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔ وہ جن کے پاس دولت تھی، جتھہ تھا۔ سلطنت حاصل تھی اقتدار اور وجاہت کے مالک تھے، انکی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ زمانہ بتاتا ہے اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ وہ لوگ بہت ہی گھاٹے میں رہے۔

ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے

ہر انسان جتنی زندگی گذار چکا ہے وہ اپنا محاسبہ کرے، وہ لوگ جو کبھی کبھی کسی کو بُرا بھلا کہہ دیتے ہیں اور کلمہ گو کو کافر بنا دیتے ہیں وہ بھی ذرا اپنا محاسبہ کریں کہ یہ کس حد تک خدا اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔ ایسا شخص کس حد تک سوسائٹی اور معاشرے کے حقوق کو نگاہ رکھتا ہے۔ ان الانسان لفی خسر۔ اکثر انسانوں کی حالت بہت بڑے گھاٹے کی نظر آتی ہے، حدیث میں ہے من حاسب نفسہٗ لم یحاسبہ اللہ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے، خدا اس کا محاسبہ نہیں کرے گا۔ انسان سوچے کہ میری گذشتہ زندگی جو دنیاوی ضروریات کے حاصل کرنے میں گذری ہے، اس کا کتنا حصہ میں نے خداتعالیٰ اور رسولؐ کی فرمانبرداری میں گذارا ہے۔

وہ قوم جو گھاٹے میں نہیں

الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت

مگر ایک قوم ہے جو گھاٹے میں نہیں ہے۔ وہ قوم وہ ہے جس کا ایمان پختہ ہے، اور انہیں یقین ہے کہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے ہمارے لئے کچھ احکام ہیں، جن کی پابندی میں فائدہ ہے جتنا جتنا ان کے دل میں ایمان بڑھتا ہے ان کے دل منوّر ہوتے ہیں۔ ان سے بدی کا ارتکاب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مسلمان بننے کے بعد اسکے عمل اچھے نہیں اور زندگی کے روزمرّہ حالات اور سوسائٹی کے ساتھ معاملات اچھے نہیں تو اس کا اسلام لانا اس کے لئے مفید نہ ہوا۔ ان کی زندگی نفسانی اغراض اور خود غرضیوں میں گذرتی ہے، وہ دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں، ایسا شخص خدا اور خدا کی مخلوق کی نگاہ میں گر جاتا ہے، الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت۔ مگر جن کے اعمال ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا ایمان پختہ ہے اُن کو گھاٹا نہیں۔ اس لئے اللہ اور رسولؐ نے تلقین کی ہے کہ دلوں میں ایمان بٹھاؤ۔ دلوں کو نور ایمان سے منوّر کرو۔ اعمال کے اندر خوبصورتی پیدا کرو ورنہ تمہاری زندگی گھاٹے میں ہے۔ وہ شخص جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر اپنی زندگی درست نہیں کرتا وہ زیادہ گھاٹے میں ہے۔

دوہری حجت اور دوگنی سزا

خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں قصور کریں تو وہ دوگنی سزا کی مستحق ہوں گی، کیونکہ قرآن اُن کے گھروں میں پڑھا جاتا ہے۔ ان کا گھر مہبط وحی ہے۔ ہم پر بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ کلمہ پڑھتے ہوئے اور پہلوں کے حالات کو جنہوں نے خداتعالیٰ اور رسولؐ کی نافرمانی کی سامنے رکھتے ہوئے ہم نے اپنے اعمال میں تبدیلی نہ کی تو ہمارا حشر پہلوں سے بدتر ہے یہ جماعت جس نے ایک امامؑ کو دیکھا ہے اور اس کے ہاتھ پر اقرار کیا ہے کہ ہم پکے مسلمان بنیں گے۔ لوگوں کے حقوق تلف نہیں کریں گے۔ خداتعالیٰ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کریں گے یہ قوم دیکھ لے کہ ایک امامؑ کی وجہ سے اس پر دوہری حجت قائم ہو چکی ہے اس لئے اسے بہت زیادہ ڈرنا چاہیئے اور اپنے اعمال کو درست کرنا اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کو اپنی ذمہ داری کا احساس

لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو مسعودؓ سے فرمایا یا ابا مسعود اقرأ علیّ القراٰن۔ اے ابا مسعودؓ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ وہ بڑے متعجب ہوئے۔ عرض کیا حضورؐ اعلیک اقرأ وعلیک انزل۔ آپؐ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپؐ پر تو اترا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں انی

احب ان اسمعہ من غیری مجھے لطف آتا ہے کہ میں دوسرے سے قرآن سنوں۔ انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور جب اس آیت پر پہنچے کہ:-

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدا؟ اس وقت کیا حالت ہوگی جب ہر قوم میں سے پیغمبروں کو گواہ بنا کر لائیں گے، اسی طرح آپ بھی بطور گواہ لائے جائیں گے جب ابو مسعودؓ اس آیت پر پہنچے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسبک الآن۔ بس کیجئے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو عیناہ تذرفان آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ احساس ہے ذمہ داری کا، آپ کو بہت بڑا احساس تھا کہ میری بھی کوئی ذمہ داری ہے اور خدا تعالیٰ مجھ سے بازپرس کرے گا وہ فرماتا ہے لنسئلن المرسلین ہم اپنے رسولوں سے بازپرس کریں گے کہ تم نے کس طرح خدا کے احکام کو لوگوں تک پہنچایا، اور لوگوں سے بھی پوچھیں گے کہ تم ان احکام کو کس حد تک بجا لائے۔ تو ہم پر بڑی سخت ذمہ داریاں عائد ہیں۔

سزا سے بچنے کیلئے اعمال صالحہ اور نیک برتاؤ کی ضرورت

حضرت امام الزمان نے فرمایا کہ اگر میں قوم کو متقی نہیں بنا سکا تو میرا یہ کتب لکھنا اور مناظروں میں فتح پانا سب ہیچ ہیں کیا خدا پارٹی باز ہے کہ مسلمان کہلانے والوں کی بے جا حمایت کرے اور خواہ اس کے کیسے ہی اعمال ہوں اسے جنت میں داخل کر دے قطعاً نہیں وہ رب العالمین ہے اصل چیز اعمال ہیں اگر مسلمان قوم کے اعمال اچھے نہیں تو خدا ان کو پسند نہیں کر سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیؓ کو متنبہ کیا لا اغنی عنک من اللہ شیئا میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا اور اپنی پھوپھی سے فرمایا لا اغنی عنک من اللہ شیئا میرے اختیار میں نہیں کہ میں آپ کے کچھ کام آ سکوں۔ تمہارے اعمال ہی تمہارا ساتھ دیں گے۔ تو اگر آپؐ اپنے جگر گوشہ اور اپنی پھوپھی کے کام نہیں آ سکتے اور آپؐ کو اختیار حاصل نہیں کہ خراب اعمال کی صورت میں ان کو چھڑا سکیں تو دوسروں کا کیا حال؟ ۔ ابو موسیٰ اور معاذ بن جبلؓ کو یمن میں گورنر بنا کر آپ نے بھیجا اور کہا وکرائم اموالھم۔ غیر مسلم کا مال حلال غنیمت سمجھ کر ہڑپ نہیں کرنا۔ لوٹ مار ہمارا مذہب نہیں۔ اور فرمایا اتق دعوۃ المظلوم مظلوم کی آہ سے بچنا اس کی آہ آسمان تک جائے گی۔ غیر مسلم کی دل آزاری کے باعث مسلمان گورنر بھی سزا یاب ہو جائے گا۔

خدا کا تعلق نیکوں سے

غیر قوموں میں بھی اچھے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ خدا ان کو پسند کرتا ہے۔ مسلمانوں میں نالائق آدمی پیدا ہوں تو خدا انہیں پسند نہیں کرتا۔ حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیفہ سنایا کہ ان کو جموں میں ایک ملازم کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے امرتسر اپنے سسرال میں خط لکھا کہ مجھے کوئی نوکر بھیج دیں۔ انہوں نے ایک مولوی کو بھیج دیا۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے بازار سے سودا لانے کے لئے اس مولوی کو دو روپے دیئے۔ وہ سودا لے آیا اور ساتھ ہی دو روپے واپس لا کر مجھے دے دیئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے سودا لے لیا تھا مگر جب وہ بنیا کافر بے ایمان اندر گیا تو میں روپے لے کر بھاگ آیا۔ اس پر مولانا نورالدین نے کہا کہ مولوی جی آپ واپس چلے جاؤ آپ امرتسر ہی کے لائق ہیں کیا اس مسلمان مولوی سے جو بے ایمان ہے خدا خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو بلی کتے کا بھی خدا ہے چہ جائیکہ مسلمان کو گھمنڈ ہو کہ خدا کا میرے ساتھ خاص تعلق ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری زندگی کے تمام معاملات، لین دین، ملازمت اور تجارت میں نظر آئے کہ یہ شخص باخدا ہے۔

دوسروں کو نیکی اور صبر کی تلقین

وتواصوا بالحق۔ دوسرا کام یہ کرو کہ تم خود عمل کرو، اور دوسروں کو باخدا بننے کی تلقین کرتے رہو۔ تمہارے اندر ایمان ہو، لوگوں کو حق کی نصیحت کرتے رہو، زندگی اس کے مطابق ہو اور حق کی طرف بلاؤ۔ وتواصوا بالصبر۔ جس بات کی طرف بلاتا ہو اس پر خود بھی استقامت کے ساتھ کھڑا ہو اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتا رہے۔

مفید لائحہ عمل

اس سورت نے نہایت مفید لائحہ عمل قوم کے سامنے رکھا ہے اس نے بتایا ہے کہ آدم سے لے کر آج تک کی تاریخ تمہارے سامنے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور برے آدمی دنیا میں ہو گذرے ہیں، یہ تاریخ بتا رہی ہے کہ برے آدمی کا حشر کبھی اچھا نہیں ہوا اور وہ ہمیشہ نقصان میں رہا، اس لئے اپنی زندگی پر غور کرو کہ کتنا وقت ضائع کیا، دوسروں کو اپنے تئیں کس حد تک نقصان پہنچایا۔ اور کس حد تک مخلوق خدا کی خیر خواہی کی۔ کتنی توجہ اور کتنا مال اس کی بھلائی کے لئے صرف کیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

تبصرہ

دو ضروری رسائل

محترم شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن نے دو ضروری رسالے ہمیں اعلان و تبصرہ کے لئے ارسال کئے ہیں:-

(۱) ہمارے عقائد

(۲) مصائب میں قرآن کی ہدایات

ان میں سے اول الذکر رسالہ جس میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے سلسلہ احمدیہ کے معتقدات حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے نقل کئے ہیں، قبل ازیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے کثیر تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے، اب شیخ انعام الحق صاحب نے بعض احباب و خواتین کی امداد و اعانت سے اسے دوبارہ دیدہ زیب کتابت و طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر چھپوا کر شائع کیا ہے۔

دوسرا رسالہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے ایک خطبہ جمعہ پر مشتمل ہے، جو انہوں نے اپنے داماد شیخ ایس ایم حسن کی وفات پر ۲۱ نومبر کو دیا، اس خطبہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے مصائب و صدمات کے موقعہ پر قرآن کریم کی تعلیمات اور اسوۂ نبوی صلعم اور صحابہ کرامؓ کے طریق عمل سے صبر و استقامت کے جو شاندار نمونے پیش کئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان کو ان سے واقف کیا جائے تاکہ وہ ان کی پیروی سے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکیں۔ ان دونوں رسائل کی اشاعت کے لئے شیخ انعام الحق صاحب قابل شکریہ ہیں، ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی وہ اس قسم کے رسائل کی اشاعت سے بھائی ... مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے موقف اور طریق سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ دونوں رسائل پر کوئی قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ :-

شیخ انعام الحق صاحب مکان نمبر [illegible] (... کلاس) اعظم پورہ، حیدرآباد دکن (انڈیا)

گرنتھی نمبر

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مرحوم کے حالات زندگی اور تبلیغی کاموں کے متعلق پیغام صلح کا ایک خاص نمبر عنقریب شائع کیا جائے گا۔ جن احباب کو شیخ صاحب مرحوم کے متعلق کوئی بات معلوم ہو، یا کوئی مقالہ لکھنا چاہیں وہ ایک ہفتہ کے اندر لکھ کر بھیج دیں۔

— ادارہ —

شیخ محمد طفیل صاحب امام ووکنگ مسجد انگلستان

مکتوبِ ووکنگ

بچپن میں کبھی سنا تھا :-

"باپ :- بیٹا ہم نے جمعہ کی نماز کس دن پڑھی تھی تمہیں کچھ یاد ہے ؟

بیٹا :- یاد تو مجھے بھی نہیں ، میرا خیال ہے بدھ کے روز پڑھی تھی -

باپ :- ہاں ہاں ٹھیک ہے اب یاد آ گیا - بدھ کے دن ہی پڑھی تھی "

بس اسی قسم کا واقعہ ہمیں بھی پیش آیا - لندن میں ہمارے جو کچھ مہربان ہیں وہ کبھی کبھی ہمارے متعلق بہت سے پرکی اڑاتے رہتے ہیں - کچھ دن ہوتے جناب رشید احمد صاحب جالندھری سے ملاقات ہوئی (رشید احمد صاحب ازہر کے تعلیم یافتہ ہیں اور آج کل اسلامک کلچرل سنٹر کے نائب مہتمم ہیں) کہنے لگے مسجد ووکنگ کے متعلق ایک صاحب یہ مشہور کر رہے تھے کہ وہ لوگ جمعہ کی نماز اتوار کو پڑھتے ہیں - رشید صاحب کو سن کر کچھ تعجب ہوا - قاسمی صاحب (جو ان کے دوست ہیں اور اکثر ووکنگ آتے ہیں) سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بات یہ ہے کہ اتوار کو ظہر کی نماز کے بعد وہاں قرآن مجید کا درس ہوتا ہے یا کسی اور اسلامی مضمون پر تقریر ہوتی ہے -

شکر ہے جلدی ہی اس امر کی وضاحت ہو گئی ورنہ ..... ان لوگوں نے تو یہ پروپاگنڈا شروع کر دیا تھا کہ ووکنگ والوں نے دین کا حلیہ ہی بدل ڈالا ہے -

گزشتہ اتوار رشید احمد صاحب جالندھری ووکنگ تشریف لائے - حسب معمول نماز کے بعد مولینا محمد یعقوب خاں صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا - جب یہ مجلس برخواست ہوئی تو میں نے آہستہ سے بتایا یہ ہماری جمعہ کی نماز تھی ! رشید صاحب یہ سن کر ہنس پڑے - بعد میں ان کی طرف سے ذیل کا مکتوب موصول ہوا :-

" لندن - ۶۲-۱-۲

۷۸۶

مکرمی شیخ صاحب

سلام مسنون

سالِ نو کے آغاز میں ووکنگ مسجد کی سیر و سیاحت کو ایک نیک فال جانتا ہوں -

میں آپ کے حسنِ انتظام مسجد و آمنس کے نشاء عمل اور جناب مولوی یعقوب خان صاحب کی خاموش خدمت دین پہ آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں -

آخر میں میں آپ اور بالخصوص آپ کی اہلیہ صاحبہ کی مہمان نوازی پر آپ دونوں کا ممنون ہوں -

اُمید ہے آپ اور آپ کے بال بچے خیریت سے ہوں گے - سب دوستوں کی خدمت نیازمندانہ سلام شوق عرض ہے - آپ کا مخلص

رشید احمدؐ جالندھری

ہاں وہ شیخ شلتوت کی کتاب کا نام الفتاوی" مطبوعہ دسمبر ۱۹۵۹ء اور الاسلام" (عقیدہ و شریعۃ) مطبوعہ اکتوبر ۱۹۵۹ء ہے - یہ دونو کتابیں . . . . ازہر کے ثقافتی ادارہ نے شائع کی ہیں جن پہ یہ الفاظ مرقوم ہیں " مطبوعات الادارة العامة للثقافة الاسلامیة بالازھر -

ریبرت کے نمائندہ خصوصی کا تاثر

مکرمی بابو غلام قادر صاحب ڈار نے "ریبرت" کا ایک تراشا بھیجا ہے جس میں ان کے نمائندہ خصوصی نے ہمارا "ڈھول کا پول" کھولا ہے - اور غیر ممالک میں ہماری تبلیغ کا کچھ آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے - ارشاد ہوتا ہے :-

"کمپنیوں کے اس شہر میں سب سے عجیب و غریب کمپنی کا نام "احمدی کمپنی" ہے یہ کمپنی ایسے پرزے تیار کرتی ہے جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں - اس کمپنی کی ایک شاخ (بھارت) میں ہے اور دوسری ربوہ (پاکستان) میں - اس کمپنی کی سرپرستی انگلستان کی حکومت ایک خاص مقصد کے تحت کرتی ہے - لندن کی دو مسجدوں پر احمدی کمپنی کا قبضہ ہے - ایک کا نام پٹنی مسجد ہے ، دوسری کا نام ووکنگ مسجد "

(۱) - اس احمدی کمپنی کے نام کا پہلی دفعہ ریبرت کے نمائندہ نے انکشاف کیا ہے یا محض زیب داستان کے لئے انہوں نے یہ نام ایجاد کر لیا ہے -

(۲) حکومت انگلستان کن مقاصد کے تحت اس فرضی کمپنی کی سرپرستی کر رہی ہے - اس کی کچھ وضاحت نہیں فرمائی -

(۳) جماعت ربوہ کی جو مسجد پٹنی میں ہے اس کا نام "لندن ماسک" ہے - لندن میں "ووکنگ مسجد" نام کا کوئی ادارہ نہیں - ووکنگ لندن مضافات میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر ایک اور شہر ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریبرت کے نمائندہ خصوصی یا تو لندن کبھی آئے ہی نہیں یا انہوں نے محض ادھر ادھر سے کچھ کہانیں سن کر مضمون لکھ دیا ہے اس لئے کہ آگے چل کر وہ لندن میں ایک تیسری مسجد کا بھی ذکر کرتے ہیں جس کا نام شاہجہان مسجد ہے - یک نہ شد دو شد - ووکنگ کی جو مسجد ہے اسی کا نام شاہجہان مسجد ہے - آگے چلئے :-

"ان دونوں مسجدوں کے امام امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں اور لندن آنے والے مسلمانوں کو اپنے دام میں پھانسنے کے فرائض پر اپنی توجہ زیادہ مرکوز رکھتے ہیں - اس مقصد کے لئے لندن آنے والے مسلمانوں کو وہ ملازمت شادی عزت اور شہرت کے سبز باغ بھی دکھاتے ہیں ، اور حسین و جمیل "میموں" کی زیارت کرانے کے سامان بھی زیر زمین فراہم کئے جاتے ہیں "

اب اس پر اور کیا کہا جائے لعنت اللہ علی الکاذبین -

پھر ارشاد ہوتا ہے :-

" لندن کی تیسری مسجد کا نام شاہجہان مسجد ہے - یہ مسجد پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں تھی اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے ایک خاص شہرت رکھتی تھی لیکن آج کل اس پر لاہوری مرزائیوں نے اپنا تالہ ڈال رکھا ہے - یہ مسجد لندن سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور سال میں صرف تین مرتبہ کھولی جاتی ہے - دو مرتبہ عیدین کے موقعہ پر اور تیسری بار جب مرزائیوں کا جلسہ ہو "

شاہجہان مسجد کی ۱۸۸۹ء میں تعمیر ہوئی اس وقت سے لے کر ۱۹۱۲ء تک جب تک خواجہ کمال الدین مرحوم نے اسے آکر آباد نہیں کیا یہ عام طور پر مقفل پڑی رہتی تھی - خواجہ صاحب مرحوم کے آنے سے پیشتر اس مسجد کی کوئی تبلیغی سرگرمیاں تھیں ہی نہیں - اس کی تبلیغی سرگرمیاں تو خواجہ صاحب کے آنے پر شروع ہوئیں اور اس میں شک نہیں کہ اس کو ان سرگرمیوں کی وجہ سے کافی شہرت حاصل ہوئی جو آج تک قائم ہے - ۱۹۱۲ء کے بعد اس کی تبلیغی سرگرمیاں ووکنگ مسلم مشن اور احمدیہ انجمن لاہور ہی کی مرہون منت ہیں -

(باقی پر ۱۱ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کا اختیار کردہ طریق حقائق سے گریز کی کوشش ہے

اصولی طریق کو چھوڑ کر غیر اصولی طریق کو اختیار کرنا محقق انسان کا کام نہیں

"الفضل" میں میرے مضامین کے اثر کو زائل کرنے کے لئے متواتر کوشش ہو رہی ہے حالانکہ وہ مضامین حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایسی تحریروں پر مشتمل ہیں جن میں حضورؑ نے صریح طور پر زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ایک فرد قرار دیا ہے۔ اپنے مضامین میں جن تحریروں کا میں نے حوالہ دیا ہے وہ صرف ان کتب سے ہی نہیں لی گئیں جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت سے قبل شائع ہو چکی تھیں بلکہ ان سب دوسری کتب سے بھی لی گئی تھیں جو اس اشتہار کی اشاعت کے بعد لکھی گئیں اور شائع کی گئیں یہاں تک کہ چشمۂ معرفت کے حوالے بھی میرے مضامین میں موجود ہیں اور ایڈیٹر اخبار عام کے نام جو مکتوب حضورؑ کی طرف سے لکھا گیا اور جو حضورؑ کی آخری تحریر ہے اس کا حوالہ بھی میرے مضامین میں موجود ہے، اور یہ تحریریں ایسی نصوص صریحہ کا حکم رکھتی تھیں کہ ایک محقق انسان جس کے دل و دماغ پر تقویٰ اللہ کا تسلط ہو اور جو خدا کی رضا کو انسانوں کی رضا پر مقدم رکھتا ہو اس کی شان تو یہ ہونی چاہیئے تھی کہ جو استدلال میں نے اپنی پیش کردہ تحریروں سے کیا ہے اور جس کو میں نص صریح کے نام سے نامزد کرتا ہوں یا تو معقول اور مضبوط دلائل سے اس کا غلط ہونا ثابت کرتا یا حضور کی ایسی تحریریں پیش کرتا جن سے یہ ثابت ہوتا کہ حضورؑ نے اپنے اس عقیدہ میں کہ حضور زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں تبدیلی کر لی ہے اور ان دونوں طریقوں میں سے کوئی ایک طریق ہی متنازعہ فیہ مسئلہ کے حل کا صحیح اور نتیجہ خیز طریق ہو سکتا ہے لیکن جناب مولوی اللہ دتہ صاحب نے ان دونوں طریقوں کو چھوڑ کر ایک تیسرا طریق اختیار کیا ہے جو قطعاً اس مسئلہ کو حل کرنے میں ممد نہیں ہو سکتا اور وہ طریق یہ ہے کہ بجائے دلائل کا جواب دلائل سے دینے کے میری ایک تحریر شائع کر دی ہے جس میں میں نے حضرت اقدسؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کیا ہوا ہے۔ غالباً میری اس تحریر کو پیش کرتے وقت جناب مولوی صاحب موصوف یہ بھول گئے کہ میری یہ تحریر اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہے جب میں جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت میں داخل تھا اور عقائد میں انہی کی ہم نوائی کرتا تھا اور یہ حقیقت دونوں جماعتوں کے ہر فرد پر واضح تھی۔ پھر نہ معلوم کہ کس شخص کو قائل کرنے کے لئے یہ تحریر پیش کی گئی ہے، اگر یہ طریق حقائق سے گریز نہیں تو اور کیا ہے۔

اعتراف غلطی

میں جناب مولوی صاحب موصوف اور ان کے ہم خیال تمام دوستوں کی آگاہی کے لئے واضح الفاظ میں اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے حضرت اقدسؑ کے مقام کے متعلق اس تحریر میں لکھا وہ بالکل غلط لکھا، اور صحیح وہی ہے جو میں نے اب لکھا ہے میں پھر اقرار کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں میں نے حضرت اقدس کے اصل مقام کو سمجھنے میں سخت غلطی کھائی اور اس وقت میرا اس غلطی میں مبتلا ہونا اس وقت کے حالات کے ماتحت بالکل ممکن اور قرین قیاس تھا بلکہ یہ بات موجب تعجب ہوتی اگر میں اس غلطی کا شکار نہ ہوتا جیسا کہ میں آگے چل کر اس کی وضاحت کر دوں گا۔

غلطی کا علم ہو جانے کے بعد مومن کا طریق کار کیا ہونا چاہیئے

یہاں میں صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ غلطی کا علم ہو جانے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے میرا عمل درآمد قرآن کریم کی اس آیت پر ہوتا ہے لم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۔ یعنی غلطی کا علم ہو جانے کے بعد مومنوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے بلکہ اُسے فوراً واپس لے لیتے ہیں اور اپنی غلطی کے اقرار اور اسے واپس لینے میں وہ آیت لایخافون لومۃ لائم کا مصداق ہوتے ہیں یعنی اس کے متعلق کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف اُن کے دامنگیر نہیں ہوتا اور نہ انہیں اپنی غلطی کو واپس لینے سے روکتا ہے آپ جیسے احباب مجھے ہزار دفعہ اپنی ملامتوں کا ہدف بنائیں مجھے اس کی پرواہ نہیں میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا پروردگار مجھ پر راضی ہو۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا یہ قول کہ الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل۔ یعنی باطل پر مُصر رہنے سے حق کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے میرے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہا ہے پھر مجھے میرے آقا حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل فرمان بھی راہ حق کی طرف رہنمائی کرتا رہتا ہے ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

آئمہ سابقین اور حضرت مسیح موعودؑ کا اُسوہ

علاوہ ازیں ہمارے بزرگوں کا عمل بھی اسی اصول پر رہا ہے جو ہمارے لئے اُسوہ کا کام دیتا ہے کاش ہم ہمیشہ اس پر عمل کرنے کے لئے تیار رہیں۔

جناب مولوی اللہ دتہ صاحب پر غالباً یہ مخفی نہیں ہوگا کہ ہمارے آئمہ دین ہمیشہ اپنے اقوال سے رجوع کر لیا کرتے تھے جب انہیں ان کے غلط ہونے کا علم ہو جاتا تھا حالانکہ اُن کے سابقہ اجتہادات بھی کسی نہ کسی قرآنی آیت پر ہی مبنی ہوتے تھے لیکن جب کسی دوسرے مجتہد کا اجتہاد انکے سامنے آتا اور وہ انہیں اپنے اجتہاد کے مقابلہ میں درست معلوم ہوتا تو وہ فوراً اپنے اجتہاد کو ترک کر کے دوسرے مجتہد کے قول کو اپنا لیتے اور یہ ایسی مشہور بات ہے جس سے جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جیسے عالم ناواقف نہیں ہو سکتے۔

سابق بزرگوں کے علاوہ خود حضرت مسیح موعودؑ کا دستور العمل بھی ہمارے سامنے ہے آپ سے یہ امر مخفی نہیں کہ حضورؑ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات اور ان کے دوبارہ نزول کے اسی طرح قائل تھے جس طرح عام مسلمان قائل تھے لیکن جب آپ پر اس عقیدہ کی غلطی واضح ہو گئی تو حضورؑ نے کس صفائی اور وضاحت سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کیا اور لوگوں کی ملامت وغیرہ کا ذرہ بھی خوف نہ کیا اس اقرار پر مخالفت ہوئی اور بہت ہوئی دوست دشمن ہو گئے اور کئی ساتھی ساتھ چھوڑ گئے۔ کفر کے فتوے لگے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھی لغزش نہیں آئی کیونکہ لوگوں کی ناراضگی پر حضورؑ نے خدا کی رضا کو مقدم ۔۔۔ رکھا ہوا تھا۔

- - - - - - - - - - - - - -

وفات مسیح کے متعلق چند اشعار

اسجگہ غیر موزوں نہ ہوگا اگر وفات مسیح کے متعلق حضورؑ کے چند اشعار یہاں نقل کر دیئے جائیں

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں اُٹھتا ہے میرے سو سو ابال
ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اسکو فرقاں سربسر
اس کے مرجانیکی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
برخلاف نص یہ کیسا جوش ہے
سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے

(دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۴ و ۷۶۵)

دو اہم امر

اشعار مندرجہ بالا میں حضورؑ نے دو اہم امر بالکل واضح کر کے بیان فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ قرآن کریم کی تیس آیات حضرت مسیح ابن مریم کی وفات ثابت کر رہی ہیں دوسرا امر یہ بیان کیا کہ یہ آیات ان کی وفات پر نص صریح ہیں نص کے خلاف عقیدہ رکھنا محض نفسانی جوش کے نتیجہ میں ہی ہو سکتا ہے ورنہ جس شخص کے ہوش و حواس درست ہوں اور دل میں اللہ کا تقویٰ ہو وہ نص کے خلاف عقیدہ نہیں رکھ سکتا یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کی موجودگی میں متقی انسان اسی عقیدہ کو اختیار کرے گا جس پر نص دلالت کر رہی ہوگی۔

مسیح موعود کا مطالعہ قرآن

اب یہ مسلم ہے کہ مسیح موعود کا دعوےٰ کرنے سے قبل بھی حضورؑ نے سب سے زیادہ قرآن کریم کا مطالعہ کیا تھا اور سب سے زیادہ گہری نظر اور سب سے زیادہ تدبّر سے مطالعہ کیا تھا اور قرآن کریم کے حقائق اور معارف کا آپ پر سب سے زیادہ انکشاف ہوتا تھا جیسا کہ آپ کی تصنیف براہین احمدیہ اور دیگر کتب و مضامین سے واضح ہے لیکن باوجود اس کثرت اور اس تدبّر سے مطالعہ کرنے کے آپ کی نظر قرآن کریم کی اُن تیس آیات میں سے جو حضرت مسیح کی وفات پر بطور نص دلالت کر رہی ہیں ایک آیت پر بھی نہ پڑی اور آپ نے ان تیس آیات کے خلاف اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ میں حضرت مسیح کی حیات اور ان کے جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ نزول کا عقیدہ لکھدیا جس کو ان مخالفین نے جن کے لئے حق کا قبول کرنا مشکل ہوتا ہے صداقت کو قبول کرنے کی راہ میں آڑ بنایا ہوا ہے اور حضورؑ کی ذات کو اعتراضات کا نشانہ بناتے ہوئے یہ شور اُٹھاتے پھرتے ہیں کہ اس وقت یہ نصوص کہاں گئیں تھیں جب براہین احمدیہ میں ان کی حیات کا اعتراف کیا تھا۔

براہین احمدیہ کی عبارت

میں جناب مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہم خیال دوستوں کی یاد دہانی کے لئے براہین احمدیہ میں سے حضرت اقدسؑ کے اصل الفاظ نقل کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

براہین احمدیہ ص ۴۹۸ کے بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ میں فرماتے ہیں:۔

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا .... حضرت مسیح کی پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق مسیح ہی اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

پھر صفحہ ۵۰۵ پر فرماتے ہیں:۔

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم و ان عدتم عدنا و جعلنا جھنم للکافرین حصیرا یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر آنے کا ظاہر اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو لوگ قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالےٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلّی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدا تعالےٰ اتمام حجت کرے گا اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے"

حیات مسیح کے عقیدہ کے علاوہ بعض دیگر عقائد سے اتفاق

عبارت متذکرہ بالا میں صرف مسیح کی حیات کا ہی اقرار نہیں بلکہ ان کا نزول بھی دوبارہ اسی رنگ میں تسلیم کیا گیا ہے جس طرح عام مسلمان خیال کرتے ہیں یعنے تلوار سے کام لے کر کفر وغیرہ کو مٹائے گا حالانکہ بعد میں قرآن شریف کی آیات کی رُو سے ہی یہ ثابت کیا گیا کہ دین کے بارے میں اسلام کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں دیتا محض دلائل و براہین اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ ہی حُجت پوری کرتا ہے لیکن قرآن کریم کی ایسی آیات کی طرف اس وقت ذہن منتقل نہیں ہوا۔

دعویٰ کے بعد کے عقائد اور میرے طریق کار اور حضورؑ کے طریق کار میں مطابقت

پس جبکہ اس عظیم الشان ہستی کا ذہن ایسی آیات کے متعلق ذہول میں رہا جس نے خود اس پیشگوئی کا مصداق بننا تھا اور جس نے دنیا پر ثابت کرنا تھا کہ اسلام دین کے پھیلانے میں کسی قسم کی شدّت اور عنف کو روا نہیں رکھتا بلکہ وہ امن اور آشتی کا پیغام لے کر دنیا میں آیا ہے اور یہ اسلام کے دشمنوں کی طرف سے اسلام پر بہتان تراشا جاتا ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور مسلمانوں کے یہ خیالات کہ کوئی ایسا مسیح آنے والا ہے جو تلوار سے کام لے گا اور عنف اور شدّت سے کفر کو مٹائے گا بالکل بے بنیاد اور اسلام کی تعلیم اور اس کی رُوح کے صریح منافی ہیں پس اگر میرا ذہن ایک وقت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اصل مقام کی شناخت سے قاصر رہا تو اس میں کونسی قباحت پیدا ہو گئی جس طرح حضرت اقدسؑ نے مسیح ناصری کی وفات اور دیگر عقائد کی غلطی کو قرآن کریم کی صریح آیات سے ثابت کر کے اپنے مخالفین کو یہ کہکر ملزم کیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن کریم کے نصوص رکھ رہا ہوں اور تم میرے پہلے قول کو جس کی نصوص قرآنیہ کے مقابل کچھ بھی حیثیت نہیں ان نصوص کو ترک کرنے میں کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہو ٹھیک اسی طرح میں بھی آپ لوگوں سے یہی عرض کروں گا کہ میں تمہارے سامنے حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے صریح نصوص رکھ رہا ہوں اور آپ لوگ ان کو چھوڑنے کے لئے میری تحریر کو بہانہ بنا رہے ہو حالانکہ ان نصوص کے مقابلہ میں میری یا کسی اور کی تحریر کی کیا حیثیت ہے۔

ایک سوال

جناب مولوی صاحب اگر آپ برا نہ منائیں

توکیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ آپ نے جماعت کے ان بزرگوں کے اقوال سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے جنہوں نے نہایت کھلے الفاظ میں حضرت اقدسؑ کو بالکل انہی معنوں میں رسول تسلیم کیا ہے جن معنوں میں انہوں نے سب مجددین کو رسول تسلیم کیا ہے اور پھر حضرت اقدسؑ کی نبوت کو صریح الفاظ میں جزوی نبوت قرار دیا ہے اور حضور کی وحی کو وحی ولایت سے ہی تعبیر کیا ہے اور ان کی نبوت کو محض لغوی معنی میں مانا ہے مثلاً مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب، مولوی غلام حسن خانصاحب۔ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی ظہور الدین اکمل صاحب۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضو ان کے علاوہ جماعت میں جس قدر بھی صاحب قلم احباب ہوئے ہیں، سب نے اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے میں ایک دفعہ ان کے اقوال پیغام صلح میں شائع بھی کر چکا ہوں جن کی تردید آپ لوگوں کی طرف سے آج تک نہیں ہوسکی انشاءاللہ اب دوبارہ پھر شائع کر دیئے جائیں گے جن سے پتہ لگ جائے گا کہ حضرت اقدس اور خلیفہ اوّل رضو کی زندگی تک جماعت کا اس بارے میں کیا مذہب رہا ہے۔

ان تمام بزرگوں کے اقوال کو جب آپ نے پس پشت ڈالا ہوا ہے حالانکہ یہ جماعت کے ستون تھے اور حضورؑ کے بازو تھے تو ان کے سامنے میرے قول کی کیا حقیقت ہوسکتی ہے جو آپ اسے

میرے اسلام قبول کرنیکی مختصر کیفیت

میں ابتداء میں لکھ آیا ہوں کہ اس معاملہ میں میرا غلطی کا شکار ہونا نہ ممکن تھا بلکہ نہ ہونا موجب تعجب ہوتا۔ اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل میں اپنے مسلمان ہونے کا مختصر حال بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس کا میرا اس غلطی میں مبتلا ہونے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ میں جماعت ششم میں تعلیم پاتا تھا کہ ایک دن جماعت میں کسی طرح اوتاروں کا ذکر آ گیا۔ لڑکوں نے استاد سے دریافت کیا کہ کیا اب کوئی اوتار ظاہر ہوگا استاد نے جواب دیا کہ ہماری کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اوتار آنے والا ہے اور اس کا زمانہ بھی یہی ہے لڑکوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا علامت ہوگی استاد نے جواب دیا کہ اس کی دو بڑی علامتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو مر جائے گی دوسری یہ کہ وہ ملیچھ یعنی ناپاک لوگوں کو مارے گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں ہی بڑے الحاح سے دعا کی کہ اے خدا مجھے اوتار کی شناخت عطا فرمانا اور مجھے اس کے ساتھ ہو جانے کی توفیق بھی بخشنا یہ ایک واقعہ تھا جو گذر گیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ اس کے بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے مجھے تناسخ سے سخت نفرت پیدا ہوگئی اور اس کے نتیجہ میں جو مسلمانوں سے جذبہ نفرت ماحول کے اثر سے دل میں نشو ونما پاتا رہا تھا وہ بھی دور ہوگیا اور ہندو قوم کی سب دوسری قوموں پر برتری کا خیال بھی مٹ گیا اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خدا سے تعلق پیدا کرنے کی بے پناہ تڑپ پیدا ہوگئی اس خواہش کا اظہار میں نے اپنے خاندان کے گرو سے کیا جو ایک سادھو تھے اور جسے میرے خاندان کے تمام بزرگ خدا رسیدہ یقین کرتے تھے۔ انہوں نے کچھ منتر بتلائے اور ساتھ ہی ان کو پڑھنے کی بھی ترکیب بتلائی۔ میں نے ان منتروں کا ورد اتنا عرصہ کیا جتنا عرصہ انہوں نے مقرر کیا تھا۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا، انکو دوبارہ توجہ دلائی انہوں نے کوئی اور منتر بتلایا۔ اس کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ غالباً چار بار ان کی ہدایت کے مطابق میں نے ان کے بتلائے ہوئے مختلف منتروں کا ورد کیا مگر نتیجہ صفر ہی رہا آخر میں ان کے ذریعہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے سے مایوس ہوگیا، اس کے بعد میری ایک ایسے مسلمان سے واقفیت ہوجاتی ہے جو فقراء کا بڑا معتقد تھا میں نے اپنی خواہش کا اس سے ذکر کیا اس نے میری چند فقراء سے ملاقات کرائی۔ ان کے بتلائے ہوئے وظائف کا بھی میں نے ورد کیا مگر نتیجہ وہی صفر رہا میں قریباً ناامید ہو چلا تھا کہ کسی ذریعہ سے مجھے حضرت مرزا صاحب کی ایک کتاب مل گئی اس میں میں نے جب یہ پڑھا کہ خدا اپنے سچے طالبوں سے کلام کرتا ہے اور انہیں اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا ہے اور جب تک اس کی طرف سے انا الموجود کی آواز نہ آئے کامل تسلّی دل کو حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہوسکتا ہے تو ..... مجھے یہ قول صداقت سے پُر معلوم ہوا اور اس نے میرے دل کو اپیل کی چنانچہ ایک روز میں سجدہ میں گرا اور رو رو کر خدا سے یہی دعا کی کہ اے خدا اگر تو ہے تو تو مجھے اپنا آپ دکھلا دے یہ دعائیں قریباً ... سارا دن اور رات کا بھی کچھ حصّہ برابر کرتا رہا اور اس قدر رویا کہ زمین میرے آنسوؤں سے تر ہوگئی یہ میری اس راہ میں آخری کوشش تھی میرا خیال ہے کہ رات عشا کا وقت ہوگا کہ مجھے خفیف سی غنودگی محسوس ہوئی اور یہ آواز آئی" دیکھنے کے لئے قناعت چاہیئے" میں کسی قدر چونکا لیکن کسی نے تھپک کر مجھ پر پہلے جیسی غنودگی پھر وارد کر دی اور اس کے ساتھ ہی یہ آواز آئی" خدا کی ہستی پر نظر چاہیئے" یہ آواز دل کو منوّر کرنے والی اور ہستی باری تعالےٰ پر دل کو یقین سے بھر دینے والی تھی۔ اس کے بعد خوابوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جو جلد جلد پورے ہوجاتے تھے کشوف اور الہامات بھی شروع ہوگئے۔ خواب میں قریباً ہر روز ہی حضرت اقدسؑ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا حالانکہ میں نے نہ ان کی فوٹو دیکھی ہوئی تھی اور نہ ہی اصل شکل لیکن جس لباس اور جس شکل میں میں نے ان کو خواب میں دیکھا تھا قادیان پہنچکر اسی لباس اور اسی شکل میں پایا جب میرے دل کو تسلّی ہوگئی اور میں نے اپنے مقصود کو حاصل کر لیا تو میں نے سنہ ۱۹۰۵ء میں باہر سے ہی بیعت کا خط لکھ دیا اور اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور ۱۹۰۶ء کے بالکل ابتداء میں قادیان پہنچکر حضور کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوگیا۔ میری عمر اس وقت ۱۸، اور ۱۹ سال کے درمیان تھی اور میں میٹرک میں تعلیم حاصل کر رہا تھا یہ مختصر کیفیت ہے میرے اسلام میں اور حضورؑ کی بیعت میں داخل ہونے کی اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ میرا اسلام میں داخل ہونا علمی بحثوں کی وجہ سے نہ تھا بلکہ خدا کے فضل نے میری رہنمائی کی اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت آپ اپنا راستہ دکھلایا اور اپنی ہستی پر آگاہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میری اس درد دل سے کی ہوئی دعا کو قبول فرمایا، جو میں نے اوتار کے ظہور کا سنکر کی تھی کہ خدایا مجھے اسے قبول کرنے کی توفیق عطا کرنا اور اس کے لئے اسباب پیدا کر دیئے تحقیق پر مجھے معلوم ہوا کہ حضورؑ کے وجود میں وہ علامت بھی پوری ہوگئی جو ہمارے استاد نے بتلائی تھی کہ اس کے ساتھ لڑکی پیدا ہوگی لیکن وہ مر جائے گی اگر خدا نے توفیق دی تو انشاءاللہ اسلام قبول کرنے کے تفصیلی حالات بھی شائع کر دوں گا۔

میری شہادت کی حقیقت

میں نے اس مضمون کے شروع میں بتلایا ہے کہ میرا اس غلطی میں مبتلا ہونا بالکل ممکن اور قرین قیاس تھا بلکہ نہ ہونا موجب تعجب ہوتا تفصیل اس کی یہ ہے کہ میری شہادت دو زمانوں سے تعلق رکھتی ہے ایک اس زمانہ سے جبکہ میں اسلام میں داخل ہوکر قادیان آیا اب آپ ہی غور فرمائیں کہ ۱۸ سال کا لڑکا جو ہندو قوم سے آتا ہے اور جس کی تعلیم میٹرک تک ہو اور جس کی کیفیت اسلام میں داخل ہونے کی وہ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اس کو اسلامی اصطلاحات سے کہاں واقفیت ہوسکتی ہے اسے کیا معلوم کہ لفظ "نبی" اسلام میں کس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ جزوی اور نبوت تامہ حقیقی اور مجازی نبوت اور اصلی اور ظلی نبوت کے فرقوں کو سمجھ سکے اس نے تو حضرت مرزا صاحب کو اپنا مرشد محض اس لئے مانا کہ خدا سے ہم کلامی کا شرف انہیں حاصل ہے اور وہ خدا نما ہیں ان کے بتلائے ہوئے طریق پر چل کر اس نے اپنی ذات میں بھی کسی قدر اس کا تجربہ کر لیا اس زمانہ میں "نبی" کا لفظ تو بالعموم استعمال ہی نہ ہوتا تھا لیکن اگر کسی کے منہ سے میں نے سنا تو یہی یقین کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس شخص کو جس سے خدا ہم کلام ہو "نبی" کے نام سے پکارا جاتا ہے اس سے زیادہ میں کیا سمجھ سکتا تھا حالانکہ ممکن ہے کہ اس لفظ کو استعمال کرنے والے شخص کی مراد اس لفظ سے جزوی اور ناقص نبوت ہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم نور لٹتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸　　فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ - مطابق ۷ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۶

اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو

جماعت کو ضروری نصائح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جسکے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اسلئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔ دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کیلئے ہو، اپنے اصلی گھر کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغِ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہشیار ہو جاؤ اور اس پُر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم...... ذالک مثلھم فی التورات ـ (۲) دوسرا نام احمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے۔ مکہ کی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں، اور پھر یہ دونوں صفتیں اُمت کیلئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھہرایا۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۲-۱۳)

بحرِ حکمت کے موتی

وعن ابی جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ من احبّکم الیّ واقربکم منّی مجلساً یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقاً وانّ ابغضکم الیّ وابعدکم منّی مجلساً یوم القیامۃ الثرثارون والمتشدقون ..... والمتفیھقون قالوا یا رسول اللہ ما المتفیھقون قال المتکبرون اخرجہ الترمذی الثرثارون الذین یکثرون الکلام تکلّفاً وخروجاً عن حد الواجب والمتشدقون الذین یتکلمون بملاٴ افواھھم تفاصحاً وتعظیماً لمنطقھم المتفیھقون الذین یتوسعون فی الکلام .... ویفتحون بہ افواھھم ماخوذ من الفھق وھو الامتلاء۔

ترجمہ:-

جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں میرے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے بہت قریب بیٹھنے والے (دنیا میں بھی گویا آپؐ کے ہمجلیس) وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم لوگوں میں میرے بڑے دشمن اور قیامت میں مجھ سے دور بیٹھنے والے (دنیا میں بھی آپؐ سے دور) وہ لوگ ہیں جو بڑے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ - شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

پاکستان

خط از نجم الحق راناتشتر میڈیکل کالج ملتان

محترمی - سلام مسنون

اس سے پیشتر کہ میں کچھ لکھوں - میں اپنا تعارف اور خط کے لکھنے کی وجوہات لکھوں تاکہ حالات کے مطابق بحث ہو سکے

میں میڈیکل کالج میں فورتھ ایئر کا سٹوڈنٹ ہوں - اور میری موجودہ گھر کی کیفیت ظاہری طور پر اہل سنت والجماعت کی طرف رغبت ہے - لیکن میں کچھ سوشلسٹ قسم کا آدمی ہوں میرے بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار تھے - اور کسی زمانہ میں بہت ہی سخت تبلیغی تھے - بعد میں حالات بدلے تو نئی نسل قادیانی فرقہ سے بالکل علیحدہ ہو گئی -

میں شروع سے احمدیت اور قادیانیت کا بڑے غور سے مطالعہ کرتا رہا ہوں - اور ان کے خلاف بھی لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ کر چکا ہوں - اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا لٹریچر سارا بغور پڑھ چکا ہوں - مسیح موعود اور ختم نبوت مؤلفہ محمد علی اور ضرورت مجدد سے میں بالکل متفق ہوں - اور مرزا بشیر الدین احمد خلیفہ ثانی ربوہ کی تقریر جو کتاب کی صورت میں چھپی ہے - نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر وہ پڑھنے سے مرزا صاحب کے خیالات احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق جو میرا فیصلہ ہے کہ ان کو غیر شخص کسی طرح ماننے کو تیار نہیں ہو سکتا - اس میں انہوں نے صرف یہ ثابت کیا ہے کہ محمد علی کو ہم سے حسد تھا - دشمنی تھی - اور وہ خلیفہ بننا چاہتا تھا - اس لئے ہم سے جدا ہو گیا - لیکن وہ بالکل غلط معلوم ہوتا ہے آپ کی دس شرائط بیعت میں سے آخری پر کچھ پوچھنا ہے -

(۱۰) اس عاجز سے عقد اخوت للہ باقرار در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"

ان لائنوں پر مجھے کافی ..... شک ہے - کہ جو مرزا غلام احمد کو ایسا مجدد یا مسیح موعود خیال کرتے ہیں - ان سے تو میں بالکل متفق ہوں - اور مرزا صاحب کو مجدد شروع سے ماننے سے انکار نہیں کرتا لیکن مرزا صاحب کو نبی مطالعہ کے بعد ماننے کو میری عقل کسی صورت میں تیار نہیں نیز جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی شرائط بھی لکھیں

امید ہے کہ آپ اس خط کا جواب دیدیں گے -

(انہیں لکھا گیا ہے کہ حضرت صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا البتہ وہ مجدد دوران مسیح موعود اور مہدی معہود تھے)

بھارت

ترجمہ خط مسٹر محمد شریف طالق علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے مکتوب گرامی سے معلوم ہوا کہ آپ مجھے کچھ اور لٹریچر بذریعہ ڈاک ارسال کر رہے ہیں اس مہربانی کے لئے میں آپ کا از حد مشکور ہوں

مجھے آپ کی دو کتابیں لونگ تھاٹس، اور خصائص القرآن چند روز گذر گئے مل گئی ہیں، میں اپنی بیشتر مصروفیات کی وجہ سے جلدی جواب نہ دے سکا - آپکی ہدایت کے مطابق میں نے اپنے دوستوں میں تحریک شروع کر دی ہے اور خدا کے فضل سے کافی ترقی ہو رہی ہے دوسری دو کتابیں - ارلی کیلیفیٹ اور ریلیجنز آف اسلام کے متعلق کیا ارشاد ہے - اگر وہ دستیاب ہوں تو ارسال کر دیں تاکہ ان سے زیادہ معلومات اسلام کے متعلق حاصل کر سکوں - اور مذہب کے متعلق جو شکوک ہیں رفع کر سکوں -

آپ کے لٹریچر نے مجھے کافی حد تک مدد دی ہے اور نیز آپ کے لٹریچر کی یہاں زیادہ مانگ ہے -

قرآن کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا وہ مل سکتا ہے کیونکہ میرے دوست اس کو حاصل کرنا چاہتے ہیں انہوں نے جب میرا قرآن دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئے - میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے لٹریچر بھیجتے رہیں گے انشاء اللہ -

(خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط ایم - ٹی - فریڈرک کرافورڈ

جناب عالی - السلام علیکم

میں مطلع کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی تحریک کا ممبر تصور کر لیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ مسٹر ڈاکٹر سیڈو کا لیکچر جو کہ حال ہی میں انہوں نے دیا تھا - اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا - اور میں چاہتا ہوں کہ اسلام کی تبلیغ کر دوں - اس لئے میں اپنی سوسائٹی کا ممبر بنا لیں میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا ... کچھ لٹریچر مجھے ارسال فرما دیں -

(ان کی بیعت منظور کر لی گئی، خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

نائجیریا

ترجمہ خط ملام بوساری امیریکے جنرل ہسپتال الورن نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں بہت خوش ہوا ہوں کہ میرا ممبری کا سرٹیفکیٹ مجھے پولیس لائن الورن میں مل گیا جس کا میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں، اور خداوند کریم ہمارے ہر ایک ممبر کو جو احمدیہ تحریک میں کام کرتا ہے مدد دے

میں بہت مشکور ہوں گا اگر ہمارے ممبروں میں سے ایک ممبر قرآن شریف مع متن اور کچھ لٹریچر بھیج کر میری امداد کرے کیونکہ ہر روز نو بجے شام میں اپنے ساتھیوں کو اسلام کے متعلق سبق دیتا ہوں -

(یہ صاحب سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط حسن عبداللہ قدریار - معرفت آرا دوحی - ڈی - او الورن - نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط آپ کو بڑی انکساری سے اور خوشی سے لکھ رہا ہوں جو امید ہے آپ کو اچھی حالت میں ملیگا - آپ میرے اس خط کو دیکھ کر حیران ہوں گے کہ اتنے فاصلے سے یعنی نائجیریا سے پاکستان میں آیا - اور میں بہت خوش ہوں گا کہ اگر اس کو مکمل طور پر منظور کر لیا جائے -

مجھے آپ کا ایڈریس میرے گاؤں کے ایک دوست نے دیا اور میں نے ارادہ کر لیا کہ آپ کو اسلام کے متعلق کچھ لکھوں - میں ۱۲ سال کا ہوں - اور انصار الاسلام سکول میں زیر تعلیم ہوں جو کہ الحاج کمال الدین کے زیر سایہ چل رہا ہے - ۱۹۵۷ء میں جب میں نے سکول زائد تعلیم حاصل کرنے کے لئے چھوڑا تو میرا باپ فوت ہو گیا اور تب سے میں اسلام کو بڑی گہرائی سے دیکھنا اور جاننا چاہتا ہوں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے - چونکہ میرا اسلام سے بہت گہرا تعلق ہے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے کسی نے عربی سیکھنے میں مدد دی اور میں اپنی زندگی میں اس مذہب کے متعلق کچھ جاننا چاہتا ہوں -

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مکمل طور پر مجھے اسلام سکھنے اور اس میں کامیاب ہونے میں مدد دیں -

امید ہے کہ جلدی جواب دیں گے

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

اللہ تعالیٰ کے تخلیقی کمالات اور کائنات پر خدائے واحد کی حکومت

تخلیق خداوندی اور تخلیق انسانی میں فرق

اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی صفات کاملہ میں سے دو تین کو بیان کیا ہے، وہ بات جس میں خدا تعالےٰ منفرد ہے وہ ہے کائنات کا پیدا کرنا تخلیق بہت مشکل امر ہے کسی چیز کو بغیر کسی مادہ کے اور بغیر کسی نقشہ کے پیدا کرنا انتہائی مشکل امر ہے وہ خالق السمٰوات والارض ہے یعنی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ دوسری جگہ بدیع السمٰوات والارض آیا ہے۔ بدیع اس کو کہتے ہیں جس کے سامنے کوئی نقشہ نہ ہو۔ بغیر کسی نقشہ کے تخلیق کرے۔ انجنیئروں کے سامنے علم و فنون پر بے شمار کتابیں ہوتی ہیں۔ تعمیرات کے نقشہ جات پر بحث ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کے سامنے تخلیق کائنات کے وقت کوئی نقشہ نہ تھا اس واسطے وہ بدیع السمٰوات والارض ہے۔ انسان بھی تخلیقات کرتا ہے اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے انسان کے اندر اپنی صفات رکھدی ہیں۔ وہ خود کوئی تخلیق اور ایجاد نہیں کرسکتا۔ خدا تعالےٰ کی تخلیقات اور ایجادات پر غور و فکر کرکے اور اُن سے کام لیکر کوئی ایجاد کرتا ہے انسان اس بات پر ہرگز ہرگز قدرت نہیں رکھتا کہ جو چیزیں کسی ایجاد کے لئے ضروری ہیں ان کو پیدا کرلے اگر خدا تعالےٰ کے پاس مسالہ جات ہوتے۔ ان کو کام میں لاکر تجربات کرتا رہتا۔ چیزوں کو بگاڑتا سنوارتا رہتا آسمان اور زمین کی موجودات پر تجربات کرتا رہتا، اور بگڑے ہوئے اسباب کے ڈھیر آسمان تک لگے ہوتے تو پھر کہیں کوئی نتیجہ خیز چیز نظر آتی اس کے بعد کہیں جاکر یہ دنیا پیدا کرتا، مگر یہ بات نہیں ہے، یہ کائنات بغیر نقشہ اور بغیر سامان کے وجود میں آئی ہے، روس نے اور امریکہ نے بم بنائے ہیں لیکن ان بموں کے بد اثرات کو روکنے کے لئے ان کی عقل کچھ کام نہیں کرتی خدا تعالےٰ نے جو چیز بنائی ہے، اس کا آغاز اور انجام اس کے ہاتھ میں ہے وللّٰہ الاٰخرۃ والاولیٰ۔ ہر ایجاد کے عوامل پر بھی اس کی نگاہ ہے اور نتائج سے بھی بالکل باخبر ہے اور اس کے ہاتھ میں ہیں لیکن انسان جو ایجاد کرتا ہے اس کے نتائج اس کے دست قدرت سے باہر ہیں۔ بم کو چھوڑ تو دیتے ہیں مگر اس کے نتائج بد پر قابو نہیں پاسکتے۔ اس بم کے چھوڑنے سے جو اثرات ہوا میں پیدا ہوتا ہے، پھلوں پر پیدا ہوتا ہے، غلہ جات پر ہوتا ہے، اور ماں کے پیٹ میں بچوں پر اور پرندوں پر اور مچھلیوں پر ہوتا ہے، اس پر ان کا کوئی کنٹرول نہیں وللّٰہ الاٰخرۃ والاولیٰ کسی چیز کا انجام جو خدا تعالےٰ نے پیدا کی ہے خدا کو معلوم ہے، اس کو معلوم ہے کہ اس کے کیا کیا خواص ہیں۔ قدّر اس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے۔ اور ہر چیز کے پیدا کرتے وقت نتائج پر نگاہ رکھی گئی ہے۔ اس لئے وہ برکت کی موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید

سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ ترے ربّ نے نہ صرف جسم کی پرورش کے لئے زمین آسمان کی ہر شئے کو پیدا کیا ہے، بلکہ انسان کی جو روحانی استعدادیں ہیں ان کی پرورش کے لئے بھی سامان پیدا کئے ہیں، تمہارا ربّ محسن ہے، خالق ہے اور وہ تمام عیوب سے پاک ہے۔ اس کی ذات بابرکات کے اندر قطعاً کوئی نقص اور خرابی نہیں، اس کے اندر برکت ہی برکت اور خیر ہی خیر ہے۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ وہ صفات جو اس میں پائی جاتی ہیں، ان کی عظمت اور بلندی کی کوئی انتہا نہیں، یہ کہہ دینا کہ فلاں ہستی میں کوئی نقص نہیں کوئی بڑی بات نہیں ہے، اس لئے فرمایا فسبح بحمد ربک۔ تنزیہ کے ساتھ ساتھ حمد و ثنا کا بھی وہی مستحق ہے۔ سبح اسم ربک الاعلےٰ۔ اس کے اندر نقص اور عیب کوئی نہیں، اس کی ذات، اس کی صفات، اس کے اعمال اور اس کے احکام کے اندر کوئی نقص نہیں۔ وہ ذات نقائص و معائب سے پاک ہونے کے علاوہ الاعلیٰ ہے، اس کی بزرگی اس کی عظمت اور اس کا جلال و کبریائی سب سے اعلےٰ ہے۔ جس بادشاہ کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے، ہر شخص اسی کے طور طریق اپنانا چاہتا ہے، اور اس کے ہر حکم کی تعمیل اپنا فرض سمجھتا ہے۔ زمین و آسمان کا بادشاہ خداوند قدوس اعلےٰ ہے۔ اس کی صفات کے اندر بلندی ہے۔ اس کی ذات کے اندر عظمت ہے۔ اس کے افعال کے اندر حکمت اور برکت ہے، اور اس کے اندر خیر و خوبی ہے۔ اس بادشاہ کے ساتھ تعلق لگانے کے لئے بڑی جد و جہد اور تگ و دو کی ضرورت ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے احکام کی پابندی کرے اور خصائل و شمائل محمودہ حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ کے تخلیقی کمالات

الذی خلق فسوّٰی۔ خدا تعالےٰ کمالات کا سرچشمہ ہے وہ کمال میں یکتا ہے۔ وہ ہر شئے کو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کوئی تخلیق اور کوئی ایجاد ادھوری نہیں چھوڑتا۔ الذی قدّر اس کے سامنے تمام چیزوں کی فہرست ہے۔ زمین و آسمان اور اُن میں کے کواکب اور ستاروں کا حجم اس کے سامنے ہے۔ ان کے درمیانی فاصلے اس کے سامنے ہیں، یہ ستارے کتنی سرعت سے چل رہے ہیں، اس کا علم اس کو حاصل ہے۔ اس کا ضبط ان کی رفتاروں پر ہے، وہ ایک خاص انداز سے محو حرکت ہیں، وہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ آسمان و کواکب اور ستاروں کے حجم اس نے پیدا کئے۔ پتھروں کی غیر محدود قسمیں اور جواہرات اور ہیرے اس کے پیدا کردہ ہیں معدنیات کی مقدار اور تعداد اس کے علم میں ہے، تو لوہا ختم ہوتا ہے اور نہ تانبا۔ ہر روز انسان کے مصرف میں دھاتیں آتی ہیں اور ہر روز پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ پھر نباتات کی قسمیں۔ قد۔ رنگ وغیرہ مقرر ہیں، صفات خواص اور خوشبو اور رنگت پیدا ہونے کی اور مرجھانے کی سب کچھ مقرر ہے۔ قدّر ان تمام کو ایک اندازے سے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر کیڑے مکوڑے ہیں۔ ان کی بے شمار قسمیں ہیں، پرندے ہیں۔ یہ مختلف قسموں میں منقسم ہیں۔ الگ الگ وضع قطع اور بڑی بڑی خوبصورتیوں کے مالک ہیں۔ بڑی بڑی خوبیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ نامہ بر کبوتر اجنبی ملکوں سے سفر کرکے وطن میں واپس آجاتے ہیں یہ قدّر فھدیٰ کا مشاہدہ ہے۔ یہ خاصیت انکی طبیعت میں خداوند تعالےٰ نے رکھ دی ہے۔ اللّٰہ اکبر! کیا شان ہے اللہ تعالےٰ کی بے انداز جانور ہیں ان کی خوراک کا کوئی اندازہ لگاسکتا ہے، ان کی تعداد کا جنگلوں کے جنگل جانوروں سے بھ

ہیں اور وہیں اُن کے سامان زیست بھی مہیا ہیں۔ وان من شئی الا عندنا خزائنہ۔ خدا تعالےٰ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔ اور پھر پرندوں کے بعد مویشیوں کو لیجئے۔ جنگلوں کے اندر اس قدر مویشی اور درندے ہیں۔ مویشیوں کیلئے جنگل کی گھاس پات اور جڑی بوٹیاں اور درندوں کے لئے مویشیوں کا گوشت مہیا کر دیا ہے قدّر ان مویشیوں اور درندوں کے وزن۔ حجم۔ صفات خواص۔ قد۔ رنگ وغیرہ سب الگ الگ ہیں۔ ان سب کے اندازے مقرر ہیں۔ فھدیٰ فرمایا ان کی طبیعتوں کے اندر ان کی معیشت کے لئے ہدایت رکھدی گئی ہے۔

مخلوقِ الٰہی کی ہدایت

یہ بات دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں نے پیش کی ہے کہ خدا خالق ہے وہ ہر چیز کی ہدایت کا ذمہ دار ہے۔ بطخ کا بچہ پانی میں غرق نہیں ہوتا۔ یہ جب پیدا ہوا اسی دن پانی میں ڈال دو تیرنے لگے گا۔ لیکن مرغی کا بچہ ڈوب جائے گا مرغی آسمان پر چیل، باز اور کبوتر کی طرح اُڑ نہیں سکتی۔ ہر ایک کی طبیعت اور فطرت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ خدا تعالےٰ خالق ہے، اس نے ہر چیز کے اندر ہدایت رکھی ہے۔ جو خالق نہیں وہ ہدایت نہیں دے سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا خلقنی فہو یہدین اس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے ہدایت دی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ربنا الذی اعطی کل شئی خلقہ ثم ہدیٰ۔ ہر چیز کی ہدایت اس کی طبیعت میں رکھ دی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے تخلیق کی اور خدا نے مخلوقات کی سرشت میں ہدایت رکھ دی، ایک کیڑے کو ہدایت ہے کہ وہ شہد تیار کرے، اور دوسرے کو ہدایت ہے کہ ریشم تیار کرے۔ ہرن کے اندر مشک نافہ پیدا کرنے کی ہدایت ہے ایک مچھلی ہے وہ عنبر پیدا کرتی ہے۔ ۱۳۔۱۴ ہزار بلند سطح پر ایک ہرن نافہ تیار کرتا ہے اور ایک مچھلی سمندر کی گہرائیوں میں عنبر تیار کرتی ہے ایبے سینیا میں ایک بلّی پر فرانس کے لوگ عاشق ہیں۔ فرانس عطر بنانے میں مشہور ہے۔ وہ بلند پہاڑیوں سے ہرن کے نافے اور سمندر سے اس مچھلی کے عنبر اور ایبے سینیا سے بلّی کو حاصل کرکے نافہ مشک حاصل کرتے ہیں۔ کینیڈا میں ایک جانور BEEVER جسے اُودھ بلاؤ کہتے ہیں پایا جاتا ہے اسکے پیٹ کے اندر نافہ ہے۔ فرانس والوں کو عشق ہے کہ اپنی مشک اور عطر میں کیا کیا چیزیں ملائیں لیکن خداوند تعالےٰ نے فرانسیسیوں کو طاقت نہیں دی کہ مشک کے نافے پیدا کرسکیں۔ ایک سیپی کے اندر اعلےٰ درجہ کی کیلسیم ہے جسے موتی کہتے ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس کے علم اور اس کے احسانات کی کچھ انتہاء نہیں ہے کائنات کے مطالعہ سے خدا کے ساتھ محبت پیدا ہوتی ہے۔

فضاء پر صرف اللہ تعالیٰ کی حکومت

آج کل یورپ میں برفباری ہو رہی ہے۔ کتنی جانیں تلف ہوئیں، روس، امریکہ اور کینیڈا میں برف سے راستے بند ہو گئے۔ لوگ گھروں کے اندر گھس گئے۔ کسی کو کوئلہ میسّر ہے، کسی کو نہیں، یہاں پر سارا سائنس ختم کر دو مگر برفباری ختم نہیں ہوگی کیونکہ اس فضاء پر انسان کا قطعاً کوئی کنٹرول نہیں اور نہ کبھی ہوگا۔ ہوا کو خدا تعالےٰ جس دن چاہے گرم بنا دے سرد بنا دے۔ آندھی اور اولے برسنے لگیں۔ مگر انسان کو اس پر کوئی کنٹرول نہیں۔ اُردو میں پالا اور پنجابی میں کُکّر کہتے ہیں۔ پچھلے دو ہفتہ میں کُکّر سے کماد خراب ہو گئے ذائقہ بدل گیا۔ جس کماد سے پہلے دس سیر رس نکلتا تھا اب پانچ سیر نکلے گا۔ سرسوں کا ساگ کڑوا ہو گیا۔ چارہ جل گیا۔ مویشی ختم ہونے کے قریب آ گئے۔ کون زمیندار ہے جو اس کو روک سکے اور کون سی حکومت اس کو روک کر سکتی ہے اور کون سے سائنسدان ہیں جو اس کا تدارک کر سکتے ہیں۔ قدّر۔ خدا تعالےٰ نے اندازے مقرر کر رکھے ہیں۔ اگلے دن آپ کے پریذیڈنٹ ہوائی جہاز پر جاپانی شہزادی اور شہزادہ کے استقبال کے لئے لاہور آئے۔ دُھند کی وجہ سے جہاز لاہور اتر نہ سکا سرگودھا چلے گئے، یہ کونسی طاقت ہے جس نے ان کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور پھر فضا صاف ہونے پر وہ لاہور آئے۔ ہمارے ہمسایہ ملک (بھارت) میں اس سردی سے ۲۹ ہزار مویشی مر گئے اور ساڑھے پانچ سو آدمی مر گئے ہیں۔

وہ واقعات جن میں سائنس بے اختیار ہے

انگلستان کے سائنسدانوں کو خدا تعالےٰ ہر روز یہ نظارہ دکھلاتا ہے کبھی ہوائی جہاز ختم ہو گیا، کبھی سمندری جہاز غرق ہو گیا، کبھی دو جہاز اور دو ریلیں باہم تصادم کی وجہ سے پاش پاش ہو گئیں، کار کے ڈرائیور جان دیتے رہتے ہیں، روزانہ ہم ایسے حادثات سنتے اور دیکھتے رہتے ہیں۔ کہاں ہے سائنس۔ کہاں ہے سائنسدانوں کی عقل، سائنسدان کے اختیار میں نہیں کہ ان حادثات کو روک دے فللہ الآخرۃ والاولیٰ۔ خدا تعالےٰ پیدا کرتا ہے۔ اس کائنات پر متصرف ہے۔ انسان کی بنائی ہوئی چیزیں بگڑ جاتی ہیں، مگر خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سورج یہ چاند، یہ کواکب اور ستارے اور زمین ہمیشہ سے چل رہے ہیں، ان کو تیل اور پیٹرول کی ضرورت نہیں رفتاروں میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی۔

انسان پر اللہ تعالےٰ کے احسانات

اس بات کا ذکر کہ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے صرف قرآن میں ہی ہے اور کہیں نہیں الذی اخرج المرعیٰ۔ وہ ہستی جس نے تمہاری معیشت کے لئے کائنات پیدا کر رکھی ہے اس نے تمہاری روحانی تربیت کے لئے یہ کتاب نازل کی، تم اندازہ لگاؤ کہ وہ خدا جس کی قدرت تمہارے سامنے ہے جو زندگی اور موت کا مالک ہے، جو خاندانوں اور قوموں کو پنپنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اگر تم اس بادشاہ کے احکام کی فرمانبرداری کرو گے، تو تم کو نئی زندگی عطا ہوگی ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ خدا تعالےٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ نباتات کا کوئی پودہ ہمارے لئے تیل پیدا کر رہا ہے، کوئی بادام روغن پیدا کر رہا ہے۔ کپاس کا پودا ہمارے لئے پوشاک پیدا کرتا ہے، بھیڑ بکری خوراک اور لباس دونوں چیزیں پیدا کر رہی ہیں۔ اس کے احسانات لاانتہا ہیں اس لئے اس کی فرمانبرداری واجب ہے۔

قربِ الٰہی کا حصول تقوےٰ کے ذریعہ سے

انہ یعلم الجھر وما یخفیٰ۔ جو اعمال تمہارے ظاہری ہیں ان کو بھی جانتا ہے، اور جو باریک در باریک عمل اور ارادے ہیں اُن سے بھی باخبر ہے۔ ان کمالات کے بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان کے اندر طہارت اور تقوےٰ پیدا ہو، جو کوئی طہارت اور تقوےٰ حاصل کرے گا وہ خدا کا قرب حاصل کر لے گا۔ فرمایا کہ عجز اور انکساری پیدا کرو۔ اس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ سبق حضور سرور کائنات نے دیا اور ایک بے نظیر قوم پیدا کی۔ بغیر نبوت و رسالت کے خدا کی معرفت کی پہچان نہیں ہوئی، اس لئے نبی پر ایمان لانا ضروری ہے۔

مجدّد زمانہ نے اسلامی فضا پیدا کی

اسی طرح جو مجدّد آتے ہیں، وہ تقوےٰ اور طہارت کی راہوں کی نشاندہی کراتے ہیں، اس زمانہ میں بھی ایک مجدّد آیا جس نے قادیان میں ایک اسلامی فضا پیدا کی، اس فضا میں چھوٹے بڑے، عورت اور مرد ایک رنگ میں رنگین نظر آتے تھے۔

محاسبہ نفس اور نیک اعمال کی ضرورت

فرمایا کہ انسان کے ظاہر اور باطن اعمال کو خدا تعالےٰ دیکھتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اپنا مطالعہ اور محاسبہ کرنا چاہیئے، اور اچھی عادات اور اچھی صفات اور اچھے اعمال کی طرف توجہ دینا چاہیئے ؎

از:- ایس - ایم - طفیل صاحب

مکتوب ووکنگ

پاکستانیوں سے چیچک کا خوف

نئے سال کے آغاز سے چیچک کے بیماروں کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں قریباً ہر روز پاکستان کا ذکر آجاتا ہے، خبروں کے علاوہ خطوط بھی کثرت سے شائع ہونے لگے ہیں جن میں اس مسئلہ پر لے دے ہوتی ہے۔ بعض اس کی آڑ لے کر برطانیہ میں غیر ملکیوں کی بے روک ٹوک آمد کو بند کرنا چاہتے ہیں۔ چند علاقوں میں تو نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ ہر پاکستانی (یا ہندوستانی) کو دیکھ کر لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں کہ کہیں یہ شخص چلتا پھرتا چیچک کا مریض نہ ہو۔

آٹھ نو اشخاص اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں جن میں سے سات مر چکے ہیں۔ مریضوں کو ہر طرح کی طبی امداد مہیا کی گئی، بعض اوقات سارے ہسپتال کا سٹاف ایک مریض کی تیمارداری پر لگا رہا۔ لیکن اس مرض کے ساتھ ان کی تمام کوششیں اکارت گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جس شخص کو بھی یہ مرض گھیر لے اس کے بچنے کی امید نہیں۔ ویسے تو گذشتہ سال پانچ ہزار انسان نمونیہ اور برانکائیٹس کا شکار ہو کر گذر گئے۔ ہزاروں لوگ سڑکوں پر حادثات سے دوچار ہوئے۔ اور دیگر امراض سے فوت ہونے والے لوگوں کی تعداد بھی کوئی کم نہیں لیکن چیچک سے سات آٹھ آدمی جو دوسری دنیا کو چلے گئے اس نے انگریز قوم کو سخت سراسیمہ کر دیا ہے۔

جب پہلے پاکستانی عصمت خاں اس بیماری سے فوت ہوئے تو ان کے بھائی عبداللہ تیمارداری کے سلسلہ میں ہسپتال ہی میں تھے۔ عصمت خان کی وفات کے بعد ہسپتال والے ان کے بھائی کو کچھ روز اپنی نگرانی میں رکھنا چاہتے تھے تا کہ اگر بیماری کا کچھ اثر اُن پر ہو تو ظاہر ہو جائے۔ لیکن وہ اس امر پر آمادہ نہ تھے۔ ڈاکٹر کو کہنے لگے کہ اُن کا بھائی چونکہ بند کمرے میں فوت ہوا ہے اس لئے اس کی رُوح یہیں موجود ہے اگر وہ کھلی فضا میں دم توڑتا تو اس کی رُوح اس جگہ کو چھوڑ کر چلی جاتی، اس لئے وہ ہسپتال میں نہیں رہ سکتے، جب انہوں نے زیادہ ضد کرنا شروع کی تو ہسپتال کے وارڈن نے مجھے فون کیا کہ ایسا عقیدہ آپ کے مذہب میں ہے یا ان صاحب کا وہم ہے۔ میں نے بتایا کہ اسلام کی رُو سے اس قسم کا تصوّر بالکل بے بنیاد ہے، کہنے لگے کہ آپ اگر آکر اسے سمجھائیں تو بہت بہتر ہو گا۔ میں نے کہا آپ میری طرف سے اسے یہ بات بتا دیں اگر میری ضرورت ہوئی تو میں بھی آجاؤں گا۔

اس کے بعد ہسپتال کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بعد میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی، کہ کچھ دنوں نگرانی میں رکھ کر ان صاحب کو ہسپتال سے روانہ کر دیا گیا تھا۔

ووکنگ سرے کی کونسل ابھی سے اس امر پر قدرے تشویش کا اظہار کر رہی ہے کہ عیدالفطر پر کثرت سے لوگ ووکنگ آتے ہیں اور ان میں قریباً نصف تعداد پاکستانیوں کی ہوتی ہے۔ اگر یہ وبا لندن میں پھوٹ پڑے (ابھی تک صرف ایک کیس ہوا ہے) تو شاید وہ ہمارے اجتماع پر کسی قسم کی پابندی عاید کر دیں۔ لیکن امید ہے کہ اس وقت تک بیماری کی مناسب روک تھام ہو جائے گی۔

تن کی عُریانی

دسمبر ۱۹۶۱ء کے اسلامک ریویو میں صفحہ ۵ پر ایک نوٹ چھپا ہے جس میں ذکر تھا کہ الکحل اور جنسی بے راہ روی مغربی تہذیب کے لئے سخت مہلک ثابت ہو گی، اور ان ممالک میں جو کامل عریانی کی طرف نوجوان طبقہ میں رجحانات بڑھ رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اس قسم کی بے حیائی کے امور کو صحت بہتر بنانے کی آڑ میں فروغ دیا جا رہا ہے اسے پڑھ کر لندن کے ایک اخبار نے فون کر کے مجھ سے پُوچھا کہ آپ اس امر کو کیوں ناجائز سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا اس کا جواب تو خود نوٹ میں موجود ہے اور ویسے بھی اسلام صرف اس امر پر اصرار نہیں کرتا کہ بے حیائی کا ارتکاب مت کرو بلکہ یہ کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ، اور اس قسم کی عریانی، جنسی بے راہ روی کے لئے راستہ ہموار کرتی ہے۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ نے اسے شراب کے ساتھ یکجا کر دیا ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے لوگ شراب کے نزدیک نہیں جاتے۔

میں نے کہا ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن اس سے عریانی کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔

کہنے لگے کیا اسلامی ممالک میں اس قسم کے دھوپ سینکنے والے موجود نہیں؟

میں نے جواباً کہا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ویسے اسلام کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے لوگ مسلم ممالک میں بھی اگر موجود ہوں تو اس سے اس کا جواز نہیں ہو جاتا۔ اس پر ٹیلیفون کی گفتگو رسمی شکریہ ادا کرنے کے بعد ختم ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد پھر انہی صاحب کا فون آیا۔ کہنے لگے کہ انہوں نے دھوپ سینکنے والی ایسوسی ایشن کے صدر سے بات کی ہے جو اس بات کو قطعی تسلیم نہیں کرتے کہ اس قسم کی "حرکت" سے انسان کے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ کیا اگر وہ آپ کو ملیں تو آپ اُن سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں؟ وہ آپ کو عنقریب دعوت نامہ بھیجیں گے۔

میں نے کہا بہت اچھا

بات ختم ہو گئی۔ لیکن یک لخت مجھے خیال آیا کہ جہاں تک گفتگو کرنے والی بات ہے وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر انہوں نے مجھے اپنی ایسوسی ایشن کے "سنٹر" میں آنے کی دعوت دی تو پیشگی معذرت کر دوں گا۔ وہاں جائے بغیر بھی سنجیدگی سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات ہو سکتا ہے۔ [illegible] آج کل تو عام میٹنگوں میں بھی یہاں کا نوجوان طبقہ اس قسم کے سوالات پوچھنے سے نہیں ہچکچاتا کہ "عریانی" کے متعلق اسلام نے اس قدر پابندیاں کیوں عائد کی ہیں۔ کھیل کی کلبوں میں اکٹھے ننگے نہانے کا رواج اور جب تک لڑکا فارغ نہیں ہوتا دوسرے لوگ کپڑے اتارے ادھر اُدھر ٹہلتے رہتے ہیں، [illegible] کی بارکوں میں تو یہ معمول بن گیا ہے۔ افریقہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا اور دوسرے ممالک کے وحشی قبائل میں سے آج بھی بہت سے تن کی عریانی کے علاوہ کوئی لباس نہیں۔۔۔ رکھتے۔ مغربی ممالک میں یہ لوگ اسی دَور کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں اور اپنے خیال میں اسے تہذیب کی ترقی کا نشان سمجھ رہے ہیں۔ العجب!

ایک نومسلم نوجوان کا لیکچر

اولڈ ووکنگ کی ڈیموکریٹک یونین کے زیر اہتمام ہر منگل کو مختلف مذاہب کے نمائندگان تقاریر کرتے رہے ہیں، نئے سال کے شروع سے انہوں نے "شخصی شہادت" کے عنوان سے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے، جس میں پہلی تقریر ہمارے نومسلم دوست مسٹر محسن ووسفولڈ کی تھی تقریر کے اختتام پر انہوں نے سوالات کے جوابات بھی احسن طریق پر دیئے۔

ووکنگ نیوز اینڈ میل ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں اس تقریر کی مفصل رپورٹ شائع

ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ بعض امور پوری کی ناواقفیت کی وجہ سے صحیح طور پر بیان نہیں ہوئے لیکن ترجمہ میں ان کو اسی طرح بیان کر دیا گیا ہے۔

"انگریز مسلمان کی شخصی شہادت

"منگل کے روز اولڈ ووکنگ اور ڈسٹرکٹ کمیونٹی سنٹر میں ایک انگریز نو مسلم مسٹر ہل ورسفولڈ نے کھیو کریٹک یونین کی اولڈ ووکنگ برانچ کو اپنے مذہب کے متعلق بیان دیا۔

مسٹر ورسفولڈ نے اپنے قبول اسلام کے متعلق یہ بتایا کہ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ راسخ العقیدہ مسیحیت کے دینی مسائل سے مجھے اطمینان نہ تھا، بہت سے دینی مسائل بالخصوص الوہیت مسیح اور تثلیث کا عقیدہ بچپن ہی سے میرے لئے تکلیف دہ تھا اور میں اس معاملہ میں پیدا ہونے والے سوالات کا اطمینان بخش جواب نہ تو بائبل کے مطالعہ سے دے سکتا تھا جو مجھے ان عقائد کے متضاد نظر آتی تھی اور نہ ہی اس پادری سے کوئی تسلی بخش جواب ملتا تھا جس کے گرجا میں میں جایا کرتا تھا۔

جب دوسرے مذاہب کی طرف میں نے توجہ دی تو مجھے اسلام نے خدا کا جو تصور پیش کیا ہے۔ اور مذہبی زندگی کا جو قیمتی راستہ بتایا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا۔

ایک ایسی حالت سے گزرتے ہوئے جو اگر دہریت و الحاد نہیں تو کم از کم لاپرواہی اور بے یقینی کی حالت ہے۔ میں مقامی مسجد کو بطور تفنن دیکھنے کے لئے گیا، تو وہاں میں نے دیکھا کہ جو لٹریچر اس سے پہلے میرے مطالعہ میں آچکا تھا اس میں اسلامی طریق عبادت کو صحیح طور پر بیان کیا گیا ہے، اور کہ یہ ایک زندہ مذہب ہے، جس میں صداقت، خلوص اور صحیح فہم پایا جاتا ہے۔ میں چند ماہ تک مسجد میں باقاعدہ حاضر ہوتا رہا، اور اپنے مذہبی خیالات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرتا رہا۔ لیکن ابھی میں پورے طور پر مطمئن نہیں ہوا تھا، اور اس حال سے مسلمانوں کی حق سے میں ملتا تھا، مہربانیوں سے ناواجب طور پر متاثر نہ ہو جاؤں میں نے مسجد میں جانا چھوڑ دیا۔

اس پر دو سال کا عرصہ گذر گیا، اس عرصہ میں میرا زیادہ وقت مطالعہ اور دعاؤں میں گزرتا تھا۔ آخر کار مجھے اسلامی معتقدات کی صداقت کا یقین ہو گیا اور میں پھر مسجد میں گیا اور قبول اسلام ...... کا اعلان کر دیا۔

غلط فہمی

. . . .

مسٹر ورسفولڈ سے سوال کیا گیا کہ کیا اسلام تلوار کا مذہب نہیں، انہوں نے جواب دیا کہ یہ اہل مغرب کی غلط فہمی ہے جو قرون وسطےٰ میں مسیحی کلیسا کی طرف سے پیدا کی گئی، یہ غلط فہمی جس لفظ سے پیدا ہوئی وہ عربی کا لفظ جہاد ہے، قرآن کریم نے اس لفظ کے تین معنے بیان کئے ہیں، اعلےٰ درجے کا جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو درست کرنے کی جد و جہد کرے، دوسرے معنے یہ ہیں کہ قول و فعل سے اور مشکلات اور دکھ برداشت کر کے صداقت کو پھیلائے اور سب سے کم درجہ کا جہاد یہ ہے کہ جب کوئی حملہ آور ہو، تو اس سے اپنا دفاع کیا جائے

انہوں نے کہا کہ میرا یہ دعوےٰ نہیں کہ مسلمان ہمیشہ قرآن کریم کے اعلےٰ ترین اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں لیکن اسلام کی صداقت کو ان جنگوں سے پرکھنا جو مذہب کے نام پر لڑی گئیں، ایسا ہی ہے جیسے مسیحیت کی صداقت کو COTES کے قتل و غارت سے پرکھا جائے۔

اسلام کا یہ دعوےٰ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم آخری پیغمبر تھے، اور وہی آخری پیغمبر رہیں گے، جب تک ..... کہ ان کی تعلیمات میں بگاڑ نہ پیدا ہو ......، اسی خیال کے ماتحت بہت سے مسلمان پورا قرآن حفظ کرتے اور حافظہ سے سناتے ہیں، اگر قرآن کے تمام نسخے تباہ ہو جائیں تو اسکو پھر دوبارہ ایک دن کے اندر معہ مرتبہ شدہ کے لکھا جاسکتا ہے"۔

برہمو سماج کی کانفرنس

۲۰ جنوری کو لندن میں برہمو سماج کی سالانہ کانفرنس میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں شملہ میں رہنے والے بعض لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ لندن میں برہمو سماج والے اور یونی ٹیرین (UNITARIAN) چرچ والے مل کر کام کرتے ہیں۔

گلڈ فورڈ کالج میں تقریر

۲۲ جنوری کو خاکسار نے گلڈ فورڈ ٹیکنیکل کالج میں تقریر کی، عنوان تھا:—

"اسلام اور عصر حاضر"

بعض عراقی مسلمان بھی شریک تھے۔ انہیں یہ تقریر کچھ پسند نہیں آئی۔ میں خود بھی اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ سوال و جواب کے لئے وقت تھوڑا تھا۔ طلباء بہت کچھ پوچھنا چاہتے تھے، لیکن استفسارات اور ان کے جوابات ادھورے رہے۔ بہرحال حاضرین لٹریچر بڑے شوق کے ساتھ .... لے گئے۔

دیگر مصروفیات

۲۶ جنوری کو ہاؤس آف کامنز کے ایک ممبر سے لندن میں ملاقات کی اور مسٹر آرم سٹرانگ سے جو عالمی پارلیمان کے ترجمان ہیں ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی، اسی دن شام کو بھارت کے سفارت خانہ میں یوم جمہوریہ کی تقریب میں شرکت کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ لوگ اپنے پبلک اجتماعات میں ہر قسم کی نشئی اشیاء پلانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ کاش مسلم ممالک کے سفارت خانے اس غیر مسلم حکومت سے ہی سبق سیکھ سکیں!!

۲۷ جنوری کو ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا سالانہ اجلاس تھا جس میں خاکسار نے بھی حصہ لیا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی جدید تصنیف "عیسائی معتقدات" پر معاصر "لاہور" کا تبصرہ

عیسائی معتقدات — تعلیم انجیل کی روشنی میں

تصنیف: صدر الدین — دبیز جاذب کاغذ — نفیس ٹائپ

ضخامت $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۲۲ صفحات

خالی خولی جوابی نعرہ بازی اور مناظراتی طعن و تشنیع سے پاک زیر تبصرہ کتاب مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کے عالم فکر کا حاصل ہے جس کا بانی کاسر صلیب ہونے کا مدعی تھا۔ ہاتھ میں کدال یا ہتھوڑا لے کر نہیں اسلام کی روشن و مبرہن تعلیم کے مسکت دلائل کے ساتھ، چنانچہ یہی جذبہ اور مطمح نظر ہمیں اس ساری کتاب میں کارفرما نظر آتا ہے — عیسائی معتقدات پر تعلیم انجیل ہی کی روشنی میں کس خوبصورتی سے بحث اور مسئلہ کے ہر پہلو پر اس لطافت سے اس کا داعی اسلام ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور منور تعلیم سے موازنہ — کہ صداقت آپ ہی آپ ذہن قاری پر مرتسم ہوتی چلی جاتی ہے۔

"کفارہ کی تعلیم حضرت عیسیٰ کی طرف سے نہیں" — "اور دوسرے انجیں دنیا میں نیکوکار ہمیشہ سے چلے آرہے ہیں" — "حضرت عیسیٰ بشر اور خدا کے رسول ہیں" — "حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آئے" — "پہاڑی وعظ میں عیسوی معتقدات کا کہیں ذکر نہیں" — "انجیل میں خدا کا فرزند ہونے کے کیا معنے ہیں" — "حضرت عیسیٰ میدان حشر میں دوسرے آدمیوں کی طرح ایک فرد کی حیثیت میں ہونگے" "حضرت عیسیٰ نے اپنے عزیز و اقارب اور شاگردوں پر کس قسم کا اثر ڈالا" — "یہودیوں پر حضرت عیسیٰ کا فرکیا تھا — انجیل سے عیسائی معتقدات کی تغلیط" — "حضرت عیسیٰ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے" — "ہوش میں آنے کے بعد انہوں نے چالیس دن کہاں گذارے؟" یہ اور اسی قسم کے سو کے لگ بھگ مسائل کی تصویر انجیل ہی کے حوالوں کے ناقابل تردید چوکھٹوں میں اس خوبی سے جڑی ہوئی ہے کہ قاری کی تفہیم میں کسی قسم کے ابہام کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ضرورت ہے کہ اسی سنجیدہ، اسی لئے دیئے انداز اور اسی خاموش شریفانہ زبان میں ان موضوعات پر اور بھی کتابیں لکھی جائیں، (ہفت روزہ "لاہور" ۵ فروری سنہ ۶۲ء)

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" کی دوسری اصولی بات کی تائید میں دوسری مثال کی حقیقت

کتمانِ حق کا ارتکاب

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ نے حضرت مرزا صاحب کی (نعوذ باللہ) غلط بیانی ثابت کرنے کے لئے بنیادی مثال جو پیش کی تھی اس کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے یہ بتلایا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تو غلط بیانی سے کام نہیں لیا البتہ مصنف رسالہ ہٰذا نے خود کتمانِ حق سے کام لیا ہے جو نہایت ہی قابلِ افسوس حرکت ہے جس کا ارتکاب مولوی صاحب موصوف سے وقوع میں آیا ہے۔

ضمنی مثال

مولوی صاحب موصوف نے اپنی بنیادی مثال پر ہی اکتفا نہ کرتے ہوئے ایک ضمنی مثال بھی درج کی ہے جو انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"مرزا غلام احمد صاحب اس قسم کی غلط بیانیاں صرف انسانوں کے حق میں نہیں کرتے بلکہ اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کے متعلق بھی اس قسم کی غلط بیانی کرنے میں وہ بڑے جری اور بے باک ہیں ایک مثال اس کی بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔ اسی کتاب اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں:-

"ضروری تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی، اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا"

جو لوگ قرآن اور احادیث کا الحمد للہ علم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قرآن اور احادیث کے متعلق مرزا غلام احمد کی یہ کیسی بے باکانہ غلط بیانی ہے۔"

قرآن کریم کے حقائق کن سے مخفی رہتے ہیں

جناب مولوی صاحب محترم حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیان میں کسی قسم کی غلط بیانی سے کام نہیں لیا، اس کے برعکس جو باتیں آپ نے قرآن کریم اور حدیث شریف کی طرف منسوب کی ہیں وہ بالکل درست اور سب کی سب ان میں موجود ہیں، لیکن ان کو دیکھنے کے لئے معاندانہ نہیں محققانہ نظر درکار ہے قرآن کریم سے بڑھکر صداقت سے بھری ہوئی کتاب نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن اس کی صداقتیں اور اس کے حقائق بھی ان لوگوں کی نظر سے مخفی رہے جن کے متعلق قرآن کریم کو یہ کہنا پڑا کہ لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم آذان لا يسمعون بها۔ الاعراف ع ۲۲۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے تو انہیں ایسے روشن دل و دماغ عطا کئے تھے جن سے وہ حقیقت کو سمجھنے اور اس تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے لیکن ان بدبختوں نے ان سے کام ہی نہیں لیا کہ قرآن کریم میں بیان کردہ صداقتوں کو سمجھ سکیں ان کو آنکھیں عطا کیں کہ وہ ان سے دیکھنے کا کام لیں اور مشاہدہ کے ذریعہ ان صداقتوں پر محققانہ اور تعصب سے خالی نظر ڈال کر انہیں اپنا لیں مگر خدا کی اس نعمت سے بھی انہوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا اور نہ ہی کانوں کی نعمت کو کام میں لائے غرض کہ یہ تینوں ہی ذرائع ہیں جن سے سچے اور حقیقی علوم تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے مگر ان لوگوں نے ان تینوں ذرائع کو بیکار کر کے رکھ دیا

تدبّر کی اہمیت

پھر قرآن کریم نے اپنے مطالب تک پہنچنے کے لئے تدبّر کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے فرماتا ہے كتاب انزلناه اليك مبارك ليدبروا آياته وليتذكر اولوا الالباب ص ع ۳۔ یعنی یہ مبارک کتاب ہم نے تیری طرف اتاری ہے تا یہ لوگ اسکی آیات پر غور کریں اور تاکہ بات کی تہ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔

جناب مولوی صاحب غور فرمائیں کہ کیا اس آیت سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کے بیان کردہ بعض حقائق ایسے ہیں جن تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اس کی آیات پر تدبّر کی خاص ضرورت ہے اور تدبّر کے ذریعہ ہی ان کی تہ تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے ضروری نہیں کہ ہر بات اسی طرح کھلے الفاظ میں لکھی ہو جس قسم کے کھلے الفاظ میں آپ قرآن کریم سے دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں ہاں تدبّر سے کام لینے سے آپ کا مطالبہ وضاحت سے پورا ہو رہا ہے۔

تدبّر سے کام نہ لینے والوں کا نقشہ

اور سنئے تدبّر سے کام نہ لینے کے نتیجہ میں جو قرآن کریم کو محلِ اعتراض بناتے ہیں انکی حالت کا نقشہ قرآن نے ان الفاظ میں کھینچا ہے فرماتا ہے:- افلا يتدبرون القرآن ام على قلوب اقفالها سورۃ محمد ع ۳ یعنے کیا یہ معترضین قرآن پر غور نہیں کرتے یعنے ان کو قرآن پر تدبّر کی نظر ڈالنی چاہیئے اگر ایسا کریں تو اُن کے تمام شبہات فوراً دُور ہو جائیں اور حقائق ننگے ہو کر ان کے سامنے آجائیں اگر یہ تدبّر سے کام نہ لیں تو سمجھ لو کہ اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں اور یہ قفل ان کے اپنے ہی پیدا کردہ ہیں یہ قفل کھولدیں تو سچائی اُن کے دلوں میں داخل ہو جائے قرآن کریم تدبّر سے کام لینے پر زور دیتے ہوئے المؤمنون ع ۴ میں افلم يدبروا القول فرما کر تلقین فرما رہا ہے کہ اگر تم کسی قول کی حقیقت سمجھنا چاہتے ہو تو اُس پر تدبّر سے کام لو جلد بازی سے اعتراض کرنے کی طرف مائل نہ ہو جاؤ۔

مولوی صاحب آپ بھی اگر تدبّر سے کام لیتے تو آپ کو بھی قرآن کریم اور احادیث میں وہ تمام باتیں نظر آجاتیں جو حضرت مرزا صاحب نے انکی طرف منسوب کی ہیں بہرحال آپ کی آنکھیں وا کرنے کے لئے انشاء اللہ و بتوفیقہ آپ کو قرآن کریم کی وہ آیات اور حضرت نبی کریم صلعم کی وہ احادیث دکھلا دونگا جن سے حضرت مرزا صاحب کے قول کی صداقت کالشمس فی نصف النہار چمکتی ہوئی نظر آجائے گی۔

قرآن کریم میں دو قسم کی آیات

مولانا! آپ کی آگاہی کے لئے بتلاتا ہوں کہ قرآن کریم نے اپنی آیات کو محکم اور متشابہ دو قسموں میں تقسیم کیا ہے اور متشابہ آیات کے متعلق بتلا دیا ہے کہ ان کے حقیقی مفہوم تک رسائی ان لوگوں کو ہی ہو سکتی ہے جو راسخ فی العلم ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کو دوسری آیات میں تدبّر کرنے والے اور اولوا الالباب قرار دیا ہے بلکہ خود اسی آیت میں بھی راسخ فی العلم کی تعبیر اولوا الالباب

سے ہی کی ہے یعنے بات کے مغز تک پہنچنے والے پس متشابہ آیات کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انکے مکمل مطالب تدبّر سے کھلتے ہیں اُن میں بعض ایسے باریک امور بیان شدہ ہوتے ہیں جن تک ..... باریک نظر ہی پہنچ سکتی ہے عام انسانوں کی نظریں وہاں تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں ہاں واضح ہو جانے کے بعد ہر شخص ان کو سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ اس کی نیت فتنہ پیدا کرنے کی نہ ہو اور نہ ہی اسکو اپنی غلط تاویل پر بیجا اصرار ہو۔

الراسخون فی العلم کا دوسرا نام اولوالامر ہے

قرآن کریم نے الراسخون فی العلم کو دوسری جگہ اولوالامر کے نام سے پکارا ہے فرماتا ہے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم النساء ع ۱۱۔

اگر مسلمان بات کو لوٹا دیں رسول کی طرف اور اپنے میں سے اولوالامر کی طرف تو اس کی حقیقت کو جان لیں وہ لوگ جو اُن میں سے قوت استنباط رکھتے ہیں یعنے بات سے بات نکال لینے کی استعداد اُن میں موجود ہوتی ہے۔ یہ آیت مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالتی ہے:۔

(۱)۔ قرآن کریم کے بعض باریک حقائق پر خود رسول نے روشنی ڈال دی ہے۔

(۲)۔ قرآن کریم میں ایسے حقائق بھی ہیں جن کو عوام نہیں سمجھ سکتے۔

(۳)۔ ان کے سمجھانے کے لئے امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو صاحب امر کہلانے کے مستحق ہوں گے یعنی وہ قرآن کریم کے امر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے۔

(۴)۔ یہ اولوالامر ایسے مسائل کو قرآن کریم کے الفاظ سے نکال لینے کی قوت استنباط رکھنے والے ہوں گے جو ان الفاظ میں موجود تو ہوں گے لیکن ایسے طریق پر کہ عام نظر سے وہ مخفی ہوں گے ہاں ان کی نظر تدبّر پر وہ واضح ہوں گے۔

اولوالامر سے مراد اور اس لفظ کو اختیار کرنے میں حکمت

آیت میں جو لفظ اولوالامر وارد ہوا ہے اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو سورۃ آل عمران میں الراسخون فی العلم کہا گیا ہے اور وہ بھی اس لفظ میں شامل ہیں جو خدا کی طرف سے مامور کئے جائیں گے بلکہ یہ لوگ بدرجہ اولےٰ اس میں شامل ہونے کا حق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آیت میں بجائے اولوالعلم کے اولوالامر کا لفظ اختیار کیا گیا ہے تاکہ مامورین بھی اس میں شامل ہو جائیں اور یہ ظاہر ہے کہ مامور من اللہ کا اجتہاد اور استنباط اس نور اور اس علم کے ذریعہ ہوتا ہے جس کو وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ورثہ میں لیتا ہے

آیت کا واضح دلیل ہونا

یہ آیت بھی واضح دلیل ہے اس بات پر کہ قرآن کریم میں تمام علوم کھلے الفاظ میں ہی بیان نہیں ہوئے بلکہ بعض الفاظ کے اندر چھپے ہوئے علوم بھی ہیں جو علماء ربانی کی توجہ خاص ان علوم کو ان الفاظ سے اسی طرح نکال لیتی ہے جس طرح چقماق سے آگ نکالی جاتی ہے۔

سو یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو امور قرآن کریم کی طرف منسوب کئے ہیں وہ بھی قسم کے ہیں جو الفاظ قرآنی میں مخفی تھے اور حضرت مرزا صاحب کی توجہ روحانی نے انہیں ان الفاظ سے نکال کر ہمارے سامنے رکھا ہے اور وہ بالکل صحیح استدلال پر مبنی ہیں جن کی صحت ثابت کرنے کے لئے ہم ذمہ دار ہیں اگر کسی کو ان کی صحت میں تشکک ہو۔

علوم اسلامیہ کی بنیاد

فقہی مسائل و دیگر علوم اسلامیہ کی بنیاد اسی قوت استنباط اور رسوخ فی العلم اور تدبّر فی القرآن پر ہے۔ اس قسم کے مسائل جبکہ قرآن کریم پر تدبّر کرنے سے نکالے جا سکتے ہیں تو مامور من اللہ کی صداقت کے دلائل اور اس کی آمد کی ضرورت جیسے اہم مسائل جن کا تعلق انسان کی روحانی حالت کی ترقی کے ساتھ گہرا ہے کس طرح قرآن کریم سے مستنبط نہیں کئے جا سکتے ذیل میں اب وہ آیات درج کی جاتی ہیں جن سے حضرت مرزا صاحب نے ان تمام امور کو مستنبط کیا ہے جن کو آپ نے قرآن کریم کی طرف منسوب کیا ہے۔

اصولی آیات

سب سے پہلے مسئلہ متنازعہ فیہ میں وہ آیات قابل غور ہیں جو اصولی طور پر اس سلوک کو بیان کرتی ہیں جو اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے مامورین کے ساتھ عام طور پر مخالفین روا رکھتے ہیں۔ سورۃ یٰسٓ ع ۲ میں اللہ تعالےٰ نے اس سلوک کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنے یہ امر کس قدر قابل افسوس ہے کہ لوگوں کے پاس ان کی اصلاح کے لئے کوئی فرستادہ نہیں آتا مگر وہ اس کے ساتھ استہزاء سے پیش آتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ اس آیت میں کسی فرستادہ کو بھی مستثنےٰ نہیں کیا گیا گویا اس امر کو قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہر فرستادہ الٰہی لوگوں کے استہزاء کا نشانہ بنتا ہے اور استہزاء ایک ایسا جامع لفظ ہے جو ہر قسم کی ایذاء کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے یعنی ذہنی طور پر بھی جو تکلیف اسے دی جاتی ہے اور اس کے بدن کو بھی جن مصائب کا ہدف ..... بنایا جاتا ہے ان سب پر یہ لفظ حاوی ہے۔ قرآن کریم میں ان تمام مختلف طرق کا ذکر کیا گیا ہے، جو ہر قوم اپنے رسول کے متعلق استہزاء کا اختیار کرتی رہی ہے تفصیل کی ضرورت نہیں مصنف رسالہ ہذا ان سے ناواقف نہیں ہو سکتے کیونکہ انہیں قرآن دانی کا دعوےٰ ہے پس جناب مولوی صاحب غور فرمائیں کہ اُن کے نزدیک جس مسیح نے آنا ہے اگر وہ خدا کا فرستادہ ہے تو وہ مندرجہ بالا قانون الٰہی کی رو سے لوگوں کے استہزاء سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے اس لئے اگر حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ مسیح جب آئے گا تو علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا کس طرح غلط ہو سکتا ہے ہمیشہ خدا کے فرستادوں کو علماء کے استہزاء کا ہی نشانہ بننا پڑتا ہے کیونکہ عوام تو علماء کے تابع ہوتے ہیں ایذا رسانی کا اصل منبع تو علماء ہی ہوتے ہیں۔

علماء اُمتِ محمدیہ بھی اس قاعدہ سے باہر نہیں

اس اصولی قاعدہ کلیہ سے کیا اس امت کے علماء باہر ہیں اس کے متعلق ذیل کی آیت قابل غور ہے۔ سورۃ یونس ع ۲ میں اللہ تعالےٰ اس امت کے متعلق فرماتا ہے:۔

ولقد اھلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینٰت وما کانوا لیؤمنوا کذالک نجزی القوم المجرمین ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا اُن امتوں کو جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں جبکہ انہوں نے ظلم کا رویّہ اختیار کیا۔ ان کے پاس رسول کھلے کھلے دلائل اور کھلے کھلے نشان لے کر آئے تھے لیکن وہ اپنے اس ظالمانہ سلوک کی وجہ سے جو انہوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ روا رکھا اور اپنی ان ظالمانہ کارروائیوں کی وجہ سے جن کے وہ مرتکب تھے اس قابل نہ ہوئے کہ خدا کے فرستادوں پر ایمان لائیں اور ایسے مجرموں کی ہلاکت ہی سزا ہے جو ان پر وارد کی گئی۔

گذشتہ قوموں کے اس ظالمانہ رویّہ کو بیان کرنے کے بعد جو انہوں نے اپنے اپنے رسولوں کے ساتھ اختیار کیا اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے اب ہم نے تمہیں اے مسلمانو! ان کے بعد زمین میں ان کے قائم مقام بنا دیا ہے تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسا عمل کرتے ہو، اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی خدا کے مامور مبعوث ہوں گے جن پر کہ قرآن کریم کی دیگر متعدد آیات اور حدیث مجدّد اور وہ حدیث جو خلفاء کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی

کررہی ہے دلالت کررہی ہیں اور یہ ماموریں امت کے علماء کے ہاتھوں سے دُکھ اٹھائیں گے اور اُن کی طرف سے بھی ان ماموروں کے ساتھ اسی طرح بُرا سلوک کیا جائے گا جس طرح پہلی قوموں کی طرف سے اپنے زمانہ کے ماموروں کے ساتھ کیا گیا۔ عام مجددین اور عام خلفاء کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث میں ایک خاص مجدد کے مبعوث ہونے کی بھی پیشگوئی ہے جو مسیح موعود اور مہدی مہود کے لقب سے ملقب کیا جائے گا۔ پس آیت مندرجہ بالا کی رُو سے یہ مجدد بھی جو مسیح موعود کہلائے گا دیگر ماموریں کی طرح امت کے علماء سے ہر قسم کے دُکھ اٹھائے گا پس یہ آیت بھی ضمنی طور پر ان دُکھوں اور مصائب کی طرف اشارہ کررہی ہے جن کا نشانہ مسیح موعود نے بننا تھا۔

خاص مسیح کے متعلق آیات

اب میں جناب مولوی صاحب موصوف کی توجہ ان آیات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جن میں صاف طور پر آنے والے مسیح کو ایذا پہنچانے کا ذکر کیا گیا ہے اگر مولوی صاحب موصوف سورۃ فاتحہ کے مضمون پر ہی غور کی نظر ڈالتے تو اسی میں ان کو سب کچھ نظر آجاتا جس کا ذکر۲ حضرت مرزا صاحب کی زبان سے ہی سنئے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ از صـ۱۰۵ تا صـ۱۱۳ میں اپنی صداقت کے دلائل لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تیسری دلیل جو دلائل گذشتہ مذکورہ کی طرح وہ بھی قرآن شریعت سے ہی مستنبط ہے سورۃ فاتحہ کی اس آیت کی بناء پر ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين یعنی اے ہمارے خدا ہمیں وہ سیدھی راہ عنایت کر جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور بچا ہم کو ان لوگوں کی راہ سے جن پر تیرا غضب ہے اور جو راہ کو بھول گئے ہیں، فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اسلام کے تمام اکابر اور ائمہ کے اتفاق سے مغضوب علیہم سے مراد یہودی لوگ ہیں اور ضالین سے مراد نصاری ہیں اور قرآن شریعت کی آیت یا عیسٰے انی متوفیک الخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کے مغضوب علیہم ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسٰے کے ہاتھ پر خداتعالے کے نشان بھی دیکھکر پھر بھی پورے عناد اور شرارت اور جوش سے ان کی تکفیر اور توہین اور تفسیق اور تکذیب کی اور اُن پر اور ان کی والدہ پر جھوٹے الزام لگائے .... اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی وجہ یہود کے مغضوب علیہم ہونے کی یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سخت ایذا دی ان کی تکفیر کی ان کی تفسیق کی، ان کی توہین کی۔ ان کو مصلوب قرار دیا تا وہ نعوذ باللہ لعنتی قرار دیئے جائیں اور ان کو اس حد تک دُکھ دیا کہ حسب منطوق آیۃ وقولهم على مريم بهتانا عظيما ان کی ماں پر بھی سخت بہتان لگایا غرض جس قدر ایذا کی قسمیں ہوسکتی ہیں کہ تکذیب کرنا۔ گالیاں دینا اور افتراء کے طور پر کئی تہمتیں لگانا اور کفر کا فتوے دینا اور ان کی جماعت کو منتشر کرنے کے لئے کوشش کرنا اور حکام کے حضور میں ان کی نسبت جھوٹی مخبریاں کرنا اور کوئی دقیقہ توہین کا نہ چھوڑنا اور بالآخر قتل کے لئے آمادہ ہونا یہ سب کچھ حضرت عیسٰے کی نسبت یہود بدقسمت سے ظہور میں آیا.......... غرض جبکہ یہ مقدمہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ سے ثابت ہوگیا کہ مغضوب علیہم سے مراد یہود ہیں اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مغضوب علیہم کا پُر غضب خطاب جو یہودیوں کو دیا گیا یہ ان یہودیوں کو خطاب ملا تھا جنہوں نے شرارت اور بے ایمانی سے حضرت عیسٰے کی تکذیب کی اور اُن کو اپنے خیال میں قتل کردیا اور اُن کے رفع سے انکار کیا بلکہ اُن کا نام لعنتی رکھا تو اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے کیوں مسلمانوں کو دعا سکھلائی .... اس سوال کا جواب خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقامات میں دیدیا ہے مثلاً جیسا کہ آیت كما استخلف الذين من قبلهم سے صریح اور صاف طور پر سمجھا جاتا ہے جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے یعنی جبکہ مماثلت کی ضرورت کی وجہ سے واجب تھا کہ اس امت کے خلیفوں کا سلسلہ ایک ایسے خلیفہ پر ختم ہو جو حضرت عیسٰے کا مثیل ہو تو منجملہ وجوہ مماثلت کے ایک یہ وجہ بھی ضروری الوقوع تھی کہ جیسے حضرت عیسٰے کے وقت کے فقیہہ اور مولوی اُن کے دشمن ہو گئے تھے اور اُن پر کفر کا فتوے لکھا تھا اور ان کو سخت گالیاں دیتے اور ان کی اور ان کی پردہ نشین عورتوں کی توہین کرتے اور ان کے ذاتی نقص نکالتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ان کو لعنتی ثابت کریں، ایسا ہی اسلام کے مسیح موعود پر اس زمانہ کے مولوی کفر کا فتوے لکھیں اور اس کی توہین کریں اور اس کو بے ایمان اور لعنتی قرار دیں اور گالیاں دیں اور اس کے پرائیویٹ امور میں دخل دیں اور طرح طرح کے اس پر افتراء کریں اور قتل کا فتوے دیں"

پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ یہ سب افعال تو یہود سے حضرت عیسٰے کے خلاف سرزد ہوئے تھے مسلمانوں کو اس سے کیا تعلق تھا کہ اُن کی پنج وقت کی نماز میں یہ دُعا رکھدی جسے ساری دنیا کے مسلمان روزانہ دوہراتے رہتے ہیں فرماتے ہیں:۔

"اب معلوم ہوا کہ یہ تعلق تھا کہ اس جگہ بھی پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح آنے والا ہے اور مقدر تھا کہ اس کی بھی ویسی ہی توہین اور تکفیر ہو لہٰذا یہ دُعا سکھلائی گئی جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھ کہ ہم تیرے مسیح موعود کو دُکھ دیں اور اس پر کفر کا فتوے لکھیں اور اس کو سزا دلانے کے لئے عدالتوں کی طرف کھینچیں اور اس کی پاک دامن اہل بیت کی توہین کریں اور اس پر طرح طرح کے بہتان لگائیں اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیں غرض صاف ظاہر ہے کہ یہ دعا اسی لئے سکھلائی گئی کہ اس طرف توجہ دلائی جائے کہ تم میں بھی ایک مسیح موعود آنے والا ہے اور تم میں بھی وہ مادہ موجود ہے جو یہودیوں میں تھا غرض اس آیت پر ایک محققانہ نظر کے ساتھ غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو دُعا کے رنگ میں فرمائی گئی، چونکہ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ حسب وعدہ كما استخلف الذين من قبلهم آخری خلیفہ اسی امت کا حضرت عیسٰے کے رنگ میں آئیگا اور ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسٰی کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائے

۲ حضرت مرزا صاحب نے اپنی گولڑوی کتاب سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر

اور اس پر کفر کا فتوے لکھا جاوے اور اس کے قتل کے ارادے کئے جائیں اس لئے ترحم کے طور پر تمام مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی کہ تم خدا سے پناہ چاہو کہ تم ان یہودیوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسوی سلسلہ کے مسیح موعود کو کافر ٹھہرایا تھا اور اس کی توہین کرتے تھے اور اسکو گالیاں دیتے تھے اور اس دعا میں صاف اشارہ ہے کہ تم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے اور تم میں بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ۔"

اسی مضمون کو اسی کتاب کے صفحہ ۹۹ حاشیہ و صفحہ ۲۲۶ پر بھی ادا کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ مضمون تریاق القلوب صفحہ ۱۵۹ و کشتی نوح صفحہ ۴۳ پر بھی بیان ہوا ہے تعجب ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے اس دعوے کے کہ انہیں حضرت مرزا صاحب کی کتب پر عبور ہے یہ مقامات ان کو نظر نہیں آئے جبکہ حضرت مرزا صاحب نے وضاحت سے ان آیات کا ذکر اپنی کتب میں کر دیا ہوا ہے تو پھر مولوی صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے خدا پر افتراء کیا ہے کہ قرآن کی طرف منسوب کر دیا کہ اسلام کے مسیح موعودؑ پر علماء کی طرف سے کفر کا فتوے لگے گا اور انہیں ایذا دی جائے گی اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی، کیا کتمانِ حق کے مترادف نہیں اور کیا حضرت مرزا صاحب پر صریح افتراء نہیں کاش اس قسم کے مولوی صاحبان خدا کا خوف دل میں رکھ کر حضرت مرزا صاحب کے خلاف قلم اٹھایا کریں۔ مولوی صاحب اس بات پر بھی غور کریں کہ قرآن شریف کی آیات سے استدلال کرنے والا اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں ایسا لکھا ہے کیا اپنے اجتہاد کی تعبیر ان الفاظ کے سوا کسی اور لفظ سے بھی کر سکتا ہے، پس اگر حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم سے استنباط کرکے یہ لکھدیا کہ قرآن شریف میں ایسا آیا ہے کس طرح قرآن شریف پر ان کا افتراء کہلا سکتا ہے

دوسری آیت جس سے استدلال کیا گیا ہے

جناب مولوی صاحب کے غور کے لئے سورۃ صف اور سورۃ جمعہ کی آیات پیش کی جاتی ہیں۔ سورۃ صف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اس آیت کے متعلق قریباً قریباً تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ دیگر ادیان پر یہ غلبۂ اسلام مسیح موعود کے ذریعہ وقوع میں آئے گا۔ اس سورت کی بعد کی آیات اور خصوصاً آخری آیۃ پر اگر غور کی نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ امت میں عیسےٰ کے مثیل کے ظہور کی اس آیت میں پیشگوئی کی جا رہی ہے کیونکہ اس سورت کو ختم حضرت عیسےٰ کے ذکر پر کیا ہے، اس کے بعد سورۃ جمعہ شروع ہو جاتی ہے اس سورۃ میں آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم میں حضرت نبی کریم صلعم کے بروزوں کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے جو فارسی النسل ہوگا اور جو ایسے زمانہ میں ظہور کرے گا جبکہ مسلمانوں کی حالت ایسی خراب ہو جائے گی کہ ایمان زمین سے اٹھکر آسمان پر چلا جائے گا۔ اور حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم میں مسلمانوں کی اسی خرابی حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ملاکر مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں جس کامل بروز کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ مسیح موعود ہی ہے یہاں بھی مسیح موعود کے ظہور کی پیشگوئی کے معاً بعد یہود کے علماء کا ذکر ان الفاظ میں شروع کر دیا گیا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً گویا اس آیت میں صریح اشارہ کر دیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت علماء کی حالت بھی علماء یہود کی طرح ہو جائے گی، کتابوں کا ظاہری علم تو ان کو حاصل ہوگا لیکن علم حقیقی اور اس کی روح سے اسی طرح عاری ہوں گے جس طرح علماء یہود حضرت عیسےٰ کی آمد کے وقت عاری تھے اور مسیح موعودؑ کے خلاف وہی حرکات اُن سے سرزد ہوں گی جو حرکات اُن سے حضرت عیسےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم کے خلاف سرزد ہوئی تھیں۔ پس یہ آیات بھی اس بیان کی تصدیق کر رہی ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی طرف منسوب کیا ہے۔

آیۃ استخلاف سے استدلال

سورۃ جمعہ میں جن بروزوں کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہے سورۃ نور کی آیت استخلاف میں انہیں حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء سے نامزد کیا گیا ہے فرماتا ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم یعنی ایمان لانیوالوں اور اعمال صالح کرنے والوں میں سے ہی اللہ تعالےٰ حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء انتخاب کرے گا اور یہ خلفاء موسوی سلسلہ کے انبیاء کی مانند ہوں گے جس کے معنے یہ ہیں کہ جس طرح بانیٔ سلسلہ محمدیہ یعنی حضرت نبی کریم صلعم موسوی سلسلہ کے بانی یعنی حضرت موسےٰؑ کے مشابہ تھے اسی طرح سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ یعنی حضرت عیسٰی کے مشابہ ہوگا اور جو سلوک حضرت عیسےٰ سے ہوا اسی قسم کا سلوک محمدی سلسلہ کے مسیح کے ساتھ بھی ہوگا اس آیت میں جس طرح موسوی سلسلہ کے خلفاء کے ساتھ سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کو مشابہت دی گئی ہے اسی طرح آنے والے مسیح کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بھی مشابہت دی.... گئی ہے چنانچہ خود حضرت مرزا صاحب .... اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۹۸، ۹۹ پر فرماتے ہیں:۔

"ایسا ہی اس پیشگوئی سے جو مسیح موعودؑ اور حضرت ابوبکرؓ میں مشترک ہے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ جس طرح شیعہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی تکفیر کرتے ہیں اور اُن کے مرتبہ اور بزرگی سے منکر ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی تکفیر کی جائے گی اور ان کے مخالف ان کے مرتبہ ولایت سے انکار کریں گے کیونکہ اس پیشگوئی کے آخر میں یہ آیت ہے ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون اور اس آیت کے معنی جیسا کہ روافض کی عملی حالت سے کھلے ہیں کہ بعض گمراہ حضرت ابوبکرؓ کے مقام بلند سے منکر ہو جائیں گے اور ان کی تکفیر کریں گے پس اس آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی کیونکہ وہ خلافت کے آخری نقطہ پر ہے جو خلافت کے پہلے نقطہ سے ملا ہوا ہے۔"

حدیث سے آیات کی تصدیق

مندرجہ بالا آیات میں اُمت میں مسیح موعود کے ظہور کی پیشگوئی کے ساتھ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ امت کے علماء کا آنے والے مسیح کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو علماء یہود نے پہلے مسیح کے ساتھ کیا اس حقیقت کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ مشکوٰۃ باب تغیر الناس کی فصل اول میں حدیث ہے:۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبرٍ و ذراعاً بذراعٍ حتی لو دخلوا جحر ضبٍ تبعتموہ قیل یارسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن متفق علیہ۔ اور ایک اور روایت میں حذو النعل بالنعل بھی آیا ہے۔ یعنی تم یہود کے ساتھ کامل مشابہت پیدا کر لو گے پس یہ حدیث بھی اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس امت کے علماء بھی یہود کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے اور یہود کا سب سے بڑا کارنامہ جو قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ حضرت عیسےٰ کو طرح طرح کے دکھوں کے ذریعہ ایذا دینا تھا سو اس امت کے علماء بھی اپنے مسیح موعود کو اسی قسم کا دکھ دیکر ان کے مثیل بننے کا ثبوت بہم پہنچا دیں گے احادیث میں جو مسیح موعود کی تکفیر وغیرہ کی پیشگوئیاں ہیں، اس پر مفصل روشنی انشاء اللہ آئندہ قسط میں ڈالی جائے گی۔

جناب مولوی! اب آپ پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ قرآن شریف کے متعلق لکھا وہ قرآن شریف سے ہی استدلال کرکے لکھا ہے آپ اس استدلال کی صحت یا عدم صحت پر تو بحث کرنیکا حق رکھتے تھے لیکن یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے تھے کہ یہ قرآن شریف پر افتراء ہے اگر آپ کو حضرت مرزا صاحب کے استدلال میں غلطی نظر آتی ہے تو اسے واضح کیجئے۔ خاکسار اس کی صحت ثابت کرنیکا ذمہ دار رہے گا

یا یوں کہو کہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اس کی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اس کا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہو جاتا ہے تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے پس نوح نے آکر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راستبازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور رسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا۔

افلا تتقون

تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ یاد رکھو انسان کو جس قدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں جس قدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی کی طرف کھینچکر لے جا سکتی ہیں وہ سب تقوےٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ متقی اللہ تعالےٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

والله يحب المتقين

اور اللہ سے بڑھکر انسان کس دوست اور حبیب کی خواہش کرسکتا ہے متقی ..... کے ساتھ اللہ ہوتا ہے والله ولي المتقين ٥ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ٥۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا۔ متقی کو اللہ تعالےٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے واتقوا الله ويعلمكم الله

رزق کی چابی

انسان کو بہت ضرورت اس بات کی ہے کھانے پینے پہننے۔ اللہ تعالےٰ متقی کے لئے فرماتا ہے:-

من يتق الله يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث لا يحتسب

انسان جب متقی بن جائے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے متقی کو ہم تنگی سے بچائیں گے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیں گے جو اس کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔ پس اگر کوئی رزق کا طالب ہو تو اس پر واضح ہو کہ رزق کے حصول کا ذریعہ بھی تقوےٰ ہے۔

حکیم مولوی نور الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ چند دوستوں نے ایک عامل سے پوچھا کہ رزق کی فراخی کے لئے کوئی وظیفہ بتاؤ اس نے کہا من يتق الله يجعل له مخرجا ..... الخ خوب رٹا کرو۔ سب نے رٹنا شروع کر دیا لیکن ہم اس نکتہ کو سمجھ گئے اس پر عمل کیا اور اس کو مجرب پایا

یُسر کو بھی اللہ تعالےٰ بہت پسند کرتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

من يتق الله يجعل له من امره يسرا

اسی طرح متقی کو عجیب در عجیب جو اس ملتے ہیں اور ذات پاک سے اس کے خاص تعلقات ہوتے ہیں قرآن مجید میں اولئك هم المفلحون بھی متقیوں کے لئے آیا ہے۔

یا الٰہی تیرا قرآں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اب سوچا جاوے کہ انسان اس کے سوا اور کیا چاہتا ہے۔ اس کی تمام خواہشیں، تمام ضرورتیں تمام امنگیں اور اراد ے ان سات آٹھ باتوں میں آجاتے ہیں اور یہ سب متقی کو ملتی ہے۔ پھر نوح ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالےٰ ہی کے ارشاد کے مطابق میں آج تمہیں کہتا ہوں۔ افلا تتقون۔ تم کیوں متقی نہیں بنتے اور تقوےٰ کیا ہے۔ تقوےٰ نام ہے۔ اعتقادات صحیحہ۔ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ۔ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت۔ استقلال۔ عفت حلم۔ قناعت۔ صبر کا اور شروع ہوتا ہے حسن ظن باللہ تواضع اور صادقوں کی محبت سے۔ اور ان کے پاس بیٹھنے سے ان کی اطاعت سے جبکہ تقوےٰ کی ضرورت ہے۔

حکیم مولوی نور الدین صاحب رضہ فرماتے ہیں:-

ایک مولوی میرے پاس بڑے اخلاص و محبت سے بہت دن رہا آخر ایک دن مجھے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی تسخیر کا عمل ہے، جو آسائش کی تمام راہیں آپ کے لئے کھلی ہیں اور اتنی مخلوقِ خدا آپ کے پاس آتی ہے۔ میں نے کہا عمل تسخیر کیا ہوتا ہے۔ خدا نے تو فرما دیا ہے سخر لكم ما في السموات وما في الارض۔ سارا جہاں تمہارے لئے مسخر ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا تسخیر ہو سکتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دعا کرے دعا کی عادت ڈالے۔ اس سے کامیابیوں کی تمام راہیں کھل جائیں گی ؎

ہزار سرزنی و مشکلے نہ گردد حل
چو پیشِ او بردی کارِ یک دعا باشد
ابکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
(مسیح موعود)

میری یہ بات سن کر وہ ہنس دیا اور کہا یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کوئی عمل تسخیر بتلاؤ۔ اللہ تعالےٰ اپنی پاک کتاب قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

افحسبتم انما خلقنا عبثا۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا جب تم عبث نہیں بنائے گئے تو پھر سوچو کہ تم کیوں بنائے گئے۔

یا ایها الناس اعبدوا ربكم

لوگو اپنے ربّ کے فرمانبردار بن جاؤ۔

فرمانبرداری ضروری ہے مگر کوئی فرمانبرداری بدون فرمان کے نہیں ہو سکتی اور کوئی فرمان اس وقت تک عمل کے نیچے نہیں آتا جب تک اس کی سمجھ نہ ہو پھر اس فرمان کے سمجھنے کے لئے کسی معلم کی ضرورت ہے اور الٰہی فرمان کی سمجھ بدوں مزکی اور مطہر القلب کے کسی کو نہیں آتی کیونکہ لا يمسه الا المطهرون خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ پس ضرورت ہے امام کی مزکی کی .... پس انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس راہ اور سبب کو اختیار نہیں کرتا جو اس کے حصول کے واسطے مقرر ہو۔ کامیابی کے صحیح اور یقینی اسباب اور ذرائع معلوم نہیں ہو سکتے جب تک سچا علم نہ ہو اور سچا علم بدوں قرآن کے نہیں آسکتا اور قرآن بدوں تقوےٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور سچا تقوےٰ اور خشیت الٰہی پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے منتخب فرمائے ہوئے بندوں کی صحبت میں نہ رہے اسی لئے کونوا مع الصادقين آیا ہے۔ اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل وجان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شاملِ حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے۔ پس ان معنوں کر کے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑتی ہے اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا اور آیت موصوفہ بالا بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی کیونکہ دوام حکم کونوا مع الصادقين دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔

علاوہ اس کے مشاہدہ صاف بتلا رہا ہے کہ جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپرواہ ہو کر عمر گذارتے ہیں ان کے علوم و فنون جسمانی جذبات سے ان کو ہرگز صاف نہیں کر سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام کا کہ دلی یقین اس بات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اور جس طرح وہ اپنی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو ان صندوقوں میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہو ہرگز ان کو ایسا یقین خدا تعالےٰ پر نہیں ہوتا۔ وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقین جانتے ہیں کہ وہ ایک زہر مہلک ہے لیکن گناہوں کی زہر سے نہیں ڈرتے حالانکہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں انه من يأت ربه مجرما فان له جهنم لا يموت فيها ولا يحيى۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانتا وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچانتا ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے مگر قرآن کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن شریف نازل ہوا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھہرایا گیا اگر قرآن اکیلا ہی کافی ہوتا تو خدا تعالیٰ قادر تھا کہ قدرتی طور پر درختوں کے پتوں پر قرآن لکھا جاتا یا لکھا لکھایا آسمان سے نازل ہو جاتا مگر خدا تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف دنیا میں نہیں بھیجا جب تک معلم القرآن دنیا میں نہیں بھیجا گیا۔

. . . .

قرآن کریم کو کھول کر دیکھو کتنے مقام میں اس مضمون کی آیات ہیں کہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ یعنے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اور قرآنی حکمت لوگوں کو سکھلاتا ہے، اور پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے:-

لا یمسّہ الا المطہرون

یعنے قرآن کے حقائق و دقائق انہی پر کھلتے ہیں جو پاک کئے گئے ہوں، پس ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ اگر قرآن کے سیکھنے کے لئے معلم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی اور یہ کہنا کہ ابتداء میں تو حل مشکلات قرآن کے لئے ایک معلم کی ضرورت تھی، لیکن جب حل ہوگئیں تو اب کیا ضرورت ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں، ماسوا اس کے اُمت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں، اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں، وہ عنداللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔　　(باقی آئندہ)

قابلِ توجّہ احباب

یہ امر احباب کرام کی خاص توجہ کے قابل ہے، کہ بعض دوست اپنی ذاتی ضروریات کے لئے لاہور تشریف لاتے ہیں۔ اور ایک دو یوم مہمان خانہ میں مقیم رہ کر بغیر اطلاع دیئے واپس تشریف لے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کا کھانا جو پک کر تیار ہو جاتا ہے .... ضائع چلا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی واپسی کی پہلے سے اطلاع دے دیا کریں تو یہ نقصان نہ ہو، ایسا ہی اگر لاہور آنے سے پہلے بذریعہ چھٹی یا پوسٹ کارڈ اطلاع دیدیا کریں کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت لاہور پہنچنے کا ارادہ ہے تو یہ زیادہ قرین مصلحت ہوگا۔ موجودہ وقت سخت گرانی کا ہے، اس کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ انجمن پر ناواجب بوجھ نہ ہو۔ اور آنے والے دوستوں کے لئے مناسب انتظام کیا جا سکے۔

والسلام

خاکسار۔ مہتمم مہمان خانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

مسلم ہائی سکول ۲ کی شاندار فتح

مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو ۶ بجے شام۔ پی۔ ڈبلیو۔ آر ہائی سکول لاہور میں انٹر سکول مباحثہ منعقد ہوا۔ موضوع مباحثہ "تنگدستی انسانی عظمت کا باعث ہے"۔ اس مباحثہ میں سنٹرل ماڈل، مسلم ماڈل، لیڈی میکلیگن، وطن اسلامیہ، اور نیا مدرسہ اچھرہ جیسے مشہور سکولوں کے علاوہ لاہور کے تمام ہائی سکولوں نے حصّہ لیا۔

ہمارے سکول کے دو بچے شوکت علی اور قاری مزمل اقبال جماعت ہفتم اس مباحثہ میں شریک ہوئے۔ مباحثہ میں قرارداد کے مخالفین اور حق میں بولنے والوں نے مجمع کو محو حیرت کر رکھا تھا۔ لیکن ہمارے مقررین نے اس حیرانگی میں اس قدر اضافہ کیا کہ یونیورسٹی کے مشہور ڈیبیٹر کاظمی صاحب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:-

"اگرچہ کالجوں میں تقریری انحطاط ہے۔ لیکن آج اس بات کا ثبوت مل گیا ہے۔ کہ آنے والے لوگ فنِ تقریر کو بام عروج پر پہنچا دیں گے"۔

اختتام مباحثہ پر جب تقسیم انعامات کا اعلان ہوا تو ہمارے طلباء نے ٹرافی بھی جیت لی اور اوّل انعام میں کپ مسٹر شوکت علی اور سپیشل انعام مبلغ دس روپے مسٹر قاری نے حاصل کیا۔ اس شاندار فتح کا سہرا مسٹر محمد نواز صدیقی بی۔ اے۔ سی۔ ٹی کے سر ہے۔ جو اس شعبہ کے انچارج ہیں۔ اور جنہوں نے ان بچوں کو تقاریر تیار کرنے میں مدد دی۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

برکت علی اسسٹنٹ سیکرٹری۔ مسلم ہائی سکول ۲ لاہور

اخبار احمدیہ

—— حضرت [illegible] بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں آپ [illegible] کے بعد قرآن شریف کا درس دیتے ہیں [illegible] قرآن کے بعد مولوی دوست محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم پڑھ کر سناتے ہیں۔

صادق [illegible] حضرت امیر قوم

—— مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کے وہ مضامین جو شیخ الجامعہ رنگون کی کتاب "ڈوئی" کے جواب میں پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے ہیں، ڈاکٹر ابن اکبر خاں صاحب رنگون کے خرچ سے کتابی صورت میں چھپ کر شائع ہو گئے ہیں۔ کتاب کا نام ہے:

"مجدد زمان بجواب "ڈوئی""

پیغام صلح ۷ فروری ۱۹۶۲ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۶

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ "پیغام صلح"

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ دکان نمبر ۱۰۰/۱ ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۱۰۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۷

یقین گناہ سے بچاتا اور ہر دُکھ کو سہل کر دیتا ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تمہیں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکہ لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہیئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیئے خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہو کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اسکا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا اور سزا پر یقین ہے تو گناہ یقین پر غالب نہیں آسکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانیوالی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُنپر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ (کشتی نوح)

بحرِ حکمت کے موتی

ابوبکرۃ الا اُنبئکم باکبر الکبائر قلنا بلی یا رسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وکان متکئاً فجلس فقال الا وقول الزور وشہادۃ الزور الا وقول الزور وشہادۃ الزور الا وقول الزور وشہادۃ الزور فما زال یقولہا حتی قلت لا یسکت (تحفۃ الانوار ترجمہ مشارق الانوار)

بخاری میں حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سنو کبیرہ گناہوں میں سے جو بہت بڑے ہیں میں تمہیں بتاتا ہوں ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بتلایئے حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کا شریک مقرر کرنا (۲) اور ماں باپ کی نافرمانی اور ایذا رسانی حضرتؐ تکیہ لگائے بیٹھے تھے پس (جوش سے) اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کان کھول کر سنو، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (سے بچو) پھر کان کھول کر سنو، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی (سے بچو) پھر کامل توجہ سے سنو، جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی سے بچو پھر حضرتؐ ان باتوں کو دوہراتے چلے گئے۔ یہاں تک ہم نے سمجھا کہ حضرتؐ چپ نہیں ہوں گے۔

نوٹ:- اللہ اللہ! کتنی زبردست اخلاقی تعلیم ہے صالح معاشرہ کی تعمیر اور دنیا میں قیام امن کی ضامن (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا انسانیت کی مٹی پلید کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ولقد کرمنا بنی آدم (۱۷ : ۷۱) (۲) ماں باپ سے حسنِ سلوک اور معروف میں اطاعت کا سلسلہ

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

ڈربی شائر (انگلینڈ)

ترجمہ خط از مسٹر ایچ - جی - میلر (احمد) ڈربی شائر انگلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

. . . .

مجھے آپ کی خرابیٔ صحت پڑھکر بہت افسوس ہوا - اللہ تعالےٰ آپ کو صحت کلی بخشے - آپ کے ملک میں چیچک کی وبا کے متعلق پڑھ کر بہت صدمہ ہوا - میرا تبدیل شدہ پتہ نوٹ فرمالیں -

میں نے آپ کی احمدیہ موومنٹ کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے - اور میں نے اس موومنٹ کے دعووں میں کوئی نقص نہیں دیکھا -

میرے احمدیہ موومنٹ کو قبول کرنے کا باعث بانیٔ سلسلہ کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام ہے، یہ وہ کتاب ہے جس نے میری آنکھیں اسلام کو اسکے اصلی رنگ میں دیکھنے کے لئے کھولیں - میں اسلام کو دوسرے مذاہب سے متمیز کرسکتا ہوں کیونکہ مجھے بہت سے واقعات کا علم ہوگیا ہے۔

میں [illegible] احمدیہ موومنٹ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں - میں آخری فیصلہ کو ابھی ملتوی کرتا ہوں - میں بانیٔ سلسلہ کو مجدد مانتا ہوں - لیکن مسیح اور مہدی کا دعوےٰ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے - اور اس دعویٰ کو سوائے ماننے کے دوسری کوئی عقلی متبادل چیز نہیں - مگر تاہم مجھے ان دعووں (مسیح و مہدی) کے متعلق کامل انشراح صدر ابھی تک حاصل نہیں - ہاں یہ معاملہ ایسا ہے جو سمجھنے کے لئے وقت اور مطالعہ چاہتا ہے -

مجھے سب سے بڑا اعتراض اس پیغام پر ہے جو بانیٔ سلسلہ نے یہود کو دیا ہے اور بائبل کی پیشگوئیاں بھی محلِ نظر ہیں - بہر حال تعلیمی کورس مکمل کرنے کے بعد میں ارکانِ اسلام ادا کرسکوں گا -

(نہیں مزید لٹریچر اور نقطہ زیر بحث پر مفصل خط بھیجا گیا)

کیمبرج (انگلینڈ)

ترجمہ خط از ڈاکٹر ای - جے - سچے - روز ینتھل کیمبرج (انگلینڈ)

جناب عالی

میں آپ کا اس قیمتی تحفہ کے لئے یعنی قرآن شریف کے لئے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں

میں اس قرآن شریف کو بڑی محبت اور غور و فکر سے اکثر پڑھتا رہوں گا -

مجھے اس گرانقدر تحفہ سے ان ایام کی یاد تازہ ہوتی رہے گی جو سنہ ۱۹۶۰ء میں پاکستان میں احمدیوں کی صحبت میں گذارے تھے -

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

(اب انہیں ریلیجن آف اسلام - ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

آلوجا (نائیجیریا)

ترجمہ خط یونس آدمو پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ آلوجا (نائیجیریا)

جناب عالی - میں مؤدبانہ آپ کی خدمت میں اسلامی تعلیم کے متعلق کچھ سیکھنے کے لئے خط لکھ رہا ہوں - اس کی وجہ یہ ہے کہ میں قرآن پڑھ سکتا ہوں مگر بدقسمتی سے اس کا مطلب نہیں آتا - اس لئے مجھے کوئی اچھا طریقہ بتائیں جس سے کہ میں آپ کو لکھوں اور میری مدد کرسکیں - اب میری تمام امیدیں آپ پر ہیں - مجھے آپ کی نصیحت درکار ہے یا کوئی ایسا طریقہ بتائیں جس سے میں تعلیم حاصل کرسکوں اور اس کا ترجمہ سیکھ سکوں - اور مجھے نماز کے متعلق چند حکم علیحدہ علیحدہ ارکان کے متعلق لکھیں ،

(لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

مسلم یونیورسٹی علیگڈھ (انڈیا)

ترجمہ خط محمد خلیل الرحمان ۱۲۳ - ایس - ایم - ایسٹ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ آپ کے خط مورخہ ۶-۱/۶۲ کے جواب میں تاخیر ہوگئی ہے جس کے متعلق میں معافی چاہتا ہوں - اور دلی شکریہ ان کتابوں کے لئے جو آپ نے بذریعہ رجسٹری مجھے ارسال کی ہیں ادا کرتا ہوں - میں ان کو لے کر بہت خوش ہوا ہوں - اور ان کو پڑھ کر اپنی تعلیم میں اضافہ کروں گا - میں اس سے بہت خوش ہوں کہ آپ کی انجمن اسلام کے متعلق بہت گرمجوشی سے کام کرتی ہے - اور مجھے اس پر بہت افسوس ہوا - اور میری دل شکنی ہوئی کہ آپ نے مجھے قرآن شریف انگریزی عربی مترجم - ریلیجن آف اسلام - محمد دی پرافٹ - ودنگ آف انٹائنس آف پرافٹ محمدؐ ارسال نہیں کئے ، آپ نے مجھے مفت لٹریچر ارسال کیا ہے - اگر آپ مجھے مندرجہ بالا کتب مفت ارسال کریں تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا - اور یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں بہت غریب آدمی ہوں اس لحاظ سے آپ مجھ کو مفت کتابیں ارسال کریں -

(خط لکھا گیا اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

جنوبی ہند (انڈیا)

ترجمہ خط - ایس محی الدین بی اے - بی - ٹی - ہیڈ ماسٹر بیت الاسلام ہائی سکول - جنوبی ہندوستان - (انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم بڑی خوشی سے آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ آپ کی ارسال کردہ کتابیں ، ادلی کیلیفٹ اور لونگ تھاٹس مورخہ ۲۳-۱/۶۲ کو مل گئی ہیں - ہم نے ان کو پبلک لائبریری میں رکھ دیا ہے - مطلع کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ ہمارے پڑھنے والے اصحاب آپ کے لٹریچر کو بڑی خوش اسلوبی سے پڑھتے ہیں - ہم کو یقین ہے کہ ہم میں سے بہت آدمیوں کو آپ کی انجمن احمدیہ کی کوشش سے اسلام کے متعلق کافی معلومات حاصل ہوتے ہیں - آپ کی اسلام کی اشاعت کے متعلق اس قدر کوشش ہے کہ آپ طاقت - وقت اور دولت خرچ کر کے اسلام کی اشاعت کرتے ہیں - آپ کی اشاعت نے ہم کو اس قدر روشنی بخشی ہے جس کے متعلق ہم بالکل لاعلم تھے دنیا کے مسلمان حضرت مولانا محمد علی مرحوم کی کوشش جو انہوں نے اسلام کے بارے میں کی بہت سراہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے اپنی تمام طاقت اس نیک کام کے لئے وقف کردی تھی -

جس شخص نے ادلی کیلیفٹ کو پڑھا ہے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ کسی اردو کتاب سے ترجمہ کیا ہے یہ اصل کتاب ہے - اس کی زبان بڑی کشش رکھتی ہے یہ بہت پُر لطف کتاب ہے - اور میں نے اسکو ختم کئے بغیر نہیں چھوڑا - اس میں خلفائے راشدین کے متعلق جو شکوک تھے ، ان کو بڑی خوبی سے صاف کیا گیا ہے - ہم اب چونکہ بخوبی واقف ہوگئے ہیں کہ آپ کے لٹریچر اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں اس لئے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی ایک جماعت ہے جو کہ اشاعت اسلام کا کام کررہی ہے بلکہ دعاؤں کی بھی مستحق ہے - محمد دی پرافٹ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کو بہت خوبی سے واضح کیا ہے ، یقیناً یہ دنیا کی ایک بہت بڑی ہستی ہے جس کی ہم کو غلط فہمی رہی -

ریلیجن آف اسلام میں تمام اسلامی سوالوں کا جواب دیا گیا ہے - چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ، اور اس میں آج کل کے اسلام پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے -

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۶۲ء

خدمت قرآن اور احمدیت

جماعت احمدیہ کو خدمت قرآن اور تبلیغ اسلام کے ساتھ جو وابستگی اور خصوصیت حاصل ہو چکی ہے، اس کی ایک مثال ذیل کے واقعہ سے مل سکتی ہے جو ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء کے "صدق جدید" میں شائع ہوا ہے:-

"بسادن گوڑی (بنگلور) کے اے جے خلیل صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کی خدمات قرآنی کا ذکر خیر ان صفحات میں عرصہ ہوا آ چکا ہے اُن کے ایک تازہ طویل خط کا ابتدائی حصہ:-

"میں نے صدق جدید مؤرخہ ۱۲ نومبر ۱۹۶۱ء صہ پر آپ کا شذرہ پڑھا واقعی یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیام الہٰی چار دانگ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت ہی کوتاہ ہیں، میں کوئی ۱۶ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلام الہٰی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و اشاعت میں مصروف ہوں لیکن خود میرے اوپر قادیانیت کا الزام لگا، اور یہ ثبوت میں ہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی تبلیغ کرتا رہتا ہے اس لئے کہ یہ کام تو بس قادیانی ہی کرتے رہتے ہیں۔"

مسٹر اے جے خلیل کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغۂ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ ہی لیا جائے۔"

مسٹر اے جے خلیل نے تراجم قرآن کا جو کام شروع کر رکھا ہے، وہ فی الواقعہ قابل مبارکباد ہے۔ اور مولانا عبدالماجد بھی قابل مبارکباد ہیں، کہ وہ اپنے احباب کی مخالفت کے باوجود احمدیوں کو خدمت قرآن کے تمغۂ امتیاز کی وجہ سے قابل رشک قرار دے رہے ہیں، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مبارک کام میں احمدیہ جماعت کے ساتھ شرکت کی توفیق دے، اور خدمت قرآن کی وجہ سے احمدی کہلانا سب کے شامل حال ہو، لیکن اس تمغۂ امتیاز سے جو آج احمدی قوم کو حاصل ہو چکا ہے، یہ ثابت ہے کہ اس جماعت کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب محض خدمت قرآن اور تبلیغ اسلام کے لئے کھڑے ہوئے تھے، یہی ان کی مجددیت کا نصب العین تھا اور اسی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مامور کیا تھا، اگر اُن کے سامنے کوئی اور غرض ہوتی، اور وہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع نہ ہوتے اور اپنی نبوت کی پٹڑی چلانا چاہتے، تو خدمت قرآن اور تبلیغ اسلام کا تمغۂ امتیاز آج ان کی جماعت کو حاصل نہ ہوتا، اور نہ اس کام کی وجہ سے مسٹر اے جے خلیل قادیانیت یا احمدیت ..... منسوب کی جاتی

یہ واحد مثال نہیں جو مسٹر اے جے خلیل نے اپنے متعلق بیان کی ہے۔ اس سے پیشتر مرحوم انجمن دعوت و تبلیغ کے اراکین کو بھی ایسا ہی سمجھا جاتا تھا اور ان کے فاضل نمایندہ مولانا محمد علی صاحب قصوری نے دیرینی لکھا تھا کہ جب انہوں نے ممبئی کے پسماندہ علاقوں میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو انہیں لوگوں نے احمدی مشہور کر دیا، اور صرف تبلیغ یا خدمت قرآن ہی کے کام کی وجہ نہیں بلکہ [illegible] نے نماز میں خضوع و خشوع اختیار کیا اور بارگاہ خداوندی میں بڑی لمبی سجدہ ریز ہوا تو اتنی سی بات پر احمدی سمجھ لیا گیا، اس سے ظاہر ہے کہ احمدیت اس بات کا نام نہیں جو اس کے مخالفین نے اس کی طرف منسوب کر رکھی ہے بلکہ احمدیت ان خصوصیات کا نام ہے، جو خدمت قرآن، تبلیغ اسلام اور نمازوں کے اندر خضوع و خشوع اور تقویٰ و طہارت کی صورت میں اس جماعت کے اندر پائی جاتی ہیں اور جن میں سے کسی ایک خصوصیت کے اختیار کرنے کی وجہ سے غیر از جماعت کو بھی احمدی سمجھ لیا جاتا ہے۔

پس ہم ان لوگوں کو جو احمدی کا نام سن کر نفرت سے بھر جاتے اور طرح طرح کے فتوے دینے لگ جاتے ہیں ان حقائق کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو عام نظروں میں خدمت قرآن کا تمغۂ امتیاز حاصل ہو چکا ہے، یہاں تک کہ اس قسم کی خدمت کرنے والے غیر از جماعت اصحاب کو بھی احمدی سمجھ لیا جاتا ہے، ان کو کافر یا دشمن دین قرار دینا کہاں کا انصاف اور کونسی حق پرستی ہے، احمدیوں کی یہ خصوصیات ان کے خادم دین ہونے کا کھلا ثبوت ہیں، اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک بین نشان، مسٹر اے جے خلیل اور دوسرے لوگ جو خدمت دین کا کام کرنے کی وجہ سے احمدی سمجھے جاتے ہیں، اس حقیقت پر غور کریں اور اس نیک کام کو جو وہ کرنا چاہتے اور کرتے ہیں مجدد وقت سے وابستگی حاصل کر کے اور سچ مچ کے احمدی بن کر کریں تو زیادہ مفید اور ..... بابرکت ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی ہم اپنے احباب جماعت سے بھی یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خدمت دین اور تبلیغ اسلام اور تقویٰ و دیانت کی جو خصوصیات انہیں حاصل ہو چکی ہیں اور غیروں کی نظروں میں بھی وہ ایک احمدی کا تمغۂ امتیاز بن چکی ہیں، انہیں کسی طرح ضائع نہ ہونے دیں، اور ہر طرح اپنے آپ کو ان خصوصیات کا حامل ثابت کریں تاکہ مولانا عبدالماجد کی طرح ایک دنیا اُن پر رشک کرے اور دین کا بول بالا ہو اور حضرت مجدد وقت کی صداقت دنیا پر آشکارا ہو۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں، مہمات دینیہ میں مصروف۔

نماز تراویح

مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حافظ محمد بوستان صاحب روزانہ ایک پارہ نماز تراویح میں سُناتے ہیں، حضرت امیر اور دوسرے بہت سے احباب نماز تراویح میں شریک ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوب رونق ہوتی ہے،

نکاح

راولپنڈی سے مسٹر ایس ایم [illegible] لکھتے ہیں کہ:-

"مؤرخہ ۲ جنوری ۱۹۶۲ء بروز اتوار بعد از نماز عصر مولوی محبوب عالم صاحب نے نصرت بیگم صاحبہ بنت شیخ ظہور الحسن صاحب کا نکاح ملک مختار احمد صاحب بی-ایس-سی (ڈیمیل ہینڈری) کے ساتھ مبلغ 2500 روپے حق مہر شیخ صاحب موصوف کے مکان واقع ٹرنک بازار راولپنڈی میں پڑھایا۔ نکاح کی اس تقریب سعید پر شیخ ظہور الحسن صاحب نے مبلغ دس روپے اور شیخ فضل الرحمٰن صاحب نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام کے لئے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا اس رشتہ کو جانبین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔

(ایس ایم خالد اقبال۔ راولپنڈی)

تبادلہ

پشاور سے محمد الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:-

"شیخ عبدالغنی صاحب ریڈیو انجنیئر پشاور سے تبدیل ہو کر حیدرآباد جا رہے ہیں۔ یہ نوجوان بہت سی خوبیوں کا مالک ہے نہایت متقی و پارسا اور خدا دوست انسان ہے۔ سب سے بڑی صفت شفقت علی خلق اللہ ہے آپ جماعت کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں آپ اکثر غربا کی امداد پوشیدہ اور ظاہری طور پر کرتے رہتے ہیں، آپ کے تبادلے نے یہاں کی جماعت میں ایک بڑا خلا پیدا کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد پھر یہاں واپس لائے۔ ہم کو

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

اخبار و افکار

ہندوستان میں تبلیغ اسلام

صوفی نذیر احمد صاحب اپنے ایک مضمون مندرجہ "صدق جدید" میں لکھتے ہیں :-

"پنڈت جواہر لال نہرو نے ڈسکوری آف انڈیا میں اس بات کا کھل کر اظہار کیا ہے کہ جب تک مسلم سیاست کے ہندوستان میں قدم نہیں جمتے تھے اس وقت تک اسلام ہندوستان میں اس طرح پھیل رہا تھا جیسے سوکھے جنگل میں آگ پھیلتی ہے لیکن جونہی سیاسی اقتدار مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ آیا ویسے ہی اسلام کا پھیلنا بند ہو گیا اور اس کے خلاف عوام میں ایک نفرت پیدا ہو گئی"

پنڈت نہرو کا یہ بیان اس حقیقت کا کھلا اعتراف ہے کہ اسلام اپنی سادہ تعلیم اور اپنے اصولوں کی معقولیت کے سبب سے پھیلا، جبر و تشدد یا تلوار سے اسلام کے پھیلنے کا الزام ہندوؤں اور انگریزوں کا من گھڑت فسانہ ہے جس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں، وہ مسلمان جو تبلیغ اسلام کی کامیابی کے لئے سیاسی اقتدار کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں، پنڈت نہرو کے اس بیان کو چشم بصیرت کے ساتھ مطالعہ کریں۔

سماجی برائیوں کا علاج

معاصر "الاعتصام" سماجی برائیوں، چوری، ڈاکہ، قتل، اغوا، زنا، عصمت دری، دھوکہ دہی وغیرہ کی فراوانی اور ان کو ختم کرنے کے لئے پولیس کی ناکام تگ و دو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

" ہمارے نزدیک اس کا علاج صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ملک میں صحیح اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں، چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے شرابی کے دُرّے لگائے جائیں، زانی اگر غیر شادی شدہ ہو تو (بعد از ثبوت شرعی) اس کی کوڑوں سے مرمت کی جائے اور اگر شادی شدہ ہو تو بسرم قطعی ثابت ہو جانے پر اسے سنگسار کر دیا جائے"

جہاں تک تعزیرات کا تعلق ہے، ان کے مفید ہونے میں کلام نہیں، سوائے سنگساری کی اس سزا کے جو شادی شدہ زانی کے لئے تجویز کی گئی ہے، اور جس کا قرآن کریم اور حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

لیکن تعزیرات کے ڈر کے علاوہ اخلاقی اصلاح کا بھی کوئی طریق ہونا چاہیئے ورنہ بعض وقت اس طرح چھپ کر بدی کا ارتکاب کیا جاتا ہے کہ پولیس یا قانون واس کی خبر تک نہیں ہوتی، اس کا صحیح علاج ایمان باللہ ہے، اگر انسان کے دل میں یہ ایمان ہو کہ ایک ہستی موجود ہے جو اس کی حرکات و سکنات کو بند کوٹھڑیوں کے اندر بھی دیکھ رہی ہے اور وہ اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور اس کی عبرتناک سزا دے گا، تو وہ حرکات بد سے باز آجائے گا، افسوس آج یہ ایمان دلوں سے اُٹھ چکا ہے اور اس کے ساتھ کئی ایسے فحش محرکات ہیں، جو خواہ مخواہ نفس امارہ کو اکسانے کا موجب ہیں مثلاً سنما، فحش ناول، فلمی رسالے اور فلمی گانے، جو ہر روز ریڈیو پر نشر کئے جاتے ہیں، ان محرکات کو جب تک بند نہ کیا جائے، اور دلوں کے اندر ایمان پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے، اس وقت تک صحیح اخلاقی اصلاح ممکن نہیں۔

آریہ سماجی تعصب

معاصر "کوہستان" بھارت میں مسلمانوں کے خلاف آریہ سماجیوں، جن سنگھیوں اور مہا سبھائیوں کے اشتعال انگیز اور دل آزارانہ پراپیگنڈا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آریہ سماج کے ایک لیڈر پنڈت پرکاش ویر شاستری ہیں جنہوں نے رام پور کے ایک جلسہ عام میں یہاں تک کہا کہ :-

" یہ ملک رام اور کرشن کا ہے، جب میں اس میں مسجدوں کے بڑے بڑے مینار دیکھتا ہوں تو میرا خون کھولنے لگتا ہے"

یہ وہ ذہنیت ہے جو آریہ سماجی تعصب کا کھلا نمونہ ہے لیکن یہ آریہ سماج تک ہی محدود نہیں، آج ہندوؤں کا ہر طبقہ (سوائے معدودے چند لوگوں کے جن کے نظریات کی وسعت اس فرقہ پرستی اور بغض و تعصب سے عاری ہے) اسی ذہنیت کا حامل ہے، یہی وجہ ہے کہ بھارت کی نام نہاد سیکولر حکومت میں نہ مسلمانوں کی جان و مال محفوظ ہے اور نہ مساجد و مقابر، اور آئے دن فتنہ و فساد، قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم رہتا ہے، کیا پنڈت نہرو کے امن و شانتی کے اُپدیش صرف غیروں کے لئے ہیں اور اس کی اپنی قوم کے لوگ اس سے بالا ہیں؟ کاش کبھی ایک دفعہ ہی پنڈت جی نے آریہ سماجی اور جن سنگھی اشتعال انگیزی کا منہ بند کرنے کی ہمت کی ہوتی، کبھی ایک مرتبہ ہی مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والوں کے سامنے سینہ سپر ہونے کی جرأت انہوں نے کی ہوتی۔

اسکے مقابلہ میں پاکستان کو دیکھئے یہاں ہر جگہ ہندوؤں اور سکھوں کی عبادتگاہیں محفوظ ہیں اور ہندو اقلیت نہایت امن و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے، یہ مسلمانوں کی وسعت قلبی کا نتیجہ ہے جو اسلام کے اثر...

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

خاندانوں کے شرف و عزت کو چار چاند لگا دیتا ہے

(۲) جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے گھر کے امن کو برباد کر دیتا ہے اور جو قوم اس میں مبتلا ہوتی ہے تباہ و برباد ہو جاتی ہے، ملکوں کی تباہی کا اصل سبب یہی ہے بنا بریں حضور نے ان سب سے بچنے پر خاص زور دیا ہے۔

یہ تمام بیماریاں خود نمائی اور تکبر سے پیدا ہوتی ہیں ؎

منصب بندہ نیست خود رائی
خود نشستن بکار فرمائی
تا نہ شد مشعلے ز غیب پدید
از شب تار جہل کس نہ دید

(غلام قادر)

اخبار احمدیہ — بسلسلہ صفحہ ۱۲

مورخہ ۲/۲ ء کو بروز اتوار جماعت کی طرف سے ایک پُرتکلف عصرانہ دیا گیا جس میں جماعت کے تمام احباب نے شمولیت کی۔ صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے علاوہ شیخ شریف احمد صاحب اور راقم الحروف نے برادر موصوف کی خدمت میں اپنی عقیدتمندی کا اظہار کیا۔ صدر جماعت نے فرمایا کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے عمل کی راہ پر گامزن ہے۔ جس کے اندر شیخ عبدالغنی جیسے سعید اور باعمل نوجوان موجود ہیں۔ پھر یہ تقریب دُعا پر ختم ہوئی۔ والسلام۔ محمد الرحمن

درخواستہائے دُعا

موضع سفید ڈھیری (پشاور) سے پیر حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"میں ماہ نومبر ۱۹۶۰ء کے شروع سے بستر پر پڑا ہوں ہل نہیں سکتا تمام کمر میں سخت درد رہتا ہے اور دونوں طرف عرق النساء بھی ہے جو پاؤں کے پنجوں تک جاتا ہے، سخت مصیبت اور تکلیف میں ہوں اور ایک ہفتے سے رفع حاجت اور پیشاب بھی بند ہے علاج ڈاکٹری ہے۔ اب تک کوئی فرق نہیں دعا کا خواستگار ہوں

نیز حضرت امیر اور دیگر احباب کو میرا دست بستہ پیغام پہنچا دیں اور میری صحت کے لئے پُر درد دعا کرتے رہیں۔

(۲) سلی (کرناٹک) سے ایم ایچ گھوڑے سوار صاحب حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ عرصہ سات ماہ کی بیماریوں اختلاج قلب اور جوڑوں کا درد ہے علاج پر آٹھ سو روپیہ خرچ کر کے بھی صحت نہیں ہوئی میری عاجزانہ اور مؤدبانہ درخواست ہے کہ اللہ کے لئے آپ خاص طور پر دعا فرمائیں اور دیگر سلسلہ کے بزرگوں سے بھی دعا کی تحریک کریں۔

(۳) مورو سندھ سے عزیز احمد صاحب لکھتے ہیں کہ رمضان المبارک میں خصوصیت سے مجھ خادم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ میری پریشانیوں کو دُور فرمائے۔

پیغام صلح :- ان سب دوستوں کے لئے احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

روزہ بُری باتوں سے بچاتا خواہشات سے جہاد اور ضبطِ نفس سکھاتا اور قربِ الٰہی تک پہنچاتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ر فروری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون..... لعلھم یرشدون

(البقرہ رکوع ۲۲)

روزہ قربِ الٰہی کا موجب ہے

فرمایا ہمارے ماننے والو! اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والو! ہم تمہاری بھلائی کے لئے ایک امر صادر کرتے ہیں کتب علیکم الصیام تمہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم، اس کے پیچھے روزہ کی ایک تاریخ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام انبیاء اور صلحاء نے قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے روزے رکھے اور یہ تمام انبیاء اور صلحاء کا تجربہ شدہ نسخہ ہے کہ روزہ سے ذریعہ قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

مشقت کی عبادت جو ضبطِ نفس سکھاتی ہے

روزہ ایک مشقت کی عبادت ہے اور مشقت کے بغیر کسی کام میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی، وہ قوم جو مشقت نہیں اٹھا سکتی، وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی، بلکہ اس کی ہستی معرضِ خطر میں ہے، مشقت، استقامت، صبر، استقلال، یہ بہت سے امور ہیں جو روزہ سے حاصل ہوتے ہیں، علاوہ ازیں روزہ ضبطِ نفس سکھاتا ہے اپنے نفس کو قابو میں رکھنا اور خدا کے حکم کے ماتحت کھانے پینے سے رکنا اچھی عادت پیدا کرتا ہے، کبھی کبھی مسلمان بچے اور بچیاں شوق سے روزہ رکھ لیتے ہیں، تیسرے پہر جب روزہ کی شدت ہو، ان کے والدین کو فکر ہوتا ہے کہ ان کا کیا بنے گا، کبھی وہ انہیں کہتے ہیں، کہ دن میں دو روزے رکھنے چاہئیں، کبھی انہیں پیسے دیتے ہیں کہ جاؤ بازار کی سیر کر آؤ، مطلب یہ ہوتا ہے کہ بازار جا کر کچھ کھا پی لیں گے، لیکن وہ بچے بازار جا کر بھی روزہ نہیں توڑتے اور اپنے آپ پر جبر کر کے آخر تک نبھاتے ہیں۔ اس سے انہیں ضبطِ نفس کی عادت ہو جاتی ہے، ضبطِ نفس انسان کو انسان بناتا ہے ورنہ اس کے اندر بہت سی چیزیں حیوانیت کی ہیں، ایک گدھا بھی منہ مارتا اور کھاتا پیتا ہی رہتا ہے، یہی عادت اگر انسان کی ہو، اور کسی وقت اپنے آپ کو باز نہ رکھ سکے، تو اس میں اور گدھے میں کیا فرق ہے۔

شیطنت اور بہیمیت کی عادات

انسان کے اندر شیطنت اور بہیمیت اور بزدلگی، سب کچھ ہے، وہ لوگ جو روزہ رکھتے ہیں وہ شیطنت سے پرہیز کرتے ہیں، دوسروں کی عزت پر حملہ کرنا شیطنت ہے، لیکن انسان کے اندر فرشتہ کی بھی صفات ہیں، ان دونوں کا مقابلہ ہوتا رہتا ہے کبھی انسان اپنی خواہشاتِ نفس کے پیچھے لگ کر شیطنت کی راہ اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کے مال ناجائز طور پر کھاتا ہے، پھر بدکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے، رشوت، خیانت اور بدکاری انسان کو کھوکھلا کر دیتی ہے، اگر کسی فوج کا کمانڈر دشمن سے روپیہ لے تو وہ فوج اور ملک برباد ہو جائے گا، اسی طرح ایک پولیس افسر کسی مجرم سے روپیہ کھا جائے تو اچھے لوگوں کی حفاظت کیسے کر سکے گا، اگر ہائی کورٹ کا جج رشوت لے لے، تو انصاف کہاں رہ گیا، ایک انجینیئر یا ٹھیکیدار پل یا سڑک بناتے میں بددیانتی سے کام لے تو وہ ملک سے دشمنی کرتا ہے، ایک کارخانہ دار بددیانتی سے قوم کو نقصان پہنچاتا ہے ایک دکاندار خراب مال بیچ کر لوگوں کی صحت خراب کرتا اور خود اپنے بھی اخلاق تباہ کرتا ہے۔

روزہ خواہشاتِ نفس اور شیطنت سے روکتا ہے

روزہ سکھاتا ہے کہ خواہشاتِ نفس پر قابو پایا جائے اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم اپنی خواہشات کو دبانے میں مجاہدہ سے کام لو، جس طرح اپنے آپ کو یا اپنے ملک کو دشمن سے بچانے کے لئے جہاد کرتے ہو، یہ مجاہدہ کا مہینہ ہے، رسم کے طور پر روزہ رکھ لینا کوئی چیز نہیں، روزہ ایک مجاہدہ کو چاہتا ہے، مجاہدہ بڑی مشکل چیز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح تمہارے مکان یا وطن پر دشمن حملہ آور ہو تو اس کے مقابلہ میں جہاد کرتے ہو اسی طرح اپنی خواہشات سے جہاد کرو۔

بڑا جہاد خواہشاتِ نفس سے مقابلہ ہے

قرآن کریم نے جہاد پر بڑا زور دیا ہے، وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی جو جہاد سے گریز کرے، بڑا زور دیا ہے اسلام نے جہاد پر، لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی سے واپس آئے تو فرمایا رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔ چھوٹے جہاد سے ہم بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ آپ نے جنگ کو چھوٹا جہاد قرار دیا اور خواہشات نفس کے ساتھ مجاہدہ کو بڑا جہاد قرار دیا اور روزہ اسی جہاد اکبر کی طرف بلاتا ہے فرمایا من صام ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ جس نے رضائے الٰہی کے لئے روزہ رکھا اور خواہشاتِ نفس پر قابو پا لیا، اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے گئے۔ معلوم ہوا روزہ رکھنا بڑا مفید عمل ہے جو انسان کو مشقت برداشت کرنے کے قابل بناتا ہے۔

جھوٹ اور دغابازی روزہ کے منافی ہے۔

روزہ کے متعلق خدا اور رسول کے احکام کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ یہ رسم نہیں ہے، کوئی چار بجے سحری کھا لینا اور پونے چھ بجے تک بھوکا رہنا یہ روزہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ۔ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ کو نہیں چھوڑتا، اور اپنے کارخانہ، اپنے دفتر اور اپنی دوکان میں جھوٹ اور دغابازی سے کام لیتا ہے اسے کہہ دو کہ خدا کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ تمہیں بھوکا رکھا جائے، روزہ کھانے پینے کا ہی ..... نہیں، روزہ میں زبان پر قابو ہونا چاہیئے، زبان سے ایسی بات نہ نکالیں جو دوسروں کو زخمی کرنے والی ہو، کسی کی غیبت نہ کریں، آپ اپنے خود طریقوں سے لوگوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں، اور زبان سے دلوں کو زخمی کرنا چاہتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں، زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ سخت ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زبان کی درانتی اعمال کو کاٹ دیتی ہے۔

بُری گفتگو اور بُرے نظارے بربادی کا موجب ہیں

اور فرمایا انسان کا جسم بمنزلہ قلعہ کے ہے جس میں ایک بادشاہ رہتا ہے وہ قلب ہے، بیہودہ گفتگو کرنا اور لغو کتابیں پڑھنا چھوڑ دو، آنکھوں سے بُرے نظارے دیکھنا دل پر بُرا اثر پیدا کرتا ہے، یورپ والے تنگ آ گئے ہیں آنکھ کے مشاہدہ سے جو زہر دل پر جاتا ہے اس سے آپ لوگ واقف ہیں، دنیا ان باتوں سے غرق ہو گئی، آج تو سینما سے دنیا برباد ہو گئی انگلستان کا لارڈ بشپ شاکی ہے کہ ہماری قوم میں عریانی اور بدکاری کا زہر بری طرح پھیل چکا ہے۔ امریکہ

اوقاتِ سحری و افطار برائے لاہور و مضافات

تاریخ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ	تاریخ عیسوی	دن	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
یکم رمضان المبارک	۷؍فروری ۱۹۶۲ء	بدھ	۵	۲۵	۵	۴۵
۲ 〃	۸ 〃 〃	جمعرات	۵	۲۵	۵	۴۶
۳ 〃	۹ 〃 〃	جمعہ	۵	۲۴	۵	۴۷
۴ 〃	۱۰ 〃 〃	ہفتہ	۵	۲۴	۵	۴۸
۵ 〃	۱۱ 〃 〃	اتوار	۵	۲۴	۵	۴۹
۶ 〃	۱۲ 〃 〃	پیر	۵	۲۳	۵	۵۰
۷ 〃	۱۳ 〃 〃	منگل	۵	۲۲	۵	۵۰
۸ 〃	۱۴ 〃 〃	بدھ	۵	۲۱	۵	۵۱
۹ 〃	۱۵ 〃 〃	جمعرات	۵	۲۰	۵	۵۲
۱۰ 〃	۱۶ 〃 〃	جمعہ	۵	۱۹	۵	۵۳
۱۱ 〃	۱۷ 〃 〃	ہفتہ	۵	۱۸	۵	۵۴
۱۲ 〃	۱۸ 〃 〃	اتوار	۵	۱۷	۵	۵۴
۱۳ 〃	۱۹ 〃 〃	پیر	۵	۱۶	۵	۵۵
۱۴ 〃	۲۰ 〃 〃	منگل	۵	۱۵	۵	۵۶
۱۵ 〃	۲۱ 〃 〃	بدھ	۵	۱۴	۵	۵۷
۱۶ 〃	۲۲ 〃 〃	جمعرات	۵	۱۴	۵	۵۸
۱۷ 〃	۲۳ 〃 〃	جمعہ	۵	۱۲	۵	۵۹
۱۸ 〃	۲۴ 〃 〃	ہفتہ	۵	۱۱	۵	۵۹
۱۹ 〃	۲۵ 〃 〃	اتوار	۵	۱۰	۶	۰
۲۰ 〃	۲۶ 〃 〃	پیر	۵	۹	۶	۱
۲۱ 〃	۲۷ 〃 〃	منگل	۵	۸	۶	۲
۲۲ 〃	۲۸ 〃 〃	بدھ	۵	۷	۶	۳
۲۳ 〃	یکم مارچ ۱۹۶۲ء	جمعرات	۵	۶	۶	۴
۲۴ 〃	۲ 〃 〃	جمعہ	۵	۵	۶	۴
۲۵ 〃	۳ 〃 〃	ہفتہ	۵	۴	۶	۵
۲۶ 〃	۴ 〃 〃	اتوار	۵	۳	۶	۶
۲۷ 〃	۵ 〃 〃	پیر	۵	۲	۶	۶
۲۸ 〃	۶ 〃 〃	منگل	۵	۱	۶	۷
۲۹ 〃	۷ 〃 〃	بدھ	۴	۰	۶	۸
۳۰ 〃	۸ 〃 〃	جمعرات	۴	۵۹	۶	۸

کی پولیس اور مجسٹریٹ روتے ہیں کہ قوم بد اخلاقی میں غرق ہو چکی ہے، قرآن نے کہا تھا کہ اپنے فروج کی حفاظت کرو اور دل کے بادشاہ پر حملہ نہ ہونے دو۔ روزہ طہارت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، یہ بغیر مجاہدہ کے نہیں ہو سکتا،

بیماروں اور مصیبت زدوں کیلئے دُعا

ایک شخص نے ہیلی سے مجھے خط لکھا ہے کہ میں سالہا سال سے جماعت میں شامل ہوں، اور سات ماہ سے بیمار ہوں، چاہتا ہوں کہ جمعہ میں میرے لئے دعا کرائی جائے، اور اخبار میں بھی دُعا کے لئے لکھا جائے اور بھی کئی دوست بیماریوں اور تکالیف میں مبتلا ہیں، ان سب کے لئے دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کو دُور کرے اور اُن کو صحت عطا کرے۔ رمضان دعاؤں کی مقبولیت کا مہینہ ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہی ہوں، دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں، پس چاہیئے کہ میری فرمانبرداری کریں، اور چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ ہدایت پائیں، پس آپ سب دوستوں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

افریقہ مشن

بسلسلہ صفحہ ۱۱

اور تم ہو کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے کفر کے فتووں پر مہریں لگا لگا کر خوش ہو رہے ہو۔ مسلمانو! دنیا کے ہر کونے میں خالصتاً للہ تبلیغ اسلام کے مشن کھول دو، تاکہ احمدیوں کا مقابلہ ٹھوس بنیادوں پر کر سکو۔

"مرزائیت" کا سدباب

ایک بات ضمنی طور پر اور یاد آ گئی۔ پچھلے دنوں ایک بہت بڑے علامہ قسم کے مولوی صاحب راولپنڈی میں وارد ہوئے۔ مولوی صاحب سے کسی نے پوچھا:۔

حضرت آپ افریقہ اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے تو جا رہے ہیں۔ وہاں آپ کے سامنے کون کون سے اہم کام ہوں گے؟

مولانا نے بڑے اعتماد سے جواب دیا:۔

"میرے سامنے دو کام ہیں۔ ایک تو میں عیسائیت کے خلاف محاذ قائم کروں گا اور دوسرے مرزائیت کا سدباب کروں گا"

سبحان اللہ کیا عالی شان مقاصد ہیں لیکن میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف عیسائیت کے خلاف کچھ کر سکیں یا نہ احمدیوں کے خلاف آگ پر تیل ضرور چھڑک کر آئیں گے ان دین کے علمبرداروں سے کوئی پوچھے کہ اس مخالفت میں تمہیں کیا لطف آتا ہے۔ اور اسلام کو اس سے کیا فائدہ پہنچتا ہے یا پہنچ رہا ہے۔ کاش تم نے احمدیت کی مخالفت پر صرف ہونے والا آدھا زور ہی خالص تبلیغ اسلام کے کاموں میں لگایا ہوتا تو آج دنیا میں تبلیغ اسلام کا رنگ ہی اور ہوتا — اور کچھ نہیں تو تم دنیا کے ہر کونے میں ایک ایک تبلیغی مشن قائم کرنے میں تو کامیاب ہو ہی جاتے۔

خدا ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی توفیق دے کہ ہم ایک دوسرے کی مخالفت سے الگ ہو کر خالصتاً للہ اسلام کی تبلیغ دنیا میں کر سکیں۔ آمین

لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

(بسلسلہ صفحہ ۱۴)

پھر کسی وقت ہم علامہ سر محمد اقبال صاحب کے کلام پر روشنی ڈالیں گے اور ثابت کریں گے کہ اس میں کس قدر تضاد موجود ہے اور پھر پرویز صاحب سے فتویٰ مانگیں گے۔

نیز قرآن مجید اپنے دقائق و معارف سمجھنے کی شرط لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مقرر کرتا ہے تو کیا اس شرط کے ماتحت تیرہ سو سال میں صرف ایک ہی شخصیت پیدا ہوئی ہے اور وہ علامہ اقبال ہیں اور واقعی عالم اسلام نے اس سے پہلے کبھی ایسا مفکر پیدا نہیں کیا، اس کے متعلق بھی کچھ عرض کریں گے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

احادیث سے حضرت مسیح موعود کے بیان کی تصدیق

خلاصہ گذشتہ قسط

رسالہ "قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ" کے مصنف نے حضرت اقدس مرزا صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ حضور نے جو یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں آنے والے مسیح کا علماء کے ہاتھوں دُکھ اٹھانے اور اُن کی تکفیر کا نشانہ بننے کا ذکر موجود ہے درست نہیں قرآن کریم اور احادیث اس قسم کے ذکر سے خالی ہیں گذشتہ قسط میں قرآن کریم سے اُن آیات کو پیش کیا گیا تھا جن میں ایسے ذکر کا موجود ہونا ثابت کیا گیا تھا، موجودہ قسط میں احادیث سے بھی اس بات کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا بیان بالکل صحیح ہے مصنف رسالہ ہذا نے تو عمداً حق کو چھپانے اور عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی نازیبا کوشش کی ہے، جو علمائے ربانی کی شان کے ہرگز شایاں نہیں۔

ایک ضروری اصل

ان احادیث کو پیش کرنے سے قبل جناب مولوی صاحب کی توجہ ایک اصل کی طرف مبذول کرانا ضروری ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ کسی شخص کے کلام کا مطلب سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے تمام مصطلحات کو مدنظر رکھا جائے اگر اس اصل کو نظر انداز کر دیا جائے تو حقیقت تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے، اس ضمن میں یہ بھی مدنظر رہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مصنف اپنی تحریر میں بعض مقامات پر ان امور کے بیان کرنے میں اختصار سے کام لیتا ہے جن کو اس نے دوسرے مقامات میں تفصیل سے بیان کیا ہوا ہوتا ہے اور معترض تفصیل کو چھوڑ کر اختصار والے مقام کو اپنے اعتراض کا محل بنا لیتا ہے حالانکہ تفصیل والا مقام اس کی وضاحت کر رہا ہوتا ہے۔

قرآن کریم سے ایک مثال

خود قرآن کریم میں اس کی مثال موجود ہے کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم مومن پر امور میں اللہ۔ فرشتوں کتابوں۔ رسولوں اور یوم آخر پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے لیکن البقرہ ع کی مندرجہ ذیل آیت میں بطور اختصار صرف اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے، فرماتا ہے ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

بعض سیاسی مسلمان لیڈروں کا مسلک

چنانچہ بعض مسلمان کانگریسی لیڈروں نے ہندوؤں کے ساتھ سیاسی گٹھ جوڑ کرنے کے لئے اس آیۃ کا سہارا لیا اور قرآن شریف کے ان مقامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ ہر شخص جو صرف اللہ اور یوم آخرت کو مانتا ہو وہ نجات یافتہ ہے ملائکہ۔ کتب۔ رسولوں کو ماننا ضروری نہیں چنانچہ آیت کے اس مطلب کے ماتحت انہوں نے تمام قوموں کو جو صرف اللہ اور یوم آخر کو مانتے ہیں لیکن رسول اللہ صلعم اور قرآن کریم پر [illegible] میں ہی [illegible] دے دیا ایسی خطرناک غلطی کا ارتکاب، ان سے اسی لئے سرزد ہوا کہ انہوں نے ان آیات کو نظر انداز کر دیا جن میں تفصیل موجود تھی اور صرف اس آیت کی پناہ لی جس میں اختصار سے کام لیا گیا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کا مذہب

حضرت مرزا صاحب کے زیر بحث بیان کے حقیقی مطلب اور صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لئے بھی اس اصل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ مولوی صاحب اور اُن کے ہمنوا دوستوں پر واضح ہو کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب مسیح اور مہدی کے متعلق پیشگوئیوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کا مصداق دو الگ الگ شخص نہیں بلکہ ایک ہی شخص ہے یہ دو نام اس کے دو مختلف فرائض کی سرانجام دہی کی وجہ سے رکھے گئے ہیں اور اس حقیقت کو انہوں نے نہایت ہی قوی اور ناقابل تردید دلائل سے ثابت کر دیا ہوا ہے بہرحال جب وہ یہ فرماتے ہیں کہ مسیح کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ وہ علماء کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائیگا یا اسے دین کو برباد کرنے والا قرار دیا جائے گا۔ تو اس سے اُن کی مراد تمام وہ احادیث بھی ہوتی ہیں جن میں مہدی کے متعلق اس قسم کے الفاظ آتے ہیں انہوں نے اپنی تحریر میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان الفاظ کو جو مسیح کے متعلق احادیث میں آتے ہیں اور ان الفاظ کو جو مہدی کے متعلق آتے ہیں ایک جا جمع کر دیا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے دو مختلف اعتبار سے دو مختلف لقب ہیں۔

تفصیل در احادیث

اس تمہید کے بعد اب میں آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں وہ احادیث درج کرتا ہوں جن میں تمام وہ امور بیان کئے گئے ہیں جن کا ذکر حضرت مرزا صاحب کی تحریر میں موجود ہے۔

پہلی حدیث

مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ فی ذکر الدجال میں مندرجہ ذیل حدیث مذکور ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیھم السیجان اور سیجان کی تفسیر الطیلسان الاخضر سے کی گئی ہے۔ یعنی میری امت میں سے ۷۰ ہزار آدمی دجال کے متبع ہو جائیں گے ایسے لوگوں کی علامت یہ بتلائی کہ ان کا لباس وہ ہوگا جو خصوصیت سے علماء اور مشائخ کا ہوتا ہے، گویا علماء اور مشائخ میں سے ۷۰ ہزار دجال کے پیرو بن جائیں گے عربی زبان [illegible] لفظ کثرت پر دلالت کرتا ہے اب یہ بات ظاہر اور مسلم ہے کہ دجال اور مسیح کا آپس میں سخت مقابلہ ہونا ہے اور جو لوگ دجال کا ساتھ دے رہے ہوں گے وہ لامحالہ مسیح کے خلاف ہوں گے اور اس کو نیچا دکھانے اور شکست دینے کے لئے ہر حربہ استعمال کریں گے اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ علماء کا حربہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ وہ اس شخص کے خلاف عوام کو بھڑکا دیتے ہیں جس کے وہ دشمن ہو جاتے ہیں اور ان کے بھڑکانے کا طریق بھی ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اس شخص پر کفر کے فتوے لگائیں اسے دین کا مخالف اور اس کے عقائد کو گمراہ کرنے والے اور دین کو برباد کرنے والے عقائد قرار دیں، اور لوگوں کو اس کے خلاف یہ کہکر اُکسائیں کہ یہ شخص تمہارے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف تمہیں چلانا چاہتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء نے پادریوں کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کو یہ کہکر حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھڑکایا کہ مسیح ناصری فی الحقیقت آسمان پر زندہ موجود ہیں وہ آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے تھے اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آسمان سے دوبارہ اتارے جائیں گے اور بعینہٖ یہی مذہب

پادریوں کا تو اعتقاد اتنے فرق کے ساتھ کہ پادری یہ مانتے ہیں کہ صلیب پر مرنے کے بعد انہیں زندہ کر کے خدا نے اٹھا لیا اور یہ علماء صلیب سے قبل ہی انہیں زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہیں، بہر حال حضرت مرزا صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے۔ آنے والا مسیح اس امت کا ایک فرد ہوگا تو علماء نے پادریوں کا ساتھ دیتے ہوئے یہ کہکر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا کہ یہ شخص اجماع امت کے خلاف کہنے کی وجہ سے ہمارے بزرگوں کے دین کو برباد کر رہا ہے پادری سچے ہیں مسیح ناصری فی الحقیقت آسمان پر زندہ ہیں، ان کا نزول یقینی ہے یہ نہ سوچا کہ ان کا یہ عقیدہ اسلام پر عیسائی مذہب...... کی برتری ثابت کرنے کا موجب ہے اور مسلمانوں کو پادریوں کی گود میں لے جانے کا ذریعہ بنیگا چنانچہ بنا اور ابھی تک بن رہا ہے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھو جس کا ذکر میں گذشتہ قسط میں کر چکا ہوں جس کا مضمون یہ ہے کہ مسلمان یہود کے ساتھ مکمل مشابہت پیدا کر لیں گے تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے وہ حدیث بتلاتی ہے کہ امت اپنے مسیح کے ساتھ وہی سلوک کرے گی جو یہود نے اپنے مسیح کے ساتھ کیا تھا اور یہ حدیث بتلاتی ہے کہ علماء دجال یعنی پادریوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے مسیح کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے جو دجالی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے مبعوث کیا جائے گا اور اس کے راستہ میں روک بن کر اسے ناکام بنانے کے لئے وہ تمام حربے استعمال کریں گے جن سے دجال کی فتح ہو اور مسیح کو شکست ہو اور دجال کے متبع بن جانے کا اسکے سوا اور کیا مفہوم ہو سکتا ہے۔

عوام کا حال

مسیح کے ظہور کے وقت امت کے علماء جو رویہ اختیار کریں گے اس کی وضاحت تو مندرجہ بالا حدیث سے ہو رہی ہے۔ اب اس رویہ کا عوام پر کیا اثر پڑے گا، اس پر روشنی ذیل کی حدیث ڈال رہی ہے جو مشکوٰۃ میں موجود ہے عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلعم من سمع الدجال فلينأ منه فوالله ان الرجل ليأتيه.... وهو يحسب انه مؤمن فيتبعه مما يبعث به من الشبهات رواه ابوداؤد۔ یعنی حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں جو شخص دجال کے متعلق سنے وہ اس سے دور رہے اللہ کی قسم ایک آدمی اس کے پاس آئے گا اور وہ سمجھ رہا ہوگا کہ وہ مؤمن ہے لیکن دجال جو شبہات اس کے دل میں اس کے دین اور ایمان کے متعلق ڈالیگا اس کے نتیجہ میں وہ دجال کا پیرو بن جائیگا۔

شبہات پیدا کرنیکی بناء

اب یہ ظاہر ہے کہ پادری اسلام کے خلاف جو شبہات پیدا کرتے ہیں وہ انہی عقائد کی بناء پر پیدا کرتے ہیں جو علماء اسلام نے ان کے دلوں میں راسخ کئے ہوئے ہیں اور ان کی غلطی کو واضح کر دینے کے بجائے وہ انہی کی صحت پر مصر ہیں اور انہی کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے کے درپے چلے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ مسلمان پے در پے عیسائی ہوتے چلے جاتے ہیں اسی لئے حدیث میں آیا ہے عن مالك بن انس عن محمد بن منكدر عن جابر قال قال رسول الله صلعم من كذب بالمهدي فقد كفر۔ حجج الكرامة صـ۳۵۱۔ یعنی جو شخص مہدی کی تکذیب کرے گا وہ کفر کو اختیار کرلے گا یہاں تکذیب سے مراد یہی ہے کہ جو اس کی بات کو تسلیم نہیں کرے گا وہ کافروں کے ساتھ جا ملے گا سو ہم کھلے طور پر دیکھ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے..... حضرت مرزا صاحب کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ حضرت مسیح ناصریؑ فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح اسی امت کا ہی ایک فرد ہے ان میں سے کافی تعداد عیسائیت کی گود میں چلی گئی ہے جو سب سے بڑا کفر ہے۔

فقہاء زمانہ کا دشمن ہونا اور مہدی کیخلاف انکا فتویٰ

حجج الکرامۃ صـ۳۶۲ پر لکھا ہے کہ مہدی کا فقہاء زمانہ کے سوا اور کوئی دشمن نہ ہوگا اس دشمنی کے نتیجہ میں جو سلوک وہ اس کے ساتھ روا رکھیں گے اس کی تفصیل صـ۳۶۳ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

"چونکہ مہدی سنت کے احیاء اور بدعت کو مٹانے کے لئے مقاتلہ کرے گا (مقاتلہ سے مراد ظاہری جنگ نہیں بلکہ دلائل کی جنگ مراد ہے کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ مہدی کا ظاہری مقاتلہ کسی حدیث میں مذکور نہیں۔ از ناقل) علمائے وقت جو کہ فقہاء اور مشائخ اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کے خوگر ہوں گے کہیں گے کہ یہ شخص ہمارے دین و ملت کو برباد کر رہا ہے اور اس کی مخالفت پر کھڑے ہو جائیں گے اور اپنی عادت کے موافق اس کی تکفیر و تضلیل کا فتوے دیں گے"

مولوی صاحب غور فرمائیں کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی تحریر میں ہوبہو وہی الفاظ نہیں جو حجج الکرامۃ کے حوالہ سے اوپر درج کئے گئے ہیں کیا آپ کو ان الفاظ کی موجودگی میں اس بات کے کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ جو لوگ قرآن اور احادیث کا الحمد للہ علم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قرآن اور احادیث کے متعلق مرزا غلام احمد کی یہ کیسی بیباکانہ غلط بیانی ہے"۔ کیا آپ کے نزدیک صاحب حجج الکرامۃ قرآن اور حدیث کا علم رکھنے والے نہیں تھے۔

مہدی پر فتویٰ مسیح پر فتویٰ کے مترادف ہے

میں نے بتلایا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے دو مختلف لقب ہیں۔ اس لئے علماء کی طرف سے مہدی کے ساتھ جس سلوک کا ذکر احادیث میں وارد ہوا ہے بعینہٖ وہی سلوک مسیح کے ساتھ سمجھنا چاہیئے۔ لیکن جو لوگ مسیح اور مہدی کی پیشگوئی کا مصداق دو مختلف شخصیتوں کو سمجھتے ہیں وہ بھی احادیث کی رو سے مجبور ہیں کہ یہی یقین رکھیں کہ علمائے زمانہ کی طرف سے دونوں کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک ہوگا اس کی وجہ جیسا کہ حجج الکرامۃ صـ۳۸۱ پر لکھا ہے یہ ہے:-

"عیسیٰ مہدی کے اخص وزراء سے ہوگا اور اس کے تابع ہوگا نہ کہ اس پر امیر"

اب ظاہر ہے کہ جو فتوے متبوع پر لگایا جائے گا تابع بھی اس کی ذیل میں آئے گا وہ اس فتوے سے باہر کس طرح رہ سکتا ہے۔

الحمد للہ کہ میں نے قرآن اور احادیث اور اقوال آئمہ تینوں ذرائع سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیان میں ذرہ بھر بھی غلط بیانی سے کام نہیں لیا مصنف رسالہ کے اپنے فہم کا قصور ہے کہ وہ ان کی بات کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، ورنہ قرآن اور احادیث دونوں آپ کے بیان کی تصدیق فرما رہے ہیں۔

مسیح موعود کے اجتہاد کی اہمیت

آخر میں مولوی صاحب پر اس بات کا واضح کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ مسیح موعود کے اجتہاد کو جو اہمیت قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تفصیلاً دی گئی ہے وہ بھی قابل غور ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ احادیث میں مسیح موعود کو حکم و عدل قرار دیا گیا ہے جس کا مطلب واضح ہے کہ وہ تمام متنازعہ فیہ امور میں جو فیصلہ دے گا وہی قابلِ قبول ہوگا اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان کی آمد کے وقت علماء زمانہ بہت سے دینی امور کو صحیح طور پر سمجھ نہیں رہے ہوں گے، مسیح موعود جو حقیقت ان امور کی سمجھائیں گے وہی درست ہوگی اور علماء کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اسکے علاوہ حجج الکرامۃ صـ۴۲۵ پر لکھا ہے کہ مسیح قرآن پر غور کریگا اور تمام احکام اس امت کیلئے وہیں سے اخذ کرے گا۔ پھر صـ۳۸۲ پر لکھا ہے "مہدی نبی کریم صلعم کے آثار کی پیروی کریگا غلطی نہیں کرے گا اس کے ساتھ فرشتہ ہوگا جو اس کی تسدید کرے گا یعنی روح القدس سے مؤید ہوگا۔ از ناقل) اس کو خدا تعالے ایک رات میں درست کر دیگا"۔ آثار میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر نبی کریم صلعم خود موجود ہوتے تو آنحضور بھی وہی فرماتے جو مہدی کا اجتہاد بتلائے گا، کاش مولوی صاحب موصوف حضرت مرزا صاحب کے اجتہاد پر آنکھوں سے عناد کی عینک اتار کر اور دل کو تعصب سے پاک کر کے غور کریں تو انکو حقیقی معرفت نصیب ہو جائے اور صداقت کو قبول کرنے کے لئے انکے دل میں انشراح پیدا ہو جائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قرآن حکیم اور مسئلہ قربانی

منکرینِ حدیث کا موقف

ان دوستوں کی طرف سے جو احادیث کی شرعی حیثیت کو گرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسئلہ قربانی کے متعلق یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ غیر حاجیوں کے لئے قربانی کرنے کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں ملتا اس لئے قربانی کو صرف حاجیوں تک محدود رکھنا چاہیئے دوسرے لوگ جو قربانی کرتے ہیں اسے بند کر دینا چاہیئے اس میں محض روپیہ کا ضیاع ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا عمل

پیشتر اس کے کہ قرآن کریم سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے اس بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا آنحضور صلعم مدینہ میں بھی عید الاضحیٰ کے دن قربانی کیا کرتے تھے یا نہیں اور صحابہ رضہ کو قربانی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے یا نہیں اور پھر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ آنحضور صلعم کا یہ عمل قرآن کریم کے حکم کے ماتحت تھا یا بغیر قرآن کریم کے حکم کے تھا۔

احادیث کی تاریخی حیثیت کا اقرار

احادیث کے منکرین گو ان کی شرعی حیثیت کو تسلیم نہ کریں لیکن ان کی تاریخی حیثیت تو انہیں بھی مسلم ہے اس لئے احادیث سے حضرت نبی کریم صلعم کا جو عمل ثابت ہو گا اس کے متعلق انہیں بھی تو ماننا پڑے گا کہ کم از کم تاریخی طور پر وہ ثابت ہے اس لئے اس عمل کے ثبوت کے لئے ذیل میں چند احادیث پیش کی جاتی ہے۔

پہلی حدیث

مشکوٰۃ باب الاضحیۃ میں ابن عمر سے روایت ہے عن ابن عمر قال اقام رسول اللہ صلعم بالمدینۃ عشر سنین یضحی رواہ الترمذی یعنی مدینہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے قیام کا عرصہ دس سال کا تھا ان دس سالوں میں آنحضور صلعم ہر سال قربانی کیا کرتے تھے

وجوب کا استدلال

اس مواظبت سے امام ابوحنیفہ رح نے قربانی کے وجوب کا استدلال کیا ہے بعض فقہاء نے اسے سنتِ مؤکدہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں:—

"ھی واجبۃ علی المقیمین من اھل الامصار لمواظبتہ علیہ السلام عشر سنین مدۃ اقامتہ بالمدینۃ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیما سبق فلیذبح مکانھا الاخری فانہ لا یعرف فی الشرع الامر بالاعادۃ الا بالوجوب۔"

یعنی دیگر شہروں میں جو مسلمان رہتے ہیں ان پر قربانی واجب ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم نے پورے دس سال متواتر مدینہ میں قربانی کی ہے، اور دوسرے آنحضور نے ان لوگوں کو جنہوں نے نماز سے قبل قربانی کر دی حکم دیا ہے کہ وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کر دیں اور شریعت سے ثابت ہے کہ صرف اسی امر کے اعادہ کا حکم دیا جاتا ہے جو واجب ہو۔

اعادہ کے حکم کے متعلق حدیث

یہ جو امام ابوحنیفہ رح کے استدلال میں اعادہ کے حکم کا ذکر آیا ہے اس کا ماخذ مندرجہ ذیل حدیث ہے:—

عن جندب بن عبد اللہ قال شھدت الاضحی یوم النحر مع رسول اللہ صلعم فلم یعد ان صلی وفرغ من صلوٰتہ فاذا ھو یری لحم اضاحی قد ذبحت قبل ان یفرغ من صلوٰتہ فقال من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح مکانھا اخری وفی روایۃ قال صلی النبی صلعم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح وقال من کان ذبح قبل ان یصلی فلیذبح اخری مکانھا ومن لم یذبح فلیذبح باسم اللہ متفق علیہ۔ یعنی جندب بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن قربانی کے وقت میں حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ موجود تھا، جونہی آنحضور صلعم نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلعم کی نظر قربانی کے گوشت پر پڑی جو نماز سے قبل ذبح کی گئی تھی اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا جس شخص نے نماز سے قبل اپنا جانور ذبح کر دیا ہے وہ اب اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضور صلعم نے عید کے دن پہلے نماز پڑی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی اور فرمایا جس نے نماز سے قبل قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے نہیں کی وہ اب کرے اس حدیث پر بخاری اور مسلم دونوں متفق ہیں۔

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ صحابہ رضہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ قربانیوں کی کیا حیثیت ہے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔

حدیث مندرجہ بالا سے ثابت ہے کہ قربانی صرف آپ خود ہی نہیں کرتے تھے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی قربانی کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے جیسا کہ آنحضور صلعم کے الفاظ ومن لم یذبح فلیذبح باسم اللہ اس پر صاف دلالت کر رہے ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور صلعم نے اپنی قربانی کے متعلق یہ الفاظ فرمائے ھذا عنی وعمن لم یضح یعنے اے اللہ یہ قربانی میری طرف سے اور ان مسلمانوں کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

اس بارے میں احادیث تو بہت ہیں لیکن مندرجہ بالا احادیث اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کی اقتداء میں صحابہ رضہ مدینہ میں عید کے دن قربانی کیا کرتے تھے گویا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ عمل اس بارے میں تاریخی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلعم کا عمل وحی کے ماتحت ہوتا تھا

حضرت نبی کریم صلعم کے عمل کے متعلق الانعام ع ۵ اور الاعراف ع ۲۴ کی مندرجہ ذیل آیات ان اتبع الا ما یوحی الی اور قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی بتلا رہی ہیں کہ آپ کا ہر دینی عمل وحی الٰہی کے ماتحت تھا اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ قربانی کا عمل ضرور قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت سے مستنبط کیا گیا تھا اور جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا کہ آنحضور کا یہ عمل قرآنی ارشاد کے ماتحت ہی تھا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا استدلال قرآن کریم سے

حدیث سے ہی اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ آنحضور صلعم مدینہ میں جو قربانی کیا کرتے تھے وہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت ہی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں مندرجہ ذیل حدیث قابلِ غور ہے عن جابر قال ذبح النبی صلعم یوم الذبح

كبشين اقرنين املحين موجوئين فلما وجههما قال انى وجهت وجهى للذى فطر السموات والارض على ملة ابراهيم حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتى ونسكى ومحياى ومماتى لله رب العالمين لاشريك له وبذالك امرت وانا من المسلمين - اللهم منك ولك عن محمد وامته بسم الله والله اكبر ثم ذبح رواه احمد وابوداؤد وابن ماجة والدارمى

یعنی جابر سے روایت ہے کہ قربانی کے دن حضرت نبی کریم صلعم نے دو بکرے ذبح کئے جن کے رنگ میں سفیدی اور سیاہی ملی ہوئی تھی اور جن کے سینگ بڑے بڑے تھے اور جو خصی تھے پس جب آنحضور صلعم نے ان کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو فرمایا کہ میں اپنا رُخ قبلہ کی طرف کرتا ہوں اس ذات کے لئے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور میرا یہ فعل قربانی کا حضرت ابراہیمؑ کے طریق کی اقتداء میں ہے جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں بالکل سیدھے چلنے والے تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں اس کے بعد جو الفاظ آنحضور صلعم نے فرمائے وہ قربانی کی سنتہ کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کے لئے قابل غور ہیں اگر ان کی اس کوشش کی بنیاد تقویٰ اللہ پر ہے تو وہ ان الفاظ کو سن کر اپنی اس کوشش سے فوراً دستبردار ہو جائیں گے اور دوبارہ اس بات کا نام نہیں لیں گے کہ یہ سنت قرآن کریم کے خلاف ہے آنحضور صلعم فرماتے ہیں یقیناً میری نماز اور میری یہ قربانی اور میری زندگی اور موت یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہی ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس الٰہی حکم کے آگے پوری طرح سر تسلیم خم کئے ہوئے ہوں، یہ الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنی طرف سے نہیں کہے بلکہ قربانی کرتے وقت قرآن کریم کی آیت تلاوت فرمائی ہے جو سورۃ الانعام کے آخری رکوع میں وارد ہوئی ہے گویا آنحضور صلعم اپنی قربانی کے جواز پر اس آیت کو پیش فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مجھے منجملہ اور باتوں کے اس قربانی کا بھی حکم دیا ہے اور میرا فرض ہے کہ میں اللہ کے اس حکم کو پوری طرح بجا لاؤں سو میں بجا لا رہا ہوں، آپ نے صحابہ رضؓ کو بھی یہی فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور قرآنی آیت میں بھی ملّت ابراهیم حنیفا وما كان من المشركين آیا ہے۔

آیت متذکرہ بالا کے علاوہ مزید دو آیات

آیت متذکرہ بالا کے علاوہ سورۃ حج کی دو آیتیں بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قربانی تمام مسلمانوں پر واجب ہے وہ آیتیں یہ ہیں - حج کی قربانیوں کا ذکر کرنیکے معاً بعد رکوع ۵ میں فرمایا ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام فالهكم الٰه واحد فله اسلموا وبشر المخبتين الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم والصابرين على ما اصابهم والمقيمى الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون والبدن جعلنها لكم من شعائر الله لكم فيها خير یعنے یہ قربانی ہم نے مسلمانوں کی ہر جماعت کے لئے مقرر کی ہے خواہ وہ کہیں رہتی ہو تاکہ وہ ان چارپایوں پر جو خدا تعالےٰ نے ان کو دیئے ہیں، اللہ کا نام لے کر انہیں ذبح کریں تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے ہر حکم کی دل سے اطاعت کرو اور جو لوگ الٰہی احکام کے آگے جھک جاتے ہیں انکو بشارت دے دو یعنی وہ لوگ جو اللہ کا ذکر آجانے سے اس بات سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں کہ کہیں اُن سے خدا کی نافرمانی نہ ہو جائے اور وہ خدا کی راہ میں ہر تکلیف خواہ مالی ہو یا اور کسی قسم کی ہو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں نماز کو قائم کرتے اور جو کچھ خدا نے انہیں دیا ہے اس سے خدا کی راہ میں خوشی سے خرچ کرتے ہیں، قربانی کے یہ جانور ہم نے تمہارے لئے ایسے بنائے ہیں کہ اُن کی قربانی سے تمہارے قلوب میں معرفت الٰہی کا شعور پیدا ہوگا ان قربانیوں کے نتیجہ میں تمہارے مال ضائع نہیں ہوں گے بلکہ ان کے نتیجہ میں تم ان برکات کو پاؤ گے جو ان قربانیوں میں تمہارے لئے ودیعت کی گئیں ہیں پھر آگے چل کر فرمایا ہے کہ ان قربانیوں کا گوشت اور خون تو خدا تک نہیں پہنچتا بلکہ اطاعت اور فرمانبرداری کی روُح خدا تک پہنچتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری جس قدر ثواب اور دین و دنیا میں سرخروئی کا موجب ہو سکتی ہے وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتی جو لوگ ان قربانیوں میں محض مال کا ضیاع خیال کرتے ہیں وہ ان آیات پر غور کریں کہ قربانیوں سے متعلق احکام الٰہی کس قدر تاکید سے بھرے ہوئے ہیں اور کس قدر ان کے نتیجہ میں برکات کے نزول کے وعدے خدا کی طرف سے کئے گئے ہیں چند روپیوں کو خرچ کرکے اگر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو اس سے ارزاں سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔

دوسری آیت

پھر اسی سورۃ کے رکوع ۹ میں حج اور حاجیوں کا ذکر کئے بغیر ہی فرمایا :۔

لكل امة جعلنا منسكا هم ناسكوه فلا ينازعنك فى الامر وادع الى ربك انك لعلى هدى مستقيم یعنے مسلمانوں کی ہر قوم اور ہر جماعت کے لئے ہم نے قربانی کو واجب قرار دیا ہے جو انہیں ہر حال میں کرنی چاہیئے اور اس بارے میں انہیں کسی قسم کا تنازع تمہارے ساتھ نہیں کرنا چاہیئے (کیا اس سنت کو مٹانے کی کوشش کرنے والے رسول کے ساتھ عملاً تنازع نہیں کر رہے رسول تو کہتا ہے قربانی کرو اور یہ کہتے ہیں نہیں کرنی چاہیئے) ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تو اپنے رب کے احکام کی طرف دعوت دیتا رہ یقیناً تو ہی سیدھی ہدایت پر ہے جس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہیں کہ اس کے خلاف کرنے والے ہدایت کے راستہ پر گامزن نہیں۔ کاش یہ لوگ قرآن کریم کے اس فتوے پر غور کریں اور اپنے راستہ کو چھوڑ کر ہدایت کی راہ اختیار کر لیں۔

اُمتہ کا اجماع اور مفسرین کا ایک اور آیت سے استدلال

ناموزوں نہ ہوگا اگر اس جگہ یہ بھی بتلا دیا جائے کہ اس قربانی کی مشروعیت پر اُمتہ کا اجماع ہے چنانچہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں حاشیہ پہ لکھا ہے :۔

"وهى مشروعة فى اصل الشريعة بالاجماع"

یعنے یہ قربانی جو دیگر امصار میں کی جاتی ہے اس کا شرع میں مشروع ہونا اجماع سے ثابت ہے ایک عملی بات پر ساری امت کا مجتمع ہو جانا معمولی بات نہیں بلکہ اس کی اہمیت اور صحت پر قوی دلیل ہے مفسرین نے اس قربانی کی فرضیت کا ماخذ قرآن کریم کی اس آیت کو بھی قرار دیا ہے فصل لربك وانحر۔ انہوں نے اس کے معنے یوں کئے ہیں اى صل صلوٰة العيد وانحر نسكك یعنے عید کی نماز پڑھ اور قربانیوں کو ذبح کر - میں سمجھتا ہوں کہ ایک خدا ترس انسان کے لئے قرآن کریم سے دیگر امصار میں قربانی کی فرضیت کماحقہ ثابت کر دی گئی ہے۔

ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۷ رفروری ۱۹۶۲ء کے ص ۱ سطر ۱۴ پر جناب مولوی کی جگہ جناب مولوی صاحب پڑھا جائے۔

اس صفحہ کی آخری سطر میں "ذمہ دار" کے بعد مندرجہ ذیل عبارت طباعت میں رہ گئی ہے احباب اسے اپنے اپنے پرچوں میں لکھ لیں :۔

"لیکن حضورؑ کا استدلال اتنا معقول اور مضبوط ہے کہ اس پر جرح کرنے کی آپ کو جرأت ہی نہیں ہو سکتی"

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - مینیجر

ایس-ایم-خالد اقبال (راولپنڈی)

افریقہ میں ہمارا تبلیغی مشن

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے افریقہ میں تبلیغی مشن کے قیام کی غرض سے میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے کی روانگی کی خبر قارئین کرام کے مطالعہ میں آچکی ہے، اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جمعرات مورخہ ۲۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کو جناب میاں بشیر احمد صاحب راولپنڈی سے بذریعہ تیز گام لاہور روانہ ہوئے۔ (امید ہے اب تک وہ لیگوس پہنچ چکے ہوں گے) راولپنڈی سٹیشن پر انہیں الوداع کہنے کے لئے جماعت کے احباب اور غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ منٹو صاحب کے عزیز و اقارب خاصی تعداد میں جمع ہوئے تھے۔ منٹو صاحب کی صاحبزادی جو نوشہرہ سے اپنے محترم والد کو رخصت کرنے آئی ہوئی تھیں خاص طور پر اس سے متاثر نظر آتی تھیں۔ لیکن دوسرے احباب و خواتین پر بھی الوداعی منظر کا خاصا اثر تھا، ساڑھے نو بجے گاڑی آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف چل دی، اور احباب و خواتین نے پُرخلوص دُعاؤں کے ساتھ مبلغ افریقہ کو رخصت کیا۔

حُسنِ اتفاق

اسے اتفاق کہئے یا کچھ اور مگر یہ واقعہ ہے کہ میرے قریب کھڑے احمدیت کے ایک سخت ترین مخالف اور اُن کے بہت سے ساتھی بلند آواز میں دعائیہ کلمات کے ساتھ منٹو صاحب کے ایک ہمسفر کو رخصت کر رہے تھے۔ وہ اپنے ساتھی اور دوسرے سب مسافروں کے لئے دعائیں کرتے جا رہے تھے۔ وہ لوگ اس چیز سے قطعاً ناآشنا تھے کہ وہ ایک احمدی مبلغ اسلام کو بھی اپنی دعاؤں اور نیک کلمات میں یاد کر رہے ہیں۔

منٹو صاحب کا عزمِ راسخ

تبلیغ اسلام کے لئے بشیر احمد صاحب منٹو کو الوداع کہنا اگرچہ عزیز و اقارب اور دوسرے احباب کے لئے نئی بات تو نہ ہوگی مگر عمر کے اس دور میں جب لوگ اپنے آرام و آسائش کے سامان ڈھونڈا کرتے ہیں، ان کا عزم افریقہ حیران کن ضرور ہے۔ چند روز قبل جبکہ میں منٹو صاحب کے ہمراہ ان کے مکان کے سامنے کھڑا تھا۔ اُن کے ایک وکیل دوست اُن سے ملنے آئے۔ منٹو صاحب نے اُن سے اپنے نائیجیریا جانے کا ذکر کیا۔ جسے انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی اور فرمانے لگے۔

"چھوڑیئے حضرت ہم تو آپ کو تحریک کرکے ابھی ایک کالونی بنا رہے ہیں۔ بھلا آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں۔"

منٹو صاحب نے جواب دیا "جناب اب تو ہماری انجمن میری روانگی کا فیصلہ بھی کر چکی ہے"

انہوں نے اس چیز کو بھی مذاق سمجھا۔ کہنے لگے "انجمن کے فیصلوں کا کیا ہے۔ وہ تو ہر روز ہوتے ہی رہتے ہیں۔ آپ بھلا اس عمر میں اتنی دُور جا کر کیا کریں گے۔ ہم نے یہاں پر سکول وغیرہ بنانے کی سکیم بنائی ہے اور آپ تو ہمارے امیر ہوں گے۔ اب آپ کی یہاں پر بھی سخت ضرورت ہے۔"

منٹو صاحب نے پھر جواب دیا :- "آپ سکول وغیرہ بنائیں اور دوسرے دوستوں کو اس میں شامل کرلیں۔ میری زندگی رہی تو انشاء اللہ کبھی نہ کبھی آپ سے ملوں گا۔"

اب وہ صاحب حیران نظروں سے منٹو صاحب کو دیکھنے لگے۔ کہ یہ تو ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ آخر پُوچھ ہی بیٹھے۔

"تو کیا یہ آپ کی انجمن کا حکم ہے یا آپ کی مرضی بھی اس میں شامل ہے؟"

منٹو صاحب نے وضاحت کر دی۔ کہ "دونوں باتیں درست ہیں انجمن کا حکم بھی ہے اور میری خواہش بھی ہے کہ میں افریقہ جاؤں۔"

"تو معلوم ہوا آپ افریقہ ایسی دُور جگہ جانے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ میں سمجھا تھا آپ مذاق کر رہے ہیں۔"

"جی نہیں، ہمیں دُوری اور نزدیکی کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ جب تبلیغ اسلام کے لئے زندگی وقف کر دی ہے تو امریکہ، پاکستان، یا افریقہ، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔"

منٹو صاحب کے آخری جواب کے بعد وہ صاحب کچھ حیران سے رخصت لے کر چلے گئے۔

افریقہ میں تبلیغ کیوں؟

اسی سلسلہ میں ایک واقعہ منٹو صاحب کی زبانی معلوم ہوا۔ منٹو صاحب اپنے عزیزوں اور دوستوں کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے افریقہ جانے کا ذکر چل نکلا۔ قریب قریب سب احباب نے کسی نہ کسی رنگ میں مخالفت شروع کر دی۔ بھلا اس عمر میں آپ افریقہ جا کر کیوں اپنی زندگی خراب کر رہے ہیں۔ وہاں گرمی بہت زیادہ ہے۔ نیا ملک ہے بہت سی پریشانیاں آپ کو لاحق ہوں گی۔ یہاں آپ اچھے بھلے رہ رہے ہیں۔ راولپنڈی کی آب و ہوا کو چھوڑ کر افریقہ کی سخت گرم اور مرطوب آب و ہوا میں جانا قطعاً نامناسب ہے۔ پھر ایک صاحب نے اس چیز کو مذہبی رنگ دیتے ہوئے فرمایا۔ آپ افریقہ میں عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کیوں زیادہ محسوس کرتے ہیں ہمارے اپنے ملک میں عیسائیوں کا زور ہے۔ ان میں تبلیغ کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔ اور پھر مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنانے کا کام سب سے اہم ہے۔ افریقہ کو تبلیغ اسلام کے لئے منتخب کرنا ان حالات میں کون سی عقلمندی ہے۔ پہلے اپنے ملک کو تو درست کر لیجئے، پھر دوسرے ملکوں میں بھی تبلیغ ہوتی رہے گی۔

بشیر احمد صاحب نے اس ساری بحث میں جس طرح حصہ لیا۔ پُوری تفصیل دینا تو لاحاصل ہے۔ البتہ اس آخری سوال کا جواب انہوں نے کچھ اس طرح دیا :-

یہ تو ٹھیک ہے کہ پاکستان میں عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح بیرونی ممالک میں۔ مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنانے کے لئے بھی اس میں شک نہیں کہ کام کرنا چاہئے۔ لیکن اس چیز سے یہ جواز کیسے نکلتا ہے کہ بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کی ضرورت نہیں۔ اس وقت تو دنیا کے ہر کونے میں اسلام کی تبلیغ کی ضرورت ہے ہم اپنا ایک مشن نائیجیریا میں کھول رہے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے ممالک میں ایسے مشن کھولنا نہیں چاہیئے۔ فی الحقیقت ہمارے پاس ان مشنوں کو چلانے کے لئے اتنے وسائل موجود نہیں، ورنہ دنیا کے ہر کونے میں اسلام کے تبلیغی مشنوں کی ازحد ضرورت ہے۔ ہم افریقہ میں ایک نیا مشن کھول رہے ہیں۔ اگر آپ پاکستان یا کسی اور ملک میں ایسے مشن کی زیادہ ضرورت سمجھتے ہیں تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اٹھیں اور ہر جگہ تبلیغی مشن کھول دیں۔

ہماری صحافت کا معیار

راولپنڈی کے ایک اُردو روزنامہ کے ایڈیٹر صاحب سے کچھ دن ہوئے ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے نائیجیریا مسلم مشن کے قیام کی خبر کو شائع کرنے سے متعلق استفسار کیا۔ ملی جلی انگریزی میں فرمانے لگے :-

"یار ہے تو بہت اچھی خبر لیکن مسلمانوں سے ڈر لگتا ہے"

ان کی باقی گفتگو کا لب لباب بھی یہی تھا۔ کہ خبر تو بہت نیک اور اچھی ہے مگر کیا کریں مولویوں سے ڈرتے ہیں — دیکھ لیا آپ نے ہماری صحافت کا یہ معیار ہے ارے خدا کے بندو! تمہیں تو چاہیئے تھا۔ ایسی خبروں پر بڑے بڑے اداریئے لکھتے اور مسلمانوں کو جوش دلاتے کہ دیکھو یہ احمدی جنہیں تم کافر کہتے پھرتے ہو۔ روز نئے سے نئے مشن بیرونی ممالک میں کھولتے چلے جا رہے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۱)

ملک ظفر اللہ خان راولپنڈی کا لیکچر بر موقعہ جلسہ سالانہ

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۙ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۙ
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ واقعہ)

یقیناً یہ قرآن نفع پہنچانے والا ہے۔ محفوظ کتاب میں سوائے پاکوں کے اسے کوئی نہیں چھوتا۔ جہانوں کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

(۲)

اب نئے معلموں کی وجہ سے بھی ضرورت پڑتی ہے کہ بعض حصے تعلیم قرآن شریف کے از قبیل حال ہیں نہ از قبیل قال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلے معلم اور اصل وارث ہیں اس تحفت کے حالی طور پر ان دقائق کو اپنے صحابہ رضی کو سکھایا ہے مثلاً خداتعالیٰ کا یہ کہنا کہ میں عالم الغیب ہوں اور طالبوں کو حقیقی روشنی تک پہنچاتا ہوں اور میں اپنے صادق بندوں سے کلام کرتا ہوں اور جس پر چاہتا ہوں اپنے بندوں میں سے اپنی روح ڈالتا ہوں، یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جب تک معلم خود ان کا نمونہ بن کر نہ دکھلاوے تب تک یہ کسی طرح سمجھ ہی نہیں آسکتیں پس ظاہر ہے کہ صرف ظاہری علماء جو خود اندھے ہیں ان ان تعلیمات کو سمجھا نہیں سکتے بلکہ وہ تو اپنے شاگردوں کو ہر وقت اسلام کی عظمت سے بدظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں، اور ان کے ایسے بیانات سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا اسلام اب زندہ مذہب نہیں اور اس کی حقیقی تعلیم پانے کے لئے اب کوئی بھی راہ نہیں۔

سو درحقیقت ایک ہی کامل مزکی اور مطہر القلب انسان دنیا میں آیا جس نے ہر قسم کے فسق و فجور میں ملوث امیوں کا اتم اور اکمل طور پر تزکیہ نفس کرکے ان کو کتاب اور حکمت سکھائی اور دولت ایمان سے مزین کرکے خدانما انسان بنادیا اور یہ نمونہ صحابہ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس خداوند قادر و قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہ کو دیا گیا تھا آنے والے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملے گا جیسا کہ اس نے فرمایا هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم یعنے وہ رحیم خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی بھی تربیت کرے گا جو انہیں میں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کریں گے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں، اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ اس جگہ یہ یاد رہے کہ آیت واخرین منهم میں اخرین کا لفظ مفعول کے فعل پر واقع ہے گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے:۔

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة ویعلم الاخرین منهم لما یلحقوا بهم۔ یعنے ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنے وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہر افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی۔ تب خداتعالیٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دے گا اور اس کو ایک گروہ بنائے گا، اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ان میں جاری و ساری ہوگا اور صحابہ رض سے وہ ملیں گے یعنے اپنے کمالات کے رُو سے انکے مشابہ ہوں گے اور ان کو خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی موقعے ثواب حاصل کرنے کے مل ... جائیں گے جو صحابہ رض کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بیکسی اور پھر ثابت قدمی کے اسی طرح خداتعالیٰ کے نزدیک صادق سمجھے جائیں گے کہ جس طرح صحابہ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتوں اور بے ایمانی کے پھیلنے کا زمانہ ہوگا اور راستبازوں کو وہی مشکلات پیش آئیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں اس لئے وہ ثابت قدمی دکھلانے کے بعد صحابہ کے مرتبہ پر شمار ہوں گے لیکن درمیانی زمانہ فیج اعوج کا ہے جس میں بباعث رعب اور شوکت سلاطین اسلام اور کثرت اسباب تنعم صحابہ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور ان کے مراتب کو ظلی طور پر حاصل کرنے والے بہت ہی کم تھے مگر آخری زمانہ اول زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوت کے اور کوئی سہارا بلاؤں کے مقابلہ کے لئے ان کے پاس نہ ہوگا، ان کا ایمان خداتعالیٰ کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اسکو زمین پر لے آتے یعنی ان پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے، اور سخت فتنے ان کو گھیریں گے، لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اسکو نہ چھوڑتے سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیں گے جب چاروں طرف بے ایمانی پھیلی ہوئی ہوگی اور خداتعالیٰ کی سچی محبت دلوں سے نکل جائے گی مگر ان کا ایمان ان دلوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خداتعالیٰ کے لئے بلاکشی کی ان میں بہت قوت ہوگی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا نہ کوئی خوف ان کے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی دنیوی امید ان کو سُست کر سکے گی اور ایمانی قوت انہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ ایسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت قدم نکلے سو اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس گروہ کا اس وقت میں آنا ضروری ہے جبکہ اس کی آزمائش کے لئے ایسے ایسے اسباب موجود ہوں اور دنیا حقیقی ایمان سے ایسی دور ہو کہ گویا خالی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ جلّ شانہٗ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں آنے والے خالص اور کامل بندے ہوں گے جو اپنے کمال ایمان اور کمال اخلاص اور کمال صدق اور کمال استقامت اور کمال ثابت قدمی اور کمال معرفت اور کمال فداداتی کے رُو سے صحابہ کے ہمرنگ ہوں گے اور اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ درحقیقت اس آیت میں آخری زمانہ کے کاملین کی طرف اشارہ ہے نہ کسی اور زمانہ میں پیدا ہوں گے جیسا کہ آیت اخرین منهم لما یلحقوا بهم صاف بتلا رہی ہے اور زمانے تین ہیں۔ ایک اول جو صحابہ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہ کے درمیان ہے۔ ....

اور ایک .... آخری زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ اور مصداق آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کا ہے وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں جیسا کہ مولوی صدیق حسن مرحوم قنوجی ثم بھوپالوی جو شیخ بٹالوی کے نزدیک مجدد وقت ہے اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۱۵۵ میں لکھتے ہیں کہ آخریت ایں امت از بدایت الف ثانی شروع کردہ تا آنکہ تقویٰ از اول گم شدہ بود تا اکنوں سطوت ظاہری اسلام ہم مفقود شدہ تم کلامہ اور یہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی زمانے نیک قرار دیئے ہیں ایک صحابہؓ کا زمانہ جس کا امتداد اس حد تک مقصود ہے جس میں سب سے آخر کوئی صحابی فوت ہوا ہو اور امتداد اس زمانہ کا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک ثابت ہوتا ہے اور دوسرا زمانہ وسط ہے جس کو بلحاظ ابدعات کثیرہ ام الخبائث کہنا چاہیئے اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور اس زمانہ کا آخری حصہ جو مسیح موعود کے زمانہ اقبال سے ملحق ہے اس کا حال احادیث نبویہ کے رو سے نہایت ہی بدتر معلوم ہوتا ہے۔ بیہقی نے اس کے بارے میں ایک حدیث لکھی ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے مولوی اور فتوے دینے والے ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہوں گے۔ اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ درحقیقت مہدی اللہ (یعنی مسیح موعود) پر کفر کا فتوےٰ دینے والے بھی لوگ ہوں گے اس بات سے اکثر مسلمان بے خبر ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتوےٰ ہوگا چنانچہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غرض وہ زمانہ جو اوّل زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے بیچ میں ہے نہایت فاسد زمانہ ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے لوگوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خیر ھٰذہ الامۃ اولھا و
اٰخرھا۔ اولھا فیھم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واٰخرھا
فیھم عیسی بن مریم وبین
ذالک فیج اعوج لیسوا منی
ولست منھم۔

یعنی امت میں دو ہی بہتر ہیں ایک اول اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک لشکر کج ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کے رو سے مردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں اُن سے ہوں۔

حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ تو آنحضرت صلی اللہ نے سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو کان الایمان عند الثریا لنالہٗ رجل من فارس۔ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا اور وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا۔

تو مسیح موعود مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو رجل من فارس کا مصداق ہیں اور وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے تحت اس دجالیت اور گمراہی کے دور میں لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھیں اور اُن کا تزکیہ نفس کر کے ان کو کتاب اور حکمت سکھائی اور اس ایمان کو جو دجالیت کے حملوں سے گویا ثریا ستارہ پر چلا گیا تھا نئے سرے سے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا اور لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ کی وضاحت فرما دی۔ گویا جب بھی کوئی بندہ قلب مطہر لے کر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے وہ پہلے لوگوں کا تزکیہ نفس کرتا ہے کیونکہ کتاب و حکمت کا علم اور دقائق و معارف کا انکشاف قلب مطہر پر ہوتا ہے۔ تب وہ لوگ باخدا سے خدا نما بنتے ہیں پھر امام الزمان مجدد صد چہاردہم نے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کی عملی صورت جو خلفائے راشدین کا حقیقی معنوں میں نمونہ تھی دنیا کے سامنے پیش کی، یہ تو قرآن مجید کی ایک پیشگوئی وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی پوری ہوئی۔ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخبر صادق کی ایک اور پیشگوئی بھی جس کا پورا ہونا اس زمانہ سے متعلق تھا پوری ہوئی، یعنی یہ کہ اس زمانہ کے مولوی اور فتوے دینے والے اُن تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہوں گے۔ سو اس وقت ہمارے سامنے دیگر مولویوں اور فتوے دینے والوں جنہوں نے اپنے غلط فتووں اور مولویانہ حرکات سے اس پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کر دی کے علاوہ جناب غلام احمد صاحب پرویز بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب معراج انسانیت میں جس کے سرورق پر "ایں کتاب از آسمان دیگر است" لکھا ہے ..... ختم نبوت کے باب میں جناب حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے کچھ غیر مربوط اقتباس اور کچھ جناب مرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفہ ربوہ کی من گھڑت تحریروں کے اقتباسات جو ہمارے لئے حجت نہیں ہیں پیش کر کے یوں رقمطراز ہیں:۔

"پھر لطف یہ ہے کہ اس نبوت کو مرزا صاحب وہبی نہیں بلکہ اکتسابی قرار دیتے ہیں یعنے وہ نبوت نہیں جو خدا سے ملے بلکہ وہ نبوت ہے جسے دوسرے نبی سے حاصل کیا جائے اور اس کی سند خاتم النبیّین سے لاتے ہیں یعنی جس خاتم النبیّین سے امت قرن اول سے آج تک اختتام نبوت سمجھتی چلی آئی ہے اور جس پر خود قرآن شاہد ہے اسی خاتم النبیّین سے مرزا صاحب اجرائے نبوت ثابت کرتے اور اپنی نبوت کی دلیل لاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اتباع نبی اکرمؐ سے خود نبی بن گیا ہوں۔ نبوت کے متعلق جو کچھ سابقہ مجلدات میں لکھا جا چکا ہے (بالخصوص عنوان وحی مجلد دوم میں) اس پر غور کیجئے"۔ اس کے بعد خاتم النبیّین کی وضاحت کر کے لکھتے ہیں۔ "ان مقامات سے خاتم النبیّین کے معنے واضح ہیں یعنی جس پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا، آپ حیران ہوں گے کہ خود مرزا صاحب بھی اس کے یہی معنی سمجھتے تھے"۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کے ختم نبوت کے بارہ میں اقتباسات پیش کر کے لکھتے ہیں:۔

"آپ یقیناً حیران ہوں گے کہ خاتم النبیّین کی ایسی واضح تشریح اور ختم نبوت کے متعلق اس قدر حتمی اور یقینی تصریحات کے بعد مرزا صاحب کس طرح مدعی نبوت بن گئے؟ لیکن آپ کی اس حیرت کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں جبکہ یہ واقعہ ہے کہ وہ بایں ہمہ تشریحات و تصریحات مدعی نبوت بنے اور بڑے دھڑلے سے بنے اب آپ نے خود دیکھ لیا ہوگا کہ ان لوگوں کے لٹریچر میں کس قسم کا تضاد موجود ہے۔ اس قسم کی تضاد کی مثال آپ کو شاید ہی کہیں اور مل سکے اسی بناء پر بعض اطباء اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان تحریروں کے مصنف کے دماغ میں خرابی تھی۔

معراج انسانیت ختم نبوت صفحہ ۸۱۴

اس کے علاوہ ایک دو اور تحریریں پیش کر کے جناب پرویز صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو (نعوذ باللہ) مجنون۔ مراقی ثابت کرنے کی سعی کی ہے جناب پرویز صاحب کی اس قسم کی سعی پر اور کیا کہا جا سکتا ہے،

"کار پاکاں بر بداں کردن قیاس
کار ناپاکاں است اے بد حواس"

وہ اس لئے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس وقت کے یہودی علماء نے مجنون ہونے کا الزام لگایا تھا لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کی تردید فرما دی۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

کس قدر روشن دلیل ہے کہ اُمّی ہو کر علم و حکمت میں بے نظیر ہو ایسی بے نظیر ہستی پر بلا کسی دلیل کے مجنون ہونے کا فتویٰ دینا اپنے مجنون اور مخبوط الحواس ہونے پر مہر ثابت کرنا ہے ؎

شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
ہر کہ بے او زد قدم در بحر دیں
کرد در اوّل قدم گم معبرے

پھر ان منکر یہودیوں اور نصرانیوں پر اتمام حجت کے طور پر مختلف پیرایوں میں چیلنج کیا کہ دیکھو میرا اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق ہے

اور میرے پاس یہ یہ دلائل ہیں فرمایا یہ قرآن اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی اگر تم کو اس پر شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورۃ من مثلہ

آج چودہ سو سال ہونے کو آئے لیکن اس چیلنج کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ باقی دلائل کو چھوڑ کر صرف اسی دلیل کو لے لیا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالےٰ جو کامل علم رکھتا ہے کی طرف سے رسول ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اور اخلاق کی انتہائی منزل پر گامزن ہونا پایۂ ثبوت تک پہنچتا ہے سو یہی منہاج نبوت ہے اسی طریق پر و اخرین منھم کے مصداق نے اپنا تعلق باللہ بتلانے کے لئے دنیا کو چیلنج کیا کہ میں اللہ تعالےٰ کی تائید سے سورۃ فاتحہ کی عربی زبان میں فصیح و بلیغ تفسیر ستر دن میں لکھوں گا اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دوسرا کوئی نہ لکھ سکے گا۔ آج امام الزمان کو فوت ہوئے بھی تقریباً ۵۴ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن یہ چیلنج بدستور اپنی جگہ پر ہے۔ کم از کم جناب غلام احمدؐ پرویز صاحب نے اس کے مقابلہ میں ایک تفسیر ہی لکھی ہوتی اور دنیا کو کہا ہوتا کہ دیکھو کہ میں نے امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ فصیح تفسیر لکھی ہے اور پھر بعد میں آپ کے مجنون ہونے سے متعلق کوئی مخصوص دلائل پیش کئے ہوتے۔ اس کے علاوہ بھی معیار قرآنی پر حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب نے علماء کو چیلنج دیئے لیکن کوئی مقابلہ میں نہ آیا اس کے متعلق ہم انشاء اللہ دوسری قسط میں ذکر کریں گے کہ بعض باتوں میں صداقت مسیح موعودؑ پر اب بھی ایسے تفیر طبع موجود ہیں جو پرویز صاحب کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ اب یہاں ہم صرف علامہ سر محمدؐ اقبال صاحب جن کے پرویز صاحب زیادہ معتقد ہیں کا ایک اقتباس واخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

جب آپ انٹرمیڈیٹ کی ڈگری لیکر ۱۸۹۵ء میں لاہور آئے اور بی اے کی کلاس میں داخل ہوئے غالباً ۱۸۹۶ - ۹۷ء میں بقول مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری ایڈووکیٹ (جو آپ نے عدالتی بیان میں خواجہ نذیر احمدؐ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا) علامہ سر محمدؐ اقبال باقاعدہ حضرت مرزا غلام احمدؐ کی بیعت میں شامل ہو گئے اور علامہ صاحب ۱۹۰۰ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی مذہبی شخصیت کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑے دینی مفکر ہیں"

(رسالہ انڈین کویری ۱۹۰۰ء)

اور جب مسیح موعود اس دنیائے فانی سے کوچ فرما کر اپنے مولا سے جا ملے۔ بعد ازاں مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا جب علامہ سر محمدؐ اقبال علی گڑھ میں ۱۹۱۱ء میں لیکچر دیتے ہیں جس میں جماعت احمدیہ کو دنیا میں اس طرح روشناس کراتے ہیں:۔

"میری رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر ذات سے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا مقصد ہونا چاہیئے کہ اس نمونہ کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقۂ قادیانی کہتے ہیں"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر مطبوعہ قومی پریس ۱۹۱۹ء)

یہ وہ اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال اپنے شاعرانہ رنگ میں یوں اشارہ کرتے ہیں:۔

نہیں کہ مری غزل میں ہے آتش رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

ایک تو مذکورہ بالا نا قابل تردید حقیقت جماعت احمدیہ کی ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال صاحب کے الفاظ میں ہو گئی اور اب ایک اور تحریر ہے جو جناب غلام احمدؐ پرویز نے علامہ اقبال صاحب کی اپنی کتاب معراج انسانیت کے صفحہ ۸۰۶ پر ثبت کی ہے وہ یہ ہے

"ہمارے زمانہ کی ان دو تحریکوں میں جنہوں نے زمانہ قبل از اسلام کے مجوسی تصور کا احیا کرنا چاہا، بہائیت قادیانیت سے دیانتدار ہے۔ اس لئے کہ بہائیت اپنے آپ کو علانیہ اسلام سے الگ قرار دیتی ہے لیکن قادیانیت اسلام کے بعض خارجی علامات کو برقرار رکھ کر اندرونی طور پر ایک ایسا تصور پیش کرتی ہے جو اسلام کی روح اور مقاصد کے یکسر خلاف ہے۔

(احمدیت اور اسلام)

اب غلام احمدؐ صاحب پرویز۔ جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے چند غیر مربوط اقتباس اور مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے چند اقتباس اور پھر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ختم نبوت کی وضاحت پیش کر کے اپنی سمجھ سے جو نتیجہ نکالا ہے (اس کے متعلق ہم پھر کسی وقت عرض کریں گے) حیران کن ہے لکھتے ہیں:۔

"اب آپ نے خود دیکھ لیا کہ ان لوگوں کے لٹریچر میں کس قسم کا تضاد موجود ہے اس قسم کے تضاد کی مثال آپ کو شاید ہی کہیں اور مل سکے اسی بناء پر بعض اطباء اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان تحریروں کے مصنف کے دماغ میں خرابی تھی۔" (معارف القرآن صفحہ ۸۱۴)

اب ہم جناب پرویز صاحب سے استفسار کرتے ہیں کہ علامہ سر محمدؐ اقبال صاحب کی تحریروں میں تضاد نظر آتا ہے اطبا کس نتیجہ پر پہنچیں گے۔

(باقی بر صفحہ ۔۔۔ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

مینول آف حدیث میں حضرت رسول کریم صلعم نے جو کیا وہ وضاحت سے تحریر ہے۔

یہ کتابیں سب لکھنے والوں سے جو بہت تھوڑے ہیں اعلیٰ پیمانہ پر لکھی گئی ہیں۔

آپ کا یہ سٹ کتابوں کا ہمارے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اس لئے مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ مہربانی کرکے ریلیجن آف اسلام، مینول آف حدیث محمدؐ دی پرافٹ، بہت جلدی ارسال فرما دیں۔

ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے اگر آپ ہمارا نام مفت کتابیں بھیجنے والوں میں درج کر لیں) اور ہمیں اپنی اخبار لائٹ بھی ارسال کیا کریں۔

میں اس خط کو بند کرتا ہوں، اور اس کام کو جو آپ نے اسلام کے پراپیگنڈا کا کیا ہے۔ بہت سراہتا ہوں۔

(انہیں محمدؐ دی پرافٹ اور لٹریچر بھیجا گیا)

درخواست دعائے صحت

(۱) ہیڈ ماسٹر فضل الٰہی صاحب راولپنڈی

(۲) بابو دوست محمد صاحب دیم

(۳) جمیلہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر عصمت اللہ مرحوم

بیمار اور کمزور ہیں انکے لئے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
پرنٹس
پاپلین
سوتی دھاگہ
کارڈورائے
ململ
وائل
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
سلے سلائے ملبوسات۔ بش شرٹ۔ پتلون۔ رومال۔ سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (ٹھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
پیغام صلح ۱۴ فروری ۱۹۶۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸۔ شمارہ ۷
اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
ہفت روزہ پیغام صلح
سالانہ چندہ۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور کھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۸

سچے مسلمان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہوتی ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسلمان وہ ہے جو اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وقف کر دے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اعتقادی اور عملی طور پر اس کا مقصود اور غرض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا اور خوشنودی ہو اور تمام نیکیاں اور اعمالِ حسنہ جو اس سے صادر ہوں۔ وہ مشقت اور مشکل کی راہ سے نہ ہوں، بلکہ ان میں ایک لذت اور حلاوت کی کشش ہو جو ہر قسم کی تکلیف کو راحت سے تبدیل کر دے۔ حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے، یہ سمجھ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولیٰ پیدا کرنے والا اور محسن ہے، اسلئے اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے، ایک سچے مسلمان کو اگر کہا جائے کہ ان اعمال کے بدلے میں اُسے کچھ نہ ملے گا اور نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ نہ آرام نہ لذت، تب بھی وہ اپنے اعمالِ صالحہ اور محبت الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی عبادات اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنائیت کسی اجر یا ثواب کی بنا اور اُمید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی شناخت اور اس کی محبت اطاعت کیلئے ہی بنائی گئی ہے اور بجز اسکے اس کا کوئی مقصد اور غرض ہے ہی نہیں، اسلئے وہ اپنی تمام خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد کے لئے صرف کرتا ہے تو اسے اپنے محبوب حقیقی کا ہی چہرہ نظر آتا ہے بہشت دوزخ۔ عذاب۔ ثواب پر اس کی نظر نہیں ہوتی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلا دیا جائے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائے گی، تو میں قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تمام تکلیفوں اور بلاؤں کو لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے۔

(۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عمر رض عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح لہ باب الدعا فتحت لہ ابواب الرحمۃ وما سأل اللہ تعالیٰ شیئاً احب الیہ من ان یسأل العافیۃ وان الدعا ینفع مما نزل ومما لم ینزل ولا یرد القضاء الا الدعاء فعلیکم بالدعاء اخرجہ الترمذی تلخیص الصحاح کتاب الدعا۔

ترجمہ:-

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا (یعنی اسے دعا کے تمام لوازم کے ساتھ دعا کرنے کی توفیق مل گئی) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور خدا تعالے کو اس سے زیادہ پیاری کوئی دعا نہیں کہ اس سے عافیت (جسمانی اور روحانی) کی درخواست کی جائے اور دعا اس بلا کے لئے بھی مفید اور نافع ہے جو بلا نازل ہو چکی ہو، اور اس بلا کے لئے بھی مفید اور نافع ہے جو بلا ہنوز نازل نہ ہوئی ہو اور نازل ہونیوالی ہو اور دعا ہی ایسی چیز ہے کہ قضا کو پھیر سکتی ہے پس تمہیں لازم ہے کہ خدا تعالے سے (کامل یقین کے ساتھ) دعا کیا کرو۔

نوٹ:- رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے کامل یقین کے ساتھ ہاتھ اُٹھائے ہوئے اللہ تعالے خالی نہیں لوٹاتا۔ غافل دل کی دعا قبول نہیں ہوتی (ترمذی) حدیث قدسی ہے انا عند ظن عبدی بی (مسلم و بخاری)

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نور کھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

ویلز (انگلستان)

ترجمہ خط ای۔ ڈی۔ جونز لائبریرین نیشنل لائبریری ویلز۔

جناب عالی

جو تحفہ کتابوں کا آپ نے ہماری لائبریری میں ارسال کیا ہے۔ میں شکریہ کے ساتھ اس کی رسید ارسال کرتا ہوں، اور کورٹ آف گورنرز کی طرف سے بھی اس تحفہ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

گھانا

ترجمہ خط سالومن تو ابیا دوار گھانا اگریکلچر مارکیٹنگ روڈ توماسی۔ گھانا

جناب عالی

مجھے آپ کی مؤرخہ ۱/۲۷ ۶۲ کی ارسال کردہ سات کتابیں مل گئی ہیں۔ میں ان کتابوں کو لے کر بہت خوش ہوا ہوں اور ان کا کافی مطالعہ بھی کیا ہے۔

میں پہلے سے ہی احمدیہ موومنٹ کا ممبر ہوں مگر افسوس کہ عربی نہیں جانتا۔ کچھ عرصہ گزرا میں نے اپنے علم میں ترقی کرنی چاہی کیونکہ مجھے نماز میں کوئی لطف نہ آتا تھا، اب بھی میں نماز نہیں پڑھتا۔ اگر آپ مجھے سکھائیں کہ نماز کیسے پڑھنی چاہیئے تب میرا مطلب پورا ہوتا ہے میں یہ کہتے میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مجھے نماز کے متعلق انگریزی اور عربی کتابوں کی ضرورت ہے۔ مجھے ہولی قرآن سے بہت دلچسپی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں قرآن سے راہنمائی چاہتا ہوں۔ اگر آپ مزید کتابیں بھی ارسال کریں گے تو میں خوش ہوں گا تاکہ میرا خیال ایک طرف لگے اگر کوئی کتاب نماز کے متعلق فروخت ہونیوالی ہو تو مجھے اس کی فہرست بھجدیں۔ چند مسائل مثلاً تکلیف کے وقت دعا۔ نیکی بدی میں تمیز۔ حفاظت اور محبت وغیرہ سمجھنا چاہتا ہوں۔

(انہیں پریئر بک وغیرہ اور خط بھیجا گیا۔)

آفا (شمالی نائجیریا)

ترجمہ خط عبدالرحیم۔ اے۔۔۔۔۔ گریمر سکول۔ پی۔ ایم۔ بی ۳ آفا شمالی نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قرآن جو آپ نے ارسال کیا تھا وہ مؤرخہ ۲۹۔ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء کو مل گیا۔ ہم رخصت پر تھے جب پارسل پوسٹ آفس سے ہم کو ملا۔ میں قرآن شریف کے ارسال کرنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے قرآن شریف ارسال کر کے ہم لوگوں کی مدد فرمائی ہے۔ نیز آپ جانتے ہیں کہ میں خرید نہ سکتا تھا۔ خداوند کریم ہمیشہ آپ کی مدد اور نصرت کرے۔

میں نے قرآن کے علاوہ چند پمفلٹ بھی دیکھے کیا میں قرآن کی قیمت دریافت کر سکتا ہوں کیونکہ جس آدمی کے پاس میں رہتا ہوں، وہ مجھے مجبور کرتا ہے، شاید اس کی قیمت معلوم ہونے پر وہ قرآن شریف خرید لے۔

(انہیں خط اور فہرست کتب بھیجی گئیں)

کشمیر

ترجمہ خط از مسٹر غلام محمد ڈار کشمیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک حقیر سی استدعا پر جناب والا نے ہمیں ایک نادر تحفہ سے شاد فرمایا۔ تین عدد انگریزی کتب و اخبار پیغام صلح ملے۔ بہت ہی خوب کیا۔ کہ یہ پارسل رجسٹرڈ تھا۔ ورنہ ایسے نادر تحائف کا ملنا دشوار تھا۔ کل جس وقت ہمیں رجسٹرڈ پیکٹ ملا۔ تو دیکھ کر ہی ہم فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔ اس وقت ہم چند نو وارد دوستوں سے ماہ صیام کے شرعی احکام سے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔ میرا دل اچھلنے لگا۔ کہ شاید انگریزی ترجمہ قرآن پاک سے مشرف ہوا ہوں۔ پھر بھی تین عدد نادر اور بے بہا کتب سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوا۔ کتب مذا دوست ہاتھوں ہاتھ لے گئے۔ میرے حصہ میں کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" آئی۔ بخدا اب تو نیند بھی رخصت لالٹین کی روشنی میں کتاب ہذا میں گم ہوا۔ آج کے تحفہ سے ہمارا کم مایہ دارالمطالعہ چمک اٹھا۔ ہم آپ کی اس دریا دلی اور تبلیغی ذرائع سے ممنون ہوئے ہیں ہم سے سوائے دلی دعا اور تشکر کے اور کیا ہو سکتا ہو رب العالمین ہی بہتر جزا دینے والا ہے ہم بدرگاہ رب العالمین احمدی مشن کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

ہمارا حلقۂ احباب کو مفاد پرست ملاؤں کے ہتھکنڈوں سے تنگ ہو کر ان سے بیزار ہو چکے ہیں اب ہماری کوششوں سے اصل اور صحیح مذہب سے واقف ہو رہے ہیں کم از کم آپ ہمیں یہ ضرور بتلائیں کہ خرچ ڈاک جو آپ ہمارے لئے کرتے ہیں۔ کس ذریعہ سے ہم آپ کو بھیج سکتے ہیں۔ ہمیں آپ سے پوری توقع ہے۔ کہ ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ضرور مرحمت ہوگا۔ والسلام

(ان کو قرآن شریف بھجدیا گیا)

قبہ (شمالی نائجیریا)

ترجمہ خط خدیجہ بی لاوال ٹریننگ کالج قبہ (شمالی نائجیریا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ سن کر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ اسلام کی ترقی میں بہت کوشاں ہیں، میرے ایک لڑکے دوست نے بتایا کہ آپ کے بہت مشن ہیں۔ اور میں بحیثیت مسلم طالبہ علم کے ٹیچرز ٹریننگ کالج میں پڑھتی ہوں۔

اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق مجھے افسوس سے اپنے دوستوں کو کہنا پڑتا ہے کہ مجھے اس کا کم علم ہے اور میرے ساتھ مباحثہ نہ کریں۔

میں استدعا کرتی ہوں کہ مجھے ایک کاپی قرآن شریف ارسال کریں۔ اور کچھ اسلامی کتابیں اور لٹریچر عورتوں کے متعلق ارسال فرمادیں۔

میں امید کرتی ہوں کہ میں اسلام کی اپنے شاگردوں میں جو کم علم ہے اشاعت کر دوں گی۔

مجھے یقین ہے کہ جس لائن پر حضرت محمد صلعم نے کام کیا آپ بھی اسی طریقہ پر کام کرتے چلے جائیں گے۔

(لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

الورن

ترجمہ خط بی۔ اے۔ آر وولو موقب۔ این۔ ایم۔ ڈی۔ یو آفس پی۔ او بکس ۱۲۳ الورن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے ایک دوست نے یہ سن کر کہ مجھے احمدیہ تحریک کے متعلق بتلایا آپ کا ایڈریس دیا اور میں بہت خوش ہوا میں پہلے عیسائی تھا، اور میں نے مرنے اور جینے کا عہد کیا ہوا ہے کہ میں اپنے آپ کو پختہ احمدی بناؤں گا، کیوں کہ میرے ایک دوست نے بتایا کہ احمدیہ انجمن ہی صرف ایک کامیابی کی راہ بتاتی ہے۔

مہربانی فرما کر مجھے احمدیہ مذہب کی کتابیں ارسال کریں کیونکہ میں ایک اچھے لائق احمدی سے جو کہ الورن میں احمدیہ انجمن سے تعلق رکھتا ہے ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء کو بیعت کی تھی۔ مہربانی فرما کر مجھے احمدیہ کے متعلق سیکھنے میں مدد دیں۔ مجھے اس سلسلہ کی چند کتابیں ارسال کریں جب آپ مجھے کتابیں بھیجیں تو ایک ایسی کتاب ارسال کریں جو احمدیت سے تعلق رکھتی ہو۔ اور ایک ایسی کتاب جو مجھے نماز کے متعلق سکھلائے کہ کس طرح دن کو اور کس طرح رات کو عبادت کرتے ہیں۔ میری التماس قرآن شریف کی ہے کیونکہ عیسائی عموماً بائبل عیسائی ہونیوالے کو دیتے ہیں۔ امید ہے کہ سلسلہ

ایک ناپاک اور شر انگیز کتاب

حکومت پاکستان کی توجہ کے قابل

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ کا ایک مراسلہ اسی تشیوع میں "مکتوب ووکنگ" کے عنوان سے دوسری جگہ درج ہے، اس مکتوب میں شیخ صاحب ممدوح نے ایک نہایت ناپاک اور شر انگیز ناول کا ذکر کیا ہے جو کسی جرمن ناول سے انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ ایک تاریخی ناول ہے، لیکن اس کے اندراجات سے جن کے اقتباسات شیخ صاحب نے اپنے مکتوب میں نقل کئے ہیں، اور بہت سے مزید اقتباسات علیحدہ ٹائپ کرا کر بھیجے ہیں، یہ صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب کو تاریخ سے ایک ذرہ بھر مناسبت نہیں بلکہ وہ محض فرضی اور بیہودہ افسانوں سے پُر ہے جن میں پاکوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق ایسے گستاخانہ اور فحش اور شرمناک باتیں درج ہیں جن کو پڑھ کر ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور ان کا دل غم و غصہ سے بھر جاتا ہے، ہمیں حیرت ہے کہ ایسی فحش کتاب انگلستان سے شائع کیونکر ہو گئی، جس کے پڑھے لکھے طبقہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کا اعتراف کیا جاتا، اور آپ کو دنیا کا کامیاب ترین انسان سمجھا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یورپ سے کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں آپ کے متعلق بعض غلط باتیں بھی لکھی گئیں اور واقعات کے بیان کرنے میں بعض وقت بغض و تعصب کا بھی اظہار کیا گیا لیکن اس قسم کی فحش اور بے سر و پا باتیں جیسی کہ مذکورہ تصنیف میں درج ہیں، کسی کو بھی لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی، اور نہ اس قسم کا ناول آج تک لکھا گیا .... اور نہ ہی کسی سنجیدہ انسان کے وہم و قیاس میں ایسی باتیں آ سکتی ہیں۔ تعجب ہے کہ جس ملک میں جہاں اسلامی علوم کا ذخیرہ [illegible] جاتا ہے ایسی جاہلانہ تصنیف کا خیال کیونکر پیدا ہوا سوائے اس کے .... کہ اس کو کسی جاہل مصنف کی شرارت سمجھا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ شیخ محمد طفیل صاحب نے جو اقتباسات بھیجے ہیں، ہم اخبار کے صفحات کو ان سے آلودہ نہیں کرنا چاہتے، لیکن اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ اس کتاب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ معاذ اللہ ایک بازاری غنڈے اور اوباش [illegible] سے کسی طرح کم نہیں اور اس سے مسلمانوں کا حد درجہ مشتعل ہو جانا قدرتی امر ہے، خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب ابھی تک اسلامی حلقوں تک نہیں پہنچی، ورنہ اس کے خلاف ایک آگ لگ جاتی اور اسکا مصنف اب تک داصل جہنم ہو چکا ہوتا، ضرورت ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کتاب کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کی کوشش کی جائے اور مصنف اور پبلشر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے ان کو کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔

شیخ محمد طفیل صاحب نے ہمیں اطلاع دی ہے، کہ ایک دو بیرسٹر دوستوں نے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا مشورہ بھی دیا ہے، امید ہے کہ مسجد ووکنگ سے اس کے لئے مناسب قدم اٹھایا جائے گا۔ لیکن ہماری رائے میں حکومت پاکستان کو بھی جرمن اور انگلستان کی حکومتوں سے احتجاج کرنا اور مصنف کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنی چاہیئے، تاکہ آئندہ اس قسم کی ناپاک حرکت کی کسی کو جرأت نہ ہو،

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کا حوالہ دیئے بغیر انگلستان کے رسائل و اخبارات میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کی پاک و مطہر زندگی کے چیدہ چیدہ حالات شائع کئے جائیں، خواہ اجرت پر ہی کیوں نہ ہو، اس سے پڑھنے والوں کے دلوں میں اگر کوئی غلط خیال ہو تو وہ بھی دور ہو جائے گا اور اگر کسی کی نظر سے مذکورہ فحش ناول گذر چکا ہو تو اس کا اثر بھی زائل ہو جائے گا، یہ کام ووکنگ مسلم مشن کے کرنے کا ہے اور ہمیں امید ہے کہ مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور شیخ محمد طفیل صاحب اس طرف توجہ فرما کر حق تبلیغ ادا کریں گے۔

جماعت پشاور کا تربیتی جلسہ

حسب معمول جماعت پشاور کا ماہانہ تربیتی جلسہ مورخہ ۱۶ رفروری بعد از نماز جمعہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن صدر جماعت پشاور منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز صاحبزادہ فضل عالی خاں امام جماعت پشاور نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ ان کے بعد عزیزم عبد الغفور نے حضرت مسیح موعود سنائے اور سامعین کے ایمانوں کو تقویت پہنچائی۔ آپ کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمان نے "احمدیت کا احسان عالم اسلام پر" کے موضوع پر تقریر کی عزیز کا طرز تقریر قابل تحسین ہے۔ عزیز موصوف نے اپنی تقریر میں وضاحت کی کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے ہمارے علماء عیسائی مشنریوں کے سامنے کچھ بول نہ سکتے تھے، لیکن حضرت صاحب کی آواز کے ساتھ احمدی مبلغین نے ان عیسائی مشنریوں کے قدم اکھیڑ دیئے اور پھر ان کو کہیں ٹھہرنے نہ دیا، عزیز نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کے غلط عقائد ناسخ، منسوخ، دجال کا غلط تصور، جہاد کا غلط مفہوم، قتل مرتد وغیرہ مسائل کو صحیح رنگ میں پیش کر کے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی۔

پھر عزیزم عبد الرحمٰن نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار سنا کر سامعین کو محظوظ کیا اس کے بعد برادرم عبد اللہ جان نے وفات مسیح پر تقریر کی آپ نے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ـــ الخ سے نہایت معقول رنگ میں حضرت مسیحؑ کی وفات پر دلائل پیش کئے اور بتایا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر زندہ ہونا کہیں بیان نہیں کیا۔ آپ کے بعد شیخ عبد الغنی صاحب ریڈیو انجینئر نے ایک مقالہ پڑھ کر سنایا یہ مضمون اس قابل ہے کہ اس کو علیحدہ شائع کیا جائے اس لئے برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔

بعد ازاں صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی ...... کہ احمدیت نے ایسے باعمل انسان پیدا کئے ہیں جنہوں نے اسلام کی اپنے نمونہ سے خدمت کی اور عمل ہی سے دنیا کو متاثر کرتے رہے۔ عمل ہی ایک چیز ہے جس سے قومیں زندہ رہتی ہیں،

مجھے یہ لکھتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے صدر ڈاکٹر عبد العزیز صاحب خود بھی ایک باعمل بزرگ ہیں، وہ جس کام کا ارادہ کرتے ہیں اسکو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی چھوڑتے ہیں، آپ نے حال ہی میں تکمیل مسجد اور غسالخانہ کے بعد قبرستان کی حفاظت کے لئے وہیں ایک کمرہ بنوا کر ایک آدمی کو حفاظت کے لئے مقرر کر دیا ہے، ساتھ ہی قبرستان میں ایک کنواں بھی بنوا دیا اور درخت وغیرہ لگوا کر قبرستان کی زمین کی پوری پوری حفاظت کر دی ہے۔ جماعت پشاور پر آپ کا یہ ایک مزید احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کا موقعہ دے۔ آمین۔ والسلام

محمد الرحمٰن۔ سیکرٹری جماعت پشاور

اخبار و افکار

خاتم النبیّین کے معنے

خاتم النبیّین کے متعلق مولانا مودودی کی ایک دلیل کا جواب دیتے ہوئے معاصر "الفضل" (۵ ر فروری ۱۹۶۲ء) رقمطراز ہے :-

"(احمدیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ اب کوئی شخص جس کو اشاعت دین کا کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے سپرد کیا جائے گا، وہ صرف شریعت محمدیہ کی اشاعت کرے گا اسکو صرف تبشیر و تنذیر کی حد تک نبوت عطا ہوگی جو صرف سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا عکس ہوگی"

پھر اسی سلسلہ میں ۷ ر فروری ۱۹۶۲ء کے "الفضل" میں آیت خاتم النبیّین کے معنے یہ کئے ہیں کہ :-

" آپ بحیثیت رسول اللہ اور خاتم النبیّین ہونے کے تمام مومنوں نیکوکاروں اور بندگان حق کے باپ ہیں یعنے آپؐ کے ذریعہ روحانی اولاد کا ایک عظیم الشان سلسلہ چلے گا جو روحانیت کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہوگا، اب دین محمدؐ کے علاوہ کوئی دوسرا دین نہیں رہے گا، ہم اس دین کی قیامت تک حفاظت کریں گے اور وہ اس طرح کہ ہم آپؐ کے اسوہ حسنہ کے نمونہ پر ایسے مجدّدین مبعوث کرتے رہیں گے جن کو ہم آپ ہی کی نبوت کی قوتوں سے کم و بیش سرفراز کرتے رہیں گے یہ سب لوگ آپ کی روحانی اولاد ہوں گے کیونکہ ان کی روشنی آپ ہی کی روشنی ہوگی"

جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے، کیا ہم معاصر "الفضل" سے یہ دریافت کر سکتے ہیں، کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی انہی مجدّدین میں شامل ہیں یا ان سے بڑھ کر زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں ؟ اور کیا وہ عکسی نبوت جو تبشیر و تنذیر کی حد تک محدود ہے تمام مجددین اُمّت کو عطا ہوئی ہے یا صرف حضرت مسیح موعود ہی کے حصّہ میں آئی ہے ؟ اور تیسری بات یہ بھی دریافت طلب ہے کہ جو نبوت صرف تبشیر و تنذیر کی حد تک محدود اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا عکس ہے کیا اس کو اصل اور حقیقی نبوت کہا جا سکتا ہے اور اس سے محض انکار کو موجب کفر قرار دیا جا سکتا ہے ؟ بیّنوا وتوجروا -

الجزائر کی آزادی

الجزائری قوم پرستوں کی آٹھ سالہ جدوجہد اور جانی و مالی قربانیاں آخر رنگ لائیں اور آج ہم یہ دل خوش کن خبر سن رہے ہیں کہ فرانس اور الجزائری نمائندوں میں یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ آئندہ چھ ماہ کے عرصہ میں الجزائر کو کامل آزادی حاصل ہو جائے گی اور اس چھ ماہ کی عبوری مدت میں ملک کا نظم و نسق ایک کونسل چلائے گی جو سات وزراء پر مشتمل ہوگی، ان میں تین وزراء الجزائری ہوں گے اور تین فرانسیسی اور ساتویں وزیر کا انتخاب یہ چھ وزیر کریں گے، اور اسے وزیر اعظم کی حیثیت حاصل ہوگی،

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے الجزائری بھائیوں کی قربانیوں کا پھل آخر کار انہیں مل گیا، آٹھ سال کے طویل عرصہ میں جنگ آزادی لڑتے ہوئے انہیں بہت سی قیمتی جانیں دینی پڑیں، سامراجی حکومت کی طرف سے طرح طرح کی ہولناک ایذائیں انہیں برداشت کرنی پڑیں، لیکن ان کے حوصلہ اور صبر و استقامت کی داد دینی پڑتی ہے کہ شدید ترین مصائب اور بے شمار جانوں کے ضیاع کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری، اور مادرِ وطن کی آزادی کی خاطر لڑتے ہی چلے گئے، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم ان کی کامیابی کی خبر سن رہے ہیں، خدا کرے یہ کامیابی ان کے لئے بابرکت ثابت ہو، اور آزادی کی نعمت کی جو اس قدر قربانیوں اور جد و جہد سے انہوں نے حاصل کی ہے، صحیح طور پر قدر کرتے ہوئے ملک و ملت اور مذہب کے بہترین محافظ اور سچے خادم ثابت ہوں -

غیر اسلامی ثقافت

پاکستان میں ثقافت کے نام سے آئے دن ایسی مجالس منعقد ہوتی رہتی ہیں، جن میں رقص و سرود کا عنصر غالب ہوتا ہے اور سکولوں اور کالجوں کی لڑکیاں اور بعض کالجوں کے لڑکے ایسے ناچ گانوں میں خاص طور پر حصہ لے کر اپنی ثقافتی ترقیات کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں، چند دن ہوئے بسلی کالج آف کامرس میں ایک ایسی ہی مجلس کے انعقاد کی خبر شائع ہوئی تھی، اب یہ معلوم کر کے حیرت و افسوس ہوا ہے، کہ ۲۰ ر جنوری سے ۵ ر فروری ۱۹۶۲ء تک ڈھاکہ سٹیڈیم میں مشرقی پاکستان کا جو قومی ہفتہ منایا گیا، جس میں مشرقی پاکستان کے گرلز سکولوں اور کالجوں کی لڑکیوں کو سٹیج پر لا کر نچایا گیا،

ہم نہیں جانتے کہ اس قسم کی ثقافت کو کیا کہا جائے، اسلام نے تو اس کو جائز نہیں رکھا کہ نوجوان لڑکیاں بالوہ کے بازاری عورتوں اور رقاصاؤں کی طرح ناچ گانے کو اپنا شعار بنائیں۔ پھر اس کو اسلامی ثقافت کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور پاکستان کو جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ..... ایسی غیر اسلامی ثقافت سے کیوں ملوث کیا جا رہا ہے -

سب ..... سے بڑی حیرانی ہمیں ان لوگوں پر ہے، جن کی بچیاں سٹیج پر آکر ناچتی، گاتی اور ڈرامے کرتی ہیں، تعجب ہے کہ اُن کی غیرت اسلامی اپنی نوجوان بیٹیوں کے اس کردار کو کس طرح برداشت کر لیتی ہے اور وہ کیوں خاموشی سے انہیں اس فعل کی اجازت دے دیتے ہیں، اگر وہ اس بارہ میں آواز اُٹھائیں اور اپنی بچیوں کو ایسی مجالس میں جانے سے روک دیں، تو سکولوں اور کالجوں کے منتظمین کس طرح ایسے کاموں کو جاری رکھ سکتے ہیں،

اس سلسلہ میں یہ خبر موجب مسرت ہے کہ مشرقی پاکستان کے محمد پور کالونی گرلز سکول نے قومی ہفتہ کے اس پروگرام میں حصہ نہیں لیا کہا جاتا ہے کہ حکام نے اس سکول سے بھی ناچ گانے کے لئے لڑکیوں کو طلب کیا مگر اس کے ارباب اختیار نے غیرت ملی سے کام لیتے ہوئے سختی سے انکار کر دیا، اگر دوسرے مدارس اور کالج بھی اس نیک مثال کی تقلید کریں ... اور مسلمان بچیوں کو رقص و سرود کی تربیت دینے اور ایسی مجالس میں انہیں بھیجنے سے انکار کر دیں تو یہ وبا بہت جلد دور ہو سکتی ہے،

اس موقعہ پر ہمیں حکومت سے بھی یہ عرض کرنا ہے کہ خدا کے لئے وہ اس غیر اسلامی ثقافت کو جس قدر جلد ہو سکے روکنے کا بندوبست کریں، ورنہ یہ وبا پھیلتے پھیلتے اسی تباہی کی طرف لے جائے گی، جو آج یورپ اور امریکہ میں برہنہ ناچ اور تباہ کن جنسی خرابیوں کی صورت میں رونما ہے۔

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ آپ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تراویح میں بھی شرکت فرماتے اور نماز فجر کے بعد درس قرآن سے حاضرین کو مستفید فرماتے ہیں۔

ولادت

مؤرخہ ۸ ر فروری کو محترم حبیب الرحمٰن صادق صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نجیب الرحمٰن صادق رکھا گیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے -

وفات

(۱) گوجرانوالہ سے ڈاکٹر حسن علی صاحب لکھتے ہیں :-

" آج ۲/۲/۶۲ کو بوقت ۵ بجے شام عزیز ایزد مسعود نے اطلاع دی ہے کہ اسکے والد شیخ عبدالغفور صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کا جنازہ غائبانہ آئندہ جمعہ پڑھا جائے اور احباب کی اطلاع کے لئے یہ خبر شائع کی جائے "

(۲) گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک پرانے ممبر سیّد عالم شاہ صاحب کچھ عرصہ فالج میں بیمار رہ کر انتقال فرما گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون، دعا ہے اللہ تعالیٰ

حلال طیب کمائی اور راستبازی اختیار کرنا روزہ کی سب سے بڑی غرض ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۱۶ فروری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝
(البقرہ رکوع ۲۲)

روزہ رکھنے کی غرض

اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے ہمارے ماننے والو! تمہارے لئے روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے روزہ رکھنے کے متعلق ساری قوموں کے پیغمبروں اور صلحاء کا تجربہ ہے کہ اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے کما کتب علی الذین من قبلکم کے الفاظ میں روزہ کی تاریخ بیان کی گئی ہے کہ پہلی قوموں کا تجربہ یہ ہے کہ روزہ سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، علاوہ ازیں روزہ رکھنے کا مقصد بیان کرنے کی غرض سے فرمایا لعلکم تتقون کہ روزہ کی برکت سے معصیت کی آلودگیوں سے پاک ہو جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح یوں فرمائی من صام ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ جو شخص حکم الٰہی پر پختہ یقین رکھے و احتساباً اور رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھتا ہو اور خواہشات پر قابو پالے غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وہ اپنے تمام پچھلے گناہوں سے پاک ہو گیا۔

روزہ سے ضبطِ نفس اور تزکیہ و طہارت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو پاک صاف بنانے کے لئے فرمایا کہ اگر تمہارے دروازے پر دریا بہتا ہو اور اس میں تم پانچ دفعہ غسل کرو تو کیا تمہارے بدن پر میل کچیل رہ جائے گی، صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا یہی مقصد ہے نماز کا کہ اس سے انسان تمام گناہوں اور آلودگیوں سے پاک ہو جائے۔ جس طرح سے غسل کرنے سے جسم پر میل کچیل نہیں رہتی۔ اسی طرح سے نماز سے روح اور قلب پر میل کچیل نہیں رہتی، اور فرمایا یہی مقصد روزہ رکھنے کا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور روزے کے ذریعہ طہارت حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے اگر نماز تزکیہ اور طہارت پیدا نہیں ہوتی تو نماز کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح اگر روزہ رکھنے سے ضبطِ نفس پیدا نہیں ہوتا اور دل گناہوں سے پاک نہیں ہوتا تو لعلکم تتقون کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ مسلمان نماز اور روزہ کی حقیقت سے اطلاع پائیں، اور ان کے مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے سعی کریں۔

اکلِ حلال اور صدقِ مقال کی تعلیم

حضور نے اس کی کچھ تفصیلات بھی بیان فرمائی ہیں، فرمایا راستبازی اور حق پرستی اختیار کرو اور دوسرے پاکدامنی اختیار کرو، اپنے پیٹ کو عفیف رکھو۔ یہ نہایت قیمتی نسخہ جات ہیں جو سرورِ کائنات نے قوم کو سکھائے ہیں، حق پرستی اختیار کرنا، پیٹ کو حلال طیب کمائی کی روٹی سے بھرنا قوم کا شعار ہونا چاہیئے۔ عورتیں تمہارے پاس سے گذر رہی ہوں تو انکو محسوس ہو کہ وہ مسلمان مردوں کے پاس سے گذر رہی ہیں، تم ان کو دیکھو تو تمہاری آنکھیں نیچی ہو جائیں۔ زبان سے کوئی ناشائستہ لفظ نہ نکلنے پائے، دل پاک صاف ہو،، اسی باب میں فرمایا ما اکل احد طعاماً قط خیراً من عمل یدیہ و ان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ اسی ضمن میں حضور نے ارشاد فرمایا ان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین اللہ تعالےٰ نے اپنے مرسلین کو یہ ہدایت کی کہ یایہا الرسل کلوا من طیبات و اعملوا صالحاً اور مسلمانوں کو بھی وہی ہدایت فرمائی کہ:- یایہا الذین امنوا کلوا من طیبات اے مسلمانوں خدا کے راستہ اور نقشِ قدم پر چلکر حلال طیب کھانا کھاؤ، ایسا کرنا ہزار خوبیوں کی جڑ ہے، اور حرام خوری سے ہزار بدیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حرام حلال کی تمیز نہ کرنا موجب تذلیل ہے

سرورِ کائنات نے فرمایا یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام الحرام یعنے ایسا وقت بھی لوگوں پر آئے گا جب ایک شخص حلال و حرام میں تمیز کرنے کے بغیر جو چاہے گا لے لیگا یہ نہایت قبیح فعل ہے جو ایک مسلمان سے صادر ہو۔ بالخصوص جب وہ غیروں کے سامنے ایسی حرکت کرتا ہے تو وہ ان کی نگاہ سے گر جاتا ہے اور وہ ایسا کرنے سے اپنے دین پر بھی دھبہ لگاتا ہے۔ انگریز کی خاطر پیو پلاؤ تو تم اس کی نگاہ میں گر گئے۔ ایک دفعہ ملکہ وکٹوریہ کے محل میں میں گیا، وہاں مولانا عبدالکریم مرحوم کی قد آدم تصویر لگی ہوئی دیکھی وہ ہمارے سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ الٰہ آباد کے مولنا عبدالکریم تھے۔ میرے ساتھی نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ملکہ وکٹوریا نے ایک بہت بڑے پائے کے مسلمان کو کھانے پر مدعو کیا تھا، اس نے ملکہ وکٹوریہ کو خوش کرنے کے لئے ناجائز چیز کو استعمال کر لیا تھا۔ اس پر ملکہ نے مولنا موصوف سے کہا کہ افسوس ہے اس نے وہ بھی چیز استعمال کر لی جو اسلام نے حرام قرار دی ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی کا جو طریق خدا تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کو تعلیم کیا ہے وہی طریق مسلمانوں کو بھی تلقین فرمایا ہے کہ طیب حلال روٹی پیٹ میں جائے۔ اس سے اعمال صالحہ پیدا ہوں گے۔

حرام کھانے سے دُعا قبول نہیں ہوتی

ثم ذکر رجلاً یطیل السفر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جس نے بڑا لمبا سفر کیا تھا اشعث اغبر۔ لمبا سفر کرنے سے اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ مٹی کا غبار بدن پر پڑا ہوا تھا یمد یدیہ الی السماء وہ آسمان کی طرف ہاتھ بڑھائے ہوئے یارب یارب کی دعائیں دے رہا تھا۔ لیکن مطعمہ حرام اس کا کھانا حرام کا تھا و ملبسہ حرام اور اس کا لباس بھی حرام کا تھا فانی یستجاب لذالک خدا ایسے شخص کی دُعا کیسے سُنے گا؟

میدانِ جنگ میں دیانت و امانت کی تعلیم

حضور کے عشاق نے ازیں قبیل ارشادات پر عمل پیرا ہو کر مراتب عالیہ حاصل کئے تھے۔ حنین کی جنگ میں جب فتح حاصل ہوئی تو چالیس ہزار بھیڑ بکری۔ ۲۴ ہزار اونٹ اور چار ہزار چاندی کے سکے مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے اس موقعہ پر حضور نے نہایت ضروری وعظ فرمایا اور کہا سنو لوگو! جس شخص نے یہاں سے ایک سوئی کا دھاگا یا اونٹ کی رسّی بھی اٹھائی ہے فادوا الخیاط والمخیط و ایاکم والغلول فانہ عار علی اللہ یوم القیامۃ وہ اس دھاگے اور رسّی کو واپس کر دے کیونکہ یہ بد دیانتی ہے اور ایسا کرنے والے کے منہ پر

قیامت کے دن یہ ذلت کا موجب ہوگی۔ اور اپنے اونٹ کے پہلو سے تھوڑی سی پشم لے کر فرمایا سنو لوگو لیس لی من ھذا الغنی اس غنیمت کے مال میں سے میرے لئے کچھ نہیں ہے الا الخمس مگر پانچواں حصہ وھو مردود علیکم اس کو بھی تمہارے اوپر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والا ایک شخص نوجوان مدعم نامی کا ذکر ہے بینما یحطّ رحلا لرسول اللہ جب وہ حضورؐ کی سواری سے پالان اتار رہا تھا۔ تو کیا ہوا فاذا سھم عائر ایک تیر آیا فقتلہ اور اسکو لگا اور وہ مرگیا۔ فقال الناس ھنیاً لک الشھادۃ وھنیاً لک الجنۃ تم کو شہادت اور جنت مبارک ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ غلط بات ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلعم کا خادم ہے، جہاد میں شریک ہے قوم مبارک باد کہتی ہے، لیکن حضرت فرماتے ہیں کلا والذی نفسی بیدہٖ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان الشملۃ التی اخذھا یوم خیبر من المغانم لتشتعل علیہ نارًا وہ چادر جو اس نے خیبر کی جنگ میں اٹھائی آگ بن کر اس پر بھڑکے گی۔

صحابہ کرامؓ کی دیانت و امانت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں ایک ایسا رنگ پیدا ہوگیا تھا کہ شام اور ایران کے لوگوں نے اپنے اپنے ملک میں جا کر کہا کہ یہ عجیب قوم ہے، کسی کی بھیڑ، بکری اور مرغی کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ دام دیکر روٹی کھاتے ہیں، کسی عورت کی طرف نہیں دیکھتے، ان کے بڑے سے بڑے آدمی کا بیٹا چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، بدکاری کرے تو کوڑے لگائے جاتے ہیں وباللیل ھم رھبانًا و ھم بالنھار فرسان رات کو عبادت و ریاضت میں لگے رہتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ راہب ہیں اور دن کے وقت شاہسوار غازی ہوتے ہیں ان میں سے ایک یعنے مغیرہؓ کو ایران جانے کا موقعہ ملا تو وہ دربار میں جاتا ہے۔ قالین پر برچھا مارتا ہوا آگے بڑھتا ہے، اس کے نیزے سے قالین پھٹتا جاتا ہے، وہ حاکم کے پاس جا کر بیٹھ جاتا ہے لوگوں نے کہا تم حاکم کے پاس جا بیٹھے ہو، گھسیٹ کر نیچے اتار دیا۔ تو اس نے کہا اچھا یہاں انسان کی عبادت ہوتی ہے، ہم تو آئے ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ خدا کے بندوں کو خدا کے بندوں کی عبادت سے چھوڑا کر خدا کی عبادت کرنا سکھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو وہاں سے مرصّع تاج اور مرصّع [illegible] اور مرصّع پیٹی لائی گئی۔ اس میں سے ایک موتی اور ایک ہیرا بھی الگ نہیں ہوا تھا۔ ایسی قوم جس کا کردار یہ ہو وہ کبھی محکوم اور مغلوب نہیں ہوسکتی۔ غرض یہ ہے کہ حضور اکرم صلعم نے حقیقی طہارت اور تزکیہ پیدا کرنے کا سبق دیا، آپؐ نے تلقین بھی فرمائی اور اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس پر عمل کرنے کا موقعہ بھی ملا یہ ہی ہمارا دین ہے۔

ماہ رمضان میں عبادات کا جوش و ولولہ

یہ ہے غرض روزہ رکھنے کی اور نماز کی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیا کیا احسانات ہیں۔ حضرت اکرمؐ کی دانشمندی بے شمار چیزوں میں نظر آتی ہے، ماہ رمضان میں بھی نظر آتی ہے کہ چودہ سو سال ہوگذرے لیکن اب بھی کیا ولولہ ہے روزہ رکھنے کا قرآن پڑھنے کا، رات کے وقت تراویح پڑھی جاتی ہیں اور دن کے وقت نمازیں پڑھی جاتی ہیں، دن رات یہی شغل ہے۔ اس ماہ میں خدا کی عبادت کا خاص طور پر ایک ولولہ پیدا ہوجاتا ہے، غرباء کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے، کس قدر زبردست قوت قدسی ہے کہ یہ ولولہ اب تک جاری ہے اور بڑے زور و شور سے جاری ہے۔

روس میں مسلمانوں کا مذہبی جوش

آپ حیران ہوں گے کہ یہ تراویح روس میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ جب میں برلن میں تھا تو ایک عالم دین سے ملاقات کا موقعہ ملا، اس نے کہا کہ دنیا میں شاید ہی اتنی بڑی مسجد کہیں موجود ہوگی جتنی بڑی روس کے دارالخلافہ پیٹرزبرگ میں ہے اس میں اور دوسری مساجد میں تراویح برابر پڑھی جاتی ہیں اس علاقہ میں جہاں روسیوں نے خدا کو چھوڑ رکھا ہے جس کو عیسائی مذہب خیر باد کہہ گیا ہے اس دھریہ ملک میں بھی مسلمان ہیں، مساجد میں تراویح ہوتی ہیں، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، نمازیں پڑھی جاتی ہیں، حضرت نبی کریم صلعم کے قائم کردہ نظام کی قوت اور انفاس قدسیہ کا اثر خاص طور پر ماہ رمضان کے دنوں میں نظر آتا ہے۔

پاکستان میں حلال طیب روٹی اور راستبازی اختیار کرنے کی ضرورت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلال طیب کمائی کی روٹی کھانے کا حکم دیا ہے، پاکستان کے حالات کو درست کرنے کے لئے یہ ایک ہی سبق کافی ہے اور یہ بھی فرمایا:۔ علیکم بالصدق فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ راستبازی اختیار کرو، پیٹ کو پاک رکھو، زبان کو پاک رکھو، دل کو پاک رکھو، یہی طریقے ہیں جن سے بلند پایہ قوم پیدا ہوتی ہے کاش پاکستان اس مہینہ سے فائدہ اٹھائے اور ایک ایک شخص عہد کرے کہ ہم نے حلال طیب روٹی کھانا ہے اور راستبازی اختیار کرنا ہے، تو بازاروں میں کارخانوں میں دفاتر میں، ٹھیکیداری میں برکت نازل ہوگی لیکن جب بد دیانتی کا ارادہ کر لیا جائے تو ٹھیکیداری میں کارخانوں میں دکانوں میں، پولیس میں کچہریوں میں غرض ہر شعبہ میں بد دیانتی ہوگی تو یہ خطرناک وبا ہے اس کو

مسجد احمدیہ چک ورکاں ضلع گوجرانوالہ

جماعت چک ورکاں نے چند ماہ ہوئے ایک مسجد بنانے کا فیصلہ کیا تھا، مرکزی انجمن نے -/۵۰۰ روپے مسجد کی تعمیر کے لئے دیئے ہیں، جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب جماعت سے اس کار خیر میں حصہ لینے کی اپیل کی گئی۔ جن احباب نے اس سلسلہ میں رقوم دی ہیں اُن کے نام اور رقم ذیل میں درج کی جاتی ہے جن صاحب کا نام غلطی سے رہ گیا ہو وہ فوراً اطلاع دیں تا اس کی اصلاح کر لی جائے۔

(۱) بیگم صاحبہ چوہدری عبد الحمید صاحب سرگودھا [illegible]
(۲) شیخ مولا بخش محمد محسن صاحبان لائلپور .. .. [illegible]
(۳) میاں فاروق احمد صاحب ملتان .. .. -/50
(۴) معلوم الاسم معرفت حکیم محمد امین بھیرہ .. .. -/50
(۵) شیخ نثار احمد صاحب ملتان .. .. .. -/20
(۶) مولانا عبد المنان صاحب عمر لاہور .. .. -/10
(۷) چوہدری شریف احمد صاحب اوکاڑہ .. .. -/10
(۸) منیر احمد صاحب مصری راولپنڈی .. .. -/5
(۹) قاضی عبد الرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد .. -/5
(۱۰) عبد الرحیم صاحب چانڈیہ۔ ڈیرہ غازی خان .. -/5
(۱۱) شیخ محمد عبد اللہ صاحب جہلم .. .. .. -/5
(۱۲) احمد حسین صاحب پتوکی .. .. .. -/5
(۱۳) ملک فضل الٰہی صاحب جہلم .. .. -/5
(۱۴) ملک غلام قادر صاحب .. .. .. -/5
(۱۵) چوہدری عبد اللطیف صاحب .. .. -/5
(۱۶) چوہدری انعام الحق صاحب لاہور .. .. -/5
(۱۷) مس زمرد یوسف ننکانہ صاحب .. .. -/5
(۱۸) مس فاطمہ حکیم ننکانہ صاحب .. .. -/5
(۱۹) شیخ غلام حسین صاحب راولپنڈی ؟
(۲۰) شیخ اللہ بخش صاحب بدوملہی .. .. -/5
(۲۱) محمد افضل خان صاحب کراچی .. .. -/5
(۲۲) شاہ ولی صاحب .. .. .. -/5
(۲۳) ملک گل محمد لنگڑیال ایڈووکیٹ ملتان .. -/5
(۲۴) ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور .. .. -/5
(۲۵) فتح محمد سعود ایڈووکیٹ گجرات .. .. -/5
(۲۶) ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب .. .. -/5
(۲۷) ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ .. .. -/5
(۲۸) پروفیسر عبد السلام صاحب لاہور .. .. -/5
(۲۹) محبوب اشرف صاحب لاہور .. .. -/5
(۳۰) ناصر احمد صاحب لاہور .. .. .. -/5
(۳۱) از طرف اہلیہ مرحومہ چوہدری خلیل الرحمٰن ساماتوی لاہور .. -/4
(۳۲) بچگان انیس الرحمان ساماتوی لاہور .. .. -/4
(۳۳) محمد حسن صاحب کراچی .. .. .. -/3
(۳۴) محمد سعید صاحب بھٹہ .. .. .. -/2
(۳۵) پروفیسر عزیز احمد صاحب .. .. -/2
(۳۶) شیخ بشیر احمد صاحب راولپنڈی .. .. -/2

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح مقام کے متعلق اکابرین جماعت کا مذہب

اپنی شہادت پر روشنی ڈالتے ہوئے میں نے وعدہ کیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق اکابرین جماعت کا جو مسلک رہا ہے اور جس کا اظہار انہوں نے اپنی مختلف تحریروں میں کیا ہے اس کا ذکر بھی عنقریب کیا جائے گا سو اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ذیل میں جماعت کے معزز اور اہلِ قلم احباب کا مذہب درج کیا جاتا ہے۔

حضرت اقدسؑ کا خط اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کا مذہب۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۷ر اگست ۱۸۹۹ء کو ایک خط اپنے کسی دوست کو لکھا اس خط میں حضورؑ نے اپنے مقام کو وضاحت سے بیان کرتے ہوئے پانچ اہم اور اصولی باتیں بیان کیں:-

اول - میرے الہامات میں جو لفظ نبی اور رسول کا آیا ہے اس سے حقیقی نبوّت اور رسالت مراد نہیں بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف، پوشیدہ بتانے والا۔

دوم - میرے الہامات میں لفظ نبی اور رسول محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔

سوم - اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔

چہارم - چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ (نبی اور رسول کے لفظ) نہیں آنے چاہئیں۔

پنجم - اپنے حقیقی مقام کے بیان کے بعد اس کے متعلق فرمایا۔ "جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے"۔

حضور کے اس خط کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اخبار الحکم میں شائع کروایا اور اس سے قبل چند تمہیدی الفاظ لکھے یہ تمہیدی الفاظ آپ کے مذہب پر کافی روشنی ڈالتے ہیں، احباب کے غور کے لئے انہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

" ایک اور بڑی عظیم الشان بات جس کی طرف میں اپنے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ [illegible] اور عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کریں جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت منہ سے نکالتے اور دل میں رکھتے ہیں یہ مقام سراسر ادب ہے اور ادب سے ہی انسان فلاح پاتا ہے جو مقام و منزلت خدا تعالےٰ نے کسی کا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توقیفی ہے (توقیفی سے مطلب یہ ہے کہ اس میں قیاس کو دخل نہیں ہونا چاہیئے ہو بہو اسی طرح اسے ماننا چاہیئے جس طرح خدا نے کسی کا مقرر کیا ہے اور جس طرح اس مامور نے اپنا بیان کیا ہے اس میں نہ زیادتی ہونی چاہیئے اور نہ کمی۔ از ناقل) دوسرے کسی شخص کو اختیار نہیں کہ اس پر زیادت کرے یا اس کے نقص پر زبان کھولے، نصاریٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت اطراء کرکے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آئندہ توقع رکھ سکتا ہے، مجھے یاد ہے ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت میں فنا شدہ ہیں آپکی خدمت میں عرض کی کہ کیوں نہ ہم آپ کو مدارج میں شیخین سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرمؐ کے قریب قریب مانیں اس پر حضرت اقدسؑ نے چھ گھنٹے تقریر فرمائی اور فرمایا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدا تعالےٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پاسکتا کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلعم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا....

حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہوں جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا اور روانہ کرنے سے پہلے میں نے بھائیوں کے فائدہ کے لئے حضور اقدسؑ سے لے لیا "

یہ وہی ۲۷ر اگست ۱۸۹۹ء والا خط ہے جس کے چند اقتباسات اوپر درج کئے گئے ہیں اس خط میں جو مقام حضورؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے وہ واضح ہے یعنی اسلامی اصطلاح میں نبوّت سے انکار اور محض لغوی معنی میں اس کا اقرار اسی مقام کو حضرت مولوی صاحب توقیفی مقام قرار دیتے ہوئے جماعت کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس میں نہ زیادتی جائز ہے نہ کمی اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا عیسائیوں کی طرح غلو سے کام لینے والا ہوگا اس پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور نے اپنے مقام کے متعلق جس حد تک بیان کیا ہے اس سے بڑھ کر نہ زبان سے کوئی لفظ نکالو اور نہ دل کے خیالات میں ہی اس سے تجاوز کرو اس بارے میں پوری احتیاط سے کام لو۔

یہ وہ مذہب ہے جو حضرت مولوی عبدالکریم حضرت اقدسؑ کے مقام کے متعلق رکھتے تھے اور جسے وہ توقیفی قرار دے رہے ہیں اور جماعت کو بھی یہی مسلک اختیار کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں توقیفی قرار دینے کا صاف یہ مطلب ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے قیاس کو کبھی دخل انداز نہیں ہونے دیں گے۔

دوسرا حوالہ

۱۸۹۹ء کے ہی ۲۴ر اگست کے الحکم میں آپ کے حسب ذیل الفاظ بھی قابلِ غور ہیں:-

"ان ناعاقبت اندیشوں نے جب ہر طرف سے ذلت ہی ذلت دیکھی تو اب مشہور کیا کہ ولایت ختم ہوگئی مگر عنقریب تو یا ذا القلوب ان کو بتا

دے گا کہ وہ کیا کرتا ہے۔

تیسرا حوالہ

۳۰ جون کے اخبار الحکم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کے ایک خط کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں :۔

"پاک ہے تیری شان اے میرے یگانہ خدا تو نہیں پہچانا جاسکتا مگر انہی راہوں سے جو تیرے برگزیدہ ملہم اور محدث تیار کرتے ہیں"

احباب الفاظ ولایت ملہم اور محدث پر غور فرمائیں۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"ہمارا ایمان اس وقت خدا تعالیٰ کے کامل علم اس کے مدبر بالارادہ ہونے اور متصرف اور مقتدر ہونے اور معاً حضرت اقدس کے مہبط انوار الٰہی ہونے مکلم اللہ ہونے محدث اللہ ہونے خلیفۃ اللہ ہونے اور بالآخر خدا کی مرضی کے راہوں کے ایک ہی راہ نما ہونے پر ایسا پختہ ہوا اور اس میں ایسی ترقی محسوس ہوئی جیسے برسات کے بادل سے نباتات کو نشو ونما حاصل ہوتا ہے"

احباب دیکھ لیں کہ اس بارے میں حضرت اقدس کے تمام القاب کا ذکر کیا لیکن ان میں نبی کے لقب کا کہیں بھی ذکر موجود ہے۔

چوتھا حوالہ

۱۷ اگست کے الحکم میں فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ کے فرستادوں کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکروں سے واقف کرنا یہ کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ ان کے متوسلین اور خدام پر آسمان سے جو قضا وقدر نازل ہوتی ہے وہ انہیں ٹال دیا کرتے ہیں"

اب دیکھ لو کہ کس صفائی سے حضرت اقدس کو اولیاء کی جماعت میں داخل کیا ہے۔

پانچواں حوالہ

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے الحکم میں فرماتے ہیں :۔

"بڑے بڑے اولیاء اور صلحاء ہوئے مگر بعد زمانہ نبوت کے نبوت کے منہاج پر صرف یہی ایک پاک سلسلہ قائم ہوا جس کے ساتھ نبوت کے رنگ میں مقام خدا تعالیٰ کی سنتیں جاری ہیں اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ جس قدر آیات اس سلسلہ طیبہ کی تائید میں خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں ہر روز ان کو نظر کے سامنے اسی طرح رکھا جائے جس طرح قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے اس لئے کہ نبوت کا حقیقی رنگ سمجھنے کے لئے ولایت ہی کلید ہے اور ولایت بھی وہ جو نبوت کے اسلوب پر ہو"

کیا صاف الفاظ میں حضرت اقدس کا حقیقی مقام ولایت نہیں قرار دیا اور کیا اس سے منہاج نبوت کی حقیقت بھی واضح نہیں ہو جاتی کیا یہ عبارت اس امر پر صاف روشنی نہیں ڈالتی کہ مقام تو ولایت کا ہی ہے لیکن اس کے ساتھ نبیوں کا سا معاملہ کیا جاتا ہے۔ محدث کو ایک پہلو سے نبی اسی وجہ سے کہتے ہیں۔

حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا مذہب

۳۱ اکتوبر و ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کے الحکم میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی یوں رقمطراز ہیں :۔

"حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں استثناء متصل ہے اور المبشرات میں الف لام استغراق کا فائدہ دیتا ہے تو خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ نبوت کے اجزاء دو قسم کے ہیں ایک احکام خواہ فرائض اور واجبات ہوں یا حلال اور حرام ہوں اور قسم دوم جو مبشرات ہیں جس میں تمام مبشرات خواہ انذارات ہو یا بشارات داخل ہیں، ان دونوں قسموں میں سے قسم مبشرات قیامت تک باقی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دو قسموں نبوت کے اجزاء میں سے ایک قسم کے اجزاء باقی ہیں تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ تو نبوت جزوی بھی باقی ہے ہاں نبوت کلی منقطع ہو گئی"

کیا اس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ جماعت کے بزرگ حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت کو "اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" کے بعد بھی جو تبدیلی عقیدہ کی بنیاد قرار دیا جا رہا ہے جزوی نبوت ہی تسلیم کرتے تھے اور اسی مقام کی تبلیغ کی جاتی تھی اور اسی کو جماعت کے ذہن نشین کرایا جاتا تھا اور خود حضرت اقدس نے بھی اس پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔

دوسرا حوالہ

الحکم ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲ پر مرقوم ہے :۔

"لیکن جزئی نبوت کا سلسلہ بسبب عطا کوثر آنحضرت صلعم کے لئے قیامت تک جاری رہے گا"

. . . .

تیسرا حوالہ

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :۔

سوال :۔ "کیا وحی اور رسول اور نبی کے الفاظ کی تعبیر بالفاظ الہام و ملہم یا مجدد و محدث درست نہیں جیسا کہ اس سے پہلے ہوتا رہا۔

الجواب :۔ سب الفاظ قریب قریب مترادف ہیں، دونوں طرح تعبیر کرنا درست ہے اور ہر دو تعبیر کتاب اور سنت صحیحہ میں موجود ہیں"

غور فرمائیں اگر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں محدث کا استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا تھا جیسا کہ احباب ربوہ خیال کرتے ہیں تو مولوی محمد احسن صاحب اس اشتہار کے بعد کس طرح لکھ رہے تھے کہ محدث اور نبی دونوں لفظوں کا استعمال درست ہے اس وقت ساری جماعت نے اس جواب کو درست تسلیم کیا کیونکہ کسی نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی تھی حتیٰ کہ خود ایڈیٹر صاحب الحکم نے بھی اس کے خلاف کوئی نوٹ نہیں دیا اصل بات یہ ہے کہ ساری جماعت جانتی تھی کہ اسلامی اصطلاح کی رو سے حضرت اقدس محدث کہلاتے تھے اور لغوی معنے کے لحاظ سے نبی کہلاتے تھے اس لئے صحیح بات پر اعتراض کس طرح کیا جاسکتا تھا اگر حضرت اقدس کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں وہی منشاء ہوتا جو احباب ربوہ بیان کرتے ہیں تو جس طرح حضور نے ایک احمدی کے غلط جواب کی اصلاح اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے ذریعہ کی تھی مولوی صاحب موصوف کی اس غلطی کی بھی اصلاح فرماتے اگر یہ جواب غلط ہوتا اور مولوی صاحب کا بار بار جزئی نبوت لکھنا درست نہ ہوتا تو حضور کس طرح خاموش رہ سکتے تھے فتدبروا یا اولی الالباب۔

چوتھا حوالہ

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" جب شائع ہوا تو ایک غیر از جماعت شخص نے مولوی صاحب موصوف کو خط لکھا کہ اس اشتہار میں مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کر دیا ہے۔ مولوی صاحب نے وہ خط حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا حضور نے فرمایا کہ اس اشتہار میں تو وہی بات لکھی گئی ہے جو پہلے لکھی جاتی رہی اس شخص کو جواب دے دو تبلیغ ہو جائے گی چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اسی وقت جواب لکھا جو الحکم میں شائع ہو گیا اس جواب میں بھی دو جگہ حضور کے مقام کو جزوی نبوت کے لفظ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے اس جواب کے متعلق ایڈیٹر صاحب الحکم نے لکھا کہ یہ جواب روح القدس کی تائید سے لکھا

گیا ہے اس ڈاسب پر بھی نہ حضرت اقدسؑ نے اعتراض کیا نہ جماعت کے کسی فرد نے حتیٰ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بھی اعتراض نہیں کیا جن کو دعوٰے نبوت کی بنیاد رکھوانے والا قرار دیا جاتا ہے۔

پانچواں حوالہ

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی موزوں نہ ہوگا کہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی ایک کتاب نستہ ضروریہ میں جو بہ تعلق مباحثہ رامپور لکھی گئی جو حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ہوا تھا زیر عنوان "بحث نبوت جزوی تابع نبوۃ کلی" لکھا گیا :۔

"بذریعہ اتباع آنحضرت صلعم کے واسطے تائید دین اسلام عندالضرورت نبی جزوی تابع نبوت کلیہ کے طفیل آسکتا ہے ایسا معاذ بحز ایسے شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث اور مامور ہو کر آیا ہو اور اس کو صریح بڑے اسمائی دیئے گئے ہوں جس کو دوسرے لفظوں میں نبی جزوی ہم ..."
(دیکھو ص۹۳ و ص۹۴)

پھر ماہ اکتوبر ۱۹۱۲ء کے تشحیذ الاذہان میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوتا ہے جس میں صاف لکھا کہ پیشگوئیوں کو نبوۃ غیر تشریعی یا نبوت جزوی کہا جاتا ہے قرآن کریم کی متعدد آیات اس نبوۃ جزوی مبشرات ..... کو قطعی طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ پھر لکھا ہے ان تینوں حدیثوں سے دعوئے نبوۃ جزوی ثابت ہے۔

اس قسم کی تحریروں کی اشاعت پر قادیان کے ایک بزرگ نے جس کا نام لینا مناسب نہیں لکھا کہ آپ کی کتاب میں تو مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ کی تائید پائی جاتی ہے اس پر مولوی صاحب چونکے اور اس عقدے انہیں پتہ لگا کہ قادیان میں حضرت اقدسؑ کے مسلک کے خلاف مسلک اختیار کیا جا رہا ہے اس پر کچھ خط و کتابت ہوئی اور آخر مولوی صاحب ... جماعت لاہور میں شامل ہو گئے کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا کہ جماعت لاہور کا مسلک ہی حضرت اقدسؑ کے مسلک کے مطابق ہے۔

مولوی غلام حسن خانصاحب کا مذہب

اخبار بدر ۲۷ جنوری ۱۹۰۸ء ص۷ پر مولوی غلام حسن خانصاحب مرحوم و مغفور اور سید غلام حسین شاہ صاحب کے درمیان ایک مکالمہ شائع ہوا ہے اس مکالمہ کے دوران شاہ صاحب نے مولوی صاحب مرحوم کو کہا:۔

"آپ کے اس بیان سے تو سب مجدد رسول ٹھہرے تو اس میں مرزا صاحب کی خصوصیت کیا باقی رہی"

جواب از حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب :۔

"ہمیں کب انکار ہے کہ مجدد ..... کمالات رسالت یا بروزی رسالت سے عاری تھے"

پھر حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اپنے اس عقیدہ

کی تائید میں آیت یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی کو پیش کیا اور اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہاں گذشتہ رسولوں کا کوئی قصہ نہیں بلکہ سیاق و سباق صاف بتا رہا ہے کہ اصحاب رسول یہاں مخاطب ہیں اور رسول وہ رسول ہیں جو صحابہ کے بعد اسلام میں آنیوالے ہیں"

دیکھ لیں کہ آیت میں لفظ "رسل" سے تمام مجددین امت مراد لئے ہیں ایک رسول یعنی صرف حضرت مسیح موعود کو مراد نہیں لیا جیسا کہ اہل ربوہ آج کل کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا :۔

"اللہ تعالےٰ نے ان رسولوں کو آیت استخلاف میں خلفاء کے نام سے موسوم کیا جو اس لفظ رسل کے ہم معنی ہے"

ہمارے بھائی اہل ربوہ غور فرمائیں کہ کس وضاحت سے رسل سے تمام خلفاء مراد لئے ہیں جو حضرت مسیح موعود سے پہلے گذر چکے ہیں

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کا مذہب

مندرجہ بالا مکالمہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے قلمبند کر کے ایڈیٹر صاحب بدر کو اشاعت کے لئے ارسال کیا اور اس کے متعلق یہ الفاظ لکھے :۔

"میں نے اس مضمون کو دلچسپ خیال کر کے اپنی عبارت میں ادا کیا اس خیال سے کہ شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھاوے اور موجب اجر عظیم ہو" والسلام خاکسار قاضی محمد یوسف از پشاور

جناب قاضی صاحب کی اس تحریر سے واضح ہے کہ اس مکالمہ میں جو مذہب حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب نے اپنا بیان کیا ہے اس سے انہیں پورا پورا اتفاق تھا اور ان کی خواہش تھی کہ جماعت کے دوسرے احباب بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسی مذہب کو .... دوسروں کے سامنے پیش کریں۔

میر قاسم علی صاحب کا مذہب

میر قاسم علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان لدھیانہ میں ایک مباحثہ ہوا تھا جس میں سردار بچن سنگھ وکیل منصف مقرر ہوئے تھے یہ مباحثہ خلیفہ اول کے زمانہ میں ہوا تھا سردار صاحب نے میر قاسم علی صاحب سے ایک سوال کیا سو ذیل میں وہ سوال اور میر قاسم علی صاحب کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

سوال:۔

"حضرت محمد صاحب کے بعد آپ کی مقرر کردہ قسم دوم میں کون کون نبی ہوتے ہیں"

جواب از میر قاسم علی صاحب :۔

"ہمارے عقیدہ میں نائب یعنی جو خلفاء اور مجددین حضرت محمد صاحب کے بعد ہوئے ہیں وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ قاسم علی بقلم خود
دستخط بچن سنگھ ۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء"

دوسرا حوالہ

اس کے علاوہ میر قاسم علی صاحب نے اس سے قبل ۱۹۱۰ء میں ایک کتاب "دین الحق یا ہمارا مذہب" نامی شائع کی تھی اس میں حضرت اقدسؑ کا وہی مذہب نقل کیا تھا جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے قبل کی کتب میں مذکور تھا چنانچہ اس کتاب کے ص۲۴ پر حضرت اقدسؑ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں :۔

"لیکن وہ نبوت تامہ کاملہ جو تمام کمالات وحی کا جامع ہے پس تحقیق ہم اس کے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے ہیں"

پھر ص۲ پر حضور کی یہ عبارت نقل کی ہے :۔

"میرا یقین کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"

اس کتاب کے شائع ہونے پر نہ تو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ ..... اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور نہ ہی جماعت کا کوئی فرد اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور نہ ہی جناب میاں صاحب جماعت کو توجہ دلاتے ہیں کہ نبوت کے متعلق جس قدر حوالے اس کتاب میں نقل کئے گئے ہیں وہ تو سب کے سب اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے منسوخ ہو چکے ہیں کیا یہ کتاب غیر از جماعت دوستوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھی گئی تھی دل میں مذہب کچھ اور تھا اور اظہار دوسرے مذہب کا کیا جا رہا تھا اگر منافقت کا جامہ جماعت نے نہیں پہنا ہوا تھا تو پھر بات صاف ہے کہ ساری جماعت کا وہی مذہب تھا جو آج جماعت لاہور کا ہے ناسخ و منسوخ کا قصہ بعد کی ایجاد بندہ ہے۔

مفتی محمد صادق صاحب کا مذہب

بدر ۹ جون ۱۹۱۰ء میں مفتی صاحب لکھتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور آپ ۶۳ سال کی عمر پا کر خدا سے جا ملے تاہم آپ قیامت تک زندہ ہیں کیونکہ آپ کے فیوض اور برکات اور آپ کا دین

زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا اسی طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود خاتم الاولیاء ہیں اب کوئی شخص ولی نہیں بن سکتا مگر وہ جو آپ کا سچا متبع اور فرمانبردار ہو اور آپ کے انوار سے برکت حاصل کرنے والا ہو اور قیامت تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلعم کے انوار و برکات سے بواسطہ حضرت مسیح موعود منور ہو کر خدا تک پہنچیں گے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا پس حضرت مرزا صاحب مرتے نہیں گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔"

پھر ۲۲ اپریل ۱۹۰۹ء کے بدر میں لکھتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی اس امت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں یہ حدیث عام ہے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ خاص نہیں ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ہمارا کوئی انکار نہیں بلکہ ہمارا مذہب ہے کہ حضرت مرزا صاحب ہی اس امت میں ایسے خدا رسیدہ نہیں گذرے کہ کسی پہلے نبی کا نام ان کو دیا جاتا بلکہ اس سے پہلے بھی امت مرحومہ میں ایسے اشخاص ہوئے اور آیندہ بھی ہوتے رہیں گے یہی اسلام کے دین میں بڑی خوبی ہے۔"

مولانا شبلی صاحب کے سامنے جو بیان جناب مفتی محمد صادق صاحب نے دیا وہ بھی ان کے مذہب پر مکمل روشنی ڈالتا ہے:-

"چونکہ (دیگر ملہمین کی طرح) حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے

. . . .

اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آیندہ کی خبریں بھی بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں اور احادیث میں بھی آنے والے مسیح کا نام نبی رکھا"

پھر بدر جلد ۷ نمبر ۷ صفحہ ۸ میں لکھا ہے:-

"پس جب مبشرات جزو نبوت نامہ ہوئے تو صاحب مبشرات صاحب نبوۃ جزوی ٹھہرا"

مولوی سید سرور شاہ صاحب کا مذہب

۱۶ فروری ۱۹۱۱ء کے بدر میں سید صاحب کا ایک خط چھپا ہے مفتی محمد صادق صاحب اس خط کے متعلق یہ لکھکر اسے شائع کرتے ہیں "ہمارے معزز سید سرور شاہ صاحب نے ایک لطیف جواب لکھا ہے" اس جواب میں لکھا ہے:-

"لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا دوم عالی رتبہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں"

مولوی غلام نبی صاحب کا مذہب

مولوی غلام نبی صاحب ۱۹۰۳ء میں مصر میں تھے انہوں نے ایک شخص محمد حبیب صاحب کو احمدی بنایا اس نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا اس خط پر مولوی صاحب موصوف کا مندرجہ ذیل نوٹ قابل غور ہے:-

"یہ ایک دلیر آدمی ہے کسی کی ملامت اور تشنیع وغیرہ کا کوئی خوف نہیں مسائل حمامۃ وغیرہ کو تسلیم کرتے ہیں"

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مولوی غلام نبی حضرت اقدس کا وہی مذہب اہل مصر کے سامنے پیش کرتے تھے جو حمامۃ البشریٰ میں حضور نے ظاہر کیا ہے اس میں صریح طور پر نبوت سے انکار اور محدثیت کا دعوےٰ کیا گیا ہے اگر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" نے اس مذہب کو منسوخ کر دیا ہوا تھا تو کس طرح اسکو منوانے کی کوشش کی جا رہی تھی معلوم ہوا کہ جماعت کا کوئی فرد اس منسوخیت کا قائل نہ تھا ورنہ ایڈیٹر الحکم اس کو اپنے ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں شائع کیوں کرتے بلکہ مولوی صاحب کو لکھتے کہ آپ کیا غضب کرتے ہیں منسوخ شدہ مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

دوالمیال کے مولوی کرمداد صاحب کا مذہب

دوالمیال کے مولوی کرمداد صاحب بھی جماعت کے اصحاب قلم میں سے ایک تھے آپ کا ایک مضمون ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء کے الحکم میں شائع ہوا جس کا عنوان تھا "حضرت مرزا صاحب کی نبوت سے کیا مراد ہے" اس مضمون میں مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اب اگر کوئی متعصب بے خوف جاہل آدمی اپنے تعصب بے خوفی اور جہالت کی وجہ سے خاتم النبیین کے یہ معنی کرے کہ جناب رسول خدا صلعم کے نور اور آپ کے فیض کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ایک مردہ مذہب ہے اور جیسے آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں ویسے ہی روحانی اولاد سے بھی آپ کو محروم سمجھتا ہے یا حدیث لانبی بعدی سے یہ مطلب نکالتا ہے کہ امت محمدیہ سے جزوی نبوت کا مدعی اور قائل دونوں کافر ہیں"

پھر لکھتے ہیں:-

"میں ان متعصب ملاؤں پر حیران ہوں کہ کس منہ سے یہ حدیث لانبی بعدی کو پیش کر کے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کرتے ہیں حالانکہ حدیثوں سے ہر مومن صالح کا جزئی نبی ہونا ثابت ہے"

اس کے بعد احادیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور لقد کان فیما قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر۔ لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر۔ پھر آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی کے بعد قرأت ولا محدث درج کر کے حضور کی محدثیت پر استدلال کیا ہے پھر لکھا ہے اس امت میں جو خیر الامم ہے محدث آتے رہیں گے۔ غرضیکہ سارا مضمون اسی قسم کے حوالوں سے بھرا ہوا ہے۔

سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ کا مذہب

سید صاحب ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء کے بدر میں اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب میرٹھی پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"وحی رسالت کے منقطع ہو جانے کے لئے تو بے شک وجہ موجود ہے کہ تکمیل شریعت کے بعد عقلاً اس کی ضرورت نہیں رہی مگر اسرار شریعت سمجھنے کے لئے وحی ولایت کس بناء پر منقطع مانی جائے کیا اس کے لئے کوئی عقلی یا نقلی دلیل آپ کے پاس ہے"

پھر ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے بدر میں لکھتے ہیں:-

"وحی تشریعی کا نزول آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد منقطع ہو گیا اور وحی غیر تشریعی کا نزول باقی ہے"

دیکھو کہ جماعت وحی غیر تشریعی اور وحی ولایت کو ایک ہی مفہوم میں استعمال کیا کرتی تھی اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ نبی غیر تشریعی دوسرے لفظوں میں ولی کا ہی دوسرا نام ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جماعت وحی ولایت کے جاری رہنے کی ہی قائل تھی۔ پھر مجدد الف ثانی رحہ کا یہ قول نقل کیا ہے:-

"وقد یکون ذالک بعض الکمل من منا بعیھم و اذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا"

اس سے معلوم ہوا کہ اشتہار ایک

غلطی کا ازالہ" کی اشاعت کے بعد جماعت نے ہرگز یہ نہیں سمجھا کہ اس اشتہار میں لفظ محدث کا استعمال ممنوع قرار دیدیا گیا ہے پھر حضور کی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم کی ایک عبارت نقل کر کے حضور کے دعویٰ محدثیت کو ہی ثابت کیا ہے اگر جماعت کے نزدیک یہ عبارتیں منسوخ ہو چکی تھیں تو انہیں بطور حجت کس طرح پیش کیا جا سکتا تھا ــــ پھر آیت وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي میں قرأۃ ابن عباس ولا محدث درج کر کے امت میں محدثوں کی بعثت کا ثبوت پیش کیا ہے اور اسے محض حضرت اقدسؑ کا دعویٰ محدثیت ثابت کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے پھر حدیث لم يبق من النبوة الا المبشرات پیش کر کے جزوی نبوۃ کا اُمت میں جاری رہنا ثابت کیا ہے"

پھر لکھا ہے :-

"دلائل مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی اور رسول آ سکتے ہیں مگر وہ شریعت محمدیہ کے تابع اور امت محمدیہ میں داخل یعنی صاحب جزوی نبوت و رسالت ہوں گے"

پھر لکھا ہے :-

"حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور دعوے ابھی یہی ہے ثبوت میں توضیح مرام صفحہ ۱۰ و ۹ کی عبارت نقل کی ہے"

جناب قاضی ظہور الدین اکمل صاحب کا مذہب

جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک کتاب عقائد احمدیہ شائع کی اس میں وہ لکھتے ہیں :-

"نبی کہلانا یہ بھی آپ سے خاص ہے کہ مسلم کی حدیث نواس بن سمعان میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کہا گیا ہے اور معنی صرف لغوی ہیں یعنی خدا سے خبر پانے والا"

خلیفۃ المسیح اوّل کا مذہب

سب سے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت مولانا مولوی نور الدین اعظم کا مذہب اس بارے میں درج کرتا ہوں جو حقیقتاً سب کا سرتاج ہے جس کے علم کی وسعت کی کوئی حد نہیں اور جس کے علم کی تمام جماعت رہون منت ہے سب سے پہلے تو میں قاضی اکمل صاحب کی مندرجہ بالا کتاب پر جو ریویو انہوں نے کیا ہے وہ درج کرتا ہوں ، فرماتے ہیں :-

"میں نے اس کتاب کو پڑھا کتاب ہر ایک پہلو میں مجھے پسند ہے جزی اللہ المصنف آمین ، نور الدین"

ہر شخص جانتا ہے کہ اُن کی نظر بڑی باریک تھی ، ہر تحریر کو آپ بڑی توجہ سے پڑھا کرتے تھے ، اس کتاب کو ہر پہلو سے پسند کرنا بتلاتا ہے کہ وہ جناب قاضی صاحب کے اس خیال سے پوری طرح متفق تھے کہ مسلم کی حدیث میں جو آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی مستعمل ہوا ہے وہ محض لغوی معنی میں ہے اور یہی حضرت مسیح موعود کا مذہب تھا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے اپنے الفاظ

میں صرف اس ریویو پر ہی اکتفا نہیں کرتا ہوں بلکہ اس بارے میں ان کے اپنے الفاظ بھی نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا حجت مکمل طور پر تمام ہو جائے بدر ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں آپ کا ارشاد یوں درج ہے

"آپ نے بایں کہ محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین مانا اور ان کے عشق و محبت میں ہزاروں صفحے لکھے ہیں بے ریب لکھا ہے کہ میں نبی یعنی پیشگوئی کرنے والا ہوں مجھے احادیث اور کلام الٰہی میں نبی کہا گیا ہے مگر نہ نبی تشریعی اور یہی مذہب تمام صوفیا کرام کا ہے فتوحات مکیہ پر آپ غور کریں"

اس سے یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ فتوحات مکیہ میں جس نبوت کے جاری رہنے کا ذکر ہے اس سے مراد بھی محض پیشگوئیاں کرنے والے کے ہیں ۔

خلاصہ کلام

حوالے تو بہت ہیں مگر یہ چند حوالے بطور نمونہ از خروارے پیش کئے گئے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جماعت کے تمام اکابر اور اصحاب قلم حضرت اقدسؑ کو حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کے زمانہ خلافت تک اسی طرح محدث ۔ جزوی نبی محض لغوی معنی میں نبی مانتے رہے ہیں جس طرح اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت سے قبل مانتے چلے آتے تھے ، اس اشتہار نے جماعت کے عقیدہ پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا اب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری اور ان کے ہم نوا کیا جماعت کے مذہب کی پیروی میں اپنی موجودہ غلطی کی اصلاح کے لئے تیار ہیں ۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ضروری تصحیح

پیغام صلح مورخہ ۱۴ ر فروری سنہ ۶۲ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۲ سطر ۲۸ میں "دونوں" اور کالم ۳ سطر ۲۹ میں ایک "ہے" کاٹ دیں اس کے علاوہ اس مضمون میں لگے ہوئے نشانات " " کی جگہ ' ' یہ نشان سمجھیں ،

مسجد چک ورکاں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

(۳۷) علی بہادر صاحب ڈاڈر 2/-
(۳۸) قاضی محمد رمضان صاحب حافظ آباد ... 2/-
(۳۹) محمد سعید صاحب چغتائی مظفر گڑھ 2/-
(۴۰) منشی کمال الدین صاحب رحیم یار خان 2/-
(۴۱) ضیاء الرحمان ساماٹوی لاہور 2/-
(۴۲) مرزا محمد بیگ صاحب لاہور 2/-
(۴۳) ماسٹر اصغر علی صاحب 1/-
(۴۴) سلطان احمد صاحب 1/-
(۴۵) بشارت علی صاحب سیالکوٹ 1/-
(۴۶) احمد صادق صاحب ایبٹ آباد 1/-
(۴۷) عبد العزیز صاحب خانپور 1/-
(۴۸) منشی محمد حسین صاحب 1/-
(۴۹) چوہدری علی محمد صاحب 1/-
(۵۰) عبد الکریم صاحب 1/-
(۵۱) خالد اقبال صاحب 1/-
(۵۲) عبد الوہاب صاحب 1/-
(۵۳) ملک ظفر اللہ صاحب 1/-
(۵۴) محمد زمان خانصاحب 1/-
(۵۵) صاحبزادہ عبد القدوس صاحب 1/-
(۵۶) محمد سعید صاحب 1/-
(۵۷) پروفیسر اصغر حمید صاحب 1/-
(۵۸) قاضی صاحب جہلم 1/-
(۵۹) محمود احمد ملنگ 1/-
(۶۰) عبد الرؤف صاحب 1/-
(۶۱) عنایت علی شاہ صاحب 1/-
(۶۲) عبد الصمد صاحب 1/-
(۶۳) قاضی سمیع اللہ صاحب 1/-
(۶۴) سبحان خان صاحب کوئٹہ 1/-
(۶۵) معرفت فیض الرحمان صاحب لاہور 1/-
(۶۶) بیگم صاحبہ عبد العزیز صاحب گارڈ خانپور 1/-
(۶۷) محمود احمد بٹ لاہور 1/-
(۶۸) منشی بشیر احمد قصور 1/-
(۶۹) فیض الرحمان ساماٹوی لاہور 1/-
(۷۰) طارق انور لاہور 00,12
(۷۱) خالد عمر صاحب 00,12
(۷۲) ارشد صاحب 00,12

میزان عطیہ جات 656.49

مسجد کی تعمیر عنقریب شروع ہونے والی ہے احباب سے درخواست ہے کہ اس نیک کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور ثواب دارین حاصل کریں ۔

رقوم اس پتہ پر ارسال کریں :-

سیکرٹری جماعت چک ورکاں
معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

آفتاب الدین احمد ہومیوپیتھک دارالشفاء کی مختصر سہ ماہی رپورٹ

عطیہ دینے والے :-

الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب لائلپور ۔ ۔ 100,00

شیخ میاں مولا بخش صاحب 100,00

منجانب خواجہ محمدؐ اصغر مرحوم و مغفور سیالکوٹ 50,00

محمد نذیر آڑن مرچنٹ گوجرہ ۔ ۔ 50,00

بیگم میاں غلام شبیر تبسم صاحب ملتان ۔ .. 50,00

میاں فاروق احمد شیخ صاحب اسمٰعیل آباد ۔ 50,00

مولوی عزیز دین صاحب لاہور .. ۔ 30,00

سعید الٰہی صاحب لائلپور ۔ ۔ ۔ 25,00

بیگم مرحومہ چوہدری محمدؐ لطیف صاحب خانیوال .. 20,00

شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان ۔ ۔ 15,00

میر مدثر شاہ بخاری پشاور .. ۔ 10,00

عبدالحی صاحب سفید ڈھیری ۔ ۔ 10,00

ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا ۔ 10,00

میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب لاہور .. ۔ 10,00

مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائلپور 8,25

سٹاف دفتر انجمن وغیرہ .. ۔ 7,83

شیخ محمدؐ عبداللہ صاحب ہارون آباد ۔ .. 5,00

میاں شوکت حمید صاحب ملتان 5,00

والدہ مرحومہ ممتاز احمد صاحب بدوملہی .. ۔ 5,00

ملک عبدالقدوس صاحب بدوملہی ۔ ۔ 5,00

شیخ محمدؐ عبداللہ صاحب جہلم ۔ ۔ 5,00

زمرد یوسف صاحبہ .. ۔ ۔ 5,00

شیخ ضیاء الحق صاحب سیالکوٹ ۔ ۔ 5,00

منجانب میاں چراغ دین مرحوم گوجرانوالہ .. 5,00

مقبول احمد مرزا صاحب لاہور ۔ ۔ 5,00

عبدالرحمٰن غوری صاحب لاہور ۔ .. 5,00

احمد حسن خاں صاحب لاہور ۔ ۔ 5,00

چوہدری عبدالحمید صاحب لاہور ۔ ۔ 5,00

میاں عبدالرحمٰن صاحب لاہور ۔ .. 5,00

میاں عبدالقدوس صاحب ۔ .. 5,00

میاں عبدالقادر صاحب لاہور ۔ .. 5,00

شاہ ولی صاحب لاہور 5,00

مولوی عبدالمجید صاحب اوکاڑہ ۔ ۔ .. 4,00

میاں محمدؐ ظفر صاحب ملتان ۔ .. 4,00

بابو غلام قادر ڈار صاحب لاہور 3,00

محمدؐ فاضل رمضان صاحب 3,00

منجانب انوری بیگم مرحومہ 3,00

محمدؐ افضل خانصاحب کراچی ۔ ۔ 3,00

والدہ مرحومہ بشیر احمدؐ سوز صاحب لاہور ۔ ۔ 3,00

شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب .. ۔ ۔ 3,00

حبیب اللہ صاحب ملتان .. ۔ ۔ 3,00

چوہدری محمدؐ شریف صاحب لاہور ۔ .. 3,00

چوہدری غضنفر علی صاحب لاہور .. ۔ 3,00

کیپٹن حنیف اختر بدوملہی ۔ ۔ 3,00

سید لطیف حسین صاحب لاہور .. ۔ 3,00

چوہدری عبدالحق صاحب لاہور ۔ ۔ 2,50

خان عبدالعزیز خانصاحب ملتان 2,00

محمد انور الٰہی صاحب لاہور ۔ ۔ ۔ 2,00

چوہدری فضل داد صاحب رتہ بوٹے شاہ 2,00

ملک خدا بخش صاحب لاہور ۔ ۔ .. 2,00

منشی غلام حسین صاحب راولپنڈی ۔ ۔ 2,00

محمودؐ اختر صاحب لائل پور ۔ ۔ .. 2,00

میزان :- ۔ ۔ 681,58

نومبر، دسمبر ۱۹۶۱ء اور جنوری ۱۹۶۲ء میں استفادہ کرنے والے مریضوں کی تعداد :-

5376

آپ بھی اپنے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمادیں :-

شیخ محمدؐ حسین احمدیہ بلڈنگس لاہور

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد

مکتوب ووکنگ

حضرت عائشہؓ کے متعلق ایک شرانگیز تصنیف

اسلام کے نام کا غلط استعمال

اسلامک تبلیغی سنٹر نٹال - ساؤتھ افریقہ سے ایک دوست نے ایک اخبار کا تراشا بھجوایا تھا جس میں ذکر تھا کہ ساحل سمندر پر پہننے کی غرض سے عورتوں کے لئے ایک "سوٹ" تیار کیا گیا تھا اور اس کا نام "اسلام" رکھا گیا - پیرس میں فیشن کی جو نمائش ہوئی اس میں یہ نیم برہنہ سوٹ "اسلام" بھی شامل تھا - نمائش پیرس میں ہوئی تھی لیکن فوٹو گرافر نے تصویر لندن سے بھجوائی تھی - میں نے ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے سیکرٹری کو خط لکھ کر اس بدمذاقی اور لفظ اسلام کی بے حرمتی کی طرف توجہ دلائی، انہوں نے ایک سخت خط فوٹو گرافر کو لکھا (اصل متن لائٹ اخبار میں دیکھئے) جواب میں فوٹو گرافک ایجنسی نے معذرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اس قسم کی حرکت کی ذمہ داری فرانسیسی قوم پر عائد ہوتی ہے میں نے لندن کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں بھی ایک احتجاجی نوٹ بھیجا جسے انہوں نے ۲ر فروری ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں چھاپ دیا - نیچر کے ایڈیٹر نے اپنے ذاتی خط میں اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا اور لکھا کہ امید ہے آیندہ ایسی حرکت سے لوگ اجتناب کریں گے -

ایک شرانگیز کتاب

خیر یہ بات تو محض بدذوقی کی علامت ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ کے متعلق حال ہی میں ایک جرمن کتاب کا ترجمہ انگریزی میں شائع ہوا ہے - جس کا تعارف کراتے ہوئے پبلشر نے لکھا ہے کہ یہ بہت اچھا تاریخی ناول ہے THIS IS A FINE HISTORICAL NOVEL

بدباطن مصنف نے اس تاریخی ناول میں حضرت رسول کریمؐ حضرت عائشہ، حضرت سودہؓ، حضرت علیؓ اور اسلام کی دیگر قابل احترام ہستیوں پر وہ گند اچھالا ہے کہ جس کی نظیر اس زمانہ کے انگریزی لٹریچر میں نہیں ملتی -

گزشتہ جمعہ اخبار ڈان کے نمائندہ مسٹر نسیم احمد مجھے پاکستان ہوسٹل میں ملے تو میں نے اُن سے اس امر کا ذکر کیا - کہنے لگے اگر احتجاج کرنا ہے تو پھر تمام مسلم انجمنیں مل کر کریں تو بہتر ہوگا -

لیکن محض احتجاج سے کچھ نہ بنے گا - اس سے کتاب کی خواہ مخواہ شہرت ہوگی، ایک دو بیرسٹر دوست ہیں ان کی رائے ہے پبلشر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنی چاہیئے - اس سلسلہ میں جو قدم اُٹھایا جائے گا اس سے میں قارئین پیغام صلح کو انشاءاللہ باخبر رکھوں گا -

اب اس کتاب کے کچھ اقتباسات بھی ملاحظہ ہوں، جنہیں دل پر انتہائی جبر کر کے لکھ رہا ہوں، اور یہ بھی ان اقتباسات کا انتخاب ہے جو ہلکے قسم کے ہیں ورنہ جس قسم کی دریدہ دہنی سے یہ کتاب پُر ہے اس کے ذکر سے ہی طبیعت میں انقباض پیدا ہوتا ہے

حضرت عائشہؓ کی پیدائش پر ان کی ماں سخت کرب کی حالت میں مبتلا تھیں، اسماء مکہ کی دایہ حضرت خدیجہؓ کو مدد کے لئے بلانے رسول کریمؐ کے گھر جاتی ہیں ان کی زبانی یہ کہلوایا گیا ہے :-

"تیل والے چراغ کی مدھم روشنی میں میں نے ایک گندے اور سوکھے ہوئے انسان کو پہچانا - یہ تو محمدؐ تھے - گھر کے مالک" صفحہ ۱۱

"جب انہوں نے خدیجہ کو دیکھا تو چلا کر کہا - خدیجہ میری مدد کرو مجھے کچھ چمٹ گیا، تین ہفتے ہو گئے ہیں جب سے میں نے گھر چھوڑا ہے آوازیں اور بدروحیں میرا تعاقب کر رہی ہیں - پھر انہوں نے اپنے آپ کو خدیجہ کے پاؤں پر گرا دیا اور بازوؤں سے اُن کے گھٹنوں کو پکڑ لیا" صفحہ ۱۲

اکثر اوقات مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہتے تھے جو ہوا و نفس کی بناء پر بد ارواح کا شکار ہو گئے .... نیچے وادی میں ایک گیدڑ کی آواز آئی - ممکن ہے یہ کسی بدروح کی آواز ہو جو محمدؐ کے پیچھے لگی ہوئی تھی" صفحہ ۱۴

صفحہ ۲۱ سے صفحہ ۲۶ تک حضرت عائشہؓ اور لبید کے فرضی معاشقہ کا ذکر ہے -

صفحہ ۳۱ - بچپن میں بھی حضرت عائشہؓ کو اپنی نازک ٹانگیں، پھر باہیں، کولھے اور چمکتے ہوئے سرخ بال" نمائش کرنے کی عادت تھی -

حضرت فاطمہؓ کی شان میں گستاخی

صفحہ ۳۵ - رسول کریمؐ بقول مصنف کسی بات پر حضرت فاطمہؓ سے خفا ہو گئے اور اپنی جان سے عزیز بچی کو ڈانٹنے لگے -

"تجھے مدد کرنے کے لئے کس نے کہا تھا - اللہ نے مجھے تیری وجہ سے کوئی خوشی نہیں دی - تو ایک غلام لڑکی کی طرح نہ صرف بدشکل بلکہ جھگڑالو بھی ہے" صفحہ ۳۵

استغفراللہ

اس کے بعد حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہ کی دھینگا مشتی کا ذکر ہے جس میں حضرت عائشہ کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں رسول کریمؐ بیچ بچاؤ کرتے ہیں اور حضرت عائشہؓ کو اسی حالت میں تھوڑی دیر تک پکڑے رہتے ہیں -

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد

"حضرت عمرؓ نے انہیں پکڑ کر کہا آپ کو پھر شادی کر لینی چاہیئے - محمدؐ نے جواب دیا، کس سے کروں - اور ان کے چہرے پر شادی کے ذکر سے بشاشت آگئی - عمر نے کہا - آہا دیکھا شادی کے ذکر پر ان کا چہرہ کیسے کھل گیا ہے"

صفحہ ۵۱ - ابوبکر عائشہؓ اور رسول کریمؐ -

"تینوں بحر امور کے سامنے سربسجود ہو گئے" العجب!

حضرت سودہ کے متعلق جو ریمارکس ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ انہیں سوائے جنسی معاملات کے کسی اور چیز سے دلچسپی ہی نہ تھی - استغفراللہ

حضرت علیؓ کا ذکر بھی اکثر نہایت نازیبا الفاظ میں کیا گیا ہے یہاں تک کہ اُن کی طرف اس امر کو بھی منسوب کیا گیا ہے کہ وہ ابتداء میں حضرت عائشہ کی طرف ملتفت تھے - رسول کریمؐ سے شادی کے بعد ان کے دل میں یہ چبھن باقی رہی :-

"عائشہ تم ہنس کیوں رہی ہو" میں نے پوچھا عائشہ نے جواب دیا :- مجھے خیال آیا کہ (حضرت) علی فاطمہ سے شادی کرنے والے ہیں (حضرت محمد نے مجھے ابھی بتایا ہے کہ فاطمہ میرے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے نہیں رہ سکتی - اسی لئے وہ ان کی شادی علی سے کر رہے ہیں اور علی تو میری طرف ہفتوں سے آنکھیں لڑاتے رہے ہیں اچھا تو انہیں سزا کے طور پر فاطمہ دی گئی ہے، میں تو ہنستے ہنستے

مرجاؤں گی۔" صـ ۶۱

حضرت سودہؓ کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں :-

"میں زیادہ تر اس سفر میں سوتی رہی۔ لیکن جب میں جاگتی ..... علی کو عائشہ سے بیہودہ باتیں کرتی دیکھتی لیکن عائشہ کے جواب سے حضرت علی برہم ہو جاتے اور تلوار سے سوکھی ہوئی ٹہنیوں اور درختوں کو کاٹتے چھانٹتے آگے بڑھتے"
صـ ۷۵

عام صحابہؓ کا ایک غزوہ میں طرزِ عمل :-

"لوگ ...... عائشہ کی ایک جھلک دیکھنے کی غرض سے اُن کے ہودے کے آگے پیچھے ہوتے تھے ......
محمد نے جب یہ دیکھا تو خوشی اور فخر سے بھر گئے لیکن حسد کا بُرا ہو انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ لوگوں کو نہیں چاہیئے کہ نبی کی بیوی کو اس طرح تاڑیں۔
انہوں نے اپنی سبز چادر پھینکی لیکن عائشہ نے اسے استعمال کرنا مناسب نہ سمجھا اور کہا کہ ان کے زرد کپڑوں کے ساتھ یہ زرد چادر کوئی لگا نہیں کھاتی، پھر کسی نے سفید رومال دیا تو انہوں نے اس سے اپنے چہرے کو ڈھانپا" صـ ۹۵

حضرت عائشہؓ پر جو الزام لگا تھا اس پر جو حاشیہ آرائی کی گئی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

صفوان کی زبانی :-

"ہم تھوڑی دیر کے لئے خاموش کھڑے رہے۔ آؤ گھاس پر بیٹھ جائیں، عائشہ نے آہستہ سے کہا۔ (غالباً مصنف نے سوچا ہوگا کہ بستر گھاس کے بغیر کوئی رومانی سین مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے صحرا میں اس نے گھاس کا قطعہ بھی تلاش کر لیا۔ ناقل) اور میں نے اپنا پرانا لبادہ بچھا دیا اور پھر بیوقوفوں کی طرح عائشہ کو وہاں بیٹھے چمکتی ہوئی دھوپ میں دیکھتا رہا۔ وہ اپنے حسن میں جنت سے کم نہ تھا۔
بیٹھ جاؤ صفوان۔ ہمیں فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ مدینہ پہنچکر ہم کو کیا کہنا چاہیئے بات بڑی مشکل ہوگی۔
میں حکم مان کر بیٹھ گیا۔ ایک گیدڑ قریب سے گذرا جس نے مجھے چونکا دیا۔ نسیم سحری نے فضا کو دور کے پھولوں کی خوشبو سے معطر کر دیا تھا۔ یک لخت میں نے عائشہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "نہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے" لیکن جب میں نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا تو اس کی نرم انگلیوں کی گرفت مجھے محسوس ہوئی۔
"تم تو جوان ہو" عائشہ نے کہا، اور اتنے سادہ ...... مجھے اپنی زندگی کے متعلق کچھ بتاؤ۔ تم کیا کرتے ہو، اور اپنی روزی کیسے کماتے ہو۔ میں نے اپنے باپ کے متعلق بتایا۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے متعلق بتایا ....
پھر ہم خاموش ہو گئے۔ ہم اسی طرح ہاتھ میں ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔ سورج بلند ہو گیا تھا۔ جب میرا اونٹ بلبلایا تو عائشہ نے اچھل کر کہا افسوس ہمیں جانا ہی پڑے گا۔ صفوان مجھے اونٹ پر سوار کرا دو۔ ہمیں جلد مدینہ پہنچ جانا چاہیئے، محمد میرے متعلق متفکر ہوں گے۔
کچھ دیر کے لئے میں بھول گیا کہ ان کی شادی ہو چکی تھی اور وہ نبی کی بیوی تھیں ...... میں نے اور کچھ کیا سوائے ہاتھ پکڑنے کے۔ معلوم نہیں میری اس بات کا لوگ یقین کریں گے بھی یا نہیں"
صـ ۱۲۷

تمام کتاب اس قسم کی خرافات سے پُر ہے۔ اس پر انفرادی احتجاج کافی نہیں۔ اسلامی حکومتوں کو چاہیئے کہ اپنے اپنے سفیروں کے ذریعہ سے جرمنی اور برطانیہ میں حکومت کو اس بیہودہ تصنیف کی طرف توجہ دلائی جائے۔ رسول کریمؐ کی ازواج مطہرات کا مسلمانوں کو اسی طرح احترام ہے جس طرح عیسائیوں کو حضرت مریمؑ کا۔ کیا عیسائی یہ امر برداشت کریں گے کہ حضرت مریم کے متعلق اس قسم کی ناول لکھی جائے جس میں انہیں ہالی وڈ کی ایکٹرسوں کی طرح ایکٹنگ کرتا دکھایا جائے۔ گذشتہ سال لورپول میں ایک صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے مضامین میں بازاری زبان استعمال کی تھی تو پولیس نے اس کے خلاف چارہ جوئی کر کے اس کی تحریرات کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ ہر بدباطن ہوچاہے ان کے پیغمبرؐ اور صحابہؓ اور صحابیاتؓ پر اپنے فطری خبث کا اظہار کرتا پھرے اور اس پر کسی قسم کا نوٹس نہ لیا جائے ؟

بحر حکمت کے موتی — بسلسلہ صفحہ اوّل

یعنی اللہ تعالےٰ علیٰ قدر یقین دعا گو سے سلوک کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں صدقہ اور دعا سے آسمان سے چلی ہوئی بلا واپس ہو جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی درگاہ میں کامل یقین سے دعا کرنیوالے کی دعا سے دعا کرانے والوں کی مشکلات بھی حل ہو جاتی ہیں۔

ہزار سرزنی و مشکلے نہ گردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ طویل بیماری کے بعد انتقال فرما گئی ہیں ان کی مغفرت کے لئے دعا اور جنازہ غائبانہ کی نماز کے لئے درخواست ہے۔ مرزا ظہور احمد۔ نواب شاہ سندھ
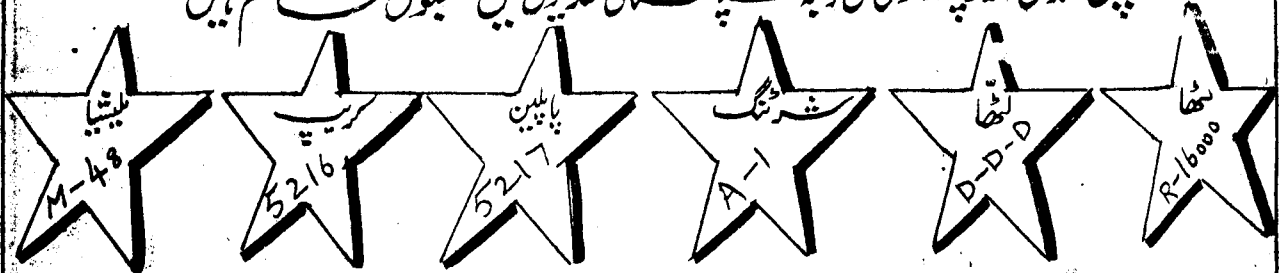
انتخاب عہدیداران

جماعت بہاولپور نے سال ۱۹۶۲ء کے لئے ذیل کے عہدیداران کا انتخاب کیا ہے:-

صدر:- محمد اقبال چغتائی صاحب

سیکرٹری:- مختار احمد صاحب

(احمد یار سیکرٹری)

پیغام صلح ۲۱ فروری ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۸

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ "پیغام صلح"

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۳-۵-۱۰ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونہ

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۶۲ء | نمبر ۹

تثلیث کا عقیدہ یکسر غلط ہے ـــ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تثلیث کا عقیدہ خود تراشیدہ اور من گھڑت ہے۔ انبیاء کے صحیفوں میں اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا اور ملنا بھی نہ چاہیئے کیونکہ یہ حق کے خلاف ہے۔ پس یہودیوں کا توحید پر اتفاق اور تثلیث پر کسی ایک یہودی کا بھی قائم نہ ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ یہ عقیدہ ہی باطل ہے۔ خود عیسائیت کے مختلف فرقوں میں تثلیث کے متعلق ہمیشہ سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ یونیٹیرین یعنی موحد فرقہ آج تک عیسائیوں میں موجود ہے میں نے خود ایک یہودی سے دریافت کیا تھا۔ کہ توریت میں کہیں بھی تثلیث کا ذکر ہے اور یا تمہارے تعامل میں کہیں بھی اس کا پتہ لگتا ہے تو اس نے صاف طور پر یہ کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ ہماری توحید وہی ہے جو قرآن میں بیان شدہ ہے اور ہمارا کوئی بھی فرقہ تثلیث کا قائل نہیں۔ پھر اس نے کہا اگر تثلیث پر مدارِ نجات ہوتا تو ہمیں جو توریت کے احکام کو چوکھٹوں اور آستینوں پر لکھنے کا حکم ہے کہیں تثلیث لکھنے کا بھی حکم ہوتا، اس کے علاوہ دوسری دلیل تثلیث کے ابطال پر یہ ہے کہ باطنی شریعت میں اس کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہے، باطنی شریعت بجائے خود توحید چاہتی ہے۔ پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتابوں میں اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے جزیرے میں رہتا ہو جہاں تثلیث نہیں پہنچی تو اس سے توحید کا مطالبہ کیا جائیگا نہ تثلیث کا۔ اسی سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ باطنی شریعت توحید کو چاہتی ہے نہ تثلیث کو:

(۲۳ دسمبر ۱۹۰۱ء)

بحرِ حکمت کے موتی

عن انس رضؓ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ تعالیٰ ...... یا رسول اللہ و اخاف ذنوبی فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعا فی قلب عبدٍ فی مثل ھذ الموطن الا اعطاہ اللہ ما یرجوا و امنہ مما یخاف۔

(اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح۔

ترجمہ:- انس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان شخص کے پاس تشریف لے گئے جو حالت سکرات میں تھا آپؐ نے فرمایا کہ کیوں تمہاری کیا حالت ہے اُس نے کہا مجھے خدا تعالےٰ سے (مغفرت کی) اُمید ہے اور مجھے اپنے گناہوں کا خوف لگا ہوا ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ دونوں باتیں بندہ (مومن) کے دل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالےٰ اسکو وہی چیز عطا کرتا ہے جس کی اس کو امید تھی (مغفرت) اور جس چیز سے وہ خوف کرتا تھا اُس سے خدا تعالےٰ اسکو محفوظ رکھتا ہے (یعنی دنیا میں ذلت سے اور آخرت کے عذاب سے)

نوٹ:- دراصل یہ حدیث عملی تفسیر ہے ان آیات کی:- ولا تموتن الا و انتم مسلمون (۳:۱۰۱)

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

ایک خط کا جواب

ایک صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا، جس کا حسب ذیل جواب دیا گیا ہے:۔

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط بخدمت حضرت امیر ایدہ اللہ موصول ہوا، اس کے جواب میں چند امور آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں:۔

۱۔ صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کی وفات پر سالانہ جلسہ کے اجلاس میں تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا گیا تھا جس کا ذکر اخبار پیغام صلح میں بھی آچکا ہے، انجمن نے کسی دوسرے کی تحریک کے بغیر یہ ریزولیوشن پاس کیا تھا، انجمن اپنے معاملات کو اپنے ارادے اور فہم کے مطابق سرانجام دیتی ہے، اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی تحریک کا محتاج نہیں سمجھتی۔

۲۔ لاہور کی انجمن نے کئی بار مصالحت کی خاطر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی خدمت میں وفود بھیجے، لیکن کامیابی نہ ہوئی،

لاہور کی انجمن کے بعض اصحاب قادیان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر بھی جاتے رہے اور ان دنوں کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً وہاں جاتے رہے اور اسی طرح آجکل بھی ربوہ کے سالانہ جلسہ پر جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً جاتے رہتے ہیں، اس انجمن نے کبھی اس بارہ میں حکم امتناعی جاری نہیں کیا لیکن قادیان اور ربوہ کے خلیفہ صاحب نے اپنی جماعت کو حکم دے رکھا ہے کہ لاہور کے "پیغامیوں" کے ساتھ مواکلت، موانست، مجالست حرام ہے اور یہ حکم دے رکھا ہے کہ لاہوری "پیغامیوں" کے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں۔ لاہور کی جماعت کے ان اشخاص کو جو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بیٹھنے والے تھے اور حضرت اُن کے ساتھ نہایت مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے ذلیل ترین الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، ان کا فرمان ہے کہ اگر کوئی مضطر ہو کر "پیغامیوں" کے پیچھے نماز پڑھے تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے کوئی شخص ڈوڑی پر سے گوہی کے پتے اٹھا کر کھا لے، اور لکھا ہے کہ یہ لوگ چلتی پھرتی آگ ہیں، اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کو قادیان سے نکالا جائے گا (اخرجنہ منہا الیزیلیون) حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو لکھتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے،

جماعت لاہور کے متعلق پراپیگنڈا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہیں اور پبلک میں حضرت کا ذکر کرنا حرام سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے منافقت اس لئے اختیار کر رکھی ہے تاکہ لوگوں سے چندہ وصول کریں۔

غرض اس قسم کے بے شمار غلط پراپیگنڈے قادیان اور ربوہ سے پچاس سال تک کئے اور اس طرح میاں صاحب نے اپنی جماعت کے دلوں میں لاہوری جماعت کے متعلق انتہا درجہ کی نفرت پیدا کر رکھی ہے، جس قوم کے دلوں میں یہ نفرت پیدا کی گئی ہے وہ لاہوری جماعت کا نام نہیں سننا چاہتے تاہم جن لوگوں کا جماعت احمدیہ لاہور سے کچھ بھی واسطہ پڑتا ہے وہ ان کے حالات کو دیکھ کر اور ان کے پبلک بیانات سن کر حیران رہ جاتے ہیں اور قادیانی پراپیگنڈا پر نفرین بھیجنے لگے ہیں۔

۳۔ خلیفہ قادیان نے نہ صرف اپنی جماعت کے دلوں میں جماعت لاہور کے متعلق شدید نفرت پیدا کر رکھی ہے بلکہ تمام اہل اسلام کے متعلق ان کے دلوں میں خطرناک نفرت پیدا کر رکھی ہے اور اس نفرت کی وجہ سے اُن کے خلاف تمام پنجاب میں طوفان اُٹھا تھا اس سے اور اس کے نتائج سے ایک دنیا واقف ہے، خلیفہ قادیان کو ہائی کورٹ میں اعتراف کرنا پڑا کہ اُن کے اعتقادات نے منافرت پیدا کی تھی، ان سے میاں صاحب نے دستبرداری اختیار کر لی اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں اور نہ ہی ان کا نہ ماننے والا کافر ہے

۴۔ خلیفہ قادیان نے اپنے خطبات اور تحریرات میں وہ باتیں بھی منہ سے نکالی ہیں، جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ مجدد زمان کے خلاف مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں، مثلاً امت محمدیہ کے پچاس ساٹھ کروڑ افراد کو کافر قرار دینا اور اس طرح سے اُمت کو ختم کر دینا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک نئی نبوت کا قائم کر دینا خطرناک طور پر تمام حلہ دو دبود کو توڑ دیتا ہے۔

۵۔ خلیفہ قادیان نے یہ بھی کہا کہ آج بھی انسان محمد رسول اللہ صلعم کے برابر ہو سکتا ہے، ان کے والد ماجد حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود تو تحریری طور پر اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی وحی تمام سابقہ وحیوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور ان کے مراتب اور درجات کی بلندی کی کچھ انتہا نہیں اور اُن تک کسی انسان کا پہنچنا محال ہے اور میں حضورؐ کے صحابہؓ کا کفش بردار ہوں، کہاں باپ کا عقیدہ اور کہاں بیٹے کا یہ مذہب بغیر ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

۶۔ خلیفہ قادیان نے ہائی کورٹ میں کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاکم بدہن معصوم نہیں ہیں۔

۷۔ خلیفہ قادیان نے لکھا ہے کہ کعبۃ اللہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے خود کعبۃ اللہ کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ جس مقام کو خدا مبارکاً کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چشمۂ فیوض ہمیشہ جاری رہے گا اس کے متعلق خلیفۂ قادیان کہتا ہے کہ اس کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے، ان تحقیر آمیز الفاظ میں جو خلیفہ صاحب قادیان نے استعمال کرنے کی جرأت کی ہے خدا کے مقابل پر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے، اور قرآن شریف کے دعوے کو باطل قرار دے دیا ہے۔

۸۔ خلیفہ قادیان نے نہ صرف خدا اور خدا کے رسولؐ پر حملے کئے ہیں، نہ صرف کعبۃ اللہ کی خطرناک ہتک کی ہے، نہ صرف اُمتِ محمدیہ کو کافر قرار دیا ہے، بلکہ خود حضرت مسیح موعود کو بھی نہیں چھوڑا اور بار بار لکھا ہے کہ "نہیں جانتے تھے" کہ باتیں تو وہ بیان کرتا ہوں، جو نبی کی ہیں اور دعوے مجددیت کا کرتا ہوں، انہوں نے حضرت مسیح موعود جیسے عظیم الشان مجدد کے بارہ میں یہ بات کہی کہ وہ اپنے مرتبہ کو نہیں جانتے تھے" اور اپنی عمر کا کثیر حصہ نعوذ باللہ اسی جہالت میں گذارا اور آخر میں ۱۹۰۱ء میں کسی مرید کی غلطی سے سمجھ آئی کہ میں تو نبی ہوں، خلیفہ صاحب نے یہ بیان کر کے حضرت صاحب کو نعوذ باللہ نہ صرف جاہل قرار دیا ہے بلکہ ایسا شخص قرار دیا ہے جو قابلِ اعتماد نہیں ہے جب چاہے اپنے آپ کو مجدد کہے اور جب چاہے نبی بن جائے۔

۹۔ خلیفہ قادیان نے پچاس سال تک بڑے شد و مد سے اس عقیدہ کی تلقین کی اور تمام اُمتِ محمدیہ کو کافر قرار دیا اور جب یہ عقائد جماعت کے اگ و ریشہ میں رچ گئے تو عدالت میں جا کر کہہ دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا ماننا جزو ایمان نہیں اور نہ ماننے والے مسلمان ہیں، اس طرح سے میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کو بہت گرا دیا ہے اور جماعت کے وقار کو کم کر دیا ہے۔ چنانچہ ان کے متبعین کے دلوں میں اضطراب ہے، ان میں وہ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو حضرت صاحب کو مجدد زمان مانتے اور وہ بھی ہیں جو ان کے عدالتی بیان کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں، ان باتوں سے خلیفہ صاحب نے اپنا وقار کم کر دیا ہے، اور پچاس سال تک جو تلقین کرتے رہے اس کی تو تغلیط کر دی لیکن اپنے متبعین کے دلوں سے اس کا اثر دور نہیں کر سکے اب قوم اپنے اعتقادات میں مذبذب ہے۔

(باقی ہے)

روزہ خواہشاتِ نفس کی ذلّت سے بچانے اور طہارتِ نیک نفسی کے بلند مقام پر پہنچانے کا ذریعہ ہے

حقیقی نیکی اللہ تعالیٰ سے تعلق لگانے اور مخلوقِ خدا سے بھلائی کرنے میں ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

اور فرمایا:- واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔

اور فرمایا:- ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون

(سورۃ بقرۃ)

روزہ کا مقصد تقویٰ الٰہی ہے

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ روزہ رکھنے کا مقصد لعلکم تتقون یعنے خدا خوفی و نیک عملی ہے اگر روزہ سے خدا خوفی میسر آگئی تو اس کا مقصد پورا ہوگیا اور اگر بظاہر کچھ وقت کے لئے انسان بھوکا رہے اور اس میں خدا خوفی پیدا نہ ہوئی، تو روزہ کا مقصد پورا نہ ہوا، روزہ تبھی روزہ ہے جبکہ اس کا مقصد پورا ہو، اور انسان کے کاروبار میں، لین دین میں نظر آئے کہ روزہ دار خدا خوف انسان ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ۔ جو مسلمان روزہ رکھ کر جھوٹ سے کنارہ کش نہیں ہوتا، اور اپنے کاروبار، اپنے کارخانہ، اپنے دفتر اور اپنی دکان میں جھوٹ اور دغابازی سے کام لیتا ہے تو خدا تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ خدا خوفی کو دل میں بٹھانا روزہ کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کے اندر تمام شریعت آجاتی ہے۔ شریعت کا اصل بنیادی مقصد انسان کو باخدا بنا دینا ہے، ایک وکیل کے پاس کوئی شخص مقدمہ لے کر آتا ہے وہ مصیبت زدہ ہے، وکیل اس بیچارے کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس کا ایسا کرنا غیر مناسب ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر کے پاس کوئی مریض آتا ہے وہ مصیبت زدہ ہے۔ ڈاکٹر اس کو زکام کے پانچ نسخے لکھ دے تو غیر مناسب ہوگا کہ یہ لو اور انہیں ناک میں، گلے کے باہر، گلے کے اندر لگاؤ اور یہ کھاؤ اور یہ پیئو۔ اس لئے کہ اس کی اپنی ڈسپنسری ہے اگر ایک وکیل، ایک جج، ایک انجنیئر ایک کارخانہ دار اور ایک دکاندار تقوےٰ اختیار کر لے اور خدا خوفی کو اپنا شعار بنا لے تو ہماری معیشت معاشرت اور اقتصادی و سماجی حالات و معاملات درست ہو سکتے ہیں۔

تقویٰ کی تعریف

التقوی ان لا یراک مولاک حیث نھاک تقوےٰ یہ ہے کہ تم ان راہوں اور باتوں سے بچ جاؤ جن پر چلنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور جو باتیں کرنے سے اس نے روکا ہے۔ جس کتاب کے پڑھنے سے، جس مجلس میں اٹھنے بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اگر تم ان سے نہ رکو تو وہ مولا تمہیں دیکھ کر ناراض ہوگا۔ اور فرمایا تقوےٰ یہ ہے التقوی ان تزین سرک للحق کما زینت ظاھرک للخلق کہ جس طرح انسان مخلوق کی خاطر اپنے ظاہر کے لئے زینت کے سامان کرتا ہے اور اپنے ظاہر کو آراستہ و پیراستہ کرتا ہے اور لوگوں کی خاطر آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔ کپڑوں کو دیکھتا ہے کہ کہیں ان پر داغ دھبّہ تو نہیں لگا ہوا، اور اپنے کالر کو دیکھتا ہے۔ مجالس میں آراستہ و پیراستہ ہو کر بیٹھنا ضروری سمجھتا ہے اسی طرح چاہیئے کہ اپنے مولا کو خوش کرنے کے لئے اپنے باطن کو آراستہ و پیراستہ کرے۔

متقی شخص کی صفات

روزہ کی تکمیل کا لعلکم تتقون مرکزی نقطہ ہے، وہ شخص جو تقوےٰ شعار اور نیک عمل ہو وہ معاشرے کے لئے باعث برکت ہوتا ہے نہ وہ کسی عورت پر نگاہ بد رکھ سکتا نہ وہ کسی کا ناجائز مال کھا سکتا اور نہ وہ کسی کو تکلیف دے سکتا ہے اس لئے کہ وہ خدا خوف ہے اور ..... کہ اس کا ایمان ہے کہ واللہ معکم اینما کنتم یعنے خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

استجابِ دعا کا طریق جب یہ کیفیت میسر آجائے تو انسان کی دعا قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے، چنانچہ فرمایا واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان .... انسان کے ... باطن میں تزکیہ و طہارت ہو تو ایسا شخص جب کبھی مشکل کے وقت میں میرے در پر تڑپ لے کر آتا ہے اور میری جناب میں گڑگڑاتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے تو میں اس کی پکار کی فریاد رسی کرتا ہوں، یہ کس قدر خوشخبری ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے بندوں کو استجابِ دعا کا طریق بتلاتا ہے کہ روزہ رکھو، اور روزہ کی بنیادی غرض و غایت کو پورا کرو پھر میرے در پر آؤ میں تمہاری مرادوں کی جھولیاں بھر دوں گا۔

خالق سے تعلق اور مخلوق کی خدمت دین کی اصل غرض ہے

اس کے بعد فرمایا کہ دین کا ایک حصّہ تو یہ ہے کہ تمہارا تعلق خدا سے ہو، دوسرا حصّہ یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کے لئے تڑپ اور ہمدردی کا جذبہ تمہارے دلوں میں ہر وقت ہر آن موجود اور موجزن ہو۔ ان دونوں حصوں پر دین و شریعت کی بنیاد ہے دین کے اس دوسرے حصّہ کی تعلیم یوں فرمائی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل کہ آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریق سے ہڑپ نہ کرو۔ یہ ایک ایسا نقطہ ہے جس سے تمام قسم کی معاشرتی، سماجی اور اقتصادی کمزوریاں، بدیاں، برائیاں اور شرارتیں ختم ہو جاتی ہیں، خواہشاتِ نفس انسان کو مجبور کرتی رہتی ہیں کہ ناجائز مال کھائے۔ یہی خواہشات ہیں جن کی بنا پر رشوت لی جاتی ہے۔ خورد و نوش کی اشیاء اور مال و اسباب میں ملاوٹ کی جاتی ہے تجارت اور ٹھیکیداری اور ملازمتوں میں بدعنوانیوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ ان سب بدکاریوں اور بداخلاقیوں کا باعث خواہشات ہیں۔ چنانچہ ان خواہشات کو کم کرنے کے لئے روزہ مقرر کیا کہ اس سے جب انسان حلال طیّب اکل و شرب وغیرہ سے رک جاتا ہے تو بدیوں اور بدکاری سے رکنا تو لابدی امر ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق لگانے کے بعد خدا کی مخلوق سے محبت کرنا اور اس کے

حقوق کی حفاظت کرنا ہے۔ خالق سے تعلق اور مخلوق سے ہمدردی بس یہی دین کا خلاصہ ہے۔

کسبِ حلال میں قلب و رُوح کی تقویت

ناجائز مال نہ کھاؤ۔ بدی سے اجتناب کرو، اور حلال طیب کمائی کھاؤ جس سے اخلاق و اعمال استوار ہوتے ہیں۔ قلب و رُوح کی تقویت ہوتی ہے۔ اگر دوسرے کا مال ناحق اور ناجائز طور پر کھانے کا خیال بھی دل و دماغ میں پیدا ہو جائے تو اس سے دل و دماغ کا نور و سرور جاتا رہتا ہے۔

حقوق العباد

مسلمان وہ ہے جو نماز روزے کو ہی محض دین نہیں سمجھتا بلکہ حقوق العباد کا خیال رکھتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں سوشل جسٹس، سوشل ویلفیئر یا سوشل ریفارم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقوق العباد کا تحفظ کیا جائے۔ اگر کوئی شخص حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتا تو اس کی نماز روزہ اور عبادت و ریاضت سب عبث ہے فرمایا فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ الذین ھم یراءون۔ افسوس ہے اُن نمازیوں پر جو نمازوں کی غرض و غایت سے غافل ہیں۔ دین تو یہ ہے کہ خدا پرستی کے بعد یہ ثبوت دینا کہ ہم مخلوقِ خدا کے خادم ہیں۔

خواہشات ہلاکت کا باعث ہیں

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجبت النار بالشھوات یعنی خواہشات کے پیچھے دوزخ ہے۔ خواہشات انسان کو دوزخ میں لے جاتی ہیں۔ اس زمانہ میں عام مثالیں ہمارے سامنے ہیں کتنے ہی آدمی خواہشاتِ نفس کی وجہ سے پکڑے گئے، رسوا و ذلیل ہوئے اور رسوائی اور ذلالت کے خوف سے خودکشی کر بیٹھے۔ انہوں نے غیر کا مال کھایا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حرام کے مال نے رُسوا کر دیا ہے۔ میں اب مواخذہ کی گرفت میں ہوں۔ میری تحقیر و تذلیل سے میرے عہدے اور سامان عیش چھن جائیں گے میرے بچے جو اب ناز و نعمت کی گود میں پل رہے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ ضمیر کی اس گرفت سے اس نے خود بھی زہر کھا لیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی موت کی نیند سلا دیا۔ اس لئے خواہشات پر قابو پانے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا حجبت الجنۃ بالمکارہ یعنے محنت و مشقت کے پیچھے جنت چھپی ہوئی ہوتی ہے

پولیس کے ایک کپتان کا بیان

پولیس کے ایک کپتان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے ایک مقدمہ قتل میں مجھے اتنے ہزار روپے دیئے مجھے ساری رات نیند نہ آئی۔ اس نے کہا کہ صبح ہوتے ہی میں نے جا کر یہ روپیہ واپس کیا تو کلیجے میں ٹھنڈک...

پیدا ہوئی اور ضمیر کو تسکین حاصل ہوئی۔ حضورؐ نے ہمارے بچاؤ کے لئے ارشاد فرمایا الاثم ماحاک فی صدرک وکرھت ان یطلع الناس علیک۔ گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں دھڑکا اور خوف و پریشانی لاحق کر دے، اور تمہارا ضمیر تمہیں ملامت کئے رکھے والبر ما اطمأن الیہ قلبک اور نیکی وہ ہے کہ جس کام کے کرنے سے تمہارے دل میں طمانیت اور سرور پیدا ہو۔ کسی ٹھٹھرتے ہوئے ننگے آدمی پر کوئی نیک آدمی اپنا کمبل اتار کر پہنا دیتا ہے تو اس کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اُس کا دل ہی جانتا ہے۔ غرض نیکی کے کام سے قلب و رُوح کو چین و قرار اور سرور ملتا اور بدی وہ ہے کہ دل پر سانپ لوٹ رہے ہیں، اس خلجان اور تردد میں ہو کہ میرے کئے کا کسی کو پتہ نہ چلے۔ اگر دل و ضمیر اس کی رُوح کو درد و کرب میں مبتلا کئے ہوتے ہوں۔ یہی جنت و دوزخ ہے۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرتؐ کی وعظ و نصیحت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دین لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور اس کام کے لئے نیک اقدام اور بد اقدام کا فرق بھی ارشاد فرمایا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام..... حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدان عرفات میں کھڑے ہیں۔ ایک جم غفیر ہے۔ یہ آخری حج ہے اور آخری دفعہ قوم کے مجمع کثیر کو مخاطب فرما کر انکو پند و نصائح کی وعظ فرما رہے ہیں۔

حقوق العباد کا تحفظ

دوران خطبہ میں آپ حقوق العباد کے تحفظ کی تعلیم و تلقین دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا و شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا سنو لوگو تم کسی کا ناحق خون نہ کرنا۔ کسی کا مال نہ کھانا۔ کسی کی عزت و عصمت کو اپنی ہوا و ہوس کا نشانہ نہ بنانا یہ باتیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ ان کی حرمت ایسی ہی ہے جیسی کہ آج کے دن کی حرمت ہے۔ آج تم میدان عرفات میں فریضۂ حج کے لئے جمع ہوئے ہو۔ یہ دن حرمت کا ہے۔ یہ حج کا مہینہ حرمت کا ہے۔ اس ماہ میں مسلمان کی جان لینا حرمت میں سے ہے۔ پھر مکہ کی حرمت ہے ان سب کی تمہارے دلوں میں جتنی حرمت ہے اتنی ہی حرمت اس بات کی قرار دی گئی ہے کہ قتل مقاتلہ نہ کرو، مال ناحق ناجائز نہ کھاؤ۔ کسی کی عزت و عصمت کو خراب نہ کرو۔ مکہ کی حرمت کے متعلق ایک واقعہ فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا لو ظفرت بقاتل الخطاب ما مسستہ اس مقام مکہ کی حرمت یہ ہے کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی یہاں دیکھ پاؤں تو میں اس کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتا۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو تم سب سے دوسروں کے مال محفوظ ہوں دوسروں کی جانیں اور عزتیں محفوظ ہوں، جب کوئی شخص کسی دوسرے کی مال، عزت اور جان پر حملہ کرتا ہے، کسی کی بہو بیٹی کی عزت خراب کرتا ہے تو دوسرا شخص ضرور ہے کہ انتقاماً پہلے شخص کی عزت و مال اور جان کے نقصان کے درپے ہو۔ اس سے نقصان اور فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے اور سماجی استحکام کمزور ہو جاتا ہے۔

ایام جاہلیت کی رسوم کا خاتمہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی مفسد تحریکات اور ترغیبات کو ختم کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں آج کے دن ایام جاہلیت کی تمام غیر اخلاقی اور غلط و مفسد رسوم و رواج کو ختم کرتا ہوں۔ ہٰذا ان اوّل دم من دماءنا دم ربیعہ بن الحرث اضعہ سب سے پہلا خون میں اپنے ابن ربیعہ بن حرث کا معاف کرتا ہوں اوّل ربا من ربانا ربا العباس اضعہ اور حضرت عباس کے سُود کو ختم کرتا ہوں۔ اور آج کے دن کے بعد کوئی شخص سود نہیں لے سکے گا۔ انتقام کی آگ کو ختم کرتے ہیں پہلے اپنے رشتہ داروں سے شروع کرتے ہیں اور سودی کاروبار ختم کرنے کے لئے اپنے چچا عباس کے سودی کاروبار ختم کرتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا اتقوا اللہ فی النساء۔ سنو لوگو! عورتوں کے معاملہ میں خدا خوفی اختیار کرو۔ یہ قوم کا کمزور حصہ ہیں یہ تمہارے حسن سلوک کی محتاج ہیں۔ ان کے حقوق کا خیال رکھو۔ اُن پر ظلم نہیں ڈھانا۔ انسانی طبقہ کے اس نازک اور کمزور حصہ پر متمدن دنیا میں آج بھی ظلم ہوتا ہے..... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں مسکین اور کمزور ہیں، تمہارے ساتھ ان کی زندگی وابستہ ہے، ایک باپ اپنی پیاری اور لخت جگر بچی کو پال پوس کر تمہارے ہاتھوں میں دے دیتا ہے اس کی قدر کرنا چاہیئے۔ فرمایا خیرکم خیرکم باھلہ۔ تم میں اچھا اور نیک مرد وہی ہے جو اپنے بیوی بچوں سے نیک سلوک کرتا ہے۔

خادموں سے نیک سلوک کی ہدایت

مزید فرمایا ارقاءکم ارقاءکم۔ تمہارے خادم تمہارے نوکر چاکر یہ بھی مسکین ہیں تمہارے نیک سلوک کے محتاج ہیں اطعموھم مما تطعمون ان کو وہی کچھ کھانے پینے کو دو جو کچھ تم خود کھاتے پیتے ہو، والبسوھم مما تلبسون، اور ان کو وہی کچھ پہناؤ جو کچھ تم خود پہنتے ہو۔ وان جاءوا بذنب فلا تضربوھم۔ اگر ان سے قصور ہو جائے تو ان کو مارنا پیٹنا نہ چاہیئے۔

اسی طرح چپڑاسیوں اور کلرکوں کے حقوق کی حفاظت کرنا اور بیواؤں اور غریبوں کے حقوق کی حفاظت کرنا مسلمان کا فریضہ ہے۔

صحابہ کرام کا تحفظ حقوق العباد

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ وہ شخص قوی جس نے کسی کمزور آدمی کا حق مارا وہ میرے نزدیک کمزور ترین انسان ہے جب تک میں اس طاقتور شخص سے کمزور شخص کا حق واپس نہ کروا لوں اس وقت تک میں آرام نہیں لوں گا جس کا حق مارا گیا ہے وہ میرے نزدیک عزت والا ہے اور سب سے قوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو بڑا کمال کر دیا ہے انہوں نے جس قدر لوگوں کے حقوق کی حفاظت فرمائی ان کے برابر کوئی بادشاہ نہیں ہوا، آپ کے پاس ایک کسان آیا آپ نے فرمایا میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ ایک ہی رکابی میں اکٹھے کھانے کے لئے بیٹھ گئے اس رکابی میں تھوڑا شہد تھا یا روغن تھا اس شخص نے اس رکابی کو اچھی طرح چاٹ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ آپ کے علاقہ کا کیا حال ہے، بارش کیسی ہے فصلیں کیسی ہیں۔ اس کسان نے جواب دیا کہ بارش نہیں ہوئی، فصلیں تباہ ہیں اور مویشیوں کا برا حال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں روغن نہیں کھاؤں گا جب تک بارش نہ ہو اور غربا مکھن وغیرہ نہ کھائیں، آپ نے حقوق العباد کا کیا خیال رکھا ہے۔ ایک دن چادریں آئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ چادریں تقسیم کر دیں۔ اہل دربار نے کہا کہ یہ چادر نبی کریم کی صاحبزادی ام کلثوم بنت علی کو دے دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تو جنگ میں نہیں گئیں۔ ام سلیطؓ تو غزوۂ احد میں شریک ہوئی تھیں اور وہ نمازیوں کو پانی پلاتی تھیں، وہ مستحق ہیں اسکو دے دیتے ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وظیفے دیئے اس وقت اپنے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کو پانسو درہم کم دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا لم نقصته ان کے حصہ میں کمی کیوں کی ہے انه من المهاجرين کہ وہ تو مہاجر ہے اس لئے اس کے حصہ میں کمی نہ ہونا چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انما ابواه هاجرا به انه لم يهاجر بنفسه اور خلافت کے بارے میں فرمایا میرے فرزند عبداللہؓ کا کوئی حق خلافت نہیں خلافت وراثت میں نہیں جا سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت بڑے عالم اور پرہیزگار تھے ان کے زہد اور علم و ورع کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بڑی قدر تھی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقربا کی نسبت دوسروں کا زیادہ خیال فرمایا۔

دیانتدار تاجر انبیاء کے ساتھ

حضور سرور کائنات نے دیانتدار کاروباری شخص کے متعلق فرمایا کہ التاجر الصدوق الامین مع النبيين راستباز دیانتدار تاجر انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

. . . .

صرف اعمال ہی عزت و عظمت کے باعث ہیں

ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عجمی لوگ اعمال میں ہم سے بڑھ جائیں گے تو ہم اپنے اعمال میں کمی کی وجہ سے ضرور پیچھے رہ جائیں گے۔ لئن جاء الاعاجم بالاعمال وجئنا بغير عمل فانهم اولى بمحمد صلى الله عليه وسلم من قدريه منا لم يسرع به نسبه ۔ جس کے اعمال نے اس کو پیچھے کر دیا اس کا حسب نسب اس کو آگے نہیں کر سکتا، اور حضور نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے کہ من بطئ به عمله لم يسرع به نسبه جس کے عمل نے اس کو پیچھے رکھا اس کا حسب نسب اس کو آگے نہیں کر سکتا اس لئے اے لوگو تم عمل کی زیادہ کوشش کرو۔

ماہ رمضان کا سبق

یہ ماہ مبارک ہم کو سبق دیتا ہے کہ ہم خدا ترس اور نیک عمل بنیں اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں اور ان کے حقوق کو تلف نہ ہونے دیں۔ یہ دین اسلام کا بہت بڑا مقصد ہے جسے ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین

یہ ہے وہ دین جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا اور جس پر ہمارے بزرگوں نے عمل کر کے دکھلایا۔ آپ توجہ کریں اور روزہ کے مقصد کو پورا کریں جس نے روزہ کے مقصد کو پورا کیا اس نے خدا کو پا لیا اور اس کو خوش کیا۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے۔ ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۸ر مارچ ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں۔ اگر

(باقی بر صفحہ ۱ کالم ۲)

تبصرہ

عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں

حضرت مولانا امیر جماعت ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی تازہ ترین تصنیف "عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں" کسر صلیب کے سلسلہ کی ایک بہت مفید کڑی ہے۔ آپ نے نہایت پیارے اور دلآویز پیرایہ میں عیسائیوں کی گمراہ کن تعلیم کی گمراہی خود انجیل سے ثابت کر کے دکھا دی ہے۔ انجیل کی اس سے بڑھ کر اور کیا خدمت ہو سکتی ہے کہ اسے توحید کا علمبردار ثابت کیا جائے۔ عیسائیوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ ان کی کتاب مقدس شرک کی نہیں بلکہ توحید کی تعلیم دیتی ہے۔ حضرت مسیح کو اگر خدا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تو ان کا کوئی احترام باقی نہیں رہتا۔ خدا کی یہ ذلت اور تباہی خدا کی شان کے بالکل خلاف ہے لیکن انسان کی حیثیت سے اگر ان کو دیکھا جائے تو ان کی قربانیاں اور خدا کی راہ میں سرفروشیاں قابل صد تحسین بن جاتی ہیں اسی طرح آپ نے انجیل ہی سے کفارہ کی بھی تردید کر دی ہے۔ مسیح کی خدائی بھی ختم کر دی ہے اور انسانی فطرت قابل اصلاح اور لا متناہی مدارج ترقی طے کرنے کے لائق ثابت کر دکھائی ہے۔ آپ کی اس تصنیف نے خود عیسائیت کی بڑی خدمت کی ہے اور عیسائی دنیا کو آپ کا مشکور ہونا چاہیئے کہ انہیں شرک کی دلدل سے آپ نے نکال کر توحید کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ حضرت مرزا صاحب کا مشن درحقیقت کسر صلیب ہی تھا۔ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ فتنۂ عیسائیت ہی کے استیصال میں خرچ کیا اور آپ کی جماعت بھی آپ کے بعد اس کام میں لگی ہوئی ہے۔ مقام شکر ہے کہ آپ کے قلم نے اسی کسر صلیب کے کام کو بڑی خوبی سے اور نہایت مؤثر پیرایہ میں سرانجام دیا ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کے مطالعہ میں لایا جائے۔ اس کا انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ اور امریکہ میں شائع ہونا چاہیئے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ ساری کتاب میں ایک بھی دلآزاری کا فقرہ نہیں ہے۔ نہایت محبت اور اخلاص اور خیر خواہی سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور قرآن میں بھی حکم ہے کہ عیسائی لوگ مسلمانوں کے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہیں۔ دنیا کا امن تب ہی قائم ہو سکتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت ایک دوسرے سے معاونت کریں اور انجیل اور قرآن کریم مل کر دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھائیں یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ انجیل کے مطالب اور معانی کو بھی صحیح طریق پر سمجھ لیا جائے۔ اس کتاب کے لکھنے پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

فقط آپ کا۔ محمد حسن چیمہ ایڈووکیٹ
چیمہ منزل۔ گجرات

آہ! پروفیسر شیخ عزیز احمد صاحب

یہ خبر احباب جماعت کے لئے نہایت رنج و غم کا باعث ہوگی کہ پروفیسر شیخ عزیز احمد صاحب ۱۹ر فروری کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم تقریباً تیس سال تک اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر رہے۔ عملہ اور طلباء میں نہایت مردل عزیز تھے۔ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین اور رفقاء کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

گذشتہ جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے جنازہ غائبانہ پڑھکر دعاء مغفرت کی جاوے۔

(جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ بسلسلہ صفحہ ۵)

۸ر مارچ ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ر مارچ ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

۸۲	12,00	۲۱۲۸	6.00
۱۰۰	6,00	رعائتی	
۱۰۶	18.00	۲۴	6.00
۲۳۰	12.00	۳۰	12.00
۲۸۷	6.00	۳۵	12.00
۳۴۹	6.00	۵۲	12.00
۷۰۱	6.00	۵۶	4.00
۵۵۵	6.00	۶۱	6.00
۵۷۱	6.00	۶۶	3.00
۵۹۰	6.00	۷۳	20.00
۶۹۸	6.00	۷۹	6.00
۶۱۶	18	۱۰۱	3.00
۶۵۳	6.00	۱۲۵	12.00
۷۳۴	6.00	۱۲۸	4.00
۹۳۲	12.00	۱۳۸	12.00
۹۳۹	11.00	۱۵۷	12.00
۹۹۲ / ۲۶۶	6.00	۱۶۳	4.00
۱۰۰۷	6.00	۱۷۲	4.00
۱۰۵۳	6.00	۱۷۸	6.00
۱۰۶۰	6.00	۱۹۹	18.00
۱۰۶۳	6.00	۲۵۱	16.00
۱۰۶۵	6.00	۳۰۰	4.00
۲۱۲۷	6.00	۳۱۵	16.00

حمید نظامی مرحوم

روزنامہ نوائے وقت کے ایڈیٹر مسٹر حمید نظامی ۲۵ر فروری ۱۹۶۲ء کی دوپہر کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پیر کے روز قبرستان میانی صاحب میں آپ کے جسد خاکی کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ قومی صحافت کے ایک کہنہ مشق اور باشعور صحافی تھے۔ آپ نے اردو صحافت کو صحیح معنوں میں صحافت کی سطح پر لانے اور اسے سنجیدہ و باوقار بنانے میں غیر معمولی خدمت سرانجام دی ہے۔ وقت کے مختلف تقاضوں میں متانت کو ہاتھ سے جانے دیا اور نہ کسی کڑی آزمائش میں اپنا صحافتی مسلک بدلا۔ مرحوم وطن عزیز پاکستان کے ایک بے لوث خادم، اسلام کے مخلص مجاہد اور صحافت کی آزادی و عزت کے ایک بے باک محافظ تھے۔ اسلامی اور جمہوری اقدار کی مدافعت اور غیر اسلامی رجحانات کی مزاحمت میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ مرحوم کی وفات ملک و ملت کے لئے ایک عظیم نقصان ہے اور صحافتی دنیا میں اس کی تلافی مشکل نظر آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

نوتعلیمیافتہ طبقہ کی ترقی پسندانہ روا اور علمائے اسلام

سیلابِ مغربیت کو روکنے کیلئے حضرت مرزا صاحب کا تعمیر کردہ بند

مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا مکتوب گرامی

ووکنگ (انگلستان) ۹ر فروری ۱۹۶۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"پیغام صلح" کے پرچے دیر سے ملنے کی وجہ سے چیمہ صاحب کی جلسہ سالانہ پر تقریر اب آکر نظر سے گذری۔ سنّت رسولؐ کے متعلق ایک طبقہ میں جو خیالات سرایت کرتے جاتے ہیں وہ اسلام کی تاریخ میں بلاشبہ ایک نہایت ہی خطرناک میلان ہے۔ اس معرکۃ الآراء مسئلہ پر جو خط وکتابت مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر عبدالودود صاحب کے درمیان ہوئی جو ترجمان القرآن کے ایک خاص منصب نبوتؐ نمبر میں جمع کر دی گئی ہے، اس پر چیمہ صاحب نے خوب تبصرہ فرمایا ہے۔ مگر ابھی ضرورت باقی ہے کہ وہ اس پر ایک مبسوط مقالہ "روح اسلام" میں شائع کرائیں اور اس مقدمہ رسولؐ کو واسطے عام کی عدالت میں اسی اہتمام سے لڑیں جیسے وہ اور مقدمات کے لئے تیاری کر کے پیش ہوتے ہیں۔

فتنہ انکارِ سنّت اور مولانا مودودی کا طرزِ عمل

منصب نبوت نمبر میں نے بھی دیکھا ہے۔ جو کچھ مجھے سمجھ آئی، بلکہ نہیں آئی، وہ بھی چیمہ صاحب کے گوش گزار کر دیتا ہوں تاکہ اس پر بھی جرح کر سکیں۔ سب سے پہلے جو بات مجھے سمجھ نہیں آئی وہ یہ ہے کہ مولانا مودودی صاحب ڈاکٹر عبدالودود صاحب کو انکارِ سنّت کے فتنہ کے مرتکب قرار دینے میں کہاں تک حق بجانب ہیں جب ڈاکٹر صاحب اپنے پہلے ہی خط میں نہایت وضاحت سے لکھتے ہیں:-

"مجھے نہ تو سنّت کی حقیقی اہمیت سے مجالِ انکار ہے اور نہ اس کی اہمیت کو ختم کرنا مقصود"

مذہب سے برگشتگی جو تعلیم یافتہ طبقہ میں پائی جاتی ہے، اس کی ایک بڑی وجہ علماء کرام کی یہ سخت گیری بھی ضرور ہے۔ ایک مفکّر کہتا ہے کہ خیالات کی جنگ کی مثال ایسی ہے جیسے کیل ٹھونکنا، جس قدر ہم ایک خیال کے سر پر تردید کی ضرب لگاتے ہیں اسی قدر وہ اندر گھستا اور مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالودود صاحب سنّت کے انکاری نہیں ہیں مگر مولانا مودودی صاحب انہیں انکاری کر کے چھوڑیں گے۔

اسلام سے نوتعلیمیافتہ طبقہ کی ذہنی بغاوت

نوتعلیمیافتہ طبقہ کی ذہنی بغاوت سنّتِ رسولؐ تک محدود نہیں ہے، وہ مذہبِ اسلام سے ہی بدگمان ہو رہے ہیں۔ گذشتہ صدیوں میں عالم اسلامی پر جو جمود، پستی اور زبوں حالی طاری رہی، وہ مذہب کو ہی اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں، زبان سے نہ کہیں، مگر تحت الشعور میں یہ زیرِ لہر ضرور چل رہی ہے۔ مذہب سے اُن کا منشاء وہی مُلّا کا مذہب ہے جو تمام اسلامی ممالک میں مروّج رہا ہے ان کے نزدیک کوئی چیز قابلِ قبول نہیں ہو سکتی جو معاشرہ کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں حائل ہو۔

انقلابِ ترکی کا پس منظر

یہی وہ مذہب سے بغاوت کا جذبہ تھا جو ترکی میں انقلاب کے پیچھے کارفرما تھا، اور نوجوان ترک پارٹی کا انقلابی نعرہ تھا، جس نے خلافت کو ایک فرسودہ اور دقیانوسی ادارہ سمجھ کر سب سے پہلے اسی پر ہاتھ صاف کیا۔ مگر عجب تماشہ یہ تھا کہ ایک طرف تو ترک خلافت کو اُکھاڑ پھینک رہے تھے، دوسری طرف ہندوستان کا جذباتی اور مُلّا گزیدہ مسلمان "خلافت زندہ باد" کے نعرے لگا رہا تھا ہندو کے لئے چونکہ مسلمانوں کی یہ جذباتی ہنگامہ آرائیاں ایک مفید مطلب سودا تھا اس لئے خلافت تحریک کی سرپرستی مہاتما گاندھی نے بھی زور شور سے کی۔ مگر ترک جو مغرب اور مغربیت سے قریب تھا اس کا ردِ عمل یہی تھا کہ جب تک ہم مذہب سے پیچھا نہیں چھڑاتے، یورپ کا یہ "مردِ بیمار" (ترکی) دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔

انقلاب کے بعد

چنانچہ انقلاب کی ہوائیں چلیں اور مصطفےٰ کمال کی قیادت میں اسی "مردِ بیمار" نے ایک زندہ، آزاد اور متحد ملک کی حیثیت سے جنم لیا۔ اور جب اتا ترک کے ایک دست راست قائد سے کسی مغربی نامہ نگار نے انٹرویو لیا اور انقلاب ترکی کے معنے سمجھنے کے لئے سوال کیا تو جن الفاظ میں اس قائد نے انقلاب کی تعبیر دی وہ یہ تھے:-

"انقلاب سے قبل ہمارا رُخ مشرق کی طرف تھا اب ہمارا رُخ مغرب کی طرف ہو گیا ہے۔ انقلاب سے قبل جب ایک ترک ہوائی جہاز دیکھتا تھا تو پہلا سوال جو اس کے دل میں اٹھتا تھا یہ تھا کہ آیا یہ ایجاد جائز ہے یا ناجائز؟ اب جب وہی ترک ہوائی جہاز دیکھتا ہے تو پوچھتا ہے کیا یہ ہمارے ملک کے لئے مفید ہے؟

مُلّا اور مسٹر

یہ وہ خلاصہ اور نچوڑ ہے جو مُلّا اور مسٹر کے اس ..... موجودہ کشمکش کی صحیح تعبیر ہے، مُلّا زندگی کی ہر متحرک لہر کو "جائز ناجائز" کی عینک سے دیکھتا ہے۔ نوتعلیمیافتہ مسلمان معاشرہ کی بھلائی، بہبودی، ترقی، آزادی، خوشحالی کی اصطلاحوں میں سوچتا ہے۔

روسی مسلمانوں کے خیالات

ترکی کی تاریخ اس وقت تمام اسلامی ممالک میں جو آزاد ہوئے ہیں دہرائی جا رہی ہے۔ دو چار سال کی بات ہے اس وقت لندن میں پاکستان ہائی کمشنر کی بیگم صاحبہ شائستہ اکرام اللہ روس کے دورہ پر تشریف لے گئیں اور ازبکستان اور دوسری ... خالص اسلامی ریاستوں کو بھی دیکھا۔ واپس آکر پاکستان ٹائمز میں مضامین کا ایک سلسلہ شائع کیا جس میں اپنے تاثرات قلمبند کئے۔ ان میں بیگم صاحبہ نے بتایا کہ جہاں صدیوں سے سینکڑوں، ہزاروں میل خدا کی زمین بنجر اور لق ودق میدان پڑی تھی، اب اس کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ہر طرف ترقیاتی سکیمیں ہیں، نہریں ہیں، دریاؤں پر بند ہیں، بجلی گھر ہیں، سڑکیں ہیں، کارخانوں کے دھوئیں ہیں، لہلہاتے کھیت ہیں، سکول ہیں، ہسپتال ہیں، جہاں زمانوں سے قبرستان کا جمود طاری رہا وہاں اب زندگی کی گہما گہمی ہے۔ اور جب نوجوان ازبک یہ دیکھتا ہے تو لازماً اس کا ذہن مقابلہ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اسلام نے ہمارا کیا حال کر رکھا ہے۔ اور یہی وہ ذہنیت تھی جو بیگم صاحبہ نے وسط ایشیاء کے مسلمانوں میں دیکھی، گو اسلام سے جذباتی وابستگی اب بھی ہے اور بیگم صاحبہ نے لکھا کہ اسلامی رشتہ اور برادری کی چنگاری اب بھی سلگ رہی ہے اور یہ معلوم کر کے کہ وہ مسلمان خاتون ہیں ان کے دل ایک خاص خوشی اور گرم جوشی سے لبریز ہوتے مگر ساتھ ساتھ یہ خیالات قلوب میں جاگزین ہو رہے ہیں کہ ماضی میں ہم نے جو روز بد دیکھا وہ ہمارے مذہب کی وجہ سے تھا یاد رہے کہ یہ وہی سرزمین ہے جہاں امام بخاریؒ حدیثیں جمع کر رہے تھے جبکہ یورپ نئی نئی ظلمات میں دبا ہوا تھا۔

ایک بخاری مفکر کا علماء سے خطاب

انہی جذبات کی ترجمانی آج سے کوئی چالیس سال قبل ایک بخارا کے مفکر اور قومی کارکن عبدالرؤف فطرت نے جن الفاظ میں کی، وہ بھی قابلِ عبرت ہیں۔ قوم کے سامنے اپنے اصلاحی پروگرام کا جو منشور فطرت صاحب نے پیش کیا، اس کا نام "مناظرہ" تھا۔ اس منشور میں فطرت صاحب نے جو رونا رویا ہے

وہ بھی سننے کے قابل ہے، علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہے:۔

"خدا کے واسطے کچھ تو اس کاری ضرب پر غور کرو جو آپ لوگوں نے مذہب کو لگائی ہے۔ ہم جس بدقسمتی میں گرفتار ہیں، اس کی وجہ آپ لوگوں کی وہ جاہلانہ تاویلات ہیں جو شرعِ محمدی کی آپ نے کی ہیں اور اگر یہی لیل و نہار رہے تو وہ وقت دُور نہیں کہ اسلام مکمل تباہی کا شکار ہو جائے۔ آپ لوگ ہیں کہ ترقی کا ہر ایک راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسلمان عوام کو جہالت کا ایک موٹا لبادہ پہنا رکھا ہے۔ مسلمانوں کی عظمت اگر ایک قصۂ پارینہ بن گئی تو وہ آپ ہی کے ہاتھوں کی بدولت ہوئی۔ آپ لوگوں نے ملک کے اسلحہ کو خنجر اور تلوار اور تیر و کمان تک محدود کر دیا اور بندوق، توپ، رائفل، ڈائنامیٹ اور گولہ بارود بنانا ممنوع قرار دیا۔ آپ لوگوں نے مسلمانوں کو سُنی، شیعہ، زیدی، وہابی، کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا، آپ لوگوں نے قرآن جیسی مقدس کتاب کو اپنے ہوا و ہوس اور ناکندہ تراش جذبات کا آلہ کار بنایا"

(اقتباس از ترکزم اینڈ اسلام ان رشیا صفحہ ۸۸)

من تشبہ بقومٍ کی حدیث اور علماء

ایک حدیث جو ہمیشہ ہر ترقی کے اقدام میں سنگِ راہ بنی رہی ہے، خاص طور پر قابلِ ذکر ہے وہ ہے من تشبہ بقومٍ فھو منھم کہنے کو تو پانچ لفظ ہیں مگر اس نے سدِّ سکندری بن کر ساری دنیا کا راستہ ترقی کے میدان کی طرف روکے رکھا۔ ترکی میں اس کے دو کارنامے مثال کے طور پر موجبِ دلچسپی ہوں گے۔ جب یورپ میں چھاپہ خانہ کا رواج ہوا تو ترکی میں یہ تجویز ہوئی کہ ہم بھی قرآن کریم کو اب چھپوا لیا کریں تاکہ کثرت سے اشاعت ہو سکے علماء نے کہا، ارے یہ کفر! یہ حدیث نہیں سنی من تشبہ بقومٍ فھو منھم۔ نبی کریمؐ کے وقت میں قرآن قلم سے لکھا جاتا تھا۔ تم کہاں سنتِ رسولؐ کو چھوڑ کر کفار کی نقل کرنے لگے ہو۔ دین اچھا ہے یا چھاپہ خانہ؟ چھاپہ خانہ لاؤ گے تو دین ہاتھ سے جائیگا ترک بیچارے نہایت عقیدتمند مسلمان واقع ہوئے ہیں۔ دبک کر بیٹھ گئے۔ اور علمائے کرام نے دین کے نام پر قرآن کی اشاعت کو روکے رکھا۔

دوسری مثال ترکی میں فوجی اصلاحات کے متعلق ہے۔ ترک سپاہی اپنی شجاعت اور شمشیر زنی کے لئے تمام یورپ میں شہرۂ آفاق رہا ہے اور صدیوں تک یورپ ترکوں کی یلغاروں سے لرزہ براندام رہا ہے مگر اس کا فنِ سپہ گری وہی دقیانوسی قسم کا تھا جو اپنے آبائی ورثہ میں اسے ملا تھا۔ یورپ میں اس دوران میں ایک منظم باقاعدہ فوج کا طریق رائج ہوا، باقاعدہ ڈرل ہونے لگی۔ ڈسپلن قائم ہوا اور چاق و چوبند وردیاں ایجاد ہوئیں جن سے سپاہی چُست اور پھرتیلے رہنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی فوجوں کو ان کے بالمقابل شکست پر شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس پر ترکی میں بھی یہ تجویز ہوئی کہ ہم بھی اپنی فوج کو یورپ کے طریق پر از سرِ نو منظم اور آراستہ و پیراستہ کریں۔ جس میں وردی بھی شامل تھی۔ اس سے پیشتر ترک سپاہی وہی آبائی ڈھیلے ڈھالے، بھاری بھرکم لباس میں ملبوس ہو کر میدان جنگ میں جاتے تھے، اب تجویز ہوئی کہ انہیں بھی یورپین سپاہی کی چست وردی دی جائے۔ اس پر علماء نے شور مچایا کہ ارے بدبختو! ملک کے لئے دین بیچنے لگے ہو، کفار کی طرح وردی پہن کر تم کافر ہو جاؤ گے۔ حدیث بالکل واضح ہے کہ من تشبہ بقومٍ فھو منھم

مگر زمانہ کی رفتار ایک سیلاب ہے اور کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی، اور رفتہ رفتہ من تشبہ والا دین پسپا ہوتا رہا، اور ترقی مزاجانہ اسلام بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ جب ترکی میں انقلاب کا سیلابِ عظیم آیا اور مصطفےٰ کمال نے قانوناً ہر ایک ترک کو یورپین ہیٹ پہننے پر مجبور کیا تو اس پر حکومت اور قدامت پسندوں کے درمیان آخری ٹکر ہوئی۔ قدامت پسند کہنے لگے جسم تو سب کا سب یورپ کی تہذیب کی نذر ہو گیا ہے کم از کم سر تو اسلام کے لئے رہنے دو۔ مگر زمانہ کی تیز و تند رَو کے سامنے ترک کا سر بھی ہیٹ کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔

ترقی پسندی کی لہر اور مولانا مودودی

یہی نظارہ ہر اسلامی ملک میں نظر آ رہا ہے پاکستان میں بیچارے مولانا مودودی کی حرکات قابلِ دید ہیں، ایک طرف وہ منصبِ نبوت ہاتھ میں لئے چلا رہے ہیں کہ دیکھو انکارِ سنت کا فتنہ ابھر رہا ہے اسے روکو، دباؤ، دوسری طرف "ترقی پسندی" کی ہردوں پر لہریں ہیں کہ سب کچھ اپنے سامنے بہاتے لئے جا رہی ہیں۔ ذیل دار پاک اچھرہ ہی سے بے نقاب لڑکیاں بن سنور کر غول در غول بسوں پر چڑھ کر سکولوں اور کالجوں کو جاتی ہیں۔

دجّال، یاجوج ماجوج اور نزول مسیح

آخر اس کی وجہ معلوم کرنی چاہیئے۔ شترمرغ کی طرح کتابوں کے انبار میں سر چھپا دینے سے خطرہ ٹل تو نہیں جائے گا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک مغربیت کی دلکش مگر زہریلی ہوا، اور دوسرے علماء کا فرسودہ تصورِ مذہب، قرآن و حدیث ہر دو نے اوّل الذکر خطرے سے ڈرایا ہے، ایک نے اسے یاجوج ماجوج کا اور دوسرے نے اسے دجّال کا نام دیا۔ مولانا مودودی میں ذرا بھی انصاف پسندی ہو تو انہیں ماننا چاہیئے کہ قرآن و حدیث میں جس خطرہ کی نشان دہی کی ہے جسے تاریخ کا سب سے بڑا خطرہ بتایا ہے، وہ یہی مغربیت کا خطرہ ہے مگر باوجود احادیث کی حمایت کے وہ اس طرف نہیں آتے اور نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اس لئے کہ اگر وہ تسلیم کریں کہ یاجوج اور ماجوج یہی مغربی اقوام ہیں اور دجّال بھی یہی تہذیب ہے تو یہ تو وہ انکشافات ہیں جو اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے کئے اور اس طرح غور و فکر کرنے والوں کی توجہ احمدیہ تحریک کے ماخذ اور محرکات اور ما لہ و ما علیہ کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنے کی طرف جائے گی۔ جیسے چیمہ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا احادیث کی اہمیت یہ سب سے روزِ روشن کی شہادت ہی یہی ہے کہ موجودہ دَور کا جس سے مسلمان گذر رہے ہیں کس طرح ہو بہو نقشہ ان میں کھینچ کر دکھایا گیا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ یاجوج ماجوج، دجّال اور نزول مسیح ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں، مولانا اگر وہ تسلیم کر لیں کہ ان سے مراد مغربی تہذیب ہے تو حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحائی تو اس کا منطقی نتیجہ بن جاتا ہے۔

مسیحؑ ناصری کی وفات اور آنیوالا مسیحؑ

خوش قسمتی سے مولانا مودودی صاحب اُن ملّاں قائدین میں سے نہیں ہیں جنہوں نے احمدیت کی اپیل کو مسلمان کے دل و دماغ سے زائل کرنے کے لئے ان مستند احادیث کا ہی انکار کر دیا ہے اس لئے ان کی ذمہ داری خدا اور تاریخ کی نگاہ میں دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہ نزول مسیح کی حدیث کو مستند مانتے ہیں، اور مسیح کی وفات تو اب پایۂ تحقیق تک پہنچ گئی، جیسے جامعہ ازہر کے شیخ نے اپنے فتوے میں ان زوردار الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ بیّنہ زوری ہے، اگر مسیح ناصری فوت شدہ ہیں اور نزول مسیح کی حدیث بھی متفقہ طور پر صحیح ہے تو نتیجہ اس کے سوائے اور کوئی ممکن ہی نہیں کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہو۔

مرزا صاحبؑ کی مسیحائی کی اتفاقی شہادت

اس کے علاوہ مولانا مودودی صاحب خود بھی غیر نبی پر خدا کی طرف سے وحی و الہام کے قائل ہیں، جیسے انہوں نے منصبِ نبوت نمبر میں یہ تسلیم کیا ہے۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ کوئی عجیب و غریب چیز نہیں رہتی۔ سب سے

بڑھکر یہ کہ واقعات نے اُن کے دعوئے مجددیت، مسیحیت پر مہرِ تصدیق لگادی ہے، اس مغربیت کی ہوا سے جو بادِ سموم کی طرح گلشنِ اسلام کو جھلس رہی ہے، اگر کوئی طبقہ ابھی تک بحیثیت مجموعی بچا ہوا ہے تو وہ وہی ہے جو حضرت مرزا صاحب کے زیرِ اثر آیا۔ احمدیہ جماعت میں بھی تو تعلیم یافتہ لوگ کثرت سے ہیں، مگر خدا کے فضل وکرم سے اُن پر مغربیت کا جادو نہ چل سکا۔ باوجود اعلےٰ مغربی تعلیم کے وہ عاشقِ قرآن ہیں، عاشقِ رسول ہیں، اسلام کی اشاعت کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں، اور ان میں سے ہر فرد اپنی آمد کا ایک مقررہ حصہ اشاعت اسلام کے لئے دیتا ہے۔ بتائیے! یہ مرزا صاحب کی مسیحائی کی واقعاتی شہادت نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن اور علماء

بہرحال میں اصل مقصد کی طرف لوٹتا ہوں، اور اس دوسری وجہ کو لیتا ہوں جس کی وجہ سے مسلمانوں کی نئی پود اسلام سے بدگمان ہوتی جاتی ہے۔ جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں، جہاں ایک طرف مغربیت کی ایمان کُش تہذیب کی چکاچوند نے مسلمانوں کے ایمان کی جڑوں کو ہلا دیا ہے، دوسری طرف اسلام کی جو تصویر علماء کھینچتے ہیں، وہ بھی ان کی بددلی کی دوسری بڑی وجہ ہے، جس قسم کا اسلام ہمارے علماء پیش کر رہے ہیں اس پر انہیں دوبارہ غور کرنا چاہیئے انہوں نے اسلام کی تعلیم کو بے حد مشکل بنا دیا ہے، جو ہرگز قرآن سے ظاہر نہیں ہوتی ——— قرآن آزادیٔ فکر کا حامی ہے۔ صحیفۂ فطرت اور تاریخ عالم کے مطالعہ اور اس سے سبق سیکھنے پر بڑا زور دیتا ہے۔ خود غور و فکر کی بار بار تاکید کرتا ہے، انسان کی قسمت کی باگ ڈور بجائے کسی مولوی، یا پیر، پروہت کے خود اسی کے ہاتھ میں پکڑاتا ہے۔ اس لئے علماء کی یہ بات زیادہ دیر تک چلنے والی نہیں ہے کہ خاموش! ہم جو کہتے ہیں چپ چاپ اسی لکیر کے فقیر بن کر رہو اس لئے کہ ہم اس فن کے ماہر ہیں۔

قرآن ——— روحانی معارف کا سمندر

صحیح بات یہ ہے کہ قرآن روحانی معارف کا ایک سمندر ہے، اور ہر ایک نسل اپنی ذہنی استعدادوں کے مطابق اس سے نئے علوم اور نئی چنگاریٔ حیات حاصل کرسکتی ہے، صحابہ کرامؓ کے زمانے کی جو انسانی نسل تھی انہوں نے اپنی استعدادوں کے مطابق قرآن سے استفادہ کیا۔ بلکہ انہیں تو خود اس قسم کے غور و خوض کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی ــ جیسے بعد کی نسلیں کرتی رہی ہیں، اس لئے کہ اُن کے اسلامی نور کا تمام تر سرچشمہ نبی کریمؐ کی ذات تھی۔ یعنے منبع سے براہ راست تعلق ہونے کی وجہ سے انہیں وہ کاوش نہیں کرنی پڑی جو بعد کے مسلمان کرتے رہے ہیں اس لئے مسلمان کے غور و فکر کو ماضی کے ساتھ مقفل کر دینا خود قرآن کے ساتھ بے انصافی ہے جو سب زمانوں اور سب حالات کے لئے ضابطۂ حیات ہے۔

چند قرآنی اصطلاحات

علماء کو چند قرآنی اصطلاحات کی از سرِ نَو تشریح کرنی چاہیئے۔ اتباعِ رسولؐ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اسوۂ رسولؐ جو مسلمانوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ صراطِ مستقیم کا حقیقی مفہوم کیا ہے جس کے لئے ہم پانچ وقت دُعا مانگتے ہیں؟ اطاعتِ رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ میں کیا فرق ہے؟

صراطِ مستقیم اور وحی والہام کا سلسلہ

کیا صراطِ مستقیم کے صحیح معنے یہ نہیں ہوسکتے کہ خدا تک پہنچنے کا براہ راست (DIRECT) راستہ ہمیں ملے جو وحیٔ الہام کا مقام ہے؟ ایک راستہ تو وہ ہے جو ہم سُن کر یا کتابیں پڑھکر تھوڑا بہت معلوم کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ گول مول (Round about) راستہ ہے۔ قرآن نے بھی صراطِ مستقیم کی تشریح کرتے ہوئے اسے انعمت علیھم کے گروہ کا راستہ بتایا ہے، اور انعمت علیھم میں جو گروہ شامل کئے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں خدا تعالےٰ کا براہ راست مشاہدہ حاصل ہوا ہے۔ یعنے نبی، صدیق، شہید، صالح۔ ــــ عالم کو اس میں شامل نہیں کیا اس لئے کہ اس کا کتابی علم خدا تعالےٰ کی ہستی کی ایک دھندلی سی نشاندہی کرتا ہے اور براہ راست خدا کا جلوہ نہیں دکھا سکتا۔ حالانکہ ایک مسلمان کے سامنے نصب العین ہی یہ ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کا علم اپنے ذاتی تجربے کی بناء پر حاصل کرے۔

نبی کریمؐ کی سب سے بڑی سنت یہی تھی کہ خدا کی ہستی کو جو ایک کہانی بن گئی تھی دوبارہ بطور ایک امر واقع کے دریافت کیا۔ اب ہم اس قدر صراطِ مستقیم سے دُور ہٹ گئے ہیں کہ یہ تصور بھی کہ انسان کا خدا سے ذاتی تعلق ہوسکتا ہے ہمارے سمجھ میں نہیں آسکتا بلکہ خدا سے وحی والہام کا سلسلہ ہی منقطع کر دیا۔

اسوۂ رسولؐ اور اتباع و اطاعتِ رسولؐ

جہاں قرآن نے نبی کی ذات کو اسوۂ حسنہ بتایا ہے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اسوہ کن کے لئے ہے۔ وہ لمن کان یرجوا اللہ کے لئے ہے یعنے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے سامنے مقصدِ زندگی ہی یہی رکھا ہے کہ ہم نے خدا تک پہنچنا ہے یہی مفہوم اتباعِ رسولؐ میں ہے یعنے خدائی جستجو میں نبی کریم صلعم جو نقوش یا صفحۂ تاریخ پر چھوڑ گئے ہیں اُن سے ہم روشنی اور حرارتِ ایمانی کی چنگاری حاصل کریں۔

اطاعتِ رسولؐ کا تعلق زیادہ تر اوامر و نواہی سے ہے اور اتباع کا تعلق ایک اور سطح پر ذاتِ نبوّت سے استفادہ کے ساتھ ہے جسے Inspiration کہتے ہیں۔

لیکن بر عکس لقدرِ ہمّت او ست۔ ایک ایسی سطح بھی معرضِ وجود میں آگئی کہ اتباعِ رسولؐ کے معنے لباس، ڈاڑھی، مسواک، کدو اور حلوے کی حدود تک پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے اپنے سارے دانت نکلوا دیئے تھے تاکہ نبی کریمؐ کی اتباع ہوسکے چونکہ یہ قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ جنگ احد میں کونسے دانت شہید ہوئے تھے، احتیاطاً انہوں نے سب ہی نکلوا دیئے ـــــ ایک تصور اتباع اور عشقِ رسولؐ کا یہ بھی ہے۔

تاجِ نبوّت کے چمکتے ہوئے ہیرے

ظاہری باتوں کی طرف عموماً توجہ زیادہ جاتی رہی ہے اور روحانیات اور اخلاقیات کو جو ایک نبی کے اصلاحی مشن کا مرکزی محاذ ہوتا ہے عموماً پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ امانت، دیانت، شفقت علی خلق اللہ۔ ہمت استقامت جفاکشی، فرض شناسی، شجاعت، عفو و درگذر وغیرہ خلقِ عظیم جو تاجِ نبوّت کے چمکتے ہوئے ہیرے تھے وہ تو نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ اور ان کی جگہ ایسی چیزوں کو سنّتِ رسولؐ کا مقام دیا گیا جن کا تعلق ظاہری یا جسمانی یا مقامی و وقتی حالات کے ساتھ تھا۔

اشدّاء علی الکفّار اور رکّعاً سجّداً کا نقشہ احمدیت میں

سنّتِ نبویؐ کا نقشہ خود قرآن نے کھینچا ہے۔ محمّد رسول اللہ والذین معه اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم، تراھم رکّعاً سجّداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً۔ اس سے بڑھکر کس سنّت کی تلاش ہے۔ مولانا مودودی جیسے ذہن رسا میں یہ سیدھی بات کیوں نہیں سماتی کہ اس وقت علماء نے اسلام کا جو نقشہ پیش کیا ہے اشدّاء علی الکفّار سے بکلی غفلت اور اشدّاء بینھم پر سارا زور ہے۔ اشدّاء علی الکفّار کا محمدی نقشہ اس زمانہ میں اگر کسی نے پیش کیا ہے تو وہ بھی صرف مرزا صاحب نے، ہر ایک دشمن اسلام کے بالمقابل ایسا محاذ قائم کیا اور ہر ایک پر ایسی شدت سے حملہ کیا کہ ان کی صفوں کو پامال کرکے رکھ دیا اور عیسائی تو یہاں تک آ گئے کہ مرزائیوں سے مباحثہ ہی نہ کرو۔ رکّعاً سجّداً

یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً کا نقشہ اس زمانے میں پیش کرنے والے بھی وہی ایک مرزا صاحب ہی تھے کہ قوم کی قوم کو تہجد گذار اور نمازوں میں گریہ و زاری کرنے والا بنا دیا۔ اسی کو دیکھ کر ہی تو علامہ اقبال مرحوم پھڑک اُٹھے اور بلا خوف لومۃ و لائم بول پڑے کہ ٹھیٹھ اسلام کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں جا کر دیکھو۔

مرزا صاحبؒ کا نسخہ

آخر وہ کیا جادو تھا جو مرزا صاحب کے ہاتھ میں تھا کہ جو بھی جاتا تھا لٹو ہو جاتا اور وہیں کا ہو رہتا تھا۔ مخالفین لوگوں کو روکا کرتے تھے اور یہی کہہ کر روکتے تھے کہ مرزا صاحب کے پاس جادو ہے وہاں نہ جاؤ۔ علماء کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ آخر وہ بھی تو وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں اس کا کیوں قلوب پر اثر نہیں ہوتا اور ہر وقت انہیں شکایت رہتی ہے کہ نئی پود اسلام سے بیگانہ ہو رہی ہے مرزا صاحب کے پاس جو بھی نئی پود کے لوگ پہنچے وہ تو اُن کے عاشق زار ہو گئے۔ اور اسلام اور قرآن اور رسولؐ کے عاشق ہو گئے۔ آخر یہ کونسا نسخہ تھا جو مرزا صاحب نے دریافت کر لیا تھا کہ جو کوئی بھی دو دن قادیان جا کر ان کی صحبت میں رہتا ہے جب واپس آتا ہے تو بدلا ہوا انسان ہوتا ہے۔ وہ نسخہ بھی سُن لیجئے ـــــ ایک دن کسی نے سوال کیا حضرت آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں کئی ایسے بھی ہیں جن کی داڑھیاں صفا چٹ ہوتی ہیں، آپ نے فرمایا آپ کو ان کی داڑھیوں کی فکر ہے مجھے ان کے دلوں کی فکر ہے۔

اصلاحِ قلب کی ضرورت

یہ ہے وہ نسخہ جو علمائے کرام کی طب میں نادار د ہے۔ علماء اصلاح کا کام غلط طرف سے شروع کرتے ہیں۔ اصل اصلاح انسان کے قلب سے شروع ہونی چاہیئے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ اگر وہ صالح ہو جائے تو انسان سب کا سب صالح ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحبان مسواک پر تو سارا زور خرچ کر دیتے ہیں مگر قلب کی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا صاحب نے قلوب کی اصلاح کس طرح کی؟ وہ بھی اندرونی عمل تھا، بیرونی دباؤ نہ تھا۔ نہ ہی تکفیر کا ڈنڈا تھا جس سے لوگوں کو خوف زدہ کر کے اسلام کے اندر رکھنے کی کوشش کی ہو، وہ اصلاح انسانوں کے اندر کی اصلاح تھی، اسلام کی جو تصویر مرزا صاحب نے کھینچی تھی اس میں وہ حسن و جمال تھا کہ دیکھتے ہی ہر قلب سلیم خود بخود لٹو ہو جاتا تھا۔ جلسہ مذاہب میں مرزا صاحب کی اسلام پر تقریر نے وہ جادو کیا کہ غیر مسلم، یہاں تک کہ آریہ بھی سر جھومنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر یہی اسلام ہے تو کسی کو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا ـــــ یہ ہے اسلام کی تسخیرِ قلوب کی طاقت۔

مغربیت کے سیلاب کو روکنے کیلئے مضبوط بند

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس وقت مغربیت اور اس کے ساتھ دہریت کا پُر زور سیلاب اسلامی ممالک کو بہائے لئے جا رہا ہے اس کے سامنے اگر کوئی مضبوط بند (DAM) تعمیر ہو سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں کہ علماء اپنے تصور اسلامی پر نظر ثانی کریں اور اس اسلام کو پیش کریں جس کی تصویر امام وقت نے کھینچ کر دکھائی۔ اگر خانہ کعبہ کی دیواروں کے سایہ میں غلامی کی منڈی بھی ہو، اگر مسلمان حکمرانوں کے حرم سراؤں میں لونڈیوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھی پھر رہے ہوں۔ اور اس پر قرآن اور حدیث کے جواز کی مہر ہو، اگر اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب قبول کرنے والے کے لئے قتل کی سزا ہو، اگر ترقی کی شاہراہ پر من تشبہ بقوم کا روڈ بلاک کھڑا دکھائی دے اور کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار کے ڈنڈے نے قلب مسلم میں ایجاد اور ترقی کی اُمنگ ہی کچل کر رکھ دی ہو تو اسلام سے خود اسلامی دنیا میں بغاوت ہو جانا لازمی نتیجہ ہو گا۔

قرآن و سنّت کا لیبل

مذہب کے خلاف یہ بغاوت جو اس وقت تو تعلیم یافتہ طبقہ میں پھیل رہی ہے اور پاکستان کیا تمام اسلامی ممالک میں پھیل رہی ہے درحقیقت اس کھوٹے سکے سے بیزاری کا اظہار ہے جو علماء کرام قرآن و سنّت کا لیبل لگا کر چلا رہے ہیں ـــ قرآن کا پیغام تو خود مغرب کے سلیم الفطرت طبقہ کے قلوب کو مسخر کر رہا ہے جہاں سے دجّال کے فتنہ نے جنم لیا ہے۔

صحیح پوزیشن وہی ہے جس کی وضاحت چیمہ صاحب نے اپنی تقریر میں کر دی تھی کہ قرآن ہی کی عملی تفسیر ہے، مگر ہاں قرآن کا بھی ایک مغز ہے اور ایک پوست ہے اور اسی کی طرف مولانا روم نے توجہ دلائی ہے

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخواں پیشِ سگاں انداختم

قرآن و سنّت کا مغز و رُوح

جہاں تک قرآن و سنّت کے مغز اور روح کا تعلق ہے وہ تو زندگی کی دھڑکنوں کو تیز اور تیز سے تیز تر کرنے والا دنیا میں ایک ہی نسخہ ہے۔ دنیاوی ترقی کے ساتھ روحانی چین ...... اور تسکین (جس سے مغربی دنیا باوجود ترقی اور فراوانی کے محروم ہے) کا سامان بھی قرآن و سنت ہی میں ہے۔ علماء کرام جو غلطی کر رہے ہیں وہ اسی قدر ہے کہ قرآن و سنت کے پوست کو پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں اور اس کے اندر جو روشنی اور نور ہے اور حیات کی زندہ چنگاریاں ہیں جن سے قومیں زندہ ہوتی ہیں اور دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو سکتی ہیں اس کی طرف سے آنکھیں بکلی بند کر دی ہیں حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا وہ بھی صرف اسی قدر ہے اس سے زیادہ ایک ذرّہ بھر نہیں ہے کہ قرآن و سنت کی حقیقت کی طرف آؤ۔ آپ کا علماء کرام سے اختلاف یا جھگڑا جو کچھ بھی ہے اسی قدر ہے کہ

بلفظی بسر کردند عمرِ خود ملا معمل
وے از بہر معنے ہا نے یابند فرصت را
ہمہ در ہائے قرآں را چو خاشاکے بیفگندند
زِ علم ناتمامِ شاں چہا گم گشت ملّت را

مرزا صاحب شاعر نہیں تھے، نہ ہی شاعرانہ انداز میں کوئی بات کہتے تھے۔ یہ علماء کرام کے سرمایہ اسلام کی ایک حقیقت پسندانہ تصویر ہے جو آپ نے کھینچ دی ہے اور جس کی شہادت وہ عالمگیر بغاوت ہے جو اُن کے خانہ ساز اسلام کے خلاف عالم اسلامی کے روشن خیال، ترقی پسند طبقہ میں رونما ہو رہا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی تڑپ

اور اپنے متعلق جو کچھ کہا وہ بھی محض اسی قدر تڑپ ہے کہ کسی طرح قرآن کا گم گشتہ نور اور سنت محمدیہ کے زندہ فیوض دوبارہ زندہ ہوں ؎

مرا اسلام در باطن حقیقت ہا ہمے دارد
کجا باشد خبرہاں مر گرفتاراں صورت را
من از یار آمدم تا خلق را ایں راہ بنمایم
گر امروز مے بینی بہ بینی روز حسرت را
چو چشم حق شناس نور عرفانت نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاقِ ملت را
کجا از آستانِ مصطفیٰ اے ابلہ بگریزم
نمے یابم در جائے دگر ایں جاہ و دولت را

اسے مسیحائی کہئے، مجددیت کہئے، جو کچھ چاہیں کہئے، وہ اس تڑپ سے بڑھکر کچھ نہیں کہ قرآن و سنتِ رسولؐ کا حقیقی نور قلب مسلم میں جلوہ گر ہو، جو جاہلیت کی اس عالمگیر تاریکی میں بھٹکتی ہوئی سراسیمہ انسانیت کے لئے روشنی کا مینار بنے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کا وجود مبارک ہی ہے

جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے

حضرت مرزا صاحب کس غرض کیلئے مامور ہوئے

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے اپنے احکام پر عمل کرنے والوں کے ساتھ خاص اجر کے وعدے کئے ہیں۔ وہ وعدے بے شک ہر سچے مسلمان کے حق میں پورے ہوتے رہتے ہیں لیکن وہ ایسے نمایاں نہیں ہوتے کہ غیر مسلموں کے سامنے ان کے مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے انہیں بطور حجت پیش کیا جا سکے لیکن حضرت مرزا صاحب اس زمانہ میں اس دعوے کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس لئے مامور کیا ہے کہ میں ہر پہلو سے اسلام کی صداقت کو ثابت کروں اور دنیا کو دکھلا دوں کہ اسلام اپنی دائمی برکات اور قیامت تک جاری رہنے والے فیوض کی بنا پر زندہ مذہب ہے اور اس کا رسول زندہ رسول ہے جس کی کامل اطاعت اور کامل محبت اس کے متبع کو وصل باللہ کرا دیتی ہے اور اس کا ثبوت امت کے اولیاء ۱۳۰۰ برس سے بہم پہنچا رہے ہیں اور اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اس کا ثبوت بہم پہنچانے کے لئے کھڑا کیا ہے۔

مسلمانوں کی بے وجہ مخالفت

یہ امر ایسا نہیں تھا کہ مسلمانوں کو ان کی مخالفت پر آمادہ کرتا۔ نہ معلوم ان کے اس دعوے کو سنتے ہی مسلمان کیوں مخالفت پر اتر آئے ان کو تو خوشی کے مارے بلیوں اچھلنا چاہیئے تھا اور ان کے گھروں میں گھی کے چراغ جلنے چاہیئے تھے کہ اسلام کے دعووں کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک شخص کھڑا ہو گیا ہے۔ ان کا کام صرف یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس دعوے کو صداقت کے معیاروں پر پرکھتے اگر خدا کے وعدوں کو اس کے وجود میں پورا ہوتے مشاہدہ کر لیتے تو ارشاد خداوندی کونوا مع الصادقین کی تعمیل میں اس کے ساتھ ہو کر خدمت دین میں مصروف ہو جاتے جس کی طرف وہ انہیں دعوت دے رہا تھا اس کی دعوت کا لب لباب یہی تو تھا کہ قرآن کریم اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنے نفوس کی اصلاح کرو اور دنیا میں اسلام کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ۔ کاش ہمارے غیر از جماعت مسلمان بھائی اب بھی غور کریں اور جبکہ اس مامور کی صداقت اس معیار کے مطابق ثابت ہو گئی ہے تو اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی برکات اور اس کے افضال کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کریں اب میں ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسی کی مدد سے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے وعدے حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ہی نمایاں طور پر پورے ہوئے ہیں۔

روزوں کا نتیجہ

آجکل رمضان کا مہینہ ہے جس میں ہر مسلمان پر روزے فرض ہیں روزوں کا اثر روزہ دار کے قلب پر کیا پڑتا ہے اس کا ذکر قرآن شریف نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ع ۲۳)

اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان قوموں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں اور روزوں کا فرض کرنا اس لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقوےٰ پیدا ہو جس کے معنے یہ ہوئے کہ روزہ روزہ دار کو متقی بنا دیتا ہے لیکن یہ تو ایک دعوےٰ ہے کہ انسان روزہ سے متقی بن سکتا ہے جب تک اس کا عملی ثبوت نہ ملے کس طرح اس دعوے کی صداقت پر ایمان لایا جا سکتا ہے تقوےٰ کا تعلق تو دل کی صفائی سے ہے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دل کو چھاڑ کر اس کی صفائی کو دیکھا جا سکے اس دعوے کی صداقت کا ثبوت تو روزہ دار میں ان علامات کے پائے جانے سے مل سکتا ہے جو متقی کی قرآن شریف میں بیان کی گئی ہیں۔ ذیل میں واقعات کی روسے قرآن کریم میں بیان کردہ تمام علامات کا حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود میں پایا جانا ثابت کیا جاتا ہے اس سے ایک طرف تو قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اور آخری ہدایت نامہ ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کا حقیقی معنی میں متقی ہونا ثابت ہو جائے گا۔

چھ ماہ کے روزے

قبل اس کے کہ متقی کی علامات اور ان کے پورا ہونے کا ذکر کیا جائے۔ اس مقام پر اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ایک خواب کی بناء پر قریباً چھ ماہ کے متواتر روزے رکھے، حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔۔ کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں"

چنانچہ اس خواب کی بناء پر آپ نے پوشیدہ طور پر چھ ماہ کے روزے رکھے اور خدا تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق ان کے اجر کے طور پر آپ کے قلب مبارک میں تقوےٰ کا درخت نشو ونما پا گیا اور اس کی علامات بین طور پر آپ کے وجود میں پیدا ہو گئیں جو ذیل میں حیز تحریر میں لائی جاتی ہیں۔

پہلی علامت

منجملہ اور علامتوں۔۔۔ کے متقی کی ایک علامت قرآن شریف نے سورۃ الطلاق ع میں یہ بیان فرمائی ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئی قدراً۔

اور پھر فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسراً یعنے جو شخص اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے مصائب اور مشکلات سے مخلصی پانے کا راستہ نکال دیتا ہے اور یہ مخرج اسے ایسے طریق سے عطا کرتا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، اور یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ پر جو لوگ توکل کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کے لئے کافی ہوتا ہے یعنی تمام ایسی مشکلات میں ان کی مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ اپنے امر کو پورا کر کے رہتا ہے ہر چیز کے لئے اللہ تعالےٰ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے پس تقوےٰ کے لئے بھی ایک اندازہ ہے جب تقوےٰ اس اندازہ پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں اور اس کی علامات ظاہر ہونی

شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں سہولت پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور اسکے نتائج

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے ماموریت کے ساتھ ہی اُن کے خلاف مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مخالفین نے آپکو ہر رنگ میں مصائب کا نشانہ بنایا آپ کے راستہ میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیئے مگر اللہ تعالیٰ نے ہر موقعہ پر آپ کی حفاظت کی اور مندرجہ بالا وعدہ کے مطابق ان مصائب اور مشکلات سے صحیح سلامت نکل آنے کا راستہ نکال دیا اور دشمن کو نہائب و خاسر ہو کر ہر موقعہ پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اسی قسم کی مخالفت کا ایک واقعہ آپ کو آپ کے چچا زاد بھائی امام الدین کے ذریعہ پیش آیا اس واقعہ کی تفصیل حضور کے اپنے الفاظ میں ہی سننے کے قابل ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

" ۱۹۰۰ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچا زاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچدی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آ گئے ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کی گئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اس میں یہ مشکلات ہیں کہ جس زمین پر یہ دیوار کھینچی گئی ہے اس کی نسبت کسی پہلے وقت کی مسل کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہے اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جس کا نام غلام جیلانی تھا اور اسکے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اُس نے امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغہ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی، تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے، اب اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے۔ غرض نالش کے بعد ایک پرانی مسل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدۂ لاینحل ہمارے لئے پیش آ گیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعوےٰ خارج کیا جائے گا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ایک پرانی مسل سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے اس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہو گا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود کچھ روپیہ دے کر راضی کر لیا جائے لہذا میں نے مجبوراً اس تجویز کو پسند کر لیا

تھا مگر وہ ایسا انسان نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اس کو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تھا اور اس کو یہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا۔ آخر ہم نے اس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہاں تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی بھی صورت کامیابی کی نہ تھی کیونکہ پرانی مسل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور امام الدین کی یہاں تک بدنیتی تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آ کر ہماری جماعت کے لوگ ٹھہرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیاں نکالتا تھا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونے کے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازوں کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آ جائیں اور گھر سے باہر نکل نہ سکیں اور نہ باہر جا سکیں، یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں تک کہ ہم ضاقت علیہم الارض بما رحبت کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آ گئی اس لئے جناب الٰہی میں دُعا کی گئی اور اس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دُعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام علیحدہ علیحدہ وقت کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہوا، مجھے یاد ہے کہ اس وقت سیّد فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سیّد ناصر شاہ صاحب اوورسیئر بارہ مولہ کشمیر میرے پیر دبا رہے تھے اور دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ سیّد صاحب کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے، آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں، چنانچہ انہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا۔ پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہو کر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سنت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا[1] اور جب ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر جاری ہوتا تھا یہاں تک کہ کل وحی الٰہی نازل ہو کر سیّد فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے۔ جس کا مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہو گی۔ چنانچہ میں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الٰہی سنا دی اور اس کے معنی اور شان نزول سے اطلاع دے دی اور اخبار الحکم میں چھپوا دیا اور سب کو کہدیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دے گا جس میں ہماری فتح ہو گی کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا اب ہم وہ وحی الٰہی کو معہ ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

الرحی۔ تدور و ینزل القضاء۔ انّ فضل اللّٰہ لاٰت ولیس لاحد ان یردّ ما اتٰی۔ قل ای وربّی انہ لحق لا یتبدل ولا یخفی۔ و ینزل ما تعجب منہ وحی من رب السمٰوات العلیٰ۔ انّ ربّی لا یضل ولا ینسیٰ۔ ظفر مبین۔ انما یؤخرھم الی اجل مسمّیٰ۔ انت معی وانا معک۔ قل اللّٰہ ثم ذرہ فی غیّہ یتمطیٰ۔ انہ معک وانہ یعلم السرّ وما اخفیٰ۔ لا الٰہ الا ھو یعلم کل شئ ویریٰ۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماء منھمر۔ ان حبّی قریب۔ انہ قریب مستتر۔

ترجمہ:- چکی پھرے گی اور قضا و قدر نازل ہو گی یعنے مقدمہ کی صورت بدل جائے گی جیسا کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ حالت میں جو صورت مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان ہے یہ صورت قائم نہیں رہے گی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائے گی جو ہمارے لئے مفید ہے اور جیسا کہ چکی کو گردش دینے سے جو منہ کے سامنے حصہ چکی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا ہے، اور جو پیچھے کا حصہ ہوتا ہے وہ منہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور در پردہ باتیں ہیں وہ منہ کے سامنے آجائیں گی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابل التفات اور مخفی ہو جائیں گی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو رد کر سکے یعنے آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ

---

[1] عجیب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے ہی شروع ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ سے بر وقت نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی اس کا نام بھی فضل ہے۔ منہ

* وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے۔ یہ جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک ضرورتوں کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دُعا کے وقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہو جاتی ہے مادی اسباب کا کچھ بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پس اس میں آریہ سماج والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادی اسباب تک ہی محدود رکھتے ہیں تبھی تو وہ نیستی سے ہستی ہونے کے قائل نہیں اور ان کے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کے لئے مادی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ منہ

امر ہے کہ بصورت موجودہ مقدمہ کی جس سے یاس
اور نومیدی ٹپکتی ہے یک دفعہ اٹھا دی جائے گی،
اور ایک اور صورت ظاہر ہو جائے گی جو ہماری کامیابی
کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں۔ اور پھر فرمایا
کہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اس
امر میں نہ کچھ فرق آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا
اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں
ڈالے گی۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا
ہے۔ میرا رب اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے
برگزیدہ بندوں سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے بندوں
کو بھولتا نہیں جو مدد کئے جانے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اس
مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اس وقت تک
تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے تو میرے ساتھ
ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو کہہ ہر ایک امر میرے
خدا کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اس کی گمراہی
اور ناز اور تکبر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی الٰہی کا ایک
تسلی دینے کا فقرہ ہے ...... کیونکہ جب ہماری نالش
کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے کہ یہ دعوے بے بنیاد
ہے ضرور خارج ہو جائے گا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر
ایک پہلو سے یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رو سے
ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اس وجہ سے اس
کا تکبر بہت بڑھ گیا تھا اور وہ ہنس ہنس کے کہتا تھا کہ
وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائے گا بلکہ یہی سمجھو کہ خارج
ہوگیا اور شریر لوگوں نے اس کا ساتھ دیا، چنانچہ یہ بات
قریباً تمام گاؤں میں مشہور ہوگئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے
مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا مقدمہ ان کے
حق میں فیصلہ ہوگیا ہے سو اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ کیوں اس قدر ناز اور رعونت دکھلا رہے ہو ہر ایک
امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ ہر ایک
چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور پھر مجھے
مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ قادر تیرے ساتھ ہے اسکو
پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو
انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وہ بھی اسکو معلوم ہیں ماحصل
اس فقرہ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی پوشیدہ امر ہے
کہ جو اب تک نہ تجھے معلوم ہے اور نہ تمہارے وکیل
کو اور نہ اس حاکم کو جس کی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اور
پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود
نہیں انسان کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے
کہ گویا وہ اس کا معبود ہے ایک خدا ہی ہے جو یہ صفت
اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جس کو ہر ایک چیز کا علم ہے
اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے اور وہ خدا ان
لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے
ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں
تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں سطحی طور پر
نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اس کی عمیق در عمیق
شاخوں کو بجا لاتے ہیں اور کمال خوبی سے اس کو انجام
دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی

پسندیدہ راہوں سے خادم ہوتے ہیں اور ان پر چلتے
ہیں اور چلاتے ہیں اور پھر فرمایا کہ ہم نے احمد
کو یعنی اس عاجز کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس قوم
اس سے روگردان ہوگئی اور انہوں نے کہا کہ یہ تو کذاب
ہے دنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے حیلوں
سے دنیا کمانا چاہتا ہے اور انہوں نے عدالتوں میں
اس پر گواہیاں دیں تا اس کو گرفتار کرا دیں اور وہ ایک
تند سیلاب کی طرح جو اوپر سے نیچے کی طرف
آتا ہے اس پر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہے ہیں
مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے
وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ
ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جو اس وقت کی گئی تھی جب کہ
مخالف دعوے سے کہتے تھے کہ بالیقین یہ مقدمہ
خارج ہو جائے گا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم ان
کے گھر کے تمام دروازوں کے ساتھ دیوار کھینچ کر وہ دکھ
دیں گے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں
ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ
میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا جس سے جو مغلوب ہے
وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے
گا۔ اور یہ پیشگوئی اس قدر شائع کی گئی تھی کہ بعض
ہماری جماعت کے لوگوں نے اس کو حفظ کر لیا تھا اور
صدہا آدمی اس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب
کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اس سے
انکار نہیں کر سکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی
مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی۔
اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دور دراز ملک کے لوگوں
تک اس کی خبر پہنچ چکی تھی پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اس دن
ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ
کا حکم سنایا جائے گا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے
لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آ جائے گا وہی دن
تھا جس میں پیشگوئی کے اس بیان کے معنے کھلنے
تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا
کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا۔ سو ایسا
اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین کو
خیال آیا کہ پرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہئے یعنی ضمیمہ
جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے، جب وہ
دیکھا گیا تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع
نہ تھی۔ یعنی حاکم کا تصدیق شدہ حکم یہ نکلا کہ اس زمین
پر قابض نہ صرف امام دین ہے بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ
یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں تب ...... یہ
دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ
فتح ہوگیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا، اس نے فی الفور
وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اس پر حقیقت
کھل گئی اس لئے اس نے بلا توقف امام دین پر ڈگری
زمین کی بمعہ خرچہ کر دی اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوزہ بجز اس
کے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے
ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں

وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک
پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ایک تو اس
میں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرے ایک امر مخفی کے ظاہر
کرنے کا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور
اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے
ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوزہ مقدمہ بھی خدا
کی قضاء و قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے
تئیں علیحدہ نہیں کر سکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ
خدا بخش ڈسٹرکٹ جج کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے
کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اس قوی حجت
کو پیش نہیں کیا صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا
تعالیٰ کے فضل سے یہ عقدہ کھلا۔ چنانچہ ہر ایک
شخص جو شیخ خدا بخش کے فیصلہ کو دیکھے گا اس پر فی الفور ظاہر
ہو جائے گا کہ مدت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے
کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں
کیونکہ امام الدین مدعا علیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ
کو ثابت کرنے کے لئے پیش کیا تھا اس میں تو صرف
امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا اس
میں بھید یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین
پر ہی نالش کی تھی اور اس کی عرضی پر مدعا علیہ صرف امام الدین
ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانے کے بعد میرے والد
صاحب نے بذریعہ اپنے مختار کے مدعا علیہم میں
اپنا نام لکھوا دیا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں
قابض ہیں اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہوگئے
تھے اور صرف امام الدین کا نام مدعی کے عرضی دعوے
پر رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف
امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور
جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو انڈکس کی مدد سے وہ
مخفی حقیقت ظاہر ہوگئی اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے
ایک دم میں چکی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکی کی گردش سے
جو حصہ چکی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے
سامنے آ جاتا ہے اور جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ
ہو جاتا ہے پس یہی حال اس مقدمے کا ہوا یعنی جو وجوہات
قبل اس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ
غلام جیلانی مدعی نے اپنی عرضی دعوے میں صرف
امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے۔ انڈکس پیدا ہونے
سے یک دفعہ یہ وجوہات ناپید ہوگئے اور چکی کی
پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے
آ گئے اور جس پوشیدہ امر کے لئے اس پیشگوئی میں
خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر
کر دوں گا وہ ظاہر ہوگیا بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی
نالش کا مقدمہ ایک پرانے زمانے کا تھا جس پر قریباً
چالیس برس گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد
صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ
تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین
کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو
چکے تھے اور تیس برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد

صاحب اور تیرہ دجہ ان کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اس لئے ان پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

اب سوچنا چاہیئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرت الٰہی سے تعبیر کی گئی ہے اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کرے گا تو اس کے اسلام کی کچھ خیر نظر نہیں آتی۔ افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہیں کرتے۔"

اب بصد مسرت ناظرین کرام دیکھ لیں کہ یہ کیسا ایمان افروز واقعہ ہے۔ مصیبت نے چاروں طرف سے گھیرا ڈالا ہوا ہے ظاہری اسباب کے لحاظ سے مخلصی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی نا امیدی کے بادل گھنے سے گھنے ہوتے چلے جاتے ہیں چھٹنے کا نام تک نہیں لیتے ان حالات میں خدا اپنے بندہ کو کن پُر امید الفاظ میں تسلی دیتا ہے اور پھر وعدہ ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا کے مطابق وکیل کے دل میں مخلصی کی راہ القا کرتا ہے جس سے ایک نہایت ہی مخفی در مخفی راز کا علم ہو جاتا ہے جس سے ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ من امرہ یسرا کے وعدہ کے مطابق اس مصیبت کو آسان بنا دیتا ہے اور بظاہر جو شکست نظر آ رہی تھی وہ فتح سے بدل جاتی ہے اور دشمن جو اپنی فتح کا یقین کئے بیٹھا تھا عدالت سے ناکام و نامراد لوٹتا ہے اس کا نام ہے خدا کی قدرت اور اس کا نام ہے خدا کا علم غیب اور اس کا نام ہے متقی کی تائید و نصرت الٰہی کاش کوئی اہل دل اس پر غور کرے اور ہدایت کے نور سے اپنے دل کو منور کرے۔ جناب پرویز صاحب اور ان کے ہمنوا دوست جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بعد قرآن باب وحی بند ہے کیا سچے انصاف سے غور کریں واقعات کی شہادت کو وہ کس طرح جھٹلا سکتے ہیں۔ یہ ایک ہی واقعہ نہیں جس کو اتفاق سے تعبیر کیا جائے انشاء اللہ آئندہ اقساط میں اسی قسم کی مشکلات کے مزید واقعات بھی ناظرین کرام کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ ایسی ہی مشکلات میں خدائی وعدہ کے پورا ہونے کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں ؁

اوکاڑہ اور مضافات کی جماعتوں کے لئے اطلاع

انجمن نے قاضی طارق محمود صاحب کو مبلغ مقرر کیا ہے فی الحال یہ اوکاڑہ اور اس کے مضافات میں تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان سے کامل تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

احمد یار ۲۷ ۲/۶۲
سیکرٹری

شمولیت سلسلہ — [illegible] سے محمد انور صاحب ولد عبداللہ صاحب نے سلسلہ عالیہ میں شمولیت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور دین و دنیا کی نعماء سے متمتع فرمائے ؁

ایک خط کا جواب

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱)

۱۰۔ خلیفہ صاحب نے نہ صرف عام مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کی اور نہ صرف جماعت لاہور کے ممبران کے خلاف نفرت پیدا کی بلکہ خود اپنے متبعین کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کر سکے۔ وہ اپنی جماعت کے کثیر حصہ کو منافق سمجھتے ہیں اور جس کسی نے اُن کا حکم نہ مانا اس کو جماعت سے خارج کر دیا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس عظیم الشان ہستی کی بھی جس کا نام مولانا نور الدین ہے توہین کرنے سے باز نہیں رہے۔ حالانکہ وہ ایسی پاک اور مقدس ہستی تھی جن پر خود حضرت مجدد زمان کو فخر تھا، اور ان کو صدیقی کہتے تھے، اور ان کے اخلاق فاضلہ اور صفات محمودہ پر رشک کرتے تھے۔ ان کے متعلق فرمایا تھا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

اس عظیم الشان انسان کی تذلیل و توہین کرنا بڑا خطرناک گناہ ہے، اور خلیفہ قادیان نے بار بار اس لاجواب ہستی کی تذلیل و تحقیر کر کے اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا نور الدین اور کیا کام اس نے کیا، وہ میرے مقابلہ میں کچھ نہیں کیونکہ میں نے دور دراز ممالک میں سلسلہ تبلیغ قائم کر رکھا ہے، مولوی نور الدین کو کب یہ توفیق ملی تھی، پھر حضرت مولانا نور الدین موصوف کی اولاد کے ساتھ بھی انہوں نے پرلے درجہ کی بدسلوکی کی ہے ان کو جماعت سے خارج کر دیا، اور ان کو ربوہ سے بھی نکال دیا اور ان کے برخلاف اخبار میں نہایت حقارت آمیز الفاظ استعمال کئے اور اپنے متبعین کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں۔

۱۱۔ حضرت مسیح موعود و مجدد زمان کو میاں صاحب حکم عدل نہیں مانتے حضرت صاحب نے ان مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے جو مکفر مکذب نہیں، جب خلیفہ قادیان نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا اور اُن کا جنازہ پڑھنے کے متعلق حکم امتناعی جاری کیا، تو حضرت صاحب کی اس تحریر کو پیش کیا گیا جس میں آپ نے ان مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، جو مکفر مکذب نہیں تو انہوں نے اس تحریر کی بے حرمتی کی اور کہا کہ اس پر غور کی جائے گی، پھر جب عدالت میں یہی سوال ہوا تو انہوں نے یہ مانتے ہوئے کہ حضرت صاحب کا ایک خط ملا ہے جس میں غیر احمدی کے جنازہ کی اجازت دی گئی ہے کہا کہ اس خط پر علماء کا ایک بورڈ غور کر کے فیصلہ کرے گا۔ وہ حکم عدل کیا ہوا جس کی تحریر کی پرواہ نہ کی جائے اور وہ میاں صاحب کے غور اور ان کے علماء کے بورڈ کے فیصلے کا محتاج ہو لیکن کوئی غور اور فیصلہ آج تک نہ ہونا تھا اور نہ ہوا اور خلیفہ صاحب حضرت کے اس حکم کے خلاف شد و مد کے ساتھ تلقین کرتے رہے کہ کسی مسلمان کا کسی صورت میں جنازہ جائز نہیں اور ان کا فتویٰ یہاں تک ہے کہ کسی مسلمان کے معصوم بچہ کا بھی جنازہ جائز نہیں کیونکہ کافر کا بچہ کافر ہی ہوتا ہے۔ اور یہ تلقین بھی انہوں نے اپنی جماعت کے ارکان کو کر رکھی ہے۔ کہ اگر تمہارا باپ یا ماں بیعت کئے بغیر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ چنانچہ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ ان کے مریدین نے اپنے والدین کے جنازے نہیں پڑھے اور ان کے اس فعل کو قابل تحسین قرار دیا گیا۔ یہ تمام واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ ربوہ نے امت محمدیہ کو کافر ٹھہرا کر ایک نئی امت قائم کی ہے جو ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور نہایت نقصان رساں امر ہے۔

ان حالات کو پیش کر کے میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ خلیفہ ربوہ اور ان کی جماعت تو کسی دوسری جماعت سے تعلق رکھنا بھی جائز نہیں سمجھتے، والسلام۔ ۲۲ فروری ۱۹۶۲ء

خاکسار۔ دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس لاہور

حج بیت اللہ شریف کو روانگی

کراچی سے جناب نصیر الحق صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہ میں مع اپنی اہلیہ صاحبہ کے اس سال حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ مبارک حضرت رسول کریم عید الفطر کے فوراً بعد جدہ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔ میں نے حضرت امیر قوم کو علیحدہ اطلاع دے دی ہے بہت مشکور ہوں گا اگر آپ اور ساری جماعت ہماری قبولیت حج اور سلامتی سے واپسی کے لئے دعا فرماویں۔ میں بھی انشاء اللہ دوران سفر اور بیت اللہ شریف آپ سب کے لئے اور خاصکر جماعت کی کامیابی کے لئے دعائیں کروں گا۔

درخواست دُعا

(۱) احمد پور شرقیہ سے خیر محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں عرصہ سے دمہ کے عارضہ میں مبتلا ہوں، کمزوری بڑھ گئی ہے، احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔
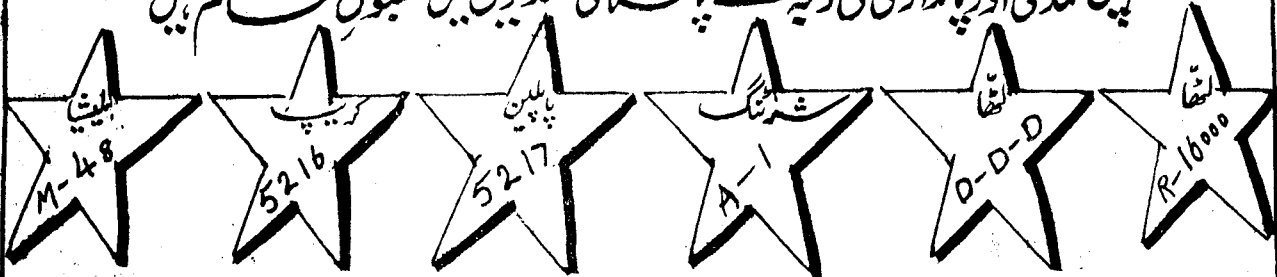
بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

واعبد ربّک حتّٰی یاتیک الیقین۔

(۱۵:۹۹)

ایک مسلمان کی زندگی خوف و رجا کے درمیان گذرنی چاہیئے اس میں اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے اور قلب مطمئنہ ہی مادی زندگی اور زندگی مابعد الموت میں جنت ہے۔ یا ایّتھا النفس المطمئنّۃ ارجعی الیٰ ربّک راضیۃً مرضیۃً۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۔

(۸۹:۲۷-۳۰)

یہ مقام عشق و محبت الٰہی پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے در اصل اسی مقام پر حضرت امام العصر کھڑے تھے۔ کما قال

- - - - - - - - - - - - -

چو غنچہ بود جہانے بخموش و سربستہ
من آں دم کہ بقدومیکہ از صبا باشد
مرا بگلشن رضوانِ حق شد است گذار
مقام من چمنِ قدس و اصطفا باشد

(مسیح موعودؑ)

{خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر}

پیغام صلح ۲۸ فروری ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۳۸۰۸ شمارہ ۹

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ ممالک غیر سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندے کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰/۱ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوزؔ

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان کے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ۔ مطابق ۷ مارچ ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۰

حضرت مسیحؑ کے حواری اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہودا اسکریوطی نے تیس روپیہ لے کر اپنے اُستاد مسیحؑ کو دشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا اور ایک دوسرے حواری پطرس نے مسیحؑ کے سامنے کھڑے ہو کر اس پر لعنت کی لیکن دوسری طرف ہمارے نبی کریمؐ کے صحابہؓ نے اُحد اور بدر کی لڑائیوں میں آپؐ کی حفاظت میں اپنے سر کٹوا دیئے۔ اب مقام انصاف ہے کہ اگر حضرت نبی کریم صلعم نہ آئے ہوتے اور قرآن شریف نہ ہوتا تو ایسے نبی کے بارہ میں لوگ کس رائے کا اظہار کرتے جس کی تعلیم اور قوتِ قدسیہ کا نمونہ یہودا اسکریوطی اور پطرس ہیں ...... انگریز مصنفین کو صاف طور پر اس بات کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا کی حالت بہت بُری ہوتی اور کہ آنحضرتؐ نے درندوں اور وحشیوں کو درست کیا اور پھر ایسے صادق و وفادار لوگ تیار کئے جنہوں نے آپؐ کی رفاقت میں اپنے مال و جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی۔ اس قسم کی وفاداری جو صحابہؓ میں تھی اور ایسی اطاعت و ایثار و جاں نثاری پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ مقتدا اور متبوع میں اعلیٰ درجہ کی قوتِ قدسی اور جذب نہ ہو۔ پھر انہی مصنفین نے لکھا ہے کہ عربوں کو صرف سچی راستبازی ہی نہ سکھائی گئی تھی بلکہ اُن کی دماغی قوتوں کی بھی تربیت کی گئی تھی۔ حواری تو ایک گاؤں کا بھی انتظام نہ کر سکے لیکن صحابہؓ نے دنیا کا سارا انتظام کر کے دکھا دیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے والدین نے کسی ملک پر حکومت کی تھی اور اس لئے وہ انتظام ملک داری اور قوانین سیاست سے واقف تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تربیت اور قرآن شریف کی کامل تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک طرف اس نے ان کو فرشتہ بنا دیا تو دوسری طرف وہ عقل مجسم ہو گئے ÷

۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء

بحرِ حکمت کے موتی

عن انسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغدو یوم الفطر حتیٰ یاکل تمراتٍ وفی روایۃٍ عنہ قال ویاکلھن وترًا۔ بخاری ابواب العیدین

ترجمہ:۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن۔ دن نہ چڑھنے دیتے تھے کہ چند چھوہارے کھا لیتے اور انہی سے ایک روایت ہے کہ آپ طاق چھوہارے کھاتے تھے۔

(۲)۔ فطرانہ

عن ابن عمرؓ قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر صاعًا من تمرٍ او صاعًا من شعیرٍ علی العبد والحرّ والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تؤدّی قبل خروج الناس الی الصلاۃ۔ (بخاری باب صدقۃ الفطر)

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کے لئے چھوہاروں کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع مسلمانوں میں سے ہر غلام۔ اور آزاد مرد اور عورت بچے اور بڑے پر فرض فرمایا اور لوگوں کو نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے اس کے ادا کرنے کا آپؐ نے حکم دیا۔

نوٹ:۔ صدقہ فطر کے مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ محتاج بھی عید کی خوشی میں حصہ لے سکیں۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم ۵۱:۱۸

(غلام قادر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

پاکستان

ترجمہ خط لیڈی ڈاکٹر جان برتی وائف آف ایچ ایچ - بیرنی منڈی ٹون بھکر۔

جناب عالی - آپ کی چٹھی نمبری ۱۵۴ مؤرخہ ۳۱/۱/۶۲ ملی جس کا بہت شکریہ۔

میں نے قرآن کے مطالعہ سے فیصلہ کر لیا ہے کہ قرآن شریف میری روحانی غذا ہے میں دل سے اعلان کرتی ہوں کہ میں اب مسلمان ہوں اور اسلام کی خاطر جیئوں گی اور مروں گی مہربانی کر کے میرا نام اخبار میں شائع کر دیں۔

میں آپ کے انجمن کے ممبرشپ فارم پر دستخط کر دوں گی لہٰذا آپ مجھے جلدی بھیج دیں۔

ڈاکٹر ایم اے خان نے مجھے پہلے اخبار لائٹ اور کچھ لٹریچر حضرت رسول کریمؐ کے متعلق پڑھنے کو کہا ہے اور نماز کے متعلق بھی تاکہ میں صحیح طریقہ سے نماز ادا کر سکوں اور مجھے (مسیح زمین میں ہے یا آسمان پر) کی کتاب بھی ارسال کریں۔

جب میں کبھی لاہور آؤں گی تو ضرور ملوں گی۔

میں اعلان کرتی ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے۔ میں عیسےٰ، موسےٰ اور دوسرے پیغمبروں کو بھی مانتی ہوں، میں صاف اور سیدھی مسلمان ہوں اور میرا سوائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سوا کسی دوسری جماعت سے تعلق نہیں۔ شکریہ۔

(منظور بیعت کا کارڈ لکھا گیا۔ مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

تانگانیکا

ترجمہ خط از مسٹر ڈیسوا ابی ہونکے ۲۴۔ اگبوگی سٹریٹ لنڈی
تانگانیکا

جناب عالی - آپ نے تحریر کیا تھا کہ مینول آف حدیث اور کچھ لٹریچر آپ کو ارسال کیا ہے، مجھے ابھی وہ کتابیں نہیں ملیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مینول آف حدیث اور کچھ لٹریچر ماہ رمضان کے مہینے میں ارسال کر دیں تاکہ میں اسلامی تعلیمات سے مستفیض ہو سکوں۔

آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف کا خوب مطالعہ کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ ..... ایک احمدی جماعت ہے جو دنیا کے چاروں طرف اسلام کی حقیقی تعلیم کا پرچار کرتی ہے۔ اور مسلم طلباء نے جن کا میں پریذیڈنٹ ہوں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ہم تھوڑے عرصہ میں اس جماعت کے ممبر ہو جائیں گے اور میں آپ کی مدد کا منتظر ہوں کہ آپ مجھے اس مذہب کی ترقی کے لئے کچھ نہ کچھ ارسال کریں گے۔

اگر کوئی نوٹو عید الفطر پر سوسائٹی کی لی گئی تو بہت جلد بھیج دوں گا۔ اس قصبہ میں بہت کم تعداد میں مسلم لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور دوسروں کو ہم تبلیغ کرتے رہتے ہیں کہ اس مذہب میں شامل ہوں کیونکہ یہی ایک سچا مذہب ہے۔

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اسلام علیکم

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

سیلون

ترجمہ خط اے۔ ڈی۔ پی۔ وکرام سنگھے۔ لائبریرین کانڈی
سیلون

جناب عالی - میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ اسلامی لٹریچر مفت ارسال کریں۔ ہمارے ہاں کافی مسلمان طالبعلم ہیں، اور بہت کم اسلامی لٹریچر مطالعہ کے لئے ہے اس چیز کی یہاں بہت ضرورت ہے۔

(انہیں ایک سیٹ اور خصائص القرآن بھیج دیا گیا اور خط بھی ارسال کر دیا ہے)

گھانا

ترجمہ خط۔ شو۔ آئی۔ بی۔ ڈ گمبا مکان نمبر ۳۰ ایلقی سی کوما ڈنکو
گھانا

السلام علیکم۔ خدا تعالےٰ آپ خیریت ہوں گے میں نے آپ کے متعلق اپنے دوست محمد تانی سولے سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اگر آپ مجھے اپنی بیعت میں لے لیں تو میں بہت خوش ہوں گا۔

جواب کا منتظر

(ان کی بیعت منظور کر لی گئی۔ لٹریچر بھیجا گیا خط لکھا گیا)

بھارت

ترجمہ خط خلیل الرحمن علی گڑھ - انڈیا (بھارت)

السلام علیکم - آپ کی ارسال کردہ کتابیں بتاریخ ۷ فروری ۱۹۶۲ء کو مل گئی ہیں۔ میں بہت شکرگذار ہوں۔ خصوصاً جو خدمات آپ اسلام کے لئے کر رہے ہیں۔ میں نے ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام صرف مسلمانوں کا مذہب نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے ہے، یہی ایک مذہب ہے جس کی بدولت انسان اپنا چال چلن اور اگلی دنیا کے لئے اپنی زندگی سنوارتا ہے اگر انکساری، ملنساری، حاصل کرنا ہو تو اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ اور یہی مذہب آرام و آسائش کی تلقین کرتا ہے، آخر میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام

(انہیں خط کا جواب بھیجا گیا)

کینیڈا

ترجمہ خط۔ مسٹر ای۔ ایس۔ گرہم نیشنل ڈیفنس کینیڈین سروس،
کینیڈا

جناب عالی۔ چند روز ہوئے ایک پارسل جس میں قرآن شریف، ٹیچنگز آف اسلام تھا اچھی خاصی حالت میں مل گیا ہے۔ میرا شکریہ منظور فرما دیں۔

اور کل آپ کا خط آیا جس میں تین کتابیں اور پمفلٹ ہیں۔ آپ یقیناً بڑے مہربان اور فیاض ہیں، آپ کو اور پاکستانی دونوں کو سلام بھیجتا ہوں۔

(خط کا جواب لکھا گیا)

لاگوس (نائجیریا)

ترجمہ خط مفتاح عبد ولسی ۲۷ سوگرو سٹریٹ لاگوس نائجیریا

السلام علیکم۔ آپ کا ارسال کردہ خط مؤرخہ ۱۷/۱/۶۲ کو وصول ہوا جس کا جواب بخوشی تحریر کر دیا ہے۔ میں نے اس کو بڑے غور سے پڑھا اور سمجھا ہے۔ اس کا میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہم نے ایک سوسائٹی بنام دار الاسلام پروپیگنڈسٹ مسٹر ابیما نشا ہوں کے زیر اثر بنائی ہے۔ اور میں بطور بیکھرار کام کرتا ہوں کیونکہ مجھے اسلام سے مس ہے اور تقریر بھی کر سکتا ہوں اور اس سوسائٹی کا مقصد نائجیریا میں اسلام کو ترقی دینا ہے۔

ہم ہر اتوار میٹنگ کرتے ہیں اور ہر جمعرات حضرت رسول کریمؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

میں نے اپنی ... سوسائٹی کو خط لکھا ہے۔ مگر یہ لوگ یقین نہیں کرتے اور آپ کے جواب کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا۔

سب سے پہلے میں آپ کی سوسائٹی کا ممبر بننا چاہتا ہوں اور جب آپ کو ضرورت ہو میں اپنی خدمات پیش کر سکتا ہوں اور اسلام کے متعلق مجھے چند کتابیں ارسال کریں تاکہ میں اپنے ساتھیوں کو نیکی اور بدی سے آگاہ کر سکوں اور کچھ کو عربی سکھاتا ہے۔ میں اب خط کو بند کرتا ہوں اور گذارش کرتا ہوں کہ ایک کاپی قرآن شریف مجھے ارسال فرما دیں۔

(انہیں خط اور قرآن شریف وغیرہ بھیجے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۲ء

پاکستان کا نیا آئین

یکم مارچ ۱۹۶۲ء کو صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنی ایک نشری تقریر میں پاکستان کے لئے اس نئے آئین کا خاکہ پیش کیا ہے جس کا وعدہ انہوں نے آج سے ساڑھے تین سال پہلے پاکستان کی عنان اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی کیا تھا اور جس کے لئے قوم مدت سے منتظر چلی آ رہی تھی۔ اس خاکہ پر جو صاحب صدر نے پیش کیا ہے، ایک نظر ڈالنے سے ہم پر معلوم ہوتا ہے کہ مجوزہ آئین جو آئندہ تین ماہ بعد نافذ ہونے والا ہے، اگرچہ اس جمہوریت کا آئینہ دار نہیں جس کا مطالبہ کیا جاتا تھا تاہم جمہوریت کی طرف ایک ایسا قدم ہے جس کو ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر مناسب قدم خیال کیا جا سکتا ہے۔ صاحب صدر نے اپنی نشری تقریر کے شروع ہی میں یہ بتایا ہے کہ:-

"میں صاف صاف اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ بالآخر ہمارا مقصد یہ ہے کہ جمہوریت کو بحال کیا جائے لیکن وہ جمہوریت اس طرز کی ہو جسے ہمارے عوام سمجھ سکیں اور چلا سکیں، وقت آنے پر آپ کی بے لاگ رائے دریافت کی جائے گی لیکن وہ وقت کب آئے گا اس کا فیصلہ واقعات اور حالات پر منحصر ہے، اس دوران میں ہمیں ابتری کو دور کرنا ہے اور ملک کے حالات کو استوار کرنا ہے۔"

صاحب صدر کے اس اعلان کو ملک کے مختلف حلقوں میں پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا گیا ہے، اور امید کی جاتی ہے کہ موجودہ تجربہ اس وقت کو جلد لانے میں ممد و معاون ثابت ہوگا جب اس جمہوریت کو بحال کیا جائے گا جس کا وعدہ صاحب صدر نے اپنے اس اعلان میں کیا ہے۔

مجوزہ آئین کی بعض دوسری تفصیلات کو چھوڑ کر جو روزناموں کے ذریعہ قارئین کے مطالعہ میں آ چکی ہیں ہم دو ایک خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں، صاحب صدر نے اپنی نشری تقریر میں پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ:-

(۱) مسلمانوں کو ایسے مواقع فراہم کرنا کہ وہ اسلام کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں

(۲) اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

(۳) پس ماندہ علاقوں کی خوشحالی

(۴) پاکستان کے مختلف علاقوں کی متوازن ترقی

(۵) دونوں صوبوں میں مساوات و توازن

یہ پانچوں امور ملک کی بہتری اور خوشحالی کے لئے ازبس ضروری ہیں، اگرچہ اول الذکر امر کے متعلق ہم یہ عرض کریں گے کہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کے مواقع تو اب بھی حاصل ہیں، جدید آئین میں اگر زیادہ مواقع میسر آ جائیں تو وہ بھی بہتر ہے لیکن مواقع سے مسلمان کہاں تک فائدہ اٹھائیں گے اور کہاں تک اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالیں گے اس بارہ میں موجودہ تجربہ بہت حد تک مایوس کن ہے۔ کاش آئین کے نفاذ کے بعد یہ مایوسی خوش آئند امیدوں سے بدل جائے۔ پالیسی کے اصولوں میں دوسری شق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق ہے جو نہایت ضروری اور تعلیم اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے عین مطابق ہے، لیکن ان حقوق کے سلسلہ میں تبلیغ مذہب کے بارہ میں جو کھلی چھٹی اب تک دی گئی ہے اس پر کسی قدر پابندی ضروری ہے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ مجوزہ آئین میں اس کو کہاں تک ملحوظ رکھا گیا ہے، امید ہے کہ موجودہ تجربہ کی روشنی میں جو پاکستان کے اندر ناجائز وسائل سے مسیحیت کی ترقی کی صورت میں پیش آیا ہے اس کا مناسب خیال رکھا گیا ہوگا۔

ایک اور خوش آیند بات جس کا صاحب صدر کے پیش کردہ خاکہ میں ذکر ہے یہ ہے کہ:-

"آئین کے تحت اسلامی نصب العین کے متعلق ایک مشاورتی کونسل قائم کی جائے گی یہ کونسل ایسے اشخاص پر مشتمل ہوگی جو دینیات، قانون، اقتصادیات اور نظم و نسق میں نامور ہوں، اگر کسی مجوزہ قانون کے متعلق صدر یا اسمبلیوں کو کسی قسم کا شبہ ہو تو وہ اس کونسل سے مشورہ کریں گے تاکہ سب قوانین اسلام کے تقاضوں اور اصول قانون سازی کے مطابق ہوں، کونسل کے مشورے مخفی نہیں رکھے جائیں گے بلکہ ان کی عام اشاعت کی جائے گی۔"

یہ نہایت عمدہ تجویز ہے، اگرچہ بعض اخبارات نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس دفعہ کے صحیح منشاء کو واضح کرنے کے لئے اسلام کے ساتھ قرآن و سنت کے الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام قرآن و سنت ہی کا نام ہے اور اس لفظ کا مفہوم قرآن و سنت سے مختلف نہیں ہو سکتا، بہرحال جہاں تک قوانین کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کا تعلق ہے مشاورتی کونسل کی تشکیل مجالس قانون ساز کے لئے بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہوگی۔ بشرطیکہ اس کونسل میں صحیح دل و دماغ رکھنے والے لوگ شامل ہوں جو فرقی جذبات و نظریات سے بلند ہو کر کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔

غرض جہاں تک صاحب صدر کے پیش کردہ خاکہ سے معلوم ہوتا ہے یہ نیا آئین موجودہ حالات کے پیش نظر پاکستان کے لئے بہت حد تک مفید ثابت ہوگا۔ اس کی بعض دوسری شقوں سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن بحیثیت مجموعی اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جس کے لئے ہم صاحب صدر کی خدمت میں مخلصانہ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

مسائل عید الفطر

(۱) عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر یا تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے ہوئے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلہ کی شکل میں ہو خواہ نقدی کی صورت میں جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے، جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں، گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے، مساکین محروم نہیں رہتے، صدقہ عید الفطر ہر ایک شخص پر واجب ہے، خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے، عورتوں اور بچوں کا نوکروں اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس تقریباً دو سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے، لاہور کی جماعت نے بارہ آنے (۱۲) یا ۷۵ پیسے فی کس مقرر کیا ہے۔

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے، اس میں اذان و تکبیر، اقامت کوئی نہیں، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے، چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے، کاغذ کا ایک ورق لیکر دیہاتی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں نہایت نامعقول چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں آپس میں معانقہ کرنے اور سینے سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں، بعض خطیب سے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں، بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں، یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو خطبہ سے قبل دے دینا چاہیئے یا خطبہ کے بعد صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

(۶) عید کے خطبہ کے درمیان خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

اخبار و افکار

الحق یعلو

شاہجہان پور (یو۔پی۔انڈیا) کے مدرسہ سعیدیہ کے صدر مدرس (مولانا) محمد کفایت اللہ صاحب نے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ "مرزائیوں" کی کتابوں پر ریویو نہ کیا کریں، کیونکہ

"فرقہائے باطلہ کی تقریروں و تحریروں کا تعارف کرانا دلالۃ علی النشر اور تعاون علی الاثم والعدوان کی صورت میں داخل ہے"

وہ لکھتے ہیں کہ :۔

"ہوسکتا ہے کہ بعض کتابیں مرزائیوں کی ایسی ہوں جن میں اُن کے مخصوص عقائد نہ ہوں مگر خطرہ اس کا ہے کہ ان کو پڑھنے پڑھتے کہیں ایسا نہ ہو کہ سادہ لوح لوگ پھر اُن کی ہر کتاب کو دیکھنے لگیں اور یہ کسی طرح درست نہیں"

اور اس کے ساتھ ہی "مرزائیوں" کے ارتداد و تکفیر کے متعلق مولانا عبدالماجد صاحب کے رویہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"آں محترم مرزائیوں کے ارتداد و تکفیر کے قائل نہیں یہ آپ کی رائے ہے اس وقت احقر اس بارہ میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا دعا ضرور ہے کہ حق تعالےٰ ارتداد و تکفیر کے مسئلہ کو جناب پر منکشف فرما دے اور اس کی توفیق بخشے کہ آپ اس اہم مسئلہ میں علمائے کرام و مشائخ عظام کی تقلید فرمائیں، یا یوں کہئیے کہ اُن کی تحقیق کو مان لیں۔"

یہ ہے مقلدہ مولویانہ ذہنیت، مرزائی تو غیر مسلموں کو مسلمان بنانے میں مصروف ہیں اور لیکن مولانا محمد کفایت اللہ اور اُن کے ہمنوا علمائے کرام و مشائخ عظام "مرزائیوں" کو کافر بنانے میں مشغول ہیں، "مرزائیوں" کی کتابوں سے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ان کا اثر لوگوں پر نہ ہو جائے، یہی بات تو اُن کے متعلق پہلے کہی گئی تھی وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور (جب پڑھا جائے) تو شور مچا دو تاکہ تم غالب ہو۔ شروع سے ہمیشہ باطل کو ڈر رہا ہے اور وہ اس قسم کی تدبیریں کرتا رہتا ہے لیکن آخر کار حق غالب آتا ہے اور مخالف لاکھ شور کریں اپنا اثر دلوں پر کرتا چلا جاتا ہے، یہی حال احمدیہ لٹریچر کا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی علماء نے لاکھ تدبیریں کیں کہ لوگ اُن کی باتیں نہ سنیں اور ان کی کتابیں نہ پڑھیں اور آج بھی اس بات کے درپے ہیں، لیکن بدلتی مرزا صاحب سے کر آئے تھے وہ اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی ہے اور احمدیہ لٹریچر کو خدا کے فضل سے جو مقبولیت حاصل ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس ضمن میں مولانا عبدالماجد صاحب کی حق پرستی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ چاروں طرف سے .... احمدیت کی تکفیر کے لئے ان پر زور ڈالا گیا اور ڈالا جا رہا ہے، لیکن انہوں نے ہمیشہ اس سے احتراز کیا اور احمدیہ لٹریچر کی خوبیوں اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا اعتراف کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔

شغل بیکاری

تازہ خبر ہے کہ :۔

"مغربی پاکستان نیز بھارت کے کم و بیش ایک ہزار علماء نے غلام احمد پرویز کو اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے اس سلسلہ میں علمائے کرام کی طرف سے جو فتویٰ پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ مسٹر پرویز جب تک اپنے موجودہ عقائد و نظریات سے توبہ نہ کرلیں اس وقت تک اُن سے کسی مسلمان خاتون کی شادی جائز نہیں ہے، انہیں فوت ہونے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا نہ مسلمانوں پر ان کی نماز جائز ہے، فتوے میں مزید کہا گیا ہے کہ جو لوگ غلام احمد پرویز کے عقائد پر ایمان رکھتے ہیں اُن پر بھی فتوے کی یہی شرائط عائد ہوتی ہیں اور یہ لوگ بھی جب تک اپنے موجودہ عقائد سے توبہ نہ کریں اسی زمرے میں شمار ہوں گے۔

پمفلٹ میں جن ایک ہزار علماء کے دستخط ہیں ان میں شیعہ سنی، اہلحدیث، بریلوی، دیوبندی غرض مسلمانوں کے ہر ایک مکتب فکر کے علماء شامل ہیں۔ دستخط کرنے والوں میں مولانا احمد علی مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی جعفر حسین مجتہد، مولانا داود غزنوی۔ مولانا اطہر علی مولانا شمس الحق افغانی، ور محمد ادریس کاندھلوی قابل ذکر ہیں"

یہ ہے وہ شغل ہے کہ جس میں مسلمان علماء ہمیشہ مشغول رہے اور رہتے ہیں، تعجب ہے کہ کبھی کسی نیک اور تعمیری کام میں تو ان کا اتحاد نہیں ہو سکا، ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا ان کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے، لیکن جہاں کسی کی تکفیر کا سوال اٹھا، سب اس پر مہر لگانے کے لئے تیار ہو گئے ؎

کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

غلام احمد پرویز پر اس فتوے کا جو اثر ہوگا وہ تو ظاہر ہے، چاہئیے تو یہ تھا کہ دلائل کے ساتھ اس کے عقائد و نظریات کی تردید کی جاتی، اور سب علماء مل کر ایسا لٹریچر شائع کرتے، جو اس کے اور اس کے ہمنواؤں کی تسلی و تشفی اور اپنے عقائد و نظریات سے رجوع کا موجب ہوتا، یا کم از کم ان پر حجت تمام ہو جاتی، اس کے بجائے تکفیر کے لئے کمربستہ ہو جانا اپنی کمزوری اور شغل بیکاری کے سوائے اور کیا حیثیت رکھتا ہے۔

اس موقعہ پر حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کی کتاب "ضرورت حدیث" کا ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا جس میں قرآن کریم سے احادیث کی ضرورت و اہمیت کو ثابت کیا گیا ہے، یہ کتاب اور اسی قسم کا دوسرا لٹریچر (اگر کوئی ہو) بکثرت شائع کرنا اور غلام احمد پرویز کے عقائد و نظریات سے متاثر ہونے والوں کو پہنچانا اصل کام ہے۔ فتوےٰ کفر سے سوائے اس کے کہ وہ اپنے عقائد پر اور پختہ ہو جائیں اور کیا نتیجہ ہوگا۔

جرائم کی رفتار

دسمبر ۱۹۶۱ء میں جرائم کی رفتار کا جو جائزہ پولیس کی رپورٹ میں لیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس سال میں مجموعی طور پر چار ہزار نوسو واردات درج کی گئی ہیں جو دسمبر ۱۹۶۰ء کے مقابلہ میں ۵۹ کم ہیں، اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حیدرآباد کے علاقہ میں صرف دسمبر ۱۹۶۱ء کے مہینہ میں ۵ سو ۸۳ وارداتیں درج کی گئیں، اس کے مقابلہ میں دسمبر ۱۹۶۰ء ۴ سو ۲۶ وارداتیں درج کی گئی تھیں، گویا حیدرآباد کے علاقہ میں ۵۷ وارداتوں کا اضافہ ہوا، جہاں دسمبر ۱۹۶۰ء کے آٹھ سو ۸۸ واقعات کے برعکس ایک ہزار ایک واقعات درج کئے گئے۔

اور لاہور میں ۱۱۳ وارداتوں کا اضافہ ہوا۔ ان واقعات میں قتل، ڈکیتی، لوٹ مار، چوری، اغوا، بداخلاقی، رشوت ستانی، نوسربازی اور اسی قسم کے بیسیوں جرائم شامل ہیں بعض علاقوں میں جرائم کی کمی بھی پائی جاتی ہے، لیکن مجموعی طور پر تمام کمی اور بیشی کو ملا کر یہ کہنا بجا ہے کہ پولیس کی لگاتار کوششوں اور پکڑ دھکڑ کے باوجود جرائم میں کوئی ایسی نمایاں کمی نہیں ہوئی جس پر فخر کیا جا سکے، اس سے معلوم ہوتا ہے اور آئے دن کے واقعات بتا رہے ہیں کہ لوگوں میں اخلاقی کمزوریاں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ وہ جرم کو جرم ہی نہیں سمجھتے اور اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی فوائد کے لئے ہر قسم کا ارتکاب کرگذرنے سے دریغ نہیں کرتے، اس کی وجوہات تلاش کی جائیں تو سوائے سنیما بینی، گندے اور فحش ناولوں کی فراوانی فحش فلمی گیتوں کی سماعت اور ایک حد تک مفلسی قلاشی

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ملا)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کو پاک و مطہر بنایا اور اخلاقِ عالیہ کی تعلیم دی

رمضان المبارک میں قرآن کریم کا نزول جمعہ اجتماعی زندگی کی تعلیم دیتا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲ مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین (سورۃ جمعہ)

وقال اللہ تعالیٰ:۔ یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ـــــ (سورۃ جمعہ)

وقال اللہ تعالیٰ:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس وبینت من الھدی والفرقان (سورۃ البقرۃ)

وقال اللہ تعالیٰ:۔ فلیستجیبوالی ولیؤمنوابی لعلھم یرشدون (سورۃ البقرۃ)

جمعہ اور رمضان کا قرآن میں ذکر

میں نے دو آیتیں سورۃ جمعہ سے تلاوت کی ہیں اور دو آیتیں سورۃ البقرہ سے پڑھی ہیں۔ البقرہ کے اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آج جمعہ مبارک کا دن اور رمضان کا مبارک مہینہ ہے اس لئے میں نے جمعہ اور رمضان کے متعلق یہ آیات تلاوت کی ہیں۔

کائنات کا خالق و موجد

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس کائنات کا ایک ایک ذرہ زبان حال سے واضح طور پر اس حقیقت کی شہادت دے رہا ہے۔ کہ اس کائنات کا خالق اور موجد بڑے باریک علم و قدرت کا مالک ہے اور بڑی حکمت کا مالک ہے۔ اور اس ہستی کا کائنات پر پورا تصرف ہے وہ اس کائنات کا بادشاہ ہے اس کے احکام اس میں نافذ ہیں۔ کائنات کے اس بادشاہ اور دنیا کے دوسرے بادشاہوں میں بڑا فرق ہے، وہ بلند و برتر بادشاہ العزیز غالب ہے۔ الحکیم حکمت والا ہے، لیکن القدوس بھی ہے وہ پاک ہے وہ غلط کار بادشاہ نہیں۔ دنیا کے بادشاہوں سے بڑی بڑی خطائیں اور لغزشیں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر کائنات کا بادشاہ ان لغزشوں اور خطاؤں سے پاک ہے اس کے قانون اٹل اور غیر متبدل ہیں ان میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ یا اضافہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس کی جناب میں اپنی رعایا اور مخلوق کے لئے عفو۔ رحم و کرم اور فضل کے جذبات کے علاوہ اور کوئی جذبہ انتقام کا نہیں

کائنات کے بادشاہ کے غیر متبدل قانون

دنیا کے بادشاہوں کے بنائے ہوئے آئین اور قانون میں سقم ہوتا ہے۔ وہ اپنے ہی نافذ شدہ آئین میں پیش آمدہ حالات و واقعات کے مطابق ترمیم و تنسیخ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن خدا بادشاہ القدوس ہے۔ غلطیوں اور لغزشوں وغیرہ سے پاک ہے۔

مقامِ نبوت

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ خدا تعالیٰ کی توحید کا ذکر کرنے اور اس کے صفات عالیہ کو بیان کرنے کے بعد نبوت کا ذکر کیا ہے کیونکہ نبوت کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔

آنحضرتؐ کی صفات عالیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ عالیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان صفتوں کے مالک بادشاہ دو جہاں نے اپنا ایک ایلچی یا رسول اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ یتلوا علیھم آیتہ۔ اس ایلچی اور رسول کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین سناتا ہے ویزکیھم اور انہیں پاکباز اور تزکیہ شعار بناتا ہے اس دنیا کے بادشاہ اپنی حکومت کو چلانے کے لئے اور رعایا کی فلاح و بہبود کی خاطر اچھے سے اچھے قوانین تیار کرتے ہیں اور امن و امان اور خوشحالی کے لئے ہر طور و طریق اختیار کرتے ہیں۔ مگر دلوں کے اندر صفائی پیدا نہیں کر سکتے، وہ ان کو پاکیزہ اور مطہر نہیں بنا سکتے۔ مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت بھی قائم کی اور تمام کے تمام عرب کی باطنی تطہیر بھی کی۔ یہ مشکل ترین کام ہے جو حضورؐ نے سر انجام دیا۔ اسنے بڑے پیمانے پر اتنا اہم و مشکل کام کرنے کی توفیق اور کسی انسان کو میسر نہیں آئی۔ ملکوں کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں کے جسموں پر حکومت کی جا سکتی ہے۔ مگر ان کے قلوب کی تسخیر اور تطہیر نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں ایک ہی بادشاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے لوگوں کے دلوں پر بھی فتح حاصل کی اور ساتھ ہی ان میں پاکیزگی بھی پیدا کی پھر فرمایا یعلمھم الکتاب والحکمۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حکمرانی کی، نہ صرف لوگوں کو پاکباز اور تقوے شعار بنایا بلکہ ان کو علم و حکمت سے بھی بہرہ ور کیا۔

آنحضرتؐ کی بعثت کی غرض

فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی اہم غرض یہ ہے کہ میں اخلاق عالیہ کو انتہا درجہ تک پہنچا دوں۔ میں انسانوں کو اخلاق و آداب کا سبق دینے آیا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کو پاک کرنے، انہیں اخلاق عالیہ کے بلند درجہ پر پہنچانے اور علم و حکمت سکھانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اور آپؐ کو خود اس بات کا احساس ہے کہ میری بعثت کی غرض لوگوں میں اخلاق عالیہ پیدا کرنا اور انہیں علم و حکمت سکھانا ہے، اور حضورؐ اس غرض میں بہت اچھی طرح کامیاب ہوئے۔ آپؐ نے عرب کو ہر قسم کے رذائل سے پاک و صاف کر دیا اور انہیں نہایت بلند اخلاق اور علم و حکمت کے لحاظ سے بلند پایہ قوم بنا دیا۔ اس قدر کامیابی کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اولم یکفھم انا انزلنا الیک الکتاب کیا یہ قرآن کافی نہیں اس بات کے ثبوت کے لئے کہ محمد رسول اللہ سچے ہیں، وہ ایک خدا کی پرستش کروانا چاہتے ہیں اور خدا کی مخلوق کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔

خدا غنی العالمین ہے

اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں کہ لوگ اس کی عبادت کریں وہ غنی عن العالمین ہے۔ لیکن انسانوں

کو سبق دینے کے لئے اور وحدت پیدا کرنے کے لئے ایک خدا کی پرستش و بندگی کے احکام جاری کئے گئے ہیں۔ ان ہی انسانوں کی اپنی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔ اس سے قومیں ایک ہو سکتی ہیں۔

رسول کریمؐ اور قرآن کی عظمت

قرآن کریم اور نبی کریم صلعم کے علاوہ دوسری کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر ساری کی ساری انسانیت کو ایک کرنے نہیں آیا تھا۔ کیونکہ وہ کتابیں اور رسول ان لوگوں میں مبعوث ہوئے تھے جن کی ذہنی سطح ابھی بلند نہ ہوئی تھی۔ آج ریڈیو، برقی پیغام رسانی، بحری اور فضائی جہازوں، ٹیلی ویژن وغیرہ نے دنیا کو ایک کر دیا ہے اور آج قوموں کی دماغی سطح بھی عروج پر پہنچی ہے اس لئے آج ایسی شخصیت کی تعلیم کی ضرورت ہے جو خدا کی توحید سکھلائے اور وحدت انسانی کا سبق دے سکے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپؐ کی تعلیمات

آپؐ نے فرمایا کہ خدا ایک ہے اور انسانیت بھی ایک ہے اور فرمایا کہ تمام قوموں کے نبی رسول، رشی اور رہنما قابل احترام ہیں بلکہ ان کی صداقت پر ایمان لانا مسلمانوں کے ایمان کا جزو ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو ماننے سے خدا رب العالمین ثابت نہیں ہوتا اگر وہ ساری قوموں کا محسن ہے تو اس نے تمام قوموں پر پیغمبر بھیجے ہیں اور تمام قوموں کو اپنی تعلیم اور احکام و فرامین سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپؐ نے نجات کا ایک قانون بتایا ہے جس سے نجات مل سکتی ہے وہ خدا کا خوف ہے اور نیک عملی کی زندگی ہے جس قوم کو خدا خوفی میسر آ گئی اور اس نے نیک عملی کی زندگی بسر کی اور مخلوق خدا کی خدمت میں اپنی زندگی گذار دی اس کے لئے نجات ہے۔ فرمایا الخلق عیال اللہ تمام کی تمام مخلوق خدا تعالیٰ کا کنبہ ہے فان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ خدا کا پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اور اس سے حسن و مروت سے پیش آتا ہے۔ ان تعلیمات کے متعلق فرمایا کہ ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق جب اہل علم ان پر غور کریں گے تو ان پر روشن ہو جائے گا کہ یہ اعتقادات و نظریات برحق ہیں اور ان کا سرچشمہ ذات الٰہی ہے۔ اسلام وہ دین ہے جو عقل کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور اہل علم اسکو پسند کرتے ہیں۔

نماز جمعہ میں اجتماعی زندگی کا سبق

پھر فرمایا یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ اس میں قوم کو اجتماعی زندگی بسر کرنے کا سبق دیا ہے فرمایا کہ جمعہ کے دن جب اذان کی آواز آئے فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع۔ سعی کر کے اور کوشش کر کے آ جاؤ۔ تمام تعلقات۔ تمام زنجیریں اور تمام کاروبار چھوڑ کر ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ ہمارا یہ قانون تمہارے اپنے لئے مفید ہے۔ سبت کے دن کی طرح نہیں کہ سارا دن کام ہی نہ کرو، یا اتوار کی طرح نہیں کہ سارے دن دنیا کا کاروبار بند کر دو۔ بلکہ دن کے درمیانی حصے میں جبکہ کاروبار سنبھال چکو، اور وہ آرام کرنے کا وقت ہو اس وقت ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ اور اجتماعی طور پر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاؤ۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض جب نماز اور ذکر الٰہی سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے اپنے کاروبار پھر شروع کر دو۔ اور معمول کے مطابق کام کاج میں مصروف ہو جاؤ۔ ہم نے انگلستان میں دیکھا ہے کہ سبت کے دن (اتوار کو) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا مر گئی کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ سب لوگ گھروں میں گھس جاتے یا دوسری جگہوں پر سیر و تفریح کے لئے چلے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی سبت کے دن کھانا پکائے وہ سبت کی توہین کرتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ اور ساتھ ہی فرمایا وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ تم دکاندار ہو یا ملازم۔ جج ہو یا وکیل، ڈاکٹر ہو یا کارخانہ دار، جو کچھ بھی ہو جمعہ کی نماز کے بعد اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاؤ مگر اس خدا کا ذکر جاری رکھو، وسعت ہو کاروبار اور دل بایار ہو، خدا ہر وقت سامنے ہو تا کہ بددیانتی رشوت، ملاوٹ، غبن، چوری، دھوکہ اور جعل سازی کی برائیوں کا خیال تمہارے دل میں نہ آئے۔

رمضان کی برکتیں

پھر فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن یہاں جمعہ کے دن قوم کی اجتماعی زندگی کا ذکر فرمایا وہاں قرآن کریم کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب رمضان کے مہینہ میں نازل ہوئی ہے اس لئے یہ بڑا مبارک مہینہ ہے اس مہینہ کا قرآن کریم سے بڑا تعلق ہے۔ اور مسلمانوں کو قرآن اور رمضان سے گہرا تعلق ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں مدتوں روزے رکھے اور وہیں قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

قرآن کی عالمگیر تعلیمات

ھدی للناس یہ قرآن لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے اتارا گیا ہے۔ یہ خدا کے تمام بندوں کے لئے ہے صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ تمام جہان کے لئے ہے وبینت من الھدی اس میں ہدایت کے متعلق دلائل ہیں اور اس کے اندر بصیرت ہے۔ والفرقان یہ حق و باطل کی تمیز سکھلاتا ہے۔ یہ ہمیں بتلاتا ہے کہ گائے۔ درخت دریا۔ پتھر۔ حضرت عیسیٰ۔ رامچندر۔ کرشن کی پرستش حق ہے یا نہیں، یہ صداقت کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ انجیل سچی ہے۔ توراۃ خدا کی کلام ہے۔ فیھا ھدی و نور۔ قرآن میں ان کتابوں اور صداقتوں کا نچوڑ ہے اور یہ آسمانی کتابوں کی حفاظت کرنے والی مہیمن کتاب ہے۔ تمام رسول سچے ہیں۔ سبھی نے توحید الٰہی کا سبق دیا ہے۔ باقی چیزیں جو دین میں آ گئی ہیں وہ ان کے علماء کی وجہ سے آ گئی ہیں۔ پیغمبر اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ یہودیوں، عیسائیوں وغیرہ کی مذہبی کتب میں غلط باتیں کیوں آ گئی ہیں۔

تقویٰ کی تلقین

روزہ کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اس لئے خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرو واللہ معکم اینما کنتم۔ تم دفتر میں ہو یا گھر پر انگلستان میں ہو یا افریقہ میں، ریل میں ہو یا پیدل سفر کرتے ہو، ہوائی جہاز میں ہو یا سمندری جہاز کے تختہ پر ہر جگہ تم نے خدا کو سامنے رکھنا ہے وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے یہی تمہارا مقصد ہے۔ بحیثیت قوم خدا کا تقویٰ اختیار کرو، تمہارا پیٹ عفیف ہو، تمہاری زبان بھی پاک ہو، غیبت سے رک جاؤ کلام میں فساد نہ ہو قولوا للناس حسنا۔ تمہارے کلام کے اندر خوبصورتی اور مٹھاس ہو۔ کسی کا دل نہ دکھاؤ، بے عزتی نہ کرو، آنکھ سے بے حیائی نہ کرو، آنکھوں کے ذریعہ سے دل کے اندر زہر جاتا ہے، دل اور روح کو اس زہر سے بچاؤ۔ کان سے بے حیائی اور بدکاری کی باتیں نہ سنو فحش کتابیں نہ پڑھو، بری مجلسوں میں نہ بیٹھو، کان بھی قلب اور روح کو زہر پہنچاتے ہیں، دل بادشاہ ہے جو جسم کے قلعہ کے اندر ہے اس کی حفاظت مطلوب ہو تو قلعہ کی تمام موریوں کو بند کر کے رکھو۔ والذین ھم لفروجھم حافظون مومن وہ ہیں جو اپنے جسم کی موریوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ھم لفروجھم حافظون میں یہی حکم ہے۔

نیا آئین اور ہمارا فرض

آج اس کی بڑی ضرورت ہے پاکستان میں نیا آئین جاری ہو گیا ہے۔ مسلمانوں میں بڑا ولولہ ہے کہ اسلامی آئین ہو۔ حکومتیں آئین تو بنا سکتی ہیں لیکن لوگوں کے دلوں میں پاکیزگی پیدا کرنا ان کا کام نہیں یہ مسلمانوں کا اپنا کام ہے مسلمان بننا ہم میں سے ہر ایک کا اپنا کام ہے، ہر پاکستانی اپنے دل سے پوچھے کہ کیا وہ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعظیم و تکریم کرتا ہے، کیا حکومت کے قانون جاری کرنے سے راستبازی اور دیانتداری پیدا ہو جائے گی، کیا وہ بے حیائی اور بدکاری سے بچ جائے گی۔ ایک ایک جماعت

باقی بر صفحہ ۱۳

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کا وجود مبارک ہی ہے
جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے

گذشتہ قسط میں بیان کردہ واقعہ میں خدا کی ہستی کا ثبوت

گذشتہ قسط میں ایک خطرناک مصیبت کا ذکر کیا گیا تھا جس میں حضرت مرزا صاحب اپنے چچا زاد بھائی کی طرف سے مبتلا کئے گئے تھے اور جس سے بظاہر مخلصی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی بلکہ چاروں طرف مایوسی کے بادل چھائے ہوئے تھے ایسی خطرناک مصیبت کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کو اپنے وعدہ ومن یتق اللہ یجعل له مخرجًا کے ماتحت محبت اور تسلی سے بھرے ہوئے الفاظ میں بشارت دیتا ہے کہ ہم تمہیں اس مصیبت سے مظفر و منصور نکال دیں گے اور تمہاری مخلصی کے سامان پیدا کر دیں گے جو... اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہیں اور قرآنی الفاظ ویرزقه من حیث لا یحتسب صفائی سے پورے ہو جائیں گے اور تیرے دشمن کو جو اس وقت اپنی کامیابی پر یقین کئے بیٹھا ہے ناکام و نامراد واپس لوٹائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، مقدمہ کا فیصلہ سنائے جانے سے ایک دن قبل ایک ایسا امر ظاہر ہوا جو سب کی نظروں سے مخفی تھا لیکن حضرت مرزا صاحب کی بظاہر شکست کو فتح سے بدل دینے والا تھا اس امر نے حضرت مرزا صاحب کی وحی الٰہی کے ان الفاظ کو بھی پورا کر کے دکھا دیا وانه یعلم السر وما اخفی قرآن کریم نے بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں اس صفت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے فانه یعلم السر و اخفی طٰهٰ۔ مامورین دنیا میں اسی غرض کے لئے آتے ہیں کہ خدائی صفات کو دنیا میں عمل کرتے ہوئے دکھلا کر اس کے وجود کو حقیقی رنگ میں ثابت کر دیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایسی یقینی برہان قائم کر دیں جس کی تردید کا کوئی امکان ہی نہ رہے کیونکہ یہ دلیل مشاہدہ پر مبنی ہوتی ہے اور مشاہدہ کے انکار کی کسی عقلمند کے نزدیک بھی گنجائش نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے خدا کے ماموروں کو خدا نما اور حجة اللہ فی الارض کہا جاتا ہے اب دیکھ لو کہ قرآن کریم کے اس دعویٰ کی صحت کو کہ خدا تعالیٰ مخفی در مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے کس طرح حضرت مرزا صاحب کے الہام نے عملی صورت اختیار کر کے پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ایک طرف خدا کی ہستی پر ایسی بیّن دلیل بہم پہنچا رہا ہے جس کے مقابلہ میں ہزار عقلی دلائل بھی ہیچ معلوم ہوتی ہیں کیونکہ عقلی دلائل انسان کو یقین کی اس بلند چوٹی پر ہرگز نہیں پہنچا سکتیں جس پر اس قسم کے واقعات پہنچا سکتے ہیں۔ دوسری طرف اس حقیقت پر دلوں میں یقین پیدا کر رہا ہے کہ قرآن کریم فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی بھیجی ہوئی کتاب ہے اور یہ کہ یہی ایک کتاب ہے جس پر عمل کر کے اس کا حقیقی متبع قرب الٰہی کے اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے وعدوں کے پورا ہونے کا مورد بن جاتا ہے اور تیسری طرف یہ بھی یقینی طور پر ثابت کر رہا ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب ہی ایک ایسے شخص تھے جنہوں نے قرآن کریم کی ایسی کامل اتباع کی جس کے نتیجہ میں آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامل متقیوں کی فہرست میں شمار کئے گئے۔ اور هو اعلم

دوسرا واقعہ

جیسا کہ گذشتہ قسط میں وعدہ کیا گیا تھا کہ اس قسم کے بعض اور واقعات بھی قارئین کرام کے سامنے ان کے غور کے لئے لائے جائیں گے سو اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ذیل میں دوسرا واقعہ لکھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ پہلے واقعہ سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور اس خدائی تصرف کا ثبوت بہم پہنچا رہا ہے جو اسے انسانی قلوب پر حاصل ہے جس کی بناء پر اسے مصرف القلوب کی صفت سے متصف کیا جاتا ہے۔

ایک گہری اور خطرناک سازش

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو دشمنانِ اسلام کی طرف سے ایک نہایت ہی گہری اور خطرناک سازش کا نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجہ میں اگر وہ کامیاب ہو جاتی تو حضرت مرزا صاحب کو مصیبت کا منہ دیکھنا پڑتا وہ سازش یہ تھی کہ ایک شخص عبدالحمید نامی کو عیسائیوں نے بعض سبز باغ دکھلا کر یہ سکھلایا کہ تم عدالت میں یہ بیان دے دینا کہ مرزا صاحب نے مجھے پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے جب اسے اس بیان دینے پر مکمل طور پر آمادہ کر لیا گیا اور اس نے بھی ان سے پختہ وعدہ کر لیا کہ وہ ان کی مرضی کے مطابق بیان دے دے گا اور ان کو بھی یقین ہو گیا کہ وہ اپنے وعدہ سے منحرف نہیں ہو گا تو پادری ہنری مارٹن کلارک نے جو امرتسر کا باشندہ تھا، مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف اقدام قتل کا مقدمہ دائر کر دیا اور عبدالحمید کا بیان دلوا دیا چنانچہ اس نے وہی بیان دیا جو اسے عیسائیوں نے سکھلایا ہوا تھا۔ مجسٹریٹ امرتسر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً حضرت مرزا صاحب کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا۔ یہ وارنٹ یکم اگست ۱۸۹۷ء کو جاری ہوا، اس وارنٹ کو تعمیل کروانے کے لئے اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو بھیج دیا۔ پھر اگست کو اسے خیال آیا کہ وہ دوسرے ضلع میں ایسا وارنٹ بھیجنے کا مجاز ہی نہیں چنانچہ اس نے بذریعہ تار ڈپٹی کمشنر کو وارنٹ کی تعمیل کو روکنے کی اطلاع دی اور مثل مقدمہ اس کی طرف ارسال کر دی۔ اس تار نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو حیرت میں ڈال دیا کیونکہ اسے اس قسم کا کوئی وارنٹ نہیں پہنچا تھا۔ پہلا تصرف الٰہی تو اس مقدمہ میں یہی ہوا کہ وارنٹ ہی غائب ہو گیا اور حضرت مرزا صاحب گرفتاری اور ہتھکڑیوں کی ذلت سے محفوظ ہو گئے۔

وہ وحی الٰہی جو حضرت مرزا صاحب پر قبل مقدمہ نازل ہوئی

پیشتر اس کے کہ مقدمہ کی تفصیلی کارروائی اور اس کے انجام کا ذکر کیا جائے اس وحی الٰہی کا ذکر کر دینا بھی بے محل نہ ہو گا جو مقدمہ کے دائر ہونے سے قریباً تین ماہ قبل حضرت مرزا صاحب پر نازل ہوئی اور وہ یہ ہے:۔

"فتل ابتلی المؤمنون ماهنا
الّا تهد بن الحکامان الذی
فترض تمنیك الغزان لرادك
الیٰ معادانی مع الافواج اتیك
بغتة" یاتیك نصرتی انی انا
الرحمان ذو المجد والعلیٰ

مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق (اور اخیر حکم) ابراء بے قصور ٹھیرانا بلجت ابیانی یعنی تجھ پر اور تیرے ساتھ کے مومنوں پر مواخذہ حکام کا ابتلاء آئیگا وہ ابتلاء صرف تہدید ہو گا اس سے زیادہ نہیں وہ خدا جس نے خدمت

قرآن تجھے سپرد کی ہے پھر تجھے قادیان واپس لائے گا۔ میں اپنے فرشتوں کے ساتھ ناگہانی طور پر تیری مدد کروں گا میری مدد تجھے پہنچے گی میں ذوالجلال بلند شان والا احسان ہوں میں مخالفوں میں پھوٹ ڈالوں گا اور ایک شخص منافس کی دیکھتے ایسے شخص کی جو تجھے گرانے اور خود آگے بڑھنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ (از ناقل) ذلت اور اہانت اور ملامت خلق ابرار بے قصور ٹھہرا تا بلجت ایاتی دوسرے نشان چمک کے ساتھ پورے ہوں گے۔ (از ناقل)

اس وحی الٰہی میں مندرجہ ذیل پیشگوئیاں ہیں جو تین ماہ بعد حرف بحرف پوری ہو گئیں:۔

اوّل - ایک ایسے ابتلاء کا آنا جو احمدیوں کے لئے موجب اضطراب اور گھبراہٹ ہوگا۔

دوم - حکام کا اس ابتلاء کے ساتھ تعلق ہوگا

سوم - یہ ابتلاء محض تہدید کی حد تک ہی رہے گا عملاً اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

چہارم - خدا کامیابی کے ساتھ قادیان واپس لائیگا کیونکہ خدمت قرآن کے فریضہ کی ادائیگی تمہارے سپرد کی گئی ہے اگر اس مقدمہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے تو خدمت قرآن منقطع ہو جائے گی اور یہ بات اللہ تعالےٰ کی شان کے منافی ہے کہ وہ کسی خاص خدمت کے لئے کسی کو مامور کرے اور لوگ اس خدمت سے اسے محروم کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور اس سے اس عہدہ کو چھین لیں۔

پنجم - یہ کامیابی خدائی فوجوں یعنی فرشتوں کی مدد سے ہوگی اور ساتھ ہی یہ ثابت کردیگی کہ ایسی مشکلات کے وقت خدا اپنے بندوں کی مدد کے لئے نازل ہوا کرتا ہے اور یہ امداد اور نصرت الٰہی بالکل غیر متوقع طور پر نازل ہوگی جس پر کہ وحی الٰہی کا لفظ بغتۃً دلالت کر رہا ہے خدا کے آنے کا بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اسکی نصرت لوگوں کو نمایاں طور پر نظر آ جاتی ہے اسی لئے خدا کے آنے کے معاً بعد فرمایا یاتیک نصرتی یعنی میری نصرت تیرے شامل حال ہوگی۔

ششم - میری یہ غیر متوقع نصرت ثابت کر دے گی کہ میں ہی رحمان ہوں یعنی مشکلات سے مخلصی اور رہائی پانے کے جب سب اسباب بظاہر مفقود نظر آ رہے ہوتے ہیں میں رہائی کے اسباب پیدا کر دیا کرتا ہوں کیونکہ مجھے اس پر قدرت حاصل ہے۔

ہفتم - میں مجد اور بلندی والا ہوں اور اس کا ثبوت میں اس طرح دیا کرتا ہوں کہ جس بندے کو میں کھڑا کرتا ہوں باوجود لوگوں کی انتہائی مخالفت کے اسکو صاحب مجد اور بلندی والا بنا دیتا ہوں۔

ہشتم - کامیابی کے اسباب جو میں پیدا کروں گا وہ یہ ہونگے کہ سازش کرنے والے مخالفوں میں پھوٹ ڈلوا دوں گا۔

نہم - اس مقدمہ میں ایک خاص شخص کو جو تیرے خلاف میدان مقابلہ میں اترا ہوا ہے اور تجھے گرانے اور اپنے آپ کو تیرے مقابلہ میں آگے بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے خاص طور پر ذلت کا شکار بناؤں گا اس کو اہانت کا منہ دیکھنا پڑے گا اور ملامت خلق کا نشانہ بننا پڑے گا۔

دہم - انجام اس مقدمہ کا یہ ہوگا کہ تم بری کئے جاؤ گے۔

یازدہم - یہ تمام کے تمام نشانات بڑی آب و تاب کے ساتھ پورے ہوں گے۔

وحی الٰہی کا اعادہ

مقدمہ دائر ہونے سے چند دن قبل یہ الہامات دوبارہ نازل ہوئے ان میں مندرجہ ذیل الہامات زائد تھے ابرا یعنی بری ہونے کی پیشگوئی کے ساتھ الفاظ "وفیہ شیئی" زائد کئے گئے۔

پیشگوئی دوازدہم

ان الفاظ میں گویا ایک الگ پیشگوئی کی گئی ہے

سیزدہم - دوبارہ پھر الہام ہوا بلجت ایاتی یعنی مندرجہ بالا الہاموں میں جو نشانات بیان کئے گئے ہیں ان کی صداقت دوبارہ پھر ظاہر ہوگی۔

چہاردہم - پھر الہام ہوا لواء فتح یعنی فتح کا جھنڈا یعنے فتح کا جھنڈا دوبارہ پھر بلند ہوگا۔

پانزدہم - ان کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

انما امرنا اذا اردنا شیئًا ان نقول له کن فیکون یعنی ہمارا قانون یہی ہے کہ جب ہم کسی امر کے کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہ امر ہو کر ہی رہتا ہے اس کے راستہ میں کوئی روک نہیں بن سکتا پس ہم نے جو یہ فیصلہ کیا ہے اور جس کا اظہار بھی ہم نے کر دیا ہے کہ ہم اپنے بندہ کو ان مشکلات سے صحیح سلامت نکال لیں گے یہ ہمارا فیصلہ جاری ہو کر رہے گا کوئی اس کے جاری ہونے کو روک نہیں سکتا۔

مندرجہ بالا پندرہ پیشگوئیوں میں سے ہر ایک جس صفائی سے پوری ہوئی ہے ذیل کے بیان سے ہر غیر متعصب منصف مزاج قاری پر یہ واضح ہو جائے گا۔

پہلی پیشگوئی

جب وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کا سنا ہوگا تو احمدیوں کو جو اضطراب لاحق ہوا ہوگا اور جو گھبراہٹ اُن کے دلوں پر طاری ہوئی ہوگی اس کا تصوّر ہر عقلمند خود ہی کر سکتا ہے

دوسری اور تیسری پیشگوئی

اس طرح پوری ہوئیں کہ یہ وارنٹ گرفتاری محض دھمکی ہی ثابت ہوا۔ حقیقت میں کوئی گرفتاری عمل میں نہ آئی بلکہ خدائی تصرف کے ماتحت وہ وارنٹ گرفتاری غائب ہی ہو گیا۔ اس کے بعد ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے صرف معمولی سمن جاری کیا اور حاضری پر حضرت مرزا صاحب کو عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا - گویا الہامی الفاظ ذوالمجد ان کی ...

چوتھی پیشگوئی

اس طرح پوری ہوئی کہ آپ عزت کے ساتھ بری ہو کر قادیان واپس آ گئے اور تمام عمر خدمت قرآن کے فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔

پانچویں پیشگوئی

فرشتوں کا کام ہے خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت دلوں میں القا کرنا۔ اس القا کی تفصیل بھی سُن لیجئے۔ ۱۰ اگست ۱۸۹۷ء کو مقدمہ کی کارروائی شروع ہوتی ہے عبدالحمید جس کو عیسائیوں نے خاص بیان سکھلایا ہوا تھا وہ عدالت میں یہی بیان دیتا ہے کہ میں مرزا صاحب کا مرید ہوں اور ان کے پاس قادیان میں رہا ہوں، انہوں نے میرے سپرد یہ کام کیا کہ میں امرتسر جا کر پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کر دوں اس بیان کی سچائی پر وہ متواتر چار دن تک مصر رہا اور یہی کہتا رہا کہ یہ بیان اس کا سچا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اسے حضرت مرزا صاحب کی طرف سے پادری صاحب موصوف کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا اب صرف عیسائی ہی اسکو سکھلانے والے نہیں تھے بلکہ آریہ سماجی بھی اس میں شریک ہو گئے تھے اور اہل حدیث کا ایڈووکیٹ مولوی محمد حسین بٹالوی اس مقدمہ میں عیسائیوں کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا گویا ملک کی تینوں بڑی قومیں یعنی عیسائی ہندو اور مسلمان اس مقدمہ کو کامیاب بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

اب تصرف الٰہی ملاحظہ کیجئے کہ ادھر عبدالحمید متواتر چار دن اپنے بیان کو سچا قرار دیتا رہا اور ادھر ڈپٹی کمشنر کے دل پر اللہ تعالےٰ نے ایسا تصرف کیا ہوا تھا کہ اس کا دل عبدالحمید کے بیان کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتا تھا اس کی ظاہری وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے بیان میں تفصیل دن بدن زیادہ ہوتی جاتی تھی اس حالت کو دیکھ کر ڈپٹی کمشنر نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو حکم دیا کہ عبدالحمید کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال کر اپنی نگرانی میں لے لے چنانچہ ۱۳ اگست کو اسے پولیس کی نگرانی میں لے لیا گیا، وہاں بھی اس نے شروع میں اپنے پہلے بیان کو ہی صحیح قرار دیا لیکن جب سپرنٹنڈنٹ کے سامنے پیش ہوا تو اُن کے پاؤں پر گر کر زار و قطار رونے لگ پڑا اور رو رو کر اقرار کیا کہ جو کچھ اس نے پہلا بیان دیا ہے

---

[1] یہ الفاظ صاف بشارت دے رہے ہیں کہ آپ مقدمہ میں بری کئے جائیں گے کیونکہ فیصلہ خلاف ہونے کی صورت میں آپ قادیان واپس نہیں آ سکتے تھے (از ناقل)

وہ عیسائیوں کے سکھلانے سے دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب بالکل بے قصور ہیں انہوں نے مجھے ہرگز پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لئے نہیں بھیجا یہ تھا فرشتوں کا اس کے دل میں القا کہ وہ حقیقت کا اقرار کر لے حالانکہ اس اقرار میں اس کو خود قید ہونے کا خطرہ لاحق تھا اور عیسائیوں نے اس کو یہ کہا ہوا بھی تھا کہ اگر تم نے اپنا بیان بدلا تو تم قید ہو جاؤ گے لیکن اس نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی اور صاف صاف اقرار کر لیا کہ جو کچھ اس نے پہلے بیان دیا ہے وہ عیسائیوں اور آریہ سماجی وکیل کا سکھلایا ہوا تھا جو کچھ وہ مجھے سکھلاتے رہے میں کہتا رہا اب جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے چنانچہ ۲۰ اگست کو عدالت میں اس کا دوبارہ بیان ہوا اور اس نے وہاں بھی حقیقت کا اقرار کر لیا۔ اس کا نام فرشتوں کا القاء اور اس کا نام ہے نصرت الٰہی کا ظہور۔

چھٹی پیشگوئی

کا پورا ہونا بھی واضح ہے کیونکہ عام طور پر اس امر کی توقع نہیں ہوتی کہ گواہ ایک بیان دے کر پھر اس سے منحرف ہو جائے اور قید کا خطرہ مول لیتے ہوئے اپنے حلفی بیان کے خلاف بیان دینے پر آمادہ ہو جائے لیکن یہاں تو نصرت الٰہی کا ...... ہاتھ کام کر رہا تھا اس کا دل خدا کے قبضۂ قدرت میں تھا جس طرف اس نے چاہا اسے پھیر دیا نہ عیسائیوں کا جادو اس پر چل سکتا تھا اور نہ آریہ سماجیوں کا۔

ساتویں پیشگوئی

اس طرح پوری ہوئی کہ ناکامی کے اسباب خدائی تصرف اور اس کی صفت رحمانیت کے ماتحت معدوم ہو گئے اور کامیابی کے سامان اسی صفت کے ماتحت پیدا ہو گئے اور اس نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے پیارے بندے کو بزرگی اور بلندی عطا فرمائی اور دشمنوں کی تمام کوششوں کو جو وہ اسکو گرانے کے لئے بروئے کار لا رہے تھے بالکل ناکام بنا دیا۔ عدالت میں کرسی کا ملنا بھی ...

آٹھویں پیشگوئی

اس طرح پوری ہوئی کہ مخالفوں میں سخت پھوٹ پڑ گئی اور ان کے بیانات ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے جیسا کہ مثل مقدمہ سے واضح ہوتا ہے اور اس پھوٹ نے مقدمہ کا پانسا ہی پلٹ دیا اور عیسائیوں کو سخت ندامت اُٹھانی پڑی۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی ذلت

گیارہویں پیشگوئی

... مولوی محمد حسین بٹالوی جو اہل حدیث کے ایڈیٹ[ر] تھے اور جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعوٰے مسیحیت کے ساتھ ہی ان کو گرانے کا تہیہ کر لیا تھا اور تمام ہندوستان میں گھوم کر علماء سے حضرت مرزا صاحب کے خلاف فتوے کفر حاصل کیا تھا اور اس پر ان کی مہریں لگوائی تھیں، اس مقدمہ میں ان کو اپنے اس مذموم مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے سنہری موقعہ ہاتھ آیا اور وہ عدالت میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف گواہی دینے کے لئے آموجود ہوئے اس امید پر کہ اگر وہ پہلے انکو گرانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن پیشگوئی کے ماتحت جو ذلت اور اہانت اور ملامت متعلق ان کے حصہ میں آئی اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کر دینا پیشگوئی کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے ضروری ہے۔ مولوی صاحب موصوف جب شہادت دینے کے لئے کمرہ عدالت میں داخل ہوئے تو داخل ہوتے ہی حضرت مرزا صاحب کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر دنگ رہ گئے اپنے حریف کو اس طرح عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھے دیکھ کر وہ برداشت نہ کر سکے کہ وہ تو عدالت میں کھڑے رہیں اور ان کا حریف جس کو وہ مجرموں کی طرح ذلت کی حالت میں کھڑا دیکھنے کے متمنی تھے ...... عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہو وہ بھی کرسی پر بیٹھ گئے لیکن ڈپٹی کمشنر کے حکم سے انہیں کرسی سے اُٹھنا پڑا اس پر انہوں نے اپنے حقوق جتلا کر کرسی کے مطالبہ پر اصرار کیا تو ڈپٹی کمشنر نے جھڑک کر اُسے کہا کہ بک بک مت کرو سیدھے ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور اس طرح الہام کا ..... لفظ "ذلت" اس کے حق میں پورا ہوا یعنی الہام کی پہلی شق یعنی ذلت کا پہنچنا تو خدا تعالےٰ نے ڈپٹی کمشنر کے ہاتھوں پوری کرا دی۔

اس کے بعد اہانت والی شق اس طرح پوری ہوئی کہ عدالت سے باہر نکل کر برآمدہ میں جو کرسی پڑی تھی اس پر مولوی صاحب بیٹھ گئے تو اردلی نے پکڑ کر وہاں سے بھی اُٹھا دیا وہاں سے نکل کر میدان میں آئے تو کسی کی بچھی ہوئی چادر پر بیٹھ گئے اس شخص نے یہ کہکر کہ میری چادر کو پلید مت کرو اپنی چادر اس کے نیچے سے کھینچ لی یہ اہانت تھی جو عوام کے ہاتھوں اسے اُٹھانی پڑی، تیسری شق الہام کی ملامت متعلق تھی وہ اس طرح وقوع میں آئی کہ مسلمانوں کے عقلمند طبقہ کی ملامت کا اسے نشانہ بننا پڑا سب نے کہا کہ ایک مسلمان کو خواہ کتنا بھی اس کے ساتھ اختلاف تھا ایسے سنگین جرم میں پھنسانے کے لئے عیسائیوں کی مدد کرنا سخت قابل نفرت فعل ہے جس کا ارتکاب مولوی صاحب موصوف سے ہوا ہے۔

دسویں پیشگوئی بری ہونے کی تھی سو وہ تو واضح ہی ہے کہ ایسے سنگین مقدمہ میں اللہ تعالےٰ نے غیر متوقع طور پر آپ کے بری ہونے کے سامان پیدا کر دیئے۔

گیارہویں پیشگوئی ان تمام نشانوں کے آب و تاب کے ساتھ پورا ہونے کے متعلق تھی .... سو وہ بھی جس شان کے ساتھ پوری ہوئی مندرجہ بالا بیان سے ہر شخص پر واضح ہو گئی ہوگی۔

بارہویں پیشگوئی یعنی "فیہ شئی" اس طرح پوری ہوئی کہ فیصلہ میں مجسٹریٹ نے یہ الفاظ لکھ دیئے کہ آپ کی تحریر میں سختی ہے آئندہ نرمی اختیار کرنی چاہیئے یہ اسے اس لئے لکھنا پڑا کہ فریق مخالف کی طرف سے بعض تحریریں پیش کی گئیں جنمیں بظاہر سختی تھی مگر مجسٹریٹ کو یہ نہیں بتلایا گیا کہ وہ تحریریں مخالفین کی سخت کلامی کے جواب میں لکھی گئیں تھیں حضرت مرزا صاحب کو چونکہ ان کے جواب کا موقعہ نہیں ملا اس لئے مجسٹریٹ کو اصل حقیقت سے آگاہی نہ ہو سکی بہرحال الہام کے الفاظ فیہ شئی نے پورا ہونا تھا سو ہو گئے۔

تیرھویں پیشگوئی میں دوبارہ الفاظ بلجت آیاتی الہام ہوئے تھے یہ اس طرح پوری ہوئی کہ عبدالحمید کے خلاف دوبارہ مقدمہ ہوا وہاں بھی اس نے اسی بیان کی تصدیق کی کہ حضرت مرزا صاحب نے مجھے ہرگز پادری صاحب کو قتل کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔

چودھویں پیشگوئی بھی اس کے دوبارہ بیان سے پوری ہوئی کیونکہ اس بیان سے فتح بالکل نمایاں ہو گئی۔

پندرھویں پیشگوئی میں خدا نے جو اپنی قدرت کا یہ کہکر اظہار کیا تھا کہ ہم جس امر کو کرنا چاہیں وہ ہو کر ہی رہتا ہے اس کا ثبوت ان تمام پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے مل گیا باوجود اس کے کہ دشمن بڑا زبردست تھا اور اس کو حکومت میں رسوخ بھی کافی حاصل تھا دوسری دونوں زبردست قوموں کی اسے مدد بھی حاصل تھی لیکن وہ خدائی فیصلہ کو پورا ہونے سے روک نہ سکا۔

اب تمام انصاف پسند اصحاب سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایک طرف ان مشکلات پر نظر ڈالیں جن میں بظاہر ...... حضرت مرزا صاحب پھنسے ہوئے نظر آ رہے تھے اور دوسری طرف وہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات پر انصاف کی نظر ڈالیں اور پھر خدائی وعدہ پر غور کریں جو متقی کے متعلق اس آیت میں کیا گیا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور دوسرے وعدہ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ان سب امور کو سامنے رکھکر انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا حضرت مرزا صاحب حقیقی معنوں میں متقی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں ....

.... اور دوسرے اس امر کا بھی فیصلہ کریں کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے بعد باب وحی مسدود ہو گیا ہے کہاں تک راستی پر ہیں واقعات آپ کے سامنے ہیں جو صریحاً ان کے اس عقیدہ کی غلطی کو واضح کر رہے ہیں واقعات کی تغلیط کس طرح ممکن ہو سکتی ہے اللہ تعالےٰ سب کو حق کی شناخت اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہادر وہ نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ اصل بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

(بخاری)

مکتوب ووکنگ ——— شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ (لندن)

امام مسجد ووکنگ کا نیو کاسل، ساؤتھ شیلڈز اور مانچسٹر کا دورہ

ٹیلی ویژن اور اخبارات میں تذکرہ

نیو کاسل لندن سے پانچ چھ گھنٹے کی مسافت پر ہے جہاں پاکستانی مسلمانوں نے دو مکانات خرید کر انہیں دو مسجدوں میں تبدیل کر رکھا ہے۔ یہ مساجد قریب قریب ہی ہیں۔ حقیقت میں اگر ایک ہی مسجد ہوتی تو کافی تھی۔ لیکن آپس کی ذاتی مخاصمت اس تفریق کا باعث ہے۔ یہ مرض ہر جگہ موجود ہے اس لئے اسے گوارا ہی کرنا پڑتا ہے۔

نیو کاسل پہنچکر میں مسٹر اور مسز فلاورز کے ہاں ٹھہر گیا۔ شام کو انہیں ہمراہ لے کر ان مساجد کا رُخ کیا۔ پہلا مکان جس میں مسجد ہے مقفل تھا۔ معلوم ہوا جمعہ کو کھلتی ہے اور ابھی تک کوئی ایسے صاحب نہیں ملے جو اپنی رہائش یہاں رکھ سکیں۔ اسی سڑک پر تھوڑی دیر آگے گئے تو ایک بغلی سٹریٹ میں دوسری مسجد تھی۔ وہاں پہنچے تو اپنے ایک پرانے شناسا مل گئے۔ ان سے کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں انہوں نے مسجد میں تراویح کا انتظام کر رکھا تھا۔ اتوار کو بچوں کو پڑھانے کا انتظام بھی ..... تھا۔ ایک لائبریری بھی تھی اس میں سب اردو کی کتب تھیں۔

ہماری طرف سے لندن برمنگھم، نیو کاسل، بلفاسٹ وغیرہ شہروں کے لئے رمضان چارٹ شائع کئے جاتے ہیں۔ نیو کاسل کے متعلق جو کام تھا۔ اسے یہاں کے لوگوں نے اپنی اپنی طرف سے علیحدہ شائع کیا تھا۔ دونوں مساجد نے نیچے اپنے اپنے نام درج کر دیئے تھے۔ پاکستان نیوز نے بھی اسے من وعن شائع کیا اور مشرق ہفت روزہ نے اسے اردو میں چھاپ کر شائع کیا۔ اس طریق سے رمضان اور عید کے سلسلہ میں انگلستان میں قریباً قریباً ہر جگہ یکسانیت رہی، کاش دوسرے مسائل میں بھی یہ روح پیدا ہو جائے گو بعض مقامات پر ووکنگ مشن کی مخالفت بھی ہوتی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود لوگ ہماری تبلیغی مساعی کا احترام کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے بغیر نام لئے ہمارے پروگراموں کی پیروی بھی کرتے ہیں پڑھا لکھا طبقہ تو اکثر ہمارا مداح ہے۔ باقی رہا ان پڑھ لوگوں کا رویہ تو اس کی مخالفت کی وجہ محض ناواقفیت اور بے بنیاد عصبیت ہے۔ ان سے ملنے جلنے کے مواقع میسر آتے رہیں تو یہ مخالفت بھی کم ہو سکتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری طرف سے اس سلسلہ میں کوئی کوشش ہی نہیں ہوئی بہت سے لوگوں کو ابھی تک یہ علم بھی نہیں کہ ووکنگ میں کوئی مسجد بھی ہے۔ چند پاکستانی حضرات نے جب رسالہ مشرق میں اس کی تصویر دیکھی تو بہت حیران ہوئے کہ اس قسم کی اصلی شکل کی مسجد بھی یہاں انگلستان میں ہے۔ کاش رسالہ اشاعت اسلام ابھی تک جاری ہوتا رہتا۔

ساؤتھ شیلڈز میں شادی کی تقریب

نیو کاسل سے چند میل کے فاصلہ پر ساؤتھ شیلڈز ہے جہاں پانچسو کے قریب عرب آباد ہیں۔ صومالی، پاکستانی ہندوستانی مسلمان بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ یہاں کے لوگوں نے ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے خرید ا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ شاہجہان مسجد ووکنگ کی طرز پر ایک مسجد بنائی جائے، فی الحال ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اسے بطور مسجد استعمال کرتے ہیں، اس مسجد کے امام عبدالعلی ایک عرب ہیں، جمعہ کی پچاس ساٹھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ عبدالعلی صاحب ۱۹۱۱ء میں اس جگہ آئے تھے گو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو ملے نہیں لیکن اس زمانہ میں اخبارات میں ان کے متعلق ذکر پڑھا تھا۔ یہ صاحب علویہ طریقہ کے ہیں۔

ساؤتھ شیلڈز پہنچکر معلوم ہوا کہ نیو کاسل کے اخبارات میں میری اس آمد کا چرچا ہو چکا تھا۔ مسٹر کولاست جان تو نے ووکنگ جا کر اسلام قبول کیا تھا۔ اور اب ووکنگ مسجد کے امام ان کی شادی کے سلسلہ میں ساؤتھ شیلڈز آ رہے تھے۔ ایک اخبار نے سرخی جمائی تھی :۔

"جان مسلمان ہو گیا فاطمہ سے شادی
کرنے کے لئے"

مسٹر اور مسز فلاورز بھی میرے ہمراہ تھے ہم نے چار بجے مسجد میں مہمان آنے شروع ہو گئے۔ اخبارات۔ ٹیلی ویژن بی بی سی کے نمائندے اور فوٹو گرافر بھی خاصی تعداد میں جمع ہو گئے۔

میں نے عبدالعلی صاحب سے پوچھا آپ کے ہاں شادی کا کیا دستور ہے۔ کہنے لگے آپ جیسے مناسب سمجھیں انتظام کرا دیں۔ میں نے کہا آپ اس مسجد کے امام ہیں اس لئے میں آپ کے مشورہ سے یہ کام کرنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے جب دولہا آئے گا تو میں اس کے اور سید غلام حسین شاہ کے ہاتھ تھام کر اوپر کپڑا ڈال دوں گا اور آپ ایجاب و قبول کرائیں۔ میں نے کہا کہ دلہن کہاں ہوگی۔ کہنے لگے وہ بھی قریب ہی بیٹھی ہوگی۔

"اس کا ہاتھ کون تھامے گا لڑکے کی ماں؟"
"نہیں وہ بس بیٹھی ہی رہے گی"

مجھے یہ سب سلسلہ کچھ عجیب سا معلوم ہوا لیکن اس وقت زیادہ تفصیلات کا موقعہ نہیں تھا۔ دولہا اور دلہن ہال میں داخل ہو چکے تھے اور ایک عرب بڑی خوش الحانی سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ اسی حالت میں دلہن کے والد اور دیگر عزیز ہمارے قریب آ گئے۔ جب تلاوت ختم ہوئی تو عبدالعلی صاحب نے دولہا کے اور لڑکی کے والد کے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور مجھے کہنے لگے کہ اب آپ اپنا خطبہ شروع کریں۔ میں نے حسب دستور عربی خطبہ پڑھ کر اس کی انگریزی میں تشریح شروع کر دی تاکہ حاضرین کے پلے بھی کچھ بات پڑے کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، بات جب ذرا طویل ہونے لگی تو وہ لوگ ہاتھ تھامے تھک گئے۔ ایک دوست نے ایک اٹیچی کیس ان کی طرف کھسکا دیا جو ان کے لئے سہارا بن گیا۔ یہ رسم نہ صرف ٹیلی ویژن اور فوٹو گرافروں کے لئے بلکہ خود میرے لئے بھی خاصی عجیب و غریب تھی۔

میں نے پندرہ بیس منٹ میں خطبہ ختم کر دیا اب قبول و ایجاب کی باری آئی تو مجھے یک لخت خیال آیا کہ دولہا دلہن کے نام ٹھیک طرح سے مجھے نہیں آتے۔ اس سارے ہنگامے میں اس اہم بات کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ میں نے جھک کر لڑکی کے والد سے ان کے نام پوچھے اور پھر ایجاب و قبول کرا کے ان کی اسلامی شادی کا اعلان کر دیا۔ سب حاضرین نے ان کے لئے دعا کی۔ میں نے اپنے رجسٹر میں اندراج مکمل کیا، سرٹیفکیٹ لکھا اور انہیں دیکر مبارکباد دی۔

ٹیلی ویژن پر خبر

اسی دن شام چھ بجے شام کی خبروں کے بعد اس شادی کی فلم ٹیلی ویژن پر دکھائی گئی۔ تبصرہ میں یہ بتایا گیا کہ ایک انگریز مسلمان کی ساؤتھ شیلڈز کی مسجد کی تاریخ میں یہ پہلی شادی تھی۔ ووکنگ مسجد اور اس کے امام کا تعارف بھی واضح الفاظ میں کرایا گیا۔ اور اس طریق سے لاکھوں آدمیوں نے اسی دن یہ منظر دیکھا۔

روزہ کھلنے میں چونکہ آدھ گھنٹہ باقی تھا اس لئے سید غلام حسین شاہ صاحب تو غیر مسلم مہمانوں کو ساتھ لے کر ہوٹل میں چلے گئے جہاں ان کے لئے انتظام تھا، میں اور فلاورز مسجد ہی میں ٹھہرے رہے۔ اور وہاں دیگر دوستوں سے مصروف گفتگو رہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی عرب لوگ آ گئے (یہ لوگ جب مصافحہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے کا ہاتھ چوم لیتے ہیں)

نماز مغرب کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھے دھکیل کر آگے کر دیا کہ امامت کراؤں۔ اس کے بعد پلاؤ۔ نان اور گوشت کے شوربے سے مہمانوں کی خاطر کی گئی۔ لیکن ہر شخص کے ساتھ اس قدر رکھا تار کھا گیا کہ وہ آدھے سے زیادہ ختم نہ کر سکا۔ کچھ لوگ بڑی

ہی پلیٹ میں اکٹھے کھانے لگے انہوں نے بھی اسے پورا ختم نہ کیا۔ ایک اور صاحب حلوہ کی پلیٹ کے سامنے بیٹھ کر اس پر اکیلے ہی مشق فرماتے رہے۔ اپنی انگلیاں چاٹتے اور پھر دوسرا لقمہ لیتے۔ میں سوچتا رہا کہ اگر حسب ضرورت ہر شخص اپنے اپنے لئے کھانا اپنی پلیٹ میں ڈال لیتا تو کھانے کا اس قدر ضیاع نہ ہوتا۔ لیکن یہ پرانے وقتوں کے لوگ اپنے رسم و رواج کو چھوڑنا کسی طرح گوارا نہیں کرتے۔ ان باتوں کو بھی دین کا جزو ہی سمجھ کر ان پر عمل کرتے رہتے ہیں۔

ان لوگوں سے گفتگو کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ، ووکنگ سے شائع شدہ لٹریچر اپنے بچوں کو دیتے ہیں اس لئے کہ ان کے پاس اور کوئی ذریعہ ان کی تربیت کا نہیں بعض لوگ تو ہمارے کام کے بہت مداح پائے گئے، گو ہماری اپنی تنظیم اتنی مستحکم نہیں کہ ہم اس پر فخر کر سکیں لیکن جب یہاں کی دوسری مساجد کے انتظامات کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا تو مجھے محسوس ہوا کہ ان کے مقابل پر ہماری تبلیغی مساعی مضبوط اور بہتر ہے۔

مانچسٹر میں

۱۵ار فروری کی صبح کو میں مسٹر اور مسز فلاورز کو الوداع کہکر پونے دس بجے کی گاڑی سے مانچسٹر چلا آیا۔ وہاں ارادہ ڈاکٹر ایس ایس جان کے ہاں ٹھہرنے کا تھا۔ ڈاکٹر ووکنگ مسجد کے ٹرسٹیوں میں سے ہیں اور ووکنگ مسلم مشن کے ٹرسٹی بھی ہیں۔ سٹیشن پر اترا تو وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ ٹیلیفون ڈائرکٹری سے ان کا پتہ نوٹ کیا۔ اور ٹیلیفون کیا تو گھر پر کوئی نہیں تھا۔ ابھی میں سوچ میں تھا کہ کیا کیا جائے ڈاکٹر صاحب انکوائری آفس سے نکلتے دکھائی دیئے۔

اسی روز کوئی ساڑھے پانچ بجے کے قریب ہم مانچسٹر کی مسجد کے امام سے ملنے گئے۔ یہ صاحب شام کے علاقہ کے ہیں اور حافظ قرآن بھی ہیں، اسلامک ریویو کے نہ صرف خود خریدار ہیں بلکہ دوسری لائبریریوں کے نام بھی پرچے جاری کر رکھے ہیں۔ تھوڑی دیر باتیں ہوتی رہیں۔ پھر کہنے لگے کہ آپ کل جمعہ کے لئے ٹھہرئے رہیں... اور آپ ہی ہمارے ہاں جمعہ پڑھائیں۔

مانچسٹر میں اسلامک کلچر سنٹر کمیٹی نے کچھ سالوں سے ایک مکان خرید رکھا ہے جس میں مختلف ممالک کے مسلمان طلباء رہتے ہیں اور ایک حصہ کو وہ نماز کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سوا ایک بجے ہم وہاں پہنچ گئے، کوئی چالیس کے قریب افراد جمع ہو گئے۔ میں نے پندرہ بیس منٹ کے لئے خطبہ دیا۔ اختتام پر ایک صاحب اٹھ کر کہنے لگے کہ یہ صاحب معلوم نہیں کون ہیں (کسی نے میرا تعارف کرایا) وہ صاحب کہنے لگے حاضرین نے نوٹ فرمایا ہوگا کہ انہوں نے اپنے خطبہ میں کہا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ آخری نبی نہیں اور یہ بات درست نہیں (یہ حضرت معلوم ہوتا ہے انگریزی کم سمجھتے تھے) میں نے اٹھ کر کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ حضرت محمد صلعم صرف آخری نبی ہی نہیں بلکہ کامل نبی بھی ہیں۔ ان صاحب نے پھر کہا اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں

میں نے کہا درست ہے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ امید ہے اب بات صاف ہو گئی ہوگی۔

ایک صاحب نے اقامت کہی اور میں نے نماز شروع کرا دی۔ نماز ختم ہوئی تو وہ صاحب پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ مرزا غلام احمد صاحب کو کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں انہیں مجدد مانتا ہوں نبی نہیں مانتا۔ بس پھر کیا تھا انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ ہماری نماز نہیں ہوئی۔ ہم دوبارہ نماز پڑھیں گے۔ انہوں نے مسجد کے شامی امام سے مخاطب ہو کر کہا آپ دوبارہ نماز پڑھائیں۔ شامی امام نے اٹھ کر کہا کسی شخص کو مجدد ماننے میں کوئی بات خلاف اسلام نہیں، ہاں رسول اکرمؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا وہ صاحب کہنے لگے، کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تھا تمہیں علم نہیں ہم اس ملک سے آئے ہیں ہم نے ان کی کتابیں پڑھی ہیں وغیرہ۔

ایک صاحب بیچ میں سے کہنے لگے کہ بھئی انہیں یہ بھی بتاؤ کہ ان کی دو جماعتیں ہیں، ایک نبی مانتی ہے اور دوسری مجدد

وہ صاحب کہنے لگے کہ نہیں جو جماعت نبی مانتی ہے اس کی تعداد زیادہ ہے۔

میں نے کہا کہ پھر جو جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتی ہے اس کی تعداد بھی زیادہ ہے۔

خیر اسی طرح کی بحث ہوتی رہی۔ کچھ لوگ تو اٹھ کر چل دیئے کہ بس ایک دفعہ نماز ہو گئی کافی ہے۔ وہ صاحب اصرار کرتے رہے کہ نماز دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔ وہ شامی امام میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں اگر ہم دوبارہ نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ شامی امام نے جلدی جلدی دو رکعت نماز پڑھ دی۔

بعد میں جو لوگ رہ گئے۔ ان میں ایک دو صاحب ادھر ادھر کی الٹی سیدھی باتیں کرنے لگے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ میں نے خود قادیان جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کی قبر پر لکھا ہوا ہے حضرت مرزا غلام احمد۔ مسیح موعود مہدی مسعود محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

میں نے کہا مجھے بھی وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے لیکن یہ آخری الفاظ وہاں موجود نہیں۔

"نہیں صاحب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ الفاظ موجود نہیں"

ایک حضرت بولے:۔

"انہوں نے جہاد کو منسوخ کر دیا۔ میں ان کی کتابوں سے آپ کو دکھا دوں گا۔ مسلمانوں کو کافر کہا۔ چوہدری ظفر اللہ خاں نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اجی میرے کئی قادیانی دوست ہیں مجھے بھی ان کے متعلق علم ہے"

ایک صاحب جو پہلے بھی یہ بات کہہ چکے تھے پھر بولے "بھئی ان کی دو جماعتیں ہیں، ایک نبی مانتی ہے اور ایک مجدد"

"جو مجدد مانتی ہے ان کی تعداد بہت کم ہے"

بحث اسی طرح چکروں میں گردش کرنے لگی۔ ایک دو صاحب اپنی سنانے میں مصروف تھے کسی کی سنتے نہیں تھے۔ اور اب تین چار آدمیوں کے علاوہ سب لوگ رخصت ہو چکے تھے۔ اتنے میں ڈاکٹر ظفر احمد صاحب مولنا افتخار الدین احمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے نے دروازہ کھول کر بھیج دیا ڈاکٹر جان اور میں باہر نکل آئے اور وہ صاحب جو بہت جوش و خروش دکھا رہے تھے ایک طرف بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگے۔

ڈاکٹر جان کے گھر جا کر میں اپنا سامان لے کر ڈاکٹر ظفر خلف الرشید مولنا آفتاب الدین مرحوم کے پاس ہسپتال میں چلا آیا۔ انہوں نے بھی میرے ٹھہرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ لیکن چونکہ ان کا خط مجھے وقت پر نہ مل سکا تھا اس لئے میں ڈاکٹر جان کے پاس چلا گیا۔ ان سے خوب دلچسپ محفل رہی۔ کہتے تھے ان میں سے ایک صاحب کو وہ پہچانتے تھے۔ ایک بچے کا پوسٹ مارٹم ہوا تھا تو ہسپتال آئے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی چار لڑکیاں ہیں جو عیسائی ہسپتالوں میں ٹریننگ لیتی ہیں۔ اگر مسلمان مل کر کوئی ہسپتال کھول دیں تو کیا اچھا ہو، ورنہ مسلمان بچے اور بچیاں تو اس ماحول میں پرورش پاکر بالکل دین سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں۔

یہ صرف مانچسٹر کے مسلمانوں ہی کا حال نہیں۔ یہ برطانیہ کے سب مسلمانوں کی داستان ہے۔ یہ لوگ جو مسجدوں میں جا کر ذرا ذرا سی بات پر اچھل کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی اولاد اس ماحول میں رہ کر کبھی مسجد کے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ جن عصبیتوں کو یہ لوگ اپنے سینے سے لگائے پھرتے ہیں ان کے بچوں کو اس کی قطعاً پروا نہ ہوگی۔ وہ گرجا گھر کے ماحول سے زیادہ مانوس ہوں گے اور مسجد کے سائے سے دور بھاگیں گے۔ اس لئے کہ ان کے والدین نے زندگی کے اصل تقاضوں سے منہ موڑ کر چند ضمنی مسائل کو اسلام کا اصل مدعا سمجھ لیا تھا۔ وہ مسجدوں اور عبادتگاہوں میں ہمیشہ لڑتے اور جھگڑتے رہتے تھے۔ آج ایک بات پر کل دوسری بات پر۔ پارٹیاں بنتی رہتی تھیں۔ ان میں سے ہر فرد کو ایک وقت پر آ کر دھچکے لگتے تھے اور پھر ان کو محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ لیکن اس وقت تک زمانہ کا بہاؤ ان کے پاؤں تلے سے زمین کو نکال کر لے گیا ہوگا۔

یہ چند افراد کی داستان نہیں انگلستان میں مسلمانوں کی ایک پوری قوم کی داستان ہے۔ اس میں ہندوستانی پاکستانی۔ عرب۔ مصری۔ سومالی، الجزائری، سب علاقوں کے مسلمان شامل ہیں۔ ان کی اولاد کا اسلام سے سرسری سا تعلق باقی ہے اور دوسری نسل کی تہذیب نے تو یکسر غیر اسلامی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اسلامی ممالک سے روزی کمانے کیلئے نئے مسلمان ادھر آتے ہیں اور پھر وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

مکتوبِ افریقہ

از میاں بشیر احمد صاحب منٹو

لاگوس۔ نائیجیریا۔ مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۶۲ء

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اٹھائیس جنوری کو ساڑھے دس بجے دن کے وقت میں اور نذیر احمد صاحب کراچی ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ محمد افضل خان ہمیں نگار ہوٹل لے گئے اور آٹھ نو گھنٹے ہم نے انہی کی چار دیواری کے اندر گذار دیئے۔ انتیس کی صبح پونے پانچ بجے ہمارے ہوائی جہاز کو روم (ROME) کی طرف پرواز کرنا تھا۔ ہوٹل کے منیجر اور چوکیدار کو تاکید کر دی تھی کہ وہ ہمیں صبح تین بجے بیدار کر دیں، اگرچہ وہ دونوں معتبر آدمی تھے اور وعدہ کے مطابق وہ ہمیں مقررہ وقت معینہ پر جگا دیتے مگر ان پر پورے طور پر انحصار کرنا میرے لئے ناممکن تھا رہ رہ کے یہی خیال آتا تھا کہ اگر انہوں نے وقت پر نہ جگایا تو، بہ خوف ایسا ہو میں گھبرا ہوا گذرات کھر جاگتا رہا۔ تین بجے قبل ہی ٹیکسی کی تلاش میں نکل پڑا ٹیکسی والے نے میری بیچارگی سے پورا فائدہ اٹھایا اور منہ مانگے دام وصول کئے۔

ہمیں ایئر فرانس کے ہوائی جہاز میں سفر کرنا تھا۔ ساڑھے چار بجے ہم اس میں داخل ہوئے۔ پندرہ منٹ کے بعد کراچی کو الوداع کہی اور ساڑھے دس بجے روم کے ہوائی اڈے پر ہمارا نزول ہو گیا چھ گھنٹوں کے وقفہ کے بعد ہماری پرواز اٹالیا کے ہوائی جہاز میں نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس کی طرف ہونا تھی۔ یہ چھ گھنٹے ہوائی اڈے پر ہی ہمیں گذارنے پڑے۔ روم دیکھنے کی ہمیں اجازت نہ ملی۔ حکام ڈرتے تھے کہ مبادا چیچک کے جراثیم ہم پاکستان سے ساتھ لائے ہوں اور وہاں بھی اس وبا کو پھیلانے کا موجب ہو جائیں۔ لنچ کا انتظام بھی دوسرے لوگوں سے کافی فاصلہ پر ایک علیحدہ میز پر کیا گیا، ویٹر نے بیک وقت کھانے کی تمام چیزیں میز پر لگا دیں اور پھر ایسا روپوش ہوا کہ شکل بھی نہ دکھائی۔ الحمدللہ کہ حفاظتی تدابیر کا یہ سودا انہیں اس بات پر آمادہ نہ کر سکا کہ وہ ہمیں اپنے جہاز میں سفر کرنے سے روک دیں، چھ گھنٹوں کا وقفہ آخر ختم ہو گیا اور ہم لیگوس کی طرف روانہ ہو گئے اور شب کے ساڑھے دس بجے اس کے ہوائی اڈے پر نازل ہو گئے۔

مسٹر سلیمان اولوسا لوبڈ (?) اور مسٹر عبدالکریم لیگوڈا، دو نائیجیرین دوستوں کے علاوہ مولوی تسیم سیفی صاحب اور رشید الدین چوہدری صاحب جماعت ربوہ کے مبلغ بھی ہمیں خوش آمدید کہنے کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ میں اور نذیر احمد دونوں ان دوستوں کے بے حد ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے زحمت اٹھائی اور ان کی وجہ سے ہمیں ہر طرح کی سہولت میسر آئی اور ہمیں بے حد آرام پہنچا۔

لیگوس میں موسم گرم اور مرطوب ہے۔ آج کل زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ستاسی اور کم سے کم پچھتر ہے۔ میں ڈرتا تھا کہ کہیں اس کا اثر میری صحت پر ناگوار نہ ہو مگر بفضلہٖ میری صحت یہاں ویسی ہی ہے جیسی پاکستان میں تھی اور انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک رہے گی گرم اور مرطوب موسم میں سب سے زیادہ تکلیف دہ بات ہوا کا چلنے سے رُک جانا ہے مگر یہاں ہوا اکثر چلتی رہتی ہے اور اس لئے طبیعت میں کوئی اضمحلال پیدا نہیں ہوتا۔

مجھے یہاں آئے ہوئے اب پندرہ دن ہو گئے ہیں اور اس عرصہ میں میری تین تقریریں ہوئی ہیں۔ ایک جماعت اسلامیہ میں، ایک آل مسلم نائیجیرین کونسل کے سامنے اور ایک کل ہی شب کو ایک محلّہ کی مسجد میں، ابھی میری کوشش یہی ہے کہ یہاں کے مسلمان جان لیں کہ میں کون ہوں اور میرے یہاں آنے کی غرض کیا ہے۔ مسلمانوں سے اگر خوشگوار تعلقات استوار ہو گئے تو غیر مسلموں میں کام کرنا آسان ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی توقع ہے کہ وہ ہمارے مشن کو کامیاب کرے گا اور نائیجیریا کے مسلمان ہمارے ہر طرح ممد و معاون ہوں گے۔

خاکسار:۔ بشیر احمد منٹو

اپیل برائے مسجد جماعت کراچی و فہرست چندہ دہندگان

اخبار پیغام صلح کے ذریعہ احباب جماعت کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ جماعت کراچی نے تعمیر مسجد و لائبریری کے لئے ایک قطعہ زمین جو موزوں مقام پر واقع ہے حاصل کر لیا ہے۔ اور ابتدائی کام شروع ہو گیا ہے۔ اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ستر اسی ہزار سے زائد رقم کا اندازہ ہے۔ مرکزی انجمن نے اس کام کی اہمیت کے مدِنظر ایک گرانقدر عطیہ مبلغ پچیس ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔ اس کے علاوہ مقامی جماعت نے تقریباً بیس ہزار روپے کی رقم جمع کر لی ہے اس میں سے جو رقوم وصول ہو چکی ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

چونکہ اس فنڈ میں ابھی کافی رقم درکار ہے۔ اس لئے تمام جماعتوں سے مجموعی طور پر اور صاحب ثروت اصحاب سے فرداً فرداً اپیل ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

نام	رقم
(۱) میاں غلام عباس صاحب	301.00
(۲) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	601.00
(۳) مقبول کمپنی	2000.00
(۴) ممتاز احمد صاحب فاروقی	100.00
(۵) چوہدری امجد خاں صاحب	601.00
(۶) محمد حسن خان صاحب	200.00
(۷) معرفت محمد حسن خان صاحب	580.00
(۸) نصیر احمد فاروقی صاحب	300.00
(۹) میاں رحیم بخش صاحب	301.00
(۱۰) ایم۔ اے۔ باسط صاحب	50.00
(۱۱) بیگم محمود احمد صاحب	90.00
(۱۲) مس ناہید احمد	25.00
(۱۳) محمد صدیق صاحب	25.00
(۱۴) محمد نذیر صاحب	25.00
(۱۵) معرفت اصغر علی صاحب	60.00
(۱۶) ملک دال خان صاحب	50.00
(۱۷) ڈاکٹر سجاد حسین صاحب	10.00
(۱۸) طفیل احمد صاحب ٹائپسٹ	10.00
(۱۹) جناب حکیم صاحب	10.00
(۲۰) بیگم رشید صاحبہ	10.00
(۲۱) مسٹر رابرٹ فوربز۔ کینیڈا	830.00
(۲۲) میاں مقبول احمد شیخ صاحب	6000.00
میزان	12179.00

جو اصحاب چندہ دینا چاہیں، وہ اپنی رقوم بصورت چک ڈرافٹ یا بذریعہ منی آرڈر بہ پتہ ذیل پتہ پر ارسال فرمادیں۔ چک یا ڈرافٹ بنام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی برانچ ہونا چاہیئے۔

پتہ:۔ رحیم بخش سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی برانچ
82/L. BLOCK-2, P.E.C.H.S,
KARACHI-29

خطبہ جمعہ

(بقیہ صفحہ ۶)

ایک ایک شخص نے فیصلہ کرنا ہے کہ ہم معاشرہ کے لئے بابرکت انسان بنیں گے۔ ہم اسلام کے لئے بدنامی کا باعث نہ ہوں گے۔ اس جمعہ کے دن جو رمضان کے مبارک مہینہ میں آیا ہے ہر مسلمان تہیّہ کرلے کہ میں حلال طیّب روٹی کھاؤں گا پاکدامنی کی زندگی بسر کروں گا۔ اس ملک کی ہر عورت کی عصمت و عزت کی حفاظت کروں گا تو اس صورت میں آپ مسلمان ہونے کا حق ادا کرسکتے ہیں آج کا دن بابرکت ہے۔ یہ مہینہ بابرکت ہے یہ قرآن بابرکت ہے اور پھر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات بابرکت ہیں۔ عہد کرلو کہ ہم سچے مسلمان بنیں گے۔ یہی غرض ہے رمضان کی۔ جمعہ کی غرض یہ ہے کہ اجتماعی زندگی بڑی بابرکت ہے۔ اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے دوسروں کے جذبات کا احترام کرو۔ اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ زبان پر قابو رکھو کہ اس کے غلط استعمال سے اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ یہ بڑی ہی ذمہ داری کی بات ہے۔

جمعہ کی اہمیت

اجتماعی زندگی بسر کرنے کا قرآن کریم پر حکم ہے اس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے سورت کا نام سورۃ الجمعہ رکھدیا، اجتماعیت کی اہمیت دلوں میں بٹھانے کے لئے یہ نام رکھا گیا ہے۔

اجتماعی زندگی کی برکات

جمعہ کے دن اجتماع کا حکم دیا گیا ہے اجتماعی زندگی پر خدا تعالےٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ باہم حقیقی ربط اور اتحاد پیدا کرو۔ محض رسم کے طور پر مسجد میں نہ آنا۔ کبھی کبھی آنا اور رسم کے طور پر نماز پڑھنا، دکھاوے کا روزہ رکھنا درست نہیں اس کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو کر ہی ...... آپ لوگ خدا کو خوش کرسکتے ہیں۔

دُعا

جمعہ کے دن ایک ایسا وقت آتا ہے کہ خدا قوم کی دُعا کو سنتا ہے اور قوم جب اکٹھی ہو کر دُعا کرتی ہے تو اس کی دعا میں ایک خاص قوت پیدا ہو جاتی ہے خدا اس دعا کو سنتا ہے۔ آج آپ دُعا کریں کہ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ خدا کی توفیق شامل حال ہو اور ہم سچے مسلمان بن جائیں اور دعا کریں کہ جو لوگ مصیبتوں میں بیماریوں میں اور مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں اللہ تعالےٰ ان کی مشکلیں آسان کردے اور انہیں صحت و تندرستی عطا فرمائے۔

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

سے اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی، ضرورت ہے کہ ملک کی اخلاقی حالت کو درست کرنے کے لئے ان اسباب کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور ایسے ادارے قائم کئے جائیں جن سے سماجی اصلاح کی صورت پیدا ہو سکے، ایمان اور ہستی باری تعالیٰ پر یقین بہت حد تک دلوں سے اٹھ چکا ہے، ضرورت ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے روحانیت کے نور سے روشنی بخشی ہے وہ اس روشنی سے عوام کے دلوں کو منور کرنے اور اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین و ایمان دلوں میں بٹھانے کی کوشش کریں کہ اس سے بڑھ کر جرائم کو روکنے اور اخلاقی اصلاح کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

......یہی رندان قدح خوار ہوئے

اسی عنوان سے معاصر "صدق جدید" (۲ر فروری ۶۲ء) رقمطراز ہے:۔

"......یہی رندان قدح خوار ہوئے۔ ایک قادیانی ہفتہ وار سے:۔

"بٹالہ ۱۰ جنوری آج وزیر خزانہ حکومت ہند شری مرارجی ڈیسائی دورہ پر بٹالہ تشریف لائے۔ اور عیدگاہ کے میدان میں آل انڈیا کانگریس کے اصول اور کارناموں پر مفصل تقریر فرمائی منتظمین کی دعوت پر جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب .... اور جناب .... موجود تھے۔ ڈیسائی صاحب کی اسٹیج پر آمد کے موقع پر مکرم مولوی .... صاحب نے جماعت کی طرف سے ان کی خدمت میں خوش آمدید کہا، اور مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا:۔

(۱) سوانح و سیرت حضرت محمد مصطفیٰ صلعم (انگریزی)
(۲) " " " " " (ہندی)
(۳) خصوصیات قرآن .... (انگریزی)
(۴) پیغام صلح .... (انگریزی)
(۵) تحریک احمدیت .... (انگریزی)
(۶) اسلام: وقت کا مطالبہ ... ... (انگریزی)

وزیر صاحب نے خوشی اور شکریہ سے یہ لٹریچر قبول فرمایا، اور اپنی تقریر سے پہلے ان کتابوں کو سرسری طور پر دیکھا اور جلسہ کے اختتام پر یہ سب کتب اپنے ساتھ لے گئے۔"

مجمع ظاہر ہے کہ ہزاروں کا ہوگا، اور اس میں اسمبلی کے ممبر اور معززین و تعلیم یافتہ سب ہی شامل ہوں گے ایسے موقعوں پر ہمارے اپنے حضرات اہل حق فرمائیں کہ کتنی بار انہوں نے اس جرأت و مستعدی، جوش تبلیغ اور فرض شناسی کا ثبوت دیا ہے؟ — خواجہ کمال الدین مرحوم نے غالباً ۱۹۱۲ء میں، آج سے ۵۰/۱۵ سال پہلے جب لندن میں تبلیغی مشن قائم کیا تھا تو مولانا شبلی نے فرمایا تھا۔

میں جو نوٹ ان کی تائید و تعارف میں لکھا تھا یاد پڑتا ہے کہ اسی میں یہ شعر بھی درج کیا تھا ؎

نامل اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے

دوسرا مصرعہ آج تک برمحل چلا آرہا ہے۔

مسائل عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ ۳)

چاہیئے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں ہے اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو تحائف بھیجنا یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے مستحسن چیز ہے، عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے

(۹) چونکہ آجکل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقۂ عید الفطر کا کلی یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ نماز عید سے قبل محاسب صاحب کو صدقہ ادا کردیں۔

(۱۰) صدقۂ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے زمانہ سے ایک روپیہ "عید فنڈ" بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں، اور عید فنڈ کے روپے جمع کرکے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں، یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

قبول اسلام

مندرجہ ذیل اصحاب نے ہندو دھرم ترک کرکے اسلام قبول کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔

(۱) کوسنے سری رامولو۔ اسلامی نام:۔ سید کالے شاہ
(۲) کوسنے منوھرم۔ " " :۔ کریم الشاہ
(۳) کوسنے سنیاوتی۔ " " :۔ نور جہان
(۴) کوسنے احمد ولی۔ " " :۔ سیدہ احمد ولی

مکتوب ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۱)

اپنے مقامی۔ فقہی اور فرقی تعصبات کو سینے میں چھپائے لئے آتے ہیں جن کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں اور ان کی اولاد جو انگریزی سکولوں میں اٹھنا بیٹھنا، لکھنا پڑھنا سیکھتی ہے اپنے والدین کے کلچر تہذیب و تمدن اور خیالات سے دور سے دور تر ہوتی چلی جاتی ہے۔

میں انہی خیالات میں غلطاں ووکنگ واپس آ گیا۔ سوچتے ان ہزاروں مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے اب تک کیا کیا ہے اور کیا کر سکتے ہیں؟

درخواست دعا

بعض احباب بباعث مختلف عوارض، مصیبتوں اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے دلی دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل و کرم کرے اور ان کی پریشانیاں اور مصائب دور فرمائے۔

پیغام صلح ۷ مارچ ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۱۰

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ ممالک بیرونی سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۱

امراء اور حکمرانوں سے خطاب

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا سے اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے، ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم اس بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں، بلکہ افیون، گانجا، چرس بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر جاتا ہے، وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو۔ جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی، کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی نہیں پائے گا۔ (کشتی نوح)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت تو تمام روحانی بیماریوں اور کمزوریوں کے لئے تریاق ہے ؎
تافت آں نورے کزاں دوسر نتافت ❊ یافت آں رماں کہ گزیداں درے
(مسیح موعود)

یعنی۔ وہ چہرہ نور محمدی سے چمک اٹھا جس نے آپ سے روگردانی نہ کی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے اسے تریاق مل گیا جس نے آپ کا دروازہ پکڑ لیا۔ (غلام قادر عفی عنہ)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ تجاوز عن امتی ما حدثت بہ انفسھا ما لم یعملوا بہ او یتکلموا اخرجہ الخمسۃ۔

ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ایسے خیالات کی بازپرس سے سبکدوش فرما دیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک اس کو زبان سے نہ نکالیں یا اس پر عمل نہ کریں (سوائے مالک رح کے سب صاحبان صحاح اس کے راوی ہیں بحوالہ تلخیص الصحاح)

نوٹ:- قرآن شریف میں اس کے متعلق لکھا ہے:- الذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش الّا اللّمم (۵۳: ۳۲)

دل میں سے گزرتا ہوا خیال۔ انسانی فطرت میں ایک کمزوری پر دال ہے۔ خلق الانسان ضعیفا ۴: ۲۵۔ اسی کمزوری کے معالج انبیاء ہوتے ہیں جو انسانی فطرت کے صالح اجزاء کو جو اس کی فطرت کی گہرائیوں میں خاموش پڑے ہوتے ہیں حرکت میں لے آتے ہیں۔ یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (۷: ۳۵) صرف اطاعت انبیاء سے جو ہم کو ارادہ میں تبدیل ہونے اور ارادہ کو حیز فعل میں آنے سے روک دیتی ہے، انبیاء بالخصوص

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

پاکستان

ترجمہ خط از بار برلمان مسٹر عبدالحی خان بی۔ اے۔ آر۔ ملتان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے معلوم ہوا آپ نے ایک سیٹ کتابوں کا مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم ارسال کیا ہے اس کا بہت ممنون ہوں۔ اس نے ہماری لائبریری میں مذہبی سیکشن کھول دیا۔ عام پبلک اس سے بہت فائدہ اٹھا رہی ہے۔ میونسپل کمیٹی ملتان کی طرف سے میں اس تحفہ کا بہت ممنون ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی آپ اسی قسم کا مذہبی لٹریچر میونسپل لائبریری میں ارسال کرتے رہا کریں گے۔ والسلام

(انہیں مزید لٹریچر بھیجا گیا)

سیلون

ترجمہ خط از سیکرٹری اسلامک سٹوڈنٹ یونین کولمبو۔ سیلون۔

برادران اسلام۔ ہم اس یونین کے ممبران آپ کے غور و فکر کے لئے چند معروضات تحریر کرتے ہیں تمام سیلون میں اسلامی سٹوڈنٹ یونین سب سے بڑی یونین ہے جس کے قریباً دس ہزار ممبر ز اور ۳۲ صوبائی برانچیں ہیں یہ ملک کے تمام طالب علموں خصوصاً تعلیمی امور کے سلسلہ میں خدمت کرتی ہے۔

ہمارے بہت سے ممبر ز ایک اسلامی لائبریری کے لئے کتابیں چاہتے ہیں ہم نے تمام مسلمان ملکوں کے ہائی کمشنروں کو لکھا ہے جو سیلون میں مقیم ہیں۔ چند ایک نے ہمیں کتابیں ارسال کی ہیں۔ مگر افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ وہ کتابیں سیاسی طرز کی ہیں۔

ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ آپ کی مدد سے اس لائبریری میں اسلامی کتابیں شامل کی جائیں اس لئے گذارش کرتے ہیں کہ چند کتابیں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی لکھی ہوئی ارسال فرمادیں۔

نوٹ:- اگر ہو سکے کہ آپ کتابیں ارسال کریں گے اور ایک فہرست کتب ...... بھی ارسال فرمادیں گے تاکہ اگر ضرورت ہو تو خرید لیا کریں۔

(انہیں ایک سیٹ اور خط بھیجا گیا)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط حسین ابو حمزہ تریبلا کیپ ٹاؤن۔ جنوبی افریقہ۔

السلام علیکم۔ جناب عالی۔ مجھے میرے بھائی داؤد ساؤ کی معرفت تحریک احمدیہ کا پتہ چلا موصوف وہ شخص ہے جو اس جگہ احمدی تحریک کے بانی ہیں۔ مجھے جہاں تک علم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایک ہی یہ جماعت احمدیہ ہے جس کو دل سے قبول کر لینا چاہیئے۔ تحفہ بغداد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا پڑھا ہے اور جو انہوں نے تحفہ بغداد میں لکھا ہے اس کے ایک ایک لفظ پر یقین رکھتا ہوں، اور میں مرزا صاحب کے لٹریچر سے بہت لطف اندوز ہوا ہوں۔ خاصکر براہین احمدیہ عربی اور انگریزی لٹریچر سے۔

میرا اور مسٹر سید و صاحب کا یہاں کیپ ٹاؤن میں غیر احمدیہ سے بہت کٹھن وقت گذرتا ہے۔ اور بہائیوں سے بھی بحث و تمحیص رہتی ہے۔ اور جو کچھ ہماری سمجھ میں آتا ہے جواب دیتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے غیر احمدیوں اور بہائیوں کو جماعت میں شامل کیا ہے۔ یہ سب مسٹر سیدو صاحب کی کوشش کا نتیجہ ہے مالی لحاظ سے ہماری جماعت بہت کمزور ہے اور ہم یہاں ایک لائبریری بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔

. . . . اور

میرا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اور میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا میں حضرت صاحب کو زمانہ کا امام مانتا ہوں۔ والسلام

(انہیں عربی کتب اور خط بھیجے گئے)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط محمد تاج الدین آشیرو نائیجیریا مغربی افریقہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کو اور جماعت کو ماہ رمضان کی آمد مبارک ہو۔ جو اسلامی کتابیں آپ نے دو پارسلوں میں بھیجی ہیں ان کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے یہ سب کتابیں ایک ایک کر کے پڑھنا شروع کر دی ہیں۔ ان میں سے مجھے حضرت مسیح کے متعلق پہلے کچھ علم تھا اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ یہ سب کچھ میں نے بڑے غور سے پڑھا اور مصنف کو بہت دعائیں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اب میں اخبار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسلامک ریویو لوگوں کو بھیجتے ہیں مجھے بھی ایک پرچہ باقاعدہ بھیجدیا کریں۔ اور اس کا انتظام کر کے اس کی پوسٹنگ اور قیمت پر جو کچھ خرچ ہو وہ مجھے لکھ دیں۔

اگر لائف آف محمدؐ اور ٹیچنگز آف اسلام آپ کے پاس موجود ہو تو مجھے ارسال کریں۔

میں عربی زبان بڑے پیمانے پر حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے متعلق آپ میری کتنی مدد کر سکتے ہیں، کیا آپ کے ملک میں ٹیوشن کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ انگلینڈ میں ٹیوشن مل سکتی ہے۔ کیا کسی کالج میں اس کا انتظام ہے مجھے معلوم نہیں۔ آپ اس کے متعلق کافی معلومات رکھتے ہیں۔ میں خرچ برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ میری راہنمائی فرمائیں۔

(لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

ایاداں

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان حسن۔ ایاداں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے قرآن شریف پچھلے سال اکتوبر میں مل گیا تھا۔ جواب میں دیر اس لئے ہوئی ہے کہ میں بیمار تھا میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آج کل رمضان کا بابرکت مہینہ ہے اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں سے درگذر فرمائے۔

بہت سے عیسائیوں نے میرے پاس قرآن پڑھا اور بہت متاثر ہو رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے کو تیار ہیں۔ براہ عنایت ایک کاپی قرآن شریف ارسال فرما کر ممنون فرمادیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے احمدی کرنل میڈیکل مشن کے افسر بن کر آئے ہیں، یہ صاحب دسمبر ۱۹۶۰ء کو یہاں پہنچے تھے، میں رابطہ رکھوں گا۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

شمالی نائیجیریا

ترجمہ خط از حسن ٹی۔ عبدالقادر۔ زاریہ شمالی نائیجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا تھا وہ مجھے مل گیا ہے مہربانی کا بہت بہت شکریہ نصف کے قریب کتابیں میرے دوستوں کے پاس ہیں، جب میں کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں مجھے کچھ روحانی سرور محسوس ہوتا ہے اور میری روحانیت میں بھی ترقی محسوس ہوئی ہے۔ قبل از وقت میں بتاتا ہوں کہ آپ کو بہت سے لوگ خطوط لکھیں گے۔ اکثر لوگ ان کتابوں کو پسند کرتے ہیں، میں نے عیسائیوں میں کتب بانٹی ہیں۔ میں آپ کا بہت مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے چند نئی اور پرانی اخبارات جن میں اہم مضامین ہوں ارسال کر دیا کریں۔ میں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا اس لئے اس کی کاپی اگر ارسال کریں تو مشکور رہوں گا۔

والسلام

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء

ختم نبوت کا مسئلہ

معاصر "ایشیا" (۲ فروری) میں ختم نبوت پر مولانا مودودی کا ایک مقالہ بڑے فخر و ابتہاج سے نقل کیا گیا ہے، جس کو پڑھ کر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ اس میں کونسی ایسی بات ہے جس کو قابل فخر اور لائق ستائش قرار دیا جا سکے، یوں تو یہ مقالہ قادیانی معتقدات کی تردید میں لکھا گیا ہے، لیکن ان احادیث کو چھوڑ کر جو ختم نبوت کی تائید میں نقل کی گئی ہیں، مولانا کے طرز استدلال کو دیکھئے کہ فرماتے ہیں کہ قادیانیوں نے خاتم النبیین کے جو معنے "نبیوں کی مُہر" یا "افضل النبیین" کے کئے ہیں اور اُن سے یہ مراد لی کہ آنحضرت صلعم کے بعد آپؐ کی مہر سے نبی بنا کریں گے وہ سیاق و سباق کلام کے خلاف ہیں وہ لکھتے ہیں :-

"آخر اس بات کا کیا تُک ہے کہ اُوپر سے تو نکاح زینب پر معترضین کے اعتراضات اور اُن کے پیدا کئے ہوئے شکوک شبہات کا جواب دیا جا رہا ہو اور یکا یک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد نبیوں کی مہر ہیں آئندہ جو نبی بنے گا ان کی مہر لگ کر بنے گا، اس سیاق و سباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تُکی ہے بلکہ اس سے وہ استدلال اُلٹا کمزور ہو جاتا ہے جو اُوپر سے معترضین کے جواب میں چلا آ رہا ہے، اور اس صورت میں تو معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقعہ تھا کہ آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ کے بعد آپ کی مہر لگ لگ کر جو نبی آتے رہیں گے اُن میں سے کوئی اُسے مٹا دے گا"

کس قدر کمزور استدلال ہے جو مولانا نے کیا ہے اس کے جواب میں اگر قادیانی یہ کہیں کہ حضرت آنحضرت صلعم سے پہلے جب نبوت جاری تھی اور انبیاءؑ اپنے اپنے زمانہ کی برائیوں کی اصلاح کیا کرتے تھے، تو اس وقت تو کسی نے کبھی نہ کہا کہ :-

"آپ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا، اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ کے بعد ...... جو نبی آتے رہیں گے اُن میں سے کوئی اسے مٹا دے گا"

آخر اس بات کی بھی کوئی تُک ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک امر کی اصلاح کرنا چاہیں تو محض اس خیال سے کہ آپؐ کے بعد بھی نبی آنے والے ہیں معترضین یہ کہیں کہ آپ ان کی اصلاح نہ کریں بعد میں آنے والے نبی کر لیں گے ہمیں مولانا کے اس اسلوب نگارش اور طرز استدلال پر رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے جس کو ایشیا نے "ایمان افروز" اور "یقین آفرین" قرار دیا ہے، کاش مولانا اس مضمون کو لکھنے سے پہلے جماعت احمدیہ لاہور کے لٹریچر کو پڑھ لیتے جس میں ختم نبوت پر ایسی ایمان افروز روشنی ڈالی گئی ہے جس سے قادیانی استدلالات کا بودہ پن ظاہر ہو جاتا ہے، مثلاً حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر بیان القرآن میں آیت خاتم النبیین کے معنے کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اس آیت کا یہاں کیا تعلق ہے اصل مضمون تو آنحضرت صلعم کا اُسوہ حسنہ ہونا تھا اور یہ کہ مومنوں کا تعلق آپ سے روحانی تعلق ہے اور آپ مومنوں کے لئے رُوحانی طور پر باپ ہیں اس مضمون کو یہاں ادا کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ محمد صلعم تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن چونکہ اس سے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی ابوت کی نفی کا اشتباہ پیدا ہوتا تھا اس لئے حرف استدراک لٰکن سے فی الفور اس کا ازالہ کیا اور فرمایا رسول اللہ وہ اللہ کے رسول ہیں یعنی روحانی طور پر تمہارے باپ ہیں کیونکہ ہر ایک رسول اپنی اُمت کے حق میں روحانی طور پر باپ کا حکم رکھتا ہے جس طرح جسم کی ابتداء باپ سے ہوتی ہے رُوحانیت کی ابتدا رسولؐ سے ہوتی ہے پس رسول اللہ کا لفظ لا کر ابُوت روحانی کو قائم کیا لیکن یہاں پھر ایک وہم پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے رسولوں کے بعد دوسرے رسول آ جاتے رہے تو پہلے رسولوں کی ابوت روحانی منقطع ہو جاتی رہی اسی طرح رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوگا تو فرمایا ایسا نہ ہوگا بلکہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں یعنی آخری نبی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اس لئے آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ بھی تا قیامت منقطع نہ ہوگا بلکہ جو فیض ملے گا وہ صرف محمد رسول اللہ صلعم ہی سے ملے گا اور اسی فیض کے پانے سے ہی آپ کی اُمت کے لوگ مثیل انبیاء ہوں گے علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل وہ نبی نہ ہوں گے پر نبیوں کی طرح ہوں گے وہ نبی تو نہ ہوں گے پر اللہ تعالےٰ اُن سے ہمکلام ہوگا رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام معطل نہیں ہو سکتی لیکن یہ اللہ تعالےٰ کے کمال علم کی دلیل ہے کہ تمام دنیا کی ضروریات مذہبی کے متعلق مکمل ہدایات رسول اللہ صلعم پر نازل فرما دیں اسی لئے آیت کا خاتمہ بکل شیء علیما پر کیا ہے ہدایات دینی مکمل ہو گئیں لیکن تعلق باللہ بالکل ختم نہیں ہوا بلکہ ان ہدایات کی بدولت پہلے سے بھی بڑھ کر حاصل ہوتا ہے۔"

مَن یا جواب ہے؟ یہ ہیں خاتم النبیین کے حقیقی معنے جن سے آنحضرت صلعم کا نہ صرف آخری نبی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ آپ کا فیض روحانی تا قیامت جاری ہے، اور اسی وجہ سے کوئی نبی آپؐ کے بعد نہیں آ سکتا۔

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ مولانا مودودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے آپ کے فیض روحانی کو تا قیامت جاری نہیں سمجھتے، اور سلسلہ مکالمات الٰہیہ کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے حاصل ہوتا ہے بند سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھا ہے :-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعہ سے مل جائے گا)"

اور پھر لکھا ہے :-

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گذرے ہیں اُن میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں میری اُمت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمرؓ ہوگا"

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یکلمون کے بجائے محدثون کا لفظ ہے لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنے ایک ہی ہیں یعنے ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو یا جس کے ساتھ

پڑ دہ غیب سے بات کا جاننے اس سے معلوم ہوا کہ نبوّت کے بغیر مکالمۂ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے"

معلوم ہوا مولانا کے نزدیک یہ امت بنی اسرائیل کے ان لوگوں سے بھی گئی گذری ہے جو نبی نہ ہونے کے باوجود مکالمۂ الٰہیہ کی نعمت سے سرفراز تھے، اور اس اُمّت میں جس قدر اولیاء، ابدال اور اقطاب ہوئے، جس قدر لوگوں نے محدث اور مکلّم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور اپنے الہامات شائع کئے ہیں وہ سب نعوذ باللہ فریبی اور مکار اور خدا پر افترا کرنے والے تھے، مکلّم من اللہ یا محدث اگر کوئی ہو سکتا تھا تو وہ حضرت عمرؓ ہی ہو سکتے تھے، وہ بھی نہ ہوئے تو اور کون ہوگا۔

مولانا اپنے اس استدلال پر غور کرلیں اور معاصر "ایشیا" بھی مولانا کے اس اسلوب نگارش اور طرز استدلال پر غور کر کے دیکھ لے کہ یہ "ایمان افروز" اور "یقین آفریں" ہے یا فقدان ایمان کا موجب؟ آخر آپ ان محدثین کرام کو کیا کہیں گے جو امت مرحومہ میں مکلّم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتے رہے، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحؒ حضرت مجدّد الف ثانی رحؒ اور ازیں قبیل دیگر بے شمار محدّثین کے الہامات کو جو ان کے ملفوظات میں اب تک پائے جاتے ہیں کہاں لے جائیں گے، اور نہیں تو حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے اسی بیان کو بغور پڑھیئے جس میں آپ فرماتے ہیں:۔

"اعلم ایها الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قد یکون شفاها وذالك الافراد من الانبیاء علیهم الصلوٰة والتسلیمات وقد یکون ذالك لبعض المکمل من متابعیهم بالتبعیة والوراثة ایضا واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم سمی محدث کما کان امیر المؤمنین رضی اللہ عنه۔

(مکتوب پنجاہ)

یعنے اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا اُن کے سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے لئے ہے اور کبھی ان کے پیروؤں میں سے بعض کے لئے جو کمال حاصل کر چکے ہیں بہ سبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدّث ۲۴

۲۴ رکھا جاتا ہے۔ جیسے امیرالمؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ۔ (مکتوب پنجاہ)

دیکھا آپ نے؟ کس صفائی کے ساتھ حضرت مجدّد الف ثانی نے محدثیت کا امت میں جاری ہونا بیان کیا ہے اور کس زور کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ محدّثین امت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کلام کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور حدیث نبویؐ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بطور مثال لیا گیا ہے نہ یہ کہ حضرت عمرؓ ہی محدّث اور مکلّم من اللہ ہو سکتے تھے وہ بھی نہ ہوئے تو اور کون ہوگا۔

افسوس ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں مولانا مودودی اور دیگر علماء کی عصبیت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ اس بات کو بھی نہیں دیکھتے کہ جو باتیں وہ کہہ رہے ہیں وہ امت کے مسلّمہ معتقدات سے کس قدر خلاف اور بزرگان اُمّت کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرانے کا موجب ہیں، مولانا مودودی مولویوں میں زیادہ روشن خیال سمجھے جاتے ہیں، لیکن وہ بھی جب جماعت احمدیہ کے متعلق لکھنے بیٹھتے ہیں تو ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو ان کی روایتی روشن خیالی کو ختم کر دیتی ہیں۔"

> یہ مقالہ لکھا جا چکا تھا، کہ محترم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ کا ایک مبسوط مضمون اسی موضوع پر موصول ہوا جو دوسری جگہ درج ہے۔

مُسلم ہائی سکول کی ایک اور نمایاں فتح

مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۶۲ء کو سنیرانوالہ ہائی سکول میں بنیادی جمہوریتوں کے زیر اہتمام ایک مذہبی تقریری مقابلہ زیر صدارت جناب شیخ ابرار احمد صاحب ڈی۔ ایس۔ پی (کوتوالی) منعقد ہوا۔ اس مقابلہ میں چند ایک مذہبی موضوعات دیئے گئے تھے۔ مولانا کوثر نیازی، ڈپٹی انسپکٹر شبیر بخاری، چوہدری کلیم الدین صاحب سابق میئر لاہور کارپوریشن نے جج کے فرائض انجام دیئے۔

ہمارے سکول کے طالب علم خالد فاروق متعلم ... نے "رمضان ہمیں کیا سکھاتا ہے" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے اوّل انعام میں ایک ٹرافی کی جناح کیپ اور تاریخ اسلام مصنفہ شوق امرتسری حاصل کی

اگرچہ اس مقابلہ میں لاہور کے تمام سکولوں کے طلباء نے بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اوّلیت اور خاص امتیاز کا شرف ہمارے سکول کو حاصل ہوا۔

علاوہ ازیں دوران سال ہذا ہمارے سکول نے تمام بڑے بڑے تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور ہر میدان میں شاندار فتح حاصل کی۔

فالحمد للہ علےٰ ذالك

ماسٹر برکت علی سٹاف سیکرٹری

الفضل میں ہمارے صحیح مسلک کی تائید

الفضل ۲۳؍فروری ۱۹۶۲ء کے ایڈیٹوریل میں "خاتم النبیّینؐ کے معنی میں جماعت احمدیہ منفرد نہیں" کے عنوان کے ماتحت اپنے عقیدہ کی تائید میں محی الدین ابن عربی صاحب کا ایک حوالہ نقل کیا گیا ہے جو حقیقتاً ان کے عقیدہ کی علانیہ تردید کر رہا ہے احباب کرام کی دلچسپی کے لئے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

"اسی طرح حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ جب عیسےٰ علیہ السلام نازل ہونگے تو وہ نبوت مستقلہ کے ساتھ نہیں آئیں گے بلکہ وہ نبوت مطلقہ والے ولی ہو کر آئیں گے اور یہ وہ نبوت ہے جس میں محمدی اولیاء بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۷۳ ص ۱۳ تا ۱۹"

کیا ربوہ سے تعلق رکھنے والے احباب کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام محمدی اولیا نبوت مطلقہ کو پاتے تھے، اگر نبوت مطلقہ ان کے نزدیک ولایت دوسرا نام نہیں تو مندرجہ بالا حوالہ کی رو سے تمام محمدی اولیاء نبی قرار پاتے ہیں کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ ربوہ کے بزرگوں نے اپنے اس عقیدہ میں تبدیلی کر لی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سے قبل کوئی ولی بھی نبوت کے مقام تک نہیں پہنچا صرف حضرت مسیح موعودؑ ہی اس مقام پر پہنچے ہیں

محی الدین ابن عربی کے مندرجہ بالا حوالہ پر احباب ربوہ مزید غور فرمائیں کیا انہوں نے وضاحت سے یہ نہیں لکھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبوت مطلقہ والے ولی ہو کر آئیں گے، کیا اس سے ابن عربی صاحب کا صاف یہ مذہب نظر نہیں آتا کہ نبوت مطلقہ ولایت کا ہی دوسرا نام ہے، اور وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا نزول بھی بحیثیت ولی ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اس صورت میں ان کی تحریر کو اپنے عقیدہ کی تائید میں پیش کرنے کے کیا معنی۔ کیا یہ حوالہ صریح طور پر ہمارے مسلک کی تائید نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود باوجود نبوت مطلقہ پانے کے جماعت اولیاء کے ہی فرد تھے، صوفیاء سابقین اور حضرت مسیح موعودؑ کا اس بارے میں ایک ہی مسلک ہے۔ اس پر انشاء اللہ ایک مبسوط مقالہ میں روشنی ڈالی جائے گی۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ — مینیجر

نماز اور روزہ میں عبادت الٰہی اور ہمدردی خلائق کی دوگونہ اغراض

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کو عزت و عظمت کا بلند مقام عطا فرمایا اور امراء کو عزت کرنے کا سبق دیا

پاکستان کا استحکام سیرت و کردار کی بلندی میں مضمر ہے

خطبہ عید الفطر ۸ مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامعہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

یٰایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ـــــ (سورۃ البقرہ)

روزہ تاریخ عالم میں

اے جماعت مومنین ہم نے تمہارے اوپر روزہ فرض کیا ہے اور یہ روزہ انسانیت کی تاریخ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے کما کتب علی الذین من قبلکم تمام وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے انسان کی رہنمائی کے لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں، ان سب نے روزے خود بھی رکھا اور دوسروں کو بھی رکھنے کی تلقین کی۔ تمام کے تمام صلحاء نے اس پر عمل درآمد کیا اور قوموں کو سکھلایا۔ اسی طرح ہم نے اے امت مومنین آپ کے لئے روزہ فرض کیا ہے

روزہ کی غرض و غایت

لعلکم تتقون تاکہ تم میں خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی پیدا ہو جائے۔ روزہ کی غرض تمہیں بھوکا پیاسا رکھنا نہیں بلکہ مقصود یہی ہے کہ تم خواہشات پر قابو پانے کے قابل ہو جاؤ۔ اکل حلال اور کسب حلال تمہاری عادت بن جائے لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ایک دوسرے کے مال کو حرام رستہ سے کھانے سے اجتناب کرو۔ روزہ کا ایک مقصد عبادت الٰہی ہے اور دوسرا مقصد مخلوق خدا کے حقوق کی حفاظت کرنا اور اس کی خدمت اور اس سے ہمدردی کرنا ہے۔

نماز اور روزہ سے تزکیہ اور طہارت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور روزہ کو انسان کی طہارت اور تزکیہ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمایا من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ جس نے رمضان کے روزے ایمان کی وجہ سے اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے رکھے۔ اس کے پچھلے گناہ بخشے گئے۔ ان امور کو مد نظر رکھ کر روزے رکھنے چاہئیں۔ اسی طرح سے فرمایا کہ وہ لوگ جن کے دروازے کے سامنے ہر وقت نہر بہتی ہو۔ اور وہ پانچ وقت اس کے پانی سے غسل کریں تو کیا ان کے جسم پر کسی قسم کی نجاست۔ میل کچیل اور پلیدگی باقی رہ جائے گی نہیں بلکہ جسم پاک و صاف ہو جائے گا۔ فرمایا یہی مقصد پانچ وقت کی نماز کا ہے کہ ان کی ادائیگی سے تمہارے دلوں سے میل کچیل دھل جائے گی اور تمہارے دل پاک و صاف ہو جائیں گے۔

نماز اور روزہ کی دوگونہ اغراض

غرض نماز و روزہ میں جہاں خواہشات پر قابو پانے کا سبق دیا گیا ہے وہاں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرو۔ وہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں مگر غریبوں بے کسوں، بے نواؤں اور ناداروں کا کچھ خیال نہیں رکھتے اُن کی نمازیں کسی کام نہیں آتیں۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ افسوس ہے اُن نمازیوں پر جو نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن وہ نماز کی غرض و غایت سے غافل ہیں، خدا تعالےٰ کو ایسی نمازوں کی حاجت نہیں۔ اسی طرح روزہ سے نہیں بھوکا رکھنا مقصود نہیں مقصود یہ ہے کہ تمہارا تزکیہ نفس ہو، تم میں تقویٰ پیدا ہو تا قرب الٰہی نصیب ہو اور مخلوق خدا کے ساتھ سچی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جو لوگ نفس پر قابو نہیں پاتے۔ تواضع اور انکساری نہیں سیکھتے اور ریاکاری کو نہیں چھوڑتے ان سے کہہ دو کہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ۔

عید سے پہلے فطرانہ

فرمایا کہ عید کی نماز سے پہلے فطرانہ ادا کرو۔ اگر فطرانہ ادا نہ کرو گے تو نماز عید قبول نہیں ہوگی۔ یہاں کمزور حصہ قوم کی مالی امداد کو عبادت کرنے پر فوقیت دی گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کمزوروں، ناتوانوں اور غریبوں کو بھی عید کی خوشی میں شریک کیا جائے، ورنہ عید کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ گویا نماز عید کے لئے یہ ایک ٹکٹ خریدنا ہے۔ اس کے بغیر عید گاہ میں آنا منع ہے۔ کیا عظیم الشان شخصیت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی، ایک طرف تو خدا شناسی اور خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرنے کے لئے نماز روزہ جیسی عبادتوں کا سبق دیا اور دوسری طرف قوم کے کمزور اور غریب طبقہ کی حالت سدھارنے کا حکم دیا۔ کہ ان کی مالی امداد کرو، اور قومی خوشیوں میں ان کو شریک ہونے کے مواقع فراہم کرو۔

فطرانہ کے اجتماعی انتظام کے مفید نتائج

اس لاہور میں ۱۴ لاکھ آبادی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دانشمندی کا اندازہ اس سے لگائیے کہ اگر ہر فرد سے کسی انتظام کے ماتحت فطرانہ وصول ہو تو صرف لاہور کی چودہ لاکھ کی آبادی سے کم از کم ۲ لاکھ روپیہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ اور اس رقم سے کئی قومی امور سرانجام پا سکتے ہیں۔ مکرم و طالب علموں کے لئے درسگاہیں کھولی جا سکتی ہیں۔ صنعت گاہیں اور کارخانے قائم ہو سکتے ہیں تاکہ غریب ناتوان اور بے نوا لوگ قوم کا مفید حصہ بن جائیں یہ ہے دانشمندی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

زکوٰۃ اور قومی اقتصادیات

زکوٰۃ تو امراء سے لی جاتی ہے اس کی وصولی کے لئے تحصیلدار مقرر کرنے کا واضح حکم ہے۔ فرمایا والعاملین علیھا زکوٰۃ کی وصولی کے لئے تحصیلدار مقرر ہوں جو قوم کی بہتری اور بلندی ...... کے لئے روپیہ اکٹھا کریں یہ قوم کو اونچا کرنے کے ذرائع ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے صرف عبادت، ریاضت کا سبق ہی نہیں دیا بلکہ قومی اقتصادیات کا بھی مفید سبق دیا ہے اور اجتماعی زندگی کا بہترین راز بتلایا ہے۔ فرمایا کہ اجتماعی زندگی بسر کرنے سے قوم پر خدا کی برکتیں نازل ہوتی ہیں قومی اقتدار میں مضبوطی اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔

ضعفا اور غرباء کی دستگیری

علاوہ ازیں حضورؐ نے بادشاہت حاصل ہونے پر ضعفا اور غرباء کی دستگیری کے لئے ایک لاجواب اعلان فرمایا اور وہ یہ ہے من مات و ترک مالاً

. . . .

. . . .

. . . .

فلورثتہ - یعنی جو شخص مر جائے اور مال چھوڑ جائے وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے۔ ومن مات وترك دينًا او ضياعًا۔ اور اگر کوئی شخص مر جائے قرضہ چھوڑ جائے یا اس کے چھوٹے چھوٹے بچے یعنی عیال و عیالی، اس کے قرض کی ادائیگی اور اس کے بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔ اللہ اکبر۔ کیا شان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جب کسی قوم کا ایسا والی ہو۔ اور اس کی رعایا کے لئے اس قسم کے قانون ہوں، تو وہ قوم اپنے آقا کے اشاروں پر جان قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے اور قومی مہمات میں وہ دل و جان سے حصہ لیتی ہے۔

غرباء کی عزت و تکریم

یہ خصوصیات ہیں اسلام کی۔ لیکن آہستہ آہستہ اس قوم کی خصوصیات ختم ہو گئیں اور نماز روزہ رسمی رہ گیا اور قوم کی قوم پستی اور ادبار کا شکار ہو کر رہ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی زندگی پیدا کی ہے۔ مسلمان قوم امیروں کی عزت کرتی اور غریبوں سے ہمدردی کرتی تھی۔ امراء غرباء کو اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ مل بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں کی دنیوی ضروریات کو پورا کرنا ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ ان کو معزز و محترم بنایا، فوج کا سپہ سالار بنا دیا اور نمازوں کا امام بنا دیا۔ ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن اچھا آتا تھا۔ ان کو امامت سونپی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں، محمد رسول اللہ صلعم نے غریبوں کو صرف روٹی نہیں دی، آپ نے انسانیت کی عزت اور تعظیم و تکریم کی ہے، اور غریب اور کم حیثیت لوگوں کو قوم کا بلند اور معظم و مکرم حصہ بنا دیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ کو فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ امام مقرر فرمایا۔ بنی امیہ اور قریش کے بڑے بڑے سردار ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ انہوں نے ہی پڑھائی۔ روٹی کا نعرہ لگانے والے غرباء کو روٹی دے کر بزاری حاصل کرنا چاہتے ہیں، مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء کو عزت و عظمت کا بلند مقام عطا کیا۔

امراء کی عزت و تکریم کا حکم

اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کی عزت کرنے کی بھی تلقین فرمائی آپ نے یہ نہیں سکھایا کہ امیروں کی عزت نہ کرو بلکہ اپنی قوم کو تلقین فرمائی کہ قوم میں جو صاحب ثروت اور باحیثیت لوگ ہوں ان کی تعظیم و تکریم کرو۔ ان سے عزت و احترام سے پیش آؤ۔ آج کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص نواب ہوگا تو اپنے گھر ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں کیا بلکہ جہاں غریب طبقہ کو اٹھایا وہاں انہیں امراء کی عزت و احترام کا سبق دیا جب معاذ بن جبل کو آتے دیکھا تو فرمایا قوموا الی سیدکم اٹھو اور آگے بڑھو سردار قوم کا استقبال کرو۔ وہ قوم برباد ہو جاتی ہے جس میں علماء اور امراء نہ ہوں، اور وہ قوم بھی قوم نہیں جو غریب حصہ قوم کی پرورش کی طرف دھیان نہیں کرتی

غرباء کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کی تلقین

فرمایا ارحموا من فی الارض۔ زمین کے رہنے والوں کے ساتھ رحم و مہربانی سے پیش آؤ یرحمکم من فی السماء۔ تو تم پر آسمان والا بھی رحم و کرم کی بارش کرے گا وابتغونی فی الضعفاء۔ میری تلاش ہے تو میں غریبوں میں ملوں گا۔ غریبوں میں مجھے پاؤ اور فرمایا اجتماعی رنگ قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اتقوا اللہ و تواضعوا خدا خوفی اختیار کرو اور انکساری کو اپنا شعار بناؤ اور فرمایا لا یبغی احد علی احد۔ کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ زبان پر قابو رکھو، کسی کو دکھ نہ دو۔ کسی کو برا نہ کہو، یہ اجتماعی زندگی کے لئے ضرر رساں ہے۔ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے، ارتباط اور اتحاد ختم ہوتا ہے فرمایا یا بنی آدم۔ اے آدم کی اولاد سن لو انی حرمت الظلم علی نفسی میں نے ظلم و جور کو اپنی ذات پر حرام قرار دے دیا ہے۔ میں ظلم نہیں کروں گا۔ وحرمتہ بینکم۔ اسی طرح تمہارے لئے بھی حرام قرار دیتا ہوں کہ جنگ و جدل اور قتل و مقاتلہ نہ کرو۔ ظلم و جور سے باز آؤ۔ فلا تظالموا ظلم نہ کرو۔ لا یقدس اللہ قوما لا یعطی الضعیف حقہ وہ قوم کبھی نہیں پنپتی جو اپنے کمزور حصہ کا حق تلف کر دیتی ہے۔ جہاں غرباء کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں، وہاں کبھی خدا کی نصرت اور برکت نازل نہیں ہوتی۔ قوم کا استحکام چاہتے ہو تو غرباء کے حقوق کی حفاظت کرو، خدا تعالیٰ کے احکام اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مدنظر رکھو۔

امیر المومنین عمر رض کا برتاؤ غریبوں سے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمال کر دیا۔ خلیفۂ وقت تھے۔ دن رات آپ نے قوم کے استحکام کے لئے کام کیا۔ بدی اور ظلم کے انسداد کے لئے اقدامات کئے۔ قوم کی فلاح اور بہبودی کے لئے اصلاحات کیں اور غرباء کے حقوق کی باکمال طریقہ سے حفاظت کی۔ ایک دفعہ ایک بدو آپ رض کے پاس آیا۔ آپ رض نے اپنے پاس بٹھایا اور ایک ہی رکابی میں اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس رکابی میں شہد اور گھی تھا۔ اس بدو نے اس رکابی میں سے روغن کو اچھی طرح چاٹا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ضرور ہے کہ جس جگہ سے یہ بدو آیا ہے وہاں گھی کی کمی ہو، آپ رض نے دریافت فرمایا کہ آپ کے ہاں بارش کا کیا حال ہے۔ غلہ اور فصلیں کیسی ہیں۔ مویشیوں کا کیا حال ہے۔ بدو نے کہا کہ بارش نہیں ہوئی، غلہ اور فصلیں برباد ہو گئی ہیں۔ مویشیوں کے لئے چارہ نہیں ملتا۔ حالت بڑی خراب ہے۔ حضرت عمر رض نے یہ سن کر بڑا افسوس کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک گھی استعمال نہیں کروں گا۔ جب تک اس علاقے کے غرباء کو دودھ اور گھی میسر نہ آئے۔ انہوں نے غرباء کے مویشیوں کے لئے ایک الگ چراگاہ مخصوص کر دی اور حکم دیا کہ اس میں صرف غرباء کی بھیڑ بکریاں اور اونٹ اور مویشی چرا کریں گے۔ اس میں عثمان رض اور عبدالرحمان رض بن عوف کے مویشی نہیں چریں گے کیونکہ یہ امراء اپنے مویشیوں کے لئے چارے پانی وغیرہ کا انتظام خود کر سکتے ہیں۔ لیکن غرباء ایسا نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں کی موجودہ نکبت کی وجہ

گویا حکومت نے اپنے ذمہ غرباء کی فلاح و بہبودی کا کام لے لیا تھا۔ اس طرح یہ قوم بلندیوں پر پہنچی۔ اس طرح اس قوم نے دنیا پر راج کیا اور عزت و عظمت کے مالک بنے آج تم ذلیل و خوار ہو۔ غیر کا روپیہ تمہاری مدد کرتا ہے۔ غیر کا اگایا دانہ تم کھاتے ہو، غیر کا ماتحت تم ہو اب فکر ہے۔ غیر تمہاری اقتصادیات اور معاشیات پر پوری طرح قابض ہے۔ اس لئے کہ تم نے خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین کو چھوڑ دیا۔ اس کے رسول کے ارشادات پر عمل کرنا ترک کر دیا۔ تم دجال کے اثر کے نیچے زندگی کے سانس پورے کر رہے ہو۔ دجال کی سکھلائی ہوئی نفس پرستی اور عیش و عشرت تمہاری زندگی میں نمایاں ہے

روح کی تربیت کی طرف توجہ کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے دو حصے ہیں جسم اور روح ان دونوں حصوں کی تربیت اور تہذیب کے لئے انہوں نے تمام سامان فراہم کئے ہیں۔ تم جسم کی تربیت کے لئے دن رات کوشاں ہو، مال و متاع کی دھن میں ہمہ وقت مصروف ہو لیکن روح جس کی وجہ سے تم انسان ہو، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ روح کی تربیت کی طرف توجہ کرو۔ عیش و عشرت اور نفس پرستی انسان کی بربادی کے سامان ہیں یہ انسان کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور دولت کے حاصل کرنے اور جسم کی پرورش کرنے سے منع نہیں فرمایا لیکن ان سب کے باوجود فرمایا کہ انسان کا اصل مقصد صرف جسم کی نشوونما نہیں اس کے ساتھ ساتھ روح کی تربیت و تہذیب بھی ضروری ہے اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرو۔ اخلاقیات میں ترقی کرو۔ جو قوم اخلاقیات میں ترقی نہیں کرتی وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتی ہے . . . .

. . . .

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

قرآن کریم کی تعلیمات اور حضرت نبی کریم صلعم کا عمل آپ کے ماحول سے بہت بلند تھا۔

کمیونزم اور سوشلزم آپ کی شاندار عملی تعلیمات کے مقابلہ میں ہیچ ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

يسئلونك ماذا ينفقون قل العفو (البقرۃ رکوع ۲۷)

راہ خدا میں کتنا خرچ کیا جائے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ خرچ کتنا کرنا چاہیئے۔ اللہ تبارک وتعالٰے نے اس سوال کا بھی ذکر فرمایا ہے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا اور اس جواب کا بھی ذکر فرمایا ہے جو خداوند تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا سوال تو یہ تھا کہ خرچ کس قدر کیا جائے ماذا ینفقون جواب یہ دیا ہے قل العفو جو کچھ ضروریات زندگی کے بعد بچ جائے وہ سب کچھ دے دو۔ اللہ، اللہ کیا بالشوزم، سوشلزم یا کمیونزم اس قسم کی تعلیم دے سکتا ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی۔ کیا اس وقت یہ بات خیال میں بھی آسکتی تھی کہ سوشلزم یا بالشوزم اور کمیونزم بھی کوئی چیز ہے۔

قرآن کی تعلیم تمام زمانوں کے لئے ہے

مگر چونکہ قرآن کی تعلیم تمام بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک راہبری اور رشد و ہدایت کے سامان مہیا کرتی رہے گی۔ اس لئے اس میں ہر زمانہ کی ضروریات کامل موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا اس کتاب میں بنی نوع انسان کے تمام متنوعہ حالات اور واقعات کا ذکر ہے۔ ولا یاتونك بمثل الا جئناك بالحق۔ کوئی اہم امر دنیا کا ایسا نہیں، جو آپ کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کا جواب اس کتاب میں نہ ہو، یہ بہت بڑا دعوےٰ ہے۔ یہی ختم نبوت کے معنی ہیں کہ نبوت کے معاملہ میں جن باتوں کی حاجت قیامت تک پیش آسکتی ہے ان کو کمال تک پہنچا دیا اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ تو فرمایا کہ کوئی ایسا اہم سوال انسانوں کی طبیعت میں پیدا نہیں ہو سکتا جس کا جواب ہم نے قرآن میں نہ دے دیا ہو۔

کیا آنحضرت صلعم کی تعلیم اور آپ کا عمل ماحول کے مطابق تھا؟

ایک مسلمان فلسفی نے ہمارے زمانہ میں تلقین کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ اور ماحول میں تھے اس کے مطابق تعلیم دے سکتے تھے وہ اپنے زمانہ کی سطح سے اوپر نہیں جا سکتے تھے۔ وہ فلسفی معمولی آدمی نہیں بڑا باریک بین ہے اور مسلمان ہے۔ میں نے ایک کتاب میں لکھا تھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ اپنے زمانہ کی سطح سے اوپر نہ اٹھ سکتے تھے بالکل غلط ہے۔ میں کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ان سے ایمان بڑھتا ہے۔ حضور اکرم بادشاہ ہو گئے۔ تو آپ کے سامنے ایران کا بادشاہ تھا۔ اس کے حالات سے آپ خوب واقف تھے آپ کو معلوم تھا کہ ایران کا بادشاہ کس شان و شوکت کا مالک ہے۔ ایرانی دربار کی شان و شوکت اور رعب و جلال ایسا تھا کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو نصیب نہ تھا۔ اس کا تاج مرصع تھا۔ زار مرصع تھی پیٹی ہیرے جواہرات سے مرصع اور مزین تھی۔ اس کا دربار جگ مگ جگ مگ کرتا تھا۔ اس کا رعب ایسا تھا کہ اس کے وزیر بادشاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ کوئی حکم ایسا نہیں تھا جو بادشاہ نافذ کرے اور اس کی نافرمانی ہو جائے۔ یہی شان و شوکت شام کے بادشاہ کی تھی۔ اور ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر فرعونیوں کے دربار کی شان تھی۔ وہ تو خدائی کا دعوےٰ کرتے تھے۔ یہ اس زمانہ کا ماحول ہے، اس ماحول میں شاہ دوجہاں سرور کائنات بادشاہ ہوتے ہیں لیکن آپ کا طریق کیا ہے آپ تاج نہیں بناتے، وہی پرانا فرسودہ عمامہ آپ کا تاج ہے تخت نہیں بناتے مسجد کی فرسودہ اور مستعمل چٹائی آپ کا تخت ہے۔ بارہ پندرہ فٹ کا حجرہ جس کے دروازہ پر ٹاٹ لٹکا ہوا ہے آپ کی محل سرا ہے۔ کیا ان حالات میں کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنے ماحول اور گرد و پیش سے متاثر تھے اور ماحول سے اوپر کی طرف نہیں اٹھے؟ گاندھی جی کی شہادت موجود ہے، انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم کہتے ہو ہم کانگریسی راج میں پانچ سو روپیہ تنخواہ لیں گے، مگر تم پھر بھی عمرؓ اور ابوبکرؓ کے برابر نہیں پہنچ سکتے۔

کمیونسٹ روس کی حالت

آج سوشلزم اور کمیونزم کا چرچا ہے۔ کہتے ہیں کہ روس غربا کی غربت کا سہارا ہے مگر جن لوگوں کو وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے وہ روس کے اندرون خانہ سے واقف ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ غریبوں کی اس شاہی میں بھی بڑے بڑے امراء موجود ہیں، جن کی شان و شوکت بادشاہوں کی شان و شوکت سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اور وہ ایسی ایسی نعمتوں اور عشرتوں کے مالک ہیں کہ روس کے غرباء کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں لگتی اس لئے غرباء کو کسی لیڈر یا امیر کے گھر میں جانے کی اجازت نہیں، تا ایسا نہ ہو کہ غرباء اُن کی شان و شوکت دیکھ کر بگڑ جائیں۔ تو روس بھی اپنے دعوےٰ کے مطابق ماحول پیدا نہیں کر سکا۔

آنحضرت صلعم نے سب سے پہلے پارلیمنٹری راج قائم کیا۔

حضور نبی کریم صلعم نے ماحول کے خلاف ایک اپنا ماحول پیدا کیا۔ اس وقت بادشاہوں کا حکم خدا کا حکم سمجھا جاتا تھا اور ان کا ہر اشارہ ہر نئے قانون کو جنم دیتا تھا مگر ایسے وقت میں آنحضرت صلعم کو حکم ہوتا ہے وشاورھم فی الامر۔ باہم صلاح مشورہ کے بعد سلطنت کا کام سرانجام دیا کرنا، اللہ اکبر! کیا اس وقت کا ماحول اس کی تعلیم دیتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انسان ہیں جنہوں نے پارلیمنٹری راج قائم کیا۔

جبری بھرتی کا سب سے پہلا بانی

آپ ہی نے سب سے پہلے Conscription (جبری بھرتی) کا حکم دیا اور فرمایا کہ قوم کی قوم جہاد کرے۔ چنانچہ حضور خود اور ان کے عزیز ترین قریبی رشتہ دار آپ کے دوش بدوش میدان جنگ میں آگے بڑھتے تھے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبیدہ بن حرث بن عبد المطلبؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہم ہر جنگ میں پیش پیش ہوتے تھے۔ کیا Conscription کرنے والے جرمن تھے مگر جرمنوں کے شہزادے کبھی جنگ میں شریک نہیں ہوئے انگلستان میں بیشمار امراء ہیں جنہوں نے جنگوں میں جانا نہ چاہا۔ ملک مبارز خان ٹوانہ بہت بڑا آدمی تھا۔ میرے ساتھ ان کا دوستانہ تعلق تھا، ان کا بھائی محمد ممتاز ٹوانہ فوج میں افسر تھا۔ بڑی شان کا قد آور نوجوان تھا، وہ جب ووکنگ میں آیا اس کی حسین جوانی کو لوگ دیکھنے آتے تھے۔ اس نے بتایا کہ جس پلٹن میں مجھے بھرتی کیا گیا ہے، اس ساری پلٹن کا خرچ میرے بھائی ملک مبارز خان نے اٹھایا ہے

مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلے انہوں نے چیلنج کیا کہ کوئی بہادر قریشی مقابلہ میں آئے۔ آنحضور صلعم نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی کو کہا اٹھو مقابلہ کرو، عبیدہ بن حرث رضی اللہ عنہ کو مقابلہ کرنے کے لئے حکم دیا Consultation اس کو کہتے ہیں کہ بادشاہ اور بادشاہ کے عزیز رشتہ دار میدان میں پہلے نکلیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماحول سے اوپر کی طرف پرواز نہ کر سکتے تھے وہ بتلائیں کہ یہ واقعات آپ کے ماحول کے کہاں تک مطابق تھے۔ حضور کے ارد گرد مطلق العنان بادشاہوں کی روایات ہیں، لیکن حضور معاملات سلطنت کو اکیلے اپنی رائے سے سرانجام دینا پسند نہیں فرماتے اگرچہ آپ دانش میں سب سے بڑھکر ہیں اگرچہ آپ خدا تعالے سے ہمکلام ہوتے ہیں، اگرچہ آپ کے اشارے پر لوگ جان و مال قربان کر دیتے ہیں۔ تاہم آپ امور سلطنت کو طے کرتے وقت قوم سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور اکثریت کی رائے پر فیصلہ ہوتا ہے، حضور نے رہتی دنیا تک کے لئے جمہوریت قائم کی یہ اس وقت سے بہت اونچی بلند پروازی تھی اور حضور سلطنت کے وارث جمہوریہ کو قرار دیتے ہیں، اپنے خاندان کو وارث قرار نہیں دیتے

مال غنیمت کا نہ لینا ماحول کے کہاں تک مطابق ہے

پھر ڈھیروں ڈھیر مال غنیمت آتا ہے آپ مسجد میں بیٹھ کر سب تقسیم کر دیتے ہیں اور خود خالی ہاتھ گھر چلے جاتے ہیں، کیا یہ ماحول کا اثر تھا؟ آپ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، ابا جان چکی پیستی ہوں تکلیف ہوتی ہے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں، کوئی خادمہ یا لونڈی نے دیجئے، آپ فرماتے ہیں ایک نسخہ بتاتا ہوں ذکر الٰہی کیا کرو ساری تکلیفیں جاتی رہیں گی، کیا یہ ماحول کا تاثر ہے کیا ماحول کا کوئی اثر آپ کی زندگی کے کسی پہلو میں نظر آتا ہے؟ یہ باتیں اس وقت کے بادشاہوں کی تاریخ میں دکھلا دو۔

جنگ میں جاتے ہوئے ناتوانوں اور بے وسیلہ لوگوں کی امداد

لکھا ہے کان یتخلف فی المسیر جب آپ جہاد کے لئے نکلتے تو لشکر کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ ویزجی للضعیف کوئی ناتوان اور کمزور دکھائی دیتا تو اسکو اپنی سواری پر جگہ دیتے۔ یردفہ ویدعو لہ اس کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے اور اس کے لئے دعا کرتے جاتے۔ کیا اخلاق ہیں، کیا یہ ماحول کا اثر ہے؟ فرمایا من کان لہ فضل زاد فلیعد بہ من لا زاد لہ جس کسی کے پاس کھانے پینے کی چیزیں زیادہ ہیں وہ ان کو دیدے جن کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ایک دفعہ جہاد کے لئے آپ نکلے فرمایا ان فیکم اقواما مالھم مال ولا عشیرۃ۔ تم میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جن کے پاس نہ مال ہے نہ ان کی برادری ہے لیکن ان کو جہاد کا شوق ہے تم ان میں سے ایک ایک دو دو آدمیوں کو اپنی سواری پر اپنے ساتھ بٹھا لو۔ اور باری باری سواری کرو۔ خود حضور اکرم نے بھی دو آدمیوں کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھایا۔ کیا یہ ماحول کا اثر ہے کہ بادشاہ وقت دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم باری باری چڑھیں گے اور باری باری اتریں گے، کیا کسی بادشاہ یا جرنیل کی زندگی میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے؟ دوران سفر جب حضور اپنی سواری سے اتر کر دوسروں کے لئے جگہ خالی کرتے تو ساتھی حضور سے عرض کرتے کہ ہم اپنی باری آپ کو دیتے ہیں اس پر حضور فرماتے ما انتم باقوی منی علی المشی پیدل چلنے میں آپ دونوں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور ما انا باغنی عنکما عن الاجر اور میں اجر حاصل کرنے کے معاملہ میں تم سے غنی تر نہیں ہوں، اب تمہاری باری ہے تم ہی سوار ہو جاؤ۔

اللہ اکبر! کیا اخلاق ہیں، جب حضرت اکرم صلعم کی یہ زندگی ہمارے سامنے آجاتی ہے تو سچی بات ہے ہم شرمندہ ہو جاتے ہیں اور ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں کہ کیا ہم اس نبی کی امت ہیں جس کی زندگی سراپا عمل تھی۔ اور ہم ہیں کہ صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔

رفق اور نرمی کی تعلیم

فرمایا کہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن۔ بیٹے بیٹی عزیز رشتہ دار خادم۔ نوکر۔ ہر ایک سے رفق اور نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے بات کرنا بھی حضرت ہی نے سکھایا ہے رفق اور نرمی سے اللہ تعالےٰ کی برکتیں نازل ہوتی ہیں کان رسول اللہ احسن الناس خلقا۔ آپ اخلاق کی خوبصورتی کے مالک تھے۔ آپ کا خلق دوسرے لوگوں سے بڑھ بڑھ کر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے برسوں حضور کی خدمت کی ہے۔ میں نے جو کام کیا اس کے بارے آپ نے پوچھا تک نہیں کہ یہ کام کیوں کیا ہے اور جو کام نہیں کیا، اس کے بارے میں کبھی نہیں کہا کہ یہ الماری کر لی۔ اس میں بیٹے اور بیٹی وغیرہ سے برتن جو ٹوٹ گئے۔ حضرت مسیح موعود نے بجائے اس کے کہ خفا ہوتے فرمایا آواز کتنی خوبصورت ہے۔ کسی کو ملامت نہیں کی۔ ایک خادمہ نے چاول چرا لئے آپ کو پتہ لگا تو فرمایا بڑا افسوس ہے کہ ہم اس بوڑھی خادمہ کی احتیاج اور ضرورت کی خبر نہیں رکھتے۔ اس سے کہا اور چاول لے لو۔ ہم کو معلوم نہیں تھا کہ تمہیں چاولوں کی ضرورت ہے۔ جتنے چاول چاہو لے لو ایک دفعہ ایک قصاب کو آپ کے پاس لایا گیا کہ یہ خراب گوشت فروخت کرتا ہے۔ اور دس پیسے میں سیر بھر گوشت دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو تین آنہ سیر کے حساب سے قیمت دیا کرو۔ تاکہ اچھا گوشت لے آیا کرے۔ اسی طرح لنگر خانے کے نانبائی کے متعلق شکایت کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ ہونا چاہیئے کہ یہ ایک روٹی کے لئے دو دفعہ جہنم میں غوطہ لگاتا ہے۔ ایک دفعہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب حضرت صاحب کے ساتھ ان کی چارپائی پر بیٹھے تھے۔ حضرت صاحب کو کسی کام کے لئے اٹھنا پڑا۔ جب آپ اٹھ کر چلے گئے تو ڈاکٹر صاحب کو نیند آگئی اور چارپائی پر سو گئے۔ جب حضرت صاحب واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کو اٹھایا نہیں بلکہ چارپائی کے نیچے خود لیٹ گئے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا الرجال یذھب بنفسہ جو شخص اپنے تئیں اونچا کرتا چلا جائے اور غرور اور تکبر میں بڑھتا چلا جائے یکتب فی الجبارین۔ ایسا شخص جابروں میں شمار ہوگا۔

نرمی، خدا خوفی اور انکساری کا حکم

حضور صلعم ماتحتوں اور خادموں کے ساتھ ہم جلیسوں کے ساتھ، ماں، بہن، بھائی خالہ کے ساتھ نرمی اور رفق کا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے اتقوا اللہ وتواضعوا خدا خوفی اور انکساری اختیار کرو ولا یبغی بعضکم علی بعض اور ایک دوسرے پر تعدی نہ کرو۔

رضا الٰہی اور جنت میں جانے کا نسخہ

بات لمبی ہو گئی۔ ختم کرنا چاہتا ہوں، صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد آپ کو سناتا ہوں کسی نے آپ سے پوچھا حضور کوئی ایسا جامع نسخہ ارشاد فرمایئے جس سے خدا کی رضا حاصل ہو جائے، آپ نے فرمایا اتقوا اللہ تقویٰ مرکزی نقطہ ہے۔ خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرنے کا عزم کر لو۔ صلوا

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر)

آپ کے خطوط

اسلامک کلچر

مکرمی شیخ عبد الغنی صاحب ریڈیو انجینئر نے جماعت پشاور کے تربیتی اجلاس میں اسلامک کلچر پر جو لیکچر دیا وہ اشاعت کے لئے درج ذیل ہے۔ (خاکسار محمد الرحمٰن)

کلچر یا تہذیب کا مفہوم ہر مذہب و ملت میں جدا ہے میرا مضمون ہے اسلامک کلچر، اس لئے میں قرآن کریم ہی سے اقتباسات حاصل کرتا ہوں کہ وہ انسان کو کیسے کلچرڈ بناتا ہے اور کن راہوں پر اسے چلانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم تفصیلات میں نہیں جاتا۔ اصول بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم الم سے شروع ہوتا ہے جس کے معنی مفسرین نے "میں خدا بہتر جاننے والا ہوں" کے کئے ہیں اس لئے یہ انسانی ترقی کی راہ میں ضروری اور پہلی سیڑھی ہے اگر اس پر یقین نہیں کہ خدا بہترین علم رکھنے والا ہے تو پھر انسان اپنی من مانی کارروائیوں کو صحیح سمجھنے لگتا ہے وہ اقدار یا VALUES جنہیں خدا نے اچھا اور بُرا کہا ہے وہ ان کو صحیح نہیں سمجھتا یا اگر صحیح سمجھ بھی لیا تو پختگی سے اس پر قائم نہیں رہ سکتا۔ بعض اوقات انسان کے سامنے شیطان ایک بُری چیز کو اچھے پیرایہ میں پیش کر دیتا ہے ایسے موقع پر انسان کو فوراً "والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ" پر عمل کرنا چاہیئے اس کے بعد جب یہ یقین ہو جائے کہ خدا بہترین جاننے والا ہے تو پھر انسانی مشین کے پمفلٹ یا INSTRUCTIONS یعنی قرآن کریم کو انسانی نقائص دُور کرنے اور اس کی مشین کو صحیح حالت میں رکھنے کے لئے اس کی ہدایات INSTRUCTIONS پر عمل کرنا چاہیئے، اور اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ ہماری پستی کی یہی وجہ ہے اور ہماری بد اعمالیاں اسی لئے ہیں کہ یقین کامل نہ خدا پر ہے اور نہ اس کے بنائے ہوئے اصولوں پر اس کے بعد تقوےٰ آتا ہے۔ جسے خدا پر اور اسکے کلام کے صادق ہونے پر یقین ہو گیا اب اس کا قدم تقویٰ کی راہوں پر پڑتا ہے۔ تقوےٰ کیا ہے؟ یہی کہ انسان سوچ سمجھ کر دنیاوی فتنوں سے بچ بچ کر زندگی گزارے۔ دنیاوی فتنے خدا کے بنائے ہوئے راستوں پر نہ چلنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ تقوےٰ کے متعلق لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ سے کسی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟ فرمانے لگے

ان تزین سرك للحق كما زينت ظاهرك للخلق۔ یعنی کہ تو اپنے باطن کو ایسا خوبصورت بنا کہ جس طرح تو ظاہر کو لوگوں کے لئے خوبصورت بناتا ہے اور پھر فرمایا تقوےٰ یہ ہے کہ خدا تجھے ایسی جگہ نہ دیکھے جہاں وہ نہیں دیکھنا چاہتا جب ایک انسان خدا پر اور اس کی کتاب پر کامل یقین لا چکا اور اس کا عملی ثبوت اس نے تقوےٰ کی راہوں پر گامزن ہو کر دیدیا تو پھر ایسے شخص کو خدا تعالےٰ صالحوں کی لسٹ میں شمار کرتا ہے فلاح کسان کو کہتے ہیں، کسان کا کام زمین کو ہل سے ہموار کر کے اس میں بیج ڈالنا ہوتا ہے۔ یہ عمل وہ کٹھی بار کرتا ہے تب جا کر اس کا بیج نشو ونما پاتا ہے۔ اسی طرح متقی انسان اپنے دل و دماغ کی زمین ہموار کر کے اس میں اس نورانی بیج کو جو اللہ تعالےٰ نے پہلے سے رکھا ہوا ہے نشو ونما دیتا ہے۔ جس طرح کسان کو مشقت کرنی پڑتی ہے اسی طرح متقی انسان بھی بڑی مشقت سے اس نفس انسانی کو رام کر کے اس میں مخفی جوہر (؟) کی آبیاری اور نشو ونما کرتا ہے۔ انگریزی میں زمیندارہ کیلئے اس کاشتکاری کو AGRICULTUR کہتے ہیں اسی سے کلچر کا لفظ نکلا ہے اور انسان کلچرڈ ہے جو ان تمام الٰہی قوانین پر چل کر اور مشقت سے ہوا ئے نفس پر قابو پاتا ہے اسے کسان کی طرح اپنی زبان کو الٰہی بیج کی نشو ونما کے لئے تیار کر لیا۔ پس مبارک ہے وہ انسان جسے خدا کلچرڈ کہدے۔ زندگی بہت قلیل ہے اور کام بہت زیادہ ہے ہم نے اپنی بد اعمالیوں سے اپنی زندگی کو اس قدر گندہ کر دیا ہے کہ اب یہ بہت محنت چاہتی ہے۔

ہم نے حضرت صاحبؑ کے ہاتھ پر بیعت کی آنکی جماعت کے ممبر بنے چندے دیئے مارین کھائیں۔ سب کچھ عبث ہے اگر ہم میں تقوےٰ پیدا نہیں ہوتا اور تقوےٰ کے لئے خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور راتوں کو اٹھنا بہت ضروری ہے اور نیز رزق حلال یہ تینوں چیزیں حاصل ہوگئیں تو سمجھ لو کہ اب مقصود کے قریب جا رہے ہیں، باتیں میں نے بہت کر دیں لیکن شاید اس کا اثر کچھ بھی نہ ہو اس لئے کہ میں خود عامل نہیں اسی لئے میں کچھ کہنا چاہتا بھی نہ تھا جناب محمد الرحمٰن صاحب نے مجھے مجبور کیا۔ خدا مجھے معاف کرے اور لما تقولون مالا تفعلون میں نہ پکڑے۔

جماعت سے التجا

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت طرفین بدرگاہ رب العلمین نیک خواہاں۔

چند دن ہوئے پہلے حضرت امیر کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا کہ سات آٹھ ماہ سے صاحب فراش ہوں سات آٹھ سو روپیہ خرچ کرنیکے بعد بھی صحت کے آثار نہیں بطور صدقہ پہلے پانچ روپیہ مولوی محمد انعام الحق صاحب کو روانہ کر کے دعا کی درخواست کی تھی اور دو تین ہفتہ انتظار کرتا رہا چونکہ اخبار پیغام صلح بدھ کو شائع ہوتا ہے مجھے پیر منگل یا دوسری بدھ کو ملا کرتا ہے اور دل میں سوچتا رہا کہ حضرت امیر کثرت کار کی وجہ اور یوں ہر روز بیسیوں خطوط دعا کے لئے آتے ہوں گے شاید سرسری طور پر دعا کرتے ہوں گے اور اداھر آخری مرحلے پر پہنچکر میرا یقین ہے اور مجھے امید ہے کہ اگر حضرت امیر میرے لئے دعا کریں تو اللہ تعالےٰ میرے گناہوں کو معاف کر کے صحت دے گا۔ مگر خلاف توقع ۱۴ فروری کے پیغام صلح میں دیکھ کر کہ حضرت امیر نے کمال شفقت اور محبت و ہمدردی سے عین خطبہ جمعہ میں میرے لئے دعا کی اور دوسرے بزرگان سلسلہ سے بھی دعا کی تحریک کی ہے بے حد خوشی ہوئی جس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اب میں صحت پا گیا اور بطور اللہ تعالیٰ کے شکر کے فوراً اور پانچ روپیہ محترم محمد انعام الحق صاحب کو روانہ کر دیا۔ اب بفضل خدا میری بیماری میں حیرت انگیز افاقہ ہوا ہے۔ اور بستر سے اٹھ کر کچھ آہستہ آہستہ چلنے پھرنے لگا ہوں۔ اختلاج قلب کی شکایت کم ہوئی ہے۔ صرف گھٹنوں اور پشت میں درد باقی ہے اور کمزوری بہت ہے اور دوسری خوشی یہ ہوئی کہ اس وقت جبکہ اخبار پیغام صلح میرے ہاتھ میں تھا وونگ سے محترم مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کا خط ملا اور مولوی صاحب قبلہ نے اخبار پیغام صلح سے میری بیماری کا حال پڑھکر کمال شفقت اور مہربانی سے دعا کی اور میرا دکھ محسوس کیا اور مجھے امید دلائی کہ رمضان شریف کے دن دعا کے لئے بہترین ایام ہیں اور دعا کو جاری رکھوں گا اور دوائی بھی روانہ کروں گا، یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے کہ مجھ جیسے ناکارہ بندہ کے لئے ایسے بزرگوں کی شفقت و ہمدردی حاصل ہوئی، اور ان تمام بزرگان سلسلہ بالخصوص حضرت امیر اور مولانا ودیارتھی صاحب کی دعا سے یہ مردہ زندہ ہوا اب میں تمام سلسلہ کے احباب و بزرگوں کا بے حد ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے میرے لئے دعائیں فرمائیں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اجر عظیم دے۔ ابھی اور میری عاجزانہ درخواست ہے کہ میری شفاء کامل کے لئے دعاؤں کو جاری رکھیں۔ براہ کرم یہ چند سطور بذریعہ اخبار شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار

محمد حسین گھوڑے سوار

HUBLI - انڈیا

دربارہ رشتہ

ضرورت رشتہ کا ایک اعلان کسی دوسری جگہ محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کی طرف سے درج کیا گیا ہے، اس سے پہلے بھی یہ اشتہار دو تین اشاعتوں میں آچکا ہے، اس بارہ میں جن لوگوں کی درخواستیں مصری صاحب کے پاس آئی ہیں وہ انہوں نے شخص متعلقہ کو بھیجدی ہیں، جواب آنے پر درخواست دہندگان کو اطلاع دے دی جائے گی۔

چوھدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ختم نبوّت اور مولانا مودودی

مولانا محمد علی صاحبؒ امیر جماعت احمدیہ لاہور نے قرآن کی تفسیر بیان القرآن کے نام سے ۱۹۲۲ء میں شائع کی تھی اس وقت سے لیکر اب تک کئی ایڈیشن چھپ کر دنیا میں تقسیم ہو چکے ہیں - اب سنہ ۱۹۷۲ء شروع ہے - مولانا مودودی صاحب بھی اردو میں ایک تفسیر تفہیم القرآن لکھ رہے ہیں - جو بالاقساط جماعت اسلامی کے ماہوار رسالہ ترجمان القرآن میں طبع ہو رہی ہے - ماہ فروری سنہ ۱۹۷۲ء کے ترجمان القرآن میں سورۃ احزاب کے رکوع ۵ کی آخری آیت کی تفسیر بیس صفحات کے حجم پر شائع ہوئی ہے - مولانا کا اس تفسیر کو شائع کرنے کا طریق یہ ہے - کہ وہ عربی متن شائع نہیں کرتے - فقط اردو ترجمہ لکھ دیتے ہیں - اس کے نیچے حاشیہ میں تفسیر درج کر دیتے ہیں - جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر بیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے - آیت زیر تفسیر یہ ہے :- ما كان محمدٌ ابا احدٍ من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيّين ط وكان الله بكل شيءٍ عليماه

اس تفسیر کو پڑھ کر ہمیں خیال ہوا کہ دیکھیں مولانا محمد علی صاحبؒ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں کیا کیا کوتاہیاں کی ہیں جسے مولانا مودودی صاحب نے دُور کر دیا ہے مگر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب ہم نے یہ دیکھا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے سوا دو صفحات میں جو کچھ لکھ دیا ہے اور قارئین کے لئے جو مواد فراہم کر دیا ہے، اس کا تیسرا حصہ بھی مودودی صاحب نے اپنے بیس صفحات میں ارقام نہیں کیا - اس سلسلہ میں بعض اہم امور جن کو مولانا محمد علی صاحب مرحوم زیر بحث لائے تھے - مودودی صاحب نے ان کو چھوا تک نہیں - اور مولانا مرحوم نے جو کچھ ایک صفحہ میں درج کر دیا - اسی کو پھیلا کر مودودی صاحب نے کئی صفحات سیاہ کر ڈالے - اور بقایا حصہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کی تکفیر پر بحث کرتے رہے، دراصل مودودی صاحب نے زیادہ زور ختم نبوّت کی تشریح پر نہیں دیا، بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کی تکفیر کے جواز کے لئے انہوں نے بہت تنگ ودَو سے مسالہ جمع کیا ہے اور فی الحقیقت یہ شوقِ تکفیر ہی ہے - جو ان کی طوالت تحریر کا باعث ہوا - مولانا محمد علی صاحبؒ نے پانچ چھ سطروں میں لفظ "خاتم" پر لغت کے لحاظ سے بحث کی ہے - اور مولانا مودودی صاحب نے بھی قریب قریب وہی کچھ لغت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے - لغت پر بحث کرنے کے بعد مولانا محمد علی صاحبؒ نے نہایت اختصار کے ساتھ احادیث نبوی کا حوالہ دیا ہے - تفسیر میں دس احادیث کے ترجمے کر دیئے - اور چھ احادیث کے عربی الفاظ بھی درج کر دیئے اور لکھا ہے دس حدیثیں ایسی ہیں جن میں حضور نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا لانبی بعدی - یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں - اور پھر لکھا ہے کہ چھ حدیثیں ایسی ہیں جن میں حضورؐ کو آخری نبی کہا گیا ہے - ان احادیث کے درج کرنے کے بعد مولانا مرحوم و مغفور اپنی تفسیر بیان القرآن حصہ سوم صفحہ ۱۵۱۶ میں فرماتے ہیں :-

"اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا بینات اور اصول دینی سے انکار ہے"

مولانا مودودی صاحب نے بھی یہی احادیث اپنی تفسیر میں نقل کی ہیں جو تعداد میں چودہ ہیں - البتہ ایک حدیث ۱۲ پر انہوں نے نقل کی ہے - اور میں نہیں سمجھ سکا کہ اس سے ختم نبوّت پر استدلال کیونکر کیا جا سکتا ہے وہ حدیث یہ ہے :-

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد كان فيمن كان قبلكم من بني اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان يكن من اُمتي احد فعمر

(بخاری کتاب المناقب)

اس حدیث کو نقل کر کے مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں :-

"اس سے معلوم ہوا کہ نبوّت کے بغیر مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس اُمت میں اگر ہوتے تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے -"

غالباً مودودی صاحب کا منشاء یہ ہے - کہ اس اُمت میں نبوّت تو اس وجہ سے بند ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں - ہاں سابقہ امتوں میں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جو نبی نہ تھے - مگر خدا اُن سے کلام کرتا تھا - مگر یہ امت اس نعمت سے محروم ہو گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام امتوں میں بھی ایک امت روئے زمین پر ایسی موجود ہے جس کے اندر اولیاء، اصفیا اتقیاء، صلحاء، غوث، اقطاب، ابدال، مجددین و محدثین کثرت سے پیدا ہوتے رہتے ہیں - مولانا محمد علی صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کی تفسیر میں ایک عنوان یہ بھی قائم کیا ہے :-

"آنحضرت کی ابوت روحانی کا سلسلہ تا قیامت غیر منقطع ہے"

اور اس ضمن میں ایک اور عنوان قائم کیا :-

"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

اور اس پر دلچسپ مختصر بحث کی ہے -

اس کے علاوہ مولانا محمد علی صاحبؒ نے قائلین اجرائے نبوّت کے دو زبردست اعتراضات کا منہ توڑ جواب، دیا ہے قادیانی حضرات اجرائے نبوّت کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کیا کرتے ہیں -

لو عاش ابراهيم لكان نبياً یعنی ابراہیم اگر زندہ ہوتے تو نبی ہوتے - یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے - مولانا فرماتے ہیں کہ اس سے امکان نبوّت نہیں نکلتا اور اس سے اجرائے نبوّت، کا استدلال کرنے والوں کا جواب یہ دیا ہے :-

"اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا - جس طرح یہاں دو خداؤں کا ہونا اور فساد دونوں ممتنع امر ہیں، اسی طرح وہاں ابراہیم (آپ کے فرزند) کا زندہ رہنا اور اس کا نبی ہونا دونوں ممتنع امر ہیں"

مولانا نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے - پھر بخاری سے عبداللہ بن اوفی کا قول بھی نقل کیا ہے جو یہ ہے :-

لو كان بعد محمد صلى الله عليه وسلم نبي عاش ابنه ابراهيم ولكن لا نبي بعده

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو آپ کا بیٹا ابراہیم رضؓ زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں"

اس پر مولانا نے اور بھی بحث کی ہے جسے ہم فی الحال چھوڑتے ہیں -

اجرائے نبوّت کی تائید میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول بھی پیش کیا جاتا ہے - جو یہ ہے :-

"قولوا خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده ط

اس کا بھی مولانا نے بڑا مفصل اور مبسوط جواب دیا ہے ختم نبوّت کی بحث مکمل نہیں ہوتی جب تک ان دو اعتراضوں کا جواب نہ دیا جائے، مگر تعجب ہے کہ

مولانا مودودی صاحب اتنی لمبی تفسیر لکھنے کے باوجود ان دو اعتراضوں کو گول مول کر گئے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے وہاں مولانا مودودی کے دماغ میں یہ بات تھی کہ ابراہیم زندہ تو نہیں ہیں اس لئے وہ حضور نبی صلعم کے بعد نبی نہیں ہو سکتے۔ مگر عیسٰی علیہ السلام تو زندہ ہیں وہ تو حضور کی نبوت کے بعد نبی ہو کر آ سکتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ مت کہو لا نبی بعدی۔ اس پر مولانا مودودی صاحب کو غالباً یہ سوجھی تھی۔ کہ واقعی ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو ابھی ایک عظیم الشان نبی آنے والا ہے۔ اس کے بعد البتہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور اس نبی کو یہ حق پہنچے گا کہ وہ دھڑلے سے بہانگ دہل یہ اعلان کرے کہ "لا نبی بعدی" کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ مگر حضرت احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسا فرمائیں (استغفر اللہ! استغفر اللہ!!)

اگر میرے یہ قیاس صحیح نہیں ہیں تو مجھے بتایا جائے کہ ان دو دار اور زبردست اعتراضات کو مودودی صاحب نے کیوں نقل نہیں کیا اور ان کے کیوں جواب نہیں دیئے حالانکہ ان کے لئے یہ آسان تھا کہ جس طرح وہ آج سے چالیس سال قبل طبع شدہ بیان القرآن سے اپنی تفسیر کا اکثر حصہ نقل کرتے چلے آئے ہیں ان اعتراضات اور ان کے جوابات کو بھی اسی (بیان القرآن) سے نقل کر لیتے۔ اور اس کو بے شک جتنا چاہتے طوالت دے کر لکھ لیتے۔

شوقِ تکفیر و تمنائے خونریزی

مولانا مودودی صاحب نے یہ ساری تفسیر درحقیقت احمدیوں کے ایک گروہ کو سامنے رکھ کر کی ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ توفیق نہیں دی کہ وہ سوچ لیتے کہ میں ایک مستقل تفسیر بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے لکھ رہا ہوں جسے ملت کا ایک مستقل علمی سرمایہ سمجھا جانا چاہیئے اس لئے پوری احتیاط سے قلم اٹھاؤں۔ اور کوئی بات بے محل اور بے موقعہ نہ لکھوں۔ عوام کی شورش سے متاثر ہو کر عبوری زمانہ کے لئے اخبار میں کوئی مضمون دے دینا یا پمفلٹ یا کوئی کتابچہ لکھ دینا ایک علیحدہ بات ہے لیکن ایک مستقل تصنیف کا جب ارادہ ہو تو ایک ایک لفظ سپرد قلم کرتے وقت ذمہ داری کے احساس کے ساتھ خدا کا خوف بھی دل میں موجود رہنا چاہیئے تھا بالخصوص جبکہ مذہب کے نام پر عوام الناس کو پُرامن شہریوں کے خلاف بھڑکانا ہو تو اس کے لئے ناقابل تردید دلائل کا سہارا لینا چاہیئے۔ ایک چور یا ڈاکو اپنی انفرادی حیثیت سے کوئی جرم کرے تو سوسائٹی اس سے انتقام لیتی ہے، لیکن اگر کوئی قائد اپنے پیروؤں کو یہ مشورہ دینا چاہے کہ وہ پُرامن مسلمان شہریوں کو جو قائلین کلمہ طیبہ ہیں، قرآن کریم کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ اور خود کو محمد رسول اللہ کی امت میں داخل خیال کرتے ہیں، ان کے گھروں میں گھس کر ان کے مردوں کو تو تہ تیغ کر ڈالیں، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیں۔ تو ایسا مشورہ دینے سے پیشتر اسے انسانی اور اسلامی قوانین کو سامنے رکھ لینا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ مستقبل کا مؤرخ اسے فساد فی الارض کے جُرم کا مرتکب خیال کرے۔

مولانا مودودی صاحب نے اپنے مضمون میں احمدیوں کے قتل کا جو مشورہ دیا ہے اس کی وضاحت ہم اسی مضمون میں آگے چل کر کرنے والے ہیں۔

آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے وقت مولانا نے شروع ہی میں فرمایا ہے کہ:۔

"ایک گروہ جس نے اس دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے۔"

لاہوری جماعت صحیح معنوں میں ختم نبوت کی قائل ہے

آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے وقت مولانا مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ترجمان القرآن ماہ فروری ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۲۹۲ پر حضرت مرزا صاحب کا نام لے کر ختم نبوت کی بحث کو جاری رکھا ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے ۱۹۱۴ء سے لے کر آج کی تاریخ تک یعنی فروری ۱۹۶۲ء تک مسئلہ ختم نبوت پر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اتنا بیش بہا لٹریچر مہیا کیا ہے، کہ اس کا عشر عشیر بھی مولانا مودودی صاحب اب تک نہیں لکھ سکے۔ اور اس جماعت نے اپنے اس لٹریچر میں یہ بات بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس [illegible] یہودیوں کو اور عیسائیوں نے مدعی الوہیت قرار دیا تھا، اور ایک نے غلو کے باعث ان کی پرستش شروع کر دی اور دوسرے نے دشمنی اور عناد سے انہیں پھانسی پر چڑھا دیا۔ بالکل اسی طرح اس مسیح محمدی سے بھی معاملہ ہوا۔ مسیح اسرائیلی نبی تھا۔ اسے خدا بنا دیا گیا۔ اور مسیح محمدی مجدد تھا۔ لیکن اسے نبی بنا دیا گیا۔ مسیح کے لفظ کا استعمال تو اس امت میں عام ہے۔ ہر عاشق کا معشوق ایک مسیحا ہے مسیح الملک کا خطاب تو حکیم اجمل خان کو بھی تمام ملت اسلامیہ کی طرف سے ایک مدت ہوئی مل چکا ہوا ہے ودوم ماقال المسیح الموعود

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ جو دلائل ختم نبوت کے لاہوری احمدیوں کے پاس ہیں، وہ مولانا مودودی صاحب کے پاس نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ وہ تو ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اسی مضمون میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ نبوت بغیر ضرورت کے نہیں آتی۔ اور یہ مانتے ہوئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی قطعاً ضرورت نہیں رہی۔ بایں ہمہ ان کا اور ان کے ہمخیال لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بغیر ضرورت کے ہی ابھی ایک نبی آنے والا ہے گو وہ نبوت کا کوئی کام نہیں کرے گا۔ یعنی اب کام تو کرینگے صرف وہ ہی جنہیں ایک غیر نبی سرانجام دے سکتا ہے بایں ہمہ ایک نبی کو آسمانوں میں مدت ہوئی تنہائی کی گھڑیاں گذارتی پڑی ہوئی ہیں اس لئے اسکو ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات تمام مسلمانوں میں مسلم ہے کہ نبوت کے جس قدر کام اور فرائض تھے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دے دیئے۔ ختم نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو چکی جس پر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کا ارشاد شاہد ہے۔ پس اب کسی نبی کے آنے کی نہ ضرورت ہے نہ اس کا امکان ہے خواہ وہ نبی پہلے کا بنا ہوا ہی ہے یا حضور کی وفات کے بعد بنایا جائے۔

لفظ نبی کا استعمال

اب ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ یہ ثابت کریں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی کا لفظ کن معنوں میں استعمال کیا ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ جس حالت میں حضرت مرزا صاحب نے دعوئے نبوت سے بار بار انکار کیا ہے پھر ان کی طرف دعوئے نبوت کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر دنیا تعجب نہ کرے۔ مذہبی دنیا کے متعصب افراد نے مخالفین کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ جس کی عظیم الشان شخصیت نے سوسائٹی میں برائی کا قلع قمع کیا۔ وہی برائی اس کی طرف منسوب کر دی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عقیدہ تثلیث کا [illegible] قائم کرنے کی تلقین کی مگر مخالفوں نے تثلیث ہی کا عقیدہ اس کے گلے مڑھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مذہب میں مذہبی آزادی کا اعلان فرمایا۔ اور لا اکراہ فی الدین کی منادی کر کے دنیا کو آزادی کا چارٹر دے دیا۔ مگر بے مروت اور احسان فراموش دنیا نے حضور ہی پر یہ الزام لگا دیا کہ اشاعت اسلام تلوار کی مرہون منت ہے۔ حضور نے طبقۂ نسواں کو ان کے جائز حقوق بخشے مگر یورپ کی طرف سے اسلام کے خلاف یہ اعتراض آج تک ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ اسلام نے عورت کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اسلام نے غلامی کا قلع قمع کیا۔ مگر مخالفین نے آج تک اسلام کو غلامی کے الزام سے متہم کر رکھا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں

اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ اور دنیا کے سامنے بہانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا جو قرآن اور اقوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے ممنوع ہو۔ دراصل نبی کے لفظ کا استعمال صرف اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق انسان سے کبھی منقطع نہیں ہوا۔ ملاحدہ اور زنادیق کا یہ عقیدہ ہے

خدا کوئی ہستی ہے۔ تو وہ کائنات کو قوانین کے سپرد کر کے خود علیحدہ ہو چکا ہے۔ مگر قائلین مذہب کا عقیدہ ہے کہ خدا انسان کو اپنی جناب سے ہمیشہ رشد و ہدایت کے اصول بذریعہ وحی بتوسط انبیاء سکھاتا رہا بلکہ اس کی وحی غیر انبیاء پر بھی ہوتی رہی ہے غیر نبی کی وحی کو خود مولانا مودودی صاحب نے اسی تعبیری زیر بحث میں حدیث ۱۲ لیتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔ مگر اب علماء اور ہر مکتبۂ خیال کے لوگوں کو اصرار ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلعم کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ انسانوں سے بالکل منقطع ہو گیا ہے۔ اب وہ کسی انسان کو شرف ہمکلامی نہیں بخشتا۔ اور نہ ہی اپنی ہستی کے لئے کوئی ثبوت تازہ مہیا کرتا ہے اس عقیدہ سے مذہب صرف خشک منطق کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ بہت بڑی سچائی ہے۔ اور ان کا کہنا ہے۔ کہ خدا اولیاء سے ہمکلام ہوتا ہے۔ ان کو کرامتیں بخشتا ہے۔ ان کو بسا اوقات غیب پر اطلاع دیتا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے لوگوں کو بشارتیں سناتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں خدا کے بڑے بڑے نشان دکھائے۔ نبوت کو بے شک انہوں نے ختم تسلیم کیا۔ مگر انسان کے تعلق باللہ کو کبھی منقطع نہیں مانا بلکہ انقطاع کے عقیدہ کے خلاف مسلسل جہاد کیا ہے بے شک نبوت کو سائنس کی طرح تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر نہ پرکھا جائے۔ وہ ایک ثابت شدہ حقیقت نہیں بنتی۔ نبوت کے ساتھ جہاں شریعت وابستہ ہے اس کا ایک حصہ بشارات پر بھی مشتمل ہے۔ شریعت کا حصۂ نبوت کا یقینی بند ہو چکا ہے۔ مگر بشارات کا جاری ہے۔ اور نبوت کے اسی حصے کے وجود کی وجہ سے ان کو وہ کبھی جزوی نبوت کہتے ہیں۔ کبھی نبوت ناقصہ کبھی مجازی اور بروزی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور علی العموم اس کا نام محدثیت رکھتے ہیں۔ اس حقیقت کو شیخ یعقوب علی تراب صاحب ایڈیٹر الحکم نے ۱۹۰۳ء میں جب کہ میاں محمود صاحب کا غلو ابھی شروع نہیں ہوا تھا اور تراب صاحب نے ان کے زیر اثر ابھی قلابازی نہیں کھائی تھی اور خود حضرت مرزا صاحب ابھی زندہ موجود تھے اپنے پارہ اوّل کی تفسیر جس کا نام تفسیر القرآن ہے بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے الفاظ میں جو انہوں نے اپنی پرانی یادداشتوں سے جمع کئے تھے۔ یوں بیان فرمایا ہے :-

ساتواں معیار۔ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں۔

" اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہم رنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوت تشریعی اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اس کو دی جاتی ہیں۔ اور اس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس پر وہ سب امور بطور انعام اکرام کے وارد ہوتے ہیں۔ سو اس کا بیان محض اٹکلیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سن کر بولتا ہے اور یہ راہ اس امت کے لئے کھلی ہے۔ وہ (یعنی خدا تعالیٰ) خوب جانتا ہے۔ کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو قائل اور ملزم کر سکے ایسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی بہ رنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے سو اس نے ایسا ہی کیا محدث وہ لوگ ہیں جو شرف مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کا جوہر نفس انبیاء سے اشد مشابہت رکھتا ہے اور وہ خواص عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ کے ہوتے ہیں بلکہ ہر ایک صدی میں ضرورت کے وقت ان کے وارث پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس صدی میں یہ عاجز ہے (یعنی حضرت مسیح موعود) خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔"

(تفسیر القرآن صفحہ ۷ تا ۹)

حضرت مرزا صاحب کی جزوی نبوت کے متعلق ۱۹۰۱ء میں مولانا محمد احسن صاحب امروہی کا خط الحکم ۴۰ و ۴۱ جلد ۵ میں اس وقت شائع ہوا جبکہ مرزا بشیر الدین محمود کے قلم کے شاہکار ابھی نہج غیب سے منظر شہود پر نہ آئے تھے۔

"سوال :- تمہارے امام تو دعوے نبوت اور وحی کا بھی کرتے ہیں حالانکہ نص قرآن مجید وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس دعوے کو رد کرتی ہے

الجواب :-

اس مسئلہ کی تشریح ہم نے بالکمل ترین وجہ رقائم مندرجہ الحکم میں کر دی ہے۔ پس ان رقائم کی طرف رجوع کرو یہاں پر دو مختصر دلیلیں واسطے توضیح مرام کے لکھے دیتے ہیں۔ حدیث اول عن أبي هريرة لم يبق من النبوة إلا المبشرات (الحدیث) ظاہر ہے کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ نبوت ہے اور المبشرات اس سے مستثنیٰ واقع ہوا ہے اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ استثناء آیا منقطع ہے یا متصل ہے۔ منقطع تو اس لئے نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کی نبوت کاملہ میں مبشرات بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں لہذا المبشرات بھی مستثنیٰ منہ میں داخل ہیں اس سے خارج نہیں اور چونکہ مبشرات جمع سالم ہے جس پر الف لام لایا گیا ہے پس المبشرات معرف الف لام سے فائدہ استغراق کا دیا ہے تو خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ نبوت کے اجزاء دو قسم کے ہیں ایک احکام خواہ فرائض اور واجبات ہوں یا حلال یا حرام ہوں۔ اور قسم دوم جو مبشرات ہیں۔ ان دونوں قسموں سے قسم مبشرات قیامت تک باقی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دو قسموں نبوت کے اجزاء میں سے ایک قسم کے اجزاء نبوت باقی ہیں تو نبوت جزئی بھی باقی ہے۔ ہاں نبوت کلی منقطع ہو چکی ہے"

(از قلم مولوی محمد احسن صاحب امروہی)

حضرت مرزا صاحب کا مسلک و مذہب شروع سے لیکر تادم مرگ ایک رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی بھی نیا یا پرانا نہیں آ سکتا۔ ہاں مبشرات یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ باقی ہیں۔ اور اس نعمت سے یہ اُمت مالا مال ہے اور اس میں ہزارہا ایسے صلحاء۔ اولیاء۔ محدث اور مجدد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کے انعامات الہامات کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ جاہل لوگ تو شاید کبھی کسی موٹی سی بات کو سمجھنے میں ٹھوکر کھا جائیں مگر مولانا مودودی صاحب ایسا عالم فاضل تو کبھی بھی باریک سے باریک حکمت اور علم کی بات سمجھنے میں غلطی نہیں کھا سکتا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے تو بلاشبہ حضرت مرزا صاحب نبوت سے انکار پر انکار کرتے رہے مگر ۱۹۰۱ء کے بعد انہوں نے صحیح معنوں ... میں نبوت کا دعوے کر دیا تھا۔ حالانکہ یہ بات بڑے ظلم اور ناانصافی کی ہے۔ حضرت صاحب نے اصطلاح اسلام کی رُو سے تو ہمیشہ خود کو محدث کہا ہے۔ مگر لغت کی رو سے عربی زبان میں تنباء کے معنی ہیں خبر دینا پیشگوئی کرنا۔ پس پیشگوئی کرنے والے کو لغوی اصطلاح میں نبی کہا جا سکتا ہے۔ اور انہوں نے بار بار کہا ہے۔ کہ نبی نباء سے مشتق ہے۔ اس لئے لغت میں پیشگوئی کرنے والے کو نبی کہتے ہیں۔ چنانچہ ۳ رفروری ۱۸۹۲ء کو وہ اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ایک اشتہار شائع کرتے ہیں۔ اور اس میں نبی کے لفظ کے استعمال کی وضاحت یوں کرتے ہیں :-

تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح المرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزئی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ابتداء سے میری نیت میں

جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہٗ خوب جانتا ہے
اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں ہے۔
بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے
معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے
مکلم مراد لئے ہیں۔"

اس کے بعد ایک غلطی کے ازالہ کی عبارت کو بھی سامنے رکھئے یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں پہلی دفعہ نبوت کا اعلان کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں وہ اپنے کسی مرید کی غلطی کا ازالہ کر رہے ہیں۔ نہ کہ اپنی غلطی کا۔ اس میں بھی یہی فرماتے ہیں کہ :۔

" اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت
کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے
اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس
جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق
آئے گا۔"

اور اسی کتاب یعنی غلطی کے ازالہ میں یوں بھی فرمایا ہے۔

" نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں۔
مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے
یعنی فنا فی الرسول کی"۔

اب ظاہر ہے کہ صدیقیت کا مرتبہ نبوت کا نہیں محدثیت کا ہے، اسی طرح حضرت مرزا صاحبؒ نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے اخبار عام کے ایڈیٹر کو خط لکھا۔ جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے ایشوع میں شائع ہوا۔ اس میں بھی یہی لکھا ہے کہ :۔

" سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں
کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنے
ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی
کرنیوالا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق
نہیں ہو سکتے"۔

کس قدر ظلم اور بہتان ہے۔ کہ ایک شخص شروع میں بھی اور درمیانی زمانہ میں بھی۔ اور آخری زمانہ میں بھی۔ بار بار اعلان پر اعلان کرتا چلا آتا ہے کہ حقیقی معنوں میں مجھے الہامات میں نبی کہا گیا ہے۔ مگر پھر بھی معاندین اور مخالفین کو اصرار ہے کہ آپ نے حقیقی معنوں میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے

یعنی لغوی معنوں میں

دوسری اصطلاح حضرت مرزا صاحبؒ نے امتی نبی کی استعمال کی ہے۔ اور یہ بھی شروع سے لے کر آخر تک برابر لکھتے چلے آتے ہیں۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ حضرت صاحبؒ نے خود ہی لکھا ہے کہ :۔

" اور وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح
رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور امتی کا
مفہوم متبائن ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵)

اور صحیح بھی یہی ہے کہ امتی متبع ہوتا ہے اور نبی متبوع۔ پس امتی مستقل نبی نہیں ہو سکتا۔ اب جہاں یہ دونوں لفظ اکٹھے آئیں گے وہاں مفہوم کچھ اور ہو جائے گا۔ اس مشکل کو بھی حضرت صاحب نے ازالہ اوہام میں صفحہ ۵۶۹ پر یوں حل فرمایا ہے :۔

" صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔
اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے
اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور
امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی
کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہٗ
فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول
الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک
رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے
بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا
جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع
ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے
امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی
ہے۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی
تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ
رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے
اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں
کا سا اس سے معاملہ کرتا ہے اور
محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور
برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا
ہے وہ اگرچہ کامل طور سے امتی ہے
مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔"

اس لئے حضرت صاحبؒ نے صرف نبی ہونے سے کھلم کھلا انکار کیا ہے۔ ہاں امتی نبی جسے دوسرے الفاظ میں محدث کہتے ہیں اپنے آپ کو ہمیشہ کہا ہے چنانچہ حقیقت الوحی جو ۱۹۰۷ء کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے :۔

"میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو
سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

تیسری اصطلاح جو آپ نے استعمال کی ہے۔ وہ ہے حقیقی اور مجازی نبی کی۔ آپ کی تمام تحریروں میں اول سے لے کر آخر تک حقیقی نبوت کا انکار ہے، اور مجازی نبوت کا اقرار ہے۔

سراج منیر کے صفحہ ۳ پر یہ فرمایا تھا :۔

" بار بار یہ کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور نبی
اور مرسل کے میرے الہام میں میری
نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک
ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول
نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے
ہی نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود
کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں
پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا
نے مجھے دیا ہے جسے سمجھنا ہو سمجھ
لے"

حقیقۃ الوحی کے استفتاء کے صفحہ ۶۵ پر فرماتے ہیں:۔

"وسمیت نبیاً من اللہ علیٰ
طریق المجاز لا علیٰ وجہ

الحقیقت"

غرضیکہ کسی کسوٹی پر پرکھو سنکر۔ صاحبؒ کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا ثابت ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو توضیح المرام طبع بار دوم میں یوں ظاہر کیا ہے :۔

" مجازی کلمات کو حقیقت پر اتارنا گویا ایک
خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل
میں خاکہ کھینچنا ہے بلاغت کا تمام مدار
استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے۔ اسی
وجہ سے خدا تعالیٰ کے کلام میں
جو ابلغ الکلام ہے جس قدر استعاروں کو
استعمال کیا ہے اور کسی کے کلام میں
یہ طرز لطیفہ نہیں ہے،،

اور مسیح کا نام بھی مجاز کے رنگ میں ہے۔ اصل دعویٰ مجدد ہونے کا ہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۵۹ طبع اوّل :۔

" ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے
وقت کا مجدد ہوگا"

اسی طرح آپ نے خود کو ظلی نبی اور مثیل نبی بھی ولایت اور فنا فی الرسول کے مقام کے اظہار کے لئے فرمایا ہے ازالہ اوہام :۔

" بار بار یا احمد کے خطاب سے مخاطب
کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء امام الاصفیاء
حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
قرار دیا"

اور اس کی تائید میں سید عبدالقادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب کا حوالہ دیا۔ ازالہ اوہام صفحہ ۲۶

" ایسا ہی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ
عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں اس
بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ
انسان بحالت ترک نفس، اطلاق فنا فی اللہ
تمام انبیاء کا مثیل بلکہ انہی کی صورت کا ہو جاتا
ہے"

مجازی نبی کو صاف الفاظ میں مجدد و محدث کہا ہے۔ اور کئی بار آپ پر سوال کیا جاتا ہے۔ کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے تو اس کا جواب معہ سوال صفحہ ۴۲۱ ۴۲۲۔ ازالہ اوہام میں پڑھ لو :۔

"سوال ۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ
کیا ہے۔
الجواب :۔ نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ
محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خداوند تعالیٰ
کے حکم سے کیا گیا ہے"

حقیقت الوحی کتاب آخری مستقل تصنیف ہے۔ جو ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی ہے اس کے ساتھ عربی میں ایک ضمیمہ استفتاء کے نام سے لکھا گیا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۶ پر یہ الفاظ ہیں۔ اصل عبارت عربی میں ہے۔ ترجمہ اردو حسب ذیل ہے :۔

" علاوہ بریں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں

میری نبوّت سے مراد سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کچھ نہیں ۔ اور یہ اہل سنّت کے اکابر کے نزدیک مسلم ہے ۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہے ۔ پس اے عقلمند و جلدی نہ کرو ۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر جو اس کے خلاف ذرّہ بھر دعوے کرے اور ساتھ ہی تمام لوگوں کی اور تمام فرشتوں کی لعنت اس پر ہے ۔"

ہزارہا حوالے اس امر کے دیئے جا سکتے ہیں کہ حضرت صاحب نے بار بار قسمیں اٹھا اٹھا کر پر زور الفاظ میں مستقل نبوّت کا انکار کیا ہے اور صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا اقرار کیا ہے جس کا سلسلہ اس امت میں جاری و ساری ہے ۔ ہزارہا اولیاء ۔ صوفیاء ۔ اتقیاء محدثین و مجددین میں پیدا ہو چکے ہیں اور آیندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے ۔

پس اس حالت میں جبکہ ایک فعال جماعت مرزا صاحبؑ کو ماننے والی ان کی نبوّت کی قائل نہیں ۔ اور غالی جماعت بھی انہیں ظلی اور بروزی رنگ میں نبی مانتی ہے اور صرف کفر و اسلام کے مسئلہ میں غلطی خوردہ ہیں جس کی بھی کسی حد تک اصلاح ہو چکی ہے ۔ اور جبکہ صدہا حوالوں سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے خود کو محدث اور ولی اللہ اور مجدد کی حیثیت سے پیش کیا ہے ۔ مولانا مودودی صاحب کو واجب تھا کہ کم از کم شک کا فائدہ تو ایک کلمہ گو بھائی کو دیتے اور اتنا تشدد نہ برتتے ۔ اور ان کی جماعت کے خلاف قتل کا فتوے نہ دیتے ۔ اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈیاں بنانے کا جواز نہ نکالتے اور خدا کے خوف سے لرز جاتے !

اگر مولانا مودودی صاحب نے انجیل یوحنا باب آیت ۔ ۳۰ تا چالیس پڑھی ہوتیں ۔ تو انہیں اپنا مقام اور حضرت مرزا صاحبؑ کا مقام صاف نظر آجاتا ۔ وہاں بھی کسی نے حضرت مسیح اسرائیلی پر کوئی الزام لگایا تھا ۔ اور اس کا انہوں نے نہایت خوبصورت اور دل کش پیرایہ میں جواب دیا تھا ۔ یہاں بھی کوئی مسیح ثانی پر الزام لگا رہا ہے ۔ اور اس کے جوابات بھی ہم نے لوگوں کو سابقہ جوابات میں سنا دیئے ہیں ۔ اور یوں مسیح اوّل اور مسیح ثانی کی مماثلت ثابت کر دی ۔ انجیل یوحنا کے باب ۱۰ ۔ آیت ۳۲ ۔ ۴۰ کے الفاظ یہ ہیں :-

" تب یہودیوں نے پھر پتھر اٹھائے کہ اس پر پتھراؤ کریں ۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے بہت اچھے کام تمہیں دکھائے ہیں ۔ ان میں سے کس کام کے لئے تم مجھ پر پتھراؤ کرتے ہو ؟ یہودیوں نے اسے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اس لئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہے اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے ۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو ؟ تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں ۔ اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا ۔ تو مجھ پر ایمان مت لاؤ ۔ لیکن اگر میں کرتا ہوں ۔ تو اگرچہ مجھ پر ایمان مت لاؤ ۔ تو بھی کاموں پر ایمان لاؤ ۔ تاکہ تم جانو اور یقین کرو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں ۔ تب انہوں نے پھر چاہا کہ اسے پکڑیں پر وہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ۔"

اسی طرح مرزا صاحبؑ بھی ان مولویوں کے ہاتھوں سے ہمیشہ نکل جاتے رہے اور یہ لوگ انہیں کوئی زیاں نہ پہنچا سکے !

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

خمسکم جو پنجوقتہ نمازیں تم پر فرض کی گئی ہیں ان کو ادا کرو ۔ صوموا شہرکم رمضان کے روزے رکھا کرو وادوا زکوٰۃ اموالکم اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو ۔ وحجوا بیتکم اور خدا کے گھر کا حج کیا کرو ۔ تدخلوا جنۃ ربکم ۔ تاکہ اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ ۔

مسجد سراں داخلی کچھی کے لئے چندہ

ہم جماعت احمدیہ شاخ لاہور سکنہ سراں داخلی کچھی نے مرکز سے منظوری لیکر مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرتا ہے ۔ تمام بیرونی جماعتوں سے استدعا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ امداد فرمائیں تاکہ ہماری مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ سکے ۔ جماعت پشاور کا چندہ جو وصول ہوا یہ ہے :- ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ۰۰ر۱۰ ۔ عبدالباری خاں ایڈووکیٹ ۰۰ر۱۰ ۔ گل احمد خان ۰۰ر۱۰ عبداللہ جان خان ۰۰ر۵ ۔ محمد علی صاحب ۰۰ر2 ۔ عبدالغنی صاحب ۰۰ر۱۰ ۔ محمد عبداللہ صاحب ۰۰ر5 ۔ محمد الرحمان صاحب ۰۰ر۳ ۔ کل میزان 60.00 روپے وصول ہوئے ۔ محمد عالم ۔ سراں داخلی کچھی تحصیل ایبٹ آباد ہزارہ

خطبہ عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

پاکستان کا استحکام سیرت کردار کی بلندی میں

اگر پاکستان کو مستحکم اور باوقار مملکت بنانا چاہتے ہیں تو اپنا کردار اور سیرت بلند کرو۔ اس کے بغیر پاکستان مضبوط نہیں ہو سکتا۔ کردار اور سیرت کی ترقی کے بغیر تمہاری تمام ترقیاں ہیچ اور عبث ہیں، دریوزہ گری کرنا ہمارے لئے موجب ذلت ہے۔ ہماری حقیقی کامیابی اپنی اخلاقی حالت کو سدھارنے میں ہے اور یہ حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر پختگی سے عمل کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پابندی ہمارا شعار ہو جائے۔ آخر میں میں عید الفطر کے یوم سعید پر تمام خواتین اور رجال کو مبارکباد کہتا ہوں۔

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۱۱

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:۔ پاکستان سے چھ روپے۔ ہندوستان سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
بھارت میں نمائندہ کا پتہ:۔ شاہ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۱۰۰/۱ محلہ اعظم پورہ، ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

جلد ۵۰ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۶۲ء نمبر ۱۲

صحیح معنوں میں پاک اور متقی بن جاؤ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ کی رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں کی بیخکنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے، کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔

(کشتی نوح)

بحرِ حکمت کے موتی

یا ابن آدم انک ان تبذل الفضل فھو خیر لک وان تمسکہ فھو شر لک ولا تلام علی کفاف وابدأ بمن تعول والید العلیا خیر من الید السفلی (مسلم اور ترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ :—

اے ابن آدم اگر تو فالتو مال (جو ضرورت سے زیادہ ہو) خرچ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اسے دبا رکھے یعنی (فی سبیل اللہ) خرچ نہ کرے تو تیرے لئے بہت بُرا ہے اور روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرنا کوئی عیب نہیں اور (مروّت کرنے میں) اپنے تعلق داروں سے ابتدا کر اور یاد رکھ اونچا ہاتھ (یعنی سخاوت میں) نیچے ہاتھ (یعنی محتاجی) سے بہتر ہے

نوٹ :- ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ۲ — اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہو جو کچھ (حاجت سے) بڑھے۔ یعنی جو کچھ تمہاری روزمرہ کی ضروریات سے بڑھ جائے اسے مفادِ عامہ کے لئے کھلا رکھو آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ انفرادی طور پر اور مجموعی طور پر اپنے حال اور مستقبل کو مدنظر رکھو لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاخرۃ $\frac{۲}{۲۱۹}$

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری (سعدی)

(غلام قادر)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے

ووکنگ میں عید الفطر اور اسکا پس منظر

انگلستان کا موسم

اس دفعہ انگلستان میں سردیاں بھی غضب کی گذری ہیں۔ سیلاب، طوفان۔ برفباری، معمول سے زیادہ ہوتی رہی ہے۔ ابھی گذشتہ ہفتہ برف پڑ رہی تھی۔ خیال تھا کہ شاید اس دفعہ سفید کرسمس کی طرح سفید عید ہو جائے۔

کھانا پکانے کی مہم

عید کے اس ہنگامے میں کھانا پکانا بھی ایک خاص مہم کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک تو اس کے لئے باورچی خانے کے چولھے ڈھب کے نہیں اور پکانے کے برتن بھی مناسب مقدار میں نہیں ملتے اس پر مستزاد یہ کہ غلام محمد صاحب جو تیس سال سے اس کام کے مہتمم چلے آتے ہیں کار کے ایک حادثہ میں زخمی ہو کر آنے سے معذور ہو گئے ایک اور صاحب شیخ احمد صاحب پندرہ روز قبل انتقال کر گئے۔ وہ گذشتہ دو تین سال سے کام کے لئے آتے تھے۔ اس کا علم بھی اس وقت ہوا جب ایک جنازہ کے سلسلہ میں بروک وڈ گیا۔ بس میں اکیلا ہی تھا یا دفنانے کا انتظام کرنے والے افراد گھبرا کر ان کے نام کی فائل نکالی تو معلوم ہوا کہ یہ صاحب ہمارے ہاں آتے رہے ہیں۔ ان کی اس غریب الوطنی کی موت کا بہت افسوس ہوا۔

دوسرے باورچی کچھ چولہوں کے انتظام سے ناخوش تھے۔ غلام محمد صاحب نے تو دو سو پونڈ کی رقم بھی مولنا عبد المجید صاحب کو دی تھی خیال تھا کہ اس عید سے قبل ایک نیا باورچی خانہ تیار ہو جائے گا لیکن مولنا صاحب دورے پر رہے۔ ویسے بھی یہ رقم ناکافی تھی۔ تخمینہ کوئی سات آٹھ سو پونڈ تھا۔

ہم نے کچھ سوچ بچار کے بعد ایک عارضی چولہا باہر بنوا لیا۔ اور اس پر چھت ڈلوالی۔ لیکن ہوا اس قدر تیز چلتی رہی کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسی سردیوں کی راتوں میں باہر کھڑے رہ کر کس طرح کام چلے گا۔

وضو اور طہارت کا انتظام

اب جیسے جیسے سردیوں میں عید آ رہی ہے ہماری مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بچے۔ بوڑھے۔ مرد و خواتین سب ذوق و شوق سے آتے ہیں۔ مائیں اپنے دودھ پیتے بچے بھی ساتھ اٹھا لاتی ہیں۔ ان تمام لوگوں کو اتنے بڑے خیمے میں کس طرح تین چار گھنٹے آرام سے گذارنے کی سہولتیں بہم پہنچائی جاسکیں گی۔ اتنے مجمع کے لئے وضو اور طہارت کا معقول انتظام کیسے کیا جا سکے گا۔ باہر جو تین چار نلکے لگے ہوئے ہیں ان میں پانی تو سردی میں یخ ہو رہا تھا۔ پھر عید کے روز پانی کے کثرت استعمال سے اوپر چھت کے ٹینک خالی ہو جاتے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ نہ برتن دھونے کے لئے پانی رہتا ہے نہ پینے کے لئے اور بیت الخلا جس حالت کو پہنچ جاتے ہیں اس کا ذکر کرنا غیر ضروری ہے۔ غرضیکہ ووکنگ کی عید یہ الجھنیں اور پریشانیاں ساتھ لاتی ہے۔

میجر فاروق فادمر (ایک پرانے انگریز مسلمان) کی ہمت سے پانی کا مسئلہ تو حل ہو گیا (ویسے ہم نے عید کے دعوت ناموں میں بھی لکھ دیا تھا کہ بہتر ہو گا کہ لوگ گھر سے ہی وضو کر کے آئیں) پانی کے پائپ کی بڑی نالی زمین کھود کر لگا دی گئی۔ وضو کے لئے مسجد کی پشت پر سیکنڈ ہینڈ BASINS (چلمچیاں) خرید کر عارضی طور پر لگا دیئے اور ایک گرم پانی کا حمام نزدیک رکھ دیا اور وضو کی جگہ پر بھی ایک سائبان لگا دیا تاکہ لوگ بارش اور ہوا سے کچھ محفوظ ہو جائیں۔

نماز گاہ کو گرم کرنیکا انتظام

لیکن سب سے بڑا مسئلہ بڑے خیمے میں لوگوں کو سردی سے بچانے کا تھا۔ سات تاریخ کو موسم کا رخ بدلا۔ لیکن اگلے روز کے لئے برف باری اور تیز ہوا چلنے کی موسمی پیشگوئی کا ریڈیو پر اعلان ہوا۔ خیمے میں درجن بھر تیل سے جلنے والے چولھے رکھے گئے اور اسے چاروں طرف سے خوب بند کر دیا گیا لیکن ذرا بھی پردہ کہیں سے کھلتا تو ہوا کا شدید جھونکا جسم میں کپکپی پیدا کر دیتا اس حالت میں ان چولھوں کے ساتھ لگ کر اگر کوئی بیٹھتا تو اسے تو حرارت پہنچ جاتی۔ ورنہ ان کا صرف نفسیاتی سا اثر ہونے کی توقع تھی کہ خیمے کو کچھ گرم رکھنے کا بھی انتظام ہے۔

سات کی شام کو نئے اور پرانے چولھوں میں آگ جلا دی گئی۔ گھر کے لوگوں نے آلو اور پیاز چھیل دیئے۔ . .

. . . .

عراقی نوجوان اور دوسرے رضاکار

اتفاق سے کچھ عراقی نوجوان اس دن عید کے سلسلے میں ووکنگ آ گئے۔ دور سے آئے تھے اس لئے وہیں کسی ہوٹل میں ٹھہر گئے اور ہمیں چھوٹے موٹے کاموں میں مدد دیتے رہے۔ اسی شام رفیع میاں بھی پہنچ گئے۔

مسٹر اعجاز احمد اور ان کی اہلیہ بھی تشریف لے آئیں تاکہ عید کی تیاریوں میں ... شریک ہوسکیں۔ یہ لوگ کوئی مہینہ بھر ہوا۔ یوگنڈا سے آئے ہیں۔

بجلی فیل

ابھی لوگ شام کا کھانا کھا رہے تھے کہ بجلی فیل ہو گئی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے ایسا پہلے تو اتفاق نہیں ہوا تھا بجلی گھر فون کیا۔

اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم نے کوئی متبادل انتظام نہیں سوچ رکھا تھا۔ کچھ موم بتیاں گھر میں پڑی تھیں ان کو روشن کیا تاکہ اندھیرے میں کچھ تو سجھائی دے سکے۔

نمائندہ ڈیلی سکیچ کی آمد

ابھی چند منٹ نہ گذرے ہوں گے کہ لندن کے اخبار ڈیلی اسکیچ کے نمائندہ کا فون آیا۔ کہ وہ ووکنگ پہنچ گئے ہیں اور مسجد آنا چاہتے ہیں۔ وہ عید کی کارروائی کے سلسلہ میں ایک شام قبل ہی ووکنگ کے کسی ہوٹل میں آ کر ٹھہر گئے تھے۔

وہ آ کر کوئی گھنٹہ بھر ہمارے ساتھ رہے اور تمہیدی امور کے متعلق دریافت کرتے رہے۔

تین باورچی اور انکے امدادی رضاکار

اسی عرصہ میں بجلی ٹھیک ہو گئی۔ اور تین باورچی بھی لندن سے پہنچ گئے اور انہوں نے اپنا کام مستعدی سے شروع کر دیا۔ چولہوں میں آگ تیز ہوئی تو اس کے ساتھ ہی دھواں بھی بڑھ گیا۔ ہوا کی شدت صورت حال کو اور بدتر بناتی رہی۔ تین آدمی دو اڑھائی ہزار آدمیوں کے لئے ان حالات میں صبح تک کھانا کیسے تیار کر سکتے تھے۔ جب مزید کسی شخص کے آنے کی توقع نہ رہی اور باورچیوں کو کام کی زیادتی کا احساس ہوا تو انہوں نے کہا کہ انہیں دو تین آدمی مدد کے لئے چاہئیں۔

میں نے خالد۔ فاروق (ڈاکٹر شیخ سعید اللہ مرحوم کے صاحبزادے) اور حامد شیخ غلام علی سے مدد کے لئے کہا یہ نوجوان چار بجے رات تک جاگ کر باورچیوں کی مدد کرتے رہے مسٹر اعجاز احمد بھی شریک کار رہے۔ میں بھی اس ضرورت کے لئے شامل ہو جاتا لیکن مجھے دوسرے روز خطبہ دینا تھا اس لئے جب مجھے ان انتظامات سے فراغت

باقی بر صفحہ ۱۷

صداقتِ اسلام کا ایک بیّن نشان

مارچ کا مہینہ احمدیت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، اس مہینہ کی ۶ تاریخ کو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک ایسا واضح اور عظیم الشان نشان دیکھنے میں آیا جس نے یہ ثابت کر دیا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سچا نبیا اللہ دنیا کی بھلائی کے لئے آیا ہے اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سچ مچ موجود ہے اور وہ آج بھی اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے ساتھ کلام کرتا اور اپنی ہستی اور اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آج سے ستر سال پہلے لیکھرام نامی ایک بدزبان آریہ اس ملک میں رہتا تھا، جو اپنی تحریرات اور تقاریر میں حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسے ناپاک اور ناشائستہ کلمات استعمال کرتا تھا، جن کا پڑھنا اور سننا ایک مسلمان کی حد برداشت سے باہر تھا۔ ان ناپاک حرکات کے علاوہ وہ بارہا حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے کہتا تھا کہ

"ربّ العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں تا فیصلہ ہو"

حضرت مسیح موعودؑ نے ہر چند اسکو سمجھایا اور اسلام کی صداقت کے بیّن دلائل پیش کئے لیکن اس نے نہ ماننا تھا نہ مانا اور اسی بات پر اصرار رہا کہ کوئی نشان سامنے دکھایا جائے، آخرکار اس کے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مابین ایک معاہدہ طے پایا کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی۔ اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپے لیکھرام کو دیدے جو پہلے سے شرمپت نامی آریہ ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دیا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو یہ اسلام کی سچائی کی دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔

اس معاہدہ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے لیکھرام سے یہ دریافت کیا کہ اگر اسے پیشگوئی کے ظاہر کرنے سے رنج پہنچے تو اس کو ظاہر نہ کیا جائے جس کے جواب میں لیکھرام نے بڑی دلیری اور شوخی سے ایک کارڈ اپنا دستخطی حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا کہ

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا"

لیکھرام کی اس شوخی اور دیدہ دلیری پر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنے مقرب بندہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع دی کہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر اندر لیکھرام پر عذاب شدید نازل کیا جائے گا جس کا نتیجہ...... اس کی موت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی عربی میں یہ الہام بھی ہوا عجل جسد له خوار له نصب وعذاب یعنی یہ گوسالہ بے جان ہے جس سے مہمل آواز آرہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور بھی الہام آپ کو ہوئے جن میں یہ بھی بتایا گیا ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا۔ اور ایک کشف بھی آپ نے اپنی کتاب برکات الدعا کے ٹائیٹل پیج پر لکھا جس کا عنوان ہے:۔

"لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر"

اس عنوان کے نیچے آپ لکھتے ہیں:۔

"آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہجری ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اسکو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے......

...... اور یہ یکشنبہ کا دن اور چار بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

ان الہامات اور پیشگوئیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نعت لکھتے ہوئے لیکھرام کو مخاطب کر کے لکھا

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغِ بُرّانِ محمد

اس شعر میں بھی لیکھرام کے انجام کی نوعیت واضح طور پر بتا دی گئی یعنی یہ کہ وہ قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور کے ایک محلہ وچھووالی میں ایک ایسی گلی کے اندر جو ہندو آبادی سے بھرپور تھی، ایک مکان کی بالائی منزل پر جہاں لیکھرام فروکش تھا، کسی نامعلوم شخص نے اس کے پیٹ میں چھرا مار دیا جس کی وجہ سے ہسپتال جا کر وہ نہایت کرب و اذیت کے ساتھ مر گیا کہا جاتا ہے کہ یہ شخص شدھ ہونے یعنی آریہ بننے کے لئے لیکھرام کے پاس آیا تھا، اور اسی دن اس کو شدھ کیا جانا تھا اس لئے آریوں کے لئے یہ بڑا خوشی کا دن تھا، اور جیسا کہ الہام میں خبر دی گئی تھی کہ ستعرف العید والعید اقرب، یہ دوسری شوال کا دن تھا یعنی عید کا دوسرا دن۔ اس واقعہ میں سب سے حیرتناک امر یہ ہے کہ قاتل اس بھرپور آبادی میں سے اس طرح غائب ہو گیا کہ آج تک اس کا پتہ نشان نہیں مل سکا، انگریز پولیس نے اپنے تمام ذرائع سراغرسانی سے کام لیتے ہوئے تحقیق و تفتیش اور قاتل کی گرفتاری کے لئے پوری کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہندوؤں نے بڑا زور اس بات پر دیا کہ قاتل مرزا صاحب کا کوئی مرید تھا اور مرزا صاحب کی سازش سے لیکھرام کو قتل کیا گیا ہے۔ اس بناء پر حضرت مرزا صاحب کے مکان کی بھی تلاشی لی گئی، اور فرش اکھاڑ کر دیکھا گیا کہ کہیں جرم کو چھپانے کے لئے قاتل کو مار کر دفن نہ کر دیا گیا ہو، لیکن چونکہ آپ کا دامن ایسی سازش سے پاک تھا اس لئے اس قسم کی کوئی بات ثابت نہ ہوئی۔

غور کیجئے، یہ اسلام کی صداقت کا کس قدر زبردست نشان ہے۔ لیکھرام نے کس قدر دیدہ دلیری اور شوخی کے ساتھ اس نشان کا مطالبہ کیا، اور عہد کیا کہ اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو یہ اسلام کی سچائی کی دلیل ہوگی جس کے بعد حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خبر دی گئی جس کا ذکر مندرجہ بالا الہامات میں کیا گیا ہے۔

ان الہامات میں نہایت صفائی اور وضاحت سے لیکھرام کے انجام کی نوعیت اور اس کی میعاد اور دن بھی بتا دیا گیا ہے، یعنی یہ کہ:۔

(۱) چھ سال کے اندر لیکھرام پر عذاب شدید وارد ہوگا۔

(۲)۔ یہ واقعہ ایسے دن ہوگا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہوگا۔

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

اخبار و افکار

بی۔ اے۔ سوز

سرورِ کائنات کی حیاتِ طیبہ پر فلم

حال ہی میں امریکہ اور اٹلی کی دو فلم ساز کمپنیوں نے مشترکہ سرمایہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو فلمانے کا پروگرام مرتب کیا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ امریکہ میں مصر کے سفیر ڈاکٹر مصطفےٰ نے اس فلم کی تیاری کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسلامی دنیا سے اپیل کی ہے کہ اس کارِ خیر میں ان فلم سازوں سے تعاون کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ فلمبندی عرب لیگ کے ارکان کی نگرانی میں ہوگی اور ایران کی سابقہ ملکہ ثریا اداکارہ کی حیثیت سے اہم رول ادا کریں گی۔ یہ مذموم اقدام کسی بھی طور مستحسن نہیں۔ مشرق وسطیٰ کے مغرب زدہ مسلمان اس کو برداشت کر سکتے ہیں، مگر ایک غیور مسلمان جس کے دل میں اپنے رہبر اعظم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و قدر ہے اس کے لئے یہ تصور انتہائی تکلیف دہ اور نہایت قلبی اذیت کا موجب ہے، اس مقدس انسان کی مقدس زندگی کے کسی بھی زاویے کو پردہ سکرین پر لانے کی ناپاک جسارت مسلمانوں کے نزدیک مذہبًا اور اعتقادًا جائز نہیں ہے۔ غیر مذاہب میں تو یہ پسند کیا جاتا ہے کہ ان کے رسولوں رشیوں اور رہنماؤں کی زندگیوں کو فلما کر تبلیغ اور نشر و اشاعت کا ذریعہ بنایا جائے۔ چنانچہ عیسائیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ اور ملکہ سبا اور بی بی حوا اور موسیٰؑ پر فلمیں [illegible] اور اس ماحول میں اسکو پسند کیا گیا ہے مگر مسلمانوں کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ خدا کے پاک باز [illegible] کے ناپاک ماحول میں لا کھڑا کیا جائے بالخصوص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو فلمانے کی جسارت انتہائی ناپاک اور مذموم حرکت ہے جس کو کوئی غیور مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔

اس سلسلہ میں یہ سننا موجب طمانیت ہے کہ اٹلی کے سفارت خانہ کے ناظم الامور نے وزارت خارجہ پاکستان کے افسروں کو یقین دلایا ہے کہ حکومت اٹلی اس فلم کی تیاری کو روکنے کی کوشش کرے گی۔ اس کے علاوہ حکومت پاکستان نے تمام اسلامی ممالک کو ایک یادداشت بھیجی ہے، جس کے جواب میں متحدہ عرب جمہوریہ، ایران، ملایا اور کئی دیگر اسلامی ممالک نے پاکستان کے اس خیال کی تائید کی ہے کہ اس طرح کی فلمیں بنانا ایک گستاخانہ اور اشتعال انگیز اقدام ہے۔

اسی سلسلہ میں ہمیں حکومت پاکستان سے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ وہ "عائشہ" نامی اس جرمن ناول کے خلاف بھی احتجاج کرے جو حال ہی میں انگریزی ترجمہ کر کے انگلستان سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلعم اور آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کے متعلق انتہائی ناپاک باتیں لکھی گئی ہیں جو حد برداشت سے باہر ہیں، ضرورت ہے کہ اس کتاب کے ناشر اور مصنف و مترجم کو اس بات کا احساس دلایا جائے کہ ان کا یہ اقدام انتہائی مجرمانہ اور قابل تعزیر فعل ہے اور اس پر وہ جس قدر اظہار ندامت کریں کم ہے۔

بعد کی خبر:۔

کراچی ۱۸ مارچ۔ اطالوی فلم پروڈیوسر اور ڈائرکٹر او مولو مارسیلینی نے اطلاع دی ہے کہ انھوں نے رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ کے متعلق فلم بنانے کا ارادہ ترک کر دیا ہے

الحمد للہ

ہماری ثقافت

برما کی انقلابی حکومت نے معاشرتی برائیوں کے استیصال کے سلسلہ میں گھوڑ دوڑوں اور حسن کے مقابلوں کی ممانعت کر دی ہے، جواز یہ پیش کیا ہے کہ قمار بازی کے بڑھتے ہوئے رجحان سے ملک کی معیشت پر برا اثر نہیں پڑ رہا اور حسن کے مقابلے اور مظاہرے برمی ثقافت کے سراسر منافی ہیں، اور یہ کہ ان مشاغل سے اکثر اوقات امن عامہ کو خطرات لاحق ہوتے رہتے ہیں۔

برما کی انقلابی سرکار کا یہ اقدام قابلِ صد ستائش ہے کہ اس نے اِن معاشرتی برائیوں کا انسداد اخلاقی اور ثقافتی بنیاد پر کیا ہے۔ برما میں ریس کا کاروبار بڑا منظم طور پر جاری تھا اور کوئی دس ہزار افراد کا ذریعہ معاش اس سے وابستہ تھا، مگر انقلابی حکومت نے کثیر افراد کی بیروزگاری کی پرواہ کئے بغیر برائی کو برائی سمجھتے ہوئے اس کے انسداد کا بیڑہ اُٹھایا اور حسن کے مقابلوں کو اپنی ثقافت کے خلاف سمجھ کر اس کی مخالفت کی ہے۔ برما ایک غیر اسلامی ملک ہے، اس کی غیر اسلامی ثقافت اسکو قمار بازی اور حسن کے مقابلوں اور مظاہروں کی اجازت نہیں دیتی، چنانچہ ارباب قیادت نے محض اپنی ثقافت کی آبرو اور لاج کی خاطر ملکی معیشت کے بحران کی بھی پرواہ نہیں۔ ہمارا ملک عزیز ایک خالص اسلامی ملک ہے اس کی ثقافت کے تقاضے خالصتًا اسلامی ہیں جس کی بنیادیں کسی ملک کی خاص رسوم و روایات اور طبعی حالات پر نہیں بلکہ خالص اسلامی تعلیمات اور تفہیمات پر ہیں۔ اس کے پیش نظر جب ہم زندگی کے مختلف دوائر پر نگاہ ڈالتے ہیں تو حوصلہ شکن نتائج سے واسطہ پڑتا ہے کہ ملک میں غیر اسلامی مشاغل وبا کی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اگرچہ حسن کے مقابلے ہمارے ملک میں نہیں ہوتے مگر عریانی اور اس کے دوسرے مظاہر اس سرعت سے پھیل رہے ہیں جن کے نتائج آگے چل کر حسن کے مقابلوں سے کم خطرناک نہیں ہوں گے۔ افسوسناک بات ہے کہ ہم خود اسلامی ثقافت کے سرمایہ کو اپنے ہی ہاتھوں مٹا رہے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ اصلاح معاشرہ میں ہمارا قدم سب سے آگے ہوتا۔ لیکن غیر ہم سے سبقت لے جا رہے ہیں، روس جو مذہب کا دشمن اور ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے وہاں ان دنوں ایک تعزیری ضابطہ نافذ ہوا ہے جس کی رو سے عورتوں پر مجرمانہ حملہ کرنے والوں اور مخرب اخلاق حرکات کرنے والوں کو پھانسی کی سزا دی جائے گی اور جو دوسری بار رشوت لے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ حال ہی میں لپ سٹک کی چور بازاری کرنے والے اور غیر ملکی کرنسی سے کاروبار کرنے والوں کو پھانسی کی سزا دی گئی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم مسلمان کہلاتے ہوئے اپنی ثقافتی اقدار کو تباہ کر رہے ہیں اور غیر اسلامی ثقافت کو گلے کا ہار بنا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس کی مناسب اصلاح کی طرف جلد از جلد توجہ کی جائے کہ موجودہ اخلاقی خرابیوں کی یہی اصل جڑ ہے۔

اخبارِ احمدیہ

تقریب نکاح

۔۔۔۔ ۱۷ مارچ ۱۹۶۲ء کو ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ مرحوم کی صاحبزادی رشیدہ عبداللہ کا نکاح سیالکوٹ میں مسٹر سلیم عطاء اللہ فرزند ارجمند ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کے ساتھ پانچ ہزار حق مہر پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھایا۔ اس موقعہ پر حضرت امیر نے اسلام کے کامل مذہب ہونے پر ایک بصیرت افروز خطبہ دیا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ نکاح کے حاضرین کی تواضع چائے اور دیگر پرتکلف لوازمات سے کی گئی اور بعد ازاں رخصتانہ عمل میں آیا۔ دوسرے دن ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کی طرف سے احباب کو دعوت ولیمہ دی گئی۔

ہم اس تقریب سعید پر بیگم عبداللہ اور دولہا اور ان کے والد ماجد کو مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

ختم قرآن اور نماز عید

جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ۶ مارچ کو مسجد خانیوالہ در میاں غلام رسول مرحوم میں قرآن رمضان ختم ہوا اور شیرینی تقسیم کی گئی، ۸ مارچ کو ۹ بجے نماز عید پڑھائی گئی نماز میں مقامی جماعت کے علاوہ لاہور اور ضلع ہزارہ سے بعض سرکاری ملازمین جو رخصت پر آئے ہوئے تھے شامل ہوئے۔ بعد میں خطبہ کے اندر روزہ کی غرض و غایت بیان کی گئی۔

راولپنڈی میں عید

راولپنڈی سے ملک ظفر اللہ خان صاحب نے راولپنڈی کا صدر میں نماز عید کی کیفیت اور روئیداد لکھ کر بھیجی ہے جو آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

ایک اور نکاح

حاجی اللہ رکھا مومن اطلاع دیتے ہیں کہ انکے برادر خورد چودھری نذیر احمد ولد چودھری خیر الدین مرحوم سکنہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کا نکاح ۲۵ فروری ۱۹۶۲ء کو رشیدہ بیگم دختر محمد علی مرحوم سکنہ پہاڑنگ سے جناب مولوی محمد الیاس نے پڑھایا حق مہر موقعہ پر ادا کر دیا گیا احباب

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب قادیانی کا وجود مبارک ہی ہے جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے

(قسط سوم)

حضرت مرزا صاحب کو مقدمات میں الجھانے کیلئے دشمنوں کے منصوبے اور انکی ناکامی۔

گذشتہ دو قسطوں میں بتلایا جا چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ قرآن شریف کی آیت ومن یتق اللہ یجعل لہٗ مخرجاً میں متقی کے لئے کیا ہے وہ اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود میں نمایاں طور پر پورا ہوا ہے اس کی دو مثالیں پیش کی جا چکی ہیں اس قسط میں تیسری مثال پیش کی جاتی ہے، یہ مثالیں ثابت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اس قول ھو اعلم بمن اتقیٰ (یعنی حقیقتاً کسی کے تقوےٰ کی حقیقت کو وہی سمجھتا ہے) کی رُو سے حضرت مرزا صاحب ہی اس زمانے میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک حقیقی معنی میں متقی تھے کیونکہ جب کبھی بھی دشمنوں نے آپ کو مصائب میں مبتلا کیا اللہ تعالےٰ نے اُن سے اپنے وعدہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب کے ماتحت غیر متوقع طور پر مخلصی کی راہ نکال دی اور قبل از وقت اپنی وحی کے ذریعہ اُن پیدا کردہ مشکلات سے انجام کار نجات کی بشارتیں بھی دے دیں۔ تا ان لوگوں پر بھی حجت قائم ہو جائے جو قرآن کریم کے بعد وحیٔ ولایت کا دروازہ بھی بند قرار دیتے ہیں۔ پہلی دو مثالوں سے قارئین کرام پر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو چکی ہوگی۔

اب تیسری مثال بھی اس امر پر مکمل روشنی ڈال رہی ہے جس کا ثبوت ابھی قارئین کرام کو مل جائے گا۔

تیسرا مقدمہ اور اس کا پس منظر

جن مشکلات کا اس قسط سوم میں ذکر کیا جائے گا وہ بھی پہلی دو مصیبتوں کی طرح ایک مقدمہ کی شکل میں ہی نمودار ہوئیں جو ایک شخص مسمی مولوی کرم دین ساکن بھین تحصیل چکوال کی طرف سے دائر کیا گیا تھا لیکن اصل مقدمہ کی نوعیت کو پیش کرنے سے قبل اس کا پس منظر قارئین کرام کے سامنے لانا ضروری ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس پس منظر کا علم حاصل کئے بغیر مقدمہ میں کامیابی کی اہمیت اور اس کی قدر و منزلت کو کماحقہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے دوسرے خود اس پس منظر میں حضرت مرزا صاحب کے الہام "انا نریھم آیات" کے ماتحت مختلف قسم کے نشان ہیں جو سچے مسلمان کے ایمان کو بڑھانے والے اور طالب حق کے دل کو بصیرۃ سے لبریز کر دینے والے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ کو تفسیر نویسی کا چیلنج

تفصیل ان نشانوں کی یہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ نے ایک کتاب شمس الہدایۃ نامی شائع کی جس میں اپنی قرآن دانی کا بڑے زور و شور سے دعوےٰ کیا اس پر حضرت مرزا صاحب نے اپنے اشتہار ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء میں انہیں تفسیر نویسی کا چیلنج کیا یہ اشتہار چونکہ حضرت مرزا صاحب کی جرأت ایمانی اور اللہ تعالےٰ پر کامل توکل اور اس کی مدد و نصرت پر پورے یقین کا مظہر ہے اس لئے ذیل میں اس کے ضروری اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں:—

"میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالےٰ کے راستباز بندے ہیں اُن کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے (۱) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنے مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت اُن سے صادر ہوتے ہیں، جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے، جیسا کہ آیت ویجعل لکم فرقاناً اس کی شاہد ہے (۲) ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لا یمسہ الا المطھرون اس کی شاہد ہے۔ (۳) ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت ادعونی استجب لکم اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے، اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورت (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لیکر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اوّل یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اسی جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کر لیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں۔"

اس کے بعد جو شرائط تحریر فرمائیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا انتظام کر لیا جائے کہ فریقین میں سے کوئی کسی شخص سے مدد لے سکے اور نہ ہی کسی کتاب سے مدد لے سکے زانو بزانو بیٹھ کر فریقین ۷ گھنٹہ تک فصیح و بلیغ عربی میں قرآن شریف کے اس حصہ کی تفسیر لکھیں جو قرعہ اندازی سے نکلا ہو، فیصلہ کے لئے بیشک پیر صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی عبد اللہ پروفیسر لاہوری کو جو سب میرے مخالف ہیں یا جس کو وہ چاہیں مقرر کر لیں اور یہ صاحبان محصنات والی حلف کے مطابق حلف اُٹھا کر اپنا فیصلہ دیں۔ یہ تفسیر بیس ورق سے کم نہ ہو، اگر فیصلہ میرے خلاف ہوا یا منصفین نے دونوں کو برابر قرار دیا تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعوےٰ کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔

"میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا

اس صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز اس ایک ذلیل اور قابلِ شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مؤمن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل...... کے دشمن ہیں اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں"

قارئین کرام غور کر لیں اس طریق سے قرآن کریم کے بیان کردہ تینوں طریقوں کی تائید کا ثبوت مل جاتا ہے۔ اس طریق سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کسی انسانی مدد سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی تائید سے ہی عربی میں لکھا کرتے تھے۔

پیر صاحب کا جواب

اس چیلنج کا جو جواب پیر صاحب نے دیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب میرے ساتھ پہلے متنازعہ فیہ عقائد میں زبانی مباحثہ کر لیں اور حکم اس مباحثہ کے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہوں گے اگر وہ میرزا صاحب کے خلاف فیصلہ دے دیں تو مرزا صاحب میری بیعت کریں اور پھر تفسیر نویسی میں مقابلہ ہو جائے۔ اس جواب کے ذریعہ جناب پیر صاحب نے تفسیر نویسی میں مقابلہ سے گریز کی جو بے معنی راہ نکالی وہ عقلاء پر مخفی نہیں رہ سکتی اوّل حکم اس شخص کو تجویز کیا جس کے اور پیر صاحب کے عقائد ایک ہی تھے پھر اپنی بیعت میں داخل کرانے کے بعد تفسیر نویسی میں مقابلہ کیسی بے معنی بات تھی۔ بہرحال پیر صاحب کو کافی سمجھایا گیا مگر وہ اپنی اس بے معنی اور نامعقول شرط کو منوانے پر مصر رہے اور حضرت مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ پیر صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو حضور نے ۲۸ر اگست ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ :-

"باقاعدہ مباحثہ کی شکل تو میں اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ میں لمبے عرصہ تک علماء پر حجت تمام کرنے کے بعد خدا تعالیٰ سے عہد کر چکا ہوں کہ آئندہ مباحثات میں حصہ نہیں لوں گا اور ایک مامور من اللہ خدا سے کئے ہوئے عہد کو توڑ نہیں سکتا لیکن، جناب پیر صاحب کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے یہ طریق ہو سکتا ہے کہ میں عام مجلس میں تین گھنٹہ تک اپنے دعویٰ اور دلائل کو پبلک کے سامنے پیش کروں اور جب میں تقریر ختم کر چکوں تو پھر مہر علی شاہ صاحب اٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کر کے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہے کہ آسمان سے مسیح آئے گا پھر بعد اس کے لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے"

لیکن پیر صاحب نے اسکو بھی منظور نہ کیا اور بغیر مقابلہ کے لاہور سے گولڑہ تشریف لے گئے اور وہ اور ان کے مرید اپنی جھوٹی فتح کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے۔

حضرت مرزا صاحب کا دوسرا چیلنج

آخر جب حضرت مرزا صاحب نے دیکھا کہ حق کو مشتبہ کرنے کے لئے دن رات پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے تو اس ناجائز اور خلاف حقیقت پراپیگنڈے کے اثر کو مٹانے کے لئے آپ نے اظہار حقیقت کے لئے اپنے اشتہار مورخہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۰۰ء میں دوسرا طریق پیش کیا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

"میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوے کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی بیان کروں۔ اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ اور جس طرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ۷۰ دن تک چھپ کر شائع ہو جانی چاہئیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے اور اگر اہل علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں، قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کی رو سے اور کیا معارف قرآنی کی رو سے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانچسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کروں گا"

(تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۹۱)

"مگر پیر صاحب دلگیر نہ ہوں ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بیشک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسن بھیں وغیرہ کو بلا لیں۔ بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دے کر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کر لیں۔ فریقین کی تفسیر چار جزو سے کم نہیں ہونی چاہئے ....

اگر میعاد مجوزہ تک یعنی پندرہ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں۔ تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔"

(تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۹۱)

چنانچہ اس پیش کردہ طریق کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے ۲۵ر فروری ۱۹۰۱ء کی بجائے جو مقابلہ کی آخری تاریخ تھی ۲۳ر فروری کو ہی اپنی تفسیر مولوی صاحبان کو بذریعہ رجسٹری بھجوا دی۔ اس تفسیر کے لکھنے کے لئے صرف چار جزو کی شرط تھی۔ مخالف مولوی تو ۷۰ دن کے عرصہ میں ایک جزو بھی لکھ نہ سکے خدائی تصرف کے ماتحت ان کی طاقتیں سلب کر لی گئیں۔ اور توفیق ان سے چھین لی گئی، لیکن حضرت مرزا صاحب کو ان کے بالمقابل مقررہ میعاد کے اندر چار جزو ہی نہیں بلکہ ساڑھے بارہ جزو لکھنے کی توفیق عطا فرما دی۔ یہ تفسیر سورۃ فاتحہ اعجاز المسیح کے نام سے شائع ہوئی۔ آج بھی جو شخص تعصب سے دل پاک کر کے اس کا مطالعہ کرے گا وہ اس سے کافی حظ اٹھائے گا۔

اعجاز المسیح میں ایک فیصلہ کن دعا

اعجاز المسیح کے آخر میں حضرت مرزا صاحب نے خدا کے حضور دعا کی شکل میں ایک عرضداشت پیش کی ہے جسے پڑھ کر ہر اس شخص کو جس کے دل میں خوف خدا ہوگا اقرار کرنا پڑے گا کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے صادق ہونے پر کس قدر یقین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے پر کس قدر وثوق ہے اور پھر یہ دعا بھی ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی ہے جیسا ہمیشہ سے وہ اپنے برگزیدہ بندوں سے کرتا چلا آیا ہے وہ عرضداشت تو عربی میں ہے لیکن اس جگہ اس کا اردو ترجمہ دیا جاتا ہے :-

" اے میرے رب الارباب میں تجھے

تیرے چہرہ کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں ۔ اے میرے رب تو ہی میری مراد ہے پس میری مراد عطا فرما اور مجھے کتوں کی موت نہ مار ۔ اے میرے ربّ میں نے تجھے اختیار کیا ہے پس تو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف دیکھ اور میرے پاس آ ۔ یقیناً تو رازوں کو جاننے والا ہے اور تمام ان امور کو جاننے والا ہے جو غیروں سے پوشیدہ ہیں ۔ اے میرے ربّ اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن ہی راستباز اور مخلص ہیں تو مجھے اسی طرح ہلاک کر جس طرح کذّاب ہلاک کئے جاتے ہیں ۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا اور تیری جناب کی طرف سے ہوں تو میری نصرت کے لئے کھڑا ہو جا کیونکہ میں تیری مدد کا محتاج ہوں ۔ اور میرے امر کو میرے دشمنوں کے سپرد مت کیجیو جو میرے پاس سے تمسخر کرتے ہوئے گزرتے ہیں ان دشمنوں اور مکر کرنے والوں سے مجھے اپنی حفاظت میں رکھیو یقیناً تو ہی میری شراب اور تو ہی میری راحت اور میری جنت اور میری ڈھال ہے پس میرے معاملہ میں میری نصرت فرما اور میری گریہ وزاری کو سُن ۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۹ و ۲۰۰)

ایک دعا اور قبولیت کی بشارت

اسی کتاب کے صفحہ ۶۶ و ۶۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

" وانی اریت مبشرۃ فی لیلۃ الثلثاء اذ دعوت اللہ ان یجعلہ معجزۃ للعلماء ۔

اور مجھے سہ شنبہ کی رات ایک مبشر خواب میں دکھلایا گیا جبکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کتاب کو علماء کے لئے معجزہ بنائے ودعوت ان لا یقدر علی مثلہ احد من الادباء اور میں نے دعا کی کہ اس کی مثل بنانے پر کوئی ادیب بھی قادر نہ ہو سکے ولا یعطی لھم قدرۃ علی الانشاء اور انہیں انشاء پر قدرت عطا نہ کی جائے ۔ فاجیب دعائی فی تلک اللیلۃ المبارکۃ من حضرۃ الکبریاء ۔ پس میری دعا سُنی گئی اور اسے حضرت کبریا کی طرف سے اسی مبارک رات میں شرف قبولیت عطا فرمایا گیا ۔ وبشرنی ربی وقال

منعہ مانع من السماء فقھمت انہ یشیر الی ان العدا لا یقدرون علیہ ولا یاتون بمثلہ ولا کصفتہ وکانت ھذہ البشارۃ من اللہ المنان فی العشر الاخر من رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔ اور میرے ربّ نے مجھے بشارت دی اور فرمایا کہ پیر گولڑوی یا کوئی اور عالم جو بھی اس کی مثل لانے کی سعی کرے گا اسے آسمان سے روکنے والا روک دے گا ۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ اس وحی الٰہی میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دشمن اس پر قادر نہیں ہو سکیں گے اور نہ اس کی مثل لا سکیں گے نہ فصاحت و بلاغت میں اور نہ ہی حقائق میں اور یہ بشارت مجھے محسن خدا کی طرف سے رمضان کے آخری دہا کہ میں ملی جس میں قرآن اتارا گیا ۔"

قبولیت دعا اور سلسلۂ الہامات کی ابتداء اور نشانوں کا ظہور

چونکہ دشمنوں نے اپنے عجز کو چھپانے کے لئے اس تفسیر کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے اس کے متعلق ایسی ویسی باتیں کرنی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو قبل از وقت ہی تسلی دینے کے لئے بذریعہ اپنی وحی کے فرما دیا :۔

"قالوا ان التفسیر لیس بشیء"

یعنی مخالفین اس تفسیر کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کریں گے کہ یہ تفسیر تو کچھ بھی نہیں سو تم ان کے ایسے الفاظ سے مت گھبرانا یہ الفاظ ایسے ہی ہوں گے جیسا کہ مکہ کے معاندین نے قرآن کریم کی مثل بنانے سے عاجز آ کر یہ کہنا شروع کر دیا تھا ۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسی کتاب بنا دیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنانے پر قادر کوئی بھی نہ ہوا اسی طرح تمہارے مخالفین بھی مثل بنانے پر تو قادر نہیں ہو سکیں گے لیکن اپنی اس ناکامی اور اپنے اس عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے یہی کہتے رہیں گے کہ یہ تفسیر کوئی وقعت نہیں رکھتی ، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا ، مکہ کے معاندین کی طرح مختلف قسم کے اعتراضوں کا نشانہ تو اس تفسیر کو بنایا گیا لیکن باوجود تعداد میں ہزاروں ہونے کے اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو سکے پیر صاحب گولڑہ ... والے باوجود اس کے کہ آپ نامور سجادہ نشینوں میں سے تھے اور انہیں اس بات کا بھی دعویٰ تھا کہ خدا کے دربار تک ان کی رسائی ہے اور وہ مستجاب الدعوات بھی ہیں لیکن اس مقابلہ میں ان کے عجز نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ اگر کوئی رسائی ان کو حاصل بھی تھی تو خدا کے مامور کے مقابلہ پر آنے کی وجہ سے اس سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا ۔

الہام منعہ مانع من السماء کی سچائی کا عملی ثبوت

اس الہام کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے فرمایا :۔

"اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی مہر علی شاہ کی طرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے تا کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے"

اب اس الہام کی سچائی کا عملاً ثبوت ملاحظہ کیا جائے ایک شخص مولوی محمد حسن نامی ساکن بھیں نے جو لاہور کے مدرسہ نعمانیہ واقعہ شاہی مسجد لاہور میں مدرس تھے اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس نے اعجاز المسیح کے حاشیہ پر کچھ نوٹ لکھے ابھی وہ نوٹ لکھ رہا تھا کہ موت نے اسے آ دبوچا ایک ہفتہ کے اندر ہی وہ راہی ملک عدم ہو گیا اور حضرت مرزا صاحب کی وحی منعہ مانع من السماء کو پورا کرتے ہوئے اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا اس کی موت جس عبرتناک طریق پر ہوئی اس کا نقشہ اس کے ایک دوست شہاب الدین نے اپنے ایک خط میں کھینچا ہے جو اس نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کی طرف لکھا ۔ مولوی محمد حسن کا دوست ہونے کے علاوہ یہ شخص اس کا ہمسایہ اور اس کے اسرار سے واقف بھی تھا وہ اس خط میں لکھتا ہے :۔

"سیف چشتیائی (یہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ہے جو انہوں نے اعجاز المسیح کے جواب میں اردو میں لکھ کر شائع کی تھی جس کے متعلق بعد میں ثابت ہوا کہ یہ محض مولوی محمد حسن بھیں والے کے نوٹوں کا سرقہ تھا جس کا ثبوت ابھی پیش کیا جائے گا ۔ از ناقل) میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے اسی وجہ سے اس کی موت کا بڑا نمونہ ہوا کہ تین دن ...... کی مانند آواز کرتا رہا اور اس کے منہ سے کلمہ طیبہ جاری نہ ہوا جو لوگ پاس تھے توبہ توبہ کرتے تھے قریبیوں کے سوا سب لوگ

اس وقت اُٹھائے گئے تھے گویا اس کو سزا اسجگہ بھی مل گئی قیامت میں جو ہوگا سو ہوگا۔"

یہ وہ عبرتناک انجام ہے اس شخص کا جو خدا کے مامور کی وحی کو جھٹلانے کے لئے کھڑا ہوا اس کے سوا کسی اور کو تو مقابلہ میں آنے کی جراٴت ہی نہیں ہوئی گویا خدا کی وحی منعہ مانع من السماء بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہو کر مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنی اور بہتوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی غلامی میں داخل ہونے کا ذریعہ قرار پائی۔

دوسری وحی

اسجگہ ایک دوسری وحی کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے جو الہام منعہ مانع من السماء کے معاً بعد ہوئی اور جو اعجاز المسیح کے ٹائیٹل پیج پر ہی شائع کر دی گئی تھی وحی کے الفاظ یہ ہیں:۔

"من قام للجواب و تنمر
فسوف یریٰ انه تندم
و تذمر"

یعنی جو شخص غصہ سے بھر کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ عنقریب ضرور دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہوا اور نشانۂ ملامت اور حسرت بنا مولوی محمد حسن نوٹوں کے لکھنے والے نے جس صفائی سے دونوں مندرجہ بالا الہاموں کو پورا کیا وہ تو قارئین کرام پر روشن ہو ہی گیا ہے لیکن اس کے علاوہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذریعہ بھی ان دونوں الہاموں کی جس طرح صداقت ظاہر ہوئی ہے اس کا علم حاصل کرنا بھی قارئین کرام کے لئے ضرور دلچسپی کا موجب ہوگا۔

پیر صاحب کی چوری کا پکڑا جانا

میں یہ بتلا چکا ہوں کہ پیر مہر علی شاہ آف گولڑہ نے اعجاز المسیح کے جواب میں ایک کتاب سیف چشتیائی نامی شائع کی تھی بجائے فصیح و بلیغ عربی میں لکھنے کے یہ کتاب اردو میں لکھی گئی جس نے ثابت کر دیا کہ پیر صاحب موصوف عربی زبان میں لکھنے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور نہ ہی ان کو یقین تھا کہ خدا ان کی دعا کو قبول فرما کر انہیں عربی زبان پر قدرت عطا فرما دے گا اور یہی وجہ تھی کہ لاہور میں انہوں نے تفسیر نویسی کے چیلنج کو ایک نہایت ہی نامعقول بہانہ سے ٹال دیا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ میاں شہاب الدین کے خط سے یہ راز طشت از بام ہو گیا کہ پیر صاحب کی یہ کتاب مولوی محمد حسن آف بھیں کے ان نوٹوں کا سرقہ ہے جو اس نے اعجاز المسیح اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی مرحوم و مغفور کی کتاب شمس بازغہ کے حاشیوں پر کئے تھے یہ کتاب حضرت مولوی صاحب نے پیر صاحب کی کتاب شمس الہدایۃ کے جواب میں تصنیف کی تھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میاں شہاب الدین کے خط کا ضروری حصہ اسجگہ نقل کر دیا جائے یہ خط انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو لکھا تھا اس میں مولوی محمد حسن کے ان نوٹوں کے خود دیکھنے کے متعلق لکھتے ہیں جو اس نے کتاب اعجاز المسیح اور کتاب شمس بازغہ پر لکھے تھے:۔

"اس طرح اتفاق ہوا کہ جب گولڑوی نے کتابیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ حامل کتاب اجنبی تھا اس لئے بھول کر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام کہنے لگا کہ مہر علی شاہ نے مجھ کو کتابیں دے کر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح دے آ پھر میں نے کتابیں لے کر دیکھیں تو ہر صفحہ پر نوٹ ہوئے ہوئے دیکھے میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہ وہ عبارت تھی ——— دوسری مجھ سے یہ غلطی ہو گئی کہ ایک خط گولڑوی کو بھی لکھا کہ تم نے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دیئے"

دوسرا خط میاں شہاب الدین نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کو لکھا جس میں وہ لکھتا ہے:۔

"میرے خط لکھنے سے گولڑوی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑوی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اس نے مولوی کرم دین صاحب کو لکھا ہے گولڑوی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا مگر یہ اعتراف راستبازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ بھید ہم پر کھل گیا اس لئے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہوا دوسرے خط میں گولڑوی کا کارڈ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر روانہ کیا ہے ملاحظہ ہو"

پیر صاحب کا اقرار

وہ خط جو پیر صاحب نے مولوی کرم الدین صاحب کو لکھا اس میں جناب پیر صاحب کا اقرار ان الفاظ میں درج ہے لکھتے ہیں:۔

آپ کو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنی اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم مغفور کی ہے باجازت ان کے مندرج ہے چنانچہ فیما بین تحریراً مینو...

منہ فہنہ جہلم میں قرار پا چکا تھا۔"

پیر صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مولوی محمد حسن فیضی کے جو نوٹ درج کئے خواہ وہ ان کی اجازت سے ہی درج کئے ہوں ان کو اپنی طرف منسوب کرنے کا حق تو ان کو ہرگز ہرگز نہیں تھا ان کا فرض تھا کہ وہ صاف الفاظ میں لکھتے کہ یہ نوٹ میرے نہیں بلکہ مولوی محمد حسن فیضی کے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہو گیا اب تو دنیا پر ثابت ہو گیا کہ پیر صاحب کو مقابلہ میں تفسیر لکھنے کی توفیق نہیں ملی، اس کے دل پر تو خدائی رعب طاری رہا جس نے الہام منعہ مانع من السماء کو پورا کرنے کے لئے انہیں اعجاز المسیح کے مقابلہ میں تفسیر لکھنے سے روکے رکھا اور جب انہوں نے سرقہ سے کام لے کر کتاب سیف چشتیائی شائع کی تو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنے بیان کردہ قانون واللہ مخرج ما کنتم تکتمون کے ماتحت پیر صاحب موصوف کو جو اپنے سرقہ کی کارروائی کو لوگوں سے چھپا رہے تھے اس کے اظہار کے سامان پیدا کر دیئے اور ایسے لوگوں کے دل میں اس سرقہ کے اظہار کی تحریک کی جن کو حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ تعلق تھا تو جناب پیر صاحب موصوف سے تھا۔

مولوی کرم دین آف بھیں

مولوی شہاب الدین کے خطوط میں چونکہ مولوی کرم دین کا ذکر آ گیا تھا اس لئے اُن سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اپنے ایک خط میں جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو لکھا لکھتے ہیں:۔

"پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے ان نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آ گئی ہیں مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ بالکل درج کتاب پائے گئے یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھ کر اپنی طرف منسوب کر لئے اور اس کا نام تک نہ لیا اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپ کی کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں پیر صاحب کی کتاب میں خود اس کی نظیریں موجود ہیں ——— پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہنچا ہے بالکل جناب کے ملاحظہ کے لئے روانہ کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے تو درامات کا اعتراف کیا ہے کہ

مولوی محمد حسن کے نوٹ انہوں نے چرا کر میت چنتیانی کی رونق بڑھائی ہے۔ خاکسار کرم دین بہین عفی عنہ از بہین تحصیل چکوال مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء

اس خط و کتابت کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی کرم دین نے پوری کوشش کر کے مولوی محمد حسن فیضی کے لڑکے کو راضی کر لیا کہ وہ مبلغ کچھ روپے لے کر دونوں کتابیں یعنی اعجاز المسیح اور شمس بازغہ جن کے حواشی پر مولوی محمد حسن فیضی کے نوٹ درج تھے دیدے چنانچہ وہ دونوں کتابیں حضرت مرزا صاحب کے پاس پہنچ گئیں اور پیر صاحب کے سرقہ کا راز ایسا کھلا کہ ان کے لئے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی اور اس سے ان کو جو ندامت اٹھانی پڑی اور عقلاء کی ملامت کا جس قدر نشانہ بننا پڑا وہ واضح ہی ہے بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کا الہام من قام للجواب و تنمر فسوف یری انہ تندم و تذمر جناب پیر صاحب موصوف کے حق میں بھی پوری صفائی کے ساتھ پورا ہو گیا۔"

مقدمات کے متعلق پیش از وقت تسلی آمیز سلسلہ الہامات کا آغاز

یہ وہ پس منظر ہے جس کے بعد مقدمات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہ مقدمات کب اور کس طرح شروع ہوئے اس کا ذکر کرنے سے قبل ان الہامات کا بیان کرنا بھی ضروری ہے جو ان مقدمات کے دائر ہونے کے متعلق پیش از وقت بطور پیشگوئی نازل ہوئے اور جن میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندہ کو ان مقدمات میں انجام کار عزت کے ساتھ بری ہونے کی تسلی دلائی اور جو واقعات ان مقدمات میں پیش آنے والے تھے ان کا بھی اظہار ان الہامات میں پیش از وقت کر دیا تا ان کے پورا ہونے پر ایمان میں بصیرت پیدا ہو۔ یہ الہامات کچھ تو اس زمانہ کے متعلق ہیں جبکہ مقدمات کے شروع ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہ تھی اور کچھ دوران مقدمات کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن میں اشارہ ہے ان اطوار کی طرف جن میں سے مقدمات سے گذرنا تھا اور ان میں بتلایا گیا کہ ان کا انجام آخر کار عزت کے ساتھ بریت پر ہوگا اور فریق مقابل خود بےعزتی کا شکار ہوگا۔ بہرحال وہ الہامات حسب ذیل ہیں:۔

سلسلہ الہامات

کتاب اعجاز المسیح کے رجسٹری کرانے کے ساتھ ہی ان الہامات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ۲۴ فروری ۱۹۰۱ء کو جو کتاب رجسٹری کرانے کی تاریخ ہے یہ وحی نازل ہوئی :۔

"انی لا یخاف لدی المرسلون
کفیناک المستھزئین"

جن سے پتہ لگتا ہے کہ استہزاء سے کام لیا جائیگا اور ایسے امور پیش آئیں گے جو بظاہر خوف پیدا کرنے کا موجب ہوں گے لیکن اللہ تعالےٰ تسلی دیتا ہے کہ خدا کے فرستادے لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے ماتحت امن میں ہوتے ہیں اور تسلی رکھو کہ استہزاء سے کام لینے والوں کے لئے اللہ تعالےٰ تمہاری طرف سے کافی ہوگا چنانچہ ان مقدمات میں یہ دونوں پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہو گئیں چنانچہ دوران مقدمات میں کئی خوفناک امور پیدا ہوئے لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے اپنے وعدہ کے مطابق ان کی زد سے اپنے مامور کو بچائے رکھا اور بعض ایسے حالات بھی پیدا ہوئے جنہوں نے مخالفین اور معاندین کو استہزا کا موقع دیا لیکن جب انجام ظاہر ہوا تو سب جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور ان کا استہزاء اُلٹا ان کے لئے ندامت کا موجب بن گیا۔

دوسرا الہام

دوسرا الہام ۹ مئی ۱۹۰۱ء کو ہوا "آج سے یہ شرف دکھائیں گے ہم" اس کے بعد الہام ہوا "سلطان القلم" جس کا مطلب صاف ہے کہ سلطان القلم ہونے کا شرف ہم دنیا پر ظاہر کر دیں گے چنانچہ اعجاز المسیح کی اشاعت نے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت آپ ہی اس زمانہ میں سلطان القلم ہیں آپ کی قلم کے مقابلہ میں کوئی دوسری قلم نہیں ٹھہر سکتی۔

تیسرا الہام

قریباً ۱۲ جولائی ۱۹۰۱ء کو الہام ہوا "انی مع الافواج اتیک بغتۃً" اس کی تشریح میں حضور لکھتے ہیں :۔

"میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک تمنا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالےٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی"

پھر ۱۷ اگست کو الہام ہوا ایام غضب اللہ اس کے ساتھ ہی الہام ہوا غضبت غضباً شدیداً پھر دعا کرنے پر الہام ہوا "انہ ینجی اھل السعادۃ - انی انجی الصادقین"

پھر ۱۵ اگست کو الہام ہوا "انی اری بعض المصائب تنزل" اس کے ساتھ ہی الہام ہوا یصلون علیک صلحاء العرب و ابدال الشام و تصلی علیک الارض و السماء و یحمدک اللہ من عرشہ"

چنانچہ مولوی کرم دین آف بھین کے مقدمہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی حامی بن گئی۔ اور حضرت مرزا صاحب کو نیچا دکھلانے اور قید کروانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اس کے علاوہ مجسٹریٹ بھی جو آریہ تھا شدید مخالفت کی وجہ سے سزائے قید دینے پر تلا ہوا تھا لیکن الٰہی تصرف نے اپنے وعدہ "میں اہل السعادہ اور صادقین کو بچا لیا کرتا ہوں" کے مطابق سزائے قید سے بچا لیا اور دوسری پیشگوئی کہ بعض مصائب نازل ہوں گی کی پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آتما رام مجسٹریٹ پیشیوں پر پیشیاں ڈالتا جاتا تھا، جن کی وجہ سے قادیان سے گورداسپور آنے جانے میں سخت تکلیف کا سامنا ہوتا تھا اور دوسری تکلیف یہ پہنچی کہ اس مجسٹریٹ نے آخر میں ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کا حکم سنا دیا۔ جو بالآخر خدا کے دوسرے وعدہ کے مطابق واپس ہو گیا اور آپ بالآخر محمود بن کر ان مقدمات سے عزت کے ساتھ بری ہو کر نکل آئے۔ خدا کے غضب والی پیشگوئی دو طرح پوری ہوئی ایک تو پیشگوئی کے مطابق آتما رام مجسٹریٹ کے دو لڑکے ۲۰ روز کے اندر اندر مر گئے جس سے اس کو سخت صدمہ پہنچا اور دوسرا مجسٹریٹ چندو لعل کے عہدہ کا تنزل ہو گیا اور بعد ازاں خود مولوی کرم دین کی ذلت مختلف پہلوؤں سے ظہور میں آئی جس کا ذکر مقدمات کے بیان میں کیا جائے گا۔

چوتھا الہام و خواب

حضور فرماتے ہیں :۔

"۷ نومبر ۱۹۰۱ء کی رات میں نے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں یہ کیا ہے مجھے تو اس سے لذت اور سرور آ رہا ہے وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں ایک پروانہ دیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔ خوشخط

اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا "دشن الخیر دشن ناخوانده مہمان کو کہتے ہیں"

یہ خواب بھی کس صفائی سے پوری ہوئی کرم دین والے مقدمہ میں پہلے وارنٹ جاری ہوا تھا مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ اس خواب میں دوسری اہم بات یہ بتلائی گئی کہ پہلی عدالت میں فیصلہ خلاف ہوگا لیکن عدالت عالیہ بری کرے گی اور یہ بریت کی خبر مخالفین کے لئے غیر متوقع اور تکلیف دہ ہوگی چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا تفصیل اس کی مقدمات کے ذکر میں دی جائے گی۔

پانچواں الہام

۱۷ اپریل ۱۹۰۲ء کے قریب الہامات ہوئے انت ..... معی و انا معك انی مع الرسول اقوم و من یلومه الوم

یہ الہامات اپنے اندر کس قدر تسلی اور محبت کا پیغام لئے ہوئے ہیں ان الہامات کے مطابق آخر اللہ تعالیٰ نے ایک طرف اپنی معیت کا ثبوت بہم پہنچا دیا اور دوسری طرف ان لوگوں کو نشانۂ ملامت بھی بنا دیا جو حضرت مرزا صاحب کو ملامت کر رہے تھے۔

چھٹا الہام

اگست ۱۹۰۲ء کو فرمایا: "نزول المسیح جو آجکل لکھ رہے ہیں اور پیر گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی بھی زیر نظر ہے اس پر کسی قدر توجہ کرنے سے یہ الہام ہوا "انی انا دیك الفتّن یو لا مبدل لکلماتی" خدا نے اپنی قدرت کا کیسا واضح ثبوت بہم پہنچایا کہ مخالفوں کی تمام علمی طاقتیں سلب کر لیں اور یہ جو خدا نے فرمایا تھا صنعها ما نعم من السماد اور من قام للجواب و تنمر فسوف یری انه تنلدم و تن مر یہ کلمات ہرگز نہیں بدلیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا محمد حسن فیضی نے اپنی موت سے اور پیر صاحب نے اپنے سرقہ سے اور اس کے افشا سے ان کلمات کی صداقت ثابت کر دی اور بتلا دیا کہ خدا کے کلمات پورے ہو کر رہتے ہیں ان میں تبدیلی راہ نہیں پا سکتی۔

ساتواں الہام

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو الہام ہوا "یصیلون ان یطفئوا نورك یریدون ان یتخطفوا لعرضك انی معك و مع اهلك" اس کے دوسرے دن الہام ہوا "نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا فرمایا آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔

کرم دین والے مقدمہ کی بناء اسی بات پر تھی کہ حضور کے نور کو بجھا دیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ حضور نعوذ باللہ اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں اور عزت پر حملہ تو ظاہر ہی ہے قید کروانا ان کا مقصد تھا الہام کے الفاظ "مع اھلك" بتلا رہے ہیں کہ حضور کے ساتھ حضور کے بعض احباب کو بھی مقدمات میں اُلجھایا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن خدا تعالیٰ نے جیسا کہ وعدہ کیا تھا انی معك و مع اهلك دونوں کے ساتھ اپنی معیت کا ثبوت دے دیا اور دشمن کو دکھلایا کہ ان کی مراد کے خلاف نتیجہ نکلا یعنی حضرت اقدس مسیح اپنے ساتھیوں کے بری ہو گئے، حالانکہ ان کی مراد تو دونوں کو سزا دلوانا تھی۔

ساتواں الہام اور خواب

۲ دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپ نے خواب میں دیکھا فرماتے ہیں:-

"کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا پھر دوسرا آیا اُسے بھی ہٹا دیا اور وہ ایسا پُر زور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں سوائے خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا میں نے اس وقت غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال ہوا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا اسی وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی رب کل شیء خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ملے گی"

اس خواب کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی شخص دشمن مقدمہ برپا کرے گا اور اس کے تین وکیل ہوں گے بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اس کے تھے آخر بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اس کا خارج ہوا۔ مقدمے بھی درحقیقت تین تھے اگرچہ پہلا مقدمہ بھی سخت تھا لیکن آخری مقدمہ بہت ہی سخت تھا خواب میں رگڑ کر چلنا بتلاتا ہے کہ اس مقدمہ میں کسی قدر تکلیف کا سامنا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا لیکن عدالت عالیہ میں جا کر خدا کی حفاظت اور نصرت و راحت کا ظہور ہوا چنانچہ اس کے بعد مندرجہ ذیل الہامات ہوئے:-

سلام علیك یا ابراهیم۔ سلام علی امرك صرت فائزاً ینادی مناد من السماء انی مع الافواج آتی اے ابراہیم تجھ پر سلامتی تیرا یہ مقدمہ سلامتی پر ختم ہوگا اور تو کامیاب رہے گا آسمان سے آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ میں فوجوں کے ساتھ آؤں گا کس قدر تسلی سے بھرے ہوئے الفاظ ہیں پھر الہام ہوا یاتی علیك زمن کمثل زمن موسیٰ یعنی موسیٰ جس طرح فرعون اور اس کی فوجوں سے گھر گیا تھا اسی طرح تو بھی کرم دین اور اس کے ساتھیوں میں بظاہر گھر جائے گا لیکن جس طرح موسیٰ کے لئے خدا کی نصرت آئی اسی طرح تیرے لئے بھی تیرا خدا کہتا ہے "انه کریم تمشی امامك وعادی من عادی"۔ کہ تیرا خدا کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چل رہا ہے اور جو تیرا دشمن ہے۔ وہ بھی اس کا دشمن ہے پھر الہام ہوا:-

"انی صادق صادق و یشهد الله لی"

میں یقیناً صادق ہوں صادق ہوں خدا ضرور میرے لئے گواہی دے گا۔ پھر الہام ہوا انی انا الصاعقه یعنی میں تیرے دشمن پر بجلی بن کر گروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور تو عزت کے ساتھ بری ہو گئے اور کرم دین سزایاب ہو گیا۔

مندرجہ بالا الہامات مقدمات کے آغاز سے قبل کے ہیں اور دوسرے الہامات جو مقدمات کے دوران میں ہوتے رہے انہیں انشاء اللہ آئندہ قسط میں مقدمات کے ذکر میں کیا جائے گا۔

"تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق"

نامی کتاب کے مصنف کی رٹ درخواست عدالت عالیہ نے برائے سماعت منظور کر لی ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء کو اس کی سماعت ہائی کورٹ کا فل بنچ کرے گا۔ درخواست گذار محمد منظور ملتانی سنت نگر لاہور نے عدالت عالیہ میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ حکومت نے مذکورہ بالا کتاب کی ضبطی جاری کر کے خلاف قانون اقدام کیا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ختم نبوت اور مولانا مودودی

مودودی صاحب کی جستجوئے جوازِ تکفیر
(۲)

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب نے ختم نبوت پر کم اور حضرت مرزا صاحب کی تکفیر پر زیادہ لکھا ہے۔ اور یوں اپنی تفسیر کو بے برکت اور بے اثر بنانے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ جہاں تک قرآن اور سنت کا تعلق ہے۔ مودودی صاحب کو کفر کا کوئی مواد اس سے نہیں ملا۔ دنیا کے لئے شاید یہ عجیب بات ہو مگر ہے یہ حقیقت کہ قرآن اور سنت میں کسی کی تکفیر کا کوئی ذکر نہیں انہیں کفر کے فتوؤں سے پوری اجنبیت ہے مگر مودودی صاحب کو تکفیر کا جو شوق تھا وہ قرآن اور سنت سے تو پورا نہ ہو سکا، لہذا انہوں نے اس کی ایک اور ترکیب نکالی۔ وہ یہ کہ صحابہ کرامؓ کے فرضی اجماع میں پناہ ڈھونڈی اور اس کا صغرا کبرا یوں مرتب کیا۔ ملاحظہ ہو تفسیر رسالہ ترجمان القرآن ماہ فروری سنہ ۱۹۶۲ء جلد ۵۷ عدد ۵ صفحہ ۲۸۵۔

"قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرامؓ کے اجماع کی ہے یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت شدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعوے کیا۔ اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی اُن سب کے خلاف صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابلِ ذکر ہے یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا۔ بلکہ اس کا دعوے یہ تھا۔ کہ اُسے حضورؐ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے اس نے حضور کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ کو لکھا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک فانی اُشرکت فی الامر معک

(طبری جلد دوم ۳۹۹)

ترجمہ:۔ مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں"۔

اس صریح اقرار رسالت محمدیؐ کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا (البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۵ ص ۵۱) مگر اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہؓ نے ان کے خلاف ارتداد کی بناء پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو اُن کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے بلکہ مسلمان تو درکنار ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا

اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا چنانچہ انہیں میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصہ میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنیفہ نے جنم لیا (البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۱۶ و ۳۲۵) اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ نے جس جرم کی بناء پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے یہ کارروائی حضورؐ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی، ابوبکر صدیق کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔"

یہ عبارت لکھ کر مولانا نے قارئین کو یہ تاثر دیا ہے کہ:۔

(۱) مسیلمہ کذاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر تھا

(۲)۔ اس کے ماننے والے نیک نیتی سے اس پر ایمان لائے تھے۔

(۳)۔ مسیلمہ کذاب پر بغاوت کی بنا پر لشکر کشی نہیں ہوئی۔

(۴)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا چنانچہ خود حضرت علیؓ نے ان کی ایک عورت کو لونڈی بنا کر گھر ڈال لیا۔

(۵)۔ اور یہ جنگ جو بغاوت کی بناء پر نہ تھی صحابہ کرام کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی۔

اب اس سے واضح ہے کہ مودودی صاحب حضرت مرزا صاحب کو مسیلمہ کذاب کی طرح مدعی نبوت سمجھتے ہیں اور بڑے نڈر اور بے باک ہو کر انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور اُن کے متبعین سے وہی سلوک روا سمجھتے ہیں جو مسیلمہ کذاب کے متبعین سے ہوا تھا مولانا مودودی صاحب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اجماع صحابہ کرام کے غلط حوالے دے کر پاکستان کے تمام مسلمانوں کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف حد درجہ کی نفرت اور بغض پیدا کر کے تمام فرقوں کو اس بات پر اکسا رہے ہیں کہ وہ بھی حضرت مرزا صاحب کے پیروان یعنی احمدیوں کے ساتھ مسیلمہ کذاب والا سلوک روا رکھیں، ان کے مردوں کو قتل کر ڈالیں اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈی بنا کر ملاؤں کے دبے ہوئے دلی ارمان نکالیں۔ اگرچہ حضرت صاحب کے وقت کے علماء نے بھی حضرت مرزا صاحب کے قتل کے فتوے صادر فرمائے تھے مگر خدائے برتر علیم و حکیم نے واللہ یعصمک من الناس کا الہام نازل کر کے انہیں مسلمانوں کے ملاؤں سے اور عیسائیوں کے پادریوں سے ہندوؤں کے پنڈتوں سے سکھوں کے گرنتھیوں سے آریوں کے مہاشوں سے مامون و محفوظ رکھا ایسے ہی آپ کی جماعت اور آپ کے سچے پیروان کے متعلق بھی الہام ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ج۔ اللہ تعالےٰ انہیں بھی ان شرانگیزیوں اور مفسدہ پردازیوں سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت مرزا صاحب کے متبعین اب دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر میں موجود ہیں اور تعداد میں مرزا صاحب کے زمانہ حیات

سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ جن کے متعلق مولانا مودودی صاحب کی استدعا ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا جائے اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنا لیا جائے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نفسیاتی طور پر مولانا مودودی صاحب کی قلبی کیفیت ایسی ہے۔ کہ انسانی خون کو گرانا اور کثرت سے گرانا ان کو خاص لذت اور فرحت بخشتا ہے۔ اسی لئے تو اپنی ملک کی بھی پرواہ نہیں۔ اور مارشل لاء کے ریگولیشنز کو بھی وہ خاطر میں نہیں لا رہے اور برسرِ عام لوگوں کو دعوتِ خونریزی اور سفاکی دے رہے ہیں۔

گولی ذرا کڑوی تھی، اجماعِ صحابہ کرام کی شکر میں لپیٹ کر عوام کے آگے رکھ دی اور بھول گئے کہ میں کس طرح تاریخی واقعات کو مسخ کر کے پیش کر رہا ہوں۔ اور کتنا بڑا تخریبی کارنامہ سرانجام دینا چاہتا ہوں۔

عوام کا ردِّعمل

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی اس دلآویز تفسیر تفہیم القرآن کو پڑھ کر عوام تو اس پر عمل پیرا نہیں ہوں گے۔ کیونکہ:۔

(۱)۔ ان کے کان مرروز احمدیوں کی مساجد کے مناروں سے پانچ وقت اللہ اکبر کی اذانیں سنتے ہیں اور ان کی مسجدوں سے خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہتی ہے جس کی مسحور کن قراءت سے وہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔

(۲)۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ احمدی بالکل عام مسلمانوں کی طرح صفیں قائم کر کے ایک امام کے پیچھے اسی طرح نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں جس طرح دوسری عام مساجد میں نمازیں ادا ہوتی ہیں، ہاں اُن کی نمازوں میں کیف اور لذّت خشوع اور خضوع زیادہ ہوتا ہے۔ لاصلوٰۃ الا بالقلب حضورِ قلب کا وہ نظارہ پیش کرتے ہیں۔ رکوع اور سجود میں گرے ہوئے احمدی اکثر زار زار رو رہے ہوتے ہیں۔ اور کبھی سوز و گداز سے ان کی چیخیں بھی نکل جاتی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اُن کے ہاں اس کثرت سے درس قرآن شریف کا ہوتا ہے کہ اس کا عشرِ عشیر بھی دوسری جماعتوں میں نہیں ہوتا اور عوام یہ بھی سنتے آئے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے۔ اور ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے۔ اسے ہرگز کافر مت کہو اس کی عزت اور حرمت کے ذمہ دار ہم ہیں اور ہمارا خدا ہے۔ لطف یہ ہے کہ جس قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں اور مشرکوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی خواہش اور تمنا تھی اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ جناب ابوالاعلیٰ مولانا مودودی صاحب کو کلمہ گوؤں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی خواہش و تمنا ہے۔

(۳)۔ اور عوام یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تبلیغ اشاعت کا تمام کام اور قرآن پاک کے علوم کی ترویج کا فرض صرف احمدی جماعت ہی سرانجام دے رہی ہے اور حالت یہاں تک ہو گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اشاعت اسلام کا ذرا سا کام بھی کرے تو اسے بھی احمدی ہی مشہور کر کے موردِ طعن بنا دیا جاتا ہے۔

اور عوام یہ بھی جانتے ہیں کہ برِّاعظم افریقہ کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے اور وہ احمدی مبلغین کی مساعی سے اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ترکِ عیسائیت کر رہا ہے اور حلقہ بگوشِ اسلام ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر ایسے مخلص کارکنوں کو مولانا مودودی صاحب کے آتشیں جذبات کو تسکین دینے کے لئے ذبح کر دیا گیا تو اعلائے کلمۃ اللہ کا کام دنیا میں ختم ہو جائے گا۔

(۴)۔ اور عوام یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں احمدی بڑے ذوق اور شوق سے روزے رکھتے ہیں اور رات کو قرآن سنتے ہیں اور تراویح پڑھتے ہیں پچھلی رات تہجد پڑھتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں وہ فرمودۂ رسولؐ کے مطابق زیادہ خیرات و صدقات دیتے ہیں اور اشاعت اسلام کے لئے تو ان کے اموال بالکل وقف ہیں۔ چندوں کی گراں بہا رقوم وہ اشاعت اسلام کے لئے آئے دن دیتے رہتے ہیں۔ اور ماہِ رمضان میں تو اُن کا یہ جذبہ اور بھی تیز ہو جاتا ہے۔

(۵) جو لوگ حج بیت اللہ شریف کے لئے جاتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے۔ کہ ہر سال احمدیوں کے کافی افراد ہیں جو اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اپنے وطن سے بے وطن ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ربوہ کا موجودہ خلیفہ بھی حج بیت اللہ کا فرض ادا کر چکا ہے۔ اور الحاج مولانا نورالدین صاحب تو ایک کثیر عرصہ تک مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ اور ان سطور کا راقم بھی ۱۹۳۵ء میں حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہو چکا ہے، اور اسی طرح ہزاروں احمدی قادیانی اور لاہوری حج کعبۃ اللہ کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

پس مولانا مودودی صاحب کو عوام سے تو بالکل مایوس ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے عوام شر پسند نہیں اور اگر کبھی گمراہ کر بھی دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے محافظینِ ملک کی تلواریں بجلی کی طرح چمک اُٹھتی ہیں اور رعد کی طرح اُن کی گرج گمراہوں کو اوندھے منہ گرا دیتی ہے۔

خواص کا ردِّعمل

جو لوگ صاحبِ علم اور اربابِ ذوق ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کی صریح اور واضح تحریروں سے صرف ایک نتیجہ پر پہنچیں کہ حضرت کا دعوٰئے نبوت ہرگز ہرگز نہیں اور یہ ان پر سراسر افترا اور بہتان ہے۔ کہ وہ حقیقی نبوت کے دعویدار ہیں۔ اس لئے اہلِ علم طبقہ مولانا مودودی صاحب کے اس قسم کے الزام کو اُن کے بغض اور عناد پر مبنی سمجھے گا۔ اور مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کی طرح صاف الفاظ میں اعلان کر دیگا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتے اور نہ ہی اُن کے متبعین کو کافر سمجھتے ہیں

مولانا مودودی صاحب نے جو مسیلمہ کذاب کا ذکر کیا ہے جس کا حوالہ اُوپر دیا گیا ہے، اس کو پڑھ کر اہلِ علم طبقہ مودودی صاحب کے زہد و تقویٰ کے متعلق بہت مایوس ہوگا۔ مولانا مودودی صاحب نے کہا یہ ہے۔ کہ بغاوت اور اعلانِ جنگ کے بغیر محض ارتداد کی اور دعوٰئے نبوت کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اوّل نے مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین کو قتل کر دیا۔ اور وہ خود بیچارہ نہایت معصوم بے ضرر اور اس کے متبعین پُرامن اور بے فکر لوگ تھے وہ آرام کی زندگی گھروں میں بسر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چپکے سے اُن کے امن اور سلامتی کے رویہ کو نظرانداز کرتے ہوئے ان کے گھروں میں گھس کر ان کے مردوں کو قتل کر دیا۔ اور ان کی عورتوں کو اُچک کر لے گئے اور ان کے بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت کی ایسی تصویر۔ اگر کوئی اور غیر مسلم کھینچتا تو مسلمانوں میں ہیجان اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔ مولانا مودودی صاحب کو خوب معلوم ہے کہ احمدی لوگ نہایت شریف اور پُرامن رعایا ہیں۔ اور قانون کے سخت پابند ہیں۔ اور بغاوت کے الزام سے کبھی متہم نہیں ہو سکے۔ مگر یہ بھی ضروری تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس لئے ان کے زرخیز دماغ نے ایک خوفناک نظیر بھی ڈھونڈ نکالی ہے گو اس کے لئے ان کو تاریخ بھی مسخ کر ڈالنا پڑی۔

اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ مسیلمہ کذاب دعوٰئے نبوت اور ارتداد کی وجہ سے قتل نہیں ہوا۔ کیونکہ اسلام میں ارتداد کی بناء پر قتل جائز نہیں، یہ تو مولانا مودودی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ مرتد عورت کا قتل جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جنگ برپا نہیں کر سکتی۔ مسیلمہ کذاب نے دعوٰئے نبوت کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا جس میں اس نے صریحاً نبوت کے دعویٰ کا ذکر کیا ہے اور جو مولانا مودودی صاحب نے سارے اسی تفسیر میں نقل کر دیا ہے۔ مگر حضورؐ نے اس بناء پر اسے نہ قتل کیا اور نہ اپنے پیروؤں کو قتل کرنے کی ہدایت فرمائی اس کی وجہ یہ تھی کہ دعوٰئے نبوت قتل کی بناء نہیں ہو سکتا تھا۔ جب اس نے بغاوت کی تو مستحق قتل ہو گیا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں علمِ بغاوت کھڑا کیا۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے عکرمہ اور شرجیل کو بھیجا گیا۔ مسیلمہ کذاب جس کو مولانا مودودی صاحب نے بے ضرر اور پُرامن ظاہر کیا ہے۔ ساٹھ ہزار (60000) فوج کی کمان کر رہا تھا۔ اس کی فوجی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے حضرت عکرمہ کو شکست فاش دی۔ یمامہ کی جنگ تاریخ اسلام میں ایک مشہور جنگ ہے۔ حضرت عکرمہ کی شکست کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب کے خلاف فوج کشی کے لئے بھیجا۔ خالد کی فوج اگرچہ کم تھی لیکن اس تعداد کی کمی کو ایمان کی مضبوطی نے دور کر دیا۔ باغیوں کی فوج کے سامنے مسلمان کئی دفعہ پسپا ہوئے مگر حضرت خالد اپنے سپاہیوں کے اندر نیا جوش بھر دیتے تھے۔ اور مسلمان پھر لوٹ کر جمع ہو جاتے اور نئے سرے سے حملہ آور ہوتے آخر مسیلمہ کا لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور باغی ایک قلعہ میں جس کے اردگرد بہت اونچی فصیل تھی پناہ گزین ہوئے۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے لئے ایک مرد مومن نے تہور اور شجاعت کا ایک اعجاز دکھایا کہ مؤرخین عالم اس پر حیران ہیں۔ یہ مرد مومن براء بن مالک تھا جو اپنے سپاہیوں کی مدد سے اکیلا دیوار پر چڑھ گیا اور قلعے کے اندر کود پڑا۔ اور سینکڑوں باغیوں کو قتل کرتے ہوئے قلعہ کے دروازہ تک جا پہنچا اور دروازہ کھول دیا۔ اس موقعہ پر حضرت وحشی نے مسیلمہ کو قتل کر ڈالا۔ مولانا مودودی صاحب کے اس غیر باغی اور دیگر امن گروہ نے سات سو مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ جن میں سے بہت سے حفاظ قرآن تھے۔ اور خود یہ گروہ کئی گنا زیادہ کی تعداد میں واصل جہنم ہوا بالآخر مسیلمہ کی قوم بنو حنیفہ نے اطاعت قبول کر لی اور انہیں معافی مل گئی یہ لوگ چونکہ بالکل کفار کی طرح بالمقابل آ کر لڑے اس لئے یہ جنگ مابین کفر و اسلام قرار دی گئی اور ان پر تمام قوانین جنگ نافذ کر دیئے گئے مسلمان رعایا جب بغاوت کرتی ہے تو وہ اسلام کی باغی نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص حکمران کی باغی ہوتی ہے نہ وہ کافروں کی طرح لڑتے ہیں۔ نہ اُن کے خلاف پورے طور پر جہاد علی الکفر ہوتی ہے اس لئے ان کو غلام اور لونڈی بنانا جائز نہیں۔ اسی طرح ذمیوں کا حال ہے۔ وہ کافر رہتے ہوئے اسلام کی پناہ میں آ جاتے ہیں اور جب بغاوت کرتے ہیں تو ان کی سابقہ حیثیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ بھی اپنی رعایا کی ایک بغاوت مخصوص حکمران کے خلاف ہوتی ہے نہ کہ اسلام کے خلاف اس لئے بربنائے مصلحت احتیاطاً ان افراد کو غلام اور لونڈی نہیں بنایا جا سکتا۔ پس مولانا مودودی صاحب ان نظریات سے اہل علم کو دھوکہ نہیں دے سکتے اور اہل شعور اور اولو الالباب طبقہ کبھی بھی مودودی صاحب کے اس نظریہ کو کہ بے ضرر اور پُرامن لوگوں کے گھروں میں گھس کر اُن کے مردوں کو قتل کرنا اور ان کی خواتین کو لونڈیاں اور غلام بنانا جائز ہے قبول نہیں کریگا۔

ہم مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ وہ اپنی تفسیر میں اس سوال کو ضرور درج کر لیں تاکہ ان کی تکفیر بازی کی مہم مکمل ہو جائے۔ جناب مولانا صاحب سوال یہ ہے کہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے زمانے میں یا اس سے کچھ قبل دو اشخاص منصۂ شہود میں آئے تھے۔ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کو بھی تسلیم کرتے تھے۔ اور قرآن کریم کو بھی خدا کا کلام سمجھتے تھے۔ مگر ان کے قول کے مطابق ان پر یہ کھل گیا کہ اب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت اور قرآن کریم بحیثیت کلام خدا دونوں منسوخ اور کالعدم ہیں، اور اب مظہر خدا کے نئے ظہور کا وقت ہے اور نئی شریعت کا نفاذ ہو گا۔ ہماری مراد باب اور بہاء اللہ سے ہے۔ جنہوں نے قرآن کریم منسوخ کر کے دنیا کو نئی شریعت سے نوازا ہے! مودودی صاحب نے ان دونوں صاحبوں اور ان کے متبعین کا کوئی ذکر تک کبھی نہیں کیا۔ حالانکہ پاکستان میں ان کی جماعتیں موجود ہیں۔ اور وہ ہر شہر میں اپنا پراپیگنڈا کر رہے ہیں اور ان کے اپنے رسالے اور اخبارات ہیں۔ ان کے مبلغین تمام اطراف پاکستان میں تبلیغی دورے کرتے رہتے ہیں، امید ہے کہ بہائی اس یاددہانی پر مولانا مودودی صاحب کا جذبۂ اشتعال انگیزی اور شوق خونریزی اور ابھرے گا۔ اور احمدیوں کے ساتھ بہائیوں کو بھی تہ تیغ کر ڈالنے کا منصوبہ تیار کر لیا جائے گا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بہائیت کی امریکہ میں اشاعت زیادہ ہے۔ اور ان کی آواز کی بین الاقوامی مجالس میں زیادہ رسائی ہے۔ اس لئے مولانا مودودی صاحب ان کے ذکر کو گول کر گئے۔ اور اس لئے بربنائے مصلحت اس وقت اُن کے افراد کو غلام اور لونڈی بھی بنانے کی تجویز مودودی صاحب نے عمداً پیش نہیں کی۔

(باقی ــــ باقی)

راولپنڈی شہر میں عید کا دن

راولپنڈی سے مسٹر خالد اقبال لکھتے ہیں :-

"یہ امر موجب خوشی ہے کہ اس دفعہ عید الفطر کے موقعہ پر ایس ایم اشتیاق صاحب کمرشل سپرنٹنڈنٹ کالونی سرحد ٹیکسٹائل مل نوشہرہ نے مبلغ -/251 روپے اشاعت اسلام و صدقہ فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں۔ شہر میں احباب جماعت نے 93,25 فطرانہ۔ عید فنڈ و مسجد فنڈ میں دیئے جو اس رقم کے علاوہ ہیں جو صدر میں احباب نے جمع کی۔ کل فنڈ کی جو رقم جمع ہوئیں ان میں سے دیگر اخراجات کے علاوہ خواتین و حضرات اور بچوں میں عید کے دن مٹھائی تقسیم کی گئی۔

مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

(۳)۔ یہ ہیبت ناک عذاب تیغ براں کے ذریعہ عمل میں آئے گا یعنے قتل ہو گا۔

(۴)۔ ایک اور الہام یہ بھی ہے یقطع امرک فی ست یعنے چھ میں اس کا کام تمام کیا جائے گا۔

چنانچہ مارچ ۱۸۹۷ء کو چھ سال کی میعاد کے اندر عید کے دوسرے دن کے چھٹے گھنٹے میں یہ نشان ظہور میں آیا۔

اس قدر واضح نشان کو دیکھ کر جو اسلام کی صداقت کا ایک نہایت روشن اور بیّن نشان ہے، چاہیئے کہ کم ازکم مسلمان خوش ہوتے اور اسلام کی اس فتح نمایاں پر دلی خوشی کا اظہار کرتے لیکن افسوس کہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ بغض و عناد کی وجہ سے مسلمان علماء و بالخصوص مولوی محمد حسین بٹالوی نے اسکو ایک اتفاقی امر قرار دے کر اس کی عظمت کو مٹانے کی کوشش کی حالانکہ جس امر کی پہلے سے اس قدر وضاحت کے ساتھ اطلاع دے دی جائے اور وہ تمام بتائے ہوئے نشانات کے ساتھ پورا ہو جائے اسکو اتفاقی امر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بہرحال جماعت احمدیہ کے لئے یہ نشان آج بھی ازدیاد ایمان کا موجب ہے، اور اس سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالےٰ کے مقرب بندے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھے اور اسلام کے سچے خیرخواہ اور خادم دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور کامل متبع تھے اور اللہ تعالےٰ نے ان کو اس زمانہ میں اسلام کی تائید و حمایت اور تجدید دین کے لئے مامور فرمایا۔ کاش ہمارے دوسرے مسلمان بھائی بھی اس نشان پر جو اللہ تعالےٰ کی ہستی، مکالمۂ الٰہیہ کے اجراء اور اسلام کی عظمت و صداقت کی ایک زندہ شہادت ہے غور کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں ؎

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا که بر چشم نشانیست کبیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا

سالانہ جلسہ

جلسہ کی تاریخیں بروز ہفتہ، اتوار، ۱۴، ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء مقرر کی گئی ہیں۔ جلسہ حسب سابق جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر میں منعقد ہو گا۔ شمولیت کے لئے صلائے عام ہے، طعام و قیام کا بندوبست کیا جائے گا۔ احباب موسم کے لحاظ سے بستر ساتھ لاویں اور سیدھے سکول میں پہنچ جاویں تشریف آوری سے پانچ دن قبل اطلاع سیکرٹری جماعت راولپنڈی کو دے دینا ضروری ہے۔ پروگرام عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔ مستورات کے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہو گا۔

نوٹ :- بروز ہفتہ ۱۴ اپریل کو ایک اجلاس ½9 بجے سے ۱۲ بجے تک عورتوں کا ہو گا۔

نیازمند۔ ظفر اللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کوچہ حکیم شاہ نواز۔ کالج چوک شہر راولپنڈی

نصیب ہوئی تو تین باقی امور کو بحوالہ خدا کر کے گیارہ بجے کے قریب اپنے کمرہ میں چلا آیا۔

عید کے دن کا موسم

صبح اٹھ کر باہر جھانکا تو بارش ہو رہی تھی۔ بس دل بیٹھ گیا۔ دفتر میں گیا تو وہاں دو تین افراد سو رہے تھے۔ یہ لوگ رات کو تین بجے عید پر مٹھائی فروخت کرنے کے لئے آ گئے تھے۔ میں نے سرسری طور پر تمام حالات کا جائزہ لیا۔ خیمے کے اندر جہاں جہاں پردے کھلے رہ گئے تھے۔ وہاں بارش کی بوچھاڑ سے دریاں گیلی ہو گئی تھیں۔

آئس کریم اور چائے کے سٹال

ساڑھے آٹھ بجے سے اکا دکا لوگ آنے شروع ہو گئے۔ ساڑھے نو بجے چائے اور آئس کریم کے سٹال لگ گئے۔ آئس کریم والوں نے تو محض تکلف ہی کیا تھا۔ البتہ چائے والوں کو اس موسم میں اچھی بکری کی توقع تھی۔ گذشتہ عیدوں میں چائے کا انتظام ہم خود کرتے تھے لیکن اس دفعہ ہم نے ایک کیفے کو انتظام کرنے کے لئے کہہ دیا۔ ورنہ تو امور رضاکاروں کے لئے یہ بھی ایک مشکل کام بن جاتا تھا۔

عیدین کے لئے ہال کی ضرورت

آئندہ دس سال تک عیدین اب سردیوں میں ہی آئیں گی اگر مسجد سے قریب ایک ہال تعمیر ہو جائے جس میں گیلری بھی ہو اور اس میں دو تین ہزار افراد جمع ہو سکیں تو پھر یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ورنہ اپنے آپ کو اور زائرین کو موسم کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑا جا سکتا ہے یا دوسری صورت یہ ہے کہ محدود لوگوں کو بلایا جائے۔ لیکن عید کا موقعہ ہو اور لوگوں کو ادھر آنے سے روکا جائے وہ لوگ جو سالہا سال سے ادھر آتے رہے ہیں۔ وہ لوگ جو ووکنگ کے علاوہ اور کسی جگہ عید کے موقعہ پر جانا ہی نہیں چاہیں گے وہ لوگ جن کے والدین یہاں سے ہو کر گئے ہوتے ہیں اور جن کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بچے بھی اس روز کے لئے ووکنگ ہی جائیں یا وہ لوگ جنہیں ووکنگ مسجد کے علاوہ کسی اور مسجد کا علم ہی نہیں ان سب لوگوں کو ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہاں مت آؤ۔ تمہارے لئے ہم مناسب انتظام نہیں کر سکتے۔

نماز کے وقت موسم

اس دفعہ جمعہ کا دن تھا۔ اور موسم سرد۔ خیال تھا کہ زیادہ لوگ نہیں آئیں گے۔ لیکن گیارہ بجے تک تمام خیمہ بھر گیا۔ اور لوگوں کو نماز کے لئے جگہ ملنی مشکل ہو گئی۔

لیکن اس وقت خدا نے اپنا فضل کیا اور سورج نے بادلوں کی اوٹ سے اپنا چہرہ دکھلایا۔ لوگوں نے پردے تہ کر دیئے اور باہر لان پر اپنے لئے جگہ بنالی۔

نماز سے قبل

نماز سے قبل عراق، نائجیریا، سیلون اور سائپرس کے لوگوں نے تلاوت قرآن کریم کی۔ مسٹر جارج فاؤلر ...... اس دفعہ مائیکروفون پر اعلانات کرتے رہے حامد غلام علی سٹیج کے دوسرے انتظامات کو دیکھتے رہے علیٰ طفیل نے انگریزی میں ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے خواتین کو خوش آمدید کہا۔

مسٹر صدقہ ترک ...... نے ترکی زبان میں لوگوں کو نماز کی تکبیروں کے متعلق تفصیلات بتائیں۔

نماز اور خطبہ

پونے بارہ بجے میں نے نماز پڑھائی اور پھر میں منٹ کے لئے خطبہ دیا۔ جسے لوگوں نے بڑی خاموشی اور سکون سے سنا۔ خطبہ کے بعد ایک ڈنمارک کی خاتون نے اسلام کا اعلان کیا۔

پھر لوگ کھانا کھانے کے لئے لائنیں لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کھانا اچھا بن گیا تھا۔ تین بجے تک موسم خوشگوار رہا بہت سے لوگ خیمے میں بیٹھے رہے یا اپنے دوستوں سے ملتے ملاتے رہے موسم کی خرابی کے باوجود ووکنگ کی عید اس سال بھی گذشتہ سالوں کی طرح بخیر و خوبی گذر گئی۔ یہ ذکر ناتمام ہوگا اگر میں یہاں ان لوگوں کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس مشکل کام کو سرانجام دینے کے لئے عید کے روز ہی نہیں بلکہ اس سے کئی دن قبل اپنے اوقات اس خدمت کے لئے صرف کئے۔

ناصرہ طفیل نے اپنی دیگر ذمہ داریوں اور مصروفیات کے باوجود اس تمام کام کو بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور عید شروع ہونے سے ایک ہفتہ قبل اور عید کی شام تک اس تمام بوجھ کے بڑے حصہ کو اٹھائے رکھا۔ علیٰ روحی اور اسماء بھی اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔

مسٹر ٹرنی، مسز سماندرتہ اور مسز شیفرڈ دفتر کا انتظامات اور باہر کے کاموں میں ممد رہے۔ خالد، فاروق، طارق، حامد، مسٹر اور مسز اعجاز احمد اور عید کے روز جن والنٹیئرز نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

آج ۹ تاریخ ہے۔ کھڑکی سے باہر جھانکا تو بارش ہو رہی ہے۔ خیمہ ابھی تک موجود ہے جب تک اس کے پردے خشک نہ ہو جائیں اکھاڑا نہیں جائیگا۔ اور یہ اس امر کی یاد دلاتا رہے گا کہ اس کے نیچے عید الفطر کے دن سینکڑوں انسانوں نے ......

قابلِ توجّہ احبابِ سلسلہ

پیغام صلح کے ۱۷ر جنوری ۱۹۶۲ء کے اشتہار میں سلسلہ عالیہ کے مخیر اور اہل ثروت احباب کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ ایک ٹیپ ریکارڈر عمدہ حالت میں مناسب قیمت تقریباً ۵۰۰/۱۵۰۰ روپیہ میں قابل خرید ہے اس کو.... خرید کر انجمن کو بطور عطیہ دے دیا جائے تو اس سے دلچسپ اور مؤثر طریق سے فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔ اس سے نہ صرف سلسلہ کی مختلف تقاریب اور تحریکات پر کام لیا جا سکتا ہے بلکہ بیرونی ممالک میں ہماری جماعتوں کو پیغامات ارسال کئے جا سکتے ہیں جو بڑے مفید نتائج پیدا کرنے کے موجب ہوں گے۔ کئی احباب بیرونی ممالک سے اہم مواقع پر اپنے پیغامات اور تقاریب کا پروگرام ٹیپ ریکارڈ کروا کر بھیج دیتے ہیں جن سے ہم خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور، حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب اور دیگر بزرگان کی ریکارڈ کی ہوئی تقاریر موجود ہیں جو قوم کی قیمتی یادگار ہیں اگر انجمن کے پاس ٹیپ ریکارڈر ہو تو ان سے مستفید ہونے کا موقع مل سکتا ہے۔ میں سلسلہ عالیہ کے اہل ثروت احباب کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کار خیر کے لئے عطیہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار۔ ناصر احمد۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر ۳۷۲۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۱ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۳

بہترین وظیفہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سوال:- بہترین وظیفہ کیا ہے؟

جواب:- نماز سے بڑھکر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسی میں حمدِ الٰہی ہے استغفار اور درود شریف ہے۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر ایک قسم کے ہم و غم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ذرہ بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسلئے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اطمینان، سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بنا رکھی ہے۔ مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے اسلئے فرمایا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری۔ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

بحرِ حکمت کے موتی

اُمِّ سلمۃ مامن مسلمٍ تصیبہٗ مصیبۃٌ فیقول ما امرہُ اللہ انا للہ و انا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا الا اخلف اللہ لہٗ خیراً منھا (مسلم بحوالہ معیار الاخیار۔ ترجمہ مشارق الانوار)

ترجمہ:—

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ کہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ الٰہی مجھے ثواب عنایت فرما مصیبت کو (صبر سے) برداشت کرنے کے بدلے میں اور میرے لئے حالات کو بہتر بنا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے حالات کو بہتر نہ بنائے (یقیناً اللہ تعالیٰ اسے نعم البدل عطا فرمائے گا)

نوٹ:- انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خوف و حزن کو جو کہ انسان کی صحت جسمانی اور روحانی کے دشمن ہیں اللہ دور فرما دیتا ہے اور مصیبت زدہ کے حالات سازگار بنا دیتا ہے اور اسے قوت عطا فرما دیتا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

(سلام قادر حقی غنی)

راولپنڈی میں ہماری عید

جناح گرلز ہائی سکول۔ کے وسیع دالان کی زیبائش جناب ملک عبد القدوس صاحب وائس پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے حسن انتظام کی داد طلب تھی۔ عید کی نماز ادا کرنے کا وقت ۹ بجے مقرر تھا، احباب آٹھ بجے آنا۔۔ شروع ہو گئے۔ ان کے بشاش چہرے طمانیت قلب کا مظہر تھے اور ماہ رمضان شریف کی اس روح کو وہ پیدا کرتا چاہتا ہے یعنی لعلکم تتقون کے غماز تھے، آتے ہی اس کمزوری جو لازمہ بشریت ہے کی تلافی کے لئے فطرانہ ادا کرنے لگ گئے۔ آہستہ آہستہ ایک بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔ باوجود گھما گھمی کے ایک عجیب پرسکون و روح پرور نظارہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ جو متقیوں کے لئے مخصوص ہے یعنی لایسمعون فیھا لغوا الا سلاما اور تحیتھم فیھا سلام کی یاد کو عملی جامہ پہنائے ہوئے تھا یعنی الا من تاب وامن وعمل صالحا فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون شیئا۔ جنت عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ ماتیا۔ لا یسمعون فیھا لغوا الا سلاما ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا۔ تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم ۱۹ : ۶۰-۶۳) کا نظارہ تھا۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہستی کے اوپر ازدیاد ایمان کا باعث ہو رہا تھا۔ لاؤڈ سپیکر اور ٹیپ ریکارڈر کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ٹھیک نو بجے جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی صاحب کو خطبہ کے لئے استدعا کی گئی۔ آپ تشریف لائے اور سورت بنی اسرائیل کی مندرجہ آیات تلاوت فرما کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔ وکل انسان الزمنہ طئرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقہ منشورا ۵ اقرأ کتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا ۵

ترجمہ:۔ اور ہر انسان کے عملوں کو ہم نے اس کی گردن کا طوق بنا دیا ہے اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

خطبہ نہایت جامع اور بلیغ ہونے کے علاوہ مختصر تھا جو ایک خاص قسم کے تاثر کا حامل تھا۔ ہر سامع متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ خطبہ ٹیپ ریکارڈ کر لیا گیا ہے۔ عنقریب برائے اشاعت ارسال کر دیا جائے گا۔

چونکہ عید کے دن وہ احباب بھی تشریف لے آتے ہیں جو نماز جمعہ میں باقاعدگی اختیار نہیں کرتے اس لئے آخر میں یک نے نماز جمعہ کی اہمیت سے متعلق احباب کی توجہ سورہ جمعہ کی طرف دلائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تہدیدی ارشاد بیان کئے۔

(۱)۔ آپ صلعم نے فرمایا جو جمعہ کی پرواہ نہیں کرتا اس کا ایک حصہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور دو جمعہ کے ترک سے نصف اور چار جمعہ کے ترک سے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس طرح پر گویا عبادت کی لذت ہی باقی نہیں رہتی۔

(۲)۔ پھر فرمایا جو جمعہ سے تخلف کرتے ہیں میرے جی میں آتا ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دی جائے۔

میں جب ان باتوں پر غور کرتا ہوں تو اکثر جناب حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کے جنت الفردوس میں درجات بہت بلند کرے) کی ایک ملاقات یاد آجاتی ہے۔ میری یہ ملاقات وہ پہلی ملاقات تھی جو نہایت خلوص اور ایک خاص جذب کے ماتحت تھی۔ اغلباً سنہ ۱۹۵۰-۵۱ء کی بات ہے کہ مجھے اپنی ہمشیرہ چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کی اہلیہ ہیں کے پاس مسلم ٹاؤن جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں جانے کی غرض وغایت کے اندر حضرت امیر مرحوم کی ملاقات کا جذبہ بھی کارفرما تھا۔ ایک دن مسلم ٹاؤن کی مسجد احمدیہ میں شام کی نماز کے بعد میں نے جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی اور جناب غلام مرتضیٰ خان صاحب کی خدمت میں حضرت امیر سے اپنی ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ میں سے میرے ساتھ کون جائے گا۔ اس پر جناب مولوی عبد الحق صاحب نے فرمایا کہ آپ کے ساتھ ص ۴

افریقہ میں تبلیغی سرگرمیاں

افریقہ مشن کی مختصر روئداد

(از مولانا بشیر احمد صاحب منٹو)

مکرمی ومحترمی ایڈیٹر صاحب، پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پندرہ فروری کو ایک خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور یہاں کے حالات کی مختصر طور پر کیفیت بیان کی تھی۔ امید ہے کہ وہ خط پیغام صلح میں چھپ گیا ہوگا۔

۱۶ فروری کو جمعہ تھا اور مسلم مشن کمیونٹی 46 Madina St کے جنرل سیکرٹری نے مجھے دعوت دی ہوئی تھی کہ میں نماز ان کی مسجد میں پڑھوں اور اپنے خیالات کا بھی اظہار کر دوں۔ میں نے ان کے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ مسلم مشن کمیونٹی کی تعداد مختصر ہے۔ سیکرٹری صاحب کے بیان کے مطابق مرد عورتیں اور بچے سب شامل کر کے چار سو کے قریب ہیں۔ حق پرستوں کی اتنی تعداد بھی غنیمت ہے۔

یہاں صرف جمعہ ہی کی نمازیں نہیں بلکہ تمام نمازوں میں عورتیں مردوں ہی کی طرح مسجدوں میں جا کر شریک ہوتی ہیں۔ البتہ اکثر مسجدوں میں عورتوں کے لئے علیحدہ جگہ مخصوص ہے اور عورتوں مردوں کے درمیان پردہ حائل ہے۔ مگر مسلم مشن کمیونٹی کی مسجد میں یہ بات نہیں وہاں مردوں اور عورتوں کے درمیان کسی طرح کا کوئی پردہ نہیں، عورتیں مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑی ہوتی ہیں، نماز کے بعد اگر کوئی جلسہ ہو تو اس میں بھی پورا حصہ لیتی ہیں۔ اور مقرر سے کسی بات کی وضاحت کرانی ہو تو نہایت آزادی سے اس کے متعلق بھی سوال پوچھ لیتی ہیں۔

۱۷ فروری کی شب کو برازیلین مسجد میں میری تقریر ہوئی۔ مسٹر سلیمان اولوسالو یڈورسنے یوروبو میں ترجمہ کیا۔ کوئی تین سو آدمیوں کا مجمع تھا۔ یہ مسجد ان لوگوں کی تعمیر کردہ ہے جو غلامی کے زمانے میں برازیل پہنچائے گئے تھے۔ مگر غلامی کے ختم ہونے کے بعد اپنے وطن واپس چلے آئے۔ پرتگالیوں نے جنگ میں انہیں غلام بنایا تو ان کو جبراً عیسائی بھی بنا لیا گیا اور ان کو پرتگالی نام بھی دے دیئے گئے۔ مگر جو لوگ واپس نائیجیریا چلے آئے انہوں نے مسیحیت کا جامہ تو اتار کر پھینک دیا مگر پرتگالی نام ترک نہ کئے اور ابھی تک پیڈرو اور سالویڈور جیسے ناموں سے ہی مشہور ہیں۔

۱۳ مارچ کو لیلۃ القدر کی تقریب پر جماعت الاسلامیہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ صرف میری تقریر ہوئی، صدر جماعت مسٹر لیگوڈا نے یوروبو میں ترجمہ کیا۔ مجمع کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہی ہوگی۔ چیف امام مسٹر اگسٹو بیرسٹر ایٹ لاء مسٹر لاوالے صدر جلسہ اور بعض دوسرے معزز مردوں اور عورتوں نے میرے حق میں تعریفی کلمات کہے اور میری ہر طرح سے مدد کرنے کا وعدہ کیا۔

(خاکسار۔ بشیر احمد منٹو۔ بیگوس۔ نائیجیریا۔ ۵ مارچ ۱۹۶۲ء)

جناب مرتضیٰ خان صاحب جائیں گے۔ بہرحال وقت طے کیا گیا۔ اور وقت مقررہ پر میں اور خان صاحب حضرت امیر کی کوٹھی پر پہنچ گئے، آپ برآمدہ میں تشریف فرما تھے کچھ پروف دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی ملاقاتیوں کا بھی ایک ہجوم تھا۔ سب سے پہلے میری اور خان صاحب کی طرف دیکھا۔ خان صاحب نے میرا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ حکیم شاہ نواز صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے میری طرف توجہ سے دیکھا اور سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ "جمعہ باقاعدہ پڑھتے ہو یا نہیں" میں ابھی جواب نہ دینے پایا تھا کہ جناب خان صاحب نے کہا کہ حضور یہ تمام نمازیں باقاعدہ پڑھتا ہے۔ اس کے بعد حضرت امیر نے بالتفصیل میرے ہر ایک بھائی اور والدہ صاحبہ سے متعلق استفسار کیا۔ میں اس وقت ایک سطحی آدمی تھا آپ کے اس سوال سے کہ "جمعہ باقاعدہ پڑھتے یا نہیں" چونکہ میرا خیال تھا کہ آپ کو جب علم ہوگا کہ میں کس خاندان کا فرد ہوں تو آپ بہت خوش ہوں گے اور میرے آنے کو

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہارات کے پیچھے)

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء

صالح معاشرہ کی ضرورت

پاکستان کے قیام کا اوّل و آخر مقصد صرف یہی تھا، کہ ہم اسلامی آئیڈیالوجی اور اس کی اقدار کا عملی مظاہرہ کریں گے اور یہ کہ ہم ایک ایسے صالح معاشرہ کی تعمیر کریں گے کہ ہر شخص خدا کے عذاب و ثواب کے تصور سے زندگی بسر کرے اور عامۃ الناس کے ساتھ اس کا عام رویہ انسانیت کے تقاضوں کے مطابق ہو مگر یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ہم اس مقصد میں بہت بری طرح ناکام ہیں۔ ملک میں ہر لمحہ برائیوں کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں سے خوف خدا اور فکر آخرت کی مقدس پنکھڑیاں مرجھا رہی ہیں اور ان کے دل و دماغ پر گمراہی اور بے راہ روی کی اکاس بیل پوری طرح پھیل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ جرم و گناہ کا آماجگاہ بن گیا ہے اور مجلسی زندگی بےچینی اور انتشار کی شکار ہے۔ اس بدحالی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے حقیقی مقصد کو چھوڑ کر فرنگی تہذیب کا بری طرح پیچھا کر رہے ہیں۔ مغرب کی کونسی لعنت نہیں جو ہماری زندگی کی اچھائی نہ بن گئی ہو، اندھی تقلید نے ہماری معاشرت کے ذہن کو کھوکھلا اور اس کی روح کو بانجھ کر دیا ہے۔

نوبت بآں رسید کہ ملکی معاشرت ان خرابیوں اور برائیوں کے خلاف سراپا احتجاج بن چکی ہے۔ اس خرابے میں تعلیم، فلم اور ادب کا بڑا دخل ہے۔ یہ تین شعبے ایسے ہیں جن کا اثر کسی معاشرہ کی تعمیر و تخریب میں غالب اور فوری ہوتا ہے آج تک ہم نے ان تینوں شعبوں سے تعمیر کا نہیں تخریب کا کام لیا ہے اور ان سے صالح معاشرہ کے وجود کے لئے اسلامی اقدار کو استوار کرنے کا راست کام نہیں لیا گیا بلکہ مغرب کی بھونڈی نام نہاد تہذیب کی نشر و اشاعت اور اس کا پرچار کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے فکر و نظر میں آوارگی بڑھ گئی ہے، اخلاق بگاڑ کی راہیں استوار ہو رہی ہیں اور جذبات کی تعلیم و تہذیب کی بجائے ان کے اندر جرم و گناہ کی افزائش ہو رہی ہے جو عطیہ ان تینوں شعبوں نے ہمارے معاشرہ کو بخشا ہے وہ ایک جب راثم پیشہ تحریک "ٹیڈی ازم" ہے۔ ٹیڈی ازم کا بڑھتا ہوا رجحان ایک طرف تو ہمارے اخلاق اور معاشرتی اور مجلسی اقدار کی تباہی کا باعث بنتا جا رہا ہے دوسری طرف قوم کے نوجوان طبقہ میں مجرمانہ ذہنیت پیدا کر رہا ہے۔ چست قمیص اور ستوین پتلونوں والے یہ بانکے نوجوان سرِ کہیں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ قوم کی بیٹیاں تنگ شلوار کا کولا مارکہ چست قمیص اور گلے میں بل کھاتی ہوئی نائیلون کی پٹی پہن کر سینہ تانے زمانہ جہالت کی نیم برہنگی اور نمائش حسن کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہیں۔ اسلام کے ان ننھے بچیوں کی نظروں میں خود اپنی ملک و قوم کی تہذیبی اقدار کا کوئی مقام نہیں رہا۔ اسلامی شعائر کا احترام ان کے نزدیک بیوقوفی اور دقیانوسی کا دوسرا نام ہے۔ مشرق کے بچے شب و روز مغربی تہذیب کی نقالی میں مصروف ہیں جنس کا شتاملی، ڈاور پیرس کا ہر آتا بہت جلد پاکستان کے عریاں پسندوں کا چڑھاوا بن جاتا ہے۔ بدقسمت قوم ٹڈی دل کی طرح رینگتے پھرتے ہیں اور معاشرہ کے دل و دماغ کی روحانی توانائی اور بالیدگی کو چاٹ رہے ہیں سیٹیاں بجانا، بدکلامی کرنا، راہگیروں پر آوازے کسنا اور اخلاق سوز حرکتیں ان کا شغل ہے گلبرگ اور سمن آباد کی جنت گاہیں راوی کے کنارے۔ شالیمار باغ اور مقبرہ جہانگیر کے وسیع و عریض لان۔ سکولوں کالجوں کی دیواریں ان ٹیڈیوں کے اختلاط، رقص و سرود، شور و غوغا۔ کھیلوں مقابلوں اور آوارہ سینموں سے مانوس ہیں۔ پاکستانی قوم کی یہ اولاد جس مقصد زندگی کی خوگر ہو رہی ہے۔ ڈر لگتا ہے کہیں قوم کی قوم ہی لہو و لعب اور کھلنڈرے پن کا شکار نہ ہو جائے۔ ہمارے پاکستانی ثقافت پسندوں نے قومی اور بین الاقوامی تقریبات کے نام پر کالجوں اور سکولوں کی بچیوں کو رقص و سرود کی اسٹیج پر لا کھڑا کیا اور گھنگرو اور پائل کی جھنکار سے آشنا کر دیا ہے مستزاد یہ کہ حال ہی میں موسیقی کو بھی ایک علم کی حیثیت سے تعلیمی اداروں میں جاری کر دیا گیا ہے۔ قوم کے ننھے بچیاں دین سے واقف ہوں نہ ہوں مگر تان سین اور بیجو باورے کی تانوں اور سروں اور راگوں سے ضرور واقف ہو جائیں گی۔ اور کتھک ناچ۔ منی پوری ڈانس اور لوک ناچ کے تمام آداب سیکھ کر طاؤس و رباب کی معراج حاصل کرے گی۔ اور جب یہ معراج کسی قوم کو حاصل ہو جائے۔ تو تاریخ نے اسے کبھی معاف نہیں کیا ہے۔ خدا نہ کرے ہم اس انجام بد کو دیکھیں مگر جس طرح ہم نے اسلام کی فطری قیود کو توڑ کر رکھ دیا ہے اس کا انجام اچھا دکھائی نہیں دیتا۔ عورت کی گود مستقبل کی قوم کا گہوارہ ہوتی ہے۔ مگر ہم نے اس چراغ خانہ کو شمع محفل بنا دیا ہے یوں ہم اپنی حرمت و ناموس کو برسر عام لے آئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنی انفرادیت اور شخصیت کو کھو رہے ہیں اور ذہنی طور پر اتنے مفلوج ہوتے جا رہے ہیں کہ ہمارا ... ذہن حسن و آرائش اور عیش و نشاط کے علاوہ زندگی کی بلند اقدار کے بارے میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔ گویا ہمارے سامنے معاشرہ کی فلاح و بہبود کا کوئی مسئلہ ہی نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ہم اس ذہنی فالج کو آزادی کا نام دیتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ اس نام نہاد آزادی سے انسانیت اور اخلاق کی بلند قدریں اور قومی روایات دم توڑ رہی ہیں۔ اور ہمارے معاشرے کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جا رہی ہیں۔

ہمارے معاشرے کی یہ بربادی اور تباہی محض اسی لئے ہے کہ ہم زندگی کے ہر تعلق میں اسلام کی فطری قیود کو توڑنے کے مرتکب ہوئے ہیں ہم نے اپنی تہذیب و ثقافت کے حقیقی اور فطری سرمایہ کو صحرائے زندگی کی ویرانیوں میں گم کر دیا ہے۔ ہمیں فکر کرنا چاہیئے کہ کہیں فرنگی تہذیب و ثقافت کے تھپیڑوں کی نذر نہ ہو جائیں اگر ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ اس وقت ہماری فوری ضرورت اسلامی حکومت کا قیام نہیں بلکہ اسلامی معاشرہ کے قیام کی ہے تا ایسی نسل وجود میں آئے جو ذہنی اور فکری اعتبار سے اپنی پیش رو نسل سے بہتر نہ سہی اس کے برابر ہی ہو اور اس میں روحانی توانائی اور بالیدگی کے آثار نظر آئیں۔ اگر ہم پاکستان میں صالح معاشرہ برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اسلامی حکومت کا جنم قدرتی ہے۔ صالح معاشرہ کا قیام۔ مجلسوں، مباحثوں، مذاکروں، اور قرارداد وں سے نہیں بلکہ عملی اور ہمہ گیر اصلاح کی ضرورت ہے ایسی اصلاح جس کی بنیادیں اسلامی اقدار پر ہوں۔ اور صرف اسلامی اقدار کی بحالی سے ہی صالح معاشرہ کی تعمیر ممکن ہے۔ اور چونکہ ہم نے پاکستان محض اسلام کے لئے حاصل کیا ہے اس لئے اسلامی اقدار کے احترام و انصرام سے ہی اس کا وجود قائم رہ سکتا ہے۔

(بی اے سوز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

جلسہ کی تاریخیں بروز ہفتہ اتوار ۱۴، ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء مقرر کی گئی ہیں، جلسہ حسب سابق جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر میں منعقد ہوگا۔ شمولیت کیلئے صلائے عام ہے طعام و قیام کا بندوبست کیا جائیگا احباب موسم کے لحاظ سے بستر ساتھ لاویں اور سیدھے سکول میں پہنچ جاویں نیز اپنی آمد سے پانچ دن قبل اطلاع سیکرٹری جماعت راولپنڈی کو دے دینا ضروری ہے پروگرام عنقریب شائع کر دیا جائیگا مستورات کے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہوگا۔

نوٹ:- بروز ہفتہ ۱۴ اپریل کو ایک اجلاس ۹½ سے ۱۲ بجے تک عورتوں کا ہوگا۔

نیازمند ظفر اللہ خاں
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی
کوچہ حکیم شاہ نواز۔ کالج چوک۔
راولپنڈی شہر

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود بھی ایسا ہی ہوا ہے

جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے ہیں

(قسط چہارم)

مولوی کرم دین آف بھیں کے مقدمہ کی ابتداء کیسے ہوئی۔

گذشتہ قسط میں ان مقدمات کا پس منظر پیش کیا گیا تھا جو مولوی کرم دین آف بھیں نے حضرت مسیح موعود اور حضور کے بعض اصحاب کے خلاف دائر کئے تھے اور ساتھ ہی حضور کے وہ الہامات بھی درج کئے گئے تھے جو اس قسم کے مقدمات کے دائر ہونے کے متعلق حضورؑ پر نازل ہوتے تھے حالانکہ اس قسم کے مقدمات دائر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہ تھی اور پھر وہ الہامات بھی درج کئے گئے تھے جو ان حالات پر روشنی ڈالتے تھے جن میں سے ان مقدمات نے گذرنا تھا اور یہ سب الہامات پوری آب وتاب کے ساتھ پورے ہو کر مومنوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے جیسا کہ دوران مقدمات میں پیش آنے والے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے اب اس قسط میں یہ بتلایا جائے گا کہ ان مقدمات کی ابتداء کس طرح ہوئی اور الہامات الٰہی کے ماتحت کن کن اطوار سے یہ گذرتے رہے اور آخر ان کا انجام کیا ہوا اور اس ضمن میں کیا کیا الہامات خدا کے مامور پر نازل ہوتے اور وہ کس صفائی سے پورے ہوئے۔

مولوی کرم دین کے خطوط کا مضمون

گذشتہ قسط میں یہ بتلایا جا چکا ہے کہ مولوی کرم دین آف بھیں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں اپنے خطوط کے ذریعہ حضور کے ساتھ اپنے اخلاص اور حضور کے دعاوی کے متعلق اپنی حسن ظنی کا ذکر کرتے ہوئے حضور کو اطلاع دی تھی کہ پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ نے حضور کی کتاب اعجاز المسیح کے جواب میں جو کتاب سیف چشتیائی شائع کی ہے وہ مولوی محمد حسن آف بھیں کے ان نوٹوں کا سرقہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہونے والے نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر جواب دینے کی نیت سے لکھے تھے۔ پیر صاحب نے بعینہٖ ان نوٹوں کو نقل کر دیا ہے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا اور ساتھ ہی پوری کوشش کر کے وہ دونوں کتابیں محمد حسن کے لڑکے سے بعوض کچھ روپے لے کر حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بھجوا دیں ایسے شخص کے ساتھ مقدمات کے شروع ہونے کی ظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی۔

الحکم کا خطوط کو شائع کر دینا اور اس کا نتیجہ

لیکن ایڈیٹر الحکم نے یہ دیکھ کر کہ پیر صاحب کے سرقہ کا راز طشت از بام ہو جانا خدا کا عظیم الشان نشان ہے جو دیگر نشانوں کے ساتھ مل کر خدا تعالےٰ کے الہام منعہ مانع من السماء اور من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتذمر کے ..... پورا ہونے سے ظاہر ہوا ہے اور جو تمام طالب حق کے ایمانوں میں بصیرت پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اپنے پرچہ الحکم کی ۷ ستمبر ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں مولوی کرم دین کے ان خطوط کو شائع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اور ان کے مریدوں میں کھلبلی پڑ گئی جس کے نتیجہ میں مولوی کرم دین پر زور ڈالا گیا کہ وہ کسی ایسے طریق سے اپنے ان خطوط کی تردید شائع کرے کہ الٹا حضرت مرزا صاحب اس کی زد میں آجائیں مولوی کرم دین کا ایمان اتنا مضبوط نہ تھا کہ وہ اس زبردست انسانی دباؤ کے مقابلہ میں ارشاد خداوندی لا تکتموا الشهادة ومن يكتمها فانه اثم قلبه کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے پہلے سچے بیان پر قائم رہ سکتا۔

مولوی کرم دین صاحب کا سراج الاخبار میں مضمون شائع کرنا

اس لئے اس شدید دباؤ کی تاب نہ لا کر اس نے جہلم کے ایک اخبار سراج الاخبار نامی میں ۶ر اکتوبر و ۱۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو دو آرٹیکل شائع کروائے ان دونوں میں حضرت مرزا صاحب پر مضحکہ اڑاتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اس نے جو حضرت مرزا صاحب کو خطوط لکھے تھے ان میں محض دھوکہ وفریب سے کام لیا گیا تھا۔

سیشن جج صاحب کے ریمارکس

ان دونوں آرٹیکلوں کے متعلق جو ریمارکس سیشن جج صاحب امرتسر نے اپنے فیصلہ میں درج کئے ہیں ان کا اس جگہ ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا وہ لکھتے ہیں:۔

" خطوط جو تین ماہ یا کچھ عرصہ پیشتر شائع کئے گئے جن سے مرزا صاحب کے دعاوی کا مضحکہ اڑ گیا ایک نہایت ہی رنجدہ اور شدید حملہ تھے جو کبھی مستغیث (مولوی کرم دین) کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تھا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تھے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان (حضرت مرزا صاحب اور حضور کے مرید مولوی حکیم فضل دین صاحب مرحوم جن کے خلاف مقدمہ تھا) نے طبعاً مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے .... آرٹیکلوں کی بابت یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ان سے ایک دانستہ منصوبہ چال بازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطروں میں دنیا کے سامنے فخر کیا گیا ہے ــــ نویسندہ (مولوی کرم دین) اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالباً اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہیں کرتا ــــ مرزا صاحب کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تھا ہر ایک شخص کو مرزا صاحب کی حیثیت کا اندازہ مرزا صاحب کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ ان الہامات کی تردید کرنا جو خود اس کے اور اس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جائیں اپنا فرض سمجھتا ہے .... اگر ملزم (حضرت مرزا صاحب) مستغیث (مولوی کرم دین) کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اس کی مذہبی حیثیت خطرہ میں پڑ جاتی "

حضرت مرزا صاحب نے سخت الفاظ کیوں استعمال کئے۔

حضرت مرزا صاحب نے مولوی کرم دین کے حق میں الفاظ کذاب لئیم اور مرتکب بہتان استعمال

کئے گئے تھے جن کی بناء پر مقدمہ دائر ہوا تھا یہ الفاظ حضور نے مولوی کرم دین کے ان آرٹیکلوں کے جواب میں استعمال کئے تھے جو سراج الاخبار میں اس کی طرف سے نکلے تھے اور جن کا ذکر سیشن جج صاحب کے فیصلہ میں کیا گیا ہے سیشن جج صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب ان کی تردید نہ کرتے تو ان کی مذہبی حیثیت خطرہ میں پڑ جاتی خود حضرت مرزا صاحب بھی اس فیصلہ سے کافی عرصہ قبل اپنے ایک اشتہار "ایک واقعہ کا اظہار برائے خدا اسے ضرور پڑھو" میں پہلے ان الفاظ کے استعمال کی یہی وجہ بیان فرما چکے تھے یہ اشتہار اس وقت شائع کیا گیا تھا جبکہ مقدمہ گورداسپور کی عدالت میں دائر تھا اس وقت قوم کے بعض ہمدرد مسلمان معززین نے فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی تھی جو ناکام رہی کوشش کی ناکامی مولوی کرم دین کے مختلف بہانوں کی بناء پر تجویز صلح کو قبول کرنے سے انکار کر دینے کی وجہ سے تھی اس پر حضرت مرزا صاحب کو مندرجہ بالا اشتہار کے ذریعہ اپنی پوزیشن کو واضح کر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی تا پبلک کہیں یہ نہ سمجھ لے کہ حضور کی طرف سے اس تجویز کو قبول کرنے سے پس و پیش کیا گیا ہے بہرحال اس اشتہار میں حضور نے جو وجہ ان الفاظ کے استعمال کی لکھی ہے قارئین کرام کی آگاہی کے لئے اس کا درج کر دینا ضروری ہے تا اصل حقیقت ان کے سامنے آ جائے حضور فرماتے ہیں:۔

حضرت مرزا صاحب کی بیان کردہ وجہ

"مولوی کرم دین نے سراج الاخبار والے مضمون آرٹیکلو میں یہ ظاہر کیا کہ جو خطوط اس نے حضرت مرزا صاحب کو لکھے تھے وہ جعلی اور جھوٹے ہیں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے میں نے اسے دھوکہ دیا اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر ان کو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے پھر اس دھوکہ کے ذریعہ چھ روپے بھی حاصل کئے .... اس کے علاوہ میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شائع کیا کہ گویا میں جو بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی اور اس بے جا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی ٹھوکر کھانے کا خوف ہوتا تھا اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے اس کے دفعیہ کے لئے عدالت کی طرف رجوع کرنے کی بجائے پہلے تو انتظار کیا کہ مولوی کرم دین خود ہی تردید کر دے لیکن جب اس نے ایسا نہ کیا تو میں نے خود اپنی کتاب مواہب الرحمان میں ان الزامات کی تردید میں لکھا کہ "یہ شخص ...... جو مجھ پر الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب لئیم اور بہتان کا مرتکب ہے۔ یہ الفاظ دراصل وہی تھے جن کا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایۃً و صراحۃً ظاہر کر چکا تھا اور مان چکا تھا کہ میں نے دھوکا دیا دنیا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بن کر خدا تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں وہی ان مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بے جا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ ان کے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جب تک وہ الزام ان کے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کے لئے اپنے سر پر رکھیں"

اس کے متعلق حضور نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال دی کہ انہوں نے زنا کی تہمت سے بری ہونے کے بغیر قید خانہ سے باوجود رہائی مل جانے کے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔

صلح کی کوشش کرنیوالوں کو جواب

فرماتے ہیں اس لئے میں نے ان لوگوں کو جو صلح کی کوشش کر رہے تھے صاف کہہ دیا کہ:۔

"اگر مولوی کرم دین عدالت کے روبرو اقرار کر لے کہ خطوط متحولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار اسی کے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں (یہ اس لئے کہا کہ مولوی کرم دین عدالت میں یہ کہتا تھا کہ یہ آرٹیکل مرزا صاحب کے کسی مرید نے اس کے نام پر شائع کر دیئے ہیں) تو پھر میں اس سے صلح کر لوں گا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کے لئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جائیگا لیکن مولوی کرم دین نے اس بات کو نہ مانا"

پھر تجویز ہوئی کہ فریقین الگ الگ پرچے لکھیں حضور نے اپنے لئے یہ الفاظ تجویز کئے:۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے الفاظ کذاب - بہتان - لئیم مولوی کرم دین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے تھے کہ خطوط متحولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار مولوی کرم دین کے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو"

اسی طرح مولوی کرم دین قسم کھا کر لکھے کہ خطوط اور مضامین میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسے بھی مولوی کرم دین نے منظور نہ کیا حالانکہ وہ عدالت میں حلف اٹھا کر یہی بیان دے چکا تھا۔

پھر یہ الفاظ تجویز ہوئے:۔

"اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کے لئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"

ان الفاظ کو بھی اس نے منظور نہ کیا اور صلح کی کوشش ختم ہو گئی۔

اشتہار دینے کی وجہ

آخر میں حضور اس اشتہار کے دینے کی یہ وجہ بیان فرماتے ہوئے کہ لوگوں پر روشن ہو جائے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے لکھتے ہیں:۔

مجھ پر یہ الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے جس کے دفعیہ کے لئے میں نے کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھ دیا کہ میری آبرو ریزی کرنے والا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے اور اس کے یہ فعل کمینوں کے ہیں جس پر میں عدالت میں کھینچا گیا"

الفاظ کا استعمال مجبوری کے ماتحت

قارئین کرام نے دیکھ لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف سے جو سخت الفاظ استعمال کئے گئے وہ کس مجبوری کے ماتحت لکھے گئے تھے عدالت عالیہ نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے بلکہ اس نے تو اپنے فیصلہ میں یہاں تک لکھا ہے:۔

"ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہاں تک درست تھا کہ ہم مستغیث (مولوی کرم دین) کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکورہ کسی قدر اس سے بڑھ کر بھی ہوتے"

پیر کا دن یاد رکھا جائے

مقدمہ کے تفصیلی حالات بیان کرنے سے قبل میں قارئین کرام کی خدمت میں عرض کر دینا کہ وہ اسی بات کو خاص طور پہ ذہن نشین کر لیں کہ ان مقدمات کی ابتداء

مولوی کرم دین کے ان مضامین کی وجہ سے ہوئی جو ۶ اور ۱۳ اکتوبر کو سراج الاخبار میں شائع ہوئے اور ان دونوں تاریخوں کا دن "پیر" کا دن تھا یہ میں نے اس لئے لکھا ہے کہ ایک اہم پیشگوئی کا تعلق پیر کے دن کے ساتھ ہے جس کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائے گا۔

اس خاص مقدمہ کی اہمیت

حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو واضح کرنے کے بعد اب میں اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ پہلے دو مقدموں کے مقابلہ میں اس خاص مقدمہ کی کیا اہمیت ہے، سو واضح ہو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے خاص مقبول بندوں پر جو ابتلا وارد کئے جاتے ہیں اور جن مشکلات میں انہیں مبتلا کیا جاتا ہے ان کی غرض صرف اس قدر ہوتی ہے کہ اہل دنیا پر ان کی استقامت اور ان کے ایمان اور تعلق باللہ کی گہرائیوں کو نمایاں کیا جائے اور ان پر ثابت کر دیا جائے کہ یہ مقبولانِ الٰہی کس قدر استقلال اور صبر سے خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے خندہ پیشانی سے تیار رہتے ہیں اور ابتلاؤں کو انعام سمجھنے میں کس قدر خوشی و مسرت محسوس کرتے ہیں اور اپنے رب کی نصرت اور تائید پر کس قدر یقین اور وثوق انہیں حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی مایوسی ان کے قریب نہیں پھٹکتی بلکہ مکمل اطمینان قلب سے ہر مصیبت میں اپنے مولےٰ کی مدد کے منتظر رہتے ہیں۔ گھبراہٹ اُن سے کوسوں دُور رہتی ہے اور انہیں پورا یقین ہوتا ہے کہ ان تمام مشکلات اور مصائب کا انجام ان کے حق میں بہتر ہی ہوگا اور الٰہی وعدہ اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم و رحمۃ واولٰئک ھم المھتدون کے ماتحت ان مشکلات کا خاتمہ خدا کی عام و خاص رحمتوں کے نزول اور قرب الٰہی میں ترقی پر ہوگا چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے اور خدا کی طرف سے مامور اسی غرض سے ہوئے تھے کہ دنیا پر اس حقیقت کو ثابت کر کے دکھلائیں کہ مقبولانِ الٰہی کی جو علامات قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں وہ سب کی سب آپ کے وجود میں پائی جاتی ہیں اس لئے مقبولان الٰہی کی مندرجہ بالا صفات کو آپ کے وجود میں ثابت کرنے کے لئے آپ پر بھی ایسے ابتلاؤں کا آنا اور ایسی مشکلات میں مبتلا کیا جانا ضروری تھا چنانچہ اس خاص مقدمہ کی نوعیت اسی قسم کی تھی اس نے اس امر کو پوری وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا کہ کوئی مصیبت بھی خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو آپ کے پائے استقلال میں ذرّہ بھر بھی لغزش پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوسکتی تھی اور نہ ہی آپ کے تعلق باللہ میں خلل انداز ہوسکتی ہے چنانچہ اس مقدمہ کے حالات کا مطالعہ کرنے والے دیکھ لیں گے کہ دوران مقدمہ میں دشمنوں کی طرف سے جب جب آپ کو گرانے کے لئے کوشش ظہور میں آتی تھی تو توں خدا کی طرف سے تسلی آمیز الہامات سے آپ کو نوازا جاتا تھا اور اپنی نصرت اور مدد کا یقین دلایا جاتا تھا انجام کار کامیابی سے ہمکنار ہونے کا وعدہ دیا جاتا تھا علاوہ ازیں قانون الٰہی أحسب الناس ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون کے ماتحت یہ مقدمہ افراد جماعت کے ایمانوں کی آزمائش کا بھی موقعہ بہم پہنچا رہا تھا۔ کیونکہ اس مقدمہ میں ایسے حالات پیش آتے رہے ہیں جو کچے ایمان والوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتے تھے۔ مگر خدا کے فضل سے جماعت بھی اس آزمائش میں پوری اُتری اور لغزشوں سے محفوظ رہی اور بالآخر یہ مقدمہ ان کے لئے بھی ازدیاد ایمان کا موجب ثابت ہوا۔

ایک الہام

اس مقدمہ کے دوران میں حضرت مرزا صاحب کو ایک الہام ہوتا ہے اصانین ایات یعنی اس مقدمہ میں گوناگون نشانات کا ظہور ہوگا سو اس مقدمہ کی تفصیل میں نشانوں کے شمار کے ذریعہ ہی کروں گا۔

نشان اوّل

اخبار الحکم کی دس دسمبر ۱۹۰۱ء کی اشاعت میں حضرت مرزا صاحب کی ایک رؤیا ان الفاظ میں شائع ہوتی ہے:۔

"حضور نے ۲۶ یا ۲۷ اگست ۱۹۰۱ء
یا اس کے قریب ایک دن فرمایا
ہم نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک
شخص نے قے کی ہے اور اس پر
کپڑا دے کر اسے چھپاتا ہے"

حدیث نبویؐ میں صدقہ دے کر واپس لینے کو قے سے تشبیہ دی گئی ہے اور صدقہ صرف مال کا ہی نہیں ہوتا بلکہ قول معروف بھی صدقہ میں ہی داخل ہے۔ قارئین کرام گذشتہ اقساط میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مولوی کرم دین آف بھین نے باوجود اس کے کہ انہیں حضرت مرزا صاحب سے کوئی تعلق نہ تھا پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ کے سرقہ کی اطلاع حضور کو ۲ اگست ۱۹۰۲ء کو دی اور اپنی پوری کوشش صرف کر کے مولوی محمد حسن فیضی کے لڑکے کو آمادہ کر کے اس سے کچھ روپے کے عوض دونوں کتابیں اعجاز المسیح اور شمس بازغہ حضرت مرزا صاحب کو بھجوائیں یہ ایک قسم کا احسان اور صدقہ تھا جو اس سے وقوع میں آیا لیکن بعد ازاں اس نے جہلم کے ایک اخبار سراج الاخبار نامی میں اسے واپس لے لیا گویا حدیث کی رُو سے اُس نے قے کی اور پھر عدالت میں حلف اٹھا کر جھوٹے بیان کے ذریعہ یہ کہکر کہ سراج الاخبار والے مضامین اس کے نہیں ہیں اس نے قے کو چھپانے کی کوشش کی اور اس طرح حضرت مرزا صاحب کے اس رؤیا کو قریباً ایک سال کے بعد پورا کر کے دکھلا دیا حالانکہ جس وقت یہ رؤیا دکھائی گئی تھی اس وقت ان باتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا ایسے ہی امور اللہ تعالےٰ کے عالم الغیب ہونے پر کھلی کھلی شہادت دیتے ہیں۔

نشان دوم۔ سوم و چہارم

حضرت مرزا صاحب کو اسی مقدمہ کے دوران الہام ہوتا ہے "یوم الاثنین وفتح الحنین" یعنی پیر کا دن اور حنین کی فتح یہ الہام تین زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو عظیم الشان غیب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں، ایسا غیب جس تک انسانی دماغ کی رسائی نہیں ہوسکتی اور پھر یہ الہام ایسے وقت میں ہوتا ہے جبکہ حالات بظاہر فتح کے بالکل مخالف نظر آ رہے تھے۔ یہ الہام صرف فتح کی ہی بشارت نہیں دیتا بلکہ یہ بھی بتلاتا ہے کہ شکست کے بعد فتح ہوگی گویا فتح الحنین کے الفاظ میں دو نشان بتلائے گئے ہیں، اوّل مقدمہ کے فیصلہ کا خلاف ہونا اور دوم فتح کا ہونا۔ اسلامی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ جنگ حنین میں پہلے اسلامی فوج دشمنوں کے تیروں کی تاب نہ لا کر میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی تھی، اس شکست کے بعد خدائی نصرت نے ایسا زبردست کرشمہ دکھلایا کہ اسلامی فوج سنبھل گئی اور اس نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور جنگ کا خاتمہ حضرت نبی کریم صلعم کی فتح پر ہوا پس اس مقدمہ میں بھی ایسا ہی ہوا پہلی عدالت نے جرمانہ کی شکل میں سزا دے دی اور دشمن کو خوشی کرنے اور حضرت مرزا صاحب پر ہنسی اڑانے کا موقعہ ہاتھ آگیا لیکن بعد میں اپیل کے نتیجہ میں نہ صرف فتح حاصل ہوئی بلکہ جرمانہ بھی واپس مل گیا۔

یہ تو الہام کے ایک حصہ "فتح الحنین" کی کیفیت ہے۔ تیسرا نشان یہ ہے کہ اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کا پیر کے دن کے ساتھ بھی خاص تعلق ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی کرم دین نے جو مضامین سراج الاخبار میں شائع کئے وہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع کئے اور یہ دونوں تاریخیں پیر کے دن ہی واقع ہوئی تھیں اور یہی دونوں مضامین ان تمام مقدمات کی بنیاد بنے جو فریقین میں ہوئے علاوہ ازیں پہلی پیشی ان مقدمات کی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو مقرر ہوئی اور یہ بھی پیر کا ہی دن تھا۔

مقدمات کے اہم واقعات اور پیر کا دن

اس مقدمہ میں اہم واقعات بھی پیر کے دن ہی رونما ہوتے رہے ہیں چنانچہ ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کی رات کو حضور کو کامیابی کی خوشخبری پر مشتمل ایک زبردست الہام ہوتا ہے اور ۲۹ جون بھی پیر کا ہی دن تھا اس الہام کی تفصیل حضرت مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں ہی حسب ذیل ہے:۔

(باقی بر صفحہ ۱۳)

خلق عظیم کی تعلیم دینے والا مذہب جس نے انسانیت کی حقیقی خدمت کی اسلام ہے

قرآن کا خدا رحمان و رحیم اور مغفرت و بخشش والا خدا ہے جابر و ظالم نہیں

عیسائی بھائیوں سے غور و فکر کی اپیل

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نٓ والقلم وما یسطرون - ما انت بنعمۃ ربک بمجنون - وان لک لاجراً غیر ممنون - وانک لعلیٰ خلق عظیم - (سورۃ القلم)

حضرت اکرم صلعم کا خلق عظیم

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے - کہ آپؐ بہت بلند اخلاق والے واقع ہوئے ہیں آپؐ خلق عظیم پر سوار ہیں - اور دوسری جگہ یہ بھی فرمایا وکان فضل اللہ علیک عظیما - یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم کس طرح آپؐ پر نازل ہوا - فضل کو کشش کرنے والی کیا چیز تھی؟ آپؐ کا خلق عظیم تھا جس نے فضل عظیم کو کھینچا -

مثالی سلطنت

اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عظیم مذہب کی بنیاد رکھی - اس مذہب کا پھل قوم نے کھایا - بدو شتربان بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک ہو گئے یہ ایک مثالی سلطنت تھی جس کو چلانے والے مثالی بادشاہ تھے - وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح کچھ لیتے دیتے نہیں تھے کوئی ذاتی منفعت انہیں پیش نظر نہ تھی - انہوں نے اپنے لئے اور اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کے لئے جاگیریں حاصل نہیں کیں بلکہ انہوں نے رعایا کی بھلائی کے لئے انتہائی جدوجہد کی اور ان کی خدمت گذاری میں زندگی بسر کی -

حقیقی اخوت عامہ کا قیام

ان عظیم الشان کارناموں کے علاوہ سرور کائنات نے حقیقی اخوت عامہ قائم کی - ایسی اخوت کہ اہالیان یورپ کا جو فرد بھی اسلامی ممالک میں جاتا ہے جب وہ اس لاجواب اخوت اور مساوات کا مشاہدہ کرتا ہے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ....

- - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - -

- - - - مساوات کے لئے تمام قوموں کے دل تڑپتے ہیں - لیکن وہ مساوات صرف ممالک اسلامیہ میں ہی پائی جاتی ہے - مساوات یہاں تک قائم کی گئی کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی وہی قاعدہ اور وہی قانون تھا، جو کسی عامی کے لئے - چنانچہ وہ فرماتے ہیں :- انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم - کہ میں بھی ڈرتا ہوں کہ اگر احکام الٰہی کی نافرمانی کر بیٹھوں .. تو عذاب الٰہی کا مستوجب ہوں گا - اور یہ بھی فرمایا کہ میری بیویاں اگر قانون کی خلاف ورزی کریں دوگنی سزا پائیں گی - اللہ اللہ کیا کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا ہے جس نے مساوات کو اس درجہ تک پہنچایا ہو، بادشاہ کو تو قانون سے مستثنے کیا جاتا ہے THE KING CAN DO NO WRONG - بادشاہ جو کچھ کریں وہ غلطی نہیں - بادشاہ کو عدالت میں طلب نہیں کیا جا سکتا لیکن مسلمان خلفائے راشدین رضی عدالت میں طلب کئے گئے وہ قاضیوں کے سامنے حاضر ہوئے اور ان کے خلاف فیصلے بھی ہوئے - جن کی انہوں نے بخوشی پابندی کر کے دکھائی -

اخلاق کی بلندی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میری رسالت کی غرض یہ ہے کہ میں اخلاق کو پایہ تکمیل تک پہنچا دوں - ان من خیارکم احسنکم خلقاً - تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں، اخلاق ہی کو دیکھ کر کسی کی اچھائی یا برائی کا پتہ لگ سکتا ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا من افضل النّاس سب سے زیادہ باعزت شخص کون ہے فرمایا اتقاکم - یعنی جو سب سے زیادہ خدا خوف اور نیک عمل ہو وہی عزت و فضیلت کا مالک ہے -

آنحضرتؐ کی صفات عالیہ

اور یہ بھی لکھا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے - وکان رسول اللہ صلعم اشجع الناس آپؐ سب سے زیادہ شجاع تھے وکان اجود الناس اور سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے - وہ نفس پرست نہ تھے - جس قسم کے اموال بھی اُن کے پاس آتے تھے وہ ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے لئے اور اپنے اقربا کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے - وہ دوستوں کے لئے نہایت شفیق تھے او ان ... کے لئے باوفا تھے - ان صفات عالیہ نے قوم کو ان کا پروانہ بنا دیا تھا - حضور اکرم صلعم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :- لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک - اگر آپ متشدد اور سخت دل ہوتے تو لوگ آپ سے بھاگ جاتے - معلوم ہوا کہ رتبہ کشش کا باعث نہیں بلکہ اصل چیز اخلاق ہیں جو لوگوں کو کھینچتے ہیں درشتی اور سخت گیری اور قساوت قلبی لوگوں کو متنفر کرتی ہے -

آنحضرتؐ کی بعثت کی غرض

غرض حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بعثت کی غرض لوگوں کو اچھے اخلاق سکھانا ہے کیونکہ اسی میں ان کی بھلائی ہے - اگر کسی گروہ، کسی جماعت کسی وطن - یا کسی گھر کے لوگوں کی سیرت اور کردار اچھے نہیں، تو وہ گھر کے لئے یا قوم کے لئے یا وطن کے لئے بابرکت ثابت نہیں ہو سکتے - آج پاکستان میں ہر گھر کے اندر اور ہر جماعت کے اندر کردار پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے - کردار کا اچھا ہونا جماعتوں اور وطن کی مضبوطی کا باعث ہے - کردار اور سیرت کے بغیر کوئی وطن قائم نہیں رہ سکتا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تمہارے لیڈر خود غرضی سے پاک رہیں تو صورت حالات اچھی نہیں رہ سکتی - لیڈر اگر نفس پرستی اور خود غرضی پر اتر آئیں اور اپنی اغراض کے لئے جاگیریں اور جائدادیں بنانے لگ جائیں تو قوم برباد ہو جاتی ہے - مذہبی رہنماؤں اور دنیوی لیڈروں کو سب سے بڑھ کر قربانی اور ایثار کی ضرورت ہے - ورنہ ان کے حالات کو دیکھ کر قوم کے دلوں کے اندر شبہات پیدا ہوتے ہیں - جس سے قوم کا شیرازہ تتر بتر ہو جاتا ہے -

صفات الٰہیہ اپنے اندر پیدا کرو

حضور نبی کریم ... صلعم نے اخلاق فاضلہ کا سبق دینے کے لئے خدا تعالےٰ کی صفات کو سامنے رکھا، اور فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ یعنے اپنے تئیں خدا تعالےٰ کی صفات میں رنگین کریں -

قرون اولیٰ کے مسلمان

قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے بعض مقامات پر تقوے کی ایسی ایسی راہیں اختیار کی ہیں جو صرف خدا پرستوں کو نصیب ہوتی

ہوتی ہیں۔ حمص جو عیسائی علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا جب مسلمانوں نے اس علاقہ کو چھوڑا تو ابو عبیدہ بن جراح نے اس علاقہ کے عیسائیوں کو جمع کر کے کہا تمہاری حفاظت کے لئے جو ٹیکس یعنی جزیہ تم سے وصول کیا تھا اس کو ہم واپس کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم تمہاری حفاظت سے دستبردار ہو رہے ہیں، یہ ہے دیانتداری اور یہ ہے تقویٰ کی باریک راہ۔ اس کے مشاہدہ سے وہاں کے لوگوں کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔ ایسے اخلاق ان لوگوں میں نہیں پائے جاتے جو خدا کے منکر ہوں۔

خدا تعالیٰ کی صفات کا نقشہ قرآن میں

قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی ان صفات کا نقشہ کھینچا ہے جن کا رنگ اپنے اندر لینے کی تلقین حضور نبی کریم صلعم نے کی ہے۔ شروع ہی میں فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ کے لفظ میں تمام اعلیٰ درجہ کی صفات پائی جاتی ہیں۔ اللہ کے معنی ہیں مستجمع جمیع صفات کاملہ۔ اس لفظ کا ترجمہ کرنے سے دوسری زبانیں قاصر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا جس خدا نے کائنات کی تخلیق کی اور جس نے تمام اقوام کو پیدا کیا وہ رب العلمین ہے یعنی ساری کی ساری انسانیت کی نشوونما پرورش و تربیت اس نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے وہ ہر قوم پر اپنے افضال و احسانات کی بارش کرتا ہے اور کوئی بھی قوم نہیں جس کو اس نے اپنی عنایات سے محروم کر رکھا ہو۔ ہندو، سکھ، یہود اور نصرانی وغیرہ وغیرہ سب پر بلاکم و کاست اس کی نعماء کی بارش ہوتی ہے قوموں نے خدا کو اپنا اپنا رب یقین کرنے سے اپنے دلوں میں تعصب پیدا کر لیا۔ اور دوسروں کو حقیر سمجھ کر ان سے بدسلوکی کرنا جائز سمجھا۔ اسلام نے اس تنگ ظرفی اور تعصب کو دور کرنے کے لئے خدا کو ساری اقوام عالم کا مربی و محسن بیان کیا اور فرمایا الٰھنا والٰھکم واحد اے دنیا والو ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور سب کے ساتھ اس کی محبت اور کرم فرمائی یکساں ہے۔ پھر فرمایا خدا الرحمٰن ہے۔ الرحمٰن وہ ہے جو ساری انسانیت پر اپنے رحم و کرم کی بارش نازل فرماتا ہے اس نے ہر قوم کو استعدادیں بخشی ہیں اور ان تمام استعدادوں کی نشوونما کے لئے سامان مہیا فرماتا ہے اس کی کوئی عبادت کرے یا نافرمانی کرے اس کی عنایات بہر صورت سب کے لئے جاری ہیں۔ اور پھر وہ رحیم بھی ہے ہماری محنت اور کوشش کا پھل بھی ہمیں دیتا ہے۔ گویا اس کی ذات سے رحم و کرم کی دوہری بارش ہم پر ہوتی ہے۔ رحمٰن اور رحیم کے الفاظ کو دو دفعہ دہرایا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی اور پھر الحمد للہ رب العلمین کے بعد بھی۔ جس سے اس کی رحمت اور کرم کی بارش کا سلسلہ لامتناہی مقصود ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ساری قوموں کا خالق ہے اور ساری قوموں پر اپنے احسانات کی بارش کرتا ہے اور اس بارش کے ساتھ ساتھ وہ محبت و کرم اور رحم کا برتاؤ کرتا ہے۔ اور اگر کسی شخص سے لغزش ہو جائے تو وہ فرماتا ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا اے میرے بندو! (یا عبادی کہہ کر اپنی ذات کے ساتھ انسانوں کی وابستگی کا ذکر کیا ہے) جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اس کی وجہ سے تمہیں خوف لاحق ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ بخش دے گا۔ پھر فرمایا ان ربک ذو مغفرۃ تیرا رب مغفرت والا ہے کتب علی نفسہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور کرم کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا۔ خدا تعالیٰ لوگوں پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا لا یظلم ربک احدا کسی پر بھی تیرا رب ظلم نہیں کرتا لیس اللہ بظلام للعبید۔ اللہ تعالیٰ .... اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔ کسی سے غلطیاں ہو جائیں۔ پھر وہ استغفار کرے اور معافی مانگ لے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔ یہ نقشہ ہے جو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا بیان کیا گیا ہے،

قرآن میں حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کا ذکر خیر

عیسائیوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کے اندر راہب اور فقراء اور عالم بھی ہیں جن کے دلوں میں تکبر نہیں ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہؑ کے متعلق نہایت اعلیٰ درجہ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

عیسائیوں سے اپیل

لیکن یہ لوگ خدا کے اس نقشہ کے ہوتے ہوئے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہتے ہیں، اسلام کا خدا ظالم ہے اور محبت سے خالی ہے اسی طرح کی خطرناک سے خطرناک باتیں مسلمانوں کو اسلام کے خلاف سناتے ہیں۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے قرآن کے اس نقشہ پر غور کرو جو اوپر بیان ہوا ہے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح نہ کرو۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ ماجدہ پر الزام لگا کر عیسائیوں کے دلوں کو مجروح کیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریم پر جو الزامات عائد کئے گئے تھے ان سے ان کو بری ٹھہرا کر اور ان کی تعریف کر کے اور ان کے بلند مراتب کا ذکر کر کے تمہارے دلوں پر مرہم لگائی کیا اس کا یہ معاوضہ ہے کہ ایسی غمگسار اور ہمدرد شخصیت کو گالیاں دی جائیں اور ان کے پیش کردہ خدا کی تصویر ایسی کھینچی جائے جس سے مسلمانوں کو اذیت پہنچے۔

قرآن کا خدا

قرآن میں تو خدا کا وہ نقشہ بیان کیا گیا ہے جس کا کبھی ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کی صفات کا مالک ہے۔ تمام عالمین کا رب ہے رحمٰن ہے رحیم ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا کسی سے غلطی ہو جائے تو معاف کر دیتا ہے۔ گنہگاروں کو مغفرت کی امید دلاتا ہے، اس کا نام الودود ہے یعنی وہ محبت کرتا ہے یحبھم ویحبونہ یعنی فرمانبردار بندوں سے محبت کرتا ہے اور وہ بھی خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ اور لکھا ہے والذین امنوا اشد حبا للہ۔ ایماندار خدا تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔ اور لکھا ہے جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت ہے۔ وہ اس کی محبت کی وجہ سے مساکین وغیرہ کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا۔ سرور کائنات صلعم نے فرمایا میرا طریق اختیار کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور فرمایا خدا کی مخلوق پر احسان کرنا سیکھو۔ خدا تم سے محبت کرے گا ان اللہ یحب المحسنین۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ خدا خوف لوگوں سے محبت کرتا ہے ان اللہ یحب المتقین اور فرمایا مصائب میں صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ واللہ یحب الصابرین اور فرمایا خدا پر بھروسہ کرنے والوں سے خدا محبت کرتا ہے واللہ یحب المتوکلین اور فرمایا عدل و انصاف کرنے والوں سے خدا محبت کرتا ہے ان اللہ یحب المقسطین اور فرمایا خدا ان کا ساتھ دیتا ہے۔ جو خدا خوف ہوں اور خدا کی مخلوق پر احسان کرتے ہوں ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اور فرمایا خدا تعالیٰ قصوروں کو معافی بھی دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت بھی بھیجتا ہے۔ ان اللہ غفور رحیم۔ اور فرمایا ان اللہ یقبل التوبۃ من عبادہٖ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور فرمایا انی لغفار لمن تاب۔ یعنی میں توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہوں۔ اور فرمایا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی معنوں میں غنی ہے۔ ان اللہ غنی عن العالمین۔ اور فرمایا تمام کائنات اور تمام چرند پرند اور انسان اس کے محتاج ہیں وہ الصمد ہے۔ اور فرمایا الحیّ ہے یعنی وہ زندگی کا سرچشمہ ہے اور فرمایا وہ القیوم ہے یعنے زندگی عطا کرنے کے بعد زندگی کے قیام کے لئے تمام

اسباب مہیا فرماتا ہے۔ ھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ وہ نہایت عمدہ دوست اور نہایت عمدہ کارساز اور مددگار ہے۔ فرمایا ان اللہ یحب المتطھرین۔ اللہ تعالےٰ پاکیزہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اور فرمایا یتولی الصالحین وہ صلاحیت رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور فرمایا ھو ولی الذین امنوا۔ وہ مومنین کا دوست ہے۔ ومن یتول اللہ و رسولہ اور فرمایا اللہ ولی المومنین خدا ایمان والوں کا دوست ہے۔ اور فرمایا واللہ ولی المتقین خداخوف لوگوں کو خدا دوست رکھتا ہے۔ فرمایا انما ولیکم اللہ۔ اصل دوست خدا ہے۔ اور وھو الولی الحمید خدا نہایت اچھا دوست ہے اور فرمایا ھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ خدا سب سے اچھا دوست ہے اور سب سے اچھا معاون ہے۔ وھو خیر الناصرین وہ سب سے بڑھکر مدد دینے والا ہے۔ اور فرمایا ھو المؤمن خدا کی ذات امن و امان کی ضامن ہے۔ اور فرمایا ھو السلام یعنی اس کے ساتھ تعلق لگانے سے سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ اور فرمایا ھو المھیمن یعنی وہ تمہارا محافظ ہے۔ فرمایا ھو مالک الملک موجودات کی بادشاہت اسی کی ہے۔ بیدہ الملک تمام کائنات پر اسی کا تصرف ہے۔ ھو القادر وہ قادر مطلق ہے و ھو العلیم والحکیم یعنی اس کے احکام علم اور حکمت پر مبنی ہیں۔ یہ نقشہ خدا کا جو اسلام پیش کرتا ہے نہایت دلربا ہے ان صفات کے اندر کشش ہے۔ ان صفات کے مطالعہ سے انسان اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اس کی زبان پر اس کی حمد و ثنا کے ترانے جاری ہو جاتے ہیں۔ اس کے دل میں تمام انسانوں کے لئے جذبۂ محبت و اخوت پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عبادت اور فرمانبرداری کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے اور اس کی مخلوق کو عیال سمجھتا ہے۔ اور ہر انسان کو اپنا بھائی یقین کرتا ہے

توریت اور انجیل کا خدا

لیکن توریت اور اناجیل میں خدا کا جو نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کو بھی سن لیں لکھا ہے۔

"اے خداوند! جو مجھ سے جھگڑتے ہیں تو اُن سے جھگڑ جو مجھ سے لڑتے ہیں تو اُن سے لڑ۔ ڈھال اور سپر لے کر میری کمک کے لئے کھڑا ہو، بھالا بھی نکال اور میرا پیچھا کرنے والوں کا راستہ بند کر دے .... وہ ایسے ہو جائیں جیسے ہوا کے آگے بھوسہ۔ اور خداوند کا فرشتہ ان کو ہانکتا رہے۔ ان کی راہ اندھیری اور پھسلنی ہو جائے۔ اور خداوند کا فرشتہ ان کو کھدیڑتا جائے .... اس پر ناگہاں تباہی آپڑے اور جس جال کو اس نے بچھایا ہے اس میں آپ ہی پھنسے اور اسی ہلاکت میں گرفتار ہو" (زبور باب ۳۵ آیات ا تا ۸)

"مجھ سے بے سبب عداوت رکھنے والے میرے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں... ..... ان کا دسترخوان اُن کے لئے پھندا ہو جائے اور جب وہ امن سے ہوں تو جال بن جائے۔ اُن کی آنکھیں تاریک ہو جائیں تاکہ وہ دیکھ نہ سکیں اور ان کی کمریں ہمیشہ کانپتی رہیں اپنا غضب اُن پر انڈیل دے۔ اور تیرا شدید قہر اُن پر آ پڑے اُن کا مسکن اُجڑ جائے ان کے خیموں میں کوئی نہ بسے ...... ان کے گناہ پر گناہ بڑھا۔"

(زبور باب ۶۹، آیات ۲۲ تا ۲۶)

"اور وہ سب ٹھوکر کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں سے جمع کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا .... دنیا کے آخر میں ایسا ہی ہوگا۔ فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راستبازوں سے جدا ... کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے، وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا"

(متی باب ۱۳، آیات ۴۲ تا ۴۹)

قرآن کے خدا اور انجیل کے خدا میں فرق

کہاں تورات اور اناجیل کی یہ تعلیم اور کہاں قرآن کریم کا وہ رحیمانہ کلام جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان پر غور کرو اور دیکھو کہ کونسی تعلیم رحم و کرم کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اور کس نے اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحم کی امید دلائی ہے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے، ایک پڑھی لکھی عورت نے مجھے بتایا کہ کسی پادریانی نے اسے کہا ہے کہ قرآن کا خدا بڑا ظالم اور جابر خدا ہے ذرا مجھے بتایئے کہ قرآن نے خدا کا کیا نقشہ بیان کیا ہے۔ میں نے جب قرآن کریم کا بیان کردہ نقشہ بتایا تو وہ حیران رہ گئیں کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے عیسائی کیوں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں ان کی مقدس کتابوں میں جو نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کے گناہوں کو بخش سکتا ہی نہیں۔ اور سوائے اس کے کہ اس کا بیٹا صلیب پر کھینچا جائے اور اس معصوم پر نہایت درجے کے ظلم ڈھائے جائیں، اس کے لئے اپنے بیٹے ہی کو اسے قربان کرنا پڑا۔ پنجابی میں ظالم عورت کو کہتے ہیں "بچہ کھاتی"۔ ہم نہیں خیال کر سکتے کہ خدا کیونکر اپنے معصوم بیٹے سے ایسا ناروا سلوک کرنا جائز سمجھتا ہے۔ کیا یہ خدا محبت ہے۔ قرآن کریم تو خدا تعالےٰ کی نسبت یہ فرماتا ہے کہ وہ ساری قوموں کا خالق اور ساری قوموں پر اپنے احسانات انڈیلتا ہے اور کسی شخص سے قصور ہو جائے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے عیسائی کہتا ہے خدا صرف بنی اسرائیل کا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ صرف یہودیوں کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ جب ایک کنعانی عورت نے آنجناب سے رحم کی درخواست کی تو فرمایا میں بچوں کی روٹی کتوں کو نہیں پھینک سکتا۔ اس کو محض اس وجہ سے حقارت آمیز الفاظ سے یاد کیا کہ وہ یہودی نہ تھی۔ بلکہ کنعانی تھی، اور فرمایا یہودیوں کو چھوڑ کر دوسری قوموں کو مخاطب نہ کرنا اور اپنی پاکیزہ تعلیم کے موتی سؤروں اور کتوں کے سامنے نہ پھینکنا کیونکہ خدا صرف بنی اسرائیل کا خدا ہے اور نجات صرف یہودیوں کے لئے ہے۔ خدا کی یہ صفات ضرور تنگ ظرفی اور تنگ دلی اور تعصب پیدا کرتی ہیں۔

پیغمبر اسلام کی تعلیمات

پیغمبر اسلام تمام قوموں کو مخاطب کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہم تمام قوموں کے ہادیوں پر ایمان لاتے ہیں اور تمام قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور یہ کہ الٰھنا و الٰھکم واحد۔ ہمارا اور آپ سب کا خدا ایک ہی ہے ولنا اعمالنا و لکم اعمالکم اگر ہمارے اعمال اچھے ہوں تو اُن کو اچھا پھل لگے گا اور اگر برے ہوں نتیجہ ضرور برا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر آپ کے اعمال اچھے ہوں تو آپ کو ضرور اچھا پھل ملے گا اور برے ہوں تو مواخذہ ہوگا اور یہی قانون جو جہانگیر ہے انسان کے لئے جنت یا دوزخ پیدا کرنے کا باعث ہے اچھے کاموں پر ابدی زندگی کے حصول کا انحصار ہے لا حجۃ بیننا و بینکم ہمارے اس اعلان کے بعد ہمارے اور تمہارے درمیان تنازع کی کوئی بات باقی نہیں رہتی اللہ یجمع بیننا۔ ایسے اعتقادات کی برکت سے خدا ہمارے اور تمہارے درمیان اتحاد پیدا کر دے گا والیہ المصیر اور ہم سب نے اس کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہے۔

عیسائی بھائی کیلئے غور کا مقام

اس نقشہ کے ہوتے ہوئے ہمارے عیسائی بھائی ہم کو ناروا اور ناجائز طور پر طعن دیتے ہیں کہ تمہارا خدا محبت سے نا آشنا ہے اور وہ ظالم و خونخوار ہے۔ حالانکہ اس قسم کے کلمات اور خیالات حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ حقائق و شواہد سے آنکھیں بند کر کے عیسائیوں کے لئے زیبا نہیں کہ وہ بانئ اسلام پر اور اسلام کے پیش کردہ خدا پر اعتراض کریں۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط احمد باباکلشنا! جیا منسٹری آف ایگریکلچر الورن الورن مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط کا شکریہ میں نے تمام باتیں اچھی طرح پڑھ لی ہیں جو لٹریچر آپ نے بھیجا ہے اس کا شکریہ میں کس طرح ادا کروں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اسلام کی ترقی کے لئے جو آپ کوشش کر رہے ہیں اس کی جزا دے میں نے خط سمجھ لیا ہے آئندہ اپنا نام پورے الفاظ میں لکھا کروں گا۔ اور اب میں نے ایسا ہی کیا ہے یقیناً آپ مجھ کو اور میرے لوگوں کو اس پاک مذہب میں پختہ کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے ہولی قرآن بھیجکر میری مدد کریں گے۔ میں نے بہت سے لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ میں آپ کو قرآن بمعہ معنے پڑھ کر سنایا کروں گا میں جانتا ہوں کہ جو آپ اسلام کی خاطر کام کر رہے ہیں مجھے قرآن ارسال کیجئے اللہ آپ کو اس کا معاوضہ دے گا (آمین) میرا ایک دوست واتی۔ اے باگولن کو چند اسلامی کتابیں ارسال کریں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(انہیں ان کے لئے اور ان کے دوست کے لئے لٹریچر اور خط بھیجدیئے ہیں)

بھارت

ترجمہ خط عبداللہ نیفری ایف۔ ایم۔ بی۔ ایس یونانی میڈیکل کالج الہ آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں مالدیپ گورنمنٹ کا وظیفہ خوار طالب علم ہوں جہاں الہ آباد میں ہندوستانی طریق علاج ومعالجہ کی اعلےٰ تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔

میں انگریزی ترجمۃ القرآن حضرت مولٰنا محمد علی صاحب جو عربی اور انگریزی میں ہے اس کے حاصل کرنے کی مدت سے کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن اب تک میری تمام کوشش رائیگاں گئی ہے۔ میں نے اردو ترجمۃ القرآن کا مطالعہ کیا ہے لیکن میری اس سے مطلب برآری نہیں ہوتی چونکہ میں اردو میں کمزور ہوں۔

اس لئے میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے انگریزی قرآن کی کاپی جلدی ارسال فرمادیں اور میں مشتاق ہوں۔ میں اپریل ۱۹۶۲ء کے آخر تک رہوں گا۔ اور مجھے احمدیہ مشن سیلون کا ایڈریس بھی ارسال کریں۔

(قرآن شریف اور خط ولٹریچر بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ عبدالقادر نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی۔ آپ کا ارسال کردہ قرآن شریف بغیر متن اور لٹریچر مل گیا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ یہ سن کر آپ خوش ہوں گے کہ اس قرآن کریم اور لٹریچر کی مدد سے میں نے عیسائیوں کو مسلمان کیا ہے۔

بغرض اشاعت میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ مجھے ایک قرآن شریف عربی انگریزی ارسال کریں یہ مجھے بہت مدد دے گا ایک طرف عربی پڑھوں گا اور دوسری طرف اس کا ترجمہ انگریزی۔

مزید گذارش ہے کہ مجھے احمدیہ انجمن کا ممبر بنا لیں اور ایک کاپی رولز ریگولیشن کی بہت جلد ارسال کریں اور وعدہ کرتا ہوں کہ میری شمولیت انجمن پر جو خرچ آئے گا میں ادا کردوں گا۔

مجھے تبلیغ کے سلسلہ میں عیسائیوں سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے اور جب میں اسلام کے متعلق گفتگو کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ممبر ہوں۔ کیونکہ عیسائی جب تبلیغ کرتے ہیں تو ان کے پاس سرٹیفکیٹ ہوتا ہے اس لئے میں بھی چاہتا ہوں کہ ممبر سرٹیفکیٹ دیا جائے اور اس نام کا سرٹیفکیٹ دیں:۔ مالدم عبدالقادر جوئیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط موکیلا۔ ایس۔ دورہ ڈوڈو معرفت آسیاما اولالونگے لاگس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو لٹریچر عربی کتابیں اور قرآن شریف انگریزی ارسال کیا ہے۔ اس کا شکریہ۔ میں نے ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اسلامی تعلیم میں کافی فہم حاصل کی ہے وہ عیسائی جو مجھ سے پہلے اسلام کے متعلق بحث کرتے تھے وہ اب مسلمان ہو گئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایک معمولی لٹریچر سے کتنے لوگوں کے دلوں کو پھیر دیا۔ میں اس خدا کا اور آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن لوگوں نے مذہب تبدیل کر لیا ہے ان کے سابقہ نام اور اب جو اسلامی نام رکھے ہیں حسب ذیل ہیں:۔

عیسائی نام	اسلامی نام
(۱) یوزف	(۱) یوسف
(۲) سولومن	(۲) سلیمان
(۳) مائیکل	(۳) میکائیل
(۴) گیبریل	(۴) جبرئیل
(۵) ایسمیل	(۵) اسماعیل
(۶) جان	(۶) یحییٰ
(۷) میری	(۷) مریم
(۸) موسس	(۸) موسےٰ
(۹) ہیتوک	(۹) حمید
(۱۰) ڈیوڈ	(۱۰) داؤد

باقیوں کے نام آئندہ لکھوں گا۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

اعلان عام

ہم تین بھائیوں اللہ دتہ، اللہ رکھا، نذیر احمد ولد چوہدری خیر دین صاحب مرحوم ساکنان گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی قریباً دس گھماؤں مشترکہ زمین ملکیت ہے۔ میرے دوسرے بھائی ناخواندہ اور سادہ لوح ہیں اگر ان سے کسی نے ہماری زمین رہن بیع یا ٹھیکہ پر بغیر رضامندی ہر سہ برادران مذکورہ حاصل کی تو اس قسم کی کارروائی غلط اور خلاف قانون متصور ہوگی۔ لہذا اطلاعاً تحریر ہے۔

چوہدری حاجی اللہ رکھا مومن ۲۸ ۳/۶۲

درخواست دعا

بھکر ضلع میانوالی سے شرافت علی خان صاحب لودھی تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ عرصہ ایک سال سے بیمار ہیں...۔ حضرت امیر قوم اور بزرگان دین سے گذارش ہے کہ صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔

محمد عباس صاحب ڈاڈ سپنی لودیم سے تحریر فرماتے ہیں کہ:- ان کے فرزند نذیر احمد صاحب نے امسال پنجاب یونیورسٹی میں امتحان دینا ہے۔ احباب کرام ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

ختم نبوّت اور مولانا مودودی

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے تاریخی حوالے

(۳)

تکفیر کی تلاش میں مولانا موصوف نے ایک لمبا سفر طے کیا اور سن ہجری ۱۵۰ تک پہنچکر حضرت ابوحنیفہ کے زمانہ میں ایک شخص کو تلاش کیا۔ جس نے نبوّت کا دعوے کیا تھا۔ اس نے حقیقی نبوّت کا دعوے کیا تھا اور لوگوں کو کہا تھا۔ مجھے موقعہ دو کہ میں اپنی نبوت کے کمالات پیش کروں۔

اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا کہ :۔

" جو شخص اس سے نبوّت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ کہ لانبی بعدی "

اس شخص کے دعوے نبوّت کے تفصیلی حالات ہمیں معلوم نہیں اور نہ اس موقعہ اور محل کی تفصیلات ہمارے سامنے ہیں۔ جب حضرت امام اعظمؒ نے یہ الفاظ فرمائے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا دعوے حقیقی نبوّت کا تھا جو کہ بڑا کھوکھلا نامعقول اور بالبداہت کذب و افتراء پر مبنی تھا۔ اس کے بعد مولانا مودودی صاحب پھر سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں اور تکفیر کی تلاش کرتے ہوئے ہجری ۵۰۵ میں جا پہنچتے ہیں۔ اور انہیں حضرت امام غزالیؒ کے الاقتصاد فی الاعتقاد میں یہ لفظ ملتے ہیں :۔

" اُمت نے بالاتفاق اس لفظ (لانبی بعدی) سے یہ سمجھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی اور رسول کے کبھی نہ آنے کی تصریح فرما چکے ہیں۔ نیز یہ کہ اس میں کسی تاویل و تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں ہے اب جو شخص اس کی تاویل کر کے اسے کسی خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے اس کی کلام محض بکواس ہے جس پر تکفیر کا حکم لگانے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع .... ہے کہ اس کی نہ تاویل کی جا سکتی ہے اور نہ وہ مخصوص ہے "

([illegible])

مگر مولانا موصوف کی سیاہی کے یہ الفاظ ابھی خشک نہ ہونے پائے تھے کہ وہ چار سطروں کے بعد امام غزالی کے فرمودہ کے خلاف علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بعثت ثانیہ کے متعلق تاویل و تخصیص نقل کر کے سپرد قلم فرما دیتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ ابھی ابھی میں نے امام غزالی کا اس کے برعکس حوالہ دیا تھا۔ کشاف کے حسب ذیل الفاظ ہم رسالہ ترجمان القرآن ماہ فروری ۱۹۶۲ء سے نقل کرتے ہیں :۔

" اگر کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے ؟ تو میں کہوں گا کہ آپ کا آخری ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ اور عیسٰی علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ آپ ہی کی اُمت کے فرد ہیں "

(کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

پہلے سے بنائے ہوئے نبیوں کی بعثت کے لئے یہ تاویل خوب کی گئی ہے !

اسی طرح مولانا موصوف سفر کرتے ہوئے ہجری ۵۴۸ تک جا پہنچتے ہیں۔ اور علامہ شہرستانی کی مشہور کتاب الملل والنحل کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں اور تاویل و تخصیص کی بنا پر عیسٰی علیہ السلام کی وہاں بھی گنجائش رکھ لیتے ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ ترجمان القرآن ماہ فروری صفحہ ۲۸۹ :۔

" اور اسی طرح جو کہے ...... کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسٰی علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے "

اسی طرح پھر سفر پر رواں ہو جاتے ہیں اور مولانا جناب ہجری ۶۸۵ میں جا پہنچتے ہیں اور علامہ بیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل کھول لیتے ہیں اور عیسٰی علیہ السلام کے نزول کے متعلق ختم نبوّت کی تاویل کھلے دل نقل کر دیتے ہیں اور امام غزالیؒ کی تنبیہ کو بھول جاتے ہیں :۔

" یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا یا جس سے انبیاء کے سلسلے میں مہر کر دی گئی اور عیسٰی علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوّت میں قادح نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر نازل ہوں گے "

(انوار التنزیل جلد ۴ صفحہ ۱۶۴)

اس کے بعد مولانا موصوف کا پھر سفر شروع ہوتا ہے اور وہ ہجری ۷۱۰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور علامہ حافظ الدین النسفی کی کتاب کھول لیتے ہیں اور بعد خاتم النبیین حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق علامہ مذکور کی بیان کردہ تاویل کو قبول کر لیتے ہیں جو کہ حسب ذیل ہے :۔

" اور آپ خاتم النبیین ہیں ...... یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسٰی تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ کی اُمت کے افراد میں سے ہیں "

(مدارک التنزیل)

اس کے بعد مولانا صاحب کی ملاقات علامہ جلال الدین سیوطی سے سن ہجری ۹۱۱ میں ہو جاتی ہے۔ وہاں بھی انہیں تفسیر جلالین سے ایک تاویل حسب ذیل الفاظ میں مل جاتی ہے :۔

" وکان اللہ بکل شیئ علیما ہ یعنی اللہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسٰی جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت ہی کی مطابق عمل کریں گے "

اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق تاویل ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہجری ۱۱۲۵ میں تفسیر روح البیان میں یہ الفاظ ڈھونڈ نکالتے ہیں :۔

" اب آپ کی امت کے علماء آپ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے نبوّت کی میراث آپ کی ختمیت کے باعث ختم ہو چکی۔ اور عیسٰی علیہ السلام

کا آپ کے بعد نازل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا.... اور عیسیٰؑ آپؐ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہونگے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپؐ ہی کے قبلے کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ آپؐ کی اُمت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے نہ اُن کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے۔"

(تفسیر روح البیان جلد ۲۲ ص ۱۸۸)

پس مولانا مودودی صاحب کو ہجری سے قبل خاتم النبیین کی تاویل نہیں ملی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پہلی دفعہ تفسیر کشاف سے ۳۲۶ ہجری میں انہیں تاویل دستیاب ہوئی اور بعد کے علماء اسی کی نقل کرتے چلے گئے۔ اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی۔ کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں تو ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ پہلے کے بنائے ہوئے نبی ہیں۔ لیکن نبی تو ہمیشہ نبی رہتا ہے اسے منصب سے معزول نہیں کیا جاتا اور نہ یہ کسی کا عقیدہ ہے۔ کہ کسی جرم کی بناء پر انہیں معزول کر دیا جاتا ہے۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اس امر پر نص صریح ہے۔ کہ نبیوں کی فطرت ہی نبوت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی نقص کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

نبی ضرورت کے وقت آتا ہے

بعثت انبیاءؑ کے متعلق مولانا مودودی صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ (ترجمان القرآن ماہ فروری ۱۹۶۲ء ص ۲۹۵):—

"بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالےٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:—

اوّل۔ یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس حد تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم۔ یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو، یا اس میں تحریف ہو گئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم۔ یہ کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم۔ یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہتی ہے۔ قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضورؐ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپؐ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپؐ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی قرآن اس پر گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضورؐ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی نہ قیامت تک ہو سکتی ہے جو ہدایت آپ نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔"

اس عقیدہ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کہاں گنجائش رہتی ہے اور ویسے حضرت عیسیٰ مسیح کی وفات قطعی طور پر قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اور ہمیں مودودی صاحب کے لکھے ہوئے تمام لٹریچر میں ابھی تک اس امر کا پتہ نہیں ملا۔ کہ ان کی رائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس آسمان پر زندہ موجود ہیں، اور موجود بھی ہیں یا نہیں۔ اور باایں ہمہ انہیں اصرار ہے کہ ختم نبوت کے بعد ایک پرانا بنا بنایا نبی آ سکتا ہے اور اس اصرار کے باوجود وہ تو ختم نبوت کے عقیدہ کے قائل بنتے ہیں اور دوسروں کو اس کا منکر قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت مرزا صاحب کا یہ عقیدہ ہے جسے انہوں نے بار بار اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ختم نبوت کے بعد نہ نیا نبی آ سکتا ہے۔ نہ پرانا۔ اب قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ مولانا مودودی صاحب ختم نبوت کے قائل ہیں یا حضرت مرزا صاحب۔ ہم خوش ہوتے اگر مولانا مودودی صاحب اعلان فرما دیتے۔ کہ بھائیو! واقعہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا الٰہی اعلان صاف اور یقینی ہے اس کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فی الواقع کسی قسم کے نبی کے آنے کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی اور اس لئے اب نہ کوئی پرانا اور بنا بنایا اور نہ نیا نبی آ سکتا ہے۔ ہاں پھر ان کے لئے اس عقیدہ کو واکرنا باقی رہ جائے گا۔ کہ جب حضرت عیسٰیؑ فوت ہو چکے ہیں اور وفات یافتہ انسان دوبارہ اس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ جیسا کہ انھم لا یرجعون کی صریح نص سے واضح ہے تو ان میں متواتر اور مسلسل اور صحیح و مشہور و عام احادیث کی کیا تاویل کی جائے گی جس میں نزول عیسیٰ کا ذکر ہے جب اس مشکل کو جناب سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نیک نیتی سے حل کرنے کی کوشش کرنے لگیں گے تو دنیا انہیں حضرت مرزا صاحب کی گود میں گرا ہوا پائے گی۔ اور وہ اعلان کر رہے ہوں گے کہ نزول عیسےٰ سے مراد اسی امت سے ایک امام کا پیدا ہونا ہے اور امامکم منکم کے الفاظ ان کی زبان پر جاری ہوں گے۔ اور یاجوج ماجوج اور دجال اور کسوف و خسوف قمر و شمس وغیرہ تمام علامات سورج کی طرح اُن پر روشن ہو جائیں گی۔

اور یہ وہ مبارک دن ہو گا جب انہیں اپنے سابقہ ریکارڈ پر ندامت ہو گی اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں پر سے پردے اٹھ جائیں گے اور حدیث مجدد اور بعثت مسیح موعود کی اصل حقیقت ان پر واضح ہو جائے گی اور وقت کے امام کی شناخت کی انہیں توفیق ملے گی۔ سو وہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑھتے پڑھتے اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

اپیل چندہ برائے مسجد

مرکزی انجمن اور احباب کے عطیہ جات سے مسجد چک ۱۱۱ کاں (گوجرانوالہ) کی تعمیر کا خاصا کام ہو گیا ہے لیکن ابھی چھت کی تکمیل باقی ہے جس کے لئے ایک ہزار روپیہ کی ضرورت ہے مخیر احباب جماعت سے اپیل ہے کہ وہ اس کار خیر کے لئے ذیل کے پتہ پر عطیہ جات ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار: محمد رفیق احمد سیکرٹری جماعت چک ووکاں

معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(بسلسلہ صفحہ)

"میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم دین کی طرف سے میرے پر ہیں یا بعض میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم دین پر ہیں ان کا انجام کیا ہوگا سو اس غلبۂ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون فیہ آیات للسائلین اس کے معنے یہ مجھے سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس کے ساتھ اور اس کو فتح و نصرت نصیب کرے گا کہ جو پرہیزگار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے۔ تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کے وہ سچے خیرخواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کے لئے تیار ہیں سو انجام یہ ہے کہ ان کے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے ان کے لئے یہ ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے"

(تذکرہ صفحہ ۴۶ و صفحہ ۴۷)

حضرت مرزا صاحب کو اپنے متقی ہونے کا یقین اور فتح کی پیشگوئی

مندرجہ بالا الہام اور اس کی تفہیم سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے متقی ہونے اور متقی کی ان تمام صفات سے متصف ہونے پر کس قدر کامل یقین ہے جو الہام کی تفہیم میں بیان کی گئی ہیں اور اس کے بالمقابل یہ بھی یقین ہے کہ آپ کا حریف ان صفات سے محروم ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس الہام کی بناء پر آپ صاف الفاظ میں یہ پیشگوئی فرماتے ہیں۔

"سو انجام یہ ہے کہ ان کے حق میں فیصلہ ہوگا"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ دونوں گروہوں میں سے حق پر وہی ہوگا جس کے حق میں انجام کار فیصلہ ہوگا۔ انجام کا لفظ بھی قابل غور ہے جو بتلا رہا ہے کہ ابتدائی ناکامی قابل التفات نہیں انجام

اس مقدمہ کا یہی ہوا کہ حضور اور حضور کی جماعت کے افراد اس مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری کئے گئے اور ابتدائی عدالت کا کیا ہوا جرمانہ اسی عدالت کو واپس کرنا پڑا۔ اس الہام کی تفہیم نے وضوح میں آ کر ثابت کر دیا کہ فریق ثانی ان تمام صفات سے تہیدست تھا جن کا متقی میں پایا جانا ضروری ہے بلکہ متضاد صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور اس کا مقدمات دائر کرنا یا سراج الاخبار میں مضامین لکھنا ناحق خدا کے بندوں کو ستانے اور جھوٹ اور ظلم کی راہ سے انکو مقدمات میں الجھانے اور ان پر بیجا تہمتیں لگانے کے مترادف تھا۔ اسی طرح ۹ مئی ۱۹۰۴ء کو جو پیر کا دن تھا، حضرت مرزا صاحب کے خلاف مقدمہ مولوی کرم دین پیش ہوا اسی طرح ۵ ستمبر کو کہ وہ بھی پیر کا دن تھا پیشی مقرر ہوئی غرضیکہ اس مقدمہ میں پیر کے دن کا خاص تعلق رہا ہے غالباً اپیل کے فیصلہ کی نقل بھی پیر کے دن ہی موصول ہوئی تھی۔

ضروری نوٹ

میں نے جس رشتہ کے متعلق اعلان کیا تھا اس کے متعلق جس قدر درخواستیں موصول ہوئی ہیں وہ سب کی سب میں نے لڑکی کے والد کو بھجوا دی ہیں ان کا جواب آیا ہے کہ جس رشتہ کو وہ مناسب سمجھیں گے اس کے ساتھ وہ خود ہی براہ راست خط و کتابت کریں گے، جس دوست کو ان کا جواب نہ پہنچے وہ سمجھ لے کہ ان کی درخواست منظور نہیں ہوئی میرے ساتھ مزید خط و کتابت کی ضرورت نہیں۔

(خاکسار۔ شیخ عبدالرحمن مصری)

ضرورت رشتہ

ایک احمدی دوشیزہ کے لئے جو انگلو ورنیکلر مڈل پاس زمیندار خاندان سے تعلق اور امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہے برسر روزگار ملازم یا زمیندار پیشہ رشتہ کی ضرورت ہے۔ پتہ ذیل پر تفصیلی خط و کتابت فرمائیں۔

م۔ ل۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح لاہور

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے۔ ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ اپریل ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۷ اپریل ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا، ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۱	12.00	۲۹۵	6.00
۲۴	6.00	۳۲۷	18.00
۲۸	6.00	۳۷۹	6.00
۳۸	6.00	۴۱۷	6.00
۴۷	18.00	۴۴۶	6.00
۵۱	12.00	۵۲۹	6.00
۸۲	12.00	۵۵۵	6.00
۱۰۰	6.00	۵۷۱	6.00
۱۰۶	18.00	۵۹۰	6.00
۱۰۸	18.00	۵۹۸	6.00
۱۲۲	6.00	۶۱۹	18.00
۱۶۲	6.00	۶۲۴	6.00
۱۹۶	12.00		
۲۱۹	6.00	۶۴۸	30.00
۲۳۷	6.00	۶۵۳	6.00
۲۴۷	6.00	۷۲۶	6.00
۲۵۵	6.00	۷۳۴	6.00
۲۸۳	6.00	۷۴۳	6.00
۲۸۷	6.00	۳۱۱/۹۲۲	12.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۱۴/۹۲۹	12.00	۵۶	4.00
۳۲۱/۳۵۳	11.00	۶۱	6.00
۳۲۵/۳۵۷	6.00	۶۶	3.00
۹۹۲/۳۶۶	12.00	۷۳	20.00
۲۳۵	6.00	۷۹	6.00
۳۲۸	6.00	۱۰۱	3.00
۲۵۴	6.00	۱۲۵	12.00
۳۵۸	6.00	۱۲۸	4.00
۳۶۰	6.00	۱۳۸	12.00
۳۹۱	6.00	۱۵۷	12.00
۴۲۶	6.00	۱۶۲	4.00
۴۴۷	6.00	۱۷۲	4.00
—		۱۸۸	6.00
رعایتی		۱۹۹	18.00
۲۴	8.00	۲۵۱	16.00
۳۰	12.00	۳۰۰	4.00
۳۵	12.00	۳۱۵	16.00
۵۲	18.00	—	

راولپنڈی میں ہماری عید (بسلسلہ صفحہ ۲)

خاص اہمیت دیں گے لیکن آپ نے میرے آنے کو میرے تقوے پر رکھا۔ مجھے اب خیال آیا کرتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے معیار کو ہی معیار بنانے پر مامور کئے جاتے ہیں

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم"

مجھے اب سمجھ آتی ہے کہ آپ نے مجھ پر جمعہ کی باقاعدگی کا کیوں سوال کیا۔ یہ بات بر سبیل تذکرہ آگئی تھی جس سے میرا مقصود صرف یہ تھا اللہ تعالےٰ۔ اس کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا صاحب امر جو فاتبعونی کے مقام سے ہوتا ہوا اللہ تعالےٰ کی محبت کو پالیتا ہے۔ کس مقام پہ ہوتا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گر چہ از حلقوم عبداللہ بود

جمعہ کی باقاعدگی کی اہمیت بتانے کے بعد میں نے احباب جماعت کی توجہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون ٥ کی طرف دلائی کہ امامِ وقت نے اس غرض وغایت کے لئے جماعت کی تشکیل کی اور ہم لوگوں سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا۔

لہذا اس مبارک ماہ میں ہم نے اپنے نفس کے خلاف ارشادِ خداوندی کے تحت ایک جہاد کیا جو جہاد صغیر ہے باقی گیارہ مہینوں میں ہم نے جہاد کبیر کرنا ہے یعنی لوگوں کا تزکیہ نفس کرنا ہے اور قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کا عملی نمونہ پیش کرنا ہے اس لئے ہم

(باقی ملاحظہ فرمائیں)

کو امام الوقت کے ساتھ جو عہد کیا تھا اسکو تکمیل تک پہنچانے کے لئے بہت زیادہ جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سالانہ جلسہ جو ماہ اپریل میں منعقد ہوا کرتا ہے دوستوں کی توجہ اس طرف دلائی اور چندہ کی تحریک کی۔ آخر میں دوستوں کے خلوص بھرے معانقہ کا جذب قابل دید تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خادم دین بنائے اور ایسا متقی بننے کی ہمت اور توفیق دے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔ آمین ثم آمین۔

نیازمند - ظفر اللہ خان سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ کالج چوک۔ کوچہ حکیم شاہ نواز شہر راولپنڈی

پیغام صلح ۲۸ مارچ ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۸ شمارہ نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۴۷۴۷۳
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۴ اپریل ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۴

ماموریں کی باتوں پر توجہ نہ کرنیکا نتیجہ

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان اپنی ہی غفلت سے ہلاک ہوتا ہے جو لوگ انبیاء اور ماموریں کی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور انکے وجود کو بیہودہ اور فضول خیال کرتے ہیں۔ اور انکی پاکیزہ باتوں پر کسی قسم کا غور نہیں کرتے اسکے نتیجہ میں وہ لازمی طور پر تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا مامور کی بات کو نہایت توجہ اور غور سے سننا چاہیئے لیکن جو لوگ انکی باتوں کی طرف توجہ اور غور نہیں کرتے انکی مثال یہی ہے کہ کان رکھتے ہوئے نہیں سنتے اور آنکھیں رکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور دل رکھتے ہوئے نہیں سوچتے یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہوتے ہیں اور جنکے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کی باتوں پر ہنسی کرتے اور ان سے فائدہ نہ حاصل کر کے تمام فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں اور آخر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں لیکن جو لوگ حسنِ ظن سے کام لیکر صبر و استقلال سے مامور کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں وہ ضرور فائدہ حاصل کر لیتے ہیں اور سچائی کی چمک انکے دلوں کو روشن کر دیتی ہے اور انکی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انکے کانوں میں سننے کی ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے انکا دل ان باتوں پر غور و خوض کرتا ہے جس سے ان میں عمل کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ تسکینِ قلب حاصل کر لیتے ہیں دنیا میں بھی ہم یہی قانونِ قدرت دیکھتے ہیں کہ جب ایک انسان کو نیکی اور بھلائی کرنے کا موقع ملے اور وہ اسے جان بوجھ کر ضائع کر دے تو وہ اس موقع کے ضائع ہو جانے سے غم و ہم اور ایک قلبی درد محسوس کرتا ہے اور اسی طرح پر جو لوگ انبیاء اور ماموریں کا زمانہ پا کر اسے ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ دنیا دار لوگ اس راز سے بے خبر ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳۴)

بحرِ حکمت کے موتی

ابن مسعود لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسنا و نعله حسنة قال ان الله جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس

(مسلم)

ترجمہ:۔ مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں نہ داخل ہوگا (وہ شخص) جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا۔ پس ایک شخص نے (حاضرین میں سے) عرض کیا کہ البتہ ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اس کا جوتا اچھا ہو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ جمال اور پاکیزگی سے محبت رکھتا ہے (یہ غرور نہیں) تکبر اور غرور حق کو باطل کرنے اور لوگوں کو حقیر اور ذلیل جاننے میں ہے۔

نوٹ:۔ تکبر تو ابلیس صفت انسانوں کا کام ہے

ابیٰ واستکبر و کان من الکفرین (۲:۳۴)

تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندانِ لعنت گرفتار کرد

متکبر انسان علم و معرفت اور ہر نیکی سے محروم رہتا ہے امام الزمان کی شناخت باوجود رسمی علم و فضل کے تکبر کی وجہ سے محروم و مخذول رہتے ہیں۔

فلما جاءتهم رسلهم بالبینت فرحوا بما عندهم من العلم و حاق بهم ما کانوا به یستهزءون (۴۰:۸۳)

(غلام قادر)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد جرمنی

جرمنی میں عید الفطر کا مبارک تہوار

موسم

عید الفطر کا مبارک تہوار مسجد برلن میں ۷ مارچ بروز بدھ منایا گیا۔ اس دن یہاں کافی رونق رہی اور احباب کافی دیر تک مسجد میں ٹھہرے رہے۔ مہینہ اگرچہ مارچ کا ہے لیکن اس دن سردی بہت تھی۔ چند دن پیشتر برف باری ہوئی جس سے برف کی موٹی تہ جم گئی۔ عید کے دن صبح بھی چند منٹ برف باری ہوئی لیکن صبح آٹھ بجے کے بعد آسمان کھل گیا اور سورج چمک اٹھا۔ باغ میں برف بچھی ہوئی سفید چادر اور اس پر سورج کی چمک نے ماحول میں ایک دلکشی پیدا کر دی۔ اور احباب باوجود اپنی مصروفیات کے عید کے اجتماع کو پُر رونق بنانے کے لئے مسجد میں کشاں کشاں آموجود ہوئے۔

دعوت نامے اور پروگرام

اس اجتماع کے لئے حسب معمول ... دعوت نامے مسلمان احباب اور عیسائی دوستوں کے نام بھیجے گئے اور اس کے ساتھ حسب ذیل پروگرام بھی لکھ دیا گیا:۔

نماز :۔ ساڑھے دس بجے

خطبہ :۔ پونے گیارہ بجے

چائے وغیرہ :۔ دو بجے تک

دوستوں کی آمد

اس پروگرام کے مطابق دس بجے سے دوست مسجد میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور میں حسب معمول مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتا رہا۔ احباب کی آمد سے آہستہ آہستہ مسجد میں رونق بڑھتی گئی اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو گئیں اور وقفہ وقفہ بعد ملک شام سے آئے ہوئے ایک نوجوان طالب علم قرآن کریم کی قرأت بھی کرتے رہے آدھ گھنٹہ تک احباب کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اس اجتماع میں جن احباب نے شرکت کی ان میں شہزادی کا پار تقی۔ افغانستان کے سابق سفیر متعینہ جرمنی اور آسام سے آئے ہوئے بعض ڈاکٹر اور سوداگر۔ انڈونیشیا کے کونسل جنرل اور طلباء پاکستان سے آئے ہوئے بعض سوداگر اور طلباء۔ شام، مصر، سوڈان سے آئے ہوئے طلباء اور جرمن نو مسلم شامل تھے۔ عیسائی دوستوں میں شہر کے معززین۔ ڈاکٹر... گورنمنٹ آفیسر۔ یونیورسٹی کے پروفیسر وغیرہ شامل تھے۔

صدقہ فطر کی فراہمی اور نماز

نماز کا وقت قریب آ رہا تھا مسجد میں داخل ہوا اور محراب میں کھڑے ہو کر مسلمان بھائیوں کو فطرانہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ چند نوجوانوں نے اٹھ کر اس کی فراہمی کر لی۔ اس کے بعد میں نے نماز کی ہر دو رکعات میں تکبیروں کی تعداد کی یاد دہانی کرائی اور کہا کہ پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیر کہنا ہو گا۔

خطبہ عید

نماز ختم ہونے پر میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا، اور حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ :۔

عید الفطر کا یہ تہوار مہینہ بھر روزہ رکھنے کا حکم بجا لانے کے بعد منایا جاتا ہے اور اس موقعہ پر دنیا بھر کے مسلمان خوشی سے لبریز مسجدوں میں جمع ہوتے اور خدا کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔ اور یوں اپنے اس خوشی کے دن کی ابتداء کرتے ہیں۔

حقیقی خوشی احکام الٰہی کی بجا آوری میں

میں نے بتایا کہ اس تہوار کو مہینہ بھر کے روزہ رکھنے کے بعد منانے اور اس کی ابتداء خدا کے حضور سر بسجود ہو کر کرنے میں چند ایک اہم اصول زندگی مسلمان کو سکھلانا مقصود ہیں۔ پہلا یہ کہ حقیقی خوشی اور حقیقی راحت کے حصول کا راز احکام الٰہی کو بجا لانے میں مضمر ہے۔ مہینہ بھر مسلمان روزہ رکھتے ہیں۔ بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس لئے کہ ایسا کرنے کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے۔ مہینہ بھر اس حکم کو ماننے اور اس کی بجا آوری میں بھوک پیاس کی شدت کو برداشت کرنے کے بعد دنیا بھر کا مسلمان خوشی سے لبریز ہوتا ہے۔ اس سے سمجھانا یہ مقصود ہے کہ ہماری خوشی کا راز احکام خداوندی کی فرمانبرداری میں ہے گو اس کو بجا لانے میں کسی قدر عارضی تکلیف ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جب خوشی میسر آ جائے تو پھر اس کا اظہار بھی خدا کے احکام کے مطابق ہونا چاہیئے نہ بہتیرے ایسے ہیں کہ دولت اور قوت کے نشہ میں حقوق انسانی کو غصب کرتے اور نسل انسانی پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلعم نے ایک مسلمان کو خوشی کے دن خدا کے حضور سر بسجود کرا کر سمجھایا ہے کہ خوشی و راحت نصیب ہو جانے کے بعد اس کا اظہار بھی خدا کے احکام کی فرمانبرداری میں ہی ہو۔

نسل انسانی کی خدمت کا سبق

اس تہوار میں تیسرا اہم سبق جو سکھلایا گیا ہے وہ صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہی ہے۔ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری قرار دیا ہے کہ نماز سے پیشتر کچھ رقم غرباء کے لئے خرچ کی جائے۔ حضورؐ کبھی بھی قوم کے قابل امداد طبقہ کو نہیں بھولے۔ انہیں ہر حالت میں آپؐ نے یاد رکھا اور ان کی بہبودی کے لئے سب کچھ خرچ کر دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپؐ نے قوم کو بھی اس اعلےٰ مقصد کے لئے خرچ کرنے کی تلقین کی۔

میں نے کہا کہ یہ تمام اصول زندگی قرآن کریم میں وضاحت کے ساتھ مندرج ہیں۔ ایک خدا پر ایمان لانا اور غرباء کی مدد کرنا۔ یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اور قرآن کریم نے ان ہر دو اصول کو ایک ساتھ بیان کیا ہے۔ اسلام کے نزدیک مذہب کی بڑی غرض یہی ہے کہ افراد میں خدا کی ہستی پر ایمان اور ان میں نسل انسانی کی خدمت اور قوم کے ضرورت مند طبقہ کی بہبود کے لئے خرچ نہیں کرتا ..... قرآن کریم کی نگاہ میں مذہب کو جھٹلانے والا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

"کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جو دین کو جھٹلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔

اس کے بعد فرمایا :۔

پس نمازیوں پر افسوس ہے۔ وہ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو دکھاوا کرتے ہیں اور خیرات کو روکتے ہیں۔

یہ الفاظ ہر اس شخص کے لئے قابل غور ہیں جو یاد الٰہی کے ساتھ غرباء کی بہبودی کے لئے اپنے اموال خرچ نہیں کرتے۔ ان الفاظ میں مذہب اسلام کی غرض کو واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ مذہب صرف چند الفاظ کو منہ سے دھرا لینے یا چند منٹ یاد الٰہی پر خرچ کرنے کا نام نہیں بلکہ مذہب اصول زندگی کا نام ہے۔ اسی وجہ سے اس مذہب کے ہر پیرو کار سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ سوسائٹی میں ضرورت مند اصحاب کی ضرورت کو پورا کرنے کی فکر کرے۔

خدمت خلق کا مخلصانہ جذبہ ایمان باللہ میں

میں نے کہا شاید بعض لوگ کہیں کہ مذہب کو اپنائے بغیر بھی غرباء کی بہبودی کے لئے کام کیا جا سکتا ہے۔ ایسا خیال رکھنے والے لوگوں کو جاننا چاہیئے کہ غرباء کی خدمت کا جذبہ صرف خدا پر ایمان ہی سے صحیح طور پر

(باقی بر صفحہ ۱۴)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مورخہ ۱۴ راپریل ۱۹۶۲ء

[illegible] میں ـــ الہام [illegible] عقیدہ

۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء کے شیوع پیغام میں ہم نے مولانا مودودی کے مضمون ختم نبوت پر تبصرہ کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی تھی کہ مودودی صاحب نے ختم نبوت کے ساتھ وحی و الہام کے خاتمہ کا جو ذکر کیا ہے وہ صحیح نہیں، وحی و الہام امت محمدیہ میں اسی طرح سے جاری ہے جیسے پہلی امتوں میں غیر انبیاء پر ہوتا تھا۔ بقول اسکے حدیث نبوی لقد کان فی من قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن من امتی احد فعمر، اس کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ صرف حضرت عمر ہی مکالمہ الٰہیہ کے مستحق ہو سکتے تھے وہ بھی نہ ہوتے تو اور کون ہوگا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ کو بطور مثال بیان کیا ہے، ورنہ امت میں بے شمار اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو مکالمہ الٰہیہ کے شرف سے مشرف تھے اور ان کے الہامات ان کے ملفوظات میں محفوظ چلے آتے ہیں، اس حقیقت کا انکار کرنا روز روشن میں سورج کی موجودگی سے انکار کرنا ہے۔

اس سیدھی سادی بات کو جس کی تائید میں ہم نے حضرت مجدد الف ثانی رح کا یہ بیان نقل کیا تھا کہ محدثین اور اولیائے ـــــ ۲۳ مارچ کے ایشیا میں "الہامات کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے ایسا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا ہم وحی تشریع کے اجرائے قائل ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار نے یا تو ہمارے بیان کو سمجھا نہیں اور یا جان بوجھ کر اسے ایسا رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔

سب سے پہلی بات جو اس ضمن میں مضمون نگار نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ :-

"اسلام میں ذات واجب الوجود پر ایمان بالغیب کی تلقین ہے قرآن حکیم میں ایک جگہ نہیں بلکہ کئی جگہ اسے بیان کیا گیا ہے۔"

اور اس کی تائید میں حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ :-

"ایمان اس حد تک ایمان کہلاتا ہے جبکہ کسی مخفی بات کو ماننا پڑے۔ لیکن جب پردہ ہی کھل گیا...... خدا پر روز جزا پر شک کرنے کی کوئی بھی وجہ نہ رہی تو پھر کسی بات کو اس وقت ماننا جس کو دوسرے لفظوں میں ایمان کہتے ہیں محض تحصیل حاصل ہوگا" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۲۴)

مضمون نگار کا مطلب دراصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمکلامی کی صورت میں ایمان بالغیب نہیں رہتا، چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"جس مذہب کی بنیاد ہی ایمان بالغیب پر ہو اس میں بھلا اس عقیدے کی کہاں گنجائش ہے"

جہاں تک حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا الفاظ کا تعلق ہے، مضمون نگار نے ان کے سیاق و سباق کو حذف کر کے ایک غلط مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، کیا حضرت مسیح موعود نے ان الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمکلامی سے ایمان بالغیب باقی نہیں رہتا، ہرگز نہیں، منقولہ بالا الفاظ کی پہلی اور پچھلی عبارات کو پڑھئے ان میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ معجزات اور نشانات سے (جو فی الحقیقت الہام ہی کا نتیجہ ہوتے ہیں) غیب کا پردہ بالکل ہی اٹھ نہیں جاتا چنانچہ عبارت بالا کے بعد ہی آپ لکھتے ہیں کہ :-

"غرض نشان اس درجہ پر کھلی کھلی چیز نہیں ہے جس کے ماننے کے لئے دنیا بغیر اختلافات اور بغیر فرق اور چون و چرا کے مجبور ہو جائے اور کسی طبیعت کے انسان کو اس کے نشان ہونے میں کلام نہ رہے اور کسی غبی سے غبی انسان پر بھی وہ امر مشتبہ نہ رہے"

اس سے ظاہر ہے کہ ایمان بالغیب کا جہاں تک تعلق ہے وہ مکالمہ الٰہیہ سے زائل نہیں ہو جاتا، ورنہ انبیائے کرام کے متعلق یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایمان بالغیب نہیں رکھتے تھے کیونکہ وحی کے ذریعہ سے وہ مشاہدہ کی حد تک پہنچ چکے تھے، لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اس مشاہدہ کے باوجود وحی کے ذریعہ انہیں حاصل تھا اللہ تعالےٰ کی وراء الوراء ہستی کو انہوں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور ایمان بالغیب کی کوئی رمق ان میں باقی نہیں رہی تھی، حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم کی شہادت ہے کہ کلم اللّٰہ موسےٰ تکلیما۔ موسےٰ کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے واضح طور پر کلام کیا۔ لیکن باوجود اس کے حضرت موسےٰ اللہ تعالےٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ رب ارنی انظر الیک اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھا، تا کہ میں تجھے دیکھوں۔ کیا یہ فقرہ موسیٰ علیہ السلام کے ایمان بالغیب پر شاہد نہیں؟ پھر جب انبیاء کے [illegible] بھی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کے مصداق ہونے کے باوجود ایک نہ ایک حد تک ایمان بالغیب ہی کے حامل رہے تو اولیائے امت جن کا الہام نہ انبیاء کے الہام کی طرح شرعی حیثیت رکھتا ہے اور نہ وہ اس بلند منصب پر پہنچے ہوئے ہیں جو انبیائے کرام کو حاصل تھا محض مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی وجہ سے اس مشاہدہ کی حد تک کہاں پہنچ سکتے ہیں جو ایمان بالغیب کو زائل کرنے کا موجب ہو سکے ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا ایمان بالغیب عوام الناس کے ایمان بالغیب جیسا نہیں بلکہ ان کے ایمان میں غیب کا پردہ بہت کم رہ جاتا ہے۔

اس سیدھی سی بات کو کہ اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں اور مقربین سے ہمکلام ہوتا ہے اور انہیں غیب کی خبریں دیتا ہے، مضمون نگار نے ایمان بالغیب کا روڑہ اٹکا کر خواہ مخواہ الجھانے کی کوشش کی ہے۔ الہام سے ایمان بالغیب زائل نہیں ہوتا اور نہ وہ بالکل مشاہدہ ہی بن جاتا ہے اور نہ ہی ایمان بالغیب اس بات کا متقاضی ہے کہ الہام الٰہی کا دروازہ بالکل بند کر دیا جائے۔ ایسی صورت میں انبیاء کی وحی سے بھی انکار کرنا پڑے گا کیونکہ ان کا ایمان بالغیب بدرجہ اولیٰ وحی الٰہی کے منافی قرار دیا جائے گا۔

ہمیں حیرت ہے کہ مضمون نگار ان صریح شواہد کو چھوڑ کر جو ہم نے الہام کے متعلق پیش کئے تھے اس منطق میں کیوں چلے گئے کہ الہام سے ایمان بالغیب باقی نہیں رہتا، ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے ایمان بالغیب کی ہمیں ضرورت نہیں جو انسان کو اللہ تعالےٰ سے ہی دور رکھنے کا موجب ہو، اور ... ذات باری اپنے کسی بھی مقرب بندے سے اس وجہ سے ... بات نہ کر سکے کہ مبادا اس کا ایمان بالغیب زائل ہو کر اسے مشاہدہ کلی کے مرتبہ عالی پر پہنچا دے ایسا ایمان بالغیب مضمون نگار اور اس کے ہم نواؤں ہی کو مبارک ہو، ہم تو اس ایمان بالغیب کے قائل ہیں جس کے ساتھ الہام الٰہی کچھ نہ کچھ مشاہدہ کا رنگ بھی پیدا کر دے۔ یہ رنگ اولیائے امت نے حاصل کیا اور حضرت مرزا صاحب نے بہت بڑھ کر اس نعمت کو پایا، جس کی تفصیل آئندہ اشاعتوں میں مضمون نگار کی دیگر باتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کی جائے گی۔

ہمارے ایک نیک دل بھائی کی وفات پُر ملال

سیالکوٹ چھاؤنی کے شیخ محمد عبداللہ صاحب انتقال فرما گئے

شیخ محمد عبداللہ صاحب ہماری جماعت کے پوٹی کے بزرگ جناب شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم ومغفور کے بھتیجے تھے عبداللہ صاحب مرحوم اپنی شرافت، غریب پروری، خوش اخلاقی اور مہمان نوازی کی وجہ سے نہ صرف اپنے خاندان میں ہی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بلکہ غیروں میں بھی ہر دلعزیز تھے۔ آپ گذشتہ دو تین سال سے بیمار چلے آرہے تھے۔ چند مہینوں سے ان کی صحت خطرناک مرحلوں سے گذر رہی تھی۔ لیکن اسکے باوجود خوش خلقی اور گرمجوشی میں فرق نہ آیا۔

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی کی شادی کے موقعہ پر ہم اُن سے ہنسی خوشی رخصت ہوکر آئے تھے لیکن یہ خبر نہ تھی کہ پندرہ دن کے بعد وہ ہم سے جدا ہوکر مالک حقیقی سے جا ملیں گے۔ جمعہ ۱۶ مارچ کو ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت گنگارام ہسپتال لاہور میں اپنی صحت کا معائنہ کرنے کی غرض سے سفر کی تیاری میں مصروف رہے۔ ہفتہ کی صبح کو تین بجے روانگی کا ارادہ تھا۔ رات گیارہ بجے تین بجے صبح اُٹھنے کے لئے الارم لگا کر سو گئے۔ ایک بجے انکی طبیعت اچانک بگڑ گئی اور ڈاکٹر صاحب کے پہنچتے ہی یہ نیک مرد ۵ بچیوں، ایک لڑکے اور بیوہ اپنے پیچھے چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

تمام گھر نالہ و شیون سے ماتم کدہ بن گیا۔ تین بجے جب الارم بجا تو بیوی بے اختیار چلا اُٹھی "اجی وقت ہو گیا ہے اب تو اُٹھئے"۔ عزیز و اقارب دوست آشنا صبح سے مرحوم کے مکان پر اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ مشن سکول جس میں مرحوم زمانہ طالب علمی میں پڑھا کرتے تھے اس کے تمام اساتذہ اپنے قابل شاگرد کو ہدیہ عقیدت پیش کرنے آئے ۴½ بجے شام تک عزیز و اقارب کے علاوہ جماعت کے احباب اور شہر کے معززین جمع ہو گئے اور اس نیک مرد کا جنازہ گھر سے آخری آرام گاہ کی طرف چل پڑا۔ ہر ایک آنکھ اس اچانک موت پر پُرنم اور ہر زبان مرحوم کی خوبیوں کو بیان کرنے پر مجبور تھی جب جنازہ بازار روڈ سے گذر رہا تھا۔ تو وہ بازار جہاں کی ہر اینٹ مرحوم کی شرافت کی گواہی دے رہی ہے ان کے سوگ میں سُونا پڑا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مرحوم کی عقیدت میں لیصدا حترام عقیدت کے آنسو بہا رہا ہے۔ عیدگاہ میں جہاں حضرت امیر ایدہ اللہ کی امامت میں جنازہ پڑھا گیا۔ نماز جنازہ میں شامل ہونے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ بڑی بڑی

ہی توصفیں بن گئیں اور سب نے متفقہ طور پر ایک ہی امام کے پیچھے جنازہ پڑھا۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ سیالکوٹ میں اتنا بڑا جنازہ کم ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ جنازہ کے بعد شام کے دھندلکے میں میسرز غلام قادر اینڈ سنز کے مشہور و معروف دیندار خاندان کا یہ تابندہ ستارہ جو احمدیت کی رُوح کا آئینہ دار تھا زیر خاک روپوش ہو گیا۔

پیغام صلح } شیخ محمد عبداللہ ہماری قوم کے ان نوجوانوں میں سے تھے جن کا وجود دینی اور اخلاقی اعتبار سے قوم کے لئے قابل فخر ہے۔

ہمیں ان کی وفات کا دلی رنج اور صدمہ ہے۔ قریباً پندرہ روز پیشتر ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی کی شادی کے موقع پر ان سے ملاقات ہوئی، وہ دیر تک بیمار رہنے کے باوجود اس وقت چاق و چوبند شادی کے انتظام میں مصروف تھے اللہ تعالےٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

ہم مرحوم کی بیگم صاحبہ ان کے بچوں اور تمام بھائیوں اور دیگر افراد خاندان اور اعزا و اقربا سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

منعقدہ ۱۴، ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء واقع جناح گرلز ہائی سکول ریکورڈ روڈ

پہلا اجلاس - ۱۴ اپریل بروز ہفتہ زیر صدارت جناب مولانا احمد یار صاحب ایم اے - ۲½ بعد دوپہر سے ۶ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب نوشابی ... - تلاوت قرآن کریم ... ۵ منٹ
شاہ اسداللہ ... - نعت ... ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ... - نظم ... ۵ منٹ
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری ... - ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ۱۵ منٹ
حافظ شیر محمد صاحب نوشابی ... - کیا مجدد کا ماننا ضروری ہے؟ - ۳ بجے سے ۴ بجے تک
مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری ... - حضرت مسیح موعودؑ اور خدمت اسلام - ۴ " ۵ " "
مرزا مظفر بیگ صاحب سالک فاتح قمی ... - امام الوقت کا علم الکلام ... - ۵ " ۶ " "

دوسرا اجلاس - ۱۵ اپریل بروز اتوار زیر صدارت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری ۹½ بجے صبح سے ۱ بجے بعد دوپہر تک

مولوی عبدالرحمٰن صاحب ... - تلاوت قرآن مجید ... ۵ منٹ
مسٹر عبدالعلی صاحب آف ڈاڈر سینی ٹوریم ... - نعت ... ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ... - نظم مسیح موعود ... ۵ منٹ
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات ... - تحریک احمدیت کی فوقیت - ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک
مولانا احمد یار صاحب ایم اے ... - تقریر ... - ۱۱ " ۱۲ " "
ملک ظفراللہ خاں صاحب ... - یسئلونک عن الروح - ۱۲ " ۱ " "

تیسرا اجلاس - ۱۵ اپریل بروز اتوار زیر صدارت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر ۲ بجے بعد دوپہر سے ۶ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب نوشابی ... - تلاوت قرآن کریم ... ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ... - نعت ... ۵ منٹ
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد ... - بہائیت اور اسلام ... ۲-۱۰ بجے سے ۲-۵۵ بجے تک
مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے ایڈیٹر لائٹ ... - خدا ندیسوع مسیح کی پیدائش ... ۲-۵۵ سے ۳-۴۵ تک
بشارت احمد صاحب بقاپوری اے ... - اسلام اور دیگر مذاہب ... ۳-۴۵ سے ۴-۴۵ تک
خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت - برکات الدعا ... ۴-۴۵ سے ۵-۱۵ تک
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر - تقریر ... ۵-۱۵ سے ۶ تک

نوٹ:- امید ہے کہ ہر مذہب و ملت کے صاحبان جلسہ میں شمولیت فرما کر عالمانہ لیکچروں سے مستفید اور مستفیض ہوں گے۔ خواتین کیلئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

المشتہر:- ملک ظفراللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ (برانچ لاہور)

قومی و نسلی اتحاد کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

مذہبی کتابوں کے متشابہ کلام سے علما کے غلط استنباطات مذہبی اختلافات کا موجب ہیں۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ر مارچ ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الٓمٓ۔ اللہ لآ الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ نزّل علیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان...... منہ اٰیات محکمات واخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ——— وما یذکر الآ اولوا الالباب (آل عمران رکوع ۱)

حضور صلعم کا عظیم الشان معجزہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ جو قیامت تک لوگوں کے مشاہدہ اور مطالعہ میں آتا رہے گا یہ ہے کہ آپ نے مشرکین عرب کو، عیسائیوں کو، یہودیوں کو، بعض شامیوں، بعض ایرانیوں، اور بعض مصریوں اور زنگیوں کو ایک جماعت میں منسلک کر دیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ نہایت اہم اور نہایت مفید ہے۔ آپ نے ذہنی انقلاب پیدا کرنے سے نسلی اور مذہبی تعصب اور قوم و وطن کی عصبیت کو ختم کر دیا۔ اور مختلف قوموں کو ایک خدا کا پرستار بنا دیا۔

اتحاد و اتفاق کا نسخہ

آج دنیا چاہتی ہے کہ قوموں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہو جائے اور مختلف تعصبات کا خاتمہ ہو جائے لیکن یہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نسخہ کو سامنے نہ رکھیں، کہ خدا ایک ہے اور مختلف قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ اور کہ ساری قوموں کے ہادی اور رہبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے اُن پر اور ان کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے صرف یہی ایک کارگر نسخہ ہے جس کی برکت سے تمام قومیں ایک سطح پر آسکتی ہیں اور اتحاد و اتفاق کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ باقی نسخے تمام کے تمام سطحی ہیں۔ ان کا کوئی اثر دلوں پر اور ذہنوں پر نہیں ہو سکتا۔

سرچشمہ ہدایت ایک ہی ہے

علاوہ ازیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ سرچشمہ ہدایت ایک ہی ہے۔ اس لئے ہر ایک نبی کی تعلیم بھی ایک ہی رہی ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (الانبیاء: ۲۵) آپ سے قبل ہم نے کوئی بھی ایسا رسول دنیا میں نہیں بھیجا جس نے توحید کا سبق نہ دیا ہو۔ سب نبیوں اور پیغمبروں نے توحید الٰہی کی تعلیم دی ہے چنانچہ ازل سے مذہب ایک ہی ہے اور ابد تک ایک ہی رہے گا لیکن لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا۔ ہر ایک قوم کو ضرورت زمانہ کے لحاظ سے احکام دیئے گئے تھے اور حالات کے مطابق شریعت کے احکام بدلتے رہے۔ مگر اصل دین ایک ہی رہا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ایک حصہ شریعت کا وہ ہے جس میں مختلف زمانوں میں تبدیلیاں ہوتی رہیں لیکن توحید الٰہی کی تعلیم سب میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے

دین میں خرابی کی ایک وجہ علماء ہیں

اکثر ایسا ہوا کہ چھلکے کو دین سمجھ لیا گیا یعنی ظاہری رسومات کو ہی دین کا مغز یقین کر لیا گیا۔ اور اس سے انحراف کرنا کفر قرار دیا گیا۔ ایسا کرنے کے ذمہ دار علماء ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ لوگوں نے اپنے اپنے علماء اور لیڈروں کو خدا بنا رکھا ہے جو بھی ان علماء نے بات کہی اسے لوگوں نے دین بنا لیا۔ پوپ کوئی بات کہہ دے اور کوئی حکم جاری کر دے خواہ وہ اصل تعلیمات کے خلاف ہی ہو۔ تو کوئی معتقد اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ موجودہ پوپ ... سے پیشتر جو پوپ تھے انہوں نے ہمارے سامنے اعلان کیا کہ آج سے ہم اپنا یہ دین قرار دیا ہے کہ حضرت مریمؑ اسی طرح آسمان پر زندہ جلوہ افروز ہیں جس طرح کہ حضرت مسیح ہیں تمام مسیحی دنیا میں سے ایک بھی ایسا شخص نہ اُٹھا جو اس پر اعتراض کر سکتا۔ تو مذاہب کے اختلافات کی بنا اسی سے پیدا ہوئی۔ ہر ایک مذہب کے پیروؤں نے اپنے اپنے علماء کو خدا کی جگہ دے دی اور ان کے قول کو خدا کا قول سمجھا اور اصل دین کو بھول گئے۔

استعارہ مجازہ اور متشابہ کلام پر عقائد کی بنیاد

دین کا ایک اور پہلو بھی حضور نے بیان فرمایا ہے جس سے گمراہی پیدا ہوتی ہے وہ ہے استعارہ اور مجاز کو عقائد کی بنیاد قرار دینا یا متشابہ کلام الٰہی پر عقیدہ کی عمارت تیار کرنا فرمایا ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ اٰیٰت محکمات ھن ام الکتاب واخر متشٰبھٰت۔ بعض آیتیں محکم ہوتی ہیں جو اصل دین ہوتی ہیں اور بعض متشابہ ہوتی ہیں جن کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اور تورات و انجیل میں متشابہ کلام موجود ہے۔ ہر مصنف کی کتاب میں متشابہ کلام ہوتا ہے۔ استعارہ، مجاز، تمثیل۔ زبان کا زیور ہوتے ہیں۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ۔ وہ لوگ جن کے دلوں کے اندر کجی ہوتی ہے فیتبعون ما تشابہ منہ وہ متشابہ کلام کو مذہب کی بنیاد بنا لیتے ہیں ابتغآء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ۔ وہ تاویلات سے کام لے کر دین کو بگاڑ دیتے ہیں اور فتنہ برپا کر دیتے ہیں۔ اور حق پرستی چھوڑ دیتے ہیں۔

توراۃ و انجیل میں متشابہ کلام کا استعمال

حضرت عیسیٰؑ نے اکثر استعارہ میں کلام کیا ہے جس کو ان کے معتقدین نے اصل دین سمجھ لیا اور حقیقت کو کھو بیٹھے۔ حضرت عیسےٰؑ کے حواری ان تمثیلات کو نہ سمجھتے تھے جنہیں وہ اپنے کلام میں استعمال کیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ نے تلقین فرمائی کہ جب تک تم دوبارہ زندگی حاصل نہ کر و اس وقت تک تم جنت میں نہیں جا سکتے۔ اس وقت آپ کا ایک شاگرد جو حاکم وقت تھا اور اس کا نام نیکوڈیمس تھا اُٹھا اور کہا اے استاد میں کس طرح دوبارہ ماں کے پیٹ میں داخل ہو جاؤں کہ دوبارہ زندگی حاصل کر سکوں۔

معلوم ہوا وہ آپ کے کلام کو سمجھا نہیں تھا تو جب اُن کے پاس بیٹھنے والوں کو غلطی لگ سکتی ہے تو اُن کے بعد آنے والوں کو غلطی لگ جانا کونسی تعجب کی بات ہے۔ اسی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم جب تک بچوں کی طرح معصوم نہیں بن جاتے اس وقت تک خدا وند کی

بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک عورت کنوئیں سے پانی نکال رہی تھی۔ آپ نے کہا مجھے بھی پانی پلادو۔ عورت نے جواب دیا حضور میں یہودی عورت نہیں آپ کس طرح مجھ سے پانی مانگ رہے ہیں۔ یہودی تو غیر یہودی سے پانی لے کر نہیں پی سکتا۔ حضرت عیسیٰؑ نے مضمون تبدیل کرتے ہوئے فرمایا۔ میں تمہیں ایسا پانی پلانا چاہتا ہوں جس کے پینے کے بعد تمہیں پیاس کبھی محسوس ہو گی۔ ایک [illegible] اولاد ہو، اور نابکاروں کو کہا تم شیطان کی اولاد ہو حالانکہ نہ وہ خدا کی ہی اولاد تھے نہ شیطان کی۔ پھر کہا تمہارا سب کا باپ آسمان میں ہے۔ اسی طرح تورات اور انجیل استعاروں اور تمثیلوں سے بھری پڑی ہے تورات میں لکھا ہے کہ اسرائیل میرا پہلوٹھا بیٹا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ میری مرضی پر چلتا ہے۔ انجیل میں ہے آدم خدا کا فرزند ہے' اور جہاں حضرت عیسٰی کا نسب لکھا گیا ہے ان کے نسب کو آدم تک ملایا گیا ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ آدم کے فرزند تھے۔ لیکن ستم ظریفی ملاحظہ ہو، یہودی علماء نے حضرت عیسےٰ کو اپنے لئے ابن اللہ کا لفظ استعمال کرنے پر کافر کا خطاب دیا اور لوگوں کو ان کے خلاف مشتعل کر دیا اور ان پر مقدمہ کھڑا کر دیا۔

متشابہ کلام کی بنیاد پر اختلاف

اس طرح متشابہ کلام کی بناء پر علماء اختلاف پیدا کرتے رہے ہیں۔ بعض نے خدا کے ایک فرستادہ پیغمبر کو خدا بنا دیا اور ہمارے زمانہ میں ایک مجدّد کو نبی بنا دیا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے عقائد

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میں مجدد اور محدّث ہوں۔ میں نبی نہیں ہوں۔ جو لوگ میرے اوپر الزام لگاتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور نبوت کا دعوےٰ کیا ہے وہ مجھ پر افتراء باندھتے ہیں۔ یہاں تک فرمایا کہ میں خانۂ خدا میں کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نبوت کا مدعی نہیں اور جو شخص آنحضرت صلعم کے بعد دعوےٰ نبوت کرے وہ کافر اور کاذب ہے یہ بھی فرمایا میں اس بات پر محکم یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم خاتم الانبیاءؐ ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا۔ کس قدر واضح طور پر گواہی دی ہے۔ اور انہوں نے کہا اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! قرآن کے دشمن نہ بنو۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے بعد اور خاتم النبییّنؐ کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ ہو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ یاد رکھو یہ متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اس زمانہ کا مسیح موعود ہو گا۔ وہ مجدّد میں ہوں۔ اس سے واضح تر اور کیا اعلان ہو سکتا ہے۔ از روئے قرآن و حدیث نبی وہ ہے جس پر جبرئیل وحی نبوت لے کر اُترے۔ اور نبی کریمؐ کے بعد جبرئیل کا آنا قیامت جاری رہے گا اور وحی نبوت تا قیامت بند ہے۔ پھر حضرت صاحب نے کہا آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لاعلیٰ وجہ الحقیقۃ۔ مجازی طور پر میرا نام نبی رکھا گیا اور یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ چونکہ لفظ نبی کے معنی غیب سے علم پا کر خبر دینے والے کے ہیں۔ اس لئے میرے لئے نبی کا لفظ لغوی طور پر استعمال ہوا ہے۔ اصطلاح اسلام میں اس کے معنی اور ہیں وہ مجھ پر اطلاق نہیں پاتے۔ مجازی طور پر اولیائے کرامؒ پر بھی نبی کا لفظ آسکتا ہے فرمایا اگر ایک وحی نبوت آنحضرت صلعم کے بعد اُترے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جائے گا۔ اس وضاحت کے بعد بھی بعض لوگوں نے لفظ نبی کو جو مجازی معنوں میں استعمال ہوا تھا پکڑ لیا اور اس پر اپنے اعتقادات کی عمارت کھڑی کر دی۔

قرآن میں محکم اور متشابہ کلام

قرآن کریم نے عیسائیوں کے بارے کہا ہے کہ خدا کے کلام میں محکم آیات بھی ہیں اور متشابہ بھی محکم آیات کے معنی واضح اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اور متشابہ کلام کے معنی ایک سے زیادہ ہوتے ہیں متشابہ کلام کو دین کی بنیاد بنا لینے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا وما یعلم تاویلہ الا اللہ بات یہ ہے کہ متشابہ کلام کو لے کر فتنہ و فساد کھڑا کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کا اصل مطلب خدا جانتا ہے اور راسخون فی العلم جانتے ہیں۔ یقولون امنّا بہ کل من عند ربنا۔ وہ ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اس پر فتنہ و فساد کھڑا نہیں کرتے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ محکم اور متشابہ دونوں طرح کے کلام ایک ہی خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اور دونوں متناقض نہیں ہوتے وہ متشابہ کلام کو محکم کلام کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔ وما یذکر الا اولوا الالباب۔ یہ استعارہ اور تمثیلیں تو اہلِ علم و دانش کے لئے ہیں۔ وہ ان کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

ایک ملاقات

ایک دفعہ مسٹر جسٹس منیر اور مسٹر جسٹس کیانی اور میں ایک جگہ بیٹھے تھے۔ سلسلہ کے متعلق باتیں جاری تھیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مرزا صاحب کے مجدّد ہونے پر کسی کو اعتراض نہیں۔ انہوں نے لفظ نبی جو استعمال کیا ہے اس کی کیا ضرورت تھی، وہ لفظ استعمال ہی کیوں کیا۔ جو فساد کی جڑ تھی۔ میں نے کہا کہ ہر کلام میں مسئلہ کے متعلق مثال بیان کرتا ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تھے۔ وہاں ان کے ساتھ دو اور قیدی بھی تھے۔ بزرگوں کا اثر بہرحال پڑتا ہے۔ چنانچہ قیدیوں پر بھی حضرت یوسفؑ کا اثر پڑا اور انہوں نے اپنی خوابیں اُن کے سامنے بیان کیں۔ حضرت نے انہیں تعبیر بتائی کہ تم میں سے ایک پھانسی لگ جائے گا اور دوسرا آزاد ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر بادشاہِ وقت نے دربار میں اپنا ایک خواب سنایا اور تعبیر پوچھی تو درباریوں نے کہا اضغاث احلام۔ وما نحن بتاویل الاحلام بعلمین پریشان خواب ہیں اور ہمیں ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں، یہ شخص جو آزاد ہو گیا تھا اُٹھا۔ کہا کہ حکم ہو تو اس شخص کو لاتا ہوں جو اس خواب کی تعبیر کرے گا۔ چنانچہ اسے حضرت یوسفؑ کی طرف .... بھیجا گیا اس موقعہ پر قرآن میں ذکر ہے فلما جاءہ الرسول۔ جب اس کافر بادشاہ کا رسول آپ کے پاس آیا۔ یہاں "الرسول" کا لفظ اس ایلچی کے لئے استعمال ہوا ہے جو کافر بادشاہ کی طرف سے حضرت یوسفؑ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ بادشاہ وقت آپ کو بلاتے ہیں تو آپ نے جواب دیا فارجع الیٰ ربک اپنے ربّ کی طرف واپس چلے جاؤ۔ یہاں ربّ کا لفظ اسی بادشاہ کے متعلق استعمال ہوا ہے تو یہاں بادشاہ کو ربّ کہا گیا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ مسئلہ صاف ہو گیا۔

ہر زبان میں مجاز اور استعارہ کا استعمال

تو ہر زبان میں مجاز اور استعارہ استعمال ہوتا ہے ہمارے زمانہ میں حکیم اجمل خاں مرحوم کو مسیح الملک کا خطاب دیا گیا۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں اُٹھا۔ حضرت قائدِ اعظم کے متعلق شعر لکھتے ہوئے حفیظ جالندھری نے 'ید بیضا لئے ہوئے' لکھا۔ اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ خدا چونکہ انسانوں کی بولی میں باتیں کرتا ہے اس لئے وہ استعارہ اور مجاز بھی استعمال کرتا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؒ کے متشابہ کلام پر غلط عقائد کی بنیاد

حضرت مرزا صاحب نے نہایت وضاحت سے

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۲)

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

"اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود ہی ایسا ہوا تھا جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے"

(قسط پنجم)

نشان پنجم زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل دو الہام

۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو حضرت مرزا صاحب نے اپنے وعدہ کے مطابق میعاد کے اندر سورہ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں لکھ کر تمام علماء کو رجسٹری کرا کر بھیج دی اور اس کے متعلق اپنا الہام منعہ مانع من السماء ومن قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتذمر بھی اس کے ٹائیٹل پیج پر ہی شائع کر دیا اسی تاریخ یعنی ۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو حضور کو دو الہام ہوتے ہیں ایک انی لا یخاف لدی المرسلون اور دوسرا کفیناک المستھزئین یعنی میرے ہاں میرے فرستادوں کے لئے خوف وہراس کی کوئی وجہ نہیں اور دوسرے کا ترجمہ یہ ہے کہ تیرے ساتھ لوگ ہنسی اور ٹھٹھا کریں گے۔ لیکن ہم تیری طرف سے ان کو کافی ہوں گے یہ دونوں الہام بتلا رہے ہیں کہ کوئی ایسا امر پیش آنے والا ہے جو خوف وہراس پیدا کرنے کا موجب ہوگا اور جو مخالفین کو استہزا کا موقعہ بہم پہنچائے گا۔ لیکن ہم تمہیں اس خوف وہراس پیدا کرنے والے امر کے انجام سے بھی محفوظ رکھیں گے نہ صرف خوف کو دور کریں گے بلکہ استہزاء کرنے والوں کو بھی نیچا دکھلائیں گے اور قانون الٰہی واللہ یستھزئ بھم کے ماتحت ان استہزاء کرنے والوں کو بھی قابل استہزاء بنا دیں گے۔

یہ دونوں الہام ایک ایسے امر کے پیش آنے کی پیشگوئی کر رہے تھے جس کے پیدا ہونے کے بظاہر کوئی اسباب موجود نہ تھے کتاب اعجاز المسیح اپنے وقت پر شائع ہو جاتی ہے اور مخالفین اس عرصہ میں ایک سطر بھی شائع نہیں کر سکے ان کا عجز نمایاں ہو جاتا ہے اور یہ اتنا عظیم الشان نشان تھا کہ مخالفین کی گردنیں اس کے سامنے جھک جانی چاہئے تھیں توقع تو یہی ہو سکتی تھی کہ اس عظیم الشان نشان کو دیکھنے کے بعد اگر زیادہ نہیں تو کم از کم یہ دشمن خاموشی اختیار کریں گے اور ان کی طرف سے یہ امید تو قطعاً نہیں کی جا سکتی تھی کہ خاموشی کی بجائے ان کے ارادے دکھ دینے اور خوف وہراس پیدا کرنے کی طرف رخ کریں گے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ اتنا بڑا نشان ہی اس کا موجب بن جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرما کر کہ اعجاز المسیح کی مثل بنانے پر کوئی قادر نہیں ہو سکے گا اور جو اس کا جواب لکھنے کا ارادہ بھی کرے گا وہ بھی ہلاکت سے دوچار ہوگا ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرماتا ہے کہ میرے مامور کے لئے یہ مخالفین ایسے امور پیدا کر دیں گے جو عام حالات میں خوف پیدا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں لیکن میں اپنے مامور سے اس خوف کو دور کر دوں گا اور استہزاء کرنے والوں کو خود نشانہ استہزاء بنا دوں گا۔ اعجاز المسیح کے رجسٹری کرانے اور ان دونوں الہاموں کی تاریخ کا ایک ہونا صاف اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ان دونوں الہاموں کا اعجاز المسیح کے متعلق کی ہوئی پیشگوئی کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور بعد کے واقعات اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں قریباً دو سال بعد ان خوفناک امور کی ابتداء شروع ہوتی ہے لیکن اس عرصہ میں مزید نوائیں ایسی دکھلائی جاتی ہیں اور مزید الہامات ایسے نازل ہوتے ہیں جو ان آنے والے خوفوں کی نوعیت کی تعیین کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی ان کی زد سے محفوظ رہنے کی بھی بشارتیں دے دیتے ہیں۔

ایسا پہلا الہام

چنانچہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۱ء کو حضور پر یہ وحی نازل ہوتی ہے "انی مع الافواج اتیک بغتۃ" اس الہام کی تشریح میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

> "میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور "اہمقدمات میں ہوا ہے افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اسکے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی"

یہ وحی الٰہی صاف بتلا رہی ہے کہ وہ خوف پیدا کرنے والے امور جن کا ذکر پہلے الہام میں ہو چکا ہے مقدمات کی شکل میں نمودار ہوں گے اور ان مقدمات میں حضور کو سزا دلوانے کے لئے کثیر التعداد لوگ کوشاں ہوں گے۔ لیکن خدائی نصرت بھی مکمل طور پر اپنے بندہ کے شامل حال ہوگی اور دشمنوں کی فوجیں خدائی نصرت کی فوجوں کے سامنے شکست کھائیں گی اور یہ واقعہ قرآنی آیت فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ کی عملی تفسیر ہوگی۔ پھر اگست کی وحی اتاک نجی اھل السعادۃ انی انجی الصادقین میں پہلی وحی انی لا یخاف لدی المرسلون کی مزید تشریح فرماتے ہوئے حضور کو ان پیش آمدہ مشکلات سے نجات پانے کی دوبارہ بشارت دے دی اور بتلا دیا کہ جب یہ پیشگوئی وقوع میں آئے گی تو ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے نزدیک صادقین اور اہل سعادت میں سے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ۵ر اگست کی وحی وانی اری لبعض المصائب تنزل میں یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ کامیابی تو ہوگی لیکن بعض مصائب سے دوچار ہونے کے بعد یہ اس لئے کہ حضور کی استقامت اور تعلق باللہ بھی دنیا پر ثابت ہو جائے۔

اگست ۱۹۰۲ء کا الہام

فرمایا "نزول المسیح" جو آج کل لکھ رہے ہیں اور پیر گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی بھی زیر نظر ہے اس پر کسی قدر توجہ کرنے سے یہ الہام ہوا انی انا ربک القدیر لا مبدل لکلماتی یعنی یقیناً میں ہی تیرا قدرت والا رب ہوں میرے کلمات کو یعنی ان پیشگوئیوں کو جو کتاب اعجاز المسیح کے تعلق میں تجھ کو اپنے الہامات کے ذریعہ بتلا چکا ہوں کوئی بدل نہیں سکتا وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ محمد حسن فیضی کی موت اور پیر صاحب آف گولڑہ کے سرقہ کے راز کے کھل جانے نے ان پیشگوئیوں کی صداقت کو ثابت کر دیا اور اس الہام کا منجانب اللہ ہونا بھی ساتھ ہی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔

اکتوبر کے الہامات

پھر ۱۷-۱۸ اکتوبر کی درمیانی رات کو الہام ہوتا ہے أحسب الناس ان یترکوا ان [illegible] آچکا ہے ان کے نزول کا وقت بھی قریب ہے اور نیز وہ ایسی سخت ہوں گی کہ جماعت کو آزمائش میں ڈال دیں گی لیکن ایمان ایک ایسی ڈھال ہوگی کہ ان مصائب کے وار کو کامیابی سے روک لے گی۔

۱۹ اکتوبر کا الہام

یریدون ان یطفئوا نورك یریدون ان یتخطفوا عرضك انی معك ومع اهلك۔ یعنی دشمن یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور چاہتے ہیں کہ تیری عزت پر حملہ کریں لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھی ہے اور تیرے ساتھیوں کے ساتھ بھی ہے مع اهلك کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ ان مصائب میں حضور کے اصحاب کو بھی مبتلا کیا جائے گا۔

۶، دسمبر ۱۹۰۲ء کی خواب

مندرجہ بالا تمام خوابوں اور الہاموں کے پورا ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے اور اس خوفناک واقعہ کی بھی صراحت ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ ۶ دسمبر ۱۹۰۲ء کو حضور کو مندرجہ ذیل رؤیا ہوتی ہے فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ

"گویا میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ مشکل ایک آدمی اس سے گذر سکتا ہے میں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اس کی طرف جب نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سانڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا حملہ آور ہوا اسکو بھی میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اس کو دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں اور خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کہ جب مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں اس کے ساتھ رگڑ کر اس کے پاس سے گذر گیا میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے [illegible]
كل شئ خادمك رب فاحفظني وانصرني وارحمني اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔"

اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ کوئی شخص دشمن مقدمہ برپا کرے گا اور اس کے تین وکیل ہوں گے۔

مقدمات کا آغاز

۱۲ جولائی والے الہام انی مع الافواج آتیك بغتة سے جو مقدمات کے برپا ہونے کا قیاس کیا گیا تھا۔ مندرجہ بالا خواب نے اس قیاس کو یقین سے بدل دیا یہی وہ مہینہ ہے جس کے آخر میں مولوی کرم دین آف بھیں کی طرف سے مقدمات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے تین سانڈھوں سے مراد صرف تین وکیل ہی نہیں بلکہ تین خطرناک فوجداری مقدمات بھی تھے بند کوچہ سے مراد یہی تھی کہ جہاں تک قانون کا تعلق تھا ان سے مخلصی حاصل کرنے کی راہ بند تھی ان مقدمات کی غرض جیسا کہ اس خواب سے قبل کے الہام سے واضح ہوتا ہے یہی تھی کہ اس نور کو بجھا دیا جائے جو حضرت مرزا صاحب بحیثیت مامور من اللہ ہونے کے لے کر آئے تھے اور حضور کی عزت کو نعوذ باللہ خاک میں ملا دیا جائے اور ان لوگوں کو جو حضور سے فیوض روحانی حاصل کرنے کی غرض سے حضور کے پاس جمع ہو گئے تھے حضور سے بدظن کر کے حضور سے قطع تعلق کرنے پر آمادہ کر دیا جائے۔ اس الہام میں بھی اللہ تعالیٰ نے انی معك ومع اهلك کہکر اپنی معیت کا ثبوت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس خواب میں بھی دعا سکھا کر آفات سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ یہ خواب یہ بھی بتلا رہی ہے کہ پہلے دو مقدموں میں کامیابی آسانی سے ہو جائے گی کیونکہ خواب میں پہلے اور دوسرے سانڈھے کو جبکہ وہ حملہ کرنے کے لئے آگے آتے تو ہاتھ سے مار کر ہٹا دیا گیا لیکن تیسرے کا حملہ اس شدت اور جوش سے تھا کہ اس سے مفر نظر نہیں آتا تھا لیکن محض خدائی نصرت کے ماتحت اس نے رخ دوسری طرف پھیر لیا اس حصہ خواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تیسرا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں جائے گا اور وہاں وہ بھی بے ضرر ثابت ہوگا۔ خواب میں اس کے ساتھ رگڑ کر جانا بتلاتا ہے کہ اس مقدمہ میں کچھ تکلیف پہنچے گی حضور [illegible] کی گئی تو خیال تھا کہ مولوی کرم دین بھی اپیل کرے گا یا حضور کی اپیل کو بے اثر بنانے کے لئے کوشش کرے گا مگر اس نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی اور الہامی دعا کے نتیجہ میں حضور کی اپیل منظور ہو گئی۔

تین مقدمات کی نوعیت اور خواب کی صحت کا پورا ہونا

تینوں مقدموں کی نوعیت فوجداری تھی اور قانونی لحاظ سے جیسا کہ خواب میں تین خونی سانڈھے دکھلائے گئے تھے تینوں مقدمے ہی بڑے خطرناک تھے اور ہر ایک مقدمہ کے نتیجہ میں قانونی زد کے نیچے آنے کا خطرہ تھا پہلا مقدمہ دسمبر ۱۹۰۲ء کے آخر میں دائر کیا گیا اور ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء اس کی سماعت کے لئے مقرر ہوئی، جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں کتاب اعجاز المسیح کے جواب دینے کے ارادہ کرنے والے کی ہلاکت کی پیشگوئی ہی اس مقدمہ کی بنا بن گئی اور وہ اس طرح کہ جب مولوی محمد حسن فیضی مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور جس نے اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اس ارادہ کے اظہار کے ایک ہفتہ کے اندر ہی موت کا شکار ہو گیا۔ اور شہاب دین کی اطلاع کے مطابق وہ نہایت ہی عبرتناک موت تھی جو کھلے طور پر عذاب کی شکل اختیار کئے ہوئے تھی، چونکہ اس کی موت ایک زبردست نشان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور حضور کی صداقت پر تھا اس لئے اس نشان کا بیان ایسے رنگ میں کیا گیا جو اس کی عظمت کے شایان شان تھا اور ایسا ہی مناسب بھی تھا اور اس کے ساتھ شہاب دین کا خط بھی شائع کر دیا گیا جو اس کی عظمت کو اور بھی دوبالا کر رہا تھا۔ لیکن بعد کے واقعات نے بتلایا کہ وہ طرز تحریر قانونی گرفت میں آنے والی تھی چنانچہ اس سے فائدہ اٹھا کر مولوی کرم دین آف بھیں نے حضور اور حضور کے تین ساتھیوں کے خلاف جہلم کی عدالت میں دو استغاثے دائر کر دیئے جن میں حضور کے علاوہ حضور کے تین اصحاب کو بھی شامل کر لیا۔

بنائے استغاثہ اور اس کا اخراج

بنائے استغاثہ یہ تھی کہ میں (مولوی کرم دین) مرنے والے مولوی محمد حسن فیضی کا برادر نسبتی ہوں میں سنتے ہی اس کے ماتم کی تمام رسوم ادا کیں ہیں میرے پاس

ہی لوگ عرائض کے خطوط لکھتے رہے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں ہی اس کا قریبی رشتہ دار ہوں، مجھ کو محمد حسن کے برخلاف تحریرات سے سخت رنج ہوا ہے۔ مولوی محمد حسن مشہور و معروف عالم و فاضل تھا اس کی نسبت ملزمان نے ہتک آمیز کلمات تحریر کئے اور شائع کئے ہیں۔ ملزمان نے چند اشتہارات اور کتابوں میں مولوی محمد حسن فیضی کی نسبت سخت الفاظ درج کئے ہیں اور اس سے اُن کا دل دکھایا۔ پس اب ملزمان پر مواخذہ زیر دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند کیا جاوے۔

۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو بعد سماعت وکلاء کی بحث ہوئی اور ۱۹ر جنوری ۱۹۰۳ء کو یعنی پیشگوئی کے مطابق پیر کے دن مولوی کرم دین کا یہ استغاثہ خارج ہوگیا۔ خارج کرنے کی بناء عدالت نے یہ قرار نہیں دی تھی کہ الفاظ ہتک آمیز نہیں یا اُن سے رنج نہیں پہنچ سکتا بلکہ بناء یہ قرار دی کہ مولوی محمد حسن فیضی کے قریبی رشتہ دار یعنی اس کا والد اس کے لڑکے اس کی بیوی موجود ہیں ان کی موجودگی میں مولوی کرم دین کو قانوناً استغاثہ کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ قریبی رشتہ داروں کے مقابلہ میں اس کا رشتہ دور کا ہے اور اس طرح پہلے تو نئی سانڈھو کا حملہ ہاتھ مار کر ہٹا دینے جیسی آسانی کے ساتھ بغیر کسی قسم کے نقصان پہنچائے پسپا ہوگیا اور دشمن اپنے منصوبہ میں بری طرح ناکام ہو گیا۔

اس مقدمہ کے دوران تین دیگر اہم نشانات

پہلا نشان جو اس مقدمہ کے دوران ظاہر ہوا وہ ایک رؤیا کا پورا ہونا ہے جو اس مقدمہ سے ایک سال سے بھی کسی قدر زیادہ عرصہ قبل دیکھا گیا تھا یعنی ۱۷ر نومبر ۱۹۰۱ء کو اور مقدمہ دسمبر ۱۹۰۲ء کے آخری حصہ میں شروع ہوا اس قسم کے خوابوں کا ایسے وقت میں دیکھنا جب ان واقعات کا نام و نشان موجود نہ ہو اور نہ اُن کے کچھ آثار پائے جاتے تھے جو خواب میں دکھلائے گئے ہوں اگر ایک طرف خواب دیکھنے والے کے تعلق باللہ اور اس کے دعوے ماموریت کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں تو دوسری طرف اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی صفت عالم الغیب اور کائنات پر تصرف تام رکھنے کی صفت پر بھی روشن دلیل کا کام دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس زمانہ کے فلسفۂ رؤیا کو بھی باطل ثابت کر رہے ہیں جو مادیت کے شیدائیوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے اور اسی طرح ان لوگوں کے باطل عقائد پر بھی کاری ضرب لگاتے ہیں جو ہر چیز کا انحصار مادیت پر ہی رکھتے ہیں اور اس کے ماوراء روحانی عالم کے منکر ہیں نیز مسلمانوں کے اس گروہ کے لئے بھی شمع ہدایت کا کام دیتے ہیں جو قرآن کریم کے بعد یقینی اور قطعی کلام الٰہی کے نزول کے منکر ہیں جیسا کہ جناب پرویز صاحب اور ان کے ساتھی۔

۱۷ر نومبر ۱۹۰۱ء کا خواب

فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسّی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آ رہا ہے وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا"

(اس خواب کا اگلا حصہ مَیں نے عمداً یہاں نقل نہیں کیا اس لئے کہ اس کا تعلق تیسرے مقدمہ کے ساتھ ہے وہ تیسرے مقدمہ پر بحث کرتے وقت نقل کیا جائے گا)

اس خواب کا پہلا حصہ دلالت کر رہا ہے کہ کسی وقت کوئی مقدمہ عدالت میں دائر ہوگا، اور عدالت کی طرف سے وارنٹ جاری کیا جائے گا چنانچہ ایک سال کے بعد خواب کا یہ حصہ عملی صورت اختیار کر لیتا ہے اور مولوی کرم دین آف بھین کے استغاثہ کے نتیجہ میں جہلم کی عدالت حضرت مرزا صاحب کے خلاف وارنٹ جاری کر دیتی ہے لیکن یہ وارنٹ جیسا کہ خواب کا اگلا حصہ بتلا رہا ہے منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جو بڑے اخلاص کے ساتھ مقدمات کی پیروی کیا کرتے تھے جہلم سے عدالت سے یہ حکم لے آئے کہ وارنٹ بلاتعمیل واپس آجائے اور ایسا ہی وقوع میں آیا اس طرح خواب کا دوسرا حصہ بھی پورا ہوگیا کیونکہ خواب میں یہ دکھلایا گیا تھا کہ وارنٹ لانے والے سپاہی نے ہاتھ پر ایک رسّی لپیٹی ہے جس کے دو مطلب تھے ایک تو یہ کہ معمولی طور پر جیسا کہ مقدمات میں عام طور پر ہوتا ہے عدالت میں حاضر ہونا ہوگا دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ ہاتھوں کو باندھنے سے مراد عام طور پر یہی لی جاتی ہے کہ جس کے ہاتھ باندھے گئے ہیں اسے اس کے کام سے روک دیا جائے کیونکہ عام حالات میں ہاتھ ہی کام کرنے کا آلہ ہوتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ مقدمہ اسی غرض کے لئے چلایا گیا تھا کہ حضور کے ذریعہ کو بجھایا جائے اور حضور کی عزت کو پامال کیا جائے اور حضور کو اپنے مشن کو بند کرنے پر مجبور کیا جائے جیسا کہ ایک الہام بھی اس پر دلالت کرتا تھا اور سیشن جج امرتسر نے بھی اپنے فیصلہ میں اس مقدمہ کی یہی غرض تسلیم کی ہے لیکن خواب میں ہاتھوں کو باندھا نہیں گیا، بلکہ محض رسّی سی لپیٹی گئی تھی جو صریح اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ دشمنوں کی یہ غرض پوری نہیں ہوگی پھر خواب میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ رسّی کا لپیٹا جانا بجائے تکلیف کا موجب ہونے کے بے انتہا سرور اور لذت کا موجب ہو رہا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ اس مقدمہ کی پیروی میں عدالت میں جانا حضور کے لئے نقصان کی بجائے ایسے حالات پیدا کر دے گا جو حضور کے لئے باعث لذت و سرور ہوں گے۔

یہ مقدمہ لذّت و سرور کا باعث کس طرح بنا

اس کو سمجھنے کے لئے یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ حقیقی مؤمن کے ذریعہ اگر ایک شخص بھی ہدایت پا جائے اور اپنے گناہوں اور کوتاہیوں اور سستیوں سے توبہ کر کے نیکی اور تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو جائے تو یہ اس کے لئے اس قدر خوشی اور مسرّت کا باعث ہوتا ہے کہ جہاں کی بادشاہت بھی اس کو اس قدر خوشی نہیں پہنچا سکتی۔

ایک زبردست بشارت

اب واقعات یہ ہیں کہ جب حضور عدالت میں پیشی کے لئے جہلم کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو راستہ میں لاہور ٹھہرے فرماتے ہیں:۔

"۱۵ر جنوری ۱۹۰۳ء بوقت شب لاہور میں کثرت سے بار بار یہ الہام ہوا اُریک برکات من کل طرف۔ یعنی میں تجھ کو ہر طرف سے برکات دکھلاؤں گا یعنی جس طرح ہمیشہ سے تجھ پر ہر طرف سے برکتیں نازل ہوتی رہی ہیں، اس سفر جہلم میں بھی تجھ پر برکات کا نزول ہوگا۔"

اللہ اللہ کیا عجیب بشارت ہے اور کیسی خوش کن تبشیر۔ جا رہے ہیں ایک خطرناک فوجداری مقدمہ کی پیروی کے لئے جس کے متعلق انسان کچھ نہیں کہہ سکتا کہ مقدمہ کیا صورت اختیار کرتا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ جرمانہ ہوتا ہے قید کی سزا ملتی ہے یا تنبیہہ ہوتی ہے لیکن ایسے واقعات کا پیش آنا جو خوشی کا باعث بنیں ان کی طرف تو ایسے حالات میں جن حالات کے ماتحت حضور جہلم کی طرف جا رہے تھے انسانی دماغ جا ہی نہیں سکتا... بلکہ برعکس اس کے ایک بناوٹ کرنے والے کا دل تو ان حالات میں کانپ رہا ہوتا ہے کہ خدا جانے کیا حشر ہو اور کہیں میری بناوٹ کا پردہ چاک نہ ہو جائے یہ الہام ہی اپنی ذات میں دلالت کر رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھے اور ان کا دل خدا کی نصرت پر یقین سے لبریز تھا اور اپنے الہامات کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کی طرف سے سمجھتے تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی ان کے بارے میں انہیں شک نہیں ہوتا تھا کہ یہ پورے نہ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ الہام کے نازل ہوتے ہی ساری جماعت کو سُنا دیتے تھے اور اخباروں اور رسالوں میں شائع کر کے ساری دنیا تک پہنچا دیتے تھے تا ان کے پورا ہونے کے وقت ساری دنیا اُن پر گواہ ہو جائے۔

یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی

اب واقعات پر نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ یہ وحی الٰہی کیا اسی طرح پوری ہوئی یا نہ جس طرح اس کے الفاظ بتلا رہے تھے۔ قبولیت کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں آدمی راستہ کے اسٹیشنوں پر زیارت کے لئے موجود تھے، مثلاً گوجرانوالہ، وزیرآباد اور گجرات وغیرہ پر لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ پلیٹ فارم کے ٹکٹ ختم ہو گئے۔ بلاٹکٹ لوگ پلیٹ فارم پر آ گئے ملازمین بمشکل اس ہجوم کو قابو میں رکھ سکے۔ وزیرآباد کے سٹیشن کا نقشہ پنجۂ فولاد کے ایک نامہ نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:-

"۱۵ر جنوری کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وزیرآباد پہنچے باوجودیکہ انہوں نے شہر میں آنا تھا اور نہ آنے کی کوئی اطلاع تھی اور صرف سٹیشن پر چند منٹوں کا قیام تھا پھر بھی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی اگر اسٹیشن ماسٹر صاحب جو نہایت خلیق اور ملنسار ہیں خاص طور پر اپنے حسن انتظام سے کام نہ لیتے تو کچھ شبہ نہیں کہ اکثر آدمیوں کے کچل جاتے اور یقیناً کئی ایک کے کٹ جانے کا اندیشہ تھا مرزا صاحب کے دیکھنے کے لئے ہندو اور مسلمان یکساں شوق اور یکساں دلی کشش سے موجود تھے"

لیکن جہلم کے اسٹیشن پر تو حد ہی ہو گئی قریب دس ہزار کی تعداد میں زائرین موجود تھے۔ پلیٹ فارم کے علاوہ لوگ سڑکوں پر کھڑے تھے گیارہ سو اشخاص نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی، جن میں دو صد کے قریب عورتیں بھی شامل تھیں حالانکہ عورتیں اپنے پرانے خیالات پر سختی سے قائم ہوتی ہیں اور ان کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتیں۔ لیکن یہاں تصرف الٰہی کے ماتحت قبولیت کا یہ عالم تھا کہ عورتوں تک نے بھی بیعت میں داخل ہونے کے لئے تامل نہیں کیا وہ لوگ جو خوابوں اور الہاموں کو انسان کے اپنے ہی خیالات کا نتیجہ سمجھتے ہیں وہ تعصب کی عینک کو آنکھوں سے اتار کر دیکھیں کہ مندرجہ بالا الہام الٰہی کس طرح حالات اور خیالات کی رَو کے برعکس نازل ہوا اور پھر کس آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا ہے اور کس طرح حضور کو قبل از وقت بتلایا گیا تھا کہ جہلم کی عدالت میں جانا حضور کے لئے بے انتہا خوشی و سرور کا موجب ہوگا کہاں تو ایک آدمی کی ہدایت مؤمن حقیقی کے لئے خوشی کا باعث ہوتا ہے اور کہاں ۱۱۰۰ اشخاص کا حضور کے ذریعہ ہدایت پانا اس نظارہ کو دیکھ کر کس قدر خوشی کی لہر حضور کے دل میں دوڑ رہی ہوگی اس کا اندازہ ہر عقلمند خود ہی کر سکتا ہے پھر برکات کا سلسلہ لوگوں کی بیعت کرنے پر ختم نہیں ہو جاتا ایسا خطرناک فوجداری مقدمہ جس کے چاروں طرف خوفناک ہی خوف نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے پہلی ہی پیشی پر پیشگوئی کے عین مطابق پیر کے دن خارج ہو جاتا ہے بیعت کے علاوہ بہت سے لوگوں نے انکسار اور اخلاص سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے غرضیکہ اس سفر میں روحانی اور مالی دونوں قسم کی برکتوں کا نزول ...... ہوا اور پیشگوئی پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہو کر منکرین پر حجت تمام کر دی اور اس سے سنڈھوں والی خواب کا وہ حصہ بھی پورا ہو گیا کہ پہلا سنڈھا جب حملہ آور ہو کر آیا تو میں نے اسے ہاتھ سے مار کر ہٹا دیا جس کا مطلب یہی تھا کہ پہلا مقدمہ آسانی سے خارج ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ آسانی سے خارج ہو گیا۔

ایک اور الہام کا پورا ہونا

اس شکل میں اس مقدمہ کے خارج ہو جانے نے اس الہام کی صداقت بھی ثابت کر دی کہ نتیجہ خلاف مراد نکلا۔ دشمنوں کے تمام ارادوں پر پانی پھر گیا ادھر اگر حضرت مرزا صاحب الٰہی برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر کر اپنے گھر کو واپس آئے تو ان کے بالمقابل ان کے حریف ناکامی اور نامرادی کو لئے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے۔

تیسرا نشان

اس مقدمہ کے دوران تیسرا نشان یہ ظاہر ہوا کہ جیسا کہ الہام انی مع الافواج اتیک بغتةً کی تشریح میں حضور نے فرمایا تھا کہ یہ الہام کئی بار ہوا ہے اور مقدمات کے سلسلہ میں ہی ہوا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں چنانچہ الہام کے مطابق مقدمہ ہی برپا کیا گیا اور کرم دین کی پشت پناہ ہندو و مسلمان سب ہی کر رہے تھے اور بعض ہندو اور مسلمان اخباروں نے تو عدالت کو اس امر پر اکسایا بھی کہ مرزا صاحب کو قرار واقعی سزا دی جائے ان کی اس قسم کی تحریروں نے ثابت کر دیا کہ کرم دین کے مقدمہ کو کامیاب بنانے میں ہندو اور مسلمانوں کی افواج کام کر رہی تھیں تیسرے مقدمہ میں تو یہ افواج بالکل نمایاں طور پر سامنے آ گئیں جن کا ذکر تیسرے مقدمہ پر بحث کرتے ہوئے کیا جائے گا۔

دوسرا مقدمہ اور اس کا انجام

مولوی کرم دین آف بھین نے پہلی عدالت میں ناکامی کا منہ دیکھ کر دوسری عدالت میں نگرانی کی درخواست دے دی اس امید پر کہ اگر وہ پہلی عدالت میں حضرت مرزا صاحب کو سزا دلوانے اور ان کی عزت کو برباد کرنے میں ناکام رہا ہے تو شاید یہ دوسری عدالت کے ذریعہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اسے ناکامی وہاں بھی ان کا یہ مقصود حاصل نہ ہوا۔ نگرانی بھی خارج ہو گئی اور اس طرح دوسرے سانڈھ کا حملہ بھی ہاتھ مار کر ہٹا دیا گیا اور وہاں بھی الہام کا نتیجہ خلاف مراد نکلا دوبارہ پوری شان کے ساتھ پورا ہو گیا۔ اور اس طرح الہام انی معك ومع اهلك نے بھی ثابت کر دیا کہ خدا کی معیت حضور اور حضور کے ساتھیوں کے ساتھ تھی۔

کامیابی کے متعلق الہامات میں ابراہیم اور امرک کے الفاظ کی حقیقت

اس مقدمہ میں کامیابی کا نشان نامکمل رہے گا اگر مندرجہ ذیل الہامات کا ذکر نہ کیا جائے یعنی سنڈھوں والے خواب کے بعد حضور کو ۹ر دسمبر کو یہ الہام ہوئے سلام علیك یا ابراهیم تجھ پر سلامتی ہو اے ابراہیم اور تیرے امر پر بھی سلامتی ہے تو کامیاب ہو گیا یعنی ضرور کامیاب ہوگا۔ وان الهامون بین ابراهیم وبین امرك کے الفاظ معنی خیز ہیں۔ چنانچہ ابراہیم کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ مقدمہ کے واقعات ان واقعات کے مشابہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش آئے تھے قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنی قوم پر حجت تمام کرنے کے لئے ان کے بتوں کو توڑ دیا تھا اس جگہ بھی حضرت مسیح موعود نے قوم کے علماء کے سب سے جاعلی غرور کے بت کو توڑنے کے لئے اپنی کتاب اعجاز المسیح کے ذریعہ ان پر حجت تمام کرنی چاہی جس طرح حضرت ابراہیم کے دلائل کے سامنے ان کی قوم نے شرمندگی سے اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے اپنے بتوں کے عجز کا اقرار کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ بت بولتے نہیں اسی طرح مقررہ میعاد کے اندر علماء کا بالمقابل کتاب لکھنے سے عاجز آ جانا گویا عملاً اس بات کا اقرار تھا کہ آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم آپ کے سامنے علمی مقابلہ میں عاجز ہیں اور پھر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اپنی کمزوری کا اقرار کر لینے کے باوجود ان کی قوم نے ان پر مقدمہ چلا دیا اور انہیں قومی عدالت کے سامنے پیش کیا اور انہیں اس جرم میں سزا دینے کا فیصلہ کیا کہ کیوں ان کے بتوں کی توہین کی گئی ہے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں اپنی علمی کمزوری اور عجز کے نمایاں ہو جانے کے باوجود علماء نے حضرت مسیح موعود کو سزا دلوانے کے لئے عدالت کا رخ کیا اور اسی بنا پر آپ کے خلاف مقدمہ چلایا کہ کیوں ان کے ایک مشہور و معروف عالم مولوی محمد حسن فیضی کی توہین کی ہے حالانکہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے بتوں کا عجز ثابت ہو جانا ان کے لئے ہدایت پانے اور ابراہیم پر ایمان لانے کا موجب ہو سکتا تھا ٹھیک اسی طرح عین پیشگوئی کے مطابق مولوی محمد حسن فیضی کی عبرتناک موت علماء کے لئے حضرت مرزا صاحب

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۳)

مولانا محمد یعقوب خان صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

اسلام کی از سرِ نو تعمیر

قرآن و سنت بلا املا کی بنیادوں پر

فرانسس آف اسیسی کی فلم

پچھلے دنوں ووکنگ شہر میں ایک فلم کا بڑا چرچا ہوا جگہ جگہ اشتہار لگ رہے تھے کہ "فرانسس آف اسیسی" نامی فلم آرہی ہے۔ یہ مسیحی مذہب کی تبلیغی قسم کی فلم تھی۔ فرانسس آف اسیسی مسیحی دنیا کے سینٹوں میں ایک نہایت اونچا مقام رکھتا ہے۔ اس لئے لوگ جوق در جوق دیکھنے گئے۔ میں نے اس مسیحی سینٹ کے متعلق بہت کچھ سنا اور پڑھا تھا۔ اس کی ایک دعا مجھے خاص طور پر بڑی پسند آئی جس میں وہ کہتا ہے:-

"اے مالک حقیقی، تو میری یہ دعا سن کہ میں دوسروں کی دلجوئی کرنے والا بنوں بجائے اس کے کہ دوسروں سے دلجوئی کا طلبگار رہوں، یہ کہ میں دوسروں کے نقطہ نگاہ کو سمجھنے والا بنوں بجائے اس کے کہ دوسروں سے اپنا نقطہ نگاہ منوانے پر تلا رہوں، اور یہ کہ میں دوسروں سے محبت کرنے والا بنوں بجائے اس کے کہ دوسروں سے محبت کا خواہشمند رہوں۔ اس لئے کہ "دینے" ہی میں "پانے" کا راز ہے، معاف کرنے ہی میں بخشے جانے کا راز ہے۔ اور موت قبول کرنے ہی میں حیات ابدی ہے"

یہی شوق مجھے بھی کشاں کشاں لے گیا کہ مسیحیت کے اس مایۂ ناز فرزند کے زندگی کے حالات دیکھوں۔ قرآن کریم نے بلاوجہ مسیحیوں کے اس گروہ کی تعریف نہیں کی ہے۔ جہاں یہ کہا ہے کہ ان کے دلوں میں رأفت ہے، اور راتوں کو اٹھ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ فرانسس آف اسیسی اسی گروہ کا سرتاج تھا۔ اس کی کہانی میں مجھے بہت حد تک اسلام کی بنیاد کی تصویر نظر آئی۔

فرانسس اسیسی کے حالاتِ زندگی

اسیسی قدیم روما (موجودہ اٹلی) کا ایک قصبہ ہے فرانسس اس قصبہ کے ایک متمول گھرانے میں پیدا ہوا جب سلطنت روما کی عظمت و جلال کا دور دورہ تھا اور ادھر مسیحیوں اور مسلمانوں میں صلیبی جنگیں ہو رہی تھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سپہ گری کو ایک باعث فخر و ناز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔

فرانسس جوان ہوا تو اس کے ماں باپ نے بہتیری کوشش کی کہ روما کی روایات کے مطابق وہ بھی فوج میں بھرتی ہو کر اپنے لئے نام اور مقام پیدا کرے، مگر فرانسس کی افتاد طبیعت اور تھی، وہ ہر وقت غریبوں، مسکینوں اور دکھیا مخلوق کی ہمدردی اور غمگساری میں محو رہتا۔ ایک دن اعلان ہوا کہ دشمن نے حملہ کیا ہے اس پر اسیسی کے نوجوان جوق در جوق زرہ پوش اور مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار میدان میں کود پڑے کہ روما کی روایات کو اپنے خون سے برقرار رکھیں، ماں باپ کے لعن طعن پر فرانسس بھی بادل نخواستہ زرہ بکتر پہن تلوار ہاتھ میں لئے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسیسی کے نوجوانوں کے دستہ کے ساتھ ہو لیا۔ مگر میدان جنگ میں جب دونوں طرف سے سپاہی شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہے تھے فرانسس کو ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ "اے فرانسس! یہ تیرا کام نہیں۔ جا تو میرا گرجا از سر نو تعمیر کر"!

یہ آواز سنتے ہی فرانسس نے گھوڑے کی لگام موڑ لی۔ اور گھر کا رخ کیا۔ ماں باپ نے آتے دیکھا تو سر پیٹ لیا۔ اور سمجھے کہ بیٹا بھاگ آیا ہے اور اس نے خاندان کے نام پر دھبہ لگا دیا ہے۔ فرانسس نے کہا میں بزدل نہیں ہوں، اصل واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ آواز سنی ہے اور اب میں گرجا بناؤں گا ماں باپ نے سمجھا کہ بیٹے کے دماغ کو کچھ ہو گیا ہے وہی لوگ اس کا کورٹ مارشل کرتے ہیں، قید سے رہا ہوتا ہے، تو اس کی دوسری زندگی شروع ہوتی ہے ایک ریڑھ لے کر پھرتا رہتا ہے۔ جہاں کہیں اینٹ پتھر ملتا ہے اس میں ڈالتا ہے اور قصبہ کے ایک طرف ایک قطعہ زمین پر ڈھیر کرتا جاتا ہے۔ لوگ تماشا دیکھتے ہیں۔ ماں باپ بھی سمجھتے ہیں کہ دماغی بیماری نے زور پکڑ لیا ہے۔ دن گزرتے جاتے ہیں۔ فرانسس اسی دھن میں لگا رہتا ہے کہ میں نے نیا گرجا بنانا ہے۔ اس کا ولولہ اور اس کی نیکی دیکھ کر لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اپنے بیمار اس کے پاس لاتے ہیں جو اس کی دعا سے شفایاب ہو کر جاتے ہیں، چنانچہ خاص و عام کا اس کی طرف میلان ہوتا ہے اور لوگ ریڑھے بھر بھر کر بطور نذرانہ اسے پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ گرجا شروع ہو جاتا اور ایک خوبصورت عمارت...... کھڑی ہو جاتی ہے

فرانسس کا گرجا

مگر یہ تمام گرجاؤں سے مختلف گرجا ہے۔ یہ وہ نیا گرجا ہے جو غیبی آواز نے فرانسس کو بنانے کے لئے کہا تھا۔ اس میں نہ پادری ہیں، نہ ان کے زرق برق جبے۔ نہ کوئی چندہ کی صندوقچی وعظ کے بعد پھرائی جاتی ہے۔ نہ کسی سے ایک پیسہ چندے کا قبول کیا جاتا ہے اس لئے کہ مسیح کے مشہور پہاڑی کے وعظ میں مال و دولت جمع کرنے سے روکا گیا ہے، یہ نیا گرجا اسی پہاڑی پر قائم ہوا ہے جس میں شریعت زندگی، عجز اور انکسار، صلح اور آشتی دشمن سے بھی محبت پر زور دیا ہے اور تلقین کی ہے کہ اگر کوئی تمہارا کوٹ چھینے تو اپنا چوغہ بھی اس کے پیش کرو۔ فرانسس کے وعظ و نصیحت کا لوگوں پر اس قدر اثر پڑا کہ دوسرے گرجائیں خالی ہونے لگیں اور لوگ اسی نئے گرجا میں آنے لگے۔ اس پر اسیسی کے بشپ کو پسو پڑے۔ شریعت مسیحی کی اجارہ داری تو بہرحال اس کو حاصل تھی، اس نے فتویٰ دے دیا کہ اس نئے گرجا میں عبادت قبول نہیں ہو سکتی، جب تک پوپ کی منظوری حاصل نہ کی جائے۔

پادریوں کی مخالفت

فتوے بازی کی مصیبت صرف اسلام..... کو نہیں پڑی۔ مسیحیوں میں یہ عذاب ہم سے کہیں زیادہ ہے چنانچہ بشپ صاحب کے ایک فتوے نے فرانسس بچارے کو مجبور کیا کہ روما کا دور دراز سفر اختیار کرے اور پوپ کی منظوری حاصل کرے۔ گیارہ حواریوں کے ساتھ پیدل چل پڑا۔ ہفتوں کے سفر کے بعد درویشوں کا یہ قافلہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے گرد آلود چہرے اور پاؤں لے کر پوپ کے دروازے پر پہنچتا ہے تو وہاں تو نقشہ ہی اور ہے۔ کہاں پہاڑی اور کہاں پہاڑی کا وعظ؟ وہاں تو ایک محل شاہی ہے جس کے دروازے پر مسلح پہرہ دار گشت لگا رہے ہیں۔ فرانسس کسی طرح پہرہ داروں سے نظر بچا کر دروازہ کے اندر گھس گیا۔ مگر اندر جا کر دیکھا تو بڑے بڑے بشپ استقبالیہ کمرے میں بیٹھے ہیں۔ فرانسس کی ہیئت کذائی دیکھ کر متحیر ہوئے کہ یہ شخص اندر کیسے گھس آیا۔ فرانسس نے کہا کہ میں نے پوپ سے ملنا ہے یہ میرے گرجے کا چارٹر ہے اسے منظور کرانا ہے تو بشپ صاحبان ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا اٹھے۔ چارٹر دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ اس گرجا کا نہ کوئی چندہ ہوگا، نہ کوئی جائداد ہوگی، نہ کوئی تنخواہ دار پادری یا ملازم ہوگا۔ ان میں سے سب سے بڑے نے کہا:- ارے یہ گرجا چلائے گا کیسے؟ بھلا روپے پیسے بغیر بھی کوئی نظام چل سکتا ہے؟ فرانسس نے کہا مسیح کی تعلیم تو یہی ہے کہ روپیہ پیسہ جمع مت کرو۔ پادری بولا، تم ہمیں سکھلانے لگے ہو۔ تم کیا جانو مسیح کی تعلیم کے

اصلی معنے اور مطلب کیا ہے۔ یہ ہم لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنی عمریں اس تحقیق اور کتب کی ورق گردانی میں بسر کی ہیں۔ اس فن کے ماہر ہم ہیں، ہم سے پوچھو کہ مسیحیت کسے کہتے ہیں۔ فرانسس بولا۔ اے مقدس باپ! مسیح کے الفاظ تو بالکل واضح ہیں کہ بشارت ہو غریبوں کو کہ ان کے لئے ہے آسمان کی بادشاہت۔ یہ بھی واضح تعلیم ہے کہ کچھ بھی ذخیرہ نہ کرو، جو خدا جنگل کی چڑیوں کو رزق دیتا ہے وہ تمہیں بھی دے گا۔" پادری بولا۔" پھر وہی بات؟ اس کی تفسیر ہم سے پوچھو کہ مسیح کا مطلب اور منشا کیا تھا" فرانسس نے کہا:- اے مقدس باپ! ہمارا یہ نیا گرجا مسیح کی تعلیم بلاتفسیر پر قائم ہوا ہے"

پوپ کی خدمت

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ پوپ کا سیکرٹری باہر آ نکلا اور یہ ماجرا دیکھ کر دریافت کیا۔ پادری نے بتایا کہ یہ کوئی عجیب و غریب آدمی ہے اور ایک عجیب غریب گرجے کا چارٹر منظور کرانے لایا ہے۔ سیکرٹری واپس گیا تو پوپ سے بھی ذکر دیا کہ اس طرح ایک دیوانہ سا آدمی آیا ہے۔ پوپ نے کہا لے آؤ۔ میں بھی اسے دیکھوں۔ سیکرٹری باہر آیا، فرانسس کو اندر لے گیا۔ پوپ شاہانہ تمکنت کے ساتھ اونچے مرصع تخت پر بیٹھا تھا۔ فرانسس نے جاکر قدمبوسی کی اور چارٹر کھول کر پیش کیا کہ یہ منظور کروانے آیا ہوں، پوپ نے کہا، دیکھو کوئی گرجا روپے کے بغیر کیسے چل سکتا ہے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پادری ہیں، پادریانیاں ہیں۔ ان کی تنخواہیں ہیں۔ بھلا روپے پیسے کے بغیر یہ نظام کیسے قائم رہ سکتا ہے؟ فرانسس بولا "اے مقدس باپ! کیا یہ مسیح کی تعلیم ہے یا نہیں جو کچھ اس چارٹر میں لکھا ہے؟"

مسیح کی تعلیم بلاتفسیر پر گرجا کی بنیاد

پوپ کو سانپ سونگھ گیا۔ کہے تو کیا کہے؟ کہنے لگا دیکھو بیٹا، ایک تو ہوتی ہے تعلیم، ایک ہوتی ہے اس کی تفسیر۔ مسیح کی تعلیم کی تفسیر کرنا ہمارا کام ہے۔ جس کی ساری عمر اسی میں گذری ہے، اور جب تک کوئی مزاج شناس مسیح نہ ہو وہ مسیح کی تعلیم کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھو ہمارے گرجا کے ساتھ کتنی عظیم الشان لائبریری ہے۔ سینکڑوں ہزاروں کتابیں ہیں جو مسیح کی تعلیم کی تشریح اور تفسیر میں لکھی گئی ہیں۔ جب تک کوئی عبرانی زبان کا ماہر نہ ہو۔ اس کے صرف نحو پر عبور نہ ہو، جب تک مسیحی سلف صالحین کی روایات ازبر نہ ہوں، مسیحی تعلیم کی اصلیت انسان پر نہیں کھل سکتی۔ ہمارے گرجا کی شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہیں۔ اس کے پاس کروڑوں کا سرمایہ ہے۔ جائدادیں ہیں۔ تم منہ اٹھا کر آ گئے ہو اور بیک جنبش قلم ان سب روایات کو جن پر صدیوں سے مسیحی علماء کا اجماع چلا آتا ہے۔ جھٹلاتے ہو کہ یہ مسیح کی تعلیم کے خلاف چیزیں ہیں

آخر مسیح کی امت کا اجماع بھی کوئی چیز ہے۔ کیا اس کے بڑے بڑے حواری اور بڑے بڑے عالم و فاضل پادری جو یونیورسٹیوں کے سند یافتہ اور فارغ التحصیل ہیں وہ سب غلطی پر ہیں اور ایک تم ہی مسیح کی تعلیم کو ٹھیک سمجھے ہو؟

فرانسس نے جواب دیا "اے مقدس باپ! مسیح کی تعلیم ایک چیز ہے اور اس تعلیم کی تفسیر ایک اور چیز ہے۔ ہمارا نیا گرجا مسیح کی تعلیم بلاتفسیر پر قائم ہوا ہے" اور مسیح نے اپنے شاگردوں کو بھی جو کچھ کہا وہ یہی ہے کہ میرے پیچھے چلو (FOLLOW ME) یہ نہیں کہا کہ کسی تفسیر کے پیچھے چلو۔ مسیح کی زندگی ہمارے سامنے ہے جو بھی ہو، گرجا چلے یا نہ چلے۔ ہم نے مسیح کے پیچھے چلنا ہے۔ اس کی تعلیم پر چلنا ہے۔ تعلیم بلاتفسیر پر چلنا ہے، ہمیں ایمان ہے کہ مسیحیت کی جسد بے جان میں اگر جان پڑ سکتی ہے۔ تو اسی طرح کہ مسیح کی خالص تعلیم کو زندہ کیا جائے۔ اگر مسیح کے نقش قدم پر چلنا تباہی ہے تو ہمیں یہ تباہی منظور ہے ہمیں اس کی تعلیم بلاتفسیر پر چلنا ہے"

پوپ کی منظوری

پوپ کا ضمیر کلمۂ حق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ حق تو یہی ہے جو یہ دیوانہ کہتا ہے۔ ہم نے اپنی مصلحتوں کے پیچھے اس حق کو چھپا رکھا ہے۔ چلو کم از کم اسے تو تجربہ کرنے دو۔ اور فرانسس کو کہا، تم اکیلے ہو یا اور بھی کوئی ساتھی ہیں۔ فرانسس نے کہا گیارہ درویش بھی ساتھ ہیں۔ پوپ نے کہا انہیں بھی بلا لو — درویشوں کا ایمان اور بھی بڑھ گیا۔ کہ خدا نے ہماری سن لی ہے — اندر گئے — پوپ نے سب کو برکت دی۔ اور ان کے لئے گرجے کے چارٹر پر منظوری کے دستخط کر دیئے — چنانچہ فرانسس اور اس کے ساتھی منظوری لے کر واپس اسیسی پہنچے اور نئے گرجا کا باقاعدہ افتتاح کیا، یہ تھی اس غیبی آواز کی تعبیر جس نے فرانسس کو توجہ دلائی تھی کہ مسیحی گرجا درحقیقت مسیحی تعلیم کو چھوڑ چکا ہے اور انسانی ہوا و ہوس کی بنیادوں پر چل رہا ہے، جاؤ اسے ازسرنو تعمیر کرو۔

فرانسس فلسطین میں

کہانی تو آگے بھی چلتی ہے اسیسی کے بشپ نے ایک اور داؤ کھیلا۔ فرانسس کو کہا کہ مسیح کی یہ بھی تو تعلیم ہے کہ مبارک ہیں صلح کرانے والے کہ ان کے لئے ہے آسمانی بادشاہت۔ اس وقت فلسطین میں مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے، جاؤ اسے بند کراؤ۔ چنانچہ فرانسس گرجا کو اپنے معتمد خلفاء کے سپرد کر کے تن تنہا فلسطین چل پڑا، ریگستانوں سے گذرتا ہوا اسلامی کیمپ میں پہنچتا ہے۔ اور صلح کا پیغام دیتا ہے۔ وہاں اس کے ساتھ کیا

گذرتی ہے یہ اپنی جگہ ایک لمبی سرگذشت ہے جسے بہر بخوف طوالت چھوڑتا ہوں۔ قصہ کوتاہ سلطان اس کی نیکی سے متاثر ہو کر اسے کہتا ہے کہ لو ہم تمہیں بحفاظت مسیح کے شہر یروشلم پہنچا دیتے ہیں۔ وہاں فرانسس زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری میں لگ جاتا ہے۔

آخری ایّام

ایک لمبے عرصہ کے قیام کے بعد وہیں اسے خبر پہنچتی ہے۔ کہ جن حواریوں کو وہ خلیفہ بنا کر چھوڑ آیا تھا۔ انہوں نے تو پھر وہی تمام ہتھکنڈے شروع کر دیئے ہیں جو عام گرجاؤں میں ہوتے ہیں۔ وہی زرق برق جبے ہیں، وہی ساز و سامان ہے وہی تنخواہ دار پادری ہیں وہی چہل پہل ہے جو عام گرجوں میں ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ واپس اسیسی لوٹا اور اپنے خلفاء کو بلا کر ان سے باز پرس کی۔ ان خلفاء نے عالمانہ بحث شروع کر دی کہ دیکھو روپے پیسے تنخواہ دار عملہ اور جائداد اور سرمایہ کے بغیر گرجے نہیں چلا کرتے۔ فرانسس نے کہا چلے یا نہ چلے، یہ مسیح کی تعلیم نہیں۔ مجھے مسیح کے نقش قدم پر چلنا ہے اور یہ کہہ کر گرجا اور اس کی جائداد اور اموال سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر زندگی کے باقی دن خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت میں بسر کئے۔

قرآن کی تفسیر زیادہ اور عمل کم

اس تمام داستان میں میرے دل کو جو چیز خاص طور پر لگی وہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں بھی قرآن کم ہے اور تفسیر زیادہ ہے۔ سنت نبوی یعنے نبی کی روزانہ عملی زندگی کم ہے اور سنت کے متعلق قیل و قال زیادہ ہے۔ قرآن کی وہ تعلیم جو اس کے پیغام کا نچوڑ ہے وہ تو اس قدر بین اور واضح ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین کے معنے کرنے مشکل ہیں۔ مگر یہ تفسیر کے چکر کا ہی کرشمہ ہے کہ باوجود اس واضح تعلیم کے بڑے بڑے جید علماء قرآن سے ہی قتل مرتد کا مسئلہ نکال لیتے ہیں۔ انما المومنون اخوۃ بالکل واضح آیت ہے۔ اسی طرح لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا بالکل واضح حکم ہے باوجود اس کے اپنی تفسیر کے زور آزمائی سے علماء نے مسلمانوں کو صدیوں باہم دست و گریباں کئے رکھا۔ حضرت مسیح کے متعلق قرآن واضح الفاظ میں موت کی خبر دیتا ہے:- انی متوفیک — فلما توفیتنی وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جنہیں عربی کا ایک مبتدی طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے صدیوں سے تفسیر کے زور سے علماء نے مسلمانوں کو خلاف قرآن تصوّر میں مبتلا رکھا کہ مسیح ابھی تک زندہ ہیں اور اس طرح نادانستہ الوہیت مسیح کے عقیدہ کے مؤید بنے — نبی کریم کا ارشاد صاف ہے کہ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا

واکل ذبیحتنا فذالك المسلم ۔ یعنے جو ہماری جیسی نماز پڑھتا ہے۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرتا ہے ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ مگر تفسیر بازی کا بھلا ہو کہ علماء ابھی تک ایک متفقہ تعریف بھی نہیں کر سکے کہ مسلمان کون ہوتا ہے؟ اور مسلمان کی تعریف میں خود ساختہ شرائط داخل کر کے مسلمانوں کا دائرہ کم سے کم تر کرتے گئے۔ نبی کریم صلعم کا عملی نمونہ یہ ہے کہ ایک مسلمہ منافق اور دشمن اسلام عبداللہ بن ابی کو بھی مسلمان سمجھا اور اس کا جنازہ پڑھا بلکہ اپنی قمیص مبارک اس کی لاش لپیٹنے کے لئے دی۔ مگر علماء نے اپنے دخل در معقولات سے اسلام کی یہ حالت کر دی ہے کہ ایک فرقے کا مسلمان دوسرے فرقے کے مسلمان کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں ــــ

مذہب کی روح غریب کے جھونپڑے میں ہے

یہودیت کا بھی برا حال یہودی علماء کی شوق تفسیر بازی کی وجہ سے ہوا مسیحیت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے اسی وجہ سے ہوئے کہ بقول قرآن اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ ــــ بجائے خدا کے کلام کو مشعل راہ بنانے کے ان لوگوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو خدائی کی گدی پر بٹھا دیا۔ خدا کا کلام خدا کا کلام ہے۔ وہ انسانی عقل اور مصلحت پسندی کی آلائشوں سے منزہ ہے۔ اسی طرح ایک نبی کی عملی زندگی ایک چلتی پھرتی آسمانی روشنی ہوتی ہے تشریح تفسیر بہر حال انسانی دل و دماغ کی پیداوار ہوتے ہیں ان میں طرح طرح کی مصلحتیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ فرانسس آف اسیسی کی داستان جو اوپر بیان ہو چکی ہے اس خود ساختہ مسیحیت کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ ہے جو بعد میں حواریوں، پوپوں اور پادریوں نے تعمیر کی ــــ مذہب کی روح آیا شاہی محلات کی فضا میں صحیح طور پر پنپ سکتی ہے یا غریب کے جھونپڑے میں، یہ ایک اہم سوال ہے، جسے فرانسس کی زندگی پیش کرتی ہے۔ اسلام کی تاریخ کا ولولۂ ایمانی کے لحاظ سے بہترین سنہری ورق یقیناً مکہ میں لکھا گیا تھا جوں جوں مال و دولت آتی گئی، خدا پرستی کم ہوتی گئی اور حضرت کو بھی ماننا پڑا کہ دکھ اور تکلیف کے امتحان میں تو ہم نے صبر دکھایا مگر مال و دولت کے امتحان میں فیل ہو گئے۔ احمدیہ تحریک بھی اس وقت ایمانی تر و تازگی کے جوبن پر تھی جب تحریک قادیان کے کچے کوٹھوں میں رہتی تھی ــ اور بجٹ لاکھوں کی تعداد میں نہ تھا۔ یہ وہ سوال ہے جو ہر ایک طالب حق سے جواب چاہتا ہے۔ نبی کریم کی دعا بھی مشہور ہے کہ میں غریبوں میں جیئوں، غریبوں میں مروں، اور غریبوں میں میرا حشر ہو ــــ نحن معشر الانبیاء لانرث ولا نورث بھی ایک مشہور حدیث ہے آپؐ کے بعد باغ فدک کے جھگڑے اور خلافت کے لئے صحابہ میں دھکم دھکا اور کشت و خون یہ تمام واقعات غور و فکر کے محتاج ہیں کہ یہ نظریہ کہاں تک صحیح ہے کہ اسلام سلطنت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا تجربہ تو اس کے خلاف ہے۔ کہ جہاں سلطنت آئی مذہب کی سچی روح بجھتی گئی ــــ

قرآن کی بہترین تفسیر سیرت نبوی ہے

فرانسس آف اسیسی کے فلسفۂ حیات سے ہمیں اتفاق ہو یا نہ ہو، اس قدر بات ضرور قابل غور ہے کہ مسیحیت کی طرح تعلیمات اسلامی کی روح بھی بہت حد تک تفسیر بازی کی نذر ہو گئی۔ قرآن کے پیغام کا مرکزی دھارا بالکل بین اور عام فہم ہے اسی کو قرآن نے ام الکتاب کہا ہے۔ اس میں کسی لمبی چوڑی تفسیر کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے۔ مسیح نے اپنے حواریوں کو کہا تھا کہ FOLLOW ME! یعنے میرے نقش قدم پر چلو نبی کریمؐ کا پیغام بھی یہی ہے۔ فاتبعونی! خوش قسمتی سے نبی کریمؐ کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر تاریخ کی روشنی نہ پڑی ہو۔ اس لئے آپ کی سیرت قرآن کریم کی بہترین تفسیر ہے۔ لیکن علماء کرام جب قرآن کو اپنی زور آزمائی کا تختۂ مشق بناتے ہیں ہمیں تو وہی کچھ ہوتا ہے جس کا رونا اقبال یوں روتا ہے ؎

زما بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا دادند ما را
ولے تاویل در حیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفے را

اسلام کی بنیاد قرآن و سنت کے بینات پر

فلم دیکھنے کے بعد جب میں گھر واپس آ رہا تھا تو فرانسس کا یہ جملہ مسیح کی تعلیم بلا تفسیر میرے کانوں میں گونج رہا تھا۔ پچھلے دنوں اسی قسم کے ایک اور برجستہ جملہ میں مولانا مودودی نے پرویزی مکتبہ خیال کا نچوڑ رکھ دیا تھا وہ تھا قرآن بلا محمدؐ لیکن اس سے میری تسلی نہ ہوئی اس لئے کہ سنت کے نام پر بھی جو تصویر اسلام کی کھینچی جاتی ہے۔ اس سے بھی اسلام کا حلیہ بگڑ کر کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ فرانسس کی طرح باہر سے تو میرے کان میں کوئی آواز نہیں آئی، مگر میرے دل سے یہ آواز ضرور اٹھی کہ اسلام کی از سر نو تعمیر کا راستہ اگر کوئی ہے تو یہی ہے کہ صدیوں کی تفسیر بازی سے اسے آزاد کیا جائے اور خالص قرآن اور سنت کے بینات پر اس کی بنیاد رکھی جائے۔ اور پھر جو میں نے غور کیا تو نظر آیا کہ یہی تو وہ کام ہے جس کے لئے خدا نے اس زمانہ کے مامور کو بھیجا۔ اور اس مامور نے یہ کام کر کے دکھایا۔

قرآن و سنت بلا ملّا پر احمدیت کی بنیاد

احمدیہ تحریک میں نہ تو کسی کلمہ گو کی تکفیر کی گنجائش ہے۔ نہ فرقہ بندانہ تنگ نظری ہے نہ فقہی مسائل کے جھگڑے ہیں۔ نہ داڑھی کی تراش و خراش اور لباس تک نظر محدود ہے۔ احمدیہ تحریک میں ایک ہی جذبہ اور ولولہ ایک ہی ولولہ جو موجزن ہے۔ وہ عالمگیر اخوت اسلامی کا ولولہ ہے اور یہ ولولہ ہے کہ اسلام اس دجالی دور کا واحد علاج ہے ــ بجائے باہم الجھے رہنے کے احمدیہ تحریک ہر ایک مسلمان کو مجاہد بننے کی دعوت دیتی ہے اسلام کی از سر نو تعمیر کے لئے جس کا علم مامور زمانہ نے بلند کیا ہے۔ اگر کوئی بہترین برجستہ لیبل تراشا جا سکتا ہے تو وہ قرآن و سنت بلا ملّا کا لیبل ہو گا۔

حضرت مرزا صاحب کا وجود باوجود

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

کے مخالفین نے بھی اس عظیم الشان نشان سے فائدہ نہ اٹھایا پھر جس طرح وہاں حضرت ابراہیم کے خلاف شہادتیں گذاری گئیں اسی طرح یہاں بھی مولوی کرم دین کے مقدمہ میں علماء حضرت مرزا صاحب کے خلاف شہادتیں دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ الہام میں ابراہیم کے لفظ حضرت مرزا صاحب کو مخاطب کرنا انہی مندرجہ بالا مشابہتوں کی وجہ سے تھا۔

اسی طرح الہام میں الفاظ سلام علیٰ امرك میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو کچھ تو نے مولوی محمد حسن بھیں کے متعلق لکھا اس کو برقرار رکھا جائے گا۔ اس پر عدالت کی طرف سے کوئی حرف گیری نہ کی جائے گی۔ تیرا یہ امر ہر قسم کی عدالتی کارروائی سے محفوظ رہے گا۔ اور بغیر اس پر کسی قسم کے اعتراض کئے تجھے مقدمہ میں کامیابی حاصل ہو گی اور الہام کے الفاظ صرت فائزا پورے ہو کر موجب ہدایت بنیں گے۔

۱۲ر اور ۱۹ر دسمبر کے الہامات

اس کے بعد ۱۲ر دسمبر کو الہام ینادی مناد من السماء کہ آسمان سے آواز دینے والا آواز دیگا پھر ۱۹ر دسمبر کو الہام ہوا انی مع الافواج اتیك بغتة یعنی میں فوجوں کے ساتھ آؤں گا ان دونوں الہاموں میں بھی کامیابی کی بشارت دی گئی اس کے بعد مقدمہ شروع ہو گیا اور ۱۹ر جنوری ۱۹۰۳ء کو سب خوابیں اور الہامات پورے ہو گئے یعنی عدالت ابتدائی نے بھی استغاثہ خارج کر دیا اور عدالت نگران نے بھی اور جس طرح حضرت ابراہیم اپنی قومی عدالت کی سزا سے محض خدائی تصرف کے ماتحت بچ گئے تھے اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی محض خدائی نصرت کے نتیجہ میں عدالت کی سزا سے مکمل طور پر محفوظ رہے اس طرح حضرت ابراہیم کے ساتھ آخری مشابہت بھی پوری ہو گئی۔

عجیب تصرف الٰہی

اس مقدمہ میں اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف کام کرتا ہوا نظر آتا ہے مولوی کرم دین کا استغاثہ تو اس لئے خارج ہوا تھا کہ اس کو بوجہ قریبی رشتہ دار نہ ہونے کے

(باقی برصفحہ ۱۵ اشتہار سے نیچے)

جرمنی میں عید الفطر

(بسلسلہ صفحہ ۲)

نشوونما پاسکتا ہے۔ یہ خدا پر ایمان ہی ہے جو اس خدمت کو اخلاص اور بےنفسی کے جذبہ سے سرانجام دینے کا اہل بناتا ہے۔ ورنہ وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے بغیر غربا کی بہبود کا کام کرنا چاہے گا وہ اخلاص اور بےنفسی کی روح سے عاری رہے گا۔ اور ایسے شخص کے لئے بعید نہیں کہ وہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں لاکھوں کو تہ تیغ کر دے اور اپنے آپ کو کسی اخلاقی حدود کے اندر نہ رکھے اور ہر اس فعل کو جو اس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ممد ہو اسے عمل میں لے آئے۔ لیکن ایک با خدا انسان نسل انسانی کی خدمت کو بےنفسی کے جذبہ سے سرانجام دیتا ہے اور اس راستہ میں ہر قسم کی مشکلات کو خدا کی رضا کے لئے برداشت کرتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا پاکیزہ نمونہ

میں نے کہا سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے ہے کس طرح ۲۲ سال تک متواتر آپؐ نے سوسائٹی کی بہتری اور ان کی بہبود کیلئے تگ و دو کی مشکلات اٹھائیں اور تکالیف برداشت کیں لیکن سوسائٹی سے کبھی اجر کی خواہش نہیں کی۔ بلکہ اعلان کیا۔

"اے میری قوم میں تم سے کسی اجر کا
متمنی نہیں ہوں میرا اجر خدا کے ہاں ہے"

اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم سے صرف یہ اعلان ہی نہیں کروایا بلکہ آپؐ نے اس پر عمل کرکے بھی دکھا دیا۔ آپؐ نے ۲۱ سال کی طویل جد و جہد کے بعد ایک عظیم الشان اخلاقی اور روحانی انقلاب قوم میں پیدا کیا۔ اور جب آپؐ فتح مکہ کے بعد عرب کے بادشاہ بن گئے تو اس وقت بھی اپنے لئے اپنے گھر والوں کے لئے کوئی مال و دولت جمع نہیں کیا اپنی سہولت کے لئے کوئی عالی شان محل نہیں بنوایا۔ بلکہ جو مال بھی آیا اسے قوم کی بہبود پر خرچ کر دیا اور رہنے کے لئے وہی پرانا گھر اور وہی فقر کی زندگی۔ یہاں تک کہ وفات کے قریب وصیت کر دی کہ جو کچھ بھی گھر میں ہو اسے میری وفات کے بعد گھر والوں میں نہیں بلکہ غربا میں تقسیم کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک اس امر پر بین دلیل ہے کہ خدا پر ایمان لانے ہی سے انسان غربا کی بےلوث اور اخلاص سے پُر خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔

خدا کے لئے جینا اور مرنا

بالآخر میں نے کہا کہ اسلام زندگی کی تگ و دو میں پوری تندہی سے حصہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔ اور اُن تمام قوتے کو جو خدا تعالےٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں کام میں لانے کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ اسلام ہمیں گویہ سکھاتا ہے کہ تمام قوتے انسانی انسان کے پاس بطور امانت ہیں۔ اور چاہیئے کہ ہم ان قوتے کو خدا کی منشاء کے مطابق استعمال کرکے اس امانت کا حق ادا کریں۔ ہمارے مذہب کا نام جو اسلام رکھا گیا ہے۔ یہ لفظ خود مطالبہ کرتا ہے کہ انسان اپنا سب کچھ خدا کو سونپ دے اور اسے واپس کر دے یہی وہ اعلیٰ روحانی حالت ہے جس تک اسلام ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ آنحضرت صلعم سے اللہ تعالےٰ نے اعلان کرایا ہے

"کہو میری نماز۔ میری قربانی۔ میرا جینا۔
میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں
کا رب ہے۔"

مسلمان کی جنّت

میں نے مزید کہا کہ یہی وہ روحانی حالت ہے جسے قرآن کریم نے جنّت کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ سچ ہے ہماری نجات خدا کے فضل پر مبنی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کریم نے اس حقیقت پر بھی زور دیا ہے کہ خدا کے فضل کو کھینچنے کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ یہ انسان کے اپنے اعمال صالحہ ہی ہیں جو خدا کے اس فضل کو کھینچتے ہیں جو انسان کی نجات کا باعث ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے

"جنّت میں داخل ہو اُن اعمال کے بدلہ
میں جو تم نے کئے"

حقیقی جنت ایمان باللہ اور خدمت خلق

الغرض میں نے کہا کہ آج ہم جب کہ عید الفطر کا تہوار منا رہے ہیں ہمیں یہ قیمتی سبق یاد رکھنا چاہیئے کہ ہماری حقیقی راحت اور حقیقی خوشی خدا پر ایمان اور اس کے احکام کی فرمانبرداری اور نسل انسانی کی بےلوث خدمت میں مضمر ہے۔ اس کے بعد میں نے احباب کو عید مبارک کہی اور

حاضرین کی تواضع

خطبہ کے ختم ہونے پر احباب ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے اور گلے ملتے رہے۔ جس کے بعد گرم گرم چائے اور سینڈوچ سے حاضرین کی تواضع کی گئی۔ الحمد للہ کہ یہ تمام

خطبہ بسلسلہ صفحہ ۶

(بسلسلہ صفحہ ۶)

سالکہ بیان فرمایا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ میں نے نبی ہونے کا دعوےٰ ہرگز ہرگز نہیں کیا۔ لیکن جس طرح پہلی امتوں نے الفاظ پرستی میں غلط اعتقادات پیدا کر لئے اور اصل تعلیم کو غلط کر دیا۔ اور نبی اور رسول کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح سے آج ایک مجدد اور محدث کو نبی بنا دیا گیا۔ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسےٰؑ کی متشابہ کلام کو لے کر غلط اعتقادات کی بنیاد رکھی اسی طرح حضرت مرزا صاحبؒ کی متشابہ کلام پر یہ غلط اعتقاد پیدا کر لیا گیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ نبی تھے۔

قرآن پہلی کتب کی تصدیق اور سابقہ تعلیمات کی حفاظت کرنے والی کتاب ہے

قرآن کریم میں فرمایا ہے نزل علیك الكتاب بالحق۔ ہم نے آپؐ کو حق و حکمت پر مبنی کتاب عطا کی ہے مصدقا لما بين يديه۔ جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ وانزل التوراة والانجيل من قبل هدًى للناس۔ اس قرآن کریم سے قبل توراۃ و انجیل اتاری گئی جن میں لوگوں کی رہنمائی کے سامان تھے۔ ان کی تعلیمات برحق تھیں۔ لیکن بعد میں ان کتب میں رد و بدل ہو گیا، تحریف و تبدل کر دیا گیا۔ وانزل الفرقان۔ چنانچہ بعدازاں ہم نے قرآن کریم کو اتارا جو فرقان ہے یہ حق اور باطل میں فرق ظاہر کرنے والی کتاب ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام پہلی کتابوں پر ہمارا ایمان ہے۔ قرآن نے ان کی تصدیق کی ہے۔ ان میں جو غلطیاں پیدا ہو گئی تھیں ان کو واضح کیا اور ان کی درست تعلیم کی حفاظت کی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذى اختلفوا فيه وهدى ورحمة لقوم يؤمنون یعنی رسول کریم کا ایک فریضہ یہ بھی ہے کہ مذاہب کی اختلافات کی وجوہ واضح کرکے ایمانداروں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیں اور فرمایا وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس ما نزل الله ولعلهم يتفكرون یعنے ہم نے یہ ذکر آپ پر اسی لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کے لئے ان تعلیمات کی وضاحت کریں جو اُن کے لئے ان کے پیغمبروں کے ذریعے نازل کی جا چکی ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ نے ان فرائض کو جو ان کے ذمے لگائے گئے تھے باحسن وجوہ سرانجام دیا اور قوموں میں ذہنی انقلاب پیدا کرکے ان کو متحد کرنے میں غیر معمولی طور پر کامیاب ہوئے۔

اتحاد و اتفاق کی راہ

اس زمانہ میں جو اختلافات ہیں وہ دُور نہیں ہو سکتے اور قومیں ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتیں تاوقتیکہ ان کے دلوں کے اندر انقلاب اور روشنی پیدا نہ ہو، اور اختلاف کے وجوہ بیان کرکے انہیں اس راہ پر نہ لایا جائے جو تمام قوموں کو ایک کرنے کی صحیح راہ ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ ہے کہ انہوں نے اس راہ کی نشاندہی کی جس کا تذکرہ ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں۔
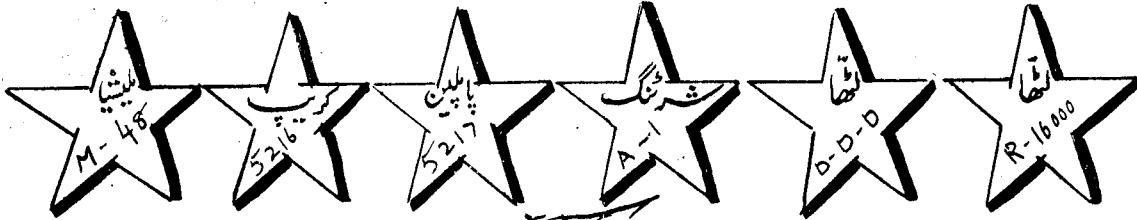
بقیہ مضمون شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

استغاثہ دائر کرنے کا حق نہیں پس مولوی کرم دین کے لئے یہ سنہری موقعہ تھا کہ وہ مولوی محمد حسن فیضی کے والد کی طرف سے استغاثہ دائر کروا دیتا لیکن تصرف الٰہی نے اس کو اور اس کے حامیوں کو ایسا کرنے سے بھی روک دیا تا خدا تعالےٰ کی معیت اپنے مامور کے ساتھ مکمل طور پر ثابت ہو جائے۔

ان مقدمات میں جو تائید الٰہی حضرت مرزا صاحب کے شامل حال رہی ہے کیا وہ ثابت نہیں کر رہی کہ قرآنی وعدہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً نمایاں طور پر حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پورا ہوا ہے اور کیا اس سے حضور کا اللہ تعالےٰ کے نزدیک یقینی طور پر متقی ہونا ثابت نہیں ہوتا فاعتبروا یا اولی الابصار!

تیسرے مقدمہ پر انشاء اللہ وبتوفیقہ آیندہ قسط میں بحث کی جائے گی اور دکھلایا جائے گا کہ اس مقدمہ میں اللہ تعالےٰ کے الہام انی مہین من اراد اہانتک کے ماتحت کس قدر الٰہی نشانوں کا ظہور ہوا ہے

پیغام صلح ۲۴ اپریل ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۴۲۸ شمارہ

پرنٹر پبلشر ایک روڈ لاہور میں با اہتمام مولوی دولت محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

هفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان متصل محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" - لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ / پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۵ / ذیقعد ۱۳۸۱ھ - مطابق ۱۱ / اپریل ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۵

درستی اخلاق کیلئے ایمان کی ضرورت

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ لوگ کس طرح عقائد حقہ سے پھر گئے ہیں۔ ۲۰ کروڑ کتاب اسلام کے خلاف شائع ہوئی اور کئی لاکھ آدمی عیسائی ہو گئے ہیں۔ ہر ایک بات کے لئے ایک حد ہوتی ہے اور خشک سالی کے بعد جنگل کے حیوان بھی بارش کی امید میں آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہیں۔ آج ۱۳۰۰ برس کی دھوپ اور امساکِ باراں کے بعد آسمان سے بارش اتری ہے اب اسکو کوئی روک نہیں سکتا برسات کا جب وقت آگیا ہے تو کون ہے جو اسکو بند کرے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ لوگوں کے دل حق سے بہت ہی دور جا پڑے ہیں ایسا کہ خود خدا پر بھی تنگ ہو گیا ہے حالانکہ تمام اعمال کی طرف حرکت صرف ایمان سے ہوتی ہے۔ مثلاً سم الفار کو اگر کوئی شخص تباشیر سمجھ لے تو بلا خوف و خطر نتیٰ ماقوں تک کھا جاوے گا۔ اگر یقین رکھتا ہو کہ یہ زہر قاتل ہے تو ہرگز اس کو منہ کے قریب بھی نہ لاوے گا۔ حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو۔ کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے۔ اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے۔ اور اگرچہ زبان سے کوئی نیکی کا اقرار کرے۔ مگر اپنے دل کے اندر وہ کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اسکو ہمارے مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں اندھیرے میں اور اجالے میں خلوت میں اور جلوت میں، ویرانے میں اور آبادی میں، گھر میں اور بازار میں، ہر حالت میں یکساں مفید ہو۔ پس درستی اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان ہونا ضروری ہے جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کے نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔ لیکن دراصل نیک وہی ہے جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو اور جس کا دل اور باہر ایک ہے۔ وہ زمین پر فرشتہ کی طرح چلتا ہے ۞

بحرِ حکمت کے موتی

ابوھریرۃ لقد ظننت یا اباھریرۃ ان لا یسئلنی عن ھذا الحدیث احد اول منک لما رایت من حرصک علی الحدیث اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الٰہ الا اللہ خالصًا من قبل نفسہٖ۔

(بخاری بحوالہ تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار)

ترجمہ:- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات میں یقیناً جانتا تھا اے ابو ہریرہ کہ تجھ سے اس بات کے متعلق تجھ سے پہلے کوئی نہ پوچھے گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تو ہر بات کے دریافت کرنے کے لئے بڑا حریص ہے (سنو) لوگوں میں سے بڑا سعادتمند میری شفاعت حاصل کرنے کے لئے وہ شخص ہوگا جس نے خلوص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا۔

نوٹ:- یہ نفی و اثبات کا مقام ہے تمام ما سوی اللہ کی عبادت و استمداد کی نفی ہے اور ہستی باری تعالیٰ اور اس کی تمام صفات مذکورہ قرآن شریف اثبات ہے تمام بتوں سے بڑھکر خواہشات نفسانی کا بت ہے جسے توڑ پھوڑ کر پھینک دینے میں نجات حاصل ہوتی ہے۔ و امامن خاف مقام ربہٖ و نھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی

(۷۹:۴۰)

عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ:-

(باقی بر صفحہ اشتہار کے نیچے)

عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں

کوہاٹ سے مولنا عبدالباقی صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب "عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں" کے متعلق لکھتے ہیں :۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کرے۔ کہ آپ بمعہ دیگر بزرگان سلسلہ خیریت کے ساتھ ہوں۔ اس دفعہ میں بعض مصروفیتوں کی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شریک نہ ہو سکا۔ اور بدیں وجہ جلسہ سالانہ یہ اجتماعی دعاؤں، علماء سلسلہ کے علمی فیوض اور سب سے بڑھ کر امام وقت کے ارشاد کے ماتحت ان چند ایام میں اس الٰہی مقصد کی برکات سے محروم رہا۔ جس کا بے حد افسوس ہے کیونکہ ؎

پھر خدا جانے کہ کب آئیں گے یہ دن اور یہ بہار

اپنی اس تڑپ کو بجھانے کے لئے پیغام صلح کے ہر نئے پرچہ کے لئے آنکھیں رو براہ ہوتی ہیں ۔ اب حال ہی میں جماعت کی طرف سے عیسائیت کی تردید میں شائع کردہ بعض رسائل مرکز کی جانب سے موصول ہوئے حق یہ ہے کہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر مطالعہ کے قابل ہے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر دو رسائل لاثانی ہیں۔ اُن میں سے ایک حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا تحریر فرمودہ رسالہ "عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں" اور دوسرا مولانا عبدالمنان صاحب عمر کی تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ موسومہ "فتنہ عیسائیت اور ہمارا فرض"

یہ ہر دو اس قابل ہیں کہ جماعت کا ہر فرد ان کا ضرور مطالعہ کرے۔ حضرت امیر صاحب نے تو ایسی شائستگی کے ساتھ عیسائیوں کے مروجہ عقائد کی خود انجیل سے تردید کی ہے۔ کہ شرافت اور متانت اس پر ختم ہے۔ یہ اس قابل ہے۔ اسے انگریزی اور عربی میں عیسائی اور غیر عیسائی طبقوں میں (جہاں عیسائیت کا اثر و نفوذ ہو) وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے۔ لیکن مجھے تو خطرہ ہے۔ کہ اگر عیسائیوں نے دیانتداری کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا۔ تو اسی کو کہیں نیا عہد نامہ نہ بنا لیں۔ مگر وہ ہوگا کیا۔ خدا کا ایک سچا دین۔ بہرحال اس کی وسیع اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

جہاں تک مولانا عبدالمنان صاحب عمر کی تقریر کا تعلق ہے۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس کے متعلق ابھی تک اس قدر غفلت کیوں برتی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر قلت وقت کی وجہ سے اسے بتمام وکمال پڑھا نہیں گیا۔ یا پھر سُنا نہیں گیا۔ یہ ایسی تقریر ہے کہ اس کی روشنی میں جلد ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ اور اس پر عمل کیا جائے۔

ہماری قوم کی بدقسمتی ہے۔ کہ اس عظیم فتنہ عیسائیت کی تردید کے لئے اللہ پاک نے انہی کے اندر سے ایک کاسر صلیبؑ کو مبعوث فرمایا۔ مگر قوم کے نفس پرست طبقہ نے اس کو ابھی تک شناخت نہیں کیا۔ علماء نے اس عظیم الشان امام اور آپ کی جماعت کی مخالفت کر کے بڑا ہی نقصان کیا۔ اگر یہ گذشتہ چند سالوں میں احمدیوں کی مخالفت نہ کرتے۔ تو آج ان کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے کہ عیسائی ۲۵ تا ۴۰ فیصدی اندرون پاکستان بڑھ گئے ہیں۔

لیکن کیا ہماری جماعت اس عظیم خطرہ کے پیش نظر علماء کی مخالفت کی وجہ سے مسلمان قوم کی دستگیری سے اسی طرح کنارہ کش رہیں گے۔

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است
دگر خاموش بنشینی گناہ است

لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ ہماری جماعت بحیثیت جماعت حرکت میں آجائے۔ اور مولانا عبدالمنان صاحب عمر کی تقریر کی روشنی میں بلاتاخیر مزید لائحہ عمل مرتب کرکے اسے عملی جامہ پہنائے ؎

اگر امروز فکر غیرت دین در شما نشد
شمارا نیز واللہ رتبت و عزت نشود پیدا!

والسلام۔ عبدالباقی از کوہاٹ

ترسیل قرآن از عطیہ چوہدری احمد علی چک ۵۶ حصوت کرمانوالہ اوکاڑہ

بابت ماہ مارچ ۱۹۶۲ء

چھپڑ۔ ضلع ہزارہ ۔۔ ۔۔۔ ۔۔ ۔ ۱ عدد
مختصر مقامات (نائیجیریا) ۲ ۔۔
منجانب انجمن۔ قرآن شریف I کوانٹی صادق اللہ خان صاحب بریگیڈیر ۔ ۔ } ۱ عدد
حبیب الرحمٰن۔

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

منعقدہ ۱۴، ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء واقع جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ صدر

پہلا اجلاس:۔ ۱۴ اپریل بروز ہفتہ زیر صدارت جناب مولانا احمد یار صاحب ایم اے ½۲ بجے بعد دوپہر سے ۵ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی ۔ ۔ ۔ تلاوت قرآن کریم ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
شاہ اسد اللہ ۔ ۔ ۔ نعت ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ۔ ۔ ۔ نظم ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد مری ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۵ منٹ
حافظ بشیر محمد صاحب خوشابی ۔ ۔ ۔ کیا مجدد کا ماننا ضروری ہے؟ ۔ ۳ بجے سے چار بجے تک
مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری ۔ ۔ ۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خدمت اسلام ۴ ۔ ۵ ۔ ۔
مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع فاتح فجی ۔ ۔ ۔ امام الوقت کا علم الکلام ۔ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔ ۔

دوسرا اجلاس:۔ ۱۵ اپریل بروز اتوار زیر صدارت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری ½۹ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک

مولوی عبدالرحمٰن صاحب ۔ ۔ ۔ تلاوت قرآن مجید ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
مسٹر عبدالعلی صاحب آف ڈاڈ سینی ٹوریم ۔ ۔ نعت ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ۔ ۔ ۔ نظم مسیح موعود ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات : تحریک احمدیت کی فوقیت ۔ ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک
مولانا احمد یار صاحب ایم اے ۔ ۔ ۔ تقریر ۔ ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۔
ملک ظفر اللہ خان صاحب ۔ ۔ : یسئلونک عن الروح ۔ ۱۲ ۔ ۱ ۔ ۔

تیسرا اجلاس:۔ ۱۵ اپریل بروز اتوار زیر صدارت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر ۲ بجے بعد دوپہر ½۶ بجے تک

حافظ شیر محمد صاحب خوشابی ۔ ۔ ۔ تلاوت قرآن کریم ۔ ۔ ۵ منٹ
محمد اعظم صاحب علوی ۔ ۔ ۔ نعت ۔ ۔ ۔ ۵ منٹ
قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد ۔ بہائیت اور اسلام ۔ ۔ ۱۰-۲ بجے ۵۵-۲ بجے تک
مرزا معصوم بیگ صاحب بی اے ایڈیٹر لائٹ ۔ ۔ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش ۔ ۵۵-۲ ۔ ۔ ۴۵-۳ ۔ ۔
بشارت احمد صاحب بقا۔ بی اے ۔ ۔ اسلام اور دیگر مذاہب ۔ ۴۵-۳ ۔ ۔ ۴۵-۴ ۔ ۔
خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت ۔ برکات الدعا ۔ ۔ ۔ ۴۵-۴ ۔ ۔ ۱۵-۵ ۔ ۔
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر ۔ ۔ تقریر ۔ ۔ ۔ ۱۵-۵ ۔ ۔ ۶ ۔ ۔

نوٹ:۔ امید ہے کہ ہر مذہب و ملت کے صاحبان جلسہ میں شمولیت فرما کر علماء کے لیکچروں سے مستفید اور مستفیض ہوں گے۔ خواتین کیلئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

المشتہر:۔ ملک ظفر اللہ خان سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (برانچ لاہور)

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

نزولِ مسیح کا مسئلہ اور مولانا مودودی

مامورِ الٰہی کے متعلق دل میں بغض و عناد

{محترم چیمہ صاحب کے اس مضمون کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے ایک ہی قسط میں شائع کیا جائے اسی وجہ سے آج کا اداریہ مجبوراً روکنا پڑا۔ ادارہ}

ابوجہل کا امر نبوت کو جانچ کرنے کا معیار انسانی میزانوں سے ماوراء تھا۔ نبوت سے اس کے مطالبات اور توقعات بشریت کی سرحدات سے پرے تھے قرآن کریم نے اس قسم کے مطالبات کا ذکر کیا ہے اور اس کا جواب بھی خود ہی دیا ہے جیسا کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے:۔

وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا او تكون لك جنة من نخيل وعنب فتفجر الانهر خللها تفجيرا او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا او تاتي بالله والملائكة قبيلا او يكون لك بيت من زخرف او ترقى في السماء ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتبا نقرؤه قل سبحان ربي هل كنت الا بشرا رسولا

ترجمہ:۔

"اور کہتے ہیں ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے اس زمین سے چشمہ (نہ) بہا دے۔ یا تیرا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر تو اس کے اندر خوب نہریں بہا نکلے یا تو آسمان کو جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دے یا تو اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئے تیرا سونے کا گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر کتاب اتار دے جسے ہم پڑھ لیں کہو میرا رب پاک ہے میں صرف ایک انسان رسول ہوں"

جواب ان کا یہ دیا ہے هل كنت الا بشرا رسولا یعنی اس قسم کے لچر مطالبات کو منظور نہیں کیا جا سکتا خدا کے ہاں نامعقولیت کی باتوں کو کبھی درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ اے محمد تم بے شک اللہ کے رسول ہو مگر بشری حدود کے اندر مقید بھی ہو۔ اس سے پرے نہیں جا سکتے۔ ان کو کہدیں کہ خدا کی ذات بہت بلند اور پاکیزہ ہے۔ بشر رسول کے متعلق یہ مطالبہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے جواب سے بھی ابوجہل کی تسلی نہ ہوئی وہ کفر پر مصر رہا اور اس نے اپنے ازلی استاد کی طرح (ابی و استکبر) کی تصویر بن کر اپنے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی یہاں تک کہ اس نے اپنی جان کی بازی لگا دی اور کفر پر کٹ کر مر گیا۔

حضرت موسٰی کے جادوگروں نے تو حق و صداقت کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنی شکست مان لی اور موسٰی علیہ السلام پر ایمان لے آئے وہ سجدے میں گر کر پکار اٹھے امنا برب العالمين ○ رب موسى وهارون ○

"ہم جہانوں کے رب پر ایمان لائے موسٰی اور ہارون کے رب پر"

اور حضرت موسٰی کے وقت کے ابوجہل یعنی فرعون نے بھی جان کنی کے وقت یہ کمزوری دکھائی کہ موت کو دیکھ کر اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے:۔

حتى اذا ادركه الغرق قال امنت انه لا اله الا الذي امنت به بنوا اسرائيل وانا من المسلمين ○

"یہاں تک کہ جب اسے غرق ہونے نے آ لیا۔ کہا میں ایمان لایا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں"

مگر یہاں مقابلہ سخت قسم کا تھا جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایمان میں ایک محکم پہاڑ تھے اسی طرح حضور کا معاند بھی اپنے کفر میں یگانۂ روزگار تھا۔ مرنے کے وقت بھی اس کی تمنا و استدعا یہ تھی کہ:۔

"میری گردن ذرا نیچے سے کاٹنا
تاکہ میری سرداری میں فرق نہ آئے"

اور حضور کو تبلیغ کے لئے عشق اور ولولہ ایسا تیز تھا اور حضور کے دل میں نوع انسانی کے لئے درد اور محبت کے جذبات اس طرح تلاطم خیز تھے کہ حج کے ایام میں آپ خیمہ بہ خیمہ پھر کر دعوت حق دیا کرتے تھے۔ دوسری طرف حضور کا چچا ابولہب تھا جو اپنے قلب میں کفر کے جذبات کی پرورش کر رہا تھا۔ اس کو نہ دن کو چین تھا اور نہ رات کو آرام۔ وہ اسی دھن میں لگا رہتا تھا۔ کہ لوگ حق کی آواز نہ سنیں چنانچہ وہ بھی خیمہ بہ خیمہ گشت کرتا تھا۔ کہ اس ساحر کی آواز مت سنو، اس کی باتوں کا اثر جادو کی طرح قلب پر ہو جاتا ہے۔ وہ مالدار تھا اس لئے اس کے اندر تکبر اور سرکشی بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ کفر پر ایسا ڈٹا ہوا تھا کہ اس کا پائے ثبات بھی آخر تک متزلزل نہ ہوا۔ ما اغنى عنه ماله وما كسب کا فیصلہ بھی اس پر صادر کر دیا گیا مگر اس نے کفر پر ہی اپنی جان نثار کر دی۔ حضور کے ایک شفیق چچا اور بھی تھے یعنی ابوطالب جو بڑے حلیم بردبار تھے۔ شفیق بھتیجے سے اخلاص اور محبت رکھتے تھے۔ بایں ہمہ آخر وقت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتے ہوئے بھی حق کی شہادت نہ دے سکے یہ بھی ایک گونہ انانیت تھی جس نے انہیں اسلام کے شیریں چشمہ سے محروم رکھا۔

اس زمانے میں بھی دشمنان حق کی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ان میں بڑے بڑے عالم بھی ہیں۔ فاضل بھی ہیں۔ فقیہہ بھی ہیں۔ مفسر بھی ہیں۔ مقرر بھی ہیں، خطیب بھی ہیں، ادیب بھی ہیں۔ قیادت کے طالب اور اقتدار کے حریص بھی ہیں۔ بایں علم و فضل ان بزرگواروں کو اب تک تکفیر اہل قبلہ پر سخت اصرار ہے۔ کلمہ طیبہ کی تذلیل پر اپنی عزت کی عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں تکفیر اہل قبلہ کی پاداش میں پھانسی تک کی سزا دی گئی۔ مگر ان کی ضد اور کبر و نخوت میں کوئی فرق نہ آیا بلکہ وہ مسلسل عوام کالانعام کو تکفیر اہل قبلہ کے وعظ سنا رہے ہیں اور یوں اسلامی دنیا میں فتنہ و فساد کے بیج بو رہے ہیں۔

یہ دیر غلط فہم ہیں۔ مگر نہ وہ اللہ کا منکر ہے نہ رسول کا۔ نہ قرآن کا اور نہ ہی ثابت شدہ سنت کا حال ہی میں اس کے خلاف ایک مہیب فتویٰ کفر ایک ہزار مولوی صاحبان کے دستخطوں سے تیار کیا گیا ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ہزار صفحات پر مشتمل ایک کتاب اس کے عقائد کی تردید اور اس کی ذہنی غلطیوں کو ملانے کے لئے لکھی جاتی مگر یہاں اس کا تو انہیں نہ حوصلہ ہوا نہ توفیق ملی اور جھٹ ایک کفر کا فتویٰ لے شائع کر کے اپنی کمزوری اور عجز کا اعتراف کر لیا۔ غالباً اس فتویٰ تکفیر میں مودودی صاحب شامل نہیں۔ مگر وہ تحریک احمدیت کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس تحریک کے عالمگیر اثرات کو مٹانے اور ان کی تبلیغی مساعی کو کچلنے اور احمدیوں کو نابود کرنے کی انہوں نے یہ سبیل نکالی کہ ختم نبوت کے خود منکر ہونے کے باوجود بانی تحریک احمدیت کے خلاف پہلے تو ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگائی اور پھر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان کے متبعین کا خون مباح قرار دے دیا ان کے بچوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانے کی

تاویلیں کرنے لگے!

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودی صاحب چونکہ خود بسیار نویس ہیں، اس لئے انہیں احمدیہ لٹریچر کو براہ راست پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔ اور مفید اور علم بڑھانے والے ایمان افروز امور جو احمدیوں کی تصانیف میں ملتے ہیں ان کے مطالعہ میں نہیں آسکے، ورنہ مولانا مودودی صاحب دیکھ لیتے کہ کوئی اعتراض بھی مولانا نے ایسا نہیں اٹھایا جس کا مفصل اور مسکت جواب احمدیہ لٹریچر میں موجود نہ ہو۔

مختصراً احمدیہ موقف یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں، حضور کے بعد اب کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ نبوت کے کل امور حضور کے ہاتھوں سرانجام پاگئے۔ اس لئے اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ ہی پرانا۔ ہاں حضور کی نبوت کے فیوض قیامت تک کے لئے جاری رہیں گے اور اس امت میں ایسے صلحاء، علماء اور مجددین اور محدثین پیدا ہوتے رہیں گے جو تجدید دین اور اصلاح خلق کا کام قرآن اور سنت کی روشنی میں سرانجام دیں گے۔ یہ کام اب تک ہوتا چلا آیا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا اسی لئے بعثت مجدد کی حدیث مسلمۂ امت ہے۔ یعنی ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک مجدد مبعوث ہوا کرے گا جو اصلاح خلق کا کام کرے گا۔ چنانچہ گذشتہ صدیوں میں بڑے بڑے مجددین آتے رہے ان کے دعاوی بھی موجود ہیں اور ان کی تعلیمات بھی شائع شدہ موجود ہیں پس احمدیت یہ اعلان کرتی ہے کہ نبوت ختم ہے مگر فیوض نبوت جو بہ اتباع حضرت رسالت مآب صلعم اس امت کو حاصل ہو سکتے ہیں قیامت تک کے لئے جاری وساری ہیں۔

مسیح موعود کی حقیقت

مولانا مودودی صاحب نے ختم نبوت کے مضمون کو اپنے ایک علیحدہ پمفلٹ میں شائع کر کے اس کے ساتھ "مسیح موعود کی حقیقت" کے عنوان سے ایک زائد مضمون بھی شامل کر دیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر ہمیں سخت مایوسی ہوئی۔ حیرت ہے کہ اتنا بڑا عالم، اتنا بڑا ادیب جسے دور حاضر میں بعض لوگ "سب سے بڑا مفکر اسلام" کا خطاب دے رہے ہیں، اس قسم کی کچی باتیں سپرد قلم کر رہا ہے جو نہ عقل کو اپیل کرتی ہیں اور نہ علم کو۔

حضرت مرزا صاحب کے زمانے کے علماء جو ان کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ لہٰذا وہی دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ اس لئے اس امت میں سے کسی کا مثیل مسیح ہو کر مبعوث ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مودودی صاحب نے سابقہ علماء کے موقف کو دانستہ چھوڑ دیا ہے اور حیات مسیح کے محاذ سے پسپائی اختیار کر لی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ دیگر علماء کا مولانا مودودی صاحب کے اس طرز عمل پر کیا ردعمل ہوگا۔ مگر یہ واضح امر ہے کہ اب وہ جس محاذ پر جا کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ پہلے سے زیادہ کمزور اور بودا ہے۔ پہلے محاذ کو انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ خیرباد کہہ دیا ہے:۔

"اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے۔ ورنہ یہ بات اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے بہرحال جو شخص حدیث کو مانتا ہے اسے یہ ماننا پڑے گا کہ آنے والا وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے اور وہ پیدا نہیں بلکہ نازل ہوں گے"

مولانا کے خیال میں۔ اس بات پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی وفات سے دو تین ہزار برس بعد پھر زندہ کر کے دنیا میں لے آئے۔ اور اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ انہیں ہزارہا سال اپنی کائنات میں کہیں چھپائے رکھے (غالباً یہودیوں کے ڈر سے) مگر اس بات پر قادر نہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے اپنی زندگی میں تمام عرب کو زیر نگین کر لیا تھا اور تمام دنیائے معلوم میں اپنا پیغام دعوت پہنچا دیا تھا۔ دوبارہ زندہ کر کے بنی نوع انسان کی اصلاح اور ہدایت کا سامان بہم پہنچائے یا ان کی امت میں سے کسی صالح، متقی، مرد مومن، ولی اللہ، مجدد یا محدث کو بھیج کر اصلاح خلق کا کام لے۔

مُردے اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے

مولانا یہ بھی بھول گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ وہ کسی مردہ کو زندہ کر کے دوبارہ اس دنیا میں لوٹائے۔

اگر انہوں نے قرآن شریف پر غور کیا ہوتا تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ قرآن کریم کی رُو سے کوئی مردہ دوبارہ واپس نہیں بھیجا جاتا۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ط ان فی ذالك لاٰیٰت لقوم یتفکرون ٥

(آیت ۲۹ - سورۃ زمر)

"اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جو مرتے نہیں ان کی نیند میں۔ پھر روک رکھتا ہے اسکو جس پر موت وارد کر دی اور واپس بھیجتا ہے دوسروں کو وقت مقررہ تک"

اس آیت کی رُو سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر موت وارد کر دیتا ہے۔ اسکو پھر واپس نہیں بھیجتا ان کے زندہ ہونے کا اللہ نے قیامت کا دن مقرر کیا ہے۔ اسی طرح اس اصول کو سورۃ مومنون میں بیان فرمایا ہے:۔

حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون ٥ لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ط ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ٥

(المومنون ۹۹)

"یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک کو موت آتی ہے کہتا ہے میرے ربّ مجھے لوٹاؤ تاکہ میں اس میں جسے چھوڑ دیا اچھا عمل کروں ہرگز نہیں وہ ایک بات ہے جسے وہ کہے گا اور ان کے سامنے ایک روک ہے (برزخ) اس دن تک جو وہ اٹھائے جائیں گے"

اور تیسری آیت سورۃ انبیاء آیت ۹۵ میں یوں مذکور ہے:۔

وحرام علی قریة اهلکنها انهم لا یرجعون ٥

"اور اس بستی پر قطعی فیصلہ ہے جسے ہم ہلاک کر دیں کہ وہ لوٹ کر نہیں آتے"

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون بیان کر دیا کہ جو مر جاتے وہ اس دنیا میں دوبارہ لوٹ کر نہیں آیا کرتا۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث نسائی اور ابن ماجہ میں درج ہے:۔

عن جابر بن عبد اللہ قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم۔ فقال یا جابر مالی اراك منکسرا قلت یا رسول استشهد ابی وترك عیالا و دینا فقال ابشرك ما لقی اللہ به اباك قال بلی ...... قال یا عبدی تمن علی اعطاك قال یا رب تحیینی فاقتل فیك ثانیة قال الرب تعالی انه قد سبق منی انهم لا یرجعون۔

"یعنی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے"

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تم کو غمگین پاتا ہوں۔ میں نے [illegible] آپ عرض کیا فرمایئے (یہاں حدیث کا درمیانی ٹکڑا چھوڑ دیا گیا ہے)۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالےٰ نے (جابر کے والد کو) فرمایا اے میرے بندے میرے سامنے کوئی خواہش کر تا کہ میں تجھے دوں۔ اس نے عرض کیا اے میرے ربّ مجھے زندہ کر دیجئے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ ربّ تعالےٰ نے فرمایا میں پہلے وعدہ کر چکا ہوں کہ (جو مر جائیں گے) وہ لوٹ کر (اس دنیا میں) نہیں جائیں گے"۔

اب یہ حدیث قطعی طور پر اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ مردہ کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اور مردہ کا واپس آنا قانون الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تو جابر رضی اللہ عنہ کے والد کو یہ کہا تھا کہ جو چاہتے ہو مانگو میں دوں گا۔ مگر جب اس نے دوبارہ دنیا میں بھیجا جانے کی خواہش ظاہر کی تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ میرے قانون کے خلاف ہے۔

لیکن مولانا مودودی کو ضد ہے کہ بات میری رہے حالانکہ اس قدر صریح آیات بیّنات اور احادیث کی موجودگی میں سائنس کی روشنی کے زمانہ میں ...... حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد دنیا کے سامنے پیش کرنا کہ وہ ہزارہا سال مُردہ حالت میں گذار کر پھر دنیا میں جی کر آجائیں گے بڑی جسارت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودی صاحب حضرت عیسٰی کی وفات کو ایک ثابت شدہ حقیقت تصوّر کرتے ہیں اور وفات کا یہ ثبوت اور اعتراف بھی تحریک احمدیت ہی کا مرہون منت ہے۔ جیسے بھی اگر کسی نبی کو مرنے کے بعد اصلاح خلق کے لئے زندہ کرنا مقصود ہوتا تو قرعہ فال یقیناً حضرت مسیح پر نہ پڑتا کیونکہ وہ اپنی اول بعثت میں کوئی بڑے کامیاب نبی ثابت نہیں ہوئے۔ چند حواری ان کے اردگرد جمع ہوئے جنہوں نے چند ٹکے لے کر انہیں دشمنوں کے سپرد کر دیا اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور جو سب سے زیادہ مقرب تھا اس نے تین دفعہ لعنت بھیجکر مرغ کی اذان سے پہلے ایمان چھوڑ گیا اور علیحدگی اختیار کر لی۔ تا آنکہ دشمنوں نے انہیں صلیب پر چڑھا دیا اور وہ فریاد کرتے ہی رہے کہ:-

ایلی ایلی لما سبقتنی

دراصل بات یہ ہے کہ ختم نبوّت ایک عقیدہ ہے جو محکمات میں سے ہے۔ اور ختم نبوّت کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور نزول مسیح ایک پیشگوئی ہے جو متشابہات میں سے ہے اور اس کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے پیشگوئیوں میں مجازات اور استعارات کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ تاویل طلب ہوتی ہیں۔ مسیح کی وفات بھی قرآن کریم سے ثابت ہے پس وہ بھی ختم نبوّت کے محکم عقیدہ ہی کا ایک تتمہ ہے پس مسیح علیہ السلام کا دنیا میں پھر زندہ ہو کر واپس آنا یا زندہ رہ کر دوبارہ ظہور پذیر ہونا یا اپنی سابقہ نبوّت سے بلا وجہ معزول ہونا اور معزول ہو کر وہ کام سرانجام دینا جو حضور نبی کریم افضل الانبیاء ہو کر سرانجام نہ دے سکے غلط اور سراسر باطل ہے اس لئے ان اباطیل پر جو اصرار کرتا ہے وہ مضحکہ خیز نظریات ایجاد کرکے باطل کی ترویج کر رہا ہے۔

نزول کے معنی

مولانا مودودی صاحب کی عبارت کا جو حوالہ اوپر دیا گیا ہے اس کا آخری فقرہ یہ ہے۔

"آنے والا وہی حضرت عیسٰے ابن مریم ہوں گے وہ پیدا نہیں بلکہ نازل ہوں گے"

مولانا صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں۔ کہ جو شخص دنیا میں نازل ہونا ہے وہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہ خود قرآن کے مفسر ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ قرآن پاک کے رُو سے لفظ نزول کے معنی آسمان سے اُترنا ہرگز مراد نہیں اور نہ ہی ہر ایک حال میں اُوپر سے آنا اس کے معنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انزلنا الحدید ہم نے لوہا اتارا حالانکہ وہ آسمان سے نہیں اترا بلکہ زمین سے ہی پیدا ہوتا ہے، اور انسان اپنی کوشش اور محنت سے حاصل کرتا ہے اور فرماتا ہے انزلنا علیکم لباساً یعنی ہم نے تمہارے اُوپر لباس اتارا وہ بھی آسمان سے نہیں اترتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اور فرماتا ہے انزلنا لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج یعنی چارپایوں سے آٹھ جوڑے جوڑے کرکے تمہارے لئے اتارے۔ اور رسولوں اور کتابوں کے متعلق بالخصوص یہ لفظ بولا گیا ہے۔ حالانکہ رسول یہیں دنیا میں پیدا ہوتے ہیں، اور کتابیں بھی لکھی لکھائی نہیں آتیں۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی نزول کا لفظ آیا ہے۔ کرم ... کو ... سورۃ الحدید میں رسولوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

وانزلنا معھم الکتاب والمیزان

یعنی ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری۔ پس لفظ نزول سے مراد صرف مبعوث ہوتا ہے

مسیح موعود اور دجّال کا ہمعصر ہونا

مولانا مودودی صاحب نے جس قدر احادیث مسیح موعود اپنے پمفلٹ میں درج کی ہیں۔ ان کا پہلا حصہ دجّال کے متعلق ہے۔ جس کو مولانا نے عمداً نقل نہیں کیا۔ کنز العمال میں ایک حدیث آتی ہے:-

"عن حذیفۃ بن الیمان قال قلت یا رسول اللہ الدجال قبل عیسٰے ابن مریم قال الدجال ثم عیسٰے ابن مریم ثم لو ان رجلاً انتج فرساً لم یرکب مھرھا حتّٰی تقوم الساعۃ

رواہ نعیم بن حماد۔ نعیم بن حماد نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا دجّال پہلے ہوگا یا عیسٰی۔ فرمایا اوّل دجال ہوگا۔ پھر عیسٰے بن مریم۔"

اس حدیث سے واضح ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پہلے ہی دنیا میں دجّال کا غلبہ شروع ہو جائے گا۔ حدیثوں میں دجّال کا حلیہ بھی دیا ہے سمت بھی بیان کی گئی ہے اور جہاں سے وہ نکلے گا وہ تمام تفصیلات دی ہوئی ہیں۔ ان احادیث میں سے صرف ایک حدیث بطور نمونہ ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

"یخرج الاعور الدجال من یھودۃ اصبھان لہ عین ممزوجۃ والاخریٰ کانھا کوکب ممزوجۃ من دم یشوی فی الشمس شیئاً یتناول الطیر من الجولہ ثلاث سیحات یسمعھا اھل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین اذنیہ اربعین باعاً یطأ کل منھل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلان احدھما فیہ اشجار وثمار وماء واحدھا فیہ دخان ونار یقول ھٰذہ

الجنۃ و ھٰذہ النار۔ رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمر۔۔۔

حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا اور اس کی آنکھ پیدا ہی نہ ہوگی اور اس کی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی۔ جس میں خون ملا ہو۔ سورج میں کوئی چیز بھونے گا اڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لے گا تین آوازیں کرے گا جس کو مشرق والے سن لیں اور مغرب والے بھی سن لیں گے اس کا ایک گدھا ہوگا جس کے دو کانوں کے درمیان چالیس باع کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کرے گا اور اس کے ساتھ دو پہاڑ ہوں گے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ دجال کہے گا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔"

(دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰)

دجال کا حلیہ اور دیگر ...... کوائف کے باوجود تمام صحابہ کرام نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیشگوئی کے الفاظ کو ظاہر پر محمول نہ کیا بلکہ اس کی تاویلیں کیں اور ابن صیاد کو جو عام انسانوں کی طرح کا ایک انسان تھا دجال موعود قرار دے دیا۔ چنانچہ بخاری اور مسلم نے حسب ذیل روایت بیان کی ہے:۔

عن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر ابن عبد اللہ ان ابن الصیاد الدجال قلت تحلف باللہ قال انی سمعت عمر یحلف علی ذالک عند النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ۔ امام بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہوئے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے میں نے کہا تو اللہ کی قسم کھاتا ہے اس نے درجواب کہا کہ میں کیوں قسم کھا کر نہ کہوں جب کہ میں نے حضرت عمر کو اسی بات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھاتے ہوئے سنا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی نہیں کی"۔

(دیکھو مشکوٰۃ شریف ص۴۷۸)

اسی مضمون کی ایک حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن ابن مسعود قال ان عمر استأذن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم فی قتل ابن صیاد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہ فان یکن الذی تخاف فلن تستطیع قتلہ۔ رواہ مسلم۔ مسلم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن صیاد کے قتل کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اگر یہی دجال ہے جس سے ہم خوف کھاتے ہیں۔ تو تو ہرگز اس کے قتل پر قادر نہیں ہو سکتا۔"

(دیکھو کنز العمال جلد ۷ ص۲۰۲)

ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ بہت سے صحابہ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ابن صیاد کی نسبت خیال ہو گیا تھا کہ یہی دجال ہے حالانکہ ابن صیاد ایک معمولی انسان مثل دیگر انسانوں کے تھا اور نہ وہ کانا تھا اور نہ اس کی آنکھوں میں کچھ نقص تھا اور نہ اس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر یا کافر کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اور نہ اس کے پاس دوزخ اور بہشت تھے۔ اصل یہ ہے کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے جو حقیقت میں مغربی قومیں ہیں۔ جو پسماندہ ممالک میں نہریں بھی جاری کرتی ہیں۔ اور دوسری ضروریات کی چیزیں بھی بہم پہنچاتی ہیں۔ آرام اور سہولتیں بھی دیتی ہیں، اور جو اُن سے اُلجھ پڑے تو اس کی ایسی ناکہ بندی کرتی ہیں کہ گویا اسے دوزخ کے عذاب میں مبتلا کر دیتی ہیں۔۔

مولانا مودودی صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اگر نزول مسیح کے ساتھ میں نے دجال کا ذکر بھی کر دیا تو تاویل اور تعبیر کرنے کے سوا چارہ نہ ہوگا اس لئے انہوں نے حدیثوں کے اس حصہ کو عمداً نظر انداز کر دیا۔ اور مسیح کے نزول کی حدیثوں پر ہی اکتفا کیا۔

مولانا مودودی صاحب کی اپنی تاویل

مولانا مودودی صاحب نزول مسیح کی احادیث بیان کرتے ہوئے سوائے لفظ ابن مریم کے اور تمام الفاظ کی تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً اسی ٹریکٹ "ختم نبوت" کے صفحہ پر صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو ہلاک کرنے کے متعلق مولانا اپنی طرف سے حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر لفظی معنی لئے جائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے بعد یہ پروگرام ہونا چاہیئے کہ وہ زمین پر نازل ہو کر گرجوں پر دھاوا بول دیں۔ مزدور اور اصلاحی جماعت کے رضاکاروں کو ساتھ لے کر) سیڑھی لے کر گرجوں پر چڑھ جاویں اور لکڑی کی صلیب کو توڑ ڈالیں اور جب اس کام سے سینکڑوں سالوں کے بعد تمام دنیا کے گرجوں کی صلیبیں توڑ کر فراغت ہو جائے تو اللہ کا نام لے کر دنیا کے مختلف جنگلوں میں گھس جائیں اور خنزیروں کے قتل کرنے کی مہم کا آغاز کر دیں (پاکستان میں بھی اس مہم کی اشد ضرورت ہے) اس پر بھی ان کو ایک کافی مدت لگانی ہوگی۔

مولانا مودودی صاحب اس حدیث کی یوں تاویل کرتے ہیں:۔

"صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی، دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنے حضرت عیسیٰ) کو صلیب پر "لعنت" کی موت دی جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور نہ میں نے صلیب پر جان دے کر کسی کے گناہ کا کفارہ دیا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لئے سؤر حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا۔ تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔"

گویا صلیب کو توڑنے کا مطلب عیسائی عقاید کی تردید ہے اور قتل خنزیر کے معنی خنزیر کو حرام قرار دینا اور نہ اسے قتل کرنا ہے۔

اور اسی طرح جزیہ ختم کر دینے کے متعلق بھی مودودی صاحب نے اپنے حاشیہ ص۱۱ میں حسب ذیل الفاظ لکھے ہیں:۔

"سلہ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہو کر سب لوگ ایک ہی ملت اسلام میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر

بزعم خود ثابت کیا جائے گا۔ اسی بات پر آگے احادیث نمبر ۵ و ۱۵ دلالت کر رہی ہیں"

آگے چل کر مولانا مودودی مسیح ثانی سے جنگ بھی کرائیں گے۔ مولانا کی یہ تاویل قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن میں لکھا ہے:۔

"وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
یعنی میں تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔"

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین اور منکرین کا وجود بھی قیامت تک باقی رہے گا۔ اور اسی طرح قرآن کریم میں فرمایا:۔

فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (سو ہم نے ان کے درمیان (یہودیوں اور عیسائیوں کے۔) قیامت کے دن تک دشمنی اور بغض ڈال دیا"۔

اور اسی طرح سب لوگوں کے ایک دین پر جمع ہو جانے کے خلاف ایک اور آیت بھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

"ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین (آیت ۱۱۸۔ سورۃ ھود۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ کر دیتا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے"

مگر مولانا مودودی صاحب نے اس صریح آیت کے خلاف کھلم کھلا علم بغاوت بلند کر کے فرما دیا ہے کہ:۔

"سب لوگ ایک ہی ملت میں شامل ہو جائیں گے"

ان تمام باتوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مودودی صاحب نے دجال کے متعلق تمام احادیث کو جو کہ تاویل طلب تھیں اس لئے اپنے اس پمفلٹ میں ان پر کچھ نہیں لکھا کہ ان کے متعلق احمدیت کی کی ہوئی تاویلیں اب قبول عام کا شرف حاصل کر چکی ہیں اور جو احادیث نزول مسیح کے متعلق بیان کی ہیں وہ دجال ہی کے حصہ کی آخری کر دی ہیں۔ مگر اول الذکر کو عمداً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ تا کہ احمدیت کی بتلائی ہوئی تاویلوں کا اعادہ نہ کرنا پڑے۔

ایک اور پیشگوئی

ان احادیث میں جہاں مختلف قسم کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں وہاں حضور نبی کریم نے ایک یہ بھی زبردست پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میری امت آخر زمانہ میں یہودیوں کے قدم بہ قدم چلے گی۔ ہم یہاں بخاری شریف کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں:۔

"عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی لو سلکوا حجر ضب لسلکتموہ قلنا یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن رواہ البخاری۔

بخاری نے ابو سعید سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان قوموں سے جو تم سے پہلے ہوئی ہیں ایسی موافقت تامہ پیدا کر لو گے کہ اگر وہ لوگ سوسمار کے بل میں گھسے ہیں تو تم بھی گھسو گے ہم نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا یہود اور نصاریٰ سے موافقت ہو گی فرمایا اور کیا۔"

(دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری)

اور اس زمانہ کے علماء کے متعلق بھی فرمایا کہ اس وقت کے علماء آسمان کے نیچے مخلوقات کو فیوض روحانی سے متمتع کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ وہ فتنہ گر اور اشر الناس ہوں گے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے:۔

"یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ رواہ ابن عدی وحسین ابن حسن الحلیمی عن علی ۔۔

ابن عدی اور حسین بن حسن حلیمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ضرور لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ جب کہ اسلام کا نام ہی نام رہ جائے گا اور قرآن بھی صرف رسمی طور پر پڑھا جائیگا۔ کوئی شخص اس پر عمل کرنے والا نہیں رہیگا۔ مسجدیں تو خوب آباد ہوں گی مگر ان میں کوئی ہدایت کے ذریعہ نہیں ہونگے اس وقت کے علماء ایسے ہوں گے کہ آسمان کے تلے ان سے بدتر کوئی مخلوقات نہ ہوگی جس قدر فتنہ و فساد برپا ہوں گے سب انہیں سے ہوں گے اور ان کا وبال بھی انہیں پر الٹ پڑے گا"

(دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۴)

اس حدیث پر بھی مولانا مودودی کو کچھ روشنی ڈالنی چاہیئے تھی تا کہ آنے والے واقعات کے تمام خدوخال واضح ہو جاتے:

مولانا مودودی کا اجتہاد

مولانا نے اپنے پمفلٹ کے آخری صفحوں میں مسیح موعود کی آمد پر ایک دلچسپ اجتہاد پیش کیا ہے ان کا فرمانا ہے کہ یہودی قوم ایک خونی مسیح کی آمد کی منتظر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صرف اس لئے انکار کرتی ہے کہ وہ اسکی توقعات کے مطابق خون ریزیاں کرنے کا اہل نہ ثابت ہوا۔ (بالکل اسی طرح جس طرح مسلمان ایک خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ اور جب مرزا غلام احمد قادیانی ان کی توقعات کے خلاف ایک پُر امن مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوئے تو انہوں نے ان کا انکار کر دیا۔) مودودی صاحب یہودیوں کے وکیل بن کر ان کے کسی زبردست اور جنگجو مسیح کی آمد کے انتظار کا جواز پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے انکار کو معقول وجوہات پر مبنی ثابت کر دکھاتے ہیں۔ اس اجتہاد کو پڑھ کر قارئین مودودی صاحب کی ذہانت کی داد دے سکیں گے اور ان کے خیال میں مسیح علیہ السلام یہودیت اور عیسائیت پر اتمام حجت کرنے میں فوراً کامیاب ہو جائیں گے۔ ان کو ایسی کوئی مشکلات پیش نہ آئیں گی جو دیگر انبیاء بشمول حضرت ختمیت مآب صلعم کو پیش آئیں۔ ان کے زعم میں نہ قرآن اور نہ حدیث یعنے نہ خدا اور نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی تاریخ اسلام کے امتی اکابر یہودیت اور عیسائیت پر اتمام حجت کر سکے۔ مولانا مودودی صاحب کے اجتہاد کے مطابق جب حضرت مسیح دمشق کے مشرقی حصہ میں نازل ہوں گے تو اترنے کے بعد نماز فجر ادا کر کے مسلمانوں کو یہودیوں کے مقابل پر لے آئیں گے اور مسلمان فوراً ان کے زیر نگین اکٹھے کھڑے ہوں گے اور سب یہودیوں کو آن واحد میں قتل کر دیں گے، نا معلوم وہ موجودہ سائنس کے تیار کردہ آتشیں ہتھیار آسمان سے ہی لیکر اتریں گے یا معجزانہ طور پر دمشق ہی میں کچھ کارخانے قائم کر کے جوہری اسلحہ اور دیگر مہلک سامان فی الفور تیار کریں گے۔ کیونکہ زمین پر تو ایسے ہتھیار مسلمانوں کے پاس اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان دجالی طاقتوں کے مقابلہ کے لئے امید ہے کہ وہ ہلاکت آفرین ہتھیار تیار کر سکیں۔ اور نہ ہی وہ ان ہتھیاروں کے استعمال کے فن سے آگاہ ہیں۔

اور عیسائیت کے متعلق انہوں نے یہ لکھا

ہے کہ:۔

"عیسائیت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اظہار حقیقت پر خود بخود ختم ہو جائے گی"

یعنی یوں ہوگا کہ حضرت مسیح آتے ہی دنیا کے عیسائیوں کو بتا دیں گے کہ میں خدا کا بیٹا نہیں ہوں اور اسی وقت تمام عیسائی تثلیث کو چھوڑ کر توحید پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارے خیال میں مودودی صاحب نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ انہوں نے کہیں پڑھ لیا ہے۔ کہ یاجوج ماجوج جو قرب قیامت کے نشانات میں سے ہیں ایسی زبردست ہستیاں ہوں گی کہ زمین پر کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ احادیث کے لٹریچر سے مودودی صاحب اس حد تک تو متاثر نظر آتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت مغربی اور روسی قومیں جدید ہتھیاروں سے اس طرح مسلح ہیں کہ موجودہ مسلمان انکے ہتھیاروں کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے مسیح کا تصادم عیسائیت سے نہیں ہونے دیا اور صرف اظہار حقیقت پر انہیں ختم کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ آنے والا مسیح اسی امت محمدیہ سے ہونا تھا۔ اور کر صلیب بھی قرآن ہی سے پاش پاش کی جانی تھی۔ اور اس کا یہ کارنامہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا ہی کارنامہ قرار دیا جانا تھا۔ اور سارا جنگ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے میدان میں لڑا جانا تھا۔ بات ذرا طویل ہوگئی ہے ہم اپنے اس مضمون کو مولانا مودودی صاحب کے اس عظیم الشان اجتہاد و استنباط پر ختم کرتے ہیں۔ جو انہیں کے الفاظ میں ذیل میں درج ہے۔ دنیا خود فیصلہ کرے کہ مولانا مودودی صاحب جو ظاہری الفاظ کو چھوڑ کر تاویل کے میدان میں اتر آئے ہیں آئندہ دنیا کا کیا نقشہ پیش کرتے ہیں اب وہ بھی نزول مسیح کا زمانہ قریب ہی دیکھ رہے ہیں۔ البتہ اُن کے تصور کا نہ مسیح الدجال آئے گا اور نہ ہی مسیح موعود۔ وہ خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں اور پکاتے رہیں گے۔ اور ان کے متبعین اس طرح قیامت تک ایک موہوم مسیح کے انتظار میں زندگیاں گذار جائیں گے۔ اور ان کی مرضی کا مسیح نہ آسکتا ہے نہ آسکے گا۔ نہ ہی یہود کے مزاج اور منشاء کے مطابق مسیح آیا نہ آئے گا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷ پمفلٹ ختم نبوت:۔

"آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دجال، جس کے فتنۂ عظیم کا استیصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا۔ یہودیوں میں سے ہوگا۔ اور اپنے آپ کو مسیح کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور اُن کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا۔ تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینا شروع کر دی کہ خدا کی طرف سے ایک مسیح آنے والا ہے جو ان کو ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشینگوئیوں کی بناء پر یہودی ایک ایسے مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے۔ بنی اسرائیل کو ملک ملک سے فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے۔ لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا (یہ اس لئے کہ وہ پُرامن رہ کر دلائل سے تبلیغ کا پرچار کرتا تھا۔ ناقل) اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہوگئے اسی وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود .... کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے (بالکل اسی طرح جس طرح مودودی صاحب ایک خونی مہدی اور جنگ جو مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ ناقل) اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں۔ کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا۔ (کیا خوبصورت مشابہت ہے۔ ناقل) جو دریائے نیل سے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔ اب اگر کوئی شخص مشرق وسطے کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اُس دجال اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے۔ جو حضور کی دی گئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود" بن کر اُٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کئے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آرہے ہیں۔ امریکہ اور فرانس۔ برطانیہ نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ (مولانا صاحب بھول گئے کہ اوائل میں یہودیوں کو روس کی بھی مکمل تائید حاصل تھی تعجب ہے کہ روس کو مغربی طاقتوں سے تمام امور پر اختلاف رہا ہے مگر اسرائیل کے معاملے میں وہ شروع ہی میں اتحادیوں کا ہمنوا تھا۔ یہ چاروں مغربی طاقتیں دجال اکبر ہیں جو یہودیوں کے ساتھ ہیں۔ اور یہی لوگ مسیح الدجال ہیں۔ جن کی آمد کی خبر مودودی صاحب دنیا کو دینا چاہتے۔ ناقل) یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گردوپیش کی مسلمان قوموں کے لئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ "اپنی میراث کا ملک" حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں اسے اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ٹھیک اسی موقعہ پر دجال اکبر ان کا مسیح موعود بن کر اُٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتلا دیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر محسوس ہوگا۔ اسی بنا پر آپ فتنۂ مسیح الدجال سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی اُمت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح الدجال کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اس اصلی مسیح کو نازل فرمانا ہے گا (مگر کو پیتو! آسمان سے اب کوئی آتا نہیں۔ عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا مضمونِ ہزار۔ ناقل) جسے وہ ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا امریکہ یا افریقہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی۔ کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذِ جنگ پر ہوگا۔"

بعد میں آنیوالا ہمیشہ مثیل ہوتا ہے

ہم یہ مضمون ختم کر دینا چاہتے تھے۔ کہ خیال آیا آخر میں ہم مولانا مودودی صاحب کی توجہ دو واقعات کی طرف مبذول کر دیں۔ ایک تو بخاری شریف کی ایک حدیث میں مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اسرائیلی اور آنے والے مسیح کی الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ چنانچہ بخاری میں ایک ہی جگہ دو قسم کی حدیثیں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ ملاحظہ ہو باب واذکر فی الکتاب مریم اذا نتبذت من اھلھا چنانچہ اوّل حدیث اسریٰ یعنی معراج کے واقعہ میں مسیح اسرائیلی کا حلیہ آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ولقیت عیسیٰ .... فقال ربعۃ احمر یعنے میں عیسیٰ کو ملا وہ متوسط سرخ رنگ کے ہیں۔ اسی حدیث میں حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم کو دیکھنے کا بھی ذکر ہے یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور حدیث اس کی تائید میں آتی ہے جو ابن عمر سے مروی ہے۔

" قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت عیسےٰ و موسےٰ وابراھیم فاما عیسےٰ فاحمر جعد عریض الصدر - یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں نے عیسیٰ اور موسےٰ اور ابراہیم کو دیکھا سو عیسیٰ سُرخ رنگ گھنگریالے بالوں والے فراخ سینے والے تھے۔"

یہ دو حدیثیں جو الگ الگ صحابہ سے مروی ہیں حضرت عیسیٰ کو سُرخ رنگ گھنگریالے بالوں والا بتاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی امام بخاریؒ دو اور احادیث لاتے ہیں۔ ان دونوں میں مسیح الدجال کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ہی مسیح ابن مریم کا ذکر ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آنے والا مسیح ہے جو دجّال کو مارے گا۔

حدیث میں دجّال کا ذکر کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"واراني الليلة عند الكعبة في المنام فاذا رجل آدم كاحسن ما يرى من ادم الرجال تضرب لمته بين منكبيه فقلت من هذا الرجل .... فقالوا هذا المسيح ابن مريم

میں نے آج رات خواب میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا۔ سو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی گندمی رنگ کا گندم گوں لوگوں میں سے نہایت خوبصورت اس کے سر کے بال کانوں سے نیچے کندھوں کے اوپر پڑے ہوئے تھے اور سیدھے بالوں والا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہے۔"

اس کے راوی عبداللہ سے نافع ہیں اسی کے مطابق سالم نے بھی اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قال بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر...... فقلت من هذا قالوا ابن مريم یعنی خواب کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی گندمی رنگ کا لمبے سیدھے بالوں والا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا ابن مریم ہے۔"

پس ان دو حلیوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنے والا مسیح اور ہے اور جانے والا اسرائیلی مسیح اور ہے۔ اسرائیلی مسیح کے گھنگریالے بال ہیں اور سُرخ رنگ کا ہے، اور جس مسیح نے دجّال کو قتل کرنا ہے اس کا حلیہ سیدھے بال کندھوں اور کانوں کے درمیان۔ گندمی رنگ کا ہے اور گندم گوں لوگوں میں

. . . .

سے ہے۔

سابقہ کتب مقدسہ میں مثیل کی نظیر

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○ (النحل ۴۳)۔

اہل کتاب سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسرا امر جس کی طرف ہم مولانا مودودی صاحب کی توجہ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچ کتابوں کے علاوہ اور کتابیں بھی شامل ہیں اس میں ایک کتاب ملاکی نبی کی کہلاتی ہے۔ اس کے چوتھے باب میں یہ پیشگوئی مذکور ہے کہ مسیح کے آنے سے پیشتر الیاس نبی آئے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:۔

" دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا"

(آیت ۵)

اب یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ ایلیا زندہ آسمان پر موجود ہیں (ایلیا وہی نبی ہیں، جن کو قرآن کریم نے الیاس کے نام سے یاد کیا .... ہے) چنانچہ ان کی کتاب مقدس میں بھی یہ ذکر پایا جاتا ہے:۔

" اور یوں ہوا کہ جب خداوند نے چاہا کہ ایلیاہ کو ایک بگولے میں اُڑا کے آسمان پر لے جائے۔ تب ایلیاہ الیسع کے ساتھ جلجال سے چلا۔"

(۲۔ سلاطین)

آگے اسی کتاب کے اسی باب کے درس ۱۱ میں مذکور ہے:۔

" اور ایسا ہوا کہ جونہی وے دونوں بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھو کہ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آ کے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔"

اب ایک طرف ایلیاہ نبی کی آنے کی پیشگوئی ہے دوسری طرف ان کا آسمان پر جانا صاف طور پر مذکور ہے بلکہ اسی کتاب میں آگے ذکر ہے کہ آسمان پر جاتے وقت ایلیاہ کی چادر بھی نیچے گر پڑی تھی جو الیسع نے اٹھائی جس سے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ سوائے اس کے کہ ایلیاہ کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ تو ایسی صراحت کے ہوتے ہوئے یہودیوں کا اس بات کا منتظر رہنا کہ مسیح کی آمد سے پیشتر ایلیاہ نازل ہوگا حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔

اب دیکھیں کہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الیاس (ایلیاہ) کی دوبارہ آمد کی کیا تاویل کی!

اب اِدھر مسیح علیہ السلام دعوےٰ کرتے ہیں اُدھر یہودی علماء مطالبہ کرتے ہیں کہ ایلیاہ کیوں دوبارہ

نازل نہیں ہوا۔ اور جب مسیح کی آمد کا پہلا نشان ہی پورا نہیں ہوا تو ہم کیونکر مان لیں کہ تم دعوئے مسیحائی میں صادق ہو، چنانچہ یہ اعتراض علمائے یہود کا خود حواریوں نے حضرت مسیح کے سامنے پیش کیا وہ اعتراض اور اس کا جواب جو حضرت مسیح نے دیا وہ ذیل میں درج ہے:۔

"اور اس کے شاگردوں نے اس سے پوچھا۔ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ الیاس البتہ پہلے آوے گا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کرے گا پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آ چکا لیکن انہوں نے اسکو پہچانا نہیں بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اُن سے دُکھ اُٹھاوے گا تب شاگردوں نے سمجھا کہ اس نے اُن سے بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا۔" (متی ۱۷-۱۱-۱۲)

اور دوسری جگہ مرقس باب ۹ آیت ۱۱ سے ۱۳ تک یہی اعتراض اور یہی جواب موجود ہے۔ پھر متی باب ۱۱۔ آیت ۱۴ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت صفائی سے یوحنا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"الیاس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو"

کیوں حضرت یحییٰ (یوحنا) کو الیاس قرار دیا گیا؟ اس کی وجہ ایک تیسری انجیل میں ہمیں ملتی ہے۔ چنانچہ لوقا کے پہلے باب کی آیت ۱۷ میں ہے :۔

"اور وہ اس کے آگے الیاس کی طبیعت اور خو بو کے ساتھ چلے گا"

یعنی یوحنا کی طبیعت کو حضرت ایلیاہ (الیاس) سے پوری مشابہت تامہ ہوگی۔ اب یہ تین انجیلیں اس اس واقعہ پر متفق ہیں اور اس کا ذکر پرانے عہد نامہ میں بھی مذکور ہے۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ تینوں انجیلیں لکھنے والے بزرگ انجیل میں تحریف تغیر یا تبدل بھی کر دیں اور اس کا اندراج، یہودیوں کی کتابوں میں بھی داخل کر دیں، جو کئی ہزار برس پہلے کی لکھی ہوئی موجود ہیں۔

مولانا مودودی صاحب اگر غور کرنا چاہیں تو وہ متذکرہ بالا انجیل کی آیات سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور یقین کامل کی حد تک پہنچ سکتے ہیں کہ مذہبی لٹریچر میں دوبارہ آنے والا ایک مثیل کی صورت ہی میں آ سکتا ہے اور اپنے اصل ماسبق کے نقش قدم پر چل کر اور اس کی خو بو لے کر اصلاح خلق کا کام سرانجام دیتا ہے

آہ ہمارا سب سے بڑا عالم!

مولانا مودودی صاحب نے اپنے ترجمان القرآن کے خاص منصب رسالت نمبر میں غلام احمد پرویز کی تحریک کے ایک بڑے سرگرم رکن ڈاکٹر عبدالودود صاحب سے اپنی مراسلت "نسبت سنت کی آئینی حیثیت" شائع کرکے اپنی فوقیت اور برتری کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اور کوئی چیز مخفی نہیں رکھی جو نقطہ نگاہ پرویزی تحریک کا ہے وہ بھی پبلک کے سامنے آ گیا ہے، اور اس پر مولانا مودودی کا جو تبصرہ ہے وہ بھی مفصل و مبسوط طور پر عوام کے سامنے رکھ دیا گیا ہے اور یوں ایک عدل کی میزان کھڑی کر دی گئی ہے۔ جس کے دونوں پلڑوں میں دونوں تحریکوں کے اوزان رکھ دیئے گئے ہیں :۔ لوگ خود فیصلہ کر لیں کہ کونسا پلڑا بھاری ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ مولانا مودودی ایسا جیّد عالم ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کرے۔ مولانا نے ختم نبوت اور نزول مسیح پر کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ ہم نے اُن کے پمفلٹ کے ایک ایک لفظ کو پڑھا ہے اور بار بار پڑھا ہے۔ ہم خوش ہیں کہ مولانا نے پھر ایک دفعہ ہماری صفوں میں پیدا شدہ جمود کو توڑ دیا ہے اور ہمیں متحرک کی ہے۔ کہ ہم بھی ایک دفعہ پھر تحریک احمدیت کے خصائص لوگوں کے سامنے رکھدیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہماری طرح اور بھی احمدی اصحاب مولانا کے پمفلٹ کے جواب لکھ رہے ہوں گے۔ اگر مولانا ہم پر عنایت فرمائیں تو اپنے پمفلٹ کے ساتھ ہمارا یہ ناچیز مضمون بھی لف کرکے اجتماعی شکل میں شائع کرا دیں۔ اگر وہ حق پر ہیں اور انہیں اپنے استدلال پر ناز ہے۔ تو دونوں مضامین کا مکمل موازنہ کرکے ڈگری اُن کے حق میں دے دیگا۔ ہمیں صرف یہ خوشی ہوگی کہ ان کے ارادتمند اور عقیدت کیش ہمارے نقطہ نگاہ سے بھی واقف ہو سکیں گے اور یک طرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے دونوں تحریکوں کا جائزہ لے کر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کریں گے۔

ہم تو یہ محسوس کرتے ہیں .... کہ ختم نبوت کے عقیدہ پر اظہار خیال کرتے کرتے مولانا اعتدال کی تمام حدود پھاند گئے اور ایسے طریق سے انہوں نے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا کہ تمام پمفلٹ کو پڑھکر مجموعی طور پر یہ تأثر باقی رہ جاتا ہے کہ حضور محمد صلعم کی اپنی نبوت ختم کر دی گئی ہے۔ اور نبوت کی سرحدوں کو پھاند کر مولانا کا قلم مسیح کی الوہیت کے دائرہ ..... میں داخل ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ مسیح ہی ہے جسے

(۱) مولانا کنواری کے پیٹ سے بن باپ پیدا شدہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے جو کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر کسی اور نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔

(۲) مولانا کے خیال کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام بچپن ہی میں گنہگاروں کے غازی بن چکے تھے اور جوں جوں عمر میں بڑھے اُن کے معجزات اس طرح ظہور پذیر ہونے لگے کہ اس کی کوئی نظیر دوسرے انبیاء میں نہیں ملتی۔ کوڑھیوں کا اچھا ہونا۔ بہروں کو قوت شنید بخشنا۔ اندھوں کو بینائی دینا۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ ایسے عجائبات تھے جو مسیح کے وجود سے سرزد ہوتے رہے اور جن میں وہ واحد شریک ہیں۔

(۳) تمام انبیاء زیر زمین مدفون ہیں مگر مسیح اکیلا آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا قرب الٰہی کا معزز ترین مقام حاصل کر چکا ہے۔

(۴) تمام انبیاء دنیا میں آ کر جب مصروف تبلیغ ہوئے تو مخالفت کی آندھیاں اور عناد کے طوفان اُن کے خلاف اُٹھے، ان پر بے پناہ جور و ستم ڈھائے گئے۔ یہاں تک کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بار ہا مخالفتوں نے لہولہان کیا حتی کہ جنگ اُحد میں زخموں سے گھائل ہوئے اور حضور کے دندانِ مبارک بھی شہید کر دیئے گئے۔ مسیح کو اپنی بعثت اولیٰ میں تو کچھ تکالیف کا سامنا ہوا مگر بالآخر اللہ تعالے نے صلیب پر سے انہیں بچا لیا۔ اور جہاں کی منتہٰی تھی وہاں ابھی پہنچا دیا۔ یعنی خود اپنے مقام الوہیت پر انہیں لے جا کر محفوظ کر لیا۔ جب وہ دوبارہ تشریف لائیں گے تو اُن کے نفس کی قوت سے کافر خود بخود مرتے چلے جائیں گے۔ یہودیوں کو وہ قتل کرکے رکھ دیں گے اور ایک یہودی بھی دنیا میں زندہ نہ رہ سکے گا۔ اور جونہی وہ یہ اعلان کریں گے کہ میں اصل مسیح ہوں اور آسمان پر سے نازل ہو گیا ہوں تو یہ الفاظ سنتے ہی دنیا کے تمام عیسائی اپنے عقائد سے تائب ہو جائیں گے اور ان کی توجہ سے دجال اس طرح پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے اسی طرح دنیا کے تمام ادیان ملیامیٹ ہو جائیں گے اور صرف اسلام کی ملت قائم رہے گی۔ تمام نوع انسانی ایک ہی مذہب کے پیرو ہو جائیں گے۔ یہ وہ سعادت ہے جو اس سے قبل کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ مسیح کے متعلق اس قسم کے تأثرات کی نشر و اشاعت مسیحیت کا پروپیگنڈا ہے یا اسلام کی تبلیغ۔ مولانا کے اس پمفلٹ سے مسلمانوں سے زیادہ پادریوں کو مسرت ہوگی کہ عین وقت پر پادریوں کو مولانا کی شخصیت میں ایک بڑا حامی و معاون مل گیا۔ کیا اب بھی دنیا تحریک احمدیت کی ضرورت محسوس نہیں کرے گی اور یہ نہ سمجھ لیگی کہ احمدی مبلغ کیوں یورپ میں جا کر عین مسیحیت کے مراکز میں اللہ اکبر کی اذانیں بلند کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور کیوں ہمارے مولویوں، مفتیوں اور پیروں کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ عیسائیوں کو حلقہ بگوش اسلام بنانے میں کوئی جد و جہد کریں۔ وہ خود عیسائیت نواز ہیں عیسائیوں کے خلاف باطل شکنی کی کوئی تحریک کیسے اُٹھائیں۔

ہم اپنے مضمون کو اللہ تعالےٰ کی بتلائی ہوئی اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ فقط

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں شجاعت، سخاوت اور فصاحت کے کمالات

دوستوں سے وفاداری اور غیروں سے مروت

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ اپریل ۱۹۶۲ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا ——— ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا۔

وقال اللہ تعالیٰ: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ——— وما زادھم الا ایمانا وتسلیما۔ (سورۃ احزاب)

عربوں میں تین باتوں کی قدر

عرب کی قوم جنگجو قوم ہے اور جنگجو قوم تھی۔ وہ ایک زندہ قوم تھی۔ وہ سپاہگری کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتی تھی۔ اور جوہر شجاعت دکھانے کے لئے ان کے دل میں ولولہ موجزن تھا۔ اور جنگجو ہونے کی وجہ سے وہ شجاع مردوں کی تعریف کرتی تھی۔ کسی شجاع کے کارناموں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہوتی تھی۔ اور اس شخص کو بھی وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جو فیاض ہو، تیسری بات جو ان کے نزدیک قابل تعظیم و تکریم تھی وہ کسی شخص کا فصیح اللسان ہونا تھا، وہ شخص جو اعلیٰ درجہ کا شاعر ہو عرب اس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم میں تینوں کمالات

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ تینوں صفات درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھیں سارے کے سارے کمالات ایک انسان کے اندر جمع نہیں ہو سکتے۔ لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں بے شمار کمالات پائے جاتے ہیں، ایسے کمالات جو فخر کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ان سب میں وہ یکتا ہیں۔

جنگ احد میں آپ کی شجاعت

احد کی لڑائی میں آپ زخمی ہوتے ہیں۔ گڑھے میں گر پڑتے ہیں، بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ قوم آپ پر پروانہ وار فدا تھی۔ آپ کے گرد کچھ صحابہ جمع ہو گئے، اور ایک دیوار بنا دی تا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تیر، تفنگ آ کر نہ لگے ابوعبیدہ بن جراح پرندہ کی طرح اڑ کر آیا کہ حضور کی حفاظت کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب زخمی ہو کر گرے تو خود کی کڑیاں حضور کے ماتھے میں گھس گئیں۔ اس نے دانت سے کڑی کو اندر سے نکالا۔ کڑی باہر آ گئی لیکن اس کا دانت ٹوٹ گیا۔ دوسری کڑی نکالی تو دوسرا دانت ٹوٹ گیا۔ آنحضرت صلعم کو اونچی جگہ پر پہنچایا گیا۔ حضور جب ہوش میں آئے تو خچر پر سوار ہو گئے۔ اور اعلان کیا انا النبی لا کذب۔ اور کوئی لیڈر ہوتا تو کسی محفوظ مقام پر جا بیٹھتا، لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ جری انسان ہیں کہ ایسے نازک موقعہ پر علانیہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ میں نبی ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ اعلان ایسے موقعہ پر، جب دشمن سے گھرے ہوئے ہیں، حضور کی شجاعت و بہادری کا ثبوت ہے اور کیوں نہ ہو حضور فرمایا کرتے تھے لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل میرا جذبہ یہ ہے کہ خدا کے راستہ میں میری جان جائے۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر جان دوں، پھر زندہ کیا جاؤں، اور پھر جان دوں۔ اس جذبہ کا امتحان احد کی جنگ میں ہوا۔ اور ثابت ہو گیا کہ آپ کا جو قول ہے، وہی فعل اور عمل بھی ہے۔ اس میں اپنے دوستوں اور دشمنوں کے لئے ایک سبق تھا۔

جنگ حنین میں شجاعت کا کارنامہ

یہی کارنامہ جنگ حنین کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا، فتح مکہ کے موقعہ پر دس ہزار قدوسی تو آپ کے ساتھ مدینہ سے آئے تھے۔ جنگ حنین کے وقت دس ہزار میں دو ہزار مکہ کے طلقاء بھی شامل ہو گئے تھے اور حنین کو چل دیئے۔

بنی ہوازن بڑے تیر انداز تھے۔ وہ پہاڑوں میں گھات لگائے بیٹھے تھے مسلمانوں کی فوج میں آگے آگے مکہ کے طلقاء تھے۔ تیروں کی بارش جو ہوئی تو وہ بھاگ اٹھے، اور ان کے ساتھ دس ہزار قدوسی بھی تتر بتر ہو گئے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح خچر پر سوار میدان میں ڈٹ کر کھڑے ہیں۔ ایک طرف عباس رضی اللہ عنہ لگام تھامے ہوئے ہیں اور دوسری طرف چچا زاد بھائی ابی سفیان رکاب تھامے ہیں۔ عباسؓ بڑے بلند آواز تھے انہوں نے آواز دی اے لوگو! جنہوں نے بیعت رضوان میں موت پر بیعت کی تھی دیکھو ادھر آؤ اور رسول اللہ کا ساتھ دو۔ یہ سن کر لوگ واپس آ گئے اور ایسے جری سے حملہ کیا کہ دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کا ایک اور کارنامہ تھا۔ لکھا ہے کان رسول اللہ اشجع الناس۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر شجاع اور دلیر تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بے نفسی اور فیاضانہ کارنامے۔

اور آپ کی فیاضی کا یہ عالم ہے کہ حنین کی لڑائی میں ۲۴۰۰۰ ہزار اونٹ اور ۴۰۰۰۰ ہزار بکریاں اور ۴۰۰۰ ہزار سکہ چاندی مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آیا۔ یہ سارے کا سارا آپ نے لوگوں کو بانٹ دیا۔ چار چار سو اونٹ اور بہت سا سامان ہر شخص کو دیا۔ کس قدر دل پاک ہے، کہ مال سے محبت نہیں، چاہیئے تھا کہ حضرت علیؓ کو دس ہزار دے دیتے۔ پانچ دس ہزار اپنے نواسوں کے لئے رکھ چھوڑتے۔ کون انکار اور اعتراض کر سکتا تھا۔ لیکن نہ حضورؐ کے دل میں مال کے لئے خواہش تھی اور نہ ہی آپ کے اقرباء کے دلوں میں یہ خواہش تھی۔

ایک دفعہ بحرین سے مال آیا۔ اس وقت یہ علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر حجرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ بہت سامال آیا ہے آپ فرماتے ہیں انثروہ فی المسجد اس کو مسجد میں ڈال دو۔ خود جا کر مال کو نہیں دیکھتے کہ کیا کچھ آیا ہے یہ بھی خیال نہیں کہ خود اپنے لئے

چیزیں رکھ لیں۔ کوئی قالین، کوئی چادریں، کچھ اور نفیس اموال وغیرہ ہی لے لیتے۔ کوئی شخص اعتراض نہ کرسکتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تو جانیں فدا کرتے تھے۔ لیکن نہیں فرمایا مال کو مسجد میں ڈال دو، پھر جب نماز کا وقت آیا۔ خرج الی الصلوٰۃ آپ نماز کے لئے باہر تشریف لاتے ہیں فلم یلتفت الی المال مال کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا فلما قضی الصلوٰۃ۔ جب نماز ختم ہوگئی، تو بیٹھ گئے اور مال کو تقسیم کرنا شروع کر دیا فلما یرٰی احد الا اعطاہ۔ کوئی بھی ایسا شخص آپ کے سامنے نہیں آیا جس کو آپ نے کچھ دیا نہ ہو، اور آپ ہیں کہ خالی ہاتھ گھر تشریف لے گئے اللہ اکبر کس قدر عظمت، کس قدر فیاضی ہے کس قدر بے لوث اور بے غرض ہیں۔ قوم پر ان چیزوں کا اثر تھا۔ اور ان اخلاق فاضلہ کی وجہ سے قوم کی قوم آپ پر فدا تھی۔

حضرت نبی کریم صلعم کی فصاحت

یہ تو شجاعت اور سخاوت کا حال تھا اور زبان کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ چودہ سو سال سے دنیا قرآن و حدیث کو پڑھ رہی ہے، درس تدریس میں آپ کے اقوال کو چسکے لے لیکر پڑھتے ہیں۔ ان میں جو ادبیت پائی جاتی ہے، اس سے بڑے بڑے ادیب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حضور صلعم خود فرماتے تھے اعطیت جوامع الکلم مجھے جامع الفاظ میں کلام کرنا سکھایا گیا ہے۔ چنانچہ چند الفاظ میں بڑے بڑے مضامین بیان فرماتے ہیں۔ پھر فرمایا انا افصح الناس۔ میں سب لوگوں سے بڑھکر فصیح اللسان ہوں۔ و انشأت فی بنی سعد۔ اور حلیمہ سعدیہ کے قبیلہ میں جو فصاحت و بلاغت میں مشہور ہے میری پرورش ہوئی ہے۔ میری کھلائی ماں حلیمہ رضی کو جانتے ہو۔ اس وجہ سے ہی میری زبان میں فصاحت و بلاغت ہے۔ یہ ہے وہ بادشاہ جو ایک بڑی سلطنت کا مالک ہے لشکروں کا مالک ہے۔ مال و متاع بیش بہا ہے، لیکن اپنے لئے نہیں۔ اپنے لئے عیش و عشرت کا کوئی سامان جمع نہیں کرتا۔

امراء اور بادشاہوں کی عیش پرستی

میں نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ مڈغاسکر ایک جزیرہ ہے۔ ان لوگوں کی تصویریں میں نے دیکھی ہیں کالے لوگ ہیں، ناک وغیرہ خوبصورت نہیں، نہ خدوخال اچھے ہیں اور نہ رنگت اچھی ہے۔ وہ فرانسیسیوں کے ماتحت تھے۔ جس طرح الجزائر میں مسلمانوں کا کشت و خون کیا گیا ہے۔ اسی طرح فرانسیسیوں نے مڈغاسکر کے لوگوں کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنائے رکھا۔ پھر ان لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی، تو معلوم ہوا کہ عیش کیا چیز ہے۔ وہاں کا جو حکمران مقرر ہوا وہ ۵ا سال میں ختم ہوگیا اس لئے کہ اس نے شراب نوشی کو اور اس کے ساتھ بدکاری کو اپنا مشغلہ بنائے رکھا۔ ۔۔ سوٹ انگلستان میں تیار کروانا تھا کہتے ہیں کہ اس کی وفات ہوئی تو اسی سوٹ اس کی قبر میں دفن کئے گئے اور اس کے اصطبل میں سے ۱۲ بے نظیر گھوڑوں کو اس کے ساتھ ہی سپرد خاک کیا گیا صرف اس بات کے اظہار کے لئے کہ اس کی موت شاندار ہے۔ بیس ہزار آدمیوں کو کھانا دیا گیا۔ جس طرح ابوجہل بدر کی لڑائی میں زخمی ہوا اور دو جوان اس کا سر کاٹنے لگے تو ان کو ابوجہل نے کہا تمہیں پتہ ہے کہ میں سردار ہوں۔ ذرا نیچے سے میرا سر کاٹو۔ تاکہ جہاں سر رکھے جائیں تو معلوم ہو کہ یہ سردار کا سر ہے۔ جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں وہ اپنی موت پر بھی خوشی اور شان کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وزیرآباد میں ایک ٹھیکیدار تھے۔ میں ان کو جانتا ہوں۔ بڑا لائق آدمی تھا۔ نمازی اور پرہیزگار تھا۔ ان کا بیٹا عنایت اللہ نہایت خوبصورت ہے۔ باپ کے مرنے پر وزیرآباد میں اس نے تمام شہر کی دعوت کی اور جیسا کہ قاعدہ ہے بڑے آدمیوں کے گھروں میں کھانا بھیجا جاتا ہے۔ ہماں سمن برج میں ایک بہت بڑا مشہور و معروف خاندان ہے اُن کے ہاں کھانے کی سینیاں بھیجی گئیں۔ انہوں نے کہا عنایت اللہ! کیا تمہیں باپ کے مرنے کی خوشی ہوئی ہے؟ یہ ہے ان لوگوں کا حال جن کے پاس ذراسی دولت آجائے تو اتراتے ہیں، پیدائش پر بھی فخر ہے، اور موت پر بھی فخر ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی کمال بے نفسی

لیکن عظیم الشان بادشاہ غرباء کا والی اور سہارا ہے، تمام مال غرباء کو دے دیتا ہے اور خود کچھ نہیں لیتا۔ اپنے متعلق فرمایا نحن معشر الانبیاء اشد بلاء۔ ہم انبیاء پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں۔ اور مجھ پر سب انبیاء کرام سے بڑھکر مصیبتیں آئیں پھر اپنے اپنے منصب اور ذمہ داریوں کے مطابق سب پر آتی ہیں، اور اس کے بعد فرمایا لا نرث ولا نورث ہم نبی نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ وارثوں کے لئے اپنے پیچھے کچھ چھوڑتے ہیں۔ کیا اتنی بے نفسی اور بے غرضی کا انسان دنیا میں کہیں نظر آتا ہے؟ عرب و عجم کے بادشاہ ہیں لیکن اپنے لئے کوئی محل نہیں بنواتے۔ گھر کے لئے کوئی باورچی نہیں رکھتے، کوئی زیب و زینت کے سامان نہیں، کوئی فرنیچر اور کراکری نہیں کوئی نائب تحصیلدار یا تھانیدار ہو جاتا ہے تو اسے خواب آتے ہیں کہ میرے پاس دنیا کی ہر عیش کی چیزیں ہوں۔ مکان ہو، باورچی ہو، کراکری اعلےٰ سے اعلےٰ ہو، بیوی کے لئے زیورات، اور عمدہ لباس ہو۔

امور سلطنت کی سرانجام دہی کے ساتھ عبادت و ریاضت

مگر رسول کریم صلعم تمام لوازمات عیش سے بے نیاز ہیں الفقر فخری، فقر میرا فخر ہے۔ اللہ اکبر! رات تہجد میں گذارتے ہیں ساری عمر کا یہی معمول اور طریق کار ہے۔ پچھلی رات عبادت و ریاضت میں گذرتی ہے۔ صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد دن بھر امور سلطنت چلاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں ان کی عبادت اور سخاوت بہت بڑھ جاتی ہے، روزوں کے آخری دس یوم اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ دن رات مسجد میں گذارتے ہیں، نبوت ملنے سے پیشتر خدیجہ رضی فرماتی ہیں کہ غار حرا میں عبادت کے لئے چلے جاتے جب گھر آتے تو کچھ کھانے کی چیزیں دے دیتی۔ اللہ اکبر، جوانی کے دن عبادت و ریاضت، اعتکاف تہجد اور نماز روزوں میں بسر کی۔

وفات کے وقت سادگی

پھر وفات کے وقت ان کو تین سفید چادروں میں دفن کیا جاتا ہے۔ نہ عمامہ ہے اور نہ ہی قمیص اور نہ ہی اُن کے لئے صندوق تیار کیا گیا بلکہ نہایت سادہ طریق پر آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ زندگی بھی سادگی کا نمونہ اور وفات بھی سادگی کا نمونہ۔

عیاش آدمی کی زندگی

ہمارے عیسائی دوستوں کو غور کرنا چاہیئے کہ عیاش آدمی کے دن اور راتیں اور ہوتی ہیں اس کی راتیں عشرت میں گذرتیں اور صبح کو دیر سے اٹھتا ہے۔ اس کی جوانی بڑی بدنام ہوتی ہے۔ ہم نے آج مذہبی رہنماؤں کو دیکھا ہے ان کی بیویاں مہین در مہین ریشمی لباس پہنتی ہیں۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ زیورات استعمال کرتی ہیں۔ چاندی کے برتنوں میں وہ کھانا کھاتی اور چاندی کے گلاسوں میں وہ پانی پیتے ہیں۔ یہاں نواب احسان علی خاں مالیر کوٹلہ سے جا بیٹھ کر آئے ہوئے ہیں۔ میں انہیں پہلے سے جانتا تھا۔ ایک دفعہ مالیر کوٹلہ میں ملے تو میں نے پہچانا نہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کا استقبال کرتے وقت بار بار سلام کیا لیکن جواب سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے مجھے شناخت نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اب میری ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے آپ پہچان نہیں سکے پہلے

اس سے پیشتر میرے چہرے پر بال نہیں رہتے پاتے تھے۔ ان دنوں میرا اور مہاراجہ پٹیالہ کا یارانہ تھا۔ وہ شرابی تھا۔ بہت ہی شراب پیتا تھا۔ اور شراب کے جو لوازمات ہیں ان میں وہ غرق تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ انگلستان سے اور دوسرے ممالک سے ماہر ڈاکٹر بلائے گئے۔ صرف چمڑا ہی چمڑا رہ گیا تھا۔ گوشت بالکل نہ رہا۔ شراب یہ چیز ہے کوئی دوائی راس نہ آسکی، ہزاروں روپیہ کی یاقوتیاں کھالیں کچھ نہ بن پڑا۔ میں یہ حال دیکھ کر کعبۃ اللہ کی طرف بھاگا۔ جب میں دروازہ پر پہنچا تو غش کھا کر گر پڑا اور اللہ تعالےٰ سے گناہوں کی معافی مانگی۔ اس وقت سے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ تو یہ راجے یہ مہاراجے، اور بادشاہ جب روپیہ ملتا ہے۔ اس کو عیش وعشرت کی راہوں میں خرچ دیتے ہیں عیاشی اپنا رنگ لاتی ہے بدشکل ہوجاتے ہیں، دولت ضائع ہوجاتی ہے، شہرت برباد ہوجاتی ہے۔

آنحضرت صلعم کی پاکیزہ زندگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے، کہ آپ ۶۳ سال میں پوری جوانی میں تھے۔ صرف چند بال سفید ہوگئے تھے۔ یہ اس لئے کہ آپ بالکل پاک اور باعصمت انسان تھے انہوں نے قوم کو باعصمت بنادیا۔ آنکھ کے اندر حیا پیدا کی۔ چھوٹے بڑے افسر اور ماتحت سب کے اندر حیا اور عفت وعصمت پیدا کی۔ آپ نے اپنی عملی زندگی سے بتلا دیا کہ عصمت کیا چیز ہے۔ افسوس ہمارے عیسائی بھائی اس شخص پر اعتراض کرتے ہیں بڑے شرم کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ومطہر زندگی کمال کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

دشمن کی لڑکی کا احترام

ابوسفیان آپؐ کا اور آپؐ کے دین و قوم کا خطرناک دشمن ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرکے رکھ دوں گا۔ اس کی لڑکی ام حبیبہؓ مسلمان تھی۔ اس کا خاوند مرگیا تو حضرتؐ نے اس سے نکاح کر لیا۔ کیا کوئی شخص اپنے خطرناک دشمن کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن آپؐ نے اپنی قوم کو رام کرنے کے لئے اور یہ بتلانے کے لئے کہ حضورؐ اشد ترین دشمن کی بیوہ لڑکی کا کس طرح احترام کرتے ہیں اسے اپنے عقد میں لے آئے۔

اسی طرح صفیہؓ یہودی سردار کی بیٹی ہے۔ خیبر کی لڑائی میں اس کا خاوند اور دوسرے اقربا مارے گئے۔ صفیہ اسیر ہوگئی۔ اور ایک مسلمان کو مل گئی، یہودی آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ خاتون ہمارے سردار کی بیوی ہے اس کی شایان شان یہی ہے کہ آپؐ خود اس سے نکاح کریں، یہودی خطرناک دشمن ہے اس عورت کا دل زخمی ہے۔ اس سے جان کا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن حضورؐ اسکو اپنے نکاح میں لے لیتے ہیں۔ اس عظیم الشان شخصیت کے متعلق عیسائی بھائی زبان کھولتے ہیں، ہمیں بہت رنج ہوتا ہے۔

ماتحتوں اور دوستوں سے مہربانی اور شفقت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی میں کسی کو ڈسمس Dism نہیں کیا کوئی اور بادشاہ ہو اور اس کے وزیر وغیرہ تھوڑی سی بھی مخالفت کریں یا اس کے کہنے پر نہ چلیں تو وہ ان کو زندہ رہنے نہیں دیتا۔ آپؐ ماتحتوں پر مہربان اور شفیق تھے۔ آپؐ کے دل میں درد تھا۔ عثمان بن مظعونؓ فوت ہوگئے۔ لکھا ہے ان النبی

قبّل عثمان من مظعون وھو میت ان النبی یبکی وسال دموعہ علی وجہ عثمان یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا جب، وہ فوت ہوئے منہ چوما، آپؐ رو رہے تھے، اور آپؐ کے آنسو عثمان کے چہرے پر پڑ رہے تھے۔ اللہ اکبر یہ کیا باوفا انسان ہے مرے ہوئے دوستوں سے بھی اتنی محبت ہے۔

ایسا ہی لکھا ہے کہ — اصیب سعد .... یوم الخندق فضرب رسول اللہ خیمۃ لہ فی المسجد لیعودہ من قریب وہ خندق کے دن زخمی ہوگئے رسول اللہؐ نے ان کے لئے خیمہ مسجد میں لگوایا کہ قریب سے ان کی تیمارداری کرسکیں۔ کس محبت والفت سے آپ کا دل بھرا ہوا ہے۔

زید بن حارث، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحؓ کی شہادت کی خبر پہنچی، آپؐ بڑے غمگین ہوئے۔ فرماتے ہیں آج آل جعفر پر بہت سخت دن ہے۔ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ وہ وفات پاگئی اور اسے دفنا دیا گیا آنحضرت صلعم کو اطلاع نہ ہوئی۔ جب پتہ چلا تو فرمایا دلونی علیٰ قبرھا۔ اس کی قبر کا پتہ بتاؤ۔ آپؐ وہاں تشریف لے گئے وہاں جاکر دعائے مغفرت پڑھی۔ یہ قلب ہے آپؐ کا۔ کہ غریب اور امیر سب کے لئے پگھلتا ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کے متعلق آپکی وصیت

اور غیر اقوام جو اسلامی حکومتوں کے ماتحت رہتی ہیں ان کے لئے حاکم مسلمانوں کو ارشاد کیا فرمایا جس کے بارہ میں حضرت عمرؓ نے یہ وصیت کی واوصیۃ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ وہ غیر قومیں ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے ان یوفی لعھدھم اس کا عہد پورا کیا جائے۔ وہ عہد کیا ہے ان یقاتل من ورائھم ان کی حفاظت کے لئے ان کے ستانے والے سے جنگ کی جائے وان لا یکلفوا فوق طاقتھم۔ ان کی طاقت سے بڑھ چڑھ کر کام نہ لو، کوئی بیگار ان سے نہ لو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے پیغمبر ہیں، اس لئے عیسائی، یہودی غیر اقوام کے لئے ہمارا عہد ہے کہ ہم ان کے مال وجان کی حفاظت کریں گے۔

موجودہ حکومتوں کا غیر منصفانہ طریق عمل

آج کی دنیا میں بھی عہد وپیمان ہوتے ہیں۔ مگر یہ عہد و پیمان امن وآشتی کے جذبہ کے تحت نہیں بلکہ تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم۔ تم اپنی قسموں اور عہد وپیمان کو فساد کا ذریعہ بنا لیتے ہو۔ ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ۔ ناانصافی کی وجہ یہ ہے کہ ایک قوم کے پاس مال ولشکر زیادہ ہیں اس لئے اس کا ساتھ دیا جاتا ہے اور کمزور پر ظلم ہوتا رہے۔ اس کے اندر ہندوستان بھی ملوث ہے۔ اس کا پانچ لاکھ کا لشکر ہے۔ اس کو کیا ضرورت ہے کہ اتنی طاقت وقوت رکھتے ہوئے کمزور کشمیریوں کو آزاد کردے۔ امریکہ اور انگلستان کو کیا ضرورت ہے کہ غربا، پسماندہ ملکوں اور اقوام کے لئے عدل وانصاف کرے اور ہندوستان کو ناراض کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کی حمایت کرکے یہودیوں کو دشمن بنایا۔

کمزوروں پر ہاتھ رکھنا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تھا۔ مدینہ میں یہودی آپؐ کے قریب رہتے تھے۔ وہ دولت میں علم میں، طاقت میں بہت بڑھ کر ہیں۔ ان کے مقابلہ میں نجران بہت دور واقعہ ہے اور وہاں کے عیسائی کمزور ہیں، لیکن آپؐ ان کی حمایت کرتے، عیسیٰؑ اور مریمؑ کی تعریف کرتے، ان پر الزام لگاتے ہیں یہودیوں کو جھوٹا ٹھہراتے اور انہیں دشمن بنا لیتے ہیں۔

موجودہ حکومتوں کی طرف سے کمزور کے مقابلہ میں طاقتور کی حمایت

آج کی قومیں کیا کرتی ہیں۔ کمزور اور طاقتور کا مقابلہ ہو جائے۔ تو طاقتور کا ساتھ دیتی ہیں عدل و انصاف کا موقعہ آئے تو طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے غریب کا حق دباتے اور طاقتور کی حمایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کا قابلِ فخر نمونہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آپؐ کی ساری زندگی بے نظیر نمونہ ہے اپنوں اور غیروں کے لئے آپؐ رحمت ہی

کر آ گئے۔ آج اسلام فخر کر سکتا ہے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ آپؐ کی بے نظیر اور صلح کن تعلیمات پر اور قرآن کریم پر کہ اس کی روشن تعلیمات میں انسان کی فلاح و بہبود کے ہزاروں سامان موجود ہیں۔

حضرت مجدد وقتؑ کی خدمات دینیہ

ہمارے لئے یہ زمانہ ابتلاء اور فخر کا زمانہ ہے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک مجدد کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ قرآن کریم کی نشر و اشاعت دنیا میں کی اور دنیا کو بتلایا کہ اسلام کے اندر کیا کیا کمالات ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کتنے اعلےٰ ہیں۔ جہاں کہیں مجھے حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق بات کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ جتنی خدمت حضرت مرزا صاحبؑ نے دین کی کی ہے۔ اتنی کسی کو نصیب نہیں ہوئی اور لوگ مانتے ہیں کہ وہ مجدد اور مامور تھے۔ اور ان کی دینی خدمات کا جواب نہیں۔

دعا کی درخواست

اس خطبہ کے بعد میں جماعت سے دعا کرنے کی التماس کرتا ہوں۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمدؒ مرحوم کی صاحبزادی محمود ہ بیگم کراچی میں ...... سخت بیمار ہیں۔ اور اسی طرح عزیز میاں فاروق احمد صاحب کی ہمشیرہ گنگا رام ہسپتال میں سخت بیمار ہیں آج ان کا اپریشن ہوا ہے۔ حافظ محمدؐ بخش صاحب نے بتایا ہے کہ میاں غیاث الدین صاحب بیمار ہیں آیئے ہم سب مل کر دعا کریں..... کہ اللہ تبارک تعالےٰ ان کو اور دوسرے مریضوں کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین ؂

اخبار احمدیہ

ولادت

محمد صادق صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ :۔

(۱) شیخ عبدالغنی صاحب ریڈیو انجینئر کو اللہ تعالےٰ نے بچی عطا کی ہے۔ انہوں نے اس خوشی میں بیس روپے برائے اشاعت اسلام فنڈ عنایت فرمائے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ نومولود بچی کو نیکی و طہارت اور عمر دراز عطا فرمائے اور والدین کیلئے قرۃ العین ثابت ہو۔

صحت و عطیہ

محترمہ بوگل صاحبہ دختر جناب دلاور خان صاحب ان دنوں لمبی بیماری سے صحتیاب ہوئی ہیں۔ انہوں نے یکصد روپے کا عطیہ برائے اشاعت اسلام فنڈ (بلاد غیر) بذریعہ جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحمت فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی کی زندگی عطا فرمائے۔

دعائے صحت کی درخواست

(۱) محمد حسین صاحب گھوڑے سوار صبلی سات آٹھ ماہ سے بیمار ہیں۔ اختلاج قلب اور جوڑوں کے درد کا عارضہ ہے۔ پہلے بھی بزرگان دین اور احباب جماعت سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی گئی تھی، اب پھر دعا کی درخواست ہے۔

(۲) پیر حسین شاہ صاحب (سعید ڈھیری) جو مجلس معتمدین کے ممبر ہیں، بہت دنوں سے علیل ہیں، کمر اور پاؤں میں شدید درد رہتا ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج۔ احباب کرام سے دعائے صحت کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۳) بغداد سے سید تصدق حسین قادری صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ صوفی محمد طیب صاحب آنکھوں کے اپریشن کے سلسلہ میں ہسپتال میں داخل ہیں اپریشن کامیاب رہا، احباب سے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

راولپنڈی میں جلسہ خواتین ملتوی

ہم نے سالانہ جلسہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے منعقد کرنے کا اعلان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء کو ایک اجلاس ۹½ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک مستورات کا ہوگا۔ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔

بیرونی جماعتوں کے احباب مستورات کو ساتھ نہ لا دیں۔ ان کے قیام کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

ظفر اللہ خان
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی
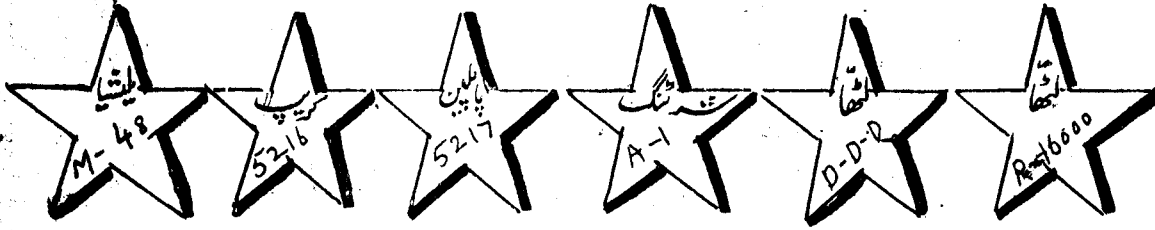
بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ و افضل الدعا الحمد للہ۔ ابن کثیر۔ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات پر بمطابق قرآن شریف ایمان لانے والا ہی نجات کا مستحق ہے۔ لہذا لا الٰہ الا اللہ میں اطاعتِ رسولؐ مشتمل ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیھم حفیظاً (۴:۸۰)

اللہ تعالےٰ کی محبت سے جو اطاعت رسول سے ہی حاصل ہو سکتی ہے خانۂ دل معمور ہونا چاہیئے ؎

کلبۂ جسم خود بکن برباد
چوں نمے گردد از خدا آباد
چیست آں ہرزہ جان و تن کہ نسوخت،
آتش اندر دلے بزن کہ نسوخت

یعنی اپنے جسم کی جھونپڑی کو برباد کر دے اگر وہ خدا تعالےٰ سے آباد نہیں ہوتا۔

وہ جان و تن کیسے بیہودہ ہیں جو عشق الٰہی میں نہیں جلتے۔

ایسے دل کو آگ لگا دو جو محبت الٰہی کی آتش سے نہیں جل اٹھتا۔

(غلام قادر عفی عنہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ ۔ پاکستان سے چھ روپے، ہندوستان سے چھ روپے ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ ۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۔۔۔ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۶

خدا تعالیٰ کی شناخت اور مومن کا اصطفا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو شخص اس دنیا میں خدا تعالیٰ کے دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ قیامت کو بھی محروم ہوگا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے من کان فی هٰذه اعمٰی فهو فی الاٰخرة اعمٰی اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ قیامت کو بھی اندھے ہونگے۔ بلکہ اس کا حقیقی مفہوم یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کو ڈھونڈنے والوں کے دل نشانات سے ایسے منور کئے جاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتے ہیں اور اس کی عظمت وجبروت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا کی ساری عظمتیں اور بزرگیاں انکی نگاہ میں ہیچ ہو جاتی ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنیکے حواس سے اس دنیا میں اسکو حصہ نہیں ملا تو اس دوسرے عالم میں بھی وہ نہیں دیکھ سکے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ وہ ہے کسی غلطی کے بدوں شناخت کرنا اور اسی دنیا میں سچے اور صحیح طور پر اس کی ذات وصفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام روشنیوں اور تجلیات کی کلید ہے۔ اسی سے وہ آگ پیدا ہوتی ہے جو سب سے پہلے انسان کی گنہگارانہ حالت پر موت وارد کرتی ہے اور پھر اسکو نور عطا کرتی ہے جس سے وہ گناہ کو شناخت کرتا اور اس کی زہر پر اطلاع پا کر اس سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے۔ پس یہی دو قسم کی آگ ہے جو ایک طرف گناہ کو جلاتی اور دوسری طرف نیکیوں کی قدرت عطا کرتی ہے اور اس کا نام جلال اور جمال کی آگ ہے کیونکہ انسان گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت سے ہی بچ سکتا ہے۔ یعنی جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اور مالک یوم الدین ہے تو اس وقت انسان پر ایک ہیبت طاری ہو جائیگی جو اسے گناہ سے بچائیگی اور جمال نیکیوں کی طرف جذب کرتا ہے یعنی جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے الرحمٰن ہے اور الرحیم ہے تو بے اختیار ہو کر دل اس کی طرف کھنچا جائے گا اور ایک سرور اور لذت کے ساتھ نیکیوں کا صدور ہونے لگے گا۔

بحر حکمت کے موتی

عن معقل بن یسار ما من امیر یلی امور المسلمین ثم لم یجھد لھم وینصح لھم الا لم یدخل معھم الجنة۔

(مسلم بحوالہ معیار الاخیار مشارق الانوار)

ترجمہ:-

معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمانوں کے لئے امیر یا حاکم مقرر ہوا گر وہ ان کی دینی اور دنیوی بہبود کے لئے محنت نہ کرے اور نہ اپنے دل میں ان کی خیرخواہی کے جذبات (پاکیزہ) رکھے تو وہ مسلم قوم کے ساتھ بہشت میں (بوجہ اپنی بے پرواہی کے) داخل نہیں ہوگا۔

نوٹ:-

اسوۂ رسول صلعم میں لیڈران وحاکمان قوم کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم (۹:۱۲۸)

آں رحیم و رحم حق را آیتے
آں کریم وجود حق را مظہرے
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ شیخ غلام قادر عفی عنہ)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط از مسٹر اے سلام - ایم - اے سیکرٹری غفار گاؤں پبلک لائبریری۔ مشرقی پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم مؤدبانہ مفصلہ ذیل امور کی طرف آپ کو توجہ دلاتے ہیں۔

(۱) ہم نے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی ہے جس کا نام غفار گاؤں پبلک لائبریری اور سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن رکھا گیا ہے۔ ایک سال پہلے مسلسل کوشش اہل علم و ادب اور مدیران اخبارات کی حوصلہ افزائی سے اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

یہ سن کر آپ خوش ہوں گے کہ ہماری لائبریری میں اس وقت ایک ہزار کے قریب کتب موجود ہیں ہمارے اس دار المطالعہ میں عام و خاص اور سربرآوردہ ممبر کتب و رسائل اور اخبارات سے مستفید ہوتے ہیں

(۲) ہم نے اسی تنظیم کے تحت دو اسکول تعلیم بالغان کے لئے قائم کئے ہیں اور ایک فری پرائمری اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جو جولائی ۱۹۶۲ء سے کام شروع کر دیگا۔

ہمیں اس بات کا فخر ہے کہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور سب ڈویژنل افسر صاحب نے ہماری لائبریری اور تعلیمی ادارہ کا ملاحظہ فرمایا اور اپنا تسلی بخش نوٹ لکھا۔

اندریں حالات ہم بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ ہمیں لائبریری کے لئے کتب مہیا فرمائیں۔

نوٹ:- اس چٹھی پر سرکل افسر نے پُرزور سفارش فرمائی ہے۔

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر دانیال - یو - کو - فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس خط کے ذریعہ میں جناب کی خدمت میں اپنے جذبات محبت جو تعلیم اسلام سے متعلق ہیں پیش کرتا ہوں گذارش آنکہ عالمگیر تعلیم الاسلام سے بہت تھوڑی واقفیت ہے، میں نے خود بہ سلامتی ہوش و خرد اور بصدق قلب انبساط دین اسلام قبول کیا۔ میں نے پچھلے سال بھی رمضان کے روزے رکھے تھے اور اس سال بھی بہ توفیق الٰہی اس مبارک مہینہ میں رکھے ہیں جو کل ختم ہوا ہے۔

میں اس بات کو بصد شکر و فخر بیان کرتا ہوں کہ میرے بہت ہی محبت والے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت بڑی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا ہے اور بہت طاقت بخشی ہے۔

اطلاعاً عرض ہے میرے پاس بیا ئیمنٹر سیٹزو ہے (میں اسے نہیں سمجھ سکا۔ ڈار) اول اول میں ایونجیلیکل چرچ میں عبادت کیا کرتا تھا جو کہ پروٹسٹنٹ عیسائیوں کا گرجہ ہے۔ مگر اسے چھان پھٹک کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ سچا مذہب نہیں۔

میں نے اپنے ایک دوست سے کچھ اسلامی تعلیم حاصل کی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ نہایت مہربانی اور شفقت فرما کر مجھے اسلامی لٹریچر عنایت فرمائیں جس میں مجھے اسلام کے حقیقی خدوخال کا پورا پورا علم حاصل ہو۔ سب سے زیادہ ضرورت مجھے انگریزی قرآن شریف کی ہے۔

امید ہے آپ جلد میری عرضداشت پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔ والسلام۔

(انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام خصائص القرآن انگلش۔ دیگر لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

فرانس

ترجمہ خط از ایس - ایچ - اے رسول - پیرس - فرانس -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

التماس ہے کہ مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ بہت دلچسپی ہے۔ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں شعبہ فرانسی زبان کا صدر ہوں آج کل اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس میں مقیم ہوں۔

میں احمدیہ سکیٹ پر مقالہ لکھ رہا ہوں۔ میرے ایک شاگرد مسٹر محمد اشرف نے جو مذکورہ انجمن سے تعلق رکھتے ہیں کچھ کتابچے دیئے تھے جنمیں ...... انجمن کی کارگذاریوں کا ذکر ہے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر وہ مجھے خود کتابت جاری فرمائیں مہربانی کر کے یہ بتائیں کہ احمدیت کے متعلق لٹریچر مجھے کہاں سے مل سکتا ہے۔ میرے پاس مفصلہ ذیل رسالے ہیں، ریجم الہدیٰ - ٹیچنگز آف اسلام - کال آف اسلام - دیث فار گاڈ - ٹرائی ایمفنٹ آف دی ہولی قرآن -

میں آپ سے مطلوبہ تعاون کا پیش از وقت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(انہیں مزید کتابیں اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط داؤدا اجبی آلورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی عالمگیر اسلامی خدمات کے متعلق کچھ سنا ہے۔ اور اب اگر آپ میری امداد کریں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔ خداوند کریم آپکو دنیا و آخرت کی نعماء سے متمتع فرماوے۔

اطلاعاً عرض ہے کہ میں عربی اور انگریزی میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ میرے پڑوس میں عیسائی ہیں۔ وہ میری تقریر کو نہیں سنتے تاوقتیکہ ان کو قرآن سے حوالہ نہ دیا جاوے۔ یہ لوگ قیل و قال کو اہمیت نہیں دیتے مہربانی کر کے مجھے انگریزی عربی قرآن اور کچھ مفید لٹریچر ارسال کریں جو کہ میری لیاقت میں ترقی کا موجب ہو۔ اور لوگوں کو سیدھا رستہ دکھا سکوں اللہ تعالیٰ آپکو اس کا پھل یا بدلہ دے۔ آپکے جواب کا جلدی منتظر

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور ایمان بالغیب

۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں ہم نے معاصر "ایشیا" کے مضمون نگار کے اس مغالطہ کی کہ اگر امت میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا اجرا مان لیا جائے تو ایمان بالغیب باقی نہیں رہتا، تردید کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی تھی کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ایمان بالغیب کے منافی نہیں، لیکن ایمان بالغیب بھی سب کا یکساں نہیں ہوتا، ایک وہ لوگ ہیں جن کا ایمان بالغیب ذات باری کے متعلق شکوک و قیاسات کے اندھیروں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے اور وہ یقین کامل انہیں حاصل نہیں ہوتا جو کاملین امت کے حصہ میں آتا ہے۔ ایمان بالغیب کی یہی کیفیت ان لوگوں میں پائی جاتی ہے، جو الہام الٰہی کے منکر ہیں، اور خود مولانا مودودی جیسا فہیم انسان بھی باوجود علم و فضل ایمان بالغیب کے اسی تاریک مرحلہ پر ہونے کی وجہ سے ذات باری کے متعلق "علم" کی حد تک نہیں پہنچ سکا، جیسا کہ اُن کی حسب ذیل تحریر سے واضح ہے:۔

"خدا کی ہستی کے متعلق زیادہ سے زیادہ جو کچھ آدمی کے امکان میں ہے۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ آثار کائنات پر غور کر کے ایک نتیجہ اخذ کر سکے کہ خدا ہے اور اس کے کام شہادت دیتے ہیں کہ اس کے اندر یہ اور یہ صفات ہونی چاہئیں، یہ نتیجہ بھی "علم" کی نوعیت نہیں رکھتا، بلکہ صرف ایک عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت رکھتا ہے، اس قیاس اور گمان کو جو چیز پختہ کرتی ہے وہ یقین اور ایمان ہے۔ لیکن کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے جو اس کو "علم" کی حد تک پہنچا سکے، اب آپ خود سوچ لیجئے کہ جب خدا کی ہستی کے بارہ میں بھی ہم یہ دعوے نہیں کر سکتے کہ ہم کو اس کے ہونے کا علم حاصل ہے تو آخر اس کی حقیقت کا تفصیلی علم کیونکر ہو سکتا ہے۔" (رسائل و مسائل مصنفہ مولانا مودودی صفحہ ۲۹۴)

سُن لیا آپ نے؟ یہ ہے انکار الہام کا نتیجہ، جن لوگوں کا ایمان بالغیب صرف عقلی قیاسات پر مبنی ہو اور یہ بھی ان کا خیال ہو کہ

"کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے جو اس کو "علم" کی حد تک پہنچا سکے"

وہ الہام الٰہی کے قائل کیونکر ہو سکتے ہیں، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مولانا مودودی ایک قیاسی ایمان بالغیب کی اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھے ہوئے اس "علم" کی روشنی سے انکار کر رہے ہیں جو مکالمہ الٰہیہ کے نور سے پیدا ہوتی ہے، اور عرفان الٰہی کے درجہ تک پہنچاتی ہے۔

ایک طرف مولانا مودودی کا یہ "ایمان بالغیب" ہے جو "علم" کی حد تک نہ پہنچنے کی وجہ سے اندھیروں کے اندر ٹامک ٹوئیے مار رہا ہے اور دوسری طرف کاملین امت کا وہ عرفان ہے جو "علم" کے اس درجہ پر پہنچا ہوا ہے جس کی وضاحت حضرت مجدد وقت نے علم کے تین مدارج بیان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے:۔

"یہ تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں، جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبت الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچکر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کے رنگ میں آ جاتا ہے اور آگ کی صفات اس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلّی طور پر متصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبعاً مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اس کے جبّہ میں خدا ہی ہوتا ہے اور انسانیت اس کی تجلیات الٰہیہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اس لئے اس کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۲۲ - ۲۳)

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے کاملین امت کا ایمان جو "علم الیقین" کے انتہائی مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے، اور یہ انتہائی مرتبہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، بھلا وہ لوگ جو ایمان بالغیب کے قیاسی مرتبہ سے آگے نہیں بڑھ سکے اور ان کے اس سے آگے بڑھکر علم کے درجہ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ اُن کے خیال میں آ سکتا ہے وہ مکالمہ الٰہیہ کے قائل کیونکر ہو سکتے ہیں اور وہ عرفان انہیں کیونکر نصیب ہو سکتا ہے جو کاملین امت کو حاصل ہوتا ہے۔

نامہ نگار "ایشیا" کو غور کرنا چاہیئے کہ جس ایمان بالغیب کو وہ دین کی بنا قرار دے کر مکالمہ الٰہیہ سے منکر ہو رہے ہیں اس کی حقیقت ان کے پیر و مرشد مولانا مودودی کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ایک "عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت رکھتا ہے" اور "علم" کی روشنی سے بہرہ ور نہیں، اس ایمان کو ہم کیا کریں اور اس کتابی اور قیاسی علم کو کہاں لے جائیں۔ جو خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہ کر سکے، بقول حضرت مجدد زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمی خرم

اخبار احمدیہ

"ایک خوش کُن تقریب"

پشاور سے محمد الرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ مؤرخہ ۸ اپریل بروز اتوار محترم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن صدر جماعت پشاور کی دختر نیک اختر مسماۃ آصفہ خانم ایم۔ اے لیکچرر گورنمنٹ کالج فار وومن جہلم کا نکاح مسٹر صلاح الدین احمد خان ولد ڈاکٹر احمد دین صاحب یوگنڈا ایسٹ افریقہ سے بعوض دس ہزار روپے حق مہر ہوا مسٹر صلاح الدین ایسٹ افریقہ میں کام کرتے ہیں۔

خطبہ نکاح حضرت قبلہ مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے بی۔ ٹی ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز لاہور نے پڑھا۔ آپ نے خطبہ مسنون کی تین آیات پڑھکر ان کی نہایت ہی اعلیٰ اور عالمانہ رنگ میں تفسیر بیان فرمائی اور بتایا کہ ان آیات میں مساوات نسل انسانی اور مساوات زوجین پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ ان تینوں آیات میں ایک چیز پر اللہ تعالیٰ نے بڑا زور دیا ہے اور وہ تقویٰ اللہ ہے اتقوا اللّٰہ کو بار بار دوہرانے کا یہ مطلب ہے کہ انسان خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق اس طرح ادا کرے جس طرح حق تقٰتہٖ یعنی اس کا حق ہے۔ آپ نے بتایا کہ قرآن شریف میں یہ جو آیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ کرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رحموں کا تقویٰ کرو۔ ان دونوں الفاظ کو اکٹھا کرنے سے تقویٰ کے معنوں پر روشنی پڑتی ہے۔ رحموں کے تقویٰ سے مراد رحموں کے حقوق کی حفاظت ہے اور تقویٰ اللہ کے معنے حقوق اللہ کی حفاظت ہے اسی طرح قرآن شریف نے مسلمانوں کو التعظیم للّٰہ والشفقت علیٰ خلق اللّٰہ کا سبق دیا ہے۔

مرزا صاحب کے اس عالمانہ خطبہ کو سُن کر اکثر سامعین جن میں کئی غیر از جماعت احباب شامل تھے عش عش کر اٹھے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ ایسا جامع اور عالمانہ خطبہ اس سے پہلے سننے میں نہیں آیا۔

اعلان نکاح کے بعد یہ تقریب دعا پر ختم ہوئی، شام کے چار بجے محترم ڈاکٹر صاحب نے شہر کے زعماء کو بھی جماعت کے اکثر احباب کو بھی دعوت دی۔ والسلام محمد الرحمن

اخبار و افکار

ایک سیّاح کے عبرت انگیز تاثرات

ایک فرانسیسی سیّاح ہندوستان کی سیاحت کرتا ہوا دہلی پہنچا اور اسے نمازِ عید کا نظارہ جامع مسجد دہلی میں دیکھنے کا موقعہ ملا - وہ اپنے تاثرات اپنی ڈائری میں یوں لکھتا ہے

"میں نے عید کے روز جامع مسجد کی طرف رُخ کیا اور مشرقی دروازے سے مسلمانوں کو عید کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ میرا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ مسلمانوں کی اس تقریب کے بعد کسی اور تقریب کا نام لینا ہی فضول ہے، اگر مسلمان سرفراز ہونا چاہیں تو یہ عید اور نماز انکی سرفرازی کی ضمانت بن سکتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ جو انگریز میرے ساتھ نماز کا نظارہ کر رہے تھے وہ بے حد متاثر ہوئے۔ ایک انگریز نے جو بڑا عالم معلوم ہوتا تھا، اپنے ساتھی سے کہا یہ بات اچھی ہے کہ مسلمان نماز کے وقت منظم رہتے ہیں اور اس کے بعد تنظیم سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں، اگر ان کی پوری زندگی نماز کی طرح منظم ہو جائے تو ہمارے لئے اس کا مقابلہ بہت مشکل ہو۔ مسلمانوں کی عید تنظیم، اتحاد، نیکی، رفاقت سب ہی کچھ ہے لیکن جو قوم ان سے فائدہ اُٹھا سکتی ہے وہ یہ مسلمان تو نہیں ہیں جو سبق پڑھ کر سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔"

فرانسیسی سیّاح کے یہ الفاظ مسلمانوں کے لئے عبرت و موعظمت کا بہت بڑا سبق لئے ہوئے ہیں - ان الفاظ میں مسلمانوں کی موجودہ پسماندگی اور غیروں کی دست نگری اور غلامی کے حقیقی سبب کو نہایت بلیغ پیرایہ میں واضح کیا گیا ہے، اگر عید کی نماز اور دوسری نمازوں کی طرح ہم میں اتحاد، نیکی اور رفاقت پیدا ہو جائے تو یقیناً دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی - لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جو سبق ہمیں باجماعت نمازوں کے اندر سکھایا گیا ہے، ہماری عملی زندگی اس سے یکسر خالی ہے، فرانسیسی سیّاح کے الفاظ جہاں ہمارے دین کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں وہاں دین سے ہماری بیگانگی اور عملی زندگی پر ماتم کناں ہیں، کاش ہم غیروں کی ان باتوں کو سُن کر ہی عبرت حاصل کریں -

انتخابی اُمیدوار کا حج

معاصر کوہستان راوی ہے کہ

" ملتان کے ایک انتخابی امیدوار کے بارے میں یہ دلچسپ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ وہ پچھلے تین سال سے حج بیت اللہ شریف کے خواہشمند تھے، وہ ہر سال بڑی پابندی سے درخواست دیتے مگر قرعہ اندازی میں رہ جاتے اس سال قرعہ اندازی میں ان کا نام نکل آیا اور وہ حج کے لئے تیار ہو گئے مگر کچھ ہی دنوں بعد نئے آئین کے تحت قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا اعلان بھی ہو گیا - چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ حج کا ارادہ ترک کر دیا جائے اور صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا جائے۔"

اس خبر کی صحت کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا لیکن اس کو صحیح سمجھتے ہوئے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیوی جاہ طلبی جو حج جیسے فریضہ سے ایک مسلمان کو روک دینے کا موجب ہو، کسی طرح مستحسن قرار نہیں دی جا سکتی، ایک طرف خدائی فریضہ ہے جس کے لئے تین سال کی متواتر کوششوں کے بعد توفیق ملنے کا موقعہ آیا اور دوسری طرف صوبائی اسمبلی کی امیدواری ہے، جس میں معلوم نہیں کہ کامیابی ہو یا نہ ہو، ایسی صورت میں اوّل الذکر سے منہ موڑ کر لیلائے اسمبلی کے موہوم وصال کے لئے تگ و دو کرنا کہاں کی دانشمندی اور کونسی دینداری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان امیدوار کو

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کا صدمہ پیش آئے ؏

ایک غلط فہمی کا ازالہ

سیالکوٹ سے ہمیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پیغام صلح میں شیخ محمد عبداللہ صاحب کی وفات کی جو خبر شائع ہوئی تھی اس کو بعض احباب حاجی محمد عبداللہ صاحب کی وفات پر محمول کر کے ان کے متعلق تعزیتی خطوط لکھ رہے ہیں، حالانکہ اس خبر میں صاف طور پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ مرحوم محمد عبداللہ صاحب شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم رئیس وزیر آباد کے بھتیجے اور شیخ غلام قادر اینڈ سنز کی مشہور فرم کے مالکان میں سے تھے، امید ہے اس دوبارہ وضاحت سے دوستوں کی غلط فہمی دور ہو جائے گی ؏

نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی و اخلاقی احسانات

مسلمانوں کی عظیم الشان علمی خدمات اور غیر قوموں کیساتھ بے نظیر مراعات

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ——— (اٰل عمران) ———

مسلمانوں پر احسان الٰہی

اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شخصیت کو مسلمانوں کا رسول بنا کر ان پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ لقد منّ اللہ علے المؤمنین۔ اذ بعث فیھم رسولاً۔ کہ ایک عظیم الشان رسول اس قوم مومنین کے لئے مبعوث کیا ہے۔ من انفسھم یہ رسول انہی میں سے ہے۔ ان کے زندگی کے حالات سے واقف ہیں۔ ان کے حسب نسب کو جانتے ہیں۔

رسول کریم صلعم کے اخلاق و اعمال

پیدائش سے لے کر چالیس سال تک ان کا اٹھنا بیٹھنا۔ دوستوں کے ساتھ وفادارانہ تعلقات۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک۔ دشمنوں کے ساتھ مراعات اور ان سے معاہدات کرنا اور ان کے ساتھ اعلےٰ درجہ کے اخلاق سے پیش آنا۔ بطور حکمران کام کرنا۔ قانون سازی کرنا۔ قوم کی فلاح وبہبود اور خیر خواہی کرنا۔ جب کبھی کوئی عالمگیر مصیبت آئی تو اس کے اندر حضورؐ نے اپنی قوم اور وطن کی محبت میں اعلےٰ درجہ کی خدمات سرانجام دیں۔ لوگ آپؐ کو الامین کہتے تھے جو بہت ہی اعلےٰ درجہ کی صفات کا مجموعہ ہے ایسی شخصیت کا انسان اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا۔

احکام الٰہی کی تلقین

اس عظیم الشان انسان کا کیا کام تھا یتلوا علیھم اٰیٰتہ آپؐ خدا کے احکام و فرائض لوگوں کو سناتے ہیں۔ جن کا قوم پر اثر ہے۔ قوم یقین کرتی ہے کہ آپؐ الامین ہیں اور کھری اور سچی بات کہتے ہیں۔ صادق اور مصدوق ہیں۔

تزکیہ نفوس

یزکیھم دوسرا کام آپؐ کے ذمہ یہ ہے کہ لوگوں کو تزکیہ اور طہارت کا سبق دے کر ان کو پاکیزہ اور مطہر قوم بنائیں۔ یہ سب سے مشکل کام ہے لیکن یہ مشکل کام بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھایا اور قوم کی قوم کو پاک کر دکھایا۔ اخلاق کے اندر سے ہر قسم کی میل کچیل دور کر دی۔ اور سیرت و کردار کے لحاظ سے ان کو بلند پایہ انسان بنا دیا۔ یہ مشکل کام ایک باخدا انسان کے سوائے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ کام درس و تدریس سے احکام و ارشادات جاری کرنے سے یا ایک مضبوط اور مستحکم سلطنت قائم کرنے سے سرانجام نہیں پا سکتا۔ کوئی بھی حکومت ہو، دلوں پر قبضہ نہیں پا سکتی۔

موجودہ حکومت کی خواہش اور تڑپ

ہماری موجودہ حکومت بڑی کامیاب ہے۔ اس نے کئی قسم کی کئی مفید اصلاحات نافذ کر دی ہیں۔ بہت سے تعمیری کام کئے ہیں۔ ان کے دلوں میں تڑپ ہے کہ لوگوں میں یکجہتی اور یگانگت پیدا ہو جائے مسلمان مسلمان ہو جائیں، وہ بااخلاق ہو جائیں، وہ دیانتدار اور راستباز ہو جائیں۔ لیکن یہ حکومت کے بس کی بات نہیں۔ ہمارے حکام کے دل میں تڑپ ضرور ہے، مگر دلوں پر ان کا قابو نہیں ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی معجزہ اور کمال ہے کہ آپؐ نے ساری کی ساری قوم کو پاک کر دکھایا اور ان کے اندر اعلےٰ درجہ کی سیرت اور بلند پایہ کردار کی صفات پیدا کر دیں۔

مسیح موعودؑ کے وقت کے قادیان کا ماحول

بات کے اندر بات آگئی۔ میں نے قادیان میں ایک ماحول دیکھا ہے۔ وہ بڑا پاکیزہ اور مطہر ماحول تھا چپڑاسی سے لے کر افسر تک تمام دیانتدار اور راستباز لوگ تھے۔ حقیقی اخوت، باہمی ہمدردی اور خوش اخلاقی کا نمونہ تھا۔ اعلےٰ درجہ کی دینی فضا موجود تھی جس سے متاثر ہو کر ڈاکٹر علامہ اقبال نے بھی کہا تھا کہ جس نے ٹھیٹھ اسلام دیکھنا ہو۔ وہ قادیان میں جا کر دیکھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا بیٹا آفتاب احمد قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ علامہ اقبال کے والد ماجد جماعت کے مخلص رکن تھے۔ ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد صاحب انجنیئر تھے۔ وہ اس جماعت کے بڑے مخلص ممبر تھے۔ یہ امر کہ قوم کی قوم اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ سے مزین اور آراستہ ہو جائے بہت مشکل ہے۔ سوائے باخدا انسان کے دنیا کی کوئی اور طاقت اخلاقی لحاظ سے قوموں کو بلند نہیں کر سکتی۔

تعلیم کتاب و حکمت

تیسرا کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان ہوا ہے یعلمھم الکتاب والحکمۃ آپؐ لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ خود اُمّی اور ان پڑھ ہیں مگر لوگوں کو آپؐ نے عالم بنا دیا۔ ان پڑھ ہیں مگر دنیا کے استاد ہیں۔ ایک ان پڑھ شخص کے ذریعہ دنیا میں علم پھیلا۔ مکہ میں علم و حکمت کا مرکز قائم ہو گیا عراق میں یونیورسٹی قائم ہو گئی۔ یہ سب کچھ ایک اُمّی شخص کے معجزات کی تاثیریں ہیں کہ قوم کو علم و حکمت کا دلدادہ و شیدا بنا دیا۔

مسلمانوں کی عظیم الشان علمی خدمات

اس وقت یورپ ایک تاریک براعظم تھا۔ اس کا کوئی تمدن۔ کوئی تہذیب نہیں تھی۔ کوئی علمی روشنی اس میں نہ تھی۔ پتھروں کی پوجا کرتے اور اپنی جہالت پر نازاں تھے۔ اسی زمانہ میں مسلمان سپین تک گئے اور عظیم الشان برکات ساتھ لے کر گئے۔ انہوں نے اس ملک میں لاجواب یونیورسٹیاں قائم کیں جن میں یورپ کے دوسرے ممالک کے طالب علموں نے اعلےٰ تعلیم حاصل کی اہل یورپ نے اعتراف کیا ہے کہ ایسی کتابیں مسلمانوں نے لکھی ہیں جن میں بتایا ہے کہ اسلام نے کیسے کیسے علماء اور عظیم الشان صلاحیتوں اور استعدادوں کے انسان پیدا کئے۔ ایک ایک کا نام لکھا ہے۔ ایک ایک کے کارنامے درج ہیں۔ ایک ایک کی خدمات کا بیان ہے۔ خود بخاری شریف میں ایک باب "اسماء الرجال" پر ہے۔ ایک اور کتاب جس کا نام "اسد الغابہ" ہے جس میں انہوں نے حضورؐ کے غلام کے حالات بالتفصیل لکھے ہیں۔ پھر علامہ ابن اثیر ایک بہت بڑے عالم ہوئے ہیں انہوں نے ایک کتاب چار جلدوں میں لکھی ہے جس کا نام استیعاب ہے۔ اس میں ہر ایک صحابیؓ کا نام اور ان کے حالات درج ہیں۔ ایک ایک جرنیل، ایک ایک سپاہی کا نام درج ہے ان کے کارنامے درج ہیں۔ ایک اور کتاب ہے "طبقات ابن سعد"۔ یہ بڑی ضخیم کتاب ہے اس کی بارہ جلدیں ہیں یہ کتاب جرمنی میں طبع ہوئی ہے اس کی ہر جلد کے ابتداء میں جرمن علماء نے مبسوط دیباچہ لکھا ہے۔ انہوں نے مغربی زبان پر بحث کی ہے ڈاکٹر Sachau اس کتاب کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ ایک دیباچہ Dr. Horn نے لکھا ہے یہ شخص کسی وقت علیگڑھ

یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر دنیا کا تمام عربی لٹریچر جمع کیا جائے تو جس کتاب کو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے سب سے اوپر رکھا جائے گا وہ قرآن کریم ہے۔ ان لوگوں نے اپنے دیباچوں میں لکھا ہے کہ یہ بے نظیر کام ہے جو مسلمانوں نے کیا کہ زمانہ نبوی کے ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت کے کارناموں اور خدمات و حالات کو جمع کر دیا۔ ان کتب میں سب بیان موجود ہے کہ کون کونسی جنگ میں کون کون لوگ تھے۔ کون کون شہید ہوئے کون کون بچے۔ کس کس کو لحد میں اُتارا گیا اور کون کون اتارنے والے تھے۔ یہ تمام حالات درج ہیں۔ یورپ کی قوم حیران ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازروئے علم بے نظیر قوم پیدا کی۔ انہوں نے کس باریک بینی اور صحت سے کام کیا ہے کہ کوئی غلطی اس میں نہیں پائی جاتی۔ آج میرا دل چاہتا تھا کہ ان دو ایک جلدوں کی آپ کو بھی زیارت کرا دوں۔ جو کوئی ان کو دیکھتا اور پڑھتا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کا عاشق ہو جاتا ہے۔

یورپ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی قوم

ایک دفعہ لندن میں ایک انسپکٹر آف سکولز سے تعلیمی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ ان کی بہن بھی محکمہ تعلیم میں کام کرتی تھی۔ ان دونوں نے مجھے وہاں کے سکول دکھائے۔ ان سے مختلف مسائل اور امور پر گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے سوال کیا کہ یورپ میں سب سے زیادہ علم رکھنے والی کونسی قوم ہے۔ انہوں نے کہا کہ سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی قوم جرمن ہے۔ ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بائبل کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھ دیا وہ بطور آخری حرف کے مانا جاتا ہے۔ میں نے سوال کیا جرمن قوم کے بعد علم کے لحاظ سے کس قوم کا درجہ ہے۔ انہوں نے کہا فرانسیسی۔ اسکے علم کا بھی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ تو اس قوم نے جو علم میں سب سے بڑھکر ہے مسلمانوں کو یہ ہدیہ پیش کیا ہے کہ یہ کیا عالم فاضل قوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی جس نے ایسے ایسے شاندار علمی کارنامے سر انجام دیئے۔ اس کتاب طبقات ابن سعد کے اندر کیا کیا عجائبات ہیں۔ کیا کیا کارناموں کے تفصیلی حالات ہیں۔ مہاجر کون کون تھے اور انصاری کون کون تھے۔ مہاجرین نے کیا کیا کام کئے انصار نے کیا کیا خدمات کیں۔ اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ عورتوں پر بھی ایک جلد لکھی ہے۔ یہ سب کچھ اس کتاب کے اندر درج ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت و کردار

ان کو پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے، اور سوچتا ہے کہ کیا ہم ہی ان لوگوں کے جانشین ہیں جن کے یہ کارنامے تھے۔ جن کی سیرت و کردار ایک نمونہ تھا۔ جن کے اخلاق کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ایک وہ بھی عالم تھا کہ حاکمانہ کرسی پر بیٹھ جاتے صاحب اقتدار ہو جاتے۔ کمانڈر اور سپہ سالار بن جاتے۔ ہر شعبہ میں بے نظیر اخلاق کا مظاہرہ کر کے دکھلایا۔ ان کے اخلاق و اوصاف کو دیکھ کر غیر بھی ان کا دم بھرنے لگے۔ یہ واقعہ ہے کہ جس غیر قوم نے مسلمانوں کے سیرت و کردار اور وفا کو دیکھا وہ مسلمانوں کی حمایت میں ان کے دشمنوں کے خلاف صف آرا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے لما رأوا وفاء المسلمین وسیرتھم صاروا اشد اعلیٰ عدوھم۔ یہ ایک عیسائی رعایا کا عملی اعتراف ہے۔

حمص کے عیسائیوں کا اعتراف

حمص کا عیسائی علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔ جب مسلمانوں نے اس علاقہ کو چھوڑا تو ابو عبیدہ بن جراح نے اس علاقہ کے عیسائیوں کو جمع کر کے کہا کہ تمہاری حفاظت کے لئے جو جزیہ تم سے وصول کیا تھا۔ اس کو ہم واپس کرتے ہیں اور تمہاری حفاظت سے دستبردار ہوتے ہیں۔ جب مسلمانوں کا مقابلہ دشمن سے ہوا تو ان عیسائیوں نے دشمن کے خلاف مسلمانوں کی حمایت کی۔ جب فتح ہوئی تو جزیہ کی یہ رقم مسلمانوں کے قدموں میں ڈال دی اور کہا کہ یہ رقم آپ کو ہی سجتی ہے۔ آپ ہم سے کہیں بہتر ہیں اخلاق میں اور صفات انصاف و عدل میں۔

خیبر کے یہودیوں کا اعتراف

عبداللہ بن رواحہ ؓ کو فتح خیبر کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ خراج زمین کی پیداوار کا ایک حصہ تھا۔ یہودیوں نے عورتوں کے زیورات اتار کر قدموں میں ڈال دیئے اور کہا کہ ہم غریب قوم ہیں ہمیں کچھ حصہ زیادہ دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان قوم کے لئے حرام ہے کہ وہ رشوت لے۔ ایک شریف انسان کی اس سے زیادہ کیا ہتک ہو سکتی ہے۔ اگرچہ تم ہمارے شدید ترین دشمن ہو، لیکن تم پر کسی طرح کی زیادتی یا ظلم نہ کیا جائے گا اس پر وہ بولے یہی وہ عدل و انصاف ہے جس کی وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

عیسائیوں کے ساتھ مراعات

عیسائیوں کے متعلق حضور اکرم ؐ نے اپنی قوم کو تلقین فرمائی ان لا یھدم بیعھم۔ ان کے گرجوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔ ان کے پادریوں کو نکالا نہیں جائے گا۔ کوئی شخص جبراً ان کو مسلمان نہیں کرے گا۔ ہمارا عہد حفاظت ہے علی اموالھم وانفسھم وارضھم وملتھم .... وبکل ما فی ایدیھم من قلیل وکثیر لا یغیر قس ولا راھب ولا کاھن ولا یفتنون عن دینھم۔ ان کی جان و مال و دین وگرجے محفوظ رہیں گے اور کسی پادری کو یا راہب و کاہن کو برخواست نہ کیا جائے گا اور نہ ہی لوگوں کو جبراً دین ترک کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے آپ نے اس طرح غیروں اور اقلیتوں کے ساتھ برتاؤ کیا اور ان کے جان و مال کی حفاظت فرمائی۔

شاہ مقوقس کی لڑکی سے حسن سلوک

لکھا ہے کہ عمرو بن عاص ؓ فوج کے کمانڈر تھے۔ انہوں نے مصر فتح کیا تو انہی کو گورنر بنا دیا گیا۔ جنگی قیدیوں میں شاہ مقوقس کی لڑکی بھی بطور قیدی کے سامنے آئی۔ انہوں نے اس کا احترام اور اکرام کیا اور کہا کہ میں آپ کو قید میں نہیں رکھ سکتا۔ اس کو مقوقس بادشاہ کے محلات میں واپس پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس شہزادی کو واپس اس کے محل میں پہنچا دیا گیا۔

حاتم طائی کی لڑکی سے حسن سلوک

ایسا ہی کام حضرت اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکی اس باپ کی بچی ہے جس کے اندر خدائی صفات تھیں۔ وہ بڑا سخی اور مہمان نواز انسان تھا۔ آپ نے حکم دیا ان کو اور ان کی سہیلیوں کو اونٹوں پر سوار کر کے ان کے گھر تک باحفاظت پہنچا دیا جائے۔ جو لوگ اس کو سوار کر کے لے گئے۔ انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور نہ منہ سے کوئی ناشائستہ الفاظ نکالے لوگوں نے گواہیاں دیں کہ محمد رسول اللہ صلعم نے عظیم کردار کی قوم پیدا کی جس کے اخلاق اسقدر اعلیٰ تھے۔

شامیوں اور ایرانیوں کا اعتراف

شامیوں اور ایرانیوں نے بھی کہا کہ یہ عجیب قوم ہے مسجدوں میں راتیں گزارتے ہیں اور دن کو سواری کر کے جہاد میں برسرپیکار رہتے ہیں ھم باللیل رھبانا وبالنھار ھم فرسانا۔ ان کی آنکھوں میں حیا ہے لوٹ کھسوٹ نہیں کرتے۔ پیسہ دے کر روٹی کھاتے ہیں۔ ان کے حاکم کا فرزند اگر چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، جو بدکاری کرے اسکو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔

مسلمان عورتوں کی سیرت و کردار

لکھا ہے صفیہ ؓ کے بھائی حمزہ ؓ کے دشمنوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، ہندہ نے آپ کا جگر کاٹ کر چبایا۔ آنحضرت صلعم کے لئے یہ دن بڑا سخت تھا۔ اس کی نماز جنازہ تو ہو ہی نہیں سکتی تھی آپ

(باقی پر صفحہ کالم ۲)

خان بہادر غلام ربانی خان ایڈووکیٹ مانسہرہ

میرا سفرِ ڈھاکہ (مشرقی پاکستان)

گورنمنٹ آف پاکستان نے پہلی آل پاکستان بنیادی جمہوریتوں کی کنونشن بمقام ڈھاکہ منعقد کی۔ جس میں شمولیت کے لئے مغربی پاکستان سے ۲۰۰ نمایندگان نامزد ہوئے اور اسی قدر تعداد مشرقی پاکستان سے شامل ہوئی۔ اس سلسلہ میں مجھے بھی بطور ڈیلیگیٹ مشرقی پاکستان جانے کا موقعہ ملا۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب نے سیکرٹری انجمن مولوی احمد یار صاحب کو ہدایت کی کہ ڈھاکہ مشن کے متعلق ضروری کاغذات بھی میرے سپرد کئے جائیں۔ اور اس طرح یہ سفر ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوا۔

اسلام میں عورت کے مقام پر گفتگو

۱۳ر جنوری ۱۹۶۲ء کو بذریعہ پی۔ آئی۔ اے لاہور سے روانہ ہونے کے لئے دفتر پی۔ آئی۔ اے میں حاضر ہوئے۔ مسٹر حبیب الرحمان صادق صاحب ہوائی اڈے تک ہمراہ گئے۔ ابتدا سے سفر ہی سے مذہبی گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک معزز صاحب جو لاہور کی طرف سے ڈیلیگیٹ تھے۔ ایک دوسرے مندوب سے یوں مخاطب ہوئے۔ کہ آپ نے عائلی قانون کے ضمن میں جو بحث کی اس میں عورتوں کو خوب ستایا کہ وہ بابا آدم کو جنت سے نکالنے کا موجب ہوئیں۔ میں نے اُن ہر دو اصحاب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ یہ نظریہ تو عیسائیت کا ہے۔ اسلام نے تو اس کی تردید کی ہے۔ اور صاف طور پر کلام پاک میں فرمایا۔ فازلھما الشیطان۔ یعنی اگر کوئی ایسا فعل سرزد ہی ہوا ہو۔ تو اس میں ہر دو مرد و عورت برابر کے حصہ دار ہیں۔ اور کلام پاک نے تو عورت کو بلند مقام عطا کیا ہے۔ پیدائش کے متعلق یوں ارشاد ہوا "یھب لمن یشاء اناثاً و یھب لمن یشاء الذکور"۔ اولاد بخشنے میں اللہ تعالے نے عورت کو پہلے یاد فرمایا اور ان کے حقوق کے متعلق ایک سورت اُن کے نام پر نازل فرمائی جس کا نام سورت النساء ہے۔ ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ بیوی کے حقوق وراثت قائم کئے۔ جو ان کو دنیا کے کسی مذہب یا ملت میں حاصل نہ تھے۔ اور روحانی رنگ میں ان کے مدارج مردوں کے ساتھ اُن کے برابر بیان کئے۔ روزہ دار مرد، روزہ دار عورتیں، نماز پڑھنے والے مرد اور نماز پڑھنے والی عورتیں، مؤمن مرد اور مومنہ عورتیں، ان سب کے لئے انعامات کا ذکر یکساں کلام پاک میں موجود ہے۔

کسی مذہب میں عورت کی پیدائش مرد کے پاؤں سے ظاہر کی جاتی ہے، اور کسی میں اس بیچاری کو شیطان کا آلۂ کار (ظاہر کیا گیا ہے لیکن قرآن پاک میں عورت اور مرد کی پیدائش من نفس واحدۃ بتائی گئی ہے۔ ماں کے حقوق کا اعلےٰ پیرایہ میں کلام پاک میں ذکر ہے، اور حضرت نبی کریمؐ تو جنت ماں کے قدموں کے تلے بتاتے ہیں۔ پھر بیوی کو برابر کے حقوق دیئے۔ اور اسے ذریعہ مؤدت و رحمت اور موجب سکینت ٹھہرایا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے تو عورت کو مرد کے اخلاق کا آئینہ بتایا۔ اور یہ فرمایا کہ سب سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنی ۲ بچیوں کی اچھی طرح پرورش اور تربیت کر کے نکاح کر دیتا ہے، اس کے لئے جنت کا وعدہ اللہ کی طرف سے ہے۔

تقسیم لٹریچر

غرضیکہ اس رنگ میں اسلامی تعلیم کے بیان کرنے سے اُن احباب نے اچھا اثر لیا۔ صادق صاحب نے ایک لٹریچر کا پارسل بھی میرے ہمراہ کیا ہوا تھا۔ جو وہیں سے کھُل گیا اور تقسیم ہونا شروع ہوا۔ سب ہمسفر احباب نے بڑے شکریہ سے قبول کیا۔

ہوائی جہاز کے ایک افسر سے ملاقات

اسی اثناء میں ہوائی جہاز کے ایک افسر معہ اہلیہ تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ اور علیک سلیک کے بعد ظاہر کیا کہ وہ ہسٹن کیمپ انگلستان ہوائی سروس کے اُن طلباء میں سے تھے جو سال ۱۹۴۹ء/۱۹۵۰ء میں میری مذہبی تربیت کے تحت تھے۔ اس نے عرصہ بارہ سال کے بعد ملنے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور صادق صاحب نے وہ نام کلام شناجس میں اس نے اپنی بیوی سے میرے متعلق ذکرِ خیر کیا۔ کیونکہ وہ ان کے قریب بیٹھے تھے۔

حضرت امیر کی کتاب کی پسندیدگی۔

ہوائی جہاز میں باقی احباب نے بھی لٹریچر طلب کیا جس کی وجہ سے پارسل تقریباً سب ختم ہو گیا۔ احباب نے مولانا صدر الدین صاحب کی کتاب "عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں" بہت پسند کی۔

ڈھاکہ میں

تقریباً ساڑھے پانچ بجے شام ہم ڈھاکہ پہنچے۔ وہاں شام کی نماز کا وقت ویٹنگ روم میں ہو چکا تھا۔ ایک معمر صاحب جو استقبالیہ کمیٹی کے ممبر تھے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے سمت قبلہ کے متعلق ان سے دریافت کیا۔ تعجب یہ تھا کہ ان کو بھی علم نہ تھا۔ وہ معلوم کرنے گئے تو میں نے اندازاً ایک طرف منہ کر کے نماز شام پڑھنی شروع کی۔ بعد فراغت از نماز میں نے صاحب موصوف کو اپنے پاس کھڑا پایا۔ وہ فرمانے لگے کہ نماز میں نے درست قبلہ رو ہو کر پڑھی ہے۔ انہوں نے مزید تعارف چاہا۔

میرا تعارف

میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے ضمناً ذکر کیا کہ مجھے ووکنگ مسجد کی امامت کا موقعہ اللہ تعالےٰ نے عطا کیا تھا۔ ووکنگ کا نام سننے سے وہ بے حد متاثر ہوئے اور ان کی نظروں میں میری عزت بہت بڑھ گئی۔ انہوں نے استقبالیہ کمیٹی کے سب ممبروں سے اسی رنگ میں تعارف کرانا شروع کر دیا۔

انچارج ڈھاکہ مشن سے ملاقات

باہر آنے پر مولانا عبد الصمد بنگالی انچارج ڈھاکہ مشن معہ دیگر معزز احباب جماعت موجود پائے۔ آن سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

امامِ ووکنگ کی عزت افزائی

اب ہمارا سامان لاری میں رکھا جا رہا تھا۔ تو وہی صاحب تشریف لائے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ امام کا سامان تو لاری میں رکھ دیا جاوے۔ اور مجھے ایک جیپ میں اپنے ہمراہ سوار کیا۔ جس کا چلانے والا ایڈیشنل کمشنر صاحب ڈھاکہ تھے۔ جب ہم قیام گاہ پر پہنچے تو وہاں کمشنر صاحب ڈھاکہ معہ اے۔ ڈی۔ ایم۔ ڈھاکہ موجود تھے۔ ان سے تعارف بطور امام مسجد ووکنگ کرایا۔ تو مسٹر مصطفےٰ صاحب سی۔ ایس۔ پی۔ اے ڈی۔ ایم ڈھاکہ نے پہچان لیا۔ اور کہا کہ اس نے سال ۱۹۵۸ء کی نماز عید الفطر ووکنگ میں میری امامت میں پڑھی تھی۔ غرضیکہ بفضلِ ایزدی ڈیلیگیٹ ہونے سے زیادہ امام ووکنگ مسجد کی عزت اس ملک میں تعلیمیافتہ معزز طبقہ میں پائی گئی۔

لٹریچر کی مانگ

یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں پنجاب کی طرح تعصب کا رنگ نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے رسالہ جات اسلامک ریویو اور لائٹ اور دیگر لٹریچر کی اس ملک میں بہت مانگ ہے۔

ڈھاکہ مشن کے دفتر میں

یکم فروری ۱۹۶۲ء کو میرا خالی دن تھا۔ میں اپنے مشن کے دفتر اور احباب کو ڈھاکہ شہر میں دیکھنے کے لئے گیا۔ دفتر اچھی جگہ پر واقعہ ہے۔ اور انچارج مولانا عبدالصمد عالی ایک مخلص، فہمیدہ اور سنجیدہ و با اخلاق انسان ہیں، ان کے معاون مولانا عبدالستار صاحب بھی ویسے ہی مخلص اور با اخلاق انسان ہیں۔ انجمن کے ممبران کا باقاعدہ رجسٹر ہے۔ جس میں ان سب کے اسماء گرامی، پتے اور دیگر کوائف درج ہیں۔ عہدہ داران۔ سیکرٹری، صدر و نائب صدر بھی اچھے کارکن ہیں۔ چنانچہ صاحب صدر کو دیکھنے کے لئے میں دفتر ایسٹ پاکستان گورنمنٹ میں گیا۔ ان کو ایک دیندار آدمی پایا۔

مشن کے لئے نئی مجوزہ جگہ

اس کے بعد مرکز کے لئے جگہ کا ملاحظہ کیا۔ جو عبدالصمد صاحب نے تجویز کی ہوئی ہے۔ یہ شہر کے اندر دو کوٹھیوں کے ساتھ واقعہ ہے اور شاہ آباد روڈ سے تقریباً پچاس قدم پر ہے۔ یہ روڈ ڈھاکہ میں انارکلی بازار کی طرز کا ہے۔ مجوزہ جگہ دو منزلہ مکان ہے۔ ایک دو دکانات بھی ہیں، اور مسجد کے لئے کھلی جگہ بھی موجود ہے۔ موجودہ حالات میں موزوں جگہ ہے اگر واجبی قیمت پر دستیاب ہو جاوے تو مناسب ہے۔

مشن کی مضبوطی کی تجاویز

مشرقی پاکستان کے صدر مقام میں ہمارا مشن بڑا شاندار اور مضبوط ہونا چاہیئے۔ وہاں ہمارے انگریزی لٹریچر کی بے حد مانگ ہے بنگالی زبان میں کلام مجید کا اور باقی کتب کا ترجمہ بڑا مفید اثر پیدا کرے گا۔ اس جگہ خداوند تعالےٰ نے اچھے کارکن عطا کئے ہیں۔ ان سے کام لینا چاہیئے اور وہاں پر تبلیغی کلاس کے..... طلباء کے لئے بھی ابتدائی دو تین سال کی دینی سلسلہ کی تعلیم کا انتظام کیا جانا بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور یہ کام کچھ مزید مصارف اور ایک عالم دین کے اضافہ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جہاں مغربی پاکستان میں اتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔ وہاں پاکستان کے اس نصف حصہ مشرقی پاکستان کو نظرانداز کرنا صحیح لائحہ عمل نظر نہیں آتا۔ میں نے جماعت ڈھاکہ کے متعلق اپنی مفصل رپورٹ مجلس منتظمہ کو بھیج دی ہے۔

نماز جمعہ

ہماری قیام گاہ ایک عظیم الشان مرکز سابقہ ولج ایڈ میں تھی۔ جمعہ کے دن ہماری جماعت کے احباب وہاں تشریف لائے۔ اور نماز جمعہ اسی میدان میں ادا کی گئی۔

کنونشن کی کامیابی اور ممبران کے پتے

کنونشن تین چار دن کامیابی سے سرانجام پائی۔ اور اس عرصہ میں مذہبی تبادلۂ خیالات کا بڑا موقعہ ملا۔ تمام احباب کے پتے میرے پاس درج ہیں۔ انشاءاللہ شیخ غلام قادر صاحب کو بھیج دوں گا کہ ان احباب کے نام ضروری لٹریچر بھیج سکیں۔

۶ فروری ۱۹۶۲ء کو واپس لاہور آگیا۔ شکر ہے کہ یہ سفر بخیریت تمام ہوا۔

والسلام

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود ہی ایسا ہوا ہے جس میں قرآنی وعدے نمایاں طور پر پورے ہوئے

(قسط ششم)

تیسرا مقدمہ

یہ وہ مقدمہ ہے جو خواب میں ایک ایسے خونی اور خوفناک سنڈھے کی شکل میں دکھلایا گیا تھا جس کے حملہ کی شدت سے دل میں اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس سے اب مفر نہیں۔ پہلے دو سنڈھوں کو جس طرح ہاتھ سے مار کر ہٹایا جاسکا تھا اس کو اس طرح نہیں ہٹایا جاسکتا۔ لیکن خدائی تصرف کے ماتحت اس نے دوسری طرف رُخ پھیر لیا جس کے معنی یہ تھے کہ یہ مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت کی طرف جائے گا خواب میں یہ بھی دیکھا گیا کہ وہ دوسری طرف منہ پھیر کر دیوار کے ساتھ آرام سے کھڑا ہو گیا ہے جس کی تعبیر صاف تھی کہ دوسری عدالت میں جاکر وہ نقصان کا موجب نہیں ہوگا بلکہ اس کے برعکس سکون کا موجب ثابت ہوگا۔ تیسری بات جو خواب میں دیکھی وہ یہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب اس سے رگڑ کر گذر گئے ہیں جس کے معنی بھی صاف تھے کہ ابتدائی عدالت میں تکلیف اُٹھانی پڑے گی چوتھی بات یہ دیکھی گئی کہ اللہ تعالےٰ نے الہاماً ایک دُعا کے الفاظ سکھلائے جن کے ذریعہ دعا مانگنا ہر آفت سے نجات دلانے کا موجب ہو سکتا تھا جس کے معنی صاف تھے کہ العاقبة للمتقین کے قانونِ الٰہی کے ماتحت انجام بخیر ہوگا اور اس مصیبت سے نجات حاصل ہوگی۔

اب مقدمہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے ہر منصف مزاج انسان اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس خواب کا ایک ایک جزو مکمل صفائی سے پورا ہوا اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر روشن دلیل کا کام دے رہا تھا اور ہدایت پانے کے خواہشمندوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو رہا تھا اور مؤمنوں کے دلوں کو بصیرت سے بھر دینے والا تھا۔ اور آج بھی جو لوگ تدبّر سے کام لیں گے ان کے لئے بھی ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

پہلا امر اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے محبوبِ الٰہی ہونے کا یقین

اس مقدمہ کی شدت اور تکلیف دہ ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ پورے دو سال اس پر خرچ ہوئے، دو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں نے جو مجسٹریٹ درجہ اوّل کے اختیارات رکھتے تھے اس مقدمہ کو سُنا، اور اتفاق سے دونوں ہی کٹر اور متعصب آریہ تھے اور حضرت مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی جو اُن کے لیڈر پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق پوری ہو چکی تھی اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں عداوت کے شرارے مشتعل زن تھے اور وہ انتقام لینے کے لئے پورا تہیہ کئے ہوئے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب شکار ہاتھ میں آیا ہوا ہے اس کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ چنانچہ بعض اشخاص نے حضرت مرزا صاحب کو اس امر کی اطلاع بھی دی کہ آریہ اُن پر زور ڈال رہے ہیں کہ شکار کو بغیر سزا دیئے نہ جانے دیں حضرت مرزا صاحب نے سُنکر فرمایا کہ ان کو علم نہیں کہ شکار کس کا ہے شکار شیر کا ہے اور شیر بھی وہ جو خدا کا شیر ہے۔ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھیں حضور کے اس جواب سے واضح ہے کہ حضور کو اپنے محبوبِ الٰہی ہونے پر کس قدر یقین تھا اور پھر اس بات پر بھی یقین تھا کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ وہی سلوک کرے گا جو وہ اپنے محبوبوں کے ساتھ کرتا ہے اور ہوا بھی اسی طرح۔

خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنے کا نتیجہ

آتمارام کے دو لڑکے حضور کی پیشگوئی کے مطابق دوران مقدمہ میں ۲۰-۲۵ روز کے اندر مر گئے اور چندولعل کو پیشگوئی کے مطابق تنزل کی ذلت سے ہمکنار ہونا پڑا دونوں پیشگوئیاں پیش از وقت جماعت کو سنادی گئیں جو ان کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئیں۔

پھر سیشن جج امرتسر نے بھی جو ریمارک ان کے فیصلہ پر کیا ہے وہ بھی ان کی قابلیت پر خطرناک دھبہ لگانے والا ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا وہ لکھتے ہیں:۔

"بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے
مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی
مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے
تھا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے"

سبحان اللہ کیا ہی عمدہ خراجِ تحسین ہے جو مجسٹریٹ صاحبان کی اعلےٰ قابلیت اور حسن کارروائی کو ادا کیا گیا ہے جو مقدمہ کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر خارج ہو جانا چاہیئے تھا مجسٹریٹ صاحبان اس کے فیصلہ تک پہنچنے میں پورے دو سال صرف کرتے ہیں اور دو سال کی محنت شاقہ کے بعد بھی جس فیصلہ پر پہنچتے ہیں وہ بھی سیشن جج صاحب کے نزدیک غلط اور قابل اعتراض۔ بہرحال خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنے کے نتیجہ میں ایک کو لڑکوں کی موت کا صدمہ اُٹھانا پڑا اور عدالت عالیہ کی تنبیہہ کا بھی نشانہ بننا پڑا اور ساتھ ہی جس ہاتھ سے جرمانہ کیا تھا اُسی ہاتھ سے جرمانہ بھی واپس کرنا پڑا۔ دوسرے کو تنزل سے دوچار ہونا پڑا۔ آنکھیں رکھنے والوں کے لئے یہ ایک ایمان افروز نشان ہے کاش وہ اس سے فائدہ اُٹھائیں اور خدا کے مامور امامِ وقت کا ساتھ دیکر سعادت دارین حاصل کریں۔

دوسرا امر

دوسرا امر اس خواب میں یہ تھا کہ سانڈھے نے رُخ دوسری طرف پھیر لیا جس کے معنی یہ تھے کہ مقدمہ عدالت عالیہ میں جائے گا۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک اور واضح رؤیا بھی تھا جس کے ایک حصہ کا میں گذشتہ قسط میں ذکر کر چکا ہوں بقیہ حصہ اب ذکر کرتا ہوں۔ یہ رؤیا ۷ ارنومبر سنہ ۱۹۰۱ء کا ہے۔ جس وقت مقدمہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ یہ وہی رؤیا ہے جس میں وارنٹ نکلنے اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا ذکر ہے جس کی تفصیل گذشتہ قسط میں گذر چکی ہے اس تفصیل کے بعد یہ الفاظ ہیں:۔

"پھر اسی اثناء میں میرے ہاتھ معاً
ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا
کہ یہ اعلےٰ عدالت سے آیا ہے
وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا
تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر
صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے
اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا
ہوا تھا:۔
عدالت عالیہ نے اسے بری کر دیا ہے"

فرمایا اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا ضَیفُ الخیر ضَیف ناخواندہ مہمان کو کہتے ہیں یعنی ایسی خبر ہے جو ناخواندہ مہمان کی طرح پہنچکر کسی کے لئے تکلیف کا باعث ہوگی اور اس کے بعد مندرجہ بالا رؤیا میں بتلا دیا گیا کہ وہ خبر عدالت عالیہ سے بری ہونے کی خبر ہوگی۔ یہ رؤیا صاف دلالت کر رہی ہے کہ یہ خبر مخالفین کے لئے باعث تکلیف ہوگی۔

یہ رؤیا خدا کی ہستی پر زبردست دلیل ہے

اب واقعات یہ ہیں کہ نہ کوئی مقدمہ ہے اور نہ ہی اس کے کوئی آثار ہیں مقدمات شروع ہونے سے ایک سال سے بھی زائد عرصہ قبل رؤیا میں وارنٹ کے جاری ہونے اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا ذکر اور پھر خوشی اور سرور کے اسباب پیدا ہونے کا ذکر، پھر ایسے مقدمہ کا ذکر جس کا فیصلہ عدالت ابتدائی میں خلاف ہونا مقدر تھا پھر اس مقدمہ کا عدالت عالیہ میں جانا اور وہاں سے عزت کے ساتھ بری ہونا پھر اس خبر کا مخالفین کے لئے باعث تکلیف ہونا اور ان کی تمام خوشیوں پر پانی ڈال دینے کا موجب بن جانا بلکہ الہام انی انا الصاعقہ کے ماتحت اس خبر کا ان پر بجلی بن کر گرنا ان سب امور کا ایسے وقت میں ....

خداتعالے کی طرف سے اپنے مامور پر انکشاف کیا جانا اور ایک سال کے بعد ان کا اسی طرح وقوع میں آنا صاف بتلا رہا ہے کہ خدا ہے اور وہ عالم الغیب اور کائنات کی ہر چیز پر تصرف تام رکھنے والا خدا ہے اور جو وعدہ اس نے اپنے الفاظ کتبَ اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی میں اپنے ماموروں کی کامیابی کا کیا ہے اسے پورا کرنے والا ہے اور ساتھ ہی اس کی یہ تائید ثابت کر رہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یقیناً یقیناً خدا کے مرسل اور اس کے مامور اور امام صادق تھے۔

کیا یہ نشان تمام مادہ پرستوں اور خدا کی ہستی کے متعلق شبہات میں گرفتاروں کے لئے خدا کی ہستی کو منوانے اور اس کا قائل بنا دینے اور اس پر یقین محکم پیدا کرا دینے کے لئے روشن دلیل کا کام نہیں دے رہا۔ کاش، لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

اس الہام کی امتیازی خصوصیت

عدالت عالیہ سے بریت والا الہام تمام دیگر مقدمات کے مقابل جن میں ابتدائی عدالتوں میں ہی کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے اپنے اندر ایک امتیازی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس امتیازی خصوصیت پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس مقدمہ کے پس منظر کا جان لینا ضروری ہے جو یہ ہے کہ مولوی کرم دین آف بھیں نے سراج الاخبار نامی اخبار میں دو آرٹیکل شائع کئے جن میں اپنے دروغگو ہونے کا خود ہی اقرار کیا دھوکہ بازی اور فریب دہی کا اعتراف کیا اور حضرت اقدس کے دعاوی پر ہنسی اڑاتے ہوئے اپنے کمینہ پن کا اظہار کیا اس پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا:—

"اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نیت اور اسکے بہتانِ عظیم کی نسبت مجھے خبر دی اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کے لئے حملہ کرے گا اور انجام کار میرا تشانہ آپ بن جائے گا اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ یہ شخص تین حمایت کرنے والے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کرے گا تاکہ کسی طرح اہانت کرے اور رنج پہنچائے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتاروں کی طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہے اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہو اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا وارد کی جائے گی پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی باتیں ظہور میں آئیں گی۔ پس جب ایک برس گذر گیا تو یہ مقدر باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آ گئیں یعنی اس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے۔"

اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کرم دین کے حق میں وہی الفاظ استعمال کئے جن کا اقرار اس نے اپنے آرٹیکلوں میں خود کیا تھا۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ انجام ان مقدمات کا میری نجات ہوگی اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہو لیکن اس دشمن پر بلا وارد ہوگی اور یہ نشانۂ سزا بنے گا۔

مواہب الرحمٰن کی عبارت کو استغاثہ کی وجہ بنانا

مواہب الرحمٰن کے الفاظ کذاب لئیم وغیرہ کی بناء پر کرم دین نے حضرت اقدسؑ کے خلاف استغاثہ ایک دو پیشیوں میں ہی خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ جو الفاظ حضرت مرزا صاحب نے اس کے حق میں استعمال کئے ہیں ان کا استعمال اپنے حق میں وہ خود سراج الاخبار میں کر چکا ہے اور سیشن جج امرتسر نے بھی اپنے فیصلہ میں یہی لکھا کہ یہ استغاثہ تو ابتدائی مرحلہ میں ہی خارج ہونے کے قابل تھا۔ لیکن خدائے علیم و خبیر تو خوب جانتا تھا کہ مجسٹریٹ صاحبان اس کو کس قدر لمبا کریں گے اور بالآخر یہی کہیں گے کہ مواہب الرحمان میں استعمال شدہ الفاظ کرم دین کے آرٹیکلوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے اس بناء پر بطور سزا جرمانہ کریں گے۔

اس لئے اس نے الہام میں دو معنی خیز لفظ استعمال کئے ایک عدالت عالیہ اور دوسرا بریت۔ بریت کا لفظ بتلا رہا تھا کہ عدالت ابتدائی میں فرد جرم ضرور لگے گا اور صفائی میں بریت بھی نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں الہامی لفظ عدالت عالیہ بیکار ہو جاتا تھا پس الہامی لفظ صاف بتلا رہا تھا کہ فرد جرم کے بعد عدالت ابتدائی سزا دہی کا ہی فیصلہ کرے گی لیکن بعد میں عدالت عالیہ میں اپیل منظور ہو کر بریت کا فیصلہ ہوگا اور اس طرح الہام کے دونوں لفظ عدالت عالیہ اور بریت پورے ہو جائیں گے پس یہ الہام صاف بتلا رہا ہے کہ انسانی قیاسات جو ظاہری واقعات کی بناء پر کئے جاتے ہیں بعض اوقات غلط نکلتے ہیں لیکن خدا کا علم کبھی غلط اطلاع نہیں دیتا پس خدا کی اطلاع نے صحیح ہو کر ثابت کر دیا کہ یہ الہام ملہم کے اپنے غور و فکر کا نتیجہ نہیں تھا اور یہی سچے الہام الٰہی کی سب سے بڑی علامت ہوتی ہے کہ وہ انسانی غور و فکر سے بالا ہوتا ہے۔

آفاقین آیات کے ماتحت دیگر نشانات کی تفصیل

اب ذیل میں ان نشانات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس مقدمہ کے دوران الہام آفاقین آیات کے ماتحت ظہور میں آئے ہیں۔

مقدمہ کے شدت اختیار کرنے کی پیشگوئی

۲۱؍ اور ۲۲؍ دسمبر ۱۹۰۲ء کو دو الہام حضور پر نازل ہوتے ہیں اور یہی وہ دن ہیں جبکہ یہ تیسرا مقدمہ دائر ہونے والا ہے پہلا الہام یہ ہے:—

"یاتی علیک زمن کمثل زمن موسٰی"

اور دوسرا الہام ہے:—

"انہ کریم تمشی امامک و عادی من عادیٰ"

یعنی موسےٰ کے زمانہ کی مانند تجھ پر زمانہ آ رہا ہے لیکن اطمینان رکھو کہ خدا عزت والا ہے وہ تیرے آگے چل رہا ہے اور جو تجھ سے دشمنی کرے گا اس کا وہ دشمن ہے۔ یعنی جس طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایک وقت آیا تھا کہ آپ اور آپ کی قوم بظاہر فرعون اور اس کے لشکر کے نرغہ میں آ گئی تھی اور ان کے ضرر سے

سے محفوظ رہنے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی صرف نصرت اور فضل الٰہی نے ہی اس ترغہ سے سلامتی سے نکل جانے کی راہ پیدا کر دی تھی اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔

الہام الٰہی کی کشفی تشریح

الہام الٰہی کی یہ تشریح ہم نے اپنی طرف نہیں کی بلکہ ایک کشف نے جو اس الہام کے بعد ہوا ایسی تشریح کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں رتھوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آ گیا ہے۔ میرے ساتھی بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے تو میں نے بلند آواز سے کہا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ اتنے میں میں بیدار ہو گیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے"

اب حقیقت یہی ہے کہ مجسٹریٹ کے تعصب شدید کی وجہ سے مقدمہ نے ایسا رنگ اختیار کر لیا تھا کہ احباب جماعت کے دلوں میں گھبراہٹ کا پیدا ہونا ضروری تھا ادھر مجسٹریٹ متعصب اور سزا دینے پر تلا ہوا اور ادھر علماء جو افواج کی شکل میں کرم دین کی حمایت میں شہادت دے کر اسکے استغاثہ کو تقویت پہنچا رہے تھے اور مجسٹریٹ کے ہاتھوں کو سزا دینے کیلئے مضبوط سے مضبوط تر کر رہے تھے گویا فرعون اپنے تمام لاؤلشکر سمیت موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لئے پیچھا کر رہے تھے اور سامنے عدالت کے معاندانہ رویہ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آ رہا تھا جس کی تند لہروں سے بچنے کے لئے کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن خدا تعالیٰ اپنے مامور کی زبان پر جسے وہ موسیٰ سے تشبیہ دے رہا ہے کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ یعنی فرعون اور اس کا لشکر ہرگز اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا نہیں کامیاب نہیں ہوگا اس لئے کہ میرا رب یقیناً بغیر کسی شک و شبہ کے میرے ساتھ ہے وہ ضرور مجھے اس خطرناک طوفان سے صحیح سلامت نکال لینے کی راہ پیدا کر دے گا۔

میں تمام منصف مزاج اور خدا ترس لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذرا ان حالات کو اپنے تصور کی آنکھوں کے سامنے لائیں جن میں سے اس وقت حضرت مرزا صاحب گذر رہے تھے اور پھر ان کے اس یقین پر نظر کریں جو انہیں اپنے مولیٰ کی نصرت پر ہے اور دیکھیں کہ کس طرح آپ مخالف حالات میں اپنی کامیابی کا ببانگ دہل اعلان پر اعلان کر رہے ہیں، اور الہام پر الہام شائع کر رہے ہیں۔

ماموران الٰہی کی سچائی کو پرکھنے کے لئے ایسے ہی الہامات کسوٹی کا کام دیتے ہیں کیونکہ یہ سب کے سب حتمی طور پر وعدہ الٰہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ کے نیچے آتے ہیں کیونکہ مامور کی کامیابی اور اس کے دشمنوں کی ناکامی کے متعلق الہامات بھی اگر خطا جائیں تو امان ہی اٹھ جاتا ہے۔ کس وضاحت و صفائی سے فرما رہے ہیں کہ میرا مولیٰ اسی طرح میرے آگے آگے ہے جس طرح حضرت موسیٰ کے آگے آگے تھا اور پھر کیسے زوردار الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ جو شخص میرے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا وہ خود خدا تعالیٰ کی دشمنی کا نشانہ بن کر نقصان کا شکار ہوگا اور اس کی تمام کوششیں رائگاں جائیں گی چنانچہ دیکھ لو کہ مجسٹریٹ جو دشمنی پر تلا ہوا تھا اسے حسب پیشگوئی اولاد کی دائمی جدائی کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ عدالت عالیہ سے تنبیہہ کی ذلت اٹھانی پڑی پھر جس ہاتھ سے جرمانہ وصول کیا تھا اسی ہاتھ سے واپس دینا پڑا اور دوسرے مجسٹریٹ کو تنزل کی ذلت اٹھانی پڑی اور خود مولوی کرم دین جرمانہ کی سزا کا مورد بنا جو جرمانہ اسے واپس نہ مل سکا۔ وہ ہمیشہ کے لئے کذاب قرار دیا گیا۔ باوجود اس کے حلفی بیان کے کہ سراج الاخبار والے آرٹیکل اس کے نہیں تینوں عدالتوں نے اسے جھوٹا قرار دیتے ہوئے یہی فیصلہ دیا کہ وہ آرٹیکل اسی کے تھے۔

آیا تھا عدالت میں اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ ذلیل کرے لیکن خود تین ذلتوں کا ٹیکہ مستقل طور پر اپنے ماتھے پر لگوا کر واپس گیا اس کے لاؤلشکر یعنی علماء کی شہادتوں کے گولے ایسے بے اثر ثابت ہوئے کہ ان کی طرف کسی نے التفات تک نہ کی غرضیکہ اس میدان میں کرم دین اور اس کے گواہ مع مجسٹریٹوں کے سبکو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ذلت کا منہ دیکھنا پڑا اور حضرت مرزا صاحب اپنے متعدد الہاموں میں دی ہوئی بشارتوں کے ماتحت عزت کا تاج پہنے ہوئے ان مقدمات سے کامیابی اور کامرانی کے ساتھ واپس آئے اور اس عزت کو دیکھکر تمام استہزاء کرنے والوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی خصوصاً جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب کا الہام وَکَفَیْنَاکَ الْمُسْتَہْزِئِیْنَ ان کے حق میں پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہو گیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی کے متعلق ایک اور الہام

۲ر جنوری ۱۹۰۳ء کی رات کو مندرجہ ذیل وحی حضور پر نازل ہوئی جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ واشار یعصمک اللّٰہ من العدا ویسطو بکل من سطا فرماتے ہیں آئل سے مراد جبرائیل ہے (آئل اس لئے جبرائیل کا نام رکھا ... کیونکہ اس کے معنی اصلاح کرنیوالے کے ہیں جو مظلوم کو ظالم سے بچاتا ہے) وہ آیا اور اس نے مجھے سب میں سے چن لیا اور دشمنوں کی طرف انگلی گھما کر اشارہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور جو تم پر حملہ آور ہو رہے ہیں ان پر وہ خود حملہ کرے گا کیا واضح الہام ہے اور کس صفائی سے پورا ہوا۔ تینوں قسم کے دشمنوں یعنی کرم دین اور اس کے حامی علماء اور معاند مجسٹریٹوں ان سب کے شر سے بچا لیا اور ان تینوں دشمنوں کو ذلیل بھی کر دیا اور اپنے قہر کا وہ خود ہی شکار ہو گئے جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

ایک اور زبردست الہام

۲۴ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپ پر وحی نازل ہوتی ہے اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ وَّ سَیَشْہَدُ اللّٰہُ لِیْ اور اِنِّیْ اَنَا الصَّاعِقَۃُ

یہ دونوں الہام ایسے وقت میں نازل ہوتے ہیں جبکہ ابھی دشمنوں کی ضرر پہنچانے والی سازش کا کوئی علم نہ تھا اور نہ ہی اس کے کوئی آثار پائے جاتے تھے اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ میں صادق کے لفظ کا تکرار بتلا رہا ہے کہ آپ کے صدق کو مشتبہ کرنے کے لئے زبردست مساعی عمل میں لائی جائیں گی اور ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں گے کہ لوگ خیال کرنے لگ پڑیں گے کہ اب حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کا نعوذ باللہ باطل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ لیکن اس الہام میں اللہ تعالیٰ اپنے مامور کو یقین دلاتا ہے کہ وہ تمہارے صدق پر خود گواہی دے گا اور تیرے دشمنوں پر بجلی بن کر گرے گا۔ چنانچہ کس صفائی سے خدا نے حضرت مرزا صاحب کے دعوے ماموریت کے صدق پر گواہی دی، اول مقدمات کے شروع ہونے کی اس

وقت پیشگوئی کی جبکہ ان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ پوری ہوئی پھر وارنٹ کے جاری ہونے اور اس کے منسوخ ہونے کی پیشگوئی کی جو صفائی سے پوری ہوئی۔ پھر جہلم جاتے ہوئے فرمایا کہ جہلم میں تم پر برکات نازل ہوں گی۔ سو روحانی اور مادی برکات کے نزول نے اس پیشگوئی کو بھی سچا ثابت کر دیا۔ پھر دشمن کے دو استغاثوں کے اساتی سے خارج ہو جانے کی پیشگوئی پوری ہوئی، پھر ...... تیسرے استغاثہ میں مشکلات کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کو پورا کیا پھر آتمارام کے دو لڑکوں کی وفات اور چندو لعل کے تنزل کی پیشگوئی کو پورا کر کے شہادت دی کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت اس کے صادق مامور ہیں پھر تیسرے مقدمہ میں بھی کرم دین اور اس کے حامی علماء پر صاعقہ کی طرح گر کر ان کو ذلت کی آگ سے بھسم کر کے ثابت کر دیا کہ اس کے مامور کا الہام سچا تھا۔

پھر عدالت عالیہ کے ذریعہ بریت والا الہام بتلا رہا تھا کہ عدالت ابتدائی سزا دے گی کیا سزا دے گی اس کا ذکر الہام بدیہۃً ما لیننہ میں کر دیا کہ جرمانہ کی سزا دی جائے گی پھر عدالت عالیہ کے فیصلہ سے بریت اور جرمانہ کی واپسی کی پیشگوئی سے پورا ہو کر حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت کو اور بھی روشن کر دیا، یہ وہ تمام پیشگوئیاں ہیں جو تیسرے مقدمہ سے قبل کی گئی تھیں اور انہوں نے پورا ہو کر الہام کے مطابق .... حضرت مرزا صاحب کے صدق کی شہادت دی اور یہ خدا کی شہادت ہے کاش وہ تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں جو آج تک حضور کے دامن سے وابستہ ہونے سے گریز کر رہے ہیں۔

بعد کے الہامات

مقدمہ شروع ہونے کے بعد جو الہامات ہوئے ہیں وہ بھی خدا کی طرف سے گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت خدا کے مامور تھے اور اپنے دعوے ماموریت میں راستباز تھے۔ وہ الہامات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا الہام

۱۸ جنوری ۱۹۰۳ء کو الہام اثرک اللہ علیٰ کل شئی یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے ہر چیز پر ترجیح دی ہوئی ہے، اس لئے اس مقدمہ میں بھی تیرے دشمنوں پر تجھے ترجیح دوں گا۔

دوسرا الہام

۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء کا الہام تفصیل ما صنع اللہ فی ھذا الباس بعد ما اشعنہ فی الناس۔ حضرت اقدس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں کرم دین کے متعلق کذاب لئیم وغیرہ کے الفاظ شائع کئے تھے۔ وہاں مقدمہ میں انہی الفاظ کی تفصیل دونوں طرف سے بیان کی جاتی رہی جس پر دو سال صرف ہو گئے۔

تیسرا الہام

اس دوران میں مئی ۱۹۰۳ء کو الہام ہوتا ہے معنی دیگر نہ پسندیم کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی لاتقبل منھم شھادۃ حسن بیان سنلقی فی قلوبھم الرعب۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً۔ پہلا الہام بتلا رہا ہے کہ عدالت ابتدائی کرم دین اور اس کے علماء کے بیان کردہ معنی کو قبول کر لے گی لیکن خدا کو وہ معنی پسند نہیں اسی لئے خدا کی طرف سے حضور کو اس الہام کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا خدا کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ میں اور میرے فرستادے ہی ضرور غالب رہیں گے (دشمنوں کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی) (چنانچہ عدالت عالیہ میں ان کی شہادت درخور اعتنا نہ سمجھی گئی) الہام کے الفاظ حسن بیان کی رو سے حضرت اقدس کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا بیان عدالت عالیہ میں ایسا خوبصورت اور مؤثر ثابت ہوا کہ عدالت عالیہ نے یہاں تک لکھ دیا کہ کرم دین کی حیثیت ہی نہیں جس کے ازالہ کا سوال پیدا ہوتا ہو اور دوسرے یہ کہ اگر کذاب وغیرہ سے بڑھ کر بھی الفاظ کرم دین کے حق میں استعمال کئے جاتے تو عدالت اس کی مدد کے لئے تیار نہیں ہو سکتی دشمنوں کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا جائے گا کہ انہیں عدالت عالیہ میں اپنے مقدمہ کی پیروی کی جرأت ہی نہ ہو گی چنانچہ نہ سرکار کو پیروی کی جرأت ہوئی اور نہ کرم دین کے حامیوں کو اور آخر میں فرمایا کہ کھلی کھلی فتح ہم تمہیں دیں گے جیسے صلح حدیبیہ، درحقیقت رسول کریم صلعم کے لئے کھلی کھلی اخلاقی فتح بھی تھی اور آخری فتح کے لئے پیش خیمہ کا کام دے رہی تھی۔ گو مخالفین اس کو اپنی فتح سمجھ کر خوش ہو رہے تھے اور بعض مسلمان بھی ابتداء میں اس صلح کی شرائط کو ذلیل کن شرائط سمجھ رہے تھے ٹھیک اسی طرح عدالت ابتدائی کی کارروائی حضور کی استقامت اور تعلق باللہ کو ثابت کرنے کی وجہ سے درحقیقت حضرت مرزا صاحب کی اخلاقی فتح کی علامات اپنے اندر لئے ہوئے تھی اور فیصلہ اس رنگ میں لکھا گیا جس نے آخری کھلی کھلی فتح کے لئے راستہ ہموار کر دیا، اور سیشن جج کو موقعہ دیا کہ مجسٹریٹ کو بھی تنبیہہ کر سکے۔

....

چوتھا الہام

جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوتا ہے لا یموت احد من رجالکم موت کے معنی ایسے حزن کے بھی ہیں جو زندگی کو مکدر کر دے رجال سے مراد ایک تو تمام وہ اصحاب ہیں جن کو کرم دین نے اپنے استغاثہ میں حضور کے ساتھ شریک کر لیا تھا الہام بتلا رہا ہے کہ اس مقدمہ کا بُرا اثر بھی نہیں پڑے گا کہ وہ ایسے حزن میں مبتلا ہوں جو ان کی زندگی کو مکدر کرنے کا موجب ہو اگر ان کی سزا قائم رہتی تو وہ ہمیشہ کے لئے غمزدہ رہتے دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ احباب جماعت حضور کے خاص الخاص اصحاب سب ہی اس مقدمہ میں غم سے آزاد رہیں گے۔

پانچواں الہام

۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء کو ہوتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکراً۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ابتدائی میں ایسے امور پیش آئیں گے جو بظاہر مخزیات میں داخل ہوں لیکن یہ باقی نہیں رکھے جائیں گے چنانچہ عدالت اپیل کے ذریعہ ان سب کو مٹا دیا گیا۔

چھٹا الہام

۲ فروری ۱۹۰۳ء کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔ سنجیک سنعلیک انی معک و مع اھلک ساکرمک اکراماً عجباً سمع اللہ دعائی مع الافواج اتیک بغتۃً دعاؤک مستجاب انی مع الرسول اقوم و اصلی و اصوم و اعطیک ما یدوم۔ اصلی و اصوم اسھر و انام و اجعل لک انوار القدوم و اعطیک ما یدوم ان اللہ مع الذین اتقوا۔

۳ فروری ۔ برزما عنھم من الدماح

۴ فروری ذالک بما عصوا و کانوا یعتدون ۔ ۸ فروری حرب مھیجۃ

۹ فروری ۔ انی مع الاسباب اتیک بغتۃ انی مع الرسول اجیب اخطئ و اصیب انی مع الرسول محیط

۱۰ فروری ۔ انی مع الرسول اقوم و لن ابرح الارض .... الی الوقت المعلوم

۱۶ فروری ۔ اسے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ ۱۷ فروری یوم الاثنین و فتح الحنین۔ میں نے ان تمام الہامات کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے کیونکہ یہ سب تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ہوئے ہیں ترجمہ ان کا یہ ہے ہم ضرور تجھے نجات دیں گے (چنانچہ انجام ان مقدمات کا نجات پر ہوا) ہم ضرور تیری شان کو بلند کریں گے (چنانچہ

الہام ہو گیا) میں تیرے ساتھ بھی ہوں .... اور تیرے اصحاب کے بھی (چنانچہ دونوں کے ساتھ معیت کا ثبوت دیا گیا) میں تجھے عزت دوں گا عجیب طور پر اس کے متعلق ایک الہام یہ ہے ماکرمك بعد توهينك یعنی لوگ تیری توہین کے لئے تو ترش ہوں گے تو اس کے بعد میں تجھے عزت کے تخت پر بٹھلاؤں گا چنانچہ کا لفظ توہین بعد توهینك ہی عزت ملنے پر دلالت کرتا ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) تیری دعا قبول ہو گئی میں فرشتوں کی افواج کے ساتھ تیرے پاس اچانک آؤں گا یعنی جب دشمن تمہاری فتح کی ہرگز توقع نہیں کرتے ہوں گے میں اپنے فرستادہ کے ساتھ کھڑا ہوں کون اسے گزند پہنچا سکتا ہے ایک فریق پر میں اپنی رحمتیں نازل کروں گا اور ایک فریق سے انہیں روک لوں گا اور تجھے وہ نعمتیں دوں گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گی، پھر تاکیداً فرمایا کہ ایک فریق پر اپنی رحمتیں نازل کروں گا اور ایک فریق سے انہیں روک لوں گا ایک فریق کے لئے میں بیدار ہوں گا اور دوسرے فریق کے ساتھ سونے والے کا سلوک کروں گا یعنی اس کو اپنی مدد سے محروم رکھوں گا اور تیرے آنے کے ساتھ جن انوار کا نزول مقدر ہے انہیں قائم کر دوں گا اور تجھے وہ نعمت عطا کروں گا جو دائمی طور پر تیرے ساتھ رہے گی یقیناً اللہ متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے تو بھی چونکہ خدا کے نزدیک متقی ہے اس لئے اس کی معیت تیرے ساتھ بھی ہو گی - دشمنوں کے پاس جسقدر تیر تیری شہرت اور تیری صداقت کو زخمی کرنے کے لئے تھے سب انہوں نے استعمال کر لئے ہیں اور ان کی طرف سے تیرے خلاف جو کچھ وقوع میں آ رہا ہے وہ سب کچھ اس لئے ہے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی ہے اور اس خلاف ورزی میں حد سے بڑھ گئے ہیں خدا اور رسول نے تو امام وقت کی خصوصاً مسیح موعود اور مہدی معہود کی اطاعت کا حکم دیا تھا اور اس کے ساتھ ہو جانے کی تاکید کی تھی لیکن انہوں نے صرف اس حکم کی نافرمانی ہی نہیں کی بلکہ نافرمانی سے تجاوز کرتے ہوئے دکھ دینے اور اسے گرانے کی تدابیر اختیار کر رکھی ہیں چنانچہ یہ مقدمہ بھی ایک جنگ ہے جس کو انہوں نے خدا کے مسیح کے خلاف چھیڑ رکھا ہے اور اس کے ذریعہ وہ خدا کے مسیح کو گرانا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ میں تمہاری کامیابی اور ان کی ناکامی کے تمام ذرائع کو لے کر تیرے پاس آؤں گا میں اپنے فرستادہ کے ساتھ ہوں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں - ایک فریق کو اس کی مساعی میں خطاکار ثابت کروں گا - اور ایک کو اپنے عمل میں درستگی پر ثابت کر دوں گا - یعنی جو کچھ اس نے کرم دین کے متعلق کذاب وغیرہ کے الفاظ لکھے ہیں انکا استعمال اس کے حق میں درست ثابت کر دوں گا اور جو کرم دین اور اس کے حامی تمہارے ان الفاظ کے استعمال کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایڑی لگا رہا ہے - اس میں انہیں غلطی پر ثابت کر دوں گا - دشمن یاد رکھیں کہ میں نے اپنے فرستادہ کو اپنی حفاظت کے گھیرے میں لیا ہوا ہے کوئی حملہ آور اسکو ایذا نہیں پہنچا سکتا کیونکہ میں اس کے ساتھ کھڑا ہوں اور جس قدر وقت اس کے لئے اس زمین میں کام کرنے کے لئے مقدر ہے اس وقت تک میں کبھی زمین کو نہیں چھوڑوں گا - یعنی اس وقت تک میری نصرت اور میری معیت اس کے شامل حال رہے گی دشمن کا منشا اور مقصد اس مقدمہ سے یہ ہے کہ خدا کے فرستادہ کو ہتھکڑیاں پہنوا کر قید خانہ میں لے جائے اور مجسٹریٹ کا بھی لیڈر یہی منشا ہے - لیکن خدا ان کی تدبیروں کو پکڑ لے گا اور اپنی نصرت ایسے طریق سے نازل کرے گا کہ اس کا فرستادہ ان ہتھکڑیوں سے محفوظ رہے گا - چنانچہ مجسٹریٹ کے دل پر تصرف الٰہی ایسا ہوا کہ وہ قید کی سزا دینے سے باز آ گیا اور حضور کے الہام سلیمتم مالیة کو پورا کرنے کے لئے صرف جرمانہ کی سزا دی - آخری الہام پیر کا دن اور فتح الحنین کے الفاظ میں ہوا، چنانچہ پیر کے دن ہی اپیل کے فیصلہ کی نقل ملی - ۷ رجنوری سنہ ۱۹۰۵ء کو فیصلہ لکھا گیا ۸ رجنوری کو اتوار کا دن تھا ۹ رجنوری پیر کے دن نقل ملی اور ۱۰ رجنوری کے اخبار میں یہ خوشخبری شائع ہوئی، فتح الحنین کی تشریح میں شائع کر چکا ہوں - جب حالات مقدمہ کے بظاہر خلاف جاتے ہوئے نظر آئے تو جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی زبان پر یہ دعا جاری ہوئی تھی رب انی مغلوب فانتصر اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی زبان پر ان الفاظ میں دعا جاری ہوئی رب انی مظلوم فانتصر اے میرے رب میں مظلوم ہوں میری مدد فرما - اس دعا کے جواب میں اللہ تعالےٰ کا یہ الہام نازل ہوتا ہے :- قلنا یا ارض ابلعی ماءك و یا سماء اقلعی ہم نے زمین اور آسمان دونوں کو حکم جاری کر دیا کہ زمین اپنا پانی نگل جائے اور آسمان پانی برسانے سے رک جائے - زمین سے مراد تو کرم دین اور اس کے حامی ہیں جو اخلد الی الارض کے مصداق ہونے کی وجہ سے زمینی تدابیر کے پانی میں خدا کے فرستادہ کو غرق کرنا چاہتے تھے اور سماء سے مراد حکام ہیں جو اپنے فیصلہ سے ان زمینی آدمیوں کی مدد کرنا چاہتے تھے - گویا ان دونوں کو ناکام بنا دینے کی تقدیر کو خدا کی طرف سے نازل کرنے کا وعدہ ان الہامات میں کیا گیا ہے اس کے بعد الہام ہوتا ہے انا نرث الارض ناکلها من اطرافها - پھر الہام ہوا فیه خیر و برکة یعنی ان دشمنوں کا ... مقصد تو یہ ہے کہ تمہارے مشن کو ناکام بنا دیں اور لوگوں کو تیری طرف آنے سے روک دیں لیکن ایسا نہیں ہو گا - لوگ زمین کے چاروں کناروں سے تیری طرف آتے رہیں گے - اور تیری بیعت میں داخل ہوتے رہیں گے اور تیرا مشن کامیابی کے ساتھ چلتا رہے گا جو کہ خدا کے فضل سے آج تک چل رہا ہے - فرمایا یہ مقدمہ تمہارے لئے خیر اور برکت کا ہی موجب ہو گا - بعد کے الہام میں اس کی وجہ بھی بتلا دی فرمایا کیونکہ اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے اس لئے واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے قانون کے ماتحت ایسی چیز کو زمین میں رکھا جاتا ہے - جس میں دنیا کی بھلائی ہو - پھر اس کے بعد کے الہام میں ایک قانون کا ذکر فرمایا جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو، اس قانون کے ماتحت چونکہ تو میرا ہو گیا ہے اس لئے کائنات تیری تائید میں مصروف رہے گی پھر فرمایا عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی یعنی خدا کے ولیوں کی نشانی ہے کہ ان کے چہرہ پر عشق الٰہی کی علامات نمایاں ہوتی ہیں جیسا کہ اس خوفناک مقدمے نے ثابت کر دیا کہ تیرے وجود میں عشق الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں اس لئے خدا کے نشان بھی تیری تائید میں پے در پے نازل ہو رہے ہیں -

ساتواں الہام

جولائی سنہ ۱۹۰۳ء + انی انرتك واخترتك - جاء وقت الفتح ثم جاء الفتح میں نے تجھے روشن کر دیا یعنی تیری صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا اور تجھے برگزیدہ کر لیا اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تجھے فتح نصیب ہو گی پھر فرمایا لعنة اللہ علی الکاذبین جھوٹوں پر خدا کی لعنت پڑے گی -

پھر ۱۹ ر اگست کو فرمایا الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الم یجعل کیدھم فی تضلیل یعنی جس طرح اصحاب الفیل کو ناکام نامراد کیا گیا تھا اسی طرح تیرے ان دشمنوں کی تدبیر کو بھی ناکام بنا دیا جائے گا اس کے بعد فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی جبکہ تو میرا فرستادہ ہے تو غلبہ سے کس طرح محروم کیا جا سکتا ہے پھر فرمایا خدا کی پناہ میں عمر گزارو اس میں خدا کی نصرت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی بتلا دیا -

آٹھواں الہام

نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو الہام ہوتا ہے ہماری فتح ہمارا غلبہ ظفر من اللہ و فتح مبین ظفر و فتح من اللہ یہ سب الہامات فتح کی بشارت لئے ہوئے ہیں جو آخر کار سب پورے ہو گئے -

نواں الہام

۵ ر دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء - واللہ مخرج ما کنتم

تکلمون بلاد والوار بسترعیش خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود۔ پھر الہام ہوئے ذبشریٰ للمومنین دشمن نے کئی امور پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ مثلاً جو مضامین اس نے سراج الاخبار میں شائع کردائے تھے ان کو چھپانے کی انتہائی کوشش کی مگر خدا نے اس کے منصوبہ کو شکست از بام کرادیا۔ سب عدالتوں نے اسی کے خطوط تسلیم کرکے اور انہی کی بنا پر اس کو ۵۰ روپے جرمانہ اور ایڈیٹر اخبار کو ۴۰ روپے جرمانہ ہوا۔ جو معاف نہ ہو سکا۔ ایک فریق پر یہ مقدمہ آخر کار عداوت کی صورت اختیار کر گیا اور حضرت اقدس کو مورد انوار الٰہی بنا گیا دشمن قید خانہ میں حضور کو پہنچا کر بستر ذلت پر سلانا چاہتے تھے لیکن خدا کہتا ہے تمہیں تمہیں خدا عزت کے بستر پر ہی سلائے گا اور عاقبت اس مقدمہ کی تیرے لئے بہتر ہی ہوگی اس دن مومنوں کے لئے خوشی کا دن ہوگا چنانچہ بریت کے فیصلہ پر جو خوشی جماعت کو پہنچی اس کا اندازہ اس زمانہ کے اخباروں سے ہو سکتا ہے۔

دسواں الہام

۲۹ فروری ۱۹۰۴ء۔ میدان میں فتح خدا تجھے دے گا ان شانئک ھو الابتر یعنی تجھے فتح حاصل ہوگی اور دشمن اس فتح سے محروم رہے گا۔ پھر الہام ہوا یہ دروازہ فضل الرحمان نے کھول دیا ہے۔ یعنی فتح کا یہ دروازہ محض فضل الٰہی سے ہی کھلا ہے۔

گیارہواں الہام

۲۹ جولائی ۱۹۰۴ء۔ مبارک سو مبارک، آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔ اجرک قائم و ذکرک دائم میں تمہیں بھی ایک معجزہ دکھلاؤں گا اس میں خطاب بظاہر آتمارام مجسٹریٹ کو ہے چنانچہ اس کے دو لڑکوں کی موت کا معجزہ اسے دکھلایا گیا۔

بارہواں الہام

۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو عدالت ابتدائی نے فیصلہ کیا ۵ نومبر ۱۹۰۴ء کو اپیل دائر کی گئی ۲۴ نومبر کو الہام ہوا رود نقصان بر تو نیاید۔ غلام قادر آئے۔ گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔ ان اللہ الحق۔ ان دو الہامات میں صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ نقصان نہیں ہوگا اور اپیل میں جرمانہ واپس مل جائے گا۔ اور خدا کی قدرت سے گھر نور اور برکت سے بھر جائے گا۔ پھر ۲۴ نومبر کو الہام ہوتا ہے الفارق وما ادراک ما الفارق یعنی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوگا جو متقی اور غیر متقی میں فرق کر دے گا۔ اپیل میں ایسا ہی ہوا۔ پھر ۲ دسمبر کو الہام ہوتا ہے ان مسعود مژدہ کہ ایام نو بہار آمد۔ ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو اپیل کے فیصلہ نے یہ مژدہ پہنچا دیا۔

مندرجہ تمام الہامات حضرت مرزا صاحب کی آخری کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی پر بالوضاحت دلالت کر رہے ہیں اور یہ سب کے سب حرف بحرف و تمام سے پورے ہوئے وہ نادان [illegible] ہیں اور ایمان میں ضعیف ہیں کے خواہاں ہیں ان کے ایمانوں کو تقویت عطا کر سکتے ہیں [illegible] ہو سکتے ہیں کاش لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

خطبۂ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

سے تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ طائف کو بھی [illegible] کیا گیا۔ حضرت اکرم نے فرمایا [illegible] کے نکلے۔ یہ دیکھ کر حضرت حمزہ کی [illegible] مگر صفیہ نے کہا میں نے سن لیا ہے جو حالت میرے بھائی کی ہے۔ اور کہا کہ خدا کے راستہ میں جو کچھ ہوا منظور ہے۔ ہم صبر کرتے ہیں۔ ایک عورت کے بچے شہید ہو گئے۔ اس نے کہا کہ خدا نے میرا اکرام کیا ہے۔ خدا نے میرے بچوں کی شہادت سے میرا رتبہ بڑھا دیا ہے۔ میری عزت افزائی کی ہے اللہ اکبر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کی راہ پر چلنے والی یہ قوم پیدا کی تھی۔ ایک عورت جس کا نام [illegible] ہے نے خیمہ لگایا کہ جنگ میں زخمی ہونے والے غازیوں کو اس میں لا کر ان کا علاج کیا کروں گی۔ ایک عورت جمعہ کے دن ایک دیگ پکاتی ہے کہ لوگوں کو کھانا دوں گی۔

امی رہبر کی امی قوم کے کارنامے

فرمایا ویزکیہم۔ قوم کو ہر قسم کی میل کچیل اور اخلاقی آلائشوں سے پاک و صاف کر دیا۔ اور تاریخ دانوں اور تاریخ نویسوں نے حضرت اکرم صلعم کے احوال اور ساری کی ساری قوم کے کمالات و کارناموں کو محفوظ کر دیا۔ یہ دنیا کے لئے [illegible] مثال ہے کہ حضرت اکرم صلعم امی ہیں قوم امی ہے اس کے لئے یہ تجدید کتنا بڑا معجزہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو [illegible] دیا۔ دنیا حیران ہے کہ امی رہبر کی امی قوم نے کیا کچھ کارنامے کئے ہیں۔ یہ عالم بھی ہو گئی سلطنتوں کی مالک بھی ہو گئی تہجد خواں بھی ہو گئی۔ فرشتہ خصلت ہو گئی۔

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی قوموں کا حال

دو اور قوموں کا بھی ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ عظیم الشان مہذب قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ مصر کی تہذیب بے نظیر اور بلند پایہ تھی۔ تمدن پورے عروج پر تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی رومی قوم میں پیدا ہوئے جو وقت کی ایک متمدن اور مہذب قوم تھی۔ لیکن نہ حضرت موسیٰ کی کوئی کتاب موجود ہے نہ حضرت عیسیٰ کی۔ نہ ان کے کسی معتقد یا حواری کی تاریخ موجود ہے نہ حضرت عیسیٰ کے عزیز و اقارب کے تاریخی حالات موجود ہیں اور نہ ان کے متبعین کے۔ اسی سے پتہ چلتا ہے ان تاثرات کا جو انہوں نے قوم پر پیدا کئے۔ مریدوں اور غیروں کے کوئی حالات نہیں۔

عیسیٰ کی خدائی کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ کی بندگی کے کارنامے

ان متمدن اور مہذب قوموں نے حضرت عیسیٰ کو خدا بنا لیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ۔ جس طرح نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس طرح تم مجھے خدا نہ بنا لینا۔ اور میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ قولوا عبدہ و رسولہٗ۔ پہلے تو میں اس خدا کا بندہ ہوں اور پھر رسالت کا کام کرنے والا ہوں۔ لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائی کا درجہ دیا لیکن حضور نے اپنے متعلق تلقین فرمائی کہ میں بندہ ہوں۔ لیکن خدائی کے مقابلہ پر بندگی کو جو کامیابیاں نصیب ہوئیں اور جو تاریخ ان کے متعلق دائم و قائم ہے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی پوری زندگی کے حالات و واقعات ہمارے سامنے ہیں بیشمار کتابیں آپ پر اور اسماء الرجال پر لکھی گئی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث موجود ہیں۔ اسلام کا لٹریچر بڑی بھاری تعداد میں موجود ہے۔

موسیٰ و عیسیٰ کی غیر محفوظ کتابیں

مگر اس کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ کی کتاب بھی موجود نہیں۔ عیسائی مصنفین کہتے ہیں کہ انجیل میں کوئی کلام حضرت عیسیٰ کا ملتا ہے۔ لیکن یہ وہ کتاب نہیں ہے جو ان پر اتری تھی۔ کتنا بڑا فرق ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی کوئی کتاب موجود نہیں۔ حالانکہ وہ مہذب و متمدن قوموں سے تعلق رکھتے تھے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی غیر متمدن قوم کے علمی کارنامے

اس کے مقابلہ میں عرب ایک غیر متمدن قوم تھی۔ نبی کریم امی تھے۔ مگر ان کے علمی کارنامے بے نظیر ہیں۔ قرآن و حدیث موجود ہے۔ نہ صرف قرآن و حدیث بلکہ قوم کی زندگی، مردوں اور عورتوں کے کارنامے محفوظ ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اس لئے ایک ایک چیز کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین یعنی مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے

تبصرہ

چمکدار پاؤڈر

مستری یعقوب علی صاحب رئیس جموں حال مہاجر راولپنڈی نے مندرجہ عنوان پاؤڈر برتنوں وغیرہ کی صفائی کے لئے تیار کرایا ہے، جو ہمیں ان کے پبلسٹی آفیسر ملک محمد سلیم اللہ خاں عاجز کی طرف سے برائے ریویو موصول ہوا ہے۔

ہم نے اس پاوڈر کو استعمال کر کے دیکھا ہے اس کے ملنے سے ہر قسم کے برتن یا کسی قسم کی دھات کی بنی ہوئی چیزیں .... صاف ہو جاتیں اور چمکنے لگتی ہیں، گھروں میں برتنوں وغیرہ کی صفائی کے لئے نہایت عمدہ چیز ہے۔

قیمت بڑا ڈبہ ایک روپیہ، چھوٹا دس آنہ

ملنے کا پتہ :-

ملک محمد سلیم اللہ خان عاجز معرفت اقبال ڈپو ورکس - مری روڈ - راولپنڈی -
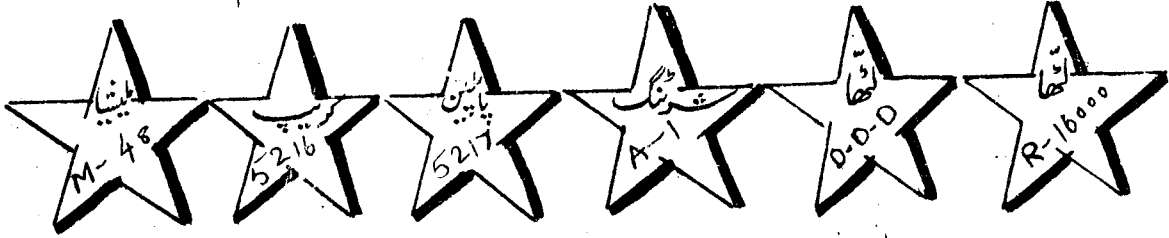
قابلِ توجہ احباب

خاکسار کچھ عرصہ سے لاہور میں مقیم ہے اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے پرسنل اسسٹنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے اس لئے میرے تمام خطوط موضع چھپڑ ضلع ہزارہ کے بجائے حسب ذیل پتہ پر ارسال کئے جائیں :-

حبیب الرحمٰن صادق

پی اے حضرت امیر مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء ۔ رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۶

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے ۔ ممالک بیرونی سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱-۱۰۰-۱۰ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدر آباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۷۳۷۴
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

زر سالانہ
پاکستان سے چھ روپے
ہندوستان سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۹ ذیقعد ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۷

سلسلہ کی نیک نامی اور عزت و عظمت کا خیال رکھو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جس طرح ایک فرزند رشید اپنے باپ کی نیک نامی کو شہرت دیتا ہے اسی طرح بیعت کرنے والے کے لئے جو بمنزلہ فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ یہ لازمی امر ہے کہ اپنے اس بزرگ کی جس کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے نیک نامی کا باعث ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو قرآن شریف میں امہات المومنین فرمایا ہے۔ گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں کیونکہ جسمانی باپ زمین پر لانے اور حیات ظاہری کا موجب ہوتا ہے مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا اور اس اصلی مرکز کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس لئے کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ طوائف کے ہاں جاتے یا قمار بازی کرتا پھرے اور شراب پیئے یا ایسے ہی دیگر افعال قبیحہ کا مرتکب ہو جو اس کے باپ کی بدنامی کا موجب ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی آدمی اس امر کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی ناخلف بیٹا ایسا کرتا ہے۔ تو پھر خلقت کی زبان بند نہیں کی جاسکتی۔ لوگ اس کے باپ کی طرف نسبت کرکے کہیں گے کہ فلاں شخص کا بیٹا فلاں بُرا کام کرتا ہے۔ پس وہ ناخلف بیٹا خود ہی اپنے باپ کی بدنامی کا موجب ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے مگر پھر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے احکام کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے، کیونکہ ایسی حرکات سے وہ نہ صرف اپنے آپ کو ہی ہلاکت میں ڈالتا ہے بلکہ دوسروں کے خلاف بھی ایک بُرا نمونہ بن کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ اس لئے جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت میں ہے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو جس جگہ عاجز ہو جاؤ۔ وہاں صدق اور یقین کے ساتھ ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع اور عاجزی سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھائے جائیں خالی واپس نہیں ہوتے۔

(۲۰ دسمبر ۱۸۹۷ء)

بحر حکمت کے موتی

ابوہریرۃؓ اذا اقترب الزمان لم تکد رؤیا المؤمن تکذب۔

(بخاری اور مسلم بحوالہ معیار الاخیار۔ مشارق الانوار)

ترجمہ :- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب زمانہ (میرے زمانہ سے) قریب آ لگے تو ایسا نہیں ہوگا کہ مومن کا خواب رؤیا و کشف جھوٹا ثابت ہو۔

نوٹ :-

شارح فرماتے ہیں (۱) اقترب الزمان کا مطلب قرب قیامت ہے یا (۲) دوسرے قرب موت یعنی آخری عمر (۳) یا بہار کا موسم جب رات دن برابر ہوں۔

مگر میری رائے اقترب الزمان کے معنے مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے۔ بمصداق آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم (۳:۶۲) آیت ۲ ملا کر پڑھیں۔

اقترب الزمان - فیض رسانی میں زمانہ مسیح موعود گویا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قریب اور ملحق ہوگا۔ چنانچہ تجربہ اس بات کا شاہد ہے ؎

ہر غنچہ بود جہانے خموش و سربستہ
من آمدم بغد و مبکہ از صبا باشد

(باقی ملفوظات کے پیچھے) ۲۴

۲۴ منم مسیح زمان و منم کلیم خدا بہ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔ (مسیح موعودؑ) — غلام قادر فصیح عفی عنہ

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے

مکتوب ووکنگ

حضرت عائشہ کے متعلق

عید کی گہما گہمی میں اس ناپاک اور فتنہ انگیز ناول کے متعلق زیادہ توجہ نہیں دے سکا۔ بہرحال تمام مسلم سفارت خانوں کو علیحدہ خطوط لکھ کر ان کی توجہ کو اس طرف مبذول کر لیا ہے۔ ہائی کمشنر پاکستان نے اس سلسلہ میں کاروائی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور ملایا کے ہائی کمشنر اس معاملہ کو عنقریب مسلم سفراء کے ایک اجلاس میں پیش کر رہے ہیں۔

ایران کے اخبارات کو احتجاجی نوٹ لکھنے کے لئے کہا ہے۔ اسی طرح دوسرے مسلم ممالک میں بھی اس بیہودہ کتاب کے متعلق نوٹ بھیجے ہیں۔ کوشش یہ ہے کہ اس کتاب کو زیادہ پبلسٹی دیئے بغیر اس کے خلاف کارروائی مکمل ہو جائے۔ یمنی مسجد کے اسسٹنٹ امام مسٹر رفیق بشیر نے بھی ہفت روزہ مشرق لندن میں اس کے خلاف ایک خط چھپوایا ہے۔ امید ہے عنقریب اس کے خلاف احتجاج کے لئے ایک متحدہ محاذ قائم ہو جائے گا۔ شاید اسی طریق سے آئندہ ایسی تصنیفات کی روک تھام ہو جائے۔ یمن کے سفیر نے اس سلسلہ میں ذیل کا خط لکھا ہے:-

"جناب ایس محمد طفیل صاحب ایم اے۔ امام شاہجہان مسجد ووکنگ۔

اخویم محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"عائشہ" نامی کتاب از کرٹ فرشلر کے بارہ میں مکتوب آنجناب مرقومہ ۶ مارچ ۱۹۶۲ء موصول ہوا۔ بہت بہت شکریہ۔ اس پر خطا اور اشتعال انگیز کتاب کے مندرجات کے متعلق آپ کی اطلاع پائی اور آگاہی قابل ستائش ہے۔ فی الحقیقت حضور اکرمؐ اور آپ کے احباب اور اقرباء کے بارہ میں اس کتاب میں جو گند اچھالا گیا ہے اور جو بدکلامی کی گئی ہے۔ یہ سچے مسلمان کے لئے باعث رنج و افسوس ہے مجھے یقین ہے کہ تمام مسلمان ہر ممکن طریق سے اس کتاب کا بائیکاٹ کریں گے اور اس فحش لٹریچر کی بندش کے لئے کوشش کریں گے۔

بذات خود میں بھی ہر ممکن ذریعہ جو میری طاقت و قدرت میں ہے اس کتاب کی عدم تشہیر کے لئے استعمال میں لاؤں گا۔

میں آپ کا مزید شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس فحش کتاب کی بندش کی تگ و تاز میں کامیابی کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔

وفادار۔ احمد محمد الشامی۔ یمن منسٹر

۱۲ مارچ ۱۹۶۲ء

ووکنگ مسلم مشن کی دو نئی تصنیفات

CONSTITUTION AND
ECONOMICS OF ISLAM

کانسٹی ٹیوشن اینڈ اکنامکس آف اسلام

مصنفہ نصیر احمد شیخ۔ ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

قیمت ۱۲½ شلنگ۔ مجلد ۱۷½ شلنگ

PROPHECY AND
REVELATION IN ISLAM

پرافیسی اینڈ ریویلیشن اِن اسلام

مصنفہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور۔

مترجمہ۔ ایس۔ ایم طفیل

قیمت ایک شلنگ

اوّل الذکر کتاب ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں اسلام کے نظریۂ سود۔ اسلامی معاشیات، اسلامی آئین۔ کے ضروری حصوں پر مفصل بحث ہے۔ یہ کتاب پہلے دو بار اردو میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اس کا انگریزی ترجمہ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ دیباچہ زاہد حسین مرحوم گورنر سٹیٹ بنک پاکستان کا لکھا ہوا ہے۔ نصیر احمد شیخ نے سالہا سال کی تحقیقات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ سود کے مباحث پر جو معذرتی انداز میں مضامین لکھے جاتے ہیں اس کتاب میں وہ پہلو اختیار نہیں کیا گیا، بلکہ پختگی عقیدہ کے ساتھ ربا و سود کی مخالفت کی گئی ہے اور اس کے لئے عصر حاضر اور قدیم کے معاشین کے اقوال سے استنباط کیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

دوسرا کتابچہ اسلام میں نبوت اور وحی کے تصور کے متعلق ہے۔ یہ دراصل حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی کتاب النبوت فی الاسلام کے پہلے دو ابواب کے ضروری حصوں کا ترجمہ ہے۔ النبوت فی الاسلام کا مکمل ترجمہ قریبًا دو سال سے میرے پاس پڑا ہے پہلے حصہ کا ترجمہ تو لاہور سے شائع ہوگا۔ جو کافی ضخیم ہوگا۔ موجودہ ترجمہ اس کتاب کے تعارف کی غرض سے علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔ اس میں ختم نبوت کے متعلق قریبًا تمام اصولی بحث آ گئی ہے۔ تقسیم کی غرض سے اس کی قیمت بھی زیادہ نہیں۔ ۴۲ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ انشاءاللہ سلسلہ احمدیہ کے مسلک کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور کرنے کا موجب ہوگا۔ احباب کو اس کی تقسیم پر خاص توجہ دینی چاہیئے۔

عید کے بعد

عید کی ہنگامہ خیز کیفیت ختم ہو گئی لیکن بہت سے کام سمٹنے باقی ہیں دوسرے روز جمعہ تھا اس لئے مجھے لندن جانا پڑ گیا۔ وہاں ایک صاحب کو جب ہماری کھانا پکانے کی مشکلات کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ پاکستان جا کر خاص طرز کی پندرہ دیگوں کی روانگی کا اپنے طور پر انتظام کر دیں گے۔ یہ دوست ہمارے سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن ووکنگ مسلم مشن کے مداحوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس نیک اقدام پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

دو شادیاں

ہفتہ کو وکٹوریہ لندن میں چند احباب جمع ہوتے ہیں۔ مولنا عبدالمجید صاحب کی غیر حاضری میں جمعہ میں وہاں جانا پڑتا ہے، لیکن وہاں جانے سے پیشتر ووکنگ میں دو شادی کی تقریبات کو انجام دینا تھا۔

ایک دوست طالع محمد خان صاحب پولیس آفیسر تھے جنہوں نے ایک انگریز لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھوانا تھا۔ یہ صاحب صبح ۱۱ بجے معہ دوستوں کے تشریف لے آئے۔

یہ لوگ گئے ہی تھے کہ سائپرس کے ترک مسلمانوں کے تین چار خاندانوں کے افراد مسجد میں آ گئے۔ عید کے کچھ چاول بچ گئے تھے وہ ہم سب نے اس دن مل کر کھائے۔ پھر مسجد میں نماز پڑھی۔

یہ لوگ رخصت ہی ہوئے تھے کہ انیس بیس افراد کی ایک اور پارٹی آ گئی۔

رگبی میں تین لیکچر

۱۱ مارچ۔ اتوار کی شام کو مجھے رگبی RUGHBY پہنچنا تھا۔ وہاں دوسرے دن ایک پبلک سکول میں لیکچروں کا انتظام تھا۔ ۱۹۶۰ء کے ابتداء میں بھی اس سکول میں ایک دفعہ آنے کا اتفاق ہوا تھا۔

پہلا لیکچر

صبح دس بجے سکول کے ایک بڑے ہال میں چھ جماعتوں کے طلباء نے اکٹھے ہو کر میرا اسلام پر لیکچر سنا۔ اور اس کے بعد سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ یہ طلباء ۱۷-۱۸ سال کی عمر کے ہوں گے اور قریبًا سب کے سب اعلیٰ انگریزی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک طالب علم نے بعد میں بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہم سب کو قریبًا قریبًا مسلمان بنا لیا ہے۔ ان کے پادری اور سکول ٹیچر بھی موجود تھے۔ جب عیسائیت کے متعلق

(باقی بر ص ۱۱ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء

کیا اجرائے الہام کا عقیدہ منافی اسلام ہے؟

سابقہ شیوع میں ہم معاصر "ایشیا" کے ایک مقالہ نگار کے اس اعتراض کا کہ مکالمہ مخاطبہ الہیہ ایمان بالغیب کے منافی ہے مفصل جواب دے چکے ہیں، مقالہ نگار کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ "اجرائے الہام کا عقیدہ سراسر منافی اسلام ہے" اس کے ثبوت میں اس نے قرآن کریم کی یہ آیت نقل کی ہے :-

واذا جاءتهم اية قالوا لن نؤمن حتى نؤتى مثل ما اوتى رسل الله - الله اعلم حيث يجعل رسالته -

جب اُن کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں، ہم ہرگز نہ مانیں گے تاوقتیکہ ہم کو ویسی ہی چیز نہ دی جائے جیسے اللہ کے پیغمبروں کو دی گئی، اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کی پیغمبری کا موقعہ کہاں ہے۔

مذکورہ بالا آیت پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے مقالہ نگار رقمطراز ہے :-

"کفار ایسے جواب سُن کر کہا کرتے تھے کہ ہم بے وقوفوں کی طرح محض قصوں پر ایمان لانے کے نہیں مرزا صاحب بھی اس سلسلے میں اعتقادی لحاظ سے کفار سے پیچھے نہیں بلکہ دو چار قدم آگے ہی ہیں۔ لکھتے ہیں :-

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی بھی اُمید نہیں، صرف قصوں کی پُوجا کرو۔ پس ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالےٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں محض قصے ہیں۔ اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے۔ اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہیں ہوگا۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۳)

مقالہ نگار کے اس بیان پر ہمیں رہ رہ کر حیرت آتی ہے، وہی مثال ہے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ غور کیجئے کفار کا مطالبہ تو یہ تھا کہ لن نؤمن حتى نؤتى ما اوتى رسل الله، جس کا ترجمہ مقالہ نگار نے خود کیا ہے کہ :-

"ہم ہرگز نہ مانیں گے تاوقتیکہ ہم کو ویسی ہی چیز نہ دی جائے جیسے اللہ کے پیغمبروں کو دی گئی"

"وہ ویسی ہی چیز" کیا تھی، کونسی چیز اللہ کے پیغمبروں کو دی گئی تھی جس کا انہوں نے مطالبہ کیا؟ اس کا جواب خود اسی آیت میں موجود ہے الله اعلم حيث يجعل رسالته جس کا ترجمہ مقالہ نگار نے یہ کیا ہے کہ :-

"اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کی پیغمبری کا موقعہ کہاں ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں بھی پیغمبری کا منصب دیا جائے اور ظاہر ہے کہ پیغمبری کا منصب ہر شخص کو خواہ اللہ تعالےٰ کو کتنا بھی پیارا اور محبوب ہو، ہرگز نہیں مل سکتا، نہ یہ منصب کسی ریاضت و عبادت سے حاصل ہوتا ہے، بلکہ جب اور جہاں کہیں اللہ تعالےٰ اپنے احکام شریعت بھیجنا چاہتا ہے، وہ جس شخص کو اس کا اہل سمجھتا ہے اسے اس منصب پر فائز کر دیتا ہے اور یہ سلسلہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک جاری رہا، اس لئے کفار کا یہ مطالبہ کہ ہم تب مانیں گے کہ ہمیں بھی پیغمبر بنایا جائے، ایک بے جا مطالبہ تھا جس کا جواب اللہ تعالےٰ نے دیا کہ "اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کی پیغمبری کا موقعہ کہاں ہے"۔

حضرت مرزا صاحب کا مطالبہ یہ نہیں، اور نہ مقالہ نگار کی پیش کردہ عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے پیغمبری کے منصب کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اگر وہ جاری نہیں تو پہلے زمانوں میں پیغمبروں کا آنا ایک قصہ اور کہانی ہے، انہوں نے تو صرف اس وحی و الہام کا جو اولیاء اللہ پر ہوتا ہے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر وہ جاری نہیں اور خدا تعالےٰ کے ساتھ ہم کلامی کا دروازہ بند ہو چکا ہے تو پہلے زمانوں میں اس کی ہم کلامی ایک قصہ اور کہانی کی حیثیت رکھتی ہے جس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔

مقالہ نگار نے حضرت مرزا صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے اگلی عبارت بھی اگر نقل کر دی جاتی تو اس کا مطلب زیادہ واضح ہو جاتا اور اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ ہم ذیل میں اس عبارت کو نقل کر کے مقالہ نگار سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس میں کہاں حضرت مرزا صاحب نے کفار کی تقلید میں پیغمبری اور رسالت .... کے عدم اجراء کی صورت میں پہلے زمانوں کی پیغمبری کو قصہ کہانی ٹھہرایا ہے، منقولہ بالا عبارت کے بعد ہی حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں :-

"مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

اور خود ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالےٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا ہے جیسے حضرت موسےٰ کی ماں اور مریم صدیقہ کو۔ تو پھر یہ اُمت کیسی بدقسمت اور بدنصیب ہے کہ اس کے مرد بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح بھی نہیں۔ کیا گمان ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا زمانہ آگیا ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ اگر غریب بندوں کی دعائیں سننے میں اس کی کچھ ہتک عزت نہیں تو بولنے میں کیوں ہتک عزت ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالےٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔"

اب غور فرمایئے اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے مکالمہ الہیہ حاصل کرنے والوں کو علماء امتی

گویا نبیاء بنی اسرائیل کے زمرہ میں قرار دیا ہے جو منصب رسالت کے منافی ہے، بنی اسرائیل کی عورتوں، موسےٰ کی ماں اور مریم صدیقہ کا مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہونا بطور مثال پیش کیا ہے جو ہرگز منصب رسالت پر نہ تھیں، اور اس بات پر زور دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی صفت تکلم ہرگز زائل نہیں ہوتی جیسے اس کی صفت سماعت زائل نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ کے ساتھ ہم کلام بھی ہوتا ہے .... اس سیدھی سادی بات کو مقالہ نگار نے گفتار کے اس اعتراض میں الجھا کر کہ پیغمبری کا عہدہ ہمیں بھی دیا جائے تب ہم مانیں گے، خواہ مخواہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین وحی نبوت اور وحی ولایت میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے اور محض "وحی" کے لفظ سے گھبرا کر یہ سمجھنے لگتے ہیں یا لوگوں کو مغالطہ دینا شروع کر دیتے ہیں کہ مرزا صاحب وحی رسالت کے دعویدار ہیں، حالانکہ آپ نے متعدد مقامات پر وحی نبوت کے اجراء سے انکار کیا ہے اور صرف وحی ولایت یا محدثیت کے اجراء پر زور دیا ہے جیسا کہ آپ کی حسب ذیل عبارات سے ظاہر ہے:۔

"وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے" (ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

"اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷)

"اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی..... ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے۔"

(ایام الصلح ص ۷۴)

"والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم......... وما بقی بعدہٗ الا کثرۃ المکالمۃ

نبوۃ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی......... اور آپ کے بعد صرف کثرت مکالمہ...... باقی رہ گیا ہے"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴)

ان واضح اور کھلی تصریحات کے بعد جس کی تائید قرآن کریم اور بزرگان امت کے اقوال سے بھی ہوتی ہے (جنکو ہم آئندہ نقل کریں گے) وحی یا الہام کے لفظ کو نبوت کے ہم معنے قرار دیکر ان کی "شرعی حیثیت" پر جرح کرنا ایک ایسی شرارت اور گستاخی ہے جس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

اخبار و افکار

عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیاں

معاصر "نوائے وقت" کا نمائندہ خصوصی رقمطراز ہے:۔

"ڈھاکہ مشرقی پاکستان میں چاٹگام کے پہاڑی علاقوں میں عیسائی مشنریوں نے تبلیغی سرگرمیاں اتنی تیز کر دی ہیں کہ یہ ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ سارا پہاڑی ضلع ہی قدیم مذہب کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں نہ چلا جائے۔ اس پہاڑی ضلع میں عیسائیت کو جس رفتار سے پھیلایا جا رہا ہے اس کے پیش نظر یہ خدشہ موہوم نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

واضح ہو کہ ضلع چاٹگام سے متصل کوہستان چاٹگام کا مستقل ضلع ہے جو پاکستان کے نہایت قیمتی جنگلوں سے مالامال ہے۔ کرنافلی کا کاغذ کا مشہور کارخانہ اسی ضلع میں واقع ہے۔ کپتائی کا ڈیم اور بجلی کا کثیر المقاصد کارخانہ جس کا افتتاح ۱۳ مارچ کو صدر ایوب نے کیا۔ اسی ضلع میں ہے۔ اس کی کل آبادی ڈھائی تین لاکھ ہے جن کی غالب اکثریت چکما قبائل اور ماگوں کی ہے۔

مشرقی پاکستان میں ایک سابق گورنر کے زمانہ میں چکما اور پہاڑی قبیلوں میں تبلیغ اسلام کی تحریک شروع ہوئی تھی اور قرآن سوسائٹی اس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی مگر ان صاحب کے جانے کے بعد کسی نے اس کام پر توجہ نہیں دی۔

چکما قبائل نہ ہندو ہیں نہ آریہ، وہ پہاڑی آدمی باسی قومیں ہیں جن میں جات پات نہیں ہے اور کرم پر عقیدہ نہیں رکھتے۔ ماگھ بدھسٹ ہیں جو نسلاً اراکان کے بدھوں سے ملتے ہیں۔ اہل علاقہ کو افسوس اس کا ہے کہ شروع ہی سے ڈپٹی کمشنر اس ضلع میں ایسے لوگوں کو دکھا گیا تھا جو بظاہر پاکستان کے دوست تھے۔ مگر دراصل عیسائی مشنریوں کے سب سے بڑے مربی و سرپرست بنے رہے۔ اس طرح ان انگریز حکام کی بدولت پاکستان کے دفاعی و معاشی لحاظ سے انتہائی اہم سرحدی ضلع میں عیسائیت کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔"

عیسائیت کی یہ تبلیغی سرگرمیاں مسلمان مبلغین اور تبلیغی انجمنوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں، اس سے پہلے مغربی پاکستان کے متعدد مقامات پر عیسائیت کی بڑھتی ہوئی زد اور ہزارہا مسلمانوں کے ارتداد کی خبریں سننے میں آ چکی ہیں اور گزشتہ مردم شماری میں راولپنڈی اور چھانگا مانگا کے پہاڑی علاقوں میں عیسائیوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ کی خبر بھی پاکستان کے وزیر داخلہ کی زبان سے سنی گئی تھی۔ جس کے وجوہ و اسباب کی تحقیقات کا انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ یہ وعدہ کہاں تک پورا ہوا اور عیسائیت کی اس بڑھتی ہوئی زد کو روکنے اور اسلام کی روشنی لوگوں تک پہنچانے کے لئے اسلامی انجمنوں نے کیا تدابیر اختیار کیں، یہ سوال اب تک تشنۂ جواب ہے، کیا مغربی پاکستان کا اسلام مشن اس طرف توجہ کرے گا؟

ملک عبدالقدوس صاحب کی وفات پر

الحاج شیخ میاں محمد صاحب کا تعزیتی خط

اسی پرچہ میں دوسری جگہ ملک عبدالقدوس صاحب (راولپنڈی) کی وفات کی خبر درج ہے، اس اندوہناک سانحہ پر محترم الحاج شیخ میاں محمد صاحب نے جو تعزیتی خط مرحوم کے بھائی اور والدہ صاحبہ کے نام لکھا، اس کی نقل درج ذیل ہے:۔

"آہ عبدالقدوس"

دردلم بود کہ ہرگز نہ شوم از تو جدا
ہیچ کہ تم چارہ نہ دارم کہ خدا کرد جدا

عزیز ملک عبدالقیوم و والدہ ملک عبدالقیوم۔

خدا آپ سب کا حامی و ناصر رہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف

رات اچانک خلاف معمول چوکیدار نے بیدار کیا۔ تار خبر دکھلائی۔ جس میں پیارے عبدالقدوس خدا اس کو غریق رحمت کرے۔ اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ پڑھ کر ہوش اڑ گئے مرنا تو سب نے ہے۔ لیکن وقت وقت کا مرنا ہوتا ہے تھوڑا عرصہ ہوا۔ اسی گھر سے ایک بزرگ احمدیت کا شیدائی احمدیت کا عاشق اور بے حد جوشیلے نیک متقی ہم سے جدا ہوئے لیکن وہ بالکل اپنا نمونہ عبدالقدوس کی صورت میں ہمارے لئے چھوڑ گئے۔ جس نے اپنی چھوٹی عمر میں ہی اپنے والد بزرگوار کی ایسی جانشینی کی کہ کوئی فرق نہ رہا۔ مرنا ہر ایک نے ہے لیکن ہمیں تو رونا اس بات کا ہے۔ کہ اس کی جگہ لینے والا نظر نہیں آتا اپنی والدہ۔ ہمشیرگان کی خبرگیری والا کوئی نہ رہا۔ جس گھر سے صدائے احمدیت کے نقارے بجتے تھے وہاں چراغ ہی بجھ گیا۔ یہ ایک ایسا صدمہ ہے۔ جو بھول نہیں سکتا ایسے واقعات دنیا کی اصطلاح میں کچھ کہلائیں۔ لیکن خدا کا جو بھی فعل ہوتا ہے۔ وہ رحمت ہی رحمت ہوتا ہے۔ جب تک سانس ہوتا ہے دنیاوی سامان ہر قسم کے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ لیکن جب حکم ربی وارد ہو جائے۔ تو پھر اس کی قضا پر رضا کا نمونہ دکھلانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ چند دنوں میں چند ماہ میں چند سالوں میں آخر صبر تو آ ہی جاتا ہے۔ لیکن وہ صبر جو حکم ربی کے وارد ہوتے ہی حاصل ہو جاوے۔ وہی بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ والسلام نیازمند میاں محمد

بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا

بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) سے عبدالکریم صاحب احمدی لکھتے ہیں:۔

بجماعت بھدرواہ (کشمیر سٹیٹ) کے بہت سے طلباء نے م

نصیر احمد صاحب فاروقی

اعمالِ انسانی کا ریکارڈ نفسِ انسانی کے اندر
تبلیغ دین کیلئے تزکیہ نفس کی ضرورت

ذیل میں وہ خطبہ درج کیا جاتا ہے جو محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی نے ۸ مارچ ۶۲ء کو راولپنڈی میں نمازِ عید کے موقعہ پر دیا، یہ خطبہ اسی وقت ٹیپ ریکارڈ کر لیا گیا تھا جہاں سے جناب میاں صاحب ممدوح نے اس کو قلمبند کر کے قارئین پیغام صلح کے افادہ کے لئے ارسال کیا ہے ——————— (ایڈیٹر)

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
و کل انسان الزمنٰہ طٰئرہ فی عنقہ و نخرج لہٗ یوم القیامۃ کتاباً یلقٰہ منشوراً ○ اقرأ کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیباً ○
(سورۃ بنی اسرائیل آیات ۱۳-۱۴)

ترجمہ:- اور ہر انسان کے عملوں کو ہم نے اس کی گردن کا طوق بنا دیا ہے اور ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ آج تو خود اپنا حساب لینے کیلئے کافی ہے۔

کامل کتاب

قرآن کریم میں اس قدر حکمت ہے نہ صرف دین اور مذہب کے معاملے میں بلکہ اُن معاملات میں بھی جن کا انسان کی زندگی سے، اس کی خوشی سے، اس کی کامیابی سے گہرا اور بنیادی تعلق ہے کہ اگر ہم اُس کتاب کو غور سے پڑھیں تو ہمارے لئے یہ واقعی مکمل کتاب ہے۔

انسان کی اندرونی دنیا اور تجزیہ نفس

باہر دنیا میں جو انسان کی ترقیات ہوئی ہیں وہ اس قدر عظیم الشان ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مگر باہر دنیا کے علاوہ انسان کے اندر جو دنیا بس رہی ہے اس کے متعلق بھی اس زمانے میں اگرچہ سائنس نے بہت کچھ تجسس کیا ہے اور انسان کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ تمہارے اندر کیا عالم ہیں۔ تمہارے اندر وہ کیا عظیم الشان مشینری ہے جو خدا تعالےٰ نے لگائی ہے۔ آج کل کے لوگ اگر ہمارے ہاں نہیں تو اُن ممالک میں جہاں سائنس کی ترقیات ہو چکی ہیں یعنی مغرب یا امریکہ میں وہ.. Psycho-analysis یا انسان کے اندر قلب یا نفس جو ہے اس کے تجزیہ کی جو جستجو ہو رہی ہے اس سے واقف ہیں اور ہر شخص کی زبان پر یہ لفظ Psycho analysis ہے۔ جس کو ذرہ کچھ تکلیف ہو پریشانی ہو۔ غم ہو۔ فکر ہو۔ دماغی الجھنیں ہوں یا اعصابی تکلیفیں ہوں وہ Psychiatrist کے پاس یا Psychologist کے پاس جاتے ہیں۔

اور اب، چونکہ مغرب اور یورپ میں دماغی اور اعصابی تکالیف دن بدن بہت بڑھ رہی ہیں اس لئے وہاں اب حالت یہ ہے کہ اعصابی مریض زیادہ، اور ڈاکٹر کم ہیں۔ تین تین چار چار ماہ لوگوں کو انتظار کرنا پڑتا ہے پہلے اس سے کہ کوئی دماغی طبیب ان کو دیکھ سکے۔

فرائڈ وغیرہ کی کتابیں اور قرآن کریم

قرآن کریم نے بھی اس کے اُوپر روشنی ڈالی ہے۔ مگر قرآن کریم کو کوئی نہیں پڑھتا۔ اور لوگ فرائڈ اور Jung اور فلاں اور فلاں کی کتابیں جو پندرہ پندرہ روپے، بیس بیس روپے اور پچیس پچیس روپے کی آتی ہیں اور جو موٹی موٹی ہوتی ہیں انہیں پڑھتے ہیں اور اگر آپ ان کو پڑھیں تو انسان جس کا دماغ نہ بھی خراب ہو اس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ استاد کچھ کہتا ہے اور شاگرد کچھ کہتا ہے اور اس کے شاگرد کا شاگرد کچھ کہتا ہے۔ پڑھنے والا حیران ہو جاتا ہے کہ اس کی مانوں یا اس کی مانوں یا کس کی مانوں۔ مگر جس خدا نے انسان کو پیدا کیا اور جس نے انسان کی یہ عظیم الشان مشین بنائی ہے اُس نے کیا کہا۔ یہ پڑھنے کی کوئی تکلیف نہیں کرتا۔

رُوح اور نفس

مَیں نے آپ کو ایک دفعہ بتایا تھا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ جب انسان کو پیدا کیا جاتا ہے تو اس کے اندر رُوح رکھی جاتی ہے جو خدا ہی سے آتی ہے۔ اسی لئے جو انسان اس رُوح کے خلاف گناہ کرتا ہے یا اس کو گندہ کرتا ہے وہ خدا کا مجرم ہے۔ اور یہ انسان کی بڑی بھاری عزت کی گئی ہے کہ خدا کی رُوح میں سے رُوح اس کے اندر پھونکی گئی ہے اسی لئے وہ زمین پر خدا کا خلیفہ ہے اور اسی لئے تمام مخلوق جو ہے وہ انسان سے بہت زیادہ طاقتور ہے اور مضبوط ہے وہ بھی انسان کے آگے فرمانبرداری کرتی ہے کیونکہ انسان میں خدا کی رُوح میں سے ایک چنگاری ہے۔ اور اسی وجہ سے کہ انسان کے اندر خدا کی رُوح رکھی گئی ہے انسان خدا کے اخلاق کو بھی اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ اگر آپس میں یہ... Common Factor یا متفق علیہ بات نہ ہو تو خدا کے اخلاق کس طرح انسان میں آ سکتے ہیں؟

تو وہ رُوح جو انسان کے اندر رکھی جاتی ہے وہ انسان کے اعمال کی وجہ سے جو نیک ہوں یا بد اچھے ہوں یا بُرے اُن سے ہر وقت اثر پذیر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اسی لئے قرآن میں جہاں انسان کی پیدائش میں اس کے اندر رُوح رکھا جانے کا ذکر ہے وہاں جب انسان کی جان نکالی جاتی ہے وہاں کبھی رُوح کا لفظ استعمال نہیں کیا وہاں نفس کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اب وہ رُوح ایک نفس یا شخصیت بن جاتی ہے۔ اُن اثرات کی وجہ سے۔ اُن نیک یا بد اعمال کی وجہ سے اُن غموں یا دکھوں یا مصائب کی وجہ سے جو اس نے سہے ہیں، اور ان کوششوں کی وجہ سے جو انسان نے کی ہیں وہ رُوح ایک شخصیت یا...... Personality بن جاتی ہے۔ اور وہی چیز ہے جو کہ وفات کے وقت انسان کے اندر سے لی جاتی ہے۔ ہمیشہ جہاں انسان کی وفات کا ذکر آئے گا وہاں کبھی رُوح کا ذکر نہیں آئے گا بلکہ "نفس" کا۔ ہم اُردو میں قبض رُوح کہتے ہیں۔ لیکن قرآن نے یہ کبھی نہیں کہا۔ ہمیشہ اسکو نفس کا نکالنا کہا ہے۔ نفس کی حقیقت کے متعلق اس وقت میں زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ دیر ہو گئی ہے اور مَیں خطبہ مختصر کرنا چاہتا ہوں البتہ یہ مضمون ختم ہونے سے پہلے ایک بات میں اور کہہ دوں۔ وہ یہ کہ انسان کے جسم پر فنا آتی ہے انسان کے نفس پر کبھی فنا نہیں آتی اور اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ نفس کی ابتداء رُوح سے ہے اور وہ رُوح اللہ کی طرف سے آتی ہے اسی لئے اس پر فناء نہیں۔ مرنے کے بعد چاہے وہ سینکڑوں ہزاروں برس جہنم میں بھی رہے مگر فنا اس پر نہیں آتی۔ یہ بڑا عظیم الشان علم ہے جو خدا تعالےٰ نے

قرآن مجید کے اندر انسان کو دیا ہے اگر انسان پڑھے اور اس پر توجہ کرے -

انسانی اعمال اسکے گلے میں

آج جو میں نے آیات پڑھی ہیں ان کے معنی ہیں وکل انسانٍ الزمنٰہ طآئرہ فی عنقہٖ اور ہر انسان کے عملوں کو ہم نے اس کی گردن کا طوق بنا دیا ہے -

نہ فرائڈ آپ کو بتائے گا اور نہ کوئی اور سائیکالوجسٹ مگر خدا کی کتاب نے انسان کو یہ بتایا ہے - آگے آتا ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتٰبًا یلقٰہ منشورًا - اور اس اعمالنامہ کو ہم نکالیں گے قیامت کے دن ایک لکھی ہوئی چیز جس کو نہ صرف انسان لکھا ہوا پائے گا بلکہ اس کو مشتہر پائے گا — اقرا کتٰبک - پڑھ اپنی کتاب کو - کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبًا آج تیرے اُوپر آج اپنے نفس کے اوپر (آپ نے دیکھا پھر وہی لفظ نفس آیا ہے) آج اپنے نفس پر تو خود کافی ہے حساب کرنے کے لئے - یہ علم آج کسی کو نہیں - یہ جتنے Psycho-analyst یا جتنے سائنسدان بنتے ہیں ان کو یہ علم نہیں ہے - لیکن آج سے چودہ سو سال پہلے ایک ریگستان کے رہنے والے اُمّی اور ایک غاروں میں گریہ وزاری کرنے والے ہمدرد بنی نوع انسان کو خدا نے یہ علم دیا - تو اس اُمّی نے چودہ سو سال پہلے بتایا کہ انسان جو عمل کرتا ہے وہ عمل اس کے گلے میں پڑا ہے -

یہ بڑی باریک باتیں ہیں - قرآن کا ایک ایک لفظ جو ہے اس میں بڑی حکمت ہوتی ہے - لفظ طائر کے اوپر بھی لوگوں نے مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی ہیں - اس کے معنے اصل میں پرند کے ہیں - ایک عام تفسیر یہ ہے کہ جس طرح پرندہ انسان کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور پھر وہ اس کے قابو میں نہیں آتا اسی طرح انسان کا عمل انسان کے ہاتھ سے چھوٹ کر نکل جاتا اور پھر واپس نہیں آتا - اس کے اور بھی معنے ہیں مگر عام معنی جو کئے گئے ہیں وہ نامۂ اعمال کے ہیں ہر ایک انسان کے گلے میں اس کا نامۂ اعمال ڈالا گیا ہے آپ کو کبھی (خدا بچائے) جیل خانے میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا ہوگا - مجھے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے جانے کا اتفاق ہوا - وہاں جب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جاتا ہے تو سارے قیدیوں کو کھڑا کرتے ہیں، اور ان کا نامۂ اعمال ہمیشہ اُن کے گلے میں پڑا ہوتا ہے - ان کا سارا کچا چٹھا اس میں لکھا ہوتا ہے - مثلاً اس کا نام یہ ہے - باپ کا نام یہ ہے - عمر یہ ہے انہوں نے جرائم یہ کئے ہیں - یہ سزا دی گئی ہے - گلے اور گردن میں یہ طوق ہونے کی وجہ کچھ اور بھی ہے - ہر ایک انسان کا جو عمل ہے یہ دو چیزوں سے مل کے پیدا ہوتا ہے - ایک اس کے دماغ سے جس میں اس کی عقل رکھی گئی ہے اور ایک اس کے دل سے جو اس کے جذبات کا مرکز ہے - ہر عمل میں ان دونوں کا تھوڑا بہت جزو ہوتا ہے - جو لوگ جذباتی ہیں اُن کے عمل میں جذبہ زیادہ غالب ہوتا ہے اور جو معقول پسند ہوتے ہیں اُن کی عقل اُن کے جذبات پر غالب آتی ہے - اور دماغ اور دل کے درمیان میں گردن ہے اس لئے نامۂ اعمال ان دونوں کے درمیان میں لکھا جا رہا ہے - جیسا انسان عمل کرے اگر عقل کا دخل ہے تو اس عمل کا اندراج اُوپر کی طرف ہے اور جو جذباتی عمل ہے وہ دل کی طرف ہے - پھر آپ نے یہ تو دیکھا ہوگا کہ موت کے وقت انسان کی جان ہمیشہ اس کے حلق یا گردن سے نکلتی ہے حالانکہ انسان کے سر سے پاؤں تک اُس کی جان ہوتی ہے - مگر آپ دیکھیں گے کہ وہ ہمیشہ منہ کھول کر اپنی جان خدا کے حوالے کرتا ہے -

انسانی اعمال کا ریکارڈ

تو نفس جو ہے یہ انسان کے دماغ اور دل کے بیچ میں رکھا گیا ہے - اور انسان کا نامۂ اعمال ایک تحریر ہے جو انسان کے اندر ریکارڈ ہوتی چلی جا رہی ہے - اگر کوئی تعجب ہو کہ یہ کس طرح ہو رہا ہے تو یہ ٹیپ ریکارڈر جو آپ یہاں دیکھ رہے ہیں اسے دیکھیں کہ میں جو بول رہا ہوں یہ ریکارڈ کرتا چلا جا رہا ہے سینما آپ نے دیکھا ہوگا - انسان جو عمل کرتا ہے یا بولتا ہے وہ کیمرہ کے اندر فلم پر ریکارڈ ہوتا چلا جا رہا ہے اور کیمرہ اسکو محفوظ کرتا جا رہا ہے - تو اگر دنیا کے سائنسدانوں اور کاریگروں نے یہ کر لیا ہے تو جس خالق عظیم نے انسان کی پیچیدہ اور عجیب مشینری کو بنایا ہے اُس نے ایسا بندوبست کیا ہے کہ انسان کے عمل اور آواز محفوظ ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس میں کیا تعجب کی بات ہے - اس نے انسان کے اندر اسی قسم کا ایک ٹیپ ریکارڈ اور فلم رکھا ہوا ہے جو کہ انسان کے عمل اور آواز کو محفوظ کرتا چلا جا رہا ہے - آپ ذرا غور کریں آپ کو اپنی پچھلی زندگی یاد ہے یا نہیں - یہ یاد کہاں محفوظ ہوتی ہے - اگر آپ اپنی پچھلی زندگی پر غور کریں تو آپ کو اپنا نیک یا بد عمل یاد آ جائے گا - اور اگر نہ یاد رہا ہو تو یاد دلانے سے یاد آ جاتا ہے - یہاں تک نہیں بلکہ ساری تصویر انسان کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے - دماغی آپریشن کے دوران میں مریض اپنی پچھلی زندگی کے واقعات دہرانے لگتے ہیں - تو یہ ریکارڈ تو ظاہر ہے کہ انسان کے اندر موجود ہے - اور وہ کہیں باہر سے نہیں آتا - ہر ایک شخص اپنے اپنے نفس کے اندر غور کرے تو جو کچھ اُس نے پہلے کیا ہے وہ سب اس کے اندر محفوظ ہے - اور وقتاً فوقتاً اُس کو یاد بھی آتا رہتا ہے ماضی کی آوازیں بھی کان میں آتی ہیں اور تصویر بھی آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے - لکھی ہوئی چیز انسان کے اندر یقیناً موجود ہے -

ہمارے ہاں عدالتوں میں بھی سب سے عمدہ گواہی جو مضبوط ترین سمجھی جاتی ہے - وہ تحریر کا گواہی ہوتی ہے Documentary evidence کہلاتی ہے - اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا - زبانی یا تقریری باتیں جو ہوتی ہیں ان کا کوئی انکار کر سکتا ہے - تحریر کا کوئی انکار نہیں کر سکتا تو کوئی قیامت میں کیا انکار کرے گا؟

نامۂ اعمال کی پبلسٹی

پھر فرمایا منشورًا - یعنے مشتہر عام یا جسے انگریزی میں Publicized کہتے ہیں - یہ سب میں خطرناک پہلو ہے - وجہ یہ کہ ہر انسان اپنے عیب کو اور برائی کو چھپاتا ہے - برائی میں اور بھلائی میں فرق یہی ہے - بھلائی کھلم کھلا بھی کر سکتے ہیں - برائی وہ چیز ہے جس کو چھپایا جائے - انسان کا ضمیر چونکہ اس کو ملامت کرتا ہے اس لئے وہ اسکو چھپاتا ہے اگر ویسے نہیں چھپاتا تو اس کو نیکی کے پردے میں یا عذر معذرت سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے - اس کے اُوپر ایک پردہ ڈالنا چاہتا ہے - اپنے بُرے فعل کو بھی کہتا ہے کہ اس میں یہ وجہ تھی یہ ضرورت تھی - اور اگر اس طرح نہیں چھپا سکتا تو وہ اس طرح چھپانا چاہتا ہے کہ اگلے کی آنکھوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے - ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے عمل پر پردہ ڈالا - اگر اپنے عمل پر پردہ نہیں ڈال سکتے، تو اگلے کی آنکھوں پر پردہ ڈالتا ہے - کہ تمہاری آنکھوں کو دھوکہ لگتا ہے - تمہیں غلطی لگتی ہے - تو اپنے نفس کے اندر کیا کچھ گند ہے - تو اسے انسان سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا - یا سوائے خدا کے وہ علّام الغیوب ہے - چھپانے کی عادت جو ہے وہ اس دنیا میں تو چل جاتی ہے مگر خدا کے ہاں کچھ بھی چھپا نہیں رہے گا قرآن میں آتا ہے بل الانسان علٰی نفسہٖ بصیرۃ ولو القٰی معاذیرہٗ - یعنے بے شک انسان اپنے نفس کے اُوپر بصیرت رکھتا ہے اگرچہ وہ عذر معذرت پیش کرتا رہے - سو یہ عذر معذرت انسان کو دھوکہ دے جائیں خدا کو نہیں دے سکتے -

محاسبۂ نفس

پھر فرمایا اقرا کتٰبک - پڑھ اپنی کتاب کی تحریر کو - کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبًا آج اپنے نفس کے لئے تو خود حساب کرنے والا کافی ہے ہمیں (خدا کو) حساب کی ضرورت نہیں خود اس کو پڑھو اور حساب کر اپنا خود - یہ تو آخرت اور قیامت کا نظارہ ہے - ہم سب پر یہ حالت آنے والی ہے - آج نہیں تو کل - کل نہیں تو پرسوں - اس لئے قیامت میں اپنا محاسبہ کرنے کی جگہ اس دنیا میں ہی ہم اپنا محاسبہ کرنے والے خود کیوں نہ بن جائیں؟ جو شخص اپنے نفس کا

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن مغربی جرمنی

جرمنی میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

محترم جناب مولانا دوست محمد صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ایک لمبے عرصہ سے مسلم مشن برلن کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ آپ کو نہیں بھیج سکا۔ میں نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ احباب کی اطلاع کے لئے ایک مختصر سی رپورٹ آپ کو لکھ بھیجوں لیکن بعض مصروفیات کے باعث اس کی تکمیل نہ کر سکا۔ اس سلسلہ میں جماعت کے بعض احباب نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور خواہش ظاہر کی ہے کہ میں ایک مختصر سی رپورٹ جماعت کے جملہ احباب کے لئے لکھ بھیجوں۔ لہٰذا گذشتہ سال کے اہم اجتماعات کی ایک رپورٹ ذیل میں لکھتا ہوں۔ امید ہے آپ اسے اخبار میں شائع فرما دیں گے ۔ والسلام ۔ خاکسار ۔ محمد یحییٰ بٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب

سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کے لئے مسجد برلن میں ۲۴ر اگست کو اجتماع کا انتظام کیا گیا اور اس کے لئے دعوت نامے چھپوائے گئے ۔ دعوت نامہ کے سر پر قرآن کریم سے ایک آیت طبع کروائی جو سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کا اعلان کرتی ہے اور وہ یہ ہے :-

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

اس آیت کا ترجمہ بھی جرمن زبان میں چھپوایا ۔ یہ دعوت نامے مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کو بھیجے گئے اس مبارک اجتماع کا پروگرام میں نے حضرت صلعم کی اس شان مبارک کو مدنظر رکھ کر تیار کیا اور اس کے تیار کرتے ہیں میری دلی خواہش تھی کہ کس طرح اس مبارک تقریب پر مسلمانوں میں وحدت کا ایک نقشہ پیش کیا جائے اور دوسرے عیسائی دوستوں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کا عملی اظہار کیا جائے ۔ چنانچہ میں نے اس جلسہ کی صدارت کیلئے حلقہ ولمرس ڈارف کے میئر کو دعوت دی اور ان سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ آج دہریت کے مقابلہ کے لئے ضروری ہے کہ جملہ مذاہب کے پیرو ایک دوسرے سے خدا کے تصوّر میں تعاون کریں ۔ نیز میں نے کہا آج جب ہم سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منا رہے ہیں آپ کو اس جلسہ میں شرکت کرنے اور اس جلسہ کی صدارت کرنے کی دعوت دیتا ہوں ۔ مسجد میں ہونے والے اجتماع اور پھر اس مبارک اجتماع کی مسلمانوں میں جو عزت و تکریم ہے اس کے پیشِ نظر میئر صاحب اس پیشکش سے بڑے متعجب ہوئے ۔ جیسے یہ کوئی ناممکن امر تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منایا جا رہا ہو اور وہ مسجد میں، اور ۔۔ ایک عیسائی کو اس جلسہ کی صدارت کے لئے دعوت دی جائے ۔ میئر صاحب کے لئے یہ بڑی حیران کن بات تھی ـــــ لیکن اس تعجب کے بعد انہوں نے اس دعوت کو بڑی خوشی سے قبول کیا ۔ میئر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار حاضرین جلسہ کے سامنے اپنی تقریر کے دوران میں بھی کیا ۔ اس کے علاوہ میں نے تقاریر کے لئے ایرانی ڈیلیگیٹ کے سربراہ ڈاکٹر عباس الامیر اور ہندوستانی کونسل جنرل مسٹر محبوب کو دعوت دی ۔ ترکی اور انڈونیشیا کے کونسل جنرلز کو بھی تقریر کی دعوت دی لیکن انہوں نے کسی وجہ سے معذوری کا اظہار کیا بہرحال اس تمام پروگرام کی ترتیب یوں ہوئی :

تلاوت قرآن کریم ـــــ درود شریف ـــــ نعت شریف

تقاریر :- خاکسار ـــ مسٹر محبوب ـــ ڈاکٹر الامیر ـــ مسٹر ڈمسٹرائے میئر ولمرس ڈارف صدر جلسہ ۔

خدا کے فضل سے اس اجتماع میں سو سوا سو سے زائد افراد شامل ہوئے جن میں شہر کے معززین، برلن یونیورسٹی کے بعض پروفیسرز اور طلباء نے شمولیت کی ۔ جلسہ حسب اعلان رات سات بجے شروع ہوا سب سے اوّل میں نے جملہ حاضرین کو خوش آمدید کہا اور بعد میں میئر صاحب سے بحیثیت صدر جلسہ، جلسہ کی کارروائی شروع کرنے کی درخواست کی ۔ حسب پروگرام اس جلسہ کی ابتداء قرآن کریم کی تلاوت سے ہوئی جو ڈاکٹر البہاوی نے کی آپ حکومت مصر کی طرف سے ایک محدود عرصہ کے لئے ٹریننگ کے لئے جرمنی آئے ہوئے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے قرآن کریم سے سورۃ اعراف کی آیات ۱۵۵ تا ۱۵۸ پڑھیں اور اس کے بعد ان کا ترجمہ جرمن زبان میں ایک نو مسلم نے کیا جن کا اسلامی نام سکینہ ہے ۔ یہ ترجمہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ العزیز کے جرمن ترجمۃ القرآن سے پڑھ کر سنایا گیا ۔ بعد میں جرمن نو مسلم مسٹر احمد موسلر نے تین بار سیّدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ۔ مسٹر موسلر نے عربی زبان میں درود شریف کے وہ

جلسہ میلاد النبی منعقدہ برلن مسجد کا ایک نظارہ

وہ الفاظ باآواز بلند پڑھے جو مشرق و مغرب میں تمام مسلمان نمازوں میں پڑھتے ہیں یعنی

اللھم صل علی محمد الخ .... اللھم بارک علی محمد

تین بار درود شریف پڑھنے کے بعد مسٹر موسلر نے اس کا ترجمہ جرمن زبان میں حاضرین کو سنایا اس کے بعد ایک مصری نوجوان نے حضرت امام زمان کی عربی زبان میں نعت خوش الحانی سے پڑھی جو آپ نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھی ہے۔ اس کے چند اشعار درج ذیل کرتا ہوں:۔

انا اماحی سید الرسل احمد
رضیناہ متبوعا وربی ینظر
ولاشک ان محمداً شمس الھدیٰ
الیہ رغبنا مؤمنین فنشکر
مدحت امام الانبیاء وانہ
لارفع من مدحی واعلیٰ واکبر
دعوا کل فخر للنبی محمد
امام جلالۃ شانہ الشمس احقر

(از حمامۃ البشریٰ)

اب صدر جلسہ نے مجھے تقریر کے لئے کہا۔ میں نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی، اور آپؐ کے پیدا کردہ انقلاب کا ذکر کیا۔ میں نے شروع میں کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عام قانونِ الٰہی کے تحت ہوئی اس میں کوئی معجزہ نہ تھا۔ لیکن آپؐ نے جو کام کیا اور عرب قوم میں جو اخلاقی و روحانی انقلاب برپا کیا وہ دنیا کا عظیم ترین معجزہ ہے جس کی نظیر نسلِ انسانی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ میں نے کہا کہ آپؐ نے قوم کے نادار طبقہ کو سوسائٹی میں عزت کے مقام پر کھڑا کرنے اور ان کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے بڑا کام کیا۔ آپؐ نے قوم کو ان کے لئے نہ صرف بلند نظریات دیئے بلکہ ان تمام اعلیٰ نظریات کو عملی جامہ پہنا دیا۔

میں نے کہا آپؐ اپنی جوانی میں اگر بیواؤں اور یتامیٰ کے ملجا و ماویٰ نظر آتے ہیں تو بادشاہت مل جانے پر بھی آپ کے قلب مبارک میں ان کے لئے درد ہے۔ تخت شاہی پر بیٹھ کر آپؐ نے قوم کے نادار اور محتاج طبقہ کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے قوانین بنائے اور حکومت اسلامیہ کو ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا۔ تخت شاہی پر بیٹھ کر اور قوم کے تمام ذرائع آمد کا اختیار رکھتے ہوئے آپؐ نے فقر کی زندگی بسر کی اور اپنے عزیز رشتہ داروں کو کوئی مراعات نہ دیں۔ اور نہ ہی ان کی ضروریات کو قوم کی ضروریات پر ترجیح دی بلکہ شاہی خاندان کے افراد کو ہمیشہ کے لئے دوسروں کی خاطر قربانی دینے کا سبق سکھلایا۔ حضرت فاطمۃ الزاہرا کو فرمایا جان پدر تمہیں تمہارے گھر کے کام کاج میں مدد کے لئے ایک غلام کیسے دوں جب کہ تم سے بڑھکر سوسائٹی میں حاجتمند موجود ہیں۔ تم اس کے عوض اپنے کام کے ساتھ اللہ اکبر۔ سبحان اللہ الحمد للہ۔ کا ورد کر لیا کرو۔ اشتراکیت کا نمونہ ہے۔

آپؐ نے حکومت کو قوم کی ملکیت قرار دیا۔ اور جمہوریت کے اصولوں پر اس کے سربراہ کو حکومت کا طریق سکھایا۔

میں نے حاضرین کو بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی کے زمانہ ہی سے قوم میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر لی تھی۔ آپ اپنے اخلاق فاضلہ اور اس بے لوث خدمت کے باعث جو آپ یتامےٰ اور بیوگان کی اپنی سوسائٹی میں کرتے تھے الامین کے نام سے مشہور تھے۔ اور شروع ہی سے آپ قوم میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے خواہاں تھے۔ مکہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حجر اسود کے رکھا جانے پر جب قوم میں تلوار چل جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو قوم نے اپنا یہ معاملہ حضرت کے ہاتھوں میں دیا اور وہ اس پر مطمئن تھے قوم میں بڑے بڑے اہل تجربہ لیڈر موجود تھے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نوجوان کے ہاتھوں میں قوم کے اس نازک معاملہ کو دیکھکر سب پکار اٹھے جاء الامین جاء الامین۔ میں نے بتایا کہ ایسے موقعہ پر آپؐ نے قوم میں وحدت پیدا کرنے کے لئے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھ کر سب کو کہا کہ سب اس چادر کو ایک ساتھ اٹھائیں کیا قلب مطہر ہے۔ چاہتے تو سب عزت آپؐ لے لیتے۔ اور حجر اسود خود اٹھا کر رکھ دیتے۔ لیکن قلب مبارک کی بلندی دیکھئے اپنی ذات کی بڑائی کا کوئی خیال نہیں۔ جذبہ ہے تو قوم کی وحدت کا۔

میں نے مزید کہا کہ جب خلعت نبوت آپؐ کو پہنائی گئی اور آپؐ نے پیغام الٰہی کو اپنی قوم کے سامنے پیش کیا تو باوجود اس حقیقت کے کہ یہ پیغام قوم کو اخلاقی اور روحانی بلندیوں پر پہنچانے کا موجب تھا۔ اور اس کی تعلیم مدلل اور وہ روح انسانی کے لئے تسکین کا باعث تھی۔ قوم نے آپ کے پیغام کو اپنے آبا و اجداد کے خیالات کے مخالف پاکر اس کا انکار کر دیا۔ اور اپنی تمام طاقت اس کے مٹانے کے لئے صرف کر دی۔ آپ کو ستایا گیا۔ مشکلات میں ڈالا گیا۔ آپؐ کے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے۔ آپؐ کے بعض ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا۔ مشکلات اور مصائب کا یہ دور ایک سال نہیں دو سال نہیں بلکہ برابر ۱۲ سال تک رہا۔ اور آپ نے ۱۲ سال تک یہ مشکلات برداشت کیں۔ صبح پیغام الٰہی پہنچانے میں اگر قوم کے ہاتھوں ماریں کھاتے تو رات کی تاریکی میں جب لوگ سو رہے ہوتے آپؐ اٹھتے اور خدا کے حضور گڑگڑاتے۔ اور اسی قوم کے لئے جس کے ہاتھوں صبح ماریں کھا چکے ہیں خدا کے حضور روتے اور ان کی اصلاح کے لئے دعائیں کرتے۔ یہ تھا وہ طریق جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو گناہ کی غلامی سے چھڑانے کے لئے اختیار کیا۔ آخر رات کی تاریکیوں میں آپ کا خدا کے حضور دعائیں دینا رنگ لایا۔ اور آپ کی اس خلوص بھری آہ و بکا سے قوم میں وہ انقلاب پیدا ہوا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ صرف ایک دو نفوس کو گناہ کی غلامی سے آزاد نہیں کر دیا۔ بلکہ قوم کی قوم کو گناہ کی غلامی سے آزاد کرا دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انہیں اخلاقی اور روحانی بلندیوں تک پہنچا دیا۔

میں نے کہا کہ آپؐ نے ہر شعبہ زندگی میں نسلِ انسانی کی رہنمائی کی، یہاں تک کہ جنگ کی ہولناکیوں سے بچانے کے لئے بھی ایک قانون بنایا۔ آپؐ نے دفاعی جنگوں کی اجازت دی۔ اور دشمن کے ہاتھوں اپنے مال، عزت اور جان بچانے کے لئے قربانی کا جذبہ قوم

(امام برلن مسجد مولانا محمد یحییٰ بٹ بائیں طرف سے دوسرے نمبر پر۔ انکے دائیں طرف مسٹر ڈمسٹرا سٹے میئر دلمرن ڈارف مغربی جرمنی اور مسٹر محبوب احمد انڈین کونسل جنرل اور بائیں طرف ڈاکٹر الامیر سربراہ ایرانی ڈیلیگیٹ۔)

میں پیدا کیا۔ آپؐ کو مکہ میں مذہبی آزادی نصیب نہ تھی۔ کفار اپنی طاقت اور قوت کے نشہ میں اسلام کی اشاعت کو روکتے تھے۔ تیرہ سال بعد آپؐ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے وہاں بھی مخالفین نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور مٹھی بھر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہا ان حالات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو راہیں تھیں۔ یا تو دشمن کے ہاتھوں اپنے مال و جان اور خواتین کی عزت نہ بچاتے اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دیتے کہ جس طرح وہ چاہتا معاملہ کرتا۔ یا پھر مذہبی آزادی کو قائم کرنے کے لئے اپنے جان و مال اور عزت کی حفاظت کی خاطر دشمن کا مقابلہ کرتے۔ ان ہر دو راہوں میں سے آپؐ نے وہ راہ اختیار کی جو فطرت انسانی کے مطابق ہے

میں نے کہا ان حالات میں کوئی دانشمند اور مہذب انسان اس راہ کے علاوہ دوسری راہ اختیار نہیں کرے گا۔ آپؐ نے جنگ کی برائیوں کو کم کرنے کے لئے فرمایا کہ جنگ میں عورتوں کو نہ مارا جائے۔ بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے۔ رہائشی مکانات اور فصلیں برباد نہ کی جائیں۔ میں نے سوال کیا اور پوچھا کہ ان قواعد کے ماتحت جنگیں لڑنا وہ بھی دفاعی۔ کیا نسلِ انسانی کے لئے باعث رحمت نہیں۔ کہاں یہ جنگیں اور کہاں مہذب قوموں کی موجودہ زمانہ میں جنگیں لڑنا جس کے تصور سے ہی انسان کانپ اٹھتا ہے۔

میں نے کہا کہ ۲۱ سال کے مسلسل دکھ و مصائب جھیلنے کے بعد جب دشمن مغلوب ہوا تو آپؐ نے قوم کی قوم کو معاف کر دیا۔ کسی کو قتل نہیں کیا۔ مفتوح عورتوں اور مردوں کی تذلیل نہیں کی۔ انہیں صلیب پر نہیں لٹکایا۔ بلکہ طاقت رکھتے ہوئے سب کو معاف کر دیا۔ ایسے پیمانہ پر معافی کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ آج مہذب قومیں مذہب مفتوح قوم سے جو سلوک کرتی ہیں اُن کے مظالم کی بھی کوئی مثال گذشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔

مولانا یحییٰ بٹ امام مسجد برلن خطبہ عید دے رہے ہیں۔

بالآخر میں نے کہا کہ آنحضرتؐ نے نسلِ انسانی سے نفرت کے جذبات اور مذہبی تعصبات کو دُور کرنے کے لئے اعلیٰ اصول سکھائے ہیں۔ دنیا کو خدا کا یہ تصور دیا ہے، کہ خدا رب العالمین ہے اور وہ تمام نسلِ انسانی کا پالنے والا ہے اور ہر ایک قوم کی روحانی اور جسمانی نشوونما کا ذمہ دار ہے اور اسی نے تمام قوموں میں اپنے انبیاء بھیجے۔ یہ وہ تصور ہے جس نے تمام مذاہب کے پیروکاروں میں باہم اتحاد کی راہ کھول دی ہے۔ الغرض سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے نسلِ انسانی میں صلح اور امن پیدا کرنے کے اصول سکھائے اور جنہوں نے اپنی زندگی میں ان اصولوں پر عمل کر کے اوروں کے لئے اعلیٰ عملی نمونہ چھوڑا ہے۔

میری تقریر کے بعد مسٹر محجوب اور ڈاکٹر اکا میر نے تقاریر کیں اور اسلام کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ مسٹر محجوب نے کہا کہ اسلام میں کوئی پریسٹ کلاس نہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے کہا کہ اسلام کی تعلیم عملی زندگی سے متعلق ہے اور ان تعلیمات کو زندگی کا جزو بنانے ہی میں مسلمانوں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔

بعد میں ڈسٹرائے صدر جلسہ نے ۲۰ منٹ تقریر کی اور آنحضرتؐ کی شان میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے الفاظ کو دہرایا اور آپؐ کے دیئے ہوئے رب العالمین کے تصور کو سراہا۔ اور کہا کہ آج اس گروہ کا مقابلہ جو سرے سے خدا کے تصور ہی سے منکر ہے صرف جنگی اسلحہ کی فوقیت سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سلسلہ میں ایمانی قوت کی ضرورت ہے۔

صدر جلسہ کی تقریر کے بعد جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا اور حاضرین کی تواضع چائے بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔ اس اجتماع کی تصاویر حکومت کے ایک شعبہ کے نمائندہ نے لیں اور اس کی بعض کاپیاں مجھے بھی بھیجیں۔ ان میں سے دو تصاویر بھیجتا ہوں۔

مسجد برلن میں اجتماع عید الفطر کا ایک نظارہ۔ اس اجتماع میں دوسری لائن میں سب سے دائیں طرف ٹوپی پہنے ہوئے افغانستان کے سابق سفیر جرمنی بیٹھے ہیں اور چوتھی لائن میں چھوٹے بچے کے پاس تھائی لینڈ کے کونسل جنرل متعینہ برلن بیٹھے ہیں۔

لیلۃ القدر کی تقریب پر جلسہ

عید الفطر کے اجتماع سے پیشتر تین مارچ کو بھی ایک اجتماع مسجد میں ہوا۔ یہ اجتماع لیلۃ القدر میں قرآن کریم کی تنزیل کی برسی منانے کے سلسلہ میں کیا گیا تھا۔ تیس کے قریب احباب جمع ہوئے۔ پروگرام کے مطابق افطاری کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے ڈبل روٹی مکھن انڈے گوشت، بزاد سے وغیرہ سے کی گئی۔ جسے احباب نے بڑے مزے سے کھایا۔

ماحضر تناول کرنے کے بعد جلسہ کا پروگرام قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا۔ جسے ایک عرب نوجوان نے بڑی خوش الحانی سے پڑھا اس کے بعد سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا گیا۔ میں نے حاضرین کو خطاب کیا اور اس اجتماع کی غرض بتاتے ہوئے کہا کہ اس اجتماع کی دو اغراض ہیں۔

اوّل۔ احباب کو باہم جمع ہونے کا ایک موقعہ بہم پہنچانا تا احباب باہم مل کر بیٹھیں تناول کریں اور باہم گفتگو کریں اور ایک دوسرے سے جان پہچان کریں۔

دوسری غرض اس اجتماع کی یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کی تنزیل کا زمانہ یاد کریں اور اس پیغام کو جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نسل انسانی کو دیا ہے اور جسے ہم مسلمانوں نے قبول کر لیا ہے اپنے اپنے ذہنوں میں تازہ کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی فکر کریں۔

میں نے کہا قرآن کریم چونکہ خدائے واحد عالم الغیب والشہادت نے نازل کیا ہے اس لئے اس کے اندر جو علوم مندرج ہیں وہ محکم ہیں سچائی سے پُر ہیں اور عقل و دانش کو اپیل کرتے ہیں۔ عقل کی ترقی قرآن کریم کے علوم کو سمجھنے میں ممد ہے۔ جوں جوں دنیا میں علمی اور سائنٹیفک ترقیات ہوں گی اتنا ہی قرآن کریم کے علوم کی حقانیت انسان پر واضح ہوتی چلی جائے گی۔ میں نے کہا کہ سائنٹیفک ترقیات سے قرآن کریم کی صداقت کو کوئی اندیشہ نہیں بلکہ قرآن کریم خود سائنٹیفک علوم کے حاصل کرنے کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ سائنٹیفک ترقیات نام ہے ان اصولوں کے معلوم کرنے کا جو کائنات میں کام کر رہے ہیں اور کائنات وہ ہے جس کا ذرّہ ذرّہ خدا کے ہاتھ سے بنا ہے اور بوجہ خالق کائنات ہونے کے اللہ تعالیٰ ان اصولوں کو خوب جانتا ہے جو اس کائنات میں کار فرما ہیں۔ نیز ہم مسلمانوں کا یہ یقین ہے کہ اُسی ہستی نے جو خالق کائنات ہے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

برلن میں جرمنی کی خوبصورت مسجد

برلن مسجد کی یہ تصویر اور اس نیچے کا مضمون جرمنی کے محکمۂ اطلاعات کی طرف سے تمام اخبارات کو موصول ہوا ہے، جن میں سے پاکستان ٹائمز لاہور۔ نوائے وقت لاہور۔ امروز لاہور۔ قندیل لاہور۔ تعمیر راولپنڈی اور جنگ کراچی وغیرہ نے اس کو شائع کیا ہے (ایڈیٹر پ۔ص)

گذشتہ تیس سالوں سے برلن کی یہ مسجد رسول اکرمؐ کے پیروکاروں کا مرکز بنی ہوئی ہے (ماخوذ از اطلاعات جرمنی)

"مغربی برلن۔ (ڈاڈ)۔ ہر مسلم جو بھی جرمنی کے سابقہ دارالخلافہ برلن میں آئے کو بو کھلانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس شہر کا ہر باشندہ خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو ملک کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد کی راہ بتانے کے لئے مستعد ہے۔ جہاں پر کہ اسلامی دنیا کے تمام افراد اپنے روحانی سکون کو تلاش کرتے اور شانہ بشانہ کھڑے ہو کر خدا کے حضور میں سر بسجود ہوتے ہیں۔

"آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل ایک مرد مومن بنام مولوی صدرالدین صاحب نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور اپنی انتھک کوششوں کے باعث اس مشہور و باوقار شہر کے شایان شان خانۂ خدا کو تعمیر کیا۔ ایک طویل عرصہ گذرا مگر یہ عبادت خانہ زمانہ اور وقت کے بدلتے ہوئے حالات میں اپنی شہرت اور عظمت کا مرکز بنا رہا۔ اور یہاں سینکڑوں بلکہ ہزاروں نام لیواؤں کو سکون میسر ہوا۔ اسی طرح یہ خانۂ خدا دُور دراز کے شہروں تک مومنین کا مسکن بنا رہا۔

"اس وقت مغربی برلن میں امام محمد یحییٰ بٹ ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کی قیادت کر رہے ہیں۔ عربی ممالک۔ ایران۔ پاکستان۔ بھارت۔ انڈونیشیا اور دیگر اسلامی ممالک سے آمدہ طلباء ان کے ہمدرد ساتھیوں میں شمار ...... کئے جاتے ہیں جن کے دُکھ درد کا علاج کرنا حضرت امام کے روزمرہ فرائض میں شامل ہو چکا ہے۔ یہ بات بہت متاثر کن ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی اسلامی جماعت اپنے عملِ حیات اور یک جہتی کی بدولت حال کے مادہ پرست اشخاص کے لئے مثالی حیثیت رکھتی۔ یہاں پر رنگ و نسل۔ ملکی و قومی تفرقات سے بالاتر مسلمان مسلمان کے گلے ملتے اور مومن کی حیثیت میں رہتے اور اپنے مسائل اور ضروریات پر دل کھول کر باتیں کرتے ہیں صرف یہی مسلمان ہی نہیں بلکہ یکصد کے قریب جرمن لوگ بھی اس جماعت کے سرگرم ممبر ہیں۔ جو اسلامی قوانین کی دل و جان سے عزت کرتے ہیں اور ان پر اپنی حیات کے لائحہ عمل کو استوار کرنے کے لئے روز و شب برسرپیکار ہیں۔

"اسلام کی عظمت اور فراخ دلی کا ثبوت اکثر اس مسجد میں ملتا ہے۔ جبکہ متعدد جرمن حضرات اسلام اور عیسائیت پر بحث کرنے اور امام مسجد سے اپنے خیالات کی تائید کرانے آتے ہیں۔ مگر واقعات یہ بتاتے ہیں۔ کہ ہر وہ جرمن جو بھی اسلام کے خلاف پراگندہ خیالات لے کر اس مسجد میں آیا اور یہاں کے امام کے ساتھ اس موضوع پر بات کی تو واپسی پر وہ عیسائی کی بجائے مسلمان بن کر اپنے گھر کو لوٹا۔ کیونکہ حضرت امام کا یہ فرض ہے کہ وہ بہکے اشخاص کو راہ راست پر لا کھڑا کریں۔ جس کار نیک کی تکمیل کے لئے وہ روز و شب محوِ عمل ہیں۔

"حضرت امام یحییٰ ایک پاکستانی ہیں، جو گذشتہ دو سال سے اپنے بیوی بچوں سے جُدا یہاں پر اسلام کے درس و تدریس کے لئے کوشاں ہیں۔ چند ہفتے ہوئے کہ ان کے بیوی بچے مغربی برلن پہنچ چکے اور ان کی گھریلو زندگی نے سکون و تنظیم کی جگہ لی۔ بیٹا منصور سکول جاتے اور نہایت ہی اشتیاق کے ساتھ جرمن زبان سیکھ رہے ہیں۔ اور کبھی ننھی منی منصورہ کنڈر گارٹن میں جا کر اپنی مقبولیت کی دھاک بٹھا رہی ہے۔ اور درست ہی تو ہے۔ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنا ہر بچّہ کا فرض ہے"۔

(ماخوذ از اطلاعات جرمنی
شائع کردہ حکومت جرمنی)

۱۹۶۱ء کی عیدالاضحےٰ

گذشتہ سال عیدالاضحےٰ کے موقعہ پر خدا کے فضل سے مسجد میں خاصی رونق تھی۔ مسلمان بھائی اور ہمارے عیسائی دوست سینکڑوں کی تعداد میں مسجد میں جمع ہوئے۔ یہاں مرکزی حکومت کی طرف سے ایک رسالہ عربی زبان میں نکلتا ہے جس کا نام ہے "الرسالۃ"۔ اس کے جون کے پرچہ میں جرمنی بھر میں عیدالاضحےٰ کے اجتماع کی رپورٹ درج ہے۔ لکھا ہے کہ :- مسلمانوں کا یہ اجتماع بون۔ میونخ و مغربی برلن اور جرمنی کے دیگر شہروں میں ہوا۔

اس مختصر سی رپورٹ کے ساتھ ایک اجتماع کی تصویر بھی چھپی ہے۔ اور یہ تصویر ہماری مسجد کے اجتماع کی ہے۔

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل فرمایا ہے اب ایک ہی ہستی کا فعل اور قول کیسے ایک دوسرے کے خلاف ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بڑے وثوق کے ساتھ اہلِ علم کو آیات قرآنی میں غور و خوض کرنے کی دعوت دی ہے اور اس بات کا اعلان کیا ہے کہ:۔

"جھوٹ نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے وہ حکمت والے تعریف کئے گئے خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے۔"

میں نے کہا کہ بعض مذہب والے ایسے ہیں کہ وہ مذہب کے معاملہ میں عقل و براہین کے استعمال کی عزت افزائی نہیں کرتے وہ اس لئے کہ جو کتب مقدسہ ان کے ہاتھوں میں ہیں وہ اپنی اصل حالت پر نہیں رہیں۔ انسانی دماغ نے اپنے گذشتہ ماحول سے متاثر ہو کر اس میں تبدیلیاں کر دیں اور آج سائنٹیفک دَور کے اندر وہی امور جو انسانی دماغ کی اختراع ہیں عقل انسانی کو اپیل نہیں کرتے۔ لیکن قرآن کریم وہ مذہبی کتاب ہے جو آج تک کسی تبدیلی کے بغیر دنیا میں موجود ہے اس کا ہر لفظ من و عن وہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ کیوں نہ ہو، خدا کا وعدہ موجود ہے:۔

"یقیناً ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم عقل و فہم کو آج بھی ویسا ہی اپیل کرتا ہے جیسا اس سے پیشتر۔

میں نے کہا یہ سچ ہے کہ آج دنیائے اسلام میں بعض ایسے عقائد پائے جاتے ہیں جو عقل و براہین کے منافی ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں قرآن کریم پر کوئی حرف نہیں آتا۔ یہ اس کی آیات کی تاویل ہے جو قابل اعتراض ہے ورنہ قرآن کریم کے سلیقہ الفاظ اپنے اندر وہ خوبی رکھتے ہیں کہ موجودہ دَور میں بھی اہلِ علم طبقہ کو مطمئن کرتے ہیں۔ میں نے مزید کہا کہ اگر اس امر پر جو قابل اعتراض ہے سابقہ کتب تفاسیر دیکھی جائیں تو ان میں ایسی تاویلات پہلے مفسرین نے کی ہیں جو آج سائنٹیفک دَور میں پوری اُترتی ہیں۔ یہ مسلمان کو اب خود دیکھنا ہے کہ وہ قرآن کریم کی کونسی تاویل کو اپناتے۔ ایسی تاویل جو عقل و براہین کے منافی ہے یا وہ تاویل جو عقل و فہم کے مطابق ہے۔

اس کے علاوہ میں نے کہا کہ قرآن کریم کا نسل انسانی پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مذہب کے صحیح تصور کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسلام سے پیشتر مذاہب کے پیرو کار چند رسومات کے بجا لانے کو مذہب خیال کئے ہوئے تھے اور ان رسومات میں اختلاف کرنے والے کو نجات سے محروم گردانتے تھے لیکن قرآن کریم نے مسلمان کی نگاہ کو اس تنگ نظری سے بہت بلند کیا اور اس کی توجہ کو مذہب کی حقیقت کی طرف منعطف کراتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ:۔

"کہتے ہیں کہ کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا سوائے ان کے جو یہودی ہوں یا عیسائی۔ یہ ان کی آرزوئیں ہیں کہو اپنی روشن دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ہاں جس نے اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنایا اور وہ احسان کرنے والا ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ اور ان کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

یہ خوبصورت اعلان واضح کرتا ہے کہ نجات لیبل لگا لینے یا چند رسومات کو بجا لانے سے نہیں بلکہ نجات خدا کی فرمانبرداری اور نسل انسانی کی خدمت کرنے میں ہے۔ اس اعلان نے تمام مذہبی تعصبوں کا قلع قمع کر کے مذہب کی حقیقت کو ذہن نشین کرا دیا ہے۔

قرآن کریم کی تیسری خوبصورتی اس اعلان میں ہے جس میں اس نے ہر فرد کو اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ میں نے کہا بہت سے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بدعملیوں کی سزا کوئی اور بھگت لے گا۔ لیکن قرآن کریم نے واضح اعلان کیا ہے کہ

"کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔"

سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اعلان کرو:۔

"اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں"

حضور سرورِ کائنات سے یہ اعلان کروانا اعمال کی ذمہ داری کے اصول کی اہمیت کو مسلمان پر واضح کرنے کے لئے ہے۔

اس اعلان میں ایک اور قیمتی اصول بتایا گیا ہے اور وہ یہ کہ خدا کے قوانین کے سامنے تمام انسان برابر ہیں۔ وہ خدا کا برگزیدہ نبی ہو یا غیر نبی بادشاہ ہو یا تاجر حاکم ہو یا کوئی اور عہدہ دار سب کے سب خدا کے حضور جواب دہ ہیں۔ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اصول کے پیش نظر اپنی چہیتی بیٹی کو فرمایا:۔

"اے میری بیٹی سنو۔ یہ مت خیال کرنا کہ تمہارا نبی کی بیٹی ہونا تمہیں کچھ فائدہ دے گا۔ خدا کے حضور یہ تیرے اپنے اعمال ہیں جو تیرے کام آسکیں گے۔"

قرآن کریم نے جمہوریت کا کیا اعلیٰ اصول سکھایا ہے اور انسانیت میں کیا برابری کا اصول سکھایا ہے۔ خدا کے قوانین کے سامنے تمام نسل انسانی برابر ہے۔ کسی کا اتفاق سے اعلیٰ خاندان یا مہذب ملک میں پیدا ہو جانا اسے اس مساوات انسانی سے بالا نہیں کر دیتا۔

بالآخر میں نے کہا کہ قرآن کریم نے نسل انسانی کو امید بھرا پیغام دیا ہے۔ وہ افراد کو مایوسی کے گڑھے سے نکالتا ہے۔ اور ایسے وقت میں جب کامیابی کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی ہے۔ اُمید بھری آواز سناتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو"

اور ایسے لوگوں کے لئے بھی جو خدا کی نافرمانی میں زندگی گزار چکے ہوں۔ اُمید بھرا اعلان کرتا ہے:۔

"اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ سبھی گناہ بخش دیتا ہے۔ ہاں وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

الغرض میں نے کہا کہ قرآن کریم کا پیغام حکمت سے پُر اور اُمید بھرا ہے اور یہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اپنے اعمال کی ذمہ داری کو پہچانیں اور نجات حاصل کرنے کے لئے نسل انسانی کی خدمت کریں۔

میری اس تقریر کے بعد پروگرام ختم ہوا اور بعد میں احباب باہم گفتگو کرتے رہے۔

مکتوب ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

گفتگو شروع ہوئی تو میں نے انہیں بتایا کہ:۔

اوّل:۔ مسیحؑ نے کہیں بھی اپنے آپ کو خدا کا اکلوتا بیٹا نہیں کہا۔

دوم:۔ بائبل میں تثلیث کا لفظ بھی موجود نہیں

سوم۔ مسیحؑ نے موروثی گناہ کے متعلق کچھ نہیں کہا۔

اگر انہیں یقین نہ آئے تو اس پر گھر جا کر غور و فکر کریں۔

دوسرا لیکچر

اس تقریر کے بعد ریورینڈ میک گل اپنے کمرے لے گئے وہاں چائے پلائی اور کافی دیر تک اسلام اور عیسائیت کے مشترکہ مسائل پر گفتگو کرتے رہے ساڑھے بارہ بجے دوسرا لیکچر تھا جس میں دوسری کلاس کے طلباء تھے ان کی عمریں ذرا کم تھیں۔ یہاں بھی وہی کیفیت رہی۔ تقریر کے بعد بھی کچھ دیر سوال و جواب ہوتے رہے۔

تیسرا لیکچر

دوپہر کا کھانا طلباء کے ساتھ مل کر کھایا پھر اپنے کمرے میں جا کر نماز پڑھی اور کچھ دیر آرام کیا۔ اڑھائی بجے تین مسلمان طلباء جمیل احمد خان دہلوی۔ مسٹر راشدی اور مسٹر ۔۔۔ ملنے کے لئے آگئے۔ جمیل احمد اٹلی کے سابق پاکستانی سفیر جناب سمیع اللہ خان دہلوی کے صاحبزادے ہیں ان سے گذشتہ بار بھی ملاقات ہو چکی ہے انکی معیت میں پانچ بجے تک ہرگی کی گلیوں کے چکر لگاتے رہے

تیسرا لیکچر میوزک سکول کے ہال میں تھا جہاں چالیس کے قریب طلباء جمع ہو گئے۔ یہ لڑکے بھی ۱۶-۱۸ سال کی عمر کے تھے۔ اس لئے میں نے اپنا موضوع تبدیل کر لیا۔ ان لوگوں نے بھی بڑی توجہ سے تمام تقریر کو سنا۔ ایک صاحب کہنے لگے اگر آپ ہمیں کہیں عیسائیت چھوڑ دینے کے لئے تو ہم تیار ہیں۔ میں نے کہا میں نے ایسی تو کوئی بات نہیں کہی البتہ اسلام کی

اعمالِ انسانی کا ریکارڈ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

محاسبہ اس دنیا میں کرنے لگتا ہے اس کی اصلاح اس دنیا میں ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ قطعی بات ہے وہ جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کی مشہور تقریر جلسہ مذاہب پڑھی ہو گی جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ نفس کی تین حالتیں ہیں۔ ایک نفس امارہ جو انسان کو حکم دیتا ہے اور انسان اندھا دھند اس کے پیچھے چلتا ہے۔ اور ایک نفس لوامہ ملامت کرنے والا نفس، جب انسان سے غلطی ہو تو اسے ملامت کرتا ہے۔ یہ اس نفس کی اصلاح کا طریقہ خداوند حکیم نے انسان کے اندر رکھا ہے جہاں غلطی ہوئی تو نفس نے ملامت کی اور پھر انسان اپنی اصلاح کرتا ہے۔ وہ شخص نہیں اصلاح کر سکتا جو اپنی ہر بات کی کوئی نہ کوئی مصلحت نکالتا پھرے۔ اصلاح اس طرح شروع ہوتی ہے کہ اپنے نفس پر انسان خود تنقید کرے اور اسکی ملامت کر کے اس کی اصلاح کرے۔ یہاں تک کہ آخری سٹیج ہے نفس مطمئنہ کی۔ یہ وہ نفس ہے جو اطمینان پا گیا اس میں اب شیطان یا بدی کی وجہ سے بے اطمینانی کی حالت پیدا ہونا ناممکن ہے۔ تو یہ نفس مطمئنہ جس کے لئے خدا نے کہہ رکھا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف جائے اور جنت میں داخل ہو گا، اس کو ہم اس دنیا میں اس طرح پیدا کر سکتے ہیں کہ اپنے نفس کا خود محاسبہ کرنا سیکھیں۔

روزہ کا مقصد

میں نے اس موضوع کو آج اس لئے اختیار کیا ہے کہ یہ جو رمضان کا زبردست مجاہدہ آپ لوگوں نے کیا ہے مہینہ بھر کے روزوں کا اور اس قدر تکلیف اُٹھائی ہے۔ کھانا۔ پینا چھوڑا ہے۔ راتوں کا آرام چھوڑا۔ اور ہر قسم کی جائز چیزیں خدا کے لئے چھوڑی ہیں ان کا مقصد بھی خدا تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ تقوےٰ حاصل کرنا ہے۔ تقوےٰ کو حاصل کرنے کے لئے یہ جو چیزیں کھانا پینا چھوڑنا اور روزہ کے دوران میں میاں بیوی کے تعلقات کو منقطع کر دیا گیا اور آگے جا کر دولت کا ذکر اس رکوع میں ہے اور کہا گیا ہے کہ حلال کھاؤ حرام مت کھاؤ یہ اس لئے ہے کہ جو بنیادی جذبات ہیں کھانے پینے کے اور SEX جنسی تعلقات کے اور دولت کمانے کے اگر یہ بے قابو ہو جائیں تو انسان بڑا دُکھی ہو جاتا ہے۔ دنیا کے جتنے مصائب ہیں اور جتنی تکالیف اور مصائب اور جرائم ہیں انہی جذبات کے بے قابو ہونے سے ہوتے ہیں۔ تو روزہ جو ہے ان جذبات کو قابو میں لانے والی چیز ہے یہ ایک محض...... Ritual یا رسم نہیں ہے جس طرح اور مذاہب میں ہوتی ہے۔ اس کا ایک مقصد ہے۔ انسان کا اپنے اندر تقوےٰ پیدا کرنا اور اپنے نفس کا تزکیہ کرنا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یہ جو ایک زبردست مجاہدہ آپ نے کیا ہے ایک مہینے کا اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کے جذبات کو قابو میں لایا جائے اور اس کو توجہ دلائی جائے کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ اور جو اپنے نفس کا تزکیہ کرے گا وہ دنیا میں خود بھی سکھی رہے گا اور دنیا کو بھی اس سے دُکھ نہیں بلکہ سکھ ملے گا۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سکھ جو ہے یہ دنیا کی دولت، مرتبہ، عزت یا جائیداد یا زیور کے حاصل کرنے میں نہیں۔ جن لوگوں کو یہ چیزیں مل چکی ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ ان چیزوں میں دل کا سکھ نہیں ہے۔ انسان کا اپنا سکھ اس کے دل کے سکھ میں اور دل کے اطمینان میں ہے۔ اور یہ کبھی اطمینان دل کو نہیں ملتا جب تک جذبات قابو میں نہ ہوں اور انسان انہیں حدِ اعتدال پر نہ رکھے۔ جو کہ رمضان کے مجاہدہ میں انسان کو سکھلایا گیا ہے۔ لوگ تو سمجھتے ہیں کہ اب رمضان ختم ہوا وہ تمام بندشیں ختم ہوئیں اور ہم اب جو چاہیں کریں یہ غلط ہے۔ مقصد تو یہ تھا کہ باقی کے گیارہ مہینے انسان اسی طرح اپنے جذبات کو قابو میں رکھے۔

تبلیغی جماعت کو تزکیہ نفس کی ضرورت

میں اب اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور وہ بات دہراتا ہوں جو میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں کراچی میں بھی کہی تھی۔ حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب رح ایک دفعہ عید کے موقعہ پر جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے کراچی میں عید کا خطبہ نہ دے سکے اس لئے عید کا میں نے خطبہ دیا۔ آپ وہاں زمین پر بھی نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ ڈاکٹر نے اتنی اجازت دی تھی کہ ایک آرام کرسی پر وہاں بیٹھیں۔ جب میں خطبہ ختم کر چکا، وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس کرسی سے اٹھ کر آئے مائکروفون کے پاس اور اپنی کانپتی ہوئی آواز میں انہوں نے فرمایا کہ ابھی فاروقی صاحب نے آپ کو بتایا ہے کہ رمضان کا مقصد نفس کی اصلاح کرنا اور دل کا تزکیہ کرنا ہے اور انہوں نے کہا کہ ویسے بھی انسان کے اپنے سکھ اور بھلائی کے لئے یہ اصلاح ضروری ہے مگر اس کی سب سے ضرورت اس جماعت کو ہے جو دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ آپ دنیا کی اصلاح کبھی نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اپنی اصلاح نہ کریں۔ یہ جو خدا کے پیغمبر اور نبیوں کا آپ نے سنا ہو گا کہ غاروں میں جا کے عبادتیں کرتے تھے۔ خود خاتم النبیین صلعم چالیس سال کرتے رہے وہ بھی کوئی پہلے نہ تھا۔ .... وہ صرف اپنے نفس کا تزکیہ تھا جب تک تزکیہ نہ ہو، جب تک انسان اپنی اصلاح نہ کرے دوسروں کی اصلاح نہیں کر سکتا تو جس جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے اشاعت اسلام کے لئے دنیا کی اصلاح کے لئے اس کو پہلے اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور یہ جو ہماری جماعت کے اندر نقائص اور جھگڑے پیدا ہو گئے ہیں یہ بھی ہمارے نفس کی اصلاح کے نہ ہونے کی وجہ سے ہیں اور تبلیغ اسلام کے لئے تو یہ اور بھی ضروری ہے۔ جو لوگ تبلیغ کا فرض دنیا میں نہ بھی کرتے ہوں ان کے اپنے گھر کے بیوی بچوں کی اصلاح کے لئے اور اپنے رشتہ داروں کی اصلاح کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ آپ کوئی موثر قدم نہیں اُٹھا سکتے جب تک کہ آپ کے کہنے میں اثر نہ ہو اور آپ کے کہنے میں کوئی اثر نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ پہلے اپنی اصلاح نہ کریں۔ اور عمدہ نمونہ پیش نہ کریں۔

دُعا

میں اس کے بعد دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہوں آپ بھی اُٹھائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی موت سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کر کے اس کے آگے جب جائیں تو شرمندہ نہ ہوں اور جس کام کے لئے اس نے چُنا ہے یعنی دنیا کی اصلاح کے لئے اس کے لئے بھی ہم اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ اس کام کو بخوبی سرانجام دے سکیں۔ (آمین ثم آمین)

قابلِ توجہ احباب

محترم پروفیسر اصغر حمید صاحب لکھتے ہیں کہ:-

حضرت امیر مرحوم و مغفور کی تفسیر کے نئے ایڈیشن کے چھپوانے کے سلسلہ میں مولنا یعقوب خاں صاحب کا خط ووکنگ سے آیا ہے۔ مولنا صاحب کی خواہش ہے کہ اگر بعض احباب کے علم میں ایسے اہم مضامین آئے ہوں جن کا تفسیر میں ذکر ہے لیکن انڈیکس میں ان کا ذکر اور حوالہ نہیں تو وہ ایسے مضامین اور حوالہ جات کی فہرست سے انہیں مطلع کریں تا کہ نئے ایڈیشن میں یہ کمی دور کر دی جائے۔ اور امید ہے احباب اس طرف توجہ فرما کر ایسے حوالجات سے سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو مطلع فرمائیں گے۔

اس کے علاوہ خان صاحب یہ بھی چاہتے ہیں کہ ایسے نقشہ جات مہیا کئے جائیں جن میں ان تمام جگہوں کی نشان دہی کی جائے جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے یا خود قرآن مجید میں مذکور انبیاء کے مقام تھے۔ والسلام

(اصغر حمید $\frac{12}{4}$ ۶۲)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ چند دن کیلئے کراچی تشریف لے گئے تھے ..... ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو آپ نے جمعہ کی نماز کراچی ہی میں پڑھائی۔ لاہور میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے نماز جمعہ کرائی ۲۳ اپریل کو آپ لاہور واپس تشریف لے آئے۔

آہ! ملک عبد القدوس

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ سے سُنی جائے گی کہ راولپنڈی کے سرگرم نوجوان ملک عبد القدوس صاحب جن کے جناح گرلز ہائی سکول میں جماعت راولپنڈی کی نماز جمعہ اور دیگر اجتماعات اور جلسہ سالانہ وغیرہ منعقد ہوتے ہیں۔ چند دن بیمار رہ کر ۲۱ اپریل کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ ملک فضل کریم صاحب مرحوم ٹھیکیدار راولپنڈی کے ہونہار سپوت تھے دینی کاموں اور جماعتی مشاغل سے انہیں گہرا لگاؤ تھا، اور راولپنڈی کے جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کے لئے ان کا سکول وقف رہتا جس کو وہ ایسے موقعوں پر نہایت محبت کے ساتھ پھولوں اور طغراؤں سے سجا دیتے تھے اور مہمانوں کی خاطر مدارات اور قیام و طعام کا انتظام انہی کے زیر اہتمام ہوتا تھا، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین کے ممبر بھی تھے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی رُوح پر ہزار ہزار برکتیں اور رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب کرام سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کی رُوح کو ثواب پہنچائیں۔

ایک بچی کی وفات

کوڈکی ضلع شیخوپورہ سے محمد زکی ہلتی صاحب لکھتے ہیں:—

"میری لڑکی عزیزہ رفاقت زکی آج ۱۹/۴/۶۲ کی صبح پونے دس بجے قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون دوسری لڑکی الآد زکی اور لڑکا مبشر دونوں اسہال اور بخار کی وجہ سے کافی بیمار ہیں۔ دعا فرماویں کہ مرحومہ کو خدا تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور دوسرے بچوں کو محفوظ فرمالے۔ آمین

شادی کی تقریب

۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء کو محمد مسعود صاحب صدیقی سپرنٹنڈنٹ آفیسر ڈسٹرکٹ پولیس لاہور کی صاحبزادی رضیہ صدیقہ سلمہا کی شادی محمد عبد الحفیظ صاحب ایم اے سے ساتھ مال ڈسٹرکٹ پولیس لائن ایمپریس روڈ لاہور میں بالعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر سر انجام پائی، برات سیالکوٹ سے آئی مسعود صدیقی صاحب نے حاضرین کی تواضع پُر تکلف دعوت طعام سے کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے۔

جلسہ راولپنڈی

۱۴-۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اشاعت شاخ راولپنڈی کا سالانہ جلسہ جناح گرلز ہائی سکول میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ ہوا، جس میں مقامی احمدی اور غیر از جماعت احباب کے علاوہ دور و نزدیک سے آئے ہوئے بہت سے دوستوں نے شرکت فرمائی جلسہ کے پروگرام کے مطابق جماعت کے سرکردہ بزرگوں اور مقررین نے اپنے مواعیظ حسنہ اور علمی تقاریر سے حاضرین کو... مستفید فرمایا اور باجماعت نمازوں میں اسلام کی سربلندی اور جماعت احمدیہ کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور رقت و زاری کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔ جس کا نہایت گہرا اثر حاضرین پر ہوا جلسہ کی مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

ایک ہونہار بچہ

جماعت پشاور کے سرگرم ممبر محمد الرحمن صاحب افغان کے عزیز بچہ جمیل الرحمن نے جو ساتویں جماعت کا طالب علم ہے راولپنڈی کے جلسہ سالانہ میں ایک برجستہ تقریر کی جس کا عنوان تھا "اسلام کا غلبہ احمدیت سے وابستہ ہے" اس اہم موضوع پر ایک بچہ کے منہ سے نہایت فاضلانہ تقریر سُن کر احباب کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور سب نے داد دینے کے علاوہ اس عزیز بچہ کو انعامات بھی دیئے ذیل کا پیغام اسی بچہ کی طرف سے موصول ہوا ہے:—

محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مورخہ ۱۴/۴/۶۲ کو بوقت ساڑھے بجے بندہ کی تقریر راولپنڈی جلسہ میں "اسلام کا غلبہ احمدیت سے وابستہ ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ تقریر کے اختتام پر بزرگان جماعت نے اس کو پسند کر لیا اور اپنی دعاؤں اور تحسین کے علاوہ اکثر بزرگان سلسلہ نے انعام و اکرام سے بھی مجھے نوازا اسی طرح مستورات نے بھی بلا کر میری حوصلہ افزائی کی۔ اکثر نے مجھے تبلیغ کے لئے زندگی وقف کرنے کی ہدایت کی۔ جن میں میرے والد صاحب کے دوست شیخ محمد طفیل مبلغ اسلام امام دوکنگ کی ہمشیرہ پیش پیش تھیں یہ سب کامیابی میری والدہ محترمہ اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں اور والد صاحب کی خاص توجہ کا نتیجہ ہے جن بزرگوں نے مجھے انعامات و اکرامات سے نوازا ہے چونکہ ان سب کے نام مجھے نہیں آتے کہ ان کا علیحدہ علیحدہ شکریہ ادا کیا جا سکے۔ اس لئے بذریعہ اخبار پیغام صلح میں قلب صمیم سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ دین و دنیا میں سرخرو کرے اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کا موقعہ عطا فرمائے۔ میرے والد اور والدہ صاحبہ بھی سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔

انعام میں مجھے بھائی انور نے ایک خوبصورت پین دیا ہے اور ساتھ ہی تلقین کی ہے کہ اس کو اشاعت اسلام کے کاموں میں استعمال کروں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اور یہ قلم انشاء اللہ سیف کا کام دے گا۔ والسلام محمد جمیل الرحمن ولد

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن کے ہاں واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۷ مئی ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۷ مئی ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ مئی ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا، ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	چندہ	نمبر	چندہ
۱۲	6.00	۶۴۸	6.00
۲۰	6.00	۷۴۴	6.00
۴۱	6.00	۷۴۵	6.00
۹۳	6.00	۹۵۷	12.00
۱۰۱	6.00	۹۶۴	6.00
۱۲۸	6.00	۱۰۵۳	6.00
۱۴۸	6.00	۴۱۹	12.00
۲۰۲	6.00	۴۲۶	12.00
۲۳۱	6.00	۴۴۶	6.00
۲۴۰	6.00	۶۳۶	6.00
۳۲۰	6.00	۶۲۸	6.00

ضرورت ہے

از نشاد احمد طالب علم نیو مسلم کالج لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ نیو مسلم کالج کے نوماہی کوائف

نیو مسلم کالج جو لاہور کے بڑے بڑے کالجوں سے گھرا ہوا ہے۔ اپنی قسم کا بالکل نیا کالج ہے۔ اس کے ایک طرف کالج آف اینمل ہسبنڈری۔ دوسری طرف اسلامیہ ڈگری کالج سول لائنز۔ تیسری طرف گورنمنٹ کالج لاہور اور چوتھی طرف سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور ہیں۔ اس طرح یہ کالج ایک طرف تو اس کے اساتذہ اور طلباء کی عمدہ سے عمدہ روایات اپنے اندر پیدا کر کے ان کے ہم پلہ ہونے کی کوششیں کر رہا ہے دوسری طرف اپنے طلباء میں اسلام اور اسلامی روایات سے بھی دلی تعلق اور ہمدردی پیدا کر رہا ہے۔

بفضل خدا یہ کالج بورڈ آف سیکنڈری اور انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن سے منظور شدہ ہے۔ اب تمام تر کوششیں اس بات کی ہو رہی ہیں کہ یہ کالج اپنے معیار اور اسلامی روایات کے لحاظ سے ایک مثالی کالج بن جائے (قومی تعلیمی رپورٹ کے مطابق) اچھے انٹرمیڈیٹ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہوتے ہیں:۔

(۱) طلباء میں علمی صلاحیتیں پیدا ہوں۔ تا وہ اپنی معاش حاصل کر سکیں۔

(۲) فارغ التحصیل ہو کر ڈگری کالج میں اپنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

(۳) اچھے شہری اور نیک مسلمان بنیں۔

خدا کے فضل سے نیو مسلم کالج یہ تینوں مقاصد اچھی طرح پورے کرنے میں شب و روز منہمک ہے۔ اس کا سٹاف لائق محنتی اور دینی جذبہ سے سرشار ہے۔ طلباء با ادب محنتی۔ نیک اور ہر کام میں اپنے اساتذہ صاحبان سے دلی ہمدردی رکھتے اور ہر طرح سے معاونت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

طلباء کی تعداد

اس کالج میں پہلے سال لوگوں کی ناواقفیت کے باوجود ۱۳۰ طلباء داخل ہوئے۔ یہی ۱۳۰ طلباء اگلے سال ۳۰۰ طالب علم اور لا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عملی مشاہدہ کہ جس محنت، باقاعدگی اور ہمدردی سے یہاں کا سٹاف درس و تدریس کر رہے ہیں اس لحاظ سے یہ کالج منفرد ہے۔

مجالس اور انکی سرگرمیاں

ہر ماہ دو تین ایسی مجالس ہو جاتی ہیں جن سے طلباء کی علمی واقفیت بڑھتی اور اسلامی اصولوں کی عظمت اُن کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سابقہ مجالس میں ماہ صیام کی اہمیت، روزے کی عظمت، اساتذہ کی فرمانبرداری، اسلامی خلافت، اسلامی کردار پر تقاریر ہوتی رہیں۔ اشاعت اسلام پر مقالے پڑھے جاتے رہے۔ جناب احمد مکڈا جو افریقہ کے ایک مسلمان نوجوان مشنری ہیں، افریقہ میں اسلام کے موضوع پر تقریر جغرافیائی سوسائٹی میں فرمائی اور "ایک مسلم یوتھ موومنٹ" پر کالج یونین میں کی۔ جن سے طلباء کو افریقہ کے حالات سے آگاہی ہوئی اور افریقہ میں تبلیغ اسلام کا جذبہ بڑھا۔

معلومات کے لحاظ سے جناب ڈاکٹر مقبول بیگ ایم اے۔ پی۔ ایچ ڈی نے جغرافیائی سوسائٹی میں ایک علمی تقریر کی۔ فاضل مقرر نے (اپنے چشم دید حالات کی بناء پر) دنیا کے پروپیگنڈے کو غلط ثابت کرتے ہوئے بتایا کہ ترک قوم سچی مسلمان ہے اور انمیں استبداد کی محنت اور اسلامی روایات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں۔

بزم اسلامیات میں یوم حضرت عمرؓ۔ روزے کی عظمت اور طلباء کے اسلامی فرائض پر تقاریر ہوتی رہتی ہیں۔

بزم اُردو لگاتار مقالات پڑھواتی ہے۔

شاید ہی کسی کالج کی مختصر سی زندگی میں اتنی سرگرمیاں ہوتی ہوں۔

خدمت خلق

اس کالج کے طالب علم خدمت خلق میں بھی پیش پیش ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے غریب طلباء کی امداد کے لئے ڈیوٹی سوسائٹی بنائی ہے جو غریب اور نادار طلباء کے لئے چندے جمع کرتی ہے۔

نرالا کالج

یہ کالج ایک ایسی جماعت کا کالج ہے۔ جس نے بیرونی ممالک میں جا کر ہزاروں انگریزوں اور جرمنوں کو مسلمان کیا۔ یہ جماعت اب افریقہ میں اپنے مشن بھیج رہی ہے۔ اس کے طلباء میں اشاعت اسلام کا جذبہ موجزن ہے

(باقی بر صفحہ ۔۔)

نیو مسلم کالج لاہور۔ بسلسلہ صفحہ ۱۴

جماعت کے نقشِ قدم پر چلنے کو تیار رہیں۔ ہماری ان سے التماس ہے کہ وہ کالج میں آئیں اور اپنے خیالات سے طلباء کو مستفید فرمائیں۔ تاکہ ہم بھی وہی جذبہ پیدا کریں جو اُن میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ نرالا کالج کہلائے گا۔ کیونکہ اس کے طالب علم نہ صرف دنیاوی بلکہ دینی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیں گے اور دنیا پر ثابت کر دیں گے۔ کہ سچے اسلام کے نام لیوا۔ دنیا میں ہر وقت تبلیغ اسلام کے۔ لئے تیار رہیں۔

چند تجاویز

(۱) جو طلباء غریب اور نادار ہوں۔ مگر تعلیم میں اچھے ہوں ان کی مالی اعانت فرمائی جائے۔ ہمیں خوشی محسوس ہوتی ہے (۲) جن طلباء میں تبلیغ کا جوش اور جذبہ ہو۔ ان کی طرف خاص توجہ دی جائے تاکہ وہ (تحصیل علم کے بعد) اعلیٰ پایہ کے مبلغ بنیں (۳) ہماری پرنسپل صاحب سے درخواست ہے کہ گاہے بگاہے حضرت امیر جماعت مولانا صدرالدین صاحب شیخ میاں محمد صاحب۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ مولانا یعقوب خانصاحب۔ میاں فاروق احمد... صاحب اور خان غلام ربانی خانصاحب کے لیکچر کالج میں کرائیں تاکہ اکابرین اور طلباء میں رشتہ اور اتحاد قائم ہو جائے۔ (۴) ہمارے لئے ایک عمدہ لائبریری۔ ایک اعلیٰ کھیل کا میدان اور کامن روم مہیا کریں جس میں بیٹھ کر ہم اپنے وقت کو اچھے تعلیمی کاموں میں لگا سکیں نیز کالج کے کمروں سے مہاجرین کا اخراج کرایا جائے۔ مسلمانوں نے اپنے ترقی کے دور میں بہت سے کالج۔ ہسپتال سکول۔ سرائیں۔ مسجدیں اور دیگر عامۃ الناس

(باقی پر صفحہ ۱۶ اشتہار کے نیچے)

پیغام صلح مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۳۸۳۶ شمارہ نمبر ۱۷
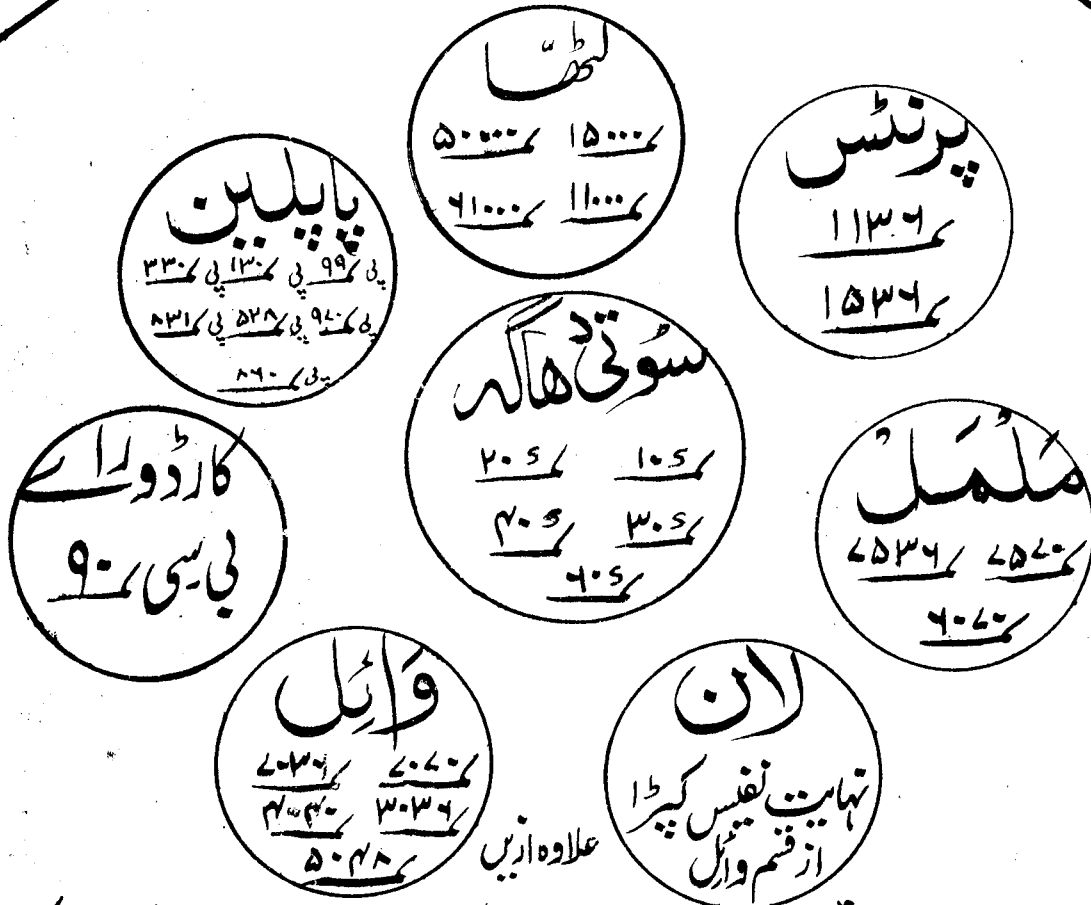
کی فلاح وبہبود کے طریقے اختیار کرتے ہیں، دعا ہے کہ یہ چھوٹا سا کالج ترقی کرکے ایک مشہور تعلیمی مرکز اور اصلاحی ادارہ بن جائے۔ لہٰذا اس کالج کو ایک مستقل ادارے کی حیثیت دی جائے اس میں سائنس کی جماعتیں بھی کھولی جائیں تاکہ یہاں کے طالب علم ڈاکٹر اور انجینئر بن سکیں۔ کالج بن چکا ہے اسکو حکومت نے منظور کر لیا ہے اور اس نے لاہور کے تعلیمی مرکزوں میں ایک خاص مقام پیدا کر لیا ہے جس سے انجمن پر ایک کڑی اور نئی ذمہ داری ڈال دی ہے اسکی ترقی اور شہرت اب انجمن کے کاموں سے وابستہ ہو چکی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ انجمن کا قائم کردہ کالج بہت بلند پایہ کالج ثابت ہو اور انجمن کے کاموں کو چار چاند لگا دے۔

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

ہفت روزہ

پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے

تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۲۷۴۲۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوتہ

بدل اشتراک
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۸

بحرِ حکمت کے موتی

ابو سعید ... ما یکن عندی من خیرٍ فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن یتصبر یصبرہ اللہ وما اُعطی احدٌ عطاءً خیراً واوسع من الصبر۔
(بخاری و مسلم۔ تحفۃ الاخیار۔ مشارق الانوار)

ترجمہ:-

ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے پاس مال ہوگا اسے میں تم سے چھپا کر جمع نہ رکھوں گا اور جو شخص اپنے آپ کو (ہر معاملہ میں میانہ روی سے کام لے کر) لغویات سے بچائے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور جو دنیا کے حرص اور خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو بچائے گا اور جو شخص مصیبت اور بلا میں اپنے آپ کو بہ تکلف صابر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر عطا فرمائے گا (سنو) کسی کو بہتر اور کشادہ تر صبر سے کوئی نعمت نہیں ملی۔

نوٹ:- یہ حدیث تہذیب اخلاق اور تصوف کی بنیاد ہے۔ انسان اگر تکلف سے احکام الٰہی کو بجا لانے کی کوشش کرے تو پھر وہ حقیقی طور پر ایسا مقام حاصل کر لیتا ہے کہ نیکی اور طاعت خداوندی اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ صبر سے معیت الٰہی حاصل ہوتی ہے یہ تمام مشکلات اور مصائب کی تلخیوں کو لذت میں بدل دیتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔

(باقی بر صفحہ ۱۵)

انسان پر کبھی بھروسہ نہ کرو صرف خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک شخص نے اپنی بعض مشکلات کے حل کے واسطے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کی آپ نے اسے فرمایا دعا کریں گے۔ انسان پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔ صرف خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ جب ایک انسان پر بھروسہ کرو گے تب ہی خالی رہو گے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسلام یہی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔ پھر ساری مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جلال اسی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا سے شرک کو دور کیا جائے۔ کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بخشا نہیں جائیگا۔ اس وقت بڑا شرک یہی ہے کہ حضرت مسیحؑ کو خدا بنایا جاتا ہے۔ چونکہ نصاریٰ کا فتنہ سب سے بڑا ہے اسی واسطے تو اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ قرآن شریف کی ساری کی ساری صرف انکے متعلق خاص کر دی ہے یعنی سورہ اخلاص۔ اور کوئی سورت ساری کی ساری کسی قوم کے واسطے خاص نہیں ہے۔ احد کا مفہوم واحد سے بڑھکر ہے۔ صمد کے معنے ہیں ازل سے غنی بالذات جو بالکل محتاج نہ ہو۔ اقنوم ثلاثہ کے ماننے سے وہ محتاج پڑتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ صفحہ ۱۳)

مکتوب ووکنگ

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

مختلف تقریبات اور جلسوں میں شمولیت

انگلستان کے گرامر سکولوں میں مذہب کے تقابلی مطالعہ کا سلسلہ حال ہی میں شروع ہوا ہے۔ لیکن اسلام پر جو کتب نصاب میں درج ہیں ان میں سے ایک بھی کسی مسلمان کی لکھی ہوئی نہیں۔ بعض اساتذہ اسی کمی کو پورا کرنے کی غرض سے کبھی کبھی کسی مسلمان مقرر کو بلا کر طلباء کے سامنے اسلام پر تقریر کرنے کے لئے کہتے ہیں۔

۱۹ر مارچ کو گوڈلمنگ کے گرامر سکول میں جانے کا اتفاق ہوا۔ بعض طلباء اور طالبات اسکول کے بعد یونیورسٹی میں عیسائیت پر خاص تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے ان سے خوب دلچسپ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

اس سے قبل ۱۷ر مارچ کو ورلڈ سپرچوئل کونسل کی مجلس منتظمہ میں شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ مجلس کے صدر مشہور موسیقار سر ایڈرین بولٹ تھے۔ اس اجلاس میں سال رواں کی کانفرنس کا موضوع اور تاریخ مقرر کی گئی جس میں ایک اجلاس کی صدارت کے فرائض میرے سپرد کئے گئے۔

۲۰ر مارچ کو ورلڈ کانگرس آف فیتھس لندن کے دفتر میں مسز برٹ نل کی "صوفی ازم" پر تقریر تھی۔ اس جلسہ کی صدارت کے لئے مجھے کہا گیا۔

۲۲ر مارچ کو عرب ریاستوں کی لیگ نے اپنی سترھویں سالگرہ منائی لندن میں ان کا یہ پہلا بڑا اجتماع تھا۔ عین توقع شراب کا دور چلا جو ایسی تقریبات کا جزو ثانی ہے۔ ہندوستان کے فنکشن اس لغویت سے پاک ہوگئے ہیں۔ کاش مسلم ممالک بھی قرآن کی نہ سہی پنڈت نہرو کے مسلک کی ہی پیروی کریں۔ ایسی مجالس میں جانے کو طبیعت نہیں چاہتی لیکن اس لئے چلا جاتا ہوں کہ ان لوگوں سے بھی ملاقات ہوجاتی ہے جن سے ملنے کی اور صورت نہیں ہوتی۔ اور پھر سب لوگ شغل مے میں شریک بھی نہیں ہوتے۔

۲۴ر مارچ کو ہالینڈ میں ایک کانفرنس ہو رہی تھی وہاں اپنا پیغام بھیجا۔

۲۶ر مارچ کو پاکستان ہاؤس میں یوم تقریب پاکستان پر جانے کا اتفاق ہوا۔

۲۷ر مارچ کو اولڈ ووکنگ میں یڈ صومت پر ایک انگریز کا لیکچر تھا۔ وہاں شرکت کے لئے گیا۔

۳۱ر مارچ ہفتہ کا دن بہت مصروفیت میں گذرا۔ صبح ساڑھے دس بجے بروک وڈ میں جنازہ تھا۔ وہاں سے آنے کے بعد مسجد میں مسٹر مغل کا نکاح ایک انگریز لڑکی سے پڑھایا کوئی تیس کے قریب افراد شریک ہوئے اور ساری کارروائی کو فلمایا گیا۔ تین بجے ہائینڈ ہیڈ کے گرجا سے ایک پارٹی مسجد دیکھنے کے لئے آئی۔ ان سے اسلام اور عیسائیت کے متعلق تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ اس پارٹی کو چائے پلائی گئی۔ ان کے چلنے کے بعد میں وکٹوریا (لندن) چلا گیا۔ دوسرے دن یکم اپریل کو حسب معمول ووکنگ میں مہمان آئے۔ میاں غلام عباس صاحب اور ان کے صاحبزادے بھی تشریف لائے۔ کچھ دوست سائپرس کے تھے۔ پاکستانی ہائی کمیشن کے دفتر سے بھی کچھ لوگ آئے تھے۔

۳ر اپریل کو مسٹر فلاورز کوئی گھنٹہ بھر کے لئے ووکنگ آئے وہ تبلیغی دورہ پر اگلے روز ساؤتھ افریقہ روانہ ہونے والے تھے۔

۵ر اپریل کو دلنواز خان برادر صغیر ریٹ نواز خان کا جنازہ تھا۔ ان کی شادی بھی مسجد ووکنگ میں ڈیڑھ سال قبل ہوئی تھی۔ یکلخت حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ انہوں نے لندن میں ایک مکان خریدا تھا اور پھر دو ماہ قبل نئی کار خریدی تھی۔ ابھی ہفتہ گذرا کہہ رہے تھے کہ خدا نے ان پر فضل کیا اور انہیں ہر طرح کی خوشیاں دکھائیں ہیں۔ کار کو صاف کرتے کرتے تکلیف شروع ہوئی اور دوسرے دن اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۶ر اپریل کو بروکن ہرسٹ (ترد ساؤتھ ہیمپٹن) کے گرامر سکول میں اسلام پر تقریر تھی۔ طلباء وطالبات نے تقریر کے بعد بہت سے سوالات کئے۔ اساتذہ بھی بحث میں شریک ہوئے۔ بعض ہندوستان اور مراکو سے بھی ہو کر آئے تھے۔ ایسے جلسوں کی صدارت کے لئے اسی جماعت کی کسی لڑکی یا لڑکے کو کہتے ہیں اساتذہ ایک طرف بیٹھ کر تمام کارروائی کو دیکھتے رہتے ہیں۔

مانچسٹر کو روانگی

بروکن ہرسٹ سے واپس آکر اگلے روز صبح مانچسٹر روانہ ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔ اپنی اہلیہ سے ٹکٹ کے لئے رقم مانگی تو حامد علی شیخ کہنے لگے کہ کچھ زیادہ رقم جیب میں رکھ لیں کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ میں نے کہا ٹکٹ کی قیمت کو چھوڑ کر اگر ایک دو پونڈ جیب میں ہوں تو کافی ہے۔ کہنے لگے نہیں کم از کم دس پونڈ ہونے چاہئیں۔ اتنے میں ٹیکسی آگئی اور میں سامان رکھ کر سٹیشن کی طرف چل دیا۔ چار پونڈ سواہ شلنگ کا واپسی ٹکٹ خرید کر احتیاط سے بٹوے میں رکھا۔ ابھی گاڑی آنے میں دو چار منٹ تھے اس لئے بک سٹال سے جاکر اخبار خریدا۔

گاڑی میں سخت بھیڑ تھی۔ فرسٹ کلاس کے ایک ڈبہ کے قریب کھڑا ہونے کو جگہ ملی۔ خیال آیا کہ چلو اندر بیٹھ جاؤں۔ پھر سوچا کہ اخبار پڑھتے ہی کچھ وقت گذار دو آخر واٹرلو تک ہی تو جانا ہے وہاں سے دوسری گاڑی بدلنی تھی۔

پلیٹ فارم پر اُتر کر بٹوہ نکالا تو ٹکٹ غائب ادھر اُدھر جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو بے ضرورت کاغذات اور پرزے تو مل گئے لیکن ٹکٹ نہیں ملا۔ پھر بٹوے کو دیکھا اور دوبارہ جیبوں کی تلاشی لی لیکن بے سُود۔ جو اخبار پڑھ رہا تھا اسے جھاڑا پھٹکا لیکن بیکار تھا ٹکٹ اس میں کوئی تھوڑا رکھا تھا۔ حامد صاحب ٹھیک کہتے تھے کم از کم دس پونڈ جیب میں فالتو ہونے چاہئیں۔ میرے پاس تو یہی ڈیڑھ دو پونڈ تھے اس سے تو مانچسٹر تک کا ٹکٹ بھی نہیں ملتا تھا اب یوسٹن سے مانچسٹر تک کے لئے ہوا ایکسپریس پکڑنا تھی وہ تو گئی۔ خیر اب کچھ تو کرنا ہوگا۔ یہ خیریت گذری کہ میرا لیکچر اسی دن نہیں تھا۔ مانچسٹر ذرا دیر سے بھی پہنچ گیا تو کوئی بات نہیں۔ ڈاکٹر ظفر احمد کو خاص وقت نہیں دیا تھا کہ فلاں گاڑی سے آرہا ہوں آکر لے جاؤ۔ اچھا لندن میں کسی دوست کے پاس چلتے ہیں۔ اور ٹکٹ کی رقم لے کر سوار ہوتے ہیں۔ لیکن پلیٹ فارم سے نکلنے کے لئے تو ووکنگ سے واٹرلو کا کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ ویسے انہیں کیا معلوم میں ووکنگ سے آرہا ہوں یا کہیں اور پیچھے سے۔ مشتاق صاحب کہتے تھے بہت سے لوگ دُور سے سفر کرتے ہوئے آتے ہیں اور پہنچ کر کسی قریبی سٹیشن کا نام بتا دیتے ہیں اور ٹکٹ کلکٹر ان کی بات کا یقین کر لیتے ہیں۔

اگر میں فرسٹ کلاس کے ڈبہ میں بیٹھ گیا ہوتا تو ٹکٹ چیکر نے مجھ سے وہاں ہی رقم وصول کر کے رسید کاٹ دی ہوتی اور میں اس رسید کو دکھا کر پلیٹ فارم سے باہر نکل جاتا۔ خیال آیا کہ حامد کو فون پر کہوں کہ بک سٹال کے قریب ٹکٹ گر گیا ہے ذرا جاکر دیکھ آئے۔ تاکہ رقم کی وصولی کا انتظام ہوسکے۔

گیٹ پر پہنچ کر ٹکٹ کلکٹر سے کہا کہ میرا ٹکٹ گم ہوگیا ہے۔ کہنے لگا کہاں سے آئے ہو۔

"ووکنگ سے" اور پھر میں نے اصل صورت حال سے اسے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ویسے جا مانچسٹر رہا ہوں۔

"اچھا ان صاحب سے ملئے یہ آپ کی تلاش میں تھے" اور وہ صاحب مجھے باہر لے کر چل دیئے۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

الہامات کی شرعی حیثیت

مراسلہ نگار ایشیا نے جس کے مضمون کے ایک حصہ کا جواب ہم گزشتہ شیوع میں دے چکے ہیں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ :-

" امت کے نزدیک عقائد کی بناء قرآن، سنت، اجتہاد اور اجماع ہے، الہامات جنہے مرزائی غلطی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ یا وحی الٰہی قرار دیتے ہوئے ہیں امت کے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتے جیساکہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :-

احکام شرعیہ کے ثابت کرنے میں معتبر کتاب وسنّت ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع امت بھی حقیقت میں احکام کے مثبت ہیں ان چار شرعی دلیلوں کے سوائے اور کوئی ایسی دلیل نہیں جو احکام شرعیہ کو ثابت کر سکے الہام حل وحرمت کو ثابت نہیں کرتا (مکتوب ۵۵ دفتر اوّل)

حالانکہ الہام اگر مرزائیوں کے گمان کے مطابق کلام الٰہی ہوتا تو بنیادی امور میں اولیت کے شرف کا مستحق تھا جبکہ خداوند تعالےٰ کا حکم ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم جو کچھ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو"

ان فقرات سے ظاہر ہے کہ مراسلہ نگار کے نزدیک "مرزائی" الہامات کو ان بنیادی عقائد میں سے سمجھتے ہیں جن پر شریعت اسلامی کا دارومدار ہے حالانکہ ہم نے کبھی ایسا نہیں لکھا، نہ کبھی حضرت مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو وہ حیثیت دی جس کا ذکر مراسلہ نگار نے منقولہ بالا فقرات میں کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو فرماتے ہیں :-

" وکلّ ما فهمت من عويصات القرآن او الهمت من الله الرحمٰن فقبلته على شريطة الصحة والصواب والسمت وقد كشف علىّ انه صحيح خالص يوافق الشريعة لاريب فيه ولا لبس ولا شك ولا شبهة وان كان الامر خلاف ذالك على فرض المحال فنبذ تها كله من ايدينا كالمستاخ الردّى ومادة السعال -

ترجمہ :- اور جو کچھ مجھے قرآن کی مشکلات کا فہم دیا گیا یا اللہ رحمان سے الہام کیا گیا میں نے اس کو صحت اور صواب کی شرط پر قبول کیا ہے اور یہ مجھ پر کھول دیا گیا ہے کہ وہ صحیح خالص ہے شریعت کے موافق ہے اس میں کچھ ریب نہیں اور نہ کوئی ملاوٹ ہے اور نہ شک وشبہ ہے اور اگر فرض محال کے طور پر معاملہ اس کے خلاف ہو تو ہم اسکو (یعنے اپنے الہامات کو) اپنے ہاتھ سے ردّی چیز اور کھانسی کے مادہ کی طرح پھینک دیں گے"۔ (آئینہ کمالات اسلام صـ۲۱ـ)

ان فقرات میں حضرت مرزا صاحب نے کس صفائی کے ساتھ اپنے الہامات پر شریعت کو مقدم قرار دیتے ہوئے انہیں صحت اور صواب کی شرط پر قبول کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ اگر بفرض محال کوئی الہام اس کے خلاف ہو تو ہم اسے ردّی چیز اور کھانسی کے مادہ کی طرح پھینک دیں گے۔

اس قدر وضاحت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مرزائی الہامات کو شریعت کے بنیادی عقائد میں سے سمجھتے ہیں کس قدر غلط بیانی سے کام لینا ہے۔ ہمارے نزدیک شریعت کی بنیاد کتاب وسنت ہی پر ہے، اولیاء اللہ کے الہامات اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم کی ذیل میں نہیں آسکتے وہ صرف ازدیاد عرفان وایقان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان اور اسکا عرفان انکے ذریعہ حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ "الہام حل وحرمت کو ثابت نہیں کرتا" بالکل صحیح ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے کسی الہام کو حل وحرمت کی سند قرار نہیں دیا۔ بلکہ اس کے خلاف ایک موقعہ پر جب عید کے دن رویت ھلال نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے روزے رکھے ہوئے تھے آپ کو الہام ہوا کہ "عید تو آج ہے چاہے کرو یا نہ کرو" تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس الہام کی بناء پر ہم روزہ توڑ دیں تو آپ نے فرمایا نہیں شریعت کا یہ حکم ہے کہ عید کے لئے رویت کی شرط ہے، چونکہ یہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے محض الہام کی بنا پر روزہ توڑنا صحیح نہیں۔ کیا یہ واقعہ اس بات پر گواہ نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اپنے الہام کو شریعت کا مرتبہ نہیں دیا۔ اور نہ اسے حل وحرمت کی سند قرار دیا ہے باوجود اس کے یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو شرعی حیثیت دی ہے، یا شریعت کے بنیادی عقائد میں سے قرار دیا ہے کس قدر غلط بیانی اور شرارت سے کام لینا ہے"

انگریزی ترجمہ قرآن کے انڈکس میں اضافہ کی ضرورت

گزشتہ اشاعت میں ڈاکٹر اصغر حمید صاحب کا ایک اعلان شائع ہو چکا ہے جس میں انہوں نے حضرت امیر مرحوم کے انگریزی ترجمہ قرآن کے انڈکس کی تکمیل کیلئے احباب سے ایسے حوالجات طلب کئے تھے جن کا ذکر موجودہ انڈکس میں نہ ہو، اب انہوں نے مولنا یعقوب خان صاحب کا خط برائے اشاعت ارسال کیا ہے جو انہیں اس بارہ میں موصول ہوا ہے :-

ووکنگ ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء

عزیز مکرم پروفیسر صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ۱۹؍ مارچ کا خط موصول ہوا جو جو حوالہ جات آپ نے لکھے ہیں ان کے مطابق میں نے قرآن کریم میں نوٹ کر لئے ہیں ـــ غلطیاں بھی درست کر لی ہیں۔ وہ سب کچھ نوٹ کر لیا ہے جو آپ نے Point out کیا ہے

Index میں جو غلطیاں ہیں ان کی انتظار ہے وہ بھجوا دیجئے۔

اس کے علاوہ Index کو زیادہ مفصّل کرنے کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس میں بھی آپ نے غور کیا ہوگا اور اگر کوئی اور Topics آپ نے نوٹ کئے ہوں جو آنے چاہئیں تھے اور نہیں آسکے تو مع حوالہ جات کے اس قسم کی فہرست بھی اگر آپ تیار کر سکیں تو بڑا اچھا ہوگا۔ یہ بہت محنت طلب کام ہے اور شاید آپ کو اپنے کام سے فرصت مل سکے یا نہ۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ پیغام صلح میں ایک نوٹ شائع کرا دیا جائے کہ اگر کسی دوست کو قرآن انگریزی کے Index میں کوئی کمی محسوس ہوتی ہو تو اس سے آپکو اطلاع دے دیں۔ مجھے جو اس وقت بیٹھے بیٹھے Topics سوجھے ہیں وہ یہ ہیں :-

Propagation (of Islam).
Missions (Islamic).
Dajjal.
Satan.
Democracy.
Capital punishment
Anarchy.
Socialism.
Communism

باقی برصفحہ کالم ۳

اعلانِ نکاح

"مؤرخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء بروز جمعہ پروفیسر عزیز احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی خلف رشید ڈاکٹر میر احمد صاحب مانسہرہ (جو ایم ایس سی کے امتحان میں امتیازی طور پر کامیاب ہوئے تھے اور اسی بنا پر پشاور یونیورسٹی کی طرف سے اعلیٰ تعلیم کے لئے ۲½ سال کے لئے امریکہ تشریف لے گئے) کا نکاح قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد کی دختر نیک اختر سے جو بی۔ ایس۔ سی ہیں اور ایبٹ آباد کالج فار ویمن میں ڈیمانسٹریٹر ہیں) بعوض دس ہزار روپیہ مہر پڑھا گیا مانسہرہ سے احباب جماعت و دیگر معززین شہر بعد از نماز جمعہ اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے تیار ہو کر جناب خان بہادر صاحب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی آمد کا انتظار کرنے لگے چنانچہ خان بہادر صاحب کی ڈاڈر سے تشریف آوری پر سب اکٹھے روانہ ہوئے۔ ۴ بجے ایبٹ آباد پہنچے تو جناب قاضی صاحب اور دیگر احباب استقبال کے لئے موجود تھے قاضی عبدالرشید صاحب نے ایبٹ آباد کے وکلاء و جج صاحبان کے علاوہ کافی تعداد میں معززین شہر کو مدعو کیا ہوا تھا۔ سوا چار بجے مولوی عبدالاحد صاحب نے مسنونہ آیات قرآنی تلاوت فرما کر خطبہ نکاح کا آغاز کیا اور دیگر مذاہب کی نکاح کی رسم و رواج کا اسلام کے ساتھ مقابلہ کر کے سامعین کے لئے دلچسپی اور ذوق کا سماں پیدا کر دیا۔ اور ایجاب و قبول کے بعد جانبین کے لئے دعا کی۔ قاضی عبدالرشید صاحب نے نہایت پرتکلف چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ یہاں میں اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر میر احمد صاحب کو اپنے فرزند ارجمند کے لئے بیرون جماعت سے بھی رشتے مل سکتے تھے مگر ان کی دلی خواہش اور تڑپ تھی کہ رشتہ جماعت کے اندر ہی ہونا چاہیئے اور ساتھ ہی قاضی عبدالرشید صاحب کی تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے بھی احمدیت کے رشتہ کو دیگر رشتوں کو فوقیت دے کر راحت محسوس کی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین اور جماعت کے لئے باعث مسرت و بابرکت بنائے آمین۔۔ ڈاکٹر میر احمد صاحب نے اس خوشی میں انجمن کو مبلغ دس روپیہ بطور عطیہ عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ۔

ایک اور نکاح

جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب مبلغ اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"۲۷ اپریل کو میاں ظفر حسین صاحب خلف الرشید جناب منشی محمد حسین صاحب کا نکاح ہمراہ قریشیہ اختر بی اے بی ٹی دختر میاں غلام حسین صاحب سے بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر ہوا۔ منشی محمد حسین صاحب نے مبلغ ... (بسلسلہ شرائط) عطیہ اسلام و انجمن (... خوشی)

ایبٹ آباد سے غلام ربانی صاحب ایس اوی گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ لکھتے ہیں:۔

میرا لڑکا سعید بعمر اس سال (یکم مئی ۱۹۶۲ء) کو ایف اے کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ اسی طرح دوسرے دوستوں کے بھائی بچے بھی امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ امتحانات میں شامل ہونے والے تمام طلباء طالبات کی کامیابی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں۔ والسلام۔

درخواست دعائے صحت

پشاور سے میر مدثر شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ کار کے ایک حادثہ میں انہیں کافی چوٹیں آئی ہیں جس کی وجہ سے گیارہ دن ہسپتال میں رہنا پڑا۔ اب قدرے افاقہ ہے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

بہاولپور میں درس قرآن

محمد اقبال چغتائی صاحب صدر جماعت بہاولپور سے لکھتے ہیں:

"جماعت بہاولپور کا ایک خصوصی اجتماع ۲۲ اپریل ۱۹۶۲ء کو بسلسلہ درس قرآن حکیم بمکان مختار احمد صاحب سیکرٹری جماعت بہاولپور منعقد ہوا۔ محترم عبدالعزیز خان صاحب گارڈ خانپور اور مولانا محمد علی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ آئے ہوئے تھے۔ درس قرآن کی ابتداء محترم ضیاء الحق احمد صاحب صدیقی نائب صدر جماعت احمدیہ بہاولپور نے کی اور سورۃ فاتحہ کا ترجمہ اور تفسیر سنائی محترم مختار احمد صاحب سیکرٹری جماعت نے سورۃ جمعہ کی تفسیر بیان فرمائی و آخرین منہم پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں بندہ نے سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیات کا ترجمہ سنایا اور احادیث میں سورت کہف کی ابتدائی دس اور آخری دس آیات کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ فتنۂ دجال سے بچنے کا نسخہ ہے۔ ان آیات میں عیسائی اقوام کی دو حالتوں یعنی عیسائیت اور دنیوی ترقیات کا ذکر ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ دجال انہی اقوام کو کہا

انگریزی ترجمہ قرآن (بسلسلہ صفحہ ۳)

Fruit.

Nationalism

Racialism

Colour bar and Viceregent (man as)

burning Topics

اس قسم کے جو burning Topics ہیں جن کے متعلق قرآن سے کوئی حوالہ کوئی شخص تلاش کرنا چاہے تو اسے آسانی ہو جائے گی۔

میرا خیال ہے کہ جن جن مقامات کا قرآن میں ذکر آیا ہے اگر کوئی نقشہ آخر پر بڑھا دیا جائے جس میں وہ سب مقامات دکھائے جاویں تو ایک نیا فیچر ہو جاوے گا۔ جن انبیاء کا ذکر ہے وہ کن علاقوں میں تھے وہ بھی اگر نقشہ پر سامنے آجاویں تو ایک نئی چیز ہوگی۔ مجھے یاد پڑتا ہے پاکستان یا ہندوستان میں کسی نے ارض القرآن یا اس قسم کی کوئی کتاب شائع کی ہے جن میں ان تمام مقامات کو نقشہ پر دکھایا گیا ہے اپنے کتب خانہ والے شاید بتا سکیں [1]

[1] یہ کتاب ندوہ سے شائع ہوئی تھی (ایڈیٹر)

گیا ہے۔ بعد ازاں محترم عبدالعزیز خان صاحب ریلوے گارڈ خانپور نے تقریر فرماتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ایمان اور عمل دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں ہمیں ایمان کی بھی ضرورت ہے اور ساتھ ہی عملی زندگی کی بھی۔ آخر میں محترم مولانا محمد علی صاحب نے قرآن پاک کی چند آیات سے صحابہ کرام کی سیرت

تخلیق انسانی، زندگی کے قیام اور موت پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نحن خلقنٰکم فلولا تصدقون۔ افرءیتم ما تمنون۔ ءانتم تخلقونہٗ ام نحن الخالقون افرءیتم ما تحرثون۔ ءانتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون۔۔۔۔ فسبح باسم ربک العظیم (الواقعہ)

انسانی تخلیق اور مظاہر قدرت پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان آیات میں انسان کو اپنی تخلیق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قرآن کریم مختلف جگہوں پر زمین و آسمان۔ سیارے۔ ستارے۔ چاند سورج۔ ہوا۔ پانی اور بادل اور آگ کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان پر غور کرو کہ سب مظاہر قدرت کس کے حکم کے ماتحت اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی انسانی تخلیق اور اس کی جسمانی اور ذہنی استعدادوں اور صلاحیتوں پر بھی بحث کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم۔ زمین و آسمانوں میں اس خالق کائنات کی صنعت اور کاریگری کے انمول کرشمے دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور اس کائنات میں علم و حکمت کے دریا بہتے نظر آتے ہیں۔ یہ سب اس علیم و حکیم خالق کی وجہ سے ہیں۔ اور اسی طرح سے انسان کی اپنی ذات میں تخلیق کے عظیم کرشمے موجود ہیں۔ تمہاری ذات۔ تمہاری جوانی یہ قد و قامت، یہ تمہاری روشن پیشانی۔ یہ روشن دماغ۔ تمہاری صلاحیتیں اور استعدادیں کس کی تخلیق کا نتیجہ ہیں نحن خلقنٰکم یہ سب کچھ ہم نے پیدا کیا ہے فلولا تصدقون غضب ہے جو پھر بھی تم نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اپنے ہاتھ میں رکھی ہے لیکن کبھی انسان غلطی سے کہتا ہے کہ انسان کو اس کے ماں باپ پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنی تخلیق پر غور کرو اور سوچو کہ ماں باپ کا علم اور جذبہ حسب منشاء اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔ والدین چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد قد و قامت میں اچھی ہو، مگر پیدا گھٹی مٹھی ہو جاتی ہے۔ کبھی سوچتے ہیں ۔۔۔۔۔ ۔۔ ہم کہ سفید رنگ کا بچہ پیدا ہو لیکن کالا کلوٹا پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ تندرست بچہ ہو مگر مریض ناتوان بچہ پیدا ہو جاتا ہے کبھی کہتے ہیں کہ ارسطو پیدا ہو مگر کودن مزاج بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ لڑکا پیدا ہو تو لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی والدہ کے شکم میں ہی بچہ مر جاتا ہے اور مردہ پیدا ہوتا ہے۔ کبھی آٹھ ماہ پیٹ میں رہنے کے بعد مردہ پیدا ہوتا ہے جیسے اٹھراہ کی بیماری کہتے ہیں بڑے بڑے نقشے ماں باپ اپنی اولاد کے متعلق اپنے دماغ میں بناتے ہیں کہ تندرست ہو، حسین ہو، سعادتمند ہو۔ ذہین و فہیم ہو۔ لیکن یہ سب کچھ تمہارے اختیار اور علم سے دور ہے۔ نہ صحت و حسن میں تمہارا علم کام کرتا اور ۔۔۔ نہ زبان و آنکھ کی بناوٹ میں تمہارا جذبہ کارآمد ہے تو ماں کے پیٹ کے اندر جو چیز ہے اور جو اس کی نشو و نما کی صلاحیتیں اور استعدادیں ہیں ان کا پیدا کرنے والا کون ہے افرءیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہٗ ام نحن الخالقون تمہارے اختیار و ارادہ میں یہ قوت نہیں ہے کہ تم تخلیق کر سکو۔

انسان مختلف عناصر کا مجموعہ ہے

پھر فرمایا کہ نحن قدرنا بینکم الموت ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ہم ہی تم پر موت وارد کرتے ہیں۔ تم اپنی ذات میں اور کچھ نہیں محض عناصر کا مرکب ہو۔ جو اس سرزمین کے اوپر پھیلے ہوئے ہیں تمہارے اندر لوہا اور فاسفورس ہے۔ کیلشیم ہے پوٹاشیم ہے۔ سلفر ہے۔ کاپر ہے۔ مینگنیز ہے سالٹ ہے۔ ان اجزاء عناصر کی ترکیب سے انسان کا بچہ پیدا کیا گیا ہے کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ تم کچھ بھی نہ تھے۔ تمہارے اجزاء و عناصر ہم نے پیدا کئے۔ پھر ان عناصر کو اکٹھا کر کے تمہاری شکل میں انہیں وجود بخشا اور زندگی عطا کی۔ ماں باپ نے تمہیں پیدا نہیں کیا ہے۔ نہ پیدائش ان کے اختیار میں ہے اور نہ زندگی کا قیام ان کے بس میں ہے۔

زندگی اور موت خدا کے اختیار میں ہے

نحن قدرنا بینکم الموت۔ اگر خدا تعالیٰ نے زندگی دی ہے تو اسی کے ہاتھ میں موت ہے۔ موت بھی کسی انسان کے بس میں نہیں ہے۔ کبھی ماں کے پیٹ میں بچہ مر گیا۔ کبھی پیدا ہوتے ہی مر گیا۔ کبھی چند دنوں۔ چند ہفتوں اور چند مہینوں کے بعد مر گیا۔ کبھی جوان ہو کر شادی کرا کر ماں باپ کا دل باغ باغ کر کے داغ مفارقت دے گیا۔ بیوی بیوہ ہو جاتی ہے بہن اور ماں روتی رہ جاتی ہے۔ ڈاکٹر طبیب۔ سائنسدان۔ بادشاہ۔ ولی پیغمبر سب مر جاتے ہیں نحن قدرنا بینکم الموت۔ اگر زندگی کسی کے بس میں نہیں تو موت کے پیالے کو بھی کوئی نہیں ٹال سکتا۔

غلہ جات کی پیدائش خدا کے ہاتھ میں

پھر فرمایا افرءیتم ما تحرثون۔ زندگی کے قیام کے لئے ارزاق کی ضرورت ہے۔ کیا تم اپنی کھیتی باڑی پر بھی غور کرتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بیج کا بنانا اور اس کو درخت بنا دینا تمہارے ہاتھ میں ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ زمین کی ساری خوبیاں جمع ہو کر اور آسمان کی طاقتیں اکٹھی ہو کر دانے کو درخت بناتی ہیں۔ زمین کی شادابی اور زرخیزی، ہوا، گرمی، روشنی اور پانی۔ یہ سب طاقتیں باہمی اشتراک اور تعاون سے تمہارے غلہ جات، تمہارے پھل پھول تمہاری سبزیاں ترکاریاں اور چارے پیدا کرتے ہیں۔ یہ طاقتیں تمہارے بس میں نہیں ہیں۔ تم اس دانے اور گٹھلی پر اختیار نہیں رکھتے۔ تمہیں بالیقین خبر نہیں کہ یہ دانہ یا گٹھلی پودے یا درخت کی شکل میں اُگ آئے گا۔ زمین کی خاصیتوں پر تمہیں قدرت نہیں۔ روشنی گرمی اور بارش و ہوا پر قدرت نہیں۔ کون ہے وہ ماہر زراعت جو ماہ اپریل میں گندم کا بیج ڈال کر اُگا سکتا اور پکا سکتا ہے؟ وہ مجبور ہے اس لئے کہ اس کی کاشت کے لئے اکتوبر کے خاص موسم اور خاص آب و ہوا کا ہونا ضروری ہے۔ یہ تمہارے بس میں نہیں۔ کبھی کبھی ہری بھری کھیتیاں طوفان یا دہ باراں کی وجہ سے ویران ہو جاتی ہیں، اور پھل پھول آندھیوں کی نذر ہو جاتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ مارچ کے مہینے بھر میں بارش اور ابر رہے اس لئے مسور اور چنے پھل نہ لا سکے۔ کبھی مکڑی کھا گئی اور کبھی تیلا لگ گیا۔ انسان کتنی محنت کرتا ہے۔ کسان سہانے خواب دیکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ آخر میں اس کمائی کا کچھ حصہ بھی اس کے ہاتھ لگے گا یا نہیں۔ بعض اوقات تو بھری کھیتیاں اُجڑ جاتی ہیں۔ تو فرمایا تمہارے کھانے پینے کے لئے ہم نے پھل اور غلہ جات پیدا کر رکھے ہیں۔ کپاس کو حکم دے رکھا ہے کہ تمہارے لئے کپڑا تیار کرے۔ سرسوں کو حکم دے رکھا ہے کہ روغن تیار کرے ءانتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون۔ اپنی طاقت قدرت، اور ہمت و محنت کا اندازہ لگاؤ کہ کیا تم یہ فصلیں اور غلہ جات اور پھل اور سبزیاں اُگا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں، یہ بھی ہماری ہی قدرت میں ہے، تمہارے بس میں نہیں۔

پانی پر اللہ تعالیٰ کی حکومت

افرءیتم الماء الذی تشربون۔ یہ جو تم پانی اور چائے پیتے یا کوئی اور مشروب پیتے ہو۔ اس کے بغیر انسان ہی اور نہ حیوان ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ تو کیا یہ پانی تم بنا سکتے ہو؟ اس کا بھی

ہم ہی سامان کرتے ہیں۔ سمندر خشکی سے تین حصے زیادہ ہے۔ سورج کی حرارت سے سمندر کا پانی گرم ہو کر بھاپ بن جاتا ہے۔ پھر ہوا اپنے دوش پر اس بھاپ کو لاد کر دور دراز علاقوں میں لے جاتی اور خشک اور پیاسی زمین پر گراتی ہے۔ سوچو تو ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن منزلون۔ کیا دور دراز علاقوں میں یہ پانی کے بادل تمہاری کوشش و محنت اور تمہاری قدرت و طاقت کے طفیل پانی برساتے ہیں یا ہم ہی اس سامان کے پیدا کرنے والے ہیں۔ اور غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ کرشمے اسی قدرت والے رحیم و کریم خالق اور رب کے ہیں اس نے تمہارے لئے تمہارے مویشیوں کے لئے تمہارے پرندوں چرندوں کے لئے تمہارے کھیتوں اور باغات کے لئے پانی کا انتظام کیا ہے۔ لونشاء جعلنٰہ اجاجًا کسی جگہ ہم کڑوا پانی بنا دیتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو میٹھا کر سکے۔ آج ہم سیم اور تھور کو ختم کرنے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ یورپ کے ماہرین اس کے انسداد کے لئے اپنے علم و فن کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ کون ہے جو سیم و تھور کو پیدا کرتا ہے تمہارے اختیار سے بے شمار چیزیں باہر ہیں۔ تم پر خود اپنا اختیار نہیں۔!

آگ کی پیدائش خدا تعالیٰ کے بس میں

پھر رزق کے پکانے کے لئے آگ چاہیئے افرءیتم النار التی تورون اس آگ کو دیکھو جو تم جلاتے ہو، دنیا کا کوئی گھر یا کوئی کارخانہ، یا کوئی کاروبار ایسا نہیں جس میں تم آگ سے کام نہ لیتے ہو۔ ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون۔ کیا اس درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟

درختوں میں آگ

یہ سبز درخت جو ہم پر سایہ فگن رہتے ہیں۔ ہم اس کی ٹھنڈی چھاؤں میں دھوپ سے آرام پاتے ہیں۔ اس کے پھل کھاتے ہیں۔ اس کے پھول روح کو تازگی بخشتے ہیں۔ لیکن اس درخت کے اندر آگ ہے جو اس کو جلانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ آگ کس نے جمع کر دی ہے سائنسدان کہتے ہیں کہ تمام درخت سورج کی حرارت اور توانائی کو اپنے اندر جذب کرتے رہتے ہیں۔ یہ درخت کس نے پیدا کئے اور یہ آگ جس کے تم محتاج ہو ان کے اندر کس نے پیدا کی ہے؟ نحن المنشئون۔ یہ صرف ہم نے پیدا کئے ہیں۔

آگ میں غور و فکر کا سامان

نحن جعلنٰھا تذکرۃ ہم نے اسکو تمہارے لئے غور و فکر اور سوچ و بچار کا سبب بنایا ہے کہ تم فکر کرو۔ تمہارا دودھ اس کے بغیر کیسے گرم ہو۔ چائے کس طرح تیار ہو۔ کھانا کیسے پک سکے کیا آگ کے بغیر تمہاری زندگی قائم رہ سکتی ہے؟ آخر یہ آگ کا سامان کس نے پیدا کیا ہے تم نے یا ہم نے؟ یہ تمہارے غور و فکر کی چیزیں ہیں۔ جب روٹی تمہارے سامنے آئے تو غور کرو کہ اس کی تیاری کے لئے اللہ تعالےٰ نے کیا کیا سامان فراہم کئے ہیں ومتاعًا للمقوین تمہاری زندگی اور تمہارے اخلاق کے لئے اور تمہاری غذا کے لئے اس میں سامان ہے۔ اس لئے اسے تذکرہ پہلے کہا گیا ہے اور متاعًا بعد میں آیا ہے۔

ان دلائل بیّنہ کی روشنی میں خدا کا شکر بجا لاؤ

اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں کس قدر بیّن دلائل بیان فرمائے ہیں، کہ تمہاری ذات۔ تمہاری جوانی تمہاری شکل و صورت۔ تمہارا قلب و دماغ اور تمہاری ظاہری باطنی بے شمار استعدادیں اور تمہارے زندہ رکھنے کے کثیر ذرائع غلہ جات۔ میوہ جات، لباس روغن۔ پانی، آگ ہوا وغیرہ۔ ان تمام کی تمام چیزوں پر غور کرو۔ ساری دنیا مل کر ان ذرائع حیات کو پیدا نہیں کر سکتی۔ ان میں انسان کے لئے فکر و تدبر کے سامان ہیں۔ فلولا تشکرون۔ پھر اس علیم و حکیم اور قادر و خالق خدا کی شکر گذاری کرو۔ فسبح باسم ربک العظیم۔ اور اپنے عزت و عظمت والے خدا کی شکر گزاری کے طور پر اس کی حمد و ثنا کے لئے۔ اس کے حضور جھک جاؤ۔

ضروری تصحیح

۱۸؍اپریل ۱۹۶۲ء کے اداریہ (ص ۳) میں کالم اوّل کے نیچے سے اوپر کو تیسری سطر میں جو یہ فقرہ ہے "۔۔۔ کاملین امت کا ایمان جو "علم الیقین" کے انتہائی مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے"

اس میں "علم الیقین" کے بجائے "حق الیقین" پڑھا جائے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

متقی کی دوسری علامت اور اکابر زمانہ کی [illegible]

مقدمات میں حضرت مرزا صاحب کی کامیابی

کامل متقی کی پہلی علامت قرآن کریم کی رو سے یہ بتلائی گئی ہے کہ مشکلات کے وقت میں اللہ تعالےٰ ان کی ایسی مدد کرتا ہے کہ وہ ان سے کامیابی اور عزت کے ساتھ نکل آتا ہے مثال کے طور پر میں نے سابقہ قسطوں میں تین مقدمات کا ذکر کیا ہے جن کو سنگین بنانے کی انتہائی کوشش مخالفین نے کی اور جن میں پھنسا کر سزا دلوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن ادھر خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو اپنی مدد کا یقین دلاتے ہوئے اسکی کامیابی اور اس کے مخالفوں کی ناکامی کی بشارت پر بشارت دی اور آخر خدا تعالےٰ کے غیر متبدل قانون مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین کے ماتحت دشمنوں کی تمام تدابیر ناکام ہو کر رہ گئیں اور خدائی تدبیر ہی کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور اس کا متقی بندہ ان تمام مقدمات سے کامیاب و کامران ہو کر خدا تعالےٰ کے قانون کی اور اس کی نازل کردہ پیشگوئیوں کی سچائی ثابت کرتے ہوئے عزت و آبرو کے ساتھ بری ہو کر نکل آیا اور مخالفین حسرت اور یاس کے ساتھ منہ دیکھتے رہ گئے۔

متقی کی دوسری علامت

اب ذیل میں کامل متقی کی دوسری علامت بیان کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن مجید میں فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیء علیم۔ (البقرۃ ع ۳۹) اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تقویٰ اللہ اختیار کرنے والے کو اور تقویٰ اللہ کے قالب میں ہی اپنی زندگی ڈھالنے والے کو یہ بشارت دی ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے علم کی دولت سے مالا مال کرے گا اور دوسروں کے مقابلہ میں اسے ان معارف قرآنی سے آگاہی دے گا جن سے دوسرے محروم ہوں گے کیونکہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے جس پر کہ آیت ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون بھی وضاحت سے دلالت کر رہی ہے اور آیت لا یمسہ الا المطہرون بھی یہ بتلا رہی ہے کہ قرآن کریم کے حقائق تہی بعد ان پر کھلتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے پاک کئے جاتے ہیں۔ پس متقی اور مطہر کی شناخت کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ ایک معیار مقرر کر دیا ہے کہ وہ قرآنی علوم سے اس قدر بہرہ اندوز ہوتے ہیں کہ دوسرے اس کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وعلم آدم الاسماء کلھا کے ماتحت آدم کو وہ علم عطا کیا جس سے فرشتے بھی ناواقف تھے اسی لئے وہ بھی مقابلہ سے عاجز آ گئے پس اسی علمی فوقیت سے ہی اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے دلوں میں آدم کی برتری کا سکہ بٹھلایا جس کی بنا پر انہیں سوال واپس لیتے ہوئے کہنا پڑا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اور اسی برتری کو مشاہدہ کر کے انہیں آدم کے سامنے سر نیاز خم کرنا پڑا اور اس کی فرمانبرداری اور خدمت کا جوا اپنی گردنوں پر لینے کے لئے تیار ہو گئے اور سعادت مند لوگ وہی ہوتے ہیں جو مامور ان الٰہی کے سامنے اپنی گردنیں اسی طرح جھکا دیتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدم کے سامنے جھکا دیں اور ان کی فرمانبرداری کو اسی طرح اپنے فخر سمجھتے ہیں جس طرح فرشتوں نے سمجھا اباء اور استکبار کی راہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں جس پر کہ شیطان چلا

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مقرب الٰہی ہونیکا

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ بھی یہی تھا کہ قرآن پاک کی تعلیم پر کما حقہ عمل کرنے ...... اور حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اپنے مقرب بندوں میں داخل کرتے ہوئے انہیں اتقاء اور تطہیر کے اس بلند ترین مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں تک کہ کسی امتی کے لئے پہنچنا مقدر ہے۔ پس وہ خدا کے نزدیک متقی اور مطہر قرار پا چکے ہیں اس لئے ان کے ساتھ بھی خدا وہی معاملہ کرتا ہے جو وہ ہمیشہ سے اپنے متقی اور مطہر بندوں سے کرتا چلا آیا ہے پس یہ علامت بھی جو متقی اور مطہر کی قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ اس پر وہ قرآنی علوم کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے ان کے وجود میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے جس کا دل چاہے مقابلہ کر کے آزما لے۔

حضرت مرزا صاحب کا علماء کو چیلنج

آزمائش کے لئے حضرت مرزا صاحب نے تمام علماء کو چیلنج کیا جنہیں دعوے تھا کہ وہ حدیث نبوی
دعوے تو [illegible]
کسوٹی پر صحیح اترتا ہے لیکن علماء کو مقابل پر آکر قرآنی حقائق بیان کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوئی، البتہ یہ علماء اپنے عجز کو چھپانے کے لئے عوام میں حضرت مرزا صاحب کو نعوذ باللہ جاہل اور علوم دینیہ سے بے بہرہ مشہور کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔

ایسے لوگوں کے متعلق تین قانون الٰہی

ایسے لوگ چونکہ حق اور صداقت کی اشاعت کے راستہ میں روک بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یلبسون الحق بالباطل پر عمل کرتے ہوئے حق کو مشتبہ کر دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کے لئے تین قوانین اپنی پاک کتاب میں بیان فرمائے ہیں۔

پہلا قانون الٰہی

جن میں سے ایک تو ان الفاظ میں بیان ہوا ہے واللہ مخرج ما کنتم تکتمون (البقرہ ع ۹) یعنی جو کچھ تم چھپا رہے ہوتے ہو اللہ اسے ظاہر کر کے چھوڑتا ہے اب جیسا کہ ایک واقعہ سے جس کا ذکر ابھی آتا ہے ظاہر ہو جائے گا کہ علماء زمانہ حضرت مرزا صاحب کو علوم دینیہ سے نعوذ باللہ جاہل مشہور کر رہے تھے درحقیقت اس حرکت سے وہ اپنی لاعلمی پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتے رہے تھے۔ پس اللہ تعالےٰ نے مندرجہ بالا قانون کے ماتحت ایسے حالات پیدا کر دیئے جنہوں نے ان علماء کی قرآنی حقائق سے لاعلمی اور حضرت مرزا صاحب کا عارف بالقرآن ہونا اس وضاحت سے ثابت کر دیا کہ جس کا انکار کوئی بھی سلیم الفطرت اور منصف مزاج کر ہی نہیں سکتا۔

دوسرا قانون

دوسرا قانون الٰہی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب (آل عمران ع ۱۸) اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مومنوں میں شمار ہوتے ہیں لوگ ان کی طرف مختلف قسم کی ناپاک

باتیں منسوب کرتے رہتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے جن کا طیب ہونا دنیا پر واضح کر دیتے اور خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلا دیتے ہیں سو وہ واقعہ ابھی پیش کیا جائے گا جو مخالفین کے تمام خبر اشاعت کا غلط ہونا اور حضرت مرزا صاحب کا طیب ہونا ثابت کر دے گا اور خبیث اور طیب میں تمیز کر کے دکھلا دے گا۔

تیسرا قانونِ الٰہی

تیسرا قانونِ الٰہی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث ..... سنستدرجھم من حیث لا یعلمون و املی لھم ان کیدی متین (القلم ع ۲) یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے اور حق اور صداقت کو جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو میں ضرور ان کو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے گرفت کروں گا کہ وہ محسوس بھی نہ کریں گے کہ وہ گرفتِ الٰہی میں آ رہے ہیں لیکن وہ خدائی تدبیر کا شکار ہو جائیں گے۔ میری سنت یہ بھی ہے کہ میں ایسے لوگوں کو فوراً نہیں پکڑ لیا کرتا بلکہ ایک وقت تک انہیں مہلت دیتا رہتا ہوں تا وہ میرے مامور اور اس کے ساتھ بھیجی ہوئی صداقت کو مٹانے کے لئے جتنا زور لگا سکتے ہیں لگا لیں۔ میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے اس کی گرفت سے وہ کسی طرح بھی نکل نہیں سکتے۔

خدائی تدبیر کی تفصیل

یہ بات اوپر بیان ہو چکی ہے کہ متقی اور مطہر بندہ کی یہ ایک زبردست اور حتمی علامت ہے کہ دوسروں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ اس کو اپنی کتاب کا علم سکھلاتا ہے اور ایسا علم دینا خدا کا ہی کام ہے جیسا کہ فرمایا الرحمان علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان یعنی رحمان خدا کا کام ہی ہے قرآن کا علم دینا اور یہ علم اس طرح دیا جاتا ہے کہ ایک کامل انسان کو پیدا کر کے اسکو قرآن کریم کا بیان سکھلا دینا ہے جیسا کہ فرمایا ثم ان علینا بیانہ یعنی ہمارے ہی ذمہ ہے قرآن کا بیان کرنا پس حضرت مرزا صاحب کا یہی دعوےٰ تھا کہ وہ خدا کے نزدیک متقی اور مطہر ہیں ان کو رحمان نے قرآن کا علم عطا کیا ہے جیسا کہ ان کا الہام تبارک من علّم وتعلّم بتلا رہا ہے کہ معلّم اور متعلّم دونوں بابرکت ہیں معلّم سے مراد رسول اکرم صلعم ہیں اور متعلّم سے مراد حضرت مرزا صاحب خود ہیں قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں وارد ہوا ہے ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون اور اسی طرح آنحضرت صلعم کی شان میں ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وارد ہوا ہے ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم اپنی روحانی تاثیروں کا عکس اپنے کامل متبع پر ڈال کر اس کے دل کو حقائقِ قرآنی کے علم سے بھر دیتے ہیں اور اسی کی طرف حضرت مرزا صاحب کا الہام تبارک من علّم وتعلّم اشارہ کر رہا ہے۔

علماء کو مقابلہ کی دعوت اور ایک مذہبی جلسہ کا انعقاد

پس حضرت اقدس مرزا صاحب نے واما بنعمۃ ربک فحدث کی تعمیل میں تمام علماء کو قرآن شریف کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کی دعوت دی تو مختلف حیلوں بہانوں سے ٹالا اور الٹا عوام پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا صاحب علمی مقابلہ سے بھاگتے ہیں پس اللہ تعالےٰ نے کچھ عرصہ تک تو انکو مہلت دی یعنی ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۶ء تک پھر مذکورہ بالا تینوں قوانین کے ماتحت ان مخالف علماء کو میدان مقابلہ میں آنے پر مجبور کر دیا تا ان کی اصل حقیقت دنیا پر ظاہر ہو جائے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۸۹۶ء کے آخری مہینہ یعنی دسمبر میں لاہور کے چند لیڈروں کے قلوب میں یہ تحریک کر دی کہ وہ ایک بڑے پیمانہ پر مذہبی جلسہ کریں جس میں تمام مذاہب کے نامی علماء کو دعوت دیں کہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو کر اپنے مذہب کی خوبیاں بغیر دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کے بیان کریں۔ اس کے لئے انہوں نے پانچ سوال تجویز کئے۔ اور کہا کہ تمام مذاہب کے علماء ان پانچ سوالوں کے متعلق جو کچھ ان کی الہامی کتب بتلاتی ہیں اس پر روشنی ڈالیں، ہاں جو لوگ کسی الہامی کتاب کے قائل نہیں وہ اسی تعلیم کو پیش کریں جس کے وہ قائل ہیں اس کے لئے اس جلسہ کے بانیوں نے ہندوستان کے تمام مذاہب کو مدعو کیا اور سب نے ہی اس پر لبیک کہا چنانچہ مسلمانوں کو بھی اس جلسہ میں شریک ہونے اور اپنے خیالات کے اظہار کرنے کے لئے دعوت نامہ بھیجا گیا۔ دیگر مسلمان علماء کے علاوہ حضرت مرزا صاحب کو بھی مدعو کیا گیا۔

علمائے اسلام کیلئے دوگونہ مشکل

اب تک تو مسلمان علماء حضرت مرزا صاحب کا حقائق قرآن میں مقابلہ کرنے سے گریز کرتے رہے تھے اور اپنی عالمانہ شان کو عوام کی نظر میں محفوظ رکھتے چلے آ رہے تھے لیکن جلسہ کی تجویز نے انہیں مشکلات میں ڈال دیا اگر وہ اس جلسہ میں شریک ہو کر قرآنی علوم کی برتری دیگر الہامی کتب کے علوم پر ثابت نہیں کرتے تب ان کی عالمانہ شان پر دھبہ لگتا ہے اور اگر شریک ہوتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ان کا مقابلہ ہو جاتا ہے اور یہ وہ اپنے دلوں میں یقینی طور پر جانتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں شرمندگی اٹھانی پڑے گی گویا وہ اب ضرب المثل نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کا مصداق بن رہے تھے آخر بہت کچھ سوچنے کے بعد انہیں شرکت کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا اور وہ شریک ہو گئے۔

تفسیر نویسی میں مقابلہ

اب الٰہی قانون سنستدرجھم من حیث لا یعلمون کے ماتحت وہ تفسیر نویسی میں حضرت مرزا صاحب کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہو گئے جس سے وہ قریباً چھ سال تک گریز کرتے چلے آ رہے تھے کیونکہ اس جلسہ میں پانچ تجویز کردہ سوالوں کے جوابات قرآن کریم سے ہی دینے تھے مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی نمائندگی کرنے کے لئے پانچ علماء پیش ہوئے۔ ایک حضرت مرزا صاحب دوسرے مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی۔ تیسرے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ چوتھے مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی اور پانچویں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ لیکن صرف حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مضامین پڑھے گئے باقی دو نے کیوں نہیں پڑھے اس کی وجہ آگے چل کر بیان کی جائے گی۔ اس جلسہ کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء یعنے تین دن مقرر تھے بعد میں ایک دن مزید بڑھا دیا گیا یعنی ۲۹ دسمبر کا دن بھی اس میں شامل کیا گیا کیوں کیا گیا اس کی وجہ بھی عنقریب بیان کی جائے گی۔

حضرت مرزا صاحب کا اشتہار

اس جلسہ کی کارروائی ۲۶ دسمبر ۱۸۹۶ء کو شروع ہوئی تھی لیکن حضرت مرزا صاحب نے ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا یعنی جلسہ سے پانچ دن قبل جو عام طور پر تقسیم بھی ہوا اور دیوار پر بھی چسپاں ہوا جس کی سرخی تھی

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"

اس اشتہار کو ذیل میں من وعن نقل کیا جاتا ہے:۔

"جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو ہوگا اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معارف کے بارہ میں پڑھا جائے گا یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے اس میں قرآن شریف کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا

ایمان اس میں پیدا ہوگا ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا اور خدا تعالےٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اُن کے ہاتھ آجائے گی، یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف گزاف کے داغ سے منزہ ہے مجھے اس وقت محض بنی آدم کی ہمدردی نے اشتہار کے لکھنے کے لئے مجبور کیا ہے کہ تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور اس نور سے نفرت رکھتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں خواہ آریہ خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اللّٰہ اکبر خربت خیبر اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے اور وہ نورانی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے پھر میں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا ان اللّٰہ معک ان اللّٰہ یقوم اینما قمت یعنی خدا تیرے ساتھ ہے

اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج بھی کر کے ان معارف کو سننے کے لئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل اور ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہوں گے والسلام۔ علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء

اب رپورٹ کو ملاحظہ کر کے ہر منصف مزاج انسان دیکھ سکتا ہے کہ اشتہار میں مندرجہ پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہوئیں، مضمون کے بالا رہنے کی شہادت تو برملا سنی۔ دی بعد۲ اس مضمون کی افادیت اس وقت تک جاری ہے جو بھی اسے پڑھتا ہے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تمام دیگر مذاہب کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ قرآن شریف فی الحقیقت خدا کا کلام اور رب العالمین کی آخری کتاب ہے اور یہی ثابت کرنا آپ کے منصب ماموریت و مسیحیت کا کام تھا جو آپ نے پورا کر کے دکھلایا اور ہر ایک کو نیا ایمان اور نیا نور یقین ملا اور قرآن شریف کی جامع تفسیر ہاتھ آگئی۔

۲؎ دیکھو اخباروں کی آراء آخر کتاب میں

دشمنوں اور مخالفین کے دلوں پر تصرف الٰہی

اشتہار مندرجہ بالا میں الہام کی بناء پر یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آپ کا مضمون تمام دیگر مضمونوں پر غالب رہے گا اور یہ کہ خدا کی تائید آپ کے ساتھ ہے یہ واقعہ ہے جس کا قطعاً کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تمام مذاہب کے پیرو آپ کے دلی دشمن ہیں اور ہر ایک اسی بات کا دل سے خواہاں ہے کہ آپ اپنے دعویٰ الہام میں نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہو جائیں اور یہ موقع آپ کے دعوے الہام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اُن کے ہاتھ میں زرین موقعہ تھا مضمون سننے کے بعد یہ لوگ آسانی سے یہ کہہ سکتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون قطعی اپنے اندر قرآن کریم کے وہ معارف اور حقائق نہیں رکھتا جن کے رکھنے کا دعوے الہام کی بناء پر اشتہار میں کیا گیا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے کوئی خاص کمالات اس مضمون میں ظاہر ہوتے ہیں اور نہ ہی دوسرے مضامین پر اس کی کوئی فوقیت ثابت ہوتی ہے اس لئے غلبہ اور تائید الٰہی کے متعلق جو الہامات شائع کئے گئے ہیں وہ سب کے سب نعوذ باللہ غلط ثابت ہو گئے ہیں دشمنی اور عناد ایسی شئے ہے جو انسان کو اندھا کر دیتا ہے وہ سچے حقائق کو بھی نہیں دیکھ سکتا اور اگر دیکھ بھی لے تو اخلاقی جرأت دشمنی کی وجہ سے

اس قدر مرجھائی ہوتی ہے کہ زبان سے ان کا اقرار ناممکن ہوتا ہے لیکن دلوں پر الٰہی تصرف اس قدر زبردست ہوا کہ سب دل متفق ہو کر بول اُٹھے کہ مضمون سب سے بالا ہے یہ اقرار کرتے ہوئے کسی کو خیال نہیں آیا کہ وہ اپنے اس اقرار سے حضرت مرزا صاحب کے الہامات کی تصدیق کر رہے ہیں جن کو کچھ سال سے نعوذ باللہ جھوٹا کہکر شور مچا رہے تھے اور اب تک یہی حالت ہے کہ جو شخص بھی اسکو خالی الذہن ہو کر پڑھتا ہے وہ متاثر ہوئے بغیر اور اس کی تعریف کئے بغیر اور اس میں بیان کردہ سچائیوں کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس نے ہزاروں دلوں میں فی الحقیقت نیا ایمان اور نیا نور پیدا کر دیا ہے، اور قرآن کریم کی واقع میں جامع تفسیر عطا کر دی ہے

امور مندرجہ بالا کی تصدیق واقعات سے

حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی شان میں جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے اس کی تصدیق میں اب میں واقعات کو پیش کرتا ہوں اور وہ بھی اس رپورٹ سے جو بانیان جلسہ نے اس جلسہ کی شائع کی ہے۔

"انیسویں صدی کی زبردست یادگار

یعنی

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب

(دھرم مہوتسو)

منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء

بمقام اسلامیہ کالج لاہور[1]

ص۷۹ - پنڈت گوردھن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تھا لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تھا اس لئے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہ کو نہ چھوڑا ڈیڑھ بجنے میں ابھی بہت سا وقت رہتا تھا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بھرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہو گیا اس وقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تھا مختلف مذاہب و ملل اور مختلف سوسائٹیوں کے معتدبہ اور ذی علم آدمی موجود تھے اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتھ مہیا کیا گیا تھا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا کچھ نہ بن پڑا اور ان کھڑے ہوئے شائقین میں بڑے بڑے رؤسا عمائد پنجاب، علماء، فضلاء بیرسٹر، وکیل، پروفیسر، اکسٹرا اسسٹنٹ، ڈاکٹر غرضیکہ اعلےٰ طبقوں کی مختلف براچنوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تھے ان لوگوں کے اس طرح جمع ہو جانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اس وقت ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہاں تک اس مقدس

---

[1] ٹاؤن ہال کی بجائے یہ جلسہ اسلامیہ کالج کے وسیع مکان میں منعقد ہوا

تحریک سے ہمدردی تھی۔ مصنف تقریر اصالتاً تو شریک جلسہ نہ تھے لیکن خود انہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لئے بھیجے ہوئے تھے اس مضمون کے لئے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف ۲ گھنٹے ہی تھے لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دے دی کہ جب تک یہ مضمون نہ ختم ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جائے ان کا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشاء کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت مقررہ کے گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لئے دیدیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرۂ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانا چاہیئے تھی لیکن عام خواہش کو دیکھ کر کارروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

ص۱۳۹۔ اگرچہ اس مضمون کے ختم ہوتے ہوتے شام کا وقت آگیا لیکن یہ ابھی پہلے سوال کا جواب تھا اس مضمون سے حاضرین جلسہ کو بلا استثناء اعلیٰ و ادنیٰ ایسی دلچسپی ہوگئی کہ عام طور پر اگزیکٹو کمیٹی سے استدعا کی گئی کہ کمیٹی اس جلسہ کے چوتھے اجلاس کے لئے انتظام کرے جس میں باقی سوالات کا جواب سنایا جائے کیونکہ حسب اعلان اگزیکٹو کمیٹی جلسہ کے تین ہی اجلاس ہونے تھے اور تیسرے اجلاس کے سپیکر پہلے ہی سے مقرر ہو چکے تھے جلسہ کے دن بڑھانے کے لئے موڈریٹر صاحبان کی خاص رضامندی تھی۔

مضمون ساڑھے پانچ بجے ختم ہوا جس پر ذیل کے الفاظ میں میر مجلس نے اجلاس کی کارروائی کو ختم کیا:۔

" میرے دوستو آپ نے پہلے سوال کا جواب جناب مرزا صاحب کی طرف سے سنا ہمیں خاص کر جناب مولوی عبدالکریم کا مشکور ہونا چاہیئے جنہوں نے ایسی قابلیت کے ساتھ اس مضمون کو پڑھا میں آپ کو مژدہ دیتا ہوں کہ آپ کے اس فرط شوق اور دلچسپی کو دیکھ کر جو آپ نے مضمون کے سننے میں ظاہر کی اور خصوصاً موڈریٹر صاحبان اور دیگر عمائد و رؤسا کی خاص فرمائش سے اگزیکٹو کمیٹی نے منظور کر لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بقیہ حصہ مضمون کے لئے وہ چوتھے دن اپنا آخری اجلاس کرے۔"

چوتھا دن جو بڑھایا گیا تھا اس دن جو وقت حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا اس وقت میں بھی مضمون ختم نہ ہو سکا تو اس کے بعد کیا ہوا رپورٹ میں اس کا جواب یوں درج ہے:۔

" حضرت مرزا صاحب کی تقریر ختم ہونے سے پہلے ہی مقررہ وقت تقریر ختم ہو چکا تھا لیکن اختتام وقت پر حضار جلسہ ایک طرف اور موڈریٹر صاحبان دوسری طرف اس بات پر زور دیتے تھے کہ تقریر کے ختم ہونے کے لئے وقت بڑھایا جائے جس پریذیڈنٹ اگزیکٹو کمیٹی نے نہایت خوشی سے ازدیادی وقت کی آواز دے کر ہزارہا دلوں کو خوش کیا"

اس رپورٹ میں چوتھے دن کے بڑھانے کی وجہ بھی بالتفصیل بیان کی گئی ہے اور مولوی مبارک علی صاحب کا مضمون نہ پڑھنے کی وجہ بھی بتلا دی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی مقبولیت کو دیکھ کر اپنا وقت ان کو دے دیا تا ان کا مضمون مکمل طور پر سنایا جا سکے۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی نے جو اپنا مضمون نہیں پڑھا اس کی وجہ آگے بیان کی جائے گی۔

حضرت اقدس مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مضمون کا مقابلہ

حضرت اقدس مرزا صاحب کے مضمون کو جس شوق اور جس دلچسپی سے سنا گیا وہ تو رپورٹ سے عیاں ہے اور جو اثر اس کا قلوب میں پیدا ہو رہا تھا وہ بھی رپورٹ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں رہ سکتا اب ذیل میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مضمون کے متعلق جو کچھ اس رپورٹ میں درج ہے اس کا ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کیونکہ یہ وہ مولوی صاحب ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے ہی مرزا صاحب کو بلند کیا ہے اور میں ہی اسے گراؤں گا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اس کے بالمقابل حضرت مرزا صاحب کو اس کے بارے میں الہام ہوا انی مهین من اراد اهانتك یعنے تیری اہانت کا ارادہ کرنے والے کو میں ذلیل کر دوں گا۔ پس قارئین کرام رپورٹ کے الفاظ دیکھ کر خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اس عالم کے مضمون کو کس وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا مضمون

پہلا مضمون مولوی صاحب کا پہلے ہی دن بعد از دوپہر کے اجلاس میں پڑھا گیا۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور پریذیڈنٹ تھے۔ مولوی صاحب کے مضمون کے متعلق خان بہادر صاحب نے کوئی تعریفی کلمات نہیں فرمائے بلکہ بالکل خاموشی اختیار کی مذمت کرنا تو ایسے وقت میں مشکل ہوتا ہے، تعریف کے لئے جب مواد موجود نہ ہو تو خاموش رہنا ہی قرین مصلحت سمجھا جاتا ہے۔

دوسرے اجلاس کے اختتام پر جناب مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور جنہوں نے ۱۱½ سے ۱۲½ تک تیسرے دن مضمون پڑھنا تھا انہوں نے وقت بڑھانے کی درخواست کی اس لئے ان کا وقت نصف گھنٹہ بڑھایا گیا۔

لیکن تیسرے دن خان بہادر خدا بخش صاحب مولوی محمد حسین صاحب کو ساتھ لئے ہوئے آئے انہوں نے چند ممبران اگزیکٹو کمیٹی سے جو انتظام کے لئے وہاں موجود تھے یہ بیان کیا کہ جناب مفتی محمد عبداللہ صاحب جن کا آج وقت ہے وہ چند اتفاقات کے باعث نہیں آ سکتے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کا وقت مولوی محمد حسین صاحب کو دے دیا جائے لیکن اس امر کا طے کرنا اگزیکٹو کمیٹی کے اختیار میں تھا اور اس وقت صرف دو مسلمان ممبر کمیٹی موجود تھے بہرحال خان بہادر نے ان سے استدعا کی کہ وہ اس امر کو کمیٹی سے منظور کرا دیں۔ ساڑھے نو بجے کے قریب اگزیکٹو کمیٹی نے اپنی کارروائی شروع کی حضرت مفتی صاحب موصوف کے زبانی پیغام سے ایک قسم کی مایوسی ہوتی کیونکہ یہ کمیٹی کا فرض تھا کہ ہر مذہب کی طرف سے مختلف وکیل جلسہ میں پیش کرے چنانچہ سیکرٹری اسی لئے تبدیلی کے مخالف تھا لیکن جب مسلمان ممبروں نے اس بات پر زور دیا کہ یہ وقت ہماری قوم کے لئے ہے اور جب ہم کو اس تبدیلی میں اعتراض نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ تبدیلی نہ ہو، بہرحال بہت بحث کے بعد فیصلہ ہوا کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب کو جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب کا وقت دیا جاوے۔

مولوی صاحب کی تقریر آج دس بجے شروع ہوتی تھی اور اس بات کا عام طور پر اعلان ہوگیا تھا لیکن وقت مقررہ پر آج لوگ بہت ہی کم آئے تھے اس لئے ٹھیک وقت پر تقریر شروع نہ ہو سکی۔ اصلی پریذیڈنٹ کے نہ آنے کی وجہ سے شیخ خدا بخش صاحب نے ہی یہ فرض سرانجام دیا۔

مولوی محمد حسین صاحب کی دوبارہ کوشش

رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب حضرت مرزا صاحب سے قبل اپنا مضمون سنا چکے تھے لیکن بعد میں حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی قبولیت کو دیکھ کر یقیناً انہیں اس مضمون کے مقابلہ میں اپنے مضمون کی کمزوری اور گھٹیا پن کا احساس ہوا اور اس خفت کو مٹانے کے لئے انہوں نے چاہا کہ ایک اور مضمون پیش کر کے حضرت مرزا صاحب پر اپنے مضمون کی برتری اور اپنی فوقیت کو ثابت کریں اور ان کے مضمون کی قدر و منزلت کو لوگوں کی نظر سے گرا دیں لیکن جسے خدا بلند کرے اسے کون نیچا دکھا سکتا ہے۔ اب دوسرا مضمون پڑھنے کے

گے سلئے بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں تھی کہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی کو اپنا وقت دینے پر راضی کریں اور ایسا ہی کیا گیا حالانکہ مولوی ٹونکی صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اپنا مضمون سنائیں جیسا کہ ان کی وقت مقررہ میں زیادتی کی درخواست سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں وقت دینے پر مجبور کیا گیا اب جب ایگزیکٹو کمیٹی کے سامنے اس سوال کو رکھا گیا تو پہلے انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا ہم ہر مذہب کے زیادہ سے زیادہ نمایندے چاہتے ہیں لیکن مسلمان ممبروں کے اصرار پر انہیں مجبوراً اس تجویز کو منظور کرنا پڑا۔

اس کے مقابلہ میں دیکھا جائے کہ جب مولوی مبارک علی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے مضمون کے لئے اپنا وقت دینے کا اعلان کیا تو موڈریٹر صاحبان اور ایگزیکٹو کمیٹی کے تمام ممبران اور حاضرین جلسہ سب نے خوشی کے نعرے لگائے اس وقت تو کسی نے یہ نہ کہا کہ ہم ہر مذہب کے زیادہ سے زیادہ نمایندوں کے خیالات سننا چاہتے ہیں اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مضمون کو کس قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا پھر اس پر طرہ یہ کہ مولوی صاحب کے دونوں مضمونوں پر پریذیڈنٹ کی طرف سے ایک بھی تعریفی کلمہ نہیں کہا گیا، حالانکہ دونوں دفعہ پریذیڈنٹ وہی شخص تھا جس نے مجبور کر کے مولوی صاحب کو دوبارہ وقت دلوایا تھا۔

دوسرا مقابلہ

یہ مقابلہ تو مضمون کی قبولیت اور عدم قبولیت کے لحاظ سے ہوا اب دوسرا مقابلہ قرآنی تعلیم کی تاثیروں کے متعلق بھی ملاحظہ کیا جائے۔ اس کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں :-

" تیسرا امر جو نبی میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ فرشتوں کو دیکھتے ہیں اس لئے لوگ ان کے معتقد ہوتے ہیں وہ معجزہ دکھاتے ہیں لیکن یہ وہ وقت ہے کہ لوگ معجزہ سے ہنستے ہیں معجزہ مانگتے ہیں لیکن انبیاء فوت ہو چکے امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے بے شک وارث انبیاء ولی تھے وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے زیر زمین ہو گئے آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے اور ہم کو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے ہم نہیں دکھا سکتے"

عبارت مندرجہ بالا میں صاف اقرار ہے کہ اس امت میں اب اولیاء کا پیدا ہونا بند ہو گیا ہے اسلام کی سچائی کا سارا دارومدار اب گذشتہ قصوں پر ہے حالانکہ قرآن شریف صاف کہتا ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السّماء تؤتی اُکلها کل حین باذن ربّها ویضرب اللہ الامثال للنّاس لعلهم یتذکرون

اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اسلام ایک ایسا پاکیزہ درخت ہے جو ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا رہے گا اور اس کا پھل اولیاء کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتا لیکن مولوی محمد حسین صاحب تمام دیگر مذاہب کے روبرو اس بات کا کھلا کھلا اقرار کرتے ہیں کہ اسلام بھی نعوذ باللہ دیگر مذاہب کی طرح مردہ ہو چکا ہے جس طرح ان کا درخت اب بے ثمر ہے اسی طرح اسلام کا درخت بھی بے ثمر ہے اور آیت کے اگلے حصہ میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ وہ مذہب جو اولیاء اللہ پیدا نہیں کرتا اس کی مثال خبیث درخت کی ہے جو اپنی جڑ سے اکھڑ چکا ہے اس لئے اسکو پھل لگنا محال ہے لیکن مولوی صاحب کے اس اقرار کے مقابل حضرت مرزا صاحب اپنے اس مضمون میں جو اس جلسہ میں پڑھا گیا پرزور الفاظ میں بڑے دھڑلے سے فرماتے ہیں کہ اسلام میں ایسے اولیاء ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کو اللہ تعالے اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کرتا رہتا ہے اس زمانہ میں اللہ تعالے نے یہ شرف مجھے عطا فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

" میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس موقعہ پر ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں"

اس جلسہ نے قرآن کریم اور احادیث کی آنے والے مسیح کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی کو پورا کر دیا۔

قرآن کریم میں سورۃ صف میں یہ آیت موجود ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدٰی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون اس آیت میں جو اسلام کے دیگر ادیان پر غلبہ کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کے متعلق قریباً تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس غلبہ کا ظہور آنے والے مسیح کے ذریعہ ہوگا اور اس کی تائید میں یہ حدیث بھی ساتھ ہی نقل کی گئی ہے کہ :- یهلک اللہ فی زمنه الملل کلها الا الاسلام یعنی اللہ تعالے آنے والے مسیح کے زمانہ میں سوائے اسلام کے باقی تمام مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ دیگر مذاہب کا ہلاک ہونا دلائل اور معجزات کے ذریعہ اور اسلام کی تعلیم کی دیگر مذاہب کی تعلیموں پر برتری ثابت کرنے کے ذریعہ سے ہوگا اور قرآن کریم بھی ان معنوں کی تائید کرتا ہے جہاں فرماتا ہے لیهلک من هلک عن بیّنة ویحیی من حیّ عن بیّنة یعنی ہلاک وہی ہوتا ہے جو بیّنة سے ہلاک ہوتا ہے اور بیّنة کا لفظ عقلی نقلی دلائل و معجزات وغیرہ سب پر مشتمل ہے پس اس جلسہ میں حضرت اقدس کے مضمون نے بالا رہ کر تمام مذاہب پر اسلام کا غلبہ ثابت کر کے صرف اس پیشگوئی کا پورا ہونا ہی نہیں دکھلایا بلکہ اپنے مسیح موعود ہونے کا قطعی ثبوت بھی بہم پہنچایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کی تحریک اللہ تعالے کی طرف سے ہی تھی جس کی غرض محض حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کو سچا ثابت کرنا تھی جب یہ غرض پوری ہو گئی اور تمام مذاہب پر حجت تمام ہو گئی تو پھر دوبارہ اس جلسہ کے انعقاد کا کسی کو خیال بھی نہیں آیا حالانکہ اس جلسہ کے اختتام پر اس ارادہ کا اظہار بھی کیا گیا تھا کہ ایسے جلسے وقتاً فوقتاً ہوتے رہنے چاہئیں لیکن ان کا یہ ارادہ پھر کبھی بھی شرمندہ تکمیل نہیں ہوا کیونکہ اس سے جو غرض اللہ تعالے کے مدنظر تھی وہ اسی ایک ہی جلسہ سے پوری ہو گئی یعنی اپنے بھیجے مسیح کے ذریعہ دیگر ادیان پر اسلام کے غلبہ کو ثابت کرنا اس لئے دوبارہ اس کے انعقاد کی ضرورت ہی نہ رہی۔ سورۃ توبہ اور سورۃ فتح میں بھی اس مضمون کو دوہرایا گیا ہے اور مسیح کے زمانہ کی متعدد علامات بھی ان تینوں سورتوں میں بیان کی گئیں ہیں جنہیں انشاء اللہ کسی دوسری فرصت میں بیان کیا جائے گا۔

اسلام کا علم کس نے بلند رکھا

اس جلسہ کی شائع شدہ رپورٹ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ دیگر سب مضمونوں پر حضرت مرزا صاحب کے مضمون کی برتری تسلیم کرنے کے بعد دوسرے نمبر پر جس مضمون کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی وہ سناتن دھرم کے نمایندہ کا مضمون تھا اور یہ کون نہیں جانتا کہ سناتن دھرم کے پیرو بت پرست ہیں اس رپورٹ میں یہ دیکھ کر کس قدر افسوس اور تکلیف ہوتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے علاوہ اسلام کی نمایندگی کرنیوالے دیگر علماء یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مضامین کو قطعاً در خور اعتنا نہیں سمجھا گیا اور ایک ذرہ بھر بھی وقعت ان مضامین کو نہیں دی گئی اور ایک بھی تعریفی کلمہ ان کے حق میں نہیں کہا گیا جس کے معنی صاف ہیں کہ اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب اسلام کی نمایندگی نہ کرتے صرف یہ علماء ہی نمایندگی کرنیوالے ہوتے تو وہ دن

(باقی بر صفحہ 15 اشتہار کے نیچے)

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی

مختصر روئداد

بزرگانِ دین کی مواعظ حسنہ اور ایمان افروز تقاریر۔ اسلام کی سربلندی اور جماعت احمدیہ کی کامیابی وکامرانی کے لئے بارگاہ ایزدی میں آہ وزاریاں

تعارف

حسب سابق احمدیہ انجمن اشاعت السلام راولپنڈی نے اپنا سالانہ جلسہ ۱۴-۱۵-اپریل ۱۹۶۲ء کو بڑے جوش وخروش اور تزک و احتشام سے منایا۔ احمدی خواتین وحضرات، غیراز جماعت احباب اور اکابرین جماعت اور بزرگان سلسلہ نے اچھی خاصی تعداد میں شرکت فرمائی۔

جلسہ گاہ کی تزئین وآرائش اور متعلقہ انتظام و انصرام کی خوش سلیقگی جماعت راولپنڈی کے دینی جوش و خروش خصوصاً ایک انسان (ملک عبدالقدوس) کے عشق ومحبت کا نتیجہ تھی جو ایام جلسہ ہی میں مرض الموت میں مبتلا ہوگئے تھے اور جنہوں نے ایک ہفتہ بعد ہی اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی روح پر فتوح پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکات اللہ تعالے نازل فرمائے اور ان کے پسماندگان اور اعزو اقارب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ہفتہ۔ اتوار دو دن جلسہ رہا۔ بیرون جات سے آئے ہوئے مہمانوں کا قیام ہائی سکول میں کیا گیا تھا۔ اور خورد و نوش کا انتظام مرحوم ملک عبدالقدوس کے ہاں رہا۔ نمازیں اور دعائیں اکٹھی پڑھی جاتی تھیں۔

روئداد نشست اول

بروز ہفتہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء کو بعد دوپہر جلسہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا احمد یار صاحب ایم اے ایم او ایل کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مقامی جماعت کے سیکرٹری ملک ظفراللہ خان صاحب سرانجام دے رہے تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے تلاوت قرآن سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمایا عزیز شاہ اسداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود مہدی معہود کا منظوم کلام :-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

ترنم سے پڑھکر سنایا۔ یہ نعت حضرت اقدس علیہ السلام نے سرور کائنات۔ رسول عربی سیدنا مولانا خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت وعظمت کے بیان میں کہی ہے اور اپنے گہرے عشق وپیار اور سچی الفت و مودت کا نقشہ یوں کھینچا ہے

اس نور پر فدا ہوں۔ اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں۔ بس فیصلہ یہی ہے

بعد ازاں محمد اعظم صاحب علوی نے اپنا تازہ کلام پیش کیا جو اس تقریب کے لئے خصوصی طور پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ اشعار آیندہ اشاعت میں درج ہوں گے۔

علوی صاحب موصوف نے جلسہ کی تینوں نشستوں میں اپنا کلام سنایا جس سے حاضرین بڑے محظوظ ہوئے۔ آپ طبعزاد شاعر ہیں۔ کلام میں موسیقیت کا خاص خیال رکھتے ہیں، کم گو ہیں۔ لیکن جو کچھ کہتے ہیں ماحول میں ڈوب کر کہتے ہیں۔ آپ کی شاعری ایک پیغام اور ایک پروگرام کی حامل ہے۔ جلسہ کی آخری نشست کی صدارتی تقریر میں جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ علوی صاحب کو دفتر انجمن کی مصروفیات سے الگ کر کے قومی شاعری کے لئے مختص کر دیا جائے۔ خدا کرے ان کی یہ آرزو پوری ہو جائے۔ قومی زندگی میں ایک شاعر کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی کاوشیں قومی جذبات کا پرتو ہوتی ہیں۔ ہماری جماعت کو اس کمی کا احساس ہونا چاہیئے۔ حسن مرحوم کی شاعری قوم کا انمول ورثہ ہے اس کو کتابی تشکل دے دی جائے تو جماعتی لٹریچر میں قیمتی اضافہ کا باعث ہوگا۔

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

پروگرام کے مطابق جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور ازالہ اوہام میں سے کلام امام کا وہ حصہ پڑھ کر سنایا جس میں حضرت اقدس نے احباب سلسلہ کو چند نصائح فرمائی ہیں مثلاً یہ کہ :-

مصیبتوں کے وقت صبر وتحمل سے کام لو۔ تقویٰ کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ عجز وانکساری، صدق وصفا پیدا کرو۔ نیز تلقین فرمائی۔ کہ خدا تعالےٰ کی عظمت دلوں میں بٹھاؤ اور قرآن کا جُوا گردنوں پر اٹھاؤ۔ اور نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ غض بصر کرو۔ بغض وحسد کو چھوڑ دو۔ بنی نوع سے ہمدردی اور عزیز واقرباء سے احسان مودت سے پیش آؤ۔ چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ قرآن۔ حدیث اور نماز کے پابند ہو جاؤ۔ اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ ولا تموتن وانتم مسلمون۔

اسلام کا غلبہ احمدیت سے وابستہ ہے

بعد ازاں عنوان بالا کے تحت عزیز جمیل الرحمٰن نے ایک برجستہ تقریر کی۔ عزیز موصوف ساتویں جماعت کے طالب علم ہیں۔ آپ کا انداز تخاطب بڑا مؤثر اور پرجوش تھا۔ آپ کی تقریر سن کر سامعین بڑے محظوظ ہوئے اور کئی دوستوں نے انعام واکرام سے اس عزیز مقرر کی حوصلہ افزائی کی۔ اصل تقریر کسی آیندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

حضرت مسیح موعودؑ اور خدمتِ اسلام

بعد ازاں موضوع بالا پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے آیت کریمہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ــــ وماوٰھم النار وبئس المصیر کی تلاوت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو ان کے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا کہ :-

"ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنادیں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو بھلانا نہیں چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے۔"

حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس سے بالصراحت معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

ظہور کی علت غائی صرف اور صرف خدمت دین اسلام ہے۔ اور آپؑ اس مقصد میں کما حقہ طور پر کامیاب ہوئے۔ مولانا نے فرمایا کہ سنت اللہ کے مطابق آج تک مامورین ربانی نے تجدید دین کا بڑا کام کیا ہے اور غیر مامورین اولیاء کرام نے بھی اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ملت اسلامیہ ان اکابرین و بزرگان دین کی مساعی جمیلہ کی ہمیشہ مرہون احسان رہے گی۔ مولانا مکرم نے فرمایا کہ ان مامورین کرام میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا ایک خاص مقام ہے جو خدا تعالیٰ نے ان کو مرحمت فرمایا۔ اس حقیقت پر فاضل مقرر نے تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے قرآن و حدیث سے ان اسباب و عوامل کو بیان فرمایا جن کی وجہ سے حضرت اقدسؑ کو یہ امتیازی مقام حاصل ہوا۔ آپ نے دور مسیح کے حالات و کوائف کو بیان فرماتے ہوئے دین اسلام کی ناگفتہ بہ حالت، مسلمانوں کی ذلت و سکنت، باطل ادیان کی سرکشی، معاندین اسلام کی فتنہ آرائیاں، مخالفین دین کی ستم ظریفیاں فرعونی اور طاغوتی طاقتوں کی دست درازیاں، یاجوج ماجوج کی عیاریاں کفر و الحاد کی گمراہیاں، مادیت کی تاریکیاں اور روحانیت کے فقدان کا بالتفصیل ذکر کیا اور بتایا کہ قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ دور مسیح موعود کی آمد کا مقتضی تھا۔ آپ نے بتایا کہ یہ جو نشانیاں اور علامات اس دور کے لئے احادیث نبویؐ میں بتلائی گئی تھیں وہ سب اس دور میں رونما ہو گئیں۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود تشریف لائے اور آپؑ نے کشت اسلام کی آبیاری کی اس بحرانی دور میں آپؑ نے جو خدمات مذہب و ملت کے لئے کیں تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپؑ مہدی معہود تھے اور آپؑ نے قوم کو پیغام دیا کہ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و
پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم
افتاد"

آپؑ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت اور کامرانی و کامیابی کا مژدہ سنایا، اور اپنی .... کشفی آنکھ سے اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کا نقشہ دیکھ کر مسلمانوں کو خوشخبری دی۔ چنانچہ ان میں مذہبی حمیت کی نبض چلنے لگی اور ان کا احساس کمتری ختم ہو گیا، ان کے عمل و کردار میں حرکت پیدا ہو گئی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ کی آمد سے مسلمانوں کو عزت و عظمت کی نعمت حاصل ہوئی۔ مسلمان اس مرد حق کی قدر کریں یا نہ کریں مگر خدا کے ہاں اس رجل عظیم کی بڑی قدر ہے۔ آپ نے فرمایا ایک وقت تھا کہ اسلامی دنیا غلامی اور محکومی کی زندگی بسر کر رہی تھی اور برطانیہ کا سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے فاضل مکرم نے فرمایا کہ مسیح کی آمد سے یاجوج ماجوج گرم لوہے کی طرح پگھل جائے گا۔ اس کی طاقت و قوت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ آج دجالی طاقتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں اور مسلمان ممالک یکے بعد دیگرے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا ہے۔ اور بے نظیر لٹریچر اور علم الکلام عطا کیا اور اسلام کی صداقت و حقانیت پر کتابیں لکھیں۔

مولانا مکرم نے فرمایا کہ حضرت اقدس اپنوں کے لئے مہدی تھے اور غیروں کے لئے مسیح تھے۔ آپ نے مسیحائی کی۔ اپنے معاندین اسلام اور مخالفین رسالتؐ کے سامنے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پیش کیا جن کی وجہ سے ان کا طرز فکر یکسر بدل گیا۔ آپؑ نے ہر باطل کو مقابل پر بلایا اور اسلام کی عزت، عظمت اور شان و شوکت کا سکہ بٹھایا، جلسوں، مذاکروں، مباحثوں، اشتہاروں، کتابوں کے ذریعہ دین متین کی خدمت کی اور آپ نے علیٰ وجہ البصیرت لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور الٰہی تائید و نصرت کے کرشمے دکھلائے۔ آپ کے گرد پاک و مطہر لوگ شمع پر آ جمع ہوئے۔ انہوں نے خود بھی اکتساب فیض کیا اور دنیا کو بھی اس نور سے مستفیض کیا۔ چنانچہ مسیح موعودؑ کے حواری جہاں گئے شمع انجمن بن گئے انہوں نے یورپ کے ظلمتکدوں میں نور اسلام کی ضیا باریاں کیں اور کر رہے ہیں۔ مردوں کو زندہ کیا۔ ان غلاموں نے آقاؤں کو درس حیات دیا۔ ان کے قلب و نظر کی دنیا روشن کر دی اور ان کے ایمان و ایقان کو حیات جاوداں بخشی۔ ان خادمان مسیحؑ نے سفید پوشوں سے بکڑے اور ان سے اسلام کی پیغام رسانی کا کام لیا چنانچہ نو مسلم انگریزوں نے اسلام پر بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔

قبلہ موصوف نے فرمایا کہ ایک ولی اور مامور کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ للہیت کو عام کر دے اگرچہ ولی کا انکار کسی کو کافر نہیں بنا دیتا مگر اس کے روحانی فیوض و برکات سے ضرور محروم کر دیتا ہے جناب مولانا نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے حضرت اقدس کے بلندی درجات اور جماعت کی کامیابی اور کامرانی اور مسلمانوں کو شناخت مسیح موعودؑ کی توفیق ملنے کی دعا فرمائی۔

امام الوقت کا علم الکلام

جناب مصری صاحب کی تقریر کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام فارغ فجی نے موضوع مذکورہ پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم سے بے انتہا عشق تھا قرآن کے ساتھ ان کی وارفتگی، دیوانگی اور گہرے عشق کا نتیجہ ہے کہ قرآن ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر گیا اور ان کے افق ذہن پر چھا گیا۔ اور قرآن کے رموز و اسرار ان کے قلب مطہر پر تیزی سے بے نقاب ہوئے اور قرآن کے اسرار و غوامض آپ پر منکشف ہوئے۔ حضرت ساطع صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ہر بات کو قرآن کے آئینہ سے دیکھتے تھے۔ اس حقیقت کو آپؑ کا یہ شعر ظاہر کرتا ہے ؎

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

آپ نے فرمایا کہ حضرت امام الزمانؑ نے قرآن کریم کے عمیق علم و معرفت کی روشنی میں ایک عظیم الشان علم الکلام وضع فرمایا جس کی وجہ سے آپ نے عیسائیوں، آریوں، ہندوؤں، سکھوں اور دہریوں سے جو کبھی لڑائی لڑی۔ اور اسلام اور بانئے اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کر دیا۔ مقرر موصوف نے فرمایا کہ انہی حالات کے پیش نظر میں نے شاہنامہ اسلام کے نام سے نظم لکھی تھی۔ اس نظم کے چند اشعار آپ نے پڑھ کر سنائے۔ ایک شعر یہ ہے:-

نہ اس کے پاس توپیں تھیں نہ تیغیں تھیں نہ بھالے تھے
فقط قرآن تھا اور کچھ اللہ والے تھے

اس منظوم کلام میں آپ نے بانئے احمدیت کے جہاد بالقرآن کا عظیم الشان نقشہ کھینچا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضرت امام زمان ایک قلم لے کر عرش سے فرش پر نازل ہوئے تھے۔ آپؑ نے اس قلم سے علیؓ و خالدؓ کی تلوار کی طرح کام کر کے دکھلایا اسی لئے تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا ہے کہ

سیف کا کام قلم سے دکھایا ہم نے

آپؑ نے اپنی قلم سے اسلام کا بے نظیر لٹریچر پیدا کیا اور ایک جدید علم الکلام پیش کیا۔ آپ نے دنیا پر واضح کیا کہ مذہبی دنیا میں صرف اور صرف ..... ایک ہی آسمانی کتاب اس وقت موجود ہے اور وہ قرآن ہے، جس کا ہر دعویٰ دلائل و براہین پر مبنی ہے اور جس کا ہر اصول عقل و حکمت کا آئینہ دار ہے، قرآن کا یہ انفرادی انداز ہے کہ وہ جو دعویٰ کرتا ہے اس کی دلیل بھی دیتا ہے۔ جناب ساطع نے اس ادعا کے اثبات کے لئے قرآن کریم کی آیات پر محققانہ روشنی ڈالی۔ اور کہا قرآن فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی منفرد ہے۔ حضرت اقدس اور آپ کے متبعین نے عربی زبان کو ام الالسنہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور اس موضوع پر بڑے مقالات رقم کئے ہیں۔ مقرر موصوف نے فرمایا کہ حضرتؑ کی صحبت میں بیٹھنے والوں اور آپؑ کے عاشقوں کو بے نظیر علم الکلام عطا ہوا۔ ان سعید روحوں نے اس ولی اللہ کی بصیرت قرآنی سے کسب ضیا کیا اور معرفت و حقائق کے سا...

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۱)

مکتوب ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

میں نے سمجھا شاید اپنے دفتر میں جا کر رقم وغیرہ وصول کریں گے۔ پھر کہنے لگے کہ ہمیں ووکنگ کے سٹیشن ماسٹر کا فون آیا ہے کہ انہیں مانچسٹر کا ایک واپسی ٹکٹ ملا ہے اور وہ اسے دوسری گاڑی سے بھجوا رہے ہیں یہ صاحب دریافت کریں انہیں دے دیجئے۔

وہ صاحب اپنے دفتر پہنچ کر کہنے لگے اگر آپ کو گیارہ بجکر ۴۰ منٹ کی گاڑی پکڑنی ہے تو ہم وہاں فون کئے دیتے ہیں آپ بے شک بیچر ٹکٹ کے چلے جائیں۔ میں نے کہا نہیں اب دوسری گاڑی کا انتظار کر لوں گا۔

بارہ بجے دوسری گاڑی آئی تو ان صاحب سے اسی پلیٹ فارم پر جا کر ملا اور انہوں نے وہ ٹکٹ میرے حوالہ کیا۔ عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ اس قوم کا اخلاق گرتا جا رہا ہے لیکن ع

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

میں نے کہا اس کا کچھ معاوضہ کہنے لگے نہیں۔ میرے پاس ایک چاکلیٹ کا ڈبہ تھا وہ ان کو دے کر وہاں سے جلدی جلدی یوسٹن کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن وہاں پہنچا ہی تھا کہ دیکھتے دیکھتے مانچسٹر کی ٹرین چل دی۔ دوسری گاڑی سوا گھنٹہ بعد روانہ ہونی تھی۔

دوران سفر کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں۔ طویل اور تھکا دینے والا سفر تھا۔ مانچسٹر پہنچکر ۲۳ نمبر بس پکاڈلی سے مل گئی جس نے آدھ گھنٹہ میں پارک ہسپتال میں پہنچا دیا۔

ڈاکٹر ظفر احمد (فرزند مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم) نے میرے ٹھہرنے کا انتظام اپنے کمرے میں کر رکھا تھا۔ وہ خود ڈیوٹی پر تھے انہوں نے ڈاکٹر دتہ کو میرے پاس بھیجدیا۔

وہیں سے میں نے بولٹن فون کر کے ریورینڈ ایچ ٹی ڈبلیو پرائس (بولٹن ۲۸ ۲۲۴۴) سے دوسرے روز کے اجلاس کے متعلق ضروری تفصیلات حاصل کیں۔

بولٹن میں آل فیتھس سروس

بنک سٹریٹ چیپل بولٹن میں ۳ بجے بعد از دوپہر آل فیتھس سروس کا انتظام تھا۔ ڈاکٹر ظفر بھی میرے ساتھ تھے اور اس ہسپتال میں کام کرنے والی ایک مسلمان نرس پروین احسن چھٹی لے کر بولٹن چلی آئیں۔

گرجا گھر کے بغلی کمرے میں عیسائی۔ یہودی۔ مسلمان نمائندے موجود تھے۔ مسٹر عبد القدیر ایک پاکستانی مسلمان کو قرآن سے اقتباسات پڑھنے کے لئے کہا گیا تھا۔

سروس میں نغمات حمد کی ترتیب و تقسیم اور ان کے متعلق ضروری اصطلاحات کا کام ریورینڈ پرائس کے سپرد تھا۔ خطبہ کے لئے ورلڈ کانگریس آف فیتھس نے مجھے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ اس لحاظ سے میں شاہجہان مسجد ووکنگ اور ورلڈ کانگریس دونوں کی نمائندگی کر رہا تھا۔

چرچ کے ہال میں کوئی دو اڑھائی سو لوگ جمع تھے۔ ان میں پندرہ بیس پاکستانی بھی موجود تھے۔ حالانکہ بولٹن میں کافی تعداد میں پاکستانی رہتے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اسی وقت ایک ہندوستانی فلم کا شو بھی تھا اور زیادہ تر لوگ اسی کو دیکھنے کے لئے چلے گئے کہ ہفتہ میں ایک ہی دن تو ہندوستانی فلم لگتی ہے وہ بھی نہ دیکھی تو پھر کون سے دن دیکھیں گے۔ بہر حال مسٹر محمد دین اپنے بیوی بچوں کو لے کر پہنچ گئے تھے۔

ساری کارروائی کو درج کرنے کے لئے ایک طرف ٹیپ ریکارڈ رکھا ہوا تھا۔ میں نے سورۃ یونس کی ان آیات کو اپنے خطبہ کا موضوع بنایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

(یونس ۵۷-۵۸)

اے لوگو تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ اور اس کے لئے جو سینوں میں ہے شفا اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آئی ہے کہو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہاں اسی پر چاہیئے کہ خوش ہوں وہ اس (دولت) سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۔ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

(ایضاً ۶۲-۶۴)

سن لو کہ اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، جو ایمان لائے اور تقوے اختیار کرتے ہیں ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔

۴ بجے ریورینڈ پرائس منبر سے نیچے اتر آئے اور میں ان کی جگہ چلا گیا۔ ان آیات کی تلاوت کے بعد میں نے ان کی اختصار کے ساتھ تشریح کی اور ساتھ ہی اسلام کے امن عالم کے سلسلہ میں بنیادی پیغام کا ذکر بھی کیا اور نبی اکرمؐ کی احادیث میں جو دعائیں منقول ہیں ان کا ترجمہ سنایا۔

گرجا گھر میں تقریر کے وقت اور خاص طور پر اس قسم کی سروس کے موقعہ پر اگر اس قسم کی دعائیں نہ پڑھی جائیں تو خطبہ نامکمل ہی رہتا ہے۔

اس کے بعد پادری پرائس آئے انہوں نے جس انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا وہ محض رسمی شکریہ ہی نہیں تھا۔ میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

اس کے بعد تمام لوگ ایک دوسرے ہال میں چائے پینے کے لئے چلے گئے وہاں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مختلف لوگوں سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

ایسے خطبات کے بعد عام طور پر سوال و جواب نہیں ہوتے کیونکہ ان میں متنازعہ فیہ امور زیر بحث نہیں لائے جاتے۔ ہاں اپنے اصول دین کو اگر احسن طریق سے پیش کر دیا جائے تو کافی ہوتا ہے۔ دوسرے مذاہب سے جان بوجھ کر موازنہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ ایسے مواقع پر کسی قسم کے مناظرہ کی طرح ڈالنے کی ضرورت ہے جس کا شوق نئے مبلغین کو یا ناتجربہ کار لوگوں کو ہوتا ہے کہ بار بار اس امر پر زور دیتے رہیں کہ ان کا عقیدہ و مذہب سب سے بہتر ہے اور تمہارے جو عقائد ہیں خلاف عقل اور بے ہودہ ہیں۔ اگر آپ کے پاس صداقت کی روشنی ہے تو اسے پیش کر دیں اگر اس میں اتنی چمک ہے کہ خود ہی دوسری روشنیاں ماند پڑ جائیں تو آپ اس امر کا ذکر کریں یا نہ کریں دوسرے لوگ خود اپنی آنکھوں سے اس نور کو جگمگاتا ہوا دیکھ لیں گے۔ جب کسی سوسائٹی میں آپ کو تقریر کے لئے بلایا جائے۔ جس قسم کی گفتگو بھی آپ کرنا چاہیں اس کی گنجائش ہے۔

سوموار کی صبح کو مانچسٹر سے ووکنگ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اس ہفتہ دو تقریریں اور ہیں۔ ایک ۱۲ اپریل کو لنڈن میں دوسری ۱۵ اپریل کو آرپنگٹن سے ایک گرجا گھر میں۔

روئداد جلسہ سالانہ راولپنڈی بسلسلہ ص ۱۳

ساتھ... لطیف و متین حاضر جوابی کا ملکہ حاصل کیا۔ آپ کے فیض صحبت سے انہوں نے بڑے بڑے ادق اور اہم مسائل کو لطافت و نفاست سے بیان کرنے کی اہلیت پائی۔ اور ان کی نگاہ میں وسعت پیدا ہو گئی۔ فاضل مقرر نے اس سلسلہ میں اپنی ذات گرامی کے متعلق کچھ واقعات سنائے کہ جب اور جس وقت انہیں غیروں سے مقابلہ پیش آیا انہوں نے حضرت اقدس کے عطا کردہ علم الکلام کے ذریعہ انکو لاجواب کر دیا۔ آپ نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سب سے بڑی چیز اس زمانہ میں جو ہم مسلمانوں کو دی وہ علم الکلام کا زبردست ہتھیار ہے اس کے ذریعہ سے ہم نے بہت سے میدان مارے ہیں اور بہت سی مذہبی جنگیں جیتی ہیں، آپ نے اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت فکر دیتے ہوئے فرمایا کہ آیئے اور مسیح وقت کی فوج میں شامل ہو کر قرآن و اسلام کے نور کو عام کر دیں مسیح وقتؑ کا علم الکلام اور شاگردان مسیح کا پیدا کردہ لٹریچر روحانیت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس سے زندگی کا پانی ملتا ہے جہاں روحانی زندگی کے موتی ملیں گے، آپ آزمائیں اور دیکھ لیں کہ آپ کے اندر ایک قدسی قوت پیدا ہو گی آپ لہلہاتے پھریں گے اور اسلام کی فتح و نصرت کے پرچم دنیا میں لہراتے پھریں گے۔ یہ توفیق اس فوج میں شرکت سے ہی نصیب ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد دعا ہوئی۔ سہ روزہ نشستوں کے اختتام کا اعلان ہوا اور جلسہ برخاست ہو گیا۔ (باقی دارد)

متقی کی دوسری علامت

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

مسلمانوں کے لئے کس قدر ماتم کا دن ہوتا کیونکہ بت پرستی کا علم اس دن بلند ہوتا اور توحید کا جھنڈا نعوذ باللہ سرنگوں ہوتا گویا توحید بت پرستی کے مقابل شکست خوردہ ہوتی۔ وہ دن اگر اسلام کی سربلندی کا ثابت ہوا تو اس کا سہرا صرف اور صرف حضرت مرزا صاحب کے سر تھا کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کے دوسرے علماء میں یہ قابلیت مفقود ہو چکی تھی کہ اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کر سکیں جو دلوں کو اپیل کر سکے اور قرآنی ارشاد وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغاً یعنے ان کو ایسی بات کہو جو ان کے نفوس میں داخل ہو جائے اور ان پر اپنے اثر کا سکہ بٹھلا دے کی تعمیل کرنے کی اہلیت اس زمانہ میں اگر کوئی شخص رکھتا تھا تو صرف حضرت مرزا صاحب ہی تھے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

بحر حکمت کے موتی۔ (بسلسلہ صفحہ اوّل)

جاں بدہ از بہر آں جام اے پسر
بے جہاد و صبر کے باشد ظفر
صبر کردن بہر این نبود حرج
صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

ترجمہ: اس جام (وصول الی اللہ) کے لئے جان کی قربانی دے کیونکہ بغیر جہاد اور صبر کے کامیابی ممکن نہیں۔ اس کام کے لئے صبر کرنے میں نقصان نہیں۔ صبر کر کیونکہ صبر کامیابی کی کنجی ہے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲ رمئی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۸

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ پاک و ہند سے ۔۔۔۔۔ چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ { شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱ ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ۔ حیدرآباد دکن۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے۔
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۴۷۳۴۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

بدل اشتراک
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۹

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اسلئے قائم کیا ہے کہ

آنحضرت صلعم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یقیناً یاد رکھو اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلعم کا حقیقی متبع نہیں کہلا سکتا جب تک آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے اور جب تک ان محدثات اور بدعات سے الگ نہ ہو جائے جو لوگوں نے اپنی اپنی ہوائے نفسانی سے ایجاد کر رکھی ہیں اور اپنے قول اور فعل سے حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین نہ مان لے۔ شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ٭ ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

ہمارا اصل مدعا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف اور صرف حضرت رسول کریمؐ کی ہی نبوت قائم کی جائے۔ جو ابد الآباد کے لئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعہ سے قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو جا کر دیکھ لو اور عملی طور پر مشاہدہ کر لو کہ کیا آنحضرتؐ کی ختم نبوت پر حقیقی طور پر ہم ایمان لائے ہیں یا یہ لوگ۔ یہ نہایت ظلم اور شرارت کی بات ہے۔ کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا صرف اتنا منشا قرار دیا جائے۔ کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو اور کرتوتیں وہ کرو جو تم خود پسند کرو۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو۔ بغدادی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کر رکھی ہیں۔ کیا حضرت نبی کریمؐ یا قرآن شریف میں ان نمازوں و بدعات کا کہیں پتہ لگتا ہے اسی طرح یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے؟ آنحضرتؐ کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ وظیفہ کس نے بتایا۔ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے؟ اب تم خود ہی فیصلہ کر لو۔ کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے اعمال رکھ کر تم لوگ اس قابل ہو۔ کہ مجھے الزام دو کہ میں نے خاتم النبیین کی مہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے کہ اگر تم اپنی مساجد اور اپنے اعمال میں ایسی ایسی بدعات کو داخل نہ کرتے اور حضرت خاتم النبیینؐ کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام و رہبر بنا کر چلتے۔ تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی؟ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی۔ کہ رسول اللہ کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے۔

(باقی صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

بحرِ حکمت کے موتی

سلمۃ بن الاکوع انک کالذی قال الاول اللھم ابغنی حبیباً ھو احب الیّ من نفسی۔ مسلم۔ معیار الاخیار۔ مشارق الانوار ۲۵۱۔

ترجمہ:۔

سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو ویسا ہے جیسا کہ اگلے زمانہ میں کوئی مثل کہہ گیا ہے کہ اللہ مجھے ایسا دوست عطا فرما جو میرے نزدیک میری جان سے محبوب ہو۔

نوٹ:۔

ایسا دوست کیسے نصیب ہو۔ سنو! ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودّا۔ ۱۹:۹۶

لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولیّ حمیم۔۔۔۔۔

(۴۱:۳۴.۳۵)

ہمدردی بنی نوع انسان بالخصوص و خلق خدا بالعموم انسان کو انسانیت کے زیور (حسن اخلاق) اور روحانی بلندی) سے آراستہ کر دیتی ہے اور ہر دلعزیز بنا دیتی ہے یہی خزینہ محبت کا سرچشمہ قالوا بلیٰ ہے۔

کلید ایں ہمہ دولت محبت است و وفا
خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد (مسیح موعود)
(غلام احمد عفی عنہ)

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈاہلے عفی عنہ)

نائیجیریا

ترجمہ خط احمد یا بیا الورن ۔ نائیجیریا

بعد از حمد و ثنائے باری تعالےٰ اور درود سلام علیٰ محمد رسول اللہ علیہ وسلم .... میں سن کر بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ کی مذہبی جماعت ہے۔ میں ایک مسلمان ہوں اور بڑی روانی سے قرآن پڑھ سکتا ہوں مگر افسوس ہے اس کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہی میں اس کو اپنی زبان میں بیان کر سکتا ہوں ۔ اور لوگ مجھے اندھا کے نام سے پکارتے ہیں ۔ بہت سے عیسائی مجھے عیسائی مذہب میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بہت سے سوالات کرتے ہیں جن کا میں جواب نہیں دے سکتا ۔

ان میں سے چند یہ سوالات ہیں :۔

(۱) ۔ قرآن سے واضح کریں کہ محمدؐ رسول اللہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں ۔

(۲) ۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھے ۔

(۳) ۔ قرآن میں کہاں اور کیوں لکھا ہے کہ مسلمان ماہ رمضان کے مہینے میں روزے رکھیں ۔

میں بہت مشکور رہوں گا اگر آپ ان سوالات کا حل ارسال کریں ۔

ان سوالوں کے حل کے ساتھ ہی یہ بھی التجا ہے کہ ایک کاپی قرآن شریف خدا کے لئے ارسال کریں کیا آپ میری التجا منظور فرماویں گے میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کروں گا ۔ اور میں .... وعدہ کرتا ہوں کہ میں خط وکتابت کے ذریعہ واقعات سے آگاہ کرتا رہوں گا ۔

آپ کے جواب کا ...... منتظر

(سوالات کے جوابات دیئے گئے اور لٹریچر بھیجا گیا)

وِن برگ کیپ

ترجمہ خط مسٹر اسمائیل عثمان بیری روڈ وِن برگ کیپ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

ریلیجن آف اسلام (حضرت مولانا محمد علی مرحوم) کی دس کاپیوں کی قیمت تحریر فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں میں اسلامی ریسرچ گروپ کا ایک فرد ہوں اور ہمارے ممبرز نے کسی فرد سے یہ کتاب تھوڑے دنوں کے لئے لی ہے اور یہ اس کو واپس کرنی ہے ہمارے گروپ نے اس کتاب کو بہت فائدہ مند پایا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر ایک ممبر اس کو اپنے لئے خود خریدنا چاہتا ہے ۔

اس لئے آپ مجھے بہت جلد مطلع کریں کہ دس کتابوں کی کیا قیمت ہوگی اور ہمیں اسلامی کتابوں کی فہرست انگریزی ارسال فرماویں جن میں بخاری اور مسلم، مینول آف حدیث کی قیمت شامل ہو ۔

بھارت

ترجمہ خط کے ۔ سی ۔ بردواج پریم بلڈنگس رانی بازار سہارن پور

جناب عالی ۔ مجھے احمدیہ لٹریچر سے دلچسپی ہے ۔ اس لئے مجھے چند کتابیں ارسال کریں تاکہ میں مطالعہ سے یہ سمجھ سکوں کہ آپ کی تحریک نے فلسفہ اسلام اور اشاعت اسلام میں کیا خدمات انجام دیں ۔ اور مجھے تحریر کریں کہ کیا دہلی میں کوئی آپ کی برانچ ہے تاکہ میں اس سے رابطہ قائم کروں اور اس کی معرفت آپ کے ادارہ کی خدمت کر سکوں ۔

انڈونیشیا

ترجمہ خط مسٹر سوہادی جوگجاکارتا ۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے آپ کا ارسال کردہ کتب پارسل مل گیا بہت بہت شکریہ ۔ ان ہر دو کتب (کویسٹ آفر گاڈ اور ٹیچنگز آف اسلام) کے مطالعہ سے مجھے مسیح موعودؑ کے دعوے اور ان کے مقدس مشن کے متعلق پورا پورا یقین ہو گیا ہے اور آپ کی صداقت کا قائل ہو گیا ہوں ۔

مجھے مسٹر محمدؐ ارشاد کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ احمدیہ لٹریچر کا ترجمہ کر کے شائع ہو سکتا ہے چنانچہ میں نے "شبلس آف ڈمن ان اسلام" یسوع مسیح کی موت کے متعلق فتوے کا ترجمہ انڈونیشی زبان میں کر دیا ہے

اب میں ان کی طباعت کی فکر میں ہوں ان کی اشاعت تجارتی نکتہ نظر سے نہ ہوگی ۔ بلکہ آپ کے عقائد اور اشاعت اسلام مدنظر ہوگی ۔

چونکہ میں لٹریچر کی قیمت ادا نہیں کر سکتا لہٰذا میں اپنی تنخواہ میں سے کچھ رقم ماہوار مقامی احمدیہ جماعت کو دے کر بطور ہدیہ کروں گا ۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو اور سٹاک میں رسائل ہوں تو مجھے بھیجدیں ۔

لائٹ کا منتظر ہوں ۔

میری طرف سے نہایت مخلصانہ شکریہ قبول فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کے اس نہایت مبارک کام میں آپ کی مدد فرمائے ۔

(انہیں مطبوعہ رسائل میں سے چند رسالے اور لائٹ بھیجا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر کوننگ الحاج ۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یقین کامل ہے کہ احمدیہ موومنٹ دنیا میں اشاعت اسلام کی بدولت کامیاب وکامران رہے گی ۔ میں نے علم نجوم کے ذریعہ بھی اس حقیقت کو پالیا ہے ۔ فلپائن میں اس موومنٹ سے غفلت برتی جا رہی ہے ۔

فلپائن عیسائی ملک سمجھا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ سن ۱۹۶۰ء کی مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ اس ملک میں دو صد ساٹھ ملین آبادی ہے جس میں سے صرف دو ملین مسلمان ہیں اور یہ معمولی سی تعداد مسلمانوں کی علم کی روشنی سے دور ہے ۔

اگر اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت .... کا ہاتھ نہ بڑھایا تو ہم سب جلد یا بدیر عیسائیت کی آغوش میں چلے جائیں گے ۔ میں اللہ تعالےٰ سے ایسے برے حالات کے پیدا ہونے سے پناہ مانگتا ہوں

عیسائی اپنے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں سکالر شپ کی پیشکش کرتے رہتے ہیں اور کتب بھی مفت مہیا کرتے ہیں جبکہ مسلمان اپنی تالیف کردہ کتاب دو پیسو ریا ایک یو ۔ ایس ڈالر پر فروخت کرتے ہیں یہ مشکلات مسلم پریس کے نہ ہونے سے ہے ۔ یہ کتب سائیکلوسٹائل کر کے شائع کی جاتی ہیں ۔

میں کامیلا اسلامیہ کالج میں پروفیسر ہوں رسالہ فلپائن میں صرف یہی اسکول ہے جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہے ۔ لیکن رفتار ترقی بہت سست ہے کیونکہ ہمارے پاس نہ کتب ہیں اور نہ مستند حوالہ جات پر کوئی کتاب ہے ۔ ہمارے پاس صرف پرائمر بنام شارٹ کلیکش آف اسلام مصنفہ مولانا صدیقی ہے جسے ہم استعمال کرتے ہیں ۔

مجھے دو ہزار سے اوپر طلباء سے واسطہ پڑتا ہے میں احمدیہ موومنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہماری دستگیری فرما دے اور مجھے اسلامی لٹریچر بھیجدیں تاکہ ہماری قوم اس سے روشنی حاصل کرے ۔ یہ سب باتیں آپ کے نوٹس میں لا کر روز جزا اللہ تعالیٰ سے بریت چاہتا ہوں اب ذمہ داری آپ پر ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی نصرت فرمائے ۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۹ مئی ۱۹۶۲ء

اجرائے الہام اُمّتِ محمدیہ میں

مراسلہ نگار "ایشیا" کا بیان ہے کہ :-

"اسلام میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسئلے کا انحصار بھی الہام پر نہیں اور نہ کسی بڑے سے بڑے کے بھی مشاہدات تو حجت ہیں"

اور اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ :-

"یہ اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ امت نے الہام کو کبھی بھی کلام الٰہی تصوّر نہیں کیا اور نہ حضورؐ کے بعد کلام الٰہی کے نزول کا عقیدہ امت کے مسلمات سے ہے یہ محض مدیر پیغام صلح کا افتراء ہے"

ہم حیران ہیں کہ اس ناحق بیانی کو کیا کہیں جو حقائق و بدیہیات کا انکار کرنے پر تلی ہوئی ہے یہ صحیح ہے کہ جہاں تک مسائل شرعیہ کا تعلق ہے، ان میں سے کسی ادنیٰ مسئلہ کا بھی انحصار اولیاء اللہ کے الہام پر نہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے کہ امت نے الہام کو کبھی کلام الٰہی تصوّر نہیں کیا۔ اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مکالمہ الٰہیہ کے اجراء کا عقیدہ اُمّت کے مسلمات میں ہے۔ اجرائے الہام کے عقیدہ کو پیغامِ صلح کا افتراء قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے روز روشن میں طلوعِ آفتاب کو افتراء قرار دینا۔ ولی کا الہام مسائل شریعت میں بیشک حجت نہیں اور نہ حضرت مرزا صاحب نے اسکو کبھی حجت قرار دیا وہ تو صرف معرفت الٰہی اور ازدیادِ ایمان کا ایک ذریعہ ہے جو حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچانے کا موجب ہے اور جیسا کہ ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں، اس کا اجراء اولیاء اللہ کے مسلمات میں سے ہے، ہم اس سے پیشتر حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک حوالہ نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ انبیاء کرام کے کامل متبعین کو شرف مکالمہ الٰہیہ حاصل ہوتا ہے، اور جب کسی کے ساتھ کثرت سے ایسا مکالمہ ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے (مکتوب پنجاہ جلد دوم) مراسلہ نگار "ایشیا" نے اسکو حضرت مجدّد صاحب کے بعض دوسرے اقوال سے رد کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان اقوال میں صرف الہام کی حیثیت بیان کی گئی ہے، اس کے اجراء سے انکار نہیں کیا گیا۔ اور حضرت مجدّد الف ثانی ہی نہیں، صاحب روح المعانی نے بھی مجدّدین امت پر وحی الٰہی کا ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ آیہ کریمہ يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

فان الالقاء لم يزل من لدن آدم عليه السلام الى انتهاء زمان نبينا صلى الله عليه وسلم وهو في حكم المتصل الى قيام الساعة بان يقوم بالدعوة على ما روى ابوداؤد عن هريرة عن النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها اى باحياء ما اندرس من العمل بالكتاب والسنة - (تفسیر روح المعانی)

ترجمہ:- یہ القائے وحی آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ تک رہا اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے اس شخص کے کھڑا ہونے سے جو دعوت اسلام کے کام کو لے کر کھڑا ہو جیسا کہ ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو اٹھاتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے یعنی کتاب و سنّت پر جو عمل مٹ جائے اسے پھر زندہ کرے۔

صاحب روح المعانی کا یہ بیان کس قدر واضح ہے اور کتنی صفائی کے ساتھ انہوں نے یہ بتایا ہے کہ وحی و الہام کا نزول حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بھی مجدّدین کرام پر ہوتا ہے، یہ الگ بات ہے، کہ وہ وحی، وحی نبوت نہیں ہوتی اور نہ کوئی احکام شریعت لے کر آتی ہے، لیکن وحی کا ہونا مسلّم ہے، تفسیر روح المعانی کسی "مرزائی" کی تصنیف نہیں اور نہ آج لکھی گئی، یہ سن ۱۳۰۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی اور اس سے کئی صدیاں پہلے ابی الفضل شہاب الدین السید محمود الالوسی البغدادی نامی ایک جیّد عالم دین نے یہ تفسیر لکھی۔ کیا اس کو بھی پیغام صلح کا افتراء قرار دیا جا سکے گا؟ اور اجرائے الہام کا عقیدہ امت کے مسلمات میں سے نہیں سمجھا جائے گا؟ کیا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے (جنہیں محدّث یعنے مکلّم من اللہ تسلیم کیا گیا ہے) ان الہامات کو بھی معاذ اللہ افتراء علی اللہ قرار دیا جا سکے گا؟ جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلعت مجدّدیت پہنائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"میرے رب نے مجھے فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں سوائے ایک طریقہ کے اور وہ تیری محبت اور فرمانبرداری ہے"

فرمایئے اس کو الہام کہیں گے یا کچھ اور؟ اور حضرت سیّد عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوح الغیب میں جو الہامات درج ہیں، حضرت امام غزالی، حضرت محی الدین ابن عربی رحمہما اللہ علیہما اور دیگر اولیائے امت نے اپنے ملفوظات میں جن مکاشفات کا ذکر کیا ہے کیا وہ سب افتراء علی اللہ ہیں؟ کچھ خدا کا خوف کیجئے اور سوچیئے کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت آپ کو کہاں لے جا رہی ہے آخر اس میں آپ کا بگڑتا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے ساتھ ہم کلام ہو ....، اس سے تو اسلام کی صداقت اور اس کا .... زندہ مذہب ہونا ثابت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان بڑھتا ہے، مرزا صاحب کو آپ مکلّم من اللہ نہیں ماننا چاہتے تو یہ الگ بات ہے لیکن الہام الٰہی کے اجراء کو تسلیم نہ کرنا نہ صرف اسلام کو مردہ مذہب ثابت کرنا ہے، بلکہ بزرگانِ امت کو معاذ اللہ مفتری قرار دینا ہے۔ حافظ شیرازیؒ کا یہ شعر ان لوگوں پر کیا خوب صادق آتا ہے ؎

شادم کہ با رقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشتِ خاکِ ما ہم بر باد رفتہ باشد

افسوس ہمارے مخالفوں کا آج یہی طریق عمل ہے۔ اسلام برباد ہوتا ہے تو ہو، الہام کا دروازہ بند ہو جائے اور زندہ خدا کا ہونا مشکوک ٹھہر جائے بزرگانِ اُمّت معاذ اللہ مفتری علی اللہ قرار پا جائیں اور حدیث نبوی کہ محدثین امّت مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہیں گے غلط ثابت ہو جائے یہ سب کچھ گوارا ہے لیکن یہ گوارا نہیں کہ مرزا صاحب مکلّم من اللہ ثابت ہوں یہ ہے ہمارے مخالفوں کا طریق عمل۔ انا للہ و انا الیہ راجعون؁

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ اور صحابہؓ کے اندر ان کا نفوذ

بزرگانِ جماعت احمدیہ کی سیرت و کردار۔ تبلیغ کے لئے اعلیٰ کردار پیدا کرنے کی ضرورت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۴ مئی ۱۹۶۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہٗ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین۔ (المائدہ)

وقال اللہ تعالیٰ:۔ محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (الفتح)

رسولِ کریم صلعم کے اخلاقِ فاضلہ

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق کا پہلو بیان کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی بعثت لاتمم المکارم مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھیجا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کو تکمیل تک پہنچاؤں۔ حضور اکرمؐ کے اخلاق فاضلہ اور صفاتِ عالیہ کا ذکر قرآن و حدیث میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن میں ان تمام کا ذکر اس وقت نہیں کروں گا بلکہ صرف ان اخلاق کا ذکر کروں گا جو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپؐ کی جماعت کو چھوڑ کر چلا جائے تو کوئی نقصان نہیں اگر کوئی دوسری قوموں کے رعب میں آکر اور ان کے لالچ کا شکار ہو کر اسلام کو ترک کر دے تو فرمایا کہ ہم ایک کی جگہ ایک قوم لائیں گے۔

صحابہ کرامؓ کا سلوک اپنوں اور غیروں سے

یحبھم ایسی قوم جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور خدا کے احکام و ارشادات کی تعمیل و پابندی ان کا وطیرہ ہے و یحبونہٗ اور وہ بھی خدا کے ساتھ عشق و محبت کرتے ہیں اذلۃ علی المؤمنین۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ فروتنی۔ تواضع۔ انکساری۔ اور عجز کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اعزۃ علی الکافرین۔ اور جب طاقت دکھانی ہو تو کافروں کے مقابلہ پر دکھاتے ہیں کافروں کے مقابلہ میں وہ بہت کڑے اور سخت ہیں۔ وہ قوم خدا کے راستہ میں جہاد کرتی ہے وہ دشمن کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ وہ دشمن کے طور و طریق سے متاثر نہیں ہوتی۔ ان کی دولت و ثروت، اقتدار اور سلطنت سے مرعوب نہیں ہوتی۔ بلکہ ان پر اپنا رعب جماتی اور غالب آتی ہے اذلۃ علی المؤمنین جب آپس میں ربط و ضبط ہو، آپس کا سلوک نہایت اعلیٰ درجہ کا ہو تو تب ہی دشمنوں پر غالب آ سکتے ہیں اور اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ دوسروں پر اثر ڈالیں اور ان کا اثر قبول نہ کریں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلمون کالبنیان یشد بعضہ بعضاً مسلمان ایک مضبوط دیوار کی طرح ہیں۔ جو باہم ایک دوسرے کی مضبوطی کا باعث ہیں۔ فرمایا المؤمنون کجسد واحد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمّٰی مسلمان آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں جسم کا اگر کوئی عضو بیمار ہو جائے تو جسم کے سارے اعضاء اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ نیند نہیں آتی۔ بخار چڑھ جاتا ہے۔ آنکھ کا درد ہو۔ دانت کا درد ہو یا قولنج اور گردہ کا درد ہو تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے یہ حالت قوم کے اعضاء و اجزاء میں پیدا ہو، ایک مسلمان کو دکھ یا تکلیف پہنچے۔ تو باقی سب مسلمانوں کو اس کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیئے۔ دشمن کے مقابلہ میں ایک سیسہ یا تانبہ کی پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو جاؤ۔

حضرت نبی کریم صلعم کے خصائلِ حسنہ

پھر فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یہ وہ رسولؐ ہے کہ جب تمہیں کوئی دکھ پہنچے تو اس پر بہت گراں گذرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا خواہشمند ہے اور مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور حضرت خدیجہؓ نے تو ان الفاظ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جن کے اندر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جبلت اور آپ کے دین کا نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتی ہیں کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابداً۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ انک لتصل الرحم آپ صلہ رحمی کرتے ہیں و تحمل الکل۔ ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ و تکسب المعدوم۔ اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے ہیں و تقری الضیف اور مہمان نوازی کرتے ہیں و تعین علی نوائب الحق۔ اور حادثات زمانہ میں محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہا کہ آپ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور نمازیں اور روزے رکھتے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہا۔ اس لئے کہ یہ تو ان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس آیت میں بھی وہی بات دوہرائی ہے۔ وہاں لکھا ہے اعزۃ علی الکافرین۔ وہ غالب آتے ہیں اپنے دشمنوں پر۔ وہ دشمن سے مرعوب نہیں ہوتے۔ بلکہ دشمن کو مرعوب کرتے ہیں۔ یہاں لکھا ہے اشداء علی الکفار وہ کافروں کے مقابلہ میں ان پر غالب آتے ہیں۔ رحماء بینھم اور آپس میں رحیم و کریم ہیں۔

بھائیوں کے دکھ درد میں ہمدردی

اس پاک اور بلند اخلاق رکھنے والے لوگوں کی داستانیں احادیث اور سیرت کی کتب میں بیشمار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی کوئی سی تکلیف کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی تکالیف کو دور فرما دے گا۔ فرمایا کہ دوسروں کے دکھ درد کے لئے دعائیں کرو۔ جو اپنے بھائی کی تکلیف میں اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی تکلیفوں اور دکھوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے۔ فرشتہ آمین کہتا ہے۔ اور اس کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ نے ان اہم اور ضروری امور پر خود عمل کر کے دکھایا

اسامہؓ پر مہربانی اور شفقت

لکھا ہے ایک دفعہ اسامہؓ گھوڑے یا اونٹ پر سے گر گئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ کونسی سواری تھی۔ بہرحال وہ سواری سے گر کر زخمی ہو گئے۔ اسامہؓ کے خد و خال حبشیوں کی طرح ہو گئے۔ اسامہ کے خد و خال حبشیوں کی طرح سوریا نورا سنتہ میں حضرت اکرم صلعم کی امی جان نے انتقال فرمایا اس وقت ام ایمنؓ نے آپؐ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ حضرت نبی کریم انہیں انت امی بعد امی کہا کرتے تھے۔ آپ میری ماں کے بعد میری ماں ہیں۔ یہ حبشی عورت ہے اس حبشی عورت کے مکان پر آپؐ دلداری کے لئے جایا کرتے تھے۔ غرباء کے ساتھ حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کس قدر ہمدردی اور شفقت رکھتے تھے یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم بڑے پائے کے آدمی ہیں اور ام ایمنؓ ایک دائی اور حبشی اور غریب عورت ہے حضرت نبی کریمؐ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کے مکان پر تشریف لے گئے وہ رو رہی تھیں، رونے کا سبب پوچھا گیا کہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ وہ وحی جس سے ہم سیراب ہوتے تھے وہ اب منقطع ہو گئی ہے۔ یہ وہ عورت ہیں جن کا بچہ سواری سے گر پڑتا ہے تو ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیتے ہیں۔ اس جگہ پر منہ رکھ کر چوستے ہیں جہاں زخم آئے تھے۔ یہ کام ایک باپ کر سکتا ہے یا ماں۔ بتلائیے یہ وہ اخلاق تھے جن سے قوم متاثر تھی۔ عائشہ رضؓ دیکھ رہی ہیں، دوسرے دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ حضورؐ اس حبشی زادہ کے ساتھ کس قدر ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

سعد بن معاذؓ کیساتھ ہمدردانہ سلوک

سعد بن معاذؓ بڑے آدمی ہیں۔ جب خندق کی لڑائی ہوئی تو ان کا بازو زخمی ہوا حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ان کا خیمہ مسجد میں لگا دو تا کہ میں قریب ہونے کے باعث ان کی تیمارداری کرتا رہوں گا اور حال پوچھتا رہوں گا۔ آپؐ نے خود ان کے بازو پر گرم لوہے سے داغ دیا کہ وہ اچھے ہو جائیں۔ سعد بن معاذ کو بڑی تکلیف ہے وہ کہتے ہیں اے مولا کریم اگر ابھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ لڑائی جاری ہے تو مجھے زندہ رکھ اور اگر تو نے لڑائی بند کر دی ہے تو مجھے تو اس تکلیف سے نجات دینے کے لئے ..... اٹھا لے۔ چنانچہ ان کا زخم پھٹ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کا سر اپنی گود میں لے لیا۔ بازو سے خون جاری تھا۔ حضرت نے ان کو گلے لگا لیا ودمہ ینفخ فی وجہ النبی ولحیتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کا خون آپ کے چہرے مبارک، پر اور داڑھی مبارک پر پڑ رہا تھا۔ کسی نے آپ کو علیحدہ کرنا چاہا تو آپؐ اور قریب ہو گئے۔ جب وہ انتقال کر گئے تو حقیقی ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے۔

عثمان بن مظعونؓ کی موت پر آپکا طریق عمل

اسی طرح عثمان بن مظعون رضؓ جب فوت ہوئے تو حضور اکرم صلعم تشریف لائے۔ ان کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور ان کا منہ چوم لیا وھو میت جبکہ وہ مر چکے تھے۔ دموع النبی تسیل علی وجہ عثمان بن مظعون حضرت نبی کریمؐ کے آنسو ان کے چہرے پر گر پڑے اس بڑی شخصیت کے مالک نے زمانہ جاہلیت سے شراب کا پینا اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا اور عبادت گذاری کے لئے مشہور تھے لیلہ قائم و نہارہ صائم ان کی راتیں عبادت میں گذرتی تھیں اور وہ دن کو روزے رکھتے تھے اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ جب جنازہ اٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذھبت ولم تلبس منھا بشیء من الدنیا یعنے تو اس دنیا سے چلا تو اپنی ذات کو دنیا کے کسی غرض سے ملوث نہ کیا۔

سعد بن عبادہؓ کی وفات پر رقت قلب

اسی طرح جب سعد بن عبادہؓ بستر مرگ پر تھے تو حضورؐ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور ان کو مرتے دیکھ کر رو پڑے ان کو دیکھ کر قوم بھی رونے لگی۔

مسجد میں جھاڑو دینے والی عورت سے سلوک

اسی طرح ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ انتقال کر گئیں۔ راتوں رات دفنا دی گئیں اور حضرت نبی کریم صلعم کو خبر نہیں دی گئی۔ اگلے دن آپؐ کو پتہ چلا۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے خبر کیوں نہ کی گئی دلونی علی قبرھا۔ مجھے اس عورت کی قبر کا پتہ دو۔ آپؐ ان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اور ان کی مغفرت کے لئے دعائیں کیں۔

عمرو بن عاصؓ کا اخلاص اور انکی عبادت

حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے پانچواں آدمی ہوں۔ جو شروع شروع میں داخل اسلام ہوئے۔ وہ کہتے ہیں ہم پر وہ وقت بھی آیا لیس لنا طعام ..... الا ورق الشجر ہم درختوں کے پتے کھا کھا کر گذارہ کرتے تھے اور جب ہم میں سے کوئی رفع حاجت کو جاتا تو بھیڑ کی طرح مینگنیاں نکلتی تھیں۔ ایک دفعہ سعد بن العاص مکہ میں آئے تو وہاں بیمار پڑ گئے حضورؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ۱۹۱ کے ہے۔ لیکن حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے التجا کی کہ آپ آدھا لے لیں۔ اب بھی حضورؐ نے جواب دیا۔ پھر درخواست کی حضورؐ تیسرا حصہ لے لیں۔ فرمایا ہاں یہ بہت ہے۔ انہوں نے کہا حضورؐ! دعا کریں کہ میں مکہ میں نہ مروں، مدینہ میں جا کر مروں، ورنہ لوگ کہیں گے کہ ہجرت کے بعد پھر گھر ہی میں آ کر مرے۔ ارادہ اور اخلاص میں کس قدر بلندی ہے۔

ابوسلمہؓ کی وفات پر انکی آنکھیں اور منہ بند کیا

اسی طرح ابوسلمہؓ انتقال فرما گئے۔ حضورؐ وہاں پہنچے ہیں اور خود ان کی آنکھیں بند کرتے ہیں۔ اگر مرنے والے کی آنکھیں اور منہ کھلا رہے تو شکل خراب ہو جاتی ہے۔ ڈر لگتا ہے۔ ان ضروری امورؐ کی طرف بھی حضورؐ نے توجہ دی۔

مصعب بن عمیرؓ کی فدائیت

مصعب بن عمیرؓ قاری بھی تھے اور غازی بھی تھے ان کی مؤثر تبلیغ کی برکت سے سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ اور ان کی قومیں اسلام میں داخل ہوئیں ان کو سعد بن عبادہ نے اپنے گھر میں رکھا اور گھر کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیا۔ جب موقعہ ملا تو اس قاری نے غازی بن کر دکھایا۔ جب حضورؐ زخمی ہو کر گر پڑے تو یہ ان کی حفاظت کے لئے مستعد ہو گئے اور نبی کریم صلعم کی خاطر اپنا سر کٹوا دیا۔ کسی نے حضورؐ پر وار کیا۔ وہ خود آگے بڑھ آئے۔ ان کی لاش چھوٹی سی چادر میں لپٹی ہے۔ سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں ننگے ہوتے ہیں اور پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر کھلا رہ جاتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ وہی شخص ہے کہ مکہ میں کسی شخص کا اس کی طرح خوبصورت لباس نہیں ہوتا تھا۔ کیا خوبصورت بال ہوا کرتے تھے آج میں کیا دیکھتا ہوں بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ ہیں وہ شخص بے نظیر حلہ پہنا کرتا تھا۔ وہ آج چھوٹی سی چادر میں پڑا ہے۔ اور چادر بھی پوری نہیں آتی۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے اخلاقی کمالات دکھائے۔

سعد بن عبادہؓ کا مہاجرین سے سلوک

سعد بن عبادہ رضؓ بڑا امیر کبیر آدمی ہے۔ بہادر ہے تمام لڑائیوں میں شریک رہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ہر روز یہ صاحب بہت بڑے لگن میں شوربا اور روٹی اُن کے ہاں پہنچاتے تھے اور سب مہاجرین کے لئے اعلان کیا کرتے تھے کہ سعدؓ کے گھر میں آپ کے لئے عمدہ عمدہ کھانا تیار ہے تشریف لائیے گا۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن الربیعؓ

عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب ہجرت کر کے سعد بن الربیعؓ کے گھر پہنچتے ہیں تو اپنا نصف مال تقسیم کر کے انہیں دے دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری دو بیویاں ہیں، ایک کو طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کر لیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ کے مال و اہل میں برکت دے دلونی الی السوق۔ مجھے بازار کا رستہ دکھا دو۔ بازار جا کر انہوں نے کاروبار شروع کیا۔ مالدار ہو گئے۔ غریب تھے امیر ہو گئے جہاد کے موقعہ پر بڑی بڑی رقمیں دیں۔ لیکن اس شخص کا جذبہ دیکھئے جس نے اپنی تمام چیزیں آدھی انہیں دے دیں۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی دینے کے لئے بھی تیار ہو گئے۔ یہ وہ رنگ ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے اندر پیدا کیا۔

حضرت عمرؓ کے ہمدردانہ جذبات

اس ہمدردی کا نظارہ وہی تھا جو حضرت عمرؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ نے حضرت عمر رضؓ کے عہد خلافت میں مشاہدہ میں آیا۔ ان دونوں بزرگوں نے ایک رات تجارت کے قافلہ کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ اس قافلہ میں ایک عورت کا بچہ بار بار روتا تھا اور یہ بزرگ جا کر اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔ وجہ پوچھی تو اس عورت نے کہا اس کا دودھ چھڑاتی ہوں تاکہ اس کا وظیفہ مقرر ہو جائے۔ عمر رضؓ اس کے بغیر بچوں کا وظیفہ مقرر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضؓ چونک اُٹھے اور کہا بؤساً لعمر کم قتل من اولاد المسلمین۔ افسوس ہے عمر پر۔ اس قانون کی وجہ سے مسلمانوں کے بچے ہلاک کر دیئے۔ اپنے حکم میں ترمیم کر دی۔

افراد جماعت احمدیہ کی سیرت اخلاق

میں نے یہ رنگ اپنی جماعت کے اندر بھی دیکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین مرحوم بڑے عظیم الشان انسان تھے جماعت کے لئے انہوں نے بہت کچھ کیا اور جماعت کے ہر محتاج کی دستگیری کی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ فرشتہ تھے۔ مہمان اپنا ہو یا بیگانہ۔ کوئی عرب ہو یا پٹھان، کوئی بھی ہو ان کا در ہر وقت اُن کے لئے کھلا رہتا۔ میاں غلام رسول صاحب مرحوم معظور پولیس افسر تھے۔ اس محکمہ میں بہت کم انسان اخلاق عالیہ کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن خصوصیت سے مرحوم موصوف جہاں گئے اپنی بے نظیر تہذیب اور اپنے اخلاق کی وجہ سے جماعت بنا لیتے تھے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے اپنے بلند اخلاق اور اپنے علم و حکمت کی وجہ سے ہر جگہ جہاں وہ گئے جماعت بنائی۔ خود حضرت امام الزمان ہمدردی و مروّت کا نمونہ تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس فیروزپور سے خط آیا کہ میں بیمار ہوں۔ میرے لئے دُعا کریں۔ آپ نے ایک آدمی کو فیروزپور بھیجا کہ اس کی خبر لاؤ۔ علاج کے لئے روپے دیئے۔ ایک دفعہ ایک بوڑھے آدمی نے کہا کہ مجھے زکام ہے اجازت دی جائے تاکہ اپنے گھر چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ مہمان خانہ سے ایک چوزہ صبح اور ایک چوزہ شام تیار کر کے اس بوڑھے آدمی کو دیا جائے ہفتہ کے اندر اندر زکام دُور ہو گیا اور ان کا چہرہ سرخ ہو گیا ایک دفعہ حضرت مولٰنا نورالدین صاحب کو سیالکوٹ کا سفر پیش آیا۔ حضرت صاحب ان کو رخصت کرنے کے لئے اُن کے ساتھ چل رہے تھے، ان کو فرما رہے ہیں کہ مولٰنا سیالکوٹ میں طاعون پھیلی ہوئی ہے شہر میں قیام نہ کرنا۔ چھاؤنی میں قیام کریں۔ وہ خود طبیب ہیں سب کچھ جانتے ہیں، باوجود اس کے انہیں آپ نصیحت فرماتے ہیں کہ آپ شہر میں نہ جائیں، چھاؤنی میں قیام کریں۔ یہ محبت و اخلاص و ہمدردی کا تقاضا تھا۔ اسی طرح سے مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم یکے پر سے گر گئے تو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ حضرت صاحب ان کی قدر کرتے اور ان کی ناز برداری کرتے تھے ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ان کو اپنے گھر میں رکھا ہوا تھا۔ وہ ایک شیر تھا۔ جب کبھی گھر کے اندر سے بچے بچیوں یا حضرت صاحب کی بیوی کی آواز آجاتی تو آپ گرج کر آواز دیتے کہ کون ہے یہ شخص مرید ہو کر اپنے پیر و مرشد کے بچوں کو ڈانٹ رہا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کو مشورہ دیا کہ بیوی صاحبہ آپ کی خاطر نہیں کرتیں۔ ان کو سختی سے کہنا چاہیئے۔ حضرت نے فرمایا یہ ہمارا طریق نہیں ہے ایک دفعہ کسی بات پر میں نے ذرا بلند آواز سے بیوی کو مخاطب کیا تو بعد میں پشیمانی ہوئی اور دیر تک استغفار کرتا رہا۔

پادریوں کی شیریں لسانی اور موجودہ مسلمان

آج جب میں پادریوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کی زبان شیریں ہے گفتگو میں حلاوت ہے۔ غریبوں کی اخلاقی اور مالی امداد کرتے ہیں، اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ تو میں سوچتا ہوں کہ یہ کام تو ایک مسلمان کا ہونا چاہیئے تھا۔ جو دوسری قوم کر رہی ہے حلاوت کلام کے اندر حکمت ہے۔

صحابہ کرامؓ کا بلند پایہ کردار

حضرت نبی کریم نے اپنی قوم میں بلند پایہ اخلاق و کردار پیدا کیا۔ قوم میں اس کا رنگ نظر آیا۔ جب تک قوم میں رنگ نہ ہو اس وقت تک امت کہلانا درست نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں بایعنا علی النصح ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہمارا وجود دوسروں کے لئے بابرکت ہوگا۔ ہم دوسروں کی خیر خواہی کریں گے۔ دردمندوں کی دلداری کریں گے۔ جب یہ احساس پیدا ہو جائے تو پھر ہی قوم بنتی ہے۔ حضور اکرمؐ نے ایسی قوم بنائی جو اپنوں کے لئے رحماء اور غیروں کے سامنے پشت دکھاتی دیوار رکھتی۔ اس قوم نے دنیا کی رہنمائی کی اور دنیا کے لئے نمونہ پیش کیا۔ تاریخ اس کے روشن کارناموں اور اخلاق و کردار کی بلندیوں سے بھری پڑی ہے۔

اپنے اندر اعلیٰ کردار پیدا کرو

ہماری قوم کو اس طرف توجہ دینا نہایت ضروری ہے۔ ہم ایک تبلیغی جماعت ہیں۔ ہمارے طور و طریق میں ایک منفرد خصوصیت ہونا چاہیئے اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کریں کہ دوسروں کے لئے نقصان کا نہیں بلکہ خیر و برکت کا موجب ہوں گے۔ آج میرے سامنے بے شمار مثالیں ہیں۔ وقت اجازت نہیں دیتا کہ ان کو بیان کر دوں۔ نمونہ از خروارے کافی ہے۔

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

"اخبار "ایشیا" لاہور کے ایک مقالہ میں بیان کردہ امور واقعات اور اسلامی اصول کے خلاف ہیں"

مقالہ نگار صاحب کی بدتہذیبی کا مظاہرہ

لاہور کے اخبار "ایشیا" کے شمارہ ۱۵ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۶۲ء میں ایک مقالہ بعنوان "تشبیب فراز" شائع ہوا ہے جس میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ایک پیشگوئی کو خاص طور پر طعن و تشنیع کا ہدف بنایا گیا ہے اس مقالہ میں جس سوقیانہ زبان کا استعمال کیا گیا ہے اور جس تمسخرانہ لب و لہجہ کو اختیار کیا گیا ہے اور جس بدتہذیبی کا اس میں مظاہرہ کیا گیا ہے وہ سخت قابل افسوس اور قابل نفرین ہے۔ مقالہ نگار صاحب کو اس قدر ثقاہت سے گری ہوئی طرز تحریر اختیار کرتے وقت اتنا بھی خیال نہ آیا کہ جس شخص کو وہ اپنے تمسخر کا نشانہ بنا رہا ہے وہ ہزاروں انسانوں کا پیشوا ہے جن کے دل اس کی محبت اور احترام سے لبریز ہیں جو اسے پیشگوئی مسیح موعود اور مہدی معہود کا مصداق مانتے اور خاتم الاولیاء یقین کرتے ہیں۔ اس کی شان میں اس قسم کی تہذیب سے گری ہوئی زبان ان کے دلوں کو کس قدر مجروح کر سکتی ہے۔ افسوس مقالہ نگار کو اپنا مقالہ سپرد قلم کرتے وقت النحل ع ۱۶ میں مندرج قرآنی ارشاد ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي احسن ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بالمهتدين بھی مدنظر نہ رہا۔ خیر جبکہ ہمیں تو اس قسم کی بدزبانی پر صبر کی تلقین کی گئی ہے، سو ہم ان کی بدزبانی کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے اور مقالہ نگار صاحب کی بدتہذیبی اور تمسخرانہ لہجہ کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی غلط بیانیوں کو طشت از بام کرتے ہیں۔

پہلی غلط بیانی

پہلی غلط بیانی تو مقالہ نگار صاحب نے یہ کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دے کر انبیاء کے معیار پر ان کی سچائی کو پرکھنا چاہا ہے حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی بھی اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیتے رہے ہیں اگر مقالہ نگار صاحب کو اس کے متعلق کوئی شبہ ہو تو وہ اس موضوع پر باقاعدہ تبادلۂ خیالات کر کے اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ ذیل میں میں اس بارے میں حضرت اقدس مرزا صاحب کی اپنی ایک تحریر نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں، حضور اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۳۹ پر فرماتے ہیں:-

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"

دوسری غلط بیانی اور حضرت مرزا صاحب کی زبان پر اعتراض

مقالہ نگار صاحب دوسری غلط بیانی کا ارتکاب کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی زبان دانی کو مندرجہ ذیل الفاظ میں زیر اعتراض لاتے ہیں:-

" مرزا صاحب قادیانی کے لٹریچر کا مطالعہ بڑا ہی صبر آزما اور دماغ سوزی کا کام ہے ذوق سلیم رکھنے والا کوئی شخص اپنے دل و دماغ پر جبر کئے بغیر اس لٹریچر کی چند سطور بھی نہیں پڑھ سکتا اس لٹریچر کی ایک ایک سطر اس کے ذوق اور سلامتی طبع کا دامن پکڑے گی اس کی گھٹیا زبان پکار پکار کر کہے گی کہ جس اللہ نے اپنے انبیاء کو فصاحت اور بلاغت سے نوازا تھا کیا اس کی نظر انتخاب ایک ایسے شخص پر بھی پڑ سکتی ہے جس سے بہتر زبان اس کے ہم عصر غیر مسلم بھی لکھ لیتے تھے"

حضرت مرزا صاحب کی زبان اور حضور کے لٹریچر کے متعلق ماہرین زبان کی شہادت

اس تعصب اور ریشہ دوانی سے بھرے ہوئے اعتراض کے جواب میں ذیل میں صرف ان ماہرین زبان کی شہادت درج کر دینا ہی کافی ہے کہ زبان دانی کے میدان میں مقالہ نگار صاحب جن کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے اور حضور سے سنئے۔

مولوی عبداللہ صاحب العمادی کے نام نامی سے کونسا ادیب اور انشاء پرداز ناواقف ہے وہ ادیب اور انشاء پردازی اور علم و فضل میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ مقالہ نگار صاحب ان کے مقابلہ میں مشہور ضرب المثل چہ نسبت خاک را با عالم پاک کا مصداق ہیں یہ بات بھی واضح ہے کہ عمادی صاحب احمدی بھی نہ تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر جو رائے اپنے اخبار وکیل میں لکھی اس کے چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہوئے مقالہ نگار صاحب کو اپنی مندرجہ بالا تحریر پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دیتا ہوں وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:-

" وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو"

پھر لکھتے ہیں:-

" ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر .... یہ آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس ... احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے"

پھر لکھتے ہیں:-

" مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی ... تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے

عالم اسباب و وسائط میں واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کر سکتے تھے یا نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانِ حقیقی کو سرِ راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔"

پھر لکھتے ہیں:۔

"ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔"

پھر لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کا دعوے تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی ——— آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

پھر لکھتے ہیں:۔

"اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر (حضرت مرزا صاحب پر ناقل) چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے سنہ ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور جو مباحثات ہوئے تھے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں، ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا۔"

مقالہ نگار صاحب بتلائیں کہ جس کی زبان گھٹیا ہو اور جس کی ایک سطر بھی ذوق سلیم رکھنے والا پڑھ نہ سکتا ہو اس کی قلم کو سحر اور اس کی زبان کو جادو کہا جا سکتا ہے کیا اس کے لٹریچر کے مطالعہ سے وجد کی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے کیا اس کی تاثیر اتنی زبردست ہو سکتی ہے کہ دشمن کی صفوں کو پامال کر کے رکھ دے اور اسلام کی حقیقت پر وہ ایسی روشنی ڈالے کہ سمجھدار طبقہ عاشق ہو جائے اور مزے لے لے کر اسے مطالعہ کرے اور کیا اس کے لٹریچر کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے کسی وقت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مقالہ نگار صاحب بتلائیں کہ کیا دل و دماغ اور ذوق سلیم صرف انہی کو عطا ہوا ہے یا کسی اور نے بھی اس نعمت سے حصہ پایا ہے کیا حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں میں آپ کے نزدیک کوئی صاحب ذوق سلیم نہیں اتنے ہزار آدمی جو ان کی تحریروں پر عاشق ہیں اور ان سے حظ اٹھاتے اور اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے اور ان کے نور سے منور ہوتے رہتے ہیں وہ یونہی عاشق ہو گئے ہیں۔ اگر بقول آپ کے ان میں کشش کے کوئی سامان موجود نہیں بات وہ کہنی چاہیئے جو جہلا کو نہیں بلکہ عقلاء کو اپیل کر سکے قلم خدا نے اس لئے نہیں دی کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انا پ شناپ باتوں سے کاغذوں کو سیاہ کر دیا جائے کیا آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جلسہ مذاہب عالم کے موقعہ پر جو ۱۸۹۶ء میں لاہور میں منعقد ہوا تھا صرف آپ کا ہی مضمون تھا جو تمام مذاہب کے مقابلہ میں ان کی پیشگوئی کے مطابق بالا رہا اور تمام لوگوں نے اس کی برتری کو تسلیم کیا اور اب تک اس کی افادیت کو تسلیم کیا جاتا ہے اخبار پیغام صلح کے گزشتہ شیوع میں بھی اس پر مفصل مقالہ درج کیا ہے اسے مطالعہ فرمائیں تا کہ آپ پر حقیقت واضح ہو جائے۔ آپ کی تسلی کے لئے حضرت مرزا صاحب کی زبان دانی کے متعلق ذیل میں چند مزید آراء بھی درج کی جاتی ہیں:۔

ایڈیٹر اخبار صادق الاخبار کی رائے

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کے ان لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہٗ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"

مقالہ نگار صاحب غور کریں کہ وہ کس شخص کو گرانے کی کوشش میں مصروف ہیں کیا اس شخص کو جس کے متعلق مخالف بھی یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ وہ عالم بے بدل تھا حامی اسلام تھا مسلمانوں کا مددگار تھا اس کی تحریروں نے دشمنانِ اسلام کا ہمیشہ کے لئے منہ بند کر دیا۔

اخبار کرزن گزٹ کی رائے

اخبار کرزن گزٹ دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی جو اہل زبان ہیں اُن کی رائے بھی سنیں اور دیکھیں کہ کیا آپ کی رائے آپ کی نظر ثانی کی محتاج ہے یا نہیں، وہ لکھتے ہیں:۔

"اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کی قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ایک پُر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اسکے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو نپے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے اگرچہ مرحوم اردو علم و ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے"

مقالہ نگار صاحب بتلائیں کہ کیا اس سے بڑھ کر کسی کی زبان دانی کی تعریف ہو سکتی ہے اور وہ بھی ایک اہل زبان کی قلم سے جو زبان کی باریکیوں سے پوری طرح واقف ہے اگر اہل زبان حضرت مرزا صاحب کی تحریر کو پڑھ کر وجد میں آ جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں آپ کی کیا حیثیت ہے جو حضور کی زباندانی پر زبان اعتراض دراز کریں خدا آپ کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتارنے کے سامان پیدا کر دے تا کہ آپ بھی حقیقت اور سچائی کے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھ سکیں آمین - ذرا ان الفاظ پر غور اور انصاف کی نظر ڈالیں۔

"اس کی قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں"

اخبار تہذیب نسواں کی رائے

اس اخبار کے مالک و منیجر سید ممتاز علی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود نہیں مانتے تھے

لیکن اُن کی ہدایت و رہنمائی مردہ رُوحوں
کے لئے واقعی مسیحائی تھی"

مقالہ نگار صاحب کیا اس حقیقت کا انکار کر سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الحقیقت ہزاروں مردہ رُوحوں میں جان ڈال دی صرف یہی نہیں بلکہ ان کو خدا رسیدہ بنا دیا۔ اگر مقالہ نگار صاحب علیٰ وجہ البصیرت ہونا چاہیئے ہیں تو خود اُن سے روحانی تعلق پیدا کر کے اس حقیقت کا اپنے نفس میں تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ مندرجہ بالا آراء سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مقالہ نگار صاحب کا اعتراض حضرت مرزا صاحب کی زباندانی کے متعلق کس قدر کمزور اور بے وزن ہے۔

انہوں نے بجز اس کے کہ علم ادب کے متعلق اپنی بے بضاعتی اور لاعلمی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے اور کیا کیا ہے کیا ان کی تحریر اس مشہور ضرب المثل "الزام اوروں کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا" کا مصداق نہیں۔

مقالہ نگار صاحب کی حضرت مرزا صاحب کے لٹریچر سے ناواقفیت

سیدنا حضرت مسیح موعود کے لٹریچر کے متعلق مقالہ نگار صاحب لکھتے ہیں:۔

" اس لٹریچر میں جابجا پھیلے ہوئے
متضاد دعوے پڑھنے والے کو حیرت
میں ڈال دینگے کہ کیا ایسے ڈھلمل یقین
اور متضاد دعوے کوئی ایسا شخص کر سکتا
ہے جس پر اللہ وحی نازل کرتا ہو"

کاش مقالہ نگار صاحب متضاد دعووں کی ایک مثال ہی حضرت اقدس مسیح موعود کے لٹریچر سے پیش کر دیتے اگر اس وقت انہوں نے کوئی مثال پیش نہیں کی تو اب کر دیں ورنہ ان کا دعوےٰ بلا دلیل عقلاء کے نزدیک قابلِ التفات ہی نہیں ہو سکتا کسی نے سچ کہا ہے ؎

اگر دعوےٰ کر دی دلیلش بیار

اگر مقالہ نگار صاحب کسی دعوےٰ کو پیش کرنے کی جُرأت کریں تو وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ تضاد کی تعریف کو مدنظر رکھ کر پیش کریں یونہی کاغذ سیاہ کر کے قارئین کرام کا وقت ضائع نہ کریں حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوےٰ میں ڈھلمل یقین لکھنا حد درجہ کی جسارت ہے آپ کو اپنے دعوےٰ کی سچائی پر جس قدر یقین تھا اس کے متعلق غیروں کی بھی شہادت سُن لیں۔ انگریزی اخبار پاؤنیئر کا عیسائی انگریز ایڈیٹر لکھتا ہے:۔

" مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی
کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت
اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے
تھے کہ ان پر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ
ان کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے"

مقالہ نگار صاحب کی علوم دینیہ سے ناواقفیت

مقالہ نگار صاحب لکھتے ہیں:۔

"جس اللہ نے داؤدؑ پر ایسا کلام نازل کیا
کہ انسان تو ایک طرف حیوانات تک وجد
میں آجاتے تھے اور جس نے محمد صلعم
پر ایسی کتاب اُتاری کہ دل موم ہو جاتے
ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے
ہیں کیا وہ ایسے الہامات بھی کر سکتا ہے
جسے سُن کر ذوقِ سلیم کو اُبکائی آجائے
اور جس پر عقل و خرد ماتم کرنے بیٹھ جائے"

مقالہ نگار صاحب غور سے سُنیں کہ جہاں تک وجد میں آنے کا تعلق ہے مندرجہ بالا آراء میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ حضور کو اُن کے دعاوی میں سچا ماننے والے ہی حضور کی تحریروں کو پڑھکر وجد میں نہیں آتے بلکہ ان تحریروں کو پڑھکر ان لوگوں پر بھی وجد طاری ہو جاتا ہے جن کو بظاہر حضور کے دعاوی سے اختلاف ہے۔

مرزا حیرت دہلوی صاحب کے الفاظ:۔

" اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں
پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت
طاری ہو جاتی ہے۔"

کو دوبارہ پڑھیں۔ اسی طرح عمادی صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ پر بھی دوبارہ نظر ڈالیں:۔

"غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی
حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف
کی تھیں اُن کے مطالعہ سے جو وجد پیدا
ہوا وہ اب تک نہیں اُترا ہے"۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر مقالہ نگار صاحب تعصّب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر انصاف سے کام لیں گے تو وہ اپنی اس غلط بیانی کو واپس لینے پر مجبور ہو جائیں گے میں امید کرتا ہوں کہ مقالہ نگار صاحب قرآنی ارشاد ولا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی کو ہمیشہ اپنا شعار بناتے ہوئے اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے آئندہ پرہیز کریں گے۔

تاریخ اور علوم دینیہ سے ناواقفیت کا ثبوت

کیا مقالہ نگار صاحب تاریخ اور علوم دینیہ سے اس قدر ناواقف ہیں کہ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دشمن اس قدر تھے کہ اُن کے قتل کرنے تک کی سازشیں کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ایک رات اُن کے محل کی دیوار پھاند کر اُن کی خوابگاہ میں داخل ہو گئے تھے۔ محض الٰہی نصرت کے ماتحت حضرت داؤد اُن کی سازش سے بچ گئے اگر یقین نہ آئے تو سورۃ ص کا ع ۲ خود مطالعہ فرمالیں، پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ بے بنیاد بہتانوں کے ذریعہ یہ دشمن حضرت داؤد کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کی سعی بھی کرتے رہتے تھے، یہ ایسے امور ہیں جو کسی تاریخ دان سے مخفی نہیں اب میں مقالہ نگار سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ دشمن بھی حضرت داؤدؑ کے کلام سے وجد میں آجایا کرتے تھے اگر اُن کے دلوں میں بھی آپ کا کلام ایسا ہی اثر پیدا کرتا تھا جو آپ بیان کر رہے ہیں تو وہ ان کی جان لینے کے درپے کیوں رہتے تھے اور اُن کے خلاف بہتان تراشی میں کیوں وقت صرف کرتے تھے اگر آپ کہیں کہ ان کو سچا ماننے والے ہی ان کے کلام سے وجد میں آتے تھے تو یہ امتیازی خوبی تو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کو بھی حاصل ہے ہزاروں انسان جن میں بڑے بڑے علماء و فضلاء علوم جدیدہ و قدیمہ کے شامل ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے وجد میں آتے ہیں اور میں اوپر ثابت کر آیا ہوں کہ ماننے والوں کے علاوہ اُن لوگوں پر بھی حضور کے کلام کو پڑھکر وجد طاری ہو جاتا تھا جنہیں آپ کے دعاوی سے اختلاف تھا لیکن باوجود اختلاف کے حضور کے کلام کی تاثیر کا وہ انکار نہیں کر سکے بلکہ جو حق بات تھی اس کا اقرار انہوں نے کھلم کھلا کر کے اپنی سعادت اور انصاف پسندی کا ثبوت دے دیا آپ کی طرح حق کو چھپانے کی کوشش نہیں کی اور آپ کی طرح لم تلبسون الحق بالباطل کا مصداق اپنے آپ کو نہیں ٹھہرایا۔ مقالہ نگار صاحب کی تحریر درحقیقت اس قول کی مصداق ہے ؎

سخن نہ شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

دوسری مثال کی حقیقت

دوسری مثال مقالہ نگار صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کے کلام کی پیش کی ہے میں اُن سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس کلام کو سُن کر ابوجہل کا دل بھی موم ہو جاتا تھا اور کیا عتبہ اور شیبہ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہونے لگ جاتے تھے اور کیا ابولہب اور اس کی بیوی بھی وجد میں آجایا کرتی تھی یا حضرت ابوبکرؓ اور آپ جیسے دیگر مومنوں کی آنکھوں سے ہی آنسو رواں ہو جایا کرتے اور ان کے نیک دل ہی موم کی طرح پگھلنے لگ جاتے تھے اگر حقیقت یہی ہے اور واقع بھی یہی ہے کہ مؤخر الذکر حضرات کی قلبی کیفیت ہی اس پاک کلام کو سُن کر ویسی ہی ہو جایا کرتی تھی جو آپ نے بیان کی ہے تو یہاں بھی ایسے لوگوں کی قلت نہیں جن کے دل حضرت مرزا صاحب کے کلام سے اسی طرح ہی متاثر ہوتے تھے اور ہوتے ہیں کاش آپ معاندانہ روش کو ترک کر کے موافقانہ نہیں تو منصفانہ نظر ہی حضرت مرزا صاحب کی تحریروں پر ڈالیں تو آپ کا دل بھی موم ہو جائے اور آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہونے لگ پڑیں میں اس حقیقت کو پھر دوہرا دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب گو زمرہ انبیاء کے فرد نہ تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے نہایت ہی

مخلص متقیہ ہونے کی وجہ سے خدا نے ان کے کلام میں بھی بڑی تاثیر رکھی تھی۔

انبیاء علیہم السلام کی فصاحت و بلاغت اسکے مخالفین کی نظر میں

مقالہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو فصاحت و بلاغت عطا کی جاتی ہے کیا حضرت مرزا صاحب جیسے شخص پر بھی خدا کی نظر انتخاب پڑ سکتی ہے۔

مقالہ نگار صاحب! اگر آپ نے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہوتا تو کبھی آپ مندرجہ بالا فقرہ سپرد قلم نہ کرتے اس میں شک نہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انکے رتبہ اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق فصاحت و بلاغت ملی۔ ان لوگوں کو نظر نہیں آیا کرتی جو باطنی بصیرت سے تہی دست ہوتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفین کا قول قرآن کریم میں درج ہے کاش اسے آپ نے ملاحظہ کیا ہوتا سنیئے وہ حضرت نوح کو مخاطب کرتے ہوئے کیا کہتے ہیں:-

فقال الملاُ الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشرا مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الرأی وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کاذبین حضرت نوحؑ کی قوم کے ان سرداروں نے جنہوں نے آپ کے دعوے کا انکار کیا ان سے کہا ہم تو تجھے صرف اپنے جیسا انسان خیال کرتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری اتباع صرف وہی لوگ کر رہے ہیں جو ہم میں سے ذلیل ہیں اور جو محض سرسری رائے رکھنے والے ہیں کسی امر پر گہری نظر ڈال ہی نہیں سکتے اور بلا وجہ ہم اپنے پر تمہاری کسی فضیلت کو مشاہدہ نہیں کر رہے۔ فضیلت کا مشاہدہ تو کجا ہم تو تمہیں کاذب سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ قول صاف دلالت کر رہا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت نوحؑ کا کلام بقول مقالہ نگار صاحب، ایسا گھٹیا تھا اور فصاحت و بلاغت سے اس حد تک گرا ہوا تھا کہ اسے صرف وہی لوگ قبول کر سکتے تھے جو سوسائٹی میں نہایت ہی ادنےٰ مقام پر سمجھے جاتے تھے اور جو بہت ہی معمولی رائے کے مالک تھے، سوسائٹی کے اعلےٰ اور علم رکھنے والے طبقہ کے نزدیک تو ان کا کلام قابل التفات ہی نہ تھا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت نوحؑ کا کلام یقیناً فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوگا۔ لیکن ان منکرین کی آنکھیں اس فصاحت و بلاغت کو دیکھنے سے اندھی رہیں حضرت نوحؑ نے ان منکرین کو یہی جواب دیا کہ میرا کلام تو کھلے کھلے دلائل پر مشتمل ہے اور خدا کی رحمت کی بارش مجھ پر ہو رہی ہے لیکن اگر تمہاری آنکھیں اندھی ہوں تو میں کیا کر سکتا ہوں اسی طرح اگر تمہارے دل روشنی سے کراہت کرتے ہوں تو میں کس طرح اسے تمہارے دلوں میں داخل کر سکتا ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ تم دوسروں کو جاہل قرار دیتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم خود ہی جاہل ہو دیکھو سورۃ ہود رغ ۳- کیا حضرت نوحؑ کے منکرین کے الفاظ اور آپ کے الفاظ:-

"جسے سن کر ذوق سلیم کو ابکائی آ جائے اور جس پہ عقل و خرد ماتم کر اٹھے"

مفہوم کے لحاظ سے مترادف نہیں اگر آپ غور کی نظر ڈالیں گے تو آپ کو ان دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے حالات کو بھی اسی پر قیاس کر لو، طوالت کا خوف ان سب کے حالات لکھنے سے مانع ہے۔

قرآن کریم کے متعلق منکرین کے خیالات

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت بلاشبہ اپنے حد کمال کو پہنچی ہوئی ہے اس کا مقابلہ انسانی طاقت سے باہر ہے نہ انفرادی طور پر اور نہ مجموعی طور پر اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے لیکن باوجود اس کے حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے منکرین کی جو رائے اس کے متعلق تھی وہ خود قرآن کریم میں منقول ہے یہ منکرین کبھی اساطیر الاولین اس کا نام رکھتے اور کبھی اضغاث احلام یعنی پراگندہ خوابوں اور پراگندہ خیالات کا مجموعہ اسے قرار دیتے، اور کبھی کہتے کہ یہ محض افتراء ہے جو از خود گھڑ لیا گیا ہے کبھی کہتے چند آدمیوں نے مل کر اسے بنایا ہے اور کبھی کہتے کچھ قصوں کا مجموعہ ہے جو دن رات محمد (صلعم) کو لکھوائے جاتے ہیں۔ کبھی کہتے شاعرانہ خیالات ہیں اور کبھی لوگوں کی نظروں میں اس کے بلند مقام کو گرانے کے لئے یہ لکھ دیتے لو نشاء لقلنا مثل ھذا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام بنا سکتے ہیں لیکن یہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اور کبھی جس طرح آپ نے لکھ دیا ہے کہ کیا اللہ تعالےٰ کی نظر انتخاب مرزا صاحب پر ہی پڑنی تھی کہہ دیتے وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علےٰ رجل من القریتین عظیم یعنی اگر خدا تعالےٰ نے قرآن اتارنا ہی تھا تو مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر اتارتا۔

منکرین کے ان اقوال سے کیا صراحتہً یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ منکر کا دل ہر کلام کو بے وقعت قرار دینے کے لئے تیار رہتا ہے خواہ وہ فصاحت و بلاغت میں بلند پایہ ہونے کے علاوہ دیگر تمام خوبیوں اور کمالات کا حامل ہی کیوں نہ ہو بات یہ ہے کہ دشمنی اور بغض انسان کو اندھا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے خوبیاں بھی اسکو برائیاں نظر آنے لگ پڑتی ہیں۔ یہی حال ان منکرین کا تھا اور یہی حال مقالہ نگار صاحب اور اسی قماش کے دوسرے لوگوں کا ہے خدا انہیں بصیرت عطا کرے تا یہ حق کو شناخت کر سکیں۔

موجودہ مستشرقین کے خیالات

مندرجہ بالا آراء تو ان منکرین کی تھیں جو حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ کے تھے، موجودہ زمانہ کے متعصب مستشرقین بھی اس قسم کے خیالات کے اظہار میں ان سے پیچھے نہیں رہے انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ قرآن کریم نعوذ باللہ بے جوڑ کلام کا مجموعہ ہے خیالات میں توازن بالکل مفقود۔ اپنی تنقید میں وہ اس حد تک تجاوز کر گئے ہیں کہ اس میں نحوی غلطیاں نکالنے کی جسارت کر رہے ہیں ایسا کہتے ہوئے انہیں اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ اگر تم قرآن کریم کو خدا کا کلام تسلیم نہیں کرتے تو نہ سہی کم از کم یہ تو تم کو بھی ماننا پڑے گا کہ کلام ایک عرب کا کلام تو ہے جو ہر لحاظ سے حجت اور سند قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی طرف غلطی منسوب کرنے کے تو کوئی معنی ہی نہیں۔

بہرحال جیسا کہ میں نے اوپر بتلایا ہے کہ منکر ماموریں الٰہی کے کلام کو دشمنی اور عناد کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس میں نقائص نکالے اس لئے اس کی قابل تعریف باتیں بھی اسے نقائص ہی نظر آتی ہیں اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں اگر مقالہ نگار صاحب کو حضرت مرزا صاحب کے کلام میں نقائص نظر آئیں، قرآن کریم نے سچ کہا ہے تشابہت قلوبھم۔

آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالےٰ و بتوفیقہٖ مقالہ نگار صاحب کی قرآن دانی پر سے پردہ اٹھایا جائے گا۔

اطلاع

بہ ارشاد گرامی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ علاقہ جات متعلقہ کے بالغ احمدی افراد کے مکمل پتہ جات برائے خط و کتابت جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

والسلام

حبیب الرحمٰن صادق۔ پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

احمدیہ بلڈنگس لاہور

پی۔ اے۔ سونر

مجدّد کا انکار فرمانِ نبوی کا انکار اور قابلِ مواخذہ ہے (مولانا خوشابی)

تحریک احمدیہ ہی صحیح معنوں میں آج تحفظِ دین اور خدمتِ اسلام کا کام کر سکتی ہے (چیمہ صاحب)

روئیداد نشست اوّل جلسہ سالانہ راولپنڈی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء۔ صبح ۹½ بجے حضرت مولنا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی زیرِ صدارت جلسہ کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ پروگرام کے مطابق عبدالعلی صاحب آف ڈاڈ سیتی ٹو پریم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کرنا تھا۔ مگر بوجہ مجبوری شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ ان کی تحریری فرمائش پر ملک ظفراللہ خان صاحب سیکرٹری جماعت راولپنڈی نے حضرت امام الزمان علیہ السلام کا کلام ؎

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

پڑھکر سنائی۔ اس منظوم کلام میں حضرت امام ہمام علیہ السلام نے اسلام کی شان وشوکت اور عزّت وعظمت کا دلکش انداز میں نقشہ کھینچا ہے اور دوسرے مذاہب خصوصاً آریہ مذہب کے غلط معتقدات اور اسلامی تعلیمات کی برتری اور معقولیت کو بیان فرمایا ہے۔

بعدازاں جناب محمد اعظم صاحب علوی نے منظوم کلام میں حضرت اقدسؑ کے حضور نذرِ عقیدت پیش کی۔ اور محترم عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ مری نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے ایمان افروز اور بصیرت آفرین اقتباس پڑھ کر سنایا۔

کیا مجدّد کا ماننا ضروری ہے؟

جناب مولنا شیر محمد صاحب خوشابی ایڈیٹر ماہنامہ "رُوحِ اسلام" نے عنوان بالا پر ایک مدلّل اور حقیقت افروز تقریر کی اور ثابت فرمایا کہ مجدّدِ وقت کا ماننا ملّتِ اسلامیہ کیلئے ازبس ضروری ہے، مولنا محترم نے بعد از حمد وثنا باری تعالےٰ اور درود وسلام نبی اکرم صلعم، قرآن کریم کی آیہ کریمہ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق الخ تلاوت فرمائی اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے جب مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تو مخالفین اور معاندین نے اعتراض کیا کہ یہ دعوےٰ کیسے سچا ہو سکتا ہے جبکہ احادیث میں آنے والے مہدی کے لئے لکھا ہے کہ جب وہ دنیا میں آئے گا تو چاند اور سورج کو ماہ رمضان کی پہلی اور درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ حضرت امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اگر میں اس دعوےٰ مہدیت میں سچا ہوں تو یہ پیشگوئی میری تائید میں ضرور پوری ہوگی۔ میں خود بھی اپنے دعوےٰ میں سچا ہوں اور اس حدیث کو بھی درست اور صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ ماہ رمضان چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو چاند اور سورج ہر دو کو گرہن لگا۔ جس کو تمام زمانے نے دیکھا۔ علماء اور مولویوں نے بھی دیکھا مگر پھر بھی مولوی ملاؤں کی "میں نہ مانوں" نہ گئی اور اب یہ پینترا بدلا اور کہا کہ یہ حدیث بھی صحیح نہیں ضعیف ہے۔ کمزور ہے اور علم حدیث کے معیار پر پوری نہیں اُترتی۔ حضرت اقدس نے ملاؤں کی اس قلابازی اور انحراف عن الحقیقت پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا کہنے ان علماء کے۔ جب حدیث کی پیشگوئی وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی تو وہ حدیث احسن بھی تھی۔ درست بھی تھی اور صحیح بھی تھی۔ روایت۔ درایت۔ اسناد وغیرہ علوم حدیث کے تمام معیاروں پر پوری اترتی تھی اور جب یہ پیشگوئی معرض وجود میں آگئی تو ضعیف ہوگئی کمزور پڑگئی غلط ٹھہر گئی۔ سبحان اللہ۔ گویا ضعیف وکمزور حدیث وہ ہے جو برمحل پوری ہو جائے اور بغیر ابہام کے پوری ہو جائے۔

ایں چہ بوالعجبی است!

مولنا خوشابی صاحب نے اسی ضمن میں حدیث مجدّد پیش کرتے ہوئے اس تاریخی حقیقت کو بیان فرمایا کہ یہ حدیث ۱۳ سو سال سے تواتر کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اور مجددین کرام علیہم الرحمت اس حدیث کو ہی اپنے دعوےٰ کی تائید میں پیش کرتے رہے ہیں اور تمام ملّت اسلامیہ مانتی چلی آئی ہے مگر جب حضرت مرزا صاحب نے اسی حدیث کو اپنے دعوےٰ کی شہادت میں پیش فرمایا تو معترضین نے بڑی بیباکی اور دیدہ دلیری سے اس حدیث کو جو تواتر اور تسلسل سے پوری ہوتی چلی آئی ہے غلط ٹھہرا دیا۔ اور یہ کہنا شروع کیا کہ نہ مجدّد کا دعوےٰ کرنا ضروری ہے اور نہ مجدّد کا ماننا ضروری ہے۔

مولنا نے فرمایا کہ معاندین نے محض مرزا صاحب سے حسد وبغض اور تعصب وانکار کے لئے فرمان نبویؐ کا بھی کوئی پاس نہ کیا اور مخالفت میں اس قدر اندھے ہو گئے، کہ حقائق اور مشاہدات اور تواترات کا انکار کرنے لگے۔ مولنا نے فرمایا کہ اسلامیوں نے ہمیشہ یہی غلطی کی ہے اور یہیں ٹھوکر کھائی ہے۔ اور اس غلطی اور ٹھوکر کے نتائج میں ملّتِ اسلامیہ ہمیشہ خلفشار وانتشار کا شکار ہوئی ہے۔

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے مولنا خوشابی نے کہا کہ اسلامی نکتہ نظر سے ہر مسلمان فرد کے لئے ازبس لازم ہے کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا جو کچھ تمہیں تمہارا رسولؐ عطا کرے اسے برضا ورغبت قبول کر لو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے یکسر اعراض کرو۔ تو اطاعت رسولؐ مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ دین جو خدائے تعالےٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ایک ضابطہ حیات ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس حکم اور ضابطہ کے تحت زندگی گذارے۔ خوشابی صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجددین کرامؒ کے متعلق ثابت ہو جاتا ہے کہ آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح وارشاد کے لئے ہر سو سال کے بعد کوئی نہ کوئی مامور تجدید دین کے لئے مبعوث ہوتا رہیگا۔ تو ہر مسلمان کو اس ارشاد نبویؐ کے مطابق اپنی گردن خم کر دینی چاہیئے۔

اس ضمن میں مولنا نے حدیث مجدد کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ صحاح ستہ کی کتاب ابوداؤد اور اہل تشیع کی اصول کافی میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور اس حدیث کو اہل حدیث، دیوبندی بریلوی۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی اور حنبلی تمام فرقہ ہائے اسلام اور سب مکاتیب فکر صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ --- اور اس کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ نیز تمام حفاظ حدیث اس کی صحت پر اتفاق کرتے ہیں۔

مولنا نے علم حدیث کے معیاروں کے مطابق اس حدیث پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جب یہ حدیث ہر لحاظ سے مستند، مسلم اور متفق علیہ ہے اور تاریخ اور واقعات بھی اس کے مؤید ہیں تو ایسی حالت میں اس کا انکار امر تعجب ہی نہیں بلکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر انکار ہے۔ مزید یہ کہ ان لوگوں کے قلب ونظر میں ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم کا کوئی احترام و اکرام نہیں ہے۔

جناب نوشابی صاحب نے بزرگان دین اسلام اور اکابرین ملت اسلامیہ کے اقوال، ارشادات اور تحریرات و تصنیفات کے حوالہ جات سے ایک مجدد کے مقام و مرتبہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ مجدد وقت اعلیٰ اور ارفع مقام کا حامل ہوتا ہے۔ وہ خدا کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ کوئی مولوی ملاں نہیں ہوتا۔ خدا اسکو اصلاح احوال کے لئے نازل فرماتا ہے اس لئے مجدد کا انکار قابل مواخذہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اسلام سے دوری اور مجدد کا انکار تقویٰ و اصلاح سے دوری ہے۔

جناب مولانا نے فرمایا کہ جس طرح ۱۳ سو سال سے مجددین امت آتے رہے ہیں اور دنیا نے انہیں تسلیم کیا ہے، اور بعض کی تو اب تک جماعتیں بھی موجود ہیں۔ اس طرح اس چودھویں صدی میں بھی ایک عظیم الشان مجدد آیا اور اس نے اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت بنائی تو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے ماتحت اس کے ساتھ تعاون اسی طرح ضروری ہے جس طرح پہلے مجددین کے ساتھ ضروری تھا۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی :-

"محبتك والانقیاد لك فالسماء لیس علی من عاداك بسماء ولیست الارض علیه بارض فاهل المغرب واهل المشرق کلهم رعیتك وانت سلطانهم تعلموا او لم یعلموا فان علموا فازوا وان جهلوا خابوا۔

کہ لوگوں کو چاہیئے کہ تجھ سے محبت کریں اور تیری فرمانبرداری کو ذریعہ نجات سمجھیں اور اب آسمانی برکات اس شخص پر نہیں ہوں گی جو تیرے ساتھ عداوت اور بغض رکھے گا۔ اور نہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اور مشرق اور مغرب کے لوگ تیری رعیت کر دیئے گئے ہیں۔ اور تو ان کا بادشاہ مقرر کیا گیا ہے خواہ وہ لوگ تمہاری اس حقیقت سے واقف ہوں نہ ہوں، اگر واقف ہوں گے تو کامیاب ہوں گے اگر بے خبر رہیں گے تو خسارہ اٹھائیں گے۔

مولانا نوشابی صاحب نے فرمایا کہ مجدد اپنے زمانہ کا روحانی بادشاہ ہوتا ہے۔ اس کا ماننا فرض ہے آپ نے کلام امام سے اس موضوع پر چند اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے اور اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے تمام مسلمانوں سے گذارش کی کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں کہ کیا اس زمانہ کے مجدد کا انکار آپ لوگوں کو عتاب و عذاب کی طرف تو نہیں لے جا رہا۔

تحریک احمدیت کی فوقیت

جناب حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات نے "تحریک احمدیت کی فوقیت" کو اپنی محققانہ تقریر کا موضوع بناتے ہوئے قرآن کریم کی تین ... آیات پڑھیں اور حسب ذیل ترجمہ سنایا کہ :-

"کیا تم نے نظر نہیں کی کہ اللہ تعالےٰ نے کلمہ طیبہ کی کیسی شان بیان کی ہے کہ وہ مثل طیب درخت کے ہے ... جس کی بیخ قائم ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا رہتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت پکڑیں۔ اور کلمہ خبیثہ کی مثال خبیث درخت کی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اور اس کو قرار حاصل نہیں ہوتا۔"

(ابراہیم ۱۴: ۲۴ تا ۲۶)

حافظ صاحب مکرم نے فرمایا کہ ان آیات کریمہ میں خدائے علیم و حکیم نے دو قسم کی تحریکوں کی کیفیت کا نقشہ کھینچا ہے، ایک نیک تحریک ہے جو اصلاح خلق کرتی ہے اور لوگوں کو صراط مستقیم کی تلقین کرتی رہتی ہے۔ جس کی علامت قرآنی تعریف میں یہ ہے کہ :-

"وہ مثل طیب درخت کے ہے جس کی بیخ قائم ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے باثمر ہے"

اور دوسری تحریک گمراہ اور برگشتہ کرنے والی ہے جو جادۂ ثواب سے دور لے جاتی ہے۔ قرآن اس تحریک کی تعریف یوں کرتا ہے کہ :-

"وہ خبیث درخت کی طرح ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اور اس کو قرار حاصل نہیں ہوتا"

آپ نے دو تحریکوں کے اس نقشہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس وقت کے مذہبی کوائف و احوال بیان فرمائے جبکہ امام وقت کی بعثت قریب تھی اور بتایا کہ اس وقت مذہبی دنیا کی حالت یقیناً اچھی نہیں تھی۔ دین کے مضبوط درخت پرانے ہو چلے تھے اور اکھڑ چکے تھے۔ اور برگ و بار مخالف ہواؤں کی نذر ہو رہے تھے۔ مذہب پر عام خلفشار و انتشار اور بے چینی اور بے قراری کا عالم طاری تھا۔ انجیل کے اس حوالہ کے پیش نظر کہ :-

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی دے دی جائے گی"

حالات اس خدائی امر کے مقتضی تھے کہ وہ مذہب کی اصلاح و فلاح کے لئے ایک دوسری قوم برپا کرے ...... کہ وہ اس کے پھل لائے۔

حافظ صاحب نے مذہب کی اس ناسازگار حالت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مذہب کو غیر استعماری راہوں پر چلا دیا گیا تھا۔ جن کو پھل نہیں لگ رہے تھے۔ بے دین قومیں اہل مذہب کو چیلنج دے رہی تھیں کہ مذہب ایک افیون ہے ایک نشہ ہے سرمستی اور بدمستی ہے عقل کو اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہم زمین کی پستیوں، فضا کی پہنائیوں اور آسمان کی بلندیوں میں ہر کہیں چلے پھرے ہیں ہمیں تو مذہب کا خدا کہیں نظر نہیں آیا۔

آپ نے فرمایا کہ آخر یہ بے دین قومیں یہ تاثرات یہ افکار و نظریات مذہب کے متعلق کیوں رکھتی ہیں۔ وہ مذہب کو افیون کیوں کہتے ہیں؟ انہوں نے کس وجہ پر مذہب کو بیکار محض اور عقل کا فتور خیال کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ مذہب کے ٹھیکیداروں نے مذہب کو عقل و خرد اور فطرت کی حقیقی بلندیوں سے طلسمات و کرامات کی افسانوی پستیوں میں لا کھڑا کیا ہے اور مذہب کو عقل سے بیگانہ کر دیا ہے۔ عیسائی دنیا میں اس قسم کے معتقدات پیدا ہو گئے ہیں جو عقل فطرت کے قطعی خلاف ہیں کفارہ۔ الوہیت مسیح۔ وغیرہ افیون کا نشہ نہیں تو اور کیا ہیں؟ بت پرستی کیا ہے؟ کونسی عقل ہے جو خودساختہ خداؤں کے حضور جھک جانے پر تیار ہو۔ یہ افیون ہی ہے جو بے جان پتھروں کے آگے جھکا رہی ہے مسلمان بھی مذہب میں عقل و خرد کو دخل دینا اچھا نہیں سمجھتا۔ اس نے بھی بہت سے عقائد گھڑ لئے جو خلاف اسلام، خلاف فطرت اور خلاف عقل ہیں صعود مسیح۔ نزول مسیح وغیرہ عقائد افیون ہی ہیں۔ مسلمان ٹھیکیدار مذہب افیون ہی کھلا رہے ہیں کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بند ہے۔ خدا اب بول ... نہیں سکتا۔ گنگا بہرا خدا کس کام کا۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان سے سیڑھی لگا کر اترے گا۔ تلوار اٹھائے گا۔ خنزیروں کو قتل کرتا پھرے گا۔ اور صلیب کی لکڑیوں کو توڑتا پھرے گا۔ اس کی آمد سے دنیا اسلام پر جمع ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ یہ افیون ہی ہے ورنہ محمد رسول رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان دنیا کو ایک نہ کر سکے۔ انہوں نے مصائب جھیلے دشمنیاں مول لیں۔ جانیں تلف کرائیں ماریں کھائیں۔ لیکن تمام دنیا میں اسلام نہ پھیلا سکے۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کون انسان ہے جو

آسمان سے آجائے اور تمام دنیا یک دم بغیر حیل و حجت تابع ہو جائے یہ بھی افیون ہی تو ہے۔

حافظ صاحب قبلہ نے مذہبی دنیا کی سرمستی کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دور ایسا ہوتا ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق اصلاح احوال و اخلاق کے لئے ایک مامور دنیا میں بھیجتا ہے وہ ایک قوم تیار کرتا ہے جو اس کے مطابق عمل لاتی ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے اس افیونی نشہ کے خلاف ایک عالم برپا کیا۔ اور مذہب سے افیون اور نشہ کے لبادے اتار پھینکے۔ اور اسے حقیقتوں اور سچائیوں کی اصلی حالت میں پیش کیا۔ آپ نے شجر اسلام کی آبیاری کی۔ ایک قوم اپنے گرد اکٹھی کی جو حقائق پسند ہے۔ تشریح کر مذہب کو نہیں اپناتے نہ وہ افیون کھا کر سوچتے ہیں اور نہ دوسروں کو افیون کھلاتے ہیں۔ بلکہ وہ اس مذہب کو پیش کرتے ہیں جو عقل و فطرت کو پیش کرتا ہے۔ یہ قوم تبلیغ دین کے لئے ہر قسم کی تکلیف برداشت کرتی ہے۔ مبلغین کو دین کے اسلحہ سے آراستہ پیراستہ کر کے دنیا میں بھیجی ہے ہم محنت کرتے ہیں۔ محنت سے کمایا ہوا روپیہ تبلیغ دین کے لئے جمع کرتے ہیں۔ اصلاح خلق کا کام بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن علماء بجائے عامۃ المسلمین کو نشہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ جو کوئی دین کا کام کرے اس کو کفر کی سند سے نواز دیتے ہیں۔ ان کا کام ہی کافر گری ہے۔ کام کرنے والے کی بات نہیں سنتی اور خود کام نہیں کرتا۔ مولوی صاحب ہیں کہ مسجد کے حجروں میں بیٹھے بیٹھے کفر کے بم تیار کرتے رہتے ہیں، اور سکیمیں سوچتے رہتے ہیں۔ کہ آج کہاں بمباری کی جائے اور کل کہاں۔ کفر کی کمند کس پر پھینکیں ارتداد کی پھانسی کس کے گلے میں ڈالی جائے۔ پرویز جو کل تک مولویوں کے ساتھ مل کر دوسروں کو کافر بنایا کرتا تھا۔ یاروں نے اس کو بھی نہ چھوڑا اور اسے کافر اور بیگانے ایمان قرار دے دیا ہے۔ اب وہ چیختا ہے چلاتا ہے اور اپنے مسلمان ہونے کے ہزار ثبوت پیش کرتا ہے اور وہی اصول سامنے رکھتا ہے جو احمدی لوگ پیش کیا کرتے ہیں۔

چیمہ صاحب نے فرمایا کہ احمدیہ تحریک ہی ایک محرک تحریک ہے جو دین اسلام کو دنیا میں صحیح طریق سے پھیلا رہی ہے۔ اس نے جہاں داخلی طور پر مذہب کی خدمت کی ہے اور اس کو عقل و فطرت کا مذہب ثابت کیا ہے اور غلط عقائد کی بیخ کنی کی ہے۔ وہاں مخالفین اسلام کے لئے بھی دلائل و براہین کی صفیں آراستہ کی ہیں۔ اور اسلام کی صداقت و حقانیت کا سکہ بٹھایا ہے تردید عیسائیت کے لئے جتنا عملی اور مؤثر کام اس جماعت نے کیا ہے کسی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری دیکھا دیکھی آج ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ردّ عیسائیت کے لئے کتابیں لکھنا شروع کی ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے عقل کی راہوں سے سوچنا شروع کیا ہے اور تعمیری اور اصلاحی قوتیں بروئے کار لانا شروع کی ہیں مسیحیت آج اسلام کی جڑیں کھوکھلا کرنے میں سرگرم کار ہے یہ اسلام کا بڑا اور سب سے بڑا دشمن ہے۔ اگر ہمارے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمان بھائی صحیح طریق پر اس محاذ میں شریک ہو جائیں تو ہم اس دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حال ہی میں آئینہ تثلیث نامی کتاب جناب کوثر نیازی نے رقم فرمائی ہے۔ میں نے اس کتاب کو اوّل تا آخر بالالتزام پڑھا ہے لیکن مجھے مایوسیوں کا سامنا ہوا اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ کام ان کے بس کا روگ نہیں۔ یہ توفیق ان کو ہی حاصل ہے جو اس کے لئے مختص کئے جا چکے ہیں۔ کوثر صاحب یا تو کفر سازی کرتے رہیں یا ارباب سیاست و قیادت پر نکتہ چینیاں کرتے رہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مسیحیت کے مؤیدان کے اپنے معتقدات ہیں۔ عیسائیت نے جب کبھی مسلمانوں کو بے بس کیا ہے ان کے غلط اور کمزور معتقدات سے فائدہ اٹھا کر کیا ہے اور مسلمانوں نے جب کبھی چوٹ کھائی ہے اسلام کے صحیح معتقدات سے روگرداں ہو کر کھائی ہے۔

مولوی مودودی صاحب کی تازہ تصنیف "ختم نبوت" کے مندرجات پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ ان کا مشن بھی غیر تعمیری ہے اس کتابچہ میں سارا زور ہی اس بات پر لگایا گیا ہے کہ احمدی کافر ہیں جہنمی اور دوزخی ہیں۔ واجب القتل ہیں۔ ان کے خلاف صف آرائی کی جائے ان کو ختم کر دیا جائے۔ ان کے مال و دولت پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور ان کی عورتوں کو نکاح میں لے لیا جائے۔ مودودی صاحب کا سارا زور یا تو احمدیوں کے خلاف صف آرائی پر چلتا ہے یا ان تدبیروں پر کہ کسی طرح حکومت میرے ہاتھ میں آجائے اسے حکومت کی ہوس ہے۔ آپ نے ترجمان القرآن کے حوالہ جات سے مودودی صاحب کے ان رجحانات کو آشکارا فرمایا اور بتایا کہ پرویزی تحریک بھی ایسی ہے جس سے اسلام کو کوئی تقویت حاصل نہیں ہوتی۔ اس تحریک نے حدیث کو جو غلط مقام دیا ہے اس سے فی الحقیقت اسلام بھی شکوک و شبہات کا گورکھ دھندا بن جاتا ہے۔

آخر میں حافظ صاحب محترم نے فرمایا کہ احمدیہ تحریک ہی ہے جو اسلام کی صحیح خدمت کر رہی ہے نہ اس کو اقتدار کی ہوس ہے نہ دولت کا نشہ ہے نہ تکفیر بازی سے پاک ہے نہ اس کا مشن یہی ہے کہ دین کو گرد و غبار سے پاک کیا جائے اور اشاعت دین کی جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ تحریک احمدیہ نے صرف اسلام کی عملی اور فطری تعلیمات کا نقشہ ہی پیش نہیں کیا بلکہ ایک زندہ سوسائٹی پیدا کر کے دکھا دی ہے۔ اس نے چالیس پچاس سال کی مختصر مدت میں سینکڑوں انسانوں کو خدا کی حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دینے پر آمادہ کر دیا۔ ان سے خود پرستی چھڑا دی اور خدا کے سوا دوسروں کی بندگی بھی اٹھا دی۔ دنیا کے سامنے اسلام کا فطری نظام اخلاق اور نظام تمدن پیش کیا۔ اور اس بات کا عملی مظاہرہ کر دیا کہ اسلام کی عقلی اور فطری تعلیمات کے تحت زندگی کیسی بنتی ہے اور کتنی اچھی، کتنی پاکیزہ اور کتنی صالح بنتی ہے۔

یہ وہ کارنامہ ہے جس کی بنا پر تحریک احمدیت کو فوقیت حاصل ہے اس کا یہ کام محض اپنے لئے نہیں بلکہ خدا کی رضا کے لئے ہے، اسلام کی بقاء کے لئے ہے۔ اور انسان کی بقا کے لئے ہے آپ نے فرمایا کہ تبلیغ مسلمانوں کی مشترکہ میراث ہے۔ جس پر کسی کا حق کسی دوسرے سے کم یا زیادہ نہیں۔ جو چاہے اس میراث سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو خدا کے دیئے ہوئے عقلی اور فطری دین کی عقل و فطرت کے مطابق فرمانبرداری کرے۔ خدا اور رسول کی راہوں پر چلے اور خدا کے بھیجے ہوئے مجددین کے قدم بقدم مارے ہم نہیں سمجھتے کہ اگر ہم احمدی خدا اور رسول کی فرمانبرداری میں امام وقت کے ساتھ ہو کر شب و روز اس میراث سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، تو ہمارے خلاف کسی کو تعصب اور بغض و حسد رکھنے کی آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

یسئلونک عن الروح

حافظ صاحب کے لیکچر کے بعد جناب ملک ظفراللہ خانصاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی نے یسئلونک عن الروح کی بڑی لطیف اور ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی اس تقریر کو اخبار ہذا میں بہ تمام و کمال شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

ملک صاحب موصوف کی تقریر کے بعد آج کے جلسہ کی پہلی نشست ختم ہوئی۔ دوسرا اجلاس ۲ بجے بعد دوپہر منعقد ہوا جس کی روئیداد اگلی اشاعت میں درج ہو گی۔ انشاء اللہ۔

درخواست دعا

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری لکھتے ہیں کہ:۔

"میری صحت پہلے سے تو قدرے بہتر ہے لیکن دماغی ضعف بڑھ گیا ہے اللہ رحم فرمائے۔ جو اس کی مرضی۔ آپ حضرات دعاؤں میں ہمیشہ کی طرح یاد رکھیں۔

مسائلِ عید اضحیٰ

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابلِ قدر نہیں ہوا کرتی اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو یعنی لولا لنگڑا۔ کانا۔ کان یا سینگ چرا ہوا نہ ہونا چاہیئے خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ دوندا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت ۱۰ تاریخ ذی الحجہ یعنی عید کے دن نمازِ عید و خطبہ کے بعد سے ۱۲ تاریخ ذی الحجہ کے وقت تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ در اصل وہ خدا کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جنک یہ تقویٰ ملحوظ نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا۔ نمازِ عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید اضحیٰ میں نمازِ عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان امام نہیں بیٹھتا خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں

۷۔ نمازِ عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا مسنون ہے نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے۔

۸۔ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے اور تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

۹۔ عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا خوشی منانا منشائے اسلام ہے نماز پڑھکر گھروں میں گھس کر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا۔ گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلطی ہے۔

۱۰۔ ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہیں اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

اخبارِ احمدیہ

نیو مسلم کالج میں حضرت امیر کا لیکچر

نیو کالج کے وہ طلبا جو یونیورسٹی کے امتحان کے لئے کالج سے جا رہے تھے ان کو الوداع کہنے کے لئے حضرت امیر ایدہ نے ۴ مئی ۱۹۶۲ء کو کالج ہال میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں آپ نے بانی کالج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تعارف کراتے ہوئے انجمن کی تبلیغی خدمات اور اس کے شاندار نتائج کا مفصل ذکر فرمایا اور اس بات کو واضح کیا کہ یہ پاکیزہ خدمات اس برگزیدہ انسان کے انفاس قدسیہ کا نتیجہ ہیں، جو اس زمانہ میں مجدد ہو کر آیا، آپ نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم نبوت کے اقرار اور دعوے نبوت سے انکار کو انکی اپنی عبارات سے ثابت کیا اور آریوں، سکھوں اور عیسائیوں سے مقابلہ میں آپ کی خدماتِ اسلام کا مفصل ذکر کیا اور طلبائے کالج کو نصیحت کی کہ آج کل کے ملاؤں کی طرح کسی بھی کلمہ گو کو کافر کہنے سے پرہیز کریں اور ہر کلمہ گو کو مسلمان یقین کریں۔ آخر میں امتحانوں میں جانے والے طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

حضرت امیر کی یہ تقریر قلمبند کر لی گئی ہے جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔ حضرت ممدوح کی تقریر سے پہلے پرنسپل کالج محمد شفیع صاحب بھٹی نے ایک خطبہ استقبالیہ پڑھا اور بعد میں آپ کی تقریر کو کالج کے لئے باعث افتخار قرار دیا، ان کے ریمارک اور خطبہ بھی آئندہ درج ہوگا۔

ملک عبد القدوس صاحب کی تعزیت

ملک عبد القدوس صاحب کی وفات کی خبر آنے پر لاہور سے مولانا احمد یار صاحب سیکرٹری انجمن اور حبیب الرحمن صادق صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ اور مولوی شیر محمد صاحب تعزیت کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔

بعد میں حضرت امیر ایدہ اللہ کراچی سے واپس آنے پر مرحوم کی ہمشیرگان کو حسب ذیل تار ارسال کیا:-

" آپ کے پیارے بھائی کی وفات کی
خبر قلبی اذیت کا موجب ہوئی ہے تمام
افراد کنبہ سے گہری ہمدردی ہے "
صدر الدین ۲۴ اپریل ۱۹۶۲ء "

صاحبزادہ عبد القدوس صاحب کی حج کیلئے روانگی

یہ خبر تمام جماعت کے لئے باعث مسرت ہوگی کہ ہماری جماعت کے نہایت نیک اور مخلص بزرگ صاحبزادہ عبد القدوس صاحب (مرائے نورنگ) حج کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کے صاحبزادے محمد احمد صاحب نے درخواست کی ہے کہ احباب فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ان کی بخیریت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

کراچی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ورود

کراچی سے شیخ عبد الحق صاحب ناظر اسلام لکھتے ہیں:-

" حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب نے ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کو کراچی میں نماز جمعہ کی اقتداء فرمائی۔ آپ کے عالمانہ خطبہ جمعہ میں دل سے نکلے ہوئے الفاظ جماعت احمدیہ کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئے۔ علاوہ ازیں بعض غیر احمدی تعلیم یافتہ حضرات جو نماز میں شامل ہوئے از حد متاثر ہوئے اور مولوی صاحبان کے غلط پراپگنڈہ سے جو غلط فہمیاں ان کے دلوں میں تھیں وہ بھی دور ہوئیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ کراچی کی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا ممدوح کو جماعت میں وحدت اور استحکام پیدا کرنے نیز خدمتِ اسلام کے لئے مدت مدید تک زندہ و سلامت باکرامت رکھے۔
آمین ثم آمین "

درخواستِ دعا

جامع احمدیہ لاہور کے مؤذن عبد السبحان صاحب چند دنوں سے علیل ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

قربانی کی کھالیں

عید اضحیٰ کی قربانی کی کھالیں یا انکی قیمت تمام احباب جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو پہنچائیں۔ مرکز میں کھالوں کی وصولی کے لئے دفتر انجمن میں خاص انتظام کیا جاتا ہے۔ جن دوستوں نے قربانیاں دینی ہوں وہ دفتر انجمن میں اطلاع دیدیں تاکہ دفتر کے چپڑاسی ان سے جا کر کھالیں لے آئیں، یا اگر ہو سکے تو خود پہنچا دیں، بیرونجات کے احباب مقامی طور پر کھالوں کی وصولی اور انکی فروخت کا انتظام کر کے قیمت محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجدیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحہ اول)

یہاں چھوٹی تھوتوں کے بت کو توڑ کر نیست و نابود کرے پس اسی کام کے لئے خدا تعالے نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی کے ہاں شاکت مت کا ایک منتر لکھا ہوا ہے جس کا وظیفہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آج کل کے گدی نشینوں اور پیروں کو سجدہ کرنا یا ان کے مکانات کا طواف کرنا یہ تو بالکل معمولی اور عام باتیں ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو قائم اس لئے کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں ؛

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم)

انتخاب

جماعت راولپنڈی نے نیا انتخاب کر کے عہدیداران کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ارسال کئے ہیں:۔

صدر :۔ مرزا معصوم بیگ صاحب
نائب صدر :۔ شاہدہ ملک صاحبہ
سیکرٹری :۔ ملک ظفر اللہ خان صاحب
محاسب :۔ لیاقت علی صاحب
لائبریرین :۔ خواجہ عبدالسلام صاحب

احمدیار - سیکرٹری

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۹ مئی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۹
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:۔ پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۱۱ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (انڈیا)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

بدلِ اشتراک
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۰

بحرِ حکمت کے موتی

یمسح مناکبنا فی الصلوٰۃ یقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلینی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (مسلم ابوداؤد و النسائی) وفی اخری وایاکم و ھیشات الاسواق مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:-

ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز (کی جماعت کھڑی ہونے) کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ۔ اور آگے پیچھے مت رہو کہ تمہارے دلوں کا اختلاف جاتا رہے۔ میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو بہت ہی سمجھدار اور عقلمند ہوں پھر وہ جو ان کے (ان صفات میں) قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں: اس کے آگے دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے۔ "حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ محفل میں (مومنوں کی محفلیں روحانی ہوتی ہیں) بازاری بحث کا روباری باتوں سے پرہیز رکھو"

نوٹ:- جسموں کے اتصال سے قلوب کا اتصال ضروری ہے اسی حکمت کو مدنظر رکھ کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص (۶۱:۵) ایک جگہ فرمایا:- واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران ۳: ۱۰۲)

خدا شناسی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہم اپنے خدا تعالیٰ پر قوی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اگر وہ آگ میں ڈالا جاوے تو وہ آگ اسکو جلا نہیں سکتی ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہیں سکتی صادق اس میں ڈالا جاوے تو ضرور بچ جاویگا ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ نہیں جلا سکے گی اور اگر شیروں کے پنجرہ میں ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکیں گے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق بندہ کی مدد نہ کر سکے بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شئے ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کرتا ہوں اس کی قوتیں اور طاقتیں اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھکر ہیں جن کو ہم بیان نہیں کر سکتے ہمارا ایمان ہے کہ اگر قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیتے تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپ کو جلا نہیں سکتی تھی۔ اگر کوئی محض اس بناء پر کہ آگ اپنی تاثیر نہیں چھوڑتی ان کا انکار کرے تو وہ خبیث اور کافر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب ان سب دشمنوں کو مخاطب کر کے یہ کہدیا کہ فکیدونی جمیعاً تم سب مکر کر کے دیکھ لو میں اسکو ضرور بچا لوں گا۔ پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ میں ڈالتے تو معاذ اللہ جل جاتے یہ کفر ہے۔ قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپ کی جان لینے کے لئے کرتے اللہ تعالیٰ ضرور ان کے گزند سے محفوظ رکھتا جیسا کہ محفوظ رکھ کر دکھا دیا۔ خواہ وہ صلیب کا مکر کرتے خواہ آگ میں ڈالنے کا۔ غرض کوئی بھی کرتے آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وعدے کے موافق صادق ثابت ہوتے جیسا کہ ہوئے۔ جس طرف ہم اپنی جماعت کو کھینچنا چاہتے ہیں وہ یہی عظیم الشان مرحلہ خدا شناسی کا ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سب کچھ ہو جاوے گا۔ ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں تو امارے ہی جاویں۔

محبت و عشق الٰہی کے بغیر یہ سعادت نصیب نہیں ہوتی ؎ کار و بار عاشقاں کار خداست ۔ برتر از فکر و قیاسات شماست
(غلام قادر عفی عنہ) — (مسیح موعودؑ)

بی۔ اے۔ سوز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی مختصر روئداد

{گذشتہ سے پیوستہ}

۱۵ اپریل ۱۹۶۲ء بعد دوپہر جلسہ سالانہ کی آخری نشست زیر صدارت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ میڈیکل اگزامینر منعقد ہوئی۔ حافظ نذیر محمد صاحب نوشاہی ایڈیٹر "ندائے اسلام" نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔

محمد اعظم صاحب علوی نے اپنا کلام "پوچھتا ہوں" جو "ندائے اسلام" کے تازہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ پڑھ کر سنایا۔

بہائیت اور اسلام

جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد نے "بہائیت اور اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے آیات کریمہ قل فأتوا بکتٰب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صٰدقین۔ فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھواءھم الخ۔ کا ترجمہ کیا کہ:۔

"ان سے کہو کہ اگر وہ سچے ہیں تو اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت ... والی ہو کہ میں اس کی پیروی کر دوں۔ پھر اگر تمہارا مطالبہ پورا نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ ..

- - - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - -

(القصص - ۴۹-۵۰)

قاضی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مجھے بہائی مسلک کے دوستوں، داعیوں اور مناظرین سے گفت و شنید کرنے اور ان کی کتب کے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے جن کے اقوال اور کتب کے مطالعہ سے ان کے چند مسلمات میرے سامنے آئے ہیں۔ اس مسلک کی رُو سے

(۱) - قرآن کریم خدا تعالےٰ کی مقدس کتاب ہے مگر پہلی کتب سماوی کی طرح اس کی تعلیمات اب قابل عمل نہیں ہیں ہذا اب یہ کتاب منسوخ ہو چکی ہے۔

(۲) - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے اور برگزیدہ اور رسول ہیں۔ مگر آپ کی نبوت بھی دائمی نہیں۔ سابقہ نبوتوں کی طرح ختم ہو چکی ہے۔

(۳) - جناب حسین علی نوری صاحب المعروف بہاء اللہ نبی وقت ہیں۔

(۴) - قرآن کریم کی آیت کریمہ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا (ہم کوئی پیغام الٰہی منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں اس سے بہتر اور اس جیسا لے آتے ہیں) کو وہ لوگ اپنے اس موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ اب قرآن منسوخ ہو چکا ہے اور اس کے بجائے خدا تعالےٰ کا کلام جناب بہاء اللہ پر اُترا ہے۔

مقرر ممدوح نے فرمایا کہ بہائیت کے مذکورہ بالا مسلمات ایسے ہیں جو قرآن کریم کے اس مسلمہ امر الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ۔۔۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ کو چیلنج کرتے ہیں اور اسلام کی عزت و عظمت اور اس کے عالمگیر و بے نظیر ہونے کے دو امر جو وجہ شہرت ہیں۔ ان کو جھٹلاتے ہیں۔

مکرم قاضی صاحب نے ان بہائی مسلمات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کریم کے دعوے خصوصی پر روشنی ڈالی۔ آپ نے آغاز تقریر میں قرآن کریم کی دو آیات تلاوت کیں ان میں قرآن نے اپنے سچا اور منجانب اللہ ہونے کا زبردست دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ دعوےٰ کون و مکان کا پابند نظر نہیں آتا۔ بلکہ یہ ہمہ گیر عالمگیر دعوےٰ ہے۔ قیامت تک کے لئے دعوےٰ ہے۔ پھر قرآن کریم نے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی تردید میں فرمایا:۔

"کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کی طرف سے کوئی کتاب لے آؤ جو قرآن اور موسےٰ کی کتاب سے بڑھ کر ہدایت دینے والی ہو۔ میں اس کی پیروی کروں گا۔"

دوسری جگہ قرآن کریم نے چیلنج کیا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ۔ اگر تمہیں اس میں جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے کچھ شک ہو تو تم بھی اس کے مثل ایک سورت لے آؤ"

لیکن بات یہ ہے کہ لن تفعلوا تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ یہ قرآن کا چیلنج ہے کہ اس کے مثل کوئی کتاب نہیں آ سکے گی۔ یہ دائمی اور ابدی کتاب ہے لوگوں کی راہنمائی کے لئے قیامت تک یہ کام دیتی رہے گی۔

محترم مقرر نے فرمایا کہ بہائی داعی اپنے مسلمات کی رُو سے یقین رکھتے ہیں کہ قرآن شریعت منسوخ ہے۔ نئی اور مروّجہ شریعت وہ ہے جو جناب بہاء اللہ پر اُتری۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ وہ شریعت ہمیں دکھائیں جو جناب بہاء اللہ پر اُتری ہے۔ ہم اس کو دیکھیں گے اور قرآن کے معیار صداقت پر اس کو جانچیں گے اور پرکھیں گے۔ اگر یہ شریعت اور یہ تعلیم فی الحقیقت ایسی ہے جو قرآنی تعلیم و شریعت سے اعلےٰ و ارفع ہے، اور قابل قبول اور قابل عمل ہے اور ایسی تعلیم ہے جو نئی ہے اور اسلام نے یہ تعلیم پیش نہیں کی۔ اس کے ثمرات بابرکت ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں یہ تعلیمات زیادہ مؤثر زیادہ معقول اور زیادہ مناسب ہیں تو قرآن کے قول کے مطابق ہم اس تعلیم کو ضرور مان لیں گے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اوّل تو وہ شریعت اور تعلیم جو جناب بہاء اللہ پر اُتری ایک سربستہ راز بنی ہوئی ہے جو منظر عام پر اب تک نہیں آئی۔ دوسرے یہ کہ جو تھوڑا بہت بہائی داعی پیش کرتے ہیں کہ یہ ہماری شریعت کا حصہ ہیں۔ وہ ایسی ہیں جو قرآن کے معیار پر پوری نہیں اُترتیں اور ایسی نہیں جو جدید ہوں اور اسلامی تعلیمات سے اعلےٰ اور افضل ہوں یا اسلام نے پیش نہ کی ہوں میں اس پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ حقیقت بھی آپ پر منکشف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کوئی شریعت لے کر آتا ہے پہلے پہل وہ خود اس پر عامل اور کاربند ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

"ان سے کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں سب فرمانبرداروں میں سے پہلا فرمانبردار ہوں"

چنانچہ حضور اکرمؐ اپنی شریعت پر پہلے خود عامل و پابند تھے۔ لیکن جب ہم بہاء اللہ کی زندگی کے مختلف دوائر پر نظر ڈالتے ہیں تو ان پر نازل شدہ تعلیم و شریعت کی تعمیل و تکمیل کا کوئی کردار بھی تو ہمیں نہیں ملتا۔ یہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے۔ جو بہائیت کے اثر و نفوذ کو یکسر زائل کر دیتی ہے۔

مقرر محترم نے فرمایا کہ اگر جناب بہاء اللہ

(باقی برصلا)

اُمّتِ محمدیہ میں مکالمہ مخاطبہ کا اجراء

مراسلہ نگار "ایشیا" نے حضرت مجددؒ الف ثانی اور محی الدین ابن عربی کی بعض عبارات سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صوفیا کے الہامات عالم بےخودی یا غلبۂ سکر میں عجیب و غریب مشاہدات توہمات سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتے حالانکہ ان عبارات میں صاف طور پر سلوک کے ابتدائی مراتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ کاملین امت کے الہامات و مکاشفات کا اُن میں ذکر نہیں۔ ہم آئندہ اشاعت میں ان تمام عبارات کو معہ سیاق و سباق نقل کر کے ثابت کریں گے کہ "ایشیا" کے مراسلہ نگار نے سراسر دھوکہ دہی سے کام لے کر ان کا غلط مفہوم پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔ یہاں ہم اسی قدر کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ اگر فی الواقعہ ان بزرگان دین کے نزدیک امت محمدیہ میں مکالمات الٰہیہ صوفیا کے توہمات سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتے تو انہوں نے خود اپنے الہامات و کشوف کو اپنے ملفوظات میں کیوں نقل کیا ہے، کیوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین امت کے ساتھ کثرت مکالمہ کا ذکر فرمایا اور کیوں حضرت شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں یہ لکھا ہے کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنے الہامات سے مشرف فرمایا ہے۔ غور کیجئے جو شخص اُمّت میں اجرائے الہام کا قائل ہی نہ ہو اور جس چیز کو الہام کہا جاتا ہے اسے وہ عالم بےخودی یا غلبۂ سکر کے عجیب و غریب مشاہدات و توہمات قرار دیتا ہو، وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ مجھے فلاں الہام ہوا ہے، اور خدا نے مجھے یوں فرمایا ہے؟ یا تو کھلے طور پر اعلان کرو کہ خود ان بزرگوں کے الہامات بھی توہمات سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتے۔ یا تمہیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ ادنےٰ درجہ کے صوفیا کو چھوڑ کر کاملین امت کے الہامات مکالمات الٰہیہ کا درجہ رکھتے ہیں اور مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ امت محمدیہ میں جاری و ساری ہے۔

مراسلہ نگار "ایشیا" نے اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود کا ایک بیان نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"اے سست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جبکہ وہ سُن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا۔ اور جبکہ سننے میں اس کی کوئی ہتک نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں ہتک عزت ہوگی؟ ورنہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کچھ مدت سے الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے ویسا ہی اس مدت سے خدا کی شنوائی پر بھی مہر لگ گئی ہے اور اب خدا نعوذ باللہ صمٌ بکمٌ میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا .... جبکہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیل ایمان کی وہی حاجتیں ہیں .... پھر کیا وجہ کہ سننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطل ہوگئی ہے!"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۴۴)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس حقیقت افروز بیان پر مراسلہ نگار کا یہ تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیے:-

"یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ خداوند تعالےٰ قید مکانی و زمانی سے پاک ہے اس ذات مقدس پر زمانے کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی اس پر "اب" اور "جب" کا اطلاق ہو سکتا ہے۔"

ہم مراسلہ نگار سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ قید مکانی و زمانی سے پاک ہے اور اس پر زمانے کے احکام جاری نہیں ہوتے تو اس کا سلسلہ مکالمات ایک خاص زمانہ تک کیوں جاری رہا اور اس کے بعد کیوں بند ہو گیا۔ جس ذات اقدس پر زمانے کے احکام جاری نہیں ہوتے اس کا ایک خاص زمانہ کے بعد خاموش ہو جانا کیا معنے رکھتا ہے آپ تو خود اپنے اس اعتقاد سے اللہ تعالےٰ کو قید زمانی میں مقید کر رہے ہیں کہ وہ ایک خاص زمانہ تک اپنے بندوں کے ساتھ ہم کلام ہوتا تھا اور اس کے بعد اس نے ایسی خاموشی اختیار کی، کہ گویا ہے ہی نہیں یا معاذ اللہ اس کی قوت گویائی ختم ہو چکی ہے، اگر وہ ذات اقدس زمانہ کی قید میں مقید نہیں، اور "جب" اور "اب" کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا تو اسے تو اپنے بندوں کو جو اس سے کامل تعلق عبودیت رکھتے ہیں بلا قید زمانہ سلسلہ ہمکلامی سے مشرف کرتے رہنا چاہیئے، ورنہ ثابت ہوگا کہ نہ صرف زمانے کے احکام اس پر وارد ہوتے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص زمانہ کے بعد اس کی قوت گویائی بھی نعوذ باللہ معطل ہو کر رہ گئی۔ پس حضرت مرزا صاحب کا یہ بیان کس قدر صحیح ہے کہ :-

"کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا .... جبکہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیل ایمان کی وہی حاجتیں ہیں"

خود تو مراسلہ نگار صاحب ایک خاص زمانہ کے بعد سلسلہ مکالمات الٰہیہ کو بند قرار دے کر اللہ تعالیٰ کو زمانہ کی قید میں مقید کر رہے ہیں، اور حضرت مرزا صاحب

باقی بر صـ ۱۴

ہر ماہ برلن کا ایک باشندہ اسلام قبول کرتا ہے

اے پی پی کی تازہ خبر:- برلن (جرمنی) کے ایک ممتاز اخبار SPANDANER VOLKSBLAT نے ایک لیڈنگ آرٹیکل میں جس کا عنوان ہے "برلن کا شہر ایک خوبصورت مسجد رکھتا ہے" یہ اعلان کیا ہے کہ:-

"برلن میں عملاً ہر ماہ ایک آدمی داخل اسلام ہوتا ہے"

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ "اگر ایک مسلمان برلن میں آئے تو ایک ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں وہ عبادت کر سکے اسے ادھر ادھر نا کام نہیں پھرنا پڑتا برلن کا ہر باشندہ اسے مسجد کا رستہ بتا سکتا ہے"۔

"یہ مسجد برلن کے وسیع و عریض شہر کے عین وسط میں قائم ہے اور اس کا گنبد اور مینار سے شہر کی چھتوں سے بلند نظر آتے اور ایمانداروں کی خوشی و مسرت کا موجب ہوتے ہیں"۔

"یہ ایک بہت بڑی اور خوبصورت مسجد ہے جو جرمنی میں شاید ہی کبھی بنی ہو۔ مولانا صدرالدین صاحب نے جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا، تیس سال سے زائد عرصہ ہوا یہ مسجد تعمیر کی تھی"۔

نیو مسلم کالج میں جلسہ تقسیم انعامات

کالج کا مقصد ایسی جماعت مبلغین تیار کرنا ہے جو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم مروجہ سے بہرہ ور ہو کر اسلام کو دنیا میں پیش کر سکیں (پرنسپل بھٹی)

۱۲ مئی ۱۹۶۲ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے قائم کردہ نیو مسلم کالج میں تقسیم انعامات کا جلسہ زیر صدارت عزت مآب لیفٹننٹ جنرل ناصر علی خاں منعقد ہوا جس میں کالج کے پرنسپل محمد شفیع بھٹی صاحب نے صاحب صدر کا جو ان کے عزیز شاگردان رشید میں سے ہیں خیر مقدم کرتے ہوئے کالج کا تعارف ان الفاظ میں کرایا:—

"نیو مسلم کالج احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قائم کردہ ادارہ ہے۔ کئی اور تعلیمی ادارے لاہور میں اور بیرون لاہور میں یہ باعزم جماعت کامیابی سے چلا رہی ہے۔ اس جماعت عالیہ کی قیادت ایک ایسے بزرگ کے مبارک ہاتھوں میں ہے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں یعنی حضرت مولانا صدر الدین صاحب جو نہ صرف اسلام کے سب سے بڑے مشنری اور مجاہد ہیں بلکہ دور حاضرہ کے ایک مسلمہ اور نہایت تجربہ کار ماہر تعلیم بھی ہیں۔

آپ نے فرمایا: نئے اداروں کی ابتداء عجیب حالات میں ہوا کرتی ہے۔ ایف سی کالج کا آغاز صرف تین طلباء سے ہوا تھا، اسی طرح دوسرے کالج بھی محض چند طلباء اور اساتذہ کے تعاون اور کوشش سے آج بڑی بڑی درسگاہوں، یونیورسٹیوں اور دار العلوم میں تبدیل ہو چکے ہیں، انشاء اللہ نیو مسلم کالج کے سرپرست اور مربی بھی اب پیچھے کی طرف نہیں جا سکتے ہیں۔

زندگی میں مقامات بھی بدل جاتے ہیں
دیکھتے دیکھتے حالات بدل جاتے ہیں

ہماری گورنمنٹ مغربی پاکستان نے نہایت فراخ دلی سے پہلے سال کے لئے دس ہزار روپیہ کی گرانٹ منظور فرمائی ہے اور دوسرے سال کے لئے بھی اتنی ہی مزید رقم دینے کی منظوری دی ہے۔

آپ نے کالج کی عمارت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں تعلیمی کمروں کے علاوہ ایک وسیع بورڈنگ ہاؤس کی گنجائش بھی موجود ہے، جس میں چھ سو طلباء کی رہائش کا انتظام ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ مہاجرین سے معمور ہے، اس کے انخلا کے لئے ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے فوری اور مؤثر امداد کی ضرورت ہے۔ اگر پانچ سال کے لئے ہمیں اس ادارہ کی تنظیم اور تربیت کا صحیح موقعہ بہم پہنچایا جائے تو انشاء اللہ لاہور میں یہ ایک بہترین تعلیمی ادارہ بن جائے گا۔ میں صوبائی اور مرکزی حکومتوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں۔

آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ نیو مسلم کالج کے قیام کا محرک اس انجمن کی غیر ممالک میں تبلیغی سرگرمیوں اور منظم کوششوں کو زیادہ وسعت دینے کے لئے ایک ایسی جماعت مبلغین کا تیار کرنا ہے جو نہ صرف دینی تعلیم یعنی قرآن، حدیث، اور فقہ کے مسائل ہی سے واقف ہوں بلکہ دور حاضرہ کے دوسرے تقاضوں اور سائنس اور آرٹ کے موجودہ دور کی حیرت انگیز ترقیات سے بھی پورے طور پر آگاہ ہوں اور اسلام کو غیر ممالک میں اور خود اپنے ملک کے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے سامنے ایک معقول مقبول صورت و شکل میں پیش کر سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس دور میں جو [illegible] کا دور ہے احمدیہ جماعت نے حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب کے پایہ کے سکالر اور مبلغ پیدا کئے ہیں جنہوں نے اسلام کو یورپ اور امریکہ میں ان الدین عند اللہ الاسلام کو ایک ناقابل انکار حقیقت بنا کر پیش کر دیا ہے

اسی سلسلہ میں آپ نے اسلام کے متعلق اہل مغرب کی جہالت اور غلط بیانیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس جماعت نے پچھلے چالیس پچاس سال کے عرصہ میں اسلام کے متعلق جو لٹریچر پیدا کیا ہے، اس سے نہ صرف انسانوں کا ہی زاویہ نگاہ بدلا ہے بلکہ تاریخ کا رخ بھی تبدیل کر دیا ہے اور اسلام از سر نو انسانیت کا واحد مذہب نظر آ رہا ہے اس کے اصول اب نہ صرف قوموں کے نظام زندگی کا جزو اعظم قرار دیئے جا رہے ہیں بلکہ تمام بین الاقوامی ادارے اسلام ہی کے اصولوں کو بتدریج اختیار کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں، اس زمانہ کے تقاضے ہمیں ایسی تعلیم کی طرف کشاں کشاں لئے جا رہے ہیں جن کا محور اسلام اور جس کا بہترین اور مکمل ترین نمونہ افضل البشر حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ آپ کو اس مشن کی نمایاں کوششوں سے لارڈ ہیڈلے، سر آرچیبالڈ ہملٹن، جرمنی کے بیرن عمر ایرنفلز اور ممتاز سکالر ڈاکٹر مارکوس، اور انگلستان کا مترجم قرآن مارماڈیوک پکتھال جیسی شخصیتیں اسلام کی دلدادہ نظر آ رہی ہیں۔ نیو مسلم کالج کے سامنے یہی واحد نصب العین ہے کہ وہ اس سائنس اور فلسفہ کے دور میں اسلامی شعار و اقدار کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ ایسے ادارہ اور مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اب ہماری رائے عامہ، مخیر احباب اور گورنمنٹ کے اختیار میں ہے اور میں اس کا پہلا پرنسپل ہونے کی حیثیت سے اس علمی و روحانی ادارہ کی بقا اور احیاء کے لئے دل کی عمیق گہرائیوں سے اپیل کرتا ہوں۔

بھٹی صاحب نے آخر میں بتایا کہ کالج کا پہلا سال ہر لحاظ سے کامیاب رہا ہے اگرچہ طلباء کی تعداد ۱۳۰ سے نہیں بڑھ سکی جس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی اس میں صرف آرٹس کی کلاسیں ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس بھی تیار نہیں، اور سائنس کے شعبے شامل کرنے کے لئے وقت اور روپیہ درکار ہے۔ ایسے حالات میں یہ تعداد بھی حوصلہ افزا ہے۔ ان میں سے نصف کے قریب طلباء محض اس کالج کی شہرت اور اساتذہ کی پرخلوص اور پیہم محنت سے متاثر ہو کر بذریعہ Migration اس کالج میں آئے ہیں۔ لاہور کے کسی کالج میں اتنے طلباء بذریعہ Migration داخل نہیں ہوئے ہونگے
یہ کالج متوسط الحال اور غریب طلباء کے لئے مخصوص ہے۔ یہاں پر کم از کم فیس اور زیادہ سے زیادہ مراعات دی گئی ہیں تین ہزار سے زائد روپیہ طلباء کی فیس اور داخلہ ادا کرنے کے لئے صرف کیا گیا ہے

اپنی رپورٹ کے آخر میں بھٹی صاحب نے صاحب صدر لفٹننٹ جنرل ناصر علی خاں صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ میرے اولین شاگردوں میں سے ہیں اور مجھے ان سے گہری وابستگی اور دلی محبت ہے۔

بعد ازاں صاحب صدر نے مستحق طلباء کو انعامات تقسیم کئے اور ایک مختصر تقریر میں پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کالج کے قیام اور اس کے مخصوص نصب العین کو سراہتے ہوئے طلباء کو اساتذہ کی اطاعت اور بلند کردار پیدا کرنے کی نصیحت کی۔ جس کے بعد تمام حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔

ملک عبد القدوس کا چالیسواں

راولپنڈی سے ملک عبد القیوم صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"برادرم عزیزم عبد القدوس مرحوم کا چالیسواں بروز ہفتہ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۲ء کو ہوگا۔"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

جو حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسیہ کا نتیجہ ہیں۔

نیو مسلم کالج میں حضرت ایدہ اللہ کی تقریر

نیو مسلم کالج میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر کا ذکر گذشتہ اشاعت میں کیا جا چکا ہے ذیل میں اس تقریر کا پورا متن ہدیۂ قارئین ہے۔

انجمن کا تعارف

جناب پرنسپل صاحب! پروفیسر صاحبان اور عزیز طالب علمو!

میں چاہتا ہوں کہ آج آپ سے اس انجمن کا تعارف کراؤں جس نے اس کالج کو قائم کیا ہے یہ انجمن اپنی مذہبی اور تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے دنیا میں شہرت رکھتی ہے اس نے یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کئے اور تفسیریں لکھی ہیں جو بے حد مقبول ہوئی ہیں نہ صرف پاکستان اور ہندوستان بلکہ ایران اور ترکی اور مصر وغیرہ ممالک میں اور یورپ اور امریکہ میں ان تراجم اور انجمن کے پیدا کردہ لٹریچر کا بہت اثر ہے۔

انگلستان میں انجمن کی تبلیغی سرگرمیاں

یورپ کی سرزمین میں اسلام کے جھنڈے گاڑنا آسان کام نہیں، یہ خدا کے فضل سے اس انجمن کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس کی تبلیغ سے یورپ کے بڑے بڑے آدمی اسلام میں داخل ہوئے ہیں، یہ پادری جو ہمارے ملک میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے آتے ہیں، یہ یہاں کے لوگوں کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں لالچ دے کر عیسائی بناتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں۔ میں نے انگلستان میں اس بات کو ملحوظ رکھا کہ غریب آدمیوں کے اسلام میں آنے سے یہ خیال نہ پیدا ہو کہ کسی لالچ کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ خدا کی نظر میں تو غریب اور امیر سب برابر ہیں لیکن غربا میں تبلیغ کا کام بہت مشکلات کا موجب ہوتا ہے۔ آج پاکستان اور دوسرے ممالک سے جو لوگ انگلستان جاتے ہیں وہ بڑے بڑے انگریزوں کو سربسجود دیکھ کر اور التحیات میں دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں، کہ کتنا بڑا کارنامہ ہے جو اس انجمن نے سرانجام دیا۔ مولانا محمد علی جوہر بہت بڑے آدمی تھے، وہ جب خلافت کے سلسلہ میں انگلستان گئے تو میں پہلے سے وہاں تھا۔ سید سلیمان ندوی بھی ان کے ساتھ تھے اور سید حسین بھی۔ میں نے جمعہ میں انگریزوں سے ان کا تعارف کرایا، جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

برلن مسجد

جرمنی میں ایک پرشکوہ شاندار مسجد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے خرچ پر بنی ہے جس کی تصاویر چند دن ہوئے جرمن گورنمنٹ نے یہاں کے اخبارات میں شائع کرائی ہیں۔ اس مسجد کی چوڑائی ۸۴ فٹ ہے اور لمبائی بھی ۸۴ فٹ ہے اس کے گنبد کے کلس کی بلندی ۵۷ فٹ ہے اور اس کے مینار ۹۵ فٹ بلند ہیں، یہ مسجد برلن کی بلند پایہ عمارات میں سے ہے آج جرمن حکام اپنے ملک کی شان اور عظمت کے اظہار کے لئے اس مسجد کی تصاویر شائع کراتے ہیں۔ میں ۱۹۲۳ء میں جرمنی گیا تھا اور دو تین سالوں میں یہ مسجد وہاں بنوائی۔ اس وقت بھی وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ آپ نے برلن کو یہ ایک زیور عطا کیا ہے نماز تو انسان ایک معمولی سی کٹیا یا ایک تھڑے پر بھی پڑھ سکتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے خدا کی ساری زمین مسجد ہے۔ لیکن میں تو اسلام کی نمایندگی کے لئے جرمنی گیا تھا اور اسلام کی عظمت اور وقار اس بات کا متقاضی ہے کہ یورپ میں ایسی ہی رفیع الشان مسجد اس کی نمایندہ ہو۔

اس مسجد کے لئے ترکی کے سفیر کمال الدین پاشا نے ایک بہت بڑی رقم پیش کی۔ لیکن میں نے یہ کہکر رد کر دیا تھا کہ آپ چاہتے ہیں کہ مسجد میں میزیں اور کرسیاں ہوں جن پر اہل جرمن بیٹھ کر نمازیں ادا کیا کریں میں تو اس جگہ کے فرعونوں سے زمین پر پیشانی اور ناک رگڑوانے کے لئے آیا ہوں۔

سر آغا خاں کی آمد اور مساوات اسلامی کا نظارہ

مرحوم سر آغا خاں بھی اس مسجد میں گئے، اور انہوں نے وہاں تقریر کی۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کو برا کہنا کسی صورت میں روا نہیں۔ وہ ووکنگ کی مسجد میں بھی آتے تھے۔ میں جنگ کے زمانہ میں وہاں ان مسلمان سپاہیوں کے لئے جو جنگ میں مارے گئے قبرستان بنوانا چاہتا تھا۔ اس کے لئے وہاں کے انگریز حکام سے میری لڑائی ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر مسلمان سپاہیوں کے کان تک بات پہنچ گئی کہ برٹش حکومت ان کے کفن دفن کا انتظام میرے حسب منشاء کرنا نہیں چاہتی تو جنگ کے اندر بغاوت ہو جائے گی۔ اس لئے انہوں نے ایک وفد میرے پاس بھیجا۔ جس میں سر آغا خاں، سر تھیوڈور ماریسن اور سر عباس علی بیگ شامل تھے۔ اس دن عید تھی۔ اور مسجد کے سامنے لان میں ایک بہت بڑا مجمع نماز عید میں مصروف تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ جب مسلمان نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو چھوٹے اور بڑے کے آگے اور پیچھے ہونے کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ سر آغا خاں کو نمازیوں کی پچھلی صف میں جوتیوں کے پاس جگہ ملی اور ہیں وہ ہمارے ساتھ سربسجود ہو گئے۔ نماز کے بعد جب میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا تو سر آغا خاں کو پچھلی صف میں دیکھ کر اسی کو خطبہ کا مضمون بنا لیا۔ میں نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ آغا خاں خود اپنی جماعت کا امام ہے۔ وہ کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ وہ شاہ انگلستان کا چچا کہلاتے اور آئے دن شاہی محل میں مدعو ہوتے ہیں لیکن دیکھئے آج وہ سب سے پیچھے کی صف میں بیٹھا ہے اور وہیں سب کے ساتھ مل کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہوا ہے، یہ اسلامی مساوات کا ایک زندہ عملی نمونہ ہے، میں نے کہا مساوات کے لئے آج دنیا تڑپ رہی ہے۔ کوئی حبشی کسی سفید آدمی کے گرجا میں نہیں جا سکتا۔ سفید آدمی کے ہوٹل میں کھانا نہیں کھا سکتا اپنے بچوں کو سفید لوگوں کے سکول میں نہیں بھیج سکتا اور حبشی کے مقابلہ پر سفید آدمی کا جرم جرم نہیں۔ آج الجزائر میں فرانسیسی بے دریغ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں انگریز کالے رنگ کے لوگوں کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا، صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے صحیح طور پر مساوات کا سبق سکھایا ہے اور عملاً اس پر قائم کر دیا ہے۔

پاکستان کیلئے باعث فخر

تو یہ ہماری جماعت جس نے یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑے ہیں پاکستان کو اس پر فخر کرنا چاہیئے، پادری تو یورپ و امریکہ کے ہر ملک سے سینکڑوں کی تعداد میں مسیحیت پھیلانے کے لئے یہاں آتے ہیں لیکن صرف پاکستان ہی ایسی سلطنت ہے جس کی نمایندگی یہ جماعت کرتی اور تبلیغ کا فریضہ ادا کرتی رہتی ہے۔ اہل پاکستان کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ یہ ایک ہی جماعت ہے جو یہاں بھی ان کا مقابلہ کرتی ہے اور یورپ میں بھی جا کر اسلام کا جھنڈا بلند کرتی ہے۔

قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر

ووکنگ مسلم مشن ۱۹۱۲ء میں قائم ہوا، جب خواجہ کمال الدین صاحب تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان گئے اس کے بعد میں ۱۹۱۴ء میں وہاں پہنچا، انہی ایام میں مولانا محمد علی صاحب نے جو اس جماعت کے امیر تھے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی، اس تفسیر کو پڑھ کر مولانا محمد علی جوہر نے لکھا کہ ان کا ایمان قرآن پر قائم ہو گیا ہے۔ اور ہندوستان کے ایک بہت بڑے

عالم مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے لکھا کہ اس تفسیر کو پڑھنے سے پہلے میں دہریت کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیے مار رہا تھا، اس کے پڑھنے سے میں مسلمان ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس جماعت نے نہ صرف یورپ میں اسلام کے جھنڈے گاڑے بلکہ قرآن اور اسلام کا صحیح علم دنیا کو دیا، قرآن کی تفسیر موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر لکھی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ پرانی تفسیریں بھی اپنے علمی معارف کے لحاظ سے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتیں اس لئے ان کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری تھا۔ لیکن اگر موجودہ زمانہ کی ضروریات کا علم نہ ہو اور ان کو پیش نظر نہ رکھا جائے تو کون ہماری تفاسیر کو پڑھے گا اور اگر پرانی تفاسیر کے بیان کردہ حقائق کے خلاف کوئی بات ہو تو بھی ہماری تفسیر کو رد کر دیا جائے گا ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

اسلامی لٹریچر جو انجمن نے پیدا کیا

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی تصانیف جو انہوں نے اسلام کی تائید و حمایت میں لکھیں بینظیر ہیں، حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ترجمہ قرآن کے علاوہ سیرت نبوی پر کتابیں لکھیں، حدیث کے تراجم لکھے۔ اسلام کے متعلق کئی کتابیں لکھیں، جنہیں ہائی کورٹ کے جج پڑھتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں جب جرمنی گیا تو مجھ پر فتوے لگایا گیا کہ یہ کافر ہے، ہندوستانی مسلمانوں نے جو جرمنی میں مقیم تھے تبلیغ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں، یہ ذہنیت اچھی نہیں، کلمہ گوؤں اور اسلام کی خدمت کرنے والوں کو کافر کہنا بہت برا ہے۔

قادیان چھوڑنے کی وجہ مسلمانوں کی تکفیر

میں اور حضرت مولانا محمد علی صاحب قادیان سے اس لئے نکل کر لاہور آ گئے کہ موجودہ خلیفہ قادیان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جن کا دعویٰ مجددیت کا تھا نبی قرار دیتے تھے اور ان کے نہ ماننے والوں کو انہوں نے کافر قرار دے دیا۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میں نبوت کا مدعی نہیں اور نہ میرے انکار سے کوئی شخص کافر ہوتا ہے۔

سنو بچو! تم اس کالج میں اس لئے آئے ہو، کہ تمام مسلمانوں کو مسلمان سمجھو۔ قرآن کریم اور سنت نبوی یہ دو چیزیں ہیں جن پر ہمارے ایمان کی بنیاد ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ترکت فیکم کتاب اللہ وسنتی ان تمسکتموهما لن تضلوا بعدی (میں دو چیزیں تم میں چھوڑتا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری سنت اگر تم انکو مضبوطی سے پکڑ لو تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔) یہی دین ہے مرزا صاحب کے پاس قرآن کے سوائے دوسری کوئی کتاب نہیں، وہ کوئی نیا حکم نہیں لائے۔ اگر قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی بات کہے تو کسی بڑے سے بڑے مدعی کو ماننے کے لئے تیار نہ ہونا چاہئے۔

انگلستان اور جرمنی میں مسلمان ہونیوالے

قادیان سے لاہور آنے کے بعد میں ولایت چلا گیا جہاں خدا کے فضل سے بڑے بڑے صاحب مرتبہ اور علم و فضل رکھنے والے انگریز مسلمان ہوئے لارڈ ہیڈلے حضرت خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے تھے، مسٹر پکتھال جو ایک بڑے فاضل انگریز تھے، اور قرآن کریم کا ترجمہ بھی انہوں نے کیا ہے مسلمان ہوئے مسٹر لوگرو، مسٹر ڈڈلے رائٹ اور بہت سے دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے۔

ڈاکٹر مارقوس

جرمن مشن کے ذریعہ بیرن عمر مسلمان ہوئے اور ڈاکٹر مارقوس بھی مسلمان ہوئے۔ ڈاکٹر مارقوس ایک بہت بڑے فاضل جرمن ہیں انسے میری ملاقات ہوئی یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق ڈاکٹر اقبال نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر مارقوس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعریف کی ہے اس سے بڑھکر کسی مسلمان نے نہیں کی۔ وہ میرے دوست ہو گئے اکثر میرے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ ان کے متعلق مشہور تھا کہ وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان کے اخلاق بہت بلند ہیں اور ان کا علم بڑا وسیع ہے۔ میں نے بھی کبھی انکو مسلمان ہونے کے لئے نہیں کہا، ویسے ان سے اسلام کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ جب میں وہاں سے واپس ہونے لگا، تو لوگوں نے پارٹیاں دیں، لیکن ڈاکٹر مارقوس مسلمان نہ ہوئے۔ میں نے اللہ تعالےٰ سے التماس کی کہ وہ اپنے فضل سے ان کا دل اسلام کے لئے کھول دے۔ میرے آنے میں تین دن باقی تھے کہ ان کا خط آیا، میں نے خط کو کھولنے سے پہلے ہی کہدیا کہ اس سے مسلمان ہونے کی خوشبو آ رہی ہے۔ خط کھول کر دیکھا تو لکھا تھا، میں دو ہفتہ سے بیقرار ہوں، ہمارے ہاں دستور ہے کہ جب کوئی دوست یا عزیز کہیں جانے والا ہو تو اس کو کوئی تحفہ دیا جاتا ہے میں فکرمند تھا کہ کیا تحفہ آپ کو دوں۔ میری سمجھ میں اس سے بڑھ کر تحفہ آپ کے لئے کیا ہوگا کہ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

اسلامی تعلیم اہل علم کے سینوں میں

ایسا ہی جرمنی میں ایک مجمع میں میرا لیکچر ہوا لیکچر کے اختتام پر ایک شخص اٹھا میں اسے نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے بعد میں معلوم ہے کہ وہ ایک بہت بڑے خاندان میں سے تھا اور بڑی علمی فضیلت رکھتا تھا، اس نے کہا کہ میں بچپن سے عیسائی نہیں ہوں، کبھی میں عیسائی معتقدات کو نہیں مان سکتا۔ لیکن مذہب کا ایک نقشہ میرے ذہن میں تھا آج وہی نقشہ اس لیکچر میں بیان کیا گیا ہے۔ میں نے اسی وقت اس کے سینہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قرآن نے اسی بات کا ذکر کیا ہے بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم، یہ وہ تعلیمات ہیں جو ہم نے اہل علم کے سینوں میں مرکوز کر رکھی ہیں۔

حکیم اجمل خاں صاحب کا خراج تحسین

جب میں واپس آنے لگا تو حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم جن سے میرے بڑے تعلقات تھے۔ وہ ان دنوں پیرس آئے ہوئے تھے۔ میں ان کی خاطر پیرس کے رستے واپس آیا۔ انہوں نے کہا کہ برکت اللہ صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ کس قدر شاندار کام آپ نے کیا ہے۔ برکت اللہ کہتے تھے کہ میں عمر کا بڑا حصہ یورپ میں رہا لیکن ایک آدمی کو بھی مسلمان نہ کر سکا لیکن آج مولوی صدرالدین کے کام کو دیکھکر میں کہتا ہوں کہ میں ناکام نہیں رہا۔ ان کے ذریعہ سے مسلمان ہوں [illegible] یا کسی اور کے ذریعہ سے، یہ میری اور اسلام کی کامیابی ہے۔ حکیم اجمل خاں صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ نے سینکڑوں انگریز اور جرمن مسلمان کئے یہ بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر جو کام ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے کام کی وجہ سے تمام اسلامی دنیا میں لہر دوڑ گئی ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور وہ آج بھی پڑھے لکھے لوگوں کے دلوں میں گھر کر سکتا ہے یہ زندگی مسلمانوں کو زندہ کرنے کی موجب ہے۔

ایک گرجا میں تقریر اور پریذیڈنٹ کا قبول اسلام

جب میں انگلستان میں پہلی مرتبہ ۱۹۱۴ء میں گیا، تو وہاں پہنچنے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ ہر روز بم پڑتے تھے۔ لیکن ایک رات بھی ایسی نہیں آئی کہ مجھے کوئی پریشانی ہوئی ہو۔ وہاں ہمیں گرجوں میں لیکچر دینے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ ایک گرجا میں میں نے تقریر کی۔ اس تقریر کو سن کر پریذیڈنٹ نے کہا آج ہم کو اسلام کے متعلق فرسٹ ہینڈ نالج حاصل ہوا ہے۔ اور اس نے بہت ہی تعریف کی، لندن سے ووکنگ ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے میں رات کے بارہ بجے گھر پہنچا۔ رات کو اس نے خدا جانے کس وقت خط ڈالا۔ جو صبح ناشتہ کے وقت مل گیا، اس نے لکھا کہ رات جس وقت میں تقریر کر رہا تھا، میں اس وقت مسلمان ہو چکا تھا۔ لیکن اعلان اس لئے نہ کیا کہ خدا جانے باقاعدہ مسلمان ہونے کے لئے کیا کچھ رسم ادا کرنی پڑے جو میں نہ ادا کر سکوں۔ اس لئے مجھے بتائیے کہ مسلمان ہونے کے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اسلام میں کوئی پنڈت پروہت نہیں، نہ کوئی پادری ہے۔ جو اسلام میں داخل کرنے کے لئے رسومات ادا کرائے، ہندوؤں میں رسومات ہیں عیسائیوں میں رسومات ہیں۔ اسلام میں کوئی رسومات نہیں میں نے لکھا کہ جس وقت آپ کو یہ خیال ہوا کہ اسلام برحق ہے اور محمدؐ خدا کے سچے رسول ہیں۔ اس وقت آپ مسلمان

ہو گئے۔ البتہ مسلمان برادری نہیں جان سکتی کہ آپ مسلمان ہیں جب تک آپ اسلامی مجمع میں اعلان نہ کریں۔ چنانچہ وہ اور ان کے سیکرٹری ایک اتوار کو ووکنگ آئے اور دونوں نے مسجد میں کلمہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ دونوں الگ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے پوچھا تو کہا نماز نہیں آتی۔ میں نے کہا آیئے میں آپ کو نماز پڑھا سکتا ہوں۔ اس طرح ہاتھ باندھ کر خدا کے حضور کھڑا ہونا ہے پھر اس کی تعظیم کے لئے اس طرح رکوع کرنا پھر اس سے بڑھ کر اپنا عجز و انکساری ظاہر کرنے کے لئے ماتھا اور ناک زمین پر رگڑنا یہ اسکو نماز کہتے ہیں۔ الفاظ پیچھے سیکھ لینا۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے اور نماز کے بعد ان کی سیکرٹری نے کہا کہ سارا وقت ایک فرشتہ میرے ساتھ رہا اور اس نے بشارت دی کہ تمہاری نماز قبول ہو گئی، تمہارا اسلام قبول ہو گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس قدسیہ

اب آپ غور کیجئے کہ یہ جو نیک خدمات سرانجام دے رہی ہے کس طرح پیدا ہوئی؟ حضرت مولانا محمد علی جو علی رہے تھے کس طرح تفسیر اور دوسری کتابیں لکھ دیں، میں نے کس طرح جرمن زبان میں قرآن کا ترجمہ اور تفسیر لکھی، یہ سب کچھ اس انسان کے انفاس قدسیہ کا نتیجہ ہے جو قادیان کے گاؤں میں پیدا ہوا۔ حضرت مرزا صاحب اس صدی کے مجدد ہیں۔ مجدد ہر زمانہ اور ہر صدی میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی خشک نہیں ہوئی۔ ہمارے قریب سرہند میں ایک مجدد پیدا ہوئے ہیں، دہلی میں شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی مجدد ہوئے ہیں، جن کی وجہ سے لوگوں کی وجہ سے اسلام پھیلتا ہے۔ مسلمانوں کے ایمان کو تقویت پہنچی ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی اس زمانہ کے مجدد اور ولی اللہ تھے انہوں نے ہمیں اسلام پر لگایا اور کہا کہ قرآن اور حدیث پر چلو۔ اور خدمت دین کے اس کام میں لگایا جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔

کفر کا فتوے

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر فتوے لگے۔ انہیں اور تمام جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیا گیا لیکن یہ فتوے کس نیک انسان اور خادم دین پر نہیں لگے۔ ہندوستان میں ایک بہت بڑی شخصیت ہوئی ہے سرسید۔ ان پر بھی کفر کا فتوے لگا، حالانکہ انہوں نے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ علماء کا کام ہی ہے فتوے لگانا، ان کو خدمت دین کی توفیق نہیں۔ فتوے دینے کا تو ان کو میسر ہے، اور قائد اعظم کو بھی کہا جاتا تھا کہ یہ بے دین ہے اور کافر ہے۔ لیکن انہوں نے مسلمانوں کی بڑی خدمت کی ان کو انگریزوں کی غلامی سے چھڑایا اور ایک آزاد مملکت پیدا کر دکھائی۔

پادریوں اور دیگر مذاہب کا مقابلہ

حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی ایک خطرناک غلامی میں مسلمان مبتلا تھے۔ پادریوں کے پرے کے پرے آئے ہوئے تھے جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے درپے تھے۔ کسی کی طاقت نہ تھی، کہ ان کا مقابلہ کر سکے، اس زمانہ میں جب مسلمانوں پر مایوسی کا عالم تھا حضرت مرزا صاحب نے کہا کہ میں ان کا مقابلہ کروں گا۔ اور ایسا زبردست مقابلہ کیا کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ انہوں نے انگریزوں کو دجال کہا۔ ان کو مقابلہ کا چیلنج دیا۔ بشپ لیفرائے جو پادریوں کا لارڈ بشپ تھا۔ اور بڑا فصیح اللسان مقرر تھا اس نے اعلان کیا کہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ زندہ اور معصوم رسول کون ہے۔ وہ مسیح کو زندہ اور معصوم رسول ثابت کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ میں اس کا مقابلہ کروں گا اور جب اس نے لیکچر دیا تو انہوں نے قادیان میں بیٹھے ہوئے پہلے سے اس کا جواب لکھکر بھیجدیا جب وہ جواب بشپ لیفرائے کے لیکچر کے بعد پڑھا گیا تو ایک سناٹا ہو گیا۔ بشپ لیفرائے پر موت طاری ہو گئی۔ اس کا رنگ سیاہ پڑ گیا۔ اس نے چالاکی سے کہا کہ مرزا صاحب پر کفر کا فتوے ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے نمائندہ نہیں ہو سکتے۔ سب مسلمانوں نے اعلان کیا کہ وہ ہمارے نمائندہ ہیں۔ پھر مسلمان اس کے گھر پہنچے اور کہا کہ مرزا صاحب نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہے آپ آئیں اور مناظرہ کریں۔ اس نے عذر معذرت کی، کہ میرے ذمہ بہت سے کام ہیں میں نہیں ٹھہر سکتا اور چپکے سے نکل چلا گیا۔ اس نے سرکلر جاری کر دیا کہ کوئی عیسائی مرزا صاحب یا ان کے کسی مرید کے ساتھ بحث نہ کرے۔

ایک انگریز پادری سے میرا مقابلہ

اس سرکلر کا ایک اثر میں آپ کو سناؤں حصار میں ایک پادری شیپلے ہوتا تھا لیکچر ہوا مسلمانوں نے اس کے مقابلہ کے لئے مجھے مدعو کیا۔ وہاں دولت کے منزل میں ایک دعوت ہوئی جس میں بڑے بڑے وکلاء اور بیرسٹر اور دیگر معزز اصحاب جمع تھے۔ پادری شیپلے جو نہی آیا اور ایک ایک سے اس نے مصافحہ کیا اور خیریت پوچھی لیکن وہ دفعہ میرے پاس سے گذر جاتا رہا۔ لوگوں نے اس کی حرکت کو تاڑ لیا اور سمجھ گئے کہ وہ مجھ سے خائف ہے۔ پھر اعلان ہوا کہ کل پادری صاحب لیکچر دیں گے۔ اور مولنا صدر الدین صاحب صدر ہوں گے۔ پادری صاحب نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صدر ہوں لوگوں نے سمجھایا کہ اس میں آپ کا کچھ بگڑ جاتا نہیں۔ آخر بڑی رد و کد کے بعد وہ مان گیا۔ اس کے لیکچر سے پہلے میں نے اٹھکر کہا کہ آج پادری صاحب بڑے اہم موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں۔ ان کا موضوع ہے تمام رسول جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کے اندر ایک ڈائنامیٹ طاقت ہوتی ہے۔ یہ فی الواقع صحیح ہے۔ موسیٰ اور عیسیٰ ایک ڈائنامیٹ طاقت رکھتے تھے۔ رامچندر اور کرشن کے اندر ڈائنامیٹ طاقت تھی۔ بابا نانک ڈائنامیٹ طاقت کے مالک تھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈائنامائٹ طاقت سے بھرے ہوئے تھے۔ میرے صدارتی ریمارکس کے بعد پادری صاحب کھڑے ہوئے تو کہنے لگے میرا مطلب وہ نہیں جو مولوی صاحب نے بیان کیا ہے۔ میں تو صرف یسوع مسیح کے اندر ڈائنامیٹ طاقت ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ بس پھر کیا تھا، ان کا تمام اثر زائل ہو گیا۔ اس مجمع میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو سکھ عیسائی، وکیل اور بیرسٹر تھے، کالج کے پروفیسر تھے۔ زمان مہدی خان ڈپٹی کمشنر بھی موجود تھے۔

آریوں سے مقابلہ اور لیکھرام کی ہلاکت

کس طرح یہ فتح مجھے حاصل ہوئی، وہ مرزا صاحب کی تعلیمات کی وجہ سے یہ فتح حاصل ہوئی، کیا اس خادم دین کو برا کہنا جائز ہے، اس نے آریوں کا بھی مقابلہ کیا سکھوں کا بھی مقابلہ کیا، اور اپنے مخالف مسلمانوں سے بھی نمٹنا پڑا۔ ایک آریہ لیکھرام نامی نے چیلنج کیا کہ اگر اسلام کو سچا مذہب سمجھتے ہو، اور تمہارا دعویٰ الہام سچا ہے، تو میرے لئے بددعا کرو۔ یہ اسلام کو چیلنج تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ لیکھرام چھ سال کے اندر عید کے قریب ہلاک ہو جائے گا ستعرف العید والعید اقرب چنانچہ مقررہ میعاد کے اندر عید کے دوسرے دن دچھووالی کے بہت بڑے محلہ میں کسی نامعلوم شخص نے اس کے پیٹ میں چھری مار دی اور ایسا گم ہوا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں۔ اس واقعہ سے لاہور میں کہرام مچ گیا۔ بڑے بڑے آدمیوں کی تلاشیاں ہوئیں، آریوں نے مشہور کیا کہ مارنے والا مرزا صاحب کا مرید تھا جس کو انہوں نے افشائے راز کے خوف سے قتل کر کے دفن کر دیا ہے اس پر حضرت مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی لی گئی لیکن کچھ بھی ثابت نہ ہوا۔

بابا نانک صاحب کا چولا اور پوتھی

تو آریہ بھی ختم ہوئے، عیسائی بھی ختم ہوئے۔ سکھوں کے متعلق حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ان کے ہاں بابا نانک صاحب کا ایک چولہ ہے جس پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہیں آپ نے خود جا کر اس چولہ کو نکلوا کر دیکھا اور اس کا فوٹو لیا۔ پھر معلوم ہوا کہ گورو ہر سہائے میں قرآن کریم کا ایک نسخہ کئی غلافوں میں لپٹا ہوا رکھا ہے جس کو پوتھی صاحب کہتے ہیں۔ اس کو بھی دیکھا گیا جن مہنت کی تحویل میں تھا اس نے کہا کہ یہ ایک سے غلافوں کے اندر

ہے اور ہر غلاف اُتارنے سے پہلے غسل کرنا دیا ہے اس کو اس غرض کے لئے ایک بڑی دقت دی گئی اور اس نے غسل کر کے غلاف اُتارے اور جب آخری غلاف اُترا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم ہے تو سکھوں، آریوں اور عیسائیوں پر آپ نے حجت تمام کی۔ ایک گاؤں کا رہنے والا اتنی مذہبی اور علمی لڑائیاں لڑے یہ خدا کی امداد کے سوا نہیں ہو سکتا۔

عربی میں فصیح و بلیغ کتابیں

پھر عربوں کو آپ نے کہا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ عربی میں کتاب لکھو جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ چنانچہ آپ نے فصیح و بلیغ اور پُر معارف عربی کتابیں لکھیں اور چیلنج کیا کہ کوئی عرب یا دوسرا کوئی عربی دان اس کے مقابلہ میں لکھے، کسی کو لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ میں نے عربوں کو وہ کتابیں دکھائیں ہیں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ وہ فصیح و بلیغ ہیں ایسی کتابیں لکھنا کوئی آسان کام نہیں، پنجاب کے گاؤں کا رہنے والا شخص سوائے خدا کی امداد کے کیسے فصیح و بلیغ عربی لکھ سکتا ہے۔

اس کے بعد میں .... حضرت مرزا صاحب کی وہ عبارات پڑھ کر سناتا ہوں جن میں آپ نے دعوےٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور ختم نبوت پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا اور ایسے مدعی نبوت کو کافر اور کاذب قرار دیا ہے اور صرف مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا ہے حضرت مجدد زمان نے فرمایا ہے میں مجدد ہوں۔ مجھے کب سجتا ہے کہ دعوےٰ نبوت کر کے اسلام سے نکل کر کافروں میں جا ملوں۔ دعوےٰ نبوت کلمۂ کفر ہے۔ خاتم الانبیاء کے بعد اس قسم کا دعوےٰ کرنا کفر ہے نبی وہ ہوتا ہے جس پر جبریل وحی لے کر نازل ہو۔ لیکن وحی نبوت کا نزول تیرہ سو سال سے بند ہے۔ جبرئیل کا وحی نبوت لے کر آنا ممنوع ہے حضور نبی اکرم ختم المرسلین کے بعد نہ کوئی وحی نازل ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی نبی آسکتا ہے نیا ہو یا پرانا۔ اگر ایک وحی بھی نازل ہو جائے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جاتا ہے اور قرآن کریم کا یہ دعوےٰ نعوذ باللہ باطل ہو جاتا ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم ... کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص خدا کے علم میں بھی نبی ہو تو ختم المرسلین کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لئے اس قسم کا اعتقاد رکھنا باطل ہے کہ اب کوئی نبی آسکتا ہے میں نبی نہیں ہوں بلکہ مجدد ہوں جو صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا ہوں۔

بلند پایہ خدمات

میں نے یہ چند باتیں اس لئے بتائی ہیں کہ آپ دیکھ سکیں کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ ہرگز نبی ہونے کا نہیں۔ آپ اس زمانہ کے مجدد ہیں اور آپ نے بحیثیت مجدد اسلام کی جو شاندار خدمات سر انجام دی ہیں وہ بہت بلند پایہ خدمات ہیں۔ ان خدمات سے فائدہ اٹھانا ہر مسلمان کا فرض ہے"

چند ضروری نصائح

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب ایک دفعہ کسی کے پاس بیٹھ جاؤ تو اس کو اپنا رفیق و صاحب بالجنب سمجھو اور اس کے ساتھ ہمیشہ حق رفاقت ادا کرو۔ اس کالج کے طلباء اور سٹاف کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی النصح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا، اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آنا بڑی چیز ہے، پروفیسر ہوں، یا طالب علم یا چپراسی، سب کو مل جل کر ...... incorporata لائف بسر کرنی چاہیئے۔ اس کالج کے بارے میں کوئی بدخواہی نہ کرے اور کوئی غداری یا بے وفائی کا مرتکب نہ ہو۔ یہ کالج آپ کو بہت دور لے جاتا چاہتا ہے جسمانی تربیت، ذہنی تربیت، اور اخلاقی و روحانی تربیت، تینوں پہلوؤں میں ...... تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ میں یہاں ٹریننگ کالج میں پروفیسر تھا، میری خدمات قادیان میں بطور ہیڈ ماسٹر مستعار دی گئیں وہاں میں نے پچاس ایکڑ زمین میں ہائی سکول، اور بورڈنگ کی عمارات بنائیں، اور دس جماعتوں کے لئے کھیلنے کے لئے دس گراؤنڈیں تیار کیں۔ میں خود ہر روز طالب علموں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ یہاں تو موت کا وقت مقرر ہے۔ بڑے بڑے جوانوں کو بھی موت آجاتی ہے۔ لیکن جب تک انسان زندہ ہے طاقت و توانائی حاصل کرنے کے لئے ورزش بھی کرنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ خوب پڑھو، اپنی ذہنی استعداد کو بڑھاؤ اور اس کے ساتھ اپنے اندر اعلےٰ اخلاق پیدا کرو، اور اس تعلیم پر عمل کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے پھر تم کامل مسلمان ہو گے۔

دعا اور پرنسپل صاحب کا خطاب

اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے امتحان میں جانے والے طلباء کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور بعد ازاں پرنسپل صاحب نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

حضرت امیر ایدہ اللہ نے جو بلند پایہ باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہ امید ہے آپ کے دل کی گہرائیوں میں اُتر چکی ہوں گی، یہ تقریب ہماری سال

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء

کی مختصر سہ ماہی کارگذاری

عطیہ دینے والے اصحاب:۔

نام	رقم
ایورگرین پریس لاہور	85.00
ڈاکٹر عبدالعزیز پشاور	50.00
منجانب بیگم مرحومہ چوہدری محمد لطیف - خانیوال	24.00
بیگم صاحبہ سعید لاہور	20.00
پروفیسر عبدالسلام لاہور	20.00
بیگم شیخ محمد عبداللہ مرحوم سیالکوٹ	15.00
مولوی عزیز الدین لاہور	15.00
ایاز واسع کراچی	10.00
شیریں مشتاق سرگودھا	10.00
قمر حمید صاحبہ	10.00
شیخ رحمت اللہ سلیم ملتان	10.00
مرزا مظفر بیگ ساطع لائلپور	8.25
تملہ دفاتر انجمن	5.38
چوہدری علی محمد کسم سر	5.00
رشیدہ محمد بیگ لاہور	5.00
سعید الٰہی - لائلپور	5.00
رعنا واسع کراچی	5.00
ڈاکٹر اصغر حمید لاہور	5.00
صغیر احمد راولپنڈی	5.00
جاوید صفدر ایبٹ آباد	5.00
میاں فضل کریم لاہور	5.00
خان عبدالعزیز ملتان	4.00
بابو غلام قادر - لاہور	3.00
محمد افضل خان کراچی	3.00
منجانب والدہ مرحومہ بشیر احمد سوز	3.00
منجانب انوری بیگم مرحومہ	3.00
محمد فاضل رمضان امریکہ	3.00
سید انیس احمد لاہور	3.00
شیخ عبدالرحمٰن مصری لاہور	3.00
مولوی عبدالمجید اوکاڑہ	3.00
شوکت حمید ملتان	3.00
محمد ظفر ملتان	3.00
محمد ایوب چک ودکاں	2.00
منشی فیض محمد قاضی احمد	2.00
سید حسن علی گوجرانوالہ	2.00
چوہدری محمد شریف لاہور	2.00
حبیب اللہ ملتان	1.00
میزان:۔	365.63

فروری مارچ اپریل ۱۹۶۲ء میں اس دار الشفاء سے

(باقی بر صفحہ ...)

قربانی اور خدا تعالیٰ کے رستہ میں جہاد بلندی درجات اور مراتب عالیہ کا موجب ہے

حج کے موقعہ پر مساوات انسانی کا عملی نظارہ اور حضرت نبی کریم صلعم کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

احیائے دین کے کام میں حضرت مجدد زمانؑ کا اہم ترین حصہ

خطبہ عید اضحیٰ مؤرخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

واللہ خلقکم وما تعملون ۔ قالوا ابنوا لہ بنیاناً فالقوہ فی الجحیم .... سلٰم علیٰ ابراھیم انا کذالک نجزی المحسنین ۔ انہ من عبادنا المومنین ——— سورہ الصّٰفّٰت آیات ۹۶ تا ۱۱۱ ———

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے مشکل ترین امتحان کا ذکر ہے اور ان مراتب عالیہ کا ذکر ہے جو بطور ثمرہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کو تلقین کی کہ بت پرستی ترک کرکے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ فرمایا واللہ خلقکم اللہ نے تم کو پیدا کیا وما تعملون۔ یہ پتھر بھی اللہ ہی کے پیدا کردہ ہیں جن کو تم بت بنا لیتے ہو، پھر کس طرح تم خالق کو چھوڑ کر اس مخلوق کی پرستش کرتے ہو۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم تم سے کیسے بن آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرو جس نے تم کو مردہ اجزاء سے پیدا کیا۔

قالوا ابنوا لہ بنیاناً قوم نے اس کا جواب دیا یہ کون ہے ہمیں بتوں کی پرستش سے روکنے والا اس کے لئے چتا بناؤ۔ فالقوہ فی الجحیم اور آگ جلا کر اس میں اس کو ڈال دو تاکہ اس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ فارادوا بہ کیداً۔ انہوں نے ابراہیمؑ کو تباہ کر دینے کی تجویز کی ہم نے انکو ناکام بنا دیا۔ وقال انی ذاہب الیٰ ربی سیہدین حضرت ابراہیمؑ نے کہا میں اپنے مولا کے حکم کے مطابق ان لوگوں کو اور اس وطن کو چھوڑتا ہوں، میرا ربّ مجھے کامیابی کا رستہ دکھائے گا۔ ربّ ھب لی من الصالحین۔ میرے مولا میں قوم کو ترک کرکے چلا گیا ہوں مجھے صالح اولاد عطا فرما جو میری معاون بن جائے فبشرنہ بغلام حلیم۔ ہم نے اسے بردبار بیٹا عطا کیا، فلما بلغ معہ السعی جب وہ جوان ہوا اور باپ کی آرزوؤں کے پورا کرنے کی عمر کو پہنچا اور اس کا ہاتھ بٹانے لگا۔ قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام اذبحک اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا یٰبنی اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں فانظر ماذا تریٰ۔ اب تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ اس خطاب میں بزرگوں کے لئے ہدایت ہے کہ اپنی اولاد کا اکرام کیا کریں۔ ان کو اوئے توئے کہنا اور جھڑک کر کہنا کہ ایسا کرو یہ صحیح نہیں ان کا اکرام کیا کرو۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کا خطاب محبت اور پیار سے بھرا ہوا ہے ویسے ہی بیٹے کا مؤدبانہ جواب ہے یٰابت افعل ما تؤمر میرے پیارے ابا جان جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اسے بجا لائیے ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین میں ان شاء اللہ تعالیٰ صبر سے اس تکلیف کو برداشت کروں گا۔ یہاں باپ بیٹے کے جذبات کا نقشہ کھینچا ہے۔ کس قدر پاکیزہ کلام، کتنا محبت سے بھرا ہوا خطاب اور کیسے اعلیٰ جذبات ہیں، باپ حکم خداوندی سے اپنے پیارے اور جوان بیٹے کو قربان کرنے کو تیار اور بیٹا حکم خداوندی کے آگے بلاتامل و حجت گردن کٹوانے کے لئے حاضر لیکن یہ صرف زبانی باتیں نہیں، فلما اسلما وتلہ جب دونوں نے حکم خداوندی کے آگے سر اطاعت خم کر دیا تو باپ بیٹے کو لٹا کر ذبح کرنے لگا۔ اس نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ونادینہ یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیمؑ تو نے اپنے خواب کو پورا کر دیا اب ہم بیٹے کی جگہ مینڈھا قربانی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ انا کذالک نجزی المحسنین۔ ہم اسی طرح نیکی کرنے والے کو بدلہ دیتے ہیں ان ھذا لھو البلؤا المبین۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا وفدینہ بذبح عظیم۔ اس کے فدیہ میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی رکھ دی۔ وترکنا علیہ فی الاٰخرین اور آنے والی نسلوں کے اندر اس کو باقی رکھا۔ یہ دنبہ اور بھیڑ بکری جو آج ہم ذبح کرتے ہیں اس جذبہ کو یاد دلانے کے لئے ہے جو قربانی و اطاعت گذاری کا جذبہ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے دل میں تھا۔ دنبہ وغیرہ کے ذبح کر دینے سے خدا خوش نہیں ہوتا، وہ خود فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ودماءھا اس کا گوشت اور خون اللہ کو نہیں پہنچتا۔ خدا گوشت وغیرہ نہیں کھاتا ولکن ینالہ التقویٰ منکم ہاں اس قربانی کی تہ میں اطاعت و فرمانبرداری جانبازی اور خدا خوفی کا جو جذبہ پایا جاتا ہے وہ خدا کو خوش کرتا ہے۔ یہ قربانی تو ایک یادگار ہے، ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی فرمانبرداری کی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے اندر بھی حکم خداوندی کا جذبہ پیدا ہو اور ضرورت پیش آنے پر تم جان اور مال کی قربانی پیش کرو، جب تک یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا، جانور کی گردن پر چھری پھیر دینا بے فائدہ ہے حضرت ابراہیمؑ کی اسی قربانی کا نتیجہ ہے کہ فرمایا واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً۔ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنا لیا۔ خدا کا کسی کو دوست بنانا کتنا بڑا مقام ہے۔ لیکن خدا کسی کو یونہی دوست نہیں بنا لیتا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی، ان کے بیٹے کی قربانی، ان کی بیوی کی قربانی بہت بڑی ہے یہ اسی قربانی کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ان کو اپنا دوست بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ابتلاؤں اور امتحانوں میں حضرت ابراہیمؑ کو مستقل مزاج اور صابر پاکر فرمایا انی جاعلک للناس اماما۔ میں آپ کو لوگوں کی راہنمائی کے لئے رہبر مقرر کرتا ہوں ؎

نقش حق اول بجاں انداختن
باز اورا درجہاں انداختن

یعنے پہلے اپنے اندر حق کی نقش پیدا کرو اور اس کمال کے حصول کے بعد لوگوں کو اس کمال کے حاصل کرنے کے لئے تلقین کرو۔

حضرت ہاجرہؑ کی قربانی کتنی بڑی ہے خدا کے حکم سے لق و دق صحرا میں حضرت ابراہیمؑ ان کو چھوڑ کر آتے ہیں وہ ہراساں ہو کر پوچھتی ہیں الیٰ من تکلنا حضرت ابراہیمؑ کہتے ہیں الی اللہ کلکم۔ کس کے سپرد کرکے جا رہے ہو، وہ کہتے ہیں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس پر حضرت ہاجرہؑ کہتی ہیں اذا لا یضیعنا پھر وہ خدا ہم کو تباہ نہ کرے گا۔ بچہ گود میں ہے وہ پیاس سے تڑپ رہا ہے۔ ماں پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر بار بار دوڑتی ہوئی جاتی ہے سات

باران پہاڑیوں پر چڑھتی ہے، آخر کار خدا نے ان کی تڑپ کو دیکھ کر اور ان کی قربانی اور اطاعت و فرمانبرداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے . . . . فرشتہ اتارا جہاں وہ ٹھہرا وہاں پانی کا چشمہ اور ان کے فرزند کی تڑپ دُور ہو گئی اور ان کی جان میں جان آگئی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جو صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان ہم سعی کرتے ہیں یہ حضرت ہاجرہؑ کی یادگار ہے۔

اس سے ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیفیت اور وسعت نظر آتی ہے کہ وہ قوموں کے بزرگوں کی یادگار قائم کرتے ہیں، چھوٹا آدمی ایسا نہیں کرتا وہ اپنا ہی نام بلند کرنا چاہتا ہے۔ کیوں آپؐ نے مدینہ کی مسجد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نہ دیا اور بجائے ان کے یہ حکم نازل ہوا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی مقام ابراہیم کو نمازگاہ بناؤ۔ حضورؐ نے اپنے نام اور مقام کو نظرانداز کر دیا اس کے صلہ میں ورفعنا لک ذکرک۔ خداتعالیٰ نے ان کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ جہاد کے احکام میں ان قربانیوں کا قیمتی سبق دیا گیا ہے اپنی قوم و وطن کے لئے اور اپنے دین کے لئے جان و مال کی قربانی پیش کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے اسی لئے اس کا ثمرہ درجات و مراتب عالیہ ہیں۔

تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراھیمؑ کی قربانی کو بہت بڑی وقعت دی ہے، فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ابراھیمؑ کے مقام کو نمازگاہ بناؤ، پھر اگر مقام ابراھیم کو حج کے موقعہ پر میموریل کے طور پر مقرر کیا ہے تو صفا اور مروہ کو ہاجرہؑ کا میموریل قرار دیا ہے۔ جہاں پر اطراف اکناف عالم کی قوموں کے لوگ جمع ہوتے اور حقیقی اتحاد ارتباط اور حقیقی مساوات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس مشاہدہ سے قوموں کے اندر عرفان پیدا ہوتا ہے ہر سال اس اہم اجتماع کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے اور اس طرح سے دنیا بھر کے لوگوں کو سبق سکھایا جاتا ہے کہ ساری قوموں کو جمع کرنا مقصود ہو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہی ہے جو سب قوموں کو اکٹھا کر سکتا ہے۔ بعض قومیں ایک دوسری کو راندۂ درگاہ الٰہی سمجھتی ہیں، ہندو کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ تمام قومیں ملیچھ ہیں۔ یہودی کہتے ہیں کہ خدا کی وحی انہی پر اُتری، اور دوسری قومیں اس سے محروم ہیں صرف وہ خدا کی پیاری قوم ہے اور انہیں کے لئے جنّت وقف ہے۔ نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح کے مصلوب ہو کر گناہوں کا کفّارہ بن جانے پر جو ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہے۔ اسلام نے یہ سکھایا الخلق عیال اللہ فان احبکم الی اللہ انفعکم لعیالہ تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے اور خدا کو وہی شخص پیارا ہے جو اس کے عیال کے لئے سب سے زیادہ نفع رساں ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ندا قوموں کو ایک کر سکتی ہے اور ہر سال حج کے موقعہ پر عملاً ایک کر کے دکھلا دیا، تاکہ ساری دنیا اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ کس طرح مختلف وطنوں اور مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگ خدائے واحد کے گھر میں آکر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور نسل انسانی کی مساوات کا بھی سبق دیا ہے۔ آج دنیا میں مساواتِ انسانی مفقود ہے لندن میں مزدور بڑے آدمی کے پاس نہیں بیٹھ سکتا اور امریکہ میں حبشی روتے ہیں کہ اُن کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا جاتا ہے، حالانکہ وہاں کی حبشی قومیں عیسائی ہو گئی ہیں لیکن وہ کالے ہیں اس لئے گورے لوگوں کے گرجا میں نہیں جا سکتا۔ ان کے ہوٹلوں میں کھانا نہیں کھا سکتے۔ ان کے سکولوں میں داخل نہیں ہو سکتے اور اگر کسی گورے کے ساتھ مقدمہ پیش آجائے تو ان کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ وہ . . . . . کالے ہیں الجزائر میں فرانسیسیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی ہو رہی ہے کیونکہ وہاں کے لوگوں کا دین عیسائی نہیں بلکہ اسلام ہے جنوبی افریقہ میں قومی و نسلی امتیاز نے تباہی مچا رکھی ہے ان روح فرسا حالات کے اندر اصلاح کے لئے کسی شخصیت کی طرف نگاہ اُٹھتی ہے تو وہ صرف حضور سرور کائناتؐ کی ممتاز شخصیت ہے جس نے ساری قوموں کو ایک کرنے کا سبق دیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سال حج کے موقعہ پر بڑے بڑے آدمی لارڈ، بیرن، نواب اور بڑے بڑے امراء غرباء کے ساتھ ایک ہی لباس میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ نہایت محبت سے ایک دوسرے کو اپنے خیموں میں بلاتے ہیں کہ آیئے ایک پیالی چائے پی لیجئے۔ اس سے مساوات کا بڑا قیمتی سبق حاصل ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکًا وھدًی للعالمین۔ وہ پہلا گھر خدا کا جس کا نام مکہ ہے، اس کی برکات ہمیشہ جاری رہیں گی اگر کوئی مقام ساری دنیا کو ایک کر سکتا ہے تو وہ یہی کعبۃ اللہ کی تعلیم ہے۔

اتحاد بڑی بابرکت چیز ہے، اتحاد و یگانگت کو مضبوط تر کرو۔ اپنے قول اور فعل سے کوئی ایسی بات نہ کرو جو اتحاد کو برباد کرنے والی ہو، اتحاد کے لئے اپنی خواہشات اور منافع کو قربان کر دو، میرے سامنے اس وقت ایک بہت بڑا کام ہے، یہاں حضرت صاحب کا وصال ہوا، اس مکان میں حضرت صاحب کا وصال ہوا، اس مکان کو حضرت صاحب کا میموریل ہال بنانے کی تجویز ہے۔ حضرت صاحب فرقہ پرست نہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں قرآن حدیث کے علاوہ کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آیا، میرا دین وہی سلف صالحین کا دین ہے میں یہ تلقین کرتا ہوں کہ قرآن اور حدیث کی پابندی کرو۔ ہم فرقہ پرست نہیں نہ ہمارا امام فرقہ پرست تھا۔ میں چاہتا ہوں احمدیہ . . . ہال کا سنگ بنیاد ساری قوم مل کر نصب کرے۔ ہماری انجمن کی زندگی کا یہ ایک اہم ترین سنگ میل ہو گا۔ ہال کے ساتھ ایک مارکیٹ ہو گی، جس سے کہتے ہیں کہ دس ہزار روپیہ ماہوار آمدنی ہو گی۔ اس آمد سے لاہور میں ایک مشن قائم کیا جائے گا اور ایسا ہی کراچی اور راولپنڈی اور دوسرے مقامات پر مشن قائم کئے جائیں گے اور ان کے ذریعہ سے آواز بلند کی جائے گی کہ امام وقت آیا اور اس نے وہ عظیم الشان کام سرانجام کر دکھایا جو مجدّد کے کارناموں کا اہم ترین حصّہ ہے یعنے احیاء دین، کیا ایثار پیشہ قوم پیدا کی اور جس مصیبت سے قوم دوچار تھی اس مصیبت کا درمان کیا یعنی آریوں کا مقابلہ کیا جو دین اسلام پر اور حضورؐ پر شدّت سے حملہ آور تھے آریوں کے گھروں میں ماتم کی صفیں بچھ گئیں۔ فرمایا:۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اور فرمایا:۔

جس کی دعا سے ماتم پڑا تھا
لیکھو مرا تھا لشکر وہ میرزا یہی ہے

یہی حالت عیسائیوں کو نصیب ہوئی۔ عیسائی پادریوں پر حضرت امام ہمام نے اس شدّت سے اور ایسے دلائل بیّنہ سے حملے کئے کہ ان کو ہر میدان میں شکست ہوئی اور انہوں نے کسر صلیب کا اعتراف اس سرکلر کو جاری کرنے کے رنگ میں کیا کہ آئندہ کسی عیسائی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب سے یا ان کے کسی متبع سے مناظرہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے عیسائیت کو شکست اور ذلّت نصیب ہوتی ہے حضورؑ کی حمایت کر کے مسلمانوں کے دلوں کو تقویت بخشی اور اس کارنامے کے بعد فتح اسلام کے جھنڈے ان کی برکت سے یورپ کے ممالک میں گاڑے گئے کیا وجہ ہے کہ ہماری قوم میں سیّد محمد حسین صاحب کا نام زندہ ہے کیا وجہ ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب کا نام زندہ ہے کیا وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کا نام زندہ ہے حضرت خواجہ صاحب کا نام زندہ ہے ان سب نے بڑی بڑی قربانیاں کیں ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے وہ بڑا مکان دیدیا جس میں ہال اور مارکیٹ بنے گا۔ یہ مسجد انہوں نے بنوائی، جس مکان میں میں رہتا ہوں وہ انہوں نے بنوایا اور انجمن کو دیدیا حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنا مکان انجمن کو دے دیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے ترجمہ قرآن اور انگریزی اور اردو لٹریچر کی صورت میں جو کام کیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیگا، زندگی اسکو کہتے ہیں۔ باقی محلات بناؤ یا جو مرضی ہے کرو، وہ کوئی زندگی نہیں جو پیچھے باقی نہ رہے، آؤ آج ہم اس دن سے سبق حاصل کریں اور اپنے مال اپنی جائداد اور اپنے اوقات دین کیلئے وقف کریں کہ زندگی کا راز اسی میں ہے احمدیہ بلڈنگس وہ مقام ہے جہاں حضرت امام الزمان نے کچھ وقت کے لئے قیام کیا اور جہاں قیمتی وعظ سے لاہور کے چیدہ حصہ کو مستفیض کیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت مولانا نورالدینؓ نے خطبات ارشاد فرمائے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت مولانا سید احسن صاحب نے خطبات ارشاد فرمائے۔ اس مقام کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اس خصوصی مقام پر حضرت امام الزمانؑ کی یاد میں یہ ہال کی تعمیر کے نتائج میں خدا برکت ڈالے گا اس امام کی روشن خدمات کا علم ان مشنوں کے ذریعہ سے لوگوں کو دیا جائے گا اس سے غلط پراپیگنڈے کی قلعی کھلے گی اور لوگ امامؑ

(جلسہ راولپنڈی بسلسلہ صـ۲)

ریفارمر نہیں محض فلاسفر ہیں اور ان کی تعلیمات محض فلسفہ ہے تو پھر ہمیں ان کے فلسفی ہونے اور ان کے فلسفوں پر قطعی اعتراض نہیں۔ ہمیں اعتراض اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو من جانب اللہ سمجھتے ہیں اور نئی نبوت و شریعت کے مدعی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ قرآن و نبی اکرمؐ پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ یہ تضاد ایک فلسفی تو پیدا کرسکتا ہے۔ ایک ربانی سلسلہ کا بانی ایسا نہیں کر سکتا۔

قاضی صاحب نے فرمایا انبیاء علیہم السلام اور مجددین کرام ایک انقلابی روح لے کر دنیا میں آتے ہیں۔ ان کی فطرت اصلاح و ارشاد کا منبع ہوتی ہے۔ ان کی زندگی ماحول کے خلاف سراپا احتجاج ہوتی ہے۔ زمانہ کا ردِّ عمل ان کے آڑے آتا ہے دنیا اُن کے جسم و جان کی دشمن ہوتی ہے۔ ان کا جینا محال ہو جاتا ہے۔ تائید و نصرت الٰہی ان مقدس لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے۔ خدائی امور ان کی اعانت کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے مفوضہ مشن میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن جب جناب بہاء اللہ پر ہماری نظر پڑتی ہے تو ہمیں نہ تعلیم ملتی ہے اور نہ عمل اور نہ اس کا اثر و نفوذ اور جب یہ دونوں ہی مفقود ہوں تو ہم عقل کو کہاں رکھ دیں اور کیسے اور کیوں مان لیں کہ جناب بہاء اللہ نبی ہیں اور اُن پر شریعت اُترتی ہے۔

جناب قاضی صاحب نے بہائی تعلیمات پر تبصرہ کرتے ہوئے قرآن کے اسی معیار کو جو شروع تقریر میں بیان کیا تھا سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ بہائی علماء اپنی شریعت کی جو نئی تعلیم پیش کرتے ہیں اس میں ایک اقتصادیات کا مسئلہ ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ کارخانہ کے مالک و مزدور میں آج بڑی کشمکش ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم امیر کو امیر اور غریب کو غریب کرتی جا رہی ہے، لہٰذا مالک کو مزدور کے ساتھ انصاف کرنا چاہیئے اور یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام نے اس سے پہلے پیش نہیں کی۔ یہ ماڈرن تعلیم ہے اور خدا کی طرف سے بہاؤ جناب بہاء اللہ پر اتری۔ آپ نے کہا کہ میں اس کا جواب دیتے ہوئے کہ اسلام نے اس سے اعلیٰ و افضل تعلیم دی ہے۔ اس کی تعلیم صرف مالک و مزدور کے لئے ہی نہیں بلکہ سب شعبوں پر حاوی ہے۔ کارخانہ کا مالک ہو یا مزدور۔ دفتر کا افسر ہو یا چپڑاسی ملک کا حاکم ہو یا محکوم۔ آقا ہو یا خادم۔ لینے والا ہو یا دینے والا کوئی ہو۔ اسلام نے بہائیت سے کہیں اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ اور تحفظ حقوق و عدل و انصاف پر بہت زور دیا ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ اسلام صرف عدل و انصاف کا ہی تقاضا نہیں کرتا بلکہ احسان و مروت کا بھی سبق دیتا ہے کہتا ہے کہ حق خدمت پورا پورا دو تو وہ عدل و انصاف ہے لیکن تم اس سے بھی ایک قدم آگے رکھو حق خدمت سے اور زیادہ دو وہ احسان ہے اور پھر یہ کہ اسلام نہ صرف کاروباری دنیا میں عدل و انصاف اور احسان و مروت کی تلقین کرتا ہے بلکہ وایتائ ذی القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل اپنے رشتہ داروں، ماں باپ۔ بہن بھائی۔ غریبوں مسکینوں، اور مسافروں کو بغیر خدمت کے دیتے رہو۔ کیا یہ تعلیم بہائیت کی تعلیم سے اعلےٰ و افضل نہیں ہے۔ پھر بہائی کہتے ہیں کہ ہماری دوسری تعلیم یہ ہے کہ عقل و خرد سے کام لو جبکہ اکثر مسلمان عقل اور مذہب کو دو متضاد چیزیں خیال کرتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ بات کہ مذہب میں عقل سے کام نہ لو ایک مسلمان کہلانے والے کا قول تو ہو سکتا ہے مگر اسلام کا نہیں۔ اسلام مذہب ہی عقل و خرد کا ہے۔ اور اپنے متبعین کو بار بار غور و فکر اور عقل و تدبر کی اپیل کرتا ہے۔ اور عقل کو اتنا آزاد چھوڑتا ہے۔ کہ:۔ والذین اذا ذکروا بایت ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا۔ نہ صرف عام باتوں میں ہی عقل کو استعمال کرنے کی تلقین کی ہے بلکہ جہاں تک خدائی کلام کا تعلق ہے۔ اس کو بھی بے چون و چرا اور اندھے اور بہرے ہو کر نہیں بلکہ عقل سے ماننے کی تلقین کی ہے۔

قاضی صاحب نے حرمت سُود اور موجودہ مسلمانوں کی ذلت و مسکنت وغیرہ سے تعلق رکھنے والے بہائی اعتراضات پر تبصرہ کرتے ہوئے کافی و شافی جواب دیئے اور ثابت کیا کہ اسلام بے نظیر تعلیمات کا حامل ہے اور اس کی تعلیمات، ابدی اور عالمگیر ہیں اور بہائیت نے کوئی ایسی تعلیم پیش نہیں کی، جو اسلام کی تعلیمات سے افضل و اعلےٰ ہو۔ (باقی ــــ باقی)

ضروری تصحیح

حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ مئی سنہ ۶۲ء میں جو اسی تیوع میں دوسری جگہ درج ہے حضرت خبابؓ کے قتل کا ذکر اور چند اشعار کا ترجمہ دیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اشعار انہوں نے قتل سے پہلے پڑھے تھے یہ امر قابل اصلاح ہے۔ .... خطبہ نویس کی غلطی سے یہ واقعہ حضرت خبابؓ کی طرف منسوب کیا گیا دراصل یہ واقعہ حضرت خبیبؓ سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے اصل اشعار جو قتل سے پہلے انہوں نے پڑھے تھے حسب ذیل ہیں:۔

ولست اُبالی حین اقتل مسلماً
علی ای شق کان للہ مصرعی
وذالک فی ذات الالٰہ وان یشاء
یبارک علیٰ اوصال شلو ممزع

مجلس معتمدین کا اجلاس

مؤرخہ ۳ جون سنہ ۶۲ء بروز اتوار صبح نو بجے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ ایجنڈا جملہ ممبران کی خدمت میں بھیجا جا چکا ہے۔ اگر کسی صاحب کو نہ ملا ہو تو مجھے اطلاع دیں معاملات کی اہمیت کے پیش نظر ہر ممبر کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ تکلیف فرما کر ضرور شامل اجلاس ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام۔ احمد یار، سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۲۳/۵/۶۲

کراچی میں احمدیہ مسجد کی تعمیر

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

گذشتہ اپیل کے سلسلہ میں جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔ مقامی مسجد کے لئے جو رقوم پچھلی فہرست کے بعد وصول ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے تمام جماعت کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ مسجد کا کام سرگرمی سے شروع ہے۔ اور اسی رفتار سے کام جاری رہا تو انشاء اللہ دو تین ماہ میں یہ کام تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ مگر اس کے لئے ابھی کافی فنڈز درکار ہیں۔ عمارت کا کل تخمینہ ستر، اسی ہزار تک ہے مگر اس وقت جو رقم جمع ہو چکی ہے وہ بہت کم ہے اور کم از کم تیس چالیس ہزار روپیہ کی مزید رقم درکار ہوگی۔ لہٰذا اخبار پیغام صلح کے ذریعہ تمام صاحب ثروت اصحاب سے پر زور اپیل ہے کہ اس کام میں امداد فرمائیں اور دل کھول کر اس میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ حضرت امیر نے بھی اپنی آمد کراچی کے موقعہ پر اس کام کو تکمیل دینے کی تاکید فرمائی۔

فہرست وصول شدہ رقوم حسب ذیل ہے:۔

نام	رقم
سابقہ میزان:۔	12179.00
عطیہ انجمن مرکز	25000.00
چودھری خوشی محمد صاحب	100.00
ہدایت اللہ صاحب	25.00
خورشید عالم صاحب	5.00
خواجہ صلاح الدین احمد صاحب	50.00
والدہ صاحبہ شہاب الدین صاحب	20.00
ظفر احمد صاحب	1.00
ڈاکٹر فضل احمد صاحب	50.00
بیگم شیخ غلام احمد صاحب	100.00
بیگم ظہور احمد صاحب	100.00
انعام اللہ خاں صاحب سالاری جمن بذریعہ منی آرڈر	5.00
سیف الدین صاحب	5.00
مصطفےٰ حسین صاحب	2.00
عبدالرشید صاحب	25.00
حضرت جناب شیخ میاں محمد صاحب لائلپور	5000.00
شیخ محمود احمد صاحب از کیف گراؤنڈ	1000.00
شیخ میاں افتاب احمد صاحب	2500.00
کل میزان	46167.00

چیک یا ڈرافٹ بنام "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی برانچ" ہونے چاہئیں اس نام سے مقامی بینک میں حساب کھول دیا گیا ہے۔

والسلام

خاکسار۔ رحیم بخش۔ سیکرٹری

آہ! ملک عبدالقدوس

دل بدرد آمد ز ہجر این چنیں یکرنگ دوست
لیک راضی ایم بر فعلِ خداوند کریم

ملک عبدالقدوس صاحب کا مختصر سے عرصہ میں غیر متوقع طور پر ہم کو داغ مفارقت دے جانا ناقابل برداشت صدمہ ہے جو حد بیان سے باہر ہے، اگر میں رُضا مشیت ایزدی، زندگی اور موت کے فلسفہ سے آگاہ نہ ہوتا تو اپنے قیمتی اور نافع الناس وجود کی مہجوری سے اپنے رحیم و کریم مالک حقیقی کی شان بے نیازی سے متعلق نعوذ باللہ شکوہ کر بیٹھتا لیکن یہ سب اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان عظیم ہے جنہوں نے اس الحاد اور دہریت کے زمانہ میں اس ایمان کو جو ثریا پا ستارہ پر چلا گیا تھا دوبارہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا۔ اور مجدد جیسے بیجدانوں کو قرآن کریم کے حقائق و معارف سے آگہی دلا کر زندگی کے صحیح مقصد سے روشناس کرا دیا۔ اور ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدیً للمتقین ○ پر زندہ ایمان پیدا کر دیا۔ انسان کو اس دنیا کے اندر انسانیت کی تکمیل کے لئے روحانی اور مادی طور پر جو جو واقعات اور حادثات پیش آتے ہیں ان کی حقیقت کو پانے کے لئے حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معرفت کے دریا بہا دیئے جن لوگوں نے ان سے حصہ پایا وہ انسانی زندگی کا راز پا گئے جو محروم رہا وہ محروم گیا۔ ان رازہائے زندگی میں سے ایک بہت اہم اور دقیق راز زندگی اور موت کا ہے جس کو وہ لوگ جو محض دنیا کے کیڑے ہوتے ہیں سمجھ نہیں سکتے اس لئے وہ اپنے عزیزوں کی وفات پر بعض ایسی حرکات کرتے ہیں جو اللہ تعالے کے نزدیک غیر پسندیدہ ہوتی ہیں، لہٰذا ان معارف کو پانے کے لئے امام الوقت کے دامن سے صحیح طور پر وابستہ ہونا ضروری ہے۔ اور یہی وابستگی صراط مستقیم کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے۔

حکیم حافظ مولوی نورالدین اعظم رح فرماتے ہیں کہ آیت والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے معنی امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آکر سمجھ میں آئے۔ فرمایا "جو ہم میں سے ہو کر جہد کرتا ہے" سو ملک عبدالقدوس صاحب مرحوم کی مفارقت ایک ناقابل برداشت صدمہ ہے جس کا سمجھنا عقل و فہم سے بالا ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے نفس مطہر کے ساتھ قرآن مجید کی مندرجہ آیات پر غور و تدبر کرنا ضروری ہے:-

یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین ○ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون ○ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین ○ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ○ اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ و اولٰئک ھم المھتدون ○

مسلمانوں کا ایک بھاری مقصد تھا ہدایت کا دنیا میں پھیلانا۔ شھداء علی الناس یعنی دنیا میں مزکی اور پیشرو بننا لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینا یہ عظیم الشان کام مسلمانوں کے سپرد کیا گیا یہاں بتایا کہ ان مقاصد کا حاصل ہونا آسان نہیں بلکہ اس میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں گی، ان مشکلات کے اندر مدد اللہ سے چاہو مگر دو ذریعوں سے ایک صبر کے ساتھ یعنی طاعات اور قربانیوں کے بجالانے پر مضبوط رہو اور جو تکلیفیں ان میں پیش آئیں ان کی پرواہ نہ کرو اور دوسرے نماز کے ساتھ کیونکہ نماز بھی اصل میں دعا ہے۔

صبر اور صلوٰۃ کا مفہوم دو ضدوں کا ظاہر کرنے والا ہے صبر کمال درجہ کی مضبوطی کا نام ہے یہاں تک کہ انسان کسی مشکل اور دکاوٹ کی پرواہ نہ کرے صلوٰۃ کمال درجہ کی عاجزی اور توجہ تام کا نام ہے۔ یہاں تک کہ انسان اپنے مالک کے سامنے گر جائے۔ صبر اس علو کے مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ جو انسان کل دُنیا کے مقابلہ پر اختیار کر سکتا ہے صلوٰۃ اس انتہائی عاجزی کے مقام کو ظاہر کرتی ہے جو انسان کو اللہ تعالے کے سامنے اختیار کرنا چاہیئے۔ فرمایا اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو استعانت کرو تو اللہ سے اور وہ بھی صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ

. . . .

ان اللہ مع الصابرین۔ ایسے لوگ جو صبر اور دعا سے استعانت کرتے ہیں ان کے ساتھ ہم ہو جاتے ہیں۔

اموات۔ جو لوگ خدا کی راہ میں مقابلہ کرتے ہیں اور اس حالت میں فوت ہو گئے یہ مت کہو کہ اپنی عمریں برباد کر گئے وہ عمریں برباد نہیں ہوئیں ان کے اعمال غیر منقطع ہیں اس لئے انہوں نے حیات جاوید پائی۔ ان کو نام مت کہو یہ حزن اور ناکامی کی موت نہیں۔

لنبلونکم۔ اس کے معنے ہیں ضرور ضرور ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں مگر کچھ تھوڑا سا خوف دے کر۔

خوف۔ صوفی کہتے ہیں الٰہی خوف فقہا کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ کل حرام سے خوف اور شافعی کہتے ہیں جہاد کی تکلیف کا خوف۔

جوع۔ اس کی بھی تین صورتیں ہیں (۱) روزہ (۲) مال حرام ملتا ہے تو نہ لے اور اگر اس کو نہ لینے سے فاقہ آتا ہو تو اس فاقہ کو مقدم کر کے اسے برداشت کرے (۳) بعض وقت اپنے پیٹ کو خالی کر کے بھی دینی امور میں امداد دے۔

نقص من الاموال۔ مالوں کی کمی کی بھی کئی صورتیں ہیں (۱) اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ (۲) رشوت۔ حرامزدگی۔ باطل سے مال ملتا ہے نہ لیا غرض نقص من الاموال ہوتا ہے۔ ذکوٰۃ دینے سے۔ حرام سے بچنے سے یا کسی الٰہی حکمت کے ماتحت کسی چیز کے قبضہ سے نکل جانے سے۔

والانفس۔ جانوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔

الثمرات۔ پھلوں کی زکوٰۃ اور اس سے مراد اولاد بھی ہے۔

انا للہ۔ ایک شخص کا کوئی بہت پیارا مر گیا وہ بہت مضطرب تھا ایک دوست نے اسے آکر ایک کہانی سنائی کہ ایک شخص نے کسی کے پاس جواہرات امانت رکھے تھوڑے دن بعد جب وہ واپس لینے کو آیا تو اس نے رونا چیخنا چلانا شروع کر دیا اس پر وہ شخص بولا جس کا بہت پیارا مر گیا تھا پھر تو وہ بڑا ہی بیوقوف تھا جو امانت کو واپس دیتے ہوئے روتا ہے۔ جب اس کے منہ سے یہ بات نکلی تو اس کے دوست نے کہا آپ اپنی طرف نگاہ کریں۔ لڑکے بھی آپ کے خدا کی امانت تھے اگر خدا نے واپس لے لئے تو پھر جزع فزع کا کیا مقام ہے۔

انا الیہ راجعون۔ یعنی اگر خدا باوجود اس کا مالک اس کا بادشاہ اور اس کا خالق و رب ہونے کے کوئی چیز لے لیتا ہے تو غم کی بات نہیں کیونکہ ہم نے بھی اسی کے حضور جانا ہے اور وہاں جا کر اس کا نعم البدل پانا ہے، بلکہ اسی دنیا میں بھی حکیم حافظ مولانا نورالدین اعظم صاحب فرماتے ہیں۔ میرے تو

لڑکے لڑکیاں مر گئے ہر ایک کے مرنے پر میں نے یہی خیال کیا کہ آخر ایک دن ہم نے جدا ہونا تھا یا میں نے مرنا تھا یا ان میں سے کسی نے بہر حال خدا کے پاس جا کر پھر جمع ہونا تھا۔

اولٰئک علیھم صلوٰۃ۔ صلوٰۃ کہتے ہیں کہ بدی کا اثر اور سزا جس نعمت پر مرتب نہ ہو ان خاص عنایات کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔

صلوٰۃ۔ جس کے معنی دعا بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اپنے بندہ کے حق میں اس کا تزکیہ یعنی گناہوں سے پاک کرنا ہے یا بندہ یا فرشتہ کی صلوٰۃ بندہ کے حق میں دعائے مغفرت ہے اور اللہ کی صلوٰۃ خود مغفرت ہے۔

رحمۃ۔ یعنی صرف حفاظت ہی نہیں فرماتا بلکہ انعام و احسان بھی کرتا ہے۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ج

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے نام کے لئے صبر کر کے اس کے نتائج سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ صفا و مروہ سے جا کر یہ شعور یہ معرفت حاصل کریں کیونکہ وہ مقام اللہ کی طرف سے صبر کے نتائج شعور کے حصول کا ذریعہ مقرر شدہ ہے جو حج کرنے جاتے وہ وہاں ذرا چل پھر کر دیکھے کہ ہمارا فضل اس صابرہ پر کیا ہوا۔ ہم کیسے قدر دان ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا کی راہ میں زندگیاں وقف کرو یہی حقیقی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں پس جو شخص اس چشمہ کے قریب نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس جاری چشمے کے کنارے پر اپنا منہ رکھ دے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولا اتار کر آستانہ الوہیت پر نہ گر پڑے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی وہ خدا کو نہیں چھوڑے گا اور اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے پر تیار ہوگا حضرت ابراہیم کا یہی اخلاص تھا کہ خدا کی رضا کے لئے بیٹا قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے پس تم میں سے ہر ایک کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو پیر بنو"

مذکورہ بالا آیات قرآنی بہاں انسانی رنجوں، دکھوں اور ابتلاؤں کا ایک باریک فلسفہ پیش کرتی ہیں۔ اُن میں یہ آیت ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون ٥

ملک عبد القدوس صاحب کی مجاہدانہ تگ و دو میں موت اُن کے افراد خاندان عزیز و اقارب، تعلق داروں اور دوستوں جن کے لئے ملک صاحب مرحوم کا صدمہ سوہانِ روح بن کر رہ گیا ہے ان کے درد و الم کے مداوا کے لئے ایک گہرا تسکین آمیز فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے، ہمارے امام الزمان مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موجودہ زمانہ کے تقاضا کے مطابق مشیت ایزدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یضع الحرب کے ماتحت جہاد سیفی جو جہاد صغیر کہلاتا ہے ملتوی کر کے جہاد کبیر یعنی جہاد بالقرآن کا آغاز کر کے احمدی زندگی کا احیاء کیا۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں ؎

ہو چکا گو قوم کی شان جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شان جمالی کا ظہور

اس سلسلہ میں اس وقت ہماری معتمدین جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی جانشین انجمن ہے جو جہاد کبیر کے طریق کار اور لائحہ تیار کرتی رہتی ہے ملک صاحب متانت۔ سنجیدگی۔ اتقا اور صائب رائے ہونے کی بناء پر یکم اپریل ۱۹۶۰ء کو بالاتفاق ممبر منتخب ہوئے۔ اس دو سال کے عرصہ میں اس اہم کام کے اہم اجلاسوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سوائے ایک اجلاس کے کوئی غیر حاضری نہ کی کیونکہ مجلس معتمدین کے اجلاسوں میں تمہید دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک اہم قدم ہے۔ اس کے علاوہ ملک صاحب دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے ہمارے سامنے ایک نمونہ پیش کرتے رہے۔ مقامی جماعت کے روح رواں تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے ہاں سال بھر میں تین اجلاس ہوتے ہیں۔ مسیح موعود ڈے۔ سیرت النبی صلعم۔ اور سالانہ جلسہ ان تینوں اجلاس کی کامیابی کا سہرا جناب ملک صاحب کے سر ہوتا مہمانوں کی آؤ بھگت اور طعام و قیام کا مثالی بندوبست آپ کے حسن کارکردگی اور اعلیٰ اصلاحیتوں کا مرہون ہوتا۔ سالانہ جلسہ ایک بڑا جہاد ہوتا ہے اس کی اہمیت اور انعقاد کی مشکلات کچھ وہی احباب جانتے ہیں جنہوں نے اس جہاد کے لئے اس میدان میں قدم رکھا ہو۔ اس دفعہ جب اس کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا اور تاریخوں کا تعین کیا گیا جناب ملک صاحب مرحوم کی طبیعت علیل تھی ان کی صحت کی خرابی اس بات کی متقاضی تھی کہ جلسہ اُن کی صحت کی بحالی تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے لیکن ملک صاحب کے جذبہ بے پناہ لا تموتن الا و انتم مسلمون نے اجازت نہ دی کہ جلسہ کو التواء پر ڈال دیا جائے کہنے لگے کہ جلسہ ضرور منعقد کرنا ہے بہر حال تاریخوں کا تعین کر دیا گیا اور تیاری کے لئے جد و جہد شروع ہو گئی جلسہ کے انعقاد کا کام ایک اتنے بڑے جہاد کا متقاضی ہوتا ہے جس کی صلاحیت سے کچھ ہم احباب راولپنڈی ہی شناسا ہیں، نہ دن کو چین نہ رات کو آرام تیاری کے دوران بعض مشکلات سے گھبرا کر ملک صاحب کے پاس جانا اور یہ سوچ کر جانا کہ اُس سے عرض کروں گا کہ جلسہ کے بعد میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جاؤں گا اتنی بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآہ ہونے کے قابل نہیں لیکن جب اُن کے پاس جانا اُن کی گھریلو۔ سکول اور دوستوں کے حقوق کی ذمہ داریوں کے علاوہ جلسہ کے اہتمام کی مشکلات دیکھتا تو اپنی تکلیف کو فراموش کر کے واپس لوٹ آتا۔

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستہ تیغ ستم نکلے

میں محسوس کرتا ہوں کہ ملک صاحب ...... علیل اور نازک طبیعت کس قدر ہمت اور مردانگی سے جلسہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مشکلات سے دوچار ہیں۔ جب جلسہ میں تقریباً پندرہ دن رہ گئے تو جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ڈاڈر سے سندھ جاتے ہوئے یہاں ملک صاحب کے پاس کچھ دیر کے لئے ٹھہرے۔ ملک صاحب کی حالت دیکھ کر کہنے لگے کہ میں چند دنوں تک سندھ سے واپس آ رہا ہوں تم میرے ساتھ ڈاڈر جانے کے لئے تیار رہنا لیکن ملک صاحب نے کہا کہ جلسہ سے قبل میں کیسے جا سکتا ہوں جناب ڈاکٹر صاحب نے ان کی صحت کو مدنظر رکھ کر جلسہ سے قبل ساتھ چلنے کے لئے اصرار کیا لیکن ملک صاحب نے یہ عرض کر کے معذرت چاہی کہ جلسہ سے قبل میرا جانا محال ہے۔ انتظام کون کرے گا۔ گویا ملک صاحب مرحوم اسی جہاد کبیر کی تگ و دو میں جان جان آفریں کے سپرد کر کے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء پر شہادت دینا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے اور چلے گئے ۱۹۶۲ء کو جمعہ کی نماز باجماعت ادا کی۔ جمعہ کے بعد مجھے کہا کہ آپ کل بروز ہفتہ صبح صبح آ جائیں اور صرف یہاں آ کر ہمارے پاس بیٹھ جائیں آپ سے کام کوئی نہیں لیا جائے گا۔ دو تین گھنٹے کے بعد واپس چلے جانا اور گھر سے جلسہ کے لئے تیار ہو کر آنا کیونکہ اجلاس ۲½ بجے شروع ہوتا تھا۔ آپ کے کہنے کے مطابق میں اور جناب قبلہ شیخ غلام قادر صاحب

ڈالا ...... صبح صبح چل کھڑے ہوئے جب سکول کے قریب پہنچے تو راستہ میں ملک صاحب اپنے دو مخلص احباب کے ساتھ مل گئے۔ ان کی طبیعت بہت خراب نظر آ رہی تھی استفسار پر کہا کہ رات بھر نیند نہیں آئی۔ ہم نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں۔ فرمایا مہمانوں کے لئے گوشت لینے جا رہا ہوں۔ ہم نے کہا آپ نہ جائیں آپ کی طبیعت خراب ہے فرمانے لگے کہ نہیں مہمانوں کے لئے گوشت میں خود لاؤں گا باوجود اصرار کے نہ مانے اور چلے گئے۔ میں اور قبلہ شیخ غلام قادر صاحب سکول میں چلے گئے جہاں صحن کو جلسہ کے لئے آراستہ کیا جا رہا تھا۔ ہم وہاں کافی دیر تک بیٹھے رہے ملک صاحب تشریف نہ لائے پتہ کرنے پر علم ہوا کہ ملک صاحب گوشت لے کر تو آ گئے ہیں لیکن مشکل سے گھر پہنچے ہیں اور لیٹ گئے ہیں ہم ان کے گھر آئے طبیعت بہت خراب ہو رہی تھی۔ چند لمحے آپ کے پاس بیٹھ کر ہم گھر واپس آ گئے پھر تیار ہو کر تقریباً ایک بجے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ جلسہ بروقت شروع ہوا اس دوران میں جناب ملک صاحب اپنی چارپائی سکول کے دفتر میں لے آئے اور تا اختتام جلسہ وہیں رہے پہلے دن کا اجلاس کامیاب ختم ہوا مجھ سے پوچھا جلسہ کیسا رہا۔ میں نے بتایا بڑا کامیاب بہت خوش ہوئے۔ مجھے جلسہ کی کامیابی کی خوشی تو ضرور تھی لیکن ملک صاحب کی علالت نے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ رات ملک صاحب نے بہت اضطراب سے کاٹی۔ اتوار کو گھر پر تھے۔ جلسہ کے دوران خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب سے لکھ کر جلسہ میں آنے کی اجازت طلب کی لیکن قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اجازت نہ دی۔ جلسہ کے ختم ہونے پر اُن سے گھر پر ملاقات کی جلسہ میں شمولیت نہ کر سکنے کا ازحد رنج ہو رہا تھا مجھ سے پوچھا جلسہ کیسا رہا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں سے بڑا کامیاب رہا۔ بہت خوش ہوئے۔ لیکن میری خوشی کو ڈاکٹروں کے اس مشورے نے کہ ملک صاحب کو ہر حالت میں ہسپتال داخل کر دیا جائے برباد کر دیا۔ بہرحال بدھ کے روز سنٹرل ہسپتال میں داخل کر دیئے گئے۔ ان دوران دل کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ ڈاکٹروں کی بدسلوکی، عدم توجہی اور بے رخی کی سب کو شکایت ہوئی۔ میں عصر کے وقت ملک صاحب کے پاس گیا فرمانے لگے قبلہ شیخ صاحب سے کہنا کیا میں مسیح موعود کا غلام نہیں ہوں۔ ان کے ان الفاظ نے میرے دل پر گہرا اثر کیا میں نماز میں ان کے لئے درد دل سے دعا کر رہا تھا کہ اُن کے یہی الفاظ میرے سامنے آ گئے اس دوران مجھے خیال آیا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہوا ہے کہ آگ میری غلام اور میرے غلاموں کی غلام ہے۔ فوراً زبان پر جاری ہوا:

قلنا یٰنار کونی بردًا وسلٰمًا علٰی ابراھیم۔ اس سے مجھے ایک سکون سا محسوس ہوا اور میں سمجھا کہ ظاہر تپ اور جسمانی اذیت جاتی رہے گی لیکن میں نہ ..... سمجھ سکا کہ یہ کلمات ملک صاحب کی آئندہ روحانی زندگی کے لئے تسکین آمیز تھے یعنی یہ کہ ملک صاحب کامل فرمانبرداری کی حالت میں مالک حقیقی کے پاس جا رہے ہیں۔ دن بدن ملک صاحب کی حالت دگرگوں ہوتی گئی آخرکار نہایت صبر اور متانت سے مومنوں کی طرح جمعہ کی رات ساڑھے ۹ بجے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ہمیں ناقابل برداشت صدمہ سے دوچار کر گئے۔ ملک صاحب کو ہی گھر لائے گئے اور ہر طرف اطلاعیں بھجوا دی گئیں۔ بروز اتوار بوقت چار بجے جنازہ اٹھانے کا وقت مقرر کیا گیا۔ لوگ انبوہ در انبوہ اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ ڈاڈر سے خان بہادر سعید احمد صاحب۔ لاہور مرکز سے مولانا احمد یار صاحب حافظ شیر محمد صاحب۔ حبیب الرحمان صادق صاحب میاں غلام حیدر صاحب تمیم تشریف لائے اور لائل پور سے مرزا مظفر بیگ صاحب پہنچ گئے اور ساتھ الحاج شیخ محمد صاحب کا تعزیت نامہ بھی لائے جو اخبار پیغام صلح میں چھپ گیا ہے۔ ٹھیک چار بجے جنازہ اُٹھایا گیا۔ اس جانکاہ صدمہ سے ہر کہ ومہ کے آنسو رواں تھے جو ان کی ناقابل برداشت جدائی کا اظہار کر رہے تھے جنازہ چلا جا رہا تھا۔ ہر ساتھ چلنے والا اور کیا دوسرے لوگ سبھی ان کی بے وقت موت پر آنسو بہا رہے تھے۔ اور اُن کے حسن اخلاق، ہمدردی خلائق اور تقویٰ کے مداح تھے اُن کے اس ..... اور مرحوم کی تعریف میں رطب اللسان ہونے پر ایک حدیث شریف یاد آتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص کا جنازہ گذر رہا تھا لوگ اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اس کے اخلاق حمیدہ اس کی نیکی و پارسائی اور حسن معاملت کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ یہ شخص فی الواقع جنتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی باتیں سن کر فرمایا وجبت (واجب ہو گئی) ایک اور جنازہ گذرا اس کی برائیاں لوگ بیان کرنے لگے اور یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ یہ شخص جہنمی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت (واجب ہو گئی) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہو گئی؟ فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اور جنتی کہا اس پر جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی اور جہنمی قرار دیا اس پر جہنم وارد ہو گئی۔

جنازہ جناب ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب نے پڑھایا۔ ہر مکتب خیال کے بزرگوں اور دوستوں نے نماز جنازہ ادا کی آؤ ہم سب مل کر درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ہم کو نقش قدم پر چلا کر خدمت دین کی ہمت عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

ظفر اللہ خان سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

اطلاع

بہ ارشاد گرامی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ علاقہ جات متعلقہ کے لکھے پڑھے بالغ احمدی افراد کے مکمل پتہ جات برائے خط و کتابت جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

والسلام

حبیب الرحمٰن صادق پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

تقریر حضرت امیر

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کفر کی خامیوں کو پورا کرنے والی ہے، اور ایک ٹکڑا ہے مجھے بہت سے کالجوں میں جانے اور ان کی مجالس میں شامل ہونے کا موقع ملا ہے لیکن آج کی تقریر سے جو فائدہ حاصل ہوا ہے وہ کہیں بھی نہیں ہوا، سچ کہا ہے مولانا روم نے ؎

یک زمانے صحبتے با اولیا
بہتر از طاعتِ صد سالہ بے ریا

امید ہے حضرت امیر کے گرامی قدر ارشادات آپ لوگوں کے لئے بہت بڑی سعادت کا موجب ہوں گے۔

امام مسجد کی ضرورت

ایک مولوی صاحب امام مسجد کی ضرورت ہے جو کلام پاک باترجمہ کی تعلیم دے سکیں جمعہ کو وعظ اور ہائی سکول میں اسلامیات کی تعلیم دے سکیں۔ ۸۰/- روپیہ ابتدائی تنخواہ دی جائے گی۔ رہائش مفت۔ اور مسجد کا پورا انتظام انکے ذمہ ہوگا۔ درخواستیں بنام محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم معرفت نقول کمپنی لمیٹڈ جیل روڈ ملتان سٹی بھیجی جائیں۔

ماموران الٰہی کی تکذیب اور شیطان صفت لوگوں کی طرف سے انکے مقاصد کو ناکام کرنے کی کوشش

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کا عبرتناک انجام

حضرت مسیح موعود کی کامیابی اور مخالفین کی ذلّت و ناکامی

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ مئی ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وان یکذبوک فقد کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود وقوم ابراھیم وقوم لوط واصحاب مدین وکذب موسیٰ فاملیت للکافرین ثم اخذتھم فکیف کان نکیر فکاین من قریۃ اھلکنٰھا وھی ظالمۃ فھی خاویۃ علیٰ عروشھا وبئر معطلۃ وقصر مشید افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اٰذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (سورۃ الحج آیات ۴۲ تا ۴۶)

وقال اللہ تعالیٰ: —

والذین سعوا فی اٰیٰتنا معٰجزین اولٰئک اصحٰب الجحیم وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطٰن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ اٰیٰتہ واللہ علیم حکیم —— وان اللہ لھاد الذین اٰمنوا الیٰ صراط مستقیم —— (سورۃ الحج آیات ۵۱ تا ۵۴)

حضرت نبی کریم صلعم کی شجاعت و مردانگی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے جگر گردے کے انسان تھے پہاڑوں سے زیادہ استقلال اور مضبوطی اپنے اندر رکھتے تھے۔ بڑے بڑے صبر آزما موقعوں پر آپ نے لاجواب صبر ہمت اور اولوالعزمی سے کام لیا۔ اُحد کی جنگ میں قوم کو حوصلہ بڑھانے کے لئے اعلان فرمایا انا النبی لا کذب یہ کہنا تھا کہ تیروں کی بارش اُن پر شروع ہوئی لیکن آپ شجاعت و مردانگی کے پیکر بن کر میدان میں ڈٹے رہتے ہیں، دشمن کی یلغار سے بھاگ نہیں جاتے۔ اسی طرح حنین کی جنگ میں جب بارہ بارہ ہزار کا لشکر بھاگ نکلا تو آپ اکیلے دو دفعہ میدان میں انا النبی لا کذب کا نعرہ بلند کرتے اور قوم کو واپس بلاتے ہیں۔ تیر برستے ہیں لیکن آپ میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ دشمن سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ دنیا میں ایسی مثال کم ملتی ہے۔

حوصلہ اور خدا پر ایمان

غارِ ثور میں جان لینے والے درندے اور خونخوار ظالم اور خطرناک دشمن سر پر آ پہنچتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ لو نظر احدھم الیٰ قدمیہ لابصرنا اگر وہ ذرا بھی نیچے جھانک لیں تو ہم نظر آ جائیں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا۔ ماظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما ان دو کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہو۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔ ڈرو نہیں تم دیکھو ہمارے ساتھ خدا ہے۔ یہ وہ حوصلہ اور ایمان کی بلندی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نازک موقعہ پر دکھائی۔ اگر آپ ذرا گھبراہٹ محسوس کرتے تو ساری تاڑ جانا کچھ بھی نہیں، اور اگر تم دل کا دعویٰ غلط ہوتا تو جان نکل جاتی کہ اب کیسے بچیں گے سارا پول کھل جاتا۔ جان پر بن آنے سے سارے دعوے بھول جاتے ہیں۔ لیکن اپنے خدا پر آپ کو پورا ایمان اور توکل حاصل ہے۔ حضرت ابوبکر رض کا ایمان اس سے بڑھ گیا۔ یہی وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے دلوں میں ایمان مضبوط ہوتا چلا گیا۔

ماموران الٰہی کی تکذیب

ایسے ہی حالات میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد نازل ہوتا ہے وان یکذبوک۔ اے میرے حبیبؐ اگر یہ قوم آپؐ کو جھٹلاتی ہے۔ تکذیب کرتی ہے۔ آپؐ کا مقابلہ کرتی ہے اور آپؐ کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے۔ تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ ہماری سنت یہی ہے کہ جب پیغمبر آتے ہیں تو اُن کے مقابلہ کے لئے دنیا میں ایک جوش، ایک ولولہ اور زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ فقد کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود۔ تاریخ آپ کے سامنے ہے اس سے پہلے نوحؑ۔ عاد اور ثمودؑ کی قوموں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے وقوم ابراھیم ولوط اور ابراہیمؑ، لوطؑ کی قوموں نے بھی اپنے پیغمبروں کا مقابلہ کیا ہے۔ واصحاب مدین وکذب موسیٰ۔ پھر مدین کے رہنے والوں نے اپنے پیغمبروں کو تکالیف دیں اور حضرت موسیٰؑ کا بھی مقابلہ کیا گیا۔ غرضیکہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہوا جس کی تکذیب نہ کی گئی ہو۔

مکذبین کا قابلِ عبرت انجام

فاملیت للکافرین۔ ہم ان مکذبین کو ڈھیل دیتے ہیں اور جب وہ اپنی دشمنی میں اندھے ہو جاتے ہیں۔ ثم اخذتھم تو گرفتار بلا ہو جاتے ہیں۔ ہم ان کی شرارتوں کا بدلہ انہیں دے دیتے ہیں فکیف کان نکیر۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن قوموں نے ہمارے رسولوں کو تنگ کیا اور جھٹلایا۔ ان کو ہم نے کیسا پکڑا اور کیسی سزا دی۔ اور ان کے انکار کا انجام کیا ہوا۔ فکاین من قریۃ اھلکنٰھا کتنی بستیاں ہیں جو اجڑی پڑی ہیں، سنسان اور ویران ہیں۔ وھی ظالمۃ۔ ان بستیوں کے مکین بڑے ظالم اور جابر تھے۔ خدا کے ماموروں کو تنگ کرتے تھے وبئر معطلۃ۔ ان کے کنوؤں کو دیکھو بیکار پڑے ہیں وقصر مشید ان کے قلعے اور محلات ویران پڑے ہیں۔ ان کے مالک تکذیب کے انجام کا نشانہ ہو چکے ہیں۔ افلم یسیروا فی الارض تو کیا یہ لوگ جو آپ کو برباد کرنے کے لئے مشتعل ہیں ملک میں چلتے پھرتے نہیں۔ کیا ان تباہیوں اور بربادیوں کے اسباب کی ان کو خبر نہیں فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ان مشاہدے سے اپنے دلوں میں سوچتے اور عقل سے کام لیتے او اٰذان یسمعون بھا۔ یا مکذبین کی ہلاکت و بربادی کی داستانیں سن کر ہی عبرت حاصل کرتے فانھا لا تعمی الابصار لیکن بات یہ ہے کہ آنکھیں تو اندھی نہیں ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور لیکن ان کے دل اندھے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے وہ ان خرابیوں اور بربادیوں سے عبرت اور موعظت حاصل نہیں کرتے۔

انبیائے کرام کی تاریخ کی طرف توجہ دلانے کے بعد قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ والذین سعوا فی اٰیٰتنا معٰجزین۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہے کہ جس طرح سابق انبیاء کرام کی ان کی قوموں نے تکذیب کی اور ان کی ہلاکت کے درپے ہوئے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی آپؐ کی تکذیب میں بڑھ رہے ہیں اور آپؐ کے مقابلہ کے لئے اکٹھے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ احکام الٰہی کا ابطال کریں اولٰئک اصحٰب الجحیم۔ یہ لوگ اپنے فتنہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کے لئے سزا تیار ہے۔

. . . .

انبیاءؑ کی آرزو اور شیطانی روکاوٹیں

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنّی۔ اسے محمد رسول اللہ۔ اسے حبیب خدا۔ اور اسے سرور کائنات یاد رکھیئے۔ آپ کے سامنے یہ تاریخ ہے کہ قوموں نے جو اپنے نبیوں سے جو سلوک کیا وہ ایسا ہی ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کا مقابلہ لوگوں نے نہ کیا ہو۔ اذا تمنّی جب کبھی کوئی نبی یا مامور قوم کی اصلاح کے لئے آیا اس کے دل کے اندر یہ جذبہ تھا کہ لوگوں کی اصلاح ہو، قوم میں ارشاد خداوندی رائج ہو جائے۔ القی الشیطن فی امنیتہ۔ تو شیطان صفت لوگوں نے ان کے مقاصد کے اندر روڑے اٹکائے۔ نبیوں کے مقاصد بلند تھے اور ان کی تمنّا اور آرزو تھی کہ ان کی قوم بدیوں اور بدکرداریوں سے بچ جائے اور ان بلند مقاصد کو حاصل کرے جو ان کی فلاح اور بہبود کا موجب ہوں۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے نظر آتا ہے عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم قوم کی حالت زار ان پر گراں گذرتی ہے اور ان کے دل قوم کی بھلائی کے جذبہ سے معمور رہتے ہیں۔ لیکن ناپاک لوگوں نے ان کے مقاصد اور پاک آرزوؤں کو برباد کرنے کی ہر وقت کوشش کی اور ان کے رستہ میں طرح طرح کی روکاوٹیں پیدا کیں فینسخ اللہ ما یلقی الشیطن۔ ان شیطانوں کے پیدا کردہ وساوس کو اللہ تعالےٰ مٹا دیتا ہے۔ وہ لوگ جو پیغمبر کی تکذیب کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کے قریب جانے سے روکتے ہیں ان کی پیدا کردہ روکاوٹوں کو اللہ تعالےٰ دُور کر دیتا ہے۔ ثم یحکم اللہ ایٰتہ۔ اس حالت میں خدا اپنے نشانات دکھاتا ہے اور اپنے احکام کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر قرآن کریم کے دوسرے بہت سے مقامات سے ہوتی ہے۔ واذا خلوا الیٰ شیٰطینھم قالوا انا معکم یعنے جب وہ اپنے متمرد لیڈروں کے پاس جاتے ہیں تو ان کو یقین دلاتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوًّا من المجرمین ایسا ہی ہم نے ہر نبی کے لئے مجرمین میں سے دشمن پیدا کئے ہیں۔ ہر نبی کے مقابل پر مجرم الگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں وکذالک جعلنا لکل نبی عدوًّا شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غرورًا اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانوں اور جنوں میں سے دشمن شیطان پیدا کر دیئے ہیں جو دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں طرح طرح کی باتیں ڈالتے رہتے ہیں، یہاں رسول کے دشمنوں کو شیطان کہا ہے۔ ان الشیٰطین لیوحون الیٰ اولیاءھم لیجادلوکم شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لئے اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرتے رہتے ہیں اور انکو آمادہ کرتے ہیں کہ وہ خدا کے فرستادوں کا مقابلہ کریں۔ ان کے مقاصد کی تکمیل میں مشکلات پیدا کریں۔

نبی کریمؐ کے رستہ میں روکاوٹیں اور کفار کی ایذادہی

ان آیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی مشکلات کا ذکر ہے اور تسلی بھی دی کہ آخر کار شیطانی روکاوٹیں دُور ہو جائیں گی اور آپ کامیاب ہو کر رہیں گے۔ انہی شیطانی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھیوں کو دو دفعہ افریقہ جانا پڑا۔ عورتوں اور بچوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ ایک عیسائی بادشاہ کے ملک انہوں نے پناہ لی شیطان وہاں بھی پہنچ گئے اور کہا کہ یہ بھگوڑے ہیں۔ انہیں ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ یہ مجرم ہیں۔ ہم ان کو اپنے وطن لے جا کر سزا دیں گے۔ تیسری دفعہ تنگ آ کر خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے کیوں چلے گئے؟ تاریخ بتاتی ہے کہ آپؐ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دشمنوں نے بڑی بڑی سخت تکلیفیں دیں، اور ان کے لئے وطن میں رہنا محال کر دیا تھا۔ عمار بن یاسرؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی ایک ٹانگ کو ایک اونٹ سے باندھ دیا گیا اور دوسری ٹانگ کو دوسرے اونٹ کے ساتھ اور دونوں کو مخالف اطراف میں دوڑایا گیا اور یوں عمار بن یاسرؓ کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ساتھ دیتے ہیں اور دشمن اس لئے انہیں یہ سزائیں دیتے ہیں کہ خدا کے رسول اپنے ساتھیوں کی مدد نہیں کر سکتے، اور سمجھا جاتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ نہیں ہے۔ خبابؓ کو میدان میں لے گئے تاکہ ان کو قتل کر دیا جاوے۔ آپ نے دو نفل پڑھنے کے ارادہ سے کھڑے ہو گئے لیکن انہوں نے نوافل کو اس خیال سے مختصر کر دیا کہ دشمن نہ سمجھے کہ میں موت سے بچنا چاہتا ہوں۔ ان کی زبان پر عرفان سے پُر اشعار جاری تھے۔ ان اشعار کا مطلب یہ ہے:۔ "کہ میں خوشی سے خدا کی راہ میں جان دیتا ہوں جب دشمن میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے تو خدا ان ٹکڑے۔"

حضرت عثمان رضؓ حضرت نبی کریمؐ کو بہت پیارے تھے اپنی صاحبزادی رقیہؓ ان کے عقد میں دی۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو دوسری صاحبزادی کلثومؓ کا نکاح ان سے کر دیا۔ وہ بھی مر گئیں تو فرمایا کہ اگر تیسری ہوتی تو میں وہ بھی دے دیتا۔ وہ اس قدر مالدار تھے، کہ پلٹن اور روپیہ جنگوں میں دیا۔ ان کی نسبت لکھا ہے لما اسلم عثمان بن عفان اخذہ عمہ الحکم فاوثقہ رباطا یعنے جب عثمانؓ اسلام اختیار کیا تو ان کے چچا الحکم نے ان کو پکڑ کر ان کی مشکیں کس دیں اور کہا اترغب عن دین ابائک الیٰ دین محمدؐ تم اپنی آباد اجداد کے دین کو ترک کر کے ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو واللہ لا احلک حتی تدع ما انت علیہ من ھذا الدین۔ خدا کی قسم میں تمہارے بند ڈھیلے نہیں کروں گا جب تک تم اس دین کو ترک نہیں کرتے۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ لا ادعہ ولا افارقہ بخدا میں کبھی اس دین کو ترک نہیں کروں گا اور اس سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔

اندازہ لگائیے کہ کیا چھوٹا اور کیا بڑا سب ظلم کا شکار رہے۔ سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں چھوڑا گیا تاکہ تنگ ہو کر اسلام کو چھوڑ جائے۔ لیکن ان کا ایمان اس قدر پختہ تھا کہ اس کا کوئی اثر ان پر نہ ہوا۔

زنیرہؓ (ایک لونڈی) کو مار مار کے اس کی آنکھیں نکال دی گئیں وہ کہتی ہیں۔ یہ آنکھیں چلی گئیں تو کیا ہوا دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ صہیب رضؓ (رومی بڑے مشہور رہے)۔ قاری ہیں حافظ قرآن ہیں، وہ مدینہ کی طرف جانے لگے تو اہل مکہ نے کہا اے صہیب اتیتنا صعلوکا حقیرا تم ہمارے وطن میں جب آئے تھے تو ایک حقیر غلام تھے فکثر مالک عندنا تم ہمارے ہاں مالدار ہو گئے ہو، ثم تنطلق بنفسک ومالک اور اس جگہ کو چھوڑ کر مال بھی اپنے ساتھ لے جا رہے ہو۔ اس پر صہیبؓ نے کہا ارأیتم ان ترکت مالی۔ یہ تو بتاؤ اگر میں اپنا مال یہیں چھوڑ جاؤں تو تخلّون انتم سبیلی تو میرے چلے جانے کے لئے میرا رستہ چھوڑ دو گے تو اس پر انہوں نے کہا ہاں۔ صہیب رضؓ نے سارا مال ان کے سپرد کر دیا تاکہ مدینہ میں جا سکے فبلغ الذی حضورؐ کو جب اس مردانگی اور قربانی کی خبر ملی تو فرمایا ربح صہیبؓ ربح صہیبؓ یعنے صہیب اس سودے کی وجہ سے فائدے میں رہا، صہیب فائدے میں رہا۔

یہی وہ حالات ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کا ایسا حال نہ ہوا ہو اور شیطان صفت انسان ان کے مقاصد میں روڑے نہ اٹکاتا رہا ہو۔ یہ طریقہ برابر چلا آ رہا ہے۔ یہ تباہ ہونے والی قوم ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ما اوذی من نبی ما اوذیت جتنی تکلیفیں مجھے برداشت کرنا پڑیں اتنا کسی اور نبی اور رسول کو برداشت نہیں کرنی پڑیں اور فرمایا نحن معاشر الانبیاء اشد بلاء فالامثل فالامثل۔ جتنا بڑا مقام کسی کو حاصل ہے، اتنی ہی زیادہ مشکلات اور تکلیفیں اسے پیش آتی ہیں۔

مجددین کرامؒ کے ساتھ بدسلوکی

یہ انبیاءؑ کے ساتھ خاص نہیں مجددین کرامؒ کو بھی

دکھ دیئے گئے اور ماریں ماری گئیں کسی کی ڈاڑھی ایک ایک بال کر کے نوچا گیا۔ کسی کو اونٹ پر سوار کر کے شہروں میں پھرایا گیا اور اس کی تحقیر و تذلیل کی گئی۔ کسی کو بیڑیاں ڈال کر جیل خانوں میں ڈالا گیا۔

حضرت مجدد وقت کی خدمات اسلامی

اس زمانہ کے مجدد کے ساتھ بھی جو کچھ ہوا آپ کے سامنے ہے۔ دوست بھی جانتے ہیں اور غیر بھی واقف ہیں کہ انہوں نے اسلام کی کس قدر شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب قادیان کے قریب کے رہنے والے تھے اور آپ کے ہم مکتب بھی رہ چکے تھے۔ اور آپ کے سب سے بڑے مداح تھے۔ اُن کی رائے تھی کہ جتنی خدمت مرزا صاحب نے کی ہے کسی دوسرے انسان نے تیرہ سو سال میں نہیں کی۔ آپ نے قرآن کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں زبردست دلائل دیئے اور غیر مذاہب کے حملوں کا جواب دیا۔ وہ فنا فی اللہ انسان تھا، باخدا تھا اور چاروں طرف اس کے باخدا ہونے کا شہرہ تھا۔

مولوی محمد حسین کی مخالفت اور ذلت ناکامی

لیکن جب حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو انہی مولوی محمد حسین نے بنارس تک دورہ کر کے علماء سے دستخط کرائے کہ یہ شخص کافر ہے۔ وہ بہت بڑا عالم تھا اس نے سارے پنجاب کا دورہ کیا۔ اس کا اثر تھا جب کبھی لاہور شہر میں آتا۔ تو بھاری جلوس اسٹیشن سے استقبال کرتا ہوا اس کے ساتھ آتا۔ اس نے مرزا صاحب کی مخالفت شروع کی تو آہستہ آہستہ اس کی قلعی کھلتی گئی اور اس کی عزت کم ہوتی گئی۔ یہ شخص مخالفت میں حضرت مرزا صاحب کو منشی غلام احمد کہا کرتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کی قلعی کھلتی گئی۔ کبھی صرف و نحو کے مسائل میں حضرت مجدد زمان کے مقابل پر کم علم ثابت ہوا کبھی علم ادب کے بارے میں اس کو ندامت برداشت کرنا پڑی۔ کبھی یہ کہکر کہ قرآن کریم پر حدیث مقدم ہے ذلت کا نشانہ بنا۔ جب اس نے کہا کہ حدیث قرآن پر مقدم ہے لدھیانہ شہر میں یہ بحث چھڑ گئی۔ ایک مولوی حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں آیا اور پوچھا کہ کیا حدیث قرآن پر مقدم ہے، حضرت صاحب نے دلائل سے واضح کیا کہ قرآن خدا کا کلام ہے وہ رسول کے کلام پر مقدم ہے۔ اس نے مولوی محمد حسین کے پاس آکر اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب حق پر ہیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے اس شخص کو جواب دیا تم سمجھتے نہیں اگر قرآن کو حدیث پر مقدم کیا جائے تو مرزا صاحب کی جیت ہوتی ہے اور اگر حدیث کو قرآن پر مقدم کیا جائے تو ہماری جیت۔ آہستہ آہستہ پتہ چلا کہ کہاں مرزا صاحب کا علم اور کہاں اس کا علم۔

جلسہ مذاہب میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون

پھر جب جلسہ مذاہب منعقد ہوا تو اس میں تمام مذاہب کے بڑے بڑے فاضل انسان اپنے اپنے مذہب کے نمائندہ بن کر آئے حضرت مرزا صاحب نے بھی اس کے لئے مضمون لکھا اور پیشتر اس کے کہ مضمون جلسہ میں پڑھا جائے آپ کو الہام ہوا کہ آپ کا مضمون بالا رہا۔ انہوں نے لاہور شہر کے در و دیوار پر اشتہار لگوا دیئے کہ ہمارا مضمون بالا رہے گا۔ اس جلسہ میں آریہ۔ برہمو۔ سناتنی۔ یہودی۔ عیسائی۔ سکھ وغیرہ مذاہب کے بڑے بڑے عالم فاضل لوگ تھے جنھوں نے اپنے اپنے مذہب کی خوبیوں اور خصوصیتوں کو بیان کیا۔ سب کے مضامین کو جانچنے اور فیصلہ دینے کے لئے ایک بورڈ تھا جس کے ممبران میں پرتول چندر جیف کورٹ کے جج۔ پنڈت رادھا کشن پلیڈر چیف کورٹ، بھوانی داس ایم۔ اے سٹلمنٹ افسر اور سردار جواہر سنگھ تھے۔ مولانا نور الدین صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ اس کمیٹی نے فیصلہ کرنا تھا کہ کس مذہب کی تعلیم دوسروں سے اچھی ہے، اور کونسا مضمون سب سے بہتر ہے۔ خدا کا فضل اترا اور اس کمیٹی نے اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ اس جلسہ میں بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں نے تقریر کرنا تھیں۔ حضرت مرزا صاحب کو پہلے ہی الہام ہو جاتا ہے کہ آپ کا مضمون بالا رہا۔ ایک گاؤں کا رہنے والا شخص قبل از وقت یہ بڑی بات کہہ دیتا ہے۔ ایسا الہام بڑا مشکل ہے۔ انہیں یقین ہے کہ یہ خدا کی بات ہے ورنہ کبھی ایسا اعلان نہ کرتے۔ چنانچہ جب جلسہ میں یہ مضمون پڑھا گیا تو لوگ حیران رہ گئے۔ کسی عیسائی۔ ہندو۔ سکھ کا کوئی مضمون نظر میں نہیں جچتا۔ حضرت مرزا صاحب کے مضمون کو سامعین نے اس قدر پسند کیا کہ جب ان کا وقت ختم ہو جاتا تو کوئی دوسرا اٹھ کر کہہ دیتا کہ میں اپنا وقت دیتا ہوں ساڑھے گھنٹے وقت دیا گیا اور دوسرا دن بھی خصوصیت سے اس مضمون کو دیا گیا۔ اس دن بھی، لوگ اس مضمون کو سات گھنٹے تک نہایت اشتیاق کے ساتھ سنتے رہے۔ آخرکار بورڈ نے فیصلہ کیا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔

مضمون کی عظمت کے متعلق مخالفین کا اعتراف

خود مولوی محمد حسین نے کہا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اس نے خود بھی تقریر کی۔ اپنی تقریر میں قل ھو اللہ احد اللہ الصمد کے آگے قرآن کی آیت نہ پڑھی اور کہا کہ میں آگے اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس سے عیسائیوں پر حملہ ہوتا ہے۔ اس سے اس کی بڑی ذلت ہوئی۔ اسی طرح پیسہ اخبار کے ایڈیٹر مولوی محبوب عالم صاحب جو آپ کا دشمن تھا خوشی کے مارے اچھل اچھل پڑتا تھا کہ مرزا صاحب نے اسلام کی جو تصویر پیش کی ہے وہ بہت اعلیٰ ہے۔

سندر داس سوری ایم اے انسپکٹر آف سکولز نے مجھے کہا:

That was an eye opener for us.

اس سے ہماری آنکھیں۔۔۔ کھل گئی ہیں۔ محمد حسین ذلیل ہو کر رہ گیا۔ شہر لاہور میں اس کی آمد پر بے شمار لوگ اس کے استقبال کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اس کا ماننے والا کوئی نہ رہا۔ پھر تنگ دست ہو گیا اس وجہ سے اس نے اپنا بیٹا عبدالباسط میرے پاس قادیان بھیجا اللہ اکبر۔ واللہ علیم حکیم۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ارادوں سے واقف ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے۔

شیطان صفت لوگوں کی رکاوٹیں آزمائش کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کرام کے مقابل پر شیطان صفت لوگوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ لیجعل ما یلقی الشیطن فتنۃ للذین فی قلوبھم مرض۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے وساوس کو ان لوگوں کے لئے آزمائش کا موجب بنائے جن کے دلوں میں کچھ روگ ہے۔ والقاسیۃ قلوبھم اور جن کے دل سختی کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کر سکتے وان الظلمین لفی شقاق بعید۔ یہ ظالم طبع لوگ پرلے درجہ کی مخالفت کرتے ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک اس ابتلاء سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل علم ہیں وہ جان لیں کہ وہ دین جو جناب الٰہی کی طرف سے آپ کو دیا گیا ہے برحق ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی راست گفتاری

لاہور میں لالہ دینا ناتھ ایک ہندو اخبار نویس تھا۔ ایک مجلس میں بیٹھا تھا، اس نے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کوئی بات کی وہیں مولوی فضل دین وکیل بھی تھے وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ میں مرزا صاحب کے مقدمات میں وکیل ہوں لیکن میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ ان سے بڑھ کر سچ بولنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ ہم وکلاء اپنے موکلوں کو جو جھوٹ سچ سکھائیں وہ عدالتوں میں وہی کچھ کہتے ہیں بڑے بڑے مولوی جھوٹ بول آتے ہیں لیکن مرزا صاحب بڑے سے بڑے خطرہ کے وقت بھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ایک مقدمہ میں میں نے مرزا صاحب کو کہا کہ آپ ایسا اور ایسا بیان دیں تو مقدمہ جیت جائیں گے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ ایک تو میں نے پہلے غلطی کی ہے کہ غلطی سے گورنمنٹ

کے ایک قانون کی خلاف ورزی کی اب انسان کے ساتھ غلطی کرنے کے بعد خدا کے حکم کی بھی خلاف ورزی کروں اور جھوٹ بولوں جو انسان کی غلطی سے ہے یہ ناممکن ہے۔ مولوی فضل الدین (جو مرزا صاحب کے مرید نہیں تھے) کہا ایسا آدمی ہم نے نہیں دیکھا۔ خود میرے دیکھنے کا واقعہ ہے کہ میاں مبارک احمد آٹھ نو سال کا بچہ تھا۔ بڑا خوبصورت اور بلور کی طرح سرخ سفید تھا وہ بیمار پڑ گیا۔ کلفے کی برف ڈاکٹر علاج کے مطابق منع تھی۔ مکان کے نیچے سے آواز آئی کلفے کی برف میاں مبارک احمد محل گئے کہ میں تو کلفے کی برف لوں گا۔ ان کی والدہ محترمہ نے لاکھ جتن کئے برف لا کر دی کہ یہی کلفے کی برف ہے لیکن وہ نہیں مانے آپ حضرت مرزا صاحب کے پاس آئیں کہ بچہ ضد کرتا ہے اور قلفے کی برف مانگتا ہے۔ آپ انہیں جا کر برف دیں اور کہدیں کہ یہی قلفے کی برف ہے وہ جانتا ہے کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ وہ آپ کا یقین کر کے پی لے گا۔ آپ نے بیوی کو کچھ نہیں کہا اور گلاس لے کر بچے کی طرف گئے اور فرمایا کہ بیٹا! اسے قلفے کی برف سمجھ کر پی لو اس نے گلاس پھینک دیا، یہ ہیں مرزا صاحب۔ بچے کی جان جا رہی ہے۔ لیکن آخر وقت میں اسے بہلانے کے لئے بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

ابتلا ایمان کی پختگی کیلئے آتے ہیں۔

تو فرمایا کہ ابتلا آتے ہیں ان ابتلاؤں میں شیطانی وساوس دور کئے جاتے ہیں، اور حق چمکتا ہے تاکہ لوگوں کا ایمان پختہ ہو اور ان کے دلوں میں تواضع اور نرمی پیدا ہو۔ فیومنوا بہ۔ وہ لوگ جو اس آزمائش میں پورے اترتے ہیں وہ اس پر ایمان لائیں فتخبت قلوبھم ان کے دل نرم ہو جائیں۔ وان اللہ لھاد الذین امنوا الیٰ صراط مستقیم۔ اللہ تعالےٰ مومنوں کو ہی سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔

۱۹۵۳ء کا فتنہ اور مخالفین کی ناکامی

ہماری جماعت کو مٹانے کے لئے بھی شیطان نے اسی طرح وساوس پیدا کئے اور ہمیں تباہ کرنے کی کوشش کی، یہ خدا کا فضل ہے کہ موجودہ حکومت کے آنے پر وہ کوششیں چل نہ سکیں اور ختم ہو گئیں۔ اور وہ جماعتیں مٹ گئیں جو مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کو ختم کر دینا چاہتی تھیں۔ یہ گورنمنٹ کا کام نہیں یہ خدا کا کام ہے کہ اس نے ان شیطانی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ ورنہ حالات بہت بگڑ چکے تھے۔ ایک سابق وزیر نے جسے اپنی دولت کا گھمنڈ اور اپنے عہدے کا رعب تھا۔ سارے پنجاب میں آگ لگا دی۔ اس کو خیال تھا کہ اس طرح فتنہ برپا کر کے میں وزیر اعظم بن جاؤں گا۔ لیکن وہ خود ذلیل ہو کر رہ گیا۔ بتاؤ

یہ کس کا کام ہے۔ کوئی جماعت مجھے دکھاؤ کہ جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرتی تھی وہ آج زندہ ہو۔ ایک ایک ... مخالفت کا زندہ رہنا محال ہو گیا۔ یہ شیطان صفت لوگ ایک دوسرے کو دعوت دیتے تھے کہ احمدیوں کو ختم کر دو۔ بعض شہروں اور دیہات میں انہوں نے احمدیوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ احمدیہ بلڈنگس کی بجلی کاٹ دی گئی ٹیلیفون کی تاریں کاٹ دی گئیں، رات کے وقت میرے بعض اقربا کی جانب سے اور بعض احباب کی جانب سے فون پر میری خیریت پوچھی گئی۔ جب جواب نہ ملا تو ان کو انتہا درجے کی تشویش لاحق ہوئی۔ وہ سمجھے کہ شاید مار دیئے گئے ہیں، یہاں پر کوئی بچہ اور عورت ایسی نہ تھی جس نے رات جاگ کر نہ گزاری ہو۔ علی الصبح میرے ایک قریبی موٹر کار لے کر یہاں پہنچے اس پر دو سپاہی بھی حفاظت کے لئے سوار تھے۔ ان کے ہاتھ میں بندوقیں تھیں، انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ ہمیں زندہ دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔ وہ کہنے لگے کہ چلئے یہاں خطرہ ہے۔ میں نے کہا کہ میں کیسے جا سکتا ہوں۔ میں ایک امام کو مانتا ہوں اور اس جماعت کو جو یہاں پڑی ہے اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا وہ بڑے مایوس ہو گئے۔

سابق گورنر پنجاب سے گفتگو

انہی دنوں چندریگر مرحوم سے جو سابق پنجاب کے گورنر تھے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا وہ بڑے لائق وکیل اور گورنر پنجاب تھے۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے کہ آپ مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں مگر ان کے مریدوں کی اکثریت جب ان کو نبی مانتی ہے تو ان کو مجدد ماننا بھی غلط ہے میں نے جواباً کہا چونکہ حضرت عیسٰی کے ماننے والوں کی اکثریت ان کو خدا مانتی ہے اس لئے آپ کا انکو رسول ماننا غلط ہے

پھر انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب نے جہاد منع کیا ہے میں نے جواب دیا کہ اگر آپ ایسے ہی جہاد کے قائل ہیں جس سے مرزا صاحب نے منع کیا ہے تو آپ کے ہاتھ میں طاقت بھی ہے جتنے انگریز یہاں ہیں، جتنے ہندو اور عیسائی اور سکھ ہیں سب کو قتل کر دیئے جانے کا حکم جاری کر دیں حضرت نبی کریم کے نزدیک جہاد کا یہ مفہوم نہ تھا۔ آپ نے تو عیسائیوں کو پناہ دی۔ یہودیوں کو لائق فائق کہا، ان کی قدر کی۔ حبشہ کے عیسائی بادشاہ کو عادل کہا۔ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیوں نہیں کیا؟

غرض حق اس قسم کی باتیں دشمن پھیلاتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے ایک مصلح کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن آخر کار حق واضح ہو جاتا اور غالب ہو جاتا ہے اور ایمان پختہ ہو جاتا ہے ۔

اخبار احمدیہ

عید اور قربانی

مرکز میں عید کی نماز حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی، اور بعد نماز سنت ابراہیمؑ اور فلسفہ قربانی پر ایک مختصر خطبہ دیا جو اسی ... اشاعت میں درج ہے۔

—— جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۵ رمئی کو صبح پونے آٹھ بجے مسجد میاں غلام رسول میں عید کی نماز پڑھائی، بعد نماز خطبہ دیا جس کے بعد ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤد زئی نے ایک مختصر علمی تقریر فرمائی اور بعد ازاں دوست احباب کی باہمی ملاقات اور میل ملاپ ہوتا رہا۔

انتقال پُر ملال

(۱) جھنگ میں شیخ محمد لطیف صاحب مہاجر شاہ آبادی جو جماعت کے ایک پرانے ممبر تھے ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دو لڑکے ایک لڑکی اور پوتے پوتیاں ہیں۔

(۲) چک ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا سے چوہدری فضل داد صاحب محصل اطلاع دیتے ہیں کہ چوہدری اللہ دتہ صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے پیچھے دو بیوائیں۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں۔

(۳) راولپنڈی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم شیخ فضل الرحمٰن صاحب گوردا سپوری کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ہر سہ وفات یافتگان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، جمعہ مؤرخہ ۱۸ رمئی ۱۹۶۲ء کو مرکزی جماعت نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں تینوں کا جنازہ غائبانہ پڑھا۔ بیرونی احباب سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست کی جاتی ہے۔

درخواست دعائے صحت

محترم حبیب الرحمٰن صادق صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ کو بلڈ پریشر کی تکلیف ہے ان کی درخواست ہے کہ احباب کرام انکی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

موضع سران داخلی کچھی کی مسجد

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ ہماری مسجد موضع سران داخلی کچھی زیر تعمیر ہے پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے کام رک گیا ہے کوئی چار یا پانچ ہزار روپیہ کے قریب خرچہ کا اندازہ ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں انفرادی یا جماعتی طور پر امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ رقوم اصل پتہ پر آنی چاہئیں۔ محمد اسلم سران داخلی کچھی۔ ڈاکخانہ کچھی تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ

بقیہ مقالہ

(سلسلہ صفحہ ۳)

کے اس بیان کے جواب میں یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ زمانہ کی قید میں مقید نہیں اگر مقید نہیں تو چاہیئے کہ اس .... کا سلسلہ ہم کلامی کسی خاص زمانہ سے مختص نہ ہو اور بلا قید زمانہ جاری ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی وہ

دلیل جو سامری کے بنائے ہوئے خدا کے ابطال میں ارشاد فرمائی گئی کہ

الم یروا انہ لا یکلمھم ... ولا یھدیھم سبیلا

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ وہ کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو راہ ہدایت دکھاتا ہے۔

خود باری تعالیٰ پر عائد ہو جائے گی، اور یہی سوال ایک دہریہ منش انسان منکرین الہام سے کر سکتا ہے کہ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی التجاؤں اور تضرعات کے باوجود ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ انہیں راہ ہدایت دکھاتا ہے۔

کیا مراسلہ نگار ایشیا اور ان کے ہم نوا منکرین الہام خدا تعالیٰ کے متعلق اس پوزیشن کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں؟

پیغام صلح ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۴۳۸ شمارہ ۲۰ نمبر ۲۰

(بسلسلہ صفحہ ۸)

مندرجہ ذیل عوارض میں مبتلا ۲۲۱۵ مریضوں نے استفادہ کیا۔ پیچش۔ اسہال۔ تپ محرقہ۔ ملیریا۔ عام بخار۔ کالی کھانسی۔ نمونیہ۔ گنٹھیا۔ ایجیراں دکنٹھ مالا کن پیڑے امراض گوش۔ امراض اعصاب۔ درد پتہ۔ گلھڑ۔ ذیابیطس۔ امراض جلد۔ پتھری مثانہ۔ امراض بول۔ گردہ۔ امراض دنداں۔ شکم۔ جگر و ورم جگر۔ زخم معدہ سنگ ہنی۔ دق امعاء۔ خسرہ۔ چیچک۔ بواسیر۔

اپنے عطیہ جات ذیل کے پتہ پر ارسال فرماویں تاکہ زیادہ سے زیادہ دکھی عوام کی خدمت بجالائی جاسکے۔ شیخ محمد حسین

آنریری مہتمم (ادارہ الشفا احمدیہ بلڈنگس لاہور)

... پرنٹر و پبلشر ... رنڈ پیلشنگ ... دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغامِ صلح

لاہور

ادارہ

حضرت مجدد زمان مسیح دوران مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

اس جہان میں بہشتی زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ

مسیح موعودؑ کا پیغام اسلام کے ذی مقدرت لوگوں اور سلسلہ بیعت میں داخل ہونیوالوں کے نام

"اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! مَیں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے - اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظرِ عزّت دیکھ کر بہت جلد حقِ خدمت ادا کرنا چاہیئے - جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اسکو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتہً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے اور جو شخص یکمُشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدّعا جس پر اس سلسلے کے بلا انقطاع چلنے کی اُمید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرطِ نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں - ہاں جسکو اللہ جلّشانہٗ توفیق اور انشراحِ صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمّت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمُشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے -

اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے - لیکن میں اس خدمت کے لئے معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا - تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے ہوں بلکہ اپنی خوشی سے ہوں - میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے - مجھ کو کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ مَیں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں - دُنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں - مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصّہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے - جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اسکو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے - اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں - میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصّہ لیگا - مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دُور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا - اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت درپیش ہے! اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی - مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے، ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے - اور مَیں اس میں ہوں - مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پَیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی رُوح اس میں سکونت کرتی ہے - اور ایک تجلّی خاص کیساتھ ربّ العٰلمین کا استوا اس کے دل پر ہوتا ہے تب پرانی انسانیت اسکی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اسکو عطا کی جاتی ہے - اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے"

(فتح اسلام)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۶۲ء

سلسلہ مکالمات الٰہیہ اور بزرگانِ اُمّت

انکار صداقت کا نتیجہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے انسان کو کئی جھوٹ بنانے پڑتے ہیں اور ایک صداقت کا انکار کئی سچائیوں کو جھٹلانے پر مجبور کر دیتا ہے یہی حال سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین کا ہے، حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تکذیب کر کے ہمارے مخالفین کو ایک ایک کر کے تمام ان صداقتوں کا تیا پانچہ کرنا پڑ رہا ہے جن کا آپ کے دعوے کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ہو سکتا ہے، حدیث مجدد جس کو تمام علماء اور محدثین بالاتفاق صحیح سمجھتے رہے اور جس کے مطابق گذشتہ تیرہ سو سال میں ہر ملک کے اندر ہر صدی میں ایسے ائمہ دین پیدا ہوتے رہے جنہوں نے منصب مجددیت پر فائز ہونے کا دعوے کیا آج ہمارے مخالفین کے نزدیک اس کا یہ مفہوم صحیح نہیں کہ ہر صدی کے سر پر کوئی مخصوص انسان اصلاح خلق کے لئے مامور کیا جائے کیونکہ اس سے مرزا صاحب کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہے، علماء چونکہ وعظ و تبلیغ کا کام کرتے رہتے ہیں اس لئے ہر عالم اور واعظ انکے نزدیک مجدد ہے پھر احادیث میں مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے، اور تمام امت ان احادیث کو صحیح تسلیم کرتی آئی ہے، لیکن آج محض اس لئے ان احادیث کو غلط اور ناقابلِ اعتبار قرار دے دیا گیا کہ مرزا صاحب نے ان کی بناء پر مسیح موعود یا مثیل مسیح ہونے کا دعوے کیا ہے، ایسا ہی حدیث میں رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کے گرہن کو مہدی کی صداقت کے نشانات میں سے بتایا گیا ہے اور وہ گرہن عین ان تاریخوں میں جو حدیث میں بتائی گئی ہیں لگ بھی چکا جس سے اس کی صداقت روز روشن کی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ لیکن ہمارے مخالفین نے اس صریح واقعہ کو دیکھ کر بھی اس حدیث کو کمزور اور ناقابلِ اعتبار کہہ کر ٹال دیا، کیونکہ اس سے مرزا صاحب کے دعوے مہدویت کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور اب نوبت بایں جا رسید کہ کاملین امت یا محدثین کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا بھی انکار کر دیا گیا ہے حالانکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ بشارت دی گئی ہے کہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو نبی نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں گے اور ایسے سینکڑوں اولیاء اللہ اس امت میں پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے رہے۔ لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب نے بھی مکلم من اللہ ہونے کا دعوے کیا، اس لئے سرے سے اجرائے الہام ہی کا انکار کر دیا گیا، یہاں تک کہ الہامات و کشوف کو رجماً بالغیب کے منافی اور خلاف اسلام قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔ غور کیجئے مامور من اللہ کے انکار نے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا اور ایک صداقت کے انکار نے کس قدر سچائیوں کو ٹھکرانے کا سامان پیدا کر دیا، اتنا نہ سوچا کہ مرزا صاحب کا تو اس سے کیا بگڑ سکتا ہے، ان سینکڑوں باخدا انسانوں پر جنہیں تمام امت مجدد اور اولیاء اللہ مانتی چلی آئی ہے۔ اور جنہوں نے ملہم من اللہ ہونے کا دعوے کیا ہے کتنا بڑا الزام عائد ہو گا کہ نعوذ باللہ انہوں نے جھوٹ بولا اور خدا پر افترا کیا اگر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلعم کے بعد بند ہے تو ان لوگوں کو کیا کہا جائے گا ہمارے مخالفین تو خوش ہوں گے کہ چلو ہم نے مجدد اور مسیح و مہدی کی احادیث کو مخدوش قرار دے کر اور امت میں اجرائے الہام کا انکار کر کے مرزا صاحب کے تمام

. . . .

. . . . رستے بند کر دیئے لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی مثال بعینہٖ وہی ہے جو حافظ شیرازی کے اس شعر میں بیان کی گئی ہے ؎

شادم کہ بور قیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشتِ خاکِ ما ہم برباد رفتہ باشد

اجرائے الہام اور حضرت مجدد الف ثانیؒ

جہاں تک اجرائے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا تعلق ہے اس سلسلہ میں معاصر "ایشیا" کے ایک مراسلہ نگار کے اعتراضات کا گذشتہ اشاعتوں میں مفصل جواب دے چکے ہیں آج ہم اس امر کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں کہ کیا بزرگان امت اور آئمہ دین نے الہامات و کشوف کو غلبۂ سکر کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے انسان کے نفسانی تخیلات و توہمات کا عکس قرار دے کر رد کر دیا ہے۔ مراسلہ نگار "ایشیا" نے اپنے اس خیال کی بنا زیادہ تر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی بعض عبارات پر رکھی ہے، حالانکہ حضرت صاحب ممدوح کے اس بیان کو اگر پڑھا جائے جس میں محدثیت سے اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ خود اجرائے الہام کے قائل تھے اور یہ خیال غلط ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے الہامات کو ان کے نفسانی تخیلات اور توہمات کا نتیجہ سمجھتے تھے حضرت مجدد صاحب کا بیان ہے کہ:۔

> "حق تعالےٰ کی کلام بندے کے ساتھ کبھی روبرو و بلاواسطہ ہوتی ہے اس قسم کی کلام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے بعض افراد کے لئے ثابت ہے اور کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعض تابعداروں کے لئے بھی ہوتی ہے جو وراثت و تبعیت کے طور پر ان کے کمالات سے مشرف ہوتے ہیں جب اس قسم کی کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بکثرت ہو تو ایسے شخص کو محدث کہتے ہیں جیسے کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے"

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۱)

فرمایئے جو شخص محدثیت سے بکثرت مکالمہ الٰہیہ کا قائل ہو، وہ اجرائے الہام کا انکار کر سکتا ہے یا محدثین امت اور اولیائے کرام کے الہامات کو ان کے تخیلات و توہمات کا نتیجہ قرار دے سکتا ہے؟

مجدد صاحبؒ کی ایک عبارت کا غلط مفہوم

لیکن اس صراحت کے باوجود مراسلہ نگار "ایشیا" کو اصرار ہے کہ:۔

> "مدیر پیغام صلح حوالہ مذکورہ کے اصل مطلب سے خود بھی واقف نہیں اس سلسلے میں حضرت مجدد صاحب کا مذہب بالکل واضح ہے اور کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہیں۔

فرماتے ہیں:۔

> "نیز اللہ جلّ شانہٗ کے ساتھ مکالمہ وکلام ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے ایسا فرمایا ہے کبھی دشمنوں کے حق میں حضرت حق سبحانہٗ کی طرف سے کئی قسم کی وعید۔۔۔۔ یعنی وعدہ عذاب نقل کرتے ہیں اور کبھی اپنے دوستوں کو بشارت دیتے ہیں اور ان میں سے بعض اس طرح کہتے ہیں کہ رات کے تہائی یا چوتھائی حصہ سے لے کر صبح کی نماز تک میں حق تعالیٰ سے کلام کرتا رہا اور طرح طرح کی باتیں پوچھتا رہا لقد استکبروا فی أنفسهم وعتوا عتوا كبيرا"

(مکتوب ۲۷۲ دفتر اوّل)

ان سطور میں کن لوگوں کا ذکر ہے اور کیا حضرت مجدد صاحب نے ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اجرائے الہام سے قطعی انکار کر دیا ہے؟ اگر مکتوب مذکور کے

منقولہ بالا الفاظ سے چند سطریں پہلے کے یہ الفاظ بھی نقل کر دیئے جاتے کہ

"بعض صوفیہ عام لوگوں کو اپنے کشفیہ اور الہامیہ امور مثلاً وحدت وجود کے ساتھ ایمان لانے پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی تقلید کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کے عدم ایمان پر دھمکاتے ہیں"

تو پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت مجدّد صاحب ان عبارات میں ان بعض کم درجہ کے صوفیاء کا تذکرہ کر رہے ہیں جو وحدت وجود کا عقیدہ رکھنے والوں کی طرح اپنے کشوف و الہامات پر ایمان لانا ضروری قرار دیتے ہیں، چنانچہ آگے چل کر آپ نے صاف لکھا ہے کہ

"ان امور کے ساتھ ایمان لانا لازم اور ضروری نہیں"

مشائخ کبار کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ ثابت ہے

لیکن اسی مکتوب میں آگے چل کر اکابر مشائخ کا ذکر کرتے ہوئے مجدّد صاحب ارشاد فرماتے ہیں :—

"شاید مشائخ کبار کی باتوں نے انکو غلطی میں ڈال دیا ہے کیونکہ مشائخ نے بھی حضرت حق جلشانہٗ کے ساتھ کلام و مکالمہ ثابت کیا ہے"

دیکھا آپ نے ؛ حضرت مجدّد صاحب نے کس قدر صراحت کے ساتھ اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مشائخ کبار کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا مکالمہ ثابت ہے۔

مراسلہ نگار "ایشیا" کی خیانت

مراسلہ نگار "ایشیا" کا حضرت مجدّد صاحب کے مکتوب سے صرف ایسی عبارت نقل کرنا جس میں انھوں نے ادنےٰ قسم کے صوفیہ کے ہی متکبرانہ رویہ کو ناواجب قرار دیا ہے جو انھوں نے اپنے الہامیہ کشفیہ امور کو منوانے کے لئے اختیار کیا، اور مکتوب کی اس عبارت کو چھوڑ دینا جس سے مشائخ کبار کے مکالمہ الٰہیہ کا اثبات ہوتا ہے، کس قدر بددیانتی اور کتنی بڑی خیانت ہے لیکن یہیں تک نہیں، آگے چل کر اسی مکتوب سے حسب ذیل فقرے نقل کئے گئے ہیں:-

"ان لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس کلام کو جس کو یہ لوگ سنتے ہیں حق سبحانہٗ سے وہی نسبت ہے جو کلام کو متکلم کے ساتھ ہوتی ہے یہ عین الحاد ہے"

کیا ان فقرات میں حضرت مجدد صاحب نے مکالمہ الٰہیہ کو الحاد قرار دیا ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے بیان کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے جس کو مراسلہ نگار کھا گئے:-

"جاننا چاہیئے کہ مشائخ کبار اس کلام کو حضرت حق سبحانہ کے ساتھ ایسی نسبت نہیں دیتے جو کلام کو اپنے متکلم کے ساتھ دے سکیں بلکہ وہی نسبت ثابت کرتے ہیں جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہے اور اس میں کوئی اور قباحت نہیں ہے"

اور یہ مشائخ کبار کے ساتھ ہی خاص نہیں حضرت مجدّد صاحب فرماتے ہیں :—

"حضرت موسےٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شجرۂ مبارک سے حق تعالےٰ کے کلام کو سنا تو اس کلام کو حق تعالےٰ کے ساتھ وہی نسبت تھی جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ وہ نسبت جو کلام کو اپنے متکلم کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسا ہی وہ کلام جو حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق تعالےٰ سے سُنی اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنی اس کلام کو بھی حق تعالےٰ کے ساتھ وہی نسبت تھی جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہے۔

فرمایئے اس میں کہاں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو الحاد قرار دیا ہے وہ تو کلام الٰہی کے مخلوق ہونیکا ذکر کر رہے ہیں اور اس ضمن میں نہ صرف مشائخ کبار کے الہامات بلکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو بھی اللہ تعالےٰ سے وہی نسبت دیتے ہیں جو مخلوق کو اپنے خالق کے ساتھ ہے۔

یہ ایک الگ بحث ہے لیکن جہاں تک مشائخ کبار کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا تعلق ہے اس سے مجدّد صاحب کو انکار نہیں مراسلہ نگار "ایشیا" نے ایک ہی ... مکتوب کی عبارات کی کتر بیونت کر کے وہ مطلب نکالنے اور قارئین "ایشیا" کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے، جو حضرت مجدّد صاحب کے بیان کے سراسر خلاف ہے۔

سلوک کے ابتدائی مراحل اور کاملین کے مکشوفات

آگے چل کر "صوفیاء کے مشاہدات کی حقیقت" کے عنوان سے مراسلہ نگار رقمطراز ہے:-

"الہامات یعنی خوابوں اور کشفوں کی حقیقت سے لاعلمی ہی دین میں مرزائیت کا فتنہ برپا کرنے کا موجب ہوئی ہے۔ صوفیاء جب اصلاح نفس کے لئے تحلیل نفسی کے طریق پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو مراقبوں اور ریاضتوں سے عالم بیخودی یا غلبۂ سکر میں عجیب وغریب مشاہدات سے دوچار ہوتے ہیں۔ بعض ان کی حقیقت سے لاعلمی کے باعث طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کوئی اسے "روح القدس" سے فیض یابی سمجھنے لگتا ہے۔ تو کوئی "مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ" کے وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے : حالانکہ ان مشاہدات کی حقیقت یہ ہے کہ شعوری تعطل سے شعور اور لاشعور کی درمیانی راہیں کھل جاتی ہیں اور عامل اپنے خیالات اور اوہام کو ہی حقائق کے طور پر مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ بعض ان کو حقیقی سمجھ کر ٹھوکر کھا جاتے ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں

"اس سلسلے میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ سالک کو خواب یا بیداری میں طرح طرح کے واقعات اور احوال پیش آتے ہیں۔ نیز ذکر و افکار میں دُور دُور کے خیالات اس کے دماغ میں آن موجود ہوتے ہیں۔ مزید برآں وہ اپنے سامنے انوار کو روشن اور درخشاں دیکھنے لگتا ہے الغرض جب سالک کو اس قسم کے معاملات پیش آتے ہیں تو وہ انہیں بڑی عظمت و شان کی چیزیں سمجھتا ہے اور اسے خیال ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ بڑی متاع آگئی ہے چنانچہ اس وجہ سے سلوک کا جو اصل مقصود ہے اس کے لئے جد و جہد چھوڑ دیتا ہے"

(اردو ترجمہ صـ۸۳)

یہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کونسی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے، مقالہ نگار نے اس کی تصریح نہیں کی اور صرف "اُردو ترجمہ" کا لفظ اور صفحہ کا نمبر لکھدیا اس لئے یہ تو بتانا مشکل ہے کہ شاہ صاحب کی اس عبارت کو نقل کرنے میں کس قدر دیانت سے کام لیا گیا ہے، اور شاہ صاحب کا اصل مطلب سیاق وسباق عبارت سے کیا ثابت ہوتا ہے تاہم منقولہ عبارت سے صاف نظر آ رہا ہے کہ اس میں ان سالکین کا ذکر ہے جو سلوک کے ابتدائی مراحل میں بعض دماغی تخیلات اور مشاہدات کو بہت بڑی متاع سمجھ کر اصل مقصود کے لئے جد وجہد ترک کر دیتے ہیں، ان کاملین کا اس میں ذکر نہیں جو ان ابتدائی مراحل سے گذر کر قرب الٰہی کے اصل مقصود کو حاصل کر لیتے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

غلبۂ سکر میں صوفیاء کے مشاہدات

رہا یہ امر کہ صوفیاء کے مشاہدات غلبۂ سکر کا نتیجہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے خیالات و اوہام کو حقائق کے طور پر مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اس لئے وہ قابلِ قبول نہیں اس بارہ میں حضرت مجدد سرہندیؒ کا حسب ذیل بیان مقالہ نگار کی غلطی کو واضح کرنے کیلئے کافی ہے:-

"میرے مخدوم جس کسی نے ان باتوں کو
لکھا ہے سکر ہی کے باعث لکھا ہے
سکر کی آمیزش کے بغیر اس بارہ میں کوئی
قلم نہیں کھولتا حاصل کلام یہ ہے کہ سکر
میں بہت سے رتبے ہیں جس قدر سکر
زیادہ ہوگا اسی قدر شطح غالب ہوگا بسطامی جیسا
شخص ہونا چاہیئے کہ قول لوائی ارفع
من لواء محمد اس سے بے تحاشا
سرزد ہو پس جو کوئی صحو رکھتا ہے گمان نہ
کریں کہ سکر اس کے ہمراہ نہیں، یہ عین قصور ہے
... صاحب عوارف جو کاملین ارباب
صحو میں سے ہے اس کی کتاب میں بھی
قدر معارف سکریہ ہیں جن کا بیان
نہیں ہو سکتا"
اور آگے چل کر خود اپنے متعلق فرماتے ہیں:۔
"اس فقیر نے جو یہ دفتروں کے دفتر
اس گروہ کے علوم و اسرار میں لکھے
ہیں کیا آپ سمجھتے کہ سکر کی آمیزش
کے بغیر صحو خالص سے لکھے ہیں ہرگز
نہیں" (مکتوب ۱۲۱ دفتر سوم)
لیجئے جناب! جس چیز (غلبۂ سکر) کو آپ سالک کے
نفسانی خیالات و اوہام کا موجب سمجھتے ہیں اور اس کے
مشاہدات کو عالم سکر کا نتیجہ قرار دے کر رد کرنا چاہتے
ہیں، حضرت مجدد الف ثانی اس کو قابل مدح قرار دیتے
ہیں اور خود اپنے بیان کردہ علوم و اسرار کو بھی آمیزش
سکر ہی کا نتیجہ ٹھہراتے ہیں۔ اب کیا کریں آپ کے
اس بیان کو کہ غلبۂ سکر کے مشاہدات سالک کے اپنے
خیالات اور اوہام ہوتے ہیں اور وہ غلطی سے مکالمہ
مخاطبہ الٰہیہ کے وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔ یہ وہم نہیں
آپ کو چونکہ اس کوچہ کی خبر نہیں اس لئے اسے اوہام
سمجھ بیٹھے ہیں، ورنہ یہ وہ حقائق ہیں جن پر امت کے
بڑے بڑے اولیاء اور کاملین حتیٰ کہ خود حضرت
مجدد سرہندیؒ کے ذاتی تجربات شاہد ہیں۔

مکالمات الٰہیہ کا اعتراف

مقالہ نگار صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:۔
"ہمیں اعتراف ہے کہ بزرگان دین کی کتابوں
میں الہامات مذکور ہیں لیکن یہ حقیقت
ہے بھی گریز ممکن نہیں، کہ کسی بزرگ نے
ان مشاہدات کو وحی الٰہی کے مترادف
قرار نہیں دیا اور جو لوگ الہامات کو وحی
الٰہی قرار دینے کے مدعی ہیں تو بقول
شاہ ولی اللہؒ یا تو وہ حقیقت نبوت
سے نابلد ہیں یا در پردہ وحی الٰہی کے
ہی منکر ہیں صوفیاء نے تو اپنے مشاہدات
کے متعلق صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ
تلک خیالات تربی بہا اطفال
الطریقۃ یہ وہ خیالات ہیں جن سے
طریقت کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے"
(مکتوب ۲۱۱ دفتر اول)
شکر ہے آپ کو یہ تو ماننا پڑا کہ بزرگان دین کی کتابوں میں
الہامات مذکور ہیں، کہاں تو وہ تعلق کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ
ایمان بالغیب کے منافی اور خلاف اسلام ہے اور بزرگوں
کے مکاشفات اور مشاہدات ان کے نفسانی تخیلات
کا نتیجہ ہیں اور کہاں یہ اعتراف کہ بزرگان دین کی کتابوں
میں ان کے الہامات مذکور ہیں۔

اولیاء کے الہامات اور وحی الٰہی

اس کے ساتھ ہی یہ جو فرمایا گیا ہے کہ "کسی بزرگ
نے ان مشاہدات کو وحی الٰہی کے مترادف قرار نہیں دیا"
کاش اس کی بھی تشریح فرما دی جاتی کہ وحی الٰہی سے آپ
کی کیا مراد ہے اگر اس سے مراد وحی نبوت ہے
تو فی الواقعہ کسی بزرگ نے اپنے الہامات کو اس
قسم کی وحی قرار نہیں دیا اور نہ حضرت مرزا صاحب
نے اپنے الہامات کو وحی نبوت قرار دیا ہے، بلکہ
صاف لکھا ہے کہ:۔
"اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ہیں
ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ
بند نہیں ہے" (ایام صلح صفحہ ۷۵)
"اب تو جبرئیل بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی
نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)
حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی وحی نبوت ہی کے مدعیوں
کو حقیقت نبوت سے نابلد فرمایا ہے ورنہ مطلق
وحی کا لفظ تو قرآن کریم میں شہد کی مکھی پر بھی بولا گیا ہے
جو فطرتاً شہد بنانے کے کام پر مامور ہے اور
حضرت موسیٰ کی ماں اور حضرت مریمؑ پر بھی وحی
کیا جانا مذکور ہے حالانکہ وہ نبیہ نہ تھیں، تو پھر
ایک مقرب الی اللہ اگر اپنے الہامات پر "وحی" کا لفظ
بول دے تو اس سے کیا گناہ لازم آتا ہے؟
آپ کے پیر و مرشد مولانا مودودی صاحب نے
بھی وحی کی یہ تعریف کی ہے:۔
"وحی لازماً الفاظ کی صورت ہی میں نہیں
ہوتی وہ ایک خیال کی شکل میں بھی ہو سکتی
ہے وہ ایک معاملہ کا صحیح فہم بخشنے اور
ایک مسئلے کا ٹھیک حل یا ایک موقع کے
لئے مناسب تدبیر سمجھا دینے کی صورت
میں بھی ہو سکتی ہے، وہ محض ایک روشنی
بھی ہو سکتی ہے جس میں آدمی اپنا راستہ
صاف دیکھے، وہ ایک سچا خواب بھی ہو
سکتی ہے اور وہ پردے کے پیچھے
سے ایک آواز یا ایک فرشتہ کے ذریعہ
سے آیا ہوا ایک پیغام بھی ہو سکتی ہے
عربی زبان میں وحی کے معنے "اشارہ لطیف"
کے ہیں" (ترجمان القرآن کا منصب رسالت نمبر ۱۲۱)
کیا وحی کے ان معنوں کے ہوتے ہوئے مقالہ نگار کا یہ
بیان کہ الہامات کو وحی الٰہی کے مترادف قرار نہیں

غلبۂ سکر فنا فی اللہ کی حالت کا نام ہے

اس جگہ یہ بات کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ حالت
سکر کس چیز کا نام ہے، مقالہ نگار ایشیا کے نزدیک شاید
اس مدہوشی کا نام ہے جب انسان الٹی سیدھی باتیں کرنے
لگتا ہے اسی وجہ سے وہ صوفیاء اور اولیاء اللہ کے غلبۂ
سکر کی باتوں کو نفسانی اوہام و مشاہدات سمجھ کر رد کرنے
کے درپے ہے۔ یہ خیال صحیح نہیں، حالت سکر صوفیاء کے
نزدیک انقطاع الی اللہ کی وہ حالت ہے، جب انسان
دنیا و مافیہا بلکہ اپنے آپ سے بھی منقطع ہو کر محض خدا میں
محو ہو جاتا ہے اسکو دوسرے لفظوں میں فنا فی اللہ کی حالت
کہا جا سکتا ہے، اسی حالت میں صوفیاء کے منہ سے وہ کلمات
نکلتے ہیں جن کو مقالہ نگار نفسانی اوہام کہکر رد کرنا چاہتا ہے
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اسی بات کو ایک سوال کے
جواب میں واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
"باطل وہ ہوتا ہے، جس میں صدق کی بو نہ ہو
اور جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں، ان احوال
معارف کا باعث حق تعالیٰ کی محبت
کا غلبہ ہے، یعنی حق تعالیٰ کی محبت
یہاں تک غالب آجاتی ہے کہ ان کی نظر
بصیرت میں ماسوا کا نام و نشان نہیں چھوڑتی اور غیر و غیریت
کا اسم و رسم محو و لاشئے کر دیتی ہے اس وقت
سکر و غلبہ حال کے باعث ماسواء کو معدوم جانتے ہیں
اور حق تعالیٰ کے سوا کچھ بھی موجود نہیں دیکھتے"
(مکتوبات ۴۲ دفتر دوم)
ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔
"قول انا الحق، قول سبحانی، قول لیس فی جبتی سوی
اللہ وغیرہ شطحیات سب اس مرتبہ جمع کے درخت
کے پھل ہیں، اس قسم کی باتوں کا باعث
محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے
یعنی سالک کی نظر سے محبوب کے
سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے
اور محبوب کے سوا اسکو کچھ مشاہدہ
نہیں ہوتا، اسی مقام کو مقام جہل اور
مقام حیرت بھی کہتے ہیں لیکن یہ
جہل قابل ستائش ہے اور یہ حیرت
قابل تعریف ہے"
(مکتوبات ۴۳ - دفتر سوم)

دیا جاسکتا، صریح جہالت پر مبنی نہیں؟

ادنیٰ صوفیاء کے مشاہدات اور اکابر اولیاء کے الہامات

رہ گیا یہ امر کہ صوفیاء نے اپنے مشاہدات کو تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ قرار دیا ہے، ہمیں افسوس ہے کہ مقالہ نگار کی نظر ہمیشہ ایسے ہی فقرات پر پڑتی ہے جو ادنیٰ درجہ کے صوفیاء کے بارہ میں کہے گئے ہیں، ان بزرگ مشائخ اور اکابر صوفیا کی طرف ان کی نظر کیوں نہیں اٹھتی، جنہوں نے اپنے الہامات و مکاشفات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب ۲۳۷ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں :-

"اے فرزند! یہ معارف جو لکھے گئے ہیں امید ہے کہ رحمانی الہامات سے ہوں گے۔ جن میں ہرگز شیطانی وسوسوں کی آمیزش نہیں ہے اور اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ جب فقیر ان کے لکھنے کے درپے ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں التجا کی تو دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اس مقام کے گرد و نواح سے شیطان کو دفع کرتے ہیں اور مکان کے گرد نہیں آنے دیتے۔"

سنا آپ نے؟ یہ ہیں وہ صوفیائے کرام کے سرداروں کے مکاشفات و الہامات نفسانی خیالات نہیں کہ ان پر تربی بہا اطفال الطریقۃ کا فقرہ صادق آتا ہو۔ بلکہ وہ رحمانی الہامات ہیں اور ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت عبد القادر جیلانی رح اور دیگر اکابر صوفیاء کے الہامات کا حال ہے، مقالہ نگار صاحب اگر انہیں بھی تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ کا ہی مصداق سمجھتے ہیں تو صاف طور پر اعلان کریں ورنہ انہیں تسلیم کرنا ہوگا کہ اولیائے امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات ہوتے رہے ہیں اور ان کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

الہام کے منجانب اللہ ہونے پر یقین

مقالہ نگار صاحب نے اپنے سلسلۂ اعتراضات کو جاری رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے ان ارشادات پر بھی اعتراض کیا ہے جن میں آپ نے اپنی وحی کے منجانب اللہ ہونے کا ویسا ہی یقین کامل ظاہر کیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے پر، معلوم نہیں اس میں اعتراض کی کیا بات ہے، قرآن کریم نے تو اپنے کلام الٰہی ہونے کو ایسا ہی یقینی قرار دیا ہے جیسے کفار کا باتیں کرنا، چنانچہ فرمایا فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون، زمین آسمان کے رب کی قسم کہ یہ (کلام الٰہی) یقیناً (اسی طرح) سچا ہے جیسے تم باتیں کرتے ہو۔ پس اگر کفار کی باتوں کے یقینی ہونے کو قرآن کے یقینی ہونے پر بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے تو ایک ربانی انسان اپنی وحی کے یقینی ہونے کی مثال اس یقین سے کیوں نہیں دے سکتا جو قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر اسے حاصل ہے، لیکن جس شخص کو حق و صداقت سے واسطہ نہ ہو اور اعتراض ہی کرنا مقصود ہو وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو محل اعتراض بنا سکتا اور ہر سچی بات کو جھٹلا سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے قرآن اور نبی کریمؐ کی پیروی کو رہنما بنایا ہے نہ کہ اپنے الہامات کو

اسی اعتراض کے سلسلہ میں مقالہ نگار نے حضرت مجدد الف ثانی کا ایک اور حوالہ پیش کیا ہے اور لکھا ہے :-

"حضرت مجدد الف ثانی رح تو ایسے شخص کے متعلق جو اپنے مکشوف و مشہود کو رہنما بناتا ہے فرماتے ہیں :-
'وہ اپنے واقعات و منامات کی راہ پر چلتا ہے یعنی اپنے اختیار سے کعبہ کی طرف سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف جا رہا ہے'"
(مکتوب ۲۸۱ دفتر اول)

اول تو یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے کسی مکشوف اور مشہود کو رہنما بنایا ہے، وہ تو اپنا رہنما قرآن و حدیث کو سمجھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی کو تمام سعادتوں کی کنجی اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا :-

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں ...... اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں"
(ایام الصلح صفحہ ۸۶)

میرے لئے اس نعمت (مکالمہ الٰہیہ) کو پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

مجدد صاحب کی عبارت کا غلط مفہوم

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ مقالہ نگار صاحب نہ صرف ایک غلط بات حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرکے اپنے دلی بغض و عناد کا ثبوت دیتے ہیں بلکہ حضرت مجدد صاحب سرہندی کے حوالجات پیش کرنے میں بھی صریح خیانت سے کام لیتے ہیں جس کی مثالیں پہلے بھی ہم دے چکے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالہ میں بھی حضرت مجدد صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے وہ سیاق و سباق سے کٹ جانے کی وجہ سے غلط مفہوم پیدا کرنے والی ہے مکتوب ۲۸۱ دفتر اول میں آپ طریقہ نقشبندیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

فقیر کے نزدیک اس طریق میں ایک قدم لگانا دوسرے طریقوں میں سات قدم لگانے سے بہتر ہے وہ راستہ جو تبعیت اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کی طرف کھولا جاتا ہے وہ اسی طریقہ علیہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے طریقوں کی انتہا صرف کمالات ولایت کی انتہا تک ہے وہاں سے آگے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ نہیں کھلا"

اور آخر میں فرماتے ہیں :-

"اس طریق میں خسارہ والا وہ شخص ہے جو اس طریق میں داخل ہو کر اس طریق کے آداب مدنظر نہ رکھے اور نئے نئے امور اس طریق میں پیدا کرے اور طریقت کے برخلاف اپنے واقعات اور حوالوں پر اعتماد کرے اس صورت میں طریق (نقشبندیہ) کا کیا گناہ ہے"

اس کے بعد وہ الفاظ آتے ہیں جو مقالہ نگار نے نقل کئے ہیں :-

"وہ (طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو کر اس میں نئے نئے امور پیدا کرنے والا شخص) اپنے واقعات و منامات کی راہ پر چلتا ہے یعنی اپنے اختیار سے کعبہ کی طرف سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف جا رہا ہے"

دیکھ لیجئے اس آخری فقرہ کو علیحدہ نقل کرکے مقالہ نگار نے کیا مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور سیاق عبارت کے ساتھ پڑھنے سے اس کا کیا مفہوم بنتا ہے کیا یہ صریح خیانت نہیں کہ ایک غلط مفہوم پیدا کرنے کے لئے سباق عبارت کو چھوڑ دیا جائے، اور ناحق اسکو حضرت مرزا صاحب پر لگانے کی کوشش کی جائے۔

کمالات نبوت کے حصول کی راہ

حضرت مجدد صاحب کے اس مکتوب میں ایک اور بات قابل غور ہے۔ انہوں نے طریقہ نقشبندیہ

خاتم النبیین کے بعد ادعائے نبوت موجب کفر ہے

مجھ پر یہ افترا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے (مسیح موعودؑ)

حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد صاحب کی طرف لوگوں نے دعوئے نبوت منسوب کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ وہ نہایت پرزور الفاظ میں دعویٰ نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ اور ایسا دعوے کرنے والے کو کافر وکاذب اور بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتے ہیں جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل بیانات سے ظاہر ہے۔

دعویٰ نبوت سے انکار

"میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

"اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوے کرتا ہے"

(حمامۃ البشریٰ صٓ)

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ (مجموعہ اشتہارات حصہ سوئم ص۲۲۳)

"اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کلمۂ کفر ہے تو بتلاؤ کہ کیا کہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین"

"افتراء کے طور پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوے کیا ہے" کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲

"معاذ اللہ ان ادعی النبوۃ بعد ما جعل اللہ نبینا و سیدنا محمد المصطفیٰ خاتم النبیین۔ یعنی خدا کی پناہ ہو میں دعوئے نبوت کروں جبکہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے"

"لست بنبی ومن ادعی النبوۃ فقد کفر" یعنی میں نبی نہیں ہوں اور جو شخص دعوئے نبوت کرے وہ کافر ہے"

"ان ھٰؤلاء قد افتروا علیّ و قالوا ان ھٰذا الرجل یدعی انہ نبی" یعنے یہ لوگ میرے پر افتراء کرتے ہیں جو کہتے ہیں یہ شخص دعوے کرتا ہے کہ میں نبی ہوں

"اور ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افتراء ہے"

"میرا نبوت کا کوئی دعوے نہیں۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ کیا یہ ضرور ہے کہ جو شخص الہام کا دعوے کرے وہ نبی بھی ہو جائے" (جنگِ مقدس ص۶۷)

"نہ مجھے اور نہ کسی اور انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعوے ہے"

"میں اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا" (نشانِ آسمانی ص۲۸)

اس اصح اعلان کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کے متبعین کے لئے واجب نہیں ہے کہ وہ ان کو زمرۂ انبیاء میں شمار کریں، چہ جائیکہ دعوئے نبوت ان کی طرف منسوب کیا جائے۔

"میری آزمائش انبیاءؑ کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹)

حضرت مرزا صاحب کا منصب

"نہ مجھے اور نہ ہی کسی اور کو بعد انبیاء علیہم السلام معصوم ہونے کا دعوے ہے" (کرامات الصادقین ص۵)

"میری آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹)

"ملہم مامور نہیں ہوتا کہ اپنے تمام الہامات کو شائع کرے بلکہ اختیار رکھتا ہے چاہے ان کو شائع کرے یا نہ کرے"

لیکن نبی کے لئے تو یہ حکم الٰہی ہوتا ہے بلّغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ نبی اور ولی میں یہ بھی امتیازی نشان ہوتا ہے کہ نبی اپنی وحی کو اخفا میں نہیں رکھ سکتا۔ اس کے لئے ایسا کرنا جرم ہے لیکن ولی یا محدث یا مجدد کے لئے اپنے الہامات کا شائع کرنا فرض نہیں ہے۔

محدث و مجدد محکوم ہوتا ہے۔ وہ حضور نبی کریمؐ کے ارشاد کا متبع ہوتا ہے لیکن نبی با اختیار ہوتا ہے وہ اپنی وحی کی اتباع کرتا ہے حضرت مرزا صاحب اپنے الہام یا وحی ولایت کو حجتِ شرعیہ قرار نہ دیتے تھے۔

حضرت مجدد زمان کی صفات میں لکھا ہے کہ وہ مشکل مسائل کا حل نبوت سے نہیں کریں گے اجتہاد سے کریں گے۔ (ازالہ اوہام ص۵۲۲)

وحی نبوت سے انکار اور وحی ولایت یا محدثیت کا اقرار

نبی کی وحی، وحی نبوت کہلاتی ہے اور ولی یا محدث کی وحی کا نام الہام یا وحی ولایت رکھا جاتا ہے حضرت مرزا صاحب اپنی وحی کو وحی ولایت یا الہام کے نام سے یاد کرتے ہیں جیسا کہ ذیل کی عبارات سے ظاہر ہے:-

"میں نے دیکھا کہ اس وحی کے وقت کے بعد جو بہ رنگ ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے"۔ (برکات الدعا ص۱۷)

"کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کی اللہ تعالےٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے اللہ تعالےٰ پر افتراء کر رہا ہو کہ خدا کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے اوپر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ نے اس کی رگ جان نہ کاٹی"

آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۲

"وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم ص۲۲۳)

"ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہاں وحی ولایت و مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے"

"گیاراں برس سے وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے" آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۳

"وحی نبوت نہیں بلکہ ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اولیاء کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوی اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض کہ نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوم ص ۱۶۴)

"ولله مكالمات ومخاطبات مع اولياءه وهم يعطون صبغة الانبياء وليسوا بنبي في الحقيقة لان القرآن اكمل وطر الشريعة۔ یعنے اولیا کے ساتھ مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں۔ اور ان کو رنگ انبیاء دیا جاتا ہے مگر وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا (دیا)" ([illegible])

حضرت مرزا صاحب کے دعوے۔

"یہ عاجز اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے"

"یا اخوان انی ارسلت محدثا من الله اليكم ...... وارسلني على راس هذه المائة" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۶۱)

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱)

"اگر محدثیت کو مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعوی نبوت لازم آ گیا" ازالہ اوہام ص ۴۲۱

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں محدث آسکتا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

"اس امت میں ہزاروں اولیاء آتے رہے ہیں جو نشانات و کرامات دکھاتے رہے ہیں اس زمانہ میں یہ نمونہ دکھلانے کے لئے یہ عاجز موجود ہے" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

"وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يبق من النبوة الا المبشرات ...... المبشرات من اقسام الرؤيا الصادقة والمكاشفة الصحيحة والوحى الذى ينزل على خواص الاولياء" (توضیح مرام ص ۱)

"اور وحی نبوت کا سلسلہ اس دن سے بند ہے جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ آیت نازل ہوئی ولکن رسول الله وخاتم النبيين" (توضیح مرام ص ۱۱)

"قرآن کریم نے ثابت کیا ہے کہ اس امت مرحومہ میں سلسلۂ خلافت قائم کیا گیا ہے پہلے وقتوں میں تائید دین کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں"

> معذلك ذكرت غير مرة ان الله ما اراد من نبوتي الا كثرة المكالمة والمخاطبة وهو مسلم عند اكابر اهل السنة فالنزاع ليس الا نزاعا لفظيا۔
>
> میری نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے جو اکابر اہل السنۃ کے نزدیک مسلم ہے پس یہ صرف لفظی نزاع ہے۔
>
> (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۲)
>
> جو بات اکابر اہل سنت میں مسلم ہے وہ یہی، کہ اس امت میں مکالمہ الٰہی محدثوں سے ہوتا ہے يكلمون من غير ان يكونوا انبياء۔

"اس امت میں بھی ایک آخری خلیفہ پیدا ہوگا تاکہ وہ اس طرح محمدی سلسلہ خلافت کا خاتم الاولیاء ہو اور مجددانہ حیثیت اور لوازم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مانند ہو" (تحفہ گولڑویہ ص ۳۵)

"حضور نبی کریم خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدام شریعت عطا کئے جاتے رہے ہیں جو بہ طبق علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے" (شہادت القرآن ص ۲۶)

"امت مرحومہ میں پہلی امتوں کی طرح سلسلہ خلافت دائمی طور پر قائم کیا گیا ہے صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت نبی آتے تھے اب محدث آتے ہیں" (شہادت القرآن ص ۵۷)

"صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے" (برکات الدعاء ص ۱۲)

"سلسلہ وحی برنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری ہے" (برکات الدعاء ص ۱۳)

دعوی مجددیت و مسیحیت

"وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے سر پر بموجب حدیث آنا تھا وہ یہی راقم ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۳)

"جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالےٰ نے بذریعہ الہام میرے پر ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ تھا کہ تو ہی مسیح موعود ہے" (تریاق القلوب ص ۶۸)

"اس امت میں مجدد اور محدث روحانی خلیفے ہوتے ہیں" (شہادت القرآن ص ۵۲)

"چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد آنے والا تھا جس کی نسبت بہت سے راستباز ملہموں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ مسیح موعود ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں اور آنحضرت صلعم سے لے کر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تک مقدس لوگوں نے پیش گوئی کی ہے کہ وہ آنے والا مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا" (مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۴)

"اور یہ بھی اہل سنت کا متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہوگا" (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳)

اس حقیقۃ الوحی کے آخری حصہ میں عربی زبان میں پانچ دفعہ اپنے دعوے کی بناء اس حدیث پر رکھی ہے ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔

"اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے اور دعوے ہمکلام الٰہی ہونے پر اب گیارہواں برس

جاتا ہے۔" (نشان آسمانی ص۳۴)
" مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوےٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔"
(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۰)
" لست بنبی ولکن محدث اللہ وکلیم اللہ لاجدد دین المصطفٰے وقد بعثنی علٰے راس المائۃ "
(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳)
" الحمد للہ الذی جعل العلماء الروحانیین المحدثین "
(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۰)
" رزقنی من الالہامات المکالمات والمکاشفات رزقا حسنا وجعلنی من المحدثین "
(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۷)
" وما قلت للناس الا ما کتبت فی کتبی من انی محدث و یکلمنی اللہ کما یکلم المحدثین "
(حمامۃ البشریٰ ص۷۹)
" اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ **وحی برنگ محدثیت** ہمیشہ کے لئے جاری رہے۔"
(برکات الدعا ص۱۳-۱۴)
" مسیح موعود واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے سے متصف ہوگا "
(ازالہ اوہام ص۵۳۲)

محدث چونکہ نبی سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے ان الفاظ سے بعض لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اس بارہ میں مخالف اور موافق دونوں نے فہم کی کمی سے غلطی کھائی ہے۔ حضرت مجدد زمان اس ضمن میں لکھتے ہیں :-
" وانی کتبت فی بعض کتبی ان مقام محدثیت اشد تشبیہا بمقام النبوت وما فہموا قولی وقالوا ان ھذا الرجل ادعی النبوت والله یعلم ان قولہم کذب بحت لا یمازجہ شیئ من الصدق ولا اصل لہ اصلا۔"
ترجمہ :- یعنی میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ محدثیت کا مقام نبوت کے مقام سے اشد مشابہت رکھتا ہے .... ان لوگوں نے میری بات کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ شخص نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح جھوٹ ہے جس کے ساتھ سچ کی کچھ بھی ملاوٹ نہیں اور اس کا فی الواقعہ کوئی بھی اصل نہیں۔" (حمامۃ البشریٰ ص۸۱)
" ایسا ہی جمیع مشاہیر اولیاء کرام اپنے ذاتی تجارب سے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات واقع ہوتے ہیں .... اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو **محدث**

وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ۔
(الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۲۱)

بیشک ہمارے رسولؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے پس کسی شخص کا حق نہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ مستقلہ کا دعوٰی کرے اور ان کے بعد سوائے کثرت مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں۔

وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذالک - (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۲۲)

میری نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے جو شخص (کثرت مکالمہ یا محدثیت کے علاوہ) دعوٰی نبوۃ کا ارادہ کرے اسپر خدا کی لعنت ہو"

بولتے ہیں"
براہین احمدیہ ص۵۴۵ پر حضرت مجدد زمان لکھتے ہیں :-
" اس امت میں ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گزرے ہیں جن کے خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ثابت ہیں حضور بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے"

ختم نبوت پر ایمان

" اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا "
(نشان آسمانی صفحہ ص۲۸)
" جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"
" نہ مجھے دعوےٰ نبوت اور خروج از امت ہے ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ ہاں محدث آئیں گے"۔
(نشان آسمانی ص۲۸)
" دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے۔ یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے .... میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں "
(مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم ص۳۲۳)
" قرآن کریم بعد خاتم النبیینؐ کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو

بایا جاتا کیونکہ اس رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور اب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

" رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے"
(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

" اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک فقرہ حضرت جبرئیل لاویں - اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

" ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالے صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے، اور جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل ...... بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کر دیا گیا ہے - یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہرگز نہیں آسکتا"
(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

یہ حضرت مجدد زمان کا بیان کردہ اصول ہے جو قرآن کریم اور حدیث شریف پر مبنی ہے اس کے ہوتے ہوئے وہ کس طرح دعوے کر سکتے ہیں کہ میں نبی ہوں جبکہ ان پر جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل ہی نہیں ہو سکتا - ان کے متبعین جو ان کی طرف دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں اس پر غور کریں کہ ان کے اعتقادات حکم و عدل تعلیمات سے کہاں تک مطابق ہیں - حضرت مجدد زمان نے تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۸۴ پر فرمایا ہے :-

" اگر حضرت مسیح سچ مچ زمین پر اتریں (یا اگر بفرض محال حضرت مرزا صاحب دعوے نبوت کریں - ناقل) اور ...... جبرئیل وحی نبوت لے کر ان پر نازل ہوتا رہے گا تو کیا ایسے عقیدہ سے اسلام باقی رہ جائے گا اور آنحضرت کی ختم نبوت اور قرآن کی ختم وحی پر کوئی داغ نہیں لگے گا"

حضرت مرزا صاحب کے یہ الفاظ دل پر چوٹ لگانے والے ہیں اس لئے مناسب کہ ان کے مخالف اور بعض متبعین جو ان کو نبی قرار دیتے ہیں اس عبارت سے فائدہ اٹھائیں کسی نبی کے آجانے سے دو اہم معتقدات پر کاری ضرب لگتی ہے - ایک ختم نبوت پر اور دوسرے قرآن کریم کی ختم وحی پر - اس لئے مومنانہ غیرت متقاضی ہے کہ جس اعتقاد سے اسلام کے بنیادی اصول ہی مٹ جاتے ہوں اس کو ترک کر دیا جائے -

حضرت مجدد زمان کے نزدیک سلسلہ وحی نبوت اور سلسلہ نبوت دونوں منقطع ہیں - اندریں حالات حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آجائے تو حضرت مجدد زمان کے نزدیک قرآن کریم اور حدیث شریف کی نصوص صریحہ کی تکذیب لازم آتی ہے - مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام آجائیں یا مثلاً خود حضرت مرزا صاحب بالفرض محال نبوت کا دعوے کر دیتے تو ان میں سے ہر ایک قرآن کریم کی آیہ کریمہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا جو نص صریح ہے مکذب ہوگا اس ضمن میں حضرت مجدد زمان کے اپنے الفاظ یہ ہیں :-

" ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ کی موت کو چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے، اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے .... اور اگر خدا تعالے کے علم میں وہ نبی ہونگے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا - اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے .... پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے -"
(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

" ایسا ہی آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا دروازہ قطعی بند کر دیا"
(ایام الصلح صفحہ ۱۵۲)

غرض بقول حضرت مجدد زمان آیت کریمہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث شریف لا نبی بعدی میں باب نبوت قطعی طور پر بند کر دیا ہوا ہے اب نہ کوئی نیا نبی بشکل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مبعوث ہو سکتا ہے - اور نہ ہی پرانا نبی بصورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو سکتا ہے - اور اگر دونوں میں سے کوئی ایک بطور نبی مبعوث ہو تو وہ نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ کا نعوذ باللہ مکذب ہوگا، اور اس طرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ لانے والے اور حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے

حضرت مجدد زمان کی وصیت

" اے لوگو اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو - اور اس خدا سے شرماؤ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے -"

" آسمانی فیصلہ

والے بھی نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ کے مکذب ٹھہریں گے۔ اندریں حالات ان دونوں قسم کے لوگوں کو اپنے اعتقادات کا جائزہ لینا چاہیئے، اور انہیں قرآن و حدیث کے مطابق بنانا چاہیئے۔

حضرت مجدد زمان نے ذیل کی عبارت میں اپنے اس اعتقاد کو دہرایا ہے کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں:۔

"وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی۔"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲)

یہ عبارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے عین موافق ہے جو ان الفاظ میں ارشاد فرمائی گئی ہے ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول۔ اس فرمان نبوی کے بعد کسی مسلمان کے لئے زیبا... نہیں ہے، کہ وہ حضور خاتم الانبیاء کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونا قبول کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے عملاً حضور کے ارشاد کو رد کرتا ہے۔ یہ نہایت خطرناک اور نہایت یمخموم فعل ہے۔

حضرت مجدد زمان نے اسی مضمون کو ذیل کے الفاظ میں دوہرایا ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور ہے کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی اس آیت کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۸۴)

پھر "ایام الصلح" میں اس اہم حقیقت اور بنیادی اصول کو ان الفاظ میں دوہرایا ہے کہ خاتم النبیین کی آیہ کریمہ اور لا نبی بعدی کی حدیث صحیح کسی نبی کا مبعوث ہونا روکتی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۴۷)

اور اسی کتاب میں مکرر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی...... اور اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہریں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات کا دروازہ بند نہیں ہے۔"

پھر انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ پر فرمایا:۔

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوٰے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں...... اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ کوئی نیا اور جو کوئی رسول اللہ کے بعد نبی ہونے کا دعوٰے کرے وہ کافر کاذب ہے۔"

حضرت مرزا صاحب کے مخالف اور ان کے متبعین ان متحدیانہ الفاظ پر غور کریں پھر ذیل کی تحدی پہلی تحدی سے کہیں بڑھکر ہے:۔

"خدا جو صادق الوعد ہے اس نے آیۃ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجے گا۔ اب خدا کو بھی شایاں نہیں کہ وہ اپنے وعدے کے خلاف آنحضرت کے بعد کوئی نبی بھیجدے۔"

پھر اس حقیقت کو تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں:۔

"قرآن شریف جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں صریح طور پر نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اب بتلاؤ اگر حضرت عیسٰے آجائیں (یا خود حضرت مرزا صاحب دعوے نبوت کر دیں۔ ناقل) تو ختم نبوت اور ختم وحی نبوت کہاں باقی رہا بلکہ ماننا پڑا کہ خاتم الانبیاء حضرت عیسٰی ہیں" (یا ماننا پڑا کہ حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء ہیں۔ ناقل)

پھر آئینہ کمالات اسلام میں فرمایا:۔

"ما کان اللہ ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیاً بعد انقطاعھا یعنی خدا کو بھی شایاں نہیں کہ سلسلہ نبوت کو منقطع کر دینے کے بعد پھر سے اسے شروع کر دے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۷۷)

ازالہ اوہام میں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ اُلٹ دے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی رسول نہیں آئیگا۔ حضرت مجدد زمان نے عبارت ذیل میں ایک ایسا اصول بیان فرمایا ہے جس کی رو سے نہ حضرت عیسٰی بطور نبی آسکتے ہیں اور نہ ہی خود حضرت مرزا صاحب دعوٰے نبوت کرنے کا ارتکاب کر سکتے ہیں وہ اصول یہ ہے:۔

"حسب تصریح قرآن کریم رسول اسکو کہتے ہیں جس نے احکام الٰہی و عقائد دین بذریعہ جبرئیل سیکھے ہوں لیکن وحی نبوت پر ۱۳ سو سال سے مہر لگ چکی ہے، اگر کوئی نبی آجائے تو کیا اس وقت یہ مہر ٹوٹ جائے گی"

(ازالہ اوہام)

حضرت مرزا صاحب اگر خود مدعی نبوت ہوتے تو اپنے منکر کو کافر گردانتے لیکن تریاق القلوب میں انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اس جگہ انہوں نے انبیاء اور ملہمین کے دو علیحدہ علیحدہ منصب بیان کئے ہیں اور اپنے آپ کو مجددین و محدثین و ملہمین کی صف میں کھڑا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

توضیح مرام صفحہ ۱ پر حضرت مرزا صاحب نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ:۔

"آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی"

جبکہ حضرت مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے مسیح کے لئے

نبوت شرط نہیں ٹھہراتی تو آپ خود کس طرح نبوت کا دعوےٰ کر سکتے تھے۔ اور جبکہ وہ خود بھی بار بار واضح کر چکے ہیں کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور قرآن پر وحی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ یعنی مدعی نبوت تو اس صورت میں نبی ہو سکتا ہے جب جبریل وحی نبوت لے کر اس پر نازل ہو اور وہ علوم دین توسط جبریل حاصل کرے۔ لیکن یہ دو اہم امور تو ۱۳ سو سال سے ختم ہو چکے ہیں اس وجہ سے کسی شخص کے لئے مدعی نبوت بننے کا امکان ہی نہیں رہا

حضرت مجدد زمان نے اس اہم امر کی بھی وضاحت کی ہے کہ :-

اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت و رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے
۔۔۔۔۔۔ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ (چہ جائیکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی یقین کیا جائے۔ ناقل) اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔۔۔۔۔
اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سارا کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے"

حضرت مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ آپ نے نہ تو نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور نہ ہی یہ کہا ہے کہ میرے اوپر وحی نبوت نازل ہوتی ہے اور نہ یہ تسلیم کیا ہے کہ جبرئیل وحی نبوت لے کر نازل ہوتا ہے بلکہ آپ نے صریح لفظوں میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اپنا یقین و ایمان ظاہر کیا ہے اندریں حالات ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا نہایت نادرست امر ہے ان کا دعوےٰ محض مجددیت کا ہے اور وہ اپنے دعوےٰ کے انکار کرنے والوں کو کافر قرار نہیں دیتے اس لئے کہ وہ نبی نہیں ورنہ نبی کا ماننا فرض ہوتا ہے اور اس کا نہ ماننا کفر ہوتا ہے۔ لیکن بعد خاتم النبیّین اور بعد خاتم الکتب کے اس امت کو کسی نبی کی حاجت نہیں اس لئے حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا ان پر ظلم کرنا ہے اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا ہے ؂

مقالہ

(سلسلہ صفحہ ۷)

کو کمالات نبوت کی طرف رستہ طے کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے، وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب کے کمالات نبوت پانے پر معترض ہیں یا اس کو دعوت نبوت کے مترادف قرار دیتے ہیں اس پر غور کریں۔ جب پہلے بزرگ اپنے اپنے طریقوں کو کمالات نبوت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیتے آئے ہیں، تو حضرت مرزا صاحب نے اگر اپنے طریقہ سلوک کو کمالات نبوت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا تو اس میں کو نخطورہ لازم آ گیا۔

حضرت مجدد وقت کی پیروی میں کتاب وسنت کی اتباع

حضرت مجدد الف ثانی رح طریقہ نقشبندیہ کے پیرو تھے اور اسی کو کمالات نبوت کے حصول کا ذریعہ یقین کرتے تھے، اس زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سلسلہ احمدیہ کو ذریعہ حصول کمالات نبوت قرار دیا ہے، یہ اپنے اپنے زمانہ کی باتیں ہیں، اس زمانہ میں وہ طریق صحیح اور آج یہ صحیح ہے دونوں میں سے کوئی طریق کتاب وسنت کے خلاف نہیں، لیکن مجدد وقت کی پیروی ہی میں کتاب و سنت کا اتباع فلاح و کامرانی کا موجب ہوتا ہے جیسا کہ شیخ سرہندی فرماتے ہیں :-

" مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہوتا ہے اسی کے ذریعہ پہنچتا ہے خواہ اس وقت کے اقطاب و اوتاد ہوں اور خواہ ابدال و نجبا" (مکتوب چہارم دفتر دوم)

اس قدر وضاحت کے بعد بھی اگر مقالہ نگار الٹیا سیدھا جائز طریقہ اور خرافات واہیہ سے حضرت مرزا صاحب رح کی تکذیب کو اپنا شعار بنائے رکھے تو خدا ہی اس سے سمجھے۔

اس مضمون کے بعض اور پہلو بھی ہیں، جن کا ذکر مقالہ نگار صاحب نے دوسری اقساط میں کیا ہے، افسوس ہے کہ بسبب عدم گنجائش اس وقت ان پر کچھ لکھنے سے ہم قاصر ہیں، آیندہ شیوع میں ان پر غور کیا جائے گا انشاء اللہ۔

اخبار احمدیہ

جلسہ یوم وصال حضرت مسیح موعود

(۱) ۲۷ رمئی ۱۹۶۲ء کو صبح ۹ بجے جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں یوم وصال مسیح موعود منایا گیا۔ مقامی جماعت کی خواتین و احباب نے شرکت فرمائی۔ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ مفصل روئیداد آیندہ ایشوع میں ہدیہ قارئین کی جائے گی۔

(۲) بعض بیرونی جماعتوں نے بھی یوم وصال کی تقریب پر اپنے اپنے ہاں جلسے کئے جن کی روئدادیں آئندہ شائع کی جائیں گی۔

گیا میں یوم وصال

گیا، بہار، بھارت سے جناب شاہد حسن صوفی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ :-

آج ۲۶ رمئی ۱۹۶۲ء صدر اعلیٰ ہاؤس معروف گنج۔ صوبہ بہار میں۔ مجلس میلاد منعقد کی گئی۔ جناب ایم اے صمد صاحب ایم اے۔ بی۔ ایل ریٹائرڈ سب جج نے حضرت مسیح موعود کا نعتیہ کلام پڑھا۔ اور آپ کی تحریروں سے ثابت کیا۔ کہ مسیح موعود ہر معنے میں نبوت کو حضرت محمد صلعم پر ختم سمجھتے تھے اور آپ کے عقیدہ کے مطابق نہ تو کوئی نیا نبی محمد صلعم کے بعد آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ البتہ مجددین کرام آتے رہیں گے۔ اور خدا تعالےٰ ان کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے بچاتا رہے گا۔ جناب ایم اے صمد صاحب نے صاف لفظوں میں بتلایا کہ ہم لوگ مسیح موعود کو صرف مجدد مانتے ہیں۔ آپ نے حضرت صاحب کے اخلاق عالیہ صفات جمیلہ اور خدمات اسلام پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور حضرت مجدد زمان کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ورود مسعود

جناب مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی چار سال تک بیرونی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں۔ یکم جون ۱۹۶۲ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ آپ نے حاضرین کرام سے خطاب فرمایا اور اپنے چار سالہ دورہ کا مختصر حال بیان فرمایا جسے آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

درس قرآن

محترم حبیب الرحمٰن صادق صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ لکھتے ہیں کہ جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز فجر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں اور اس کے بعد مولوی دوست محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سناتے ہیں۔ درس قرآن

جماعت احمدیہ لاہور کی پانچ ممتاز و منفرد خصوصیات

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا

(از قلم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

۱۔ ختمِ نبوت۔ تکمیلِ دین اور زندہ نبی

دُنیائے اسلام میں اس وقت وہ کونسی جماعت ہے جو حقیقی معنوں میں ختم نبوت کی داعی ہے؟ ختم نبوت کا ایک پہلو یہ ہے کہ جملہ اصول دین حقہ کو قرآن کریم نے کامل طور پر جمع اور ہمیشہ کیلئے محفوظ کر لیا ہے اسلئے قرآن کریم کے بعد کسی ہدایت کی حاجت نہیں۔ نیز خاتم الانبیاء صلعم نے اپنی زندگی اور تاریخی نمونہ سے اس کامل تعلیم کی عملی تفسیر پیش کر دی ہے۔ ختم نبوت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ صرف آنحضرت صلعم ہی ہمیشہ کے لئے ایک زندہ نبی ہیں یعنی جہاں آنحضور صلعم کی قوتِ قدسی کے باعث آپ نے اپنے صحابہ کرام کو خدا سے ملا دیا ایسا ہی آیندہ تا قیامت آنحضور صلعم کی روحانی قوت سے ہی آپ کے حقیقی خلفاء و اولیاء خدا سے ہمکلام ہوں گے۔ یہ خصوصیت صرف آپ ہی کو حاصل ہے لہذا آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا۔

۲۔ اتحاد المسلمین اور تکفیر سے بیزاری

کونسی وہ جماعت ہے جو آج نہ صرف ہر کلمہ گو کو دائرہ اخوتِ اسلامی کا فرد سمجھتی ہے بلکہ اتحادِ قومی کے اس اصول کو یہ اہمیت دیتی ہے کہ بموجب حدیث مکفّر کو مستوجب سزا ٹھہراتی ہے؟ تکفیر کی عالمگیر وبا نے اسلامی اتحاد کو پاش پاش کر کے قومی قوت کو مٹا رکھا ہے۔ اس فتنہ و فساد کا قلع قمع صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اس آگ کے بھڑکانے والوں کے برخلاف بیزاری اور ان پر بموجب اصول فرقانیہ جزاء سیئۃ سیئۃ بمثلھا وہی سزا وارد کی جائے جس سے وہ اتحاد کو برباد کرتے ہیں۔

۳۔ ترقی کا حقیقی راز یعنی ایمان باللہ و عمل صالحہ پر جماعتی تنظیم

وہ کونسی جماعت ہے جس کا دلی عقیدہ یہ ہے کہ قومی ترقی کا حقیقی راز ظاہری طاقت و شوکت سے ہے نہ دولت و اقتدار میں؟ خدا سے حقیقی تعلق اور انسانوں سے اعلیٰ تعلقات یعنی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم پر کس جماعت نے اپنی تنظیم کو بناء کیا ہے؟ ایمان باللہ اور کلام اللہ (فرقانِ حمید) پر آج کامل ایمان لانا ممکن نہیں جب تک حضرتِ مجددِ دوران و مسیحِ زمان کے دامن سے وابستہ ہو کر ایک تازہ و زندہ ایمان حاصل نہ کیا جائے۔

۴۔ جہادِ زمانہ یا تحریکِ اشاعتِ اسلام

اس زمانہ میں کُفر کی افواج نے دینِ اسلام پر جو یورش کر رکھی ہے اس کے دفاع کے لئے کونسی جماعت سینہ سپر ہوئی اور ہو رہی ہے؟ کُفر کے یہ حملے آج تیر و تفنگ اور توپ و گولہ سے نہیں کئے جاتے ہیں بلکہ وسوسہ اندازی، گمراہ کُن فلسفۂ زندگی اور غلط فہمیاں ان کا حقیقی باعث ہیں اور ان کا کامیاب مقابلہ صحیح علومِ فرقانیہ کی ترویج اور اشاعت و تبلیغ اسلام سے ہی مقدر ہو چکا ہے اس زمانہ میں کونسی جماعت نے ترجمۃ القرآن اور بیرونی ممالک میں مراکز تبلیغ اسلام کے جہاد کو اعلےٰ ترین کامیابی سے جاری کر دکھلایا ہے؟

۵۔ صحیح جمہوری نظام

پھر وہ کونسی جماعت ہے جس نے اپنی تنظیم کو صحیح جمہوری خطوط پر چلایا ہے جہاں نہ یہ انتہا ہے کہ آمرانہ و ڈکٹیٹرانہ نظام قائم ہو جس میں لیڈر غیر مسئول و غیر جوابدہ ہوتا ہے اور جس سے اسلامی حریت و شخصی آزادی کی بے بہا نعمت چھن کر اندھی تقلید اور بقول قرآن کریم اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ شرک و انسانی بت پرستی کی خطرناک تحریک چل پڑتی ہے، اور نہ ہی جہاں یہ انتہا ہے کہ بےجا اختلاف کے باعث جماعتی نظام میں خلل پڑے۔ ایسے مقبول اسلامی جمہوری نظام کو اس زمانہ میں پھر سے حضرت امام الزمانؑ نے اپنی زندگی میں ہی قائم کر کے اپنی الوصیت میں انجمن کو نہ کہ کسی فردِ واحد کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اس زندہ قومی اصول پر آج کونسی جماعت عامل و گامزن ہے؟

از حضرت مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

"یوم الوصال"

حضرت مسیح موعودؑ کی حیات اور وفات کے متعلق الہامات کی تاثیر

پیغام صلح کا یہ شیوہ مسیح موعود نمبر ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے "یوم الوصال" کی یادگار میں نکالا جا رہا ہے میں نے مناسب سمجھا کہ اس نمبر میں ان الہامات کی یاد دہانی کرائی جائے جن کا تعلق حضور کی زندگی اور وفات سے ہے ان الہامات پر اگر کوئی دہریہ بھی تعصب اور ضد سے علیحدہ ہو کر غور کی نظر ڈالے گا تو اسے بھی لامحالہ خدا کی ہستی پر نہ صرف معمولی ایمان بلکہ کامل عرفان حاصل ہو جائے گا اور خدا تعالےٰ کی صفات نمایاں طور پر اسے اس عالم میں کام کرتی ہوئی نظر آنے لگ پڑیں گی اور اس یقین سے بھی اس کا دل بھر جائے گا کہ قرآن کریم نے جو صفات اللہ تعالیٰ کی بیان کی ہیں بعینہٖ انہی صفات سے اس کی ذات متصف ہے نیز جو وعدے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کی سچی اور مخلصانہ پیروی کرنے والے کے ساتھ کئے ہیں وہ بالکل سچے اور حتمی وعدے ہیں جو پورے ہو کر رہتے ہیں جیسا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ پورے ہوئے۔

ان الہامات کی صداقت اس امر کو بھی ثابت کر دے گی کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا وجود ہی ایسا وجود تھا جو ایک حدیث کے مطابق اپنے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھنے والوں کے دلوں میں بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا تھا وہ حدیث یہ ہے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او تریٰ لہ یعنے نبوت دو اجزا سے مرکب ہوا کرتی تھی ایک جزو تو شریعت اور ہدایت پر مشتمل تھی اور دوسری جزو مختلف قسم کی بشارتوں پر، یہ دوسری جزو تو محض رسالت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ہوتی تھی اس لئے یہ جزو نبی کی وفات کے بعد بھی اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اس کے کامل متبعین میں جاری رہتی تھی حتیٰ کہ اس نبی کا زمانہ ختم ہو جاتا تھا اور دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبوت اور رسالت اصل میں تو شریعت اور ہدایت کا ہی نام ہے جس کے لائے بغیر کوئی شخص رسول اور نبی کہلا ہی نہیں سکتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب تک شریعت مکمل نہیں ہوئی اس وقت تک اس کا کوئی نہ کوئی حصہ انبیاء علیہم السلام پر وقتاً فوقتاً ضرورت زمانہ کے مطابق نازل ہوتا رہا لیکن اب میری آمد سے چونکہ شریعت اور ہدایت تکمیل کو پہنچ گئی ہے اس لئے اب نبی تو کوئی آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی ضرورت ختم ہو گئی ہے لیکن میری رسالت اور میری نبوت کو ثابت کرنے کے لئے مبشرات کی ضرورت تو ہر زمانہ میں محسوس ہوتی رہے گی اس لئے میرے کامل متبعین میں بھی مبشرات کا سلسلہ تا قیامت اسی طرح جاری رہے گا جس طرح کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین میں جاری رہا کرتا تھا لیکن چونکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقابل میرا زمانہ نبوت قیامت تک چلنے والا ہے اس لئے مبشرات کا سلسلہ بھی میری امت میں قیامت تک جاری رہے گا اور مبشرات سے مراد رؤیا صالحہ ہیں اور رؤیا صالحہ میرے نزدیک اپنے لغوی معنی کی رو سے کشوف اور الہامات اور وحی سب پر مشتمل ہے جیسا کہ واقعات بھی اس معنی پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں۔

آگے فرمایا بعض لوگ تو اس امت میں ایسے ہوں گے جو میری کامل پیروی سے براہ راست ان مبشرات کو حاصل کریں گے یہ کاملین تو یراھا المؤمن کا مصداق ہوں گے اور دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو ان براہ راست مبشرات حاصل کرنے والوں کے مبشرات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ایمانوں کو تازہ اور مضبوط کرتے رہیں گے یہ لوگ او تریٰ لہ کے مصداق ہوں گے پس اس زمانہ میں اس حدیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب تو یراھا المؤمن کے نیچے آتے ہیں اور جن کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ آپ کے مبشرات بنے وہ او تریٰ لہ کے نیچے آتے ہیں پس امت میں ایسے لوگوں کی ضرورت رہے گی جو خود براہ راست ان مبشرات کو حاصل کر کے اپنے ان مبشرات کے ذریعہ دوسروں کے ایمانوں کو تقویت پہنچاتے رہیں گے جیسا کہ ۱۳۰۰ برس کا تجربہ اس حقیقت کی صحت پر دلیل کا کام دیتا چلا آ رہا ہے

اس زمانہ کی ضرورت

اس مادہ پرستی کے زور کے زمانہ میں تو اس کی شدید ضرورت تھی اتنی کہ کسی پہلے زمانہ میں اس قدر شدید ضرورت کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی اس لئے اس زمانہ میں امت میں ایسا شخص پیدا ہوا کہ جس کو ان مبشرات کا ایسا کثیر حصہ عطا کیا گیا جتنا کہ پہلے کسی کو نہیں دیا گیا چونکہ پہلے اس کی ضرورت ہی نہ تھی اور ان نعماء الٰہی کے متعلق سنت اللہ یہی ہے کہ حسب ضرورت دی جاتی ہیں اور جو شخص ان کو حاصل کرنے والا پیدا ہوتا ہے اس کے اندر استعداد باطنی بھی اسی ضرورت کے مطابق ودیعت کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ انہی مبشرات کو دوسرے لفظوں میں فرقان کے نام سے نامزد کیا گیا ہے پس حضرت مرزا صاحب کو چونکہ اسی غرض کے لئے مبعوث کیا گیا کہ آپ قرآن کریم پر اور حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت کی صداقت پر رسمی و رسمی ایمان کو عرفانی ایمان سے بدل دیں اس لئے آپ کے الہامات میں بھی یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ وہ اس اہم غرض کو پورا کریں چنانچہ "یوم الوصال" کے موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے جن الہامات کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ایسی ہی خاصیت کے حامل ہیں۔

عمر کے متعلق الہامات

حضرت اقدس مرزا صاحب کی عمر ابھی ۳۰ سال کی تھی کہ آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہاماً اطلاع دی گئی کہ آپ کی عمر ۸۰ سال سے پانچ چھ سال کم یا پانچ چھ زیادہ ہوگی گویا ۷۴ سال سے کم کسی صورت میں نہ ہوگی، یہ کمی اور زیادتی کا ذکر جو الہام الٰہی میں کیا گیا ہے اس کی وجہ آگے چل کر بیان کی جا دے گی۔ یہ الہام حضور کا ۱۸۶۵ء کا ہے اور یہ وہ وقت ہے جبکہ حضور کا ابھی کسی قسم کا دعوےٰ نہ تھا یہ الہام جس صفائی سے پورا ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ کامل تحقیق کے بعد حضور کی پیدائش کا سال سنہ ۱۲۵۰ھ اور وفات کا سال سنہ ۱۳۲۶ھ ہے۔ اس لحاظ سے حضور کی عمر قریباً ۷۵½ سال بنتی ہے جو الہام کے عین مطابق ہے۔

عمروں کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں

اب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عمر کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ سورۃ الانعام میں فرمایا ھو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا و اجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون یعنے انسان کی پیدائش کے بعد اس کی عمر مقرر کی جاتی ہے اور وہ مقرر شدہ اجل خدا کے علم میں ہوتی ہے دوسرے کو اس کا علم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ خود کسی اپنے بندہ کو ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء کے تحت اس کا علم دیدے

جیسا کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کو اس زمانہ میں دے کر قرآن کریم کے اس دعوے کی سچائی کو ثابت کر دیا کہ اجل خدا ہی مقرر کرتا ہے اور اس مقرر کردہ اجل کا صرف اسی کو علم ہے۔

۴۵ سال قبل عمر کے متعلق حتمی اعلان

اب جائے غور ہے کہ ۴۵ سال قبل ایک شخص حتمی طور پر اعلان کر دیتا ہے کہ وہ ۸۰ سال کے قریب عمر پائے گا دنیا کا کوئی حادثہ اس کی مقرر کردہ عمر کو کم نہیں کر سکتا ہزاروں حادثات انسانی عمر کو کم کرنے کا موجب بن جاتے ہیں، کبھی کسی پر مکان ہی گر پڑتا ہے کبھی کسی گاڑی کے نیچے آجاتا ہے کبھی خود مکان کی چھت پر سے گر پڑتا ہے کبھی سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے انسان مر جاتا ہے کبھی اتفاقاً کسی شکاری کی گولی ہی اسے آلگتی ہے اور اسی سے اس کا کام تمام ہو جاتا ہے کبھی آگ کا شکار ہو جاتا ہے کبھی کشتی الٹ جانے سے ڈوب جاتا ہے کبھی پیسے نہاتے ہوئے پانی کی کسی بلا کا شکار ہو جاتا ہے غرضیکہ بے شمار حادثات ہیں جن کے شکار ہونے کا خطرہ انسانی زندگی کو لاحق رہتا ہے لیکن حضرت مرزا صاحبؒ خدائی وعدے کے مطابق ان تمام حادثات سے محفوظ رہتے ہیں کوئی ضرر رساں چیز ان کو ضرر نہیں پہنچا سکی۔

تصرفِ الٰہی کا زبردست ثبوت

یہ عجیب بات ہے کہ جو شخص اتنے بڑے غیب کی خبر ۴۵ سال قبل دیتا ہے وہ خود دو خطرناک امراض میں مستقل طور پر مبتلا ہے ایک درد سر جس کا دورہ اکثر پڑتا رہتا ہے اور ایک کثرت بول اور مرض اسہال جو بالآخر آپ کی موت کا باعث بنی لیکن اسی وقت جب خدا کی بتلائی ہوئی اجل مقدر پوری ہوگئی اس سے قبل نہیں حالانکہ یہ امراض ایسی تھیں کہ کسی وقت بھی اس کی زندگی کو ختم کر سکتی تھیں، خصوصاً جبکہ شخص مذکور ہر وقت دماغی محنت میں مصروف رہتا ہے۔ اس عرصہ میں علاوہ کثیر التعداد اشتہارات کے ۸۰ سے زاید کتب تصنیف کرتا ہے جن میں سے بعض بڑی بڑی ضخیم کتابیں ہیں اور وہ سب علمی کتب ہیں جو کافی غور کو چاہتی ہیں ان تمام مخالف حالات کی موجودگی میں اتنے عظیم الشان غیب پر مشتمل پیشگوئی کرنا اور وہ بھی ۴۵ سال قبل پیشگوئی کی عظمت کو دوبالا کر دیتا ہے اور اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ یہ جو قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ الٰہی تصرف کے نیچے ہے اس کے اذن کے بغیر کسی قسم کی حرکت نہیں کر سکتا بالکل درست ہے کیا یہ واقعہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر بیّن ثبوت نہیں ہزاروں عقلی دلائل اس ایک ثبوت کے سامنے ہیچ ہیں اور وہ دل کو اس قدر تسلی نہیں دے سکتے جتنا کہ یہ ایک واقعہ دے سکتا ہے یہ انسانی قلب کو نور بصیرت سے بھر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے وجود کا ایک رنگ میں مشاہدہ کرا دیتا ہے جو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری پر زبردست تحریک کا کام دیتا ہے۔

خدائی تصرّف اور اسکے علمِ غیب کا مزید ثبوت

اس الہام میں صرف حضرت اقدس مرزا صاحب کی زندگی کی ہی ضمانت نہیں دی گئی بلکہ ساتھ یہ زائد کر "تریٰ نسلاً بعیداً" کہ تو دُور کی نسل کو دیکھے گا اولاد اور اولاد کی اولاد کے پیدا ہونے کی بھی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ بعض بچے چھوٹی عمر میں بھی فوت ہوں گے گویا کامل تصرف الٰہی اور اس کے عالم الغیب ہونیکا نہایت ہی زبردست ثبوت بہم پہنچا دیا گیا ہے کیونکہ واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوتے ہیں، اس پیشگوئی کی عظمت دلوں میں اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اپنی نسل کے بڑھنے کے ساتھ اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے متعلق یہ پیشگوئی فرماتے ہیں کہ ان کی نسل منقطع ہو جائے گی سوائے اس کے جو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کرے گا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا آپ کے تمام چچا زاد بھائیوں کی نسل کا خاتمہ ہوگیا سوائے ایک لڑکے کے جو حضرت اقدس کی صداقت کو تسلیم کر کے حضور کی جماعت میں داخل ہوگیا کیا ان کی نسل کو منقطع کر دینا اور اپنی نسل کو بڑھانے جانا حضرت مرزا صاحب کے اختیار میں تھا یا اللہ تعالےٰ کے قبضہ قدرت میں تھا فاعتبروا یا اولی الالباب! جس اولاد کا ابھی وجود ہی نہیں اس کے نہ صرف موجود ہو جانے کی پیشگوئی کرنا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتلا دینا کہ بعض ان میں سے بچپن میں ہی فوت ہو جائیں گے کیا یہ اس حقیقت کا زبردست ثبوت نہیں کہ قرآنی تعلیم خلق الموت والحیٰوۃ اور اللہ یحیی ویمیت کے مطابق موت اور حیات پر اللہ تعالیٰ کا ہی مکمل قبضہ ہے جتنا عرصہ وہ کسی کو زندہ رکھنا چاہے زندہ رکھ سکتا ہے اور جب اس پر موت وارد کرنا چاہے موت وارد کر دیتا ہے قرآن کریم میں بیان کردہ خدائی صفات کے درست ہونے کا اس سے بڑھکر ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ محض عقلی ڈھکوسلا نہیں بلکہ عملی ثبوت ہے جو مشاہدہ میں آکر ظن اور قیاس کو یقین میں بدل دیتا ہے، اور وحی و لایت کو جاری رکھنے کی یہی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ وہ یقین پیدا کرتی اور دل کو بصیرۃ سے بھر دیتی ہے اور یہی وہ انجن ہے جو اعمال صالحہ کی گاڑی کو تیزی سے آگے ہی آگے ... کھینچتے لئے چلا جاتا ہے۔

دشمنوں اور حاسدوں کے پیدا ہونیکی پیشگوئیاں

یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ۱۸۹۱ء سے قبل جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوے کرنے کا سال ہے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کا نام ونشان نہ تھا بلکہ عقیدت کے پھول آپ پر نچھاور کئے جاتے تھے اور چاروں طرف سے تعریف و مدح کی ہی آوازیں آتی تھیں لیکن خدا جو عالم الغیب ہونے کی وجہ سے ذرہ ذرہ کا علم رکھتا ہے اور جس سے مستقبل کی بھی کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی وہ بخوبی جانتا تھا کہ موجودہ عقیدت نفرت میں بدل جائے گی اور مدح مذمت کا رنگ اختیار کر لے گی اور تعریف گالیوں اور دشنام دہی میں تبدیل ہو جائے گی اور دوستی کے دم بھرنے والے دشمنی میں اس قدر شدت اختیار کر جائیں گے کہ قتل کرنے کے درپے ہو جائیں گے اور حضرت پر حملہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے چنانچہ اس عالم الغیب خدا نے اپنے بندہ یعنی حضرت مرزا صاحب کو ان تمام پیش آنے والے واقعات سے قبل از وقت اطلاع دے دی اور یقین دلایا کہ یہ دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے کیونکہ تو ہماری مکمل حفاظت میں رہے گا ان کے تمام حملے پسپا ہو جائیں گے اور ناکامی اور نامرادی کے ساتھ انہیں پس پا ہونا پڑے گا اور تمہیں ناکام بنانے کے متعلق ان کی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی اور آخر یہ تمہاری کامیابی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

واقعات پیش آمدہ کے متعلق سلسلہ الہامات

۱۸۷۷ء میں حضور کو خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی لشکر ضرور شکست دیا جائے گا اور میدان مقابلہ میں اسے پشت دکھانی پڑے گی یعنی اپنے مقصد میں ناکام رہیں گے یہ وہ سال ہے جس میں ابھی حضور کا نہ کوئی دعوے تھا اور نہ کوئی دشمن اور نہ ہی اسباب دشمنی موجود تھے حتیٰ کہ آپ کی مشہور کتاب براہین احمدیہ کا بھی ابھی نام ونشان نہ تھا آپ ایک غیر معروف گاؤں میں ایک گوشۂ گمنامی میں زندگی بسر کر رہے تھے کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ کا گاؤں قادیان کدھر ہے ان حالات میں اس الہام کا حقیقی مفہوم آپ کے ذہن میں کس طرح آسکتا تھا اور آپ کیا سمجھ سکتے تھے کہ کونسا لشکر ہے جو آپ کے بالمقابل صف آرا ہو کر شکست کھائیگا مگر خدائے علیم وخبیر تو جس نے آپ کو پیشگوئیوں کے مطابق مسیح اور مہدی بنانا تھا خوب جانتا تھا کہ پیشگوئی مسیح اور مہدی کا مصداق ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی یہ لشکر اپنے تمام ساز وسامان کے ساتھ حملہ آور ہو جائیگا اور اُن کا یہ حملہ اس شدت کے ساتھ ہوگا کہ اس کی شدت سے بڑے بڑے بہادروں کے

کے دل بھی دہل جائیں اور خوف کے مارے ہتھیار ڈال دیں لیکن خدا کے ماموروں کے دلوں کو خدا کی طرف سے ایسی مضبوطی عطا کی جاتی ہے کہ وہ ایسے حملوں کو ذرہ بھر بھی خاطر میں نہیں لاتے اور خدا کے وعدوں کے مطابق اپنی آخری کامیابی پر انہیں ایسا یقین ہوتا ہے کہ وہ پہاڑ کی مانند کھڑے ہو جاتے ہیں اور دشمنوں کے حملوں کے سمندر کی لہریں اس سے ٹکرا ٹکرا کر ناکام واپس چلی جاتی ہیں لیکن اس کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتیں۔ اس الہام کے بعد ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۳ء میں مندرجہ ذیل الہامات ہوتے ہیں یخوفونک من دونہ انک باعیننا یعنی تجھے خدا کے سوا اور ہستیوں سے ڈرائیں گے لیکن یاد رکھو کہ تو ہماری حفاظت میں ہے پھر الہام ہوتا ہے انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنی میں ہی تیری روح قبض کروں گا یعنی تیری موت طبعی طریق سے ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن قتل کرنے کی بھی کوشش کرے گا نیز دشمن تجھے مردود اور ملعون ثابت کرنے کی کوشش کریگا لیکن میں تجھے اپنا مقرب بندہ ثابت کروں گا اور تیرے متبعین کو تا قیامت تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے متبعین کی جماعت بھی پیدا ہو جائے گی اور وہ دلائل کی رو سے منکرین پر ہمیشہ غالب رہے گی، پھر فرمایا و یخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ ینصرک اللہ فی مواطن ان یومی لفصل عظیم کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی لا مبدل لکلماتہ بصائر للناس یعنی فتویٰ کفر لگانے والے امام خدا کے سوا دوسری چیزوں سے تجھے ڈرائیں گے لیکن تم ہرگز خوفزدہ نہ ہونا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ غالب تم ہی رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری تمام خوفناک مواقع پر مدد کرے گا۔ اس لئے کہ یہ میرا دن یعنی تیرے مبعوث کرنے کا وقت تو عظیم الشان فیصلہ کا وقت ہے یہ تو رسولوں کے غلبہ کے اظہار کا دن ہے جیسا کہ میں قطعی فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اور میرے رسول ضرور ضرور غالب رہیں گے خدا کے ان کلمات کو کون بدل سکتا ہے، یہ نشان جو ہم تمہیں دے رہے ہیں لوگوں کی آنکھیں کھولنے والے ہیں اس لئے اگر تو ناکام ہو جائے تو خدا کے تمام وعدے جھوٹے ٹھہرتے ہیں اس لئے تمہاری کامیابی یقینی ہے۔

علماء کا حملہ لشکر کی شکل میں

چنانچہ ۱۸۹۱ء میں جب اس دعویٰ کا اعلان ہوا تو اس اعلان کے ہوتے ہی مذکورہ بالا پیشگوئیوں کے مطابق ہندوستان کے کونہ کونہ سے علماء نے ایک لشکر کی شکل میں مخالفت کا علم بلند کر دیا اور تکفیر کے تیروں کی بوچھاڑ حضور پر کر دی مکہ اور مدینہ سے بھی فتاویٰ تکفیر منگوائے گئے قتل کے فتوے دیئے گئے مقدمات کے ذریعہ عدالت سے سزا دلوانے کی کوششیں کی گئیں ماننے والوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ نکاح فسخ کر دیئے گئے والدین سے عاق کرا دیا گیا غرضیکہ ایذا رسانی کے جو بھی ذرائع تھے ان سب کو کام میں لایا گیا ڈرایا دھمکایا گیا۔ غرض صرف اتنی تھی کہ حضرت مرزا صاحب کو کوئی مسلمان امام تسلیم نہ کرے اور آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو اب دنیا جانتی ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کیسی خطرناک ناکامی کا منہ انہیں دیکھنا پڑا اور کس قدر ذلت آمیز شکست انہیں نصیب ہوئی ان کی ان تمام معاندانہ کوششوں کے باوجود جماعت احمدیہ قائم ہو گئی اور نہایت ہی مستحکم بنیادوں پر قائم ہو گئی۔

۱۸۹۱ء کے الہامات

۱۸۹۱ء جو دعوے مسیحیت اور مہدویت کے دعوے کا سال ہے اس میں اور اس کے بعد کے سالوں میں اگر دشمنوں کی معاندانہ کارروائیوں میں تیزی بڑھتی گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کی ناکامی اور حضور کی کامیابی اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی بار بار بشارتیں ملتی چلی گئیں چنانچہ ۱۸۹۱ء میں الہام ہوتا ہے ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ولکید اللہ اکبر ونمزق الاعداء کل ممزق ونری فرعون وہامان وجنودھما ما کانوا یحذرون یعنی یہ دشمن تجھے ذلیل کرنے اور تیرے سلسلہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینے کے لئے مختلف قسم کی تدبیریں کریں گے ان کے مقابلہ میں اللہ بھی ان کی تدبیروں کو ناکام بنانے کی تدبیر کرے گا اور اللہ کی تدبیر تمہارے حق میں خیر کا موجب ہوگی، یاد رکھو کہ اللہ کی تدبیر یقیناً سب تدبیروں سے بڑی ہوتی ہے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا ہم ان دشمنوں کو پوری طرح ناکام کر دیں گے اور فرعون اور ہامان جو فتوئ تکفیر کے بانی ہیں اور باقی علماء جنہوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر فتوے کفر لگایا ہے جو ان دونوں کے لئے بطور لشکر کے ہیں یا جو عوام ان کے پیچھے لگ گئے ہیں ان سب کو ہم وہ چیز دکھلائیں گے جن سے یہ ڈر رہے ہیں یہ لوگ اسی بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہو جائیں اس لئے حضرت اقدس مرزا صاحب اور احمدیوں سے ملنے اور ان کا لٹریچر پڑھنے سے روکتے تھے مگر آخر کار خدا نے دکھلا دیا کہ ان کی ان تمام معاندانہ کوششوں کے باوجود لوگ کثرت سے احمدی ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۱۸۹۱ء کے بعد کے الہامات

۱۸۹۲ء میں حضور کو الہام ہوتا ہے انی معک حیث ما کنت وانی ناصرک وانا بدلک اللازم وعضدک الاقوی یعنے جہاں کہیں بھی تو ہوگا میں تیرے ساتھ ہوں گا یعنے میری حمایت تجھے ہر وقت اور ہر حالت میں حاصل رہے گی میں تیرا مددگار رہوں اور تیرا لازمی چارہ اور تیرا مضبوط ترین بازو ہوں، خدا کے لئے ان الہامات پر غور کرو کہ کس عالم بے بسی میں یہ وعدے کئے گئے اور پھر کس صفائی سے پورے ہوئے پھر ۱۸۹۹ء میں الہام ہوتا ہے:-

"تیری عزت اور جان سلامت
رہے گی اور دشمنوں کے حملے
جو اس بدغرض کے لئے ہیں ان سے
تجھے بچایا جائے گا"

کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضور کی عزت کو پامال کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے بنا کر عدالتوں میں آپ کو گھسیٹا گیا تا سزایاب ہو کر لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں اور پھر قتل کا مقدمہ بنا کر پھانسی کی سزا دلوانے کا منصوبہ کیا گیا اور ویسے بھی قتل کا فتوے دے کر قتل کروانے کی کوشش کی گئی لیکن خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق ہر مقدمہ میں انہیں ناکام کیا اور خدا کی مدد ہر موقع پر آپ کے شامل حال رہی اور ہر مقدمہ جھوٹا ثابت ہوا خدا کے مامور کو ذلیل کرنے کے منصوبے بنانے والے آخر خود ہی ہر موقعہ پر ذلیل ہوتے رہے۔

۱۹۰۰ء کے الہامات

دشمنوں کی کوششیں درپردہ حضور کو قتل کروانے کی چونکہ جاری رہتی تھیں اس لئے خدا بھی حفاظت کے وعدہ کا اعادہ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء میں مندرجہ ذیل الہامات میں حضور کو تسلی دی جاتی ہے:-

"اللہ حافظہ عنایۃ اللہ
حافظہ نحن نزلناہ وانا لہ
لحافظون اللہ خیر حافظا
وھو ارحم الراحمین
یتربصون علیک الدوائر
علیھم دائرۃ السوء قل
اعملوا علیٰ مکانتکم انی
عامل فسوف تعلمون و
یعصمک اللہ ولو لم یعصمک
الناس ولو لم یعصمک الناس یعصمک
اللہ۔ ویریدون ان یقتلوک
یعصمک اللہ ویکلاءک اللہ انی

حافظک عنایۃ اللہ حافظک (تری)
نسلا بعیدا انا نرین ان نعزک ونحفظک
الفوق معک والتحت مع اعدائک"

۱۹۰۱ء میں الہام ہوتا ہے:۔

"فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے
کہ اس کو ہلاک کریں"

خشیۃ اللہ کو دل میں جگہ دے کر مندرجہ بالا الہامات [illegible] کرلو آخر میرا بندہ ہی کامیاب رہے گا اور تم کو ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ میرا بندہ میری حفاظت میں ہے۔ قتل کے خفیہ طریق اختیار کرنے والے یعنی فری میسن بھی اس کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے خدائی تصرف ان کی تلواروں اور ان کے ارادوں کے تیزوں کو بھی کند کر دیگا ان الہامات کو پڑھو اور پھر انصاف سے بتلاؤ کہ ایسا انسان جو چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے اور دشمن بھی وہ جو اس کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور دن رات اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح یا یہ قتل ہو جائے یا کسی اور ذلت آمیز عذاب میں مبتلا ہو جائے اس دلیری سے اپنے محفوظ رہنے کا اعلان کر سکتا ہے کیا اس کا یہ اعلان صاف اس بات پر دلالت نہیں کر رہا کہ اس کو خدا کی حفاظت پر پورا پورا یقین ہے اور وہ علیٰ وجہ البصیرت اس یقین پر قائم ہے کہ خدا نے جو وعدہ دیا ہوا ہے کہ ۸۰ برس کے قریب تم عمر پاؤ گے وہ بالکل سچا وعدہ ہے دشمن کے منصوبے اسے ہلاک کرنے میں قطعًا کامیاب نہیں ہو سکتے۔

موت کے متعلق ۱۹۰۵ء کے الہامات

حضور کو ہلاک کرنے کے لئے دشمنوں کے تمام منصوبے تو ناکام رہتے ہیں لیکن آخر کل نفس ذائقۃ الموت کے اٹل قانون کے ماتحت حضور کے لئے وہ وقت آنا لازمی تھا جب حضور اس دار فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں تشریف لے جاتے اس کے لئے خدا کی طرف سے پہلے ہی وقت مقرر کیا جا چکا تھا جس کا اعلان بھی خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ کروا دیا ہوا تھا۔ یعنی وہی ۸۰ سال کے قریب عمر پانے کا وعدہ اب جب وہ وقت قریب آیا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے اس وعدۂ سابق کو یاد کرانا شروع کر دیا اور آخری سفر کے لئے تیاری کا حکم دے دیا اس بارے میں جو الہامات ہوئے وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں:۔

قرب اجلک المقدر ولا نبقی

لک من المخزیات ذکرا
"تمام حوادث اور عجائبات قدرت
دکھلانے کے بعد تیرا حادثہ ہوگا"
(اپریل ۱۹۰۵ء)

الہام میں "اجلک مقدر" کے الفاظ قابل غور ہیں یعنی تیری عمر کا اندازہ جو ہم پہلے بتلا چکے ہیں اس کے پورا ہونے کا وقت اب قریب آگیا ہے یہ [illegible] نے خود ہی بتلا دیا کہ الہام میں بیان کردہ عمر کے ختم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے چنانچہ اسکی تعیین بھی ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے رؤیا میں کر دی فرماتے ہیں:۔

چند روز کا ذکر ہے کہ ایک کوری ٹنڈ
میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے پانی صرف
دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے
لیکن بہت مصفی اور مقطر پانی ہے اس
کے ساتھ ہی الہام تھا "آب زندگی"

الہام نے بتلا دیا کہ پانی سے مراد زندگی کا پانی ہے یہ بتلانا کہ زندگی کا یہ پانی صرف دو تین گھونٹ باقی رہ گیا ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ عمر مقررہ میں سے اب صرف دو تین سال باقی رہ گئے ہیں، باقی تمام سال گذر چکے ہیں چنانچہ اس کشف کے مطابق ٹھیک ۲ سال اور ۵ ماہ اور ۹ دن کے بعد آپ کی وفات وقوع میں آئی ہے اس لئے عمر کے متعلق دشمنوں کا اعتراض بالکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے باقی کامل تحقیق کے بعد آپ کی پیدائش کا سال بھی سن ۱۲۵۰ھ متعین ہو گیا ہے اور ۱۳۲۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے جس سے ثابت ہوا کہ آپ کی عمر وفات کے وقت قریبًا ½ ۷۵ سال تھی۔

عمر کے الہام میں "یا" کی وجہ

شروع میں میں نے لکھا ہے کہ عمر کے الہام میں "یا" کی وجہ آگے چل کر بیان کی جائے گی سو یہ موقعہ اس کے بیان کرنے کا ہے یہ تو قارئین کرام پر واضح ہو چکا ہوگا کہ خدا کے علم میں تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے دشمن کثرت سے پیدا ہوں گے اور وہ آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے اگر آپ کے الہام میں موت کی گھڑی یا اس کا دن یا اس کا سال ایک اور ایک دو کی طرح بتلا دیا جاتا تو کوئی دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر حضور کی موت کی پیشگوئی کر دیتے موت تو حضور کی اپنی پیشگوئی کے مطابق وقوع میں آنی تھی لیکن مخالفین کو موقع مل سکتا تھا کہ وہ کہتے کہ ہمارے الہام

کے ماتحت فوت ہوئے ہیں اور اس سے معاملہ مشتبہ ہو جاتا چنانچہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں آف پٹیالہ نے حضور کے الہامات سے نتائج اخذ کر کے ایسی پیشگوئیاں کیں یا اس کے شیطان نے اس کے دل میں حضور کی موت کا وقت القا کیا کیونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ شیاطین استراق السمع کرتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو بتلاتے ہیں اور [illegible] ڈاکٹر عبد الحکیم کے الہاموں کے متعلق ہوا چنانچہ آخری الہام اس نے یہ شائع کیا کہ مرزا (صاحب) ۴ راگست ۱۹۰۸ء کو فوت ہوگا اور پھر اس نے لکھا کہ پھیپھڑے کی مرض سے فوت ہوگا اور یہ کہ اس کے سلسلہ کی بیخ کنی ہو جائے گی اور وہ کامیاب ہوگا یہ سب الہامات جھوٹے ثابت ہوئے، نہ آپ ۴ راگست کو فوت ہوئے نہ آپ پھیپھڑے کی مرض سے فوت ہوئے نہ آپ کے سلسلہ کی بیخ کنی ہوئی اور نہ وہ کامیاب ہوا بلکہ وہ خود پھیپھڑے کی مرض سے فوت ہوا اور خود اس کی بیخ کنی ہو گئی۔

۹ رنومبر کا الہام ہوتا ہے اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک یعنی جو پیشگوئیاں تیرے زمانہ میں پوری ہونے والی تھیں وہ تیری زندگی میں ہی پوری ہو جائیں گی لیکن ایسی پیشگوئیاں بھی ہیں جو تیری وفات کے بعد بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کی وفات کے بعد بھی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور پوری ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ پوری ہوتی رہیں گی۔ پھر ۱۵ رنومبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہوتا ہے زندگیوں کا خاتمہ ضرب المثل ہے کہ موت العالم موت العالم تو اتنے عظیم الشان مامور کی وفات یقینًا ساری زندگیوں کے خاتمہ کے ہی مترادف ہے اس کے ساتھ ہی الہام ہے کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو اس الہام میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ موت صبح کے وقت ہوگی، چنانچہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو صبح ½ ۱۰ بجے وفات ہوئی۔ پھر ۲۹ رنومبر کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے:۔

(۱)۔ قل میعاد ربک (۲) بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں (۳) اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی (۴) قرب اجلک المقدر ولا نبقی من المخزیات ذکرا ان الہامات کے ایک ایک لفظ کا صفائی سے پورا ہونا بالکل عیاں ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں اعتراضات آپ پر ہوئے لیکن وہ جماعت کی طرف سے ایسے مسکت دلائل کے ذریعہ دور کئے گئے کہ دشمن اپنے ایک ایک اعتراض کو آہستہ آہستہ واپس لیتا گیا اور

آخر اب اُن کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ پھر ۲۰ر نومبر کو آپ نے رؤیا میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کو ...... دیکھا اور اُن سے کہا کہ آپ میرے واسطے دعا کریں کہ میری اتنی عمر ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے اس پر انہوں نے "اکیس" کا لفظ تین دفعہ دہرایا اور چلے گئے اب یہ حقیقت ہے کہ سلسلہ کا کام آپ کا سلسلہ بیعت شروع کرنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے جو سنہ ۱۳۰۶ھ میں ہوا اور وفات سنہ ۱۳۲۶ھ میں ہوئی گویا اس خواب میں جیسا بتلایا گیا تھا سلسلہ کے کام کی تکمیل کے لئے آپ کو ۲۱ برس کا ہی عرصہ ملا۔ اس طرح الہام کل عمروا ۱۱۱ور...

پھر ۶ و ۷ و ۱۳ و ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو مندرجہ ذیل الہامات میں موت کے وقت کے قریب ہونے کا اعادہ کیا گیا قرب اجلك المقدر ولا نبقی لك من المخزیات ذكراً قل میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئاً قرب اجلك المقدر ولا نبقی لك من المخزیات ذكراً قل میعاد ربك ولا نبقی لك من المخزیات شیئا و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جاء وقتك ونبقی لك الآیات باهرات جاء وقتك ونبقی لك الآیات بینات ۔ قرب ما توعدون امرت نافذاً یعنی یہ فیصلہ اب اٹل ہے میں نے اپنا حکم نافذ کر دیا ہے۔

۲۰ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوتا ہے پسپا شدہ ہجوم افسوسناک خبر آئی ہے اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا یہ بعد بیداری ہوا شاید الہام بھی اسی کے متعلق ہو اب یہ واضح ہے کہ حضور کی وفات کی خبر مشہور ہوتے ہی لاہور کے بعض لوگ ہجوم کی شکل میں جمع ہو گئے جنہوں نے ہر قسم کی نازیبا حرکات کا ارتکاب کیا ہے لیکن خدا انہیں پسپا شدہ ہجوم قرار دیتا ہے کیونکہ یہ لوگ شکست پر شکست کھا چکے تھے اور ہر مقابلہ میں پس پا ہو چکے تھے اور یہ حرکات بھی ان کی پسپائی پر ہی دلالت کر رہی تھیں ۔۔۔ یہ الہام یہ بھی بتلاتا ہے کہ وفات لاہور میں ہوگی، چنانچہ حضور کی وفات کی افسوسناک خبر لاہور کے دوستوں کی طرف سے ہی ...... تمام احمدی احباب کو ارسال کی گئی۔ پھر ۲۲ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو رؤیا دیکھا فرماتے ہیں رؤیاء میں میں کہتا ہوں یا کسی نے کہا ہے کہ اب جنازہ..... جا کر پڑھیں گے گویا کسی کا جنازہ پڑھا جائے گا یہ حضور کا ہی جنازہ ثابت ہوا جس کے متعلق احمدیوں نے یہی کہا کہ قادیان جا کر جنازہ پڑھیں گے۔

پھر ۷ر مارچ کو الہام ہوا ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں چنانچہ حضور کی لاش کفن میں لپیٹ کر لاہور سے قادیان لائی گئی۔

پھر ۷ر نومبر کو الہام ہوا الموت قریب ان اللہ یحمل کل حمل یعنی موت اب قریب آ گئی ہے خدا سارے بوجھ اب تو اُٹھا لے گا چنانچہ حضور کی جماعت کو خدا نے سنبھال لیا اور ان کے ایمانوں میں تقویت بخشی اور سلسلہ کے کاموں کو چلانے کے لئے روپیہ دینے کے لئے اُن کے دلوں کو کھول دیا۔

پھر ۱۹ر دسمبر کو الہام ہوتا ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید ۲۷ کو ایک واقعہ ہمارے متعلق اللہ خیر و ابقی اب اس واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہے کہ ۲۶ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو آپ کی وفات لاہور میں ہوئی اور ۲۷ر مئی کو آپ کا جسم مطہر سپرد خاک کیا گیا الہام میں الفاظ اللہ خیر و ابقی صاف بتلا رہے ہیں کہ ۲۷ کا واقعہ موت سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ الہام بھی ہے خوشیاں منائیں گے بعد سنة واحدة یعنی یہ سال سنہ ۱۹۰۷ء ہے سنہ ۱۹۰۸ء میں دشمن خوشیاں منائیں گے یہ الہام بھی سنہ ۱۹۰۸ء میں وفات پر صریح دلالت کر رہا ہے۔ پھر ۲۰ر دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء کو الہام ہوتا ہے ماتم کدہ خنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے قادیان میں جب وفات کی خبر پہنچی تو وہ فی الحقیقت ماتم کدہ بن گئی تھی اور حضور کا جنازہ بھی لاہور سے پہلے تو بذریعہ ریل گاڑی بٹالہ لایا گیا اور وہاں سے قادیان تک احباب اپنے کندھوں پر اُٹھا کر لائے۔

پھر ۲۶ر اپریل سنہ ۱۹۰۸ء کو الہام ہوتا ہے مباش ایمن از بازی روزگار۔ پھر ۹ر مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو الہام ہوتا ہے الرحیل ثم الرحیل ان اللہ یحمل کل حمل یا عیسیٰ انی متوفیك و رافعك الی کس طرح خدا نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ پھر ۱۰ر مئی کو جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا ان الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات لھم جنت تجری من تحتھا الانھار یعنی اے جماعت کے لوگو ایمان اور عمل صالحہ پر قائم رہو جنت تمہاری ہی ہے۔

پھر ۱۵ر مئی کو الہام میں جماعت کو پھر تسلی دی گئی ہے فرمایا ڈرو مت مؤمنو!

پھر ۱۷ر مئی کو الہام ہوتا ہے مکن تکیہ بر عمر ناپائدار۔ پھر ۲۰ر مئی کو الہام ہوتا ہے الرحیل ثم الرحیل والموت قریب" یہ آخری الہام ہے جس کے بعد ۲۶ر مئی کو یعنی چھ دن کے بعد وفات وقوع میں آ جاتی ہے۔ یہ سب الہامات ایسے وقت میں ہوئے جبکہ حضور کی صحت اچھی تھی اور موت کے کوئی آثار ظاہر نظر نہیں آتے تھے ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کے ماتحت آپ کی زندگی ساری کی ساری خدمت اسلام میں گذری اور موت بھی اس وقت آئی جبکہ آپ رسالہ پیغام صلح ہندوستان کی دونوں قوموں یعنے مسلمان اور ہندوؤں کو آپس میں متحد ہونے کی دعوت دینے کے لئے لکھ رہے تھے اور اس رسالہ میں ایسی تجویز آپ نے بتلائی تھی کہ اگر اس کو عملی جامہ پہنا دیا جاتا تو ہندوستان نہ تقسیم ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کا فساد باقی رہتا، بلکہ یہ ملک امن کا گہوارہ بن جاتا اب ہر منصف مزاج انسان کو ان الہامات پر تعصب سے الگ ہو کر غور کرنے کی دعوت دے کر اس مقالہ کو ختم کرتا ہوں کیا یہ سب الہامات ثابت نہیں کرتے کہ یہ تصنع اور انسانی بناوٹ سے پاک ہیں اور کیا یہ خدا کی ہستی پر یقینی دلیل کا کام نہیں دیتے۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

احباب کی خاص توجہ کے قابل

یہ امر احباب اور تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خاص توجہ کے قابل ہے کہ انجمن کے ماہوار چندوں کی ادائیگی میں کچھ دنوں سے بہت تساہل واقع ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے انجمن کی آمدنی میں نمایاں کمی ہو گئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے صریح ارشادات کے خلاف ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ...... کا ارشاد ہے، کہ جو شخص مسلسل تین ماہ تک چندہ نہ دے اسکو جماعت سے خارج سمجھا جائیگا۔ یہ بہت بڑے خطرہ کی بات ہے، تمام احباب کرام کو چاہیئے کہ اپنے چندے ہر ماہ باقاعدگی سے مقامی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو یا براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجدیا کریں، یہ ایک دینی جہاد ہے جس میں شمولیت کرنے والوں کے لئے حضرت کی دعا ہے ؎

خدایا صد کرم کن بر کسے کو خادمِ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

مولانا یعقوب خان صاحب - ووکنگ (انگلستان)

حضرت مرزا صاحب کے علم و فضل کا بلند مقام اور ہمارے مخالف علماء

مکرمی ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم

آپ کا خط موصول ہوا - میں خود بھی چاہتا ہوں کہ مسیح موعود دیمنبر میں کم از کم ثواب کی خاطر ہی چند سطور لکھ کر شامل ہو سکوں - مگر لکھوں تو کیا لکھوں - کوئی نئی بات ہو تو لکھنے کے کوئی معنے بھی ہوں گے - وہی پرانی باتیں ہیں - وہی پرانا اللہ، وہی پرانا رسول، وہی پرانا قرآن - ہمارے تجدد پسند نوجوانوں کو یہ بار بار دہرائی ہوئی باتیں پسند نہیں آتیں - حضرت علامہ اقبال نے غالباً اسی قلبِ جدید کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا تھا ؎

طرحِ نو انداز ما جدت پسند افتادہ ایم

پہلا مصرعہ یاد نہیں -

مگر بعض ایسی طبائع بھی ہیں جو جس قدر زیادہ قدیم چیز ہو اسی قدر اس کی قیمت زیادہ ڈالتے ہیں جیسے کوئی اینٹیک فرنیچر ہوتا ہے - ایسے ایک دوست عید کے موقعہ پر ملے اور تپاک سے کھینچ کر لے گئے باہر گراونڈ میں اچھی پرلطف دھوپ تھی - دو کرسیاں لیکر بیٹھ گئے - یہ صاحب "مسلم ہائی سکول" کے پرانے طالب علم ہیں - اس زمانہ کے جب سکول باہر میکلوڈ روڈ پر تھا اور مولانا صدرالدین صاحب اس کے پرنسپل تھے - وہ احمدی نہیں ہیں، مگر کہتے تھے احمدیت کی فضا میں زمانہ طالب علمی کی جو کیفیت دل پر نقش ہوئی، وہ مٹنے میں نہیں آتی - زندگی کے بہتیرے نشیب و فراز میں سے گذرے - مشہور ادیب ہیں مصنف ہیں - سیاست میں پنجاب مسلم لیگ کے سیکرٹری رہے - بالفاظ مولانا روم ع

من بہ ہر جمعیتے نالاں شدم

مگر مسلم سکول میں جو نقشہ دل پر لگ چکا ہے وہ اسی طرح ابھرا ہوا قائم ہے - بہت سے تجربات میں گذرنا پڑا مگر اکثر باتیں حرف غلط کی طرح مٹ گئیں، اگر کوئی نقش مٹ نہ سکا تو وہ وہ نقش تھا جو اسی زمانہ میں دل پر بیٹھا - بورڈنگ میں لے بجتے تھے صبح سویرے مرحوم اکبر شاہ خاں نجیب آبادی (جو سپرنٹنڈنٹ تھے) قرآن کا درس دیتے تھے - سکول لگنے پر مولانا صدرالدین صاحب حدیث کے ایک مختصر سے سبق سے آغاز کرتے تھے - پچھلے پہر میکلوڈ روڈ سے چل کر احمدیہ بلڈنگس کا رخ کرتے تھے - وہاں مولانا محمد علی صاحب کا درس قرآن ہوتا تھا - فرمانے لگے بھلا یہ نقش کبھی مٹ سکتا ہے - پھر ایک ایک دوست کو یاد کرتے رہے اور لطف اٹھاتے رہے - پھر کہا ووکنگ مشن کو پچاس سال ہو گئے ہیں، پچاس؟ نصف صدی؟ کتنی بڑی بات ہے - پھر دریافت کیا "پیغام صلح" ابھی تک نکل رہا ہے - میں نے کہا ہاں، خدا کے فضل سے اسی طرح نکل رہا ہے - اس پر دفعتہً پوچھ گئے "اور مولوی دوست محمد صاحب ہی ایڈیٹر ہوں گے؟" اور جب میں نے کہا کہ ہاں تو ایک فخر اور ان کی طبیعت میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی - اس لئے کہ اس میں بھی انہیں ایک لطف آیا کہ پیغام صلح بھی تقریباً نصف صدی سے وہی اور اس کا ایڈیٹر بھی وہی!

تو الغرض جدت پسندوں کے مقابلہ میں ایسے قدامت پسند طبائع بھی ہوتی ہیں - قدامت پسندی میں بھی ایک وقار ہوتا ہے اپنی روایات سے ایک قسم کی وفا شعاری کا مظاہرہ ہوتا ہے جو بذاتِ خود ایک خوبی ہے - تو یہی انہی روایات سے زندہ رہتی ہیں، خدا ہمارے نوجوانوں کو چشم بصیرت دے کہ اسلام کی شاندار روایات کو قائم رکھیں - احمدیہ تحریک کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں تھا اور نہ ہے کہ اسلام کی ان روایات کو جو قوم فراموش کر چکی تھی، دوبارہ زندہ کیا جائے نوجوانی میں میری نظر حضرت مسیح موعود کی ایک نظم کے پہلے شعر پر پڑی، جو "آئینہ کمالات اسلام" کے سب سے پہلے صفحے پر تھی تو میں نے سمجھا اس شخص کا دل اسلام کی محبت سے سرشار ہے وہ شعر یہ ہے ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

میرے نزدیک "مسلمان کون ہے؟" کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہی کہ جس دل میں اسلام کی صداقت کا ولولہ ہو، اسکو سرسبز و شاداب دیکھنے کی تڑپ ہو، اسلام کی شاندار روایات کو عزیزترین مایۂ حیات سمجھتا ہو، وہ کونسی چیز تھی جس نے مسلم ہائی سکول کے اس پرانے طالب علم کو جو اس وقت ۶۰ سال کی عمر کا ہوگا، ادیب ہوگی کے ادیبوں اور مفکروں میں شمار ہوتا ہے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل ہے - ابھی تک اسی "سرور رفتہ" کی یاد میں محو کر رکھا ہے - وہ وہی اسلام کی سچی محبت بلکہ اسلام کے لئے ایک قسم کا جنون جو اس وقت کے ماحول میں اس نے احمدیہ بلڈنگس میں پایا -

حیات و وفات مسیح کے قصے سے طبیعتیں اکتا گئی ہیں، اور مسیح موعود کے الفاظ سن کر بھی لوگ کان کھڑے کر لیتے ہیں اور کچھ غیر مانوس سے معلوم ہوتے ہیں - مگر حقیقت صرف اس قدر ہے کہ یہ بھی اسلام کی حمیت اور حمایت کا ہی ایک تقاضا تھا کہ یہ پرانی گتھیاں جن سے مخالفین اسلام فائدہ اٹھاتے تھے، سلجھائی جائیں - ورنہ حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کر کے لینا ہی کیا تھا - بلکہ اس دعوے کے لئے انہیں ایک بھاری قیمت ادا کرنی پڑی - وہ ایک ہی انسان تھے جو اسلام کی حمایت میں تن تنہا سینہ سپر ہوئے اور جب چاروں طرف سے دشمنوں نے اسلام پر ہلہ بول رکھا تھا تو ایک مرزا غلام احمد ہی تھے جن پر راتوں کی نیند حرام ہو گئی تھی اور انہوں نے دشمنوں کی صفوں کو اس طرح پامال کیا کہ ان کے پاؤں اب تک سنبھل نہیں سکے - اور ایک ایسے بڑے عالم دین نے جو بعد میں مخالفت کے علمبردار ہوئے یہ شہادت حقہ اپنے رسالہ میں شائع کی کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں ایسی تصنیف نہیں ہوئی جیسے مرزا صاحب کی "براہین احمدیہ" ہے - اور لکھا ہے کہ اسے "ایشیائی مبالغہ" نہ سمجھا جائے یہ ایک حقیقت ہے -

وہ "براہین" آج بھی دنیا کے سامنے ہے - ذرا اس کے ٹھوس دلائل کا ایک شمہ بھی تو کوئی تصانیف ماسبق یا مابعد میں پیش کیا جائے - علامہ اقبال نے جب "مسئلہ توحید باری تعالےٰ" پر ایک فلسفیانہ مقالہ سپرد قلم کیا اور مغربی فلسفیوں از قسم "ہیگل"، "کانٹ" اور "برگساں" کے خیالات اس بارے میں پیش کئے تو اسی ضمن میں لکھا کہ اسی مسئلہ میں اسلامی علماء میں سے جس کا ذہن اسی عمیق راز تک پہنچ سکا ہے وہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہے "جو ہندوستان کا سب سے بڑا عالم دین ہے" - یہ مضمون "اسلامک ریویو" میں (غالباً ۱۹۰۷ء کے کسی پرچہ میں) چھپ چکا ہے -

یہ حضرت مرزا صاحب کے علم و فضل کا بلند پایہ مقام - اور ہر دلعزیزی کا وہ عالم تھا کہ

لوگوں کے قلوب پکار اُٹھے تھے کہ اس زمانہ کا مجدد یہی شخص ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے وفات پر انہیں "اسلام کا فتح نصیب جرنیل" کا خراج تحسین پیش کیا۔ مسیح موعود کا دعوے کر کے آپ نے دین کی خاطر بڑی بھاری قربانی کی ــــ اپنی شہرت کو اسلام کی عزت پر قربان کیا، اپنے آرام کو ٹھکرا دیا تعریفوں کی بجائے گالیوں کی بوچھاڑ خریدی۔ آخر کیوں؟ یہ ساری مصیبت کیوں مول لی؟ اس لئے کہ خدا کا حکم تھا اور خدا کا حکم اس لئے تھا کہ اسی میں اسلام کے از سر نو احیاء اور غلبہ کا راز تھا۔

ظہور مسیح موعود ایک راز سربستہ تھا جو ایک تقدیر الٰہی کے ماتحت کسی پر منکشف نہ ہو سکا اور اسی لئے نہ ہو سکا تاکہ اس کا انکشاف انہی ہاتھوں سے ہو جو عروج اسلام کے اس نئے دور کا علمبردار ہونے والا تھا۔ امت میں بڑے بڑے امام مجتہد مفسر، فلسفی گذرے ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے ترجمان القرآن کے "منصب رسالت نمبر" میں کوئی بیس کے قریب جید علماء اور مفسرین کے حوالے دیئے ہیں جنہوں نے باوجود علم و فضل کے جو یقیناً انہیں حاصل تھا، یہی سمجھا، کہ حضرت مسیح زندہ ہیں اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی علمبرداری کے لئے وہ خود آخری دور میں نزول فرمائیں گے۔ تعجب ہے کہ عقلوں پر پردہ پڑا رہا اور ایک موٹی سی بات جس سے قرآن بھرا پڑا ہے یعنے حضرت مسیح کی وفات وہ ان جلیل القدر اعیانِ دین پر منکشف نہ ہو سکی۔ اور اس لئے نہ ہو سکی کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت نے اس انکشاف کو اس دور کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا جو یاجوج ماجوج اور دجال کے خروج کا دور ہے۔ آنے والے مسیح نے اسی فتنہ عظیمہ کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس لئے یہ اس کے لئے ایک نشان قرار دیا گیا۔ کہ ان رازہائے سربستہ کا جو صدیوں سے سربستہ چلے آتے تھے انکشاف بھی اسی انسان کے ہاتھوں ہو جو اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے مامور ہو گا۔

یہ ہے مسیح موعود کے استعارہ کی حقیقت یہ ایک اصطلاح ہے۔ استعارہ ہے۔ اور محض اس لئے یہ اصطلاح اور یہ استعارہ اختیار کیا گیا ہے کہ:۔

ایک تو اسلام کا یہ دوسرا دور جلال کا نہیں اس کے جمال کا آئینہ دار ہونا تھا مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد میں صاف اشارہ موجود ہے۔ اور وہی اشارہ قرآن کی اس آیت میں ہے ومثلہ فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ ...... یہ صاف اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب تلوار کی ضرورت نہیں رہے گی اور خیالات اور نظریات کی جنگ ہو گی اسلامی تصورات کی اشاعت کو بیج بونے سے تشبیہہ دی ہے۔ جو بعد میں ایک لہلہاتی کھیتی اور تن آور پودے بن

جاویں گے۔ اس وقت ہم جو حضرت مرزا صاحب کے ادنےٰ غلام مغربی ممالک اور افریقہ میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں درحقیقت وہی اسلامی تخم ریزی کر رہے ہیں جس کی اس آیت میں بشارت ہے سینٹ آگسٹن جب ان جزائر میں آیا تھا تو آیا ایلا تھا۔ اس وقت یہ لوگ طرح طرح کی باطل پرستیوں میں مبتلا تھے۔ آج سب کے سب مسیحی ہیں۔ اسی لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ کوئی زمانہ آئے گا کہ آج کی تخم ریزی کی بدولت یہ ملک اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجتا ہو گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ مسیح پرستی کا باطل عقیدہ جڑوں سے اسی صورت میں اکھڑ سکتا تھا کہ آنے والا مسیح جس کی خود مسیحی دنیا کو انتظار ہے ایک انسانی شکل میں آئے۔ اور الوہیت مسیح کے عقیدہ کو غلط قرار دے

احمدیہ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے تاریخی انقلاب کے لئے قرعہ فال اس مختصری جماعت کے نام ڈالا۔ ہم حضرت مرزا صاحب کے اس احسان کا بوجھ نہیں اتار سکتے کہ ہمارے قلوب کو اسلام کی صداقت اور اس کے غلبہ پر ایمان سے معمور کیا اور ہمیں ایک ایسے نیک اور مقدم کام میں لگایا جو اشاعت اسلام کا کام ہے۔

پہلے زمانہ میں علماء کرام کیا گر مسئلہ نزول مسیح کے متعلق غلطی لگی رہی تو وہ ایک تقدیر الٰہی کے ماتحت تھی۔ اب علماء کرام پر ضرورت سے زیادہ اتمام حجت ہو چکا۔ وہ اس بالکل صاف اور واضح تعبیر سے جو احمدیت نے پیش کی ہے کھسٹ کھسٹا کر نکلنے کی جو کوشش کر رہے ہیں وہ خدا کی تقدیر کے خلاف اعلان جنگ کے برابر ہے۔ علماء ازہر کا فتوےٰ اب بر سر عام آگیا ہے کہ حضرت مسیح وفات شدہ ہیں۔ اب اس کے سوا کیا چارہ رہ گیا کہ آنے والا مسیح اسی امت سے ہو گا۔ مگر ہمارے علمائے کرام احمدیت کی مخالفت میں مضحکہ انگیز حد تک چلے گئے ہیں وہ اس مسئلہ کو رائے شماری سے حل کرنے کے حق میں ہیں۔ چونکہ پاکستان میں اکثریت حضرت مسیح کو زندہ سمجھتی ہے اس لئے وہ زندہ ہیں اور وہی آئیں گے۔ جہاں اس قسم کی منطق استعمال ہونے لگے تو اسے صداقت پرستی کے جنازہ کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ؛ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام ؛ ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست ؛ بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب (مسیح موعودؑ)

مسجد احمدیہ چک ورکاں ضلع گوجرانوالہ

۱۲ر فروری کے شمارہ میں جن ۲۷ احباب نے مسجد احمدیہ چک ورکاں (ضلع گوجرانوالہ) کے لئے عطیہ جات بھیجے تھے انکے نام درج کر دیئے گئے تھے۔ شیخ غلام حسن صاحب راولپنڈی کے عطیہ کی رقم سہواً پہ نہ لکھی گئی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ فوراً ذیل کے پتہ پر رقم سے اطلاع دیں۔ ذیل میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جو مزید عطیہ جات موصول ہوتے ہیں ان کی تفصیل درج کی جاتی ہے مسجد کی تعمیر کا کافی کام ختم ہو چکا ہے احباب کی دعاؤں اور مالی اعانت سے یہ مبارک کام انشاء اللہ جلد تکمیل پا جائیگا۔

نام	رقم
سابقہ میزان	536.00
امداد مرکزی انجمن	500.00
ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ	280.00
میاں سعید احمد۔ لاہور	100.00
ڈاکٹر وحید احمد۔ لاہور	50.00
کیپٹن انعام الحق صاحب لاہور	20.00
محمد ایوب صاحب چک ورکاں	50.00
نذیر احمد صاحب " "	50.00
محمد مہدی " "	10.00
کرم بی بی صاحبہ	10.00
فقیر محمد صاحب	5.00
معلوم الاسم	25.00
چوہدری برخوردار صاحب قلعہ دیے سنگھ	20.00
معلوم الاسم " " " "	5.00
عبدالغنی بٹ صاحب	10.00
منشی محمد حسین صاحب نوکھر	5.00
ماسٹر نور محمد صاحب پلنگ پور	10.00
ہمشیرہ نور محمد صاحب	5.00
ناصر احمد صاحب وزیرآباد	10.00
جماعت وزیرآباد	25.00
چوہدری سلطان علی صاحب ملتان	5.00
بابو غلام قادر صاحب	5.00
معرفت خالد اقبال راولپنڈی	5.00
قاضی جاوید سعد ایبٹ آباد	2.00
والدہ محترمہ عبدالغفور ثاقب صاحب	2.00
عبدالغفور صاحب ثاقب	1.00
عبدالکریم محمد سعید صاحبان طالب علم	1.00
صابر پرویز صاحب لاہور	1.00
جماعت رنالہ	10.50
مرزا محمد حسین صاحب بی کام لاہور	1.00
محمد اکرم صاحب	1.00
کل میزان	1810.50

رقوم ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:۔
سیکرٹری جماعت چک ورکاں۔ معرفت امین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

احیائے دین کے بارہ میں خدائی سنت

سلسلۂ وحی الٰہی کے قیام کی حاجت

اخلاقی و روحانی مُردگی کے وقتوں میں احیاءِ دین کے بارہ میں خدائی سنت کیا ہے؟ جب انسانوں کی توجہ کو مادی اسباب نے کھینچ لیا ہو، جب اخلاقی اقدار اور روحانی عالم سے نہ صرف کلیتہً بے اعتنائی برتی جا رہی ہو بلکہ اُن سے علی الاعلان انکار اور تمسخر و استہزاء کیا جا رہا ہو، تو ایسے نازک اور خطرناک دور میں کیسے اور کیونکر مذہب کے سچے اصولوں کی جانب دوبارہ توجہ دلائی جانا ممکن ہے؟ ان اہم و عظیم سوالات کے جواب سنتِ خداوندی کے مطابق کیا ہیں؟ اور خود قرآن کریم نے ان پر کیا روشنی ڈالی ہے؟

یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر مسلمان قوم کو سب سے بڑھکر توجہ دینے کی ضرورت اس لئے ہے کہ مذہب اسلام ایک کامل دین ہے، جب جملہ دینی سوالات کا حل اس کلام پاک میں موجود ہے تو یقیناً ان عظیم الشان سوالات کے جوابات بھی اس کامل کلام میں دیئے گئے ہیں۔ پس یہ امر ہماری تمامتر و مقدم ترین توجہ کا مستحق ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ عالمگیر سے دینی و ہمہ گیر اخلاقی انحطاط کے اصل علاج کے بارہ میں قرآن کریم نے کونسا طریق کار واضح فرمایا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنی اپنی عقلوں کی بناء پر ان اہم سوالات کے جواب دینے کی کوشش کریں ہمارے مسلمہ عقیدہ کی بناء پر سب سے مقدم کیا یہ امر ہم پر واجب نہیں کہ ہم اپنی کامل کتاب میں ان کا صحیح حل تلاش کریں؟ اگر ان کا واضح جواب اس کتاب پاک میں بالصراحت موجود ہو جسے ایک ازلی ابدی سنت اللہ کا مقام حاصل ہو تو کیا اس صورت میں یہ امر لازم نہ آئے گا کہ ہم اس قرآنی حل کی طرف اپنی تمام تر توجہ منعطف کریں؟ چنانچہ یہ امر کہ عالمگیر روحانی فساد کا مداوا خدا تعالےٰ خود اپنی جانب سے ہمیشہ کیا کرتا اور یہی اس کی سنت جاریہ ہے قرآن کریم نے تو یوں بیان فرمایا ہے

انا نحن نزلنا الذکر	ہم نے ہی اس کلام کو نازل
وانا له لحافظون	کیا ہے اور (جب اس
. . . .	اس کے مقاصد و معانی مفقود
. . . .	ہو جائیں گے تو یقیناً یاد
. . . .	رکھو) ہم ہی اس کی محافظت
. . . .	کے ذمہ دار ہیں۔

یعنی قرآن حکیم کے اصل مقاصد کے مفقود ہو جانے کے وقت دوبارہ احیاءِ دین ہمارے ذمہ ہے پھر دوسرے مقام پر اسی امر کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :-

انا علینا جمعه	یعنی قرآن کریم کا جمع کرنا
. . . .	اور پڑھا جانا بھی ہمارے
وقرانه فاذا	ذمہ ہے، جب پڑھا جائے
قرانه فاتبع قرانه	تو اسکی پیروی کرو (نہ صرف
ثم ان علینا بیانه	اسی قدر) بلکہ اس کے بعد
	دوبارہ اس کا بیان کرنا بھی ہمارے
	ہی ذمہ داری ہے۔

خدائی سنت و قوانین الٰہیہ

جب روحانی بگاڑ اور اخلاقی انحطاط عالمگیر پیمانہ پر پھیل جائیں تو قرآن کریم کے نزدیک اس وقت احیاءِ دین کے لئے مفصلہ ذیل ازلی ابدی سنت اللہ مقرر ہے۔

خدا تعالےٰ خود اپنے ہاتھوں سے ایک الٰہی سلسلہ کو قائم فرماتا ہے۔ ایک شخص کو اپنی جانب سے مصلح و مامور کرکے دنیا میں کھڑا کرتا ہے جسے حقائق دینیہ کا نہ صرف رواجی علم حاصل ہوتا ہے بلکہ اس بارہ میں اسے معرفت تام عطا کی جاتی ہے اور وہ ان روحانی حقائق کو نہ صرف از قبیل گوشیدن و شنیدن بیان کرتا ہے بلکہ از قبیل جوشیدن و معرفت تام اُن کے بارہ میں معلومات دیتا ہے، گویا وہ صرف قال سے نہیں بلکہ حال سے کلام کرتا ہے اور جو اس کی روحانی آنکھ مشاہدہ کرتی ہے اس نظارہ کو دیکھ کر اس کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرتا ہے، خدا اس کے ساتھ کامل رنگ میں ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے وجود کی یقینی خبر اس پر کھولتا ہے مفاسد پیش آمدہ کی اطلاع اُسے دی جاتی ہے اور اس کے صحیح صحیح علاج اس پر منکشف کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کے نزدیک عالمگیر روحانی مُردنی کا علاج بجز اس طریق کار کے ممکن نہیں۔ البتہ قرآن کریم کے نزدیک اس محکم قانون کی تفصیل میں یہ امر بھی شامل ہے کہ کسی ایسے الٰہی سلسلہ کی ترقی و فروغ میں بعض ابتلاء پیش آنا ضروری ہیں، یہ رکاوٹیں نہ صرف بانیٔ سلسلہ کی زندگی تک محدود ہوا کرتی ہیں بلکہ اس کی زندگی کے بعد اس کی جماعت پر بھی ایسے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہوا کرتا ہے مگر بالآخر جس پودہ کو خدا اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے وہ ترقی پذیر ہو کر ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جس کے پھل سے ایک جہان فائدہ اُٹھاتا ہے۔

مُردہ زمین کیلئے آسمانی بارش کا محکم قانون

قرآن کریم نے بار بار اپنے اس محکم اور ازلی ابدی سنت اللہ کا ذکر کیا ہے کہ زمین کی مُردگی کے وقت جس بات سے اس میں زندگی دوبارہ عود کرتی ہے وہ آسمان سے بارش کا نزول ہی ہے۔ اس کا ذکر کم و بیش سترہ آیات میں مختلف مقامات پر آیا ہے۔ بعض مقامات پر تو خدا تعالےٰ نے اپنے اس جسمانی قانونِ زندگی کے ساتھ روحانی سنتِ احیاء کا ذکر بھی فرمایا ہے مگر دوسرے مقامات پر صرف جسمانی قانونِ حیات کا ذکر کرکے متوازی روحانی سنت کی طرف صرف اشارہ کیا ہے۔

وہ مقامات جہاں جسمانی قانونِ احیاء کے ساتھ روحانی قانون کا بھی ذکر کیا ہے تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں:-

والذی نزل	"وہی ذات ہے جو آسمان سے
من السماء ماء	بارش نازل کرتی ہے ضرورت
بقدر فانشرنا	کے مطابق۔ جس سے ہم مردہ
به بلدة میتا	زمین میں جان ڈالتے ہیں۔ تمہارا
کذالك تخرجون	بعثت (روحانی) بھی عین اسی (قانون)
(الزخرف ۱۱)	کے مطابق ہے۔

یہاں جس بعثت ثانیہ کا ذکر ہے اور جسے مُردہ زمین سے تشبیہ دی گئی ہے وہ صاف طور پر انسان کی روحانی بعثت ہے جو وحی الٰہی کی بارش کے نزول سے زندہ ہوتی ہے۔

سورۃ الاعراف میں اس مضمون کو زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے :-

هو الذی یرسل	"یقیناً یہ وہی ذات برحق ہے
الریح بشری بین	جو اپنی رحمت کے نزول سے
یدی رحمته	قبل ہواؤں کو بطور خوشخبری
حتیٰ اذا اقلت	کے بھیجتی ہے، یہاں تک
سحابا ثقالا سقنه	کہ جب وہ بوجھل بادل کو اُٹھاتی
لبلد میت	ہیں تو ہم اسے مردہ زمین

فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات کذالك نخرج الموتی لعلکم تذکرون والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذالك نصرف الایت لقوم یشکرون (الاعراف ۵۷)

... کی طرف لے جاتے ہیں، پھر ہم اس پر مینہہ برساتے ہیں جس سے تمام قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں بعینہٖ اسی طرح ہم مردوں (مردہ روحوں) کو زندہ کرتے ہیں تاتم اس بارہ میں توجہ سے کام لو۔ (نتیجہ بارش کا یہ ہوتا ہے) کہ عمدہ زمین خدا کے حکم کے ماتحت اپنے پھل خوب لاتی ہے، البتہ ناقص زمین معمولی روئیدگی پیدا کرتی ہے، دیکھو ہم تکرار کے ساتھ ان امور کو اس لئے بیان کرتے ہیں تا تم شکر گذار ہو۔"

یہاں نہ صرف نزول بارش کو مردہ زمین کی زندگی کے لئے لازم قرار دیا بلکہ مختلف قسم کی زمینوں کا ذکر کر کے یہ بھی واضح فرما دیا کہ ایک ہی پانی سے مختلف نتائج کیونکر پیدا ہوتے ہیں، اب کیا یہاں اس امر کا ذکر کرنا ہی مقصود نہیں کہ وحی الٰہی کی بارش جب نازل ہوتی ہے تو مختلف انسان اس کے ذریعہ اپنی اپنی استعداد کے موافق فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

مایوسی و مُردگی کے بعد آسمانی بارش سے زندگی

سورۃ الرّوم میں اس سنتِ الٰہیہ کو تھوڑے سے مختلف الفاظ سے اس طرح واضح فرمایا:۔

اللہ الذی یرسل الریٰح فتثیر سحابا فیبسطه فی السماء کیف یشاء ویجعله کسفا فتری الودق یخرج من خلله۔ فاذا اصاب به من یشاء من عباده اذا هم یستبشرون، وان کانوا من قبل ان ینزل علیهم من قبله لمبلسین۔ فانظر الی اثار رحمت اللہ کیف یحی الارض بعد موتها، ان ذالك لمحی الموتیٰ وهو علیٰ کل شیء قدیر۔ (الروم ۴۸-۵۲)

"یہ خدا تعالےٰ ہی کی ذات برکات ہے جو ہواؤں کو چلاتی ہے جس سے بادل اُٹھتے ہیں پھر وہ اس کی منشاء کے موافق آسمان میں پھیل جاتے ہیں، پھر وہ ان کو پھاڑتا ہے اور جب وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بارش نازل فرماتا ہے۔ تو وہ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس سے قبل کہ بارانِ رحمت کا نزول ہو وہ مایوس ہو چکے تھے۔ غور کرو خدا کی رحمت کے نشانوں پر کہ کس طرح وہ مردگی کے بعد زمین کو زندہ کرتا ہے (تم یقین کرو) کہ بالکل اسی (قانون کے ماتحت) مردہ روحوں کو زندگی عطا کی جاتی ہے کیونکہ خدا ہر امر کے کرنے پر قادر ہے۔"

اس مقام پر اس امر کی تصریح فرما دی کہ کس طرح بارش سے قبل انسان مایوس ہوتے ہیں۔ مگر کیونکر ان کی مایوسی بارش برسنے سے خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے جس سے بتلانا مقصود ہے کہ متوازی روحانی قانون احیاء موتیٰ کے وقت بھی انسانی عقل و دانش مایوس و مردہ ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر جب وحی الٰہی کی آسمانی بارش سے ایک خدائی سلسلہ قائم کیا جاتا ہے تو کس طرح روحانی تروتازگی اور خوشی کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں، اگر کسی کو اس بارہ میں کچھ شک ہو کہ احیاء موتےٰ کا جو ذکر یہاں آیا ہے تو کیونکر یقین ہو کہ اس سے مراد روحانی زندگی ہے تو اس شک کے ازالہ کے لئے ان آیات سے چند آیات قبل رکوع کے ابتداء میں ہی یہ آیت شریفہ موجود ہے:۔

ظهر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون۔ (الروم-۶۱)

"لوگوں کی بداعمالی کے باعث خشکی و تری ہر جگہ فساد بپا ہو چکا ہے، بداعمالی سے باز رکھنے کی خاطر اپنے اعمال بد کی کسی قدر سزا ان کو بھگتنا ہوگی۔"

اس کے بعد بھی کیا کوئی ادنیٰ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ احیاءِ موتیٰ سے مراد لوگوں کا بدعملی سے باز رہ کر اخلاقی و روحانی ترقی کی جانب عود کرنا ہے نہ کچھ اور، جس کے لئے خدائی و حتمی سنت یہی ہے کہ آسمانی بارش کا نزول ہو؟

دو اور مقامات سے بھی اس مضمون کے بارہ میں آیات نقل کی جاتی ہیں۔

سورۃ قاف میں ہے:۔

انزلنا من السماء ماء مبارکا فانبتنا به جنّت وحب الحصید ... ... رزقا للعباد و احیینا به بلدة میتا، کذالك الخروج۔ (قاف ۹-۱۱)

"ہم آسمان سے مبارک مینہہ برساتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ باغ اور کھیتیاں اُگتی ہیں ... (ان تمام چیزوں میں) بندوں کے لئے رزق کے سامان ہیں اور اسی سے ہم مردہ زمین کو زندگی دیتے ہیں۔ چنانچہ تمہاری (روحانی) بعثت بھی عین اسی کے مانند ہے"

اور سورۃ حم ؔ فرمایا:۔

ومن ایٰته انك تری الارض خاشعة فاذا انزلنا علیها الماء اهتزت وربت ان الذی احیاها لمحی الموتیٰ انه علیٰ کل شیء قدیر۔ (آیت ۳۹)

"خدا کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تجھے زمین جامد نظر آتی ہے تو جب ہم اس پر بارش نازل کرتے ہیں اس میں روئیدگی و تازگی پیدا ہو جاتی ہے وہی ذات جس نے یہ جسمانی زندگی عطا کی مردوں کو بھی حیات بخشتی ہے کیونکہ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔"

اس مقام پر کس وضاحت سے اور زوردار الفاظ میں جسمانی مردگی کے بالمقابل روحانی زندگی کا ذکر کیا ہے اور اسکو خدا کی نشانیوں میں سے قرار دے کر خدا کی قدرت کا کرشمہ بتلایا ہے۔ مگر اس جمود و مردگی کو دُور کرنے کے لئے جس طرح جسمانی رنگ میں مینہہ برسنا ضروری قرار دیا ہے اسی کے مطابق روحانی عالم میں بھی روحانی بارش یعنی کسی سلسلہ وحی الٰہی کی ضرورت لازم پڑی ہے جس کے بغیر روحانی زندگی کا پیدا ہونا خلافِ سنّت الٰہیہ ہے

وحی الٰہی کی بارش سے تشبیہہ

وحی الٰہی کو قرآن حکیم میں بارش سے کیوں مماثلت دی گئی ہے؟ یعنی جسمانی قانون زیست اور روحانی سنۃ اللہ احیاء میں کیا بلیغ مشابہت ہے؟

جب ہم جسمانی نظامِ حیات پر غور کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ پانی کے حصول کے جس قدر ذرائع بارش کے علاوہ ہیں۔ مثلاً کنوئیں، دریا، چشمے، وغیرہ درحقیقت ان سب کا اصل مصدر و منبع بارش ہی ہے۔ اگر چند برسوں کے لئے آسمانی بارش نہ ہو تو نہ دریا ہوں جو پہاڑوں سے آتے ہیں اور نہ ہی زمین کی تہ کے چشمے، اور کنوئیں ہی قائم رہیں غرضیکہ بارش سے ہی براہ راست یا بالواسطہ تمام سیرابی و شادابی قائم و دائم ہے۔ چنانچہ اسی لئے قرآن کریم میں اس قسم کی آیات آتی ہیں جیسے:۔

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها۔ (فاطر ۲۸)

"یہ آسمانی بارش ہی کے سبب مختلف قسم کے پھل اُگتے ہیں۔"

. . . .

. . . . . سورۃ فرقان میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وانزلنا من السماء ماء طهورا لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا۔

"ہم بارش کے ذریعہ جو پاک پانی اتارتے ہیں تو اسی سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے کیونکہ اسی سے حیوانات اور انسانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے۔"

سورۃ النحل میں اس زندگی کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی :-

وھو الذی انزل من السماء ماءً لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذالک لآیۃ لقوم یتفکرون

"وہی ذات ہے جو بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتی ہے جو تم پیتے ہو، اور جس سے وہ نباتات پیدا ہوتی ہے جو تم کھاتے ہو، نیز اسی بارش سے تمہاری کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں اور تمام قسم کے پھل مثلاً زیتون، کھجور، انگور پیدا ہوتے ہیں اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔"

سورۃ الرعد میں فرمایا :-

فانزلنا من السماء ماءً فاسقینٰکموہ وما انتم لہ بخازنین۔

"ہم ہی آسمان سے بارش نازل کرتے ہیں جس کے ذریعہ ہم تمہاری پیاس بجھانے کے سامان کرتے ہیں اور نہ ہی اسکے جمع کرنیکی طاقت تم میں ہے"

غرضیکہ ان آیات میں بارش سے متعلق چار امور کا ذکر فرمایا ہے :-

(۱) جملہ قسم کی سیرابی کا باعث بالآخر بارش کا نازل ہونا ہی ہے چاہے وہ سیرابی براہِ راست ہو یا بالواسطہ بذریعہ دریاؤں کنووں اور چشموں کے۔

(۲)- اگر بارش کا نازل ہو جانا بند ہو جائے تو روئے زمین پر کسی قسم کی زندگی نباتاتی یا حیوانی ممکن نہیں۔

(۳) آسمان سے نازل شدہ پانی پاک و صاف ہوتا ہے۔

(۴) بارش اوپر سے نازل ہوتی ہے، زمین کے اندر سے پھوٹ کر نہیں نکلتی۔

اب ان تینوں امور میں وحی الٰہی کی مشابہت بارش سے ثابت ہے۔ کیونکہ (۱) انسانی سرشت میں میں جس قدر اخلاقی و روحانی قوتیں موجود ہیں ان کی سیرابی کا باعث صرف وحی الٰہی ہی ہے خواہ انسان براہِ راست اس سے فائدہ اُٹھانے والے ہوں یا چاہے وہ بالواسطہ درمیانی ذرائع سے سیراب ہونے والے ہوں۔ بہرحال جملہ اخلاقی و روحانی قوتوں کی بیداری اور ارتقاء کا اصل منبع و مصدر وحی الٰہی ہی ہے نہ کہ محض انسانی عقل و علم۔

(۲)- اگر وحی الٰہی کا سلسلہ کئی صدیوں تک منقطع ہو جائے تو اس کا نتیجہ وہی کچھ ہوگا جو کئی سال تک بارش نہ ہونے سے خشک سالی کے رنگ میں نکلتا ہے اور بالآخر انسان کی اخلاقی و روحانی زمین مردہ ہو کر رہ جائے گی۔

(۳)۔ کامل وحی الٰہی کی شکل میں جو علم و ہدایت آسمان سے نازل کیا جاتا ہے وہ بارش کے پانی کی مانند اس قدر مصفا و مطہر اور یقین و ایمان کی ایسی سیرابی و شادابی کا موجب ہوتا ہے کہ جو انسانی ہاتھوں سے مکدّر پانی کو حاصل نہیں ہوتی۔

(۴)- جس طرح بارش آسمان سے آتی ہے بعینہٖ وحی الٰہی کا نزول بھی خارج سے ہوتا ہے۔

سلسلہ وحی الٰہی کے اجراء پر عقلی استدلال

قرآن کریم کی تعلیم سے تو یہ امر بالکل واضح ہو چکا ہے کہ اخلاقی و روحانی مُردگی کا دائرہ جب عالمگیر پیمانہ پر محیط ہو جائے تو انسانی رُوح کے اعلیٰ قوتوں کی دوبارہ بیداری و احیاء کے لئے سلسلۂ وحی الٰہی کا نزول لازم و لابدی ہے بجز کسی ایسے کامل سلسلۂ اجراء کے روحانی قوتوں کا احیاء ہرگز ممکن نہیں۔

اگر ہم عقلی طور پر اس مسئلہ کو پرکھیں تو استدلالی رنگ میں بھی ہمیں یہی کچھ ثابت ہوگا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مادی عالم اور اس کے اسباب تو حواسِ خمسہ کے ذریعہ محسوس کئے جاتے اور مشہود کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اخلاقی و روحانی قوتیں "حواسِ خمسہ کے ادراک سے ماوراء ہیں" اگرچہ اس قدر تو صحیح ہے کہ فطرتِ انسانی میں مرکوز ہونے کے باعث ان کا کسی قدر شعور تو موجود ہے مگر اولاً تو یہ تمام طبائع میں یکساں کیفیت پر موجود نہیں، کسی میں زیادہ، کسی میں کم ہے، دوئم یہ کہ اخلاقی و روحانی قوتوں کے صحیح و کامل ارتقاء کے لئے بعض غیب کے امور پر ایمان و یقین پیدا کرنا لازم پڑتا ہے مثلاً خدا تعالےٰ کی ہستی، اعمال کی جزا و سزا۔ مگر انسانی عقل و علم ان کے بارہ میں ایسا یقین پیدا کرنے سے قطعاً عاجز ہیں جس کے باعث اعمال میں معجز نما تبدیلی رونما ہو جائے۔ زیادہ سے زیادہ انسانی عقل و علم ایسے علم غیب کی جانب دھندلا سا اشارہ کر سکتے ہیں اور وہ بھی تب جب عقل سلیم اور علم صحیح ہو، مگر تاہم اس حالت میں بھی وہ یقین پیدا ہونا کہاں ممکن ہے جو عملی زندگی پر اثر انداز ہو سکے بالخصوص جبکہ مادی ماحول اس کے برعکس اثر انداز ہو رہا ہو اور سفلی جذبات زوروں پر ہوں۔

انسانی تاریخ کی عملی شہادت

نہ صرف قیاس و استدلال عقلی اس امر کو واجب ٹھہراتے ہیں کہ یقین تام پیدا کرنے کے لئے انسانی عقل و علم ناکام ہیں بلکہ تمام انسانی تاریخ کا تجربہ اس امر پر شاہد ناطق ہے جب کبھی قوموں کی زندگیوں میں اخلاقی و روحانی انقلاب آیا تو تاریخ ہمیں ہمیشہ یہی شہادت دیتی ہے کہ اس کا باعث انسانی عقل و علم کبھی نہیں ہوا۔ کیا یہ ایک تاریخی واقعہ نہیں کہ اخلاقی و روحانی انقلابات نہ کسی فلسفی یا شاعر نے پیدا کئے اور نہ ہی کسی فاتح یا حاکم نے؛ بلکہ جب کبھی قوموں میں ایسے انقلاب بپا ہوئے تو وہ ہمیشہ انہی لوگوں کی جد و جہد سے ہوئے جو خدا سے کامل تعلق کے مدعی تھے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کی ذات و صفات اور اعمال کی جزا و سزا پر جس قسم کا حتمی و قطعی یقین انہوں نے پیدا کر دکھلایا وہ کبھی اور قسم کے انسانوں کو نصیب نہ ہو سکا اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔ زندگیوں میں اعلیٰ تبدیلی کیونکر پیدا ہو جب تک کہ مادی و سفلی جذبات و احتیاجات کے ادنےٰ اور اخلاقی و روحانی قوتوں کے اعلیٰ تر ہونے کے بارہ میں قلب انسانی میں ایک خارق عادت یقین پیدا نہ ہو جائے؟ جب تلک خدا تعالےٰ کی ہستی، اعمال کی جزا و سزا اور خدا تعالےٰ کے کلامِ ہدایت پر اس قدر زبردست ایمان اور یقین نہیں پیدا ہو جاتا جو ادنےٰ محرکات مادی تحریصات پر غالب آ جائے تب تک یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان لذاتِ محسوسہ مشہودہ کو ترک کر کے اعلیٰ ترین جذبات خدمت و قربانی کا کوئی اعلیٰ نمونہ دکھلائے؟ پس یہی وجہ ہے کہ جب کبھی انسانی قلوب میں اعلیٰ تبدیلی کی تحریک کامیاب ہوئی تو ہمیشہ اس کا منبع و مصدر وہ یقین تام ہوا جو آسمان سے وحی الٰہی کے ذریعہ نازل ہوا نہ کہ محض عقلی استدلال اور منطقی قضیئے اس کا باعث ہوئے۔ بلکہ یہ تبدیلی اس قسم کی ہے کہ جو کسی حاکم کے خوف اور سلطنت کے احکامات سے پیدا ہوتی ناممکن رہی ہے ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے بال و پرِ روح الامیں پیدا

اس تمام بیان سے جو نہ صرف عقلی استدلال پر مبنی ہے بلکہ جس پر تاریخ عالم شاہد ناطق ہے ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم نے روحانی مُردگی کے دُور کرنے کے لئے آسمانی وحی کی ضرورت و اہمیت کو بارش سے جو مشابہت دی ہے وہ کس قدر صحیح اور درست ہے! اگر عقل و علم روحانی ہدایت کے لئے کافی ہوتے تو پھر یقیناً ارسطو و افلاطون اور نیوٹن و آئن سٹائن سب سے بڑے عارف باللہ اور قوموں کے شاعر و ادیب ان کے حقیقی و روحانی راہنما ہو گئے ہوتے جو امر بالبداہت تجربۃً و تاریخاً غلط ثابت ہے۔

محض انسانی تدبر و کاوش احیاء دین کا موجب نہیں بن سکتے

قرآن کریم نے وحی الٰہی کو بارش سے جو مشابہت دی ہے اس کے کئی وجوہ ہیں،

نفسِ انسانی کو جبکہ اس میں صرف سفلی جذبات ہی کارفرما ہوں زمین سے مشابہ قرار دیا ہے یعنی نفسانی جذبات ہی اگر انسانی زندگی میں رہ جائیں تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اس کی اخلاقی و روحانی

اقدار ختم ہو جانے کے باعث اس کی زمین مردہ ہو چکی ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ جب کبھی کسی قوم کے اخلاقی و روحانی قوٰے مر گئے تو ان قوٰے کے دوبارہ زندہ ہونے کا باعث صرف کسی کامل مرد خدا کی بعثت ہی ہوئی۔ پس قرآن کریم کا وحی الٰہی کے نزول کو بارش کے نازل ہونے سے تشبیہ دینا نہایت اعلےٰ و بلیغ قسم کی مثال ہے۔ کیونکہ جس طرح نباتات دھل جسمانی حیات کے لئے از بس ضروری ہیں ایسا ہی وہ یقین و عمل جو اخلاقی و روحانی زندگی کے لئے لازم پڑے ہیں ان کا تمام تر مصدر و منبع صرف وحی الٰہی ہی ہے۔ سب سے بڑی وجہ اس وحی کو بارش سے مشابہت دینے کی یہ ہے کہ جس طرح بارش کا نزول آسمان سے بلا انسانی اختیار و کوشش کے ہوتا ہے بعینہٖ اسی طرح وحی الٰہی کا نزول بھی آسمان سے خدا کی مشیت و ارادہ کے ماتحت بغیر انسانی کوشش و اختیار کے ہوتا ہے اور جس طرح بارش ایک خارجی حقیقت ہے ایسا ہی وحی الٰہی بھی ایک خارجی شئے ہے جو انسانی قلب پر خارج سے نازل ہوتی ہے نہ یہ کہ انسانی فکر و غور کے نتیجہ میں اس کے اپنے ہی دل کی آواز اور اپنے ہی ذہن کی پیداوار ہے۔

یہ امر کہ وحی الٰہی انسانی ذہن سے بالاتر کوئی بیرونی شئے ہوتی ہے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ وحی الٰہی میں جو شوکت و قوت ہوتی ہے اور جو یقین محکم وہ انسان میں پیدا کرتی ہے یہ تمام صفات انسانی خیالات غور و فکر میں ہرگز پائی نہیں جاتیں۔ پس اگر وحی الٰہی کی حقیقت قلب انسانی کے اپنے ہی اعلےٰ و عمدہ خیالات تک محدود ہوتی تو پھر اس کی تشبیہ کسی چشمے کے پانی کے پھوٹ پھوٹ کر اُبلنے سے دی جاتی چاہیئے تھی مگر قرآن حکیم کی بلاغت کا کمال ہے کہ اس نے وحی الٰہی کی اصل حقیقت کو آسمان سے بارش کے نزول سے تشبیہ دے کر نہایت واضح طور پر واشگاف کر دیا کہ یہ ایک بیرونی و خارجی شئے ہے جو ملائکہ اعلےٰ کے توسط سے انسانی قلب پر نازل کی جاتی ہے۔ نیز جیسے آسمانی بارش کے بغیر روئیدگی پیدا نہیں ہو سکتی اور جس کے باعث بالآخر جسمانی زیست کے سامان ختم ہو جاتے ہیں بالکل اسی کے مانند وحی کی بارش کے نزول کے بغیر اخلاقی و روحانی روئیدگی اور زیست کے سامان ختم ہو جاتے ہیں جب تک وحی الٰہی کی بارش نازل نہ ہو تب تک کسی فتنہ عظیم اور روحانی موت کے وقتوں میں دوبارہ روحانی زیست کے سامان کی توقع رکھنا خیال خام ہے محض انسانی تدبر و فکر اور انسانی کوشش و کاوش اخلاقی و روحانی مُردگی کو دُور کر کے نئی زندگی رُوح پھونکنے کے ناقابل ہیں۔

پس یہ ہیں وہ دو راز جو کامل وحی الٰہی کو بارش کے نزول سے تشبیہ دینے میں قرآن حکیم کے مدنظر ہیں اور یہی وہ محکم قانون الٰہی ہے جو ازل سے ذات باری تعالےٰ نے اخلاقی و روحانی زیست کو قائم رکھنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے یعنی یہ کہ دنیا کی مُردگی کے وقتوں میں بجز نزول وحی الٰہی کے دوبارہ روحانی زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ کہ وحی الٰہی انسان کی اندرونی آواز نہیں بلکہ منجانب اللہ ایک بیرونی و خارجی شئے ہے جو مامور من اللہ اپنے حواس باطنی سے سنتا ہے۔

چنانچہ اس زمانہ کے روحانی پیشوا اپنی کتاب "فتح اسلام" میں اپنی جانب دعوت دینے کی ندا یوں بلند فرماتے ہیں:-

"بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں۔ اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتی ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالےٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالےٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو، اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں ترقی اور ذہنی تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ حمد بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار و انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دُور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالےٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔"

(فتح اسلام ص۶۹ تا ۱۱)

امام مسجد کی ضرورت

ایک مولوی صاحب امام مسجد کی ضرورت ہے جو کلام پاک با ترجمہ کی تعلیم دے سکیں۔ جمعہ کو وعظ اور ہائی سکول میں اسلامیات کی تعلیم دے سکیں۔ ۱۵۰ روپیہ ابتدائی تنخواہ دی جائے گی رہائش۔ اور مسجد کا پورا انتظام ان کے ذمہ ہوگا۔ درخواستیں بنام محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم معرفت مقبول کمپنی لمیٹڈ جیل روڈ ملتان سٹی بھیجی جائیں۔

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات

کوثر — جو محمد رسول اللہ صلعم اور اُمّتِ محمدیہ کو عطا ہوا اور جس کی آج پھر ضرورت ہے

تاریخ انسانی اس کی کوئی توجیہہ یا تاویل کر سکے یا نہ کر سکے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر ایک غریب مکہ کی گلیوں میں پھرتا ہوا دیکھا گیا۔ جو لوگوں کو وہ کہتا تھا جس کو وہ پسند نہ کرتے تھے۔ ان کے طریق عبادت، ان کے قواعد تمدن، ان کے اصول تہذیب، ان کے افکار و اذکار، ان کے اعوال و کردار پر سخت نکتہ چینی کرنا اس کا مسلک ہو چکا تھا۔ عوام سخت مشتعل ہو گئے۔ ان کے معبودانِ دلپسند کے خلاف وہ بغاوت کا اعلان کر رہا تھا۔ ان کی دشمنی اور عناد انتہا تک پہنچ گئے۔ وہ خانہ کعبہ جا کر سجدہ ریز ہوتا تو اس کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی پھینک دی جاتی، اس کے راستہ میں کانٹے پھیلا دیئے جاتے، اس کی قدم قدم پر بے عزتی کی جاتی اسے فاش بر ہنہ گالیاں دی جاتیں۔ اس کو مار مار کر لہو لہان کر دیا جاتا۔ وہ علی الاعلان نماز نہ پڑھ سکتا۔ کھل کر بات نہ کر سکتا۔ ایک آدھ ساتھی جو ملا اسے مبتلائے الم و رنج اور درد و الم کر دیا جاتا۔ زمین اس پر تنگ ہو گئی۔ وہ بظاہر سخت عاجز و بے بس کر دیا گیا کوئی یار و مددگار اسے ان مصائب سے نکال نہ سکا اس حالت میں اسے آسمان سے بشارت ملی۔ کہ

انا اعطینٰک الکوثر ۝ فصل لربک وانحر ۝ ان شانئک ھو الابتر ۝ -

تمہیں کثرت اور برکت عطا کی گئی ہے چاہیئے کہ تو نماز پڑھتا رہے اور قربانیاں دیتا رہے۔ بے شک تیرا دشمن ہی وہ ہے جس کا ذکر باقی نہ رہے گا۔ کثرت کا ہے کی؟ کیا گالیوں کی، طعن و تشنیع کی۔ خوف و ہراس کی؟ ضرب و حرب کی؟ نماز کہاں پڑھے۔ کوئی مسجد نہیں۔ کوئی پناہ گاہ نہیں۔ قربانی کا ہے کی دے۔ پاس دولت نہیں۔ ثروت نہیں۔ جاہ و جلال نہیں۔ ساتھیوں کی امداد نہیں۔ حکم ہے کہ مذکورہ بالا خوشخبری کو پڑھو اور خوب پڑھو۔ نمازوں میں پڑھو۔ اور قیامت تک کے لئے اسے محفوظ کر لو۔ وہ ورد سے اسے پڑھتا ہے اور دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے مصائب بڑھ جاتے ہیں۔ آلام میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ساتھیوں کو سخت کرب و اذیت میں

گرفتار کیا جاتا ہے۔ دھوپ کی تپش میں لٹا کر کوڑے مارے جاتے ہیں ناقابلِ برداشت عذاب دیئے جاتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر اس نے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو دوسرے ملک میں بھیج دیا۔ اس کے محدود اور کمزور ساتھیوں سے وطن بھی چھڑا دیا جاتا ہے۔ پھر بھی دشمنانِ حق کو تسکین نہیں ہوتی۔ سزاؤں میں اضافہ ہی اضافہ ہے۔ سلوکِ ناروا میں زیادہ شدت آ گئی ہے آخر خود بھی وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور دوسرے شہر میں پناہ گزین ہو جاتا ہے۔ اس شہر میں جا کر۔ کئی سالوں تک وہ خون کے دریاؤں میں غسل لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے سر کٹواتا رہا ہے اور تاریخ کے صفحات خون سے رنگین کرتا رہا۔ اس تمام عرصہ میں وہ انا اعطینٰک الکوثر کی تلاوت کو جاری رکھتا ہے۔ آخر ایک دن آتا ہے وہ اس مکہ میں جس کی گلیوں میں وہ بے تابانہ اور بے کسانہ پھرا کرتا تھا وارد ہوتا ہے۔ اس کے ہمراہ اتنا بڑا ہجوم ہے کہ چشمِ فلک نے اس سے پیشتر سرزمین مکہ میں نہ دیکھا تھا۔ وہ اب مکہ میں فاتحانہ رنگ میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کی زبان پر انا اعطینٰک الکوثر کا ورد جاری ہے۔ اور اس کے جلو میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ ایسی کثرت ہے کہ مکہ کی آبادی اس سے لرزاں اور ہراساں ہے۔ وہ مکہ والوں کو کہتا ہے کہ تمہارا محرم آ گیا۔ تمہاری تہذیب کا مٹانے والا آ گیا۔ تمہاری رسم و رواج کو ملیامیٹ کرنے والا آ گیا۔ تمہارے مشرکانہ تمدن کو خاکستر کرنے والا آ گیا۔ توحید کا علمبردار آ گیا۔ تمہارا بت شکن اور شرک فگن آ گیا۔ لے آؤ اپنی اوجھڑیوں کو، اور انڈیل دو اس کے شانوں پر اس کی گردن پر، اس کے سر کے بالوں پر، لے آؤ کانٹوں کے ڈھیر اور بکھیر دو اس کو چلنے والے راستوں اور گزرنے والی گلیوں میں۔ پچھاڑ دو اس کے ساتھیوں کو ملیامیٹ کر دو اس کی پنڈلیوں کو، اس کے بازوؤں کو۔ کہاں ہے تمہارا عتبہ، کدھر ہے تمہارا شیبہ۔ کہاں ہے

ابو جہل کس سمت ہے ابو لہب سب پکارتے وہ تہ تیغ ہو چکے وہ پیوند خاک ہو چکے اور آج دنیا نے انا اعطینٰک الکوثر کی تفسیر دیکھ لی۔ وہ اس کثرت کو دیکھ کر فوراً سجدہ میں گر گیا۔ سجدہ سے اُٹھ کر قربانیاں پیش کرنے لگ گیا۔ قوم کو آستانہ الٰہی پر گرانے کا پروگرام بنا لیا۔ ان کے اندر مستقل قربانی کرنے کا سپرٹ پھونکا گیا۔ آخر اسے کثرت مل گئی۔ کثرت صرف انسانوں کی نہ تھی۔ دولت اور سرمایہ کی نہ تھی۔ جاہ و حشمت کی نہ تھی۔ اقتدار و اختیار کی نہ تھی تمکنت و جم و شوکت دارا کی نہ تھی۔ ظاہری صولت و دبدبہ کی نہ تھی بلکہ اس کے ساتھیوں میں اس کی جماعت میں، اس کے مقتدیوں میں تقویٰ کی کثرت تھی۔ اخلاص کی کثرت تھی۔ صداقت و امانت کی کثرت تھی۔ دلربائی و دلستانی کی کثرت تھی۔ صداقت، امانت کی کثرت تھی۔ اخلاق و جمال کی کثرت تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شجاعت اور بے لوث جذبۂ خدمتِ خلق کی کثرت تھی۔ وہ اس باغ کو ہرا بھرا کر کے اپنے مولا کو جا ملا ہے۔ اس کی اُمت اب تک انا اعطینٰک الکوثر کی تلاوت کرتی رہتی ہے۔ سجدوں کی بھی کثرت رہتی ہے ظاہر طور پر بھی وہ قربانیاں ہر سال ادا کرتی رہتی ہے عبادت کی بھی کثرت اور تلاوت کی بھی کثرت ہے مگر کثرت بے برکت نہیں۔ نقلی اور لفظی اطاعت ہے۔ مگر اصلیت عنقا ہے۔ نمازیں بھی ہیں مگر روحِ بلالی نہیں۔ دنبے قربان ہوتے ہیں۔ مگر انسان موت سے ہمکنار ہونے کو تیار نہیں آج وہ کثرت میں ہو کر بھی قلت میں ہیں۔ دنیا میں ان کی عزت ہے نہ احترام۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ انا اعطینٰک الکوثر کو پڑھتے ہیں اُسے سمجھتے نہیں اس کا ورد کرتے ہیں مگر اس کے معنی سے آشنا نہیں وہ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کو بھول گئے۔ وہ صبر و استقامت کے سبقوں کو بھول گئے۔ وہ موت سے کھیلنا اور خوشی سے جان دینا بھول گئے۔ وہ اسلامی اخلاق اور قرآنی تہذیب کے اصولوں کو بھول گئے۔ پس خدا ان کو بھول گیا قال کذٰلک اتتک اٰیٰتنا فنسیتھا وکذٰلک الیوم تنسیٰ ۝ طٰہٰ اس بھول میں بھی اس نے ایک آزاد اسلامی سلطنت دی۔ وجعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ۝

خدا ۱۶۵۰ سال سے ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ان کے کردار کو دیکھ رہا ہے۔ ان کی اجتماعی تنظیم کو دیکھ رہا ہے۔ ان کے عزائم کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے دین کے نام پر قائم شدہ جماعتوں کے پروگرام کو دیکھ رہا ہے، وہ حلیم ہے، بردبار ہے، رحیم ہے، کریم ہے غفور رحیم

ہے۔ مگر منتقم بھی ہے۔ جبار بھی ہے اور قہار بھی ہے۔ پیشتر اس کے کہ مؤخر الذکر اوصاف مشتعل ہوکر وزلزلوا زلزالاً شدیداً کا نظارہ پیدا کریں۔ چاہیئے۔ کہ قوم فصل لربك وانحر پر عمل پیرا ہونا شروع کر دے۔ دل کی نمازیں ادا کرنے لگ پڑے۔ ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ مارشل لاء کے اُٹھ جانے کے بعد قوم پھر نئے امتحان گاہ میں قدم رکھنے والی ہے۔ اس کی دوبارہ آزمائش ہونے والی ہے۔ وقت ہے کہ ہمارے زعما گذشتہ غلطیوں کا تدارک کریں۔ اور آئندہ کا پروگرام تقویٰ، اخلاص، خدمت خلق اور جذبۂ حب ملت کی بنیادوں پر تیار کریں۔ پھر چند سالوں کے بعد دیکھ لیں کہ انا اعطینٰك الكوثر کا نظارہ کامیابی کے سٹیج پر دوبارہ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ چاہیئے کہ ہم آپس میں متفق و متحد ہو جائیں۔ اسلام کے تمام فرقے قرآن و سنت پر جمع ہو جائیں۔ ملاؤں سے ان کی تکفیر کا اختیار چھین لیا جائے۔ تا تمام کلمہ گوؤں میں صحیح اخوت کے تعلقات پیدا ہو جائیں۔ اسلام کے روحانی اصولوں کی طرف توجہ ہو۔ اعلاءِ کلمۃ اللہ اس مملکت کا مرکزی نقطۂ عمل ہو۔ مسلمان دنیا والوں سے مادی فوائد حاصل کریں اور دنیا والوں کو روحانی دولت سے مالا مال کر دیں۔ سائنس کے بل پر اکڑنے والی اقوام کے اذہان اور طبائع کو روحانی تعلیمات سے مسخر کرکے اُن کی توجہ نسلِ انسانی کی تخریب کی بجائے اس کی تعمیر کی طرف مبذول کر دیں۔ نسل انسانی کی وحدت کے اصول تمام اقوام عالم کے عقائد میں داخل کر دیں تا پسماندہ علاقوں اور قوموں کی دستگیری اور اعانت شروع ہو جائے۔ قتل و غارت کی جگہ امن و سلامتی کی رَو چلنے لگے۔ ہلاکت آفرین سامانوں کے تیار کرنے کی بجائے آرام اور سکون آسائش اور آسودگی کے اسباب پیدا کئے جائیں اور دانشمندان فرنگ کو خدا سے ملا دیا جائے۔ "خدا ہونا چاہیئے" کے مشکوک نظریہ سے انہیں بلند کرنا چاہیئے اور "خدا ہے" کی حقیقت پر مبنی نظریہ کی بلندی پر پہنچا دیا جائے۔ خدا انسان سے اب بھی نزدیک ہے۔ اور ہمیشہ نزدیک تھا۔ وہ بھٹکے ہوئے انسان کی اب بھی دستگیری کرتا رہتا ہے واذا سالك عبادی عنی فانی قریب کی آیت اب بھی ایک حقیقت منتبنہ ہے۔ در اصل جب انسان نیک نیتی اور عاجزی سے خدا کو تلاش کرتا ہے تو وہ اسے ضرور مل جاتا ہے۔ جب دربار الٰہی اخلاص اور ایمان سے کھٹکھٹایا جاتا ہے تو وہ اس پر کھولا جاتا ہے۔

خدا کا پاک الہام اب بھی طالبوں کی تلاش

باقی صفحہ پر

اعظم علوی

مسیحِ وقت کا نورِ بصیرت لے کے آیا ہوں

(۱۴ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء کو جماعت راولپنڈی کے جلسہ سالانہ پر پڑھی گئی)

مسیحِ وقت کا نورِ بصیرت لے کے آیا ہوں
نویدِ جانفزائے فتح و نصرت لے کے آیا ہوں

نہیں معلوم کتنی جنتوں سے پھول آئے تھے
انہیں سے کھینچ کر یہ نور و نکہت لے کے آیا ہوں

جو دامانِ اخوت میں تمہارے کلیاں بھر دیں
بفیضِ میرزا وہ شوق و شدت لے کے آیا ہوں

عزیزو آگہی سے زندگی بنتی سنورتی ہے
میں حضرت میرزا کے علم و حکمت لے کے آیا ہوں

وہ جس نے زندگی میں زندگی کے روز و شب لائے
وہی بدلے ہوئے نور و فراست لے کے آیا ہوں

وہ جس کے دیکھنے کی آرزو تھی انبیاءؑ تک کو
کہا جس نے جلو میں ابرِ رحمت لے کے آیا ہوں

گواہی جس کی دینے کے لئے شمس و قمر آئے
بہارِ قدس سی جس کی اسکی ہیبت لے کے آیا ہوں

زمیں نے وسعتیں جھٹ پیش کر دیں اسکی خدمت میں
فلک بولا کہ سب کچھ بہرِ خدمت لے کے آیا ہوں

ملی اسلامیوں کو سربلندی اس کے دامن میں
اُسی کے دم سے یہ پیغامِ نصرت لے کے آیا ہوں

فخر الدین احمد صاحب راولپنڈی

اسلام کا فتح نصیب جرنیل

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

جب سے ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کا اعلان ہوا ہے پاکستان کے عیسائیوں کی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اسلامی حلقوں میں اضطراب پایا جاتا ہے، جس کا اظہار اخبارات اور جلسوں کی قرار دادوں میں کیا جاتا رہا ہے۔ وزیر داخلہ نے جب مردم شماری کا سرکاری اعلان کیا تو اس بات کا وعدہ کیا کہ اس معاملہ میں تحقیقات کرائی جائے گی کہ وہ کون سے حالات اور وجوہات تھے جن کی وجہ سے پاکستان میں فرزندان توحید کی تعداد کثیر تثلیث کی پرستار بن گئی ہے۔ ۲۰ رمئی ۱۹۶۲ء کے روزنامہ جنگ کے ایک ادارتی نوٹ میں بھی اس موضوع پر خیال آرائی کی گئی ہے اور صوبائی سماجی بہبود کی کونسل کے اس فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں انجمن حمایت اسلام لاہور سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ مسیحیوں کی تبلیغی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والی صورت حال کا جائزہ لے۔ اس نوٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسیحی مبلغوں کے مقابل پر ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیئے جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کو منظم طریقہ پر سرانجام دے اس مقالہ میں اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ مسلمان رؤسا اور اہلِ ثروت اصحاب کے دلوں میں خدمتِ دین اور اسلامی حمیت کے لئے ایثار کا وہ جذبہ نہیں جو اس مقدس فریضہ کے لئے ہونا چاہیئے طبع افزا کھیل تماشوں اور طرب و تفریح کی محافل کے لئے تو دل کھول کر چندہ دیتے ہیں مگر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے چندہ دیتے وقت ان کے دلوں اور سینوں میں قبض کا عالم ہوتا ہے۔ یہ اظہار خیال حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ تحریک احمدیت کے جذبات کا پرتو ہے جو آپ کے ایک منظوم کلام میں ملتا ہے۔ سنیئے آپ فرماتے ہیں:۔

میسزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں
بر پریشاں حالئ اسلام و قحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعبناک سہمگیں
سخت شورے او فتاد اندر جہاں از کفر و کیں
. . . .
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خورم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دینِ احمدؐ کار نیست
ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن ربود
حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

یہ درد بھرے اشعار شاعرانہ مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت پر مبنی تھے چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر دین اسلام کی حمایت اشاعت اور مخالفانہ حملوں کی مدافعت کے لئے ایک جماعت قائم کی جو آج بھی مسیحیت کے مقابلہ کے لئے تیار کھڑی ہے۔ اس جماعت کا مقدس بانی اپنے زمانے کا امام تھا جس کو خدا نے ۱۸۸۵ء میں خلعت مجددیت سے سرفراز کیا اور مسیحیوں کی مخالف اسلام سرگرمیوں کی روک تھام اور انسداد کے لئے اسے ایک نور عطا ہوا تھا جیسا کہ وہ فرماتے ہیں

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

آپ نے ۱۸۸۵ء میں ایک اشتہار عام میں اعلان کیا:۔

"اور مصنف (براہین احمدیہ۔ ناقل) کو اس بات کا علم بھی دیا گیا ہے کہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت مشابہت ہے"

یہ اشتہار ۱۸۸۵ء میں بیس ہزار کی تعداد میں اردو انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوا تھا۔ اس وقت کی عام خواندگی کی حالت کے مطابق بیس ہزار کی تعداد کثیر اشاعت تھی۔ گو آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا مگر بیعت لینی شروع نہ کی اور اس بارہ میں ارشاد الٰہی کا انتظار کرتے رہے تا آنکہ ۱۸۸۸ء میں مضطرب، سعید روحوں کے لئے عید کی گھڑی آ گئی جب آپ نے بیعت لینے کا خدا سے حکم پا کر لوگوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ اس زمانہ میں لوگوں کے اشتیاقِ بیعت کا نقشہ آپ نے یوں کھینچا ہے۔

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اعلان بیعت کے دو سال بعد یعنی ۱۸۹۰ء میں آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ مسیح ابن مریم تو فوت ہو گئے ہوئے ہیں اور جس موعود مسیح کے آنے کا احادیث اور کتب دینیہ میں ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں۔ چونکہ آپ مامور من اللہ تھے اور آپ کے ذمہ بلغ ما انزل علیک کے ماتحت اس الہام کو لوگوں تک پہنچانا تھا اس لئے آپ نے ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے دعوئے مسیحیت کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد مخالفت کا زبردست طوفان اٹھا اور وہ لوگ جو آپ کے مداح تھے۔ آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے آپ کے دشمن بن گئے۔ اس گروہ کا رہنما وہی مولوی محمد حسین بٹالوی بنا جو براہین احمدیہ حضرت امام کی پہلی تصنیف پر ریویو کرتے وقت اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں لکھ چکا تھا۔

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا . . . . . . اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی جاتی ہے، ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوے کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے

پاس آکر تجربہ و مشاہدہ کر لے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۶)

نزول مسیح موعود امت مسلمہ کے لئے کوئی بات نہ تھی۔ بڑی مدت سے اس مامور کا انتظار کیا جاتا رہا تھا۔ اس جلیل المرتبہ مامور کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے سلام کا تحفہ دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرءہ منی السلام"

مسیح موعود کے دعوے کا اعلان کرنے کے بعد حضرت امام نے فرمایا :-

"اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کا ہمکلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیل موسےٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں........ جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال کوئی نام اس کا رکھ سکتا ہے........

اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی آوے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲)

جس وقت آپ نے دعوئے مسیحیت کیا اس وقت اسلام پر بیکسی کا زمانہ تھا۔ چاروں طرف سے اس دین پر حملے ہو رہے تھے۔ اسلام کے دعویدار علماء۔ پیر۔ مشائخ اور گدی نشین خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ فرزندان توحید الحاد کفر اور تثلیث کا شکار ہو رہے تھے۔ عین اس یاس کے عالم میں وقت کا امام مسیح موعود ہو کر آیا کہ کسر صلیب۔ قتل خنزیر اور دجال کا مقابلہ کرے اور اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا ہو۔ چنانچہ آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف مخالفین اور معاندین سلسلہ نے بھی کیا ہے۔ چوہدری افضل حق جو احرار کے سرکردہ رہنما تھے لکھتے ہیں :-

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گئی۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی، ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا اور ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب، کا دامن فرقہ بندی سے پاک نہ ہوا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔ (فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں ص ۴۶)

حضرت مسیح موعود کی وفات پر قومی پریس میں جو مضامین لکھے گئے ان میں سے بطور نمونہ یہ حوالے پیش کئے جاتے ہیں :-

"......... مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا" (اخبار دکیل۔ ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہٗ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ "انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامئ اسلام اور معین المسلمین۔ فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔" (صادق الاخبار ریواڑی)

"مرحوم کی وہ اعلےٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا رنگ بالکل ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ یہ بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے ہیں آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ آریہ نہایت بدتہذیبی سے اسلام یا پیشوایان اسلام یا اصول اسلام کو گالیاں دیں" (کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

"مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے"..........

(اخبار وکیل امرتسر)

اس فتح نصیب جرنیل نے جو ہماری جماعت قائم کی تھی وہ آج بھی موجود ہے۔ وہ مہتم بالشان تحریک آج بھی قاطع باطل اور مخالف اسلام حملوں کو ناکام بنا سکتی ہے۔ اگر مسیحیت کے مقابلہ میں کسی اسلامی تبلیغی نظام کی ضرورت ہے تو بفضل تعالےٰ جماعت احمدیہ اس صورت حال سے (جس کی غمازی مردم شماری کی رپورٹ کرتی ہے) عہدہ برآہ ہونے کو تیار ہے۔ اس جماعت کے افراد و غرباء دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا تہیہ کر چکے ہیں انہوں نے لاکھوں روپے اس جہاد بالقرآن پر خرچ کئے اور کر رہے ہیں۔ ان کے تبلیغی مشن غیر ملکوں میں قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں زمانے کی تند و تیز ہوائیں اس چراغ کو بجھا نہیں سکیں جس کو ایک مرد درویش نے آج سے ستر اسی سال پہلے فروزاں کیا تھا۔ اس چراغ سے جس مشعل کو بھی روشن کیا گیا اس نے یورپ اور مغرب کے ظلمتکدوں میں نور اسلام پھیلایا۔ اگر فی زمانہ بھی مسیحی مشنریوں کا مقابلہ کرنا مقصود ہے تو پاکستان کی اسلامی انجمنوں۔ سماجی بہبود کی کونسلوں اور اداروں کو تحریک

احمدیت کے جھنڈے تلے آنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعودؑ دعوتِ عام دیتے ہیں :-

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
پشتیٔ دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں
نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرقِ ایں جدار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

یہ کہنا کہ تحریک احمدیت ہی اس جہاد میں کامیاب ہو سکتی ہے کوئی مبالغہ یا خیال آرائی نہیں، یہ محض دعوےٰ ہی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔ تحریک احمدیت کے وجود میں آنے کے بعد متعدد موقعوں پر تبلیغ اشاعت دینِ اسلام کے بعض دوسری جماعتوں اور تنظیموں نے پروگرام بنائے ان میں قابلِ ذکر مولانا غلام بھیک نیرنگ کی انجمن تبلیغ اسلام انبالہ۔ مولوی محمد علی قصوری ایم اے کینٹب / کا یونامشن مولانا عبدالمجید قرشی کی تحریک سیرت کمیٹی پٹی۔ مدرسہ ڈھابیل ہیں۔ مگر قیام پاکستان سے بہت پہلے یہ ادارے ایک مختصر سی زندگی کے بعد خاموش ہو گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۱ء میں جس جمعیۃ الفلاح کی بنیاد خان بہادر مولوی تمیز الدین خان نے ڈالی تھی وہ بھی دو تین سال کے اندر اندر پریشان ہو گئی۔ جمعیۃ کے بانی پاکستان کی پہلی مجلس دستور کے اسپیکر تھے اور انہوں نے جو اغراض و مقاصد پیش کئے تھے وہ بڑے نیک اور بلند تھے یعنی اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچانا اور مسلمان اور غیر مسلم ممالک میں قرآن کے نور سے شمعیں فروزاں کرنا۔ افسوس اپنی سابقہ ہم قسم انجمنوں کی طرح یہ جمعیۃ بھی خاموش ہو گئی، یہ ادارے کیوں فروغ نہ پا سکے اس کی ایک ہی وجہ ہے یعنی ان کے بانی ارضی لیڈر تھے۔ ہاں وہ تحریک، جو اس زمانے کے امام نے ارشاد الٰہی کے ماتحت شروع کی وہ بڑھتی اور پھولتی گئی کیونکہ اس کی آبیاری سماء اعلیٰ سے آنے والی الہامی بارش نے کی تھی چنانچہ اشاعت اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود نے جو تحریک آج سے اسی سال پہلے شروع کی تھی وہ کامیاب ہوئی اس نے چار دانگ عالم میں اسلام کا بول بالا کر دیا، خدا کے پیغام اور حضرت خیرالانام کی سیرت طیبہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دی آنحضرت صلعم کے زندگی بخش پیغام نے مردہ روحوں میں پھر سے جان ڈال دی۔ امام الزمان کی مسیحائی نے روحانی مردوں کو نئی زندگی بخشی اور اس کے سپاہیوں نے اسلام کو ہر مخالف کے مقابل میں سچا ثابت کیا۔ اس چھوٹی سی جماعت نے مدافعت اسلام، اشاعت اسلام کی جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کے اوراق میں بطور باقیات صالحات کے محفوظ ہیں۔ روضۂ ملت پر جو خزاں چھائی تھی وہ کب کی رخصت ہو چکی ہے اور اب اس پر ہمیشہ کے لئے بہار و رونق جلوہ گر رہے گی جیسا کہ حضرت امام فرماتے ہیں :-

گلے کہ روئے خزاں راہ نخواہد دید
بباغِ ماست اگر قسمت رسا باشد
منم مسیح بیانگِ بلند می گویم
منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

ان خدمات جلیلہ کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے علو مرتبہ کے لئے حضرت خاتم الانبیاء سرورِ کائنات صلعم کا یہ فرمانا کافی ہے :-

"کیسی خوش قسمت وہ امت ہے
جس کے اوّل سر میں ہوں اور
آخر میں مسیح موعود ہے"

مبارک ہے وہ روح جو آج بھی اپنے آپ کو اس لشکر سے وابستہ کرتی ہے تاکہ وہ ضلالت گمراہی اور بے راہ روی سے بچ کر اپنے تئیں تبلیغ اسلام اور محافظت اسلام کے مقدس جہاد میں لگا دے۔

دریاب چونکہ اب زبہر تو در بختم
دریاب چونکہ حرز تو نماند است دیگرم
اے قوم من بصیر نظر سوئے غیب دار
تا دست خود بیجز زبہر تو گستردم
واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم زکردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

اسلام کی فتح۔ نصرت و اقبال تو آسمان پر روزِ ازل سے مقدر ہے۔ خوش قسمت ہے وہ مسلمان جو اس اجر عظیم میں سے حصہ لینے کے لئے آج بھی حضرت امام کی دعوت کو قبول کرتا ہے اور ان کے لشکر میں شمولیت اختیار کرتا ہے۔

؟ غت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

واخر دعوانا
الحمد للہ
ربّ العلمین

شمعون طاہر — (تھائی لینڈ)

مسیح موعودؑ کا اصلی اور حقیقی قد و قامت

"یہ مسیح موعود جو ایک نئے دن کو آشکار کرنے والا ہے ہنوز ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں آیا۔ اس کی ایک ایسی سوانح حیات کی ضرورت ہی جس میں عقائد سے قطع نظر نہایت مختصر لیکن جامع انداز میں انجیل کی طرح اس شخصیت کے حالات بیان کئے جائیں"

مکرمی مولانا دوست محمدؐ صاحب مدظلہ العالی — السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ —

آپ نے کہا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۶۱ء کو ہے۔ اس کے لئے کچھ لکھوں۔ میں سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں۔ تعمیل ارشاد کروں یا اپنی سیکسری کو دیکھوں۔ آپ نے بجا فرمایا ہے کہ یہ کلی کیا عدیم الفرصتی کا عذر ہے کہ بلا مبالغہ برسوں متواتر زیر پر ہے۔ "کہیں اس میں حرارت ایمانی کی کمی کو تو کوئی دخل نہیں"۔ "امید ہے اس شک کو دور کرنے کی سعی فرمائیں گے" سوچتا ہوں کہ میں کس شک کو دور کر رہا ہوں اور کس کے حضور مزید مجرم گردانا جا رہا ہوں۔ جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور کمی ایمان اس کی نگاہ میں ہے۔ سچ پوچھیں تو یہ عدیم الفرصتی نہیں جو مانع تحریر ہے۔

یہ میری ہی کوتاہ نظری ہے جس کو اتنی دھندلا سا نظر آتا ہے۔ اس لئے کیا لکھوں اور کس حیثیت میں لکھوں۔ مثلاً جس انسان کا یوم وصال ہے، وہ شخص دشمنوں کی نظر میں گمراہ، کافر اور نہ جانے کیا کیا تھا۔ میں نے اس کے ماننے والوں میں دن گزارے ہیں خود اس کے مدح خوانوں میں مدح سرائی کی ہے۔ خوب جانتا ہوں کہ اگر وہ کافر ہے تو پھر مسلمان بھی کوئی نہیں۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ :—

> "مجھے خدا تعالے فرماتا ہے کہ میں اس
> زمانہ کے لئے تجھے گواہ کی طرح
> کھڑا کروں گا۔ پس کیا خوش نصیب
> ہے وہ شخص جس کے بارے میں میں
> گواہی ادا کر سکوں"

خط بنام نواب محمد علی ۱۶ اپریل ۱۸۹۶ء

میں نے اکثر اپنے آپ کو حیران و سرگرداں پایا ہے۔ کیا میں اس زمرہ میں داخل ہوں جنہیں اس نے "خوش نصیب" کہہ کر پکارا ہے — نہیں!

حضرت امام غزالیؒ پر جب حالت تشکک وارد ہوئی تو زبان بند ہو گئی صدمہ اس شدت کا تھا کہ قوت گویائی جواب دے گئی۔ سوال کیا تھا؟ کہ ایک ایسا یقین میسر آئے کہ اگر کوئی شعبدہ باز۔۔۔ اپنے سحر سے رسی کو سانپ بنا کر دکھا دے اور دلیل لائے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہیں تو میں کہوں کہ رسی کا سانپ تو شاید بن سکتا ہو لیکن دو اور دو چار ہی ہوتے ہیں۔ غزالیؒ منطقی اور فلسفی بھی تھے اور اہل اسلام کے ایک مخصوص طبقے میں وہ شاید اپنے "تہافۃ الفلاسفہ" سے ہی مشہور رہیں اور اہل مغرب انہیں عظیم مسلمان فلسفی گنتے ہیں، لیکن اصل مقام غزالیؒ کا وہ تھا جہاں اہل دل اور اہل حال کا گذر ہے — جہاں ایک چھٹا حاسہ ان پانچ حواس کی مجموعی سعی اور دل کی قوت کے باہمی مرکب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ وہی مقام اصل ہے اور باقی سب شکلیں ہیں۔ مگر وہ مقام کیا ہے، اس مقام تک رسائی کیونکر ہے اور کیونکر ممکن ہو سکتی ہے آیا وہ ممکن الحصول ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ ایسے بیشمار سوال ہیں جو دل کو درپیش ہیں۔

یقین یا ایمان واقعی ایک دولت ہے۔ واقعی ایک نور ہے جس سے راہیں روشن ہوتی ہیں۔ واقعی ایک کلید ہے جس سے دروازے کھلتے ہیں۔ حقیقتیں اپنے آپ کو بے نقاب کر دیتی ہیں۔ اور اس جسم کی کمزوریاں تنومندی میں بدل جاتی ہیں۔ اور یہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ روح کی بلند پروازیوں میں جان کا ہدیہ پیش کر سکے۔ لیکن وہ یقین جو دولت ہے وہ کیسے نصیب ہے؟ مثلاً جب کہا گیا کہ :—

> "اے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے
> لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ
> خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا
> ہو گی اور اسی وقت تم گناہ کے سڑ دہ
> داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ
> تمہارے دل یقین سے بھر
> جائیں گے۔ شاید تم کہو گے کہ ہمیں
> یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ
> تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے۔ یقین تمہیں
> ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اس کے
> لوازم حاصل نہیں وہ یہ کہ تم گناہ سے
> باز نہیں آتے۔ تم ایسا قدم آگے
> نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہئے" (کشتی نوح)

کیا یہ درست نہ تھا؟ میں جب اپنا حساب کرتا ہوں تو اس کے ایک ایک لفظ کو اپنے حق میں درست پاتا ہوں۔ میں اکثر سوچتا ہوں ایسا کیوں ہے؟ اگر یہ سچ ہے کہ —

> "اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا
> ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے
> دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعودؑ
> کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے
> کے لئے بہت سے پیغمبروں نے
> بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب
> اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور
> اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں
> کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی
> کرو" (اربعین)

تو کیا میں فی الحقیقت ایسا ہی سمجھتا ہوں کہ میں نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی تھی۔ اور کیا میں دراصل اس شخص کے "تابعین" میں سے ہوں جسے مسیح موعود کہہ کر خداوند تعالیٰ نے آسمانوں سے پکارا اور جس کی دید کی خواہش پیغمبروں کو تھی؟ مجھ سے اگر دریافت کیا جائے تو سچ یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو ویسا نہیں پاتا۔ اور بیشتر کمزوری کا منبع خود یہ تشکک کا عالم ہے۔ یہ درست ہے کہ اس میں بہت حد تک میرا اپنا قصور بھی ہے لیکن مجھے اگر معذرت کیا جائے تو عرض کروں کہ اس میں بہت حد تک خود احمدی جماعتوں اور مسیح موعودؑ کے سوانح نگاروں کا بھی دخل ہے۔ آپ کہیں گے لو! اپنے مقدر اور بدبختی کو کوسو تو کوئی بات بھی ہے خواہ مخواہ احمدی جماعتوں اور مسیح موعودؑ کے سوانح نگاروں کو اپنی کمزوریٔ ایمان کا بہانہ بنانا کس حد تک زیب دیتا ہے۔ وہ پرانی مثل یاد کرا دی کہ

> ہنسی آتی ہے مجھے اس حضرت انسان پر
> فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

میرے مندرجہ بالا جملوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ احمدی جماعتوں یا مسیح موعودؑ کے سوانح نگاروں میں کوئی نقص ہے۔ حاشا للہ ایسا نہیں۔ وہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ اور بعض کے ایمان تو اس دور میں یقیناً قوت بخش ہیں۔

میرا مفہوم صرف یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ تصویر جو کسی ایسی شخصیت کا پیدا ہونا چاہئے جس کا انتظار تھا اور جس کی دید کی خواہش پیغمبروں کو بھی تھی کچھ نکھرتا نہیں۔ احمدیہ جماعتوں نے نبوت کی بحث میں بہت مدت گزار دی ہے اور ظاہر ہے کہ اس بحث کے دیگر پہلوؤں پر بھی اچھی خاصی لے دے ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس کا ماحصل کیا ہے؟ میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کو تو جانے دیجئے کہ وہ مسیح موعودؑ کی تمام تحریروں

کے پابند نہیں اور صرف اُنہی تحریروں کو واجب الاطاعت سمجھتے ہیں جن سے اُن کے خیال میں، اُن کے عقاید کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن لاہور کی جماعت کے پاس تو کوئی ایسا عذر نہیں۔ مسیح موعودؑ کی تحریرات کا کوئی بھی مفہوم ہو، خود متن کی صحت سے تو انکار نہیں۔ مثلاً خطبہ الہامیہ میں مسیح موعودؑ نے ان لوگوں کے توسط سے جو اُس روز قادیان میں حاضر تھے تمام دنیا سے خطاب کیا ہے :۔

"میں تو رسول۔ مَیں ذرہ ناموروں ہوں۔ عبد منصور۔ مہدی معہود اور مسیح موعود ہوں مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ گے۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہو۔ اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا یہ قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو میرے سوا اور دوسرے مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ جو میری جماعت میں داخل ہوا در اصل میرے سردار خیر المرسلینؐ کے صحابہؓ میں داخل ہوا"

یہ خطبہ الہامیہ کے مختلف فقرات ہیں جو مختلف صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایک ایسی شخصیت کی ترجمانی کرتے ہیں جو بہت عظیم الشان معلوم ہوتی ہے۔ ایسی شخصیت جو یہ کہہ سکتی ہے کہ :۔

علی کجا ست تا بنهد پا بمنبرم

یہ شخصیت ہے جس کی دید کی پیغمبروںؑ کو خواہش ہو سکتی تھی۔ لیکن ہوا کیا ہے؟ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی زندگی جس کا پتہ چند انجیلوں اور ان کے خلفاء کے خطوط سے چلتا ہے، اگر اسے دیکھا جائے تو بمشکل چند ماہ یا چند ہفتوں سے زیادہ نہیں ہوتی پائی جاتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ایک شخص ہے جسے قرار نہیں چین نہیں۔ جو ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھتا۔ جب اُس کو دعوتِ عام کا حکم ہوا تو اُس نے معبدوں اور دیہاتوں میں اس کا اعلان شروع کر دیا۔ مگر وہ اعلان کیا تھے؟ اُس کا ماحصل کیا ہے؟ ایک حصہ تو پہاڑی کا وعظ ہے اور اخلاقی مواعظ ہیں۔ ایک معجزات ان کی تائید میں اپاہجوں کو بھلا چنگا کرنا، کوڑھیوں کو اچھا کرنا

اندھوں کو آنکھیں بخشنا وغیرہ ہے۔ اور ایک حصہ کسی آنے والی آسمانی بادشاہت کی خوشخبری دیتا ہے جو بقول مسیح ناصری بہت قریب آ گئی ہے۔ اور ماحصل اس تمام دعوت کا کیا ہے؟ بقول مسیحیوں کے صلیب پر موت۔ آپ اگر اس صلیبی موت کا سبب تلاش کریں تو بجز اُن دو باتوں کے جن میں سے ایک تو عقائد سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری سیاست سے اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ عقائد کی بات تو یہ کہ یہود نے کہا یہ شخص کافر ہے کیونکہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ انجیل میں اس دعوے کے اثبات یا انکار میں بجز ایک مختصر سی بحث کے جو دو جملوں میں ختم ہو گئی ہے اور کچھ نہیں ملتا۔ اس کے برعکس اُن تمثیلوں سے کئی پیرے بھرے ہیں جن میں مسیح نے لوگوں کو اپنی بعثت کی غرض اور آنے والے دور کی باتیں بتائی ہیں۔ دوسری بات جو سیاست سے تعلق رکھتی تھی وہ بھی یہود کا الزام تھا جسے رومیوں نے تسلیم نہیں کیا۔ یعنی کہ مسیح ناصری بغاوت برپا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مسیح کا وہ مشہور جملہ کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے خدا کو دو اُن کے سامنے تھا۔ اور یہود کو یہ جملہ شاق گذرا تھا کیونکہ اُن کی توقعات کے خلاف تھا۔

اتنی مختصر سی زندگی جو انجیل کے صفحات سے جھلکتی ہے ممکن ہی نہیں! اسی لئے یوحنا کی انجیل نے اختتام پر یہ الفاظ بڑھائے ہیں :۔

"پھر اور بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کی دنیا میں سمائی نہ ہو سکتی" (یوحنا ۲۱-۲۵)

مطلب یہ کہ گو مسیح کی مکمل زندگی ہمارے سامنے نہیں ہے اور اس کے سوانح نگاروں نے جو آج انجیلوں کی شکل میں ہمارے سامنے واقعات دہرائے ہیں اُن کی ایک مخصوص نظر تھی جس نے مسیح ناصری کو ایک مخصوص زاویہ سے دیکھا تھا۔ اس نظر نے مختصراً زندگی کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور صرف اُن واقعات اور اُن نصائح و مواعظ کو اکٹھا کیا ہے جن سے سوانح نگار خود بہت متاثر ہوا ہے یا بعد میں مخصوص عقائد کے ترویج پانے پر اُسے اُن کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ یوں وہ شخص جس کی دعوت صرف ایک مخصوص قوم، اور مخصوص عقائد اور روایات کے لئے تھی اور جس کا مفہوم شاید غیر قوموں پر کبھی کھل بھی نہ سکتا، ان سوانح نگاروں کی بدولت ایک عالمی مظلوم بن کر شرقاً غرباً متاثر کرنے لگا۔

مسیحؑ کو تو پھر ایک مظلوم بنا کر عقائد کا ایک

حسین پیراہن پہنایا گیا ہے اور لوگوں کو پکارا گیا ہے کہ لوگو، دیکھو یہ ہے وہ نجات دہندہ جس نے اپنا خون دے کر تمہاری گلو خلاصی کرائی ہے۔ بدھ میں ہمیں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ نہ بدھ ہمیں یہ کہتا ہے کہ میں کوئی ایسا نجات دہندہ ہوں جن معنوں میں مسیحؑ کو عیسائی مانتے ہیں۔ بدھ کی زندگی بھی اُن کے بہت بعد اُن کے ماننے والوں نے یکجا کی۔ اور اس میں کچھ اس انداز سے روایات اکٹھی کی ہیں کہ بدھ کی زندگی اُس دعوت کا ماحصل، اور اُس دعوت پر چلنے کا طریق سب نکھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ گو بدھ کی زندگی ...... بھی مکمل طور پر محفوظ نہیں پھر بھی جو زندگی آج ہمارے سامنے ہے وہ بہت ہی حسین اور جاذب ہے۔ ایک ایسا شخص ہمارے سامنے ابھرتا دکھائی دیتا ہے جو ہمارے لئے غم کھاتا ہے۔ زندگی کی عجیب و غریب بیابانیت میں راہوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور پکار کر کہتا ہے کہ :۔

اے بھکشوؤ

(اُس وقت تک۔ مترجم) کہ میرا علم اور نظر ان چار حسین صداقتوں ان کے تین رُخ اور بارہ پہلوؤں کے بارے میں نکھرے نہ تھے تب تک میں نے ظاہر نہ کیا تھا کہ میں نے وہ لاثانی اور ارفع روشنی اسی دنیا میں پالی ہے ...... میرا علم جو تعبیر کے پھل پذیر ہونے کے بارے میں ہے اُسے کوئی بالمقابل دھرم برباد نہیں کر سکتا"

(مرن مٹھ بنارس میں پہلا وعظ)

بدھ نے کروڑوں انسانوں کو زندگی سے روشناس کیا اور اس کی دعوت کو جو بدھا سنگھا کے نام سے تعبیر کی گئی اس کی تعلیم دنیا کے مہذب علاقوں میں سے گر پھیل گئی۔

مسیحؑ کا ہاتھ آج بھی لوگوں کے دلوں پر ہے ایسا کیوں ہوا؟ ایسا کیونکر ہوا؟

جب مسیحؑ کی دعوت کا آغاز ہوا، مسیحؑ کا وہ قد و قامت جو آج ہمیں نظر آتا ہے، یا جو بعد میں اُس کے سوانح نگاروں نے دیکھا، یہ کہیں نہ تھا۔ رومی حاکموں کی نظر میں مسیح اُن بے شمار انسانوں میں سے ایک تھا جن پر وہ حکومت کرتے تھے اور جن کی باتیں کوئی یاد نہیں رکھتا تھا، کون تھے، کہاں تھے، کیسے جئے اور کیسے مرے۔ بجز چند جمع بندیوں یا مال، کے کاغذات کے اندراجات کے، وہ بھی اگر کسی کو سرکار کے کاغذات تک پہنچنے کی راہ ہو سکی تو۔ مسیح محکوموں میں پیدا ہوا اس کا دین حاکموں سے قطعی طور پر مختلف تھا۔ اس لئے بھی حاکموں کو اُس سے خاص دلچسپی نہ ہو سکتی

تھی۔ جب پولوس کے خلاف یہودیوں نے گورنر کے پاس شکایت کی اور چاہا کہ اسے یہودیوں کے حوالہ کر دیا جائے، تو گورنر نے قیساریہ میں مقدمہ کی سماعت کی۔ اسے پولوس کی باتوں میں کوئی بات لائق تعزیر نظر نہ آئی۔ لیکن یہودیوں کی خوشنودی کے لئے گورنر نے پولوس سے یروشلم جانے کا دریافت کیا کہ کیا وہ وہاں اپنے دفاع میں کچھ بیان کرنا پسند کرے گا۔ پولوس نے قیصر کی دہائی دی جس پر گورنر مجبور ہوگیا کہ پولوس کو قیصر کی طرف بھیجنے کے بجائے قیساریہ میں ہی روکے رکھے۔ انہی ایام میں شاہ اغریپا قیساریہ آیا تو گورنر نے اس سے اس عجیب مقدمہ کا ذکر کیا۔ جو دلچسپ بھی ہے اور معنی خیز بھی:-

"ایک شخص اسیر ہے جسے فیلکس نے میرے ذمہ چھوڑا ہے۔ میں جب یروشلم میں تھا تو سردار کاہن اور یہودیوں کے اہل رائے لوگ اس کے بارے میں میرے پاس فریاد لائے اور یہ مطالبہ کیا کہ اسے موت کی سزا دی جائے۔

میں نے انہیں جواب دیا کہ رومی ضابطہ نہیں ہے کہ کسی شخص کو خوشنودی کے لئے دوسروں کے حوالہ کر دیا جائے تاوقتیکہ اسے اپنے دفاع میں شکایت کے خلاف بولنے کا موقعہ نہ دیا گیا ہو اس لئے جب وہ سب یہاں اکٹھے ہوئے، تو میں نے وقت ضائع کئے بغیر دوسرے ہی دن عدالت کا اجلاس بلایا اور اسیر کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔

دعویداروں نے اس کے خلاف کوئی ایسی بات کا ثبوت پیش نہ کیا جس سے کوئی خطرناک باتوں کا اس سے صادر ہونا پایا جاتا ہو جیسا کہ میں سمجھا تھا۔

ان کا اس سے صرف اس قسم کا جھگڑا تھا جو وہ اپنے معبود کی عبادت کے بارے میں اور کسی شخص یسوع نامی جو کہ مر گیا تھا اور پولوس باصرار کہتا تھا کہ زندہ ہے کے متعلق کرتے تھے"

(رسولوں کے اعمال ۲۵ : ۱۴)

اس بیان کا آخری حصہ قابل غور ہے۔ اس میں گورنر یسوع کا ذکر اس انداز میں کرتا ہے جیسے غیر معروف انسان کا کیا جاتا ہے۔ اور حق بھی یہ ہے کہ مسیح اس دور میں غیر معروف ہی تھے۔ اس غیر معروف حالت سے نکل کر مسیح کا تین سو سال کے اندر پوری رومی سلطنت کو اپنے پاؤں تلے روند دینا، اس قدر کہ آج پورے یورپ میں ان حاکموں کے دیت کا بجز کھنڈرات کے اور کہیں پتہ بھی نہیں، کیا حیرت انگیز نہیں۔ وہ کونسی قوت تھی جو اس کے سوانح نگاروں نے قبل از وقت دیکھا تھا۔ وہ منظر تھی جس میں مسیح کی وہ شخصیت سمائی ہوئی تھی جو اس کے پیروؤں کو یہ یقین دلاتی تھی کہ انہوں نے جو جنت کو پایا ہے اس کے عوض وہ دنیا کا سودا کر سکتے ہیں۔ بپتسمہ کیا تھا؟ یہی ... جسے خدا تعالے نے

ان اللہ اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة

میں بیان کر دیا ہے۔ یہی وہ قد وقامت تھا جو پولوس سے لکھواتا تھا:-

ہجرت سے پہلے (سارا دو) تھا۔ وہ [illegible] کا وہ اعلیٰ قدر و قامت تھا

"پولوس کی طرف سے جو خداوند یسوع مسیح کا ایک ادنےٰ غلام ہے"

یہی وہ قد وقامت .... تھا جو بدھ کے ساتھیوں سے یہ اقرار کرواتا تھا کہ:-

"بدھم شرنم گچھامی"
(میں بدھ کی پناہ میں آتا ہوں)

یہی وہ قد وقامت حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا تھا جس نے قرآن میں خود خدا تعالے سے کہلوایا کہ:-

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

یہ کوئی معمولی بات نہیں! کوئی تحریک بار آور نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسے اپنے آدرش کی بلندی اور یکتائیت پر یقین نہ ہو۔ ایسا یقین اور ایسی یکتائیت جو زمین کے تمام خزانوں کا مول ہو سکے جب تک وہ ایک مرکز دل ونگاہ تلاش نہیں کرتی وہ بھٹکتی رہتی ہے۔ اور یہ کسی بھی تحریک کو ختم کر سکتا ہے۔ یقین کیجئے یہ صرف ایسی انقلابی تحریکوں کے ساتھ وابستہ نہیں جو مابعد الطبیعی عقائد اور وجدان پر اپنا سہارا لیتی ہیں۔ آپ اشتراکی تحریک ہی کو لے لیں۔ اشتراکیوں میں مختصراً دو نشان خیال ہیں۔ ایک، وہ جو مارکسی کہلاتے ہیں اور ایک وہ جو سوشلسٹ کہلاتے ہیں۔ مارکسیوں نے مارکس اور اینگلز پر اپنے دل ونگاہ کو مرتکز کر لیا ہے۔ یہ ایک مذہب ہے جس نے تقریباً نصف دنیا پر آج اپنا پرچم لہرا دیا ہے۔ اس کے برعکس سوشلسٹوں کی حالت قابل رحم ہے۔ وہ ایک ملگجا اور غیر مربوط گروہ ہیں جو پتہ نہیں چلتا کہ کہاں سے چلے گا اور کہاں ختم ہوگا۔ اس میں رنگا رنگ کے لوگ اور رنگا رنگ کے نظریات ہیں ہر کوئی اپنے ہی نقطہ نظر کو سوشلزم کہکر پکارتا ہے۔ ان سے کوئی خائف نہیں نہ ان کی کوئی عظیم قوت عالمی اعتبار سے تہذیب کی روایت کو متاثر کر رہی ہے۔ اصل تاثیر بخش قوت مارکسزم ہے جس کے اور آزاد دنیا کے تصادم سے ایک شور بپا ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ یہاں ذہنی مرکزیت ہی۔ مارکس کے آدرش پر ایمان ہے۔ اتنا پختہ ایمان کہ ایک مارکسی اپنی دنیا اس کے عوض ٹھکرا دیتا ہے۔ زیر زمین چوہوں کی طرح چھپ چھپ کر کام کرتا ہے جیلوں میں سڑ سڑ کر جان دے دیتا ہے۔ گھر بار تیاگ سکتا ہے۔ کس امید پر۔ کس یقین پر؟ یہاں سوچ (ا) بہت سامان ہے۔

درحقیقت وہ اپنے آپ کو عظیم انسانیت سے ایک کر لیتا ہے۔ اور باوجود مادہ پرست ہونے کے اور یہ جانتے ہوئے کہ زندگی کی سرحدیں موت پر ختم ہو جاتی ہیں جس کے اس پار نہ کوئی روشنی ہے اور نہ کوئی زندگی، اس کا ردعمل عام مادہ پرستوں کا سا نہیں ہوتا۔ وہ صرف نباتی اور چند روزہ زندگی کی خاطر بزدلوں کی طرح رہنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اس مختصر زندگی کو اس رواں دواں رَو میں سمو دینا چاہتا ہے جو اس کے بعد بھی اس زمین پر چلتی رہے گی۔ ہرچند کہ وہ حیات بعد الموت کو نہیں مانتا لیکن اس کے دل کی گہرائیوں میں یہ خواہش ہمیشہ اسے کام پر ابھارتی رہتی ہے کہ آنے والی نسلیں اسے یاد رکھیں گی۔ گو کہ اسے علم ہے کہ وہ کہیں بھی نہیں ہوگا۔ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم خلا میں گھلا دیتا ہے اور پھر وقت کے دبیز پردوں میں اسی دنیا میں اپنے آپ کو جیتے جاگتے ہوئے تخیل کی پروازوں میں اڑا کر کئی برس موت سے اس پار لے جاتا ہے اور گھوم کر ماضی پر نظر ڈالتا ہے اور ایک خوشی اور اطمینان پاتا ہے کہ وہ انسانیت کا دَور نظر آ رہا ہے جس میں اس کی جد وجہد کے ایندھن بھی شریک ہیں۔

میں نے یہ سب باتیں تفصیلاً اس لئے بیان کی ہیں کہ جس شخص کا یوم وصال منایا جا رہا ہے، اس کو بحثوں اور مناظروں کے قطار در قطار پردوں نے چھپا دیا ہے۔ دو ہی باتیں ہیں، یا تو وہ شخص کچھ بھی نہ تھا۔ ایک سیدھا سادا انسان۔ اور یا پھر وہ بہت بڑا شخص تھا۔ پہلا حصہ خود اس شخص کی باتوں کی رُو سے درست نہیں۔ وہ جب کہتا ہے کہ

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کنند آں وقت خوشترم

تو وہ کونسا مقام ہے جو اس کی قوم شناخت نہیں کر سکی وہ جب کہتا ہے کہ

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

تو اس تحقیر سے اس کی کیا مراد ہوتی ہے یہی یہاں میرا وہ عذر قابل غور ہے جس کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا اور کہا تھا کہ احمدی جماعتیں اور مسیح موعود کے سوانح نگار اس بات کے جوابدہ ہیں کہ انہوں نے کیوں اس قد و قامت کو اجاگر نہیں کیا جو کسی ایسی ہستی کا ہو سکتا ہے جو تمام مجددوں میں سے نبی کا نام پانے کے لئے

مخصوص کر لی گئی ہو۔

وہ نذرِ قامت کیا ہے؟ ازالہ اوہام کے شروع میں سیدنا مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ مسیح ناصری کے ہاتھ پر جو زندہ ہوئے تھے وہ مدّت ہوئی کہ مر گئے۔ لیکن جو میرے ہاتھ پر زندہ ہوں گے وہ کبھی نہیں مریں گے۔ جو جام میں پلاتا ہوں وہ زندگی بخش ہے۔ سوال ہے وہ کونسا جام ہے؟ وہ زندگی بخش باتیں کہاں ہیں؟ مجھے حضرت مسیح موعود کے سب سوانح نگاروں کا احترام ہے۔ وہ بہت بزرگ اور صالح لوگ تھے۔ مجھ میں ان میں کوئی نسبت نہیں۔ لیکن ایک سائل کی طرح میں حق رکھتا ہوں کہ جو کمی پاؤں بیان کروں جو سمجھ نہ سکوں پوچھوں۔ مجھے تمام سوانح میں (شاید یہ میری نظر کا قصور ہو) ایک بات کھٹکتی ہے۔ تمام قادیانی احمدیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ نبی ثابت کریں اور تمام لاہوری احمدیوں کی کوشش کہ غیر نبی ثابت کریں۔ اپنی جگہ اس بات کی بہت اہمیت ہے۔ لیکن یہ تو اس شخص کے مقام کا حال بتایا جاتا ہے اور پھر جب اسلام کے علاوہ مذاہب کا ذکر کیا جاتا ہے تو مسیح موعود کی شخصیت ایک بہت بڑے مناظر یا مباحث سے بڑھکر اجاگر نہیں ہوتی۔ وہ ایک علم الکلامی خطیب لگتا ہے۔ جو دوسروں کی منطقی اور کلامی غلطیاں نکال رہا ہے اور اس میں بے حد مشغول ہے۔ وہ مسلمانوں (یعنی محمدیوں) کا ایک پہلوان لگتا ہے جو اکھاڑے میں للکار رہا ہے۔ اس میں وہ شخصیت دور دور دکھائی نہیں دیتی جو دکھیوں کے غموں کا چارہ گر ہے۔ اس کی دعوت کے وہ تمام حصّے عملاً متروک ہو گئے ہیں جس میں اس نے کہا ہے کہ کس دف سے یہ منادی کروں کہ تمہارا ایک زندہ خدا ہے۔ جہاں وہ ایک عظیم منبع بن جاتا ہے جس میں سے بے شمار چشمے پھوٹ کر بہتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
اک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوں داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار
اک زماں کے بعد پھر آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

یہ مسیح موعودؑ اس مناظر اور مباحث سے مختلف ہے جو ہمیں سوانح نگاروں کے ہاں نظر آتا ہے اور جو زلزلہ ہے طوفان ہے۔ جس کی گرمئ تحریر اور تکلم سے مخالفوں کے قلم شکست اور تحریریں سوختہ ہیں۔ جس میں مقابل دشمن کا تصوّر بہت نمایاں ہے لیکن مخالف میں انسان کا وجود مفقود ہے۔ جس میں مقابل کو ہزیمت دینا ہی مقصود و مطلوب محسوس ہوتا ہے لیکن اس ہزیمت خوردہ کے ساتھ وہ تعلق جو خدا کے رسول کو اپنے مخاطبوں کی ہدایت چارہ گری اور تیمارداری کا ہوتا ہے وہ نمایاں نہیں ہوتا۔ حالاں کہ سچ بات یہ ہے کہ مخالفوں سے تمام بحث آخر کس مقصد سے تھی۔ اس کے سامنے نشانات کا دکھانا کسی اور مطلب سے تھا۔ انہیں قائل کرنے کی سعی کسی اور بات کے سمجھانے کو تھی، یہ اقبال کا شاہین نہیں جو کبوتر کا شکار اپنی بھوک ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف اس پر جھپٹنے، اسے مجروح کرنے، اور اس سے ایک مخصوص حظ اُٹھانے میں حاصل کرتا ہے۔ یہاں ایک چارہ گر ہے یہاں ایک راہ نما ہے۔ یہاں ایک درد شناس ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ :-

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

وہ تسلّی کا طور ہی مباحث کے دھوئیں کی نذر ہو گیا۔ اور وہ تجربہ بھی نہ جانچا گیا جس میں اسلام کی راہ کا راہی خود راہ بن کر دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ راہ منزل تک پہنچاتی ہے۔ وہ صرف راہی ہو کر بھٹکتا نہیں رہتا۔ اسی لئے ایک مرتبہ انہوں نے لکھا کہ:-

"اس عاجز نے جو بیعت کے لئے
لکھا تھا وہ محض آپ کے پہلے
خط کے حقیقی جواب میں واجب
سمجھ کر تحریر ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کا پہلا
خط اس سوال پر متضمن تھا کہ پر معصیت
حالت سے کیونکر رستگاری ہو سو
جیسا اللہ جلّشانہ نے اس عاجز
پر القا کیا تحریر میں آیا۔ اور فی الحقیقت
جذباتِ نفسانیہ سے نجات پانا
کسی کے بجز اس صورت کے ممکن
نہیں کہ عاشقِ زار کی طرح خاکپائے
محباتِ الٰہی ہو جاوے اور بصدق ارادت
ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے
دے جس کی روح کو روشنی بخشی جاوے
تا اُس کے چشمۂ صافیہ سے اس فرو ماندہ
کو زندگی کا پانی پہنچے اور اس تر و تازہ
درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے
موافق پھل لاوے"

(از لدھیانہ خط بنام نواب محمد علی
۷ راگست ۱۸۹(۱) ء)

(اس خط میں سنِ تحریر واضح نہیں۔ میں اس کی تحقیق نہیں کر سکا اسلیئے توسین میں استفہامیہ نشان کر دیا گیا ہے۔)

یہ مسیح موعودؑ، جو ایک نئے دن کو آشکار کرنے والا ہے ہنوز ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں آیا اسکی ایک ایسی سوانح حیات کی ضرورت ہے جس میں عقائد سے قطع نظر، نہایت مختصر لیکن جامع انداز میں انجیل کی طرح اس شخصیت کے حالات بیان کئے جائیں۔ یہ نہ کوئی بدعت ہو گی نہ غلو۔ میں نے انجیل کا لفظ اُن کے سوانح کے اعتبار سے لکھا ہے جو عیسائیوں کے ہاں مروّج ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس الہامی کتاب کے اعتبار سے نہیں لکھا جسے قرآن پاک میں وحی الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ ایک ایسی سوانح حیات کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ پہلے مسیح نے یہ خوشخبری دی تھی کہ آسمان کی بادشاہت آنے والی ہے۔ اور دوسرے مسیحؑ نے آکر یہ کہا کہ:-

آسمان پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

اگر یہ مسیح موعود سچا ہے، اگر یہ واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یقیناً یاد رکھیں کہ ہم سب خدا تعالیٰ کے حضور اس امر پر جوابدہ ہیں کہ ہم نے اس کی دعوت مسیحیوں تک پہنچانے کے لئے اس کا نام ابنِ مریم رکھا :-

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

تو ہم کون ہیں جو اس مصلحت کے آڑے آئیں۔ یہ بھی بھولنا نہ چاہیئے کہ اگر وہ واقعی مسیح موعود ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اس محمدی سلسلہ کا آخری خلیفہ بھی ہے جس کے بعد تجدید کی راہ اب سلسلہ احمدیہ میں منتقل ہو گئی ہے۔ کوئی اسے پسند کرے یا نہ کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جن کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔ یہودی آج بھی دنیا میں موجود ہیں، ان میں بہت زیرک ذہین اور فہیم انسان پیدا ہوتے رہے ہیں اور مسیح ناصریؑ کے انکار کے بعد بھی اُن میں دانشمندوں کی کمی نہیں رہی۔ لیکن وہ شمع جو مسیح ناصریؑ کے وجود میں روشن کی گئی پھر اس مشعل سے اور مشعلیں یہودیوں کے ہاں روشن نہیں ہوئیں۔ توریت اور زبور اور صحائف یہودیوں کے ہاں بھی ہیں لیکن جو خدمت مسیحیوں نے عبرانی صحیفوں کی کی ہے وہ یہودیوں کو میسّر نہیں آئی۔ یہ درست ہے کہ مسیحیوں کے غلو نے مسیح ناصریؑ کو کیا کا کیا بنا دیا۔ لیکن اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسیحیوں نے مسیحؑ کو قبول کر کے موسیٰؑ کو ترک نہیں کیا گو کہ مسیحؑ موسیٰؑ کے اُمتی نہ تھے۔ جب یہودیوں نے مسیحؑ کا انکار کیا تو باوجود اس امر کے کہ مسیحؑ صرف اسرائیلیوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ

کی غیرت نے مسیح کے حواریوں کی ان کوششوں کو بھی پھلدار کیا جو غیر قوموں سے مسیح کے پیرو تلاش کرلانے بہتر۔ خدا تعالےٰ کے وعدہ "جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا" کا ایفاء زیادہ تر ان غیر اسرائیلی قوموں کے عیسائیت قبول کرنے کی شکل میں ہی ہوا۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو انجیلوں میں عمومی دعوت کا غالب تاثر اور یہودیوں کی فقہی بحثوں کا دبا ہوا پہلو شاید اسی طریق تبلیغ کے سبب سے ہے جو بعد میں غیر اسرائیلی قوموں کو مسیح کے جُوئے تلے لانے کے لئے اختیار کیا گیا۔

یہی حالت یہاں بھی درپیش ہوگی۔ اور یہ خیال کہ شاید نئی صدی ہجری کے طلوع پر کوئی نیا رہبر تجدید دین کے لئے ایسا پیدا ہو جس سے مسیح موعود کی بیعت کی طرف بلانے کا سلسلہ ترک کرنا پڑے اور اس کی بیعت اسی رنگ میں قبول کرنی پڑے جیسے کسی مختار مجدّد وقت کی ہوتی ہے یہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ پیشگوئیوں اور ارشادات میں درست نہیں بیٹھتا۔ کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح ہے۔

میں نے بہت سی ایسی باتیں بھی کہدی ہیں جو مجھے شاید کہنا نہ چاہئیں تھیں۔ اسی لئے میں نے شروع میں ہی عرض کیا تھا کہ میں تعمیل ارشاد کروں یا اپنی بیکسی کی داستان کہوں۔ میرا دل شکستہ ہے اور نظریں متلاشی ہمارا زمانہ بے یقینی اور بے عملی کا زمانہ ہے۔ آج عمل کا اوّل اور آخر وہی ہے جسے خدا تعالےٰ نے الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر کہا ہے۔ آخرت کی کھیتی کے لئے وہی کاشت کرے جسے موت کے بعد کسی کھیتی کے پکنے اور کٹنے کا یقین ہو۔ اور وہ کھیتی بعض مادی طاقتوں کو ایک مخصوص راستے پر لگانے سے کاشت ہوتی ہے۔ یہاں عمل بظاہر رُک جاتا ہے۔ وہ اپنے اُن طبعی ہیجانوں کے داعیات پر مصروف کار نہیں ہوتا۔ کون جانے کہ یہ طبعی ہیجانوں کے رُکے ہوئے پانی جب موت کی چٹان سے دوسری طرف کے تاریک نشیبوں میں گریں گے تو ان سے ویسی ہی روشنی پیدا ہوگی جو آج ہماری مادی دُنیا کے بجلی گروں کے ذریعہ بستیوں کو منوّر کرتی ہے۔ میں نے جو کہا کہ آج بے یقینی اور بے عملی کا زمانہ ہے بے یقینی تو ظاہر ہے اور بے عملی سے مطلب اُس عمل سے فرار ہے جس کا نتیجہ یہاں متشکل نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کو دجّال کا دَور کہا تو اس کا عظیم مصلح کہاں ہے، جو ہمیں کہانیوں سے نہ بہلائے بلکہ یقین سے مالامال کردے کیونکہ بے عملی بے یقینی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کی دعوت فرقی نہ ہو۔ کیونکہ آج انسان لاچار ہے وہ اپنے مسیحا کی تلاش میں ہے جو اس کے درد کی دَوا کرے۔ کاش آپ میں سے کوئی اس مسیحا کو انسانوں سے روشناس کرائے۔ جو تاریکیوں میں پوری انسانیت کو کہتا تھا کہ:۔

من در حریم قدس چراغِ صداقتم
دستش محافظ است ز ہر بادِ صرصرم
واللہ ہمچو کشتیٔ نوحم زکردگار
بے دولت آں کہ دُور بماند ز لنگرم

اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ اس شخصیت کی ایک نئی سوانح لکھی جائے جس میں اس کی زندگی کا وہ پہلو نمایاں ہو جو گمراہوں کی اُمید ہے۔ جو دوامی ہے۔ جس میں انیسویں صدی کے کوتاہ نظر علماء اور مولاناؤں کا ذکر بس ضمناً ہو اسی طرح جیسے مسیح ناصری کے مخاطب یہودی فقیہوں اور فریسیوں کا ذکر ہے۔ جس میں اُس کے اپنے نشانات کا ذکر اس طرح ہو جیسے وہ ہر قسم کے اعتراضات کو شکست کر چکے ہوں۔ تاکہ فقہی بحثوں کا اُلجھاؤ پیدا نہ ہوسکے۔ اس سوانح میں صحف سابقہ سے پیشگوئیاں اسی طرح نقل کی جائیں جیسے انجیل میں مسیح ناصریؑ پر چسپاں کرنے کے لئے نقل کی گئی ہیں۔ اور جو نشان خدا تعالےٰ نے مسیح موعودؑ کی تصدیق میں آسمان میں اور زمین میں ظاہر کئے ان کو اسی طرح بیان کیا جائے جس طرح مجوسیوں نے مسیح ناصریؑ کے لئے ستارہ دیکھا تھا۔ اس میں طاعون کے دَور میں مسیح موعود کا اعجاز اس طرح نظر آئے کہ عیاں ہو کہ خدا تعالےٰ تصدیق پر آمادہ ہے۔ اور مسیح موعودؑ کی تعلیم اور مواعظ کو نہایت دیانت داری اور سلیقہ سے مرتب کیا جائے۔ وقت جارہا ہے اور وہ بے شمار کتب اور رسائل جو انیسویں صدی کے پس منظر میں لکھے گئے تھے اُن میں کئی جگہ ایسا مواد موجود ہے جو اس وقت سے مخصوص تھا۔ اس لئے آنیوالے دَور میں ان بے شمار کتب اور رسائل کا ملنا، چھاپنا اور سمجھنا دشوار ہوجائے گا۔ جس سے آنے والوں کو بے حد تکلیف ہوگی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اب ان تمام باتوں کو یکجا کیا جائے۔ جو دائمی طور پر قائم رہیں اُس وقت تک جب کہ خدا تعالےٰ کا وہ وعدہ پورا نہیں ہوتا کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ۔ وکفیٰ باللہ شھیدا۔

اگر خدا تعالےٰ مجھے ایمان، یقین، فرصت اور توفیق عطا کرتا تو میں یہ کام کرتا۔ لیکن چونکہ یہ خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا ہے اور میں اس کی تکمیل کی اپنے پاس کوئی صورت نہیں دیکھتا میں نے چاہا کہ اسے تمام احباب کے سامنے بیان کردوں شاید کسی کے دل میں خدا تعالےٰ اس سے تحریک پیدا کرے اور وہ اپنے قلم کو اس مقدس انسان سے سنوارے۔ اور شاید کہ اس کے نتیجہ میں میری راہیں روشن ہوں اور پھر گھبراہٹ دور ہوکر سکون نصیب ہو۔

میرا یہ خط طویل ہوکر مضمون ہی بن گیا ہے۔ جسے میں اپنا معذرت نامہ بنانا چاہتا تھا۔ آپ نے ایسی بات لکھدی تھی جس سے ایک بند تھا کہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے جو دنیاوی منصب کا ذکر کیا اس کو میری تلاش کی راہ میں کوئی اہمیت نہیں۔ یہ درست ہے کہ بیشتر کچھ کے بیچھے اس کوچہ گردی میں لگے ہیں، لیکن اس سے شاید کچھ پختگی پیدا ہو۔ کون جانے؟

یوں ہی پرانے واقعات یاد آکر دل کو چند لمحوں کے لئے بیقرار کرجاتے ہیں:۔

اسی کشمکش میں گذریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی

جماعت سے مجھے بہت گلے ہیں جو کبھی ملنے پر بیان کرسکوں گا یا شاید بیان بھی نہ کرسکوں۔ دعا ہے (اگر خدا تعالےٰ اس گنہگار کی دُعا کو جھٹک نہ دیں) کہ آپ لوگوں کی سعی میں برکت ہو۔ اور دعوت حق دور و نزدیک پھیلے۔

احباب کو سلام عرض ہو۔

ضروری تصحیح

زیرِ نظر پرچہ کے ٹائٹل کے آخری صفحہ پر دوسری اور تیسری تصویروں کے نیچے ان کی جو وضاحت لکھی گئی ہے اس میں غلطی سے دائیں طرف کو بائیں طرف اور بائیں طرف کو دائیں طرف لکھ دیا گیا ہے۔ قارئین کرام درست فرمالیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

(اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا)

خاکسار مولوی رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ کنٹرولر آف ایکسائز کراچی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمتِ قرآن

(۱)

تجدیدِ دین بذریعہ علمِ قرآن

تجدیدِ دین اور احیاء اسلام کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں حضرت مسیح موعود نے سرانجام دیئے ان میں انکی خدمتِ قرآن کو ایک مخصوص اور ممیز حیثیت حاصل ہے۔ قرآن کریم کی لاتعداد تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ مگر جو علم قرآن حضرت اقدس نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ بے مثال ہے، زمانہ حاضرہ کے تقاضوں کے پیشِ نظر انکے علم قرآن نے ایک سائنس کی حیثیت حاصل کر لی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم کا وہ علم عطا فرمایا تھا جو اس علمی زمانہ میں بے نظیر تھا، انیسویں صدی کے دور میں جو حضرت اقدس کی بعثت کا زمانہ ہے علماء اسلام نے دیگر مذاہب کی طرح، مذہب اسلام کو ایک دقیق اور پیچیدہ مسئلہ اور قرآن کو ایک عقدہ لاینحل بنا دیا تھا جس سے طبائع بجائے مذہب کی طرف مائل ہونے کے اس سے برگشتہ ہو رہی تھیں، عین اس وقت جب بے دینی اور دہریت کا سیلاب زور شور سے بہہ رہا تھا اور قریب تھا کہ اُمت محمدیہ کو اپنی تیز رو میں بالکل بہا لے جائے، حضرتِ مسیح موعود نے نہ صرف عالم اسلام کو بلکہ تمام دنیا کو اس کتاب مقدس کی طرف بلایا، اور نہایت مؤثر دلائل اور براہین سے ثابت کیا کہ قرآن مجید ہی ایک زندہ کتاب اللہ ہے جس میں تمام دُنیا کے لئے ہدایت اور نجات کا راستہ ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے مخصوص اور پُرشکوہ انداز میں نہ صرف قرآن کریم کے معارف اور علوم سے دُنیا کو روشناس کیا، بلکہ مسلمانوں کے لئے اسے عام فہم کر دیا اور اپنے وابستگان کو ایسے ایسے نکات سکھائے کہ دُنیا ششدر رہ گئی۔ یہ اسی ایمان اور ایقان کا نتیجہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت اقدس خود انگریزی زبان سے ناخواندہ تھے، تاہم اہل مغرب کو قرآن کریم کے مطالب سے بہرہ ور کرنے کے لئے اُنہوں نے اپنی زیر نگرانی پہلے ایک انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کرایا اور بعدہ آپ کی تڑپ اور خواہش کے مطابق ترجمہ قرآن کی طرف قدم اُٹھایا گیا، جو بفضلہ تعالیٰ مکمل ہونے کے بعد مشرق و مغرب کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مقبول خاص و عام ہوا۔ حضرت مولانا محمد علی کے انگریزی ترجمہ قرآن نے جو حضرت مسیح موعود کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت کیا گیا ایک شہرہ آفاق اور مستند کتاب کا درجہ حاصل کیا، اور بیشمار متلاشیانِ حق کے لئے باعث ہدایت و تسکین ثابت ہوا! اسی فیضان کی بدولت آج دُنیائے اسلام اور تمام عالم کی توجہ پھر اس سرچشمہ رحمت و ہدایت کی طرف مبذول ہوئی ہے اور مسلمانوں نے رجوع الی القرآن کا سبق حاصل کیا ہے۔

اس سے پیشتر کہ وہ اُصول بیان کئے جائیں جو حضرت اقدس نے قرآن کی تفہیم کے لئے قائم کئے، یہ ضروری ہے کہ قرآن حکیم کی محبت اور عشق جو حضرت اقدس کے دل میں موجزن تھا اس کا ایک نقشہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے، اس بارہ میں حسب ذیل اقتباس مجدد اعظم سے نقل کیا جاتا ہے:-

قرآن کریم آپ کا جزوِ زندگی

حضرت اقدس مرزا صاحب کو جو قرآن کریم سے عشق تھا، وہ اس زمانہ میں ایک خارق عادت رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ ابتدائے عمر سے آپ کو قرآن کریم سے ایسا غیر معمولی عشق تھا کہ قرآن کریم آپ کا دن رات وظیفہ تھا، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ آپ کا جزو زندگی بن چکا تھا۔ اکثر حصہ وقت کا قرآن مجید کی ہی تلاوت کے شغل میں گزرتا، اُٹھتے بیٹھتے، ٹہلتے قرآن مجید پڑھنے کا شغل جاری رہتا۔ قرآن شریف پڑھتے جاتے اور اس سے متاثر ہو کر زار زار روتے جاتے۔ قرآن شریف کا علم حاصل کرنے کے لئے بہت دعائیں کرتے۔ سجدوں میں جناب الٰہی سے گریہ وزاری کرتے، کوئی آیت اگر مشکل ہوتی، تو اس کے معارف و حقائق کا علم پانے کے لئے ہمہ وقت اس آیت کو سامنے رکھتے اور نہایت عجز و الحاح سے جنابِ الٰہی کے حضور دعائیں کرتے رہتے، یہاں تک کہ اس کا علم آپ کو مل جاتا۔ خدا جانے کتنی دفعہ قرآن شریف ختم کیا ہوگا، آپ کا ایک قرآن شریف مولانا محمد علی صاحب کے پاس بھی ہے۔ جسے آپ نے سترہ سال پڑھا تھا۔ پڑھ پڑھ کر اس کے ورق گھسا دیئے تھے۔ اس کے حاشیہ پر اپنے قلم سے اوامر و نواہی کے نمبر بھی دیئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے والد صاحب نے آپ کے ایک خادم مرزا اسماعیل کو بلا کر پوچھا "سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے؟" اس نے عرض کیا، کہ قرآن دیکھتے رہتے ہیں۔ اس پر وہ فرمانے لگے کہ "کبھی دم بھی لیتا ہے؟" یعنی قرآن پڑھتے پڑھتے درمیان میں وقفہ بھی کرتا ہے، یا پڑھے ہی جاتا ہے، بس نہیں کرتا۔

آپ کا وظیفہ قرآن کریم تھا

صوفیوں نے تزکیہ نفس کے لئے طرح طرح کے چلّے اور وظائف اور اوراد بنا رکھے ہیں۔ مگر حضرت اقدس مرزا صاحب کا وظیفہ ہمہ وقت قرآن تھا۔ آپ پر بھی ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دنیا سے الگ ہو کر مجاہدہ اختیار کیا، اور یہ کئی ماہ کا لمبا مجاہدہ تھا۔ مگر اس مجاہدہ میں بھی آپ کا وظیفہ صوم و صلوٰۃ کے علاوہ قرآن کریم تھا۔ گویا آپ نے اپنے عمل سے یہ دکھلا دیا کہ اگر کوئی مسلمان مجاہدہ کرنا چاہتا ہے یا تزکیہ نفس کے لئے ریاضت شاقہ کی ضرورت محسوس کرتا ہے، تو وہ مجاہدہ اور ریاضت شاقہ قرآن کریم کا مطالعہ اور اس کے مطالب پر غور و خوض ہے۔ تاریخ تصوف میں آپ کا یہ کارنامہ آبِ زر سے لکھا جانے کے قابل ہے، کیونکہ آپ نے مجاہدات تصوّف میں ایک ایسے باب کا اضافہ کیا جو عین مطابق حکم خدا و رسولؐ ہے اور جس سے بہتر طریق مجاہدہ و ریاضت کا ہو نہیں سکتا۔

قرآن کریم سے آپ کا تعشق

قرآن کریم کی محبت حضرت اقدس مرزا صاحب کے دل میں اس قدر بسی ہوئی تھی کہ جہاں آپ نے اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اظہار تعشق کیا ہے۔ جو پہلے بھی عاشقانِ خدا و رسولؐ کرتے رہے ہیں، وہاں آپ نے قرآن کریم سے بھی اظہار تعشق کیا ہے۔ اور بقول ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم یہ خصوصیت حضرت مرزا صاحب کی ایسی ہے جو تمام تاریخ اسلام میں الگ نمایاں نظر آتی ہے اور اس اُمت مرحومہ کے کسی فرد میں نظر نہیں آتی۔

شاعروں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تقدس اور عشقِ رسول اللہ میں طرح طرح اور والہانہ انداز میں نعتیں لکھی ہیں، اور اکثر سننے میں آتی ہیں، مگر حضرت اقدس نے جو اظہار عشق اور محبت قرآن کریم سے کیا ہے، وہ صرف انہی کا حصہ ہے۔ ذیل کے چند اشعار جو اس بے پناہ جذبہ سے سرشار ہو کر حضرت کے قلم سے نکلے ہیں بطور نمونہ پیشِ ذیل ہیں بکمال تفصیل در ثمین کامل میں ملاحظہ ہوں:-

جمال و حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ یہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کی ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اُجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا
یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر ایک لفظ مسیحا نکلا

شکرِ خدائے رحمان جس نے دیا ہے قرآن
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے
کہتے ہیں حُسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اُردو کے علاوہ فارسی زبان میں نہایت پُردرد اشعار آپ نے رقم فرمائے، جو جگہ جگہ آپ کی تصانیف میں مرقوم ہیں۔ قرآن کریم کی محبت سے بھرے ہوئے اسی قسم کے اشعار سینکڑوں ہیں جو آپ کے دل اور قلم سے نکلے ہیں جنہیں پڑھ پڑھ کر اس خیال سے حیرت ہوتی ہے کہ جس شخص کے دل میں قرآن کریم کی اس قدر محبت ہے کہ وہ قرآن کریم کی خوبیوں کا نقشہ کھینچتا چلا جاتا ہے اور تھکتا نہیں، جس کی قرآن کریم کی تعریف کے صرف اشعار کی ایک کتاب بنتی ہے اگر قرآن کریم کا ایسا پرجوش عاشق جس کے جذبہ محبّت سے ہزاروں دل اور دل بھی روشن ہوئے، کیا ایسا شخص کاذب اور قرآن کا دشمن ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ مکفر مولویوں نے فتویٰ دیا اگر ایسا ہے تو دُنیا میں صدق اور وفاداری کو تلاش کرنا محال ہے، پھر دریں صورت عشق و محبت حقیقی کی علامتیں کیا ہو سکتی ہیں؟ ایسے علماء میں سے کوئی دانشمند ہے جو اس پر غور کرے؟"

قرآن کریم کی صداقت پر دلائل

قرآن کریم پر حضرت اقدس جس طرح خود عاشق تھے، اسی طرح شب و روز یہی کوشش تھی کہ ایک عالم کو اس کا عاشق بنا دیا جائے۔ چنانچہ خود بھی ایک نظم میں اس تڑپ کا اظہار فرماتے ہیں۔ جس کے چند اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں:-

دردا کہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند
مردم طلب کنند کہ اعجازِ آں کجاست
صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند
بینم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلا ست
کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند
صد بار رقص ہا کنم از خوشی اگر
بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند
یارب چہ بہرِ من غمِ فرقاں مقدر ست
یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند
امروز گر دل از پئے قرآں نسوزد ت
عذرے دگر ترا بجناب یگاں نماند
بگزار درد مثنوی و شغلِ غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدرداں نماند
در خادماں نشینی و صد ناز می کنی بر آخر کہ سعید کسے از خادماں نماند
اے بے خبر بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

کیا سوز اور درد اس نظم سے عیاں ہوتا ہے۔ اسی تڑپ کا نتیجہ تھا کہ جو شیدائیانِ دین آپ کے گرد جمع ہوئے، ان میں خدمتِ قرآن کی روح موجزن ہو گئی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب بلند پایہ عالم پروانے کی طرح شمع کے گرد گھومنے لگے اور ایسا درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا کہ جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی خوش الحان قرأت ایک وجدانہ کیفیت پیدا کرتی تھی۔ انہی خوشہ چینوں میں سے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے دل میں وہ خدمتِ قرآن کا جذبہ پیدا ہوا کہ دس سال کی مسلسل محنت شاقہ سے قرآن مجید کا ایک مستند انگریزی ترجمہ دنیا کو نصیب ہوا۔ جس میں حضرت اقدس کے علم و حکمت کے دریا بہائے ہوئے موجزن نظر آتے ہیں۔

غرض حضرتِ اقدس نے قرآن کریم کی خدمت کو شب و روز اپنا شعار بنا لیا تھا۔ سب سے پہلی معرکۃ الآرا کتاب جو آپ نے تصنیف فرمائی وہ "براہین احمدیہ" تھی، جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی صداقت پر اتمام حجت ہے، چنانچہ اس کتاب کا پورا نام "البراھین احمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللّٰہ القراٰن والنبوۃ المحمدیہ" ہے۔ اس کے بعد بھی تمام عمر تصنیف و تالیف ٹریکٹوں و اشتہارات تقریر و تحریر کے ذریعہ خدمت قرآن ہی آپ کا مشغلہ رہا۔

عظمتِ قرآن کو مخالفین پر ثابت کر دکھایا

قرآن کریم کی عظمت کو مخالفین اسلام کے مقابل جس خوبی کے ساتھ حضرت اقدس مرزا صاحب نے ثابت کر کے دکھایا ہے، اور ان کو لاجواب کیا ہے، اس میں آپ کی نظیر سابق اور موجودہ متکلمین میں نہیں ملے گی۔ آپ نے تحدی کے طور پر تین باتیں مخالفین کے سامنے پیش کیں، اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی آسمانی کتاب کو ان میں سے کسی ایک معیار پر پرکھ کر دکھائیں:-

(۱) اوّل یہ کہ قرآن کریم تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے، اور کوئی مذہبی صداقت ایسی نہیں پیش کی جا سکتی جو کسی مذہبی کتاب نے پیش کی ہو یا آج کسی شخص کے ذہن میں آ سکے، اور وہ قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ اور جو مذہبی صداقت اس میں ہے وہ اپنی کامل اور مکمل شکل میں ہے۔

(۲) قرآن کریم نے تمام عقائد باطلہ کی جو دُنیا کی کسی قوم میں پائے جاتے ہوں، تردید کی ہے۔

(۳) قرآن کریم نہ صرف ہر ایک دعوے کو خود پیش کرتا ہے، بلکہ اس کے دلائل بھی خود دیتا ہے۔

یہ وہ صداقتیں ہیں جن کے سامنے ہر ایک قلبِ سلیم کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ الغرض حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ زبردست شخصیت ہے جنھوں نے اس کتاب الٰہی کو جسے اس زمانہ میں مسلمانوں نے محض تعظیم کے لئے گھروں میں رکھا ہوا تھا، یا زیادہ سے زیادہ محض تلاوت کے ثواب تک اسے محدود کیا ہوا تھا، جنگ مذاہب میں دُنیا کا سب سے بڑا کارگر حربہ ثابت کیا، نہ صرف یہ کہ غیر مذاہب کے مقابلہ پر قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کیا، بلکہ آپ نے قرآن کریم کی علم و حکمت کی بے پایاں کتاب کو بھی ثابت کیا۔ اور یہ دکھا دیا کہ آج سائنس کے زمانہ میں بھی جس قدر وساوس و اعتراضات، دہریت و مادی تعلیم سے پیدا ہوتے ہیں، ان سب کا علاج بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور مزید برآں یہ بھی دکھایا کہ جس قدر علم اور سائنس دُنیا میں ترقی کرے گی، اسی قدر قرآن شریف کی عظمت بھی اور نمایاں ہو گی،

اس علم و حکمت کے بیان کا ایک نمونہ وہ شاہکار تقریر ہے جو جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کی طرف سے پڑھی گئی، اور جو اب ایک کتاب کی صورت میں "اُصول اِسلام کی فلاسفی" کے نام سے موسوم ہے اور جس کا انگریزی ترجمہ Teachings of Islam ہے۔ آہ اے ناشکرگزاری تیرا خاتمہ ہو کہ ایسے عظیم الشان محسن کو اس کی خدمتِ قرآن کے صلہ میں مکفر ملاؤں نے دشمن اسلام قرار دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ اس نے جو خدمت کی وہ تو مقام تشکر ہے، اور ہر سچے مسلمان کے دل سے یہ دعا نکلنی چاہیئے، کہ اللہ تعالیٰ اس مجدد اعظم پر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل کرے۔

ہمارے عقائد

(از حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب)

زمانہ کے امام کو پہچانو

یہ دو کتابچے شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن نے چھپوا کر مفت تقسیم کے لئے شائع کئے ہیں، ملنے کا پتہ:-
شیخ محمد انعام الحق صاحب مستان A اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن - انڈیا۔

یاد رکھیئے

جن حضرات کو مختلف مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے مطالعہ کا شوق ہے یا وہ دوستوں کے لئے بھی اپنے دل میں اس بات کا درد رکھتے ہیں کہ وہ سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور مسائل سے واقف ہوں۔ وہ بلا دریغ آفیسر انچارج تبلیغ بلاد غیر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور رجسٹرڈ کو لکھیں۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ کہ کم از کم دس نئے پیسے خرچ ڈاک کے لئے یا ٹکٹ اپنے خط میں بھیجنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ جس قدر بھی مفت لٹریچر موجود ہو گا۔ وہ ارسال کر دیا جائے گا۔

مولانا یعقوب خان صاحب ووکنگ (انگلینڈ)

مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور ایمان بالغیب

احمدیت کی مخالفت میں مضحکہ خیز رجحانِ فکر

جب انسان کسی بات کی مخالفت پر تُل جاتا ہے تو عجب عجب مضحکہ خیز پوزیشن اختیار کر لیتا ہے۔ اس کی تازہ مثال یہ اعتراض ہے کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ایمان بالغیب کے منافی ہے۔ گویا انبیاء علیہم السلام جن پر کلام الٰہی اترتا تھا نعوذ باللہ ایمان بالغیب سے محروم تھے۔

صاحب اعتراض نے اتنا نہیں سوچا کہ اگلی ہی آیت میں ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر بھی ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے اگر ایمان بالغیب اور ایمان بالوحی دو متضاد کیفیات ہیں تو ہدایت پانے کے لئے قرآن کریم نے دونوں کو بیک وقت کیسے ضروری قرار دیا؟

اسی طرح قرآن کریم نے تفکر اور تدبر پر بار بار زور دیا ہے۔ صاحب اعتراض کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہ کیا ایمان بالغیب ہے جس کی تائید اور تقویت عقل انسانی کی روشنی سے ہوتی ہو۔ ایمان بالغیب تو تب ہوگا جب عقل و فہم کے تقاضوں کے خلاف ایک بات کو تسلیم کیا جائے۔

وحی کی غرض کیا ہوتی ہے؟ اس کے متعلق اللہ خود فرماتا ہے کتب انزلنہ لتخرج من الظلمت الی النور۔ یہ ایسی کتاب ہے جو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتی ہے۔ صاحب اعتراض کو یہ بھی نامنظور ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ جہاں روشنی آئی وہاں بقول اُن کے ایمان بالغیب جاتا رہا۔ گویا وہ ہمیشہ اندھیرے ہی میں رہنا پسند کریں گے تاکہ مبادا ایمان بالغیب ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔

یہ ان منطقی پیچ و خم کی ایک مثالی نظیر ہے جو ہمارے علمائے کرام کا مذہبی حقائق کو اُلجھانے کے لئے صدیوں سے ایک مرغوب مشغلہ رہا ہے۔

منطق اور لفاظی اور چیز ہے اور عقل سلیم اور چیز ہے۔ عام فہم سے دیکھا جائے تو بات بڑی معمولی ہے۔ تفکر تدبّر، ایمان بالغیب، وحی الہام سب ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں اور ایک دوسرے کو تقویّت دینے والی کیفیات ہیں۔ ایمان بالغیب اور تفکر و تدبّر کے منازل اگر صبح صادق کی روشنی کی طرح ہیں تو وحی والہام سے گویا طلوعِ آفتاب کی کیفیت ہو جاتی ہے

قرونِ وسطیٰ میں یورپ میں اس قسم کی لفظی منطق کا بڑا زور تھا۔ مدتوں فلسفی صاحبان میں یہ گرما گرم بحث ہوتی رہی کہ مرغی کے دانت ہیں یا نہیں ہیں۔ ایک گروہ اپنا سارا زور اس پر لگاتا رہا کہ ان کے منطق کی رُو سے مرغی کے دانت ضرور ہونے چاہئیں۔ دوسرا گروہ اسی شدت سے مصر تھا کہ ہماری منطق کہتی ہے کہ مرغی کے دانت ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔ اس تمام فضول طرز استدلال کا رُخ جس فلسفی نے بدل دیا اس کا نام بیکن تھا اس نے کہا "یہ ہونے چاہئیں اور نہ ہونے چاہئیں" کی بحث کیسی؟ ایک مرغی پکڑ کر اس کی چونچ کھول کر دیکھ لو کہ دانت "ہیں" یا "نہیں ہیں"۔ امر واقعہ کا اثبات یا ابطال مشاہدہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ فکری اور نظری دلائل کا وہاں کوئی کام نہیں۔

بعینہٖ یہی مثال ان بحثوں کی ہے جو علماء کرام کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کے دعوئے وحی و الہام کے متعلق ہوتی رہی ہیں۔ صفحوں پر صفحے یہ کہنے پر سیاہ کرتے رہے کہ ہمارے علم کے رُو سے اب کسی انسان کو وحی نہیں ہونی چاہیئے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آپ کا علم کیا کہتا ہے سوال یہ ہے کہ امر واقعہ کیا ہے۔ آپ کے فہم قرآن و حدیث کا تو یہ حال ہے کہ بڑے بڑے آئمہ اور مفسر بھی حضرت مسیحؑ کو ابھی تک زندہ سمجھتے رہے ہیں اور اس بات کے قائل رہے کہ ایک دن وہ آسمان سے اُتر آئیں گے۔ ایسی اٹکل پچو باتوں کی بناء پر ایک امر واقعہ کو مسترد کر دینا وہی مرغی کے دانتوں والی منطق ہے ——— امر واقعہ کی توثیق یا تردید کا صرف ایک ہی طریق ہے، وہ مشاہدہ ہے۔ ایک شخص کہتا ہے اس کمرے میں بلی ہے، اس پر بحث کا دروازہ کھول دینا کہ بلی ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی یا ہونی چاہیئے یا نہیں ہونی چاہیئے ایک بے معنے چیز ہے۔ صحیح طریق ایک ہی ہے کہ دروازہ کھول کر دیکھ لو کہ بلی ہے یا نہیں ہے۔ امر واقعہ کے متعلق بحث یہ نہیں ہو سکتی کہ "ہو سکتا ہے" یا "نہیں ہو سکتا"۔ بحث ایک ہی ہو سکتی ہے کہ وہ واقعہ فی الحقیقت ویسا "ہے" یا "نہیں ہے" جو بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب بانگ دہل اعلان کرتے رہے کہ مجھ سے خدا ہمکلام ہوتا ہے۔ مجھے خدا کی طرف سے یہ وحی ہوئی ہے۔ ان کے اس دعوے کی تردید کا ایک ہی طریق ہو سکتا ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اُن کا یہ دعوے بحیثیت امرِ واقعہ غلط ہے۔ جسے وہ وحی کہتے ہیں وہ وحی ہی نہیں، اور واقعات سے تردید کی جائے کہ فلاں وحی غلط ثابت ہوئی ہے۔ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ——— ایک طرف ایک آدمی ہے جو دعوے پر دعوے کر رہا ہے، کہ مجھ پر خدا کی طرف سے بارش کی طرح وحی ہوتی ہے۔ میرے ساتھ خدا کی نصرت ہے۔ مجھے خدا نے یہ بشارت دی ہے کہ اسلام کے غلبہ کا دَور شروع ہو گیا ہے، اور وہ غلبہ بطور امر واقعہ مشاہدہ میں آ جاتا ہے۔ دوسری طرف علمائے کرام ہیں کہ تفاسیر سر پر اُٹھائے ہوئے بحثوں کے لئے آ رہے ہیں کہ بتاؤ ان کتابوں میں کہاں لکھا ہے کہ خاتم النبیینؐ کے بعد بھی کسی کو وحی ہو سکتی ہے۔ ان کتابوں میں تو لکھا ہے کہ مسیحؑ زندہ ہیں اور وہی واپس آنے والے ہیں، تم کیسے آنے والے مسیح ہو سکتے ہو، ایک شخص اپنا تجربہ بتا رہا ہے، دوسرے اپنی کتابیں کھول کر بیٹھ گئے

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک اور طرز استدلال بھی اختیار کیا ہے جو اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعوئے وحی الہام اس لئے غلط ہے کہ پاکستان میں اکثریت کا عقیدہ یہ ہے کہ اب وحی والہام کا سلسلہ بند ہے۔ تحقیق حق میں رائے شماری کو معیار قرار دینا یہ مولانا مودودی ہی کی ایجاد ہے عائلی کمیشن کی رپورٹ کے متعلق بھی انہوں نے اسی استدلال سے کام لیا کہ گو قرآن ... طلاقوں کو جو یک وقت دی جاویں ایک ہی طلاق قرار دیتا ہے مگر پاکستان میں اکثریت کا عقیدہ چونکہ اس کے خلاف ہے اور وہ تین طلاق کو تین طلاق ہی سمجھتے ہیں اس لئے ملک کا قانون رائے عامہ کے مطابق ہونا چاہیئے اکثریت کو معیار صداقت ٹھہرانا عقل سلیم کا منہ چڑانا ہے ہم سے نہیں تو علامہ اقبال سے ہی سن لیجئے ؎

کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمے آید

اپنے رسالہ "قادیانی مسئلہ" میں بھی مولانا نے یہی مضحکہ خیز پوزیشن اختیار کی تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں کو اسلام سے خارج کر دینا چاہیئے کہ اکثریت کی رائے میں وہ مسلمان نہیں ہیں، اگر کسی وقت احمدیوں کی اکثریت ہو جائے تو کیا مولانا پسند فرمائیں گے کہ وہ یہی استدلال ان کے خلاف استعمال کریں۔ مذہبی امور میں اکثریت کا یہ نیا معیار خدا جانے مولانا نے کس قرآن و حدیث سے نکالا ہے۔ قرآن تو کہتا ہے

قليلا من عبادى الشكور — كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة

مولانا جیسے عالم فاضل انسان کے لئے ایسی جذباتی بات کہنا کسی طرح زیبا نہ تھا۔

مولانا کے اس طرز استدلال کی ایک تمثیل بھی سن لیجئے۔ کہتے ہیں آج سے چالیس پچاس سال قبل ڈربن شہر میں ایک سوسائٹی تھی جس کا نام تھا "فلیٹ ارتھ سوسائٹی" (Flat Earth Society) یعنے اس عقیدہ کی سوسائٹی کہ زمین چپٹی ہے جیسے مسیحیوں کی مقدس ...... کتابوں میں لکھا ہے۔ اور گول نہیں ہے۔ جیسے بعض گمراہ تجدد پسند لوگ سمجھنے لگے تھے۔ اس سوسائٹی کی طرف سے اس موضوع پر ایک مناظرے کا چیلنج ہوا کہ کوئی ہے جو ثابت کر سکے کہ زمین چپٹی نہیں گول ہے؟ اس چیلنج کو ایک بحری جہاز کے کپتان نے منظور کر لیا۔ چنانچہ ڈربن شہر کے لوگ جو راسخ الاعتقاد مسیحی تھے جوق در جوق مناظرہ کے ہال میں جمع ہوئے۔ سوسائٹی کی طرف سے نمایندہ مقرر نے کتاب پیدائش سے اور مسیحی مقدس روایات اور تفاسیر سے حوالوں کے انبار لگا دیئے کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین چپٹی ہے۔ کپتان کھڑا ہوا، اس نے کہا خدا کے بندو کچھ تو ہوش کی دوا لو۔ میں خود اپنے جہاز پر زمین کے گرد چکر لگا کر آیا ہوں اور میں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ زمین گول ہے۔ بڑے پادری صاحب نے جو صدر مناظرہ تھے حاضرین سے کہا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین چپٹی ہے وہ لوگ ہاتھ اٹھائیں۔ ہال کے ہر طرف ہاتھ ہی ہاتھ نظر آ رہے تھے۔ دو تہائی آدمیوں نے چپٹی کے حق میں رائے دی، اور ایک تہائی نے گول کے حق میں۔ اور چونکہ اکثریت کی رائے تھی کہ زمین گول نہیں ہے۔ اس لئے کپتان بیچارے کی چشمدید شہادت کہ زمین گول ہے جھوٹ قرار پائی۔

بعینہٖ یہی وہ منطق ہے جو مولانا مودودی باایں ہمہ علم و فضل احمدیت کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ کہ چونکہ اکثریت کہتی ہے کہ مسیح زندہ ہیں اس لئے مرزا صاحب کا دعوے غلط ہے۔ چونکہ اکثریت کہتی ہے کہ وحی و الہام کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب کا دعوے وحی و الہام کافرانہ عقیدہ ہے۔ چونکہ اکثریت اس عقیدہ کو کافرانہ قرار دیتی ہے۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ بھی احمدیوں کو اسلام سے خارج قرار دے۔

ایک دیانتدار متلاشی حق حق و باطل میں فیصلہ کرنے کے لئے اکثریت کی شہادت کو پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دے گا۔ اگر ملک کی ساری کی ساری آبادی ایک طرف ہو اور ایک مردِ خدا دوسری طرف جس کے حق میں واقعات اور بیّنات ہوں، تو ایک متلاشی حق اس ایک کی اقلیت کا ساتھ دے گا۔ اکثریت کے اس نئے لات و منات کے سامنے جو مولانا مودودی نے تراشا ہے کسی قیمت پر سر بسجود نہیں ہو گا۔

حضرت مرزا صاحب کے معاملہ میں دیانتدارانہ رائے قائم کرنے کا حقیقت پسندانہ طریق ایک اور صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ آیا مرزا صاحب کو وحی ہوتی تھی یا نہیں؟ الہام ہوتا تھا یا نہیں؟ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل تھا یا نہیں؟

اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو باقی بحث کیسی؟ جب خدا ایک شخص کو کہتا ہے کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں اور تجھے ہم نے مسیح کا مثیل بنایا ہے، جب خدا کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں نبی کا اعزازی لقب دیا ہے۔ جب خدا کہتا ہے کہ اب اسلام کی فتح تیرے ہاتھوں مقدر ہو چکی ہے اور تیرا نام دنیا کے کناروں تک پھیل کر رہے گا۔ تو یہ محض ہٹ دھرمی ہے کہ کتابیں بغل میں دبا کر ایک امر واقعہ کی تردید کے لئے تاویلیں نکالتے رہیں، یا اکثریت کی مضحکہ خیز دلیل سے ایک امر واقعہ کو جھٹلایا جائے۔

انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا صاحب کے الہامات کو لیا جاتا۔ اور انہیں غلط ثابت کیا جاتا جس شخص کے سینکڑوں الہامات لفظ بہ لفظ ٹھیک نکل آویں جس کی درجنوں پیشگوئیاں حیرت انگیز طریق سے پوری ہو جائیں، جس کی دعاؤں سے بگڑے کام بن جاویں اور مایوس شدہ مریض صحتمند ہو جاویں۔ جو غیر مسلم دنیا کو للکار کر کہے کہ آؤ مقابلہ کر کے دیکھو میں اسلام کی طرف سے دکھاتا ہوں کہ دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ تمہارا بھی خدا سے کوئی تعلق ہے تو تم مقابلہ پر دعا کر کے دکھاؤ۔ جو شخص مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اس کی تردید روایات اور ظنیات اور اکثریت سے کرنا شہر ڈربن کے ان راسخ العقیدہ مسیحیوں کے فتوے کی طرح ہے کہ زمین گول نہیں۔

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہیں اس میں اب اس سے زیادہ وزن نہیں رہا جس قدر ڈربن کے مسیحیوں کے اصرار میں کہ زمین گول نہیں ہے —— زمین تو بزبان حال پکار رہی ہے کہ میں گول ہوں، ڈربن کے مسیحی اپنی روایات کو چاٹتے رہیں۔ بعینہٖ اسی طرح ایک چشم بینا کے لئے اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہا کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہی ہو سکتا ہے اور وہ سوائے مرزا صاحب کے اور کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ خود خدا نے انہیں کہہ دیا ہے کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔

زمانے کو ضرورت کسی چھوٹے موٹے مصلح کی نہیں، یہ وہ دجالی دور ہے جس سے تمام انبیائے ماسبق نے ڈرایا تھا اور جسے قرآن نے اور حدیث نے انسانیت کے لئے سب سے خطرناک فتنہ قرار دیا ہے دہریت اور مادیت اور مغربیت (یہ تینوں قریب قریب ہم معنے لفظ ہیں) کے زہر کے لئے تریاق اسی سرچشمہ سے مہیا ہو سکتا ہے جو سلسلے منہاج نبوت قائم ہو یعنے خدا کے حکم سے قائم ہو۔ خدا کی طرف سے وحی و الہام پر قائم ہو۔ خدا کی طرف سے نصرت کی بشارات پر قائم ہو، خدا کی طرف سے تازہ بتازہ نشانات پر قائم ہو۔ ایسے مامور کو نبی کے لقب دینے میں مصلحت ہی یہی تھی تا یہ ذہن نشین کیا جائے کہ خدا سے براہ راست تعلق اور اسی سرچشمہ سے روشنی اور حیات کی چنگاری حاصل کرنے کے بغیر کوئی حقیقی خدا شناسی اور نیک زندگی ممکن ہی نہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ دہریت کی جو تیز و تند اور زہریلی ہوا اس وقت چل رہی ہے اور اخلاق فاضلہ اور روحانی اقدار کو جڑوں سے ہلا رہی ہے اس کا سدِ باب کسی منطق، کسی فقہ، کسی کتابی بحث سے ممکن نہیں، اس کا تریاق صرف اس خدائی آواز میں ہے جو ایک مشاہدہ اور تجربہ کے طور پر وحی کی شکل میں آئے۔

ایک مسلمان کو خوش ہونا چاہیئے کہ اب آسمان کے نیچے صرف ایک ہی سرچشمہ باقی ہے جو قرآن کریم ہے جس کی بدولت انسان اس قابل ہو سکتا ہے کہ خدا کی ہستی کے متعلق خود صاحب تجربہ بنے۔ یہ مقام وحی و الہام ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ اس نہایت ہی پُرخطر دور کا علاج قرآن کریم اور اسوہ نبی کریم کے سوا کہیں نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت ہر طرف سے ہوئی۔ لیکن کسی مخالف کو آپ کی ذات کے متعلق حرف گیری کا کوئی موقع نہیں ملا۔ مخالف بھی آپ کی نیک کرداری اور راستبازی کے قائل تھے۔ مخالف ایسے مقدمات میں انہیں بطور گواہ عدالت میں طلب کراتے تھے جن کی زدان کی آبائی

جائداد پر پڑتی تھی۔ انہیں یقین ہوتا تھا کہ مرزا صاحب نے بہرحال سچی شہادت دینی ہے۔ جو شخص انسانوں سے معاملات میں جادۂ حق سے تجاوز نہیں کرتا وہ خدا پر کیسے افتراء کر سکتا ہے کہ اس نے مجھے یہ وحی کی اور یہ الہام کیا۔

دوسری بڑی قابل غور بات یہ ہے کہ کیا وہ آدمی جس کے پاس بیٹھنے والے لوگ جس کو محض جھوٹا جاننے والے لوگ راستباز، راست کردار، نیک، دیانتدار، پابند صوم و صلوٰۃ متقی اور باخدا بنیں وہ خود جھوٹا ہو سکتا ہے۔

واقعات کی شہادت میں جو زور ہوتا ہے جو وزن ہوتا ہے اور جو فصاحت و بلاغت ہوتی ہے وہ منطقی اور کتابی ایچاپیچیوں کے انبار دوں میں بھی نہیں ہو سکتی۔

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم وحی و الہام کے راستے میں حائل ہونے کی بجائے وحی و الہام کا متقاضی ہے۔ یہ اسی مفہوم کا دوسرے پیرایہ میں اظہار ہے جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ میں ہے۔ ختم نبوت کی ضمانت قرآن کریم ہے جب تک قرآن کریم کا آفتاب عالم تاب دنیا پر چمک رہا ہے اور کوئی وحی و الہام اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ بلکہ جو بھی وحی و الہام ہوگا اسی آفتاب کی ایک شعاع یا کرن ہوگی۔ مگر خواہ ایک ہی شعاع ہو یا ایک ہی کرن ہو وہ سورج کی ہستی پر ایک برہانِ قاطع کا کام دے سکتی ہے جس کا کوئی اور نعم البدل کسی اور شکل میں ممکن نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے دعوئے وحی و الہام کو نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کے مقابلہ پر سمجھنا جیسے مخالفین استدلال کرتے ہیں، خود مرزا صاحب کے بھی وہم و گمان میں نہ تھا۔ آپ نے اس کا بار بار مختلف پیرایوں میں اظہار کیا کہ کجا آفتاب عالمتاب اور کجا اس کی ایک کرن۔ ایک سمندر اور قطرہ سے تشبیہ دیتے ہیں ؎

این چشمۂ رواں کہ بہ خلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز آبِ زلالِ محمد است

ختم نبوت کا عملی انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اب روحانی فیوض کا وہ سمندر خشک ہوگیا یا اس روحانی آفتاب کو گرہن لگ گیا جس کی شعاعیں زمین تک نہیں پہنچ سکتیں۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن المغیرۃ بن شعبۃ لایزال ناس من امتی ظاھرین حتی یاتیھم امر اللہ (تحفۃ الاخیار۔ مشارق الانوار)

ترجمہ:۔ بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب رہے گا جب تک کہ امر اللہ واقع نہ ہو جائے۔

نوٹ:۔ یہ غالب آنے والا گروہ حزب اللہ ہے۔ فان حزب اللہ ھم الغلبون۔ اس حزب اللہ کی نشاندہی اس طرح فرمائی ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ (۳ — ۱۰۳)

اعلائے کلمۃ اللہ بکمال بصیرت ہی وہ راستہ ہے جس کی طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی اور یہ ذمہ داری اپنی امت کو سونپی قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن

(باقی بر صفحہ ۵۴ کالم ۳)

مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر لائٹ

"نماز میں سوز و گداز پیدا کرو"

ملٹن نے جو ایک مشہور اور بہت بلند پایہ شاعر تھا بہت خوب کہا ہے کہ :-

The childhood shows the man,
as morning shows the day.

یعنی جس طرح سے ہم صبح کو دیکھکر یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ دن کیسا ہوگا اسی طرح سے بچے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ جوان ہو کر کس قسم کا آدمی ہوگا۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام بچپن ہی سے یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اور بچپن سے ہی گویا دنیا سے منقطع ہو چکے تھے۔ جب آپ پر جوانی آئی تو دنیا کی کوئی اُمنگ ساتھ نہ لائی۔ خدا کی محبت ہر چیز پر غالب تھی۔ فرمایا :-

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

والد بزرگوار نے مختلف ملازمتوں پر لگانا چاہا لیکن کہیں دل نہ لگا۔ آخر ایک خط کے ذریعہ اپنے دل کی کیفیت یوں بیان کر دی کہ :-

"صرف دو جوڑے کھدر کے
اور روٹی جیسی میسّر ہو مجھے دے
دی جایا کرے اور میرے حال
سے تعرّض نہ کیا جائے میرا دل
دنیا میں نہیں لگتا ہے"

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار

قادیان کے اردگرد کے دیہات اور علاقہ میں آپ کی پاک نفسی اور یاد الٰہی کا چرچا پھیل گیا۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ میں نے ابھی حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہ کی تھی۔ شکر گڑھ ضلع گورداسپور کی تحصیل میں منور خاں نامی ایک ذیلدار تھا۔ بڈھا آدمی تھا۔ ایک دفعہ اُس سے حضرت مرزا صاحب کا ذکر آیا تو کہنے لگا کہ :-

"آدمی بڑا نیک تھا۔ عابد و زاہد تھا۔ اور بڑا مستجاب الدعوات تھا۔ ہم لوگوں کو جب کبھی مشکل پیش آتی تھی تو اُن سے دُعا کرواتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کام

کر دیتا۔ لیکن خدا جانے کیا ہو گیا جو
عیسیٰ مسیح ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔
ولیوں کو ٹھوکر لگ جایا کرتی ہے"

ڈاکٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ خدا تو قرآن میں فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کا ولی ہوتا ہے انہیں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے لیکن برخلاف اس کے لوگوں میں یہ مشہور رہے کہ ولی ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ یہ خوب ولایت ہوئی کہ ٹھوکر کے موقعہ پر خدا تعالیٰ انہیں کوئی ہدایت نہیں دیتا اور ظلمت سے روشنی کی طرف نہیں لے جاتا۔

حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ ہوتا تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے "جو دم غافل سو دم کافر" فرض نمازوں کو باجماعت ادا کرنے کے علاوہ نماز تہجد نہایت سوز و گداز۔ اور خضوع و خشوع سے پڑھتے آپ اس بات کے سختی سے پابند تھے کہ نماز عربی زبان میں ہی پڑھی جائے۔ لیکن التحیات اور درود شریف کے بعد اپنی زبان میں دعائیں مانگنا آپ جائز سمجھتے تھے۔ انسان کو بہت سی حاجتیں ہوتی ہیں جن کو وہ اپنے ربّ کے آگے پیش کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ عربی زبان نہیں جانتا اس لئے وہ نماز کے بعد لمبی لمبی دعائیں مانگتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں حضوری کے وقت تو کچھ نہ کہے اور دربار سے باہر نکل کر شور مچاوے کہ مجھے فلاں فلاں بات عرض کرنا تھی۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سجدہ میں بندہ اپنے ربّ سے قریب تر ہوتا ہے۔ اس لئے سجدہ میں بہت دعائیں مانگو۔

حضرت مرزا اپنے مریدوں کو ہمیشہ یہی تاکید کیا کرتے تھے کہ نمازوں کو سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر نہایت خشوع و خضوع سے پڑھا کرو چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور آپ کے روحانی فیض کا یہ اثر تھا کہ آپ کی جماعت کے لوگ آپ کے زمانہ میں جس سوز و گداز سے نمازیں پڑھا کرتے تھے وہ نہ صرف دوسرے مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں پر بھی اثر انداز ہوتی تھیں۔ اور بہت سے لوگوں کو احمدیت کی طرف اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف کشش کا موجب یہی نماز ہوئی۔

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم ذکر کرتے تھے کہ ایک دفعہ ووکنگ میں ایک انگریز دہریہ مسجد کو دیکھنے آیا۔ اور مجھ سے کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ نماز کا وقت تھا۔ ہم لوگ نماز کو کھڑے ہوئے۔ شیخ نور احمد۔ بلال ووکنگ پر کچھ ایسی رقت طاری ہوئی جس کا اثر اس دہریہ انگریز پر بھی پڑا۔ نماز کے بعد کہنے لگا "یہ کیا جادو تھا جو مجھ پر ہوا۔ مجھے ڈر ہے میں مسلمان نہ ہو جاؤں" اور آخر ایسا ہی ہوا۔ دو چار دفعہ وہ خواجہ صاحب کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ ۱۹۰۳ء میں سہارنپور سے تین مولوی جن میں مولوی خلیل الرحمٰن صاحب بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے۔ قادیان گئے تا کہ حضرت مسیح موعود کے حالات بچشم خود مشاہدہ کریں۔ انہوں نے بیعت تو نہ کی۔ لیکن واپس آکر یہ بیان کیا کہ قادیان میں ایک بات لاجواب دیکھی جس سے ہم بہت متاثر ہوئے۔ وہ یہ کہ مسجد مبارک میں جب نماز کا وقت آیا تو جماعت کھڑی ہوئی۔ مولوی عبدالکریم صاحب امام تھے، ہم نے چونکہ ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی تھی اس لئے مسجد سے چلنے لگے۔ ابھی سیڑھیوں پر پہنچے تھے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی قرأت شروع ہو گئی۔ وہ عجیب و غریب قرآن سُن کر ہم حیران رہ گئے۔ اور مڑ کر مسجد میں جماعت کو دیکھنے لگے۔ اب یہ عالم تھا کہ ایک طرف قرآن پڑھا جا رہا تھا اور ساری جماعت پر ایسا سوز و گداز طاری تھا کہ وہ جناب الٰہی کے آستانہ پر تڑپتی نظر آ رہی تھی۔ اور دوسری طرف اُن کی تڑپ اور سوز و گداز کو دیکھ کر ہم وہیں سیڑھیوں پر تڑپ رہے تھے۔ وہ کیفیت نہیں بھولتی ہے۔ اسی لئے تو حضرت امام الوقت نے تاکید فرمائی تھی کہ نماز میں سوز و گداز پیدا کرو۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف گورنمنٹ کے پاس خفیہ طور پر رپورٹ کی کہ یہ شخص جو مہدی ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ اپنی طاقت جمع کر رہا ہے۔ جس وقت بھی اسے کافی طاقت حاصل ہو گئی وہ فوراً گورنمنٹ سے بغاوت کرے گا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ فوراً اس شخص کو گرفتار کرے۔ یہ اب بھی امیر عبدالرحمٰن خان والیٔ افغانستان سے درپردہ خط و کتابت رکھتا ہے جو اس کے افغان مریدوں کے ذریعہ سے جاری ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے اس بات کی تحقیقات کے لئے خفیہ ہدایات جاری کر دیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ اکتوبر ۱۸۹۸ء

کا واقعہ ہے۔

ایک دن شام کے وقت اچانک ایک انگریز پولیس کپتان معہ رانا جلال الدین خان انسپکٹر پولیس ایک دستہ سپاہیوں کا لے کر قادیان پہنچا اور حضرت اقدس کے گھر کو گھیر لیا۔ حضرت اقدس کو خبر کی گئی۔ آپ تشریف لائے تو پولیس کپتان نے کہا کہ ہم آپ کی خانہ تلاشی کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم کو اطلاع ملی ہے کہ آپ امیر عبدالرحمٰن خان والئے افغانستان سے خفیہ ساز باز رکھتے ہیں اور خط و کتابت کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے ہم تو گورنمنٹ انگریزی کے عدل و انصاف اور امن اور مذہبی آزادی کے سچے دل سے معترف ہیں۔ اور ہم اسلام کے بزور شمشیر پھیلانے کو اسلام پر ایک بہتان عظیم سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو شک ہے تو بے شک ہمارے گھر کی تلاشی لے لیں۔ البتہ ہم اس وقت نماز پڑھنے لگے ہیں۔ اگر آپ اتنا توقف کریں کہ ہم نماز پڑھ لیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ پولیس کپتان وہیں ایک طرف بیٹھ گیا اور کہنے لگا آپ نماز پڑھ لیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ امامت کرایا کرتے تھے مصری لہجہ میں قرآن ایسا خوش الحان اور جذبہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے کہ سننے والوں کا دل پانی پانی ہو جاتا تھا۔ اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو ابل پڑتے تھے۔ ایسا معلوم ہونے لگتا تھا کہ آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے کا زمانہ جب قرآن نازل ہوا تھا پھر دوبارہ آ گیا ہے۔ قلوب ہل جاتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے نماز مغرب پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ کا آخری رکوع پڑھا۔ اور اس جذبہ اور خوش الحانی سے پڑھا کہ پولیس کپتان مبہوت ہو کر رہ گیا۔ رکوع کے آخر پر جو دعا ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ اس پر ساری جماعت کے رونے اور تڑپنے کو جو دیکھا تو وہ انگریز پانی پانی ہو گیا۔ نماز کے ختم ہونے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت مرزا صاحب سے کہنے لگا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ایک راستباز اور خدا پرست انسان ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے یہ بالکل سچ ہے۔ آپ لوگ جھوٹ بول نہیں سکتے۔ یہ دشمنوں کا آپ کے متعلق غلط پروپیگنڈا ہے۔ پس خانہ تلاشی کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہکر وہ چلا گیا اور گورنمنٹ کو لکھ دیا کہ میں نے تحقیق کر لی ہے۔ مرزا صاحب کے خلاف یہ سب غلط پروپیگنڈا ہے۔

نماز میں سوز و گداز پیدا کرو۔ اور جب نماز میں سوز و گداز پیدا ہو جائے تو وہ ایک بہت بڑی روحانی طاقت بن جاتی ہے اور حیرت انگیز اثرات پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے جو سب سے بڑی زبردست بات آپ نے پیش کی وہ زندہ خدا پر ایمان تھا۔ فرمایا۔ وہ خدا آج بھی زندہ موجود ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو جواب دیتا ہے جو اگلے زمانہ میں نبیوں اور ولیوں سے بولا کرتا تھا۔ اگرچہ نبوت ختم اور وحی نبوت آنحضرت صلعم کے بعد بند ہے کیونکہ دین کے کامل ہو جانے کی وجہ سے اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن وحی ولایت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آج بھی امت محمدیہ میں اسی طرح جاری ہے جس طرح پہلی امتوں میں تھا تاکہ انسان معرفت اور یقین کے تمام مراتب طے کر سکے۔ حضرت امام الزمان نے مادہ پرست دہریوں کے سامنے اپنے آپ کو بطور اہل حال اور صاحب تجربہ پیش کیا ہے کہ میں نے اس سچے اور زندہ خدا کو پا لیا ہے۔ میرے پاس آؤ۔ اور میرے ہاتھ پر وہ نشانات آسمانی دیکھو جس سے اس ذات پاک پر یقین پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا۔

اگر خواہی نشاں بے نشاں تے
بیا کن مجلسے با آں نگارے

حضرت اقدس نے فرمایا کہ زبانی دعوے تو ہر ایک مذہب کا پیرو کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر صاحب حال بن کر دنیا کو للکارنا صرف انہی لوگوں کا کام ہوتا ہے جو فی الحقیقت خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے نے کہ خدا تعالےٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے وحی الٰہی پر ایمان کو زندہ کر دیا۔ اور مذہب کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے وحی الٰہی پر ایمان کو زندہ کرنا از بس ضروری تھا۔ وحی الٰہی .... مذہب کے لئے بطور بنیاد کے ہے۔ اور اس مادہ پرستی کے زمانہ میں مذہب کے انکار کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وحی الٰہی سے کلی انکار کیا گیا ہے۔

ایمان کی خوبی اور عظمت کا تو اسی وقت پتہ لگتا ہے کہ جب مخالف حالات میں اس میں کوئی فرق نہ آئے بلکہ ایمان میں بیش از بیش ترقی ہو۔ اور یہی وہ رنگ ہے جو ہم نے حضرت مرزا صاحب میں بدرجہ کمال دیکھا۔ اور اسی سے ان کی عظمت نظر آتی ہے۔ آپ کے خلاف خطرناک سازشیں کی گئیں۔ مقدمات چلائے۔ لیکن آپ کے شگفتہ چہرے اور خندہ پیشانی پر کبھی بل تک نہ پڑتا۔ پادری ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ ارادہ قتل میں حضرت اقدس کے خلاف امرتسر سے وارنٹ گرفتاری جاری ہوا۔ آپ کے ایک مرید کو اس کا علم ہوا کہ "حضرت صاحب کے گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے ہیں" آپ نے ایک ذرہ برابر بھی گھبراہٹ کا اظہار نہ فرمایا اور نہایت اطمینان سے کہا۔

"والدین اپنے بچوں کو سونے چاندی کے زیور پہناتے ہیں۔ اگر میرا خدا مجھے لوہے کی کڑیاں پہنائے گا تو میں خوشی سے پہنوں گا۔"

ہم نے الفت میں تری بار اٹھایا کیا کیا
تجھکو دکھلا کے فلک نے ہو دکھایا کیا کیا

مگر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کا آپ محافظ و نگہبان ہوتا ہے۔ وہ وارنٹ راستہ میں ہی گم ہو گیا اور حضرت اقدس تک نہ پہنچ سکا۔ یہاں تک کہ ڈپٹی کمشنر نے اپنا وہ وارنٹ خود بخود منسوخ کر دیا۔

لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں جب حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی کی گئی تو ایک کاغذ نکلا جس پر آپ کے دست مبارک سے لکھے ہوئے یہ الفاظ تھے :۔

اے میرے پیارے خدا۔
میں چاہتا ہوں کہ میں تیرے راستہ
میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں،
پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں،
پھر مارا جاؤں"۔

تلاشی لینے والے افسر کو اس سے اشتباہ ہوا اس نے آپ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا :۔

"یہ وہی دعا ہے جو ہمارے مقتدا اور پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے اور یہی میری دعا ہے۔"

اس سے آپ کی قلبی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

قابل توجہ احباب

بہ ارشاد گرامی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ علاقہ جات متعلقہ کے لکھے پڑھے بالغ احمدی افراد کے مکمل پتہ جات برائے خط و کتابت جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

والسلام

حبیب الرحمٰن صادق
پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر احمدیہ بلڈنگس لاہور

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب

اخبار "الیشیا" کے ایڈیٹر صاحب اور انکے مراسلہ نگار صاحب کی واقفیت کے لئے حضرت مرزا صاحب کے اصل مقام کا بیان

حضرت مرزا صاحب کے ظہور کی علت غائی

اخبار "الیشیا" کے مراسلہ نگار نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی کو زیر بحث لاتے ہوئے اور اس پر تمسخرانہ لہجہ میں ہنسی اڑاتے ہوئے نفس پیشگوئیوں کے متعلق ایک عجیب و غریب اصل پیش کیا ہے۔ جس کا نام و نشان بھی قرآن اور حدیث میں نہیں ملتا۔ یہ من گھڑت اصل بتلا رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب جنہوں نے خاص تعریف کے ساتھ اس مضمون کو شائع کیا ہے اور مراسلہ نگار صاحب دونوں ہی علوم دینیہ سے بالکل کورے ہیں۔ وہ اصل کیا ہے اس کو بیان کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس پر فتن و فساد زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے ظہور کی علت غائی بتلائی جائے۔ یعنی اس مقصد کو جس کو پورا کرنے کے لئے حضور تشریف لائے واضح کیا جائے کیونکہ حضور کی ذات پر بیشتر اعتراضات اسی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے وارد کئے جاتے ہیں۔

پہلی غرض

سب سے پہلی اور مقدم غرض حضور کے ظہور کی یہ تھی کہ اسلام جو محض چند رسوم کا نام رہ گیا تھا اس کی اصل حقیقت پر لوگوں کو قائم کر دیں اور ایمان جو محض نام ہی نام تھا! اسکو عرفان سے بدل دیں اور قرآن کریم جو حلقوں کے نیچے نہیں اترتا تھا اسے قلوب تک پہنچا دیں اور قرآن کریم کے حقائق و معارف کے دریا کو جو خشک ہو چکا تھا دوبارہ جاری کر دیں غرضیکہ مسلمان جو محض رسمی و اسمی مسلمان تھا، اسے حقیقی مسلمان بنا دیں تا وہ ان تمام الٰہی وعدوں کا مورد بن جائے جو سچے مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں کئے گئے ہیں چنانچہ وہ تمام لوگ جنہوں نے آپ سے حقیقی طور پر مخلصانہ روحانی تعلق قائم کیا ان کے دلوں کو آپ نے ان تمام حقیقتوں کے لذیذ شربت سے سیراب کر دیا اور اسلام کی محبت سے انہیں ایسا سرشار کیا کہ وہ اس کی راہ میں اپنی ہر ایک قیمتی سے قیمتی چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور ہر ایک کو وہ آیت والذین امنوا اشد حبا للہ کا مصداق نظر آنے لگ پڑے۔

دوسری غرض

دوسری اہم غرض آپ کے آنے کی یہ تھی کہ مسلمانوں کے عقائد میں جو غلطیاں داخل ہو گئی تھیں جنہوں نے اس کے درخشاں چہرہ کو غبار آلود اور دھندلا بنا دیا تھا انکو دور کر کے اسلام کے اصلی اور خوبصورت چہرہ کو نمایاں کر دیں جو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دوبارہ چمکنے لگ پڑے۔ چنانچہ اس غرض کو بھی حضور نے نہایت خوبی کے ساتھ پورا کیا اور یہی وجہ ہے کہ وہی اسلام دنیا کو اپیل کرتا ہے جسے حضور کی اقتداء میں احمدی پیش کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل جس اسلام کو دوسرے مسلمان پیش کرتے ہیں وہ نہ صرف غیروں کو اپیل نہیں کرتا بلکہ اپنوں کو بھی متنفر کرتا چلا جاتا ہے اور یہی وہ غلط عقائد ہیں جو کثیر التعداد مسلمانوں کو عیسائیت اور دہریت کی آغوش میں لے جانے کا موجب بن چکے ہیں اور ابھی بنتے چلے جاتے ہیں۔

تیسری غرض

تیسری اہم غرض حضور کی تشریف آوری کی یہ تھی کہ غیر مسلموں کی طرف سے جن اعتراضات کا نشانہ اسلام کو بنایا جا رہا تھا ان سب اعتراضات کو ایسے پختہ علمی دلائل سے دور کر دیں کہ دشمن کو بولنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ اس غرض کو بھی حضور نے اس خوبی اور کمال سے پورا کیا کہ نہ صرف معترض صاحبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے بلکہ دوست اور دشمن سب نے حضور کے دلائل کا سکہ مان لیا یہاں تک کہ ان کی پختگی اور مسکت ہونے کا اعتراف کئے بغیر انہیں کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

چوتھی غرض

چوتھی اہم غرض حضور کی آمد کی یہ تھی کہ تمام ادیان پر عموماً اور عیسائیت پر خصوصاً اسلام کی برتری ثابت کر دیں عقلی دلائل کی رو سے بھی اور اسلام کی روحانی تاثیروں کی رو سے بھی۔ چنانچہ آپ نے ان دونوں ہتھیاروں کے استعمال سے جو خدا کی طرف سے آپ کو دیئے گئے تھے اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے اس کے سوا باقی سب مذاہب اب مردہ ہو چکے ہیں گو ابتداء میں ان میں بھی زندگی تھی مگر لوگوں کی ملاوٹوں نے ان کو بے اثر بنا دیا۔ اس لئے ان کی روحانی تاثیریں اب ختم ہو چکی ہیں، اس میدان میں اب صرف اسلام ہی اکیلا لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے کہ اگر تم خدا رسیدہ بننا چاہتے ہو تو میرے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ اور قرآن کی آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (یعنی اے محمد رسول اللہ اعلان کر دو کہ اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اس کے نتیجہ میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے) میں جو دعویٰ کیا گیا ہے وہ اس کا مثبت بن ثبوت ہے اور دوسرے مذاہب کے متعلق ایک تو آیت لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ (یعنی دیگر مذاہب کے لوگ اچھی طرح سے جان لیں کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے) میں وضاحت سے یہ بتلا دیا کہ خدا کے فضلوں کے وارث اب صرف مسلمان ہی ہیں دیگر مذاہب کے پیرو ان سے محروم ہیں۔ اسی طرح آیت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الاخرة من الخاسرین (یعنی جو لوگ اسلام کے سواکسی اور دین کی پیروی کریں گے وہ دین ہرگز ان سے قبول نہیں کیا جائیگا اور انجام کار یہ لوگ اپنے آپ کو خسارہ میں پائیں گے یعنی ان کی ایسی پیروی بالکل بے نتیجہ ثابت ہو گی) میں بھی اس مضمون کو صفائی سے بیان کر دیا گیا ہے اور یہی معنی خاتم النبیین کے ہیں کہ رسول کریم صلعم کی تشریف آوری سے تمام پہلے انبیاءؑ کے فیوض ختم ہو گئے اور ان کے متبعین میں کوئی بھی اب روحانیت میں اعلےٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا اور جو فیض پہلے انبیاءؑ کے ذریعہ جاری تھا وہ اب صرف حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ جاری رہے گا اور قیامت تک فیوض الٰہی کے چشمے آنحضور صلعم کے وجود باوجود کی طفیل ہی پھوٹتے رہیں گے اور آنحضرت صلعم کی پیروی کرنے والے ہی ان سے سیراب ہوتے رہیں گے اور محبوب الٰہی بننے کی جتنی علامتیں ہیں وہ سب انہی میں ہی پائی جائیں گی۔

پانچویں غرض

پانچویں اہم غرض حضور کی بعثت کی یہ تھی

کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدے ان مسلمانوں کے ساتھ کئے ہیں جو اس کی نظر میں سچے مسلمان ہیں حضور دنیا کو دکھلا دیں کہ وہ سب کے سب حضور کے وجود میں پورے ہو گئے ہیں۔ ان وعدوں کے متعلق مفصل اور مستقل مضمون تو الگ شائع کیا جائے گا۔ لیکن اخبار ایشیا کے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے صرف ایک وعدہ کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے جو آیت یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ الانفال ع ۴ میں کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سچے اور حقیقی مومن کو ایسے نشانات اور بینات دیئے جائیں گے جو حق اور باطل میں فرق کر کے دکھلا دیں گے اس وعدہ الٰہی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو جو خدا کی نظر میں اول المؤمنین قرار پا چکے تھے ایسے نشان کثرت سے عطا کئے گئے تا آپ دیگر مذاہب کے متبعین پر اسلام کی سچائی کے متعلق اتمام حجت کر دیں اور یہ تمام دنیا کے مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا احسان تھا کہ جس پر مسلمان جس قدر بھی خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے تھوڑے تھے اور جس قدر بھی وہ اس نعمت الٰہی پر خوش ہوتے کم تھا کاش مسلمان اسی ایک بات پر غور کرتے کہ کیا ساری اسلامی دنیا میں بجز حضرت مرزا صاحب کوئی اور بھی مسلمان نظر آتا ہے جو مذکورہ بالا وعدہ الٰہی کا مورد ہو۔

مسلمان ہونیکا دعویٰ حضرت مرزا صاحب نے کیا

کیا ”ایشیا“ کے ایڈیٹر صاحب اور ان کے مراسلہ نگار صاحب کو ساری اسلامی دنیا میں ایک بھی مسلمان ایسا نظر آتا ہے جس نے سورۃ حم سجدہ ع ۵ کی آیت ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین میں بیان کردہ تینوں اوصاف حمیدہ سے متصف ہونے کا دھڑلے سے اعلان کیا ہو صرف اعلان ہی نہ کیا ہو بلکہ اپنے وجود میں ان تینوں اوصاف کو ثابت بھی کر کے دکھلا دیا ہو۔ پہلی دو صفتوں سے متصف ہونے کا دعوےٰ تو ہر عالم کر سکتا ہے، لیکن تیسری وصف کے ادعا کی جرأت اس زمانہ میں نہ کسی کو ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی کیونکہ اس وصف کا دعوےٰ تو اسی وقت کیا جا سکتا ہے جبکہ سچے مسلمان کی تمام وہ علامتیں جو قرآن شریف میں بیان کی گئی ہیں کسی عالم کے وجود میں پائی بھی جائیں۔ صرف حضرت مرزا صاحب ہی ایک ایسے مسلمان تھے جنہوں نے اس زمانہ میں بہانگ دہل یہ اعلان کیا کہ اگر سچے مسلمان کی وہ علامتیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں دیکھنا چاہتے ہو تو مجھ میں دیکھ لو میں اول المؤمنین ہوں۔ غیر مسلموں کے لیڈروں کو بھی اور مسلمان علماء اور مشائخ اور سجادہ نشین وغیرہ سب کو چیلنج کیا کہ قبولیت دعا۔ نشان نمائی قرآنی حقائق کے بیان وغیرہ میں میرا مقابلہ کر کے آزما لو کہ خدا کی تائید کس کے ساتھ ہے۔ لیکن کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی اور اس طرح آپ نے ثابت کر دیا کہ اگر اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب مردہ ہو چکے ہیں تو مسلمان علماء بھی قرآن اور سنت نبوی سے اس قدر دور جا پڑے ہیں کہ فیوض الٰہی کی بارش ان پر بھی بند ہو گئی ہے اور جب تک یہ لوگ قرآن کریم اور سنت نبوی کی اسی طرح پیروی نہیں کریں گے جس طرح میں کر رہا ہوں الٰہی فیوض کا دروازہ ان پر بند رہے گا۔ حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین بالکل سچا ہے قابل پیروی سنت تو درحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت ہے لیکن ایسے اوقات امت پر آتے رہیں گے کہ عام طور پر مسلمان اس حقیقی سنت کو بھول جائیں گے اور ان کا عمل سنت نبوی کے خلاف ہو رہا ہوگا ایسی حالت میں حضرت نبی کریم صلعم کا حقیقی خلیفہ خدا کی طرف سے کھڑا کیا جائے گا اور اس کی حقیقی سنت نبوی کی طرف راہنمائی کی جائے گی پس وہی مسلمان فلاح پائیں گے جو اس ہدایت یافتہ اور راشد خلیفہ کی اتباع میں سنت نبوی پر گامزن ہوں گے کیونکہ سنت نبوی وہی ہو گی جس پر وہ چل رہا ہوگا باقی سب راہیں صراط مستقیم سے دور لے جانے والی ہوں گی چنانچہ حضرت مرزا صاحب ہی اس زمانہ میں ایسے مسلمان تھے جنہوں نے صاف الفاظ میں ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ کے ماتحت اعلان کیا ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اور جنہوں نے کھلے طور پر کہا:۔

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

پھر فرمایا:۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اور آیت کے دوسرے حصہ وعمل صالحا کی حقیقت کو اپنے وجود میں ثابت کرنے کے لئے واضح الفاظ میں اعلان کیا فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون چنانچہ دوست دشمن سب نے گواہی دی کہ آپ کی زندگی نہایت پاکیزہ زندگی تھی اور خلاف شریعت کوئی فعل آپ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا اور آیت کے تیسرے حصہ وقال اننی من المسلمین کی وضاحت تو اوپر کی جا چکی ہے۔

دعویٰ کرنے کو نشانہ اعتراض بنانا قرآن سے ناواقفیت کا ثبوت ہے

ایڈیٹر صاحب ایشیا اور ان کے مراسلہ نگار صاحب حضور کے اس قسم کے دعوے کرنے پر بھی ہنسی اڑا رہے ہیں لیکن قرآنی آیت تو بالوضاحت فرما رہی ہے کہ ایسے آدمی کا فرض ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے وجود میں سچے مسلمان کی علامات کے پائے جانے کا اعلان کرے اور ان علامات میں فرقان پائے جانے کی علامت بھی شامل ہے اس لئے غیب کی خبریں پانے والا مسلمان اس آیت کے ماتحت دنیا میں اعلان کرنے پر مامور ہے کہ میرے سچے مسلمان ہونے کی علامت ہی یہ ہے کہ غیب کی خبریں جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلائی جاتی ہیں ضرور سچی ثابت ہوں اگر یہ خبریں اسی طرح وقوع میں نہ آئیں جس طرح مجھے بتلائی گئی ہیں تو میرا دعوےٰ حقیقی مسلمان ہونے کا جھوٹا ثابت ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب اور مراسلہ نگار صاحب سے ایک سوال

اب ایڈیٹر صاحب ”ایشیا“ اور ان کے مراسلہ نگار صاحب بتلائیں کہ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی میں آپ کو کونسی بات انوکھی اور خلاف شریعت نظر آتی ہے جس نے آپ کو استہزاء پر مجبور کیا ہے کیا آپ کو یہ امر قابل ہنسی نظر آتا ہے کہ ایک مسلمان قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کی سچی اور کامل پیروی کے نتیجہ میں محبوب الٰہی بن جاتا ہے یا یہ بات آپ کو قابل تعجب دکھائی دیتی ہے کہ ایک سچے مسلمان پر حم سجدہ ع ۴ کی آیت کے ماتحت فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو اسے اس دنیا میں بھی کامیابی کی بشارتیں دیتے اور اپنے ولی ہونے کا یقین دلاتے ہیں یا یہ بات آپ کو حیرت میں ڈالتی ہے کہ کس طرح ایک مسلمان ماموریت کے مقام پر کھڑا کر دیا گیا ہے اگر یہی بات ہے تو سورۃ النحل ع ۱ کی مندرجہ ذیل آیت پر غور کریں جو صاف الفاظ میں امت میں مامورین کے پیدا ہونے کی بشارت دے رہی ہے چنانچہ فرمایا ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ پھر سورۃ المؤمن ع ۲ کی آیت رفیع الدرجات ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق اور پھر حدیث ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا پر غور کریں کیا ان سے امت میں مامورین کی بعثت کی وضاحت نہیں ہو رہی۔

نبیوں کے آنیکی غرض مکالمہ الٰہیہ پانیوالے انسان پیدا کرنا ہے۔

مندرجہ بالا امور میں سے کونسا امر ہے جو از روئے شریعت آپ کو مستبعد دکھائی دیتا ہے اگر مکالمہ الٰہی کو مستبعد سمجھا جاتا ہے تو یاد رہے کہ نبی تو دنیا میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ اپنے کامل متبعین کا خدا سے گہرا تعلق پیدا کرا دیں اس لئے ان کے فیوض روحانیہ

سے ان کی امتوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو مکالمہ الٰہیہ کی نعمت سے متمتع ہوتے رہے۔ کیا حدیث نبوی لقد کان فیمن قبلکم من الامم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اس بات کا بیّن ثبوت نہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کی نعمت ان لوگوں کو بھی ملتی رہی ہے جو نبی نہ تھے۔ حضرت مریم۔ والدہ حضرت موسےٰ۔ زوجہ محترمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت خضر، حضرت لقمان ذوالقرنین وغیرہ کی مثالیں تو قرآن کریم میں بھی موجود ہیں اگر انبیاء سابقین کے فیض روحانی میں یہ تاثیر تھی کہ وہ اپنے کامل متبعین کو اس بلند روحانی مقام تک پہنچا سکتے تھے جس مقام پر پہنچکر اللہ تعالیٰ اپنی ہم کلامی کی نعمت سے ان کو نوازا کرتا تھا۔

نبی کریم صلعم کی رُوحانی تاثیر کی برتری

تو حضرت نبی کریم صلعم جن کی شان سب انبیاءؑ سے بالا ہے اور جن کے فیض کی تاثیر سب سے زیادہ ہے ان کے کامل اُمتی کس طرح اس نعمت سے محروم ہو سکتے ہیں اور واقعات بھی اس پر شاہد ناطق ہیں کہ یہ اُمت ایسے کاملین سے خالی نہیں رہی۔ اس امت میں ہزار ہا اولیاء اس نعمت سے متمتع ہوئے اور وعدہ الٰہی کے مطابق قیامت تک ہوتے رہیں گے ہاں ان اولیاء میں سے ایک عظیم الشان ولی کے متعلق خاص پیشگوئی موجود ہے جس کے متعلق صاف طور پر بتلایا گیا ہے کہ کثرت کے ساتھ اس سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوگا اور کثرت کے ساتھ اس پر غیب کا اظہار ہوگا اور وہی خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی کے لقب سے ملقب کیا جائے گا۔ عیسائیوں اور ان کی اتباع میں دیگر مخالفین اسلام کے پیدا کردہ فتن کو دُور کرنے کے لئے اور اسلامی نور سے انہیں روشناس کرانے کے فرض کو انجام دینے کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے ہدایت یافتہ ہو کر مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے فرض کو ادا کرنے کی وجہ سے مہدی کہلائے گا۔

مُصلحین صِرف اسی اُمّت میں ہی پیدا ہوں گے

یہ بھی ایسا امر نہیں کہ اسے استبعاد کی نظر سے دیکھا جائے کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا میں اسی اُمّت کے کاملین کے کندھوں پر ہی ساری دنیا کی اصلاح کا بوجھ ڈالا گیا ہے اور آیت بتلاتی ہے کہ یہ کاملین حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے مستفیض ہو کر ہی اس فریضہ کو سرانجام دیں گے اگر وہ خود صاحب حال نہیں ہوں گے تو ان کا وجود دوسروں پر حجت کس طرح ہو سکتا ہے بیشک علماء بھی ایک حد تک اس کام کو سرانجام دیتے رہتے ہیں مگر ایسے اوقات بھی آجاتے ہیں جب یہ علماء جو ستاروں کا کام دیتے ہیں اذا النجوم انکدرت کے ماتحت یہ بھی بے نور ہو جاتے ہیں ایسے اوقات میں ہی ایسے انسان کی ضرورت پیش آتی ہے جو خدا کی طرف سے اصلاح عالم کے لئے مامور کیا جائے۔ پس ہر مصلح خواہ وہ مامور ہو یا غیر مامور آیت مندرجہ بالا کی رُو سے اسی امت میں ہی پیدا ہوگا باہر سے کوئی نہیں آسکتا اس لئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح ناصری کو آسمان پر زندہ بٹھلایا ہوا ہے اور اس کے اترنے کا انتظار کر رہے ہیں سخت غلطی میں مبتلا ہیں آیت مذکورہ بالا کے علاوہ سورۃ نور کی آیت استخلاف بھی اسی حقیقت کو آشکارا کر رہی ہے کہ اسی امت کے ان لوگوں میں سے ہی جو خدا کی نظر میں حقیقی طور پر مؤمن ہوں گے اور جن کے اعمال صالحہ بھی خدا کے ہاں مقبول ہوں گے حضرت نبی کریم کے خلیفے بنائے جائیں گے جن کے ذریعہ دین کو تقویت پہنچتی رہے گی اور دین پر سے خوف دُور ہوتا رہے گا اور لوگ دوبارہ توحید پر قائم ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو ان خلفاء سے تعلق پیدا نہیں کریں گے وہ خدا کے نافرمان ہونے کی وجہ سے روحانی نعمتوں سے بہرہ ور نہیں ہو سکیں گے۔

اُمّت میں ہی شہدا پیدا ہونے پر نص

قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ نبی جس قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے قیامت کے روز اس قوم کے ان لوگوں کے خلاف شہادت دے گا جنہوں نے باوجود اتمام حجت کے پھر انکار پر اصرار کیا اور یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ نبی ایک خاص وقت تک قوم میں رہتا ہے بعد ازاں وہ موت کے ذریعہ قوم میں سے اُٹھا لیا جاتا ہے اس کی وفات کے بعد اس کے زمانہ نبوت تک اس کی امت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو لوگوں پر اتمام حجت کا ذریعہ بنتے رہتے ہیں اور یہ تمام لوگ اس نبی کی ہی امت کہلاتے ہیں اب یہ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے خلاف نبی تو براہِ راست شہادت دے ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ ان میں موجود ہی نہیں ہوتا وہ شہادت ان کے خلاف اگر دے گا تو اپنے نائبین کے واسطہ سے ہی دے گا۔ جنہوں نے ان پر اتمام حجت کی ہوگا۔ اسی لئے قرآن کریم میں آیا ہے وجیئ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ترجمہ یعنے صرف انبیاء علیہم السلام ہی قیامت کے روز نہیں لائے جائیں گے بلکہ ان کے ساتھ ان کی امتوں کے شہداء بھی لائے جائیں گے اور یہ شہداء امتوں کے وہی کاملین ہیں جو انبیاءؑ کے بعد ان کے فیوض کے وارث ہو کر اصلاح خلق کا فریضہ سرانجام دیتے رہتے ہیں اب جبکہ انبیاءؑ کے ساتھ شہداء کا وجود بھی ثابت شدہ حقیقت ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ ایسے شہداء کا موجود رہنا قیامت تک ضروری ہے کیونکہ آنحضور صلعم قیامت تک کے لئے نبی ہیں اور تمام قوموں کے لئے نبی ہیں پس آنحضور صلعم کے بعد حضورؐ کے ہی فیض سے مستفیض ہو کر اُمّت میں ایسے شہداء پیدا ہوتے رہیں گے جو تمام دیگر اقوام پر حجت تمام کرتے رہیں گے اور انہی کو سورۃ البقرہ میں شھداء علی الناس کہا گیا ہے اور ایسے شہداء لازماً دلائل عقلیہ اور بینات قرآنیہ کے ذریعہ حجت پوری کریں گے۔ کیونکہ قرآن کریم نے بیّنٰت من الھدیٰ والفرقان کے الفاظ میں ان دونوں حربوں کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح ناصری تو آیت ویکون الرسول علیکم شھیدا کے ماتحت حضرت نبی کریم صلعم سے فیض یافتہ نہیں وہ تو خود مستقل نبی ہیں دوسروں کو اپنے ذاتی فیض سے مستفیض کرنے والے ہیں وہ تو اپنی امت کے لئے شہید ہوں گے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی امت کیلئے کس طرح شہید ہو سکتے ہیں فتدبروا الخ!

ایک اُلجھن

حضرت مرزا صاحبؑ کے دعاوی کے متعلق جو چیز ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور ان کے مراسلہ نگار صاحب اور ان کے دیگر ہم نوا مسلمانوں کے دلوں میں کھٹکتی ہے وہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مسیحیت ہے ان لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے حدیث مسلم میں صاف طور پر "نبی" کا لفظ موجود ہے یہی لفظ تو ہے جس نے عرصہ دراز سے مسلمانوں کو سخت اُلجھن میں ڈالا ہوا ہے ایک طرف ان کو قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی نبی کے ظہور سے مانع نظر آتی ہے اور دوسری طرف آنے والے مسیح کیلئے لفظ نبی حدیث میں مستعمل ہے ان دونوں میں تطبیق دینے کے لئے ان لوگوں نے کافی ہاتھ پیر مارے لیکن ان کی تاویل کا کوئی تیر بھی نشانہ پر نہ بیٹھا اس لئے محققین اس بارے میں سخت حیران و پریشان نظر آتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری نبوت سے معزول ہو کر آئینگے کوئی اس تاویل کو کفر قرار دیتا ہے کوئی کہتا ہے کہ آئیں گے تو نبی ہی مگر اپنی نبوت کا اظہار نہیں کریں گے دوسرے اس تاویل کو بھی درست قرار نہیں دیتے کوئی کہتا ہے کہ وہ امتی بن کر آئیں گے۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان نسبت تباین کی ہے امتی نبی بن سکتا ہی نہیں اور نہ نبی امتی بن سکتا ہے کیونکہ نبی کے لئے براہ راست نبی بننا ضروری ہے

نبی کسی سابق نبی کی اتباع کے نتیجہ میں نبی بن ہی نہیں سکتا۔ آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس کی مانع ہے۔ دوسرے اگر حضرت مسیح ناصری کو اُمتی بنایا جائے تو ایک اور محذور لازم آتا ہے اور وہ یہ کہ اُمتی کی حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اپنے متبوع نبی کی اتباع سے قبل کلیتہً یا جزواً گمراہی میں ہوتا ہے اور یہ گمراہی اس سے اپنے نبی متبوع کی اتباع سے زائل ہوتی ہے اگر حضرت مسیح ناصری کو اُمتی بنایا جائے تو ماننا پڑے گا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے قبل اگر کلیتہً نہیں تو جزوی طور پر ضرور گمراہی میں مبتلا تھے اور کسی نبی کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے خدا ہر ایک کو اس سے بچائے۔

حضرت مرزا صاحب کا مسلمانوں پر عظیم الشان احسان

اس اُلجھن سے مسلمانوں کو اگر کسی شخص نے نکالا تو وہ حضرت مرزا صاحب ہی تھے اور یہ حضرت مرزا صاحب کا مسلمانوں پر عظیم الشان احسان ہے کاش مسلمان اس کی قدر کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے دونوں قسم کی حدیثوں اور قرآن اور حدیث میں جو بظاہر تناقض نظر آتا تھا اسکو یہکہکر دُور کیا کہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی تو اس حقیقت کی وضاحت میں نص صریح کا کام دے رہے ہیں کہ آنحضور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا باقی رہا آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کا لفظ "نبی" استعمال کرنا سو وہ بھی اپنی جگہ درست ہے اور مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث کے منافی نہیں کیونکہ ان میں جس نبوت کی نفی کی گئی ہے وہ وہ نبوت ہے جو شرعی اور اسلامی اصطلاح میں نبوت کہلاتی ہے اور اسی کا ظہور ممنوع ہے آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی کا استعمال اس لئے درست ہے کہ حدیث میں یہ لفظ محض لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنے خدا سے غیب کی خبریں کثرت سے پانے والا اور قرینہ اس پر یہ ہے کہ آنے والے مسیح کو دوسری حدیث میں امامکم منکم اور امامکم منکم کہکر اُمتی قرار دیا ہے اور اُمتی کے متعلق یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ حقیقی معنی میں یعنی اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں کہلا سکتا آنے والے مسیح کے لئے اگر لفظ نبی کے اس مفہوم کو مدنظر رکھا جائے تو تناقض بالکل رفع ہو کر سب اُلجھنیں دُور ہو جاتی ہیں اور کثرت مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر کثیر التعداد اخبار غیبیہ ایسی چیز نہیں جو ایک کامل اُمتی کے لئے ممنوع ہو جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے اس معنی کی تائید واقعات سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جس اُمتی نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اس کو اس کثرت سے پیشگوئیاں عطا کی گئیں کہ اس کی نظیر نہ اس زمانہ میں ملتی ہے نہ گذشتہ زمانہ میں کسی ولی اور مجدد کی سوانح میں نظر آتی ہے اور اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں مادہ پرستی کا زور ہو تا تھا جس کے نتیجہ میں توجہ الی اللہ کا حقیقتاً یا عملاً فقدان ہو تا تھا اس لئے مادہ پرستی کے اس زور کو توڑنے کے لئے نشانوں کی کثرت کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کریم کی معرفت صرف ایک ہی ولی کے لئے یہ پیشگوئی کروادی کہ امت میں ایک ہی ولی ایسا ہو گا جس پر دوسرے اولیاء کے مقابل محض لغوی معنی میں اور وہ بھی نبوت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ظل ہونے کے لحاظ سے "نبی" کا لفظ نمایاں طور پر اطلاق پا سکے گا۔

ولی کی حقیقت

اسجگہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ولی ولی بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کے قلب مطہر پر اس کے متبوع نبی کی نبوت منعکس نہ ہو امم سابقہ میں بھی اولیاء اللہ اسی طریق سے ولی بنتے رہے اور حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد اس امت میں بھی اولیاء اللہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا روحانی عکس لینے کی وجہ سے ہی ولی بنتے رہے اور قیامت تک بنتے رہیں گے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب لجۃ النور صفحہ ۴۷ و ۴۸ پر فرمایا قد اتفق اھل القلوب علٰی ان الولایۃ ظل النبوۃ یعنی تمام اہل دل اس حقیقت پر متفق ہیں کہ ولایت نبوت کا ہی ظل ہوتی ہے باقی یہ حقیقت ہے کہ یہ عکس نبوت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر ایک ولی پر اسکی استعداد کے مطابق یعنی کسی میں کم اور کسی میں زیادہ پڑتا ہے اور امت میں مسیح موعود نے ایسا ولی ہوتا تھا جس کے قلب مطہر پر نبوت محمدیہ کا عکس کامل طور پر پڑتا تھا کیونکہ اس نے ولایت کے کمالات کے تمام مراحل کو طے کر لینا تھا یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر چیز کا ایک آغاز اور ایک انجام ہوتا ہے جب وہ چیز اپنے انجام کو پہنچتی ہے تو کامل ہو جاتی ہے اس کے بعد کمال کا کوئی درجہ اس کے لئے باقی نہیں رہتا اسی اصل کے ماتحت نبوت کا آغاز حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور اس کا انجام حضرت نبی کریم صلعم پر ہوا اور یہی وجہ ہے کہ نبوت کے تمام کمالات حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں جمع ہو گئے اب نبوت کا کوئی کمال باقی نہیں رہا جو حضرت نبی کریم صلعم کے وجود سے باہر رہا ہو یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلعم خاتم النبیین ٹھہرے اور یہی وجہ ہے کہ صفت افاضہ روحانی بھی آنحضور صلعم پر آ کر ختم ہو گئی یعنی اب افاضہ ولایت صرف آنحضور صلعم کی ذات سے ہی وابستہ ہے اور رہیگا کوئی اور نبی اب اس مقام پر اپنے کسی متبع کو نہیں پہنچا سکتا یہی وجہ ہے کہ ولایت اُمتِ محمدیہ میں ہی محدود ہے، دوسری تمام امتیں اس سے اب محروم ہیں۔

بالکل اسی طرح ولایت کا بھی آغاز اور انجام ہے۔ پس اُمتِ محمدیہ میں ولایت نے شروع ہو کر مسیح موعودؑ پر آ کر ختم ہونا تھا۔ جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ مسیح موعود نے اُمت میں ایسا ولی ہونا تھا جس نے ولایت کے کمالات کے تمام مراحل طے کرنے تھے اور اس کی ولایت نے کامل ولایت کہلانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی ولایت کو ولایت کاملہ اور ولایت ظلی کے نام سے نامزد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اسی طرح خاتم الاولیاء ہوں جس طرح میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء تھے۔

نبی اور ولی کا کام

خاتم الاولیاء کا مفہوم سمجھنے کے لئے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ نبی کا کام اپنے کامل متبع کو ولی بنانا ہے اس لئے خاتم الانبیاءؐ کے معنی یہ ہیں کہ ولی قیامت تک آنحضور صلعم کی اتباع کامل کے ذریعہ ہی بنتے رہیں گے اور ولی کا کام ہے اپنے متبوع نبی کی صداقت پر بصیرۃ افروز ایمان پیدا کر کے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے کو اپنے متبوع نبی کے ساتھ ایسا گہرا تعلق پیدا کرا دینا کہ جس کی بدولت وہ نبی متبوع کی پیروی اخلاص اور دل سے کرنے لگ جائے اور اس کے نتیجہ میں خود مقام ولایت پر پہنچ جائے گویا بالفاظ دیگر ولی کا کام صرف اپنے نبی متبوع سے تعلق پیدا کرانا ہے اب جس طرح خاتم الانبیاء کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضور صلعم قیامت تک ولی بناتے رہیں گے اسی طرح خاتم الاولیاء کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ قیامت تک حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ اپنے مخلصین کا تعلق پیدا کراتے رہیں گے ان کی ولایت کا اثر اب قیامت تک ختم نہیں ہو گا گویا اب کوئی شخص حضرت مرزا صاحب سے علیحدہ رہ کر حضرت نبی کریم صلعم کے کامل فیض سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔

نام کمال پر ملتا ہے

یہ بات اُوپر ثابت کی جا چکی ہے کہ ہر ولی میں نبوت محمدیہؐ کا عکس ہوتا ہے اس لئے ہر ولی بطور ظل کے نبی ہوتا ہے کیونکہ انوار محمدیہ اس میں ایک حد تک منعکس ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ مسیح موعود کی ولایت ولایت کاملہ ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ انوار محمدیہؐ اور کمالات نبوت محمدیہؐ دوسرے کامل اولیاء کے مقابل کامل طور پر اس میں منعکس ہونگے اس لئے مسیح موعود بھی بطور ظل کے نبی ہو گا۔ پس اولیاء سابقین اور حضرت مسیح موعودؑ میں فرق یہ ہے کہ اولیاء سابقین پر باوجود ظل نبوت محمدیہ رکھنے کے

لفظ "نبی" نہیں بولا گیا لیکن مسیح موعود پر بولا گیا ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث سے واضح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نام کسی چیز کا اسی وقت رکھا جاتا ہے جب وہ چیز اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خود حضرت مرزا صاحب نے یہ اصول بیان فرمایا ہے چنانچہ حضور اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۱۴۹۔۱۵۰ پر اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل جس قدر ادیان انبیاء علیہم السلام لائے وہ سب اسلام ہی تھے لیکن چونکہ وہ تمام ادیان ابھی ناقص حالت میں تھے باوجود اسلام ہی ہونے کے ان کا نام "اسلام" نہیں رکھا گیا لیکن دین حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آنحضور صلعم پر یہ آیت نازل ہو گئی الیوم اکملت لکم دینکم .... تو نبی کریم صلعم کے لاتے ہوئے دین کا نام "اسلام" رکھ دیا گیا ای.... پر قیاس کر کے سمجھ لیا جائے کہ اولیائے سابقین کی ظلی نبوۃ چونکہ ابھی ناقص تھی اس لئے ان پر لفظ نبی کا صراحۃً "نہیں بولا گیا اور حضرت مسیح موعود کی ولایت بوجہ کامل ہونے کے کامل ظلیت کی حامل تھی اس لئے آپ کو بطور ظل نبی صراحۃً کہدیا گیا اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ پر بطور ظل نبی ہونے کی وجہ سے اور کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانے کی وجہ سے اگر لفظ نبی بطور ظل کے اور محض لغوی معنی میں بولا گیا تو آپ زمرۂ اولیاء سے نکل کر زمرۂ انبیاء میں داخل ہو گئے کہ ان کے انکار سے کفر لازم آجائے پس لفظ نبی کا استعمال حضرت مرزا صاحبؑ کی شان میں کسی کے لئے محل اعتراض نہیں بننا چاہیئے کیونکہ یہ ولایت عظمےٰ کا ہی دوسرا نام ہے ؛

آفتاب الدین ہومیوپیتھک دار الشفاء

حضرت مسیح موعودؑ اور خدمتِ خلق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مامورین زمانہ جہاں تزکیہ نفوس اور اصلاح اخلاق کے لئے کوشاں ہوتے ہیں وہاں رفاہ عام اور بنی نوع انسان کی ہمدردی ایسے اہم کام بھی اُن کے پیش نظر رہتے ہیں۔ خود اللہ تعالےٰ نے الحمد للہ رب العالمین میں مخلوقات کی جسمانی و روحانی تربیت کا بیڑا اُٹھا کر مامورین اور عامۃ الناس کو اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ کہ وہ بھی مخلوق کی روحانی و جسمانی تربیت کو اپنا شعار بنائیں جس طرح پر اللہ تعالےٰ کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشو و نما دیتا ہے اور تدریجاً ایک چیز کو اُس کے کمال تک پہنچا دیتا ہے اسی سنت اللہ کی تقلید کرتے ہوئے مامورین بھی اپنے اپنے دَور میں تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت و بہبود کے اصول و قوانین بھی تلقین کرتے رہے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ روحانی قوتوں کو برقرار رکھنے اور اخلاقی اقدار کو معراج کمال تک پہنچانے کے لئے جسم کی صحیح نشو و نما اور اعلےٰ نگہداشت اور تطہیر کی اشد ضرورت ہے۔ ایک مفکر کا قول ہے کہ صحیح عبادت کے لئے اپنے جسم و جوارح میں توانائی پیدا کر، یہ قول نہایت ہی دور رس فکر کا ترجمان ہے۔ نحیف و نزار انسان عبادت الٰہی کے لئے کب اور کس طرح مستعد ہو سکتا ہے۔ جسم کی کمزوری سے یاد الٰہی میں کب لطف و لذت پیدا ہو سکتی ہے۔ مامورین کی دُور بین نگاہیں اس حقیقت سے اچھی طرح واقف تھیں اس لئے اصلاح نفس کے ساتھ انہوں نے صحت عامہ کو بھی ہمیشہ ملحوظ رکھا۔

کوئی معاشرہ اور کوئی تہذیب و تمدن اس وقت تک مکمل اور بہترین نہیں کہے جا سکتے جب تک اُن میں عامۃ الناس کی فطری ضرورتوں اور طبعی خواہشوں کی تکمیل کے سامان موجود نہ ہوں۔ اس لئے ہر مذہب اور ہر مامور اپنے ساتھ زندگی کے روحانی اور جسمانی ضابطے لے کر آیا اور اسلام نے عالمگیر مذہب ہونے کی حیثیت سے اور نبی کریم صلعم نے خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے ہر شعبۂ حیات کے متعلق ایک مکمل ضابطہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ آپ کے کلمات طیبات میں بیشمار ایسی حدیثیں موجود ہیں، جن میں کھانے پینے اور صحت کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تزکیہ نفوس کے ساتھ ساتھ خلق اللہ کی ہمدردی پر زور دیا ہے اور نہ صرف اس کی تلقین ہی کی ہے بلکہ عملاً لوگوں کے علاج معالجہ اور قیمتی سے قیمتی دوائیں ضرورت مندوں کو مفت دیتے رہے ہیں، غریب سے غریب دیہاتی عورتیں دن رات جب بھی ضرورت پیش آئے آپ کے پاس آتیں، اور آپ ایک ہمدرد طبیب کی طرح ان کی تکالیف معلوم کر کے مناسب دوا اپنے پاس سے انہیں دے دیتے تھے۔ ایسا ہی

آفتاب الدین احمد دار الشفاء اس لحاظ سے مامور وقت کے منشاء اور شرائط بیعت کی اس شق کی تکمیل کر رہا ہے۔ جس میں عام خلق اللہ کی ہمدردی کا اقرار لیا گیا ہے حضرت امیر مرحوم مولنا محمد علی رحمت اللہ علیہ نے مولنا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور کی دلی تڑپ اور رفاہ عام کے جذبہ کے پیش نظر ۱۹۴۳ء میں اس دار الشفاء کا افتتاح کیا۔ مولنا آفتاب الدین احمد مرحوم زندگی بھر محض للہ خلق اللہ کی ہمدردی کے لئے اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ باقاعدگی کے ساتھ اس دار الشفاء کی نظر کرتے رہے، اور ہزاروں افراد نے اُن کے دست شفا سے صحتیاب ہو کر امراض جسمانی سے نجات حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد شیخ محمد حسین صاحب امین انجمن نے اس نیک کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر دار الشفاء کو اور وسعت دی۔ اور اب ہر ماہ قریباً دو ہزار افراد اس دار الشفاء سے استفادہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کی ہمت میں برکت ڈالے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین ضرورت ہے کہ مستطیع اصحاب اس کار خیر میں حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہوں ؛ (کنوینر انتظامیہ مجلس آفتاب الدین)

کوثر۔ بسلسلہ صفحہ ۲۰

میں ہے اور ان کی تطہیر اور تزکیہ نفس کرنے کو تیار ہے۔ بیماریاں اگر پیدا ہو چکی ہیں تو ان کا علاج اور دوا ابھی موجود ہے۔ اگر دجال طاقتور رہے تو مسیح بھی کمزور نہیں آؤ چشمۂ مسیحائی سے قوموں کو سیراب ہونے کی دعوت دیں، بھٹکی ہوئی، بھٹکی ہوئی، سہمی ہوئی، درماندہ اور افتادہ انسانیت کو محبت اور خلق سے روحانی آغوش میں لے لیں دنیا پیاسی ہے۔ آب زلال قرآن کا شیریں چشمہ آپ کے پاس ہے۔ لوگوں کو اس چشمہ کی طرف متوجہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اب اس اسلامی سلطنت کا فریضہ ہے۔ کہ وہ قرآن کی تعلیم دنیا کے تمام اکناف و اطراف میں پہنچا دے اور جب تبلیغ کا فریضہ ادا ہو جائے گا تو اسلام کی فتح بھی ہو جائے گی۔ انسانیت اپنے معراج کو پہنچ جائے گی۔ اور ان شانئك هو الابتر کا نظارہ دنیا کو چندھیانے لگ جائے گا اور و اشرقت الارض بنور ربها (زمر) کا نظارہ تمام دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ گی۔

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

تاریخ احمدیت میں تصرف الٰہی کے دو عظیم الشان نظارے

(۱) الٰہی حکمت کے ماتحت حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے برخلاف حاکم ضلع امرتسر کے دستخط سے ایک جاری کردہ وارنٹ کا ضائع کیا جانا۔

(۲) قدرت الٰہی کے زبردست ہاتھوں سے پنڈت لیکھرام پشاوری آریہ سماجی کا قتل وقوع میں آنا۔

دنیا کے مذاہب کی تاریخ اس بات پر اپنی سچی شہادت پیش کرتی چلی آتی ہے کہ کس طرح خدا تعالےٰ واحدہٗ لاشریک کے سچے۔ راست باز پیغمبر۔ نبی۔ رسول۔ اولیاء اللہ ظالموں سے ستائے گئے۔ مثال کے طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک خطرناک آگ میں ڈالا گیا۔ مگر خدا تعالےٰ کی حکمت سے وہ اس آگ سے بچائے گئے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرعون اور قارون جیسے کمیونسٹ اور سرمایہ داروں سے بچایا گیا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متبعین سلامتی کے ساتھ دریائے نیل کو پار کر گئے اور فرعونی لشکر دریائے نیل میں غرق کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی آئندہ نسلوں کی عبرت کی خاطر بدبخت فرعون کی لاش کو دریا کے کنارے پر پانی کی موجوں نے ڈال دیا جو اب تک قاہرہ کے میوزیم میں رکھی ہوئی ہے۔

...... حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسےٰ ابن مریم کو ظالموں نے صلیب کے ذریعہ مروانے کے لئے سعی کی۔ مگر فضل الٰہی سے وہ زندہ صلیب سے اتارے گئے۔ خود ہماری سرکار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ظالموں نے قتل کر دینے کا مکہ میں فیصلہ کیا۔ تب مالک ارض و سما نے آنکو غار ثور میں پناہ دی اور پھر حضورؐ اور ان کے باوفا ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حفاظت کا ایسا سامان کیا کہ اُس تاریخی غار کے منہ پر مکڑی نے اپنا جالا تن دیا اور غار کے آگے کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ جب ظالم تعاقب کرتے ہوئے اس غار کے منہ پر پہنچے تھے اُن کی عقلیں ماری گئیں اور وہ نامراد ہو کر واپس مکہ چلے گئے۔ حضور صلعم نے شاہ ایران کو اسلام کی دعوت کا پیغام دیا۔ جس نے اپنی ہتک جان کر حضورؐ کی گرفتاری کے واسطے اپنے خاص ایرانی سپاہی بھیجے مگر قدرت کے زبردست ہاتھوں سے نامراد ایرانی بادشاہ اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل کیا گیا تھا۔

سچے مذاہب کی تاریخ میں ایسی مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں، رسولوں۔ ماموروں اور اپنے اولیاء اور بھگتوں کی حفاظت کیا کرتا ہے۔ مخالف ظالم خدا تعالےٰ کے پاک ارادوں کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔

خود نبیوں اور رسولوں کو بھی انسانی حیثیت سے خطرہ۔ خوف۔ تکلیف مندی پیدا ہوتی ہے مگر ذات واحدہٗ لاشریک ہر دم ان کو تسلی دیتی رہتی ہے۔ کہ ہم تم کو ظالموں سے ضرور بچاویں گے اور تمہاری پوری حفاظت کی جاوے گی اور جس پاک کام کی خاطر تم میری طرف سے مقرر یا مبعوث کئے گئے ہو۔ وہ ضرور میری حکمت اور ارادوں کے ماتحت تمہاری زندگی میں پورا کیا جاوے گا۔

اب دیکھنا ہے کہ تصرف الٰہی نے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں کس طرح فضل کیا کس طرح حضور کی جان کی حفاظت کی گئی اور شریر مخالف نامراد ہو کر دنیا سے گزر گئے۔ ان کے نام و نشان مٹ گئے مگر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کا نام آر .... بخش ہے اور تاقیامت روشن اور درخشاں رہے گا اور حضور کے متبعین کو بھی عظیم الشان رنگ میں روحانی اور ظاہری دنیاوی برکات بھی حسب مراتب و خدمت دین اسلام و احمدیت عطا ہوں گی۔

(۱) امرتسر کے عیسائی مشنری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے حاکم ضلع یعنی مسٹر مارٹینو کی عدالت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف اقدام قتل کے الزام میں اپنی درخواست دی جس پر حاکم وقت نے حضرت مرزا صاحب کے نام پر ایک وارنٹ جاری کیا۔ جس کی خبر بجلی کی طرح مخالفین کے کیمپ میں پہنچ گئی۔ ہندو آریہ، عیسائی، مکفر مولوی رات دن انتظار کرنے لگے کہ کب مرزا قادیانی ...... ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنے ہوئے بذریعہ پولیس امرتسر لائے جاویں گے۔

دوسری طرف کی کیفیت سنیئے۔ جب یہ رجسٹری شدہ وارنٹ بنام مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیاں ضلع گورداسپور کے حاکم ضلع کے سررشتہ دار منشی غلام حیدر کے پاس پہنچا تو وہ اس وارنٹ کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور انہوں نے چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر جو حضرت مرزا صاحب کے مرید تھے کو بلوایا اور ان کو یہ وارنٹ گرفتاری دکھایا۔ اس وقت جو گھبراہٹ اور بے چینی چوہدری صاحب پر طاری ہوئی۔ وہ بیان کرنی غیر ضروری ہے۔ چوہدری صاحب کی متفکر صورت کو دیکھ کر منشی غلام حیدر صاحب نے کہا۔ چوہدری صاحب فکر نہ کریں۔ یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ وارنٹ براہ راست میرے پاس پہنچ گیا۔ گو میں مرزا غلام احمد صاحب کا مرید نہیں ہوں۔ تاہم وہ جو خدمت اسلام کر رہے ہیں۔ میں بدل و جان ان کی عزت کرتا ہوں۔ چلو۔ خدا کے اس نیک بندے کو ظالموں سے چھڑانے کے لئے اس وارنٹ کا جلایا جانا ضروری ہے۔ پس آمدہ وارنٹ چوہدری رستم علی صاحب کی موجودگی میں منشی غلام حیدر صاحب نے جلتی انگیٹھی میں ڈال دیا اور ان دونوں کے سوا کسی اور انسان کو اس وارنٹ کے جلائے جانے کی خبر نہ ہوئی اللہ تعالےٰ نے اس کارروائی کو پسند فرمایا۔

دوسری طرف وارنٹوں کے اجرا کے بعد حاکم ضلع امرتسر کے نوٹس میں یہ حقیقت لائی گئی کہ وہ مرزا غلام احمد کے نام پر کسی وارنٹ گرفتاری کے اجرا کا مجاز نہ تھا۔ مدعی کی درخواست پر یہ مقدمہ صرف گورداسپور میں سماعت پا سکتا ہے نہ کہ امرتسر میں۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیان ضلع گورداسپور کے رہنے والے ہیں اپنے ماتحت کے ذریعہ یہ سن کر حاکم ضلع امرتسر کے کان کھڑے ہو گئے۔ اب وہ خود حیران تھا۔ کہ اس کا مرزا غلام احمد کے برخلاف بدوں اجازت قانون ایسا وارنٹ گرفتاری کرنا ہر حالت میں ناجائز تھا۔ چنانچہ اس نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے نام پر ایک ضروری تار بھجوائی۔ کہ اُس کے جاری کردہ وارنٹ کو منسوخ تصور کیا جائے اور درخواست مدعی پادری ہنری مارٹن بخدمت ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور فوراً روانہ کی جاتی ہے۔ جب یہ تار گورداسپور پہنچی تو ملک غلام حیدر صاحب کے ایک غیر مسلم ماتحت نے خود ہی کپتان ڈگلس پر ظاہر کر دیا کہ صاحب میں نے ایسا کوئی وارنٹ دوبارہ من جانب عدالت حاکم ضلع امرتسر وصول نہیں کیا۔ لہٰذا یہ معاملہ وہیں ختم ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ خود مرحوم و مغفور ملک غلام حیدر صاحب پنشنر تحصیلدار نے راولپنڈی میں مجھے سنایا ملک صاحب راقم کے پرانے واقفوں میں سے تھے ان کو خدا بخشے بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ آمین

اس کے بعد حاکم ضلع گورداسپور کی عدالت

میں حضرت مرزا صاحب پر اقدام قتل کا مقدمہ چلایا گیا لیکن آخر کار وہ باعزت بری کئے گئے اور مخالفوں کی بڑی ذلت ہوئی۔

دوسرا واقعہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا ہے جس کے متعلق یہ دیکھنا ہے کہ کن اسباب کے ماتحت مشہور آریہ سماجی پنڈت کا قتل دن دہاڑے لاہور شہر میں عید مارچ ۱۸۹۷ء کے بعد وقوع میں آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے بعد اتمام حجت اپنے مخالف پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کی خبر پائی۔ جیسا کہ اخباروں میں یہ خبر شائع ہو چکی تھی۔ خدا تعالیٰ نے کسی چیز کو دنیا میں عبث پیدا نہیں کیا۔ جہاں وہ چرندوں پرندوں سے کام لیتا ہے وہ عالی ذات کیڑے مکوڑے سے بھی کام لے لیتا ہے۔ اگر خدا کے محبوب اسکے آگے اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ اپنی مرضی اور ارادے سے اور اپنی حکمت کے ماتحت کسی دہریہ منش انسان سے خواہ وہ مسلمان ہونے کا فخر رکھتا ہو یا ہندو ہو یا عیسائی ہو یا یہودی ہو کام لے لیتا ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں کسی زمانہ میں مشن ہائی سکول بڑے زوروں پر تھا۔ مختلف علاقوں کے طلباء اس جگہ تعلیم انگریزی انٹرنس تک کے حصول کے لئے آتے تھے۔ اس سکول میں مولوی غلام حسین صاحب مدرس فارسی ہائی کلاسز دہریہ خیال کے تھے وہ موضع بدوملہی ضلع سیالکوٹ کے اصلی باشندے تھے۔ مولوی غلام حسین بڑے لائق اور فہیم تھے۔ سب قسم کے لوگوں کے ساتھ ان کا میل جول تھا۔ عیسائی، مسلمان، ہندو، سکھ استاد ان سے بحث مباحثہ کرتے تھے۔ مگر مولوی غلام حسین رنجیدہ خاطر نہ ہوتے تھے۔ لوگ ان کو دہریہ کہتے تھے وہ خاموش رہتے۔ عیسائی مشنری ٹیچر اور ہیڈ ماسٹر ان کو ہمیشہ مولوی غلام حسین صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے۔

۱۸۹۷ء میں عید کی رخصتوں کے لئے مشن ہائی سکول بند ہوا تو مولوی غلام حسین صاحب نے عید سے قبل گوجرانوالہ سے براستہ وزیرآباد سیالکوٹ جانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ عید گھر گزاریں۔ ریلوے گاڑی گوجرانوالہ اسٹیشن پر لاہور سے پہنچ کر کھڑی تھی۔ کہ مولوی غلام حسین صاحب اپنی ٹکٹ خرید کر جلدی سے ایک تھرڈ کلاس کمرے میں داخل ہوئے تھے جس میں دوسرے مسافروں کے علاوہ لاہور سے ایک مولوی صاحب اور ایک پنڈت صاحب بھی سوار تھے۔ وہ برابر روانگی کے وقت سے لے کر گوجرانوالہ پہنچنے تک آپس میں باتیں کرتے چلے آتے تھے۔ جب گاڑی گوجرانوالہ سے روانہ ہو کر گکھڑ کے اسٹیشن پر پہنچی تو لاہور کے مولوی صاحب نے مولوی غلام حسین صاحب سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ میں عید کی رخصتوں کی وجہ سے اپنے گھر بدوملہی جا رہا ہوں اس کے بعد لاہور کے مولوی صاحب نے پنڈت صاحب سے مولوی غلام حسین صاحب کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ بزرگ پنڈت لیکھرام پشاوری ہیں۔ یہ بھی اپنے گھر پشاور تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس پر مولوی غلام حسین صاحب نے پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری کو کہا۔ کہ آپ کیوں بے فکر ہو کر گھر جا رہے ہیں۔

(۱) عید قریب ہے۔ مرزا قادیانی نے آپ کے مارے جانے کی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ بہتر یہی ہوگا کہ آپ وزیرآباد سے واپس لاہور چلے جاویں۔ یہ الفاظ سنتے ہی پنڈت لیکھرام پشاوری حیران ہو گئے۔ آخر کار وہ وزیرآباد اتر گئے اور مولوی غلام حسین صاحب نے پنڈت صاحب سے روپیہ لے کر وزیرآباد سے لاہور تک ٹکٹ خرید کر ان کو دیا۔ مولوی غلام حسین اس طرح ان سے جدا ہو گئے۔ تقدیر مبرم پنڈت لیکھرام پشاوری کو گھیر کر لاہور واپس لے آئی جہاں ان کا قتل عید کے دوسرے دن نامعلوم ہاتھوں سے ہو گیا اور اپنے خون سے مامور الٰہی اور حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت پر مہر لگا گیا۔

واللہ اعلم بالصواب

انتقال پُر ملال

راولپنڈی سے عبدالقیوم صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"ملک عبدالقدوس صاحب مرحوم کے بڑے بھائی ملک عبدالعزیز صاحب ۱۲ مئی کی شام کو ساڑھے آٹھ بجے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ملک ظفر اللہ خاں صاحب راولپنڈی

میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

رسید مژدہ کہ من ہماں مردم ٭ کہ او مجدّد ایں دین و رہنما باشد
منم مسیح بہانگِ بلند مے گویم ٭ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد

یہ سنت اللہ اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب دنیا میں بدی پھیلتی ہے - بدی کیسی؟ لکھے پڑھے بھی بندر اور سؤر اور عبد الطاغوت ہو جاتے ہیں خدا کا خوف دلوں سے اُٹھ جاتا ہے اور انسانیت مسخ ہو کر حیوانیت اور بہیمیت ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے تباہ شدہ مخلوق کی دستگیری کے لئے مامور دنیا میں بھیجتا ہے جو آ کر اُن کی گم شدہ متاع پھر ان کو دیتا ہے اور خبیثوں اور طیب لوگوں میں امتیاز ہو جاتا ہے - اس قاعدہ کو مدِ نظر رکھ کر صاف اشارہ ملتا ہے کہ خدا تعالےٰ کس وقت معلم اور مزکی کو بھیجتا ہے غرض یہ ایک سنت اللہ ہے - خدا کا اٹل قانون ہے کہ جب دنیا پر ضلالت کی ظلمت چھا جاتی ہے اور بے دینی اور فسق و فجور کی رات اپنے انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو اسی قانون کے مطابق جو ہم رات دن دیکھتے ہیں کہ رات کا آخری حصہ میں آسمان پر صبح صادق کے وقت روشنی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں کوئی آسمانی نور اُترتا ہے اور دُنیا کی ہدایت اور روشنی کا موجب ٹھہرتا ہے -

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ٥

اُس اللہ نے جس کی تسبیح زمین و آسمان کے ذرات اور اجرام کرتے ہیں اور ہر شئے جو اُن میں ہے وہ اللہ الملک القدوس العزیز الحکیم ہے) امیوں (عربوں میں) اُن میں ہی کا ایک رسول اُن میں بھیجا جو اُن پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے - اور ان کو پاک و صاف کرتا ہے - اور ان کو الکتاب اور الحکمۃ سکھاتا ہے - اور اگرچہ وہ اُس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی کھلی اور خدا سے قطع تعلق کر دینے والی گمراہی میں تھے -

حضرت محمد رسول اللہؐ کی بعثت مکہ والوں میں اللہ تعالےٰ کی عزت اور رحم کا بیّن ثبوت ہے۔ کیونکہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اہل دنیا اس رشتہ سے جو انسان کو اپنے خالق کے ساتھ رکھنا ضروری ہے بالکل بے خبر اور ناآشنا تھے - ہزاروں ہزار اشکلات اس رشتہ کے سمجھنے میں پیدا ہو گئی تھیں اس کا قائم کرنا اور قائم رکھنا اور بھی مشکل ہو گیا تھا کتب الہیہ اور صحف انبیاء علیہم السلام میں تاویلات باطلہ نے اصل عقائد کی جگہ لے لی تھی اور پھر ان کی حالت وزنی مقدرت سے باہر تھی دنیا پرستی بہت غالب ہو چکی تھی ان کے بڑے بڑے سجادہ نشین احبار اور رہبانوں اپنی گدیاں چھوڑنا محال نظر آتی تھیں خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے لوگوں کا ذکر کیا ہے کیونکہ اُس سے چھوٹوں کا خود اندازہ ہو سکتا ہے - اگر ہم ایک نمبردار کی حالت بیان کریں کہ ایک قحط میں -- اس پر فاقہ کشی کی مصیبت ہے تو اس سے چھوٹے درجے کے زمیندار کا حال تو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے - قرآن شریف نے نہایت جامع الفاظ میں فرما دیا ہے - کہ ظهر الفساد فی البر والبحر - جنگلوں اور سمندروں میں غرض ہر خشکی تری و خشکی پر فساد نمودار ہو چکا ہے - وہ جو اپنے آپ کو ابراہیمؑ کے فرزند کہلاتے تھے ان کی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے اکثرهم فاسقون کہ اُن میں سے اکثر لوگ فاسق تھے - اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی کی ہوئی تھی کہ جعل منهم القردة والخنازیر یہ اس وقت کے لکھے پڑھے علماء سجادہ نشین خدا کی مقدس کتاب کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندر اور سؤر اور ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر - اس سے اندازہ کر دان لوگوں کا جو لکھے پڑھے نہ تھے جو کتاب مقدس کے وارث نہ تھے جو موسےٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے پھر یہ تو اُن کے اخلاق بدعادات بدیا عزت و ذلت کی حالت کا نقشہ ہے اگرچہ ایک دانشمند اخلاقی حالت عرفی کو ہی دیکھ کر روحانی حالت کا پتہ لگا لیتا ہے مگر خود خدا تعالےٰ نے بھی بتا دیا کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبد الطاغوت بن گئے تھے یعنی حدودِ الٰہی توڑنے والوں کے عبد بنے ہوئے تھے اُن کے معبود طاغوت تھے اب خیال کرو کہ اخلاقی حالت پر وہ اثر روح پر بصدمہ عزت کی وہ حالت - یہ ہے وہ قوم جو نحن ابناء اللہ واحباءہ کہنے والی تھی - اس سے چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کر لو یہ نقشہ کافی ہے عقائد کے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے عزت و آبرو کے سمجھنے کے لئے کہ جو بندر کی عزت ہوتی ہے پھر یہ نقشہ کافی ہے اخلاق کے معلوم کرنے کے لئے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بے حیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے - جب ان لوگوں کا حال سُن لیا جو نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ کہتے اور ابراہیمؑ کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر قیاس کر لو ان کے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی اور کفارہ کے اعتقاد نے ان کو پوری آزادی اور اباحت سکھا دی تھی اور عربوں کا حال تو ان سب سے بدتر ہو گا جن کے پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا - ایران میں آتش پرستی ہوتی تھی سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا - اور اہرمن اور یزدان دو جُدا جُدا خدا مانے گئے تھے - ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی جہاں پتھروں، درختوں تک کی پُوجا اور پرستش سے تسلی نہ پا کر آخر عورتوں اور مردوں کے شہوانی قوےٰ تک کی پرستش جاری ہو چکی تھی - غرض جس طرف دیکھو - جدھر نگاہ دوڑاؤ دنیا کیا بلحاظ عبادت اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تاریکی میں مبتلا تھی اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسولؐ کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا:-

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم۔

یہ رسولؐ صرف عربوں ہی کے لئے نہ تھے باوصفیکہ عربوں میں مبعوث ہوئے بلکہ ان کی دعوت عام اور کل دنیا کے لئے تھی جیسا کہ انہوں نے کل دنیا کو مخاطب کر کے سنایا:-

یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں -

اور پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وما ارسلناک الا رحمة للعلمین
ہم نے تم کو تمام عالموں پر رحمت کے لئے بھیجا -

اسی لئے وہ شہنشاہ جہاں سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا ام القریٰ ٹھیرا اور وہ کتاب مبین جس کی شان ہے لاریب فیه وہ ام الکتاب کہلائی اور وہ لسان جس میں ام الکتاب اُتری ام الالسنہ ٹھہری یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل

تھا جو آدم زاد پیدا ہوا اور بالخصوص عربوں پر اسی رسول نے آکر کیا کیا؟

يتلوا عليهم اٰيٰته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة ٭ وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين ٥ پہلا کام یہ کیا کہ اُن پر خدا کی آیات پڑھیں یتلوا علیھم اٰیٰتہ۔ لیکن صرف پڑھ دینے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دوسرا کام یہ کیا ویزکیھم ان کو پاک صاف کیا اور اس دعوے کا ثبوت بھی دیا اور ان میں عبرت انگیز تبدیلی بھی پیدا کر دی وہ قوم جو بت پرستی میں غرق تھی لا الٰہ الا اللہ کہنے والی ہی ثابت نہیں ہوئی بلکہ توحید کو اس جوش اور صدق سے انہوں نے قبول کیا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی اس اقرار کو نہ چھوڑا۔ ملک مال۔ احباب رشتہ داروں کو چھوڑنا منظور کیا مگر اس چھوڑی ہوئی بت پرستی کو پھر منظور نہ کیا۔

قد اٰثروك وفارقوا احبابهم
انہوں نے تجھے اختیار کیا اور اپنے دوستوں سے جدا ہو گئے

ونباعدوا من حلقة الاخوان
اور اپنے بھائیوں کے دائرہ سے دوری اختیار کر لی

قد ودعوا اهواءهم ونفوسهم
انہوں نے اپنی خواہشوں اور نفسوں کو الوداع کہہ دیا

وتبرؤا من كل نشب فان
اور ہر قسم کے فانی مال و منال سے بیزار ہو گئے

نهب اللئام نشوبهم وعقارهم
ذلیل اور کمینہ اوباشوں نے انکے مال اور انکی جائداد لوٹ لی

فتهللوا بجواهر الفرقان
پھر فرقان کے موتیوں سے انکے چہرے چمک اٹھے

قد مار الرجال بصدقهم في حبهم
سو اُن مردوں کے خون ان کی خلوص محبت کے باعث

تحت السيوف اُريق كالقربان
تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہائے گئے

(مسیح موعودؑ)

اپنے سید و مولیٰ رسولؐ کے ساتھ وہ وفاداری اور ثبات قدم دکھایا۔ جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی یہاں تک کہ غیر قوموں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا یہ واقعات ہیں جن کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اس لئے ضرورت نہیں کہ یہاں اس پر کوئی لمبی بحث کی جائے، مطلب اور مدعا صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ دوسرا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ قوم کا تزکیہ کیا۔ ان کی حالت یہاں تک پہنچی يخرون للاذقان يبكون ويزيدهم خشوعا۔ وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو فروتنی میں ترقی ملتی ہے اور يبيتون لربهم سجدا وقياما اپنے خدا کے سامنے سجدہ اور قیام میں رات کاٹ دیتے تھے تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا۔ راتوں کو اپنی خوابگاہوں اور بستروں سے اٹھ اٹھ کر خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں پھر یہاں تک اُن کا تزکیہ کیا کہ آخر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی سند ان کو مل گئی۔ غرض دوسرا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ وہ آیات جو آپ نے پڑھ کر سنائیں اپنے عمل سے اور اس کی تاثیروں سے بتا دیا کہ اس کا منشاء کیا ہے منشاء بھی بتا دیا اور عمل کرا کر بھی دکھا دیا کیونکہ کتاب کا پڑھنا اور اس کے مطالب و منشاء سے آگاہ کر دینا کوئی بڑا کام نہیں۔ جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو کہ عمل کرنے کی روح پیدا ہو جاوے کتاب کا پڑھنا بھی ضائع ہو جاتا ہے جبکہ کوئی سننے کے لئے تیار نہیں جب تک پڑھنے والا خود نہیں سمجھتا۔ دوسروں کو سمجھا نہیں سکتا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ پہلے تعلیمات صحیح آجاویں پھر ان کو پہنچایا جاوے اور سمجھایا جاوے کہ کیسے عملدرآمد ہوتا ہے یا خود کرکے دکھایا جاوے یہ ضروری مرحلہ ہے غور کرکے دیکھو کہ کیا یہود کے سامنے ایک بڑا بھاری انبار کتب کا نہ تھا کیا مجوس کے پاس کتابیں نہ تھیں۔ کیا عیسائی اپنی بغل میں کتاب مقدس لئے نہ پھرتے تھے اور کیا ان میں عمدہ باتیں بالکل نہ تھیں؟ تھیں اور ضرور تھیں مگر ان میں اگر کچھ نہ تھا تو صرف یہی نہ تھا کہ ان پر عمل کرانے والا کوئی نہ تھا۔ جب تک ایک روح اس قسم کی نہ آوے جو انسان کو مزکی بنا دے اس وقت انسان ان تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ بیرونی مذاہب کو چھوڑ کر اندرونی فرقوں کی طرف توجہ کریں کیا یہی قرآن شریف جو ہمارے سرور عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اس وقت شیعوں سنیوں، خوارج اور بہت سے فرقوں کے پاس نہیں ہے؟ کیا واعظ۔ امام۔ قاری۔ اور دوسرے لوگ ان میں نہیں ہیں؟ مگر سب دیکھیں اور اپنی اپنی جگہ غور کریں کہ کیا اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟ سچی بات ہے کہ جب تک کوئی مزکی نہ ہو تو تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ خير القرون قرني یہ صدی جس میں میں ہوں بڑی خیر و برکت کی بھری ہوئی ہے اور حقیقت میں وہ صدی بڑی ہی بابرکت تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں موجود تھے اور آپؐ کی وساطت سے لوگ تزکیہ سے متمتع ہوتے تھے پھر آپؐ نے فرمایا کہ دوسری صدی بھی اس پہلی صدی کی طرح خیر و برکت والی ہو گی اور پھر تیسری پر بھی اس پہلی صدی کا اثر پڑے گا مگر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا قرآن شریف اس چوتھی صدی میں نہ رہا تھا جس میں جھوٹ کے پھیلنے کی آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کیا تعامل اور حدیث ان میں نہ تھی؟ پھر وہ کیا بات ہے جو یفشو الكذب کہا؟ بات اصل یہی ہے کہ وہ مزکی ان میں نہ رہا مزکی کو اٹھے ہوئے تین سو سال گذر گئے اب ایک نادان اور خدا کی سنت سے ناواقف کہہ سکتا تھا کہ آپ کی قوت قدسی معاذ اللہ ایسی کمزور تھی کہ تین صدیوں سے آگے مؤثر نہ رہی اس لئے اللہ تعالےٰ نے ایسے کور باطن کے جواب کے لئے فرمایا:۔

وَاٰخرين منهم لما يلحقوا بهم

آپ کی قوت قدسی ایسی مؤثر اور نتیجہ خیز ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی ویسا ہی تزکیہ کر سکتی ہے۔ چنانچہ وَاٰخرين منهم لما يلحقوا بهم کا وعدہ فرمایا۔ یعنی ایک اور قوم آخری زمانہ میں آنے والی ہے جو بلا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اور برکات حاصل کرے گی اور ایک یا اسی رسول کی بعثت بروزی کرے گی وہ بعثت بھی اسی کے ہمرنگ ہو گی جو فی الامیین رسولاؐ کے وقت تھی۔ یعنی وہ رحیم خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ پہلے اس سے صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو اُن کی تربیت کر رہا ہے ایک دوسرے گروہ کی تربیت بھی کرے گا جو انہیں سے ہو جائیں گے اور انہیں کے کمالات پیدا کر لیں گے مگر ابھی وہ ان سے ملے نہیں اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ اس جگہ یہ نکتہ یاد رہے کہ آیت وَاٰخرين منھم میں آخرین کا لفظ مفعول کے محل پر واقع ہے گویا تمام آیت معہ اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اٰيٰته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة ويعلم الاٰخرين منهم لما يلحقوا بهم یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہو گا اور جیسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنے وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقرا کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی تب خدا تعالےٰ کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانی تک پہنچا دے گا اور اس کو ایک گروہ بنا دے گا اور وہ گروہ صحابہؓ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت ان میں پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام و کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہو گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان اُن میں جاری و ساری ہو گا اور صحابہؓ سے وہ ملیں گی یعنے اپنے کمالات کے رُو سے انکے مشابہ ہو جائیں گی اور ان کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم

سے وہی مواقع ثواب حاصل کرنے کے لئے حاصل ہوجائیں گے جو صحابہؓ کو حاصل ہوئے تھے اور بباعث تنہائی اور بیکسی اور پھر ثابت قدمی کے اسی طرح خداتعالے کے نزدیک صادق سمجھی جائے گی کہ جس طرح صحابہؓ سمجھے گئے تھے کیونکہ یہ زمانہ بہت سی آفتوں اور فتنوں اور بے ایمانی کے پھیلنے کا زمانہ ہوگا اور راستبازوں کو وہی مشکلات پیش آجائیں گی جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش آئی تھیں اس لئے وہ ثابت قدمی دکھلانے کے بعد صحابہؓ کے مرتبہ پر شمار ہوں گے لیکن درمیانی زمانہ فیج اعوج ہے جس میں بباعث رعب اور شوکت سلاطین اسلام اور کثرت اسباب تنعم صحابہؓ کے قدم پر قدم رکھنے والے اور ان کے مراتب کو ملتی طور پر حاصل کرنے والے بہت ہی کم تھے مگر آخری زمانہ اول زمانہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں پر غربت طاری ہو جائے گی اور بجز ایمانی قوت کے اور کوئی سہارا بلاؤں کے مقابلہ پر انکے لئے نہ ہوگا سو ان کا ایمان خداتعالے کے نزدیک ایسا مضبوط اور ثابت ہوگا کہ اگر ایمان آسمان پر چلا جاتا تب بھی وہ اسکو زمین پر لے آتے۔ بعضے اُن پر زلزلے آئیں گے اور وہ آزمائے جائیں گے اور سخت فتنے ان کو گھیر لیں گے لیکن وہ ایسے ثابت قدم نکلیں گے کہ اگر ایمان افلاک پر بھی ہوتا تب بھی اس کو نہ چھوڑتے سو یہ تعریف کہ وہ ایمان کو آسمان پر سے بھی لے آتے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جب چاروں طرف سے بے ایمانی پھیلی ہوئی ہوگی اور خداتعالے کی سچی محبت دلوں سے نکل جائے گی۔ مگر ان کا ایمان ان دنوں میں بڑے زور میں ہوگا اور خداتعالےٰ کے لئے بلاکشی کی ان میں بہت قوت ہوگی اور صدق اور ثبات بے انتہا ہوگا نہ کوئی خوف اُن کے لئے مانع ہوگا اور نہ کوئی دنیوی امید ان کو سست کرے گی اور ایمانی قوت انہیں باتوں سے آزمائی جاتی ہے کہ اسی آزمائشوں کے وقت اور بے ایمانی کے زمانہ میں ثابت نکلے سو اس حدیث میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس گروہ کا اسی وقت میں آنا ضروری ہے جبکہ اُس کی آزمائش کے لئے ایسے اسباب موجود ہوں اور دنیا حقیقی ایمان سے ایسی دُور ہو کہ گویا خالی ہو۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ جلشانہ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں آنے والے خالص اور کامل بندے ہوں گے جو اپنے کمال ایمان اور کمال اخلاص اور کمال صدق اور کمال استقامت اور کمال ثابت قدمی اور کمال معرفت اور کمال خدادانی کے رُو سے صحابہؓ کے ہم رنگ ہوں گے اور اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ درحقیقت اس آیت میں آخری زمانہ کے کاملین کی طرف اشارہ ہے نہ کسی اور زمانہ کی طرف کیونکہ یہ تو آیت کے ظاہر الفاظ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل لوگ آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے، جیسا کہ آیت لما یلحقوا بھم صاف بتلا رہی ہے اور زمانے تین ہیں ایک اوّل جو صحابہؓ کا زمانہ ہے اور ایک اوسط جو مسیح موعود اور صحابہ کے درمیان ہے اور ایک آخری زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ اور مصداق آیت واٰخرین منھم کا ہے وہ وہی زمانہ ہے جس میں ہم ہیں جیسا کہ مولوی صدیق حسن مرحوم قنوجی ثم بھوپالوی جو شیخ بٹالوی کے نزدیک مجدد وقت ہیں اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۵۵ میں لکھتے ہیں:۔ کہ آخریت این امت از بدایت الف ثانی شروع گردیدہ آثار تقویٰ از اول گم شدہ بودند و اکنوں سطوت ظاہری اسلام ہم مفقود شدہ تم کلامہ اور یہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی زمانے نیک قرار دیئے ہیں ایک زمانہ صحابہؓ کا جس کا امتداد اس حد تک متصور ہے جس میں سب سے آخر کوئی صحابی فوت ہوا اور یہ امتداد اُس زمانہ کا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک ثابت ہوتا ہے، اور دوسرا زمانہ وسط ہے جس کو بلحاظ بدعات کثیرہ ام الخبائث کہنا چاہیئے اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج رکھا ہے اور اس زمانہ کا آخری حصہ جو مسیح موعود کے زمانہ اقبال سے ملحق ہے اُس کا حال احادیث نبویہ کی رُو سے نہایت ہی بدتر معلوم ہوتا ہے۔

بیہقی نے اس کے بارے میں ایک حدیث لکھی ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے مولوی اور فتوے دینے والے اُن تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو اس وقت روئے زمین پر ہوں گے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ درحقیقت مہدی اللہ (مسیح موعود پر) کفر کا فتوے دینے والے بھی لوگ ہوں گے اس بات سے اکثر مسلمان بےخبر ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ ہوگا چنانچہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی، غرض وہ زمانہ جو اول زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے بیچ میں ہے نہایت فاسد زمانہ ہے چنانچہ اس زمانہ کے لوگوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیر ھذہ الامۃ اولھا و اٰخرھا۔ اولھا فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اٰخرھا فیھم عیسٰی بن مریم و بین ذالک فیج اعوج لیسوا منی ولست منھم یعنی اُمتیں دو ہی بہتر ہیں ایک اول اور ایک آخر اور درمیانی گروہ ایک کج لشکر ہے جو دیکھنے میں ایک فوج اور روحانیت کے رُو سے مردہ ہے نہ وہ مجھ سے اور نہ میں اُن میں سے ہوں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل فارس او رجال من فارس پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا کہ وہ ایمان میں ایسا مضبوط ہوگا کہ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو وہیں سے اس کو لے آتا اور یہ بات ظاہر تھی کہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا زمانہ تھا اور لاکھوں انسانوں کے اعتقاد توحید سے برگشتہ ہو کر مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے تھے اور زیادہ تر سیرت مخلوق پرستی کا جس پر زور دیا جاتا تھا وہ یہی تھا کہ صلیبی نجات کی حمایت میں قلموں اور زبانوں سے کام لیا گیا تھا کہ اس نسخہ عالم کے تمام صفحات میں تلاش کریں تو تائید باطل میں یہ سرگرمی کسی اور زمانہ میں کبھی ثابت نہیں ہوگی۔ اور جبکہ صلیبی نجات کے حامیوں کی تحریریں انتہاء درجہ کی تیزی تک پہنچ گئی تھیں اور اسلامی توحید اور نبی عربی خیرالرسل علیہ السلام کی عظمت اور عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے پر کمال ظلم اور تعدی سے حملے کئے گئے تھے اور بے جا حملے جن کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں کئے گئے اُن کی تعداد سات کروڑ تک پہنچ گئی تھی اور یہ سب باتیں تیرھویں صدی کے ختم ہونے تک آچکی تھیں تو کیا ضرور نہ تھا کہ وہ خدا جس نے فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وہ ان بے جا حملوں کے فرو کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر اپنی قدیم سنت کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم کرتا؟

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

تحقیق خداتعالے ہر صدی کے سر پر کوئی ایسا شخص اس امت کے لئے بھیجتا رہے گا جو اس صدی میں دین اسلام کو تازہ کرتا رہے گا اور یہ مجدد فتن موجودہ کے مناسب حال آتا ہے۔

پس اگر یہ سچ ہے کہ ایک مجدد فتن موجودہ کے مناسب حال آنا چاہیئے تو یہ دوسری بات بھی سچی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کسرِ فتنِ صلیبیہ کے لئے آنا چاہیئے تھا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ایک شخص ابن مریم کی صفت کا حکم عادل ظاہر ہوگا وہ صلیبی مذہب کی طاقت کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

تو چودھویں صدی کا مجدد کسرِ فتنِ صلیبیہ کے لئے آنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہی وہ فتن ہیں جن کے لاکھوں دلوں پر خطرناک اثر پڑے ہیں اور یہی وہ فتن ہیں جن کو اس زمانہ کے فتنوں کی نسبت عظیم الشان کہنا چاہیئے اور جبکہ ثابت

(باقی بر صـ ٥)

مولانا عبد اللہ جان صاحب پشاوری

مسیلمہ کذاب کے واقعہ کی تاریخی حیثیت

مولوی مودودی صاحب نے اپنے ایک رسالہ "ختم نبوت" کے صفحہ (۲۲) پر مسیلمہ کذاب کے اس خط کا عربی متن معہ ترجمہ دیا ہے جو مسیلمہ نے حضرت رسول اکرمؐ کو لکھا اور جو درج ذیل ہے:۔

من مسیلمہ رسول اللہ الی
محمد رسول اللہ ۔ سلام علیک
فانی اشرکت فی الامر معک
(طبری)

مولوی صاحب نے اپنا سارا زور قلم اس پر خرچ کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے مسیلمہ سے جنگ کر کے اس کو اور اس کے فوج کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا اس وجہ سے کہ مسیلمہ نے دعوئے نبوت کیا تھا۔ اور لکھتے ہیں کہ بنی حنیفہ کے اسیران جنگ میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضؓ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے محمد بن حنیفہ نے جنم لیا۔ مولوی صاحب نے ایک ایسی روایت لے کر اس پر زور دیا ہے جس کی تکذیب دوسرے واقعات کرتے ہیں۔

مسیلمہ کا خط مندرجہ صدر حضرت نبی کریمؐ کے نام تھا۔ سب سے اول یہ دیکھنا ہے کہ حضور سرور کائنات نے اس بارہ میں کیا قدم اٹھایا۔ حضور نے اس کا جواب دیا اور وہ جواب درج ذیل ہے جس کو مودودی صاحب اپنے رسالہ میں سے حذف کر گئے کیونکہ وہ مولوی صاحب کے مدعا اور مقصد کے خلاف تھا باوجودیکہ یہ بھی طبری میں موجود ہے۔

جواب رسول کریمؐ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ من محمد رسول اللہ الی مسیلمہ الکذاب سلام علی من اتبع الھدیٰ ۔ اما بعد ۔ فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ ۔ والعاقبۃ للمتقین ۔

ترجمہ:۔

اللہ تعالےٰ کے نام پر جو رحمان اور رحیم ہے ۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کی اتباع کرتے ہیں ۔ بعد اس کے واضح ہو زمین خدا کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے زمین کا وارث بناتا ہے ۔ عاقبت متقیوں کے لئے ہے۔

اس صاف جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیلمہ حکومت میں شرکت چاہتا تھا اس کی خواہش تھی کہ عرب کا کچھ علاقہ اس کے حوالہ کیا جائے نبوت تو ایسی چیز نہیں کہ تقسیم ہو سکے مسیلمہ نصف عربستان کا طالب تھا کہ نصف قریش کا اور نصف ان کا ہونا چاہیئے (طبری) یہ میرا یا طبری کا استنباط نہیں بلکہ مندرجہ ذیل واقعہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے وہ واقعہ یہ ہے:۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب مدینہ نبی کریمؐ کے پاس اپنی قوم کے اکثر لوگوں کو لے کر آیا تھا اور کہا کہ اگر رسول کریمؐ مجھے اپنا خلیفہ بنالیں تو میں ان کا فرمانبردار ہو جاؤں گا حضور ثابت بن قیسؓ کو ساتھ لے کر اس کے پاس گئے اور حضورؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔ اگر تو مجھ سے منہ موڑے گا تو خدا تجھے ہلاک کر دے گا اور میں تجھے دیکھتا ہوں جو کچھ خواب میں معلوم ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نہ سمجھا کہ اس فقرہ سے کیا مراد ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں اور اس کا مطلب دریافت کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے کہا کہ رسول خداؐ فرماتے تھے کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا تو میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے اور مجھے رنج محسوس ہوا پھر خواب میں ہی مجھے بواسطہ وحی ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو پھونک مار دے میں نے ان دونوں کو پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے ۔ ان کی تعبیر میں نے یہ لی کہ دو کذاب میرے بعد خروج کریں گے ایک عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب

(بخاری)

(۱) ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ نے جنگ کیوں نہ کی جبکہ مسیلمہ کو خوب جانتے تھے اگر خود نہ جا سکتے تو کسی کو حکم دیتے کہ فوج لے کر جنگ کے لئے جاوے ۔ اگر اس کی دعوت نبوت کی وجہ سے جنگ کرنا ہوتا تو رسول کریمؐ ضرور بالضرور جنگ کرتے اور اگر خود نہ جا سکتے تو ضرور لشکر کشی کا حکم دیتے ۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے مرض الموت کے دوران میں رومیوں کے خلاف لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور اسامہ بن زیدؓ کو قائد عسکر مقرر فرمایا ۔ یہ لشکر مدینہ سے باہر مقام جرف پر جمع ہوتے اور کوچ کی تیاری کر رہا تھا کہ رسول کریمؐ کا وصال ہو گیا جس کی وجہ سے یہ لشکر ٹھہر گیا اور حضرت ابو بکرؓ نے خلیفہ ہوتے ہی فوراً یہ لشکر سرحد شام کو روانہ کر دیا۔

(۲) ۔ جب رسول کریمؐ نے نہ جنگ کی نہ لشکر کشی کا حکم دیا۔ تو کیا کیا ۔ انہوں نے اپنا خط بجواب خط مسیلمہ (دونوں خطوط اوپر ذکر ہو چکے ہیں) رجال بن عنفوہ کے ہاتھ بھیجا اور فرمایا کہ مسیلمہ کو پہنچاوے اور اس کو نصیحت کر کے اسلام پر قائم کرے ۔ رجال قوم بنی حنیفہ سے تھا اور ہجرت کر کے مدینہ آ گیا تھا۔ رجال رضؓ نے یمامہ پہنچکر مسیلمہ کی تائید کی اور اس کا متبع بن گیا جس کی وجہ سے مسیلمہ کی خوب گرم بازاری ہو گئی ۔

(۳) حضورؐ نے اپنے رویاد کی تعبیر جو کی یہ تھی کہ دو مکذب میرے بعد خروج کریں گے چونکہ انہوں نے ابھی بغاوت نہیں کی تھی اس لئے حضورؐ نے ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا اگر محض دعوئے نبوت کے متعلق جنگ کرنا ہوتا تو حضورؐ ضرور یہ قدم اٹھاتے کیونکہ انہوں نے حضورؐ کی حیات میں دعوئے کیا تھا۔

چنانچہ ایام مرض الموت میں بھی حضورؐ کو جب قدرے افاقہ ہوا تو باہر تشریف لانے تو اس رؤیا کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ دو سونے کے کنگن سے مراد یہی دو کذاب ہیں ایک صاحب یمامہ (مسیلمہ) دوسرا صاحب یمن (اسود) اسود العنسی ۔ چنانچہ طبری لکھتا ہے کہ انہوں نے سر پر تاج رکھ لئے تھے ۔ حضورؐ کی وفات کے معاً بعد مندرجہ ذیل مدعیان نبوت نے زور پکڑا اسود ۔ مسیلمہ ۔ طلیحہ اور سجاح بنت الحارث ۔ اور بڑی قوت ان کو اس لئے ملی کہ اکثر اعراب نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا ۔ اور جب حضرت ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کی معافی سے صاف انکار کر دیا تو لوگ ان مدعیان نبوت سے مل گئے اور بعض اپنے سرداروں کے ماتحت لڑے حضرت ابو بکر رضؓ نے بارہ جیوش مدینہ سے روانہ کئے ایک اسامہؓ کی سرداری میں سرحد ملک شام کو ۔ دوسرا مثنی کی سرداری میں سرحد ایران کو اور دس عرب کے سارے اطراف کو طلیحہ شکست کھا کر شام کو بھاگا اور حضرت عمرؓ کے وقت واپس آ کر بیعت کر لی ۔ سجاح کا لشکر منتشر ہو گیا اور وہ بغیر جنگ کئے قوم بنی تمیم ۔ میں خانہ نشین ہو کر فوت ہو گئی ۔ نہ وہ لڑے اور نہ لشکر اسلام نے اس سے کوئی تعرض کیا اور نہ اس کے اسلام لانے کا ذکر ہے ۔ اسود کو قیس اور فیروز نے اس کے گھر گھس کر قتل کیا جبکہ وہ شراب کے نشہ میں تھا ۔ باقی رہا مسیلمہ ۔ اس کے اور خالد بن ولید کے لشکر کا سامنا ہوا ۔ مسیلمہ کو شکست ہوئی اور وہ جواب تک اپنے باغ (حدیقۃ الرحمان)

میں تیمہ زن ہو جائے گا۔ لیکن وحشی (قاتل) امیر حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا لیکن قلعہ ابھی فتح نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے صلح کی درخواست کی اور خالد راضی ہو گئے اور نصف مال املاک کا مطالبہ کیا جو انہوں نے انکار کیا اور ۱/۴ دینے پر راضی ہوئے چنانچہ ۱/۴ مال متاع کے حوالگی کی شرط پر صلح ہو گئی۔

مولوی مودودی صاحب کے رسالوں میں بعض ایسے امور کا ذکر ہے اور جو ان کی اس تصنیف کا اصل مقصد ہیں اور جن پر انہوں نے نہ صرف زور دیا ہے بلکہ بڑے فخر سے اپنے خیال کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

(۱) - یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ صحابہؓ نے ان کے خلاف ارتداد کی بناء پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی۔

(۲) - اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آوے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جا سکتے لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جاوے اور جب وہ اسیر ہوئے تو فی الواقعہ انکو غلام بنایا گیا۔

(۳) - چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی کے حصہ میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت محمد بن حنیفہ نے جنم لیا۔

ان تینوں امور کا جواب یہ ہے - پہلے خود حضرت نبی کریمؐ نے مسیلمہ کے خلاف کیوں کوئی قدم نہیں اٹھایا نہ جنگ کی، نہ جنگ کا حکم دیا۔ بلکہ مسیلمہ نے جب خلافت کا دعوے کیا تو خواہش کی تو جواب دیا کہ کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑہ بھی نہیں دوں گا

(دوئم) اس کے خدا کا بھی جواب جو دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکومت عرب میں نصف کا دعوے رکھتا تھا۔ (مولوی مودودی صاحب نے مسیلمہ کا خط تو طبری سے نقل کیا لیکن حضرت رسول کریمؐ کے جواب کو نقل نہ کیا اور نہ اس بات کو جو طبری نے دی ہے کہ وہ نصف عرب کا دعویدار تھا)

اب دیکھیں حضرت ابوبکرؓ نے کیا قدم اٹھایا۔ مسیلمہ کے لشکر کا مقابلہ حضرت خالدؓ کی فوج سے ہوا مسیلمہ جب مارا گیا اور قلعہ ابھی فتح نہیں ہوا تھا کہ صلح ہو گئی۔

(۱) - جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ طبری نے حکم دیا کہ مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا جاوے کوئی ذکر نہیں اس لئے مولوی صاحب نے طبری کو چھوڑ دیا جس حکم کا مولوی صاحب حوالہ دیتے ہیں کسی نے روایت کی ہوگی اس کی صداقت طبری کے اس کو نہ لینے کی وجہ سے مشتبہ ہو گئی۔

(۲) - جب صلح ہو گئی تو غلامی کا سوال ہی نہ رہا اور نہ کوئی غلام بنایا گیا۔

(۳) مرتدین یمن نے جب شکست کھائی اور اس شرط پر صلح کی کہ (۹) اشخاص کی معہ اہل و عیال جان بخشی کی جاوے۔ اتفاق سے ان کے سردار اشعث بن قیس نو اشخاص کی فہرست میں اپنا نام بھول گیا۔ اس لئے اسکو معہ اسیران جنگ کے (جنکو قتل نہیں کیا گیا) مدینہ بھجوا دیا گیا جہاں اشعث نے دوبارہ اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے نہ صرف اسکو بلکہ سب اسیران جنگ کو رہا کر دیا۔

(۴) - اب تو مسیلمہ کے پیروان کو جو اسیران جنگ کے طور پر گرفتار ہو کر مدینہ آئے - حضرت عمرؓ نے ان سب کو اور ان کے علاوہ اگر کوئی اور ہوں سب مرتدین کے قیدیوں کو ان کے قبائل میں واپس کر دیا اور کہا میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ قید رکھنا عرب میں سنت ہو جاوے۔ بنی حنیفہ کے کوئی قیدی غلام نہیں بنائے گئے۔ امور مندرجہ صدر اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ جنگ مرتدین کی بغاوت کی وجہ سے ہوئی نہ اس لئے کہ مسیلمہ وغیرہ نے نبوت کا دعوے کیا۔

(۵) اب رہا یہ امر کہ حضرت علیؓ کے حصہ ایک لونڈی آئی تھی جس سے محمد بن حنیفہ پیدا ہوئے۔ محمد کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر تھی

...... اور محمد المعروف محمد بن الحنیفہ کا اصل نام محمد الاکبر تھا۔ ان کی ماں کوئی لونڈی نہ تھی۔ حضرت علی رضؓ نے مختلف اوقات میں ۹ بیبیاں کی تھیں، جن سے ان کے ۱۴ لڑکے اور ۱۷ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ۱۴ لڑکوں میں سے آٹھ بھائی ان کے امام حسینؓ کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں :- عباس جعفر عبداللہ عثمان عبیداللہ ابوبکر محمد الاصغر یحییٰ۔ سلسلہ نسب آپ کا صرف حسن حسین محمد بن الحنیفہ عباس اور جعفر سے چلا باقیوں کی نسل باقی نہیں رہی۔

معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کو محمد الحنیفہ کے نام سے غلطی لگی۔ حضرت علی رضؓ بنی ہاشم کا بیٹا بنی ہاشم ہوگا یا بنی حنیفہ کی قوم کا۔ محمدؐ کی والدہ حضرت علی کی بیاہی نکاح شدہ بیوی تھی نہ کہ لونڈی البتہ بنی حنیفہ تھیں۔ آخر میں حضرت ابوبکر رضؓ کے اس حکم کے متعلق بھی ذکر کر دوں۔ مولوی مودودی صاحب نے بڑی غلط بیانی کی ہے کہ اس حکم کے ماتحت مرد عورتیں اور بچے غلام بنا لئے گئے۔ روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو ایک حکم نامہ بھیجا کہ اگر بنو حنیفہ پر تم کو فتح حاصل ہو تو مردوں کو قتل، اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنانا۔ اس حکم کے موصول ہونے سے قبل ہی صلح ہو چکی تھی اور اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

اوّل تو یہ حکم کی صداقت مشتبہ ہے کیونکہ طبری نے کوئی ذکر نہیں کیا (دوئم) اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا (۳) اگر بنو حنیفہ سے بوجہ صلح اس حکم کی تعمیل نہیں ہو سکی تو طلیحہ سجاح اور اسود العنسی مدعیان نبوت کے پیروؤں کے بیوی بچوں کو کیوں غلام اور لونڈی نہیں بنایا (۴) سارے عرب میں کسی جگہ بھی کسی قبیلہ مرتدین سے یہ سلوک نہیں ہوا۔ (۵) حضرت ابوبکر رضؓ نے خود اور حضرت عمر رضؓ نے سب اسیران جنگ کو رہا کر کے ان کے قبائل میں بھیجدیا۔

مولوی صاحب نے پہلے ایک مشتبہ اور غیر مصدقہ روایت کو جس پر عمل بھی نہیں ہوا اپنے دل میں جگہ دے کر لکھدیا کہ اسیران جنگ مردوں عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا گیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے مولوی صاحب اپنے دل میں حضرت مسیحؑ کو آسمان پر جگہ دے کر قرآن کریم سے ان کی زندگی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ظلم بھی کہ ان کو نبوت سے معزول کرتے ہیں خدا تعالےٰ مولوی صاحب کو توفیق عطا فرما دے کہ وہ قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل کریں لایجرمنکم شنآن قوم علےٰ ان لا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔ والسّلام

بحرِ حکمت کے موتی بسلسلہ صفحہ ۳۹

اتبعتنی - (۱۲ : ۱۰۸)

امر اللہ کب واقع ہوتا ہے۔ ذالک بانّ اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علےٰ قوم۔ الایۃ (۸ : ۵۳)

چونکہ غالب گروہ قیامت تک مقدر ہے مجددین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حزب اللہ پیدا کرتا رہتا ہے وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم۔ ثم لا یکونوا امثالکم (۴۷ : ۳۸)۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (۹ : ۳۳)

معتبر احادیث بتاتی ہیں کہ بکلی غلبہ مسیح موعود کے ذریعہ اسلام کو حاصل ہوگا۔ اور ہم اس غلبہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

تقریر محمد جمیل الرحمان صاحب پشاور برموقعہ جلسہ سالانہ راولپنڈی

اسلام کا غلبہ صرف احمدیت سے وابستہ ہے

نشہد ان لا الٰہ الا اللہ ونشہد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون۔

صدر محترم اور معزز سامعین! میری تقریر کا موضوع جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے "اسلام کا غلبہ صرف احمدیت سے وابستہ ہے" میں نے جو آیت تلاوت کی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "(وہ) ذات جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اس دین کا باقی تمام ادیان پر غلبہ کر کے دکھلائے۔ اگرچہ مشرک اس کو ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔"

حضرات! قرآن شریف اور حدیث نبوی ہر دو اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام کا مکمل غلبہ مسیح موعودؑ اور مہدی موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ چنانچہ امام ابن جریر علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "دین اسلام کا غلبہ باقی تمام ادیان پر عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔" اسی طرح حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "ظاہر است کہ ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست مہدی واقع خواہد گردید۔" ظاہر ہے کہ اسلام کا ظہور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہوا اور اس کی تکمیل مہدی کے ہاتھوں ہوگی۔ اسی طرح نبی اکرم فرماتے ہیں۔ یُھلِکُ اللّٰہُ فی زمانہٖ المِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الاسلام۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام ملتوں کو مسیح موعود کے زمانہ میں نیست و نابود کر دے گا ماسوائے اسلام کے یعنی اسلام کا غلبہ کرکے تمام ادیان پر ثابت کر دے گا کہ آج دنیا کا کوئی مذہب ہو سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت اسلام نہایت تنزل کی حالت میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ سرکار دو عالمؐ کا ہی ارشاد ہے بدأ الاسلام غریبًا وسیعود کما بدأ۔ یعنی اسلام ابتدا میں نہایت بے کسی اور غربت کی حالت میں تھا۔ پھر عروج اور اقبال کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا لیکن ایک وقت اس پر آئے گا کہ وہ پھر غربت کی حالت میں چلا جائے گا اور اس کا کوئی معاون نظر نہ آئے گا دشمن چاروں طرف سے اس پر حملہ آور ہوں گے اور اسے چند روز کا مہمان خیال کریں گے لیکن مسیح موعودؑ دشمن کے تمام ناپاک ارادوں کو ناکام بنا دے گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلعم فرماتے ہیں کیف تھلک امتی انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی اٰخرھا" میری امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کے ابتدا میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہوگا یعنی مذہب اسلام جس طرح ابتدا میں نہایت بیکسی کی حالت سے نکل کر اقبال و عروج حاصل کرے گا۔ اسی طرح مہدی اور مسیح موعود کے زمانہ میں بھی نہایت تنزل اور غربت سے نکل کر عروج حاصل کرے گا۔

اسلام کے دنیا میں عالمگیر غلبہ حاصل کرنے کے حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ پائے جائیں گے۔ مثلاً تمام دنیا کی قوموں کے میل ملاقات کے ذرائع (۲) عام مذہبی رواداری جس کے ذریعہ ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھ سکیں۔

(۳) پریس کی ایجاد جس کے ذریعہ طباعت اور اشاعت کے ذرائع وسیع تر ہو جائیں گے۔

حضرات! تیرھویں صدی کے آخری نصف حصہ میں اسلام پر مصائب کا ایک طوفان آگیا تھا۔ دشمن نے ہر طرف سے اس پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے مسلمانوں کی سیاسی برتری ختم ہو گئی اور روحانی تعلق کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ آنحضرت صلعم کی توہین میں ہزاروں کی تعداد میں کتب۔ رسائل اور پمفلٹ شائع کئے گئے۔ ان دشمنان اسلام نے اکثر رسائل اور پمفلٹوں کی بنیاد مسلمانوں کے ہی لٹریچر سے غلط خیالات کو ٹھیرایا۔ عیسائیوں کا سارا دفاع قرآن کا دارومدار مسلمانوں کی اپنی غلط تفاسیر پر تھا۔ اس طرح برہمو سماج آریہ سماج کی تحریکیں اسلام کے لئے کوئی کم خطرہ نہ رکھتی تھیں۔ ہمارا مولوی حیران تھا۔ مولویوں کا غول آگے آگے ہوتا اور پیچھے عیسائی مشنری اور ان کے قدم کہیں نہیں جمنے دیتے تھے اس سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ چکے تھے۔ چنانچہ احادیث میں بوضاحت تمام بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود کا ظہور صلیبی غلبہ کے وقت ہوگا اس لئے اس کا عظیم الشان کام "لیکسر الصلیب" بتایا گیا تھا کہ وہ صلیبی مذہب کا مقابلہ کریگا۔ چنانچہ ان کے عروج اور غلبہ کو دیکھتے ہوئے بظاہر یہ ناممکن نظر آئے گا اس لئے یہاں پر تاکید کر دی کہ مسیح ضرور کسر صلیب کریں گے اور صلیبی مذہب کا اقتدار ختم کر دیں گے۔ اس وقت عیسائیوں کے حوصلے کافی بڑھے ہوئے تھے یورپ کے متعصب پادری اسلام کے خلاف ایک بے پناہ جوش رکھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ فرزندان اسلام کو بہت جلد تثلیث کا پرستار بنا دیا جائیگا۔ چنانچہ مسٹر جان ہنری بیروز نے عیسائیت کے عالمی اثرات کے عنوان کے تحت تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوفگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس چمک سے جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ اور دمشق و طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے یہاں تک کہ اس نے صاف کہہ دیا کہ صلیب کو خانہ کعبہ میں جا کر کھڑا کر دیا جائیگا یہ تھے عیسائی قوم کے ارادے ایک طرف تو یہ حالت تھی اور دوسری طرف علمائے وقت اور دردمندان دین کے دل بیٹھے جا رہے تھے ان کو کوئی علاج نظر نہ آتا تھا۔ مولانا حالی نے مسدس حالی میں جو اسلام کا نقشہ کھینچا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر اسلام کو ایک باغ سے تشبیہ دے کر کہتے ہیں ؎

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر
نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

اسی طرح مولانا سید احمد صاحب اکبر آبادی فرماتے ہیں "اب حالت بالکل دگرگوں ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں پر ادبار و انحطاط کا تسلط ہے۔ علم و عمل کے ہر میدان میں وہ سب سے پیچھے ہیں کہیں جہالت و نادانی کا دور دورہ ہے اور کہیں دوسری اقوام کی تقلید کا سودا۔ مولانا ابوالکلام صاحب فرماتے ہیں "۱۸۵۷ء کے انقلاب نے مسلمانوں کی ہر نظم کو پارہ پارہ کر دیا اور ان کے تمام امتیازات کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ غرضیکہ اس وقت کے مفکر اسلام اور علمائے کرام مغربی اقوام کی یورش اور عیسائی پادریوں کی تنظیمی تبلیغ کو دیکھ کر اس قدر مرعوب ہو چکے تھے کہ وہ اسلام کی نشاط ثانیہ کو ناممکن خیال کرتے تھے اور صاف کہہ رہے تھے کہ اس درخت میں پھل آنے کو نہیں اور اب اس کے روکھ جلانے کے قابل ہو گئے ہیں مگر اس وقت اسلام کا ایک حقیقی خیر خواہ انسان بھی تھا۔ جو دنیا سے الگ تھلگ تھا اور خدا کا ہو چکا تھا۔ ایک سینہ تھا جو اسلام کے لئے بریان ہوا۔ ایک دل تھا جو مسلمانوں کے لئے بے قرار ہوا۔ ایک جان تھی جو پگھل رہی تھی۔ جس کا ذرہ ذرہ زبان حال سے کہہ رہا تھا ؎

ایں دو فکر دین احمد مغز جاں ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

ہاں ایک روح تھی جو تڑپ اٹھی اور اس کی یہ صدا آستانہ الوہیت تک پہنچی ؎

دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یقینًا اللہ تعالیٰ نے اس پکار کو سنا اور وعدہ فرمایا۔ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو۔ تیری ماموریت کا وقت آگیا مسلمانوں کا قدم اب بلند تر مینار پر نہایت مضبوطی سے قائم ہو جائے گا اور ساری دنیا پر آنحضرت صلعم کا پاک اور مقدس اور نبیوں کا سردار ہونا ظاہر ہو جائیگا پھر فرماتے ہیں "سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے

اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھیگا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی طاقت دکھا چکا ہے اس پیشین گوئی کو یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔"

کیا ایمان ہے۔ کیا ولولہ ہے۔ کیا جرأت ہے۔ اسلام کی عظمت یہاں حق الیقین کا درجہ رکھتی ہے۔ مایوسی کا نام نشان نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں عیسائی مذہب پھیل جائے گا۔ برہمو کہتے ہیں ساری دنیا میں برہمو مذہب پھیلے گا۔ آریہ کہتے ہیں کہ ہم سب پر غالب آئیں گے مگر یہ سب جھوٹ ہے۔ خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ اب دنیا میں مذہب اسلام پھیلے گا۔ باقی سب مذہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔ آپ یہ اعلان کرکے میدان میں ایک بہادر اور جری پہلوان کی طرح گرجے۔ ہر مذہب کے روحانی پیشواؤں کو مقابلہ کے لئے بلایا اور ہر میدان میں آپ نے فتح پائی۔ آپ نے اسلام کو دوسرے مذاہب پر غلبہ پانے کے لئے ایسے بم تیار کئے۔ جس کا مقابل کسی دوسرے مذہب کے پاس نہ تھا۔ یہ روحانی بم ائیڈروجن بم سے زیادہ طاقتور اور روحانی زندگی بخشنے والا تھا۔ آپ نے ہر مخالف کو للکارا۔ لیکن ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤگے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

آپ نے فرمایا کہ کسی دین کو سچا، زندہ، کامل، عالمگیر اور من جانب اللہ ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس کتاب کو پیش کرے اس کتاب کو سچا اور کامل کتاب اس وقت مانا جائے گا کہ جو دعوے کرے اس کی دلیل خود دے تاکہ ہر پڑھنے والا اس کے دلائل پڑھکر مطمئن ہو جائے۔ مگر ایسا الہامی کتاب کی شان سے بعید ہے کہ دعوے تو خود کرے مگر اس کے ثبوت کے لئے وکالت کی ضرورت ہو۔

۲۔ آپ نے یہ اصول بھی پیش کیا کہ الہامی کتاب ایسی تعلیم پیش کرے۔ جو کسی خاص وقت اور کسی خاص قوم کے لئے مخصوص نہ ہو۔ بلکہ دوسری تعلیموں سے اعلےٰ ہو اور ہر طبقہ انسانی ہر وقت اور قیامت تک کے لئے نوع انسان کے لئے ایک غیر متبدل قانون ہو۔

۳۔ ہر مذہب والا یہ ثبوت دے کہ اس کے مذہب میں روحانیت اور طاقت بالادستی موجود ہے۔ کامل نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کے لئے اپنے اقوال، اعمال اور اخلاق کا کامل نمونہ ہو اور ایسا بلند مقام رکھتا ہو جہاں اور کوئی نہ پہنچا ہو۔ صرف وہ دین زندہ مذہب کہلائے گا جو ہر زمانہ میں تازہ آسمانی نشان دکھلائے اور صرف برائے معجزات اور نشانوں کو ہی بطور قصہ بیان کرنے والا نہ ہو۔ یہ چند اصول آپ نے مقرر کرکے مخالفین کو دعوت دی۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جب مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ تو اس وقت اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود آئے۔ اور اس کی اس پکار کا جواب دیا "کوئی ہے جو ہمارا مقابلہ کرے" مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں ہوں جس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے گا اور اس کو ظاہر کرے گا۔ اس عیسائی پادری کو ایسی شکست ہوئی کہ دوسروں کے لئے عبرت کا مقام بنا۔ یہ جنگ مقدس کی شکل میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "میرا دعوے ہے کہ تمام صداقتیں قرآن مجید میں موجود ہیں اور اگر کوئی مدعی ایسی صداقتیں پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں۔ تو میں اسے نکال کر دکھانے پر تیار ہوں آپ نے دلائل اور براہین سے قرآن مجید کی صداقت کو پیش کیا اور دنیا پر ظاہر کر دیا کہ آج اگر دنیا میں کوئی الہامی کتاب ماننے کے قابل ہے تو وہ صرف قرآن حکیم ہے۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

اس طرح آپ نے نبی کریم صلعم کو سب نبیوں کا سردار اور بزرگ میں دنیا کا نجات دہندہ ثابت کرنے کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس کے ہر ایک ممبر سے جو اس میں شمولیت کرتا تھا وعدہ لیا جاتا تھا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔" قرآن کریم کی اس آیت وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔ کے تحت آپ نے مجاہدین کی ایک جماعت تیار کی جنہیں تلوار نہیں سونپی گئی بلکہ قلم دیا گیا تھا اس قلم کے ذریعہ ان بزرگان دین نے اسلام کی روشنی کو دنیا میں ہر طرف پھیلایا اور ان کے اندر وہ روحانی جذبہ پیدا کیا کہ وہ خدا کے ہو گئے اور وہ کہتے تھے إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"۔ وہ دنیا کو بھول گئے۔ مادیت کو بھول گئے اور روحانیت میں کھو گئے۔ چنانچہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کی بے شمار کتابیں موجود ہیں اور دنیا والے ان سے مستفیض ہوتے رہیں گے حضرت امیر مرحوم کی انگریزی میں قرآن پاک کی تفسیر وہ عظیم کام کر رہی ہے جس کی مثال شاید ہی دنیا کی تاریخ پیش کر سکے۔ احمدی مبلغین دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ چکے ہیں اور ان کے سامنے ایک ہی مقصد ہے۔ اشاعت اسلام۔ چنانچہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کی بدولت ہزاروں تثلیث کے پرستاروں...... مئے توحید پی کر اسلام کی آغوش میں آئے اور فضا سے یہ گونج ان کے کانوں میں آ رہی تھی ؎

تمہیں اسلام کی آغوش میں آنا مبارک ہو
مئے توحید پی کر ہوش میں آنا مبارک ہو

آج لاکھوں کی تعداد میں عیسائی مسلمان ہو رہے ہیں۔ وہ ابوالاعلیٰ مولانا مودودی کے ذریعہ نہیں۔ علامہ مشرقی کے ذریعہ نہیں۔ علمائے ندوہ کے ذریعہ نہیں۔ علمائے دیوبند کے ذریعہ نہیں کسی سجادہ نشین اور پیر کی بدولت نہیں بلکہ اس مجدد اعظم کے ان غلاموں کے ذریعے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اس وعدہ کی ایفا کے لئے چاروں طرف چھائے ہوئے ہیں جسمانی ضعف ان پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ مولانا عبدالحق ودیارتھی اور حضرت مولانا محمد یعقوب خاں کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں ان مجاہدوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج یورپ کا سب سے بڑا مفکر جارج برنارڈ شا بھی یہ کہنے پر مجبور ہے! "مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کریگی۔ میں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانہ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے۔ دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً وقعت دینی چاہئے۔ اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ حضرت محمدؐ کا دین جیسا کہ آج یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا کل بھی کیا جائیگا۔ قرون وسطی کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی ہے۔ فی الحقیقت انہیں محمدؐ اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک حضرت محمدؐ یسوعؑ کا دشمن تھے لیکن میں نے اس عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ نہ حضرت مسیح کے دشمن تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانے میں حضرت محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے۔ اب یورپ اس مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو تسلیم کریگا کہ اسلام کے اصول ان کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔ میری پیشگوئی کو ان کے حقائق کے ماتحت سمجھنا چاہئے۔ موجودہ وقت میں بھی میری قوم کے اور یورپ کے کئی لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔"

یورپ کے مفکرین کے نظریات میں تبدیلی کا باعث کون ہوا ہے کہ وہ آج یہ بات ماننے پر مجبور ہو گیا کہ دنیا کا مذہب اگر ہو سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کے اکابرین کے ہی بدولت ہوا ہے اور میں دعوے کرتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ صرف احمدیت سے وابستہ ہے۔ کیونکہ یہ الٰہی تحریک ہے اور خدا کی تائید اس کو حاصل ہے۔

دعائے صحت

ہیلی سے جناب محمد حسین صاحب گکھوڑے سوار تحریر فرماتے ہیں کہ:- میری صحت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے نماز جمعہ میں اور اس کے بعد اخبار "پیغام صلح" میں دعا کی جو تحریک کی گئی ...... اس کے لئے تہ دل سے ممنون ہوں۔ مجھے اب بفضلہ تعالیٰ صحت کے آثار نظر آنے لگے ہیں امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے کامل صحت دیکر خدمت دین کی توفیق دیگا احباب سے استدعا ہے کہ میری کامل صحت کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ میرا ارادہ ہے مبلغ پچیس روپیہ اشاعت اسلام کے لئے بطور شکرانہ اللہ تعالیٰ کی نذر کئے جائیں۔ میری تجویز ہے کہ اخبار پیغام صلح رعایتی قیمت پر تین مہینے کے لئے پچیس آدمیوں کو ایک سال تک ...... بھیجا جائے۔

بی۔ اے۔ سوز

جلسہ سالانہ
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی مختصر روئداد
برکات الدعا پر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی ایمان افروز تقریر

(بسلسلہ اشاعت ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء)

جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب شاہدہ خدمت نے "برکات الدعا" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آیاتِ کریمہ وایوب اذ نادیٰ ربّہٗ انی مسّنی الضرّ وانت ارحم الراحمین اور لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظٰلمین۔ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ چند روز پہلے مضمون تجویز کر کے مجھے اطلاع بھیجی گئی تھی۔ میں سوچتا ہوں کہ کس مناسبت سے یہ ذمہ داری مجھ پر عائد کی گئی ہے۔ شاید اس لئے کہ میری زندگی بعض دعاؤں کا نتیجہ اور اس فوق الفطرت امر کی زندہ مثال ہے کہ دعائیں شرف قبولیت رکھتی ہیں۔ آج میں زندہ کھڑا ہوں یہ بھی معجزہ ہی ہے۔ اور مقربانِ الٰہی کی نیم شبی مقبول دعاؤں کا اثر۔ ورنہ مجھ پر جو جان لیوا واقعات و حالات گزرے ہیں ان کا تقاضا تھا کہ میں بہت پہلے مر گیا ہوتا۔ غالباً میرے ذاتی حالات سے واقفیت کی بنا پر ہی یہ مضمون میرے ذمہ لگایا گیا ہے کہ تا میں اس بات کا اعلان کر دوں کہ ..... دعا کی برکات اور ثمرات ہیں۔ خانبہادر موصوف نے فرمایا کہ انسان کے تعلق باللہ کا واحد ذریعہ دعا ہے یہ عالمگیر تجربہ ہے مختلف قوموں کے لاکھوں نفوس قدسیہ نے دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی ذات اقدس کے وجود کا یقین اور قرب خداوندی حاصل کیا ہے جس سے اُن کی زندگیوں میں عظیم الشان انقلاب آئے۔ انہوں نے اپنی قوموں میں یہ اثر پیدا کیا اور ان کی قوموں نے اس اثر کے طفیل عرفان و فیضان کے بڑے ثمر کھائے۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ذات باری تعالےٰ پر ایمان اور اس کی قوت سے بڑے بڑے مادی طلسمات ٹوٹے ہیں۔ بڑی بڑی سرکش قوتیں فنا ہوئی ہیں، یہ ہمہ گیر تجربہ ہے جو ہمارے لئے شمع ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مادی ترقی کے لئے جس طرح انسان کی فطرت میں تڑپ اور بے قراری ہے۔ اسی طرح روحانی عظمت کے حصول کی خواہش بھی موجزن ہے جو محض تعلق باللہ اور قرب الٰہی سے میسر آسکتی ہے اور یہ قرب الٰہی محض دعاؤں کے ذریعہ ہی حاصل ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ بہترین دعا ہے۔ اس میں ایک طرف عبودیت کا اظہار ہے اور دوسری طرف اعانت کی طلبگاری ہے اور اس مقام کے پانے کی تمنا اور اشتیاق ہے جس میں افراط اور تفریط نہیں ہے جو خطاؤں سے پاک ہے۔ جو بے گناہی اور طہارت و عظمت کا مقام ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ قرآن کریم میں بہت سی دعائیں ہیں جو مختلف امور اور حالات میں کی گئی ہیں۔ اور وہاں سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا نے سمیع و خبیر نے ان کو قبول فرمایا۔ خدائے غفور و رحیم ہر ایک دعا کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ واذا سألک عبادی عنّی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان مگر اس کے لئے کچھ اصول اور شرائط ہیں وہ یہ ہیں کہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ فاستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ پھر فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا۔

آپ نے فرمایا کہ جب صدق دل اخلاص کی حد تک پہنچتا ہے تو اس وقت فیضان الٰہی مشکل کشائی کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ ایک عاجز بیکس انسان اس سے فیضیاب ہو جاتا ہے اور متکبر و مغرور اس سے محروم رہتا ہے۔ قبلہ ممدوح نے فرمایا کہ استجابت دعا کے لئے ضروری ہے کہ انسان بارگاہ ایزدی میں عجز و انکساری سے حقیر و ذلیل ہو کر گریہ و زاری کرے۔ اس کی اعانت اور سہارا طلب کرے۔ اپنے دل اور اپنی زبان سے اپنی بے بسی اور بے کسی کا اظہار کرے تو اللہ تعالےٰ کی توجہ اس کی طرف مائل بکرم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی رحمت کے دامن وسیع ہو جاتے ہیں۔ آپ نے حضور اکرمؐ کی ایک دعا میں تضرع، الحاح، عاجزی، بے بسی کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلعم دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں :-

> میں فقیر ہوں، پناہ کا متلاشی، میں فریاد کرنے والا۔ اپنے قصوروں کا معترف ہوں اور ذلیل گناہ گار کی طرح دعا کرتا ہوں۔ میرے آنسو تیرے لئے بہہ رہے ہیں میرا جسم نڈھال ہے۔ ناک تیرے آستانہ پر رگڑی جا رہی ہے۔ اے پروردگار تو میرے ساتھ مغفرت اور رحمت کا سلوک کر۔"

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر سنائی۔ اس میں بھی بے بسی کا اظہار ہے۔

> "اے میرے محسن اور اے میرے خدا میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی ...... کو معاف کر۔ اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش۔ کہ بجز تیرے چارہ گر کوئی نہیں آمین ثم آمین"

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے استجابت دعا کی حقیقت میں حضرت مسیح موعود کی تحریر کا ایک اقتباس پیش کیا جس میں آپ لکھتے ہیں :-

> "پہلے اللہ تعالےٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ صدق کی کشش دل سے خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف کامل یقین کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اس کے آستانے پر اس کی روح سر رکھ دیتی ہے تب اللہ جلّ شانہٗ اس کے کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں ......

> یہ بات بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ تعالےٰ وہ عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر و اجرام فلکی اور انسانوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید و مطلوب ہے۔ فرماتے ہیں میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش

کی تاثیر سے بڑھ کر ہے اور اسباب طبیعہ میں کوئی ایسی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں ہے، کہ دعا ہے۔

استجابت دعا کے لئے دوسری جس کیفیت کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر فرمایا وہ رقت قلب ہے۔ دل میں رقت اور خضوع وخشوع (اور گریہ وزاری کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کا تکرار کرنے سے شیطان کی وسوسہ اندازی دور ہو جاتی ہے اور دل میں تضرع پیدا ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قبولیت دعا میں وقت کا بھی دخل ہے والمستغفرین بالاسحار صبح کا وقت زیادہ موثر ہوتا ہے رتجربہ یہ کہتا ہے کہ اس وقت شور وشغب کم ہوتا ہے۔ اس وقت قوائے انسانی کمزور اور سست ہوتے ہیں۔ اور روحانی قوئے قوی ہوتے ہیں۔ اسی خیال کے تحت یہ مشاہدہ ہے کہ مریضوں کی نزع کا وقت عموماً صبح کا وقت ہی ہوتا ہے۔ آج کل کی شبینہ عیاشی کا خاتمہ بھی اس وقت ہوتا ہے اور یہ وقت توجہ اور کمال روحانیت کا وقت ہوتا ہے حدیث شریف میں ہے:۔

ینزل اللہ تبارک وتعالیٰ فی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخیر فیقول ھل من سائل فاعطیہ ھل من داع فاستجیب ھل من مستغفر فاغفرلہ

ترجمہ:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کیا کوئی سائل ہے جس کو میں عطا کروں، کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا کو میں قبول کروں کیا کوئی معافی مانگنے والا ہے جس کو میں معافی دوں۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اپنی اپنی زبان میں کی گئی دعائیں زیادہ موثر ہوتی ہیں۔ جلدی جلدی نمازیں ختم کر کے لمبی دعائیں کرنا صحیح نہیں کلام الٰہی کو توجہ اور سمجھ سے پڑھنا چاہیئے۔ اور دعائیں نمازوں میں حالت سجدہ میں کرنا زیادہ موثر ہیں۔ آپ نے قرآن کریم کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ مختلف زمانوں میں لوگوں کی مستجاب دعاؤں سے خارق عادت امور ظاہر ہوئے ہیں جو ہماری راہنمائی کے لئے قرآن کریم میں بیان کئے گئے چنانچہ حضرت ایوبؑ کی دعا کی قبولیت کے ضمن میں قرآن میں ہے ذکری للعابدین۔ جو بھی رنگ عبودیت اپنے اندر پیدا کرے خدا اس کی دعا کو سنتا ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور بعض بندوں کے ذکر کے ساتھ فرمایا انھم من الصالحین معلوم ہوا کہ صالح ہونے سے دعا سنی جاتی ہے۔ اسی طرح سے حضرت یونسؑ کی مشکلات کے لئے دعا کے بعد بیان ہے کہ کذالک ننجی المؤمنین مومن کا مقام استجابت دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے

حضرت زکریاؑ کے متعلق ہے کانوا لنا خاشعین وہ ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے حضرت مریمؑ کے ذکر میں فرمایا کہ احصنت فرجھا معلوم ہوا کہ خضوع خشوع اور حفظ عصمت وعفت سے بھی خدا بندے کی سنتا ہے اور روحانی مقامات عطا کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ اس زمانہ کے مامور من اللہ نے تاثیرات وبرکات دعا کے علم کا احیاء کیا یہ بڑا احسان ہے۔ حضرت صاحب نے حیّ و قیوم خدا کی قدرتوں کو اپنے وجود میں دکھایا اور آپ کے فیضان صحبت سے کثرت سے جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کی دعاؤں سے عجائبات ظاہر ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مکرم نے فرمایا کہ خود میرا وجود ایسی ہی دعاؤں کی تاثیرات کا زندہ نمونہ ہے میں نے ایسے ماحول میں ہوش سنبھالا کہ ہزاروں بار دعاؤں کی قبولیت کی تاثیرات دیکھی ہیں آپ نے وہ واقعات جو ان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے۔ تحدیث نعمت اور ازدیاد ایمان کے لئے سنائے۔ جن میں دعاؤں کی قبولیت کی تاثیرات ظاہر ہوئیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں ڈاکٹری کا امتحان دینے والا تھا، میں بیمار ہو گیا، اور پڑھائی نہ کر سکا۔ اس وقت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے مجھے کہا کہ آپ نے جب پڑھا نہیں تو امتحان کیا دیں گے۔ میں بڑا مضطرب ہوا، اور اللہ تعالیٰ کے آگے بڑی گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور بعض بزرگوں نے بھی دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے امتحان میں پاس کر دیا، دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مجھے ٹی۔بی ہو گئی اور میں ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ایک پہاڑ پر چلا گیا وہاں کچھ مریض بھی آنا شروع ہو گئے جن کا میں علاج کرتا رہا۔ ایک پیرمرد بڑی دور سے آیا اور کہا کہ میری آنکھیں بند اور ان میں موتیا اتر آیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو آنکھوں کا ڈاکٹر نہیں، نہ میرے پاس سامان ہے، وہ بہت خفا ہوا کہ تم کیسے ڈاکٹر ہو۔ میں اتنی دور سے چل کر آیا ہوں تمہیں میرا علاج کرنا پڑے گا۔ میں بہت پریشان اور مضطرب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے عجز کے ساتھ دعائیں کیں۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کو لکھا کہ آنکھوں کے اپریشن کے اوزار بھجدیں، انہوں نے بھیجدیئے۔ وہ بوڑھا بھی دعائیں کرتا رہا آخرکار خدا تعالیٰ نے اس کی سن لی اور اس کی آنکھیں بن گئیں

آخر میں حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ گذشتہ زمانہ کے واقعات ہیں۔ افسوس ہے کہ اب ہم اس شمع انوار سے جس نے یہ اُجالا اس تاریکی کے زمانہ میں کیا تھا دور ہوتے جاتے ہیں جو مرور زمانہ کا تقاضا ہے اور اس وقت مادہ پرستی کا شدید ترین دور ہے ہماری بے عملیوں کی وجہ سے دل بھی غبار آلود ہو رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اس شمع سے اپنے سینے روشن کئے تھے ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ اس

میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

(بسلسلہ صفحہ ۔۔۔)

ہوا کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام صلیبی فتنوں کا توڑنا اور اس کے حامیوں کے حملوں کا جواب دینا ہے۔ تو اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مجدد کا یہ کام ہو وہ صلیبی فتنوں کو توڑے اور کسر صلیب کا منصب اپنے ہاتھ میں لے کر حقیقی نجات کی راہ دکھلاوے اور وہ نجات جو صلیب کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا بطلان کرے اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہیئے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا؟ پس جبکہ زمانہ کی حالت موجودہ بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیئے یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ اسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا جس میں فتنہ صلیبیہ کا جوش وخروش ہو تو پھر کیوں انکار ہے۔ چونکہ ہر ایک مجدد کا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس مجدد کا نام خدمات مفوضہ کے مناسب حال مسیح رکھا کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخرالزمان کے صلیبی فتنوں کی مسیح اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ اصلاح سپرد ہوئی ضرور تھا اس کا نام مسیح موعود رکھا جائے پس سوچو کہ یکسر الصلیب کی خدمت کس کو سپرد ہوئی اور کیا اب یہ وہی زمانہ ہے یا کوئی اور؟ سوچو خدا تمہیں سمجھ دے

ملت احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزان دیار
تو ر دل جانا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی
پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلح دیں کیا بکار
پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمدؐ جس پہ میرا سب مدار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

لئے ہماری حالت قابل رحم ہے۔ ہمارے لئے اس وقت بھی اپنی مشکلات کا چارہ کار اگر کچھ ہو سکتا ہے تو دعا کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد وگریۂ اسحار نیست

(باقی ۔۔۔ باقی)

اخبار احمدیہ سلسلہ

اور مسیح موعود کا کلام سامعین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتا ہے۔

عطیہ

پشاور سے محمود الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے مسجد پشاور کیلئے لاؤڈ سپیکر خریدنے کی غرض سے مبلغ ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا ہے۔ اس قبل انہوں نے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مبلغ دو سو روپیہ عطا فرمائے تھے، اس کے علاوہ مبلغ ساٹھ روپیہ جلالہ فضل دین مرحوم نے جماعت پشاور کے قبرستان کی مرمت کے لئے دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی ڈاکٹر صاحب ممدوح کے ذریعہ وصول ہو گیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء، اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ڈاکٹر صاحب کو عمر طویل اور بیش از بیش خدمات دین کی توفیق عطا کرے۔

انتقال پُرملال
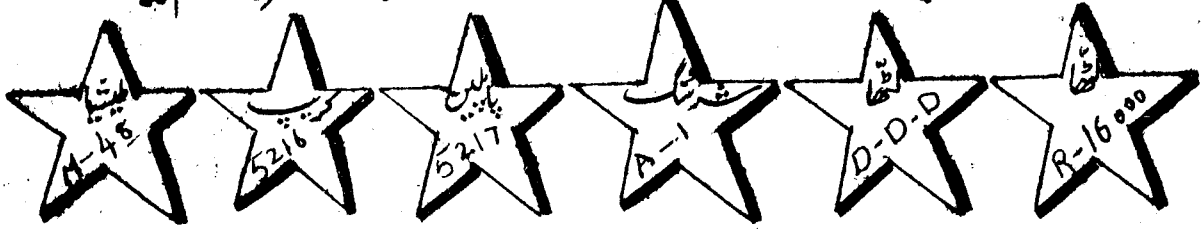
(۱) بہاولپور سے محمد اقبال چغتائی صاحب صدر جماعت بہاولپور تحریر فرماتے ہیں کہ:-

جماعت بہاولپور کے [illegible] احمد صاحب صدیقی کی والدہ ماجدہ ۱۹ رمئی کی شب کو انتقال فرما گئیں، یہ وہ خاتون تھیں جس کی گود میں ایسے ہونہار بچوں نے پرورش پائی جو سب کے سب جماعت کے ہونہار ممبر ہیں اور جماعت بہاولپور کی بقا کا باعث ہیں ہمیں اس صدمہ میں فیاض صاحب اور اُن کے بھائیوں اور لواحقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے تمام جماعتوں سے مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
نمبر ۱۵۰۰۰ نمبر ۵۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ نمبر ۶۱۰۰۰
پرنٹس
نمبر ۱۱۳۶
نمبر ۱۵۳۶
پاپلین
پی نمبر ۹۹ پی نمبر ۱۳۰ پی نمبر ۳۳۰
پی نمبر ۹۷۰ پی نمبر ۵۲۸ پی نمبر ۸۳۱
پی نمبر ۸۶۰
سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰s نمبر ۲۰s
نمبر ۳۰s نمبر ۴۰s
نمبر ۶۰s
کارڈورائے
پی سی نمبر ۹۰
ململ
نمبر ۷۵۷۰ نمبر ۷۵۳۶
نمبر ۹۰۷۰
وائل
نمبر ۷۰۷۰ نمبر ۷۰۳۶
نمبر ۳۰۳۶ نمبر ۴۰۴۰
نمبر ۵۰۴۸
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات ۔ بش شرٹ ۔ پتلون ۔ رومال ۔ سلیپنگ سوٹ ۔ تمام سائز کے مل سکتے ہیں ۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (دھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (ڈھاکہ)
اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ :- پاکستان سے چھ روپے ۔ ہندوستان سے چھ روپے (ہندوستانی سکہ) بیرونی ممالک سے ایک پونڈ ۔
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ :- شیخ محمد انعام الحق صاحب ۔ مکان نمبر ۱۶-۱-۱۵ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب (ایدہ اللہ) جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۶۱ میں تقریر فرما رہے ہیں

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۶۱ میں نیو مسلم کالج کے ایک طالب علم
عبدالسمیع عمر (دائیں طرف) تقریر کررہے ہیں - عزیز موصوف تقاریر کے انعامی مقابلہ میں اول آئے اور
بائیں طرف صدر ایسوسی ایشن ناصر احمد صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی سے اول انعام حاصل کررہے ہیں

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۶۱ میں گورنمنٹ کالج لاہور کے جمال احمد شریفی
اور رشید عمر تھانوی نے دوم وسوم انعام حاصل کیا - مندرجہ بالا تصویر میں دونوں طلباء آفتاب الدین احمد میموریل
شیلڈ حاصل کر رہے ہیں - دائیں جانب غفور احمد ثاقب صاحب سیکریٹری ایسوسی ایشن سالانہ رپورٹ پڑھ رہے ہیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوزؔ

بدلِ اشتراک
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ / پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۹ / محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۳ / جون ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۲

بحرِ حکمت کے موتی

عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ علیہ وسلم زینوا القرآن باصواتکم رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجۃ والدارمی. مشکوۃ کتاب فضائل القرآن -

ترجمہ:-
براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینت دو قرآن شریف کو اپنی آوازوں (خوش الحانی کے ساتھ ترتیل اور تجوید سے اور نرم آواز کے ساتھ)

نوٹ:-
ورتل القرآن ترتیلا (۴:۷۳) -
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہیں گذر رہے تھے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سن کر (جو اچھی آواز میں نہیں پڑھ رہا تھا) اس کی طرف گئے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا ؎

گر بریں نمط قرآں خوانی
ببری رونق مسلمانی

قرآن جیسا شیریں کلام اگر لحنِ شیریں کے ساتھ پڑھا جائے تو مردوں میں زندگی پیدا کر دیتا ہے ؎

وحی فرقاں مردگاں را جاں دہد
صد عبیر از کوچۂ عمر فاں دہد
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں
جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اور اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے۔ جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے۔ جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو، ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے، جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو، آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں، جس سے تمہارا نور سب نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو، جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے۔ اور پانی پر پہنچتا ہے۔ اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی۔ اور ان کا جزو بن گئی تھی۔ کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے۔ اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکٰھا۔ یعنے وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا"

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوئم صفحہ نمبر ۱۲۰)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

نقل خط محمد حسین صاحب اسٹیکر ایتھلون۔ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ

بخدمت شریف جناب غلام قادر صاحب ڈار افسر انچارج فارن مشن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدائے پاک سے میری دعا ہے کہ وہ آپ کو تندرستی بخشے۔ اور اس دین مقدس کی خدمات میں آپ کو قائم رکھے۔ تاکہ آپ کی ان خدمات سے ہم مستفیض ہوں اور ہمارے لئے یہ شمع ہدایت ہو سکے۔

حال ہی میں میں نے آپ کی مرسلہ کتب کے مطالعہ سے کچھ فرصت حاصل کر لی ہے۔ بے جا نہ ہوگا اگر میں ان کتب کے تاثرات سے آپ کو مطلع نہ کروں جس کی رُو سے میں نے دین کی اصل تعلیم سے آگاہی حاصل کر لی ہے۔ مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تصنیف محمدان ورلڈ سکرپچر میری نظر میں صرف ایک کتاب کی ہی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کتاب کے لٹریچر سے علمی دنیا کے صفحات میں ایک اور باب کا اضافہ ہوگیا ہے یہ علم کا ایک مدفون خزانہ ہے۔ جو صرف اسی ایک کتاب نے پہلے پہل دنیا کو پیش کیا ہے مولوی صاحب کی اس خدمت دین پہ اہل اسلام کو رشک کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی انتھک کوششوں اور علمی قابلیت کی وجہ سے ایک ایسی تصنیف پیش کی ہو۔ جو تاریخ اسلام میں پچھلی صدیوں میں پیش نہ کی جا سکی علاوہ ازیں ان کی دیگر تصانیف ہیں۔ وید دل کا بہشتے آئینہ حق نما۔ میثاق النبیین وغیرہ جو زبردست علمی خزانہ سے بھر پور ہیں۔ اس سے مصنف کی علمی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً ستیارتھ پرکاش کے جو جوابات دیئے گئے ہیں۔ مختصر ہونے کے باوجود ایسے دندان شکن ہیں جس کی وجہ سے وہ اعتراضات سے مقصد اور متعصبانہ خیالات کی پیداوار معلوم ہوتے ہیں۔ ابتداء سے آخر تک تمام اعتراضات کے جوابات اچھے پیرایہ میں دیئے۔ ... ... میں اللہ پاک ان کو جزائے خیر دے۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تصنیف .... جو قرآن کریم اور بائبل کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔ ایک ایسی تصنیف ہے جس نے دنیا کے ایک بڑے ..... کو ان صفحات کے نیچے دفن کر دیا ہے۔ موجودہ زمانہ کا انسان جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ہر ایک چیز کو دلیلوں سے واضح طور پر دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ فلاں چیز کیوں اور کیسے وجود میں آئی۔ اُن سب کے لئے یہ کتاب ایک نئی روشنی عطا کرتی ہے۔ نیز علماء دین بھی اس سے بڑا سبق سیکھ سکتے ہیں۔ کہ مذہبی اصول بغیر سمجھ بوجھ کے قبول کرنے کا نام نہیں، بلکہ حقیقت کو علم اور روشن دلیلوں کے ذریعہ سچا ماننا ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی دیگر تصانیف روح۔ تناسخ قرآن کریم کا عالمگیر پیغام جدید بہت سے مسائل کو حل کر دیتی ہیں۔ ڈاکٹر بشارت احمدؒ نے مجدد اعظم لکھکر خصوصاً ہم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی وجہ سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے حالات زندگی پر ایک نظر ڈالنے کا ہمیں بھی موقعہ ملا، خدا انہیں اجر عظیم عطا کرے۔

حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب نے کرنکلنر شک یچنگز آف دی ہولی قرآن" لکھ کر جو پیغام حق دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ قرآن کریم کی بین الاقوامی تعلیم کا بہترین خلاصہ ہے یورپین اقوام میں جس قدر یہ کتاب تقسیم کی جائے بہتر ہوگا۔ اس سے اسلامی اصولوں اور وسعت تعلیم کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر اچھا خاصہ اثر پڑیگا

الحاج خواجہ کمال الدین رح کی چند کتابیں میرے ہاتھ لگیں۔ اگرچہ یہ کتب چند در چند صفحات پر مشتمل ہیں لیکن ان میں اسلامی تعلیم کو ایسے زاویہ سے پیش کیا گیا ہے کہ جس سے اسلامی تعلیم شعاع آفتاب کی طرح چمک اُٹھی ہے۔ ان کتب میں مذہب اسلام کو سائنٹیفک طور پر پیش کیا گیا ہے۔ طرز تحریر بھی ایسی ہے کہ خواہشات کی رَو میں بہتا ہوا انسان بھی راہ حق پا سکے۔

مرسلہ کتب میں حضرت مولنا محمد علی صاحب کی گرانقدر تصنیف "دی نیو ورلڈ آرڈر" آج کل کی اس ڈوبتی ہوئی دنیا کیلئے مشعل راہ ہے۔ اُن کی دیگر تصانیف پرافٹ، مسیح اللہ مہدی نے علمی دنیا کے نئے نئے دروازے کھول دیئے ہیں۔ جن جن اصولوں اور بحثوں پر بحث اس میں کی گئی ہے نہایت مشتاقانہ طور پر کی گئی ہے۔ ایسی ہی ایک اور کتاب "دی کال آف اسلام" ہے اس میں پیغام اسلام کو جس جذبۂ روحانیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے گویا سوئے ہوئے انسان کو عالم بیداری میں ایک نئی روح مل جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مقصد مذہب واضح ہو کر خدمت دین اللہ کی طرف انسان یک لخت مائل ہو جاتا ہے۔ اس کتاب کا طرز تحریر بھی اس قدر موثر ہے۔ کہ انہی صفحات میں مصنف کتاب مولانا محمد علی کی مذہب اسلام کی گرانقدر خدمات اور عشق رسول کا علمی اور عملی ثبوت مل جاتا ہے۔

"المسیح الدجال"۔ "یاجوج ماجوج" لکھکر مولانا محمد علی صاحب نے اس زمانہ میں لوگوں کو ایک نئی روشنی عطا کی ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ جن کے پورا ہونے کا اعلان کیا گیا آپ تو لوگ خود ہی اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔

محمد علی رح۔ انگریزی ترجمۃ القرآن نے اس لا مذہبی کے زمانہ میں لوگوں کی جس طرح صحیح راہنمائی کی ہے اس کی مثال شاید ہی اس زمانے میں ملے جن وجوہات کی بناء پر میں خود متاثر ہوا ہوں وہ ان کی زبردست ریسرچ ہے۔ علم کی تہہ کو پہنچکر جو کچھ آپ نے اپنی محنت سے پیش کئے ہیں وہ تو More authentic ثابت ہو گئے ہیں۔ اس کی مثال بھی صاف ہی لکھدیتا ہوں۔ ہمارے اس شہر کیپ ٹاؤن میں جتنے عالم دین کہلاتے ہیں وہ دس سال کا عرصہ ملک مصر میں گذارنے کے بعد اور اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہاں واپس آکر شیخ یا امام کہلاتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے پوچھے کہ ہمیں قرآن شریف خریدنا ہے تبلائیے کونسا خریدیں۔ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں عبداللہ یوسف علی صاحب کا خرید لیں کیونکہ وہ اہل سنت والجماعت سے ہیں سے ہیں۔ اور نیز وہ غیر احمدی ہیں۔ ایک شخص سے دوران گفتگو میں میں نے کہا کہ عبداللہ یوسف علی جسے تم غیر احمدی سمجھتے ہو۔ میں انہیں کم از کم ۵۰ فیصدی احمدی ثابت کر سکتا ہوں۔ لہذا پہلے پہل میں نے سورہ آل عمران کی آیت اذ قال یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ جس کی تفسیر عبداللہ یوسف علی نے نوٹ ۳۹۴ میں لکھی ہے کہ یہودیوں کی خطا باقی رہی لیکن آخر کار عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تک اُٹھایا گیا۔ انگریزی الفاظ یہ ہیں :-

The Guilt of the Jews remained but Jesus was eventually taken up to God.

پڑھکر واضح کیا۔ کہ اسی تفسیر کی وجہ سے عوام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو .... آسمان پر زندہ تصور کرتے ہوئے عبداللہ یوسف علی کو غیر احمدی قرار دیا ہے لیکن میں نے ایک اور آیت کے تفسیری نوٹ سے۔ جو خود یوسف علی کی ہے یہ ثابت کر دیا کہ وہ بھی احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ ہی ثابت کرتے ہیں آیت کریمہ یہ ہے۔ سورۃ مریم :- والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ اس آیت کے تفسیری نوٹ ۲۴۸۵ میں

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــــ لاہور ــــــ مؤرخہ ۱۳ جون ۱۹۶۲ء

پاکستان میں مسیحیت کی اشاعت

پاکستان میں مسیحیت جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اور گذشتہ مردم شماری سے اس کی رفتار ترقی کا حال معلوم کر کے حکومت اور عوام کو جو تشویش لاحق ہوئی ہے، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے روزنامہ "پاکستان ٹائمز" نے ایک مقالہ افتتاحیہ میں اس کے وجوہ واسباب پر سیر حاصل بحث کی ہے، معاصر نے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ یورپین ممالک میں موجودہ زمانہ کی آزاد خیال اور سائنسی تحریکات کے مقابلہ میں مسیحیت کو خطرناک شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے، اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ایسی حالت میں کہ مسیحی ممالک اسے دیس نکالا دے رہے ہیں ایشیا اور افریقہ میں اس کا قدم دن بدن تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ معاصر کو اس بات پر حیرت ہے کہ اس زمانہ میں جب انگریز برسراقتدار تھے، اور مسیحیت کی اشاعت حکومت کے زیر سایہ ہوتی تھی، مسلمان اس سے چنداں متاثر نہ ہوئے، اور آج جبکہ حکومت کا سایہ اس سے اٹھ چکا ہے، اس کی ترقی کی رفتار تیز تر ہو گئی ہے۔ اس کی وجوہات پر بحث کرتے ہوئے معاصر رقمطراز ہے:-

"غالباً اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ سرسید احمد خان کے زمانہ سے
جس پر ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، مسلمان نہ صرف مغربی خیالات
سے متاثر ہونے لگ گئے اور اندرونی طور پر مغرب کی ذہنی فوقیت کو انہوں نے
قبول کر لیا بلکہ آہستہ آہستہ اپنے روحانی وسائل سے بھی بیگانہ ہوتے چلے گئے"

اسی سلسلہ میں معاصر نے مسلمانوں میں مغربی اوضاع و اطوار کی فراوانی کا بالتفصیل تذکرہ کرتے ہوئے مسلمان مستورات کی آزاد خیالی اور پردہ اور تعدد ازدواج سے نفرت کو بھی مسیحیت کے فروغ کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں، اس میں شک نہیں کہ مسلمان مغربی اوضاع و اطوار کو اپنانے میں ضرورت سے زیادہ قدم آگے بڑھا چکے ہیں، لیکن یہ مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص نہیں ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک اس پہلو میں مسلمانوں سے بہت آگے ہیں تاہم وہاں مسیحیت کا وہ اثر نہیں جو آج پاکستان میں بتایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ پاکستان میں مسیحیت کو جو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے، وہ دوسرے ممالک میں اسے حاصل نہیں، یہاں اس کے کالج، اسکول، ہسپتال اور پادریوں کی یلغاریں طرح طرح سے لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے رات دن کوشاں ہیں، اس کی تبلیغ کے دو پہلو ہیں، ایک اقتصادی اور دوسرا اعتقادی' اوّل الذکر پہلو پاکستان کے غریب طبقہ کو متاثر کرنے میں زیادہ کامیاب ثابت ہو رہا ہے، وہ غریب جو موجودہ گرانی کے زمانہ میں تنگدستی اور مفلسی کا شکار ہیں وہ اپنی رستگاری کا کوئی دوسرا ذریعہ نہ پا کر اراکین کلیسا کے پیشکردہ سیم وزر، ان کے گھی اور دودھ کے ڈبوں، ان کی دوائیوں، ہسپتالوں، اور سکولوں کے اندر مفت تعلیم کے بدلہ میں اپنے دین و ایمان کو فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کا علاج حکومت کے سوائے اور کوئی نہیں کر سکتا، دوسرے ممالک (بالخصوص یورپ اور امریکہ) میں حکومتوں کی طرف سے اس قسم کے حالات سدھارنے کے لئے کئی قسم کے سامان کئے جاتے ہیں، اور لوگوں کو تنگدستی کا شکار ہونے سے بچانے کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے، حکومت پاکستان کو بھی ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے، جو اقتصادی طور پر لوگوں کی حالت کو سدھارنے کا موجب ہو، اور کسی قسم کے طمع اور لالچ کی وجہ سے وہ مسیحیت کی طرف رُخ کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

دوسرا پہلو جو اعتقادی ہے، اس کا اثر اگر ہو سکتا ہے تو صرف ان لوگوں پر جو اسلام کے اعلیٰ اصولوں سے ناواقف ہیں اور تقلیدی رنگ میں ایسے عقائد رکھتے ہیں جن سے بالواسطہ مسیحیت کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ مسیح ناصری دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں، اور پھر کسی وقت دنیا کی اصلاح کے لئے دوبارہ نازل ہوں گے بالواسطہ طور پر مسیحی معتقدات کا مؤید ہے اور مسیحی مشنری اسی اعتقاد کو پیش کر کے اور یہ کہہ کر لوگوں کے اذہان کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کہ جس حالت میں مسیح علیہ السلام دو ہزار سال سے اسی خاکی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں، اور ان کے جسم پر کوئی تغیر بھی وارد نہیں ہوا، نہ وہ کھاتے اور پیتے ہیں، (حالانکہ قرآن کریم نے رسولوں کے متعلق صاف کہا ہے کہ ماجعلناھم جسداً لایاکلون الطعام وما کانوا خالدین ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور ان کے جسموں پر تغیر وارد نہ ہو) تو وہ خدا کے بیٹے نہیں تو اور کون ہیں؟ اور پھر ان کا دوبارہ نزول ثابت کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ خاتم النبیین نہیں کیونکہ ان کے بعد آخری زمانہ میں مسیح دوبارہ دنیا کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔

ظاہر ہے کہ مسیحیوں کی یہ ایسی قوی حجت ہے جس کا کوئی جواب مسلمانوں کے پاس نہیں، اور جب وہ اپنے اعتقادات میں مسیحی عقیدہ کی کھلی تائید پاتے ہیں تو انہیں مسیحیت کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

اس زمانہ میں جب مسیحیت انگریزی حکومت کے سایۂ عاطفت میں سرگرم کار تھی، مسلمان اگر اس سے چنداں متاثر نہ ہوئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حیات مسیح کے عقیدہ کو رد کر کے اور مسیح کی موت پر زور دے کر پادریوں کو ایسی شکست فاش دے دی کہ انہیں قدم آگے رکھنے کی تاب نہ رہی، باوجود اس بات کے کہ عام مسلمان اس وقت بھی حضرت مرزا صاحب کے مخالف تھے تاہم انہیں جہاں کہیں مسیحیت کا سامنا کرنا پڑا احمدیوں ہی کو اپنا نمائندہ بنا کر انہیں کامیابی حاصل ہوتی تھی، اور اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ بہت کم مسلمان مسیحیت کی آغوش میں جا سکے۔ آج وہ بات نہیں، آج مسلمانوں کے دلوں میں احمدیت کے خلاف جو نفرت موجزن ہے اور دوسری طرف بعض طبقوں میں حیات مسیح کے مسئلہ پر جو زور دیا جا رہا ہے، اس نے ناواقف مسلمانوں کے دل و دماغ پر ایسا اثر پیدا کیا ہے کہ مسیحی معتقدات سے متاثر ہونے میں انہیں کوئی دیر نہیں لگتی ...... کاش مسلمان مولوی اور لیڈر اس پر غور کریں اور کم از کم اس پہلو سے مسلمانوں کو مسیحیت کا شکار ہونے سے بچائیں۔ ہمارا یقین ہے کہ جب تک مسلمان حیات مسیح کے عقیدہ کو چھوڑ کر وفات مسیح کے قائل نہ ہوں گے، اس وقت تک مسیحیت کا قدم پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ مسیح کی وفات ہی میں اسلام اور مسلمانوں کی زندگی ہے، جس کو قائم اور برقرار رکھنا ہر غیرت مند مسلمان کا فرض اوّلین ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

نیو مسلم کالج کو حکومت کی طرف سے دس ہزار روپیہ کی گرانٹ

یہ امر تمام جماعت کے لئے باعث مسرت اور موجب اطمینان ہوگا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے قائم کردہ نیو مسلم کالج کو حکومت کی طرف سے پہلے سال کے لئے دس ہزار روپیہ کی گرانٹ ملی ہے، جو وصول ہو کر داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میاں محمد انور صاحب سرگودھا

دعوتِ فکر

ہمارے معاشرے کی موجودہ ناگفتہ بہ ... حالت ہر دردمند دل کو خون کے آنسو رلاتی ہے۔ غربت۔ جہالت، بھوک اور بیماری کے ساتھ ساتھ بے راہ روی کم اندیشی اور بدخلقی اور بدچلنی تسلط جما رہی ہے۔ معاصی کی گھٹائیں اُمڈتی ہیں۔ اور جرائم کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔ کیا اعلیٰ کیا ادنیٰ سب کے سب جسمی اور روحانی انتشار کے سیلاب کا شکار ہو رہے ہیں، نت نئے فتنے برپا ہوتے ہیں، توحید پرستی کی جگہ نفس پرستی اور زرپرستی نے لے لی ہے۔ پیہم سیاہ کاری نے دلوں کو سیاہ کر دیا ہے، اخلاقی اقدار مٹتی جا رہی ہیں۔ عدل و انصاف، دیانتداری حق پسندی قول و قرار کی پابندی۔ رحم و کرم، پاسِ وفا۔ حبِ وطن۔ شرافت نفس۔ پاکیزگی اخلاق۔ احساس فرض۔ مروّت و حمیت کے جذبات عالیہ ہمارے قومی کردار میں سے یکسر خارج ہوتے جا رہے ہیں۔ سیاسی غلامی کی جگہ ذہنی اور روحانی غلامی نے اپنا تسلط جمایا ہے۔ سحرِ افرنگ کی سیاست کا افسون ختم ہوا تو اس کی ثقافتی برتری کا ہیولیٰ سوار ہو گیا۔

حکیم مشرق کی نگاہ دور رس مستقبل کے دھندلکے میں ان معاملات کو بھانپ چکی تھی۔ اس نے قوم کو بروقت آگاہ کر دیا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ تم سیاسی غلامی کی لعنت کو دور کر کے ذہنی غلامی کا جوا پہن لو۔ اور سیاسی آزادی کی قربان گاہ پر دین کی بھینٹ چڑھا دو۔

دین ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

وائے افسوس اس مرد خود آگاہ کے اندیشے درست ثابت ہو رہے ہیں۔ قوم کی قوم ذہنی انتشار اور بددیانتی کا شکار ہو رہی ہے۔ ہمارے قول و فعل میں بعد المشرقین ہے۔ بقول قرآن حکیم

"لم تقولون ما لا تفعلون"

زبانی اقرار ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اس کا شائبہ بھی ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوتا ؎

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
بنایا ہے بُت پندار کو اپنا خدا تو نے

السلام علیکم کی رٹ ہم ضرور لگاتے ہیں۔ لیکن اعمال و افعال پر کفر و الحاد بھی قہقہہ زن ہے۔ نفسیاتی اور سطحی طور پر اسلام سے اس لئے وابستہ ہیں تاکہ جو لادینی اور گمراہی کے چشمے دلوں میں پھوٹ رہے ہیں۔ ان کی پردہ پوشی کی جا سکے۔ کج فکری اور کج ادائی کی یہ انتہا ہے۔ کہ ہر بوالہوس اور عصمت باختہ انسان جسے دین کی مبادیات سے بھی دور کا واسطہ نہیں۔ نہایت دریدہ دہنی سے دین کے اسرار و رموز پر طبع آزمائی کی جسارت کرتا ہے۔ اور جو واہی تباہی چاہتا ہے بک جاتا ہے۔ اور اسے آزادی فکر پر محمول کیا جاتا ہے یہ آزادی فکر نہیں بلکہ فکر کی گمراہی ہے۔ ایسی آراء کا محمل ہونا داد دینا نہیں بلکہ بے غیرتی کا اظہار کرنا ہے

یہ ٹھیک ہے کہ اسلام کی اجارہ داری کسی خاص گروہ کے ہاتھ میں نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسلام میں درجہ اجتہاد حاصل کرنے کے لئے علمی تبحر کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ علوم اسلامیہ پر وسیع نظر پیدا کرنے کی ہر حالت میں ضرورت ہے۔ نہ یہ کہ ہر کہنہ تا ترا اشس۔ اور ہر گندم نما جو فروش اور ہر کہ و مہ شخص مسند اجتہاد پر متمکن ہو جائے۔ اور مغربی استعمار کا آلہ کار بن کر دین کی بیخ و بن کو اکھاڑنا شروع کر دے۔

رائے کا حق ہر ناپختہ ذہن کو حاصل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ماہر فن اور اساتذہ پختہ کار ہی درجہ اجتہاد اور حق رائے دہندگی کے مالک ہوتے ہیں۔ البتہ یہ مہارت اور حذاقت جو چاہے حاصل کرے۔ کسی گروہ یا فرقے کی اجارہ داری نہیں ہے۔ محنت و طلب اور سعی جہد کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔

وہ تہذیب فرنگ جسے مرد قلندر نے تہذیب بے جرم کہا۔ یعنی وہ زہر آلود تہذیب جس کی بنیادیں خالص خود غرضانہ مادی افادہ پر قائم کی گئی ہیں۔ اور جو شرافت اور مروت سے عاری ہے۔ اور انجام کار اپنے وجود سے خود تنگ آ کر خودکشی کرے گی۔ جس تہذیب سے فرنگی آج خود تنگ ہے۔ ہم اس فاحشہ کو گلے لگا رہے ہیں اور ان کی تقلید میں ہمارے خواص رقص و سرود اور جشن و نشاط کو ہی جانِ ثقافت سمجھے بیٹھے ہیں۔ ہماری آنے والی نسلیں جن کی تربیت مغربی طرز اور بود و باش کی آغوش میں ہو رہی ہے۔ جو گھر میں فلمی گانے نہایت انہماک سے سنتے ہیں فحش مصور رسالے زیر مطالعہ رکھتے ہیں۔ شام کی تفریح سینما ہال میں رہتی ہے۔ جن کا درسی نصاب اغیار کی روایات کی عکاسی کرتا ہے۔ غیر شریفانہ اور ادباشوں کا لباس پہننا باعث فخر سمجھتے ہیں، جو اپنی قومی

* روایات اور اپنے اسلاف کی توہین و تضحیک کو سرمایۂ تفریح سمجھتے ہیں بازی بازی بادلیش بابا ہم بازی۔ جن کا پسندیدہ مشغلہ ہے جو اپنوں سے بیزار اور فدائے اغیار ہیں۔ جو گستاخی اور خیرہ چشمی پر نازاں ہیں، یہ اُٹھان ہے ہماری نئی پود کی ــــ خدا رحم کرے یہ پود گلشن وطن میں وہ بہار لائے گی۔ جس پر خزاں ہر جان سے قربان کی جائے گی۔ کاش ہمارے احباب بصیرت اگر ان میں بصیرت کا کوئی شائبہ باقی ہے تو اس مہیب درد انگیز تہذیب کے حال پر غور کر سکے۔ کہ آخر ہم کدھر جا رہے ہیں۔ کس منزل کی طرف گامزن ہیں۔

ہرگز نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی
آں راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است

اخبار احمدیہ

حضرت امیر قوم کی مصروفیات

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں ہر روز کئی معزز آدمی جن میں ڈاکٹر، وکیل، فوجی افسر، پروفیسر اور یونیورسٹیوں کے طلباء وغیرہ شامل ہیں بغرض تحقیق آتے رہتے ہیں اور اسلام، عیسائیت، قادیانیت وغیرہ مختلف مسائل پر گفتگو کر کے آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں، علاوہ ازیں تالیف و تصنیف کے کام میں بھی آپ مشغول رہتے ہیں اور جماعت کے استحکام اور انتظامی امور کی سرانجام دہی بھی آپ کے روزانہ مشاغل میں سے ہے۔ (حبیب الرحمٰن صادق)

عطیہ:۔ جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب بدوملہی نے اپنے صاحبزادے محمود احمد ایلنگل شادی خانہ آبادی کے موقع پر انجمن کو دس روپے عطیہ دیا ہے اور دلہن کے والد صاحب نے تین روپے بطور عطیہ دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء
(عبدالغنی معلم ہائی سکول۔ بدوملہی)

درخواستہائے دعا:۔ (۱) بغداد سے سید تصدق حسین صاحب فرماتے ہیں کہ "میری صحت کا وہی حال ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھیں" آپ کچھ عرصہ سے علیل ہیں احباب جماعت ان کی صحت و تندرستی کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲) محترم حبیب الرحمٰن صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ......

نیو مسلم کالج میں تبلیغی کلاس

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین نے جس کا اجلاس ۲۴ جون ۱۹۶۲ء کو ہوا نیو مسلم کالج کے ساتھ ایک تبلیغی کلاس کھولنے کی منظوری دی ہے، جس میں فی الحال پانچ گریجویٹ لئے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کو دو سو روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

صبغۃ اللہ سے مراد اخلاقی صفات کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے

مسلمان بادشاہوں کے بینظیر کارنامے

قومیں وہی زندہ رہتی ہیں جنکی افادیت زیادہ ہو

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۸ جون ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ ونحن لہ عٰبدون۔ قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا و ربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون۔

(البقرہ رکوع ۱۶)

خدا تعالیٰ کا رنگ اختیار کرو

فرمایا صبغۃ اللہ یعنی خدا تعالےٰ کا رنگ اختیار کرو ومن احسن من اللہ صبغۃ اور خدا تعالیٰ کے رنگ سے بڑھکر اور کونسا رنگ خوبصورت ہوسکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس حکم الٰہی کی تفسیر فرمائی ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی صفات و اخلاق سے رنگین کر لیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلق اللہ الادم علے صورتہ۔ آدم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ امام راغب نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی جسم نہیں۔ وہ صورت جس میں آدم کو پیدا کیا وہ صفاتِ الٰہی کی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نائب اور خلیفہ کو اپنی صفات عطا کر رکھی ہیں اور انسان اسی صورت میں ہی خدا تعالےٰ کا نائب اور خلیفہ بن سکتا ہے۔ جب ان اخلاق عالیہ سے متصف ہو جو اللہ تعالےٰ نے اس کے اندر ودیعت کر دیئے ہیں۔

قرآن کریم تذکرہ ہے

قرآن کریم صرف ان اخلاق کی یاددھانی کے لئے ہے۔ اسی لئے اس کتاب کا نام تذکرہ بھی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ان ھو الا تذکرۃ۔ یہ یاددھانی ہے۔ انسان قطعی کوئی چیز نہیں سیکھ سکتا جب تک کہ اس کی طبیعت اور فطرت میں وہ چیز نہ رکھدی گئی ہو جیسے ایک بطخ کا بچہ پہلے دن ہی سطح آب پر تیرنے لگتا ہے۔ ڈوبتا نہیں۔ تیرنا اس کی طبیعت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ انسان اس بچہ کو سکھاتا نہیں مگر اس نے پانی دیکھا اور اس میں گیا۔ کیا وجہ ہے کہ بطخ کا بچہ پانی کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے لیکن مرغی کے بچے کو تیرنا نہیں آتا۔ ایک بھیڑ کو گوشت پر پالا نہیں جا سکتا۔ اس کے اندر کتے کی صفات پیدا نہیں کی جا سکتیں۔ کیونکہ اس کی فطرت کے اندر ایسا مادہ نہیں ہے اور نہ کتے کو گھاس کھلایا جا سکتا ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا کہ ان ھو الا تذکرۃ۔ یہ قرآن ذکر ہے۔ یاددھانی ہے۔ اور ان چیزوں کی یاد دلاتا ہے جو انسان کی طبیعت کے اندر مرکوز ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نائب اور خلیفہ کو اپنی صفات دے کر پیدا کیا ہے۔ ومن احسن من اللہ صبغۃ خدا تعالےٰ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے۔ اس کے اخلاق سے بہتر کس کے اخلاق ہوسکتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کی پیدا کردہ قوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تلقین کرنے سے ایسی قوم پیدا کی جس پر خدا تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے کامیاب انسان ہیں۔ سلطنتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ جرنیل پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ علوم و فنون کو ترویج دیا جا سکتا ہے۔ یہ چیزیں آسان ہیں۔ لیکن انسان کو خدائی رنگ میں رنگین کر دینا اور با خدا بنا دینا یہ بہت بڑا مشکل کام ہے۔ یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہادی کامل خود بھی خدائی صفات کا مالک نہ ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود نمونہ تھے ان کے انفاس طیبہ کی برکت سے قوم با خدا ہوگئی، اور دوسروں کے لئے بابرکت ثابت ہوئی۔

مسلمان بادشاہ اور فلاح عامہ کے کام

آپؐ نے ایسے بادشاہ اور حاکم پیدا کئے جو رعیت کے لئے سراپا رحمت ثابت ہوئے حکمرانی مشکل امر ہے۔ اس مقام پر پہنچکر انسان کا امتحان ہو جاتا ہے۔ کتنے ہی ہاتھوں میں تھوڑا سا اقتدار آیا اور وہ ذلیل ہوگئے۔ ان کے سامنے خود غرضیاں رہیں نفس پرستیاں رہیں۔ دولت و ثروت سے پیار رہا۔ اقربا پروری ان کا شعار رہا، وہ عیش و عشرت کے سامان پیدا کرنے کی فکر میں لگے رہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بادشاہ اور حاکم پیدا کئے جو خود غرضی سے پاک تھے اور اقربا نوازی سے آزاد تھے۔ جو شخص غرض کا بندہ ہو نفس پرست ہو وہ دوسروں کے ساتھ کیا بھلائی کر سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجہ محترمہؓ کو ایک بادشاہ کی طرف سے ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی بوتل آئی کہ فلاں گورنر کی اہلیہ نے بطور تحفہ پیش کی ہے۔ حضرت فاروق نے وہ بوتل چھین لی۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ یہ تحفہ مجھے بھیجا گیا ہے کیونکہ میں نے اس بوتل میں عطر بھجوایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ یہ ہیرے جواہرات آپ کو خلیفہ وقت کی بیوی سمجھتے ہوئے خوشامد کے طور پر خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بھجوائے گئے ہیں۔ لہذا ان پر آپ کا کوئی حق نہیں۔ یہ مال بیت المال کا ہے اس پر ان کے مابین تکرار ہوا اور یہ جواہرات بیت المال میں جمع کروا دیئے گئے۔ یہ انسان پیدا کئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے! جہاں کہیں مسلمان بادشاہ اور حاکم ہو کر گئے۔ انہوں نے لوگوں کی خیر خواہی کی انہیں علوم سے بہرہ ور کیا۔ شام میں گئے۔ سپین میں گئے۔ مصر میں گئے۔ وہاں کی معیشت اور معاشرت کو چار چاند لگا دیئے۔ ہری بھری کھیتیاں۔ ثمردار باغ کالج اور سکول۔ یونیورسٹیاں۔ نہریں۔ محلات۔ قلعے مساجد۔ سرائیں۔ رفاہ عامہ کے بے شمار کام کئے لوگوں کو جسم و جان اور ضمیر و ذہن کی آزادی میسر آئی۔ وہ مصر سے مراکو تک گئے۔ ان کی جرأت اور اخلاق میں بلندی تھی انہوں نے اپنے فائدہ کو نہیں بلکہ لوگوں کے مفاد کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ انہوں نے مخلوق کی خدمت گزاری کے لئے سب دروازے ایک کر دیئے۔

حاکموں اور والیوں کو تلقین

اپنے حاکموں، والیوں اور عاملوں کو حضور نے نصیحت فرمائی ایاکم وکرائم اموالھم خبردار لوگوں کے اموال کو ہڑپ نہیں کرنا، تمہارے ہاتھوں میں طاقت و قدرت ہوگی۔ تم لوگوں کی قسمتوں کے مالک ہوگے۔ دیکھنا ان کے مال نہ کھانا۔ ان کی پونجی نہ لوٹنا۔ تمہاری حکومت لوٹ کھسوٹ کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے ہونی چاہیئے۔ تو وہ لوگ جہاں بھی بادشاہ حاکم اور والی بن کر گئے (۱) وہاں کے لوگ ان کی سیرت و کردار سے متاثر ہوئے انہوں نے ان حاکموں سے خیر ہی خیر دیکھی۔ وہ صاحب کمال بھی تھے اور صاحب احسان بھی ۔۔۔۔۔۔

حضورؐ خدا تعالیٰ کا پر تو ہیں

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اخلاق الٰہیہ کی انتہا تھی۔ آپؐ خدا تعالےٰ کا پر تو تھے۔ آپؐ کے قلب مبارک پر اللہ تعالےٰ کا نقش ہے۔ آپؐ صاحب کمال، صاحب جمال اور صاحب احسان اور صاحب اخلاق و وفا تھے۔ آپؐ کے پاس بیٹھنے والے اس رنگ میں رنگین ہو گئے۔

مسلمان قوم کے کارنامے

سپین اور یورپ ان کو بھول نہیں سکتا یورپ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عربوں نے تاریک براعظم کو روشن کر دیا۔ انہوں نے یونیورسٹیاں قائم کیں، علوم فنون کے درس دیئے۔ الجبرا، تاریخ، جغرافیہ، طب کیمسٹری۔ فلسفہ، منطق، تمام علوم وفنون یورپ کی تمام قوموں کو سکھائے۔ ابنِ رشد کو تمام یورپ جانتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا عظیم فلسفی تھا، جس کی کتابوں نے لوگوں کے دماغوں کو روشن کر دیا۔ اسی طرح سے مصر اور عراق میں عالی شان یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی جہاں دور دور سے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ ان مسلمان بادشاہوں نے لوگوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔

تحفظِ حقوق

فرمایا لا یقدس اللہ امۃ لا یاخذ الضعیف حقہ من القوی اس قوم میں برکت نہیں رہتی جو طاقت ور سے کمزور کا حق نہ دلا سکتی ہو۔ مسلمان حکام کی شان دیکھئے۔ انہوں نے ہر جگہ حقوق انسانی کی رعایت رکھی اور ہر طرح اُن کی حفاظت کی۔ شہزادوں اور عام رعایا کے حقوق کو برابر کر دیا۔ دوسرے حاکموں، گورنروں میں یہ مثالیں ڈھونڈھے سے نہیں ملتیں۔

خدمت خلق اور فلاح عامہ

خدمت و خلوص کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمرؓ رات کے وقت گشت کو نکلتے تھے کہ کوئی محتاج ہو تو اس کی حاجت روائی کی جائے۔ کوئی فریادی ہو تو اس کی فریاد رسی کی جائے۔ کوئی تکلیف میں ہو تو اس کی مدد کی جائے۔ ایک مشہور بات ہے جو آپ نے کئی بار سنی ہوگی۔ میں پھر اسکو دہراتا ہوں۔ اس کے دہرانے میں ایک لذت ہے ایک دفعہ آپؓ رات کے وقت ایک مکان کے پاس سے گذر رہے تھے۔ اندر سے بلبلانے کی آواز آئی۔ آپؓ نے دستک دی۔ دروازہ کھلا۔ اجازت لے کر اندر گئے۔ بچوں کے بلبلانے کی وجہ دریافت کی۔ معلوم ہوا بچے بھوکے ہیں ان کے کھانے پینے کو کچھ نہیں۔ بچوں کی ماں نے چولھے پر ہنڈیا چڑھا رکھی ہے جس میں پانی ہے اور اس کو چمچے سے ہلا رہی ہے کہ بچے سمجھیں کہ شاید کچھ پک رہا ہے اور اسی انتظار میں وہ سو جائیں۔ آپ خود واپس لوٹے۔ بیت المال سے آٹے کی بوری اٹھائی اور اپنی پیٹھ پر رکھ کر اس گھر کی طرف چل دیئے۔ ان کے ساتھی نے کہا حضورؓ میں اٹھا لیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کیا تو قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھا لے گا۔ یہ میرا فرض ہے میں خود اٹھاؤں گا۔ بوری لے جا کر اس کے مکان میں رکھ دی۔ خود آگ جلائی۔ پھونکیں مارتے تھے اور داڑھی دھوئیں سے ہلتی تھی۔ کس قدر احساس فرض ہے۔ کتنی غرباء پروری ہے، حاکم اور بادشاہ ہو کر اس قسم کی خدمت بجا لانا انہی کا کام تھا۔

پھر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک چراگاہ غریبوں کے لئے مختص کر دی اور فرمایا کہ یہ سرکاری چراگاہ ہے۔ یہاں پر عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ کی اونٹنیاں اور بھیڑ بکریاں داخل ہونے نہ پائیں گی۔ وہ امیر ہیں چارے وغیرہ کا انتظام کر سکتے ہیں۔ یہ چراگاہ صرف غرباء کے مویشیوں کے لئے مختص ہے بے نواؤں کی اور بے کسوں کی خدمت مسلمان بادشاہوں نے ہمیشہ مدنظر رکھی۔ وہ جہاں کہیں جس ملک میں گئے وہاں فراخی اور فراوانی عام ہو گئی، آزادی لائے اور آزادی ضمیر انہوں نے عطا کی۔ لوگوں کی معاش اور معاشرت کو بہتر بنایا اور سب سے بڑھکر یہ کہ ان کے اخلاق و کردار میں نمایاں تبدیلی پیدا کی اور حسنات زندگی سے متمتع ہونے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کئے۔ مصر کے فاتح اور گورنر حضرت عمرو بن عاصؓ نے اعلان فرمایا کہ آج سے تمام غلام آزاد ہیں۔ کوئی شخص کسی کو غلام نہیں بنا سکتا۔ ان کو وہی حقوق حاصل ہیں جو عام شہریوں کو ہیں، فی الحقیقت قومیں وہی زندہ رہتی ہیں جن کی افادیت زیادہ ہو۔ اور جو قومیں دوسروں کے حق میں مضر ہوں اور نقصان کا باعث ہوں جو دوسروں کو فائدہ نہ پہنچا سکیں، ان کے لئے پنپنا اور زیادہ دیر زندہ رہنا مشکل ہے۔ زمانہ اسکو بہت جلد بھلا دیتا ہے۔ یاد رکھئے لٹریچر پیدا کرنا۔ اعلےٰ درجہ کا علم الکلام پیدا کرنا ... یہ چیز دنیا اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن قوم سازی متقاضی ہے کہ ان کی بہبود کے لئے سامان کئے جائیں۔ افادیت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مصر، سپین اور دوسرے ممالک میں نہریں کھدائی گئیں۔ باغ، سرائیں اور سیر گاہیں بنائی گئیں۔ مدرسے کھولے گئے۔ محتاج خانے اور ہسپتال تعمیر ہوئے مخلوق کی خدمت کا جذبہ ان لوگوں کے دلوں میں تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا، حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اوصاف کے بیان میں یہ نہیں فرماتیں کہ آپؐ دن رات نماز میں مصروف رہتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ روزے رکھتے ہیں بلکہ اُن کے نفع بخش کاموں کا ذکر کرتی ہیں اور ان باتوں کا تذکرہ فرماتی ہیں جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ آپ مہمان نواز ہیں۔ بے نواؤں کا بوجھ اٹھاتے ہیں مصیبت کے وقت دوسروں کے کام آتے ہیں۔ مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔

خدا کا رنگ

تو دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہی اصل کام ہے خدا کا رنگ یہی ہے۔ جس قدر اسلامی حکمران تھے صاحب کمال بھی تھے اور صاحب جمال بھی وہ رحیم کریم تھے۔

قوم کے تنزل کے اسباب

وہ قوم مر جاتی ہے جس میں افادیت کا رنگ نہیں ہوتا، گری ہوئی قوم دوسروں کی بھلائی کرنے کی بجائے عیب چینی اور تجسس میں لگی رہتی ہے اس قوم کے افراد دوسروں کی عزت کو داغدار کرتے دوسروں پر عیب لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عیب چینی نہیں کرتا۔ بدظنی نہیں کرتا، جو لوگ بدظنی کرتے ہیں، اور اس کی بناء پر تجسس کرتے ہیں وہ خود ذلیل ہو جاتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے النصح۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہر مسلمان کا یہ شعار ہونا چاہیئے کہ میں اپنی قوم کی خیر خواہی کرنے کی طرف توجہ دوں گا۔ جو کوئی بھی نفس پرستی، اقربا نوازی کی لعنتوں کا شکار ہو گیا، آخر کار ذلیل ہو گیا۔ اسی طرح جو لوگ بدنظمی سے کام لیتے ہیں۔ وہ قوم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ قوم بعض کو بدظنی کی بناء پر باہر نکال دیتی ہے اور بعض لوگ ایسی قوم کو خود چھوڑ جاتے ہیں اس قسم کے واقعات عبرت آموز ہونے چاہئیں۔

ضروری اطلاع

بہ ارشاد گرامی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ بیرونی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ علاقہ جات متعلقہ کے لکھے پڑھے بالغ احمدی افراد کے مکمل پتہ جات برائے خط و کتابت جلد از جلد ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

والسلام

حبیب الرحمٰن صادق

پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر

احمدیہ بلڈنگس لاہور

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام برلن مسجد

برلن میں عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ کا مبارک تہوار ۱۵ مئی بروز منگل مسجد برلن میں منایا گیا۔ خدا کے فضل سے اجتماع بڑا پر رونق رہا اور مسلمان بھائی اور عیسائی دوست کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ کل مجمع تقریباً دو ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ اس دن موسم قدرے سرد تھا اس لئے ہیٹرز جلا کر مسجد کو گرم کرنا پڑا۔ برلن میں ہمارے بعض بھائیوں نے عید پہلی بار یہ تاریخ کو ہی منالی۔

عید کا منظر ٹیلی ویژن اور اخبارات میں

ہمارے اس اجتماع کی رپورٹ مقامی اخبارات میں شائع ہوئی۔ تین اخبارات نے اجتماع کی مختصر رپورٹ مع تصاویر اور ایک اخبار نے اجتماع کی رپورٹ بغیر تصویر شائع کی۔ ٹیلی ویژن کا سٹاف بھی مع کیمرہ و لائٹ مسجد میں موجود تھا۔ انہوں نے ہمارے اجتماع کی تصاویر اتاریں اور انہیں اسی شام ½ ۷ بجے کے قریب ٹیلی ویژن پر دکھایا۔ میں خود تو اس پروگرام کو نہ دیکھ سکا۔ اس لئے کہ اسی شام ۶ بجے کے قریب مجھے ایک عیسائی نوجوانوں کے گروپ میں تقریر کے لئے جانا تھا۔ دوسرے دن احباب نے اور جرمن دوستوں نے مجھ سے اس پروگرام کا ذکر کیا جو یہاں لوگوں کے لئے دلچسپی کا موجب تھا۔ شاید مسجد میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں یہ پہلا اجتماع ہے جسے ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

شامل ہونے والے احباب

اس اجتماع میں حسب معمول تمام اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مسلمان بھائی۔ گورنمنٹ افسران طلباء و سوداگران موجود تھے۔ پاکستان کے دو ملٹری افسر جو مغربی جرمنی میں مشینری خریدنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے خاص طور پر برلن پہنچے۔ اس دفعہ ماسکو سے آئے ہوئے ایک مسلمان نوجوان بھی ہمارے اجتماع میں موجود تھے۔

خدائے واحد کے حضور میں

مشرق و مغرب سے جمع شدہ یہ سب مسلمان بھائی خانۂ خدا میں شانہ بشانہ کھڑے ہو کر خدا کے حضور سربسجود ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور نماز کے اختتام پر سب نے مل کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کے الفاظ بلند آواز میں دہرائے۔

خطبۂ عید

اس کے بعد میں خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ اور حاضرین کو آدھ گھنٹہ تک خطاب کیا۔ اس خطبہ میں میں نے کہا کہ :۔

(۱) عید الاضحیٰ کا بڑا تہوار بیت اللہ کے حج سے وابستہ ہے۔ اور یہ تہوار اضحیٰ کے نام سے اس لئے موسوم ہے کہ حج کے آخر پر جانوروں کو خدا کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔ جانوروں کی قربانی کی وجہ سے اس کا نام عید الاضحیٰ ہے۔

(۲) جانوروں کی یہ قربانی حضرت ابراہیمؑ کی اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کی تیاری کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ بائبل میں بھی یہ ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو کہا گیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کریں (پیدائش ۲۲ : ۲) اور لکھا ہے کہ یہ اکلوتا بیٹا حضرت اسحاقؑ ہے۔ حالانکہ بائبل پیدائش باب ۱۵ میں صاف لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ پہلا بیٹا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے ہاں پیدا ہوا۔

(۳) قرآن کریم نے سورۃ الصافات میں اس قربانی کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنا خدا کا حکم سمجھا اور وہ اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ نوجوان بیٹا بھی خدا کے حکم کے مطابق جان دینے کے لئے تیار ہو گیا اور کہا: یا ابت افعل بما تؤمر ابا جی کیجئے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ یہ تیاری ہر بوڑھے باپ اور نوجوان بیٹے کے لئے ایک مثال ہے

(۴) خوابیں پراگندہ خیالات یا اپنی ہی سوچ بچار کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ متقی لوگوں اور انبیاء علیہم السلام کی خوابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے حکم کے مترادف ہوتی ہیں۔

(۵) اس قربانی کی یاد میں ہر سال جانوروں کو ذبح کرنا مسلمان کو دو قیمتی سبق سکھاتا ہے۔ اوّل خدا کے احکامات کو بجا لانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ مال سے بڑھ کر جان کی قربانی دینی پڑے تو ایک مسلمان اسے کر گذرے دوسرے جانور کا ذبح کرنا حقیقت میں انسان کا اپنے حیوانی جذبات کو خدا کے حضور ذبح کرنا ہے۔ ورنہ ظاہر گوشت و خون خدا کو نہیں پہنچتا۔

(سورۃ الحج آیت ۳۶)

(۶) حج کے اجتماع میں لاکھوں مسلمانوں کا مشرق و مغرب سے جمع ہونا ایک بہت بڑی حقیقت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ (الف) یہ مظاہرہ یہ ہے کہ نسلِ انسانی ایک ہے اور خدا کے حضور نسلی، لونی اور لسانی اختلافات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ (ب) تمام مسلمانوں کا بیت اللہ کے گرد گھومنا اس حقیقت کو سمجھانے کے لئے ہے کہ مسلمان کی زندگی بھر کی تگ و دو خدائے واحد کا قرب پانے کے لئے اس کے گھر کے گرد عاشقانہ اور دیوانہ وار گھومنا ہے (ج) نیز یہ کہ دنیا کی تمام اقوام کو اکٹھا کرنے کی اگر کوئی آئیڈیالوجی ہے تو وہ توحید کا نظریہ ہے جسے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور جس کا مظاہرہ ہر سال حج کے موقعہ پر نظر آتا ہے۔

(۷) حج کے ایام عورت کے بلند مقام کا بھی اعلان کرتے ہیں۔ حضرت حاجرہؓ نے بچے کو پانی مہیا کرنے کی تلاش میں جو تگ و دو کی اور جس طرح وہ صفا مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑیں۔ اس کی یاد میں لاکھوں مسلمان حج کے موقعہ پر صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں اس دوڑ میں خدا پر ایمان کی مضبوطی صبر اور تگ و دو کے قیمتی اسباق کو ذہن نشین کرنا مقصود ہے۔

(۸) اسلام نے عورت کے مقام کو بلند کیا ہے۔ اور بحیثیت انسان اس کے حقوق کو مرد کے حقوق کے مساوی قرار دیا ہے۔

(۹) شاید یورپ میں اسلام کے نظریہ کثرت ازدواج کو عورت کے مساویانہ حقوق کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ایک سے زاید شادی کرنے کی محض "اجازت" ہے حکم نہیں کہ ہر مسلمان ضرور ایک سے بڑھ کر شادیاں کرے۔ یہ اجازت گویا ہے یہ اجازت ایک بڑے سوشل مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہے۔ یورپ کے اندر آج عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد کی نسبت زیادہ ہے۔ میں نے یہاں پڑھا ہے کہ صرف جرمنی میں لاکھوں عورتیں جن کی عمر ۲۰ سال سے اوپر ہے۔ ایسی ہیں جنہیں شادی کے لئے مرد نہیں ملتے۔ عورتوں کے لئے بے شک یورپ میں کام ہے۔ کھانے پینے اور پہننے کے لئے وہ کسی کی محتاج نہیں۔ لیکن ایک نوجوان عورت صرف کھانا پینا ہی نہیں چاہتی وہ ماں بننا چاہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ لاکھوں عورتیں جو ماں بننا چاہتی ہیں ان کے اس مسئلہ کا کیا حل ہے۔ اس حل میں عورت کے حقوق اور اس کی عزت کی حفاظت ہے۔ یورپ کے بزرگوں کو اس مسئلہ پر سوچنا ہوگا، اور اس کا حل تلاش کرنا ہوگا۔

العرض میں نے کہا عید الاضحیٰ کا یہ تہوار عورت کے بلند مقام کو واضح کرتا۔ اور خدا کی راہ میں مال و جان قربان کرنے اور نسلِ انسانی کو متحد کرنے سے خصوصاً مسلمان کو Brotherhood کا سبق سکھاتا ہے۔

خطبہ کے بعد

خطبہ ختم ہونے کے بعد احباب کو عید مبارک کہی گئی اور دوست باہم عید ملتے رہے۔ حاضرین کی تواضع چائے اور سینڈوچ وغیرہ سے کی گئی۔ جس کے تیار کرنے میں ام مقصود نے بڑی محنت سے کام کیا جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ اجتماع بخیر و خوبی سر انجام پایا۔ اس اجتماع کی جو تصاویر یہاں اخبارات میں چھپی ہیں ان میں سے ایک تصویر فوٹو گرافر سے حاصل کر کے عنقریب بھیجوں گا۔

خطبہ کا ریکارڈ

پاکستان سے یہاں ٹریننگ کے لئے آئے ہوئے ایک انجنیئر ہمارے دوست مرزا انعام اللہ بیگ صاحب نے میرے خطبہ کو ٹیپ ریکارڈر سے ریکارڈ کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ پاکستان پہنچکر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور وہاں اس آواز کو دوبارہ سنیں گے۔ بیگ صاحب گذشتہ اتوار ۲۱ مئی کو برلن سے واپس تشریف لے گئے ہیں اور جولائی تک واپس پاکستان پہنچ جائیں گے بیگ صاحب نے اپنے قیام میں خانۂ خدا سے بڑی گہری محبت کا ثبوت دیا ہے۔ جزاک اللہ

آئس لینڈ کا ایک نوجوان جرنلسٹ

ہمارے اجتماع میں آئس لینڈ سے آئے ہوئے ایک نوجوان بھی موجود تھے یہ نوجوان جرنلسٹ ہے اور چند ماہ یہاں یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرے گا۔ اس کے بعد ان کا ارادہ اسلامی ممالک سے ہوتے ہوئے ہندوستان جانے کا ہے۔ میں نے اس نوجوان کو حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایڈریس دیا ہے شاید پاکستان سے گذرتا ہوا وہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس نوجوان نے عید کے اجتماع کے بعد جمعرات کے روز میرا انٹرویو لیا تھا۔ اور اسلام کے متعلق مختلف سوالات کئے۔ ایک سوال یہ بھی تھا کہ عیسائی دنیا مسیح کے آنے کی منتظر ہے کیا مسلمان بھی کسی ایسی شخصیت کے آنے کے منتظر ہیں۔ میں نے کہا سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیحؑ کے آنے کی پیشگوئی کی ہے اور یہ پیشگوئی آج ہمارے زمانے میں پوری ہو چکی ہے اور جس شخص کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ مبعوث ہو چکا ہے۔ میں نے بتایا کہ جس طرح مسیحؑ کے زمانہ میں الیاس نبیؑ کے آنے کی پیشگوئی یحییٰؑ نبی کے وجود میں پوری ہوئی۔ اسی طرح مسیحؑ کے آنے کی پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں پوری ہوئی ہے اس لئے کہ وہ اس کی سپرٹ اور قوت میں آئے ہیں۔ میں مجددِ اعظم حضرت مرزا صاحب کی تصویر انہیں دکھائی۔ اس نے اپنے کیمرے میں اس سے تصویر لی اور کہا کہ وہ میرے اس انٹرویو کو اپنے ملک کے اخبارات میں معہ اس تصویر کے بھیجیں گے۔ اس نوجوان نے اسلام کی تعلیمات میں بڑے شوق کا اظہار کیا۔

لیکچروں کی دعوت

عید کے اجتماع کے بعد یہاں ہلٹن ہوٹل میں منعقد ہونے والے کلچرل اجتماعات کے پریذیڈنٹ نے مجھے دعوت بھیجی ہے کہ میں ۶ جون کو اسلام میں عورت کے مقام پر ایک لیکچر دوں۔ میں نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ اسی طرح ہمارے عید کے اجتماع کے بعد برلن میں صوفی سوسائٹی کی پریذیڈنٹ خاتون نے مجھے ہفتہ کے روز ۲۰ مئی کو میرے ہاں آکر مجھ سے درخواست کی کہ میں ان کے اجتماع میں صوفی ازم پر ایک لیکچر دوں۔ اس دعوت کو بھی میں نے قبول کر لیا ہے۔

عیسائی نوجوانوں میں لیکچر

عید کی شام کو چھ بجے عیسائی نوجوانوں کے گروپ میں میرا لیکچر ہوا۔ حاضری کم تھی۔ ان کے انچارج نے کہا کہ اگر ڈانس کا پروگرام ہوتا تو ہال بھر جاتا۔ بہرحال میں نے ان نوجوانوں کے سامنے اسلام کے بنیادی اصولوں پر تقریر کی اور بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران میں "قسمت" پر سوال ہوا کہ اسلام میں اس کا کیا مفہوم ہے۔ میں نے کہا عربی زبان میں اس کے لئے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ "قدر" ہے اور قدر کے معنی ہیں اندازہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص اندازہ پیدا کیا ہے۔ اس کا قطعاً یہ مفہوم نہیں کہ خدا نے پہلے ہی سے انسانوں کو شقی یا سعید پیدا کر دیا ہے۔ شقی یا سعید اعمال کے لحاظ سے ہے۔ ہر وہ شخص جو خدا کے احکامات کو مانتا ہے وہ سعید ہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شقی ہے ڈھائی گھنٹہ تک میں ان نوجوانوں میں رہا۔ بعد میں ان کے انچارج نے ٹیلیفون پر خواہش ظاہر کی کہ وہ نوجوانوں کو لے کر مسجد میں آنا

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

میاں بشیر احمد صاحب مبلغ کے دو مکتوب

(۱)

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنی اڑتالیس سالہ زندگی میں مسلمانوں کی کیا کچھ خدمات انجام دی ہیں تو اسے چاہیئے کہ وہ پاکستان سے باہر نکلے اور دنیا کے ان ممالک کا دورہ کرے جہاں مسلمانوں کی آبادیاں قائم ہیں اور جہاں یورپ اور امریکہ کے مسیحی مشنری انہیں اپنے مذہب سے منحرف کرنے کے لئے کثیر تعداد میں موجود ہیں اور اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور اپنے مقصد کی کامیابی کے لئے کوئی ایسا حربہ نہیں جس کے استعمال کرنے میں وہ دریغ کرتے ہوں۔ مسلمانوں کی بے چارگی و بے بسی دوست اور دشمن سب پر عیاں تھی۔ سیاسی طور پر وہ غیروں کے پنجۂ استبداد میں گرفتار تھے اور اکثروں کا یہ خیال تھا کہ اس سے رہائی ناممکن ہے۔ دنیائے اسلام کا کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا جہاں مایوسی نہ چھائی ہوئی ہو اور عمل کی قوت مردہ نہ ہو چکی ہو، یہ حالت باوجود اس کے بھی کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کروڑوں تھے اور علماء کثیر تعداد میں پیغام حق لوگوں کو سناتے تھے۔ مگر یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسلام ہی اللہ کا سچا دین ہے اور سوائے اس کے اور کوئی دوسرا مذہب اس کے ہاں مقبول نہیں، یہی دین ہے جو سب دینوں پر غالب ہو کے رہے گا اور ہم ہی ہیں جن کے سپرد دنیا کی رہنمائی کی گئی ہے۔ مسلمانوں میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آخر غیرت الٰہی جوش میں آئی اور ہندوستان کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے ایک مسلمان کو کھڑا کیا جس نے توحید کے دعویٰ کرنے والوں کو پکارا ان کے مردہ تنوں میں زندگی کا خون دوڑا دیا جو سوئے تھے انہیں جگایا، جو سمجھتے تھے کہ وہ چلنے سے معذور ہیں انہیں اٹھایا اور ان میں اتنی ہمت پیدا کر دی کہ وہ دین کے کاموں کو کرنے کے لئے دوڑنے لگے جو بولنا نہیں جانتے تھے انہیں قوت گویائی عطا کی اور جن کا اوڑھنا بچھونا دنیا کے دھندے تھے (انہیں ان سے الگ کر کے آستان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھا دیا اور وہاں ایسے جم کر بیٹھے کہ جب تک روح نے جسم سے مفارقت نہ اختیار کر لی وہ وہاں سے نہ ہلے۔ اس مسیحا پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں کہ یہ اسی کے فیض کا نتیجہ ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو یہ توفیق ہوئی کہ وہ خدمت اسلام کا بیڑا اٹھائے اور تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے اس ہدایت کی نشر و اشاعت کرے جو قرآن مجید میں ہمارے لئے نازل کی گئی۔ مسلمانوں میں جذبۂ اخوت پیدا کرے اور اپنی محبت سے دلوں کو گرمائے کہ افتراق اور انشقاق خس و خاشاک کی طرح جل کر فنا ہو جائیں۔

نائیجیریا میں آئے ہوئے مجھے تین مہینے ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں اس ملک کے دارالحکومت لیگوس کے مختلف طبقہ کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہو جو احمدیہ انجمن کے نام سے واقف نہ ہو اور اس بات کا معترف نہ ہو کہ سوائے احمدیوں کے تبلیغ اسلام کا حق اور کسی سے ادا نہ ہو سکا۔

دیرہ کے احمدیہ مشن کے علاوہ یہاں چار ایسی اسلامی سوسائٹیاں ہیں جو اشاعت اسلام کے فرائض کسی حد تک سرانجام دیتی ہیں، ان میں سے دو — احمدیہ موومنٹ ان اسلام اور مسلم مشن کمیونٹی تو اعلانیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے دعاوی کو تسلیم کرتی ہیں اور ان کے کانسٹی ٹیوشن میں یہ بات درج ہے کہ وہ مسیح موعود اور اس صدی کے مجدد ہیں، باقی دو، جماعت الاسلامیہ اور اسلامک پریچنگ سوسائٹی اگرچہ جماعتی طور پر اس کا اعلان نہیں کرتی مگر انفرادی طور پر ان کے بہت سے ممبر ہمارے ہی عقائد رکھتے ہیں تعلیم یافتہ مسلمانوں کے گھروں میں ہمارا لٹریچر موجود ہے اور پورے طور پر اس سے استفادہ کرتے ہیں کم از کم ابھی تک مجھے کوئی ایسا پڑھا لکھا آدمی نہیں ملا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا قائل نہ ہو اور اس بات کو نہ مانتا ہو کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا کسی طرح بھی امکان نہیں ہو سکتا۔

مسجد کا ایک حصہ لائبریری اور ریڈنگ روم اور میرے دفتر کے طور پر استعمال ہونے لگا ہے اچھے مشنری کلاس کا افتتاح ہو چکا ہے اور ہر منگل اور جمعرات کو مغرب اور عشا کی نمازوں کے درمیانی وقفے میں نہایت باقاعدگی سے میرے لیکچر ہوتے ہیں، سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

عیسائیوں سے بھی تبادلہ خیالات ہوتا ہے تین بار اسی مہینے کے اندر چند تعلیم یافتہ عیسائیوں کو چائے پر بھی مدعو کیا گیا اور تبلیغ کا حق ادا کیا، افسوس ہے کہ ابھی تک میرے پاس لٹریچر موجود نہیں جو انہیں پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ انجمن نے جو کتابیں لاہور سے روانہ کی تھیں وہ ابھی تک مجھے نہیں ملیں، ان ہی کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ تین چار دن ہوئے کہ دو کنگ سے دو سو کی تعداد میں چار مختلف مضمونوں پر ٹریکٹس ملے ان ہی سے کام لینا شروع کر دیا ہے، یہاں بھی کوشش میں لگا ہوں کہ دی پرافٹ آف اسلام، اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور محمد اینڈ کرائسٹ کا یروبا میں ترجمہ ہو جائے اور انہیں پمفلٹس کی صورت میں شائع کر دیا جائے اس کے لئے بھی مشکل یہ ہے کہ صرف محمد اینڈ کرائسٹ میرے پاس موجود ہے دوسری دو کتابیں ابھی میرے پاس نہیں، پھر اچھے مترجم کی تلاش ہے اور سب سے آخر مگر سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ان کے چھپوانے کے لئے روپے کا بھی انتظام کرنا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ہو جائے گا مگر تھوڑے سے صبر کی ضرورت ہے۔

حج کے معاً بعد مکہ میں ایک مسلم کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔ آل نائیجیرین مسلم کونسل بھی دو نمائندے بھیج رہی ہے۔ کل اتوار کو کونسل کا جلسہ تھا۔ میں بھی شریک ہوا، اسی جلسہ میں نمائندوں کا انتخاب ہوا، ان میں سے ایک جماعت الاسلامیہ کے صدر عبدالکریم لاگوڈا صاحب ہیں، ان کے سفر کے تمام اخراجات حکومت سعودی عرب برداشت کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ مسلم کانفرنس مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو۔

(۲)

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

کل یکم مئی کا "لائٹ" مجھے ملا۔ اس سے یہ معلوم کر کے کہ ملک عبدالقدوس صاحب، نائب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے ہیں بے حد رنج ہوا، اپنے خاندان میں وہی ایک شخص تھے جنہیں احمدیت سے دلی وابستگی تھی اور جو جماعتی کاموں میں مخلصانہ حصہ لیتے تھے لائٹ کی وصولی سے قبل برادر عزیزم فخر الدین احمد صاحب کا ایک خط مورخہ ۱۶ اپریل راولپنڈی سے مجھے آیا تھا۔ اس میں ملک صاحب کی بیماری کی خبر درج تھی کہ یہ بیماری مہلک ثابت ہو گی اور ان کی زندگی کو ختم کرنے کا باعث بنے گی اس میں کیا شبہ ہے کہ ہر شخص کو جلد یا بدیر اس دنیا کو الوداع کہنا ہے مگر یہ بھی ایک

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی

برٹش گی آنا سے میری واپسی

ووکنگ میں عیدِ اضحےٰ کا نظارہ

ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی (وزیرآباد) آج سے سال قبل برٹش گیانا میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے تھے وہاں سے واپس آتے ہوئے آپ کچھ دنوں سے انگلستان میں قیام فرما ہیں۔ ذیل کے مکتوب میں انہوں نے اپنی واپسی کے حالات اور ووکنگ میں نماز عید کی کیفیت لکھ کر بھیجی ہے جو امید ہے قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہو گی۔

برٹش گی آنا سے واپسی کی جلدی تو اس لئے کی تھی۔ کہ اگر خدا کو منظور ہو تو حج کی نعمت سے بہرہ ور ہو سکوں ۱۷ر اپریل ۱۹۶۲ء کو برٹش گی آنا کو الوداع کہا۔ جماعت کلدہ تن سپرنگ لینڈ نمبر ۱۹ - ۵۵ - ۵۰ - ۸۰ - ۱۷ اور نمبر ۹۷ کے چیدہ چیدہ احباب سپرنگ لینڈ کی بندرگاہ پر الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے اور برادرم محمد یٰسین کے وارد ہونے سے پہلے آگئے تھے۔ دعاؤں اور سلاموں میں رخصت ہوا۔ تین گھنٹہ بحری سفر کے بعد ڈچ گی آنا کے شہر نکیری میں جب ہمارا سٹیمر پہنچا۔ تو جماعت نکیری کے سربرآوردہ لوگ پھولوں کے ہار لئے ہوئے موجود تھے۔ جناب حضرت مولانا مولوی غلام اللہ صاحب امام جماعت نکیری نے پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے۔ دوسرے دوستوں کے ہار میں نے اپنے بازو پر ڈال لئے۔ ہم لوگ کاروں میں جناب یٰسین صاحب کے دولت کدہ پر اُترے احباب جماعت اور دوسرے اصحاب سے کافی دیر تک مختلف حالات پر گفتگو ہوتی رہی۔ نکیری میں میرا یہ تیسرا چکر تھا۔ پہلی دفعہ تو جامع مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر آنا ہوا تھا۔ دوسری دفعہ جماعت کے تعلیمی پروگرام کی تکمیل اور جاوی احباب کی مسجد بنانے کے سلسلہ میں اور جناب مولوی عبدالحق صاحب وہاں تھے آنا پڑا تھا۔ اب میں یہاں کے لوگوں کو الوداع کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ یہاں احباب جماعت کے علاوہ کئی دوسرے لوگوں سے بھی جن کے ساتھ علاج معالجہ کے سلسلہ میں تعلق رہا ملنا مناسب معلوم ہوا۔ ان لوگوں کے اصرار پر اور جناب علی بخش صاحب مالک رائس مل کی خواہش پر مجھے دو تقریروں۔ خطبہ جمعہ اور احباب کے مختلف کاموں کو دیکھنے کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ یہاں کی جماعت پر اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے۔ نہ صرف یہی کہ ان میں کام کرنے کے لئے یکجہتی ہی ہے۔ بلکہ یہ لوگ دوسرے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ پچھلے سال ...... بھی ایک بڑی مسجد کی عالی شان عمارت کا افتتاح کیا گیا۔ اب ایک دوسری مسجد اسی شان کی جاوی احباب کے لئے تیار کی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دو ہائی سکولوں کو جاری کرنے اور ان کی عمارات کو شروع کرنے کے لئے مصالحہ جمع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ ۶۳ء کے اخیر تک حالات کے درست رہنے کی صورت میں انتظام مکمل ہو جائے گا۔ ۲۱۔ اپریل کو بذریعہ ہوائی جہاز میں جناب محمد یٰسین صاحب کی معیت میں پیراماری بو ہو ڈچ گی آنا کا دارالخلافہ ہے روانہ ہوا۔ احباب جماعت نے مجھے ٹکٹ خریدنے نہ دیا اور خود انتظام کیا۔ البتہ محمد یٰسین صاحب نے اپنا ٹکٹ واپسی کا خود خرید لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ جماعت نکیری کے احباب کی محبت۔ شفقت اور خلوص کا شکریہ ادا کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

سری نام کا تمام علاقہ اگر یہاں کے درجہ حرارت کو خیال میں نہ لایا جاوے۔ دوسرا خطہ کشمیر ہے عمارت کی بناوٹ۔ پانی کی فراوانی۔ سبزی کی بہتات عجیب نظارے ہیں۔ ہم لوگ گیارہ بجے کے قریب ہوائی اڈے پر اُترے۔ جماعت ہائے سری کے تمام چیدہ چیدہ احباب۔ پریزیڈنٹ صاحب۔ سیکرٹری صاحبان۔ امام صاحب اور دوسرے ممبران کرام سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ وہاں سے چل کر ہم لوگ بذریعہ کار جماعت کے مہمان خانہ میں جو مسجد سے ملحق ہے وارد ہوئے ہماری انجمن یہاں صدر انجمن اسلامیہ کے نام پر رجسٹرڈ ہے اس کے ماتحت دو مساجد شہر میں اور درجن کے قریب باہر کے علاقوں میں ہیں۔ انجمن کی جائیداد اس وقت کوئی چالیس ہزار ڈالر یعنی ڈیڑھ لاکھ مالیت کی کم از کم ہے۔ بحری جہاز جس پر میں نے سفر کرنا تھا ۲۳ر تاریخ کو پہنچ گیا تھا۔ مگر جماعت کے مخلصین کے تقاضا پر مجھے ۲۹ر اپریل تک ٹھہرنا پڑا۔ میرا اسباب تو اسی جہاز پر روانہ ہو گیا۔ اور میں بذریعہ ہوائی جہاز (پان امریکن) ۲۹ر اپریل کی صبح ۹ بجے کے قریب روانہ ہو کر دوسرے دن ۳۰ر کی صبح کو لندن وارد ہوا اور ووکنگ میں سیدھا چلا آیا۔ چونکہ ارادہ تو حج کے لئے جانے کا تھا۔ اس لئے دوسرے دن لندن میں اپنے سفر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے گیا۔ تاکہ اپنے ویزا کے بارے میں اور سیٹ کے متعلق حتمی طور پر جو کام ہے اس کا پورا انتظام کر لیا جائے شام کو واپس چلا آیا۔ رات کو طبیعت کچھ خراب ہو گئی۔ جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹر نے عرب کے سفر سے ہی نہ صرف منع کیا بلکہ فوری طور پر پاکستان روانہ ہونے کی بھی اجازت نہ دی۔ جناب شیخ محمد طفیل صاحب نے تقاضا کیا کہ جب بیت اللہ جانا ملتوی ہو گیا ہے تو عید کم از کم ووکنگ میں گذاری جائے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ کی تقدیر کے سامنے جھکنا ضروری ٹھہرا اور یہاں کی عیدالاضحےٰ میں شمولیت کا فخر حاصل ہوا۔

ووکنگ میں عیدالاضحےٰ کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ بیان کرنے سے۔ اگر اس موقعہ کو چھوٹے سے حج سے تشبیہہ دی جائے تو غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ اس اسلامی بھائی چارے اور اخوت کی ایسی مثال کہیں دوسری جگہ نظر آنا مشکل ہے یہاں گورے۔ کالے۔ زرد۔ تانبے کے رنگ کے مسلمان جب قطار در قطار اللہ اکبر کی آواز پر رکوع و سجود کرتے ہیں تو دیکھنے والوں کے دلوں پر اس کا عجیب اثر ہوتا ہے یہاں نہ صرف انگلستان کے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب سے لوگ آتے ہیں۔ بلکہ تمام دنیا کے مختلف ممالک کے مختلف احباب کو ملنے کا یہاں موقع نصیب ہوتا ہے۔ ایک طرف تو انگلستان۔ ڈنمارک۔ ہالینڈ۔ جرمنی اور اٹلی کے لوگ یہاں اگر موجود تھے۔ تو دوسری طرف شمالی مشرقی۔ مغربی اور جنوبی افریقہ کے لوگ موجود پائے اور ساتھ ہی شمالی امریکہ۔ کینیڈا۔ جنوبی امریکہ۔ جزائر غرب الہند۔ ممالک عربیہ۔ عراق۔ مصر۔ ایران۔ افغانستان ہندوستان۔ لنکا۔ جاوا سماٹرا۔ بورنیو تک کے لوگ نظر آ رہے تھے۔ یہ شان ایزدی ہے کسی کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں اس طرح کی بات ممکن ہو سکتی ہے۔ اور یہ جگہ ایسے اجتماع کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ

ہے مغرب کے بتکدہ میں پہلا یہ گھر خدا کا
ہم پاسباں ہیں اسکے یہ پاسباں ہمارا

بڑی خوش قسمت ہے وہ جماعت جس کو یہ عزت ملی۔ اور قابل رشک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس دیار غیر میں اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ اور کیا شک ہے ان لوگوں کے رضی اللہ عنہم ہونے میں جنہوں نے اس پودے کو لگایا اور اس مشن کی بنیاد رکھی، اور مبارک ہے وہ شخص جس نے قرآن حکیم کا سب سے اوّل انگریزی میں ترجمہ کر کے لوگوں کو اسلام سے شناسا کرایا۔ بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کے دل ان کے کاموں کی وجہ سے حسد کی آگ کی آماجگاہ بنے۔ اور ہم سے بڑھ کر ناشکرا

پھر کون ہوگا - اگر ہم اس کا شکر اس رنگ میں ادا کریں کہ جو پودہ لگ چکا ہے - اس کی آبیاری کے لئے ہم [illegible] کرتا ہے وہی اصل اور صحیح سمجھی جاتی ہے - تو ہمارا سر سجدۂ احدیت کے لئے جھک جاتا ہے - یہ خدائی تصرفات ہیں - کس کی طاقت اور جرأت ہے کہ اس دھارے کا رُخ موڑ سکے - ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

انگلستان کا موسم نہایت غیر یقینی موسم ہے اس لئے ایسے موقعوں پر تمام امور کو مدنظر رکھ کر انتظام کرنا پڑتا ہے - تاکہ وقت پر باہر سے آئے ہوئے احباب کو کوئی خاص کوفت نہ ہو - پروگرام حسب ضرورت پہلے سے بنایا جاتا ہے - ہر صاحب اپنی ذمہ داری کے متعلق چند یوم پہلے ہی واقفیت حاصل کرنا پسند کرتے ہیں - مشن کے عملہ پر بہت بڑی ذمہ داری آپڑتی ہے اور اس کو نبھاتا یہی لوگ کچھ خوب جانتے ہیں - ان کا کام بھی ان دنوں بہت بڑھ جاتا ہے - باہر سے جو استفسار آتے ہیں - ان کے لئے دن میں کتنی دفعہ فون پر جانا پڑتا اور بات کرنی پڑتی ہے - خطوط کے جواب دینے پر کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے - اخبارات و رسائل کو بار بار متوجہ کرنے کے لئے کم از کم ایک آدمی کا پورا وقت صرف ہوتا ہے مسجد ووکنگ قصبہ اور بازار سے کافی دور ہے - لوگ نماز کے لئے بڑی بڑی دور سے آتے ہیں - ان کے لئے ناشتہ اور کھانے کا انتظام ایک لابدی امر ہے چونکہ تعداد کے بارے میں کچھ پختہ معلوم نہیں ہوتا - اس لئے خوراک کے سلسلہ میں بڑی احتیاط اور دور اندیشی سے کام لینا پڑتا ہے - تاکہ اگر ایک طرف خوراک کے ضیاع کا کم از کم احتمال رہے، تو دوسری طرف احباب میں سے کسی صاحب کو کوفت نہ ہو -

یہ ملک ایک کاروباری ملک ہے - بسفتہ اتوار کے علاوہ لوگوں کا ایک ایک منٹ روزی کمانے کے لئے وقف ہوتا ہے - یہاں جو صاحب بھی آتے ہیں یہ ان کی بڑی قربانی پر دال ہے - کیونکہ نہ صرف اس وقت کی آمدنی سے وہ محروم ہی ہوتے ہیں بلکہ فی کس اوسطاً کم از کم ۵ شلنگ یعنی ۴ روپیہ یومیہ کے لگ بھگ فی کس انکو خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے - اب اگر یہاں آکر ان کو عید کے دن فرحت و انبساط نہ حاصل ہو، یہاں ان کے لئے صحیح روحانی غذا کا انتظام نہ ہو تو کتنی مایوس کن بات ہوگی اگرچہ ایسے اجتماع پچاس سال سے متواتر ہو رہے ہیں - لیکن یہاں کے باشندوں کے لئے واقفیت کے لحاظ سے ہنوز روز اول است والی بات ہے -

ہمارے ہاں ان اجتماعات کو مختصر کرنے کے ذرائع بھی نہ صرف محدود ہیں - بلکہ ان ذرائع کو استعمال کرنے کے لئے اس ملک میں جس طرح کے اخراجات ضروری [illegible] ہیں اور وہ وہاں آسانی سے جمع بھی ہو سکتے ہیں - لیکن یہاں ووکنگ میں حاضری دینے کے لئے آنے والوں سے خدا بڑی قربانی، وقت اور دولت کی طلب کرتا ہے - اسی لئے یہاں کے اجتماع پر جب تک اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت نہ ہو، وہ بات پیدا نہیں ہو سکتی - جس کو دیکھ کر مشن سے محبت کرنے والے کا سر خوشی سے بارگاہ ایزدی میں جھک جاتا ہے -

اس دفعہ عید چونکہ منگل کو ہو رہی تھی - جو یہاں خاص طور پر کام کا دن ہوتا ہے اور موسم کے بارے میں بھی کوئی حتمی رائے قائم نہ ہو سکتی تھی - اس لئے تعداد کے بارے میں کہ زائرین کس قدر تعداد میں آئیں گے - کچھ کہنا مشکل تھا - لیکن خدا کی قدرت سے بادل چھٹ گئے - سورج اپنی آن بان سے صبح صبح ہی نکل آیا اور لوگ آنے شروع ہو گئے -

مہمانوں کے لئے حسب معمول ایک بڑا شامیانہ مسجد کے سامنے ایک پلاٹ میں مشرق کی طرف لگایا گیا - اس کو اسلامی ممالک کے جھنڈوں سے جن کی تعداد سولہ تھی سجایا گیا تھا - اور ایک طرف کرسیاں دوسری طرف دریاں جن پر سفید چادریں بچھائی گئی تھیں نماز کے لئے مخصوص کر دی گئی تھیں اس کا ایک حصہ مستورات کے لئے مخصوص کر دیا گیا - آلہ مکبر الصوت بھی نصب کر دیا گیا - یہ کام مسٹر ولر کی نگرانی میں ہوا -

ایک اور شامیانہ شمال کی طرف سرسالار جنگ ہوسٹل کے ساتھ کھانے کے انتظام کے لئے لگایا گیا - اس کے نزدیک ہی کھانا پکانے کا انتظام تھا - یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جماعت نے جو دیگیں مہیا کرنے کا وعدہ کیا - وہ ابھی تک پورا نہیں کیا گیا - کھانا پکانے والے احباب جن میں ایک ہمارے پرانے مہربان مسٹر غلام محمد جالندھری ہیں رات ہی سے آچکے تھے - صبح جناب میجر فارمر اور مسٹر فولر معہ اپنے والنٹیئروں کے اپنے اپنے کاموں میں منہمک تھے مسٹر فولر نے آلہ مکبر الصوت کو سنبھالا - احباب کو اپنی اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کی ہدایت کی - اب کی دفعہ نماز پڑھانے کے لئے قوعہ ترکی کے امام مسٹر ابراہیم صدقہ صاحب کے نام پر پڑا - خطبہ جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے دیا -

کم از کم ۳۰ ممالک کے احباب نے مل کر نماز پڑھی - جن میں ترکستانی - پاکستانی، ہندوستانی جزائر غرب الہند سائپرس - نائجیریا والوں کی تعداد خوب تھی - اور ان نماز پڑھنے والوں میں حنفی بھی تھے شافعی بھی تھے، مالکی بھی، حنبلی بھی، اہل حدیث بھی - اور اہل قرآن بھی، بریلوی بھی، اور مودودی بھی -

جب احباب نماز کے لئے شانہ بشانہ [illegible] کی رہنے والی ہیں - اور جو باوجود بعض لوگوں کے منع کرنے کے تین چار دن قبل ووکنگ مسجد دیکھنے کے لئے تشریف لائی تھیں اور صرف عید کی خاطر اپنی سیٹ فسخ کروا کر ٹھہر گئی تھیں - نہایت وجد سے قصیدہ بردہ جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عربی میں ایک اعلےٰ پائے کی نعت ہے پڑھا - اس کے بعد گیارہ سالہ روحی طفیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی پر جس کی یاد میں یہ عید منائی جاتی ہے - خوب روشنی ڈالی - چند ضروری علانات کے بعد جناب ابراہیم صدقہ نے نماز پڑھائی - انہوں نے نہایت خوش الحانی سے سورۃ زمر کی تلاوت فرمائی اور پھر جناب امام شیخ محمد طفیل نے مسلمانوں کے اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر ایمان اس کے اثرات - اس کے لوازمات اور نتائج پر ایک بلیغ خطبہ دیا - جس میں اس بات پر بھی سیر حاصل بحث کی - کہ کیوں اس زمانہ میں ان ممالک میں جو سائنسی ترقی میں آگے آگئے ہیں تبلیغ اسلام کی ضرورت ہے یہ ممالک جو اپنی ایجادات کی بدولت اگر ایک طرف قدرت کے بھیدوں پر قابض ہوتے جاتے ہیں تو دوسری طرف انسانیت کے استیصال کے لئے انہوں نے کمر باندھ رکھی ہے - اس صورت میں صرف خدا کی پناہ ہی میں بچنے کی امید ہو سکتی ہے - اب نہ تو کوئی ٹوٹا ٹوٹکا - نہ انسانی عقل و فہم - نہ تماشے نہ حیوانات جمادات اور نباتات کی مصنوعی قربانیاں اسکو بچا سکتی ہیں - اس کے لئے ضروری ہے کہ اب انسان صرف اس خدا کا ہو جائے - اور اس کی مخلوق کو بچانے کے لئے اسی طرف رجوع کرے - جس کی طرف صرف اسلام ہی رہنمائی کر سکتا ہے - لیکن یہ یاد رہے کہ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کی ضرورت ہے - جس کا نمونہ الجیریا کے مسلمانوں کی سات سالہ جدوجہد کی صورت میں ہمارے سامنے ہے - اور خوش قسمتی سے آج ان لوگوں کی یہ پہلی عید ہے جو کہ وہ آزادی کی فضا میں منا رہے ہیں - خدا تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو - اگرچہ اب بھی دشمنان اسلام ان کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں - اور ان کی توجہ کو انتقام کی طرف پھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ آزادی کا معاملہ پیچھے رہ جائے مگر شاباش ہے الجیریا کے مسلمان پر اس نے جیسے انتقام لینا چھوڑ کر تھما اور بے گناہ لوگوں پر ہاتھ اٹھانا سیکھا ہی نہیں - وہ اس نبی اکرمؐ کا نام لیوا ہے جس نے دشمنوں کو معاف کرنے میں انتہا کر دی تھی - وہاں کا مسلمان صرف لئے آتش فشاں پہاڑ

ـکے دہانہ پر بیٹھا ہوا ہے تاکہ وہ الجیریا کی دوسری اقوام کو بھی جو کہ اپنے لئے خودکشی کا سامان تیار کر رہے ہیں بچا سکے۔

اس کے بعد الجیرین مسلمان جناب طلحہ بلبل نے الجیریا کے مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی پر روشنی ڈالی۔ اور مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کپڑوں اور نقدی کی اپیل کی۔ خدا کا فضل شامل حال ہوا اور لوگوں نے ۷۵ پونڈ نقد اور کافی تعداد کپڑوں کی جمع کر کے بھجوانے کے وعدے کئے۔

پھر احباب تکبیر اور تسبیح کے ساتھ منتشر ہوئے اور کھانا کھانے کے لئے قطار در قطار کا نظارہ پیش ہوا۔ کم و بیش دو ہزار احباب نے دوپہر کا کھانا نوش کیا۔ اور ان میں جناب ریورینڈ بشپ آرک بیو جناب پروفیسر گربک کتھ ایڈیٹر مسلم ورلڈ اور مصنف کتب کے استاد معہ چار دیگر پادری صاحبان کے شامل تھے۔ ان کے علاوہ جناب آر جی گجراج بی اے سپیکر اسمبلی برٹش گی آنا۔ اور جناب محمد یاسین صاحب ایم اے ایل ایل بی ممبر لیجسلیٹو کونسل یورنیو قابل ذکر ہیں۔

ہمارے انتظام میں لوگوں کے لئے چاء پاکستانی مٹھائی۔ اور آئس کریم کے سٹال بھی لگوائے گئے تھے۔ کھانے کے بعد نوجوان طبقہ نے جس میں ہندوستانی، پاکستانی، عرب، مصری اور یورپین اصحاب شامل تھے آلۂ مکبر الصوت پر نعت اور پاکیزہ غزلوں سے سامعین کو نوازا۔ اور یہ مجلس ساڑھے تین بجے ختم ہوئی۔

اس دفعہ بھی اللہ تعالے نے ایک اور سعید روح کو جو کہ ٹرینیڈاڈ سے آئی تھیں اسلام میں داخل ہونے کی سعادت بخشی اور اسی طرح دو اور پاک روحوں کے شامل ہونے کا امکان بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جو میرے نزدیک تو اس وقت بھی مسلمان ہی ہیں۔

مسز نور اور میجر فارمر بڑی محنت سے بعض ضروری امور کی بجا آوری میں منہمک رہے جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ مسز ٹرنی کا شکریہ ادا نہ کرنا یقیناً بخل کے مترادف ہوگا۔ خدا تعالے مرحوم ڈاکٹر محمد عبداللہ کے صاحبزادوں فاروق اور طارق کو لمبی عمریں عطا فرمائے اور ان کو اسلام کی خدمت کا زیادہ سے زیادہ موقعہ دے۔ ایسے بچوں کا شکریہ ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ موقعہ و محل کے مطابق سعادت کا کام انہوں نے سرانجام دیا۔ بیگم طفیل بڑی ہمت کی بی بی ہیں۔ جن کی نگہداشت میں خوراک کا تمام انتظام تھا۔ انہوں نے اس کو خوب نبھایا۔

وزیر احمد قریشی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

مینیجر

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۹)

یقینی بات ہے کہ اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی عزیزوں کی دائمی جدائی ہمیں کبھی بھی گوارا نہیں ہوتی اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی رہیں خصوصیت سے ایسے عزیز جن کی زندگیاں دوسروں کا سہارا ہوں اور اپنوں اور غیروں دونوں کے درد و غم میں شریک ہوں۔ ملک صاحب اگرچہ نوجوان آدمی تھے مگر اپنے والد صاحب کی موت کے بعد اپنے خاندان کی کفالت ان ہی کے ذمہ تھی اور اس فرض کو وہ احسن طور پر سرانجام دے رہے تھے۔ مسلمان لڑکیوں کے لئے ایک ہائی سکول کھول رکھا تھا اور اس کا انتظام بھی عمدہ طریقہ سے کرتے تھے۔ مجھے امید واثق ہے کہ یہ مدرسہ دستور سابق ان کی غیر موجودگی میں بھی چلتا رہے گا۔ لیکن اگر مدرسہ کے جاری رکھنے میں کسی مدد کی ضرورت ہوگی تو مجھے یقین ہے کہ ہماری انجمن کو مناسب مدد دینے میں ہرگز کوئی تامل نہ ہوگا۔

اللہ تعالے ملک صاحب کی مغفرت فرمائے اور ان کے عزیزوں اور دوستوں کو صبر جمیل عطا کرے۔ یہاں ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی تھی۔

تیس اپریل کی شب کو دی اسلامک پریچنگ سوسائٹی کے ایک جلسہ میں شریک ہوا۔ نو بجے سوسائٹی کے روح رواں اور مشنری مسٹر حسین احمد کی تقریر شروع ہوئی اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ بعد ازاں ایک مسیحی سے مناظرہ شروع ہو گیا۔ اس کا رنگ بالکل وہی تھا جو ہمارے ہاں ہوا کرتا تھا۔ ایک طرف حسین احمد اور ان کے ساتھی بیٹھے تھے اور بالمقابل کرسچین مشنری اور ان کے حواری تھے۔ قابل ذکر یہاں بات یہ ہے کہ مسلم مشنری کی میز پر جتنی کتابیں بھی پڑی تھیں وہ سب کی سب ہماری انجمن کی شائع کردہ تھیں۔ ان میں مولانا محمد علی صاحب رضی اللہ تعالے عنہ کا انگریزی ترجمہ معہ متن قرآن مجید تھا، ان ہی کی تصنیف محمد اینڈ کرائسٹ تھی، مولانا عبدالحق ودیارتھی کی میثاق النبیین اور خواجہ نذیر احمد کی جیسز ان ہون ارتھ تھیں۔ کرسچین مشنری وہی باتیں کہتا تھا جو ہمارے ہاں مسیحی مناظر کہا کرتے تھے اور جواب میں مسلم مشنری روح اللہ، کلمۃ اللہ، اور حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزوں کی وہی تفسیر کرتے تھے جو ہم کرتے ہیں یہاں تک کہ اس مسلم مشنری نے صرف یہی بات نہیں کہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں بلکہ یہ بھی کہ ان کی وفات کشمیر میں ہوئی اور ان کی قبر ابھی تک وہاں موجود ہے اور جسے توفیق ہو وہ وہاں جا کر اسے دیکھ لے۔

خاکسار۔ بشیر احمد منٹو

تعمیر مسجد ایبٹ آباد

تفصیل رقوم جمع شدہ

تفصیل	رقم
(۱) قیمت زمین ادا کردہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان ایس کے تخمیناً	4000.00
(۲) عطیہ حضرت الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر	5000.00
(۳) عطیہ جناب شیخ میاں فضل الرحمن صاحب ملز اونر ملتان	1000.00
(۴) مسز زبیدہ محمد احمد ۲۴ میو گارڈن لاہور	110.00
(۵) عبدالعلی	5.00
(۶) بابو فقیر محمد صاحب ریڈیو گرافر	20.00
(۷) میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب	100.00
(۸) ڈاکٹر عبدالحی سعید صاحب کوئٹہ	300.00
(۹) عطیہ جناب میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم معرفت جناب میاں مقصود احمد صاحب	3000.00
(۱۰) میجر عبداللہ سعید صاحب کوئٹہ	100.00
(۱۱) عبدالکریم پاشا سعید متعلم ایف سی کالج لاہور	15.00
(۱۲) ماسٹر عبدالرؤف صاحب داتہ	5.00
(۱۳) مسٹر نوشیرواں خان	10.00
(۱۴) عطیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	5000.00
(۱۵) ڈاکٹر محمد الدین صاحب مانسہرہ	5.00
(۱۶) عطیہ جناب میاں سعید احمد صاحب ملز اونر لاہور	1000.00
(۱۷) عطیہ جناب میاں مقصود احمد صاحب ملز اونر لاہور	2000.00
(۱۸) عطیہ جناب کرنل بشیر حسین سید صاحب	2000.00
(۱۹) وصولی از فروختگی 105 عدد خالی بوری سیمنٹ	43.00
کل میزان	23733.00

رقم مندرجہ بالا میں سے مبلغ 12255.60 تا حال خرچ ہو چکے ہیں۔ اس خرچ میں قیمت اراضی شامل نہیں۔ لیکن اس میں قیمت میٹریل (MATERIAL) جو موقعہ پر موجود ہے شامل ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

تفصیل	رقم
(۱) چادر آہنی ایک ٹن	1600.00
(۲) سریا ایک ٹن	850.00
(۳) لکڑی عمارتی	1000.00
(۴) بجری پتھر وغیرہ اندازاً	200.00
(۵) متفرق سامان اندازاً	200.00
	3850.00

سعید احمد۔ دار السعید

ایبٹ آباد

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں اہل ہالینڈ تک مختلف ذرائع سے پیغام حق پہنچانے کی سعی ہوتی رہی، تحریری، اجتماعی اور انفرادی طور پر کام کیا جاتا رہا۔ تحریری کام میں سب سے زیادہ کام "الفارق" کی اشاعت کا ہے۔ مختلف مضامین کے متعلق مقالہ جات تحریر کئے جاتے رہے، ہم یہ رسالہ قریباً ایک ہزار افراد کو بھیجتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً احباب ہمارے رسالہ کو سراہتے رہتے ہیں۔ اس ذریعہ سے زیر تبلیغ احباب کے ساتھ باقاعدہ تعلق قائم رہتا ہے۔ ہیگ اور اس کے ارد گرد رہنے والے احباب باقاعدہ ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہتے ہیں اور اکثر مختلف ضروری مسائل کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں اسی طرح اُن کے ساتھ گہرے تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔

ہیگ میں ہم ہر دو ہفتوں کے بعد اجتماعات کرتے رہتے ہیں جن میں مختلف مضامین پر بحث کی جاتی ہے۔

فروری کی ۱۶ تاریخ کو ہیگ میں ایک بین المذاہب جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تین مذاہب اسلام، عیسائیت اور بدھ ازم کے پانچ نمائندگان کو مدعو کیا گیا تھا اس جلسہ کی صدارت مسٹر ہویک صوفی لیڈر نے فرمائی آپ نے ہمارے اس بین المذاہب جلسہ کے انعقاد پر نہایت ہی خوشی کا اظہار فرمایا لیکچراروں میں ایک نمائندہ بدھ مذہب کی طرف سے مسٹر بلومہ انجنیئر تھے۔ پروفیسر آئمر نے ریفارمڈ چرچ کی طرف سے تقریر فرمائی۔ پاتر سیلیمہ نے کیتھولک مذہب کی طرف سے اور ریوانڈ فان ردستم نے عیسائی مذہب پر اظہار خیال کیا اور خاکسار نے اسلام کی طرف سے خیالات کا اظہار کیا۔

تقاریر کے موضوع کے طور پر مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے تھے:۔

(۱) آپ کا مذہب کیا ہے؟

(۲) آپ کا خدا تعالیٰ کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

(۳)۔ آپ کا انسان کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

(۴)۔ آپ کے نزدیک گناہ کیا ہے اور اس کا کیا علاج ہے۔

ہر ایک مقرر نے ہر سوال کا جواب پانچ منٹ میں اپنے مذہب کے متعلق دینا تھا۔ چنانچہ ہر ایک نے ایسا ہی کیا جو کہ ایک طرف بہت دلچسپی کا موجب ہوا اور دوسری طرف عین وقت کے مطابق جلسہ کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب ہوا۔ مقررین نے جلسہ کے اختتام پر ہماری تنظیم کو بھی خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اس قسم کے جلسے کثرت سے ہونے چاہئیں۔ کیتھولک جو عام طور پر دوسرے مذاہب کے ساتھ مل کر اس قسم کے جلسوں میں شریک ہونا پسند نہیں کیا کرتے تھے اب وہ بھی اس قسم کی بین المذاہب کانفرنس کو پسند کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ اُن کے نمائندہ نے مجھے خاص طور پر اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے مزید جلسوں کے انعقاد کے لئے فرمایا کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

خاکسار نے اس موقعہ پر مندرجہ بالا سوالات کے جوابات دیئے وہ مختصراً درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ مذہب

مذہب اسلام کے نزدیک روحانی راستہ ہے جو آہستہ آہستہ انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ مذہب صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آسکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ انسان غور و فکر سے کوئی راستہ اختیار کر لے لیکن اس سے وہ یقینی راستہ نہیں مل سکتا جو انسان کو ہر قسم کی آفات سے بچا کر اس کو منزل مقصود تک پہنچا سکے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ شروع سے اپنے انبیاءؑ کے ذریعہ انسان کی ہدایت کرتا رہا ہے اگر یہ سوال ہو کہ اگر تمام مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تو پھر ان میں اتنا بڑا تضاد کیوں پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے پیرو کاروں نے انبیاءؑ کی تعلیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا اور ان کے اقوال کی غلط تشریحات کرنے کی وجہ سے متضاد مذاہب بنا لئے۔

۲۔ مذہب اور عقل

اسلام اس امر پر زور دیتا ہے کہ مذہب اور عقل ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ممد و معاون ہیں۔ اسلام مذہبی آزادی پر بھی زور دیتا ہے جیسے فرمایا لا اکراہ فی الدین کیونکہ جب تک مذہب آزاد مرضی سے اختیار نہ کیا جائے انسان کو عمل کی قوت نہیں دے سکتا۔

۳۔ خدا تعالیٰ کے متعلق اسلامی عقیدہ

سب سے پہلے یہ امر توجہ کا موجب ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کی ذات کا کسی قسم کا تصور بھی نہیں سکھاتا کیونکہ جیسے بھی ہم خدا تعالیٰ کی ذات کا تصور کریں گے تو وہ لامتناہی سے متناہی ہو جائیگا اسلام یہ سکھلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا کا پیدا کرنے والا ہر چیز کا سرچشمہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے انسان اگرچہ مخلوق ہونے کے لحاظ سے خالق سے دُور ہے تاہم خدا تعالیٰ انسان کی اپنی جان سے بھی اس کے زیادہ قریب ہے۔ خدا تعالیٰ قدیم ہے اس لئے نہ تو کوئی اس کا باپ ہے اور نہ بیٹا۔ خدا تعالیٰ کی صفات بھی قدیم اور غیر متبدل ہیں اس لئے وہ ہر قسم کے دُکھ اٹھانے اور مرنے سے پاک ہے، خدا تعالیٰ کسی کو اس کے عمل سے بڑھ کر سزا نہیں دیتا لیکن وہ غفور الرحیم ہونے کی وجہ سے اپنے بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ خدا کا عدل اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ وہ کسی کو معاف ہی نہ کر سکے خدا تعالیٰ تمام انسانوں کا یکساں خدا ہے اس کے بعد آیت الکرسی اور آیت النور کا ترجمہ پیش کیا گیا۔

۴۔ اسلام کا انسان کے متعلق نظریہ

انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور انسان جس حالت میں اب ہے اس حالت میں پیدا ہوا تھا یہ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انسان شروع میں کامل تھا پھر اپنے گناہ کی وجہ سے ناقص ہو گیا صحیح نہیں۔ ہر انسان جن طاقتوں کے ساتھ پیدا ہوتا ہے خواہ وہ اسے برائی کی طرف مائل کرنے والی ہوں خواہ نیکی کی طرف۔ محض ان طاقتوں کی وجہ سے انسان بُرا یا اچھا نہیں بن جاتا بلکہ انسان کو بُرا یا اچھا بنانے والا اس کا عمل اور نیت ہوتے ہیں۔

اسلام یہ بھی سکھلاتا ہے کہ ہر انسان بغیر گناہ کے پیدا ہوتا ہے اور یہ کہ تمام انسان خدا کی نظر میں مساوی ہیں۔ انسانی پیدائش کی غرض خدا تعالیٰ کی ذات میں محو ہو جانا ہے۔

۵۔ گناہ اور اس کا علاج

گناہ جانتے بوجھتے خدائی احکام کی خلاف ورزی کا نام ہے اس لئے انسان اپنے والدین کے گناہ ورثہ میں نہیں لے سکتا اگر گناہ کرنے والا خدا

کے حضور جھک کر خدا تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور اپنے عمل کی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی رحیم وکریم ذات اسے بخش دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے اپنے اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہ بخشنے کی طاقت رکھتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اس لئے تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس کی اطاعت میں لگ جاؤ۔

آٹھ بجے شام سے لے کر ساڑھے دس بجے شام تک جلسہ کی کارروائی ہوتی رہی فالحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق بخشی۔

۱۴ رمارچ کو ہم نے قرآن مجید کے نزول کی ابتدا کے متعلق جلسہ کیا اس میں خاکسار نے احباب کو بتلایا کہ قرآن مجید کا نزول لیلۃ القدر میں شروع ہوا تھا اب قرآن مجید کے نزول پر قریباً چودہ سو سال گذر چکے ہیں اس عرصہ میں قرآن مجید سے برکات حاصل کرنے والے کروڑوں افراد اور کئی اقوام ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید کے نزول کے وقت انسان یہ قیاس بھی نہ کرسکتا تھا کہ یہ کلام دنیا کا نقشہ ہمیشہ کے لئے بدل دے گا۔ قرآن مجید کا نزول ایک اُمّی پر ہوا تھا لیکن باوجود اس کے اس میں ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو سائنسدانوں کو آج کئی سو سال گذرنے کے بعد معلوم ہو رہی ہیں اگر یہ کلام خدائے عالم الغیب کی طرف سے نہ ہوتا تو ایک ان پڑھ مکہ کے رہنے والے کو ان باتوں کا علم کیسے ہو سکتا تھا جو کہ بڑے بڑے علماء، فلسفہ اور ہیئت کو صدیوں تک معلوم نہ ہو سکی تھیں۔ پھر قرآن مجید کا اثر لیجئے دنیا میں کوئی اور کتاب ایسی نہیں جس نے انسان کے دل میں اتنا گہرا اثر پیدا کیا ہو جیسا کہ قرآن نے کیا ہے۔ صرف ابتدائی زمانہ میں ہی نہیں بلکہ یہ اثر باقاعدہ جاری ہے اس قسم کا عالمگیر اثر ایک انسان کا کلام پیدا نہیں کرسکتا۔ دنیا میں بہت سے انبیاء بھی گذرے ہیں لیکن ان کے ماننے والوں پر بھی وہ اثر نہ ہوا تھا جو قرآن کے ماننے والوں پر ہوا۔

تقریر کے بعد کافی دیر تک دوست آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔

۷ رمارچ کو عیدالفطر منائی گئی کافی دوست اس موقعہ پر تشریف لائے خاکسار نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد مختصر سا خطبہ دیا جس میں روزوں کی فلاسفی پر بحث کی اور پھر اسلامی عید کا دوسرے مذاہب کی عیدوں سے مقابلہ کرکے بتلایا کہ یہ عید کسی کی یاد میں نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک عمل کرنے کی توفیق بخشی ہے اور انسان اس کے شکریہ کے طور پر عید کی خوشی مناتا ہے۔

سارا دن مہمانوں کی آمد و رفت رہی۔ شام کو کھانے پر پچاس ساٹھ دوست تشریف لائے۔ شام کے بارہ بجے تک بعض دوست بیٹھے رہے اور مختلف مسائل پر باتیں کرتے رہے۔

۱۳ رمارچ کو فریس لینڈ کے صوبہ میں ایک مقام پر پاکستان اور اسلام کے موضوع پر لیکچر کے لئے مدعو تھا۔ یہ لیکچر ایک خاص تقریب پر رکھا گیا تھا۔ اس مقام کے نوجوانوں نے اس جلسہ کا انتظام کیا تھا، تمام سکولوں کے طلباء اور اس جگہ کے میئر اور دوسرے بڑے بڑے لوگ بھی موجود تھے خاکسار کی تقریر کے لئے ۴۵ منٹ رکھے گئے تھے۔ چنانچہ اس عرصہ میں خاکسار نے پاکستان بننے کے ابتدائی حالات پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد پاکستان کی مشکلات وغیرہ امور کو بیان کیا اور پھر بتلایا کہ باوجود اتنی مشکلات کے پاکستان نے حیران کن ترقی کی ہے۔ ۴۴ سال کا عرصہ نہایت ہی معمولی عرصہ ہے لیکن اس کے مقابلہ میں پاکستان نے جو کچھ انڈسٹریل تعلیم، صحت، زراعت اور مہاجرین کی آبادکاری کا کام کیا ہے وہ بہت بڑا کام ہے اس کے بعد مختصراً پاکستان کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا میرے لیکچر پر تمام حاضرین نے جوش سے خوشی کا اظہار کیا۔ اسجگہ کے میئر نے بھی پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے مجھے اس جگہ دوبارہ آنے کی دعوت دی۔

۲۵ رمارچ کو ایمسٹرڈم میں ایک تنظیم کی طرف سے جلسہ کیا گیا جس میں انہوں نے مختلف مذہبی تحریکات کے نمایندگان کو اپنے اپنے مذہب کی دعا کرنے کے لئے مدعو کیا ہوا تھا اسلام کی طرف سے خاکسار نے نمایندگی کی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کی دعا پڑھی اور ایک بتی روشن کی۔ خاکسار نے آیت الکرسی، آیت النور اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اُن کا ڈچ میں ترجمہ کرکے بتی جلائی۔

اسی شام کو ایمسٹرڈم میں میرا ایک اور سوسائٹی کے ہاں لیکچر تھا اس موقعہ پر حاضری کافی تھی، اس لیکچر میں عیسائیوں کے علاوہ کچھ یہودی بھی تھے خاکسار نے آدھ گھنٹہ تک تقریر کی جس میں مختصراً اسلامی تعلیم کے کئی ایک پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقعہ تھا میرا خیال تھا کہ یہودیوں کی طرف سے شاید فلسطین کے متعلق سوالات ہوں۔ لیکن اُن میں سے بعض وقفہ کے دوران میں میرے پاس آئے اور اس مسئلہ پر باتیں کرتے رہے میں نے انہیں وضاحت سے بتلایا کہ عرب لوگ اس لئے اسرائیل حکومت کی مخالفت کرتے ہیں کہ قریباً نو دس لاکھ عربوں کو ان کے گھروں اور ملک سے نکال کر یہ حکومت قائم کی گئی ہے۔ پھر انہیں مثال سے سمجھایا کہ اگر کوئی بے گھر آپ کو زبردستی گھر سے نکال کر اس گھر میں رہنا شروع کر دے تو آپ کیا اس سے محبت اور برادرانہ سلوک سے پیش آ سکتے ہیں آپ کی کوشش تو یہی ہو گی کہ پہلے اس حملہ آور کو گھر سے نکال دیا جائے یہ سن کر کچھ خاموش سے ہو گئے پھر کہنے لگے کہ یہ مثال صحیح نہیں کیونکہ فلسطین میں یہودیوں کو اسی طرح رہنے کا حق ہے جیسے مسلمانوں کو۔

میں نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن صرف ان یہودیوں کو جو اس ملک میں پہلے سے رہتے تھے۔ اُن کے خلاف تو عربوں نے کبھی بھی آواز نہیں اُٹھائی تھی بلکہ صدیوں تک یہودی عربوں کی حفاظت میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ اس وقت بھی جب عیسائیوں کی طرف سے ان پر یورپ میں طرح طرح کے مظالم روا رکھے جاتے تھے انہیں امن اور آرام صرف عربوں کے ذریعہ ہی حاصل ہوا تھا ان باتوں کا بعض نوجوانوں پر بہت اچھا اثر ہوا

اس کے بعد تبادلۂ خیالات کے دوران میں نہایت سکون سے باتیں سنتے رہے اور جب خدا تعالیٰ کی توحید وغیرہ کے متعلق بات ہوتی تو وہ میری بات کی تائید کرتے۔ یہ جلسہ گیارہ بجے شب ختم ہوا منتظمین نے مجھے دوبارہ آنے کی دعوت دی چنانچہ میری طرف سے انہیں یقین دلایا گیا کہ ان کی طرف سے دعوت نامہ پہنچنے پر میں ضرور حاضر ہوں گا۔

ایک سوشلسٹ عورت کی تنظیم کی طرف سے ان کے ہاں لیکچر کی دعوت ملی۔ خاکسار نے ۴۰ منٹ تک اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تقریر کے بعد قریباً دو گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ صدر جلسہ نے اس تقریر پر ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ "انہیں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرکے بڑی خوشی حاصل ہوئی کیونکہ کم از کم ایک مذہب تو ایسا ہے جو انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی اتنی آزادی دیتا ہے" اسلام دوسرے مذاہب سے اس بارہ میں امتیاز رکھتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اگلی سردیوں میں دوبارہ لیکچروں کی دعوت دی جو کہ میری طرف سے خوشی سے قبول کی گئی۔

۲۶ رمارچ کو جناب محترم میاں فضل احمد صاحب آنریری سیکرٹری میاں محمد ٹرسٹ لائلپور کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی اس موقعہ پر کافی دوست تشریف لائے، احباب آپ سے مل کر بڑے خوش ہوئے آپ نے دوستوں کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑا ہے اور وہ آپ کو ملنے کے آرزومند ہیں

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ اہلیو اسلام کا پرچم کھڑا رکھنے کی توفیق دے رہا ہے آہستہ آہستہ اسلام کے متعلق لوگوں کے خیالات میں نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اہل یورپ کے دلوں میں

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

حضرت عبداللہ یوسف علی لکھتے ہیں۔ لیکن جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ عیسیٰؑ مرے ہی نہیں وہ مذکورہ آیت پر غور کریں انگریزی الفاظ یہ ہیں:-

Jesus was not crucified but those who believe that he never died should ponder over this verse.

پس اس تفسیر سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ .... عیسیٰ علیہ السلام بھی رحلت کر گئے۔ پیشتر بھی یہ بتا دیا کہ اسی کو کہتے ہیں ...... Contradiction ایک اور آیت کی طرف میں نے ان کے خیال کو متوجہ کیا جس میں انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو جھوٹ بولنے والا ثابت کیا ہے۔ اس وقت جبکہ لوگ بتوں کو ٹوٹا ہوا پایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر ان سے اُن کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ ہذا سورہ انبیاء کی آیت قال بل فعله كبيرهم هذا کا انگریزی ترجمہ عبداللہ یوسف علی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

He said nay. This was done by. This is their biggest one.

ابراہیم کا جواب میں اس کام کے کرنے سے انکار کو چھپانا ثابت ہو جاتا ہے جس کے متعلق لوگ پوچھ رہے تھے۔ حالانکہ مولانا محمد علی کے صحیح ترجمہ میں حضرت ابراہیم کا انکار ثابت نہیں ہوتا

(باقی بر صفحہ ۱۱ اشتہار کے پیچھے)

پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ شمارہ ۲۲

بس انہی چند وجوہات کی بنا پر میں اس عظیم الشان انسان کی علمی وسعت سے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کا امکان تک باقی نہیں رہتا بہت متاثر ہو چکا ہوں۔ کبھی مولوی محمد علی صاحب اور الحاج خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے نہ ختم ہونے والے لٹریچر کی طرف نظر پڑتے ہی یہ خیال آجاتا ہے کہ کیا کوئی اس صدی یا پچھلی صدیوں میں ایسے بشیر خدا پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے رشحات قلم سے ایسے بیش بہا موتی لوگوں کے سپرد کئے ہوں۔ درحقیقت یہ علم کے ایسے موتی ہیں جو تا قیامت چمکتے رہیں گے۔

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷۲
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

بدل اشتراک
پاک و ہند سے چھ روپے
ممالک بیرونی سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ محرم ۱۳۸۲ھ ـ مطابق ۲۰ جون ۱۹۶۲ء | ۲۳

دوسرے پر بدظنی نہ کرو اور کسی شخص کے متعلق جلد رائے قائم نہ کرو

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:۔ انسان دوسرے شخص کے دل کی ماہیت معلوم نہیں کر سکتا۔ اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ اسلئے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے بلکہ صبر سے انتظار کرے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھونگا اور کسی کو اپنے سے کمتر خیال نہیں کرونگا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنیکے لئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دن اس نے ایک دریا کے پل کے پاس جہاں سے بہت سے آدمی گذر رہے تھے ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اور اس کے پہلو میں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک بوتل اسکے ہاتھ میں تھی۔ آپ پیتا تھا۔ اور اس عورت کو بھی پلاتا تھا۔ اس نے اس پر بدظنی کی اور خیال کیا۔ کہ میں اس سے حیا سے تو ضرور بہتر ہوں۔ اتنے میں ایک کشتی آئی اور معہ سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہی شخص جو عورت کے پاس بیٹھا تھا دریا میں سے سوائے ایک کے سب کو نکال لایا اور اس بدظن سے کہا تو مجھ پہ بدظنی کرتا تھا۔ سب کو میں نکال لایا ہوں تو ایک کو نکال لا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ اور تیرے دل کے ارادے سے مجھے اطلاع دی۔ یہ عورت میری والدہ ہے اور بوتل میں شراب نہیں دریا کا پانی ہے۔ غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے۔ (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

بحر حکمت کے موتی

ابوسعیدؓ ان الدنیا حلوۃ حضرۃ و ان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون (مسلم بحوالہ مشارق الانوار ـ تحفۃ الاخیار)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ دنیا میٹھی سرسبز ہے اور اللہ تعالےٰ ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو کھڑی کرتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ تمہارے اعمال کیسے ہیں۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ۳/۱۸۵ جن لوگوں کی دنیاوی زندگی بہتر گذرتی ہے وہ یہ ہیں من عمل صالحًا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃً طیبۃً ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون ۱۶/۹۷ ـ حیاتِ طیبہ کسی قوم میں کب تک قائم رہتی ہے۔ ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم ۸/۵۳

دنیا میں رہ کر دنیا کی نعماء سے متمتع ہونا بُرا نہیں اگر خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چل کر مخلوق خدا کی خدمت کی جائے اور وہ تب ہی ہو سکتی ہے کہ اپنی کمائی میں سے ضرورت کے مطابق رکھ کر باقی مفاد عامہ کے لئے کھلا رکھا جائے ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو ۲/۲۱۹ ـ اللہ تعالیٰ قوموں کو ان کے اعمال سے تولتا ہے بیکار قوم پیچھے دھکیل دی جاتی ہے اور فعال آگے لائی جاتی ہے یہ سنت اللہ ہے۔

باقی بر صفحہ

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ: شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۱۳ جون ۱۹۶۲ء)

نقل خط محمد حسین صاحب اسٹیکر ایتھلون کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)

مولانا محمد علی رح کی کتاب "خطبات امیر" میں ایک جگہ لکھا ہوا پایا۔ لکھتے ہیں۔ کہ مارمڈیوک پکتھال اس کے انگریزی ترجمۃ القرآن میں لفظ عبد کا ترجمہ Bondman کرنے میں وہ محمد علی کے ترجمہ کئے ہوئے لفظ پر سبقت لے گئے۔ یہ ایک سکالر کا ہی اعتراف ہو سکتا ہے۔ کہ جس نے جہاں کہیں ایک موتی چمکتا دیکھا۔ اسکو علم کی خاطر علمی خزانہ میں داخل کر لیا۔

اب آخر میں میں مولینا محمد علی صاحب کی ایک کتاب "نماز اور ترقی کی تین راہیں" کو بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس نے میرے لئے دین اسلام کو پہچاننے کے لئے مکمل راہ کھولی۔ مختصراً لکھتا ہوں۔ کہ ہم اس دنیا میں اپنی عزیز زندگی کو کامیاب ترقی یافتہ اور پر سکون بنانے کے لئے راہیں اختیار کرتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں جس طرز پر مولوی صاحب نے اس کتاب میں سورۃ کوثر کی تفسیر کی ہے اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ کونسی راہ کامیابی کی ہے۔ بالفاظ دیگر میں کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کو اپنی عزیز زندگی کامیاب بنانی ہے تو وہ اس سورۃ کریمہ کے ماتحت اپنی زندگی کا بیمہ کرا لے۔ اور اس سورۃ نے بیمہ کروانے والے کے لئے جو شرطیں پیش کی ہیں۔ یعنی فصلّ لربّك والنحر اس کی ادائیگی سے یقیناً ہر شخص کامیاب ہو جائے گا۔ ان تمام خادمان دین کے لئے اجر عظیم عطا کرنے کی اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں۔ نیز آپ کی خدمات دینیہ سے مستفیض ہو کر دعائے خیر کرتا ہوں میری طرف سے نیز عبد الرحمٰن اور عبد العزیز کی طرف سے کل احباب انجمن کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

مخلص۔ محمد حسین

لکھنؤ

ترجمہ خط از مسٹر اسلم محمود لائبریرین۔ لکھنؤ۔ انڈیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سٹڈی سرکل کا بانی ہوں جس کے ممبروں میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں جو اکثر علمی اور فکری مباحثات میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔

ایک ممبر نے مجھے لائٹ کی پرانی کاپی دی اور اسے میں نے نہایت دلچسپ پایا اور میں نے فوراً لائٹ کے ناشر کو اس کے اجراء کے لئے لکھ دیا۔ انہوں نے مجھے ۶۱-۴-۲ کا شمارہ بھیج دیا۔ جس میں آپ کا فری لٹریچر کے لئے پتہ درج ہے۔

گذارش ہے کہ ہمیں اسلامی لٹریچر مہیا کیا جائے تاکہ ہمیں علم حاصل ہو اور اسلام کے ساتھ ہماری دلچسپی میں اضافہ ہو جائے، اور ہم صحیح مسلمان بن جائیں۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ مخیر احباب کے مفت دیئے ہوئے قرآن شریف مستحق جگہ پر بھیجتے رہتے ہیں۔ قرآن شریف ہمارے لئے نہایت ضروری ہے ہماری لائبریری کا نام اپنے رجسٹر میں درج فرما لیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جو لٹریچر ہمیں آپ بھیجتے رہیں گے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائیگا۔

(انہیں قرآن شریف وغیرہ اور لائٹ اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط منتری گلمھ منڈی لائبریری پوسٹ آفس کرد مکھ پٹنہ بہار

جناب عالی

جو کتابیں آپ نے میری لائبریری کے لئے ارسال کی ہیں۔ . . . ممبروں نے ان کو پڑھ کر بہت فائدہ اٹھایا ہے خاصکر ٹیچنگز آف اسلام اور ٹرائمف آف ہولی قرآن کی بہت تعریف کی اور ان کتابوں کو پڑھ کر اسلام کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئیں ہیں لیکن کچھ ممبران لائبریری مطمئن نہیں وہ اس مذہب کے متعلق اور زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ انگریزی ترجمہ قرآن حضرت مولنا محمد علی صاحب کا ارسال کریں اس لئے مہربانی فرما کر ایک کاپی قرآن لائبریری کے لئے ارسال کریں۔ مشکور رہوں گا۔

(انہیں قرآن اور خط بھیجا گیا)

کوریا

ترجمہ خط حاجی عمر قیم جن کیو پریذیڈنٹ کورین اسلامک سوسائٹی

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برادرم معافی چاہتا ہوں کہ میں آپ کے مکتوب گرامی کا جواب دیر کے بعد دے رہا ہوں۔ میں آپ کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے دسمبر ۱۹۵۹ء سے ستمبر ۱۹۶۱ء تک اسلامی ملکوں کو دیکھا ہے۔ مثلاً مغربی پاکستان۔ مصر۔ سعودی عرب۔ ملایا اور برما وغیرہ۔ مسلمان سفیر ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں اور سرکاری افسروں سے ملاقاتیں کیں اور کوریا میں اسلامی نشر و اشاعت کے امور پر بحث لائے گئے۔ خوش قسمتی سے سعودی عرب میں حج کا موقع بھی میسر آیا ہے۔

ہماری اسلامی سوسائٹی کی کافی ترقی کی امید ہے۔ تیرہ ملائی مسلمانوں پر مشتمل ایک ملائی وفد پچھلے ستمبر کوریا میں آیا اور انہوں نے ۱۵ دن تک بڑی کامیابی سے دورہ کیا ہم نے فروری کے شروع میں ملایا کے کلیگ کالج میں ۱۲ مسلمانوں کو بھیجنے کی تجویز کی ہے۔ یہ تجویز تمام ملایا کی مسلم آرگنائزیشن کی طرف سے ہوگی اور اس کا خرچ بھی وہی برداشت کرے گی۔ ہمیں امید ہے کہ اس سے ہماری قوم میں خاطر خواہ ترقی ہوگی۔

مئی سے کئی گنا مسلمان یہاں قیام پذیر ہیں۔ مرکزی مسجد کی تعمیر کا کام 3300 فرانکس سے شروع ہو گیا ہے جو کہ ملایا گورنمنٹ نے برداشت کیا ہے ہمارا اندازہ ہے کہ قریباً 500 وہ 57 افرانکس میں مکمل ہو جائے گی۔ اس کی کمی پوری کرنے کے لئے ہمیں اسلامی ملکوں سے اپیل کرنا پڑے گی۔ بنیادوں کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور عمارت اگلے سال مکمل ہو جائے گی، انشاء اللہ۔

میں کوریا کی اسلامی سوسائٹی کی تعظیم پر ایک مقالہ کا ترجمہ جو کہ کچھ عرصہ پہلے اخبار سل ہاوا میں چھپا تھا ارسال کیا ہے۔ اس اخبار کی کوریا میں کافی اشاعت ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس مطالعہ سے آپ کو ہماری قوم کے متعلق کافی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔

امید ہے مجھے آپ یاد رکھیں گے۔ والسلام

(انہیں ریلیجن آف اسلام اور مینول آف حدیث ارسال کی گئی اور چٹھی بھی بھیجی گئی)

نائیجیریا

ترجمہ خط سلیم آشولا بیلو الیشیا نائیجیریا

جناب عالی۔

اللہ تعالے کی آپ پر سلامتی ہو۔ آپ کا پتہ مجھے میرے ایک دوست نے دیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ ان مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں جو اسلام سے کم واقفیت رکھتے ہیں میں آپ کا بہت مشکور ہونگا اگر آپ میری بھی اسی طرح مدد کریں جیسے دوسروں کی کی تھی اس لئے مجھے قرآن شریف اور کچھ پمفلٹ ارسال کریں جو مجھے مطالعہ میں کافی مدد دیں گے۔

میں بھی آپ کا ممبر بننا چاہتا ہوں اگر آپ میری ضرورت محسوس کریں۔ تو حاضر خدمت ہوں۔

والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں (نمبر)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مؤرخہ ۲۰ر جون ۱۹۶۲ء

سلسلہ مکالمات الٰہیہ اور بزرگانِ دین

(۲)

مراسلہ نگار "ایشیا" نے جس کے اعتراضات کا جواب ہم سابقہ اشاعتوں میں دے چکے ہیں ۱۴ر جون ۱۹۶۲ء کے "ایشیا" میں "خوابوں اور کشفوں کی حقیقت" کے عنوان سے ایک اور مقالہ لکھا ہے، جس میں پھر اسی بات پر زور دیا ہے کہ:۔

"صوفیاء کے غلبۂ سُکر کے مشاہدات کا سرچشمہ لاشعور ہے ...... یہ مشاہدات صرف سالک کے لاشعور میں مدفون خیالات، یادداشتوں اور خواہشوں پر ہی مشتمل نہیں ہوتے بلکہ ان کے بعض کشف دوسرے افراد کے حالات یا آیندہ ہونے والے واقعات کے مظہر ہوتے ہیں .... اس لئے کسی شخص کا اس قسم کا مکاشفہ یا مشاہدہ جو دوسرے افراد کے حالات یا آیندہ ہونے والے واقعات کی پیشگوئی پر مشتمل ہو، اس شخص کی بزرگی یا اس مذہب کی سچائی پر دلیل نہیں ہو سکتا۔"

ہم اس سے قبل بتا چکے ہیں کہ صوفیا کا غلبۂ سُکر فنافی اللہ کی اس حالت کا نام ہے، جب بقول حضرت مجدد الف ثانی رح "سالک کی نظر سے محبوب کے سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے سوا اس کو کچھ مشاہدہ نہیں ہوتا"

اسی سلسلہ میں حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"قول انا الحق، قول سبحانی، قول لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ شطحیات سب اس مرتبہ جمع کے درخت کے پھل ہیں۔ اس قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے" (مکتوب ۳۴ دفتر سوم)

لیکن مراسلہ نگار صاحب کے نزدیک اس قسم کے "مشاہدات کا سرچشمہ لاشعور ہے" اور "اس شخص کی بزرگی یا اس مذہب کی سچائی پر دلیل نہیں ہو سکتے" انہوں نے اپنے اس بیان کے ثبوت میں نہ تو قرآن کی کوئی آیت پیش کی ہے اور نہ حدیث شریف سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول نقل کیا ہے بلکہ "نفسیات واردات روحانی" نامی کتاب سے بعض عیسائیوں کے بیانات نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس قسم کے مکاشفات جیسا کہ صوفیاء کے ہوتے ہیں ۴۴ اور اسی ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی رح کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

" استدراج والوں کو بھی احوال و اذواق حاصل ہوتے ہیں اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشف، توحید اور مکاشفہ و معائنہ ان کو ظاہر ہو جاتا ہے اس امر میں حکماء یونان اور ہند کے جوگی اور برہمن سب برابر ہیں"

(مکتوب ۲۸۶ دفتر اوّل)

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رح صوفیاء کرام کے مکاشفات کو بھی حکماء یونان اور ہند کے جوگیوں اور برہمنوں کے مکاشفات کے برابر سمجھتے تھے؟ افسوس ہے کہ مراسلہ نگار نے اس بارہ میں بھی صریح خیانت سے کام لیتے ہوئے حضرت مجدد صاحب کی پوری عبارت نقل نہیں کی جو حسب ذیل ہے:۔

" جب اس طریقہ (نقشبندیہ) کے بزرگوار ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع اور رقص و وجد کا کیا ذکر ہے وہ احوال و مواجید جو غیر مشروع اسباب پر مترتب ہوں، فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم ہیں، کیونکہ استدراج والوں کو بھی احوال و اذواق حاصل ہوتے ہیں اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشف توحید اور مکاشفہ و معائنہ ان کو ظاہر ہو جاتا ہے اس امر میں حکمائے یونان اور ہند کے جوگی اور برہمن سب برابر ہیں احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علوم شرعیہ کے ساتھ ان کا موافق ہونا اور محرمہ اور مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے"

مندرجہ بالا عبارت میں جلی کردہ فقرات مراسلہ نگار "ایشیا" نے عمداً ترک کر کے صرف درمیانی الفاظ نقل کر دیئے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ حضرت مجدد صاحب کے نزدیک دیگر مذاہب کے فقیر اور سادھو مکاشفات کا شرف حاصل کرنے میں صوفیا کرام کے ساتھ شریک ہیں اور اس لئے ان کے مکاشفات واردات نفس سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتے حالانکہ حضرت مجدد صاحبؒ نے سیاق و سباق کے جلی کردہ فقرات میں صاف بتا دیا ہے کہ صرف غیر مشروع اسباب سے پیدا ہونے والے احوال استدراج کی قسم سے ہیں اور اس میں حکمائے یونان اور ہند جوگی اور برہمن برابر کے شریک ہیں، وہ احوال و مکاشفات جو شریعت کی تابعداری اور محرمات اور مشتبہ امور سے اجتناب کی حالت میں ظاہر ہوں ان کے سچا ہونے اور صادق ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔

غور کیجئے اس صاف اور سیدھے مفہوم کو بگاڑنے کے لئے مراسلہ نگار "ایشیا" نے کتنی بڑی خیانت اور کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور کس قدر عیاری سے کام لیتے ہوئے سیاق و سباق کی عبارت کو چھوڑ کر صرف درمیانی فقرات کو نقل کر دیا اور صوفیائے کرام کے مکاشفات کو عیسائیوں اور ہندو جوگیوں اور برہمنوں کی واردات نفس اور استدراج کا نتیجہ قرار دے دیا۔ گویا اس امت میں جس قدر اولیاء اللہ ہو گذرے ہیں، جنہوں نے فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ کر مکالمات الہیہ اور روحانی مکاشفات کا شرف حاصل کیا وہ سب کے سب نعوذ باللہ اس دھوکہ میں مبتلا تھے کہ اپنے نفسانی خیالات و خواہشات کو جو کشف و رؤیا کی صورت میں انہیں دکھائی دیتے تھے غلطی سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیے، یہاں تک کہ بقول مراسلہ نگار:۔

" حضرت بایزید بسطامیؒ سے اسی مقام پر سرزد ہوا

نیست اندر جبہ ام غیر از خدا
چند جوئی در زمین و آسما

" خواجہ معین الدین اجمیری رح سے بھی اسی مقام پر سرزد ہوا

من نمے گویم انا الحق یار میگوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دلدار میگوید بگو

" مولانا روم رح نے بھی اسی قسم کے مشاہدات سے متاثر ہو کر کہا

خار غم از کبر و کینہ وز ہوا
من خدائیم من خدائیم من خدا
اللہ اللہ گفتہ اللہ میشود
ایں سخن حق است واللہ میشود

(ترجمہ بھگوت گیتا از فیضی)"

یہ کتنی بڑی جسارت ہے جو مراسلہ نگار کی طرف سے اولیاء اللہ کے بارے میں کی گئی ہے کتنی بڑی جہالت ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح حضرت مولانا رومؒ جیسے جلیل القدر بزرگان کرام اور اولیائے عظام کے فنافی اللہ کے کلمات کو نفسانی خیالات اور استدراج کا نتیجہ قرار دے دیا۔ گویا امت محمدیہ کے تمام افراد جن کو اولیاء کے مقام پر سمجھا جاتا ہے صرف نفسانی دھوکہ میں مبتلا تھے، اور خدا سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا پھر باقی کیا رہ گیا۔ اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات بھی نعوذ باللہ اسی استدراج اور دھوکۂ نفس کا نتیجہ نہ تھے، کیا ثبوت ہے اس بات کا کہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم جیسی آیات قرآنی نعوذ باللہ حضور کی نفسانی خواہشات کا

یہ - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - -

عکس نہیں، اس طرح تو تمام سلسلہ نبوت و ولایت سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ دیکھا آپ نے؟ مرزا صاحب کی مخالفت نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا، یہی معنی ہیں اس حدیث قدسی کے کہ من عادلی ولیا فاذنتہ للحرب، جو شخص میرے ولی کی مخالفت کرتا ہے اس کو میں جنگ کی دعوت دیتا ہوں، ولی کا انکار اگرچہ ظاہر شریعت کے رُو سے موجب کفر نہیں لیکن آخر سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے اور مراسلہ نگار "ایشیا" کے بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ اسی راستہ کی طرف اس کا قدم اُٹھ رہا ہے جس کا نتیجہ سلب ایمان ہے۔

مراسلہ نگار نے اپنے بیانات کے ثبوت میں جابجا "تفسیرات واردات روحانی" نامی کتاب کے حوالے دیئے ہیں حالانکہ وہ کوئی خدائی کلام یا الہام الٰہی نہیں اگر اسے قرآن کریم پر ایمان ہوتا تو ایسی کتابوں کی سند پیش کرنے کے بجائے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتا جس میں صاف طور پر اولیاء اللہ کے ساتھ مکالمہ الٰہیہ کا ذکر ہے، قرآن کریم تو صاف فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات و مخاطبات فرماتا ہے چنانچہ فرمایا:- ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیٰؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون (حٰم السجدہ آیات ۳۰-۳۱) جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں کہ کوئی خوف نہ کرو اور نہ ڈرو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہم دنیا کی زندگی میں بھی آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں اس میں تمہارے لئے وہ کچھ ہے جس کے لئے تمہارا جی چاہے اور اس میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تم مانگو۔

اب بتایئے اس آیہ کریمہ میں مومنین پر فرشتوں کے نزول کی جو بشارت دی گئی ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ فرشتے دنیوی زندگی میں بھی انہیں اپنی دوستی کا پیغام دیتے ہیں، کیا یہ محض ڈھونگ ہے؟ (معاذ اللہ) اور محض واردات نفس فرشتوں کی صورت اختیار کرکے ایسا الہام اُن پر نازل کرتی ہیں؟ کیا حدیثوں میں جو رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کی بشارت دی گئی ہے اور حضرت عمرؓ کو اس کا اوّلین مصداق قرار دیا گیا ہے وہ محض ایک بناوٹ ہے؟ اور حضرت عمرؓ بھی مکالمہ الٰہیہ سے مشرف نہ تھے؟ کیا حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ کہ انہوں نے مدینہ میں برسر منبر خطبہ دیتے ہوئے سینکڑوں میلوں سے اسلامی افواج کی نازک حالت کو کشفی رنگ میں دیکھا اور یا ساریۃ الی الجبل کے الفاظ میں سپہ سالار کو پہاڑ کی اوٹ اختیار کرنے کی ہدایت کی اور ان کی اس آواز کو سپہ سالار نے بھی سینکڑوں میلوں سے سُن لیا، یہ محض ان کی واردات نفس تھی اور کوئی حقیقت اس کے اندر نہ تھی؟ اور ایسی ہی اور کئی مثالیں ہیں جو مکاشفات و مکالمات الٰہیہ کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں "تفسیرات واردات روحانی" کے بیان کردہ واقعات ان کے مقابلہ میں پیش کرنا اسلام کے مسلمہ اصولوں اور حقائق سے رو گردانی اختیار کرنا ہے۔

(باقی - باقی)

ایبٹ آباد سے یہ نہایت اندوہناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے مقتدر اور قابل رکن شیخ محمد احمد صاحب ۱۲ رجون ۱۹۶۲ء کو وفات پا گئے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ضلع ہزارہ میں نہایت اعلیٰ پایہ کے وکیل اور پبلک پراسیکیوٹر بھی رہ چکے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک پرانے خادم شیخ نور احمد صاحب وکیل کے فرزند ارجمند تھے اور ضلع ہزارہ میں ایک ستون سمجھے جاتے تھے، ایبٹ آباد میں نماز جمعہ ہمیشہ انہی کے مکان پر ہوا کرتی تھی۔ انکی وفات سے جماعت میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ ہمیں مرحوم کے تمام پسماندگان ان کے بچوں اور اہلیہ محترمہ اور ان کے برادران (آفتاب احمد اور اقبال احمد صاحبان) سے گہری اور دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

افریقہ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

دو مسیحیوں کا قبول اسلام

میاں بشیر احمد صاحب مذکو مبلغ افریقہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:-

" دو مسیحیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ ایک لڑکی عمر ۲۰ سال اور ایک فرد عمر تقریباً ۲۴ سال ہے، لڑکی گھانا کی رہنے والی ہے اور اب مزید تعلیم کے لئے جرمنی جا رہی ہے۔ اس کا باپ مسلمان ہے یہ ایک عیسائی سکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھی، جب سات برس کی ہوئی تو باپ کی اجازت سے عیسائی ہو گئی۔ حسن اتفاق سے جس لاجنگ ہاؤس (قیام گاہ) میں میرا قیام ہے اسی میں یہ بھی قیام پذیر ہوئی۔ اور ابھی تک یہیں ہے۔ چند دنوں تک جرمنی روانہ ہو جائے گی۔ اس کا نام باپ نے فاطمہ رکھا تھا عیسائی ہونے کے بعد جارجینا ہو گیا۔ اب پھر اسلامی نام اختیار کر لیا ہے۔

لڑکا رومن کیتھولک تھا۔ اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور ابھی تک رومن کیتھولک ہی ہیں۔ لڑکے کا نام جان تھا اب یوسف رکھا گیا ہے۔ ان ہر دو کے اسلام قبول کرنے میں الحاج اکوری ڈے صاحب کی سعی بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کرے کہ ان کی تبلیغ سے لڑکے کے والدین ..... بھی مسلمان ہو جائیں"

بنگالی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ

ہماری جماعت کا ایک بڑا مقصد قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرنا ہے۔ گورمکھی، سندھی، تلیگو۔ میں ترجمے مکمل پڑے ہیں، بنگالی میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ حواشی کا ترجمہ بھی اب مکمل ہونے والا ہے۔ یہ جماعت کے لئے باعث مسرت ہوگی کہ انجمن نے بنگالی ترجمہ کی طباعت کے لیے ۲۸۰۰/- روپے منظور کر لئے ہیں۔ عربی متن کو خوبصورت طریق پر لکھوانے اور غلطیوں سے مبرا تیار کرنے کے لئے تقریباً ۵،۰۰۰ روپے خرچ ہوں گے۔ عربی متن کو ایسے سائز پر اور ایسے طریق پر لکھوایا جا رہا ہے کہ یہ متن نہ صرف بنگالی ترجمہ میں ہی استعمال ہوگا بلکہ کسی بھی زبان میں ترجمہ شائع کرنے کے لئے اس کو استعمال کیا جا سکے گا۔ اس کے علاوہ یہ متن بیان القرآن، اور حمائل شریف میں بھی استعمال ہوگا

فی الحال انجمن نے حمائل شریف کے پہلے پارہ کو بلاک پر چھاپنے کی منظوری دے دی ہے ہماری یہ انتہائی کوشش ہوگی کہ عربی متن اور اردو عبارت میں غلطیاں بالکل نہ ہوں۔ اور یہ حمائل ہر لحاظ سے ایک معیاری حیثیت حاصل کرے۔

امید واثق ہے کہ حمائل شریف کا پہلا پارہ اور بنگالی ترجمہ کا پہلا پارہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چھپ کر منظر عام پر آ جائے گا۔

ناصر احمد مہتمم مطبوعات
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مہاجرینؓ و انصارؓ کی قربانیاں باہمی ایثار اور جذبۂ محبت پیدا کرنے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۶۲ء - فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

للفقرآء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً و ینصرون اللہ و رسولہ - اولٓئک ھم الصٰدقون .... ربنا انک رءوف رحیم - (الحشر)

حضرت نبی کریم صلعم کا ایک عظیم الشان معجزہ

ان آیات کریمہ میں حضرت سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ بیان کیا گیا ہے - یہ اہم ترین معجزہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور انفاس طیبہ کی وجہ سے رونما ہوا - اس معجزہ میں حضرت اقدسؐ کی جماعت کے دو حصوں کا ذکر ہے جو حضورؐ کے زیر تربیت آئی ایک حصہ نے خدا تعالےٰ کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑا - اور دوسرا حصہ وہ ہے جس نے مدینہ طیبہ میں ان لوگوں کو سر اور آنکھوں پر بٹھایا جو عزیز و اقارب اور وطن مالوف مکہ معظمہ کو چھوڑ کر آئے تھے -

مہاجرین کی قربانیاں اور کمالات

ان کی عظیم قربانی کے ذکر کے علاوہ ان کے دوسرے کمالات کا بھی ذکر ہے - فرمایا :- للفقرآء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم - یہ وہ لوگ ہیں جو مہاجرین ہیں جنہوں نے اپنا وطن چھوڑ دیا - اخرجوا من دیارھم دشمنوں نے اُن کے لئے مکہ میں رہنا مشکل کر دیا تھا - اس لئے مکہ والوں کی سختی اور درندگی اور اذیت جب برداشت سے باہر ہو گئی تو وہ مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے - مکہ کی وہ پیاری گلیاں وہ پیارے مکان انہوں نے چھوڑ دیئے - و اموالھم کسی کی زمین کسی کی اونٹنیاں، کسی کے گھوڑے، بھیڑ بکریاں اور طرح طرح کی ... جائیداد اور دولت وغیرہ رہ گئی -

رضائے الٰہی کے لئے ترک وطن

خود حضور سرور کائنات کے لئے مکہ معظمہ سے جدا ہونا نہایت ناگوار تھا انہوں نے ہجرت کرتے وقت مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ------ تو خدا تعالےٰ کو سب ممالک سے زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے دنیا بھر کی تمام جگہوں سے زیادہ محبوب ہے - اگر قوم مجھے نہ نکالتی تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتا - آپؐ کا دل درد سے بھرا ہوا ہے - اس میں جہاں قوم کی سختی اور اذیت کا ذکر ہے - وہاں آپؐ کے دل کا نقشہ بھی بیان کیا گیا ہے - آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے اپنا گھر بار اور مال و دولت کس مقصد کے لئے چھوڑا یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً - خدا کی خوشنودی اور رضا کا حصول ان کا مقصد ہے - محض رضائے الٰہی کی خاطر انہوں نے اپنا گھر اور وطن بھی چھوڑا اور مال و دولت بھی ترک کر دیا - و ینصرون اللہ و رسولہ - یہ سب تکالیف اس لئے برداشت کی گئیں کہ اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اُن کے مدنظر تھی یہی ان کی ہجرت کا بڑا مقصد تھا - سب کچھ جاتا رہے لیکن خدمت دین کا فریضہ ہاتھ سے نہ جائے - خدا تعالےٰ نے خود اعتراف کیا ہے کہ میری اور میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے انہوں نے دکھ درد برداشت کئے یہ بہت بڑی عزت افزائی ہے، کہ خدا تعالےٰ نے ان کے اس فعل کو اپنی نصرت قرار دیا - انہوں نے محض رضائے الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سب مال و متاع قربان کر دیا - اولٓئک ھم الصٰدقون انہوں نے اپنے عزائم کو عملاً سچا کر دکھایا -

انصار مدینہ کی مہاجرینؓ کے لئے قربانیاں

ایک قوم یہ ہے جو مکہ سے ہجرت کرکے آئی - دوسری قوم وہ ہے جو مدینہ منورہ میں تھی جنہوں نے مہاجرین کا اکرام سے استقبال کیا - یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عقبہ پر بیعت کی تھی کہ جس طرح ہم اپنے بیوی بچوں اور غیرت کی چیز کو دشمنوں سے بچاتے اور حفاظت کرتے ہیں - اسی طرح سے ہم آپؐ کی حفاظت اور حمایت کریں گے فرمایا والذین تبوء الدار والایمان

یہ انصار ہیں جنہوں نے اہل مکہ کی ہجرت سے پیشتر مدینہ طیبہ میں رہائش کر رکھی تھی اور جنہوں نے اسلام کو اپنے دلوں میں بٹھا رکھا تھا من ھاجر الیھم ان انصاریوں نے مہاجرین کو اپنا محبوب یقین کیا جب وہ مکہ سے دکھ اٹھا کر مدینہ پہنچے تو انصارؓ نے ان کو صرف جگہ ہی نہیں دی بلکہ سر آنکھوں پر بٹھایا انہوں نے مہاجرین کو مال تقسیم کر دیئے - زمینیں دے دیں یہاں تک کہ ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا - اور بنی نضیر کو شکست ہوئی اور ان کا مال آیا اور انصار کو دیا گیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا - اور کہا کہ یہ بھی مہاجرین ہی کو دے دیا جائے - کتنی بڑی قربانی ہے - کیا کلیجہ ہے کہ جو مال پیش کیا جاتا ہے وہ بھی نہیں لیتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں حاجت نہیں ویؤثرون علیٰ انفسھم اپنے آپ پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مکہ والے ہجرت کرکے آئے ہیں، اپنا سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں ان کو ترجیح دی جائے ولو کان بھم خصاصۃ - اگرچہ خود تنگدست ہوں تاہم مہاجرین کے لئے ایثار کرتے اور انہیں اپنے اوپر مقدم رکھتے ہیں - ومن یوق شح نفسہ او یہ وہ قوم ہے جس نے بخل کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا - فاولٓئک ھم المفلحون - یہ قوم کامیاب ہوئی - یہ نقشہ انصار کا کھینچا گیا ہے -

مہاجرینؓ و انصارؓ دونوں قوم کیلئے نمونہ ہیں

مہاجرینؓ اور انصار دونوں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور انفاس طیبہ کی وجہ سے اعلیٰ کردار و بہترین صلاحیتوں کے مالک ہو گئے - خدا تعالیٰ ان کی خود تعریف فرماتا ہے جس طرح سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ ہیں امت کے لئے - اسی طرح سے مہاجرین اور انصار بھی امت کے لئے نمونہ ہیں - اس میں سبق دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا توقع رکھتے ہیں - قوم جب تک بڑی بڑی قربانیاں

نہیں کرتی اور جب تک ایک دوسرے سے دلی اخلاص سے محبت نہیں رکھتی اور جب تک ایک دوسرے کے لئے ایثار پیشہ نہیں بنتی کامیابیوں اور کامرانیوں کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

پھر فرمایا والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ جو لوگ ان کے بعد آئے وہ دُعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے ان بھائیوں کے گناہ بخش دے۔ جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا۔ اور ہمارے دلوں میں اُن کے لئے جو ایمان لائے ہیں کوئی کینہ نہ رہنے دیجئے، یہ ہے جذبۂ خدمت دین اور یہ ہے ایک دوسرے کی خیرخواہی کا جذبہ، جو کسی قوم کو قوم بناتا ہے۔ جو قوم ان صفات اور ان اخلاق سے عاری ہو وہ قوم نہیں ہے۔ جیسے پانی اور تیل اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح جس قوم میں ایک دوسرے کی خدمت، خلوص اور خیرخواہی نہیں جو بظاہر جماعت نظر آئے لیکن ان کے دل ملے ہوئے نہ ہوں وہ اجتماعیت کے فوائد سے محروم رہتی ہے، خدمت، خلوص اور خیرخواہی کا جذبہ ہو تو قوم میں یگانگت، قوت اور عزت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بڑا قیمتی سبق ہے جس کے لئے میں کہتا ہوں کہ ان آیات میں اس عظیم الشان معجزہ کا ذکر ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رونما ہوا۔ اس کا نمونہ ہر سال خانہ کعبہ میں نظر آتا ہے۔ اور جو حج کر کے واپس آتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ وہاں مختلف قومیں ایک جگہ ہی ایک ہی لباس میں نظر آتی ہیں، وہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور اصرار کرتے ہیں کہ ہمارے خیمہ میں آ بیٹھے اور ایک پیالی کافی پی لیجئے۔ یہ نمونہ ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔ جس سے اسلام کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اسی سے قوم کے اندر یک جہتی ایک دوسرے کی خیرخواہی اور الفت و استقامت پیدا ہوتی، جو قومیں آپس میں لڑتی رہتی ہیں اور ان کے آپس کے تنازعات ختم ہونے میں نہیں آتے وہ دوسروں پر غالب نہیں ہو سکتیں۔

بحرِ حکمت کے موتی۔ (بسلسلہ صفحہ اول)

مسلمانوں کو خطاب ہوتا ہے ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون ۱۰/۱۴ – مسلم قوم جب تک فعال رہی باعزت رہی صحابہ کرامؓ کا اسوہ ۴ اس طرح بیان ہوا ہے الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبة الامور ۲۲/۴۱ – ناخلف لوگوں نے قوم کی شان و شوکت کھو دی فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشھوٰت فسوف یلقون غیا ۱۹/۵۹ –

آنکس کہ رہِ کجیت پسندید
دیگر نگزید جانب راست　(مسیح موعودؑ)

ضروری اعلان

گذشتہ مجلس معتمدین میں قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردست مبلغین کلاس میں پانچ گریجوایٹ لئے جائیں۔ لہذا جو نوجوان گریجوایٹ دوست خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوادیں جس میں تعلیمی قابلیت، عمر اور دیگر حالات تفصیل سے درج ہوں۔ انٹرویو کے بعد جو امیدوار منتخب ہوں گے ان کو -/۲۰۰ روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

پتہ:— سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قسط اوّل

”ایڈیٹر صاحب ”ایشیا“ اور اُن کے مقالہ نگار صاحب کی قرآن دانی اور حدیث دانی کا نمونہ

حسن ظن کا خاتمہ

جماعت اسلامیہ کے علماء کے متعلق مجھے یہ حسن ظن تھا کہ یہ لوگ قرآن کریم پر تدبّر کرنے کے عادی ہیں اور کسی عقیدہ کے خلاف اُسی وقت آواز اُٹھائیں گے جب اُسے صریح طور پر قرآن کریم یا احادیث صحیحہ کے خلاف پائیں گے اور ان کے ہاتھ میں اس کی تردید کے لئے قرآن کریم یا احادیث صحیحہ سے سند موجود ہو گی لیکن جو مقالہ اخبار ”ایشیا“ کے ۲۲ر اپریل ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں زیر عنوان:- ”نشیب و فراز“ شائع ہوا ہے اس نے میرے حسن ظن کو بالکل ختم کر دیا ہے کیونکہ اس کی بنیاد محض من گھڑت اصل پر رکھی گئی ہے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں نہ صرف یہ بلکہ وہ اصل قرآن کریم اور احادیث کے بالکل ضد پڑا ہوا ہے جیسا کہ قارئین کرام پر ذیل کے دلائل سے واضح ہو جائے گا۔

اخبار ”ایشیا“ کا پیش کردہ اصل

مقالہ نگار صاحب اخبار ”ایشیا“ اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:-

”مرزا صاحب کی زیر بحث پیشگوئی کے ذکر سے پہلے اصولاً یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو جہاں دوسری گوناگوں قوتوں اور صلاحیتوں سے نوازتا ہے وہاں نہیں اخبار غیب یعنی مستقبل کے پردے میں پوشیدہ واقعات سے بھی مطلع کرتا ہے لیکن جس طرح اوّل الذکر قوتوں اور صلاحیتوں سے بہرہ یاب کرنے کا مقصد اپنے نبی کی صداقت کو مبرہن کرنا ہوتا ہے اور اس کے دعوے کے حق میں دلائل فراہم کرنا ہوتا ہے اس طرح مؤخر الذکر اخبار غیب کا مقصد نہیں ہوتا انہیں اگرچہ دوسرے لوگ معجزات کی طرح نبوت کے دلائل و براہین ہی کی حیثیت سے دیکھتے ہیں لیکن خود نبی انہیں اپنی صداقت کی کسوٹی کی حیثیت سے پیش نہیں کرتا“

مقالہ نگار صاحب کا ایک حقیقت کو تسلیم کر لینا

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین کی شناخت کے لئے (جن میں ایک حضرت مرزا صاحب بھی ہیں) جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے شرف سے مشرف ہوتے اور مورد وحی ولایت ہوتے اور ماموریت کے مقام پر کھڑے کئے جاتے ہیں جو معیار مقرر کیا ہے اُس پر تو میں بعد میں روشنی ڈالوں گا سر دست میں اس معیار کی حقیقت پر سے پردہ اُٹھانا چاہتا ہوں جسے مقالہ نگار صاحب نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق پیش کیا ہے شکر ہے انہوں نے اس حقیقت کو تو اصولاً تسلیم کر لیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو علاوہ شریعت اور ہدایت اور اس نور کے جو ان کی فطرت میں ودیعت کیا جاتا ہے اور جو دوسروں کو منوّر کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے آیندہ کی خبروں سے بھی نوازا جاتا ہے اور یہ وہ امر ہے جس پر میں نے بار بار زور دیا ہے اور ان شاء اللہ دیتا رہوں گا یہاں تک کہ اس کی قبولیت عام ہو جائے کیونکہ میرے نزدیک یہ نہایت ہی اہم حقیقت ہے

دو مضحکہ خیز باتیں۔

اس حقیقت کو اصولاً تسلیم کر لینے کے بعد مقالہ نگار صاحب نے دو باتیں ایسی لکھی ہیں جو نہایت ہی مضحکہ خیز ہے اوّل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو جو آیندہ کی خبروں پر مطلع کیا جاتا ہے اس کا مقصد انبیاء علیہم السلام کے دعوے کے حق میں دلائل فراہم کرنا نہیں ہوتا۔

لیکن یہ نہیں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان آیندہ کی خبروں کے بتلانے کا مقصد کیا ہوتا ہے قرآن کریم نے کیا ان کا کوئی مقصد بتلایا بھی ہے یا نہیں اگر بتلایا ہے تو مقالہ نگار کو اسے پیش کرنا چاہیئے تھا اگر نہیں بتلایا تو یہ ایک عبث کام ہو گا جس سے خدا کی ذات منزہ ہے مقالہ نگار صاحب کا مقصد بتلانے سے خاموشی اختیار کرنا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ انہیں قرآن کریم سے ایسی خبروں کا مقصد نظر نہیں آیا ورنہ وہ یہ کبھی نہ لکھتے کہ ایسی خبروں کا مقصد انبیاء علیہم السلام کے دعویٰ کے حق میں دلائل فراہم کرنا نہیں ہوتا حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو جو آیندہ کی خبریں بتلائی جاتی ہیں وہ بتلائی ہی اسی لئے جاتی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی صداقت پر دلیل کا کام دیں یہ خبریں وقوع میں آ کر اس بات کا یقینی ثبوت بہم پہنچاتی ہیں کہ مدعی نبوت خدا سے سچا تعلق رکھتا ہے اس لئے شریعت کے متعلق بھی وہ جو کچھ بتلاتا ہے وہ بھی صحیح اور درست ہے اور یہ یقین ہی ہے جو اس کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کی طرف دلوں کو مائل کر دیتا ہے، بے شک نبی کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اور بھی دلائل ہیں لیکن آیندہ کی خبروں کے پورا ہونے کو دلائل کی فہرست سے خارج کرنا قرآن کریم سے نا واقفیت کا ثبوت دینا ہے یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ نبی ایک واقعہ کو خدا کی طرف منسوب کرے اور اس کے غلط ثابت ہونے پر بھی اس کو خدا کا نبی سمجھا جائے حالانکہ یہ بات ایک معمولی سے معمولی عقل کا آدمی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بتلائی ہوئی آیندہ کی خبروں میں سے اگر ایک خبر بھی خلاف واقعہ نکل آئے تو اُن کی پیش کردہ شریعت کو خدا کی دی ہوئی شریعت یقین کرنا محال ہو جاتا ہے اور اس یقین کے اُٹھتے ہی اس پر سے ایمان اُٹھ جائے گا تفصیل آیندہ ملاحظہ ہو۔

دوسری بات انہوں نے یہ لکھی ہے کہ خود نبی انہیں اپنی صداقت کی کسوٹی کی حیثیت سے پیش نہیں کرتا۔ یہ بات بھی پہلی بات کی طرح مضحکہ خیز ہی ہے اگر اس حیثیت سے پیش نہیں کی جاتی، تو پیش کرنے کا فائدہ ہی کیا اسی لئے تو اسے پیش کیا جاتا ہے کہ مدعی کا تعلق خدا سے ثابت ہو تا اس ذریعہ سے اس کی پیش کردہ شریعت اور ہدایت خدا کی طرف سے سمجھی جائے۔ دونوں مذکورہ باتیں قرآن کریم کے صریح خلاف ہیں ان خبروں کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ نے یہی بتلایا ہے کہ نبی کی صداقت پر یہ دلیل کا کام دیں اور انبیاء علیہم السلام بھی انہیں اپنی صداقت کی کسوٹی کی حیثیت سے ہی پیش کرتے رہے ہیں۔

آیندہ کی خبروں کا قرآنی مقصد

کاش مقالہ نگار صاحب معمولی تدبّر سے ہی کام لیتے تو انہیں وہ آیات صاف طور پر نظر آ جاتیں جن میں غیب کی خبروں پر اطلاع دینے کا مقصد وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اب میں اُن کے اور دیگر تمام منصف مزاج قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ذیل میں چند ایک آیات بطور نمونہ تحریر کرتا ہوں:-

پہلی آیت

سورۃ الجن ع۲ کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کرنے والوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے حتی اذا راوا ما یوعدون فسیعلمون من اضعف ناصراً واقل عدداً یہاں تک کہ جب یہ کفار مشاہدہ کرلیں گے اس وعید کو جس کے ان پر نازل ہونیکی اطلاع ان کو دی جا رہی ہے تو یہ ضرور جان لیں گے کہ کس کا مددگار کمزور ہے اور کس کی تعداد کم ہے یہ اطلاع کفار کو ان پیشگوئیوں میں دی جا رہی تھی جن میں ان کی شکست اور مسلمانوں کی فتح ان کی ذلت اور مسلمانوں کی عزت انکی مغلوبیت اور مسلمانوں کے غلبہ بت پرستی کے مٹ جانے اور توحید کے پھیل جانے بتوں کی کمزوری اور خدا تعالےٰ کے قادر مطلق ہونے کا پوری تحدی کے ساتھ بار بار ذکر کیا جاتا تھا اور یہ سب پیشگوئیاں اس وقت کی جا رہی تھیں جبکہ ظاہری اسباب کامیابی کے سب کے سب یعنی مال و دولت جنگی سامان، فن جنگ کے ماہرین بڑے بڑے تجربہ کار اور جہاندیدہ جنرل تعداد وغیرہ کفار کے قبضہ میں تھے اور مسلمان ان سے قطعی طور پر محروم تھے اس لئے کفار کی فتح بظاہر یقینی نظر آتی تھی اور مسلمانوں کے غلبہ کی معمولی سی جھلک بھی دکھائی نہ دیتی تھی ان حالات کی موجودگی میں جو کفار کے لئے یقینی طور پر مساعد تھے اللہ تعالےٰ نے مندرجہ بالا آیت میں بڑے زوردار الفاظ میں فرماتا ہے کہ شکست اور ذلت اور مغلوبیت ان کو ضرور بالضرور نصیب ہوگی اور اس وقت ان کو پتہ لگ جائے گا کہ بُت جن کی مدد پر انکو بھروسہ ہے یا وہ دنیاوی ساز و سامان جن پر انہیں ناز ہے کس قدر کمزور ہیں اور تعداد کی کثرت جس کو یہ یقینی طور پر فتح کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں اس کے متعلق بھی ان کو پتہ لگ جائے گا کہ وہ نتیجہ کے لحاظ سے کس قدر قلیل ہے اس وعید کے نزول کو یقینی الوقوع بتلانے کے لئے مزید تاکیدی الفاظ میں فرماتا ہے قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل له ربی امدا" یعنے یہ اعلان کردو کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وعید مذکورہ بالا کے نزول کا وقت قریب ہے یا اس میں میرے رب نے کچھ مہلت مقدر کی ہوئی ہے جو بات میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں وہ یہی ہے کہ یہ وعید نازل ضرور ہوگی۔ اس کے بعد ایک ایسا اصل بیان کیا ہے جو اپنی عمومیت کے اعتبار سے سب رسولوں پر حاوی ہے جس میں رسول کریم صلعم بھی شامل ہیں فرمایا عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول یعنے غیب کو جاننے والا میرا رب ہی ہے پس وہ اس غیب کی اطلاع جسے وہ خود ہی جانتا ہے کسی کو نہیں دیتا سوائے اس کے جس کو وہ بطور اپنے فرستادہ کے پسند کرلیتا ہے۔ پس اس اصل کے ماتحت وہ غیب جو میں اپنے اس رسول کو اس کے دشمنوں کی حتمی شکست کے متعلق سیهزم الجمع ویولون الدبر اور جند ما هنالك مهزوم من الاحزاب اور امّن هذا الذی هو جند لكم ینصركم من دون الرحمٰن ان الكفرون الا فی غرور وغیرہ میں بتلا چکا ہوں اور اپنے اس رسول کی کامیابی کے متعلق الفاظ لاغلبن انا ورسلی اور الفاظ الا ان حزب الله هم الغالبون اور الفاظ الا ان حزب الله هم المفلحون میں بتلا چکا ہوں وہ ضرور عملی جامہ پہن کر رہے گا کیوں اس لئے کہ فانه یسلك من بین یدیه ومن خلفه رصدا یعنے خدا تعالےٰ نے اپنی قدیم سنت کے مطابق اس رسول کے لئے بھی محافظ مقرر کئے ہوئے ہیں جو اس کے آگے اور پیچھے چلتے رہتے ہیں پس خدا کے محافظوں کے لشکر کی صفوں کو چیر کر کون اس تک پہنچ کر اس کا خاتمہ اور اس کے دین کا قلع قمع کرسکتا ہے اور اس طرح اسکو ناکام بنا سکتا ہے پس جو کوئی بھی اس پر حملہ آور ہوگا وہ محافظ اس کا منہ پھیر دیں گے اور ایسا جوابی حملہ اس پر کریں گے کہ میدان دغا میں پشت دکھلاکر بھاگنے کے سوا انہیں کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا (جیسا کہ جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ احزاب میں ہوا) فرشتوں کی فوجیں ہی وہاں دشمنوں کی شکست اور حضرت رسول کریم صلعم اور آنحضرت صلعم کے ساتھیوں کی حفاظت اور ان کی فتح کا باعث ہوئیں) رسولوں کو غیب کی خبروں پر اطلاع دینے کا ذکر کرنے کے بعد صاف الفاظ میں اس کا مقصد بھی بتلایا ہے فرمایا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربهم واحاط بما لدیهم واحصی كل شیء عددا" یعنے غیب کی خبروں پر رسولوں کو اس لئے پیش از وقت اطلاع دی جاتی ہے تا جب وہ پوری ہوں تو رسولوں کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں میں سے ہر ایک اس بات کو جان لے کہ رسول جو کچھ اپنی قوموں کو پہنچاتے ہیں وہ ان کے رب کے ہی پیغامات ہوتے ہیں جن پر عمل کرنے سے وہ خدا کی خوشنودی کو حاصل کرسکتے ہیں اس خدائی پیغام کو ناکام بنانے کا ارادہ رکھنے والے اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اپنی اس مذموم غرض کو حاصل کرنے کے لئے جو سامان اور تدابیر ان کے پاس ہیں ان سب پر خدا نے احاطہ کیا ہوا ہے اور ان میں سے کوئی چیز بھی خدائی احاطہ سے باہر نہیں ان سب کو اس نے شمار کرکے محفوظ رکھا ہوا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گھیرے میں آئی ہوئی فوج کی شکست یقینی ہوتی ہے اس لئے رسولوں کی کامیابی اور ان کے دشمنوں کی شکست یقینی ہے۔ ہمارے اس رسول کی رسالت چونکہ قیامت تک ہے اس لئے تمام آئندہ آنے والی نسلوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے آپ کی امت میں ایسے آدمی حسب ضرورت زمانہ پیدا ہوتے رہیں گے جن پر غیب کی خبروں کے دروازے کھلتے رہیں گے تا وہ اپنے رسول کی لائی ہوئی شریعت کو خدا کی بھیجی ہوئی شریعت ثابت کرتے رہیں۔

اب اخبار "ایشیا" کے ایڈیٹر صاحب اور ان کے مقالہ نگار صاحب دونوں غور کریں کہ آئندہ کے متعلق خبریں دینے کا مقصد کیا ان سے واضح الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کیا صاف الفاظ میں بتلا نہیں دیا گیا کہ ان غیب کی خبروں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ رسولوں کے لائے ہوئے پیغام پر یقینی ایمان پیدا ہو جائے تا اس ایمان کے ذریعہ عمل کی قوت پیدا ہو۔

دوسری آیت

اسی طرح سورۃ آل عمران ع۱۸ میں بھی اسی مضمون کو بدیں الفاظ دہرایا ہے وما كان الله لیطلعكم علی الغیب ولكن الله یجتبی من رسله من یشاء یعنے خدا تعالےٰ اپنے غیب پر صرف انہی بندوں کو مطلع کرتا ہے جن کو وہ بطور اپنے فرستادہ کے انتخاب کرلیتا ہے اس حقیقت کو بیان کرنیکے بعد اس کے مقصد پر بھی روشنی ڈالی ہے اور وہ مقصد یہ بتلایا ہے کہ تا غیب کی ان خبروں کو پورا ہوتے دیکھ کر رسولوں پر ایمان لانے کی طرف رغبت پیدا ہو چنانچہ رسولوں کو غیب پر مطلع کرنے کا نتیجہ یہی نکالا ہے فآمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا فلكم اجر عظیم یعنے ان غیب کی خبروں کو پورا ہوتے دیکھ کر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لے آؤ گے اور پھر تقوے سے کام لوگے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے بالفاظ دیگر غیب کی خبروں کا پورا ہونا دلوں میں ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور یہی ان کا مقصد ہے نیز یاد رہے کہ طبائع ایک ہی قسم کی نہیں ہوتیں، بعض طبائع نشانوں کے ذریعہ ہی ایمان لاتی ہیں ان پر اتمام حجت کے لئے نشانوں کا بھیجنا بھی ضروری ہے۔

تیسری آیت

اسی طرح سورۃ المزمل میں کفار پر عذاب نازل کرنے کی پیشگوئی فرماکر یہ کہا کہ یہ وعدہ ضرور پورا ہوکر رہے گا پھر فرمایا ان هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا یعنی اس قسم کی پیشگوئیاں اس حقیقت کی یاد دہانی کراتی ہیں کہ ان کے ذریعہ جو چاہے اپنے رب سے تعلق پیدا کرسکے گویا اس آیت میں بھی پیشگوئیوں کا مقصد خدا سے تعلق پیدا کرانا ہی بتلایا ہے۔

چوتھی آیت

اسی طرح سورۃ المدثر میں بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرنے کے بعد اس کی غرض اور اس کا مقصد ان الفاظ میں فرمایا لیستیقن الذین اوتوا الکتاب ویزداد الذین امنوا ایمانا و لا یرتاب الذین اوتوا الکتاب والمؤمنون یعنے اس پیشگوئی کی اول غرض یہ ہے کہ اہل کتاب کے دلوں میں بھی یقین پیدا ہو جائے (یہ یقین قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے اور رسول اللہ صلعم کی رسالت کی حقیقت ہی ہو سکتا ہے) اور دوسری غرض اس کی یہ ہے کہ مؤمنوں کے ایمان میں بھی زیادتی پیدا ہو اور تیسری غرض یہ ہے کہ وہ اہل کتاب اور وہ ظاہری طور پر مؤمن کہلانے والے جن کے دلوں پر ابھی شکوک کا تسلط ہے ان کے دل شکوک سے پاک ہو جائیں۔

اس مضمون کی آیات تو قرآن مجید میں بکثرت ہیں لیکن خوف طوالت ان سب کے ذکر کرنے سے مانع ہے۔ مندرجہ بالا چند آیات ہی اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آیندہ کی خبروں پر اطلاع دینے کا مقصد بھی رسولوں کی صداقت کو ثابت کرکے ان پر ایمان پیدا کرانا ہوتا ہے اور یہ بھی دیگر حقیقتوں کی طرح اس مقصد پر بطور دلیل و برہان کام دیتی ہیں۔

مندرجہ بالا آیات جہاں آیندہ کی خبروں کا مقصد بیان کر رہی ہیں وہاں یہ بھی ثابت کر رہی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ان کو اپنی صداقت پر بطور دلیل بھی بیان کرتے رہے ہیں۔

دوسرے حصہ کی مستقل حیثیت اور اسی رنگ میں بحث

لیکن مقالہ نگار صاحب نے اس حصہ کو مستقل حیثیت دی ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس پر اسی رنگ میں بحث کی جائے اور قرآن کریم سے ثابت کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے دعویٰ کے صدق کو ثابت کرنے کے لئے غیب کی خبروں کو بھی بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں

نشاناتِ الٰہی کی اہمیت

پیشتر اس کے کہ اس حقیقت کو واشگاف کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام نشانات الٰہی کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے رہے ہیں اصولاً یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ تو کجا خود انبیاء علیہم السلام بھی اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے نشانوں کو دیکھنے کے محتاج رہے ہیں مثلاً البقرۃ ع ۳۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول پر غور کریں واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب دکھلا مجھ کو تو کس طرح موتی کو زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تو ایمان نہیں لاتا عرض کیا ہاں ایمان تو لاتا ہوں لیکن دیکھنا اس لئے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو میں اس جگہ اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ حضرت ابراہیمؑ کے سوال میں موتی سے کیا مراد ہے میری غرض اس آیت سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ عوام انبیاء علیہم السلام کی پیش کردہ صداقتوں پر ایمان لانے کے لئے اگر نشانوں کے دیکھنے کے خواہشمند ہوں اور بغیر اس کے ایمان لانے سے گریز کریں تو ان کی یہ خواہش اور ان کا یہ گریز محل اعتراض نہیں بن سکتا۔ اب ایڈیٹر صاحب اور ان کے مقالہ نگار صاحب غور کریں کہ بقول ان کے دوسری گوناگوں قوتوں اور صلاحیتوں کی موجودگی کے باوجود جن کو آپ دوسروں کے دلوں میں ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں خود ایک عظیم الشان نبی بھی ایسے نشان کو دیکھنے کا محتاج ہے جو اس کے دل کو اطمینان سے بھر دے تو دوسرے لوگ کس طرح اس کے بغیر اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسری آیت

اسی طرح سورۃ الانعام ع ۹ میں ہم آسمانوں اور زمین کی ملکوت کی سیر کراتے رہے ہیں تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔

[illegible] وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین یعنی حضرت ابراہیم

تیسری آیت

اسی طرح سورۃ النجم میں حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق آتا ہے لقد رای من ایات ربه الکبری یعنے آنحضور صلعم نے اپنے رب کے بڑے بڑے نشان دیکھے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہی وہ نشان تھے جو آنحضور صلعم کو اس بلند ترین روحانی مقام پر پہنچانے کے لئے ممد ہوتے جس پر آنحضور صلعم پہنچے۔

چوتھی آیت

اسی طرح حضرت یوسف کے متعلق بھی سورۃ یوسف میں آتا ہے لولا ان رای برهان ربه کذالک لنصرف عنه السوء والفحشاء اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے نشانوں کو سوء اور فحشاء سے بچانے میں بھی بڑا دخل ہے۔

پانچویں آیت

اسی طرح [illegible] حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجنے سے قبل پیش آنے والے خطرات میں ثابت قدم رہنے کے لئے ان کے دل کو نشانوں کے ذریعہ مضبوط بنا دیا فرمایا القھا یعنے اپنے سونٹے زمین پر ڈال دے فالقاھا پس انہوں نے ڈال دیا فاذا ھی حیة تسعی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہا ہے قال خذھا ولا تخف فرمایا اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہیں سنعیدھا سیرتھا الاولی ہم اسے پہلی حالت پر ہی لوٹا دیں گے واضمم یدك الی جناحك تخرج بیضاء من غیر سوء اية اخری اپنے ہاتھ کو اپنے پہلو سے لگا وہ بغیر کسی نقص کے سفید نکل آئے گا یہ دوسرا نشان ہوگا۔ لنریك من ایاتنا الکبری طه ع ان دو نشانوں کو دکھلانے سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہم تجھے اپنے بعض بڑے بڑے نشان دکھلائیں ان دو نشانوں کے ذریعہ تقویت پہنچانے کے بعد حکم ہوتا ہے اذھب الی فرعون انه طغی یعنے اب فرعون کی طرف جاؤ وہ حد سے گذر گیا ہے یہ چند آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں ہیں ورنہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جو ایسے ایمان افروز نشانوں کے دیکھنے سے محروم رکھا گیا ہو۔

حضرت عیسیٰ کے نزدیک نشانوں کی غرض

سورۃ آل عمران ع ۵ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یوں درج ہے انی قد جئتکم بآية من ربکم یعنی یقیناً میں تمہارے رب کی طرف سے نشان لایا ہوں اس نشان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالك لاية لکم ان کنتم مؤمنین یعنے اس میں ضرور تمہارے لئے نشان ہے اگر تم ایمان لانے کے خواہشمند ہو اس قول سے بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالے اپنے نبی کے ذریعہ اسی حقیقت پر روشنی ڈلوانا چاہتا ہے کہ اس قسم کے نشان ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، اگر اس آیت کے متعلق مفسرین کے اقوال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ غیب کی خبر تھی جسے حضرت عیسےٰ قوم کو بتلا کر ان سے ایمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔

حضرت موسیٰ کا ذریعہ ہدایت

حضرت موسےٰ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف انہیں ہدایت دینے کے لئے جو سلطان مبین دے کر بھیجا وہ بھی نشانات ہی تھے جیسا کہ طٰہٰ ع ۲ میں فرمایا اذھب انت واخوك بایاتی ولا تنیا فی ذکری اذھبا الی فرعون انه طغی فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشی اس سے معلوم ہوا کہ وہ آیات جو حضرت موسےٰ فرعون کی طرف لے کر گئے تھے تذکر کا یا خشیۃ اللہ پیدا کرنے کا موجب بن سکتے

ہیں اس پر جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ نے فرعون کی زیادتی اور سرکشی کے خوف کا اظہار کیا تو خدا نے یہ کہکر لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی اپنی معیت کا یقین بھی دلا دیا ان دونوں نبیوں نے فرعون کے پاس جاکر یہی کہا قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی اس آیت میں بھی ہدایت کو قبول کرنے کا ذریعہ ان نشانوں کو ہی قرار دیا ہے جو وہ لے کر فرعون کے پاس گئے تھے پھر فرمایا ہماری لائی ہوئی ہدایت کی تکذیب کرنے والا اور اس سے منہ پھیرنے والا خدا کے عذاب کا نشانہ بنے گا کیا یہ الفاظ اس پر صاف دلالت نہیں کر رہے کہ خدا کے یہ دونوں نبی اپنے نشانوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں مقالہ نگار صاحب کا یہ دعوےٰ کہاں گیا کہ انبیاء علیہم السلام صرف اپنی دیگر گوناگوں قوتوں اور صلاحیتوں کو ہی اپنی صداقت میں پیش کرتے ہیں وبس

پھر جب فرعون نے حضرت موسےٰؑ کا ساحروں کے ساتھ مقابلہ کرانے کا پورا انتظام کر لیا تو حضرت موسےٰؑ نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا وَیْلَکُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی اس آیت میں صاف الفاظ میں یہ اصل بتلا دیا کہ ہم دونوں میں سے جو بھی مفتری علی اللہ ہوگا وہ خدا کے عذاب کی چکی میں پیس دیا جائے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق فرعون اور اس کا لشکر عذاب الٰہی کا شکار ہو گیا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ بھی صاف بتلا رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے پیشگوئی کو صداقت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا رہا ہے اس کے بعد جب ساحروں کی شعبدہ بازی کے نتیجہ میں حضرت موسےٰؑ کو خوف محسوس ہوا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ معیت کے مطابق فرمایا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ڈرتے نہیں غلبہ آپ کو ہی حاصل ہوگا اس کے بعد طریق غلبہ بھی وحی کے ذریعہ بتلا دیا جس کو استعمال کرنے کے نتیجہ میں ساحر سجدہ میں گر گئے اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر نہ صرف ایمان لے آئے بلکہ فرعون اور اس کی سطوت سے نڈر ہو کر اپنے ایمان کا علی الاعلان پبلک میں اظہار بھی کر دیا جس کے نتیجہ میں فرعون کی طرف سے قتل وغیرہ کی دھمکی بھی دی گئی مگر انہوں نے جان کی قربانی دینا منظور کر لیا لیکن ایمان سے دستبردار ہونا منظور نہیں کیا اس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر جو نشان دکھلائے جاتے ہیں وہ سعید لوگوں کے قلوب کو مسخر کرنے اور ان پر ہدایت کا تسلط جمانے میں کتنا بڑا کام کرتے ہیں ایمان کی ایسی زبردست پختگی جو فرعون کے ساحروں کی طرف سے ظہور میں آئی اس وقت کے حالات کے ماتحت فی الحقیقت حیران کن ہے جبکہ دوسرے لوگ محض فرعون کے خوف سے باوجود یقین کر لینے کے ایمان لانے کے لئے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ حضرت موسےٰؑ کے ذریعہ فرعون اور اس کی قوم کو جو نشان دکھلائے گئے ان کو بنی اسرائیل ع ۱۲ میں بصائر اور سورۃ نمل ع میں مبصرۃ قرار دیا گیا ہے یعنی یہ نشان ان لوگوں کو جن کے دل تعصب سے پاک ہوتے ہیں بینائی بخشنے والے اور بصیرت عطا کرنے والے ہیں اور ان کی آنکھیں حق کی شناخت کے لئے کھول دینے والے ہیں یہ الگ امر ہے کہ بعض ان میں سے اپنی دنیاوی مصلحتوں کی بنا پر اس حق کو قبول کریں یا نہ کریں چنانچہ قرآن کریم کے الفاظ وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا صاف بتلا رہے ہیں کہ صرف ساحروں کے دلوں پر ہی ان نشانوں نے اثر نہیں کیا تھا بلکہ فرعون اور اس کی ساری قوم ان سے متاثر ہوئی تھی یہاں تک کہ ان نشانوں نے ان کے دلوں کو بھی حضرت موسےٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی صداقت کے متعلق یقین سے بھر دیا لیکن ان کا انکار محض ظلم اور اپنی بڑائی کو قائم رکھنے کے خیال کے نتیجہ میں تھا جس کا بد انجام بھی بالآخر انہوں نے دیکھ لیا۔ اب مقالہ نگار صاحب خود ہی غور کر لیں کہ خدا کے یہ نشان کوئی اہمیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور ذریعہ ہدایت بنتے ہیں یا نہیں اس کے بعد قرآن کریم کے الفاظ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ …

کیا اس بات پر نص صریح نہیں کہ خدا کے ان نشانوں کا انکار جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ قوموں کو دکھلائے جاتے ہیں کیسے خطرناک انجام پر منتج ہوتا ہے

اس کے ساتھ ہی سورۃ النازعات کی مندرجہ ذیل آیات پر بھی غور کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں اللہ تعالےٰ حضرت موسےٰؑ کو فرماتا ہے اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی فَقُلْ ھَلْ لَّکَ اِلٰٓی اَنْ تَزَکّٰی وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی فَاَرٰہُ الْاٰیَۃَ الْکُبْرٰی اس آیت میں صاف بتلا دیا گیا ہے کہ فرعون کی طرف حضرت موسےٰؑ کو بھیجنے کی غرض اس کے نفس کو پاک کرنا اور اللہ تعالےٰ کی طرف اس کی رہنمائی کرنا اور اس کے دل میں خشیۃ اللہ پیدا کرنا تھی اور اس غرض کو حاصل کرنے کا جو ذریعہ تجویز کیا گیا وہ نشان دکھلانا ہی تھا چنانچہ فرمایا مندرجہ بالا اغراض کو حاصل کرنے کے لئے حضرت موسےٰؑ نے فرعون کو بہت بڑا نشان دکھلایا کیا اب بھی اس بارے میں شک کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ خدا کی طرف سے نشانات ہدایت پھیلانے اور نبی کی صداقت پر ایمان پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔

قبولیت دعا کا نشان

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا نشانوں کے علاوہ حضرت موسےٰؑ کو قبولیت دعا کا معجزہ بھی عطا کیا گیا تھا اور قدم قدم پر انہوں نے اس نشان کے متعلق اعلان بھی کیا ہوا تھا اور اسے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر پیش بھی کیا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ چنانچہ الاعراف ع ۱۶ میں آتا ہے کہ جب فرعونیوں پر حضرت موسےٰؑ کی پیشگوئی کے مطابق الٰہی عذاب کسی نہ کسی شکل میں نازل ہوتا تھا تو یہ لوگ حضرت موسےٰؑ کی خدمت میں بدیں الفاظ درخواست کیا کرتے تھے قَالُوْا یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَھِدَ عِنْدَکَ لَئِنْ کَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَکَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَکَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْھُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓی اَجَلٍ ھُمْ بٰلِغُوْہُ اِذَا ھُمْ یَنْکُثُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ اسی مضمون کی آیت سورۃ الزخرف ع ۵ میں بھی آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ … اِذَا ھُمْ مِّنْھَا یَضْحَکُوْنَ وَمَا نُرِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ اِلَّا ھِیَ اَکْبَرُ مِنْ اُخْتِھَا وَاَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّہَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَھِدَ عِنْدَکَ اِنَّنَا لَمُھْتَدُوْنَ فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْھُمُ الْعَذَابَ اِذَا ھُمْ یَنْکُثُوْنَ۔ قرآن کریم کے ان دونوں مقاموں سے واضح ہے کہ فرعونی حضرت موسےٰؑ سے دعا کی درخواست یہ کہکر ہی کیا کرتے تھے کہ تمہارا دعوےٰ ہے کہ خدا نے تم سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول کرے گا پس اس قبولیت دعا کے معجزہ کو دکھلانے کا اب وقت ہے اگر تیری دعا سے عذاب دور ہو جائے گا تو ہم تمہاری بات کو مان لیں گے، قبولیت دعا کا معجزہ دیکھنے کے باوجود بھی وہ اپنے انکار پر مصر رہے آخر نتیجہ ہلاکت اور تباہی کی شکل میں ظاہر ہوا ان مقاموں سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ معمولی سے رجوع سے بھی اللہ تعالےٰ قوموں یا افراد پر سے عذاب دور کر دیا کرتا ہے فرعونیوں کی طرز خطاب کو ملاحظہ کرو کہ کس قدر گستاخانہ ہے جادوگر کہکر مخاطب کرتے ہیں مگر پھر بھی خدا باوجود اس بات کو جاننے کے کہ یہ اپنے وعدہ سے پھر جائیں گے عذاب کو دور کر دیتا ہے اس موضوع پر مفصل بحث اپنے موقع پر کی جائے گی سردست اتنا اشارہ ہی کافی ہے۔

اپنی قوم کے لئے نشان

فرعون اور اس کی قوم کو نشان دکھلانے کے علاوہ حضرت موسےؑ نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھی کئی نشان دکھلائے مثلاً یہ پیشگوئی کہ تم میرے ساتھ مصر سے نکلو گے تم صحیح سلامت سمندر سے پار ہو جاؤ گے اور تمہارا دشمن غرق ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ بنی اسرائیل نے جب اپنے سامنے سمندر کو دیکھا اور پیچھے فرعون کو مع لشکر جرار آتے ہوئے مشاہدہ کیا تو ڈر کر بولے: اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کہ اب تو ہم پکڑے گئے لیکن حضرت موسےؑ نے خدا کی وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے ان الفاظ میں ان کو تسلی دی کَلَّا یعنے تم ہرگز نہیں پکڑے جاؤ گے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ وجہ یہ کہ میرا ربّ یقیناً میرے ساتھ ہے وہ میری ضرور اس مشکل سے مخلصی کی راہ کی طرف رہنمائی کرے گا۔ پس وعدہ الہٰی کے پورا ہونے پر قوم کے ایمان میں کس قدر زیادتی ہوئی ہوگی اس کا تصوّر ہر شخص خود ہی کر سکتا ہے۔ پھر جب ان کو خوراک اور پانی کی کمی کی مشکلات کا سامنا ہوا تو حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا نے بطور نشان ان مشکلات کو دُور کر دیا اسی طرح دیگر ضروریات کے پورا کرنے کے سامان بھی بطور نشان پورے ہوتے رہے اور بالآخر پیشگوئی کے مطابق یہ قوم سلطنت کی بھی مالک ہوگئی، چونکہ مقالہ نگار صاحب نے اپنے اس من گھڑت اصل پر خاص زور دیا ہے اور اسی کو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتراض کی بنیاد ٹھیرایا ہے اس لئے۔ آئندہ قسط میں انشاء اللہ و بتوفیقہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے واقعات زندگی سے بھی اس اصل کا غلط ہونا ثابت کیا جائے گا۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے۔ ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں۔ تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۳۰ جون ۱۹۶۲ء تک اپنے نمبر کے ساتھ لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت قسط منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ اس رقم کو ادا کر سکیں گے۔

اگر ۵ جولائی ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو جون ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی اخبار کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۲	6.00	۳۶۵	6.00
۲۷	6.00	۳۷۵	6.00
۳۱	6.00	۳۹۹	6.00
۸۲	12.00	۴۱۵	6.00
۹۵	6.00	۴۱۷	6.00
۱۰۶	18.00	۴۱۹	6.00
۱۴۰	6.00	۴۴۴	6.00
۱۷۱	6.00	۴۶۱	6.00
۲۰۱	6.00	۴۸۵	6.00
۲۰۶	6.00	۴۹۱	6.00
۲۲۰	6.00	۵۵۵	6.00
۲۳۱	6.00	۵۸۲	6.00
۲۴۲	6.00	۵۹۰	6.00
۲۴۳	6.00	۶۱۸	24.00
۲۸۷	6.00	۶۲۴	6.00
۲۹۵	6.00	۶۳۳	12.00
۳۳۷	18.00	۶۳۶	6.00
۳۴۴	6.00	۶۴۹	6.00
۳۶۳	6.00	۷۲۶	6.00
۷۳۳	6.00	۱۰۸۱/۳۶۵	6.00
۷۶۶	6.00	۱۰۸۲/۳۶۷	6.00
۹۳۳/۳۱۲	30.00	۱۰۹۴/۳۷۲	6.00
۹۳۶/۳۱۷	13.00	۲۰۰۵/۲۷۷	6.00
۹۵۶/۳۲۱	6.00	۲۰۰۷/۲۷۸	6.00
۹۵۷/۳۲۲	12.00	۲۰۳۷/۳۰۴	6.00

بی۔ اے۔ منور

رُوداد جلسہ یومِ وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام

منعقدہ ۲۷ مئی ۱۹۶۲ء بروز اتوار

۲۷ مئی ۱۹۶۲ء بروز اتوار ۹ بجے صبح جلسہ بہ تقریب یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر صدارت حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ جامع احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ مقامی جماعت کے حضرات و خواتین نے شرکت فرمائی۔ مقررین کرام نے بانیٔ سلسلہ اور تحریک احمدیت پر جامع تقاریر فرما کر حضرت مسیح موعودؑ کو خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے "یوم وصال" کے عنوان پر ایمان افروز تقریر فرمائی جو گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے

اس کے بعد جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو بھی مامور دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں وہ قانون قدرت کے ماتحت اپنا مفوضہ کام سرانجام دے کر اپنے مولا ئے حقیقی سے جا ملتے ہیں۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی موت کے قریب ہونے کا علم حاصل ہو چکا تھا۔ اسی علم کی بناء پر آپ نے الوصیت تحریر فرمائی اور اپنی وفات کے متعلق الہامات درج فرمائے، اور فرمایا کہ میں اب جا رہا ہوں۔ اب تمہارا کام ہے کہ اس کام کی تکمیل کرو۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے اسلامی دنیا میں خصوصاً اور مذہبی دنیا میں عموماً زبردست انقلاب آیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کھوئے ہوئے ایمان کو دوبارہ پیدا کیا۔ یہ تو ایک یقینی چیز ہے۔ اس میں کوئی شک شبہ کی گنجائش نہیں۔ جب مرزا صاحبؑ نے دعویٰ کیا تھا اس وقت عام مسلمانوں کی توجہ قرآن سے بالکل ہٹ چکی تھی مسلمان اسلام کا نام لینے سے بھی شرماتے تھے۔ اسلام کے نظریہ کے متعلق یہ خیال عام ہو چکا تھا کہ موجودہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق یہ مذہب پورا نہیں اترتا۔ اور اس مذہب کا اب خاتمہ ہے۔ آپ نے سرسید کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کے اصولوں کی تشریح سائنس کے تابع ہو کر کی جائے تو شاید مسلمان مسلمان رہ جائیں۔

آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد دنیائے اسلام میں احیاء اسلام کا ایک دور چلا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جا رہی ہے۔ قرآن کریم کی تفاسیر کثرت سے شائع کی جا رہی ہیں اور شائع کی جا چکی ہیں۔ نصف درجن تراجم انگریزی میں بھی ہو چکے ہیں اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے لئے کئی رسالے اور کتابیں شائع ہو رہی ہیں۔ اور غیر ممالک میں اسلام کی دعوت و تحریک کے مراکز کھل چکے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ پاکستان کا وجود بھی اسی اثر کا نتیجہ ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان کے مسلمانوں نے یہی کہا تھا کہ مسلمان ایک نظریہ حیات یا مذہب کے رکھنے کے باعث ایک علیحدہ قومیت کے حکم میں ہیں اور ایک اسلامی ریاست کے داعی ہیں۔ اس کے برعکس دوسرے اسلامی ممالک کا نظریہ حیات یہ نہیں رہا۔ ترک مسلمان ترک پہلے تھے اور مسلمان بعد میں عرب، عرب پہلے تھے اور مسلمان بعد میں لیکن ہندوستان میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ ہم مسلمان پہلے ہیں اور ہندوستانی بعد میں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کی مسلمان قوم میں آخر یہ نظریہ کہاں سے پیدا ہوا، کیا سرسید کی تحریک سے؟ کیا کسی شاعر کی تحریک سے؟ آپ اگر عمیق نگاہ سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ پاکستان کا وجود اس شخص کی جدوجہد، تڑپ اور درد کا نتیجہ ہے جو قادیان سے اٹھا اور اسلامی نظریہ حیات کا علم لے کر دنیا پر چھا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام کا غلبہ یقینی ہے کیونکہ جماعت کی ترقی اور اسلام کا غلبہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ہم نے اپنی گذشتہ جدوجہد میں اس بات کو مقدم کئے رکھا کہ ہمارا نظریہ یعنی علم الکلام پھیل جائے۔ مگر معاشرہ اور جماعت کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہ قابل افسوس بات ہے کہ جتنا ہم نے اسلام کے دلائل و براہین پیش کرنے اور اس کی صداقت و حقانیت کو عام کرنے کے لئے ہر قسم کے ایثار و قربانی سے کام لیا ہے اور بڑی جدوجہد اور تگ و دو کی ہے۔ اس جدوجہد سے ہم نے صحیح اسلامی معاشرہ یعنی جماعت احمدیہ کی تشکیل نہیں کی۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جب ہم اس نقطہ پر آجائیں گے اور ہمارا انتظام اس مرکز کی طرف گھومنے لگے گا۔ کہ ایک معاشرہ پیدا کیا جائے۔ ایسا معاشرہ جو ایمان باللہ اور عمل صالح پر قائم ہو تو ہماری ترقی کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ مخالفین اور دشمنوں کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے، آپ کے سامنے شدید تجربہ ہے۔ سن ۱۹۵۳ء میں آپ کو کس نے بچایا وہ صرف خدا نے بچایا ہے حضرت مولانا امیر قوم سے ان حالات کا ذکر بیشتر اوقات آپ نے سنا ہے۔ کہ سوائے خدا کی تائید و نصرت کے دوسرے مادی اسباب بچاؤ کے سب مفقود تھے۔ کیا یہ معجزہ نہیں کہ آپ آگ میں ڈالے گئے اور خدا نے آپ کو بچایا۔ یہ مرکز آگ کی نذر کیا جا رہا تھا۔ اور آپ کی تباہی اور بربادی کے کیا کیا سامان کئے گئے۔ پرسوں کے پیغام صلح میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد درج تھا:۔

"ہم اپنے خدا تعالیٰ پر قوی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے صادق بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اگر وہ آگ میں ڈالا جاوے تو وہ آگ اس کو جلا نہیں سکتی ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہیں سکتی صادق اس میں ڈالا جاوے تو ضرور بچ جاوے گا ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ نہیں جلا سکے گی اور اگر شیروں کے پنجرہ میں ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکیں گے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق بندوں کی مدد نہ کر سکے بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شئے ہے"

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آپ مخالفت کی پرواہ نہ کریں اپنا کام کئے جائیں۔ اولاً ایک معاشرہ کی تشکیل کریں۔ اسلام مذہب بے عمل کا محض فلسفہ اور ادب کا نام نہیں، بحیثیت مجموعی ہمارے اعمال زندگی یعنی معاشرہ میں اور تعلقات میں اسلام عملی طور پر ظہور پذیر ہو جائے تو احیاء دین اسی کو کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تنظیم کا قیام اسلامی اخلاق۔ اسلامی ایمان اور اسلامی یقین پر استوار ہونا چاہیئے۔ اگر ہم ایسی تنظیم پیدا کر دیں جو ایمان باللہ اور اعمال صالحہ پر قائم ہو تو پھر ہمیں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ یہ نسخہ ہے جس کو قرآن کریم نے پیش کیا جس کو امام ربانیؑ نے زندہ کر کے دکھایا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ کے ساتھ حقیقی محبت و عقیدت ہونی چاہیئے اس کے بغیر تنظیم کوئی چیز نہیں (باقی ۱۲)

بی۔ اے۔ سوز

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۶ جولائی ۱۹۶۲ء)

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی مختصر روئیداد

مرزا معصوم بیگ صاحب کی تقریر

مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر "لائٹ" لاہور نے مسیح علیہ السلام کی بلا باپ پیدائش پر محققانہ تقریر فرمائی اور قرآن کریم اور حدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر پر خصوصیت سے زور دیا کہ عیسائی مذہب کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح کنواری مریم کے بطن سے بلاتوسط انسانی باپ پیدا ہوئے اس لئے وہ خدا کے بیٹے اور خدا تھے۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح دیگر انسانوں کی طرح انسانی باپ کے توسط سے پیدا ہوئے تھے۔ تو مسلمانوں کے کسی عقیدہ میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑتا لیکن عیسائیت کی تمام عمارت بنیاد سے اکھڑ جاتی ہے۔ روح القدس۔ الوہیت اور کفارہ ختم ہو جاتا ہے۔

آپ نے متی کی انجیل (۱:۱۸-۲۳) کے حوالہ سے یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش کی کہانی سنائی۔ اور کہا کہ اس کہانی پر موجودہ عیسائیت کی عمارت کھڑی کی گئی ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ اس اہم ترین واقعہ کا ذکر صرف متی اور لوقا نے کیا ہے۔ مرقس اور یوحنا بالکل خاموش ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے آفتاب پرستی کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح کے ظہور کے وقت بحیرہ روم کے ممالک میں ہر جگہ دیوتا کی پوجا ہوتی تھی۔

اور سورج دیوتا کے متعلق لوگوں کے وہی عقائد تھے جو آجکل مسیحی حضرات حضرت مسیح کے بارہ میں رکھتے ہیں۔ ان کے عقائد تھے کہ سورج دیوتا:

(۱) ۲۵ر دسمبر کو یا اس کے لگ بھگ پیدا ہوا تھا۔

(۲)۔ کنواری ماں سے پیدا ہوا

(۳)۔ کسی غار یا زمین کے نیچے کسی کوٹھڑی میں پیدا ہوا۔

(۴)۔ نسل انسانی کے لئے دکھ اور تکلیف کی زندگی بسر کی۔

(۵)۔ نجات دہندہ کہلایا

(۶)۔ تاریکی کی قوتوں سے اس دنیا میں مغلوب ہوا

(۷)۔ مرنے کے بعد دوزخ میں چلا گیا۔

(۸)۔ پھر مردوں میں سے جی اٹھا۔ اور آسمان پر چلا گیا اور لوگوں نے اس کی پوجا کی

(۹)۔ اس نے کلیسا کی بنیاد ڈالی۔

(۱۰)۔ اس کی قربانی کی یادگار میں عشائے ربانی کی رسم قائم کی گئی۔

آپ نے فرمایا کہ یونان کا بادشاہ قسطنطین جو آفتاب پرست تھا عیسائی ہو گیا اس نے حق و صداقت کی خاطر نہیں بلکہ اپنی سیاسی غرض کو پورا کرنے کے لئے مذہب تبدیل کیا تھا۔ وہ اکثریت کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن شاہی اور قومی مذہب کو تبدیل کرنا آسان کام نہ تھا۔ وہ بڑا ہوشیار تھا۔ اس نے شاہی مذہب یعنی سورج پرستی کو ہر لحاظ سے قائم رکھا اور صرف سورج دیوتا کے نام "اپالو" کی جگہ مسیح علیہ السلام رکھ دیا اور وہ تمام عقائد جو اپالو دیوتا میں پائے جاتے تھے مسیح ابن مریم کی طرف منسوب ہو گئے۔

آپ نے تورات و انجیل کے متعدد حوالہ جات سے ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح باپ رکھتے تھے۔ اور ان کی پیدائش کسی طرح معجزانہ نہ تھی بلکہ عام قانون قدرت کے مطابق ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے پادری صاحبان سے سوال کیا کہ یہودیوں نے مریمؑ اور مسیحؑ پر طرح طرح کے الزام لگائے پھر کیا وجہ تھی کہ مریمؑ نے اور نہ ہی مسیحؑ نے اس معجزانہ پیدائش کا ذکر ایک دفعہ بھی کیا۔ بلکہ جب مسیحؑ کے رشتہ دار جب اس کو پکڑنے کے لئے نکلے کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے تو مریمؑ نے انہیں یہ نہ سمجھایا کہ یہ دیوانہ نہیں اور نہ ہی انسان کا فرزند ہے، بلکہ خدا کا بیٹا ہے۔ جو روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے۔

اسلام اور دیگر مذاہب

مرزا معصوم بیگ صاحب کے بعد جناب بشارت احمد صاحب نقابی نے "اسلام اور دیگر مذاہب" کے عنوان سے پرمغز تقریر فرمائی اور اسلام کی دیگر مذاہب پر برتری اور فوقیت ہر لحاظ سے ثابت کی۔ آپ کی پراز حقائق تقریر کسی آیندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین ہو گی۔

آخری تقریر

آخر میں صدر جلسہ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی صدارتی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میری عمر ۹۰-۹۲ سال ہے۔ اور اپنی عمر کے بیشتر حصہ میں میں نے مذہب کا کثیر مطالعہ کیا ہے مذہب کے بارہ میں میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اس جہان رنگ و بو میں انسان کی بود و باش کے دو ہی بڑے مقصد ہیں۔ تعلق باللہ اور بنی نوع انسان سے ہمدردی اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی زندہ اور ربانی مذہب کی یہی غرض ہونی چاہیئے

صدر مکرم نے فرمایا کہ تعلق باللہ اس کامل یقین سے پیدا ہوتا ہے کہ ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اس میں انسانی فلاح و بہبود کے راز مضمر ہوتے ہیں۔ کسی کی دعا قبول کرتا ہے تو یہ بھی اسی کی مصلحت ہے اور اگر نہیں کرتا تو بھی اس میں ہماری بھلائی مقصود ہے۔ جو وہ کرتا ہے درست کرتا ہے اور جو وہ نہیں کرتا وہ بھی درست ہے الغرض انسان کا نظریہ خدا تعالیٰ کے متعلق تسلیم و رضا کا نظریہ ہونا چاہیئے اور ایمان ہونا چاہیئے کہ کارگاہ حیات کی گرم بازاریاں اسی کے علم و حکمت کا نتیجہ ہے۔

صدر محترم نے فرمایا کہ انہونی باتوں کو ماننا حالانکہ ان کے کوئی اسباب نظر نہیں آتے اور پھر خدا تعالیٰ کو قادر مطلق ہستی سمجھ کر اس کے حضور دعا کرنا یہ ذریعہ ہے تعلق باللہ کا اور یہ مذہب خصوصاً اسلام نے ہی سکھایا ہے۔ صرف دعا ہی ایک وسیلہ ہے جس سے خدا کا قرب اور عرفان الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ دلائل۔ براہین۔ علم فقہ۔ فلسفہ منطق اپنی اپنی جگہ پر سب درست ہیں۔ لیکن یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ وہ انسان کے دل میں ایسا کامل یقین پیدا کریں کہ ہاں خدا ہے بولتا سنتا ہے اور قدرت رکھنے والا ہے۔ دعا ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جو انسان کو خدا کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے اور مذہب کی بھی غرض یہی ہے۔ اگر آج کوئی مذہب یہ غرض پوری نہیں کرتا اور اس کی کامل اتباع سے خدا کی حضوری حاصل نہیں ہوتی تو وہ مذہب یقیناً مردہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آج کا مسلمان اس بات کا قائل معلوم نہیں ہوتا کہ خدا اب بھی بولتا ہے اور سنتا ہے۔ اس لئے ان کی دعائیں بے ثمر ہیں بے حضور ہیں اور بے برکت ہیں۔ آج خدا کا کسی بندے کے ساتھ ہمکلام ہو جانا ہی اسلام کے سراسر خلاف سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا سے مکالمہ مخاطبہ ہی ایک ایسا مابہ الامتیاز امر ہے جو کہ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں زندہ جاوید قرار دیتا ہے۔ جناب صدر نے فرمایا کہ جو مذہب تعلق باللہ کے ثمرات اور برکات سے متمتع نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔ اس کی فیوض و برکات ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کو کوئی پھل نہیں لگتے۔ لیکن اسلام ان فیوض و برکات سے خالی نہیں ہے یہ ایک زندہ جاوید مذہب ہے

یہ مولوی پادری اور پنڈت کا مذہب نہیں ہے، اسلام کی کامل اتباع انسان کو خدا کی حضوری کا شرف عطا کرتی ہے۔ اس زمانہ میں ایک شخص نے کہا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے مجھ سے باتیں کرتا ہے میں اس کے جلوے دیکھتا ہوں۔ اس کی نصرتیں اور تائیدیں میرے شامل حال ہیں لیکن بے بصیرت لوگوں نے اعتراض پر اعتراض کئے، اس لئے کہ ان کو خود یہ شرف حاصل نہیں تھا اور یہ مان ہی نہیں سکتے تھے کہ کسی اور سے بھی خدا ہمکلام ہو سکتا ہے۔

جناب صدر نے مسلمانوں کی تحریکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کی بہت سی تحریکیں معرض وجود میں آئیں اور ہو اہو کر اڑ گئیں ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ مذہب کی صحیح غرض ان کے پیش نظر نہیں تھی۔ خدا کے بارے میں ان تحریکوں کا نظریہ ایک جامد اور ساکن قسم کا نظریہ رہا ہے۔ اور خدا کو گونگے اور بہرے کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں۔ اس لئے یہ تحریکیں نامراد رہیں ان کو پھل نہیں لگ سکے۔ جناب صدر نے فرمایا کہ اس زمانہ میں تحریک احمدیہ ہی ایک ایسی تحریک ہے جس نے ایک متحرک خدا کی تعلیم دی ہے۔ میں تحدیث نعمت کے طور پر پیش کرتا ہوں کہ یہ پہلو مذہب کا خدا ہے حکمران ہے قادر ہے، دعاؤں کو سنتا ہے۔ جواب دیتا ہے کلام کرتا ہے۔ مشکلات میں اپنے بندوں کی تائید نصرت کے لئے معجزات دکھلاتا ہے ـــــــ یہ سوائے احمدیہ تحریک کے اور کسی تحریک میں نہیں پایا جاتا یہ ایک منفرد حقیقت ہے۔ جو احمدیہ تحریک سے وابستہ ہے۔ اس نے اسلام کو زندہ مذہب کے طور پر پیش کیا ہے۔ اسلام کے خدا کو زندہ جاوید خدا کے طور پر پیش کیا ہے۔ اسلام کے پیغمبرؐ کو عظیم الشان پیغمبرؐ کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور اس تحریک سے تعلق باللہ کے ایمان افروز مشاہدات دنیا کو دکھلائے ہیں۔ حضرت اقدسؑ نے دعوت دی کہ اسلام کا خدا اور میرا خدا زندہ ہے۔ آؤ اس خدا کا مشاہدہ کر دیں میں تمہیں خدا سے ملاتا ہوں جو لوگ آپ کے فیضان صحبت سے مستفیض ہوئے۔ خدا تعالےٰ کی رحمتیں اور نصرتیں ان کے شامل بھی ہوئیں۔

جناب صدر نے مذہب کی دوسری غرض بنی نوع انسان سے تعلق اور ہمدردی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے بنی نوع انسان کو مضبوط تعلق پر بڑا زور دیا ہے۔ اور اس سے ہمدردی اور الفت و محبت کی تلقین کی ہے۔ اسلام نے اس غرض کے لئے عدل و احسان کی تعلیم دی ہے۔ اور چھوٹے بڑے کو ایک کر دینا چاہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مذہب کی جس طرح پہلی غرض تعلق باللہ محض وہم و خیال اور ماضی کی باتیں ہو کر رہ گئی ہیں اور روحانیت مفقود ہے۔ مادیت کا غلبہ ہے جس نے روحانی قوتوں کو گھائل اور مضمحل کر کے رکھ دیا ہے۔ دنیادی ہوا و ہوس کا شکار ہیں۔ اور خداؔ کو اپنی دنیا سے الگ کر دیا ہے۔ اسی طرح مذہب کی دوسری غرض بنی نوع انسان سے ہمدردی بھی نظر نہیں آتی مروت اور رواداری نام کو نہیں۔ اب اگر مذہب کی غرض رہ گئی ہے تو بس یہی کہ بعض معتقدات اور رسومات کو ادا کر دینا اور بعض ارکان دین کو رسمی طور پر مان لینا اور ان کا انسان کی عملی زندگی میں قطعی کوئی تعلق نہیں رہا انسان انسان کا خون چوستا ہے۔ مرتے کو مارتا ہے نفسا نفسی کا عالم ہے۔ آج ہم قیامت کا منظر دیکھ رہے ہیں کہ انسان دوسرے انسان کے خون سے پیٹ بھر رہا ہے۔ دوسرے کا رزق چھین کر اپنے رزق کی فراخیاں مطلوب ہیں۔ نسل انسانی کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ یہاں سب کچھ کیا جا رہا ہے صرف اس امید اور بھروسے پر کہ ترازو کے ایک پلڑے میں نمازیں ہوں گی اور دوسرے پلڑے میں نسل انسانی کے غصب شدہ حقوق ظلم و ستم بدیاں اور بدکاریاں، گناہ اور خیانتیں ہوں گی۔ نمازوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو بس نجات ہی نجات ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسلام اور قرآن اس کے حق میں نہیں۔ یہ نیکی کو نیکی کہتا ہے اور بدی کو بدی ہی۔ بدی کبھی نیکی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ نیکیاں بدیوں کا کفارہ ہو سکتی ہیں۔

آپ نے احمدیہ تحریک پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اس تحریک نے مذہب کی ان دو غرضوں کو کماحقہ طور پر پیش نظر رکھا ہے اس زمانہ کے مسیحؑ نے بڑھ بڑھ کر معجزے دکھلائے۔ آپ نے خدا کو دکھلایا۔ اس کی طاقت و قدرت کو ظاہر کیا۔ اس کی تائیدات کو زمانہ پر واضح کیا۔ آپ نے کہا کہ آؤ اور زندہ خدا کو دیکھو۔ آپؑ نے ایمان اور یقین کو جو ثریا پر اٹھ گیا تھا دوبارہ اتارا۔ اور خدا سمیع و بصیر پر زندہ جاوید ایمان پیدا کیا۔ مزید یہ کہ اس تحریک نے اسلام کے دوسرے حصہ کی بھی داغ بیل ڈالی۔ اور بنی نوع انسان کو ایک سطح پر لانے کے لئے قرآن کی عالمگیر تعلیم کو پیش کیا۔ اور کہا کہ آج جو چیز انسانوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کر سکتی ہے وہ قرآن ہے۔ قرآن کی تعلیمات کو اس کے صحیح معیاروں کے مطابق پیش کرو، اور ایک معاشرہ پیدا کرو، جو قرآنی تعلیمات پر عامل ہو۔ مسیحؑ وقت نے ایک ایسا ہی معاشرہ پیدا کیا جو قرآن و اسلام پر سختی سے پابند تھا۔ لوگ اس معاشرہ سے متاثر ہیں۔ لوگ ان کے کردار کے معترف ہیں یہ تحریک اتحاد و اتفاق کی راہیں وسیع کرتی ہے، کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتی نہ تکفیر بازی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ مل جل کر خدمت دین کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس وقت ایک ہی تحریک ہے جو اسلام کو کامل اور زندہ مذہب کے طور پر پیش کرتی ہے۔ ختم نبوت پر صحیح معنوں پر ایمان رکھتی ہے یہ کلمہ گو کے اتحاد کی قائل ہے۔ اشاعت اسلام کرتی ہے، اور صحیح جمہوریت کی علمبردار ہے۔ آپ نے عامۃ المسلمین کو دعوت دی کہ وہ بلا امتیاز قوم اور بلا امتیاز فرقہ جات ہمارے ساتھ مل کر خدا کا کام کریں۔ اسلام کا کام کریں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کریں آپ کی تقریر کے بعد دعائے خیر کی گئی اور جلسہ کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔

ارشادات صدر الدین (جلد اول)

(مرتبہ شیخ محمد انعام الحق سابق ایڈیٹر "پیغام صلح")

علماء و اکابر کی تحریرات و تقاریر میں بعض جملے ایسے ہوتے ہیں جو سحر حلال اور جواہر پاروں کی حیثیت رکھتے ہیں اور قارئین و سامعین کے دل و دماغ پر معجزنما اثر کرتے ہیں تاریخ و تجربات شاہد ہیں کہ بارہا اسی قسم کے چند جملوں سے انسانی زندگیوں میں انقلاب عظیم آگیا۔ ان کے اثر و تاثیر نے بے شمار انسانوں کو غور و فکر کے نئے زاویئے عطا کر کے صحیح راہ پر ڈال دیا۔ ان کے خوابیدہ ضمیر بیدار ہو گئے۔ ان میں صداقت کے قبول و اظہار کی حیرت انگیز جرأت پیدا ہو گئی۔ اس طرح انہوں نے ہدایت و فلاح سے ہمکنار ہو کر اپنے حقیقی مقصد حیات کو پایا۔ حضرت مولانا صدر الدین امیر جماعت ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات و تقاریر میں ایسے جواہر پارے موجود ہیں۔ ان کو "ارشادات صدر الدین" کے نام سے انتخاب و مرتب کر کے دو دو سو صفحات ضخامت کی جلدوں میں شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پہلی جلد زیر تیاری ہے۔ جس کی قیمت اندازاً دو ڈھائی روپے کے درمیان ہو گی خواہشمند اصحاب فی الحال اپنے عزم خریداری سے اطلاع دیں تاکہ حسب ضرورت تعداد میں طبع کرائی جا سکے اور شائقین کو طبع ثانی کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

منیجر دار الکتب اسلامیہ۔ مقابل اعظم پورہ ملک پیٹ
حیدرآباد دکن (انڈیا)

تقسیم انگریزی ترجمۃ القرآن ماہ اپریل ۶۲ء

از عطیہ چوہدری احمد علی صاحب چک ۵۶

انڈیا	۶	نائجیریا	۴
فلپائن	۱	فرانس	۱

کل میزان ۔ ۔ ۔ ۱۲

از عطیہ جناب شیخ فضل الرحمٰن صاحب ملتان

مغربی پاکستان	۵	آزاد کشمیر	۱
برٹش گیانا	۱	فلپائن	۱
انڈیا	۱		

کل میزان ۔ ۔ ۔ ۹
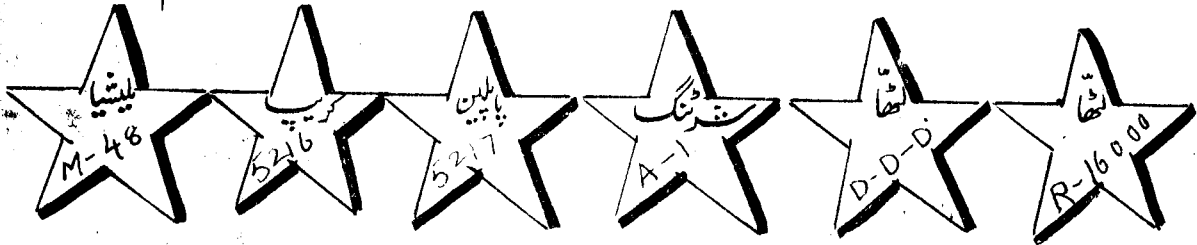
خطباتِ صدرالدین (جلد اوّل)

(مرتبہ: شیخ محمد انعام الحق - سابق ایڈیٹر "پیغام صلح")

حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت ایدہ اللہ کے پُر معارف، دلنشین اور ایمان افروز خطبات سے بے شمار اصحاب واقف ہیں اور ان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ خطبات کا اعلےٰ نمونہ ہوتے ہیں اور ان میں اسلام، تعلیمات قرآنی اور سیرت نبویؐ کو بہترین اور مؤثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ صرف اخبارات میں ان کی اشاعت کافی نہیں ہے بلکہ ان بیش قیمت بلند پایہ خطبات کا یا کم از کم ان کے ضروری حصوں کا کتابی شکل میں محفوظ کر لیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ اہتمام کیا گیا ہے کہ:-

"خطباتِ صدرالدین"

کے نام سے ان کا انتخاب کم و بیش "دو دو سو صفحات" ضخامت کی جلدوں میں مرتب کر کے، تعارف، دیباچہ فہرست مضامین اور انڈکس کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اس کے مطابق پہلی جلد زیر تیاری ہے۔ جس کی قیمت اندازاً دو ڈھائی روپے کے درمیان ہوگی۔ خواہش مند اصحاب فی الحال اپنے ارادہ خریداری سے مطلع فرما دیں تاکہ تعداد طباعت کے تعین میں سہولت ہو۔

منیجر دارالکتب اسلامیہ
منتا اعظم پورہ۔ ملک پیٹ
حیدرآباد دکن (انڈیا)

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۲۰ جون ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۲

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور

سالانہ چندہ:۔ پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان نمبر ۸ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۷۳۷۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونہ

بدل اشتراک
ہندو پاکستان سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۳ محرم ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۴

بحر حکمت کے موتی

فی صلوٰۃ الجماعۃ

عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اثقل صلوٰۃ علی المنافقین صلوٰۃ العشاء وصلوٰۃ الفجر ولو یعلمون ما فیہما لاتوہما ولو حبوا ولقد ہممت ان امر بالصلوٰۃ فتقام ثم امر رجلاً فیصلی بالناس ثم انطلق معی برجال معہم حزم من حطب الی قوم لا یشہدون الصلوٰۃ فاحرق علیہم بیوتہم بالنار۔

(رواہ البخاری ومسلم (بحوالہ الترغیب والترہیب)

ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقین پر سب نمازوں سے بھاری عشا اور صبح کی نمازیں ہیں اگر وہ ان دونوں کی فضیلت کو جانیں تو ضرور ان میں حاضر ہوں اگرچہ گھسیٹ کر آیا جائے اور یقیناً میں نے قصد کیا کہ نماز کا حکم کروں تاکہ جماعت کی جائے پھر ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور چند آدمیوں کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے لے کر ان لوگوں کی طرف لے جاؤں جو نماز میں شریک نہیں ہوتے ہیں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۵ اپریل ۱۹۰۲ء: شام کے وقت چند احباب بیعت کے لئے جمع ہوئے حضرت مسیح موعود نے ان کی بیعت لیکر بظاہر انکو خطاب کرکے کل جماعت کو ذیل کی ہدایت فرمائی۔ استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر اور کوئی چیز بیدار کرنے والی نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے انسان کا ذرہ سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی اُسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر بھی جب اُسے موقعہ ملتا ہے تو وہ اپنے کینہ اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال رحیم و کریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اسکی طرف آتا ہے۔ تو وہ رجوع برحمت ہو کر اسکے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اسپر اپنا فضل نازل فرماتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگذر کرتا ہے۔ اسلیئے تم بھی اب یہاں سے ایسے ہو کر جاؤ۔ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ جو اللہ تعالیٰ یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے۔ پس یہ نہ ہو کہ جب تک تم یہاں رہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف و نڈر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لو۔ اور دیکھ لو کہ اس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا یا ناراض۔"

ملفوظات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱۲۰

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

سعودی عرب

ترجمہ خط از مسٹر اسحاق ما چینی طالب علم جامعہ اسلامیہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں ایک چینی طالب علم ہوں اور تعلیم حاصل کرنے کی خاطر مدینہ شریف آیا ہوں۔

اس ملک میں اسلام پر عربی میں تو کتب مل جاتی ہیں۔ مگر انگریزی زبان میں معقول اور ترقی یافتہ ذہن و فکر (پروگریسو) سے لکھی ہوئی کتب نہیں ملتیں لہذا مجھے ایسی کتب کی ضرورت ہے۔

مہربانی فرما کر مجھے ایسی کتب انگریزی زبان یا انگریزی عربی زبان میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یہ کتب مجھے چینی قونصل خانہ متعینہ سعودی عرب جدہ کی معرفت ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالےٰ آپ پر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام، ینوورلڈ آرڈر اور عربی رسالے اور خط بھیجے گئے)

پاکستان

ترجمہ خط از مسٹر خان سعید خان ضیا سرحدی۔ پریذیڈنٹ انجمن تقویت الاسلام ڈوراہی (سندھ)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا رجسٹرڈ پارسل ۳۰-۵/۶۲ کو ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ میں نے پارسل نہ پہنچنے کی جو شکایت کبھی کی تھی اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

امید ہے آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ میں آپ کو اپنی مساعی سے مطلع کرتا رہوں۔

(مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از سکرٹری ولا رماکتی مسلم ایسوسی ایشن۔ کدایا نالور۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ ہماری لائبریری کے تمام ممبر اور معاونین بہت شوق سے ان کتب کو پڑھتے ہیں۔

اگر اس طرح آپ اپنے کتابچے اور میگزین بھیجتے رہیں گے تو لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔

قرآن شریف انگریزی کی بہت ضرورت ہے۔

(انہیں لائٹ - قرآن شریف اور خط بھیجے گئے)

امریکہ

ترجمہ خط از مسٹر چارلس گارمی - انڈیانا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں شمالی امریکہ کا مسلمان ہوں۔

یہاں اسلامی کتب انگریزی زبان میں نہیں ملتیں۔ لہذا مجھے آپ ایک کاپی قرآن شریف مع متن - ریلیجن آف اسلام وغیرہ بھیجدیں بہت مشکور ہوں گا۔

بہت بہت شکریہ

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

مغربی افریقہ

ترجمہ اے۔ الیو۔ پراونشل آفس ماکوردی۔

شمالی نائیجیریا مغربی افریقہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جو کتب میں اور اسلامی پمفلٹ آپ نے ارسال کی ہیں ان کا بہت بہت شکریہ۔ ان کتب قرآن شریف۔ ٹیچنگز آف اسلام اور غلبۂ قرآن سے بہت لطف اٹھایا ہے۔

مالی حالت سے یہ ملک بہت امیر ہے۔ شمالی علاقہ میں زیادہ تر روئی۔ ادرک اور مشرق میں گری کا تیل۔ مغرب میں ناریل، پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی مشہور کان نہیں ہے۔ نائیجیریا کے شمالی علاقہ میں ادرک کی کافی کاشت ہوتی ہے

سماجی زندگی، سیاسی حالت میں مسلمان اور عیسائی گورنمنٹ چلا رہے ہیں۔ وزیر اعظم مسلمان ہے، اور کافی بڑے بڑے عہدوں پر مسلمان ہیں، اور بڑی اہم جگہوں پر متعین ہیں۔ عیسائی بھی بہت تعلیمیافتہ ہیں۔ مگر وہ مسلمانوں کو ان کے عہدوں میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے۔

مسلمان یونیورسٹی آف ابادان میں خوب تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وہ وقت قریب ہے جبکہ وہ تعلیم حاصل کر کے ملک میں مذہب اسلام کو ترقی دیں گے اور آئندہ نسلوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

شمالی علاقہ میں زراعتی لحاظ سے مسلمان بہت امیر ہے۔ پردہ کا بہت خیال ہے۔ خاصکر ہوسا قوم کے لوگ جو اسلام سے تعلق رکھتے ہیں پردہ کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ چونکہ زیادہ تر مسلمان ہیں اور عرب کلچر کے وارث ہیں۔ علاوہ ازیں ان لوگوں کا تو اپنا کلچر ہے جسے علی الرغم یورپین اثر و نفوذ سے وہ بچاتے چلے آتے ہیں یورپین کلچر نائیجیریا کے جنوبی علاقہ میں بہت اثرانداز ہے۔ بہت سے مغرب ممالک کے لوگ اس ملک میں آتے تھے۔

اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اس ملک میں عیسائی مشنری کثرت سے ہیں مگر مسلمانوں میں انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں یہاں کے قدیمی باشندوں میں انہیں تھوڑی بہت کامیابی ہوئی ہے۔ اسلام بڑے بڑے شہروں میں بہت قبولیت حاصل کر رہا ہے۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از الحاج محمد تاج الدین الشیر۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بڑی خوشی اور شکر الٰہی کے جذبہ سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے کہ عرفات کے میدان میں ہزارہا آدمیوں میں سے میں بھی ایک تھا۔

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھے سلامتی سے دیار حبیب میں لے گیا اور فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد سلامتی سے واپس لے آیا۔

میں آپ کے لئے بھی دست بدعا ہوں کہ آپ کو بھی سفر مقدس کی توفیق اللہ تعالےٰ بخشے۔

------ آپ کی ارسال کردہ کتب میری غیر حاضری میں پہنچیں اور مجھے پوسٹ ماسٹر کو درخواست دینا پڑی۔

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کا ادارہ تبلیغ و اشاعت اسلام میں کس قدر دلچسپی لے رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو خدمت دین کی بیش از پیش توفیق بخشے۔

میرے بعض دوست بھی خط و کتابت کے ذریعہ میری طرح آپ سے تعلیم اسلام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اُن میں سے ایک کا نام عبدالغنی کوکو ہے جو کہ مسلم ٹیچر ٹریننگ میں طالب علم ہیں۔

انہیں بھی آپ اسکول کے بہتر لٹریچر ارسال فرمائیں۔

بعض پمفلٹس کی ایک سے زیادہ کاپیاں مجھے پہنچ جاتی ہیں جنہیں میں تقسیم کر دیا کرتا ہوں۔

میں آپ کے مشن کے دست تعاون کا بہت مشکور ہوں۔

(انہیں محمدؐ دی پرافٹ۔ لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ - منیجر

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ رجون ۱۹۶۲ء

سلسلہ مکالمات الٰہیہ اور بزرگانِ دین

(۳)

۱۲ رجون کے "ایشیا" میں "خوابوں اور کشفوں کی حقیقت" کے مضمون کی پانچویں قسط شائع ہوئی ہے، اور یہ دیکھنا موجب حیرت ہے کہ مضمون نگار نے خوابوں اور کشفوں کے بے حقیقت ہونے کے جو ثبوت پیش کئے ہیں وہ سب کے سب "نفسیات و واردات روحانی" نامی کتاب پر مبنی ہیں جس میں سے ولیم جیمز اور جیمسن وغیرہ غیرمسلموں کے بیانات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ رؤیا اور کشوف محض نفسیاتی دھوکہ اور ہسٹیریا وغیرہ امراض کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن اور حدیث اور اقوال آئمہ کو چھوڑ کر غیرمسلموں کے بیانات کو پیش کرنا کسی مخلص مسلمان کا کام نہیں، ولیم جیمز نہ ہمارا امام ہے اور نہ اس کی کتاب "نفسیات واردات روحانی" ایک مسلمان کے لئے سند ہو سکتی ہے، یہ ایک الگ بحث ہے کہ اس کتاب میں جن بیانات و مشاہدات کا ذکر ہے ان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ لیکن ہمیں یہاں اسلامی نقطۂ نگاہ سے ان کشوف اور خوابوں اور مکالمات الٰہیہ کو دیکھنا ہے جو صوفیائے کرام اور اولیائے امت کے تجربات میں آچکے ہیں، اور اس زمانہ کے مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی زندگی کا جزو اعظم ہیں۔

زیر نظر قسط میں مضمون نگار نے "نفسیات واردات روحانی" کے بیانات نقل کرنے کے بعد ہمارے اس سوال کا کہ:۔

"امت میں بے شمار اولیاء اللہ ہوئے ہیں جو مکالمہ الٰہیہ سے مشرف تھے اور ان کے الہامات ان کے ملفوظات میں محفوظ چلے آتے ہیں اس حقیقت کا انکار کرنا روز روشن میں سورج کی روشنی کا انکار کرنا ہے"

کا یہ جواب دیا ہے:۔

"ہمیں اس سے انکار نہیں کہ عالم بے خودی کے مشاہدات کے زیر اثر نہ صرف ایسا کلام بلکہ مذکورہ قسم کے دعوے بھی صوفیاء کی کتب میں موجود ہیں، مگر صوفیاء کے ان احوال کو جنہیں مدیر موصوف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ تصور کئے ہوئے ہیں اسے کلام الٰہی ثابت کرنا بھی ناممکن ہے لیکن اگر انہیں اپنے مسلک کے درست ہونے کا یقین ہے تو وہ صوفیاء کے ان دعوؤں کو کیوں تسلیم نہیں کرتے جو ان سے ایسی مشاہدات کے تحت سرزد ہوئے ہیں اگر ان کے نزدیک مولانا روم کا یہ کہنا درست ہے کہ ع مینتواں موسیٰ کلیم اللہ شدن
تو مصرعہ ثانی سے گریز کیوں ع

از ریاضت میتواں اللہ شدن

پھر طرفہ تماشا یہ کہ مرزا صاحب کے تمام دعووں پہ بھی ایمان نہیں اور نہ ہی ان بیسیوں اشخاص کے دعووں پر کان دھرتے ہیں جنہوں نے ان کی جماعت ہی سے اسی "مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ" کے تحت نبوت کے دعوے کئے ہیں"۔

اس کا جواب ہم وہی دیں گے جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے، انہوں نے مشائخ کے کشوف و شہود کے باطل یا خلاف حق ہونے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"باطل وہ ہوتا ہے جس میں صدق کی بُو نہ ہو اور جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں ان احوال و معارف کا باعث حق تعالےٰ کی محبت کا غلبہ ہے یعنے حق تعالےٰ کی محبت یہاں تک غالب آجاتی ہے کہ ان کی نظر بصیرت میں ماسوا کا نام و نشان نہیں چھوڑتی اور غیر و غیریت کا اسم و رسم محو و لاشئے کر دیتی ہے۔ اس وقت سکر و غلبۂ حال کے باعث ماسوا کو معدوم جانتے ہیں اور حق تعالےٰ کے سوائے کچھ موجود نہیں دیکھتے" (مکتوب ۴۲ دفتر دوم)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"قول انا الحق، قول سبحانی، قول لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ شطحیات سب اس مرتبہ جمع کے درخت کے پھل ہیں .... اس قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے یعنے سالک کی نظر سے محبوب کے سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے سوا اس کو کچھ مشاہدہ نہیں ہوتا، اسی مقام کو مقام جہل اور مقام حیرت بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ وہ جہل ہے جو محمود ہے اور یہ وہ حیرت ہے جو ممدوح ہے"

(مکتوب ۲۳ دفتر سوم)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کے مطابق حضرت مولانا روم کے کلام ع

از ریاضت میتواں اللہ شدن

کو بھی محبوب حقیقی کی محبت کے غلبہ ہی کا نتیجہ سمجھا جائے گا۔ ورنہ آپ ہی بتائیں کہ اسکو نفسیاتی دھوکہ قرار دینے میں مولانا روم کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اس کو وحدت شہودی یا مقام جمع کہا جاتا ہے، اگرچہ یہ منازل سلوک کا بلند ترین مرتبہ نہیں، بلکہ اس سے آگے مقام معرفت ہے۔ جیسا کہ حضرت مجدد صاحب آگے لکھتے ہیں:۔

"جب اللہ تعالےٰ کی عنایت سے اس مرتبہ جمع سے بلند تر سیر واقعہ ہو جائے اور علم اس جہل کے ساتھ جمع ہو جائے اور اس حیرت کے ساتھ معرفت مل جائے اور فرق و تمیز حاصل ہو جائے اور سکر سے صحو میں آجائے، تو اس وقت اسلام حقیقی کی دولت ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کی حقیقت میسر آتی ہے۔ یہ اسلام و ایمان زوال سے محفوظ اور کفر کے عارض ہونے سے بچا ہوا ہے"

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وحدت شہودی یا مقام جمع میں قدم رکھنے والے بزرگ جن کشوف سے مشرف ہوتے اور جو کلمات ان کے مونہوں سے نکلتے ہیں وہ ان کے لاشعور کے اوہام و تخیلات یا نفسیاتی دھوکہ ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ سلوک کی اس منزل پر جسے وحدت شہودی یا فنا فی اللہ کا مرتبہ سمجھا جاتا ہے۔ سالک محبوب حقیقی کی محبت کے غلبہ میں دنیا و مافیہا اور خود اپنے وجود کے احساس سے بھی منقطع ہو جاتا ہے اور محبوب کے سوائے اسے اور کچھ نظر نہیں آتا اور اسی محبت میں فنا ہو کر "انا الحق" اور "سبحانی" اور "میتواں اللہ شدن" کے کلمات اس کے منہ سے نکلتے ہیں۔

اس سے آگے بقول حضرت مجدد صاحب معرفت الٰہی کا مقام ہے، جہاں سالک کو فرق و تمیز حاصل ہو جاتی ہے اور وہ خدا تعالےٰ کو یقین کی آنکھوں سے دیکھتا اور اس کی ہستی پر زندہ گواہ بن جاتا ہے، اس وقت انا الحق کی آواز اس کے اپنے منہ سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے سنائی دیتی ہے اور مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا وہ شرف اسے حاصل ہوتا ہے، جو انبیاء کے بعد محدثین کے حصہ میں آیا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"حق تعالےٰ کی کلام بندے کے ساتھ کبھی روبرو بلا واسطہ ہوتی ہے، اس قسم کی

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد

برلن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

۱۳ر تاریخ کو عیسائی نوجوانوں کے ایک گروپ کو مسجد میں دعوت دی۔ ان کے سربراہ ایک عیسائی پادری ہیں۔ یہ پادری صاحب گذشتہ سال مسجد میں ایک دعوت پر آئے تھے۔

گذشتہ سال ۲۵ر نومبر کو میں نے یہاں عیسائی پادریوں کی ایک ایسوسی ایشن کو مسجد میں آنے کی دعوت دی تھی۔ اس دعوت میں حسب توقع کافی لوگ تو نہ آسکے۔ البتہ اس ایسوسی ایشن کے سیکرٹری موجود تھے اس دن میری تقریر کے بعد اسی پادری صاحب نے اسلام میں جنگوں کے موضوع پر سوال کیا تھا۔ اور لفظ جہاد کو اعتراض کے رنگ میں پیش کیا تھا۔ میں نے لفظ جہاد کی تشریح کرتے ہوئے بتایا تھا کہ مسلمان کی زندگی بھر کی تگ ودو کا نام جہاد ہے۔ مال خرچ کرنا بھی جہاد ہے۔ حق پر ڈٹ جانا بھی جہاد ہے کلمۂ حق کا اعلان کرنا بھی جہاد ہے۔ یہ نظریہ عیسائی پادریوں کے لئے انوکھا تھا۔ بہرحال یہ پادری صاحب اپنے نوجوانوں سمیت ایک دفعہ پھر مسجد میں آنا چاہتے تھے اور اسلام کے متعلق مزید سننا چاہتے تھے۔ چنانچہ یہ پادری صاحب متعینہ تاریخ پر مسجد میں آئے اور میں نے اسلام پر لیکچر دیا۔ اس لیکچر میں میں نے "عورت کا مقام اسلام میں" اور صحابہؓ کی جنگوں کی حقیقت اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر روشنی ڈالی۔ بعد میں سوال وجواب کا سلسلہ رہا جو کافی دلچسپ تھا۔

ماہ فروری میں ایک مقامی اخبار کا رپورٹر میرے پاس آیا۔ اور روزہ رکھنے وغیرہ کے متعلق سوالات کئے۔ اور میری فوٹو لی۔ چنانچہ دوسرے دن اپنے اخبار میں میری تصویر، روزوں کے بارہ میں ایک نوٹ اور مسجد کے گنبد کی ایک تصویر شائع کی۔ اس کے علاوہ زائرین کا ایک بڑا گروہ مسجد دیکھنے کے لئے ۸ار فروری کو آیا۔ میں نے مسجد میں ان احباب کے سامنے سورۃ فاتحہ کو پڑھا اور اس کا ترجمہ سنایا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے کے نظریہ کو قرآن کریم سے پڑھ کر سنایا۔ یہ گروہ بیس منٹ تک مسجد میں ٹھہرا۔ اور انہوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ مسجد کے مناروں کی مرمت کے سلسلہ میں دو افسر میرے ہاں آئے۔

پانچ فروری کو جمنازیم (تیرھویں جماعت تک سکول) میں میری تقریر تھی۔ اس سکول میں ریلیجن کے استاد صاحب ڈاکٹر ہیں۔ وہ میرے ہفتہ وار اجتماعات میں گذشتہ سال بڑے شوق سے آتے رہے۔ گذشتہ سال ہی انہوں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ میں اُن کے سکول میں اسلام پر لیکچر دوں۔ چنانچہ حسب پروگرام میں اس دن ان کے سکول گیا اور اسلام پر لیکچر دیا۔ اور بعد میں سوال وجواب ہوئے۔ اس اجتماع کے ختم ہو جانے کے بعد دو نوجوان کافی دیر بیٹھے اسلام میں "زندگی بعد الموت" کے تصوّر پر پوچھتے رہے۔

یہ استاد صاحب ہمارے اجتماعات میں اکثر حضرت عیسےٰؑ کے ابن اللہ ہونے اور صلیب پر مر کر نجات دلانے کے تصوّر پر بحث کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے ایک پادری صاحب سے ان امور پر بحث کروں۔ میں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ اچھا ہو اگر پادری صاحب ہماری ہفتہ وار میٹنگ میں تشریف لے آئیں، اور جب میں تقریر کر چکوں تو حاضرین کے سامنے اپنے نظریات کو بیان کریں۔ لیکن انہوں نے اس تجویز کو نہ مانا اور ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ پادری صاحب ہفتہ کے علاوہ کسی اور دن مجھ سے پرائیویٹ گفتگو کریں گے، چنانچہ ایک معین دن پادری صاحب مع چار پانچ عیسائی نوجوانوں کے اور استاد صاحب بھی ساتھ تھے میرے ہاں چائے پر آ گئے۔ ڈھائی گھنٹہ تک پادری صاحب میرے ہاں ٹھہرے۔

عیسائیت کے بنیادی عقائد پر گفتگو ہوئی۔ میں نے انجیل سے حضرت عیسےٰؑ کے رسول ہونے ان کے عقیدۂ توحید اور لفظ ابن اللہ کی تشریح میں توریت سے حوالے پڑھے اور گفتگو کے درمیان میں سوال کیا کہ اگر حضرت عیسےٰؑ خدا کے بیٹے یا خدا کا ایک حصہ ہیں تو ان میں خدائی کی کونسی صفات پائی جاتی ہیں۔ مر کر جی اُٹھنا جس پر کہ تمام عیسائیت کی بنیاد ہے، وہ بھی تو خدائی صفت کے خلاف ہے کیونکہ خدا کی صفت میں سے ہے کہ وہ مرتا نہیں۔

گفتگو کافی دلچسپ رہی آخر میں میں نے پادری صاحب کو کہا کہ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان میں کشمیر چلے گئے اور وہاں لمبی زندگی پا کر فوت ہو گئے اور ان کی وہاں قبر موجود ہے۔ میرے نظریات کو تو وہ اس گفتگو میں سُن رہے تھے۔ میرا یہ اعلان پادری صاحب کے لئے بڑا حیران کن ثابت ہوا اور بغیر جواب دیئے چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد استاد صاحب نے مجھے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ ہمارے پادری صاحب آپ کی کسی دلیل کا جواب نہیں دے سکے اور وہ بُت بن کر آپ کے سامنے بیٹھے رہے۔ آپ ہمارے سینئر پادری صاحب سے گفتگو کریں، میں نے خوشی سے اسے قبول کیا۔ یہ پادری صاحب تھیالوجی میں ڈاکٹر ہیں۔ اور وہ بھی پرائیویٹ طور پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ معینہ تاریخ پر یہ سینئر پادری صاحب معہ چند نوجوانوں کے میرے ہاں چائے پر آ گئے اور سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے قرآن کریم سے حضرت عیسےٰؑ کے کلمۃ اللہ ہونے کی آیت پیش کر کے اور اسے یوحنا کی انجیل کے پہلے باب سے ملا کر اسے حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت پر بطور دلیل پیش کر دیا۔ میں نے پادری صاحب کے اس استدلال کی کمزوری اُن پر واضح کی اور کہا کہ خدا کی تمام مخلوق خدا کے کلمات ہیں۔ یہ گفتگو بھی کافی دلچسپ رہی اور کافی دیر تک رہی تمام بحث کا لکھنا شاید لمبا ہو جاوے لہٰذا اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

۱۵ جنوری میں عیسائی نوجوانوں اور باہر کے ممالک سے آئے ہوئے طلباء کے ایک گروپ کو مسجد میں پہلے سے دعوت دے رکھی تھی۔ یہ دعوت اس ایسوسی ایشن کے سیکرٹری نے اپنے پروگرام میں نشر کر رکھی تھی۔ شام کے وقت یہ اجتماع ہوا اور کافی دیر تک رہا۔ سوال وجواب بھی کافی دلچسپ رہے اس گروپ میں ایک عیسائی نوجوان نے قرآن کریم کو جرمن زبان میں پڑھنے کے شوق کا اظہار کیا۔ چنانچہ وہ بعد میں آکر ایک کاپی خرید کر لے گئے۔

اسی مہینہ میں عیسائی نوجوانوں کے ایک دوسرے گروپ کا مسجد میں آنے کا پروگرام تھا۔ چنانچہ حسب پروگرام وہ مسجد میں آئے اور تین گھنٹے یہاں ٹھہرے اسلام پر نظریات کو سنا اور سوالات کئے۔

اس کے علاوہ اس مہینہ میں مقامی حکام سے ملاقات کی اور مسجد کی مرمت کے سلسلہ میں گفتگو کی گئی۔

۲۷ر اپریل کو ایک پاکستانی نوجوان ڈاکٹر نسیم احمد صاحب کی شادی ایک عیسائی خاتون سلویا وبسولیک سے ہوئی حق مہر ایک ہزار مارک مقرر ہوا اسی طرح ۴ر مئی کو بیروت سے آئے ہوئے ایک مسلمان نوجوان فاروق طنبش کی شادی ایک عیسائی خاتون مونیکا بارٹ سے ہوئی، حق مہر پچاس ہزار مارک قرار پایا۔

ماہ جنوری سے آج تک تین خواتین نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا، اُن میں سے دو خواتین نے

(باقی برصفحہ ۱۴)

ہر انسان کو سوچنا چاہیئے کہ اس نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے

تقویٰ اللہ اور راستبازی کی زندگی اختیار کرنے کی ضرورت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ واتقوا اللہ۔ ان اللہ خبیر بما تعملون ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفسقون لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ۔ اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون ——— (الحشر)

تقویٰ اللہ کی تلقین

فرمایا اے ہمارے ماننے والو اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والو اور قرآن کریم پر ایمان لانے والو اتقوا اللہ۔ خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرو۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ اور خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرنے کی کیا غرض ہے یہ کہ ہر ایک شخص غور کرے کہ کل کے لئے اس نے کیا کچھ کیا ہے۔ کچھ پتہ نہیں کہ صبح ہوتے تک زندگی ساتھ دیتی ہے کہ نہیں۔ [illegible] آجائیگی۔ ہر صبح نیا غد لے کر آتی ہے [illegible] پتہ نہیں ہوتا کہ اسی دن موت آجائے۔ موت کے واقعات ہر روز ہوتے رہتے اور ہر وقت سامنے آتے ہیں بیسیوں پیغمبر پر، بادشاہ پر، حکیم پر، ڈاکٹر [illegible] سے۔ اسی امر کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنے اعمال درست کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا کہ اسے ہمارے ماننے والو۔ اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والو تقویٰ وطہارت کی غرض یہ ہے کہ تمہارے اعمال کے اندر کوئی خوبی کوئی اچھائی اور کوئی بھلائی نظر آسکے۔ اگر تمہارے اعمال کے اندر، سیرت و کردار کے اندر، کاروبار اور لین دین کے اندر خدا نظر نہیں آتا تو یہ اعمال بے سود ٹھہرے

فضیلت صرف تقویٰ اللہ سے ہے نہ مسلمان کہلانے سے

اللہ تعالیٰ کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایسی قوم پیدا کرنے کا ہرگز ہرگز نہیں تھا کہ وہ امت رسمی اور اسمی طور پر مسلمان ہو ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان حقیقی طور پر خدا اور اس کے رسول کے احکام کا پابند ہو۔ رسمی مسلمان کے لئے کوئی فضیلت نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر قوم کو خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا لا فضل لعربی علی عجمی کسی عرب کے [illegible] کو غیر عربی پر کسی قسم کی فضیلت یا تفوق حاصل نہیں۔ ولا لعجمی علی عربی۔ اور نہ غیر قوموں کو عربوں پر کسی قسم کا ترفع اور تفوق و فضیلت حاصل ہے۔ ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر۔ نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللہ فضیلت کا باعث صرف تقوےٰ ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی شخص مکرم و معزز ہے جو تقوےٰ شعار ہے جو خدا خوفی اور نیک عملی کی زندگی بسر کرتا ہے۔

یورپین قوموں میں نسلی تفوق کا اظہار

اس اعلان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا قیمتی اور ہمہ گیر سبق دیا ہے۔ آج ہر قوم اپنے تئیں دوسروں سے بہتر سمجھتی اور دوسری غیر قوموں کو حقیر و ذلیل خیال کرتی ہے۔ اسی انا اور غرور و تکبر کی وجہ سے دنیا میں لڑائی ہے۔ جنگ و جدل ہے۔ قتل و مقاتلہ ہے۔ ایک قوم دوسری قوم کو مغلوب، محکوم اور مقہور حالت میں رکھنا پسند کرتی ہے۔ کتنے الجزائری مسلمان فرانسیسیوں کے احساس تفوق کی تلوار کی نذر ہو گئے۔ یورپ کا ہر فرد مشرقیوں سے نفرت رکھتا ہے اس کا ایمان ہے کہ مشرقی قومیں اسی لئے ہیں کہ ہماری محکومی میں رہیں۔ ہمارے زیر دست رہیں۔ اور ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہم کھائیں۔ یورپین قوم یقین رکھتی ہے کہ مغربی آدمی بہر حال مشرقی آدمی سے بہتر ہے۔

حضور سرور کائنات کا انتباہ

حضور سرور کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع اور ایک اور مقام پر فرمایا کہ خدا تعالےٰ حسب نسب کو نہیں بلکہ اعمال کی خوبصورتی کو دیکھتا ہے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اسے میری پیاری بیٹی اور میری جگر گوشہ۔ لا اغنی عنک من اللہ شیئاً میں اللہ تعالےٰ کے حضور تمہارے کام نہیں آؤں گا۔ ولا املک لک من اللہ شیئاً اور میں اختیار بھی نہیں رکھتا کہ تمہارے کام آسکوں اگر تمہارے اعمال تمہارا ساتھ نہ دے سکے تو میرا ساتھ کوئی فائدہ نہ دے گا۔ یہی بات اپنی پیاری پھوپھی حضرت صفیہ رضی کو فرمائی۔ اور خود اپنے متعلق فرمایا انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم۔ اگر خود میں بھی اللہ تبارک و تعالےٰ کی نافرمانی کروں تو میرے لئے بھی عذاب ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیگمات کے متعلق فرمایا کہ تمہارے گھروں میں قرآن اترتا ہے اگر تم کوئی بری حرکت کر بیٹھو گی تو دوگنی سزا ہوگی۔ دنیا جہان کی بیگمات اور رانیوں مہارانیوں کے لئے تو کوئی سزا نہیں خواہ وہ کوئی جرم کریں، یہ انوکھا بادشاہ ہے لیکن حقیقی بادشاہ یہی ہے

اچھے اور برے عمل کے نتائج

یہ رحمۃ للعالمین ہیں جو قوم کے دل و دماغ کو روشن کرنا چاہتے ہیں ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ ایک ایک آدمی ایک ایک فرد غور کرے کہ کل کے لئے اس نے کیا تیاری کی ہے۔ ایک کسان کا ایمان پختہ ہوتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ اگر وہ گندم بوئے گا تو گندم پیدا ہوگی اور اگر جو کی کاشت کرے گا تو جو پیدا کرے گا۔ وہ بیکار نہیں بیٹھتا۔ وہ بیج ڈالنے کے بعد آبیاری کرتا ہے ہر طرح کی حفاظت کرتا ہے۔ کیڑے مکوڑے ڈھور ڈنگر سے اسے بچاتا ہے۔ اسی طرح ایمان بھی آبیاری چاہتا ہے ہمارے سامنے تجربہ ان لوگوں کا ہے جو باغات لگاتے ہیں۔ ان کو پختہ یقین ہے کہ کیکر کے درخت کو دانے نہیں لگتے۔ اور نہ ہی کانٹے کے درخت کو آم لگ سکتے ہیں۔ گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

یہ کاشتکار کا پختہ ایمان ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ غور کرے کہ اس نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ کل کس بادشاہ کے حضور پیش ہونا ہے اور وہاں سننا پڑیگا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون

اس دن مجرموں کو ایک طرف کھڑا کر دیا جائے گا۔

زمانہ کی شہادت

دو مقامات پر اللہ تعالےٰ نے زمانہ کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو آنے والے زمانہ کا ہے۔ ایک ذکر گذشتہ زمانہ کا ہے جیسے فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر۔ زمانہ گذشتہ پر غور کرو کہ کتنے لوگ بداعمالیوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے کتنے لوگوں نے خدا کی فرمانبرداری کی وجہ سے عزت پائی پھر اپنے آپ پر غور کرو۔ زمانہ بتاتا ہے کہ نالائق لوگوں کا کیا حشر ہوا اور لائق لوگوں کو کیا کیا کامیابی عطا ہوئی، ایک تو وہ ہیں جو خوبصورت ہیں، مالدار ہیں، لیکن ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو مالدار تھے۔ جوان تھے۔ لیکن انہوں نے بدفعلیوں اور بدکرداریوں سے اپنی خوبصورتی برباد کر لی۔ اپنی جوانی تباہ کی اور عزت کو داغدار بنایا والعصر گذرے ہوئے زمانہ پر نگاہ ڈالو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔

اقتدار میں امتحان

اعطاکم ما سألتموہ ہم نے تمہیں وہ سب کچھ دے رکھا ہے جس کی تمہیں ضرورت تھی اس میں تمہارا امتحان ہوتا ہے۔ کسی کو جوانی دے کر، کسی کو خوبصورتی دے کر امتحان لیا گیا۔ کسی کو اقتدار دے کر آزمایا گیا۔ آج جو وزراء بنے بنتے ہیں اگر انکے دل میں یہ خیال آجائے کہ اپنے بیٹے کیا بنا لیں اپنے اقرباء کے لئے کیا کچھ کر لیں۔ تو ان کا امتحان ہو گیا۔ اور وہ فیل ہو گئے، وہ انسان نہیں حیوان ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ کوئی اقتدار کی وجہ سے فیل ہو گیا۔ کوئی دولت کی وجہ سے بدنام ہو گیا۔ یہ امتحانات کے کارخانے، یہ عہدے اور عظمت دے کر امتحان لیا جاتا ہے۔

کفرانِ نعمت

یاایھا الانسان ما غرک بربک الکریم
اپنے رحیم کریم مولا کی نعمتوں اور فضلوں کو دیکھو، اور اپنی غفلت شعاری اور کفران نعمت کو دیکھو، نعمت پر نعمت...... تمہیں ملتی چلی گئی اور تم ہر نعمت کا کفران کرتے چلے گئے۔ تم بھول گئے کہ کل آنے والا ہے اس وقت تمہارے سارے اعمال سامنے آجائیں گے۔ کسی نے اپنی ذہانت کو غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے خیال کیا کہ میری چال بازیوں کا کسی کو پتہ نہیں چل سکتا۔ وہ دوسروں کا مال کھاتا ہے اور خدا سے نہیں ڈرتا۔

تقوےٰ اللہ کے فوائد

لیکن جو خدا سے ڈرتا ہے اسکو فکر لگی ہوتی ہے کہ اس کے ہاتھ سے کسی کے ساتھ برائی نہ ہو۔ کسی کی بے عزتی نہ ہو، وہ ہر شخص کے لئے امن و سلامتی کا علمبردار ہو، سوسائٹی کے لئے بابرکت ہو۔ دوسروں کی دل آزاری نہ کرتا ہو۔ اس سے معاشرہ میں امن و سکون اور صلح و آشتی کی فضا پیدا ہو گی۔ اگر بداعمالی سے کام لیا گیا۔ تو معاملہ الٹ ہے۔ فرمایا واتقوا اللہ جہاں کہیں تم ہو خدا تمہیں دیکھتا ہے۔ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ خدا تعالےٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ تم پر کچھ واجبات ہیں کچھ فرائض ہیں کچھ لوگوں کے حقوق ہیں تم لوگوں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ لوگوں کی تباہی اور بربادی کے خواہاں نہ ہو، ہم تمہارے معاملات کو خوب جانتے ہیں۔ یہ سب کچھ تمہارے اپنے معاد کے لئے کیا جا رہا ہے۔

عبادات کا اثر اعمال و افعال پر

ورنہ خدا تعالےٰ کو انسانوں کی عبادت و ریاضت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ غنی ہے۔ اسے تمہاری نماز روزہ کی قطعی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ اعمال و عبادات انسان کو باخدا بنانے کے لئے اور اس کو مہذب بنانے کے لئے ہیں۔ نماز معصیت سے روکتی ہے۔ مہذب بناتی ہے۔ اس سے اخلاق سنورتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کے نقصانات

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم۔ ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احسانات اور انعامات و برکات کو بھلا دیا۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ یہ جوانی، یہ دولت، یہ رتبہ، یہ اقتدار خدا کے سامنے کوئی چیز نہیں۔ ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا اولٰئک ھم الفٰسقون۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالےٰ نے ان کو سزا دی۔ لیکن تم ایسے نہ بنو ہر ایک قوم کا نقشہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔

حکام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

حضرت ابوموسےٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو گورنر بنا کر یمن بھیجا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نصیحت فرمائی ایاکم والمعاصی۔ گورنر اور حاکم بن کر جا رہے ہو۔ خدا کی نافرمانی سے بچنا فان بالمعصیۃ حل سخط اللہ۔ یعنی معصیت الٰہی کے باعث غضب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ لوگوں کا مال نہیں اڑانا اس سے خدا کا عذاب اترتا ہے اور فرمایا جہاں جا رہے ہو وہ اہل کتاب ہیں (انہیں کافر نہیں کہا) ان پر ظلم نہیں کرنا، کیونکہ مظلوم کی آہ خدا تک جاتی ہے اگرچہ وہ غیر مسلم کے دل سے اٹھتی ہو۔

اپنا محاسبہ کریں

وہ کونسا پیغمبرؑ ہے جس نے یہ تعلیم پیش کی ہو، یہ وہ تعلیم ہے جو اپنے اندر معقولیت رکھتی ہے اور ہمہ گیر ہے۔ اس کے اصول ہمہ گیر ہیں۔ دنیا کا ہر ذہین آدمی اسکو مانتا ہے اس لئے آپ ان اصولوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔... خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی نہ کریں اور کل کے لئے تیاری کریں۔

تین چیزیں جو بدیوں سے بچاتی ہیں

تین چیزیں ہیں جن کی حفاظت کی نبی کریم صلعم نے تاکید فرمائی ہے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ اپنے پیٹ کی حفاظت کرو۔ اپنی عفت کی حفاظت کرو۔ حلال طیب روٹی تمام قسم کی بدیوں سے بچاتی ہے۔ اسی طرح سے زبان کو جھوٹ اور بدزبانی سے بچانا اور عفت کی زندگی بسر کرنا یہ وہ ارشادات ہیں جن پر کاربند ہونے سے انسان اس راہ پر قدم رکھتا ہے جو خدا تک پہنچاتی ہے۔

مقالہ (بسلسلہ صفحہ ۳)

کلام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے بعض افراد کے لئے ثابت ہے اور کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعداروں کے لئے بھی ہوتی ہے جو وراثت و تبعیت کے طور پر ان کے کمالات سے مشرف ہوتے ہیں جب اس قسم کی کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بکثرت ہو تو ایسے شخص کو محدث کہتے ہیں جیسے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ کلام القاء روحانی اور قلبی اور اس کلام سے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتی ہے الگ ہے، اس قسم کی کلام کے ساتھ انسان کامل مخاطب ہوتا ہے"

(مکتوبات ۵۱ دفتر دوم)

حضرت مجدد الف ثانی رح کا یہ بیان ایشیا کے مضمون نگار کی خاص توجہ کے قابل ہے، ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا حضرت مجدد صاحب کے اس بیان کو وہ صحیح سمجھتے ہیں؟ اور کیا اس بیان کی روشنی میں یہ کہنا غلط ہے کہ مقربین الٰہی اولیائے امت اور محدثین کرام کو اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے، آج بھی ہوتا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ اور یہ مکالمہ الٰہیہ نفسیاتی دھوکہ اور لاشعور کے اوہام سے جن کا تذکرہ "نفسیات واردات روحانی" میں کیا گیا ہے بکلی پاک ہے، اگر یہ صحیح نہیں تو حضرت مجدد صاحب کے مذکورہ بالا بیان اور حدیث نبوی رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کے کیا معنے ہیں؟ کیا ہم امید کریں کہ مضمون نگار صاحب اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قسط دوم

ایڈیٹر صاحب ایشیا اور ان کے مقالہ نگار صاحب کی قرآن دانی کا نمونہ

حضرت نوح علیہ السلام کی پیشگوئیاں اپنی قوم کے متعلق

سورۃ نوح کے شروع میں ہی اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کی غرض ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیھم عذاب الیم قال یقوم انی لکم نذیر مبین ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر لو کنتم تعلمون ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی قوم ان کی بعثت سے قبل مستحق عذاب بن چکی تھی، حضرت نوح کے مبعوث کرنے کی غرض یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے قبل ان کو متنبہ کر دیں کہ گروہ بداعمالیوں کو چھوڑ کر حضرت نوح کی اطاعت اختیار کریں گے اور جس طرح وہ کہتے ہیں اسی طرح عبادت الٰہی میں مشغول ہو جائیں گے اور انہیں کے بتائے ہوئے طریق تقویٰ پر گامزن ہو جائیں گے تو ان کے تمام گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور عذاب الٰہی بھی ٹل جائے گا اور پھر ان کی موت طبعی موت کے رنگ میں اپنے مقررہ وقت پر ہوگی آگے چل کر اطاعت اختیار کرنے والوں کے متعلق مزید فرمایا کہ صرف روحانی حالت انکی درست نہیں ہوگی بلکہ وہ دنیاوی نعماء سے بھی ممتع کئے جائیں گے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انھارا لفظ غفارا میں روحانی نعمتوں کے حصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ حضرت نوح کی اطاعت کرنے والے اللہ تعالےٰ کی حفاظت کلی میں آ جائیں گے اور پاکیزگی اور طہارت کی نعمت سے مالامال کر دیئے جائیں گے اور دنیاوی نعمتوں کا یہ حال ہوگا کہ آسمان سے ان کے لئے بارشیں صرف اسی حد تک ہی ہوں گی جو ان کے لئے مفید ہوں مدرارا کے لفظ میں ان کے مفید ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بارشیں جب مناسب وقت پر ہوں اور اس حد تک ہوں کہ پیداوار کی فراوانی کا موجب بنیں تو لازماً ایسی فصلیں اموال کے لانے کا باعث بن جاتی ہیں اور زمینداروں کو مالامال کر جاتی ہیں۔ اسی لئے بارشوں کے ذکر کے معاً بعد ویمددکم باموال فرما دیا۔

پھر مال کے ساتھ اولاد کا وجود اپنی ذات میں بھی بہت بڑی نعمت سمجھا جاتا ہے اس کے بغیر زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں زمینداری کے کام میں بھی اس کی مدد کی شدید ضرورت ہوتی ہے اس لئے مال کی نعمت کے معاً بعد اولاد کی نعمت عطا کرنے کا ذکر کر دیا پھر فرمایا کہ باغات اور نہروں کی نعمتوں سے بھی مالامال کر دیا جائے گا اور سورۃ کے خاتمہ پر پھر اس امر کو دہرایا ہے کہ حضرت نوح پر ایمان لانے والے خدا کی مغفرت کی نعمت سے نوازے جائیں گے۔ آج بھی پاکستان میں اگر مسلمان اس نسخہ پر اخلاص سے عمل کریں تو سیلابوں اور طوفانوں کی تباہ کاریوں سے بالکل محفوظ ہو جائیں اور ان کی زمین بھی اس قدر پیداوار دے کہ یہ غنی ہو جائیں کسی سے مدد لینے کی حاجت ہی نہ رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کی قوم کو ان کی اطاعت اختیار کرنے کے نتیجہ میں روحانی اور مادی دونوں قسم کی نعمتوں سے مالامال کر دینے کا وعدہ دیا ہے، عدم اطاعت کی صورت میں عذاب کی وعید سے ڈرایا ہے ان دونوں وعدوں میں سے اگر ایک وعدہ بھی خلاف واقع نکلتا تو حضرت نوحؑ کے نعوذ باللہ جھوٹا ہونے میں کیا شک ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت نوحؑ کا اپنا اقرار سورۃ ہود میں موجود ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو جب نذیر مبین ہونے کی حیثیت سے یوم الیم کے عذاب کی اطلاع دی اور اس سے بچنے کا گر بتلایا تو قوم نے ان کو بل نظنکم کاذبین کہتے ہوئے ان کی اس تنبیہہ کو ٹھکرا دیا حضرت نوحؑ نے اپنے کاذب ہونے کی نفی کرتے ہوئے فرمایا میں تو اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہوں اس لئے میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سچائی پر مبنی ہے اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہو سکتا۔ جس عذاب کی میں تمہیں خبر دے رہا ہوں وہ ضرور تم پر نازل ہو کر رہے گا باقی رہا مجھ پر ایمان لانے والوں کے متعلق تمہارا مطالبہ کہ یہ رذیل اور موٹی سمجھ کے لوگ ہیں اس لئے خدا کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے وارث نہیں ہو سکتے اس وجہ سے میں انہیں اپنے پاس سے نکال دوں تو کان کھول کر سن لو کہ تمہاری نظر میں جو رذیل ہیں وہ خدا کے ہاں مقبول ہیں۔ اس کی نظر محض ظاہر پر نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کے اندرونہ پر ہوتی ہے۔ وہ انہی لوگوں کو اپنے مامورین پر ایمان لانے کی توفیق دیتا ہے جنکے دلوں کو وہ صاف پاتا ہے اور مامور من اللہ پر ایمان لے آنا سب سے بڑی سعادت ہے جو کسی انسان کو میسر آ سکتی ہے اس لئے میں کہتا ہوں ولا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیھم اللہ خیرا اللہ اعلم بما فی انفسھم انی اذا لمن الظالمین میں ان لوگوں کے بارے میں جن کو تمہاری آنکھیں حقیر اور ذلیل سمجھتی ہیں میں کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالےٰ انہیں خیر عطا نہیں کرے گا ان کے دلوں کے اندر جو خوبی چھپی ہوئی ہے اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو پھر میں ظالم یعنی خدا پر افترا کرنے والا قرار پاؤں گا کیونکہ خدا نے تو مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ میری اطاعت کرنے والوں کو روحانی اور مادی نعمتوں سے مالامال کر دے گا اور میں انہیں دھتکار کر اپنے پاس سے نکال دوں تو کیا بجز اس کے کوئی اور معنی اس کے ہو سکتے ہیں کہ میں خدا کے وعدہ پر یقین نہیں رکھتا بلکہ اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں اور یہی افتراء علی اللہ ہوتا ہے جو ظالم کا کام ہے میری اطاعت سے منہ پھیرنے والوں پر عذاب الٰہی کا نازل ہونا اور میری اطاعت کو اختیار کرنے والوں کا روحانی اور مادی نعمتوں سے متمتع ہونا ہی تو میرے صدق کی علامت ہے اس لئے میں ان لوگوں سے محض تمہارے کہنے پر کس طرح قطع تعلق کر سکتا ہوں۔

اب مقالہ نگار صاحب دیکھ لیں کہ حضرت نوحؑ کس صفائی سے فرما رہے ہیں کہ اگر میرے ماننے والوں اور میری اطاعت کرنے والوں کو خدا کی طرف سے خیر نہ ملے تو میرا دعوے الہام جھوٹا ہے اس صورت میں میں افتراء علی اللہ کرنے والا قرار دیا جاؤں گا انی اذا لمن الظالمین کا یہی مفہوم ہے کیونکہ سب سے بڑا ظالم مفتری علی اللہ ہی ہوتا ہے۔

حضرت نوحؑ کی قوم جب ان سے اپنی بات منوانے سے مایوس ہو گئی تو انہوں نے کہا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین اگر تو سچا ہے تو وہ عذاب

لئے آج بس سے تم کو ڈرا رہا ہے۔ اس کا جواب حضرت نوحؑ نے یہی دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب تو تم پر ضرور نازل کرے گا اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے اور تم خدا کو عاجز نہیں کر سکتے باقی تم مجھ کو مفتری قرار دیتے ہو تو سن لو کہ اگر میں افتراء سے کام لے رہا ہوں .... تو اس افتراء کا وبال یقیناً مجھ پر پڑے گا اور تم محفوظ رہو گے اور اگر تم خدا کی نگاہ میں مجرم پا چکے ہو تو اس کی سزا تم کو ملے گی میں اس سزا سے محفوظ رہوں گا۔ اسکو بھی اپنی صداقت کی دلیل میں بطور کسوٹی پیش کیا ہے۔ اس کے بعد جب حضرت نوحؑ نے الٰہی حکم کے ماتحت کشتی تیار کرنی شروع کی تو قوم کے ذی اثر لوگ تمسخر اڑانے لگے حضرت نوحؑ نے ان کے تمسخر کے جواب میں فرمایا ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم یعنی تم ہم پر تمسخر کرتے ہو اور ہماری اس کارروائی کو قابل ہنسی سمجھتے ہو لیکن ہم تمہارے اس تمسخر کو قابل ہنسی یقین کرتے ہیں اس بات کا علم تمہیں ضرور ہو جائیگا کہ ذلیل کرنے والا اور مستقل عذاب کس پر نازل ہوتا ہے کیا یہ معیار صداقت نہیں۔

مقالہ نگار صاحب غور کریں کہ کیا اس سے بڑھکر بھی غیب کی خبر ہو سکتی ہے جسے نبی اپنی صداقت کے لئے بطور معیار پیش کر سکتا ہے کیا ان الفاظ کا صاف یہ مطلب نہیں کہ اگر میری پیشگوئی کے مطابق تم پر عذاب نازل نہ ہوا تو میں اس صورت میں یقیناً قابل ہنسی ہوں جس قدر مجھے ذلیل کرنا چاہو کر لو۔

حضرت نوحؑ کی پریشانی

اس امر کا مزید ثبوت کہ نبی اس غیب کی خبر کو جو خدا کی طرف سے اسے ملتی ہے اپنی صداقت پر یقینی دلیل سمجھتا اور قرار دیتا ہے ذیل کے واقعہ سے ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کشتی تیار ہو جانے پر حضرت نوحؑ کو ارشاد فرمایا احمل فیہا من کل زوجین اثنین واھلک کہ بیان کئے جانے والوں کے علاوہ اپنی اس کشتی میں ہر ضروری جانور کے نر اور مادہ اور اپنے اہل کو سوار کر لو "اہل" کے لفظ سے حضرت نوحؑ نے یہی سمجھا کہ ان کے گھر کے تمام افراد طوفان کی زد سے محفوظ رہیں گے، اسی بنا پر انہوں نے اپنے ایک لڑکے کو جو کشتی پر سوار نہیں ہوا تھا پکار کر کہا کہ ہمارے ساتھ کشتی پر سوار ہو جا اور مت ساتھ ہو کافروں کا .... ساتھ نہ دو کہ یہ عذاب الٰہی کا نشانہ بننے والے ہیں لیکن لڑکے نے سوار ہونے سے انکار کر دیا اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ ہی غرق ہو گیا اس پر حضرت نوحؑ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ وہ تو خدائی وعدہ کا مفہوم جو سمجھتے تھے اس کی بناء پر ان کے گھر کے ہر فرد کو اس عذاب سے محفوظ رہنا چاہئے تھا۔ لڑکے کے غرق ہونے کی وجہ سے وعدہ الٰہی کے پورا نہ ہونے کی انہیں کوئی توجیہہ نظر نہیں آتی وہ سخت گھبراہٹ میں نظر آتے ہیں وہ قوم کو کیا منہ دکھلائیں آخر وعدہ الٰہی ان سے مخفی تو تھا نہیں انہیں نظر آ رہا ہے کہ ان کا صدق قوم کی نگاہ میں مشتبہ ہو گیا ہے۔ انہیں فکر لاحق ہوتی ہے کہ وہ قوم کے سامنے کیا تاویل پیش کریں اور کس طرح ان کی تسلی کرائیں معاملہ بالکل صاف ہے وعدہ الٰہی اہل کے تمام افراد کے حق میں بظاہر پورا نہیں ہوا اس کی کوئی معقول تاویل بھی انہیں دکھائی نہیں دیتی اسی گھبراہٹ کی حالت میں آخر وہ خدا کے حضور میں اس مشکل کا حل دریافت کرنے کے لئے جھکتے ہوئے عرض کرتے ہیں ونادی نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین یعنے حضرت نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا اے میرے رب یہ بات تو یقینی ہے کہ میرا بیٹا میرے اہل کا ایک فرد ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تیرا وعدہ بھی سچا ہے اس کے خطا جانے کا کوئی امکان نہیں اور تو ہی احکم الحاکمین ہے اس لئے آپ ہی بتلائیں کہ ان دونوں باتوں میں تطبیق کس طرح دی جا سکتی ہے۔ اس درد بھری دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح یعنے اے نوح یقیناً تیرا بیٹا تیرے اہل سے نہیں کیونکہ وہ مجسم بدعملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے اہل کے جن افراد کو عذاب کا شکار ہونے سے بچانے کی خوشخبری حضرت نوحؑ کو دی تھی اور جن کے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی تھی ان میں وہی افراد شامل رکھے تھے جو روحانی طور پر حضرت نوحؑ کے اہل میں داخل تھے محض جسمانی رشتہ مدنظر نہ تھا لیکن حضرت نوحؑ نے جسمانی رشتہ کے لحاظ سے سب افراد مراد سمجھ لئے تھے کیا یہ واقعہ اس امر کا بین ثبوت نہیں کہ غیب کی خبر کا غلط نکلنا خود نبی کے لئے بھی پریشانی کا موجب ہوتا ہے اگر وہ اپنے دعوے کی صداقت کے لئے ایسی خبروں کو بطور دلیل نہیں سمجھتا .... اور نہ اسے بطور دلیل پیش کرتا ہے تو حضرت نوحؑ کو اتنی گھبراہٹ کیوں لاحق ہوئی کہ اس کو دور کرنے کے لئے خدا سے تطبیق دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئی مقالہ نگار صاحب اگر تعصب سے خالی ہو کر صرف اسی ایک واقعہ پر غور کریں گے تو ان کو اپنے پیش کردہ اصل کا بودا پن نمایاں ہو جائے گا لیکن ان کے اطمینان قلب کے لئے پیش کردہ مثالوں کے علاوہ بعض اور مثالیں بھی پیش کی جائیں گی۔ سر دست تو حضرت نوحؑ کے سوانح سے ہی ایک اور واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت نوحؑ کا قوم کو چیلنج

سورۃ یونس ع ۸ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے چیلنج کو جو انہوں نے قوم کو دیا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے واتل علیھم نبأ نوح اذ قال لقومہ یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی وتذکیری بآیات اللہ فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی ولا تنظرون اور پڑھ ان پر نوحؑ کے متعلق عظیم الشان خبر کو جب انہوں نے اپنی قوم کو کہا اے میری قوم اگر تمہارے درمیان میرا قیام اور میرا تمہیں اللہ کی آیات کے ذریعہ نصیحت کرنا اور تمہارے فرائض تمہیں یاد کرانا تم پر گراں گذرتا ہے یعنی تم اسے پسند نہیں کرتے کہ میں تمہارے درمیان ٹھہرا رہوں اور تمہیں نصیحت کرتا رہوں اور یہی وجہ تم مجھے یہاں سے نکالنے اور میری تبلیغ کو بند کرنے کی کوشش میں مصروف ہو تو سن لو کہ تم مجھے نکال نہیں سکتے اور اس مذموم غرض کو حاصل کرنے کی تمہاری تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی کیونکہ مجھے اپنے اللہ پر کامل بھروسہ ہے اور میرے تمام معاملات اسی کے سپرد ہیں وہی میرا کارساز ہے اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے شر سے محفوظ رکھے گا اور تمہیں مورد عذاب بنائے گا یہ تمام مفہوم فعلی اللہ توکلت سے نکلتا ہے جس کی تفصیل قرآن کریم کے دوسرے مقامات میں موجود ہے اس کے بعد حضرت نوحؑ قوم کو کھلے الفاظ میں چیلنج کرتے ہیں کہ اگر تم میرے توکل اور خدائی وعدوں کی سچائی آزمانا چاہتے ہو تو میرے خلاف جو منصوبے تم باندھ رہے ہو اور جو سازشیں کر رہے ہو اور جو تدابیر عمل میں لانا چاہتے ہو ان سب کو خوب مضبوط کر لو اور اپنے شرکاء کو بھی مدد کے لئے بلا لو اور اپنے ان منصوبوں کے متعلق یقینی طور پر دیکھ لو کہ ان میں کوئی کسر اور کمی تو نہیں رہ گئی کہ ناکامی کی صورت میں بعد ازاں تمہیں غم کا شکار بننا پڑے اور کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہنا پڑے کہ ہائے افسوس ہماری تدبیر میں یہ کمی رہ گئی تھی ورنہ ہم کامیاب ہو جاتے پس تمام کارروائی مکمل کر کے اپنے منصوبوں اور اپنی سازش کو عملی جامہ پہناتے ہوئے میرے خلاف جاری کر دو اور مجھے بچاؤ کے سامان مہیا کرنے کے لئے مہلت بھی نہ دو پھر دیکھ لو کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے کیا میری پیشگوئی تمہاری ناکامی اور میری کامیابی کے متعلق سچی ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور اس تمہاری

تباہی اور میری کامیابی میں خدائی ہاتھ کام کرتا ہوا تمہیں نظر آتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس کے بعد نتیجہ بھی بتلایا ہے کہ مکذبین کو غرق کیا اور نوحؑ اور اس پر ایمان لانے والوں کو نجات دی، اب مقالہ نگار صاحب اور ان کے ہمخیال لوگ غور کریں کہ اس سارے بیان میں کیا اپنی پیشگوئی کو حضرت نوحؑ نے اپنے صدق کے لئے بطور معیار پیش کیا ہے یا نہیں۔

قوم کا حضرت نوحؑ کی پیشگوئی کو غلط قرار دینا

سورۃ الاعراف ع ۸ میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے جب قوم کو کہا انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب وارد نہ ہو جائے تو قوم کے سرداروں نے کہا کہ تمہاری یہ پیشگوئی تو واضح غلطی پر مبنی ہے خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس سیدھے راستے سے منحرف ہو گئے ہو جو خدا سے تعلق پیدا کراتا ہے حضرت نوحؑ نے بھی جواب دیا کہ میں سیدھے راستہ سے نہیں ہٹا جو کچھ میں کہتا ہوں یہ خدا ہی کا پیغام ہے، میں نہیں خدا کا پیغام ہی پہنچاتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا میرا علم اس کے متعلق یقینی ہے اس لئے میری یہ پیشگوئی جیسا کہ تم کہتے ہو غلط نہیں نکل سکتی تمہاری نظر نہیں کہ تمام اسباب خدا کے قبضہ میں ہیں جنہیں کی تائید میں لگانا چاہے انہیں اس کی تائید میں لگا دیتا ہے اور جس کے خلاف انہیں استعمال کرنا چاہے اسکے خلاف استعمال کر لیتا ہے۔ اب غور کریں کہ کیا یہ الفاظ صاف نہیں بتلا رہے کہ حضرت نوح اپنی پیشگوئی کو حتمی اور یقینی بتلاتے ہوئے اپنے صدق کے ثبوت میں اسے پیش کر رہے ہیں۔

حضرت ہودؑ کی قوم کے متعلق پیشگوئی

حضرت ہودؑ نے بھی جب اپنی قوم عاد کو حق کی طرف دعوت دی تو یہی کہا کہ قبول کرنے کے نتیجہ میں روحانی اور مادی نعمتوں سے مالا مال کر دیئے جاؤ گے ورنہ عذاب الٰہی کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قوم نے انکار کیا اور ہودؑ کی ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے انہوں نے بھی قوم کو انہی الفاظ میں چیلنج کیا فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون یعنی جتنی تدابیر میری بیخ کنی کے لئے کر سکتے ہو کرلو پھر مجھے مہلت بھی نہ دو۔ بغیر ان کو عمل میں لے آؤ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ تمہاری تدابیر میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں کیونکہ میری پشت پر میرا خدا ہے جس کی مدد پر مجھے پورا بھروسہ ہے۔ میں نے اپنے ربّ کا پیغام تم کو پہنچا دیا ہے نتیجہ خود میری سچائی کو ظاہر کر دے گا۔

صالحؑ کی پیشگوئی

حضرت صالحؑ نے بھی قوم ثمود کو حق اور صداقت کی طرف دعوت دی انہوں نے بھی انکار کیا اور ان کی صداقت پر نشان طلب کیا اس مطالبہ پر انہوں نے کہا یقوم هذه ناقة الله لكم آية فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها بسوء فيأخذكم عذاب قريب یعنی یہ میری اونٹنی تمہارے لئے نشان ہے اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ اگر اسے تکلیف دو گے تو یاد رکھو کہ جلد ہی عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جاؤ گے قوم نے اس دھمکی کی پرواہ نہ کی اور اونٹنی کو ذبح کر ڈالا اس پر حضرت صالحؑ نے ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔ فقال تمتعوا في داركم ثلاثة ايام ذالك وعد غير مكذوب یعنی صرف تین دن اپنے گھروں میں متمتع ہو لو پھر عذاب الٰہی گرفت کرے گا اور یہ ایسا وعدہ ہے جو کبھی خطا نہیں جائیگا ضرور پورا ہو کر رہے گا اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اب بتلاؤ کہ کیا اس پیشگوئی کو صاف الفاظ میں اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش نہیں کیا گیا۔

حضرت شعیبؑ کی پیشگوئی

اسی طرح حضرت شعیبؑ کی دعوت کو جب اس کی قوم نے رد کر دیا اور ان کو تمسخر میں اڑایا تو انہوں نے بھی حق کو قبول نہ کرنے کی صورت میں عذاب کی پیشگوئی کی اور جب قوم نے عذاب کی دھمکی کو سن کر یہ کہا کہ ہم تو تمہاری قوم کا لحاظ کرتے ہیں ورنہ تمہیں ہلاک کر دیتے تیرا ہلاک کرنا تو ہمارے لئے مشکل نہیں ہے تو حضرت شعیبؑ نے بھی جواب دیا کہ میرا اللہ میرا محافظ ہے میری ہلاکت کے لئے جو طریقے بھی اختیار کرو گے میرے مولا نے ان سب کا احاطہ کیا ہوا ہے اس لئے وہ سب رائیگاں جائیں گے میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے میں اس کی حفاظت میں ہوں جاؤ اپنی جگہ پر جو زور لگانا ہے لگالو میں بھی جو کچھ کر سکتا ہوں کروں گا یعنی خدا کی نصرت اور اس کی مدد کا طالب ہوں گا پھر دیکھ لینا کہ ذلیل کرنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے ومن هو كاذب یعنی فریقین میں سے کاذب کون ثابت ہوتا ہے۔

اس پیشگوئی کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں کیا حضرت شعیبؑ کے الفاظ ومن هو كاذب کہ تم جان لو گے کہ ہم دونوں میں سے جھوٹا کون ہے صاف دلالت نہیں کر رہے کہ وہ اپنی پیشگوئی کو اپنی سچائی کے لئے بطور معیار پیش کر رہے ہیں کیا اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے اس سے بڑھکر واضح الفاظ بھی ہو سکتے ہیں۔

حضرت یونسؑ کی قوم کا واقعہ

حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو عذاب کی خبر دی اور جیسا کہ تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے اس کے لئے چالیس دن کی میعاد مقرر کی قوم نے آثار عذاب ملاحظہ کر کے توبہ کی طرف رجوع کیا اور گریہ وزاری میں مشغول ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ قدیم سنت اللہ کے مطابق عذاب ٹل گیا۔ حضرت یونسؑ کو جب اس کا علم ہوا تو وہ یہ کہتے ہوئے لن ارجع الیهم کذابا یعنی میں جھوٹا ہونے کی حالت میں قوم کی طرف ہرگز نہیں جاؤں گا شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قرآن کریم نے بھی صاف لکھا ہے وذا النون اذ ذهب مغاضبا یعنی وہ سخت غضب کی حالت میں وہاں سے چلے گئے۔ اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی بھی اپنی پیشگوئی کے حرف بحرف سچا نکلنے کی ہی توقع رکھا ہوتا ہے۔ پیشگوئی کے سچا نکلنے کی صورت میں صرف قوم ہی اسے کذاب نہیں سمجھے گی بلکہ وہ خود بھی اپنے آپ کو کذاب سمجھتے ہوئے قوم کو منہ دکھلانے کے قابل اپنے آپ کو نہیں سمجھتا کیا یہ یقینی ثبوت نہیں اس بات کا کہ نبی جو غیب کی خبر سے قوم کو اطلاع دیتا ہے اسے وہ اپنی سچائی کے ثبوت کے لئے بطور معیار ہی ٹھہراتا ہے اور عقل سلیم کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اسے معیار ہی سمجھا جائے۔ یہ واقعہ اس امر پر کافی روشنی ڈالتا ہے کہ عذاب کی پیشگوئی توبہ اور رجوع الی اللہ سے ٹل جایا کرتی ہے۔ مفصل بحث اس پر اپنے موقعہ پر کی جائے گی۔

حضرت نبی کریم صلعم کا بیش قیمت و قابل تقلید نمونہ۔

سب سے آخر میں نبیوں کے سردار حضرت خاتم النبیین صلعم کا عمل پیش کرنا چاہتا ہوں جن کے اسوہ کی پیروی کرنا ہم سب مسلمانوں پر نہ صرف فرض ہی قرار دیا گیا ہے بلکہ نجات حاصل کرنے کا صرف اسی کو ہی ذریعہ ٹھہرایا گیا ہے۔ آنحضور صلعم کے متعلق احادیث میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک دفعہ آنحضور صلعم نے مکہ والوں کے لئے سات سالہ قحط کی بددعا کی اور وہ دعا قبول ہوئی اور اہل مکہ سات سال قحط شدید کی گرفت میں آ گئے اس تکلیف شدید کی تاب نہ لا کر اہل مکہ کی طرف سے ابوسفیان مدینہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قوم فرعون کی طرح درخواست کی کہ اس قحط کے دور ہونے کے لئے دعا فرمائیں آنحضور صلعم کی دعا سے وہ قحط دور ہو گیا اس واقعہ کی طرف قرآن کریم کی سورۃ الدخان ع ۱ کی مندرجہ ذیل آیات میں اشارہ کیا گیا ہے فرمایا فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا عذاب اليم یعنی انتظار کرو اس دن کا جس دن آسمان

کھلا کھلا دھواں لائے گا (مراد اس سے قحط لی گئی ہے) یہ قحط لوگوں کو ڈھانپ لے گا یعنے اس کے اثر کے نیچے تمام اہل مکہ آئیں گے اور یہ دردناک عذاب ہوگا اس عذاب کو دیکھ کر یہ لوگ خدا کی طرف رجوع کرتے ہوئے دعا کریں گے (یہ دعا انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے کرائی) اے ہمارے رب اس عذاب کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لے آئیں گے (فرعونیوں کے بھی یہی الفاظ تھے) اللہ تعالے فرماتا ہے اس واقعہ سے نصیحت پکڑنا ان کے لئے کیسے ممکن ہوسکتا ہے حالانکہ رسول نے ان کے سامنے واضح دلائل اور نشانات اپنی صداقت کے رکھے لیکن انہوں نے نہیں مانا بلکہ اس سے منہ پھیر لیا اور کہا یہ رسول تو مجنون ہے کسی کی طرف سے اسکو سکھلایا جاتا ہے بہرحال چونکہ یہ رجوع کر رہے ہیں اس لئے ہم ان سے اس عذاب کو تھوڑے سے عرصہ کے لئے ہٹا دیتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ تم لوگ پھر اپنی شرارتوں کی طرف عود کروگے۔ پھر ہم اس سے بھی شدید گرفت میں تمہیں لے آئیں گے، ایسے نافرمان اور سرکش لوگوں کو ہم ضرور سزا دیا کرتے ہیں۔ سورۃ کے آخر میں پھر اس بات کو دہرایا ہے فارتقب انھم مرتقبون تو بھی انتظار کر یہ بھی انتظار کریں کہ غیب کی تمام خبریں جو رسول صلعم کو بتلائی گئیں ہیں پوری ہوکر آنحضور صلعم کی صداقت کو ثابت کرتی ہیں یا نہیں۔ ان آیات سے کیا واضح نہیں ہوتا کہ غیب کی خبر آنحضور صلعم اپنی صداقت کے لئے بطور نشان کے پیش فرما رہے ہیں۔

پھر الاحقاف ع۱ میں فرمایا ام یقولون افتراہ قل ان افتریتہ فلا تملکون لی من اللہ شیئا ھو اعلم بما تفیضون فیہ کفی بہ شہیدا بینی و بینکم و ھو الغفور الرحیم قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے افترا گھڑ لیا ہے ان کو کہہ دو اگر یہ میری طرف سے افترا ہے تو خدا تعالے کے عذاب سے تم مجھے چھڑا نہیں سکتے جو کچھ تم میرے متعلق کہہ رہے ہو کیا خدا اس کو نہیں جانتا وہ تم سے زیادہ اس حقیقت کو جانتا ہے وہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے۔ اس کا جو معاملہ میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ کھلی کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ مجھے اس کی نظر میں کیا مقام حاصل ہے۔ میں کوئی نیا رسول تو نہیں ہوں رسولوں کی پیشگوئیاں جس طرح پہلے پوری ہوتی رہی ہیں اسی طرح میری پیشگوئیاں بھی پوری ہونگی تم نے میری ایذارسانی کے لئے کیا کیا طریق اختیار کرتے ہیں اور خدا نے اس کی سزا میں تمہیں کس کس عذاب میں گرفتار کرنا ہے اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا مجھے تو جو کچھ خدا تعالے اپنی وحی کے ذریعہ بتلاتا ہے وہ تمہیں بتلا دیتا ہوں اور وہ یہی ہے کہ میں نہیں کھول کر بتلا دوں کہ تم اپنے موجودہ اعمال کے نتیجہ میں خدائی عذاب کی گرفت میں ضرور آؤ گے اور میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گا اور خدائی تائیدات اور نصرتیں میرے شامل حال رہیں گی کیونکہ خدا تعالے کی سنت یہی ہے کہ وہ ظالموں کو کامیابی عطا نہیں کیا کرتا کیسی واضح غیب کی خبر ہے جسے صداقت پر بطور دلیل پیش کیا گیا ہے

سورۃ محمد میں اللہ تعالے نے وضاحت سے یہ غیب کی خبر اپنے رسول صلعم کو دی کہ کفار کی تمام کوششیں جو وہ اسلام کو مٹانے کے لئے کر رہے ہیں اللہ تعالی ضائع کردے گا اور یہ دلیل ہوگی اس بات کی کہ محمد صلعم اور آپ پر ایمان لانے والے حق پر ہیں اور کفار باطل کے پیرو ہیں نیز یہ دلیل ہوگی اس بات پر کہ اللہ مسلمانوں کا مولے ہے اور کفار کا کوئی مولے نہیں۔

سورۃ الفتح میں مسلمانوں کو اللہ تعالے نے بہت سی فتوحات کا وعدہ دیا اور فرمایا کہ بہت سے مغانم تمہیں حاصل ہوں گے اور یہ ایفاء وعدہ بھی ان کے ہدایت پر ہونے کا ثبوت ہوگا۔

پھر سورت کے آخر میں اس رؤیا کے سچے ہونے کا ذکر کیا جس میں آنحضرت صلعم کو مکہ میں کامیابی کے ساتھ داخل ہونا دکھلایا گیا تھا اور بتلایا کہ اس رؤیا کا پورا ہونا بھی ثابت کر دے گا کہ آپ فی الحقیقت خدا کے رسول ہیں اور بغیر کسی شک کے آپ ہی ہدایت اور ایسا دین حق لے کر آئے ہیں جو سب دیگر ادیان پر غالب ہے۔

مطالبہ کفار پر بعض نشانوں کا دکھلانا

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ بعض نشانات کفار کے مطالبہ پر بھی دکھلائے گئے تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ مثلاً شق القمر کا معجزہ اور بیت المقدس میں بعض جگہوں کی جائے وقوع کا تعین کرنا وغیرہ

اتہام کی نفی

آنحضور صلعم کی شان میں یہ بھی فرمایا گیا وما ھو علی الغیب بضنین اس کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ غیب کے متعلق جو خبریں آنحضور صلعم بتلایا کرتے تھے یہ کبھی نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ پوری نہ ہوں اور آپ پر یہ اتہام لگایا جائے کہ آپ نے جھوٹی خبر دی۔

اصولی طور پر نشانوں کا ذریعہ ہدایت بتلانا

اس حقیقت پر روشنی ڈالنے والی آیات تو بکثرت ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ان کو چھوڑا جاتا ہے صرف دو آیتیں ذکر کرکے اس موضوع کو ختم کرتا ہوں جو اصولی طور پر اس امر پر روشنی ڈالتی ہیں کہ نشان ذریعہ ہدایت ہوتے ہیں اور ان کا دکھلانا ضروری ہے سورۃ الانعام ع۴ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ کفار کے اقوال تمہیں غمزدہ کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ تیری تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ خدا کی آیات کا انکار کرتے ہیں پہلے رسولوں کی بھی اسی طرح تکذیب ہوتی تھی انہوں نے بھی صبر سے کام لیا آپ بھی صبر سے کام لیں لیکن اگر ان کا اعراض آپ پر گراں گذرتا ہے تو اگر آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی تلاش کرسکتے ہیں تو کرلیں اور وہاں سے نشان لاکر ان سب کو ہدایت پر جمع کرسکتے ہیں تو کرلیں اس سے پتہ لگا کہ نشان ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔

سورۃ الانفال ع۱ میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہ جو کفار کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کی بشارت دی ہے اس سے خدا کا منشاء یہ ہے ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون کہ اللہ تعالے چاہتا ہے کہ اپنی ان پیشگوئیوں کے ذریعہ حق کو حق کرکے دکھلا دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق حق ثابت ہوجائے اور باطل باطل ثابت ہوجائے مجرم خواہ اسے ناپسند ہی کریں، پھر فرمایا اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے جو سامان ہم نے کئے وہ مسلمانوں کو بشارت دینے اور ان کے دلوں کو اطمینان بخشنے کے لئے تھے تا انہیں یقین ہوجائے کہ ان کو آئندہ بھی کامیابیاں خدا کی نصرت کے نتیجہ میں ہی ملیں گی۔

پیشگوئی کے غلط نکلنے پر اسلام چھوڑ دینے پر آمادگی۔

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالے نے غزوۂ خندق کے متعلق کمزور ایمان والے لوگوں کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے جب انہوں نے دیکھا کہ کفار کا لشکر اس قدر کثیر ہے کہ مسلمان اپنی قلت تعداد کی وجہ سے ان کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکیں گے اور ان کی شکست اور کفار کی فتح یقینی ہے تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہنا شروع کردیا ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا یعنے خدا اور اس کے رسول نے جو وعدے ہمیں کامیابیوں کے دیئے وہ سب دھوکہ اور فریب ہی تھے اس لئے اے اہل یثرب تم اس لشکر جرار کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور نہ اس کے سامنے ٹھہر سکتے ہو اس لئے اب اپنے دین یعنی اسلام سے رجوع کرلو یہی اب بچاؤ کا ذریعہ ہے یہ مسلمان کہلانے والے خدا پر بدظن ہوکر ہی ایسے کلمات منہ سے نکال رہے تھے فطرت انسانی کا یہ بالکل صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اگر مدعی رسالت کی ایک پیشگوئی بھی غلط نکلے تو اس کی صداقت پر ایمان لانا محال ہوجاتا ہے یہ تو کمزور... مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا ہے لیکن حضرت عمرؓ جیسے پختہ ایمان والے اور اخلاص سے بھرا ہوا دل رکھنے والے مسلمان نے کیا حضرت نبی کریم صلعم کو مکہ میں عمرہ کے

(باقی بر ص۵ اشتہار کے نیچے)

بی اے سونر

جلسہ ہائے یوم وصال

لاہور میں بسلسلہ اشاعت گزشتہ

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

ربانی سلسلوں کی امتیازی خصوصیات یہ ہوتی ہیں:-

(۱) وہ خاص علم الکلام لاتے ہیں۔ جو اس زمانہ میں قابل قبول اور ضرورت کے مطابق ہوتا ہے

(۲) وہ ربانی شخصیتیں ایسی جماعتیں تیار کرتی ہیں جو اپنے زمانہ میں فقید المثال ہوتی ہیں اور اپنے گرد ایسے لوگ جمع کر لیتی ہیں جو کردار اور اعمال میں منفرد ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ آپ نے ایسے پاکیزہ لوگ پیدا کئے مامورانِ الٰہی کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ کتاب سکھاتے ہیں اور لوگوں کی زندگی پاک و مطہر کر دیتے ہیں۔ آپ نے حکمت و معرفت سکھلایا اور قوم کو مثالی کردار کا حامل بنا دیا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا اصحابی کالنجوم میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں، جن کی پیروی سے راہیں اور منزلیں ملتی ہیں۔ یہی کیفیت میں نے اس وقت کے امام الزمان کی جماعت میں دیکھی ہے میں نے حضرت مرزا صاحبؑ اور حضرت مولانا نورالدین مرحوم کو نہیں دیکھا۔ ان کے حالات کتابوں میں پڑھے ہیں۔ مگر میں نے ایسے لوگوں کو ضرور دیکھا ہے جو حضرت امام الزمانؑ کے شیدائیوں اور عاشقوں میں سے تھے ان کی عملی زندگی اور کردار و اعمال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کیسے تھے۔ میں نے جن بزرگوں کو بچپن سے دن رات دیکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا ذکر کروں۔ مگر تھوڑے سے وقت میں سب کا بیان نہیں کر سکوں گا۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے جو جماعت بنائی اس کے چودہ ممبر تھے۔ مولنا نورالدینؓ اس کمیٹی کے پریذیڈنٹ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ۱۳ ممبر رہ گئے تھے۔ ان میں سے چھ آدمی قادیان رہ گئے اور سات آدمی اس طرف آ گئے۔ لاہوری جماعت تعداد کے لحاظ سے چھوٹی تھی اور لوگ کہتے رہے ڈھائی ٹوٹیاں اور نتو باغبان۔ لیکن جو اشخاص حضرت مرزا صاحبؑ کے معتمد علیہ تھے اس جماعت میں کثرت ان کی ہے

جو سات بزرگ لاہور میں آ گئے تھے۔ وہ ہیں مولنا محمد علی صاحبؒ خواجہ کمال الدین صاحبؒ مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ۔ شیخ رحمت الٰہی صاحبؒ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ ان میں سے پانچ آدمی یعنی شیخ رحمت الٰہی صاحب۔ مولانا محمد علی صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ہاتھ کی پانچ انگلیوں کے برابر تھے۔ اور بھی احباب تھے۔ یہ پانچ بے نظیر شخصیتیں تھیں۔ ان بزرگوں کو دیکھ کر میں نے احمدیت کو دیکھا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ان اکابرین کے حالات لکھوں۔ یہ ایسی قابل قدر ہستیاں تھیں کہ ان کی زندگی کو عام کیا جائے اور اس طرح قوم کو زندہ کیا جائے۔

میں اس صحبت میں شیخ رحمت اللہ صاحب کا ذکر کروں گا۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے فوت ہوئے تھے آپ بہت ہی قابل قدر بزرگ تھے۔ اس جماعت کے نائب صدر تھے اور امین بھی۔ آپ تاجر تھے۔ لیکن اس قسم کے باکمال تاجر تھے جن کو امین کہا جاتا ہے۔ وہ بڑے خوبصورت باوقار چہرہ سفید ریش رکھتے تھے اور سر پر خوبصورت عمامہ باندھتے تھے ٹائی اور ٹوپی بھی لگاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو انگریزوں سے تجارتی معاملات پڑتے تھے اور آپ کو انگلستان بھی جانا پڑتا تھا۔ وہاں بھی اُن کی ایک بیوی تھی۔ آپ ایک مومن تاجر تھے۔ لاہور میں اُن کی سب سے بڑی دکان تھی۔ تمام ریاستوں کے راجے مہاراجے اور انگریز ان سے کپڑے بنواتے تھے۔ ابتدا میں آپ نے معمولی سا کاروبار شروع کیا۔ پھر خدا نے برکت ڈالی نوجوانی کے عالم میں احمدی ہو گئے۔ گجرات میں قیام تھا ایک مقدمہ کے سلسلہ میں آپ پر مصیبت پڑی، پیروں درویشوں کے پاس بھاگتے پھرتے رہے۔ کسی نے کہا مرزا صاحب سے دعا کراؤ۔ آپ اُن کے پاس گئے حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ ہم دعا کریں گے۔ لیکن مقدمہ کے حالات خراب ہوتے چلے گئے حضرت مرزا صاحبؑ ہمیشہ صبر کی تلقین فرماتے رہے بالآخر مقدمہ ان کے حق میں ہو گیا۔ اس پر مرزا صاحبؑ سے آپ کو بڑا عشق ہو گیا۔ اپنے عشق کے اظہار کے لئے نئے نئے کپڑے سلا کر آپ بھجواتے رہے ایک دفعہ ایک گھڑی لے گئے۔ حضرت صاحب نے پوٹلی میں باندھ کر رکھ لی۔ پھر ایک دفعہ شیخ صاحب آئے اور گھڑی کے متعلق بات چیت ہوئی کہ کیسی چلتی ہے پتہ لگے تو بتاؤں کیونکہ دیکھی نہیں۔ ایک دفعہ انگریزی گرگابی لے گئے۔ آپ نے پہنی لیکن دایاں پاؤں بائیں میں، اور بایاں دائیں میں ڈال دیا۔ اس سے آپ کو تکلیف ہوئی، آپ نے فرمایا کہ ہمارے کام کی چیز نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے وصال کے موقعہ پر شیخ صاحب نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ پاؤں سرد ہو رہے ہیں۔ آپ نے اعلیٰ درجہ کے دستانے لا کر پیش کر دیئے شاید برودت اس سے دور ہو جائے۔ آپ بے نظیر انسان تھے اپنے کاروبار اور بہت بڑی تجارت کے باوجود ہر روز شام کو احمدیہ بلڈنگس آتے شام کی نماز کے وقت پانچوں بزرگوں کا اجتماع ہوتا۔ میں بچہ تھا۔ تمام انجمن کے کام روزانہ مشورہ سے طے ہوتے تھے۔ آپ انجمن کے امین تھے۔ ایک ایک پیسہ کا حساب رکھتے تھے۔ مجھے یاد ہے گرمی کے دن تھے مجمع تھا۔ سیکرٹری صاحب نے چار آنے کی برف لانے کو کہا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ چار آنے کی نہیں صرف ایک آنے کی لاؤ۔ تین آنے انجمن کے ضائع نہ کرو۔ یہ کیفیت تھی انجمن کے لئے ان کی ہمدردی کی۔ روزانہ سات نمازیں پڑھتے تھے۔

یہ حضرت مرزا صاحبؑ کا کمال ہے کہ اس قسم کے لوگ پیدا کئے اور پھر علم الکلام ایسا ہے کہ آج لوگ ان کی کتابوں سے استفادہ حاصل کرتے ہیں مخالف مولوی مولنا محمد علیؒ صاحب کے قرآن سے استفادہ کرتے اور درس دیتے ہیں ایسے ربانی لوگ مقناطیس کی طرح ہوتے ہیں جو دوسروں کو کھینچتے ہیں۔ لیکن دوسری چیز کے اندر بھی کھنچ جانے کی صلاحیت ہونا چاہیئے حضرت عمرؓ کے اندر بھی کھنچ جانے کی صلاحیت تھی وہ کھنچے چلے آئے۔ لیکن ابوجہل میں یہ صلاحیت نہ تھی وہ رہ گیا۔ بڑے لوگ اچھے لوگوں کو کھینچ لیتے ہیں۔ سر سید نے شبلی۔ حالی اور ذکاء اللہ جیسے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی اپنی طرف بہترین لوگوں کو کھینچا۔ جو ہماری تاریخ کے درخشاں ستارے ہیں۔ ہمیں اپنے اندر بزرگوں کا رنگ پیدا کرنا چاہیئے۔ ورنہ گالیاں بھی کھائیں۔ اور اچھا کردار بھی پیش نہ کرنا ایسا ہی ہے کہ نہ دین کے رہے نہ دنیا کے۔ آپ کی تقریر کے بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

بھدرواہ (کشمیر) میں یوم وصال

۲۶ رمئی ۱۹۶۲ء کو بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) میں مقامی انجمن کے زیر اہتمام یوم وصال کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی تیاری تقریباً ایک ماہ پہلے سے تھی۔ چونکہ اس بستی میں ۲۵ تا ۲۷ مئی ۱۹۶۲ء تک جماعت اسلامی کی صوبائی کانفرنس کا پروگرام نشر ہوا تھا۔ اور ۲۶ رمئی سارا دن جماعت اسلامی کے جلسہ اور تقاریر کی وجہ سے عوام کی مصروفیت کا ذریعہ بن چکا تھا ہماری انجمن کے اراکین نے ایسے حالات میں کھلے بازار میں اور ½ ۷ بجے سے پہلے اپنا جلسہ کرنا ملتوی کر دیا۔ تاکہ عام مسلمان اور اراکین جماعت اسلامی بدگمانی سے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ گویا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ نے ان کے مقابلہ پر جلسہ کر کے ان کے پروگرام

میں کسی طرح حارج ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے ہماری مقامی انجمن نے اپنے اطلاع نامہ میں بعد نماز شام اپنا جلسہ اپنی قدیم مسجد میں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ مسجد کے اندر اور باہر مستورات کے لئے مخصوص انتظام کیا گیا۔ اور مردوں کی خاطر الگ نشست کا انتظام تھا ½ ۸ بجے سے ہی عام لوگوں اور مستورات کی آمد شروع ہوگئی اور مغرب کی نماز تک ساری نشست گاہ عقیدتمندوں سے بھر گئی۔

جلسہ کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے مدرسہ احمدیہ بھدرواہ کے طلبا عزیز عبدالرشید گنائی اور رحمت اللہ منذا نے یکے بعد دیگرے تلاوت قرآن مجید خوش الحانی سے کی بعد ازاں جماعت کی تائید ۔۔۔۔ جلسہ کی صدارت کے لئے جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کا اسم گرامی تجویز ہوا۔ اور باقی کارروائی صدر موصوف کی صدارت میں تکمیل پذیر ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد عزیزم عبدالحفیظ صاحب نے ایک نظم "عزیزو میری یاد رکھنا نصیحت" کے عنوان سے پڑھی۔ جو بے حد مفید نتائج سے پُر تھی اس کے بعد چوہدری عبدالرشید صاحب گنائی نے "حضرت مرزا صاحب کا وجود اور منصب صداقت اسلام کی دلیل ہے" کے عنوان سے ایک مختصر تقریر کی اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عشق دین واضح کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد مدرسہ احمدیہ کی دو طالبات، نسیم اختر گنائی، نسیم اختر خان نے ایک نعت مستورات کے مجمع سے ترنم کے ساتھ پڑھی۔ اس کے بعد خواجہ عبدالحفیظ صاحب نے "مسیح موعودؑ پر ناحق الزامات" کے عنوانات سے ایک مدلل تقریر فرمائی جس میں دعوے نبوت اور دوسرے چند ایک غلط الزامات جو مخالف لوگ حضرت مسیح موعودؑ پر لگاتے ہیں کے مختصر مگر جامع جوابات دیتے ہوئے مسیح موعودؑ کا بلند مقام واضح کیا۔ ازاں بعد چوہدری عبدالشکور صاحب گنائی نے "حضرت میرزا صاحب خادم اسلام تھے" کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے چند واقعات پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس صدی میں صرف حضرت مرزا صاحب کا وجود ہی ہے جس کے ذریعے اسلام کی خدمت صحیح رنگ میں ہوئی ہے۔

اس کے بعد غلام محمد صاحب گنائی طالب علم نے "او تمین سے اسلام سے نہ بھاگو ..... الخ" کے عنوان کی نظم نہایت خوش الحانی سے سنائی۔ اور پھر عبدالحمید اور محمد اقبال اور دوسرے طلباء نے متعدد منظوم کلام اور مکالمے سنا کر اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم خدمات اسلام کا تذکرہ کر کے سامعین کو مسرور اور مستفید کیا۔ ازاں بعد جناب ماسٹر عبدالکریم نے سیرت مسیح موعودؑ پر مختصر سی تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری قومی اور ملی تقاریب ہمارے سامنے ہمارے اسلاف کے کارناموں کی تصاویر پیش کرتی ہیں۔ ان

کے دوہرانے سے ایک تاثر ملتا ہے جس سے ہم سبق اخذ کر کے دنیا اور آخرت میں زندگی کا اصل مقصد پا سکتے ہیں ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور سلسلہ کی تاریخ ہماری ذمہ داریوں کی شاندہی کرتی ہے۔ سو ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہیئے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنا چاہئے

آپ کے بعد رحمت اللہ صاحب اور عبدالرشید صاحب طلباء مدرسہ احمدیہ کی اس خواہش پر کہ انہیں بھی کچھ مزید کہنے کی اجازت دی جائے رات کا بہت سا حصہ گذر جانے کے باوجود سامعین نے ان کے منظوم کلام اور تقاریر کو پورے سکون و شوق سے سنا۔

آخر پر صدر جلسہ جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب نے کارروائی پر ریویو کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجدید دین۔ احیائے اسلام، ملی اور سماجی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچے خدا کے وجود کا پتہ دیا ہے۔ حضرت اقدسؑ کا پُر معارف کلام مردہ دلوں اور شک میں پڑے ہوئے لوگوں کے لئے مسیحائی کا حکم رکھتا ہے ہمیں اس بات کے لئے خداتعالےٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس لادینی اور مادہ پرستی کے زمانہ میں ایک ایسا راہبر ہمیں ملا ہے جو دنیا کے سامنے سچے اور زندہ خدا کا وجود پیش کرتا ہے اس وقت اسلام کے سچا مذہب ہونے کا ثبوت ماسوائے احمدیہ جماعت کے اور کوئی فرقہ یا مذہب پیش نہیں کر سکتا آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کی چیدہ چیدہ پیشگوئیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ حضرت اقدسؑ نے خدا کے منکروں کو اپنی زندگی اور تعلق باللہ سے دندان شکن جوابات دیئے۔ اسی سلسلہ میں جناب چوہدری صاحب نے وفات مسیح ناصریؑ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس عقیدہ کو دنیائے اسلام اور عوام و خواص کے سامنے پیش کرنا اسلام کی ایک بڑی خدمت ہے اور حضرت مرزا صاحب کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت اور عظمت اسلام پر چار چاند لگانے کا موجب ہے وفات مسیحؑ کے عقیدہ کو مان کر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری اور کامل نبی ثابت ہوتے ہیں اور اسی عقیدہ کو تسلیم کر کے ایک مسلمان سچے معنوں میں عظمت اسلام اور اکملیت دین کا قائل ہو جاتا ہے۔ اپنی تقریر میں جناب چوہدری صاحب موصوف نے اس بات کو واضح کیا کہ حضرت میرزا صاحب نے اپنے شاگردوں اور ماننے والوں میں بلند کردار اور عمدہ اخلاق و اخلاص کی تخم ریزی کی ہے۔ اگر ہم لوگ سچے معنوں میں احمدی یا اسلام کے صحیح پیروکار اور بلند کردار کے مالک نہ بنے اور ہمارے ہمسائے اور ہمارے دوست اور دشمن بھی اگر ہمارے کردار اور اچھے اخلاق کے قائل نہ ہوئے تو صرف زبان سے احمدی احمدی کہنا اور اس قسم کے بڑے بڑے جلسے کرنا بے سُود ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے کہ جن کے پاؤں نازک ہیں یعنی (اچھے اعمال بجا نہیں لاتے) وہ میرے پیچھے نہ آئیں ان کو وداع کا سلام۔ وہ مجھ سے جدا ہو جائیں ورنہ وہ میرے کاروبار اور مشن کو بدنام کرنے والے ہوں گے۔

اس کے بعد دعا ہوئی اور .... سینکڑوں مردوں اور مستورات نے نماز عشا با جماعت پڑھی اور اسلام کی ترقی، مبلغین اور حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی۔

خدا کے فضل و کرم سے اس جلسہ نے تربیتی لحاظ سے حاضرین جلسہ پر بہت اچھا اثر لیا۔

والسلام

ماسٹر عبدالکریم احمدی
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
بھدرواہ کشمیر

پشاور میں یوم وصال

مؤرخہ ۲۶ر مئی ۱۹۶۲ء بوقت ساڑھے چار بجے ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن، صدر جماعت پشاور، احمدیہ مسجد پشاور میں منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز صاحبزادہ فضل علی خان امام مسجد پشاور کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر بابو محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سنانے کے بعد چند اشعار بھی نہایت خوش الحانی سے پڑھے اور محمد آدریس خان میڈیکل سٹوڈنٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ پر پُر سرکن تقریر کی بعد میں عزیزم محمد جمیل الرحمن نے "حضرت مسیح موعود کا جذبہ روحانی" کے موضوع پر نہایت ہی مدلل تقریر کی۔ عزیز موصوف نے نہایت وضاحت سے بتایا کہ کس طرح لوگ فاسد خیالات لے کر آپؑ کی مجلس میں جاتے اور وہاں سے پھر پاک وجود لے کر واپس ہوتے عزیز نے مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کا قبول احمدیت کا واقعہ نہایت تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح مولوی غلام نبی صاحب حضرت صاحبؑ کے خلاف لدھیانہ میں وعظ کرتے ہوئے ہزارہا لوگوں سے داد تحسین حاصل کر رہے تھے کہ اچانک حضرت مسیح موعودؑ جو ان دنوں لدھیانہ کے اسی محلہ میں ٹھہرے ہوئے تھے انکی ملاقات ہوگئی اور مصافحہ کرتے ہی کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہوئے مردانہ کمرے میں چلے گئے اور دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے آپ کی روحانی قوت آپ پر اثر کر چکی تھی ایک سوال کے بعد بیعت کر لی اور نبی اکرمؐ کا سلام آپ کو پہنچایا۔

عزیز موصوف نے اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے بیان کر کے واضح کیا کہ یہی مولوی صاحب جو مخالفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے ایک ہی ملاقات میں حضرت صاحبؑ کے عاشق زار بن گئے۔ اسی طرح کئی اور واقعات بیان کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس کے بعد محمد الرحمن صاحب نے حضرت مسیح موعود

کی تعلیم" کے موضوع پر تقریر کی اور اپنی تقریر کا دارو مدار حضرت صاحبؑ کی اپنی تحریرات پر رکھا کشتی نوحؑ سے آپؑ کی نصائح پڑھکر احباب کرام کو سنائیں اور فرمایا کہ یہی تعلیم جماعت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے انہوں نے کہا ...... کہ گزشتہ بیٹھنے والوں نے آپ سے یہ تعلیم حاصل کی اور وہ متقی۔ پارسا اور باعمل انسان بن گئے خود ہی پاکیزگی حاصل نہ کی بلکہ ان لوگوں کے وجود دوسروں کے لئے بھی رہنمائی و ہدایت کا موجب ہو گئے۔ بندہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے دو اصحابیوں کا نمونہ دیکھ کر ہی اس پاک جماعت کا ممبر بنا اور یہ نورانی بزرگوں کا نتیجہ ہے وہ ہیں حضرت قبلہ مولانا محمد یحییٰ خاں صاحب مرحوم مغفور اور ان کے بھائی خود مولانا محمد یعقوب خان صاحب مرحوم و مغفور جو حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق تھے یہ لوگ تھے جو خود روشن ہوئے اور دوسروں کو روشنی بخشی۔

آپ کے بعد صوبیدار میجر عبدالحکیم خان صاحب نے "جماعت کی زندگی اس کی مضبوط تنظیم میں ہے" کے موضوع پر تقریر شروع کی آپ نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مل کر کام کرو۔ یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے تمام دنیا کو دی تھی اور قرآن کریم نے حکم دیا تھا "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اس حکم پر عمل کیا اور وہ تمام دنیا پر چھا گئے۔ مگر مرور زمانہ کی وجہ سے مسلمانوں نے اس حکم کو بھلا دیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ان میں ہر رنگ میں انحطاط پیدا ہو گیا ایسی حالت میں خدا نے اپنی سنت کے مطابق اپنا مامور بھیجکر اسی بھولے ہوئے سبق کو یاد دلایا اور فرمایا کہ سب مل کر اشاعت اسلام میں لگ جاؤ اور قرآن کو لے کر دنیا میں پھیل جاؤ۔ آج جہاد کبیر کا وقت ہے آپؑ کے جانشینوں نے یہ کام باحسن وجوہ سرانجام دیا اور وہ دنیا میں قرآن کو لے کر نکل گئے۔

آپ نے کہا کہ یہ کام ایک ضبط اور تنظیم و نسق کا محتاج ہے اور وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ جماعت کے تمام ممبر متقی ہوں باعمل ہوں۔ اپنے امیر اور صدر جماعت اور دیگر کارکنوں سے پورا پورا تعاون کرنے والے ہوں تبلیغی جماعت میں انتشار کا وجود قطعاً نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی۔ شفقت اور محبت۔ جماعت کے ممبروں کا اخلاقی فرض ہے اس کے بغیر جماعتیں زندہ نہیں رہ سکتیں۔ آپ نے فرمایا میں فوجی آدمی ہوں اور جانتا ہوں کہ کسی جماعت کی کامیابی میں تنظیم کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ آپ کی تقریر ہر رنگ میں قابل تحسین اور سبق آموز تھی۔

آپ کے بعد صدر جلسہ جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو اپنے کام اور عملوں کا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہم نے جو وعدہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرتے ہوئے کیا تھا ہم اس کو پورا کر رہے ہیں اور ہمارے اعمال اس پاک جماعت کے شایاں شان ہیں۔ یہ محاسبہ کرنا آج جماعت احمدیہ کے ہر ممبر کا فرض ہے۔ آپ نے طالب علمی کے واقعات بتاتے ہوئے جبکہ وہ قادیان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اس ضمن میں آپ نے سن ۱۹۰۰ء کا اپنا تجربہ کردہ ایک خود کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ہم بچے تھے لیکن ہماری یہ کوشش ہوتی تھی کہ صبح سویرے مسجد میں پہنچ جائیں تاکہ تہجد پڑھنے کے لئے جگہ مل جائے۔ اس وقت قادیان میں صحیح تقوے اور پاکیزگی نظر آتی تھی۔ یہ ایک فرشتوں کی جماعت ...... تھی اور ہمیں چلتے پھرتے فرشتے نظر آتے تھے۔ آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے چوروں کو قطب بنا کر دکھایا ہے آپؑ کی جماعت کے لوگ تقویٰ کے بلند معیار پر پہنچ گئے۔ دشمن بھی ان کے تقوے کا معترف ہے اگر کسی عدالت میں احمدی کی شہادت ہوتی تھی تو مجسٹریٹ باقی شہادتوں کو نظر انداز کر کے محض اسی پر فیصلہ دے دیتا تھا۔ ایک مدت تک یہ شہرت جماعت کو حاصل رہی ہے۔

آپ نے فرمایا حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں لاہور بھی ہر ایک ممبر جماعت ایک زندہ مبلغ تھا وہ تبلیغ کے لئے دیوانہ وار پھرتے تھے اور اپنے عمل اور متقیانہ نمونہ سے جو تبلیغ کرتے تھے وہ بہ نسبت زبانی تقاریر کے زیادہ موثر ہوتی تھی یہی ہمارے سیکرٹری تنظیم و تبلیغ نے کہا ہے کہ وہ محض بعض بزرگوں کا تقوے اور عمل دیکھ کر احمدی بنے ہیں۔ کیونکہ آنکھ کے دیکھے کا اثر سماع سے زیادہ ہوتا ہے یہی چیز تھی جو اثر رکھتی تھی آج بھی ہر ممبر اپنی اپنی جگہ پر مبلغ کا کام دے سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک سچے احمدی کو دنیا کا کوئی لالچ اپنے مشن سے نہیں ہٹا سکتا وہ تقوے کی راہ پر ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ صداقت اس کا شعار ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے دوران ملازمت میں کئی ایک ایسے واقعات پیش آئے جو کسی عام انسان کو تقوے کی راہ سے ہٹانے کے لئے کافی تھے مگر خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعودؑ سے وابستگی کی وجہ سے بڑے سے بڑا لالچ بھی مجھے صحیح مسلک سے ایک ذرہ نہیں ہٹا سکا۔ اور ہمیشہ حق اور صداقت میرا شعار رہا ہے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہم میں سے ہر ایک کو مبلغ بننا چاہیئے اور تبلیغ کا بہترین ذریعہ اپنا عمل ہو۔ ہم اپنے صحیح عمل سے جماعت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں، خشک وعظ کچھ اثر نہیں رکھتے۔ آخر میں آپ نے فرمایا ہم ڈاکٹر لوگ زیادہ خلق خدا کی خدمت کر سکتے ہیں اور ہمارا عمل عوام پر زیادہ اثر انداز ہو سکتا ہے۔ فرمایا میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ میں خلق خدا کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکوں۔ وقت کی قدر کرنا اسلامی شعار ہے بدقسمتی سے مسلمانوں نے اس کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ آج ہماری جماعت کے افراد کو اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہمارا کام تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسلام ہے

آج جہاد کبیر کا وقت ہے۔ دنیا میں قرآن لے کر پھیل جانا چاہیئے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے یقیناً یہ کام بطریق احسن سرانجام دیا جس کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے آج بھی ہمارے مبلغ بیرونی ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ پہلے سے دس گنا زیادہ کام ہو اور دس گن زیادہ مشن کھلیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی تقریر نہایت موثر اور سبق آموز تھی۔ تقریر کے بعد آپ کرسی صدارت ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کے سپرد کر کے کسی ضروری کام کے لئے تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب کی صدارت میں دو تقاریر ہوئیں پہلے شیخ شریف احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ کنٹرولر آفس نے تقریر کی اور فرمایا کہ صحیح احمدیت ان لوگوں میں ہے جو حضرت صاحبؑ کی پاک صحبت سے براہ راست فیض یاب ہوئے۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے مجدد اعظم جیسی عظیم کتاب لکھ کر جماعت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ جماعت ربوہ کے اکابرین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ وہ عظیم کتاب ہے جو احمدیت کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی کم مخالفت نہیں ہوئی عیسائی مخالف۔ آریہ مخالف۔ برہمو سماجی مخالف۔ ہمارے مولوی مخالف غرضیکہ مخالفت کا ایک طوفان تھا مگر آپ ایک جری پہلوان اور فاتح جرنیل کی طرح ہر میدان میں ڈٹے ہوئے نظر آتے ہیں جب مخالفین کی طرف سے کوئی اعتراض ہوتا تو آپؑ ان کا مکمل جواب لکھ کر دے دیتے۔ آپؑ نے عیسائی حکمرانوں کے دور میں ان کے خدا کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت صاحبؑ کے اندر سب سے بڑھکر غیرت اسلام کے لئے تھی جب اسلام پر یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کوئی حملہ کرتا تو آپ بے چین ہو جاتے اور اس وقت آرام کرتے جب اس کا جواب دے لیتے۔ آپؑ کا سب سے بڑا مقصد اسلام کے نور سے مغرب کو منور کرنا تھا۔ چنانچہ آپؑ کے غلاموں نے آپ کے انفاس طیبہ سے مستفیض ہو کر اس کام کو کر دکھایا۔ آپ احمدیوں کو جرأت سے کام لینا چاہیئے اور اپنے آپ کو احمدی کی حیثیت سے پیش کرنے میں فخر محسوس کرنا چاہیئے۔ احمدیت کو عملی اور علمی رنگ میں پیش کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔

اس کے بعد مولوی عبداللہ جان خان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں کہ آیا دنیا کے کسی کام میں کوئی بددیانتی تو نہیں کی اسی طرح دین کے کاموں میں محاسبہ یہ ہے کہ آیا آج ہم نے کوئی بدی اور برائی تو نہیں کی اور آج سب نے خدا کی رضا کے لئے کیا کیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ان کے ملفوظات پڑھکر سنائے اور آخر میں فرمایا کہ ہم بڑوں کو بھی مہینہ میں ایک مجلس کرنی چاہیئے بچوں کی تو ہوتی ہی ہے۔ آپ کی نصائح بہت قابل قدر اور لائق عمل تھیں۔ نیز

برلن مسلم مشن میں تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۴)

مسجد میں آکر احباب کے سامنے اعلان کیا اور ایک خاتون نے مغربی جرمنی سے بذریعہ تحریر مسجد سے فارم پُر کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

۲۴ ر مارچ کو نماز جمعہ کے بعد ایک مسلمان خاتون مسز شیخ کا نماز جنازہ پڑھا۔ شیخ صاحب یہاں انجنیئرنگ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اب واپس انڈیا چلے گئے ہیں۔

قبرستان کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا مقامی حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو عرصہ سے دیا گیا ہے۔ اور اس کا انتظام ترکی سفارت خانے کے ہاتھ میں ہے میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ وہ اپنے کونسلر کو کہیں کہ وہ ان کی بیوی کے لئے ترکی کونسل سے قبر کے لئے جگہ طلب کریں۔ انڈین کونسل ان دنوں ایک مسلمان تھے۔ انڈین کونسلر نے مجھے فون کیا کہ قبر کے لئے جگہ نہیں ملی۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ یہاں صرف چند قبروں کی جگہ ہے اور وہ جگہ خاص حالات کے لئے ریزرو کی گئی ہے۔ وہاں دفنانے کے لئے وزارت کی اجازت لینی پڑے گی۔ گذشتہ سال ایک پاکستانی پروفیسر قریشی کی وفات پر بھی کچھ دقت ہوئی۔ یہ پروفیسر صاحب یہاں برلن میں فری یونیورسٹی برلن میں عربی پڑھاتے تھے۔ اُن کی وفات پر اُن کے داماد دہلی سے اُڑ کر یہاں پہنچے اور میرے پاس آئے تا میں اُن کے دفنانے کا انتظام کروں اُن دنوں پاکستانی سفیر کو بان میں ٹیلیفون کیا گیا اور انھوں نے ترکی سفیر سے اجازت لے دی اور معاملہ حل ہو گیا۔ لیکن اس دفعہ انڈین کونسلر ترکی سفیر سے اجازت لینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ متوفیہ کو کافی دیر انتظار میں رکھا نہ جا سکتا تھا۔ لہٰذا مجبوراً اس مسلمان خاتون کو ایک عیسائی قبرستان میں دفنا دیا گیا۔ یہ قبرستان مسجد کے متصل واقع ہے۔

قبرستان کے لئے نئی جگہ لینے کے لئے میں نے حکام سے ملاقات کی ہے۔ یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ لیکن حکام نے امید دلائی ہے کہ وہ ہر طرح سے مسلمانوں کی اس ضرورت کو پورا کرنے کی سعی کریں گے۔

مسجد میں خدا کے فضل سے ہر جمعہ کو اجتماع ہوتا ہے۔ اور ہر ہفتہ کی شام کو بھی اجتماع ہوتا اور اسلام پر گفتگو ہوتی ہے۔ ہفتہ کو آنے والے احباب کی تعداد کبھی کم کبھی بہت کم کبھی زیادہ اور کبھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ گذشتہ ماہ جمعہ کے دن ہماری نماز کی تصویر اتاری گئی۔ اور بتایا گیا کہ یہ تصویر امریکہ میں کسی نمائش میں بھیجی جائے گی۔

اسی طرح مغربی جرمنی میں ۱۱ر اپریل کے ایک اخبار "میلبر کرائش بلاٹ" میں مسجد کی تاریخ اور اس کی کارروائیوں پر ایک مقالہ شائع ہوا۔ اس میں لکھا ہے کہ جرمن زبان میں قرآن کریم کا پہلا ترجمہ مولٰنا صدر الدین صاحب نے کیا ہے۔

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

نوٹ:- حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز پڑھ کر نہ سوئے خدا کرے اس کی آنکھوں میں نیند نہ آئے۔ اس دعا کو آپ نے تین دفعہ دھرایا۔

اکثر لوگ عشا اور فجر کی نمازوں کے وقت گھروں میں حاضر ہوتے ہیں لہٰذا نماز باجماعت سے غیر حاضر رہنے کا ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تکلیف میں بھی ہو تو گھسیٹ کر مسجد میں حاضر ہونے کا حکم ہے عشاء اور فجر کی نمازوں میں انسان کو نماز باجماعت کے لئے کچھ تکلیف اُٹھانی پڑتی اور ایک قسم کا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ عشق الٰہی میں بطیب خاطر تکلیف اُٹھانے والے اس تکلیف میں لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں ؎

چیست آں ہرزہ جان و تن کہ نہ سوخت
آتش اندر دلے بزن کہ نسوخت ؎ (مسیح موعودؑ)

ضرورت رشتہ

(۱)۔ ایک لڑکی کے لئے جس کی عمر پچیس سال ہے ایف اے تک تعلیم ہے اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہے ایسے رشتہ کی ضرورت ہے جو معقول روزگار رکھتا ہو تعلیم یافتہ صحت مند اور معزز خاندان سے متعلق ہو۔

(۲) دو لڑکیوں کے لئے جن میں سے ایک ایف اے اور دوسری میٹرک ہے تعلیم یافتہ معقول روزگار رکھنے والے دیندار رشتوں کی ضرورت ہے۔

خط و کتابت:-

حبیب الرحمٰن صادق
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

؎ یعنی وہ جان و تن کیسے بے ہودہ ہیں جو عشق الٰہی میں نہیں جلتے۔ ایسے دل کو آگ لگا دو جس میں عشق الٰہی کی چنگاری نہ ہو۔ (غلام قادر عفی عنہ)

ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور انکے مقالہ نگار صاحب

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۰)

لئے داخل نہ ہونے کی صورت میں یہ نہیں کہدیا تھا کہ کیا آپ نے ہمیں نہیں بتلایا تھا کہ ہم عمرہ کریں گے جس پر حضرت نبی کریم صلعم نے ان کی اس تاویل سے تسلی کرائی کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا۔ اس واقعہ کو مفصل اپنے موقعہ پر انشاء اللہ تعالےٰ بیان .... کیا جائے گا۔

پیشگوئی کا پورا نہ ہونا رسول کے خلاف حجۃ ہو سکتی ہے
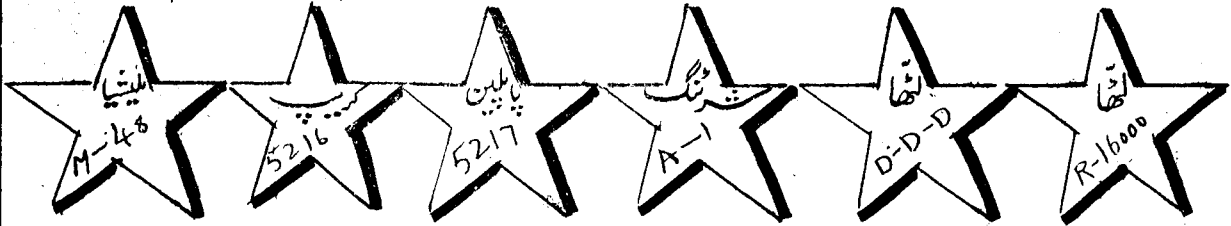
خاتم النبیینؐ کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ آپؐ مکہ میں بطور فاتح داخل ہوں گے اس کے متعلق سورۃ بقرہ ع ۱۸ میں اللہ تعالےٰ نے صاف الفاظ میں فرمادیا ہے کہ مکہ کا فتح کرانا اس لئے ضروری ہے لئلا یکون للناس علیکم حجۃ یعنی اگر مکہ فتح نہ ہو تو لوگوں کے ہاتھ میں تمہارے کذب پر یہ زبردست دلیل رہے گی میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر میں نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے کہ رسول جو غیب کی خبریں بتلاتے ہیں یا جو نشان دکھلاتے ہیں وہ محض اپنی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ہی بتلاتے اور دکھلاتے ہیں اور وہ پورے ہو کر صداقت کو ثابت کرتے اور وہ ذریعہ ہدایت بنتے ہیں۔ غور کرنے والے کے لئے کافی ہے۔

پیغام صلح ۲۷ ر جون ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۴

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ضروری تصحیح } ۱۳ رجون کے پیغام صلح میں صفحہ ۱۲ پر تعمیر مسجد ایبٹ آباد کے لئے چندہ کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں ڈاکٹر محمد دین صاحب کے نام کے آگے صرف پانچ روپیہ لکھے ہیں حالانکہ ان کا چندہ پچیس روپیہ ہے، قارئین کرام درست فرمالیں۔

درخواست دعا } محترم حبیب الرحمٰن صادق صاحب بلاڈ پریشر کے عارضہ میں مبتلا ہیں احباب سے دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۳ محرم ۱۳۸۲ھ - مطابق ۴ جولائی ۱۹۶۲ء | ۲۵

محبت الٰہیہ کا حقیقی نشان مکالمہ الٰہیہ اور دُعاؤں کی قبولیت ہے

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے۔ کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلوں سے پردہ اُٹھا دیوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہو جاتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اُس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسّر نہیں آ سکتا۔ پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّشانہٗ اپنے وجود سے اس کو آپ خبر دیتا ہے، اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے بڑھکر ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاعیں دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے، اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں ہی سے ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے خدائی جلال کے ساتھ اس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی روح اس پر نازل کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولیت دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدّث کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے

(باقی بر صفحہ ۱۵ انجام کے پیچھے)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من السنۃ ان یخرج الرجل مع ضیفہ الی باب الدار (ابن ماجہ)۔

ترجمہ:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کے ساتھ (اُسے رخصت کرنے کے لئے) اپنے گھر کے دروازہ تک جانا اعلیٰ عمل ہے،

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہاں آپؐ کے اعلیٰ ترین کردار کے متعلق مبنی بر حقیقت کلمات فرمائے ان میں یہ بھی تھا وتقری الضیف۔ (بخاری)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہمان کی خاطر تواضع میں خود بھوک قبول کی جس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ آپ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے ویؤثرون علٰی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ۹:۵۹

مہمان سے استصواب کئے بغیر اس کی ضیافت کا انتظام کیا جائے۔ فراغ الی اھلہ فجآء بعجل سمین (۵۱:۲۶) فنا فی اللہ لوگ اکرام ضیف میں بھی کامل ہوتے ہیں ؎

فانیاں مستند از خود دور تر
چوں ملائک کارکن از داد گر (مسیح موعودؑ)

(غلام قادر غفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

لیگوس (نائیجیریا)

ترجمہ خط از مسٹر مصطفےٰ۔ لیگوس نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک مسلم بھائی سے آپ کا پتہ ملا۔ اور انہوں نے آپ کے اغراض و مقاصد سے مجھے مطلع فرمایا کہ آپ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں ہیں۔

اگرچہ میں مسلمان خاندان میں پیدا ہوا تھا اور میرا نام مصطفےٰ رکھا گیا جو ایک عظیم الشان ہستی کا نام ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں پریشان ہوں کہ کونسا مذہب اختیار کروں کہ جس سے مجھے تقرب الٰہی حاصل ہو۔ میری پریشان خیالی کو دیکھ کر میرے دوست نے آپ کی طرف میری راہنمائی کی ہے۔

آپ مجھے مشورہ دیں اور میری راہنمائی بھی کریں میں اسلام کے متعلق صحیح صحیح علم حاصل کرنا چاہتا ہوں میں استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اسلام کے متعلق روشنی بخشیں۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط از مسٹر حسن الکالی۔ لیگوس نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آج پھر موقعہ نصیب ہوا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں یہ خط لکھکر ترسیل کتب کا شکریہ ادا کر دوں۔

مذکورہ کتب مجھے گیارہ اپریل ۱۹۶۲ء کو مل گئی ہیں ان کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

ان کتب کے مطالعہ سے میری بہت حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور میرے اندر خدمت دین کے لئے جوش پیدا ہو گیا ہے۔

مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ میرے مسلم بھائی خدمت اسلام میں مشغول ہیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے رضیت لکم الاسلام دینا یہ ایک حقیقی اور پختہ بات ہے سوائے اسلام کے کوئی قابل قبول مذہب نہیں۔

مہربانی فرما کر مصنفین کتب کو بالخصوص اور ممبران جماعت کو بالعموم میری طرف سے شکریہ ادا فرمائیں کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے پسندیدہ دین کی اشاعت کے لئے عمدہ عمدہ لٹریچر پیدا کیا ہے جزاک اللہ سب سے زیادہ جن کتب نے مجھے متاثر کیا ہے وہ ٹیچنگز آف اسلام اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی ہیں۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں ارادہ کر رہا ہوں کہ عنقریب آپ کے مشن ہیڈ کوارٹر کو دیکھوں گا۔ مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ جو روحانی خدمات آپ کے مشن نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کی ہیں اور خاصکر بلاد غیر کے لئے وہ قابل صد تحسین ہیں۔

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کو دنیا و آخرت کی نعما سے نوازتا رہے۔

(انہیں خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

فلپائن

ترجمہ خط مسٹر تمانو مانیا بیکولو دگرانڈ سے منڈناؤ فلپائن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنے بھائی سے سنا ہے کہ آپ کی تبلیغی سرگرمیاں مذہب اسلام کی اشاعت میں بہت زیادہ ہیں اور تحریک احمدیت دنیا میں ہر دل عزیز ہے میں اس لئے آپ کی جماعت میں اشاعت اسلام کے لئے شامل ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے اس کے متعلق اور جماعت کے متعلق معلومات بہم پہنچائی جائیں تا کہ میں اسلام کی تبلیغ کر سکوں۔

میں اس وقت عربی اور انگریزی کی تعلیم مدرسہ سکول میں حاصل کر رہا ہوں۔ چونکہ مجھے اس مذہب سے دلچسپی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر مفصل روشنی ڈالیں اور مجھے بہت جلد ایک کاپی قرآن شریف مع ترجمہ ارسال فرماویں تا کہ میں اس کا مطالعہ کر کے مذہب کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کر سکوں۔ یا کوئی اور مفید لٹریچر جو آپ مناسب سمجھیں ارسال کریں۔

آپ کی کامیابی کا دعا گو

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام اور قرآن شریف بھیجے گئے اور خط لکھا گیا)

مغربی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر عبد الحمید ادلا اولاڈیمیسی تواثما لدین اسکول مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی خدمت اقدس میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ یہ تحریک اس لئے ہوئی کہ مجھے ایک دوست نے آپ کا پتہ دیا تھا اور آپ لوگوں کے اخلاق، فضائل اور امداد مسلمانان کے متعلق بالتفصیل بتایا تھا۔ امید کامل ہے کہ آپ میری بھی مدد فرمائیں گے۔

میں متذکرہ سکول میں عربی زبان اور اسلامیات کا استاد ہوں اور مضافات کے سکولوں میں مضامین مذکورہ پر لکچر دیتا ہوں

اس جگہ میں اکیلا ہوں کیونکہ یہاں کے لوگ میرے مذاق کے نہیں۔ الغرض انہیں راہ پر لانا نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں بیس اشخاص کو حلقہ بگوش اسلام کر چکا ہوں۔

یہاں مسلم اور غیر مسلم اکثر مجھ سے اسلام کے متعلق بڑے ادق سوال پوچھتے رہتے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث کے وسیع و عمیق مطالعہ سے انہیں حل کرنے کے لئے درکار ہے نیز بائبل کے مطالعہ کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مشقت اور جدوجہد سے میں کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ان لوگوں کے سمجھانے کے لئے مجھے چند اسلامی کتب کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ جن میں اسلام اور عیسائیت کو بالمقابل رکھکر بحث کی گئی ہو۔ قرآن و حدیث کا اگر انگریزی ترجمہ مل جائے تو بہتر ہوگا۔ دیگر مفید کتب بھی درکار ہیں۔

امید ہے آپ اس معاملہ میں میری ضرور مدد فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف۔ محمدؐ اینڈ کرائسٹ وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

جنوبی افریقہ

محمد حسین اشٹیکر۔ کیپ ٹاؤن۔ جنوبی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ آپ کو کامل صحت تندرستی عطا کرے۔ دو روز ہوئے آپ کی طرف سے ارسال کئے گئے ٹریکٹس موصول ہوئے ہیں، ان کو میں انشاء اللہ تقسیم کر دوں گا۔ بہت بہت شکریہ۔ مسٹر سیڈو اس وقت اللہ کے فضل سے اچھے ہیں ویسے وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔ عید کے دن وہ نماز میں شریک نہ ہو سکے تھے۔

آپ سے التجا ہے۔ کہ بارگاہ الٰہی میں ان کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔ بڑی نافع الناس ہستی ہے۔ اللہ پاک ان کو کامل صحت بخشے۔

احباب انجمن کی خدمت میں سلام پہنچے۔

(حضرت امیر قوم اور احباب سلسلہ مسٹر سیڈو کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۶۲ء

مشنری ادارے اور مسیحیت کی اشاعت

پاکستان میں مسیحیت کی بڑھتی ہوئی رفتار ترقی اور مسیحی اداروں کی غیر مذہبی سرگرمیوں کے متعلق قوم کی چیخ و پکار آخرکار قومی اسمبلی کے اندر بھی جا پہنچی، اور سیالکوٹ کے رکن قومی اسمبلی عبدالعزیز صاحب نے ۲۰ر جون کو اس پر بحث کے لئے تحریک التواء پیش کی، اور کئی دوسرے اراکین نے بھی مسیحی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی کے مطالبہ کی تائید کی۔

مسٹر عبدالعزیز نے تحریک التواء پیش کرتے ہوئے عیسائی مشنریوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی ٹھوس مثالیں دیں، انہوں نے کہا کہ مشنری مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ہر جائز اور ناجائز ذرائع استعمال کر رہے ہیں، ان کے سکول اور کالج اور ہسپتال مسلمانوں کو مرتد بنانے کے مراکز ہیں، مشنری سکولوں میں طلباء کے ذہن سے اسلامی تہذیب اور روایات کا اثر ختم کرنے کے لئے طرح طرح کے طریقے اختیار کئے گئے ہیں، سکولوں اور کالجوں میں عربی کی تعلیم نہیں دی جاتی اور مسلم اساتذہ کو جو ان حرکتوں کو پسند نہیں کرتے انہیں ہراساں کیا جاتا ہے۔

مسٹر عبدالعزیز نے اس کی ایک مثال بھی دی اور کہا کہ ایف سی کالج لاہور میں ایک مسلم لیکچرار کو بلا نوٹس اس لئے برطرف کر دیا گیا کہ اس لیکچرار نے مسلم طلباء کی بعض شکایات اور مطالبات کی نمائندگی کی تھی۔ مشنری کالج کی انتظامیہ کے تعصب کی حد یہ ہے کہ ایف سی کالج کے طلباء کو جمعہ کی نماز کے لئے لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ مغربی پاکستان کے رکن میاں عبدالباری نے تحریک التوا کی تائید کرتے ہوئے ملک میں روز بروز بڑھتے ہوئے مغربی اثرات کی مذمت کی اور کہا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ایک دن بالکل یورپی بن کر رہ جائیں گے۔ میاں عبدالباری نے کہا مسیحی مشنریاں اس ملک کی جڑوں اور ہماری تہذیب پر کلہاڑا چلا رہی ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے حکومت کو تبلیغ اسلام کے لئے بڑی رقم رکھنی چاہیئے۔ مشرقی پاکستان کے عبدالسلطان نے حکومت کو مشنریوں کی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے ناکام رہ جانے کا مجرم قرار دیا اور کہا کہ اب تو حکومت نے مشنریوں سے معاہدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ برائے نام اسلامی تعلیم کا انتظام کریں اور حکومت ان سے کوئی تعرض نہیں کرے گی۔ حکومت ان مشنری اداروں کو مالی امداد بھی فراہم کرتی ہے۔

اس تحریک التوا کے جواب میں وزیر محنت و قدرتی وسائل ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت کی طرف سے وعدہ کیا کہ اس بارہ میں تحقیقات کر کے مناسب قدم اُٹھایا جائے گا جس پر تحریک التوا واپس لے لی گئی۔

ہم اس بارہ میں صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جہاں تک تبلیغ مذہب کا سوال ہے، اگر مسیحی مذہب کی تبلیغ خالص مذہبی اصولوں کو پیش کرنے اور ان کی صداقت ثابت کرنے تک محدود ہو تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جن امور کی طرف مسٹر عبدالعزیز اور دیگر ارکان اسمبلی نے اشارہ کیا ہے۔ انہیں کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ افسوس ہے کہ مسیحی حضرات اپنے مذہبی اصولوں کو ناقابل فہم اور ناقابل قبول پا کر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لئے ایسے ذرائع استعمال کر رہے ہیں جنہیں کوئی حق پرست جائز اور پسندیدہ قرار نہیں دے سکتا۔ اس میں شک نہیں انہوں نے اس ملک میں سکول، کالج اور ہسپتال وغیرہ قائم کر کے عوام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ لیکن ان ذرائع سے تبلیغ مسیحیت کا جو طریق انہوں نے اختیار کر رکھا ہے، اس کو کسی طرح پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا، اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ ان سکولوں، کالجوں اور ہسپتالوں میں جانے والے طلباء اور بیماروں کو مسیحی اصولوں سے آگاہ کر دیا جائے، آگے اُن کا اختیار ہے کہ ان کو قبول کریں یا نہ کریں اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ طلباء اور بیماروں کے دل سے مسیحیت کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اسلامی تعلیمات کی خوبیوں سے انہیں آگاہ کریں، لیکن ان مسیحی اداروں کے منتظمین کا یہ طریق کہ طرح طرح کے لالچ سے طلباء اور بیماروں کو مسیحیت کی طرف راغب کیا جائے پرلے درجہ کی دنائت اور ناحق کوشی کا مظاہرہ ہے، یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ مسیحی سکولوں اور کالجوں میں مسلمان طلباء سے بھاری فیسیں وغیرہ وصول کی جائیں اور انہیں یہ لالچ دیا جائے کہ مسیحی ہونے کی صورت میں وہ ان اخراجات سے بچ سکتے ہیں، جیسا کہ دوسرے مسیحی طلباء مفت تعلیم پاتے ہیں، اور ہسپتالوں کے اندر غیر مسیحی بیماروں کو مسیحی ہونے کی صورت میں مفت علاج کا طمع دیا جائے۔ یا غریب عوام میں امریکن گھی اور منجمد دودھ تقسیم کر کے یا روپیہ کا لالچ دے کر انہیں مسیحیت کی طرف راغب کیا جائے، یہ طریق عمل کسی حق پسند مذہب کے نزدیک روا نہیں ہو سکتا، اور اس صورت میں ہماری حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان مسیحی اداروں کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے کر مسلمان طلباء اور بیماروں کو مسیحی ہتھکنڈوں سے بچائے، اور ایسے امدادی فنڈ قائم کرے جو غرباء کو اپنے مذہب پر ثابت قدم رکھنے کا موجب ہوں اور مسیحی امداد سے انہیں بے نیاز کر دیں۔ امید ہے حکومت اس بارہ میں غور کر کے مناسب اقدام کا انتظام فرمائے گی۔

اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی تبلیغی انجمنوں اور علماء کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کی معقولیت عوام کے ذہن نشین کرنے اور مسیحی اصولوں کی خامیاں اُن پر واضح کرنے کی سعی کریں۔ اس بارہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا پیدا کردہ لٹریچر بہت مفید ثابت ہوا ہے اگر اسلامی انجمنیں اور علماء بغض و تعصب کو دل سے نکال کر اس لٹریچر کو کثرت کے ساتھ عوام اور خود مسیحی قوم تک پہنچائیں تو یہ نہ صرف مسلمانوں کو مسیحی اثرات سے محفوظ اور اسلام پر مضبوط کرنے کا موجب ہوگا، بلکہ مسیحیوں میں بھی کئی حق پرست ایسے ہوں گے جو اس سے فائدہ اُٹھا کر آغوش اسلام میں آ جائیں گے۔

احباب کی خاص توجّہ کے قابل

یہ امر احباب اور تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خاص توجّہ کے قابل ہے کہ انجمن کے ماہوار چندوں کی ادائیگی میں کچھ دنوں سے بہت تساہل واقع ہو رہا ہے جس کی وجہ سے انجمن کی آمدنی میں نمایاں کمی ہو گئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے صریح ارشادات کے خلاف ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلسل تین ماہ تک چندہ نہ دے اس کو جماعت سے خارج سمجھا جائے گا یہ بہت بڑے خطرہ کی بات ہے تمام احباب کرام کو چاہیئے کہ اپنے چندے ہر ماہ بلاناغہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو یا براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجا کریں۔ یہ ایک دینی جہاد ہے جس میں شمولیت کرنے والوں کے لئے حضرت صاحبؑ کی دعا ہے ؎

خدایا صد کرم کن بر کسے کو حامیٔ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

مسیح موعودؑ

اخبار و افکار

امتناعِ شراب

شراب کو اسلام میں ام الخبائث قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس کا استعمال کئی دیگر خباثتوں کا محرک ہوتا اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ مملکت پاکستان میں جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی اس ام الخبائث کا وجود ابھی تک باقی ہے، حالانکہ چاہیئے تھا کہ پہلے ہی دن پاکستان کی حدود میں اسکو قطعی ممنوع قرار دیدیا جاتا۔ لیکن صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے۔ حال ہی میں مغربی پاکستان اسمبلی میں امتناع شراب کا سوال بڑے زور و شور سے اٹھایا گیا ہے جس پر صوبائی وزیر ملک قادر بخش صاحب نے یہ صاف کہدیا کہ :-

"شراب کے حق میں کوئی بھی دلیل پیش کرنا میں کفر سمجھتا ہوں، میرے نزدیک اس کا قطعی کوئی جواز نہیں، یہ اسلام میں حرام ہے اور اسے کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہونا چاہیئے اگر امتناع شراب سے خسارہ ہو تو آمدنی کے اور ذرائع تلاش کر لینے چاہئیں"

ملک قادر بخش صاحب کا بیان ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے انہوں نے اس بات کا کہ بعض لوگ جو شراب کے عادی ہو چکے ہیں، شراب نہ ملنے سے مر جائیں گے، بالکل صحیح جواب دیا ہے کہ

"بفرض محال اگر کوئی ہمارے یہاں شراب نہ ملنے سے مر جاتا ہے تو کیا ہرج ہے، شرابی کا اس ملک سے اٹھ جانا کوئی قباحت نہیں"

یہ بالکل صحیح ہے، ضرورت ہے کہ ہماری حکومت بجٹ میں خسارہ برداشت کر کے بھی اس ام الخبائث کا وجود اس ملک سے مٹا دے۔ ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں پہلے ہی سے شراب ممنوع ہے، انکے سفارتخانوں اور غیر ملکی دعوتوں میں بھی اس کا استعمال نہیں ہوتا لیکن پاکستان ابھی تک اس سے پاک نہیں ہوا جس کے نتیجہ میں دوسری کئی لعنتیں پیدا ہو رہی ہیں۔

قومی اسمبلی میں بھی شراب اور سود کی آمدنی کو بجٹ سے خارج کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور وزیر قانون نے اسکو اسلامی مشاورتی کونسل میں پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کرے یہ لعنتیں پاکستان سے دور ہو کر ملک کی فلاح و بہبود کا .... موجب ہوں۔

آرٹ اور مصوری

مریم جمیلہ نامی ایک امریکن نو مسلمہ کے متعلق مولانا مودودی صاحب کا ایک بیان "ایشیا" میں شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک یہودیہ لڑکی ہے جس نے ایک یہودی درسگاہ میں تعلیم حاصل کی جہاں طلباء کے قلوب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی، اس لڑکی پر اس کا الٹا اثر ہوا اور اس نے اسلام کا براہ راست مطالعہ شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ مسلمان ہو گئی۔ ماں باپ نے جو یہودی تھے اسے گھر سے نکال دیا۔ مولانا مودودی سے اس نے خط و کتابت کی، اور مولانا نے اسے لکھا ہے کہ :-

"وہ پاکستان میں آجائے یہاں وہ میرے خاندان کی طرح رہے گی اور میں اس کے کاروبار، روزگار اور شادی کے لئے کوشش کروں گا"

یہاں تک تو ٹھیک ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نو مسلمہ کو مولانا کے خاندان میں اسلام پر استقامت بخشے، لیکن اس کے ساتھ ہی مولانا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

"اسے آرٹ اور مصوری کا شوق ہے جب میں نے اس کو بتایا کہ اسلام میں تصویر بنانا ناجائز ہے تو اس نے توبہ کر لی اور سب تصویریں اپنے کمرے سے ہٹا دیں، خدا و رسول کے حکم کے سامنے وہ سر جھکا دیتی ہے اور حیل و حجت نہیں کرتی۔"

شاباش ہے اس لڑکی کو، ہم اس کے اخلاص کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے، لیکن سوال یہ ہے کہ خدا اور رسول صلعم کے جس حکم کا حوالہ دے کر مولانا نے اس کے آرٹ کو تباہ کرایا ہے اس کا منشاء آیا وہی ہے جو مولانا نے سمجھا؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ تصویریں اور بت بنانا اس وجہ سے ناجائز قرار دے دیا گیا تھا کہ لوگ ان کی پرستش کیا کرتے تھے، اور آج اس زمانہ میں جبکہ محض آرٹ کے طور پر تصویریں بنائی جاتی ہیں، اور ان کی حرمت و تقدیس کا کوئی خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ اخبارات میں ہر روز مشاہیر کی اور بعض وقت ادنے ادنے لوگوں کی تصویریں چھپتی ہیں اور خود مولانا مودودی کی تصویر بھی آئے دن اخبارات میں نکلتی رہتی ہے کیا یہ سب ناجائز اور خدا و رسول صلعم کے حکم کے خلاف ہے؟ اگر ایسا ہے تو مولانا کم از کم اپنی تصویر کی اشاعت کیوں روک نہیں دیتے، کیا ایک دفعہ بھی انہوں نے کسی اخبار کو لکھا کہ تصویر بنانا حرام ہے، اور میری تصویر قطعاً شائع نہ کی جائے؟ کیا خدا و رسول کا مفروضہ حکم صرف دوسروں کو سنانے کے لئے ہے؟ اور خود مولانا کے لئے نہیں؟ یاایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون؟

قلوبنا غلف

رنگون (برما) سے "دورِ جدید" نام ایک اخبار شائع ہوتا ہے جس میں وقتاً فوقتاً جماعت احمدیہ کے خلاف زہر چکانی ہوتی رہتی ہے، حال ہی میں اس اخبار کا ایک تراشہ محترم ڈاکٹر این اے خاں صاحب نے بھجوایا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف احمدیت کا جو لٹریچر برما کے مختلف حلقوں میں بھیجتے رہتے ہیں، اسکو پڑھنے کی بجائے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے، اخبار مذکور لکھتا ہے کہ :-

"اس سلسلے میں فون پر یا زبانی ہمیں ایسے اصحاب نے بتلایا کہ وہ اس لٹریچر کو نہ تو پڑھتے ہیں اور نہ ان کو اس لٹریچر سے کوئی دلچسپی ہے بلکہ وہ ان پرچوں کو تلف کر دیتے ہیں"

یہ بعینہ وہی بات ہے، جو قرآن کریم میں کفار کی طرف منسوب ہے، کہ حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم کی تعلیمات پر غور کرنے کی بجائے وہ قلوبنا غلف کہدیا کرتے تھے یعنے ہمارے دل غلافوں کے اندر ہیں، ان پر اسلام کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

کس قدر افسوسناک بات ہے کہ وہ قوم جس کو حق و باطل میں تمیز کرنا اور غور و فکر سے کام لینا سکھایا گیا تھا وہ محض مخالفانہ پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر آوازِ حق کو سننا ہی نہیں چاہتی اور اسکو بغیر سوچے سمجھے "گمراہی" کہکر رد کر دیتی ہے، یہ تو ان کی خود اپنی کمزوری کا ثبوت ہے کہ احمدیت کا لٹریچر پڑھا ہی نہ جائے تاکہ کسی حق بات کا اثر نہ ہو جائے۔ معقولیت اور کشادہ دلی کا تقاضا تو یہ ہے کہ دوسروں کی بات سنو، اس پر غور کرو، اگر معقول ہو تو اسے قبول کر لو ورنہ چھوڑ دو۔ ... احمدیت کا لٹریچر پڑھے بغیر ہی اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا پرلے درجہ کی تنگدلی اور بغض و تعصب کا نتیجہ ہے، جسکو "دورِ جدید" جیسا اخبار ہی پسند کر سکتا ہے کوئی معقول انسان ایسی باتوں کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

"دورِ جدید" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسی باتوں سے حق کی اشاعت نہیں رک سکتی، کوئی پڑھے یا نہ پڑھے حق کو پہنچانا ہمارا فرض ہے اور ڈاکٹر این اے خاں اس فرض کو جس ہمت اور سرگرمی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں، وہ ہر طرح لائق تحسین اور قابل ستائش ہے اور آج نہیں تو کل کسی نہ کسی وقت حق کی آواز قلوب تک پہنچ کر انہیں مسخر کر کے رہے گی انشاءاللہ تعالےٰ ۔

انسان کی تخلیق اور کائنات کے علوم و حکمت خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد ہیں

مسلمان قوم کے بے نظیر کارنامے، علم و حکمت قوموں کے وقار کا باعث ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۹ جون ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واللہ اخرجکم من بطون امھٰتکم لا تعلمون شیئاً وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون ——— (النحل) ———

انسان اور حیوان میں تمیز

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل اور دماغ میں عقل کا چراغ روشن کیا۔ انسان جسم اور روح دونوں کی وجہ سے انسان کہلاتا ہے اور اسے انسانیت کے مقام پر کھڑا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر عقل کا چراغ روشن کیا۔ اسی عقل کی وجہ سے انسان دوسرے حیوانوں سے متمیز ہے۔

پیدائش کے بعد انسان کی حالت

چنانچہ فرمایا ہے واللہ اخرجکم من بطون امھٰتکم لا تعلمون شیئاً۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ماں کے بطن سے پیدا کیا۔ پیدائش کے وقت یہ حالت تھی کہ تم کو خود اپنی خبر نہ تھی تمہیں اپنے ماحول اور دنیا و مافیہا کا کچھ پتہ نہ تھا۔ آنکھیں کھلی ہوئی ضرور تھیں لیکن تم اُن سے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ یہ صحیح علم تو ڈاکٹروں اور اطبا کو ہی ہو سکتا ہے کہ کتنے عرصہ تک بچہ آنکھیں کھلی ہونے کے باوجود دیکھ نہیں سکتا مگر واقعہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے بچہ کی آنکھیں بینائی سے محروم رہتی ہیں اور کچھ دیکھ نہیں سکتیں۔ پھر کچھ دیر کے بعد آہستہ آہستہ ان میں بینائی آتی ہے۔ فی الحقیقت جو کچھ ہمیں دنیا میں نظر آتا ہے اس کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھتیں بلکہ قلب یعنی مائینڈ (Mind) دیکھتا ہے۔ اسی طرح کان نہیں سنتے بلکہ قلب سنتا ہے۔

حصول علم کے تین ذرائع

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک چیز کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے گذر جاتے ہیں لیکن اس کی موجودگی کا احساس بھی نہیں ہوتا اور اگر پوچھا جائے تو خیال بھی نہیں آتا کہ اس چیز کو ہم نے دیکھا تھا، اس کی وجہ یہی ہے کہ قلب کی آنکھ نے اسکو نہیں دیکھا، ایسا ہی کان ایک آواز کو سنتے ہیں لیکن اس کی طرف خیال نہیں جاتا جب تک قلب کی سماعت شامل نہ ہو تو فرمایا علم حاصل کرنے کے لئے ہم نے تمہیں تین چیزیں عطا کی ہیں جعل لکم السمع۔ تمہیں کان دیئے۔ یہ پہلا ذریعہ علم حاصل کرنے کا ہے جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی آنکھ نہیں دیکھتی لیکن کان ضرور سنتا ہے۔ اس لئے پہلی قوت جو پیدائش کے وقت حصول علم کا ذریعہ ہے وہ کان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی ایک مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوا اُس کے کان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی عظمت کا نشان اذان کے ذریعہ سے اس بچہ کے قلب پر لگا دیا کہ خدا ہے وہ بڑی شان بڑی عظمت اور حکمت والا ہے، وہی حقیقی خالق و مالک خدا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آنکھ کام کرنے لگتی ہے۔ جب سوجھ بوجھ میسر آتی ہے، تو جن چیزوں کو دیکھتا ہے اُن پر غور کرتا اور اُن سے نتائج مترتب کرتا ہے یہ دل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ چنانچہ . . . .
. . . تیسری چیز جس کے ذریعہ سے علم حاصل ہوتا ہے وہ دل ہے۔

انسان کا تعلق کائنات سے

ان تینوں ذرائع علوم سے انسان کا رابطہ اللہ تعالیٰ نے کائنات سے لگا دیا۔ تاکہ وہ کائنات میں غور و فکر کرے۔ اس کا مطالعہ کرے اُس پر قابو پائے۔ اور نتائج اخذ کرے۔ تو فرمایا خلق الانسان۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اسکو علم و معرفت کے ذرائع بخشے ان سے اس نے کائنات میں غور و فکر اور تحقیق و تدبر کے بعد علوم حاصل کئے علمہ البیان پھر اس کو اس قابل بنایا کہ اس نے جو کچھ سیکھا ہے اسے لوگوں تک پہنچائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کائنات کے سینے میں علوم کے خزانے رکھ دیئے تا انسان انکو معلوم کرکے خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت پر ایمان لائے اور ان علوم کو دوسروں تک پہنچائے چنانچہ انسان نے آنکھ۔ کان اور دل سے کائنات کی ہر شئے پر غور و فکر کرکے اس کے علوم پر روشنی ڈالی ہے۔ کسی نے درختوں پر غور کیا اور ان کے اندر علم کا دریا بہتا ہوا اسے نظر آیا اس کو Botany (علم نباتات) کہا جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ یہ درخت نہ صرف دھوپ میں سایہ اور ہمارے آرام کا موجب ہیں نہ صرف پھل پھول اور لکڑی بھی ہمیں دیتے ہیں، بلکہ انسانوں اور حیوانوں کی زندگی کا بھی باعث ہیں۔ یہ ہمارے اندر سے نکلی ہوئی زہریلی ہوا یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ پی جاتے اور ہمیں صاف ہوا دیتے ہیں۔ فیکٹریوں کارخانوں وغیرہ سے جو مضر ہوا نکلتی ہے یہ درخت اس کو صاف کر دیتے ہیں۔

پھر حیوانات کا علم ہے۔ اسے زیالوجی (Zoology) کہتے ہیں۔ زمین کا علم ہے اس کو طبقات الارض کہا جاتا ہے ستاروں کا علم ہے یہ ستارے جو رات کے وقت ہمارے اوپر جگ مگ جگ مگ کرتے ہیں۔ ان پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ معلوم ہوا خدا تعالیٰ نے اس جہان میں جو چیز پیدا کی ہے اس کے اندر علوم کے خزانے رکھ دیئے۔ کائنات کی ہر شئے میں علم پنہاں ہے انسان ہر روز اس کی تحقیق کرتا رہتا ہے۔ اور نئی نئی باتیں اس سے معلوم ہوتی ہیں۔ تو فرمایا کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کے اندر عقل کا چراغ روشن کیا۔ وہ سامان عطا کئے جن کے ذریعہ سے اس نے کائنات کے علوم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے خود بھی فوائد حاصل کرتا اور دوسروں کو بھی فوائد سے متمتع ہونے کا موقع دیتا ہے۔ یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض جب مفکر و مدبر لوگ آسمانوں اور زمین میں غور کرتے ہیں۔ تو انہیں خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم و حکمت کا پتہ چلتا ہے ویذکرون اللہ پھر وہ خدا تعالیٰ کے اس علم و حکمت کو دیکھ کر اس کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ معاملات زندگی میں اس کی علیم و خبیر ذات کو سامنے رکھتے ہیں اس کی یاد نہیں بھلاتے۔

قرآن میں علم اور عقل

یہ باتیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائیں یہ دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں - وید- توراۃ اور انجیل اور دوسری آسمانی کتابیں علم کا چرچا نہیں کرتیں - بلکہ ان کتابوں کے علماء پرچار کرتے ہیں کہ عقل کو مذہب سے کوئی سروکار نہیں، لیکن اسلام ان کے مقابل میں عقل و علم کا گہوارہ ہے - قرآن ہی ہے جو کہتا ہے ھاتوا برھانکم - دلائل لاؤ - علم کا چرچا بھی کرتا ہے اور دلائل بھی مانگتا ہے -

خدا تعالیٰ کی وحدانیت

انسان کی تخلیق اور کائنات کے علوم و حکمت خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد ہیں ولو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا اگر خدا ایک سے زیادہ ہوتے تو زمین و آسمان اور اس کائنات میں ابتری مچ جاتی - کئی خداؤں میں فساد برپا ہو جاتا - نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا - کسی ملک میں دو بادشاہ نہیں ہوتے، اگر ہوتے ہیں تو سارا ملکی نظام بگڑ جاتا ہے - جھگڑے پڑ جاتے ہیں یورپ کے اندر اسی وجہ سے دن رات لڑائی ہے - روس سے لڑائی ہے - امریکہ سے لڑائی ہے، تجارت کے معاملہ میں لڑائی ہے - تجارتی منڈیوں کے معاملہ میں لڑائی ہے - یہ لڑائی اس لئے ہے کہ مغربی دنیا میں بادشاہ مختلف ہیں لیکن یہ تو یوں پھرا نظام عالم یہ برکات کا سرچشمہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک ہی بادشاہ ہے - اگر اس کے بادشاہ مختلف ہوتے تو نظام بگڑ جاتا -

صداقت رسولؐ کے دلائل

اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی ہستی اور طاقت و قدرت کا ثبوت اس کائنات کے محکم و ابلغ نظام سے دیا وہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے حبیب پاکؐ کی صداقت کے بھی دلائل دیئے ہیں فرمایا لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون - میں تم میں چالیس سال رہا ہوں - اس چالیس سال کے عرصہ میں اگر میں نے کسی کا مال اڑایا ہو کسی سے دغا بازی کی ہو، کسی سے بدعہدی کی ہو، کوئی بداخلاقی کی ہو، کسی قسم کی بدی کا ارتکاب کیا ہو، کوئی جھوٹ بولا ہو، تو پیش کرو، ان میں سے ایک بھی بات پیش نہیں کی جا سکتی، بلکہ اس کے خلاف سب متفق اللسان ہو کر الامین کہتے ہیں - کسی نے حضورؐ کی ذات پاک پر انگلی نہیں اٹھائی - اعتراض کیا تو آپؐ کی پاکیزہ تعلیم پر کیا کہ آپ بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں - ہم بڑوں کے بانی مذہب کے خلاف ہیں - فرمایا فانھم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایات اللہ یجحدون - وہ آپؐ کو نہیں جھٹلاتے آپؐ کی ذات سے انہیں عناد نہیں بلکہ اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی -

قرآن کی عالمگیر تعلیمات

قرآنی تعلیمات میں دلائل و براہین پائے جاتے ہیں - اس کی تعلیمات معقول اور فطرتی ہیں - کسی اور کتاب کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ خدا رب العالمین ہے ہندو تو یہی کہتا ہے کہ خدا برہما ورت میں رہتا ہے باقی سب قومیں ملیچھ ہیں - یہودی کہتا ہے کہ خدا ہمارا اور صرف ہمارا ہے - جنت صرف ہمارے لئے ہے - لیکن قرآن کہتا ہے کہ سب دنیا کا ایک ہی خدا ہے، وہی کائنات کا بادشاہ ہے، وہی تمام قوموں کا رب ہے وہی سب پر اپنے افضال و برکات کی بارش نازل فرماتا ہے - یہ نظریہ قرآن نے پیش کیا ہے - اسی طرح فلاح و نجات کا رستہ جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے وہ سوائے اس کتاب کے اور کہیں نہیں ملتا اور فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اعمال سے نجات ہو گی - جو لوگ خدا خوفی نیک عملی، اور احسان و مروت کی زندگی گذاریں گے اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ دے گا - قرآن کریم ایک معقول و مدلل اور بے نظیر کتاب ہے - اور ساری دنیا کے لئے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے -

حضور اکرمؐ کی سب سے بڑی خصوصیت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں، آپؐ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے قوم کے دل و دماغ کو روشن کیا، اور فرمایا ان اول شئی خلقہ اللہ العقل یعنی تخلیق انسانیت میں جو چیز سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تجویز کی وہ عقل ہے - فرمایا کہ کائنات کے علوم سیکھو اور ان کی اشاعت کرو - یورپ والوں نے مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے - کہ مسلمان قوم نے بڑے بڑے علوم سے زمانہ کو روشناس کرایا تاریخ کا علم دنیا کو دیا - علم ریاضی، الجبرا، انجنیئرنگ، علم ہیئت، فلسفہ، طب، ہر قسم کا علم مسلمانوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے جن سے یورپ نے فائدہ اٹھایا ہے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی سے ہم بہت کم واقف ہیں - ہم ان کے ماں باپ، بھائی بہنوں کے حالات سے بے خبر ہیں - انجیل میں ان کے متعلق چند جملے ملتے ہیں - تاریخی طور پر کوئی تفصیلی ذکر نہیں ملتا - لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپؐ کے خاندان کی اور آپؐ کے متبعین کی ایک ایک بات تاریخ کا حصہ ہے - چھوٹے بڑے تمام واقعات تاریخ میں موجود ہیں - ان کے رہن سہن، معاملات و اخلاق دیگر حالات اور اولاد کے کوائف تک کا ذکر موجود ہے

مسلمان قوم اور علوم کی ترویج

یورپ کے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے علوم و فنون کی اشاعت کی، اہل یورپ میں دو شخصیتوں کے نام بڑی عزت و مرتبہ پر سمجھے جاتے ہیں - ابن رشد فلسفہ دان تھے - ان کا نام فلسفہ کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا - ابو سینا کو حکمت کا باب (دروازہ) کہا جاتا ہے - مسلمانوں نے الجبرا، کیمسٹری، جغرافیہ تاریخ - فلسفہ، ادب وغیرہ میں نام پیدا کیا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو اس طرف متوجہ فرمایا - مسلمان دنیا کے معلم بن گئے - دنیا کو علوم و فنون دیئے - عراق کی یونیورسٹی - سپین کی یونیورسٹی کا یورپ میں شہرہ ہے -

قوموں کی زندگی

علم سے قوموں کو عزت و وقار حاصل ہوتا ہے علم سے قوموں میں طاقت آتی ہے اس کی طرف توجہ ضروری ہے - فاما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض - جو قوم خدمت خلق کرتی ہے - اور ان کے بہبود کے کام کرتی ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے مسلمانوں کا نام اس لئے زندہ تھا کہ انہوں نے قوموں کی خدمت کی - یورپ کا بر اعظم تاریک تھا مسلمانوں نے یہاں کے تمام طالب علموں کو مفت تعلیم دی اور علم سے آراستہ کر کے ان کے دماغوں کو روشن کیا یورپ کو اعتراف ہے کہ مسلمان قوم نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ہے - سپین اور مصر میں لوگوں کی زمینیں سیراب کرنے والے مسلمان - کشمیر کی وادیوں کو آباد کرنے والے مسلمان - ہندوستان کی زمین کو زرخیز کرنے والے مسلمان - یہی وجہ ہے کہ ان کا نام آج بھی زندہ ہے، ایسی قوم قائم و دائم رہتی ہے -

مسلمان قوم کا تنزل

لیکن وہ قوم جس سے دنیا کو کوئی فائدہ نہ پہنچے وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے - تاریخ اسکو بھلا دیتی ہے، جس قوم کا وجود لوگوں کے لئے بابرکت ہو وہ زندہ رہتی ہے - مسلمان قوم نے آہستہ آہستہ فلاح عامہ اور خدمت خلق کا کام بھلا دیا - یہ کام دوسری قوموں نے سنبھال لیا - چنانچہ عیسائی - آریہ - پارسی - انگریز اور جرمن ان سب کا علم بڑھ گیا - اور مسلمان پیچھے رہ گئے حالانکہ تمام علوم سکھانے والے مسلمان تھے آریوں نے ہم سے زیادہ ترقی کی - ان کے جج - ان کے ایڈووکیٹ - ان کے انجنیئر - ان کے ڈاکٹر ان کے افسر تھے سکھوں نے ہم سے زیادہ ترقی کی - آریوں نے سکول - کالج - ہسپتال - بنا لئے - ان کی قوم بڑھتی چلی گئی - پھر یورپ کے لوگ یہاں آئے انہوں نے اسکول - کالج اور ہسپتال یہاں بنائے - وہ ترقی کر گئے اگر مسلمان ان امور کی طرف توجہ دیتے اور انہیں خیال ہوتا کہ علوم کی وجہ سے مقام بڑھتا ہے اور قوم پھلتی پھولتی ہے تو یہ بھی ترقی کرتے -

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور انکے مقالہ نگار صاحب کی اسلامی لٹریچر سے واقفیت کا نمونہ

(قسط سوم)

مسلمان کو قرآن حکیم کا حکم

اخبار "ایشیا" میں جو یہ من گھڑت اصل شائع ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ان غیب کی خبروں کو جو انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملا کرتی تھیں اپنی صداقت کے لئے بطور دلیل برہان پیش نہیں کیا کرتے تھے اس اصل کا غلط ہونا میں گذشتہ اشاعت میں انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات سے ثابت کر چکا ہوں اور ان کے سوانح حیات بھی جو قرآن کریم میں درج ہیں جن کا شک شبہ سے پاک ہونا یقینی ہے۔ امید نہیں کہ ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور ان کے مقالہ نگار صاحب تعصب میں اس قدر اندھے ہو جائیں کہ ان سوانح حیات کی صحت کا بھی انکار کر دیں۔ اب اس مقالہ میں میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ایک سچے مسلمان کے لئے اس بارے میں قرآن کریم کی کیا ہدایت ہے سورۃ حم سجدہ ع ۵ میں ایک حقیقی مسلمان کے متعلق جو آیت وارد ہوئی ہے وہ اخبار "ایشیا" کے ایڈیٹر صاحب اور ان کے مقالہ نگار صاحب کے غور و فکر کے لئے ذیل میں پیش کرتا ہوں:۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین یعنے اس سے بہتر کس کا قول اچھا ہو سکتا ہے جو لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دے اور خود بھی نیک اعمال بجا لانے والا ہو اور وہ صاف الفاظ میں اعلان کرے کہ میں خدا کے کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں ایسے اطاعت گذاروں کی جو علامات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں وہ میرے وجود میں ملاحظہ کرلو۔

حقیقی مسلمان کی بڑی علامت

چنانچہ ایک بڑی علامت اس آیت سے قبل کی آیت میں ہی بیان کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتھی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون نزلا من غفور رحیم۔ یعنے یقیناً بغیر کسی شک و شبہ کے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں بشارت دیتے ہیں کہ تمہیں خوف و حزن میں مبتلا کرنے والے سامان پیدا کئے جائیں گے لیکن تم مطمئن رہو کہ تم ان شرانگیز سامانوں کے شر سے محفوظ رہو گے اس لئے خوف اور حزن کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی بلکہ اس کے بالمقابل تم کو جنتی زندگی کی بشارت دی جاتی ہے جس کا وعدہ کامل فرمانبرداروں کو خدا کی طرف سے دیا گیا ہے یہ خوف اور حزن سے آزادی اور خوشی سے بھرپور زندگی کا ہر وقت میسر رہنا اس وجہ سے ہے کہ ہم تمہارے اس دنیا میں بھی دوست اور مددگار اور تمہارے امور کے متکفل مقرر کئے گئے ہیں اور آخرت میں بھی ہمارا ایسا ہی تعلق تمہارے ساتھ رہے گا۔

آخرت میں ساتھ دینے کا ثبوت

گویا اس دنیا میں ہمارا سرپرستی کلامت کے وقت تمہارا ساتھ دینا اس امر کی بیّن اور حتمی دلیل ہوگی آخرۃ کے متعلق جو ساتھ رہنے کا دعوےٰ کیا جا رہا ہے وہ بھی سچا دعوےٰ ہے اور تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جس کی خواہش تمہارے نفوس کرینگے اور تمہیں دیا جائے گا جو تم طلب کرو گے یہ غفور اور رحیم کی طرف سے تمہاری ایک قسم کی عزت افزائی ہے جیسی عزت افزائی مہمان کی کی جاتی ہے۔

چار باتوں کی وضاحت

اس آیت سے چار باتیں واضح ہیں:۔

اوّل:۔ یہ کہ کامل مومن کو فرشتوں کے ذریعہ یقین دلایا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی کامل حفاظت میں ہے وہ اسے خوف اور حزن کا شکار ہونے سے محفوظ رکھے گا صفت غفور بھی اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

دوم۔ اس کو خوشتر زندگی کی بشارت دی جاتی ہے۔

سوم۔ اس کی خواہشات کو پورا کیا جاتا ہے اور جو کچھ وہ طلب کرتا ہے اسے دیا جاتا ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

چہارم:۔ یہ سب عنایات الٰہی جو اس پر کی جاتی ہیں ان کی غرض صرف یہ ظاہر کرنا ہوتی ہے کہ شخص مذکور خدا کی نظر میں ایسا مقبول ہے کہ خدا دنیا میں ہی اسکو عزت دینا اور لوگوں کی نظر میں اسے معزز بنانا چاہتا ہے۔

مابعد کے الفاظ وقال اننی من المسلمین اس بات پر صاف دلالت کر رہے ہیں کہ کامل مسلمان جب اپنے کمالات ولایت میں ایسے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں پر فرشتوں کا نزول اس پر ہونا شروع ہو جاتا ہے تو وہ مندرجہ بالا حکم خداوندی کی تعمیل میں مجبور ہے کہ دنیا میں اعلان کرے کہ فرشتے اس پر نازل ہوتے ہیں اور اس غیب سے اسے اطلاع دیتے ہیں کہ اس کو ناکام بنانے کی جو کوششیں اس کے دشمن کر رہے ہیں اور جو تدابیر وہ اسے خوف و حزن میں مبتلا کرنے کے لئے عمل میں لا رہے ہیں وہ سب رائیگاں جائیں گی اور اس کو جنتی زندگی یعنی کامیابی پر کامیابی ملنے اور اس کے مقاصد کے پورا ہونے کی بشارتیں دے رہے ہیں اور اپنی دوستی اور مدد کا یقین دلا رہے ہیں اور دعاؤں کی قبولیت کے متعلق بصیرت عطا کر رہے ہیں پس اے لوگو اگر آزمانا چاہتے ہو تو آؤ آکر آزما لو۔ قرآن کریم کی دیگر آیات میں بھی مختلف رنگوں میں یہی علامات سچے مسلمان کی بیان کی گئی ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کا اعلان کیا خلاف شریعت تھا

اب حضرت مرزا صاحبؑ نے حقیقی مسلمان ہونے کی حیثیت سے دیگر انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عموماً اور اپنے رسول پاک صلعم کی سنت پر خصوصاً عمل کرتے ہوئے اور قرآن کریم کے مندرجہ بالا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اگر مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے بعض انبیاء علیہم السلام کے نمونہ کی پیروی کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ مخالفین کے مقابلہ میں میری دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا کرے گا تو کونسے خلاف شرع اور خلاف سنت انبیاء علیہم السلام فعل کا ارتکاب آپ سے ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا واقعات نے اس دعوےٰ کی صداقت پر مہر ثبت نہیں کی کیا

آپ کی کافی تعداد میں دعائیں قبول نہیں ہوئیں اور کیا کسی مخالف کو مقابل میں آنے کی جرأت ہوئی حالانکہ آپ نے تمام مذاہب کے پیروان کو چیلنج کیا، فرماتے ہیں ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اسی طرح اگر آپ نے منذر مبین ہونے کی حیثیت سے بعض عذاب کی خبریں قوم کو دیں اور اسے بتلایا کہ اے قوم اس دنیا میں فسق و فجور پھیلا ہوا ہے اور ادھر تمہارے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اب پسندیدہ نہیں رہے اگر یہ فسق و فجور دور نہیں ہوگا اور خود تمہارے اعمال میں بھی اصلاح نہیں ہوگی تو میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں، کہ عذاب الٰہی تمہارے سروں پر منڈلا رہا ہے پیشتر اس کے کہ وہ تم پر گرے اپنی اصلاح کر لو قوم نے توجہ نہ کی بلکہ ایذا رسانی پر اتر آئے نتیجہ سب نے دیکھ لیا کہ کبھی وہ عذاب طاعون کی شکل میں رونما ہوا ہزاروں نہیں لاکھوں جانوں کو لقمہ اجل بناتا چلا گیا کبھی اس نے خطرناک زلزلوں کی شکل اختیار کی نہ صرف جانوں کو بلکہ جائیدادوں کو بھی تباہ کر گیا کبھی اس نے طوفان اور سیلاب بن کر تباہی مچائی، کبھی اس نے جنگوں کی شکل اختیار کی۔ غرضیکہ مختلف شکلیں اختیار کر کے اس نے وہ تباہی مچائی کہ الاماں۔

الغرض اس کی پیشگوئی جو عذاب کے متعلق تھی اس کی لپیٹ میں ساری دنیا آئی کوئی ملک بھی اس سے بچ نہ سکا اور اب تک وہ اپنا کام کر رہی ہے کاش لوگ اس عذاب کو دور کرنے کا جو حقیقی نسخہ اس زمانہ کے روحانی طبیب یعنی مامور الٰہی نے بتلایا ہے اسکو استعمال کریں یعنی اپنی بداعمالیوں کو ترک کریں اور زندگیوں کو پاک بنائیں تو یہ عذاب فوراً دور ہو جائیں گے اور اگر اس مامور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں گے تو مادی اور روحانی نعمتوں سے بھی نوازے جائیں گے ورنہ اس طرح مختلف قسم کے مصائب کا شکار ہوتے رہیں گے ایک مصیبت سے نجات ملیگی تو دوسری آ دبائے گی بالکل چھٹکارا ہونا محال ہے۔

کیدونی جمیعاً کا چیلنج

اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت مرزا صاحبؒ نے تمام مخالفین کو یہ کہہ کر چیلنج دیا کیدونی جمیعا و لا تنظرون کہ مجھے ہلاک کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے جو تدابیر بھی تم کر سکتے ہو کر لو سب مل کر میرے خلاف محاذ بنا لو پھر دیکھ لو کہ تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو میرے خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ میری پشت پر ہے اور اس نے میری حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے اس لئے ناکامی کا منہ تم ہی دیکھو گے میں تو کامیابی کے ساتھ ہی ہمکنار ہوں گا اور ہر ابتلا سے عزت کے ساتھ نکلوں گا۔ اور دنیا دیکھ لے گی کہ ذلت و رسوائی کا شکار کون ہوتا ہے میں یا تم، سو فی الحقیقت دنیا نے دیکھ لیا کہ مخالفین نے جن میں ہندو، عیسائی مسلمان سب ہی شریک تھے قتل کرنے کی بھی کوششیں کیں جو سب ناکام ہوئیں سنگین سے سنگین مقدمات میں گھسیٹا مگر ذلت و رسوائی سے بھری ہوئی ناکامی نے وہاں بھی ان کا ساتھ نہ چھوڑا اور حضرت مرزا صاحبؒ مظفر و منصور گھر واپس آئے۔ اب بتلائیے کہ اس قسم کے چیلنج دینے میں کیا حضرت مرزا صاحب نے سنت انبیاء علیہم السلام پر عمل نہیں کیا فبھدٰھم اقتدہ کا حکم ہے سو اگر اسی حکم کی پیروی حضور نے کی تو کونسی خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کیا خدارا ذرہ تو تعصب سے خالی ہو کر سوچو کیا یہ واقعات حضرت مرزا صاحبؒ کی صداقت پر روشن دلیل کا کام نہیں دے رہے۔

وعد غیر مکذوب والی پیشگوئی

اسی طرح کیا بعض انبیاء علیہم السلام کی سنت کے مطابق آپ نے بعض پیشگوئیاں ایسی نہیں کیں جن کے متعلق صاف طور پر "وعد غیر مکذوب" کے الفاظ فرمائے اور وہ اسی طرح پوری بھی ہو گئیں جسطرح کہ احمد بیگ اور پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی شدید سے شدید دشمن بھی انکے پورا ہونے کا انکار نہیں کر سکا۔

رجوع والی پیشگوئیوں کی پہلی قسم

اور کیا بعض پیشگوئیاں ایسی نہیں کیں جن میں رجوع کی شرط تھی اور جس طرح فرعونیوں اور کفار مکہ کے عارضی رجوع کی وجہ سے عذاب ٹل جایا کرتا تھا اور پھر شرارت کی طرف لوٹنے کی وجہ سے عذاب کی گرفت میں آجاتے تھے کیا بعینہٖ اسی طرح آپ کی بعض پیشگوئیاں دنوں میں نہیں آئیں کیا عبداللہ آتھم کا واقعہ ۔۔۔ بالکل فرعونیوں کے واقعہ کے مشابہ نہیں۔

رجوع کی دوسری قسم

پھر حضرت یونسؑ کی قوم کے متعلق ثابت ہے کہ وہ اپنے رجوع پر قائم رہی... تو عذاب ہمیشہ کے لئے ٹلا رہا بعینہٖ احمد بیگ کے داماد کا واقعہ کیا اسی طرح کا نہیں کیا وہ آخر وقت تک اپنے رجوع پر قائم نہیں رہا غرضیکہ آپ کی تمام پیشگوئیاں انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کی مانند تھیں۔

آپ زمرہ انبیاءؑ کے فرد نہ تھے

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ بھی انبیاء کے زمرہ میں داخل تھے کیونکہ ایک امتی زمرہ انبیاءؑ کا فرد بن ہی نہیں سکتا کیونکہ ان دونوں میں نسبت تباین کی ہے لیکن مامور من اللہ خواہ نبی ہو یا غیر نبی دونوں کی پیشگوئیوں میں بلحاظ پورا ہونے کے کوئی فرق نہیں ہوتا دونوں کی پیشگوئیوں کا سچا نکلنا ضروری ہے کیونکہ پیشگوئی کا کام تو پیشگوئی کرنے والے کے دعویٰ کی سچائی ثابت کرنا ہوتا ہے اگر دعویٰ نبوت کا ہے تو پوری ہو کر وہ دعوےٰ نبوت کو ثابت کر دے گی اور اگر دعوےٰ ولایت کا ہے تو دعویٰ ولایت کو ثابت کر دے گی، خدا کی بتلائی ہوئی بات خواہ اس نے نبی کو بتلائی ہو یا غیر نبی مامور کو بتلائی ہو جھوٹی اور غلط نہیں ہو سکتی وہ ضرور شرائط ضروریہ کے مطابق پوری ہو گی

اعلان کرنیکے متعلق ایک دوسری آیت میں ہدایت

مقالہ نگار صاحب اور ان کے ہمنوا قرآن کریم کی آیت واما بنعمۃ ربک فحدث پر بھی غور کریں کہ کس صفائی سے اس میں خدائی نعمتوں کے بیان کرنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے خدا کے ماموروں کے شامل حال جو انعامات الٰہی ہوتی ہیں وہ ماموؐر خواہ نبی ہوں یا غیر نبی بالعموم مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱)۔ وحی الٰہی کے ذریعہ غیب کی خبروں کا ملنا جن کا مفصل ذکر اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی بتلایا جا چکا ہے کہ انبیاء علیہم السلام انہیں بیان کرتے رہے ہیں۔

(۲)۔ دشمنوں پر غلبہ جیسا کہ آیت کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی خدا کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ وہ اور اس کے بھیجے ہوئے نبی ہوں یا غیر نبی ضرور غالب رہیں گے۔ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

(۳)۔ حصول مقصد میں کامیاب ہونا جیسا کہ آیت الا ان حزب اللہ ھم المفلحون سے واضح ہے۔ دیکھ لو کہ جن مقاصد کو لیکر حضرت مرزا صاحب کھڑے ہوئے ان میں ناکام بنانے کے لئے علماء نے کس قدر زور لگایا کفر کے فتوے لگائے بائیکاٹ کیا، نکاح فسخ کروائے مقدمات میں گھسیٹا لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کے لئے وہ وہ حرکات عمل میں لائی گئیں کہ جن کے بیان سے بھی قلم شرماتی ہے مگر آخر نتیجہ کیا نکلا جماعت بھی بن گئی اور جماعت بھی خادم اسلام جماعت، وہ تمام عقاید جو ابتداء میں ذریعہ تکفیر ٹھہرائے گئے تھے آخر ایک ایک کر کے مقبول عام ہو گئے۔

(۴)۔ مشکلات میں خدا کی معیت اور اس کی تائید کا شامل حال رہنا چنانچہ تمام مقدمات میں اللہ تعالیٰ کی تائید کا شامل ہونا ثابت ہو تا رہا ہے اور قبل از وقت فتح و نصرت کی پیشگوئی کی جاتی رہی جو صفائی سے پوری ہوتی رہی۔

(۵)۔ دعاؤں کی قبولیت کا بطور نشان شرف ملنا چنانچہ حضرت مرزا صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہوا۔

(۶)۔ قرآن کریم کے معارف کا عطا ہونا چنانچہ یہ نشان بھی آپ کو نمایاں طور پر ملا چیلنج پر چیلنج دیئے گئے مگر کسی عالم کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی لا یمسہ الا المطھرون کے ماتحت آپ ہی اس زمانہ میں مطہر ثابت ہوئے۔ آخر جلسہ مذاہب اعظم میں تو یہ نشان ایسا صفائی سے پورا ہوا کہ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ رہی۔

(۷)۔ دیگر معجزات بھی آپ کے ہاتھ پر بے شمار ظاہر ہوئے یہ وہ نعماء الٰہی ہیں جو مامورین اللہ کو تو سب کی سب ہی عطا کی جاتی ہیں اور اس قدر کی جاتی ہیں کہ ان کے زمانہ میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن دوسرے مومنوں کو بھی ان کے درجات کے مطابق ان کا کچھ کچھ حصہ ملتا رہتا ہے۔ پس یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بیان کرنے کا حکم آیت واما بنعمۃ ربک فحدث میں دیا گیا ہے پس یہ کس طرح ممکن ہو سکتا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ ان خدائی نعمتوں کو چھپا کر رکھتے اگر ان کا اظہار نہ کرتے تو دنیا پر اسلام کے اس دعوے کی صداقت کس طرح ظاہر ہوتی کہ اسلام اپنے سچے پیروؤں کو ان نعمتوں سے نوازا کرتا ہے شاید مقالہ نگار صاحب کہیں کہ یہ آیت تو حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں وارد ہوئی ہے تو انہیں یاد رہے کہ ایسی آیتوں میں اول تو رسول کریم صلعم کے ساتھ آنحضور صلعم کے کامل متبعین بھی شامل ہوتے ہیں اس کے علاوہ سچے مسلمان کو حضرت نبی کریم صلعم کے اسوۂ حسنہ پر ہی عمل کرنے کا حکم ہے اس لئے جبکہ حضرت نبی کریم صلعم ان نعمتوں کا اظہار فرماتے رہے ہیں تو سچا مسلمان جو ان نعماء کا مورد ہوگا وہ بھی ضرور ان کا اظہار کرے گا

حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کی خصوصیات پر ایک نظر

مقالہ نگار صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے متعلق چند خصوصیات اپنے مقالہ میں پیش کی ہیں اور اس بیان میں انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یا تو اسلامی لٹریچر سے انکو بالکل واقفیت نہیں اور یا عمداً وہ کتمان حق سے کام لے رہے ہیں۔ پہلی خصوصیت وہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:-

" ان میں تیقن پایا جاتا ہے اور پڑھتے
وقت محسوس ہوتا ہے کہ گو پیشگوئی مستقبل
کے بارے میں ہے مگر نبی صلعم گویا
آنکھوں دیکھی بات فرما رہے ہیں "

جہاں تک تیقن کا سوال ہے اس سے مجھے سو فی صدی اتفاق ہے جو بات خدا کی طرف سے کسی مامور کو بتلائی جائے گی خواہ وہ مامور نبی ہو یا غیر نبی اس مامور کو اس کے متعلق اس بات کا پورا یقین ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اس امر میں بھی وہ علیٰ وجہ البصیرت ہوتا ہے کہ خبر ضرور پوری ہو کر رہے گی اور وہ پورے وثوق کے ساتھ ہی دنیا کے سامنے اس خبر کو پیش کرتا ہے۔ یہ الگ امر ہے کہ اس کے مفہوم کو سمجھنے میں وقتی طور پر غلطی کھا جائے جیسا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت یونسؑ اور حضرت نبی کریم صلعم کے عمرہ والے واقعہ کی مثالوں سے واضح کیا جا چکا ہے۔

جہاں تک حضرت مرزا صاحب کا سوال ہے ان کو کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی اس وحی کے متعلق شک پیدا نہیں ہوا جو خدا کی طرف سے ان پر نازل ہوئی تھی اسکو ہاتھ میں لے کر ان تمام علماء کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے تیار رہتے تھے جو اس وحی کو منجانب اللہ نہیں قرار دیتے تھے ان کا یقین تو اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ وہ اس میں شک کرنے کو کفر قرار دیتے تھے ان کا اعتقاد تو یہ تھا کہ اگر کسی ملہم وحی کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہو کہ یہ وحی جو اس پر ہو رہی ہے نہ معلوم شیطانی ہے یا رحمانی تو یقیناً وہ وحی شیطانی ہی ہوگی رحمانی وحی تو اپنے رحمانی ہونے کے اس قدر زبردست آثار اپنے ساتھ رکھتی ہے کہ وہ مورد وحی کے دل کو یقین سے بھر دیتی ہے اور شک وشبہات کے گڑھوں سے نکال کر بصیرۃ کی بلند تر چوٹی پر لا کھڑا کرتی ہے وہ اگرچہ خود ... زمرۂ انبیاءؑ میں داخل نہ تھے بلکہ وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے خادم اور سچے متبع تھے لیکن جہاں تک یقین کا تعلق ہے وہ اپنے آپ کو کسی نبی کے یقین سے کم نہ سمجھتے تھے جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل اشعار سے واضح ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ؛ من بعرفاں نہ کمترم زکسے
وارث مصطفےٰ شدم بہ یقیں ؛ شدہ رنگیں برنگ یار حسیں
آں یقینے کہ بود عیسےٰ را ؛ برکلامے کہ شد برو القا
وآں یقین کلیم بر تورات ؛ وآں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ؛ ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں
لیک آئینہ ام زرب غنی ؛ از پئے صورت مہ مدنی

یہ بھی مقالہ نگار صاحب نے درست فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم آئندہ کا جو واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے اسے وہ اسی طرح بیان فرماتے تھے جیسا کہ وہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے اگر تو اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ آنحضور صلعم پورے یقین سے اسے بیان فرمایا کرتے تھے تو مجھے اس سے پورا اتفاق ہے لیکن اگر مقالہ نگار صاحب کا اس عبارت سے یہ مطلب ہے کہ بیان کردہ واقعہ پورا بھی اسی طرح ہوا کرتا تھا جس طرح آنحضور صلعم بیان فرمایا کرتے تھے تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں میں ان سے اتفاق نہیں کر سکتا کیونکہ ذیل کے واقعات اس کی تردید کر رہے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کو جب ہجرت کی زمین دکھلائی گئی حالانکہ اسے آنحضور صلعم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا تھا لیکن پھر بھی مدینہ نہ سمجھا بلکہ یمامہ یا ہجر سمجھا لیکن واقعات سے وہ مدینہ ثابت ہوئی۔

اسی طرح جب آنحضور صلعم کو دکھلایا گیا کہ آپؐ عمرہ کر رہے ہیں تو آپؐ نے یہی سمجھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا لیکن وہ اگلے سال مقدر تھا اس سال عمرہ نہ ہونے کی صورت میں خود مسلمان بھی ابتلاء کا شکار ہو گئے۔ آنحضرت صلعم کو دکھلایا گیا کہ آنجنابؐ ... کے بعد آپؐ کی ازواج مطہراتؓ میں سے سب سے پہلے وہ بیوی فوت ہوگی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں آنحضور صلعم کے سامنے ازواج مطہرات کے ہاتھ ناپے گئے لیکن فوت ہونے والی وہ بیوی نہ تھی جس کے ہاتھ ظاہری طور پر لمبے ثابت ہوئے تھے بلکہ وہ بیوی فوت ہوئی جس کے ہاتھ معنوی طور پر لمبے تھے یعنی سخاوت کی صفت میں وہ سب سے بڑھی ہوئی تھیں یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ یہ کہنا درست نہیں کہ ملہم خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو وہ وحی کے الفاظ سے جو مفہوم سمجھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر حالت میں اسی مفہوم کے مطابق پیشگوئی پوری ہوتی ہے حضرت نوحؑ اور حضرت یونسؑ کی مثالیں بھی گذر چکی ہیں۔ یہ درست ہے کہ خدا کی وحی ضرور پوری ہوتی ہے لیکن اسی مفہوم کے مطابق جو خدا نے مدنظر رکھا ہوا ہوتا ہے ملہم کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق اسے پورا کرنا خدا پر فرض نہیں۔ اسی اصل کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کی ایک ایک پیشگوئی درست ثابت ہوئی اگر کسی کو شک ہو تو وہ اس پیشگوئی کو پیش کر کے دیکھ لے جسے وہ اس اصل کے ماتحت غلط سمجھتا ہے میں ذمہ لیتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اسکے سچا ہونے کو ثابت کر دوں گا۔

دوسری خصوصیت

دوسری خصوصیت مقالہ نگار صاحب نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:-

" آنحضور صلعم پیشگوئی کرنے کے بعد
اس کی تاویل وتشریح کی کبھی ضرورت
محسوس نہیں فرماتے بس دو ٹوک بات
فرما دیتے ہیں "

عبارت مندرجہ بالا میں جہاں تک تاویل کا تعلق ہے اس کی ضرورت تو اسی وقت پیش آئے گی جبکہ نبی کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق پیشگوئی پوری نہ ہو جیسا کہ عمرہ والے واقعہ میں ہوا جب عمرہ آنحضور صلعم کے سمجھے ہوئے مفہوم کے مطابق نہ ہو سکا تو آنحضور صلعم کو حضرت عمرؓ کے اس سوال پر کہ کیا آپؐ نے ہم کو یہ نہیں کہا تھا کہ عمرہ ہوگا تو آنحضور صلعم نے یہ

تاویل فرمائی کہ میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال ہوگی عمرہ تو آئندہ سال ہوگیا خدا کی بتلائی ہوئی بات تو پوری ہوگئی لیکن جو کچھ آنحضرت صلعم نے سمجھا تھا وہ پورا نہ ہوا یہ تو واقعہ ہے کہ آنحضور صلعم نے یہی سمجھا تھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا ورنہ آنحضور صلعم ۱۴۰۰ آدمیوں کو ساتھ لے کر عمرہ کے لئے گھر سے کیوں نکل کھڑے ہوتے۔

تشریح کی حقیقت

باقی رہا تشریح کا سوال تو اس کے متعلق ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ آنحضور صلعم گاہے گاہے اپنی سمجھ کے مطابق تشریح بھی فرما دیتے تھے جیسا کہ عمرہ والا واقعہ ہی اس کی بیّن مثال ہے آنحضور صلعم نے یہی سمجھا کہ اسی سال عمرہ ہوگا اسی بنا پر آنحضور صلعم نے صحابہ رض کو تیاری کا حکم دیا۔ ۱۴۰۰ صحابہ رض کو ساتھ لیکر آنحضور صلعم عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے راستہ میں حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ نے روک دیا اور مکہ میں داخل نہ ہونے دیا حالانکہ آنحضور صلعم نے انہیں یقین بھی دلادیا کہ آنحضور صلعم لڑائی کی نیت سے نہیں آئے محض عمرہ کرنا مقصود ہے لیکن کفار مکہ نے ایک نہ مانی آخر بغیر عمرہ کئے ایک صلحنامہ پر دستخط کرکے مدینہ واپس آ گئے کیا آنحضرت صلعم کا اتنے آدمیوں کو ساتھ لے کر پوری تیاری کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہونا اپنی پیشگوئی کی تشریح نہ تھی، کیا اس تشریح کے مطابق عمرہ کا اس سال نہ ہونا مسلمانوں کے لئے باعث ابتلا بنا تھا یا نہیں فتدبروا یا اولی الالباب۔

اسی طرح امہات المومنین رض کے ہاتھوں کا حضور صلعم کی موجودگی اور آپ ؐ کے روبرو ناپے جانا تشریح نہ تھی تو اور کیا تھا تاویل اس کی صحابہ کرام رض نے ہی کرنی تھی کیونکہ اس کا وقوع آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی ہونا تھا۔ چنانچہ صحابہ کرام رض نے واقعہ کے مطابق تاویل کر لی اور اس تاویل پر ان کے دل مطمئن ہوگئے۔ آپ لوگوں کی طرح انہوں نے پیشگوئی کو غلط نہیں قرار دیا۔

اسی طرح آنحضور صلعم کو جنتی انگوروں کا ایک خوشہ ابوجہل کے لئے عطا کیا گیا لیکن ابوجہل کی موت تو کفر پر ہی ہوئی اور ہوئی بھی اسلام کی بیخ کنی کی کوشش میں لیکن جب اس کا لڑکا عکرمہ رض مسلمان ہوا تو اس پیشگوئی کی تاویل سب کی سمجھ میں آگئی کہ اس سے مراد عکرمہ ہی تھا اس کے مسلمان ہونے تک اس کی تاویل کو حوالہ بخدا کیا گیا۔ اس واقعہ سے بھی کئی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں کاش کوئی تعصب سے خالی ہو کر غور کرے۔

نہ معلوم مقالہ نگار صاحب پیشگوئیوں کی خصوصیات بیان کرتے وقت دیگر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کو کیوں چھوڑ گئے۔

. . . .

تیسری خصوصیت

مقالہ نگار صاحب نے تیسری خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا مقصد کسی پیشگوئی سے اپنے منصب کی صداقت کے لئے دلائل فراہم کرنا نہیں ہوتا تھا۔ اس کے متعلق مفصل بحث گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیاں

مندرجہ بالا تین خصوصیتوں کو بیان کرنے کے بعد مقالہ نگار صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کی چند پیشگوئیاں پیش کیں ہیں جو پوری ہوئی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے ہمیں کب انکار ہے کہ آپ کو مثالیں دینے کی ضرورت پیش آئی ہم تو مانتے ہیں کہ آنحضور صلعم کی پیشگوئیاں اس زمانہ میں بھی پوری ہو رہی ہیں کیا سچے مہدی کے دعویٰ کے بعد رمضان میں سورج اور چاند کو خاص تاریخوں میں گرہن لگنے کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے بعد پوری ہوئی یا نہیں آپ لوگوں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا اسی طرح کثیر التعداد پیشگوئیاں حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت ثابت کرنے کے لئے پوری ہوئیں لیکن آپ لوگوں نے ذرہ بھر بھی ان کی طرف توجہ نہ کی اور ان کو ایک نہایت ہی حقیر چیز سمجھ کر ٹھکرا دیا پس آپ لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپ آنحضور صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کریں۔ موجودہ کو پس پشت پھینک دینا اور گذشتہ کا ذکر کرنا آپ لوگوں کو کیسے زیب دے سکتا ہے اگر آپ اس زمانہ میں ہوتے تو آپ بھی دوسرے منکرین کی طرح ان کی طرف التفات نہ کرتے ورنہ کیا وجہ ہے کہ اگر آپ کو آنحضور صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر روحانی لذت حاصل ہوتی ہے تو آج ان کو پورا ہوتے دیکھ کر وہ لذت کیوں حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئیاں بھی حضرت نبی کریم صلعم کی سچائی پر دلیل ہیں۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ حضرت مرزا صاحب کی بھی متعدد پیشگوئیاں ہو من وعن پوری ہوئی ہیں جس طرح وہ بیان کی گئی تھیں صرف سات مثالیں ہی پیش نہیں کی جا سکتیں بلکہ سینکڑوں تک انکی تعداد پہنچتی ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ تمام پیشگوئیاں بھی حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت اور آنحضور صلعم کے زندہ رسول ہونے اور اسلام کے زندہ دین ... ہونے کو ثابت کرنے کے لئے ہیں کیونکہ یہ فضل ربی جو آپ پر ہوا وہ محض قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی ہوا ہے اور پیشگوئیوں کی کثرت بھی آپ کو اسی غرض کے لئے عطا کی گئی ہے اور اسی

کثرت کی وجہ سے ہی آنے والا المسیح کا نام احادیث میں نبی رکھا گیا ہے جس کے معنی کثرت سے غیب کی خبریں پانے والے کے ہیں حقیقی معنی جو اسلامی اصطلاح پر مشتمل ہیں اس کے لحاظ سے آنے والے مسیح کو احادیث میں نبی نہیں کہا گیا یہ ایک خطرناک غلطی تھی جس میں مسلمان مبتلا تھے حضرت مرزا صاحب نے ہی آکر اس غلطی سے مسلمانوں کو نکالا اسلام پر اور حضرت نبی کریم صلعم کی ذات پر اس عقیدہ کی وجہ سے عیسائیوں کی طرف سے جو خطرناک حملہ ہوتا تھا اس کی زد سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، کاش مسلمان اس پر غور کریں۔

مقالہ نگار صاحب کے بیان کردہ اصل ..... پر سے پردہ اٹھانے کے بعد انشاء اللہ آئندہ قسط میں حضرت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر روشنی ڈالی جائے ..... گی جس کو مقالہ نگار صاحب نے محل اعتراض بنایا ہے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

جماعت بھدرواہ کا جدید انتخاب

برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ء

مورخہ ۱۵/۶/۶۲ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کا حسب ذیل چناؤ عمل میں آیا ہے بیرونی جماعتہا اور خط و کتابت کرنے والے احباب کی اطلاع کی خاطر اس کا اعلان اخبار ہذا کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔

(ا)

۱۔ زعیم خدام ...... چوہدری عبد الغنی صاحب
نائب چوہدری عبد الصمد صاحب گنائی۔

۲۔ صدر انجمن ...... چوہدری عبد الرحمٰن صاحب گنائی
نائب صدر۔ چوہدری غلام قادر صاحب گنائی۔

۳۔ جنرل سیکرٹری۔ (امور عامہ، نشر و اشاعت و تبلیغ) ماسٹر عبد الکریم صاحب۔

۴۔ سیکرٹری مال۔ چوہدری عبد الجبار صاحب و نائب سیکرٹری چوہدری عبد الرؤف صاحب گنائی۔

۵۔ امین (خزانچی) چوہدری عبد اللطیف صاحب گنائی۔
نائب ۱۔ چوہدری عبد الغنی صاحب گنائی۔

۶۔ بیت المال۔ چوہدری عبد المجید صاحب گنائی

۷۔ نگران طلباء و اطفال۔ چوہدری عبد المجید و ماسٹر عبد الکریم صاحب

(ب)

طے پایا کہ ایک ہفتے کے اندر جملہ عہدیدار اپنا چارج باضابطہ حاصل کریں گے اور اختتام ماہ جون پر کارگذاری کی رپورٹ صدر صاحب مقامی انجمن کی خدمت میں پیش کریں گے۔

نقل تحریر الصدر۔ عبد الکریم
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ
ضلع ڈوڈہ۔ کشمیر سٹیٹ

مولانا بشیر احمد منٹو صاحب مبلغ افریقہ لیگوس۔ نائجیریا

افریقہ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

۱۷ جون ۱۹۶۱ء

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کنگز کالج لیگوس، نائجیریا کے تعلیمی اداروں میں اعلیٰ حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں صرف لیگوس کے رہنے والے ہی نہیں بلکہ ملک کے دوسرے حصوں کے طلباء بھی داخل ہوتے ہیں۔ طالب علموں کی تعداد تین سو تیس ہے ان میں مسلمان صرف بیالیس ہیں۔ حالانکہ آبادی کے لحاظ سے مسلم غیر مسلموں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ حکومت اور تعلیم یافتہ مسلمانوں ہر دو کا فرض ہے کہ وہ اس طرف خاص طور پر متوجہ ہوں اور مسلمانوں کو ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائیں کہ ان کی تعلیمی کمزوری کو دور کریں

کنگز کالج کے مسلمان طالب علموں کی ایک ایسوسی ایشن بھی ہے۔ وہ ہر اتوار کو اپنا جلسہ کرتے ہیں اور بعض اوقات دوسرے لوگوں کو بھی مدعو کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات سے انہیں مستفیض کریں تیس جون کو ان کے ہاں ایک مناظرہ تھا۔ میں بھی اس میں شریک ہوا، مضمون تھا۔

Is Religion Compatible with Science

جن طالب علموں نے اس مناظرہ میں حصہ لیا اُن سب نے مضمون کے اپنے حصے کی خوب تیاری کی ہوئی تھی .... اور اپنے مفہوم کو نہایت اچھی طرح سے ادا کیا، ان کی دعوت پر دس جون کو دوبارہ میں ان کے جلسہ میں شریک ہوا اور دن کے ساڑھے نو سے ساڑھے دس بجے تک میری تقریر ہوئی۔ بعد میں سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔

پانچ جون کو مسلم ٹریننگ کالج شریلیرے ...... (Surulere) میں میری تقریر ہوئی۔ یہ جگہ لیگوس سے آٹھ میل دور ہے۔ جماعت الاسلامیہ کے صدر مسٹر عبدالکریم بیگوڈا صاحب اپنی کار میں مجھے وہاں لے گئے اور خود بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ اس کالج کے پرنسپل محترم عبدالمجید بھٹی صاحب ہیں۔ آپ پاکستانی ہیں اور ربوہ کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

تین جون کی شب کو وانسکو ہوٹل کی جرمن مینیجرس نے چند مسیحی دوستوں کو اپنے ہاں ڈنر پر مدعو کیا اور مجھے بھی شرکت کی دعوت دی اور مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں انہیں اسلامی تعلیم سے واقف کروں، ان کی خواہش کے مطابق میں نے مختصر طور پر اسلامی تعلیم ان کے سامنے پیش کردی اور ان کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس مجلس میں زیادہ تر پولیس اور نیوی افسر صاحبان شریک تھے۔

سات جون کو مینیجرس صاحبہ ایک دوسری یورپین عورت کے ساتھ مجھے ملنے آئیں تقریباً ایک گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ انہیں "سورسز آف کرسچیئنٹی" پڑھنے کے لئے دی۔

یہاں کے لوگوں کو ناچنے کا بے حد شوق ہے ہر جگہ اس کے لئے موزوں سمجھی جاتی ہے۔ اور ناچ میں لڑکے اور لڑکیاں مرد اور عورتیں جوان اور بوڑھے پڑھے لکھے اور ان پڑھ، معزز اور غیر معزز، مسلم اور غیر مسلم سبھی شامل ہوتے ہیں۔ بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی دوکان یا گھر میں ریڈیو یا ادن سے یا کسی قسم کی موسیقی ہو رہی ہے اور سڑک کی دونوں طرف لوگ ناچنے میں مشغول ہیں۔

آٹھ جون کو جمعہ کی نماز کے بعد میں چند احباب کی معیت میں گھر کی طرف روانہ ہوا۔ چوراہے پر پہنچ کر ہم ایک دوسرے کو الوداع کہنے کے لئے چند منٹ کے لئے ٹھہرے تو ایک طرف ایک جلوس آتا دکھائی دیا۔ یہ جلوس دو حاجیہ خواتین کے اعزاز میں نکالا گیا تھا جو حال ہی میں مکہ سے لوٹی تھیں اپنے دستور کے مطابق عورتیں ناچتی چلی آ رہی تھیں۔ اس ناچ میں ایک نہایت ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مسلمانوں کے دینی رہنما کی بیگم صاحبہ بھی شریک تھیں۔ یہ چند سطور میں نے اس لئے تحریر کر دی ہیں تاکہ آپ یہاں کے رسم ورواج سے بھی واقف ہو جائیں۔

تیرہ جون کو ہماری مشترکہ کلاس کے ایک طالب علم مسٹر اکو ریڈے نے چند دوستوں کو چائے کی دعوت دی، ان میں سات مسلمان اور پانچ کرسچیئن تھے میزبان کے ارشاد کے مطابق میں نے اسلام اور مسیحیت کے موضوع پر کوئی چالیس منٹ تک تقریر کی، بعد میں حاضرین نے مختلف قسم کے سوالات کئے اور میں نے جو جوابات دیئے ان سے لوگ بظاہر مطمئن معلوم ہوتے تھے، اس قسم کے جلسے انشاء اللہ تعالیٰ مختلف احباب کے مکانوں پر کئے جائیں گے۔ آج کل برسات کا موسم ہے۔ بارش بلا ناغہ ہوتی ہے اور وہ بھی موسلا دھار۔ بڑے پیمانے پر پبلک جلسے کرنے بہت مشکل ہیں۔ موجودہ حالات میں یہی بہترین طریق کار معلوم ہوتا ہے۔ والسلام

(خاکسار۔ بشیر احمد منٹو)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

جماعت بدوملہی کی دردبھری آواز

ایک چٹھی میرے پاس آئی ہے۔ وہ بڑی دردبھری ہے۔ وہ بدوملہی کی جماعت کی طرف سے آئی ہے۔ اس جماعت نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت کی عزت سکول کی وجہ سے تھی وہ اب برباد ہوتا نظر آتا ہے۔ اس جماعت کے لوگ بڑے قابل، بڑے شریف بڑے خوش اخلاق تھے، چودھری سلطان علی مرحوم۔ چودھری سرفراز خان مرحوم۔ چودھری غلام حیدر مرحوم۔ عابد علی صاحب مرحوم، یہ سب بڑے باعزت لوگ تھے۔ آج بھی بدوملہی میں ہماری جماعت کے افراد نہایت شریف ہیں۔ مثلاً چودھری سید احمد صاحب۔ چودھری غضنفر علی صاحب شیخ اللہ بخش صاحب۔ تمام علاقہ میں ان کی عزت ہے وہ اب فکر مند ہیں کہ سکول ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے سال ہمارے سکول کے مقابل پر مڈل کلاسز کے ساتھ ایک ٹیکنیکل سکول کھل گیا تھا جس سے علاقہ کے لوگوں کی توجہ اب اس سکول کی طرف ہو گئی۔ اب اس سال وہاں کالج بنا دیا گیا ہے جہاں نویں دسویں جماعت کو ایم۔ اے کے استاد پڑھائیں گے۔ اور دوسری طرف ہمارے سکول میں بی۔ اے ہیں۔ تو طبعاً ہر والد سوچتا ہے کہ اپنے بچوں کو وہاں پڑھایا جائے جہاں ایم۔ اے کے استاد ہیں۔ یہ فکر ہماری جماعت کو لاحق ہے اور انہوں نے دردناک خط لکھا ہے۔ کہ کیا ہونے والا ہے۔ اگر یہ قوم قربانی کرے اور تین ایم اے استاد اور ایک ڈاکٹر دیدے جو سکول کے ایک کمرہ میں ڈسپنسری بنالے۔ تو آپ کا کالج بھی کھل جائے گا اور لوگوں کے لئے علاج معالجہ کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ اور قوم کی ترقی کی بنیاد پڑ جائے گی۔ قوموں کی ترقی کے یہی طریق ہیں۔ اس سے بدوملہی جماعت کی دستگیری ہو سکتی ہے اس کا بیٹھا ہوا دل پھر سے حرکت کرنے لگے گا۔ میں نے یہ بات خطبہ میں اس لئے کہی ہے کہ میری آواز تمام قوم کو پہنچ جائے اور وہ غور کرے کہ کیا کرنا چاہیئے مگر میں چاہتا ہوں کہ ساری قوم مطلع ہو جائے۔ اور اس کو فکر ہو کہ اس صورت حال کے تحت کیا اقدام کیا جائے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیف رحمۃ للعالمین کا

تعارف

(از عالی جناب نواب ڈاکٹر ناظر یار جنگ بہادر جج حیدرآباد ہائیکورٹ ریٹائرڈ)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیف رحمۃ للعالمین جس قدر مقبول ہوئی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس کی متعدد ایڈیشنیں نہ صرف لاہور سے شائع ہو چکی ہیں بلکہ ہندوستان میں بھی اس کی مانگ اس قدر ہے کہ وہاں اسکو الگ چھپوانے کا بندوبست ہمارے ہندوستانی نمائندہ شیخ انعام الحق صاحب نے کیا ہے اور اس پر نواب ڈاکٹر ناظر یار جنگ سابق جج ہائیکورٹ نے ایک تعارفی نوٹ لکھا ہے، جو حسب ذیل ہے:— ادارہ

اواخر انیسویں (۱۹) صدی عیسوی نے دنیائے اسلام میں ایسی تبلیغی تحریک کا آغاز دیکھا جس میں افریقہ میں جامعہ ازہر مصر نے اور ہندوستان میں پنجاب نے ایک عظیم الشان حصہ لیا۔

جس گروہ نے افریقہ میں کام کیا، اس کے متعلق خود راقم الحروف نے اپنے زمانہ طالب علمی (۱۹۰۷ء) میں، اس دور کے برٹش ایمپائر کے اعلیٰ ترین مبلغین عیسائیت، آرچ بشپ آف کنٹربری، آرچ بشپ آف یارک، اور بشپ آف لندن کو، سینٹ ہال کیمبرج میں، کہتے ہوئے سنا کہ کس طرح افریقہ میں عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں جامعہ ازہر کے فارغ التحصیل طلباء نے مسلسل کامیابی حاصل کی ہے اور براعظم افریقہ کی آبادی جوق در جوق مسلمان ہونے لگی ہے۔

مولانا صدر الدین صاحب جو اس دور میں سیالکوٹ پنجاب کے ایک نہایت پاکیزہ مسلمان خاندان میں پیدا ہوئے انہوں نے اپنے محکمہ تعلیم کی اعلیٰ ملازمت ترک کر کے اپنے ساتھی مولانا محمد علی صاحب مترجم انگریزی ترجمہ قرآن کریم اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی طرح مغربی یورپ میں جو کہ عیسائیت کا قوی ترین مرکز ہے تبلیغ اسلام کا کام کیا۔

مولانا صدر الدین صاحب نے نہ صرف برلن (جرمنی) میں ایک اعلیٰ درجہ کی شاندار مسجد تعمیر کرائی بلکہ اس سے زیادہ اہم کام یہ انجام دیا کہ جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ مع عربی متن شائع کر کے اس دور کے اعلیٰ ترین و قوی ترین علمی و سیاسی مرکز عیسائیت تک پیغام اسلام کو قوت کے ساتھ پہنچایا۔ جو کام خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے ووکنگ سرے انگلینڈ سے آغاز کیا، وہی کام مولانا صدر الدین صاحب نے جرمنی سے کامیابی کے ساتھ آغاز کیا۔ پورے مغربی یورپ۔ جرمنی و انگلستان اور امریکہ کی حقیقت، دولت و ثروت اور فوجی قوت کے لحاظ سے دنیا بھر میں بڑھی ہوئی تھی دنیائے اسلام ایک عرصہ سے ان کے نرغے میں آ چکی تھی۔ لیکن یہ اتباع سنت رسول کریمؐ صرف خدائے عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ گروہ پیغام اسلام پہنچانے میں پیش پیش ہوا جیسا کہ قیصر کی سلطنت روم الکبریٰ اور کسریٰ کی سلطنت فارس، اسلام کے زیر نگیں آ گئیں، اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی یہ قوی ترین اقوام بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوں گی۔ مولانا صدر الدین صاحب اور ان کے رفقاء کا کام اور اس کے اعلیٰ نتائج دیکھنے کا مجھے خود اپنے سفر یورپ ۱۹۳۷ء میں موقع ملا اور مولانا سے ذاتی تعارف کا فخر بھی مجھے حاصل ہے۔ مولانا صدر الدین صاحب جو کہ ایک بلند پایہ مقرر ہیں، انہوں نے نہ صرف جرمنی و انگلستان میں اپنی تقریروں کے ذریعہ پیغام اسلام پہنچانے کا فرض کما حقہ ادا کیا۔ بلکہ ایک سلسلہ تصنیفات کے ذریعہ بھی پیغام اسلام اس شکل میں پہنچایا جو آجکل دنیا کو اسلام کی طرف کھینچ سکتا ہے۔ آپ کی حسب ذیل تصنیفات، سب کی سب اس قابل ہیں کہ زیادہ سے زیادہ تمام مذاہب کے لوگوں کے مطالعہ میں آئیں:—

(۱) "غلبۂ قرآن"
(۲) "ضرورت حدیث"
(۳) "جمہوریت اسلامیہ"
(۴) "خصائص القرآن"
(۵) "معارف قرآن"
(۶) عیسائی معتقدات تعلیم انجیل کی روشنی میں
(۷) از زیر تعارف کتاب رحمۃ للعالمین (عزیز ہوگی)

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن اردو ٹائپ میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔ اب یہ جدید ایڈیشن لیتھو میں حیدرآباد (انڈیا) سے شائع ہو رہا ہے۔ مولانا موصوف کی ایک ایسی معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس میں سیرت طیبہ کی روح کو اپنے صحیح ترین پس منظر میں موثر ترین انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس تصنیف کے نام ہی سے واضح ہے کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف کرۂ ارض کے لئے ہی نہیں بلکہ زمین سے لے کر ان ستاروں اور سیاروں تک کے لئے بھی، جن کی روشنی لاکھوں میل فی لمحہ سفر کرنے کے باوجود اب تک کرۂ ارض تک نہیں پہنچ سکی، رحمت کامل بنا کر بھیجے گئے ہیں، خدائے عزوجل جتنی جتنی قدرت انسان میں رازِ کائنات کے انکشاف کی پیدا کرتا جائے گا اتنا اتنا ہی رحمۃ للعالمین کا صحیح تصور قائم کرنے میں اس کو مدد ملے گی۔

دور حاضر کے اس برق رفتار زمانہ میں تصانیف کی افادیت کا دارومدار چند ضروریات انسانی کی تکمیل پر ہے، آج کل کسی کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ علاوہ اس مضمون کے، جس کی کہ اس کو تلاش ہو کسی کتاب کو از ابتدا تا انتہا پڑھے اس لئے متلاشیان حق کی سہولت کے لئے کتاب کی نہ صرف مضمون وار تقسیم ضروری ہے بلکہ فہرست مضامین، بر ہر کتاب مع حوالہ صفحات متعلقہ کا شریک ہونا بھی ضروری ہے علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں حروف تہجی کے لحاظ سے انڈکس کا ہونا بھی، موجودہ علمی دنیا میں، تصانیف کے لوازمات میں سے ہے، زیر تعارف کتاب کے پہلے ایڈیشن میں فہرست مضامین موجود نہ تھی۔ لیکن میرے دوست شیخ محمد انعام الحق ساکن مکان متصل اعظم پورہ ملک پیٹ حیدرآباد دکن (انڈیا) نے جو کہ اس جدید ایڈیشن کے پبلشر ہیں۔ اس جدید ضرورت کی طرف توجہ کی اور ذیلی عنوانات قائم کر کے کتاب کے شروع میں فہرست مضامین کا اضافہ کر دیا۔ امید ہے اس کتاب کا آیندہ ایڈیشن فہرست مضامین کے علاوہ انڈکس کے ساتھ شائع ہوگا۔

مجھے توقع ہے کہ مولانا صدر الدین صاحب کی اس زیر تعارف تصنیف کی طرح ان کی مذکورہ صدر دیگر تصنیفات بھی فہرست مضامین اور انڈکس کے ساتھ حیدرآباد سے شائع کی جائے گی۔ میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ یہ تصنیفات نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی تلاش حق میں بہت ممد و معاون ہوں گی۔

لیتھو میں جو کتابیں شائع کی جاتی ہیں ان میں بالعموم کتابت و طباعت کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث کا غلط طبع ہو جانا تو بہت شاق گزرتا ہے۔ امید ہے کہ پبلشر موصوف اس کا بطور خاص خیال رکھیں گے اور تصحیح کا تسلی بخش انتظام کریں گے۔

اخبار احمدیہ

میرے لڑکے عزیزی نصیر احمد کے ہاں مورخہ ۲۶-۶-۶۲ کو لڑکی تولد ہوئی ہے۔ حضرت امیر اور جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ بچی کی صحت اور درازی عمر کی دعا فرمائیں، اور دعا فرمائیں کہ بچی کو خدمت دین کے قابل بنائے۔ آمین۔ والسلام

خادم عبدالحمید شاہ ریٹائرڈ کلرک آف کورٹ کیمبلپور

مولانا احمد علی صاحب کو حادثہ

جناب مولانا احمد علی صاحب برادر خورد حضرت امیر مرحوم کو تانگہ سے ٹکر ہو گئی ہے اور آپ کو شدید چوٹیں آئی ہیں۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے بزرگان دین اور احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

طارق محمود، اسلام آباد۔ اوکاڑہ

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

غلام احمد بشیر مبلغ ہالینڈ

عید الاضحیٰ کی تقریب

عید الاضحیٰ کی تقریب ہالینڈ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ چودہ مئی کو منائی گئی۔ دوستوں کو دعوت ناموں کے ذریعہ کوئی ایک ہفتہ قبل اطلاع دی گئی تھی۔ صبح کے گیارہ بجے عید کی نماز پڑھائی گئی اور خطبہ دیا گیا۔ اسی موقعہ پر ہمارے ڈچ مسلمان دوستوں کے علاوہ سورینام اور بعض دیگر ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھی تشریف لائے غیر مسلموں کی تعداد بھی خاصی بڑی تھی۔

خاکسار نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد مختصر سا خطبہ دیا جس میں عید الاضحیٰ کی تقریب کے متعلق بعض باتیں بیان کی گئیں۔ اور بتلایا گیا کہ عید الاضحیٰ کی تقریب حج کی خوشی میں منائی جاتی ہے اور حج ہمیں حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے جو انہوں نے خدا تعالےٰ کی خاطر کیں۔ ہر مسلمان جو حج کے موقعہ پر ان مقامات کی زیارت کرتا ہے جہاں مندرجہ بالا خدا کے پیارے بندوں نے اپنی جانیں تک نثار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ وہ اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ بھی خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور یہی دراصل اسلام کی تعلیم کا لُبِ لباب ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے حضور اس طرح لا کھڑا کر دے کہ وہ اس کے اشارے کے بغیر حرکت بھی نہ کرے۔ اسلام کے لفظ کا یہی مفہوم ہے۔ حج کے ذریعہ انسان یہ ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ اس نے جو 'اسلام' لانے کا وعدہ کیا تھا وہ اب اسے پورا کر رہا ہے۔ پھر وہ ساتھ ہی انسانی مساوات اور عالمگیر برادری کا سبق بھی حاصل کرتا ہے۔

خطبہ کے بعد دعا کی گئی اور پھر مہمانوں کی کافی اور کیک وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ بہت سے مہمان ہیگ سے باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے ان کے دوپہر کے کھانے کا انتظام بھی کیا گیا۔

اس دوران میں مختلف غیر مسلم اور مسلم دوست تشریف لاتے رہے۔ شام کو ہم نے مختلف دوستوں کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا چنانچہ اسی موقعہ پر قریباً ۷۵ افراد نے کھانے میں حصہ لیا۔ کھانے کے بعد مسٹر عبداللہ فان اونک نے پھر حج کے متعلق ایک مختصر سی تقریر کی جس میں قربانی کی فلاسفی پر بحث کرتے ہوئے بتلایا کہ قربانی کا یہ مطلب نہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو گوشت یا خون کی ضرورت ہے۔ جانور کی قربانی دراصل ایک مثالی چیز ہے اور اس کے ذریعہ انسان یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خود خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہے جس طرح کہ قربانی کا جانور۔ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم۔ خدا تعالےٰ کو گوشت اور خون کی ضرورت نہیں قربانی سے مقصود انسان کا تقویٰ ہے۔

دوستوں نے بڑی دلچسپی سے ان کی باتوں کو سُنا شام کے دس بجے کے قریب سب دوست تشریف لے گئے۔

مہمانوں کی خاطر مدارات میں خاکسار کی اہلیہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اخراجات کو کم کرنے کی خاطر انہوں نے کیک وغیرہ خود ہی بنائے اور کھانا وغیرہ تقسیم کرنے میں بھی انہوں نے بہت ہمت سے کام لیا۔ اور بہت سے دوستوں نے اس موقعہ پر دستِ تعاون بڑھایا۔ اللہ تعالےٰ نے سب کو اس کی جزائے خیر دے۔

یسوع مسیحؑ کے آسمان پر جانیکی تقریب

تمام عیسائی ممالک میں واقعہ صلیب مسیح کے چالیس دن بعد ان کے مزعومہ صعود الی السماء (آسمان کی طرف اُٹھائے جانے) کے دن کی تقریب منائی جاتی ہے۔ اس سال یہ دن ۳۱ر مئی کو منایا گیا۔ ہم نے اس مناسبت سے ایک جلسہ کا اعلان کر دیا کہ اس موقعہ پر ہم یہ بتلائیں گے کہ مسیح کے صعود الی السماء سے کیا مراد ہے۔ چنانچہ کافی تعداد میں احباب تشریف لائے مسٹر عبداللہ فان اونک نے اس جلسہ کی صدارت کی خاکسار نے عیسائی اور اسلامی معتقدات میں جو فرق ہے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے واقعہ صلیب پر بحث کی اور بتلایا کہ مسیحؑ دراصل صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار کر ایک قبرستان میں کھودی ہوئی قبر میں انہیں رکھا گیا تھا مگر اس سے قبل ان کی نعش کو مختلف قسم کی ادویات میں لپٹایا گیا تھا۔ اگلے دن جب مسیحؑ کو ہوش آیا تو وہ اس قبر سے نکل گئے اور ایک باغبان کا لباس پہن کر اپنے حواریوں میں سے بعض سے ملنے کے بعد کہیں چلے گئے۔ انجیلوں کے لکھنے والوں میں سے صرف لوقا اور مرقس یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کچھ عرصہ کے بعد بیت عنیاہ سے آسمان پر اُٹھائے گئے۔ لیکن لوقا سے اب آسمان کا لفظ نکال دیا گیا ہے اور مرقس کی آخری آیات جن میں آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذکر ہے اصل نہیں ہیں اس لئے ہم ان پر بھروسہ کر کے اس عقیدہ کو مان نہیں سکتے۔ بہر طور یہ کہ یوحنا یہ بیان کرتے ہیں کہ مسیحؑ کو آخری وقت جھیل طبریاس کے پاس دیکھا گیا جہاں انہوں نے اپنے حواریوں کو ضروری ہدایات دیں اور پھر ایک شاگرد کو ساتھ لے کر کہیں چلے گئے۔ اگر مرقس کی بات صحیح تھی تو پھر انہیں جھیل طبریاس کے پاس کس طرح دیکھا گیا؟ بہر حال یوحنا والی بات صحیح ہے کہ مسیحؑ وہاں سے آگے چلے گئے۔ اور چلتے گئے یہاں تک کہ وہ کشمیر پہنچے جہاں وہ لمبی عمر پانے کے بعد اپنے مولا سے جا ملے اس کے ثبوت میں تاریخ کے حوالہ جات بھی پیش کئے جن میں ...... سرینگر کے مقام پر مسیحؑ کے پہنچنے کا ذکر ہے۔

ایک ڈچ مُسلمان

اس کے بعد ہمارے ایک ڈچ مسلمان بھائی مسٹر ایچ کیس کمپ نے جو کچھ عرصہ ہوا انڈونیشیا سے واپس ہالینڈ تشریف لائے تھے تقریر کی اور اپنے مسلمان ہونے کے وجوہ بیان کرتے ہوئے انڈونیشیا میں اسلام اور عیسائیت کے متعلق بہت سی دلچسپ باتیں بیان کیں۔ آپ نے بتلایا کہ آپ پیدائشی طور پر کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپ کو طبعًا ان کے معتقدات تثلیث وغیرہ سے اتفاق نہ تھا۔ جب آپ کے کانوں میں لا الٰہ الا اللہ کی آواز پڑی تو آپ کی طبیعت اسی وقت اسلام کی طرف مائل ہو گئی۔ چنانچہ آپ کی عمر ابھی بیس پچیس سال کی تھی کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا ہے اگرچہ آپ کا تعلق انڈونیشین مسلمانوں سے رہا ہے تاہم آپ کو اسلام کا صحیح مفہوم جماعت احمدیہ لاہور کے ذریعہ ہی حاصل ہوا۔ آپ نے پھر انڈونیشیا میں عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے خلاف شائع ہونے والی کتب کا ذکر فرمایا کہ عیسائی مشنری اپنے مذہب کو پھیلانے کی غرض سے طرح طرح کے ذرائع استعمال میں لاتے ہیں حتیٰ کہ وہ سچائی کا خون کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے اور اسلام کے بانی کے متعلق نہایت ہی خطرناک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کو اسلام کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل کامیابی ہوتی ہے۔ انڈونیشیا کے آزاد ہونے سے قبل ڈچ حکومت کی وجہ سے عیسائی مشنریوں کو کافی سہولتیں تھیں اور انہیں اسلام کے بانی کی ذات پر حملے کرنے کی بھی جرأت تھی لیکن آزادی کے بعد یہ حالت تبدیل ہو چکی ہے

ہے اور اب وہ پہلے کی طرح اسلام کے خلاف حملہ نہیں کر سکتے۔ تاہم ان کا پراپیگنڈا بہت زیادہ ہے۔

آپ نے انڈونیشیا میں عیسائی معتقدات کے خلاف بھی ایک بہت اچھی کتاب لکھی تھی، اور اب بھی آپ ایک کتاب تصنیف کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اُن کی دیرینہ خواہش تھی کہ ہالینڈ میں اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس خواہش کو پورا کر دیا ہے۔ آپ نے ہمارے مشن کے ساتھ پُورا پورا تعاون کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔

رسالہ الفارق

گذشتہ کی طرح الفارق کے لئے مضامین مرتب کئے گئے۔ الحمد للہ کہ ہمارا رسالہ اپنے مضامین اور ظاہری خوبصورتی کے لحاظ سے معیاری رسالوں میں شامل ہو رہا ہے۔ قارئین الفارق اکثر اس کے مضامین کے متعلق خوشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ اسلام کی آواز بلند کرنے کا نہایت ہی اچھا موقع مل رہا ہے۔ ہم یورپین علماء کی کتب وغیرہ کا مطالعہ کر کے ان کے اچھے اچھے الفاظ کو الفارق میں شائع کرتے رہتے ہیں اور ان کی قابلِ اعتراض باتوں کو لکھ کر ان کا ردّ بھی پیش کیا جاتا ہے اگرچہ اسلام کے متعلق لکھنے والے بھی بہت گزرے ہیں اور کتب بھی بہت پائی جاتی ہیں تاہم سب مصنفین ایک ہی راہ اختیار کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں خواہ ہم انیسویں صدی کے مصنّف کو لیں یا بیسویں صدی کے مصنّف کو ان کی طرز تحریر میں اور اسلام کے متعلق علم میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ سب کے سب ایک ہی بات کو لے کر اسلام کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ذالک مبلغھم من العلم۔ معلوم ہوتا ہے ان میں سے چند ایک ایسے بھی ہیں جو اپنے ذاتی علم کی بناء پر اسلام کے متعلق لکھتے ہیں، باقی لوگ ایک دوسرے کی تحریرات سے نتیجہ اخذ کر کے کتب تصنیف کرتے جاتے ہیں۔ عام طور پر کئے جانے والے اعتراضات حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ اسلام کی تعلیم عیسائی اور یہودی تعلیمات سے ماخوذ ہے۔

(۲)۔ نبی اکرمؐ نے نعوذ باللہ عیسائیوں اور یہودیوں سے باتیں سن کر الہام کے طور پر پیش کر دیں۔

(۳)۔ آپ نعوذ باللہ موقعہ اور محل کے مطابق بات بنا کر الہام کے طور پر پیش کر دیتے تھے۔

(۴)۔ اسلام مذہب کو جبر سے پھیلانے کی تلقین کرتا ہے۔

(۵)۔ قرآن کی جنت اور دوزخ اس دنیا کی چیزیں ہیں۔

(۶)۔ اسلام کوئی گہرائی نہیں رکھتا۔ صرف ظاہری احکام و عبادات پر عمل کافی ہے۔

(۷) اسلام عورت کو بہت ہی ادنےٰ حیثیت دیتا ہے

(۸)۔ اگر اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہوتی تو اس کے ماننے والوں کی وہ حالت نہ ہوتی جو اب تمہیں مختلف ممالک میں نظر آ رہی ہے۔

ہم مختلف پیرایوں میں ان باتوں کا جواب دینے کے لئے مختلف قسم کے مضامین الفارق میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو لوگ ہمارے رسالہ کو باقاعدہ پڑھتے ہیں ان کے دلوں سے آہستہ آہستہ وہ غلط خیالات اسلام کے متعلق دُور ہوتے جاتے ہیں۔ اگر انگریزی میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل میں ان باتوں کو مدنظر رکھ کر مضامین لکھے جاتے رہیں تو پھر اللہ کے فضل سے عیسائیوں کو اسلام کے خلاف زیادہ لکھنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ ہالینڈ میں جب لوگ ہماری باتوں کو سنتے ہیں تو وہ بالکل حیران رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے منہ سے جو باتیں سنتے ہیں وہ اسلام کی اور ہی تنظریہ پیش کرتی ہیں۔

ابھی ابھی ایک عیسائی عالم ڈاکٹر کریمر نے ایک تنقیدی رسالہ لکھا ہے اس میں انہوں نے ڈاکٹر داؤد احبار کی کتاب سے باتیں اخذ کر کے بتلایا ہے کہ اسلام کا خدا رحم دل نہیں جیسا کہ بائبل کا خدا ہے بلکہ وہ ایک جج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس رسالہ کا جواب دینے کے لئے ہم کتب وغیرہ فراہم کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر کریمر نے یہ اثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر احبار مسلمان ہیں اور باوجود مسلمان ہونے کے انہوں نے ایسی باتیں لکھی ہیں۔ مجھے ابھی تک ان کے صحیح حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ اس لئے اگر کسی دوست کو ان کے متعلق صحیح واقفیت ہو تو مہربانی فرما کر ہمیں مطلع فرما دیں، بہت نوازش ہوگی۔

والسلام

غلام احمد بشیر۔ ہالینڈ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینجر

مَلفُوظات

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں کہ جو محدثیت کے درجہ تک پہنچ جاویں، جن سے خدا تعالے آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالے ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا (سورۃ حم سجدہ) سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ تو صرف اسلام میں ہے۔ دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں۔ اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلائل سے بڑھکر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ ع ۱۹)

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۴ جولائی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۲۵

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:- پاک و ہند سے چھ روپے - بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم میں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سونہ

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ صفر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۶

کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم پر چلتے ہیں

عزّت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ عالیہ

جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کریم کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالےٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور اس کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِر یہ تھا ؎

خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید یہی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا لیکن آخر کار اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق اور فجور اختیار کیا پھر اللہ تعالےٰ کا غضب ٹوٹ پڑا۔ اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں ہمارے نزدیک اس تشخیص کا علاج کیا جائے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہو گا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہو گا۔ ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہو گا یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزّت اور عروج اسی راہ سے آئے گا۔ جس راہ سے پہلے آیا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۱-۱۷۲)

بحرِ حکمت کے موتی

عن انسؓ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا غزا قال اللھم انت عضدی ونصیری بک احول وبک اصول وبک اقاتل۔ اخرجہ ابوداؤد والترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح حصہ دوم۔

ترجمہ:۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے نکلتے (یا) شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ تعالےٰ تو ہی میری قوّتِ بازو ہے (یعنے ہر قسم کی طاقت کا باعث) اور تو ہی میرا مددگار ہے تیری مدد سے میں چلتا پھرتا ہوں۔ اور تیری مدد سے مجھے اثبات قدم اور مضبوطی حاصل ہے اور تیری مدد سے جہاد کرتا ہوں۔

نوٹ:۔

ہمارے مبلغین جو قلمی اور لسانی جہاد میں مشغول ہیں اس دعا کو مدِ نظر رکھ کر اس کے ایک ایک دعائیہ فقرہ سے فیض حاصل کریں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات "خود حفاظتی" کے لئے لڑے گئے۔ آج میدان کارزار اتمام حجت سے سَر ہوتا ہے ؎

چو دیں مدلّل و معقول و باضیا باشد
کدام دل کہ ازاں مذہبش ابا باشد۔

(مسیح موعودؑ) (غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

فلپائن

ترجمہ خط از فیبین ایم گسٹے وارا - فلپائن

جناب عالی سلام مسنون

یہ خط آپ کے مراسلہ مورخہ دس مئی کے جواب میں ہے۔

گذارش ہے کہ مجھے پاکستانی کرنسی حاصل کرنے میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کو ڈاک خرچ فری لٹریچر کے عطیہ کے لئے نہیں بھیج سکا۔

اس معاملہ میں آپ میری مدد فرمائیں۔

ہمارا ملک آپ سے بہت دور واقعہ ہوا ہے میں کسی دوسرے ذریعہ سے بھی رقم مطلوبہ ادا نہیں کر سکتا۔ یقیناً مجھے آپ کی تحریک اسلام سے بہت دلچسپی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے لٹریچر سے روشنی حاصل کر کے میں آپ کے ذریعہ حق کو پا جاؤں اور تبلیغ حق کے لئے آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔

امید ہے آپ اس معاملہ میں میری مدد فرمائیں گے اور قرآن شریف کی ایک کاپی میری ہدایت اور رہنمائی کے لئے ارسال فرمائیں گے۔

(انہیں قرآن شریف ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ اور خط بھیجے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از مس مستورہ حامد - فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں اور میرے والدین آپ کی روحانی سرپرستی کے لئے بہت شکر گذار ہیں۔

افسوس میری والدہ اور دوسرے رشتہ دار امسال حج کے لئے نہ جا سکے کیونکہ جہاز میں انہیں جگہ نہیں مل سکی۔ تاہم وہ حفاظت سے بندرگاہ سے واپس خیریت سے گھر پہنچ گئے۔

مجھے یہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ مجھے قرآن اور دیگر کتب بھیج رہے ہیں۔ مجھے یقیناً ان کتب سے بہت علم حاصل ہوگا۔ شکریہ

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط موتونان، عبدولاسی نمبر ۲ سوگنرو سٹریٹ

لاگوس نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کا خط مورخہ $\frac{۲}{۶۲}$ ۲۲ وصول کر کے بہت خوش ہوا ہوں۔ لیکن میں بروقت جواب نہ دے سکا۔ معافی چاہتا ہوں۔ وجہ یہ تھی کہ میں کتابوں کے پارسل کی انتظار میں تھا جو کہ مجھے $\frac{۲}{۶۲}$ ۱۱ کو وصول ہو گیا۔ میں ٹیچنگز آف اسلام اور کال آف اسلام کی کتابیں پڑھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ وہ بہت پُر لطف کتابیں ہیں۔ اور میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں لوگوں کو اکٹھا کر کے مذہب اسلام پر لیکچر دیتا ہوں۔ میں یہ کتابیں اپنی سوسائٹی کے لیڈر کے پاس لے گیا اور اس نے تمام ممبروں کو دکھائیں۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ جب ہم ان کتابوں کو ممبروں کی جنرل میٹنگ میں پڑھیں گے۔

میں اپنے صدر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی جماعت کا ممبر بنا لیا ہے۔ میں آپ کے نمائندہ مسٹر بشیر احمد ٹوٹو صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے ہمیں عمدہ لیکچر دیا جس کو ہم نے خوب دلچسپی سے سنا۔ ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ ہم جلدی آپ کو اپنی سوسائٹی میں تقریر کے لئے بلائیں گے۔ ہماری سوسائٹی کے سب لوگ جانتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو شرابی ہو گئے ہیں۔ مجھے ایک کاپی قرآن شریف جب آپ کے پاس موجود ہو ارسال کریں۔ امید ہے کہ مجھے آئندہ بھی خط و کتابت میں یاد رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کو اللہ رحیم و کریم ہے بڑھائے اور آپ کا محافظ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو کتابیں بھیجنے کا صلہ دے۔

تمام سوسائٹی کو میرا سلام

(ان کو خصائص القرآن اور نیو ورلڈ آرڈر اور خلیفہ قرآن انگریزی اور خط بھیجے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از مسٹر اجیبوٹی مالکی داؤد - لیگوس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میرے کسی دوست نے آپ کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ تعلیم اسلام کے حصول کے متعلق آپ کی طرف رجوع کروں۔

پہلی بات یہ ہے کہ میرے ماں باپ اور چند احباب ابھی تک عیسائی ہیں اور اس وجہ سے میری زندگی کے دن پریشانی سے گذرتے ہیں میں قرآن شریف کے ذریعہ انہیں تبلیغ کرتا رہتا ہوں مگر وہ لوگ میری بات نہیں سنتے۔

میرے ماں باپ نے مجھے احمدیہ سکول میں داخل کرایا تھا۔ اب میں نے مسلم کالج میں داخلہ لے لیا ہے۔

جناب عالی آپ میری اس معاملہ میں یعنی میرے والدین کو مسلمان بنانے میں کس طرح مدد کر سکتے ہیں۔ میں ان کی وجہ سے ہمیشہ پریشان رہتا ہوں۔ خدا کے لئے میری مدد فرمائیں۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر ایم اسے رؤوف کاتھم کوم اینام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں مدت سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے متعلق سنتا رہا ہوں آپ سے مجھے کچھ کتب اور کتابچے ملے ہیں جو کہ یقیناً ایک علمی خزانہ کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ مادی اور روحانی علوم کے نایاب ذخیرے ہیں۔ تہ دل سے میں اور میرے مسلم اور غیر مسلم دوست آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ لوگ اسلام کی بہت بڑی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

اسلام جو سلامتی کا مذہب ہے۔ نیز تمام انسانیت کے لئے آخری پیغام ہے۔ اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کا مقدس کام آپ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ یہ نہایت نازک دور ہے جس میں تمام قومیں ..... امن کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کو بربادی اور تباہی سے بچا سکتا ہے اقوام عالم کی بے بسی دیکھ کر ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ جلد از جلد آغوش اسلام میں پناہ تلاش کریں گی۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

۲

ترجمہ خط از ڈاکٹر جی کوبلی۔ رانچی۔ بہار۔ انڈیا

جناب عالی۔ سلام مسنون

میں جناب کے خط مورخہ $\frac{۳}{۶۲}$ ۲ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں مع جسٹرڈ پارسل جس میں قرآن شریف حدیث مقدس۔ ہولی ٹریفس آف پرافٹ وغیرہ کتب تھیں مل گیا ہے بہت بہت شکریہ

جس جذبہ سے آپ نے یہ قیمتی کتب بھیجکر میونسپل ٹیرین مشن کو اعزاز بخشا ہے ہم اس پاک جذبہ کی قدر کرتے ہیں اور بصد شکریہ کتب کی وصولی سے اطلاع دیتے ہیں۔

ان کتب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس نیک کام کے بدلہ

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۱)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۶۲ء

اسلام اور جہاد

ماہنامہ میثاق (جون ۱۹۶۲ء) میں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ریلیجن آف اسلام" پر ریویو کرتے ہوئے کتاب مذکور کے دیگر مضامین کے علاوہ جہاد کے مضمون پر خصوصیت کے ساتھ تفصیلی تبصرہ کیا گیا ہے، جس میں مصنف کے اس نقطۂ خیال کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جہاد کا لفظ اصلاحی تبلیغی کوششوں کے علاوہ دفاعی جنگوں پر ہی بولا گیا ہے، اسلام پھیلانے کے لئے تلوار اٹھانا اس کے مفہوم میں شامل نہیں تبصرہ نگار (غ-م صاحب) شروع ہی میں لکھتے ہیں :-

"جہاد کے باب میں مصنف نے جہاد کا وہی فلسفہ پیش کیا ہے، جو قادیانیوں کا طرۂ امتیاز ہے یعنے وہ اسلامی جنگوں کو صرف دفاعی جنگیں سمجھتے ہیں اور اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لئے جہاد کرنے کے نظریہ کو خلاف اسلام نظریہ بتلاتے ہیں"

"قادیانیوں کا طرۂ امتیاز" کی بھی عجیب کہی، شاید تبصرہ نگار کو معلوم نہیں کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء اسی نظریہ کے قائل ہیں کہ اسلامی جنگیں صرف دفاعی تھیں، دین کی سربلندی یا اسلام کی اشاعت ان جنگوں کا اصل مقصد نہ تھا، انہی علماء میں سے ایک بہت بڑے عالم دین مولانا سید سلیمان ندوی سیرت نبوی جلد چہارم کے صفحہ ۲۸۳ پر لکھتے ہیں :-

"اسلام میں حق کی حمایت اور باطل کی شکست کے لئے لڑنا جائز ہے اور آنحضرت صلعم کو بھی لڑنا پڑا اس سے مخالفوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ لڑائی - - - - - - - - - - - - - - - اس لئے تھی کہ اسلام کو تلوار کے زور سے لوگوں میں پھیلایا جائے حالانکہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں کسی کافر کو مسلمان بنانے کا حکم ہو اور نہ آنحضرت صلعم کی سیرت میں کوئی واقعہ ایسا ہے جس میں کسی کافر کو زبردستی تلوار کے زور سے مسلمان بنایا گیا ہو"

پھر لکھا ہے :-

"حقیقت یہ ہے کہ جہاد کی مشروعیت مظلوموں کی حمایت، جلاوطنوں کے حق دلانے، حج کا راستہ کھولنے اور عقیدہ کی آزادی کے لئے تھی .... قرآن کی اس آیت میں وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ و یکون الدین للہ فتنہ سے مراد عقیدہ اور مذہب کی آزادی نہ ہونا ہے"

مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کے اس بیان کے ہوتے ہوئے اسلامی جنگوں کے دفاعی ہونے کا نظریہ قادیانیوں کا طرۂ امتیاز کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں یہ کہہ لیجئے کہ اس زمانہ میں اس نظریہ کی اشاعت کا سہرا جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے سر ہے، جن سے متاثر ہو کر دوسرے لوگ بھی اسی کے قائل ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ وہ قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کے عین مطابق ہے۔

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ نے کتاب مذکور میں اسلام کی جبری اشاعت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"اس میں شک نہیں کہ اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کو دنیا میں پہنچایا جائے لیکن جبراً اسلام کی اشاعت ایک ایسی بات ہے، جس کا قرآن مجید سے کوئی سراغ نہیں ملتا بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید نہایت واضح الفاظ میں ایک قانون نافذ کرتا ہے :-

لا اکراہ فی الدین - دین میں کوئی جبر نہیں

اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئی ہے :-

قد تبین الرشد من الغی - ہدایت کی راہ گمراہی کے مقابلہ میں واضح ہو چکی ہے

یہ آیت جنگ کی اجازت ملنے کے بعد نازل ہوئی لہذا یہ یقینی بات ہے کہ جنگ کی اجازت کا مذہب کی اشاعت سے کوئی تعلق نہ تھا" (دین اسلام صفحہ ۲۱۶)

حضرت مولانا کی دلیل کے جواب میں تبصرہ نگار صاحب لکھتے ہیں :-

"ہمارے نزدیک اس بحث کی بنیاد ہی مصنف نے غلط اٹھائی ہے لا اکراہ فی الدین کا مفہوم اس کی دوسری ہم معنی آیات کی طرح یہ ہے کہ اللہ تعالے نے لوگوں کے دین کے معاملہ میں کوئی فطری جبر نہیں رکھا اگر وہ چاہتا تو سب کو مسلمان بنا دیتا لیکن یہ اس کی حکمت کے خلاف تھا اب اس کی ہدایت دنیا میں آگئی ہے گمراہی کے پردے چاک ہو چکے ہیں اب ہر وہ شخص جو فطرت کی آواز پر لبیک کہے گا وہ اسلام کو اختیار کرے گا اس آیت کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں کہ آیا دعوت کے کسی مرحلہ میں تلوار اٹھائی جا سکتی ہے یا نہیں اس بحث کے لئے قرآن مجید کی دوسری آیات حدود مقرر کرتی ہیں"

کیا تبصرہ نگار صاحب نے یہ بات قرآن مجید میں آیت لا اکراہ فی الدین کے سیاق و سباق کو پڑھ کر لکھی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے تھا کہ یہ آیت احکام جنگ اور لوازمات جنگ کا ذکر کرتے ہوئے ایسی جگہ آئی ہے، جہاں اس کے معنے سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتے کہ دین میں جبر جائز نہیں، اگر تبصرہ نگار صاحب کے معنوں کو بھی لیا جائے تب بھی اس کے یہی معنے ہوں گے، کہ چونکہ گمراہی کے پردے چاک ہو چکے ہیں - اس لئے ہر وہ شخص جو فطرت کی آواز پر لبیک کہے گا وہ اسلام کو اختیار کرے گا اس بارہ میں جبر جائز نہیں -

فی الحقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ آیت آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا وہ چارٹر ہے جو اسلام کا امتیاز خصوصی ہے، اس میں صریح طور پر دین میں جبر سے منع کیا گیا ہے اور یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ

"اس آیت کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں کہ آیا دعوت کے کسی مرحلہ میں تلوار اٹھائی جا سکتی ہے یا نہیں"

حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے پیش کردہ معنوں کی تائید قرآن کریم کی دوسری آیات سے بھی ہوتی ہے ایک جگہ فرمایا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں فرمایئے اس میں بھی دین کے معاملہ میں جبر سے روکا گیا ہے یا نہیں ؟

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لا اکراہ فی الدین کا یہ مفہوم حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے وہ انہی کا پیدا کردہ نہیں بلکہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے بھی سیرت نبوی میں اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"اسلام نے صرف یہ کہ مذہب کی جبری اشاعت کو ناپسند کیا بلکہ اس کا فلسفہ بتایا کہ مذہب زبردستی کی چیز نہیں کہ اسلام میں مذہب کا اولین جزء ایمان ہے ایمان یقین کا نام ہے اور دنیا کی کوئی طاقت کسی کے دل میں یقین کا ایک ذرہ بھی بزور پیدا نہیں کر سکتی بلکہ تیز سے تیز تلوار کی نوک بھی کسی طرح دل پر یقین کا ایک حرف نقش نہیں کر سکتی فرمایا :-

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (البقرہ ۳۴) دین میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی

یہ وہ عظیم الشان حقیقت ہے جس کی تلقین

(باقی بر صفحہ ۷ کالم ۳)

از ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور

تنظیم جماعت و اشاعت اسلام

ان موضوعات پر وقتاً فوقتاً بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر میرے مدنظر اس وقت چند ایک ضروری امور کو دوہرانا یا اُن پر مزید روشنی ڈالنا قومی تنظیم اور ہماری جماعت کی غرض و غایت یعنی اشاعت اسلام کے لئے نہایت مفید اور اہم ہے۔

(۱) ماہوار چندوں کی مقدار کم ہو رہی ہے۔ اور ان کی ادائیگی میں بیقاعدگی آ گئی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان ہے کہ جو شخص بلا وجہ تین ماہ تک متواتر چندہ ماہوار ادا نہیں کرتا۔ وہ احمدیہ جماعت میں شامل رہنے کے قابل نہیں ہے۔ وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً کے حکم کے ماتحت قرآن کریم کو لے کر قلمی اور علمی جہاد کرنا خرچ چاہتا ہے۔ اور یہ خرچ جماعت احمدیہ نے مل کر ہی پورا کرنا ہے۔

چندوں کے حاصل کرنے میں مقامی سکرٹری جماعت کا بھی بڑا ہاتھ ہوتا ہے، ان کو مقامی جماعت کے احباب کو نمازوں میں یا کم از کم نماز جمعہ میں شامل ہونے کی ترغیب دینا ضروری ہے۔ پھر اُن سے میل جول رکھنا چاہیئے۔ جو لاہور سے لٹریچر وغیرہ جائے اس کو نہ صرف احمدی احباب میں بلکہ غیر احمدی احباب میں بھی تقسیم کرنا چاہیئے۔

تمام احمدی احباب کے نام و پتے اور ان کے خاندانی افراد کی تعداد کی لسٹ بنا کر دفتر انجمن لاہور میں بھجوانی چاہیئے۔ تا کہ سنٹر سے بھی محصل یا مبلغ جب کبھی اُن اطراف میں جائیں تو اُن سے ملاقات کر سکیں۔ سیکرٹری انجمن لاہور کو بھی اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ قومی افراد میں۔ انجمن کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اخبار پیغام صلح ہر احمدی کے گھر میں جائے۔ جو پوری قیمت نہیں دے سکتا۔ وہ آدھی قیمت دے۔ یا مقامی سیکرٹری کی سفارش پر اخبار مفت اس کو جاتا رہے۔ جب قومی حالات اور قومی کارروائیوں پر ہر ہفتہ ایک تبصرہ احباب کے سامنے آتا رہے گا۔ تو ان کو تحریک ہوتی رہے گی اور ان کی دلچسپی قائم رہے گی۔ اور وہ خوشی سے وقت پر چندہ دیں گے۔

(۲) میں نے اس امر کو نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ ہماری جماعت کے کئی ایک معزز احباب کی اولاد۔ ہمارے سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی اولاد میں سے بہت سے کامیاب تاجر ہیں اور گورنمنٹ کی نوکریوں پر مامور ہیں۔ اور معقول رقم چندے کی دے سکتے ہیں۔ مگر یا تو ان کے والدین نے ان کی صحیح تربیت نہیں کی یا یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جو لوگ کرتا دھرتا ہیں انہوں نے ان نوجوانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا۔ مجھے یہ معلوم کر کے بڑا افسوس ہوا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ ایک وقت میں ہماری جماعت کے تین معزز افسر۔ خاص گوجرانوالہ شہر میں مقیم تھے۔ مگر اُن میں سے کوئی بھی باقاعدہ چندہ ماہوار انجمن کو نہیں بھیجتا تھا اور نماز جمعہ میں جو ایک مکان پر باقاعدہ ہوتی ہے شامل نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح اور بھی بڑے بڑے شہروں میں ہمارے کئی ایک معزز افسر اور کامیاب تاجر رہتے ہیں۔ مگر ان کا مقامی جماعت یا سنٹر کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس طرح قوم کی قوت کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اور ہمارا قدم بجائے ترقی کے تنزل کی طرف جا رہا ہے۔

یہ ضروری ہے کہ ان دوستوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے دو یا تین بزرگان جماعت کا ایک وفد موسم سرما میں (یعنی یکم اکتوبر سے یکم دسمبر تک دورہ کرے اور اس لسٹ کے مطابق جو کہ مقامی جماعتوں کی مدد سے اور دفتر انجمن کے ریکارڈ سے تیار کی گئی ہو۔ اُن بڑے بڑے شہروں میں جائیں جہاں ہماری مقامی جماعتیں ہیں یا جہاں ہماری جماعت سے تعلق رکھنے والے معزز تاجر یا گورنمنٹ کے افسران ہوں۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ کم از کم ایک نماز جمعہ وہاں پڑھائی جائے جن میں حضرت امیر قوم جو کہ اس وفد کے سربراہ ہوں۔ خطبہ جمعہ دیں اور نماز پڑھائیں۔ جماعت کے احباب سے مقامی حالات کے متعلق گفتگو کریں۔ ان کی معروضات پر غور کریں اور ان کی مشکلات کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ وہاں کے غیر احمدی معزز لوگوں سے بھی ملاقات کریں اور اُن سے تبادلۂ خیالات کریں۔ چندہ حاصل کرنے کی بھی کوشش ساتھ کے ساتھ جاری رہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس طریقہ سے ہم لوگ بہت سے بھٹکے ہوئے نوجوان دوستوں اور بہت سے دوسرے سعید لوگوں کو اپنی جماعت سے تعلق پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

(۳) پھر اس امر کی بڑی سخت ضرورت ہے کہ ہم لاہور سنٹر میں اپنے جماعتی کاموں کے لئے ایک کھلی اور پُر فضا جگہ میں انجمن کے دفاتر۔ مہمان خانہ اور مبلغین کی تعلیم اور رہائش وغیرہ کے لئے ایک احمدیہ بستی قائم کریں۔ اس وقت مسلم ٹاؤن لاہور کے پاس ہی انجمن کی اپنی زمین اتنی کافی موجود ہے کہ وہاں ایک پلین کے ماتحت یہ کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے انجمن نے ایک سب کمیٹی بھی بنائی ہے مگر افسوس ہے کہ کوئی خاص عملی کارروائی اس کے متعلق اب تک نہیں ہوئی۔ اس کام کو فوری توجہ سے کروانا چاہیئے۔ ساتھ کے ساتھ۔ حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب والے مکان واقع برانڈرتھ روڈ لاہور (احمدیہ بلڈنگس) کو ایک مارکیٹ اور مسیح موعودؑ ہال وغیرہ بنانے کی جو سکیم ہے اس کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنایا جائے جس سے بھی انجمن کے بہت سے کاموں میں عملی اور مالی مدد مل سکے گی۔

(۴) جب کوئی معقول ادارہ تعلیم القرآن اور مبلغین کی ٹریننگ کے لئے بن جائے اور ان کی رہائش کا بھی معقول اور مناسب انتظام ہو جائے تو پھر۔ ہمیں اپنی جماعت کے تعلیمیافتہ اور معقول نوجوانوں کو۔ جو تبلیغ دین و اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ ضروری مذہبی تعلیم دینا چاہیئے۔ اور ساتھ کے ساتھ غیر ملکی زبانیں۔ جرمن۔ فرنچ۔ ہسپانوی۔ اٹالین۔ رُوسی۔ جاپانی چینی وغیرہ علاوہ انگریزی زبان کے سکھانا چاہئیں، اور ساتھ کے ساتھ ان زبانوں میں مناسب لٹریچر بھی پیدا کرنا چاہیئے۔ تا کہ جہاں ہمارا مشنری بھی نہ جا سکے وہاں ہم لٹریچر کے ذریعہ سے ہی اشاعت اسلام کر سکیں۔ ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے کہ ہم ہر ملک میں اپنے مبلغین بھیج سکیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان غیر ممالک سے تعلیم یافتہ اور سعید مسلمان طالب علموں کو یہاں بلایا جائے، اور ان کو اسلامی تعلیم اور تربیت دی جائے تا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں جا کر خود ہی یا ہماری مدد سے مشن قائم کر سکیں اور اس طرح اشاعت اسلام کا کام کر سکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ بھی فرما گئے تھے کہ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام آپ کا یا آپ کی جماعت کا ہی کام ہے اور سچ پوچھو تو عیسائیوں، آریوں۔ دہریوں، کیمونسٹوں اور دیگر مخالفین اسلام کا مقابلہ جو احمدی جماعت کر سکتی ہے۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اسلام اپنی اصلی اور سچی صورت میں ہمارے پاس ہی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو۔

"دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے"

اس مقدس کام میں شریک ہوتے ہیں اور فلاح دارین حاصل کرتے ہیں۔

اے خدا تو ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم بھی انہیں لوگوں میں سے ہوں۔

آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

کائنات کو پیدا کرنے اور اس پر کامل تصرف رکھنے والا خدا جسمانی و روحانی زندگی کا سرچشمہ ہے

اسلام میں توحید کامل کا سبق اور رسول کریم صلعم کی ہر قسم کے شرک کے خلاف تلقین

[illegible] ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ۔۔۔۔۔ انہ لا یحب المعتدین ۔۔۔۔۔ ان رحمت اللہ قریب من المحسنین ۔۔۔۔۔ (پارہ ۸ رکوع ۱۴)

کائنات پر اللہ تعالیٰ کا کامل تصرف اور حکومت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں پیدا کرنے والا اور تمہاری ربوبیت کرنے والا وہ خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور ان کی پیدائش کے بعد ثم استوی علی العرش عرش حکومت پر متمکن ہوا۔ عرش حکومت پر وہی متمکن ہو سکتا ہے جو بذات خود کائنات کا خالق اور موجد ہو۔ جب کوئی کسی چیز کا خالق اور موجد ہوتا ہے تو اسے اس کے ایک ایک ذرہ کا علم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کائنات کا خالق و موجد ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے ایک ایک ذرہ کا علم ہے، اس لئے اس کی کائنات پر حکومت ہے دنیا کے بادشاہ ناقص ہوتے ہیں نہ انہیں کامل علم حاصل ہوتا ہے اور نہ کسی شئے پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں۔ یہ بادشاہ اپنی مدد اور اصلاح مشورہ کے لئے بے شمار وزیروں اور سیکرٹریوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ انتظام اور انصرام کے لئے پولیس اور فوج کے محتاج ہوتے ہیں۔ خزانے پُر کرنے کے لئے زمینداروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ بادشاہ مر بھی جاتا ہے۔ یا ان کو تخت سے اتار دیا جاتا ہے۔ لیکن کائنات کا خالق و مالک خدا فرماتا ہے کہ ہماری حکومت مضبوط ہے اس لئے کہ ہم اس کائنات کے خالق و موجد ہیں خلق کل شیئ و ھو بکل شیئ علیم۔ ہر چیز اسی نے پیدا کی اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ وہ ہر شئے کو جانتا ہے۔ الا یعلم من خلق و ھو اللطیف الخبیر۔ کیا وہ نہ جانے جو موجد اور خالق ہے۔ پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے بلکہ وہ تو باریک سے باریک اور مخفی سے مخفی چیز سے باخبر ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ تو یہاں پر خدا تعالیٰ نے اپنی ازلی اور ابدی حکومت کی مضبوطی اور پائیداری اور اس میں کسی قسم کا نقص اور عیب نہ ہونے کے دلائل دیئے ہیں۔ فرمایا کہ اس کائنات پر ہمارا تصرف اور تسلط بڑا مضبوط ہے۔ لہٰذا ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض۔ تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہاری ربوبیت اور نشوونما کے لئے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

زندگی اور اس کا قیام خدا کے ہاتھ میں

اس کائنات کو تمہاری زندگی کے قیام کا باعث بنا دیا گیا ہے۔ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے۔ کسی کا باپ یا بھائی یا ماں یا کوئی دوسرا عزیز یا رشتہ دار مر جائے تو اسے پتہ لگتا ہے کہ زندگی کی کیا قدر و قیمت ہے۔ زندگی دینے والی وہی ایک ذات ہے۔ ھو الحیّ وہ خدا زندگی کا سرچشمہ ہے القیوم وہی زندگی کے قیام کے سامان پیدا کرنے والا ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض اپنے مولا کی شناخت کرو۔ تمہارا رب وہ ہے جس نے زندگی دی۔ اور زندگی کے قیام کے لئے کائنات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا۔ وہ مالک ہے اور وہی ربوبیت کے سامان کرنے والا ہے۔

روحانی زندگی کے سامان

یہ سب کچھ انسان کی طبعی زندگی کے لئے کیا گیا ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی کی ربوبیت اور تربیت کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم جیسی بے نظیر کتاب عطا فرمائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم شخصیت کو انسانیت کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ جو سرور کائنات ہیں۔ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ دنیا کے لئے نمونہ ہیں الا لہ الخلق والامر۔ یاد رکھو پیدا کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اور حکومت کرنا بھی اسی کا خاصہ ہے۔ جس نے پیدا کیا اسی کے اختیار میں حکومت ہو سکتی ہے۔ فرمایا تبارک اللہ رب العلمین۔ وہ خدا بابرکت ہے وہ سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ساری کائنات کے قیام کا باعث ہے۔ وہ خالق ہے۔ باقی تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔ اس کو کہتے ہیں حیّ اور قیوم۔ وہ خالق ہے اور رب ہے وہ زندگی کا سرچشمہ ہے اور زندگی کے قیام کا باعث ہے۔

قرآن کے پہلے جملہ میں تمام صفات الٰہی کا ذکر

ان ساری باتوں کو سورۃ فاتحہ کے پہلے جملہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین وہ خدا جو کائنات کا اور انسانیت کا خالق و مالک ہے اسی کو ستائش سزاوار ہے۔ وہی حمد و ثنا اور عبادت کا مستحق ہے۔

اطاعت و عبادت خداوندی کا حکم

فرمایا اُدعوا ربکم اس بادشاہ کے ساتھ تعلق لگاؤ۔ جس کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ تم محتاج ہو، تمہیں قدم قدم پر محتاجی لاحق ہے۔ خدا کے بغیر تمہاری زندگی ممکن نہیں ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ۔ اس کی عبادت کرو۔ اس کے حضور جھک جاؤ۔ عجز اور انکساری سے دعائیں کرو، خدا تعالیٰ کے احکام و فرامین کے مطابق زندگی بسر کرو تا تم امن و آرام اور خیر و برکت کا باعث بنو لوگوں کے لئے تمہارا وجود فلاح و آشتی کا موجب ہو۔ انہ لا یحب المعتدین حدود سے تجاوز کرنا اور احکام کی نافرمانی کرنا خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔

شر انگیزی اور فساد کی ممانعت

ولا تفسدوا فی الارض۔ تمہاری وجہ سے جماعت میں، قوم میں محلہ میں شہر میں اور ملک میں فساد پیدا نہ ہو۔ بلکہ تم خیر و خوبی اور رحمت اور برکت کا ذریعہ بنو۔ امن کو برباد کرنا اور فساد پھیلانا کسی نیک دل

مسلمان کا کام نہیں خدا تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور ایسا فعل اس کی ناراضگی کا باعث ہے۔

ایک خدا جس کا کوئی شریک نہیں

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم نے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں پر بڑا زور دیا ہے، کہ اس کائنات کا خالق ایک ہے، وحدہٗ لاشریک لہ۔ صرفی نحوی لوگ کہتے ہیں کہ وحدہٗ منصوب ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ بات متحقق ہے کہ خدا واحد ہے، وہ ایک ہے اور یگانہ ہے۔ دوسری بات جو ربوبیت اور کارسازی کے متعلق ہے۔ وہ ہے لاشریک لہ۔ امور حکومت کے سرانجام دینے میں خدا کسی وزیر، کسی مشیر اور سیکرٹری کا محتاج نہیں۔ موجودات پر حکومت کرنے میں اس کا کوئی ایسا معاون نہیں ہے۔ جس سے تم خدا کے ہاں سفارش کرا سکو۔ وہ بزرگ لوگ جو نبی اور رسول اور مامور ہوتے ہیں، وہ خدا تعالےٰ کے کاموں میں ممد و معاون نہیں ہو سکتے، ان کا اختیار کچھ نہیں ہوتا۔

رسول کریم صلعم کا فرمان کہ مجھے خدا نہ بنانا

اس بات پر اس لئے زور دیا گیا ہے کہ انسان نے بے جان پتھروں سے لے کر انسان تک کو خدا بنایا ہے۔ رام چندر اور کرشن مہاراج کو خدا بنایا۔ مہاتما بدھ کی پوجا کی۔ اور عیسیٰؑ کی پرستش ہوتی ہے شرک کی یہ تمام صورتیں رحمۃ للعالمین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہیں، بنا بریں حضور صلعم نے فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ۔ مجھے بڑھا بڑھا کر خدا نہ بنا لینا۔ جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰؑ کو خدا بنا لیا۔ دیکھنا ایسا ہرگز نہیں کرنا بلکہ قولوا عبدہٗ و رسولہ .... میرے متعلق کہا کرو کہ وہ خدا کے بندے ہیں اور خدا کی جانب سے رسول یا سفیر ہیں۔ میرے ذمہ اس کی رسالت۔ اس کا پیغام پہنچانا اور سفارت کا کام ہے۔ میں خدا کا سفیر ہوں۔ توحید کے متعلق اس قسم کی ضروری تفصیل سے تلقین کرنا شاید ہی کسی پیغمبر کو نصیب ہوا ہے۔

رسول کریم صلعم کی حیثیت انسانی کا ذکر

اس کا ذکر قرآن کریم میں مزید تفصیل سے یوں آیا ہے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ میرے پاس خدا تعالےٰ کے خزانے نہیں ہیں۔ میں کسی کے مال و دولت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ کسی کو اولاد نہیں دے سکتا۔ کسی کو زندگی نہیں دے سکتا۔ میں اس معاملہ میں تہی دست اور بے بس ہوں تم جیسا انسان ہوں۔ خدا کا محتاج ہوں۔ اس طرح کے ارشادات کے ذریعہ حضور اقدسؐ نے شرک کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

یورپ میں انسان پرستی کا شرک

انسان پرستی کا شرک دنیا بھر میں موجود ہے۔ خود اہل یورپ جن کو دعوےٰ ہے کہ وہ سب قوموں سے زیادہ عالم فاضل ہیں وہ بھی حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ MEDIATION یعنی وسیلہ پر ان کا ایمان ہے۔ یورپ کہتا ہے کہ عیسیٰؑ کے ذریعہ عبادت قبول ہوتی ہے یسوع مسیحؑ نجات دہندہ ہیں ان کے وسیلہ کے بغیر نجات میسر نہیں آسکتی۔

رسول کریم صلعم نے اپنی ذات کے شرک کے دروازے بند کر دیئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے خزانے میرے سپرد ہیں۔ میرے پاس مرادیں مانگنے آؤ میں مرادیں پوری نہیں کر سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جن میں اخلاص ہو، اس لئے فرماتے ہیں میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ غیب دان نہیں ہوں، دنیا کو چسکا ہے کہ کوئی ہمارا ہاتھ دیکھنے والا ہو اور بتا سکے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ میرے بیٹے کو ملازمت ملے گی یا نہیں۔ مجھے دولت میسر آئے گی یا نہیں۔ میرا عہدہ یا رتبہ بڑھے گا یا نہیں فرمایا میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ یہ حصہ شرک جو تمام دنیا کو گمراہ کرتا ہے بہت خطرناک ہے۔

ہاتھ دکھانے اور پنڈتوں سے شگون لینے کا مرض

ایک لطیفہ یاد آیا۔ کوئی معمولی آدمی کسی پنڈت کے پاس گیا اور اپنے بچے کا ہاتھ دکھایا۔ پنڈت نے کہا کہ یہ بہت بڑا آدمی بنے گا۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میرے پاس نہ کچھ بھی نہیں ہے، نہ دولت ہے نہ اثر و رسوخ ہے یہ بچہ کیسے بڑا آدمی بن سکتا ہے۔ کار کا ذکر آیا تو پنڈت جی نے کہا ایک کار کیا اس کے ماتحت بیشمار کاریں ہوں گی۔ چنانچہ جب وہ بڑا ہوا تو پولیس میں کانسٹیبل ہو گیا اور ٹریفک پر کنٹرول کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے آگے پیچھے کاریں چلتی پھرتی تھیں۔ مہاراجہ جموں پنڈت سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا ہر کام پنڈت کے مشورہ سے کیا جاتا تھا بچے کی پیدائش تک کا وقت پنڈت کے مشورہ سے متعین ہوتا تھا۔

یورپ میں وسیلہ پر ایمان

یہ وسیلہ شرک کی قسم ہے Mediation (وسیلہ پر ایمان) میں آج یورپ مبتلا ہے۔ وہاں کے لوگ پڑھے لکھے ہیں، باوجود علم و فضل کے مردہ ذات Mediation کے قائل ہیں۔ اس جگہ جب ہم ان روشن دماغ لوگوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی دوسرا شخص نہ حائل ہے اور نہ ہی وسیلہ ہے اور خدا کا براہ راست تعلق اپنے بندوں کے ساتھ ہے تو وہ حیران ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے جب کہ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بادشاہ تک پہنچنے کے لئے وزیروں، سیکرٹریوں اور اہل کاروں کا واسطہ ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ پھر وہ جو سب سے بڑا بادشاہ ہے اس تک پہنچنے کے لئے کسی ذریعہ اور واسطہ کی کیوں ضرورت نہیں۔ ان کے دماغوں میں دنیا کے بادشاہوں کی مثال بیٹھ گئی ہے۔ حالانکہ دنیا کے بادشاہ محتاج ہونے کی وجہ سے اہلکاروں پر انحصار رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ قطعاً محتاج نہیں ہے، وہ براہ راست انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ انسان براہ راست اس کے حضور اپنی التجا پیش کر سکتا ہے۔

رسول کریم صلعم نے وسیلہ کے شرک کو ختم کر دیا

اس Mediation کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ کر رکھ دیا۔ فرمایا لا اعلم الغیب، لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ میرے پاس خدا کے خزانے نہیں ہیں۔ میں محتاج ہوں، میرے اندر بشریت ہے میں کھاتا پیتا ہوں۔ اسباب کا محتاج ہوں۔ پیغمبر بیمار ہو سکتا ہے، زخمی ہو سکتا ہے، مر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ فوج کے بازوؤں پر تعویذ باندھ دو۔ فتح یاب ہو گی۔ دشمن مغلوب ہو گا۔ اسی قسم کی کوئی تعلیم نہیں دی۔ جھوٹی تعلیم خدا تعالےٰ سے دور اور گمراہ کرنے والی ہوتی ہے۔

جنگ عظیم میں فوجیوں کے گلے میں قرآن ڈالا گیا

اہل یورپ نے پہلی جنگ عظیم میں کئی لاکھ چھوٹے عکسی قرآن مجید چھپوائے۔ ان کے اوپر ایک ایسا شیشہ لگایا گیا کہ حروف بڑے نظر آویں۔ یہ قرآن تمام مسلمان فوج کے گلے میں ڈال دیئے گئے۔ تاکہ وہ یقین کریں کہ ان پر گولی کا اثر نہ ہو گا اور وہ بہادری اور ہمت سے لڑیں۔ یہ کس قدر بے ایمانی تھی۔ اس قوم کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمان قوم کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا جائے۔

نبی کریم صلعم نے اپنی حیثیت سے تجاوز نہیں کیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے نصرانیوں کی طرح خدا نہ بنا لینا۔ میں تو اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ میں نہ اپنوں کے کام آ سکتا ہوں

اور نہ غیروں سے۔ اپنی بیٹی اور پھوپھی سے کہا لا املک لک من اللہ شیئا ۔ لا اغنی عنک من اللہ شیئا۔ مجھے کچھ اختیار نہیں۔ میں کسی کے کام نہیں آ سکوں گا۔ یہ وہ تعلیم ہے جو عقائد کو درست کر سکتی ہے اور انسان کو صحیح رستہ پر چلا سکتی ہے۔

قبر پرستی کا مرض

یہاں لوگ قبروں پر جاتے ہیں۔ صبح کی نمازیں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر پڑھتے ہیں اور اپنی مرادیں اور منتیں طلب کرتے ہیں۔ میرا ایک شاگرد ڈاکٹر نیاز جو پی۔ ایچ ڈی ہے مجھے ایک دن کہنے لگا کہ میں آپ کی منت کرتا ہوں، داتا دربار بہت بڑا دربار ہے آپ بھی وہاں ضرور جایا کریں، وہاں شہر کے بڑے بڑے معزز اور لکھے پڑھے لوگ جاتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا کہ لا تجعلوا قبری وثنا۔ میری قبر کو بت نہ بنا لینا۔ میرا نہیں بلکہ صرف خدا تعالے کا وسیلہ تلاش کرنا۔ آج مسلمان اس کے خلاف اولیاء کی قبروں کو بت بنا رہے ہیں۔

عمل صالح بہترین وسیلہ ہے

بہترین وسیلہ انسان کا نیک عمل ہے۔ اس کو لے کر خدا کے حضور جاؤ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون وہ لوگ جو تقوے اور طہارت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مخلوق خدا کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آتے ہیں وہ لوگ خدا کے ہاں مقرب ہیں۔ Mediation کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کر دیا۔

لیس لک من الامر شیئ

اس بارے میں صاف فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لیس لک من الامر شیئ۔ خدا تعالے کے کاموں میں آپ کا کوئی دخل نہیں ہے یہ آیت لیس لک من الامر شیئا کیوں نازل ہوئی۔ دو ایک مواقع آئے کہ حضرتؐ کے پیارے دوست شہید ہو گئے۔ بئر معونہ پر ستر قاری شہید ہو گئے۔ ظلم سے دھوکہ دیکر ان کو دشمنوں نے شہید کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دوستوں سے انتہاء درجہ کا عشق اور اخلاص تھا۔ یہ قوم بھی صدق و صفا کی پیکر تھی۔ چنانچہ اس قوم نے اطاعت کا ثبوت دیا اور اپنی جانیں خدا تعالے کی راہ میں قربان کر دیں۔ ان کے اخلاص اور صدق و وفا کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے کہ ان شہداء نے تو شہادت کے بعد یہ پیغام دیا۔ بلغوا قومنا ان قد لقینا ربنا رضی عنا و رضینا عنہ

ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم نے اپنے رب کو پا لیا وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دوستوں کی جدائی کا از حد صدمہ ہوا آپ کے دل پر چوٹ لگی اور دشمنوں کے حق میں بد دعا نکلی اس پر اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا لیس لک من الامر شیئ ۔ یہ بھی قرآن کریم میں درج کر دیا۔ اس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اپنے خلاف باتیں بھی قرآن میں درج کروا دیں۔ یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک۔ فرمایا میں انسان ہوں اجلس کما یجلس العبد میں عام خدا کے بندوں کی طرح اٹھتا بیٹھتا ہوں اور اکل ما یاکل العبد اور کھاتا پیتا بھی ہوں جس طرح خدا کے بندے کھاتے پیتے ہیں۔

علماء اور پیر معبودیت کے مرتبہ پر

فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ علماء اور بزرگ، لوگ اپنی قوم کو غلط نہج پر لگا دیتے ہیں۔ اٹلی کے پوپ کی پوجا کی جاتی ہے۔ لوگ یقین کرتے ہیں کہ وہ خدا کا نائب ہے۔ اس کا کلام خدا کا کلام ہے اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ آج مسلمانوں میں بھی اس قسم کے انسان پیدا ہو گئے جو سمجھتے ہیں ہمیں بھی پوپ کی طرح کا خلیفہ سمجھا جائے یہ بڑی خطرناک غلطی ہے۔

قرآن اور حدیث کی دعاؤں میں وسیلہ نہیں

غرض حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کامل کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس کی تلقین کے ذریعہ سے اہل یورپ کو Mediation کے غلط عقیدہ سے واقفیت کرنا چاہیئے، اور بیان کرنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں بہت سی دعائیں درج ہیں ایک میں بھی کسی انسان کو وسیلہ نہیں بتایا گیا اور یہی رنگ ان دعاؤں کا ہے، جو حدیث شریف میں درج ہیں۔

مقالہ

(سلسلہ صفحہ ۳)

انسانوں کو صرف محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے ہوئی، دوسری جگہ فرمایا:

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔

اور کہدے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے تو جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے انکار کرے ایمان اور کفران دو میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر کوئی زبردستی نہیں ہے عقل و بصیرت والے اسے خود قبول کریں گے اور نافہم اس سے محروم رہیں گے۔"

(سیرت نبوی جلد دوم صفحہ ۲۸۱-۲۸۲)

کیا مولنا سید سلیمان ندوی کے اس بیان کے بعد بھی یہ کہنا حق بجانب ہے کہ حضرت مولنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آزادی مذہب اور دین میں جبر کی ممانعت کے ثبوت میں آیت لا اکراہ فی الدین کو پیش کرنا اور یہ کہنا کہ اشاعت اسلام کے لئے تلوار اٹھانا اس آیت کے رو سے منع ہے صحیح نہیں؟ اس بحث کے ضمن میں دوسرے دلائل جو تبصرہ نگار نے حضرت مولانا کے جواب میں پیش کئے ہیں ان پر آیندہ اشاعت میں غور کیا جائے گا۔

اخبار احمدیہ

قرآن کریم کا برمی ترجمہ

رنگون سے محترم ڈاکٹر ... خانصاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن کا نصف حصہ برمی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے، جو ایک ہزار کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے، باقی نصف حصہ ترجمہ دو تین ماہ تک تیار ہو جائیگا انشاء اللہ تعالی اور اگر اللہ تعالی نے زندگی بخشی تو ترجمہ قرآن کی اشاعت کے بعد حضرت امیر مرحوم کی ان تین کتابوں کے تراجم بھی برمی زبان میں کرا کر شائع کر دیئے جائینگے۔

(۱) مینویل آف حدیث (۲) محمدی پرافٹ (۳) ارلی کیلیفیٹ

ہم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں اس عظیم الشان کام کے لئے مبارکباد عرض کرتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں عمر نوح عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ ڈاکٹر صاحب کی صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

قادری صاحب کی صحت

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری اطلاع دیتے ہیں کہ میری صحت پچھلے دنوں زیادہ خراب ہو گئی تھی، اب قدرے بہتر ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعائے صحت

ملتان سے چوہدری غلام ربانی صاحب لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا اعجاز اللہ سخت بیمار ہے اور نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہے حضرت امیر ایدہ اللہ اور احباب سلسلہ سے دعائے صحت کی درخواست ہے

(۲) مدیر پیغام صلح کی لڑکی بہت دنوں سے بیمار چلی آ رہی ہے اور تمام بزرگوں اور بھائیوں سے دعا کی طلبگار ہے۔

(۳) حبیب الرحمٰن صادق صاحب بلڈ پریشر کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور دعائے صحت کی درخواست کرتے ہیں۔

(۴) شیخ غلام قادر صاحب ڈاڈا لکھتے ہیں کہ مسٹر داؤد سیڈو جو ہماری جنوبی افریقہ کی جماعت کے بانی اور روح رواں اور روح رسالہ ...

آپ کے خطوط

اسلامک ریویو کے متعلق تاثرات

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

گذشتہ چند سالوں سے اسلامک ریویو کے قارئین کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اس میں مذہبی مضامین سے کہیں زیادہ کلچرل اور سیاسی قسم کے مضامین کو جگہ دی جاتی ہے۔ اب تین چار شمارے جو نظر سے گذرے تو شکایت بہت حد تک دُور ہوتی ہوئی نظر آتی ہے کیونکہ ان پرچوں میں اسلام کے بارہ میں بڑے ہی دلچسپ اور پُر از معلومات مضامین درج کئے گئے ہیں۔ اس خوش آئند تبدیلی کے لئے اسلامک ریویو کا ادارہ شکریہ کا مستحق ہے۔

یہاں اس وقت صرف دو شماروں کی فہرست مضامین سے چیدہ چیدہ مضامین کے نام درج کرتا ہوں جس سے مضامین کی نوعیت کا اندازہ ہو سکے گا۔

اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۶۲ء:-

(۱) اسلام - بین الاقوامی مذہب از مولانا صدر الدین صاحب
(۲) مولانا رومی کے کلام میں سے انتخابات از ڈاکٹر داؤد بیگ خلف الرشید حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور
(۳) مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان افہام و تفہیم از مولانا محمد یعقوب خان صاحب۔
(۴) کیا اسلام بیسویں صدی کے رجحانات سے مطابقت رکھتا ہے - از محترمہ مریم جمیلہ
(۵) سماجی تعمیر نو کیلئے اسلام کے بنیادی حقائق از ابوالہاشم صاحب ڈائرکٹر اسلامک اکیڈیمی ڈھاکہ۔

جنوری - فروری ۱۹۶۲ء:-

(۱) مشرق کے دانشوروں کی شہادت از مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ اس میں حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق مغربی مفکروں کی شہادت اور کتب مقدسہ میں سے ان کی آمد کی پیشگوئیاں درج ہیں۔
(۲) ایک صوفی کی ڈائری - حضرت المحترم حکیم مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی ڈائری میں سے ترجمہ کرکے شائع کیا گیا ہے۔
(۳) بہائی مذہب کے عقائد پر ایک تنقیدی نظر - از حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور۔
(۴) مکہ اور مدینہ میں مقامات مقدسہ کی تاریخ - از اے - اے - حجازبھائی - اس میں ہر دور میں روضۂ مبارک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ شریف میں جو جو تبدیلیاں کی گئیں ان کے نقشہ جات دیئے گئے ہیں اور دلچسپ معلومات مہیا کی گئی ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی اردو میں معرکہ آراء کتاب "النبوۃ فی الاسلام" کا انگریزی ترجمہ جس کو شیخ محمد طفیل صاحب مکمل کر چکے ہیں، قسط وار رسالہ اسلامک ریویو میں شائع ہو رہا ہے۔

اسلامک ریویو کے قارئین کرام کو اکثر یہ شکایت رہتی تھی کہ خطوط کے صفحہ پر اسلامی مسائل کے بارہ میں خطوط تو شائع کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن ادارہ کی طرف سے ان کے جوابات ...... شائع کئے جاتے تھے۔ زیر نظر شماروں میں اس کمی کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔

جنوری ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں ایس - اے احمد صاحب کا ایک خط شائع کیا گیا ہے جس میں انہوں نے سورۃ ۲۱ - آیت ۹۱ میں حضرت عیسےٰؑ کے نشان ہونے کی پیشگوئی کے متعلق سوال کیا ہے۔ اس خط کے ساتھ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے قلم سے جواب شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایم - ایں اسماعیل (بغداد) کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا دوزخ ابدی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ریلیجن آف اسلام میں سے ایک اقتباس بطور جواب شائع کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایس لے سلادا ڈار لاگوس نائیجیریا کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں مراسلہ نگار نے ہمارے مشنری بشیر احمد منٹو کو خوش آمدید کہا ہے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو لاگوس میں اس نئے اسلامی مشن کے کھولنے پر مبارکباد پیش کی ہے۔

والسلام - نذیر احمد
اچھرہ - لاہور

چوہدری غلام سرور صاحب کی وفات

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

اخبار الفضل میں چوہدری غلام سرور صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ چوہدری نواب محمد دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر مرحوم کے بھائی تھے۔ اصل وطن ضلع سیالکوٹ تھا۔ اوکاڑہ کے قریب ایک چک میں مربعوں کے مالک تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے فوج میں کرنل تھے جو اب ریٹائر ہو چکے ہیں، دوسرے لاہور میں ایک بڑی تجارتی فرم میں حصہ دار ہیں۔

چوہدری غلام سرور صاحب مرحوم کی دینداری اور نیکی میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ پرانے احمدیوں کی طرح وہ بڑے سادہ مزاج نیک طبع اور پرہیزگار تھے وہ مجتہد بھی تھے۔ ان کا ایک اجتہاد بڑا مشہور ہے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (نعوذ باللہ) بڑھا ہوا تھا۔ اس پر وہ اپنی طرف سے بڑے دلائل بھی دیتے تھے۔ اس عقیدہ کا پس منظر ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" قادیان میں شائع شدہ ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کا وہ مضمون تھا جس میں انہوں نے مذکورہ بالا نقطہ پیش کیا تھا۔ یہ ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی جماعت میں بڑے مفکر سمجھے جاتے ہیں اور خلیفہ صاحب نے ان کی اجتہادی اور ذہنی صلاحیتوں کی داد دیتے ہوئے ایک موقعہ پر ان کی بڑی تعریف کی تھی جو اخبار "الفضل" میں چھپ چکی ہے۔ دراصل خلیفہ صاحب کا بھی درپردہ یہی مذہب ہے۔ چنانچہ ایک خطبہ جمعہ میں انہوں نے فرمایا تھا کہ انسان ترقی کرتے کرتے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

قادیانی تنظیم کی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ اس میں ہر عقیدہ اور نقطۂ خیال برداشت کیا جا سکتا ہے جس میں خواہ اسلام کے بنیادی اصول پر زد پڑتی ہو لیکن جو چیز برداشت نہیں کی جا سکتی وہ صرف خلیفہ صاحب کی ذات پر نکتہ چینی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر آپ جو چاہیں حرف گیری کریں ان کو ذہنی ارتقاء کے اعتبار سے کم درجہ کہیں یا بقول میاں بشیر احمد صاحب مرض نسیان کا شکار قرار دیں، یہ سب کچھ قابل برداشت ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز برداشت نہیں ہو سکتی تو یہ کہ "خلیفہ معزول ہو سکتا ہے" یا وہ "نکتہ چینی سے بالا نہیں اور نہ وہ معصوم ہے"

اگر کوئی شخص محض علمی حیثیت سے ہی ان مسائل پر اظہار خیال کرے تو بھی ایک منافق کا خطاب دے کر فوراً جماعت سے نکال دیا جائے گا حقیقتاً قادیانی تنظیم اب صرف خلیفہ صاحب کی حفاظت کے لئے رہ گئی ہے اور اس کا اور کوئی مقصد نہیں۔

(یکے از وابستگان ربوہ)

اعلان

سرور کائنات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی یاد میں پیغام صلح کا خاص نمبر خاتم النبیین نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے اہل قلم احباب سے درخواست ہے کہ وہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے متعلق مقالے لکھ کر ۲۰ رجولائی تک بھجوا دیں۔ تاکہ لکھائی اور طباعت کا معقول انتظام ہو سکے۔

معزز خواتین کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ بھی اپنے علم سے مستفید فرمائیں۔

ایڈیٹر پیغام صلح
احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

(قسط اوّل)

ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور ان کے مقالہ نگار صاحب کا حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی پر خامہ فرسائی

پیشگوئی طاعون کا نتیجہ

حضرت مسیح موعود نے نذیر مبین ہونے کی حیثیت سے منجملہ اور عذابوں کے طاعون کے عذاب کی بھی پیشگوئی کی اور لوگوں کو پیش از وقت متنبہ کیا کہ اگر وہ فسق و فجور کو ترک نہیں کریں گے تو عنقریب پنجاب میں طاعون کا زوردار حملہ ہوگا اس ضمن میں متعدد پیشگوئیاں کی گئیں جو سب کی سب انسانی طاقت سے باہر اور محض خدائی قدرت کا ہاتھ دکھلانے والی اور ہر چیز پر الہٰی تصرف کے دعوے کو ثابت کرنے والی تھیں اور ان تمام پیشگوئیوں نے اپنے وقت پر پورا ہوکر اگر ایک طرف دنیا کو اللہ تعالےٰ کی ہستی کا مشاہدہ کروا دیا اور قرآن کریم میں اس کی بیان کردہ صفات پر ایمان کو ایقان میں تبدیل کر دیا تو دوسری طرف اس بات کو بھی زبردست دلائل سے پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ حضرت مرزا صاحبؒ فی الحقیقت خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور تھے جن کا انکار منکر کو شقاوت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔

اب تمسخر بے معنی

یہ زبردست نشان الٰہی مدت ہوئی پورا ہوکر اپنی صداقت کا سکہ دلوں میں جما چکا ہوا ہے۔ آج اخبار "ایشیا" کے مقالہ نگار صاحب اُس پر اگر تمسخر اڑائیں تو اس کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ ان کے تمسخرانہ لہجہ کے جواب میں ہم انہیں وہی کہتے ہیں جو حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے تمسخرانہ لہجہ کے جواب میں کہا تھا۔

قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون حضرت نوحؑ کی قوم تو عذاب آنے سے قبل محض کشتی تیار کرنے پر تمسخر اڑا رہی تھی جس کے جواب میں حضرت نوحؑ کو کہنا پڑا کہ جتنا تمسخر تمہاری مرضی ہے اُڑا لو رسوا کرنے والا عذاب تو تم پر ضرور آکر رہے گا لیکن ہم تمہیں کہتے ہیں کہ پیشگوئی کے مطابق طاعونی عذاب کا نشانہ تو تم بن چکے ہو جس نے لاکھوں جانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور کئی سال تک تم لوگوں کو تباہی اور ہلاکت کی غار میں دھکیلتا رہا اور تم اُس کے سامنے عاجز آئے ہوئے تھے تمام انسانی حیلے اور تدابیر بیکار ثابت ہو رہی تھیں اور وہ اس وقت تک دُور نہیں ہوا جب تک کہ اُس نے اپنا وہ کام پورا نہیں کر لیا جس کے لئے اسے خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اسکی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔

حضرت نوحؑ کی قوم کا تمسخر تو کچھ معنی رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے ابھی عذاب کی شکل نہ دیکھی تھی لیکن تمہارا تمسخر تو بالکل بے معنی ہے کیونکہ تم اس عذاب کا مزہ چکھ چکے ہو اس لئے تمہیں قابل بخشش قرار دینا تو بالکل بجا ہے اور جتنی بھی تمہارے اس فعل پر نفرین کی جائے کم ہے۔ مقالہ نگار صاحب کے تمسخرانہ لہجہ میں پیش کئے ہوئے امور کا جواب دینے سے قبل پیشگوئی کی تفصیل بیان کر دینا ضروری ہے تا قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی اور اس پر تمسخر اڑانا کیا کسی عقلمند اور منصف مزاج آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔

پیشگوئی کی ابتداء اور پانچ امور کی پیش از وقت اطلاع

یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ نے ابھی مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا تھا کہ ۱۳۰۳ھ میں آپ کو الہام ہوتا ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے
اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے
قبول کرے گا اور بڑے زور آور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"

اس الہام میں پانچ باتیں ظاہر دیا ہر ہیں۔

پہلی بات

اوّل یہ کہ وقت آنے والا ہے کہ آپکو بحیثیت نذیر دنیا کو مخاطب کرنا ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت اہل دنیا کی بداعمالیاں خدا کی نظر میں اس حد تک پہنچ چکی تھیں کہ الٰہی عذاب اُن پر نازل ہو جاتے لیکن سنت قدیمہ کے مطابق عذاب بھیجنے سے قبل اللہ تعالےٰ کسی نذیر کو بھیجکر لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ان بداعمالیوں کو ترک کرنے کی ترغیب دلاتا ہے جو خدا کے غضب کو بھڑکا رہی ہوتی ہیں اور وہ نذیر حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ظاہر ہوگیا جس نے ٦ فروری ۱۸۹۸ء کو قوم کو اطلاع دی کہ قوم میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالےٰ کی محبت ٹھنڈی ہوکر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے ہر قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ شراب خوری اور زنا کاری وغیرہ افعال شنیعہ کا زور ہے اس لئے خدا کا عذاب طاعون کی شکل میں ملک کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے لیکن یہ عذاب تقدیر معلق کا حکم رکھتا ہے۔ تو بہ و استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات و خیرات اور پاک تبدیلی سے دُور ہو سکتا ہے مجھے الہاماً بتلایا گیا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم یعنی جب تک دلی و باؤ معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا دور نہ ہوگی مفصّل دیکھو اشتہار ٦ فروری ۱۸۹۸ء۔

دوسری بات

دوسری بات الہام الٰہی سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا اس تنبیہہ کو ٹھکرا دے گی اور اس نذیر کو قبول کرنے سے انکار کر دے گی۔

تیسری بات

تیسری بات اس الہام سے یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ خدا اسے قبول کرے گا۔

چوتھی بات

چوتھی بات اس الہام میں یہ نظر آ رہی ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے مقبول بندہ کی قبولیت کا ثبوت یہ دے گا کہ اس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے بڑے زور آور حملوں سے کام لے گا اب یہ حقیقت ہے کہ یہ زور آور حملے مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے جن میں ایک طاعون بھی ہے اس کے علاوہ ہیضہ طوفان سیلابوں، زلزلوں، مختلف قسم کی بیماریوں اور جنگوں وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

پانچویں بات

پانچویں بات اس الہام کے الفاظ "اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان زور آور حملوں کے نتیجہ میں لوگ کثرت سے حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوکر اپنے گناہوں سے توبہ کریں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اسکی تفصیل بھی آگے آئے گی۔

مہدی مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ اور آسمانی شہادت

۱۳۰۸ھ میں حضرت مرزا صاحبؒ نے

مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا اس دعویٰ کی صداقت کے ثبوت میں دلائل و براہین عقلیہ و نقلیہ کے علاوہ تائیدات الہیہ بھی پیش کی گئیں مگر جیسا کہ الہام میں پیشگوئی کی جا چکی تھی لوگوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا آخر ۱۳۱۱ھ میں آسمان پر سے سورج اور چاند نے گواہی دی کہ یہ مدعی اپنے دعوے میں راستباز ہے اس کے ساتھ ہو جاؤ۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حدیث میں یہ پیشگوئی پہلی آ رہی تھی جس میں حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ نشان ہے کہ اس کے دعوے کے بعد اس کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے آسمان پر سورج اور چاند کو ماہ رمضان میں گرہن لگے گا چاند کو چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو اور سورج کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو چنانچہ ۱۳۱۱ھ میں بالکل انہی تاریخوں میں ان دونوں نیّرین کو گرہن لگا یہ ایسا نشان تھا جس کے آگے گردنیں جھک جانی چاہئیں تھیں۔ لیکن لوگوں نے اس نشان کی کبھی پرواہ نہ کی اور اپنے انکار پر مصر رہے۔

نشانوں کی بے قدری جاذب عذاب ہوتی ہے

خدا کے نشانوں کی بے قدری اپنا رنگ ضرور لاتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکانے میں بڑی ممد ہوتی ہے چنانچہ اس عظیم الشان نشان کی جب اس طرح بے قدری کی گئی تو حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں القا ہوا کہ خدا کا غضب ان لوگوں پر بھڑک اٹھا ہے اور اس نشان کی بے قدری ایک مہلک عذاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ چنانچہ حضورؑ نے اس کے متعلق اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم کے صفحہ ۳۵ پر بدیں الفاظ اس کا اعلان کر دیا (عربی سے اردو ترجمہ) :-

"اس بات کو جان لو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں القا کیا ہے کہ یہ خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو نشان ہیں جو آئندہ آنے والے عذاب سے ڈراتے ہیں ان لوگوں کو جنہوں نے شیطان کی پیروی کی اور ظلم اور سرکشی کو اختیار کیا اور فتنوں کو بھڑکایا اور فتنہ میں پڑنے کو پسند کیا اور باز نہیں آئے اللہ تعالےٰ نے ان دو نشانوں سے ایسے لوگوں کو ڈرایا ہے ...... اگر یہ انکار پر مصر رہیں گے تو عذاب کا وقت آ گیا ہے اور اس میں انذار ہے ان لوگوں کے لئے جو ناحق جھگڑ رہے ہیں اور جزا و سزا دینے والے خدا سے ڈرتے نہیں"

طاعون کے متعلق صریح رؤیا

اس کے بعد ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کو حضورؑ کو ایک خواب آتی ہے جو حضورؑ کے اپنے الفاظ میں ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

"آج ۶ر فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے"

ایک ایک پیشگوئی کا بیان

طاعون کی پیشگوئی کے سلسلہ میں جس قدر پیشگوئیاں کی گئی ہیں ان کو میں ایک ایک کر کے بیان کرتا جاؤں گا، قارئین کرام خود ہی ملاحظہ کر لیں کہ کیا وہ تمام کی تمام نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئی ہیں یا نہیں اور کیا وہ تمام کی تمام اس قابل ہیں کہ انکو نشانۂ اعتراض بنایا جائے سب سے پہلے تو قارئین کرام مندرجہ بالا رؤیا کو ہی دیکھ لیں کہ کیا یہ پورا ہوا ہے یا نہیں کیا اس کے بعد پنجاب میں طاعون پھیلی یا نہیں کیا لاکھوں جانیں اس کا شکار بنیں یا نہیں اب جبکہ یہ حقیقت ہے کہ طاعون کا حملہ شدید حملہ تھا اور ان زور آور حملوں میں سے ایک تھا جن کی اطلاع ۱۸۹۳ء کے الہام میں دی گئی تھی تو اس کے انکار کرنے والے یا اس پر تمسخر اڑانے والے کے متعلق قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کس خطاب کا مستحق ہے۔ یہ پہلا نشان ہے جس کا مشاہدہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے کیا۔

حفاظت الٰہی کا پہلا وعدہ اور دوسرا نشان

مندرجہ بالا رؤیا کی سچائی ثابت کرتے ہوئے جب طاعون نے زور پکڑنا شروع کیا تو حضرت مرزا صاحب کو خدا کی وحی اطلاع دیتی ہے :-

"انی احافظك خاصة"

میں خاص طور پر تیری حفاظت کرونگا

اس حالت میں جبکہ طاعون گھروں کے گھر خالی کر رہی ہو مونا موتی لگ رہی ہو قیامت کا نظارہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہو، چاروں طرف سے یہی آوازیں آ رہی ہوں کہ آج فلاں شخص طاعون کا شکار ہو گیا اور آج فلاں لقمہ اجل بن گیا ہے ہر طرف کہرام ہی کہرام پڑ رہا ہو، گھر گھر صف ماتم بچھ رہی ہو کیا کوئی شخص یقینی طور پر کہہ سکتا ہے کہ وہ ضرور طاعون کی موت سے محفوظ رہے گا۔ مگر ایسے وقت میں ایک شخص بیانگ دہل پورے وثوق کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے مامور ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ایک زبردست علامت ہے کہ طاعون کا کیڑا مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میری حفاظت کا وعدہ خدا نے کر لیا ہے ...... وہ مجھے اس موذی اور مہلک مرض سے اپنی کامل حفاظت میں رکھے گا یہ شخص حضرت مرزا صاحب ہیں اب کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے اس اعلان کے مطابق طاعون سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے اور طاعون آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکی، حالانکہ وہ کئی سال تک سارے ملک پر حملہ آور رہی لیکن ہر سال اس کی زد سے آپؑ محفوظ رہے کیا یہ ایک ہی نشان حضورؑ کے مامور من اللہ ہونے کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کیا خدا ترس اور متقی انسان کو حضورؑ کے قدموں میں ڈالنے کے لئے یہی ایک نشان ممد نہیں ہو سکتا کاش لوگ غور کریں اور اپنے تکبر اور عناد کو چھوڑ کر حضورؑ کے دامن سے وابستہ ہو کر روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

طاعون کے متعلق پیشگوئیوں کے سلسلہ میں یہ دوسری زبردست پیشگوئی ہے جو پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی، اس دوسرے زبردست نشان کا بھی کوئی منصف مزاج انکار نہیں کر سکتا۔

پیشگوئی مندرجہ بالا کی عظمت کا مزید ثبوت اور فیصلہ کا طریق

اس پیشگوئی کو چار چاند لگ جاتے ہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مامور من اللہ نے اپنے اشتہار اعلان بار دوم مورخہ ۶ر جون ۱۹۰۷ء میں اس ملک کے تمام نامی علماء اور مدعیان الہام کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ :-

"خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار و احافظك خاصة ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاصکر تجھے چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالےٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہم رنگ ہے یا اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں

ولعنة الله علےٰ من کذب وحی اللہ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے ولعنة
اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعوےٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے تا دیکھ لے افتراء کی کیا جزا ہے"

علماء کا مقابلہ سے عاجز رہنا

چیلنج مذکورہ بالا کے جواب میں کسی عالم یا شیخ یا صوفی کو جرأت نہیں ہوئی کہ مقابلہ میں آ کر طاعون سے محفوظ رہنے کا دعوےٰ کر سکے جس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر شخص خوفزدہ تھا کہ کہیں ایسا دعوےٰ کرتے ہی طاعون کا شکار ہی نہ ہو جائے اگر یہ لوگ یقین رکھتے کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا صاحب مفتری علی اللہ ہیں اور اپنے پاس سے الہام بناتے رہتے ہیں تو ان کا لازماً یہ بھی یقین ہونا چاہئے تھا کہ افتراء کرنے والے کی اس دنیا میں کوئی سزا نہیں ایک شخص بقول ان علماء کے گیارہ سال سے خدا پر افتراء باندھ رہا ہو اور اپنے پاس سے ہی ایک الہام بنا کر دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہہ رہا ہو کہ خدا نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ تمہارے گھر کی چاردیواری کے اندر رہنے والے طاعون سے محفوظ رہیں گے اور خاص کر تم لیکن گیارہ سال گذر جاتے ہیں اور خدا اسے گرفت نہیں کرتا تو اس کا بجز دو نتیجوں کے اور کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا یا تو نعوذ باللہ خدا ہے ہی نہیں اور یا اس دنیا میں اس جرم کی کوئی سزا ہی نہیں اس صورت میں علماء کو ایسا ہی جھوٹا الہام پیش کر دینے میں کیا روک ہو سکتی تھی ایسا الہام پیش کر کے اگر وہ بچ جاتے تو حضرت مرزا صاحب کے نعوذ باللہ تمام دعاوی باطل ثابت ہو جاتے لیکن حضرت مرزا صاحب کا یہ بھی دعوےٰ تھا کہ ایسا جھوٹا الہام پیش کرنے والا کبھی خدائی گرفت سے نہیں بچ سکے گا پس اس طریق سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ میرا دعوےٰ الہام بالکل سچا ہے اور خدا ہے اور مفتری کو اسی دنیا میں ہی بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا۔ پس علماء کا عجز طاعون کے ساتھ تعلق رکھنے والے نشانوں میں سے یہ تیسرا نشان ہے۔

طاعون کے متعلق چوتھا عظیم الشان نشان

طاعون کے متعلق الہامات میں تیسرا الہام یہ ہے

انی احافظ کل من فی الدار یقیناً میں حفاظت کروں گا ہر اس شخص کی جو تیرے گھر میں ہے۔ اللہ اللہ! کتنا عظیم الشان اور ایمان افروز نشان ہے کہ طاعون کا کیڑا اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا یا داخل ہو کر کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا تھا سال ہا سال تک یہ وعدہ حفاظت گھر کے ایک ایک فرد کے حق میں کس شان کے ساتھ پورا ہوتا رہا ہے کیا اس کا اس صفائی کے ساتھ پورا ہونا اس بات کا یقینی ثبوت نہیں کہ خدا ہے اور اس کو ہر چیز پر تصرف تام حاصل ہے اس کے اذن کے بغیر کوئی چیز حرکت میں نہیں آ سکتی طاعون کے کیڑے کی کیا مجال کہ الٰہی حکم کے بغیر کسی پر حملہ آور ہو سکے اسکو یہی حکم ہے کہ اس گھر کے کسی فرد کی طرف تم نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا۔ یہ الہام ۲۸ اپریل ۱۹۰۲ء کا ہے اور طاعون کا زور ۱۹۰۸ء تک رہا ہے اس سات سال کے عرصہ میں حضرت مرزا صاحب کے گھر کے ایک ایک فرد کا محفوظ رہنا صرف حضرت مرزا صاحب کے دعوےٰ ماموریت کی صداقت کو ہی ثابت نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر بھی روشن دلیل کا کام دیتا ہے اور اس کے تصرف تام پر بھی برہان ساطع ہے اور ماموربن الٰہی خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کی صفات کا زندہ ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر دیں اسی بناء پر وہ مظہر الٰہی اور خدا نما کہلاتے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک کٹر دہریہ کے سامنے جو بظاہر ہندو قوم سے تعلق رکھتا تھا خدا کی ہستی پر اس نشان کو پیش کیا تو بے ساختہ اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ بیشک یہ نشان تو یقینی طور پر خدا کی ہستی کو ثابت کر دیتا ہے۔

مقالہ نگار صاحب کے مغالطہ کی حقیقت اور اس کا جواب

مقالہ نگار صاحب نے عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح سے ایک ادھوری عبارت نقل کر کے اس سے ایک ایسا غلط استدلال کیا ہے جس کی متحمل حضرت اقدسؑ کی عبارت ہرگز نہیں ہو سکتی اور اسی غلط استدلال کی بناء پر اس عظیم الشان پیشگوئی کی قدر و منزلت کو کم کرنے کے لئے تمسخرانہ لہجہ میں اس پر بحث کی ہے، مقالہ نگار صاحب کی پیش کردہ عبارت مندرجہ ذیل ہے:۔

"مرزا صاحب نے بڑی تعدی کے ساتھ اعلان کیا (لفظ تعدی غلط ہے صحیح لفظ تحدی ہے۔ از ناقل) کہ

"سو خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہوگا ... [illegible]

اس کے بعد کی عبارت کو مقالہ نگار صاحب نے ترک کر دیا ہے جو یہ ہے:۔

" اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے"

غلط استدلال

عبارت مندرجہ بالا کو نقل کر کے مقالہ نگار صاحب استدلال کرتے ہیں کہ پہلے اعلان میں گھر میں رہنے والوں کا ذکر بغیر کسی قید کے کیا ہے لیکن بعد میں خیال آیا کہ اگر گھر کے رہنے والوں میں سے کوئی طاعون کا شکار ہو گیا تو بڑی بھد ہوگی (قابل غور الفاظ از ناقل) چنانچہ اس کے ساتھ کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ کی میخ لگا دی اس پر بھی جب ان کے دل کا چور مطمئن نہ ہوا (قابل غور الفاظ از ناقل) تو تاویل کا ایک اور دروازہ کھولتے ہوئے یہ اعلان کر دیا:۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت و انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوتا اگر طاعون صاحب کسی کا ٹینٹوا آ دبائیں (الفاظ قابل غور از ناقل) تو کہا جا سکے کہ اس کا دامن اخلاص اور انکسار سے تہی تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ اس پر بھی جب ان کے دل کا چور مطمئن نہ ہوا تو تاویل کا ایک اور دروازہ کھولتے ہوئے اعلان کر دیا:۔

" مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت کوئی اور وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتا ہے"

مقالہ نگار صاحب کے اعتراض کی کھوکھلی بنیاد

مقالہ نگار صاحب کی مندرجہ بالا تمام عبارتوں سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے قارئین پر یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جتنی قیود بعد میں لگائی ہیں وہ سب ان لوگوں کے لئے لگائیں ہیں جو ان کے خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے تھے اور یہی بناء فاسد ہے جس پر انہوں نے اپنے تمام نتائج اور استہزا کی عمارت کھڑی کی ہے حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا پہلا ہی جملہ ان کے اس

خیال کی تردید کر دیا ہے جسے میں قارئین کرام کے غور کے لئے دوبارہ درج کر دیتا ہوں فرماتے ہیں :۔

" سو خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو[1] اور جو شخص[2] تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو[3] کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے "

اس عبارت سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اس میں تین شخصوں کے لئے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی جا رہی ہے ایک خود حضرت مرزا صاحب کے اپنے وجود کے لئے ، دوسرے ان لوگوں کے لئے جو حضور کے گھر میں تھے ، تیسرے جماعت کے ان لوگوں کے لئے جو کامل پیروی اور سچے تقوے سے حضرت مرزا صاحب میں محو ہو چکے تھے جس پر الفاظ اور " وہ جو " صاف دلالت کر رہے ہیں نیز وہ الفاظ بھی اسی مفہوم کی تصدیق کرتے ہیں جنہیں مقالہ نگار صاحب نے ترک کر دیا ہے جو یہ ہیں :۔

" اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلا وے "

قوموں میں فرق کا ذریعہ

اب یہ ظاہر ہے کہ قوموں میں فرق کر کے دکھلانے والا نشان تو وہی ہو سکتا ہے جو احمدی قوم اور دیگر اقوام میں ایسا امتیاز پیدا کر دے جو نمایاں طور پر ثابت کر دے کہ احمدی قوم دوسری قوموں کے مقابل خدا کے ہاں مقبول ہے احمدی قوم کو خدا کے ہاں وہ مقام قرب حاصل ہے جو دوسری قوموں کو حاصل نہیں ، یہ تو ممکن ہے کہ احمدی قوم کے بعض افراد اپنی بعض کمزوریوں کی وجہ سے طاعون میں مبتلا ہو جائیں لیکن قوم بحیثیت قوم دوسری قوموں کے مقابل اس وبا سے محفوظ رہے گی ، اور ایسی نمایاں طور پر محفوظ رہے گی کہ دوسری قومیں اس کی فضیلت کو محسوس کریں گی اور یہی پیشگوئی کے اس حصہ کا منشاء تھا - اس کی تفصیل تو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے ہی پیش کی جائے گی اور اسی کتاب سے پیش کی جائے گی جس کا حوالہ مقالہ نگار صاحب نے دیا ہے پس ایک غلطی تو مقالہ نگار صاحب کی یہی ہے کہ انہوں نے ان قیود کو حضرت اقدسؑ کے اس دار کے رہنے والوں کے متعلق سمجھ لیا ہے جس میں حضور رہائش رکھتے تھے

دوسری غلطی

دوسری غلطی ان کی یہ ہے کہ انہوں نے پیشگوئی میں گھر کے لفظ سے ہر جگہ صرف چونے اور خشت سے تعمیر شدہ گھر مراد لیا ہے حالانکہ کشتی نوح کے صفحہ پر " گھر " کی تصریح بھی موجود ہے جسے مقالہ نگار صاحب نے عمداً نظر انداز کر دیا ہے - حضور فرماتے ہیں :۔

گھر کا مفہوم

" واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالےٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے " گھر " کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بود وباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں "

یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اس عبارت میں فرمایا تھا جس کی بناء پر مقالہ نگار صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے ایسے لوگوں کے متعلق کبھی حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کو طاعون ہو سکتی ہے مقالہ نگار صاحب کا ایسا ظاہر کرنا عملاً حق پوشی کا ارتکاب کرنا ہے ۔

عبارت مندرجہ بالا میں کیا اس حقیقت کو واضح نہیں کر دیا گیا کہ الہام میں جو لفظ " الدار " وارد ہوا ہے اس سے مراد مادی اور روحانی دونوں " گھر " مراد ہیں - مادی گھر میں بود وباش رکھنے والوں کے لئے مطلق وعدہ ہے اور روحانی گھر میں رہنے والوں کے لئے بعض شرائط کے ساتھ مقید وعدہ ہے اور جس قدر قیود مقالہ نگار صاحب نے درج کی ہیں وہ سب ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا تعلق " روحانی گھر " سے ہے اور ان لوگوں کو بھی حضور نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جو کامل اخلاص رکھنے والے ہیں اور پوری پیروی کرتے ہیں ان کے متعلق قطعی حتمی وعدہ ہے کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور دوسری قسم میں ان تمام لوگوں کو شامل کیا ہے جو بیعت میں تو داخل ہیں لیکن ان کے اخلاص اور پیروی میں کسی قدر کمی ہے ان کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ ان میں سے بعض طاعون میں مبتلا ہو کر شہادت کا درجہ پائیں گے لیکن جماعت بحیثیت جماعت دوسروں کے مقابلہ میں طاعون سے نمایاں طور پر محفوظ رہے گی جیسا کہ حضور کی مندرجہ ذیل عبارتوں سے واضح ہے :۔

پہلی عبارت

" پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً ومقابلتاً اس سلسلہ پر اس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ ونادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذ ونادر حکم معدوم کا رکھتا ہے مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے "

مخلصین اور سلسلہ کے عام افراد کا تقابل

اس عبارت میں سلسلہ کے مخلصین اور سلسلہ کے عام لوگوں کو بالمقابل رکھ کر بتلا دیا ہے کہ طاعون کا کیس مخلصین میں نہیں بلکہ دوسرے عام لوگوں میں ہو سکتا ہے لیکن وہ بھی دوسروں کے مقابلہ میں بہت کم ایسے کیس نشان کی قدر ومنزلت کو کم کرنے کا موجب نہیں ہوں گے یہ تقابل زبردست قرینہ ہے اس بات پر کہ عبارت مندرجہ بالا میں گھر سے مراد روحانی گھر ہی لیا گیا ہے ۔

اب قارئین کرام خود ہی انصاف کریں کہ مقالہ نگار صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ تاویل کا دروازہ کھولتے ہوئے مخلصین کے متعلق بھی قیود لگا کر ان کی موت کی صورت میں تاویل کرنے کی گنجائش رکھ لی کہاں تک درست ہے اور کیا مقالہ نگار صاحب نے اپنے اس بیان میں دیانت وامانت اور تقوےٰ اللہ کو مدنظر رکھا ہے یا صریح خیانت سے کام لیا ہے ۔

دوسری عبارت

اس کے بعد حضرت اقدسؑ مرزا صاحب پھر فرماتے ہیں :۔

" شاذ ونادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گذر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ جو خدا کے پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں ان کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے " جماعت میں سے کوئی شخص " کے الفاظ ہر منصف مزاج کے تدبر کو دعوت دیتے ہیں "

تیسری عبارت

پھر فرماتے ہیں :۔

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ در اصل بیس یا بائیس برس

سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتہً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی"

اس عبارت میں بھی وہی تقابل موجود ہے اور یہاں بھی گھر سے مراد روحانی گھر ہی ہے۔

چوتھی عبارت

پھر فرماتے ہیں :-

"پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کو باعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خوارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی"

(فی الحقیقت طاعون کے نتیجہ میں جماعت نے حیرت انگیز ترقی کی مفصل بحث اس پر مستقل ہیڈنگ کے نیچے کی جائے گی (ازناقل)

پانچویں عبارت

پھر فرماتے ہیں :-

"البتہ اگر شک ہے تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ میں نے خدا سے الہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لئے خوشخبری پائی ہے اور اسکو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے.... ان تمام فرقوں سے جس کی زیادہ مستی گئی وہی مقبول ہے"

مندرجہ بالا عبارتوں کا خلاصہ

مندرجہ بالا تمام پیش کردہ عبارتوں سے ظاہر ہے کہ خاص مخلصین کو عام جماعت سے الگ رکھا گیا ہے اور ان کے متعلق بغیر کسی شرط کے واضح پیشگوئی ہے کہ وہ طاعون سے ہلاک نہیں ہونگے اور نہ ہی کوئی ہوا جن کی اس مرض سے موت کا ذکر کیا ہے۔ وہ جماعت کے تمام افراد ہیں آخر کسی جماعت کے سب افراد تو اخلاص کے ایک ہی درجہ پر نہیں ہوتے باوجود اس کے پھر بھی سلسلہ کے متعلق نسبتاً و مقابلتہً محفوظ رہنے کی پیشگوئی کی گئی جو وہ بھی پوری آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی جیسا کہ آگے چل کر دکھلا دیا جائے گا۔

ایک مثال

اب میں مخلصین کے متعلق ایک مثال درج کرتا ہوں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص مرید تھے آپ نے اپنے تمام دنیاوی مفاد پر لات مار کر حضور کے پاس رہ کر خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کو ترجیح دی ہوئی تھی اور حضور کے مکان کے ایک حصہ میں ہی بود و باش رکھتے تھے۔ مئی ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ آپ کو بخار کا شدید حملہ ہوا ان دنوں طاعون بھی ملک میں زوروں پر تھی حضرت مولوی صاحب کے خیال گذرا کہ کہیں طاعون ہی نہ ہو، انہوں نے مفتی محمد صادق صاحب کو بلا کر تمام مدکار دیا رکھا دیا تو آپ میرٹھ تھا مفتی صاحب نے حضرت اقدس کو اطلاع دی۔ حضورؑ فوراً تشریف لے آئے اور حضرت مولوی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا دعوےٰ جھوٹا اور میرا یہ سارا کاروبار عبث اس کے بعد نبض پر ہاتھ رکھا تو بخار کافور ہو گیا۔

یہ واقعہ کیا بین ثبوت نہیں اس امر کا کہ حضور کو اپنے مخلصین کے متعلق خدائی وعدہ کے ماتحت کس قدر یقین تھا کہ انہیں طاعون نہیں ہو سکتی۔ پس مقالہ نگار صاحب کا یہ لکھنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے مخلصین کے متعلق شبہ تھا اس لئے تاویل کے لئے گنجائش نکالنے کے لئے کوشش کی کس قدر بے بنیاد ہے۔ یہ عبارتیں ان اس وقت پیش کئے گئے ہیں۔ باقی آئندہ

واقعہ کی شہادت دینا ہے

مقالہ نگار صاحب نے ادھر ادھر سے ادھوری عبارتیں لکھ کر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ اس پیشگوئی کی وقعت کو کم کر کے دکھلائے لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس بارے میں واقعہ کی شہادت کیا ہے کیا حضرت مرزا صاحب خود طاعون کا شکار ہوئے کیا حضور کے گھر کے افراد میں سے کسی فرد کی موت طاعون کے ذریعہ ہوئی کیا جماعت کے مخلصین میں کوئی ، اس بیماری سے لقمہ اجل ہوا کیا سلسلہ نسبتاً و مقابلتہً محفوظ نہیں رہا کیا سلسلہ نے حیرت انگیز ترقی نہیں کی ان تمام واقعات کی موجودگی میں پیشگوئی کو نشانہ اعتراض بنانا کہاں کا انصاف ہے اسکو جھٹلانا تو بالکل نصف النہار کے سورج کے جھٹلانے کے مترادف ہے۔ اس بات پر بھی غور کریں کہ اگر آپ کی بات درست مانی جائے کہ حضرت مرزا صاحب تاویلوں کی گنجائش نکالنے کے لئے کوشاں رہے تو کیا خدا بھی عاجز تھا کہ نعوذ باللہ ان کے مکروں اور حیلوں کو چند ایک کی موت سے خاک میں ملا دیتا بلکہ گھر کے تمام افراد کو ہی ہلاک کر دیتا بلکہ خود حضرت مرزا صاحب کو بھی اس کی لپیٹ میں لے آتا، کیا وہ اپنے قول "مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین" کو بھی بھول گیا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(باقی آئندہ)

احباب کی خاص توجہ کے قابل

یہ امر احباب اور تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خاص توجہ کے قابل ہے کہ انجمن کے ماہوار چندوں کی ادائیگی میں کچھ دنوں سے بہت تساہل واقع ہو رہا ہے جس کی وجہ سے انجمن کی آمدنی میں نمایاں کمی ہو گئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے صریح ارشادات کے خلاف ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلسل تین ماہ تک چندہ نہ دے اس کو جماعت سے خارج سمجھا جائے گا۔ یہ بہت بڑے خطرہ کی بات ہے، تمام احباب کرام کو چاہیئے کہ اپنے چندے ہر ماہ باقاعدگی سے مقامی جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو یا براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجدیا کریں۔

یہ ایک دینی جہاد ہے جس میں شمولیت کرنے والوں کے لئے حضرت صاحبؑ کی دعا ہے

خدایا صد کرم کن بر کسے کو حامئ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(مسیح موعودؑ)

رفتارِ عالم

—— الجزائر۔ ۳ر جولائی۔ الجزائر کی سرزمین پر فرانس کا ایک سو بتیس سالہ اقتدار آج الجزائر کی آزادی کے ساتھ ختم ہوگیا۔ یہ اعلان صدر ڈیگال نے پیرس میں فرانسیسی کابینہ کے ہنگامی اجلاس کے بعد جاری کیا۔ اعلان میں الجزائر کو آزاد مملکت قرار دیا گیا ہے دنیا کے نقشہ پر ایک نئی مسلم مملکت کا ظہور ہوا ہے۔

—— راولپنڈی۔ ۳ر جولائی۔ پاکستان کے تمام موجودہ قوانین قرآن وسنت کے مطابق ڈھالے جائیں گے۔ یہ فیصلہ مفصل بحث کے بعد آج پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک قرارداد کی صورت میں کیا ہے۔ یہ نظریہ پاکستان کی تکمیل کی جانب ایک اور واضح اور مثبت اقدام ہے۔

—— ۳ر جولائی۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے آج مسئلہ کشمیر سے متعلق آئرلینڈ کی قرارداد پر روسی ویٹو کی پرزور مذمت کی۔ ارکان اسمبلی نے اپنی تقریر میں روس کی انصاف دشمن پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے پاکستانی کمیونسٹوں اور روس کی حمایت کرنے والے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ روس کے اس قابلِ نفرت کردار کے پیش نظر اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ بیشتر مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ اب اقوام متحدہ کے ذریعہ مسئلہ کشمیر کے حل کی توقع فضول ہے پاکستان کو بہرحال جلد یا بدیر قوت بازو سے اس مسئلہ کو طے کرنا ہوگا۔

—— ایوب ہال۔ راولپنڈی۔ پاکستان کی زنانہ تنظیموں کی نمائندہ سات خواتین کے وفد نے بیگم جی اے خاں کی قیادت میں آج صبح قومی اسمبلی کے مقتدر ارکان سے ملاقات کی۔ اور ان سے درخواست کی کہ عائلی قوانین کا آرڈی نینس منسوخ نہ کیا جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خواتین نمائندہ نے ارکان اسمبلی کی بیویوں سے بھی ملاقات کی اور ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہروں پر زور دیں کہ عائلی قوانین کا آرڈی نینس منسوخ نہ کرایا جائے۔ وفد نے کہا ہے کہ اس آرڈی نینس نے عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے اور یہ ناانصافی ہوگی اگر قومی اسمبلی عورتوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر دے صدر ایوب نے خواتین کو یقین دلایا کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جائے گا اور مجھے پُرمسرت خاندانی زندگی کی اہمیت کا احساس ہے۔ قومی اسمبلی میں تنسیخ کا جو بل پیش کیا گیا ہے لاہور کی تین سو سے زاید خواتین نے اس کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کیا مظاہرہ کرنے والی خواتین نے اسمبلی ہال کے باہر علماء کرام کے پُتلے جلائے۔ صوبائی اسمبلی کے ارکان اور اسلام پسند حلقوں نے آج کے مظاہروں کے خلاف شدید احتجاج کیا اور دینی مسائل کو دلائل کے بجائے طاقت کے مظاہروں سے حل کرنے کی مذمت کی۔

—— لاہور۔ ۵ر جولائی۔ گورنر مغربی پاکستان نے حکم جاری کیا ہے کہ صوبہ کے تمام پرائمری اور ثانوی سکولوں میں تمام مسلمان طلباء کو قرآن کریم کی لازمی تعلیم دی جائے۔

—— لاہور ۶ر جولائی۔ کالعدم پاکستان مسلم لیگ کے صدر خان عبدالقیوم خان کو آج صبح پونے چار بجے گرفتار کرلیا گیا۔ آپ کی گرفتاری امن عامہ کو برقرار رکھنے کے قانون کی دفعہ تین کے ماتحت عمل میں لائی گئی ہے ان پر امن عامہ میں خلل ڈالنے اور اشتعال انگیز تقاریر کرنے کا الزام ہے۔

—— لاہور ۴ر جولائی۔ پاکستان میں عصمت فروشی اور اور بدکاری کو قابلِ دست اندازی پولیس جرم قرار دینے کی تجویز پر صوبائی اسمبلی کی ایک کمیٹی غور کرے گی قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں عصمت فروشی اور اور بدکاری کے لئے اسلامی قانون کے مطابق سزائیں جاری کی جائیں۔

—— لاہور۔ ۴ر جولائی۔ سپریم کورٹ موسم سرما کی تعطیلات کے بعد اس قانونی نکتہ پر سماعت کرے گی کہ آیا کسی سرکاری ملازم کو اپنی تنخواہ کی رقم حاصل کرنے کے لئے حکومت کے خلاف دیوانی مقدمہ دائر کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں۔

—— راولپنڈی۔ صدر ایوب نے پاکستان اور افغانستان کے درمیان خوشگوار تعلقات کے قیام کے لئے شاہ ایران کی مصالحانہ کوششوں کی پیشکش قبول کی ہے۔ شاہ رضا پاشا پاکستان میں چار روزہ قیام کے بعد تہران روانہ ہوگئے۔

—— کراچی ۵ر جولائی۔ وزیر اطلاعات مسٹر حبیب الرحمن کو سوئٹزرلینڈ میں پاکستان کا سفیر نامزد کیا گیا ہے۔

—— لاہور۔ ۶ر جولائی۔ مغربی پاکستان سٹیج رینجرز اور مشرقی پنجاب پولیس کی دو روزہ کانفرنس میں پاکستانی حکام نے سلیمانکی کی سرحد پر بھارتی فوج کے اجتماع کو تشویش انگیز قرار دیا ہے اور کہا کہ اس سے سرحدی علاقہ میں کشیدگی پھیل رہی ہے۔ بھارتی پولیس افسروں نے بھارتی فوج کے اجتماع کی تردید کی ہے۔

—— پیرس ۴ر جولائی۔ الجزائر کی خفیہ فرانسیسی فوج کے کمانڈر ...

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

حسنات اوّل و آخر نصیب فرمائے۔

انسائیکلو پیڈیا آف ہیومینیٹی ٹیرین ابھی طبع نہیں ہوا مسودہ کی شکل میں موجود ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے جیسے غور و فکر کی گہرائیوں میں اُترنے والے ادارے جو محض مخلوق خدا کی خدمت چاہتے ہیں اکثر نادار ہوتے ہیں۔ جونہی انسائیکلو پیڈیا چھپ گیا ارسالِ خدمت ہو گا۔

مورل ہیلتھ (صحت مند اخلاق) یہ کتابچہ جلد ہی آپ کی خدمت میں ارسال کر دیا جائے گا۔

(انہیں خط کا جواب لکھا گیا اور "اخلاق" پر چند احادیث کا انگریزی ترجمہ خط میں درج کیا گیا)

اخبار پیغام صلح میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
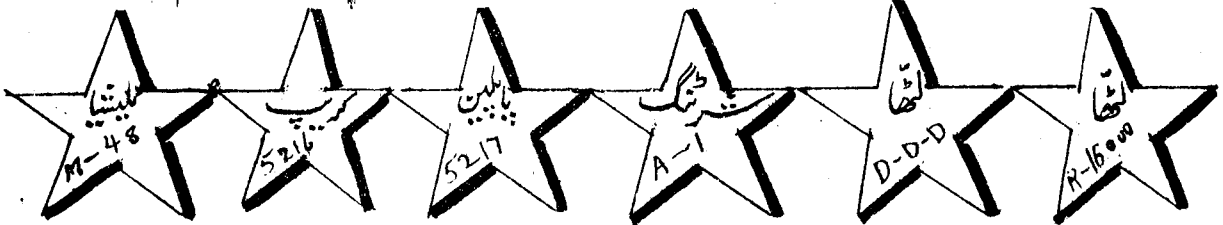
ضرورت رشتہ

(۱) ایک لڑکی کے لئے جس کی عمر ۲۵ سال ایف اے تک تعلیم ہو اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہے ایسے رشتہ کی ضرورت ہے جو معقول روزگار رکھتا ہو۔ تعلیمیافتہ صحت مند اور معزز خاندان سے ہو۔

(۲) دو لڑکیوں کے لئے جن میں سے ایک ایف اے اور دوسری میٹرک ہے تعلیمیافتہ معقول روزگار رکھنے والے دیندار رشتوں کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت معرفت حبیب الرحمٰن صادق۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جوہر لحاظ سے معیاری ہیں
پرنٹس
لٹھا
پاپلین
سوتی دھاگہ
ململ
کارڈورائے
بی سی ۹۰
وائل
لان
نہایت نفیس کپڑا از قسم وائل
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات۔ بش شرٹ پتلون۔ رومال سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (ٹھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
پیغام صلح ۱۱ جولائی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۲۸۱ شمارہ ۲۶
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:۔ پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ۔
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۲۷۳۷
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زر مبادلہ
پاک و ہند سے
[illegible] روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ صفر ۱۳۸۲ھ ۔ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۷

ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو

ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے

حضرت امام الزمانؑ کی اپنی جماعت کو نصیحت

ہماری جماعت ...... کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو جب تک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے، اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے، اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے اور کوئی آدمی جو دراصل اس جماعت میں نہیں ہے محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا اس پر کوئی نہ کوئی وقت ایسا آجائے گا اسی لئے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔

اعمال پروں کی طرح ہیں بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لئے پرواز نہیں کر سکتا اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ پرندوں میں فہم ہوتا ہے اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں وہ نہ کر سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی کبوتروں کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے کس قدر دور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو وہ پہنچاتے ہیں اسی طرح پرندوں سے عجیب عجیب کام لئے جاتے ہیں۔ پس پہلے ضروری ہے کہ انسان اپنے فہم سے کام لے اور سوچ لے کہ میں جو کام کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لئے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔ اس لئے خالی الذہن ہو کر تحقیقات کرنی چاہیئے۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤذن لکم خیارکم ولیؤمکم قراؤکم

(ابوداؤد)

ترجمہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت ابن عباسؓ فرمایا کہ تم میں بہترین آدمیوں میں سے کوئی اذان دے اور قرآن شریف کے علوم و معارف کے عالم نماز کی امامت کریں۔

نوٹ۔ مؤذن دراصل وہی کہلا سکتا ہے جو اذان کی حقیقت و معانی کو سمجھتا ہے اور جو کلمات وہ کہتا ہے اس پر خود عامل بھی ہے۔ وہ لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے فلاح و بہبود کا اعلان کرتا ہے۔ اور اس کی آواز بھی دلکش ہے۔

امام واقف قرآن اور خوش الحان ہونا چاہیئے تاکہ مقتدیوں کو ایک جذب اور محبت الٰہی و غربت حاصل ہو۔

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور
از در و بام او ببارد نور

(مسیح موعودؑ)

(اے اللہ تبارک و تعالیٰ) جو تجھ سے پوشیدہ تعلق رکھتا ہے تیری رحمت کھلم کھلا اس پر مہربانی کرتی ہے جو صدق اور اخلاص سے تیری چوکھٹ پکڑتا ہے تو اس کے در و دیوار سے نور کی بارش برستی ہے۔ (غلام قادر عفی عنہ)

اخبار و افکار

ایک نوجوان احمدی کا جذبۂ اسلام

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک احمدی نوجوان عبدالرشید خاں جو کچھ عرصہ سے ہیئت سائل کی تربیت حاصل کرنے کے لئے بکارڈ عت (انگلستان) گئے ہوئے ہیں، اپنے ایک تازہ مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

"آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں وہ یہ کہ اگرچہ میں کسی پبلک ہاؤس میں جانا پسند نہیں کرتا مگر کالج کی طرف سے Annual Dance (سالانہ رقص) تقریب میں جہاں پر باقاعدہ آزادانہ طور پر شراب نوشی اور ناچ وغیرہ کا انتظام تھا مجھے بھی مجبوراً جانا پڑا۔ یہ انتظام اس شہر کے ساحل سمندر پر واقع ایک پبلک ہاؤس میں کیا گیا۔ جب ہم لوگ ڈنر کے لئے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور ہر ایک کے سامنے مختلف اقسام کی شراب رکھی گئی تو میرے روکنے کے باوجود انہوں نے ڈنر کے قوانین کے تحت میٹھی شراب کا ایک بڑا گلاس میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے کھانا شروع کر دیا مگر گلاس کو بالکل چھوا تک نہیں۔ میرے پاس ایک انگریز جس کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی بیٹھا بار بار میری طرف دیکھتا رہا آخر کار اس نے مجبور ہو کر مجھ سے سوال کیا کہ تم اسکو پسند نہیں کرتے تو دوسری شراب منگوا لیں۔ میں نے فوراً جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں میرا مذہب اجازت نہیں دیتا۔ اس نے کھانا کھانے کے ساتھ کچھ مزید باتیں مذہب کی دریافت کرنی شروع کر دیں۔ آخر میں اس نے مجھے خود کہا کہ کیا آپ مجھے قرآن کی ایک انگریزی کاپی دے سکتے ہیں؟ میں نے اس کے گھر کا پتہ لیکر اس کے پاس قرآن کی کاپی بھجوانے کا وعدہ کیا۔ اور دوسرے روز ہم اپنے گھر سے اس کے پتہ پر پارسل کر دی۔ قریباً پندرہ روز بعد وہ مجھ سے ملاقات کرنے آیا اور قرآن کریم کی از حد تعریف کی اور کہنے لگا کہ اس قسم کی تعلیم اگر اسلام کے پاس ہے تو یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ میں نے اس کو چائے پلائی جب وہ جانے لگا تو میرے سامنے حلفیہ قسم کھائی کہ آج سے میرے لئے بھی شراب حرام ہے اور قرآن کا مطالعہ کرنے کے لئے مزید مہلت مانگی۔ میں نے کہا کہ وہ قرآن کی کاپی آپ کو ہی دے دی ہے خوب مطالعہ کریں وہ اور بھی حیران اور خوش ہوا۔ اس کے بعد وہ فوراً مسجد گیا اور عملی طور پر نماز کے طریقے دیکھے۔ مجھے خدا تعالیٰ کی ذات سے پوری توقع ہے کہ وہ بہت جلد اسلام قبول کرے گا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ دعا کریں خدا تعالیٰ مجھ سے یہ عظیم خدمت لے اور کامیاب فرمائے۔"

ہمارے عزیز بھائی کا یہ کردار اور جذبہ اسلامی ہر طرح قابل تحسین اور لائق تقلید ہے۔ اگر انگلستان جانے والے تمام مسلمان طلباء اور دیگر مسلمان جو پاکستان سے ہزاروں کی تعداد میں وہاں پہنچے ہوئے ہیں، اسی جذبۂ اسلامی کا مظاہرہ کریں اور اپنے کردار سے وہاں کے باشندوں کے سامنے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کریں تو وہ بہت سے قلوب کو اسلام کی طرف مائل کر سکتے اور اس کا والہ و شیدا بنا سکتے ہیں۔ صرف عمل ہی ایک چیز ہے جو دوسروں کو متاثر کر سکتا ہے، زبان سے ہم لاکھ اسلامی تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرتے رہیں اگر ہمارا عمل اس کے مطابق نہیں تو ایسی تعلیم کو لوگ ناقابل عمل سمجھ کر رد کر دیتے ہیں، جس کے ماننے والے خود اس پر عامل نہیں۔

یہ جمہوریت! یہ اسلام؟

سرگودھا میں قادیانی جماعت نے نیو سول لائنز ایریا میں مسجد بنانے کے لئے کچھ زمین حاصل کی تھی، ابھی مسجد کی تعمیر بھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ مخالف مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ مسجد نہیں بننی چاہیئے۔ اب خبر آئی ہے کہ حکومت نے مجوزہ مسجد کی زمین کا معاہدہ منسوخ کر دیا ہے اس خبر کا ذکر کرتے ہوئے کوہستان کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ:۔

"گذشتہ جمعہ کو سرگودھا کی تمام مساجد میں قراردادوں کے ذریعہ حکومت کے اس اقدام کو سراہا گیا ہے جس کے تحت حکومت نے نیو سول لائنز ایریا میں قادیانیوں کی مسجد کی تعمیر کے لئے دی گئی چار کنال زمین کے معاہدہ کو منسوخ کر دیا ہے۔"

یہ وہ جمہوریت ہے جس کے لئے آج پاکستان کے علماء اور لیڈر شور برپا کر رہے ہیں! ایک اسلامی ملک میں کسی جماعت کو خواہ وہ جماعۃ المسلمین سے کتنا بھی اختلاف رکھتی ہو مسجد بنانے سے روکنا کتنی بڑی جسارت اور جمہوریت کے کہاں تک مطابق ہے۔ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے۔ کیا "اسلام" "اسلام" پکارنے والے لیڈر جو پاکستانی آئین کو اسلام کے مطابق بنانے کے لئے شور مچا رہے ہیں، علماء کی اس خلاف اسلام حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے؟ یاد رہے ہم قادیانی عقیدہ نبوت و تکفیر کے سخت خلاف ہیں اور اس کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں، ہمارے نزدیک مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا نہ اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کی، بلکہ کھلے طور پر حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان کا اظہار کیا اور آپ کے بعد دعوے نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب قرار دیا، اس لحاظ سے قادیانی جماعت کا عقیدہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں اور ہم گذشتہ پچاس سال سے اس عقیدہ کی تردید میں کوشاں ہیں۔ تاہم جہاں تک مسجد بنانے کا تعلق ہے قادیانی جماعت ہو یا غیر قادیانی، بلکہ غیر مذہب والے بھی اگر اپنی عبادت گاہ بنانا چاہیں تو اس کو روکنا نہ اسلام کے مطابق ہے اور نہ جمہوریت اس کی متقاضی ہے قرآن نے تو کلیساؤں، معبدوں اور راہبوں کی کوٹھڑیوں تک کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ چہ جائے کہ مساجد بنانے سے روکا جائے، جن میں عقائد کے اختلاف سے قطع نظر کم از کم نماز اور ذکر الٰہی تو اسلامی طریق پر ہی کیا جاتا ہے۔

اعلان

سرور کائنات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی یاد میں پیغام صلح کا

خاص نمبر

"خاتم النبیین نمبر" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے اہل قلم احباب سے درخواست ہے کہ وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے متعلق مقالے لکھکر ۲۰ جولائی تک بھجوا دیں تا کہ لکھائی اور طباعت کا معقول انتظام ہو سکے۔

معزز خواتین کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ بھی اپنے قلم سے مستفید فرمائیں۔

ایڈیٹر پیغام صلح۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۲ء

اسلام اور جہاد

(۲)

حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ریلیجن آف اسلام میں (جو اردو میں ترجمہ ہو کر دین اسلام کے نام سے شائع ہوئی ہے) جہاد بالسیف کے مفہوم کو اسلام کی دفاعی جنگوں پر منطبق کرتے ہوئے ان دلائل کا بھی جواب دیا ہے جو اسلام کی جبری اشاعت یا بزور شمشیر پھیلائے جانے کے جواز میں پیش کئے جاتے ہیں، ان میں سے ایک سورۃ توبہ کی پانچویں آیت فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم الخ ہے جس کو آیت سیف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ:۔

"بالکل یہی الفاظ اسی موضوع پر ایک نہایت ابتدائی وحی میں بھی پائے جاتے ہیں:۔

واقتلوھم حیث ثقفتموھم" اور جہاں ان کو پاؤ قتل کرو"

دونو مقامات پر سیاق و سباق نہایت صفائی سے ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں کے متعلق قتل کا حکم دیا گیا ہے وہ کون لوگ ہیں، دونوں صورتوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی اور مسلمانوں پر حملہ کرنے میں سبقت کی" (دین اسلام جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

اس ضمن میں آپ نے مذکورہ بالا آیت کے ساتھ اس کے سیاق و سباق کی آیات بھی نقل کی ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

آیت ۳: واذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٓء من المشرکین ورسولہ فان تبتم فھو خیر لکم وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ وبشر الذین کفروا بعذاب الیم۔

اور (یہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن اطلاع ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان مشرکوں سے بیزار ہے پس اگر تم توبہ کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر پھر جاؤ تو جان لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں اور جنہوں نے انکار کیا انکو دردناک عذاب کی خبر دے۔

آیت ۴: الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین۔

سوائے ان مشرکین کے جن سے تم نے عہد کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی، اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کو مدد دی تو ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کرو اللہ بے شک متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

آیت ۵ جس کو آیت سیف کہا جاتا ہے:۔
فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم۔

پھر جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور ان کو پکڑ لو، اور ان کو روک دو، اور ان کے لئے ہر گھات کی جگہ بیٹھو پھر اگر توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، تو ان کا رستہ چھوڑ دو اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

آیت ۶: وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون

اور اگر ان مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسکو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دو یہ اسلئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو جانتے نہیں۔

آیت ۷: کیف یکون للمشرکین عھد عند اللہ وعند رسولہ الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین۔

ان مشرکوں کے لئے اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک عہد کیونکر ہو سکتا ہے سوائے ان کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا سو جب تک وہ تمہارے لئے قائم ہیں تم ان کے لئے قائم رہو اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

ان تمام آیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مرحوم لکھتے ہیں:۔

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت ایسے مشرک قبائل بھی تھے جو مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے اور مسلمانوں کو ان سے جنگ کرنے کی اجازت نہ تھی، یہ صرف وہ دشمن قبائل تھے جنہوں نے اپنے عہد توڑ ڈالے تھے اور مسلمانوں پر حملہ کیا تھا، انہی سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور انفرادی طور پر مشرکین کو خواہ وہ دشمن قبائل سے ہی تعلق رکھتے ہوں اگر وہ اسلام کے متعلق تحقیقات کریں امن حاصل تھا اور اگر وہ اسلام نہ بھی قبول کریں تو انہیں بحفاظت تمام ان کے گھروں کو واپس بھیجنے کا حکم تھا"

(دین اسلام جلد ۲ صفحہ ۲۲۱)

اس صراحت اور نام نہاد آیت سیف کے سیاق و سباق کی تصریحات کے باوجود (جس میں کھلے طور پر صرف انہی مشرکین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو اپنے عہدوں کو توڑ کر دشمنوں سے مل جاتے ہیں) ماہنامہ "میثاق" کے تبصرہ نگار صاحب لکھتے ہیں:۔

"جہاں تک سورۃ توبہ کی آیت فاذا انسلخ الاشھر الحرم الخ کا تعلق ہے اس کا موقعہ محل ہی مصنف نے غلط سمجھا ہے، اس سورۃ کی پہلی دو آیات میں انہی مشرکین سے اعلان برأت کیا گیا ہے، جنہوں نے معاہدات توڑ دیئے تھے لیکن تیسری آیت میں تمام مشرکین سے اعلان برأت عام کر دیا گیا ہے اور صرف انہی قبائل کو اس سے مستثنےٰ رکھا گیا ہے جو معاہدات کو نیک نیتی کے ساتھ نبھاتے رہے اور ان کا دامن مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے داغدار نہیں تھا۔ ان مشرکین کو بھی ہمیشہ کے لئے مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ فرمایا ان کے لئے یہ رعایت اسی مدت تک ہے جس مدت تک ان کے ساتھ معاملات ہو چکے ہیں ان آیات میں مشرکین کے خلاف اعلان جنگ کا حکم بالکل واضح ہے اور صلح کی درخواستوں کا اس پر کوئی اثر نہیں جنگ ختم ہونے کی واحد صورت یہ بتائی گئی ہے کہ مشرک ایمان لائیں اور نماز و زکوٰۃ قائم کرنے لگ جائیں، ان آیات پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے آیت ۴ کے اعلان برأت معاہدہ مشرکین کے لئے اتموا الیھم عھدھم الی مدتھم کی پابندی اور فخلوا سبیلھم کی شرائط سے کلیتہً صرف نظر کیا ہے حالانکہ اس بحث میں یہی پہلو فیصلہ کن تھے۔

آگے کی وہ آیات جن میں مشرکین کے جرائم بتلائے گئے ہیں (مثلاً نقض عہد، دخروج مسلمین وغیرہ) محض اظہار امر واقعہ کے طور پر ہیں۔ ان کے بیان سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ان جرائم

سے کے مرتکب مشرکین ہی کے خلاف اعلان جنگ کیا گیا ہے درست نہیں اس تفصیل سے اندازہ ہوگا کہ مصنف نے قرآن مجید کی آیات کو بالکل غلط معنے پہنائے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کی بحث ایک غلط نہج پر چلی گئی ہے"

غور کیجئے مبصرہ نگار صاحب کے بیان اور قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات کے مفہوم میں کس قدر تضاد ہے۔ آیات مذکورہ بالا میں تو صاحت طور پر بار بار ان مشرکین کو اعلان برائت و قتال سے مستثنے کیا گیا ہے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدات کر رکھے ہیں اور انہوں نے کسی قسم کی کمی ان معاہدات میں نہیں کی اور نہ معاہدات کو توڑا، لیکن تبصرہ نگار صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"تیسری آیت میں تمام مشرکین سے اعلان برائت عام کر دیا گیا ہے"

یہاں تک کہ ان مشرکین کے متعلق بھی جو معاہدات کو نیک نیتی کے ساتھ نبھاتے رہے اور ان کا دامن مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے داغدار نہیں تھا" آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ان مشرکین کو بھی ہمیشہ کے لئے مستثنے نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ ان کے لئے یہ رعایت اسی مدت تک ہے جس مدت تک ان کے ساتھ معاہدات ہو چکے ہیں"

سبحان اللہ و بحمدہ، کیا ان کا نیک نیتی کے ساتھ معاہدات کو نبھانا اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے اپنے دامن کو داغدار نہ ہونے دینا اسی اجر کا مستحق ہے کہ جونہی مدت معاہدہ ختم ہوئی ان کے خلاف تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں کہ پڑھو کلمہ ورنہ قتل کر دیا جائے گا؛ الحمد لھم کے یہ معنے کہ معاہدات کی مدت ختم ہونے پر ان سے جنگ شروع کر دی جائے قرآن کی سپرٹ اور ان آیات کریمہ کے صریح خلاف ہے، جن میں صرف ان لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے، جو مسلمانوں سے جنگ کے لئے آمادہ ہوں۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین، خدا کے رستہ میں صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس اصولی بات اور محکم آیت کو نظر انداز کر کے یہ کہنا کہ تمام مشرکین سے اعلان جنگ کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ معاہدات کو خوش اسلوبی اور نیک نیتی سے نبھانے اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے دامن کو داغدار نہ کرنے والے مشرکین کو بھی معاہدات کی مدت ختم ہوتے ہی بلا وجہ تہ تیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ایک ایسی عبارت ہے جو اسلام کو ایک جابرو وحشیانہ مذہب ثابت کرنے کا موجب ہے جس کی تائید آیات مذکورہ بالا سے ہرگز نہیں ہوتی الا من تھم کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ ان کے معاہدات کو ان کی مدت تک پورا کیا جائے، اس کے بعد کیا ہو؟ اس کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں، اس کا انحصار ان لوگوں کے رویہ پر ہے اگر وہ معاہدات کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کے ساتھ آمادۂ جنگ نہ ہوں اور صلح جویانہ رویہ رکھیں تو ان کو خواہ مخواہ چھیڑنے اور جنگ جدال برپا کرنے کا کوئی حکم قرآن کریم میں کسی جگہ نہیں، بلکہ سورۃ الممتحنۃ میں صاف طور پر فرمایا ہے:۔

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علٰی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظالمون۔

(الممتحنۃ آیات ۸-۹)

اللہ تمہیں ان سے نہیں روکتا جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں اپنے گھروں سے نہیں نکالا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے انصاف کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں دوسروں کی امداد کی اور جو ان سے دوستی کریں تو وہی ظالم ہیں،

دیکھئے کس قدر صراحت کے ساتھ قرآن کریم نے دین کے بارے میں نہ لڑنے والوں اور مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالنے والوں کے ساتھ نیکی اور ان سے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے کیا ان کے ساتھ نیکی اور انصاف یہی ہے کہ باوجودیکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ معاہدہ کو نبھاتے رہے اور کبھی اپنے دامن کو مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے داغدار ہونے دیا پھر بھی جونہی معاہدات کی مدت ختم ہوئی انہیں تہ تیغ کرنا شروع کر دیا جائے؛ کیا اسی عمل کو لے کر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے گی؟ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے عمل میں اس کی کوئی بھی مثال نظر آتی ہے؟ یہ کہنا کہ:۔

(سورۃ توبہ کی مذکورہ بالا) ان آیات میں مشرکین کے خلاف اعلان جنگ کا حکم بالکل واضح اور صلح کی درخواستوں کا اس پر کوئی اثر نہیں، جنگ ختم ہونے کی واحد صورت یہ بتائی گئی ہے کہ مشرک ایمان لائیں اور نماز و زکوٰۃ کو قائم کرنے لگ جائیں"

ایک صریح مغالطہ ہے، آیات بالا سے ہرگز ایسا ثابت نہیں ہوتا وہاں تو صاف طور پر معاہدات توڑنے والے مشرکین ہی سے اعلان برائت کیا گیا ہے اور انہی کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ حرمت والے مہینوں کے گذر جانے کے بعد ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو اور قتل ہی ضروری نہیں خذوھم انہیں گرفتار کر لو، واحصروھم انہیں شرانگیزی سے روک دو۔ واقعدوا لھم کل مرصد ہر جگہ ان کی تاک میں رہو، اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا ہے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو۔

اس حکم کو عام مشرکین یا کفار کے متعلق قرار دینا صریح زیادتی اور قرآن کریم کی دوسری کھلی آیات کے خلاف ہے اگر ایسا ہوتا تو اگلی ہی آیات میں یہ کیوں کہا جاتا کہ اگر مشرکین میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی کو سن لے اور پھر اسے اس کی جائے امن پر پہنچا دو، حیرت ہے کہ اس صریح آیت کے ہوتے ہوئے آیت سیف کے حکم کو تمام مشرکین پر بلا استثنے لگایا جاتا ہے اگر برسر پیکار دشمن کو بھی اس کی درخواست پر پناہ دی جا سکتی اور صرف کلام الٰہی سنا کر اسے اس کی جائے امن پر پہنچا دینے کا حکم ہے تو عام مشرکین کو جو برسرپیکار نہیں حکم قتال کا مورد کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔

اور تبصرہ نگار صاحب کا یہ فرمانا کہ

"ان آیات میں مشرکین کے خلاف اعلان جنگ کا حکم بالکل واضح ہے اور صلح کی درخواستوں کا اس پر کوئی اثر نہیں۔

ایک اور خلاف بیانی ہے، اس سے پہلے سورۃ انفال میں بھی ان مشرکین سے جو عہدوں کو توڑتے ہیں قتال کا حکم ہے جس کے بعد فرمایا ہے کہ:۔

فان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم

اور اگر وہ صلح کی طرف جھک جائیں تو تو بھی (اے رسول) اس کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس صریح آیت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ "صلح کی درخواستوں کا اس پر کوئی اثر نہیں" کس قدر غلط بیانی سے کام لینا ہے، قرآن کریم کی ایک آیت کو لے کر بیٹھ رہنا اور دوسری آیات سے اغماض کر جانا حق پرستی کا طریق نہیں، تبصرہ نگار صاحب کو چاہیئے کہ ایک ہی مضمون کی تمام آیات کو یکجا زیر نظر رکھ کر کسی آیت کے معنے کیا کریں۔ ورنہ اس کے مطلب و مفہوم میں دوسری آیات سے تضاد واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

[خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ مینیجر]

قرآن کریم کی بےنظیر تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں نے عظیم الشان انقلاب پیدا کیا

قوم کے ہر فرد کا قول عدل پر مبنی اور اس کا ہر فعل احسان، مروت اور ہمدردی کا آئینہ دار ہونا چاہیئے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (سورۃ النحل)

جوامع الکلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم یعنی اللہ تعالےٰ نے جو کلام مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ اس کے الفاظ تھوڑے ہیں اور ان تھوڑے الفاظ کے اندر بہت وسیع مطالب جمع کر دیئے گئے ہیں یہ آیت کریمہ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تصدیق کرتی ہے اس میں وہ تمام باتیں بھی جمع کر دی گئی ہیں جو نیکیوں پر احاطہ کئے ہوئی ہیں۔

عدل و احسان اور ہمدردی کی تعلیم

مثلاً فرمایا ان اللہ یامر بالعدل اللہ تعالےٰ عدل کرنے کا حکم دیتا ہے آگے یہ نہیں کہا کہ کس کے ساتھ عدل کیا جائے اور یہ بھی نہیں کہا گیا کہ کون عدل کرے حاکم عدل کرے یا کوئی اور نہ ہی ذکر ہے کہ کس کے متعلق کس کی نسبت اور کس کے بارے میں عدل کریں۔ بلکہ یہاں پر ہر آدمی کے لئے ہے کسی محکمہ میں ہو کسی گھر میں ہو کسی محلہ میں ہو کسی قوم اور ملک میں ہو ان سب کو حکم دیا گیا ہے کہ دوسروں کی حقوق کی حفاظت کرنے میں عدل سے کام لیا کرو۔ تمہارے معاملات کے اندر تزلزل نہ آئے۔ لوگوں کے حقوق برباد نہ کئے جائیں۔ اور عدل ہی نہیں بلکہ فرمایا والاحسان ایک دوسرے سے احسان اور مروت سے پیش آنا چاہیئے باہم خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے بایعنا رسول اللہ صلعم علی النصح ہم نے نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کی کہ ہم ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور باہم ہمدردی اور مروت سے پیش آئیں گے۔ وایتای ذی القربیٰ۔ اپنے قریبیوں کے ساتھ اتحاد و تعاون کرو۔ ان پر اپنا مال خرچ کیا کرو۔ حضرت نبی کریم صلعم نے آپس کے اتحاد و اتفاق اور صلہ رحمی پر بڑا زور دیا ہے .... تین باتوں عدل، احسان اور ہمدردی کا آیت کے پہلے حصہ میں ذکر ہے:۔

فواحش، تجاوز اور زیادتی سے روکنے کی تلقین

اور تین باتوں کا دوسرے حصہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا وینھیٰ عن الفحشاء۔ خدا تعالےٰ حکم دیتا ہے کہ وہ بدیاں جن کو فحش کہا جاتا ہے۔ ان کے قریب مت جاؤ۔ بدکاری۔ شراب۔ جوا۔ ڈاکہ۔ بدزبانی وغیرہ وغیرہ یہ تمام فواحش ہیں۔ والمنکر اور نازیبا باتوں اور ناشائستہ افعال سے بھی روکا ہے جو سوسائٹی میں ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ والبغی اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا۔ لوگوں پر زیادتی نہیں کرنا۔ درشتی سے پیش نہ آنا۔ یہ تینوں باتیں ایسی ہیں کہ ان کے قریب نہ جاؤ کیونکہ بعض تو حیوانات کی طرح سفلی خواہشات ہیں بعض درندوں کی طرح دوسروں کو اذیت پہنچانے والی عادات ہیں، اور بعض شیطان کی طرح دوسروں کو ورغلانے والی دوسروں کو ذلیل اور اپنے متعلق تعلی وغیرہ کی خصائل ہیں ان سے بچو۔

اس آیت کریمہ کی شان

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑے بڑے عالم تھے جن کے نام بہت مشہور ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن ان سے سیکھو۔ ان میں ابی بن کعبؓ ہیں یہ شام کے قاضی و فقیہہ تھے اور دوسرے ابن مسعودؓ تھے جو عراق میں قاضی رہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان اجمع ایۃ فی القران ھذہ الایۃ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں سب سے زیادہ جامعیت ہے یہ ہے۔ حضرت قتادہؓ نے فرمایا لیس من خلق حسن کان فی الجاھلیۃ الا امر اللہ بہ ھذہ الایۃ عرب کے زمانہ جاہلیت میں بھی اچھے اخلاق رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہو گذرا جس میں اچھے لوگ نہ ہوئے ہوں تو حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں جو اچھائیاں تھیں ان کو اس آیت میں جمع کر دیا ہے ولیس من خلق سیئ کان فی الجاھلیۃ الا نھی اللہ عنہ ھذہ الایۃ اور زمانہ جاہلیت میں جو خرابی اور برائی تھی اس کا ذکر اس آیت میں موجود ہے اسی طرح سے اس آیت کے متعلق حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے آپؓ کو بہت بڑا فہم قرآن عطا کیا تھا۔ اور دین کا بہت بڑا علم آپ کو حاصل تھا اسی طرح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خدا تعالےٰ نے علم قرآن سے بہرہ ور کیا تھا چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں امر اللہ تعالیٰ نبیہ ان یعرض نفسہ علی قبائل العرب اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قبائل عرب کے سامنے اپنا معاملہ اور اپنی تعلیم پیش کریں فخرج رسول اللہ وانا معہ و ابوبکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارادے سے باہر نکلے میں اور حضرت ابوبکرؓ حضور صلعم کے ساتھ تھے۔ فوقفنا علی مجلس علیھم الوقار۔ ہم ایک مجلس میں پہنچے اس میں بڑے بڑے ذی وقار آدمی موجود تھے ان میں کا ایک مفروق تھا جو نامور تھا اور افصح القوم تھا۔ اور وہ فصیح اللسان تھا۔ فدعا رسول اللہ الی شہادتین و دعاھم الی ان یمنعوہ وان ینصروہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم اسلام کے نچوڑ کی طرف یعنی کلمتین شہادتین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا میری حمایت کرو اس پر مفروق اٹھا اور کہا الام تدعو یا اخا قریش اے قریشی بھائی وہ کونسی تعلیم ہے جس کی ہمیں دعوت دیتے ہو اور ایمان لانے کی تلقین کرتے اور نصرت اور حمایت چاہتے ہو۔ فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الایۃ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی اس پر مفروق بول اٹھا دعوت واللہ الی مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔ بخدا آپؐ کی یہ تعلیم اعلےٰ درجہ کی ہے آپ اعلیٰ درجہ کے اخلاق

اور اعلیٰ درجہ کے اعمال کی طرف بلاتے ہیں۔

اعلیٰ درجہ کی قوم

افسوس ہے اس قوم پر جس نے اس دعوت کو سنا اور قبول نہ کیا۔ غرض اس آیت کریمہ کے جامع ہونے پر خود حضورؐ کے زمانہ کی تاریخی شہادتیں پائی جاتی ہیں۔ جو قوم اس تعلیم پر قائم ہوگی جس قوم کے اندر عدل و انصاف پر عمل ہو جو کسی کی حق تلفی نہ کرتی ہو اور جو آپس میں احسان و مروت و ہمدردی کرے گی۔ وہ بڑی اعلیٰ درجہ کی قوم ہے، اور جس کے اندر عدل و انصاف نہ ہو اور احسان و مروت نہ ہو وہ قوم برباد ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو حق تلفی کرتے ہوں ان کا مرتبہ گر جاتا ہے۔

حضور اکرمؐ اور عدل

عدل کا مقام جہاں قائم ہو جائے وہاں امن و اطمینان پیدا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے عدل قائم کرنے پر بہت زور دیا ہے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انّا انزلنا الیکم الکتاب بالحق۔ ہم نے یہ کتاب جو آپؐ پر اتاری ہے۔ اس کے اندر علم و حکمت اور صدق و حق کی تعلیم ہے لتحکم بین الناس بما اراک اللّٰہ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تعلیم کی روشنی میں لوگوں کے درمیان حکم اور انصاف کرے اور ولا تکن للخائنین خصیما کسی مجرم و خائن کی آپ نے حمایت نہیں کرنا اس آیت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہوا۔ ایک دفعہ طعمہ انصاری نے لاکھ میں آکر کسی کی زرہ بکتر اٹھالی اور اس خوف سے کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں اسے ایک یہودی کے گھر میں پھینک دیا۔ اس کا پتہ لگ گیا مقدمہ چلا۔ ایک طرف طعمہ تھا اور دوسری طرف یہودی۔ طعمہ انصاری اس قوم کا رکن ہے۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی قوم کو پناہ دی تھی اور احسان و مروت کا سلوک ان سے کیا تھا یہ قوم سفارش لے کر آتی ہے کہ طعمہ انصار میں سے ہے اور مسلمان ہے یہودی خبیث کافر ہے اس نے جھوٹا الزام لگایا ہے اس کو سزا دیں اور طعمہ کو بری کر دیں ورنہ انصار کی قوم بدنام ہو جائے گی۔ یہ قوم کی پرسٹیج کا سوال ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیقات فرمائی طعمہ مجرم ثابت ہوا اس کو سزا دی گئی اور یہودی بری کر دیا گیا .... ایک طرف یہودیوں کی دشمن قوم ہے جو دن رات دکھ دیتی ہے دوسری طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں پر احسان و مروت کرنے والی انصار کی قوم ہے وہ زور دیتی ہے سفارش کرتی ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصاری کو مجرم پاکر اسے سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتے حضورؐ نے عدل و انصاف کی مثال قائم کر دی۔

ایک انگریز چیف جسٹس سے ملاقات

مجھے ایک دفعہ لاہور کے چیف جسٹس مسٹر ٹریور ہیرس سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا ہے اس کو تحفہ دینے کی غرض سے اپنے ساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن لے گیا اور جو مضامین اور تعلیمات اس کے سامنے بیان کرنا تھیں ان کے حوالجات قرآن کریم کے پہلے صفحہ پر لکھ لئے میں نے ان کے سامنے اسلامی تعلیمات اور اعتقادات کا ذکر کرنا تھا۔ کافی دیر تک میں نے تعلیمات اسلامیہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور بعد میں میں نے یہ بھی کہا کہ انگریز قوم عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے اور انگریزی عدالتوں میں ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن جب انگریزی کے سامنے کسی دیسی اور انگریز کا مقدمہ آجائے وہاں آپ لوگ ہمیشہ فیل ہو جاتے ہیں۔ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عدل کا واقعہ بھی سنایا۔ وہ بہت شرمندہ ہوا۔ ہندوستان کی تاریخ یہی ہے کہ جب کسی دیسی اور انگریز کا مقدمہ شروع ہوا۔ دیسی سزا پا گیا۔

مسلمان قوم اور عدل و انصاف

لیکن حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نظیر عدل کر کے دکھایا۔ قوم کے اندر عدل و انصاف کی انتہاء کر دی۔ اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مثال آپ کو سناتا ہوں۔ عمرو بن عاصؓ فاتح مصر تھے وہی مصر کے گورنر مقرر کئے گئے۔ انہوں نے مصر میں عدل و انصاف قائم کیا غلاموں کو اور دوسرے ادنیٰ یا قوموں کو وہی ...... حقوق دیئے جو دوسرے مسلمانوں کو دیئے گئے عمرو بن عاص نے ان کو اس ذلت سے نکالا۔ لیکن ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ گورنر (عمرو بن عاص) کے بیٹے نے ایک عیسائی قبطی کو زد و کوب کیا۔ مدینہ میں اس کی اطلاع پہنچی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹے اور گورنر کو مدینہ طیبہ میں طلب کیا اور لوگوں کے سامنے گورنر کو سرزنش کی۔ اور فرمایا متیٰ کم تعبدتم الناس السذین ولدتہم امہاتہم احرارا تم اس لئے حکمران ہوئے ہو کہ جن لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے تم ان کو غلام بناؤ گورنر کو ان الفاظ میں سرزنش کی گئی۔ اور بیٹے کو پبلک میں سزا دی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر عدل و انصاف قائم کر کے دکھایا۔

بیسویں صدی کی روشن اقوام کا عدل و انصاف

یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب آج سے چودہ سو سال پہلے قوموں میں تعصب ہی تعصب تھا۔ بیسویں صدی کی قومیں بھی جن کو فخر ہے سائنس پر اور علم پر۔ انہوں نے کس قدر ظلم اور تعدی کو جائز قرار دے رکھا ہے۔ وہ قوم جو دنیا بھر امن امن کے نعرے لگاتی ہے یعنی امریکہ وہ مظلوم قوموں کا کھل کر ساتھ نہیں دے سکتی اس کے سامنے تیرہ سال سے کشمیری مسلمان ظلم و ستم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ انہیں بڑی بے دردی سے کچلا جا رہا ہے۔ مگر وہ خاموش ہے۔ الجزائر کے مسلمانوں نے لاکھوں جانوں کی قربانی کے بعد آزادی حاصل کی ہے لیکن یورپ کی قوموں نے کبھی نہ سوچا کہ فرانس کے مضل ان پر ظلم کر رہا ہے۔

عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے دو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو سزا دی تھی۔ اس قسم کی عدل و انصاف کی مثالیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تاریخ اسلام میں جمع کر دی ہیں کہ اس سے ہم سبق حاصل کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم الشان عدل و انصاف قائم کر کے دکھایا، اور آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق قرآن کریم کی روشنی میں فیصلے فرمائے۔ فرمایا ولا تکن للخائنین خصیما۔ خیانت کرنے والوں کے طرفدار نہ بنو۔ عدل و انصاف کرنے کے احکام دوسرے مقامات پر بھی ہیں ایک جگہ فرمایا۔ یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط۔ قوامین مبالغہ کا صیغہ ہے۔ خدا لگتی گواہی دیتے ہوئے انصاف پر کھڑے ہو جاؤ۔ شھداء للّٰہ اس وقت تمہارے سامنے صرف خدا ہو۔ ولو علیٰ انفسکم اپنے برخلاف ہی فیصلہ کیوں نہ پڑے۔ او الوالدین یا اپنے ماں باپ کے خلاف پڑتا ہو والاقربین اور یا اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کیوں نہ ہوں۔ ان یکن غنیا خواہ امیر ہو اسکے رعب میں مت آؤ، یا اس سے نفع کی امید ہو تو بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ او فقیرا خواہ کوئی غریب ہو اس پر رحم کرنے کے لئے بے جا طور پر اس کے ساتھ نہ ہو جاؤ فاللّٰہ اولیٰ بھما اللہ تعالیٰ کی حمایت اس کے حق میں سب سے بڑھ کر ہے۔ عدل کی کرسی پر جو بیٹھا ہو اس کو اپنے اور غیر میں فرق نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے ماں باپ اپنے عزیز و اقارب اور اپنے نفس کے خلاف فیصلہ دینا پڑے تو بھی عدل و انصاف کو نہ چھوڑو۔ ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا اگرچہ کوئی قوم تم سے دشمنی رکھتی ہو تو بھی ان کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لینا ہوگا۔ لایجرمنکم شنآن قوم ان

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم اوّل)

میرزا مسعود بیگ صاحب

ایک عزیز دوست کی جدائی

شیخ محمد احمد صاحب مرحوم

شیخ محمد احمد صاحب مرحوم وکیل ایبٹ آباد ہماری جماعت کے ایک قیمتی فرد اور میرے بڑے عزیز دوست تھے۔ پچھلے دنوں میں کراچی میں ان کی بے وقت موت کی اطلاع ملی اور سخت صدمہ کا موجب ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے میں یہ چند سطور رقم کرتا ہوں جن سے مرحوم کی سیرت پر کچھ روشنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

تعارف:۔

شیخ محمد احمد کے والد بزرگوار شیخ نور احمد صاحب مرحوم ہماری جماعت کے مقتدر احباب میں سے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں سلسلہ سے وابستہ تھے۔ آپ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں دھرم کوٹ رندھاوا کے رہنے والے تھے۔ ایبٹ آباد جب ایک ضلع بن گیا تو آپ نے وہاں وکالت شروع کی اور ضلع کے نامور افراد اور مشہور وکلاء میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۱۴ء میں جب لاہور میں ہماری انجمن قائم ہوئی تو شیخ نور احمد صاحب انجمن کے مشیر قانونی مقرر ہوئے اور کئی سال تک آنریری طور پر یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ضلع ہزارہ میں ہماری جماعت کے قیام و استحکام میں آپ کے خلوص اور ایثار کا بہت بڑا حصہ تھا۔ آپ کی وفات غالباً ۱۹۲۰ء میں جلسہ سالانہ کے چند دن بعد ہی لاہور میں ہوئی اور مسلم ہائی سکول لاہور کی گراؤنڈ میں جو ان دنوں میکلوڈ روڈ لاہور پر واقع تھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہ لاہور میں ہی انجمن کے احاطہ قبرستان میں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد میں آٹھ لڑکیاں اور چار لڑکے۔ شیخ محمد احمد مرحوم دوسرے بیٹے تھے۔

لاہور میں آمد

شیخ محمد احمد سے میری ملاقات ۱۹۲۵ء میں ہوئی جب وہ بسلسلہ حصول تعلیم لاہور آ گئے تھے۔ میں اس وقت میٹرک کے امتحان کی تیاری میں تھا اور شیخ صاحب نویں جماعت میں داخل ہوئے۔ وہ مجھ سے دو جماعت پیچھے اور عمر میں ڈیڑھ سال چھوٹے تھے۔

انہوں نے احمدیہ بلڈنگس میں اپنے بہنوئی شیخ محمد دین جان صاحب مرحوم ایڈووکیٹ کے ہاں رہائش اختیار کی۔ ہمسائیگی کے علاوہ طبائع اور مشاغل کی ہم آہنگی نے ہمیں ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا اور ہم جلد ہی گہرے دوست بن گئے۔

کالج کا زمانہ اور قومی تحریکات میں دلچسپی

کالج کے زمانہ میں ہم دونوں اسلامیہ کالج لاہور کے طالب علم تھے اور کالج کی تمام تر سرگرمیوں اور علمی و ادبی مجالس میں حصہ لیتے تھے۔ ان دنوں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری کی خدمات میرے سپرد تھیں اور کئی سال تک مجھے یہ خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ شیخ محمد احمد مرحوم میرے پرجوش معاون تھے۔ اس زمانہ میں ہماری انجمن کے وقار اور جماعت کی ممتاز حیثیت کے نتیجہ میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن بھی خاصی مقبول و معروف تھی۔ احمدیہ بلڈنگس میں ہفتہ وار جلسوں کے علاوہ مہینہ میں ایک بار موچی دروازہ کے باہر باغ میں پبلک جلسہ بھی ہوتا تھا۔ کئی بار علامہ اقبال مرحوم اور سر عبد القادر مرحوم جیسی بلند پایہ مقبول ہستیوں نے ہمارے جلسوں کی صدارت کی اور جماعت کے مبلغین کے علاوہ مولانا غلام مرشد صاحب (خطیب شاہی مسجد لاہور) اور دیگر روشن خیال علماء بھی ہمارے جلسوں میں تقریر کیا کرتے تھے۔ ان جلسوں کے انتظام کے لئے کبھی تو مرکزی دفتر سے کچھ رقم مل جایا کرتی تھی اور جو ایسوسی ایشن نے اپنے پاس سے خرچ کرنا ہوتا تھا تو اخراجات میں کفایت کی خاطر ہم میز کرسی دری وغیرہ خود اٹھا کر موچی دروازہ تک لے جایا کرتے تھے۔ شیخ محمد احمد اور میں نے کئی مرتبہ سامان سر پر اٹھا کر لے جانے میں لذت محسوس کی اور دین کے کام کے لئے مزدور بننا پسند کیا۔ احمدیہ بلڈنگس میں ہماری مجلس اکثر مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم اور دیگر اہل علم حضرات سے رہتی تھی۔

شیخ محمد احمد ہر قسم کی تحریکات میں حصہ لیا کرتے تھے۔ جماعتی اور قومی تحریکات کے علاوہ سیاسی جلسوں اور جلوسوں اور وقتی تحریکات از قسم چھپلن کی صدی، مسجد شہید گنج، خاکسار تحریک اور دیگر تحریکوں میں خوب دلچسپی لیتے رہے۔ کچھ عرصہ کھدر بھی پہنتے رہے۔ اس کے علاوہ مشاعروں اور ادبی مجلسوں میں بھی پہنچ جایا کرتے تھے۔ نویں جماعت سے لے کر ایل ایل۔ بی تک انہوں نے لاہور میں ہی تعلیم پائی اور بھرپور زندگی بسر کی۔

حصول تعلیم کے بعد

حصول تعلیم کے بعد آپ نے ایبٹ آباد میں وکالت شروع کر دی اور آہستہ آہستہ کامیاب وکلا میں شمار ہونے لگے۔ ۱۹۳۵ء میں ایبٹ آباد کا سارا شہر ایک خوفناک آتشزدگی کی وجہ سے جل گیا۔ اور شیخ محمد احمد صاحب کا آبائی مکان بھی نذر آتش ہو گیا۔ مکان سے ملحقہ ایک چھوٹی سی مسجد بھی جہاں جماعت کے احباب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ ...... نذر آتش ہو گئی۔ محمد احمد صاحب اور ان کے بھائیوں کے لئے یہ بہت بڑا نقصان تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جلد نیا مکان تعمیر کر لینے کی توفیق عطا کی۔ اس کے بعد بھی جمعہ کی نماز بالالتزام شیخ محمد احمد صاحب کے مکان پر ہی ادا ہوتی رہی۔

قیام پاکستان کے بعد شیخ محمد احمد صاحب مرحوم ضلع کے ممتاز وکلاء میں شمار ہونے لگے اور کئی سال تک ضلع ہزارہ کے پبلک پراسیکیوٹر رہے اور حکام اور عوام کی نگاہ میں بڑی عزت سے دیکھے جاتے تھے۔

عادات و اخلاق

شیخ محمد احمد مرحوم بڑے شریف النفس، خوددار اور بے باک طبیعت کے انسان تھے۔ ہر شخص کے منہ پر جرأت کے ساتھ حق بات کہہ دیا کرتے تھے۔ پرجوش طبیعت کے انسان تھے اور بسا اوقات ان کی تنقید میں سختی نظر آتی تھی لیکن دل میں میل نہ رکھتے تھے۔ طبیعت فراخ واقع ہوئی تھی اور روپیہ پیسہ محفوظ کرنے کی عادت نہ تھی۔ مطالعہ کا خوب ذوق تھا اور اخبارات و رسائل کے علاوہ اچھی اچھی کتابیں خریدنے پر کافی روپیہ صرف کرتے تھے۔ انہوں نے ایک معقول لائبریری پیدا کر لی تھی جس میں ہر موضوع پر اعلیٰ درجہ کی کتابیں موجود تھیں۔ ویسے طبیعت میں سادگی تھی اور کسی خاص فیشن یا تکلف کے پابند نہیں تھے۔

جماعت کے کاموں میں آپ خاطر خواہ حصہ لیتے تھے۔ ضلع ہزارہ اور صوبہ سرحد میں احمدی کہلانا ایک مجاہدہ سے کم نہیں۔ ہماری جماعت کے احباب کو کئی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا اور مخالفتوں اور صعوبتوں کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ شیخ محمد احمد کو بھی کئی مشکلات پیش آتی رہیں لیکن ان کا قدم کبھی ڈگمگایا نہیں اور وہ ہمیشہ ثابت قدم

(باقی بر صفحہ ۱۴)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

(قسط دوم)

ایڈیٹر صاحب "ایشیا" اور ان کے نامہ نگار صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی پر خامہ فرسائی

میں نے گذشتہ قسط میں ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی دربارہ طاعون پر طعن وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو حدیث نبوی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت کا مصداق بنا لیا ہو ورنہ ایسی صفائی سے پوری ہونے والی پیشگوئی کو جس کی ایک ایک جزو نمایاں طور پر پورا ہوئی ہو کس طرح نشانہ اعتراض بنایا جا سکتا ہے۔

پیشگوئی کے چار اجزا بیان ہو چکے ہیں۔

گذشتہ قسط میں میں نے اس پیشگوئی کے چار اجزا کے پورا ہونے کا ذکر کیا تھا، پہلی جزو طاعون کے حملہ سے قبل کشف میں دیکھنا تھا کہ فرشتے طاعون کے پودے ملک پنجاب میں لگا رہے ہیں اور اس کشف کی بنا پر بحیثیت نذیر ہونے کے لوگوں کو قبل از وقت اطلاع دینا کہ اگر تم فسق و فجور کو ترک کر کے نیک چلنی کو اختیار نہیں کرو گے تو طاعون کا عذاب تم پر مسلط کر دیا جائے گا۔ لوگوں نے حضور کے اس الہام کے مطابق کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا" حضور کی تنبیہہ کی پرواہ نہ کی اور پہلے کی طرح ہی اپنی عیاشیوں میں مشغول رہے آخر کشف کی سچائی ظاہر ہو گئی اور طاعون سارے پنجاب میں پھیل گئی اور ۱۹۰۷ء تک اس نے ۱۸۲۷۰۰۱۵ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ اعداد و شمار وہ ہیں جو گورنمنٹ کی طرف سے شائع ہوئے اور یہ امر کسی سے مخفی نہیں کہ گورنمنٹ تک تمام موتوں کی اطلاع نہیں پہنچ سکتی تھی کیونکہ بعض اوقات خاندان کا خاندان ہی لقمہ اجل بن جاتا تھا۔ کوئی فرد بھی رپورٹ دینے کے لئے نہ بچتا تھا۔ اس لئے اس وبا سے مرنے والوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہو گی جس کی فی سال اوسط ۵ لاکھ سے کم نہیں ہو سکتی حضرت مسیح موعودؑ ہر سال لوگوں کو توبہ کی طرف توجہ دلاتے رہے اور مامور من اللہ کو ایذاء دینے سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہے مگر حضور کی یہ نصیحت بہرے کانوں پر ہی پڑتی رہی آخر کچھ سالوں کے بعد اس کا اثر کیوں اور کس طرح ہوا اس کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔ پیشگوئی کا یہ پہلا جزو تھا جو صفائی سے پورا ہوا۔

دوسرا جزو

اس پیشگوئی کا یہ تھا کہ حضور کی اپنی ذات خاص طور پر طاعون کے حملہ سے محفوظ رکھی جائے گی چنانچہ یہ جزو بھی جس صفائی سے پورا ہوا اس کا انکار بھی صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے حقائق سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہوئی ہوں۔

اس جزو کا ایک حصہ وہ چیلنج تھا جو تمام علماء، مشائخ اور صوفیا کو دیا گیا تھا جنہیں خدا رسیدہ اور ملہم من اللہ ہونے کا دعوے تھا کہ وہ بھی ایسی پیشگوئی کر کے دیکھ لیں اگر وہ بچ گئے تو میرا دعوے جھوٹا ہو گا۔ لیکن یہ سب مدعی اس چیلنج کو قبول کرنے سے عاجز آ گئے اور اس طرح انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعوے کی صداقت کو بالواسطہ ثابت کر دیا۔

تیسرا جزو

اس پیشگوئی کا یہ تھا۔۔۔ کہ حضور کے رہائشی گھر کے اندر جس قدر لوگ ہیں اور وہ کافی تعداد میں تھے وہ سب کے سب طاعونی موت سے محفوظ رہیں گے چنانچہ یہ جزو بھی نمایاں طور پر پورا ہوا حضور کے رہائشی مکان میں رہنے والوں میں سے ایک فرد بھی طاعون کا شکار نہ ہوا باوجود اس کے کہ طاعون کا حملہ ہر سال شدت میں زیادتی اختیار کرتا جاتا تھا مگر طاعون کے کیڑے کو خدائی تصرف کے ماتحت اجازت نہ تھی کہ حضور کے رہائشی گھر میں داخل ہو کر وہاں کے ساکنین میں سے کسی کو اپنا شکار بنائے

کس قدر تصرف الٰہی ہے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ کے تعلق باللہ پر کس قدر روشن اور محکم نشان ہے اور حضور کے دعوے ماموریت کے صدق پر کیسی براہین ساطع کا کام دے رہا ہے منکرین کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ ایک ہی نشان کافی ہے۔ اگر وہ کھولنا چاہیں۔

ایک قانون الٰہی

اصل بات یہ ہے کہ مامورین الٰہی کے متعلق خدا تعالےٰ کی ایک سنت ہے جس کا ذکر سورۃ انفال کی مندرجہ ذیل آیت میں کیا گیا ہے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان معذبہم وہم یستغفرون یعنے خدا تعالےٰ کی یہ شان نہیں کہ ان کو عذاب دے اس حالت میں کہ تو ان میں موجود ہو اور نہ ہی خدا کی یہ شان ہے کہ وہ لوگوں کو عذاب دے جبکہ وہ استغفار میں مشغول ہوں۔

پس جس گھر میں خدا کا مامور رہائش رکھتا ہو اس گھر میں رہنے والوں پر اگر عذاب الٰہی حملہ آور ہو جائے تو آیت مذکورہ بالا میں بیان کردہ قانون الٰہی پر زد پڑتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی حفاظت کے ساتھ گھر میں باقی رہنے والوں کی حفاظت بھی لازمی تھی جس کا خدا کی طرف سے انتظام کر دیا گیا۔

چوتھا جزو

اس پیشگوئی کا مخلصین کی حفاظت کا وعدہ تھا اور یہ وعدہ بھی صفائی سے پورا ہوا۔ تمام کے تمام مخلصین اس وبا سے محفوظ رہے باقی اجزاء کا پورا ہونا اس قسط میں بیان کیا جاتا ہے لیکن اس سے قبل مقالہ نگار صاحب کے ایک اور بودے استدلال کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور یہ اس سلسلہ میں ان کا آخری استدلال ہے۔

مقالہ نگار صاحب کا آخری استدلال

مقالہ نگار صاحب نے اپنے زعم باطل میں چار امور قابل تنسی سمجھے تھے اور ان کو بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کیا تھا ان کی غلطی کو تو گذشتہ قسط میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے اور بتلا دیا گیا ہے کہ ان کے استدلالات سب کے سب بناء الفاسد علی الفاسد کے مصداق ہیں اب ان کے آخری استدلال کے بودا پن کو واضح کرنے کے بعد پیشگوئی کے باقی اجزا پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ اپنے آخری استدلال کو وہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:-

> "اب مرزا صاحب کی اپنی ذات بالکمالات رہ جاتی تھی دل کے چور نے (الفاظ قابل غور از ناقل) پھر کہا کہ اماں حضرت طاعون طاعون ہے اس کا کیا اعتبار اس نے خود آنجناب ہی کو آدبوچا چنانچہ پیش بندی کے طور پر اعلان فرمایا"

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ نقل کئے ہیں جو یہ ہیں :-

> "میں نے جو اپنی نسبت خوابیں اور الہام دیکھے ہیں ان سے حیران ہوں دو مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے طاعون ہو گئی ہے اور ورم نمودار ہے اور آج بھی یہ خواب آئی ہے اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے جو

کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے

اور معبرین نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی خارش اور کبھی حکام کی طرف سے کوئی عذاب و تکالیف اور کبھی کوئی اور فتنہ رنج دہ مراد لیا ہے معلوم نہیں اس خواب کی تعبیر کیا ہے
۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء"

مقالہ نگار صاحب کے طریق استدلال کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے

ضرب المثل ہے ہر چہ گیرد علتی علت شود اس مثل کے مطابق جن کے اپنے دل گندے ہوتے ہیں وہ خدا کے پاک بندوں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم مکر و فریب اور چاپلوسیوں سے کام لیتے ہیں خدا کے مامور بھی اسی طرح کرتے ہوں گے مقالہ نگار صاحب بتلائیں کہ ان کے طریق استدلال کی پیروی کرتے ہوئے اگر کوئی دشمن اسلام آپ کو قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق یہ وعدہ الٰہی واللہ یعصمک من الناس کہ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے محفوظ رکھے گا دکھلا کر اور پھر دوسری آیت افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم پیش کر کے یہ دریافت کرے کہ جنگوں میں جو حضرت نبی کریم صلعم کو پیش آئیں قتل کا امکان بھی موجود ہوتا ہے اس لئے آپ کے رسول نے نعوذ باللہ پیش بندی کے طور پر اپنے متعلق امکان قتل کا بھی اعلان کر دیا تا اگر قتل وقوع میں آجائے تو کہا جائے کہ قتل کے امکان کا ذکر تو خود قرآن میں پہلے سے مذکور ہے اس لئے واللہ یعصمک من الناس میں مذکور وعدہ حفاظت پر زد نہیں پڑتی تو آپ کیا جواب دیں گے نعوذ باللہ اس کے جواب کے لئے قلم اٹھانے سے قبل اپنے پیش کردہ اصل کو مدنظر رکھ لینا۔ میں حیران ہوں کہ خواب کے ذکر کے ساتھ اس کی تعبیر بھی مذکور ہے اب اگر مقالہ نگار صاحب دیانت داری سے کام لینے والے ہوتے تو وہ دیکھتے کہ وہ تعبیر جس کا ذکر حضرت مرزا صاحبؑ نے کیا ہے وہ حضور کی زندگی میں پوری ہوئی یا نہیں، اگر وہ پوری ہو گئی ہے تو یقیناً یہ کشف خود حضورؑ کے دعوئے ماموریت پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے اور آپ کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ کشف ہی کافی تھا لیکن جن لوگوں کے دل کسی نہ کسی روحانی مرض سے بیمار ہوں ان کے متعلق ایک قانون الٰہی تو یہ ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا اور دوسرا قانون الٰہی یہ ہے کہ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم کاش مقالہ نگار صاحب اتنا ہی دیکھ لیتے کہ کیا حضرت مرزا صاحبؑ طاعون کی زد میں آ گئے کیا حضورؑ کا وہ الہام احافظك خاصةً سلام قولا من رب رحیم صفائی سے پورا نہیں ہوا پھر اس قسم کے قیاس کے گھوڑے دوڑانا کہاں تک تقوے پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے

تعبیر کا پورا ہونا

سنیئے اور کان کھول کر سنیئے تعبیر میں صاف الفاظ میں یہ مذکور ہے "حکام کی طرف سے کوئی عذاب و تکالیف کا پہنچنا" (۲) کسی اور رنجدہ فتنہ کا پیش آنا مقالہ نگار صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ تو ضرور کیا ہوگا اور حضورؑ کی سوانح حیات پر بھی ضرور نظر ڈالی ہوگی کیا ان کو نظر نہیں آیا کہ اس کشف کے کافی عرصہ کے بعد حکام کی طرف سے حضور پر فوجداری مقدمات دائر کئے گئے۔ لوگوں کی طرف سے دائر شدہ مقدمات میں حکام حضرت اقدسؑ کو سخت سے سخت تکالیف پہنچاتے رہے اور قید کے عذاب میں مبتلا کرنے کے ارادے کرتے رہے جیسا کہ کرم دین آف بھیں کے مقدمہ میں مجسٹریٹوں کے رویہ سے ظاہر ہے مالی نقصان پہنچانے کے لئے ناحق ٹیکس لگانے کا منصوبہ کیا گیا۔

لوگوں کی طرف سے کئی رنجدہ امور پیش آتے رہے ایک تو حضورؑ کے چچازاد بھائیوں کی طرف سے ہی . . . .

حضورؑ کے مکان کے آگے دیوار کھینچ کر آنے جانے کا راستہ بند کر دینے کا واقعہ مشہور ہے امید نہیں کہ مقالہ نگار صاحب اس سے بے خبر ہوں قریباً ایک سال تک مقدمہ چلتا رہا، دیوار کی تکلیف کے علاوہ مقدمہ کی پیروی میں جو تکلیف حضورؑ کو اٹھانی پڑی وہ مزید برآں تھی۔

اسی طرح اقدام قتل کے جھوٹے الزام میں جو مقدمہ ہنری مارٹن کلارک کی طرف سے دائر کیا گیا وہ کس قدر تکلیف دہ تھا ان تمام مقدمات میں خدا کی طرف سے کامیابی کی بشارتیں ملتی تھیں جو پیش از وقت شائع کر دی جاتی تھیں اور وہ سب پوری ہوئیں گویا ایک طرف تو اس کشف کی رو سے تکالیف پہنچیں، حکام کی طرف سے بھی اور دوسرے لوگوں کی طرف سے بھی اور دوسری طرف بشارتوں کے ماتحت ان تکالیف سے صحیح سلامت عزت کے ساتھ نکل آنے کی پیشگوئیاں پوری ہو کر حضورؑ کے دعویٰ کی سچائی ثابت کرتی رہیں اور ساتھ ہی ماننے والوں کے لئے ازدیاد ایمان کا ذریعہ بھی بنتی رہیں۔

مقالہ نگار صاحب کے علمی پردہ کو چاک کرنے والا ایک اور استدلال

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق جب پنجاب میں طاعون پھیلی تو ڈاکٹروں نے اس کے علاج کے لئے ایک ٹیکہ ایجاد کیا جس سے فائدہ اٹھانے کے لئے گورنمنٹ نے لوگوں سے بڑے زور سے اپیل کی اور ان کو اس پر آمادہ کرنے کے لئے پورا زور لگایا اس ٹیکہ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہ اعلان کیا کہ گورنمنٹ کی اس مخلصانہ کوشش کی قدر کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میری اور میرے گھر میں رہنے والوں اور میرے مخلصین کی حفاظت کا خدا نے وعدہ کیا ہے اس لئے ہم ٹیکہ نہیں لگوا سکتے کیونکہ اس سے خدائی نشان میں اشتباہ واقع ہو جائیگا۔ حضورؑ کے الفاظ یہ ہیں جنہیں مقالہ نگار صاحب نے نقل کیا ہے:-

"اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جس کے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس نشان کو ٹیکہ کے ذریعہ سے مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹیکہ کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر مجھے شکر گذار اس طبیب کا ہونا چاہیئے جس نے یہ نسخہ ٹیکہ کا نکالا نہ خدا کا شکر گذار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیوار کے اندر ہے میں اسے بچاؤں گا"

مقالہ نگار صاحب کی جرح کا ریمارک

عبارت مندرجہ بالا کو نقل کرنے کے بعد مقالہ نگار صاحب یوں رقمطراز ہیں:-

" اس اقتباس میں مرزا صاحب بڑی صراحت سے کہتے ہیں کہ ٹیکہ لگوانا (یا دوسرے الفاظ میں علاج یا احتیاطی تدابیر اختیار کرنا) اس بات کے مترادف ہے کہ مرزا صاحب کا ایمان خدا پر نہیں بلکہ صاحب دوا پر ہے لیکن اس کتاب میں آگے چل کر احتیاطی تدابیر اور علاج کی گنجائش اس طرح نکال لیتے ہیں"

حضرت اقدسؑ کی دوسری عبارت

اس کے بعد مقالہ نگار صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دوسری عبارت کو نقل کرتے ہیں مگر

پہلا فقرہ حذف کر کے مکمل عبارت یہ ہے :-

"اور یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الٰہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالےٰ اپنے کلام کے ذریعہ سے کوئی تدبیر سکھا دے یا کوئی دوا بتلا دے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہ ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے"

مقالہ نگار صاحب نے اپنی کسی خاص مصلحت کی بنا پر نشان کردہ جملے حذف کر دیئے ہیں حالانکہ ابتدائی جملہ حضورؑ کے اس یقین پر دلالت کرتا ہے جو آپ کو خدا کی پیشگوئی پر تھا اور آخری جملہ مقالہ نگار صاحب کی جرح کا قلع قمع کر دیتا ہے جیسا کہ قارئین کرام پر بھی واضح ہو جائے گا۔

مقالہ نگار صاحب کی جرح اور انکی علمی قابلیت کا نمونہ

مقالہ نگار صاحب دوسری عبارت پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یعنی پیشگوئی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی اور علاج کی گنجائش بھی نکل آئی اب مرزا صاحب کتنی ہی احتیاطی تدابیر یا علاج کرتے رہیں نہ معصیت کا ارتکاب ہوگا اور نہ کوئی شخص اعتراض کر سکے گا اگر کوئی اعتراض کی حماقت کرے گا تو مرزا صاحب جھٹ سے فرمادیں گے کہ یہ تدبیر یا علاج تو خدا کا سکھایا ہوا ہے کیا تم خدا کے منہ آتے ہو چنانچہ یہ ایک واقعہ ہے کہ مرزا صاحب نے خدا کے اس نشان سے بچنے کے لئے نہایت قیمتی دوا تیار کی خود بھی خوب خوب استعمال کی اور اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کو بھی استعمال کروائی۔"

میں نے مقالہ نگار صاحب کی جرح من وعن نقل کر دی ہے، اس جرح کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کسی بندے سے کسی آفت سے بچانے کا وعدہ کرے تو پھر خدا کو اس آفت سے بچانے کے لئے اپنے بندہ کو کوئی مادی تدبیر نہیں بتلانی چاہیئے اور نہ کسی تدبیر سے کام لینے کی ہدایت کرنی چاہیئے وعدہ دینے کے بعد اس کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ بغیر ظاہری اور مادی اسباب کو کام میں لائے اپنے وعدہ کو پورا کرے لیکن اگر کوئی دشمن اسلام انہی کے طریق استدلال کو کام میں لاتے ہوئے ان سے سوال کر بیٹھے کہ آپ کے رسول (صلعم) کے ساتھ خدا تعالےٰ نے بدیں الفاظ وعدہ کیا تھا واللہ یعصمک من الناس کہ خدا تیری لوگوں سے حفاظت کریگا اس کے بعد جب کفار مکہ نے آنحضور صلعم کے قتل کا منصوبہ پختہ کر لیا تو خدا نے آنحضور صلعم کو یہ تدبیر کیوں بتلائی کہ راتوں رات مکہ سے نکل جاؤ کیا خدا میں یہ قدرت نہ تھی کہ وہیں آنحضور صلعم کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ حفاظت کو پورا کرتا اور کفار کی تلواروں کو کند کر دیتا یا ان کی طاقتوں کو سلب کر لیتا یا کوئی اور آسمانی یا زمینی آفت ان پر نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتا تو بتلایئے اس دشمن اسلام کو آپ کیا جواب دیں گے تدبیر بتلانا تو آپ کے نزدیک حرام ہے یہ سب اس کی قدرت میں تھا لیکن اس نے اپنی حکمت کے تقاضا سے اس وقت کے حالات کے ماتحت یہی مناسب سمجھا کہ وحی کے ذریعہ مکہ سے ہجرت کر جانے کا حکم دے اور اسی تدبیر سے آنحضور صلعم کی جان بچائے اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی دشمنوں کے علاقہ سے نکل جانے کا ہی حکم ہوا ہے جیسے حضرت ابراہیم۔ حضرت لوط۔ حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور اسی تدبیر سے ان کی جان بھی بچائی گئی اور انہیں کامیابی بھی حاصل کروائی گئی پس اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ جب کسی مامور سے حفاظت کا وعدہ کرتا ہے تو اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تدبیر بھی خود ہی بتلا دیتا ہے اس لئے اگر حضرت مسیح موعودؑ کو بھی خدا کی طرف سے ہی طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی تدبیر بتلائی گئی تو نہ وہ سنت الٰہیہ کے خلاف ہو سکتی ہے اور نہ حفاظت کی پیشگوئی پر اس سے کوئی حرف آسکتا ہے۔

مقالہ نگار صاحب کی علوم شرعیہ سے ناواقفیت

تعجب ہے کہ ایک عالم دین کہلانے والا شخص علوم شرعیہ سے اس قدر ناواقف اور سنن الٰہیہ سے اس قدر بے خبر کہ اسکو اتنا بھی علم نہیں کہ انسانی تدابیر پر توکل کرنا شرک ہے اور منافی توحید ہوتا ہے لیکن خدائی تدابیر پر عمل کرنا عین توحید ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس سے زیادہ تو کچھ نہیں کہا کہ ڈاکٹروں نے جو علاج تجویز کیا ہے اسکو اگر میں اپنی حفاظت کا ذریعہ بتاؤں تو یہ خدائی وعدہ حفاظت پر عدم اعتماد کے مترادف ہوگا اس لئے بجائے خدا کے ممنون ہونے کے مجھے ڈاکٹروں کا ممنون احسان ہونا پڑے گا جنہوں نے یہ ٹیکا ایجاد کیا ہے اور اس سے خدائی نشان مشتبہ ہو جائے گا اب اگر اللہ تعالےٰ ایک طرف حضور کو اور حضور کے رہائشی مکان میں رہنے والوں کو اور حضور کے مخلصین کو طاعون سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیتا ہے اور دوسری طرف ساتھ ہی ایک علاج بھی بذریعہ الہام بتلاتا ہے تو ان دونوں باتوں میں منافاۃ کا سوال کہاں سے پیدا ہو گیا دونوں باتیں خدا کی طرف سے ہیں کیا ہمارے ان مولوی صاحبان کو اتنا بھی علم نہیں کہ کائنات میں جس قدر اسباب ہیں ان سب پر اللہ تعالےٰ کا ہی تصرف تام ہے وہ اپنے خاص الخاص بندوں کو حسب ضرورت ان پر مطلع کر کے ان سے مطلوبہ فائدہ اٹھانے کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے حضرت موسےٰ کی قوم کو جب پانی کی ضرورت پیش آئی تو انہیں الہاماً پانی حاصل کرنے کے طریق کی طرف رہنمائی کر دی حضرت ایوبؑ کی بیماری کا علاج الہام هذا مغتسل بارد و شراب کے ذریعہ بتلا دیا گیا جو خدا بیماری پیدا ہو جانے کے بعد علاج بتلا دیتا ہے کیا وہ خدا بیماری سے محفوظ رہنے کا علاج نہیں بتلا سکتا۔

ان دونوں امور میں منافاۃ بتلانے والے مقالہ نگار صاحب کو اس واقعہ کا بھی علم نہیں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں صحابہ کرامؓ کو پیش آیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں طاعون پڑی اور شدت سے پڑی صحابہؓ جس ملک میں جا رہے تھے وہاں طاعون کا زور تھا، حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کے بعد اس ملک میں نہ جانے کا فیصلہ کیا ایک صحابیؓ نے حضرت عمرؓ کو کہا انفرّ من قدر اللّٰہ کیا تو خدا کی قضا و قدر سے بھاگتا ہے حضرت عمرؓ نے جواب دیا نعم افرّ من قدر اللّٰہ الیٰ قدر اللّٰہ ہاں میں خدا کی قدر سے خدا کی قدر کی طرف ہی بھاگتا ہوں یہ کیسا موحدانہ جواب ہے جس کا ایک ایک لفظ ہر مسلمان کو درس توحید دے رہا ہے پھر انہوں نے ایک مثال سے اس کی مزید وضاحت فرما دی۔ فرمایا ایک زمین ایسی ہو جس میں نہ پانی ہو نہ گھاس اور دوسری زمین ایسی ہو جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں تو تم اپنے جانور کو کس زمین میں چرنے کے لئے چھوڑو گے کیا حضرت عمرؓ کے جواب اور پیش کردہ مثال سے واضح نہیں ہوتا کہ مفید اسباب سے کام لینا منافی توحید نہیں تو خدا کے بتلائے ہوئے طریق کو اختیار کرنا کس طرح منافی توحید ہو سکتا ہے۔

کیا یہ علاج حضرت مرزا صاحبؓ کی اپنی اختراع کہلا سکتا ہے

مقالہ نگار صاحب کی جرح کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ قارئین کرام پر یہ اثر ڈالیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو دوائی تیار کی وہ ان کے اپنے ہی دماغ کی اختراع تھی خدا نے

— بذریعہ الہام نہیں بتلائی تھی حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ دوائی الہام الٰہی سے تیار کی گئی ……

افسوس ہے کہ مقالہ نگار صاحب نے اس بدظنی کا ارتکاب کرنے سے قبل اتنا بھی نہ سوچا کہ کیا حضرت مرزا صاحب تمام ڈاکٹروں سے بڑھکر طب کی مہارت رکھتے تھے ڈاکٹروں کا ایجاد کردہ ٹیکہ تو یقینی طور پر طاعون سے بچانے کا ذریعہ ثابت نہ ہوا سینکڑوں ٹیکہ لگوانے والے بھی اس وبائی مرض سے لقمہ اجل بنے لیکن حضرت مرزا صاحب کی تیار کردہ دوائی کے استعمال سے ایک شخص بھی موت کا شکار نہ ہوا اگر مقالہ نگار صاحب اسی ایک بات پر غور کرتے تو ان کو یقیناً یہ بصیرت حاصل ہو جاتی کہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کی تیار کردہ دوائی خدا کے الہام سے ہی تیار کی گئی تھی انسانی علم کا اس میں دخل نہ تھا یہ نسخہ بالکل اسی نسخہ کے مشابہ تھا جو حضرت ایوبؑ کو بذریعہ الہام الٰہی بتلایا گیا تھا۔

علاج بھی زبردست نشان ہے

اگر مقالہ نگار صاحب خشیۃ اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ دوائی کو بنظر غور دیکھتے تو ان پر کھل جاتا کہ یہ دوائی تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایک زبردست دلیل کا کام دے رہی ہے اور ان کی ماموریت کو ثابت کرنے کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہے کیونکہ اس نے وہ کام کر دیا جس کا سرانجام دینا اس کے متعلق بتلایا گیا تھا مقالہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے خود بھی اس دوائی کا استعمال کیا اور اپنے عزیزوں کو بھی استعمال کروایا اور خوب کروایا تو اب مقالہ نگار صاحب خود ہی بتلائیں کہ کیا یہ دوائی کسی ایک فرد پر بھی بے اثر ثابت ہوئی ٹیکہ تو سینکڑوں پر بے اثر ثابت ہوا لیکن یہ علاج سب کھانے والوں پر کارگر ثابت ہوا اس سے بڑھکر اس کے منجانب اللہ ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

پس حضرت مرزا صاحبؑ نے جس علاج سے فائدہ اٹھانے کو الٰہی وعدہ کے منافی قرار دیا تھا وہ انسانوں کا ایجاد کردہ علاج تھا خدا کے بتلائے ہوئے علاج کو انہوں نے کبھی خدائی وعدہ حفاظت کے خلاف قرار دیا اور نہ عقلاً اور نہ شرعاً وہ وعدہ حفاظت کے خلاف ہو سکتا ہے اور نہ اس کے اختیار کرنے والے انسان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسکو علاج پر ایمان ہے خدا پر ایمان نہیں ایسا قول ہر شخص کی زبان سے یا قلم سے نکل سکتا ہے جس کی آنکھوں کو تعصب نے بالکل اندھا کر دیا ہو اور جس کے دماغ کو بے جا ضد اور عناد نے قطعی طور پر سوچنے سے معطل کر دیا ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ علماء کی علوم ستر سے اس حد تک ناواقفیت ہی حضرت مرزا صاحب کی حیثیت ناواقف……اللہ دنیا میں لائی ہے تا وہ دنیا کو دین کی حقیقت سے پوری طرح واقف کریں اور جہالت کے پردے چاک کر دیں سو انہوں نے دنیا میں حق کی روشنی پھیلا دی اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق نہ بنایا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم و ترکھم فی ظلمات لا یبصرون صم بکم عمی فھم لا یرجعون

رہائشی داروالوں کے لئے مطلق حفاظت کا وعدہ۔

میں پہلے بھی بتلا آیا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے رہائشی گھر میں جو لوگ تھے طاعونی موت سے جو ان کی حفاظت کا وعدہ تھا وہ مطلق یعنی بغیر کسی قید کے تھا چونکہ ایک الہام کے الفاظ یہ ہیں" انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا باستکبار" اس لئے بعض لوگوں کو دھوکہ لگتا ہے کہ الا الذین علوا باستکبار کی جو قید ہے وہ رہائشی گھر والوں کے متعلق ہے اس لئے اس پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتا ہوں تا یہ غلط فہمی دور ہو سو واضح ہو کہ اس بارے میں سب سے پہلا الہام جو ہوا اس کے الفاظ یہ ہیں" انی احافظ کل من فی الدار" یعنے تمام وہ جو تیرے گھر میں ہیں ان میں سے ہر ایک کی حفاظت کروں گا۔ یہ الہام ۲۸ / اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کا ہے۔ یہ الہام مطلق ہے کوئی قید اس کے ساتھ نہیں اور قیاس یہی چاہتا ہے کہ رہائشی گھر والوں کے متعلق ہی ہو کیونکہ دوسرا مفہوم جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے یعنی روحانی گھر یہ الہام اس کے متعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا تعلق تمام جماعت سے ہے اور ساری کی ساری جماعت کے محفوظ رہنے کا کبھی کہیں حضورؑ نے ذکر نہیں فرمایا بلکہ صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ جماعت کے بعض افراد طاعون سے مر کر شہادت کا درجہ حاصل کریں گے اس لئے بغیر کسی قید کے جو الہام ہے وہ صرف انہی لوگوں کے متعلق ہو سکتا ہے جو رہائشی گھر میں موجود تھے اور یہ حقیقت ہے کہ ان میں سے ایک بھی طاعونی موت کا شکار نہیں ہوا۔

ایک ضمنی پیشگوئی

اس الہام کے بعد ۵ / مئی سنہ ۱۹۰۲ء کو جو الہام ہوا اس میں الفاظ انی احافظ کل من فی الدار کے ساتھ الا الذین علوا باستکبار کی شرط موجود ہے یعنے جو لوگ متکبرانہ طریق اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو تجھ سے بالا قرار دینے کا دعوےٰ کریں گے وہ ضرور طاعون سے ہلاک ہوں گے جس کے معنے یہ ہوئے کہ جماعت کے بعض لوگ باوجود اس کے کہ وہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوں گے لیکن بعد میں وہ شیطان کا شکار ہو کر تیرے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں گے اور از راہ تکبر تجھ سے بلند تر مرتبہ اور اعلےٰ شان کے مدعی بن کر سامنے آئیں گے یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ ان میں ایک مزید ضمنی پیشگوئی کی جا رہی ہے کہ ماننے والوں میں سے بعض صرف مرتد ہی نہیں ہوں گے بلکہ مرتد ہو کر خدا کے مسیح کا مقابلہ بھی کریں گے اور اپنے آپ کو رتبہ میں حضور سے بڑھکر ثابت کرنے کی کوشش کریں گے ان میں علوا اور استکبار دونوں لفظوں کی حقیقت پائی جائے گی۔ چنانچہ اس ضمنی پیشگوئی کے مطابق چند ایک نام بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں، چراغ دین جموں والا اس شخص نے ایسا ہی دعوےٰ کیا اور خود طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

دوسرا شخص الٰہی بخش اکونٹنٹ لاہور کا تھا یہ بھی علو اور استکبار کے ساتھ مقابلہ میں آیا اور طاعون سے ہلاک ہوا۔

ایک اور شخص تھا جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نام اس کا مجھے یاد نہیں کہ وہ قادیان آیا اور حضرت اقدسؑ کو ظہر کی نماز یا عصر کی نماز کے بعد اپنے الہامات سنایا کرتا تھا جن میں اس قسم کی تعلی پائی جاتی تھی، حضورؑ سن لیا کرتے تھے، ایک دن حضورؑ کو ضروری کام تھا، حضورؑ نماز کے معاً بعد اندر تشریف لے جانے لگے تو اس شخص نے روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ میرے الہامات سن کر جائیں حضورؑ نے فرمایا کہ تمہارے الہامات شیطانی ہیں اس شخص نے متکبرانہ لہجہ میں بہت کچھ کہا اور قادیان سے روانہ ہو گیا اور جاتے ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان، اس نے بھی علو اور استکبار سے کام لیا اور آخر حضورؑ کے متعلق پیشگوئی کی کہ سل سے ہلاک ہوں گے اس لئے خود سل سے ہی ہلاک ہوا۔

یہ حشر تو الہام کے الفاظ کے مطابق علو اور استکبار اختیار کرنے والوں کا ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دوسرا الہام جس میں علو اور استکبار کی قید ہے رہائشی گھر والوں کے متعلق نہیں بلکہ روحانی گھر والوں میں سے بعض کے متعلق ہے اور اگر رہائشی گھر والوں کے متعلق بھی اسے تسلیم کر لیا جائے تو بھی کچھ حرج لازم نہیں آتا اس صورت میں محض ان کو چوکنا اور ہوشیار رکھنا مقصود ہے لیکن میں نے جہاں تک غور کیا ہے ان الفاظ کا تعلق رہائشی گھر

والوں سے کیا ساتھ ہے ہی نہیں بلکہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے جن کی ہم نے اوپر مثالیں دی ہیں۔

مزید ثبوت

مزید ثبوت اس امر کا یہ ہے کہ یہ الہام پہلے الہام کے بعد متعدد دفعہ ہوا ہے اور ہمیشہ بغیر قید کے بھی ہوا ہے۔ ذیل میں تاریخ وار ان الہامات کو درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو الہام ہوتا ہے۔ "انی احافظ کل من فی الدار لنجعله آیة للناس ورحمة منا وکان امرا مقضیا عندی معالجات" اس الہام میں گھر والوں کی حفاظت کو تمام لوگوں کے لئے نشان ٹھہرایا ہے اور خدا کی رحمت قرار دیا ہے پھر فرمایا کہ یہ فیصلہ شدہ امر ہے میرے پاس علاج ہیں۔ اب یہ الٰہی نشان تو تبھی ہو سکتا تھا جبکہ گھر کے تمام افراد محفوظ رہیں ورنہ اشتباہ واقع ہو جاتا پھر دیکھو کہ اس الہام میں کس قدر زور سے فرمایا کہ یہ فیصلہ شدہ امر ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

حضرت مسیح موعودؑ تو بھی گھر کے ہر فرد کے محفوظ رہنے کو بطور نشان بیان فرماتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ آپ کشتی نوح میں فرمایا "خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار" اب اس جگہ حضورؑ نے شرط کا ذکر نہیں کیا اسی طرح ۱۹۰۲ء میں جب علماء کو چیلنج کیا ہے تو یہی فرمایا خدا کا وعدہ انی احافظ کل من فی الدار اس سے پورا ہو رہا ہے یہاں بھی الہام مطلق کو ہی پیش کیا گیا ہے مقید الہام کو پیش نہیں کیا گیا۔ پھر ۲ مئی ۱۹۰۶ء کے الہام میں بھی یہ الفاظ آئے ہیں انی احافظ من فی الدار۔ اسی طرح اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں۔

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہیں بچاؤں گا گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہوگا جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ بچایا جائے گا۔"

(۲) پھر ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء کے الہام میں بھی الفاظ انی احافظ کل من فی الدار وارد ہوئے ہیں۔

(۳) ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو حضورؑ نے رؤیا دیکھا جو اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہ الہام مطلق ہے بغیر کسی قید کے گھر والوں کی حفاظت کا وعدہ ہے وہ رؤیا یہ ہے:

"میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد دشمن ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور دروازہ بند ہے اسکو اپنے گھر میں بلاتی ہے مگر ہم نے اسے اندر نہیں آنے دیا اور میں نے کہا کہ ہم نہیں آنے دیں گے اس میں بلا ہماری سب سے خوشی ہے دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آ سکا یعنی خدا نے اس بلا کو ٹال دیا۔ یعنی الہام تھا انی احافظ کل من فی الدار۔ اس الہام کا شان نزول اس الہام کے اسی معنی کا تعین کر رہا ہے کہ گھر کا ہر فرد طاعونی موت سے محفوظ رہے گا۔"

(۴) ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء کو پھر الہام ہوا انی احافظ کل من فی الدار

(۵) پھر ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء کو الہام ہوتا ہے "انی احافظ کل من فی الدار من هذه المرض الذی هو سار من هذه المرض یعنی من هذه الآفة۔" اس الہام نے بھی حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ طاعون کی مرض سے جو اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے گھر کے تمام افراد محفوظ رہیں گے۔

(۶) پھر ۲۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا۔ "انی احافظ کل من فی الدار"

گویا یہ الہام بغیر کسی قید کے سات دفعہ ہوا ہے اور قید کے ساتھ صرف تین دفعہ ہوا ہے۔

بغیر قید کے جو الہامات ہیں حضرت اقدس نے بھی انہیں رہائشی گھر والوں سے متعلق ہی قرار دیا ہے اور انہی کی حفاظت کو ایک نشان پیش فرمایا ہے۔

مقالہ نگار صاحب سے ایک سوال

مقالہ نگار صاحب کا تمام زور قلم اپنے ایک فرضی اور بے بنیاد خیال کو صحیح ثابت کرنے پر لگا ہوا ہے۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے دلائل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ غلط محض ہے اور بناء الفاسد علی الفاسد کا مصداق ہے اور وہ خیال یہ ہے کہ پہلے پیشگوئی کو مطلق رکھا پھر اس کے ساتھ قیود بڑھاتے چلے گئے گویا ان کے نزدیک اس مطلق الہام کے ساتھ قیود کا لگانا اس الہام کو نشانہ اعتراض بنا دیتا ہے اور اس کی اہمیت اور عظمت کو مخالفوں کی نظر میں گرا دیتا ہے۔ اب ان سے سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں بھی اگر ایسی قیود ملیں تو اس کے بارے میں وہ کیا کہیں گے اس صورت میں کیا وہ قرآن کریم کو الٰہی کتاب سمجھنے سے دستکش ہونے کو تیار ہو جائیں گے یا اپنے پیش کردہ نظریہ کو شرح صدر سے غلط تسلیم کرتے ہوئے اسے واپس لے لیں گے۔ مومن حقیقی کی شان تو یہی ہے کہ وہ مؤخر الذکر طریق کو ہی اختیار کرے آگے ان کی مرضی۔ اب میں ذیل میں ان کے غور کے لئے ذیل کی چند آیات پیش کرتا ہوں۔

پہلی آیت

مکہ معظمہ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فیه آیات بینٰت مقام ابراهیم ومن دخله کان آمنا (آل عمران ع ۱۰) اس آیت میں صاف الفاظ میں بغیر کسی استثناء اور بغیر کسی قید کے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اس میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں ہوگا اب یہ حقیقت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے بعض مجرموں کو اس میں قتل کروایا حتیٰ کہ استار کعبہ سے لٹکے ہوئے شخص کو بھی قتل کروایا جو بظاہر آیت کی عمومیت کے صریح منافی ہے چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی سنت قرآن کریم کی مفسر ہوتی ہے اس لئے سنت نبوی سے آیت کی عمومیت اس قید سے مقید ہو گئی کہ مجرموں کو مکہ پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر حضرت نبی کریم صلعم کا فعل عارضی نوعیت قرار دیا جائے جیسا کہ بعض کا خیال ہے تب بھی آپ جیسی بدظنی والی طبیعت رکھنے والا دشمن اسلام اعتراض کر سکتا ہے کہ اپنی خواہش کو پورا کرنے کی غرض سے اپنے فعل کا جواز یہ کہہ کر نکال لیا کہ خدا نے مجھے اجازت دے دی ہے آپ کے الفاظ میں وہ دشمن اسلام کہہ سکتا ہے کہ اب اگر کوئی اعتراض کے لئے زبان کھولے تو اس کو کہہ دیا جائے گا کہ کیا تم خدا کے منہ آتے ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بھی مسلمانوں نے اس آیت کی عمومیت کو اسی قید سے مقید کیا ہے کہ مجرم کو مکہ پناہ نہیں دے سکتا گویا جہاں قرآن کریم میں کوئی قید موجود نہ تھی وہاں بھی مسلمانوں نے خود اپنے پاس سے قید لگا لی اور اس بناء پر لگائی کہ معقولیت کا تقاضا یہی ہے۔ بے شک بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ اگر قاتل قتل کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہو جائے تو وہاں اسے قتل نہ کرو بلکہ اس کے لئے ایسے حالات پیدا کر دو کہ وہ سرزمین مکہ سے باہر نکل آنے پر مجبور ہو جائے جب وہ نکل آئے تو اسے قتل کر دو لیکن سوال تو پھر بھی یہی ہوگا کہ حالات یہ پیدا کئے جائیں وہ بھی تو امن کے منافی ہوں گے پھر بھی تو وہ آیت ومن دخله کان آمنا جو امن مطلق کرتی ہے اس سے تو وہ شخص محروم ہی رہا۔

دوسری آیت آل عمران ع ۱۴ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین یعنی تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو اب آپ کا طریق استدلال اختیار کرتے ہوئے

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعود

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر داؤد سیڈو ایڈیٹر میڈایٹر - بانی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برانچ ایتھلون جنوبی افریقہ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

میں یہ خط آپ کی خدمت میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ برادرم مسٹر کنیف ڈیوڈز جو جماعت میں داخل کی درخواست کر رہے ہیں کی بیعت منظور کر لی جائے۔

محترمی شیخ صاحب! میں چند ماہ سے دمہ کی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ میرے محترم بھائی مرزا معصوم بیگ صاحب نے مجھے لکھا ہے کہ میں دعا کے لئے آپ کی طرف رجوع کروں لہذا درخواست ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں باقاعدہ یاد رکھیں جزاک اللہ۔ نیز ہماری تھوڑی سی جماعت کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔

محترم شیخ صاحب! میں تہ دل سے آپ کے ان مخلصانہ قیمتی مشوروں پر عمل کر رہا ہوں جو مجھے آپ وقتاً فوقتاً بذریعہ خط فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کے خطوط گرامی میری راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

بہت بہت شکریہ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں التماس ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

(انہیں خط لکھا گیا کہ صاحب مذکور کے علاوہ مسٹر فریڈیرک اور مسز نسیمہ محمد اور مسٹر محمد حسین اشٹیکر صاحب کی بیعتیں منظور ہو گئی ہیں سب کو الگ الگ مبارکباد کے خط لکھے گئے اور لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

کیپ ٹاؤن - ۲۷-۶-۶۲

مکرمی جناب غلام قادر صاحب آفیسر فارن مشن۔

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا مورخہ ۱۲-۶-۶۲ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ یہ پڑھکر خوشی ہوئی کہ آپ نے پیغام صلح کے باقی رسالے ارسال کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی رسالہ "روح اسلام" بھیجدینے کا انتظام کر دیا ہے۔ آپ نے بحر حکمت کے موتیوں کے متعلق غور سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ میں دراصل وہیں سے پڑھنا شروع کرتا ہوں۔ ان بحر حکمت کے موتیوں میں اخلاق عالیہ اور فاضلہ پیدا کرنے کے لئے سبق آموز نصائح درج ہوتی ہیں۔ ...... آپ کو یہ سلسلہ تیار کرنے میں کافی محنت اور محنت سے کام لینا پڑتا ہوگا۔ جناب سیڈو صاحب کی طبیعت اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے اور آپ کی دعاؤں سے لائق شکر ہے۔ دعاؤں میں انہیں ہمیشہ یاد رکھیں۔ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری مسٹر آرنلڈ نے حال ہی میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ حاصل کیا ہے۔ جو کچھ اُن کے پاس تھا۔ مثلاً BOOKS وغیرہ اس پر قبضہ کر کے خط میں یہ اطلاع دی۔ کہ اگر ایسوسی ایشن کا کام ٹھیک سے چلا۔ جیسا کہ وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو پھر اس حالت میں وہ کتابیں وغیرہ واپس کر دیں گے۔

اب جناب سائڈو صاحب کو سیکرٹری کی جگہ دی ہے جناب سائڈو صاحب کی شکایت ہے۔ کہ انہیں آپ نے اخبار لائٹ اور ...... افریقہ سپیکو"...... ابھی تک اُن کے نام ارسال نہیں کئے۔ اُن کی نظم اخبار لائٹ میں شاید اب شائع ہو گئی ہوگی۔

بھائی صاحب آپ تو جانتے ہیں۔ کہ ایک سال کا عرصہ ہو گذرا۔ آپ سے خط و کتابت جاری ہے۔ مگر اس وقت تک بیعت نہیں کی۔ کئی دفعہ خیال ہوا، کہ امام الزمان کے حلقہ میں داخل ہو جاؤں مگر صرف اس بات کا خیال آتا رہا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیعت کر لینے پر شرائط پر عمل پوری طرح نہ ہو۔ لیکن ان گذرے ہوئے ایام میں خاکسار ان شرائط کو کسی طرح پورا کرتا رہا۔ آج قلم کو اسی غرض سے حرکت دی ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو جاؤں۔ لہذا میں اب بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ آیا کسی خاص فارم یا کاغذ پر دستخط کرنے ہوں گے۔ آپ سے مودبانہ درخواست ہے۔ آپ احباب انجمن اور قارئین پیغام صلح سے درخواست کریں کہ وہ میرے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔ کہ اللہ پاک مجھے اس دین مقدس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ایک جنرل ڈیلر ...... کی حیثیت سے بیوپار کرتا ہوں۔ آپ اللہ پاک سے دعا کریں کہ اس تجارت میں نفع حاصل ہو تا کہ اسکو دین کی راہ میں خرچ کروں۔ یہ میری بڑی خواہش ہے۔ آپ میرے لئے ہمیشہ دعا کرتے ہیں۔

ہسٹری آف اسلام - عبداللہ ......

...... کا جواب لائٹ اخبار میں سلسلہ وار قسطوں میں شائع ہو رہا ہے۔ میں نے جناب ایڈیٹر مرزا معصوم بیگ صاحب کی خدمت میں خط لکھا ہے کہ اس کا مکمل جواب ایک ٹریکٹ کی شکل میں شائع کیا جائے۔ لہذا اسی غرض کے لئے میں یہاں سے چند احباب کی مدد سے چندہ روز میں ان کے نام ارسال کر دوں گا۔ ٹریکٹ کی شکل میں اس کا جواب انشاء اللہ سب سے پہلے اپنی جماعت کی طرف سے ہوگا۔ آج تک اس کا جواب کسی نے یہاں یہ کتاب کی شکل میں نہیں لکھا۔ ہم انشاء اللہ یہاں کے عیسائی حضرات تک یہ رسالہ پہنچا دیں گے۔ ہمارے لئے دعائے خیر کرتے رہنا۔ باقی حالات لائق شکر ہیں احباب انجمن کی خدمت میں میری طرف سے اور برادرم سائڈو، عبدالرحمٰن اور عبدالعزیز کی طرف سے سلام شوق اور نیز آپ کو ہمارا سب کا السلام علیکم۔

فقط والسلام

مخلص۔ محمد حسین اشٹیکر۔ کیپ ٹاؤن۔

جنوبی افریقہ

(انہیں قبول بیعت کا دعائیہ خط لکھا گیا)

مفصلہ ذیل خط ان کی طرف سے حضرت امیر کو موصول ہوا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی دنوں سے یہ خواہش رہی کہ آپ کی خدمت میں خط لکھوں اس وقت آپ کی تصنیف خصائص القرآن انگریزی جو کہ غلام قادر صاحب نے ارسال کی تھی کے مطالعہ سے فارغ ہو کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ درحقیقت قرآن پاک کی تعلیم کو ہر زاویہ سے آپ نے نہایت مؤثر انداز سے بیان کی ہے۔ قرآن کریم کی یہ تفسیر بہت ہی اعلےٰ اور دلچسپ ہے اور حق تو یہ ہے کہ انسان کی روزمرہ زندگی کا کوئی ایسا پہلو باقی نہیں رہا جو اس تفسیر میں زیر روشنی نہ آ گیا۔ ایسی ہی آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف غلبہ قرآن انگریزی ہے اس کتاب کا اثر چند اشخاص پر ایسا ہوا۔ کہ وہ اپنے اعتراضات لے کر خاموش ہو گئے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک تو حیرت سے انہیں ان کی مقدس بائبل کی طرف رجوع کرنا پڑا اور دوسرے یہ کہ وہ اس کتاب کو DYNAMITE - EXPLORE کہہ گئے۔ لیکن مذکورہ کتب کے علاوہ ایک اور نئی روشنی جو مجھے ملی ہے اور جس کی وجہ سے میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ وہ آپ کے خطبات جمعہ۔ جو ہر ہفتہ پیغام صلح میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ نہ صرف اس کا بیان ہی مؤثر ہے۔ بلکہ ان خطبات کو خاص اسلوب کے ساتھ موجودہ زمانہ کے حالات کے روبرو پیش کیا گیا ہے۔ اور ان میں خوب روشن کیا گیا ہے کہ کامیاب زندگی کا کونسا بہتر نمونہ ہے۔ چند احباب کی خدمت میں جا کر میں نے بہت سادے

(باقی بر صفحہ اشتہار کے پیچھے)

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۱)

لا تعدلوا — ایک آیت کریمہ میں پیغمبر داؤد کو مخاطب کر کے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا۔ یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اے داؤد آپ پیغمبر ہیں اور زمین پر آپ ملک کے خلیفہ مقرر کئے گئے ہیں۔ فاحکم بین النّاس بالحق۔ آپ پر بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ آپ لوگوں میں حق کے ساتھ عدل و انصاف کریں ولا تتبع الھوٰی حاکم بننا بڑا مشکل ہے۔ خواہشات آ کر گھیر لیتی ہیں۔ حاکم اپنے نفس کے لئے کچھ کرنا چاہتا ہے اپنے عزیز و اقارب کے لئے کرنا چاہتا ہے۔ کبھی اپنا جتھا اور پارٹی کو مضبوط کرنا چاہتا ہے یہ سب حرص و ہوا کے کرشمے ہیں۔ کبھی دوسروں کے حقوق پائمال کر کے اپنے رشتہ داروں کو خوش کرتا ہے فرمایا لا تتبع الھوٰی۔ خواہشات کی پیروی نہیں کرنا۔ جہاں خواہشات کا دخل ہوتا ہو وہاں سے انصاف بھاگ جاتے ہیں اگر ایسا کرو گے فیضلّک عن سبیل اللّٰہ تو تم اللہ کے راستہ سے دُور ہو جاؤ گے ان الذین یضلّون عن سبیل اللّٰہ جو لوگ خدا کے رستہ سے دُور ہو جاتے ہیں لھم عذاب شدید وہ سخت عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہیں بما نسوا یوم الحساب اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھلا دیتے ہیں، عدل و انصاف کے تمام پہلوؤں پر قرآن کریم نے روشنی ڈالی ہے تاکہ قوم عدل و انصاف کرتے وقت سب لغزشوں سے محفوظ رہ سکے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ قوم کے ہر فرد کا قول عدل پر مبنی ہو۔ اور اس کا ہر فعل احسان۔ مروّت و ہمدردی کا آئینہ دار ہو اسی سے قوم پر برکات اُترتی ہیں۔

ایک عزیز دوست کی جدائی

(بسلسلہ صفحہ ۸)

رہے۔ وہ سلسلہ کے لئے غیرت اور جوش رکھتے تھے اور اس امر کے باوجود کہ احمدی کہلانا عوام میں مقبولیت اور الیکشن جیتنے اور عہدے حاصل کرنے میں روک بن جاتا ہے وہ احمدیت سے وابستگی میں عزت اور فخر محسوس کرتے تھے۔

کچھ عرصہ سے ان کی صحت اچھی نہ تھی اور خون کے دباؤ کا عارضہ لاحق تھا۔ گزشتہ فروری میں ان کے برادر اکبر شیخ عزیز احمد صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور نے وفات پائی اور اس صدمہ کا محمد احمد صاحب کی صحت پر بہت گہرا اثر پڑا اور وہ اکثر مغموم و ملول رہنے لگے۔ خون کا دباؤ بڑھتا گیا اور بالآخر اس کے اثر سے دماغ کی شریان پھٹ جانے سے وہ انتقال کر گئے۔ مرحوم کے بچے چھوٹے ہیں۔ تین یا چار بچیاں ہیں، اور صرف ایک ہی فرزند ہے اللہ تعالےٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو اور ان کے بیٹے کو باپ کا جانشین اور دین و دنیا کی حسنات کا وارث بنائے۔ آمین۔

اسجگہ چند سطور شیخ عزیز احمد صاحب کے بارہ میں لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

شیخ عزیز احمد مرحوم

شیخ عزیز احمد صاحب مرحوم اسلامیہ کالج پشاور میں زوآلوجی کے پروفیسر تھے۔ نہایت قابل، متین، سنجیدہ طبع اور باوقار انسان تھے اپنے مضمون میں مہارت کے علاوہ دیگر سائنس اور آرٹ کے باب میں بھی وسیع نظر رکھتے تھے اور قرآن مجید کے نکات اور دین کے مسائل پر بھی بہت عبور تھا۔ وہ بڑی عالمانہ گفتگو کرتے تھے اور ہر موضوع پر دلچسپ اور پر از معلومات بیان کی قدرت رکھتے تھے۔ ادب اور شعر سے بھی انہیں بہت شغف تھا اور فارسی شاعری میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

اسلامیہ کالج میں وہ ہمارے محترم دوست پروفیسر شیخ محمد فاضل صاحب کے جانشین تھے۔ ان دونوں پروفیسروں کو اللہ تعالےٰ نے سائنسی علوم کے علاوہ قرآن پاک کا بڑا فہم عطا کیا تھا اور وہ ہمیشہ اپنے طلبہ کو قرآن مجید کی روشنی میں سائنس پڑھایا کرتے تھے اور اس طرح احمدیت کے علم کلام اور سلسلہ کی فوقیت کا لوہا منوایا کرتے تھے۔ پروفیسر محمد فاضل صاحب اسلامیہ کالج سے ریٹائر ہو کر اب لڑکیوں کے کالج میں یہی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں لمبی مہلت عطا کرے۔

شیخ عزیز احمد صاحب ایم۔ ایس۔سی کرنے کے بعد اور کالج کی ملازمت سے قبل کچھ عرصہ انجمن کے صدر دفتر لاہور میں بطور اسسٹنٹ سیکرٹری کام کرتے رہے۔ اور چند ماہ حضرت امیر مرحوم و مغفور کے پرسنل اسسٹنٹ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ شیخ محمد احمد زیادہ مجلسی آدمی تھے اور عزیز احمد صاحب نسبتاً خلوت پسند اور خاموش طبیعت کے مالک تھے لیکن بڑی دلکش شخصیت اور خوبصورت اخلاق کے انسان تھے۔ انہیں کئی سال سے عارضہ قلب کی شکایت تھی اور بالآخر اسی سے موت واقع ہوئی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون یہ دونوں بھائی ہماری جماعت کے بڑے قیمتی افراد تھے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کے دو چھوٹے بھائیوں شیخ اقبال احمد اور شیخ آفتاب احمد کو ان کی خوبیوں کا وارث بنائے۔

ایڈیٹر صاحب "الیتیا" اور انکے نامہ نگار

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۲)

ایک دشمن اسلام کہہ سکتا ہے کہ غالب آنے کی صورت میں کہدیا کہ مومن ہیں اور اگر مغلوب ہوگئے تو کہدیا کہ چونکہ ایمان سے بے نصیب تھے اسلئے مغلوبیت کا شکار ہوگئے گویا غلبہ کی پیشگوئی کے ساتھ ایسی پیچ لگا دی ہیں سے پیشگوئی اعتراض سے محفوظ ہے۔ جنگوں میں غلبہ اور مغلوبیت دونوں پہلوؤں کا احتمال تو ہوتا ہی ہے اور قرآن کریم کی دوسری آیت تلک الایام نداولھا بین الناس بھی اسی قسم کی پیشبندی کے طور پر نازل کی گئی ہے ایسے دشمن اسلام کی آپ کس طرح تسلی کرائیں گے

تیسری آیت الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ الانعام ع ۹ - اس آیت میں بھی جو قید لگائی گئی ہے وہ بھی آپکے طرز استدلال کے مطابق دشمن اسلام کے لئے اسی اعتراض کا موقعہ بہم پہنچا رہی ہے جس کا ذکر پہلی دو آیتوں میں گذر چکا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود کے الہامات میں قیود پر اعتراض کرنے والے پہلے قرآنی قیود کے متعلق کوئی معقول وجہ بیان کرلیں پھر حضور کے الہامات میں قیود دیکر زبان اعتراض دراز کرنیکی جرأت کریں حالانکہ ان الہامات میں تو قیود ان لوگوں کے لئے ہیں بھی نہیں جن کے متعلق مقالہ نگار صاحب نے سمجھا ہے جیسا کہ میں پہلے ثابت کر آیا ہوں آیندہ قسط میں پیشگوئی کے باقی ماندہ اجزاء پر بحث کی جائے گی۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

پیغام صلح ۱۸ جولائی ۱۹۶۲ء ربیع الاول ۱۳۸۲ھ شمارہ نمبر ۲۷

(بسلسلہ صفحہ ۱۳) خطبات پڑھے۔ اُن تمام حضرات نے کھلے الفاظ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس طرز کے خطبات وہ کبھی بھی نہ سُن سکے۔ یہ تو ایمان کو قوت بخشنے والی باتیں ہیں۔ اس سے ایمان میں نئی رُوح پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس صداقت کا اعتراف ہے جو اس پاک تعلیم کی اعلیٰ تفسیر اور نیز پُراثر خطبات جمعہ نے پیدا کئے ہیں۔ غم صرف کس قدر اس بات کا ہے کہ ہم ان خطبات کو از خود نہیں سُن سکتے۔ اس صداقت کا اعتراف کرنے میں میرے علاوہ میرے بھائی عبدالرحمٰن اور ان کے برخوردار عبدالعزیز بھی شامل ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آپکو صحت اور تندرستی کی...... بڑی عمر عطا کرے۔ آمین۔ ہم تینوں کی طرف سے آپکو و نیز اراکین انجمن کی خدمات میں تحفہ سلام قبول ہو۔ فقط۔ والسلام۔ مخلص۔ محمد حسین انشلکر۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" - لاہور
فون نمبر :- ۷۳۷۳۷
مدیر - دوست محمد
مدیر معاون - بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپیہ
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ ؍ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۱ صفر ۱۳۸۲ھ - مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۸

بحرِ حکمت کے موتی

ان عظم الجزآء مع عظم البلآء وان اللہ تعالیٰ اذا احب قومًا ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضٰی ومن سخط فلہ السخط -

(الترمذی بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

جس قدر بڑی مصیبت (برداشت کی جائے) اسی قدر زیادہ اس کا اجر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اُسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے - پھر جس شخص نے احکام الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اللہ تعالیٰ بھی اُس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص اُس سے ناراض ہوا (یعنی شکوہ شکایت کرنے لگ گیا) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے (بوجہ اس کی ناصبری کے) ناراض ہو جاتا ہے -

نوٹ :- ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولٰئک ھم المھتدون - (۲: ۱۵۵-۱۵۶)

اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے میں بڑے بڑے تمام فضائل ہیں - یعنی صبر سے دینی اور دنیوی مشکلات حل ہو جاتی ہیں ان ذالک من عزم الامور (۳۱: ۱۸) یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے - واللہ یحب الصٰبرین (۳: ۱۴۵)

تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی راہوں پر چلو

حضرت امام زمانؑ کی جماعت کو نصیحت

۲۳ ؍ جون ۱۸۹۹ء - حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ کل یعنی ۲۲ ؍ جون ۱۸۹۹ء کو بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا - اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں - کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ و طہارت اختیار کرے - میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے - اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے - جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شاملِ حال نہیں ہو سکتی - تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحفِ مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا - قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے - میں اس فکر میں ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کروں - اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں - اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردارِ دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی بھی کچھ پروا نہ کروں گا -

(الحکم جلد ۳ - ۲۳ ؍ جون ۱۸۹۹ء)

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ☆ زیر آں گنجِ کرم بنہادہ است (رومیؒ)

(علامہ نادر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

بھارت

لائبریری۔ فری ریڈنگ روم۔ مورلینڈ روڈ۔ ڈمبلی لشہ بھارت

حضرت مولانا صاحب

آداب تسلیمات

عرصہ گذرا۔ کہ مجھ کو آپ کا عنایت نامہ مؤرخہ ۲۲ر جون ۱۹۶۲ء ملا تھا۔ قدر افزائی کا شکریہ میں "بیان القرآن" کا پابندی سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ شروع میں مطالعہ کے وقت دیگر تراجم اور تفاسیر بھی سامنے رکھتا ہوں لیکن ان مفسرین نے اسرائیلیات اور دیگر فرسودہ روایات کا اس قدر آزادی سے استعمال کیا ہے۔ کہ سادہ سی کتاب حکمت و دانش، اساطیری کتاب بن کر رہ گئی ہے۔ اس کے علاوہ مفسرین کی تنفیر پسندی اور معذرانہ موشگافیوں کے لئے تکلفی دلائل ستم بالائے ستم ثابت ہوئے جس سے طبیعت ایسی منغص ہوئی کہ یہ تقابلی مطالعہ ..... (Commentaries) مجبوراً ترک کر دینا پڑا۔

عام لٹریچر جو اسلام کے بارے پایا جاتا ہے اگر عقیدت سے قطع نظر کر کے سارے مسلمان بھائی دیکھیں تو اسلام وان کتب کے ذریعہ ایک "صحرائی مذہب" ہی دکھلایا جاتا ہے۔ اگرچہ اکثر قدامت پسند مولویوں سے سُنا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں زمانہ سے ہم آہنگی کے لئے بہت "لچک" ہے۔ لیکن اس جدید مادی دور میں مجھ کو تو اب تک مولویوں کے اسلام میں کہیں کوئی قابل توجہ "لچک" نظر نہیں آئی۔ ماسوا اس کے کہ وہ خود لچک لچک کر ممبر پر تکفیر بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مودودی بھائیوں کی اس لچک کا ارتکاز حکومت الٰہیہ پر ہے۔ اور ان حکومت الٰہیہ کے حامیوں نے احمدیوں کی بربادی و غارتگری کا نیک کام جس طرح انجام دیا ہے۔ اس سے ایک، عام انسانیت دوست شخص کے دل میں تنفر پیدا ہونا مستبعد نہیں ہے۔ "مودودی بھائی" اپنے گران قیمت لٹریچر کے ذریعہ صرف محدود تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اندر اپنی حکومت الٰہیہ تشکیل دے لیں۔ تو اور بات ہے۔ مگر آپ لوگوں کے دلکش طرز تبلیغ کا جواب اُن کے حکومت الٰہیہ کے پلان میں کہیں نہیں ملتا

اسلامی لٹریچر سے دلچسپی رکھنے کی وجہ سے پیغمبر اسلام کی لائف پڑھنے کا شوق پیدا ہونا مجھ میں قدرتی امر تھا۔ مگر میں بعض بعض تلخ حقائق کی بناء پر مغربی مصنفین کی تصانیف پر بھروسہ نہ کر سکا۔ کیونکہ ان مغربی محققین کی محققانہ کاوشوں سے تاریخ کا ایک مبتدی طالب علم بھی آج بخوبی واقف ہے۔ مذہبی امور میں ان کی عرق ریزی نے کیا کیا گل کھلائے ہوں گے، اس کا اندازہ بغیر پڑھے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ میں نے مسلم سیرت نگاروں کی چند کتب کا مطالعہ کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوا۔ کہ ان کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے فہم و فکر کو بالائے طاق رکھنا ہوگا۔ ورنہ پیغمبر اسلامؐ کی سیرت کو سمجھنے کے لئے کورانہ عقیدت کہاں سے مستعار لائیگا۔ غالباً آپ میرا اشارہ سمجھ گئے ہوں گے۔ انا بشر مثلکم کہنے والے اپنے زمانہ کے ایک عظیم انسان کو اگر آج مافوق البشر بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا جائے تو ایک انسان کے لئے اس شخص کی زندگی میں قابل تقلید کیا بات رہ جائے گی۔ ہمارا ذہن فوراً یہ نتیجہ اخذ کریگا کہ یہ سارے کارنامے آپ کی فوق بشریت کی رہین منت ہیں۔ بیشک انبیائے کرام کو اگر ہم فوق البشر بھی تسلیم کرنے تو نہ کریں۔ لیکن ان کو غیر معمولی انسان ماننا ہوگا۔ اور ان کی یہ غیر معمولی انفرادیت الٰہی رضا جوئی کے علاوہ خود مشیت الٰہی کی کارفرمائی کا نتیجہ ہے۔ یہ میرے اپنے خیالات ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مجھ کو ابھی تک پیغمبر اسلامؐ کی سیرت پر کوئی واضح کتاب نہیں مل سکی۔

میں کسی مستند کتاب سیرت کے مطالعہ کا عرصہ سے متمنی ہوں۔ کیونکہ میری معلومات و مطالعہ کا یہ پہلو نہایت تشنہ معلوم ہوتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اس امر کی تکمیل میں بھی میری فرمائیں گے۔ قرآن مقدس کے مطالعہ کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کی لائف کا مطالعہ یقیناً میرے لئے زبردست روحانی مسرت کا باعث ہوگا۔

یہ تو میں نے اپنی ایک دیرینہ خواہش کا اظہار کیا ہے۔ لیکن آپ اگر اپنے وسیع تبلیغی تجربہ کی بناء پر پیغمبر اسلامؐ کی لائف کی بجائے قرآن مقدس کے ساتھ میرے لئے کوئی دوسری کتاب زیادہ مفید خیال فرمائیں۔ تو وہی ارسال فرما دیجئے۔ چونکہ میں ایک طور سے ذہنی اعتبار سے آپ کے نقطۂ فکر کے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے میری ذہنی تقویت اور معتقداتی تشفی کے لئے وقتاً فوقتاً اپنا لٹریچر بھیجا کیجئے

علیگڑھ والے دوست کے مورخہ ۱۷ اپریل کے مرقومہ مکتوب سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ مذکورہ "تاریخ" کو پہلی بار آپ کے ادارہ میں خط بھیج رہے ہیں۔ وہ مصروفیت کے باعث ابھی تک آپ کو خط نہیں بھیج سکے تھے۔ آپ نے اس سے قبل کے چند خطوط میں علیگڑھ کے جن صاحب سے مراسلت کا ذکر فرمایا ہے غالباً وہ کوئی اور ہوں گے۔ آپ کا حلقۂ اثر نہایت وسیع ہوگا اس لئے ایسا مغالطہ ہونا بعید نہ ہوگا۔ سٹولا پور اور پونا کے جن دو احباب کا پتہ میں نے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ بارش اور کرانک برانکائٹس کی تکالیف کے باعث ابھی تک میں ان سے بالمشافہ نہیں مل سکا۔ اور نہ تو ان کو خط ہی لکھ سکا کہ ان کے تاثرات معلوم ہوتے۔

مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل لائبریری کے پتہ پر بھی کچھ لٹریچر انگریزی و اردو میں ارسال فرمایئے۔ کتابیں زیادہ تر اُردو ہی میں ہوں تو بہتر ہوگا۔ خاص کر جو اسلام سے ناواقف مسلمانوں کے لئے مفید ہوں۔

میرا، میری اہلیہ اور میرے بچوں کا سلام قبول فرمایئے

فرانسس

انگلینڈ

ترجمہ خط از ڈاکٹر ای آئی۔ جے۔ روزینتھیل۔ چیئرمین فیکلٹی بورڈ آف اورینٹل سٹڈیز کیمبرج۔ انگلینڈ

جناب عالی۔

میں ابھی ابھی ٹیونس اور مراکو سے مدت کے بعد لوٹا ہوں، میں نے وہاں بغرض مطالعہ دورہ کیا ہے۔

تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ کا ارسال کردہ پارسل جو "ریلیجن آف اسلام" "تھینکنگ آف اسلام" اور خصائص القرآن (انگریزی) پر مشتمل تھا مل گیا ہے میں ان نہایت مفید کتب کے لئے آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ یہ کتب میرے علم میں اضافہ کرنے کا باعث ہوں گی اور میرے لیکچروں میں بہت کام دیں گے۔

میں جلد ہی ایک کتاب "اسلام ان موڈرن نیشنل سٹیٹ" لکھنے لگا ہوں جس میں مجھے دو سال متواتر محنت کرنی پڑے گی۔ اور چونکہ میں اوقات میرے فیکلٹی بورڈ آف اورینٹل سٹڈیز کی چیئرمین شپ کا عہدہ سنبھالنے پر اس شعبہ میں کام کرتے گئے ہیں۔ یہ کوئی آسان کام نہیں آپ کو تو بخوبی علم ہے لہذا آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔

میں پھر آپ کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں

(انہیں خط لکھا گیا)

اسلام اور جہاد

(۳)

حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ جہاد پر بحث کرتے ہوئے حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ الخ کے اس غلط مفہوم کو جو عام طور پر پیش کیا جاتا ہے رد کرتے ہوئے لکھا ہے

"اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں سے جنگ جاری رکھیں جب تک وہ اسلام قبول نہ کریں" (دین اسلام)

"میثاق" کے تبصرہ نگار صاحب اس پر رقمطراز ہیں:-

"اس بحث میں مصنف ایک بنیادی امر کو ملحوظ نہیں رکھ سکے، قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرض منصبی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ دوسرے ادیان پر اسلام کو غالب کریں گے (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون) اسلام کے اس غلبہ کے لئے آنحضور کو جس طریقہ کی تعلیم دی گئی اس میں ابتدائی مرحلہ دعوت کا تھا اس میں صبر و ثبات سے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہجرت کے بعد حضورؐ کو اپنے دفاع کی اجازت ملی، اور اسلامی حکومت قائم ہو گئی اور ان مشرکین پر اتمام حجت ہو چکا جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو آپؐ کو ان کے خلاف جنگ کرنے کا حکم دیا گیا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس حکم کے بعد آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا اسی غلبۂ دین کے حکم ہی کی بناء پر آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ جزیرہ عرب میں کوئی مشرک باقی نہ رہنے پائے"

یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو مخالفین اسلام کی طرف سے آئے دن پیش کی جاتی ہے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تک کمزوری کی حالت میں رہے اور طاقت و قوت انہیں نصیب نہیں ہوئی اس وقت تک صبر سے کام لیتے رہے اور جونہی طاقت و قوت حاصل ہو گئی انہوں نے تلوار کے ذریعہ غیر مسلموں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ اگر یہی صورت حالات ہے، تو غور کرنا چاہیئے کہ یہ اسلام کی صلح پسندی اور رواداری کے کہاں تک مطابق ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ انما علیٰ رسولنا البلاغ المبین (مائدہ ۹۲) ہمارے رسول پر تو یہی فرض ہے کہ وہ صاف صاف ہمارا پیام پہنچا دے۔ یہ آیت کم از کم سات مرتبہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر دوہرائی گئی ہے۔ پھر فرمایا

انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر (غاشیہ ۲۲) اے پیغمبر تو تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ اور یہ بھی فرمایا:-

فان اعرضوا فما ارسلنٰک علیھم حفیظا ان علیک الا البلاغ (شوریٰ-۴۸) پھر اگر وہ اسلام کی دعوت سے انکار کریں تو اے پیغمبر ہم نے تجھ کو ان پر گماشتہ بنا کر نہیں بھیجا تیرے ذمہ صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے۔ اور ایک اور ارشاد یہ بھی ہے۔

ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین (یونس-۱۰) اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو زمین کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا اے پیغمبر تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔

یہ آیات اور ان کا ترجمہ ہم نے سید سلیمان ندوی کی سیرت النبیؐ کی جلد چہارم سے نقل کی ہیں جو انہوں نے اسلام کی جبری اشاعت کے نظریہ اور جارحانہ جنگوں کی تردید کرتے ہوئے نقل کی ہیں، ہم "میثاق" کے تبصرہ نگار صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ تمام آیات غلبۂ دین کے حکم سے منسوخ ہو گئیں؟ کیا اللہ تعالےٰ کی یہ شان کہ اگر وہ چاہتا تو زمین کے سب کے سب لوگ ایمان لے آتے، غلبۂ دین کے حکم سے بدل گئی، اور جونہی نبی کریم صلعم کو طاقت و قوت نصیب ہوئی آپؐ نے یہ پسند کر لیا کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے؟ اور یہ ارشاد ربانی کہ اے پیغمبر کیا تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں" منسوخ ہو گیا؟ اور حضور صلعم کو لوگوں پر زبردستی کرنے کا حکم دے دیا گیا؟ غور کیجئے اور کچھ خوف خدا سے کام لیجئے قرآن کریم کی ایک آیت کو لے کر بیٹھ جانا اور دوسری متعدد آیات کو نظر انداز کر دینا کہاں کی ایمانداری ہے، حالانکہ وہ ایک آیت بھی اس مطلب و مفہوم پر مشتمل نہیں جو تبصرہ نگار صاحب نے بیان کیا ہے، یہ آیت ابتدائی مکی زمانہ کی ہے، اور اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی مثال دے کر بتایا ہے کہ جس طرح انہوں نے نہایت کمزوری کی حالت میں نحن انصار اللہ کہہ کر تلواریں اٹھائے بغیر تبلیغ دین کے لئے قربانیاں کیں اور ہر قسم کے دکھ اٹھاتے ہوئے اپنے دین کو دنیا میں غالب کر کے دکھایا مسلمانوں کو بھی اسی طریق سے دین کو پھیلانا اور دوسرے ادیان پر اسے غالب کرنے کے لئے جد و جہد کرنا چاہیئے۔

یہ کہنا کہ مشرکین پر اتمام حجت کے بعد ان سب کے خلاف اعلان جنگ کا حکم دیا گیا اور حضرت نبی کریم صلعم نے اسی حکم کی تعمیل میں مکہ پر چڑھائی کی اور اسے فتح کیا اور حکم دیا کہ جزیرہ عرب میں کوئی مشرک باقی نہ رہنے پائے نہ صرف قرآن کریم کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں مشرکین کو پیغام حق سنانے کے بعد انہیں ان کی جائے امن پر پہنچا دینے کا حکم ہے اور دشمن کی طرف سے صلح کا پیغام آنے پر (خواہ وہ دھوکہ پر مبنی ہو) صلح کی طرف جھک جانے کا حکم دیا گیا ہے بلکہ تاریخ بھی اس بیان کے صریح خلاف ہے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان کر کے جس بردباری اور سخت ترین ایذا ئیں دینے والے مشرکین کو بھی عام معافی کا عملی ثبوت دیا اس کی مثال دنیا کے کسی فاتح کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے، یہ وہ شاندار واقعہ ہے، جس پر دشمنان اسلام بھی انگشت بدنداں ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فراخ دلی اور بردباری کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اگر تمام مشرکین کو تہ تیغ کر دینے کا حکم تھا اور اسی ذریعہ سے دین کو غلبہ حاصل ہو سکتا تھا تو کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور جو مشرکین اس موقعہ پر بھی ایمان نہ لائے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔

تبصرہ نگار صاحب کا یہ بیان کہ:-

"آپ نے ہدایت فرمائی کہ جزیرہ عرب میں کوئی مشرک باقی نہ رہنے پائے"

قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں نہ تاریخ اس کی شاہد ہے، بلکہ اس کے خلاف فتح مکہ کے بعد بھی مشرکین کے قبائل مدینہ میں آکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد و پیمان کرتے رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان کے خلاف محض ان کے مشرک ہونے کی وجہ سے اعلان جنگ نہیں کیا، نہ کسی کو زبردستی اسلام میں داخل کیا۔

ان واقعات کی بناء پر امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ الخ کے یہ معنے کہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنے کا حکم دیا گیا صحیح نہیں، یہ حکم صرف انہی لوگوں کے لئے ہے جن کے متعلق سورہ توبہ میں فرمایا گیا ہے لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمۃ واولئک ھم المعتدون

(باقی پر صفحہ ۵)

آنحضرت صلعم نے ایک مؤمن عفیف اور پابند قول و قرار قوم پیدا کی ہے

فرد کی معیشت اور قومی اقتصادیات کے اسلامی اصول

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المؤمنون ۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ۔ والذین ہم عن اللغو معرضون ۔ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون ۔ والذین ہم لفروجہم حٰفظون ـــــ الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون (سورۃ المؤمنون)

مؤمن کامیاب ہوتا ہے

یہ چند صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے متعلق بیان فرمائی ہیں ۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہی ۔ اور حضور اکرم صلعم کی مجلس سے فیضیاب ہوئی ۔ فرمایا قد افلح المؤمنون ایماندار کامیاب و کامران ہو گئے یعنی ان کی کامیابی یقینی ہے اس جملہ میں ایک بہت بڑی بات بیان کی گئی ہے کہ دل با ایمان ہو ۔ خدا کو مانتا ہو، اور اسے حاضر و ناظر سمجھتا ہو اور اس سے ڈر کر زندگی گزارتا ہو تو ایسا شخص ضرور کامیاب ہوگا اور معزز و محترم ہوگا ۔ اور جس کا عمل ایسا نہیں ہے یعنی دین اور معاملات زندگی میں ثابت کرے کہ وہ خدا کو مانتا ہے ۔

آنحضور صلعم کی قوم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی قوم پیدا کی تھی من خشی الرحمٰن بالغیب وہ قوم اس جگہ پر خدا ترسی سے کام لیتا ہے ۔ جہاں خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا اور ان کا ایمان ہے کہ وہ جگہ جہاں کوئی فرد بشر یا کوئی اور مخلوق اطلاع نہیں پا سکتی خدا تعالیٰ وہاں اطلاع پا سکتا ہے ۔ یؤمنون بالغیب کا یہی مطلب ہے ۔

ایمان اور عمل

جو دل ایمان کے نور سے منور ہوتا ہے اس کے اعتقاد اور اعمال میں روشنی نمودار ہوتی ہے ۔ اور اگر دل میں تاریکی ہو تو اعمال اس کے اندر بھی تاریکی نظر آتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ مرکزی نقطہ بیان فرمایا ہے قد افلح المؤمنون کہ ایماندار یقیناً کامیاب ہو گئے ۔

تقاضۂ ایمان

الذین ہم فی صلاتہم خاشعون

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے جب یقین ہو کہ یہ سورج یہ قمر، یہ ستارے اور یہ فضا کی ہوا اور بادل اور یہ بارش اور پہاڑ اور اس پر کی تمام چیزیں ۔ جاندار درخت اور جڑی بوٹیاں یہ تمام میرے لئے ہیں، یہ دریا، یہ چشمے یہ باغات، یہ پھل پھول، یہ غلہ جات، یہ پرندے اور حیوانات سب میری خدمت کے لئے ہیں، تو اس عرفان کی وجہ سے وہ عبادت کرتے اور خشیت اختیار کرتے ہیں جب انسان یہ سوچتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی ہر شے میرے اپنے لئے ہے ۔ تو وہ اپنی طبیعت کے اندر انتہائی درجہ کی انکساری اور تواضع پیدا کرتا ہے ۔

نماز عجز اور انکساری پیدا کرتی ہے

نماز کا ایک کام یہ ہے کہ اس سے انکساری اور تواضع پیدا ہوتی ہے ۔ یہ رکوع و سجود کرنا اور اپنی پیشانی اور ناک زمین پر رگڑنا، اس سے تواضع اور انکساری پیدا کرنا مقصود ہے ۔ اس نماز میں کبھی کبھی بعض انسان اکڑ کر یوں کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ان سے تکبر اور غرور ٹپکتا ہے ۔ حالانکہ حالت نماز میں عجز و انکساری اور خشوع و خضوع نظر آنا چاہیئے ۔ اور معلوم ہو کہ بندہ خدا کے سامنے ادب و احترام سے اور ڈر اور خشیت سے کھڑا ہے ۔

عابد لغویات سے پرہیز کرتے ہیں

والذین ہم عن اللغو معرضون

عبادت گذار لوگ لغویات سے پرہیز کرتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ عبادت بھی ہو اور لغویات بھی ۔ یہ دو متضاد چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں ۔

قومی اقتصادیات

والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون

پہلے اپنے نفس کی تطہیر کا سبق ہے ۔ بعد میں قوم کے کمزور حصہ کو بلند کرنے کے لئے اس پر خرچ کرنے کی تلقین ہے، زکوٰۃ اور فطرانہ یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ قوم کو غریب نہیں رہنے دیتیں ۔ لاہور کی چودہ لاکھ کی آبادی ہے ۔ اگر آٹھ آنہ فطرانہ فی کس بھی اکٹھا کیا جائے تو سات لاکھ روپیہ سالانہ جمع ہونا چاہیئے ۔ اس سے لاہور میں غریبوں کی تعلیم، پرورش اور تربیت کے لئے اور روزگار کے لئے مختلف قسم کے ادارے اور کارخانہ جات قائم کئے جا سکتے ہیں، اور غریب طبقہ کی معیشت اور زندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے ۔ تو فرمایا کہ اے ایمان والو عبادت و ریاضت کرو ۔ اس سے تمہارا باطن پاک و مطہر ہوگا ۔ اور پھر کمزور طبقہ کی ترقی کے لئے مالی تدابیر کرو ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی بہبود کے لئے اقتصادیات بھی بیان فرمائی ہیں ۔ زکوٰۃ اور فطرانہ کی سکیم میں قوم سازی کا راز مضمر ہے ۔ پیغمبروں کو اقتصادیات سے کیا تعلق وہ تو روحانیات کا درس دینے آتے ہیں، لیکن ہمارے پیغمبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اخلاقیات اور روحانیات کا درس بھی دیا ہے وہاں اقتصادیات اور قوم سازی کے پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھا ہے ۔

عبادت کی دو قسمیں

عبادت دو قسم کی ہے ۔ بدنی اور مالی ۔ حضور نے دونوں کا سبق دیا ہے ۔ ایک کا تعلق خدا سے ہے اور دوسری کا خدا کی مخلوق سے ہے فرمایا والذین ہم لفروجہم حٰفظون ۔

حضور اکرم نے عفیف قوم پیدا کی

قوم وہ ہے جس میں عفت نظر آئے، مردوں کے دلوں میں شرم و حیا ہو، عورتیں محسوس کریں کہ ہم محفوظ ہیں ۔ کوئی آواز ان کو دکھ دینے والی ان کے کان میں نہ پہنچے ۔ اور کوئی قبیح منظر ان کی آنکھ نہ دیکھے مرد اور عورت دونوں عفیف ہوں، ایسی قوم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی ۔ دوسری قوموں میں بھی عفت و عصمت نظر آتی ہے ۔ لیکن مسلمانوں کے اندر یہ خصوصی بات ہے کہ مرد اور عورت عفیف ہیں ۔ جن ملکوں میں عفت کم ہے، وہ افسوس کرتے ہیں روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں عفت اور عصمت نہیں ہے اس وجہ سے ہلاکت

دو پیش سے ہے عفت متقاضی ہے کہ انسان کے آنکھ میں دل میں، آواز میں اور حرکت میں اور ارادے میں حیا ہو، پاکیزگی ہو، زبان اور پیٹ اور شرمگاہ محفوظ ہو۔ جس قوم میں یہ خصوصیات پیدا ہو جائیں، اس قوم کے اندر اولیاء پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب اور کالج میں قوم تیار ہوئی وہ اسی قسم کی قوم تھی۔

فروج کی حفاظت

جو انسان باغیرت ہے، وہ اپنی موریوں آنکھ۔ کان ناک اور منہ کی حفاظت کرتا ہے۔ یہی موریاں ہیں جن سے زہر قلب و روح تک سرایت کر جاتا ہے۔ باغیرت وہی شخص ہے جو اپنی موریوں پر قابو اور ضبط رکھتا ہے الذین ھم لفروجھم حافظون۔

جنت کی ضمانت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شرمگاہ اور زبان کی ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ فمن ابتغی وراء ذالك یہ جو باتیں بیان کی گئیں ہیں۔ ان کو توڑ کر دوسری طرف راغب ہونا تجاوز ہے فاولٰئك ھم العٰدون ایسے لوگ اپنی حرص و ہوا کے پیچھے لگ جاتے ہیں وہ تجاوز کرنے والے ہوتے ہیں۔

مومن۔ امانت و دیانت اور قول و قرار کا پختہ ہوتا ہے۔

والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون۔ مذکورہ بالا صفات کے علاوہ مومنوں کی شان یہ ہے کہ وہ امانت و دیانت کے پکے ہوتے ہیں۔ جس قوم میں امانت و دیانت پائی جائے وہ کامیاب ہو جاتی ہے جو قوم عہد کی اور امانت کی پختہ نہیں اور قول و قرار کی پابند نہیں وہ کوئی قوم نہیں۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ امانت و دیانت کا پکا اور قول و قرار کا پختہ ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عھد له میں آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ میں اس شخص کا نام نہیں لینا چاہتا، بہت اچھا آدمی ہے۔ اس قسم کی غلطیاں انسانوں سے ہو جاتی ہیں، اس نے مجھے خود لکھا کہ میں دوپہر کے وقت آرہا ہوں۔ میں نے ان کے لئے کھانا تیار کروایا۔ وہ نہ آسکے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید شام کو آجائیں۔ شام کو بھی کھانا تیار کیا گیا۔ لیکن شام کو بھی ان کی آمد نہ ہوئی، دوسرے دن ان کا خط ملا کہ افسوس میں نہیں آسکا۔ لیکن میں نے اپنے خط میں لکھ دیا تھا کہ اگر خدا نے چاہا تو آؤں گا۔ مسلمان ماشاء اللہ اس وقت کہتا ہے کہ جب ارادہ اٹل ہو۔ باقی عوارض جو خدا کی طرف سے اتفاقاً یا حادثتاً آجائیں تو دوسری بات ہے ورنہ مسلمان کا ماشاء اللہ ایک مصمم، پختہ اور اٹل ارادہ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اس ماشاء اللہ کو مسلمان نے عذر کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ خط لکھو تو صحیح لکھو، لوگوں کے پاس پہنچنا ہو تو مرجاؤ ضرور پہنچو۔

حقیقی مسلمان

یہ کوئی مسلمانی نہیں کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے خدا پر احسان کر دیا۔ محض تسبیح اور استغفار کچھ نہیں۔ یہ غلط ہے کہ گناہوں اور نیکیوں میں سے نیکیاں زیادہ ہو گئیں تو بخشے گئے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص ساری عمر ورزش کرتا رہے اور پھر زہر کی پڑیا کھالے کیا اس کی صحت برقرار رہے گی؟ اسی طرح سے روحانی معاملات ہیں، نافرمانیاں غداریاں اور گستاخیاں کرنے سے روحانیات ختم ہو جاتی ہے، ایک شخص بہت عرصہ عبادت و ریاضت کرتا رہے لیکن ایک دن عدالت میں جا کر جھوٹی گواہی دیدے اس کی ساری عبادت خاک میں مل گئی۔

حضرت مرزا صاحب پر مقدمہ فوجداری

حضرت مرزا صاحب پر ایک دفعہ فوجداری مقدمہ چلا۔ حضرت مرزا صاحب نے اخبار کے ایک مضمون کے اندر ایک خط رکھ دیا تھا۔ وہ خط پکڑا گیا اس لئے ان پر فوجداری مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمہ کی پیروی کرنے کے لئے آپ نے یہاں موچی دروازہ کے مولوی فضل دین صاحب کو وکیل تجویز کیا۔ وہ بڑے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے آپ کہدیں کہ یہ خط میرا نہیں، آپ فرمانے لگے کہ خط تو میرا ہی ہے وکیل صاحب نے کچھ گفتگو کے بعد پھر کہا کہ آپ کہدیں کہ خط میرا نہیں معمولی بات ہے لیکن میں کیسے کہدوں جبکہ خط میرا ہی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وکیل صاحب کہنے لگے تو پھر اگر آپ خود ہی پھنسنے کے لئے تیار ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسباب سے کام لینے کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے آپ کو وکیل کیا گیا ہے۔ ایک تو میں نے انسان کی خلاف ورزی کی ہے، اور اب جھوٹ بول کر خدا کی قانون کی خلاف ورزی کروں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جب مجسٹریٹ کی کچہری میں حاضر ہوئے۔ اس نے کہا کہ کیا یہ خط آپ کا ہے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ ہاں یہ خط میرا ہے میں تجارت نہیں کرتا جس وجہ سے خط میں بعض اشیاء خریدنے کا ذکر ہو۔ پیسہ مارنے کا میرا ارادہ قطعاً نہیں تھا۔ خط پڑھا گیا۔ اس کا تعلق مضمون سے ہی تھا چنانچہ آپ کو بری کر دیا گیا۔

نماز مہذب بناتی ہے

فرمایا والذین ھم علٰی صلوٰتھم یحافظون۔ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں انہیں ان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ نماز بے حیائیوں سے روکتی ہے اولٰئك ھم الوارثون۔ یہ لوگ ہیں جن کی زندگی جنت کی زندگی ہے۔ یہ نقشہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمیافتہ قوم کا ہے۔ حضور کی امت کہلانے والے ہر شخص کا یہی نقشہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ قوم کے لئے بابرکت ہو۔

لیڈر

(بسلسلہ صفحہ ۳)

وہ کسی مومن کا لحاظ نہیں کرتے نہ ناطے کا اور نہ ہی عہد کا اور وہ حد سے بڑھے ہوئے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے متعلق امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الٰه الا الله الخ کا ارشاد فرمایا گیا ہے چنانچہ سورۃ توبہ کی مذکورہ آیت کے ساتھ ہی فرمایا ہے:— فان تابوا واقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة فاخوانکم فی الدین۔ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ تبصرہ نگار صاحب کو چاہیئے کہ حدیث نبوی کو آیت بالا کی روشنی میں پڑھیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا گیا وہ قرآن کریم ہی میں دیا گیا ہے اور وہ انہی لوگوں کے متعلق ہے جن کا آیت بالا میں ذکر ہے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے۔ ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہیں اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۳ راگست ۶۲ء تک اپنے نمبر کے ساتھ لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ رقم کو ادا کر سکیں گے۔

اگر ۱۳ راگست ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۲ راگست ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی اخبار کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے

(باقی پر صفحہ ۱۵۔ اشتہار کے نیچے)

تقد ونظر —— چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

خصائص القرآن

مصنفہ حضرت مولانا —— صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورۃ الکہف کی دس آخری آیات کو زیر مطالعہ رکھنا چاہیئے۔ اس سورت کی دو آخری آیات کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"کہو اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا۔ قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ گو ہم اسی جیسا اور اس کی امداد کو لائیں۔ کہو میں صرف تمہاری طرح بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

دجال کی مادی ترقیات لامحدود ہیں۔ اور دن بدن وہ سائنس کے ذریعہ اس کرۂ ارض سے دور کر کائنات کے دوسرے طبقات یعنی ستارگان اور سیارگان کی تسخیر کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالے کی مخلوق کے عجائبات اور انسانی روح کے کمالات کا میدان اتنا وسیع ہے، کہ وہ انسان کے حیطۂ تصور میں نہیں آسکتا۔ کائنات خدا کا ایک فعل ہے جس کے وجود کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ انسان جس قدر چاہے ترقی کرے۔ اس کے لئے شاہراہ ترقی بہت طویل ہے۔ ایک منزل کے آگے دوسری منزل ہے اور دوسری کے آگے تیسری علیٰ ہذا القیاس۔ بڑھتے جاؤ اور ترقی کرتے جاؤ۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا کا ایک کلمہ ہیں تو خدا کی مخلوق ایسے بے شمار کلمات پر مشتمل ہے جس کی گنتی انسان کے لئے ناممکن ہے۔ پس مسیح بھی ایک مخلوق ہے خالق نہیں۔ یہ پادریوں کی دجل کاری ہے کہ وہ مسیح کو ابن اللہ کی حیثیت میں پیش کرتے ہیں۔

قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ اس کے عجائبات بھی لاتعداد ہیں۔ اسی لئے اس پر غور اور فکر کرنے کا میدان بھی بہت وسیع ہے۔ جوں جوں علم ترقی کرتا جائے گا زمانہ کے حالات کے مطابق قرآن کے عجائبات ظاہر ہوتے جائیں گے۔ نبی کریم صلعم نے اسی لئے اعلان فرمایا کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں، تمہارے لئے بھی ترقی کا میدان وسیع ہے ہاں میں وحی کی دولت سے مالامال ہوں۔ اس کی پابندی کرتا ہوں۔ اور اسی کے ماتحت تمہارے لئے ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔ میرا اعلان یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور اعمال کی جواب دہی کے لئے انسان کو خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پس میری پیروی کرنے والوں کو چاہیئے کہ جس طرح میں نے اپنی زندگی میں اعمال صالح بجالا کر خدا کی وحی پر عمل کیا ہے۔ آپ لوگ بھی عمل کریں اور خدا کے سامنے کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ کسی اور کی پرستش کریں۔ نہ کسی اور کو ماویٰ ملجا بنائیں نہ کسی غیر کے آستانہ پر گردن جھکائیں۔ حضورؐ نے اسی لئے قرآن کی کوئی تفسیر نہیں لکھی تاکہ غور وخوض کے دروازے بند نہ ہوں۔ حضورؐ کی بعثت سے نبوت ختم ہوگئی مگر اس امت کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً مجددین ومصلحین کا آنا ضروری ٹھہرایا گیا۔ ان مجددین نے بھی دنیا کے سامنے قرآن کریم ہی کو پیش کیا ہے۔ مگر قرآن کے متعلق ان کی تاویلیں اور توجیہیں حرف آخر نہیں ہیں۔ اس صدی کے مجدد نے اپنی بے شمار تصانیف میں قرآن کے نصف سے زیادہ حصے کی تفسیر لکھ دی ہے۔ بایں ہمہ قرآن کریم کے عجائبات ہر آن زیادہ سے زیادہ کھلتے جا رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی کھلتے رہیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے بھی قرآن کریم پر عمر بھر غور وفکر کیا اور بڑے بڑے عجائبات علوم قرآنی دنیا پر ظاہر کئے۔ ان ہر دو حضرات کو حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ کے علمی فیوض اور درس وتدریس سے بڑا فائدہ پہنچا۔ مگر قرآن کے عجائبات کا کوئی احاطہ نہ کرسکا۔

آج زمانہ علوم میں اور بھی آگے نکل گیا ہے سائنس زمین سے نکل کر آسمان پر اپنے جھنڈے گاڑ رہی ہے۔ فلسفہ بے حد ترقی کر گیا ہے۔ متفکرین عالم کی ذہنی صلاحیتوں کو ایسی جلا ملی ہے کہ توہمات اور وساوس کے سیاہ پردے چاک چاک ہو رہے ہیں۔ مذہب پر نہایت بے باکانہ اور بے رحمانہ تنقیدیں ہو رہی ہیں۔ بڑی سے بڑی شخصیت بھی نکتہ چینی سے محفوظ نہیں۔ تاریخ کے غلط افسانے اور مبالغہ آمیزیاں طشت از بام ہو رہی ہیں۔ انسانی عقائد پر بے لاگ تبصرے ہو رہے ہیں۔ مذہب کو علم کی طرف سے زبردست چیلنج دیا جا رہا ہے۔ کہ جب تک وہ معقولیت کی کسوٹی پر نہ پورا اترے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا کی ہستی نہ صرف معرض بحث میں آ رہی ہے بلکہ الحاد اور زندیقیت بطور ایک مذہب کے پیش کئے جا رہے ہیں اس تمام علمی کش مکش اور مناظرانہ جنگ وجدال میں اسلام ایک غالب فریق کی حیثیت سے ابھر رہا ہے۔

موجودہ فلاسفروں اور حکیموں کے شائع کردہ لٹریچر کے بالمقابل ایک فکر انگیز اور انقلاب انگیز کتاب مذہب سیاست اور معاشرت پر گفتگو کرتی ہوئی "خصائص القرآن" کے نام سے حال ہی میں معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کے مصنف مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہیں۔ مولانا کو خود ولایت جا کر انگلستان اور جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں بحیثیت مبلغ اسلام کام کرنے کا موقعہ ملا ہے، اور آپ نے انگریزوں اور جرمنوں کے علماء اور فضلاء کا تیار کردہ لٹریچر مطالعہ کیا اور ان سے بالمشافہ بھی گفتگوئیں کیں اور ایک طویل مدت تک مسائل عالم پر غور وفکر کیا اور بالآخر یہ کتاب ملاحدۂ عالم کے چیلنج کے جواب میں لکھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے نے دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک کے علماء اور متفکرین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر قرآن شریف کی روشنی میں امید، یقین اور اطمینان سے ان کے سامنے ایک عالمگیر فارمولا خصائص القرآن کی شکل میں رکھا ہے اور صرف ۲۶۵ صفحات میں قرآن شریف کی ان امتیازی تعلیمات کی نشان دہی کی ہے جن پر عمل پیرا ہو کر انسانیت جنگ وجدال کے جہنم سے نکل کر امن وامان کے بہشت میں داخل ہو سکتی ہے۔

قرآن شریف کی ابتداء جن الفاظ سے ہوتی ہے ان الفاظ ہی سے خصائص القرآن کے مصنف نے اپنی کتاب کا آغاز کیا ہے۔ اس کا آفاقی نقطہ نگاہ یہ ہے۔ کہ خالق کائنات نے جس طرح موجودات کے ذرے ذرے کو پیدا کیا۔ اسی طرح ان کی ربوبیت کا بھی وہی ذمہ دار ہے اس نے مادی عالم میں ایسے قوانین بنائے ہیں کہ ہر ایک شئے بتدریج منازل ترقی طے کرتے کرتے اپنے مقصد حیات کو پہنچ جاتی ہے۔ آفتاب سے لے کر ریت کے ذرے اور سمندر کے قطرے تک ہر چیز کی پرورش وربوبیت ہو رہی ہے۔ اس تمام کائنات میں انسان

ایک ایسی مخلوق ہے جس پر اخلاقی اور رُوحانی قوانین بھی عائد ہوتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اس کو صاحب ارادہ اور صاحب اختیار بھی بنایا گیا ہے۔ وہ چاہے تو اُن پر عمل کرے اور سوسائٹی کو گلزار بنا دے، چاہے اُس کی خلاف ورزی کر کے اُسے ایک آتش کدہ کی شکل میں تبدیل کر دے۔ فاضل مصنف نے بتایا ہے کہ قرآن شریف کے رُو سے خدا نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ وہی اُس کی ہر ضروریات کو جانتا ہے اور انہیں مہیا بھی کرتا ہے اور اسی طرح یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں دوسری مخلوق کی طرح ربوبیت کے بے شمار ذرائع اور وسائل ہیں۔ ان من شیٔ الا عندنا خزائنہ۔

فاضل مصنف نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کا ایک شاہکار ہے اور اسے بڑا مکرم اور معظم بنایا گیا ہے۔ اس لئے انسانوں کی عام نسلیں انسانیت کے تمام افراد تمام مذاہب کے عقیدت مند لوگ بلا امتیاز لون و لسان ملک و ملت واجب التعظیم ہیں۔ پھر فاضل مصنف نے قرآن سے یہ بھی بتایا ہے کہ تمام انسانیت اصل میں ملت واحدہ ہے۔ یہ بھی بتایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت لے کر انبیاء آتے رہے اور کوئی قوم نہ تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک دوسری قوموں کی نسبت لاڈلی اور پیاری ہے اور نہ ہی نظر انداز کئے جاسکنے کے قابل ہے۔۔ اس کا سلوک سب سے یکساں ہے۔ قرآن کریم نے مشرق اور مغرب کا نام لے کر متعدد دفعہ اعلان کیا کہ اس کے نزدیک مشرق؟ مغرب میں کوئی فرق نہیں۔ فاضل مصنف نے قرآن کریم کی رُو سے ایک ایسی سوسائٹی کا معرض وجود میں آنا ضروری بتلایا ہے۔ جس میں قدر مشترک صرف اللہ تعالےٰ کی ہستی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ ایک قوم بن سکتے ہیں۔ جن میں علاقائی، نسلی، لسانی اور لونی تعصبات پیدا ہی نہ ہوسکیں۔ خدا کے نزدیک عزت اور تعظیم کے قابل صرف وہ ہے، جو اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت انسانیت کا خادم ہے۔

اس وقت دنیا قوموں میں تقسیم ہے اور قومی تعصبات نے ان کو اندھا کر رکھا ہے۔ قوم کے اندر افراد اور جماعتوں کی اصلاح اخلاقی اصولوں پر کی جاتی ہے۔ مگر جب ایک قوم کا پالا دوسری قوم سے پڑے تو اخلاق کی بجائے اندھی طاقت کام میں لائی جاتی ہے۔ اور تمام اخلاقی قوانین طاقِ نسیان پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ مدعیان تہذیب دعوے تو بہت بلند کرتے ہیں۔ مگر عملاً وہ خطرناک وحشت اور درندگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس تہذیب کے مدعی مساوات نسلِ انسانی کے منکر ہیں۔ امریکہ میں جو سلوک حبشیوں سے کیا جاتا ہے۔ وہ اُن کی تہذیب پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ افریقہ کے وحشیوں کو مردم خور کہا جاتا ہے۔ مگر اب الجزائر میں سفید فام اور مہذب فرانسیسیوں نے جس بربریت اور نسل کشی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے انسانی تاریخ کا ایک نہایت مہیب اور سیاہ باب تیار ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے مہذب برہمن اور کشتری صدیوں سے اچھوتوں کے انسانی حقوق کو پائمال کرتے چلے آرہے ہیں۔ مگر عرب کے پیغمبر نے قرآن کے ذریعے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی جہاں حبشی اور رومی، ایرانی اور تورانی۔ افغانی اور ہندی، چینی اور پاکستانی، افریقی اور فرنگی۔ امریکی اور لاطینی۔ آپس میں بالکل برابر اور یکساں حقوق کے مالک بن گئے۔ جب تک دنیا اسلام کو اپنا آئندہ مذہب قبول نہیں کرے گی مصیبتوں کی دلدل میں پھنسی رہے گی۔

فاضل مصنف نے نہایت سلیس اور دلآویز پیرایہ میں قرآن کے نظریات کو بیان کیا ہے۔ اور آخر میں اہلِ علم سے پرزور الفاظ میں خطاب کیا ہے جو ہم مصنف ہی کے الفاظ میں ذیل میں بیان کئے دیتے ہیں تاکہ مصنف کا نقطۂ نگاہ واضح ہو۔

"اہلِ علم سے خطاب"

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، کہ قرآن کریم کے پیش کردہ اصول و نظریات معقول و مفید ہونے کی وجہ سے اہلِ علم کے سامنے حقیقت بن کر آجائیں گے۔ اور وہ اپنے خداداد نورِ بصیرت سے دیکھ لیں گے۔ کہ قرآن کریم نے مذہب، سیاست۔ اور معاشرہ سے متعلق جو معتقدات بیان کئے ہیں۔ وہ برحق ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔

(السباء ۳۴-آیت ۶)

یعنی اہلِ علم دیکھ لیں گے کہ قرآن کریم کی تعلیمات جو جناب الٰہی نے نازل فرمائی ہیں برحق ہیں بھلا وہ کون سا دانش مند انسان ہے جو قرآن کریم کے اس نظریہ کو درست تسلیم نہ کرے گا۔ کہ اس کائنات کا خالق اور اس نظام کو خیر و خوبی سے چلانے والا ایک ہی خدا ہے۔ کیونکہ آسمان اور زمین کے درمیان کس قدر عناصر ہیں۔ ان سب میں باہمی ارتباط اور تعاون پایا جاتا ہے اور ساری کائنات کے قوانین میں یکسانیت اور ہم آہنگی اس لئے پائی جاتی ہے کہ اس عظیم الشان بادشاہت کا نظم اور تدبیر امور ایک ہی ہستی کے ہاتھ میں ہے اور اسی وجہ سے یہ نظام بے انداز برکات و افضال کا سرچشمہ بنا ہوا ہے اور اگر یہ نظام عالم ایک کی بجائے مختلف ہاتھوں میں ہو تو ضرور ہے کہ سب کچھ تباہ ہو جائے۔ غرض اہلِ علم کے نزدیک قرآن کریم کا یہ نظریہ بالکل صحیح ہے کہ اس کائنات کو خیر و خوبی سے چلانے والا ایک ہی خدا ہے جو واحدہٗ لاشریک ہے اور اسی طرح سے اہلِ علم کے نزدیک قرآن کریم کا یہ عقیدہ بالکل درست ہے کہ رب العالمین یکساں طور پر ساری قوموں پر اپنی نعماء و برکات نازل فرماتا ہے کیونکہ اس کی نگاہ میں ساری قومیں ایک ہی جماعت ہیں جیسا کہ فرمایا:۔

کان الناس امۃ واحدۃ

اور جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الخلق عیال اللہ فان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ یعنی ساری نسل انسانی خدا کا کنبہ ہے اور خدا تعالےٰ اس شخص کو اپنا پیارا خیال فرماتا ہے جو اس کے عیال کی سب سے زیادہ خدمت کرتا ہے اور سب سے زیادہ اس کے لئے نفع رساں ہے۔ اور اہلِ علم میں سے وہ کون ہے جو قرآن کریم کے اس مقصد کو مفید نہ سمجھے کہ باری تعالیٰ کی توحید کی برکت سے نسل انسانی میں وحدت پیدا کی جائے؟ وہ کونسا اہلِ علم ہے جس کو قرآن کریم کا یہ نظریہ پسند نہ آئے گا۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمام قوموں میں اپنے ہادی مبعوث فرمائے؟۔ اس لئے تمام پیغمبروں پر ایمان لانا اور صدقِ دل سے ان کی تعظیم کرنا واجب ہے اور اس سے عالمی اتحاد مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اہل علم میں وہ کونسا شخص ہے۔ جو قرآن کریم کے اس نظریہ کے ساتھ اتفاق نہ کرے کہ اگرچہ خدا تعالےٰ کے مادی قوانین عالمگیر ہیں۔ تو اس کے رُوحانی قوانین بھی ہمہ گیر ہیں اور قرب الٰہی کے حصول کے دروازے سب قوموں کے لئے کھلے ہیں۔

قرآن کریم نے اہل علم کو خطاب کر کے فرمایا کہ وہ ان اصولوں اور نظریات کو تسلیم کریں گے جو قرآن کریم نے تلقین کئے ہیں۔ پھر اسی ضمن میں فرمایا۔ اہل علم کیونکر ان اصولوں کی تلقین نہ کریں گے۔ جب کہ یہ اصول اُن کی فطرت میں ودیعت کر دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم۔

(العنکبوت ۲۹-آیت ۴۸)

یعنی تعلیمات قرآنیہ اہل علم کے سینوں میں مرکوز کر دی گئی ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں اہل علم ہوں گے۔ وہاں اسلام کی تعلیمات کی تصدیق ہوگی اور ان تعلیمات کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان، امریکہ، اور جرمنی میں مسلم مشنوں کی برکت سے اہل علم اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح سے ضرور ہے کہ فطرت انسانی بول اُٹھے کہ وہ اخوت جو اسلام نے قائم کی ہے وہ معیاری ہے اور عدیم المثال ہے اور اسکو ساری دنیا میں فروغ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح سے فطرت انسانی پکار اُٹھے گی کہ جمہوری سلطنت جو اسلام نے قائم کی وہ معیاری اور مثالی ہے۔ اسی طرح سے ضرور ہے کہ فطرت انسانی تسلیم کرے کہ قرب الٰہی کے حصول کا وہ نظریہ جو اسلام نے بیان کیا ہے۔ کہ خدا ترسی اور نیک عملی کی زندگی خدا کو پسند ہے اور وہ اس طرز زندگی کو اختیار کریں گے۔ ضرور ہے کہ

وہ خدا کے مقرب اور خدا کی مخلوق کے محبوب بن جائیں۔

غرض قرآن کریم نے اپنے اصول بیان کر دینے کے بعد اہل علم کو اپیل کی ہے کہ وہ ان اصولوں کو اپنے علم کی کسوٹی پر پرکھیں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو ضروری ہے کہ وہ ان کی صداقت کو تسلیم کریں۔

تم الکتاب بالخیر

فالحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم "۔

"خصائص القرآن" کے مصنف نے ایک اور قیمتی چیز دنیا کے سامنے رکھی ہے اور اس کا انعقاد بھی قرآن کریم ہی کو بتلایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا کی تمام اقوام اور ملل میں نیک لوگ موجود ہیں اور خدا نیکی کا قدردان ہے۔ جو کوئی اور جہاں کہیں نیکی کریگا اسے اس کا اجر مل جائے گا۔ ہاں بدی کرنے والوں کی سزا اگر وہ صمیم قلب سے تائب ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں بدی کے نتائج سے محفوظ کرتی رہتی ہے۔

موجودہ صدی میں مفکرین عالم نے اپنے غور و خوض سے کئی نظام ہائے مذہب و سیاست دنیا میں جاری کئے۔ مگر وہ سب کے سب تجربہ عالم میں آزمائے جا کر فیل ہو گئے۔ اب خود حکمائے فرنگ کسی ایسے نظام کی تلاش میں ہیں، جو تمام انسانیت پر محیط ہو۔ ایسا نظام صرف خالق فطرت ہی عنایت کر سکتا ہے۔ اور قرآن کریم کے صحیفات میں آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ظاہر کیا جا چکا ہے۔ اس کے اصول عالمگیر ہیں۔ اس کا نقطہ نگاہ آفاقی ہے۔ وہ اپنے دعوے کی خود دلیل ہے۔ وہاں اجمال بھی ہے اور تفصیل بھی، وہاں جمال بھی ہے اور جلال بھی۔ وہاں رشد و ہدایت بھی ہے۔ اور مکارم اخلاق کی تلقین بھی۔ وہاں عبرت آموزی کے لئے وقائع نگاری بھی ہے۔ اور مستقبل کے لئے اخبار غیب بھی۔

"خصائص القرآن" کا مصنف سر سید کے مکتب فکر کی طرح تہذیب مغرب کے سامنے معذرت خواہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی اشتراکیت کے سامنے ہتھیار ہی پھینک دیتا ہے۔ ہمارے ہاں آج کل ایک اور مکتب فکر بظاہر لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ مگر اشتراکیت سے اس قدر مرعوب ہے کہ گویا اس نے اشتراکی نظریہ کو پوری طرح قبول کر لیا ہے۔ اس مکتب فکر کے قائد نے بارہا لوگوں کو ڈاکٹر اقبال کا یہ فارمولا سنایا ہے کہ:-

"Bolschevism plus God is almost identical with Islam"

یعنی اگر بالشوزم میں "خدا" کا اضافہ کر دیا جائے تو وہ قریب قریب اسلام کے مماثل ہو جاتی ہے"

یہ فقرہ ڈاکٹر اقبال کے اس خط سے لیا گیا ہے۔ جو انہوں نے مورخہ ۳۰/۳/۱ کو سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کے نام لکھا تھا۔ اس فقرہ کی آڑ سے کر یہ قائد دنیا کو یہ بتلانا چاہتا ہے کہ جو سوسائٹی کا نظام وحی جبریل کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کیا گیا تھا، وہ کارل مارکس اور لینن نے از خود دریافت کر لیا۔ اگر صورت حال یہ ہے۔ تو پھر خدا کو ماننے یا نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اس مکتب فکر کے علمبردار قرآن کے نام سے مسلمانوں میں اشتراکیت کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ "خصائص القرآن" کا مصنف ...... قرآن کے برپا کئے ہوئے نظام ہی کو دنیا کے باقی تمام نظامہائے معیشت سے ممتاز اور یکتا سمجھتا ہے اور نظام اشتراکیت میں انسانیت کے مسائل حل نہیں کرتا۔

پس ہماری رائے میں "خصائص القرآن" کے مضامین کی تبلیغ ایک وسیع پیمانے پر ہونی چاہیئے، اور دنیا کی تمام زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے تمام اقوام عالم تک اس کے اصولوں کو پہنچانا چاہیئے۔ اور اسی نوعیت کی اور اسی نہج پر اور بھی کتب لکھی جانی چاہئیں۔ تاکہ دنیا قرآن کے نور سے منور ہو جائے۔

(اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ادارہ)

اخبار احمدیہ

— مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور سے امسال ۱۰۴ طالب علم سیکنڈری سکول امتحان میں شامل ہوئے۔ جن میں ۷۳ طلباء بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے۔ ۴ فسٹ ڈویژن میں، ۴۳ سیکنڈ ڈویژن میں اور ۲۶ تھرڈ ڈویژن میں۔ دو طالب علموں نے وظیفہ حاصل کیا۔ سکول کا مجموعی نتیجہ ۷۰ فیصد سے اوپر رہا۔ جبکہ بورڈ کا اپنا نتیجہ ۴۶ فیصد تھا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

برکت علی۔ شاہد سیکرٹری مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

انگلستان سے واپسی

اقبال احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور کئی سال کے بعد چند ہفتوں کے لئے پاکستان تشریف لائے ہیں۔

درخواستہائے دعا

(۱) جناب چوہدری علیم الدین صاحب ڈیرہ غازی خان کے صاحبزادہ امان اللہ خان نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(۲) جناب شیخ اللہ بخش صاحب بلدوکلی کے برادر زادہ بشیر احمد صاحب بیمار ہیں۔

(۳) منشی سلطان علی لسبیلہ پور مختلف امراض میں مبتلا ہیں۔

(۴) چوہدری غلام محمد صاحب چک ۱۸۰/۷ ... دھوتی والا کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔

(۵) ڈاکٹر سید فیاض حسین صاحب حیدرآباد دکن بیمار رہیں۔

(۶) حبیب الرحمٰن صادق صاحب بلڈ پریشر میں مبتلا ہیں اور ان کی صاحبزادی صاحبہ بیس بائیس روز سے علیل ہیں۔

(۷) مدیر پیغام صلح کی لڑکی بہت دنوں سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔

ان سب کے لئے اور دیگر دوستوں کے لئے جو مختلف بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

رفتار عالم

— ثانوی تعلیم بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ میٹرک کا ضمنی امتحان ۹ / اکتوبر کو منعقد ہوگا۔ اس فیصلہ کی رو سے میٹرک کے دس ہزار ناکام طلباء سپلیمنٹری امتحان دے سکیں گے۔

— مری۔ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ حکومت عنقریب بعض اداروں میں سے کمیونسٹوں اور ان کے ہم سفر ملک دشمن عناصر کو باہر نکالنے کے معاملے پر غور کر رہی ہے۔

— حکومت نے ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازموں کو پیشگی پنشن وصول کرنے کی اجازت دیدی ہے۔

— پیکنگ۔ صوبہ سنکیانگ کی وادی چیپ چیپ میں چینی چوکی پر بھارتی فوجی دستے کا حملہ جاری ہے۔ اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ دونوں ملکوں میں بڑے پیمانے پر جنگ چھڑ جائے گی۔

— مرکزی وزیر تعمیرات و زراعت نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مرحوم لیاقت علی خاں کے قتل کی دوبارہ تحقیقات کرائے گی۔

— دریائے ستلج، چناب اور سندھ میں پانی کا زور ایک مرتبہ ٹوٹنے کے بعد دوبارہ سیلاب آ گیا ہے اور سابق صوبہ سرحد میں شدید بارشوں کی وجہ سے دریائے سوات اور کابل میں بھی طغیانی آ گئی ہے۔

— ڈھاکہ میں ضمنی دارالحکومت کی تعمیر کا کام آئندہ چالیس دن کے اندر شروع ہوگا۔ اس تعمیر پر اندازاً دو کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

— مرکزی حکومت بنیادی جمہوریتوں کو بعض عدالتی اختیارات سونپ دینے پر غور کر رہی ہے۔

— صدر جمال گرسل اور وزیر اعظم عصمت انونو نے کل ترکیہ کے نوجوان فوجی افسروں کو متنبہ کیا کہ وہ کوئی نئی بغاوت شروع نہ کریں۔

— آج ایک امریکی خلائی جہاز جسے سیارہ زہرہ کی جانب چھوڑا گیا تھا۔ پرواز کے صرف پانچ منٹ بعد تباہ کر دیا گیا۔ کیونکہ وہ راکٹ جس کے ذریعہ خلائی جہاز کو بھیجا جا رہا تھا، اپنے مقررہ راستہ سے ہٹ گیا تھا۔ اس پر مجموعی طور پر بیس لاکھ ڈالر لاگت آئی تھی۔

— روسی حکومت نے امریکی ایٹمی تجربات ختم ہونے کے بعد جدید ترین ایٹمی تجربات کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔

— صدر ایوب نے سیاسی پارٹیوں کے احیاء کے سوال پر یہ خواہش کی ہے کہ ملک میں کم از کم دو ایسی سیاسی تنظیمیں ضرور وجود میں آنی چاہئیں جن کا زاویہ نگاہ خالصتہً قومی ہو اور جو پروگرام وہ طے کریں اس کی بنیاد قومی اتحاد، استحکام و یکجہتی پر ہو

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ایم۔اے احمدیہ بلڈنگس لاہور

جناب ایڈیٹر صاحب ایشیا اور انکے مقالہ نگار صاحب کی

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی دربارۂ طاعون پر بیجا نکتہ چینی

(آخری قسط)

پیشگوئی کے دس اجزا کا پورا ہونا ثابت کیا جا چکا ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے طاعون کے بارے میں ایک پیشگوئی کی جو متعدد اجزاء پر مشتمل تھی اس کے دس اجزا پر گذشتہ اقساط میں بحث کی جا چکی ہے، اور یہ بتلایا جا چکا ہے کہ وہ سب کی سب پوری ہو گئیں۔ باقی ماندہ اجزاء پر اس قسط میں روشنی ڈالی جاتی ہے اور دکھلایا جائے گا کہ وہ بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہو گئیں، وہ دس اجزاء حسب ذیل ہیں:-

(۱)- حضورؑ کے خدا کی طرف سے نذیر کے طور پر مبعوث ہونے کی پیشگوئی جو پوری ہوئی۔

(۲)- بحیثیت نذیر ہونے کے لوگوں کو پیش از وقت عذاب طاعون سے متنبہ کرنا تا وہ اپنی موجودہ بداعمالیوں کو چھوڑ کر نیک اعمال اختیار کریں اگر ایسا کریں گے تو عذاب ٹل جائے گا جس کے وہ بوجہ اپنی بداعمالیوں کے مستحق بن چکے تھے۔

(۳)- پیشگوئی "دنیا نے اسے قبول نہ کیا" کے مطابق لوگوں کا اس تنبیہ کو قابلِ التفات نہ سمجھنا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

(۴)- فرشتوں کو پنجاب میں طاعون کے پودے لگاتے دیکھنے والے خواب کے مطابق تنبیہ کو پس پشت پھینکنے کے نتیجہ میں پنجاب میں طاعون کا پھیل جانا اور متواتر کئی سال تک اس کے زور آور حملوں کا تباہی مچاتے چلے جانا۔

(۵)- حضرت اقدسؑ کے ساتھ طاعون سے محفوظ رکھنے کا وعدہ اور اس کا آخر تک پورا ہونا۔ اس کے ضمن میں یہ پیشگوئی کہ جو شخص بھی مقابل میں ایسا الہام شائع کرے گا ضرور ہلاک ہوگا، علماء اور مشائخ وغیرہ سب تجربہ کر کے دیکھ لیں لیکن اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

(۶)- خواب میں دیکھنا کہ خود کو طاعون ہو گئی ہے، اور اس کی تعبیر بتلانا کہ حکام کی طرف سے تکالیف پہنچیں گی ورنہ دیگر رنجدہ امور بھی پیش آئیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

(۷)- حضورؑ کے رہائشی گھر میں رہنے والے تمام افراد کے متعلق حفاظت کا وعدہ الٰہی اور اس کا پورا ہونا۔

(۸)- جماعت کے تمام مخلصین کے متعلق وعدہ الٰہی کہ وہ طاعون سے محفوظ رکھے جاویں گے اور اس وعدہ کا پورا ہونا۔

(۹)- الہامًا ایک دوائی کا بتلایا جانا اور اس کا بہترین علاج ثابت ہونا۔

(۱۰)- جماعت میں سے ایسے لوگوں کے پیدا ہونے کی پیش از وقت خبر دینا جو حضرت اقدسؑ کے مقابلہ میں از راہ تکبر اپنے علو مرتبت کا اعلان کریں گے لیکن خود طاعون سے ہلاک ہوں گے اس پیشگوئی کا بھی پورا ہو جانا۔

اب ذیل میں باقی ماندہ اجزا پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

قادیان کا طاعون جارف سے محفوظ رہنے کا وعدہ

گذشتہ اقساط میں بتلایا جا چکا ہے کہ مامورین کے متعلق خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی یہ سنت اللہ ہے کہ جہاں وہ رہتے ہیں اسکو کلیتًہ یا ایک خاص حد تک عذاب الٰہی سے محفوظ رکھا جاتا ہے جیسا کہ آیت ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اس حقیقت پر صراحت سے دلالت کر رہی ہے خود حضرت اقدس پر بھی یہی آیت الہامًا نازل ہوئی سو اس کے مطابق حضور کے رہائشی گھر کے تمام افراد طاعون سے محفوظ رکھے گئے کیونکہ حضور ان میں رہ رہے تھے اور حضور کا تعلق اس مکان کے ساتھ مکمل طور پر تھا اس لئے گھر کے تمام افراد محفوظ رکھے گئے کلیتًہ والا حصہ یہاں پورا ہوا۔ لیکن سارے قادیان کے ساتھ چونکہ ایسا گہرا تعلق نہ تھا صرف اس گاؤں کے باشندہ ہونے کا ہی رشتہ تھا اس لئے قادیان کی حفاظت کے متعلق جو تفہیم الٰہی ہوئی اسکو حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بطور پیشگوئی بیان فرما دیا:-

"چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اس کو رفع کر دے گا مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی یہ عبارت ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اوی القریۃ یعنی خدا تعالٰی نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کر لیں جو انکے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہ ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی[1] سے محفوظ رکھے گا (رسول کے لفظ سے مراد حضور نے دوسری جگہ پر محض فرستادہ یعنی خدا کی طرف سے بھیجا گیا لی ہے اسی بناء پر آپ تمام مجددین کو رسول کے لفظ میں شامل فرماتے ہیں اور اسے محض لغوی معنے ہی قرار دیتے ہیں اسلامی اصطلاح حضور کے قول کے مطابق اس سے الگ ہے از ناقل) تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔"

یہ حقیقت ہے کہ حضور کو خدا کا سچا فرستادہ مان لینے سے ہی طاعون دور ہوئی جس پر بحث مستقل عنوان کے ماتحت کی جائے گی۔

---

[1] آوی عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں تباہی اور انتشار سے بچاتا اور اپنی پناہ میں لے لیتا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ (باقی بر صفحہ کالم اول)

اس کے بعد اپنے چند الہامات درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں :۔

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گی گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے (رسول سے مراد بھیجا ہوا از ناقل) اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے"

دوسرے مذاہب والوں کو چیلنج

اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

"اگر لوگ ان الہامات کی سچائی میں شک کرتے ہیں تو ان کی سچائی کو آزمانے کا سہل طریق یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیر بھی اپنے اپنے ملک کے لئے ایسی ہی پیشگوئی شائع کر دیں۔ چنانچہ فرمایا :۔

" اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچا لے گا اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہیں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کی طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے اسی طرح میاں شمس الدین اور ان کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑھ دلی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے"

دو زبردست پیشگوئیاں

مندرجہ بالا عبارت میں دو زبردست پیشگوئیاں نمایاں ہیں ایک تو قادیان کا طاعون جارف سے محفوظ رہنا اور یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی کوئی منصف مزاج شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا حالانکہ قادیان کے ارد گرد بعض دیہات کا بالکل صفایا ہو گیا تھا دوسری پیشگوئی مفسد اور ظالموں کے شہروں میں ایسی خطرناک طاعون کا پڑنا کہ لوگوں میں افراتفری اور بھاگڑ مچ جائے چنانچہ تمام بڑے بڑے شہروں اور دیہاتوں میں طاعون کا حملہ ایسا شدومد سے ہوا کہ فی الحقیقت وہاں چاروں طرف انتشار کا نظارہ نظر آتا تھا اس زمانہ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا ان شہروں کی حالت کا مطالعہ کر کے اس پیشگوئی کی عظمت کا زبان سے نہیں تو دل میں ضرور قائل ہو جائے گا۔

یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دیگر مذاہب والوں میں سے کسی کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ اپنے شہر کی نسبت ایسی پیشگوئی شائع کر سکے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ بھی ان مذاہب پر اسلام کے غلبہ اور اس کی برتری کا زبردست نشان تھا جو خدا کے مسیح کے ہاتھ سے ظہور میں آیا جس نے هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله کی پیشگوئی کو حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر پورا کر کے اس بات کو یقینی طور پر ثابت کر دیا کہ آپ فی الحقیقت خدا کی طرف سے سچے مسیح اور سچے مہدی تھے۔

ان دو پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے طاعون کی پیشگوئی کے بارہ جزو پورے ہو گئے۔

تیرھواں چودھواں پندرھواں سولھواں جزو

اس کے بعد چار اجزاء ایسے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں (۱) جماعت کی بحیثیت مجموعی حفاظت یعنی کیس جماعت میں ہوں گے لیکن بہت کم (۲) طاعون سے افراد جماعت کی محفوظیت ایسی نمایاں ہوگی کہ لوگ اس سے متاثر ہو کر جماعت میں داخل ہونے چلے جائیں گے (۳) اس کے نتیجہ میں جماعت کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جائے گا (۴) اس کے نتیجہ میں وہ سچائی جو حضرت مسیح موعود لائے ملک میں مستحکم طور پر قائم ہو جائے گی۔

اگرچہ حفاظت جماعت اور ترقی جماعت کے متعلق حضور کی تحریر پہلے بھی پیش کی جا چکی ہے لیکن اس کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے دوبارہ پیش کر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں کشتی نوح کے صـ۲ پر فرماتے ہیں :۔

" عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلتہً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں "

پھر صـ۴ پر فرماتے ہیں :۔

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۹

بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے پس اس کلام الٰہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہو گی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے لولا الاکرام لهلک المقام یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں اور دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ہم نے آدمی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنے کر دیئے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑیگی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۰ از ۱۳)

" نسبتاً و مقابلتاً اس سلسلہ پر اس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کے ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتے ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے "

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں :-

" میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو اُن میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہو گی "

پھر صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں :-

" پس ایسی ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہو گی کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہو گا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہو گا کہ میری تکذیب کریں "

مندرجہ بالا عبارتوں سے مندرجہ ذیل امور بطور نشان الٰہی ظاہر ہیں اوّل جماعت میں طاعون کے کیس تو ضرور ہوں گے (۲) لیکن وہ اتنے کم ہوں گے کہ لوگ عموماً اس کمی کو محسوس کریں گے۔ (۳) اور ان کے دل بول اُٹھیں گے کہ اس جماعت کی حفاظت میں خدا کا خاص ہاتھ ہے۔ (۴) جماعت احمدیہ اور دوسری جماعتوں میں نمایاں فرق ہو گا (۵) اس نمایاں فرق کا مشاہدہ کثیر التعداد سعید لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی طرف مائل کر دے گا۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد زمان اور مسیح اور مہدی دوران اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی کا حقیقی مصداق تسلیم کرنے کی طرف راغب کر دے گا۔

مذکورہ بالا نشانوں کی بنیاد کلام الٰہی پر ہے۔

کشتی نوح صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں :-

" وہ الفاظ جو خدا کے پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں ان کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں یہ رملی کی تخمین سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اس کا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اس کو دور کر سکتا ہے ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اس وقت اس پیشگوئی کی قدر کرے گی جبکہ دیکھے گی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ درحقیقت پورا ۲۲ برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور میرے سچا ثابت ہونے کا یہ نشان ہو گا "

تعجب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو لکھا کہ پیش از وقت خدا کی باتوں پر ہنسی اُڑانا کسی عقلمند کا کام نہیں لیکن پیشگوئی کے بڑی آب و تاب کے ساتھ پورا ہو جانے کے بعد اس پر ہنسی اڑانے والے کو کس فہرست میں شامل کیا جائے قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں۔

عبارت مذکورہ بالا کے ایک ایک لفظ نے وقوع میں آکر ثابت کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھے اور ان کو امام الزمان تسلیم نہ کرنے کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے اس کو برداشت کرنے کے لئے منکرین کو تیار رہنا چاہیئے۔ خدا کے مامور کا انکار اور ان کی مخالفت ایسا امر نہیں کہ اس کا مرتکب مواخذہ سے بچا رہے۔

نشان الٰہی سے لوگوں کے متاثر ہونے کے متعلق الہام الٰہی

۶ر فروری ۱۸۹۸ء کو حضور نے پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی شائع کی اور ۴ر جولائی ۱۸۹۸ء کو الہام ہوتا ہے " یا مسیح الخلق عدوانا " یعنی اے مسیح جو خلقت کی بھلائی کے لئے بھیجا گیا ہماری طاعون کے دفع کے لئے مدد کر "

الہام کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ گو اس وقت لوگ ان الہاموں کی طرف التفات نہیں کریں گے اور بے پرواہی سے اُن پر سے گذر جائیں گے لیکن وقت آنے والا ہے کہ طاعون کے حملہ کی ایک طرف شدت اور دوسری طرف احمدیوں کا اس حملہ سے محفوظ رہنے اور دوسروں کا بالمقابل ہلاکت کا شکار ہونے کو ملاحظہ کر کے اُن کے دل دعوے مسیح موعود کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور ان کو یقین ہو جائے گا کہ اس خوفناک وبا سے محفوظ رہنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ سچے دل سے احمدی ہو جانا چنانچہ یہ واقع ہے کہ طاعون کی شدت کے زمانہ میں احمدی ہونے والوں کی تعداد دوسرے زمانوں کی نسبت بہت زیادہ ہے چار سال تک لوگوں نے طاعون کی شدت کو اتفاق پر محمول کیا چنانچہ ۱۲ر اپریل ۱۹۰۲ء کو پھر یہ الہام بعض معنی خیز الفاظ کی زیادتی کے ساتھ دہرایا گیا اس الہام کے الفاظ یہ ہیں :-

" یا مسیح الخلق عدوانا لن ترى من بعد موادنا و فسادنا یعنی اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا تو اس کے بعد ہمارے خبیث مادوں کو نہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہے گا یعنی ہم سیدھے ہو جائیں گے اور گندہ دہانی اور بدزبانی چھوڑ دیں گے "

۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء کو پھر الہام ہوتا ہے :- "یا مسیح اللہ عدوانا" اور یہی وہ سال ہے جس کے بعد طاعون کا زور کم ہونا شروع ہو گیا۔

انسانی فطرت

یہ انسانی فطرت ہے کہ مامور کی پیشگوئی کے مطابق عذاب کو دیکھ کر دعا کے لئے مامور کی طرف جھکتے ہیں جیسا کہ فرعون اور اس کی قوم حضرت موسےٰ کی طرف جھکی اور دعا کے ذریعہ عذاب کو دفع کرنے کی درخواست کی اسی طرح کفار مکہ قحط کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر دعا کی درخواست لے کر حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے گو اس وقت قبولیت دعا کے معجزہ کو دیکھ کر دونوں قومیں ایمان نہ لائیں ان میں سے فرعون کی قوم تو آخر تک ایمان نہ لائی لیکن کفار مکہ بالآخر ایمان لے آئے لیکن ان دونوں قوموں کے بالمقابل حضرت یونس کی قوم عذاب کے آثار ملاحظہ کر کے ہی حضرت یونسؑ پر ایمان لے آئی اسی طرح طاعون کے عذاب کی پیشگوئی اور جماعت احمدیہ کی مقابلتاً حفاظت کی پیشگوئی کو ملاحظہ کر کے بہت سے سعید لوگ جو پہلے مولویوں کے زیر اثر گالیاں دیا کرتے تھے اور ہر قسم کا دکھ پہنچانے کے لئے تیار رہتے تھے حضرت یونسؑ کی قوم کی طرح حق کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو گئے اسی حقیقت کی طرف مندرجہ بالا الہام اشارہ کر رہا ہے۔

۱۸۸۳ء کی پیشگوئی کا پورا ہونا

مندرجہ بالا بیان سے ہر منصف مزاج قاری سمجھ سکتا ہے کہ طاعون کی پیشگوئی کے یہ اجزاء یعنی جماعت کی حفاظت۔ جماعت کی ترقی۔ مخالفین کا متاثر ہو کر حق کو قبول کرنے کی پیشگوئی یہ تینوں پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہوئی ہیں۔

اب ذیل میں ۱۸۸۳ء کی پیشگوئی کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں اس کے الفاظ یہ ہیں :-

" دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو

قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی ظاہر کر دے گا"

اس الہام کے آخری الفاظ :-

" اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی ظاہر کر دے گا"

طاعون کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے اثر ..... کو دیکھ کر کثیر التعداد لوگوں کا جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر خدا کے مسیح کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جانے سے کس صفائی سے پورے ہوئے ہیں جس سے آپ و تاب کے ساتھ حضورؑ کی سچائی ظاہر ہوئی اور ملک میں مستحکم طور پر قائم ہو گئی کیا کوئی ہوشمند انسان اس کا انکار کر سکتا ہے۔

پیشگوئی کا آخری جزو

مارچ ۱۹۰۲ء کو الہام ہوتا ہے :-

"یاتی علی جھنم زمان لیس
فیھا احد"

یہی الہام ۱۱ مارچ ۱۹۰۶ء کو ہوتا ہے :-

"یاتی جھنم زمان لیس
فیھا احد"

اس کی تشریح میں فرمایا :-

" یعنی جہنم جو طاعون اور زلزلوں کا جہنم ہے ایک دن ایسا زمانہ آئے گا کہ اس جہنم میں کوئی فرد بشر بھی نہیں ہوگا یعنی اس ملک میں اور جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک خلق کثیر کی موت کے بعد امن کا زمانہ بخشا گیا ایسا ہی اسجگہ بھی ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمریعات الناس ویعصرن یعنی پھر لوگوں کی دعائیں سنی جائیں گی اور وقت پر بارشیں ہوں گی اور باغ اور کھیت بہت پھولیں اور پھل دیں گے اور خوشی کا زمانہ آجائے گا اور غیر معمولی آفتیں دور ہو جائیں گی"

پہلی دفعہ کے الہام کا مطلب اور سنۃ اللہ

پہلی دفعہ یہ الہام اس وقت ہوتا ہے جبکہ لوگوں کی توجہ پوری طرح ابھی تک باوجود عذاب وارد ہونے کے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف نہیں ہوئی تھی اس وقت صرف بطور پیشگوئی اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ طاعون کے ختم ہو جانے کا زمانہ بھی ضرور آئے گا جس خدا نے طاعون کے بھیجنے کی پیش از وقت اطلاع دی ہے وہی خدا پیش از وقت یہ اطلاع بھی دے رہا ہے کہ طاعون ملک سے ختم ہو جائے گی یعنی عذاب طاعون ملک سے اٹھا لیا جائے گا۔ یہ سنت اللہ ہے کہ عذاب الٰہی اس وقت اٹھایا جاتا ہے جبکہ اس کا سبب دور ہو جائے اور سبب طاعون کے عذاب کو بھیجنے کا ۱۸۹۳ء کے الہام میں یہی بیان کیا گیا ہے :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو
قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کرے
گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس
کی سچائی ظاہر کر دے گا"

گویا اس عذاب کے آنے کا سبب خدا کے نذیر کی تنبیہہ کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس کو امام تسلیم نہ کرنا تھا بلکہ اس سے بڑھکر اسکو ایذا دینے کی مساعی میں مشغول ہو جانا تھا چنانچہ خود حضور نے یہی وجہ بیان فرمائی ہے، دافع البلاء صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں :-

" چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اس کو رفع کر دے گا مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی یہ عبارت ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کریگا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کریں جو ان کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی"

پھر صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں :-

" پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں"

پھر اسی صفحہ پر اپنے بہت سے الہامات کے ضمن میں ایک یہ الہام بھی درج فرماتے ہیں :-

"الامراض تشاع والنفوس
تضاع الا الذین امنوا ولم
یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک
لھم الامن وھم مھتدون"

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے اور ایمان میں کچھ نقص نہیں ہوگا وہ امن میں رہیں گے اور ان کو مخلصی کی راہ مل جائے گی"

غرضیکہ حضورؑ نے جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا عذاب طاعون بھیجنے کی وجہ لوگوں کی بداعمالیوں اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے علاوہ وقت کے امام یعنی خدا کے مسیح کو نہ ماننا اور اسکو ایذا دینا ہی بتلائی اور اس کو مان لینے کو اس عذاب کے دور ہو جانے کا ذریعہ بتلایا پس جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ عذاب تو دور ہوتا ہی نہیں اور نہ پیچھا چھوڑتا ہے تو لامحالہ ان کی توجہ حضورؑ کو امام تسلیم کر لینے کی طرف مبذول ہوئی اور انہوں نے گروہ در گروہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونا شروع کر دیا اور حضرت اقدسؑ کو دوبارہ ۱۹۰۶ء میں اطلاع دے دی کہ ۱۹۰۲ء والے الہام "یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد" کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے یعنی چونکہ کثرت کے ساتھ لوگوں نے اس حق کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے اس لئے اب ہم بھی اس عذاب کو اٹھا لیں گے۔ کیونکہ عذاب بھیجنے سے ہماری یہ غرض تھی یعنی تمہاری سچائی کو ظاہر کر دینا اور اسے ملک میں قائم کر دینا وہ اس عذاب سے پوری ہو گئی ہے یہ تو کبھی ہوتا ہی نہیں کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں کافی تعداد کا ایمان لے آنا ہی خدا کی غرض کو پورا کر دینا ہے یہی خدا کی سنت ہے اب جبکہ سچائی مستحکم طور پر قائم ہو گئی ہے یہاں تک کہ معاندین بھی تسلیم کرنے لگ پڑے ہیں کہ احمدیت اب ایسا تن آور درخت بن گیا ہے کہ اسکو گرانا تو کجا اس کا اپنی جگہ سے ہلانا بھی ناممکن ہو گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس عذاب کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اس آخری نشان کے پورا ہونے کے ساتھ طاعون کی پیشگوئی کے سترہ جزو پورے ہو جاتے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک اب جس کی آنکھیں کھلی ہیں وہ ان عظیم الشان نشانوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور جس نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اس نے اپنے اوپر ہدایت کو قبول کرنے کا دروازہ بھی بند کر لیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ سب کے دلوں کو سچائی کی روشنی سے منور کرے اور امام وقت کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے تا وہ ان روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو جائیں جن کو خدا کا مسیح اپنے ساتھ لایا تھا اور یہی وہ مال اور خزانہ ہے جو لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے خدا نے اپنے مسیح کو دی تھی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل اصحاب سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں استقامت دے اور خدمت دین کا موقع عطا فرمائے۔

(۱) شبیر محمد خان صاحب ولد عبداللہ خان صاحب گوجرانوالہ
(۲) منفقان عبد ولیمی صاحب .. .. لیگوس
(۳) احمد ہارگو صاحب .. .. .. گھانا
(۴) اسید علی اصغر شاہ صاحب ولد سید ضامن شاہ صاحب .. آزاد کشمیر
(۵) عبدالمجید صاحب ولد محمد بخش صاحب .. .. لائلپور
(۶) مستری عبدالعزیز صاحب ولد فضل دین صاحب .. .. پدولمی

ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی

یسئلونک عن الروح

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد است تیز ٭ گر نمی فہمی ز پیش ما گریز

(یہ مقالہ سالانہ جلسہ راولپنڈی میں پڑھا گیا)

مارچ ۱۸۸۶ء کے مہینے میں جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام ہوشیارپور مقیم تھے لالہ مرلی دھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر سے جو آریہ سماج کے ایک اعلیٰ درجہ کے رکن اور مدار المہام تھے مباحثہ مذہبی کا اتفاق ہوا جس کی یہ صورت ہوئی کہ ماسٹر صاحب موصوف نے خود آکر حضرت مرزا صاحب کے پاس درخواست کی کہ تعلیم اسلام پر میرے چند سوالات ہیں اور چاہتا ہوں کہ پیش کروں اس پر حضرت مرزا صاحب اپنی تصنیف سرمہ چشم آریہ کے دیباچہ میں فرماتے ہیں :-

"چونکہ یہ عاجز ایک زمانہ دراز کی تحقیق اور تدقیق کے رُو سے خوب جانتا ہے کہ عقائد حقہ اسلام پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور حق کی بات کو کوئی کوتہ اندیش مخالف اعتراض کی صورت میں دیکھتا ہے وہ درحقیقت ایک بھاری درجہ کی صداقت اور ایک عالی مرتبہ کی حکمت ہوتی ہے جو اس کی نظر بیمار سے چھپی رہتی ہے اس لئے باوجود قلت فرصت میں نے مناسب سمجھا کہ ماسٹر صاحب کو ان کے اعتراضات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے مدد دوں۔"

ان دیگر اعتراضات کے جن کا مسکت جواب دیا گیا ایک اعتراض یہ تھا :-

قولہ - مرزا صاحب اور سب اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے اور قرآن شریف میں آیا ہے کہ جب آنحضرت (محمد صاحب) سے لوگوں نے پوچھا کہ روح کیا چیز ہے تو آپ کچھ نہ بتلا سکے اور اس وقت ایک آیت نازل ہوئی کہ اے محمد کہدے کہ روح ایک امر ربی ہے سو مسلمانوں نے تو روح کو کیا سمجھا ہوگا تو ان کے ہادی پر بھی روح کی کیفیت ظاہر نہیں کی اور خدا کا بھی کیا جواب ہے کہ روح امر ربی ہے کیا اور چیزیں امر ربی نہیں۔

اس پر حضرت مرزا صاحب نے فرمایا :-

"ماسٹر صاحب، آپ نے یہ کس سے سن لیا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے علم روح نہیں دیا گیا اور آپ نے قرآن شریف میں کس جگہ اور کہاں دیکھ لیا کہ حضرت ممدوح روح کے علم سے بے خبر تھے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو اپنی عقل ناتمام کی شامت سے اس آیت کے سمجھنے میں دھوکا لگا ہے جو قرآن شریف میں وارد ہے اور وہ یہ ہے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (سورہ بنی اسرائیل)

اور کفار تجھ سے (اے محمدؐ) پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے اور کس چیز سے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ ان کو کہدے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو اے کافرو علم روح اور علم اسرار الٰہی نہیں دیا گیا مگر کچھ تھوڑا سا۔

سو اس جگہ اے ماسٹر صاحب آپکو اپنے نقصان فہم سے یہ غلطی لگی ہے کہ آپ نے اس عبارت کا مخاطب (کہ تم کو علم روح نہیں دیا گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھ لیا حالانکہ لفظ ما اوتیتم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم کو نہیں دیا گیا جمع کا صیغہ ہے جو صاف دلالت کر رہا ہے جو اس آیت کے مخاطب کفار ہیں کیونکہ ان آیات میں جمع کے صیغہ سے کسی جگہ آنحضرت کو خطاب نہیں کیا گیا بلکہ جابجا واحد کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے کہ وہ ایسا سوال کرتے ہیں سو اگر کوئی نرا اندھا نہ ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو جمع کے صیغے وارد ہیں اول یسئلونک یعنی سوال کرتے ہیں دوم ما اوتیتم یعنی تم نہیں دیئے گئے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ یسئلون کے صیغہ جمع سے مراد کافر ہیں جنہوں نے روح کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا تھا ایسا ہی ظاہر ہے کہ ما اوتیتم کے ضمیر جمع سے بھی مراد کافر ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کسی جگہ جمع کے صیغہ سے خطاب نہیں کیا گیا بلکہ اول مجرد کاف سے جو واحد پر دلالت کرتا ہے خطاب کیا گیا یعنی یہ کہا گیا کہ تجھ سے کفار پوچھتے ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم سے کفار پوچھتے ہیں پھر بعد اس کے ایسا ہی لفظ واحد سے فرمایا کہ ان کو کہدے یہ نہیں فرمایا کہ ان کو کہدو۔ برخلاف بیان حال کفار کے کہ ان کو دونوں موقعوں پر جمع کے صیغے سے بیان کیا ہے سو آیت کے سیدھے سیدھے معنی جو سیاق و سباق کلام سے سمجھے جاتے ہیں اور صاف صاف عبارت سے نکلتے ہیں یہی ہیں کہ اے محمد کفار تجھ سے روح کی کیفیت پوچھتے ہیں کہ روح کیا چیز ہے اور کس چیز سے پیدا ہوتی ہے سو ان کو کہدے کہ روح امر ربی ہے یعنی عالم امر میں سے ہے اور تم اے کافرو کیا جانو کہ روح کیا چیز ہے کیونکہ علم روح حاصل کرنے کے لئے ایماندار اور معارف شناس ہونا ضروری ہے مگر ان باتوں میں سے تم میں کوئی بھی بات نہیں غور کرنا چاہیئے کہ ان آیات شریفہ مذکورہ بالا کا کیسا مطلب صاف صاف تھا کہ کفار کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا کہ روح کیا چیز ہے تب اسی جماعت کو جیسا کہ صورت موجود تھی بصیغہ جمع مخاطب کر کے جواب دیا گیا کہ روح عالم امر میں سے ہے یعنی کلمۃ اللہ یا ظل کلمہ ہے جو بحکمت و قدرت الٰہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گیا اور اس کو خدائی سے کچھ حصہ نہیں ملا بلکہ وہ درحقیقت حادث اور بندۂ خدا ہے اور یہ قدرت ربانی کا ایک بھید دقیق ہے جس کو تم اے کافرو سمجھ نہیں سکتے مگر کچھ تھوڑا سا جس کی وجہ سے مکلف بالایمان ہو تمہاری عقلیں بھی دریافت کر سکتی ہیں۔ روح عالم امر میں سے ہے، یہ ایک بڑی بھاری صداقت کا بیان ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ربوبیت الٰہی دو طور سے ناپید چیز کو پیدا کرتی ہے اور دونوں طور کے پیدا کرنے میں پیدا شدہ چیزوں کے الگ الگ نام رکھے جاتے ہیں۔ جب خدائے

تعالیٰ کسی چیز کو اس طور سے پیدا کرے کہ پہلے اس چیز کا کچھ بھی وجود نہ ہو تو ایسے پیدا کرنے کا نام اصطلاح قرآنی میں امر ہے اور اگر ایسے طور سے کسی چیز کو پیدا کرے کہ پہلے وہ چیز کسی اور صورت میں اپنا وجود رکھتی ہے تو اس طرز پیدائش کا نام خلق ہے خلاصہ کلام یہ کہ بسیط چیز کا عدم محض سے پیدا کرنا عالم امر میں سے ہے اور مرکب چیز کو کسی شکل یا ہیئت سے متشکل کرنا عالم خلق سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ دوسرے مقام میں قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الا له الخلق والامر یعنی بسائط کا عدم محض سے پیدا کرنا اور مرکبات کو ظہور خاص میں لانا دونوں خدا کے فعل ہیں اور بسیط اور مرکب دونوں خدا تعالیٰ کی پیدائش ہے

(سرمہ چشم آریہ)

رُوح کی وضاحت

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلٰلَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ۝ السجدہ ۳۲/۷-۱۰

یہی غیب اور موجود کا جاننے والا غالب رحم کرنے والا جس نے ہر چیز کو جو اس نے پیدا کی اچھا بنایا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل ایک خلاصہ سے ٹھہرائی (جو) کمزور پانی میں (آ جاتا ہے) پھر اسے ٹھیک بنایا اور اپنی روح سے اس میں پھونکا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے بہت ہی کم تم شکر کرتے ہو۔

سَوّٰهُ۔ یعنی حالت اعتدال پر بنایا اور اس کے بعد اپنی رُوح نفخ کی۔ یہاں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی رُوح یا انسان میں نفخ ہوتی ہے رُوح حیوانی تو انسان اور حیوانی میں مشترک ہے پس وہ مراد نہیں ہو سکتی ورنہ انسان کا ذکر الگ کرکے اس کا ذکر نہ کیا جاتا پس یہ روح وہ چیز ہے جو انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتی ہے یعنی نفس ناطقہ یا تمیز اور شکر کی صفت جس کی طرف آیت کے آخر میں توجہ دلائی ہے اسی سے پیدا ہوتی ہے دوسری مخلوقات کو نہیں کہا کہ وہ شکر کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف روح کی اضافت بلحاظ تشریف کے ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ الزمر ۳۹/۴۲

اللہ جانوں کو (دو طرح) پر قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند میں پھر انہیں روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسری جانوں کو ایک مقررہ وقت تک بھیج دیتا ہے یقیناً ان کے لئے نشان ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

توفّی۔ میں ان میں سے کونسی چیز لی جاتی ہے ظاہر ہے کہ سارا دن انسان نہیں لیا جاتا کیونکہ نیند اور موت دونوں میں جسم یہاں رہ جاتا ہے اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر کہیں اور نہیں لے جاتا پس سارا انسان اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے تو اس پر توفّی نہیں بولا جائے گا اور جب کبھی کسی کے متعلق لفظ توفّی بولا جائے گا تو اس کا لازم نتیجہ ہوگا کہ جسم نہیں لیا گیا آیا روح حیوانی لی جاتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ نیند میں رُوح حیوانی انسان کے اندر موجود ہوتی ہے اور موت میں نہیں اسلئے توفّی سے مراد رُوح حیوانی لیا جانا بھی نہیں باقی صرف ایک صورت رہ جاتی ہے یعنی یہ کہ نفس ناطقہ یا وہ چیز جس سے عقل و تمیز سے لی جائے اور یہی صحیح ہے۔

منام۔ نوم موت خفیف ہے اور موت نوم ثقیل۔ نوم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر موت نفس کو قبض کرے۔

نفس موجود بالذات ہے

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الٰہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لئے ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے جو اپنے خواص کا عام طور پر بیّن اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی درحقیقت اپنے مرادی معنی یہ رکھتا ہے کہ سورج اور اس کی دھوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے کے شاہد حال ہیں کیونکہ سورج میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ پائے جاتے ہیں یہی خواص معہ شئے زائد[۴] جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اس کے نجی اثبات سے سورج کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھکر ہیں سو جبکہ سورج موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اس کا ہم مثل اور ہم پلہ ہے بلکہ اس سے بڑھکر یعنی نفس انسان وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا۔

یہاں تک جو بیان کیا گیا ہے وہ روح انسانی اور حیوانی کا امتیاز تھا نیز یہ بات واضح کرنی مقصود تھی کہ اللہ تعالیٰ انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کرکے اس کو حالت اعتدال پر بنا کر اس کے بعد اس میں اپنی روح نفخ کرتا ہے اور یہ بلحاظ تشریف کے ہے۔ اور یہ وہ رُوح ہے جس سے خود شناسی اور خود اختیاری کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور یہ روح ہر انسان کو ملتی ہے۔

اب واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس نفس کے تزکیہ سے انسان لقاء اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو ایک اور رُوح دی جاتی ہے اور یہ تیسری قسم کی روح ہے تزکیہ نفس کرنے اور لقاء اللہ کے مقام پر پہنچنے کے لئے انسان کو بہت زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيهِ ۝

اے انسان تو اپنے رب کی طرف سخت کوشش کرکے پہنچنے والا پھر اسے ملنے والا ہے۔

انسان کے معنی خدا سے بھی انس رکھنے والا اور اہل و عیال بیوی بچوں سے بھی انس رکھنے والا۔ دو طرف کے تعلقات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کادح ہو۔ کدح کے معنی کسی چیز میں نہایت مشقت کے ساتھ کوشش کرنے کے ہیں حدیث شریف میں ہے۔ لیسوا عباد الله بمتنعمين خدا کے بندے تن آسان اور تن پرور نہیں ہوتے اور خاص کر خدا کی رضا کو پالینا اور اس سے ملاقات کرنا دشوار گذار گھاٹیوں سے گذرنے کے بغیر ممکن نہیں۔

وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

اور نفس اور اس کی تکمیل اور پھر الہام سے اس کی بدکاری اور تقوےٰ (کے رستے) بتا دیئے وہ کامیاب ہے جو اسے (تعبرات سے) بڑھاتا ہے اور وہ نامراد ہے جو اسے دباتا ہے۔

اور ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ سٰفِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے پھر ہم اسے ذلیل سے ذلیل حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں تو ان کے لئے نہ منقطع ہونے والا اجر ہے۔

(باقی دارد)

---

[۴] انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں۔ مکاشفات کی روشنی اور توجہ کی گرمی

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۵)

حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جس کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	6.00	۹۵	6.00
۸۹	6.00	۱۱۳	6.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۴۰	6.00	۴۵۶	6.00	۶۸۸	6.00	رعایتی	
۲۴۴	6.00	۵۸۳	6.00	۹۵۶/۳۵۲	6.00	۲۶/۸	9.00
۲۴۹	6.00	۵۹۹	6.00	۹۵۷/۳۵۴	12.00	۳۹	3.00
۳۰۱	24.00	۶۰۰	6.00	۲۰۵۸/۴۰۶	6.00	۵۲	18.00
۳۴۱	6.00	۶۲۱	6.00	۲۱۲۷/۴۴۶	6.00	۵۷	24.00
۳۶۴	6.00	۶۲۵	6.00	۲۱۲۷/۴۵۱	6.00	۵۸	6.00
۳۶۹	6.00	۶۲۶	6.00	۲۱۶۳	12.00	۶۰	9.00
۴۳۵	6.00	۶۴۵	6.00	۲۱۶۲/۴۶۵	6.00	۶۳	6.00
۴۴۲	6.00	۶۵۳	6.00	۲۱۶۳/۴۶۶	6.00		

(باقی صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

پیغام صلح ۲۵ جولائی ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۱۴۳۸ شمارہ ۲۸

12-00	۳۵۴	6-00	۲۰۵	4-00	۱۴۷	6-00	۴۲
		3 00	۲۰۷	8-00	۱۶۲	6-00	۴۸
				6-00	۱۶۸	8-00	۸۲
				24-00	۱۹۹	6-00	۱۱۳

(خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۲ھ مطابق ۸ اگست ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۰

واقعہ صلیبِ مسیح کی حقیقت

ارشاداتِ عالیہ حضرت امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالف کہتے ہیں کہ مسیحؑ کی شبیہہ کو سُولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اس میں حصر عقلی یہی بتاتا ہے کہ وہ شخص جو مسیح کی شبیہہ بنایا گیا یا دشمن ہوگا یا دوست۔ اگر تو وہ دشمن تھا، تو ضرور تھا کہ وہ شور مچاتا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیح کو تو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وہ شور مچا کر اپنی صفائی اور بریت کرتا حالانکہ کسی تواریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا اُس نے شور مچا کر رہائی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اگر وہ مسیح کا دوست اور حواری بھی تھا۔ تو پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور وہ صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلا وجہ ملعون ہوا۔ اور خدا نے اسے زبردستی ملعون بنایا۔ رہی یہ بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتی ہے وہ اُسی کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سولی کو مجرموں کے ساتھ تعلق ہے جو گویا کاٹ دینے اور مار دیئے جانے کے لائق ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا تعلق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا۔ یہی لعنت ہے۔ اور اسی واسطے سولی دیئے جانے والا آدمی لعنتی ہوتا ہے۔ سو یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کہ ایک مومن ناکردہ گناہ ملعون قرار دیا جائے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل بات وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر فرمائی ہے کہ مسیحؑ کی حالت غشی وغیرہ کے سبب سے ایسی ہو گئی تھی جیسے کہ مُردہ ہوتا ہے۔ (ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲۲۶)

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اخلص للّٰہ اربعین یومًا ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علیٰ لسانہ ذکرہ رزین العبدی فی کتابہ

(بحوالہ الترغیب والترھیب)

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے چالیس روز خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اُس کے قلب میں سے علم و حکمت کی نہریں اس کی زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔

نوٹ:- یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرتا ہے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے تو وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر کھڑا ہے اور متقی کا معلم خود اللہ تعالیٰ ہو۔ واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ (2:282)

یقینِ کامل سے ایک نئی زندگی ملتی ہے اور اہل یقین پر اللہ تعالیٰ علوم کے دروازے کھول دیتا ہے۔

واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین (15:99)

مفسرین نے یقین کے معنے جسمانی موت کے لئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ اس سے انسان کی زندگی آلودہ زندگی یعنی ہوا و ہوس کی زندگی پر موت سے اور پاکیزہ زندگی کی پیدائش سے تعبیر کرتے ہیں جس سے علم و حکمت اور معرفتِ الٰہی کے خزانے میسر آ جاتے ہیں۔ (غلام قادر)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

امریکہ

ترجمہ خط مسٹر چارلس - ایکس - میکڈانلڈ ۵۲ ۲۲ -
کان سٹریٹ گیری انڈیانا - امریکہ

جناب عالی - آپ کے خط مؤرخہ ۲۱ ۹/۶۲ کا - شکریہ
میں یقیناً آپ کا ارسال کردہ لٹریچر وصول کر کے خوش ہوا ہوں۔

میں مشرقی زبان کو انگریزی پر فوقیت دیتا ہوں مجھے عربی ڈکشنری کی اشد ضرورت ہے - یہ مجھے عربی سیکھنے میں کافی مدد دے گی میں اپنے بچوں اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھانا چاہتا ہوں۔

امید ہے کہ اس دفعہ قرآن شریف حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا ارسال فرماویں گے جس کا میں بہت مشکور رہوں گا۔

(انہیں قرآن شریف بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

الہ آباد (بھارت)

ترجمہ خط ایچ - آئی - جعفری مسلم لیگ انڈیا - الہ آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مہربانی کر کے آپ اپنا اخبار لائٹ کا پرچہ یکم جولائی ۱۹۶۲ء کا ملاحظہ کریں جس میں اسلامی لٹریچر کے متعلق لکھا تھا - مہربانی کر کے آپ اپنی اخبار کو مسلم لیگ کے لئے باقاعدہ بھیجنے کا بندوبست کریں - مشکور رہونگا -

(انہیں اخبار اور مختلف لٹریچر بھیجے گئے - خط لکھا گیا)

جے پور (راجستھان بھارت)

ترجمہ خط ایس - ایم - کے ولی - بی - اے ایل ایل بی
جے پور - راجستھان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے دو کتابیں ریلیجن آف اسلام اور ارلی کیلیفیٹ میری اسلامی لائبریری کے لئے ارسال کی ہیں۔ میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا ہے اور ان اعلےٰ علمی کتب سے متاثر ہوا ہوں خاص کر ریلیجن آف اسلام تو بہت ہی دلچسپ ہے اور یہ کتابیں ہر اس آدمی کے پاس جو اسلام سے خاص دلچسپی رکھتا ہو موجود ہونی چاہئیں ان کے علاوہ میں نے آپ سے قرآن شریف انگریزی فونڈرز آف دی احمدیہ موومنٹ - مینول آف حدیث محمڈ دی پرافٹ خریدی ہوئی ہیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر ان کے علاوہ اور کوئی مفید کتاب ارسال کریں - آپ کا تحفہ اسی غرض پر صرف کیا جائے گا جس غرض کے لئے آپ ارسال کریں گے۔

والسلام

(انہیں لونگ تھاٹس - خصائص القرآن وغیرہ اور مزید بھیجے گئے)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر بالا الحاج موسےٰ منسٹری آف ورکس نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ کی خدمت میں یہ خط بھیجنے میں فخر اور خوشی محسوس کرتا ہوں۔

اگر آپ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی ممبر شپ کے لئے میری بیعت منظور فرمالیں تو میری عین خوش قسمتی ہو گی۔

مجھے لٹریچر باقاعدہ مہیا فرماتے رہیں۔ قرآن شریف کی لیسنہ تبلیغ بہت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

(بیعت کی منظوری اور مبارکباد کا خط لکھا گیا، اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ بھیجے گئے)

علی گڑھ (بھارت)

ترجمہ خط مسٹر جی - ایڈلفی معرفت ریورنڈ سمارٹ میتھوڈسٹ چرچ علی گڑھ یو-پی -

جناب عالی -

میں ایک نوجوان عیسائی علی گڑھ میں رہتا ہوں پچھلے سال میں ایم اے میں پڑھتا تھا - مجھے چند ایک متعصب نوجوان مسلمانوں سے جو کہ شیعہ مسلک سے تعلق .... رکھتے تھے گفتگو کا موقعہ ملا - اور عموماً ان سے الٰہیات پر گفتگو ہوتی اور بعض اوقات سختی تک نوبت پہنچ جاتی، یہ میرا مسلمانوں کے ساتھ بات کرنے کا پہلا موقعہ تھا - ایک دن میں نے اپنے میتھوڈسٹ گرجہ میں اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنے خیالات کا اظہار کیا - میری التجا پر پادری صاحب نے مجھے چند اسلامی کتابیں مطالعہ کے لئے دیں جب میں نے ان کو پڑھا تو میں نے یہ اندازہ لگایا کہ جو کتابیں غیر مسلموں نے لکھی ہیں وہ تعصب اور دھوکا کے رنگ میں لکھی گئی ہیں - میرا مسلمان دوست مجھے کتابیں مہیا نہ کر سکا کیونکہ وہ اردو اور عربی میں ہوتی تھیں گو میں اردو پڑھ سکتا ہوں لیکن پھر بھی جو زبان میں سمجھ نہیں سکتا ہے وہ عربی ہو اور مذہبی کتابوں یا لٹریچر سے تعلق رکھتی ہوں میرے مفید نہیں ہو سکتی تھیں۔

میں زیادہ تر اسلام کے مطالعہ کا خواہشمند ہوں اس کے بارہ میں میرے دوست پروفیسر فرانسس میری مدد کرتے رہتے ہیں جو بمبئی میں مقیم ہیں، اس نے مجھے ایک کتاب خصائص القرآن بھی بھیجی ہے جو کہ بہت پر لطف ہے - اور اس نے مجھے آپ کو خط لکھنے کے لئے لکھا ہے اور امید ہے کہ آپ میری امداد کریں گے -

جی ایڈلفی ایم اے

الورن (نائجیریا)

ترجمہ خط ملام عیسےٰ الایا اسسٹنٹ ورک ماسٹر این اے ورکس ڈیپارٹمنٹ الورن نائجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ارسال کردہ چٹھی مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء و پمفلٹ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۶۲ء ملے اور بہت خوشی ہوئی میں آپ کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں - آپ کی کارکردگی پر جو کہ آپ کی سوسائٹی دنیا میں اسلام کی بلندی کے لئے کر رہی ہے سے میں متاثر ہوا ہوں اور انشاء اللہ آپ بہت کامیاب ہوں گے گو کافی عرصہ سے میں آپ کی سوسائٹی کے کام کے متعلق جو یہ کر رہی ہے سنتا رہا ہوں - اور اب پہلی بار میں آپ سے التماس کر رہا ہوں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس میں کامیاب کرے -

مجھے قرآن شریف انگریزی یا اردو یا زبان میں ترجمہ کیا ہوا درکار ہے اور میں اس کی قیمت ادا کرونگا بشرطیکہ مجھے اس کی قیمت بتلائی جائے اور مجھے ایک کتاب اس قسم کی چاہیئے جو کہ مجھے عربی یوروبا - انگریزی ترجمہ سکھائے اگر یہ مجھے مل جائے تو قرآن شریف کے پڑھنے میں بہت مدد دیگی میں قرآن بخوبی پڑھ سکتا ہوں مگر یہ معلوم نہیں کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں - مجھے پمفلٹوں کا پارسل نہیں ملا میں نے آپ کے ارسال کردہ بہت سے پمفلٹ پڑھے ہیں اور خوب لطف اٹھایا ہے جس میں "نام احمدیہ اور اس کی ضرورت" "اسلام اور عیسائیت" قابل ذکر ہیں - میں خدا سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے -

(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نجات اعمال پر منحصر ہے نہ کہ لوگوں کی آرزوؤں اور خواہشات پر

قرب الٰہی اور حصول نجات کا عالمگیر قانون

مسلم کالج کے اقتصادی حالات اور شاندار نتائج

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتٰب ۔ من یعمل سوءً یجز بہ ۔ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا ۔ ومن یعمل من الصٰلحٰت من ذکر او انثٰی وھو مؤمن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا ــــــ وکان اللہ بکل شیء محیطا (سورۃ النساء)

قرآن ـــ حصول قرب الٰہی کا عالمگیر پیغام

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالٰے نے ساری کی ساری انسانیت کے لئے ایک قانون بیان فرمایا ہے۔ اس انسانیت کے اندر مسلمان بھی ہیں۔ نصرانی بھی، یہودی بھی ہیں اور ہندو اور سکھ بھی۔ غرضیکہ ساری کی ساری انسانیت اس میں شامل ہے اور ان سب کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے نے حکم فرمایا کہ انہیں کہہ دو کہ میں تمام قوموں کے لئے رسول بن کر آیا ہوں۔ اور ساری انسانیت کے لئے خدا تعالٰے کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہوں جو تمام قوموں کے لئے ہے... قرب الٰہی اور سعادت اُخروی کے لئے کسی مذہب نے ایسا ہمہ گیر اور عالمگیر قانون پیش نہیں کیا۔

دوسری اقوام کا تنگ دلانہ نظریہ

قومیں اپنی اپنی جگہ یہ سمجھتی ہیں کہ ہم ہی خدا تعالٰے کی چہیتی اور پیاری قوم ہیں۔ ہم ہی جنت کی وارث ہیں، اور دوسری تمام قومیں دوزخ کا ایندھن ہیں۔ قرآن کریم نے ان متکبر اور مغرور قوموں کی مثالیں بیان کی ہیں مثلاً فرمایا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصارٰی یہودی کہتا ہے کہ جنت میں سوائے ہمارے اور کوئی نہیں جائے گا۔ ان کے خیال میں خدا ساری انسانیت کا خدا نہیں ہے خدا صرف یہودی قوم کا ہے تورات شریف میں ہے کہ نجات صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے، انجیل میں بھی اسی نظریہ کو نقل کیا گیا ہے کہ نجات صرف یہودی قوم کے لئے ہے کیونکہ حضرت عیسٰیؑ خود یہودی نسل سے تھے انہوں نے فرمایا کہ میں تو صرف یہودی قوم کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش کے لئے آیا ہوں اسی لئے انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ نجات صرف یہودی کے لئے ہے

ایسا ہی نصرانی بھی کہتا ہے کہ جو شخص مسیحؑ کے مصلوب ہونے پر ایمان نہیں رکھتا وہ دن رات عبادت کرتا رہے اس کا کوئی فائدہ نہیں وہ ضرور دوزخ میں جائے گا۔ یہود اور نصارٰی دونوں ہی اس بات کے قائل ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ ہندو قوم بھی اسی بات کی قائل ہے سب قومیں اپنے تئیں خدا کی پیاری، لاڈلی اور چہیتی قوم یقین کرتی ہیں۔ ہندو کا ایمان ہے کہ اس بھارت ماتا کی چار دیواری کے اندر جو قوم ہے وہی خدا کی نگاہ میں پوتر ہے۔ باقی سب ملیچھ ہیں۔ دوزخ کا مال ہیں۔

نجات کسی قوم کی آرزوؤں اور خواہشات کے مطابق نہیں ہوسکتی

قرآن کریم نے اس مرض کی اصلاح فرمائی ہے اس نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا لیس بامانیکم۔ اے مسلمانوں جس طرح دوسری قومیں اپنے آپ کو مقرب الی اللہ اور پیاری اور لاڈلی قوم سمجھتی ہیں تم اس فخر و غرور میں مبتلا نہ ہوجانا کہ تمہاری اپنی آرزوؤں کے مطابق ہی سعادت اُخروی حاصل ہوگی اور صرف تم ہی جنت کے ٹھیکیدار ہو، اس میں تمہاری آرزوؤں اور امنگوں کا کوئی دخل نہیں مسلمان تو یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے بڑھ کر ہے اور قرآن کریم کامل دستور العمل ہے لیکن محض اس بات کو مان لینے سے نجات حاصل نہیں ہوسکتی، نہ مسلمان کہلانے اور کلمہ پڑھنے سے کوئی شخص جنت کا حقدار ہوجاتا ہے فرمایا لیس بامانیکم تو ثواب اور سعادت اُخروی اور قرب الٰہی کا مدار تمہاری آرزوؤں پر نہیں پہلے دوسری قوموں کو مخاطب کیا ہے لیکن پہلے اپنی قوم کو تلقین کی ہے، یہی طریقہ تھا۔ اس طریقہ سے کلام زیادہ مؤثر ہوجاتا ہے، چنانچہ

ولا امانی اہل الکتٰب ۔ نہ اہل کتاب کی آرزوؤں اور تمناؤں کے مطابق ہوگا۔

نجات کا مدار عمل پر ہے

مسلمان کو اس کی فکر کرنا چاہیئے کہ عالمگیر دین کامل دستور العمل اور خاتم النبیین کو مان لینا ہی جنت کا موجب نہیں۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی اور اپنی بیویوں کو بھی متنبہ کیا کہ اگر تم سے بھی کوئی گناہ سرزد ہوگا تو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا اور خود اپنے متعلق بھی فرمایا کہ انی اخاف ان عصیت عذاب یوم عظیم میں بھی اگر غلطی کروں تو پکڑا جاؤں

فرمایا لاینفع ذا الجد منک الجد حسب نسب میری درگاہ میں کوئی کوئی کام نہیں دے گا اور قرآن کریم میں فرمایا فلا انساب بینکم قیامت کے دن حسب نسب کا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ من بطی بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ جس کے عمل نے اس کو پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہ کر سکے گا۔ یہ کہنا کہ میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوں۔ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں۔ میں اُن کا کلمہ پڑھتا ہوں۔ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ حضور اکرم صلعم نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا یا فاطمہ! اے پیاری بیٹی اس بات پر ہرگز ہرگز بھروسہ نہ کرنا کہ انی لا اغنی عنک من اللہ شیئا میں خدا کے ہاں تمہارے کام نہیں آسکوں گا۔ ولا املک لک... من اللہ شیئا۔ میں وہاں کچھ اختیار بھی نہیں رکھتا یہ ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی اور عظمت۔ آج پیر، گدی نشین، پروہت اور پنڈت یہی کہتے ہیں کہ خدا اور ہم ایک ہیں، جو ہم کہیں وہی خدا کا منشاء سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ہمارے

نبی اکرم صلعم کا مقام کس قدر بلند ہے وہ اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کو تلقین فرماتے ہیں کہ میرے کچھ اختیار نہیں کہ بارگاہ الٰہی میں تمہاری شفاعت کر سکوں۔

خدا کے ہاں حسب نسب کوئی چیز نہیں

پھر دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رگوں میں بھی وہی خون ہے جو ابو لہب کی رگوں میں ہے وہ آپ کا چچا ہے لیکن اس کی بد اعمالی کا یہ نتیجہ ہے کہ حسب نسب کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں دھتکار دیا گیا تبت یدا ابی لھب وتب خدا کے ہاں حسب نسب کی کوئی حیثیت نہیں اعمال پر انحصار ہے۔ ابو لہب کی رگوں کے اندر بھی وہی ہاشمی خون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رگوں میں ہے لیکن یہ خون اور حسب نسب اس کے کسی کام نہ آیا اس کے مقابلہ میں وہ کالا سیاہ آدمی جو حبشہ کا بادشاہ ہے۔ دور افتادہ براعظم میں رہتا ہے۔ غیر ملک اور غیر قوم میں سے ہے وہ وہاں بیٹھا ہوا خدا کا پیارا ہو گیا۔ اور قریب ترین بیٹھا ہوا۔ ہم ملک۔ ہم قوم۔ ایک ہی خاندان کا فرد خدا کی کرم فرمائی سے محروم ہے۔

خدا خوفی کی زندگی قرب نبوی کا موجب ہے

فرمایا ان اولی الناس بی المتقون جو لوگ خدا خوف اور نیک عمل ہوں وہی میرے قریبی ہیں من کانوا وحیث کانوا خواہ کسی قوم کے ہوں اور کسی وطن کے ہوں۔ مکہ مدینہ کے رہنے والے کو بھی قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے صرف اور صرف اعمال صالحہ کی ضرورت ہے۔ افریقہ اور امریکہ میں رہنے والا اگر خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر یقین کرتا ہے اور اس کے کاروبار میں خدا خوفی منعکس ہوتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام و فرامین کا پابند ہے، تو مکہ اور مدینہ سے تعلق رکھنے والے آدمی سے بہتر اور خدا کو پیارا ہے۔

نجات کا مدار عمل پر ہے

یہ چیز قرب الٰہی کا باعث ہے۔ وہ خدا خوفی ہے اور نیک عملی ہے۔ کسی ملک کا ہو اور کسی قوم کا ہو۔ اس کا کوئی امتیاز نہیں۔ نہ کسی کی آرزوؤں اور تمناؤں کے مطابق جنت ملتی ہے۔ بلکہ فرمایا :۔ من یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ نجات کا مدار عمل پر ہے، کوئی مرد ہو یا عورت۔ اگر اس کے اعمال اچھے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے۔ تو ایسے لوگ یقیناً جنت میں

جائیں گے۔ ولا یظلمون نقیرا۔ اور ذرا بھی ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایک زبردست اور اٹل قانون ہے۔ من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جو کوئی نیکی کرے گا اس کی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اس کا اجر ضرور ملے گا۔ ومن یعمل سوءا یجز بہ۔ جو کوئی بدی کا مرتکب ہو سزا پائے گا۔ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ کوئی حمایتی اور مددگار نہ ملے گا۔ کوئی رام چندر اور کرشن مہاراج یا گوتم بدھ قطعاً کسی کام نہیں آ سکیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی کسی کا حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا۔ یہ الٰہی قانون ہے۔ یہ بیان قرآن مجید کرتا ہے جو ہماری کتاب ہے۔ اعلےٰ درجہ کا دستور العمل ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارا پیغمبر بزرگ ترین پیغمبر ہے اور اکمل ترین ہے۔ ہمارا دین عالمگیر اور الٰہی دین ہے۔ ہماری قوم امت وسطیٰ ہے۔ مگر جب تک ہمارا عمل اس کے مطابق نہیں یہ فخر کسی کام نہیں آ سکتا۔ ...

کالج کی گرانٹ

گورنمنٹ نے انجمن کے کالج کے لئے پچاس ہزار روپے کی گرانٹ منظور کی ہے۔

اس سے قبل دس ہزار روپے کی گرانٹ وصول ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ کی طرف سے ایک چٹھی وصول ہوئی ہے جس میں لکھا ہے، اولین فرصت میں اطلاع دی جائے کہ آپ کے کالج کو سائنس کے سامان، لائبریری کی کتب، فرنیچر و شیلٹر کے لئے کس قدر رقم درکار ہے۔ پرنسپل صاحب نے ستر ہزار روپے کی رقم کا مطالبہ کیا ہے۔

عمل سے یہی بات ہے جو خدا تعالےٰ انسانوں کو یہاں سکھلانا چاہتا ہے ہمیں فکر مند ہونا چاہئیے ہم پر خدا تعالےٰ نے حجت قائم کی ہے۔ اور اس جماعت پر دوہری حجت ہے۔ ہمیں فکر کرنا چاہئیے اور اپنے تئیں سنوارنے کی کوشش کرنی چاہئیے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنا چاہئیے۔

عبادت کا مقصد عجز و انکساری اختیار کرنا ہے۔

عبادت ایسی ہو جو طبیعت میں عجز و انکساری اور تواضع پیدا کرے یا عباد اللہ او حی الی ان تواضعوا یعنی مجھے وحی کی گئی ہے کہ انکساری تواضع اختیار کرو۔ یہی مقصد عبادت کا ہے اس سے قرب الٰہی کی راہیں استوار ہوتی ہیں۔ ولا یبغی احد علی احد۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ ایک دوسرے کے حقوق پامال نہ کرو۔ عملی دین سیکھو اور اس پر عمل کرو۔ ایک جگہ

ساری قوم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ۔ کیا مسلمانوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے جھک جائیں، تواضع اور انکساری اختیار کریں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے نصیحت فرمائی ہے کہ دوسری قوموں کی طرح تکبر اور غرور تم میں پیدا نہ ہو

احکام الٰہی کی فرمانبرداری اور مخلوق خدا کیساتھ ہمدردی

دوسری جگہ فرمایا ومن احسن دینا ممن اسلم وجھہ للہ۔ ہم سب کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ اس قوم سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی مقرب اور کوئی نہیں ہو سکتی جو اللہ تعالےٰ کی کامل فرمانبرداری کرے اور اپنی تمام قوتیں، تمام مال و دولت اور تمام صلاحیتیں اور تمام استعدادوں کو اسی کی راہ میں لگا دے۔ اور اسی کی رضا کے ماتحت صرف کرے۔ وھو محسن اور وہ خدا کی مخلوق پر احسان کرتا ہو۔

حضرت ابراہیمؑ کا اخلاص پیدا کرو۔

واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ اور اس عظیم انسان حضرت ابراہیمؑ کے مذہب پر چلیں۔ جس نے اخلاص سے خدا کی فرمانبرداری کی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے صدق و وفا اور اخلاص کی وجہ سے ہی اپنا دوست بنایا تھا، پس جو کوئی اخلاص کا ثبوت دے گا۔ اور جو کوئی حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ اختیار کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اسکو بھی اپنا دوست بنائے گا وللہ ما فی السموات وما فی الارض۔ یہ احکام فرامین اس بادشاہ کے ارشاد کردہ ہیں جس کی حکومت عرش، فرش، زمین و آسمان اور کائنات کے ہر ذرہ پر ہے۔ تاریکی پر بھی اور روشنی پر بھی مغرب میں بھی ہے اور مشرق میں بھی۔ شمال میں بھی ہے اور جنوب میں بھی۔ کان اللہ بکل شیء محیطا۔ اللہ تعالےٰ تمام لوگوں کے اعمالوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس ہمیں ایسے قادر مطلق بادشاہ کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے جس کی سلطنت وسیع اور دائمی ہے جو ساری قوموں کا پالنہار ہے۔ جس کا اجر بے اندازہ ہے۔

دوستوں اور بیماروں کیلئے دعا

پچھلے جمعہ میں جماعت میں ان لوگوں کے لئے دعا کی گئی تھی جو بیمار ہیں یا مشکلات میں مبتلا ہیں آج بھی ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو بیمار ہیں اور جو مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی بیماری دور

کرے اور انہیں صحت عطا فرمائے۔ انسان بڑا عاجز ہے جس پر ابتلاء آتا ہے وہی سمجھتا ہے کہ وہ کس قدر عاجز ہے۔ ہم سب عاجز ہیں جب تک خدا کا خاص فضل شامل حال نہ ہو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پچھلے پرچہ میں بھی مرزا غلام مصطفےٰ بیگ صاحب کی والدہ محترمہ کی صحت کے لئے دعا کی گئی تھی آج بھی دعا کریں اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

نیو مسلم کالج کے نتائج اور سرکاری گرانٹ

پرنسپل صاحب نے کالج کے متعلق کچھ کوائف دیئے ہیں۔ ان میں آپ کے لئے خوشخبری ہے ایک تو یہ کہ حکومت نے ہمارے کالج کو پچاس ہزار روپے کی گرانٹ دی ہے اور لکھا ہے کہ فوراً اس رقم کو وصول کر لیں۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس سے پہلے بھی حکومت کی طرف سے دس ہزار روپیہ کی گرانٹ وصول ہو چکی ہے۔ ایک اور چٹھی گورنمنٹ کی طرف سے آئی ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ کو جس قدر رقم فرنیچر، لائبریری یا سائنس لیبارٹری کے لئے ضرورت ہے لکھیں تاکہ ان ضروریات کے لئے مزید رقم دی جائے۔ اس بارے میں پرنسپل صاحب نے ستر ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا ہے۔

کالج کی مالی حالت

کالج کی تعطیلات سے پیشتر جو ششماہی ختم ہوئی تھی اس کے اخراجات ادا کر دینے کے بعد کالج فنڈ میں کم و بیش بیس ہزار روپے کی بچت تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے خدا تعالےٰ نے انجمن کے کالج کو اپنے فضل سے اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔

کالج کا نتیجہ

کالج کا نتیجہ بھی نکل آیا ہے۔ گیارہویں جماعت کے پچاس فیصدی لڑکے پاس ہو گئے ہیں ۱۱ لڑکوں کے نتائج کا اور انتظار ہے، اس طرح ۹۰-۹۵ فیصدی نتیجہ ہوگا۔ ہر مضمون کا نتیجہ یوں ہے۔ تاریخ میں ۹۶ فیصدی۔ عربی میں ۱۰۰ فیصدی جغرافیہ میں ۱۰۰ فیصدی۔ مولوی شمس الزمان صاحب۔ مولوی فضل دین صاحب اور فرحت بیگ صاحب کے مضامین کا نتیجہ سو فیصدی رہا۔ یہ پروفیسر صاحبان خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اکنامکس کا نتیجہ ۴۸ فیصدی رہا ( ) اور اسلامیات میں ۵۰ فیصدی نتیجہ ہے۔ اسلامیات میں چاہیئے تھا کہ سو فیصدی نتیجہ ہوتا۔ اس میں ہمارا امتیازی مقام ہونا چاہیئے تھا۔ آئندہ کوشش ہونی چاہئے کہ اسلامیات کا نتیجہ سو فیصدی ہو۔ دوسرے کالجوں کی نسبت ہمارے کالج میں اس خصوصیت کا پایا جانا بہت ضروری ہے۔ بہر حال یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور احسان و کرم ہے کہ اس نے جہاں ہمارے کالج کی اقتصادی حالت بھی بہتر بنا دی وہاں نتیجہ بھی خاطر خواہ رہا۔ ہم ان تمام پروفیسر صاحبان کے حق میں دعا کرتے ہیں اور ان کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ پرنسپل صاحب کے بھی ہم ممنون ہیں۔ انہوں نے گرانٹ کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ موجودہ اسمبلی کے نصف کے قریب ممبران کے شاگرد ہیں۔ اسی طرح لاہور میں بڑے بڑے افسران اور حکام آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اخلاق بھی دیا ہے، علم بھی دیا ہے اور شہرت بھی عطا کی ہے۔ کالج کو قابل اور محنتی اساتذہ کا میسر آنا صد غنیمت ہے۔ گورنمنٹ کالج اور دوسرے مشہور و معروف کالجوں کے تجربہ کار پروفیسر صاحبان خدا نے ہی ہم کو عطا کئے ہیں، یہ احسان الٰہی ہے۔ ورنہ اگر نئے نئے لیکچرار رکھ لئے جاتے تو یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر دفتر کا کام کسی ناتجربہ کار ہیڈ کلرک کے سپرد کیا جاتا تو ابتری پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس اندیشہ کی روک تھام کے لئے ایک تجربہ کار ثقہ ہیڈ کلرک چوہدری عبدالحق صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں، جنہوں نے دفتر کے کام کو خوبی سے چلایا ہے وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

کچھ ساتھ ماہ تک لگاتار کالج کے رشتہ داروں، اور طالب علموں کو یہ اضطراب دامنگیر رہا کہ انجمن اس کالج کو جاری رکھنا چاہتی ہے یا ختم کرنا چاہتی ہے۔ باوجود اس کے خدا کے فضل سے امتحان کا نتیجہ خاطر خواہ رہا۔ اور اقتصادی لحاظ سے کالج کو خدا تعالےٰ نے مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔

فالحمد للہ رب العالمین

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام ۵ر اگست ۱۹۶۲ء کو جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں جناب ناصر احمد صاحب کی صدارت میں کامیاب جلسہ منعقد ہوا۔

حضرت امیر قوم، بزرگان دین، خواتین و احباب اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت فرمائی۔ مقرر خصوصی اقبال احمد صاحب خلف الرشید حضرت مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم و مغفور نے ایک پُر از حقائق اور بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ بعد ازاں حضرت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے ایمان افروز ارشادات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ ان تقریروں کا متن اور مفصل روئداد عنقریب اشاعت میں شائع کی جائیں گی۔ اختتام جلسہ کے بعد حاضرین کی تواضع ماکول و مشروب سے کی گئی۔

اخبار احمدیہ

محترم جناب میاں محمد صاحب کو صدمہ
میاں رؤف احمد صاحب کا انتقال پر ملال

ابھی ابھی کراچی سے یہ رنجدہ خبر موصول ہوئی ہے کہ محترم جناب میاں محمد صاحب کے صاحبزادہ میاں رؤف احمد صاحب کا کراچی میں انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میاں رؤف احمد صاحب محترم جناب میاں محمد صاحب کے دوسرے صاحبزادہ تھے۔ ان کے بیوی اور بچے کچھ عرصہ ہوا ہوائی جہاز کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے تھے۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا باقی رہ گئے۔ جن کے سر سے اب باپ کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ تادم تحریر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مرحوم کا انتقال کس عارضہ سے ہوا، اور ان کا جنازہ لائل پور لایا جائے گا یا کراچی ہی میں سپرد خاک کیا جائے گا۔

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے پسماندگان اور ان کے والد ماجد محترم جناب میاں محمد صاحب اور ان کے تمام برادران سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

جرمنی میں میلاد النبی کا جلسہ

مولانا محمد یحییٰ بٹ امام برلن مسجد جرمنی اطلاع دیتے ہیں کہ:-

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت مسجد برلن میں ۱۳ر اگست کو ہم منا رہے ہیں۔ اس اجتماع کی صدارت ڈاکٹر لنڈن برگ کریں گے۔ جلسہ کا پروگرام حسب ذیل ہے:-

(۱) تلاوت قرآن مجید۔ (۲) درود شریف

تقاریر:- (۱) خاکسار (۲) ایرانی امیبیڈر

(۳) صدر جلسہ

بعد میں حاضرین کی تواضع چائے سے کی جائے گی۔

مالی پریشانی اور درخواست دعا

ملک آئل ملز لائلپور سے ملک نذر حسین صاحب لکھتے ہیں:

مکرمی جناب مدیر پیغام صلح لاہور

السلام علیکم۔ مزاج گرامی۔ مجھے مالی پریشانیوں کی وجہ سے کافی بے چینی ہے سکون قلب میسر نہیں کاروبار کی ناپائداری آڑے آ رہی ہے۔ براہ کرم پیغام صلح میں میرے متعلق دعا کے لئے شائع کرا دیں تاکہ تمام دوستوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ جلد میری مشکلوں کو حل فرما دیں۔ نوازش ہوگی

تابعدار نذر حسین۔ لائل پور

آپ کے خطوط

سوانح حیات حضرت امیر مرحوم

احباب کی خاص توجہ کے قابل

۲۹ گلبرگ کالونی - لاہور
یکم اگست ۱۹۶۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کئی ماہ ہو گئے ہیں کہ متعدد بار اخبار میں اعلان کیا گیا تھا کہ چونکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی سوانح عمری لکھنے کا کام شروع ہے اس لئے جن احباب کو کوئی خاص واقعات یا دلچسپ حالات کا علم ہو جسکے وہ عینی شاہد ہوں یا جن کو باوثوق ذرائع سے سنا ہو اور جن کا تعلق حضرت مولانا مرحوم سے ہو اور جو اب تک شائع شدہ نہ ہوں۔ ان کو مہربانی فرما کر لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ مجھے افسوس ہے کہ باوجود بعض بزرگوں کے نام لکھنے کے بھی اور ان کو ذاتی خطوط لکھنے پر بھی بہت کم احباب نے اب تک اس معاملہ کی طرف توجہ دی ہے۔ اب یہ موقعہ ہے۔ اگر ماہ اگست کے آخر تک کوئی اس قسم کے خطوط یا نوشتہ حالات وغیرہ پہنچ گئے تو موزوں پائے جانے پر ان کو درج کتاب کیا جا سکے گا۔ بہرحال انشاء اللہ تعالےٰ امید ہے یہ سوانح عمری ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کے ہاتھوں میں پہنچ سکے گی۔ تخمینہ ہے کہ یہ کوئی ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہو گی اور باتصویر ہو گی۔ قیمت اغلباً چار روپے فی کاپی ہو گی۔ صرف ایک جلد میں ہی تمام کوائف آ جائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

والسلام

خاکسار ممتاز احمد فاروقی

ایک خطبہ اور قرآن شریف کی مفت تقسیم کے لئے چندہ

بدوملہی - مورخہ ۱۲/۷/۶۲

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مندرجہ ذیل سطور اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرماویں۔

مورخہ ۲۰ جولائی کو ماسٹر عبدالغنی صاحب سکینڈ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی کو خطبہ جمعہ کے لئے کہا گیا عام طور پر مولوی مسیح الزمان صاحب خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اتفاقاً خرابی موسم کی وجہ سے مولوی صاحب تشریف نہ لا سکے۔

ماسٹر صاحب نے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ .... ھم المفلحون۔ آیات تلاوت کرنے کے بعد ترجمہ کیا اور تشریحاً بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک مسلمان کو چاہیئے کہ مرتے دم تک خداخوفی کی زندگی بسر کرے۔ قرآن کریم جن باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ان پر عمل کرے اور جن باتوں سے روکتا ہے رکا رہے۔ تاکہ جب وہ اس دنیا سے کوچ کرے تو ہر ایک کی زبان پر یہی ہو۔ کہ آج ایک حقیقی مسلمان ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ ایسا مسلمان جو عہد کا پکا۔ قول کا سچا۔ راستباز۔ دیانتدار۔ حق گو۔ خدا کی بندگی کرنے والا اور مخلوق خدا سے ہمدردی کرنے والا تھا۔ اور یہی مطلب اس آیت کا ہے ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔

پھر بتایا کہ مسلمان ایسی اچھی زندگی صرف قرآن کریم کے ارشادات پر عمل کرنے سے حاصل کر سکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ عرب کی حالت کتنی بری تھی۔ جوا کھیلنا گویا ان کی گھٹی میں تھا۔ شراب خوردہ تھے۔ زانی پرلے درجے کے۔ بدکاریوں پر اعلانیہ فخر کرنے والے۔ چوری، ٹھگی اور لوٹ مار ان کا پیشہ تھا۔ معمولی باتوں پر جھگڑتے تو پشتوں تک ان کے جھگڑے چلتے۔ غرضیکہ وہ کونسی برائی تھی جو ان میں نہ تھی۔ حالی مرحوم نے مسدس میں ان کا نقشہ خوب کھینچا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی بدولت وہ سب برائیاں ان سے دور کر دی گئیں اور اس پر حکمت کتاب نے انہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ آج بھی اگر دنیا امن کی متلاشی ہے اور ضرور ہے۔ تو اسے قرآن کریم سے اپنی مشکلات کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔

اس سے اگلی آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ ضرور ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ ایسا ہو جو دعوت الی الخیر یا قرآن کریم کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرے۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کام کرنے والے گروہ کی کامیابی کا ذمہ خود خدا تعالےٰ نے اٹھایا ہے۔ چنانچہ آیت کے آخری الفاظ ہیں اولئک ھم المفلحون۔

ہر زمانہ میں ایسا گروہ کیسے پیدا ہو گا۔ اس کا ذکر حدیث شریف میں اس طرح ہے ان اللہ یبعث علےٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ہر صدی میں اللہ تعالےٰ مجدد مبعوث کریگا جس کا کام تجدید دین ہو گا۔ بلاشبہ اس مجدد کا ساتھ دینے والا گروہ وہی گروہ ہو گا جو دعوت الی الخیر کا کام کرے گا۔ بدقسمتی سے اس صدی کے اس گروہ کے ایک بڑے حصہ نے غلو سے کام لیا اور بے راہ روی اختیار کر لی۔ اور ایسا ہوتا مقدر تھا۔ کیونکہ اس صدی کے مجدد نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ بھی کیا تھا۔ جس طرح پہلے مسیحؑ کے ماننے والوں کے ایک بڑے حصہ نے ایک نبی کو خدا بنا لیا۔ حالانکہ قرآن کریم نے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی چونکہ اس صدی کے مجدد مہدی بھی ہیں۔ اس لئے وہ وقت قریب ہے کہ جب غلو کرنے والے حصہ کی کثرت قلت میں بدل جائے بہتیرے ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں پس مبارک ہیں وہ جو صحیح طور پر مجدد وقتؑ کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ وہ واحد جماعت ہے جو ہر قسم کی افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ اور محض دین کی اشاعت اس کے پیش نظر ہے۔

چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس کے ہر کام میں خدا تعالےٰ بڑی برکت دیتا ہے۔ آپ اس کام پر ہی غور کریں کہ قرآن کریم ملکی اور غیر ملکی لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے غیر مسلم پڑھتے ہیں تو مسلمان ہوتے ہیں، اور نام کے مسلمان پڑھتے ہیں تو از سر نو حقیقی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ تعصب سے بالا صاحب علم آدمی وقتاً فوقتاً اس امر کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں اور غیر متعصب آدمیوں کے لئے بیانات مجدد وقتؑ کی صداقت کا بہت بڑا نشان ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا:-

"میں یہ صاف صاف کہنے سے
رک نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے
یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں
ہی داخل ہے دوسرے سے ایسا
ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد مجددؑ وقت کے ہاتھ پر کیا ہوا ہے اور بلاشبہ ہم میں سے ہر ایک حسب استطاعت ماہوار مقرر کیا ہوا چندہ دے کر اپنی دولت کو پاک کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ دنیا ایک دفعہ پھر علےٰ شفا حفرۃ من النار کا منظر پیش کر رہی ہے اور دنیا میں امن پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی توجہ پورے طور پر اس طرف منعطف کرنا چاہیئے۔ ماہوار چندوں کے علاوہ کچھ اور چندہ جمع کر کے مرکز میں بھیجیں۔ یہ روپیہ صرف قرآن کریم لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچانے کے لئے صرف کیا جائیگا آئیے ہم سب اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میں دس روپے سے اس کار خیر میں حصہ لیتا ہوں"۔ احباب جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے خطبہ ... [illegible] کے بعد مندرجہ ذیل رقوم دینے کا وعدہ ... [illegible] کوشش یہ ہو گی کہ ہر فرد اس میں حصہ لے ... [illegible]

(باقی برپشت اشتہار کے پیچھے)

رفتارِ عالم

— صدر مملکت پاکستان نے کراچی کے جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے قوم کو خبردار کیا ہے کہ بھارت کی خارجہ پالیسی اس بات پر مبنی ہے کہ پاکستان کو کمزور کیا جائے اور اس طرح اسکو ختم کر دیا جائے۔ صدر نے اعلان کیا کہ خدا کے فضل و کرم سے پاکستان کبھی ختم نہیں ہوگا۔ یہ ملک ہمیشہ سلامت رہے گا۔ اس قوم میں ایمان ہے جان ہے اور قربانی کا جذبہ موجود ہے قوم کا ہر فرد اپنے وطن عزیز کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینے کے لئے تیار ہے۔ آپ نے کہا موجودہ حالات میں آئین کی منسوخی کا نعرہ ملک کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا، سیاست دان پھر وہی جمہوریت چاہتے ہیں جس نے ملک کا ستیاناس کر دیا۔ عائلی قوانین کی تنسیخ بنیادی حقوق کی بحالی، حق بالغ رائے دہی کے مطالبات تعمیری کام نہیں۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ملک میں استحکام پیدا ہو۔

— لاہور جمعیت العلماء نے اسلامی مشاورتی کونسل کی موجودہ تشکیل پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ سرکاری مشاورتی کونسل، اسلامی مسائل پر مشورہ دینے کی اہل نہیں ہے۔

— راولپنڈی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس منعقدہ ستمبر میں محمد علی بوگرہ پاکستانی وفد کی قیادت کریں گے۔

— لاہور۔ گورنر مغربی پاکستان نے کہا ہے کہ وہ اپنی کابینہ میں چھوٹے یونٹوں کو نمائندگی دینے کے خواہشمند ہیں اور اس مقصد کے لئے ایک نشست خالی رکھی گئی ہے۔

— الجزائر پارلیمنٹ کا انتخاب ۲؍ ستمبر کو ہوگا۔

— بروسلز۔ مشترکہ یورپی منڈی کی بات چیت بے نتیجہ رہی ہے۔ یورپی ملکوں کا اجلاس اختلاف رائے کی بناء پر آئندہ موسم خزاں تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

— لاہور۔ صحافیوں نے اس مطالبے کی تائید کی ہے کہ قومی پریس سے کمیونسٹ عناصر کو خارج کیا جائے۔

— ماسکو۔ شاہ افغانستان روس کے ایک ہفتہ کے دورہ پر ماسکو جا رہے ہیں۔

— بھارت نے دنیا کا سب سے بڑا ایٹمی طاقت کا سٹیشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— بھارت نے سرحدی بات چیت کی چینی تجویز مسترد کر دی ہے۔ یہ تجویز وزیر خارجہ چین نے ایک نئی دہلی نشریہ میں پیش کی تھی۔ بھارتی وزیر ترجمان نے کہا ہے کہ بھارت اس وقت تک چین سے سرحدی بات چیت پر رضامند نہیں ہوگا۔ جب تک چین مقبوضہ علاقہ خالی نہ کر دے۔

— واشنگٹن اسلامی مرکز میں عید میلاد النبی صلعم کی تقریبات شایان شان طریقہ پر منائی جائیں گی۔

— لاہور پولیس نے صوبائی دار الحکومت میں کام کرنے والے افغان ایجنٹوں کے گروہ کا سراغ لگایا ہے اس سلسلے میں پولیس نے دس افراد کو حراست میں لے لیا ہے۔

— لاہور میں آخری چہار شنبہ کی تقریب بڑے تزک و احتشام سے منائی گئی۔

— کالجوں میں داخلے کے امیدواروں کی کثیر تعداد کے پیش نظر صوبائی حکومت کالجوں میں شام کی کلاسیں جاری رکھنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

— لاہور۔ گندم کے آٹے میں ملاوٹ کی شکایات کے پیش نظر صوبائی حکومت نے مغربی پاکستان کے تمام فلور ملوں اور آٹا پیسنے والی چکیوں میں آٹے کے معیار کی جانچ پڑتال کا حکم دے دیا ہے۔

— ڈھاکہ۔ صدر ایوب مرکزی کابینہ اور مرکزی پارلیمنٹری سیکرٹریوں کی تعداد میں توسیع کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔

— امریکہ کے سابقہ صدر آئزن ہاور نے دنیا کی اقوام کے درمیان مفاہمت بڑھانے کے لئے ایک بین الاقوامی سکول کے قیام کی تجویز پیش کی ہے۔

— لنڈن۔ یوگنڈا کی آزادی کا مسودہ قانون منظور کیا گیا ہے اس کی رو سے یوگنڈا ۹؍ اکتوبر کو آزاد ہو جائے گا۔

— سیاٹل۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ایک افسر اعلیٰ نے کہا ہے کہ یہ دعوے کہ سوویٹ نظام بڑی تیزی سے اقتصادی ترقی سے بہرہ یاب ہے کمیونسٹ چین اور ایشیا کے دوسرے اشتراکی مقبوضہ ملکوں میں باطل ثابت ہو چکا ہے۔

— پاکستان اور افغانستان کے درمیان مستقبل قریب میں سیاسی اور تجارتی روابط قائم کرنے کا فی الحال کوئی امکان نہیں ہے اور اس امر کا اشارہ اس کمیونک سے ملتا ہے جو شاہ ایران کی کابل اور راولپنڈی کے چھ روزہ دورے سے تہران واپسی پر جاری کیا گیا ہے۔

— محکمہ آثار قدیمہ تاریخی مقامات کی مرمت پر موجودہ سال کے درمیان ساڑھے آٹھ لاکھ روپے خرچ کرے گا۔

جمع کر کے جلد مرکز میں بھیجدی جائے۔

(۱) ماسٹر عبدالغنی صاحب 100.00
(۲) مولوی محمد رمضان صاحب 5.00
(۳) خالدہ ادیب خانم 1.00
(۴) شیخ اللہ بخش صاحب سیکرٹری 50.00 وغیرہ
(۵) چوہدری سیلا احمد صاحب 10.00 وغیرہ
(۶) ″ ″ محمد لطیف صاحب 10.00 ″
(۷) ″ ″ غضنفر علی ″ 10.00 ″
(۸) ″ ″ حیات محمد ″ 10.00 ″
(۹) مولوی محمد رمضان صاحب 5.00 ″
(۱۰) میاں محمد اسمٰعیل صاحب 10.00 وغیرہ
(۱۱) شیخ غلام مصطفےٰ صاحب 10.00 ″
(۱۲) ماسٹر محمد عبداللہ صاحب 10.00 ″
(۱۳) حکیم محمد اسلم علوی صاحب 2.00 ″
(۱۴) ہمشیرہ اللہ دتہ صاحبان 10.00 ″

پیغام صلح ۸ اگست ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ شمارہ نمبر ۲۹

(تنظیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ سے شائع ہوا)

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور
وہ پیشوا ہمارا
کلام حضرت مجدد زمان میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ٭ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ٭ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ٭ اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی ٭ دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
مدیر
دوست محمد
نائب مدیر
بشیر احمد سوز

قصیدۃ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللهِ وَالْعِرْفَانِ ❊ يَسْعَى إِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْآنِ

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے ❊ لوگ تیری طرف پیاسوں کی طرح دوڑتے ہیں

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ ❊ تَهْوِي إِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيزَانِ

اے خدائے منعم و منان کے دریا ❊ لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آ رہے ہیں

يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْإِحْسَانِ ❊ نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب ❊ تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَأُمَّةٌ قَدْ أُخْبِرَتْ ❊ مِنْ ذَلِكَ الْبَدْرِ الَّذِي أَصْبَانِي

ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے ❊ اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

يَبْكُونَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً ❊ وَتَأَلُّمًا مِنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

وہ آپ کے حسن و جمال کو یاد کرکے روتے ہیں ❊ اور جدائی کی سوزش سے دکھ اٹھا کر چلاتے ہیں۔

وَأَرَى الْقُلُوبَ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً ❊ وَأَرَى الْغُرُوبَ تُسِيلُهَا الْعَيْنَانِ

میں دلوں کو غم سے گلوں تک آ پہنچے ہوئے دیکھتا ہوں ❊ اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔

يَا مَنْ غَدَا فِي نُورِهِ وَضِيَائِهِ ❊ كَالنَّيِّرَيْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ

اور وہ جو اپنے نور اور ضیا میں ❊ آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے اور جس سے دن اور رات روشن اور درخشاں ہو گئے

يَا بَدْرَنَا يَا آيَةَ الرَّحْمٰنِ ❊ أَهْدَى الْهُدَاةِ وَأَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے چودھویں رات کے چاند اور اے رحمان کی آیت ❊ سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی اور سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر

إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ ❊ شَأْنًا يَفُوقُ شَمَائِلَ الْإِنْسَانِ

میں تیرے روشن چہرہ میں ایسی شان پاتا ہوں ❊ جو انسانی صفات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے

وَقَدِ اقْتَفَاكَ أُولُو النُّهَى وَبِصِدْقِهِمْ ❊ وَدَعُوا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْأَوْطَانِ

دانشوروں نے تیری اتباع کی اور اپنے صدق و ثبات ❊ کی وجہ سے اپنے وطن کی یاد بھی ترک کر دی

قَدْ آثَرُوكَ وَفَارَقُوا أَحْبَابَهُمْ

انہوں نے تجھے مقدم کیا اور اپنے پیاروں کو چھوڑ دیا

وَتَبَاعَدُوا مِنْ حَلْقَةِ الْإِخْوَانِ

اور اپنے بھائیوں کے حلقہ سے دور ہو گئے

ہفت روزہ پیغام صلح —— لاہور —— ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء

یوم میلاد النبی صلعم اور یوم آزادی

امسال میلاد النبی صلعم اور پاکستان کی آزادی کی تقریبات ایک ہی دن منائی جا رہی ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول میلاد النبیؐ کا مقدس دن ہے، جو امسال ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء کو واقع ہوا ہے اور یہی بر صغیر کی آزادی اور قیام پاکستان کا دن ہے جس کے بعد یکے بعد دیگرے دنیا کی کئی اقوام غیروں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئیں، گویا آج کے دن دو طرح کی آزادی کا پیغام بنی نوع انسان کو ملا، ایک طرف ہادی برحق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت نے ذہنی و روحانی اور مذہبی آزادی کا پیغام دنیا کو دیا اور چند ہی سال کے عرصہ میں یہ پیغام ایک حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ گیا، دنیا اس وقت خطرناک قسم کی جہالت میں مبتلا تھی، خدائے واحد کی سرزمین پر طرح طرح کے کفر و شرک کے عقائد پھیلے ہوئے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اُن کے خلاف آواز بلند کر سکے، مختلف قسم کے رواجات مخلوق خدا کو عائلی و عمرانی و معاشرتی بندھنوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور کسی کو طاقت نہ تھی کہ ان بندھنوں کو توڑ سکے، بالخصوص عرب کی سرزمین ہر قسم کے کفر و شرک اور توہم پرستی کا مرکز بنی ہوئی تھی اس وقت ہادی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید الٰہی کا وہ نعرہ بلند کیا، جس نے دلوں کے اندر ایک لرزہ پیدا کر دیا، اور چند ہی سالوں میں وہی عرب کی سرزمین نہ صرف کفر و شرک سے پاک ہو گئی، بلکہ اسے وہ ذہنی و روحانی سربلندی حاصل ہوئی، جس نے ایک طرف علم و حکمت کے دریا بہا کر جہالت کی تاریکیوں کو دنیا سے دور کر دیا اور دوسری طرف خدائے واحد کے ساتھ عبودیت کا رشتہ جوڑ کر اخوت و وحدت نسل انسانی کا عملی سبق دنیا کو پڑھایا، رسوم و رواجات کے وہ بندھن جو انسانوں کے مختلف طبقات کو کئی قسم کی غلامی میں مبتلا کئے ہوئے تھے۔ بالکل توڑ دیئے گئے۔ غلام اور آقا کا تفاوت مٹا دیا گیا، عورتوں کو منقولہ جائداد بنانا ترک کر دیا گیا اور وہ آزادی اور وہ حقوق انہیں دیئے گئے جو آج تک کسی دوسرے مذہب اور کسی قوم کی عورتوں کو نصیب نہیں ہوئے، مذہب کی آزادی جس کا تصور بھی دل و دماغ میں پیدا نہ ہو سکتا تھا اور جو جس مذہب پر تھا اس کا اس سے سرمو اختلاف کرنا موجب گردن زدنی سمجھا جاتا تھا، ہادی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو نصیب ہوئی، جنہوں نے خدائے پاک کے اس حکم کی تعمیل کی کہ:۔

جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ دُور ہو جائے
اور دین محض اللہ کے لئے ہو جائے

اپنی جانیں لڑائیں اور صرف اپنے ہی لئے نہیں بلکہ انہوں نے یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، مجوسیوں، کے معبدوں اور گرجاؤں کی حفاظت کے لئے جنگیں کیں اور دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور رہبروں کو خدا کے سچے نبی اور رسول قرار دے کر اور ان کی صداقت کو مسلمانوں کے ایمانیات میں داخل کر کے دنیا میں امن و اتحاد کی نہایت مضبوط اور پختہ بنیاد رکھ دی۔

آج دنیا میں قومی و نسلی اور وطنی و لونی تفاوت کو ایک دوسرے پر فضیلت اور برتری کا باعث سمجھا جا رہا ہے جس کی وجہ سے کالے اور گورے، ازیقی اور یورپی، امریکہ اور روس کی باہمی آویزشیں جاری ہیں اور دنیا ایک خطرناک بحران سے گذر رہی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نجات دلانے کے لئے یہ پیغام دیا کہ

"کسی عرب کو غیر عرب پر یا غیر عرب
کو کسی عرب پر کوئی فضیلت نہیں
نہ ہی گورے کو کالے پر یا کالے
کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے
قبائل اور قومیں محض تعارف کے لئے
ہیں فضیلت کے لئے نہیں۔ فضیلت
اگر کسی کو حاصل ہو سکتی ہے، تو نیکی
اور تقوے کی راہ اختیار کرنے
اور خدا سے ڈر کر مخلوق کے حقوق
کو ادا کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے"

یہ وہ پیغام نجات ہے جس کی آج دنیا کو ضرورت ہے اور سوائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ہادی و رہبر سے یہ پیغام دنیا کو کبھی نہیں ملا اس لئے یہی ایک پیغمبرؐ ہے جس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات حاصل کر سکتی اور آزادی کی اس عظیم الشان نعمت سے متمتع ہو سکتی ہے، جو شاید ہی کبھی دنیا کو میسر آئی ہو۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد و علٰی آل سیدنا محمد و بارک وسلم علیہ۔

اسی آزادی کی ایک لہر ہم نے آج سے پندرہ سال بیشتر دیکھی، جب ہمارا وطن عزیز انگریز کی غلامی سے آزاد ہو کر ایک نئی اسلامی مملکت بن گیا، اس پندرہ سال کے عرصہ میں اس اسلامی مملکت نے کئی نشیب و فراز دیکھے۔ جن کی وجہ سے بعض وقت اس کی بربادی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک مرد مجاہد کے انقلابی ہاتھ کے ذریعہ اسے تباہی و بربادی سے بچا کر عزت و رفعت کے بلند مقام پر کھڑا کر دیا۔ آج اس آزادی کی یاد میں پاکستان کا ہر فرد و بشر سرشار ہے، اور میلاد النبیؐ کی تقریب سعید کے ساتھ یوم آزادی کو بھی منانے کے لئے مختلف قسم کے رنگا رنگ پروگرام زیر عمل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آزادی کی اس نعمت کو اہالیان پاکستان کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ اور ہمارے اعمال کو ہر قسم کی بدیوں اور برائیوں سے پاک کر کے اس خداداد مملکت کو اصلی اور حقیقی معنوں میں پاکستان بنا دے ٭

ضروری اعلان

گذشتہ مجلس معتمدین میں تو م نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردست مبلغین کلاس میں پانچ گریجوایٹ لئے جاویں۔ لہٰذا جو نوجوان گریجوایٹ دوست خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور دیگر حالات تفصیل سے درج ہوں۔ انٹرویو کے بعد جو امیدوار منتخب ہوں گے انکو -/200 روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

پتہ:۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے نتائج

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کی خبر اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرما دیں:۔

"مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور سے دسویں جماعت کے امتحان میں ۵۵ لڑکے شامل ہوئے۔ جن میں سے ۴۲ کامیاب ہوئے اور نتیجہ 76.3 فیصدی رہا جو انجمن کے تینوں سکولوں میں سے سب سے اچھا ہے

فرسٹ ڈویژن میں:۔ ۵
سیکنڈ ڈویژن میں:۔ ۲۰
تھرڈ ڈویژن میں:۔ ۱۷

جماعت نہم کے امتحان میں کل ۵۹ لڑکے شامل ہوئے جن میں ۵۵ کامیاب ہوئے اور نتیجہ ۹۳٫۲ فیصدی رہا۔"

والسلام۔ عبید الحق ہیڈ ماسٹر
مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ راگست ۱۹۶۲ء کو بروز اتوار مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جماعت کے چیدہ چیدہ افراد نے شرکت فرمائی۔ قاری حافظ بوستان خانصاحب نے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں جس کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محیر العقول کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک یہ کہ اس کے لئے مناسب اسباب پیدا کئے جائیں اور دوسرے علم اور عقل سے حصول مقصد کی کوشش کی جائے۔ لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جس مقصد کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، اس کے لئے نہ آپؐ کے پاس کوئی اسباب اور سامان تھے اور نہ علم اور عقل حصول مقصد کے لئے مؤید تھے تاہم آپؐ کو اللہ تعالےٰ نے وہ کامیابی عطا فرمائی کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے یورپین مصنفین کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا کہ تمام مذہبی شخصیتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ترین انسان ہیں۔

آپ نے اپنے بیان کی تشریح کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی، بیکسی اور ہر قسم کے اسباب سے محرومی کا بالتفصیل ذکر کیا، اور بتایا کہ آپؐ کی پیدائش سے پہلے آپؐ کے والد ماجد فوت ہو گئے، چھ سال کی عمر میں والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ دادا (عبد المطلب) نے سایہ عاطفت میں لے لیا، وہ بھی جلد خدا کو پیارے ہو گئے، پھر چچا نے کفالت کا دامن پھیلایا، لیکن جب شدت کی مخالفت شروع ہوئی تو انہوں نے بھی چاہا کہ آپؐ اپنے مشن سے دستبردار ہو جائیں تاکہ قوم کی مخالفت ان کی کفالت کے آڑے نہ آئے۔

آپ نے بتایا کہ ایسی حالت میں عقل کا تقاضا یہ ہے کہ انسان لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے اور کسی قدر ان کی طرف جھک جائے لیکن جوں جوں مخالفت بڑھتی ہے، توحید الٰہی کی تلقین میں آپؐ کا اصرار بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ مخالفین کی طرف سے حکومت اور مال کی پیشکش کی جاتی ہے تو آپؐ اسے بھی ٹھکرا دیتے ہیں اور شدید مخالفت اور اسباب سے محرومی کے باوجود بار بار یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ میں کامیاب ہوں گا اور تم خائب و خاسر ہو گے انکم وما تعبدون حطب جہنم۔ تم بھی جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور تمہارے بت بھی سیھزم الجمع ویولون الدبر، فوجیں اور جمعیتیں ناکام ہوں گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گی۔ یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب مخالفت نہایت زوروں پر تھی اور کامیابی کے کوئی آثار نہ تھے، لیکن دنیا نے دیکھا کہ آخرکار یہ سب باتیں پوری ہوئیں اور اس بے کس اور عاجز انسان کو اللہ تعالےٰ نے وہ کامیابی دی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔

ڈاکٹر صاحب نے اسی سلسلہ میں جنگ خندق کے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا کہ دشمن کی فوجیں جمع ہو کر آ پڑھی ہیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے ہوئے مدینہ کے گرد خندق کھود کر محصور ہونے کی تجویز کی گئی، اور ایسی حالت میں جب خندق کھودی جا رہی تھی ایک پتھر توڑتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں کہ مجھے قیصر کے محل دکھائے گئے اور میری قوم ان پر قابض ہو گی مجھے کسریٰ کے محل دکھائے گئے اور میری قوم ان پر قابض ہو گی، کیا کوئی عقل مان سکتی ہے کہ ایسی بیکسی کی حالت میں یہ الفاظ منہ سے نکل سکتے ہیں؟ لیکن تاریخ اس حیرت انگیز واقعہ کی صداقت پر شاہد ہے کہ آپؐ کے الفاظ خدا کی طرف سے تھے جو آخرکار واقعات کا رنگ اختیار کر کے آپؐ کی صداقت اور ہستی باری تعالےٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔

اسی سلسلہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذہبی شخصیتوں میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں تمام انوار اور خوبیاں جو دوسری مذہبی شخصیتوں میں فرداً فرداً پائی جاتی تھیں آپؐ کی ذات اقدس میں مجموعی طور پر موجود ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے آپؐ کو سراجاً منیراً فرمایا اور حضرت مجدد زمان نے بھی فرمایا کہ آپؐ آفتاب عالمتاب ہیں، اور آپ کے متعلق فرمایا کہ

امی و در علم و حکمت بے نظیر ٭ زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقریر فرمائی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب بڑے صاحب رتبہ آدمی تھے، حج کے موقعہ پر ان کی طرف سے تمام زائرین مکہ کو دعوت دی جاتی تھی، اور مشورہ میں روٹیاں بھگو کر لوگوں کو کھلاتے تھے، اور ان کی دعوت سے جانور اور پرند و چرند بھی متمتع ہوتے تھے، انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک چاندی کی زنجیر ان کی پیٹھ پر سے نکل کر آسمان تک چلی گئی اور اس کی شاخیں نکل کر تمام دنیا پر محیط ہو گئی ہیں۔

اس خواب کی تعبیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی صورت میں ظاہر ہوئی، جن کی تعلیمات عالمگیر نظریات کی حامل ہیں، حضرت صلعم نے تمام اقوام عالم کو ایک ایسا سبق دیا ہے جو عام خیالات و نظریات میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرنے والا ہے آج ہمارے سامنے ہندو قوم ہے جو دولت اور علم میں ہم سے بہت بڑھ کر ہے۔ لیکن اس کا یہ نظریہ ہے کہ صرف وہی لوگ خدا تعالےٰ کے پیارے اور مقرب ہیں جو ہندوستان کی چار دیواری میں رہتے اور ہندو مذہب کے ماننے والے ہیں ان کے علاوہ جس قدر انسان ہیں وہ سب ملیچھ ہیں، ایسا ہی یہودی قوم علم اور دولت میں بہت بڑی طاقت کی مالک ہے، باوجود اس کے وہ بھی اسی تنگدلی کا شکار ہیں کہ یہودیوں کے سوا سب قومیں راندہ درگاہ الٰہی ہیں، ایسا ہی عیسائیوں کے نزدیک کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا جب تک مسیح کی صلیب اور کفارہ پر ایمان نہ لائے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب نظریات کی تردید کی اور توحید الٰہی پر زور دیکر نسل انسانی کی وحدت کا سبق دنیا کو پڑھایا فی الحقیقت دلوں کی تنگی کو دور کرنے کے لئے توحید الٰہی کا سبق سب سے زیادہ مؤثر ہے، حضور صلعم نے فرمایا الخلق عیال اللہ تمام مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے، اس میں یہودی نصرانی وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں، ایسا ہی آپؐ نے سب قوموں کے پیشواؤں کی تعظیم کا سبق دیا اور فرمایا کہ ما کنت بدعا من الرسل۔ میں پہلے رسولوں کے خلاف کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آیا۔ سب بنی آدم کا دین ایک ہے سب رسول ایک خدا کو منوانے کے لئے آئے تھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستوں عیسائیوں شامیوں اور مصریوں وغیرہ سب مذاہب اور اقوام کے لوگوں کو توحید الٰہی پر جمع کر کے ایک کر دیا اور سب میں اخوت و محبت و ارتباط پیدا کر دیا اسی وجہ سے آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔

حضور صلعم نے سب نبیوںؑ کو الزامات سے بری قرار دیا۔ لاتکونوا کالذین اذوا موسےٰ فبراہ اللہ مما قالوا، موسےٰ ان الزامات سے بری ہیں جو ان پر لگائے گئے۔ ما کفر سلیمٰن سلیمان نے کبھی کسی کفریہ فعل کا ارتکاب نہیں کیا ایسا ہی سب نبیوںؑ کا دفاع آپؐ نے کیا اور سب سے بڑھکر حضرت عیسیٰؑ اور انکی والدہ کا دفاع کیا، مجھ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کی فضیلت کیوں بیان کی گئی ہے۔ میں نے کہا اس لئے کہ حضرت مریمؑ پر ایک خطرناک الزام عائد کر کے ان کو معاذ اللہ ناپاک ثابت کرنے کی کوشش کی گئی قرآن کریم نے اُن کی فضیلت بیان کر کے بتایا کہ وہ نیک اور پاک تھیں ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کی لعنتی موت سے ثابت کرنے کے لئے انہیں کلمۃ اللہ اور روح منہ وغیرہ کہا گیا، اور ان کے رفع الی اللہ کا ذکر کیا گیا، عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور سکھوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرہون منت ہونا چاہیئے کہ ان کے پیشواؤں کی تعظیم و تکریم آپ نے سکھائی اور ان کو الزامات سے بری قرار دیا یہی قوموں کو ایک کرنے کا ذریعہ ہے اگر کوئی پیغمبر اس زمانہ میں قوموں کو ایک کر سکتا ہے تو وہ حضرت نبی کریم صلعم ہیں، آپ نے بتایا کہ تمام نبی ایک ہی خدا کی طرف سے آئے ہیں اس لئے سب ایک ہی تعلیم لائے، سرچشمہ ایک ہو، اور تعلیم مختلف ہو، یہ ناممکن بات ہے ہاں ماننے والے بعد میں اصل تعلیم کو بدل دیتے ہیں، ہمارے سامنے ایک قوم نے ایک مجدد کی تعلیم کو بدل کر اسے مجدد سے نبی بنا دیا، ایسا ہی یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ نے بھی آسمانی کتابوں کی اصل تعلیمات کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیا اور اپنے

(باقی بر صفحہ ۲۴ کالم ۲)

الوہیت کے مظہر اتم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ...

قدرت الٰہی صرف ان چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے جو اس کی صفات ازلیہ ابدیہ کے منافی اور مخالف نہ ہوں .... وہ اپنی ہر ایک قدرت کے اجرا اور نفاذ میں اپنی صفات کمالیہ کا ضرور لحاظ رکھتا ہے۔ کہ آیا وہ امر جس کو وہ اپنی قدرت سے کرنا چاہتا ہے اس کی صفات کاملہ سے منافی اور مبائن تو نہیں۔ مثلاً وہ قادر ہے ایک بڑے پرہیزگار صالح کو دوزخ کی آگ میں جلا دے لیکن اس کے رحم اور عدل اور مجازات کی صفت اس بات کے منافی پڑی ہوئی ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس لئے وہ ایسا کام کبھی نہیں کرتا۔ ایسا ہی اس کی قدرت اس طرف میں رجوع نہیں کرتی کہ وہ اپنے تئیں ہلاک کرے کیونکہ یہ فعل اس کی صفت حیات ازلی ابدی کے منافی ہے۔ پس اسی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اپنے جیسا خدا بھی نہیں بناتا کیونکہ اس کی صفت احدیت اور بے مثل اور مانند ہونے کی جو ازلی ابدی طور پر اس میں پائی جاتی ہے اس طرف توجہ کرنے سے اس کو روکتی ہے۔ پس ذرا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک کام کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفات کمالیہ امر منافی صفات کی طرف توجہ نہ کرنا یہ اور بات ہے۔

ہاں اس طرح پر وہ اپنی ذات بے مثل و مانند کا نمونہ پیدا کرتا ہے کہ اپنی ذاتی خوبیاں جن پر اس کا علم محیط ہے عکسی طور پر بعض اپنی مخلوقات میں رکھدیتا ہے۔ اور کمالات کا انتہائی درجہ جو حقیقی طور پر اسکو حاصل ہے ظلّی طور پر اس مخلوق کو بھی بخش دیتا ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف قرآن شریف میں اشارہ بھی ہے وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اس جگہ صاحب درجات رفیعہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جن کو ظلّی طور پر انتہائی درجہ کمالات جو کمالات الوہیت کے اظلال و آثار ہیں بخشے گئے۔ اور وہ خلافت حقہ جس کے وجود کامل کے تحقق کے لئے سلسلہ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کل کائنات کا ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے اپنے مرتبہ اتم و

اللہ تعالیٰ اپنے افعال خالقیت میں رعایت احدیت کو دوست رکھتا ہے

یہ بحث معارف الٰہیہ میں سے نہایت باریک بحث ہے۔ اور ہمارے مخالفین جو ان نازک نکات عرفانی سے بیگانہ اور اس کوچہ اسرار الوہیت سے ناآشنا محض ہیں وہ تعجب کریں گے کہ کیونکر کروڑہا اور بے شمار مخلوقات میں سے صرف ایک ہی شخص کو مرتبہ کاملہ خلافت تامہ حقہ کا جو ظل مرتبہ الوہیت ہے حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اگرچہ اس بحث کو طول دینے کا یہ موقع نہیں ہے۔ لیکن تاہم اس قدر بیان کر دینا طالب حق کے سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ عادت اللہ یا تو یوں ہی سمجھ لو کہ اس کا قانون قدرت جو اس کی صفت وحدت کے مناسب حال ہے یہی ہے کہ وہ بوجہ واحد ہونے کے اپنے افعال خالقیت میں رعایت وحدت کو دوست رکھتا ہے جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اگر ہم اس سب کی طرف نظر غور سے دیکھیں تو اس ساری مخلوقات کو جو اس دست قدرت سے صادر ہوئی ہے ایک ایسے سلسلۂ وحدانی اور باترتیب رشتہ میں منسلک پائیں گے کہ گویا ایک خط مستقیم ممتد محدود ہے جس کی دونوں طرفوں میں سے ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے۔ اس طرح پر :-

طرف ارتفاع

|

طرف انخفاض

اس قدر بیان میں تو ایک موٹی سمجھ کا آدمی بھی بر سبیل اتفاق رائے کر سکتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور دائرہ انسانیت میں بہت سی متفاوت اور کم و بیش استعدادیں پائی جاتی ہیں۔ اگر کمی بیشی کے لحاظ سے ان کو ایک باترتیب سلسلہ میں مرتب کریں تو بلاشبہ اس سے ایک ایسی خط مستقیم ممتد محدود کی صورت نکل آئے گی جو اوپر ثبت کیا گیا ہے۔ طرف ارتفاع کے آخر نقطہ پر اس استعداد کا انسان ہوگا جو اپنی استعداد انسانی میں سب نوع انسان سے بڑھکر ہے۔ اور طرف انخفاض میں وہ ناقص الاستعداد روح ہوگی جو اپنے غایت درجہ کے نقصان کی وجہ سے حیوانات لایعقل کے قریب قریب ہے۔ اور اگر سلسلہ جمادی کی طرف نظر ڈال کر دیکھیں تو اس قاعدہ کو اور بھی اس سے تائید پہنچتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے چھوٹے سے چھوٹے جسم سے جو ایک ذرہ سے لے کر ایک [illegible] گیا ہے کہ طرف ارتفاع میں اس کے برابر کوئی دوسرا ایسا وجود نہیں ہے۔ سو اس سلسلہ کے ارتفاع اور انخفاض پر نظر ڈال کر جو ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ روحانی سلسلہ جو اس کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ اور اسی عادت اللہ سے ظہور پذیر ہوا ہے خود بلا تامل سمجھ میں آ جاتا ہے کہ وہ بھی بلا تفاوت اسی طرح واقع ہے۔ اور یہی ارتفاع اور انخفاض اس میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کام یک رنگ اور یکساں ہیں۲ اور اپنے ...... افعال میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ پریشانی اور اختلاف اس کے کاموں میں راہ نہیں پا سکتا۔ اور خود یہ کیا ہی پیارا اور موزوں طریق معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام باقاعدہ اور ایک ترتیب سے مرتب اور ایک سلک میں منسلک ہوں۔

انسان کامل یا روحانی آفتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اب جبکہ ہم نے ہر طرح سے ثبوت پا کر بلکہ بہ بداہت دیکھکر خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کو مان لیا کہ اس کے تمام کام کیا روحانی اور کیا جسمانی پریشان اور مختلف طور پر نہیں ہیں، جن میں یونہی گڑبڑ پڑا ہو، بلکہ ایک حکیمانہ ترتیب سے مرتب اور ایک ایسے باقاعدہ سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں جو ایک ادنےٰ درجہ سے شروع ہو کر انتہائی درجہ تک پہنچتا ہے۔ اور یہی طریق وحدت اُسے محبوب بھی ہے تو اس قانون قدرت کے ماننے سے ہمیں یہ بھی ماننا پڑا کہ جیسے خدا تعالیٰ نے جمادی سلسلہ میں ایک ذرہ سے لے کر اس وجود اعظم تک یعنے آفتاب تک نوبت پہنچائی ہے جو ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھکر اور کوئی جسم جمادی نہیں، ایسا ہی روحانی آفتاب بھی کون ہوگا جس کا وجود خط مستقیم مثالی میں ارتفاع کے اخیر نقطہ پر واقع ہو۔

اب تفتیش اس بات کی کہ وہ انسان کامل جس کو روحانی آفتاب سے تعبیر کیا گیا ہے وہ کون ہے؟ اور اس کا کیا نام ہے؟ یہ ایسا کام نہیں ہے جس کا تصفیہ مجرد عقل سے ہو سکے کیونکہ بجز خدا تعالیٰ

کے یہ امتیاز کس کو حاصل ہے اور کون محض فضل سے ایسا کام کرسکتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے کروڑھا اور بے شمار بندوں کو نظر کے سامنے دکھلا دے ان کی روحانی طاقتوں کا موازنہ کرکے سب سے بڑے کو ایک کر دکھلا دے۔ بلاشبہ عقلی طور پر کسی کو اس جگہ دم مارنے کی جگہ نہیں ہاں ایسی بلند اور عمیق دریافت کے لئے کتب الہامی ذریعہ ہیں جن میں خود خدا تعالیٰ نے پیش از ظہور بلکہ ہزارہا برس پہلے اس انسان کامل کا پتہ و نشان بیان کر دیا ہے۔ پس جس شخص کے دل کو خدا تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اس طرف ہدایت دے گا کہ وہ الہام اور وحی پر ایمان لاوے اور ان پیشگوئیوں پر غور کرے جو کہ بائبل میں درج ہیں تو اسے ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا ہے اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے۔ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

انسان کامل خدا تعالیٰ کی ذات کا نمونہ ہے

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب بھی مکرر ظاہر کرتے ہیں کہ انسان کامل خدا تعالیٰ کی ذات کا نمونہ ہے۔ خدا تعالیٰ دوسرا خدا ہرگز نہیں پیدا کرتا کہ یہ بات اس کی اس صفت احدیت کے مخالف ہے۔ ہاں اپنی صفات کمالیہ کا نمونہ پیدا کرتا ہے اور جس طرح ایک مصفیٰ و صیقل شیشہ میں صاحب دولت کی تمام و کمال شکل منعکس ہو جاتی ہے ایسا ہی انسان کامل کے نمونہ میں الٰہی صفات عکسی طور پر آجاتے ہیں سو خدا تعالیٰ کا اس طرح پر اپنی مثل قائم کرنا معترض کی تسلی کے لئے کافی ہے۔

اس جگہ واضح رہے کہ اس انتہائی کمال کے وجود باجود کو خدا تعالیٰ کی کتابوں مظہر تام الوہیت قرار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس مطلب کو کچھ زیادہ تفصیل سے لکھنا موجب افادہ طالبین ہے اس لئے ہم کسی قدر اور تحریر کرنا مناسب سمجھتے ہیں

اوّل ہم بیان کر چکے ہیں کہ صاحب انتہاء کمال جس کا وجود سلسلہ خط خالقیت میں انتہائی ارتفاع پر واقع ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے مقابل پر وہ خبیث وجود جو انتہائی نقطہ انخفاض پر واقع ہے اسی کو ہم لوگ شیطان سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر شیطان کا وجود مشہود و محسوس نہیں۔ لیکن اس سلسلہ خط خالقیت پر نظر ڈال کر اس قدر تو عقلی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ جیسے سلسلہ ارتفاع کے انتہائی نقطہ میں ایک وجود خیر مجسم ہے۔ جو دنیا میں خیر کی طرف ہادی ہو کر آیا۔ اسی طرح اس کے مقابل پر ذوالعقول میں انتہائی نقطہ انخفاض میں ایک وجود شر انگیز بھی جو شر کی طرف جاذب ہو ضرور چاہیئے

اسی وجہ سے ہر ایک انسان کے دل میں باطنی طور پر بھی دونوں وجودوں کا اثر عام طور پر پایا جاتا ہے۔ پاک وجود جو روح الحق اور نور بھی کہلاتا ہے۔ یعنے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پاک اثر بجذبات قدسیہ و توجہات باطنیہ ہر ایک دل کو خیر اور نیکی کی طرف بلاتا ہے، جس قدر کوئی اس سے محبت اور مناسبت پیدا کرتا ہے اسی قدر وہ ایمانی قوت پاتا ہے اور نورانیت اس کے دل میں پھیلتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسی رنگ میں آجاتا ہے اور ظلی طور پر ان سب کمالات کو پالیتا ہے۔ جو اسکو حاصل ہیں۔ اور جو وجود شر انگیز ہے۔ یعنے وہ وجود شیطان جس کا مقام ذوالعقول کی قسم میں انتہائی نقطہ انخفاض میں واقع ہے اس کا اثر ہر ایک دل کو جو اس سے کچھ نسبت رکھتا ہے شر کی طرف کھینچتا ہے جس قدر کوئی اس سے مناسبت پیدا کرتا ہے اسی قدر بے ایمانی اور خباثت کے خیال اسکو موجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس کو مناسبت تام ہو جاتی ہے وہ اسی رنگ اور روپ میں آکر پورا پورا شیطان ہو جاتا ہے اور ظلی طور پر ان سب کمالات خباثت کو حاصل کر لیتا ہے۔ جو اصلی شیطان کو حاصل ہیں۔ اسی طرح اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان اپنی اپنی مناسبت کی وجہ سے الگ الگ طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور وجود خیر مجسم جس کا نفسی نقطہ انتہائی درجہ کمال پر واقع ہے۔ یعنے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مقام معراج خارجی جو منتہائے مقام عروج (یعنے عرش رب العالمین) بتلایا گیا ہے یہ درحقیقت اس انتہائی درجہ کمال ارتفاع کی طرف اشارہ ہے جو اس وجود باجود کو حاصل ہے گویا جو کچھ اس وجود خیر مجسم کو عالم قضا و قدر میں حاصل تھا۔ وہ عالم مثال میں مشہود و محسوس طور پر دکھایا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کی شان رفیع کے بارہ میں فرمایا ہے وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۔ پس اس رفع درجات سے وہی انتہائی درجہ کا ارتفاع مراد ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، اور یہ وجود باجود خیر مجسم ہے تین قسموں سے اعلیٰ و اکمل ہے جو الوہیت کا مظہر اتم کہلاتا ہے۔

قرب الٰہی کی تین اقسام اور انکی مشابہت

جاننا چاہیئے کہ قرب الٰہی کی تین قسمیں تین قسم کی تشبیہ پر موقوف ہیں۔ جن کی تفصیل سے مراتب ثلاثہ قرب کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اوّل قسم کی قرب کی خادم اور مخدوم کی تشبیہ سے مناسبت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ یعنے مومن جس کو دوسرے لفظوں میں بندۂ فرمانبردار کہہ سکتے ہیں سب چیز سے زیادہ اپنے مولےٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جیسے ایک نوکر باخلاص و باصفا و باوفا بوجہ مشاہدہ احسانات متواترہ و انعامات متکاثرہ و کمالات ذاتیہ اپنے آقا کے اس قدر محبت و اخلاص و یکرنگی میں ترقی کر جاتا ہے جو بوجہ ذاتی محبت کے جو اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اپنے آقا سے ہم طبیعت و ہم طریق ہو جاتا ہے اور اس کی مرادات کا ویسا ہی طالب اور خواہاں ہوتا ہے جیسے آقا خود اپنی مرادات کا خواہاں ہے۔ اسی طرح بندۂ وفادار کی حالت اپنے مولےٰ کریم کے ساتھ ہوتی ہے یعنے وہ بھی اپنے خلوص اور صدق و صفا میں ترقی کرتا کرتا اس درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ اپنے وجود سے بکلی محو و فنا ہو کر اپنے مولیٰ کریم کے رنگ میں مل جاتا ہے ؎

آنچنان کہ محبت تنگ میریزد
ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد
این نفس دنی کہ صد ہزارش دہن است
خاموش شود چو عشق شور انگیزد
چو رنگ خودی رود کسے راز عشق
یارش زکرم برنگ خویش آمیزد

سو ایسا خادم، جو ہم رنگ اور ہم طبیعت مخدوم ہوتا ہے طبعی طور پر ان سب باتوں سے متنفر ہو جاتا ہے جو اس کے مخدوم کو بری معلوم ہوتی ہیں۔ وہ نافرمانی کو اس جہت نہیں چھوڑتا کہ اس پر سزا مترتب ہوگی اور تعمیل حکم اس وجہ سے نہیں کرتا کہ اس سے انعام ملے گا۔ اور کوئی قول یا فعل اس کا اپنے اخلاق کاملہ کے تقاضا سے صادر نہیں ہوتا بلکہ محض اپنے مخدوم حقیقی کی اطاعت کی وجہ سے جو اس کی سرشت میں رچ گئی ہے صادر ہوتا ہے اور بے اختیار اسی کی طرف اور اس کی مرضیات کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے وہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال کا پھیرنا خواہ مخواہ واجب نہیں جانتا اس کو لابداً ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے یکرنگ دل سے فتوےٰ پوچھتا ہے جو اس وقت خاص میں اس کے محبوب حقیقی کی مرضی کیا ہے۔ اور اس بات کے لئے کوئی معقول وجہ تلاش کرتا ہے کہ کس طریق کے اختیار کرنے میں زیادہ تر خیر ہے۔ جو موجب خوشنودی حضرت باری جلشانہٗ ہے۔ آیا عفو میں یا انتقام میں۔ سو جو عمل موجودہ حالت کے لئے قرین بصواب ہو اسی کو بر دے کار لاتا ہے۔ اسی طرح اس کی بخشش اور عطا بھی سخاوت جمیلہ کے تقاضا سے نہیں ہوتی بلکہ اطاعت کامل کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی اطاعت کے جوش سے وقت موجودہ میں خوب سوچ لیتا ہے۔ کہ کیا اس وقت اس طرز کی سخاوت یا ایسے شخص پر احسان و مروت سے مرضی مولےٰ ہو سکتی ہے اور اگر نامناسب دیکھتا

ہے تو ایک حبہ ترک نہیں کرتا اور کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ غرض احمقانہ تقلید سے وہ کوئی کام ہی نہیں کرتا بلکہ سچی اور کامل محبت، کی وجہ سے اپنے آقا کا مزاجدان ہو جاتا ہے اور یکرنگی اور اتحاد کی روشنی جو اس کے دل میں ہے وہ ہر ایک تازہ وقت میں خاص طور پر اس کو سمجھا دیتی ہے جو اس خاص وقت میں کیونکر اور کس طرح سے کوئی کام کرنا چاہیئے۔ جو مخدوم حقیقی کے منشاء کے مطابق ہو اور چونکہ اسکو اپنے منعم حقیقی سے ایک تعلق ذاتی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اطاعت اور فرمانبرداری کا اس کے سر پہ کوئی آزار رساں بوجھ نہیں رہتا بلکہ وہ فرمانبرداری اس کی ایک امر طبعی کے حکم میں ہو جاتی ہے جو بالطبع مرغوب اور بلا تصنع و تکلف اس سے صادر ہوتی رہتی ہے۔ اور جیسے اللہ جلشانہ کو اپنی خوبی اور عظمت محبوب بالطبع ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کا جلال ظاہر کرنا اس کے لئے محبوب بالطبع ہو جاتا ہے اور اپنے مخدوم حقیقی کی ہر ایک عادت و سیرت اس کی نظر میں ایسی پیاری ہو جاتی ہے کہ جیسے خود اسکو پیاری ہے۔ سو یہ مقام ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے سینے محبت غیر سے بالکل منزہ و صاف ہو جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی رضامندی کو ڈھونڈنے کے لئے ہر ایک وقت جان قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

سینہ می باید تہی از غیر یار
دل ہمی باید پُر از یادِ نگار
جاں ہمی باید براہ او فدا
سر ہمی باید پیائے او نثار
ہیچ دانی چیست دین عاشقاں
گویمت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر
لوحِ دل شستن ز غیرِ دستدار

قرب کی دوسری قسم ولد اور والد کی تشبیہ سے مناسبت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ یعنے اپنے اللہ جلشانہ کو ایسے دلی جوش محبت سے یاد کرو جیسا باپوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مخدوم اس وقت باپ سے مشابہ ہو جاتا ہے جب محبت میں غایت درجہ شدت واقعہ ہو جاتی ہے۔ اور جب ہر ایک کدورت اور غرض سے صفا ہو کے دل کے تمام پردے چیر کر دل کی جڑھ میں اس طرح سے بیٹھ جاتی ہے کہ گویا اسی کی جز ہے۔ تب جس قدر جوش محبت اور پیوند شدید اپنے محبوب سے ہے وہ سب حقیقت میں مادرزاد معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا طبیعت سے ہمرنگ اور اس کی جزو ہو جاتا ہے کہ سعی اور کوشش کا ذریعہ ہرگز یاد نہیں رہتا اور جیسے بیٹے کو اپنے باپ کا وجود تصور کرنے سے ایک روحانی نسبت محسوس ہوتی ہے ایسا ہی اسکو بھی ہر وقت باطنی طور پر اس نسبت کا احساس ہوتا رہتا ہے اور جیسے بیٹا اپنے باپ کا حلیہ اور نقوش نمایاں طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر رکھتا ہے اور اس کی رفتار اور کردار اور خُو اور بُو بہ صفائی تمام اس میں پائی جاتی ہے علیٰ ہٰذا القیاس یہی حال اس دنیا میں ہوتا ہے۔

اور اس درجہ اور قرب اوّل کے درجہ میں فرق یہ ہے کہ قرب اوّل کا درجہ جو خادم اور مخدوم سے تشبیہ رکھتا ہے وہ بھی اگرچہ اپنے کمال کے رو سے اس درجۂ ثانیہ سے نہایت مشابہ ہے لیکن یہ درجہ اپنی نہایت صفائی کی وجہ سے تعلق مادرزاد کے قائم مقام ہو گیا ہے۔ اور جیسا باعتبار نفس انسانیت کے دو انسان مساوی ہوتے ہیں لیکن بلحاظ شدت و ضعف قوائے انسانی کے کھلا کھلا فرق متفاوت واقع ہوتے ہیں ایسا ہی ان دونوں درجوں میں تفاوت درمیان ہے۔ غرض اس درجہ میں محبت کمال لطافت تک پہنچ جاتی ہے اور مناسبت اور مشابہت بال بال میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ اگرچہ ایک شخص کمال عشق کی حالت میں اپنے معشوق سے ہمرنگ ہو جاتا ہے مگر جو شخص اپنے باپ سے جس سے وہ نکلا ہے مشابہت رکھتا ہے اس کی مشابہت اور ہی آب و تاب رکھتی ہے۔

تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اس کے عکس سے مشابہت رکھتا ہے۔ یعنے جیسے ایک شخص آئینہ صاف و وسیع میں اپنی شکل دیکھتا ہے تو تمام شکل اس کی معہ اپنے تمام نقوش کے جو اس میں موجود ہیں عکسی طور پر اس آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہی اس قسم ثالث قرب میں تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں بتمامتر صفائی منعکس ہو جاتی ہیں اور یہ انعکاس ہر ایک قسم کی تشبیہ سے جو پہلے اس سے بیان کی گیا ہے اتم و اکمل ہے۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جیسے ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا منہ دیکھ کر اس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے مطابقت اور مشابہت اس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلف سے حاصل ہو گئی ہے اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے۔ اور یہ مرتبہ کس کے لئے میسر ہے اور کون اس کامل درجہ قرب سے موسوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسی کو میسر آتا ہے کہ جو الوہیت اور عبودیت کے دونوں قوسوں کے بیچ میں کامل طور پر ہو کر دونوں قوسوں سے ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا یوں دونوں کا عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو بکلی درمیان سے اٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور وہ آئینہ ذو جہتین ہونے کی وجہ سے ایک جہت صورت الٰہیہ بطور ظلی حاصل کرتا ہے اور دوسری جہت سے وہ تمام فیض حسب استعداد طبائع مختلفہ اپنے متقابلین کو پہنچاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى (پھر نزدیک ہوا یعنے اللہ تعالیٰ سے پھر نیچے کی طرف اترا یعنے مخلوق کی طرف تبلیغ احکام کے لئے نزول کیا) پس اسی جہت سے کہ وہ اوپر کی طرف صعود کر کے انتہائی درجہ قرب تام کو پہنچا اور اس میں اور حق میں کوئی حجاب نہ رہا اور پھر نیچے کی طرف اس نے نزول کیا اور اس میں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا یعنی چونکہ وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم اور اکمل ہوا اور کمالات انتہائیہ تک پہنچ گیا۔ اس لئے دو قوسوں کے بیچ میں یعنے وتر کی جگہ میں جو قطر دائرہ ہے اتم و اکمل طور پر اس کا مقام ہوا بلکہ وہ قوس الوہیت اور قوس عبودیت کی طرف اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوا جو خیال و گمان و قیاس میں نہیں آ سکتا نزدیک ہوا مثلاً صورت ان دو قوسوں کی یہ ہے۔

قوس اعلیٰ وجود قدیم
قوس اسفل وجود حادث و ممکن

اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو قطع کرتا ہے جو قطر دائرہ ہے وہی قاب قوسین کا وتر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ دونوں قسم وجود واجب اور ممکن کے ایک ایسے دائرہ کی طرح ہیں جو خط گذرندہ مرکز سے دو قوسوں پر منقسم ہو وہی خط جو قطر دائرہ ہے جسکو قرآن شریف میں قاب قوسین سے تعبیر کیا ہے۔ اور عام بول چال علم ہندسہ میں اسکو وتر قوسین کہتے ہیں وہ ذات مفیض اور مستفیض میں بطور برزخ واقعہ ہے۔ کہ جو اپنے اخص کمال میں جو انتہائی درجہ کمالات کا ہے نقطہ مرکز دائرہ سے جو وتر قوس کا درمیانی نقطہ ہے مشابہت رکھتا ہے۔ یہی نقطہ تمام کمالات انسان کامل کا دل ہے جو قوس الوہیت و عبودیت کی طرف بخطوط مساویہ نسبت رکھتا ہے۔ اور یہی نقطہ ارفع نقاط ان خطوط عمودیہ کا ہے جو محیط سے قطر دائرہ تک کھینچے جائیں اگرچہ وتر قوسین اور بہت سے ایسے نقاط سے تالیف یافتہ ہے جو درحقیقت کمالات روحانیہ صاحب کے صور محسوسہ ہیں لیکن بجز ایک نقطہ مرکز کے اور جس قدر نقاط وتر ہیں ان میں دوسرے انبیاء و رسل و ارباب صدق و صفا بھی شریک ہیں۔

دائرہ کا مرکزی نقطہ حقیقت محمدیہ ہے

اور نقطہ مرکز اس کمال کی صورت ہے کہ جو صاحب وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے

اعلیٰ و ارفع و اخص و ممتاز طور پر حاصل ہے۔ جس میں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک نہیں۔ ہاں اتباع و پیروی سے ظلی طور پر شریک ہو سکتا ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ دراصل اسی نقطہ وسطی کا نام حقیقت محمدیہ ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع و اصل ہے اور درحقیقت اسی ایک نقطہ سے خط وتر انبساط و امتداد پذیر ہوا ہے۔ اور اسی نقطہ کی روحانیت تمام خط وتر میں ایک ہویت ساریہ ہے جس کا فیض اقدس اس سارے خط کو تعین بخش ہو گیا ہے عالم جسکو متصوفین اسماء اللہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس کا اوّل اور اعلیٰ نقطہ یہی ہے جس سے وہ علیٰ وجہ التفصیل صادر و پذیر ہوا ہے۔ یہی نقطہ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات اہل اللہ میں نفسی نقطہ احمد مجتبیٰ و محمد مصطفےٰ نام رکھتے ہیں اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اوّل کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اس نقطہ کو فلاسفہ عقل اوّل کہتے ہیں

اور اس نقطہ کو دوسرے وتری نقاط کی طرف وہی نسبت ہے جو اسم اعظم کو دوسرے اسمائے الٰہیہ کی طرف نسبت واقعہ ہے۔ غرض یہ سرچشمہ رموز غیبی و مفتاح کنوز لاریبی اور انسان کامل دکھلانے کا آئینہ ہی لغو ہے۔ اور تمام اسرار مبدء و معاد کی علت غائی اور ہر ایک زیر و بالا کی پیدائش کی لمیت یہی ہے جس کے تصور بالکنہ و تصور بکنہ سے تمام عقول و افہام بشریہ عاجز ہیں اور جس طرح ہر ایک حیات خدا تعالیٰ کی حیات سے مستفاض اور ہر یک وجود اسی کے وجود سے ظہور پذیر اور ہر یک تعین سے خلعت پوش ہے ایسا ہی نقطہ محمدیہ جمیع مراتب اکوان اور خطائر امکان میں باذنہ تعالیٰ حسب استعدادات مختلفہ و طبائع متفاوتہ مؤثر ہے۔ اور چونکہ یہ نقطہ جمیع مراتب الٰہیہ کا ظلی طور پر اور جمیع مراتب کونی کا منبع اور اصلی طور پر جامع بلکہ انہی دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے ہر یک مرتبہ کونیہ پر جو عقول و نفوس کلیہ و جزئیہ و مراتب طبیعہ الیٰ آخر تنزلات وجود سے مراد ہے۔ اجمالی طور پر احاطہ رکھتا ہے ایسا ہی ظل الوہیت کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اسکو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینے کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے۔ اور امہات صفات الٰہیہ یعنے حیوٰۃ۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر اس میں انعکاس پذیر ہوں۔ اس نقطہ مرکز کو جو برزخ بین اللہ و بین الخلق ہے یعنے نفسی نقطہ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مجرد کلمۃ اللہ کے مفہوم تک محدود نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ مسیح کو اس نام سے محدود کیا گیا ہے کیونکہ یہ نقطہ محمدیہ ظلی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیت ہے۔ اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو ابن سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بباعث اس نقصان کے جو ان میں باقی رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیت نہیں ہے بلکہ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے برخلاف حقیقت محمدیہ کے کہ وہ جمیع صفات الٰہیہ کی اتم اور اکمل مظہر ہے جس کا ثبوت عقلی اور نقلی طور پر کمال درجہ پہنچ گیا ہے جو اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی طور پر خدائے قادر ذوالجلال سے آنحضرت صلعم کو آسمانی کتابوں میں تشبیہہ دی گئی ہے۔ جو ابن کے لئے بجائے اب ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کا اضافی طور پر ناقص ہونا اور قرآنی تعلیم کا سب الہامی تعلیموں سے اکمل اتم ہونا وہ بھی درحقیقت اسی بنا پر ہے کیونکہ ناقص پر ناقص فیضان ہوتا ہے اور اکمل پر اکمل۔ اور جو تشبیہات قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ کو ظلی طور پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہی آیت ہے ثم دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (یعنے وہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے واقع ہے بلکہ اس سے نزدیک تر۔ اب ظاہر کہ وتر کی طرف اعلیٰ میں قوس الوہیت ہے۔ سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنے شدت قرب اور نہایت درجہ کی صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہو۔ تو اس ناپیدا کنار دریا میں جا پڑا اور الوہیت کے بحر اعظم میں ذرہ بشریت گم ہو گیا۔ اور یہ بڑھنا نہ مستحدث اور جدید طور پر بلکہ وہ ازل سے بڑھا ہوا تھا۔ اور ظلی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اسکو مظہر اتم الوہیت قرار دیں اور آئینہ حق نما اسکو ٹھہرا دیں۔ پھر دوسری آیت قرآن شریف کی جس میں یہی تشبیہہ نہایت اصفیٰ و اجلیٰ طور پر دی گئی ہے یہ ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ واضح ہو کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے تھے اور آنحضرت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کیا کرتے تھے اور مردوں کے لئے یہی طریق بیعت کا ہے۔ سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے بطریق مجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو اپنی ذات اقدس قرار دیدیا اور ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہ کلمہ مقام جمع میں ہے جو بوجہ نہایت تقرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے اور اسی مرتبہ جمع کی طرف جو محبت تامہ دو طرفہ پر موقوف ہے اس آیت میں بھی اشارہ ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ تو نے نہیں چلایا خدا نے ہی چلایا۔ جبکہ تو نے چلایا۔ ایسا ہی یہ اشارہ اس دوسری آیت میں پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ ان کو کہدے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا (یعنے ارتکاب کبائر کیا) تم خدا کی رحمت سے نومید مت ہو وہ تمہارے سب گناہ بخش دے گا۔ اب ظاہر ہے کہ بنی آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولےٰ کریم سے قرب اتم یعنے تیسرے درجے کا قرب حاصل تھا۔ سو یہ قول بھی مقام جمع سے سرزد ہوا۔ اور مقام جمع قاب قوسین کا مقام ہے جس کی تفاصیل کتب تصوف میں موجود ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھدیئے ہیں جو خاص اس کی صفتیں ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکھا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ نہایت ہی تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالےٰ کی شان کے لائق ہے مگر ظلی طور پر آنحضرت صلعم کو دی گئی ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے۔ آیا ہے۔ اور رؤف اور رحیم جو خدا تعالےٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صلعم پکارے گئے ہیں اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات اور تصریحات سے بیان ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں۔

آنحضرت مظہر اتم الوہیت ہیں ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس بارہ میں ایک یہ آیت بھی ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت ہیں۔ اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو شامل کر لیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا ظہور فرمانا خدا تعالےٰ کا ظہور فرمانا ہوا ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست ہوئی۔ اس جامعیت تامہ کی وجہ سے سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب احترام ہے کہ عظمت و جلالیت شان

خاتم الرسل پر جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ۔ اور انکی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرو جو ہزاروں سال سے مذکور ہے۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ وسیلے کرتا ہے حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی اور رسول گذرے ہیں اپنے رب کے سبب عظمت و جلالیت آنحضرت کا اقرار کرتے آئے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے توریت میں یہ بات کہی کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں پر چمکا صاف بتلا دیا کہ جلالیت الٰہی کا ظہور فاران پر آکر اپنے کمال کو پہنچ گیا اور آفتاب صداقت کی پوری پوری شعاعیں فاران پر ہی آکر ظہور پذیر ہوئیں۔ اور وہی توریت ہم کو یہ بتلاتی ہے کہ فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جد امجد آنحضرت صلعم کے سکونت پذیر ہوئے اور یہی بات جغرافیہ کے نقشوں سے بپایہ ثبوت پہنچتی ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں سے بجز آنحضرت صلعم کوئی رسول نہیں اٹھا سو دیکھو حضرت موسیٰ کیسی صاف صاف شہادت دے گئے ہیں کہ وہ آفتاب صداقت جو فاران کے پہاڑ سے ظہور پذیر ہوگا اس کی شعاعیں سب سے زیادہ تیز ہیں اور سلسلہ ترقیات تیر صداقت اسی کی ذات جامع برکات پر ختم ہے۔

حضرت داؤد کی پیشگوئی آنحضرت صلعم کے متعلق

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کی جلالیت اور عظمت کا اقرار کرکے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔ (٢) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا (٣) اے پہلوان! تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا (٤) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا (٥) بادشاہ کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں (٦) اے خدا! تیرا تخت ابد الآباد ہے (یہ فقرہ اسی مقام سے ہے۔ جو قرآن شریف میں کئی مقام میں آنحضرت صلعم کے حق میں بولا گیا ہے) تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (٧) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والی عورتوں میں ہیں۔

یسعیاہ کی پیشگوئی

اسی طرح حضرت یسعیاہ نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت و مظہر تام الوہیت ہونے کے بارہ میں اپنے صحیفہ کے باب بیالیس میں بطور پیشگوئی وحی پاکر یوں بیان کیا ہے دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا وہ نہ گھٹے گا نہ جھٹکے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے۔ بیابان اور اس کی بستیاں کیدار (یعنے عرب) کے آباد دیہات (جس سے مکہ معظمہ مراد ہے) اپنی آواز بلند کریں، خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ (خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت صلعم ہیں کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سوم قرب پر ہیں۔ جیسا کہ کئی دفعہ ہم بیان کر چکے ہیں) وہ اپنے تئیں اپنے دشمنوں پر قوی کھلائے گا۔ قدیم سے میں خاموش رہا ہوں اور رستا یا اور رو کے گیا پر اب میں اس عورت کی طرح جو درد زہ میں ہو چلاؤں گا۔ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو ویران کر ڈالوں گا۔ اور اندھوں کو اس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے لے جاؤں گا

یوحنا کی پیشگوئی

ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت صلعم کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل متی باب سوئم میں اس طرح پر درج ہے (١١) میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں روح قدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اس پیشگوئی پر محض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ خصومت کرتے ہیں۔ کہ یہ حضرت مسیح کے حق میں ہے مگر یہ دعوٰے سراسر باطل و بے بنیاد ہے۔ اول تو حضرت مسیح حضرت یوحنا کے ہمعصر تھے نہ کہ بعد میں آنے والے یا بعد میں ابنیت کا منصب پانے والے۔ ماسوا اس کے ہر ایک شخص آزما سکتا ہے کہ دائمی طور پر سچے طالبوں کو روح قدس اور آتش محبت سے بپتسمہ دینے والا صرف ایک ہی ہے یعنی جناب سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے جلال تام کا حضرت مسیح اپنی پیشگوئیوں میں آپ اقرار کرتے ہیں۔ اور اس روح کے بپتسمہ کی طرف اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں اشارہ بھی فرما دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَ اَیَّدَھُم بِرُوحٍ مِّنہُ یعنے خدا تعالےٰ مومنوں کی روح قدس سے تائید کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً یعنے یہ خدا کا بپتسمہ ہے۔ اور کونسا بپتسمہ اس سے بڑھکر خوبصورت ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کہ جو قوم روح القدس سے کسی وقت تائید دی گئی ہے۔ وہ اب بھی دی جاتی ہے کیونکہ اب بھی وہی خدا ہے جو پہلے تھا۔ اور قوم بھی وہی ہے جو پہلے تھی۔ سو اگر حضرات عیسائیوں کو اس بات میں کچھ شک ہو کہ اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت ہیں۔ حضرت مسیح نہیں ہیں تو نہایت صاف اور سہل طریق فیصلے کا یہ ہے کہ چالیس دن تک کوئی ایسے پادری صاحب جو اپنی قوم میں نہایت بزرگ اور روح قدس کا بپتسمہ پاتے کے لائق خیال کئے جاتے ہوں اور ان کی بزرگواری اور خدا رسیدہ ہونے پر اکثر عیسائیوں کو اتفاق ہو وہ اس امر کی آزمائش و مقابلہ کے لئے کہ روح قدس کی تائیدات سے کونسی قوم عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے فیضیاب ہے۔ کم سے کم چالیس دن تک اس عاجز کی رفاقت اور مصاحبت اختیار کریں۔ پھر اگر کسی کرشمہ روح القدس دکھلانے میں وہ غالب آجائیں تو ہم اقرار کریں گے کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کے حق میں ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ اسکو چند اخباروں میں چھپوا بھی دیں گے لیکن اگر ہم غالب آگئے تو پادری صاحب کو بھی ایسا ہی اقرار کرنا پڑے گا اور چند اخباروں میں چھپوا بھی دینا پڑے گا۔ کہ پیشگوئی حضرت محمد صلعم کے حق میں نکلی مسیح کو اس سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ اس تصفیہ کے لئے ہماری صحبت میں بھی رہنا کچھ ضروری نہیں .... سو اب کوئی ایسا جو قوم میں بزرگوار اور واقعی نیک بخت ہو اس کا مقابلہ کرکے دکھاوے ورنہ کون دانا ہے جو بلے امتحان ان کی روح القدس کے بپتسمہ کا قائل ہوگا ؎

چوں گمانے کنم اینجا مدد روح قدس

کہ مرا در دل شاں دیو نظر می آید

ایں مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیاں

کہ بہر عصر مسیحائے دگر می آید

اب ہم پھر اصل کلام کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ شان جلیل و عظیم آنحضرت صلعم جو مظہر انجیلوں میں موجود ہے۔ بلکہ اسی اقرار کے ضمن میں حضرت مسیح اقرار کرتے ہیں کہ میری تعلیم ناقص ہے کیونکہ ہنوز لوگوں کو کامل تعلیم کی برداشت نہیں۔ مگر وہ روح راستی جو نقصان سے خالی ہے (یعنے سیدنا حضرت محمد جس کا قرآن شریف میں بھی نام حق آیا ہے) وہ کامل تعلیم لائے گا اور لوگوں کو نئی باتوں کی خبر دے گا۔

انجیل برنباس کی پیشگوئی

انجیل برنباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محمدؐ ہے درج ہے۔ اور اس کے نہ ماننے کے لئے بہانہ کا دہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب برنباس میں درج کر دیا ہوگا یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی گویا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاق کرکے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے

برنباس کی انجیلوں میں بجا بجا محمدؐ نبی نام درج کر دیا۔ یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برنباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اس کے لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابیں ان کی کتب خانوں میں رکھ آتے ہیں لیکن ایک انگریز فاضل عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا۔ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔

لـہ اس انگریز کا نام جارج سیل ہے جو اکابر علماء عیسائیوں میں سے ہے ان کا ترجمہ قرآن شریف جوان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اس کے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ عجب تذکرہ کہ ایک بزرگ راہب انجیل برنباس پڑھ کر اور اس میں پیشگوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کھلے کھلے طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا اس طور سے (جو نیچے لکھا جاتا ہے) بیان کیا ہے :-

فرامیرینو جو ایک عیسائی مانک یعنے ایک بزرگ راہب تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھ کو ایک تحریر ارنس صاحب کی (جو ایک فاضل مسیحوں میں سے ہے) منجملہ اس کی اور تحریروں کے جن میں وہ پولوس کے برخلاف ہے۔ نظر سے گذری۔ اس تحریر میں ارنس صاحب (جو پولوس عیسائی کے مخالف ہیں) اپنے بیان کی بابت انجیل برنباس کا حوالہ دیتے ہیں تب میں اس بات کا نہایت شائق ہوا کہ انجیل برنباس کو میں بھی دیکھوں اور اتفاقاً تقریب یہ نکل آئی کہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم نے پوپ پنجم کا مجھ سے اتحاد و دوستانہ کرا دیا ہے۔ ایک روز جبکہ پوپ موصوف کے کتب خانہ میں ہم دونوں اکٹھے تھے۔ اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کی کتابوں کا ملاحظہ کرنا شروع کیا۔ سو سب سے پہلے جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برنباس تھی جس کا میں متلاشی تھا۔ اس کے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور میں نے یہ نہ چاہا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھوں تب میں پوپ صاحب کے جاگنے پر ان سے رخصت ہو کر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا جس کے پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن شریف جارج سیل صاحب پھر صفحہ ۸۵ سطر ۲۴۔ اس ترجمہ میں جارج سیل صاحب اپنے عیسائی تعصب کے جوش سے بے دلیل اور مہمل رائے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برنباس میں لفظ پیری قلیط جس کا ترجمہ محمدؐ ہے مسلمانوں نے داخل کر دیا ہوگا مگر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب اصلی جعل مسلمانوں کا نہیں ہے۔ یعنے مسلمانوں نے اس میں اس قدر جعل کیا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے

اس نے اپنے دیباچہ میں اس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برنباس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں موجود ہے یہ قصہ تحریر کیا ہے برنباس کی انجیل پوپ پنجم کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا وہ مدت سے اس انجیل کی تلاش میں تھا وہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اس انجیل کو پاکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے۔ جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا۔ اور نام آنحضرت صلعم کا یعنے محمد رسول اللہ کھلا کھلا انجیل میں دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں پیاروں انجیلوں میں شامل کر کے عزت کے ساتھ رکھی جاتی تھی۔ تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے۔ پادری صاحبوں نے مدت تک اپنی کتابوں میں جو ہندوستان میں آکر تالیف کیں اس انجیل کا کسی کتاب میں تذکرہ نہیں کیا اور مسلمانوں اور ہندوؤں میں سے ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جن کو یہ معلوم ہو گا کہ عیسائیوں کے پاس ان چار انجیلوں کے علاوہ پانچویں انجیل بھی ہے جس کو پڑھ کر بڑے بڑے فاضل اور خدا ترس راہب مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اب پادری صاحبان نے اس قدر اپنے منہ سے اقرار کرنا شروع کر دیا ہے کہ محمدؐ صاحب کا نام ہماری انجیل برنباس میں لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھ دیا ہو گا چنانچہ پادری ٹھاکر داس نے بھی اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۲۳۳ میں کسی قدر عبارت انجیل برنباس کی جس میں آنحضرت یعنے محمد رسول اللہ ایک پیشگوئی حضرت مسیح میں لکھا ہوا ہے نقل کر کے آخر میں یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کر دیا ہے کہ یہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اب تک عیسائی لوگ مسلمانوں کے ان سوالات کے مدیون ہیں کہ وہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کے روبرو کیا اور کیوں وہ جعلی کتابیں پوپوں کے متبرک کتب خانوں میں الہامی کتابوں کے ساتھ بعزت تمام تر رکھی گئیں اور کیوں بڑے بڑے

کی پیشگوئی بتصریح تمام اس میں لکھ دی ہے۔ اور جعل یہ اس لئے ٹھہرا کہ پیشگوئی صریح صریح اس میں موجود ہے۔ جس کا ماننا حضرات عیسائیوں کو کسی طرح سے منظور ہی نہیں اور لطف یہ کہ آپ ہی اقراری ہیں کہ اس پیشگوئی کو پڑھ کر بڑے بڑے نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں۔ تذکرہ۔ منہ

راہب اور فاضل پادری ان کتابوں کو پڑھ کر اور نبی آخر الزمان پر ایمان لا کر دین اسلام قبول کرتے رہے

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

ایک بڑی پیشگوئی حضرت مسیح کی جو انجیل متی باب ۲۱ میں لکھی ہے آنحضرت صلعم کی جلالیت تامہ اور مظہر تام الوہیت ہونے میں ان لوگوں کے لئے بڑا قوی ثبوت ہے جو ذرا آنکھیں کھول کر اس پیشگوئی کو پڑھیں کیونکہ اس پیشگوئی میں جو آیت ۳۳ سے شروع ہوتی ہے ان تینوں قسموں کے قرب کی خوب ہی تصریح کی گئی ہے جن کا ثابت کرنا اس حاشیہ کا اصلی مدعا ہے۔ سو حضرت مسیح علیہ السلام نے ان نبیوں کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لئے ان سے پہلے آئے تمثیلی طور پر قرب کے درجہ میں بطور نوکروں کے بیان کیا ہے جو پہلا درجہ ہے اور پھر اپنے لئے قرب کے دوم درجہ کا اشارہ کر کے بیٹے کے لفظ سے اپنے اس مقام قرب کو ظاہر فرمایا ہے اور پھر تیسرا درجہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے، وہ شخص قرار دیا جو بیٹے کے مارے جانے کے بعد آئے گا۔ جو باغ کا مالک اور نوکروں کا آقا اور اس بیٹے کا باپ مجازی طور پر ہے[2] یہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جس طرح نوکروں کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وہ نبی تھے جو وقتاً فوقتاً آتے گئے۔ اسی طرح اس تمثیل میں مالک باغ کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے۔ جو نوکروں اور بیٹوں سے بڑھ کر ہے۔ جس پر تیسرا درجہ قرب کا ختم ہوتا ہے وہ کون ہے وہی نبی ہے جس کا اس انجیل متی میں فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جس کا صاف اور صریح نام محمد رسول اللہ انجیل برنباس میں موجود ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ مسیح جیسا ایک نبی قرب کے تینوں درجوں کے بیان کرنے میں صرف دو ٹکڑے اس میں سے بیان کر کے رہ جاتے اور تیسرے ٹکڑے کے مصداق کی طرف کچھ بھی اشارہ نہ کرے۔ بے شک ہر ایک عاقل اس پیشگوئی پر غور کر کے یہ یقین کامل سمجھ لے گا کہ یہ تین تمثیلیں تینوں قسم کے نبیوں کی طرف اشارات ہیں۔ اور جو تین قسم کا قرب ایک ایسی فردی

ٹـہ بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام عالم آخرت میں زوجہ مطہرہ آنحضرت صلعم کی ہوں گی۔ یہ قول غالباً اسی مناسبت بیٹے اور باپ سے پیدا ہوا ہے کہ جب عالم تمثیل میں حضرت مسیح آنحضرت کے بطور بیٹے کے ٹھہرے۔ تو اُن کی والدہ بطور زوجہ کے ہوئی۔ منہ

اور سراسر صداقت ہے کہ بجز اس خاص شخص کے جس کی عقل کو طوفان تعصب بکلی تحت الثریٰ میں لے گیا ہو ہر ایک فرقہ اور قوم کا آدمی معارفت یقینیہ سے سمجھتا ہے۔

اور یہ بات کہ کیونکر اور کس طرح معلوم ہو کہ انسان کامل جو سب کاملین سے اکمل اور مظہر اتم مراتب الوہیت اور حقیقی طور پر درجہ سوم قرب سے ممتاز ہے وہ درحقیقت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی ہے جو حضرت سیدنا و مولانا محمدؐ ہیں اور باقی سب رسل و غیر رسل اس سے مراتب میں کم ہیں بعض طبائع ظلی طور پر حسب دائرہ استعداد اپنی کے اس کمال کو پاتے ہیں مگر حقیقی و اتم و اکمل و اشد و اجلیٰ و اصفیٰ و ارفع و اعلیٰ طور پر کمال مرتبہ تامّہ اسی کو حاصل ہے۔ اس سوال کے جواب میں ہم پہلے بھی کسی قدر تحریر کر آئے ہیں کہ وجدان صحیح اور دلائل معقولہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ جو واحد لاشریک ہے اور وحدت کو دوست رکھتا ہے وہ مصدر وحدت ہو یعنے اس کا طرز پیدائش متفرق اور پریشان طور پر نہ ہو بلکہ اس نے مخلوقات کے تمام افراد کو ایک احسن انتظام وحدت سے ظہور پذیر کیا ہو اور اسی پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی شہادت دے رہا ہے۔ جب ہم چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے لیکر انسان تک نظر پہنچاتے ہیں یا ہم ایک ایسے آدمی سے جس کی علمی و عملی قوتیں نہایت ہی ضعیف یا پُر ظلمت ہیں ایک اعلیٰ درجہ کی فطرت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو تمام سلسلہ مخلوقات کا ہمیں یوں نظر آنے لگتا ہے کہ گویا وہ ایک خط مستقیم عمودی ہے جس کی ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے۔ سو ہمیں اس خط پر نظر ڈالنے سے بناچاری ماننا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ مخلوقات ادنےٰ مخلوق سے لے کر ایک اعلیٰ مخلوق تک پہنچتا ہے اور ایسی عمدہ ترتیب سے یہ سلسلہ اوپر کو چڑھتا ہے کہ بعض حیوان درمیان میں ایسے آگئے ہیں کہ اُن پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ انسان اور حیوان میں برزخ ہیں مثلاً بندر اور یہ دقیقہ کہ تمام کامل انسانوں میں سے ایک ہی اکمل۔ واتم انسان پر اختتام سلسلہ کائنات ہوتا ہے یہ ایک ایسے دائرے کے کھینچنے سے جو دو قوسوں پر مشتمل ہو سمجھ میں آسکتا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وجود واجب و ممکن میں تناسب سے روحانی طور پر واقع ہے اگر اس امر معقول کو ایک صورت محسوسہ میں دکھلایا جاوے تو ایک ایسے دائرہ کی شکل نکل آوے گی جس کا انقسام دو قوسوں پر ہوگا۔ جن میں سے ایک قوس اعلیٰ اور

قوس اعلیٰ وجود
قدیم
ع ص ط م
قوس ادنےٰ وجود
محدث
ج د ب ک

دوسرا قوس ادنےٰ ہوگا اس طرح پر قوس اعلیٰ تقسیم و انقسام سے بکلی منزہ اور درک و فہم و قیاس سے بالاتر ہے لیکن قوس ادنےٰ جو موجودات ممکن الوجود کا قوس ہے۔ وہ باعتبار شدت و ضعف و زیادت و نقصان مراتب متفاوتہ و مختلفہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ بات بداہت ظاہر ہے کہ انسانی ترقیات کا سارا سلسلہ وتر کے کسی ایک ہی نقطہ پر ختم نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ جس نقطہ فطرتیہ سے کوئی نفس اوپر کو ترقی کرنا شروع کرے گا اس کی سیدھی انتہائی نقطہ انتہا تک ہوگی جو اس کی جبلت اور استعداد کے پیش رو پڑا ہوا ہے۔ اب فرض کرو کہ مثلاً نقاط ج۔ د۔ ب۔ ک جو استعدادات مختلفہ انسانیہ کے فطرتی نقطے ہیں نقاط ع۔ ص۔ ط۔ م تک جو ان کے پیش رو نقاط پڑے ہیں جن کی طرف وہ بخط مستقیم قدم بڑھا سکتے ہیں ترقی کریں تو یہ خطوط مستقیم ترقی کی اپنی عمودی حالت میں وتر کے اُن نقاط کو جا ملیں گے جو ٹھیک ٹھیک اُن کے محاذات میں پڑے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سفلی قوس میں ایک نقطہ ایسا بھی ضروری ہے۔ جو ٹھیک ٹھیک نقطہ مرکز کا محاذ ہے۔ اب فرض کرو کہ وہ نقطہ ج ہے جو مرکز ع کے محاذ ہے۔ اسی طرح نقطہ د کا خط ص اور نقطہ ب کا خط ط اور نقطہ ک کا خط م کا محاذ ہے۔ جبکہ یہ امر بداہت ظاہر ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ ثبوت ہندسی سے باستعانت انیسویں شکل مقالہ اول اقلیدس و سینتالیسویں شکل مقالہ مذکورہ بپایہ صداقت پہنچ سکتا ہے کہ اگر کسی طرف محیط کے کئی نقاط فرض کر کے قطر دائرہ تک خطوط مستقیم عمودی حالت میں کھینچے جائیں تو سب سے بڑا وہ خط مستقیم ہوگا جو نقطہ مرکز تک پہنچے گا۔ اور یہ امر اس بات کو ثابت کرنے والا ہے کہ نقطہ مرکز تمام نقاط وتر قوسین کی نسبت جو ترقیات انسانیہ کے انتہائی نشان ہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ پس اس سے بالضرورۃ ماننا پڑتا ہے کہ جس قدر مختلف استعدادیں قوس بشریت میں داخل ہیں۔ ان میں سے صرف ایک ہی ایسی استعداد ہے جو سب استعدادات کی نسبت بلندتر و کامل تر ہے۔ اور اس ثبوت کا جو صاحب استعداد کامل کا اصلی و حقیقی طور پر جناب سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ہیں۔ ان پیشگوئیوں سے ہو سکتا ہے جن میں سے بعض کو ہم نے اسی حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔ نیز ایک عمدہ ثبوت اس بات کا قرآن شریف سے بھی مل سکتا ہے کیونکہ کمالیت وحی حسب کمالیت مورد وحی ہوا کرتا ہے۔ جس قدر کسی مورد وحی کی استعداد بلند ہوتی ہے جوہر فطرت مصفّی ہوتا ہے جذبات محبت نمایاں ہوتے ہیں اور حرکت شوقیہ میں تیزی اور گرمی ہوتی ہے۔ اور وفا اور صدق میں قیام اور استحکام ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کی وحی میں کمال ہوتا ہے۔

اب ہماری طرف سے یہ دعوےٰ ہے جس کو ہم بمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنے کو تیار ہیں کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور اپنے معارف اور برکات اور علوم میں ہر ایک وحی سے اقویٰ اور اعلیٰ ہے۔ اور اس کے اثبات میں کسی قدر ہم کتاب براہین میں لکھ بھی چکے ہیں .... اور ہم نے اپنی کتاب براہین میں جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے نہایت معقول اور مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پُر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کر سکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کر سکتی ہے۔

قرآن مجید نبی کریمؐ کی رسالت کے لئے ایک معجزہ ہے

اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریمؐ کی رسالت ثابت کرنے کے لئے بھی بڑا بھاری معجزہ دلیل اسلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے قیامت تک ہے۔ جو اب بھی ایسا ہی تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت صلعم کے وقت میں موجود تھا۔ اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسے وہ پہلے کرتا تھا۔

اب اس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ حق نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰؐ کے لئے مسلّم ہے جس کی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں وللہ در القائل ؎

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دوسرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اسکی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب ہے وہ آدمی جس نے محمد مصطفےٰ کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کریں اللھم صل علیٰ سیدنا و مولنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین الحمد للہ الذی ھدیٰ قلبنا لحبہ والحب رسولہ و جمیع عباد المقربین۔ ؎

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۳)

حکیم اللہ دتہ صاحب وزیر آباد

افضل الرسل و خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید میں جن جن القاب عالیہ سے حضور صلعم کو ملقب فرمایا گیا ہے اُس پر ہمارا ایمان ہے چنانچہ ہم رسول اکرم صلعم کو رحمت اللعالمین خاتم النبیین یقین کرتے ہیں ان کا قرب الی اللہ ہمارے فہم اور تخیل سے بلند تر ہے۔ وہ قاب قوسین او ادنیٰ کے مصداق ہیں اور ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

الٰہی کی وصعت اور شان کے لئے مخصوص ہے سارا قرآن انہی کے اخلاق فاضلہ کا بہترین اسوہ حسنہ ہے۔ سب انبیاءؑ کے سردار تو وہ ہیں ہی سید ولد آدم خود حضور نے اپنے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ لیکن مسلمانوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو انہیں بشر بشر تسلیم ہی نہیں کرتی بلکہ بشر کہنے والوں کو آنحضرت صلعم کی توہین کے مرادف سمجھتی ہے یہاں اکثر لوگوں کا یہی عقیدہ ہے۔ چنانچہ ایک روز مجھے ایک مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو کسی شخص نے مجھ پر سوال کر دیا کہ آپ حضرت محمد صلعم کو کیا مانتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالےٰ کا رسول۔ خیر وہ مجھ پر خوش ہو گئے۔ ایک حکیم صاحب بھی وہاں موجود تھے جو میرے اچھے واقف تھے کہنے لگے آپ نے بہت اچھا جواب دیا ہے۔ اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ دیتے تو لڑائی ہو جاتی یہاں کیا مذہب کے اختلافات کی وجہ سے لڑائی کے کیا شے بات آ گئی ہو گئی مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ قرآن نہیں پڑھتے اور اپنے علماء کی کورانہ تقلید میں مبتلا ہیں۔ کوئی قرآن نہیں پڑھتا صرف زبانی جواب دے دیتے ہیں۔ اگر انہیں یہ کہا جائے کہ جب خدا تعالےٰ نے انہیں اس لفظ سے ہی پکارا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ خدا کو حق پہنچتا ہے۔ کہ جو چاہے اپنے بندے کو کہہ دے۔ ہمیں اور تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ انہیں بشر کہیں۔ خیر یہ تو بے علموں کی بے معنی باتیں ہیں قرآن مجید میں آتا ہے :-

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہ واحد

(حم السجدہ ع ۱)

کہدے اے رسول آپ ان منکروں کو کہدے کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

یہی آیت سورۃ کہف کے آخر میں ہے قرآن مجید میں کہیں بھی آنحضرت صلعم کی بشریت کی نفی نہیں ہوئی تمام رسول بشر ہی تھے رجال تھے انسان تھے ان کی پیدائش بالکل اسی طرح ہوئی جس طرح دوسرے تمام انسان پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت آدم کی پیدائش اس قانون اعادہ سے مستثنےٰ ہے اس وقت کی ہر چیز مٹی یا زمین سے ہی پیدا ہوئی تھی۔ رہا یہ سوال کہ ان کی تخلیق و تکوین ہوئی کس طرح سے ہے اسے کوئی فلسفہ حل نہیں کر سکا اور نہ کر سکے گا کہ ع

کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمارا

ہاں قرآن سے تو یہی ثابت ہے کہ تمام انسانوں کی پیدائش پہلے مٹی سے پیدا ہوئی پھر نطفہ اور مضغہ وغیرہ سے خلقکم من تراب ثم من نطفۃ واللہ انبتکم من الارض نباتا تم سب کو اللہ تعالےٰ نے زمین میں سے ہی ایک طرح کا اگایا۔ یا پیدا کیا پھر سب کو اسی زمین میں ہی لوٹایا جاتا ہے اور اسی زمین سے ہی تمہیں نکالا جائے گا۔ سورۃ انبیاء میں ہے وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم الخ۔ ہم تجھ سے پہلے بھی آدمیوں کی طرف وحی بھیجتے رہے ہیں جو رسول تھے۔ اس بات کے گواہ پہلے بھی عالم ہیں اور موجودہ امت کے بھی کہ ہم نے رسولوں کے ایسے جسم ہرگز نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں یا خالدین میں سے ہوں۔ یعنی پیغمبر بھی دوسرے عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتے بڑھتے پھولتے اور موت کا شکار ہو جاتے ہیں ہر شخص کو موت چکھنی ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور فانی ہے اللہ تعالےٰ کے اس ابدی قانون سے کوئی چیز باہر نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے ہیں اگرچہ علماء غلطی سے اُن کو اب تک زندہ سمجھ رہے ہیں۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجودیکہ تمام انبیاء کے سرتاج تھے قرب الی اللہ اور علو شان کے لحاظ سے منتہائے کمال پر پہنچے ہوئے تھے یہاں تک کہ کوئی ملک مقرب اور رسول اولوالعزم بھی اُن کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا مگر حضورؐ کی وفات ہوئی اور روضہ مبارک مدینہ منورہ میں اس امر کا شاہد عادل ہے اور آپ کی وفات میں بھی اللہ تعالےٰ کی بے نظیر حکمتیں ہیں تا کہ مرور زمانہ کے بعد انہیں خدا نہ بنا لیا جائے۔ حضرت عیسیٰؑ اور عزیز کو خدا بنایا گیا رام چندر۔ کرشن۔ مہاتما بدھ اور دوسرے مقدس انسانوں کو خدا بنا کر ان کی پرستش کی جاتی ہے لیکن بقول حضرت مسیح موعودؑ سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں۔ رسول اکرم صلعم کی بشریت اُن کی عزت اور شان کے منافی نہیں بلکہ تمام و کمال انسانیت کا اُن کی ذات مقدس میں ظہور پذیر ہے۔ امی و کتب خانہ دردل: خاکی و برا وج عرش منزل حضور علیہ السلام تمام انسانوں کے لئے کامل نمونہ ہیں وہ نبیوں میں رحمت اللعالمین کا لقب پانے والے ہیں وہ پہلے انبیاء کی طرح کسی خاص قوم کے لئے ہدایت اور رحمت نہیں لائے بلکہ اُن کی رحمت و ہدایت تمام عالمین کے لئے ہے کوئی یہودی ہو عیسائی ہو صابی ہو۔ مجوسی ہو مشرک یا لامذہب ہو آپ کی ہدایت اور رحمت سب کے لئے ہے۔ حضرت مسیح کی طرح وہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے ہی راہنما ہو کر نہیں آئے تھے اور وہ ان کی طرح بچوں کی روٹی کتوں کے آگے ڈالنے کا عمل اختیار نہ کرتے تھے۔ بلکہ اُن کے سامنے کسی عجمی و عربی۔ اسود و احمر۔ ابیض و ازرق کالے اور گورے میں کوئی تفریق نہ تھی۔ اُن کے نزدیک ایک امیر کبیر اور فقیر و گدا میں کوئی تمیز نہ تھی۔ اُن کی پاک نظر میں امیر و فقیر شاہ و گدا میں کچھ تفاوت نہ تھا و شرافت نسب کے قائل نہ تھے وہ صالحین اور متقین کے قدردان تھے اُن کے نزدیک عبد مومن کی قدر و منزلت قارون صفت امیر کبیر سے بڑھ کر تھی۔ حضورؐ ایک بادشاہ کے لئے نمونہ تھے تو ایک درویش اور مسکین بھی حضورؐ کے اعلیٰ اخلاق سے مستفید و مطمئن ہوتا تھا۔ حضور نے جب مکہ میں ایک فاتح عظیم کی طرح نزول اجلال فرمایا۔ تو تمام کفار نہایت بے بسی اور عاجزی سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں بہت ایسے تھے۔ جن کے ہاتھوں سے حضورؐ نے بڑی بڑی تکالیف اٹھائی تھیں۔ حضرت حمزہؓ کی جگر خوردہ ہندہ بھی وہاں موجود تھی لیکن آپ نے ۱۲ سب کو قتل کر دیتے عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے۔ لیکن حضور لونڈی غلام بنانے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے آئے تھے۔ توریت میں غلاموں کو آزاد کرنے کی کوئی تعلیم نہیں انجیل میں بھی ایسی کوئی تعلیم نہ ہے اور نہ حضرت مسیح کو یہ طاقت حاصل ہوئی کہ وہ ایسا کلمہ حق کہہ سکتے مگر آنحضرت صلعم عرب کے بادشاہ تھے، آپ کو ہر طرح کی مقدرت تھی مگر باوجود اختیار کلی ہونے کے آپ نے کسی پر کوئی زبردستی نہیں کی۔ عکرمہ ابن ابو جہل کو بھی معاف فرما دیا۔ گویا حضورؐ کی رحمت کا فرد پر وسیع تھی حضورؐ

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم ۴)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

حضرت مجدد وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر

نماز جمعہ کی اہمیت اور اجتماعی زندگی کا سبق

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۰ اگست ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ــــــــ واللہ لایھدی القوم الظٰلمین ــــــــ (سورۃ الجمعہ)

نماز جمعہ کی اہمیت

اس سورۃ کا نام الجمعہ ہے۔ اس میں جمعہ کی نماز پڑھنے کی تاکید و تلقین فرمائی گئی ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ شریف کا نام سورۃ الجمعہ رکھا گیا ہے۔ تاکہ نماز جمعہ کی اہمیت کی طرف توجہ کی جائے۔

اجتماعی زندگی کا سبق

جمعہ کے لفظ کے اندر اجتماع اور جماعت کا مفہوم پایا جاتا ہے جس سے عبادت گذاری کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی بسر کرنے کا سبق دیا جاتا ہے اجتماعی زندگی بسر کرنے کا حکم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دیا ہے اس واسطے کہ اجتماعی زندگی کے اندر برکات ہیں اسی اجتماعی زندگی کو پیدا کرنے کے لئے ساری قوم کو اللہ تعالےٰ کی عبادت میں لگا دیا گیا ہے۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کرشمہ ہے کہ انہوں نے نظم اور انتظام پیدا کیا اور قوم کو یکجہتی اور اتحاد کا سبق دیا ہے۔ قوم کو عبادت گذار بنایا، اور اسکو منتظم و متحد کرنا نہایت مفید سمجھا گیا۔ جمعہ کے دن کے متعلق فرمایا خیر یوم طلعت فیہ الشمس الجمعۃ۔ یہ دن جس کو جمعہ کہتے ہیں نہایت ہی مبارک دن ہے۔

اللہ تعالےٰ کے غلبہ اور قدوسیت و حکمت کا ذکر

اس سورت کے شروع میں حضرت نبی کریم صلعم کا ذکر کرنے سے پہلے خدا تعالےٰ کا ذکر ہے۔ جس طرح لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پہلے ذکر خدا تعالےٰ کا ہے اور اس کے بعد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا ذکر ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اصل چیز جس کی پرستش اور عبادت کرنی چاہیئے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات ہے۔ اور رسول اور پیغمبر تو صرف اس کے بندے اور ایلچی ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ زمین اور آسمان کی تمام کائنات میں جو بھی چیزیں ہیں۔ وہ زبان حال سے بتلا رہی ہیں کہ خدا تعالےٰ اس کائنات کا خالق اور وہی اس کے قیام کا باعث ہے۔ الملک۔ اس کائنات کی تمام تر حکومت اس کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی حکومت کے چلانے میں اس کا ممد و معاون نہیں وہ بادشاہ مطلق ہے۔ القدوس۔ وہ قدوس ہے۔ تمام ان نقائص و معائب سے پاک اور منزہ ہے۔ جو اس دنیا کے عام بادشاہوں اور حکمرانوں میں پائے جاتے ہیں۔ دنیا کے بادشاہوں میں نقائص ہوتے ہیں کمزوریاں ہوتی ہیں، وہ مورد اعتراض و الزام ٹھہرتے ہیں۔ لیکن اس دوجہان کے بادشاہ کے متعلق فرمایا کہ وہ قدوس ہے پاک ہے عیبوں سے اور ہر قسم کی کمزوریوں اور برائیوں سے۔ العزیز وہ اپنے ارادے میں غالب ہے۔ اس کائنات کی تمام قوتیں اور موجودات اس کے تصرف میں ہیں اور اس قدر غلبہ کے باوجود وہ الحکیم ہے۔ اس کے کارخانہ عالم کے نظام میں حکمت اور دانائی پائی جاتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی شان اور عظمت کا اظہار

اس ہمہ صفت موصوف بادشاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ چنانچہ فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں وہ بادشاہ جو اتنی وسیع و عریض سلطنت کا مالک ہے اس کا رسول کس شان و عظمت کا ہوگا اس شان و عظمت کا اظہار رسولاً کی تنوین کرتی ہے۔

تمام انسانیت کیلئے رشد و فلاح کا پیغام

اللہ تعالےٰ نے اس مضمون کو دوسری جگہ بھی بیان فرمایا ہے قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اے لوگو میں اس بادشاہ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں جس کے ہاتھوں میں اس عالم کا نظام ہے اور کائنات ما فیہا پر جس کی ابدی اور ازلی حکومت ہے اور میں ساری کی ساری انسانیت کے لئے رشد و فلاح کا پیغام لایا ہوں۔ اور جو کام آپ کو تفویض ہوا ہے اس کی اہمیت اور مشکلات کا بھی اندازہ لگا لیجئے۔ فرمایا ما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ میں ساری قوموں اور تمام عالمین کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔

غربت و بیچارگی اور مخالفتوں کے باوجود رسول کریم صلعم کی کامیابی

ایک اور خصوصیت رسول کریم صلعم کی یہاں بیان فرمائی ہے، ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً آپ امیوں اور ان پڑھ لوگوں میں سے ہیں۔ اور ان میں رسول ہو کر آتے ہیں۔ خود امی ہیں۔ یتیم ہیں والدہ محترمہ۔ چچا اور دادا انتقال فرما چکے ہیں۔ جتھہ بھی کوئی نہیں۔ غربت لاحق ہے۔ اور کام ایسا مشکل ہے کہ جو نہی زبان سے یہ بات کہتے ہیں کہ یہ بت خراب ہیں۔ قابل پرستش نہیں۔ یہ خدا نہیں تو قوم کی قوم ختم کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشکلات میں اپنے عزیز و اقارب اور اپنے دوستوں کے ایثار و قربانی اور اپنے عزم و ارادہ اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے ملک عرب میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کرنے میں انتہاء درجہ کی کامیابی حاصل کی۔

باہم لڑنیوالی قوم میں اخوت و محبت کی روح

عرب کے وہ بدو جو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ قبیلوں کے قبیلے فرعون بنے ہوئے تھے ان میں لڑائیاں جاری رہتی تھیں۔ میلوں کے موقعہ پر ایک

قبیلہ دوسرے قبیلے کی نسبت اپنے فضائل بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں فخر محسوس کرتا تھا بات بات پر لڑ مرنے والی قوم کو متحد کیا اور ان میں یک جہتی اور یگانگت اور اخوت و محبت کی روح پھونک دی۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ تاریخ اس قوم کی اخوت و خیر سگالی قیامت تک دنیا کو دکھلاتی رہے گی۔ یہ بہت ہی مشکل کام تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھلایا۔

قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی

آپؐ کی قوم نے آپؐ کو اور آپؐ کے دوستوں کو بے حد ستایا۔ مارا اور پیٹا۔ ان کی زندگی دوبھر کر دی اتنا تنگ کیا کہ آپؐ کے ساتھیوں کو وطن چھوڑ کر دو دفعہ حبشہ میں پناہ لینا پڑی۔ پھر حضورؐ کو اور تمام صحابہؓ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہاں پر بھی دشمن نے آرام نہ لینے دیا۔ مسلمانوں پر بار بار حملے کئے۔

حضور صلعم نے دشمن قوم کو شیر و شکر بنا دیا

ان مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جاہل۔ اکھڑ اور بدو قوم کو اپنا بنا لیا اور ان میں انسانیت۔ ہمدردی۔ خیر خواہی کی روح پھونکی چنانچہ اس قوم نے انما المؤمنون اخوۃ کا عظیم الشان نمونہ پیش کیا سب بھائی بھائی ہو گئے وہ جو خون کے پیاسے تھے شیر و شکر ہو گئے ایک دوسرے کے مونس و ہمدرد اور خیر خواہ بن گئے اور جو خونخوار بدوؤں کو باخدا بنا دیا۔

چوروں قطب بنایا

حضرت ابوذر غفاریؓ ایک ڈاکو تھے۔ ایک دفعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کی صحبت سے متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ اور ساری عمر وعظ کرتے رہے کہ دولت جمع کرنا جائز نہیں۔ شدت کے ساتھ وعظ کیا۔ اسکو کہتے ہیں چوروں قطب بنایا۔

حضور صلعم کا پیدا کردہ انقلاب

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کمالات اور معجزات ہیں، کہ ان لوگوں کو باخدا بنا دیا دنیا کا معلّم اور بادشاہ بنا دیا۔ ان لوگوں نے دنیا کو تہذیب و تمدن کی راہیں دکھلائیں۔ اور علم و فلسفہ اور سائنس کی شمعیں روشن کیں۔ یہ ہے انقلاب عظیم جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا جبکہ حالات و واقعات سازگار نہ تھے۔ قوم ساتھ نہ دیتی تھی۔ دنیا میں وہ بھی لیڈر ہوئے جنہوں نے جب کوئی انقلاب برپا کرنا چاہا۔ تو قوم کی قوم نے بدل و جان ساتھ دیا۔ حالات نے موافقت کی

چنانچہ روس میں انقلاب آیا تو انقلاب پسند لیڈروں کے ساتھ ساری قوم تھی۔ ساری قوم کے نزدیک زارِ روس ناپاک زندگی بسر کر رہا تھا۔ قوم کا بیشتر حصہ غلامی اور محکومی کا شکار تھا۔ لہذا انقلاب کے لئے حالات زمانہ سازگار تھے۔ زارِ روس کو تخت سے اتار دیا گیا۔ ایسا ہی ہٹلر۔ مسولینی اور گاندھی کے لئے حالات سازگار تھے۔ اس لئے انقلاب پیدا کرنے میں بغیر دقت و تکلیف کامیاب ہو گئے کون نہیں جانتا کہ مہاتما گاندھی قابل قدر۔ بااخلاق اور جرأت مند انسان تھے۔ لیکن وہ کامیاب اس لئے ہوئے کہ ہندوستان کی تمام قومیں انگریز کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار دینے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔ اور ایک زمانہ دراز سے بعض لیڈر مہاتما جی سے پہلے اس میدان میں اترے ہوئے تھے۔ ان حالات نے مہاتما جی کی مدد کی، غرض ہندوستان کی ساری کی ساری قومیں یہ تڑپ رکھتی تھیں کہ آزادی حاصل ہو جائے اس لئے ہندو سکھ اور دوسری سب قوموں نے مہاتما جی کا ساتھ دیا۔ اور ان حالات کی سازگاری نے مہاتما جی کو لیڈر بنایا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت انقلاب برپا کرنا چاہا قوم ان کے نظریات کے سخت خلاف تھی ان کی دشمنی اس حد تک تھی کہ انہوں نے حضورؐ کو جان سے ختم کر دینا چاہا جن لوگوں نے آپؐ کا ساتھ دیا ان کو بھی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ وہ آپؐ کے ساتھیوں کو ختم کر دینا چاہتے تھے اور آپؐ کے دین کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ ان ناسازگار اور غیر موافق ماحول میں آپؐ نے وہ عظیم الشان انقلاب پیدا کرکے دکھایا جس کی نظیر تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔

عربوں میں سے رسول

فرمایا رسولاً منھم آپؐ قوم عرب میں سے ہی تھے کسی اور جگہ سے نہیں آئے تھے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم اے لوگو تم سب اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو جو تم میں سے ہی ہے چالیس سال تمہارے اندر گزارے ہیں، آپؐ کا اٹھنا، بیٹھنا۔ چلنا، پھرنا دنیاداری، دین داری، دیانتداری۔ راستبازی، وطن پرستی سے تم اچھی طرح واقف ہو۔

احکام الٰہی کی تلاوت اور تزکیہ نفس

آپؐ خود امی ہیں اور امیوں میں سے رسول ہیں مگر یتلوا علیھم اٰیٰتہ احکام الٰہی پڑھ کر سناتے ہیں۔ صرف یہی نہیں ویزکیھم بلکہ آپؐ نے قوم کی قوم کو پاک کر دیا اور ان کی ہر قسم کی بدی کو ختم کر دیا۔ ان کو فرشتہ بنا دیا یہ کام بڑا مشکل ہے۔ کسی قوم کے باطن کو مجموعی طور پر پاک بنا دینا آسان نہیں۔ یہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپؐ کے انفاس طیبہ کا اثر تھا۔

تزکیہ و تطہیر انبیاء ہی کا کام ہے

دیکھ لو پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے چودہ سال کا عرصہ ہو گزرا ہے۔ جب پاکستان بنایا جا رہا تھا تو ساری قوم میں جذبہ تھا۔ کہ ہم مسلمان ہو کر رہیں گے۔ قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ مگر یہ جذبہ ہی ہے۔ اس نے عمل کی صورت اب تک اختیار نہیں کی۔ آج اس قوم میں ہر قسم کی کمزوری موجود ہے۔ اخلاق میں انحطاط ہے۔ کاروباری دنیا میں بددیانتی ہے۔ موجودہ صدر مملکت نے بہت کچھ کام کرکے دکھلایا ہے اور ملک کو عظیم بحران سے بچایا ہے۔ ملک و قوم کی بڑی خدمت کی ہے اور یورپ کی اقوام میں نام پیدا کیا ہے اور پاکستان کی عظمت بڑھائی ہے اپنے ملک کے اندر نہایت اہم اصلاحات کامیابی کے ساتھ جاری کر دکھائی ہیں مگر قوم کے دلوں کی تطہیر اور پاکیزگی ان کے اختیار کی بات نہیں ہے یہ کام مامور اور مرسل ہی کر سکتے ہیں۔

فتح مکہ کے وقت خدا کی طرف رجوع

مکہ جب فتح ہوا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی قوم کا امتحان ہوا وہ قوم جو کامیابی کے موقع پر شراب و کباب اور سرود و رقص کی مجالس قائم کرنے کی عادت رکھتی تھی فتح مکہ کے دن وہ تکبیر و تحمید و تہلیل کے نعرے بلند کر رہی تھی اور نوافل ادا کر رہی تھی۔ ابوجہل نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر کہا کہ اس لڑائی کو جیتنے کے بعد لوگ جانیں گے کہ ہم کس طرح حملہ آور ہوتے ہیں انا لا نرجع حتی نذبح الجزور ونشرب الخمور وتعزف لنا القیان۔ ہم اونٹوں کو ذبح کریں گے۔ اور شراب و کباب کے دور چلیں گے عورتیں گائیں گی اور ناچیں گی۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ اونٹنی پر سوار تھے وہیں اظہار شکر کے لئے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں الحمد للہ الذی لہ الملک ولہ الحمد شکر ہے اے میرے مولا کریم حکومت اور ستائش تیری ہی ہے۔ الحمد للہ الذی انجز وعدہ اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا ونصر عبدہ اور اپنے بندہ کو کامیاب کیا وھزم الاحزاب وحدہ اور دشمن کے لشکروں کو خود اسی نے شکست دی۔ آپؐ نے کعبہ کی چابیاں لانے کو کہا۔ چابیاں لائی گئیں۔ کعبۃ اللہ میں جا کر آپؐ نے جا کر نوافل ادا کئے، چوبیس گھنٹہ مکہ میں عبادت تکبیر اور تحمید و تہلیل کی آوازیں بلند رہیں۔ مکہ کے لوگ حیران تھے کہ اتنی مشکل اور قربانی کے بعد ان لوگوں کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ شراب و کباب اور نغمہ و سرود کے بجائے

ان کی فتح کی نشانی اور ان کی خوشی کا اظہار یہ ہے۔ یہ ہے وہ عظیم الشان انقلاب جو نبی کریم صلعم نے پیدا کر دکھایا۔

قرآن کے ذریعہ علم و حکمت کی اشاعت

پھر فرمایا یعلمھم الکتاب۔ ان کو کتاب کا علم دیا۔ یہ کتاب ساری دنیا میں پیش ہو گی اس کے فرمودے اور ارشادات پیش ہوں گے۔ مگر یہ تمام علوم پر فتح پائے گی اس کے ماننے والے احکام الٰہی اور مذہب کا فلسفہ بیان کریں گے حکمت علم کی پختگی کو کہتے ہیں۔ اور اس پختگی کے بعد اس پر عمل کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو حکمت بھی سکھلاتے ہیں۔ اور دنیا کا کوئی فلسفہ اور کوئی حکمت قرآن کے فلسفہ اور حکمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ مقابلہ کرو۔ یہ کتاب اس قوم کو دی گئی جو گمراہی میں مبتلا تھی یہاں تاریخ بیان کی ہے کہ یہ قوم پہلے ضلالت اور گمراہی کی زندگی بسر کر رہی تھی ایسی گمراہ قوم کو یہ کتاب دی گئی تو وہ اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا کی رہبر بنی اور دنیا کو حکمت و فلسفہ کا سبق دیا۔

اٰخرین منھم کا ذکر

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم

یہاں ایک اور قوم کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں، تو آپ نے سلمان فارسی رضی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ان میں ایک انسان پیدا ہو گا جو ایمان کو ثریا سے اتار لائے گا۔ حضرت امام الزمانؑ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ اس قوم کا تو ذکر ہے جن میں مجھے مبعوث کیا جانا تھا لیکن میرا ذکر نہیں ہے، یہ عارف باللہ اور نہایت منکسر المزاج امام ہیں۔ یہاں اس آیت میں اس شخص کا ذکر نہیں کیا اس قوم کا ذکر کیا ہے۔ کیسا عارف باللہ اور منکسر المزاج امام ہے جو اس حدیث نبوی کا مصداق ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس آیت میں اس قوم کا ذکر ہے جو اٰخرین منھم میں سے ہے میرا ذکر نہیں اس لئے کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ جو کچھ ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے قدم پر میرا قدم ہے جس دین کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے میں اس دین پر چلنے والا ہوں ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

میں اس خیر الرسل خیر الانام صلعم کی اُمّت کی اصلاح کرنے آیا ہوں۔ اور اس کو محمد رسول اللہ صلعم کے قدموں پر چلانے کے لئے آیا ہوں۔ اس لئے میرا ذکر نہیں قوم کا ذکر ہے

مجدد کے ذریعہ قوم کو بلند مقام دیا گیا

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔ یہ بڑا عظیم فضل ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ذریعہ سے اور مجدد کے ذریعہ اور قوم کو بلند مقام دے کر خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس فضل عظیم کی قدر کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصانیف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بھی اپنے مرشد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں دنیا کو وہی کچھ دکھاتا اور سکھاتا ہے جو ان کے آقا نے دکھایا اور سکھایا: حضور صلعم نے اس عظیم الشان کتاب کے متعلق دعوےٰ کیا کہ یہ بے نظیر کلام الٰہی ہے۔ اس کتاب کی مثل کوئی انسان نہ بنا سکے گا۔ اسی طرح حضرت امام الزمانؑ نے اعلان کیا کہ میری عربی کتابوں میں جو عرفان کی باتیں ہیں اور اس زبان میں جو فصاحت و بلاغت ہو گی اس کا مقابلہ بھی کوئی نہ کر سکے گا اور یہ دلیل ہو گی اس بات کی کہ میں مؤید من اللہ ہوں۔

علماء کو چیلنج

آپ نے مشرق و مغرب کے علماء کو مکہ مدینہ بیروت مصر شام اور پنجاب و ہندوستان کے علماء کو چیلنج کیا کہ اگر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس کی درگاہ سے مردود ہوں، تو آؤ میرے مقابلہ میں معارف قرآنی بیان کرو، آپ نے معارف قرآن بیان فرمائے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو قرآن دانی کا خاص ملکہ عطا کیا تھا۔ آپ نے قرآن کریم کے وہ معارف و حقائق بیان فرمائے جن کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اس علمی زمانہ میں بے نظیر علم الکلام پیدا کیا جن لوگوں نے آپ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کا علم بحر ذخار تھا۔ صرف و نحو اور علم و ادب پر آپ نے مخالفین کے دانت توڑ دیئے ....
(Proposition) صلہ کے موضوع پر لوگوں کو ذلیل ہونا پڑا اور بڑے بڑے علماء کو آپ کی علمی فضیلت کا اعتراف کرنا پڑا۔

قرآن شریف اور مذاہب عالم سے واقفیت

قرآن کریم پر بحث ہوئی تو قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے حدیث پر بحث ہوئی تو علم حدیث کے چشمے رواں کر دیئے یہود کا ذکر آیا تو توریت پر بحث ہو رہی ہے اور ان کی کتابوں پر عبور نظر آتا ہے۔ اناجیل کا ذکر شروع ہوا تو اس کی حقیقت بھی کھول کر رکھ دی سکھوں کے مذہب سے بھی آپ کماحقہ واقف ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ڈیرہ بابا نانک میں جو چولا ہے اس پر قرآن لکھا ہوا ہے، جب تحقیق کی گئی تو ایسا ہی پایا گیا۔ فیروز پور کے ضلع میں ایک گردوارہ میں جو پوتھی تھی امام الزمانؑ کی تحقیقات سے وہ قرآن کریم ثابت ہوا۔ آپ نے آریوں کا بھی مقابلہ کیا یہ دولت مند اور مضبوط قوم تھی وہ لوگ صاحب علم اور صاحب اقتدار تھے اور سخت متعصب تھے۔ اس قوم کا بھی آپ نے علم و حکمت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اسلام کا سکہ دلوں پر بٹھایا۔ عیسائی پادریوں کو دلائل سے شکست دی۔ ان کی حضرت مرزا صاحبؑ کے آگے کوئی پیش نہ چلتی تھی۔

جلسہ اعظم مذاہب میں کامیابی

لاہور کا شہر گواہ ہے کہ جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مرزا صاحبؑ کو کس قدر کامیابی اسلام کی عظمت ثابت کرنے میں ہوئی۔ اس جلسہ میں ہر مذہب کے نمایندے نے اپنے اپنے مذہب کی نمایندگی کی۔ آپ نے بھی اسلام کی نمایندگی کی اور آپ کو خدا تعالےٰ نے پہلے سے بتلا دیا کہ آپ کا مضمون بالا رہے گا۔ چنانچہ آپ نے جلسہ سے پہلے ہی لاہور کے گلی کوچوں میں اشتہار لگوا دیئے کہ میرا مضمون بالا رہے گا۔ مضمون پڑھا گیا اور کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ غرض حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی جو بے نظیر خدمت کی ہے لاہور اس پر گواہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے مرشدؐ کے نقش قدم پر چل کر علم کے ساتھ دین کا فلسفہ بھی بیان فرمایا اور مسلمانوں کی توجہ قرآن کی طرف مبذول کروائی۔ قوم کے اندر روح پیدا کی۔

اسلامی پاکیزگی کی فضا

قادیان میں اسلامی پاکیزگی کی ایک فضا قائم ہو گئی۔ مرد، عورتیں اور بچے نمازوں، نفلوں اور تہجد میں مصروف دیکھنے میں آتے تھے اور دوکاندار دکانوں میں قرآن خوانی کرتے نظر آتے تھے۔ اسی وجہ سے علامہ اقبال نے علی گڑھ میں یہ اعلان کیا کہ ٹھیٹھ اسلام دیکھنا چاہتے ہو تو قادیان میں جاکر دیکھو۔

مجدد وقت سے وابستگی اختیار کرنیوالے لوگ

حضرت مرزا صاحبؑ نے باخدا انسان پیدا کئے جن کے ساتھ خدا ہمکلام ہوتا رہا۔ آپ نے ایک ایثار پیشہ قوم پیدا کی جس نے اپنی قربانی سے یورپ میں مشن قائم کئے اور کامیابی حاصل کی اس قوم کے اندر اخوت و خیرخواہی اور ہمدردی کا جذبہ موجزن تھا۔ قوم وہی قوم ہے جس کے افراد اخوت و ہمدردی کے پیکر ہوں جو خیرخواہی کے پتلے ہوں۔ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ۔ جو قوم عیب جوئی کرے اور طعن و تشنیع کی عادی ہو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ عیب جوئی کرنا۔ طعن دینا مسلمان

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۲)

مولانا عبد اللہ جان صاحب پشاوری

خاتم النبیین صلعم کے متعلق ایک دلچسپ مکالمہ

کیمل پور میں ملازم ایک غیر احمدی دوست ایک مقدمہ میں مبتلا ہو گئے تھے اور میرے بھائی صاحب کے پاس گئے تھے کہ اس کے لئے دعا کی جاوے انہوں نے دعا کی اور ان کو بتا دیا کہ وہ بری ہو جاویں گے چنانچہ بفضل خدا ایسا ہی ہوا۔ وہ دوبارہ اظہار تشکر کے لئے پشاور گئے اور ان کو میرے بھائی صاحب نے میرے بابت بتایا کہ میں کیمل پور ٹھیرا ہوا ہوں اور یہ کہ وہ مجھے کیمل پور میں ملیں۔

دوران گفتگو میں ان صاحب نے سوال کیا کہ احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ چنانچہ وہ مکالمہ میں بطور سوال اور جواب درج ذیل کرتا ہوں۔

دوست - ہمارے اور آپ (احمدیوں) میں کیا فرق ہے۔

میں - آپ کو کیا فرق نظر آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہم لوگ کلمہ گو ہیں۔ ہمارا آپ کا قبلہ ایک ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ سب ارکان اسلام کے ہم قائل ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن۔ سنت اور حدیث کے بعد فقہ حنفیہ کو ترجیح دیتے ہیں۔

دوست - آپ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں؟

میں - یہ کوئی اتنا اہم اختلاف نہیں کہ اسکو اہمیت دی جاوے۔ گذشتہ اکابر اسلام کا بالخصوص صدر اسلام کے اکابر کا یہی مذہب تھا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو وفات یافتہ جانتے تھے۔

اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اگر ان کو زندہ مانا جاوے تو یہ نہ صرف قرآن اور قانون قدرت کے خلاف ہے بلکہ ان کی دو ہزار سال کی بیکار زندگی موجب تعجب ہے۔ قرآن کریم میں بالخصوص اور صرف حضرت عیسےؑ کی وفات کا ذکر ہے اور دیگر انبیاء کے فوت ہونے کا ذکر ہے اور دیگر انبیاء کے فوت ہونے کا ذکر نہیں۔ تو ان انبیاءؑ کو زندہ کیوں نہیں مانتے۔

س - وہ اس جہان میں نہیں اور جو اس جہان میں نہیں وہ فوت شدہ ہی ہیں۔ اور جو یہاں سے جاتا ہے موت کے دروازے سے جاتا ہے۔

میں - بالکل درست۔ حضرت عیسیٰؑ بھی تو اس جہان میں نہیں ہیں ان کو وفات شدہ کیوں نہ مانا جاوے۔ معراج میں رسول کریمؐ نے جہاں حضرت عیسیٰؑ کو حضرت یحییٰؑ کے ساتھ دیکھا تھا وہاں دیگر انبیاءؑ بالخصوص حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسےؑ کو بھی دیکھا تھا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ سب جسم خاکی کے ساتھ وہاں موجود تھے اور اگر وہ نوری جسم سے وہاں تھے تو حضرت عیسیٰؑ بھی نوری جسم کے ساتھ تھے۔

دوست - اگر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اختلاف اہم اختلاف نہیں تو پھر ہمارے اور آپ لوگوں میں کیا اختلاف ہے۔

میں - وہ اہم فرق یہ ہے کہ قرآن کریم کو غیر مبدل وحی الٰہی ہم بھی مانتے اور سب مسلمان مانتے ہیں۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ رسول کریم خاتم النبیینؐ ہیں۔ اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ احمدیوں کا قرآن اور حدیث دونوں کے ارشادات پر ایمان ہے لیکن آپ غیر احمدیوں کے علماء رسول اکرم صلعم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ وہ اہم فرق ہمارے اور آپ کے درمیان ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا مذہب ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ کوئی پرانا نبی ہو یا نیا۔ کیونکہ کسی نبی کے آنے سے رسول کریم صلعم خاتم النبیین نہیں رہتے۔

دوست - مودودی صاحب وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔

میں - یہ لوگ آپ کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہیں۔ کسی امر کا انکار دو طرح ہوتا ہے ایک عقیدۃً دوسرے عملاً۔ اگر عمل عقیدہ کے خلاف ہو تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عقیدہ پر کامل یقین نہیں ہے۔ عقیدۃً رسول اکرمؐ کو خاتم النبیین ماننا اور عملاً حضرت عیسیٰؑ کو خاتم النبیین قرار دینا بتاتا ہے کہ ایسے لوگوں کا رسول اکرم صلعم کے خاتم النبیین ہونے پر کامل ایمان نہیں ورنہ ایک رسول جو قرآن کریم کے رُو سے رسولًا الیٰ بنی اسرائیل خدا کی طرف سے مقرر تھے دوبارہ امت محمدیہؐ کے اصلاح کے لئے کیسے آسکتا ہے۔ اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ حضرت عیسیٰؑ آئیں گے تو ایک تو ان کے آنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باطل ہو جاتا ہے دوئم یہ کہ ایک نبی کے انکار سے منکر کافر ہو جاتا ہے اور رسول اکرمؐ کو ماننے والا اور حضرت عیسےؑ کا منکر کافر ہوگا۔ اور کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرنے کا دور ختم ہو جاتے گا۔

اگر آپ کہیں کہ وہ بطور نبی نہیں آئیں گے جیسے بعض مفسرین کا خیال ہے تو یہ قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہے۔ ایک طرف تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے ورسولًا الیٰ بنی اسرائیل جب تک قرآن میں تبدیلی نہیں ہوتی اس آیت میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ دوئم قرآن کریم میں نقل فرمایا ہے کہ وجعلنی نبیًا وجعلنی مبارکًا اینما کنت - واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیًا اب جب تک قرآن کریم میں تبدیلی نہ کی جاوے وہ نبی ہی رہیں گے خواہ دوبارہ آویں۔ مولوی صاحبان کو کس نے اختیار دیا ہے کہ ایک نبی کو اپنے اختیار اور خیال سے معزول کریں خدا تعالےٰ جس کو نبی مقرر کرتا ہے اس کو معزول نہیں کرتا آپ مودودی صاحب یا اور مولوی صاحبان سے مطالبہ کریں کہ وہ ثابت کریں یا کوئی نظیر پیش کریں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کبھی کوئی نبی منصب نبوت سے معزول ہوا ہے۔ یونسؑ کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنا کام چھوڑ کر چلے گئے خدا تعالےٰ نے ان کو معزول نہیں کیا۔ مودودی صاحب یا کوئی اور مولوی صاحب ہرگز ہرگز کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتے اور نہ کر سکیں گے۔

دوست - مولوی صاحبان عام طور پر یہی کہتے ہیں کہ عیسےؑ پرانے نبی ہیں اور وہ آسکتے ہیں۔

میں - میں نے آپ کو بتا دیا کہ اس صورت میں ان کے آنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہتے اور خاتم النبیین حضرت عیسےؑ ہوں گے۔ چنانچہ عیسائیوں نے کچھ عرصہ ہوا ایک رسالہ شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ خاتم النبیین حضرت عیسیٰؑ ہی ہیں جو مسلمانوں کی اصلاح کے لئے دوبارہ آئیں گے۔ جو مسلمان حضرت عیسےؑ کو دو ہزار سال سے آسمان پر بغیر لوازمات بشریہ حیّ و قیوم مانتے ہیں ان سے جواب نہ بن پڑا تو شور مچایا کہ رسالہ ضبط کیا جاوے۔

دوئم قطع نظر اس امر کے حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں، اگر انہیں زندہ بھی مانا جاوے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ وہ آسکتے ہیں اور نہ کوئی اور نبی آسکتا ہے پرانا ہو یا نیا۔

سوئم حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ آنے میں قرآن کریم کی یہ آیت بھی مانع ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ نے رسول اکرمؐ کے ظہور کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ یاتی من بعد اسمہ احمد یعنی میرے (حضرت عیسیٰؑ) کے بعد رسول اکرمؐ تشریف لائیں گے۔ اگر حضرت عیسےؑ نے دوبارہ آنا ہے تو لازماً رسول اکرمؐ بھی دوبارہ .... آویں گے۔ اگر نہیں تو کیا حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے پر اس آیت کو قرآن کریم سے نکال دیا جاسکے گا؟ لیکن نہ قرآن کریم میں

تبدیل ہو سکتی ہے نہ رسول اکرم صلعم دوبارہ زندہ ہو کر آئیں گے اور نہ حضرت عیسٰےؑ دوبارہ آ سکتے ہیں حضرت احمدؑ کا عیسٰےؑ کے بعد تب ہی آنا ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے وفات کے بعد حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاویں۔ ورنہ خاتم النبیّین حضرت عیسٰیؑ ہونگے نہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

قرآن کریم میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے وفات کا ذکر موجود ہے لیکن ان کے آسمان پر زندہ جانے۔ زندہ ہونے اور دوبارہ اُترنے کا کوئی ذکر نہیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے اعتقاد کو اپنا لیا ہے۔ اس لئے ایسے مسلمان عیسائیوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے اور عیسائیوں کو ترقی ہو رہی ہے حضرت عیسٰےؑ کو زندہ ماننے والے مسلمان اپنے گھر اور وطن میں اور باہر عیسائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے برخلاف اس کے احمدی عیسائیوں کے گھروں اور اوطان میں کامیابی سے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ عیسائیوں کو ترقی مشن سکولوں میں مشنری تعلیم دینے۔ ہسپتالوں وغیرہ خیراتی اداروں کے چلانے کی وجہ سے مل رہی ہے۔ یہ دلیل باطل ہے کیونکہ یہ ادارے تو انگریزوں کے دورِ حکومت میں بھی قائم اور جاری تھے اس وقت ان کو کیوں اس قدر فوق العادت ترقی نہیں ہوئی۔

ایک طرف حکومت سے مطالبہ ہے کہ مشن سکولوں میں مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیم دی جاوے دوسری طرف اسلامیہ اور گورنمنٹ سکولوں میں نصاب تعلیم میں خود مسلمان نصاب تعلیم تجویز کرنے والے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور مسلمان معصوم بچوں کے دلوں میں عیسائیت کا تخم بو رہے ہیں۔ چنانچہ صوبہ سرحد کے سکولوں کی آٹھویں جماعت کے اسلامیات کے کورس حصہ سوئم میں حضرت عیسٰیؑ کا ذکر بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:-

(۱) - وہ دودھ پیتے بچے تھے کہ انہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور پیغمبر بنایا۔
(۲) - مٹی سے پرندوں کی مورتیں بناتے اور اس میں پھونک مار کر اُڑا دیتے تھے
(۳) - اندھوں کو بینا کرتے۔
(۴) - کوڑھیوں کو تندرستی بخشتے
(۵) - خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے
(۶) - نہ ان کی موت سولی پر واقع ہوئی
(۷) - بلکہ اللہ پاک نے انہیں آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔

اس تعلیم کے ہوتے ہوئے اب عیسائیوں کو تبلیغ کی کیا ضرورت رہی۔

یہ وہ تعلیم ہے جو انگریزوں کے دورِ حکومت

میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے تو عیسائیت نہ پھیلے تو مقام تعجب ہوگا۔

دوست - خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کو زندہ رکھے اور پھر ان کا نزول ہو۔

میں - خدا تعالےٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ جتنے چاہے مسیح پیدا کرے وہ معذور نہیں ہوگی کہ مسیح جیسا اور مسیح پیدا نہ کر سکے۔ وہ ایسا مصور نہیں کہ مسیح کی تصویر کی طرح دوسرا مسیح نہیں بنا سکتا یا مسیحؑ کے صفات کا دوسرا مسیح نہیں بنا سکتا ہے۔ حضرت مسیح ہزارہا انبیاء (بعض ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتاتے ہیں) میں سے ایک نبی تھے ہزارہا نبی بنانے والا کیا ایک یا کئی اشخاص کو مسیح جیسے نہیں بنا سکتا ہے خدا کی قدرت کی بحث نہیں۔ خدا تعالےٰ کی سنت اور قانون میں اگر ایسا کبھی نہیں ہوا تو اب بھی نہ ہوگا اور اس کے بعد بھی۔ جو دعوےٰ کرے کہ ایسا ہو سکتا ہے وہ سنت الٰہی میں نظیر پیش کرے اس دنیا کا قانون یہ ہے۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ جو کاشت کر کے گندم کی فصل پیدا نہیں ہو سکتی مُرغی کے انڈے سے چڑیا پیدا نہیں ہو سکتی، اور چڑیا کے انڈے سے مرغی پیدا نہیں ہو سکتی ہے یبدؤا الخلق ثم یعیدہ کا ایک سنت یہ ہے کہ انسان اس قانون کے ماتحت ہے۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون اسی زمین میں تم نے زندگی گذارنی ہے اسی جگہ تم نے مرنا ہے اور اسی زمین میں تمہاری بعثت ہوگی۔ اس قانون سے جب افضل الاوّل والآخر محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ مستثنیٰ نہ ہوئے تو کسی اور کا کیا مقام ہے کہ خدا اس کے لئے اپنی سنت اور قانون توڑ دے جبکہ اس کا اپنا حکم قطعی ہے کہ میری سنت بدلتی نہیں۔

یہ تو دلائل ہوئے چلو دیکھیں کسی نبیؑ کے دوبارہ آنے کے متعلق سنت اللہ کیا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسےٰؑ کے مثیل ہیں اور سلسلہ محمدیہؐ سلسلہ موسویہ کے مثیل ہیں۔ پہلی سلسلہ موسویہ میں اسکی نظیر ملتی ہے۔ یہودیوں میں پیشگوئی چلی آ رہی تھی کہ حضرت ایلیا (جو یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے) دوبارہ اتریں گے۔ ان کے بعد حضرت مسیحؑ مبعوث ہوں گے اور ان کے بعد وہ نبی۔ (وہ نبی یا النبیؐ سے مراد رسول اکرم صلعم ہیں) چنانچہ جب حضرت مسیح موعود نے دعوےٰ کیا تو یہودیوں نے یہ اعتراض کیا کہ پیشگوئی کے مطابق آپ سے پہلے ایلیا نبی نے نازل ہونا تھا اور جبکہ ابھی وہ نہیں اترے تو آپ کیسے صادق ہو سکتے ہیں۔ حضرت عیسٰےؑ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ جس ایلیا نے آنا تھا وہ

نہیں آتا۔ جن یہودیوں نے اس فیصلہ کو نہ مانا وہ نہ صرف حضرت مسیحؑ کے ماننے سے محروم ہوئے بلکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے سے بھی محروم ہو گئے۔ اور وہ آج تک اسی امید پر ہزاروں سال سے بیٹھے ہیں کہ ایلیا آئیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے لوگ یہودیوں کے نقش قدم پر چلیں گے اور اگر کسی یہودی نے کسی عزیز ترین ہستی سے زنا کیا تو میری امت میں بھی ایسے ہوں گے کہ وہ بھی ایسے گناہ کا ارتکاب کریں گے۔ اس سنت اللہ کے ماتحت حضرت عیسٰےؑ خود نہیں آ سکتے اگر کوئی آنے والا ہو سکتا ہے تو ان کا کوئی مثیل ہو سکتا ہے۔ اور خاتم النبیّینؐ کے بعد اس سنت اللہ کے ماتحت وہ نہیں آ سکتے ہاں امتِ محمدیہؐ میں سے کوئی ولی ان کا مثیل ہو کر آ سکتا ہے اور اس راز کا انکشاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے۔ اس مماثلت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کے مثیل وہی ہو سکتے ہیں جن کو خدا تعالےٰ خود انتخاب فرماوے اور انبیاءؑ کی طرح ان کو مبعوث فرماوے، یہ اولیاء وہ ہیں جو مجددین اور محدثین کے رنگ میں مبعوث ہوتے ہیں۔ اور مسلسل ہر صدی میں سلسلہ محمدیہؐ میں مبعوث ہو کر اس امر کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔ ہندوستان میں بھی ایسی بزرگ ہستیاں گذر چکی ہیں جن کو خدا نے بطور مجدد مبعوث فرمایا۔ رسول کریمؐ کی مندرجہ ذیل حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی بالفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان ... علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرانٰہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ اور دوسری حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے کہ یہ وعدہ ان روحانی خلفاء کے متعلق ہے جن کا سلسلہ خلافت راشدہ کے بعد ہونا تھا۔ حدیث یہ ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ بھی تھے اور رسول اور نبی بھی جن کی ابدیت قیامت تک ممتد ہے ان کے بعد جسمانی خلافت حضرت ابوبکر رضؓ سے شروع ہو کر حضرت علی رضؓ پر ختم ہو گئی اس کے بعد کے بادشاہ آیت استخلاف کے وعدہ میں شامل نہیں کیونکہ بادشاہت تو مسلمانوں کی نسبت غیر مسلمانوں میں ہمیشہ زیادہ رہی اور اب بھی ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد سلسلہ مجددین کا ذکر آیت استخلاف میں ہے۔

میرے پاس اس وقت حضرت مولانا اشرف علی

پیغام صلح　　۱۷　　۱۵ اگست ۱۹۶۲ء

موصوف نے متوفی کے معنی قبض روح کے لئے ہیں جو لغت، قرآن کریم اور عربی ادب کے موافق ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجلٍ مسمّی۔ قبض روح دو حالتوں میں ہوتی ہے۔ موت کے وقت اور سوتے وقت۔ جس پر موت کا حکم ہو تو اس کی روح روک لی جاتی ہے اور دوسرے کی واپس کر دی جاتی ہے ایک میعاد مقررہ تک۔ اب یہ ظاہر ہے کہ سوئے ہوئے شخص کی جب قبض روح کی جاتی ہے تو جسم اسی جگہ رہ جاتا ہے اور اس کی بھی جو مر جاتا ہے قبض روح کے ساتھ جسم خاکی کسی حالت میں روح کے ساتھ نہیں ہوتا۔

بعض لوگ آیہ کریمہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی ترتیب یوں ہے کہ رافعک پہلے ہے اور متوفیک بعد میں۔ حالانکہ قرآن کریم۔ جمع قرآن۔ ترتیب قرآن۔ پھر اسکو واضح کرنا سب خدا تعالےٰ کے ذمہ ہے۔ ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قراناہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ۔ اس پر بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول صادق آتا ہے کہ ہر امر میں مسلمان یہودیوں کے قدم قدم چلیں گے۔ قرآن کریم میں یہودیوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ وہ الفاظ کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ لگاتے تھے۔ قرآن کی ترتیب خدا تعالےٰ کے حکم اور وحی کے ماتحت ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ نہ کر سکتے تھے۔ جب کفار نے مطالبہ کیا کہ اس قرآن میں تبدیلی کر دیجئے، تو انہوں نے جواب دیا کہ ما کان لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ تو پھر کس کو اختیار ہے کہ قرآن کریم کی ترتیب میں رد و بدل کرے یہ تو یحرفون الکلم عن مواضعہ ہوا۔ اور عجیب حضرت جبرائیل ہر سال ماہ رمضان میں ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم شروع سے آخر تک دہراتے تھے تو ان کو ترتیب کی یہ غلطی معلوم نہ ہوئی اور پھر خدا تعالےٰ نے بھی بذریعہ وحی اس غلطی کو جبرائیل اور رسول اکرمؐ پر واضح نہ کیا۔

غرض یہ باتیں سن کر میرے دوست پر یہ عقدہ حل ہوا اور آپ کو میں نے جلد تفسیر حسن بیان کی دی تھی کہ تسلی اور یکسوئی سے مطالعہ کریں، چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ آئے اور بتایا کہ انہوں نے خود بھی دیکھا اور اپنے دوستوں کو بھی ضروری مقامات بتائے اس اس لئے اس کو پانچ نسخے اور دوستوں کے لئے قیمتاً چاہئیں جن کا انتظام کر دیا گیا۔

پھر میں نے بتایا کہ سورۃ جمعہ بھی مسیح کے دوبارہ آمد کی راہ میں روک ہے۔ سورۃ جمعہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ رسول اکرمؐ امت کے اولین اور آخرین سب کے معلم اور مزکی ہیں اس لئے نہ حضرت عیسیٰؑ نہ کوئی اور نبی بطور معلم اور مزکی کے نہیں آسکتا ہے۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میرا معلم حضرت رسول کریمؐ ہیں نہ کوئی اور۔

دوست۔ حضرت مرزا صاحبؒ کا خاتم النبیین کے متعلق کیا نظریہ ہے۔

میں۔ خاتم النبیینؐ کے جو معنی حضرت مرزا صاحبؒ نے کئے ہیں وہ عقل نقل اور جذبات صحیحہ کے رو سے کامل اور درست ہیں۔ خاتم النبیین کے صرف یہ معنی کرنا کہ وہ صرف آخری نبی ہیں اس سے اُن کی عظمت قائم نہیں ہوتی۔ خاتم النبیین کی تفسیر سورۃ کوثر ہے۔ کفار کا اعتراض تھا کہ رسول اکرمؐ کی کوئی جسمانی اولاد نہیں اور وہ ابتر ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اس کے دشمن ابتر ہیں یہ تو اگرچہ کسی مرد کا جسمانی باپ نہیں لیکن قیامت تک امت کا روحانی باپ ہے اگر اس کے یہ معنی لئے جاویں کہ ہر فاسق فاجر اور تمام مسلمان جو امت محمدیہ میں شامل ہیں رسول اکرمؐ کے فرزند روحانی ہیں تو اس رنگ میں تو سب غیر مسلم کسی نہ کسی نبی کی اُمت میں شامل ہیں اور ان کی تعداد مسلمانوں سے کئی گنا ہے۔ اس میں رسول اکرمؐ کی کونسی فضیلت ہوئی۔ حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تمام مذاہب مر چکے ہیں، تمام نبیوں کی نبوتیں ختم ہو چکی ہیں سوائے رسول اکرمؐ کی نبوت کے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ کے کامل پیرو خدا رسیدہ ہو جاتے ہیں اور وہی خدا رسیدہ رسول اکرمؐ کے فرزند روحانی ہیں۔ جن میں سے حضرت مرزا صاحبؒ بھی ایک تھے جنہوں نے دنیا کے تمام اہل مذاہب کو للکارا کہ اگر ان میں کوئی خدا رسیدہ ہے تو اس کے مقابلہ میں آوے۔ اگر رسول اکرمؐ کے فیض اور تعلیم سے کوئی کانبیاء بنی اسرائیل کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور صاحب وحی و ولایت نہیں ہو سکتا تو پھر کفار کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ رسول کریمؐ جسمانی اور روحانی طور پر ابتر تھے حضرت مرزا صاحب رحؒ نے تو سب اہل مذاہب کو مقابلہ کے لئے للکارا اور ثابت کیا کہ رسول اکرمؐ کا فیضان جاری ہے اور باقی سب پر جو رسول اکرم صلعم کے منکر ہیں یہ دروازہ بند ہے، اور وہ ابتر ہیں۔ پس خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے بھی ہیں کیونکہ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا نیا ہو یا پرانا، لیکن آپ کا آخری نبی ہونا اس لحاظ سے بہت بڑی عظمت رکھتا ہے کہ آپ کا فیض روحانی قیامت تک ممتد ہے اور صرف آپ ہی کی پیروی سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم خاتم النبیین صلعم کو کوثر عطا کیا گیا ہے جو کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوا رسول اکرمؐ کے فیض سے سلسلہ خلافت روحانی یا سلسلہ ولایت جاری ہے اور یہ فیض باقی سب پر بند ہے۔ اس کی تمثیلی شکل میں رسول اکرمؐ کو جنت میں نہر کوثر بتایا گیا جس سے اور نہریں نکلتی ہیں۔ اور رسول کریمؐ کے روحانی فرزند اپنے اپنے وقت میں کوثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحبؒ نے کیا خوب اس کو واضح کیا ہے ؎

زیں آتشے کہ دامن آخر زماں بسوخت
از بہر چارہ آتش بخدا نہر کوثرم

مولوی صاحبان اگر رسول اللہؐ کے اس فیض جاری کے منکر ہیں تو اسلام میں کونسی ایسی چیز ہے جو دیگر مذاہب باطلہ میں نہیں۔ اس فیضان کے انکار سے مولوی صاحبان اسلام کو دیگر مذاہب باطلہ کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرتے ہیں اس مکالمہ سے ہمارے دوست کو تو بڑا فائدہ ہوا ممکن ہے فکر اور غور کرنے والوں کو اس مکالمہ کے مضمون سے کوئی فائدہ ہو۔

"ہمارا پیارا نبیؐ"

(حبیب الرحمٰن صادق)

* * *

محمد مصطفےٰ صلّی علیٰ کیا نام پیارا ہے
ہر اک قدسی و قدسی مناقب خواں تمہارا ہے

امیدِ ساغر کوثر میں تلخ آبِ اجل پینا
تمہارے نام پر جاں دینے والوں کو گوارا ہے

ترے اعجاز دو ٹکڑے مہ کامل نظر آیا
میں قرباں یہ اشارا کیا قیامت کا اشارا ہے

شبِ معراج حضرت کی اس آرائش کو کیا کہئے
ریاضِ خلد میں حوروں نے زلفوں کو سنوارا ہے

تمہارے نام پر مرنا حقیقت میں ہے جی جانا
شہیدوں کی حیات جاودانی آشکارا ہے

چھپائیں گے ہمیں بھی دامنِ رحمت میں اے صادق
شفیع عاصیاں کا اہلِ عصیاں کو سہارا ہے

* * *

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ڈپلومیٹ

ڈپلومیسی اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں اور نبی کریم صلعم خلق عظیم کے مالک تھے نہ کہ ڈپلومیٹ

بادی النظر میں مندرجہ بالا عنوان کسی مخالف اسلام کے دماغ کی پیداوار معلوم ہوگا۔ اس لئے کہ ڈپلومیسی کا لفظ نہایت مذموم روایات کا حامل ہے۔ مگر اس وقت اس لفظ کا نبی کریم صلعم کے متعلق جو استعمال میرے سامنے ہے وہ ایک فاضل نوجوان مسلمان کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے جو ایک بلند پایہ مصنف ہونے کے علاوہ دل میں اسلام کا درد بھی رکھتا ہے۔ اپنی تازہ تصنیف "ڈپلومیسی اِن اسلام" (اسلام میں ڈپلومیسی) میں فاضل مصنف نے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ جیسے نبی کریمؐ کی ذات والا صفات زندگی کے دوسرے شعبوں میں انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ تھی اسی طرح فنِ ڈپلومیسی میں بھی آپؐ نے جو نمونہ پیش کیا ہے وہ ایک مثالی نمونہ ہے اور پاکستان کی ڈپلومیٹک سروس کے کارکنوں کو چاہیئے کہ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیارِ ڈپلومیسی کو مشعلِ راہ بنائیں۔

فنِ ڈپلومیسی کی ابتدا

فاضل مصنف کو اعتراف ہے کہ زمانہ ماضی میں جب اس فن کا آغاز ہوا تو ڈپلومیسی نہایت مکروہ لفظ تھا۔ اس فن کا مظہرِ اتم ایک شخص میکاویلی نامی تھا، جس نے اسے ایک اچھے خاصے فلسفہ کے مقام پر پہنچا دیا تھا۔ اس کے نزدیک فرمانروا کے مفاد کی خاطر ہر قسم کی عیاری، غداری، بد دیانتی، بدعہدی سفاکی نہ صرف جائز ہے، بلکہ ہر ایک وفادار شہری کا مقدس فرض ہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کے ادبیات میں اگر کسی نے سیاسی شعبدہ بازیوں ہتھکنڈوں اور ذلیل ترین منصوبوں کا مفہوم ادا کرنا ہو تو اس کے لئے ایک ہی جامع لفظ میکاویلزم استعمال کر دینا کافی سمجھا جاتا ہے۔ گویا میکاویلی ڈپلومیسی مجسم تھا۔

ڈپلومیسی کی نشو و نما

جیسے جیسے زمانہ بدلتا چلا گیا انسان کی ذہنی نشو و نما میں ترقی ہوتی گئی۔ میکاویلی کی درشت سے خد و خال بھی بدلتے گئے۔ مگر آخر تک اس فن کا سنگِ بنیاد یہی رہا کہ دوسرے ممالک میں جاکر اپنے ملک کے مفاد کو جس طرح بھی بن پڑے پورا کیا جائے اس کے چہرے کی سیاہی کو کتنا بھی دھویا جائے کچھ نہ کچھ کالک پھر بھی چپٹی رہے گی۔ چنانچہ خود فاضل مصنف نے ایک انگریز سفیر سر ہنری ووٹن کا یہ مقولہ نقل کیا ہے:۔

> "سفیر اسے کہتے ہیں جو دوسرے
> ممالک میں جاکر اپنے ملک کے
> مفاد کے لئے جھوٹ بولتا
> ہے"

اس قدر صاف گوئی بھی منصب سفارت کے لئے اس کی نااہلی سمجھی گئی اور اسے اپنی کرسی چھوڑنی پڑی۔

نبی کریم صلعم کی ذاتِ اقدس پر ڈپلومیسی کا استعمال

اس تمام تاریخی پس منظر کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فاضل مصنف پھر بھی یہ سوالات دیباچہ میں اٹھاتے ہیں:۔

> "ڈپلومیسی کسے کہتے ہیں؟ اسلام میں
> ڈپلومیسی کا کیا مفہوم ہے؟ ڈپلومیسی
> کا کونسا تصور ہے جو قرآن مجید
> سے جنم پذیر ہوتا ہے؟ یا یہ کہ
> ڈپلومیسی کا لفظ ہی اس قدر مکروہ ہے
> کہ نبی کریمؐ کی ذات کے متعلق استعمال
> نہیں ہونا چاہیئے؟ یہ چند ایک سوالات
> ہیں جن کا جواب تلاش کرنا ضروری
> ہے"

میرا مشورہ لیتے تو میں فاضل اقبال صاحب کی حوصلہ افزائی نہ کرتا کہ اس پُر نزاکت مسئلہ کو ہاتھ نہ ڈالیں۔ جس انسانِ کامل کو اللہ تعالیٰ نے سر پر رحمۃ للعالمین کا تاج پہنایا اسے ڈپلومیٹوں کی صف میں کھڑا کرنا ہی غلط ہے خواہ اس صف میں آپ کو کتنا ہی اعلیٰ مقام کیوں نہ دیا جائے۔

. . . .

ہے کہ بین الاقوامی جھگڑوں کو باہم گفت و شنید، مصالحت دوستانہ مداخلت یا بالآخر ثالثی سے طے کیا جائے بجائے اس کے کہ جنگ اور خونریزی تک نوبت پہنچے۔ مگر کتنے ڈپلومیٹ ہیں جو فی الحقیقت یہ غرض سامنے رکھ کر کسی بیرونی ملک کے سفارت خانے میں جاتے ہیں؟ حقیقت پسندانہ جائزہ کی شہادت اس کے خلاف ہے۔ بیرونی سفارت خانے عموماً جاسوسی اور دشمن کے ملک میں انتشار کے جراثیم پھیلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ماڈرن ڈپلومیسی

مروجہ ڈپلومیسی میکاویلی کی مکاری سے کچھ مختلف نہیں۔ صرف شکل بدل گئی ہے۔ بعض ممالک کے ڈپلومیٹ تو ایسے بھی ہیں جن کے سامنے بیچارا میکاویلی بھی طفل مکتب نظر آئے گا۔ انسان کی ذہنی نشو و نما کے ساتھ ساتھ اس کا شیطان بھی ارتقائی منازل طے کرتا رہا ہے اور ماڈرن شیطان نے اپنے آپ کو ماڈرن ہتھیاروں جیسے ظاہری خوش اطواری، نرم گفتاری، فرمائشی مسکراہٹ، اور ظاہرداری سے مسلح کر لیا ہے۔

ڈپلومیٹک زبان اور دستاویزات کو ہی لیجئے ان کا مقصد اظہار مافی الضمیر کی بجائے اخفاء مافی الضمیر ہوتا ہے۔ کیا مفاہمت اور مصالحت چاہنے والوں کے یہ طور طریق ہوتے ہیں کہ ذو معنے الفاظ استعمال کریں جس سے اگلے آدمی کو دھوکہ میں ڈالا جا سکے۔ قائد اعظم کو ہند و رہنماؤں سے کتنی طویل گفت و شنید مسلمانوں کے جائز حقوق منوانے کے لئے کرنا پڑی۔ مگر آخر کار انہیں مہاتما گاندھی جیسے انسان سے بھی برملا یہ شکوہ کرنا پڑا کہ ان کی زبان پہ جو کچھ ہوتا ہے وہ دل میں نہیں ہوتا اور جو دل میں ہوتا ہے وہ زبان پہ نہیں ہوتا۔

ڈپلومیسی بہرحال ڈپلومیسی ہے۔ ہر ایک درخت کا اپنا اپنا پھل ہوتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے سب سے مقدم ضرورت باہمی اعتماد کی فضا پیدا کرنا ہے ڈپلومیٹک طریقوں میں جس راز داری اور ایچا پیچی سے کام لیا جاتا ہے وہ باہمی اعتماد کے منافی ہیں۔ موجودہ ایٹمی دور اگر نہایت سرعت کے ساتھ موجودہ تہذیب کو ہلاکت کی طرف لئے جا رہا ہے تو اس کی وجہ زیادہ تر ڈپلومیسی ہے۔ روس کی ڈپلومیسی کو ہم آہنی پردہ کہکر کوسا کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک ملک کا دفتر خارجہ اپنی کارروائیوں کو کسی نہ کسی رنگ کے آہنی پردے کے پیچھے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔

بین الاقوامی تعلقات میں قرآن کا اصول

قرآن کریم نے بین الاقوامی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے جس اصول کا اعلان کیا ہے کیا آج کوئی متمدن سے متمدن اور مہذب سے مہذب قوم ایسی نظر آ رہی ہے جو اس سطح تک پہنچ سکے۔ قرآن کا اعلان ہے:۔

" لا یجرمنکم شنان قوم
ان لا تعدلوا۔ اعدلوا ھو
اقرب للتقوی "

کسی قوم کی عداوت تمہیں عدل و انصاف سے نہ روکے عدل کرو یہی تقویٰ کے قریب ہے۔

کیا کوئی ایسی ڈپلومیسی چشم تاریخ نے دیکھی ہے یا اس وقت کہیں دور ذہن انسانی کے اُفق پر بھی دکھائی دیتی ہے جو دشمن سے بھی عدل و انصاف پر مصر ہو۔

یونائیٹڈ نیشنز ــــ بین الاقوامی اکھاڑہ

یونائیٹڈ نیشنز کو لیجئے۔ بین الاقوامی مفاہمت اور مصالحت کا اس سے بڑھکر اور کونسا ادارہ ہو سکتا ہے۔ دُنیا بھر کے فہم و تدبّر اور صلاحیت گفت و شنید کا نچوڑ ہے جو وہاں جمع ہوا ہے۔ مگر عملاً وہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ بین الاقوامی مصالحت کی جگہ وہ بین الاقوامی اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ ایک کشمیر کا مسئلہ جو اس قدر واضح ہے کہ ایک سیاسی اندھے کو بھی نظر آ سکتا ہے اس سے گذشتہ پندرہ سال میں حل نہیں ہو سکا۔

ڈپلومیسی سے اس قدر بلند توقعات رکھنا ہی غلطی ہے۔ کیا کراچی میں ہندوستان کے کسی سفیر کی تاب و مجال ہے خواہ وہ ذاتی طور پر کتنا ہی روشن ضمیر ہو کہ کسی تقریر میں دبی زبان بھی تسلیم کرے کہ کشمیر کے معاملہ میں میرا ملک غلطی کر رہا ہے اور مجھے شرمساری ہے کہ وہ ایسا کرتا ہے۔ آج اگر ڈپلومیٹک سرزمین میں یہ جرأت ایمانی پیدا ہو جائے تو دُنیا کا نقشہ ہی بدل جائے گا ــــ مگر جیسے ہی وہ ایسے خیال کا اشارۃً یا کنایۃً اظہار کرے گا تو اسی وقت دہلی سے حکم آئے گا کہ بوریا بستر گول کر کے واپس آ جاؤ۔

ڈپلومیسی کا نعرہ اور اسلام

ڈپلومیسی کا نعرہ ہے :۔ "میرا ملک! خواہ وہ راستی پر ہو یا غلطی پر" ــــ اس کی تو ضمیر یہ ہے کہ اپنے ملک کے مفاد کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے اور ہر ایک چیز کو ــــ اصول کو، ضمیر کو، دین کو، دھرم کو اس پر قربان کر دے ــــ اس کے برعکس اسلام کا اعلان ہے کہ دشمن سے بھی واسطہ پڑے تو عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

متضاد تصوّرات

فاضل مصنّف نے بے شک بہت زورِ قلم دکھایا ہے۔ مگر کیا وہ ایسے دو تصوّرات کے ڈانڈے کسی جادوگری سے ملا سکتے ہیں جو بنیادی طور پر ایک دوسرے کے متضاد ہوں ــــ یہ الفاظ علامہ اقبالؒ یہ ایک کی تباہی ہے دوسرے کا کفن ہے ــــ اسلام تو سرے سے جداگانہ قومیتوں کا ہی قائل نہیں اور کان الناس امۃً واحدۃ کا اعلان کرتا ہے اور ڈپلومیسی کی بنیاد ہی قوم پرستی پر ہے بلکہ قوم پرستی کی بھی پست ترین شکل پر۔

حجرِ اسود کو نصب کرنے کی تدبیر ڈپلومیسی نہیں

نبی کریم صلعم کی زندگی سے جتنے واقعات فاضل مصنف نے اپنی تائید میں نقل کئے ہیں، وہ ایک ایک واقعہ تائید کی بجائے ان کی تردید کرتا ہے۔ سنگِ اسود کو خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت اپنی جگہ پر رکھنے کے متعلق جو بین القبائل کشیدگی پیدا ہوئی اور اس مشکل کے حل کے لئے سب نے آپؐ کی ثالثی کو منظور کیا تو اس کی وجہ آپ کی شہرت دیانت و امانت تھی۔ آپؐ کو آتے دیکھتے ہی سب نے بیک آواز خوشی کا جو نعرہ لگایا وہ تھا الامین! الامین! ان کے دل و دماغ کا کوئی گوشہ بھی اس طرف نہیں گیا کہ ملک کے سب سے بڑے ڈپلومیٹ آ رہے ہیں اور اب یہ معاملہ طے ہو جائے گا۔ چادر بچھا کر اس پر سنگِ اسود رکھنا اور ہر ایک قبیلہ کے سردار کو چادر اٹھانے میں شامل کرنا اس کے لئے صحیح لفظ حسنِ تدبیر ہے۔ ڈپلومیسی پھر بھی نہیں۔

تاج و تخت کی پیشکش کو رد کرنا ڈپلومیسی کے خلاف ہے

قریش نے جب آپؐ کو مال و دولت اور تاج و تخت کی پیشکش اس شرط پر کی کہ آپؐ ان کے بتوں کی مخالفت چھوڑ دیں، تو اگر آپ میں ڈپلومیسی کا شائبہ بھی ہوتا تو اسے منظور کر لیتے اور ذہن میں یہ رکھ کر دل کو بھی تسلی دے دیتے کہ ایک دفعہ طاقت ہاتھ میں آ جائے تو مذہب کے لئے بھی راستہ ہموار ہو جائے گا۔ ڈپلومیسی مصلحت بینی اور زمانہ سازی کا مشورہ یقیناً یہی ہوتا۔

کیا ابو طالبؓ کو جواب ڈپلومیٹ طرز کی گفتگو ہے؟

یہی حال اس وقت ہوتا جب حضرت ابو طالب نے کہا کہ اے ابن عم۔ یہ مخالفت اب میرے بس کی بات نہیں ہے اور آپ اپنی دعوت کو چھوڑ دو۔ آپؐ نے کڑک کر جواب دیا کہ بخدا اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر بھی رکھیں اور کہیں کہ دعوت الی الحق سے باز آ جاؤں تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ جب تک اسلام کامیاب نہیں ہوتا یا میں اس راستہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں ــــ کیا یہ کسی ڈپلومیٹ طرز کی گفتگو ہے؟

مساوی انسانی حقوق کی بنیاد ڈپلومیسی نہیں

مدینہ کے قبائل اور یہودیوں سے معاہدہ تو ایک ایسا دستاویز ہے جس سے بہتر انسانی حقوق کی نگہداشت اور مذہبی آزادی آج اس مہذب دَور میں بھی نوع انسان کے بہت سے حصوں کو نصیب نہیں ــــ یونائیٹڈ نیشنز نے اب اس بیسویں صدی میں حقوق انسانی کا چارٹر تیار کیا۔ نبی کریم صلعم نے چودہ صد سال قبل جب انسانی حقوق کا تصوّر ہی دنیا میں نہ تھا، مدینہ میں اپنی سٹیٹ کی بنیاد ہی مساوی انسانی حقوق پر رکھی اور ایسے افراتفری کے عالم میں رکھی جب اسلام کو سر چھپانے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی، اس کا نام ڈپلومیسی رکھنا الفاظ کا غلط استعمال ہے۔

عبداللہ ابن ابی کا واقعہ ڈپلومیسی نہیں

عبداللہ بن ابی کا واقعہ بھی فاضل مصنّف نے لیا ہے۔ یہ بھی الفاظ کے ساتھ زبردستی ہے ایک جانے پہچانے منافق کے ساتھ جو ساری قوت اسلام کی جڑیں کاٹنے پر لگاتا رہا۔ یہاں تک نیک سلوک کیا کہ اپنی قمیص اس کے کفن کے لئے دی خلقِ عظیم کا ایک روشن ترین کارنامہ ہے جس کی نظیر تاریخ میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گی اگر اس کا نام ڈپلومیسی رکھا جائے تو کوئی نیکی نیکی نہیں رہتی، ڈپلومیسی بن جاتی ہے۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ ڈپلومیسی کے خلاف ہے

صلح حدیبیہ کے واقعہ کو فاضل مصنّف نے ڈپلومیسی کا شاہکار قرار دیا ہے اور اس کی محرک نبی کریمؐ کی یہ مصلحت بینی بتائی ہے کہ کسی طرح قریش سے اپنی یہ حیثیت منوا سکیں کہ آپؐ بھی ہیڈ آف سٹیٹ ہیں اور مساوات کی سطح پر ان سے گفتگو کرتے ہیں۔ سات صفحات میں یہ سارا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آپ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس قدر دب کر صلح کی شرائط آپؐ نے اس لئے منظور کیں کہ:۔

" مخالفین سے کسی طرح وہ چیز اخذ کر سکیں جس کا آپ نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر رکھا تھا اور اس طرح اہل مکہ کے ساتھ مساویانہ سطح پر اور بحیثیت ہیڈ آف سٹیٹ معاملہ کیا "

خدا جانے فاضل مصنف نے نبی کریمؐ کے دل کا حال کس طرح معلوم کر لیا، کہ اس واقعہ میں جذبۂ محرکہ آپؐ کی اپنے آپ کو ہیڈ آف سٹیٹ منوانے کی خواہش تھی — کسی عام انسان کی قلبی کیفیات کا تجزیہ کرنا بھی ایک مشکل کام ہے، ایک نبی کے قلبِ نظر کی گہرائیوں اور پہنائیوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے پیمانوں سے ناپنا ایک نہایت خطرناک ٹھوکر ہے جو فاضل مصنف کو اس واقعہ کی تعبیر میں لگی ہے۔ جو انہوں نے ایک انسانِ کامل کو جسے اللہ تعالےٰ علیٰ افق مبین کے مقام پہ بتلاتا ہے ایک ڈپلومیٹ کی عینک سے دیکھا ہے اور اس لئے دھوکا کھا گئے ہیں —

کارِ پاکاں را مکن بر خود قیاس
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

فاضل مصنف کو صلح حدیبیہ کی یہ توجیہہ کیوں نہیں سوجھی کہ آپؐ دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے اور خونریزی کا راستہ آپؐ کے مشن کے خلاف تھا اور اس لئے صلح کے لئے ہر قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ فاضل مصنف کو یقیناً سخت غلطی لگی ہے یہ سمجھنے میں کہ صلح حدیبیہ کے پیچھے جذبۂ محرکہ ایک مطلب برآری کا جذبہ تھا۔ اصل جذبہ امن پسندی کا تھا اور دنیا کے سامنے یہ نمونہ پیش کرنا تھا کہ امن پسندی کو ہمیشہ ترجیح دینی چاہیئے۔

اخلاقی ڈپلومیسی اور نبی کریم صلعم

مشکل یہ ہے کہ فاضل مصنف جو خود پاکستان ڈپلومیٹک سروس کے ایک ممتاز رکن ہیں ہر ایک واقعہ کو اسی عینک سے دیکھتے ہیں۔ اور اس حد تک چلے گئے ہیں کہ خالصتہً اخلاقی خوبیوں کو بھی ڈپلومیسی کا نام دے دیا ہے، ایک پورا باب MORAL DIPLOMACY (اخلاقی ڈپلومیسی) کے عنوان سے باندھا ہے جس میں نبی کریم صلعم کی سیرت کے نہایت خوبصورت حالات و واقعات چن چن کر جمع کئے ہیں اور ایک نہایت ہی حسین و جمیل گلدستہ بنا کر پیش کیا ہے۔ آپؐ سراپا رافت و محبت تھے۔ ہر ایک سے تپاک سے ملتے تھے۔ چہرہ پر تبسم ہوتا تھا، سلام علیکم میں اور مصافحہ میں سبقت کرتے تھے۔ ہر ایک سے ہمدردی کرتے تھے، راست گفتار تھے، انصاف پسند تھے، مونس و غمگسار تھے۔ شفیق تھے، مہمان نواز تھے وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب وہ ان اخلاق فاضلہ کو ڈپلومیسی کی ذیل میں لاتے ہیں تو اس تمام حسین و جمیل تصویر پر پانی پھیر دیتے ہیں — ڈپلومیسی کا مفہوم اخلاق کے مفہوم سے بہ خط محمود اُلٹ ہے۔ کوئی اچھے سے اچھا خُلق خُلق نہیں رہتا جب اس کے اندر کوئی خود غرضی پوشیدہ ہو، — الاعمال بالنیات

نیکی اسی وقت نیکی ہوتی ہے جب وہ خود غرضی کے ہر شائبہ سے پاک ہو — نماز و روزہ جیسی عبادات کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی جب وہ دکھاوے کے لئے یا کسی اور غرض کے لئے کی جاویں۔ آپؐ اگر مخلوقِ خدا سے ہمدردی رکھتے تھے اور ہر ایک سے تپاک اور اخلاق سے پیش آتے تھے تو یہ آپؐ کے قلب کی آواز تھی، اس میں کوئی غرض پوشیدہ نہ تھی

اُسوۂ حسنہ اور ڈپلومیسی

جہاں تک فاضل مصنف کی خواہش اور تڑپ ہے کہ پاکستان کے ڈپلومیٹک سروس کے کارکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں وہ نہایت پاکیزہ اور قابل ستائش ہے۔ مگر جو طریق وہ تجویز کرتے ہیں اس سے تو وہی مقصد فوت ہو جاتا ہے جو اُن کے مدِ نظر ہے اور بجائے اس کے کہ ایک ڈپلومیٹک کارکن کو ڈپلومیسی کی پست سطح سے اٹھا کر صاحبِ اُسوۂ حسنہ کے اخلاقِ فاضلہ کی بلند و ارفع سطح کی طرف تھوڑا بہت اونچا کیا جاسکے وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی سطح کو نیچے اتار کر ڈپلومیسی کی سطح پہ لے آتے ہیں۔

مغربی تہذیب کا کھوکھلا پن

فاضل مصنف خود لکھتے ہیں کہ ڈپلومیسی مغربی تہذیب کی ایجاد ہے۔ یہ بالکل درست ہے مغربی تہذیب باوجود اس کی ظاہری چمک دمک کے، باوجود اس کے حیرت انگیز کارناموں کے، باوجود آرام و آسائش کے سامانوں کی فراوانی کے جو اس نے فراہم کئے ہیں اس وقت انسانیت کے جسم میں سب سے بڑا ناسور ہے جو اسے اندر ہی اندر سے کھا رہا ہے۔ مغربی مفکرین کو خود شدید احساس ہے کہ ہمارا قدم ایک ایسے ہلاکت کے گڑھے کی طرف اٹھ رہا ہے جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملے گی۔ انسانی زندگی کے ہر گوشہ سے خواہ انفرادی ہو، ازدواجی ہو، گھریلو ہو، معاشرتی ہو، قومی ہو یا بین الاقوامی ہو، وہ جنس کافور ہو گئی ہے جسے امن اور چین یا قرار و سکون، یا راحت و سرورِ قلب کہتے ہیں — خاوند بیوی سے متنفر بیوی خاوند سے بیزار، گھر کی پرسکون فضا جس میں والدین کے لئے احترام ہو اور اولاد کے لئے پدرانہ شفقت، یہ سب کچھ اب قصۂ پارینہ ہو رہا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے گویا ہر ایک کو اپنے آپ سے بھی وحشت ہے اور جب بھی ایک شخص کام سے فارغ ہوتا ہے تو شراب کے پیالہ یا کسی پکچر ہاؤس یا اور رنگ رلیوں کی آغوش میں پناہ لیتا ہے — یہ وہ ہلاکت کا راستہ ہے جس کی طرف مغربی تہذیب بہ خطِ مستقیم بہتی جا رہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کی اخلاقی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہیں۔

مسلمان ممالک کے لئے خطرہ

مسلمان ممالک کے لئے جو خدا کے فضل سے صدیوں کی غلامی کے بعد آزادی سے ہمکنار ہوئے ہیں سب سے بڑا خطرہ یہی مغربی تہذیب ہے جس کی ظاہری چمک دمک سے ہم مسحور ہو رہے ہیں، اور ہر چیز کو جو مغرب سے آتی ہے ایک صحیفۂ آسمانی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ ڈپلومیسی انہی چیزوں میں سے ایک لعنت ہے جو مغرب سے نکل کر مشرق کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے — ڈپلومیسی مغرب کی چیز ہے اور مغرب کو ہی مبارک ہو، اسلام کے ساتھ اس کی دور کی بھی مناسبت نہیں۔ فی الحقیقت اسلام اور ڈپلومیسی میں بُعد المشرقین ہے۔ جہاں ڈپلومیسی آئی اسلام گیا۔ جہاں اسلام آیا، ڈپلومیسی گئی۔ ہمارے سامنے نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ دنیا کو بھی ڈپلومیسی کی دلدل سے نکال کر راستبازی اور راست کرداری کی اسلامی اقدار کی طرف کھینچنے کی کوشش کریں۔ دنیا کی نجات کی اگر کوئی شاہراہ ہے تو وہ یہی ہے کہ قرآن اور سیرتِ نبوی کے بلند اخلاقی اور روحانی اقدار کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔

پاکستانی سفارتخانے اسلامی مشن بن جائیں

پاکستان کا ہر ایک سفارتخانہ اگر مروجہ ڈپلومیسی کی سطح سے بلند ہو کر علی الاعلان اسلامی مشن بن جائے اور ان کے انچارج روشن خیال، باعمل علماء دین ہوں، تو یقیناً ہم انسانی فلاح و بہبود کی طرف ایک ایسا اقدام کریں گے جو اسلام کے شایانِ شان ہوگا۔ اسلام درحقیقت بنی نوع انسان کے لئے ایک خداوندی مشن ہے سفارتخانہ نہیں ہے۔

نبی کریم صلعم کی بعثت کی غرض

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے اخلاقیات اور روحانیات میں اُسوۂ حسنہ تھے قرآن کریم نے آپؐ کی بعثت کی جو غرض معین کی ہے وہ یہی ہے جیسے یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ سے ظاہر ہے۔ آپؐ ایک پاکیزہ معاشرہ پیدا کرنے کے لئے آئے تھے اور اخلاقی اور روحانی اسرار کی نشاندہی کرنے کے لئے آئے تھے۔ اور اس مقصد کے حصول کا ذریعہ وحی الٰہی تھی۔ یہ تھی آپؐ کی بعثت کی علتِ غائی جو خود قرآن کریم نے بتائی ہے۔ حکمت کے معنے حکمتِ عملی یعنی ڈپلومیسی

تعلیم ہے ادعُ الٰی سبیل ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ میں بھی حکمت کو مقدم رکھا ہے یہی دانشمندی ہے جس کی جڑیں فطرت کی گہرائیوں میں ہوں ۔ تعجب یہ ہے کہ ہم نبی کریمؐ کو ایک شعبۂ زندگی میں کامل نمونہ دیکھنے اور دکھانے کے متمنی ہوتے ہیں لیکن اگر کسی ایک شعبہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو وہ کون ایک شعبہ ہے جو خود قرآن کریم نے بتایا ہے کہ آپؐ اس میں ایک کامل و مکمل نمونہ ہیں یعنی اللہ سے تعلق پیدا کرنا اور اعمال صالحہ کا نشوونما ۔ انک لعلی خلق عظیم میں بھی یہی اعلان موجود ہے ۔ خود آپؐ کا فرمان ہے کہ انی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی میری بعثت کی غرض ہی یہی ہے کہ اخلاق فاضلہ کی تکمیل کروں ۔

مگر ہم ہیں کہ اپنی خواہشات اور اپنی پسند و ناپسند کے پیش نظر اس سے ہٹ کر آپ کی ایک خود ساختہ تصویر کھینچنا چاہتے ہیں ۔ وہ بھی ہم میں سے ہیں جو کارل مارکس کے زیر اثر ہیں قرآن و سنت کو اسی رنگ میں رنگین دیکھنا چاہتے ہیں اور سارا زور اس پر صرف کر رہے ہیں کہ گویا نبی کریمؐ معاشیاتی گتھیاں سلجھانے آئے تھے ۔ جن کو سیاست سے شغف ہے اور سمجھتے ہیں کہ سیاسی اقتدار کے بغیر اسلامی زندگی کا پودا سرسبز ہو ہی نہیں سکتا وہ نبی کریم صلعم کو ایک کامل سیاستدان کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپؐ کے زمانہ ماموریت کی تمام جدوجہد کا رخ اسی ایک طرف ہی تھا کہ کسی طرح ایک اسلامی سٹیٹ قائم کریں ۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا مشن ان تمام چیزوں سے کہیں اعلیٰ اور ارفع تھا یعنی انسان کی ان استعدادوں کو جگانا اور ان کی تربیت و نشوونما کا سامان کرنا جو اس کی انسانیت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ سپٹنک بنانا صنعت گری کا ایک کارنامہ سمجھا جاتا ہے مگر اس سے بڑھ کر صنعت گری انسان کو انسان بنانا ہے ۔ اور یہی وہ اہم مقصد ہے جس کے لئے نبی کریمؐ اسوۂ حسنہ بن کر آئے اور قرآن کریم جیسی ہدایت اور وحی آسمان سے اتری ۔

ایمان اور عمل صالح ۔ اقتدار کا اصل نسخہ

یہ چند گزارشات ہیں جو کسی نکتہ چینی کے رنگ میں نہیں ہیں ۔ محض اس لئے ہیں کہ ہمیں سنجیدگی سے قرآن و سنت کے حقیقی منشا اور حقیقی مقام پر غور کرنا چاہیئے ۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں اس کا مرکزی اور محوری نقطہ وہی ہے جو میں اوپر بیان کر چکا ہوں ۔ حضرت مسیحؑ نے کیا سچ کہا تھا کہ پہلے تم آسمان کی بادشاہت تلاش کرو ، دنیا کی چیزیں خود بخود تمہارے قدموں پر آ گریں گی ۔ یہی قرآن کریم کا پیش کردہ نسخہ ہے کہ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض یعنی جو ایمان اور عمل صالحہ کی دولت سے مالامال ہو جاویں تو زمین میں اقتدار انہی کے لئے مقدر ہے ۔

نبی کریم صلعم کا مقصد وحید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں ، آپؐ کے ازدواجی تعلقات ، آپؐ کے دوست و دشمن سے معاملات ، آپؐ کا دوسری اقوام کے نام نامہ و پیام ، دوسروں سے گفت و شنید کے ادب آداب ، الغرض آپؐ کی زندگی کے ہر بڑے چھوٹے گوشہ میں اگر کوئی مقصد وحید سرگرم عمل نظر آتا ہے تو وہ دنیا میں اخلاقی اور روحانی اقتدار کا احیاء اور قیام تھا اور اسی غرض کے لئے آپ اسوہ حسنہ بن کر مبعوث ہوئے ۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ
لمن کان یرجوا
اللہ والیوم
الاخر

طاہر شمعون صاحب

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ کی بنیاد

"حضرت نبی اکرم صلعم کی تلاش و جستجو کے جواب میں خدا تعالیٰ نے اپنا آپ ظاہر کیا اور ان کی وساطت سے ہم تک خدا کا کلام پہنچا جو قرآن کے صفحات پر لکھا ہوا ہے"۔

"آج کی مادی تحریک کا جواب ایمان ہے۔ یقین ہے۔ خدا تعالیٰ کے منادی کی ندا پر لبیک کہنا ہے اور اس کی بیعت کا جوا گردن پر اٹھانا ہے"

مکرمی و معظمی مدیر پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

گرامی نامہ محررہ ۵ ؍ جولائی موصول ہوا۔ یاد آوری کا بے حد شکر گذار ہوں۔ ریویو آف اسلام کا شمارہ ماہ اپریل موصول ہو گیا ہے اور جو داہ پر حضرت ویاد رفتی صاحب کا مقالہ نظر سے گذرا ہے۔ گو مختصر سہی لیکن بیشتر الجھنوں کو صاف کر گیا ہے، آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے راہنمائی کی اور ان کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے ایسا مقالہ لکھا جس کی گو بظاہر ہماری پاکستانی دنیا میں شاید اتنی ضرورت نہ ہو لیکن مذاہب کے تقابلی مطالعہ اور مسیحیت کی عالمی حیثیت کے اعتبار سے اس کی بہت ہی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ وہ اس باب میں جو بدقسمتی سے قطعی طور پر اوجھل ہو چلا ہے (اور ہماری جماعت میں اب ان کی عظمت کا انسان شاید جلد تر کوئی نہ ہو) اس پہ وہ اپنی سوچی ہوئی اور نکتہ رس تحقیقات سپرد قلم کر سکیں۔

آج گو ہر طرف مادیت کا غلبہ ہے اور اس کی عظمت میں اس کے کمزور اور زوال پذیر جھکاؤ کا صحیح صحیح ادراک نہیں ہو سکتا، لیکن ایک طاقت عجیب طرح سے مصروف عمل نظر آ رہی ہے اور وہ انسانوں کے دلوں میں خوف، اضطراب اور بے مقصدیت سے آگاہ ہو جانے کے سبب مضبوط تلاش کا بیدار ہو جانا ہے۔ رشک آتا ہے ان مسیحیوں پہ جو مادی عظمت کے گھر میں پرورش پا کر جوان ہوتے ہیں اور پھر اپنا سب کچھ صلیب کے قدموں میں لا ڈالتے ہیں۔ مسیحیوں کا یہ عمل ایک دو دن یا سال کا نہیں بلکہ کلیسا کی تمام تاریخ ہی لیے لاکھوں کھہا مسیحیوں کی وقف زندگی کی رہین ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی عظیم قربانیاں ممکن نہ ہو سکتی تھیں

اگر مسیحی نصب العین کی عظمت، وقف کی بلندی، اور کلیسا کی سرداری کو مسیحی تنظیم میں ایک متعین مقام نہ دیا جاتا۔ یہی بات میں نے بڑی حد تک بدھ مت کی مذہبی تنظیم جو بھکشوؤں کی شکل میں ہے، رکھی دیکھی ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ بدھ مت میں اس کی عظمت خود مذہب کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ وہ تین ابتدائی جملے جیسے ہمارے ہاں کلمہ طیبہ ہے ان کا ایک حصہ خود اس تنظیم کی عظمت کا اقرار ہے۔ پہلا اقرار حضرت بدھ کی اتباع اور پیروی کا ہے۔ دوسرا اقرار دھرم کی تعلیم کو مشعل قرار دے کر اس کی پناہ میں آنے کا ہے۔ اور تیسرا اقرار بھکشوؤں کی اس تنظیم کی سرداری کے قبول کرنے کا ہے۔ اس میں اس درجہ غلو کیا گیا ہے کہ بھکشو کے سامنے جب کوئی دکشنا پیش کی جاتی ہے تو دینے والا بھکشو کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ رسم نہ صرف عجیب ہے بلکہ شرک کے دائروں میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن میں مسائل اس پہلو سے یہاں کچھ عرض نہیں کر رہا۔ میرا مطلب صرف یہ تھا کہ مسیحیوں نے جو لاکھوں کھہا انسان صلیب اور یسوع کے لئے مہیا کئے ہیں اس میں اس دینی نظم کا بڑا دخل معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض تاریخ کے ناقدوں کا یہ خیال یقیناً قابل غور ہے کہ لادینی رومن سلطنت کے زوال پر مسیحی کلیسا اس لئے مقدس رومن سلطنت تشکیل کر سکا تھا کہ کلیسا کے پاس ایک مضبوط تنظیم تھی۔ آج بھی کلیسا کو باوجود اختلافات (مادی جاذبیت) اور فکری تشکک کے ہزاروں ایسے نوجوان اور واقفین زندگی میسر ہیں جو شاید کسی اور تنظیم کو میسر نہیں۔ اور یہ کلیسا کی بڑی خوش قسمتی ہے۔

میں نے یہ سب کچھ اس لئے کہا ہے، کہ موجودہ مادی زندگی نے فرد کو ایک بھیانک خلا میں دھکیل دیا ہے جہاں اسے موت کی تاریکی کے سوا مستقبل میں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا، آج تک اگر خدا۔ حیات بعد الموت اور دیگر مابعد الطبیعی عقائد کا انکار کبھی ہوتا تھا تو یہ انکار بہت ہی محدود اور صرف چند ایسے لوگوں میں ہوتا تھا جن کو غالب اکثریت فکری طور پر گمراہ سمجھتی تھی۔ افراد کی اکثریت کو اس عظیم کائناتی تحیر میں ایک بڑی ہستی پہ ایمان تھا اور اپنے وجود کے بارے میں یقین کی موت اسے فنا نہیں کرتی اور یہ امید انہیں ایک بے معنی خلا اور موت کی تاریکی میں معنی کی روشنی مہیا کرتی تھی۔ مادیت نے اس مابعد الطبیعی حقیقت کا صریح انکار کر دیا اور لوگوں کو اپنی حیرت انگیز سائنسی ترقیوں سے باور کروا دیا کہ مابعد الطبیعی عقائد چونکہ ناقابل تفتیش و تنقیح ہیں اس لئے محض واہمے ہیں۔ ستم یہ ہوا کہ ذہن انسانی نے سائنسی تجرباتی مسلک قبول کر لینے کے بعد گو مابعد الطبیعی عقائد کو تو ٹھکرا دیا لیکن اس سے انسانی ذہن پر ایک انتہائی خوفناک حقیقت کا اظہار ہوا کہ وہ آج تک جس خلا کو پُر اور جس تاریکی کو روشن سمجھ رہا تھا وہ ایک ایسا خلا اور ایسی تاریکی ہے جس کی کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اس کی یہی بے پناہ وسعت اور تاریکی ہی ہے جو انسانی ذہن کو بوکھلا دینے کے لئے کافی ہے۔ زندگی میں ایسے اپنی بے مثال سائنسی فوقیت کے علی الرغم انسانوں کے اندر بھیانک کرب، یقین، اعتماد اور باہم بھروسہ، کی کوئی ضمانت نہیں مل سکی۔ دو عالمی جنگوں کے بعد ایک تیسری تباہ کن جنگ کا خوف انسانی اقدار کا منہ چڑا رہا ہے۔ اس ذہنی بے بسی کا المیہ یہ ہے کہ وہ لوگ ایک دوسرے کے مقابل بین الاقوامی کانفرنسوں، ڈپلومیٹک گفتگوؤں اور دیگر ایسی مجالس میں رزم آرا ہیں جو قبل از تاریخ کے خونخوار ان پڑھ، اور غیر مہذب وحشی نہیں بلکہ ان عظیم دانشکدوں اور درسگاہوں کے فارغ التحصیل، متعلیق اور مہذب افراد ہیں جن کی ذاتی زندگیوں کی تعمیر پر زندگی کے کئی سال صرف ہوئے ہیں تہذیب، ورالف اور تاریخی روایت کا ایک عظیم ذخیرہ ان تک گذشتہ نسلوں سے پہنچا ہے۔ ان مہذب لوگوں کے برسر اقتدار ہونے کے باوجود افلاطون کے وہ فلسفی حکمران وجود میں نہیں آ سکے جو افراد کو سکون کی ضمانت ہوں۔ بلکہ ہو یہ رہا ہے کہ خوف بڑھتا جاتا ہے عدم یقینی پھیل رہی ہے اور جنگیں بھیانک سے بھیانک تر ہو رہی ہیں۔ آج کا انسان زندگی کی ان حقیقتوں سے بھاگتا ہے لیکن موت کی تاریک گہرائیوں میں اترنے سے اسے ڈر لگتا ہے کیونکہ وہ اس تاریکی میں گم ہونا نہیں چاہتا۔ یہ وہ ذہنی پاشش کشمکش ہے جس نے تلاش کو ابھارا ہے۔

لیکن یہ تلاش بھی بڑی گھمبیر ہے۔ مقام جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے پکار کر کہا کہ ووجدک ضالا فھدیٰ تو وہ وہی بنیادی تلاش تھی جس میں آج تہذیب سرگرداں ہے اور جس سے خروج کی راہ خود خدا تعالیٰ نے بتائی تھی

کیا آج تہذیب کی تلاش اور سرگردانی کو جستجو کا یہ مقام بتانا خدا تعالیٰ کا فرض نہیں؟ اس وقت تک جتنی مسیحی دعوتیں ہیں یا دیگر غیر مسیحی تحریکیں ہیں ان میں سے ایک بھی اس بات کی داعی نہیں کہ وہ ووجدک ضالاً فھدیٰ کے مقام پر ہیں۔ میں نے خاص طور پر ان مسیحی اور غیر مسیحی تحریکوں کا جتنا بیشتر کا مطالعہ کیا ہے جس میں سے کسی نے بھی گذشتہ سو سال کے عرصہ میں کوئی ایسا دعوےٰ کیا ہو جس میں کہ تحریک نبوت کی گواہی میسر آسکے۔ مثلاً امریکہ سے دو تحریکیں اس پس منظر میں اُبھریں۔ ایک مرمونز کی تحریک ہے جس کا بانی مسٹر جوزف اسمتھ تھا۔ جوزف اسمتھ نے دعوےٰ کیا کہ اس سے فرشتہ نے ظاہر ہو کر کہا ہے کہ فلاں جگہ سونے کی الواح پر خداوند کا کلام لکھا ہے تم اسے نکال لو۔ اور عوام الناس کو بتاؤ چنانچہ مسٹر اسمتھ نے وہ الواح نکالیں۔ وہ کس زبان میں تھیں اس کا علم نہیں نہ ہی وہ زبان محفوظ ہے نہ اس زبان میں لکھی ہوئی الواح کی نقل موجود ہے۔ جوزف اسمتھ نے ان الواح کا ترجمہ کیا اور ان طلائی الواح کا ترجمہ ختم ہو جانے پر فرشتہ انہیں واپس لے گیا۔ چنانچہ وہ الواح اب THE BOOK OF MORMON کے نام سے محفوظ ہیں اور مارمون فرقہ کی الہامی کتاب سمجھی جاتی ہیں۔ ایک دوسری تحریک گواہانِ خداوند یہواہ کے نام سے متعارف ہے۔ گو اس کا بانی خود کسی ایسے روحانی تجربہ کا مدعی نہیں لیکن وہ جس انداز میں بائیبل کی تفسیر کرتا ہے اور اس کی پیشگوئیوں کو حالاتِ حاضرہ پر منطبق کرتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس تحریک کا جائزہ لیا جائے کیونکہ تحریک نبوت پر گواہی مہیا کرنے کا یہ بالواسطہ انداز بھی یقیناً لائق تنقیح ہے۔

غیر مسیحی دنیا میں بھی بہائیوں کی تحریک بھی اسی ذیل میں آتی ہے۔ خود جناب حسین علی نوری صاحب کا روحانی تجربہ بھی تحریک نبوت کے لئے کوئی گواہی مہیا نہیں کرتا۔ میں یہاں تحریکات کا تفصیلی تجزیہ نہیں کرسکتا۔ مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ ان تمام دعاوی میں صرف دعاوی ہیں جن کی جانچ ممکن نہیں۔ ان سے کسی ایسے یقین کی طرف رہبری پانا، جو کسی متلاشی کو خود بلا کر اپنا آپ دکھلائے کہ جس سے خلا کا کھیا تک پھیلاؤ معمور ہو جائے اور تاریکی میں مشعلیں روشن ہوسکیں ممکن ہی نہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی تجربہ اپنے تاثر کے اعتبار سے بہت بھرپور ہے اس میں خود نبی اکرم صلعم کی ذات کے تمام پہلو ہمارے سامنے کھلے ہوئے ہیں۔ یہاں ایک فرد ہے جو یتیمی سے زندگی شروع کرتا ہے۔ ایک عام اور اقتدار کے اعتبار سے ایک ملگجے نیم لا اقتداری نیم منفی ماحول میں پرورش پاتا ہے جس میں زندگی کے مطلوب و مقاصد قومی اور قبائلی ہیں۔ فرد کی انتہائی جنسی اور جرمی حدود تک جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس میں تمام گروہی مطالب الموانش خولیش کے سوا کچھ نہیں۔ اس ماحول میں وہ فرد جوانی گذارتا ہے۔ ماحول اور فرد کے فکری ٹکراؤ سے وہ عظیم کشمکش پیدا ہوتی ہے جو اسے بستیوں سے الگ لے جاتی ہے۔ اس علاحدگی سے قبل بھی اس شخص کا صاحب اقتدر ہونا مسلّم ہے۔ لیکن یہ اقدار کوئی تھیں؟ کیا یہ خود فی نفسہٖ اس کو سکون مہیا کرسکتی تھیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود امین، دیانتدار اور صالح ہونے کے خود ذاتی طور پر کسی بات کا خلا محسوس کرتے تھے۔ وہ اس بات پر مطمئن نظر نہیں آتے کہ وہ خود صالح اور امین ہیں۔ انہیں اپنی زندگی اور ماحول کی روش میں ایک ایسا تضاد نظر آتا ہے، جس کا مفہوم ان سے اوجھل ہے۔ اور یہ تضاد انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ صالحیت کی اصل تلاش کریں۔ وہ کیا ہے اور کیوں ہے؟ یہ وہ عظیم سوال ہے جو ہمیشہ انسان کو بے چین رکھتا ہے۔ صالحیت کیا ہے اور اس کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ اقدار کا بنیادی محک کیا ہے۔ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دکھ محسوس کیا تھا جو ان کی صالح فطرت کی طے شدہ اقدار اور اس پر عمل کرنے اور ماحول کی طے شدہ اقدار اور ان کے تضاد کے ٹکراؤ سے پیدا ہوتا ہے تو یہی بنیادی سوال انہیں بھی درپیش تھا کہ اقدار کی اصل کیا ہے؟ کیا اقدار اضافی ہیں جن کے معنی ماحول کی اضافیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ یا ان کی کوئی اور بنیاد ہے اگر اقدار اضافی نہیں تو پھر وہ بنیاد کیا ہوسکتی ہے۔ کیا کسی فرد کا تحکم اقدار کی بنیاد ہوسکتا ہے اگر کسی ایک فرد کا تحکم اقدار کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کرسکتا ہے تو پھر کسی دوسرے کا کیوں نہیں کرسکتا۔ مزید برآں یہ بھی تو اضافی ہی ہے۔

اس تلاش نے حضور کو بے چین کر دیا تھا۔ مجھے حدیث کی اس روایت کی اسناد اور صحت کا کما حقہٗ علم نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ حضور پہاڑوں پر چڑھ جاتے تھے اور خود کو گرا دینا چاہتے تھے۔ کیونکہ میرے پاس وہ تمام کتب موجود نہیں ہیں حافظہ سے لکھ رہا ہوں۔ بعض اسے وحی رُک جانے کے بعد کا واقعہ قرار دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید روایت بیان کرنے والے سے تسلسل واقعات میں کوتاہی ہوگئی ہو۔ اور یہ واقعہ وحی کے نزول سے پہلے کا ہو جبکہ حضور شدت غم اور صداقت تلاش میں شاید اتنے بیقرار ہوگئے تھے کہ عظیم خاموشی اور تحیّر کے مقابل اپنی بے بسی سے گھبرا اٹھتے تھے۔ حضور کی طبیعت کا صداقت پسند ہونا تو کئی واقعات سے ظاہر ہے اور یہ ایسی صداقت کا تقاضا تھا کہ حضور اپنی تلاش میں اس قدر شدید تھے۔

وحی کے نزول سے پہلے کی حالت اور کیفیت ہمارے سامنے ہے۔ جستجو کی صداقت اور شدت ہمارے سامنے ہے۔ اور پھر نزول وحی کے بعد کا زمانہ ہمارے سامنے ہے۔ اس دعوے ووجدک ضالاً فھدیٰ کے جانچنے کے لئے تئیس برس مسلسل وحی آتی رہی۔ یہ ایک ایسا مظہر تھا جو حادثاتی نہیں بلکہ سب کے سامنے ظاہر اور باہر ہے۔ یہاں کہیں چھپی ہوئی الواح کا تلاش کر کے لے آنا نہیں کیونکہ نہ جانے وہ درست ہیں یا غلط۔ یہاں ایک ایسا تجربہ ہے جو مسلسل ہے۔ جس کو صاحب تجربہ کے عزیز دوست، بدترین مخالف، رازدار لیکن سخت ترین تجزیہ کرنے والی بیویاں، غلامی کے زمانہ میں ستم زدہ گھریلو غلام سبھی جانچ سکتے ہیں۔ ابراھیم لنکن صدر ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اس قول کے مطابق کہ تم سب لوگوں کو لمبے عرصہ کے لئے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ یہ تجربہ کھلا ہوا ہے۔ اگر صاحب تجزیہ کہتا ہے کہ میں ہی منبع الوہیت ہوں اور جو کچھ بولتا ہوں وہی ہے، تب بھی دھوکہ ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کسی عظیم روح سے ممسوح ہو جانے کے بعد اب سب کچھ شاید مافوق الطبیعی ہو چلا ہو۔ لیکن حضور نے ایسا نہیں کہا کیونکہ ایسا تھا ہی نہیں۔ اور یہ بات بہت اہم ہے۔ کیونکہ حضور کی بشری کیفیت اور نزول وحی کی کیفیت دو ایسی جداگانہ کیفیتیں ہیں جن کا جانچنا اپنی علیحدگی کی وجہ سے نہ صرف آسان تھا بلکہ اس پر آگاہ ہونا بھی ممکن تھا کہ کیا واقعی کوئی وحی کے نزول کی کیفیت ہوتی ہے۔ کیا واقعی وحی اترتی ہے۔ اگر تو وہ کوئی ایسی کیفیت ہوتی جیسی کہ بعض کوتاہ فہم نقاد مرگی کی کیفیت بیان کرتے ہیں تو مہبط وحی کی یہ حالت اس کے ارد گرد کے لوگوں سے پوشیدہ نہ رہ سکتی تھی کیونکہ مرگی کوئی ایسی چیز نہیں جو لوگوں نے دیکھی نہ ہو۔ پھر اگر یہ حالت کبھی ایک مرتبہ وارد ہوگئی ہوتی اور بس پھر الواح بن بن کر اس میں سے صادر ہوتی چلی جاتی تو بھی یہ بات لوگوں سے پوشیدہ رہ سکتی تھی لیکن یہاں اس کا تئیس برس تک ممتد ہونا خود ایک ایسا واقعہ ہے جو حضور اکرم کے اس پہلو کو بھی شک شبہ سے بالا کر کے تجزیہ کی منہاج پر پورا اتارتا ہے۔ اس تجربہ نے بتا دیا کہ اقدار کی اصل کیا ہے وہ اگر اضافی نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہیں تو کس حد تک ہیں؟ یہ تجربہ ہم انسانوں کے لئے بہت اہم ہے۔

پوں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں تحریک نبوت اپنی پوری کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے تمام کی تمام جلوہ گر ہے اور انسان کو کسی ایسی بات کا دھوکا نہیں ہوسکتا کہ خالق کائنات کون ہے؟ وحی کیا ہے؟ انسان کا مقام اس کائنات میں کیا ہے؟ کیونکہ صرف یہی ایک ہستی ہے جس میں مظہریت یا اوتاریت کی اُلجھن نہیں۔ جس میں ابنیت اور ابنیت کی لاینحل گتھی نہیں بلکہ صاف صاف ایک خدا ہے، جو ایک انسان سے کلام کرتا ہے خدا خدا ہے اور انسان انسان۔ نہ خدا انسان میں

حلول کر کے آتا ہے اور نہ انسان خدا بن جاتا ہے۔ اس تجربہ کی اہمیت بے انتہا ہے کیونکہ اس بشر رسول کے تجربہ نے ہی موت کی تاریکی کو روشن کیا ہے اور خلا میں معنی بھر دیئے ہیں۔ وحی وہ یقین اور حقیقت کا جلتا ہوا چراغ ہے جس کے قدم بقدم اس کا دیکھنے والا اندھیروں میں چلتا ہے۔ اگر وحی نہ ہوتی تو موت کے اُس پار کی حقیقتوں کا جتنا بھی اندازہ کیا جاتا وہ سب افسانوی تخیل کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ اور انسان کا ذہن ایک بھیانک خوف کے تحت دب جاتا۔

یہاں میں اپنے اُس بیان کی طرف لوٹتا ہوں جو میں نے شروع میں مسیحی تحریک کے بارے میں کیا تھا۔ لادینی رومن سلطنت گو آج کی مادی تحریک کی طرح تو نہ تھی کیونکہ توہم پرستی کے باعث وہ پھر بھی بعض مابعد الطبیعی تراشیدہ عقاید کو مانتی تھی اور اسی لئے اپنے بعض بُت بھی رکھتی تھی جن کی رومن پرستش کرتے تھے لیکن اگر توہم پرستی کا مفہوم یہ لیا جائے کہ انسان اپنے ذہن سے کوئی غیر معقول مفہوم کو تشکیل کر کے اس کا ہیولےٰ تعمیر کرے اور پھر اسے پوجنے لگے تو ہماری موجودہ مادی تحریک لادین روم سے بنیادی طور پر ملتی ہے گو یہ مادی تحریک بہت طاقتور، بہت وسیع، اور لادین روم سے کہیں زیادہ ذہن و فکر کی تائیدوں سے لدی ہوئی ہے۔ لادین روم اپنی عسکری طاقت کے باوجود، اور اپنی مادی مسرتوں کے علی الرغم، آہستہ آہستہ فرد کے ذہن میں فطرتاً پیدا ہو جانے والے فکری خلا کو پُر نہ کر سکا تھا۔ کہ اس زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اقدار خیر و شر کی بنیاد کیا ہے؟ آج بھی ہمارے سیکولر قانون کا ایک مضبوط ماخذ رومی قانون ہے لیکن سوال ہے کہ کیا قانون محض، زندگی میں توازن پیدا کر سکتا ہے۔ رومی سلطنت کا فکری اثاثہ نہ صرف اُن کا ایک ترتیب دیا ہوا دستوری اور قانونی ڈھانچہ تھا بلکہ اہل یونان کے عظیم دانشوروں کا فلسفہ بھی تھا جو اپنی فطرت میں بہت حد تک سیکولر ہے۔ لیکن اس فلسفی اور قانونی وراثت کے باوجود کیوں رومی تہذیب، اور سلطنت اپنے افراد اور اپنے سماج کو توازن اور دوام نہ بخش سکی۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا تجزیہ بہت ضروری ہے۔ تاریخ کی مادی تشریح کرنے والوں نے بھی اس کا مطالعہ کیا ہے اور تاریخ کے دیگر نظریات رکھنے والوں نے بھی اسے جانچا ہے۔ لیکن یہ سوال کہ قانون کے موجود ہونے کے باوجود وہ کونسا عامل ہے جو افراد اور سماج کو منتشر کر دیتا ہے، اس کا جواب بجز انتہاء پسندانہ عمومیتوں کے کچھ نہیں دیا گیا۔ مثلاً جب ابتدائی مسیحی تحریک نے پولوس کے زیر اثر شریعت کا انکار کیا، تو گو یہ یہودی شریعت تھی، لیکن اس میں یہ بنیاد مستتراً موجود تھی کہ شریعت چاہے خداوندی ہو یا انسانی، انسان کو نجات نہیں دے سکتے۔ ہم یہاں پولوس رسول کے اس دعوے کو نہیں جانچ رہے بلکہ واقعاتی مطالعہ کر رہے ہیں مسیحیوں کا یہ دعوے جس طرح یہودیوں کے عقائد کے خلاف تھا، اسی طرح لادین رومیوں کے عقیدہ کے خلاف بھی تھا۔ یہودیوں میں تو مسیحی تحریک بعض وجوہات کے باعث کامیاب نہ ہو سکی، لیکن رومیوں میں کامیاب ہو گئی۔ اس کا سبب کیا تھا؟ کیا یہ نہیں کہ لادین روم کے پاس باوجود فلسفی اور قانونی دستور کے وہ بنیاد مفقود تھی جو فرد کے ذہن کو ایک خلا سے بچا لیتی ہے اور اس کائنات میں اسے زندہ رہنے کا ایک مقصد مہیا کرتی ہے جو موت کو میکانکی حرکات کا رُک جانا نہیں رہنے دیتی بلکہ اس دروازے کے اُس پار جو تاریکی دکھائی دیتی ہے اُس میں روشنی پیدا کر دیتی ہے۔ یہ بنیاد اس بالاتر ہستی پر ایمان اور حیات بعد الموت پر یقین ہے۔ اور یہ یقین فلسفہ یا قانون مہیا نہیں کر سکتے یہ یقین مادی حقائق کا ادراک اور فطرت کی طاقتوں کی تسخیر مہیا نہیں کر سکتی۔ یہ یقین وہم اور ذہن کے گھڑے ہوئے بتوں سے مہیا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ہم اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی مادی عظمتوں کے محلّوں کا خالق موت کے سامنے بے بس پڑا ہوا دیکھتے ہیں، اس کا علم، اس کی جسمانی قوت، اس کے حفظ ما تقدم کے تمام کے تمام طریقے دھرے رہ جاتے ہیں۔ یہاں نہ صرف انسان بے بس ہے بلکہ اس کے تعمیر کئے ہوئے مادی گھروندے جنہیں چند روزہ زندگی کو حقیقت قرار دے کر اُس نے حقائق میں ڈھالا ہوتا ہے سبھی بے بس ہیں۔ اور یہ حقیقت قرآن جلوہ گر ہے کہ کل من علیہا فان۔ تمام ترکیبی عناصر کو فنا درپیش ہے۔ ہم نے ذہنوں کو مفلوج پایا ہے اور جسموں کو اپاہج۔ ان ذہنوں کے گھڑے ہوئے بتوں کی عظمت اور زندگی پر اعتماد کیونکر ہو سکتا ہے۔

لادین روم کے سامنے مسیحی تحریک کی دعوت بہت مختصر سی تھی۔ کہ ایک خدا ہے جو ہر بات پر قادر ہے۔ اُس خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا اس دنیا میں بھیجا کہ انسانوں کو دکھوں، گناہوں، اور کشمکشوں سے نجات دلائے۔ انسانوں نے اپنی بنیادی کمزوری کے سبب اُس اکلوتے بیٹے کو صلیب دے دیا اور یہ صلیبی موت اس نے محض انسانوں کی رہائی کے لئے قبول کی۔ اُس بیٹے نے فلسطین کے بیشتر شہروں میں رہ کر انسانوں کو معجزات دکھلائے تاکہ اس کا اپنے باپ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا لوگوں کو یقین ہو جائے۔ لوگوں نے ان معجزوں کو حیرت سے دیکھا لیکن اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اس لئے اے لوگو! خدا کے بیٹے کی قربانی تمہارے لئے تھی اُس پر ایمان لاؤ۔ لادین روم کی دیومالائی حکایات میں چاہے اس نوعیت کی بیسیوں کہانیاں موجود تھیں لیکن وہ صرف کہانیاں تھیں۔ اُن کا قطعی ثبوت اور واقعاتی احساس کسی کو نہ تھا۔ لیکن یہاں اُس رومن سلطنت کے اندر ایک شخص پیدا ہوا تھا، رومن سلطنت کے اندر اُس نے زندگی گذاری تھی اور رومن سلطنت ہی کے ایک گورنر کے حکمنامہ پر اسے صلیب دیا گیا تھا۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ یہ سوال کہ وہ خدا کا بیٹا تھا تو کس طرح یہ ثانوی ہو گیا۔ کیونکہ جب ایک انسان اپنے معجزات دکھائے اور بطیب خاطر انسانوں کے لئے صلیب پر چڑھ گیا، تو ضرور وہ کچھ تھا۔ کیا تھا، لادین روم کے پاس اسکو سمجھنے کا کوئی معیار موجود نہ تھا۔ وہ اس شخص کے واسطے سے اب ایک حاکم مدبّر بالا ارادہ خدا سے نہ صرف روشناس ہو رہے تھے بلکہ اُس میں انہیں ہزاروں اُلجھنوں کا حل مل رہا تھا۔ جو رومیوں کو لاشعوری طور پر اس گناہ میں ملوث ہونے کا احساس ہو تو کچھ بعید نہیں کیونکہ انہی کی حکومت میں خدا کے بیٹے کو صلیب دی گئی تھی۔ مسیحی دعوت مکمل سپردگی کا تقاضا کرتی تھی۔ وہ تمام مجبوتوں، دلیلوں اور انحرافی راہوں کے تعطل کو سب سے پہلے مانگتی تھی۔ احساس جرم و ندامت اُس کی ابتداء اور مکمل خودسپردگی اُس کی انتہا تھی۔ اور اس تمام عمل کا محور یسوع تھا جس پر ایمان لانے کو وہ بلاتی تھی۔ یہ درست ہے کہ مسیحیوں کو تین سو برس اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑا۔ لیکن بالآخر وہ لادین رومیوں کو اُس خلا سے نکال لائے جو اُن کے حیرت زدہ ذہنوں کے سامنے منہ کھولے کھڑا تھا۔ یہ مسیحیوں کا خدا کے فرزند یسوع کی وساطت سے خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان ہی تھا جس نے ایک لادین تہذیب کو خدا تعالےٰ کے آستانے پر جھکا دیا تھا۔

ہم یہاں تحریکوں کا تفصیلی مطالعہ نہیں کر رہے بلکہ اُن کے مجموعی تاثر اور کلی عکس کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ اجتماع اور فرد کے ذہن میں اُن کا ایک مجموعی عکس ہی ابھرتا ہے وہ کبھی اُس کا جزءً جزءً مطالعہ نہیں کرتے اور نہ ہی کسی تحریک کو مطالعہ کر کے قبول کرنے والوں کی تعداد اس تعداد کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے جو اسے جذباتی طور پر محسوس کر کے قبول کرتے ہیں۔

لادین رومی سلطنت اور مسیحی دعوت میں ہمارے لئے بہت سبق ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی اللہ کی بنیاد جیسا کہ میں نے کہا تھا تلاش کرنے والے کے جواب میں خود خدا تعالےٰ کا ہدایت بخش ہونے کے دعوے پر کھڑی ہے۔ پھر قرآن پاک میں خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں خدا تعالےٰ نے اپنا آپ ظاہر کیا اور اس کی وساطت سے ہم تک خدا کا وہ کلام پہنچا جو قرآن کے صفحات پر لکھا ہوا ہے۔ اس قرآن میں خدا تعالےٰ نے اس عظیم نبی کو مخاطب

کرکے کہا کہ لوگوں سے کہو اگر وہ بھی اللہ سے محبت کرتے ہیں تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کریگا گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ظاہر ہونے کی راہ بھی دکھا دی۔ کہ پہلا تقاضا انسان سے ایک ایسے دعوے کا ہے جو دعوے عشق ہو۔ ایک ان دیکھے محبوب پر دعوے عشق عجیب سا معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں مفہوم تلاش صادق سے ہے۔ اس محیر العقول کائنات کا راز معلوم کرنے میں سب سے۔ ان اتھاہ تاریکیوں کے پردہ میں دیکھنے کے لئے اس روشنی کے مستعار لینے کا ہے جس طرح رات کی تاریکیوں میں ہماری آنکھیں بیکار ہیں لیکن بعض چوپائیوں اور پرندوں کی آنکھیں ایک ایسی روشنی سے منور ہیں کہ تاریکیوں میں بھی اپنی راہ دیکھ لیتے ہیں بجنسہٖ ہمیں اس کائنات کا راز معلوم کرنے کے لئے ایک روشنی کے لئے پکارتا ہے۔ جب تک افشائے راز کی جستجو اور قربانی میں اس مقام پر نہ ہو جس پر کہ محبت اور عشق کا لفظ منطبق ہو سکے اس وقت تک یہ راز راز ہی رہے گا۔ اب اس دعوے عشق اور اس راز کے افشاء کی راہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے بہت سے لوگوں نے اس پیروی کا مفہوم شرع اور قانون کی پیروی سمجھا ہے۔ اور میں نہیں کہتا کہ شرع اور قانون کی پیروی کا مفہوم اس میں داخل نہیں کیونکہ وہ ہی تو نشانِ راہ ہیں۔ انہی کے سنگہائے میل ہیں جو اس راہ کی منزلیں گننے میں کام دیتے ہیں۔ لیکن شرع اور قانون تو ان تکلیفوں اور بوجھوں کو دور کرنے کے لئے گئے تھے جنہوں نے انسانوں کو دبا رکھا تھا۔ مثلاً جب قرآن میں کہا گیا کہ یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم۔ تو وہ شرع اور قانون ہی کے بارے میں تھا۔ لیکن جب فلاح و فوز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں بیان کیا گیا اور پیروی کرنے والوں سے خطاب ہوا تو کہا کہ فالذین اٰمنوا بہٖ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہٗ اولٰئک ھم المفلحون۔ یہاں فلاح و فوز کا مقام شرعی نہیں بلکہ عشقی ہے۔ یہاں پہلے اس کی صداقت امانت اور منجانب اللہ ہونے پر ایمان لانا ہے۔ پھر اس کو وہ عزت دینا ہے جو اس کا حق ہے اور جو صرف دل کے تعلق سے ہی پیدا ہوتی ہے پھر اس کا ساتھ دینا ہے اور اس طرح عشقی انداز میں اس نور کے پیچھے پیچھے چلنا ہے جو اس کے وسیلہ سے اترا ہے اور وہ نور کیا تھا وہی تو اصل ہے۔ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ یہ مقام پیروی جہاں بہت نازک ہے وہاں واحد و یگانہ بھی ہے، کیونکہ یہی راہ ہے جو اصل ہے اور باقی تمام راستوں کی منزلیں اس مادی کائنات

کی اندھی گلیاں ہیں جن کے سرے ایک جگہ دفعتہً رُک جاتے ہیں۔ اور انسان کے سامنے موت کا سیاہ سکوت آن موجود ہوتا ہے۔

آج جبکہ ہم انسانی تاریخ کی سب سے بڑی مادی تحریک کے سامنے کھڑے ہیں، اتنی بڑی تحریک جس سے خود انبیاء جو حقیقت بین اور حقیقت شناس ہوتے تھے وہ بھی پناہ مانگتے رہے ہیں، اتنی بڑی تحریک جس سے بچنے کی وصیت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی شدت سے امت کو کی کہ نماز میں فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کی دعا کو کہا۔ اس تحریک نے ہمیں ایک بار پھر اس بنیادی سوال سے دوچار کر دیا ہے کہ انسانی مستقبل کی حقیقت محض مادی فنا ہے یا کوئی روحانی دوام۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اس تہذیب نے بھی اپنے بُت بنائے ہیں جو اس ہی کی طرح بہت مضبوط ہیں۔ جس طرح لادینی رومی تہذیب اس تاریخی دور میں ابھی خام تھی اور بتوں کو مرئی طور پر بناتی تھی یہ تہذیب اس تاریخی دور کی پختگی کے سبب اپنے بتوں کو غیر مرئی طور پر تشکیل کرتی ہے۔ دونوں تحریکوں کا مقصد صرف ایک ہے کہ مادی حیات اصل ہے اور دونوں اسی زندگی کی کلیت میں ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے جو بے چینی پیدا ہوئی ہے اور جس نے فرد کے ذہن کو پاش پاش کر دیا ہے وہ بہت دردناک ہے کیا روایتی اسلامی تحریک اپنے اس روحانی تجزیہ کی بنیاد پر جو اُسے تاریخی طور پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تیرہ سو سال قبل حاصل ہوا تھا، اس مادی بے چینی کو دور کر سکتی ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو آج ہم سے جواب کا تقاضا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض ان گتھیوں کی وجہ سے جو میں ابھی بیان کروں گا، جب تک وہ دور نہ ہو جائیں میرے خیال میں ایسا ممکن نہیں ہو سکتا ہے۔

اس میں کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ ہے اگر لوگ اُسے مانیں یا نہ مانیں اس کے موجود ہونے میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ چاہے مادی تحریک حیات بعد الموت کو تسلیم کرے یا نہ کرے حیات بعد الموت ہے۔ محض کسی کے انکار کر دینے سے ایک ایسی چیز کا وجود عدم نہیں ہو جاتا جو فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موت کی راہ سے وہ تمام لوگ گذریں گے جو چاہے حیات بعد الموت کو مانتے ہیں چاہے نہیں مانتے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک نبوت کے ذریعہ جس حقیقت کا انکشاف کیا جاتا ہے اس کا اس زندگی کے توازن سے کوئی تعلق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس قدر، اگر نہیں تو یہ انکشاف کیوں کیا جاتا ہے؟ اس زندگی کو قرآن نے ایک جگہ متاع غرور کہا ہے تو دوسری جگہ لہو و لعب قرار دیا ہے۔ اور ایک تیسری جگہ

اس کی واقعاتی حقیقت جو ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس کا ذکر کیا ہے، اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب و لھو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد اور پھر اس حقیقت کو جو ہمارا روزمرہ کا ایسا استقرائی مشاہدہ ہے جس نے ہمیں اس فریب میں مبتلا کر دیا ہے۔ گویا یہ حقیقت ہے اور موت کے بعد ہم اس حقیقت سے کٹ کر ختم ہو جاتے ہیں، ایک لطیف تمثیل سے اس کی بے ثباتی کو واضح کیا ہے اور یہاں اس لئے یہ پیرایہ اختیار کیا ہے کہ ہم صرف مادی نقصانات سے ہی کسی نقصان کا اندازہ لگانے کے خوگر ہیں اور جتنا شدید ہمارا مادی وسائل پر بھروسہ ہے اتنا ہی زیادہ اس نقصان کی شدت ہمیں محسوس ہوتی ہے کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فترٰہ مصفرا ثم یکون حطاما۔ اس سے اس زندگی کی ترتیب و تنظیم جس کی انتہا منتشر ہو جانا ہے فنا ہو جانا ہے ریزہ ریزہ ہو کر اوجھل ہو جانا ہے۔ . . . .

. . . ایک ہوشمند اور متلاشی ذہن کے لئے اسی نسبت سے اہم ہو سکتی ہے جس قدر کہ اس کا حق ہے۔ مثلاً قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا کہ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر و فرحوا بالحیٰوۃ الدنیا وما الحیٰوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا متاع۔ یہاں اس زندگی کا کسی اور دور سے تناسبی مقابلہ کرکے اس کو محدود اور مختصر بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ انسان اس زندگی سے خوش ہو جاتا ہے۔ وفرحوا بالحیٰوۃ الدنیا۔ اور یہ خوشی کیوں ہوتی ہے حالانکہ انسان اس کے مختصر اور محدود ہونے سے کماحقہٗ آگاہ ہوتا ہے۔ صرف اس لئے کہ یعلمون ظاھرا من الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاٰخرۃ ھم غٰفلون۔ اب یہ آخرت ہی ہے جس پر خاموشی اور اَن دیکھے پنے کی چادریں لٹک رہی ہیں کیونکہ ہماری یہ زندگی تو ظاہر ہے اور اس کا ہمیں علم ہے۔ اسکو تو ہم کسی طرح بھی جھٹلا نہیں سکتے اور جو لوگ اسے وہم یا مایا کہیں لوگ ان کے ہوش کے بارے میں شک کرنے لگتے ہیں لیکن آخرت جس کو قرآن نے "ھی الحیوان" یعنی دائمی کہا ہے اس کا ادراک عام حالات میں ممکن نہیں۔ اگر ہر کسی کو یہ ادراک ہوتا تو لوگ اس کی حقیقت کے بارے میں کیوں شک کرتے۔ اور اسی پہ ہماری اس زندگی کی جد و جہد کا مدار ہے۔

تحریک نبوت اسی حیرت پر سے پردہ اٹھاتی ہے۔ اور اس حیرت کا یقین میں بدل جانا خود ہماری اس اس زندگی کو معنی خیز بنا دیتا ہے ورنہ ہماری اس زندگی کی تمام جد و جہد فی نفسہ ایک بیکار محض تھکن کے

سوا کچھ نہیں رہ شاید بہت سے اس جملہ پر ہنسا جائے کیونکہ ہمارا روزمرّہ کا مشاہدہ ہمیں ایسا محسوس کراتا ہے جیسے لوگ آخرت کا شعور نہ رکھنے کے باوجود بھی اس دنیا کی جد و جہد میں نہایت شدت سے منہمک ہیں - اور وہ اس بات سے بے نیاز ہیں کہ مستقبل میں اُن کے لئے کیا محفوظ ہے - لیکن اگر ذرا غور سے نفس انسانی کے اندر دیکھا جائے تو ایسا نہیں ہے - اس کی تمام جد و جہد موت کے واقع ہونے سے ایک دلیرانہ غفلت اور مستقبل پر ایک نہایت ہی غیر متزلزل اُمید کے بھروسے پر ہوتی ہے - لیکن جب فرد اپنی جد و جہد کا منتہا و مقصود اس دنیا تک محدود کر لیتا ہے تو وہ اجتماع بواں افراد کے مجموعہ سے وجود پاتا ہے بہت حد تک محدود ہو جاتا ہے - ہماری مختصر زندگی میں اس مجموعی بے مقصدیت اور اس کے نتائج کا ہمیں پورا احساس نہیں ہوتا لیکن تاریخ آہستہ آہستہ اُس اجتماع کو بے چینی سے ہمکنار ہوتا ہوا دیکھ لیتی ہے - ظاہر ہے کہ تحریک نبوت جس حقیقت کا انکشاف کرتی ہے وہ صرف انہی کے لئے حیرت نہیں جو اس حقیقت کو مان کر پھر اپنی زندگیوں کا پروگرام مرتب کرتے ہیں بلکہ اُن کے لئے بھی حیرت ہے جو اسے تسلیم نہ کر کے زندگی کو اسی خس و خاشاک کی دنیا تک محدود کر بیٹھے ہیں اب تو یہ ہوا نہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے آخرت کو نہیں مانا انہوں نے اس عظیم حیرت کو کسی ذریعے سے واضح کرنے کی کوشش نہ کی ہو - ہمارے زمانے کی عظیم مادی تحریک نے بھی اس کائنات کے معرض وجود میں آنے اور پھر موت و حیات کے اس نہ رکنے والے چکر کی توجیہات کی ہیں - اُس نے بھی ہماری زندگی کو کوئی نہ کوئی مفہوم بخشا ہے لیکن کیا یہ توجیہیں کسی حقیقی علم اور معرفت پر مبنی ہیں یا محض مادی واجبات سے استخراجی امکانات کا ایک نظام پیدا کر لیا گیا ہے اور انسان کو ایک موہوم تسلی دینے کی سعی کی گئی ہے مارکسیوں نے تو زندگی کے اوّل اور آخر کے بارے میں سوچ ہی کو معطل کر کے صرف اسی خاک و خون کی دنیا پر اپنی توجہ کو مرکوز کر لیا ہے - عارضی طور پر اس وقت جبکہ مارکسی مادیت اپنے عروج کے زینے کے مختلف مقامات طے کر رہی ہے اس بے مقصد جد و جہد سے جو بے چینی پیدا ہو رہی ہے اس کا مجموعی نتیجہ اور تاثیر اس مادیت کے ماننے والوں کو محسوس نہیں ہو رہا لیکن ایک وقت آئے گا جب وہ محسوس کریں گے کہ کائنات کی وہ توجیہیں جو انہیں سائنس کہہ کر بتائی گئی تھیں اُن میں سائنس، علم یا معرفت کا کوئی حصّہ نہ تھا - کیونکہ وہ صرف قیاسی ممکنات ہیں - اور قیاسی ممکنات کبھی یقین بخش نہیں ہو سکتے - اور بے یقینی ہی ہمیشہ انسان کو بے قرار کرتی ہے - یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخرت کے حقیقی عرفان اور احساس کی آخر ضرورت کیا ہے؟ اگر ہم چند لمحے یہاں رُک کر سوچیں کہ ہمارے اس سوال کی خود گہرائی کتنی ہے - تو ہمیں محسوس ہوگا کہ ہم اس سوال کو علم کی بنیاد پر نہیں بلکہ افادہ کی بنیاد پر کر رہے ہیں جو غلط ہے - یہاں افادیت کی کوئی اُلجھن ہے ہی نہیں - ہمیں آخرت پر آگاہی سے فائدہ یا نقصان سے مطلب نہیں کیونکہ وہ اس پس منظر میں ایک متاعِ بے معنی ہے - جب زندگی کے تمام افادی پیکر فنا سے ہمکنار ہونے والے ہیں تو یہ سوال ہی کیا ہے کہ آخرت کا علم اور عرفان ہماری اس زندگی کو کیا فائدہ بخش سکتا ہے - اس لئے افادی حیثیت سے اس انکشاف کی جستجو بے معنی ہے کیونکہ اگر آخرت ہے اور ہمیں موت فنا نہیں کرتی تو اگر اس سے ہماری زندگی کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو محض فائدہ کی اُمید پر ہم اس حقیقت سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے -

یہ وہ مقام ہے جو بہت غور طلب ہے تحریک نبوت زمانہ قبل از تاریخ سے گذشتہ تیرہ سو سال تک یہی کہتی رہی ہے کہ آخرت ہے کہ موت انسان کو فنا نہیں کرتی کہ اس کائنات کا ایک قادر و توانا خالق ہے - لیکن دجال کی مضبوط ترین مادی تحریک نے ہمارے زمانہ میں اس کو جھٹلا دیا ہے - اس نے پوری تحریک نبوت کو جھٹلا دیا ہے اور اسے اسی قسم کی قیاسی بات قرار دیا ہے جس قسم کا قیاس کہ خود مادی تحریک نے کائنات کے بارے میں ظاہر کیا ہے - فرق صرف یہ ہے کہ - تحریک نبوت کو محض تخیل کی کارفرمائی سے پیدا شدہ قیاسی ممکنات کا نظام سمجھتی ہے اور اپنے قیاسات کو مادی حقائق سے استنباط کئے ہوئے کلیات بتاتی ہے جو فی الحقیقت قیاسی ممکنات ہی ہیں - اب اُلجھن یہ ہے کہ دونوں قیاسات میں سے کون سا حق ہے اس کو دیکھنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس ہے؟ جیسا کہ ہم نے کہا یہاں افادہ کا سوال نہیں علم کا سوال ہے - اگر حیات بعد الموت ہے تو ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ ہے - اب اس کے بعد فرد کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ کوئی ایسا چلن اختیار کرے جو آخرت کے موجود ہونے کی صورت میں اُسے زیادہ فائدہ مند نظر آتا ہو کیونکہ افادہ کا مسئلہ انفرادی ہے اور حیات بعد الموت کا ہونا حقیقی ہے -

ہمیں علم ہے کہ بیج مٹی کی تاریکیوں میں تڑپ کر نرم و نازک پودے کی شکل میں پھلتا ہے اور پھر سرد گرم موسموں میں پروان چڑھتا ہے اب اگر ہمیں اُس بیج کی حالت میں رہ کر اس دماغ سے سوچنے کی قوت عطا ہوتی، اور کہا جاتا کہ کل کو جو پودہ تمہارے اندر سے پیدا ہونے والا ہے وہ ویسا ہی ہوگا جیسا کہ تم پیدا کرنا چاہو گے تو کیا مستقبل کے پودے کی فی الواقعہ زندگی کا یقین ہمیں مجبور نہ کرتا کہ ہم کونسا چلن اختیار کریں کہ پودہ ہماری مرضی کے مطابق ہو؟ - اب اس یقین کو اِس مرتبہ پر کون لا سکتا ہے وہی جو صاحب تجربہ ہو - جس نے اس حقیقت کو شک و شبہ سے چھان کر الگ کر دیا ہو -

یہاں اب آپ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربہ اور روایتی اسلامی تحریک کے مقام کو دیکھئے - حضرت نبی اکرم صلعم کا روحانی تجربہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ذاتی ہے - انہوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام ایک دو دن نہیں بلکہ مسلسل تیئیس برس سُنا ہے - اُس کے وعدوں کو نہ صرف اپنی زندگی میں قبل از وقت بیان کر کے پورے ہوتے دیکھا ہے بلکہ حضور کے بیشتر صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعد بھی اُن وعدوں کو پُورا ہوتے دیکھا ہے - پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی تجربہ اُن کے صحابہ کی زندگیوں کو متاثر کرتا ہے کیونکہ وہ حضرت نبی صلعم کے اس تجربہ کے آغاز، تسلسل، اور نتائج کے شاہد ہیں - اس کے برعکس روایتی اسلامی تحریک جو آج ہمیں اس تجربہ کا حوالہ دے کر وحی اور آخرت پر ایمان لانے کو کہتی ہے اُس کا تمام اثاثہ تاریخی، سماعی اور غیر ذاتی ہے - اگر مادی تحریک اس تاریخی روایت کو اسی اساس پر جھٹلانے جس پر کہ وہ کلی تحریک نبوت کو جھٹلاتی ہے تو ہمارے پاس اُس کے اس دعوے کے بطلان کا کیا ثبوت ہے؟

اگر ہماری روایتی اسلامی تحریک کے سربراہ چند لمحوں کے لئے خالی الذہن اور تعصّب سے الگ ہو کر غور کریں تو کیا اُن کے پاس اسکو جھٹلاتے کا کوئی راستہ ہے - یہ شاید جنوری فروری ۱۹۵۳ء کا زمانہ تھا - میں اور میرے دو عزیز کرم فرماؤں نے مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب سے ملاقات کا ارادہ کیا - مولانا ذیلدار پارک میں مقیم تھے - ہم لوگ عصر کی نماز کے بعد وہاں پہنچے - کوٹھی کے برآمدے میں کرسیاں رکھی تھیں اور چند دیگر احباب بھی موجود تھے مولانا تشریف لائے - ہم تینوں مولانا کے بائیں طرف دو کرسیاں چھوڑ کر بیٹھے تھے - وہاں کوئی اور احباب تشریف رکھتے تھے - لوگ باتیں پوچھتے رہے اور مولانا جواب دیتے رہے - چونکہ جماعت اسلامی کو سیاست سے بھی شغف ہے اس لئے کوئی صاحب ضلع ہزارہ میں سیاسی حالت پر کچھ کہہ رہے تھے - ہم سنتے رہے - جب باتیں اس طرف سے ہٹ کر کچھ دینیاتی موضوعات پر ہوئیں تو مکرمی شیخ محمد آصف صاحب نے سوال کیا کہ مولانا الٰہیاتی نظام کو سیکولر نظام پر ترجیح کیوں دی جائے؟ مولانا نے کہا کہ زمانہ اور تاریخ نے بتایا ہے کہ سیکولر نظام تجرباتی ہیں - اور الٰہیاتی نظام اس خدا کی طرف سے ہے جو ہماری ضروریات کو سمجھتا ہے - اگر ہم انسانیت کو تجربات کی شکست و ریخت سے بچانا چاہتے ہیں جس میں خود تہذیب کے بقا کو خطرہ ہے تو ہمیں سیکولر نظام ترک کرنے ہوں گے - اس

پوچھا۔ حافظ شیر محمد صاحب نوشاہی نے کہا لیکن مولانا الہیاتی نظام بھی تو ایک نہیں۔ مسیحیوں اور مسلمانوں ہی کو لیں دونوں کے ہاں یہ توضیح الگ الگ ہے۔ مولانا نے کہا کہ دین ہمیشہ ایک رہا ہے شریعت کی بنیاد دائمی ہے۔ تفصیل بدل جاتی ہے۔ حافظ صاحب نے کہا لیکن خود مسلمانوں کے اندر بھی تو تفصیلی تشریحات الگ الگ ہیں، مثلاً آپ اور پرویز ایک ہی کتاب سے دو الگ الگ مطالب اخذ کرتے ہیں۔ مولانا کو پرویز صاحب کا حوالہ اچھا نہ لگا اور ان کے چہرے سے خیال تھا کہ ہمیں اس بارے میں احتیاط لازم تھی۔ مولانا بولے کہ آپ اگر بحث کرتے ہیں تو میں آمادہ نہیں اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو بتانے سے عذر نہیں، میں نے کہا مولانا ہمارا مقصد بات سمجھنا ہے ہم ہرگز بحث کرنا نہیں چاہتے۔ متلاشی کو مقصود سے غرض ہے نہ رہبر سے لڑائی۔ ہم معذرت خواہ ہیں اگر آپ کو ہماری کسی بات سے بحث کا شبہ گذرا ہے۔ پھر میں نے کہا آپ نے فرمایا ہے کہ الہیاتی نظام کو سیکولر نظام پر ترجیح اس کے مصدر کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ یقین اور تجربے کے دو مختلف منبعوں سے پھوٹتے ہیں۔ لیکن اس کا کیا ثبوت ہے کہ جسے ہم الہیاتی نظام کہتے ہیں وہ واقعی یقین کے مصدر سے صدور پاتا ہے۔ مثلاً ہمارا روزمرہ مشاہدہ ہے کہ طبیعتیں مختلف ہیں۔ اسی طرح مفکرین کا انداز تفتیش و تحقیق بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بعض طبیعتیں شاعرانہ ہیں، بعض فلسفیانہ، بعض میکانکی۔ مابعدالطبیعات میں غور کرنے والی طبیعتوں کے بارے میں تاریخ ہمیں دو بین دھارے دکھاتی ہے ایک مادی فلسفیوں کا دھارا ہے جو مابعدالطبیعات کے بارے میں مادی، قیاسی، اور استخراجی رائے رکھتے ہیں دوسرا دھارا ان لوگوں کا ہے جو کسی مابعدالطبیعی حقیقت کا ذکر کرتے ہیں۔ اب اس گمان کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ جنہیں "انبیاء"، "رسول" وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا جاتا ان پر دراصل ان کی متصوفانہ یا شاعرانہ طبیعت کا غلبہ تھا اور مابعدالطبیعی باتوں کے بارے میں ان کی رائے کی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں۔ مولانا بولے کہ یہاں ہمیں بجز ایمان بالغیب کے کسی اور بات کا مکلف نہیں کیا گیا اور نہ کوئی ایسا طریق ہے جس سے ہم جانچ سکیں کہ حقیقت کیا ہے میں یہ تو نہیں کہتا کہ متصوفانہ طبیعت کا غلبہ انبیاء کی ذات پر تھا کیونکہ وہ غلط ہے کیونکہ نبی خدا تعالے سے وحی پاتا ہے۔ لیکن ہم لوگ اس حقیقت کو جانچ نہیں سکتے۔ میں نے کہا کہ اصل بات تو یہی ہے کہ ایک غیر مومن کے لئے جب تک یہ مرحلہ طے نہ ہو کہ وحی دراصل حقیقت ہے کوئی خیالی شاعری نہیں وہ کیونکر ایمان لا سکتا ہے بات یہیں تک پہنچی تھی کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اور مولانا اندر وضو کے لئے چلے گئے۔ ہم لوگ واپس آ گئے۔

میں نے یہ واقعہ اس لئے بیان کیا ہے کہ روایتی اسلامی تحریک اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربے کا باہمی تعلق کا ہلکا سا اندازہ ہو سکے۔ ورنہ پوری کی پوری موجودہ روایتی اسلامی تحریک عملاً اور عقیدۃً اسی قیاسی مقام پر ہے جس پر کہ لادینی تحریک کے علمبردار ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ مسیحیوں کی دعوت لادینی رومی سلطنت کو یہ تھی کہ ایک مدبر بالارادہ خدا ہے جس نے اپنا اکلوتا بیٹا بھیجا کہ انسانوں کو دکھوں اور گناہوں سے نجات بخشے۔ آج بھی دجال کی مادی تحریک کا مطالبہ ہے کہ خدا کہاں ہے جس نے بھی سوویٹ روس کے سردار نکیتا کروشیف کے اس تمسخر کو اخباروں میں پڑھا ہوگا جو اس نے یوری گاگرین کے مصنوعی سیارے میں کائناتی سفر کے ضمن میں یہ کہہ کر کیا تھا کہ ہم نے تو خدا کو فضاؤں میں بھی کہیں نہیں دیکھا، وہ چند لمحوں کے لئے ٹھٹکا تو ضرور ہوگا۔ اگر وہ روایتی مذہبی تھا تو اُس نے کروشیف کو دو سنا دی ہوں گی۔ اگر وہ مبلغانہ دفاعی علم الکلامی تھا تو اس نے کروشیف کے تمسخر کا علم الکلامی جواب دیا ہوگا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ نکیتا کروشیف نے اس رند بادہ خوار کی طرح مادی تحریک کے مطالبہ کو نہایت منہ پھٹ طریق پر تمام مذہب پسندوں کے منہ پر دے مارا تھا۔ جو مستی میں سچی بات کہہ دیتا ہے اور فقیہہ مصلحت بین کی طرح وقت کا انتظار نہیں کرتا۔

اس مادی تحریک کے مقابل پر کون ہے جو یہ دعوت دے کہ مدبر بالارادہ خدا ہے۔ اُس نے اپنا رسول بھیجا ہے کہ لوگ دکھوں اور گناہوں سے نجات پائیں۔ تاکہ تحریک نبوت ہمیشہ ہمیشہ سچی رہے تاکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ روحانی تجربہ جس میں نبوت اپنی کمیت اور کیفیت میں بدرجہ اتم جلوہ گر تھی وہ آج بھی لوگوں کو یقین بخش سکے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آنے والوں کے لئے نبی ہیں۔ تو ہر آنے والی نسل کا حق ہے کہ یہ سوال کرے کہ وہ حقیقت نبوت جو تاریکیوں کو روشن کرتی ہے مجھ پر بھی ظاہر کی جائے تاکہ آخرت کا عرفان یقینی ہو۔ تاکہ فرد اپنی نشو ونما کے بارے میں اپنی صوابدید سے اپنی راہ بنا سکے۔ تاکہ زندگی کی جدوجہد ایک رائیگاں جانے والی مشقت اور ایک بے یقینی کی تھکن نہ ہو ضروری ہے کہ وہ وعدہ جو قرآن میں خدا نے کیا تھا کہ میری پیروی کرو خدا تم سے محبت کرے گا پورا ہو۔ یہ تو اس کی عمومی حیثیت ہے اور اس کی خصوصی حیثیت یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کے بعد وہ نور پایا جو لوگوں کے دلوں کو روشن کرتا تھا۔ جس نے متلاشیوں کو مقصود دیا اور آخرت پر سے پردے اٹھا دیئے اسی طرح آج بھی خدا تعالے کا ایک فرستادہ ہو جسے اللہ تعالے جیسا چاہے برپا کرے۔ یہ خدا تعالیٰ پر فرض ہے کہ وہ مادی تحریک کے مقابل خود کو ظاہر کرے اور اپنا کلام اسی طرح نازل کرے جیسے پہلوں پر نازل کرتا تھا۔

اور یہاں ہم اس تحریک سے دوچار ہوتے ہیں جس کا منصب ہنوز لوگوں کو ہلکا نظر آتا ہے اور جو ٹھٹھے اور تمسخر سے اُسے اڑاتے ہیں جس پر تمام تحریک نبوت کی صداقت یا کذب کا انحصار ہے۔ اور وہ تحریک عہد جدید کی اسلامی تحریک ہے جسے عرف عام میں احمدیہ جماعت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ لوگ نظاموں اور معاشروں کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر فراموش کر چکے ہیں کہ اصل قوت کا سرچشمہ خدا تعالے اور آخرت پر ایمان ہے جس میں سے نظام اور معاشروں کی ندیاں بہہ نکلتی ہیں، وہ اس درخت کو کاٹتے ہیں جس کے یہ پھل ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دسترخوان پھلوں سے سج جائیں۔

جس طرح یسوعؑ نے یوحناؑ بپتسمہ دینے والے سے بپتسمہ لیا تھا، اسی طرح مرزا غلام احمدؑ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا جوا اپنی گردن پر اٹھایا اور اس عظیم رسولؐ کی بیعت روحانی کی اور اس کے سوا کسی اور کی مریدی یا حلقہ ارادت میں داخل نہ ہوئے۔ یسوعؑ کا بپتسمہ رسمی تھا ورنہ یسوعؑ یوحناؑ کا مطیع نہ تھا لیکن حضرت مرزا غلام احمدؑ نے حضرت نبی اکرمؐ کی بیعت مطیع کی حیثیت سے کی اور یوں اس میں وہ امتیوں میں سے ہو کر بھی ان کا سردار ہو گیا۔ اس روحانی بیعت کا نتیجہ تھا کہ مرزا غلام احمدؑ کو وہ منصب سونپا گیا جس سے دوسرے بے نصیب رہ گئے اور وہ ہی مسیح موعودؑ اور آخرین کا امام قرار پایا۔

یہ منصب حضرت مسیح موعودؑ کو یوں ہی نہ مل گیا بلکہ اس میں تلاش صادق، عشق اور پیروی کے وہ تمام درجے آئے اور گذرے جو ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میں بیان کئے گئے تھے:-

"یہ وحی مجھے اُس وقت ملی جبکہ میرے جگر کے ٹکڑے خدا تعالے کے شوق میں اُڑے اور عشاق الٰہی کی موت میرے پر آئی اور کسی قسم کے جلانے سے میں جلایا گیا اور کئی نوع کے خونوں سے میں کوٹا گیا اور اہل و عیال سے میرا دل کاٹا گیا یہاں تک کہ خدا تعالے کا فعل پورا ہو گیا اور میرا راستہ کھولا گیا اور میرے چاند کا نور مجھ میں بھر گیا، پس اس سے مجھے وہ منصب

ملے۔ الہام کا نور اور عقل کا نور۔ اور
اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے
اور کوئی اُس کے فضل کو ردّ نہیں کر سکتا؟
(نجم الہدیٰ)

اور اس راہ سے گذر کر ہی اس مسیح نے تصدیق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی تجربہ درست تھا اور میں اُس کا نہ صرف گواہ ہوں بلکہ مامور ہوں کہ لوگوں کو دکھاؤں کہ وہ روحانی تجربہ کیا تھا۔ اسی لئے اس مسیح کی بیعت لازمی قرار پائی جو پچھلوں کی نہ تھی اور اسے نبی کا نام دیا گیا جس سے پچھلے رہ گئے، اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کمال وحدت محبت اور فنائیت کے اُس مقام تک اُٹھایا کہ کہا کہ وہ میری ہی قبر میں دفن ہوگا ورنہ کون ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی آج بے حرمتی کرے اُسے کھولے اور پھر کسی اور کو اُن کے ساتھ دفن کرے۔ اور یہی تھا جسے اسی مسیح موعودؑ نے کہا کہ:۔

"پس خدا تعالیٰ کا شکر کرو
کہ وہ تمہارے زمانہ اور تمہارے
ملک میں موجود ہے اور وہی تو ہے
جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے
اور یہ وہ دن ہیں جس میں برکتیں نازل
ہو رہی ہیں اور نشان ظاہر ہو رہے
ہیں اور ایمان کا راہی اپنے وطن کی
طرف رجوع کر رہا ہے اور اس کے
معدن سے علم کے موتی نکل رہے
ہیں .... یہ وہ دن ہے...
..... کے غلبۂ رقت سے ابرار کی
آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے
ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ دن غافلوں کے
جاگنے کا دن اور مغروروں کی ذلت
قلب کا دن ہے۔ یہ دن قبول اور
ردّ کا دن ہے....... اور جس
نے صادق کے پاس آکر اس کی تصدیق
کی اس نے نئے سرے سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنے
امر متفرق کو جمع کر لیا اور جس نے اعراض
اور انکار کر کے صادق کی تکذیب کی
وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا نافرمان ہو گیا اور کچھ نہ ڈرا۔ یہ میرا
قول نہیں بلکہ یہی خدا تعالیٰ نے
تاکیداً فرمایا ہے۔ میرے مبعوث
ہونے کے ساتھ تمام زاہد اور
عابد آزمائے گئے۔"
(نجم الہدیٰ)

آج کی مادی تحریک کا جواب ایمان ہے۔ یقین ہے خدا تعالیٰ کے منادی کی ندا پر لبیک کہنا ہے اور اس کی بیعت کا جُوا اگردن پر اُٹھانا ہے۔ لوگ اسے حلقہ سمجھتے ہیں اور اس بیعت کی قدر نہیں کرتے وہ نہیں جانتے کہ یہ بیعت ہی تھی جس کی طرف بنی اسرائیل کو بلایا گیا تھا۔ وہ بیعت ہی تھی جس کو توڑ کر بنی اسرائیل مورد غضب الٰہی ہو گئے تھے اور آج یہ مسیح موعود کی بیعت ہی ہے جو انسانوں کو یقین سے بھر سکتی ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ معمولی بات ہے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اُس وقت تک کسی سے بیعت کے لئے نہیں کہا تھا جب تک کہ خدا تعالیٰ نے حکم نہ دیا تھا کہ لوگوں سے بیعت لو۔ اس بیعت کو پیروں اور گدی نشینوں کی بیعت پر قیاس نہ کریں۔ نہ اُس پہ جو مسلمان بادشاہ خلافت راشدہ کے ختم ہو جانے کے بعد لیتے تھے۔ نہ اُن پہ جو منتخب خلیفے یا امیر کسی رسم یا آئین کے تحت اپنے حلقہ اثر سے لیتے ہیں۔ یہ بیعت خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کے مامور فرستادے کے ہاتھ پر اس پیمان کا باندھنا ہے اُن دس شرطوں پر اپنا آپ اُس کے ہاتھ میں بیچنا ہے۔

لوگ میلاد النبیؐ مناتے ہیں لیکن اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ تلاش جو کسی متلاشی حق کو بالآخر خدا تعالیٰ کے پاس لے گئی وہ کیا تھی۔ وہ اس سے اُلفت کا دعوٰے کرتے ہیں لیکن آدمی سے نفرت کرتے ہیں جو اُس کے حکموں کے تحت آج آخرین کا سردار ہے۔ وہ اسے اطاعت کا یقین دلاتے ہیں لیکن جب اطاعت کے لئے کہا جاتا ہے تو عمل نہیں کرتے۔

اے میرے مسلمان بھائیو اور اے مسیحی دوستو! خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور دونوں کا مسیح تمہارے درمیان آ گیا۔ تم جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح ناصری کی اُلفت اور اطاعت کا دم بھرتے ہو کیا تم نے محبت اور اطاعت کرنا اسی طرح سیکھا ہے کہ جب ایک صادق تمہارے درمیان آ جائے اور تمہیں انبیاء کے صحیفوں کی طرف بلائے اور اطاعت کے لئے کہے تو تم اس کے خلاف ہو جاؤ۔

"ان کو اس بات سے تعجب ہے
کہ کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے
ایک مامور آ گیا........ اور وہ
ان کو عزت دینے کے لئے آیا
اور اس لئے اُن کا تمام سامان تیار
کیا۔ خدا تعالیٰ کے دن آ گئے
اور فیصلہ کا دن قریب ہے پس
انہیں بشارت ہو جو شوق کے ساتھ
قبول کریں۔ کیا اُن کا یہ ارادہ ہے
کہ جس کو خدا بلند کرنا چاہتا ہے
اس کو پامال کر دیں اور ناحق بحث
مباحثہ کریں۔ خدا نے تو یہ لکھ چھوڑا
ہے کہ اس کے بھیجے ہوئے
بندے غالب ہوں گے۔ پس کیا
وہ خدا سے لڑ سکتے ہیں۔ بات تو
مشتبہ نہ تھی مگر اُن کے دل سخت ہو
گئے .... اے لوگو!
کیوں خدا تعالیٰ کے نشانوں سے
انکار کرتے ہو اور تم نے انکو بچشم
خود دیکھ لیا ہے۔ حق کھل گیا اور تم نے
ناحق عذر تراشے اور کچھ غور نہ کیا سو
ہم خدا تعالیٰ کی طرف اپنے کام
کو سپرد کرتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین
ہے" (نجم الہدیٰ)

حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا دور شروع ہوا ہے۔ یہ خالص جمال اور حسن کا دور ہے، جس کی بنیاد شرع نہیں بلکہ عشق ہے، خود سپردگی ہے شرع انسانوں کی تزئین کرتی ہے لیکن یہ زینت خود اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتی جس طرح نذر گذارنے والا نذر کو سجاتا اور سنوارتا ہے، اور مقصود اس کی رضا کا حصول ہوتا ہے جس کو کہ وہ نذر پیش کی جاتی ہوتی ہے اسی طرح شرح کی زینت دراصل اُسی مخدوم کو خوش کرنا ہے جس کی خدمت خادم کا فرض ہے۔ کیا کوئی ایسا عقلمند دنیا میں ہے جو رسومات کو اس سے بڑھ کر مرتبہ دے جس کے لئے رسومات اختیار کی گئی ہیں۔ شرع پرست فقیہہ سوال کرتے ہیں کہ مسیح موعودؑ نے اس آئیڈیولوجیوں کے زمانہ میں کس آئیڈیولوجی کو پیش کیا۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی زندگی میں کسی تفصیلی نظام کو بیان نہ کیا تھا کیونکہ بیج میں درخت صرف چشم بینا کو نظر آتا ہے سطحی نظر تو تبھی درخت کو پہچانتی ہے جب اس کا تنا اور شاخیں اپنے سایہ سے زمین کو گھیر لیتے ہیں، لیکن کسان اپنے کھیتوں کو سنوارتا ہے۔ بیج ڈالتا ہے اور اسے پانی سے سینچتا ہے اور یہ دن اُس کے لئے ایسی مشقت کے دن ہوتے ہیں جو اُس کا مادی عاشق ہی اُس سے کر سکتا ہے۔ یہی دن آج اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن ہیں۔ اسلام آج عشق کا تقاضا کرتا ہے اور عشق دلیلوں اور مناظروں سے نہیں ہوتا۔ عاشق کو اپنا محبوب اس لئے حسین لگتا ہے کہ اُس کے عشق کا تقاضا ہے۔ اسے اُس کے حسن کا اندازہ اُن مقابلہ حسن کے حسینوں کی اہم پیمائشوں سے نہیں لگتا جو آج کی دنیا میں جسمانی بھوک ہی اُبھارتے ہیں کسی روحانی سرور اور قربانی کو اُجاگر نہیں کرتے وہ عقل کا غلام نہیں ہوتا بلکہ بے دھڑک اس لفظ جان کو منڈی میں لے آتا ہے کہ اگر محبوب اس

کا تقاضا کرے تو اسے بھی ادا کرکے اسے راضی کرے۔

تحریک احمدیت کی بنیاد ہی کسی کی تعریف کرنا ہے۔ کسی کے حسن کو اس حفاظت سے سنوارے رکھتا ہے کہ اس پر کوئی دھبہ نہ آسکے۔ یہی وہ پہلی شرط ہے جو بیعت کا آغاز ہے۔ اسلام کی یہ تشریح ہمارے بعض دوستوں کو بہت عجیب لگتی ہے مگر ہم کیا کریں کہ خدا تعالے کی آج یہی مرضی ہے۔ آج شریعت کے نظام کا نہیں بلکہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کا دن ہے۔ تمام قرآن پڑھ جاؤ اور ان آیات کو ایک طرف لکھو جن میں صرف شرعی احکامات ہیں جو معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسری طرف ان آیات کو لکھو جن میں خدا تعالے کی ہستی اور انسان سے عبودیت کے تقاضے میں عبادت اور حمد کا مطالبہ ہے تو فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے کہ بیج کیا ہے اور درخت کیا ہے۔ محبوب کون ہے اور محب کون۔ عارضی باتیں کونسی ہیں اور دائمی کونسی۔ اے دوستو! مسیح موعودؑ کی بیعت دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکی زندگی میں بیعت کرنا ہے۔ جب نہ کوئی حکومت تھی نہ دنیاوی وجاہت صرف عاشقان الٰہی کا گروہ تھا جس کا مقصود و مطلوب صرف باری تعالے کی حمد تھی اور جس کے سردار نے یہ کہکر سب کچھ ٹھکرا دیا کہ اگر چاند میرے دائیں ہاتھ اور سورج میرے بائیں رکھدو اور مجھے کہو کہ یہ لو اور وہ لو اور وہ جو حق اور دائم ہے اُس کی ستائش سے رک جاؤں تو اے لوگو ایسا کبھی نہ ہوگا۔ آج اشتراکی تمہیں بلاتے ہیں کہ زمین کی چند روزہ آسائشوں کے لئے اس ابدی سچائی کی حمد وستائش چھوڑ دو، یہ زنگا رہائے ارضی کی بھول بھلیاں تمہیں پکارتی ہیں کہ ہم حقیقت ہیں اور باقی سب وہم۔ لیکن ہمیں وہ طعنے منظور ہیں جو ہمیں فرار پرستی کے دیئے جاتے ہیں کیونکہ جس طرف ہم نے قرار کیا ہے اے لوگو تم بھی ایک دن اسی سمت لوٹنے والے ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے آج اسے مان لیا ہے اور تم موت پر اسے مان لوگے۔ فاصلہ چند برسوں کا ہے، مدت طویل نہیں۔ احمدیت ہماری اور تمہاری امید ہے اگر موت کے بعد زندگی ہے تو اس کا ثبوت تمہیں احمدیت کے سوا کہیں اور نہ ملے گا۔ اگر تم تحریک نبوت کو درست مانتے ہو تو تمہیں احمدیت کا ساتھ دیئے بغیر کوئی راہ نہیں۔ اور اگر تمہیں موت کے بعد زندگی یا تحریک نبوت پر ایمان نہیں تب بھی تمہیں احمدیت سے ہی ان باتوں کا پتہ چلے گا کہ

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۶۲ء

(بسلسلہ صفحہ ۱۵)

کا کام نہیں ہے قوم کو ان نقائص سے امام الزمان نے پاک کیا حضرت مرزا صاحب نے جو پاک قوم پیدا کی وہ صرف قادیان میں ہی نہیں تھی، جن لوگوں نے بھی آپ سے وابستگی اختیار کی خواہ وہ لاہور میں رہتے تھے یا پشاور میں یا بمبئی اور مدراس میں، پنجاب میں یا ہندوستان میں، ان سب کے اندر ایک خاص رنگ تھا، وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند نظر آتے تھے۔ ان میں وفا تھی۔ ایثار تھا۔ قربانی تھی۔ خیر خواہی اور ہمدردی تھی۔

ایک ضروری تنبیہہ

یہاں ایک اور بات لکھی ہے جو فکر مند کرتی ہے کہ ہم نے تم سے پہلے ایک قوم پیدا کی تھی اسکو تورات دی گئی تھی، مگر اس نے تورات پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا، اس کے متعلق فرمایا مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفاراً۔ اُن کی مثال گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، گدھا ان کتابوں سے کیا فائدہ حاصل کرے گا یہی حال اُس قوم کا ہوگیا، تو بتایا ہے کہ ایک قوم تم سے پہلے آئی۔ اُن میں رسولؑ آئے ان کو کتاب دی گئی۔ مگر انہوں نے رسولؑ کی راہبری کو بھلا دیا۔ کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ مثال ہمیں ڈرانے کے لئے دی گئی ہے۔ کہ اگر تم نے بھی احکام الٰہی، ارشادات رسولؐ اور احکام قرآنی پر عمل نہ کیا تو تم بھی اُسی قوم کی مثل ہو جاؤ گے اور اللہ تعالے اپنے فضل کا ہاتھ کھینچ لے گا۔ یہی تنبیہہ غیر المغضوب علیہم کے الفاظ میں کی گئی ہے تا مسلمان قوم ڈر جائے۔ کہ اگر احکام الٰہی پر عمل نہیں کریں گے تو خدا تعالے کے فضل سے محروم ہو جائیں گے۔ آپ اس پر غور کریں تقوےٰ اور طہارت کی زندگی پیدا کریں حسد بغض بد کلامی، بددیانتی سے اجتناب کریں اور اتحاد و اتفاق کے رستہ پر گامزن ہوں۔ اور ایک دوسرے کی بہبود اور بھلائی چاہیں ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی طرف مائل نہ ہوں۔ اس سے آپ کی قوم میں مضبوطی اور استحکام پیدا ہوگا، اس سے آپ اسلام کی خدمت گذاری کا کام خیر وخوبی سے کر سکیں گے۔

الوہیت کے مظہر اتم

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

تا بر دلم نظر شد از مہر ماہ مارا
کرد است سیم خالص قلب سیاہ مارا
لطف عمیم دلبر بردم مرا بخواند
ہر چہ می زنند ایں اعتبار راہ مارا
در کوئے دلستانم چوں خاک کوشب و روز
دیگر نشاں چہ باشد اقبال وجاہ مارا

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہر محمدیؐ ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ ست

افضل الرسل خیر البشر

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

نے فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق اخلاق فاضلہ کو کمال تک پہنچانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اسلام نے اور حضورؐ کی تعلیم نے ہی غلامی کو سب سے پہلے مٹانے کا حکم دیا۔ قرآن کا بھی یہی ارشاد ہے اما منا و اما فداءً۔ یعنی قیدیوں کو احسان سے یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ حنین کے موقعہ پر چھ ہزار قیدیوں کو بلا فدیہ کے چھوڑ دیا۔ جیسی نسبی، لونی اور نسلی تمام امتیازات کو حضورؐ نے مٹا دیا، تعدد ازواج کے باوجود تمام ازواج کے ساتھ نہایت اعلیٰ سلوک کا نمونہ پیش کیا اور فرمایا خیرکم خیرکم لاھلہ حضورؐ کے کس کس کمال کو بیان کیا جائے۔ آپ ہر ایک صفت میں لاثانی اور بے نظیر تھے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بابی انت وامی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

بشیر احمد منو صاحب لیگوس نائیجیریا

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ

تکریمِ آدمیّت

حضرت رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں میں مبعوث ہوئے تھے جو انسانیت کی قدر نہیں جانتے تھے۔ جنہوں نے صدیوں سے باہمی جنگ و جدال کی آب و ہوا میں پرورش پائی تھی، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باہمی آمیزش اور اتصالات کی ان میں مطلق گنجائش باقی نہیں رہی ان کے ہاں آدمی کی سربلندی حسن عملی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس کا دارو مدار اس کے نسب پر تھا، وہ کسی کو اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے کہ وہ سمجھ بوجھ کر اس راستے کو اختیار کرے جسے وہ سیدھا راستہ خیال کرتا ہے اور اس راستہ کو ترک کر دے جو اس کے نزدیک ٹیڑھا ہے، وہ کہتے تھے کہ ہماری بات تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے تمہیں ماننی ہی چاہیئے۔ نہیں مانو گے تو جبراً منوائیں گے۔ وہ کسی ایسی تحریک کو گوارا نہ کر سکتے تھے جو اُن کے آبائی رسم و عقائد کے خلاف ہو، ان کے ارباب اقتدار ہر طرح کی بد اخلاقیوں کے مرتکب ہوتے تھے لیکن انہیں سرزنش کرنے والا کوئی نہ تھا، وہ اتنے تند خو تھے کہ آدمیوں کو زندہ جلا دینا یا ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اُن کے لئے کچھ مشکل نہ تھا بلکہ ان کے سخت دل بجائے اس کے کہ اس منظر سے متاثر ہوں اور ایسے ظلموں سے اجتناب کریں پورے طور پر لطف اندوز ہوتے تھے۔ غلامی کا عام رواج تھا اور صرف یہی نہیں کہ ان غلاموں اور لونڈیوں سے ان کی ہمت سے زیادہ کام لیا جاتا تھا بلکہ اپنے مالکوں کو خوش کرنے کے لئے انہیں ہی شرمناک افعال کا ارتکاب کرنا پڑتا تھا۔ عورت کو بھیڑ بکری یا دوسرے حیوانوں ہی کی طرح خیال کرتے تھے بلکہ ان سے بھی بدتر کیونکہ لڑکی کا پیدا ہونا وہ اپنی عزت کے دامن پر ایک بدنما دھبہ سمجھتے تھے اور ان کی غیرت کا تقاضا ہوتا تھا کہ وہ اپنی اولاد کو زندہ درگور کر دیں۔

ان وحشی اور بہائم صفت انسانوں کے سوچنے اور سمجھنے، بات کہنے اور کام کرنے کی پرانی عادتوں کو بدل دینا اور انہیں محبت و اخلاص اور ایثار و خود فروشی کے فرشتے بنا دینا صرف اسی شخص کا کام ہو سکتا تھا جس کا دامن فضائل اخلاق سے بھرا ہوا اور ہر قسم کے گناہ کے خس و خاشاک سے پاک ہو اور الٰہی صفات میں بڑا اس حد تک محو ہو چکی ہوں کہ اس کے لئے ہر ناممکن بات ممکن اور ہر محال بات آسان ہو سکتی ہو۔ یقیناً دنیا میں اس سے زیادہ عجیب بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ لوگ جو باہمی کینہ و انتقام کے مجسمے تھے مسلمان ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد محبت و سازگاری کے پتلے بن جائیں اور ایک دوسرے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر حقیقت یہی کہ یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا اور صرف دوستوں ہی نے نہیں بلکہ دشمنوں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

حضرت عمر رض کی قبل از اسلام سخت گیری سے سب عرب واقف تھے، اسلام سے انہیں سخت عناد تھا اور وہ کسی طرح بھی یہ گوارا نہ کر سکتے تھے کہ اُن کے آبائی عقائد کی مذمت کی جائے اور زندگی کی جس روش کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے اسے جہالت کا رستہ بتلایا جائے۔ ان کی ایک لونڈی لبینہ مشرف باسلام ہو چکی تھیں، حضرت عمر رض انہیں بے حد بے رحمی سے پیٹتے تھے اور تھک کر جب پیٹنا چھوڑ دیتے تھے تو کہتے تھے:-

"اے لبینہ! یہ نہ سمجھنا کہ مجھے تجھ پر
ترس آیا ہے اور اس لئے پیٹنے سے
ہاتھ اُٹھا لئے ہیں بلکہ اس کی وجہ
محض یہ ہے کہ میں تھک گیا ہوں"

انہیں جب معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں تو انہیں اتنا پیٹا کہ وہ لہو لہان ہو گئے، اسلام قبول کرنے کے بعد وہ وقت آیا کہ آپ امیر المؤمنین بن گئے۔ کسریٰ کے تخت و تاج کے مالک بن گئے، شاہ روم کی مشرقی مملکتوں پر قبضہ کر لیا

- - - - - - - - - - - - -

اور جابر سے جابر حکمران ان کے نام سے کانپنے لگے، مگر ان کے انکسار اور قبولیت حق کی صلاحیت کا یہ حال تھا کہ بھری مجلس میں مدینہ کی ایک عورت نے انہیں پکار کر کہا:-

"اے خطاب کے بیٹے! تو کون ہوتا ہے ہمیں اس حق سے محروم کرنے والا جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کرتا ہے وہ تو فرماتا ہے کہ اگر بیوی کو سونے کا ڈھیر بھی دے دیا گیا ہے تو اسے واپس لینے کا نام نہ لو اور تو چاہتا ہے کہ بڑے بڑے مہر نہ باندھے جائیں"

عمر رض نے یہ بات سُنی اور سرِ تسلیم خم کر دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی عورتیں عمر سے زیادہ سمجھ رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ۔ اے لوگو! تم سب ایک ہی نفس سے پیدا ہوئے ہو، تم سب کی ایک ہی فطرت ہے ایک دوسرے سے الگ نہیں، تمہارے جتنے بھی اختلافات نسل یا رنگ، زبان یا قوم و قبیلہ کی وجہ سے ہیں وہ سب مصنوعی ہیں حقیقت پر مبنی نہیں، تمہیں چاہیئے کہ ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرو اور ان فرائض کو پورا کرو جو تم پر عائد ہوتے ہیں۔

انسان کی روحانی ترقی کے لئے بہاشد ضروری ہے کہ ہر فرد واحد کو اس نفس واحد کا احساس ہو اور وہ اپنی ذات میں دوسروں کی ذات کا مشاہدہ کرے اور ان کے اغراض و ضروریات کو کم از کم اتنی اہمیت دے جو اپنی ذات کی اغراض و ضروریات کو دیتا ہے اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھے کہ دوسروں میں بھی زندگی کے وہی تقاضے کام کر رہے ہیں جو اس کے اندر کارفرما ہیں اور ان کو بھی نشو و نما اور ترقی پانے کا اتنا ہی حق ہے جتنا خود اسے اور اس حقیقت کو اچھی طرح سے جان لے کہ ہم سب ایک ہی وجود کے برگ و بار ہیں۔

اس احساس کے فقدان کا ہی نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں ذاتوں نے جنم لیا، ایک برہمن قرار دیا گیا، اور دوسرا اچھوت۔ یونان میں غلامی کو حق بجانب قرار دیا گیا اور یورپ اور امریکہ کے لوگوں نے افریقہ کے لاکھوں آدمیوں کو حیوان قرار دے کر اُن سے ایسا ظالمانہ سلوک روا رکھا جس پر انسانیت ہمیشہ شرمائے گی اور ماتم کرے گی۔ یہ پرانی باتیں نہیں ہیں بلکہ اس وقت بھی جنوبی افریقہ میں انسانی حقوق پامال کئے جا رہے ہیں اور امریکہ جیسے مہذب ملک میں اب بھی یہ تقریباً ناممکن ہے کہ کالے اور گورے ایک جگہ مل کر بیٹھ سکیں باوجود اس کے کہ دونوں ایک ہی ملک کے رہنے والے اور ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب میں اس بات پر غور کرتا ہوں کہ ان دونوں بڑے عظیم

سے کے رہنے والوں نے سائنسی علوم میں حیرت انگیز ترقی کی ہے اور صرف خیالی طور پر نہیں بلکہ حقیقۃً اور عملاً آسمانوں کے ستاروں پر کمندیں ڈال دی ہیں اور پھر یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہی سائنسدان کس طرح تکریم آدمیت سے غافل ہیں اور ان کی نئی نئی ایجادات روحانیت کے میدان میں ان کے کام نہیں آ رہیں بلکہ امن و امان قائم کرنے کی بجائے فساد برپا کر رہی ہیں تو مجھے زیادہ سے زیادہ اس بات کا یقین ہوتا چلا جاتا ہے کہ جب تک یہ قومیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کرتیں اس وقت تک بکھرے ہوئے انسانی دل رشتۂ الفت میں نہیں پروئے جا سکتے۔ اس یقین کی بنا میری عقیدت نہیں بلکہ تاریخ اس کی گواہ ہے، کہ کس طرح عرب کے مُردوں کو اس ذات اقدسؐ نے زندگی کے میدانوں میں متحرک کر دیا اور ان ہی گڈریوں اور ساربانوں کو دنیا کی سب سے اعلےٰ اور مہذب قوم بنا دیا ان ہی لوگوں میں زیدؓ اور بلالؓ جیسے غلام سے تھے اور انہی غلاموں نے جب اسلام قبول کر لیا تو ان کا رتبہ اتنا بلند ہو گیا، کہ زیدؓ کے نکاح میں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن آئیں، وہ اسلامی فوج کے جرنیل بنا دیئے گئے اور ان کے ماتحت قریش اور عرب کے دوسرے بڑے بڑے سردار معمولی سپاہیوں کی طرح لڑے، بلالؓ کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا آقا کہہ کر پکارا اور مہاجرین و انصارؓ کی بھری مجلس میں جب انہوں نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا اور یہ بات بھی جتلا دی کہ جہاں تک زر و مال کا تعلق ہے وہ تہیدست ہیں تو اس حقیقت کا علم ہوتے ہوئے بھی کہ وہ حبشی ہیں اور غلامی میں زندگی بسر کر چکے ہیں کسی کو بھی "ہاں" کہنے میں .... تامل نہ ہوا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے جب مصر فتح کیا تو شرائط اطاعت طے کرنے کے لئے مصر کے آرچ بشپ سائرس کے پاس ایک وفد بھیجا۔ جس کے قائد حبشی نژاد عبادہؓ تھے۔ مسیحی پادری نے صدائے احتجاج بلند کی وہ سمجھا کہ یہ بھی انہیں ذلیل کرنے کا ایک طریقہ ہے مگر ان کی غلط فہمی یہ کہہ کر دور کر دی گئی کہ مسلمان عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں دیتے اور نہ ہی حبشی اور غیر حبشی میں تمیز روا رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ معزز ہے جو نیک اعمال کا سرمایہ اپنے پاس رکھتا ہے اور ان کے ہاں رتبہ ان ہی کو ملتا ہے جو اس کا اہل ہو۔

حضرت نبی اکرمؐ جو انقلاب لائے اس کا اثر ابھی تک زائل نہیں ہوا اور آج بھی چودہ سو سال گذرنے کے بعد مسلمان یہ بات فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان ہی کی قوم ایک ایسی قوم ہے جس میں آقا و غلام، حاکم و محکوم، عربی و عجمی اور کالے اور گورے کی تمیز نہیں، ان کی مسجدوں میں آج بھی یہ نظارہ کیا جا سکتا ہے کہ کس طرح ادنےٰ و اعلیٰ دوش بدوش اللہ تعالےٰ کے حضور اس کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں بلکہ کئی بار ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اعلےٰ کو ادنےٰ کے پیچھے جگہ میسر آتی ہے اور سجدہ کرتے وقت اپنا سر اس کے قدموں میں رکھنا پڑتا ہے۔ آج کا چمار اگر کل کو شیخ الاسلام ہو جائے تو ہمارے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہو گی اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہمیں آج تک بھولا نہیں۔

فرانس کے انقلابیوں نے آزادی، مساوات اور اخوت کا نعرہ بلند کیا۔ مگر یہ نعرہ بلند کرتے وقت کسی ایک انقلابی کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ جس آزادی، مساوات اور اخوت کے لئے وہ لڑ رہے ہیں ان کی ضرورت مراکو، ٹیونس، اور الجزائر کو بھی ہے، جو حق وہ لینا چاہتے تھے وہ دوسروں کو دینے کے لئے تیار نہ تھے جن ملکوں کو آج ان کی دستبرد سے آزادی نصیب ہوئی ہے وہ ان کی عطا کردہ نہیں بلکہ ان سے جبراً لی گئی ہے، روس کے کیمونسٹوں نے بھی یہ دعوےٰ کیا کہ وہ دنیا میں مکمل مساوات چاہتے ہیں مگر ان کا رویہ فرانس کے انقلابیوں سے بھی زیادہ مایوس کن نکلا۔ جن کمیونسٹوں نے سنہ ۱۹۳۶ء کا آئین مرتب کیا ان کی تعداد تئیس تھی، پندرہ ان میں سے ارباب اقتدار نے ہلاک کر دیئے گیارہ کیبنٹ منسٹروں میں سے نو گولیوں کی نذر ہوئے کیمونسٹ پارٹی کی مرکزی مجلس منتظمہ کے سات پریذیڈنٹوں میں سے پانچ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور لینن کے رفقائے کار سٹالین کے عہد حکومت میں تمام کے تمام یکے بعد دیگرے صفحہ ہستی سے ناپید کر دیئے گئے جن انقلابیوں کو ایک دوسرے پر بھی اعتماد نہ ہو ان سے یہ توقع رکھنی عبث ہے کہ وہ دوسروں پر اعتماد کریں گے آزادی رائے کا تو یو ایس ایس آر میں گلا گھونٹ دیا گیا۔ ان کے آئین کے مطابق اس بات کا کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی توحید کو لوگوں کے سامنے پیش کرے لیکن اسی آئین کے مطابق خدا کی ہستی کے خلاف ہر بات کہی جا سکتی ہے اور ہر حربہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تکریم آدمیت کا اگر کوئی سبق لینا چاہتا ہے تو اسے قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہی کی پیروی کرنی ہو گی، اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد کرلقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ

پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

(مرتضےٰ خاں حسن)

مرا دین و ایماں ولائے محمدؐ
میں ہوں جان و دل سے فدائے محمدؐ

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
کہ دیکھوں رُخِ دلکشائے محمدؐ

محمدؐ کے در کی فقیری ہے شاہی
زہے عزّ و شانِ گدائے محمدؐ

محمدؐ کا ہر حکم حکمِ خدا ہے
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ

وہی باعثِ خلق کون و مکاں ہے
یہ مہر و ماہ از برائے محمدؐ

ملی سروری اس کو دونوں جہاں کی
پناہِ دو عالم لوائے محمدؐ

فراغت ہوئی اس کو درد و الم سے
وہ دل جو ہوا مبتلائے محمدؐ

بصد شوق آنکھوں سے اپنی لگاؤں
ملے گر مجھے خاکِ پائے محمدؐ

حسنؔ اس کو لاریب جنت ملے گی
جو دل سے کرے اقتدائے محمدؐ

حسنہ لاریب حق ہے زمانے بار بار اس کی گواہی دی اور اب بھی حالات اس حقیقت کا اعادہ کر رہے ہیں۔ اہل ایمان اپنا فرض پہچانیں اور اپنی زندگی کے وہ لمحے جو باقی رہ گئے ہیں انہیں غنیمت سمجھ کر ذکر حبیب میں صرف کر دیں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اللہ اس کی توفیق دے

فخر الدین احمد صاحب راولپنڈی

بنی نوع انسان کا محسنِ اعظم

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں ❊ محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا ❊ خدا نما ست وجودش برائے عالمیاں

بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا کو نبی اور رسول مبعوث کرتا رہا ہے اور یہ بھی اس کی صفت رحمانیت کی ایک تجلی ہے۔ چنانچہ دنیا میں کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جس میں کوئی داعی الی اللہ نہ گذرا ہو۔ نبوت اور رسالت کی غرض رسول عربی صلعم کے آنے سے پوری ہو گئی۔ روحانی تعلیم کی تکمیل بھی آنحضرت صلعم نے کی اور انعام الٰہیہ بھی آپؐ ہی کی ذات ستودہ صفات کے باعث تمام و کمال کو پہنچا۔ اور یہی خصوصیت ہے جو آپؐ کو دیگر مصلحین سے ممتاز کرتی ہے۔ کہ آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے جیسا کہ حضرت امام الزمانؑ نے فرمایا ہے:۔

شد عیاں از وے علیٰ وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کی شان میں آتا ہے:۔
"اے نبی ہم نے تجھے شاہد بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج"
(الاحزاب)

گویا آپؐ کو شاہد۔ بشیر۔ نذیر۔ داعی الی اللہ اور روشن کرنے والا سورج قرار دیا گیا ہے۔ شاہد اور بشیر، نذیر اور داعی الی اللہ تو ہر ایک مصلح امت، نبی اور رسول ہوتا ہے مگر روشن کرنے والا سورج صرف حضرت احمد مجتبےٰ صلعم کو ہی کہا گیا ہے۔ مگر آپؐ کے شاہد ہونے میں بھی ایک ایسی خصوصیت ہے جو کسی دوسرے نبی یا رسول میں نہیں پائی جاتی۔ قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر آتا ہے:۔
"یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے" (الاحزاب)

یعنی انسان کامل اور نبوت کے ظہور اتم نے آنیوالی نسلوں کے لئے جو نمونہ چھوڑا ہے۔ وہ کامیابی اور فلاح حاصل کرنے والوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے۔ اور خدا کا قرب پانے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اسی ماڈل کی اتباع ضروری ہے کیونکہ سرکار مدینہ نے اپنی زندگی میں ان تمام حکموں پر عمل کر کے دکھلا دیا جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے تھے۔

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

دکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چند پروانے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں یہ غرض لے کر حاضر ہوئے کہ جس اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اس کے خدوخال اور تصور سے آگاہ ہو جائیں تاکہ وہ بھی اس اسوہ کے مطابق زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ ام المؤمنینؓ سے جب انہوں نے حاضری کا مدعا عرض کیا تو آپؓ نے فرمایا:۔
"آپ لوگ قرآن کو پڑھ لیں۔ کیونکہ قرآن میں جس تعلیم کو لفظوں میں بیان کیا گیا ہے اس کا عملی نقشہ آپؐ کی سیرت تھی۔"

آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے وقت یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ جس زمانہ میں آپؐ تشریف لائے اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اگر وہ زمانہ سائنس اور علم کی ترقی کا ہوتا تو آپؐ کی زبان مبارک سے علم و حکمت کا کلام صادر ہوتا کوئی غیر معمولی واقعہ نہ ہوتا۔ اخلاقیات کے معلموں اور مبرانس کے پرچارکوں کی موجودگی میں بندش شراب کی تلقین کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلحہ بندی اور صلح کی کانفرنسیں ہو رہی ہوں تو قیام امن اور سلامتی کا نعرہ لگانا کوئی قابل ذکر کارنامہ نہیں۔ مگر ایسے زمانے میں جس کو تاریخ میں زمانہ جاہلیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کو رکو اللہ تعالیٰ بحر و بر میں فساد عظیم کا نام دیتا ہے۔ گمراہی، ضلالت تاریکی اور بے راہ روی میں جس زمانہ کی مثال نہیں ملتی اس وقت ایسے داعی الی اللہ کی بعثت جس کی پُر حکمت باتیں اخلاقیات کے ارشادات۔ خدا نمائی کے معجزات۔ اور خلق اللہ سے حسن و احسان۔ عدل و انصاف۔ زیردستوں کی حمایت رہتی دنیا تک ایک یادگار ہیں۔ اس داعی الی اللہ کی زندگی کو مکمل اور نیک نمونہ کیونکر نہ قرار دیا جائے۔

حضرت امام الزمانؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کی نسبت کیا خوب نعت خوانی کی ہے:۔

اندراں وقتیکہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خوں نہ شد دل جز دلِ آں شہریار
ہیچکس از خبث شرک و رجس بت آگہ نشد
ایں خبر شد جانِ احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزاں نالہ ہا بستند عرش
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار
تیرہ ہا پُر درد میزد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار

درحقیقت آپ کے قلب مطہر میں اپنی قوم کی بے راہ روی۔ اخلاقی پستی۔ رجس۔ شراب خواری۔ فسق و فجور۔ ضلالت و شرک۔ اور خدا سے دوری دیکھ کر ایک اضطراب پیدا ہوتا اور عین اس وقت جب قوم کے رؤسا۔ ملک اور وطن کے سردار اور لیڈر نائٹ کلبوں۔ کاک ٹیل پارٹیوں میں شریک ہوتے اور قوم کے غم کو فلاش، برج اور رمی سے غلط کرنے کی کوشش کرتے تو بنی نوع انسان کا یہ محسن غارِ حرا کی خاموشی کو نالہ ہائے شب سے بدل دیتا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے خداوند تعالےٰ کے حضور اپنی قوم کی اصلاح اور بہتری کے لئے دعائیں کرتا۔ انہیں دعاؤں کا اثر تھا کہ فاران کی گھاٹیوں سے وہ ابر رحمت اٹھا جس نے مردہ زمین میں زندگی پیدا کر دی آپ کے قلب مضطر کا نقشہ قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

"اے کملی اوڑھنے والے رات کو قیام کر سوائے تھوڑے (حصہ) کے (یعنی) اس کا آدھا یا اس سے کچھ کم کرے یا اس پر بڑھا لے۔ اور اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ۔ ہم تجھ پر ایک بھاری بوجھ ڈالیں گے بے شک رات کا اُٹھنا قیام میں مضبوط تر اور قول میں درست تر ہے۔ دن کو تیرے لئے لمبا شغل ہے اور اپنے رب کے نام کی بڑائی کر اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جا"
(المزمل)

راتوں کی نیند اپنے اوپر حرام کر لینا آسان بات

نہیں۔ عیش و عشرت کی داد دینے کا وقت رات ہی ہوتا ہے۔ اس متمدن دنیا میں بھی تھیٹر، کلب، بال روم، ناچ گھر، جوئے اور شراب کی محفلیں رات کو برپا ہوتی ہیں۔ اسی رات کے وقت میں مصلح آخر الزمان کو خدا کے حضور حاضری دینے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور بخاری میں آتا ہے کہ آپ رات کا اتنا حصہ قیام کرتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ حضرت ابن مسعودؓ جنہوں نے زندگی کا ایک لمبا عرصہ آنحضرتؐ کی خدمت میں گذارا بیان کرتے ہیں کہ آپؐ تہجد کی نماز میں بہت لمبی قرأت کیا کرتے تھے۔ سورۃ البقرہ اور النساء ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے اسی قیام اللیل اور تلاوتِ قرآن نے آپؐ کو مستقل مزاجی، اثر اور قبولیت عطا فرمائی تھی، اور چونکہ آپ کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اس لئے اصلاح کرنے والے افراد اور جماعتوں کو بھی یہ نسخہ استعمال کرنا چاہئے۔ اور یہی وجہ ہے کہ زمانے کے امام نے بھی اپنے ساتھیوں اور متبعین کو تہجد اور اتباع قرآن کی تلقین کی ہے، قوم اور ملک کی اصلاح تقریروں اور اسمبلی کی قرار دادوں یا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر والے جلسوں کے ریزولیوشنوں سے نہیں ہوا کرتی اس کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے دن کو قرآن کی قرأت اور اتباع اور رات کو احکم الحاکمین کے حضور گریہ و زاری سے ہی قوم میں انقلاب آیا کرتا ہے

ہزار سر زنی مشکلے نہ گردد حل
چو ںپیش ابروی کار یک دعا باشد

اس زمانے کے علماء جو اتباع سنتؐ کے نعرے لگاتے ہیں ان کے پیش نظر قوم کی اصلاح نہیں بلکہ اقتدار کو چھیننا ہوتا ہے۔ آج ہماری مساجد میں دنیا کی باتیں ہوتی ہیں۔ ذکر و فکر کی مجالس میں اللہ تعالےٰ کا نام لیا جاتا ہے، وہ ہمارے حلق سے اوپر ہی اوپر ہوتا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے نہیں اٹھتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان اذکار، اوراد و وظائف کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ سنت۔ سنت کا غلغلہ بلند کرنے والا مولوی مخلوق اللہ کی ہمدردی کے پاک جذبے سے عاری ہے۔ جب وہ سنت پکارتا ہے تو اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ اس کے قول کو تسلیم کیا جائے قرآن کی جو وہ تفسیر کرتا ہے وہی قابل قبول ہے۔ اس سے بڑھ کر قرآن کون جان سکتا ہے۔ اس ملا کے نزدیک سنت سے مراد ظاہری طور پر ڈاڑھی بڑھا لینا ہے۔ حالانکہ سنت تو آنحضرت صلعم کی ترسیٹھ سالہ زندگی کے سوانح ہیں۔ جہاں آپؐ کی یتیمی اور ملازمت شوہر اور باپ، بادشاہ اور جرنیل، پڑوسی اور سپاہی استاد اور مربی، الغرض زندگی کے ہر پہلو کے سبق آموز واقعات ملتے ہیں۔ قیام اللیل اور قرأت قرآن بھی تو آپؐ کی سنت میں شامل ہیں پھر آپ نے جن ارشادات کی تعلیم دی ان پر چل کر دکھلا دیا وہ بھی تو سنت نبویؐ کا حصہ ہے مثلاً آنحضرت صلعم کے حسب ذیل اقوال مبارک :-

"جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالےٰ اس پر رحم نہیں کرتا" (بخاری)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین و اسلام یہ تو خیر خواہی ہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسولؐ کس کی خیر خواہی؟ تو آپؐ نے فرمایا خدا تعالےٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اماموں اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی" (مسلم)

"تمام خلقت خدا تعالےٰ کا عیال ہے پس محبوب ترین لوگوں میں سے اللہ تعالےٰ کو وہ ہے جو مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک کرے۔" (شعب الایمان)

بنی نوع کی خدمت اور ہمدردی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا تعلیم ہو سکتی ہے۔ مگر مسلمانوں کی خیر خواہی کی تلقین کے باوجود آج ملا تکفیر المسلمین پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اس کارنامے پر یہ کیونکر خدا کے قرب و رحمت کا امیدوار ہو سکتے ہیں اور اتباع سنت نبویؐ کا دعوےٰ کرتے ہیں یہ کہاں تک حق بجانب ہے، انہیں علماء سوء اور ان کے مشاغل کے متعلق آنحضرت صلعم نے پہلے سے فرمایا تھا :-

"ایک ایسا زمانہ لوگوں پر آئے گا جب وہ دنیاوی باتیں اپنی مسجدوں میں کیا کریں گے پس تم ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کو ایسے لوگوں کے ساتھ کچھ حاجت یعنی تعلق نہیں ہے" (شعب الایمان)

قیام پاکستان کے بعد ہماری مسجدیں سیاسی اغراض و مقاصد کے لئے استعمال ہوتی رہیں۔ مسجدوں کے ملاؤں نے ملکی معاملات سے متعلق امور پر تقریریں کرنے کے لئے مسجدوں کو استعمال کیا، کیا ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ہم ان کا ساتھ دیں۔ ان کے نمونے میں اس سراج منیر کی کوئی ضو نہیں جو آفتاب عالمتاب ہے۔ ان ملاؤں کے دلوں میں وہ اضطراب اور بیقراری نہیں جو قوم کی اصلاح چاہنے والوں کے دلوں میں موجزن ہوتی ہے۔ زبور کی ان آیات میں بھی آخر زمان صلعم کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے

"جو روتا ہوا بیج بونے جاتا ہے وہ اپنے پولے لئے ہوئے شادماں لوٹے گا"

اور فی الحقیقت آپؐ نے اپنی قوم کی اصلاح اور بھلائی کے لئے رو رو کر جو دعائیں کیں وہی اس عظیم الشان انقلاب کو لانے والی تھیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ انہی دعاؤں نے شراب کے رسیا، بدکار اور جوئے باز قوم کو خدا سے ملا دیا۔ زمانے جھگڑنے اور معمولی معمولی باتوں پر الجھ پڑنے والے لوگوں کو شیر و شکر کر دیا اور وہ خدا کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ جاہل اور بے علم قوم نے علم و حکمت کی شمعیں فروزاں کیں جن سے مشرق و مغرب میں بسنے والوں نے اپنے ملک و وطن کے لئے چراغ روشن کئے۔ غیر قوموں کے زیر نگین رہنے والی قوم نے جہانبانی حاصل کر لی۔ اور سیاست، تمدن تہذیب و اخلاق میں دوسری قوموں کے لئے معلم ثابت ہوئی۔

آج بھی اسلام انہی حالات سے گذر رہا ہے۔ ملک میں رقص و سرود، جوا و شراب کی طرف رغبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر کافر کہہ کر قابل گردن زدنی قرار دینے میں کوئی باک و مضائقہ نہیں سمجھتی۔ دنیا کی محبت نے دلوں میں سرایت کر لی ہے اس پرفتن دور کا نقشہ حضرت امام الزمان نے کیا خوب کھینچا ہے :-

دین و تقوےٰ گم ہوا جاتا ہے یارب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار
دیں تو اک ناچیز ہے دنیا ہے جو کچھ چیز ہے
آنکھ میں ان کی جو رکھتے ہیں زر و عزّ و وقار
جس طرف دیکھیں وہیں اک دہریت کا جوش ہے
دیں سے ٹھٹھا اور نمازوں سے ہیں رکھتے عار
جاہ و دولت سے یہ زہریلی ہوا پیدا ہوئی
موجب نخوت ہوئی رفعت کہ تھی اک زہر مار
لشکر شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا اے میرے یار
کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے غیروں کے آج
اک تزلزل میں پڑا اسلام کا عالی منار

ان مایوس کن حالات میں زمانے کا امام نا امید نہ ہوا بلکہ اس نے اپنے آقا کی سنت پر عمل اختیار کیا اور قیام اللیل اور قرآن سے کام لیا۔ دن کو قرآن پر غور و فکر کرتے اور اس کے حیات بخش پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے اور راتوں کو خدا کے حضور عجز، فروتنی اور تضرع سے دعائیں کرتے ان دعاؤں نے نیم شبی اور دن کے انسانی فرد مجاہدہ نے آپ کے ساتھ ایک قوم کر دی اور آپ کو بشارت دی گئی کہ اسلام کی فتح اور نصرت اور اقبال کے دن قریب ہیں، یہ بھی اس سنت اللہ کے مطابق ہوا کہ جب نیابت رسول کے مدعی علماء سوء اتباع قرآن اور پیروی سنت میں ناکام رہے تو اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

شان حضرت خاتم النبیین محمد صلعم رحمت للعالمین

سے ایک ایسی جماعت کو نوازا جو کافروں کے مقابلہ میں سخت مگر اہل قبلہ و کلمہ کے حق میں نرم تھی اور اہل قبلہ کی تکفیر کو سب سے بڑا جرم تصور کرتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو سراج منیر کا خطاب دیا گیا ہے ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے ہادی ہیں جس طرح روئے زمین کا کوئی قطعہ کسی وقت بھی سورج کی روشنی سے خالی نہیں رہتا اسی طرح اس ربع مسکون پر کوئی ساعت دن میں یا رات میں ایسی نہیں ہوتی جب انسانیت کے اس محسن اعظم کا ذکر نہ کیا جاتا ہو اور اس پر درود اور صلوٰۃ نہ بھیجی جاتی ہو۔ جس طرح سورج کی روشنی سات رنگوں کا مجموعہ ہے اسی طرح آپ کے لائے ہوئے کلام کا خلاصہ سات تجلیاں لئے ہوئے ہے جس کو سبع مثانی کا نام دیا گیا ہے۔ اس برگزیدہ اور سید المرسلین پر درود بھیجنے کا بہترین طریقہ آپ کی اس سنت کا احیا ہے جو آپ نے اصلاح قوم اور احیائے دین مبین کے لئے بطور نمونہ چھوڑی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا وہ ارشاد گرامی تو ہمیں یاد ہی ہے :-

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی
ہیں اگر تم ان دونوں کو مضبوط کرکے
پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک
تو خدا کی کتاب (قرآن مجید)
ہے اور دوسرے اس کے
رسول کی سنت" (موطا)

اس وقت ایک طرف تو علماء ظاہر سنت کے اتباع کے مدعی ہیں مگر ان کے اپنے نمونہ میں اس سیرت مطہرہ کی کوئی جھلک نہیں۔ دوسری طرف زمانے کے امام نے ہمیں اتباع سنت کی دعوت دی اور اس کا اپنا نمونہ پیش کیا کہ :

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور پھر یہ جذبہ کوئی شعر گوئی تک محدود نہیں بلکہ آپ نے زندگی بھر صرف ملت اسلام، ذات اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور اس سراج منیر کی روشنی کو دنیا میں پیش کیا۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اتباع سنت نبوی کے لئے ان دونوں طریقوں سے کونسا طریقہ مستحب، مستحسن اور قابل تقلید ہے اس کا فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ اللھم صلے علی محمد و علے آلہ و اصحابہ اجمعین ؏

وہ سراپاک مصطفےٰ نور جمال کبریا ؏

سب سے پہلے میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس ذات باری نے اس خاکسار کو اہل اسلام میں سے مسلمانوں کے ایسے گھرانے میں پیدا کیا جو کئی صدیاں ہوئیں اس ملک پاکستان میں اپنی ہجرت کی وجہ سے وارد ہوئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ حکیم و بصیر خوب جانتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ دہلوی کے ساتھ ہمارے خاندان کو کیا روحانی تعلق حاصل تھا پھر خداوند کریم ہادی برحق نے ہمارے خاندان کی دستگیری بھی بطفیل آنحضرت صلعم یوں بھی کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے قبل ہمارے خاندان کے دس افراد حضور کی بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے یہ برکت روحانی ہمارے خاندان کے لئے ہمارے بعد آنے والے افراد کے لئے باعث ہدایت و عظمت روحانی ہو سکتی ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے سچے تابعداروں کے بارے میں خداوند تعالیٰ سے ایسی خوشخبری عنایت ہو چکی تھی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں قدرت ثانیہ کے رنگ میں کیا ہے۔ پس یہ خوش فہمی تک محدود نہیں ہے، بلکہ ہمارے خاندان کو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہونا لازمی شرط ہے۔ تاکہ نام کی احمدیت سے الگ وہ کہ سچی احمدیت پر دائمی طور پر قدم رکھنے والے ثابت ہوں۔

جب ہندوستان میں مسلمان حکمرانوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو سکھوں اور ہندوؤں اور بعض انگریز حاکموں نے بھی اہل اسلام پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا تب مسلمان نہایت درماندگی اور کس مپرسی کی حالت میں آسمان کی طرف خدائے احد لاشریک کی ذات پر یقین کر کے کسی غائبانہ دستگیری کے واسطے روز و شب دعائیں کیا کرتے تھے۔ ان کی اس شبانہ روز گریہ و زاری کو خداوند تعالیٰ برحق نے سنا اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین کی امت میں سے قادیان کی سرزمین میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا اور ان کو یہ خوشخبری عطا کی کہ ؎

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

نیز یہ بات بھی بذریعہ الہام آپ پر ظاہر کی گئی کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد"۔ یہ خوشخبری ایک پسماندہ قوم کی زندگی اور مشن کے لئے مرہم عیسےٰ ہونے کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ نے فرمایا ؎

آپ خدا سے ہے کہا صلے علیٰ نبینا

آں خدائیکہ جہاں بردہ او فدا
نیابی رہش بجز پئے مصطفےٰ
ابر انعم آں آفتاب جہاں
کہ روشن شد از وے زمین و زماں

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کی بعثت سے قبل بعض نیک دل علماء نے حمایت و تائید اسلام کے لئے ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے مقابلے پر بہت نمایاں خدمات کی تھیں۔ چونکہ اس وقت یہ نیک طبع علماء دین ان باتوں پر یقین اور ایمان رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں آسمان سے اب زمین پر اتریں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہو کر کفار کے ساتھ جہاد کریں گے اور اس طرح حیات مسیح ناصری کا مسئلہ ان علماء دین کی کامیابی کے رستے میں ایک سخت روڑا اٹکا ہوا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت محمد صلعم کی ختم نبوت اور تمام گذشتہ نبیوں اور رسولوں کی وفات پر قرآن شریف اور احادیث پر مدلل روشنی ڈالی اور جو لوگ سلسلہ وحی اور الہام کے قائل نہ تھے ان کے مقابلے پر خدائے بزرگ و برتر سے تائید یافتہ ہو کر بطفیل حضرت محمد صلعم ختم المرسلین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو سچا ملہم ربانی پیش کیا تھا اور محمد رسول اللہ صلعم کی شان میں یہ قصیدہ لکھا تھا ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اسکا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کی عظمت اور شان و شوکت کے اظہار کے لئے مغرب میں آفتاب اسلام کی شعاعوں کے ذریعہ سے کسر صلیب اور قتل خنزیر کی حقیقت کو بکمال سچائی دکھایا جس سے متاثر ہو کر ہزاروں شریف اور بزرگ خاندانوں کے لوگ مسیحیت کو چھوڑ کر اسلام میں برضا و رغبت داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ بقول حضرت مسیح موعودؑ ؎

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

(باقی کالم اول کے نیچے)

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

الغرض خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانا اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلعم کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانا اور تاقیامت حضور علیہ السلام کے روحانی فیوض و برکات پر اعتقاد اور یقین رکھنا قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب ماننا اسلام کی صداقت پر ایمان رکھنا اور اپنے زمانہ کے مجددؑ اور امامؑ کی متابعت کرنا ہی حقیقی کامیابی اور فلاح کا ذریعہ ہے۔ پس خدا اور رسول کے احکام کی پابندی اور [illegible] تعمیل سے ایک متقی انسان راہ نجات حاصل کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم سے قبل تمام گزشتہ انبیاء اور رسولوں نے آپؐ کے مبعوث ہونے کی خبر اپنے امتی لوگوں کو دی تھی۔ اے خدا تیرے تمام نبیوںؑ اور رسولوںؑ پر بے حد درود و سلام ہو۔ آمین ؏

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

مذھبی دُنیا میں خاتم الانبیاءؐ کا مرکزی وجود

جامع الاوّلین و الآخرین یا انوار نبوّت کا دائمی فیض

دین اسلام کو دیگر مذاہب میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اگر ایک طرف اس کی کتاب نے جملہ مذہبی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے تو دوسری طرف اس کے رسول صلعم کو بین الاقوامی مقام حاصل ہے جیسے قرآن کریم نے تمام صحیح تعلیموں کو ایک جگہ اکٹھا کر لیا اسی طرح آنحضرت صلعم کی ذات والا صفات نے کل اعلےٰ اخلاقی نمونوں کو ایک شخصیت میں سمو لیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں آنحضورؐ کے لئے سراجاً منیراً کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ آپؐ دین کا آفتاب عالم تاب ہیں۔ سائنس کی اصطلاح میں سورج کی سفید روشنی مفرد نہیں بلکہ سات رنگوں سے مرکب ہے پس سورج سے آنحضرت صلعم کو تمثیل دینے کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس روحانی و اخلاقی آفتاب کی روشنی بھی مفرد ہونے کی بجائے مرکب ہے یعنی جملہ صفات حسنہ کی جامع ہے اور ہر خلق عظیم کا کمال ظاہر کرتی ہے۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم قرآن کریم نے اعتقادی رنگ میں تلقین کی کہ اس کے پیرو پہلی تمام آسمانی صداقتوں پر ایمان لانے والے ہیں لیکن صرف اعتقاد تک محدود نہیں رکھا بلکہ عملی رنگ میں ہر صداقت کو اپنی کتاب کا حصہ بنا کر پیش کر دیا بعینہٖ جناب خاتم الانبیاءؐ نے صرف قولاً ہی اپنے پیرووں سے یہ اقرار نہیں لیا کہ آپؐ سے ماقبل سب پیغمبرؑ سچے و منجانب اللہ ہو گذرے بلکہ عملی طور پر ہر پہلے رسولؑ کے خلق میں اعلےٰ نمونہ کو اپنے وجود مبارک میں ظاہر کر کے دکھلا دیا۔ اس طرح تمام انبیاءؑ ماسبق کی صداقت پر عملی مہر صداقت ثبت کر دی۔ اور خاتم النبیینؐ ہوئے۔

اخلاق عالیہ کے مختلف رنگ

اخلاق فاضلہ کے رنگ مختلف ہیں، کسی بشر میں کوئی صفت نمایاں رکھی گئی ہے تو کسی دوسرے انسان میں کوئی دیگر اخلاقی جوہر موجود ہے، انبیاء ماسبق کی مبارک ہستیاں مختلف کمالات کی حامل و مظہر ہیں۔ چونکہ یہ تمام صفات اپنے کمال پر دراصل خدا تعالےٰ کے نور کا پرتو ہیں اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ انسان خدائی صفات کا آئینہ دار ہے یا خلیفۃ اللہ علی الارض ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس حقیقت کو صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ کے جملہ میں بیان فرمایا ہے یعنی صفاتِ عالیہ اپنے کمال نقطہ پر درحقیقت خدائی صفات کی جھلک ہیں اور خدائی رنگ سے اور کونسا رنگ بہتر عمدہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہوا کہ مختلف انبیاء بوجہ مختلف صفات حسنہ کو کامل طور پر ظاہر کرنے کے مختلف خدائی صفات یا مختلف خدائی رنگوں کو ظاہر کرنے والے ہیں مگر جس کامل و جامع ذات مقدس صلعم نے تمام صفات، یا رنگوں کا کامل اظہار کر دکھلایا ہے وہ جامع صفات ربانی ہوئی اور جملہ خدائی رنگ جمع ہو کر انہیں ظاہر ہوئے۔

سات مفرد رنگوں سے سفید مرکب روشنی

سائنس کے نزدیک روشنی کی حقیقت بجلی کی مختلف لہروں کی سی ہے۔ ان لہروں کی وسعت کے اختلاف سے مختلف رنگ بنتے ہیں۔ مثلاً اگر بجلی کے ذرات کی لہریں ایک خاص لمبائی کی ہوں تو وہ روشنی کی صورت میں ایک خاص رنگ مثلاً سُرخ میں ظاہر ہوں گی لیکن اگر ان لہروں کی لمبائی کچھ اور ہے تو وہ کسی دوسرے رنگ مثلاً سبز میں وہ ظہور پذیر ہوں گی اس کا عملی نمونہ ایک تو قوس و قزح کے وقت دکھلائی دیتا ہے۔ جہاں سورج کی سفید کرنیں پانی کے قطرات میں گذر کر مختلف رنگوں میں تقسیم ہو کر آسمان پہ قوس و قزح کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور اس کا دوسرا منظر شیشہ منشور مثلثی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ اس تکونی بلوریں سے جب سفید روشنی گذرتی ہے تو دوسری جانب قوس و قزح کے سات رنگوں میں منقسم ہو جاتی ہے اس کے برعکس اسی منشور مثلثی کو اگر الٹا کر اس میں سے سات رنگ گذارے جائیں تو دوسری طرف وہ پھر سفید روشنی بن کر نکلیں گے ان تجربات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سورج کی سفید روشنی مختلف رنگوں سے مرکب ہے۔

رُوحانی و اخلاقی منشورِ مثلثی

آنحضرت صلعم کی جامع ذات والا صفات کو سمجھنے کے لئے ہم اس مادی روشنی اور منشور مثلثی کی مثال سے کام لیتے ہیں جیسے کہ خود قرآن کریم میں کبھی جب خدائی نور کی تشبیہ آنحضرت صلعم کے وجود مبارک سے بتلائی گئی تو وہاں بھی آنحضور صلعم کو شیشے کی روشن قندیل سے مشابہت دی گئی ہے، سورۃ نور میں فرمایا، اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح۔ المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ۔ یکاد زیتہا یضیٓء ولو لم تمسسہ نار۔ نور علیٰ نور۔ یہدی اللہ لنورہٖ من یشآء۔ ویضرب

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲)

ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی
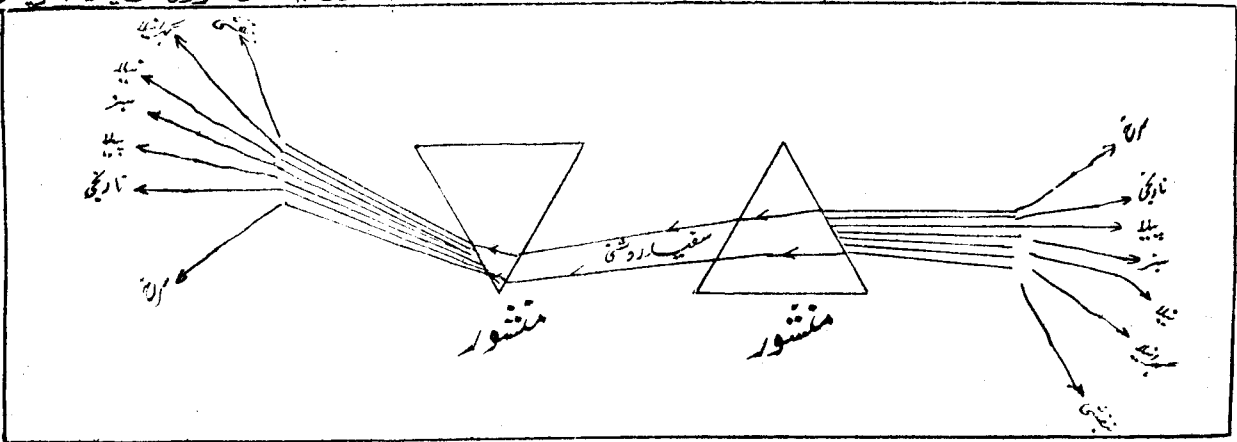
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کمالات اور آپ کی عبودیت

اللہ تعالیٰ کا اس دنیا کو عدم سے وجود میں لانے کا ایک خاص مقصد تھا، وہ کیا تھا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا سو میں نے چاہا کہ شناخت کیا جاؤں نیز اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی کوئی چیز بھی فضول پیدا نہ کی فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران ۳/۱۹۰)

"جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے رب تو نے اسے بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا"۔ اس سے پتہ چلتا ہے جبکہ دنیا کی کوئی چیز بے فائدہ اور فضول پیدا نہیں کی اور ہر ایک چیز کی کوئی نہ کوئی غرض و غایت ہے تو پھر انسان جسکو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے اس کی کوئی خاص غرض و غایت ہونی چاہیئے فرماتا ہے:۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا ایسا خیال تمہارا غلط ہے ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے تو سوچو تم کیوں بنائے گئے۔ اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف دور کے مدعا اپنی زندگی کے لئے ٹھہراتے ہیں اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک چل کر آگے ٹھہر جاتے ہیں۔ مگر وہ مدعا جو خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام میں بیان فرماتا ہے یہ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ یعنی میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری فرمانبرداری کریں (مجھے پہچانیں) اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قوتے اسکو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔ یعنی وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیح اور اس کی پرستش احسن طور پر ہے وہ اسلام ہے اور اسلام انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا اور اسلام کے لئے پیدا کیا ہے یعنی یہ چاہا کہ انسان اپنے تمام قویٰ کے ساتھ اسکی پرستش اور اطاعت اور محبت میں لگ جائے۔ اسی وجہ سے اس قادر کریم نے انسان کو تمام قوے انسان کے مناسب حال عطا کئے ہیں۔ دراصل یہ حقیقت اسلامیہ جس کی تعلیم قرآن کریم فرماتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام اسی حقیقت کے ظاہر کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے اور تمام الہٰی کتابوں کا یہی مدعا رہا ہے کہ بنی آدم کو اسی صراط مستقیم پر قائم کریں لیکن قرآن کریم کی تعلیم کو جو دوسری تعلیموں پر کمال درجہ کی فوقیت ہے تو اس کی دو وجہ ہیں۔

اول یہ کہ پہلے نبی اپنے زمانہ کے تمیع بنی آدم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ درحقیقت اپنی ایک خاص قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے جو خاص استعداد میں محدود اور خاص طور کے فساد [illegible] اور عقائد اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہوتے تھے پس اس وجہ سے وہ کتابیں قانون مختص القوم کی طرح ہو کر صرف اسی حد تک اپنے ساتھ ہدایت لاتی تھیں جو اس خاص قوم کے مناسب حال اور انکے پیمانہ استعداد کے موافق ہوتی تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ ان انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی اور خدا تعالیٰ نے ان کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ دنیا کے اخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں اس لئے وہ کتابیں قانون مختص الزمان کی طرح ہو کر صرف اسی زمانہ کی حد تک ہدایت لاتی تھیں جو ان کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمت الہٰی نے اندازہ کر رکھا تھا یہ دونوں قسم کے نقص جو ہم نے بیان کئے ہیں قرآن کریم بکلی [illegible] سے مبرا ہے کیونکہ قرآن کریم کے اتارنے سے اللہ جلشانہ کا یہ مقصد تھا کہ وہ تمام بنی آدم اور تمام زمانوں اور تمام استعدادوں کی اصلاح اور تکمیل اور تربیت کر سکے اور اسلام کی پوری شکل اور پوری عظمت بنی آدم پر ظاہر ہو اور اس کے ظہور کا وقت بھی آ پہنچا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے جو قیامت تک آنے والے تھے ایک کامل اور جامع قانون کی طرح نازل فرمایا اور ہر ایک درجہ کی استعداد کے لئے افادہ اور افاضہ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم اور مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی رشد و ہدایت محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائے اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ قرآن شریف میں کس قدر باریک صداقتیں علم دین کی اور علوم دقیقہ الٰہیات کے اور براہین قاطعہ اصول حقہ کے معہ دیگر اسرار اور معارف کے مندرج ہیں اگرچہ وہ تمام فی حد ذاتہا ایسے ہیں کہ قوئی بشریہ انہیں بہ ہیئت مجموعی دریافت کرنے سے عاجز ہے اور کسی عاقل کی عقل ان کے دریافت کرنے کے لئے بطور خود سبقت نہیں کر سکتی کیونکہ پہلے زمانوں پر نظر استقرائی ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی حکیم یا فیلسوف ان علوم و معارف کا دریافت کرنے والا نہیں گذرا لیکن اس جگہ عجیب یہ عجیب اور بات ہے یعنی یہ کہ وہ علوم اور معارف ایک ایسے امی کو عطا کئے گئے کہ جو لکھنے پڑھنے سے نا آشنا محض تھا جس نے عمر بھر کسی مکتب کی شکل نہیں دیکھی تھی اور نہ کسی کتاب کا کوئی حرف پڑھا تھا اور نہ کسی اہل علم یا حکیم کی صحبت میسر آئی تھی بلکہ تمام عمر جنگلوں اور وحشیوں میں سکونت رہی انہیں میں پرورش پائی اور انہیں میں سے پیدا ہوئے اور انہیں کے ساتھ اختلاط رہا۔

احمد آخر زمان کز نور اوست
شد دلِ مردم ز نورِ تاباں ترے
روشنی از وے بہر قومے رسید
نور او رخشید بہر کشورے

سیننے کی قابلیت وانتہا یہ ہوگی کہ کلام الٰہی کے نزول کے قابل ہو جاؤ گے۔ پس پہلا ربط جو نزلنا علیٰ عبدنا میں عبد تا میں رکھا ہے وہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عبد کامل بننے سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ خدا کا کلام اس پر نازل ہو چنانچہ یہی سِرّ ایاک نعبد اور صراط الذین انعمت علیہم میں مرکوز ہے۔ کیونکہ اول العابدین یعنی عبد کامل پر وہ انعام ہوتا ہے جو نبیوں پر ہوتا ہے اسکو خدا سے بشارتیں ملتی ہیں۔ یہ امر اور بھی وضاحت کے ساتھ سمجھ میں آجاتا ہے جب منعم علیہ گروہ کی تفسیر ہم قرآن کریم کے دوسرے مقام پر یا یں الفاظ پاتے ہیں من النبیین والصدیقین الے الآیۃ۔ اس مقام پر اللہ تعالےٰ نے اولاً نبی کا لفظ فرمایا ہے جو عام ہے ہر نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ نبی وہ ہے جو علو شان رکھتا ہو یا خدا سے خبریں پاتا ہو جو النبی حق! چونکہ ایاک نعبد کی تعلیم فرمائی تھی یہاں عبودیت کا نتیجہ ضمناً بتلایا کہ وہ مورد کلام اللہ ہوگا جس کی تصدیق ایک اور مقام سے بھی ہوتی ہے۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الآیۃ۔

دوسرے عبد کے معنے پامال زمین کے ہیں تو مراد یہ ہوئی کہ جس نے اپنے آپ کو الوہیت کے مقابلہ میں ناچیز محض اور لاشئے ہستی بنا دیا ہو وہ آخر خدا کا عبد ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خدا میں زندگی اور خدا میں علویت اپنی موت اور پستی کو چاہتی ہے کیونکہ تکلم الٰہی کے لئے عبد ہونا ضروری ہے جب تک عبودیت کاملہ نہ ہو وہ الوہیت کی استعانت کو جذب نہیں کر سکتی اس لئے ہی تو ایاک نعبد ایاک نستعین سے پہلے ہے۔

تیسرے۔ نزول قرآنی کی مقتضی خدا تعالیٰ کی وہ صفت ہے جو الرحمٰن کہلاتی ہے چنانچہ فرمایا الرحمٰن علم القرآن۔ پس تعلیم القرآن کے لئے عبداللہ کو اول عبدالرحمٰن ہونا ضروری ہے اور عبدالرحمٰن کامل تب ہوتا ہے جب اس میں وہ صفات کامل طور پر متحقق ہوں جو سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں بوضاحت بیان ہوئی ہیں یعنی عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا الیٰ آخر۔ غرض جب یہ تمام صفات حسنہ ایک انسان میں جس کو اعبدوا کی ہدایت ہوتی ہے کامل طور پر پائی جاویں تو وہ عبداللہ یا عبدالرحمٰن کہلاتا ہے اور پھر خدا تعالےٰ کے ساتھ اسکو ایک خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور یہ تعلق تکلم باللہ کا شرف اس کو عطا کرتا ہے۔ یہاں عبدنا کے لفظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بے لوث قابل تقلید اور کامل زندگی کو بطور حجت پیش کیا ہے

اور عبدنا عبد کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع واقدس شان ہے جو خدا تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فقد لبثت فیکم عمرا کہکر اُن پر حجت پوری کی۔ خدا تعالےٰ چونکہ بے عیب و مطہر ہستی ہے پس اس سے تعلق رکھنے والا انسان ضروری ہے کہ مقدس و مطہر ہو ورنہ وہ عبداللہ یا عبدالرحمٰن نہ کہلا سکے گا۔ غرض یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت پر ایک دلیل ہے کامل عبودیت کی وجہ سے جب انسانی روح نہایت انکسار سے حضرت احدیت میں اپنا سر رکھ دیتی ہے تب دونوں طرف سے یہ آواز آتی ہے جو میرا سو تیرا ہے یعنی بندہ کی روح بھی بولتی ہے اور اقرار کرتی ہے کہ یا الٰہی جو میرا ہے سو تیرا ہے اور خدا تعالےٰ بھی بولتا ہے اور بشارت دیتا ہے کہ اے میرے بندے جو کچھ زمین و آسمان وغیرہ میرے ساتھ ہے وہ سب تیرے ساتھ ہے۔ اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علےٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔

(الجزو ۲۴ سورۃ الزمر)

یعنی کہہ اے میرے غلامو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمت الٰہی سے نا امید مت ہو، خدا تعالےٰ سارے گناہ بخش دیگا اب اس آیت میں قل یا عباد اللہ کے جس کے یہ معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالےٰ کے بندو یہ فرمایا کہ قل یا عبادی یعنی کہہ اے میرے غلامو اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالےٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہ سے دل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے سو اللہ جلّ شانہٗ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلاوے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں سو اس نے قل یا عبادی کے لفظ سے ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جاوے یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا جاننا چاہیئے کہ عبد کا لفظ لغت عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا گیا ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے ولعبد مومن خیر من مشرک

اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اُس کے حکم سے باہر نہ جاوے اور اس کے دامن اطاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائے گا اس مقام میں اُن کوتاہ فہم نام کے موحدوں پر افسوس آتا ہے کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک بغض رکھتے ہیں کہ انکے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفےٰ، غلام احمد، غلام محمد، شرک میں داخل ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدار نجات یہی نام ہیں۔ اور چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خود روی سے باہر آجائے اور پورا متبع اپنے مولا کا ہو اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں اور درحقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم از روئے مفہوم کے ایک ہی ہیں کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے یہی سِرّ ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوب الٰہی بننے کی خوشخبری ہے گویا یہ آیت قل یا عبادی دوسرے لفظوں میں اس طرح پر ہے کہ قل یا متبعی یعنے اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہو رحمت الٰہی سے نومید مت ہو کہ اللہ جلّ شانہٗ بہ برکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دے گا اور اگر عبادت سے صرف اللہ تعالےٰ کے بندے ہی مراد لئے جائیں تو معنے خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ہرگز درست نہیں کہ خدا تعالےٰ بغیر تحقق شرط ایمان اور بغیر تحقق شرط پیروی تمام مشرکوں اور کافروں کو یونہی بخش دیوے ایسے معنے تو نصوص بیّنہ قرآن سے صریح مخالف ہیں۔ اور قرآن کریم کا بڑے زور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریم کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مردے ہیں جن میں اس حیات کی روح نہیں ہے اور حیات روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی قوے ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہو جاتے ہیں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جن احکام پر اللہ جلّ شانہٗ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ چھ سو ہیں ایسا ہی اس کے مقابل پر جبرائیل علیہ السلام پر بھی چھ سو ہیں اور بیضہ بشریت جب تک چھ سو حکم کو سر پر رکھ کر جبرئیل کے پروں کے نیچے نہ آوے اس میں فنا فی اللہ ہونے کا بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور انسانی حقیقت اپنے اندر چھ سو بیضہ کی استعداد

دکھتا ہے۔ پس جس شخص کا چھ سو برس استعداد جبرائیل کے چھ سو پر کے پہنچے آگیا وہ انسان کامل اور یہ تولد اس کا تولد کامل اور یہ حیات صورت کامل اور ربعیت اور صورت اور قوس اور صفات کاملہ انبیاء کے بچوں سے اتم اور اکمل ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنے تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور درحقیقت جس قدر قرآنی تعلیمات کے کمالات خدا ہیں وہ اس امت مرحومہ کے استعداد کی کمالات پر شاہد ہیں کیونکہ اللہ جل شانہ کی کتابیں ہمیشہ اسی قدر نازل ہوتی ہیں جس قدر اس امت میں جو تعمیل کتاب کی مکلف ہے استعداد ہوتی ہے مثلاً انجیل کی نسبت تمام محققین کی یہ رائے ہے کہ اس کی تعلیم کامل نہیں ہے اور وہ ایک ہی پہلو پر چلی جاتی ہے۔ اور دوسرے پہلو کو بکلی چھوڑ رہی ہے لیکن دراصل یہ قصور ان استعدادوں کا ہے جن کے لئے انجیل نازل ہوئی، چونکہ خدا تعالیٰ نے انسانی استعدادوں کو تدریجاً ترقی دی ہے اس لئے اوائل زمانوں میں اکثر ایسے لوگ پیدا ہوتے تھے کہ جو غبی اور بلید اور کم عقل اور کم فہم اور کم دل اور کم ہمت اور کم لیاقت اور پست خیال اور دنیا کے لالچوں میں پھنسے ہوئے تھے اور دماغی اور دلی قوتیں ان کی نہایت ہی کمزور تھیں مگر ان زمانوں کے بعد سید و مولےٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ زمانہ آیا جس میں رفتہ رفتہ استعدادیں ترقی کر گئیں گویا دنیا کے اپنے فطرتی قویٰ میں ایک اور ہی صورت بدل لی۔ پس ان کی کامل استعدادوں کے موافق کامل تعلیم نے نزول فرمایا۔

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت ربّ رحیم
بوئے محبوب حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذات حقانی صفاتش مظہر ذات قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمی بینم دگر عرش عظیم
منت ایزد را کہ من بر رغم اہل روزگار
صد بلا را میخرم از ذوق آں عین النعیم
از عنایات خدا و از فضلِ آں دادار پاک
دشمن فرعونیانم بہر عشق آں کلیم
آں مقام و رتبت خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتنے گر دیدمے پیسے دریں راہ سلیم
۲۲

مذہبی دنیا میں خاتم الانبیاءؐ کا مرکزی وجود

تمام کمالات محمدی کا نور آفتاب بن کر ہے

مگر اس کی اعلیٰ ترین مثال ایک بلند مینار کی ہے جس پر ایک روشن چراغ ہو جو ایک شیشہ کی قندیل میں رکھا گیا ہو۔ یہ قندیل ایک ستارہ کی مانند درخشاں ہے۔ چراغ ایک ایسے درخت کے تیل سے روشن ہوتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی، اور اس قدر لطیف ہے کہ آگ لگنے کے بغیر ہی روشن ہو جاتے کو ہے۔ یہ نور پر نور ہے، خدا اپنے نور کی طرف جسے چاہے ہدایت دیتا ہے یہ مثالیں ہیں جو خدا لوگوں کی ہدایت کے لئے دیتا ہے۔

پس اس آیت میں وجود مبارک آنحضرت صلعم کو ایک ایسے روشن چراغ سے تشبیہ دی گئی ہے جو شیشے کی قندیل میں رکھا گیا ہے۔

اگر اس شیشہ کو تکونی منشور (مثلثی) قرار دیا جائے تو اس مثال سے آنحضرت صلعم کا مرکزی دین الاقوامی مقام اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک طرف تو جملہ انبیاءؑ عالم مختلف صفات عالیہ کے مظہر کھڑے ہیں مگر ان میں سے ہر ایک صرف ایک صفت عالیہ یا رنگ کا نمایاں مظہر ہے لیکن جب یہ تمام صفات یا رنگ ایک ذات مبارک میں جمع ہو گئے تو وہ سورج کی سفید روشنی کی مانند ظاہر ہوئے اس طرح وجود مبارک حضرت اقدس صلعم نے مفرد رنگوں کو جمع کر کے سفید روشنی میں بدل دیا اور یہ سفید روشنی اس قدر درخشاں ہوئی کہ اس دنیا پر روحانی آفتاب عالمتاب نمودار ہو گیا جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آنحضرتؐ کا دائمی نور فیض

لیکن آنحضرت صلعم کی مرکزی دین الاقوامی حیثیت صرف یہیں تک محدود نہیں کہ آنجناب کے وجود مبارک میں مختلف کمالات و رنگ ایک جگہ جمع کر کے جملہ انبیاءؑ ماسبق کی صداقت کو عملاً بتلا دیا گیا ہے بلکہ آپؐ کا وجود مبارک ڈبل منشور (مثلثی) کا کام دے رہا

در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم
(مسیح موعود)

من ز قرآں مغز را برداشتم
استخواں پیش سگاں انداختم
مولانا روم

ہے، کہ جہاں اگر مختلف رنگ سفید روشنی میں جمع ہو کر تبدیل ہو گئے ہیں تو پھر یہی سفید روشنی آنحضور صلعم کے فیوض سے مختلف رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ زبان مبارک نبوی نے حضرت علی رضؓ کو ایک مرتبہ حضرت ہارون سے تشبیہ دی کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی حضرت علی رضؓ کی شخصیت میں وہ صفات عالیہ اپنے کمال پر موجود تھیں جو حضرت ہارونؑ کے وجود میں نظر آتی ہیں بجز اس کے کہ حضرت علی رضؓ نبوت کے مقام پر فائز نہیں۔

مثیلِ مسیح کا نزول

بہت سے اصحاب کو امت محمدیہ میں نزول مسیح کا مسئلہ سمجھنے میں بہت دقت پیش آئی حالانکہ ان بیانات کی روشنی میں یہ ایک واضح امر ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے وجود میں جس قسم کی صفات حسنہ اپنے کمال پر ظاہر کیں وہ تمام و کمال خود آنحضرت صلعم کے وجود مبارک میں ظہور پذیر ہوئیں جن قسم کی شدائد تکالیف و مصائب میں جو کمال صبر و برداشت کا نمونہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پیش کر رہی ہے یقیناً اس سے بہت بڑھ کر صبر و حوصلہ، رضا بالقضا اور عفو کا نمونہ آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ پیش کرتی ہے مگر آپ کی مبارک زندگی میں وہ صفات بھی اپنے کمال پر جلوہ گر ہوئیں جو حضرت موسیٰؑ نے ظاہر کیں، آنحضورؐ کے بعد آپ کے جامع وجود مبارک کی مختلف شاخیں ہوئیں، جس طرح کہ بسبب حدیث نبوی حضرت علی رضؓ کو حضرت ہارونؑ سے تشبیہ ہے کہ جو زہد و تقویٰ اور سادگی و صفائی قلب اور علم دین اور اس کے بیان میں وسعت و بلاغت میں یکتا و مثل حضرت ہارون تھے تو حضرت عمر رضؓ کو حضرت داؤد و سلیمانؑ سے مثال دی جا سکتی ہے کہ جن میں اسلامی حکومت کی شان و شوکت قائم کرنے اور چلانے کی اعلیٰ درجہ کی صلاحیتیں نمایاں ہوئیں، پس انبیاءؑ ماسبق کے مختلف رنگ آنحضرت صلعم کے وجود مبارک میں جمع ہو کر سفید روشنی بننے کے بعد آنحضرت صلعم کے مختلف کامل پیرووں کی زندگیوں میں الگ الگ تقسیم ہو کر نظر آتے ہیں۔

ختم نبوت کا صحیح مفہوم — دین کا ختم مگر تواتر مجددیہ کا اجراء

یعنی اسی حقیقت الامری کو حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے وھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ محدثین مامورین امت نبیوں کا سا رنگ رکھتے ہیں مگر دراصل نبی نہیں ہوتے، کیونکہ جب بوجہ کامل امتی و تابع آنحضرت

(باقی بر صفحہ ۴۲)

شیخ غلام قادر ذا رضا حب احمدیہ بلڈنگس لاہور

انسانِ کامل کی سیرتِ طیبہ حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ است
زیرک آں شخصے کہ کرد است اتباعت اختیار (مسیح موعودؑ)

قال الحسین فسألت ابی عن دخول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان اذا اوی الی منزلہ جزّء دخولہ ثلاثۃ اجزاء جزءًا للہ عزّ وجل وجزءًا لاھلہ وجزءًا لنفسہ ثم جزّء جزءہ بینہ وبین الناس فیردّ ذالک بالخاصۃ علی العامۃ ولا یدخر عنھم شیئًا وکان من سیرتہ فی جزء الامۃ ایثار اھل الفضل باذنہ وقسمہ علی قدر فضلھم فی الدین فمنھم ذوالحاجۃ ومنھم ذوالحاجتین ومنھم ذوالحوائج فیتشاغل بھم ویشغلھم فیما یصلحھم والامۃ من مسئلتھم عنہ واخبارھم بالذی ینبغی لھم ویقول لیبلغ الشاھد منکم الغائب وابلغونی حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا فانہ من ابلغ سلطانًا حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا ثبت اللہ قدمیہ یوم القیامۃ لا یذکر عندہ الا ذالک ولا یقبل من احد غیرہ یدخلون روّادًا ولا یفترقون الا عن ذواق ویخرجون ادلّۃ یعنی علی الخیر قال فسألتہ عن مخرجہ کیف کان یصنع فیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ ویؤلفھم ولا ینفرھم ویکرم کریم کل قوم ویولیہ علیھم ویحذر الناس ویحترس منھم من غیر ان یطوی علی احد منہ بشرہ

ولا خلقہ ویتفقد اصحابہ ویسأل الناس عما فی الناس ویحسن الحسن ویقویہ ویقبح القبیح ویوھیہ معتدل الامر غیر مختلف ولا یغفل مخافۃ ان یغفلوا او یملّوا لکل حال عندہ عتاد لا یقصر عن الحق ولا یجاوزہ الذین یلونہ من الناس خیارھم افضلھم عندہ اعمھم نصیحۃ واعظمھم عندہ منزلۃ احسنھم مواساۃ وموازرۃ قال فسألتہ عن مجلسہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم ولا یجلس الا علی ذکر واذا انتھی الی قوم جلس حیث ینتھی بہ المجلس ویأمر بذالک یعطی کل جلسائہ بنصیبہ لا یحسب جلیسہ ان احدًا اکرم علیہ منہ من جالسہ او فاوضہ فی حاجۃ صابرہ حتی یکون ھو المنصرف عنہ ومن سألہ حاجۃ لم یردہ الا بھا او بمیسور من القول قد وسع الناس بسطہ وخلقہ فصار لھم ابًا وصاروا عندہ فی الحق سواء مجلسہ مجلس حلم وحیاء وصبر وامانۃ لا ترفع فیہ الاصوات ولا تؤبن فیہ الحرم ولا تنثی فلتاتہ متعادلین یتفاضلون فیہ بالتقوی متواضعین یوقرون فیہ الکبیر ویرحمون فیہ الصغیر ویؤثرون ذا الحاجۃ ویحفظون الغریب (شمائل ترمذی)

ترجمہ:- حسین رضؓ نے اپنے باپ حضرت علی رضؓ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف لانے اور باہر جانے کے (طرز و طریق) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور اپنے گھر میں تشریف رکھنے کے اوقات کو (عموماً) تین حصوں پر تقسیم فرماتے تھے۔ (۱) ایک حصہ عبادت الٰہی (ذکر و فکر) کے لئے (۲) ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے (ادائے) حقوق کے لئے (۳) اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے۔ اس حصہ (یعنی تیسرے حصہ) کو اس طرح تقسیم فرماتے کہ اپنے صحابہ کی وساطت سے (جنہیں شرف باریابی نصیب ہوتا اپنے فیوض و برکات) مکمل طور پر عام لوگوں تک پہنچا دیتے اور یہ آپؐ کی سیرت اقدس میں داخل تھا کہ حضورؐ اہل فضل (اہل علم و عمل) کو (دیگروں) شرف ملاقات بخشتے اور بقدر ان کی دینی فضیلت (تفقہ ہر ایک کو گفتگو کا) موقعہ دیتے (حضور کی نظر میں دنیوی وجاہت بے حقیقت چیز تھی)، ملنے والوں میں سے کوئی ایک ضرورت والا ہوتا کوئی دو ضرورتوں والا اور کوئی بہت سی ضرورتوں والا (یہ ضروریات عام طور پر خدمت دین کے لئے بہترین طریق کار سوچنے کے متعلق ہوتیں) پس ان لوگوں کو اصلاح نفس کا سبق دیتے اور انہیں امت کی تربیت پر مقرر فرماتے۔ ان سے اسلامی امور کے متعلق (بطور امتحان) سوال کرتے تو حضورؐ فرماتے کہ جو حاضر ہیں وہ غائبین (اپنے ان بھائیوں کو) مطلع کر دیں جو حاضر نہیں اور (آخر کار ان کی) فرماتے کہ ان حاجتمندوں کی حاجتیں جو خود مجھ تک پہنچا نہیں سکتے پہنچا دیا کریں۔ یقیناً ان لوگوں کو جو نارسا حاجتمندوں کی حاجتیں ذی مقتدر اصحاب تک پہنچا دیں اللہ تعالیٰ بروز قیامت کے دن ثابت قدمی بخشے گا۔ حضور علیہ التحیات والسلام کی مجلس عالیہ میں ایسے امور پر تذکرہ ہوتا (جو خلق خدا کی بہتری کے لئے تعمیری ہوتے) اس کے خلاف (یعنی تخریبی امور) حضور سننا بھی قبول نہ فرماتے۔ لوگ حضور کی خدمت میں (علم و فضل کے) طالب و خواہاں ہو کر حاضر ہوتے اور (علاوہ علمی استفادہ کے) دربار نبویؐ سے کچھ کھا پی کر نکلتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (دارالعلوم نبویؐ) سے دین کے فقیہہ اور ہادی و رہنما بن کر نکلے۔ حسین رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے (یعنی حضرت علی رضؓ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (عام طرز و طریق کے) متعلق بھی دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلعم بے فائدہ اور لغو باتوں سے اپنی زبان بند رکھتے تھے صحابہ کی تالیف قلوب فرماتے اور باہم منافرت سے انہیں بچاتے۔ ہر قوم کے بڑے آدمی کی عزت کرتے اور اسے اس کی اپنی قوم کی امارت تفویض فرماتے (حضور کے نزدیک کرامت کا معیار تقویٰ تھا) لوگوں کو (بداعمالیوں پر) عذاب الٰہی سے ڈراتے اور ان سے (ہر معاملہ میں) ہوشیار رہتے (یعنی

ہر قوم سے اس کے طرز استدلال کو مدنظر رکھکر بات
کرتے مجلس ختم ہونے کے بعد حضور استغفار میں
مصروف ہو جاتے) حضور علیہ التحیات و السلام
کسی سے (غریب ہو یا امیر) بے اعتنائی اور بدخلقی
سے پیش نہ آتے - ہمیشہ کشادہ دلی، فرخندہ روئی
اور خوش خلقی سے ملتے (ہر سے آنے جانے
والوں سے) اپنے دوستوں کا حال دریافت فرماتے
رہتے - تمام واقعات کی چھان بین فرماتے اچھے
شخص کو پسند فرماتے اور اس کی (ہر طرح) تائید
کرتے بدکردار (شقی ازلی) کو برا جانتے اور (اس
خیال سے کہ تمام قوم میں اس کی گندی فطرت کی
بدبو پھیل کر وبائی شکل اختیار نہ کر جائے) اس
کی مذمت کرتے اور (اس کے بداثر کو) کمزور
کرتے (تاکہ خود بخود ذلت کی موت مر جائے)
ہر کام میں حضور میانہ رو اور مستقل مزاج رہتے - افراد
امت کے حال سے کبھی غافل نہ رہتے تاکہ وہ غافل
تنگ دل اور سست نہ ہو جائیں حالات پیش آمدہ کے
مقابلہ کے لئے حضور کے پاس مکمل سامان ہر
وقت تیار رہتا تھا - حق سے نہ قاصر رہتے اور نہ
تجاوز فرماتے - مقرب بارگاہ تو بہترین اشخاص
ہوتے، حضور کے نزدیک اہل فضل وہ شخص ہوتا
جس کی خیر خواہی مسلمانوں عام ہوتی - نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک علو مرتبت وہ شخص ہوتا جس
کا سلوک اور احسان لوگوں کے ساتھ بہت عمدہ ہوتا
حسین رض کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ التحیات
والسلام کی نشست و برخاست کے متعلق اپنے
باپ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور
کی نشست و برخاست میں رضاء الٰہی مدنظر رہتی تھی
جب کسی قوم کے مجمع میں پہنچے تو مجلس کے آخری
سرے پر بیٹھ جاتے (یعنی اپنے لئے امتیازی
جگہ کا تقاضا کرتے) لوگوں کو اسی طرح آداب مجلس
کو ملحوظ رکھنے کی تلقین فرماتے - ہر ہم نشین کو اس
کا حق بخشتے حتیٰ کہ مجلس میں ہر ایک یہی سمجھتا کہ حضور
کے نزدیک اس سے بڑھکر کوئی عزیز نہیں - جو
کوئی حضور کے پاس بیٹھتا یا اپنی حوائج پیش کرتا تو
آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود
ہی جانے والا بنتا (یعنی آپ دل تنگ نہیں ہوتے
تھے) ہر سائل کی حاجت روی کرکے یا اسے نرمی
سے (حوصلہ افزا) جواب دے کر لوٹا دیتے -
حضرت نبی کریم صلعم کی خوش روئی اور خوش خوئی سب کے
لئے یکساں جاری تھی اور آپ سب کے ساتھ
شفقت سے پیش آتے گویا کہ آپ ان کے
لئے بجائے باپ کے ہو گئے تھے سب
لوگ آپ کے نزدیک حقوق میں برابر تھے - آپ کی
مجلس علم و حیاء و صبر و امانت کی مجلس تھی نہ بلند
ہوتی تھیں اس میں آوازیں اور نہ عیب دھرا جاتا
تھا - اس میں عزتوں پر [illegible] اور نہ [illegible] شائع کی جاتی تھیں اس

مجلس کی غلطیاں اور لغزشیں (بالفرض اگر کسی سے
صادر بھی ہوں) اہل مجلس آپس میں برابر تھے (تفاخر
نہ کرتے تھے) ایک دوسرے پر فضیلت تھی تو صرف
پرہیزگاری سے - پستی اور انکساری سے رہتے
اور عزت کرتے اس میں اپنے سے بڑے کی
اور رحم کرتے اپنے سے چھوٹے پر اور ترجیح
دیتے اپنے پر حاجتمند کو (ویؤثرون علیٰ
انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ)
اور نگاہ رکھتے حقوق مسافر کے -

(شمائل ترمذی)

نوٹ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت
مبارکہ کا مکمل نقشہ اس حدیث میں ہماری رہنمائی کے
لئے پیش کیا گیا ہے - خلفاء راشدین اور صحابہ کبار
نے اس اخلاق فاضلہ کو اپنایا اور آسمان وحدت
کے درخشاں ستارے بن گئے (اصحابی کالنجوم
فبایہم اقتدیتم اہتدیتم) اللہ تعالیٰ
حضور علیہ التحیات والسلام کی سیرت طیبہ و اخلاق
فاضلہ کے متعلق فرماتا ہے :-

(۱) وانک لعلیٰ خلق عظیم (۶۸:۴)
ترجمہ:- اور تو یقیناً عظیم الشان اخلاق پر قائم ہے
(۲) آپ دنیا کے لئے رحمت بن کر نازل ہوئے
وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین
(۲۱:۱۰۷)
ترجمہ - اور ہم نے تجھے (دنیا کی) تمام قوموں کے
لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے -
(۳) - بالخصوص مومنین کے لئے درد دل رکھنے والے
بڑے شفیق واقع ہوئے تھے -
ولقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم
(۹:۱۲۸)
یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک
رسول آیا جو تمہیں دکھ پہنچتا ہے وہ اس پر
شاق گذرتا ہے وہ تمہارے لئے (بھلائی
کا) بہت خواہشمند ہے مومنوں پر مہربان رحم
کرنے والا ہے -
(۴) آپ رحم دل اور بڑے حلیم تھے -
فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم
ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا
من حولک فاعف عنہم واستغفر
لہم وشاورہم فی الامر فاذا عزمت
فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین
ترجمہ:- سو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو ان
کے لئے نرم ہے اور اگر تو سخت کلام سخت
دل ہوتا تو تیرے ارد گرد سے بکھر جاتے پس
ان کو (ان کی لغزشوں سے) معاف کر دو اور ان
کے لئے استغفار کر دو اور کام میں ان کا مشورہ
لیتے رہو پھر جب پختہ ارادہ کر لو تو اللہ تعالیٰ
پر ہی بھروسہ کرو - بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے
والوں سے محبت کرتا ہے ؎

ہے درخشد روئے حق در روئے او
بوئے حق آید ز بام و کوئے او
تا بغش بحر معانی مے شود
از زمینی آسمانی مے شود

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک
پر اللہ تعالیٰ کا نور چمکتا ہے اور آپ کے گلی
کوچہ اور در و دیوار سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو
آتی ہے -
(۲) حضور کا متبع باطنی امور کا سمندر بن جاتا ہے
اور زمینی حالت سے نکل کر مرد آسمانی بن جاتا ہے
(مسیح موعودؑ)

خاتم الانبیاء کا مرکزی وجود

(بسلسلہ صفحہ ۲)

صلعم کے ان کی کوئی خود مختارانہ حیثیت نہیں اور نہ
ہی دین کے بارہ میں وہ کچھ رد و بدل کرنے کے مجاز
ہیں تو اس باعث ان کا مقام نبوت کا نہ ہو گا لیکن
اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ مثل دیگر عام علماء کے
ہوں گے بلکہ یہ لوگ انبیاء ماسبق کا سا رنگ رکھتے اور
ان کے بروز و مظہر ہونے کا مقام رکھیں گے - ورنہ
اگر یہ صفات بھی ان میں جلوہ گر نہ ہوں تو فیض انوار محمدی
کا ابدی و دائمی طور پر جاری رہنا اور اس کا منقطع ہو
کر امت محمدیہ کا سلسلہ ثمر و بے برکت رہنا لازم آتا ہے
اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریروں میں یہ
دونوں بظاہر متضاد مگر ایک دوسرے سے لازم و
ملزوم پہلو برابر نمایاں کئے گئے ہیں، ایک طرف
ختم نبوت پر اسقدر اصرار و تکرار کہ کسی اور تحریر
میں نظر نہیں آتا مگر اسی قدر فیض انوار محمدیہ صلعم کے
اجراء اور آنحضرت صلعم کے کامل پیروؤں کا انبیاء ماسبق
کے رنگوں میں رنگے جانا اسی شدت سے آپکی تحریروں میں
نظر آتا ہے تاکہ کہیں یہ غلط فہمی نہ لگے کہ ختم نبوت سے ختم
فیض انوار نبوت بھی مراد ہے - اب یہ وہ امر ہے جس پر
غور کرنے اور جسے نہ سمجھنے کے باعث مخالفوں اور غالی
موافقوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں میں تضاد سمجھ لیا ہے -
کیا یہ ضروری نہ تھا کہ انہی صفات عالیہ کا جو کامل نمونہ حضرت
مسیحؑ نے اپنی زندگی میں دکھلایا اس کا کوئی اعلیٰ ترین مظہر آں
حضرت صلعم کا کوئی کامل پیرو دکھلاتا؟ اگر یہ ضروری لازم آتا
ہے یہی نزول مثیل مسیح کی اصل حقیقت ہے اور یہی وہ بات
ہے جو اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اگر پہلے انبیاء کی
صفات کو آنحضرت صلعم نے اپنے وجود مبارک میں جمع کر دکھلایا
تو یہ آنحضرت صلعم کا ہی وجود و فیض مبارک ہے جو مختلف
رنگوں میں آپ کے مختلف پیروؤں انبیاء ماسبق سے
تمثیل و مشابہت حاصل کر کے جلوہ گر ہوتا اسی حقیقت سے
آنحضرت صلعم کا وجود ایک مرکزی اور بین الاقوامی حقیقت کا مالک ہے

غلام احمد بشیر صاحب مہتمم ہالینڈ

مذہب کا نزول انسانی دماغ کی ترقی کے مناسب حال ہوتا رہا۔ جب انسانی عقل اپنے عروج کو پہنچ گئی تو انسان کو اسلام کی شکل میں کامل مذہب دیا گیا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً۔ (القرآن)

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" (از حضور سرور کائنات)

خدا تعالےٰ نے انسانوں کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ابتداء سے اپنے انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ جن کے ذریعہ انسان کی دماغی نشوونما کے مطابق اپنی تعلیم دی جاتی رہی جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے:۔ و ان من امة الا خلا فیہا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف خدا تعالےٰ نے اپنا کوئی پیامبر نہ بھیجا ہو۔

عقل بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ جس طرح خدا تمام مخلوقات کی جسمانی ضروریات کو پورا فرماتا ہے اس طرح وہ انسانوں کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان بھی کرے۔ ہم یہ باور نہیں کر سکتے کہ رب العالمین جس نے تمام انسانوں کو ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کیا ہو وہ ان میں سے بعض کی طرف تو اپنے رسول بھیجے اور دوسروں کو بغیر ہادی کے ضلالت و گمراہی میں پھنسا رہنے دے۔ نیز ہم یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ خالق الکل شروع سے انسان کی رہنمائی سے تو غافل رہا ہو اور بعد میں بہت سا وقت گذر جانے کے بعد اسے اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہو۔

اس لئے قرآن مجید تمام اقوام کی طرف رسولوں کے آنے کا دعوےٰ کرتا ہے اور پھر جو رسول اور نبی گذر چکے ہیں اُن پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیتا ہے۔ مسلمان بننے کے لئے تمام انبیاءؑ کی صداقت کا اقرار شرط ہے۔ بعض رسولوں کو ماننا اور بعض کا انکار کرنا دراصل منصب نبوت کا ہی انکار کرنا ہے کیونکہ سچائی ایک ہی ہوتی ہے۔ اسی لئے مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کہے لا نفرق بین احد من رسلہ ہم خدا کے برگزیدہ رسولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے۔

اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ہم تمام مذاہب میں صداقت کے قائل ہیں۔ یعنی تمام مذاہب خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اگرچہ ان کی موجودہ تعلیم پر نظر کرنے سے ہم انہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کردہ تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی الہامی کتب اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہیں اور ان کے متبعین نے ان میں طرح طرح کی تحریفات کر دی ہیں جیسا کہ قرآن مجید نے یہودیوں اور عیسائیوں کو تحریف تبدیل کا ملزم قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب بعض خاص خاص اقوام اور زمانوں کے لئے بھیجے گئے تھے لیکن اسلام ساری دنیا کے لئے پیغام ہدایت لے کر آیا ہے اور اس کی ہدایت بہت زمانوں کے لئے یکساں حیثیت رکھتی ہے۔

دوسرے مذاہب کے مختص بالقوم ہونے کا ثبوت خود ان کی مزعومہ الہامی کتب سے ظاہر ہے۔ اگر ہم ان کتب کا مطالعہ کریں تو سب سے پہلے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کتاب نے بھی عالمگیر ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے تو شروع سے ہی اپنے پیغام کو مختص بالقوم قرار دے دیا ہے بعض مذاہب کے متبعین اگرچہ اپنے مذہب کی تبلیغ دوسروں کو کرتے رہے ہیں اور اس میں انہیں کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے تاہم اس سے ان مذاہب کے حقیقتاً عالمگیر ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ ان کی تعلیمات ایسی ہیں جو ساری دنیا کے لئے اور سارے زمانوں کے لئے نہیں ہو سکتیں اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان مذاہب کا نزول ایسے وقت میں ہوا جبکہ انسانی دماغ عالمگیر تعلیم کے حاصل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا جیسا کہ انجیل میں مرقوم ہے

"مجھے تم سے کچھ اور بھی کہنا ہے لیکن
ابھی تم اس کی برداشت نہیں کر سکتے
لیکن جب سچائی کا روح آئے گا
تو وہ تمہیں سب سچائیوں کی راہ بتلائے
گا" (یوحنا)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو اس وقت لوگ کامل تعلیم کے متحمل نہ تھے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ سچائی کی روح سے مراد روح القدس ہے اور روح القدس کا نزول حضرت مسیحؑ کے بعد چالیسویں دن ہوا۔ لیکن ان کی طرف سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں دیا جاتا کہ نزول روح القدس کے وقت کونسی سچائیاں تھیں جو دنیا کی ہدایت کے لئے دی گئیں اور جن کا نزول حضرت مسیحؑ کے وقت ناممکن تھا۔ لیکن جب انسانی دماغ اپنی ترقی کے عروج کو پہنچ گیا تو انسان کی ہدایت کے لئے کامل مذہب نازل کیا گیا۔ جس نے آتے ہی ساری دنیا کو مخاطب کرنا شروع کر دیا یہ مذہب اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب خدا تعالےٰ کو کسی خاص قوم۔ قبیلہ یا ملک کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا جیسا کہ گذشتہ مذاہب میں کیا جاتا تھا بلکہ خدا تعالےٰ کو عالمگیر خدا کے طور پر پیش کیا گیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ وہ تمام جہانوں اور تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور ان کی روحانی اور جسمانی پرورش کرنے والا ہے۔ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ اور مالک یوم الدین بھی۔ اس کی رحمت اس کی رحیمیت سب کے لئے ہے۔ جیسا کہ کارخانۂ عالم پر غور کرنے سے اس کی ربوبیت عامہ اور عالمگیر رحمت و رحیمیت کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ اچھوں اور بُروں کا یکساں خالق ہے۔ اور یکساں اُن کی پرورش کرتا ہے۔ اس پرورش میں کافر و مومن کا کوئی امتیاز نہیں۔ جیسا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہلِ مکہ کے لئے دُعا فرماتے وقت رزق کے ساتھ ایمانداروں کی تخصیص کی تو خدا تعالےٰ نے فوراً فرمایا کہ میں کافروں کو بھی رزق دوں گا:۔

و اذ قال ابراھیم رب اجعل
ھذا البلد اٰمنا وارزق اھلہ
من الثمرات من اٰمن منھم
باللہ والیوم الاخر۔ قال ومن
کفر فامتعہ قلیلاً۔ (البقرہ)

اس دنیا میں اچھے بُرے، مومن و کافر تمام خدائی ربوبیت میں یکساں شریک ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سب کا یکساں رب ہے۔ بحیثیت انسان تمام انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں ہاں اپنے خوبیوں کی بنا پر ایک انسان روحانی طور پر خدا تعالےٰ کے نزدیک دوسرے سے بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خدا کے حضور وہی زیادہ باعزت ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ روحانی درجات کو کسی خاص قبیلہ یا قوم کے لوگوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی قوم کے ایک حصہ کو دوسرے پر فوقیت دی۔ روحانی مدارج کا تعلق ظاہری امور سے نہیں۔ اور نہ ہی انسان کو روحانی درجات وراثت میں ملتے ہیں۔ ہر انسان اپنے ذاتی اعمال اور کردار کے سبب دوسرے انسان پر فوقیت حاصل کر سکتا ہے۔ کسی نبی یا رسول کی اولاد ہونا انسان کو بڑا یا چھوٹا نہیں بنا سکتا۔

پہلے مذاہب نے روحانی امور کو بھی ورثہ کے ساتھ منسلک کر دیا تھا لیکن اسلام نے آ کر اس غلطی کو دور کر دیا اور انہیں ہر انسان کا یکساں حصہ قرار دے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہندو اور یہودی مذہب کی طرح مذہبی امور کی انجام دہی کو کسی خاص قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ مختص قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی ایک انسان کو دوسرے انسان کے سامنے جھکنے کی اجازت دی ہے۔ ہر انسان کو خود اپنے اعمال و کردار کا جواب دہ قرار دیا گیا ہے کوئی انسان دوسرے انسان کے نہ تو گناہ اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی جگہ سزا برداشت کر سکتا ہے۔

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ

انسان اب بچے کی حیثیت نہیں رکھتا کہ اسے دوسرے کی سرپرستی کی ضرورت ہو، بلکہ اب وہ ایک عاقل بالغ مرد کی حیثیت میں ہے اور اپنی عقل اور فکر کو استعمال کر سکتا ہے اس لئے خود اپنی عقل کو استعمال کرنا چاہیئے۔ ہاں اصولی تعلیم کا دیا جانا ضروری ہے تاکہ وہ اس سے صحیح استنباط کر سکے۔ لیکن گذشتہ مذاہب نے انسان کو محض بچے کی حیثیت میں دیکھا ہے اور اسی حالت کے مطابق اس کی رہنمائی کی۔ مثال کے طور پر ہم بائبل کے چند احکام کو لیتے ہیں۔

(۱) عہد قدیم اور جدید میں جو تعلیم کی طرز اختیار کی گئی ہے وہ وہی ہے جو ماں اپنے چھوٹے بچے کو تعلیم دیتے وقت اختیار کرتی ہے۔ یعنی وہ اسے کسی بات کا حکم دیتے وقت یا کسی امر سے منع کرتے وقت دلائل بتلانا شروع نہیں کرتی بلکہ محض امر و نہی کو کافی سمجھتی ہے۔

عہد قدیم میں اخلاقی تعلیم دیتے وقت بیان کیا گیا ہے:-

"دانت کے بدلہ دانت۔ آنکھ کے بدلہ آنکھ الخ"

یعنی بدی کا بدلہ اس کے مطابق سزا ہے۔ اس جگہ انسان کو زیادہ سوچنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اسی طرح عہد جدید میں تعلیم دیتے وقت کہا گیا ہے "بدی کا مقابلہ نہ کرو، اگر کوئی تمہاری داہنی گال پر طمانچہ مارے تو بائیں بھی پھیر دو" (متی)

اگرچہ یہ تعلیم عہد قدیم کی تعلیم کے بالکل برعکس ہے تاہم اس میں بھی انسان کے غور و فکر کرنے کے امکان کو زیر نظر نہیں رکھا گیا۔

دونوں تعالیم میں موقعہ اور محل کی مناسبت کا خیال بھی نہیں رکھا گیا۔ حالانکہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ بعض اوقات بدی کی سزا دینا ضروری ہوتا ہے اور بعض اوقات معاف کر دینا بہتر ہوتا ہے۔ جب تک انسان کو عمل کی آزادی نہ دی جائے اس کی عقل ترقی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا ایسی تعلیم دینے والا مذہب کامل نہیں کہلا سکتا۔

اس کے مقابلہ میں اسلام نے اخلاقی تعلیم دیتے وقت انسان کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ وہ ایک عاقل بالغ انسان بن چکا ہے اور اس لئے ضروری ہے کہ اسے عقل و فکر کی اجازت دی جائے تاکہ اس طرح وہ اپنی روحانی ترقی کی منازل بھی طے کر سکے۔ مندرجہ بالا امر کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے:-

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ

کہ عام قانون کے مطابق بدی کا بدلہ اس کے برابر سزا ہونا چاہیئے۔ لیکن جو معاف کر دے اور اصلاح کو مدنظر رکھے تو اس کا اجر خدا کے حضور ہے۔

بدلہ لینا تو قانون فطرت کے مطابق ہر چیز کا خاصہ ہے لہٰذا جو انسان اپنے بدی کرنے والے کو بلا سوچے سزا دیدے تو اس سے اس کی اخلاقی اور روحانی قوت ظاہر نہیں ہو سکتی۔ معاف کر دینا بعض اوقات کمزوری اور بزدلی کا نتیجہ بھی ہوتا ہے اس لئے محض بدی کی سزا دینا عفو کا نتیجہ نہیں ہو سکتا جب تک بدی کا مقابلہ نہ کرنا عفو کا نتیجہ نہ ہو تو اس سے انسان کی اخلاقی قوت کا ثبوت نہیں مل سکتا لیکن جو انسان اصلاح کی خاطر بدی کرنے والے کو سزا دے یا معاف کر دے تو اس سے اس کی اخلاقی اور روحانی قوت کا اظہار ہو گا۔ لہٰذا انسان کو ایسے موقعہ پر غور و فکر سے کام لے کر کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔

اس جگہ بدلہ اور معافی دونوں کا ذکر کرنے کے بعد اصلاح کا لفظ بڑھا کر انسان کو موقعہ اور محل کے مطابق عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ کہ اگر اصلاح سزا میں ہو تو سزا دی جائے اور اگر معاف کرنے اور درگذر کرنے میں ہو تو عفو سے کام لیا جائے ہر قدم سوچ اور سمجھ کر اٹھایا جائے۔

یہ تو اخلاقی تعلیم کے منفی پہلو کے متعلق فرق ہے۔ اب ہم مثبت پہلو کے متعلق بھی اس فرق کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔

عام طور پر پہلے مذاہب میں "دوسروں سے وہ سلوک کرو جو تو چاہتا ہے کہ وہ تجھ سے کریں" کو اعلیٰ اخلاق اور روحانی ترقی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ ایک بہت اخلاقی سبق ہے تاہم اس کا درجہ انسانی اخلاق کا کمال نہیں ہے کیونکہ اس مرحلہ پر عدل کو مدنظر رکھا گیا ہے جو کہ اخلاق کے درجوں میں سے پہلا درجہ ہے۔ قرآن مجید نے اخلاق کے درجوں کی حسب ذیل تقسیم کی ہے۔

ان اللہ یامر (۱) بالعدل (۲) والاحسان (۳) وایتاء ذی القربیٰ۔

عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ

عدل کا تقاضا ہے کہ انسان جو دوسروں سے توقع رکھتا ہے وہ دوسروں کے حق میں روا رکھے اور اس کے مطابق دوسروں سے سلوک کرے لیکن جب تک انسان اس حالت پر قائم رہے اسے دوسروں پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہو گی۔ کیونکہ عدل پر تو انسان کے علاوہ دوسرے جاندار بھی عمل کرتے ہیں۔ اس لئے انسان کی اخلاقی تکمیل کے لئے اور قدم اٹھانا چاہیئے۔ یہ قدم احسان کا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں سے حسن سلوک کی توقع کے بغیر حسن سلوک سے پیش آئے اور ان کی تکالیف میں ان کا مددگار ہو خواہ دوسرے ایسا کریں یا نہ کریں۔

لیکن اس درجہ کے انسان اور دوسرے انسان کے درمیان مغائرت کا پہلو نمایاں رہتا ہے اس لئے اس درجہ کا انسان جب دوسروں سے اپنے حسن سلوک کے بدلہ بدسلوکی کا مظاہرہ دیکھتا ہے تو آئندہ حسن سلوک سے پیش آنے سے گریز کرنے کا عزم کر لیتا ہے اس لئے اس درجہ پر انسان کو ہم اعلیٰ اخلاق کا حامل قرار نہیں دے سکتے۔ اس لئے قرآن مجید انسان کو اس درجہ سے آگے لے جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس درجہ کو ایتاء ذی القربیٰ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

ایتاء ذی القربیٰ کا مقام اخلاق کے درجوں میں سے انتہائی نقطہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو یہ سزاوار ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کو دوسرا وجود قرار نہ دے بلکہ اپنے وجود کا ایک حصہ جیسا کہ ماں اور بچہ کا حال ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کو مشکل میں دیکھے تو وہ اس کی اس لئے مدد نہیں کرتا کہ وہ غیر ہے بلکہ اسے اپنا ہی وجود قرار دے کر ایسا کرتا ہے اسی درجہ پر انسان اگر دوسروں سے بدسلوکی بھی دیکھے تو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک سے ہی کام لیتا ہے کیونکہ ایسا کرنا اس کی سرشت میں داخل ہے لوگ اسے برا بھلا بھی کہیں وہ اچھے سلوک سے گریز نہیں کرتا۔ جیسے کہ ماں باپ اپنے بچے کی بدسلوکی کو برداشت کرتے ہوئے اس سے نیک سلوک کرتے چلے جاتے ہیں۔

اسی لئے نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میری بعثت کا مقصد انسان کو اخلاق کے کمال تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ

اعلیٰ روحانی مقامات کے حصول کے لئے انسان کا اخلاقی درجوں کے اعلیٰ درجات کا پا لینا بھی ضروری ہے۔ اگر انسان کو ان تینوں درجات میں سے کوئی ایک درجہ بھی حاصل نہ ہو تو وہ روحانیت کے مقامات میں سے کوئی مقام بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جو لوگ روحانیت کے بلند و ارفع درجات پر ہونے کے مدعی ہوں ان کا سچا اور جھوٹا ہونا ان کے اخلاق سے نمایاں ہو جاتا ہے جو لوگ ادنے ادنے باتوں پر صبر نہ کر سکیں اور دوسروں کی بدسلوکی کا جواب اچھے سلوک سے نہ دیں وہ روحانی مقامات کو کسی طرح بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

اس سلسلہ میں ہم ایک اور مثال دے کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

پہلے مذاہب اگرچہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی تھے لیکن نبی اور خدا میں جو نسبت ہے اسے بیان کرنے میں انہیں انتہائی مشکلات درپیش آتی تھیں کیونکہ انسان ابھی اس حد تک نہیں پہنچا تھا کہ وہ خدا تعالےٰ اور انسان کے تعلق کو صحیح طور پر سمجھ سکتا اس لئے اس تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے بائبل نے باپ اور بیٹے کی اصطلاح اس قابل نہیں کہ وہ انسان اور خدا کا تعلق واضح کر سکے۔ باپ اور بیٹے میں اگرچہ محبت اور پیار کا تعلق پایا جاسکتا ہے تاہم یہ تعلق ایسا نہیں کہ ہم اس سے انسان اور بندے کے تعلق کو سمجھ سکیں۔

لیکن جب اسلام نازل ہوا تو انسان کی عقل اس قابل ہو چکی تھی کہ وہ اس گہرے تعلق کو اچھی طرح سمجھ سکے اس لئے اسلام نے (باپ اور بیٹے) کی اصطلاح کو بائبل کی طرح استعمال نہیں کیا بلکہ انسان کو خدا کا تصور، بغیر کسی تشبیہہ کے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور انسان کا خدا سے تعلق بھی اسی ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ انسان جب خدا تعالےٰ کی تلاش میں انتہائی کوشش کرتا ہے تو اسے خدا تعالےٰ کی طرف سے خود آواز آتی ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ آؤ میں اس طرف ہوں۔ انسان آہستہ آہستہ خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو بالکل بھول کر خدا کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے جب انسان خدا کے ساتھ اس طرح ایک ہو جائے تو اسے ایک نئی زندگی دی جاتی ہے اس تعلق اور اس زندگی کو بیٹے کے ساتھ تشبیہہ دی جاسکتی ہے۔ اس لئے بائبل میں نبی کو خدا کا بیٹا بیان کیا گیا ہے۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل انسان کی عقلی حالت اس قابل نہ تھی کہ اسے ایک کامل مذہب دیا جاتا۔ لیکن جب انسان کی عقل اپنی پختگی کو پہنچ گئی تو اسے کامل مذہب دیا گیا۔ اس کا ثبوت اسلام کی اخلاقی تعلیم کے علاوہ معاشرتی تمدنی اور سیاسی تعلیم سے بھی مل سکتا ہے لیکن اس کی وضاحت کا یہ موقعہ نہیں۔

اس جگہ ہم نے اس مضمون کو زیادہ مثالوں سے بھی واضح نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا موجب تطویل تھا۔ اور ہمیں ڈر تھا کہ کہیں یہ مقالہ حد سے زیادہ لمبا ہو کر قارئین کی تکان کا موجب نہ بن جائے۔ اس لئے ہم اس مختصر سے بیان پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

چندہ ماہوار باقاعدہ اور شرح کے مطابق ادا کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ صفحہ ۱۳ کا

پیشواؤں کو خدا تعالےٰ کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے بار بار یہ تلقین فرمائی کہ قولوا عبدہ ورسولہ۔ مجھے پہلے اللہ تعالیٰ کا بندہ سمجھو اور پھر اس کا رسول، پہلے تو میری کامل فرمانبرداری اللہ تعالےٰ کے حضور میں ہونی چاہیئے اور پھر رسول قرار دیا جائے حضور صلعم کی کامیابی کی شہادت اللہ تعالےٰ نے دی جبکہ فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت النّاس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے آپ کو وہ فتح ہوئی جو دنیا میں کسی بڑے سے بڑے حاکم اور بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے ذریعہ سے توحید کامل ہوگئی اور جوق در جوق لوگ اس دین میں آداخل ہوئے۔ اس لئے یاایھا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً۔ اس کے بعد سب حاضرین نے مل کر درود شریف پڑھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

عبدالکریم سعید پاشا متعلم ایف۔ ایس۔ سی۔ ڈاڈر

ہمارے پیارے نبیؐ

حضرت امام وقت علیہ السلام نے تو کچھ حضرت اور اردو کی نظم و نثر میں حضرت نبی کریمؐ کی حیاتِ طیبہ کے ہر پہلو پر ہزاروں صفحات بھر دیئے ہیں۔ اور آپ کی خوبی و کمال کے وہ چشمے بہائے ہیں جو تا قیامت جاری رہیں گے۔ مجھے فخر ہے کہ خداتعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ میں داخل کیا ہے۔ اب میرے سامنے وہ علم کے چشمے ہیں اور میں اُن میں سے چند قطرے لے کر اپنے پیارے نبی صلعم کے حضور بطور ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

آج سے کوئی چودہ سو سال قبل عرب کی حالت قابلِ رحم تھی۔ عرب وحشیوں سے بدتر تھے درندوں کی طرح لپٹتے تھے اور اس قدر بداعمال اور بداخلاق تھے کہ انسانیت اُن سے گریزاں تھی۔ عرب میں بدکاری اور قتل مقاتلہ اور وحشت و بربریت کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا۔ حقوق اللہ کو تو کوئی جانتا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو رہا تھا۔ ہمدردی اور خیرخواہی کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات و اوصاف، حجر و شجر ستاروں اور سیاروں کو دی گئی تھیں۔ قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا اور وحشت و بربریت کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو ان میں باقی رہ گیا ہو۔ درحقیقت یہ ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت ایک بزرگ اور عظیم الفوز مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی آمد کی متقاضی تھی۔ اسی زمانہ میں شہر مکہ کا ایک بزرگ آدمی تنہا غارِ حرا میں جاتا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ یہی شخص عربوں کی بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کا ناخدا تھا۔ اس کے دل میں اس ذلت و مسکنت میں پڑی ہوئی قوم کے لئے بے حد ہمدردی تھی۔ وہ اس کی بہتری کے لئے دن رات بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا اور روتا اور گڑگڑاتا ہے۔

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو عرب کے گندے ماحول میں ایک حسین و جمیل پھول کی مانند تھے۔ آپ ایک اُجڑے ہوئے باغ میں بہار بن کر آئے تھے۔ آپ اخلاقی طور پر سارے عرب میں مشہور تھے اور جب ہی آپ کو امین کہکر پکارتے تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی اخلاقِ فاضلہ کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ تھی۔

قرآن جیسی مقدس کتاب ہے اور وہ خلق عظیم پر ہے۔

جس وقت عرب میں جوا کھیلنا اور شراب پینا قابلِ فخر باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ حضرت رسول کریم صلعم ان چیزوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ آپ نیکی اور نیک کرداری کا وعظ کرتے ہوئے نہایت دکھوں میں ڈالے گئے لیکن آپ نے صبر و استقلال کا وہ نمونہ دکھلایا اور دنیا کو حیران کر دیا۔ کوئی شکوہ شکایت یا جزع فزع آپ سے صادر نہ ہوئی۔ نہ آپ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے رعب میں آئے۔ عفو و درگذر، سخاوت اور شجاعت کے اعلیٰ اخلاق آپ سے صادر ہوئے۔ آپ نے محتاجوں کی دستگیری فرمائی۔ بڑے بڑے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ اور فرمایا "لا تثریب علیکم الیوم" یہاں تک بھی دیکھا گیا کہ کوئی بڑھیا بھی آپ کا ہاتھ پکڑتی تو آپ اُس کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے اور جہاں وہ کہتی وہاں جا کر اُس کی بات سنتے اور کام کرتے۔ یہی وہ خلقِ عظیم تھا جس کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق اس میں ہرگز نہیں پیدا ہو سکتے۔

یہ تو حقیقت ہے کہ آپ کے اخلاق نے لوگوں کو ایمان کی دولت عطا فرمائی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسلام لوگوں کے دلوں میں داخل کرنے کے لئے آپ کو کوئی تکلیف نہیں اُٹھانی پڑی۔ آپ کو وہ مشکلات پیش آئیں کہ اُن کے تصور سے ہی دل کانپ اُٹھتا ہے اور قلم اُن کے لکھنے اور زبان ان کے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ یہ آپ کی ہی عدیم المثال شخصیت تھی کہ آپ اس طوفان زدہ سمندر میں چٹان کی طرح کھڑے رہے اور وحشی کا مینار بن کر دلوں کو منور کرتے چلے گئے۔ آپ نے قرآن اور اسلام کو پیش کر کے اپنے خلاف بہت دشمن پیدا کر لئے اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر اُٹھا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے آپ کا تعاقب کیا گیا۔ آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا۔ خیرخواہ بدخواہ بن گئے۔ غرض زمانہ دراز تک بے شمار مصائب آپ کو اُٹھانے پڑے جن میں تمام عمر ثابت قدمی سے

ٹھہرے رہنا آپ کا ہی کام تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور تھا کہ خودکشی کر لیتا۔ یا اس کا قدم راہِ حق سے پھسل جاتا۔

آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمارے سامنے ایک اعلیٰ نمونہ چھوڑا ہے اور وہ صبر و توکل کا نمونہ ہے۔ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ "دُکھ اُٹھاؤ اور صبر کرو" اسی نصب العین کے مطابق مسلمانوں نے کبھی جارحانہ تلوار نہیں اُٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھوں دُکھ اُٹھایا۔ پیروں تلے روندے گئے۔ ان کی ٹانگیں اونٹوں کے ساتھ باندھ کر اُن کے جسم چیر دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے توحید نہ چھوڑی۔

جب خزاں کے بعد بہار آتی ہے تو چمن ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور برگ و بار پر شباب آ جاتا ہے۔ ہمارے رسول صلعم پر بھی بے شمار مصائب کے بعد ایسی بہار آئی کہ آپ شاہِ مدینہ بن گئے۔ لیکن آپ نے اس حال میں بھی اپنے خدا کو نہیں بھلایا۔ بادشاہی میں بھی فقر و فاقہ کا یہ حال تھا کہ بعض دفعہ تین تین دن تک کھانا نہ کھایا اور ہفتوں تک گھر میں آگ نہ جلی۔ بس چند کھجوروں اور پانی پر گذارہ کیا۔ آپ کی یہ دعا تھی کہ خدایا محمدؐ اور اس کے گھر والوں کو صرف اتنا ہی کھانے کو دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ نوکروں کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ حضرت انسؓ نے کئی دس سال خدمت کی اور آپ نے یہاں تک بھی انہیں نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ کیا دنیا میں کوئی اور ایسا بادشاہ ہوا ہے کہ جس کے پاس بیشمار خزانے آئیں اور وہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دے اور کسی قسم کی تن پروری اور عیش و عشرت پر کچھ بھی خرچ نہ کرے۔ نہ آپ نے کوئی عمارت بنائی نہ کوئی بارگاہ تیار کی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں گذر اوقات کی۔ سونے کے لئے کھجور کے بوریا پر لیٹ جاتے اور کسی قسم کا تکلف روا نہ رکھتے تھے۔ ایسا بادشاہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے کبھی اپنے مولیٰ کریم کے کسی چیز سے پیار نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا نام سراج منیر عطا ہوا اور فی الواقعہ آپ کا وجودِ ہدایت کا وہ سورج ہے جس سے دنیا نے نور حاصل کیا۔ آپ کی وجہ سے جو روشنی جہاں کو ملی وہ تا قیامت رہے گی کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آ سکتا۔

درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابلِ فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جو چیز چاہتے تھے کر کے چھوڑتے تھے۔ آپ کی روحانیت کا تعلق سب سے زیادہ خداتعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس سے کون ناواقف ہے کہ وہ ۲۲

۲۲ سرزمین جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لئے بت پرستی سے دور ہو کر خدائے واحد کی پرستش کا مرکز بن گئی۔ آپ کی نبوت کے سارے پہلو اتنے روشن ہیں کہ کسی دوسرے نبی میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی مثال نہ کبھی دنیا نے دیکھی اور نہ آئندہ کبھی دیکھے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: تبلیغ لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷
ایڈیٹر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الامام ان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبۃ۔
(ترمذی)

ترجمہ:—

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر امام (جج) کسی (مزعومہ مجرم) کو معاف کرنے میں غلطی کرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔

نوٹ:—

مطلب یہ ہے کہ اگر جج کسی مجرم کو بری کرنے میں غلطی کرتا ہے تو یہ فعل اس کا اللہ تعالے پسند فرماتا ہے مگر اگر وہ کسی بیگناہ کو غلطی سے سزا دے دیتا ہے تو اس کا یہ فعل اللہ تعالے کو پسند نہیں ؎

چارہ سازِ بندگانِ قادرِ خدا
آنکہ ناید تا ابد بردے فنا

(مسیح موعودؑ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان میں

حضرت مجدد وقت مسیح زمان، مہدی دوراںؑ کا ہدیہ عقیدت

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قوٰے کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا ...... وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا، جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحیٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ وغیرہ، ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالےٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین (اتمام الحجۃ ص۲۸)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
مسیح موعودؑ

(مرتبہ:۔ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

پاکستان

ترجمہ خط۔ خان سعید خان۔ پوسٹ آفس ڈوکری۔ ضلع لاڑکانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا ارسال کردہ خط نمبر ۶۸/ ۱۷/ ۲۱ مورخہ ۷/۷/۶۲ موصول ہوا۔

یاد آوری کا شکریہ۔ میں بہت خوش ہوا ہوں کہ آپ نے مجھے ایک اور کتاب (لونگ تھاٹس) ارسال کی ہے۔

میرے پاس آپ کی تعریف کے لئے کوئی لفظ نہیں ہیں اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور مجھ کو ان سے کافی روشنی حاصل ہوئی ہے۔ اور مرزا صاحبؑ کی تحریرات سے مجھے ان کی سچائی واضح ہو گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اور لٹریچر ارسال کریں گے جس سے کہ میرے قلب کی اور میرے دوستوں کے دل کی صفائی ہو جائے گی۔

کیرلا سٹیٹ (انڈیا)

ترجمہ خط مسٹر محمد اشرف صاحب رجسٹرڈ نمبر ۲۷۳۲ ارنیکولم کیرلا سٹیٹ انڈیا۔

السلام علیکم۔ میں آپ کا نہایت خوشی سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور نیز جو آپ نے اسلام کی خدمات انجام دی ہیں وہ بہت قابل ستائش ہیں۔ اصل میں میں نے قرآن شریف کا مطالعہ کر کے بہت کچھ اخذ کیا ہے اور...... اسلام کے متعلق بہت معلومات حاصل کی ہیں۔ مدرسہ میں جو میں نے حاصل کیا تھا وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ عربی طالب علم ہونے کی حیثیت سے مجھے کافی تجربہ ہے کہ میں عربی لٹریچر بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ اب میں ایم اے اکنامکس کی ڈگری حاصل کر رہا ہوں اور اسلام سے کافی لگاؤ ہے۔ یہاں ہمارے پاس مذہبی پمفلٹ اور اخبارات کی کمی ہے چونکہ یہاں اردو کی ترقی نہیں ہے اس لئے ہم کو غیر ملکی اخبارات اور پمفلٹ پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے حدیث کے متعلق بائبل کی اور پمفلٹ ارسال کریں۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام اور لونگ تھاٹس بخدمت طلوع القرآن بھیجے گئے اور خط لکھا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط۔ مسٹر حسن لے امام صاحب معرفت پوسٹ ماسٹر اوکے اونگبن وایہ الورن

السلام علیکم۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور اس کا بہترین پھل عطا فرما دے۔ جس طریق سے آپ اشاعت اسلام پھیلا رہے اور مجھے آپ کی خدا کی عبادت کی طرز بہت پسند ہے اور میں لوگوں میں دین کی اشاعت کی بہت تبلیغ کرتا ہوں اور چند لوگوں نے اس مذہب کو قبول کر لیا ہے اور وہ عیسائی تعداد میں پانچ ہیں۔

میں قرآن اچھی طرح پڑھ سکتا ہوں اور میں اس کا ترجمہ اپنی زبان میں بخوبی کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ان لوگوں میں رہتا ہوں جو بالکل نہیں سمجھتے اور کچھ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کتاب دکھاؤ۔ جو میں نے قرآن میں پڑھا انہوں نے سمجھا اور میں قرآن اور عربی بخوبی پڑھ سکتا ہوں میں ان پر ایسی حالت میں غالب آ سکتا ہوں اگر ان کی مانگ پوری کی جائے۔ میں قرآن کا بخوبی ترجمہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے میری اس مشکل کو حل کیجئے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے۔ والسلام

(ان کو چٹھی لکھی گئی اور قرآن اور لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط از بی۔ اے۔ آسوولو۔ این۔ ایم۔ ڈی یونا فس الورن

السلام علیکم۔ مجھے آج آپ کا خط ملا ہوں بہت خوش ہوا اور کل ہی اس کا جواب دے دیا۔ میرا حقیقی ارادہ آپ کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور میں شامل ہونا ہے۔ اور میں یہ واضح کر دوں کہ میرے پاس کوئی قرآن اور لٹریچر موجود ہیں۔ مہربانی کر کے مجھے کچھ مذہبی کتابیں پڑھنے کے لئے ارسال کریں۔ میں آپ کے خط کا انتظار کروں گا میرے ایک دوست نے مجھے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے لئے کہا اور میں نے اس کا کہا مانا اور اب جب میں نے آپ کا خط موصول کیا میں نے کوئی پمفلٹ اور قرآن لکھا ہوا نہ پایا اور میرا دوست مذہب کی تلاش میں ہے۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ برائے مہربانی ایک قرآن شریف ارسال فرماویں اور میں اپنا نام آپ کی جماعت میں رجسٹرڈ کرانا چاہتا ہوں۔ میرا نام ابراہیم آنیلا آرو والو ہے۔

مجھے تسلی بخش جواب کی توقع ہے۔ اور امید ہے کہ جو میں نے لکھا ہے ارسال کریں گے۔ والسلام

(اس کو بیعت فارم ارسال کیا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

ترجمہ خط۔ عبدالرحمٰن اے۔ اومیثولا۔ ۷۲ ایکاری سٹریٹ باریگا حو مولو لاگس نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا ایڈریس مجھے میرے بھائی مولا اور معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتے ہیں۔ میرا اس سے یہ مطلب ہے کہ ہم سب عیسائی لڑکے ہیں۔ اور جب سے ہم نے یہ سنا ہے کہ آپ نے ہمارے بھائی کو روشنی دی ہے۔ ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ اسلام کو قبول کیا جائے۔

اس لئے میں بحیثیت مسلمان بھائی ہونے کے التماس کرتا ہوں کہ ہمارے دوسرے خاندانی بھائیوں کو بھی روشنی عطا کریں اور ان کو اسلام سے شناسائی کرائیں کیونکہ ہم مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔

جناب عالی مجھے وہ تمام کتابیں جو اسلام سے تعلق رکھتی ہیں ارسال کریں۔ میں بخوبی پڑھ سکتا ہوں۔ اور انگریزی ترجمۃ القرآن ارسال کریں۔ اور کتابیں نماز جس میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہو بھیج دیں۔ میں اسلام کو بہت اہمیت دیتا ہوں اور نائیجیریا میں اس کی اشاعت چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ کے ساتھ ہوں۔

(پریئر بک۔ ٹیچنگز آف اسلام، دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ترجمہ خط۔ جانسن ایف ایدی ہومیبی منسٹری آف اگریکلچر الورن۔

جناب عالی۔ آپ نے اوپر کا ایڈریس پڑھ کر سمجھ لیا ہوگا کہ میں عیسائی ہوں۔ پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہر چیز کی جستجو کرو اور جو سچی بات ہو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ مجھے اسلام سے کم واقفیت ہے۔ لیکن میں اس کے متعلق کچھ روشنی چاہتا ہوں کیونکہ مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کے متعلق بتائے۔ مجھے اس سے بہت دلچسپی ہے کیونکہ آپ کا طریقہ بالکل اسی طرح پر ہے جس طرح پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

خوش قسمتی سے مجھے ایک میرے دوست نے آپ کا پتہ دیا اور اب میں آپکو لکھ رہا ہوں کہ مہربانی کر کے مجھے اس مذہب کے سیکھنے کا طریقہ بتائیں اور میں اسے جلدی قبول کر دوں گا اور سمجھ لوں گا۔

جواب کا منتظر

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

"خدا محبت ہے"

یہ ایک مسیحی ٹریکٹ کا عنوان ہے، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے اپنی محبت کے تقاضا سے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا اور وہ ان کی نجات کا موجب ہو گیا، جہاں تک خدا کے محبت ہونے کا تعلق ہے اس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا، اور قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اس پر شاہد ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت و رحمت تمام دنیا پر محیط ہے۔ لیکن محبت کا جو رنگ مسیحیت نے بتایا ہے، غور کر کے دیکھا جاوے تو وہ محبت کے بجائے ظلم پر مبنی ہے۔ محبت اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان کی غلطیوں اور خطاؤں سے درگذر کر کے اس پر رحم کیا جائے۔ لیکن مسیحیت کا خدا انسانی غلطاؤں سے درگذر نہیں کر سکتا، اسے ضرورت ہے کہ انسان کی خطاؤں کا بدلہ کسی نہ کسی طرح سے لے، جس کی یہ صورت پیدا کی گئی کہ بجائے اس کے کہ ساری دنیا کو گناہوں کی سزا دی جائے، اس نے اپنے اکلوتے اور بیگناہ بیٹے کو ان کے گناہوں کے بدلہ میں مصلوب کر کے دوزخ کی بھٹی میں ڈال دیا، اور تین دن دوزخ میں رکھا، اور اس طرح دنیا گناہوں کی سزا سے بچ گئی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ دنیا کے کونسے آئین میں اور کس لغت کے اندر اس طرز عمل کو محبت قرار دیا گیا ہے، جو ہستی بدلہ لئے بغیر چھوڑ ہی نہیں سکتی اسکو محبت کہنا کہاں تک داجب قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ محبت ہے یا صریح ظلم کہ ایک بے گناہ کو سولی پر لٹکا دیا جائے اور اسے بلا وجہ دوزخ میں ڈال دیا جائے۔

پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ مسیحی عقیدہ کی رو سے خدا کی یہ محبت صرف انہی لوگوں کے کام آ سکتی ہے جو مسیح کے کفارہ ہونے پر ایمان لائیں۔ ان کے علاوہ دنیا کے دو کروڑہا انسان جو اس پر ایمان نہیں لاسکے خواہ کتنے ہی نیک (؟) کیوں نہ ہوں ابدی دوزخ میں ڈالے جائیں گے یہاں تک کہ وہ معصوم بچے بھی جو مسیحی گھر میں پیدا ہوئے لیکن بپتسمہ لئے بغیر مر گئے وہ بھی دوزخ کی سطح پر رینگتے رہیں گے۔ فرمایئے ان لوگوں کے لئے خدا کا محبت ہونا کس کام آیا اور کفارہ مسیح سے محبت کا تقاضا پورا کرنے کی خدا نے جو کوشش کی تھی وہ کہاں تک کامیاب رہی؟

پھر اس طریق عمل سے کم از کم مسیحی دنیا گناہوں سے یا گناہوں کی سزا سے بچ جاتی تو بھی ایک بات تھی، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ گناہ دنیا میں بدستور بلکہ پہلے سے زیادہ ہیں اور سب سے بڑا ظلم خدا نے (معاذ اللہ) دنیا پر یہ کیا کہ کفارہ کے ذریعہ سے دنیا کو گناہوں پر اور دلیر کر دیا، یہ عقیدہ کہ یسوع مسیح دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے، مسیحی دنیا کو گناہوں کی طرف رغبت دلانے کا موجب ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مسیحی دنیا خوفناک جرائم اور بدترین گناہوں میں مبتلا چلی آ رہی ہے، چوری، زنا، ڈاکہ زنی اور قتل و غارت ان ممالک کا طرۂ امتیاز ہے جو مسیحی کہلاتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا خدا کی محبت کا یہی تقاضا تھا کہ دنیا میں گناہوں کی فراوانی ہو، اور وہ لوگ جو مسیح کے کفارہ پر ایمان لے آئیں، ان کو اس بات کی کھلی چھٹی ہو کہ جو جی چاہے کریں؟ کیا یہ محبت ہے یا ظلم؟ اور اس کو بھی گوارا کر لیا جاتا اگر کفارہ پر ایمان لانے والے لوگ گناہوں کی سزا سے بچ جاتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خود مسیحی دنیا میں ادنےٰ سے ادنےٰ جرم کو بھی قابل سزا سمجھا جاتا ہے اور مجرموں کو جیل اور پھانسی کی سزائیں دی جاتی ہیں، اور وہ گناہ جنہیں قابل تعزیر قرار نہیں دیا گیا مثلاً زنا وغیرہ ان کی سزا قدرت انہیں آتشک وغیرہ خطرناک بیماریوں کی صورت میں دے دیتی ہے، پس خدا کی محبت اور کفارہ کا کیا فائدہ ہوا؟ کیا یہ الٹا ظلم بن کر دنیا کو نہیں چمٹ گئی؟

ہم مسیحی حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ دعوےٰ کہ خدا محبت ہے، مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کہاں تک صحیح قرار دیا جا سکتا ہے، خدا تو بے شک محبت ہے، لیکن کفارۂ مسیح اور اس کے نتائج اسکو محبت کی بجائے ظالم ثابت کرتے ہیں، جو خدا بدلہ لئے بغیر کسی کو کسی حالت میں نہ چھوڑے، جو ایک معصوم اور بے گناہ کو پھانسی دلا کر دوزخ میں جھونک دے اور لوگوں کو یہ یقین دلا کر کہ اس کا مصلوب ہونا ان کے لئے باعث نجات ہے انہیں گناہوں پر آمادہ اور دلیر کر دے اور پھر باوجود اس ایمان کے بھی ان کو گناہوں کی سزا سے بچا نہ سکے اس خدا کو محبت کہنا کہاں تک صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انسان کو گناہ کی زندگی سے بچانے اور نیک عمل اور نیک کردار بنانے کی کوشش کی جائے، اور ادنےٰ ادنےٰ خطاؤں سے درگذر کر کے نیکی اور خدا پرستی کی ترغیب دی جائے، قرآن کا خدا ایسی ہی محبت کا خدا ہے، وہ رحمان ہے، رحیم، غفور ہے ودود ہے توبہ قبول کرتا ہے اور نیکی کے رستہ پر چلنے کی ترغیب دلاتا ہے، اور اپنے نفسوں پر اسراف کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا یہ ہے قرآن کا خدا جو حقیقی معنوں میں محبت ہے، کاش مسیحی حضرات اس پر غور کر کے اس صراط مستقیم کو اختیار کریں جو قرآن نے بتایا ہے۔

مبلغ کی روانگی

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت قابل اور مخلص رکن جناب قاضی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ضلع ہزارہ مغربی افریقہ کے ملک نائیجیریا کے کیتونامی علاقہ میں بغرض تبلیغ تشریف لے گئے ہیں۔

آپ ۷ار اگست ۱۹۶۲ء کو لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لے گئے جہاں سے ۲۴ر اگست کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوں گے، اور رستہ میں ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ جدہ اور قاہرہ میں قیام کرنے کے بعد منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

قاضی صاحب ممدوح ضلع ہزارہ کے اعلیٰ پایہ کے وکلاء میں سے ہیں اور تمام ضلع میں آپ کی بہت بڑی عزت و شہرت ہے، آپ محض جذبہ تبلیغ سے سرشار ہونے کی وجہ سے اپنی چلتی ہوئی پریکٹس کو چھوڑ کر اور اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر کے افریقہ کے تاریک علاقوں کو نور اسلام سے منور کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت منزل مقصود تک پہنچائے اور اپنے پاک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

ایبٹ آباد سے روانگی کے وقت ضلع ہزارہ کے لوگوں نے جس عزت و احترام سے آپکو رخصت کیا اس کی روئداد آئندہ اشاعت میں دی جائے گی۔

آپ تیسرے مبلغ ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف افریقہ میں اسلام کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ان سے قبل میاں بشیر احمد صاحب منہاس نائجیریا کے علاقہ لیگوس میں اور چوہدری محمد سعید کھٹڑ افریقہ کے ملک گھانا میں مصروف تبلیغ ہیں۔

ضروری اعلان

گذشتہ مجلس معتمدین میں قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردست مبلغین کلاس میں پانچ گریجوایٹ لئے جاویں۔ لہٰذا جو نوجوان گریجوایٹ دوست خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور دیگر حالات بھی تفصیل سے درج ہوں۔ انٹرویو کے بعد جو امیدوار منتخب ہوں گے ان کو -/200 روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

پتہ:- سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور آپکی صفات

فصاحت، سخاوت اور شجاعت کی عدیم المثال خوبیاں

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (آل عمران)

آنحضرت کے کمالات اور اہل عرب کی تاریخ

اس آیت کریمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ذکر ہے۔ اور اس میں اہل عرب کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے یہ تاریخ اس لئے بیان کی گئی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو کام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا گیا تھا وہ کس قدر مشکل تھا۔ اہل عرب کی حالت کا ذکر جن کی اصلاح کا کام حضور کے سپرد تھا ان الفاظ میں کیا گیا ہے وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین۔ وہ قوم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بدترین درجے کی گمراہی میں غرق تھی۔ وہ پتھروں کو اپنا خدا مانتی تھی۔ اور ان کی پرستش کیا کرتی تھی۔ پتھروں کی پرستش کے بارے میں ہمیں یقین نہ آسکتا اور نہ ہم سمجھ سکتے۔ اگر ہمارے سامنے اپنی ہمسایہ قوم کی مثال نہ ہوتی۔ ان کا بڑے سے بڑا انسان اس روشنی کے زمانہ میں پتھروں سے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ عربوں کی گمراہی نہ صرف پتھر پوجنے تک محدود تھی بلکہ ان سے ہاں شراب تھی۔ جوا تھا۔ شجر حجر اور دیگر مظاہر قدرت کو معبود سمجھ کر انہیں پوجا جاتا تھا۔ قتل و سفاکی تھا اور بدامنی کا راج تھا، ان لوگوں کی اصلاح کرنا اور ان کو ہدایت دینا نہایت دشوار کام تھا، ان کو وعظ کرنا قوم کے مزاج کے خلاف تھا۔ اس لئے قوم برافروختہ ہو گئی۔

آنحضور صلعم اور آپکے ساتھیوں کے مصائب

آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو آپ کی قوم ایک آنکھ نہ دیکھ سکتی تھی یہانتک کہ آپکے قتل کے منصوبے باندھے گئے۔ ..... صحابہ کرام رض کے لئے یہ حالات پریشان کن تھے، ایک دن ایک صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضور کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس نے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ یہ صورت کب تک رہے گی، نہ امن ہے نہ کھانے پینے کی چیز میسر ہے۔ دشمن کا اعلان ہے لا تنفقوا علٰی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا۔ دشمن نے اعلان کر دیا کہ لوگو خبردار۔ انہیں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی جائے۔ انہیں بھوکوں مرنے دو تاکہ وہ لیڈر کو چھوڑ جائیں۔ غرض ساری قوم شدت کے ساتھ در پئے آزار تھی۔

مومنوں پر خدا تعالےٰ کا احسان

اب اس کام کا بیان ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا۔ فرمایا لقد من اللہ علی المؤمنین۔ اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ وہ احسان کیا ہے اذ بعث فیھم رسولاً احسان یہ ہے کہ ہم نے اُن میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا ہے، لفظ رسولاً پر جو تنوین آئی ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے یعنے ہم نے بڑا عظیم الشان رسول ان میں مبعوث کیا۔

آنحضور کی حیاتِ طیبہ

اس رسول کو قوم جانتی ہے، اس کی چالیس سالہ پاک زندگی قوم کے سامنے ہے۔ لوگ اس کے عادات و اطوار سے کما حقہٗ واقف ہیں۔ ان کی دیانتداری اور بیں دین سے اچھی طرح باخبر ہیں ان کے حسب نسب کو جانتے ہیں۔ ان کے اخلاق مشہور ہیں علاوہ ازیں ان کی قوم الامین کے خطاب سے یاد کرتی ہے۔

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت

وہ رسول یتلوا علیھم ایٰتہ قرآن کریم سناتا ہے۔ اس کلام کی فصاحت و بلاغت بے نظیر ہے اس میں معارف ہیں۔ اہلِ عرب اس کلام معجزنما کا مقابلہ نہ کر سکے حالانکہ ان کے شاعر قادر الکلام تھے۔

اہل عرب اور خاندانِ رسولؐ میں شاعری

شعر کہنا قوم کی فطرت میں داخل تھا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد برجستہ اور فی البدیہہ شعر کہتے تھے۔ مرد بھی اور عورتیں بھی۔ خیبر کی جنگ میں یہودیوں کے قوی و تنومند مرحب نے جب مسلمانوں کو للکارا تو حضرت علی رض فوراً اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور یہ شعر ان کی زبان پر جاری ہوا ؎

انا الذی سمتنی امی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ

یعنی میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا۔ میں جنگل کے اس شیر کی مانند ہوں جس کے دیکھنے سے دہشت ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرت فاطمہ رض نے حضور کی قبر پر یہ شعر کہا ؎

ماذا علی من شم تربۃ احمدا
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

یعنی جس شخص نے احمد کی قبر کی مٹی سونگھ لی۔ اسکو زمانہ بھر کی خوشبو سونگھنے کی حاجت نہ رہی۔

ابو طالب نے ایک خطبہ پڑھا اور یہ شعر کہا ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یہ وہ سفید رنگ کا آدمی ہے جس کے چہرہ کے واسطہ سے بارش کی دعا کی جاتی ہے تو بارش ہو جاتی ہے۔

عبد المطلب نے ذیل کے شعر کہے جب کعبۃ اللہ کے انہدام کے لئے عیسائی ابرہہ نے حملہ کیا تھا ؎

لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع رحالک
لا یغلبن صلیبھم ومحالھم ابداً محالک
فانصر علیٰ آل الصلیب وعابدیہ الیوم آلک

جب انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو کیا غم ہے اللہ تعالےٰ اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ ان کی صلیب اور ان کی مادی طاقت آپ کی طاقت پر غالب نہیں آسکتی۔ پس اپنی آل کو آل صلیب پر اور اس کے پجاریوں پر غالب کر۔

ایک دفعہ اہل مکہ نے ابو طالب کے پاس آکر یہ تجویز پیش کی کہ عمارہ نہایت خوبصورت نوجوان ہے اسکو محمدؐ کے بدلے لے لو اور محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسکو قتل کر ڈالیں تو اُن کی زبان پر بیساختہ

یہ شعر جاری ہوا ؎

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتّٰی اوسد فی التراب دفینا

خدا کی قسم دشمن مع اپنی جمعیت کے آپ تک نہ پہنچنے پائیں گے۔ جب تک میں مر نہ جاؤں اور سپرد خاک کیا جاؤں۔

اسلام کی مخالف قوم میں بھی بڑے بڑے شاعر موجود تھے۔ طفیل دوسی بڑا مشہور شاعر تھا اس کے ہم پلہ اور بھی بہت سے باکمال اور فصیح شاعر موجود تھے، جن کی شاعری کا چرچا عام تھا۔ ان سب کو ماننا پڑا کہ قرآن کریم کسی انسان کا کلام نہیں ہے اور کوئی انسان کا بچہ ایسا کلام تخلیق نہیں کر سکتا۔

فصاحت۔ سخاوت اور شجاعت کی قدر

فصاحت کی قدر ملک بھر میں تھی۔ فصاحت کے علاوہ وہ شخص اہل عرب کے نزدیک قابل تعظیم نہ قرار دیا جاتا تھا جس میں سخاوت و شجاعت نہ ہو۔

آنحضورؐ کی ذات میں فصاحت سخاوت اور شجاعت کی عدیم المثال خوبیاں

لیکن خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کو عدیم المثال فصاحت و بلاغت عطا کر رکھی تھی، اسی طرح سے ان کی شجاعت اور ان کی سخاوت لاجواب تھی جس سے قوم متاثر تھی۔ لکھا ہے کان رسول اللہ افصح الناس، اجود الناس اشجع الناس ...... یعنی لوگوں میں سب سے بڑھکر فصیح سب سے بڑھکر سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ غرض عرب قوم کے نزدیک انسان کی قدر و منزلت اور عزت و مرتبہ کی کونسی صفت تھی جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں نہایت ممتاز رنگ میں نہ پائی جاتی تھی۔ کان احسن الناس خلقًا و خُلقًا۔ آپؐ بڑے جمیل و حسین انسان تھے۔ اور آپ کا اندرونہ تو اس سے بھی زیادہ حسین تھا۔ قوم حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کاملہ اور افعال حسنہ کے گیت گاتی تھی۔ آپؐ کا خاندان بھی ان محاسن کا حامل تھا۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب بڑے سخی انسان تھے۔ حج کے موقعہ پر زائرین کو شہد دودھ اور کھانا دیتے تھے اور اس موقع پر سینکڑوں اونٹ ذبح کر دیتے تھے۔ اس لئے مکہ میں ان کی اور ان کے خاندان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ یہ عزت ان کی سخاوت، فصاحت و بلاغت اور شجاعت کی وجہ سے تھی۔

میدانِ جنگ میں حضورؐ کی شجاعت اور سخاوت اور دیانتداری کا سبق

حضورؐ نے میدان کارزار میں غیر معمولی شجاعت کا مظاہرہ کر دکھایا اور حنین کی جنگ میں شجاعت بھی جواب دکھائی اور سخاوت بھی عدیم المثال۔ حنین کی جنگ ہو رہی ہے مسلمانوں کا ۱۲ ہزار کا لشکر بھاگ اُٹھا، اس وقت مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ہمارا لشکر بہت بڑا ہے اور ہم دشمن پر ضرور فتح پائیں گے، چنانچہ فرمایا ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم حنین کے دن تمہاری کثرت نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا، خدا تعالےٰ کو یہ پسند نہ آیا، جس قوم کو خدا پر ایمان اور اسی پر بھروسہ سکھایا گیا تھا، اس کا یہ عجب اور غرور پسندیدہ نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے لگاتار تیروں سے سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈٹ کر کھڑے رہے حالانکہ ایسے حالات میں جب چاروں طرف سے دشمن نے گھیر رکھا ہو اور اپنا تمام لشکر بھاگ جائے تو اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ انسان مایوس و باختہ ہو کر جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کرتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا نہیں گھبراتے دل میں خوف طاری نہیں ہوتا۔ دشمن کی بھاری اور مسلح افواج کو دیکھ کر ذرا ہراساں نہیں ہوتے۔ صرف خدا کی ذات پر ایمان رکھتے تھے۔ آپؐ کو یقین تھا کہ خدا تعالےٰ کی غالب ذات میرے ساتھ ہے۔ اس وقت آپؐ نے بلند آواز سے کہا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب میں نبی ہوں۔ نبی جھوٹا نہیں ہوتا جو بھاگ نکلے اور شجاعت تو میرے خون میں بھی ہے تم جانتے ہو میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ آپؐ نے ایمان و توکل و استقلال اور عزم کا بے نظیر نمونہ دکھلایا۔ بڑا ایمان ہے، استقلال ہے۔ توکل ہے عزم ہے۔ آپؐ کی آواز کو سُن کر بھاگا ہوا لشکر واپس آ گیا اور آخرکار مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، اور چالیس ہزار بھیڑ، بکری۔ چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھا جو مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آئے آپؐ نے سارے مال غنیمت کو لوگوں میں تقسیم کر دیا ایک ہی وقت میں آپؐ نے شجاعت کا مظاہرہ بھی فرمایا اور سخاوت کا نمونہ بھی پیش فرمایا۔ مال غنیمت کی فراہمی کے موقعہ پر آپؐ نے اونٹ کی گردن سے ایک بال لے کر فرمایا کہ جس نے اتنی بھی چیز اُٹھائی ہو، وہ غلول ہے بد دیانتی ہے، جس نے کوئی چیز اُٹھائی ہو وہ رکھ دے۔ اس وقت جب سخت ترین جنگ کے بعد مال حاصل کرنے کا وقت آیا تو ان سپاہیوں کو جنہوں نے اپنی جانیں لڑا دیں کوئی چیز اپنے آپ لینے سے منع کر دیا اور اس طرح دیانت امانت کا قیمتی درس دیا۔ آپؐ نے خدا تعالےٰ کی راہ میں زندگی قربان کر دینے کا سبق دیا اور سخاوت اور دیانتداری سکھلائی بلکہ اُن کے ضمیر کو بھی روشن کیا۔ فرمایا اگر کسی نے اونٹ کی مقال بھی اُٹھائی ہو تو یہ بد دیانتی ہے۔ یہ میدان جنگ تھا یا اخلاقیات کا کالج تھا کیا کبھی کسی نے سُنا کہ اس قسم کا انسان پیدا ہوا ہو؟ حضورؐ نے اسی سخاوت کا سبق اس وقت دیا جب عراق کا مال آیا۔ حضورؐ کی خدمت میں جب رپورٹ ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا مسجد میں ڈال دو، آپؐ نے مال کو دیکھا تک نہیں۔ کوئی معمولی حکمران ہوتا تو مال کو دیکھتا، پرکھتا۔ دل پسند چیزوں کا چناؤ کرتا۔ خود رکھتا اور اپنے عزیز و اقارب کو عطا کرتا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مال کثیر آنے کی خبر ملتی ہے تو اس مال کو دیکھنے کے لئے باہر نہیں آتے۔ مال کے لئے دل میں کوئی خواہش نہیں رکھتے۔ ظہر کے وقت تشریف لاتے ہیں تو بھی مال کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ نماز سے فارغ ہو کر فرماتے ہیں، مال لاؤ۔ اس مال کو وہیں تقسیم کر کے خوشحالی خالی ہاتھ اندر چلے جاتے ہیں، بادشاہت میں فقیری اختیار کر رکھنا مشکل ترین خلق ہے اسی لئے فرماتے ہیں الفقر فخری۔

حضورؐ دنیا کے بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں، دنیا کے بادشاہوں کے محل، سواری اور آرائش و زیبائش کے لئے کیا کچھ خرچ نہیں کیا جاتا۔

حضور صلعم کی بے نفسی اور خلق خدا کی خدمت کا جذبہ

نفس پرستی سے ملک و ملت کی خدمت نہیں ہو سکتی اپنے نفس سے بڑھکر خدا کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ رکھنا وہ تعلیم ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے جنگ کے موقعہ پر اپنے محبوب ترین اقربا کو جان قربان کرنے کا حکم دیتے ہیں یہ غیر معمولی سیرت ہے ورنہ لوگ اپنوں کی جان بچانے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

اقربا پروری کی ایک مثال

کل کسی نے میرے سامنے ممتاز نواسے کا ذکر کیا تھا۔ ان کے بزرگ بھائی میاں زرخان تھے، وہ شان و شوکت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میں شملے میں اُن کے مکان پر گیا ہوں۔ ممتاز فوج میں لیفٹیننٹ تھا۔ پہلی بڑی جنگ میں ان کو فوج کے ساتھ پیرس کے محاذ پر جانا پڑا۔ دوران جنگ میں وہ لنگ میں لئے گئے۔ وہ قد و قامت اور مضبوطی و شان میں غیر معمولی فوجی افسر تھے۔ وہ لنگ میں ایک دنیا اُن کے دیکھنے کے لئے آئی اور خوش ہوئی۔ اونچا قد تھا۔ رنگ خوبصورت چہرہ بھرا ہوا تھا۔ لوہے کی طرح مضبوط تھا۔ اس نے کہا آپ میرے بھائی میاں زرخان کو تو جانتے ہی ہیں۔ انہوں نے میری پلٹن کا سارا خرچ اس شرط پر اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ مجھے لڑنے کے لئے آگے نہ بھیجا جائے۔ بلکہ دفتر میں ہی کام کرتا رہوں۔

حضورؐ نے پہلے اپنے رشتہ داروں کو میدان جنگ میں پیش کیا۔

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں فرماتے ہیں قم یا حمزۃ۔ قم یا علی۔ قم یا عبیدہ۔ اپنے تین قریبیوں کو پہلی جنگ عظیم میں پیش کر دینا کوئی معمولی سی قربانی کا نمونہ نہیں اس سے

قوم میں شجاعت پیدا ہوتی ہے۔

جنگ حنین میں خود کھڑے رہے تو احد میں بھی دشمن کا آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ قوم نبی سے عمل اور نمونہ سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نمونہ مشکل ترین نمونہ ہے۔ حکمران کے اقارب اس موت مرنے کے لئے نہیں ہوتے۔ بلکہ عیش و تعیش کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ انوکھا اور نرالا بادشاہ ہے، جو اپنوں کو پہلے مرنے کے لئے آگے کرتا ہے، فرمایا لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ۔ میں خدا کے رستے میں جان قربان کر دینے کا ولولہ رکھتا ہوں،

افراد ملت کا تحفظ اور تربیت

اور جب آپ بادشاہ ہوئے تو اعلان فرمایا من مات وترک مالاً فلورثتہ۔ جو کوئی مر جائے اور مال چھوڑ جائے وہ سب اس کے ورثاء کا ہے۔ ومن مات وترک دیناً او ضیاعاً فالیّ وعلیّ اور جو کوئی مر جائے اور قرضہ یا یتیم بچے چھوڑ جائے وہ قرضہ میں دوں گا، اور اس کے بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہوگی۔ حضور اپنی اور اپنے اقرباء کی تو قربانی پیش کرتے ہیں اور قوم کے افراد کا تحفظ اور تربیت اپنے ذمے لیتے ہیں۔ لیکن اپنے اقرباء کو جاگیریں دینے کا خیال تک نہیں کرتے۔ کیا یہ اعلان ایک عام نفس پرست اور خود غرض بادشاہ کر سکتا ہے؟۔

مساوات کا عظیم الشان نمونہ

فتح مکہ کے دن اقرباء اور نواسوں کو کوئی خصوصی حیثیت نہیں دی، بلکہ اس کے بجائے اپنی اونٹنی پر غلام زادہ اسامہؓ کو عزت کی جگہ عنایت فرمائی اور اس طرح مساوات کا عظیم الشان نمونہ پیش کیا۔

ایک حبشی غلام کی عزت افزائی

اسی طرح کی عزت افزائی حضرت بلالؓ کی کی گئی۔ ان کو کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کے لئے حکم دیا گیا۔ اہل مکہ اس مشاہدہ سے حیران تھے قبیلوں کے غیور سردار نیچے کھڑے تھے اور ان کے اوپر ایک کالا کلوٹا کعبہ کی چھت پر لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔ یہ انقلاب ان کو حیرت میں ڈالنے والا تھا۔

فتح و نصرت کے وقت تحمید و تہلیل

خود حضور کو لوگوں نے دیکھا کہ خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر اونٹنی پر سر جھکایا ہوا ہے اور اس کی حمد و ثنا ادا کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں جو کچھ کیا خدا نے کیا ہے ساری قوم تحمید و تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند کر رہی ہے ایک شخص نے کہا دیے

عباسؓ تیرے بھتیجے کا ملک وسیع ہو گیا ہے۔ لیکن حضرت عباس رضی نے جواب دیا کہ یہ ملک نہیں ہے بلکہ یہ نبوت کی شان ہے۔ خدا تعالےٰ کا پیغام پھیلانا مقصود ہے۔ ملک گیری کا سوال نہیں۔

فلسفۂ دین کی تعلیم

فرمایا یعلمھم الکتاب۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے علم کی بھی تعلیم دی، اور دنیا کا فلسفہ بھی سکھایا۔ دین سمجھ بوجھ کی بات ہے اور اس کے مطابق عمل کا نام ہے

دین اسلام رسوم و علامات سے پاک ہے

اس دین میں دوسرے مذاہب کی طرح کوئی رسوم وغیرہ نہیں ہیں، تورات کے اندر ایک باب ہے جس میں رسوم و علامات کا ذکر ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص ان رسوم و علامات کا پابند ہو وہی خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ فلاں فلاں رسم اور عبادت ہارونؑ کی اولاد کرائے، ......

...... اسلام میں اس قسم کا کوئی حکم نہیں، ہر شخص جو قرآن جانتا ہے، امام بن سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پنڈت پروہت وغیرہ وغیرہ کے منصبوں کو منسوخ کر دیا۔ ہر شخص دینی امور کو ادا کر سکتا ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص متقی ہو اور نیک عمل ہو، وہ خدا کا پیارا ہے۔ یہ دین رسومات اور علامات سے بالکل پاک ہے۔ لیکن ہم نے اس دین کو رسومات کا دین بنایا ہے۔ حقیقت پرستی کی جگہ چھوٹی چھوٹی ظاہری پابندیوں کا نام دین سمجھ لیا گیا ہے اور ظاہر پرستی پر زور دے کر قوم کو منتشر کر دیا گیا ہے۔

نیکی اور طہارت سے دل منوّر ہوتا ہے

خدا تعالےٰ انسان کے دل کے خلوص اور اچھی نیت کی قدر کرتا ہے نہ کہ رسومات و علامات کی پابندی کو۔ خدا اور اس کا رسولؐ نیکی کرنے کی تلقین کرتے ہیں ایسا کرنے سے دل منور ہوتا ہے اور دل کے منور ہونے کا اثر اعضا پر پڑتا ہے۔ اور اس سے دلوں کو منور کرو۔ فرمایا معصیت سے دل کالا ہو جاتا ہے اور ان المعصیت تغیر النعم گناہ کی زندگی صحت، دولت اور عزت کو برباد کر دیتی ہے۔

رحیمانہ اور کریمانہ زندگی بسر کرنیکی تلقین

رحیمانہ کریمانہ زندگی بسر کرو، درندگی اور دل آزاری کی زندگی سے اجتناب کرو۔ ابو مسعودؓ نے ایک دفعہ اپنے خادم کو مارنے کے لئے دُرّہ اٹھایا، آپ نے دیکھ لیا تو پکار اٹھے یا ابا مسعود

ان اللہ اقدر علیک منک علی خادمک یعنے جتنی قدرت تم اپنے غلام پر رکھتے ہو اس سے زیادہ خدا تعالےٰ نے تمہارے اوپر قدرت رکھا ہے۔ یہ سن کر ابو مسعود رضؓ کے ہاتھ سے دُرّہ گر گیا اور غلام کو مارنے کے بجائے آزاد کر دیا۔

حضورؐ کے دل میں غرباء اور غیروں کیلئے درد

حضورؐ غرباء و مساکین کے لئے درد دل رکھتے تھے کان امۃ من اماء المدینۃ لتاخذ بیدہ وتنطلق بہ الیٰ حیث شاءت ایک غریب عورت آتی ہے لتاخذ بیدہٖ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اور کہتی ہے کہ حضورؐ میرا کام کر دیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کو کوئی عار نہیں ہوتی، وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا کام کر دیا۔ بادشاہ ہو کر غریبوں کے کام آنا آپؐ ہی کا کام ہے۔ عام طور پر بادشاہ اور دولتمند لوگوں کے ہاں سے انسانیت بھاگ جاتی ہے۔ بڑا مشکل ہے، ایک ہائی کورٹ میں ایک بڑا عہدیدار تھا اس نے دروازے میں سے دیکھا کہ میرا باپ آ رہا ہے، اس نے چپڑاسی سے کہا ان کو باہر ہی بٹھا دینا یہ ہمارے محلہ کا آدمی ہے۔ یہ حالت ہے جب پوزیشن ہو تو اپنے غریب بزرگوں کو نزدیک نہیں آنے دیتے۔ لیکن حضورؐ حلیمہ سعدیہؓ کے لئے عین میدان جنگ میں اٹھے اور اپنی چادر بچھا کر اس پر ان کو بٹھایا اور کہا یہ میری اماں حلیمہ ہیں۔

غیروں کے لئے بھی دل رحم سے بھرا ہوا تھا خیبر کی لڑائی میں فتح ہوئی تو صفیہ کو جو حکمران کی بیٹی تھی اور ایک اور عورت کو بلال رضؓ بطور اسیران جنگ اس رستہ سے لے جا رہے تھے جہاں یہودی مقتول پڑے ہوئے تھے۔ اس عورت نے یہ نظارہ دیکھ کر سر پیٹ لیا اور خاک اٹھا کر سر میں ڈال لی اور چلائی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا یا بلال انزعت الرحمۃ من قلبک اے بلال تیرے دل میں رحمت کا خیال نہیں رہا؟ یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ جہاں دشمن کے مقتول پڑے ہوں ان کے پاس سے اس کی ہم قوم عورت کو لے جاؤ۔ یورپ کے حکمران دشمن کی عورتوں اور ان کے مقتولوں کے لئے یہ دل نہیں رکھتے۔ فتح کا وقت ہے آخر یہ فتح سپاہیوں اور غازیوں کی جد و جہد کا نتیجہ ہے لیکن حضور نبی کریمؐ ان کو سرزنش کر رہے ہیں کہ تمہارے دل میں رحمت کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

مغلوب قوم کی تالیف قلوب

سعد بن عبادہؓ بہت بڑا آدمی ہے۔ قوم کا سردار ہے۔ جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ابو سفیانؓ کو فتح مکہ کے دن کہتے ہیں۔ الیوم یوم الملحمۃ

(باقی برص۱۱ کالم ۳)

اقبال احمد صاحب

مغرب کا مذہب کی طرف رجحان اور اسلام کا پیغام

ذیل کا مقالہ اقبال احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم نے جو آٹھ سال کی طویل مدت کے بعد انگلستان سے واپس تشریف لائے۔ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے ایک خاص اجلاس منعقدہ ۵ راگست میں پڑھا گیا۔

معزز حضرات!

آٹھ نو سال کے بعد مجھے آج یہ موقعہ ملا ہے کہ میں جماعت کے احباب سے اس مسجد میں مخاطب ہو رہا ہوں۔ اتنے عرصہ کے بعد جب میں یہاں پہنچا تو پہلا احساس یہ ہوا کہ چند بزرگ ہستیاں جنہیں میں چھوڑ کر گیا تھا ان کی صورتیں مجھے یہاں نظر نہیں آئیں۔ اس سے دل کو بہت رنج ہوا۔ لیکن آج جماعت کے نوجوانوں نے جس خوش اسلوبی سے اس اجلاس کا اہتمام کیا ہے اسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوجوانانِ جماعت، جماعتی کاموں میں اچھی دلچسپی لیتے ہیں اور اس کے لئے جستجو اور کوششیں کرتے ہیں۔

جس موضوع پر مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا گیا ہے اس پر غور کرتے ہوئے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مغربی اقوام کا مذہب کی طرف رجحان ہے بھی یا نہیں۔ دو ہفتے کی بات ہے کہ مجھے لاہور میں حلقۂ اربابِ ذوق کے ایک اجلاس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ مغرب مادہ پرست ہے اور مذہب کو چھوڑ چکا ہے۔ یہ نظریہ عام طور پر مشرق میں پایا جاتا ہے اور مغرب کے بھی کئی حلقوں میں اس نظریہ کو ہوا دی جاتی ہے۔ میں اس نظریے سے اتفاق نہیں کرتا اور اسے غلط سمجھتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ مادی سہولتیں مغرب میں زیادہ سے زیادہ پیدا ہو رہی ہیں اور مغرب میں اکثر گھروں میں آپ کو گفتگو زیادہ تر انہی باتوں کے متعلق سنائی دے گی کہ گھر کی آسائش کے لئے کونسی نئی چیز دکانوں میں آئی ہے۔ لیکن اس سے یہ اندازہ لگانا کہ مغرب مذہب سے دور ہوتا جا رہا ہے درست نہیں اس کے ثبوت میں میں چند دلائل پیش کرتا ہوں۔

میں صحیح طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ غلط خیال کس طرح رائج ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ مذہب انسانی سوسائٹی پر دو طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک تو مذہب عام انسانوں کو ایک منظم زندگی کا ڈھانچہ مہیا کرتا ہے، جو ان کی زندگی کی تگ و تاز میں نہ صرف آسانی اور ہمواری پیدا کرتا ہے بلکہ انہیں ایک مقصد بھی دیتا ہے۔ آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ ہماری نماز کے روحانی فوائد تو بہت ہیں۔ ان سے جس قدر کوئی فائدہ اٹھانا چاہے اٹھا سکتا ہے۔ لیکن ایک ظاہری فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری نمازوں کو .... اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ نماز کا ایک حصہ تو فرداً فرداً لوگ پڑھتے ہیں۔ اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ لوگ جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جمعہ کے دن اور زیادہ لوگ جماعت کی صورت میں نماز پڑھتے ہیں اور عیدین کی نماز پر لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں اور عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر مکہ میں مختلف اقوام کے مسلمان مل کر حج کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ صرف نماز کی اس ظاہری صورت میں اسلام نے افراد کو جماعت، ملک اور قوموں کے ایک سلسلہ میں جوڑ دیا ہے۔ اسی طرح آپ مذاہب کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ بات نظر آئے گی کہ وہ اس پر زور دیتے ہیں کہ ہمسائیوں، عزیزوں، اور دوستوں کا خیال رکھو۔ ان سے ہمدردی کرو۔ جو غریب ہیں ان کی امداد کرو۔ صفائی اور صحت اور تجارت کے اصولوں کو بتانا۔ یہ بھی مذہب کا کام تھا لیکن اب اس قسم کے جتنے کام ہیں وہ حکومت کے سپرد ہوتے جا رہے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہاں پولس تھی؟ اب حفظ امن، صحت اور تعلیم، اور دیگر اسی طرح کے کام حکومت کی ذمہ داریوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے مذہب کا یہ پہلو مغرب میں تقریباً مفقود ہو چکا ہے اور اب مشرق میں بھی آہستہ آہستہ یہی کچھ ہوگا۔

اس رنگ میں مذہب کی جو اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے اس سے لوگ یہ غلط اندازہ لگا لیتے ہیں کہ مغرب مادہ پرست ہو چکا ہے۔ اور مذہب کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

تاریخ انسانی میں مذہب کا دوسرا اور سب سے اہم کام یہ رہا ہے کہ وہ انسان کو اس کی روحانی صلاحیتوں کا علم دیتا ہے۔ اس کو انگریزی اصطلاح میں Higher Religion کہتے ہیں۔ اور مغربی مفکرین کا یہ اندازہ ہے کہ جوں جوں تعلیم عام ہوتی جائے گی لوگوں کی فکری استعدادیں بڑھتی جائیں گی تو Common Religion کا کام مفقود ہو جائے گا اور Higher Religion کی ضرورت اور اہمیت بڑھتی جائے گی۔

انسان کی ذہنی استعدادوں کا ذکر آیا تو مجھے ایک بات یاد آ گئی۔ اسلامی تاریخ میں ہم جن شخصیتوں پر ناز کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک ابن خلدون بھی ہیں۔ یہ تاریخ کے بڑے ماہر تھے۔ بلکہ آج تک مغربی تاریخ دان ان کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں۔ جیسے آج کل ہم ذکر کرتے ہیں کہ مغربی اقوام ہم سے زیادہ ذہین ہیں اور مشرقی اقوام جاہل ہیں۔ اسی طرح ان کے زمانہ میں بھی انسانی ذہانت اور جہالت کے سوال پر بحث ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ ذہانت کوئی ایسی استعداد نہیں جو خاص لوگوں کو ملتی ہے اور باقی اس سے محروم رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے شہری اور دیہاتی لوگوں کی مثال دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ انسانی تجربہ ہے کہ شہر کے لوگ گاؤں کے لوگوں کی نسبت زیادہ ذہین اور چست ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ شہر کے لوگوں کو خدا نے کوئی ایسی استعداد عطا کی ہے، جو گاؤں کے لوگوں کو نہیں دی گئی۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ شہر کے لوگ ایسے مقام پر رہتے ہیں جہاں آس پاس اور دور و نزدیک سب جگہوں سے خبریں اور علم کی باتیں ان تک پہنچتی رہتی ہیں۔ اس سے ان کی فکری استعداد بڑھتی ہے مغربی اقوام ہم سے ذہین اسی لئے ہیں کہ وہ حالات سے باخبر رہتے ہیں اور علم کی جستجو میں بڑی محنت اور تگ و دو کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کے متعلق ہم ہی لٹریچر شائع کرتے ہیں لیکن اسلام اور مسلمانوں کے متعلق مغربی اقوام اس قدر علم اور خبر رکھتی ہیں کہ صرف انگلستان سے اوسطاً ہر ہفتہ ایک کتاب اسلام یا کسی اسلامی ملک کے متعلق چھپ جاتی ہے۔ صرف جولائی.....

سے مہینہ میں انگلستان سے سات کتابیں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق شائع ہوئی ہیں :-

۷ر جولائی کو اسلامی تاریخ کے درخشاں دور میں نقاشی کے متعلق ایک کتاب چھپی ہے۔

۱۴ر جولائی کو مسلمان عربوں کی تاریخ افریقہ میں کے موضوع پر ایک کتاب چھپی ہے۔

۲۱ر جولائی کو شاہ اردن کی اپنی سوانح عمری شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے اپنی حکومت کی مشکلات کو بیان کیا ہے۔

۲۷ر جولائی کو دو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ایک کتاب میں اسلام کی ابتداء اور اس کے نشر و اشاعت کے تاریخی حالات بیان کئے گئے ہیں، اور اس میں تصاویر اور نقشہ جات بھی ہیں۔

دوسری کتاب اس صدی میں خلیج فارس کی اہمیت پر لکھی گئی ہے۔

۲۸ر جولائی کو دو کتابیں مصر، شام اور عراق میں زراعتی تبدیلیوں اور اصلاحات کے موضوع پر شائع ہوئی ہیں۔

اس کے علاوہ امریکہ میں جو کتابیں اسلامی موضوعات پر چھپی ہیں ان کی فہرست مجھے نہیں مل سکی اور نہ ہی ان کتابوں کا علم ہو سکا ہے جو فرانسیسی، جرمن اور اطالوی زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔ اگر اسی نسبت کے مطابق انہیں بھی شمار کیا جائے تو اوسطاً ہر ہفتہ ایک سے زائد کتب اسلام اسلامی مسائل و ممالک کے بارے میں چھپتی ہیں۔

میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میں اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتا کہ مغرب مذہب کو الوداع کہہ بیٹھا ہے۔ اس سلسلہ میں چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ آپ کو مغرب میں بہت سی ایسی سوسائٹیاں - - - اور صدہا ایسے نفوس ملیں گے جو روحانی - - - - - - - - قوتوں کی جستجو اور تلاش میں مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور ووکنگ کی تاریخ میں ایسے لوگوں کا بھی ذکر موجود ہے جن کی روحانی قوتیں ان پر اسلام کی صداقت منکشف کرنے کا موجب ہوئیں میں یقین کرتا ہوں کہ یہاں ایسے بزرگ بیٹھے ہیں جنہیں اس بات کا علم ہے کہ مسٹر حبیب اللہ لوگروو (Habibullah Lovegrove) جب مسلمان ہوئے تو انہیں کسی نے تبلیغ نہیں کی تھی۔ انہوں نے ایک کشف دیکھا جس کی تفصیل مجھے یاد نہیں اور ووکنگ آ کر بغیر کسی کے کہنے کے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

۲۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ صرف اسلام کے متعلق مغرب کے لوگ کس قدر معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بدھ مت، ہندو دھرم اور دیگر مذاہب کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر مذہب کی لگن ان کے دلوں میں نہ ہو تو وہ ایسی جستجو اور محنت کیوں کریں گے؟

۳۔ انگلستان کی یونیورسٹیوں کا وہاں کے گرجوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یونیورسٹیوں کے بورڈز پر پادریوں کا کافی اثر ہوتا ہے۔ بلکہ انگلستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے قیام میں پادریوں نے بہت کام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں کافی حد تک درست ہوں گا اگر میں یہ کہوں کہ فرانس اور جرمنی میں بھی صورت حال تقریباً ایسی ہی ہے۔ اگر مغربی تعلیم مذہب سے دور لے جانے کی حامی ہے تو گرجوں کے ساتھ وہ اس قدر تعلق کیوں رکھیں یا گرجے والے ان میں دلچسپی کیوں لیں؟

۴۔ کئی مسلمانوں کو میں نے انگلستان میں یہ کہتے سنا کہ یہ عیسائی تو صرف عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بتوں کو پوجتے ہیں ان میں دعا کا تصور کہاں؟ میں یہ غلطی بھی آپ لوگوں کے ذہنوں سے دور کرنا چاہتا ہوں۔ جس دن میں انگلستان سے روانہ ہوا ہوں انگلستان کے ایک ایسے پادری نے جو BBC پر عیسائیت کی طرف سے تقریر کرتے ہیں مجھے الوداع کہتے ہوئے تحفۃً پھول دیئے، اور ساتھ ہی ایک کتاب بھی دی جس میں مختلف عیسائی اولیاء اللہ کی دعائیں درج تھیں۔ اگر اس کتاب میں دعائیں آپ کو پڑھ سناؤں تو وقت کافی لگ جائے گا۔ لیکن عیسائیوں میں ایک دعا بہت مقبول ہے وہ پہلے انگریزی میں سناتا ہوں اس لئے کہ بعد میں جب میں اس کا ترجمہ سناؤں گا تو بہت حد تک ترجمہ ہونے کی وجہ سے اس کی خوبصورتی جاتی رہے گی۔

Lord, make me an instrument of Thy Peace.
Where there is hatred, let me sow love.
Where there is injury, Pardon.
Where there is doubt, faith.
Where there is despair, hope.
Where there is darkness, light.
Where there is Sadness, Joy.
O. Divine Master, grant that I may not so much seek to be consoled; as to console; to be Loved, as to love; for it is in giving that we receive, it is in pardoning that we are pardoned, and it is in dying that we are born to Eternal Life.

ترجمہ :-

اے پروردگار، تو مجھے امن کا ایک ذریعہ بنا۔
جہاں نفرت ہو وہاں مجھے محبت کے بیج بونے کی توفیق دے۔
جہاں دکھ ہو اسے معافی میں بدل سکوں۔
جہاں شک ہو اسے ایمان میں تبدیل کر سکوں۔
جہاں مایوسی ہو وہاں امید کی کرن جلا سکوں۔
جہاں اندھیرا ہو وہاں اجالا پیدا کر سکوں
جہاں غم ہو وہاں خوشی دے سکوں
اے روحانی آقا! مجھے یہ توفیق دے کہ میں دوسروں سے یہ امید نہ رکھوں کہ وہ مجھے تسلی دیں بلکہ میں لوگوں کی تسلی کا موجب بنوں۔ میں دوسروں سے یہ امید نہ کروں کہ وہ مجھے سمجھیں بلکہ میں دوسروں کو سمجھوں۔ میں یہ توقع نہ کروں کہ لوگ مجھ سے محبت کریں بلکہ میں لوگوں سے محبت کروں اس لئے کہ دوسروں کو دینے سے ہی اصل میں انسان حاصل کرتا ہے دوسروں کو معاف کرنے سے ہماری نجات ہوتی ہے اور اس جسمانی موت سے ہی ہم حقیقی اور ابدی زندگی حاصل کرتے ہیں!

یہ دعا ایک عیسائی صوفی کی ہے جو آج سے سات سو برس پہلے گذرے ہیں ان کا نام ...... St. Francis of Assisi ہے۔

۵۔ میں نے اکثر انگلستان میں اس موضوع پر گفتگو سنی ہے کہ سکولوں میں بچوں کو اب بائبل کے ساتھ مذہب نہیں پڑھانا چاہیئے۔ بلکہ بچوں کو روح، اخلاق، کائنات، اس کا انسان کے ساتھ تعلق، ان مسائل پر بچوں سے بحث کرنا چاہیئے اور انہیں عام مذہبی حد بندیوں سے ہٹ کر ان باتوں پر غور کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر مغربی لوگوں کو مذہب سے دلچسپی نہ ہو تو وہ کیوں اس طرح پر سوچ بچار کریں؟

۶۔ ٹیلیویژن اور ریڈیو جو مغرب میں اب ضروری مادی سہولتوں میں شمار ہوتی ہیں ان پر بہت دلچسپ مذہبی پروگرام ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادی سہولتوں کے ساتھ ساتھ یہ مذہبی خیالات کے ذکر کو بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

۷۔ یہاں بہت سے احباب ہیں جو ریڈرز ڈائجسٹ Readers Digest کے نام سے واقف ہیں۔ یہ رسالہ ہر ماہ کئی زبانوں میں چھپتا ہے اور اس میں ایسے مضامین ہوتے ہیں جن میں عوام کو دلچسپی ہوتی ہے

صرف انگریزی زبان میں یہ پچاس لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ میں ہمیشہ ایک یا دو مضامین ایسے ہوتے ہیں جو مذہبی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سے عوام کی دلچسپی کا کافی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے۔

مغربی اقوام کے مذہب کی طرف رجحان کے مطالعہ کے لئے میں مغربی اقوام کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں:-

(۱)۔ مغربی عوام کا مذہب کے متعلق رویہ
(۲)۔ اُن مذہبی مفکرین کے نظریات جو مذہب کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہیں۔
(۳)۔ ان مذہبی مفکرین کے خیالات جو اپنے آپ کو آزاد خیال کہتے ہیں اور یہ یقین کرتے ہیں کہ مذہب انسانی ترقی میں روک ہے۔

مغربی عوام کا رویّہ

مغربی عوام نے مذہب کے علاوہ باقی تمام امور کے متعلق طرز فکر یونانیوں سے حاصل کیا ہے۔ یونانیوں کا قاعدہ تھا کہ وہ ہر چیز کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کرتے تھے۔ جب تک ایک چیز کی درستی اور افادیت انہیں نظر نہ آئے وہ اسے قبول نہیں کرتے تھے لیکن مذہب کے لئے اقوام مغرب نے عبرانی طرز فکر اختیار کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے عقائد پر بغیر سوچے سمجھے ایمان رکھتے ہیں اور اس میں عقل اور سمجھ کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ رویّہ بہت غلط ہے اس لئے کہ صرف یقین اس بات کا ضامن نہیں ہو سکتا کہ کوئی چیز درست ہے۔ مثلاً ۹۹۹ء میں یہ خیال عام طور پر عیسائیوں میں راسخ ہو گیا تھا کہ اس سے اگلے سال یعنی ۱۰۰۰ء میں قیامت آجائے گی اور دنیا ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ جو لوگ مذہبی تھے انہوں نے خوب دعائیں کیں اور جو دنیادار تھے انہوں نے خوب عیش و عشرت میں وقت گذارا۔ لیکن یہ غلط خیال تھا جس پر یقین رکھنے یا نہ رکھنے سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور آخر کار اس کی غلطی ظاہر ہو گئی۔ اسی طرح عیسائیوں کو ایک دن اپنے عقیدے چھوڑنے پڑیں گے۔ بلکہ ابھی سے عیسائی مصنفین نے تثلیث کو وحدانیت سے تعبیر کرنا شروع کر دیا ہے۔

مذہبی مفکرین کے خیالات

مغرب میں جو لوگ مذہب کی ضرورت کو سمجھتے ہیں اور اس کے متعلق سوچتے ہیں انہوں نے اپنی فکر سے بہت سے نتائج اخذ کئے ہیں۔ وہ یہ جان گئے ہیں کہ انسان میں متعدد استعدادیں خدا نے پیدا کی ہیں۔ اور ان استعدادوں کا استعمال کرنا انسان کے لئے نہ صرف مفید ہے بلکہ اس کی نشوونما اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔ انسان کو اسی زندگی میں بہت سے ایسے واقعات اور حادثات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس کائنات میں غیبی باتوں پر غور کرے۔ اگر اتفاق سے ایسا ہو جائے کہ زندگی کی مشکلات اسے غیب کے بھیدوں کی طرف مائل نہ کریں تو پھر بھی انسان میں ایک قدرتی تجسّس کا مادہ ہوتا ہے اور یہ بچپن سے ہی انسان میں پایا جاتا ہے۔ آپ کسی بچہ کا مطالعہ کریں وہ ہر چیز کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے، اسے منہ میں ڈالتا ہے یا اُٹھا کر پھینکتا ہے۔ یہ تجسّس کا مادہ بعد میں انسان کو مذہب اور روحانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ اسی لئے انسان زندگی کے متعلق کوئی نظریہ رکھے بغیر رہ نہیں سکتا۔ زندگی میں ضروری ہے کہ انسان کسی چیز یا چند باتوں اور اصولوں پر ایمان رکھے انسان کتنا ہی اپنے آپ کو لامذہب سمجھے اپنی تقدیر کے متعلق ضرور سوچتا ہے۔

جب کبھی انسان اپنے روزمرہ کے کاروبار سے ہٹ کر اپنے آپ کے متعلق اور اس کائنات کے متعلق سوچتا ہے تو اسے دو باتیں نظر آتی ہیں، ایک تو یہ کہ اس کائنات میں تواتر کا ایک سلسلہ ہے، سورج مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے، یہ سیارے، یہ زمین، یہ چاند، ایک مقررہ راہ پر گردش کرتے ہیں۔ پھل، سبزی، اناج کے اُگنے اور اس کی کاشت کے اوقات کا ایک خاص حساب ہے۔ دنیا میں چاہے امن ہو یا عالمگیر جنگ، یہ قاعدے اور قوانین اپنی مقررہ طرز پر کام کرتے رہتے ہیں۔ اس میں انسان کا کوئی دخل نہیں۔ دوسری چیز جو اس کائنات میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض ایسی چیزیں وقوع میں آتی ہیں جو انسانی فکر و عمل سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں تواتر اور باقاعدگی دائمی نہیں۔

مغربی مفکرین تو آج اس نتیجہ پر پہنچے ہیں لیکن قرآن نے تو شروع ہی میں یہ دونوں باتیں بیان کر دی ہیں۔ آج افسوس ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی تشریف نہ لا سکے۔ ان کی تقریر خدا کے صفات پر تھی اور مجھے یقین ہے کہ وہ خدا کی دو صفات یعنی رحمٰن اور رحیم ہونے کو ضرور بیان کرتے۔ رحمٰن خدا کی وہ صفت ہے جس کے رُو سے خدا تعالیٰ بغیر مانگے ہمارے لئے چیزیں مہیّا کرتا ہے اور ان میں تواتر اور باقاعدگی ہوتی ہے اور رحیمیت وہ صفت ہے جو ہمارے عمل کے نتیجہ میں خدا ہمیں دیتا ہے۔ جیسا عمل ہم کرتے ہیں ویسی جزا ہمیں مل جاتی ہے اس میں تواتر نہیں ہوتا۔ غرضیکہ یہ نظریہ تو ہمارے پاس چودہ سو سال سے موجود ہے۔

مغربی مفکرین نے جس وقت مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا تو انہیں نظر آیا کہ معبود کے متعلق تین قسم کے نظریات عام طور پر پائے جاتے ہیں۔

ایک تو خدا کا تصوّر چاہے وہ وحدانیت کی صورت میں یا تثلیث کی صورت میں یا بت پرستی کے رنگ میں ہو۔

دوسرا وہ تصوّر ہے جس کی رُو سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد کی روحیں ہم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

تیسرا وہ تصوّر ہے جس کی رُو سے لوگ کسی ایک شخص یا افراد کے متعلق یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اُن میں جادو کی طاقت ہے اور اگر کبھی کوئی مصیبت آن پڑے جیسے بارش نہ ہو اور فصلیں تباہ ہو رہی ہوں تو پھر یہ اشخاص اپنے کاہنی طاقتوں سے بارش برسا سکتے ہیں۔

میں آخری دو تصوّرات کو چھوڑ دیتا ہوں اس لئے کہ یہ اکثر افریقہ جیسے جاہل قبائلی لوگوں کے مذہبی تصوّرات میں سے ہیں، اور ان پر اس مقالہ میں بحث کی گنجائش نہیں۔

جس پہلے تصوّر کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں مغربی مفکرین اس بات کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ ایک خدا کا تصوّر ہی بہتر ہے۔ لیکن انہیں اس کے تسلیم کرنے میں ایک دقت محسوس ہو رہی ہے۔ اور چونکہ ہم مغرب میں تبلیغ اسلام کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں ان کی اس مشکل میں مدد کرنا چاہیئے۔

وہ مشکل یہ ہے کہ ایک خدا کا تصوّر صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ یہود میں بھی اس شدت سے پایا جاتا ہے۔

یہود نے ایک خدا کے تصوّر کے ساتھ ساتھ خدا کی ایک پسندیدہ قوم کا تصوّر بھی جوڑ دیا۔ اس تصوّر سے خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم جس میں ہزاروں نفوس مارے گئے اور ساری دنیا میں تباہی آئی اس پسندیدہ قوم کے تصوّر کی وجہ سے ہوئی۔ جرمن قوم نے یہ سمجھا کہ جرمنوں سے بہتر کوئی قوم نہیں۔ اور اس کے ردِّ عمل میں کمیونزم اور سوشلزم پیدا ہوئی۔ دوسری طرف یہود اپنے آپ کو خدا کی پسندیدہ قوم سمجھتے ہیں، اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قومیت کا یہ تصوّر مسلمانوں کے اندر بھی سرایت کر گیا۔ آج عرب ترکوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ افغان پاکستانیوں کی مخالفت کرتے ہیں اور ایک مسلمان قوم اپنے آپ کو دوسری مسلمان قوم سے بہتر سمجھتی ہے۔ حالانکہ قرآن کی ابتداء ہی اسی بات سے ہوتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے۔ اس کی رحمت کے دروازے تمام اقوام کے لئے کھلے ہیں، ضرورت ہے کہ اس قرآنی تعلیم کو پورے زور سے پیش کیا جائے۔ ہمیں اس تصوّر کو شدت سے پیش کرنا چاہیئے۔ اور مغربی اقوام کو ایک خدا کے ماننے کے تصوّر میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں انہیں دُور کیا جائے۔

میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کائنات کے جن کاموں میں انسان کا دخل ہوتا ہے ان میں تواتر نہیں ہوتا۔ انسان جب اپنی اصلاح چاہتا ہے تو اسے

اپنے متعلق غور کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ وہ خود غرض نہ بنے۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ روحانی ترقی کا راستہ بہت مشکل ہے۔ اسی لئے قرآن نے اسے صراط مستقیم کہا ہے۔

قدیم متھرا کے مذہبی تصورات میں گناہ کو ایک خونخوار اور خوفناک جانور کی صورت میں بیان کیا گیا ہے اور نیکی کو ایک ایسے ہیرو (HERO) کی صورت میں جو اس جانور کو مار دیتا ہے۔ لیکن بدھ مت کی مذہبی روایتوں میں نفس کے جنگلی بیل کو نیکی یا انسانی ہیرو بانسری یا ساز سے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ غرضیکہ زندگی میں کبھی سختی سے کسی چیز کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور کبھی نرمی اور عقل سے کسی چیز کا حل تلاش کرنا پڑتا ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ بچپن سے ہم سنتے آئے ہیں اکثر یہ بات سنی ہے کہ اسلام میں نہ تو موسوی شریعت کی شدت ہے اور نہ ہی عیسوی تعلیم کی نرمی ہے بلکہ اسلام تو عملی مذہب ہے۔ اس میں تو ہر صورت حالات اور ہر زمانہ کے لئے تعلیم موجود ہے۔

انسانی ترقی کے لئے نئے خیالات کا پیدا ہونا بہت ضروری ہے اسی دنیاوی زندگی میں دیکھ لیجئے کہ بڑی بڑی فرمیں اور کاروباری ادارے ہزاروں روپے اس بات پر صرف کر دیتے ہیں تاکہ لوگ کاروبار کے فروغ کے لئے خیالات سوچیں اور انہیں بتائیں۔ اسی طرح انسانی تاریخ پر انسانی تصورات اور خیالات اثر انداز ہوتے ہیں۔ آج بھی جو تیسری جنگ عظیم کے بادل ہم پر منڈلا رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ دو تصورات کا آپس میں تصادم ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ایک سرمایہ داری کا تصور ہے اور دوسرا کمیونزم کا نظریہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے اسلام کے تصورات دنیا کی مشکلات کو حل کرنے میں ممد نہیں ہو رہے۔ گزشتہ سال لندن کے ہفتہ وار آبزرور (OBSERVER) میں، کسی نے ایک بہت دلچسپ اور دقیق بات یہ لکھی کہ کمیونزم اور سرمایہ داری ایک دوسرے کی برائیوں کی وجہ سے خائف نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کی خوبیوں سے خائف ہیں۔ ان دونوں تصورات میں کمزوریاں ہیں۔ اس لئے یہ دونوں عالمگیر طور پر قبولیت حاصل نہ کر سکیں گی۔

سرمایہ داری میں کمیونزم کی طرح فعال طاقت موجود نہیں۔ کمیونزم کا جی چاہتا ہے تو ہنگری کو فوجی طاقت کے ذریعہ سے اپنے قابو میں کر لیتی ہے اور جب وہ ارادہ کر لیتے ہیں تو برلن میں آہنی دیوار کھڑی کر دیتے ہیں۔ اس کے مقابل میں کانگو اور لاؤس میں سرمایہ داری کی طاقتوں کا حال آپ کو معلوم ہے۔ دوسری طرف کمیونزم کی یہ کمزوری ہے کہ وہ انسان کی انفرادیت کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے برلن کی دیوار کے

باوجود لوگ یہی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح سے سرمایہ داری کے ملک میں آزادی کا سانس لیں۔

مغربی قوموں نے نہ صرف، مذہب کے متعلق سوچ بچار کی ہے، بلکہ انہوں نے عملی طور پر بھی مذہبی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے لئے یہ باعث فخر ہے۔ کہ ۱۶۴۸ء سے آج تک شاید ہی کوئی لڑائی یا جنگ مذہب کی وجہ سے ہوئی ہو۔ اس کے برعکس ۱۹۵۳ء میں جو کچھ یہاں (پاکستان میں) ہوا وہ ہم سب کو معلوم ہے۔ مغرب میں دو صد سال سے زیادہ عرصہ سے مذہب کی وجہ سے قتل و غارت کا نہ ہونا معمولی چیز نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب میں جو بری چیزیں آ چکی تھیں انہیں دور کرنے کی مغربی قوموں نے کوشش کی ہے۔ اس کا ایک اثر یہ ہوا ہے کہ مغربی قوموں میں دوسرے مذاہب کی طرف رواداری پیدا ہو گئی ہے۔ اب وہاں مختلف مذاہب میں رابطہ پیدا کرنے کی بہت سی تحریکات شروع ہو چکی ہیں۔ ورلڈ کانگریس آف فیتھس کا نام آپ نے شاید سنا ہو گا۔ وہ اس سلسلہ میں بہت کوشاں ہیں۔ ان کا ایک رسالہ بھی نکلتا ہے جس کا نام (WORLD FAITHS) مذاہب عالم ہے۔[1]

اس تحریک کی شاخیں یورپ کے دیگر ممالک میں بھی موجود ہیں۔ اسی رواداری کے نتیجہ میں ووکنگ کے نمائندوں کو یہ موقعہ ملا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً گرجوں میں جا کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں پھر ان آیات کا ترجمہ سناتے ہیں اور کبھی انہیں وہاں خطبہ دینے کے لئے بھی کہا جاتا ہے۔ یہ رواداری اسلام کے حق میں بہت مفید ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اس کے عوض اپنی طرف سے بھی ایسی ہی رواداری دکھاویں۔

مغربی مفکرین پاکستان، ہندوستان، برما اور انڈونیشیا جیسے ممالک کے حالات کا جہاں مذہب اور سیاست کے امتزاج سے کام کرنے کا تجربہ ہو رہا ہے اس کا بغور مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات تو آ گئی ہے کہ اگر مذہب کو زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہونے کا موقعہ دیا جائے تو اس سے لوگوں میں بہت قوت پیدا ہوتی ہے لیکن دور اندیش ہونے کی وجہ سے مغربی اقوام کو یہ بھی نظر آتا ہے کہ یہ طاقت جو اس طرح پیدا ہوتی ہے، اگر غلط لیڈر شپ کسی کے ہاتھ آ جائے تو وہ لوگوں کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے اور اگر صحیح قیادت نصیب ہو جائے تو اس سے وہ قوم انتہائی ترقی کر سکتی ہے انہیں ابھی تک اس بات کا حل نہیں مل سکا ہے کہ بڑی لیڈر شپ

[1] اس رسالہ کی ایک کاپی مقالہ نگار صاحب نے حاضرین کو دکھائی۔ (ایڈیٹر)

سے قوموں کو کس طرح بچایا جائے۔

سائنسی طرز فکر سے اب یہ اثر پیدا ہو رہا ہے کہ اس کائنات کے ہر شعبہ کا علم بڑی محنت اور تنقیدی نظر سے پرکھ کر اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ سائنس کی تحقیق سے اب مذہب بھی بچا ہوا نہیں۔ انسان کے ذہن کے متعلق جو نئے نئے تجربات ہو رہے ہیں، ان میں مذہبی خیالات بھی شامل ہیں۔ اس کے دو نتائج ہوں گے۔ ایک تو صرف وہ اعتقادات زندہ رہ سکیں گے جو فطرت اور قوانین کائنات کے مطابق ہوں گے۔ دوسرے مذہب کا حصہ جو روحانیت اور معرفت کی باریک راہوں پر مشتمل ہے اس کی ضرورت اور اہمیت بڑھ جائے گی، ان دونوں نظریات کے تحت اسلام کے مستقبل کا اندازہ لگایا جائے تو وہ بہت شاندار نظر آئیگا۔

آزاد خیالی کے نظریات

آج کی تقریر میں میں نے تیسرے درجہ پر ان لوگوں کو رکھا ہے جو اپنے آپ کو آزاد خیال کہتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ مذہب نے شروع سے ہی سوائے بربادی اور تباہی کے اور کچھ نہیں کیا۔ اس میں بہت سے مفکر شامل ہیں۔ اس میں (DARWIN) اور کارل مارکس کے پیرو بھی شمار ہوتے ہیں۔ آزاد خیالوں کا ایک ہفتہ وار لندن سے شائع ہوتا ہے جس کا نام Free Thinker ہے اگر آپ میں سے کسی کو موقعہ ملے تو اسے ضرور پڑھیں۔ اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو عیسائیت کی کمزوریوں پر آپ کو کافی مواد مل جائے گا۔ وقت کم رہ گیا ہے اس لئے میں آزاد خیالوں پر زیادہ بحث نہیں کروں گا۔ صرف دو باتیں کہنا چاہتا ہوں سترہویں صدی سے آزاد خیالی کی جو رَو مغرب میں چلی ہے اس کے تحت وہ ہر چیز کی بنیاد اور اصل کے متعلق تحقیق کرتے ہیں یہ طرز فکر غلط ہے۔ ہاں علمی طور پر کسی چیز کے ماخذ کے معلوم کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر ایک بالغ شخص آپ کے سامنے آ جائے اور آپ بجائے اس کے کہ یہ سوچیں کہ اس شخص میں کیا استعدادیں ہیں اور یہ مستقبل میں کونسا مفید کام کر سکتا ہے، آپ اس کی پیدائش کے حالات پر غور کرنا شروع کر دیں تو سوچئے کا یہ طریق غلط ہوگا۔ قرآن کریم بھی انسان کی حقیر پیدائش کے متعلق ذکر کرتا ہے لیکن زور اس چیز پر دیتا ہے کہ اس کے ساتھ ترقی کے شاندار منازل ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ خود روس میں کمیونزم کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ٹراٹسکی، سٹالن، بیریا اور خروشچیف کے مابین جو کشمکش پیدا ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمیونزم نے انسانوں سے اقتدار کی ہوس اور لالچ کو دور نہیں کیا۔ ابھی میں یوگوسلاویہ اور بلغاریہ کے کمیونسٹ

ممالک کا دورہ کر کے آ رہا ہوں اور وہاں سے یہ دیکھ کر آ رہا ہوں کہ کمیونزم سیکوک اور افلاس کا علاج کرنے میں بھی ناکام رہی ہے۔ جب تک مذہب کے ذریعہ افراد کو آپ اس قسم کی تربیت نہ دیں گے کہ وہ اپنی خواہشات اور خیالات پر قابو رکھیں اور انہیں اپنے اور دوسروں کے فائدے کے لئے استعمال کریں تب تک دنیا کے مسائل کا صحیح حل نہ ہو سکے گا۔

پیغام اسلام

اب میں پیغام اسلام کے متعلق چند باتیں کہتا ہوں۔ یہ تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اب مغرب میں اسلام پر کتابیں کثرت سے شائع ہو رہی ہیں۔ بلکہ ابن ہشام کی سیرت رسول اللہ کا انگریزی ترجمہ انگلستان سے، پروفیسر گیوم نے چند ہی سال ہوئے شائع کیا تھا۔ اس کے بعد انہیں ایک مسودہ ملا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق تھا، اس کا بھی انگریزی ترجمہ انہوں نے شائع کر دیا۔ یہ کام اصل میں ہمارے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ اب اسلام کی طرف رواداری کافی ہے۔ گرجوں میں جب وہ مذاہب کے لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی کتابوں سے آیات پڑھ کر ان کا ترجمہ انہیں سنائیں تو ہر غیر جانبدار یہ کہنے لگا کہ قرآن کی آیات جس قدر جامع اور واضح ہیں ویسی دنیا کے باقی صحیفوں میں نہیں۔ یہ تو ہوا اسلام کے بارے میں عمومی رویہ۔ اب اسلام کی جو توجیہ احمدیت نے کی ہے اس کے متعلق بھی چند باتیں سن لیں۔

چند ہی دنوں کی بات ہے کہ ریڈیو پاکستان سے حضرت مجدد الف ثانی کی برسی پر ڈاکٹر برہان الدین فاروقی کی تقریر نشر ہوئی۔ جب میں اس تقریر کو سن رہا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے جماعت احمدیہ لاہور کا کوئی فرد ریڈیو پر تقریر کر رہا ہے۔ ڈاکٹر برہان الدین نے کہا (اور یاد رکھئے ریڈیو پاکستان سے یہ تقریر نشر ہوئی) کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا اور ہزارویں سال کا مجدد ایک بڑا مجدد ہوگا۔ انہوں نے اس حدیث کا ذکر بھی کیا جس میں کہا گیا ہے کہ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل ہوں گے۔ دوسری بات جو میں اس سلسلہ میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ڈاکٹر گب جو مغرب کے نامور مستشرقین میں شمار ہوتے ہیں، ان سے ایک احمدی نے سوال کیا کہ آپ کی رائے احمدیت کے بارے میں کیا ہے۔ ڈاکٹر گب کا جواب یہ تھا کہ جب یہ تحریک اٹھی تو عیسائی دنیا ہراساں ہو گئی۔ جب جماعت میں تقسیم واقع ہوئی تو عیسائیوں کو کچھ اطمینان ہوا کہ چلو ان کی طاقتیں ایک دوسرے کے مخالف صرف ہوں گی اور ہم ان کی زد سے بچ جائیں گے۔ لیکن اب عیسائی دنیا خصوصاً ۱۹۵۳ء کے فسادات کے بعد یہ خیال کرتی ہے کہ اس تحریک کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ میرا اپنا اندازہ بھی یہی ہے۔ کہ عیسائیوں نے تبلیغ کا زور جو پاکستان میں زیادہ کر دیا ہے، وہ ۱۹۵۳ء کے بعد ہی کیا ہے۔

چند دن ہوئے کہ شیخ صاحب کو آپ لوگوں نے افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا ہے۔ افریقہ کے لوگ ابھی تازہ تازہ بیدار ہوئے ہیں انہیں اب یو این او میں پہنچ کر احساس ہونے لگا ہے کہ وہ بھی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں یہ بھی احساس ہے کہ ان کے رنگ کی وجہ سے لوگ انہیں پسند نہیں کرتے اور یہ کہ وہ تعلیمی اور سیاسی لحاظ سے بہت پیچھے ہیں۔ اس خطہ میں ہماری تبلیغی جستجو اس طرح کی ہونی چاہیئے کہ افریقی بھائیوں کو ہم سینے سے لگائیں اور انہیں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں مدد دیں اور ساتھ ساتھ انہیں مذہب بھی سکھائیں اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ ربوہ کے دوست بہت کام کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے کام سے عیسائی دنیا خوف زدہ ہے۔ اسلامک ریویو میں ۱۹۶۱ء میں انگلستان کے اخبارات کے تراشے شائع ہوئے تھے جن میں اس قدر گھبراہٹ کا اظہار کیا گیا تھا، کہ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک افریقہ میں مسلمان ہونے والوں کی تعداد ۱۵۰ لاکھ بتائی گئی ہے۔ چار سال میں اتنے افراد کا اسلام قبول کرنا مبالغہ سے خالی نہیں۔ لیکن اس سے ان کی گھبراہٹ اور خوف کا پتہ چلتا ہے۔

یورپ اور انگلستان میں اس کے برعکس لوگ خوشحال ہیں، ذہین اور محنتی ہیں اس لئے ہمیں نہایت قابل لوگوں کو وہاں بھیجنا چاہیئے، اور زیادہ سے زیادہ لٹریچر اس قسم کا پیدا کرنا چاہیئے جس سے ان کی راہنمائی بھی ہو اور ان کے دل اس سے متاثر ہوں۔

اس تقریر میں آخری بار میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے آپ کو بتایا ہے غیر مسلم دنیا اب اسلام کی تعلیمات کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی ہے۔ اسلام کی جو تصویر احمدیت نے پیش کی ہے اسکو مسلمانوں نے اپنا لیا ہے اس لئے اسلام اور احمدیت برحق ہیں۔ اسلام اور احمدیت کی جو بھی مخالفت مسلمان یا غیر مسلم دنیا کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود باطل پر ہیں۔ اس لئے کہ حق کی مخالفت حق نہیں کرتا۔ حق کی مخالفت صرف باطل کی طاقتیں کرتی ہیں۔ آپ چونکہ حق پر ہیں اس لئے اگر آپ ثابت قدمی سے کام کرتے رہیں تو آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

خطبہ جمعہ - بسلسلہ صفحہ ۶

یہ جنگ کا دن ہے۔ اس جملہ نے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے دل میں دہشت پیدا کی اس نے حضرت نبی کریم صلعم کے پاس شکایت کی۔ حضرت نبی کریم صلعم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور خفا ہوئے۔ اور فرمایا تم فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو اور ہم امن چاہتے ہیں۔ ان کو معزول کر دیا گیا تاکہ اہل مکہ کو یقین ہو جائے کہ آج کے دن مسلمان انتقام نہیں لیں گے بلکہ امن قائم کریں گے۔ ان سے جھنڈا لے لیا گیا، کیا کوئی بادشاہ اور مصلحت کوش ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا آج امن و امان کا دن ہے۔ فرمایا آج کعبۃ اللہ کی عظمت قائم کی جائے گی اور اس پر غلاف چڑھایا جائے گا۔ حضور نے ایسا کرنے سے مغلوب قوم کے دلوں میں اطمینان پیدا کر دیا۔ اسی طرح قوم کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ فرمایا جو خانہ خدا میں پناہ لے گا اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی یوں عزت قائم کی جائے گی کہ جو کوئی ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پناہ لے گا اس کو امان دی جائے گی۔ اور مزید فرمایا کہ جو کوئی اپنے گھر کے دروازے بند کر لے گا اسکو بھی امان دی جائے گی۔

دو آدمیوں کے ایمان کا ذکر

دو آدمیوں کے ایمان کا ذکر کرتا ہوں۔ فتح مکہ کے دن حضور چچا زاد بہن ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کچھ کھانے کو ہے ان سے وہ کہتی ہیں کھانے کو کچھ نہیں پر چھا سوکھی روٹی ہے، وہی لاؤ۔ وہ لے آتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں سالن نہیں فرماتے ہیں سرکہ لے آؤ۔ فرمایا سرکہ سب سے بہتر سالن ہے نعم الادام الخل۔ اس طرح ام ہانی کی عزت افزائی کی اور ان کو خوش کیا۔ پھر ایسا ہوا ام ہانی حضور صلعم کے پاس اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکایت کرنے کو آئی اور کہا کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، انہوں نے کہا کہ میں اس شخص کا سر اڑا دوں گا۔ دونوں کس قدر ایماندار ہیں۔ حضرت علی نے کہا یہ کافر ہے بے ایمان اور ظالم شخص ہے میں اس کو قتل کر دوں گا۔ لیکن ان کی بہن ایک دفعہ امان دے چکی ہے۔ اب بیوفائی و بدعہدی نہیں کرنا چاہتی۔ حضور نے فرمایا اجرنا من اجرت جس کو تو نے پناہ دی ہے ہم نے بھی اسکو پناہ دی۔

جانی دشمن کو معافی

اسی طرح عبداللہ بن سرح جو مرتد ہو چکا ہوا تھا اور ناحق کا پروپیگنڈا کرتا تھا۔ اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پناہ دے دی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسکو دربار میں لایا گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سفارش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درگذر کرتے ہوئے معاف فرما دیا کہ

ملک ظفر اللہ خاں صاحب راولپنڈی

یسئلونک عن الروح

(۳)

(بسلسلہ اشاعت مورخہ یکم اگست ۱۹۶۲ء)

اس زمانے کا خلیفہ کون ہے

اس زمانہ کے خلیفہ اور آدم جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صد چہاردہم مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور انہوں نے اپنے خلیفہ ہونے کے دعوے کی بنیاد قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت استخلاف پر رکھی:-

وعد اللہ الذین آمنوا منکم
وعملوا الصلحت لیستخلفنھم
فی الارض کما استخلف الذین
من قبلھم - (سورۃ نور)

اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے
ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل
کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں
زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا انہیں
خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے۔

مامور من اللہ خدا سے وہ علوم پاتا ہے جو دوسروں کو نہیں دیئے جاتے اس لئے بسطت فی العلم کا ایک نشان ہوتا ہے۔ مامور من اللہ اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کا مظہر ہوتا ہے۔ اور یہی وہ فضیلت منجملہ دیگر وجوہ کے ہوتی ہے کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم پاتا ہے۔

حضرت امام الوقت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بسطت فی العلم ہونیکا ثبوت تصنیف براہین احمدیہ -

اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ عیسائی اپنی پوری قوت اور طاقت سے اسلام کو کچل ڈالنا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کی نعوذ باللہ سیاہ سے سیاہ تصویر جو کھینچی جانی ممکن تھی وہ ان پادریوں نے کھینچ رکھی تھی۔ آریوں کا فتنہ بھڑکا تو انہوں نے انہی پادریوں کی کاسہ لیسی کی اور ان کے سب اعتراض لے کر اپنے رنگ میں نہایت طعن و تشنیع کی صورت دے کر شائع کرنے شروع کر دیئے۔ مسئلہ وحی و نبوت کا انکار کر کے دراصل مذہب کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا، ادھر علماء کا یہ حال کہ آپس میں رفع یدین۔ آمین بالجہر کے جھگڑوں اور کوے کی حلت حرمت کے فتووں اور آپس کی تکفیر بازیوں میں مصروف تھے روشن خیال مسلمان طبقہ میں سرسید احمد خاں صاحب کی تحریک نے دعا سے انکار اور وحی کے محض دل سے اٹھ کر دل پر پڑنے کے عقیدہ سے اسلام کو اس کی روحانیت سے خالی کر دیا تھا۔ ادھر دہریت اور مادہ پرستی نے سرے سے مذہب کا ہی قلع قمع کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ اسلام کو ایسی نازک اور خطرہ کی حالت میں پا کر پہلے تو حضرت مرزا صاحبؑ اخبارات کے ذریعہ جہاد کرتے رہے لیکن آخر کار اسے کافی نہ پا کر آپؑ نے ایک فیصلہ کن جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا اور تمام مذاہب باطلہ کی تردید اور اسلام پر ہر قسم کے اعتراضات کے جوابات نہایت معقول اور مدلل طور پر دینے کے لئے بلکہ تائید سماوی اور انوار آسمانی کے ذریعہ صداقت اسلام ظاہر کرنے کے لئے یہ عزم فرمایا کہ ایک مضبوط کتاب لکھی جاوے۔ یہی براہین احمدیہ کی ابتدائی تحریک تھی مگر آپؑ نے محض ایک کتاب کی تصنیف تک ہی اس کو محدود نہیں رکھا بلکہ چونکہ آپؑ کا قلب مبارک اسلام کی حقانیت پر یقین سے لبریز تھا اور آپؑ اس پر عمل پیرا ہو کر حالی طور پر اس کی صداقت کا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے تھے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

اس لئے آپؑ نے براہین احمدیہ کی اشاعت کے ساتھ دس ہزار روپے انعام کا بھی اعلان کیا کہ یہ اس شخص کا حق ہوگا جو اس کتاب کے دلائل کو توڑ کر دکھا دے یا اپنی الہامی کتاب سے اس قدر دلائل یا اس سے نصف یا اس سے ثلث یا اس سے ربع یا اس سے خمس ہی اپنے مذہب کی تائید میں اور اسلام کی تردید میں نکال کر دکھا دے۔ تمام دنیا میں یہ چیلنج انتہائے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک شائع کیا گیا لیکن اتنے بڑے انعام کے باوجود کسی شخص کو مقابلہ کی جرأت اور قدرت نہ ہوئی اور اس طرح پر یہ کتاب آج تک لاجواب ہے ؎

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ

خود مسلمانوں نے اس کتاب کو بہت بڑی خدمت اسلام سمجھا اور ایسے نازک دور میں جب دین اسلام تمام مذاہب باطلہ کے نرغہ میں آیا ہوا تھا اس تصنیف کو اسلام کی عظیم الشان فتوحات میں سے قرار دیا۔ مولوی محمد حسین جو بعد میں آپ کے شدید ترین مخالف بن گئے اور شدت مخالفت میں رئیس المکفرین بننے سے بھی دریغ نہ کیا براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اشاعۃ السنہ جلد ۷ میں لکھتے ہیں:-

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ
حالت کی نظر سے ایسی کتاب
ہے جس کی نظیر آج تک اسلام
میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ
کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث
ذالک امراً..........
اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی
مالی۔ جانی و قلمی و لسانی و حالی وقالی
نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا
ہے جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت
کم پائی جاتی ہے۔

آئینہ کمالات اسلام

اس میں آپؑ نے اسلام کے کمالات کھول کر بیان کئے ہیں اور اس کے ساتھ ایک اشتہار آپؑ نے بنام جملہ پادری صاحبان و ہندو صاحبان و آریہ صاحبان و برہمو صاحبان، و سکھ صاحبان و دہریہ صاحبان و نیچری صاحبان وغیرہ اور اس میں حضرت اقدس نے ان تمام علمائے غیر مذاہب کو اسلام کے لئے دعوت دی کہ وہ میرے پاس آ کر مجھ سے اسلام کی تعلیم اور اس کی صداقت کے دلائل سنیں نیز وہ برکات اور ثمرات آسمانی نشانوں کی صورت میں دیکھیں تا ثابت ہو جائے کہ اسلام ہی ایک سچا اور زندہ مذہب ہے جس کی بتائی ہوئی راہوں پر چلنے سے انسان خدا تعالیٰ کو پا لیتا ہے۔ اور اس کی دعائیں مستجاب ہیں اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اس پر ظاہر ہوتے ہیں

اور چیلنج کیا کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب کا پیرو اسلام کے مقابل میں نہ صداقت کے دلائل رکھتا ہے اور نہ ان میں کوئی زندگی باقی ہے کہ اس کی اتباع سے خدا ملے اگر کوئی ہے تو میرے مقابل پر آئے اور میری طرح قالی اور رحالی دلائل سے اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرے۔

اسی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ ایک اشتہار عربی زبان میں آپؑ نے التبلیغ کے عنوان سے تمام پنجاب اور ہندوستان اور اور ممالک عرب اور عجم اور روم اور مصر اور ایران اور ترکستان اور دیگر بلاد کے مولویوں اور پیرزادوں اور سجادہ نشینوں اور بدعتی فقیروں اور زاہدوں اور صوفیوں اور خانقاہوں کے گوشہ نشینوں کے نام شائع فرمایا اور انہیں ان بدعادات اور ناتمام سلوک کی طرف توجہ دلا کر دعوت دی کہ وہ آئیں اور امام وقت کا ساتھ دیں اور بدعات کو چھوڑ کر خدا اور رسولؐ کے طریق کو مضبوط پکڑیں اور خدمت دین کریں اس میں آپؑ نے اپنی صداقت کے دلائل بھی دیئے یہ اشتہار گویا ایک کتاب ہے جو عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ فارسی زبان میں مولوی عبدالکریم صاحب کا کیا ہوا ساتھ موجود ہے اس کی عربی کے متعلق بھی ایک عجیب اعجاز نمائی جناب الٰہی کی طرف سے ہوئی۔ جب حضرت اقدسؑ نے ارادہ کیا کہ علماء اور گدی نشینوں کو تبلیغ کی جائے تو آپؑ نے اس کے متعلق احباب سے مشورہ کیا مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے لئے تو عربی زبان میں کوئی تصنیف ہونی چاہیئے حضرت اقدسؑ نے فرمایا بات تو ٹھیک ہے مگر مشکل یہ ہے کہ میں کوئی ایسی اچھی عربی نہیں جانتا ہوں ہاں میں اُردو میں مضمون لکھ دیتا ہوں اور پھر مل ملا کر عربی کر لیں گے چنانچہ حضرت صاحبؑ اندرون خانہ تشریف لے گئے تو کچھ مضمون عربی زبان میں لکھ کر ساتھ لائے جسے دیکھ کر مولوی نورالدینؓ صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب حیران رہ گئے حتیٰ کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ میں نے عربی ادب کا بہت مطالعہ کیا ہے لیکن ایسی عمدہ عربی میں نے کہیں نہیں دیکھی حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے حضور اس کے متعلق بہت دعا کی تو خدا تعالےٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا۔

وعلّم آدم الاسماء کلّھا

آپؑ کے اس بیان کی تصدیق آپؑ کی عربی تصانیف سے ہوتی ہے جو حد درجہ کی فصیح اور بلیغ ہیں اور جن کے متعلق آپؑ نے دنیا بھر کے عربی زبان کے فصحا اور فضلاء کو چیلنج دیا کہ کوئی اتنے عرصہ میں جتنے میں میں نے یہ کتاب لکھی ہے ایسی ہی عربی کتاب تصنیف کر کے ملے آئے۔ تو میں اتنا انعام دوں گا۔

کتاب تبلیغ ایسی فصیح و بلیغ نکلی کہ ایک فاضل ادیب عرب ... نے اسے پڑھ کر حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا کہ تبلیغ کو پڑھ کر میرے دل میں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان آؤں۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا۔

جلسہ اعظم تحقیق مذاہب لاہور اور تصنیف اشاعت اسلامی اصول کی فلاسفی

یہ جلسہ ۱۸۹۶ء میں لاہور میں انجمن حمایت اسلام لاہور کی عمارت واقع شیرانوالہ دروازہ میں ہوا۔ اس مذہبی کانفرنس میں ہر ایک مذہب کے پیروؤں سے جن مضامین پر اپنے اپنے مذہب کی رُو سے روشنی ڈالنے کی استدعا کی گئی تھی وہ پانچ تھے:۔

(۱)۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
(۲)۔ انسان کی زندگی کے بعد کے حالات۔
(۳)۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے
(۴)۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔
(۵)۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

جب حضرت اقدسؑ مضمون لکھنے لگے تو بیمار ہو گئے اور اسی حالت میں آپؑ نے یہ مضمون لکھا جو اس مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا ابھی مضمون لکھ رہے تھے تو الہام ہوا کہ "مضمون بالا رہا"۔ آپ نے جلسہ سے قبل اعلان کروا دیا (اس کی لمبی تفصیل ہے) کہ ہمارا مضمون بالا رہے گا۔ آخر کار اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے مضمون بالا رہا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے متبعین نے اس سے پہلے بہت شور مچا رکھا تھا کہ وہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) عربی کا ایک صیغہ نہیں جانتے اور صرف و نحو اور فلاں فلاں علم سے قطعاً واقف نہیں اور فتوے تکفیر سے تھوڑی دیر قبل سیالکوٹ میں مسجد حکیم حسام الدین صاحب کے اندر مقابل تکرار کرتے ہوئے غیظ و غضب میں بھر کر یہ کہا کہ مرزا ایک اردو خواں منشی ہے وہ عربی کیا جانتا ہے اس کی تعریف اور مدح میں اتنا مبالغہ کیا جاتا ہے۔ میں اب جاتا ہوں اور اس کا بندوبست کرتا ہوں اور ایک دم میں اس کے سارے سلسلے کو اُلٹاتا ہوں۔ اس دھمکی اور جوش و خروش کا نتیجہ وہ تکفیر کا فتوے تھا جو اس کے تھوڑے دنوں کے بعد اس کے قلم سے نکلا کاش یہ لوگ بھی اس انانیت سے بھرے ہوئے دل کی نامرادی اور ذلت پر غور کرتے کہ اس کا بولنے والا کہاں سے کہاں پہنچا اس کا قلم ٹوٹ گیا۔ اس کے تمام جوش ٹھنڈے پڑ گئے اس کا اشاعت کا دفتر گاؤ خورد ہو گیا وہ جو آسمانی علوم کی اشاعت اور تقلب الی السماء کا مدعی تھا وہ زمینی اور زمینی حطام پر سرنگوں ہو گیا....

درحقیقت ان مولویوں کی بات سچ تھی اور ان کا یہ اعتراض اور انکار کہ آپ لسان عرب کے ماہر نہیں ان کی واقفیت اور علم پر مبنی تھا........

مگر افسوس اور صد ہزار افسوس کہ جب علیم اور حکیم خدا تعالےٰ نے اُن کی شکایت رفع کر دی اور احسن طور پر رفع کر دی اور حضرت مامورؑ کو اس پاک زبان کے تحریر میں جن داشن پر سبقت اور فوق دے دیا اس پر بھی انہوں نے اعراض و استکبار کیا اور خدا تعالےٰ کے اس نشان سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

ویفیض المال ولا یقبلہ احد
وتکون السجدۃ الواحدۃ خیر من
الدنیا وما فیھا۔

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

ظفر اللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن
اشاعت اسلام راولپنڈی

خطبہ جمعہ — بسلسلہ صفحہ ۱۱

کیا تم میں کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو اسکو قتل کر دیتا حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ حضورؐ آنکھ کا اشارہ کر دیتے تو میں قتل کر دیتا۔ آپؐ نے فرمایا انبیاءؑ کی آنکھیں اشاروں سے کام نہیں کرتیں۔

میلاد النبی صلعم کی حقیقی غرض

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی قوم کے لئے نہایت قیمتی نمونے پیش کرتی ہے۔ میلاد النبی کے جلسوں کی بہت بڑی غرض یہ ہے کہ مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے اپنے تئیں رنگین کریں۔ اس سے وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں گے اور قوم کے لئے اُن کا وجود بابرکت ہو گا۔

حضور اکرمؐ کا حسن معاشرت از صفحہ ۱۵

جو عرب کے جنگل میدانوں میں پھرا کرتی تھی۔ کسی کو کچھ خیال بھی نہ تھا مگر اس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبرؐ ایک پُر یقین کلام کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور ۲۳

فاطمہ حکیم صاحبہ بی اے بی ایڈ

"حضور اکرم صلعم کا پیدا کردہ حُسنِ معاشرت"

ایک حدیث ہے اللہ جمیل و یحب الجمال۔ خدا خوبصورت ہے۔ اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ انسانی فطرت کی تخلیق بھی اسی کی صورت پر ہوئی ہے۔ لہذا یہ کہنا غلط نہیں۔ کہ انسان بھی فطرتی طور پر حسن پسند واقع ہوا ہے۔ خواہ وہ حسنِ ظاہری ہو یا باطنی۔ مگر تزئین۔ موزونیت اعتدال اور حسن، خداوند تعالےٰ نے ہر چیز میں چاہا ہے اور پیدا بھی کیا ہے۔ یہی کچھ فطرت انسانی نے بھی چاہا ہے۔ اُسے اس کی جستجو ہوئی۔ اور اس کے پانے کے لئے وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگردان رہا۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے اپنی تعلیمات اور اصولوں کے ذریعہ اسکو جامعیت کا جامہ پہنایا۔ اور ہم چودہ سو برس سے انسان کو اس کی منزل کی طرف بلا رہے ہیں۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ کہ انسانیت کا مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔ اور صرف یہی اسکی فطرت کے مطابق ہے

آنحضرت صلعم کے تجویز کردہ طریق عبادت۔ گھریلو زندگی، سماجی رسومات۔ انتظامِ حکومت۔ تمام تر اس اعتدال و حسن۔ پاکیزگی و معقولیت کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں جن سے ایک خوبصورت زندگی استوار ہوتی ہے ——— سر ولیم میور جو ایک دیندار عیسائی ہیں لکھتے ہیں:۔

"ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام نے ہمیشہ کے واسطے اکثر باطل توہمات کو مٹا دیا۔ جن کی تاریکی عرصۂ دراز سے عرب کے جزیرہ نما پر چھا رہی تھی۔ خدا کی وحدانیت اور اس کی ہر جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ آنحضرت صلعم کے معتقدوں کے دلوں میں اُسی طرح جاگزین ہو گیا۔ جس طرح کہ خود اُن کے دل میں تھا۔ چنانچہ مذہب اسلام کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی مرضی پر توکل تام کیا جائے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ غلاموں کے ساتھ شفقت برتی جائے نشہ کی چیزوں کا استعمال نہ کیا جائے مذہب اسلام اس پر فخر کر سکتا ہے۔ کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے۔ جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔"

اب پہلے عبادات ہی کو لیجئے۔ باقاعدگی اور صفائی جو کسی بھی نظام کے لئے خوبیاں ہیں۔ یہ اس کی اولین شرائط ہیں۔ پھر نماز کو بہت سنوار کر پڑھنے کا حکم بھی رسول اکرمؐ نے دیا ہے اور اگرچہ صفائی۔ باقاعدگی اور ترتیب کے لئے خاص فرمائش ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ انسان کو مشکل اور تکلیف میں ڈالنا مقصد نہیں بلکہ جس طرح بھی آسانی ہو عمل پیرا ہو۔ اور اگر اس میں تکلف کو ملحوظ رکھ لیا جائے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے مراتب زیادہ ہوں گے۔ لہذا ہمت کرنا اچھی بات ہے۔ بُری نہیں۔ پس کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ نتیجہ اس کا روحانی پاکیزگی۔ عظمت خیالات اور حسنِ کردار ہے۔ جو انسان کے لئے ہر جگہ عزت و عظمت کا باعث ہے

پھر یہ عجیب چیز ہے۔ کہ بعض سوشل کاموں کو بھی عبادت کا درجہ دیا ہے۔ مثلاً دوسروں سے اچھی بات کہنا۔ کسی کو اچھا مشورہ دینا۔ گندی بات سے اجتناب کرنا۔ بعض صورتوں میں اسے عبادت کہا گیا ہے۔ غلامی جو ایک سوشل برائی تھی۔ اسکو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ غلاموں کو آزاد کرنا۔ اور فدیہ دے کر آزاد کروانا بھی ایک قسم کی عبادت ہی ہے۔ بعض انگریز مصنفین نے مثلاً انہی سر ولیم میور نے یہ اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے غلامی کو مٹانے کے لئے کوئی زیادہ کام نہیں کیا۔

مگر جب تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا جاتا ہے۔ غلاموں کو آزاد کرنا بہترین صدقہ قرار دیا ہے۔ اور انھیں اپنے ہی جیسا پہنانے اور اپنے ہی جیسا کھلانے کی زور دار تاکید کی جاتی ہے۔ انہیں غلام پکارنے کی ممانعت اور بیٹی یا بیٹا کہنے کا حکم دیا۔ اُن کی ہمت سے بڑھ کر اُن سے کام لینے کی پُر زور مذمت کی گئی۔ تو پھر غلامی کا تصور کہاں رہ جاتا ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ ایک دم سے غلاموں کو آزاد کر دیا جاتا۔ تو کتنی بے کاری اور انارکی پیدا ہو جاتی۔ ممکن تھا۔ کہ اکثر لوگ ڈاکہ زنی پر اتر آتے۔ یا دوسری برائیوں میں مشغول ہو جاتے لہذا وہ اصول جو آنحضرت صلعم نے پیدا کئے۔ اور جس انداز سے انہوں نے غلامی کو مٹایا اور جس طرح اُس مظلوم طبقہ کی عزتِ نفس کو بحال کیا۔ وہ طریقہ بہترین تھا۔ اور حقیقت میں انہوں نے غلامی کا انسداد کر دیا۔ حالانکہ حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم میں غلامی کے انسداد کا ذکر تک نہیں اس صورت میں کہ یہ بیماری صدیوں پرانی تھی۔ اور تمام تاریخ پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ اسلام جن دنوں ابھی مشرق ہی میں تھا۔ مغرب اُس وقت فیوڈلزم جیسے لعنتی نظام کی جکڑ میں تھا۔ جس میں سوسائٹی کا وافر حصہ غلام کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور اُن کی وہی پوزیشن تھی، جو ہندوستان میں شودروں کی تھی اُن کے کوئی حقوق نہ تھے۔ لہذا اگر بقول اُن کے آنحضرت صلعم نے غلامی کے استیصال کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔ تو کیا وجہ ہے کہ نظامِ فیوڈلزم سلطان صلاح الدین کے اہلِ یورپ کے ساتھ جنگ کے موقع پر ہی متزلزل ہونا شروع ہوا اور صرف اُس وقت پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے سرفز کو یہ محسوس ہوا کہ وہ بھی انسان ہیں۔ اور ان کے بھی کچھ بنیادی حقوق ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک انگریز مصنف جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ:۔

"یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون احسان ہے۔ کیونکہ اگر ان جھگڑوں سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت میں بیت المقدس کی لڑائیوں میں ہوئے، جس کو فریقین جہاد کہتے تھے۔ قطع نظر کی جائے۔ تو خاص طور پر مسلمانوں کی وجہ سے فیوڈل انتظام کی سختیاں اور امیروں کی خود مختاری یورپ سے ختم ہو گئی۔ جس کی بنیاد پر یورپ کی آئندہ آزادی کی عمارت استوار ہوئی"

گھریلو زندگی میں اہل خانہ کے ساتھ مساوی سلوک اپنا کام خود کرنا۔ تمام افراد خانہ کے حقوق کا خیال۔ اُن سے محبت اور ان کا احترام غلام سے بھی اُس کی مرضی سے کام کروانا۔ اور کام لیتے ہوئے درخواست کا رنگ۔ یہ سب باتیں موجودہ معاشرہ میں پیدا کرنا اُس مقدس نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا مقتضا تھا۔ جو ان پر عمل کرتا تھا۔ اور جن کی اب بھی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظام حکومت میں بھی ہمیں امن اور خوبصورتی ہی نظر آتی ہے۔ ہم ساری تاریخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حکم نہیں سنتے۔ تمام کاموں کو باہمی مشورے سے طے کیا جاتا ہے۔ اور اگرچہ ایک آدھ دفعہ نقصان بھی اٹھایا۔ مگر پھر بھی تمام افراد کی رائے کو قیمتی اور ضروری سمجھا۔ دوران جنگ میں ظلم اور زیادتی کو روا نہیں رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ اپنی حفاظت پوری تندہی سے کی جاتی تھی۔ لڑائی میں آپ نے اپنی ذات کو الگ نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے آپ کو اور اپنے عزیز و اقارب کو پہلے میدانِ جنگ میں اتارا جاتا۔ مالِ غنیمت کو اپنے خاندان میں تقسیم نہیں کیا جاتا بلکہ اسے تمام قوم کا حق قرار دیا جاتا۔ قیدیوں کو بعض اوقات بلا معاوضہ چھوڑ دیا گیا۔ انگریز مصنفین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے۔ حالانکہ جنگ کے موقعہ پر بھی ہمیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ جنگِ حنین میں چھ ہزار قیدی چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ مگر یہ انہیں ہرگز نہیں کہا جاتا۔ کہ مسلمان ہو جاؤ تو آزاد کر دیئے جاؤ گے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر امان دینے کی جو شرائط لگائی گئیں، اُن میں بھی مسلمان ہونے کی کوئی شرط نہیں۔ بلکہ صرف یہی شرائط تھیں کہ

(۱) جو کوئی ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اسے امان دی جائے گی۔

(۲)۔ جو کوئی اپنے گھر کے دروازے بند کر لے گا۔

(۳)۔ جو کوئی ہتھیار ڈال دے گا۔

(۴)۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ میں داخل ہوگا۔ اسے امان دی جائے گی۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ رواداری۔ تمام انبیاء پر ایمان تمام کتابوں کو الہامی سمجھنے کی تاکید۔ اور بتوں تک کو گالی دینے سے ممانعت۔ اس بے نظیر شخصیت کے حسنِ کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جس نے تمام بنی نوع انسان کو "ایک" بنا دیا چنانچہ اسی حسنِ معاشرت کے متعلق چیمبرز انسائیکلو پیڈیا میں ایک مضمون نگار نے یوں لکھا ہے کہ:۔

"مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس میں بہت کم تبدیلی واقع ہوئی ہے اس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے۔ اس سے مراد قرآن کے علمِ اخلاق سے ہے۔ جس میں ناانصافی۔ کذب۔ غرور انتقام۔ غیبت۔ استہزاء۔ طمع اسراف۔ عیاشی اور بدگمانی کو نہایت برا کہا گیا ہے۔ اور نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا۔ تحمل۔ صبر بردباری۔ کفایت شعاری۔ سچائی۔ ادب صلح۔ سچی محبت۔ اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا۔ اور اس کی مرضی پر توکل کرنا سچے مسلمان کی نشانی ہے"۔

اس مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"کہ زمانۂ تاریک میں صرف مسلمان قوم تھی جو باعلم تھی۔ اور اس نے وحشی یورپ کو روشنی دی"۔

پھر لکھتا ہے کہ:۔

"اس نے بچہ کشی کا انسداد کیا، غلامی کو موقوف کیا۔ تمام مذاہب اور غیر اقوام کے ساتھ برابر کا انصاف کیا۔ اسلام نے محصول کو گھٹا کر صرف دسواں حصہ باقی رکھا۔ تجارت کو آزاد کر دیا۔ اس نے اپنے مریدوں کے لئے بیرا مذہبی چندہ کی وصولی سے اجتناب کیا۔ مفتوح قوموں کو ہر طرح کی پناہ دی۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی۔ اور ان باتوں کی صرف ہدایت ہی نہیں کی۔ بلکہ ان کو قائم کر دیا، شراب کاری کو موقوف کیا۔ غریبوں کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی۔ اور یہ کام ایک واحد شخص نے کیا۔ جس نے تمام ملک میں ایک روح پھونک دی"

اسی مضمون کو ٹامس کارلائل نے اپنے مضمون "لکچرز آن ہیروز" میں یوں لکھا ہے:۔

"اسلام کا عرب میں آنا گویا ایک نور کا آنا تھا۔ اور عرب سب سے پہلے اسی سے زندہ ہوا۔ اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھی۔

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
لٹھا
نمبر ۱۵۰۰۰ نمبر ۵۰۰۰۰
نمبر ۱۱۰۰۰ نمبر ۶۱۰۰۰
پرنٹس
نمبر ۱۱۳۶
نمبر ۱۵۳۶۰
پاپلین
پی نمبر ۹۹ پی نمبر ۱۳۰ پی نمبر ۳۳۰
پی نمبر ۹۷۰ پی نمبر ۵۲۷ پی نمبر ۸۳۱
پی نمبر ۸۶۰
سوتی دھاگہ
نمبر ۱۰s نمبر ۲۰s
نمبر ۳۰s نمبر ۴۰s
نمبر ۶۰s
ململ
نمبر ۷۵۷۰ نمبر ۷۵۳۶
نمبر ۹۰۷۰
کارڈورائے
بی سی نمبر ۹۰
وائل
نمبر ۷۰۷۰ نمبر ۷۰۳۶
نمبر ۳۰۳۶ نمبر ۴۰۴۰
نمبر ۵۰۴۸
علاوہ ازیں
لان
نہایت نفیس کپڑا
از قسم وائل
سلے سلائے ملبوسات۔ بش شرٹ۔ پتلون۔ رومال سلیپنگ سوٹ تمام سائز کے مل سکتے ہیں۔
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (بھکر)
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۲۲ راگست ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۱
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:۔ پاک و ہند سے ۔ چھ روپے ۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب ۔ مکان نمبر ۱۲ محلہ اعظم پورہ ۔ ملک پیٹھ حیدرآباد دکن ۔ (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
ایڈیٹر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۳

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن عمر رضی عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم الذی یخالط الناس و یصبر علی اذاھم افضل من الذی لایخالطھم ولایصبر علی اذاھم۔
(ابن ماجہ)

ترجمہ:-

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے (ان کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔) اور ان کی طرف سے اگر تکلیف پہنچے تو صبر سے کام لیتا ہے (مگر ان کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کرتا) وہ اس مسلمان سے جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر نہیں رہتا اور نہ وہ ان کی تکلیف دہی پر صبر کرتا ہے (بلکہ اونے ادنے اخلاق بھی کھو دیتا ہے) بہتر ہے

نوٹ:-

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

لاتستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم۔
(سورۃ حٰم۔ آیات ۳۴۔ اور ۳۵)

(غلام قادر۔ عفی عنہ)

استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات گرامی

۳۰ جون ۱۸۹۹ء کی درمیانی رات۔ امراض وبائیہ کا حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں ذکر ہوا۔ اس پہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ ایام برسات کے معمولاً خطرناک ہوا کرتے ہیں۔ ہند کے طبیب کہتے ہیں۔ کہ ان تین مہینوں میں جو بچ رہے وہ گویا نئے سر سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ جاڑا بھی خوفناک نظر آتا ہے۔ اطبا بڑے بڑے پرہیزوں اور حفظ ماتقدم کے لئے احتیاطیں بتاتے ہیں۔ اگرچہ سلسلہ اسباب کا اور ان کی رعایت درست ہے مگر میں کہتا ہوں محدود العلم ضعیف انسان کہاں تک بچار بچار کر غذا اور پانی کا استعمال کیا کرے میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھکر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے صلح و موافقت پیدا کرو۔ اور دعاؤں میں مصروف رہو۔ میں تو بڑی آرزو رکھتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں کہ میرے دوستوں کی عمریں لمبی ہوں تاکہ اس حدیث کی خبر پوری ہو جائے جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں چالیس برس موت دنیا سے اُٹھ جائے گی۔ جس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام جانداروں سے اس عرصہ میں موت کا پیالہ ٹل جائے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جو نافع الناس اور کام کے آدمی ہوں گے اللہ تعالےٰ ان کی زندگی میں برکت بخشے گا۔

(خط مولوی عبدالکریم صاحب یکم جولائی ۱۸۹۹ء)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر صاحب ڈار عفی عنہ)

مدراس

ترجمہ خط - ایس - یو - محی الدین - لائبریرین بگ سٹریٹ کا دیا نلور
مدراس (انڈیا)

جناب عالی - السلام علیکم - گذارش آنکہ قرآن شریف - خصائص القرآن - ٹیچنگز آف اسلام - اسلام اینڈ کرسچینٹی - اور پرافٹ آف اسلام مل گئی ہیں - ان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ بہت قیمتی کتابیں ہیں اور انہوں نے اسلام پر کافی روشنی ڈالی ہے اور اسلام کے سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہیں
ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ چند اور کتابیں ہماری ایسی، لائبریری کو ارسال کرتے رہتے ہیں ، مثلاً نیو ورلڈ آرڈر - مینول آف حدیث - ارلی کیلیفیٹ - انگلیشس آف پرافٹ محمدؐ - اور ریلیجن آف اسلام ۔ اس لئے براہ مہربانی ہمیں بھی یہ کتابیں لائبریری کے لئے ارسال کریں۔
(انہیں کچھ کتب اور خط بھیجے گئے)

انڈونیشیا

ترجمہ خط - حادی ، حادی سیکرٹری آف یون ڈوک ماڈرن-
انڈونیشیا

السلام علیکم - و رحمۃ اللہ - اللہ تعالیٰ سے آپ کو اس کام میں ترقی دے جو آپ کر رہے ہیں - اور ہمارے دوستوں کو جو آپ نے مدد دی ہے اس کی خدا تعالیٰ سے آپ کو جزا دے - ایک دن میرے ایک دوست نے ایک ٹریکٹ جو آپ نے بھیجا تھا مجھے دیا - میں بہت خوش ہوا کیونکہ میرے سکول میں تقریباً .... ا طلباء ہیں - اور اگر آپ اسلام کی خاطر ہمیں اسلامیات پر لٹریچر ارسال کریں گے ہم بہت مشکور رہیں گے ہمیں ایسی کتابوں کی ضرورت رہتی ہے
ہم اسلام کی اشاعت میں ہر طرح سے آپ کے معاون ہیں اور قرآن کی اصلی تعلیم کو پھیلانا اپنا مقصد رکھتے ہیں -
(انہیں چند رسالے اور خط بھیجے گئے)

فرانس

ترجمہ خط ۔ ایس - ایچ - اے - رسول میں ڈی ٹونسی ۴۷
بلوارڈ سیرسن ۔ فرانس

جناب عالی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ میں آپ کو قرآن شریف کے عطیہ جو آپ نے مجھ کو ارسال کیا ہے ملنے کا تہہ دل سے مشکور رہوں۔
میں آپ کو مطلع کرنے کے موقعہ کی تلاش میں تھا کہ میں اگست کو لندن جا رہا ہوں - اور وہاں احمدیہ موومنٹ کے متعلق دریافت کروں گا ۔ اس اثناء میں مجھے ان کتابوں کی فہرست ارسال کریں جو یا مرکے علماء نے یا مصنفوں نے اس مذہب پر لکھی ہوں ، انہیں میں لندن کی مختلف یونیورسٹیوں میں تلاش کروں گا -
میں آپ کے مشورہ کو بہت اہمیت دوں گا -
آپ کے جواب کا منتظر -
یہ مسٹر محبوب اشرف کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور اس سے پہلے بھی ان کا نام پیغام صلح میں آچکا ہے

مغربی افریقہ

ترجمہ خط سلیمان ادکو - نائیجیریا - ویسٹ افریقہ -
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہت بہت جزا دے - آپ کو جو دنیا میں اشاعت اسلام کر رہے ہیں اس کی جزائے خیر دے -
میرا خط آپ کو ضرور مل گیا ہو گا - لیکن میں اپنی جگہ سے غیر حاضر ہونے کی وجہ سے آپ کا ارسال کردہ تحفہ نہ وصول کر سکا - اور جواب میں تاخیر ہو گئی - مجھے قرآن شریف مل گیا ہے اور جب سے مجھے یہ تحفہ قرآن کریم ملا ہے - میں نے مطالعہ شروع کر دیا ہے اور خدا کو پہچاننے لگ گیا ہوں - اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی مساعی جمیلہ سے میں یہاں ایک مشن قائم کروں گا -
جناب عالی - اگر آپ مجھے اور میرے لوگوں کو تعلیم دینے کا بندوبست کر سکتے ہوں تو وہ آپ کی ہی مدد اور کوشش سے ہو سکتا ہے - اور میں نے قرآن کے سمجھنے کے متعلق کہ کس طرح میں نے انتظام کیا ہے ۔ وہ دوسرے خط میں ذکر کروں گا - میں آپ کو زندگی بھر کبھی نہیں بھول سکتا اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے - جواب کا منتظر -
(لٹریچر اور خط لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط مسٹر القمان اشولا الورنؓ نائیجیریا ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی ارسال کردہ تین اسلامی کتابیں ملیں - میں ان کتابوں کے بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت قدر کرتا ہوں - ان کتابوں سے میں نے تعلیم حاصل کی ، اور مجھے روشنی ملی ہے - یہ کتابیں میرے لئے بہت ہی فائدہ مند ہیں - اور میرا تمام خاندان ان سے فائدہ اٹھا رہا ہے مجھے یہ مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی مساعی جمیلہ سے یہ اسلام ضرور دنیا میں پھیلے گا - اللہ تعالیٰ امیر قوم اور ممبران کو جو اس کام میں کوشاں ہیں عمر دراز عطا فرمائے تاکہ مذہب اسلام کی ترقی ہوتی رہے آمین -
مجھے ان کتابوں کے علاوہ ایک قرآن شریف کی بھی ضرورت ہے -
(دیگر پمفلٹس اور خط بھیجے گئے)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر حیاء الدین ، ایچ - اوراو - کمشن آن نیشنل انٹیگریشن - فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۲/۴ ۱۱ ۶۲ اور لٹریچر کا پارسل مل گیا ہے - بہت بہت شکریہ -
یہ کتب بہت مفید ہیں - میں ان سب کے لئے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں -
میری طرف سے پاکستانی مسلم برادران کی خدمت میں السلام علیکم ۔ احمدیہ موومنٹ کے ممبران کو ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر مبارکباد عرض کرتا ہوں ، اور دست بستہ السلام علیکم عرض ہے -
(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

(۲)

ترجمہ خط از فابیان - ایم - گووارا معرفت این کارنیین الوینیسیو ۱۴ پاسے روڈ مرکاتی - فلپائن
جناب مکرم تسلیم
میں فلپائن کا باشندہ ہوں - اور کالج گریجوایٹ ہوں - انگریزی لکھ پڑھ سکتا ہوں - مذہبی باتوں سے مجھے کافی لگاؤ اور دلچسپی ہے - اس لئے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہاں سے مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن مصنفہ مولوی محمد علی مرحوم دستیاب ہو سکتا ہے - میں دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں کہ وہ مجھے قرآنی بادشاہت میں شامل کر کے (مسلمان کر دے) کیا آپ مجھے کم ہدیہ پر قرآن کی ایک کاپی ارسال کر سکتے ہیں - میں اس کی قیمت واپسی ڈاک ارسال کر دوں گا -
اس مہربانی کا بہت شکریہ
(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا جائے گا -

(۳)

ترجمہ خط از مس مستورہ حامد - فلپائن
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - قرآن شریف اور دیگر کتب مل گئی ہیں بہت بہت شکریہ
میں اور میرے کنبہ کے تمام افراد اس تحفہ کو حاصل کر کے بہت خوش ہوئے ہیں -
میں امید کرتی ہوں کہ ہماری خط و کتابت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا تاکہ میری مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے آج کل میں مس فاطمہ حکیم صاحبہ سے خط و کتابت کر

(باقی بر صفحہ ۱۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مؤرخہ ۲۹ راگست ۱۹۶۲ء

کشف و خواب کی حقیقت

اور حضرت مرزا صاحب کے الہامات

قبل ازیں ہم "پیغام صلح" کی متعدد اشاعتوں میں ہفت روزہ الیشیا کے ایک مقالہ نگار کی ہفوات کا جواب دے چکے ہیں جن میں کشف و خواب اور اولیاء اللہ کے الہامات کو نفسانی اوہام یہ مبنی قرار دیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ہم نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقرہ بھی نقل کیا تھا کہ

قول انا الحق اور قول سبحانی اور قول لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ شطحیات سب اسی درخت کے پھل ہیں۔ اسی قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے (مکتوب ۲۳ دفتر سوم)

مقالہ نگار صاحب اس پر یوں جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"پیغام پیش کردہ حوالہ کا سیاق و سباق ہی دیکھ لیتے تو اس قدر دیدہ دلیری سے کام نہ لیتے اس سے پیشتر حضور نے صاف فرما دیا ہے کہ اس مقام میں سالک، اسلام کی خوبی اور کفر کی برائی میں تمیز نہیں کر سکتا جس طرح اسلام کو پسندیدہ جانتا ہے کفر کو بھی ویسا ہی جانتا ہے اب اس حال والے شخص کے اقوال کو سچا اور صادق قرار دینا حضرت مدیر پیغام صلح کے ہی شایاں شان ہے ورنہ حضرت مجدّد رحمۃ اللہ نے تو صاف فرمایا ہے ایسے احوال سے بیزار ہونا پڑتا ہے اور توبہ کرنی ہوتی ہے"

یہ حضرت مجدّد صاحب نے کس جگہ لکھا ہے کہاں انہوں نے ایسے احوال سے بیزاری اور توبہ کا ذکر کیا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ اس مرتبہ جمع کو انہوں نے اس مقام جہل اور مقام حیرت قرار دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"لیکن یہ وہ جہل ہے جو محمود ہے اور یہ وہ حیرت ہے جو ممدوح ہے"

تاہم یہ صوفیا کی منازل سلوک میں ایک ادنیٰ مرتبہ ہے اور حضرت مجدّد صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ:-

"جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس مرتبہ جمع سے بلند تر سیر واقع ہو جائے اور فرق اور تمیز حاصل ہو جائے اور سکر سے صحو میں آ جائے تو اس وقت اسلام کی حقیقی دولت ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کی حقیقت میسر ہوتی ہے یہ اسلام و ایمان زوال سے محفوظ اور کفر کے عارض ہونے سے بچا ہوا ہے۔ (مکتوب ۴۳ دفتر سوم)

یہی حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ ان کے الہامات و کشوف نہ لاشعوری تخیلات سے ملوث ہیں اور نہ سکر اور مقام جمع اور حیرت و جہل سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اس مقام معرفت سے صادر ہوتے ہیں جو حقیقت ایمان اور دولت اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی متابعت کا نتیجہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب خود فرماتے ہیں:-

"میرے لئے اس نعمت (مکالمہ الٰہیہ) کو پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الورٰی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے (حقیقۃ الوحی صـ ۶۲)

پس حضرت مرزا صاحب کو معرفت الٰہیہ اور الہامات و کشوف کا جو شرف حاصل ہوا وہ ایمان و اسلام کی اس دولت کا نتیجہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی متابعت سے حاصل ہوئی اس کو صوفیا کے ان کلمات سے نسبت دینا جو سلوک کی ابتدائی منازل میں عالم سکر اور مقام جمع میں ان سے صادر ہوتے کسی طرح جائز نہیں، یہ وہ مرتبہ عالیہ ہے جس کے متعلق حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

"پہلی امتوں میں ایسی ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو زندہ کرتا تھا اس امت میں جو خیر الامم ہے اور امت کا پیغمبر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکے علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا ہے اور علماء کے وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے اسی واسطے ہر صدی کے بعد اس امت کے علماء میں سے ایک مجدّد مقرر کرتے ہیں" (مکتوب ۲۳۴ دفتر اول)

مقالہ نگار الیشیا کو چاہیئے کہ صوفیاء کے کلمات و شطحیات پر بحث کرنے اور حضرت مرزا صاحب کے مکاشفات و الہامات کو ان کی شطحیات سے مشابہ قرار دینے کے بجائے ان کی معقولیت اور صداقت پر براہ راست تنقید کرے اور بتائے کہ ان میں کونسی ایسی بات ہے جسکو غیر معقول اور خلاف شریعت قرار دیا جا سکتا ہے اور کونسی ایسی چیز ہے جو الہامات کے پیش از وقت بتائے ہوئے امور کے مطابق سچی ثابت نہیں ہوئی کیا لیکھرام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کو واقعات نے سچا ثابت کر کے ہستی باری تعالیٰ اور صداقت اسلام کا شاندار ثبوت بہم نہیں پہنچایا؟ کیا آتھم کی موت نے حضرت مرزا صاحب کے الہام اور اسلام کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کی؟ اس قسم کے بیسیوں الہامات اور پیشگوئیاں ہیں جو حضرت مرزا صاحب سے صادر ہوئیں۔ اور واقعات نے ان کو سچا ثابت کر دکھایا، مقالہ نگار صاحب کو اگر اس پر کوئی اعتراض ہے تو صوفیاء کے کلمات سے انہیں نسبت دینے کے بجائے براہ راست کھلے طور پر پیش کرے۔

اخبار احمدیہ

ولادت

یہ خبر احباب سلسلہ کے لئے نہایت مسرت کا موجب ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے چوہدری عمر دین صاحب چارٹرڈ اکونٹنٹ آڈیٹر انجمن کو ۶۲/۸/۱۷ کو پوتا مرحمت فرمایا ہے۔ اور اس خوشی میں چوہدری صاحب موصوف نے مبلغ -/۵۱ روپے عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو دیا ہے جملہ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ نومولود کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے دین اور دنیا میں کامیاب و بامراد کرے۔ آمین ہم چوہدری صاحب موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ـــــ جھنگ صدر سے محمد حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ محمد حنیف صاحب سکنہ جھنگ صدر کے گھر خدا کے فضل سے تیسرا لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام اسد اللہ رکھا ہے اس کی خوشی میں مبلغ ایک روپیہ چندہ اشاعت اسلام میں دیا ہے اور پیدائش سے ہی دو آنہ ماہوار چندہ دینا شروع کر دیا ہے اور یہ بات بھی ان کی قابل نمونہ ہے کہ انہوں نے ہر ایک بچہ کی پیدائش سے ہی ان کا ماہواری چندہ مقرر کر رکھا ہے جو ہر ماہ ادا کرتے ہیں۔ دیگر دوستوں کو بھی ان کی تقلید کر کے سب بچوں کا ماہواری چندہ مقرر کرنا چاہیئے۔ احباب سے درخواست ہے کہ بچہ اور زچہ کی بابت دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس بچہ کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے اور زچہ کو صحت بخشے

انتقال پُر ملال

ـــــ جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم۔ میں انتہائی رنج و غم کی حالت میں اطلاع دیتا ہوں کہ جمعۃ المبارک مورخہ ۱۷ راگست کی صبح تین بجے میرا اکلوتا بیٹا عمر ۹ سال اچانک اس دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس کے دماغ کی شریان پھٹ گئی تھی۔ بچہ گرمیوں کی تعطیلات کے سلسلہ میں سیالکوٹ اپنے ننہال گیا ہوا تھا۔ جماعت کے احباب سے استدعا ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بیوی کو اور مجھے یہ زبردست صدمہ برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے۔

خادم محمد حسین [illegible]
پنجاب [illegible]

انتخاب جماعت قاضی احمد

آج مورخہ ۶۲/۸/۱۰ کو دفتر احمدیہ فادر قاضی احمد میں بعد نماز جمعہ کثرت رائے سے مندرجہ ذیل انتخابات عمل میں آئے۔

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

ہر کہ بے او زد قدم در بحر دیں ٭ کرد در اوّل قدم گم معبرے (مسیح موعودؑ)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زیر اہتمام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے شام بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ راولپنڈی صدر منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ اسوۂ حسنہ اور اخلاق حمیدہ کے مختلف گوشوں پر تقاریر ہوں گی۔ اور دیگر مذاہب کی کتب میں حضور صلعم کے متعلق جو پیشگوئیاں درج ہیں۔ ان پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس تقریب سعید میں دیگر علماء کرام کے علاوہ

حضرت مولانا شیخ الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی جو حال ہی میں انڈونیشیا، امریکہ اور انگلستان وغیرہ بلاد غیر کے تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لائے ہیں خاص طور پر شرکت فرما رہے ہیں۔ ہر مکتب فکر کے حضرات سے التماس ہے کہ وہ جلسہ میں شمولیت فرما کر مقررین حضرات کے مواعظ حسنہ سے مستفید ومستفیض ہوں۔

نوٹ:۔ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔

المشتہر

ظفر اللہ خاں سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا محمد یحییٰ بٹ کا خط حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام

مکرما محترما حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بفضلہ بخیریت تمام ہوں گے۔ معاف فرمائیں ایک عرصہ سے آپ کی خدمت میں خط نہیں لکھ سکا۔ میں یہاں خدا کے فضل سے تبلیغی مساعی میں مشغول ہوں۔ ان دنوں زائرین کی آمد نسبتاً زیادہ ہے۔ مغربی جرمنی سے آنے ہوئے نوجوان اسلام کے متعلق سوالات کرتے اور اس کی تعلیم کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے شوق کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح بعض اوقات اکیلے اکیلے اور بعض اوقات گروپ کے گروپ کے ساتھ گھنٹوں گفتگو ہوتی رہتی ہے۔

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم ولادت ہم نے ۱۳ر اگست کو مسجد میں منایا۔ خدا کے فضل سے پہلے دو سو کے قریب احباب نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ہلٹن ہوٹل برلن میں گزشتہ مہینوں میری تقریر ہوئی۔ اس کے آرگنائزر ہیر دلف فان سون پدسکی ہیں۔ وہاں اخبارات کے نمائندے بھی مدعو تھے۔ میری تقریر کا ایک حصہ دو مقامی اخبارات نے دوسرے دن شائع کیا۔ والسلام

خاکسار محمد یحییٰ بٹ

ضروری اطلاع

انجمن نے شعبہ "رشتہ وناطہ" کا قیام قوم کے فائدہ کے لئے فرمایا ہے۔ اس کام کو محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈالس کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ باقاعدہ اس منصب کے لئے رجسٹر کھول دیں گے۔

لہٰذا بجملہ ضرورت مند احباب جماعت شیخ صاحب موصوف سے اس موضوع پر خط وکتابت کریں۔

احمد یار سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نیو مسلم کالج کا نتیجہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ نیو مسلم کالج کی بارہویں جماعت کے امتحان کا نتیجہ ۶۱ فیصدی رہا ہے جو آس پاس کے ہمسایہ اور بڑے اسے چوٹی کے کالجوں کے نتائج سے بڑھا ہوا ہے۔ حالانکہ ان کالجوں میں اچھے نمبروں والے طالب علم داخل ہوتے ہیں بالخصوص گورنمنٹ کالج میں زیادہ فرسٹ ڈویژن کے طالب علم لئے جاتے ہیں اور انجمن کا نیو مسلم کالج غریبوں کے لئے ملجا وماوٰی ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے پرنسپل صاحب اور سٹاف کی محنتوں کو ممتاز طور پر بار آور کیا۔

پرنسپل صاحب اور سٹاف مستحق مبارکباد ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آئندہ سال اس سے بہتر کامیابی عطا فرمائے۔

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۳)

(۱) صدر جماعت قاضی احمد خان محمد زمان خان صاحب

(۲) فنانس سیکرٹری نبیض محمد۔

(۳) منتظم۔ ممتاز محمود صاحب۔ خاکسار فیض محمد۔

روانگی انگلستان اقبال احمد صاحب جو آٹھ نو سال کے بعد انگلستان سے تشریف لائے تھے ۱ر اگست کو واپس انگلستان تشریف لے گئے۔

احباب ہندوستان توجہ فرمائیں حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں:۔

"موجودہ حالات میں میرے لئے مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کافی وقت پہلے اطلاع ملنے کی صورت میں ہی ممکن ہے اس کے بغیر مہمانوں کا میرے ہاں تشریف لانا ان کے اور میرے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا میرے پاس حیدرآباد تشریف لانیوالے اصحاب خواہ وہ کسی غرض وحیثیت اور کسی نہج سے تشریف لا رہے ہوں، مجھے کافی وقت پہلے آمد کی اطلاع دے دیا کریں اور میری طرف سے اس اطلاع کی رسید وجواب آنے پر قصد فرمایا کریں تو باعث احسان ہوگا۔ بصورت دیگر مجھے اندیشہ ہے کہ میں ان کے قیام وطعام کا انتظام کرنے سے شاید قاصر رہ جاؤں۔ اس طرح عدم انتظام یا خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جو شکایات و تکلیف ہوگی اس سے میں بری الذمہ ہوں گا۔"

نیازکیش۔ محمد انعام الحق۔ انچارج حیدرآباد دکن مشن

کامیابی اور عطیہ

امسال پشاور یونیورسٹی سے عزیزم عبداللہ جان خان خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے ایف۔ ایس۔ سی (میڈیکل) کا امتحان ۵۱۲ نمبر حاصل کرکے امتیازی کامیابی حاصل کی ہے آپ پشاور یونیورسٹی کے میڈیکل گروپ یونیورسٹی بھر میں

نظامِ موجودات اور تخلیقِ انسانی میں ہستی باری تعالےٰ کی شہادت

اور قرآن کریم میں معرفت الٰہی کے دلائل

ایمان سے دلوں کو منوّر کرو کہ اعمالِ صالح کا حقیقی سرچشمہ دل ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یسبّح للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر ——— واللہ غنیّ حمید ———

——— (سورۃ التغابن) ———

ایمان کے چراغ سے دلوں کی روشنی

قرآن کریم کی یہ آیات جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ ان میں اللہ تعالےٰ نے تلقین فرمایا ہے کہ ایمان کے چراغ سے دلوں کو روشن کرو۔ دلوں کی روشنی ایمان ہی سے حاصل ہوتی ہے اور جب دل کی روشنی اور قلب کا نور میسّر آ جائے اور اس کے اندر ایمان کی شمع جلتی ہو۔ تو جس طرح ایک تاریک اور سیاہ کمرہ میں روشنی سے اس کی تاریکی اور سیاہی دُور ہو کر کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دل کی سیاہی اور تاریکی بھی دُور ہو جاتی ہے۔ اور زندگی کا یہی مقصد ہے کہ انسانوں کے دل نورِ بصیرت سے اور عرفانِ الٰہی سے منوّر ہوں، اور اعضاء کے اندر خوبی و کمال پیدا ہو۔ انسان نافع الناس ہو۔ اور مخلوق خدا کے لئے بابرکت ہو۔

خدا تعالیٰ اور اس کا کلام نور ہے

ان آیات میں مذکور ہے کہ جس طرح سے خدا تعالےٰ نور ہے اللہ نور السمٰوٰت والارض اسی طرح اس کی مقدس کتاب قرآن کریم بھی نور ہے چنانچہ انہی آیات میں فرمایا ہے والنور الذی انزلنا۔ اصل نور خدا تعالےٰ کی ذات پاک ہے اس کا نور کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں نظر آتا ہے۔

قرآن کریم میں معرفت الٰہی کے دلائل

یہ کائنات اس کی معرفت اور عرفان عطا کرتی ہے۔ اسی طرح سے اس کا کلام بھی نور ہے۔ اس سے اس کی پہچان میسّر آتی ہے۔ اور قرآن کریم اللہ تعالےٰ کی ہستی کے دلائل بیان کرتا ہے۔ اور اپنے دلائل و براہین سے انسان کے قلب کو منور کرتا ہے اور نورِ بصیرت عطا کرتا ہے۔

نافرمانی سے عذاب الٰہی

ان تفصیلات کے بعد تاریخ پیش کی ہے فرمایا الم یأتکم نبؤا الذین کفروا من قبل۔ کیا تم کو ان لوگوں کا حال نہیں پہنچا، جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کی تھی ——— فذاقوا وبال امرھم ولھم عذاب الیم۔ اس بناء پر انہوں نے اپنے کئے کی سزا پائی۔ ان نابنجار لوگوں کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ اس لئے فرمایا کہ دلوں کو ایمان کی مشعل سے روشن کرو تاکہ تمہارے اعمال و افعال میں خوبی پیدا ہو اور تا تم آرام و راحت اور خوشی و مسرت کی زندگی بسر کر سکو اور حسنات دارین سے متمتع ہو سکو۔ وہ لوگ جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کی اور راندۂ درگاہ ہوئے اور عذاب و عقاب میں مبتلا کئے گئے وہ تمہارے لئے سامان عبرت ہیں ان کی ناکام و نامراد زندگی سے سبق حاصل کرو۔

نظامِ موجودات میں ہستی باری تعالیٰ کی شہادت

فرمایا یسبّح للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض۔ کائنات کی تمام چیزیں اس کی ہستی پر شاہد ہیں اور آسمانوں اور زمین کا ہر ذرّہ اس کی تسبیح کر رہا ہے۔ یہ تسبیح زبان حال سے ہوتی ہے کائنات کی تخلیق اور موجودات کا نظام اور ان کا آپس میں ارتباط خدا تعالےٰ کی ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا یہ نظام ظاہر کرتا ہے کہ اس کارگاہ عالم میں حکومت اس ایک ہی ذات اعلےٰ صفات کی ہے۔ اس کا قانون ہر کہیں قائم و دائم ہے۔ اس دنیا پر بادشاہوں کی حکومت عارضی ہے اور فانی ہے۔ لیکن احکم الحاکمین کی حکومت اس وسیع و عریض زمین پر بھی ہے اور آسمانوں پر بھی اور اس فضاء پر بھی اسی کی حکومت ہے۔

فضا کی غیر محدود بلندیاں اور اُن پر اللہ تعالےٰ کی حکومت

فضا کی بلندیاں بے حد و حساب ہیں۔ انسان کی عقل اس کی پہنائیوں کا اندازہ لگانے سے قاصر ہے سورج تو ۹ کروڑ پچاس لاکھ میل زمین سے دُور ہے اور یہ سب سے چھوٹا ہے۔ اس کے اُوپر اور بھی سورج ہیں جن کی روشنی تا حال زمین تک نہیں پہنچی۔ پھر اس فضا کے اندر عجیب قوتیں اور تاثیریں کام کرتی ہیں۔ جن کا علم انسان کے ننھے سے دماغ سے بالاتر ہے۔ زمین سے چاند کی مسافت صرف دو لاکھ چالیس ہزار میل ہے اور یہ قریب ترین سیارہ ہے۔ پھر بھی اس حد تک پہنچنے کے لئے کیا کیا مشکلات درپیش ہیں۔ ان حالات اور مشکلات کے پیش نظر انسان سورج تک پہنچنے کا خواب نہیں دیکھ سکتا۔ اس تک پہنچتے پہنچتے انسان راستہ میں ہی مُرنڈا ہو جائے۔

کائنات پر اللہ تعالےٰ کی حکومت

فرمایا لہ الملک۔ حکومت اس خالق و مالک کے ہاتھ میں ہے۔ اور حکومت کی خوبی ظاہر کرتی ہے ولہ الحمد کہ وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ حکومت وہی کر سکتا ہے جو خالق و موجد ہو۔ اس کائنات اور ما فیہا کا اس کے سوا کوئی اور خالق و موجد نہیں ہے اور کوئی شریک کار نہیں اس ایک ہی خدا کا اس کائنات پر تصرف تام ہے۔ یہ کائنات خوبی اور خوبصورتی کا گہوارہ ہے۔ افضال و برکات کا خزانہ ہے۔ اس میں فیوض و ثمرات کا دریا بہتا ہے بلد بریں کائنات کی ہر شئے اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتی ہے وھو علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ حکومت قدرت و طاقت کی مقتضی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی ذات پاک کو ہر طرح کی قدرت اور طاقت حاصل ہے وہ علم و حکمت رکھتا ہے اور کائنات پر اُسے تصرف تام حاصل ہے۔

انسانی تخلیق میں ہستی باری تعالیٰ کا انعکاس

اس خالق و مالک کی صفات عالیہ کی تصویر کھینچنے کے بعد فرمایا ھو الذی خلقکم۔ خدا کی ہستی میں

طرح کائنات میں منعکس ہے اس طرح خود تمہاری تخلیق سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ ہم نے تم کو خاک کے حقیر ذرّوں سے تخلیق کیا ہے۔ اور تمہیں کائنات کی ہر ادنیٰ و اعلیٰ شئے پر فخر بخشا ہے۔ اگر کائنات کے غور و تفکر سے خدا نظر آتا ہے تو تمہاری اپنی تخلیق سے بھی اسی کی ہستی نمایاں ہوتی ہے۔ اپنی ہستی پر غور کرو۔ اگلے دن ایک ذکر ہوا کہ ایک دولتمند شخص انگلستان میں اپنی لڑکی کے علاج کے لئے گئے۔ چالیس پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے اور اپنی لڑکی کو دفن کر کے واپس آ گئے۔ وہ وہاں کے ماہر امراض قلب کے زیر علاج تھی۔ اور اسی کے ہسپتال میں ہی ٹھہرے۔ اپریشن ہوا۔ کچھ دن اپریشن کامیاب رہا۔ بعد ازاں ڈاکٹر نے خود ہی کہا کہ یہ لڑکی زندہ نہیں رہ سکتی اور ساتھ والے کمرے میں ہی ایک کھیلتا کھیلتا بچہ مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا۔ اس عورت نے بتایا کہ اس بچہ کی صحت ہو گئی تھی۔ اور اس کے لئے وہاں مکان بھی خرید لیا تھا کہ اس آب و ہوا میں رہنے سے اس کی صحت اچھی ہو جائے گی لیکن خدا تعالےٰ کو یہ منظور نہ تھا اور باوجود اس قدر روپیہ خرچ کرنے کے بچ نہ سکی۔ کسی انسان کو کسی بڑے سے بڑے ڈاکٹر یا حکیم کو یہ اختیار نہیں کہ کسی کی جان بچا سکے۔ خود اپنی جان پر اختیار اور تصرف حاصل نہیں ہے۔

خدائی تصرف کے سامنے بڑے سے بڑے انسان کی بے بسی

کہا جاتا ہے کہ ہٹلر سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے روس پر گرمیوں کے آخری دنوں میں حملہ کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہاں سردی پڑنے لگی اور بلا کی سردی میں ہاتھ پاؤں شل ہونے لگے۔ فوج کی فوج نقل و حرکت سے معذور ہو گئی۔ شراب منگوانے کے لئے فرانس آرڈر دیا گیا۔ پیٹی کی پیٹیاں شراب کی بوتلوں کی آ گئیں مگر سردی سے جم کر قلفیاں بن گئیں۔ اور کسی کام نہ آ سکیں، اس سے ظاہر ہے کہ انسان کو نہ کسی کام کے آغاز پر تصرف حاصل ہے اور نہ وہ نتائج پر تصرف رکھتا ہے۔ انسان بے بس ہے۔ نہیں جانتا کہ میرے کام کے آغاز کا نتیجہ کیا ہوگا اور حالات و واقعات کیا صورت اختیار کریں گے۔

صرف ذات الٰہی حمد و ثنا کی سزاوار ہے

لیکن خدا تعالےٰ نے فرمایا له الملك ساری کی ساری کائنات پر اسی ایک خدا کی ہی حکومت ہے۔ اس کا خانہ عالم کی حسن و خوبی اور خیر و برکت سے معلوم ہوتا ہے کہ له الحمد وہی ذات باری تعالےٰ تعریف و ستائش اور حمد و ثنا کی سزاوار ہے۔

احسانات الٰہی کے باوجود انسان کی ناشکری

فرمایا هو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ لیکن اتنے احسانات کے باوجود تم میں سے بعض ناشکرے ثابت ہوتے ہیں اور بعض ایماندار جو انکار کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے۔ اکفرت بالذی خلقك کیا تم اس ذات کا جس نے تم کو پیدا کیا ہے انکار کرتے ہو۔ قتل الانسان ما اکفره وہ انسان جو خدا تعالےٰ کا منکر ہے کتنا بدبخت ہے۔ خدا تعالےٰ کی صفات اور احسانات کا کس قدر ناشکرا ہے۔ اس کو مخاطب کر کے فرمایا کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا۔ الله الذی خلقکم وکنتم امواتا۔ تمہاری ذات پہلے نہ تھی۔ تم مردہ تھے ہم نے خاک کے منتشر ذرات سے تمہیں بنایا اور زندگی بخشی۔ باوجود اس انعام کے وہ تمہیں پیدا کرنے والا ہے تم اس کا کفر کرتے ہو یہ بہت بڑی بدبختی ہے وہ الحی اور تمہاری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اور تمہاری نشو و نما اور بقاء کے سامان پیدا کرتا ہے وہ القیوم ہے۔ باوجود اس حقیقت کے فمنکم کافر۔ تم میں سے ایسے لوگ ہیں جو کفر کرتے ہیں۔ حالانکہ تمہیں سمجھدار بنایا۔ عقل و خرد کی صلاحیتیں بخشی ہیں۔

مومن کو عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے

ومنکم مؤمن اور تمہارے سامنے وہ بھی ہیں جو خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں، جو کائنات میں تفکر کرتے ہیں۔ اس سے انہیں عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ والله بما تعملون بصیر ہم وہ سب کچھ جانتے پہچانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ تمہاری ہر نقل و حرکت پر ہماری کڑی نظر ہے۔ تمہارا ہر فعل ہر عمل ہمارے علم سے چھپا نہیں رہ سکتا۔

خالق ارض و سما کی نظر ظاہری و باطنی اعمال پر

فرمایا خلق السموٰت والارض بالحق اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پھر صورکم فاحسن صورکم پھر تمہیں پیدا کیا۔ تمہیں حسن و خوبصورتی عطا کی اور ظاہری و باطنی استعدادیں عطا کیں۔ یعلم ما فی السموٰت والارض۔ خالق موجودات ہونے کی وجہ سے اسکو زمین و آسمان کا پورا پورا علم حاصل ہے۔ اور چونکہ اس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔ اس لئے تم سے ہر طرح باخبر ہے۔ یعلم ما تسرون وما تعلنون چھپ کر بدی کرو یا دماغ میں چالاکی کی تجویزیں بناؤ، یا دکھاوے کے لئے کوئی عمل کرو۔ وہ ہمارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ والله علیم بذات الصدور۔ اور سینے کے رازوں اور بھیدوں کا علم رکھتا ہے۔

قلب کو ایمان سے منوّر کرنیکی ضرورت

تمام اعمال قلب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر قلب بیمار ہے تو اس سے بدیاں اور بدکاریاں ہی جنم لیں گی۔ بد دیانتی کا جذبہ ابھرے گا۔ لوگوں کے حقوق پامال کرنے کی تحریص و ترغیب پیدا ہوگی، بدکاری اور بے حیائی کے جذبے پیدا ہوں گے۔ جب قلب بیمار ہوگا تو اعمال کے اندر بھی سقم پیدا ہوگا۔ اگر قلب صحت مند اور درست ہوگا تو اس سے اخلاق کے چشمے پھوٹیں گے۔ قلب سلیم بہت بڑی نعمت ہے جیسا کہ فرمایا وجاء بقلب سلیم۔ الغرض اعمال کا منبع اور سرچشمہ دل ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہارے دل کی گہرائیوں سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے فرمایا کہ مومن اپنے دل کو ایمان کی مشعل سے روشن کریں۔ تاکہ ان کے اعضا عمل صالح کے لئے مستعد رہیں۔ وہ اپنے لئے اپنے خاندان کے لئے اور اپنے ملک و ملت کے لئے بابرکت ثابت ہوں۔

منکرین ہدایت کا حشر

اگر تم یہ سب کچھ نہیں کرو گے تو الم یاتکم نبؤا الذین کفروا من قبل۔ تو تاریخ تمہارے سامنے ہے جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کی فذاقوا وبال امرھم اپنی کرتوتوں کی وجہ سے انہوں نے نقصان اٹھایا ولھم عذاب الیم ان کے لئے دردناک عذاب ہے ذالك بانه کانت تاتیھم رسلھم بالبینات خدا تعالےٰ یونہی گرفت نہیں کرتا۔ ان کے پاس خدا تعالےٰ کی طرف سے ہادی آتے تھے۔ جو ان کو ہدایت کے راستے بتلاتے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں سے باخبر کرتے تھے فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا وتولوا وہ انکار کر دیتے اور پیٹھ پھیر لیتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ان پر عذاب نازل کرتا ہے۔ فرمایا یہ امور سامنے رکھو

خدا رسول اور قرآن پر ایمان لاؤ۔

فآمنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا۔ پس تم خدا تعالےٰ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت لے کر آتے ہیں۔ اور اس پر عمل درآمد کر کے دکھاتے ہیں۔ والنور الذی انزلنا اور خدا تعالےٰ کے کلام پر ایمان لاؤ کہ وہ نور ہے اس سے دلوں کو منور کرو۔ عملاً مسلمان بنو تمہارے اعمال سے نظر آئے کہ تم احکام الٰہی کی تعمیل کرتے ہو اللہ تعالےٰ سب لوگوں کو اس تعلیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب ووکنگ (انگلستان)

ہالینڈ میں چند پُر لطف دن

پچھلے دنوں مجھے ایک تقریر کے سلسلہ میں ہالینڈ جانے کا اتفاق ہوا وہاں کے چند تاثرات احباب کی دلچسپی کے لئے قلمبند کرتا ہوں:-

تقریر ہالینڈ کے دارالخلافہ ہیگ میں تھی مگر تقریر کی دعوت جن صاحب کی طرف سے آئی تھی وہ ایمسٹرڈم میں رہتے ہیں۔ اس لئے ایک دن قبل میں ایمسٹرڈم پہنچا میرے ساتھ رفاقت کے لئے سید محمود حسین شاہ صاحب نے بھی اپنے کارخانہ سے جہاں وہ انسپکٹر ہیں چند دن کی چھٹی لے لی تھی۔ یہ نوجوان ہمارے محترم دوست بادشاہ صاحب سید عبدالجبار شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے ہیں اور مشن کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ ایمسٹرڈم سٹیشن پر ایک پٹھان نوجوان ڈاکٹر محمد نذیر معہ اپنی ڈچ بیوی کے لینے کے لئے موجود تھے۔ یہ صاحب اکنامکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے آئے تھے، اور چند دن پیشتر ایمسٹرڈم یونیورسٹی سے یہ ڈگری شاندار کامیابی سے حاصل کر چکے تھے۔ وہی ہمارے میزبان تھے، اور مغرب میں پٹھان مہمان نوازی کی یاد تازہ کرا دی۔

رات بہت ہو چکی تھی اور خیال تھا کہ ڈاکٹر میلیما صاحب سے جو تقریر کے لئے اصل بلانے والے تھے اگلے دن ملاقات کریں گے۔ مگر ڈچ لوگوں کی مستعدی قابل داد ہے۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے اور ہم ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے کہ ڈاکٹر میلیما صاحب (MELLEMA) کا فون آیا کہ میں تھوڑی دیر تک آ رہا ہوں۔

ڈاکٹر میلیما صاحب

ڈاکٹر میلیما صاحب کا تھوڑا سا حال سنئے۔ یہ اُن خاص خاص آدمیوں میں سے ہیں جن کی ہر بات سے خلوص ٹپکتا ہے یا یوں کہئے کہ سراپا خلوص ہیں تصنع قریب بھی نہیں پھٹکا۔ ایمسٹرڈم یونیورسٹی میں ایک شعبہ ہے جو ٹراپیکل انسٹیٹیوٹ کہلاتا ہے۔ یہ بھی ڈچ لوگوں کی خصوصی اصطلاح سمجھئے۔ انگریز اپنی یونیورسٹی میں اسی کا نام رکھتا تو اورینٹل انسٹیٹیوٹ رکھتا۔ ڈاکٹر میلیما صاحب اس انسٹیٹیوٹ میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ مشہور ڈچ مستشرق ہرگرونجے کے شاگرد ہیں۔ ہرگرونجے ہمارا تلفظ ہے جو ڈچ حروف سے ہم بنا لیتے ہیں۔ ڈچ لوگ اس کا تلفظ ہاخرونے کرتے ہیں — یہ ہرگرونجے صاحب چھ ماہ مکہ میں بھی رہ چکے تھے۔ اور اس تمنا کو پورا کرنے کے لئے اسلام بھی قبول کیا تھا اس لئے کہ کسی غیر مسلم کو وہاں جانے کی اجازت نہیں، اسلامی نام عبداللہ تھا۔ اپنے قیام مکہ کے متعلق ایک کتاب بھی لکھی ہے جو اسلام کے متعلق بڑی مستند سمجھی جاتی ہے — ہرگرونجے صاحب تو ایک حکمت عملی سے مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن اگر وہ آج بقید حیات ہوتے اور دیکھ لیتے تو محو حیرت ہوتے کہ ان کا ایک شاگرد رشید نہ صرف حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے بلکہ اسلام کا اس قدر دلدادہ ہے کہ پیدائشی مسلمان کو بھی پیچھے چھوڑتا ہے، عربی کا ماہر ہے۔ اور اس فکر میں ہے کہ اسی انسٹیٹیوٹ کے ساتھ کسی دن ایک ایسی خوبصورت مسجد کھڑی نظر آئے جو ایمسٹرڈم جیسے شہر کے اس چیدہ حصہ کے جہاں انسٹیٹیوٹ واقع ہے، شایان شان ہو۔ اسلام پر ایک بلند پایہ کتاب بھی لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس اعتراض کا بھی جواب دیا ہے جو عام طور پر مغربی مستشرقین آج کل کر رہے ہیں کہ جس مذہب میں قتل مرتد اور غلامی اور لاتعداد لونڈیوں کو بلا نکاح زوجیت میں رکھنے کی تعلیم ہو وہ زمانہ حال میں کسی طرح چل نہیں سکتا۔ اس کا جواب ڈاکٹر میلیما نے یہ دیا ہے کہ یہ اعتراضات وارد ہی نہیں ہوتے اگر قرآنی آیات کی وہ تفسیر کی جائے جو جماعت احمدیہ لاہور کرتی ہے۔

۱۹۵۵ء میں ڈاکٹر میلیما صاحب پاکستان کی اسلامی مملکت کا بچشم خود ملاحظہ کرنے کے لئے دورہ پر آئے تھے۔ اور اب ڈچ زبان میں قرآن کریم کا ایسا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں جو صحیح ڈچ محاورہ میں قرآن کی روح کو منتقل کر دے۔

ہیگ میں "اقبال ڈے"

چنانچہ یہ میلیما صاحب رات کے بارہ بجے کے قریب ملنے کے لئے آئے۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اگلے دن کا پروگرام طے ہوا۔ اور اس کے مطابق وہ ہمیں اپنی کار پر ہیگ لے گئے جہاں رات کے آٹھ بجے پاکستانی سفارت خانہ میں "اقبال ڈے" کا اجتماع ہوتا تھا۔ اور میری تقریر "اقبال کے چشم دید حالات" کے موضوع پر ہونی تھی — میں نے "اقبال ڈے" یہاں لندن میں بھی پاکستانی سفارتخانہ میں مناتے دیکھا ہے۔ گنتی کے چند لوگ ہوتے ہیں جو شامل ہوتے ہیں اور وہ بھی زیادہ تر پاکستانی — اور انگریز بمشکل نصف درجن تک ہوتے ہیں۔ ہیگ میں جو صورت دیکھنے میں آئی وہ اس کے اُلٹ تھی۔ وقت سے بہت پہلے ڈچ لوگ، مرد اور عورتیں، آنے شروع ہوئے اور آٹھ بجے سے قبل ہی ہال بھر گیا۔ اور کئی لوگوں کو گیلری میں کھڑے رہنا پڑا۔ اسے دیکھ کر میں سوچتا ہی رہا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آخر اس کثرت سے لوگ کیوں آئے۔ آیا علامہ اقبال کے نام میں ان لوگوں کو جو بیشتر علم دوست ہیں خاص کشش تھی، یا پاکستان سے اس قدر عقیدت تھی یا یہ ڈاکٹر میلیما کی ہر دلعزیزی کا کرشمہ تھا جو اس میٹنگ کے بحیثیت سیکرٹری نیدرلینڈ پاکستان ایسوسی ایشن داعی تھے میں سمجھتا ہوں یہ تینوں اجزاء لوگوں کو کھینچنے کا موجب ہوئے — اقبال کے کلام کا ڈچ زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ایک ڈچ خاتون نے وہ مجمع کے سامنے نہایت ڈرامائی انداز میں سُنا کر خراج تحسین حاصل کیا۔ جلسہ کی صدارت ڈاکٹر میلیما نے کی۔ اپنی افتتاحی تقریر میں علامہ اقبال کی شاعری، اقبال کے فلسفۂ خودی اور اقبال کے پیغام پر ایک عالمانہ تقریر انگریزی زبان میں کی۔ ہالینڈ کا ہر تعلیم یافتہ تین غیر ملکی زبانیں انگریزی، جرمن اور فرانسیسی بھی جانتا ہے۔ ڈاکٹر میلیما کے بعد میری تقریر ہوئی، اور لوگ سننا چاہتے تھے کہ ڈاکٹر اقبال کی روزمرہ کی زندگی کیسی تھی۔ اس کے بعد پاکستان میں ترقیاتی منصوبہ بندی کے جو کام ہوتے ہیں، ان کے اور لوگوں کے بود و باش اور لوک ناچ کے کچھ فلم بھی دکھائے گئے۔ رات کے کوئی گیارہ بجے ہم فارغ ہوئے اور ڈاکٹر میلیما صاحب ہمیں پھر اپنے ساتھ ایمسٹرڈم اپنی رہائش گاہ پر لے گئے۔ دونوں شہروں کے درمیان کوئی چالیس میل کا فاصلہ ہے۔

ہیگ مشن ہاؤس میں اجتماع

اگلا دن جمعہ کا دن تھا اور ہم نے غلام احمد صاحب بشیر سے جو ہیگ میں ہمارے مشن کے انچارج ہیں طے کیا کہ ہم نماز جمعہ وہیں آ کر پڑھیں گے اور اس کے بعد انہی کے ہاں قیام کریں گے۔

چنانچہ اگلے دن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اپنی کار میں ہمیں وہاں پہنچا آئے۔ بشیر صاحب کوئی دس بارہ سال سے یہاں ہالینڈ میں مقیم ہیں اور ڈچ زبان کے ماہر ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ ایک ڈچ خاتون ہیں، جو نہایت خلیق، ملنسار اور متواضع ہیں۔ اور ہالینڈ مشن کی کامیابی میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ ہر آئے گئے کی تواضع کرتی رہتی ہیں۔ گھر ایسا صاف ستھرا رکھا ہے کہ انگلستان کے گھر اس کے مقابل میں اصطبل معلوم ہوتے ہیں۔ بشیر صاحب اکثر تقریروں کے لئے ملک کے مختلف شہروں میں مدعو ہوتے ہیں۔ میرے دوران قیام میں بھی وہ دن کا زیادہ حصہ ایسے دوروں میں مصروف رہتے تھے۔ ہفتہ کے روز انہوں نے مجھ سے ملنے کے لئے لوگوں کو مدعو کیا تھا۔ کوئی بیس پچیس کا مجمع ہو گیا۔ بیگم بشیر صاحبہ نے ان کی تواضع کے لئے

خورد و نوش کا سامان خود اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا اور کئی دن اسی تیاری میں صرف کئے تھے ــــ میری تقریر کے بعد دیر تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا اور رات کے بارہ بج گئے تھے جب یہ اجتماع ختم ہوا۔

ہمارا ہالینڈ مشن

ہالینڈ مشن جو مفید کام کر رہا ہے، اس کا صحیح اندازہ مجھے قطعاً نہیں تھا۔ جب تک میں نے خود جاکر نہ دیکھا۔ ایک تو ڈچ قوم اپنے اندر ایسی خصوصیات رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہالینڈ اسلام کی تخم ریزی کے لئے نہایت زرخیز زمین ہے۔ علم دوست ہونے کے علاوہ دل کے کھلے لوگ ہیں یعنے انگریزوں کی طرح علیحدگی پسند نہیں ہیں۔ ان کے میل جول، بات چیت طور طریق میں مشرقی تپاک اور گرمجوشی پائی جاتی ہے ــــ بے حیائی کے وہ مظاہرے جن کے لئے مغربی تہذیب بدنام ہے وہ بھی یہاں برسرعام نظر نہیں آتے، اور سوسائٹی میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مذہبی جستجو میں زیادہ گہرائی ہے، اسلامی علوم کے ساتھ بہت پرانا تعلق چلا آتا ہے۔ مشہور انسائیکلو پیڈیا آف اسلام جس کے اردو ترجمہ کا پنجاب یونیورسٹی نے اہتمام کیا ہے اسی ملک کے شہر لائیڈن میں تیار ہوتا اور چھپتا ہے ــــ کتب احادیث کی Con cordance (کلید) جیسا مشکل کام بھی اسی شہر لائیڈن میں ہو رہا ہے اس کے علاوہ ہالینڈ مشن کو جو سہولتیں حاصل ہیں وہ ہمیں ووکنگ مشن میں میسر نہیں۔ یہ مشن شہر ہیگ کے اندر ایک بارونق سڑک پر واقع ہے، یہ سب سے بڑی بات ہے۔ ہمارا ووکنگ مشن لندن سے ۲۴، ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ووکنگ شہر سے بھی کٹا ہوا ہے اس لئے آنے جانے والوں کے لئے وہ سہولت نہیں جو ہیگ مشن میں ڈچ لوگوں کے لئے ہے۔

وہاں دوران قیام میں لوگوں کی بکثرت آمد و رفت دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ مشن کھولتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے کہ آبادی کے اندر مرکزی علاقہ میں ہو۔ تاکہ لوگ آسانی سے آجاسکیں اس کے علاوہ مشن ہاؤس صحیح معنوں میں مشن ہاؤس ہے یعنے مشن کے کاروبار کے لئے مخصوص ہے۔ نماز کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ہے جس میں مستقل طور پر قالین کے اوپر صفیں بچھی رہتی ہیں۔ لائبریری کا ایک علیحدہ کمرہ ہے، وہی ریڈنگ روم ہے۔ جس میں ڈچ اور انگریزی زبانوں میں رسالے اور اخبارات پڑے رہتے ہیں ــــ نچلی منزل پر مکان میں داخل ہوتے ہی نہایت صاف ستھرا اعلیٰ فرنیچر سے آراستہ ڈرائنگ روم ہے جو ملاقاتیوں کے لئے کشش کا موجب ہے ہر آنے جانے والے کی خاطر تواضع کے لئے بیگم بشیر خندہ پیشانی سے موجود ہوتی ہیں۔ اور چونکہ وہ خود ایک ڈچ خاتون ہیں، اس لئے ڈچ لوگوں کے لئے مشن ہاؤس ایک قسم کا اپنا گھر معلوم ہوتا ہے۔ مشن کا اپنا ایک ماہوار رسالہ ہے جو ڈچ زبان میں ہے، اور وہ ہر ماہ باقاعدگی سے نکلتا ہے ـ ان ساری باتوں نے مل ملاکر ہالینڈ مشن کو ایک نہایت ہی اہم اسلامی مرکز بنا رکھا ہے۔ وہاں سے واپس آکر میں نے الحاج شیخ میاں محمدؐ صاحب کو خاص طور پر مبارک باد کا خط لکھا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کا ہالینڈ مشن خدا کے دین کا اتنا بڑا کام کر رہا ہے اور آپ کو بشیر صاحب جیسا ٹرینڈ مبلغ مل گیا ہے۔ یہ مشن میاں محمدؐ ٹرسٹ چلا رہا ہے ـ کاش دوسرے مسلمان بھی جنہیں اللہ تعالےٰ نے مال و دولت سے وافر حصہ دیا ہے، اسی طرح مشن قائم کریں۔ ضرورت ہے کہ یورپ کے ہر ایک بڑے شہر میں اس قسم کا ایک اسلامی مرکز ہو۔

میں سمجھتا ہوں پاکستان میں جس قدر کارخانہ دار ہیں اُن میں سے ہر ایک نہایت آسانی سے ایک مشن کا خرچ دے سکتے ہیں اور انہیں خدا یہ احساس دے کہ یہ خدا کی خوشنودی اور اسلام کی خدمت کا ایک ٹھوس کام ہے تو اس کے نتائج حیرت انگیز ہو سکتے ہیں۔ ساتھ ہی اگر حکومت پاکستان یہ سہولت بہم پہنچا دے کہ جس قدر روپیہ یہ اصحاب مشن کے کام پر خرچ کریں گے وہ انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ہوگا۔ اور انہیں مشن کے کام کے لئے زرمبادلہ دیا جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں ایک اہم تعمیری اقدام ہوگا جس پر پاکستان بحیثیت ایک اسلامی مملکت کے بجا طور پر فخر کر سکے گا۔

لائیڈن کے برل چھاپہ خانہ میں

سوموار کے دن میں ہالینڈ کی سب سے قدیم اور مشہور لائیڈن یونیورسٹی دیکھنے گیا ـ ہالینڈ ریڈیو کے ایک نمائندہ مسٹر ہوبوکن نے یہ انتظام کیا تھا ـ پروگرام کے مطابق میں پہلے لائیڈن کے مشہور چھاپہ خانہ برل (BRILL) نامی کو دیکھنے گیا ـ وہیں ہوبوکن صاحب بھی ملے ـ یہ چھاپہ خانہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دنیا کی کوئی زبان نہیں جس میں یہاں چھپائی نہ ہوتی ہو۔ زندہ زبانوں کو چھوڑ کر آج سے ہزارہا سال قبل کی مردہ زبانوں جیسے سمیری اور کالیکلک زبانیں ہیں ان میں بھی چھپائی ہوتی ہے یہاں تک کہ مصر کی تصویری زبان جسے ہائروگلفک کہتے ہیں اس میں بھی ہوتی ہے۔ چھاپہ خانہ کے مینیجر خود دکھانے کے لئے ساتھ ہوئے ـ ایک ایک مشین جو مختلف زبانوں میں کمپوزنگ کرتی تھی دکھائی یہاں زیادہ ایسی کتابیں چھپتی ہیں جن کا تعلق سائنٹیفک ریسرچ سے ہوتا ہے اور عام چھاپہ خانوں میں ان کے لئے ضروری ٹائپ نہیں ہوتے ـ مینیجر صاحب نے جو نہایت خلیق آدمی تھا بتایا کہ میں ایک عام مشین مین .... (MACHINE MAN) کی حیثیت سے اس کارخانہ میں کام پر لگا تھا اور اس طرح اس فن کے تمام نشیب و فراز سے واقف ہو گیا۔ مینیجر صاحب .....

نے انسائیکلو پیڈیا اور کلید احادیث کی وہ ضخیم جلدیں بھی دکھائیں جو اب تک تیار ہوئی ہیں کس قدر حیرت بلکہ غیرت کا مقام ہے کہ جو کام اسلامی ممالک کرنے والا تھا اس پر ڈچ قوم ایثار و پیسہ پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ کلید احادیث کی ترتیب گزشتہ ۲۰ سال سے جاری ہے اور ابھی ابتدائی چند حروف تک پہنچی ہے مگر ابھی کی دو تین ضخیم جلدیں ہوگئی ہیں اور شاید نصف صدی اور لگے ـ

ایک مستشرق سے ملاقات

چھاپہ خانہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم ایک مشہور مستشرق ڈاکٹر ڈیورس نامی سے ملنے گئے ـ ہوبوکن صاحب پہلے ہی سے ان سے بھی وقت مقرر کر چکے تھے۔ جس عالی شان مکان میں یہ صاحب رہتے ہیں، وہ ایک تاریخی مکان ہے ـ اور مشہور مستشرق پاخروسنے کے نام پر پاخروسنے ہاؤس کہلاتا ہے۔ اس گھر کے ساتھ بھی علمی روایات وابستہ ہیں اور علم عربی کے بڑے بڑے ماہروں کا یہی قیام گاہ رہا ہے۔ ڈیورس صاحب سے انکی STUDY (دارالمطالعہ) میں ملاقات ہوئی ـ کمرے کی دو دیواروں کے ساتھ ساتھ لائبریری تھی ـ سامنے کی دیوار پر پاخروسنے کی تصویر لگی تھی، چہرہ پر اچھی خوبصورت اور مسنون لمبائی والی داڑھی تھی ساتھ ہی ایک اور مشہور عربی عالم کی تصویر تھی جو پاخروسنے کے بھی استاد تھے۔ ان کی داڑھی کافی لمبی تھی ـ انہی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو میں نے ڈاکٹر ڈیورس سے دریافت کیا کہ ہالینڈ نے جو عربی کے اس قدر بڑے بڑے عالم پیدا کئے ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے ـ انہوں نے بتایا کہ یہ تعلق قدیم سے چلا آتا ہے ـ جب ملک ہالینڈ پر ہسپانیہ کی حکومت تھی اور ہسپانیہ کا تعلق شمالی افریقہ کے اسلامی ممالک سے تھا۔ اس کے بعد عرصہ دراز سے ایک اسلامی ملک انڈونیشیا سے تعلق رہا ہے ـ خود ڈاکٹر ڈیورس بھی اپنی زندگی کے تیس سال انڈونیشیا میں گزار چکے ہیں ـ مشہور ڈاکٹر کریمر بھی اسی ملک کے ایک جید مستشرق تھے جو آج سے غالباً تیس چالیس سال قبل اسلامی دنیا کے دورہ پر گئے تھے اور لاہور میں آئے تو احمدیہ بلڈنگس میں امیر مرحوم حضرت مولٰنا محمد علی صاحب سے خاص طور پر ملنے کے لئے آئے ـ میں بھی اس ملاقات کے وقت موجود تھا۔ واپسی پر ڈاکٹر کریمر نے ڈاکٹر زویمر کے رسالہ "مسلم ورلڈ" میں اپنے تاثرات پر ایک مبسوط رسالہ لکھا جس میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اس جماعت کا اثر اس کی تعداد کی نسبت کہیں زیادہ وسیع ہے ـ نئی روشنی کے مسلمان اگر ابھی تک اسلام کے وفادار ہیں تو اسی جماعت کے اسلامی لٹریچر کی وجہ سے ہیں ـ ڈاکٹر ڈیورس بھی اس بین الاقوامی علمی اجتماع (کالوکیم) میں شریک ہوئے تھے جو چند سال قبل لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ رخصت

ہوتے وقت ڈاکٹر ڈیورس ہمیں مختلف کمرے دکھانے کیلئے لے گئے ۔ وہ کمرہ بھی دکھایا جہاں احادیث کی کلید تیار ہوتی ہے ۔ وہاں احادیث کی کتابیں اور متعلقہ مزید بہت پڑی تھیں ۔ دیواروں پر مشہور مستشرقین کی تصویریں لٹک رہی تھیں ۔ لائڈن کی علمی فضا میں چند گھنٹے قیام ایک سرور انگیز کیفیت تھی جو میں ہالینڈ سے لے کر آیا تھا ۔

ہالینڈ ریڈیو کے لئے تقریریں

اسی روز سوموار کو پچھلے پہر ہالینڈ ریڈیو سٹیشن والوں نے میری دو تقریریں نشر کرنے کے لئے ریکارڈ کیں جس میں میں نے اپنے تاثرات ہالینڈ بیان کئے ۔ ہالینڈ ایک نہایت مختصر ملک ہے ۔ مگر کیا عزم و ہمت ہے جس کا نقش اس چھوٹی سی قوم نے صفحات تاریخ پر چھوڑا ہے ۔ ان کا ایک قومی شاعر لکھتا ہے کہ یورپ کی اور قوموں کے پاس جو اس وقت بام عروج پر نظر آ رہی ہیں کم از کم اپنے ملک تھے جس میں وہ بستے تھے مگر ہم ڈچ لوگوں کے پاؤں کے نیچے زمین تک نہ تھی جس پر ہم کھڑے ہو سکتے ۔ جھیلوں اور سیم زدہ دلدلوں کے وسیع خطے تھے جو ہمارا ملک کہلاتا تھا ۔ اور صدیوں ہمارے آباؤ اجداد نے پانی کی اس یورش کے خلاف جہاد کیا ، اسے شکست دی ، اسے باہر نکال پھینکا ، اور یہ ہے وہ سرزمین جو پانی سے چھین کر حاصل کی ہوئی ہے ۔ اور اب ایک وسیع گل و گلزار کا نقشہ پیش کر رہی ہے ۔ ایسا گل و گلزار کہ یورپ کے لوگوں کے لئے سیرگاہ کا مرتبہ حاصل کیا ہے اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں یورپ کے مختلف ممالک کے لوگ یہاں کے میلوں لمبے چوڑے پھولوں کے قطعات دیکھنے آتے ہیں ۔ جیسے ہالینڈ کے شہروں کے ناموں سے ہی ظاہر ہوتا ہے یعنے ایمسٹرڈم ، راٹرڈم وغیرہ یہ بڑے بڑے شہر زمین کے ان خطوں پر بنائے گئے ہیں جہاں پہلے سمندر تھا اور ڈیم (بند) بنا کر پہلے سمندر سے ایک وسیع ٹکڑا کاٹا گیا اور بعد میں اس کٹے ہوئے ٹکڑے کا پانی پمپوں سے کھینچ کر باہر پھینکا گیا اور اس طرح سمندر سے چھینی ہوئی زمین پر یہ عظیم الشان شہر کھڑے کئے گئے ۔ میں نے اپنی نشری تقریر میں جہاں لوگوں کی عزم و ہمت کو خراج تحسین پیش کیا وہاں انہیں یہ بھی بتایا کہ پاکستان میں بھی ہم تاریخ کے اسی دور سے گذر رہے ہیں جس سے ڈچ لوگوں کے آباؤ اجداد گذر چکے ہیں ۔ ہالینڈ کا دنیا کے نقشہ پر نام تو تھا ہمارا تو نام بھی نہ تھا اور ہمیں نیا جغرافیہ بھی بنانا پڑا ۔ اور اب جو حالت درپیش ہے وہ بھی کم و بیش وہی ہے جو ہالینڈ میں تھی ۔ ہماری لاکھوں ایکڑ زمین سیم زدہ ہو کر جھیلوں اور دلدلوں کی نذر ہو رہی ہے اور ہماری نوزائیدہ قوم بھی اسی عزم و ہمت کے ساتھ اٹھی ہے کہ پانی کی اس یورش سے اپنے عزیز وطن کی سرزمین کو بچائیں ۔ ہالینڈ میں میں نے پاکستانیوں کے لئے محبت کا جو جذبہ دیکھا اس کا بھی میں نے اعتراف کیا ۔ اور کہا کہ پاکستانی طلباء سے جو ہالینڈ کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں مجھے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ ڈچ لوگوں نے ہمارے نوجوانوں کے لئے صرف اپنی یونیورسٹیوں کے ہی دروازے نہیں کھول دیئے ہیں بلکہ اپنے دلوں کے دروازے بھی ان کے لئے کھول دیئے ہیں ۔ اور جس کسی گھر میں کوئی پاکستانی مقیم ہے ۔ وہاں اسے یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ میں کسی غیر گھر میں ہوں ۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ کئی پاکستانی نوجوانوں کی زبان سے میں نے یہی سنا ۔ اخراجات کے لحاظ سے بھی جہاں انگلستان میں ایک طالب علم کو غریبانہ طریق سے رہنے کے لئے چار پانچ صد روپیہ ماہوار چاہیئے ہالینڈ میں دو ڈھائی روپے میں گزارہ ہو جاتا ہے ۔ میں نے ان نشری تقریروں میں اس بات پر زور دیا کہ ہالینڈ اور پاکستان کے درمیان دوستانہ تعلقات مضبوط سے مضبوط تر ہونے چاہئیں ۔ پاکستان کو اس تجربہ اور اسی فنی علوم کی ضرورت ہے جس کی بدولت ہالینڈ جیسا آب زدہ ملک ایک زرخیز زراعتی اور صنعتی ملک بن گیا ہے ۔ اور ہالینڈ کے لئے پاکستان سے تجارتی تعلقات اس کی خوشحالی میں اضافہ کا باعث ہوں گے ۔ اسلامی علوم سے ڈچ قوم کو جو شغف رہا ہے اور جو خدمات اس میدان میں انجام دی ہیں وہ بھی اس قدر گرانقدر ہیں کہ پاکستان اور ہالینڈ کے درمیان باہمی محبت اور احترام کا ایک مضبوط رشتہ بن سکتے ہیں ۔

صوفی تحریک کے مرکز میں

اگلے دن یعنے منگل کو صوفی تحریک کے پیرؤوں نے اپنے ہاں تقریر کے لئے دعوت دی تھی ۔ یورپ کے ایک ملک میں صوفی تحریک کے نام سے ایک باقاعدہ منظم تحریک کا سرسبز ہونا یہ بھی اسلام کی روحانی طاقت کا کرشمہ ہے ۔ تصوف کے پیغام کو سرزمین یورپ میں لانے والے ایک صوفی منش صاحب عنایت خان نامی تھے ۔ ان کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو فن موسیقی میں باکمال سمجھا جاتا تھا اور اس کی بدولت اسے ایک ہندوستانی ریاست کی سرپرستی حاصل تھی ۔ اسلامی تاریخ میں تصوف اور موسیقی میں بڑا قریبی رشتہ ہے ۔ چنانچہ عنایت خان صاحب جہاں موسیقی میں ایک باکمال فنکار تھے وہاں ایک صاحب طریقت کے رشتۂ مریدی میں بھی منسلک ہوئے تھے اور اپنے پیر کی خواہش کے مطابق وہ اسی مقصد سے عازم یورپ ہوئے کہ موسیقی کے ذریعہ سے اہل مغرب کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے ۔ چنانچہ جن دنوں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے منشی نور احمد صاحب کی معیت میں ووکنگ میں آکر اسلام کا جھنڈا نصب کیا ۔ صوفی عنایت خان صاحب نے سرزمین ہالینڈ میں اسلامی تصوف کا نغمہ طبلہ اور سارنگی کے ساز کے ساتھ الاپنا شروع کیا ۔ ہالینڈ کے شہر ہیگ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور سارے یورپ کا دورہ کیا اور امریکہ بھی گئے ۔ اس وقت ان کا بین الاقوامی ہیڈ کوارٹر سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں ہے ، اور ایک بڑا زندہ ، فعال مرکز ہیگ میں بھی ہے ۔ ہالینڈ کے مرکز کے انچارج عنایت خاں صاحب کے بھائی مشرف خاں صاحب ہیں ۔ ہفتہ کے روز بشیر صاحب نے اپنے مکان پر جن لوگوں کو مدعو کیا تھا ان میں مشرف خاں صاحب اور ان کی ڈچ بیوی بھی تھیں ۔ یہ دونوں وقت مقررہ سے بہت پہلے ملنے آ گئے تھے اور دیر تک تصوف پر گفتگو ہوتی رہی ۔

مغرب میں بھی صوفی تحریک کا طریق پیری مریدی کا ہے ۔ اور لوگوں کو باقاعدہ حلقۂ مریدی میں شامل کیا جاتا ہے ۔ اور وہی اصطلاحات (مثلاً پیر و مرشد) اپنی محفلوں میں استعمال کرتے ہیں جو صوفیاء کے ہاں مروج ہیں ۔ دوران گفتگو میں مشرف خاں صاحب کی بیگم صاحبہ کی بلند ذہنی سطح اور اس کے ساتھ صوفیانہ ولولہ میرے لئے ایک ایسا نیا تجربہ تھا جس پر میں رشک کئے بغیر نہ رہ سکا ۔ یوں سمجھئے کہ یہی خاتون ہالینڈ میں صوفی تحریک کی روح رواں ہیں ۔ اور بے جا نہ ہوگا اگر کہا جائے کہ صوفی تحریک کی قرۃ العین ہیں ۔ ایک گرلز ہائی سکول کی پرنسپل ہیں بڑی معقول تنخواہ ملتی ہے اور تصوف کے رنگ میں اس قدر رنگین ہیں کہ جب میں نے مولانا رومؒ کے چند اشعار سنائے تو پھڑک اٹھیں اور خاوند سے کہا کہ ابھی انہیں دعوت دو کہ منگل کے روز ہمارے ہاں تقریر کے لئے آویں ۔ وہ شعر یہ تھے ۔

> ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
> ہیچ آہن خود بخود تیغے نہ شد
> مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
> تا غلام شمس تبریزے نہ شد

شعر سن کر دیر تک مزے لیتے رہے اور یہ طے پایا کہ منگل تک قیام کروں تاکہ وہ اپنی میٹنگ بلا سکیں چنانچہ منگل کو بعد از مغرب بشیر صاحب کو ساتھ لیکر میں صوفی حال میں پہنچا جو مشرف خان کے مکان کا ہی ایک حصہ ہے ۔ یہ لوگ اپنے اجتماع کو میٹنگ کی بجائے صوفی دربار کہتے ہیں ۔

نہایت پرسکون فضا میں مریدان باصفا میں اچھی تعداد میں جمع تھے ۔ بیگم مشرف خاں نے انگریزی زبان میں چند تمہیدی فقرے کہے ۔ فقرے کیا تھے روحانیت کا ایک گلدستہ تھا جو پیش کیا ۔ اس سے جہاں میرے دل میں ان کا احترام بڑھ گیا وہاں مجھے حوصلہ ہوا کہ یہ صاحب حال لوگوں کا گروہ ہے اور اسلام کا وہ حسین و جمیل چہرہ جو احمدیہ تحریک کی بدولت بے نقاب ہوا ہے ، ان کے قلوب کو گرویدہ کئے بغیر نہ رہ سکے گا ۔ تقریر کے بعد دیر تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا ۔ ساری کارروائی ٹیپ ریکارڈ پر محفوظ کی گئی اور بعد میں ایک ٹیپ مجھے ووکنگ بطور تحفہ بھیجا ۔ صوفی تحریک کی بڑی کامیابی یہ ہے کہ اسے مغربی لوگوں نے اپنا لیا ہے ۔ اور اب یہی لوگ اس کے بانی

(باقی بر صفحہ ۱۳ کالم سے)

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب کی روانگی کے موقعہ پر جماعت سیالکوٹ کی طرف سے پُرتکلف الوداعی عصرانہ

۲۷ جولائی ۱۹۶۲ء کو سیالکوٹ شہر اور چھاؤنی کے احباب چھاؤنی کی مسجد میں جمع ہوئے تاکہ محترم چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب مبلغ گھانا کا خطبہ جمعہ سنیں، اور الوداعی عصرانہ میں شریک ہوں۔

بھٹہ صاحب کی تقریر

محترم بھٹہ صاحب نے سورۃ الرعد کے پہلے رکوع کی تلاوت کی۔ موصوف نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید کی آیات کو حق کہتا ہے اور اس بنا پر ان پر ایمان لانے کو فرماتا ہے۔ یہ ایک عام اصول ہے۔ کہ جب تک کسی بات کے متعلق یہ یقین نہ ہو کہ یہ سچ ہے اس پر عمل کرنے کی قوت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے خداوند حکیم ان آیات کو حق کہتا ہے۔ اسی رکوع میں آگے چل کر خدا تعالیٰ قدرت کے مختلف عناصر کی پیدائش اور ان کے کام اور باہمی ارتباط کی طرف توجہ دلاتا ہے اور انسان کی عقل کو دعوت دیتا ہے کہ ان چیزوں پر سوچ بچار کرکے مالک حقیقی کی اس وحی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جس طرح اس کے مختلف عناصر نہایت باقاعدگی سے انسان کی خدمت میں مشغول ہیں۔

اس رکوع میں خداوند کریم اپنی صفت خالقیت کی عظمت کی ایک ادنےٰ مثال دیتا ہے کہ ایک ہی زمین کے قریب قریب ٹکڑوں میں سے انگور، جوار، باجرہ، کھجور، ایک جڑ والی اور مختلف جڑوں والی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور تعجب کی بات ہے کہ سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے۔ لیکن شکل و شباہت مزے اور تاثیر کے لحاظ سے یہ ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے ہیں۔ صفت خالقیت کی یہ مثال جس کا مشاہدہ ہم روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں ہمارے لئے سبق آموز ہے، اور اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے کہ جس طرح انسان مختلف اشیاء کو جذب کرکے ازدواجی تعلقات کے ذریعہ ایک نئی زندگی کی پیدائش کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید جو اس خالق حقیقی کی طرف سے روحانی بارش کا حکم رکھتا ہے۔ انسان اس کو جذب کرکے خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرے اور اس جنتی زندگی کو پیدا کرے جو معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور خوشحالی کا موجب ہو۔ اور یہی انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

محترم بھٹہ صاحب نے رکوع مذکورہ میں عربی کے لفظ رواسی سے جس کا مطلب بڑے پہاڑ ہیں اور ایک دوسرا مطلب جہاز کا لنگر ہے ایک بڑا لطیف نکتہ نکالا۔ انہوں نے فرمایا کہ جس طرح پہاڑ نہ صرف روئیدگی، موسم میں تغیر و تبدل، لکڑی، معدنیات اور زینت کے دوسرے سامان مہیا کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں آبادی کی زندگی کا انحصار ہی ان پر ہے، اسی طرح یہ زمین پر جہاز کے لنگر کی طرح ہیں جو زمین کے اجسام میں توازن پیدا کرتے اور زندگی کی رمق کو برقرار رکھتے ہیں۔ قرآن مجید نے قوم کے رہبروں کو بھی پہاڑ سے تشبیہہ دی ہے قوموں کی معاشرتی اور مذہبی زندگی میں رہبروں کا وجود پہاڑ کی مثل ہے جو قوموں میں زندگی کی رمق پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں، اور ان کی استعدادوں میں توازن پیدا کرکے ترقی اور کامیابی کی راہ پر گامزن کرتے ہیں۔

بھٹہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ ہماری جماعت جس نے تبلیغ اسلام کا عظیم کام اپنے ذمہ لیا ہے اسے چاہیئے کہ قوم کے ایسے رجال کی عزت اور قدر کرے، جو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ آخر میں محترم بھٹہ صاحب نے تمام جماعت سے درخواست کی کہ وہ تبلیغ اسلام کی غرض سے گھانا جا رہے ہیں، وہاں انہیں احباب کی اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

اقبال احمد صاحب کی تقریر

اس کے بعد اقبال احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد صاحب مرحوم نے اپنے آٹھ سالہ قیام انگلستان کے تاثرات مختصراً بیان کئے۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے بے انتہا خوشی ہوئی ہے کہ محترم چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب تبلیغ اسلام کی غرض سے گھانا تشریف لے جا رہے ہیں، میری اور تمام احباب کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ افریقہ اور انگلستان میں ہمارا طریق تبلیغ مختلف ہونا چاہیئے۔ افریقہ میں کم تعلیم اور نئی آزادی کے ساتھ نئے معاشرتی مسائل جُداگانہ طریق تبلیغ کے متقاضی ہیں، انگلستان میں اسلام کی تبلیغ کو زیادہ تر علمی سطح سے پیش کرنا ہوگا۔

اس کے بعد انہوں نے شاہجہان مسجد ووکنگ کے متعلق اپنی دلچسپ تحقیق بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ اس مسجد کے بانی ڈاکٹر ولیم لائٹنر اپنے زمانے کے چوٹی کے عالم تھے   وہ ووکنگ سے ایک رسالہ جس میں بیک وقت اسلام پر عربی اور انگریزی میں بلند پایہ مضامین چھپتے تھے شائع کرتے تھے۔ تلاش کرنے سے ان کی قبر بروک وڈ کے قبرستان میں مل گئی ہے۔ اس خاندانی قبر کے اوپر مرحوم ڈاکٹر صاحب کا مجسمہ ہے جس پر عربی کے یہ الفاظ کندہ ہیں:-

"العلم خیر من المال"

یعنے علم دولت سے بہتر ہے

شیخ غلام حسین صاحب کی تقریر

بعد ازاں سیالکوٹ شہر کے نہایت ہی محترم بزرگ شیخ غلام حسین صاحب نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابیوں میں سے ہیں، انہوں نے ایک مختصر لیکن پُرجوش اور معنی خیز تقریر کی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود کی یہ جانشین جماعت اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا میں مراکز قائم کئے ہوئے ہے۔ جہاں اسے نمایاں کامیابی ہوئی ہے۔ اور اب اس برّ اعظم افریقہ کی طرف رُخ کیا ہے، امید ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اس تاریک برّ اعظم کو بھی نور اسلام سے منور کر دے گا۔

آخر میں انہوں نے نہایت دلگداز دعائیہ فقرات کے ساتھ بھٹہ صاحب کو الوداع کہا۔

شیخ نثار احمد صاحب کی تقریر

اس کے بعد شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیرآباد نے بھٹہ صاحب کی روانگی پر مسرت کا اظہار فرمایا اور بتایا کہ قرآن مجید نے یہ فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر زمانہ میں ایک جماعت ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کے اس حکم کے مطابق اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس جماعت کی تشکیل کی اور اس کا خاص مشن عیسائیت کی تردید اور مغرب میں تبلیغ اسلام رکھا۔ آج مغرب میں خود مذاہب مطالعہ کی لہر شروع ہو چکی ہے، اور اسلام کے متعلق بے شمار کتابیں خود عیسائی مفکرین نے لکھی ہیں اس میں بانیٔ اسلام اور اسلام کے بین الاقوامی اصولوں کی ستائش کی گئی ہے۔ مغرب میں ورلڈ کانگریس آف فیتھس جیسی سوسائٹیاں بین المذاہب رواداری اور باہم مطالعہ کو رواج دے رہی ہیں۔ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال پیشتر ایسی ہی ایک دعوت دی تھی کہ آؤ صرف اس ایک بات پر جو ہم میں مشترک ہے اتفاق کریں کہ خدائے واحد کی عبادت کی جائے اور اس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ اسلام کی حقانیت عنقریب سارے مغرب پر واضح ہو جائے گی + (باقی بر صفحہ ۱۲)

افریقہ میں تبلیغ اسلام

چوہدری محمد سعید صاحب کھٹہ کا مکتوب لیگوس (نائیجیریا) سے

لیگوس - ۵ اگست ۱۹۶۲ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بندہ کراچی سے یکم اگست کو ۳ بجے صبح ہوائی جہاز سے روانہ ہوا - پہلے تہران میں ہوائی جہاز ٹھہرا پھر بیروت میں - اور وہاں سے روما میں لوکل ٹائم کے مطابق ۷ بجے اترا - وہاں سے اسی رات کو لوکل ٹائم سے ۱۰ بجے جہاز اڑا اور عین اکرہ چھ بجے پہنچ گیا - یہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ مسٹر Caj - ک جن کی ضمانت پر داخل ہو سکتا تھا - لاپتہ ہیں - جس ڈاک خانہ میں وہ ملازم تھے وہاں Immigration افسر کو ٹیلیفون کیا تو جواب ملا - کہ وہ دو سال سے استعفا دے کر کہیں چلے گئے ہیں - دوسرے شخص شیخ سلی اکرہ سے ۳۰۰ میل کے فاصلہ پر ہیں - چنانچہ اس دفتر نے میرے ساتھ ایک اپنا اسسٹنٹ دیا کہ مجھے بینک لے جاوے وہاں کوئی تین گھنٹے گھومنا پڑا - سفارت خانے میں گیا تو انہوں Entry Permit (داخلہ کے اجازت نامہ) کے لئے معذوری ظاہر کی - اب ائیر پورٹ ہوٹل سے باہر نہ جا سکتا تھا جب تک کوئی شخص مجھے ...... Sponsor نہ کرتا (ضامن نہ بنتا) میرے پاس ایک پونڈ تھا جو کہ ٹیکسی پر لگ گیا - مجبوراً روپیہ نکالنا پڑا - اب اکرہ بیٹھ رہنا حماقت تھی - کیونکہ بغیر کسی ضامن کے میں گھانا میں داخل نہیں ہو سکتا تھا - چنانچہ مجبوراً صلاح یہ ہوئی کہ میں لیگوس آ جاؤں اور منڈو صاحب کے ذریعہ سے لیگوس کی Entry (داخلہ) لوں اور یہاں سے کوشش کر کے گھانا کے لئے .... داخلہ کا اجازت نامہ حاصل کروں - کیونکہ گھانا میں سوائے خرچ کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا تھا - اس لئے منڈو صاحب کو تار دیا گیا کہ ۳ تاریخ کو مجھے لیگوس میں ملیں - پھر سوال پیدا ہوا کہ باقی رقم کس کو دوں چنانچہ طویل مشورے کے بعد یہ عمل ملا کہ لیگوس سے واپسی تک یہ رقم پوسٹل آرڈرز کی شکل میں اکرہ ڈاک خانے میں جمع کرا دوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا -

منڈو صاحب لیگوس کے ہوائی اڈے پر موجود تھے چنانچہ وہ مجھے اپنے ٹھکانے پر لے گئے - اسی دن اُن کے یہاں ایک پاکستانی تاجر ٹھہرے ہوئے تھے جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں - ان سے سلسلہ گفتگو رات کے بارہ بجے تک رہا - بیت سعید روح واقع ہوئے ہیں - عصر کے وقت جمعیت اسلامیہ لیگوس کے ہاں منڈو صاحب کے ہمراہ گیا - وہاں لوگوں سے عربی اور انگریزی میں گفت گو رہی جس کا بہت اچھا اثر لوگوں نے لیا اور فصیح عربی پر وہ خوش خوش کرتے تھے - چنانچہ ۴ تاریخ کو صبح گھانا ایجنسی کے (سفارتخانہ) دفتر پہنچے - وہاں گھانا کی Entry Permission (داخلہ کی اجازت) کے لئے درخواست دی - ایک میرے عزیز مسٹر منور بیٹ کماسی میں انجنیئرنگ کالج میں پروفیسر لگے ہوئے ہیں - ان کا نام عرضی میں بطور .... ضامن لکھایا - کوئی دس پندرہ دن تک فیصلہ ہو گا پھر میں گھانا میں داخل ہو سکوں گا - ان کو میں ذاتی خط بھی لکھ رہا ہوں وہ اکرہ سے کوئی ۲۰۰ میل پر رہتے ہیں - وہ میرے خود کے مطابق سرکاری طور پر ضامن ...... بنیں گے تو کہیں گھانا جا سکوں گا - انشاء اللہ

کل ۴ تاریخ کو عصر کے وقت نماز کے لئے جمعیت اسلامیہ لیگوس کی مسجد میں پھر گیا - اُن سے عربی میں کافی دیر گفت گو ہوتی رہی - ایک انجنیئر طالب علم سے ۳ اگست کو گفتگو ہوئی - اسے ۴ تاریخ کو کئی روز سے بخار تھا - چنانچہ اسے سلفر ۲۰۰ کی ایک خوراک دی گئی - اگلے دن ۴ اگست کو اس کا تحریری رقعہ پہنچا جو حسب ذیل ہے :-

At home 4/8/62.
Assalamo Alaikum.
I am dropping this note to tell you that the medicine has worked wonders and I am well on the way to getting well. So, kindly get some more of the medicine, so that the bearer can bring them to me.

"میں تحریراً آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ دوا کا نہایت عمدہ اثر ہوا میں روبصحت ہوں - براہِ کرم حامل رقعہ ہذا کو مزید دوائی عنایت فرما دیں -"

نماز مغرب تک اُن سے گفتگو ہوتی رہی - معلم عربی مدرسہ سے بھی گفتگو عربی میں ہوتی رہی - نماز مغرب کے وقت مجھے امام بنایا گیا اور یا شیخ کا خطاب دیا گیا الحمد للہ اسی وقت اعلان ہوا کہ اس جماعت کا ایک جلسہ لیگوس سے ۶ میل دور ہو رہا ہے جہاں اس جمعیت کی شاخ کھولی جاتی ہے - منڈو صاحب نے مجھے بتایا کہ لوگوں نے تقاضا کیا ہے کہ میں وہاں فصیح عربی میں تقریر کروں - چنانچہ اسی وقت سب کے ساتھ وہاں گیا اور خدا تعالےٰ کی توفیق سے قریباً پندرہ منٹ فی البدیہہ فصیح و بلیغ عربی میں تقریر کر دی جس سے لوگ بہت متاثر ہوئے - اس میں انہیں بتایا گیا کہ یاجوج ماجوج اور دجّال خروج کر چکے ہیں اور عیسائیوں نے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے تاکہ تبلیغ کے ذریعے انہیں عیسائی بنایا جائے اس لئے متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرو ورنہ اس کبوتر کی طرح یہ بلّی الکفر ملّۃ واحدۃ کی تمہاری آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے تمہیں نگل جائے گی - اس کے بعد منڈو صاحب نے انگریزی میں تقریر کی - ان دونوں تقریروں کا ترجمہ دو شخصوں نے سنایا - عربی تقریر کا ترجمہ عربی معلّم صاحب نے سنایا - اور انگریزی کا ترجمہ مسٹر لیگوڈا عبدالکریم صاحب نے سنایا - اس کے بعد دو کل آدمیوں نے تقریریں کیں - چنانچہ ۱۲ بجے رات واپس آئے - صبح بھی پاکستانی دوست سے ۹ بجے تک گفتگو ہوتی رہی -

یہاں جب تک ہوں انشاء اللہ ہر روز عربی میں تقریر کرتا جاؤں گا - جس کے لئے مختلف جگہوں میں جلسوں کا انتظام کیا گیا ہے "ذرہ نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی" - ان لوگوں کے دلوں میں ہماری تبلیغی کوششوں کا بہت احترام ہے - باقی میں کوئی ٹھوس بنیادیں رکھ رہا ہوں اور بہت تیزی سے رات دن کام کر کے ایک انقلاب کی نوید سنتے آ رہی ہے - پیشتر سے کوئی بات نہیں لکھنا چاہتا جب سب کام مالک کی تیزی سے ہو جائے گا - آپ کو رپورٹ بھیجتا رہوں گا - میرے سامنے یہ نظریہ ہے کہ گھر سے آ کالا دبی لیکن وقت کبھی ضائع تو یہ قابل ستائش بات نہ ہوگی - خدا تعالےٰ کی طرف سے زبردست روشنی میرے سامنے ہے - اور اسلام کی فتح کے دن بہت واضح طور پر سامنے نظر آ رہے ہیں -

الذین قال لہم الناس إن الناس قد جمعوا لکم فزادہم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل

اور اگر خدا کے فضل سے یہاں ایک زبردست مرکز قائم ہو گیا جیسا کہ قدم اٹھایا جا چکا ہے تو انشاء اللہ بہت بلاد مغربی افریقہ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑنے کی امید ہے - اور گھانا کی فتح بھی اس مرکز سے کی جا سکتی ہے -

سب بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں السلام علیکم - بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں دُعا کے لئے درخواست ہے -

والسلام
محمد سعید کھٹہ

نائیجیریا میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا مکتوب

نائیجیریا کا رقبہ اور آبادی

مکرمی محترمی ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ لاہور، پاکستان۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

نائیجیریا کا رقبہ تین لاکھ بہتر ہزار اور چھ سو چوہتر مربع میل ہے۔ یہ تین حصوں میں تقسیم ہے۔ شمالی، مغربی اور مشرقی۔ کل آبادی ۱۹۵۳ء کی مردم شماری کے مطابق تین کروڑ گیارہ لاکھ اور اکہتر ہزار تھی۔ اس سال بھی مئی کے مہینہ میں مردم شماری ہوئی تھی مگر ابھی تک رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔ پچپن فیصدی مسلمان ہیں اور اُن کی زیادہ تر تعداد شمالی حصہ میں ہے اور سب سے کم مشرقی حصہ میں ہے۔ کثرت آبادی کے باوجود ان کی تعلیمی حالت نہایت پست ہے اور اس لئے حکومت کے مختلف محکموں پر مسیحیوں کا قبضہ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج سے ایک سو بیس برس پہلے یہ ملک ابھی وجود میں بھی نہیں آیا تھا کہ مغربی افریقہ میں مسیحی مشنریوں کی آمد شروع ہو گئی تھی اور انہوں نے اپنے قاعدے کے مطابق جگہ جگہ اسکول کھولے۔ بت پرستوں کے بچوں کو اپنے زیر سایہ رکھ کر ان کی تربیت کی اور انہیں بپتسمہ دے کر مسیحی بنا لیا۔

برٹش گورنمنٹ کی تاریخ ۱۸۶۲ء سے شروع ہوتی ہے۔ اس وقت یہ صرف لیگوس اور اس کے ارد گرد کے علاقہ تک محدود تھی۔ آہستہ آہستہ اس کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ اور کہیں ۱۹۲۲ء میں جا کر وہ ملک جسے ہم آج نائیجیریا کہتے ہیں دنیا کے نقشہ پر ظاہر ہوا۔

مسیحی مشنری اُن ہی لوگوں کی مدد اور ہمت افزائی کرتے تھے جو ان کے زیر اثر ہوتے تھے اور جن کے متعلق انہیں پوری اُمید ہوتی تھی کہ وہ خود یا ان کی اولادیں مسیحی مذہب اختیار کریں گی۔ مسلمان بچے چونکہ بہت ہی کم تعداد میں ان سکولوں میں داخل ہوتے اس لئے تعلیم سے بے بہرہ رہے اور جب انہیں تعلیم دلانے کا خیال پیدا ہوا اور اس کے لئے کوششیں ہونے لگیں تو مسیحی اُن سے بہت آگے نکل چکے تھے۔ اب حالت یہ ہے کہ ابادان یونیورسٹی کے دو ہزار طلبا میں سے مسلمانوں کی تعداد صرف دو سو ہے۔

مسلمانوں میں احساسِ کمتری

یہ حقیقت یقیناً افسوسناک ہے مگر اس سے بھی زیادہ رنجدہ بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا ہو گیا ہے اور وہ اپنے معمولی مذہبی حقوق تک کی نگہداشت نہیں کر سکتے۔ جمعہ کی نماز کی افضلیت سب کو تسلیم ہے اور کوئی مسلمان بھی اس سے بے خبر نہیں کہ قرآن مجید کا فرمان یہی ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت سب کاروبار مسلمانوں کو بند کر دینا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے سب کو مسجدوں میں جانا چاہیئے مگر ان اوقات میں یہاں دفاتر اور اسکول کھلے رہتے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت مسلمان طلباء اور ملازمین اپنے اس فرض کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہیں۔ میں مسلمانوں کی مختلف انجمنوں اور ایسوسی ایشنوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں اور مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ مسلمانوں کے مطالبہ کرنے پر حکومت اور دوسرے ادارے ان کے اس حق کو تسلیم کریں گے اور جو فروگذاشت اس بارے میں ہوتی رہی ہے اس کی کماحقہ تلافی کریں گے

مسیحی غلط بیانیوں کا ازالہ

میری قیام گاہ سے قریباً آدھ فرلانگ کے فاصلہ پر 32 Tokanbeh St ایک مسلم ایکسریڈینٹ رہتے ہیں، فتح ادینی بابا (Fateh Anihaba) ان کا نام ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہ میرے پاس آئے اور کہا کہ کرسچین مشنری انہیں بہت تنگ کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے قصے سنا کر اور سوالات کر کے انہیں مذہب سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے انہیں سوالات کے جوابات بتلائے جو ان سے کئے جاتے تھے اور مسیحیت کی حقیقت سے بھی آگاہ کیا۔

ایک مسیحی کا قبول اسلام

دوسرے دن وہ اپنے ساتھ ایک ایسے دوست کو لائے جو پہلے ان کی طرح مسلمان تھے مگر مسیحی پروپیگنڈا اور ترغیبات کی وجہ سے باقاعدہ بپتسمہ لے کر مسیحی مذہب قبول کر چکے تھے اور فتح ادینی بابا کو بھی مسیحیت کے دائرہ کے اندر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص احسان ہے کہ چند ہفتوں کی تبلیغ سے صرف یہی نہیں کہ فتح اینی بابا ہی اپنے مذہب پر قائم ہو گئے، بلکہ اُن کے مسیحی دوست بھی مشرف باسلام ہو گئے۔ ہمارے لٹریچر کا بھی دونوں مطالعہ کرتے رہتے ہیں، اور اب تو اس قابل ہو گئے ہیں کہ ان تمام سوالات کے اطمینان بخش جوابات دے سکیں جو اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں اور مسیحیت کی کمزوریاں بیان کر کے اسلام کی حقانیت ثابت کر دیں۔

لیکچروں کا سلسلہ

پبلک اور پرائیویٹ جلسوں کا سلسلہ جاری ہے ہر منگل کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقفے میں جماعت اسلامیہ کی مسجد میں میرا لیکچر ہوتا ہے اور ہر ہفتہ کو نماز عشاء کے بعد شب کو، نو بجے مسجد کے باہر میدان میں، علاوہ ازیں بعض احباب کی دعوت پر اُن کے گھروں میں بھی جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ گیارہ جولائی کو ہائی سکول کے مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے ایک اجتماع میں میری تقریر ہوئی۔ اور سوالات و جوابات بھی ہوئے چند مرد اور عورتیں مجھ سے "یسرنا القرآن" پڑھتے ہیں، ان کی تعداد اب ۹ تک پہنچ گئی ہے۔

میلاد النبی صلعم کی تیاریاں

میری تحریک پر جماعت اسلامیہ نے مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ مجلس ۱۹۲۴ء میں قائم ہوئی تھی مگر اس کی تاریخ میں یہ پہلی بار ہو گی کہ یہ دن پوری شان اور احترام کے ساتھ منایا جائے گا۔

عورتوں اور بچوں کے لئے بھی پروگرام بنایا جا رہا ہے، اور تقریروں کے علاوہ کھانے پینے کا بھی انتظام ہو گا۔ مسلم مشن کمیونٹی نے بھی ایک پروگرام بنا رکھا ہے۔ ۱۳ اگست کو ان کے جلسے میں میری تقریر ہو گی اور انیس تاریخ کو ان کی ایک پارٹی میں شامل ہوں گا۔

خاکسار

بشیر احمد منٹو۔ لیگوس۔ نائیجیریا

جناب قاضی عبدالرشید خان صاحب ایڈووکیٹ مبلغ افریقہ کے اعزاز میں دعوتیں

محترم مکرم قاضی عبدالرشید خان صاحب ایڈووکیٹ ایبٹ آباد کے متعلق جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ اعلاءِ کلمۃ الاسلام کے لئے افریقہ جا رہے ہیں تو ان کے اعزاز میں سب سے پہلے خان بہادر غلام ربانی خان صاحب ایڈووکیٹ و امیر جماعت مانسہرہ نے بعد از نماز جمعہ ایک پُرتکلف ٹی پارٹی دی۔ اور اس کے بعد حاضرین نے قاضی صاحب محترم کے لئے مع الخیر روانگی اور کامیاب واپسی کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد محترم مکرم کیپٹن عنایت شاہ صاحب نے قاضی صاحب موصوف کے اعزاز میں ایک نہایت ہی شاندار ڈنر اپنے دولتکدہ بمقام غازی کوٹ دیا۔ آپ کا ڈنر اس والہانہ محبت شوق کا اظہار کر رہا تھا جو آپ کو اسلام اور اسلام کے خدمت گذاروں سے ہے۔ ڈنر کے بعد مجموعی دعا کی گئی اور قاضی صاحب موصوف کو حضرت شاہ صاحب موصوف نے وہیں روک لیا۔ باقی احباب گھروں کو آ گئے۔ اس کے بعد محترم ڈاکٹر میر احمد صاحب قریشی نے قاضی صاحب کے اعزاز میں اپنی کوٹھی پر ایک نہایت ہی اعلیٰ قسم کا ڈنر دیا۔ آپ کے ڈنر سے اسی اخلاص و محبت کی لپٹیں فضا کو معطر کر رہی تھیں جو آپ کو قاضی صاحب موصوف سے ہے۔ ڈنر کے بعد مجموعی طور پر دعا کی گئی۔ اس کے بعد غلام مصطفےٰ صاحب وکیل مانسہرہ نے آپ کے اعزاز میں ایک پُرتکلف دعوت طعام دی علاوہ ازیں ایبٹ آباد کے مسلم اور عیسائی صاحبان نے بھی آپ کے اعزاز میں دعوتیں دیں جن سے قاضی صاحب کے پبلک سے دوستانہ تعلقات اور ان کی خدمت خلق کے جذبہ کا اظہار ہو رہا ہے۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت معززین نے قاضی صاحب موصوف کے جذبۂ ایثار کو بے مثال قرار دیا۔

قاضی صاحب محترم نے جن حالات میں اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے پیش کیا ہے وہ دوسرے ذی ثروت احباب جماعت کے لئے بھی ایک قابل قدر نمونہ ہے بالخصوص فاروقی صاحبان اور چوہدری غلام حیدر صاحب وغیرہ ممبران مجلس منتظمہ کے لئے جن کے دلوں میں خدمت اسلام کی تڑپ ہے اور اگر وہ بھی اگر ہمت سے کام لیں تو کوئی مشکل بات نہیں ہے اور ان کا یہ امر دیگر احباب جماعت کے لئے مشعل راہ بن جائے گا۔ اور خدمت اسلام کا مقدس فرض جو اس پاک و مقدس جماعت کے سپرد ہے وہ بوجوہ احسن سرانجام پائے گا۔

مورخہ ۱۵ ۸/۶۲ کو قاضی صاحب موصوف کو ایبٹ آباد سے رخصت کیا گیا۔ الوداع کے لئے مانسہرہ، دربند، غازی کوٹ، پشاور اور دیگر مقامات سے کثیر تعداد میں لوگ آئے اور قاضی صاحب کو خدا حافظ کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قربانی و ایثار کو شرف قبولیت بخشے اور خیریت سے لے جائے اور کامیاب واپس لائے آمین۔

خاکسار رشید الاحد مولوی فاضل
مانسہرہ ضلع ہزارہ

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب کی روانگی

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۱)

ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کی تقریر

آخر میں محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب نے فرمایا کہ سیالکوٹ کو حضرت مسیح موعودؑ کے اوائل ہی سے آپ کی رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے اور یہاں کی جماعت کے کئی مقتدر اشخاص نے تبلیغ اسلام کے کام کے لئے گرانقدر قربانیاں دی ہیں۔ ان میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ، ڈاکٹر عبداللہ صاحب مرحوم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اب مولانا یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن، شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ کا بھی سیالکوٹ جماعت سے تعلق ہے۔ خود حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے برلن مسلم مشن کی بنیاد کی بنیاد ڈالی سیالکوٹ کی مقتدر ہستیوں میں سے ہیں اور اب محترم بھٹہ صاحب کی روانگی نے اس فہرست میں ایک خوش آئند اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیالکوٹ کو اپنی شاندار روایات کو قائم رکھنا چاہیئے اور چاہیئے کہ آپ لوگ اس میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری دلی دعائیں بھٹہ صاحب کے ساتھ ہیں۔ خدا ان کو اس نیک کام میں کامیاب و کامران کرے۔

پُرتکلف عصرانہ

اس کے بعد تمام احباب قریب ہی گرین کیفے میں تشریف لے گئے جہاں نہایت پُرتکلف عصرانہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جماعت سیالکوٹ کے منتظمین حسنِ انتظام کے لئے لائق تحسین ہیں۔

مسجد چھاؤنی میں عورتوں کے لئے انتظام

ایک بات سیالکوٹ چھاؤنی کی مسجد کے متعلق خاص طور سے قابل ذکر ہے وہ یہ کہ عورتوں کو جمعہ کے خطبہ سے مستفید کرنے کے لئے جماعت نے ایک الگ کمرہ میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا ہوا ہے۔ چاہیئے کہ ہر جگہ جماعتیں جمعہ اور اس قسم کے دوسرے اجتماعات میں عورتوں کے لئے خاطر خواہ انتظام کریں۔ اس سے جماعتی زندگی میں تقویت پیدا ہوتی ہے۔

ہالینڈ میں چند پُرلطف دن

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۹)

اور بہت قربانیاں کر کے اسے چلا رہے ہیں۔ جگہ جگہ تبلیغی مرکز قائم کر دیئے ہیں اور محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور روحانیت سے بھرا ہوا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کرتے ہیں۔

اس مختصر سی روداد سے مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ یورپ کی سرزمین اسلام کے لئے پیاسی ہے اور ضرورت ہے کہ ہر ایک ملک میں ایک دو اسلامی مشن قائم ہوں۔ تخم ریزی کرنا ہمارا کام ہے۔ پھل لگانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ آج سے پچاس سال قبل ایک نوجوان صوفی منش موسیقار نے ہالینڈ میں اسلامی تصوف کا بیج بویا آج وہ ایک درخت بن گیا ہے اور ہر ایک لکھا پڑھا آدمی انہیں حضرت عنایت خاں کہکر یاد کرتا ہے۔

میاں محمد ٹرسٹ کو خوش ہونا چاہیئے کہ ان کا روپیہ ایک نہایت نیک کام پر خرچ ہو رہا ہے جماعت ربوہ کی طرف سے بھی ہیگ میں ایک مسجد اور ایک مشن قائم ہے۔ کاش دوسری اسلامی جماعتیں بھی بجائے چھوٹے چھوٹے مسائل پر باہمی اُلجھاؤ میں وقت اور قوت ضائع کرنے کے اس تعمیری کام کی طرف متوجہ ہوں اور فاستبقوا الخیرات کے قرآنی نسخہ کو اپنا دستور العمل بنا لیں۔

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

رہی ہوں اور مجھے اس میں بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ میرا اپنی پاکستانی بہن سے رابطہ ہو گیا ہے۔ میرے والدین نے بھی اس رابطے سے بہت خوشی محسوس کی ہے میں دعا کرتی ہوں کہ مجھے پاکستان پہنچنے کا موقعہ نصیب ہو۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

رفتار عالم

—— ثانوی تعلیمی بورڈ کے ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ انٹر میڈیٹ کے طالب علموں کو سپلیمنٹری امتحان دینے کی اجازت دی جائے۔ یہ امتحان ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ہوگا۔

—— قائد اعظم میموریل فنڈ کی مرکزی کمیٹی کی نئے سرے سے تشکیل کر دی گئی ہے۔ صدر پاکستان چیئرمین ہوں گے اراکین میں مرکزی وزیر خزانہ اور قومی اسمبلی کے سپیکر شامل ہیں۔

—— صوبائی حکومت کے ایک اعلان میں خاکساروں کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی نام سے اپنی تنظیم کی کوشش نہ کریں ورنہ اُن کے خلاف کریمنل لاء ترمیمی ایکٹ کے ماتحت کارروائی کی جائے گی۔

—— حکومت مشرقی پاکستان نے سرحد پر بھارتی چوکیوں میں متعین افراد کی تشددانہ اور ناجائز سرگرمیوں کے خلاف مغربی بنگال کی حکومت سے احتجاج کیا ہے۔

—— مشرقی پاکستان میں زبردست سیلاب آیا ہے اس سے ستر لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں سینکڑوں مربع میل علاقہ زیر آب ہے۔ ریل گاڑیوں کی آمد و رفت معطل ہو گئی اور فصلوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔

—— مغربی پاکستان کے تمام دریاؤں میں طغیانی کا دور ہے۔

—— حکومت نے حکم جاری کیا ہے کہ کپڑے کے کارخانوں کے مالکان تیار شدہ مال پر تھوک نرخوں کی مہریں لگائیں اور غذائی اجناس کے پیکٹوں پر بھی نرخ درج کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

—— مغربی پاکستان کے وزراء کی کونسل ۳۰ اگست کو راولپنڈی میں اپنے ایک اجلاس میں تنخواہ اور ملازمتوں کے کمیشن کی رپورٹ کا جائزہ لے گی۔

—— سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ وزیر خارجہ کا دورہ تہران ملتوی کر دیا گیا ہے۔

—— حکومت پاکستان نے مسٹر حبیب الرحمٰن کو نیوزی لینڈ میں اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔

—— برطانیہ فرانس اور امریکہ نے روس کو چار طاقتی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اس کا مقصد مشرقی اور مغربی برلن کی کشیدگی کو دور کرنا ہے۔

—— وزیر اطلاعات حکومت پاکستان نے کہا ہے کہ صدر ایوب مستقبل قریب میں مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوں گے۔

—— پاکستانی تاجروں نے برطانیہ سے کہا ہے کہ وہ مشترکہ یورپی منڈی میں اپنی شمولیت ۱۹۶۴ء کے آخر تک ملتوی کر دے تاکہ پاکستانی ترقی و تجارت متاثر نہ ہو۔

—— اخبار الاہرام نے لکھا ہے کہ اگر عرب لیگ کونسل متحدہ عرب جمہوریہ کے خلاف قرارداد منظور کرنے میں ناکام رہی تو شام، عراق، اردن اور سعودی عرب اس کی رکنیت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

—— پاکستان میں گھانا کے ہائی کمشنر نے کہا ہے کہ گھانا تمام قوموں اور نسلوں کے لوگوں کے لئے حق خود ارادیت کا حامی ہے۔

—— شیر کشمیر شیخ عبداللہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ تیس اگست کو سنایا جائے گا۔

—— ممتاز مسلم لیگی رہنما سردار بہادر خان نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی موت کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔

—— پاکستان ٹیڈی بوائز اور ٹیڈی گرلز کی بڑھتی ہوئی لعنت کے خلاف جنگ کے لئے ٹیڈیز کے خلاف آل پاکستان محاذ کی تشکیل کی گئی ہے۔

—— پاکستان نے اقوام متحدہ کی درخواست پر مغربی نیوگنی میں اپنے مسلح دستے بھیجنے پر رضامندی ظاہر کر دی۔

—— وزیر اعظم ملایا اکتوبر میں پاکستان اور ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

—— حکومت مغربی پاکستان نے چھ سو روپے ماہوار تک تنخواہ پانے والے صوبائی ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصدی عبوری اضافہ کے احکام جاری کر دیئے ہیں لیکن یہ اضافہ کسی حالت میں پچیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں ہوگا۔

—— بھارتی وزیر اعظم نے لکھا ہے کہ ہندوستان دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں مسئلہ کشمیر زیر بحث لانے کی مخالفت کرے گا۔ آپ نے کہا کہ بھارت چینی پیش قدمیوں کو روکنے کے لئے منظم اپنی فوجوں کی طاقت میں اضافہ کرتا رہے گا۔

—— مشرقی علوم کے امریکی ماہرین آثار قدیمہ نے ایک ایسے معبد کا پتہ لگایا ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ معبد شہر عمان کے شمال میں واقع ہے۔

—— وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ حکومت غریب طبقوں کو میٹرک یا پوسٹ میٹرک درجہ تک مفت فنی تعلیم دینے کی سہولتیں دینے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

کرینٹ

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ ستمبر ۶۲ء تک اپنی بقایا رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں۔ یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۷ ستمبر ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہو گا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(مینیجر پیغام صلح)

۱۱	6.00	۱۰۹۶	3.00
۲۰	6.00	۲۰۲۹	6.00
۳۴	6.00	۲۰۳۲	3.00
۴۷	18.00	۲۰۴۵	6.00
۶۲	6.00	۲۰۷۰	6.00
۷۳	6.00	۲۰۸۵	6.00
۸۲	12.00	رعایتی	
۸۸	6.00	۲۲	9.00
۹۰	6.00	۳۹	3.00
۹۳	6.00	۵۲	18.00
۱۰۶	18.00	۵۷	24.00
۱۳۲	6.00	۵۸	6.00
۱۵۴	6.00	۶۰	9.00
۱۹۳	6.00	۶۳	6.00
۲۷۸	6.00	۷۲	6.00
۳۲۷	18.00	۷۸	6.00
۳۷۹	6.00	۸۲	8.00
۴۲۵	12.00	۱۱۳	6.00
۴۴۳	6.00	۱۴۷	4.00
۵۹۰	6.00	۱۶۳	8.00
۹۳۲	6.00	۱۶۸	*6.00
*۱۹۹	24.00	۴۰۷	3.00
۲۰۵	6.00	۳۵۴	12.00

آفتاب الدین ہومیوپیتھک دار الشفاء

کی تیسری سہ ماہی مختصر رپورٹ

عطیہ دینے والے :-

شیخ رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان	25.00
مولوی عزیز الدین صاحب لاہور	15.00
احمدی پی رابنسن صاحب انگلستان	15.00
شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	10.00
مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب لائل پور	8.25
بیگم مرحومہ محمد لطیف صاحب تھانوال	6.00
خان عبد العزیز خاں صاحب ملتان	6.00
عملہ دفتر انجمن	5.38
ظفر حسین صاحب گھنگوی	5.00
بیگم سعدیہ صاحب لاہور	5.00
بیگم مولانا محمد علی صاحب مرحوم مغفور، لاہور	5.00
ظفر اقبال صاحب چنیوٹ	5.00
والدہ محمد خالد اقبال صاحب راولپنڈی	5.00
محمد افضل صاحب قاضی احمد	4.00
شوکت حمید صاحب ملتان	4.00
چوہدری محمد شریف صاحب لاہور	4.00
شریعت احمد صاحب اوکاڑہ	4.00
مولوی عبد المجید صاحب اوکاڑہ	4.00
میاں محمد ظفر صاحب ملتان	4.00
بابو غلام قادر صاحب لاہور	3.00
منجانب انوری بیگم مرحومہ	3.00
محمد فاضل رمضان صاحب امریکہ	3.00
شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری لاہور	3.00
سید انیس احمد صاحب لاہور	3.00
والدہ مرحومہ بشیر احمد سوز صاحب لاہور	3.00
منشی اللہ بخش صاحب لاہور	2.00
عبد السلام صاحب لاہور	2.00
مولوی دوست محمد صاحب لاہور	2.00
حاجی اللہ رکھا مومن صاحب لاہور	1.00
ملک فضل الٰہی صاحب لاہور	1.00
محمد انور ملتی صاحب	1.00
قاضی طارق محمود صاحب اوکاڑہ	1.00
میزان	167,63

ماہ مئی۔ جون۔ جولائی ۱۹۶۲ء میں دار الشفاء سے 4186 مریضوں نے استفادہ کیا جو ذیل کے عوارض میں مبتلا تھے عام بخار۔ تپ محرقہ۔ اسہال۔ تشنج۔ ملیریا۔ کالی کھانسی، نمونیہ امراض گوش۔ امراض اعصاب۔ امراض جلد۔ پتھری گردہ۔ ورم پتہ۔ امراض بول۔ امراض دندان۔ دق دمہ۔ امحاط۔ بواسیر۔ سردرد۔ نزلہ۔ زکام۔ انفلوئنزا وغیرہ۔

اپنے عطیہ جات زیادہ سے زیادہ ارسال فرماویں تاکہ دُکھی عوام کی خدمت بجا لائی جاوے۔

آنریری مہتمم دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور ہے

ربوہ سے ایک خط

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مجھے میرے ایک دوست نے نظارت صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا ایک خط ارسال کیا ہے۔ جو من وعن اخبار میں شائع کرنے کے لئے مرسل ہے۔

حبیب الرحمٰن صادق۔ پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر مرحوم

مکرمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے سوال کے جواب میں عرض ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہیں وہ امت محمدیہ میں داخل ہیں اور بگڑے ہوئے مسلمان ہیں۔ مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کہ مسیح موعود مسلمانوں کو سچا مسلمان بنائے گا۔ خلیفۃ المسیح الثانی کے الفاظ کہ ایسے لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اس مفہوم میں ہیں کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من مشٰی مع ظالم لیقویہ فقد خرج من الاسلام کہ جو ظالم کے ساتھ اس کو طاقت دینے کے لئے چلا وہ اسلام سے خارج ہو گیا مراد آپ کی یہ ہے کہ وہ اس کا یہ فعل مسلمانوں والا نہیں اور اس کا یہ فعل رسول اللہ کو سخت ناپسند ہے اور قیامت کے دن اس سے کافروں والا معاملہ ہو گا۔ اس مفہوم میں خلیفۃ المسیح الثانی کے الفاظ ہیں غیر احمدیوں کے ظاہر مسلمان ہونے سے آپ نے کبھی انکار نہیں کیا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئًا۔ کہ عرب کے بدوؤں نے کہا کہ ہم ایمان لائے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہو کہ ہم مسلمان ہیں حالانکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو خدا تعالےٰ تمہارے اعمال کے بدلہ میں کمی نہیں کرے گا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ جو شخص منہ سے رسول کریم پر ایمان لانے کا مدعی ہو اگر ایمان اس کے دل میں ابھی داخل نہیں ہوا تو تب بھی وہ مسلمان ہی کہلا سکتا ہے۔ ایسے شخص کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان کی طرح خارج از اسلام وہی ہے جو سرے سے رسول کریمؐ کی رسالت کا انکار کر دے

فقط والسلام

ناظر۔ ۹/۸/۶۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
پیغام صلح ۲۹ راگست ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۳

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
سالانہ چندہ:۔ پاک و ہند سے چھ روپے۔ ممالک بیرونی سے ایک پونڈ
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:۔ شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ۴۵ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۴
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۴

بحرِ حکمت کے موتی

دعن ابی امامۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء فمن نزل بہ کرب او شدۃ فلیتحین المنادی فاذا کبر کبر و اذا تشھد تشھد واذا قال حی علی الصلوٰۃ قال حی علی الصلوٰۃ واذا قال حی علی الفلاح قال حی علی الفلاح ثم یقول اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ الصادقۃ المستجاب لھا دعوۃ الحق وکلمۃ التقوٰی احینا علیھا وامتنا علیھا وابعثنا علیھا واجعلنا من خیار اھلھا احیاءً واموتاً ثم یسئال اللہ حاجتہ (رواہ الحاکم بحوالہ الترغیب والترھیب)

ترجمہ:۔

ابی امامہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے پس جو شخص کسی کرب یا شدت میں مبتلا ہوتا ہے اسکو چاہیئے کہ مؤذن کا انتظار کرے پس جب وہ اللہ اکبر کہے یہ بھی اللہ اکبر کہے اور جب وہ کلمہ شہادت کہے یہ بھی کلمہ شہادت کہے اور جب وہ کہے حی علی الصلوٰۃ یہ بھی کہے حی علی الصلوٰۃ اور جب وہ کہے حی علی الفلاح تو

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی، خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ خود خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو، خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرماتا ہے کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو ترسے لکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو انسان اگر پڑھے تو اسے نظر آجائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ...... متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے۔ اور ایک افاضۂ خیر متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو چاہتا ہے ...... متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضۂ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا استباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی، آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے آہستہ سے پڑھا وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَظَمْتُ غلام نے پھر کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا۔ پھر پڑھا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں۔ کہ چائے کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب دیکھو کہ یہ نمونہ عمل کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا؟

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

انڈونیشیا

ترجمہ خط از مسٹر محمد ارشاد - انڈونیشیا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مدت سے میں نے آپ کی خدمت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کی تبلیغی جدوجہد کے بارے میں نہیں لکھا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر ناکارہ بیٹھے رہے

تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام باقاعدہ بڑے خلوص اور محنت سے ہو رہا ہے۔

یہاں دارالکتب اسلامیہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھا رہا ہے۔ قرآن کی دوسری جلد جاوی زبان میں مکمل کر کے پریس میں بھیج دی گئی ہے اور انڈونیشیا زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔

سنڈے، مارننگ کلاس اور جمعرات شام کلاس اچھی طرح سے چل رہی ہیں - ایک نئی قرآنک کلاس سورابیا میں جو کہ انڈونیشیا میں دوسرے درجہ کا بڑا شہر ہے شروع کر دی گئی ہے۔ یہاں ہر ماہ ایک دفعہ درس قرآن دیا جاتا ہے۔ اس کلاس میں بھی دوسری کلاسوں کی طرح پڑھے لکھے آدمی شامل ہوتے ہیں جن میں بعض ڈاکٹر ہیں اور بعض فقیہہ ہیں۔ ایک اور کلاس جو گجا کارتا میں کھولی جائے گی جس میں جاہ ملادا یونیورسٹی کے پروفیسر شامل ہوں گے۔

یہ سب تبلیغی کلاسز ہیں جن میں سے مبلغین تیار ہو کر نکلیں گے ان کلاسوں کے لئے لٹریچر کی ضرورت ہے۔

ان کلاسوں کے لئے جو نصاب تیار کیا گیا ہے وہ ان کتب پر مشتمل ہے :-

(۱) قرآن شریف (۲) ریلیجن آف اسلام (۳) محمدی پرافٹ (۴) ارلی کیلیفیٹ (۵) مینول آف حدیث (۶) محمد اینڈ کرائسٹ - (۷) اینٹی کرائسٹ گاگ اینڈ میگاگ (۸) ٹیچنگز آف اسلام (۹) سورسز آف کرسچینٹی (۱۰) جیسز ان ہیون آن ارتھ -

اس لٹریچر کے لئے مجھے مخیّر با ثروت بھائیوں سے امید ہے کہ ان کتب کے تیس سٹ خرید کر بذریعہ انجمن بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں گے -

نوٹ :- امید ہے جماعت کے اہل ثروت احباب اس معاملہ میں انجمن سے تعاون فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

---

(۲)

ترجمہ خط ایس - ڈبلیو - بی - آرفین - انڈونیشیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے خط مورخہ ۲۸/۴/۶۲ کا جواب ارسال خدمت ہے - مجھے یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی حالت صحت روبہ ترقی ہے۔

الحمد للہ خدا آپ کو اس ضعیفی عمر میں زیادہ توفیق دے تا آپ اسلام کی بہتر خدمت کر سکیں۔

فوٹو جو آپ نے مسٹر ناصر احمد صاحب سیکرٹری ووکنگ مشن و منیجر دارالکتب احمدیہ انجمن سے خرید کر ارسال کی تھی وہ صحیح سلامت مجھے مل گئی ہے جس کا بہت بہت شکریہ - شاید کسی روز ہم حضرت خواجہ کمال الدینؒ کی فوٹو کا آپ سے مطالبہ کریں گے - اور بہت خوش ہوں گے جب ہم آپ سے ۵ فوٹو گراف ووکنگ مسجد اور برلن مسجد کی آپ سے بھیجنے کو کہیں گے لٹریچر ہم کو اچھی حالت میں مل گیا ہے -

ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

(انہیں کچھ اور فوٹوز بھیجے جا رہے ہیں)

نائیجیریا

ترجمہ خط - محمد اے - عبداللہ - منسٹری آف لینڈ اینڈ سروے - پی - ایم - بی ۲۰۰۶ کادونا نائیجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے آپ کی ارسال کردہ کتابوں کو پڑھ کر بہت فائدہ اُٹھایا ہے - خاص کر حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کے ترجمہ قرآن جو عربی اور انگریزی میں ہے - اور ٹیچنگز آف اسلام، مینول آف حدیث اور دوسری کتابیں جو حضرت مولانا صاحبؒ نے لکھی ہیں - وہ پُر از حقائق و معارف ہیں -

ان کتابوں کو میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا حالانکہ میں نے ان کو کالج کی لائبریری میں پڑھا تھا - اب میں کالج میں نہیں ہوں - بلکہ سول میں ملازم ہوا ہوں میں ان کتابوں سے بہت اُلفت رکھتا ہوں -

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ان کتابوں کی قیمت روانہ کریں تاکہ میں ان کتابوں کے خریدنے کا بندوبست کر سکوں - اگر آپ مجھے اس سال کی فہرست کتب بھی ارسال کریں تو عین نوازش ہوگی تاکہ میں منی آرڈر روانہ کرنے سے پہلے ان کتابوں کو فہرست میں سے دیکھ سکوں - اسکو مہربانی کر کے بہت اہمیت دیں اور بہت جلد جواب سے مشکور فرما دیں - شکریہ -

(لٹریچر فہرست کتب اور خط بھیجے گئے)

انگلینڈ

ترجمہ خط از مسٹر جمیل - ایم - جے - ڈی - انگلینڈ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اطلاعاً عرض ہے کہ مجھے قرآن شریف اور ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ سب کتب نہیں ملے ہیں۔

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام وغیرہ ۱۵/۲/۶۲ کو بھیجے گئے تھے -)

مجھے قرآن شریف کی از حد ضرورت ہے براہ عنایت مجھے ضرور اور جلد بھجوا دیں عین عنایت ہو گی - والسلام

(انہیں قرآن شریف اور خط بھیجے گئے)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

بھی کہے حیّ علی الفلاح - پھر دعا پڑھے - اے اللہ اس دعا کاملہ کے - سچی قبول شدہ کے جو حق کی دعوت ہے اور تقویٰ کا کلمہ ہے زندہ رکھ ہم کو اس پر اور مار ہم کو اس پر اور اُٹھا ہم کو اس پر اور بنا ہم کو اس کے بہتر اہلوں میں سے زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی پھر خدا تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے (دوسری روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا میں عافیت مانگو -

نوٹ :- اللہ تعالیٰ سے تضرع اور اخلاص سے مانگی ہوئی دعا کبھی ردّ نہیں ہوتی - حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں دعا کرنے والے کو اپنی سفلی خواہشات پر موت وارد کرنی پڑتی ہے -

منگن گئے سو مر رہے - مرے سو منگن جا
ایکہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
مسیح موعودؑ

(غلام قادر عفی عنہ)

درخواستہائے دُعا

—— حیدرآباد دکن سے شیخ محمد انعام الحق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کی اہلیہ محترمہ کی علالت کا سلسلہ بدستور جاری ہے بعض اوقات تکلیف زیادہ ہو کر حالت تشویشناک ہو جاتی ہے اخبار پیغام صلح اور نماز جمعہ میں دعا کی تحریک کی جاوے -

ہلاکت و تباہی کے ہولناک مناظر

اس ہفتہ تباہی و ہلاکت کے دو ایسے نظارے دیکھنے میں آئے ہیں، جن کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غضب الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی ہے جو سیلاب و زلزلہ وغیرہ کی صورت میں دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے، اس وقت جبکہ ہم یہ سطور لکھ رہے ہیں ہمارے ملک کے مشرقی حصہ میں سیلاب سے وہ اودھم مچا رکھا ہے جو طوفان نوح سے کسی طرح کم نہیں، ڈھاکہ اور مشرقی پاکستان کے مختلف اضلاع میں چاروں طرف پانی ہی پانی ہے، جو دریاؤں کی ہلاکت خیز طغیانی کی وجہ سے چڑھتا ہی چلا آ رہا ہے، کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں اور دیگر املاک اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں، اور ہزاروں انسان بے خانماں ہو کر پانی کے اندر گھرے ہوئے ہیں، نقصانات کا صحیح اندازہ تو پانی اترنے کے بعد ہی لگایا جا سکے گا۔ اس وقت تک جو اندازہ لگا گیا ہے اس کی رُو سے ایک ارب تیس کروڑ روپیہ کی فصلیں جو آٹھ ہزار مربع میل رقبہ پر کھڑی تھیں بالکل تباہ ہو گئیں، ضلع پبنہ میں پچاس ہزار مکانات تباہ ہو گئے اور راجشاہی میں پچاس فی صدی مکانات منہدم ہو گئے ہیں، جانی ہلاکت کا ابھی کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک تیس افراد کی ہلاکت کی خبر ملی ہے، خدا کرے یہ صحیح ہو اور پانی اترنے کے بعد وباؤں کی صورت میں زیادہ جانی نقصان کا جو خطرہ پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ صوبائی اور مرکزی حکومتیں سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے جو تدابیر عمل میں لا رہی ہیں وہ ہر طرح قابل تحسین ہیں، صدر مملکت نے خود مشرقی پاکستان جا کر سیلاب زدہ علاقہ کو بذریعہ ہوائی جہاز دیکھا اور یہ اعلان کیا ہے کہ "چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے اور اس سیلاب سے اتنی زبردست تباہی آئی ہے کہ اسے دیکھے بغیر یقین نہیں آ سکتا"

صدر مملکت نے اس ہولناک نظارہ کو دیکھ کر سیلاب زدگان کی امداد کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے دس کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کیا ہے، یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن عذاب الٰہی کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے اس کا اصل علاج رجوع الی اللہ اور توبہ و استغفار ہے، جس کی طرف لوگوں کی توجہ بہت کم ہے اور افسوس ہے کہ عام طور پر ظاہری اسباب پر نظر رکھنے کے علاوہ اس اصل اور حقیقی علاج کی طرف توجہ دلانے والا آج کوئی نہیں، آج سے ساٹھ ستر سال پہلے مامور الٰہی نے ایسے سیلابوں کی خبر دیتے ہوئے متنبہ کیا تھا ؎

کوئی کشتی بچا سکتی نہیں اس سیل سے ؛ حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

ابھی تک دنیا کی نظریں اس ہولناک عذاب کی طرف لگی ہوئی تھیں کہ یکایک ایران سے ایک قیامت خیز زلزلہ کی اطلاع ملی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس زلزلہ سے جو ایران کے مغربی حصہ میں آیا ہے تیرہ ہزار مربع میل کا علاقہ بالکل تباہ و برباد ہو گیا ہے لاکھوں مکانات منہدم ہو گئے اور بیس ہزار سے زائد انسان لقمۂ اجل ہو گئے ہیں! انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ سے متاثرہ علاقوں کے مناظر اس قدر دردناک ہیں کہ ایرانی وزیر اسد اللہ عالم ایرانی افسروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے ان مناظر کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور ایک جگہ وزیر اعظم نے ایسا بھیانک منظر دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، درجنوں شہروں کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اور دیہات کے دیہات ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ دُور دُور تک کوئی مکان نظر نہیں آتا، صرف ایک علاقہ میں حکومت نے آٹھ ہزار نعشوں کی تدفین کے اجازت نامے جاری کئے اور مزید نعشیں پڑی ہوئی ہیں، جو نامہ نگار اس علاقہ کا دورہ کر رہے ہیں اُن کا بیان ہے کہ اس قدر وسیع پیمانہ پر ہلاکت اور تباہی کا منظر انہوں نے کبھی نہیں دیکھا۔ تہران ریڈیو نے خبر دی ہے کہ غزنی اور ہمدان کے درمیان اوج کے علاقہ میں پندرہ ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔ ایک گاؤں سے تین ہزار نعشیں ملی ہیں خوف و ہراس کا یہ عالم ہے کہ زلزلے سے جن مکانات کو نقصان نہیں پہنچا ان میں بھی لوگوں نے خوف کے مارے رہنا چھوڑ دیا ہے، اور دوسرے علاقوں کو بھاگ گئے ہیں، اور ہر طرف نالہ و شیون کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔

کیا یہ حالات اتفاقی امور میں سے ہیں کیا یہ اس غضب الٰہی کا نتیجہ نہیں جو انسانوں کی روگردانی کے نتیجہ میں ایک عذاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے، قرآن کریم نے ایسے ہی عذابوں کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون ۰ او امن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون ۰ افامنوا مکر اللہ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون - کیا بستیوں والے نڈر ہو گئے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے اور وہ سوتے ہوئے ہوں یا وہ اس بات سے امن میں ہیں کہ ہمارا عذاب دن چڑھے ان پر آئے اور وہ کھیلوں میں مشغول ہوں، کیا وہ اللہ کی تدبیر سے ڈرتے نہیں سوائے گھاٹے والوں کے غور کیجئے ایران کا یہ زلزلہ اور مشرقی پاکستان کا سیلاب کیا اللہ تعالیٰ ہی کی کسی غضبناک تدبیر کا نتیجہ نہیں؟ اور دیکھئے اور سننے والوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ غضب الٰہی کی اس آگ سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور توبہ و استغفار سے کام لیتے ہوئے اپنے اعمال میں نیکی اور صلاحیت پیدا کریں؟ حضرت مجدد وقت نے بھی آج سے ساٹھ ستر سال پہلے ایسے ہی زلزلوں اور سیلابوں کی خبر دی تھی اور دنیا کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پہ کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی بچا سکتی نہیں اس سیلاب سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ (یکم ستمبر ۱۹۶۲ء) کو جہلم تشریف لے گئے ہیں۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

بدوملہی سے چوہدری سید احمد صاحب لکھتے ہیں:۔
"میری لڑکی عبارت خانم خدا کے فضل سے اس سال ایم اے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں بندہ وعدہ کرتا ہے کہ آئندہ فصل پر انشاء اللہ مبلغ پچیس روپے دسمبر سے پہلے پہلے ادا کر دوں گا۔"

ولادت

(۱) چوہدری سلیم احمد صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اسسٹنٹ ویونگ ماسٹر جوبلی ویونگ ملز۔ کراچی کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

(۲) بغداد الجدید بہاولپور سے محمد اقبال چغتائی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔
۱۶ اگست ۱۹۶۲ء کو بروز جمعرات اللہ تعالےٰ نے مجھے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام طارق اقبال رکھا گیا ہے، اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ علاوہ چندہ ماہوار انجمن کو ارسال کر دیا گیا ہے، نومولود کی صحت اور لمبی عمر پانے کے لئے دعا فرمائی جائے۔

درخواست دُعا

—— مدیر پیغام صلح کی لڑکی بڑے دنوں سے علیل ہے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب کرام کی نیم شبی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

اخبار و افکار

نیا اور پرانا اسلام

پشاور کے چوک یادگار میں مولانا مودودی نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہے :-

"اب تک ملک کی تمام حکومتوں کا یہ رویہ رہا ہے کہ یا تو اسلام کے مفہوم کو سرے سے تبدیل کر دیا جائے یا پھر ایک بالکل نیا اسلام رائج کیا جائے"

مولانا نے یہ نہیں بتایا کہ کونسا نیا اسلام رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسا نیا اسلام پاکستان کی کس حکومت کی طرف رائج کرنے کی کب کوشش کی گئی ہے؟ شاید ان کا اشارہ ان عائلی قوانین کی طرف ہو، جن کے تحت موجودہ حکومت نے تعددِ ازدواج کے غلط استعمال پر پابندیاں لگا کر عورتوں کے حقوق کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی ضمن میں نکاحوں کی رجسٹریشن ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ نکاح اور وراثت کے بارہ میں پیدا ہونے والے فتن کا سدباب ہو جائے۔ اگر یہ نیا اسلام ہے جس کے خلاف مودودی صاحب اور ان کے ہمنوا مولوی صاحبان گلے پھاڑ پھاڑ کر وعظ کرتے پھرتے ہیں تو کیا پرانا اور اصل اسلام اس کا نام ہے کہ اچھی بھلی بیوی اور اولاد کے ہوتے ہوئے جب جی چاہا دوسری اور پھر تیسری اور چوتھی بیوی کر لی جائے، خواہ ان کے حقوق کی بھی ادائگی نہ ہو سکے اور قرآن کریم کی فرمودہ شرطِ عدل کو پورا نہ کیا جا سکے، یا شاید پرانا اسلام مودودی صاحب کے نزدیک وہ ہے جو لا تعداد لونڈیوں سے بغیر نکاح تعلق زوجیت رکھنے کی اجازت دیتا ہے اور متعہ تو ان کے اسلام میں ان کے نزدیک جائز ہے ہی، یہی نہیں مودودی صاحب کا پرانا اسلام اس بات کا بھی حامی ہے کہ جو کوئی مسلمان ان کے فتوے کی رو سے کافر قرار پائے اسے مرتدین میں شمار کیا جائے، اور مرتد کو قتل کرنا ان کے پرانے اسلام کا ضروری جزو ہے۔ جسے رائج کرنا وہ حکومت کا فرضِ اوّلین سمجھتے ہیں معلوم نہیں یہ پرانا اسلام کونسے قرآن میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے کس عمل میں پایا جاتا ہے۔

مودودی صاحب کو چاہیئے کہ حکومت پر الزام دینے سے پہلے اپنے اس پرانے اسلام کی پڑتال تو کریں اور یہ بھی بتائیں کہ جس جمہوریت اور عوامی حکومت کا وہ پرچار کرتے پھرتے ہیں، وہ صدرِ اسلام میں کب رائج ہوئی تھی، کب بالغوں کے ...... حق رائے دہی کا اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلافتِ راشدہ کے زمانہ میں تسلیم کیا گیا اور اسلامی حکومت کے کونسے زمانہ میں عوام کے ووٹوں سے اسمبلیاں بنائی گئیں؟ کیا یہ نیا اسلام نہیں، جس کو وہ قرآن و سنّت کے اصول قرار دے کر عوام کو بے وقوف بنانے اور فریب دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ختمِ نبوّت کا تحفظ

مارشل لاء کے چار سال پاکستان میں جس امن و امان سے گذرے ہر محبِ وطن دل سے اس کا معترف ہے، ان چار سال کے بعد جونہی مارشل لاء اٹھایا گیا، ہر ہر جماعت اور گروہ اور ان کے نام نہاد لیڈر اس طرح باہر نکل آئے ہیں جیسے کتوں کے گلے سے پٹے اتار دیئے جائیں اور وہ ہر کہ ومہ کو کاٹنے کے لئے اٹھ دوڑیں۔ باقی جماعتیں تو خیر اپنی مخصوص سیاسی اغراض کے لئے اٹھی ہی تھیں، ان کی ریس میں احرار کی باسی کڑھی میں بھی پھر ابال آ گیا، اور وہ تحفظِ ختمِ نبوّت کا فرسودہ علم اٹھا کر پھر میدان میں نکل آئے ہیں۔ چنانچہ ۳۰۔ اگست کو لاہور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی برسی کے بہانہ سے ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ

"ہم آج پھر تحریکِ ختمِ نبوّت کے علمبردار ہیں اور آج اپنے آپ کو اس حد تک کامیاب سمجھتے ہیں کہ اب کوئی قادیانی اس ملک میں مسلمانوں کو تبلیغ کے نام پر گمراہ نہیں کر سکتا"

کوئی ان سے پوچھے کہ کس ختمِ نبوّت کے تم علمبردار ہو، اور اس کے تحفظ کا کیا مطلب ہے؟ کیا ان علمبردارانِ تحفظِ ختمِ نبوّت کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ دوبارہ امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے ختمِ نبوّت کو باطل کرنے والا نہیں؟ قادیانیوں سے ختمِ نبوۃ کا تحفظ کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی تو منہ ڈال کر دیکھئے کہ کیا تمہارے اس عقیدہ سے ختمِ نبوۃ کا تحفظ ہو رہا ہے یا ختمِ نبوّت باطل ہو رہی ہے؟

غور سے دیکھئے تو اس وقت ختمِ نبوّت کا تحفظ کرنے والی صرف ایک ہی جماعت ہے، جو نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ پرانے کی اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے، اگر فی الواقعہ تمہیں ختمِ نبوّت کا تحفظ مقصود ہے تو اس جماعت کے ساتھ شامل ہو کر ان دلائل کے ساتھ ختمِ نبوّت کا تحفظ کیجئے، جو حضرت مجددِ وقت نے اس جماعت کو ہر نئے اور پرانے نبی کے آنے کے خلاف دیئے ہیں، ورنہ تمہارا دعوےٰ تحفظِ ختمِ نبوّت طبلِ بلند بانگ در باطن ہیچ کے سوائے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ہم اس موقعہ پر حکومتِ پاکستان کو بھی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تحفظِ ختمِ نبوّت کے نام سے جو فتنہ ۱۹۵۳ء میں اٹھایا گیا تھا، اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے احرار کے اس نئے اقدام کے خلاف ابھی سے مناسب کارروائی ہونی چاہیئے، ایسا نہ ہو کہ یہ فتنہ پھر پہلے کی سی آگ کو مشتعل کر کے حکومت کے لئے مصیبت کا موجب بن جائے؟

کام یا صرف فتوے؟

جماعت اسلامی ہند کے نقیب معاصر دعوت (دہلی) کے اڈیٹوریل سے بلا تبصرہ :-

"...... اگر مختلف زبانوں کے ماہر ایک ہزار علماء بھی ہوں تو وہ صرف افریقہ میں بہت آسانی سے کھپ سکتے ہیں، لیکن افسوس ہے کہ ایسے علماء ڈھونڈے سے نہیں ملتے البتہ ان علماء کی کمی نہیں جو اپنی جھینپ مٹانے کے لئے کام کرنے والوں میں کیڑے نکالتے ہیں اور فتوے لگا کر ان کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لاہور کے ایک جلسہ سیرتِ نبویؐ میں تقریر کرتے ہوئے ایک مولانا نے علماء کو مشورہ دیا...... "ایک دوسرا فریق یورپ اور افریقہ میں تبلیغِ اسلام کا کام ضرور انجام دے رہا ہے۔ اس نے بہت سی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے اسکول کھولے۔ جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کیں، ہر زبان کے اخبار اور رسالے شائع کئے عیسائیوں اور دہریوں کی کانفرنسوں میں پہنچ کر انہیں اسلام سے روشناس کرایا۔ ریڈیو پر اسلام پر تقریریں کیں، عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ ہر زبان میں اسلام پر لٹریچر شائع کیا، مگر اس طبقے کے بارے میں انہیں مولانا صاحب کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ مغربی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں" گویا علماء کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ کچھ نہ کریں مگر کرنے والوں پر فتوے جڑتے رہیں"

ضروری اعلان

گذشتہ مجلس معتمدین میں قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردست مبلغین کلاس میں پانچ گریجوایٹ لئے جاویں، لہذا جو نوجوان دوست خدمتِ دین کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور دیگر حالات بھی تفصیل سے درج ہوں، انٹرویو کے بعد جو امیدوار منتخب ہوں گے ان کو -/۲۰۰ روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

پتہ :- سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامی توحید کے مقابلہ میں مسیحی تثلیث کی غیر معقول تعلیم

خطبہ جمعہ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۶۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ (سورۃ اخلاص)

قرآن کریم کی آخری سورۃ

قرآن شریف کی اس سورۃ کریمہ کو مفسرین کرام نے مضمون کے لحاظ سے آخری سورۃ کہا ہے۔ اگرچہ دو سورتیں اس کے بعد بھی ہیں، ان کو معوذتین کہتے ہیں، کیونکہ یہ دونوں دعائیہ سورتیں ہیں۔ لیکن بلحاظ مضامین آخری سورۃ اخلاص ہی ہے۔ اس میں توحید کامل کا ذکر ہے۔

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا ایک ہی مضمون

اس کا تعلق پہلی سورت فاتحہ کے ساتھ ہے۔ اس میں بھی توحید کامل بیان کی گئی ہے، اور اس میں جہاں توحید کامل اور خدا تعالیٰ کی بنیادی صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ پیغام بھی ہے کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے وہ تمام کی تمام قوموں کا رب ہے اور صراط الذین انعمت علیھم میں سکھایا ہے کہ تمام قوموں میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہوئے ہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام نازل ہوتے ہیں قرآن کریم کے شروع ہی میں ساری دنیا کے لئے پیغام ہے۔ کہ خدا رب العالمین ہے۔ لیکن اسی سورۃ کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ پہلی قوموں میں وہ لوگ بھی ہوئے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ماموروں کی بات پر کان دھرا۔ اور ان کے احکام اور ان فرامین پر عمل کیا جو ان کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل کئے اور ان کی پوری پابندی کی۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ کے انعام و اکرام ان پر ہوئے۔ اور وہ اس کی رحمت کے سایہ میں آ گئے۔ لیکن ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو احکام کی پابندی کرنے کے بجائے لفظ پرستی پر آ گئے اور حقیقت سے دور ہو گئے۔ اس نافرمانی اور انحراف عن الحق کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب علیھم ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف زندگی بسر کر کے اپنے ہاتھوں غضب الٰہی کے مورد ہوئے۔ یہاں ہمیں تنبیہہ کی گئی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی مقدس مطہر شخصیت کو ہم نے مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ سے قرآن کریم نازل فرمایا۔ یہ انسانیت پر سب سے بڑا انعام ہے۔ اس لئے ڈرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کی خلاف ورزی سے غضب الٰہی نازل نہ ہو جائے اس بات کی تنبیہہ غیر المغضوب علیھم میں کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایک قوم احکام الٰہی کی پابندی حقیقی طور پر نہیں کرتی۔ رسم کے طور پر مذہب پر چلتی ہے۔ وہ چھلکے کو ہی مذہب سمجھ کر اس پر عمل کرتی ہے وہ صحیح راہ سے بھٹک جاتی ہیں۔ اسی لئے ان پر غضب الٰہی اترا۔ اور ایک اور قوم کا ذکر ولا الضالین کے الفاظ میں کیا یعنے وہ لوگ بھی ہیں جو اپنے رہنماؤں اور ہادیوں کی ناجائز محبت کے اندر غرق ہو جاتے ہیں اور ان کے حقیقی مرتبہ کو بڑھا چڑھا کر صراط مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں وہ ضالین ہیں ان کا تفصیلی ذکر سورۃ اخلاص میں کیا گیا ہے۔

مغضوب علیھم اور ضالین کون ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ کیا مغضوب علیھم و ضالین سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، یہودیوں کو مغضوب علیھم اس لئے کہا کہ انہوں نے نبیوں اور ماموروں کی مخالفت کی اور شریعت کی حقیقی روح کو چھوڑ کر لفظ پرستی پر اتر آئے اور بیجا رسوم میں پڑ گئے۔ اور ضالین میں اس قوم کا ذکر ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے رتبے سے بڑھا کر تخت الوہیت پر بٹھا دیا اور یہ اعتقاد بنایا کہ انہوں نے خدا کا بیٹا اور معصوم ہونے کی وجہ سے دنیا کے گناہوں کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور مصلوب ہو کر دنیا جہان کے گناہوں کا کفارہ دے دیا۔

عیسائی اقوام کی بے علمی

یہ لوگ عالم فاضل ہو کر اور سائنسدان ہو کر ایسی بے علمی اور ناسمجھی کی باتیں کرتے ہیں بظاہر وہ علم و دانش اور عقل و خرد کے مالک ہیں۔ مگر اس بارہ میں قرآن کریم فرماتا ہے ما لھم بہ من علم۔ ان کو علم و دانش سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ صرف وہی بے علم ہیں بلکہ فرمایا ولا لاٰبائھم۔ ان کے بزرگوں اور آباؤ اجداد کو بھی علم نہیں تھا۔ وہ بھی اس بارہ میں انہی کی طرح جاہل اور بے علم تھے۔ یہ کہاں کا علم ہے کہ ایک بیگناہ انسان کے مصلوب ہونے سے ساری دنیا کے گناہ معاف ہو گئے۔

واقعہ صلیب کی تاریخی حیثیت

اگر ہم تاریخی واقعات کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس لئے صلیب دی گئی کہ حکومت وقت کا ان پر یہ الزام تھا۔ کہ تم اپنی بادشاہت قائم کرنا چاہتے ہو۔ تم باغی ہو، ملک و ملت کے غدار ہو، سلطنت کے وفادار نہیں، سلطنت کے اندر سلطنت قائم کرنے کے خواب دیکھتے ہو، تمہاری سزا از روئے قانون قتل ہے، دوسری طرف یہودیوں نے کہا کہ تم خدائی کا دعوے کرتے ہو۔ یہ کلمۂ کفر ہے۔ جس کی سزا پھانسی ہے۔ ان الزامات اور ان افتراؤں کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام صفائی پیش کرتے ہیں۔ انہیں سخت پریشانی لاحق ہے۔ جان کے خوف سے عالم اضطراب میں خدا تعالیٰ کی جناب میں آہ و زاری کرتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے خداوند تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس اضطراب اور گریہ زاری سے عیاں ہے کہ وہ اس موت کو دوسروں کے لئے کفارۂ گناہ نہیں سمجھتے بلکہ لعنتی موت سمجھتے ہیں۔ اس لئے بارگاہ ایزدی میں بار بار دہائی دیتے ہیں اور اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرو لیکن ایک قوم ہے جس نے اس تاریخی واقعہ کو مذہبی عقیدت اور غلو کے رنگ میں پیش کیا ہے اسی قوم کا ذکر ضالین کے لفظ میں کیا ہے۔

سورۃ اخلاص میں توحید کامل کا ذکر

اس آخری سورۃ اخلاص میں یہ بتایا ہے کہ خدا تین نہیں یا تین میں کا ایک نہیں بلکہ وہ فرد یگانہ ہے وہ واحد ذات ہے۔ اگر ایک سے زیادہ خدا ہو جائیں لفسدتا دنیا میں فساد برپا ہو جائے تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ کبھی ایک ضلع میں ایک سے زیادہ ڈپٹی کمشنر نہیں ہوتے ایک صوبہ میں ایک سے زیادہ گورنر نہیں ہوتے اور ایک سلطنت میں ایک سے زیادہ بادشاہ نہیں ہوتے اسی طرح سے اس جہان کی سلطنت کا ایک ہی بادشاہ اور ایک ہی حاکم اعلیٰ ہے۔

ایک امریکن پادری سے گفتگو

ایک پادری صاحب میرے کمرہ میں تشریف لائے وہ امریکہ سے آئے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کا قبل از وقت پروگرام بنا ہوا ہوتا ہے کہ کس کس کے پاس جانا ہے پھر وہ تمام کو اکٹھا اپنے وطن واپس ہو کر اپنے لوگوں کو سناتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں شخص سے ملے

ان سے یہ باتیں ہوئیں اور ہم فلاں فلاں جگہ گئے اور یہ دیکھا میرے پاس بھی اسی سلسلہ میں وہ پادری صاحب آئے۔ ان سے میں نے یہی بات پوچھی۔ کہ صاحب! آپ بتلایئے کہ کیا کسی ضلع میں دو یا تین ڈپٹی کمشنر ہو سکتے ہیں۔ کیا کسی صوبہ کے ایک سے زائد گورنر ہو سکتے ہیں اور کیا کسی ملک میں ایک سے زیادہ بادشاہ ہو سکتے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ نہیں ایک ہی ہوگا تا انتظام و انصرام ایک نظام کے تحت چلے اور اگر ہو سکتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہاں نظام قائم نہیں۔ بے قاعدگی ہے، فساد اور انتشار ہے۔ میں نے کہا اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس جہان کا نظام بڑی باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے اس میں ازل سے ابد تک کوئی خلل پیدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہوتی۔ اس نظام کی باقاعدگی سے پتہ چلتا ہے کہ اس کارخانہ عالم کو چلانے والا ایک ہی ہے ایک ہی ہاتھ ہے جس سے اس دنیا کا نظام ہے۔ اسکو چلانے والے تین یا تین میں کا ایک نہیں۔ پادری صاحب کہنے لگے کہ آپ درست فرماتے ہیں لیکن یہ تصوف کا مسئلہ ہے کہ خدا بیٹا اور روح القدس ایک ہیں دیکھا آپ نے ما لھم بہ من علم وہ خود کہتے ہیں کہ یہ علم کی بات نہیں عقل کے پیمانہ پر اسے نہیں ناپا جا سکتا۔ عقل سے کام لینا ان کے نزدیک گناہ ہے ولا لآبائھم جس طرح وہ اس بارہ میں علم سے کورے ہیں اسی طرح ان کے آباؤ اجداد بھی جنہوں نے اس عقیدہ کی بنیاد رکھی، علم و عقل سے عاری تھے۔ ان یقولون الا کذبا یہ جھوٹی بات انہوں نے بنائی کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے اور وہ دنیا کے گناہوں کے لئے مصلوب ہوا

مسلمانوں کو تنبیہہ

ان کی اس مثال کو پیش کر کے مسلمانوں کو تنبیہہ کی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی گمراہی اور غلو کا رستہ اختیار کر لو۔ روزانہ پنجوقتہ نمازوں میں مسلمانوں کو یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ اس قسم کی باطل اور بے علمی کی تحریکات سے متاثر ہو کر صراط مستقیم کو نہ چھوڑ دیں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص ہر ایک مسلمان کے بچے بچے کو سکھائی جاتی ہے کہ نمازوں میں پڑھا کریں۔ ان میں ضالین اور مغضوب علیہم قوموں کا حال بیان کیا گیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ کا ذکر ہے اور اس آخری سورۃ میں ان کے باطل عقائد کی تردید ہے اور توحید کاملہ کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ خدا یگانہ ہے، وہ ایک ہے واحد اور احد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

انجیل میں توحید الٰہی کا ذکر

اسی توحید کا ذکر یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ میں کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے:-

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ انسان تجھ خدائے واحد اور برحق کو جانے اور مسیح کو تیرا بھیجا ہوا یعنی پیغمبر یقین کرے"

میں نے امریکن پادری صاحب کو سنایا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں اور حضرت عیسٰی بھی فرماتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ عیسٰی رسول اللہ تو تمہاری یہ بات کہ خدا تین ہیں یا تین میں کا ایک ہے۔ انجیل کے اس بیان کے صریح خلاف ہے۔

تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے

سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت الصمد بیان کی گئی ہے۔ یعنی تمام کی تمام کائنات اس کی محتاج ہے۔ تفسیروں میں لکھا ہے الصمد یصمد الیہ للحوائج علی الدوام۔ یعنے صمد وہ ہے جس کی طرف سب اپنی حاجات کے لئے ہمیشہ احتیاج رکھتے ہیں اس کی صفت صمدیت نظام کائنات میں ہر وقت نظر آتی ہے اس عالم میں اس کی علم و حکمت اور قدرت و طاقت کے جو دریا بہتے ہیں۔ ان پر غور کر کے دیکھو بارش ایک عام چیز ہے لیکن تمام حیات کا مدار اسی پر ہے بارش نہ ہو تو سبزی نہیں ہو سکتی، نہریں اور ندیاں سوکھ جائیں مویشیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے، چرند اور پرند اور درندوں کا مدار بارش اور پانی پر ہے حتیٰ کہ انسان بھی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے بغیر فصلیں اور اناج پیدا نہیں ہو سکتے۔ خشک سالی میں انسان روتا ہے وہ یصمد الیہ للحوائج علی الدوام۔ تمام کائنات اس کی محتاج ہے اس کے سوا اور کوئی ذات نہیں جو کائنات کی حاجات کو پورا کرے۔ برسات کے دنوں میں لوگ کیڑے مکوڑوں کے لئے بنگال میں جاتے ہیں، انکی لاتعداد قسموں اور غذاؤں اور خوراک .... کے بارے میں تحقیقات اور معلومات حاصل کرتے ہیں۔ مجھے بھی ایک دفعہ بنگال جانے کا موقعہ ملا۔ کیمپ کے اردگرد کیڑے مکوڑوں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ جس میں چھوٹے بڑے، رنگ برنگ اور قسم قسم کے کیڑے مکوڑے جمع تھے۔ ان کو خدا ہی پیدا کرنے والا اور خوراک دینے والا ہے۔ پھر چڑیوں کی لاتعداد قسمیں ہیں۔ جن کی گنتی ممکن نہیں، ان کو بھی خدا ہی غذا دیتا ہے جنگل میں شیر چیتے، ہاتھی اور ہرن ہیں ان کو بھی خوراک وہی خدا بہم پہنچاتا ہے۔ اس کے سوا اور کون ہے جو کائنات میں کی موجودات کی خوراک اور زندگی کا سامان مہیا کر سکے۔ حضرت عیسٰیؑ، رام چندر یا کرشن مہاراج، اور مہاتما بدھ کائنات کی زندگی کا باعث نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی

لایاکل ولا یشرب وہ خدا کھانے پینے کا محتاج نہیں۔ اسکو نہ بھوک ستاتی ہے اور نہ پیاس حضرت عیسٰیؑ تو کھاتے پیتے بھی تھے۔ ان کو بھوک بھی ستاتی تھی اور پیاس بھی لگتی تھی۔ واللہ غنی عن العالمین اللہ تعالیٰ دنیا جہان سے بے نیاز ہے۔ وہ ایک ہی ذات ہے۔ ھو الحق۔ اگر کوئی سچائی اور حقیقت اور صداقت ہے تو صرف خدا ہی ہے۔

خدا، رسول اور قرآن کا نور ہدایت

اللہ نور السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کی برکت سے زمین و آسمان کا نظام جاری ہے اور اس کی وجہ سے ہی دنیا میں زندگی اور تازگی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت ہیں۔ جو احکام ان پر نازل ہوئے وہ ان پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کے لئے ہدایات اور احکامات درج ہیں۔ جن پر چل کر انسان معراج حاصل کر سکتا ہے۔

رب العالمین کے جملہ میں اللہ تعالیٰ کی صمدیت کا ذکر

خدا تعالیٰ کی صفت الصمد کو سورۃ فاتحہ کے پہلے جملہ میں بھی رب العالمین ...... میں بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ وہ خدا تمام کائنات کی ربوبیت کرتا ہے وہ الحی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ چرند پرند اور انسانوں کی زندگی کا وہی سرچشمہ ہے الحی القیوم وہ زندگی کے قیام کا باعث ہے۔

خدا کا بیٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مرنے والا نہیں۔

اس کے بعد دو چیزوں کی نفی کی کہ وہ اللہ تعالیٰ میں نہیں پائی جاتیں اور یہ دو چیزیں جس ذات میں پائی جائیں وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ فرمایا لم یلد۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ جس کی اولاد ہو وہ مرجانے والا ہے جس قدر چیزیں مرجانے والی ہوتی ہے، ان کا بیج ہوتا ہے یہ غلہ جات یہ پھل پھول سب بار بار اگتے رہتے ہیں، ان کا بیج ہوتا ہے۔ بھیڑ۔ بکری، شیر، چیتا، مرجاتے ہیں، اسی لئے ان کے ہاں اولاد ہوتی ہے۔ کہ ان کی نسل چلتی رہے۔ انسان کے ہاں بھی اولاد ہوتی ہے۔ انسان خود اولاد کی تمنا کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ مجھے مرجانا ہے میرا نام زندہ رہے۔ میرے بعد میرے کارخانے میرا کاروبار اور میری جائیداد کو سنبھالنے والا کوئی ہو۔ لم یلد لیکن خدا کی کوئی اولاد نہیں۔ اس کو اولاد کی ضرورت اس لئے نہیں کہ اس پر فنا نہیں وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس لئے اس کو جانشین کی ضرورت نہیں۔

ایک لطیفہ

سری نگر میں ایک لطیفہ میں نے سنا وہ آپ کو بھی سناتا ہوں۔ کوئی شخص کسی سے ایک دیگ مانگ کر لے گیا کہ مجھے چاول پکانے ہیں۔ جب دیگ واپس کرنے آیا۔ تو اس کے اندر ایک چھوٹی سی دیگچی بھی رکھ کر لے آیا۔ اور مالک کو کہا کہ یہ لو اپنی دیگ اور اس کا

بچہ ۔ دیگ نے یہ بچہ دیا ہے ۔ مالک حیران تھا۔ مگر اسکو بے وقوف سمجھ کر وہ دیگچی بھی رکھ لی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ پھر آیا اور کہا کہ مجھے دیگ چاہیئے۔ مالک نے فوراً دے دی۔ لیکن اس نے دیگ واپس نہ کی جب اس سے مطالبہ کیا اس نے کہا حضرت جی! دیگ تو مر گئی۔ مالک نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت جی جو بچہ دے سکتی ہے وہ مر بھی سکتی ہے، اس لئے وہ مر گئی۔

جو بچہ جنتا ہے وہ مرتا بھی ہے

یہ تو ایک لطیفہ ہے۔ لیکن اس کے اندر ایک صداقت کا اظہار بھی ہے کہ جو بچہ دیتا ہے وہ مرتا بھی ہے مسجد ووکنگ میں ریاست کوروائی کے نواب سرور علی آیا کرتے تھے۔ جب وہ بچے تھے تو ان کا باپ مر گیا ان کی تربیت ایک میم صاحبہ کے سپرد ہوئی۔ میم صاحبہ نے اس بچے سے کہا کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے۔ بچے نے فوراً کہا تو اس کا باپ کب مرے گا؟ میم صاحبہ نے کہا کہ خدا نہیں مر سکتا۔ تو اس بچے نے کہا کہ پھر عیسیٰ کو گدی کبھی نصیب نہیں ہوگی۔ یہ فطرت کی معصوم آواز تھی جو اس بچے کے منہ سے نکلی۔ اسی حقیقت کے پیش نظر فرمایا لم یلد۔ خدا تعالیٰ کو کسی بیٹے۔ بیٹی کی ضرورت نہیں۔ وہ ازلی اور ابدی ہے۔ اس کو کسی جانشین اور خلیفہ کی ضرورت نہیں۔

خدا پیدا نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے

پھر فرمایا ولم یولد اسے کسی نے نہیں جنا۔ اس کے ماں باپ کوئی نہیں۔ وہ فنا کے پیٹ میں بھی نہیں تھا کہ پھر پیدا ہوا ہو، لیکن حضرت عیسیٰؑ پر وہ وقت آیا کہ وہ موجود نہ تھے۔ ان کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ پہلے عدم کے پیٹ میں تھے اور پھر عدم کے پیٹ میں چلے گئے۔ جب وہ عدم میں تھے اور پھر عدم میں چلے گئے تو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ خدا ایک ہی ذات ہے۔ جس پر کبھی فنا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک یا اسکی جنس کا نہیں

پھر فرمایا لم یکن لہ کفواً احد۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اس کا کوئی مثال نہیں۔ اس کا ہم پلہ کوئی نہیں۔ اس کی مشابہت کوئی نہیں اور اس کی جنس کا بھی کوئی نہیں کہ اس کی کوئی بیوی ہو۔ انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ اس کے بچے کیسے ہوں جب اس کی کوئی جورو نہیں۔ اسے کسی سے موانست کی حاجت نہیں۔ وہ غنی ہے اسے دوام حاصل ہے وہ مر جانے والا خدا نہیں، اور اس کے برابر کوئی نہیں۔

قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کا باہمی تعلق اور ارتباط

سورت فاتحہ اور اس آخری سورۃ اخلاص کے مضامین سے ظاہر ہے کہ جس طرح کائنات میں ایک محکم ارتباط پایا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالےٰ کے کلام قرآن کریم میں بھی محکم ارتباط پایا جاتا ہے۔ جس بیان سے قرآن کریم کی پہلی سورت شروع ہوتی ہے اس پر ہی آخری سورۃ ہوتی ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ رحمت نے آٹھ جلدیں تفسیر قرآن کی لکھی ہیں۔ اور ہر تفسیر کے سات آٹھ سو صفحات ہیں۔ انہوں نے مذہب کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ اور خدا کی ذات پاک اور صفات عالیہ پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر اور قرآن کریم کے کمالات پر بہت کچھ بیان کیا ہے اور کلام پاک کے ربط اور نظم پر بحث کی ہے اور بیان کیا ہے کہ کس طرح ایک پارہ دوسرے پارہ سے، ایک رکوع دوسرے رکوع سے اور ایک آیت دوسری آیت سے منسلک اور مربوط ہے۔ آج کا روشن دماغ شخص کسی تصنیف میں اس قسم کا ارتباط پیدا کر سکتا ہے مگر وہ اس کے علم اور روشن دماغی کا نتیجہ ہے۔ لیکن قرآن ۱۴ سو سال پہلے کا ہے جو ایک امی پر اترا اس کے اندر ارتباط کا یہ عالم ہے کہ ایک سورت کا دوسری سورت سے گہرا تعلق اور ارتباط ہے اور پہلی اور آخری سورتوں کے مضامین ایک مفہوم کو لئے ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے ایمان کی مضبوطی

جوں جوں انسان کلام پاک کا مطالعہ کرتا ہے اور اس کے معارف و حقائق پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کا ایمان محکم ہوتا جاتا ہے کہ یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہے بلکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق مصدوق ہیں۔ ہم کو یہ دونوں سورتیں نماز میں پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ یہ اعتقاد دنیا میں پھیلنے والے ہیں اور مفسد اور باطل تحریکیں اپنا سر نکالنے والی ہیں۔

انگریز کی چھوڑی ہوئی برائیاں

انگریز یہاں سے چلا گیا وہ اپنی خوبیاں اپنے ساتھ لے گیا۔ لیکن رنگ رلیوں کی چیزیں — شراب جوا۔ ناچ۔ برہنگی اور فحاشی اور دوسری برائیاں یہیں چھوڑ گیا۔ جہاں انگریز جاتا ہے یہ اثرات بد وہیں چھوڑ جاتا ہے۔ آج امریکہ اور فرانس اور برطانیہ وغیرہ مغربی ممالک روتے ہیں کہ ہمارے اندر بدکاری عام ہے۔ نوجوان لڑکیاں شراب پیتی ہیں پولیس اور محکمہ اطلاعات اس بات کا ریکارڈ رکھتا ہے۔ کہ اتنی بدکاری ہوئی اتنے بچے ناجائز پیدا ہوئے۔ میں انگلستان میں تھا میں نے خبر پڑھی کہ ایک ہفتہ میں چار ہزار طلاق کے مقدمات پیش ہوئے۔ باوجود علم، سائنس اور ترقی کے ان کا دین بالکل ناقص ہے۔

موجودہ سائنسی ایجادات سے امن عالم کو خطرہ

یورپ میں اس کی عقل و ترقی نے اخلاقی بحران پیدا کر دیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی سائنسدانی نے اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ سرد جنگ ہر جگہ جاری ہے۔ ہر ملک دوسرے ملک سے ڈرتا ہے ہمارے ہمسایہ میں بھارت کا ملک پاکستان سے ڈرتا ہے۔ اسے اپنی طاقت اور تباہ کن جنگی ہتھیاروں پر ناز ہے لیکن باوجود اس کے وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے پاکستان پر حملہ کیا یا ہتھیاروں کا منہ کھولا تو پاکستان کی طرف سے بھی ایک آدھ بم ضرور دہلی پر آگرے گا جو اس کی تباہی و بربادی کے لئے کافی ہوگا۔ اسی طرح امریکہ بھی ڈرتا ہے کہ اگر میں نے روس پر گولہ باری کی تو میری بھی خیر نہیں۔ کیا بدبختی ہے اس قوم کی سائنسی ترقی کی کہ دنیا جہان اعصابی جنگ میں مبتلا ہے اور دنیا کا ذہن مضطرب اور پریشان ہے، دل و دماغ پر خوف و ہراس کا عالم طاری ہے۔ ان کے دین کی وجہ سے بھی تباہی اور ان کی سائنسی ترقیات کی وجہ سے بھی تباہی ہے۔

دجال کے متعلق حضرت مجددِ وقت کی نشاندہی

خدا تعالےٰ نے اس سورۃ میں چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ ضالین کی قوم پھر سر نکالے گی اور زور و شور سے نکلے گی۔ اور اس زمانہ کے مجدد کو خدا تعالےٰ نے بتایا کہ یہ دجالی قومیں ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی قوم کو باخبر کیا اور بیدار کیا کہ اے لوگو اٹھو اور دجال کا مقابلہ کرو۔

انگریز کی چاپلوسی کا غلط الزام

لوگ تو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب انگریز پسند تھے ان کے پٹھو تھے اور وہ انگریز کے خود کاشتہ پودہ تھے لیکن ان لوگوں کو ایسا کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ یہ لوگ حقائق سے اغماض کرتے ہیں۔ اور جھوٹ اور بہتان کے مرتکب ہیں۔ سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب ہی ہیں جنہوں نے انگریز قوم کو دجال قرار دیا۔ ان سے مذہبی جنگیں لڑیں، ان کے مذہب کو باطل ثابت کیا، اُن کے خدا کو آسمان سے اُتار کر زمین میں دفن کر دیا۔ ملکہ وکٹوریہ کو انہوں نے خط لکھا کہ خدا نے تمہیں سفید چہرہ عطا کیا ہے اسلام قبول کر لو تو تمہارا اندرونہ بھی سفید ہو جائے گا بڑی جرأت کی بات ہے، کیا کسی مسلمان کو ایسی بات کہنے کی جرأت ہوئی؟ کیا یہ مرزا صاحب کی انگریز پسندی اور چاپلوسی ہے؟

عیسائیوں کو اپنی شکست کا اعتراف

اللہ تعالےٰ نے ہم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے کہ اس زمانہ میں مامور کو بھیجکر دجال کے مقابلہ کی طاقت عطا فرمائی۔ کوئی مثال پیش کرو کہ جس قدر حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت نے دجال کا مقابلہ کیا ہے کسی اور جماعت نے بھی کیا ہو۔ عیسائیوں کو حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں جو شکست اٹھانی پڑی وہ

اس سے ظاہر ہے کہ مسیحی مشن کی طرف سے سرکلر جاری کیا گیا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے پیروؤں سے بحث مباحثہ نہ کیا جائے۔ یہ کھلے طور پر اُن کی طرف سے اعتراف شکست ہے اور اس سے بڑھکر یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے وہاں بھی عیسائیوں کو اسلام کے مقابلہ میں شکست اُٹھانی پڑی۔

ولایت میں ایک دیسی پادری کی اسلام کے مقابلہ میں ناکام کوشش

میں اور مرزا سلطان احمد صاحب جب ولایت گئے وہ جنگ کا زمانہ تھا تاہم ہماری تبلیغ سے لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے تھے۔ وہاں کے پادریوں کو اس کی فکر ہوئی۔ انہوں نے ہندوستان سے ایک پادری کو بلوایا جو مسلمان سے عیسائی ہوا تھا۔ وہ کوئی ۵۵-۶۰ سال کی عمر کا تھا سیاہ رنگ تھا۔ گرجا میں اس کی تقریر کا اشتہار دیا گیا۔ ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ میں نے خیال کیا کہ وہ اسلام پر نکتہ چینی کرے گا۔ اور میں اس کا جواب دوں گا۔ اور پبلک پر واضح کروں گا کہ علم اور مطالعہ کی بناء پر وہ مسلمان سے مسیحی نہیں بنا بلکہ اور ہی اغراض پیش نظر تھیں۔ وہ ہماری پگڑیاں دیکھ کر کچھ گھبرایا اور اسلام کا نام تک نہ لیا۔ جب اس نے وعظ ختم کیا میں ڈائس پر جا چڑھا اور کہا کہ میں بھی کچھ سنانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا میرے پاس وقت نہیں۔ تاہم میں نے کہا یہ میرے پاس قرآن ہے اس میں سے کچھ سنائیں کیونکہ آپ مسلمان سے عیسائی ہوئے ہیں لیکن اسے جرأت نہ ہوئی اور بھاگ گیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا، اس سے ظاہر ہے کہ وہ مذہبی تحقیق سے عیسائی نہیں ہوا اس کی تبدیل مذہب کی اغراض کچھ اور ہیں۔ پھر اس کے لیکچروں کا اہتمام کیا گیا وہاں اس نے کہا سنو لوگو! مذہب دو ہیں اسلام اور عیسائیت، لیکن عیسائی مذہب بڑا آسان ہے جس میں تمام گناہوں کا بوجھ یسوع مسیح نے اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا، اس کے مقابلہ میں اسلام بڑا مشکل مذہب ہے۔ اس میں نماز روزے کا بڑا قصہ ہے۔ انگریز سمجھدار تھے انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس کے مقابلہ میں کچھ کہتے تو اس کا اتنا اثر نہ ہوتا، اور اسلام کی معقولیت اس قدر ثابت نہ ہوتی جتنی اس کے لایعنی اور غیر معقول بیان سے ثابت ہوئی ہے۔

پادری زویمر سے گفتگو

وہ بڑا خوانت آدمی تھا، بیس سال اس نے مصر اور شام وغیرہ میں رہ کر عربی میں کمال حاصل کیا اور اسلام کی مخالفت میں لکھتا رہا، وہ وہاں مسجد کے مولویوں کے پاس جاتا اور اُن سے سوال کرتا تھا کہ کیا حضرت عیسےٰؑ روح اللہ ہیں۔ مولوی صاحب کہتے جی ہاں۔ کیا حضرت عیسےٰؑ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ مولانا! کیا وہ پرندوں کے خالق تھے جی ہاں۔ مولانا! وہ غیب کی باتیں جانتے تھے۔ مولوی صاحب کہتے جی ہاں۔ مولانا وہ آسمان پر چلے گئے ہیں، اور آخری زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آئیں گے؟ مولوی صاحب جواب دیتے جی ہاں وہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آئیں گے۔ پس یہ باتیں کر کے وہ چلا جاتا۔ جب وہ میرے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں آپ کو اپنی دوستی کا پیغام پیش کرتا ہوں۔ میں غصہ سے کھڑا ہو گیا، اور غضبناک ہو کر کہا تم نے بیس سال تک میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں، آپؐ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ میرے آقا کے خلاف تیرے دل و دماغ میں زہر بھرا ہوا ہے اور تو مجھے اپنی دوستی کا پیغام دیتا ہے۔ میں نے اس قدر زور سے پاؤں زمین سے مارے کہ وہ گھبرا گیا کہ شاید مولانا ابھی خنجر جیب سے نکال کر ہم پر وار کر دیں گے اس کی عورت بھی سراسیمہ ہو گئی۔

استغفار کا فلسفہ

اس نے یہ جرأت کی اور پوچھا مولوی صاحب! کیا محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم ہے واستغفر لذنبك۔ کہ اپنے گناہوں کے لئے بخشش چاہو۔ اس سے وہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاذاللہ گنہگار تھے کہ انہیں استغفار کی تلقین کی گئی ہے۔ میں نے کہا سنو پادری صاحب! اس میں ایک فلسفہ ہے جس سے نہ تم خود واقف ہو اور نہ تمہارے آباؤ اجداد واقف تھے۔ عربی میں غفر کے معنی ہیں ڈھانپ لینا۔ ہم نماز کے بعد استغفار کرتے ہیں۔ کیا اس کی یہ وجہ ہے کہ ہم نے کوئی بدکاری کی ہے جس سے ہم نادم ہیں اور استغفار پڑھتے ہیں، نہیں بلکہ بسا اوقات عبادت کرتے ہوئے انسان بہک جاتا ہے اور اس کے سر میں غرور و تکبر پیدا ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے، کہ ہم بڑے نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ استغفار پڑھا کرو کہ غرور اور تکبر، اور کوئی شیطانی خیال تمہارے قریب نہ آسکے۔ یہ فلسفہ ہے اس سے تم ناآشنا ہو، قرآن کریم میں ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ فسبح بحمد ربك واستغفرہ۔ انہ کان توابا۔ جب مکہ فتح ہو گیا سب عرب مسلمان ہو گیا۔ اور جب خدا کا نام بلند ہوا۔ بدکاری، بد اخلاقی، بے حیائی اور بے شرمی مٹ گئی تو خدا تعالےٰ کا مشن پورا ہو گیا، اور جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور حکومت اور بادشاہت ہو گئی۔ ایسے موقعہ پر جب دولت، اقتدار اور عہدے ہاتھ آجاتے، اور بادشاہت مل جاتی ہے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ دل میں تکبر و نخوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا واستغفرہ۔ استغفار پڑھا کرو۔ تاکہ دماغ میں غرور پیدا نہ ہو۔

اسلام اور عیسائیت میں عورت کا مقام

اس پر پادری صاحب نے پینترا بدلا۔ اور کہا کہ اسلام میں عورت کی قدر نہیں کی گئی۔ میں نے کہا اسلام نے عورت کو جو عزت دی ہے۔ وہ اس سے بہت ارفع اور اعلےٰ ہے جو تمہارے مذہب میں اس کی بے قدری کی گئی ہے، میں نے اس کی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری عورت ہے۔ تمہارا ایمان ہے کہ یہ گناہ کی جڑ ہے۔ اگر یہ نہ پیدا ہوتی تو نسل انسانی گناہگار نہ ہوتی، آدم کو جنت سے نہ نکالا جاتا۔ تمہارا اعتقاد ہے کہ یہ عورت شیطان کی نانی ہے اور تمام گناہ اسی سے دنیا میں آیا۔ اس کے برعکس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ دیکھا آپ نے جنت کو عورت کے قدموں پر گرا دیا۔ یعنی عورت کا مقام جنت سے اعلےٰ ہے۔ کیا یہ عورت کی تعظیم و تکریم ہے یا بے قدری۔ لیکن تمہارے نزدیک از روئے کتاب عورت کا یہ حقیر مقام ہے کہ وہ گناہ کی اصل جڑ ہے

زویمر کا فرار

یہ سُن کر کہنے لگا میں کل پھر آؤں گا۔ میں نے شدت سے کہا کہ آپ کل نہیں آسکتے۔ کیا جو شخص شکست کھا کر جائے۔ وہ پھر آسکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دوسرے دن اس کا کارڈ آگیا جس میں لکھا تھا کہ میں نہیں آسکتا۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی برکات

یہ سب حضرت مرزا صاحبؑ کی برکت ہے کہ اُس نے دجال کے مقابلہ میں ہمیں دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے مسلح کیا اور وہ علم الکلام عطا کیا جس کے ذریعہ سے باطل اور طاغوتی طاقتوں پر ہم غلبہ پا رہے ہیں، اس دجالی قوم کا مقابلہ ہر طرح سے حضرت امام الزمان نے کیا اور ان کے گھروں میں جھنڈے گاڑ دیئے اس سے بڑھکر اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے۔

جلسہ سیرت النبی صلعم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے زیر اہتمام مورخہ ۹ ستمبر بروز اتوار بوقت ۳ بجے شام بمقام جناح گرلز ہائی سکول ریلوے روڈ راولپنڈی صدر میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہو رہا ہے۔ احباب سلسلہ شرکت فرما کر باعث ازدیاد رونق ہوں۔

مکتوب ووکنگ

مولانا محمد یعقوب خان صاحب انگلستان

ووکنگ ۔ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب ۔ آپ کے ناظرین کو مکتوب ووکنگ کا انتظار ہوگا ۔ چند سطور ارسالِ خدمت ہیں ۔

جو دوست احمدیت سے پیچھا چھڑانے کے لئے یہ حیلہ تلاش کرتے ہیں کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا ۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں اس سے ہمیں کیا سروکار ۔ ان کے غور کے لئے ایک واقعہ سناتا ہوں جو گذشتہ اتوار کو پیش آیا ۔ اتوار کا دن ہمارے مشن میں اجتماع کا دن ہوتا ہے ۔ اطراف واکناف عالم سے کچھ نہ کچھ لوگ یہاں پہنچ جاتے ہیں ۔ انہی زائرین میں سے ایک خوش شکل نوجوان لڑکی تھی جس کے ساتھ اپنے دو کمسن بچے تھے ۔ بڑی پریشان و غمزدہ دکھائی دیتی تھی ۔ کہنے لگی میں نے علیحدگی میں بات کرنی ہے ۔ میں اسے ساتھ والے کمرے میں لے گیا ۔ کہنے لگی میں مصر کی رہنے والی ہوں پیدائشی مسلمان ہوں ۔ آٹھ سال قبل ایک انگریز نوجوان سے شادی کی ۔ شادی کے وقت تو اس نے اسلام قبول کر لیا ۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ صرف دھوکا تھا ۔ دل سے وہ مسیحی تھا اور مسیحی بھی رومن کیتھولک فرقے کا جو اس قدر کٹر ہوتے ہیں کہ اپنے سوا ساری دنیا کو یہاں تک کہ دوسرے پروٹسٹنٹ فرقہ والوں کو بھی جہنمی سمجھتے ہیں ۔ کہنے لگی کہ اب اس نے میری زندگی یوں تلخ کر رکھی ہے کہ ان دونوں بچوں کو بھی کانونٹ سکول میں داخل کرنے پر مصر رہتا ہے ۔ اور چاہتا ہے کہ گرجا میں اس کے ساتھ جایا کریں ۔ کہنے لگی ، یہ غم مجھے کھا رہا ہے ۔ میں نہیں جانتی کیا کروں ۔ طلاق بھی اس ملک کے قانون کی رُو سے کوئی آسان کام نہیں ، اس کے علاوہ اس کا عام سلوک مجھ سے بہت اچھا ہے ۔ بچوں سے بھی محبت کرتا ہے ۔ مگر چاہتا کہ انہیں مسیحی مذہب کی تعلیم و تربیت دی جائے ۔ آپ اس مشکل میں کیا مشورہ دیتے ہیں ۔ میں نے اسے کہا کہ خود کردہ را چہ علاج ۔ عشق و محبت کا بھوت سر پر سوار ہوتا ہے تو نوجوان (لڑکے ہوں یا لڑکیاں) اسلام کی پُر حکمت تعلیم سے بے نیاز ہو کر شادیاں کر بیٹھتے ہیں بعد میں یہی ہوتا ہے جو تمہارے ساتھ ہو رہا ہے ۔ شاذ و نادر ہی کوئی شادی مشرقی اور مغربی کے درمیان ایسی ہوتی ہے جو کامیاب ہوتی ہے ۔ اب تمہارے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ تم اپنے شوہر کو تبلیغ کرو ، اس پر اسلام کی فوقیت ثابت کرو تا کہ وہ دل سے مسلمان ہو جائے ۔ ساتھ ہی بچوں کو گھر پر تعلیم دیتی رہو کہ کانونٹ میں جو تمہیں کہا جاتا ہے کہ مسیح خدا تھا یا خدا کا بیٹا ، یہ سب کہانی ہے ۔ مسیح تو ایک انسان تھا ، اور باقی انسانوں کی طرح وہ بھی فوت ہو گیا ہے ۔ یہ کہہ کر میں نے اسے خواجہ نذیر احمد صاحب کی کتاب "مسیح جنت ارضی میں" لا کر دی کہ دیکھو اس میں مسیح کی قبر کی بھی تصویر ہے ۔ یہ لے جا کر اپنے شوہر کو بھی دکھاؤ کہ تم جس خدا کو پوجتے ہو وہ تو کشمیر میں مدفون پڑا ہے اور یہ دیکھو اس کی قبر کی تصویر ۔ اس پر یہ لڑکی چونک گئی ، کہنے لگی مسیح کی قبر ؟ مسیح تو آسمان پر زندہ ہے ۔ اور نہایت فصیح عربی میں بل رفعہ اللّٰہ الیہ والی آیت سنا دی میں نے اسے کہا کہ تمہاری تو مادری زبان عربی ہے تم ہی بتاؤ کہ یا عیسیٰ انی متوفیک کے کیا معنے ہیں فلمّا توفیتنی کے کیا معنے ہیں ۔ کیا ان کے صاف معنے یہ نہیں کہ مسیح فوت ہو گئے ہیں ــــ میں نے دیکھا کہ اس لڑکی کی تاریک دنیا میں ایک روشنی کی کرن داخل ہو رہی ہے ۔ اس کے پژمردہ چہرہ پر اچانک خوشی کے آثار نظر آنے لگے ۔ مایوسی امید سے بدلتی گئی ، یہ دیکھ کر میں نے اسے صلیب اور صلیب کے بعد کے واقعات سنائے کہ یہ جو کچھ مسیحیوں نے بنا رکھا ہے یہ سب من گھڑت قصے ہیں ۔ لڑکی نہایت ذہین تھی ۔ انگریزی بھی فصیح بولتی تھی ۔ کوئی گھنٹہ بھر گفتگو کے بعد اس کی یہ حالت تھی کہ گویا دل پر جو ایک بھاری پتھر پڑا تھا وہ اُٹھ گیا ـــ آنکھیں کھل گئیں ، ایک نئی دنیا نظر آنے لگی ۔ آتے وقت یاس و حسرت کی پیکر تھی ، جاتے وقت دل اُمید ، اور ہمت ، اور خود اعتمادی سے بھرا تھا اور رخصت ہوتے وقت بہت شکریہ ادا کیا کہ میرے دل کا بوجھ اب بہت ہلکا ہو گیا ہے یہ درحقیقت وہ احسان عظیم ہے جو اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی دنیا پر کیا ۔

جو دوست یہ کہہ کر احمدیت کے چیلنج کو ٹال دیتے ہیں کہ حیات و وفات مسیح کا مسئلہ ایک نظریاتی مسئلہ ہے انہیں اس رویہ پر نظرِ ثانی کرنا چاہیئے ۔ مسیح کی وفات میں اسلام کی حیات ہے ۔ مسیح کی حیات میں اسلام کی موت ہے ۔ واقعات عالم نے ثابت کر دیا ہے کہ مسیحیت سے اسلام کی آخری ٹکر اسی ایک مسئلہ پر ہوگی اور اسی پر اسلام کی فتح و شکست کا دار و مدار ہے ۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دَور میں نصرت اسلام کے لئے کھڑا کیا یہ نصرت اس کے لئے مقدر تھا کہ اس کے قلب پر یہ انکشاف ہو کہ اس جنگ میں ایک ہی مؤثر ہتھیار ہے جو کام دے سکتا ہے اور وہ وفاتِ مسیح کا ہتھیار ہے ۔ علامہ اقبالؒ جیسے صاحب بصیرت مفکر کی آنکھ بھی اس حقیقت تک نہ پہنچ سکی ۔ چنانچہ وہ بھی عام رَو میں بہہ کر یہ فرما گئے کہ یہ بحثیں جو مسلمانوں میں مروج رہی ہیں کہ

ابن مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق حق سے جُدا یا عینِ ذات
آنے والے سے مسیح ناصری مقصود ہے
یا مجدد جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات

یہ سب بحثیں اس دَور کے لات و منات ہیں ۔ واقعات کی شہادت اس کے خلاف ہے ۔ اس عالمگیر کشمکش میں جس میں اسلام اور مسیحیت اس وقت تمام دنیا میں گتھم گتھا ہو رہے ہیں ، خصوصاً براعظم افریقہ میں ، وفات و نزولِ مسیح کی بحثیں فیصلہ کُن حیثیت اختیار کر رہی ہیں ۔ اگر مسیح زندہ ہیں تو مسیحیت کو فتح اور اسلام کو شکست ہے مسیح کی موت مسیحیت کی موت ہے ۔

اِسلام کا دورِ جمالی

ایک اور اہم واقعہ جو قابل ذکر ہے وہ ایک جلیل القدر ایرانی کا ردِ عمل ہے جب انہیں احمدیت نام کی توجیہہ بتائی گئی ۔ یہ صاحب بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں ۔ اپنے وطن میں متواتر چار مرتبہ مرکزی پارلیمنٹ کے لئے منتخب ہوئے ــــ نہایت عالم و فاضل ہیں ۔ دوسرے مذاہب کا وسیع مطالعہ ہے ۔ لاہور میں جو بین الاقوامی مذاکرہ (کلوکیم) منعقد ہوا اس میں بھی شریک ہوئے ۔ آج سے چند سال قبل جب شہنشاہ ایران پہلی مرتبہ پاکستان کے دورہ پر آئے تو یہ صاحب بھی انکے مصاحبین میں سے تھے ــــ برسٹل شہر میں مجھ سے ۱۱ر اگست کو ملاقات ہوئی ۔ وہاں کی مسلم سوسائٹی نے میلاد النبی کا جلسہ وہاں کے وائی ایم سی اے ہال میں کیا تھا ۔ مجھے تقریر کرنے کے لئے بلایا تھا ۔ اسی جلسہ میں یہ ایرانی صاحب دو اور معتدد ہموطنوں کی معیت میں مدعو تھے ۔ میں جب سیرت النبیؐ پر بول رہا تھا تو میں نے دیکھا وہ نہایت غور سے سُن رہے تھے اور کاغذ لے کر نوٹ بھی لے رہے تھے ۔ خود بھی صاحب ذوق اور دردِ اسلامی رکھنے والے ہیں ۔ وہاں سے انہیں شوق ہوا کہ ووکنگ آکر ہمارے مشن کو دیکھیں ۔ چنانچہ وہ ۱۷ر اگست جمعہ کی شام کو پہنچے اور تین دن ہمارے پاس . . . . قیام کرنے کے بعد سوموار کو واپس گئے ۔

اس اثناء میں مشن کے حالات سنتے رہے ۔ اور پوچھ پوچھ کر معلوم کرتے رہے ۔ ہمارا طریق یہ ہوتا ہے کہ ہم مشن کی تاریخ کو خواجہ صاحب مرحوم تک یا زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر لائٹنر تک لے جاتے ہیں ۔ ایک مشن کے بانی تھے ، دوسرے اس مسجد کے بانی تھے ۔ اور آج تک کوئی سوال کنندہ ہمیں اس سے آگے لے جانے میں کامیاب نہیں ہوا ۔ مگر یہ صاحب بلا کے ذہین و تیز

ہوئے تھے اور انہیں جستجو اس قدر گہری تھی کہ وہ سوال پر سوال کرتے گئے۔ یہاں تک کہ احمدیہ تحریک کی تمام سرگذشت ہم سے نکلوا کر چھوڑی۔ یہ بات اس طرح چلی کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا اس مشن کا تعلق اسمٰعیلیہ فرقہ سے ہے۔ ہم نے کہا نہیں ایک اور جماعت سے۔ جس کا نام احمدیہ ہے۔ یہ نام کیسے پڑا، اس تحریک کے بانی کون تھے۔ جب بتایا کہ یہ نام نبی کریمؐ کے احمدؐ نام کے اوپر رکھا گیا۔ اور اس کی تشریح کی کہ نبی کریمؐ کے وقت میں اسلام کا جو نقشہ نظر آتا ہے وہ اسلام کے جاہ و جلال اور شان و شوکت کا نقشہ ہے۔ اس زمانہ کے تقاضے اور ہیں۔ اب دنیا جس دور سے گذر رہی ہے اس میں انسانیت کو تلاش و جستجو ایک ایسے مذہب یا آئیڈیالوجی کی ہے جو انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرے اور اسلام ایک ہی ایسی آئیڈیالوجی ہے جو اپنے حسن سے لوگوں کے قلوب کو مسخر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے گویا اسلام کا یہ دوسرا دور ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی مشیت یہ ہے کہ دنیا پر اسلام کے فلسفۂ حیات اور تعلیمات کا حُسن و جمال ظاہر ہو۔ اور بانیٔ تحریک احمدیہ اسلام کے اس دورِ جمالی کے علمبردار تھے۔ اور اسی لحاظ سے نبی کریمؐ کے نام پر اپنی تحریک کا نام رکھا یہ سُن کر ایرانی صاحب پھڑک اُٹھے۔ فرمانے لگے یہ تو اس زمانہ کا بہترین انکشاف ہے جو کیا گیا ہے اس زمانے کا سب سے اہم تقاضا یہی ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کا حسین و جمیل فلسفۂ حیات اور تعلیمات ظاہر کی جاویں۔ اس کے بعد قدم بہ قدم ساری کہانی جس سے تحریک گذر رہی ہے وہ سنتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے حالات، اُن کی وفات کے بعد علامہ نورالدین کی خلافت۔ ان کے بعد جماعت میں اختلاف کا قادیان میں دوسری خلافت اور لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا قیام، یہ سب واقعات سنتے رہے اور نوٹ کرتے رہے، اس لئے کہ ایران میں وہ خود ایک پبلشر ہیں اور ایک اخبار کے بھی مالک ہیں۔ اس میں ووکنگ مشن کے تجدید حالات پر ایک مفصل مضمون لکھنا چاہتے ہیں ـــ جاتے وقت ایک مختصر مضمون بزبان انگریزی لکھ کر چھوڑ گئے۔ جس کا عنوان ہے:۔

"Waking Woking"

یعنے ووکنگ اسلام کی از سرِ نو بیداری اور نشاۃ ثانیہ کا مرکز بن رہا ہے۔ اس مضمون کی ایک کاپی "لائٹ" کے لئے بھیجدی ہے۔ شیخ غلام قادر صاحب چاہیں تو "تبلیغی خط و کتابت" کے تحت شائع کر سکتے ہیں۔ اس صفحہ کے لئے اس کی موزونیت اس شعر کے لحاظ سے ہے

"گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا"

جو اس کالم کا زیبِ عنوان ہوتا ہے۔ یہ ایرانی صاحب گویا ایک فرشتۂ غیبی بن کر آئے تاکہ خدا تعالےٰ کی یہ بات ان کے ذریعے تمام ایران میں پوری ہو جائے اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام اور پیغام ایک مستند اہلِ قلم کے ہاتھ سے سرزمین ایران میں نشر ہو۔ اس میں ایک معجزانہ پہلو یہ بھی ہے کہ ہم ووکنگ والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کہیں دنیا کو یہ معلوم نہ ہونے پائے کہ ووکنگ مشن کا تعلق احمدیہ تحریک سے ہے۔ مشیت ایزدی نے کہا کہ اچھا تم اس منبع نور کو جتنا چاہو چھپاؤ میرے پاس ایسے باریک وسائل بھی ہیں جن سے میں اسے ایک اور ملک یعنے ایران میں شہرت دوں گا۔ یہ صاحب جن کا نام ابھی میں نہیں لکھتا۔ ایران کے چوٹی کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، سیاست اور تجارت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اور باقی زندگی خدمتِ خلق کے لئے وقف کی ہے۔ ایک بہت بڑا ٹرسٹ اس لئے قائم کیا ہے کہ دیال باغ آگرہ کے طریق پر ایک ماڈل کالونی قائم کریں۔ جس میں ایرانی بچوں کے لئے یتیم خانے اور درسگاہیں ہوں، اور دستکاری اور صنعت و زراعت بھی ہوں، اڑھائی ہزار ایکڑ اراضی اپنی طرف سے اس ٹرسٹ کو دی ہے۔

متفرقات

جیسے اُوپر ذکر ہو چکا ہے ۱۱ر اگست کو برسٹل میں میلاد النبیؐ کے جلسہ میں مجھے شمولیت کا موقع ملا۔ یہ تیسری مرتبہ ہے کہ میں اسی تقریب پر وہاں مدعو ہو کر گیا ہوں ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۹ء میں بھی گیا تھا۔ اس مسلم سوسائٹی کے روحِ رواں ایک صاحب ڈاکٹر یوسف نامی ہیں جو ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری رکھتے ہیں بنگلور کے رہنے والے ہیں۔ اپنے فن یعنے ایروناٹیکل انجینئرنگ سے تعلق رکھتا ہے اسقدر کمال حاصل کیا ہے کہ ان کا ایک مضمون اسی موضوع پر ماسکو کے ایک انجینئرنگ رسالہ میں روسی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہوا۔ ان کے رفیق کار ایک ایرانی صاحب ہیں جن کا نام مقدس ہے۔ یہ صاحب شیعہ خیال کے ہیں مگر دونوں مل کر اس تندہی سے اسلامی کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں کہ انہی کی بدولت وہاں کے مسلمانوں میں خاصی سرگرمی پیدا ہو گئی ہے۔

۱۸ر کو مولانا عبدالمجید صاحب نے اپنے مکان واقع لندن میں میلاد النبیؐ کا جلسہ کیا جلسہ بڑا کامیاب تھا۔ ایک انگریز نے قبول اسلام کا بھی اعلان کیا۔ اس صاحب کا نام مسٹر فاولر (Mr. Fowler) ہے یہ مدت سے ہر اتوار کو آتے رہے ہیں۔ اور اسلام پر جو مختصر تقریر نماز ظہر کے بعد ہوتی ہے وہ سنتے رہے ہیں یعنے بہت غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام ہی حق مذہب ہے۔ یہ صاحب بہت ثقہ آدمی ہیں ایک سپرچولسٹ سوسائٹی کے بھی پریذیڈنٹ رہے ہیں، اور وہاں کوئی تسلی نہ پائی تو اسلام کی طرف رجوع کیا۔ اور ایک سال سے زیادہ عرصہ تک سنتے رہے اور ملتے جلتے رہے اور تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے دل اسلام کے لئے کھول دیا۔ اور شیخ محمد طفیل کے ہاتھ پر ۱۸۔ انگلستان سکوئر میں اسلام قبول کیا۔

۲۷ر جولائی کو فرانسیسی طلباء کی کوئی پندرہ بیس کی ٹولی مسجد دیکھنے آئی۔ لڑکے اور لڑکیاں ہر دو پر مشتمل تھی ـــ تعطیلات موسم گرما میں مغربی یورپ کے ممالک میں باہم طلباء کا تبادلہ کا یہ طریق جاری کیا گیا ہے جو تعلیمی لحاظ سے نہایت مفید ہے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں اس طرح باہم طلباء آتے جاتے ہیں۔ مگر بہت مختصر پیمانہ پر۔ اسے بہت وسعت دینی چاہیئے۔ مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے طلباء میں بھی اسی طرح میل جول کی ضرورت ہے۔

فرانسیسی طلباء جو ووکنگ آئے تھے صرف ایک ٹولی تھی جو اس علاقہ میں آئی ہے۔ ایسی کئی ایک ٹولیاں ملک کے دوسرے حصوں میں آئیں۔ ایک ماہ ایک ٹولی ٹھہر کر چلی جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک اور ٹولی آجاتی ہے۔ اس طرح سینکڑوں کی تعداد میں طلباء کا بیرونی ممالک کے طلباء سے میل ہو جاتا ہے۔

۲۹ر جولائی کو بڑی عمر کے انگریز مردوں اور عورتوں کی ایک ٹولی آئی۔ یہ لنڈن یونیورسٹی کے ساتھ ملحقہ ایوننگ کلاس میں داخل ہیں جو مختلف مذاہب کے مطالعہ کے لئے قائم ہے اور جس کا کورس ایک سال ہوتا ہے۔ اس کلاس کی انچارج ایک معمر جرمن خاتون ڈاکٹر گوبرنیٹ نامی ہے جو اسلام سے بہت دلچسپی رکھتی ہے۔ ہر سال اپنی کلاس کو مسجد دکھانے لے آتی ہے۔ یہودیوں، بدھوں، ہندوؤں اور مسیحی معبدوں میں بھی جا کر ان مذاہب کی طرز عبادت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے خیالات سنتے ہیں۔ مگر وہ کہتے تھے جو بات ہمیں ووکنگ میں ملتی ہے اور کہیں دیکھنے میں نہیں آئی وہ اسلامی مہمان نوازی کا نظارہ ہے۔ سب کی سب ٹولی کے لئے جو کوئی بیس نفوس پر مشتمل تھی۔ بیگم عبداللہ صاحب نے نہایت عمدہ لنچ تیار کیا تھا۔ جس سے وہ نہایت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد نماز ظہر کے لئے ہم مسجد گئے۔ تو وہ سب کے سب پیچھے بیٹھ کر دیکھتے رہے۔ نماز کے بعد اسلام پر تقریر سنتے رہے۔ باہر آکر ڈاکٹر گوبرنیٹ نے گفتگو میں مجھے کہا کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ انسانی فطرت کی آواز ہے اور ہمارا سب سے مشہور فلسفی اور شاعر گوئٹے اسلام کے بہت قریب تھا۔

۲۰۔ اگست کو ایک مسلمان نوجوان ثابت علی کا نکاح ایک انگریز لڑکی سے ہوا۔ ثابت علی آسام کے رہنے والے ہیں۔ ڈاکٹری پڑھتے ہیں۔ تین آسامی دوست ساتھ لے کر آیا تھا جن میں سے دو ہندو تھے۔ شادی سے قبل لڑکی نے اسلام قبول کیا اور اسلامی نام نورما ہتاب رکھا گیا۔ جو بات قابلِ نوٹ ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان ہونے والے کو ہم پُر کرنے کے لئے ایک فارم دیتے ہیں جس میں ایک خانہ یہ ہوتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کی محرک کیا چیز ہوئی۔ اس لڑکی نے اس خانہ میں لکھ دیا "شادی" ـــ کیا صاف گوئی ہے ـــ کوئی تصنع نہیں۔ جو ٹھیک بات تھی کہدی ـــ قبول اسلام

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن (جرمنی)

برلن مسجد میں میلاد النبی صلعم کا جلسہ

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت باسعادت ہم نے ۱۳ اگست بروز سوموار سات بجے شام مسجد برلن میں منایا۔ خدا کے فضل سے یہ اجتماع نہایت پُررونق رہا۔ قریباً پونے دو سو مرد و زن نے اس میں شرکت کی۔ شریک ہونے والے احباب میں ہمارے مسلمان بھائی بھی تھے۔ جو انڈونیشیا۔ ہندوپاکستان، ایران، مصر، سعودی عرب، سوڈان، ترکی، لبنان، الجزائر وغیرہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور اکثریت شہر کے معززین کی تھی جن میں ڈاکٹر، وکلاء، سکول کے اساتذہ، پریس کے نمائندے۔ فری یونیورسٹی میں تعلیم پانے والے نوجوان اور مقامی یہ ج آرگنائزیشن کے سیکرٹری اور بعض پادری صاحبان اور مقامی فیکٹریوں میں سب سے بڑی فیکٹری کے ڈائریکٹر مع اہلیہ شامل تھے۔

جلسہ کی صدارت

اس تقریب سعید کا پروگرام تیار کرنے وقت میں نے یہاں بشپ آف برلن سے ملاقات کرنا چاہی۔ چنانچہ میں اُن کے سیکرٹری کو ملا۔ اور سیکرٹری نے جب بشپ صاحب کو میری آمد کی اطلاع دی۔ تو انہوں نے باوجود اپنی مصروفیت کے مجھے ملاقات کا موقعہ دیا۔ اور اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ میرے بعض عیسائی دوستوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ وسیع الخیال بشپ ہیں، لہذا میں آپ کو سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کے موقعہ پر مسجد میں ہونے والے اجتماع کی صدارت کی پیشکش کرتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ بحیثیت صدر جلسہ اس موقعہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق تقریر بھی کریں۔ بشپ صاحب نے میری اس پیشکش کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں عیسائیوں کے مذہبی قائد کی حیثیت میں اس دعوت کو قبول کرنے سے معذور ہوں۔ ہاں ایک عیسائی جو مذہبی قائد کی حیثیت نہ رکھتا ہو اُسے ایسی دعوت قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا آج خدا کو ماننے والی دنیا کا خدا نہ ماننے والے گروہ کے ساتھ ایک مقابلہ ہے۔ اور ضرورت ہے کہ خدا ماننے والی دنیا باہم متحد ہو جائے۔ چنانچہ میں نے آپ کو مسجد میں ہونے والے اجتماع کی صدارت کے لئے دعوت دی ہے۔ لیکن آپ کا بدیں وجہ انکار کرنا کہ آپ بحیثیت مذہبی قائد اس اجلاس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی مذہب دوسرے مذاہب سے مل کر کام کرنے کو تیار نہیں۔ اور وہ دیگر مذاہب کی نسبت رواداری دکھانے سے قاصر ہے۔ بشپ صاحب نے بس اپنی مجبوری ہی کا اظہار کیا۔

اس کے بعد دعوت نامے چھپوانے سے چند روز پیشتر میں نے صدارت کے لئے ڈاکٹر ولاڈامیر لنڈن برگ صاحب سے ٹیلیفون پر گفتگو کی تو انہوں نے صدارت کو بخوشی قبول کی (ڈاکٹر صاحب موصوف نے مذاہب سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ خصوصاً اپنی کتاب "دی مینش ہائٹ بے مٹ" کے باعث برلن میں مشہور ہیں)۔

پروگرام

پروگرام یہ تھا:-

(۱) تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ
(۲) درود شریف معہ ترجمہ
(۳) تقاریر: (۸) خاکسار کی تقریر
(۵) سفیر ایران ڈاکٹر عباس الامیر کی تقریر
(۷) صاحب صدر ڈاکٹر لاڈو برگ کی تقریر۔

مہمانوں کا استقبال انڈونیشین کونسل نورمانخی اُدس کریں گے۔ حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی جائیگی۔

دعوت نامہ

چنانچہ دعوت نامہ مع مندرجہ بالا پروگرام چھپوا دیا گیا اور اس کے سرورق پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت معہ ترجمہ لکھی:-

لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمومنین رؤف رحیم

صاحب صدر کی تقریر

حسب اعلان ہمارا اجتماع سات بجے شام شروع ہوا۔ مسجد کھچا کھچ بھری تھی۔ اجتماع کے سامنے ایک بڑا میز رکھا تھا۔ وہاں میں نے صاحب صدر کو اپنے دائیں جانب جگہ دی اور میرے بائیں جانب انڈونیشین کونسل بیٹھے اور صدر صاحب کی دائیں جانب ایرانی سفیر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور صاحب صدر سے درخواست کی کہ وہ اجتماع کی کارروائی شروع کریں۔

تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ

چنانچہ یہ اجلاس قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا۔ انڈونیشیا سے آئے ہوئے قاری ہارون رشید نے سورۃ آل عمران سے چودھویں رکوع کی آخری دو آیات مع پندرھویں رکوع کی پہلی آیت وما محمد الا رسول .... نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیں جس سے سامعین بڑے محظوظ ہوئے۔ اس قرأت نے مجھے قاری محمد بوستان صاحب کی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تلاوت اور اس کی لذت کو تازہ کر دیا۔ تلاوت کے بعد ان آیات کا ترجمہ ایک جرمن نومسلمہ سکینہ نامی خاتون نے جرمن زبان میں پڑھ کر سنایا۔

درود شریف اور نعت

بعد میں صاحب صدر نے جرمن نومسلم بشیر بوڈو صاحب کو درود شریف پڑھنے کے لئے کہا۔ بشیر صاحب نے اللھم صل علی محمد .... الخ کے الفاظ کو تین بار بلند آواز میں پڑھا اور بعد میں ان الفاظ کا ترجمہ جرمن زبان میں حاضرین کو سنایا۔ پروگرام میں ایک زائد نعت کی گئی۔ یہ نعت عربی زبان میں تھی اور اسے حضرت امام زمان کے عربی منظوم کلام سے لیا گیا۔ اس کے چند اشعار یوں ہیں:-

یا عین فیض اللہ والعرفان
یسعی الیک الخلق کالظمآن
لاشک ان محمدًا خیر الوریٰ
ریق الکرام ونخبۃ الاعیان
تمت علیہ صفات کل مزیۃ
ختمت بہ نعماء کل زمان

(آئینہ کمالات اسلام)

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے بارہ میں یہ نعت ایک مصری نوجوان محمد صابری صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔

میری تقریر

بعد ازیں صاحب صدر نے مجھے تقریر کے لئے کہا۔ میں نے ۴۵ منٹ .... تقریر کی۔ اور اپنی تقریر میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالی:-

(۱) آپ کا اسم مبارک احمد اور محمد ہے۔ ان کے معانی اور اس کا آپ کی زندگی میں ہی پورا ہو جانا۔

(۲) آپ کے کمالات کا راز۔ ان اتبع الا مایوحیٰ الی عبودیت تامہ میں ہے۔

(۳)۔ آپ نسل انسانی کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی نسلِ انسانی کو ان کمالات کی حدود کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ جن تک ایک انسان پہنچ سکتا ہے۔ اور نیز انہیں ایک رستہ دکھاتی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان ان کمالات کا وارث بن سکتا ہے۔

(۴)۔ آپ کی مطہر و مقدس زندگی کو خدا نے آپ کی رسالت کے لئے بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ آپ الامین کہلاتے۔ غرباء کی ہمدردی کی۔ قوم کے نادار طبقہ کی خدمت کی۔ ہرقل کے سامنے ابوسفیان (دشمن اسلام) کا اقرار کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ہرقل کا کہنا کہ جس نے تمام عمر لوگوں پر جھوٹ نہیں بولا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔

(۵)۔ آپ کی تکالیف۔ اہلِ مکہ کے ظلم و ستم حبش کی طرف مسلمانوں کی ہجرت وہاں بادشاہ کے سامنے حضرت جعفرؓ کا تقریر کرنا۔ حضرت کا نجاشی کے اچھے سلوک کو یاد رکھنا اس کا جنازہ پڑھنا۔ حبشہ سے آئے ہوئے عیسائی گروہ کا خیر مقدم کرنا اور انکی خاطر و مدارات کرنا۔

(۶)۔ اہلِ مکہ کے ظلم و ستم کے دوران عتبہ بن ربیعہ کا آنا۔ بادشاہت کا پیش کرنا۔ دولت کا پیش کرنا۔ شادی کے لئے خوبصورت نازنین کا وعدہ دینا۔ بشرطیکہ وہ اسلام کی اشاعت چھوڑ دیں۔ آپ کا اس پیشکش کو رد کر دینا۔ اور خدا کے پیغام کو پھیلانے میں پیش آمدہ مشکلات کو آرام و آسائش کی زندگی پر ترجیح دینا۔

(۷)۔ آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ کیا جانا۔ آپ کا ہجرت کرنا۔ غار ثور میں پناہ لینا۔ دشمن کا سر پر آ جانا اور ان حالات میں حضرت ابوبکرؓ کو فرمانا لاتحزن ان اللہ معنا۔ میں نے کہا کہ عبرانی زبان میں اس کا ترجمہ ہے عمانوایل۔

(۸)۔ اہل مکہ کا جنگیں لڑنا۔ اور آپ کا دفاع میں لڑنا۔ میں نے کہا کہ جنگ کے سلسلہ میں آپ کو خدا کی طرف سے جو اجازت دی گئی۔ اس میں جنگ کے لئے قتال کا لفظ استعمال کیا گیا نہ کہ لفظ "جہاد"۔ زندگی بھر کی تمام جد و جہد پر بولا جاتا ہے۔ قتال اس کا ایک حصہ ہے۔ غرباء کی ہمدردی کے لئے روپیہ خرچ کرنا بھی جہاد ہے۔ خدا کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا اور اس کے لئے کتب لکھنا بھی جہاد ہے۔ غرضیکہ جہاد وسیع المعنی لفظ ہے۔ قتال صرف ضرورت کے وقت میں دینی دفاع میں لڑنے کا نام ہے اور وہ بھی خدا کی رضا کی خاطر۔

(۹) جنگوں کے لمبے سلسلہ کے بعد آپ کا مکہ کو فتح کرنا۔۔۔ قوت حاصل کر کے سزا دینے کی قوت رکھتے ہوئے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ میں نے کہا معافی کا یہ وہ بے مثال واقعہ ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

(۱۰) آخر میں میں نے آپ کی شادیوں کے مسئلہ کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ آپ نے ۲۵ سال کی عمر تک عفیفانہ زندگی بسر کی۔ بعد میں ایک چالیس سالہ خاتون سے شادی ہوئی۔ اور متواتر ۲۵ سال تک آپ نے ایک ہی شادی رکھی۔ یہاں تک کہ حضرت خدیجہؓ فوت ہو گئیں۔ آپ نے مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد جنگ کے دوران میں کئی شادیاں کیں۔ جن میں سوائے حضرت عائشہؓ کے باقی تمام معمر اور بیوگان تھیں۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد آپ نے کوئی شادی نہ کی۔ میں نے کہا جنگوں کے بعد قوموں کو ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ کہ مردوں کی تعداد کم رہ جاتی ہے اور عورتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ عورتوں کو کام مہیا کر دینا سوشل مسئلہ کو حل نہیں کر دیتا۔ سوال یہ رہ جاتا ہے کہ عورتیں اپنے فطری تقاضا کو کیسے پورا کریں۔ آیا اخلاقی حدود کے اندر رہ کر یا اس کے بغیر۔ اگر جواب یہ ہو کہ اخلاقی حدود کے اندر رہ کر تو یہ وہ حل ہے جو اسلام نے کثرت ازدواج کی اجازت میں پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر عباس کی تقریر

میری تقریر کے بعد ڈاکٹر عباس صاحب نے تقریر کی اور مذہب اسلام کی وسعت اور قرآن کریم کے پیغام کی وسعت کے بارہ میں چند امور کو بیان کیا ڈاکٹر صاحب موصوف نے کہا کہ قرآن کی تعلیمات انسان کی تمام تنگ و دو پر حاوی ہیں۔

صاحب صدر کی تقریر

اس کے بعد صاحب صدر ڈاکٹر لنڈن برگ صاحب نے دس منٹ تقریر کی اور اپنی تقریر میں پانچ بار نماز پڑھنے اور خدا کے سامنے کھڑے ہونے کے حکم کو سراہا۔ اور کہا کہ گناہ سے معافی مانگنے کا ایک موقعہ دیا گیا ہے اور خدا کے تصور کو بار بار ذہن نشین کر کے انسان میں اچھے اخلاق کو نشوونما کرنا چاہا نیز یہ کہ اسلام میں کوئی پریسٹ کلاس نہیں۔ عبادت کے لئے کوئی تصاویر نہیں۔ ہر شخص براہ راست خدا سے دعا کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس امر پر زور دیا کہ اسلام کی تعلیمات رواداری کے اصولوں پر مبنی ہیں اور اسلام کی تعلیمات کبھی بھی جبر سے نہیں پھیلائی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی اس تقریر کا ہمارے مسلمان بھائیوں پر جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ میرے پاس بعض مسلمان نوجوان آئے اور پوچھا کہ کیا ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں؟

صاحب صدر کو مکہ معظمہ کا تحفہ

ڈاکٹر صاحب کی تقریر ختم ہونے پر مکہ معظمہ سے آئے ہوئے ایک نوجوان محمد احمد زیدان صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو قرآن شریف اور مکہ معظمہ کی تصاویر بطور تحفہ پیش کیں۔ یہ قرآن شریف ایک ہی بڑے صفحہ پر لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے بڑی خوشی سے قبول کیا۔

حاضرین کی تواضع

اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے، سینڈوچ اور زردہ چاول سے کی گئی۔ زردہ چاول حاضرین نے بڑے مزہ سے کھائے۔

سینڈوچ اور چاول تیار کرنے میں اُم منصور نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اور ایک بجے بعد دوپہر سے لے کر شام دس بجے تک وہ کام میں مصروف رہیں۔ مہمانوں کی خدمت کرنے میں مسلمان نوجوانوں اور خواتین نے بڑے اخلاص سے حصہ لیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

بعض دوست رات گیارہ بجے تک ہمارے ہاں ٹھہرے۔ الحمدللہ کہ یہ تقریب احسن طور پر سرانجام پائی۔

مکتوب ووکنگ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۰)

کے محرکات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ کوئی لڑکی کسی مسلمان لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ مسلمان مشرقی لڑکی بھی اگر انگریز لڑکے سے شادی کرنے لگتی ہے تو پہلے اس لڑکے کو کلمۂ شہادت پڑھانے کے لئے مسجد میں لے آتی ہے۔ یعنے ہر دو حالتوں میں تبدیل مذہب مسیحیت سے اسلام کی طرف ہوتا ہے۔ اسلام سے مسیحیت کی طرف ایک واقعہ بھی سننے میں نہیں آیا۔ سبحان اللہ کیا راسخ مذہب ہے جس نے انسان کی فطرت میں جڑیں پکڑ لی ہیں، ایسی جڑیں کہ مسیحی مشنری بڑا زور لگاتے ہیں مگر ہلنے میں نہیں آتیں۔

ہاں ایک آخری بات ہے جو خوشخبری کی بات ہے کہ بیگم عبداللہ صاحبہ کے دونوں صاحبزادے خالد اور فاروق اپنے اپنے امتحانوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ فاروق نے فسٹ کلاس حاصل کی ہے جو بڑی بات ہے۔ اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے صاحبزادے جو نیکی اور دینداری اور جذبۂ احمدیت میں اپنے والد بلکہ دادا مرحوم کی یادگار ہیں اپنے امتحان کے لئے تیاری میں معروف ہیں۔

سردست آپ کے ناظرین کو اسی قدر پر اکتفا کر لینا چاہیئے۔ آئندہ کوئی کہنے والی بات ہوگی تو انشاءاللہ لکھوں گا۔ والسلام

درخواست دعا

—— جناب حبیب الرحمٰن صادق صاحب کی صاحبزادی پچھلے تین ماہ سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

—— مورو (سندھ) سے عزیز احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میں مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ ان کے رفع کے لئے دعا کی جائے۔

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک حوالہ کا صحیح مفہوم

اخبار "صدق جدید" لکھنؤ کی اشاعت مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۵ پر ایک شخص حکیم غلام قادر صاحب کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک حوالہ حضور کی کتاب نورالحق حصہ اوّل سے نقل کیا گیا ہے۔ اس حوالہ کی عبارت عربی میں ہے جس کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"حضرت عیسیٰ دیگر انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ کے ایک نبی ہیں اور آپ صرف اس نبی معصوم کی شریعت کے خادم تھے جس پر اللہ تعالیٰ . . . . نے تمام دودھ پلانے والی عورتوں کو حرام کر دیا تھا یہاں تک کہ آپ اپنی والدہ کی چھاتیوں تک پہنچ گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے رب نے طور سینین پر کلام کیا اور اپنے محبوب بندوں میں انہیں قرار دیا یہ وہ موسیٰؑ مرد خدا ہے جس کی حیات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اشارہ کیا ہے اور ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ آسمان میں زندہ ہے اور وہ مرا نہیں اور مردوں میں سے نہیں ہے"

عبارت مذکورہ بالا کو نقل کرنے کے بعد ایڈیٹر صاحب "صدق جدید" نے بظاہر ایک چیستان قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں "کوئی صاحب اگر مختصر تشریح کر سکتے ہوں تو خیر"

عبارت مذکورہ بالا کا صرف آخری حصہ ہے جو (یعنی) ہم آسمان میں زندہ قرار دیا گیا ہے اور تبلایا ہے کہ ان کی زندگی کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جس امر کی طرف قرآن میں اشارہ ہو اس پر ایمان لانا ہر مومن کا فرض ہے، یہ تو ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحب تمام انبیاء علیہم السلام کی موت کے قائل ہیں۔ اور اسی پر آپ ساری عمر زور دیتے رہے اور نصوص قرآنیہ مثلاً وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل جیسی آیات سے جو نص کا حکم رکھتی ہیں ان کی وفات ثابت کرتے رہے ہیں اور اس سے تمام انبیاء علیہم السلام بشمول حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر صحابہ کرامؓ کے اجماع کا استدلال بھی کرتے رہے ہیں پھر آپ کس طرح حضرت موسیٰؑ کی حیات بجسم عنصری کے قائل ہو سکتے ہیں اور کس طرح ایسی بات لکھ سکتے ہیں جو آپ کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نورالحق کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔ سو واضح ہو کہ نورالحق کی مندرجہ بالا عبارت ان لوگوں کے لئے جو حضرت عیسٰیؑ کو بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ مانتے ہیں بطور الزامی جواب کے لکھی گئی ہے جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ تم لوگ اگر قرآن کریم کی بعض آیات کے الفاظ اور حدیث کے بعض الفاظ سے یہ نتیجہ نکالتے ہو کہ حضرت عیسٰیؑ اپنے اسی جسم عنصری کے ساتھ جسے وہ لے کر اس دنیا میں آئے تھے آسمان پر اب تک زندہ موجود ہیں تو ایسے الفاظ بلکہ اس سے زیادہ واضح الفاظ تو قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ کے متعلق موجود ہیں پھر کیوں ہم ان کی حیات بجسم عنصری پر ایمان نہ لائیں کیوں ہم نہ مانیں کہ وہ ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اپنے جسد عنصری کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔

عبارت مندرجہ بالا کا یہ مفہوم میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ خود حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۵ پر ایسا ہی بیان کیا ہے، حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات بدلائل قویہ ثابت کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر باوجود اس بات کے کہ اتنی شہادتیں قرآن اور حدیث اور اجماع اور تاریخ اور نسخہ مرہم عیسیٰ اور وجود قبر سری نگر میں اور معراج میں بزمرہ اموات دیکھے جانا اور عمر ایک سو بیس برس مقرر ہونا اور حدیث سے ثابت ہونا کہ واقعہ صلیب کے بعد وہ کسی اور ملک کو چلے گئے تھے اور اسی سیاحت کی وجہ سے ان کا نام نبی سیاح مشہور تھا یہ تمام شہادتیں اگر ان کے مرنے کو ثابت نہیں کرتیں تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا سب بجسد عنصری آسمان پر جا بیٹھے ہیں کیونکہ اس قدر شہادتیں ان کی موت پر ہمارے پاس موجود نہیں بلکہ حضرت موسیٰؑ کی موت خود مشتبہ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کی زندگی پر یہ آیت قرآنی گواہ ہے۔ یعنی یہ کہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ اور ایک حدیث بھی گواہ ہے کہ موسیٰ ہر سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے حج کرنے کو آتا ہے۔"

اسی طرح حضور کی کتاب "حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۳۵ کی عبارت سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق حضور نے صرف الزامی جواب کے طور پر تحریر فرمایا ہے چنانچہ اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ معراج میں حضرت نبی کریم صلعم کی تمام انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ عربی میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام آسمانوں میں زندہ ہیں تو حضرت مسیح کی حیات کے متعلق کونسی خصوصیت ثابت ہے کیا وہ کھاتے اور پیتے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے نہیں بلکہ کلیم اللہ کی حیات تو قرآن کریم کی نص سے ثابت ہے کیا تم قرآن کریم میں نہیں پڑھتے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تکن فی مریۃ من لقائہ اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ آیت حضرت موسیٰؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ صریح دلیل ہے موسیٰ کی حیات پر کیونکہ آپ نبی کریم صلعم سے ملے اور مُردے زندوں سے نہیں ملا کرتے اور تم کو ایسی آیات حضرت عیسیٰؑ کی شان میں نہیں ملیں گی ہاں ان کی وفات کا ذکر متفرق مقامات میں آیا ہے پس غور فرماؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ غور کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

مندرجہ بالا عبارات سے عیاں ہے کہ نورالحق میں جو اختصار اور اجمال تھا اس کی تفصیل اور وضاحت تحفہ گولڑویہ اور حمامۃ البشریٰ میں کر دی گئی ہے۔

البتہ بیشک وہ جس کا حوالہ عبارات مندرجہ بالا میں دیا گیا ہے سورۃ سجدہ میں ہے حضرت مسیح موعودؑ نے جو اس عبارات میں حضرت موسیٰؑ کی موت کو مشتبہ قرار دیا ہے وہ مفسرین کے اقوال کی بناء پر ہے۔ دیکھو طبری۔ درمنثور۔ تنویر المقباس۔ روح المعانی۔ تفسیر کبیر۔ بحرالمحیط۔ مدارک التنزیل۔ الخازن۔ موضح القرآن۔ بیضاوی۔ جلالین۔ اگرچہ بعض مفسرین نے اور معانی بھی لکھے ہیں لیکن انہیں بعید قرار دیتے ہوئے اسی معنی کو ترجیح دی ہے اور اس کو قرین قیاس قرار دیا ہے کہ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کو فرمایا ہے کہ تم حضرت موسیٰؑ کی لقاء سے شک میں نہ رہو تم ضرور اسے ملو گے یا مل چکے ہو۔

چنانچہ درمنثور میں تو اس کی مزید وضاحت کر دی گئی

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

محمد رفیق ملک صاحب

مَیں جماعت احمدیہ میں کس طرح شامل ہُوا

تعارف

میرا نام محمد رفیق ملک ہے اور میں گکھڑ منڈی کا رہنے والا ہوں۔ ارائیں برادری سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد صاحب جن کا اسم شریف صوفی سردار خاں ہے لیکن وہ اپنے زہد و تقدس کے باعث اپنے علاقہ میں صوفی صاحب کے لقب سے مشہور ہیں۔ انھوں نے اسلام سے محبت کا اظہار تین مسجدیں بنوا کر کیا ہے۔ جن میں سے ایک جامع مسجد ہے اور وہاں کا امام میرے والد صاحب کا مقرر کردہ آدمی ہے۔

بچپن میں مَیں جس سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ وہاں میرے ساتھ ایک طالب علم جو جماعت ربوہ سے متعلق تھا میرے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کبھی کبھی چھیڑ چھاڑ کے طور پر میں اسے کہتا کہ یار تم مرزائی ہو۔ اگر مسلمان ہو جاؤ تو بہت اچھا ہو۔ اس کے جواب میں وہ مجھے کہا کرتا کہ یار ہم تو اصلی اور سچے مسلمان ہیں۔ اگر تم ہماری کتابیں پڑھو تو ہماری سچائی تم پر ظاہر ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے مجھے چند ابتدائی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں جن کے مطالعہ سے مجھے بے حد لطف و سرور حاصل ہُوا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی فضیلت میرے دل و دماغ پر چھا گئی۔ لیکن جب کبھی میرا دوست مجھے کہتا کہ اب تمہیں حضرت صاحب کو نبی تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تو میرے دل کو ایک ٹھیس لگتی۔ اور میری طبیعت میں فرار سا پیدا ہو جاتا۔

بھاٹی سکول کی ملازمت

مَیں نے جب میٹرک کر لیا تو والٹن میں ٹریننگ لینے کے بعد اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ میں ملازم ہو گیا۔ جہاں فیروز الدین چغتائی صاحب سے میرا راہ و رسم اس وجہ سے بڑھا کہ وہ بھی احمدی تھے۔ لیکن ان کا تعلق بھی جماعت ربوہ سے تھا۔ اور وہ بھی مجھے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی تبلیغ کرتے۔ حالانکہ اس عقیدہ سے مجھے پہلے سے نفرت تھی۔ تاہم میں نے حضرت صاحب کی سوانحعمری اور آپ کی چند دوسری کتب کا مطالعہ کیا۔ اور حضرت صاحب کی عزت میرے دل میں اور زیادہ ہو گئی۔ لیکن عقیدہ نبوت کی فیروز الدین صاحب کی تبلیغ میرے لئے مؤثر ثابت نہ ہو سکی۔ اور میں نے بھاٹی سکول کی ملازمت چھوڑ کر چار سال تک کارپوریشن کی ملازمت کی۔

اپنا کاروبار

اس کے بعد میں نے پاکستان منٹ کے قریب امپیریل ری رولنگ سٹیل ملز لگا کر اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ دو سال تک کام اچھا چلتا رہا۔ لیکن گورنمنٹ کے لوہے پر سے کنٹرول ہٹاتے ہی مجھے نقصان پہنچنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے دس ہزار روپے کا خسارہ برداشت کر کے اپنا کاروبار بند کرنا پڑا۔

غیبی امداد

ایک دن میں اخبار پڑھ رہا تھا کہ اچانک مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں بی۔ ٹی۔ آئی کی ضرورت کے اشتہار پر نظر پڑی۔ دل میں کہا کہ چلو اگر یہی ملازمت مل گئی تو فبہا۔ ورنہ کوئی اور چھوٹا موٹا کام کر لوں گا۔ یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو مَیں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدعا عرض کیا۔ اور سابقہ سندات وغیرہ بھی پیش کیں۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے کمال ہمدردی اور شفقت سے مجھے اپنے زیر سایہ جگہ عنایت فرمائی۔ حالانکہ مجھ سے پہلے ایک اور صاحب پی ٹی آئی کی حیثیت سے دو تین دن سے کام کر رہے تھے۔ مَیں نے اسے خدا تعالےٰ کا خاص فضل اور غیبی امداد سمجھا۔

ایک روشن خواب

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہی گذرے تھے۔ کہ مجھے خواب میں ایک نہایت وجیہ سیاہ ڈاڑھی والے بزرگ ملے جنہوں نے مجھے نہایت ہی خوشگوار مشروب کا ایک گلاس پلایا جس کے پینے سے مَیں نے بحالت خواب ہی اپنے سینہ میں کمال ٹھنڈک محسوس کی۔ بیداری کے بعد مجھے اس خواب سے کمال لذت اور سرور حاصل ہوا اور میں نے اندازہ کر لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے ضرور کسی بڑی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

میرا محسن

انہی ایام میں مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ یہ سکول جس کا میں ملازم ہوں احمدیہ جماعت لاہور کا سکول ہے۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہاں کون کونسے آدمی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ معلوم تھا۔ کہ اس جماعت کے عقائد کیا ہیں۔ چنانچہ ایک دن اتفاق سے ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ باتوں باتوں میں مَیں نے حضرت مرزا صاحب کے اس ادب احترام کا ذکر کیا۔ جو پہلے سے میرے دل میں موجود تھا۔ جناب ہیڈ ماسٹر چوہدری عبد الحمید صاحب نے مجھے اپنے عقائد سے آگاہ فرمایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ ہم حضرت کو نبی ہرگز نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں جو امت کا مسلمہ عقیدہ ہے۔

یہ بات سن کر مجھے کمال خوشی حاصل ہوئی۔ کہ اگر یہ جماعت حضرت مرزا صاحب کو صرف مجدد تسلیم کرتی ہے اور نبی نہیں مانتی تو یہ تو خود میرے ضمیر کی آواز ہے۔

اس کے بعد جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے ماسٹر برکت علی صاحب سے ملا دیا۔ اور انہیں کہا کہ وہ مجھے سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیں۔ اور جن مسائل کو میں سمجھنا چاہتا ہوں وہ مجھے سمجھائیں۔ چنانچہ ماسٹر صاحب نے مجھے مجدد اعظم کی پہلی دونوں جلدیں مطالعہ کے لئے دیں۔ میں نے ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد اور کتابیں بھی مطالعہ کیں۔ یہاں تک کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے کی غرض و غایت مجھ پر منکشف ہو گئی۔ اور میری روح نے تسلیم کر لیا کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت سے الگ رہنا گویا اسلام کی روح سے فرار ہے۔ علاوہ ازیں میں ماسٹر صاحب سے زبانی بھی اکثر گفتگو کرتا رہا۔

بیعت

اب حضرت صاحب اور سلسلہ احمدیہ کیساتھ دن بدن میرے جذبات و احساسات محبت تیز تر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں نے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب سے گذارش کی کہ اب میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلسلہ احمدیہ کے عقائد، عبادات اور افعال و کردار سے اچھی طرح واقف ہو گیا ہوں اور میرے تمام شکوک و شبہات رفع ہو گئے ہیں لہٰذا آپ مجھے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لے چلیں تاکہ میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کر سکوں۔ چنانچہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد حضرت امیر کی خدمت میں پیش کیا اور میں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔ اور یوں میرے مذکورہ خواب کی تعبیر پوری ہو گئی۔

مخالفت

اگرچہ میرے بعض دوستوں نے مشورہ دیا تھا۔ کہ میں کچھ عرصہ کے لئے اپنا احمدی ہونا اخفا میں رکھوں۔ لیکن میرے دلی جذبات نے مجھے اظہار احمدیت پر مجبور کر دیا۔ اور جونہی میں اپنے گھر گیا میں نے اپنے والد صاحب اور دیگر رشتہ داروں کو بلا کہدیا کہ میں نے احمدیت قبول کر لی ہے اس پر ہر طرف سے لعن طعن ہونے لگی اور والد صاحب نے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ چنانچہ میں اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر لاہور اپنی خالہ کے ہاں چلا آیا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد میرے والد شفقت پدری سے مجبور ہو کر میرے بیوی بچوں کو واپس لے گئے۔ اور مجھے کہدیا۔ کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ ان ایام میں مجھے کچھ روپے پیسے کی ضرورت پڑی۔

…م ہو جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے پورا کر دیا۔ اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوستوں اور بزرگوں سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے لئے ثابت قدمی مستقل مزاجی اور فلاح دارین کی دعا فرماویں۔

ایک سوال کا صحیح مفہوم

(بسلسلہ صفحہ ۱۳)

ہے۔ اخرجہ ابن ابی حاتم عن ابی العالیۃ فی قولہ فلا تکن فی مریۃ من لقائہ قال من لقاء موسٰی قال أولقی موسٰی قال نعم الا ترٰی الٰی قولہ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں بھی صراحت لکھا ہے فانک تراہ وتلقاہ۔ اسی طرح بحر المحیط۔ کہ یہ الفاظ ہیں ای انسا ھل تلحقیقۃ من لقائہ کے معنی کے متعلق مفسرین کا رحجان اسی طرف ہے کہ لقاء مصدر ہے جو مضاف ہے ضمیر کی طرف جس کا مرجع حضرت موسٰیؑ ہیں اور مفعول بہ واقع ہوئی ہے اور فاعل اس کا محذوف ہے جو حضرت نبی کریم صلعم ہیں۔ اور انہی اقوال کی بناء پر حضور نے اس بارہ میں نور الحق اور تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے ورنہ حضور کا اپنا مذہب تو اس بارہ میں ایسا واضح ہے کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

نوٹ:۔ یہ مضمون اسی وقت لکھا گیا تھا جب صدق میں اعتراض شائع ہوا تھا لیکن بعض وجوہ سے شائع نہیں ہو سکا۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
(منیجر)

نیشنل پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ ۳۴

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ: پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ۔
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ: شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۱ محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد۔ دکن (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے خدام ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختارؐ ہیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ"۔ لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۳
مدیر:۔ دوست محمد
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۵

بحرِ حکمت کے موتی

عن عبد اللہ بن مسعود رضؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ علیّ فقلت یا رسول اللہ اقرأ علیک وعلیک انزل قال انی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت سورۃ النساء حتی بلغت وجئنا بک علی ھؤلاء شھیداً قال فرأیت عینی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھملان
(بحوالہ شمائل ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ قرآن میں سے کچھ پڑھ کر سناؤ۔ اس پر میں نے عرض کیا کیا میں (کون ہوں) جو آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ وہ حضورؐ پر ہی تو نازل ہوا ہے فرمایا بیشک مگر پسند کرتا ہوں کہ اسے دوسرے سے سنوں۔ سو پڑھنے لگا میں سورہ نساء یہاں تک کہ پہنچا میں اس آیت پر یعنی اور لا دیں گے ہم تجھے اُن پر گواہ ابن مسعود رضؓ نے کہا تب دیکھی میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں کہ آنسو بہا رہی ہیں۔

نوٹ:۔ حضورؐ کا رونا اس لئے تھا کہ آپؐ کو امت کی پچھلی حالت کی خبر دی گئی تھی۔ تبھی تو آپؐ نے فرمایا تھا۔ اے ربّ ان پر تو میں گواہی دوں گا جو میرے سامنے ہیں لیکن ان کی گواہی کس طرح دوں گا جن کو میں نے نہیں دیکھا ــــــ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کو کامل ذمہ داری اور غور و تدبر سے پڑھا جائے۔ روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا اور غم سے پڑھا جائے۔ یعنی اپنے کردار کا کامل محاسبہ رکھا جائے اور احکام قرآن کو مدِ نظر رکھ کر دیکھا جائے کہ ہمارے اعمال کہاں تک ان کے مطابق ہیں ؎

مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے اور اسے ہر وقت خدا تعالےٰ کے دین کی نصرت اور تائید کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور کبھی بزدلی ظاہر نہیں کرنی چاہیئے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہوّر ہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔ انسان سے بعض وقت کوئی ایسا فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی سائل کو دھکا دیا۔ تو وہ سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اس لئے اسے توفیق نہ ملے گی کہ وہ اسے کچھ دے سکے۔ لیکن اگر اس سے نرمی اور اخلاق سے پیش آئے گا تو خواہ اسے پیالہ پانی کا ہی دے۔ تو وہ بھی ازالہ قبض کا موجب ہو جائے گا

قبض اور بسط

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی رہتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق و شوق بڑھ جاتا ہے۔ اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے، نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے جب ایسی حالت پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نمازیں بھی بار بار پڑھیں۔ قبض کے دور ہونیکا یہی علاج ہے۔

قبض یہ ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت پیدا ہو جاتی ہے

وحی فرقاں مردگاں را جاں دہد ٭ صد خبر از کوچہ عرفاں دہد
قرآن کی وحی مردوں میں جان ڈالتی ہے اور حرکت عمل پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت کے کوچے کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے
(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغ • بیعت — دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا

بھارت

خط از ظفر نواب سحر جنرل سیکرٹری یوتھ کلکتہ

مکرمی! السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

غالباً آپ مجھے نہ بھولے ہوں گے ۔ اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے میں آپ کو خط نہ لکھ سکا ۔ جس کے لئے میں بیحد شرمندہ ہوں ۔ چار روز سے ایک اہم معاملہ کے سلسلہ میں آپ کو خط لکھنے کی سوچ رہا تھا ۔ لیکن یہ فکر دامنگیر تھا ۔ کہ کہیں حقیقت افسانہ نہ بن جائے ۔ رات بھر اسی ادھیڑ بُن میں رہا . . . . اور اب میں شدت کے ساتھ محسوس کرنے لگا ہوں ۔ کہ آپ کو ضرور خط لکھوں گا . . . . کیونکہ واقعہ کچھ عجیب و غریب ہے ۔ آج سے پانچ روز قبل یعنی ۱۳ اگست سوموار کی رات کو میں نے خواب دیکھا ۔ کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں شاہراہ پر کھڑا حسب معمول تبلیغ و اشاعت اسلام میں مصروف ہوں ۔ اچانک شور ہوا ۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب تشریف لا رہے ہیں ، حضرت مرزا صاحب موصوف کے ساتھ لوگوں کی ایک بھیڑ تھی ۔ وہ آ کر میرے پاس کھڑے ہو گئے مجھے دیکھ کر مسکرائے ۔ پھر مجھے اور میرے بچے سرور نواب کو اپنے کلیجے سے لگایا ۔ اور مجھ سے فرمایا " خدا تمہاں ہو سے خبردے " (تین بار فرمایا) تم میرے ساتھ چلو ۔ مجھے تمہاری ضرورت ہے ۔ میں تمہیں امریکہ یا فرانس بھیجوں گا ۔ وہاں جا کر تم اسلام کی منادی کرو گے تم میرے ہو ۔ میں تم سے راضی ہوا ۔ اللہ تم سے راضی ہوا ۔ اس کے بعد میری نیند ٹوٹ گئی ۔ صبح ہونے والی تھی میں نے نماز ادا کی ۔ اور سوچنے لگا میں نے ایسا خواب کیوں دیکھا ۔ میں حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا میں نے کبھی ان کا تصور بھی نہیں کیا ۔ پھر یہ خواب کیا معنی رکھتا ہے ۔ میں نے اس حیرت انگیز خواب کا کسی سے ذکر نہیں کیا ۔ سوچا آپ کو اس بارہ میں لکھوں ۔ مگر پھر خیال ہوا کہ کہیں خط پڑھ کر آپ ہنسنے نہ لگ پڑیں کئی روز تک ہاں اور نہ کے دوراہے پر کھڑا رہا رات پھر میں نے اس سے ملتا جلتا خواب دیکھا " میں حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں ۔ وہاں بہت سارے لوگ جمع ہیں ۔ حضرت مرزا صاحب مجھ سے فرما رہے ہیں میں آج ہی تمہیں غیر ملک کو بھیجنا چاہتا ہوں ۔ اپنی بیوی اور اپنے بچے کو فوراً روانہ ہو جاؤ میں تم سے راضی ہوا ۔ اللہ تم سے راضی ہوا ۔ اور میری نیند ٹوٹ گئی ۔ پھر وہی صبح کا ذب کا وقت تھا ۔ میں بڑا حیران ہوا ۔ اور میری حیرانی بڑھتی جا رہی تھی ۔ اس عالم میں یہ آپ کو تحریر کر رہا ہوں ۔ میں نہیں جانتا ۔ یہ سب کچھ کیا ہے ۔ اور کیوں ہے میں ایک ناچیز اور گنہگار انسان ہوں ۔ اُردو اخبار میں نیوز ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے روزی حاصل کرتا اور باقی تمام وقت تبلیغ اسلام میں صرف کرتا ہوں ۔ میں نے اس کے علاوہ کچھ اور سوچا بھی نہیں ۔ تھا اور انشاء اللہ میری یہ ادنیٰ خدمت اسلام کو قبول فرمائے ۔ کیا آپ ان دونوں ایک ہی جیسے واقعات پر روشنی ڈال کر میری حیرانی کو دور فرمائیں گے ۔ میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں گا ۔ والسلام ۔

(جواب لکھا گیا)

(۲)

نقل چٹھی ۔ فرانسس ۔ بمبئی ۔ انڈیا

محترم مکرم مولانا صاحب ۔

آداب و تسلیمات ۔ عنایت نامہ مؤرخہ ۳ رمئی ۱۹۶۲ء ۔ مورخہ ۷ رمئی ۱۹۶۲ء کو مل گیا تھا ۔ دوسرے ہی روز آپ کا فرستادہ انگریزی ترجمۃ القرآن معہ عربی متن کا ایک نہایت حسین و جمیل اور با صرہ نواز نسخہ موصول ہوا ۔ میں اس بیش بہا تحفہ کے لئے آپ کے ادارے کا بیحد شکر گذار ہوں ۔ پرانے کئی انگریزی ترجموں کے علاوہ میرے ذخیرۂ کتب میں پکتھال صاحب ، مولوی بشیر علی کے بھی تراجم ہیں ۔ آپ کے ترجمہ قرآن کو سامنے رکھ کر جب میں نے ان دونوں تراجم کا مقابلہ کیا تو یہ بات نہایت صاف طور پر واضح ہو گئی ۔ کہ ان دونوں مترجمین کے سامنے بھی یہی آپ کا انگریزی ترجمہ بطور PATTER موجود تھا ۔ مگر یہ دونوں اور اسی قبیل کے دوسرے تراجم کم از کم مسلموں کے لئے کچھ زیادہ مفید نہیں ثابت ہو سکتے مولانا محمد علی صاحب ایم اے کے مختصر مگر پُر مغز بصیرت افزا تفسیری حواشی سے ایک غیر مسلم کے لئے قرآنی تعلیمات و معارف کا سمجھنا نہایت آسان اور دلچسپ ہو جاتا ہے ۔ بہر کیف محمد علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیر دونوں ہی امتیازی شان کے حامل ہیں ۔

مہربانی سے مجھے آگاہ کیجئے ۔ کہ بیان القرآن اُردو میں حل لغات یا صرفی نحوی تراکیب کی وضاحت کے اختتام پر عموماً قوسین ہی بطور حوالہ کچھ حروف مندرج ہوتے ہیں ۔ یہ کن کتابوں کے نام کا اختصار ہے مثلاً غ ۔ ج ۔ ف ۔ مد ۔ رف ۔ اور ت وغیرہ کو میں نہیں سمجھ سکا ۔ شروع میں اس کی وضاحت ہو جاتی تو یہ اُلجھن نہ پیدا ہوتی ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ ابتدائی صفحہ پر . . . . اس لئے دونوں حضرات اگرچہ سکھ ہیں ۔ مگر ان کا بیک گراؤنڈ اسلامی ہونے کی وجہ سے انکو اسلامی تہذیب عزیز ہے ۔ اور قرآنی تعلیمات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں ۔ اسلام میں میری دلچسپی زیادہ تر انہیں حضرات کی صحبت کا اثر ہے ۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں خاص طور پر درخواست کر رہا ہوں ۔ کہ اُن کی غایت دلچسپی کو پیش نظر رکھتے ہوئے براہ کرم انکو بھی انگریزی ترجمۃ القرآن ضرور بھیجئے ۔ اگر اس کے ساتھ ہی کال آف اسلام اور اسلام اینڈ کرسچینٹی بھی بھیجئے گا تو زیادہ اچھا ہو گا ۔ بہت ممکن ہے کہ یہ دونوں حضرات آگے چل کر آپ کے پُر جوش مبلغ بن جائیں ۔

(جن صاحبان کے انہوں نے لٹریچر بھیجنے کے لئے پتے لکھے ہیں انہیں لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط موکیلا ۔ نائیجیریا

السلام علیکم ۔

آپ کے ارسال کردہ قرآن شریف ۔ خصائص القرآن ۔ اور نیو ورلڈ آرڈر ۔ پہنچ گئے ہیں اور میں بہت خوش ہوا ہوں ، اور جو آپ نے میرے ساتھ ہمدردی کی ہے اس کا میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالے آپکو اس کے عوض میں دراز یئے عمر اور صحت عطا فرمائے جب سے میں نے یہ کتابیں لی ہیں ۔ میں نے بہت فائدہ اُٹھایا ہے ۔ اور میں نے قرآن شریف کا صفحہ بہ صفحہ مطالعہ کیا ہے ۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالے اس مذہب اسلام کو ترقی دے اور آپ کو بہشت میں جگہ دے ۔ میں حقیقتاً ان کتابوں کو لیکر بہت خوش ہوا ہوں ۔ اگر آپ کے پاس کچھ اچھے پمفلٹ ہوں مہربانی کر کے مجھے ارسال کریں ۔

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

ضروری اطلاع

انجمن نے شعبۂ "رشتہ و ناطہ" کا قیام قوم کے فائدہ کے لئے فرمایا ہے ۔ اس کام کو محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈار کے سپرد کیا گیا ہے وہ باقاعدہ اس منصب کے لئے رجسٹر کھول دیں گے ۔ لہذا جملہ ضرورت مند احباب جماعت شیخ صاحب موصوف سے اس موضوع پر خط و کتابت کریں

احمد یار ۔ سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے والوں کی تباہی اور فراعنہ مکہ کی ہزیمت

مخالفینِ اسلام کے بالمقابل مسلمانوں کی کامیابی کے ایمان افروز واقعات

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔ وارسل علیھم طیراً ابابیل ترمیھم بحجارۃ من سجیلٍ ۔ فجعلھم کعصف ماکول ـــــــ (سورۃ الفیل)

ایک عیسائی بادشاہ کا حملہ کعبۃ اللہ پر

ایک مدت سے عیسائی اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔ ان دنوں پاکستان پر عیسائیوں کا بڑا زبردست حملہ ہے ۔ اور اس سے پیشتر اس وقت جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے تھے ایک عیسائی بادشاہ نے بیت اللہ کو منہدم و مسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا ۔ بادشاہ کا گورنر ہاتھیوں اور بھاری جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا ... تاکہ کعبۃ اللہ کی عبادت گاہ کا نام و نشان مٹا دے ۔ یہ حملہ بڑا زبردست تھا اور اللہ تعالےٰ نے جس طرح ان حملہ آوروں کو تباہ کیا اس کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے جس کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی ۔

لارڈ کچنر کی معاندانہ سرگرمیاں

پھر ایک وہ وقت آیا جب لارڈ کچنر نے کہا کہ میں کعبۃ اللہ کو اصطبل میں تبدیل کر کے چھوڑوں گا ۔ اللہ اللہ کس قدر فرعونیت کا اظہار ہے ۔ اس نے مہدی سوڈانی کی ہڈیاں قبر سے نکلوا کر دریا برد کر دی تھیں انگریز قوم کو لارڈ کچنر کی سپاہیانہ جرأت اور قابلیت پر بڑا فخر و ناز تھا ۔ اور وہ سمجھتی تھی کہ یہ شخص اس قدر طاقت و ہمت رکھتا ہے کہ وہ فی الواقعہ کعبہ کی عمارت کو گرا کر وہاں اصطبل کھڑا کر دے گا ۔ اس لئے کہ اس کی قوم دیکھ چکی تھی کہ وہ بہت بہادر اور دلیر انسان ہے اس نے بڑی دلیری سے مہدی سوڈانی کی ہڈیاں قبر سے نکلوا کر دریا میں بہا دی تھیں ۔ انہیں یقین تھا کہ ایسی جرأت، ہمت اور دلیری رکھنے والا انسان کعبۃ اللہ کو بھی تباہ کر سکتا ہے ۔ مجھے پہلی دفعہ ۱۹۱۴ء میں انگلستان جانے کا موقعہ ملا تھا ۔ جنگ کا زمانہ تھا ۔ چاروں طرف جنگ کی آگ مشتعل تھی ۔ اس ہولناک جنگ کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اس فرعون کو غرق کر کے اپنی طاقت و قدرت کا نظارہ دکھا دیا ۔ یہ شخص ایک جنگی جہاز میں انگلستان کے شمال کی طرف جا رہا تھا کہ روسیوں کو امداد پہنچاؤں گا ۔ لیکن اس جہاز کو جرمنوں نے غرق کر دیا ۔ اس طرح سے وہ فرعون صفت انسان فرعون کی طرح اپنے بد ارادوں کی پاداش میں سمندر میں غرق ہو گیا ۔

مسجد پر خوشی کا جھنڈا

اس وقت جنگ کا زمانہ تھا ۔ ایسے وقت میں ذرا سی حرکت جو حکومت کے منشاء کے خلاف ہو لائق گرفت سمجھی جا سکتی تھی لیکن میں نے کسی ڈر اور خوف کے بغیر اپنی مسجد پر خوشی کا جھنڈا لہرایا اور اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ انگریزی فرعون لارڈ کچنر ہمارے سامنے غرق ہوا ۔ اور اس کا خواب کہ کعبۃ اللہ کو اصطبل بناؤں گا ۔ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ۔

ابرہہ کا حملہ کعبۃ اللہ پر

ایسا ہی عیسائی بادشاہ کا وہ گورنر جس نے آنحضرت صلعم کی پیدائش سے پہلے کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا اپنے بد ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا اور اللہ تعالےٰ نے اپنی غیرت اور طاقت و جبروت کا اظہار کرتے ہوئے اسے تباہ و برباد کر دیا اس عیسائی گورنر کا نام ابرہہ تھا ۔ وہ بڑی قوت اور بڑی جمعیت اور بڑے ساز و سامان کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا ۔ اس کا ذکر قرآن کی اس سورت میں ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہے فرمایا الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ۔ اس چھوٹے سے جملہ میں سب کچھ بیان کر دیا ہے ۔ یہ بھی ممکن تھا کہ کہا جاتا کہ کسی دشمن طاقت نے کعبۃ اللہ پر حملہ کیا اور ہم نے اسے ناکام و نامراد کر دیا ۔ لیکن یہاں مذکور ہے الم تر کیف فعل ربک باصحٰب الفیل اس میں ربک کا لفظ قابل غور ہے فرمایا ۔ تیرا رب جس نے تجھے اپنی طرف سے دنیا جہان کے لئے ایلچی بنا کر بھیجا ہے اسی تیرے رب نے اس دشمن کو جو بڑے لاؤ لشکر اور ہاتھی لے کر آیا تھا تباہ و برباد کر دیا ۔ اس دشمن کی طاقت اور قوت کی تفصیل ان آیات میں اصحاب الفیل کے الفاظ میں دی گئی ہے ۔ ہاتھی عرب میں نہیں پائے جاتے ... افریقہ میں پائے جاتے تھے مکہ میں ہاتھی لانے کی غرض اہل مکہ کو خوفزدہ کرنا تھا ۔ اور کعبۃ اللہ پر ہاتھیوں کے ساتھ چڑھائی کرنا بہت بڑی طاقت و قوت کا مظاہرہ ہے ۔

آنحضرت صلعم کے اجلال و اکرام کا ذکر

اس طاقت و قوت کے اظہار کے ساتھ ربک کے لفظ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجلال و شرف، بزرگی اور عظمت بیان کی گئی ہے جس سال آپ حضور پیدا ہوئے اسی سال عیسائیوں نے لشکرِ جرار اور ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کر دی ۔ اس وقت بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کی قوم کا ساتھ دیا ۔ ایک یہ عیسائی گورنر ..... تو وہ تھا جو کعبۃ اللہ کے انہدام اور تباہی کے لئے بھاری لاؤ لشکر کے ساتھ آیا اور ایک عیسائی بادشاہ وہ بھی تھا حبشہ کا نجاشی جس نے حضورؐ کی معجزنما تعلیم کے اثر سے اسلام قبول کیا ۔

کعبۃ اللہ پر حملہ کرنیوالے خود تباہ ہو گئے

یہ قدرت الٰہی ہے کہ جو کوئی بھی کعبۃ اللہ کو مٹانے کے لئے اٹھا خدا تعالےٰ نے اسکو ہر طرح ناکام و نامراد کیا ۔ یہ اس کی قدرت نمائی اور عظیم معجزہ ہے

کعبہ کی رونق کو مٹانیکی تدابیر

عیسائی پادری ہو یا کوئی اور، اس کے سامنے دنیا کا سوال رہتا ہے اور اس قوم کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا کی تجارت اس کے ہاتھ میں ہو اس عیسائی گورنر نے دیکھا کہ کعبہ میں رونق ہے مکہ تجارتی مرکز ہے ۔ وہاں شام، عراق سے تاجر آتے جاتے ہیں اور مال تجارت کی خرید و فروخت وہاں ہوتی ہے ۔ اس وجہ سے وہاں رونق اور گہما گہمی ہے ۔ اس نے سوچا کہ تجارت مکہ کی عبادتگاہ کی وجہ سے ہے اگر یمن میں کعبۃ اللہ سے بڑھ کر گرجا کی تعمیر کر دی جائے تو چونکہ مکہ کی رونق اور تجارت کعبۃ اللہ کے باعث ہے اس لئے مکہ میں اتنی رونق نہیں رہے گی ۔ اس طرح بغیر جنگ و جدال اور لڑائی بھڑائی کے میرا مقصد پورا ہو جائے گا ۔

یمن میں عظیم الشان گرجا کی تعمیر

چنانچہ اس نے سنگ مرمر کے پتھر کے ڈھیروں کے ڈھیر فراہم کئے۔ سفید، سرخ، سنہری، سبز اور سیاہ رنگ کے پتھروں سے گرجا تعمیر کیا گیا، اس پر سونے چاندی سے طلائی کام کیا گیا اور اس کے در و دیوار کو قیمتی پتھر اور ہیرے و جواہرات سے مرصع کیا گیا اور نہایت شاندار صلیبیں نصب کی گئیں، اور اس کی چوٹی کو اتنا بلند کیا کہ دیکھنے والے کی ٹوپی گر پڑے اس وجہ سے اس کا نام القلیس رکھا گیا (قلنسوۃ کے معنی ٹوپی کے ہیں) مال و دولت، دلربائی اور نمائش دجال کے ہتھکنڈے ہیں۔ ہمیشہ اس نے ان سے کام لیا ہے۔

ابرہہ کی مایوسی

لیکن خدا کی شان ابرہہ کی ساری محنت اکارت گئی اور وہ یہ دیکھ کر مایوس ہو گیا کہ کعبہ کے لوگ ادھر نہیں آتے۔ حالانکہ کعبہ محض ان گھڑے پتھروں کی ایک چار دیواری ہے۔ وہ کوئی عظیم تعمیر نہیں۔ اس میں نہ سونا ہے نہ چاندی۔ اور کوئی ظاہری اسباب کشش اس میں نہیں پائے جاتے۔ تاہم تمام عرب اور شام وغیرہ کے لوگ اسی کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں، اور یمن کی طرف رخ ہی نہیں کرتے اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں کعبہ کی بے پناہ عزت و عظمت تھی۔ جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

گرجا نذر آتش ہو گیا

ابرہہ اسی سوچ میں تھا کہ اس کے کلیسا کو آگ لگ گئی اور وہ خاک ہو کر زمین کے ساتھ پیوست ہو گیا اور اس کی آن بان خاک میں مل گئی۔

ابرہہ کے دل کو آگ لگ گئی

جو آگ اس عظیم الشان گرجا کو لگی، وہ ابرہہ کے دل کو بھی لگ گئی۔

کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے کا ارادہ اور خدا کا انتقام

اس نے غضبناک ہو کر کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور ایک لشکر جرار اور بڑے بڑے ہاتھی ساتھ لئے، تا کہ اہل مکہ اس مہیب مخلوق کو دیکھ ڈر جائیں۔ اور بھاگ جائیں، پھر کعبۃ اللہ کو ہاتھی منہدم کر دیں۔ ابرہہ اس لشکر کو لے کر مکہ کے سامنے خیمہ زن ہو گیا وہ کعبۃ اللہ کو مسمار کر کے اپنے دل کی آگ بجھانا چاہتا تھا۔ لیکن خدا کی طرف سے جو انتقام لیا جانے والا تھا اس کی اسکو کیا خبر تھی۔ خدا کبھی آگ سے کام لیتا ہے۔ کبھی طوفانوں۔ سیلابوں اور زلزلوں اور باد و باراں سے اپنی ہستی اور قدرت و طاقت کو منواتا ہے۔ یمن میں خدا تعالے نے آگ سے کام لیا کہ ابرہہ کے بنائے ہوئے گرجا کو آگ میں بھسم کر دیا اور اسی آگ سے ابرہہ کے کلیجہ کو کوئلہ کر دیا۔ وہ اسی آگ سے مشتعل ہو کر مکہ پر چڑھ دوڑا اور لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، عیسائی وہ قوم ہے جو زبان سے کہتی ہے دشمن سے محبت کرو، اور عمل میں دشمنی کا مظاہرہ کرتی ہے۔

بدنیتی کا نتیجہ

یمن میں گرجا تعمیر کرتے ہیں ابرہہ کا اصل مقصد یہ تھا کہ مکہ میں جو خدا کا گھر ہے اس کو تباہ و برباد اور بے رونق کر دے۔ اس کی نیت کس قدر خطرناک ہے، خدا نیت عمل کو دیکھتا ہے۔ نیت صحیح نہ ہو تو مسجد بھی مسجد ضرار بن جاتی ہے اور اس سے اسلام کو برباد کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ایسی مسجد کو خدا کی مسجد نہیں کہہ سکتے۔

ابرہہ کی لوٹ کھسوٹ

اس عیسائی لشکر نے مکہ پہنچتے ہی لوٹ کھسوٹ شروع کر دی، اور بہت سے اونٹ پکڑ لئے۔ جب عبدالمطلب کو علم ہوا۔ تو انہوں نے ابرہہ کے پاس خود جانا پسند کیا تا کہ اپنے اونٹ چھڑا لائیں۔ ابرہہ کو علم تھا کہ میں غالب آؤں گا۔ میری طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کو فتح کی کامل توقعات تھیں۔ چنانچہ وہ خود کمانڈر تھا تا کہ اس فتح اور کامرانی کا سہرا اس کے سر ہو۔

عبدالمطلب سے ابرہہ کی گفتگو

عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے۔ اور اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ تو ابرہہ نے کہا کنت اعجبتنی تم جب تشریف لائے ہو تو میں نے سمجھا کہ تم بہت بڑے آدمی ہو، ثم قد زهدت فيك۔ لیکن تمہاری تمام عزت میری نگاہ میں گر گئی ہے۔ اتكلمني في مالتي بعير وتترك بيتا هو دينك ودين آبائك قد جئت لهدمه وانت لا تكلمني فيه۔ اس لئے کہ تم اپنے دین کے متعلق کوئی بات نہیں کہتے۔ تمہارا کعبہ منہدم اور مسمار ہونے کو ہے اس کی تمہیں کوئی فکر نہیں ہے فکر ہے تو صرف اپنے اونٹوں کی۔ وہ بیت اللہ جس کی تم پوجا کرتے ہو اس کا تمہیں کوئی خیال اور کوئی ملال نہیں۔ لہذا تمہاری عزت میری نگاہ میں گر گئی ہے عبدالمطلب نے جواب دیا انا رب الابل میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں وان للبيت ربا سيمنعه خانہ کعبہ کا بھی کوئی مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا ما كان ليمتنع مني میرے مقابلہ پر تمہارا خدا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس پر عبدالمطلب نے کہا انت وذاك پھر تیرا اور اللہ کا معاملہ ہے، وہ جانے اور تم جانو۔

کعبہ کے دروازہ پر عبدالمطلب کی فریاد

واپس آ کر عبدالمطلب نے کعبہ کے دروازہ کے حلقہ کو پکڑ کر فریاد کی لاهم ان المرء يمنع رحله فامنع رحالك۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہر انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے سو تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر۔ وانصر على آل الصليب وعابديه اليوم آلك تو اپنی قوم کو آل صلیب پر اور اس کے پجاریوں پر فتح اور نصرت عطا کر۔ لا يغلبن صليبهم ومحالهم ابدا محالك۔ ان کی صلیب اور ان کی طاقت تیری طاقت پر کبھی غالب نہیں آ سکتی۔ اللہ اکبر کیا ایمان ہے، جس کا اظہار انہوں نے کیا۔

چھوٹے چھوٹے پرندوں اور ہاتھیوں کی لڑائی

پھر کیا ہوا الم تر كيف فعل ربك باصحب الفيل۔ اپنے رب کی قدرتوں اور حکمتوں کا اندازہ لگاؤ کہ اس نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ الم يجعل كيدهم في تضليل۔ ان کی بڑی خطرناک اور مکارانہ تدبیریں تھیں۔ یہاں لفظ کید (تدبیر) کا موجود ہے اور فرمایا ہم نے آپ کے سامنے ان کے مکر اور تدبیر کو غارت کر دیا۔ ایک طرف بھاری بھرکم ہاتھیوں کی فوج ہے اور دوسری طرف چھوٹے چھوٹے پرندے ہم نے چھوٹی چھوٹی چڑیوں کو بڑے بڑے ہاتھیوں سے لڑا دیا۔

ابرہہ اور اسکے لشکر کی تباہی

چنانچہ سارے کے سارے لشکر کو چیچک نکل آئی سارے لشکر کے جسم پھوڑے پھوڑے ہو گیا خود ابرہہ کے جسم پر پھوڑے نکل آئے۔ جس میں پیپ پڑ گئی۔ وہ چیختا اور چلاتا تھا۔ اور نہایت بیتاب تھا۔ اسکو اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔ یہ وہ ابرہہ ہے جس نے کہا تھا کہ تمہارا خدا میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ بے کس پڑا ہوا ہے، وہ درماندہ، مبتلائے مصیبت اور سخت مایوس ہے اور اس پر بیکسی کا عالم طاری ہے ہاتھی اور لشکر تمام کا تمام تباہ ہو گیا۔

اصحاب فیل کے ذکر میں فراعنہ مکہ کی تباہی کی پیشگوئی۔

اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال۔ شرف۔ عظمت اور بزرگی کا بیان ہے۔ کہ تیری پیدائش کے وقت اتنی زبردست قوت کو ہم نے خاک میں ملا دیا تھا۔ تو یہ فراعنہ جو اس وقت آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہیں کیا چیز ہیں، آپ فتحمند ہوں گے اور یہ لوگ تباہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک ایک کر کے مکہ کے تمام فراعنہ ہلاک ہو گئے، اور

آنحضرت صلعم کو وہ غلبہ نصیب ہوا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

فتح مکہ کا دن اور آنحضرت صلعم کی شان رحمۃ للعالمینی

فتح مکہ کے دن کیا لطف آیا ہوگا۔ کہ وہ قوم جس نے ایک ایک مسلمان کی زندگی حرام کر رکھی تھی اور آنحضرت صلعم کے ایک ایک ساتھی کو سخت بےعزت کیا اور شدید ترین تکالیف پہنچائی تھیں۔ مسلمان عورتوں کی بےحرمتی انہوں نے کی تھی اور مردوں کے گلے میں رسیاں ڈال کر انہیں گرم ریت پر گھسیٹا تھا۔ آگ پر لٹا کر ان کے سینے پر پاؤں رکھ دیئے جاتے کہ کمر جل کر کوئلہ بن جائے۔ غرضکہ اس عرب قوم نے مسلمانوں کی تباہی۔ بربادی اور ہلاکت اور بےعزتی کے لئے ہر ممکن تدبیر اور حربہ استعمال کیا۔ اور ان کی ذلت و ہزیمت کی کوئی تدبیر نہ چھوڑی۔ فتح مکہ کے دن مسلمان اس ظالم و سفاک، بےدرد اور بےرحم قوم کے بادشاہ بن گئے، ان کی زندگیاں اور تقدیریں اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ لیکن حرام ہے کہ انتقام کا کوئی خیال بھی کسی کے دل میں گذرا ہو۔ خدا محبت ہے کا نظارا اگر کوئی دکھا سکتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جنہوں نے فتح اور کامیابی کے دن بھی اپنے دشمنوں کو کسی طرح تنگ نہیں کیا ایک شخص سعد بن عبادہ جو سپہ سالار تھا گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ راستہ میں ابو سفیان ملا تو اس نے اسے کہا اليوم يوم الملحمة آج لڑائی کا دن ہے آج تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہاری قسمت میں کیا رسوائی رکھی ہوئی ہے۔ ابو سفیان کی جان نکل گئی وہ جھٹ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد نے غلط کہا آج لڑائی کا دن نہیں ہے بلکہ یہ دن امن قائم کرنے کا ہے۔ جس طرح تمہارے دلوں میں کعبۃ اللہ کے لئے انتہائی محبت ہے۔ آج کعبۃ اللہ کی عظمت قائم کی جائے گی اور بڑی شان کے ساتھ اس پر غلاف چڑھایا جائے گا۔ سعد بن عبادہ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ہم تمہیں معزول کرتے ہیں، کیا دنیا نے کبھی دیکھا کہ فتح و نصرت کے وقت کسی بادشاہ اور حکمران نے اپنے ہی جرنیل کو معزول کیا ہو حضور نے اس کے بیٹے کو کہا کہ کمان تم کرو ابو سفیان کے کلیجہ میں ٹھنڈک پیدا ہو گئی۔ حضور نے اس کی حوصلہ افزائی اور عزت یہاں تک کی کہ آپ نے اعلان فرمایا کہ جو کوئی ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو امان دی جائے گی۔ خدا محبت ہے اسکو کہتے ہیں کہ خطرناک اور جانی دشمن کی عزت افزائی آپ نے کی۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی کعبہ کے اندر پناہ لے گا اس کو بھی امان دی جائے گی۔ اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کر لے گا اسکو بھی امان دی جائے گی۔ چنانچہ آپ نے یوں اس

قوم کی دلجوئی کی، کہ عثمان بن طلحہ کعبۃ اللہ کا چابی بردار تھا حضور اکرم نے اس سے چابی منگوائی۔ اس کی ماں نے بیٹے کو کہا کہ کیا آج سے تم عرب تہاری رہی؟ چابی مت دینا۔ چنانچہ اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رض نے جا کر چابی چھین لی۔ اور کعبۃ اللہ کا دروازہ کھول دیا۔ حضور اکرم صلعم نے وہاں نفل پڑھے اور آپ پر آیت اتری ان الله يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں انہی کے سپرد کی جائیں جو اس کے اہل ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ کعبۃ اللہ کی چابی عثمان بن طلحہ کے سپرد کی جائے اور یہ چابی ہمیشہ کے لئے ان کے خاندان میں رہے گی۔ چنانچہ حضرت علی رض عثمان بن طلحہ کے پاس چابی واپس کرنے کے لئے گئے اس نے کہا اكرهت واذيت ثم جئت ترفق یعنی تو نے مجھ پر جبر کیا اور دکھ دیا اب نرمی دکھلانے آ گئے ہو۔ حضرت علی رض نے کہا تمہارے حق میں اللہ تعالےٰ نے آیت نازل فرمائی ہے اس وجہ سے چابی تم کو دی جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ چابی اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے خاندان میں رہے گی۔ اس کو کہتے ہیں خدا محبت ہے۔ ایک شخص قرآن لکھا کرتا تھا۔ اسکو قرآن لکھتے لکھتے اسلوب قرآن کا محاورہ ہو گیا۔ ایک دفعہ کچھ آیتیں ایک ہی اسلوب پر نازل ہوئیں، اس نے دل میں سوچا کہ اس کے آگے یہ مقطع ہوگا۔ چنانچہ وحی میں ایسا ہی ہوا۔ اس نے کہا کہ بس قرآن انسان کی تصنیف ہے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اس خیال سے وہ مرتد ہو گیا۔ اور بڑا خطرناک دشمن ثابت ہوا۔ فتح مکہ کے دن یہ بھی موجود تھا۔ اس نے حضرت عثمان رض کے ہاں جا کر پناہ لی۔ اور کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میری سفارش کیجئے۔ حضرت نبی کریم پسند نہیں کرتے تھے لیکن عثمان رضی اللہ نے اسے پناہ دے رکھی تھی وہ اسے لے کر آئے اور آپ کے حضور سفارش کی، حضور نے بادل ناخواستہ سفارش مان لی، جب وہ چلا گیا تو فرمایا کیا تم میں سے کوئی نہ تھا کہ اس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ نے کہا حضور اشارہ فرماتے تو اسی وقت اسکو قتل کر دیا جاتا۔ حضور اکرم صلعم نے فرمایا ان عين الانبياء لا تومض انبیاء کی آنکھیں اشاروں سے کام نہیں کیا کرتیں۔ عکرمہ بن ابو جہل باپ کی طرح اسلام کا شدید دشمن تھا۔ ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ اس کی بیوی اس کے پیچھے گئی۔ اس کو ہر طرح کا یقین دلایا کہ اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم و کریم انسان ہیں۔ ان کے اخلاق اس قدر بلند ہیں۔ اور اوصاف ایسے اعلیٰ ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ عورت عکرمہ کو پکڑ کر لے آئی اور معافی دلوا دی۔ ابو جہل جیسے دشمن کے لڑکے کو معافی

جبکہ وہ کبھی مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا اس کی نظیر مل سکتی ہے؟ حضور کی صاحبزادی زینب مکہ میں بیاہی ہوئی تھی وہ اونٹنی پر سوار مدینہ جا رہی تھیں، ہبار نے پتھر اٹھا کر مارا۔ اونٹنی گر گئی۔ صاحبزادی بھی زمین پر آ رہیں، ان کو چوٹیں آئیں اور ان کے بطن میں جو بچہ تھا وہ بھی گر گیا۔ ہبار نے اس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا دکھ دیا تھا لیکن آپ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ کعبۃ اللہ میں سارا دن اور رات مسلمانوں نے تکبیر اور تہلیل جاری رکھی اور نوافل ادا کئے معلوم ہوتا تھا کہ زمین تبدیل ہو گئی ہے اور آسمان بدل گیا ہے جہاں فتح کے موقعہ پر رقص و سرود اور شراب کی محفلیں گرم ہوا کرتی تھیں وہاں خدائے ذوالجلال کے حمد و ثنا کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ غلام حبشی کالے کلوٹے بلال کو حکم دیا کہ کعبۃ اللہ کی سطح پر چڑھ کر اذان دے۔ ایک حبشی غلام کی یہ عزت و شرف؟ سرداران قریش کے لئے یہ نظارہ حیران کن تھا ہندہ نے گھر جا کر اپنے صنم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور کہا کہ یہ بت کسی کام نہیں آ سکتے ہم نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ ان میں کسی کی مدد کی طاقت نہیں وہ جب دربار رسالت میں آئی تو اس سے اس سفاکی کے متعلق پرسش نہیں کی گئی جو اس نے حضرت حمزہ نعش کے ساتھ روا رکھی تھی۔ آج وہ تائب ہو کر حضور اکرم کی خدمت میں پیش ہوئی۔ آپ نے درگذر فرمایا۔ اور فرمایا کہ عہد کرو کہ آئندہ شرک نہیں کرو گی۔ اس نے کہا بت کسی کام نہیں آتے ان کی پرستش کا سوال ہی باقی نہیں رہا۔ اس بت کا کیا فائدہ پھر فرمایا کہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ اس نے کہا: الحرة لا تزني شریف عورت زنا نہیں کیا کرتی۔ پھر فرمایا کہ اقرار کرو کہ چھوٹے بچوں کو قتل نہیں کرو گی۔ وہ کہنے لگی ربيناهم صغارا وقتلتهم كبارا ہم نے تو بچپن سے ان کی پرورش کی اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے انہیں قتل کیا آپ ہنس پڑے اور بات ختم کر دی۔

خدا تعالیٰ کی عظمت کا دن

فتح مکہ کا دن خدا تعالےٰ کی عظمت کا دن تھا۔ الم تر كيف فعل ربك۔ اس دن بھی آپ نے دیکھ لیا کہ خدا تعالےٰ نے اپنی نصرت کے وعدے کس طرح سچ کر دکھائے۔ اصحاب فیل جس طرح ناکام و نامراد ہوئے۔ آج بھی تیرے رب نے معاندین اور مخالفین کا سرنگوں کر دیا، یہ ایک تاریخی واقعہ ہے جو قرآن کریم میں نہایت اختصار کے ساتھ لیکن نہایت وضاحت و جبروت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس عبرتناک واقعہ سے مسلمان کا ایمان تازہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آئندہ بھی اسلام کی تائید میں اس قسم کے کرشمے دکھاتا رہے گا۔

(باقی بر صفحہ ۱۲)

جماعت احمدیہ پشاور کا تربیتی اجلاس

مؤرخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء کو بعد از نماز جمعہ جماعت احمدیہ پشاور کا تربیتی اجلاس زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ سرجن منعقد ہوا۔ جلسہ کا افتتاح مولانا فضل عالی خان صاحب نے تلاوت قرآن شریف سے کیا۔ پھر بابو محمد صادق صاحب نے نہایت خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار سنا کر سامعین کو مسرور کیا۔ ان کے بعد عزیزم عبدالغفور نے حضرت مسیح موعودؑ کی بچوں سے شفقت کے موضوع پر تقریر کی۔ اس بچے کا انتخابی مضمون نہایت موزوں اور اپنے حال کے مطابق تھا۔

ان لوگوں کو خوب کوسا جو اپنے بچوں کو مارتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے بچوں سے پیار اور محبت کے چند واقعات بیان کئے۔ عزیز نے کہا کہ حضرت صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ پیٹنے والے مدرس کو سکول میں نہ لگایا جائے۔

اس کے بعد عزیزم عبداللہ جان متعلم فسٹ ایر ایم بی بی ایس نے تحریک احمدیت کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے تحریک احمدیت کے مقاصد اور اس کے اصلاحی کاموں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

"اس تحریک کے سامنے دو مقصد تھے ۱۔ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح ۲۔ اعدائے اسلام کا مقابلہ اور تبلیغ اسلام"

آپ نے ہر دو مقاصد پر مفصل طریق پر روشنی ڈال کر تحریک احمدیت کے کارہائے نمایاں کو سراہا۔ سامعین کے علم میں آپ کی تقریر سے کافی اضافہ ہوا۔

آپ کے بعد عزیزم محمد جمیل الرحمٰن متعلم جماعت ہفتم نے :-

"پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار"

کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کو تمام نبیوں کا سردار ثابت کیا۔ آپ نے سابقہ کتب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کی اور آپ کی دعوت عمومی اور جوامع الکلم ہونے کو پیش کر کے ثابت کیا کہ نبیوں کی سرداری صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی حاصل ہے۔ یہ تقریر بھی کافی مؤثر تھی۔

بعد ازاں راقم الحروف نے :-

"حضرت مسیح موعود نے نبی کے الفاظ صرف محدث کے معنوں میں استعمال کئے ہیں"

کے موضوع پر تقریر کی۔ سب سے پہلے قرآن کریم کے پیش کردہ اصول محکمات اور متشابہات کی وضاحت کر کے حضرت مسیح موعود کے متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا کہ حضرت صاحب نے اپنی تحریرات میں جو لفظ نبی استعمال کیا ہے وہ صرف محدثیت کے معنوں میں کیا ہے۔ اس موقعہ پر چند قادیانی جماعت کے بزرگ بھی موجود تھے۔ میری تقریر کے بعد صدر جماعت نے ان بزرگوں کو موقع دیا کہ وہ میری تقریر کے متعلق اگر کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ دو بزرگوں نے ناکام کوشش کرنے کے بعد خود تسلیم کیا کہ ہم چونکہ تیار نہ تھے اس لئے صحیح جواب آئندہ دیا جائے گا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ۵۰ سال میں تیار نہیں ہو سکے تو آئندہ بھی ناممکن ہے۔ بہرحال آپ کوشش کر سکتے ہیں۔

آخر میں صدر جلسہ نے فرمایا کہ قادیانی دوستوں نے محمد الرحمٰن کی تقریر کا جواب دینے کی کوشش تو کی لیکن بالکل ناکام رہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت صاحب محدث تھے نہ کہ نبی۔

جلسہ دعا پر برخاست ہوا۔

خاکسار
محمد الرحمٰن

جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام

مولوی محمد بڈھن بردور مبلغ اسلام کا دورہ علاقہ کرناٹک میں

گدگ (علاقہ کرناٹک) سے مولانا محمد بڈھن بردور صاحب نے ماہ جون ۱۹۶۲ء کی حسب ذیل تبلیغی رپورٹ ارسال کی ہے :-

۹ تا ۱۰ جون ۱۹۶۲ء کو گدگ سے ہبلی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اراکین سے ملاقات کے لئے گیا۔ جناب عبدالستار صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی زیر صدارت ان کے مکان پر ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ پارہ عم، قرآن کریم کے مکمل ترجمہ، بیان القرآن۔ اور انوار القرآن کی تفاسیر کنڑی زبان میں چھپوانے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۰ جون کی شب کو ہبلی سے روانہ ہو کر مقام انی گیرہ پہنچا وہاں دو دن تک تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ پہلے دن محرم پر دوسرے دن نماز کی اہمیت پر کنڑی زبان میں تقاریر ہوئیں۔ تیسرے دن گدگ واپس آگیا۔

۱۷ تا ۲۰ جون ۱۹۶۲ء کو ہبلی تعلقہ کے مقام انگل علی پہنچا۔ وہاں بھی پہلے دن محرم پر تقریر ہوئی۔ دوسرے دن "انسان کون ہے؟ اور کیا ہے" پر لیکچر دیا اور انسان کی پیدائش کی غرض وغایت بیان کی گئی۔ تیسرے دن عورتوں کی تعلیم دین اور طہارت نفس کے موضوع پر تقریر کی اور چوتھے دن گدگ واپس ہوا۔

۲۴ جون ۱۹۶۲ء۔ ل سمدر نامی مقام سے دعوت آئی۔ وہاں گیا۔ سرکاری سوسائٹی میں اعلان کیا گیا کہ ہندو مسلم مقررین اس جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں۔ "انسان کی پیدائش کی غرض وغایت۔ اور تمام انسان ایک ہی قوم ہے۔ جس کا خدا ایک ہے۔ سب کو اسی کی طرف ایک دن جانا ضروری ہے۔ اس لئے سب کو راہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ وہ توحید پر ایمان لائیں"۔ ان موضوعات پر تین گھنٹے تک تقاریر ہوتی رہیں۔ والسلام

خاکسار۔ محمد بڈھن بردور

ضروری اعلان

گذشتہ مجلس معتمدین میں قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سردست مبلغین کلاس میں پانچ گریجوایٹ لئے جاویں۔ لہذا جو نوجوان گریجوایٹ دوست خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنا چاہیں وہ اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں جس میں تعلیمی قابلیت عمر اور دیگر حالات بھی تفصیل سے درج ہوں۔ انٹرویو کے بعد جو امیدوار منتخب ہوں گے ان کو -/200 روپے ماہوار تک وظیفہ دیا جائے گا۔

پتہ :- سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲

توجہ فرمایئے

جماعت کی مردم شماری کے سلسلہ میں ایک فارم جملہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو بھیجا گیا تھا جس کی خانہ پری کر کے ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء تک واپس دفتر میں بھیجنا تھا۔ بہت کم جماعتوں نے اس طرف توجہ دی ہے۔ ازراہ کرم جلد از جلد ان فارموں کی خانہ پری کر کے دفتر میں بھجوا دیں۔ اگر کسی جماعت کو یہ فارم نہ پہنچا ہو تو خط لکھ کر منگوا لیں۔ اور اگر کسی صاحب کا نام کسی جماعت کی طرف سے درج فارم نہ ہوا ہو تو وہ براہ راست دفتر کو لکھیں۔

احمد یار۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ایم ایس بھٹی پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور

ہماری جدید طرز تعلیم میں خالص اسلامی شعار اور اقدار کا مقام

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ - کی سائنس اور فلسفۂ حاضرہ کی روشنی میں ایک سادہ اور عام فہم وضاحت

نیو مسلم کالج کے قیام کا مقصد اور اسکے شاندار نتائج

آج ہم ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں جس کی نمایاں پہلو ایک تو SPEED یا درفتاری یا تیز روی ہے اور دوسرا EFFICIENCY استعداد کار یعنے چھوٹے بڑے فرائض کا پوری تندہی اور مکمل طریق پر ادا کرنا۔ انگریزی زبان میں ایک باقاعدہ مقولہ بن چکا ہے جس سے ہم کم و بیش سب آشنا ہیں۔

Combine speed with efficiency

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر ترقی یافتہ قوم نے جو موثر طریقہ اختیار کیا ہے اسے PLANNING منصوبہ لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور ہر ملک نے اپنی قوم کے اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے پانچ سالہ اور دہ سالہ منصوبے بنا رکھے ہیں۔ روس تو ایسے منصوبوں کے لئے مشہور ہو چکا ہے۔ اور اب غالباً پانچواں یا چھٹا چہار سالہ منصوبہ زیر عمل ہے۔ روس کی حیرت انگیز ترقی کا یہی راز ہے جس پر اس کی قوم کا ہر فرد نہایت پُرجوش طریقہ سے کاربند رہتا ہے۔ اور اس Planning کے کچھ اور مزید جزیا حصے بنا دئے گئے۔ جنہیں Private اور Public سیکٹر کے نام سے پکارا جاتا ہے اور پھر ہر شعبہ کے لئے Target Stages یعنی منازل اور انتہائی حدود قائم کئے گئے اور ہر ملک اور اس کا ہر فرد دن رات اس کوشش میں معروف ہے۔ کہ ان قائم کردہ حدود و منازل سے وہ وقت مقررہ کے اندر اندر تجاوز کرکے ملک اور قوم سے خراج تحسین حاصل کرے۔

اسلام نے بھی کوشش انسانی کے لئے لیس للانسان الا ما سعیٰ - ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کے واضح اصول اور بلند مقاصد قائم کر رکھے ہیں، جن سے ہم بے بہرہ ہو چکے ہیں۔

یہ سب پروگرام اور جدوجہد دنیوی یعنی مادی ترقی حاصل کرنے کے لئے اور انسان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ اور انہی خطوط پر اس وقت ہمارا ملک اور ہماری قوم چل رہی ہے۔ اور کم و بیش یہی مقاصد ہمارے پیش نظر بھی ہیں۔ ہماری حکومت کے سامنے بھی اس وقت سب سے بڑا اور اہم مسئلہ پاکستان کو صنعتی اور اقتصادی لحاظ سے کامل اور مکمل بنا کر صفِ اول میں لا کھڑا کرنا ہے۔ اور ہم سب اخلاقی طور پر اس ٹائم ٹیبل کے پابند ہیں۔ اور دوسرے پانچ سالہ منصوبہ کی کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ہمارے فرائض منصبی میں بدرجہ اولیٰ داخل ہو چکا ہے۔

(۲) آج دنیا کا مذہب ثانی حب وطنی قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ بعض بعض قوموں اور ملکوں نے تو اسے مذہب سے بھی افضل بلکہ افضل ترین فرض قرار دیا ہے مسلمان ہونے کی حیثیت سے حب وطن کے جذبہ سے سرشار ہونا بھی ہمارا ایک مقدس فریضہ ہے حب الوطن من الایمان ایک نہایت مستند حدیث ہے اور واضح اور خوبصورت تعلیم ہے۔ جس پر ہمارا ہر ایک فرد امت عمل پیرا ہونے کے لئے مکلف ہے۔ آج سائنس کے رجحانات ایسے ہیں۔ کہ ہمارے اعلیٰ تعلیم یافتہ احباب جو اس دور کے محققین اور فلاسفروں اور سائنس دانوں کی معلومات اور خیالات کو قبول کر رہے ہیں۔ وہ ایسا محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ اسلام میں اور فلسفۂ حاضرہ اور سائنس کی تعلیمات میں ایک زبردست تضاد اور اختلاف ہے دوسرے الفاظ میں وہ عملی طور پر مجبور ہیں۔ کہ یا اسلام سے کنارہ کشی اختیار کریں اور یا موجودہ روشنی کے زمانہ سائنس اور فلسفہ کی معلومات اختراعات و ایجادات سے اپنی نظریں کلی طور پر بند کر لیں اور صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون کا مصداق بن کر اپنی زندگیوں۔ اور دل و دماغ کو دقیانوسی خیالات کی نذر کرکے ایک فرسودہ عمارت کی چار دیواری میں خود اپنے آپ کو محبوس اور معتید بنا دیں - یہ حادثہ ظلم عظیم سے کم نہ ہوگا۔

آج اسلام اور اعلیٰ تعلیمات کی عملی اور علمی دنیا میں ازسرنو آزمائش کا وقت ہے۔ کیا ہم اس امتحان میں پورے اتر سکتے ہیں؟ اور کیا اسلام کا آج بھی وہی ارفع اور اعلیٰ مقام ہے۔ جیسا کہ زمانۂ نبوتؐ میں تھا۔ جب ابوجہل ابولہب آپ کی مخالفت کے لئے سربکف ہو کر میدان میں آتے تھے۔ اور آج اُن کی جگہ روس میں خروشچف اور امریکہ میں برزد اور جرمنی میں آئن سٹائن اور انگلستان میں برنارڈ شا اور برٹرنڈ رسل ہمیں کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے . . . .

. . . . حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان علیہ الرحمۃ - حضرت مولانا نورالدین مرحوم، حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم اور جناب حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب اور احمدی جماعت کے وہ لوگ جو ممالک غیر میں تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نیابت فرما رہے ہیں معاندین میں یورپ کے بڑے بڑے لشپ اور فلاسفر اور سائنسدان آج مخالفت اسلام پر تلے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور منافقین بھی ہمارے کئی گندم نما جو فروش بدنام کنندہ نکو نامے چند اس وقت ہمارے دارالسلطنت میں بیٹھ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں یہ اتنے بدنام ہو چکے ہیں کہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ بدنام ہوئے تو کیا نام نہیں ہے ننگ اسلام اور ننگ انسانیت، انسان صورت اور شیطان سیرت اسلام کے نقلی کالم بن کر . . . .

کام کر رہے ہیں۔ انہیں آپ عبداللہ بن ابی کی ذہنی اولاد تصور فرماویں۔ اور انصار و مہاجرین کی ایک مختصر سی جماعت مخلصین بھی ہے۔ جنہوں نے اصحاب بدر اور احد کی مشکلات کا سامنا کیا ہے۔ اور فتح مکہ کی اب تیاری میں معروف ہیں۔ جو انشاء اللہ یقینی ہے اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً اور اذا جاء نصر اللہ والفتح کا منظر اب عنقریب آپ کی نظروں کے سامنے آنے والا ہے۔

(۳) ہماری نئی مجوزہ سکیم میں خالص اسلامی روح کو داخل کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ ہمارا سابقہ تعلیمی نظام پورے طور پر مغرب کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ اور مسیحیت کے قائم کردہ مراکز آکسفورڈ اور کیمبرج اور انگلستان کے پبلک سکولوں کا نصاب ہی ہمارے تعلیمی تصورات اور عزائم اور خاکوں کا بنیادی پتھر تھا۔ اور ان مغربی درسگاہوں کی تار و پود بھی مسیحیت کی تعلیم سے مرتب کی گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ سائنسدانوں نے جن میں ڈارون اور ہکسلے اور ایڈنگٹن اور ایڈیسن خاص طور پر قابل ذکر ہیں لامذہبیت بھی اس تعلیمی ماحول میں شامل کر دی تھی۔ اور نٹشے اور برگسان کے گمراہ کن فلسفہ اور فرائڈ اور کارل مارکس کے جنسی اور اقتصادی نظریئے بجا اشتراکیت کے سنگ بنیاد سمجھنے چاہئیں۔ وہ اس قدر مقبول اور منظور بن چکے تھے۔ کہ ہماری کئی نسلیں ان سے متاثر ہو کر یہ زہریلا اثر اپنی اولاد اور خاندانوں میں بطور وراثت چھوڑ گئے ہیں۔ اب ہماری تعلیم کے ماہرین کو جب موجودہ تعلیمی سکیم

پر عمل درآمد کرنا پڑے گا۔ تو ہمیں بیک وقت دو اہم کام کرنے ہوں گے۔ ایک ان اثرات کہنہ اور باطلہ کو زائل کرنا اور دوسرا اسلامی شعار اور اقدار کا از سر نو آئندہ نسلوں کے دل و دماغ میں پیدا کرنا، اور اس طرح سے ایک بلند سطح پر تعلیم اسلام کا اور مقتضیات علوم حاضرہ کا ایک حسین اور قدرتی امتزاج پیدا کرنا ہوگا۔ اس مقصد عظیم کے حصول کے لئے ہمیں اب قابل اور دیندار اساتذہ بھی تیار کرنا ہوں گے۔ اور انکی وساطت سے ایک نیا معاشرہ۔ اور قرون اولیٰ کی وہ اولین فضا اور اس کے ساتھ آداب و اخلاق کا ایک ایسا بلند معیار کہ قرآنی تعلیم محض ایک صدا بصحرا نہ رہ جائے اور اسلام مسلمانی در کتاب اور مسلمانان در گور ایک حقیقت نہ بن جائے۔ بلکہ اس کی جگہ قرآن کریم کا ارشاد انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ایک حقیقت بن کر سامنے آ جائے۔

— — — — — — — —

قرآن کریم کے یہ پر شوکت اور الہامی الفاظ جس طرح قرون اولیٰ میں اسلام کی برتری اور اسلامی اقتدار کی فضیلت کو ثابت کرنے کا موجب ہوئے آج بھی انکے کے اندر وہی جذب و حقیقت ہے بشرطیکہ مسلمان اپنے عمل اور سیرت سے حقیقی مسلمان بن جائیں۔

— — — — — — — —

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ہمارے حضرت مرزا صاحب صرف ایک مجدد، مجتہد، مصلح اور امام ہی نہیں تھے، بلکہ وقت کے بلکہ مستقبل قریب و بعید کے لئے ایک بہت بڑے فلاسفر اور مفکر کا مقام بھی رکھتے تھے۔ اسلام کی صحیح تصویر اور اس کے مختلف اور حسین پہلوؤں کو جس طرح انہوں نے پیش فرمایا ہے وہ ان کی ذات ستودہ صفات کا ہی حصہ ہے۔ خاص طور پر جہاد کا جو مفہوم آپ نے پیش فرمایا۔ وہ اس وقت کے اسلامی عالموں اور مدبروں نے تو ضرور نظر استحسان سے دیکھا۔ لیکن بعض کوتاہ اندیش اور زود رنج علماء نے اسے تحقیر سے ٹھکرا دیا۔ تاہم وقت نے اس عظیم الشان اصول کو قبول کیا بلکہ اپنایا۔ اور آج جبکہ ایٹمی بموں اور جدید اسلحہ سے چند گھنٹوں میں تمام دنیا کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اور فاتح اور مفتوح دونوں یکے بعد دیگرے کالعدم ہو سکتے ہیں۔ آج کے فاتح اور مفتوح دونوں یکے بعد دیگرے کالعدم ہو سکتے ہیں تو اب جہاد بالسیف سے کونسی مہم حل ہو سکتی ہے مشہور مصنف اور تاریخ نویس جی ایچ ویلز نے آج کے فاتح اور مفتوح کی تصویر ان الفاظ میں پیش کی ہے۔
The Victory of dying over the dead
علامہ اقبال مرحوم نے بھی تو اس سے بہتر کوئی تصور جہاد کا پیش نہیں کیا جیسا کہ فرمایا ہے

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

حال ہی میں روم میں پوپ اور بشپ آف کنٹربری، اور ایک تیسرے عیسائی فرقہ کے چیف کے مابین ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں موضوع زیر بحث یہ تھا کہ آیا دنیا کو اس زمانہ میں مذہب کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟ اور اگر مذہب کی ضرورت ہے تو اس مذہب کے بنیادی اصول کیا ہونے چاہئیں۔ سب سے پہلا عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات باری پر ایمان اور ہر قوم اور ہر ملک میں پیغام حق کے پیش کرنے والوں کی آمد اور ان کے صحیفوں کی حقانیت کا اقرار، اور مساوات انسانی کا تسلیم کرنا اور آئندہ زندگی اور انسانی اعمال کے محاسبہ کا یقین ہوگا اور پھر اس کے بعد یہ معاملہ اور وضاحت اور متانت کے ساتھ...... پیش ہوا۔ کہ اب ایسے مذہب کا نام کیا تجویز کیا جائے اور یہ فیصلہ ہوا کہ اس مذہب کے لئے موزوں ترین نام The Religion of Peace and Concord یعنے مذہب امن و عافیت انسانی رکھا جا سکتا ہے، اب یہ قطعی اور کلی فیصلہ کرنے کے بعد کیا اس میں کوئی شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے امن و عافیت کا فطرتی مذہب فقط اسلام ہی ہے، اور باقی مذاہب ناکام رہ چکے ہیں۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔

ہمارے موجودہ نظام تعلیم میں جو نقائص ہیں وہ اب اس قدر عیاں ہیں کہ محتاج بیان نہیں ابھی تک پاکستان میں خواندہ مرد اور عورتوں کی تعداد ہماری کل آبادی کے ۲۰ فیصدی تک بھی نہیں پہنچ سکی۔ بعض ممالک میں تو سو فی صدی مرد و عورت تعلیم یافتہ ہیں۔ صرف ٹوکیو میں جو جاپان کا دارالخلافہ ہے۔ سترہ یونیورسٹیاں ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں تو معیار تعلیم اس قدر بلند ہے کہ اس کے ساتھ مقابلہ ہی بے معنی ہے۔ ایران مصر اور ٹرکی میں جو خالص اسلامی ممالک ہیں، آبادی کے نصف حصہ سے زائد لوگ تعلیم سے آشنا ہیں۔ ہندوستان بھی اس لحاظ سے کافی ترقی کر چکا ہے۔ اور آئندہ چند سالوں میں وہ بھی اس قابل ہو جاوے گا کہ یورپی ممالک کا مقابلہ کر سکے۔ ابھی پاکستان نے کئی منزلیں طے کرنی ہیں، خدا کا شکر ہے کہ ہماری موجودہ حکومت نے تین سال کے عرصہ میں پچھلے کئی سالوں سے زیادہ ترقی کی ہے۔ اب تو متعدد یونیورسٹیاں قائم ہو چکی ہیں، اور ہزاروں کی تعداد میں پاکستانی طالب علم غیر ممالک میں اعلےٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن دس کروڑ کی آبادی کے لئے جو گریٹ برٹن اور فرانس دونوں ممالک کی مجموعی آبادی سے بھی دو کروڑ زائد ہے اور روس کی آبادی کے نصف سے زائد اور ریاستہائے متحدہ کی آبادی کے عین نصف کے دو ثلث کے برابر ہے۔ ہمارے سکول اور کالج بالکل ناکافی ہیں۔ آئندہ پانچ سال میں کم از کم نصف آبادی کو literate یعنی تعلیم سے آشنا کرنا اور دس سال میں تمام کی تمام آبادی کو صحیح معنوں میں خواندہ بنانا ایک نہایت ضروری امر اور ایک نہایت شاندار تاریخی واقعہ ہوگا۔ ہماری اس مختصر لیکن مخلص جماعت کے لئے خدمت ملک اور خصوصاً خدمت اسلام کا یہ ایک نادر موقعہ ہے۔

بے علم نتواں خدا را شناخت

یہ اشاعت اسلام کے لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان میں تعلیم یافتہ اور ان میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کا عنصر ہر سال ترقی کرتا جاوے۔ نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود کا اس سے بہتر مفہوم کیا ہو سکتا ہے کہ اس جماعت کا ہر بالغ مرد اور عورت، بچہ اور بوڑھا علم سے اچھی طرح آشنا..... اور دین کا بھی دلدادہ ہو۔

اکثر ممالک یورپ میں اور خاص طور پر امریکہ میں اسلام کی طرف ایک طبعی رجحان پایا جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے یورپ کے بعض ممالک میں مسلمانوں کی کافی تعداد موجود ہے مشرقی یورپ میں تو ان کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی ہے شاید روس میں ہی تین کروڑ کے قریب مسلمان موجود ہیں۔ اور چین میں بھی مسلمانوں کی تعداد تقریباً اتنی ہی ہے۔ فرانس میں تو الجیریا کے آزاد ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کا ایک با اثر اور باوقار جزو باقی رہ جائے گا۔ دس لاکھ کے قریب مسلمان تو اس جنگ آزادی میں چھ سال کے عرصہ میں شہید ہو چکے ہیں۔ انگلستان، جرمنی، اٹلی اور باقی یورپی ممالک اسلام اور مسلمانوں سے خوب آشنا ہو چکے ہیں اور امریکہ میں ان کی تعداد دس لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اور واشنگٹن میں ایک بہت بڑا اسلامی مرکز اور ہال اور مسجد تعمیر ہو چکے ہیں۔ اور آٹھ سے زائد مساجد امریکہ کی سرزمین پر صدائے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے دن میں پانچ وقت گونج اٹھتی ہیں۔ ان میں بھی ان الدین عند اللہ الاسلام کی بشارت ہے۔ اسلام کی آمد ہر ملک میں اسی طرح ہوئی ہے۔ خود عرب میں اس کا آغاز چند نفوس سے ہوا۔ اور بالآخر یہ اقلیتیں اکثریتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ دنیا کے مشہور مؤرخین اور تاریخ نویسوں نے اس ترقی اسلام کو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔ مستقبل تو انشاء اللہ ایک اور ہی منظر پیش کرنے والا ہے۔ یونان کے مشہور حکیم ارسطو نے لکھا ہے کہ قوموں کا عروج اور زوال بالکل شخصی عروج اور زوال کی مانند ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص اسلام کی مخالفت پر تلا ہوا اور اس کے استیصال پر کمربستہ عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، فاتح عرب و عجم اور جانشین قیصر و کسریٰ بن سکتا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں کہ روس اور امریکہ بھی ایک دن شوکت اسلام کا باعث بنیں، مجھے تو اس پیشگوئی کا مصداق یہی قومیں نظر آ رہی ہیں، جن کی طرف

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود
نوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک آرٹس کالج کا..... افتتاح کر کے قوم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس وقت ایسے اداروں کی اشد ضرورت ہے۔ یہ اقدام بڑی دور اندیشی پر مبنی ہے اور یہ ایک عدیم المثال جرأت اور ایثار کی زندہ مثال ہے۔ آخر ایسے ہی اداروں کی بدولت غیر مذاہب نے اور ان کے کارکنوں نے پاکستان میں فوقیت حاصل کی ہے۔ ابھی انشاء اللہ اور بھی اس قسم کے ادارے آپ کی جماعت کھولے گی۔ یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہو گی جس طرح اشاعت اسلام کے متعلق آپ کا قدم محکم اور عزم غیر متزلزل ثابت ہوا ہے۔ اشاعت و ترویج تعلیم میں بھی اب باقی جماعتوں پر ترجیح حاصل کر جائیں گے، آپ کے مقاصد بلند ہیں۔ اور معیار قابل تعریف۔ آپ کا ایثار ناقابل انکار اور عزم سے مثال ہے۔ انشاء اللہ ایسے ادارے کبھی ناکام نہیں رہ سکتے۔ مشکلات کا دور گذر چکا ہے۔ اب کامرانی ہی کامرانی ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب آپ کی دیانت اور صداقت ہے قوم اور حکومت کا اعتماد کلی ہے۔ اسی بنیاد پر عظیم الشان عمارتیں قائم کی جاتی ہیں۔ اس سرمایہ کو ہم ضائع نہیں کر سکتے۔ آپ میں سے ہر ایک صاحب کا اس میں حصہ ہے۔ اور اس کا اجر بھی دنیا اور عاقبت میں آپ کے حصہ میں آنا یقینی ہے۔

ہمارے طریقہ تعلیم کا سب سے بڑا نقص روح اسلامی سے بہت حد تک محرومی ہے۔ اس نقص کو صرف آپ ہی اس وقت دور کر سکتے ہیں۔ اکثر تعلیمی اداروں میں تعداد اتنی بڑی ہے۔ اور طریقہ تعلیم کچھ ایسا فرسودہ اور دقیانوسی ہے کہ وہ صحیح تعلیم کے مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا۔ بجبوراً موجودہ حالات میں اکثر تعلیمی اداروں میں Mass Education، یا ایک غیر حقیقی طریقہ تعلیم اختیار کیا جا رہا ہے جس کا مقصد صحیح تعلیم نہیں۔ بلکہ محض دو ہزار یا تین ہزار طلبا کی حاضری لیکر۔ ڈیڑھ سو طلباء کے سکشن میں ایک پروفیسر چند منٹ لیکچر دے کر پھر کسی دوسری کلاس میں چلا جاتا ہے اور پھر تیسری اور چوتھی کلاس میں نصف سے زیادہ وقت تو محض حاضری میں ہی صرف ہو جاتا ہے۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ اس کا لازمی نتیجہ کیا برآمد ہو سکتا ہے۔ پچھتر فیصدی طلبا امتحانوں میں ناکام۔ اور پچیس فی صدی کامیاب اور کامیاب طلباء میں سے ۷۵ فیصدی تھرڈ ڈویژن میں۔ اور بمشکل ۲۵ فیصدی سکنڈ اور فرسٹ آتے ہیں۔ کیا ایسے نظام تعلیم کو آپ کامیاب کہہ سکتے ہیں۔ گذشتہ سال بی اے اور بی ایس سی کے امتحان میں دس ہزار میں سے صرف تین ہزار طلباء کامیاب ہوئے اور ایف اے۔ اور ایف۔ ایس۔ سی میں چوبیس ہزار طلباء میں سے ۱۸ ہزار فیل اور ۶ ہزار پاس ہوئے اور انٹرنس کے ستر ہزار طلباء میں سے تقریباً ۳۵ ہزار ناکام اور ۲۵ ہزار کامیاب کیا یہ یونیورسٹیاں ہمارے نوجوانوں کو کامیابی کی راہ دکھانے کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ یا ناکامی کے کلنک ان کے ماتھے پر لگانے کے لئے؟ کیا ہمارا غریب ملک اس طریقہ تعلیم سے کبھی ایک خوشحال اور مطمئن ملک بن سکتا ہے۔ اگر آپ تعلیم کے اخراجات اور عمر عزیز کے کئی سال ضائع ہونے کی بناء پر اس کا تو اس کا اندازہ تو کروڑوں روپیہ کے مالی نقصان اور ہزاروں انسانوں کی زندگیاں تباہ و برباد ہونے تک اندازہ پہنچ جاتا ہے۔ کیا کوئی دنیا میں ایسا ملک اور بھی ہے۔ جہاں یہ صورت حالات موجود ہو۔ آخر اس کا کوئی حل ہے بھی یا نہیں۔ ہمارے تعلیمی کمیشن کے سامنے سب سے زیادہ ضروری اور اہم بات جو ہونی چاہیئے تھی۔ وہ یہ ہے کہ ایسا نظام تعلیم مرتب ہو کہ جس کی رو سے ایک زندگی بھی ضائع نہ ہو۔ اور ایک روپیہ بھی ہماری غریب قوم کا اس طرح بے سود صرف نہ ہو۔ کرنیوالا کام تو یہ ہے۔ لیکن اس بلند مقصد کے حاصل کر سکنے کے لئے تمام قوم کے تعاون ملک کی آزادی کا ولولہ۔ اسلام سے عشق اور ترقی یافتہ اقوام اور ان کے افراد سے ہمسری کا جذبہ بے پناہ برگہر ہیں۔ ہر فرد میں اور ملک کی فضا میں اس روح کا موجود ہونا ضروری ہے۔ ایمان عزم ضبط اور اتحاد جو ہمارا قومی موٹو ہے اسکا صحیح مفہوم یہی ہے۔

آخر وہ کونسا مقصد عظیم ہے۔ جو ایسے اداروں کے قائم کرنے سے وابستہ ہے۔ کیا یہ مقاصد دوسرے ادارے اور خود گورنمنٹ کے قائم کردہ درسگاہیں اور یونیورسٹیاں پورا نہیں کر سکتیں کیا ہم یہ قوت اور توجہ اور یہ قوم کا سرمایہ اور دین کے پروانے جن سے بفضل خدا یہ جماعت معمور ہے، خالص تبلیغ کے لئے Reserve محفوظ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک سوال ہے جو کئی مخلص دوستوں کے دلوں کی عمیق گہرائیوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس کا تسلی بخش جواب پیش کرنا اہل تعلیم کا ایک ضروری فرض ہے۔ بندہ اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوا یہ عرض کرنے کی جسارت کرے گا۔ کہ اس وقت ہماری تعلیم پر ہر دو اثرات غالب ہیں۔ یا تو تعلیم کا رجحان ہر فن طب اور ڈاکٹری میں انجنئرنگ اور فلسفہ میں بڑے بڑے EXPERT پیدا کرنا ہے جنہیں دوسرے الفاظ میں Specialist کہتے ہیں۔ یعنے ماہرین۔ ماہرین کی صحیح تعریف ایک محقق نے ان الفاظ میں پیش کی ہے:-

Specialist is a man who knows more and more about less and by the time he knows the most about the least he becomes a specialist —

. . . .

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ماہر اپنی تمام توجہ اور قوت دماغی جزئیات میں کھو دیتا ہے ..... اس کے مقابلہ پر ہم ایک جماعت ..... ایسی ..... پیدا کر رہے ہیں جن کا علم محض سطحی اور نامکمل ہے۔ اس کا مقصد Mass Production یعنی ایک وسیع پیمانہ پر خواندہ مگر ناخواندوں سے بدتر جم غفیر کا پیدا کرنا۔ یہ دونوں اثرات اور رجحانات ایسے خطرناک ہیں۔ کہ ان کو اگر مزید تقویت پہنچ گئی تو ہمارے نوجوان دین و دنیا دونوں سے محروم رہ جائیں گے۔ اگر اس بلند نصب العین کو سامنے رکھ کر یہ باہمت جماعت اس کالج کو کامیاب بنا سکے تو یہ ملک اور ملت کی اور خود جماعت کی ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔ اور ایک عظیم الشان کارنامہ بھی۔ حضرت امیر نے آج سے چالیس سال پیشتر ایک اس قسم کا ادارہ لاہور میں جاری فرمایا تھا، اور محکمہ تعلیم اور خود اس ادارے کے فارغ التحصیل طلباء اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس ادارے کی تعلیم نے ان کو اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ آج ملک اور قوم کی بڑی بڑی ذمہ داریوں کو نہایت کامیابی سے ادا کر رہے ہیں، ان میں سے جناب میجر جنرل کے ایم شیخ سابق وزیر مرکز اور لفٹننٹ جنرل رانا بختیار سابق ایڈمنسٹریٹر مارشل لاء بھی شامل ہیں۔ صحیح تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ایسے اداروں کے لئے ہم حکومت پاکستان سے بھی ضرور اپیل کریں گے۔ یقیناً حکومت پاکستان آپ کی اس صحیح اور اخلاص پر مبنی درخواست کو شرف قبولیت بخشے گی۔ یہ ادارہ اب قائم ہو چکا ہے اور اس کے پہلے سال کے نتائج اس قدر شاندار ہیں کہ ان پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

اس کالج کی بنیاد ایسے مبارک ہاتھوں سے ایسی مبارک ساعت میں معرض وجود میں آئی ہے کہ اب انشاء اللہ کامیاب ہو کر رہے گا۔ اور جماعت کے دیگر کارناموں میں اس کا اضافہ بھی تائید ایزدی کا ایک بیّن ثبوت ہوگا۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

راولپنڈی کی طرف سے سیرت النبی کے موضوع پر ۹ ستمبر کو جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے تقاریر فرمائیں۔

کامیابی اور عطیہ

چوہدری عنایت اللہ صاحب (اے۔ ایس۔ آئی) سکنہ چک ۸۱ جنوبی نے اپنے لڑکے چوہدری ذوالفقار صاحب کے فسٹ ایر سے پاس ہونے کی خوشی میں انجمن کو -/۵ روپے عطیہ دیا ہے جزاہ اللہ خیراً

محمد صالح نور، مولوی فاضل ۔ لائلپور

قادیانی جماعت کا رجوع الی الحق

سننے آتے ہیں اس لئے کہ ہم خود اس وقت عالم وجود میں نہ آئے تھے کہ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے بڑوں اور چھوٹوں میں چند مسائل وجہ اختلاف بن گئے۔ گو جماعت کے سمجھدار اور دیندار اکابر نے چھوٹوں کو بہت سمجھایا بجھایا مگر ان کی ایک نہ مانی گئی اور جتنا جتنا انہیں سمجھایا جاتا رہا اتنا اتنا ہی وہ مچلتے چلے گئے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

کمسنی ہے تو ضدیں بھی ہیں انکی نرالی
اس پہ مچلتے ہیں کہ ہم درد جگر دیکھیں گے

بالآخر جب بزرگوں کی پند و نصائح کا خورد سالوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی ہٹ اور ضد پر بدستور اڑے رہے تو پھر اُن سے زیادہ تعرض نہ کیا گیا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر علماءِ جماعت نے اُن سے کنارہ کر لیا اور گوشہ تنہائی میں جہاں خدمت دین میں شب و روز مصروف رہے وہاں اپنے ان عزیزوں کے لئے بارگاہ ایزدی میں دست بدعا رہے کہ یا خدا ان نوعمروں کو جن کی عقل ابھی خام ہے عقل و خرد عطا فرما اور بانیٔ سلسلہ کے صحیح عقائد اور خیالات کی اتباع کی توفیق ان کو ودیعت فرما تا خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی سلسلہ کے بانی کے عقائد کو صحیح رنگ میں سمجھنا اور اس کی مرضی اور منشاء کے مطابق اس کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہونا بچوں کا کھیل نہیں ہے اس کے لئے اذہان کی پختگی اور جلا کے ساتھ ساتھ عمر کی پختگی اور تجربہ بھی لازمی جزو ہیں الا ماشاء اللہ کہ خدا تعالیٰ کسی کے ساتھ خارق عادت نرالا سلوک کرے جو کہیں کہیں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۱۹۱۴ء میں حکیم الامت حضرت مولانا نور الدین رحمت اللہ علیہ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے اندر ایک ایسا طبقہ نمودار ہوا جو اس بات پر مُصر تھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور آپ پر ایمان نہ لانے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس نرالے اور اچھوتے عقیدہ پر علماء جماعت نے ان "تازہ واردان" کو بہت سمجھایا کہ اس قسم کا عقیدہ رکھنا تو حضرت مرزا صاحب کی ذات سے انحراف کرنا ہے اور اس قسم کا خیال بھی حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے صریح خلاف ہے۔ مگر یہ نوجوان جو اقتدار کی تمنا اور خلافت کا سودا سر میں لئے ہوئے میدان میں اُترے تھے خود سر ہوتے چلے گئے اور ان بزرگوں کی دال نہ گل سکی اور نتیجۃً جماعت کا وہ طبقہ جو "ریڑھ کی ہڈی" کہلاتا تھا۔ قادیان کو خیرباد کہکر ... حضرت مرزا صاحب کے مشن کو لے کر لاہور چلا آیا۔ لاہور میں آ کر ان علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل عقیدہ اور خیال کی ترویج تشہیر شروع کر دی اور اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ یہ مکتبِ خیال اس کار خیر میں مصروف چلا آ رہا ہے۔

اس درمیانی عرصہ میں جماعت قادیان اور اس کے سربراہ نے حضرت مسیح موعود کو نبی بنانے اور آپ کی نبوت کو منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اگر اس تشہیر کے راہ میں حضرت صاحب کی تحریرات اور معتقدات بھی آڑے آئے تو ان کی بھی پرواہ نہ کی اور انہیں منسوخ قرار دیتے ہوئے اپنے خیال کو فوقیت دی اور عواقب سے بے خبر ہو کر اس دعوے اور پراپیگنڈے کو فروغ دیا کہ بعض اوقات نہایت تلخ و ترش نتائج برآمد ہوئے اور مسلمان حضرات کی اکثریت تحریک احمدیت سے متنفر اور بدظن ہوتی چلی گئی اور عوام الناس نے اس فرقہ سے اس قدر بے اعتنائی برتی کہ میل جول، رسم و رواج، کھانا پینا رہنا سہنا، رشتہ داری تک ایک دوسرے سے منقطع کر لی اور ان تمام نتائج کی ذمہ داری جماعت قادیان پر ڈالی گئی۔

جماعت احمدیہ لاہور جن اعتقادات کو لے کر اُٹھی تھی چونکہ وہ درحقیقت حضرت مسیح موعود کے صحیح اعتقادات تھے اس لئے وہ انہیں پر اب تک قائم ہے مگر وہی لوگ جنہوں نے ۱۹۱۴ء میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور پر "تبدیلی عقیدہ" کے آوازے کسے تھے اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے انحراف کے طعنے دیتے تھے انہوں نے سب سے پہلے عدالت کے سامنے انہی عقائد کو تسلیم کر لیا اور اب آہستہ آہستہ سو فیصدی جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کو اپنانے پر مجبور ہو گئے ہیں اور ابتداء میں تو دبی زبان سے اور اب تو کھلے بندوں ان عقائد کا پرچار کر رہے ہیں اور یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ ہم نے اگر حضرت مرزا صاحب کی طرف نبوت منسوب کی تھی تو وہ صرف جماعت لاہور کو مات دینے کے لئے ورنہ ہمارے نزدیک نہ مرزا صاحب جب نبی تھے نہ اب ہیں۔

وہی اخبار "الفضل" جو خاندان نبوت کی خبریں چھاپتے تھکتا نہیں تھا اور نبوت کا اس قدر رسیا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور جماعت احمدیہ لاہور کی کتب اور اشتہارات اور تقریریں یوں تھے گویا نقار خانے میں طوطی کی آواز۔ وہی الفضل اب سر تسلیم خم کر کے حضرت مرزا صاحب کے مجدد ہونے پر اداریے رقم فرما رہا ہے اور بڑی سعادت مندی سے حضرت مرزا صاحب کو "چودہویں صدی کا مجدد" اور بروزی اور ظلی اور مجازی نبی منوانے کے لئے پے در پے نوٹ لکھتا چلا جا رہا ہے۔ اور قادیانی جماعت میں سے کوئی نہیں کہ اس کا دامن کھینچے۔ جماعت کے عوام کا حافظہ اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ "جو مزاج یار میں آئے" اسکو بسر و چشم قبول کرتے چلے جاتے ہیں، اور کوئی "رجل رشید" ایسا نہیں ہے جو اس تضاد پر اپنی زبان وا کرے اور زیادہ نہیں تو کم از کم اس واضح تضاد بیانی اور "حقیقی تبدیلی عقیدہ" کی وجہ ہی دریافت کر لے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں ہے کہ کن وجوہ کی بناء پر انہیں موجودہ روش اختیار کرنا پڑا، ہم تو اب بھی اس خدائے عزوجل کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ان کو توفیق دی کہ وہ صحیح عقائد کی طرف رجوع کریں۔ ہمیں تو ایک کیفیت سرور حاصل ہوتا ہے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو دیکھتے ہیں کہ "یصلح اللہ جماعتی انشاء اللہ تعالیٰ" کہ میرے بعد گو کچھ عرصہ کے لئے جماعت بگڑ جائے گی مگر بالآخر خدا تعالیٰ کی نیت یہی ہے کہ وہ اس کی اصلاح فرما دے گا۔ خدا کرے یہ اصلاح مستقل اور پائدار ہو، اور وہ کھلے طور پر جماعت لاہور کے ساتھ وابستگی اختیار کر کے خدمت دین بجا لائیں۔

ان چند سطور کو سپرد قلم کرنے کا باعث جناب تنویر صاحب مدیر الفضل کا ایک ادارتی نوٹ ہے جو چند ماہ ہوئے آپ نے ایک مستقل مضمون "ہمارے عقیدہ کا صحیح مفہوم" کے عنوان سے رقم فرمایا ہے اور اس میں ایک غیر احمدی مولانا کے سامنے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نفی کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی کتب سے چند حوالہ جات درج کئے ہیں جو چالیس سال سے زائد عرصہ تک پیغام صلح پیش کرتا رہا۔ اور اس وقت الفضل اس کے خلاف مضمون آرائی میں منہمک رہتا تھا آج انہی حوالہ جات کو الفضل میں بڑے طمطراق اور شان سے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ غیروں کے سامنے پوزیشن صاف ہو جائے۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ پچاس سال تک جن حوالہ جات کو اُٹھا کر دیکھنا تو کجا ہاتھ تک نہ لگایا تھا اور جو حوالے زینت طاق نسیان تھے آج اسی جنس کو منڈی کا رُخ دیکھ کر بازار میں لایا جا رہا ہے۔

اس موقعہ پر ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ جب جماعت لاہور کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کے اُن حوالہ جات کو پیش کیا جاتا ہے جن میں جابجا نبوت اور رسالت سے انکار اور مدعی نبوت پر لعنت اور عذاب کی دعائیں مانگی گئی تھیں تو جماعت قادیان نے بغیر سوچے سمجھے سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تحریرات کو بیک قلم منسوخ کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ سن ۱۹۰۱ء سے قبل کی تمام تحریرات سے انکار نبوت پیش کیا گیا تو ایسی چپ سادھی کہ "وہ نہیں جاگتے سو رہے گا یا ہم نے" کی تصویر بن گئے۔

جماعت احمدیہ قادیان کے سربراہ نے حضرت مسیح موعود کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرمایا :-

"یہ بات ثابت ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء
سے پہلے کے وہ حوالہ جات جن
میں آپ نے نبی ہونے سے انکار
کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے
حجت پکڑنی غلط ہے"
(حقیقت النبوت صفحہ ۱۲۱)

اب ایڈیٹر الفضل نے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی کے ہیں۔ ان میں سے دو حوالے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں :-

(۱) " جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے
ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ
کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں
ہیں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں
نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں ..... پس
جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام
لگاتا ہے کہ دعوے نبوت اور رسالت
کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال
ہے" (ایک غلطی کا ازالہ سنہ ۱۹۰۱ء)

(۲) " یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور
کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت
کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور
پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے
عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال
میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اسکو
بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں
کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے"
(انجام آتھم صفحہ ۲۶ سنہ ۱۸۹۷ء)

کتنے افسوس اور رنج کی بات ہے کہ ہمارے پیارے امام علیہ السلام کو اس قدر خیال ہو کہ کہیں میرے الفاظ اور عبارات سے عام مسلمانوں کو میرے متعلق دھوکہ نہ لگ جائے اس لئے لفظ نبی کو قطعاً پسند نہیں فرماتے گو نیک نیتی سے لغوی معنوں میں ہی کیوں نہ استعمال کیا گیا ہو جو کہ جائز ہے مگر اس کے پیروکار کہلانے والے نصف صدی تک اس امام کے نام پر نبوت کا محل تعمیر کریں اور یہاں تک کہہ دیں کہ

"ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ
سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں
کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ
کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ
ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر
سکے" (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

پیغام صلح میں آئے دن اس قسم کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے یہ ثابت کرنے کی ہمیشہ ہی سعی کی جاتی ہے کہ آپ نے کبھی بھی حقیقی رنگ میں نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور جس رنگ میں آپ کو نبی کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے وہ محض ایک مجازی اور اعزازی رنگ ہے اور باین ہمہ حضرت مرزا صاحب اس لفظ کو اپنے لئے پسند نہیں فرماتے اور عامۃ المسلمین کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں
واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں
سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ
شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور
فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری
طرف سے سمجھ لیں ....
ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ
تعالےٰ جل شانہ خوب جانتا ہے اس
لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے،
بلکہ صرف محدث مراد ہے ......
بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر
جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو)
کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔"
(اشتہار حضرت مسیح موعودؑ ۳ رفروری ۱۸۹۲ء
مجموعہ اشتہارات حصہ اول صفحہ ۹۵)

مگر ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیئے۔ جو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے حقیقۃ النبوت میں لکھ دیا :-

" اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام
کی رو سے آپ حقیقی نبی ہیں"
(حقیقت النبوت مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب)

ہمارا کام کسی کو طعن و تشنیع کرنا یا زچ کرنا نہیں ہے محض غلطی کا احساس دلانا ہے جو ایک نیک سیرت اور خوش خصلت ضرور محسوس کرتا ہے۔ اب جبکہ جماعت ربوہ نے جماعت لاہور کے عقائد کو آہستہ آہستہ باحسن طریق اپنا لیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس کا باقاعدہ اعلان نہیں کر دیتے تاکہ جو ظلمتوں میں پڑے ہوئے ہیں وہ باہر آئیں اور حق اپنی تمام نور برکتوں کے ساتھ ظاہر ہو جائے اور ....

اور عامۃ المسلمین کو ان کے اعتقادات کی وجہ سے جو اشتعال دلایا جا رہا ہے اس کا ازالہ ہو اور "غلط فہمیاں" ختم ہو جاویں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ایڈیٹر صاحب الفضل بجائے تحت اللفظ کے "ذرا ترنم سے" اپنے تبدیل شدہ عقائد کا اعلان کر دیں۔ تاکہ اختلافات کی وسیع رو دیوار کو پاٹنے کا سہرا بھی انہیں کے سر رہے تا نہ بخشند خدائے بخشندہ۔

ان چند گذارشات کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جو گو نئے نہیں ہیں، تاہم ایڈیٹر الفضل اپنے غیر احمدی مولانا کے سامنے بھی اچھا پوزیشن زیادہ احسن پیرایہ میں صاف کر سکیں گے، ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی جاتی ہے کہ اب تک جماعت احمدیہ ربوہ کو نبوت کے متعلق جو غلطی لگی رہی ہے اس کا ازالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۱ء میں ہی کر دیا تھا اور اس کی وجہ یہ بتلائی تھی کہ ایسے لوگوں نے حضرت صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ نہیں کیا اور نہ ہی انہیں آپ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اس لئے ایسا عقیدہ پیش کرتے ہیں جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی تائید میں اپنی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب کی توثیق (کنفرمیشن Confirmation) فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب
جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم
واقفیت رکھتے ہیں جن کو بغور کتابیں
دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول
مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات
کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین
کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے
ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا
ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

جن کتب کا بغور مطالعہ کرنے کا ذکر اوپر حضورؑ نے فرمایا ہے اُن کے چند حوالہ جات قارئین کرام کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں :-

(۱) پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور
گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی
کر کے نصوص صریحہ کو عمداً چھوڑ دیا جائے
اور خاتم الانبیاءؐ کے بعد ایک نبی کا آنا مان
لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت
منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت
کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان
نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت
کی وحی ہوگی" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

(۲) " لیکن خدا تعالےٰ ایسی ذلت اور رسوائی
اس امت کے لئے اور ایسی ہتک
اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاءؐ
کے لئے ہرگز روا نہ رکھے گا کہ ایک
رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ
جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے
اسلام کا تختہ ہی الٹ دیوے حالانکہ
وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں
بھیجے گا" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

۳- " ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو
بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس
شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا
ہے حالانکہ یہ سراسر افتراء ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۴) "اور یہ کہنا کہ نبوّت کا دعوٰی کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

(۵) "میں نبوّت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۳)

(۶) "لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل نہیں ہے اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ .... غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی نبوّت دعوٰی کرے ...... وہ ملحد بے دین ہے .... پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اور اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں ایسے خبیث کی نسبت کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے"

(انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ)

آخر میں حضرت مرزا صاحب کی کتاب منن الرحمٰن کی مشہور عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ عبارت اپنے اندر وحی کا رنگ رکھتی ہے جس کے لئے یہ بہانہ مسموع نہیں ہو سکتا کہ یہ عبارت منسوخ ہو گئی ہے یا اس سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔

(۷) حضور فرماتے ہیں:—

"اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بیشک دین صرف اسلام ہے اور بے شک رسول صرف حضرت محمد مصطفٰے سید الانام ہیں جو خدا کے رسول اُمّی اور امین ہیں۔ پس جس طرح ہمارا رب ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے اسی طرح ہمارا رسول بھی جس کی اطاعت ہم پر فرض ہے ایک ہی ہے اور اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی اس کے ساتھ شریک ہے، اور وہ خاتم النبیین ہے"

وما علینا الا البلاغ۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر پیغام صلح)

(خطبہ جمعہ۔ سلسلہ صفحہ ۶)

میاں رؤف احمد کی وفات

ایک دو خبریں جو تکلیف دہ ہیں۔ آپ کو سناتا ہوں۔ ایک نہایت ہی قیمتی نوجوان شیخ میاں محمد صاحب کے صاحبزادے میاں رؤف احمد مرحوم کا ذکر میں نے پہلے بھی کیا تھا اور اس کے لئے دعائے مغفرت بھی کی گئی تھی۔ وہ کراچی میں پچھلے دنوں وفات پا گئے میرا ان سے تعلق ۱۹۲۹ء سے تھا۔ جب میں بیڈن روڈ پر رہتا تھا اس وقت وہ میرے پاس آئے تھے ان کی آنکھ میں تکلیف تھی، اس کا علاج اس کے بعد وہ ہمیشہ بڑی محبت اور عزت و تکریم سے مجھے ملتے رہے۔ جب میں اس سال اپریل میں کراچی گیا تو انہوں نے مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کے ہال تعمیر کرا رہا ہوں جو مئی کے آخر میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی اس کے بعد احمدیہ ہال کی تعمیر کے لئے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا، ان کی وفات سے مجھے بہت رنج پہنچا۔ اس ارادہ کا اظہار انہوں نے سالانہ جلسہ پر بھی کیا تھا کہ احمدیہ ہال کی تعمیر کی ذمہ داری میں خود لوں گا۔ ان کی وفات کا بہت صدمہ ہے۔ شیخ میاں محمد صاحب کو بھی فطرتاً بہت صدمہ ہوا ہے۔ بڑا شریف اور قابل انسان تھا۔ میاں صاحب کے ہاں شروع میں پوتیاں پیدا ہوتی تھیں۔ میاں عبدالرؤف مرحوم کے ہاں جب میاں صاحب کا پہلا پوتا ہوا تو اس سے ان کو انتہا درجہ کی خوشی ہوئی جب میں لائلپور گیا تو میاں صاحب نے اس پیارے بچے کو لا کر میری گود میں رکھ دیا۔ ریاض احمد نام تھا نہایت خوبصورت تھا ۹ سال کا ہوا تو وہ اور اس کی والدہ اور بہن ہوائی جہاز کے حادثہ کا شکار ہو گئیں۔ اس نوجوان نے پھر دوسری شادی کا نام نہیں لیا تا کہ باقی اولاد کو تکلیف نہ ہو۔

فلائیٹ لفٹنٹ محمد شفیق کی موت

دوسرے بڑے صدمہ کی خبر میں نے پچھلے دنوں جہلم میں سنی کہ فلائٹ لفٹنٹ محمد شفیق جہاز کے حادثہ کے شکار ہو گیا۔ وہ نوجوان بھی بڑے مخلص باپ کا خوبصورت اور سعادتمند بیٹا تھا۔ ٹھیکیدار شمس الدین جہلم کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے افریقہ میں ٹھیکیداری کر کے دولت کمائی تھی۔ ان کی ساری اولاد چاند کی طرح خوبصورت ہے ان میں محمد شفیق بھی تھا۔ مجھے اس نوجوان کی اچانک موت کا سن کر بڑا دکھ ہوا۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان کی والدہ ماجدہ کے پاس جا کر اظہار افسوس و ہمدردی کروں۔ لیکن معلوم ہوا وہ ان دنوں پنڈی میں ہیں۔ اس نوجوان نے ابھی تین چار ماہ ہوئے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کی تھی

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی صاحبزادی کی وفات

ایک اور تکلیف دہ خبر یہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی چھوٹی صاحبزادی محمودہ بیگم کراچی میں انتقال کر گئی ہیں۔ ان کے بھائی ممتاز احمد فاروقی صاحب کا خط آیا ہے کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم ایک مثالی آدمی تھے۔ جہاں گئے جماعت بنائی انہیں قرآن کریم کا بڑا عشق تھا۔ جہاں جاتے درس قرآن سے ایک سماں باندھ دیتے۔ میرے دل میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے اعلیٰ پایہ کے ڈاکٹر تھے۔ لیکن کبھی پیسہ کمانے کی لگن نہ ہوئی۔ غریبوں کا علاج ہمدردانہ کرتے تھے۔ ان کی صاحبزادی کی وفات سے مجھے رنج ہوا ہے ان نوجوانوں اور اس خاتون کے لئے نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کی جائے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محمودہ بیگم ..... کی تجہیز و تکفین کراچی میں ہوئی ہے ان کے شوہر محمود احمد کیفے گرانڈ ہوٹل کے مالک ہیں، ان کا پتہ ہے :— کیفے گرینڈ ہوٹل وکٹوریہ روڈ کراچی۔

اخبار احمدیہ

افسوسناک اموات

(۱) جہلم کے فلائیٹ لفٹنٹ شفیق احمد جو ایک تربیتی ہوائی جہاز میں پرواز کر رہے تھے کراچی کے قریب جہاز کے گر جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون، مرحوم ایک نہایت سعید نوجوان اور مخلص احمدی باپ شمس الدین صاحب جہلمی کا بیٹا تھا، ان کی وفات سے ان کی والدہ صاحبہ اور دیگر اعزہ کو جو صدمہ ہوا ہے ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے گزشتہ جمعہ کو مرحوم کا جنازہ غائبانہ لاہور میں نماز جمعہ کے بعد پڑھا گیا، بیرونی احباب سے بھی جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے

(۲) محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ دختر جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم (اہلیہ شیخ محمود احمد صاحب پروپرائٹر کیفے گرینڈ وکٹوریہ روڈ کراچی) ایک لمبا عرصہ مرض میں مبتلا رہ کر ۵ ستمبر کو کراچی میں وفات پا گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ اپنے اخلاق و کردار کے لحاظ سے اپنے والد مرحوم کا نقش ثانی تھیں، ہمیں اس صدمہ میں مرحومہ کے شوہر اور ان کے بھائیوں ممتاز احمد صاحب فاروقی اور نصیر احمد صاحب فاروقی اور ان کی تمام ہمشیرگان بالخصوص بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم) سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کا جنازہ غائبانہ گزشتہ جمعہ کو لاہور میں پڑھا گیا، بیرونی احباب سے بھی غائبانہ جنازہ کی درخواست ہے۔

راولپنڈی میں جلسہ سیرت

راولپنڈی کے جناح گرلز ہائی سکول میں جماعت

باقی بر صفحہ ۹

محمد عبدالحق مجاہد امرتسری گنج مغلپورہ

اعترافِ شکست

" مرزا صاحب کا یہ طرۂ امتیاز ان سے کوئی نہیں چھین سکتا انہوں نے نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کشمیر میں فوت ہو گئے ہیں " (علامہ نیاز فتحپوری)

مولوی محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری مدیر تنظیم اہلِ حدیث تحریر فرماتے ہیں کہ :-

" ہمارے اعتقاد میں حیاتِ مسیح اور نزولِ مسیح کا تصور سراسر اسلامی ہے اور اس کی بنیاد قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور اجماعِ امت پر ہے۔ ہمارے علم و یقین میں یہ دونوں مسائل (حیات و نزول مسیح) نصوص قرآنی سے ثابت ہیں "

(تنظیم اہلِ حدیث ۳ر اگست ۱۹۶۲ء)

مولوی محمد ابراہیم صاحب نے نہ کوئی آیت قرآن پاک سے نقل کی ہے۔ اور نہ ہی کوئی حدیث پیش کی ہے جس سے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ لگتا ہے کہ مولوی صاحب اسلامی لٹریچر سے ناواقفِ محض ہیں، ورنہ ہو نہیں سکتا کہ اتنا بڑا دعویٰ اور دلیل صفر بٹہ صفر ہو۔ برخلاف اس کے کہ قرآن پاک کی بیسیوں آیات ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اسلامی لٹریچر اس کی تائید میں بھرا پڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام درحقیقت فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح اس امت سے ہوگا۔ آج سے نصف صدی قبل قادیان کی سرزمین سے ایک شخص اُٹھا اور اس نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ :-

" اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح احادیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور اپنی تمام کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں "۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۹۲ حاشیہ)

علماء کی بے بسی اور ان کا عجز فی الواقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحیح احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجسدہ عنصری زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ نصف صدی گزر جائے اور کسی کو بھی کوئی حدیث نہ ملے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کو ثابت کر سکے، یہ تھا احادیث کے متعلق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا قابلِ تردید چیلنج اب قرآن پاک کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیں :-

" یاد رہے ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات ہے اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر درحقیقت قرآن کی رُو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں، اب قرآن درمیان میں ہے "

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۰ حاشیہ)

آج سے نصف صدی قبل کہا جاتا تھا کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پہاڑ اپنی جگہ تبدیل کر سکتا ہے مگر حیاتِ مسیح کا عقیدہ غلط قرار نہیں دیا جا سکتا آج اکثریت اس حیاتِ مسیح کے غلط عقیدہ سے نہ صرف بیزار ہو رہی ہے بلکہ اپنے علماء کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ اس غلط عقیدہ کو چھوڑ دیں کیونکہ قرآن پاک اور صحیح احادیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد جن کے متعلق لکھا ہے کہ برِصغیر کا کوئی انسان ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا امام الہند پیشوائے اعظم تھے۔ وہ لکھتے ہیں :-

" ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے اور نہ حقیقی قرآن آچکا اور قرآن کامل ہو چکا "

(اخبار احسان لاہور ۲۴ر جولائی ۱۹۵۲ء)

علامہ اقبال لکھتے ہیں :-

(۱) جاہل مولویوں نے ان عقائد کو اغیار سے لے کر عام کر دیا ہے "

(اخبار ریاست ۱۴ر مئی ۱۹۳۵ء)

(۲) " جہاں تک میں اس تحریک کا مطلب سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی مانند جامِ مرگ نوش فرما چکے ہیں نیز دوبارہ ظہور کا مقصد یہ ہے کہ روحانی اعتبار سے ان کا ایک مثیل پیدا ہوگا کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے "

(آزاد ۲۱ر اپریل ۱۹۵۰ء)

اور نیاز فتحپوری صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" مرزا صاحب کی تحقیق کا یہ طرۂ امتیاز ان سے کوئی چھین نہیں سکتا کہ انہوں نے نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ مسیح ہجرت کر کے آخر میں سری نگر پہنچے اور ان کی قبر فلاں مقام پر اب بھی موجود ہے یہ ایسا غیر معمولی انکشاف تھا کہ اس کو سن کر دنیا چونک پڑی بہتوں نے اس کی ہنسی اڑائی اور بعض نے اس پر غور کرنا شروع کیا یہاں تک کہ یہ بات ملک ملک پہنچی اور آخرکار سب کو ماننا پڑا کہ حضرت عیسےٰ واقعی کشمیر آئے یہاں انہوں نے عیسوی مذہب کی تبلیغ کی اور یہیں جان دے دی "

(رسالہ نگار جون ۱۹۶۱ء)

اخبار "احسان" لاہور کا اقتباس ہے :-

" یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزائیوں کی سی معلومات نہ رکھنے کی وجہ سے ہمارے اکثر عالمانِ دین ان کے سامنے آنے سے جھجکتے ہیں آمدِ مسیح اور اس پر ایمان لانے کا غم ان کو کھائے جاتا ہے۔ وہ ڈرتے ہیں اگر مسیح موعود پر ایمان نہ لائے تو مسلمان کیسے رہے اس لئے مجھے بڑی جرأت سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج تک جس قدر سادہ لوح مسلمان مرزائیت کا شکار ہو چکے ہیں ان سب کی گمراہی کا بار ہمارے علماء کی گردنوں پر ہے جنہوں نے آج تک اپنا بہترین ہتھیار قرآن اس بارے میں نہیں کھولا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا ہے آمدِ مسیح کا مسئلہ قرآن سے تعلق نہیں رکھتا۔ فرماتے ہیں " ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے اور نہ حقیقی، قرآن آچکا اور دین کامل ہو چکا "۔ جب نزولِ مسیح قرآن میں نہیں آمدِ مسیح قرآنی مسئلہ نہیں تو اس پر اصرار کے کیا معنی؟ یہی تو مرزائیت کا سب سے بڑا حربہ ہے اور تعجب ہے کہ ہمارے علماء بھی آمدِ مسیح کو اتنے ہی زور و شور سے مانتے

پس اب ضرورت اس بات کی کہ عوام کو حقیقت سے آگاہ کردیا جائے تاکہ نہ وہ آمد مسیح کے منتظر رہیں اور نہ مرزائیوں کے جال میں پھنسیں۔ قرآن نے ابوالکلام نے ثابت کردیا ہے اب کسی قسم کا مسیح نہیں آئے گا اور اس کا انتظار کرنا بے کار ہے تو یہ بات علمائے کرام کھلم کھلا کیوں نہیں کہہ ڈالتے؟ آمد مسیح کا عقیدہ ختم نبوت کے عقیدہ کو کمزور کرتا ہے اور اس سے دو برگزیدہ نبیوں کی شان گھٹتی ہے یوں سمجھ لیجئے کہ اگر مسیح دوبارہ آکر نبی ہوں گے تو رسول اعظم خاتم النبیین نہیں رہتے اور اگر مسیح اُمتی بن کر آتے ہیں تو ان کا اپنا مرتبہ گھٹتا ہے گویا آمد مسیح ماننا دوسرے الفاظ میں ختم نبوت کا انکار ہے، اور دو نبیوں کی توہین"

(احسان ۱۲ جولائی ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں جو حضرت علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے :۔

"ہر ایک مخالف یہ یقین رکھے کہ اپنے وقت پر وہ جان کندن کی حالت تک پہنچے گا اور مرے گا مگر حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی کا ہر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا جس قدر مولوی اور ملاں ہیں اور ہر ایک اہل عناد جو میرے مخالف کچھ لکھتا ہے وہ سب یاد رکھیں کہ اس امید سے وہ نامراد رہیں گے کہ حضرت عیسیٰ کو وہ آسمان سے اترتا دیکھ لیں وہ ہرگز ان کو اترتا نہیں دیکھیں گے یہاں تک کہ بیمار ہو کر غرغرہ کی حالت تک پہنچ جائیں اور نہایت تلخی سے اس دنیا کو چھوڑ دیں گے کیا یہ پیشگوئی نہیں کیا وہ کہہ سکتے ہیں کہ پوری نہیں ہوگی ضرور پوری ہوگی پھر اگر ان کی اولاد ہوگی تو وہ بھی یاد رکھیں کہ اسی طرح وہ بھی نامراد مریں گے اور کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا پھر اولاد کی اولاد ہوگی تو وہ بھی اس نامرادی سے حصہ لیں گے اور کوئی ان میں سے حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۵)

وفات مسیح کا مسئلہ اس قدر واضح ہوچکا ہے کہ غیر احمدی علماء اس پر بحث کرنے سے ہمیشہ ہی چرایا کرتے ہیں۔ آج حیات مسیح کے قائلین اس مسئلہ میں شکست کھا چکے ہیں جن کا اعتراف، مندرجہ بالا حوالہ جات سے پیش کیا گیا ہے۔

آپ کے خطوط

چندہ مسجد ایبٹ آباد

محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے قبل پیغام صلح میں جو تفصیل رقوم چندہ برائے مسجد ایبٹ آباد شائع ہوئی تھی اس کے بعد مندرجہ ذیل رقوم مزید موصول ہوئی ہیں :۔

بیگم چوہدری ظہور احمد صاحب	100.00
چوہدری منصور احمد صاحب	500.00
میجر عبداللہ سعید صاحب۔	100.00
صفیہ سعید صاحبہ۔	75.00

اخبار پیغام صلح میں اس کی اشاعت فرمائی جاوے۔ نیز آپ کو پہلے بھی لکھا گیا تھا کہ مبلغ ۰۰،۰۰۰ ۲ کی رقم جو کرنل بشیر حسین صاحب کے نام سے اخبار میں شائع ہوئی تھی وہ اس فنڈ سے تعلق نہیں رکھتی۔ لہذا ضروری تصحیح فرمائی جاوے یعنی تاحال موصول شدہ رقوم برائے مسجد ایبٹ آباد میں سے ۰۰،۰۰۰ ۲ روپے کو منفی تصور کیا جائے۔ والسلام

(خان بہادر ڈاکٹر) سعید احمد، داؤد ربینی لودیم

ترقی و تبادلہ

مکرمی مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح، لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

براہ کرم اولین پرچہ میں یہ خبر شائع کریں۔

میرے مکرم بھائی چوہدری محمد حیات صاحب بی اے۔ ڈی۔ آئی آف سکولز ضلع گجرات کا تقرر بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال ضلع کیمبل پور میں ہوا۔ اور آج آپ تیز رَو سے جا رہے ہیں۔

آپ کا تقرر بطور اے۔ ڈی۔ آئی ضلع گجرات میں ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ آپ اس ضلع میں چودہ سال رہے ہیں، اور ضلع کے مختلف ڈویژنوں میں کام کیا۔

آپ اپنے معصروں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ اور اساتذہ کرام آپ کو ایک شفیق باپ کا درجہ دیتے تھے۔

آپ کی نمایاں خصوصیات یہ تھیں :۔

(۱) دورہ پر آٹا۔ گھی وغیرہ ہمراہ لے جاتے تھے آپ کا چپڑاسی روٹی پکاتا اور آپ کھاتے۔ آپ کے دورہ کی وجہ سے کسی اساتذہ یا پبلک پر ذرہ بھر بوجھ نہ ہوتا۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو کہ خال خال ملازمین میں ہوتی ہے۔

(۲) آپ ضلع گجرات کے گجر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس ضلع میں گجر، جٹ کا بڑا اہم سوال پیدا کیا گیا ہے جس کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ یہ لعنت ضلع سے جتنی جلدی ہو دور ہونی چاہیئے۔ آپ ہمیشہ پارٹی بازی سے الگ رہے۔ اور ہمیشہ دیانتدار فرض شناس۔ اور خلق کی قدر و منزلت آپ کا وطیرہ رہا۔

(۳) آپ جب ایک ڈویژن سے دوسرے ڈویژن میں تبدیل ہوتے۔ تو اجلاس عام میں اساتذہ کرام کو واضح کرتے کام چوروں اور بد دیانتوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) آپ نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں کسی دوست، کسی رشتہ دار۔ یا کسی بالا افسر کو سدِراہ نہ بننے دیا۔ میرے پاس متعدد مثالیں ہیں۔ کہ آپ نے فرض شناسی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اور کسی کی پرواہ نہ کی۔ ضلع گجرات میں آپ نے اپنا نام پیدا کیا۔ اور امید واثق ہے کہ آپ آئندہ بھی اپنے فرائض منصبی کو بطریق احسن سرانجام دے کر اپنا نام پیدا کریں گے۔

یہ بزرگ (محمد حیات) چوہدری فتح محمد عزیز ایڈووکیٹ گجرات سے بڑے ہیں۔ میرا چوتھا بھائی چوہدری اللہ داد۔ محکمہ زراعت ملک وال میں ہیں۔ وہ بھی اپنے محکمہ میں ممتاز ہیں۔

بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوں۔ کہ مجھے ایسے مونس، ہمدرد۔ خلیق، تابعدار، مربی۔ فرض شناس۔ ملنسار۔ بھائی دیئے . . . .

. . . .

میں اس ترقی کی خوشی میں انجمن کو مبلغ پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے بھیج رہا ہوں۔

خاکسار۔ فضل داد (چوہدری) پنشنر ممبر یونین کونسل۔ موضع ٹبہ۔ ڈاکخانہ سیدھڑی۔ ضلع گجرات

رفتارِ عالم

—— ایران کے وزیر خارجہ نے پاکستان، افغانستان اور ایران کے درمیان گہرے تعاون کی اہمیت پر زور دیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات معمول پر آجائیں گے۔

—— صدر پاکستان وزرائے دولت مشترکہ کی لندن کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن تشریف لے گئے ہیں، آپ نے لندن پہنچکر اعلان کیا ہے کہ مشترکہ یورپی منڈی میں برطانیہ کی شرکت کے بارے میں جو انتظامات ہوئے ہیں پاکستان اُن سے مطمئن نہیں ہے۔ اس سے پاکستان کی برآمدات بالخصوص سوتی کپڑے کی برآمد بڑی متاثر ہوگی۔ آپ نے کہا کہ یورپ نے اگر ترقی پذیر ملکوں کے مفاد کا خیال نہ رکھا تو ایک نئی قسم کا اقتصادی سامراج پیدا ہوجائے گا۔ صدر صاحب دولت مشترکہ کی کانفرنس سے فراغت کے بعد کینیڈا اور امریکہ بھی جائیں گے ان کی غیر حاضری میں قومی اسمبلی کے سپیکر مولوی تمیز الدین صاحب قائم مقام صدر ہوں گے۔

—— خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے کراچی میں مسلم لیگیوں کی حالیہ کنونشن کو برسراقتدار طبقہ کی اختراع اور اس کے فیصلوں کو غیر آئینی قرار دیا ہے۔

—— صدر آزاد کشمیر نے کہا ہے کہ بھارتی حکومت، مقبوضہ کشمیر کو زبردستی بھارت میں ضم کرنے اور بھارتی دستور میں ترمیم کے ذریعہ کشمیر کے عوام کو مزید بے بس بنانے کے اقدامات کر رہا ہے۔ اور تجارت اور سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو دبانے کا کام بے روک ٹوک جاری ہے۔

—— مصر کے نئے معاشرتی نظام میں عورت کو مرد کے مساوی حقوق حاصل ہوں گے اور عورت کو اب سامان تعیش کی حیثیت حاصل نہیں رہے گی۔

—— اقوام متحدہ کی ہنگامی فوج کا پہلا پاکستانی دستہ یکم اکتوبر تک نیوگنی پہنچ جائے گا۔

—— روس نے مطالبہ کیا ہے کہ کانگو سے ایک ماہ کے اندر اقوام متحدہ کی فوجوں کو نکال دیا جائے، اور الزام لگایا ہے کہ برطانیہ، امریکہ، فرانس اور بلجیم، کانگو کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔

—— تہران۔ حالیہ قیامت خیز زلزلہ نے ایران کے ایک سو دیہات کا نام و نشان مٹا دیا۔ ہلاک شدگان کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔

—— الجزائر میں آزادی کے بعد دو فریقوں کے مابین جو جنگ اقتدار شروع ہوگئی تھی وہ بحمداللہ ختم ہوگئی ہے اور پولٹیکل بیورو اور رقابض باغی فوج کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا ہے۔

—— مغربی جرمنی کے صدر نے پاکستان کے دورے کی دعوت قبول کرلی ہے۔

—— ایشیائی کھیلوں کے مقابلہ میں جو جکارتہ (انڈونیشیا) میں ہوئے پاکستانی کھلاڑیوں نے ۳ طلائی اور ۱۰ نقرئی تمغے حاصل کئے ہیں۔ پاکستان اس پر بجا فخر کر رہا ہے۔

—— صوبائی کابینہ نے تنخواہ کمیشن کی رپورٹ پر انتظامی اور مالی پیچیدگیوں کے بارے میں اپنی سفارشات مرتب کرلی ہیں جو عنقریب مرکزی حکومت کو پیش کردی جائیں گی۔

—— حکومت تھائی لینڈ نے عوام کو متنبہ کیا ہے کہ عریاں لباس پہنکر سرعام پھرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

—— راجہ غضنفر علی نے اعلان کیا ہے کہ قرآن اور رسول کی موجودگی میں مسلمانوں کو کسی سیاسی جماعت کی ضرورت نہیں۔

—— بھارت نے آسام کے علاقہ سے تیس ہزار بے گناہ مسلمانوں کو مشرقی پاکستان میں دھکیل دیا ہے۔

—— روس نے اقوام متحدہ کے تمام رکن ملکوں سے اپیل کی ہے کہ وہ کانگو کے خود مختار صوبہ کاٹنگا سے تعلقات منقطع کرلیں۔

—— ترکی کے مشرقی علاقہ میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

—— مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے تجویز پیش کی ہے کہ راجستان۔ جموں و کشمیر۔ ہماچل پردیش، اور مشرقی پنجاب کو مدغم کرکے ایک انتظامی یونٹ بنا دی جائے۔

—— ایران کی سابقہ ملکہ ثریا نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے کافی نقد رقم بطور عطیہ دی ہے اور ان کے منگیتر نوجوان کروڑ پتی نے بھی امداد کی ہے۔ ان دونوں کی منگنی ہونے والی تھی۔ جسے انہوں نے معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔

—— کراچی۔ صدر ایوب نے تعلیم یافتہ طبقہ اور علمائے دین پر زور دیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ مفاہمت اور ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ آگے بڑھیں۔ آپ نے کہا کہ قرآن و سنت کی تعلیمات اور جدید سائنسی علوم میں توازن پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ سائنس کے میدان میں ترقی کے ساتھ ساتھ مذہب سے بھی رابطہ قائم رکھا جاسکے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح ۱۲ ستمبر ۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۵

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

سالانہ چندہ:- پاک و ہند سے چھ روپے۔ بیرونی ممالک سے ایک پونڈ۔

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ:- شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ مکان ۵-۱-۱۲ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور
فون نمبر:۔ ۳۷۴۷
مدیر:۔ دوست محمد
معاون مدیر:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۶

بحرِ حکمت کے موتی

ان لنفسك عليك حقًا ولربك عليك حقًا ولضيفك عليك حقًا وان لاهلك عليك حقًا فاعط كل ذي حق حقه (ترمذی)

ترجمہ:۔
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل و عیال کا تیرے ذمہ حق ہے (الغرض) تمام حقداروں کے حقوق ادا کرتے رہو۔

نوٹ:۔ دراصل انسان کی جان اللہ تعالیٰ کی اس کے پاس امانت ہے۔ امانت کی حفاظت کرتا رہے اور مالک (اللہ تعالیٰ) کو واپس دینے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ مومن شخص ہر قسم کی قربانی کے لئے برضا و رغبت تیار رہتا ہے۔

انما المؤمنون الذين امنوا بالله و رسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله اولئك هم الصادقون (الحجرات آیت ۱۶)

یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم (مائدہ ۱۰۶)

ابر و مہ و خورشید و فلک ہمہ درکار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری
(غلام قادر عفی عنہ)

اسلام کی فتح اور اقبال کے دن

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کے رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دیگا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں۔ جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی، تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۴)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر رضا خادر حسن عفی عنہ)

انڈونیشیا

ترجمہ خط مسٹر امان ادریس - انڈونیشیا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم آپ کا پتہ معلوم کر کے اور فہرست کتب دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ یہاں مسلمانوں کی اوتاما اسمبلی اسلامک کلب ہے جس کے نوجوان کام کرتے ہیں - اس اسمبلی کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو ترقی دی جائے اور انہوں نے ایک لائبریری بنائی ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارا اس لائبریری کے لئے چند کتابیں تبلیغی مقاصد کے لئے ارسال کریں۔ اور امید ہے کہ آپ ہماری مدد کرتے رہیں گے۔

اس لئے ہم تو امید ہیں کہ آپ ہمیں کتابیں اور اخبارات ارسال کر کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

(انہیں تھینکنگ آف اسلام اور دیگر لٹریچر مفیدہ بھیجے گئے)

سیلون

ترجمہ - یو - ایل - ایم محی الدین وائس پریزیڈنٹ آل سیلون اسلامک یونین سیلون -

جناب عالی - ہم سیلون اسلامک سٹوڈنٹس یونین کے ممبروں کی طرف سے آپ کا اور آپ کی ایسوسی ایشن نے جو تحفہ کتابوں کا ..... جو مولانا محمد علی مرحوم نے لکھی ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی مغربی اقوام اسلام پھیلانے کی وقف کی ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں - اور ہم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمت کا جو وہ افریقہ اور مغربی ملکوں کر رہے بخوبی واقف ہیں -

آخر میں ہم مسٹر دلاور خان کا جنہوں نے ہمیں یہ تحفہ کتابوں کا ارسال کیا ہے شکریہ ادا کرتے ہیں -

بھارت

ترجمہ خط مسٹر رام ناتھ راؤ - بھارت

السلام علیکم

اللہ تعالےٰ کی رحمتیں آپ پر نازل ہوں -

میری شادی ۲۰ ؍مئی کو ہوئی تھی - میں نے آپ کو شادی کے سلسلے میں انویٹیشن کارڈ بھیجا تھا - جو آپ کو مل گیا ہوگا -

میں قرآن کریم کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا ہوں - میری بیوی بھی قرآن کے مطالعہ کا بہت شوق رکھتی ہے - جب میں پڑھتا ہوں تو وہ میرے پاس بیٹھ جاتی ہے اور خوب لطف اٹھاتی ہے - جناب عالی میں نہیں سمجھتا کہ کون سی قرآن کی آیت آپ کو لکھوں جبکہ تمام قرآن خدا تعالےٰ کا کلام ہے - مجھے یقین ہے - کہ اگر ہم اللہ تعالےٰ کو اکیلے الگ بیٹھ کر پکاریں تو وہ ضرور ہماری آواز کو سنے گا -

اب مجھے بتوں کی پرستش پر ایمان نہیں، محمد رسول اللہ صلعم نے بجائے غلامی کرنے کے بہت اچھا کیا کہ تمام بے جان بتوں کو توڑ ڈالا - انہوں نے یقیناً تباہ حال اور غارت شدہ لوگوں کو اندھیرے سے نکالا - بے جان بت ہرگز پرستش کے قابل نہیں - میں نے اخبار لائٹ کی چند کاپیاں اپنے مسلمان دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیں - وہ یہ دیکھ بہت حیران ہوئے کہ میرے قبضے میں کیسے آئیں -

کیا آپ کے پاس اسلامی لیکچروں کے متعلق کوئی کتاب ہے جو کسی بڑے مسلمان لیڈر کی تقریروں پر مشتمل ہو؟ مجھے امید ہے کہ ضرور آپ کے پاس ہوگی، ایک کاپی مجھے ضرور ارسال کریں - آپ جانتے ہوں گے کہ ہندوستان کے بدھ لیڈروں نے اور اچاریہ ونوبا بھاوے نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اسلام کی اشاعت کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں - یہ سو فیصدی درست ہے - میرے پاس ایک کتاب اسلام اور چالیس ہے اور اس میں بڑے بڑے علما کا ذکر ہے اور ان کے اسلام کے متعلق نظریے درج ہیں لیکن یہ میرے لئے کافی نہیں -

میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ شروع میں مسلمانوں نے کس طرح اسلام کی سچائی پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اگر اس کے متعلق کوئی چھوٹی سی کتاب ہو تو ارسال کریں -

میں اللہ تعالےٰ سے آپ کی خوشنودی کے لئے دعا کرتا ہوں آپ کو امن اور امان کی زندگی دے اگرچہ ہم نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا مگر خدا نے خط و کتابت کے ذریعہ ہمارا رابطہ قائم کر دیا ہے -

جواب کا منتظر

(خط کا جواب دیا گیا -)

نائیجیریا

ترجمہ خط معلم عبدالقادر اُوباگمباری معرفت این - اے پولیس سٹیشن - پوسٹ ادمو - آراں - الورن - نائیجیریا -

السلام علیکم - جو دو کتابیں تھینکنگ آف اسلام اور نیو ورلڈ آرڈر آپ نے ارسال کی تھیں وہ مل گئی ہیں جس کا بہت بہت شکریہ، اور ان کتابوں کے ملنے سے ہماری سوسائٹی کو بہت تقویت پہنچی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں پاکستان سوسائٹی کی طرف سے نئے سال کی مبارک باد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرما دے اور محمد رسول اللہ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے - آمین۔

جناب عالی میں بڑی التماس سے احمدیہ انجمن سے اس ملک کی خاطر اللہ تعالےٰ کے نام سے ایک کاپی قرآن شریف مفت مانگتا ہوں -

میرا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران میں درج کر لیں - اور مجھے اس کے مفصل حالات لکھیں تاکہ میں سلسلہ کی ذمہ داریوں کو نبھا سکوں -

میں اپنے علاقہ میں احمدیہ انجمن کی کافی اشاعت کرتا ہوں اس وقت ۲۷ آدمی زیر اثر ہیں اور میرے جیسے نوجوان ہیں، آپ کی جماعت ہماری سوسائٹی کو تعلیم کے سلسلہ میں کیا کچھ مدد دے سکتی ہے تحریر فرما دیں -

احمدیہ انجمن اشاعت شمالی علاقہ نائیجیریا، الورن برانچ کے لئے اس کی اشاعت میں ہمدردانہ امداد کر سکتی ہے - براہ کرم .... بہت جلد اس کا جواب ارسال کریں -

(۱) - کیا ہم باقاعدہ اشاعت کے لئے الورن قصبہ میں آپ کی امداد سے سرفراز ہو سکتے ہیں؟

(۲) - میرا نام اپنے رجسٹر میں درج کر لیں

(۳) - ایک کاپی قرآن شریف مفت انگریزی ارسال فرما دیں -

راۓ:-

ہمارے رائے میں انجمن اشاعت اسلام یہاں بھی ہونی چاہیئے - جس کے متعلق ہر جمعہ یہاں میٹنگ ہوتی ہے - اور چاہتے ہیں کہ احمدیوں کی ایک مسجد ہو - اور ایک احمدیوں کا سکول ہو - جو کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر سایہ تعمیر ہو -

میں ان سوالات کا جن کا میں منتظر ہوں، جواب .... بہت جلد مانگتا ہوں -

والسلام

(انہیں بیعت فارمز - لٹریچر اور خط ارسال کئے گئے)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں -
(مینیجر)

حضرت مجدّدِ زمانؑ کے ساتھ بُغض و تعصّب کی وجہ سے وحی و الہام سے انکار

حدیث مجدّد اور مجدّد زمانؑ کی پیشگوئیاں وحی و الہام کی صداقت پر دال ہیں

انسان کی رُوحانی تربیت کی تکمیل خارجی وحی کے بغیر نہیں ہو سکتی

خُطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء (سورۃ انعام)

ایک اہم اعتراض

ان آیات میں اہل کتاب کی جانب سے ایک اہم اعتراض کا ذکر ہے اور اس کا جواب بھی بیان کیا گیا ہے۔ تعصب کی وجہ سے اہلِ کتاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں دُور چلے گئے اور کہنے لگے وحی کا نازل ہونا بالکل غلط ہے۔

تعصّب اور دشمنی کا نتیجہ

تعصّب اور دشمنی کی انتہا ہے کہ باوجودیکہ یہ مانتے ہیں کہ ابتداء دنیا سے وحی نازل ہوتی رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں سرے سے وحی کا ہی انکار کر دیا۔ تعصّب نہایت نقصان دہ ہے اس کی وجہ سے دل پر میل آجاتی ہے پھر متعصب انسان کو دوسروں کی اچھی چیزیں بری نظر آنے لگتی ہے وہ حق پرست نہیں رہتا۔

حضرت مجدّدِ زمان کی مخالفت میں حدیث مجدّد کا انکار

ہمارے سامنے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضرت مجدّد زمان کی مخالفت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا انکار کر دیا جس میں حضورؐ نے فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا حالانکہ وہ اس حدیث کو کتب احادیث میں اپنے پاس لکھا ہوا موجود پاتے ہیں۔

کتب احادیث اور بزرگانِ دین کی نظروں میں حدیث مجدّد کی صحت

یہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ حاکم اور بیہقی میں درج ہے۔ اس حدیث کو مجدّد الف ثانیؒ نے اپنی تائید میں بیان کیا ہے اور اسی طرح سید احمد بریلوی نے اور شاہ ولی اللہؒ نے اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور ہمارے زمانہ کے بلند پایہ عالم مولانا ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں اس حدیث کو نہایت شد ومد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

رُوح المعانی میں حدیث مجدّد اور وحی کا ذکر

بزرگانِ دین کی تصانیف کے علاوہ سیرت کی کتب میں اور تفاسیر میں یہ حدیث مذکور ہے مثلاً زرقانی شریف میں اور روح المعانی میں مؤخر الذکر کتاب کے الفاظ یہ ہیں:-

فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام الی انتہاء زمان نبینا صلعم۔ وھو فی حکم المتصل الی قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علی ماروی ابوداؤد عن ابی ھریرۃ عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ای باحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنۃ

یعنی یہ القاء وحی آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلعم کے زمانہ تک رہا۔ اور وہ قیامت تک کے لئے حکم اتصال رکھتا ہے اس شخص کے کھڑے ہونے سے جو دعوت اسلام کے کام کو اپنے ذمے لیتا ہے۔ جیسا کہ ابوداؤدؓ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اس امت کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے۔ یعنی عمل بالکتاب والسنۃ سے جو مٹتا رہا ہے اسے زندہ کرتا رہے۔“

مجدّدین کے دعوے اور مخالفین پر اتمام حجت

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے بڑے بڑے عظیم الشان بزرگوں کی جانب سے مجددیت کے دعوے موجود ہیں اور بہت بڑی بڑی شخصیتوں نے ان کے دعاوی کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان حقائق و شواہد کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی دشمنی کے باعث علماء کرام کا اس مشہور و معروف حدیث کا انکار کر دینا نہایت افسوسناک ہے۔ سرور کائنات کے زمانہ کے اہل کتاب پر اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے حجت قائم کی تھی۔ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی نورا و ھدی للناس اسی طرح سے حضرت مجدّد زمان کے مخالف علماء کے لئے یہ حقیقت حجت قائم کرتی ہے کہ یہ حدیث کتب حدیث و کتب سیر و کتب تفاسیر میں موجود ہے اور اس حدیث کی بنا پر کئی بزرگوں اور اولیاء نے آج سے پہلے مجددیت کے دعاوی کئے ہیں، ان سب حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور دشمنی کی وجہ سے سرے سے اس مشہور و معروف حدیث کا ہی انکار کر دیتے ہو اور اس مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا انکار کرتے ہو جس سے اللہ تعالےٰ مجددین کو مشرف بخشتا رہا اور ان پیشگوئیوں کی صداقت ظاہر کرتا رہا ہے جو ان بزرگانِ دین کی زبان پر جاری ہوئیں۔

جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مجدّد وقت کا مضمون

کیا علماء کرام کو اور اہالیان لاہور کو اس مشہور جلسہ مذاہب کا علم نہیں ہے جو ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا تھا اور جس میں اپنے اپنے مذہب

کی صداقت بیان کرنے کے لئے عیسائیوں اور یہودی علماء نے مضامین پڑھ کر سنائے تھے اور اسی طرح سے آریوں کے چوٹی کے علماء نے اور برہمو سماج دیو سماج اور سناتن لیکچراروں نے اپنے اپنے مضامین سنائے تھے۔ اس جلسہ میں مضامین پر فوقیت کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر تھی جس کے پریذیڈنٹ پرتول چندر چیٹرجی جج ہائیکورٹ تھے۔ اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون بھی پڑھا گیا تھا اور وہ مضمون پبلک کو اس قدر پسند آیا کہ حاضرین نے اس مضمون کے لئے چند بار زیادہ وقت دیا جانے پر زور دیا تھا۔

مضمون بالا رہا

یہ مضمون ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو پڑھا گیا تھا اور ۲۱ دسمبر کو مجدد الزمان نے جناب الٰہی سے الہام پاکر لاہور کے گلی کوچوں میں اشتہار تقسیم کئے تھے کہ "مضمون بالا رہا"۔ اور یہی فیصلہ کمیٹی مذکورہ نے دیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔ اور لاہور کی اخبارات نے بھی اعتراف کیا تھا کہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا۔

لیکھرام کے متعلق پیشگوئی

اسی طرح سے حضرت مجدد الزمان کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی جو انہوں نے لیکھرام کے متعلق کی تھی کہ وہ بُری طرح بیدردی سے مارا جائے گا۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے۔ ستعرف العید والعید اقرب۔ اس نشان کی خوشی کا دن آپ کو معلوم ہو جائے گا اس نشان کے قریب تہوار عید ہوگا اور وہ نہایت قریب آ گیا ہے اہل لاہور کے لئے وہ ہنگامہ خیز دن یاد ہے۔ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء مطابق دو شوال یعنی عید کے دوسرے دن لیکھرام قتل ہوا تھا۔ یہ واقعہ شاہ عالمی دروازے کی وچھووالی گلی میں ایک ہندو کے مکان کی دوسری منزل پر ہوا تھا جس کی دعا سے لیکھو مرا تھا کٹ کر وہ میرزا ہی ہے۔

اس واقعہ نے لوگوں پر عموماً اور اہل لاہور پر خصوصاً حجت قائم کر دی تھی۔

غرض حدیث کے رُو سے اور پیشگوئیوں کے صادق آنے سے مجدد زمان کی صداقت سورج کی طرح عیاں ہو گئی لیکن علماء کو نصیب نہ ہوا کہ اس صداقت کو قبول کریں۔

انسان کی روحانی تربیت

علاوہ ازیں ان آیات میں ان دہریہ منش لوگوں کا جواب بھی دیا گیا ہے جو وحی الٰہی کو محض وہم قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ساری کی ساری کائنات انسان کے جسم کی پرورش کے لئے جس خدا نے پیدا کر رکھی ہے اس کی نسبت یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ اس نے روح کی تربیت کے لئے کوئی سامان نہیں کیا

- انسان میں جسم کے ساتھ ذہنی استعدادیں بھی ہیں اور رُوح بھی ہے۔ روحانی قوٰے کی وجہ سے انسان انسان کہلاتا ہے۔ اور یہی حصہ اس کو حیوانات سے متمیز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ رب العالمین رب العالمین نہیں ٹھہرتا، اگر وہ انسان کو جسم اور ذہنی استعدادیں اور روحانی قوٰے عطا کرے۔ اور ربوبیت کرے تو صرف آدھے انسان کی اور جن قوٰے روحانیہ کی وجہ سے اس کی انسانیت ترقی پذیر ہوتی ہے اور جن کی تربیت سے اخلاق فاضلہ اور مقاماتِ عالیہ حاصل کر سکتا ہے اس کی ربوبیت سے غافل رہے۔

روح ربانی یا کلام الٰہی کا نزول

فرمایا تمہاری جسمانی پرورش کے علاوہ ہم نے تمہاری راہنمائی کے لئے سورج وقمر پیدا کر رکھے ہیں اور وبالنجم ھم یھتدون — بیابانوں میں صحراؤں اور سمندروں میں صحیح رستے کی نشاندہی کے لئے ستارے مہیا کر رکھے ہیں۔ اندریں حالات رُوح کی آبپاشی کے لئے آسمانی وحی کے پانی کی بارش کیوں نہ فراہم کی جائے۔ اور روح کی زندگی کے لئے وحی جو روح ربانی ہے اس کو کیوں نازل نہ کیا جائے اس روح ربانی نے دنیا بھر کی اقوام کی بہتری کے لئے ہر زمانہ میں روحانی معلم یعنی پیغمبروں کے ذریعے قوموں کو زندہ کیا اور انہی کے برکت سے ہر قوم میں نیک انسان پائے جاتے ہیں۔ تاریخ عالم اور اس حقیقت کا انکار کر دینا دانشمندی نہیں ہے۔

روحانی قوٰی کی تکمیل خارجی وحی سے

یہ غور کرنے کے لائق بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم حاصل کرنے کے لئے کان، آنکھ اور قلب عطا کر رکھے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے جعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لیکن کان کچھ سُن نہیں سکتا جب تک ہوا میں تموج نہ ہو۔ آنکھ کچھ دیکھ نہیں سکتی جب تک باہر کی روشنی اس کی مدد نہ کرے اور قلب بالکل نکما ہو کر رہ جائے اگر کان اور آنکھ مظاہر قدرت کے مطالعہ کے لئے اس کی مدد نہ کریں۔ اسی طرح روحانی قوٰے کی کامل تربیت خارجی وحی کی مدد کے بغیر ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو جسمانی، ذہنی اور روحانی قوٰی عطا کئے ہیں لیکن یہ سب قوٰے کامل تربیت و ترقی کے لئے خارجی اسباب کے محتاج ہیں اور ان میں ایک خارجی وحی ہی ہے جس کو رُوح انسانی کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وحی ربانی کا نام رُوح رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اوحینا الیک روحا اور فرمایا یلقی الروح من امرہ۔

قرآن کریم میں انسان کی روحانی تربیت کا سامان

خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو تمام انسانیت کی رہبری کے لئے ہے انسان کی ہر ضرورت کے متعلق رہنمائی فرمائی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق دلائل و براہین دیکر انسانی دماغ کو روشن کیا ہے اور اس کی تڑپ کو دُور فرمایا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

نومولود اور عطیہ

حکیم قاضی عبدالرشید صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کنڈن سیان اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے ہاں پوتا تولد ہوا ہے۔ جس کا نام طاہر محمود رکھا گیا ہے۔ اس خوشی میں مبلغ تین روپیہ عطیہ اشاعت اسلام فنڈ کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

تبدیلی

محمد اقبال چغتائی صاحب صدر جماعت بہاولپور ڈویژن کی تبدیلی ہو گئی ہے اور اب ان کی خط و کتابت کا پتہ یہ ہے:—

محمد اقبال چغتائی صاحب۔ پوسٹل کلرک
ڈاکخانہ احمد پور شرقیہ۔ بہاولپور ڈویژن

کامیابی

خانپور سے عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ تحریر فرماتے ہیں کہ برخوردار عزیزہ محمود احمد نے ایل ایل بی کا اور بڑی لڑکی عزیزہ تسنیم اختر نے ۵۶۰ نمبر حاصل کر کے ایف اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور عزیزہ موصوفہ نے وظیفہ حاصل کیا ہے۔ چھوٹی لڑکی عزیزہ ثریا اختر نے میٹرک میں اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں تین روپے اشاعت اسلام فنڈ اور دو روپیہ ہومیو شفاخانہ خونتا آفتاب الدین مرحوم کے لئے ارسال کئے ہیں۔ بچے بچیوں کے لئے حسنات اوّل و آخر کے لئے دُعا فرماویں۔

دُعائے صحت

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری تحریر فرماتے ہیں کہ:— خاکسار کی صحت پچھلے دنوں سے اچھی نہیں، علاج جاری ہے۔ صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے خدمت دین

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

خاتم النبیین کی حقیقت

(قسط اوّل)

اس موضوع پر مفصّل بحث کرنیکی ضرورت

راولپنڈی کے جلسہ "میلاد النبی" میں مجھے خاتم النبیین کی حقیقت پر تقریر کرنیکا موقعہ ملا لیکن وقت اس قدر قلیل تھا کہ اس عظیم الشان موضوع کے تمام پہلوؤں پر کماحقہ روشنی ڈالنا ناممکن تھا مجبوراً میں نے نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف اس کے بعض پہلوؤں پر بحث کی اور وہ بھی ادھوری اس لئے مجھے خیال آیا کہ اخبار پیغام صلح کے ذریعہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کر دی جائے تا تمام لوگ اس سے مستفید ہو سکیں اور وہ دوست جو خود بھی اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اصل حقیقت پر آگاہی حاصل کرنے کے بعد اپنے غلط خیالات کی اصلاح کر سکیں، اللہ تعالےٰ ہی ہم سب کو حق جبکہ وہ کھل جائے قبول کرنے اور اس پر مستقل طور پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن کریم کی خصوصیّت

"خاتم النبیین" کا لفظ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں سورۃ الاحزاب ع۵ میں استعمال ہوا ہے اور سارے قرآن شریف میں صرف ایک ہی دفعہ اور وہ بھی صرف اسی جگہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اس حقیقت کو بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یہ لفظ بجز نبی کریم صلعم کے اور کسی نبی کے لئے استعمال نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا تھا اس کی وجہ آگے چل کر بتلائی جائے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی ذات کے ساتھ اس لقب کی ایسی خصوصیت ہے جس میں اور کوئی نبی آنحضرت صلعم کا شریک نہیں وہ کونسی خصوصیت ہے اس پر بھی روشنی آگے چل کر ڈالی جائے گی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اس کی حقیقت پر قرآن کریم کی متعدد آیات میں روشنی ڈالی گئی ہے جو اس کی کنہہ تک پہنچنے میں رہنمائی کا کام کرتی ہیں اور اس کے یقینی طور پر صحیح مفہوم تک رسائی حاصل کرنے میں ممد ہو سکتی ہیں اور قرآن کریم کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تعبیر کر دیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے القرآن یفسر بعضہ بعضا

اپنی کتاب قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالےٰ نے خود ہی فرماتا ہے ثم ان علینا بیانہ یعنی یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا ایک معنی تو اس آیت کے یہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ بوقت ضرورت جبکہ اس کا صحیح مفہوم عام طور پر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے ...... اپنے کسی خاص بندہ کو مبعوث کرتا ہے جس کے قلب صافی پر اپنی کتاب کا وہ حقیقی مفہوم القا کرتا ہے جو اس نے خود مدنظر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور جس کی زمانہ کو ضرورت بھی ہوتی ہے جیسا کہ وہ آل عمران ع۱ میں خود فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللّٰہ یعنی اللہ کے سوا اس کی اصل حقیقت کو کوئی نہیں جانتا، اس لئے انسانوں میں سے وہی انسان جان سکتا ہے جس کو وہ خود بتلائے اور ایسے ہی لوگوں کو اس نے راسخ فی العلم قرار دیا ہے اور انہی کے متعلق فرمایا ولا یمسہ الا المطھرون ہر انسان پر وہ اپنی کتاب کے حقائق منکشف نہیں کرتا بلکہ صرف انہی پر کرتا ہے جنہوں نے اپنے قلوب کو مکمل طور پر پاک کر لیا ہوتا ہے کیونکہ قرآن کریم خدائے پاک کا پاک کلام ہے اور پاک کو پاک سے ہی مناسبت ہوتی ہے۔

دوسرے معنی

اور دوسرے معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اہم موضوعات کی وضاحت مختلف رنگوں میں قرآن کریم کی متعدد آیات میں خود ہی کر دی ہے تا ان کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے اور اس کی طرف بھی انہی پاک علماء کا ذہن منتقل ہوتا ہے جو اپنی ھوی کی اتباع سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہیں اور آیت انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء کے ماتحت جن کے دل خشیت اللہ سے لبریز ہوتے ہیں اور سارے قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ امنا بہ کل من عند ربنا اس کی آیات میں تناقض پیدا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں

اس زمانہ میں خاتم النبیین کی حقیقت پر کس نے پردہ اٹھایا۔

لفظ خاتم النبیین بھی ایسا لفظ ہے جو نہایت ہی اہم مطالب پر مشتمل ہے اس لئے مندرجہ بالا اصل کے ماتحت اس کی وضاحت بھی ایک تو قرآن کریم کی متعدد آیات کے ذریعہ ضروری تھی اور دوسری طرف کسی ایسے مامور کے قلب صافی پر اس کی حقیقت کا انکشاف لازمی تھا جس کا بیان دوسروں پر حجت ہوتا اور جو معقولیت کے ساتھ اس کی حقیقت کے چہرہ سے ایسی صفائی سے پردہ اٹھاتا کہ وہ حقیقت برہنہ ہو کر سامنے آجاتی یہاں تک کہ کسی معقول اور منصف مزاج انسان کو اس کے قبول کرنے میں ذرہ بھر بھی تردد نہ ہوتا چنانچہ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بحیثیت مسیح موعودؑ مبعوث کر کے خاتم النبیین کی حقیقت ایسی صفائی سے واضح کی کہ تمام وہ الجھنیں دور ہو گئیں۔ جن میں مسلمان مدتوں سے پھنسے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کے متضاد خیالات

ایک طرف تو وہ حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی ماننے پر مجبور تھے اور دوسری طرف وہ بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بھی قائل تھے اور ان دونوں متضاد خیالات میں کوئی معقول تطبیق دینے سے کلیۃً عاجز تھے۔ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) نے ایسی معقول تطبیق دی کہ جس سے سمجھدار طبقہ کو ثلج قلب حاصل ہو گیا ورنہ مسلمانوں کا دوسرا عقیدہ یعنی حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آسمان سے آنے کا عقیدہ ایسا تھا کہ اس کی موجودگی میں حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کرنا بالکل محال ہے جیسا کہ آگے چل کر اس کی وضاحت ہو جائے گی۔

پس اسی علم کی روشنی میں جو خدا کا مامور لایا میں اس موضوع کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں گا وباللّٰہ التوفیق۔

آیت زیر بحث کے الفاظ یہ ہیں ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شیء علیما۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کے کسی مرد کے ساتھ رشتہ ابوت جسمانی کی نفی کی گئی ہے اس نفی سے چونکہ رشتہ ابوت روحانی کی نفی کا بھی احتمال پیدا ہوتا تھا اس لئے لفظ "لکن" کے ذریعہ اس احتمال کو اٹھا دیا گیا ہے اور اس کے بعد "رسول اللّٰہ" کا لفظ لا کر یہ بتلایا کہ آپؐ بحیثیت رسول ہونے کے تمام مومنوں کے روحانی باپ ہیں کیونکہ ہر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے لیکن اگر رسول اللہ کے لفظ پر اکتفا کیا جاتا تو اس سے آپ کی اپنی امت کے حق میں ابوت روحانی تو ثابت ہو جاتی تھی لیکن تین مزید احتمالات پیدا ہو جاتے تھے، ایک تو

یہ کہ پہلے تمام رسول چونکہ اپنی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے رہے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ انبیاء سابقین کی مانند اپنی قوم یعنی عربوں کی طرف ہی بطور رسول مبعوث ہوئے ہوں۔

دوسرا احتمال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء کی نبوت کا دامن ایک محدود زمانہ تک ممتد ہوتا تھا ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلعم کا دامن رسالت بھی محدود زمانہ تک ہی ممتد ہو اور اس کے بعد نیا رسول آجائے۔

تیسرا احتمال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جس طرح انبیاء سابقین کی امتوں میں بعض ان کمیوں کو پورا کرنے کے لئے جو ان انبیاء کی قوت قدسیہ یا ان کی شریعت میں پائی جاتی تھیں دوسرے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کی قوت قدسیہ یا آپؐ کی شریعت میں بھی نعوذ باللہ کوئی کمی ہو جس کو پورا کرنے کے لئے آپؐ کے بعد بھی آپؐ کی امت میں نبی مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آئے۔

مندرجہ بالا تینوں احتمالوں کو دور کرنے کے لئے لفظ رسول اللہ کے بعد لفظ "خاتم النبیین" کے الفاظ کا اضافہ کیا گیا جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلعم کی رسالت کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی ساری قوموں کے لئے ہے اور نہ ہی آپؐ کی رسالت کسی خاص زمانہ تک محدود ہے بلکہ اس کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور تیسرے یہ کہ آنحضور صلعم کی نبوت اپنے انتہائی کمال تک پہنچی ہوئی ہے اور آپؐ کی قوت قدسیہ اپنی تاثیر میں اس قدر زبردست ہے کہ کسی وقت بھی اس میں کمی نہیں آسکتی وہ برابر قیامت تک اپنا اثر دکھلاتی رہے گی۔ اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت اور ہدایت بھی انسانی راہنمائی کے لئے جس قدر سامان کی ضرورت ہے وہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ نہ کوئی سچائی اس سے باہر ہے اور نہ کسی مزید سچائی کو اس میں داخل کرنے کی گنجائش باقی ہے۔ جس طرح مادی سورج اپنی روشنی سے دنیا کو اس کے خاتمہ تک منور کرتا رہے گا اسی طرح یہ روحانی سورج بھی قیامت تک دلوں کو منور کرتا رہے گا کیونکہ اس کی نبوت کے اندر اس قدر نور بھرا ہوا ہے جس کا ذخیرہ کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے . . . . . . آپ کے بعد کسی اور نبی کو مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آ ہی نہیں سکتی۔ خلاصہ کلام یہ کہ لفظ خاتم النبیین کے اضافہ سے مندرجہ بالا تینوں احتمالات کا خاتمہ کر دیا ہے اور دوسرے تمام رسولوں کے مقابلہ میں آنحضور صلعم کو اس لحاظ سے ایک امتیازی حیثیت عطا کر دی ہے اور تمام قوموں کے اتحاد کے لئے آنحضور صلعم کی ذات مبارک کو ایک مرکزی نقطہ بنا دیا ہے جس پر تمام قومیں اپنے اپنے اختلافات کو الوداع کہہ کر باسانی جمع ہو سکتی ہیں بغیر اس کے کہ انہیں اپنے رسولوں کو چھوڑنا پڑے۔ انبیاء سابقین میں کوئی نبی بھی ایسا نہیں جو تمام قوموں کے اتحاد کا ذریعہ بن سکے کیونکہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اپنی مخصوص قوم کے سوا دوسری قوموں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے سکے یہ امتیاز صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے کہ وہ ساری قوموں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دے سکتے ہیں کیونکہ آپؐ سب کی طرف مبعوث ہیں۔

میرے مندرجہ بالا بیان پر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تمام آپ کے دعاوی ہیں جو بغیر ثبوت قبول نہیں کئے جا سکتے بے شک یہ معقول مطالبہ ہے جس کا پورا کرنا مجھ پر فرض ہے۔ جب تک میں واقعات اور قرآن کریم سے ان دعاوی کو ثابت نہ کروں اس وقت تک بے شک یہ قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کے متعلق ثبوت پیش کرنے سے قبل میں اس ہدایت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو اس آیت کے بعد کی آیات میں مسلمانوں کو اللہ تعالے کی طرف سے دی گئی ہے۔

الٰہی نعمت عظمٰی کی شکر گذاری کی تلقین

ظاہر ہے کہ وہ امت کیسی خوش نصیب امت ہے اور اللہ تعالے کا کتنا بڑا احسان اس پر ہے کہ اس کی دائمی راہنمائی کے لئے اسکو اتنا عظیم الشان رسول عطا کیا گیا ہے جس کی رسالت کی پاک تاثیرون کی کوئی انتہا ہی نہیں، وہ بحر بیکراں کی حیثیت رکھتی ہیں پس اس احسان عظیم اور اپنی اس نعمت عظمٰی کے ذکر کے بعد مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا کی اتنی بڑی نعمت کی قدر دانی کا ثبوت وہ اس طرح دیں کہ شکریہ کے طور پر خدا کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو جائیں۔ چنانچہ فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وسبحوہ بکرۃ واصیلا یعنے اے ایمان کا دعوے کرنے والو اللہ تعالے کے اس فضل و احسان کے عوض جو تم پر ہوا ہے اللہ تعالے کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو تا خدا تعالی کے اس اٹل قانون لان شکرتم لازیدنکم کے ماتحت تم اس نعمت سے پوری طرح متمتع ہو سکو اور اس عظیم الشان رسول کی فیض رسانی سے کامل طور پر مستفیض ہو سکو۔

شکر گذاری کا نتیجہ

پھر فرمایا ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما یعنی اگر تم اس نعمت الٰہی سے کما حقہ فائدہ اٹھاؤ گے اور خدا کی یاد میں لگ جاؤ گے تو یاد رکھو کہ تمہارا خدا تو ایسا رحیم و کریم خدا ہے جو تمہارے ادنے سے عمل کو بھی ضائع نہیں کرتا چہ جائیکہ وہ تمہاری اتنی بڑی قدر دانی کو ضائع کر دے۔ پس یاد رکھو کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو تمہارے ذکر کثیر اور دن رات کی تسبیح کے نتیجہ میں تم پر اپنی خاص اور عام رحمتوں کی بارش نازل کرے گا اور اس کے فرشتے بھی تمہاری روحانی ترقی کے راستوں کو صاف کرنے میں مصروف عمل ہو جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکلنا شروع ہو جاؤ گے گویا تمہاری تاریکی روشنی میں تبدیل ہوتی جائے گی حتےٰ کہ ایک وقت آئے گا کہ تم مجسم نور بن جاؤ گے اور اس نور کے ساتھ ہی تم دنیا میں چلو پھرو گے جیسا کہ سورۃ حدید میں فرمایا ویجعل لکم نوراً تمشون بہ

امت کے لئے بشارت

آیت کا یہ مفہوم ہر مسلمان کو یہ بشارت دیتا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں حضرت نبی کریم صلعم کا روحانی فرزند بن کر الٰہی رحمتوں کا وارث بن سکتا اور فرشتوں کی مدد حاصل کر سکتا ہے اور دوسرا مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر مسلمان بحیثیت جماعت تاریکیوں میں گھر جائیں اور وہ ان پر مسلط ہو جائیں تو اللہ تعالے انہیں اسی رسول پاک صلعم کی

مجدد دین کی ضرورت تاثیروں کے ذریعہ ان ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لانے کے سامان کر سکتا ہے یعنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کامل متبع کو آنحضور صلعم کے نور . . . . سے اتنا نور عطا کر دے گا جو اس کے زمانہ کی ظلمتوں کو دور کرنے کے لئے کافی ہوگا ایسے متبع کو شریعت مجدد اور محدث کے نام سے یاد کرتی ہے ایسے کامل متبع کی تائید میں فرشتے بھی لگ جاتے ہیں اور اس طرح وہ اپنے مقصد یعنے نور کے پھیلانے اور ظلمتوں کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ ایسی جماعت تیار ہو جاتی ہے جو ان نوروں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے اور اپنی زندگیوں کو شریعت کے مطابق ڈھال لیتی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے وقوع میں آتا ہے کہ اللہ تعالے کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ مومنوں کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے۔

سلامتی میں داخل کرنے کا وعدہ

پھر فرمایا تحیتھم یوم یلقونہ سلام واعد لھم اجراً کریما یعنی جب مومنوں کو اسی دنیا میں لقاء اللہ کا مقام حاصل ہو جاتا

ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے انسان کی پیدائش وقوع میں لائی گئی ہے تو خدا تعالےٰ کی طرف سے جو قیمتی تحفہ ان کو عطا کیا جاتا ہے وہ سلامتی کا تحفہ ہے یعنی لقاء اللہ کے مقام پر پہنچنے کے بعد وہ خدا کی حفاظت میں آجاتے ہیں اور شیطانی حملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور چاروں طرف سے سلامتی ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے خود شیطان بھی اپنے الفاظ الا عبادك منهم المخلصين میں اعتراف کرتا ہے کہ ایسے لوگوں پر حملہ آور ہونے سے باز رہے گا اور انہیں ضلالت کی راہ کی طرف لانے کی کوشش ترک کر دے گا اور یہی "سلامتی" کا مفہوم ہے اور ایسے کامیاب مومنوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے باعزت اور وافر اور قابل تعریف اور بہت زیادہ اور توقع سے زیادہ اجر تیار کیا ہوا ہے۔ کریم کے یہی معنی ہیں۔

نبی کریم صلعم کو خطاب

اس کے بعد نبی کریم صلعم کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یا ایھا النبی انا ارسلناك شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا. وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا۔ یعنی اے نبی ہم نے تجھ کو شاہد یعنی لوگوں کے اعمال کا نگران اور انہیں صحیح راستہ پر قائم رکھنے والا اور انہیں نیک اعمال کے بہترین نتائج کی بشارت دینے والا اور برے اعمال کے نتائج سے پیش از وقت آگاہ کرنے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والا اور روشن کر دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے اور ان لوگوں کو جو تجھ پر اور تیری لائی ہوئی کتاب پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں تو خوشخبری سنا دے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ملے گا۔

تین امور پر روشنی اور پہلا امر

اس آیت میں تین امور پر بطور نص صریح روشنی ڈالی گئی ہے ایک تو یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی جو صفات اس آیت میں بیان کی گئی ہیں وہ ان فرائض پر دلالت کرتی ہیں جو حضور صلعم نے بحیثیت "نبی" سرانجام دینے تھے اور چونکہ آنحضور صلعم قیامت تک کے لئے نبی ہیں، اس لئے اس آیت کی رُو سے قیامت تک ان تمام فرائض کا سرانجام دینا آپؐ کے ذمہ ہے اور ظاہر ہے کہ اتنی لمبی عمر تو آپؐ کو نہ مل سکتی تھی کہ آپؐ قیامت تک اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ رہ سکتے اور نہ ہی واقع میں ملی اس لئے ضروری ہوا کہ آپؐ کی اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو آنحضور صلعم کے بروز بن کر آپؐ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے ان تمام فرائض کو سرانجام دیتے رہیں اور چونکہ وہ بروز اور نائب خود آنحضرت صلعم کے فیض سے ہی پرورش یافتہ ہوں گے اس لئے ان کا کام حضرت نبی کریم صلعم کا ہی کام قرار دیا جائے گا۔

دوسرا امر

دوسرا امر جس پر اس آیت کا لفظ شاھد دلالت کر رہا ہے یہ ہے کہ امت پر ایسے اوقات بھی آئیں گے کہ ان کے عقائد اور اعمال میں اس قدر شدید بگاڑ راہ پا لے گا کہ ان کے درست کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ایسے انسان کو مامور بنا کر بھیجنے کی ضرورت پیش آ جائے گی جو حضرت نبی کریم صلعم کی صفت شاہد کا مظہر اتم ہو اور آنحضرت صلعم کی صفت سراجا منیرا کے ماتحت آنحضور صلعم کے نور سے ہی منور ہو۔

تیسرا امر

تیسرا امر جو اس آیت سے واضح ہو رہا ہے یہ ہے کہ خود امت میں سے ہی ایسے مصلح پیدا ہوتے رہیں گے باہر سے کسی کے آنے کی ضرورت نہیں پڑے گی جیسا کہ آیت کے الفاظ وبشر المؤمنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا واعد لھم اجرا کریما اس پر صاف دلالت کر رہے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ ولا تطع الکٰفرین والمنافقین ودع اذاھم وتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ وکیلا یعنی جب ایسے حالات پیش آئیں تو اے مسلمانو! کافروں اور منافقوں کے نقش قدم پر نہ چلنا وہ تمہیں صراط مستقیم سے دُور رکھنے کے لئے مختلف قسم کی تکالیف کا نشانہ تمہیں بنائیں گے لیکن ان کی ایذارسانی کی پرواہ قطعًا نہ کرنا اور خدا پر توکل رکھنا یاد رکھو کہ اللہ کافی کارساز ہے وہ تمہاری ہدایت اور کامیابی اور مشکلات سے نکلنے کے خود ہی سامان کر دیگا۔

خُلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں "خاتم النبیّین" کا لقب ذکر کرنے کے بعد جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب کا سب اس پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا فیض نبوت دائمی ہے اور آنحضور صلعم کے فیض سے ہی بعض مومن تیار ہوتے رہیں گے جو بوقت ضرورت امت کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتے رہیں گے اور ان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح فرماتے رہیں گے اور بشیر اور نذیر بن کر مومنوں کو بشارت دینے اور منکروں کو انذار کرتے رہیں گے اور لوگوں کو حق کی طرف بلانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ اور اس راہ میں تکالیف اور مصائب کا سامنا بڑی شجاعت اور استقلال سے کرتے رہیں گے اور خدائی تائید سے حقیقی کامیابی اور فلاح دارین کی راہ پر امت کو چلاتے رہیں گے بالفاظ دیگر "خاتم النبیّین" کی ہی تفسیر ہیں۔ اس سے قارئین کرام پر واضح ہو جائے گا کہ یہاں جن انعامات کا ذکر ہے وہی "انعامات" ہیں نبوت کے انعام کا کہیں بھی ذکر نہیں حالانکہ اگر یہ انعام بھی نبی کریم صلعم کی طفیل امت کو ملنے والا تھا تو اس کا تو خصوصیت سے ذکر ہونا چاہیئے تھا اتنا بڑا انعام کس طرح نظرانداز ہو سکتا تھا۔ تفصیل انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

قرآن کریم کی فصاحت کا تقاضا

اس کے بعد میں خاتم النبیّین کی حقیقت پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں لیکن اس سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ جبکہ "خاتم النبیّین" کے آخری نبی یا افضل نبی وغیرہ جو بھی معنی کئے جائیں اس میں رسول کا مفہوم لازمًا داخل ہے تو پھر "رسول اللہ" کا لفظ اس سے قبل کیوں لایا گیا قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا تقاضا تو یہ ہے کہ بغیر کسی خاص حکمت اور خاص ضرورت کے کوئی لفظ زائد استعمال نہ کرے اس لئے ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی ضرورت اور کونسی حکمت تھی جو لفظ "رسول" کے استعمال کی داعی بنی حالانکہ اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے لفظ خاتم النبیّین ہی کافی تھا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا مقام صرف مقام رسالت ہے

آیت میں "خاتم النبیّین" سے قبل "رسول اللہ" کا لفظ لانے کی حکمت سمجھنے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کے مقام پر آگاہ ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں دو جگہ آنحضور صلعم کے مقام کی تصریح کی گئی ہے ایک تو سورۃ آل عمران ع ۱۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل یعنی محمد صلعم صرف رسول ہی ہیں رسالت سے بڑھکر آپؐ کے اندر کوئی چیز نہیں آپؐ سے قبل بھی رسول گذر چکے ہیں ان کے احوال اور کارناموں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو اس سے تمہیں ان تمام کاموں کا صحیح اندازہ ہو جائے گا جو حضرت نبی کریم صلعم سرانجام دے سکتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام روحانی طور پر جس بلند سے بلند مقام پر اپنے کامل متبعین کو پہنچا سکتے تھے۔ اسی طرح سورۃ الاحقاف ع ۱ میں فرمایا قل ما کنت بدعا من الرسل اس بات کا اعلان کر دو کہ میں کوئی نئی قسم کا رسول نہیں ہوں کہ مجھ سے کسی ایسی بات کی توقع رکھو

جو پہلے رسول نہیں کر سکے یہ کچھ پہلے رسول کر سکتے تھے وہی میں کر سکتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر مجھ سے توقع رکھنا عبث ہے۔

انبیاء کس مقام تک پہنچا سکتے ہیں

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ قرآن کریم کی رُو سے انبیاء علیہم السلام روحانی طور پر اپنے کامل متبع کو کس بلند مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔ سورۃ آل عمران ع۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون یعنی کوئی بشر بھی ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ کتاب۔ حکم اور نبوۃ دے پھر وہ لوگوں کو یہ کہے کہ میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ رب سے تعلق رکھنے والے بن جاؤ یہ آیت نص صریح ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام جن میں حضرت نبی کریم صلعم بھی شامل ہیں اپنے متبعین کو صرف ربانی بنانے کے لئے آتے ہیں اب دیکھنے والی بات یہ رہ جاتی ہے کہ ربانی لوگوں کی کونسی قسم انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ تیار ہوتی ہے اول تو یہ مسلم ہے کہ جس قدر نبی حضرت نبی کریم صلعم جو نبیوں کی جماعت کے ایک فرد ہیں کس طرح ان حدود سے تجاوز کر سکتے ہیں جو ان کے لئے مقرر ہیں "نبی" بنانا تو خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے رسول تو صرف اس سے نچلے درجوں تک ہی اپنے متبعین کو پہنچا سکتے ہیں یہ وہ حد ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے مقرر ہے اگر حضرت نبی کریم صلعم رسالت سے بڑھکر اور کوئی مقام نہیں رکھتے جو صرف خدائی کا ہی مقام ہے اور وہ آپ کو حاصل نہیں تو ایسے مقام پر آپ اپنے متبع کو کس طرح پہنچا سکتے ہیں جو رسولوں کے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور صرف خدائی دائرہ اختیارات میں داخل ہے۔

دعویٰ قرآن کریم کی نصوص پر مبنی ہے

میرا یہ دعویٰ صرف میرے قیاس پر ہی مبنی نہیں بلکہ قرآن کریم نے خود اس کی وضاحت فرما دی ہے جیسا کہ سورۃ الحدید ع۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم یعنی اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ربانی بننے والوں کو سب سے بلند روحانی مقام جو مل سکتا ہے وہ صدیقیت اور شہادت کا مقام ہے صالحیت کا مقام چونکہ عالم روحانیت میں سب سے ادنےٰ مقام ہے اس لئے اس سیاق و سباق میں جہاں بلند مقاموں کا ذکر کیا جا رہا ہو اس کا ذکر مناسب نہ تھا البتہ دوسری جگہ اس کا ذکر بھی موجود ہے اس آیت میں "رسلہ" سے صرف آنحضرت صلعم سے قبل کے انبیاء مراد لینا آیت کے سیاق و سباق کے صریح منافی ہے کیونکہ یہاں امت محمدیہ کا ہی ذکر ہے پہلی امتوں کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہاں ایک اصول بیان کیا جا رہا ہے جس سے حضرت نبی کریم صلعم باہر نہیں رہ سکتے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ اصول بیان ہی حضرت نبی کریم صلعم کو اس کے ماتحت لانے کے لئے کیا گیا ہے ورنہ امت محمدیہ کے ذکر کے ضمن میں اس اصل کو بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ بلکہ اگر مزید غور سے دیکھا جائے تو اس آیت کا ماقبل و مابعد نہایت وضاحت سے مسیح موعود کے ذات کے ساتھ ہی مخصوص ہے اس لئے ایسے محل میں صدیقیت کو بلند سے بلند روحانی مقام بتلانا جو رسولوں کی اتباع کے نتیجہ میں مل سکتا ہے اس امر پر نص صریح ہے کہ مسیح موعود بھی نبوت کے نہیں بلکہ صدیقیت کے مقام پر ہی فائز ہوگا۔

تمام قرآن کا غور سے مطالعہ کر جاؤ ایک آیت بھی ایسی نہ ملے گی جو یہ بتلاتی ہو کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے نبوت مل سکتی ہے جس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے اس کا صحیح مفہوم میں پہلے ایک مضمون میں واضح کر چکا ہوں جس سے ایسا استدلال باطل ہو جاتا ہے اگر ضرورت پیش آئی تو دوبارہ وضاحت کر دی جائے گی۔

"رسول اللہ" کا لفظ پہلے لانے کی حکمت اور اس کی ضرورت

اب جبکہ اس بات کی تعیین ہو گئی کہ حضرت نبی کریم صلعم کا مقام صرف رسالت کا ہی مقام ہے اور رسول اپنے کامل متبع کو روحانی طور پر جس بلند سے بلند مقام پر پہنچا سکتے ہیں وہ صرف صدیقیت کا ہی مقام ہے تو ظاہر ہے آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما میں "رسول اللہ" کے لفظ سے اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ آنحضور صلعم بھی اپنی امت کو خدا کی طرف سے وہی انعام دلا سکتے ہیں جو پہلے رسول دلاتے رہے ہیں۔ اور اسی تعیین کے لئے اس لفظ کو لانے کی ضرورت تھی کیونکہ اس کے بغیر "خاتم النبیین" کا مفہوم بھی صحیح طور پر متعین نہیں ہو سکتا تھا۔

قرآن کریم کو نازل کرنے والا خدا چونکہ عالم الغیب خدا ہے وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں میں ایسا گروہ بھی پیدا ہوگا جو "خاتم النبیین" کے لقب سے یہ مفہوم نکالنے کی کوشش کرے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے انسان نبی بھی بن سکتا ہے اس لئے اس نے کمال حکمت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کو پہلے متعین کر کے "خاتم النبیین" کے لقب کو استعمال کیا تا مسلمانوں کو یہ ذہن نشان کرا دیا جائے کہ "خاتم النبیین" کے معنی کرنے میں آنحضور صلعم کی شان رسالت کو مدنظر رکھا جائے اس لقب کے مفہوم کے قفل کو کھولنے کے لئے شان رسالت ہی چابی ہے اگر اس لفظ کی تفسیر کرتے وقت شان رسالت کو مدنظر نہ رکھا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خاتم النبیین بننے کی وجہ سے آنحضور صلعم رسولوں کی جماعت کے فرد نہیں بلکہ ان سے اوپر کے کسی دائرہ میں داخل ہو گئے ہیں اور وہ دائرہ صرف خدائی کا ہی دائرہ ہے اور ایسا خیال کرنا صریح کفر ہے۔

منفی پہلو

یہ تو رسولوں کے اختیار کا مثبت پہلو ہے اس کا منفی پہلو یعنی یہ کہ وہ کیا نہیں بنا سکتے سورۃ نساء ع۹ میں بیان کیا گیا ہے فرمایا وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی رسول صرف مطاع ہی بنا کر بھیجا جاتا ہے یعنی وہ رسالت کسی کی اطاعت کے نتیجہ میں حاصل نہیں کیا کرتا جس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ براہ راست خدا کی طرف سے رسول بنایا جاتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ خدا کے رسول اپنے کسی متبع کو رسول نہیں بنا سکتے رسولوں کے دائرہ اختیار سے یہ بات باہر ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے بعد لقب "خاتم النبیین" کیوں لایا گیا ہے اس کا تفصیلی جواب تو انشاء اللہ آئندہ قسط میں دیا جائیگا اس جگہ اتنا اشارہ کافی ہے کہ جس طرح ابوت جسمانی کی نفی سے ابوت روحانی کی نفی کا وہم پیدا ہوتا تھا اس کو دفع کرنے کے لئے ولکن رسول اللہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسی طرح رسول اللہ کے لفظ سے تین احتمالات مزید پیدا ہوتے تھے ان کو "خاتم النبیین" کے لفظ سے دور کیا گیا ہے کس طرح دور کیا گیا ہے اس کی تفصیل کے لئے آئندہ قسط کا انتظار کیا جائے۔

مرتبہ مظفر بیگ ساطع صاحب مبلغ اسلام (انگلینڈ)

ایک قادیانی بزرگ کا قبولِ حق

9/62-۱۰ دوپہر کے وقت ایک بزرگ میری ملاقات کے لئے تشریف لائے اور اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ ان کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا۔ خلیفہ ربوہ نے تحقیقاتی عدالت میں جو بیانات دیئے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب نے اپنے سابقہ عقائد سے اپنی خیریت سمجھی۔ انہوں نے کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان قرار دیا۔ ان سے رشتہ ناطہ اور ان کی نماز جنازہ سے متعلق اپنے شدید سابقہ عقائد کا رنگ مطلق پھیکا کر کے رکھ دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں۔ گویا قادیانی نبوت کی خود ساختہ عمارت خود خلیفہ صاحب کے ہاتھوں دھڑام سے نیچے آ رہی۔ آخر میں نے ۲۲ راگست ۱۹۵۷ء لائلپور کے "اعلان" اور "غریب" اخبار میں "خلافت ربوہ" سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اپنے بیٹے محمد اسلم خان ایم ایس۔سی جو نیروبی افریقہ میں پروفیسر ہے خط و کتابت شروع کر دی کہ وہ بھی ملازمت ربوہ سے علیحدہ ہو جائے۔ بیرسٹر نے اپنے نام پیغام صلح جاری کر رکھا ہے۔ پیغام صلح کے بلند پایہ مضامین نے میری آنکھیں کھول دیں اور میں نے بہت سی چیزیں پیغام صلح سے نقل کر کے اپنے بیٹے کو بھیجیں۔ حضرت شیخ میاں محمد صاحب نے خلیفہ صاحب ربوہ کے نام جو کھلی چھٹی شائع کی تھی۔ اس چھٹی نے بھی قادیانی کیمپ میں بہت کچھ ہلچل پیدا کی تھی۔ چنانچہ ہمارے ہاں بھی ایک قادیانی مبلغ تشریف لائے تھے اور اپنی جماعت کے چند دوستوں کو میرے پاس بھیجا کہ کھلی چٹھی کی جو کاپی آپ کے پاس ہے وہ ہمیں دے دیں۔ ہمیں مرکز سے ہدایت ہوئی ہے کہ تمام جماعتوں میں دورے کر کے یہ چٹھیاں حاصل کی جائیں۔ میں نے چٹھی دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے اس چٹھی کا جواب دکھایا گیا تو میں نے قادیانی دوستوں کو کہا کہ تم خود ہی ایمانداری سے کہو کہ کیا یہ جواب ہمارے ضمیر کو مطمئن کر سکتا ہے؟

محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت لائلپور کا ایک رقعہ مجھے ملا کہ رقعہ دیکھتے ہی آ کر مجھ سے ملاقات کریں۔ میں ان سے ملنے نہیں گیا۔ اب آپ سے ملنے آیا ہوں۔ میں نے شکریہ ادا کرنے کے بعد عرض کیا کہ جب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے اور حق آپ پر آشکارا ہو چکا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے احمدیہ جماعت لاہور میں ابھی تک شمولیت اختیار نہیں کی؟

فرمانے لگے میرے چند قادیانی دوست ہیں جو شرط لگاتے ہیں کہ اگر آپ کی اولاد احمدیہ جماعت لاہور میں شامل ہو جائے تو ہم بھی شمولیت اختیار کر لیں گے۔ میں اپنے افریقہ والے بیٹے سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ وہ مان گیا تو ہم سب اکٹھے بیعت کر لیں گے۔ اس پر میں نے عرض کیا آپ تعلیم یافتہ بزرگ ہیں اور اسلامی تعلیمات سے واقف ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُمت نے تو یہ شرط نہیں لگائی کہ پہلے اپنے باپ کو سیدھا کر لیں پھر ہم بیعت کریں گے۔ حضرت نوح کے ساتھیوں نے یہ نہیں کہا کہ پہلے اپنے بیٹے کو سیدھے راستے پر لے آئیں پھر ہم بھی مان لیں گے۔ اسی طرح حضرت لوطؑ کی بیوی اور حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا حال تھا۔ آپ اولاد کی شرط کیوں لگاتے ہیں۔ آپ صرف اپنے نفس کے ذمہ دار ہیں۔ خدا نخواستہ اگر اولاد نہ مانی تو پھر آپ بے نصیب ہی رخصت ہوں گے؟ آخری عمر ہے کیا پتہ کب موت آ جائے۔ اس پر اس سعید بزرگ نے جھٹ سے قلم اٹھا کر "اعلانِ بیعت" کے عنوان سے ایک تحریر میرے حوالے کر دی جو درج ذیل ہے:۔

اعلانِ بیعت

۲۲ راگست ۱۹۵۷ء کو میں نے روزنامہ اعلان لائل پور و غریب اخبار لائلپور میں خلافت ربوہ سے علیحدگی کا اعلان شائع کرایا تھا۔ اس کے بعد میں متواتر تحقیق حالات کرتا رہا۔ آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ احمدیہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح جانشین ہے۔ اور خلیفہ ربوہ کے عقائد بالکل غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ آج کی تاریخ سے میں، باقاعدہ طور پر احمدیہ جماعت لاہور میں شمولیت اختیار کرتا ہوں۔ اللہ کریم مجھے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق دے۔ میرا ایک بیٹا محمد اسلم خان ایم ایس سی نیروبی افریقہ میں پروفیسر ہے میں اس سے بھی خط و کتابت کر رہا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو بھی میری طرح حق شناسی کی توفیق دے۔ آمین

عبدالعزیز خان۔ سابق برانچ پوسٹماسٹر
چک ۲۰۶/ گ ب شہباز پور۔
تحصیل و ضلع لائلپور
10-9-62

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

کا مزید موقعہ عنایت فرمائے۔

دعائے مغفرت

—— راولپنڈی سے فخر الدین احمد صاحب رقم فرماتے ہیں :۔

(۱) ۔ شیخ فضل الرحمان صاحب قبلہ گورداسپوری کے داماد شیخ فضل الٰہی صاحب مالک پرنس ہوٹل لاہور 9/62-۱۴ کو البرٹ وکٹر ہسپتال لاہور میں رحلت پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔

قبلہ شیخ فضل الرحمٰن صاحب آج کل لاہور ہی ہیں ان کی صاحبزادی سادات سٹریٹ میں رہتی ہیں۔ میں اس صدمہ میں ان سے دلی ہمدردی ہے۔

(۲) بابو دوست محمد صاحب ولیم راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ نے جو ایک مدت سے دماغی امراض میں مبتلا تھیں 9/62-۴ کو ہسپتال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب سلسلہ سے جنازہ غائبانہ کی درخواست کی جاتی ہے۔

کتابچہ زکوٰۃ شائع ہو گیا

انجمن نے زکوٰۃ کے مسائل پر ایک کتابچہ شائع کیا ہے جن اصحاب کو ضرورت ہو وہ خط لکھ کر منگوا لیں۔ پتہ :۔

افسر انچارج صیغہ نشر و اشاعت۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ضروری اِطلاع

انجمن نے شعبہ "رشتہ و ناطہ" کا قیام قوم کے فائدہ کے لئے فرمایا ہے۔ اس کام کو محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈار کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ باقاعدہ اس مقصد کے لئے رجسٹر کھول دیں گے۔ لہذا جملہ ضرورت مند احباب جماعت شیخ صاحب موصوف سے اس موضوع پر خط و کتابت کریں۔

احمد یار۔ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جماعت بدوملہی اور میری آپ بیتی

شیخ اللہ بخش صاحب از بدوملہی

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذارش ہے۔ فدوی نے ۱۶۔۱۹۱۵ء میں حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت قادیانی جماعت کی طرف سے پروپیگنڈا ہو رہا تھا کہ یہ پوری جماعت کے دو چار آدمی ہیں۔ جو کہ مرکز سے نکال دیئے گئے ہیں۔ انہی دنوں ہماری خوش قسمتی سے میر مدثر شاہ صاحب مرحوم اور مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح تشریف لائے۔ اختلافات پر لیکچر شروع کر دیئے۔ اب قادیانی جماعت کے درجن علماء آموجود ہوئے تین دن تک مناظرہ ہوتا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ میر مدثر شاہ صاحب نے درجن علماء کو اس طرح پچھاڑا۔ کہ عوام نے سمجھ لیا کہ حق کس طرف ہے۔ اس کے بعد تقریباً ۱۹۴۷ء تک یہ حال رہا کہ بدوملہی میں ہر سال کہیں قادیانی جماعت سے مناظرہ ہو رہا ہے اور کہیں آریہ سماج سے اور کہیں عیسائیوں سے اور کبھی غیر از جماعت بھائیوں سے مناظرہ۔ کبھی اپنا جلسہ ہو رہا ہے۔ جس میں حضرت امیر مرحوم اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب! مولوی عبدالحق صاحب ! موتی بکھیر رہے ہیں۔ کہیں مولوی احمد یار صاحب اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع گرج رہے ہیں۔

آہ! وہ زمانہ کہاں گیا۔ کہ بدوملہی میں میر عابد علی شاہ صاحب مرحوم۔ چوہدری سرفراز خاں صاحب مرحوم (جو ابتدائی ۳۱۳ کی جماعت میں تھے) اور چوہدری غلام حیدر خان صاحب اور مرکز میں حضرت امیر مرحوم رحمۃ اللہ علیہ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم موجود تھے۔ وہ بزرگوار ہستیاں اور جلسہ سالانہ پر شیخ صاحبان لائلپوری اور شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی۔ میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ والے موجود ہوتے۔ جلسہ پر ان صاحبوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ نور ہی نور ہے۔ جو سمندر کی شکل میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

بدوملہی میں میر عابد علی شاہ صاحب مرحوم خاندان سادات میں سے تھے۔ آپ نے بذریعہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ تو آپ کو الہام ہوا۔ کہ مولانا مولوی محمد علی صاحب حق پر ہیں۔

چوہدری سرفراز خاں صاحب! مرحوم رئیس بدوملہی نہایت وجاہت کے مالک تھے۔ لیکن جس وقت جلسہ سالانہ قریب ہوتا۔ جھولی کر کے گدائی کرتے اگر کسی نے حقیر سی رقم بھی دی تو وہ بھی لے لیتے۔ اور جلسہ فنڈ میں دے دیتے۔ اب میری حالت سنئے:۔

بیعت تو میں نے کر لی۔ تمام برادری میں کہرام مچ گیا۔ کہیں میرے سسرال کو بھڑکایا گیا۔ کہیں رشتہ داروں کی طرف سے بائیکاٹ کی دھمکی دی گئی۔

ایک دن میں اپنی اہلیہ صاحبہ مرحومہ کے ساتھ اپنے سسرال گیا۔ تو میرے سالے نے کہا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ تم کافر ہو گئے۔ اور اپنی ہمشیرہ کو روک لیا۔ لیکن میری اہلیہ جب وہ گھر سے باہر چلا گیا۔ میرے ساتھ آگئی۔ اس کے بعد میں نے اپنے بڑے لڑکے کی منگنی کی تمام برادری میں آگ لگ گئی۔ کہ تم احمدی ترہو۔ لیکن لڑکا انکار کر دیوے۔ میں نے ان کو کہا۔ اگر تمام رشتہ داریاں چھوٹ جائیں یہ نہیں ہوسکتا۔ خیر رشتہ سے جواب ہو گیا۔ خدا تعالےٰ نے کشمیر سے رشتہ گھر بھیج دیا۔

ایک دن میری اہلیہ مرحومہ رشتہ داروں کے گھر گئی۔ انہوں نے کہا۔ تم نے کونسا گندا مذہب پکڑا ہوا ہے۔ وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلی آئی۔ رات کو رؤیا دیکھا:۔

دو تخت ہیں۔ ان کے سامنے پھولوں کے ڈھیر ہیں۔ سامنے بہت سی خلقت بیٹھی ہوئی ہے وہاں ایک برقعہ والی عورت ہے یا مرد ہے اس سے پوچھا۔ کہ وہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر بیٹھے ہیں۔ دوسرے تخت پر کون ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ جواب ملا۔ کہ بہت جاہل اور بے وقوف ہیں جو آپ کو کافر کہتے ہیں۔ پھر اہلیہ صاحبہ نے اس سے کہا۔ کہ کیا وجہ خلقت کے آگے پھول نہیں۔ تو جواب دیا گیا۔ کہ جب تک ان دونوں کی طرف سے خوشبو ہو کر نہ جاوے۔ خلقت کی طرف سے نہیں جاسکتی دونوں بزرگ پڑھ رہے ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ وسبحان اللہ العظیم۔

جب چوہدری سرفراز خاں صاحب! فوت ہوئے تو رویا دیکھا کہ:۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور چوہدری سرفراز خاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری اہلیہ مرحومہ کو دیکھ کر چوہدری صاحب مرحوم فرمانے لگے۔ کہ بچہ اس طرف کی تبلیغ کرو۔ بچہ اس طرف کی تبلیغ کرو۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ غرض کیا کسی طرف آپ نے فرمایا۔ جس طرف تم ہو۔ اب میری ایک لڑکی جو اہلحدیث کے گھر بیاہی ہوئی ہے۔ اس نے استخارہ کیا۔ تو جماعت کو نور ہی نور دیکھائی گئی۔ لیکن ربوی جماعت کی حالت نہایت ہی بُری دیکھی گئی۔

حضرت امیر مرحوم کی فوتیدگی کے وقت ہنگامہ دیکھا ۱۹۵۳ء میں مارشل لا دیکھا۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں کسی قسم کا قدم نہیں ڈگمگایا پھر جماعت میں قائدوں کے جھگڑے ہوتے رہے۔ جس سے ہمارے دل زخمی ہو گئے۔

مؤرخ یہ لکھے گا۔ کہ میاں محمد صاحب باوجود فراخی رزق کے جماعت کا درد رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سے تبلیغ کا کام لیوے۔ بلکہ ایک مشن ہالینڈ میں کھول رکھا ہے۔

ڈاکٹر غلام محمد صاحب میں جماعت کا اسقدر درد تھا کہ ایک پیسہ بھی جماعت کا ضائع ہوتا دیکھ نہیں سکتے تھے اور حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ جنہوں نے انگلینڈ اور جرمنی میں پاک دامنی سے تبلیغ کی۔ بلکہ جرمن مسجد کے معمار بھی ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ہماری جماعت میں مولوی محمد رمضان بیٹا صاحب نے ایک واقعہ سنایا۔ جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ درج ذیل ہے:۔

میرے رشتہ دار فیروز دین نامی جو کہ تحصیل سیالکوٹ اڈا پسروریاں حویلی پنڈتاں میں رہتے ہیں۔ ان کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ میں نے ان کو کہا کہ دعا کریں کہ زمانہ کا امام معلوم ہو۔ انہوں نے دعا کی۔ رؤیا دیکھا کہ:۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے۔ ان کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہیں زمانہ کے امام۔ جس وقت پھر اس کے پاس گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں نے زمانہ کے امام کو دیکھا ہے۔ لیکن وہ نظر نہیں آسکے۔ میں نے حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو پکار اٹھا کہ یہی وہ امام الزمان ہیں۔ وہ لاہور کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ لیکن ربوی جماعت کے احباب کو کہنے لگے۔ ہماری جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ پھر انہوں نے رؤیا دیکھا:۔

کہ ایک مینار جس میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں۔ وہ ان کو کھولتے ہیں۔ کوئی نہیں کھلتی۔ ایک کھڑکی کھلی جس میں ان کو لاہور نظر آیا۔

اب بدوملہی کا حال سنئے۔ وہ بزرگوں والی بستی

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے پیچھے)

آپ کے خطوط

اظہارِ حقیقت

مکرمی! بندہ کے والدین احمدی تھے اس لئے بندہ پیدائشی احمدی ہے۔ بمقام گھٹیاں ضلع سیالکوٹ بھالا پر جماعت احمدیہ ربوہ کے افراد کی بہت بڑی کثرت ہے۔ ۳۸-۱۹۳۹ء میں بندہ نے اپنے محلہ کی مسجد میں رات کو خواب میں میر محمد اسحاق مرحوم اور حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا۔ جو کچھ نظارہ میرے دیکھنے میں آیا اسی طرح ہی حقیقت حال کو قادیان جا کر پایا۔ میر سید محمد اسحاق بڑے اعلیٰ پایہ کے نیک اور مخلص انسان تھے انسانیت کے ہمدرد اور رسول اللہ کے سچے عاشق تھے اُن کی وفات تک بندہ ان کی خدمت میں رہا بڑے امن چین سے زندگی کے دن گذارے۔ اُن کا فرمان تھا کہ حق بات کہنے سے گریز نہیں کرنا چاہیئے اس لئے جب نظام جماعت کے کسی چھوٹے بڑے کارکن کی غلط بات مجھے دیکھنے میں آئی یا کسی بھی غریب سے ناحق بدسلوکی کرنے کا رنگ ظالمانہ دیکھا تو بہت برا محسوس کیا۔ بلکہ بائیکاٹ وغیرہ کا نظام جماعت کا رویہ خلاف تعلیم اسلام کے مجھے نظر آیا تو حق بات کہنے سے گریز نہ کیا۔ میر محمد اسحاق مرحوم کی وفات کے بعد مجھے پریشان کرنا شروع کیا گیا۔ طرح طرح کی جھوٹی باتیں بنا کر بدنام کرنے اور اپنی ذاتی عداوت کو مذہبی رنگ دے کر ہر طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ اگر بیان کروں تو کتاب کی شکل بن جاتی ہے جو قادیان میں دروغ گو ظالموں نے سلوک کیا خدا بہتر جانتا ہے مظلوم کا حامی و ناصر خدا کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ نظام قادیان ربوہ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔ ناحق میرا سخت سوشل بائیکاٹ کر کے انسانی حقوق سلب کئے گئے اور غلط پراپیگنڈہ سے کام لیا گیا۔ لاہور جماعت احمدیہ سے دس سال سے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے ذریعے سے تعلق پیدا ہوا ہے اُن کے ارشاد کے مطابق خالص دینی لٹریچر کتابیں، امام زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا پیغام ہر خاص و عام اور حق کے طالبوں تک پہنچانے کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔ اہل ربوہ نے حسد و کینہ سے منصوبہ خلافت ۱۹۵۶ء میں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے میرا نام سامنے رکھا اور مجھے بدنام اور ذلیل کرنے کے لئے اپنی جماعتوں میں پوری پوری کوشش کی اور وہ خود بدنام ہو گئے۔ اور منصوبہ خلافت میں ناکام ثابت ہوئے۔ اور انشاء اللہ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ان کو خاص ہدایت دے۔ نیز اہل لاہور کے برسراقتدار لوگوں نے بندہ مظلوم کی حمایت سے گریز کیا۔ دروغ گو ظالموں سے خوف کھایا اور اب جبکہ حقیقت برسرعام آچکی ہے تو حق و باطل کی امتیاز کرنی چاہیئے تاکہ عام دنیا کو علم ہو جائے کہ کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ عرصہ سے میرا نظام جماعت احمدیہ ربوہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے اہل ربوہ جماعت کے افراد کو مجھے پریشان کرنے کا کوئی حق نہیں اور نہ بائیکاٹ کرنے کا کوئی حق ہے۔ میں اہل ربوہ کے برسراقتدار لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جماعتوں کو آگاہ کریں اور ہدایت دیں کہ وہ کسی قسم کے جائز یا ناجائز طریقہ سے مجھے تنگ کرنے کی کوشش نہ کریں۔

خاکسار — حاجی اللہ رکھا مومن لاہور

رفتارِ عالم

—— حکومت برطانیہ دولت مشترکہ اور یورپی منڈی میں شامل ممالک کے درمیان اعلیٰ سطح کی کانفرنس کے بارے میں صدر ایوب کی تجویز کو اس حد تک قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ کہ وہ دولت مشترکہ کے رکن ممالک کو یورپی منڈی کے ملکوں سے براہ راست رابطہ قائم کرنے سے نہیں روکے گی۔ صدر ایوب نے اس توقع کا اظہار اعادہ کیا ہے کہ حکومت برطانیہ دولت مشترکہ میں شامل ہوتے وقت نہ صرف اپنے فوائد و نقصانات کا موازنہ کرے گی بلکہ دولت مشترکہ کے ترقی پذیر ممالک پر اس کے اثرات کا بھی خیال رکھے گی۔

—— پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن اگلے سال کے دوران خلائی تحقیقات کے پروگرام کے تحت ایک سو راکٹ خلا میں چھوڑے گا۔

—— چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے اعلان کیا ہے کہ نوّے فیصدی متروکہ جائداد فروخت کر دی گئی ہے۔ باقی دس فیصدی نیلام عام کے ذریعہ فروخت کر دی جائے گی باقی ماندہ معمّر، بیوہ، یتیم یا معذور مہاجرین میں مفت تقسیم کر دی جائے گی۔

—— پولیس پیرس نے اعلان کیا ہے کہ صدر ڈیگال کے خلاف سازش قتل کے سرغنہ کو کل رات گرفتار کر لیا گیا لیکن اس نے خودکشی کر لی ہے۔

—— بھارت کے وزیر دفاع نے چین سے ملحقہ سرحد پر نازک صورت حال پیدا ہو جانے کی وجہ سے نیو یارک کو روانگی ملتوی کر دی ہے۔

—— ملایا کے وزیر اعظم دس روز کے دورے پر ۱۰ اکتوبر کو کراچی پہنچیں گے۔

—— مغربی پاکستان کے جنوبی علاقوں پر شدید بارش سے مواصلات کا نظام درہم ہو گیا۔ دریاؤں میں پانی بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔

—— صدر آزاد کشمیر نے کہا ہے کہ بھارتی حکومت اپنے کسی حربے سے کشمیریوں کی آزادی کے مقصد کو کمزور نہیں کر سکتی۔

—— لنکا کے سابق وزیر اور پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر آر جی سنانڈ نے کہا ہے کہ ہندوستان لنکا میں بسنے والے ہندوستانیوں کے حقوق کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ خود اس نے کشمیر میں رائے شماری کرانے سے انکار کر دیا ہے جس کا مطالبہ کشمیری کر رہے ہیں اور جس کے لئے اقوام متحدہ نے قرارداد میں منظور کی تھیں۔

—— انڈونیشیا کے مشہور باغی لیڈر اسکارمی مرجان کارتو سوریجو اور ان کے پانچ ساتھیوں کو گولی مار دی گئی ہے۔

—— برطانیہ میں مقیم کشمیریوں نے مار برو ہاؤس کے سامنے جہاں وزرائے اعظم دولت مشترکہ کی کانفرنس ہو رہی ہے آزادی کشمیر کے حق میں نعرے لگائے مظاہرے کئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں سیاہ جھنڈیاں اور تختیاں اٹھا رکھی تھیں۔

—— جاکرتا کے چوتھے ایشیائی کھیلوں میں حصہ لینے والے فاتح کھلاڑیوں کی جماعت کے قائد نے آج حکومت سے اپیل کی ہے کہ ملک میں کھیلوں کی ترقی اور نگرانی کے لئے علیحدہ وزارت قائم کی جائے۔

—— محتاط اندازہ سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں سالانہ ایک لاکھ انسانی جانیں ملیریا کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔

—— تعلیمی کمیشن کی رپورٹ کے خلاف ملک گیر احتجاج کے پیش نظر حکومت اس میں ضروری تبدیلیاں کر دے گی۔ اس مقصد کے لئے اعلیٰ ماہرین تعلیم میں گذشتہ چند روز سے صلاح مشورہ جاری ہے حکومت مشرقی پاکستان نے طلباء کے مطالبات کی حمایت کی ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ تعلیمی کمیشن کی سفارشات ناقابل عمل ہیں اس کے برعکس حکومت مغربی پاکستان کمیشن کی سفارشات کی زور شور سے حمایت کر دی ہے۔

—— مسٹر خالد الاعظم نے شام کی نئی کابینہ تشکیل کر لی ہے۔ اس میں اکیس وزیر شامل کئے گئے ہیں۔

—— صدر ایوب خاں نے دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی توجہ مسئلہ کشمیر کی طرف مبذول کروائی۔ اور ان سے کہا کہ اس مسئلہ کے بارے میں اپنے دل ٹٹولیں۔

—— مرکزی وزیر تعلیم نے فلمی صنعت کاروں سے ایسی فلمیں بنانے کی اپیل کی ہے جو عوام میں حب الوطنی انسان دوستی کے جذبات کو ابھاریں۔ اور پاکستان کے ثقافتی اور معاشرتی پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

—— لاہور کے ڈپٹی کمشنر میاں محمد شفیع نے اپنے دفتر کے تمام شعبوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ تمام سرکاری خط و کتابت نوٹنگ اور ڈرافٹنگ کے لئے اردو کو ذریعہ تحریر بنائیں۔

—— مغربی پاکستان کے وزیر خزانہ اپنے لڑکے کی شدید علالت کی وجہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

آپ بیتی

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

میر عابد علی شاہ صاحب مرحوم - چوہدری سرفراز خانصاحب مرحوم - چوہدری غلام حمید خاں صاحب مرحوم والی باتیں تو نہیں - لیکن پھر بھی کوٹ والی مسجد میں جناب ہیڈ ماسٹر .... عبدالحفیظ بٹ صاحب جمعہ پڑھاتے ہیں - اور صبح قرآن شریف کا درس دیتے ہیں - مولوی مسیح الزماں صاحب بدوملہی میں جمعہ پڑھاتے ہیں - اگر میں ماسٹر عبدالغنی صاحب کا ذکر نہ کروں - تو احسان فراموش ہوں گا - آپ کا گھر بالکل مسجد کے قریب واقعہ ہے تین نمازوں میں خصوصاً شام - عشا اور صبح بلا ناغہ شامل ہو کر نماز پڑھاتے ہیں - صبح کو قرآن شریف کا درس اور رات کو نماز عشاء کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیتے ہیں - نماز تراویح آپ تمام رمضان شریف میں پڑھاتے رہے - آپ محض للہ جماعت کی خدمت کرتے ہیں - جس کے ہم نہایت مشکور ہیں - اور جماعت کے خزانچی بھی آپ ہی ہیں - اللہ تعالٰے آپ کی عمر دراز فرمائے اور خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرمائے - آمین -

والسلام

شیخ اللہ بخش - بدوملہی ضلع سیالکوٹ

پیغام صلح ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۶

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ - { شیخ محمد انعام الحق صاحب - مکان نمبر ۱۰۰۱/۱ ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ - حیدرآباد دکن (بھارت)

ہم کو بھی ہیں سلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۴۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

زر مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۷

معجزات آنحضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کردہ معجزوں سے بڑھ کر معجزہ تو یہ تھا کہ جس غرض کیلئے آئے تھے اُسے پورا کر گئے یہ ایسی بےنظیر کامیابی ہے کہ اسکی نظیر کسی دوسرے نبی میں کامل طور سے نہیں پائی جاتی حضرت موسیٰ بھی رستے میں مر گئے۔ اور حضرت مسیحؑ کی کامیابی تو انکے حواریوں کے سلوک سے ہویدا ہے۔ ہاں آپکو ہی یہ شان حاصل ہوئی کہ جب گئے تو رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا یعنی دین اللہ میں فوجوں کی فوجیں دیکھ لیں۔

دوسرا معجزہ تبدیل اخلاق ہے کیا تو وہ اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا چارپایوں سے بھی بدتر تھے یا یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ رات نمازوں میں گذارنے والے ہو گئے۔

تیسرا معجزہ۔ آپؐ کی غیر منقطع برکات ہیں کل نبیوں کے فیوض کے چشمے بند ہو گئے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمۂ فیض ابد تک جاری ہے چنانچہ اسی چشمہ سے پی کر ایک مسیح موعود اس اُمت میں ظاہر ہوا۔ چوتھی یہ بات بھی آپ ہی سے خاص ہے کہ کسی نبی کے لئے اس کی قوم ہر وقت دعائیں نہیں کرتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں نماز میں مشغول رہتی ہے اور پڑھتی ہے:۔ اللھم صل علی محمد اس کے نتائج برکات کے رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں چنانچہ انہی میں سے سلسلہ مکالمات الٰہی ہے جو اُمت کو دیا جاتا ہے

(بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء)

بحر حکمت کے موتی

سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضؓ قال قلت یا رسول اللہ قل لی فی الاسلام قولا لا اسال عنہ احدا بعدک قال قل اٰمنت باللہ ثم استقم

(مسلم بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اسلام کی بابت مجھے ایسی بات بتا دیجئے کہ اس کے متعلق پھر آپؐ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے حضورؐ نے فرمایا کہو میں اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا اور پھر اسی پر قائم رہو۔

نوٹ:۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۝ نحن اولیٰؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ۝ نزلا من غفور رحیم۔

(سورۃ حٰمٓ آیات ۳۰ تا ۳۲)

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جسمانی اور روحانی پر ایمان اور اس پر استقامت کا پھل جو دنیا میں ملتا ہے وہ مومن کو جنت ارضی عطا کر دیتا ہے۔ اور یہ ایمان اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر اتنا مضبوط ہو کہ مومن صفات الٰہی کے رنگ میں رنگین ہو جائے خدا تعالےٰ سے شرف ہمکلامی۔ کشوف و رؤیا صالح سے نوازا جائے[۲۴]

۲۴ خدا تعالےٰ نے کو گوسالہ سامری نہ سمجھا جائے جو لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا۔ (اعراف ۱۴۸) وہ خدا اب بھی جسے چاہے بناتا ہے کلیم و اب بھی ام

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

ہندوستان

ترجمہ خط محی الدین کوٹی پنیا لقمہ کال پکنجیری۔ تبرور۔ کربلا۔
جنوبی ہندوستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں اسلام کے متعلق جاننا چاہتا ہوں خصوصاً احمدیت کے متعلق معلومات درکار ہیں۔ امید ہے کہ آپ مجھے اس نیک کام میں مدد دیں گے اور مفید لٹریچر اور کتابیں اس مقصد کے لئے ارسال کریں گے۔

جواب کے منتظر

(۲)

ترجمہ خط۔ ایم۔ آیا سوامی پلے۔ کیرالا سٹیٹ

جناب عالی۔

میں انڈیا میں کیرالا یونیورسٹی کا طالب علم ہوں اور مجھے مذہب اسلام سے گہری دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں یقیناً اسلام ہی ایک درخشندہ مذہب ہے جو رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن مجھے اسلام اور احمدیت کے متعلق تفصیلی علم نہیں ہے اس لئے آپ مجھے چند کتابیں اسلام کے بارہ میں ارسال کریں تاکہ میں اسلامی تعلیمات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر سکوں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر عبد الحمید ادلا۔ نائیجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مجھے آپ کا اپریل ۱۹۶۲ء کا خط ملا بہت خوشی حاصل ہوئی۔

آپ کی گرامی قدر چٹھی کا مضمون بڑی دلچسپی اور استفادہ کی غرض سے پڑھا گیا۔ بہت بہت شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

میں اس کا جواب اسی وقت لکھتا مگر پارسل نہ پہنچنے کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔

چونکہ میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ ناراض ہو جائیں خط لکھا گیا۔ میرا پتہ اگرچہ تبدیل ہو گیا ہے مگر پہلے پتہ پر آئی ہوئی چٹھی مجھے ضرور مل جاتی ہے۔

پارسل کے پہنچنے پر میں دوسری چٹھی لکھوں گا۔

میں ... ریل ہو کر آگیا ہوں۔ یہاں ... شیٹ کا کارگزاری مختلف

طور پر سخت ہے۔

میں سب ڈسٹرکٹ اسکولوں کا اس علاقہ میں دورہ کرتا رہتا ہوں۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میری جد و جہد کی وجہ سے اور اس جد و جہد کے اچھے نتائج کے بدلے گورنمنٹ نے یہاں تبدیل کر دیا ہے۔ مجھے اس تبدیلی سے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے۔

میری دلی خواہش اور کوشش یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ میری تبلیغ سے مسلمان ہوں۔

آپ جانتے ہیں کہ میں یہ کام آپ کی مدد اور اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر نہیں کر سکتا

اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر اپنی برکات نازل فرمائے۔
(انہیں مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔)

۲

ترجمہ خط دیسوا ایپی روشنکے ابوگی سٹریٹ ایلشا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں آپ کی عنایات کا شکر گذار ہوں کہ آپ مجھے مذہبی کتابیں ارسال کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے میں نے فی الحال جو کتابیں وصول کی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) نیو ورلڈ آرڈر۔ (۲) خصائص القرآن انگریزی (۳) ٹیچنگز آف اسلام۔ میں اب آپ کی نئی اسلامی کتابوں کی انتظار میں ہوں۔ خاصکر مینول آف حدیث جس کا فارن آفیسر انچارج نے عرصہ ۱۹ ماہ سے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔

اور میں نے اپنی خدمات دینی قرآن کی تعلیم لوگوں کو سکھانے کے لئے وقف کر دی ہیں۔ اور دن رات اسی میں لگا رہتا ہوں۔

نائیجیریا تین حصوں میں منقسم ہے (باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

کانو (نائیجیریا) میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغ اسلام کا منصوبہ

کانو کے مؤقر جریدہ "ڈیلی میل" میں قاضی عبد الرشید صاحب اور جماعت احمدیہ کا ذکر

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ جماعت احمدیہ کے ایک معزز ممبر قاضی عبد الرشید بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ضلع ہزارہ گذشتہ ماہ اپنی چلتی ہوئی وکالت کو چھوڑ کر شمالی نائیجیریا کے علاقہ کانو میں تبلیغ اسلام کی غرض سے تشریف لے گئے تھے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر کانو کے مؤقر جریدہ "ڈیلی میل" نے قاضی صاحب اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تذکرہ حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

قاضی عبد الرشید صاحب کو جو مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے ایک لیڈنگ ایڈووکیٹ ہیں ایک غیر سیاسی علمی اور ریان اسلامی سوسائٹی۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مغربی پاکستان لاہور نے شمالی نائیجیریا کے علاقہ کانو میں تبلیغ اسلام کا سنٹر قائم کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔

قاضی صاحب موصوف کانو میں پہنچ بھی چکے ہیں اور ان سے فون نمبر ۳۴۳۲ پر ۹ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

قاضی عبد الرشید صاحب جو بی اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں رکھتے ہیں، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دعوت پر نائیجیریا میں اشاعت اسلام کی غرض سے اپنی چلتی ہوئی قانونی پریکٹس کو چھوڑ کر آئے ہیں اور اب وہ یہاں ایک اسلامی مبلغ کی حیثیت سے کام کریں گے۔

انجمن مذکور مغربی ممالک میں گذشتہ دس[1] سال سے تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ اس انجمن کا ارادہ ہے کہ افریقہ کی نئی اسلامی ریاستوں میں نئے مشن قائم کئے جائیں اور اس نے میگوس اور اکرہ میں دو مشن قائم بھی کر دیئے ہیں۔

اس منصوبہ کے پیش نظر انجمن کے سامنے دو اغراض ہیں، ایک یہ کہ مقامی لوگوں کو ان نئی ذمہ داریوں کی ادائگی کے قابل بنایا جائے جو ایک آزاد ملک کے شہری ہونے کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہیں اور دوسرے یہ کہ آزادی کی ہوا میں زندگی اور سوسائٹی کے بارہ میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لئے انہیں اسلامی تعلیمات اور انکی عملی قدر و قیمت پر گہرے غور و فکر سے کام لینے کے قابل بنایا جائے۔

[1] دس سال نہیں اس انجمن کو مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام سنبھالے ہوئے قریباً نصف صدی گذر گئی ہے (ایڈیٹر پ ص)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء

جہاد اور اسلام

راولپنڈی سے ایک خط۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب، پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"اسلام اور جہاد" کے عنوان سے آپ کے اداریوں کا سلسلہ میں نے دلچسپی سے پڑھا۔ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنی بھی جنگیں لڑی ہیں وہ سب کی سب دفاعی لڑائیاں تھیں نہ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے جارحانہ اقدامات۔ آپ کے ان اداریوں سے یہ بات اور بھی واضح ہو چکی ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آج کل کے زمانہ میں اس قسم کی دفاعی جنگیں لڑنا بھی مسلمانوں کے لئے ممنوع ہے؟ یعنی اگر ویسی ہی صورت حال آج کل مسلمانوں کو پیش آ جائے جیسی نبی کریم صلعم کے زمانے میں پیش آئی تھی تو کیا مسلمان لڑیں کہ نہیں؟ مرزا غلام احمد صاحب کا شعر ہے کہ ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ؛ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد بالسیف بالکل ہی منسوخ اور ممنوع ہے "اب" کے لفظ سے ظاہر ہے کہ کوئی بات پہلے جائز تھی لیکن اب منسوخ ہے۔

جہربانی فرما کر اس نکتہ پر روشنی ڈالیں کہ جہاد بالسیف (دفاعی) کے بارے میں آپ لوگوں کا قطعی نظریہ کیا ہے؟ والسلام

مخلص - میر عبد العزیز عفی عنہ۔ پی ۹۲۹ نئی محلہ - راولپنڈی - ۸/۸/۶۲

اس کے جواب میں ہم مراسلہ نگار صاحب کو ان اعلانات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، جن میں حضرت مرزا صاحب نے جہاد بالسیف کی شرائط اور اس زمانہ میں ان شرائط کے فقدان کا مفصل ذکر کیا ہے، خود اس نظم میں جس کا ایک شعر مراسلہ نگار صاحب نے نقل کیا ہے، حضرت مرزا صاحب نے جہاں جہاد بالسیف کے التوا کو مسیح موعود کے زمانہ کا نشان قرار دیا ہے، وہاں نہایت تفصیل کے ساتھ ان خصوصیات کا بھی ذکر کیا ہے جو جہاد بالسیف کے لئے مسلمان میں پائی جانی چاہئیں لیکن اس وقت مسلمانوں میں موجود نہیں مثلاً آپ فرماتے ہیں ؎

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں ؛ اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی ؛ وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی ؛ خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی ؛ حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی ؛ وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی ؛ نورِ خدا کی کچھ بھی تو علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی ؛ نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی ؛ اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی ؛ بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے ؛ کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو ؛ عادت میں اپنی کر لیا فسق اور گناہ کو
اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے ؛ تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے

ان اشعار سے جو ممانعت جہاد کی طویل نظم میں سے لئے گئے ہیں، یہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک
(۱) جہاد کے لئے بعض خصوصیات اور صفات مسلمانوں کے اندر ہونی چاہئیں جو موجودہ زمانہ میں پائی نہیں جاتیں۔
(۲) موجودہ زمانہ میں کسی غیر قوم کی طرف سے دین میں کوئی جبر نہیں۔ اسلئے جہاد بالسیف کی اب ضرورت نہیں، اسی بات کو آپ نے ایک اور جگہ اس چھوٹے سے فقرہ میں بیان کیا ہے: جو ہ الجهاد معدومة في هذه الزمن وهذه البلاد۔ جہاد کے شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں موجود نہیں، وہ شرائط کیا ہیں؟ سب سے بڑی شرط جو قرآن کریم نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ قاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين خدا کے رستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، اس کے علاوہ سب سے بڑی شرط جو جہاد کرنے والے مسلمان میں پائی جانی چاہئے وہ تقویٰ و طہارت، صدق و راستبازی، عافیت و شجاعت، دین کے لئے درد و گداز اور باہم اتفاق و اتحاد کی صفات عالیہ ہیں، اگر یہ تمام شرائط اس وقت موجود ہیں، اگر غیر قوموں کی طرف سے مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جبر اور تلوار سے کام لیا جاتا ہے اور اگر مسلمانوں میں ان کے مقابلہ کی طاقت اور دین کے لئے سوز و گداز اور تقویٰ و طہارت کی پاکیزہ صفات موجود ہیں تو جہاد بالسیف ان کے لئے جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کی لڑائی تو ہے ہی نہیں، تلوار اور توپ و تفنگ سے بڑھ کر یہ ایٹمی جنگوں کا زمانہ ہے۔ اس لئے جہاد کرنے سے پہلے موجودہ زمانہ کے جدید اسلحہ سے مسلح ہونا ضروری ہے اگر یہ سب کچھ موجود ہے، تو کون جہاد سے منع کر سکتا ہے لیکن یاد رکھئے نہ تو غیروں کی طرف سے کوئی ایسا حملہ اس وقت مسلمانوں پر ہے جسکو دینی جنگ کہا جا سکے نہ مسلمانوں کے اندر وہ طاقت و قوت موجود ہے کہ ایسے حملہ کا دفاع کر سکیں اس وقت مسلمانوں کی حالت اس مکی زندگی کے مشابہ ہے جب مسلمان کفار سے مار کھاتے اور دکھ اٹھاتے ہوئے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکتے تھے، اس وقت جاهدهم به جهاداً كبيراً کے ارشاد ربانی کے مطابق جہاد بالقرآن کی ضرورت ہے، جس پر حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو لگایا۔ جب مدنی زندگی کا زمانہ مسلمانوں پر آئیگا اور جہاد بالسیف کی شرائط پیدا ہو جائیں گی تو اس کے سامان بھی خدا تعالیٰ پیدا کر دے گا۔

حیدرآباد دکن میں طوفانِ نوح

شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے لکھتے ہیں:۔

"اس ہفتہ ہم باشندگان حیدرآباد دکن کو ایک ناگہانی آفت آسمانی سے غیر معمولی طور پر متاثر و پریشان ہونا پڑا۔ یہاں ۱۴ ستمبر کی صبح کو موسلا دھار بارش شروع ہوئی جس کا سلسلہ ۱۸ کی شام تک جاری رہا۔ عرصہ زائد از نصف صدی سے ایسی شدت کی بارش حیدرآباد میں نہیں ہوئی تھی۔ ہزاروں مکانات منہدم ہو گئے اور مسلسل ہو رہے ہیں، ہزاروں مخدوش حالت میں ہیں۔ حیدرآباد کے سب سے بڑے پل میں رخنہ آ گیا اس پر سے ٹریفک روک دی گئی ہے۔ حیدرآباد کی پندرہ لاکھ کی آبادی میں سے شاید ہی کوئی ایسا مکان ہو جو اس طوفانی بارش سے کسی نہ کسی حد تک متاثر نہ ہوا ہو۔ حتی کہ رؤساء کے مکانات اور سرکاری عمارتیں بھی متاثر ہوئیں۔ ہمارے محلہ میں تو ایک مکان بھی ایسا نہ تھا جس کی چھت نہ ٹپکی ہو، اچھی خاصی مضبوط چھتوں میں سے بارش کا پانی چھلنی کی طرح آ رہا تھا۔ اسکول اور بہت سے سرکاری دفاتر بھی بند ہیں۔ مقامی بجلی گھر اور سیکرٹریٹ کی عمارت بھی خطرے میں تھی۔ سیکرٹریٹ کا ریکارڈ دوسری جگہ منتقل کرنا پڑا۔

میرے گھر اور حیدرآباد مشن کے دفتر میں بھی کوئی چیز بارش سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہی۔ تین راتیں ہم نے بالکل جاگ کر گذاریں۔ سونے کی تو کیا بیٹھنے تک کی جگہ محفوظ نہ رہی۔ بیوی بیمار ہے۔ پڑوسی کے ایک مکان کے ایک کمرہ کا کچھ حصہ محفوظ تھا وہ خالی کرایا۔ مریضہ کا بستر اور پلنگ لے جاتے لگا تو اس کی چھت بھی ٹپکنے لگی، ناچار واپس آ گیا۔ گھر کے برآمدہ ہی میں دریاں اور کمبل باندھ کر چھت گیری بنائی گئی دو گھنٹے بعد اس میں سے بھی پانی ٹپکنے لگا۔ بستر اور کپڑے سب بھیگ گئے ہیں۔ ریل سے تو کوئی چیز بھی محفوظ نہیں، نالہ میرے گھر سے تقریباً چالیس پچاس گز کے فاصلہ پر ہے بس درمیان میں ایک سڑک ہے، اس میں طغیانی آ گئی۔ موسیٰ ندی گھر سے تقریباً ڈیڑھ فرلانگ ہے۔ اس میں بھی پانی کا بہاؤ بہت تیز اور خوفناک تھا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں اس موسیٰ ندی میں طغیانی آئی تھی جس سے تقریباً آدھا شہر تباہ ہو گیا تھا امسال بارش سنہ ۱۹۰۸ء سے بھی زیادہ ہوئی۔ لیکن تو تعمیر تالابوں کی وجہ سے پانی رکا رہا۔ خدا نخواستہ یہ تالاب نہ ہوتے تو تین چوتھائی شہر بہہ گیا ہوتا۔ چار روز بھیگنے کی وجہ سے تمام افراد خاندان نزلہ بخار میں مبتلا ہیں۔ گھر گھر یہی حال ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔"

قرآن کریم کی آخری دو سورتوں کا تعلق قرآن کریم کے مضامین سے

عبادتِ الٰہی اور فتح و کامرانی کے موقعہ پر استغفار کی حقیقت

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(۱) قل اعوذ برب الفلق - من شر ما خلق - ومن شر غاسق اذا وقب - ومن شر النفٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد - (سورۃ الفلق)

(۲) قل اعوذ برب النّاس - ملک الناس - الٰہ النّاس - من شر الوسواس الخنّاس - الذی یوسوس فی صدور النّاس - من الجنّۃ والنّاس ——— (سورۃ النّاس)

معوذتین

ان دو سورتوں کو میں نے تلاوت کی ہے، ... معوذتین کہتے ہیں۔ معوذتین کے معنی ہیں دو سورتیں جن میں ہر قسم کی برائی سے حفاظت طلب کی گئی ہے چنانچہ ایک کی ابتدا اعوذ برب الفلق سے ہوتی ہے اور دوسرے کی اعوذ برب النّاس سے۔ مفسرین نے ان کو معوذتین کہا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم کے مضامین سورۃ اخلاص پر جس کو قل ھو اللہ بھی کہتے ہیں ختم ہو گئے ہیں۔

استغفار کی حقیقت

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دو سورتوں کا قرآن کریم اور اس کے مضامین سے کیا تعلق ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہر اس مقام پر استغفار پڑھنے کا حکم دیا ہے جو مومن کے لئے ترقی و عزت کا باعث ہو۔ عبادات کی وجہ سے مقامات عالیہ حاصل ہوں یا فتح مندی اور اقبال مندی کا موقعہ ہو یا سلطنت اور اقتدار میسر آئے۔ ہر ایسے مقام پر اللہ تعالیٰ نے مغفرت مانگنے اور استغفار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ ان مدارج کے حصول پر انسان کے دل و دماغ میں تکبر و نخوت پیدا ہو جانے کا امکان ہوتا ہے۔

نماز کے بعد استغفار

نماز پڑھنا خدا تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری ہے۔ اس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق فرمایا المصلّی یناجی ربّہ، اور الصلوٰۃ معراج المومن۔ نماز پڑھنے والا خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے اور قرب الٰہی کی راہوں پر چلتا ہے۔ اس عبادت کے بعد استغفار پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ربّ اغفر وارحم وانت خیر الرّاحمین اور یہ جملہ نماز کے بعد مسلمان کے منہ سے نکلتا ہے۔ معلوم ہوا کہ استغفار پڑھنا اس لئے نہیں .... کہ نماز پڑھ کر ہم نے کوئی گناہ کیا ہے۔ نماز عبادت الٰہی ہے۔ اس سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بعد استغفار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم جناب الٰہی کی حفاظت کے خواستگار ہیں کہ اس کی عبادت سے ہمارے دماغ میں تکبر اور فخر کے خیالات پیدا نہ ہوں۔

حج کے موقعہ پر استغفار کا حکم

لکھا ہے ثم افیضوا حیث افاض النّاس واستغفروا اللہ ان اللہ غفور الرحیم۔ مناسک حج میں عرفات کے میدان میں قیام کرنا آخری منزل ہے جس سے عرفان الٰہی میسر آتا ہے کہ اس کے حصول کے بعد استغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ بے جا فخر و فضیلت کے خیالات دماغ کو نہ بہکائیں۔ چنانچہ فرمایا افیضوا حیث افاض النّاس پھر تم وہاں سے ہو کر چلو جہاں سے دوسرے لوگ چلتے ہیں۔ اس میں اسلام سے پہلے کے حج کی تاریخ بیان کر دی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اسلام سے پہلے مکہ کے رہنے والوں میں اس قسم کا تکبر اور غرور پیدا ہو چکا تھا کہ وہ یقین کرتے تھے کہ ہم خدا کے ہمسایہ ہیں نحن جیران اللہ وقطّان بیتہ المحرم یعنی ہم خدا کے ہمسایہ ہیں اور اس کے عزت والے گھر کے رہنے والے ہیں۔ ہم دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں اس لئے میدان عرفات میں ان کے ساتھ مل جل کر عبادت کرنا ہمارے رتبہ کے منافی ہے اس تکبر کا علاج کرنے کے لئے فرمایا۔ ثم افیضوا من حیث افاض النّاس۔ وہ لوگ مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے اور عرفات کے میدان میں شریک عبادت ہونا ناپسند کرتے تھے ان کو حکم دیا گیا کہ میدان عرفات میں شریک عبادت ہونا از بس ضروری ہے۔ اور وہاں سے عامتہ الناس کے ساتھ مل کر واپس آنا مساوات اسلامی کا عملی سبق حاصل کرنا ایک فریضہ حج ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضر رسم کو توڑا جس کے نتیجہ میں آپ دوسرے عوام کی طرح عرفات تک گئے۔ اس اقدام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی اصلاح کی کہ عبادت کے معنی تکبر نہیں۔ بلکہ .. متواضع ہونا اور منکسر المزاج ہونا ہے اور اخوت اسلامیہ میں منسلک ہونا ہے۔

آبا و اجداد کے تذکرہ کے بجائے ذکر الٰہی کا حکم

حج کا مضمون جدا ہے لیکن یہاں ارکان حج میں استغفار کا حکم ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر کیا ہے اس کے بعد ہی یہ بھی فرمایا فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکراً جب تم حج کے ارکان پورے کر چکو فاذکروا اللہ۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر اس کا ذکر کرو۔ کذکرکم اٰباءکم جس طرح اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے ہو یہاں بھی ایک تاریخ بیان کی گئی ہے۔ کہ ادائیگی حج کے بعد مختلف قبیلے اور ان کے شاعر ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اپنے قبیلوں کی شجاعت، سخاوت اور دوسرے کارہائے نمایاں کی داستانیں فصاحت و بلاغت کے ساتھ شعر و اشعار میں بیان کرتے تھے۔ اور فخر سے بتاتے تھے۔ کہ ہم نے اتنی جنگیں کیں اتنے مویشی پکڑے۔ دوسرے لوگوں کا اتنا مال لوٹا۔ ہمارے باپ دادا اسقدر بہادر تھے، انہوں نے فلاں فلاں قبیلہ کو شکست دی وغیرہ وغیرہ، غرض ہر کوئی اپنے اپنے قبیلہ کی تعریف و توصیف بیان کرتا۔ منیٰ کے مقام پر حج کے بعد بجائے تواضع کا مظاہرہ کرنے کے قبائل عرب اپنے مفاخر بیان کرتے اور اپنی فضیلت و فوقیت جتانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ اس سے

بعض قبائل کی تذلیل ہوتی تھی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی۔ فرمایا ارکان حج پورا کرنے پر فاذکروا اللہ اللہ کا ذکر کیا کرو، کذکرکم آباءکم۔ اسی طرح جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کرتے تھے او اشد ذکرا بلکہ جو تم اپنے والدین اور قبیلوں اور خاندان کے فخریہ کارناموں کو بیان کرتے ہو اس کے بجائے کہیں بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ غرض نبی کریمؐ نے قوم کو جو گمراہی میں مستغرق تھی تو ہدایت سے نوازا اور مقامات عالیہ کے حصول کا طریق بتایا اور اس بات کو بھی واضح کیا کہ عبادت سے تکبر و غرور پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے جیسا کہ قریشیوں کے دل میں پیدا ہو چکا تھا۔

فتح و کامرانی کے موقعہ پر استغفار کا حکم

ایسا ہی فتحمندی، اقتدار اور دولت و ثروت جو نخوت و تکبر اور غرور و گھمنڈ کا باعث بن سکتے ہیں۔ کا علاج بھی کیا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔ مکہ فتح ہو گیا۔ سارا عرب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی چوکی بن گیا۔ یہ عظیم الشان کامیابی کا دن ہے۔ آج مسلمانوں کو اقتدار ملا ہے۔ وہ لشکروں کے مالک ہو گئے ہیں مال و دولت کے مالک ہو گئے ہیں۔ ظالم قوم مفتوح ہو کر ان کے احکام کی انتظار میں ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے اتنی بڑی نصرت اور فتح عطا کی تو فرمایا استغفار کا ورد کرو تا کہ نخوت تکبر، غرور و ظلم کرنے سے بچ جاؤ۔

جنگ حنین میں عجب و تکبر کا نتیجہ

قرآن کریم میں دوسری جگہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب طاقت بڑھ جاتی ہے تو نخوت و تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً فرمایا۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم۔ جنگ حنین کے دن مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات پیدا ہو گئی۔ کہ ہمارا بارہ ہزار کا لشکر ہے۔ کون ہے جو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اب تک ہمارے چھوٹے چھوٹے لشکروں نے فتح حاصل کی ہے فتح مکہ کے دن دس ہزار قدوسی تھے۔ دو ہزار طلقاء اور بھی شامل ہو گئے تھے۔ ان طلقاء نے کہا کہ ہم لشکر کے آگے آگے چلیں گے۔ آج ہمارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس تکبر اور غرور کا نتیجہ نقصان دہ ہوا۔

بنی ہوازن کے ساتھ مقابلہ تھا۔ وہ تیر اندازی میں بڑے مشاق تھے۔ جب انہوں نے پہاڑ کی اوٹ سے تیروں کی بوچھاڑ کر دی تو طلقاء بھاگ نکلے جب وہ بھاگے تو ہراساں و پریشان ہو کر پچھلے دستے بھی بھاگ اٹھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے۔ نقصان بہت ہوا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم نے ہر اس مقام پر جو عزت کا اور قرب الٰہی کا مقام ہے۔ اقبال مندی فتح مندی اور ظفر مندی کا مقام ہے۔ وہاں استغفار پڑھنا ضروری قرار دیا تا کہ انسان کا دل خدا کے آگے جھکا رہے اور فتح و اقبال کی حالت میں اپنی بڑائی کا خیال دل میں پیدا نہ ہو۔

قرآن کے آخر میں معوذتین کی غرض

تو ان دو سورتوں (معوذتین) کا قرآن کریم کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ قرآن کریم علم و حکمت اور عرفان سکھلاتا ہے۔ عرفان کی وجہ سے مقامات عالیہ میسر آتے ہیں اور انسان اعمال صالحہ کی بجا آوری کی طرف متوجہ ہو تو ایسی حالت میں شیطان کی وسوسہ اندازی سے اعلیٰ مقام سے گر جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے اختتام پر استغفار یعنی طلب حفاظت کی دعائیں سکھائی گئی ہیں۔

فلق کے معنے اور کائنات کی تخلیق

اب ان دو سورتوں کے مضمون کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔ فرمایا قل اعوذ برب الفلق۔ فلق کے معنے امام راغبؒ نے یوں بیان کئے ہیں۔ شق پھاڑنے کو کہتے ہیں۔ تاریکی دور کرنا بھی فلق ہے۔ کائنات کی تخلیق سے پیشتر عدم کی تاریکی تھی۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ کیا۔ قدر کل شیء۔ اس نے اندازہ لگایا کہ سمٰوٰت کے سیارے و ستارے اتنے ہوں۔ فضا اتنی ہو۔ اتنی زمین ہو، اتنے پرند ہوں، اتنے کیڑے مکوڑے اور مچھلیاں ہوں۔ اتنے پہاڑ اور اتنے ندی نالے اور اتنے درخت و نباتات ہوں، جس طرح سے ایک انجنیئر ایک محل یا پل وغیرہ کا نقشہ تجویز کرتا ہے۔ پھر اسکو کاغذ پر ظاہر کرتا ہے اس کے بعد وہ محل تیار کرتا ہے یا دریا پر پل باندھتا ہے۔ اس کے لئے وہ تجویز کرتا ہے کہ اتنی لوہا ہو، اتنا مسالہ ہو، اتنی لیبر ہو اور اتنا سرمایہ ہو، اس کی مدت اتنے سال ہو گی، تو انجنیئر پہلے خیال کرتا ہے پھر کاغذ پر تفصیل لکھتا ہے . . . .

. . . . . . اس پر غور و فکر کرتا ہے، اور پھر کہیں اس کو عملی صورت دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اس عدم اور تاریکی کے اندر اندازہ لگایا اور تقدیر کی۔ اور کائنات اور اس میں کی موجودات کو پیدا کر دیا . . . . . .

. . . .

تخلیق خداوندی ہر نقص سے پاک ہے

اس کائنات کے اندر بہت سی برکات اور تاثیریں ہیں۔ یہ پُر حکمت تعمیر ہے۔ اس کے اندر کوئی خلل اور نقص نہیں۔ خدا تعالیٰ نے چیلنج کیا ہے کہ اے لوگو ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفٰوت خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی گڑبڑ نہیں پاؤ گے، انجنیئروں کے اندازوں اور ان کی تعمیر میں نقص پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن خدا کی اتنی بڑی تعمیر میں کوئی نقص نہیں پاؤ گے۔ فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ اس کائنات پر غور کرو کیا کوئی نقص اور عیب تمہیں نظر آتا ہے ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر۔ بار بار دیکھو۔ بار بار غور کرو۔ بار بار سوچو۔ تمہاری آنکھیں عاجز آ جائیں گی۔ تمہارا دماغ تھک جائے گا۔ تمہاری عقل سُن ہو جائے گی لیکن تم اس کائنات میں کوئی عیب، کوئی خلل اور نقص نہیں نکال سکو گے تو خدا تعالیٰ نے یہ کائنات عدم اور تاریکی سے پیدا کی، اسکو اس جملہ سے ادا کیا ہے قل اعوذ برب الفلق۔ اس چھوٹے سے جملہ کے اندر خدا کا ذکر آ گیا ہے اور ساری کی ساری موجودات کا ذکر بھی آ گیا ہے جس طرح سے قرآن کریم کے پہلے جملہ الحمد للہ رب العٰلمین میں خدا کا اور ساری کی ساری موجودات کا ذکر ہے۔ تو فرمایا خدا رب بھی ہے وہ موجد بھی ہے، اس نے کائنات اور کائنات میں کی تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ حی ہے اسی نے زندگی عطا کی ہے۔ وہ قیوم یعنے زندگی کے قیام کا باعث ہے، تو ایسے مقتدر اعلیٰ اور عظیم الشان بادشاہ کے حضور ہم عاجزی اور انکساری سے دعائیں کرتے ہیں کہ مخلوق کے ہر ضرر سے ہم کو محفوظ فرما۔

کائنات کے ضرر سے پناہ الٰہی

ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اس کے اندر حکمت ہے لیکن اس کے اندر ضرر کا پہلو بھی ہے۔ لوہا پیدا کیا ہے جو نہایت مفید ہے۔ دنیا کے کارخانے اور فیکٹریاں لوہے سے چل رہے ہیں۔ تلواریں لوہے سے بنتی ہیں۔ تلوار ایک بہادر انسان کے ہاتھ میں ہو اور نیک مرد کے ہاتھ میں ہو تو نیکی پروان چڑھتی ہے۔ عدل قائم ہوتا ہے۔ بدی مٹتی ہے۔ حقوق کی حفاظت ہوتی ہے۔ لیکن اگر نالائق کے ہاتھ میں ہو تو ظلم برپا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا لوہا پیدا کرنے میں حکمت ہے۔ لیکن اس کے غلط استعمال سے بدی

اور برائی جہنم لیتی ہے۔ آگ ساری دنیا کے لئے ایک نعمت ہے۔ اس کے بغیر ہم جی نہیں سکتے۔ لیکن اس کے غلط استعمال سے مکانات جل جاتے ہیں کارخانے اور فیکٹریاں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ہوا ہماری زندگی کی باعث ہے۔ لیکن آندھی آ جائے یا اس میں انفلوائنزا پیدا ہو جائے تو بڑے پیمانے پر نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پانی ہماری زندگی کا لازمہ ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ ہم نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے لیکن قیامت خیز بارشوں سے زندگی موت کا شکار ہو جاتی ہے۔ سیلابوں اور طوفانوں سے بستیاں ویرانوں اور خرابوں میں بدل جاتی ہیں۔ تو فرمایا اے خدا تو ساری کائنات کا بادشاہ ہے تو اس ساری کائنات کے شر سے ہمیں بچا۔

تاریکی سے پناہ الٰہی

ومن شر غاسق اذا وقب۔ نیز تاریکی اور ظلمت پیدا ہو جانے کے بعد نقصان ہوتے ہیں۔ چور اور رہزن اور ڈاکو تاریکی میں کام کرتے ہیں۔ ناپاک لوگ عشق معاشقہ کے لئے تاریکی کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ تاریکی میں گناہ پلتے ہیں۔ جرم پروان چڑھتے ہیں۔ بدیاں جنم لیتی ہیں۔ اس لئے یہ دعا سکھائی کہ اے خدا ہم اس تاریکی سے تیری پناہ کے طالب ہیں۔

نیک عزائم میں پناہ الٰہی

ومن شر النفثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ خدا کے نیک بندے نیک کام کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ کسی اصلاح کے درپے ہوتے ہیں اور بلند عزائم کی تکمیل کی کوشش کرتے ہیں۔ تو لوگ ان کے نیک ارادوں اچھے کاموں اصلاحی کوششوں اور بلند عزائم کے پورا ہونے میں مزاحم ہوتے ہیں۔ پیغمبروں اور ماموروں کے مقابلہ میں ایسے ہی لوگ کھڑے ہوگئے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّیٰ القی الشیطان فی امنیته یعنی ہم نے جو بھی رسول اور نبی دنیا میں بھیجے ہیں ان کے مقابلہ میں شیطان صفت لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ خدا کے فرستادہ اور مامور مخلوق کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اس کو گانٹھ بنا کر اس کے کاموں میں روڑا اٹکاتے رہتے ہیں۔ جو مامور اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے آیا۔ لوگوں نے اسے کافر بنا دیا۔ مکہ میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان انسان آیا۔ مکہ والوں نے بار بار کر آپ کا بُرا حال کر دیا۔ دو دفعہ آپ کے ساتھیوں کو افریقہ جانا پڑا اور پھر آخری مرتبہ آپ کو مدینہ میں پناہ لینی پڑی۔ شیطان آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ایسے انسان شیطان ہوتے ہیں۔

حاسد کے حسد سے پناہ الٰہی

جب بزرگان دین کو کامیابی حاصل ہوتی ہے تو ان کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکتی ہے۔ اس لئے یہ دعا سکھائی کہ اے خدا ہم ایسے شیطانوں اور حاسدوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔

سورۃ الناس میں ایک ہی دشمن کے مقابلہ میں خدا کا بار بار ذکر

دوسری سورۃ الناس میں ہے قل اعوذ برب الناس۔ وقت بہت زیادہ گذر گیا ہے اس لئے میں اسکو زیادہ سے زیادہ مختصر کر کے بیان کرتا ہوں۔ پہلی سورت میں رب کا لفظ ایک بار استعمال کیا گیا ہے۔ اور جن چیزوں سے پناہ مانگنا ہے وہ زیادہ ہیں لیکن دوسری سورۃ الناس میں رب کا ذکر بار بار آیا ہے اور جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے وہ ایک ہے۔ وہ ایک چیز الناس — انسان کا بچہ ہے اس کو تکلیف دینے والی مخفی حرکات کی وجہ سے خناس کہا ہے۔ ایسا انسان بڑا خطرناک ہے شریر انسان تو شیطان کے بھی کان کترتا ہے۔

خدا کو چھوڑ کر لوگوں کو خدا نہ بناؤ

فرمایا قل اعوذ برب الناس۔ لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر مخلوق کو اپنا رب بنا لیا ہے کسی کو گورنمنٹ سے مربعے مل گئے خطابات مل گئے اس لئے اسکو رب کا مقام دینے پر آمادہ ہو گئے جس شخص نے ان کی حاجت کو پورا کر دیا .... اس کی اطاعت کو ہر مقام پر فوقیت دینے لگے۔ فرمایا قل اعوذ برب الناس۔ وہ جو تمام انسانوں کا رب ہے اس کو چھوڑ کر اور طرف نہ جاؤ بلکہ اسی ایک رب کے ہو جاؤ اور اسی ایک کی حفاظت طلب کرو۔ ملک الناس جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہوتی ہے وہ دوسروں کو غلام بنا لیتے ہیں۔ نفس پرست لوگ خدا کو چھوڑ کر ظلّ الٰہی کی پوجا شروع کر دیتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر حی و قیوم کو بھول جاتے ہیں۔

خواہشات غیرہ کو خدا بنانے سے پناہ الٰہی

اِلٰہ الناس۔ بے شمار چیزیں ہیں جنہیں لوگوں نے اپنا الٰہ بنا رکھا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی خواہشات اور اغراض کو اپنا خدا بنا رکھا ہے ارایت الذی اتخذ الٰهه هواه کسی کے پیش نظر دولت ہے۔ کسی کے سامنے کارخانے ہیں۔ محلات ہیں، بیوی بچے ہیں جن کے لئے رات دن مرتے ہیں ایسے لوگوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنا لیا ہے اور بعض نے اپنے پیر و مرشد کو معبود بنا لیا ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله۔ کسی کا پیر خدا ہے۔ کسی کا مرشد خدا ہے۔ کسی کا مولوی خدا ہے۔ عیسائیوں نے اپنے بڑے بڑے بزرگوں کو خدا بنا لیا ہے ہندو شاید اس وقت اس پرانے زمانہ سے آگے نکل گئے ہوں گے۔ لیکن ایک وقت تھا کہ ان کا ہر پنڈت اور پروہت خدا تھا۔ راجے مہاراجے پنڈت جی کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ یہی حال یہودی قوم کا ہے۔ نصرانی پوپ کو خلیفہ اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے آگے چوں و چرا نہیں کر سکتے۔ پروٹسٹنٹ مذہب والے تو کچھ ان عقائد سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن رومن کیتھولک لوگ پوپ کی تعظیم و تکریم بے حد کرتے ہیں۔ بادشاہ ان کی حاضری دیتے تھے۔ پوپ کی رکاب پکڑ کر چلتے تھے پوپ کے اشارے سے خزانے انڈیل دیتے تھے۔ فرمایا اللہ ایک ہی ہے، کوئی دوسرا خدا نہیں، اس لئے میں ایک ہی خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

وسوسہ اندازی کے شر سے پناہ الٰہی

من شر الوسواس الخناس

دنیا میں وسوسہ اندازی بہت ہے جو نہایت درجے نقصان دہ ہے۔ اس لئے وسوسہ انداز شیطان صفت انسانوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اس بیان سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ معوذتین کا تعلق قرآن کریم سے کیا ہے۔

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

اعلےٰ تعلیم کے لئے روانگی

گوجرانوالہ سے ڈاکٹر حسن علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ عزیزم ڈاکٹر ناصر احمد خاں صاحب ایم بی بی ایس ماہر ٹی بی اعلےٰ تعلیم کے لئے برٹش کامن ویلتھ سکالر شپ پر میری کالج لندن .... تشریف لے گئے ہیں۔ احباب سے عزیزم موصوف کی کامیابی اور صحت کے لئے درخواست ہے۔

دعائے صحت

عبدالحق درصاحب مبلغ علاقہ ڈیرہ غازی خاں لکھتے ہیں کہ ان کا لڑکا عبدالجبار بعارضہ ٹی بی سخت بیمار ہے احباب سلسلہ سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

(۲) ربوہ سے عبدالخالق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ اور ایک بچی کو کافی دنوں سے بخار ہے۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

خاتم النبیین کی حقیقت

(۲)

گذشتہ قسط میں واضح کیا جا چکا ہے کہ آیت میں "رسول اللہ" کا لفظ محض اس لئے لایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے اصل مقام یعنی رسول ہونے کے مقام کو متعین کرکے اس امر کو ذہن نشین کرا دیا جائے کہ آپ اپنے متبعین کو اسی روحانی مقام پر پہنچانا رسول کی شان کا تقاضا ہے یعنی صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت کا مقام تا اس سے خاتم النبیین کے معنی کرتے میں رد و بدل نہ کئے اور اس لفظ کے ایسے معنے نہ کئے جائیں جس کی آپ کا مقام رسالت اجازت نہ دیتا ہو یعنی نبی بنانے کے مفہوم کو اس میں داخل نہ کر دیا جائے اب ذیل میں اس سوال کا جواب پیش کیا جاتا ہے کہ وہ کونسی خصوصیت ہے جس کی بناء پر آنحضور صلعم کو "خاتم النبیین" کا لقب عطا کیا گیا ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو اس سے محروم رکھا گیا ہے گذشتہ قسط میں میں بتلا چکا ہوں کہ "رسول اللہ" کے لفظ سے جو تین احتمالات پیدا ہوتے تھے ان کو دور کرنے اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر خاص امتیازی رتبہ عطا کرنے کے لئے "خاتم النبیین" کے عظیم الشان اور عالی مرتبت لقب سے آپ کو ملقب کیا گیا ہے یاد رہے کہ اسی پاک لقب میں آنحضور صلعم کے تمام کمالات اور عظمت شان اور تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کا راز مضمر ہے نیز یہ لفظ ان تمام صفات کو اپنے اندر رکھتے ہوئے ہے جو قرآن کریم کے مختلف مقامات میں آنحضور صلعم کی بیان کی گئی ہیں گویا ان تمام صفات کو بار بار بیان کرنے کی بجائے ان سب کے لئے "ایک جامع لفظ اختیار کر لیا گیا ہے۔ اور آپ کی یہی بلند شان ہے جو ساری دنیا کے اختلافات کو مٹا کر اسے ایک مرکزی نقطہ پر جمع کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے جیسا کہ اس مفہوم سے واضح ہو جائیگا

خود تراشیدہ معانی کا نتیجہ "خاتم النبیین" کا مفہوم تو بالکل سادہ اور سہل تھا اور خود حضرت نبی کریم صلعم نے اس کی وضاحت بھی فرمائی تھی لیکن اس کو چھوڑ کر بعض لوگوں نے اپنے خود تراشیدہ معانی کا ایسا دبیز جال اس کے ارد گرد بن دیا ہے کہ عوام تو عوام خواص بھی اس کی اصل حقیقت سے دور جا پڑے ہیں۔

ہمارے احباب ربوہ تو خاتم الاولیاء اور مجدد اعظم کو نبی بنانے کے درپے ہو گئے حالانکہ خود اس مجدد اعظم نے اس امر کی وضاحت کی ہوئی تھی کہ حضرت نبی کریم صلعم کا "خاتم النبیین" ہونا آنحضور صلعم کے بعد نہ تو کسی نئے نبی کے آنے کی اور نہ ہی کسی پرانے نبی کے آنے کی گنجائش چھوڑتا ہے باوجود اس کے حضرت مسیح موعود کے اس واضح بیان کو مختلف قسم کی تاویلوں کے چرخ پر چڑھانے میں مصروف نظر آتے ہیں اور ہمارے وہ مسلمان بھائی جو جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ایک پرانے نبی کو لا کر ختم نبوۃ کی مہر توڑنے کی سعی میں مشغول ہیں اور ان دونوں فریقوں کے یہ دونوں نظریئے قرآن کریم کے خلاف ہونے کے علاوہ آنحضرت صلعم کو آنجناب صلعم کے بلند ترین مقام سے نیچے گرانے کا موجب ہیں گو انہیں پیش کرنے والوں کو اس کا احساس نہ ہو یہ تو یقینی بات ہے کہ اگر ان دوستوں کو اس امر کا احساس ہو جائے کہ ان کے ان نظریوں سے حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک لازم آتی ہے تو وہ فوراً ان نظریوں کو خیرباد کہہ دیں مگر ابھی تک وہ ان کے خطرناک نتائج کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے اپنے ان نظریوں کی تاویلوں کی طرف مائل ہیں گو وہ کیسی بودی ہی کیوں نہ ہوں اپنی ان تاویلوں کے ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش اس امر پر تو دلالت کرتی ہے کہ انہیں حضرت نبی کریم صلعم سے محبت ہے اور آنحضرت صلعم کی فضیلت کے وہ دل سے قائل ہیں لیکن عقیدت حقیقت ہی ہوتی ہے وہ تاویلوں اور محبت کے خالی دعووں سے بدل نہیں سکتی امر واقع یہی ہے کہ خواہ کتنی بھی تاویلیں کی جائیں اور فضیلت بر دیگر انبیاء کے کتنے ہی بلند بانگ دعاوی کئے جائیں یہ نظریے یقیناً موجب ہتک ہیں اور ہر اس شخص پر یہ حقیقت باسانی کھل جائے گی جو معمولی غور سے بھی کام لیگا

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم اور اس سے پیدا شدہ نتائج

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم وہی ہے جو خود حضرت نبی کریم صلعم نے "ختم بی النبیون" کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے یعنی میری آمد سے اور میرے ذریعہ تمام نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ "النبیین" میں جو "ال" ہے وہ استغراق کا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم سے قبل جس قدر نبی بھی دنیا میں آئے ہیں وہ سب کے سب آنحضور صلعم کی آمد سے ختم ہو گئے اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ کوئی قوم اور کوئی امۃ بھی ایسی نہیں جس کی طرف رسول نہ بھیجا گیا ہو جیسا کہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یعنے کوئی امت بھی ایسی نہیں جس کی طرف نذیر نہ آیا ہو۔

ختم کرنے کا مفہوم اور نبی کی دو حیثیتیں۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ "خاتم النبیین" کے یہ معنی ہیں کہ آنحضور صلعم نے تمام نبیوں کو خواہ وہ کسی قوم کے ہوں ختم کر دیا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبیوں کو ختم کرنے کا کیا مطلب ہے اور اس سے کیا مراد ہے سو اس کو سمجھنے کے لئے یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہر نبی کی دو حیثیتیں ہیں ایک بشر ہونے کی اور ایک "نبی" ہونے کی اور اسی لحاظ سے اس کی دو عمریں ہوتی ہیں ایک "بشر" ہونے کے لحاظ سے اور ایک "نبی" ہونے کے لحاظ سے "بشر" ہونے کے لحاظ سے تو اس کی عمر اسی وقت ختم ہو جاتی ہے جب اس کی روح جسم عنصری سے پرواز کرتی ہے لیکن "نبی" ہونے کی حیثیت سے اس کی عمر اس وقت تک چلتی رہتی ہے جب تک اس کی نبوت کی تاثیریں اس کی امت میں کام کرتی رہتی ہیں یعنے اس کی پیروی سے اس کے متبعین ربانی بنتے رہتے ہیں اور صدیقیت وغیرہ کے مقامات تک پہنچتے رہتے ہیں جب یہ تاثیر اس کی ختم ہو جاتی ہے تو اس کی وہ عمر بھی ختم ہو جاتی ہے جو "نبی" ہونے کی حیثیت سے اس کو ملی ہوئی ہوتی ہے نام تو اس کا رہتا ہے لیکن اس کی قوت قدسیہ کی بیٹری کے cells ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ دلوں کو وہ روشنی عطا نہیں کر سکتا جس روشنی کو وہ خدا کی طرف سے لایا اور جسے اپنے متبعین کو دینے کے لئے وہ مامور کیا گیا تھا۔ پس نبیوں کو ختم کر دینے کا مفہوم یہی ہے کہ آنحضور صلعم کی آمد سے تمام قوموں کے تمام نبیوں کی قوت قدسیہ نے کام کرنا بند کر دیا اور اب کوئی ان کے متبعین میں سے روحانیت کا وہ بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا جو آنحضور صلعم کی آمد سے قبل وہ حاصل کر لیا کرتے تھے معمولی نیکی اور اس کے معمولی اجر کو حاصل کرنا اور بات ہے لیکن بلند

مقام کے دروازے ان کے لئے بند کر دیئے گئے قرآن کریم سے ثابت ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں میں مرد تو مرد عورتیں بھی اللہ تعالیٰ کے یقینی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوتی تھیں اور حدیث نبوی بھی اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ پہلی امتوں میں محدث پیدا ہوتے رہے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی کا شرف ملتا رہا ہے اور تاریخ بھی اس پر شاہد ہے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد تمام امتوں میں یہ سلسلہ ہم کو بند نظر آتا ہے یہ واقعات کی شہادت ہے جس کی تکذیب ناممکن ہے۔

قرآن کریم سے اس معنی کی تصدیق

جو معنی میں نے حضرت نبی کریم صلعم کے بیان کردہ معنی کی اتباع میں "خاتم النبیین" کے کئے ہیں صرف واقعات ہی اسکی تصدیق نہیں کر رہے بلکہ قرآن کریم بھی ان معنوں کا مصداق ہے سورۃ الحدید ع ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ و یجعل لکم نورا تمشون بہ و یغفر لکم واللہ غفور رحیم لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علی شیء من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ یعنی اے مومنو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ایسا جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا انعام دے گا (دوگنا اس لئے کہا کہ قرآن کریم ہدایت کی تمام امور پر مشتمل ہے کوئی راہ اس سے باہر نہیں جیسا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم سے ظاہر ہے اس لئے اس کی ہدایتوں پر عمل کرنے والے کا عمل چونکہ مکمل ہوگا اسلئے وہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے متبعین سے مقابلہ میں انعام بھی مکمل پائے گا جو یقیناً ان کے انعام سے بڑھکر ہوگا اس لئے اس امت کے صدیقین اور شہدا اور صالحین دوسری امتوں کے صدیقوں شہیدوں اور صالحین سے درجہ میں بڑھ کر ہوں گے اور چونکہ آنحضرت صلعم کی پیروی نے قیامت تک ربانی لوگ پیدا کرتے رہنا ہے اس لئے آنحضور صلعم کے پیدا کردہ ربانی لوگ تعداد میں بھی زیادہ ہوں گے پس "رسول اللہ" کے بعد "خاتم النبیین" کا لفظ لانا ایک اسی خصوصیت کے اظہار کے لئے ہے کہ آپ کے پیدا کردہ ربانی لوگ اپنے درجہ میں بھی بڑھ کر ہوں گے اور تعداد میں بھی زیادہ ہوں گے) اور تمہیں وہ نور عطا کرے گا جس کی روشنی میں تم چلتے رہو گے یعنی زندگی بسر کرتے رہو گے اور تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا کیونکہ اس کی شان ہی یہی ہے کہ اپنے بندوں کی بار بار حفاظت کرتا ہے اور پھر اس کے عطا کردہ حفاظت کے سامانوں سے فائدہ اٹھانے والوں کو مناسب اجر سے بھی نوازتا ہے (یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ بوقت ضرورت خدا تعالیٰ امت کی حفاظت کے سامان بھی کرتا رہے گا اور تاریکی سے نکالنے کے لئے روشنی کے ذرائع بھی مہیا کرتا رہے گا اور یہ دونوں نعمتیں مامورین کے ذریعہ ہی ملا کرتی ہیں پس اس آیت میں مجددین کی بعثت کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے) آیت کے اس حصہ میں تو حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی کے نتیجہ میں اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ مومنوں کو دائمی طور پر الٰہی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا اور اگلے حصہ میں واضح الفاظ میں فرمایا کہ اب دوسرے انبیاءؑ کی پیروی کرنے والوں کو اب ان نعمتوں سے حصہ نہیں ملیگا ترجمہ آیت کا یہ ہے تا کہ اہل کتاب یقینی طور پر بغیر کسی شک و شبہ کے جان لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے کچھ بھی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (کس قدر واضح الفاظ ہیں اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد دوسرے انبیاءؑ کے متبعین اس فضل سے محروم کر دیئے گئے ہیں جس کا وعدہ حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین کو دیا گیا ہے کیوں محروم کر دیا گیا ہے اسی لئے کہ ان انبیاءؑ کی قوت قدسیہ کی تاثیریں آنحضور صلعم کی آمد سے ختم ہو گئیں اس کے سوا اور کوئی وجہ اس کی ہو سکتی ہی نہیں) یقیناً فضل اللہ تعالیٰ کے ہی قبضہ میں ہے جس کو وہ اس کا مستحق دیکھتا ہے اسی کو دیتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے یہ نہیں کہ اس فضل کو انسان اپنے خود تراشیدہ راہوں پر چل کر اور بغیر اس رسول کی پیروی کے حاصل کر سکے جو الٰہی نوروں کا حامل ہے اس حقیقت پر سورۃ النساء ع ۷ کی یہ آیت بھی روشنی ڈالتی ہے الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا کیا تم نے لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو خود اپنے طریقوں سے اپنے نفسوں کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنے کیا تم نے ایسے لوگوں کی ناکامی ملاحظہ نہیں کی ان کے مقابلہ میں ان لوگوں کو بھی ملاحظہ کرو جن کو خدا پاک کرنا چاہتا ہے پس خدا کی بتلائی ہوئی راہوں پر گامزن ہونے والوں کے اجر میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں کی جائے گی یعنی ایسے لوگ اپنے مقصد حیات کو حاصل کر لیں گے جبکہ ان کے مقابلہ میں اپنے من گھڑت طریقوں کو اختیار کرنے والے اس سے محروم رہیں گے۔

دوسری آیات

اس امر پر کہ اب حضرت نبی کریم صلعم کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنے سے ہی انسان خدا کے فضلوں کا وارث ہو سکتا ہے سورۃ المائدہ ع ۱ اور سورۃ آل عمران ع ۹ کی یہ دو آیتیں بھی دلالت کر رہی ہیں فرمایا ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی اب خدا کے نزدیک دین اسلام ہی مقبول دین ہے۔ پھر فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین یعنی اب جو شخص خدا کے مقبول دین اسلام کے سوا کسی اور دین کے ذریعہ خدا کی رضا حاصل کرنے کا خواہاں ہوگا اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور انجام کار اُسے اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑے گا۔

پس واقعات اور قرآن کریم کی تصدیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ "خاتم النبیین" کا یہی مفہوم درست ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے تشریف لاکر پہلے تمام انبیاءؑ کی قوت قدسیہ کو ختم کر دیا اور اب ان کی پیروی انسان کو ان اعلیٰ کمالات کا وارث نہیں بنا سکتی جن کے وارث وہ آنحضور صلعم کی آمد سے قبل ہوا کرتے تھے۔

امام الزمانؑ کا چیلنج

اس زمانہ میں حضرت امام الزمان نے جن کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مجدد معہود بناکر قرآنی صداقتوں کو عملی طور پر ثابت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تمام مذاہب کے علماء اور مشائخ کو کھلے الفاظ میں یہ چیلنج دیا کہ جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلعم کے سوا کسی اور کتاب اور کسی اور رسول کی پیروی کے نتیجہ میں اس نے کمالات روحانیہ حاصل کر لئے ہیں اور قرب الٰہی کے کسی بلند مقام پر وہ پہنچ گیا ہے وہ روحانی امور میں مجھ سے مقابلہ کر لے اور آپ کا یہ دعوےٰ تھا کہ ایسا شخص ضرور ذلیل و خوار ہوگا اور اس مقابلہ میں بجز ہزیمت کے اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام۔ ڈوئی آف امریکہ اور پگٹ آف انگلینڈ اس مقابلہ میں ہلاک ہونے والوں کی نمایاں مثالیں ہیں باقی کسی کو مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی

نہیں ہوئی تھی کہ بہاء اللہ کا خلیفہ عبدالبہاء بھی میدانِ مقابلہ میں اُترنے کی جرأت نہیں کر سکا۔ حالانکہ ان کا دعوے تھا کہ اب حضرت نبی کریم صلعم کی فیض رسانی کی نہر نعوذ باللہ خشک ہو گئی ہے اور بہاء اللہ کے ذریعہ اس نہر کو اب جاری کیا گیا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب کے اس چیلنج نے ان کے اس دعوے کو باطل ثابت کر دیا۔

کلیات میں خاتم کے معنی

کتاب کلیات ابوالبقاء میں "خاتم النبیین" کے معنی "ساتر الانبیاء بنور شریعتہ کالشمس تستر بنورھا الکواکب کما انھا تستضیئ بھا" یعنی تمام انبیاء کو چھپا دینے والا اپنے شریعت کے نور سے جس طرح سورج اپنے نور سے تمام کواکب کو چھپا دیتا ہے۔ اس کتاب میں اسی معنی کو ترجیح دی گئی ہے کیا ہی صحیح معنی ہیں جس کی طرف اس کتاب کے مصنف کا ذہن منتقل ہوا، جزاہ اللہ خیراً۔

حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے منتظرین کیلئے لمحہ فکریہ

وہ احباب جو حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے منتظر بیٹھے ہیں، وہ غور فرمائیں کہ وہ آ کر کیا کریں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے ان کے نور کی بیٹری کے CELLS تو ختم ہو چکے ہیں، اگر ان کو نئے سرے سے نورِ نبوت ملے گا تو دنیا اُن کے نور سے منور ہو گی پھر قرآن کریم کے یہ دعاوی نعوذ باللہ باطل ہو جائیں گے کہ انبیاء سابقین کے پیرو اب فضلِ الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتے اور نبی کریم صلعم ہی سراجاً منیراً ہیں نور صرف آنحضور صلعم کی ذات سے ملتا ہے اور اگر آمدِ ثانی میں وہ دنیا کو منور کرنے کے لئے نور نہیں رکھتے ہوں گے، تو ان کے آنے کا فائدہ ہی کیا، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی دنیا میں آئے اور نور ساتھ نہ لائے یہ تو ایسی بات ہے کہ سورج موجود ہو لیکن روشنی اس کے ساتھ نہ ہو۔ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت۔ اگر حضرت عیسیٰؑ نورِ نبوت کے ساتھ آئیں گے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ نور سے نبیدست ہو جائے گی یا اس میں بھی کمی واقع ہو جائے گی جسکو پورا کرنے کے لئے دوسرے کسی نبی کے نور کو ساتھ ملانے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور یہ دونوں باتیں ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہیں۔ اگر آنحضور صلعم کے نورِ نبوت کا نعوذ باللہ ختم ہونا تسلیم کیا جائے تو اس صورت میں خاتم النبیین ہونا تو ایک طرف رہا آپؐ کی نبوت ہی نعوذ باللہ ختم ہو جاتی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو خاتم النبیین تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے نور کو بھی ختم کرنے والے قرار پائیں گے اور اگر آنحضور صلعم کے نور میں کمی کے وقوع کو تسلیم کیا جائے تو یہ دعوے کمال کے منافی ہے اگر آنحضرت صلعم کا نور کامل ہے اور فی الحقیقت کامل ہی ہے تو اس کے ساتھ کسی اور نبی کے نور کو ملانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی پس جب یہ دونوں احتمالات غلط ثابت ہو گئے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کا عقیدہ بھی باطل ہے اس سے ظاہر ہے کہ یا ختمِ نبوت کے عقیدہ کو نعوذ باللہ ترک کرنا پڑے گا یا حضرت عیسےٰؑ کے نزول از آسمان کے عقیدہ سے ہاتھ ..... دھونے پڑیں گے۔ یہ دونوں عقیدے تو ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتے اب ہر ایک سچا مسلمان خود ہی فیصلہ کر لے کہ اُسے کس عقیدہ کو ترجیح دینا چاہیئے۔

حیات روحانی بغیر نبی کے ناممکن الحصول ہے

تمام الہامی مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ جس طرح مادی زندگی کے لئے مادی اسباب کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی زندگی کے قیام کے لئے انبیاء علیہم السلام کا وجود لازمی ہے خواہ ان پاک وجودوں کا نام کچھ ہی رکھا جائے لیکن ان کا وجود مسلم ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق تو قرآن کریم صریح الفاظ میں فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ یعنی اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں حیات عطا کرے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا تمام قوموں کی طرف مبعوث ہونا

اب جبکہ "خاتم النبیین" کا مفہوم واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلعم نے تمام انبیاء سابقینؑ کی قوتِ قدسیہ کو ختم کر دیا ہے اور ان کی تاثیریں ختم ہو چکی ہیں اور اب وہ اس درخت کی مانند ہیں جو درخت تو کہلاتا ہے لیکن پھل نہیں دیتا ہاں خدا نے ان کو ہمیشہ کے لئے اس طریق سے زندہ رکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ مومنوں کو ان پر ایمان کا حکم دیا ہے اور دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ خدا کی صفت تکلم اور ہدایت دینے کی صفت کے متعلق ایمان رکھا جائے کہ وہ قدیم سے جاری ہے اور ادھر یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ "نبی" ہی روحانی زندگی کو دنیا میں لانے کا ذریعہ ہے اس کے بغیر حیات روحانی ناممکن الحصول ہے تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ انبیاء سابقینؑ کی امتوں کو آبِ حیات مہیا کرنے والا اب ایک چشمہ رہ گیا ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلعم ہی کا چشمہ ہے ان تمام امتوں کو آبِ حیات سے سیراب کرنے کا کام اب حضرت نبی کریم صلعم کے فرائض میں داخل ہو گیا ہے کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ خدا جس نے ان علینا للھدیٰ کے اٹل قانون کے ماتحت ہدایت دینے کا کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے وہ دنیا کی تمام قوموں کو بغیر ہدایت کے چھوڑ دے اور ہدایت کا ذریعہ اس نے رسولوں کو ہی بنایا ہے جیسا کہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اب جبکہ انبیاء سابقینؑ سے ہدایت دینے کا کام واپس لے لیا گیا ہے تو ماننا پڑے گا کہ کسی اور کے سپرد اس کام کو کر دیا گیا ہے اور وہ وہی نبی ہو سکتا ہے جس کی آمد نے ان انبیاءؑ کی اس قوت کو ختم کر دیا ہے۔ پس "خاتم النبیین" کے اس مفہوم سے لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضور صلعم صرف کسی ایک قوم کی طرف نہیں بلکہ ساری قوموں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تا ان سب قوموں کو اپنے فیض سے مستفیض کر سکیں۔ انبیاء سابقین کو زندہ رکھنے کی ایک سبیل ؎

واقعات سے اس معنی کی تصدیق

واقعات اور قرآن کریم دونوں سے اس مفہوم کی تصدیق ہوتی ہے۔ واقعات سے تو اس طرح کہ جس ملک میں بھی اسلام گیا ہے اسی ملک میں آنحضور صلعم کی پیروی سے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی ملک بھی اولیاء اللہ کے وجود سے خالی نظر نہیں آتا۔ ہندوستان کو دیکھو تو وہ اولیاء اللہ کے وجود سے بھرا ہوا ہے۔ چین کو دیکھو تو وہاں بھی اولیاء اللہ کی کمی نہیں یورپ بھی ان کے وجود سے خالی نہیں، افریقہ بھی انکے وجود سے محروم نہیں غرضیکہ کوئی بر اعظم ایسا نہیں جہاں اسلام نے ایسے بزرگ پیدا نہ کئے ہوں۔

قرآن کریم کی شہادت اور نبی کریم صلعم کا عمل

یہ تو واقعات کی ناقابلِ تردید شہادت ہے اب قرآن کریم کی طرف آئیں تو اس میں بھی آنحضرت کو کہیں رحمۃ للعالمین کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور کہیں قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کی منادی کی گئی ہے اور کہیں انما انت منذر ولکل قوم ھاد کہکر ہر قوم کو ہدایت دینے کا کام آپؐ کے سپرد کیا گیا ہے اور کہیں آپؐ کی لائی ہوئی کتاب کو ذکر للعالمین کا خطاب دیا گیا ہے اور ادھر رسول کریم صلعم نے ہر قوم کو پیغام پہنچا کر اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت بلغ ما انزل الیک کے حکم خداوندی میں تمام اقوام عالم کو پیغام حق پہنچانے

؎ ...کریم کی آیت استخلاف بھی دلالت کر رہی ہے۔

کا کام آنجنابؐ کے سپرد کیا گیا تھا جیسا کہ میں نے شروع میں بتلایا تھا کہ خاتم النبیین کا مفہوم جو میں بیان کر رہا ہوں اس کی تفسیر القرآن یفسر بعضہ بعضا اور ثمان علینا بیانہ کے ماتحت قرآن سے ہی دکھلاؤں گا سو اس حصہ کی تفسیر کہ حضرت نبی کریم صلعم لقب "خاتم النبیین" کے ماتحت تمام اقوام عالم کی طرف مبعوث ہیں قرآن کریم سے دکھلا کر میں نے اپنے دعوے کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔

دوسرے دعویٰ کا ثبوت عقل اور تجربہ کی رو سے

میں بتلا چکا ہوں کہ "خاتم النبیین" کا لقب ذکر کرنے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ "رسول اللہ" کے لفظ سے یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ پہلے رسولوں کی طرح آنحضور صلعم بھی صرف عربوں کی طرف ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ خاتم النبیین کے لفظ نے یہ بتلا کر کہ آنحضور صلعم تمام قوموں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اس وہم کو دور کر دیا جیسا کہ اوپر کے بیان سے واضح کر دیا گیا ہے۔

دوسرا وہم لفظ "رسول اللہ" سے یہ پیدا ہوتا تھا کہ آنجناب صلعم کا زمانہ بھی پہلے رسولوں کی طرح محدود ہے اس وہم کا ازالہ بھی لفظ "خاتم النبیین" سے اس طرح ہوا کہ ہادی ہونے کی حیثیت سے جب اس عظیم الشان نبیؐ نے تمام قوموں کے تمام انبیاء علیہم السلام کی جگہ لے لی ہے تو لامحالہ آنجناب صلعم نے تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کو اپنے وجود میں جمع بھی کر لیا ہے تا مردم کو اس کے انبیاءؑ کے کمالات کا معشوق زانو دار بنا سکیں۔ اس لئے عقل سلیم بھی فتوے دے گی کہ جب ایک شخص کے وجود میں کمالات نبوت اپنے انتہا کو پہنچ گئے ہوں تو پھر دوسرے کسی کو اس کے بعد مبعوث کرنے کی ضرورت ہی کیا رہتی ہے اور ۱۴۰۰ برس کا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے کہ اس کا فیض اور اس کی پیروی کی برکتیں ختم ہونے کو آتی ہی نہیں، باب اور بہاء اللہ نے ان کے ختم ہونے کا دعوے کیا تھا مگر حضرت مرزا صاحب نے آکر اس کی دھجیاں اڑا دیں۔

قرآن کریم کی رو سے

عقل اور تجربہ کی شہادت کے بعد جب ہم قرآن کریم کی طرف دیکھتے ہیں تو وہ بھی "خاتم النبیین" کے اس مفہوم کی تصدیق کر رہا ہے۔ چنانچہ سورۃ الجمعہ میں فرمایا ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ

ایک عظیم الشان رسولؐ بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ان کو پاک کرتا اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ وہ کھلی کھلی گمراہی میں تھے اس کے بعد فرمایا واخرین منھم لما یلحقوا بھم و ھو العزیز الحکیم اور یہ عظیم الشان رسول صرف ان امیوں کو ہی نہیں بلکہ تمام آنیوالی نسلوں کو بھی اسی طرح پاک کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا رہے گا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ آنحضور صلعم کا زمانہ محدود نہیں بلکہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا ہے کیونکہ اٰخرین کی کوئی حد بست نہیں کی گئی۔

پھر سورۃ آل عمران ع۹ میں فرمایا جب اللہ نے تمام امتوں سے ان کے نبیوں کے ذریعہ پختہ عہد لیا یہ کہکر کہ میں نے جو تم کو کتاب اور حکمت دی ہے اس کا تقاضا یہ ہو کہ جب تمہارے پاس ایسا رسول آئے گا جو اس کی تصدیق کرے گا جو تمہارے پاس ہے (یعنی جو اصل خدا کا کلام ہے محرف مبدل کی نہیں معکم کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہے) تو تم نے ضرور بالضرور اس رسول پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور بالضرور اس کی نصرت کرنی ہوگی فرمایا کیا تم ایسا کرنے کا اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہنے کا وعدہ کرتے ہو، ان رسولوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس رسول کی صداقت پر گواہوں میں سے ہوں اس کے بعد اس اقرار سے جو روگردانی کرے گا وہ خدا کے نزدیک فاسقوں میں شمار ہوگا اللہ کا دین وہی ہوگا جو یہ رسول لائے گا اس کے سوا جو دین ہوں گے وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوں گے اس کے یہ معنی نہیں کہ پہلے انبیاءؑ پر جو ایمان لائے تھے وہ جھوٹے تھے ہم تو ان کی سچائی پر ایمان لاتے ہیں ہاں اب جو دین اتارا گیا ہے وہ دین کامل اور غیر محرف ہے اس لئے اب نجات اسی پر ایمان لانے سے مل سکتی ہے اس کے خلاف چلنے والا خسران میں رہے گا۔

آیت میں کسی کا استثناء نہیں

اس آیت میں کسی نبی کی استثناء نہیں کی گئی اور نبی دنیا کی سب قوموں کی طرف آئے ہیں اس لئے تمام نبیوں کی قوموں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ایک اور صرف ایک ہی ایسا رسولؐ آنے والا ہے جو پہلے تمام نبیوںؑ کا مصدق ہوگا۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم ہی ایک ایسے رسول آئے جنہوں نے اپنی امت پر تمام انبیاء سابقینؑ پر ایمان لانے کو ضروری

نصرت کا بیڑا اٹھائیں گی وہ اس رسولؐ کی صداقت پر گواہ بن جائیں گی کیونکہ کئی صاحب حال لوگ ان میں پیدا ہوں گے اور خدا کی گواہی بھی جو تائیدات الٰہیہ اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ ہوا کرتی ہے ان کی گواہی کے ساتھ شامل ہوگی اور خدا کی گواہی خدا کے ماموروں کے ذریعہ ہی ملا کرتی ہے پس یہ الفاظ اس بات کی طرف صریح اشارہ کر رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں ایسے مامور بھی مبعوث ہوتے رہیں گے جو خدا سے تائید یافتہ ہوں گے۔

یہ آیت دونوں امور پر نص صریح ہے ایک تو حضرت نبی کریم صلعم کے تمام اقوام کے لئے ہادی ہونے پر اور دوسرے تمام زمانوں کے لئے نبی ہونے پر آیتیں تو اس مضمون کی بہت ہیں سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تیسرے وہم کا ازالہ

تیسرا وہم رسول اللہ کے لفظ سے یہ پیدا ہو سکتا تھا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح شاید آنجنابؐ کے نور میں بھی کچھ کمی ہو جس کے پورا کرنے کے لئے آپؐ کے ساتھ کسی دوسرے نبی کی مدد کی ضرورت ہو جیسا کہ پہلے انبیاء کو اس کی احتیاج رہی ہے سو اس کے متعلق اول تو عقل سلیم ہی اس کو محال قرار دیتی ہے کیونکہ جس نبی نے کُل کے کُل کمالات نبوت اپنے وجود میں جمع کر لئے ہوں وہ کسی دوسرے کی مدد کا کس طرح محتاج ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے نبیؑ کا آنحضرت صلعم کے ساتھ یا بعد میں آنا تین حال سے خالی نہیں کم درجہ کا یا مساوی درجہ کا یا اکمل درجہ کا وہ نبی ہو کم اور مساوی درجہ کا تو بے فائدہ ہے اکمل ہو نہیں سکتا کیونکہ کمالات کے انتہائی مقام پر پہنچنے کے دعوے کے یہ خلاف ہے۔ قرآن کریم کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ تینوں احتمالات جو لفظ "رسول اللہ" سے پیدا ہو سکتے تھے لفظ خاتم النبیین نے انہیں دور کر دیا ہے اور اسی غرض کے لئے اس لقب کا ذکر کیا گیا ہے احباب ربوہ دیکھ لیں کہ مندرجہ بالا تینوں خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی بنانے کا مفہوم نکالے بغیر معطوف اور معطوف علیہ میں مناسبت اور مغایرت دونوں موجود ہیں یا نہیں اس موضوع کے دوسرے پہلوؤں پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

پیغامِ صلح
۲۷ نومبر ۱۹۷۲ء

صحیح تعلیم کا اصل مقصد بہتر سے بہتر انسان پیدا کرنا ہے

انسانیت کی برتری کا تمام تر انحصار حُسنِ سیرت اور بلندیِ کردار پر ہے

طلباء کو زندگی کی عملی حقیقتوں سے رُوشناس کرانا آپ کا فرض ہے

تاکہ وہ ملک و ملت کے لئے موجب خیر و برکت ہوں

(جی۔اے۔سون)

لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۶۲ء۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر تعلیم مدارس احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اساتذہ کرام کی ماہوار میٹنگ کا انعقاد کرتے ہوئے اپنی صدارتی تقریر میں اس کی غرض و غایت اور فوائد پر روشنی ڈالی آپ نے اساتذہ کرام اور طلبلہ کے مابین گہرے اور ذاتی روابط پر زور دیا اور طریقہ تعلیم و تدریس پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف مسلم ہائی سکول لاہور کے زیر اہتمام سکول ہال میں سلسلہ عالیہ کے قائم کردہ مدارس کے اساتذہ کرام سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے اساتذہ کرام سے باہمی تعارف کے بعد اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا:۔

میٹنگ کی غرض و غایت

میں نے مناسب سمجھا کہ ہم باہمی میل ملاپ اور آزادانہ خوشگوار ماحول میں ایک دوسرے سے تبادلۂ خیالات اور شناسائی حاصل کرتے رہیں۔ تاکہ ہم ایک دوسرے سے قریبی اور بہتر طور پر واقف ہو جائیں۔ اور تعلیم و تدریس میں جو ہمیں ممکن دشواریوں اور متوقع مشکلات سے سامنا ہے یا ہو سکتا ہے، ان کے ازالہ اور تدارک کے لئے عملی تجاویز اختیار کر سکیں۔ اور یہ کہ طلباء اور اساتذہ کرام کے روابط کو معیاری سطح پر قائم رکھنے کے لئے کچھ بہتر اقدامات کر کے ان کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

میں کچھ آپ کو سنانا چاہتا ہوں اور کچھ آپ سے سننا چاہتا ہوں تعلیم و تدریس میں جو طلبا سے تعلق آپ کو ہے اور جو تجربہ آپ کو حاصل ہے ان پر اطلاع پاؤں اپنی معلومات میں اضافہ کروں اور ان سے فائدہ اٹھاؤں۔ بنا بریں میں نے ہر دو سکول کے صدر مدرسین کی خدمت میں تجویز پیش کی تھی کہ اساتذہ کرام کی ایک ماہوار میٹنگ ہوا کرے، جس میں متذکرہ الصدر امور پر تبادلۂ خیالات کیا جائے۔ چنانچہ میری اس تجویز پر ہر دو اسکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان نے آج ہم سب کو اکٹھے مل بیٹھنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں ان کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ میٹنگ اس ملاقاتی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے اور یہ سلسلہ میں اہم بنیادی امور کے پیش نظر ضروری سمجھتا ہوں۔

مشینی دور کی معیشت

یہ مشینی دور ہے اور آج کا انسان ایک مشین بن کر رہ گیا ہے۔ انسانی زندگی ایک ROUTINE (معمول) بن گئی ہے اور ایک نہج اور ایک ہی محور کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔ حالات زمانہ نے آج کے انسان کو ایک ڈگر پر چلنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ انسان کی یہ غیر فطری معیشت محض اور محض حلب زر کی ہوس و لالچ کی وجہ سے ہے اور آج کے انسان کی زندگی کا یہی مطمح نظر ہے۔ وہ اپنی زندگی کے شب و روز حصول دولت کی مساعی کی نذر کر رہا ہے۔ اور کرنے پر مجبور ہے۔

قرآن کا نظریۂ حیات

لیکن قرآن نے زندگی کا اس سے کہیں بلند تر اور اعلیٰ تر نظریہ پیش کیا ہے۔ جو ذاتی لگاؤ سے متعلق ہے۔ قرآن نے فرد کی زندگی کا معاشرہ سے گہرا رشتہ جوڑا ہے۔ فرد کا وجود معاشرہ سے الگ رہ کر کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ جہاں ایک فرد اپنے ذاتی حقوق کے حصول و تحفظ کا استحقاق رکھتا ہے وہاں اس کے ذمہ یہ کام بھی ہے کہ وہ معاشرہ کی اقدار کا محافظ اور نگہبان ہو۔ اس کے حقوق کا خیال رکھے اور اس کے امر و نہی کا پابند ہو۔ معاشرہ میں والدین بھائی۔ بہن، عزیز و اقارب۔ احباب و تعلقدار۔ مسکین و مسافر، امیر و غریب اور بڑے چھوٹے سب ہی لوگ شامل ہیں اور ان کے حقوق اور حفظ مراتب کا خیال انسانی زندگی کے اعلیٰ و ارفع مقاصد میں سے ہے۔

انسانیت کی جھلک

انسان کا تعلق جب انسان سے ہوتا ہے۔۔۔ اور اس تعلق میں خلوص۔ خیر خواہی، مروّت و احسان، بے لوث خدمت، تعظیم و تکریم اور محبت و اُلفت کے جذبات موجود ہوتے ہیں، تو اس میں صحیح انسانیت کی جھلک پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی تعلق ہماری زندگی کا مقصد ہے۔

عصرِ حاضر کی میکانکی زندگی

" میں افسر تعلیم ہوں۔ ماتحت عملہ سے بازپرس کر رہا ہوں۔ تادیب و تعزیر کر رہا ہوں۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان، اساتذہ کرام کو تعلیم و تدریس سے متعلق ہدایات جاری کر رہے ہیں۔ اساتذہ کرام طلباء کو پڑھا رہے ہیں اور طلباء اپنی اپنی درسی کتب کو پڑھ رہے ہیں یا رٹ رہے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ میکانکی Mechanical Routine معمول ہے۔ جو اوقات کار میں پابندی وقت کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ اس مکینیکل زندگی اور معمول حیات میں کوئی لطف نظر نہیں آتا اور روح کو کوئی نئی ترو تازگی میسر نہیں آتی۔ ایک چکر ہے جس کے گرد چل کر ہم زندگی کے دن پورے کرتے جاتے ہیں۔ اس روٹین بے مزہ اور معمول بے لطف میں جذب و کشش اور ہنستی کھیلتی انسانیت کی رَو پیدا ہونا چاہیئے۔ معلمین و متعلمین میں ذاتی تعلقات استوار ہونا چاہئیں۔ تاکہ ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے کے مواقع حاصل ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اس دور میں انسانی زندگی ایک مشین ہو کر رہ گئی ہے۔ موجودہ تہذیب نے اس کے ایک ایک عضو کو کل پرزہ میں بدل دیا ہے اور زندگی کا ایک نیا اور غیر فطری نظریہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ ہے اشتراکی نظریۂ حیات۔ کہ فرد مشین کی طرح کام کرتا رہے۔ حکومت اس کی محنت اور اجرت کی مالک ہوتی ہے وہ اسکو ضروریاتِ زندگی فراہم کرتی رہے نہ غریب رہے نہ امیر نہ لینے والا نہ دینے والا یہ منجمد اور ساکت زندگی کا خشک نظریہ ہے۔ جو انسانیت کا نظریہ نہیں کیونکہ نظریۂ انسانی تعلق کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

دین کا جزو اعظم

آج عمرانیات کا علم ترقی پر ہے۔ یہ انسان کو سوشل جانور کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ انسان انسان کے بغیر جی نہیں سکتا۔ یہ سوشل ورکر ہے۔ آج کے علوم اور آج کے سائنس انسانی تعلق کی استواری اور باہمی اخوت و مؤدت اور ربط و ضبط کی اہمیت پر بڑا زور دے رہے ہیں۔ لیکن اس کی اہمیت کو آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا تھا۔ SOCIOLOGY یا عمرانیات ہمارے دین کا جزو اعظم ہے۔ یہ نماز کیا ہے۔ یہ بھی سوشیالوجی

ہے۔ ہم باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ عزیز و اقارب پڑوسیوں اور محلہ داروں سے مل بیٹھنے کا اور ایک دوسرے کی خیریت سے آگاہی اور خیریت طلبی کا موقعہ ملتا ہے۔ نماز جمعہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے دائرہ تعلق مزید وسیع ہو جاتا ہے۔ دور دور کے احباب سے میل ملاپ اور تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ عیدین پر شہر کے لوگوں سے تعلق اور راہ و رسم پیدا ہوتا ہے۔ پھر حج بیت اللہ کے موقعہ پر بین الاقوامی سطح پر تعلق کا بیج بویا جاتا ہے تو یہ نماز اور اجتماعی عبادت میں سوشیالوجی یعنی عمرانیات ...... کی تعلیم ہے۔

معلم اور متعلم کے تعلقات

آپ کی معلمانہ زندگی مکینیکل زندگی نہیں بلکہ سوشل زندگی ہونا چاہیئے۔ آپ کا پیشہ آسمانی پیشہ ہے۔ آپ اس پیشے میں آسمان کی سی جاذبیت، کشش، ضبط و نظم، اور حسن و خوبصورتی پیدا کیجئے۔ اور اس کو لطف انگیز اور راحت آفرین بنایئے معلم اور متعلم کے مابین اجنبی اور خشک تعلقات کو اوقات تعلیم و تدریس کی حدود تک قائم رکھنے کے بجائے وسیع سے وسیع تر کیجئے۔ اور گہرے اور ذاتی کیجئے کہ آپ طلباء کو جانتے ہوں، اور وہ آپ سے واقف ہوں ان کے اندر آپ کی بے لوث عزت و قدر کا جذبہ موجزن ہو اور آپ کی تمام تر شفقت اور پیار ان کے لئے وقف ہو۔

دورِ فرنگی کا نظریۂ تعلیم

ایسے تعلقات کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ اب تعلیمی رجحان بدل گیا ہے اور ہمارا آج کا نظریۂ تعلیم و تدریس .. دورِ فرنگی کے نظریے سے الگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔ فرنگی تعلیم کا مطمح نظر نہیں صرف بابو اور محض کلرک بنا دینا تھا۔ یہ اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اسکول میں بھاری بھاری کتب پر مشتمل نصاب سے بچوں کی صلاحیتوں کو گھن لگا دیا جاتا تھا اور اس کی ذہنیت اور صلاحیت سلب کر دی جاتی تھی۔

موجودہ نظریۂ تعلیم

لیکن اب ہمارا نظریۂ تعلیم خالصتاً قومی اور تعمیری ہے۔ ہم نے زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرنا ہے اور اسے ترقی دینا ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی قوم کے بچوں کی جو قوم کے ہونے والے باپ ہیں فطری صلاحیتوں اور استعدادوں کو نشو و نما اور ترقی دینا ہے۔ اور ان کو اجاگر کرکے اس قابل بنانا ہے کہ ان کی یہ مستعد صلاحیتیں اور پختہ استعدادیں ملی و ملکی شعبوں کی تعمیر و ترقی میں ممد و معاون ہوں۔ ہمیں محض بابو اور کلرک نہیں بنانا بلکہ اعلے ادیب، جفاکش کاشتکار، قابل انجنیئر، ماہر ڈاکٹر، بہترین فنکار، فرض شناس حاکم اور افسر اور محب وطن قوم پیدا کرنا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بہتر سے بہتر انسان پیدا کرنا ہیں۔ یہ درست ہے کہ تعلیم کسب معاش کا ذریعہ ہے اور اسی لئے حاصل کی جاتی ہے لیکن کسب معاش ہی منتہائے تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم کا دوسرا اور اعلے مقصد یہ ہے کہ انسان عملی زندگی کے نشیب و فراز میں بہترین کردار ادا کرنے والا ہو۔ اپنوں اور دوسروں سے معاملات اور تعلقات خوشگوار ہوں۔ اور اس کی روزمرہ زندگی میں انسانیت کی بلندیاں اور رفعتیں دکھائی دیں۔ اصل غرض تعلیم کی بلند کرداری ہی ہے۔ اگر تعلیم سے کردار نہیں بنتا تو محض تعلیم کچھ نہیں!

قوم کے معمار

آپ قوم کے معمار ہیں۔ آپ کے ذمہ نہ صرف بچوں کو تعلیم دینا ہے، بلکہ ان کے نفس کی تہذیب بھی ہے اور ان کے اخلاق و کردار کی تربیت بھی، اس لحاظ سے معلمی جتنی آسان ہے اتنی ہی مشکل بھی۔

تہذیبِ مغرب کی لعنت

مغربی تہذیب نے جو بڑی لعنت عطا کی ہے وہ طلب زر اور روپیہ پیسہ کی حرص و لالچ ہے، انسان کی اندرونی اور بیرونی زندگی میں پیسے کا راج ہے۔ خیر ہم تو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جو لکھ پتی کروڑ پتی ہیں وہ شب و روز پیسے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کی نیندیں حرام ہیں۔ پیسہ گویا خدا ہے معبود ہے اور معشوق ہے کہ ہر شخص پیسے کے چکر میں ہے غریب اس لئے کہ اس کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں اور دولت مند اس لئے کہ ہوس پوری نہیں ہوتی۔ میرے ایک دوست کراچی میں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جس کے پاس روپیہ ہے، اس کے پاس سب کچھ ہے عزت ہے، شہرت ہے۔ اقتدار ہے، آرام ہے۔ اس لئے جس طرح بن پڑے روپیہ حاصل کرنا ضروری ہے چاہے جائز ذریعہ سے ہو یا ناجائز طریق کار سے۔ مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ مجھے بڑی عبرت ہوئی۔

حُسنِ معیشت اور حُسنِ سیرت

میں کہہ رہا تھا کہ طلباء کو اس قابل ضرور کرد کہ وہ کسب معاش کریں، زندگی سے بہتر طور پر متمتع ہو سکیں لیکن اس حسن معیشت کے ساتھ ساتھ بلند کرداری اور سیرت کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ بلند کرداری اور حسن سیرت ہی ہے جو زندگی کا خلاصہ ہے۔ اور اسی لئے قدرت نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے۔

صدائے دل

یہ میرے دل کی آواز اور درد ہے جو آپ کو سنانے اور دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں اس سوسائٹی کے قیام کی غرض و غایت پہلے بتلا چکا ہوں۔ آپ اپنی زندگی کو روٹین معمول اور مکینیکل نہ بنایئے۔ بلکہ اس میں کچھ ایسے رنگ بھریئے۔ جو دوسروں کے لئے خصوصاً طلباء کے لئے جذب و کشش کا موجب ہوں اور آپ کے کردار میں ایسی مقناطیسی قوتیں اور تاثیریں ہوں کہ صاحبین صحبت اس سے متاثر ہوں اور ایسے متاثر ہوں کہ ان کا کردار بھی ان کے ملنے جلنے والوں کے لئے باعث اکتساب ہو۔ کسی چیز کا معمول بن جانا کچھ لطف نہیں رکھتا جب تک کہ اس کے اندر حقیقت نہ ہو اور کوئی غرض و منتہا محرک نہ ہو۔

نماز کی افادیت

نماز کو رٹے ہوئے الفاظ سے ادا کرکے اور بے حضوری سے رکوع و سجود کرکے یہ سمجھ لینا کہ ثواب مل گیا ہے اور آخرت میں نجات ہو گئی درست نہیں۔ نماز کا حقیقی مقصد تو یہ ہے کہ نمازی یہ خیال کرے کہ میں خدا کے سامنے کھڑا ہوں۔ اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں پر نظر رکھتا ہوں۔ ان کے تدارک کا علاج کرتا ہوں۔ کوئی غلطی ہو گئی ہو تو آیندہ نہیں کروں گا۔ چھوڑ دوں گا۔ اگر چھوڑنے پر قادر نہیں تو خدا سے استعانت طلب کرتا ہوں کہ وہ مدد کرے۔ چنانچہ نماز اگر صحیح ہے تو اسے کردار و اخلاق کی تعمیر میں نمایاں حصہ لینا چاہیئے۔

فطری مذہب کی تلاش

مذہب ہے تو اس سے بھی ہم اپنی معیشت و معاشرت کو الگ کرتے جا رہے ہیں اور یہ زندگی سے مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ایک المیہ ہے خطرناک اور افسوسناک! مگر ہم اس ٹریجڈی سے نکلنے والے ہیں، وقت قریب ہے۔ دنیا سوچتی ہے ہم بھی سوچ رہے ہیں ہر کوئی سوچ رہا ہے اور مذہب کا پرانا تصور ہے اثر جسمانی حرکات و سکنات وغیرہ ہم ہے اب فرسودہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب دنیا کو ایسے مذہب کی جستجو اور تلاش ہے۔ جو حسنات اول و آخر کی راہیں استوار کرے۔ جس کا تعلق زندگی کی عملیات

سے براہِ راست ہو۔

زندگی کی خصوصی عظمتیں

کردار زندگی کی ایک ہمہ گیر اور خصوصی عظمت ہے جس سے انسان کی شخصیت اور برتری یا کمتری کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے جس پہلو کو اجمالی طور پر واضح کرنا مقصود ہے وہ ہماری روزمرّہ زندگی کی عام سطح ہے۔ اس عام سطح کا اگر بہ نگاہِ غائر جائزہ لیں تو اس اعتبار سے ہماری زندگی نہایت پست نظر آتی ہے۔ میل جول میں کوئی ربطِ انسانیت نہ ملے گا نہ ہی دین میں اخلاقی اور عملی پہلو نظر آئیں گے، ہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں مگر یا تو رسمی طور پر یا کچھ غرض مندی سے! معمولاتِ زندگی میں بھی بے جا سود مندی اور حق تلفی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور ان اخلاقی کمزوریوں کے نتائج افراد تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرہ پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور زندگی کی دوسری عظمت یہ ہے کہ اپنی قوتوں اور خلوص کو دوسروں کے لئے وقف کر دو، دوسروں کی خدمت دراصل اپنی خدمت ہے۔ چنانچہ اخلاق مندی نہ صرف یہ کہ دوسروں کے لئے فلاح و بہبود اور صلح و آشتی کی دلیل ہے بلکہ اپنی ذات کے لئے بھی محافظ اور فائدہ بخش ہے۔

اخلاقی قدریں

انسان اگر ہزار عالم و فاضل اور زاہد و عابد ہو اگر وہ اوصاف اخلاق سے محروم ہے تو اس کے علم و فضیلت اور عبادت، و مذہب سب ہیچ ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے مفکر ادیب اور شاعر ہر دور میں اخلاق اور انسانیت کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ بڑے بڑے مشہور و معروف رسائل و جرائد یہی درس دیتے نظر آتے ہیں۔ اغلب یہی ہے کہ کسی بھی نظریئے کے انسان نے کبھی اخلاقی تقاضوں اور اخلاقی قدروں کو فراموش نہیں کیا ہے

اساتذہ اور طلباء کا کردار

تو ان حقائق کے پیشِ نظر میں آپ حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ طلباء کو زندگی کی حقیقتوں سے متعارف کرائیں اور زندگی کے جو تقاضے اور قدریں ہیں۔ ان سے ان کو روشناس کرائیں۔ اور ان کے رجحانات کو اس سانچہ میں ڈھالنے کی سعیِ پیہم و جدوجہد خلوص کریں کہ ان میں انسانیت جلوہ گر ہو جائے اور ان کے نظریات اور اعمال میں یکجہتی تعمیر اور پاکیزگی پیدا ہو جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ کہ آپ قوم کے معمار ہیں۔ قوم کے ذہن کی پختگی اور اس کے فکر کی بالیدگی کا انحصار آپ کے طرزِ تعلیم اور طریقِ تعلق پر ہی منحصر ہے۔ قومی تعمیر و ترقی میں صحافت اور قیادت کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ مگر بچے بچپن میں جو تاثرات آپ سے لیتے ہیں وہ اس کی زندگی پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اس عمر میں بچے کو جو اچھا یا بُرا راستہ آپ دکھا دیں گے وہ زندگی بھر اسی راستہ پر چلتا رہے گا۔

انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے

قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ خلقنا الانسان من طین کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ کیوں کہا گیا کہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے؟ یہ اس لئے کہ انسان کی فطرت میں مٹی کی سی نرمی، گداز اور لچک رکھی گئی ہے جس طرح ایک بت تراش مٹی یا موم سے اس کی نرمی، گداز اور لچک کی وجہ سے حسبِ پسند بت تیار کر لیتا ہے، اسی طرح انسان کی فطرت لچکدار اور نرم ہے اور اس کا اندرونہ تغیر پذیر ہے جس طرح چاہیں اس کی تراش خراش ہو سکتی ہے "طین" کہنے کا میرے نزدیک یہی فلسفہ ہے۔

قانونِ وراثت

قانونِ وراثت کی رُو سے سعید فطرت اور بد فطرت بچہ کو ورثہ میں ملتی ہے، جس طرح ظاہری حسن و خوبصورتی۔ چہرہ بشرہ۔ خد و خال قد و قامت۔ ورثہ میں ملتے ہیں، اسی طرح باطنی استعدادیں اور صلاحیتیں بھی ورثہ میں ملتی ہیں ظاہری ورثہ میں تبدیلی بہت کم ہوتی ہے کہ یہ غیر لچکدار ہے۔ لیکن باطنی صلاحیتوں میں تبدیلیاں بہ سرعت ہوتی ہیں کہ اس میں نرمی اور لچک ہے۔ اکتساب اور حصول کی استعدادیں بھی ہر انسان میں پائی جاتی ہیں، کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ یہ فرضی بات نہیں ہے بلکہ مسلم الثبوت امر ہے کہ ورثہ میں کردار ملتا ہے اور روحانی چیزیں ورثہ میں ملتی ہیں۔ اسی لئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا خیرکم فی الجاھلیت خیرکم فی الاسلام۔ اسلام میں اچھا وہی ہے جو قبل از اسلام بھی اچھا تھا تو قانونِ وراثت یہی کہتا ہے کہ انسان نے جو کچھ بننا ہے وہ رحمِ مادر میں . . . . . . بن چکا۔ اس میں ہونے والے انسان کے خد و خال بھی آ گئے۔ اخلاق اور روحانی قوتیں بھی پیدا ہو گئیں اور پیدا ہونے کے بعد ان کی پرورش نشوونما اور تربیت و تکمیل کی ہی ضرورت ہے۔

ماحول کا اثر

ذاتی اکتساب اور ماحول اس سلسلہ میں نمایاں پارٹ ادا کرتا ہے۔ بعض اوقات ماحول میسر نہیں آتا صرف ذاتی اکتساب سے ہی کردار بنتا ہے لیکن زیادہ تر اثر ماحول کا ہوتا ہے۔ چنانچہ طلباء آپ کے ماحول میں رہتے ہیں۔ نئی نسل کا کردار اور سیرت جو کچھ بھی بنتا ہے وہ آپ کے ہاں آ کر بنتا ہے۔ اور جو کچھ آپ کے ہاں بن چکا ہے۔ آپ سے الگ ہو کر اس کا وہی کردار اور سیرت رہے گی۔ آپ جو ان کے ذہنوں میں نقش چھوڑیں گے۔ وہ ان کا کردار بن جائے گا۔ بچے آپ کے عمل سے سیکھتے ہیں۔ آپ کی گفتگو سے سیکھتے ہیں۔ آپ کے کردار سے متاثر ہوتے ہیں۔ آپ کے معمولات ان پر اپنا رنگ چھوڑتے ہیں۔ آپ ہزار بار کہیں کہ سگرٹ نوشی اور جھوٹ بُری عادت ہے۔ گالی گلوچ بُرا فعل ہے، لیکن آپ اگر خود ان بُرائیوں کے مرتکب ہوں اور بچہ آپ کو دیکھے تو اس پر آپ کی نصیحت کا اثر نہیں ہوگا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اس کی خبر نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ علم رکھتا ہے۔ بہت کچھ دیکھتا ہے۔ بہت کچھ سوچتا ہے۔ اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے۔ بچہ آپ سے زیادہ متجسّس ہوتا ہے، وہ آپ کی ہر حرکت و سکت سے واقف ہے۔ وہ آپ کو دیکھتا ہے والدین کو دیکھتا ہے، رشتہ داروں کو دیکھتا ہے اور محلّہ داروں کو دیکھتا ہے۔

اساتذہ کو زندگی کا حقیقی نمونہ ہونا چاہیئے۔

آپ کی زندگی بڑی محتاط۔ آپ کا عمل بڑا مثبت اور آپ کی گفتار بڑی سچی اور عملی ہونا چاہیئے۔ پھر ہی آپ طلباء کے کردار کی قوت، ان کی سیرت کی پختگی اور ان کے اعمال کی پاکیزگی کا باعث ہو سکیں گے۔ اور ان میں دانائی اور زیرکی پیدا ہو گی لیکن دانائی بھی ایک حد تک محدود ہو۔ بقول مولانا رومیؒ۔

زیرکی از شیطان است

کہ بڑا زیرک انسان اگر اس میں کردار و سیرت نہیں اخلاق نہیں تو اس کی زیرکی اسے شیطان صفت یا چالاک عیار بنا دیتی ہے۔ تو ہم نے قوم کی نسل کو صرف زیرک ہی نہیں بنانا بلکہ اس میں کردار و سیرت بھی پیدا کرنا ہے۔

حال و ماضی کی قدریں

حضرات! ایک افسوس تو یہ ہے کہ ہم میں احساس زیاں نہیں ہے زمانہ بڑا مشکل ہے بات کرنا آسان ہے، لیکن عمل مشکل، ہمارے سامنے زندگی بڑی دشوار گذار ہے، ذہنی انتشار اور اخلاقی ابتری اس عہد کے تمدن کی خاص سوغات ہیں، زندگی خواہ نجی ہو یا اجتماعی اس کا کوئی گوشہ بھی اس سے خالی نہیں۔ جس طرف بھی نظر دوڑایئے۔ ایک

تمام بے چینی - بے اطمینانی - بیزاری، تصادم اور آویزش نظر آئے گی - صرف اس لئے کہ ہم نے سیرت و کردار سے انحراف کر رکھا ہے - سیرت و کردار کے احیاء کی آج اشد ضرورت ہے - میں نہیں کہتا کہ آپ فرشتہ بن جائیں - لیکن میں ضرور کہوں گا کہ انسانیت کے علمبردار ہو جائیں اور اپنے کردار میں اتنے فارورڈ (FORWARD) ہوں کہ اس دور کے تمدن کی لعنتوں کو اپنا ئیں کیونکہ انکی نظر کردار پر نہیں ہے - اور یہ موجودہ ترقی کردار کی قربانی سے حاصل ہو رہی ہے - بلکہ اتنے بیک ورڈ (BACKWARD) ہوں کہ آج سے چودہ سو سال پہلے کے لوگوں کی سی سادگی - سچائی خلوص، مودت و مروت پیدا ہو جائے -

ایک نوجوان ..... کراچی میں ملا، اس نے کہا میں نہیں پڑھتا - اس میں کیا رکھا ہے میں سمگلر بنوں گا - اس لئے کہ یہ بہترین پیشہ ہے، بہت جلد دولت آتی ہے اور آج کی دنیا سمگلر ہے اس لئے کہ ہم اپنے فرائض سے کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو رہے ہیں - جدید لعنتی تہذیب میں ہم مقید ہیں مال و دولت ہمارا مطمع نظر ہے اور اس کے حصول کے لئے انسانی قدروں کو بھی پامال کرتے چلے جا رہے ہیں تاکہ ہم تہذیب جدید کی نگاہ میں معزز و مشرف ہوں -

خدا کے لئے یہ زنجیریں کچھ ڈھیلی کر دو کچھ توڑ دو اس نام نہاد تہذیب کی نگاہ میں BACKWARD ہو جاؤ تاکہ تم خدا کی نگاہ میں FORWARD گنے جاؤ - آپ طلباء میں یہ احساس پیدا کریں - کردار میں انسانیت کا زیور ہے - کردار ہے تو سب کچھ ہے کردار نہیں تو کچھ بھی نہیں - میں نے آپ کی سمع خراشی کی ہے اور آپ کا وقت ضائع کیا ہے - مجھے آپ کی تکلیف کا احساس ہے - ان گزارشات کے بعد اجازت چاہتا ہوں"

ہیڈ ماسٹر صاحب کی طرف سے اظہار تشکر

چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول ہذا نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:-

" آپ نے وقت ضائع نہیں کیا اور نہ ہم آپکی باتوں سے اکتائے ہیں، ہم آپ کی تقریر دلپذیر سے از حد متاثر ہیں - آپ کی نصائح انمول موتی ہیں خدا سے دعا ہے کہ آپ کے خواب شرمندہ تعبیر ہوں - اور جو آپ کے دل میں درد اور تڑپ ہے وہ قوم کے بچوں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے - ہم آپ کی تجاویز پر عملاً کاربند ہونے کا تہیہ کرتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت بڑا اچھا گذرا ہے اور ہم نے کچھ کھویا نہیں بلکہ بہت کچھ پایا ہے - ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف نے اپنی طرف سے اور اساتذہ کی طرف سے افسر صاحب تعلیم کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین کی تواضع مشروب ذوق سے کی - بعد ازاں یہ میٹنگ ایک ماہ کے برخواست کی گئی - دوسری میٹنگ مسلم ہائی سکول ہذا کے زیر اہتمام کی جانی منظور ہوئی -

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے - بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوادیں - یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے - اگر ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جاوے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا - ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا - آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے -

(مینیجر پیغام صلح)

سالانہ خریدار

6,00	۵۵۵	6,00	۱۹
6,00	۹۹۰ / ۳۳۰	6,00	۷۳
6,00	۳۰۳۸ / ۳۹۹	6,00	۱۵۷
6,00	۲۱۶۷ / ۳۴۴	6,00	۱۷۳
		6,00	۳۲۱

رعایتی خریدار

		18.00	۵۲/۸
8,00	۱۱۵ / ۳۶۲	6.00	۶۳
3,00	۱۲۰ / ۳۸۴	3,00	۱۵۰
6,00	۷۳	6,00	۲۵۴

اخبار احمدیہ

طلباء تبلیغی کلاس کی کامیابی

احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ محمد فاضل رمضان صاحب نے جو تقریباً سات آٹھ سال سے ڈچ گیانا (جنوبی امریکہ) سے تحصیل علوم دینیہ کے لئے مرکز میں تشریف رکھتے ہیں امسال مولوی فاضل کا امتحان سیکنڈ ڈویژن سے پاس کیا ہے - موصوف کو تبلیغ اسلام کا جذبہ جنوبی امریکہ سے یہاں لے آیا تھا - خدا تعالے نے ان کے جذبہ اور انکی محنت کو بار آور کیا ہم انکو اور ان کے خاندان کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالے ان سے اشاعت اسلام کا کام لے اور اس میں بھی انکو کامیابی سے نوازتا رہے - ایک اور صاحب مولوی محمد شریف نے بھی مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے، ان کو بھی ہم مبارکباد دیتے ہیں -

انتقال پُر ملال

راولاکوٹ، آزاد کشمیر سے سردار نور خان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ میرے فرزند میجر فاروق صاحب کی اہلیہ فوت ہو گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون - دعا ہے اللہ تعالی مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور ان کے لواحقین پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے -

درخواست دعا

ڈاکٹر سید فیاض حسین صاحب جوہر آباد مشکلات سے مخلصی پانے کے لئے اور کاروبار میں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کے ملتجی ہیں -

اعلانِ نکاح

مانسہرہ سے مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل اطلاع دیتے ہیں کہ:-

مورخہ ۲ ۸/۶۲ کو احمدیہ مسجد مانسہرہ میں مسماۃ سوسن جان دختر برکت اللہ صاحب ساکن ڈھیڈیاں کا نکاح عوض ۱۰۰ روپیہ زر مہر ہمراہ بابو محمد صادق صاحب ولد عبدالرحمان صاحب قوم آوان ساکن دیگران خاکسار نے پڑھا - ہر دو جانب کے سرکردہ احباب نے شمولیت فرمائی - بابو صاحب نے ۵ روپیہ اشاعت اسلام فنڈ کے لئے مرحمت فرمائے ہیں جو خاکسار نے غلام ربانی خان صاحب کے سپرد کر دیئے

ضرورت ہے

نو مسلم کالج سول لائنز کے لئے دو کلرکوں کی ضرورت ہے ٹائپ جاننے والے اور اکاؤنٹس کے کام سے واقفیت رکھنے والے امیدواروں کو ترجیح دی جائیگی، امیدوار اپنی خود نوشت درخواستوں میں سابقہ تجربہ اور کم از کم قابل قبول تنخواہ ماہوار کا ذکر ضرور کریں اور پتہ ذیل پر ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء سے قبل پہنچ جانی چاہیئے - اعزازی سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

رفتارِ عالم

—— عوامی لیگی رہنما مسٹر حسین شہید سہروردی کی لاہور میں آمد کے فوراً بعد یہاں مختلف جماعتوں کے لیڈروں کے درمیان متحدہ محاذ کے قیام کے بارہ میں اہم مذاکرات شروع ہوگئے ہیں۔

—— پاکستان کے سابق وزیر قانون مسٹر اے کے بروہی نے آج یہاں اس اطلاع کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ عنقریب ایک نئی سیاسی جماعت قائم کرنے والے ہیں۔

—— بھارتی وزیر اعظم ۴ دماغ سے صلاح مشورہ کے بعد شیر کشمیر شیخ عبداللہ کے ساتھ سمجھوتہ کی نئی کوشش شروع کر دی ہے۔

—— صدر ایوب دولت مشترکہ کانفرنس میں شمولیت کے بعد کینیڈا تشریف لے گئے جہاں دو روز قیام کرنے کے بعد ریاستہائے متحدہ امریکہ روانہ ہوگئے ہیں۔

—— دریائے راوی، ستلج اور بیاس میں شدید طغیانی کے باعث مشرقی پنجاب کا وسیع رقبہ زیر آب آگیا ہے اور مغربی پاکستان میں ابھی سیلاب کا ریلا آنے کا خطرہ ہے۔

—— چین کے سفارتی حلقوں نے دعوے کیا ہے کہ سیٹو کی تنظیم اس سال کے آخر تک ختم ہو جائے گا تھائی لینڈ اور فلپائن نے علیحدگی کی دھمکی دی ہے۔ ریڈیو کا کہنا ہے کہ ملائیشیا کے عظیم قوت بن جانے کے بعد جنوبی ایشیائی ممالک اس میں مدغم ہونے کے متعلق سوچ رہے ہیں۔

—— مشرقی پاکستان کے طلباء نے تعلیمی کمیشن کی سفارشات کے خلاف اپنی ہڑتال ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ طلباء اب کلاسوں میں باقاعدہ حاضری دینگے اور پرامن جد و جہد جاری رکھیں گے۔

—— ملک میں اہم سیاسی مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے صدر ایوب اگلے ماہ ممتاز سیاسی رہنماؤں کی گول میز کانفرنس طلب کریں گے۔

—— عراق کی کمیونسٹ پارٹی باغی ذیاٹل سے مل کر جنرل قاسم کی حکومت کے خلاف متحدہ محاذ بنانے کی کوششیں کر رہی ہے۔

—— سابق جمہوری حکومت کے وزیر اعظم مسٹر فرحت عباس کو الجزائر کی پہلی پارلیمنٹ کی صدارت کی پیشکش کی جا رہی ہے۔

—— کراچی کے ایک مسلمان مبلغ نے بھارت کے جودان لیڈر ونوبھاوے کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر وہ شانتی (امن) کے خواہشمند ہیں تو وہ شانتی دھرم (اسلام) قبول کر لیں۔

—— حکومت مغربی پاکستان نے ایسی تمام عارضی اسامیوں کو جن کے فرائض مستقل صورت اختیار کر گئے ہوں مستقل کرنے کے لئے مختلف محکموں سے تجاویز طلب کی ہیں۔

—— صدر ایوب نے اٹاوہ میں کہا ہے کہ وہ تنازعہ کشمیر کے پرامن تصفیہ کے لئے پنڈت نہرو سے بات چیت پر تیار ہیں لیکن پنڈت نہرو اس بات پر آمادہ نہیں ہوتے۔

—— ارجنٹائن کے دارالحکومت میں سرکاری فوجوں اور باغیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی جاری ہے اور شہر کا بیشتر حصہ میدان کارزار بنا ہوا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے صدر ایوب کی واپسی کے بعد دو سالہ ڈگری کورس پھر شروع کرنے کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔

—— شاہ یونان نے غریب اور نادار والدین کو بیٹیوں کی جہیز کی مشکلات سے نجات دلانے کے لئے جہیز کی کتب جاری کی ہیں جو غریب ماؤں میں تقسیم کر دی جاتی ہیں جو بوقت شادی کتاب میں لکھی ہوئی رقم نقد حاصل کر سکیں گی۔

—— البانیہ کے اخباروں نے روسی وزیر اعظم پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے بھارت کو اسلحہ فروخت کر کے چین سے غداری کی ہے۔

—— پنڈت نہرو نے مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم کو الٹی میٹم دیا ہے کہ وہ بھارت میں ریاست کے مکمل ادغام کی مخالفت ترک کر دیں ورنہ ان کا حشر بھی شیخ عبداللہ جیسا ہوگا۔

—— پاکستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں طالب علم پرامن طور پر یوم مطالبات منا رہے ہیں۔ جلوس اور مظاہرے کر رہے ہیں اور قراردادوں میں حکومت سے اپیل کر رہے ہیں کہ طلباء کے مطالبات کو بلا تاخیر تسلیم کرے۔

—— گذشتہ چودہ ماہ میں سوویٹ یونین نے پچاس سے زاید روسیوں کو معاشی جرائم کی پاداش میں پھانسی پر لٹکا دیا ہے۔

—— مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ بھارتی باشندے دولت کے بل پر کشمیر کو خریدنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم دولت کے عوض میں اپنی آزادی کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور کہا ہے میں اس بات کی اجازت کبھی نہیں دوں گا کہ بھارتی حکومت کشمیر میں صدر ریاست کی جگہ

پیغام صلح ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۷

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ } شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان منسلک ملک پیٹھ۔ محلہ اعظم پورہ حیدرآباد دکن (بھارت)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۸

بحرِ حکمت کے موتی

نھی رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن النّجش اخرجہ الشیخان والنسائی والموطا زاد مالک والنّجش ان تعطیہ بسلعتہ اکثر منہا ولیس فی نفسک اشترائُھا فیقتدی بک غیرک۔

ترجمہ :—

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (استیاد کا) نرخ بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحؒ سے روایت ہے کہ نرخ بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ تو کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو مگر اُسکی قیمت بڑھاتا جائے اس غرض سے کہ تمہیں دیکھ دیکھ کر لوگ بھی قیمت بڑھاتے جائیں۔

نوٹ :۔ تجارت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو احکام صادر فرمائے ہیں انہیں اپنے روزمرّہ کا دستور العمل بنایا جائے تو صالح معاشرہ اور سود مند اور صالح کاروباری نظام رائج ہو سکتا ہے۔ ویٰقوم اوفوا المکیال المیزان بالقسط۔ الآیہ ۸۶-۸۵ : ۱۱ - واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان (۵۵:۹)— ویل للمطفّفین الذین اذا اکتالوا علی النّاس یستوفون۔ الآیہ ۸۳-۱۰۲،۳ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر تقویٰ سے زندگی بسر کرنے سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

(غلام قادر عفی عنہٗ)

دُنیا تمہاری مقصُود بالذّات نہ ہو

حضرت امام الزمانؑ علیہ السّلام کے ارشادات

پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اسکی عبادت کرو۔ اور اسکے بن جاؤ۔ دُنیا تمہاری مقصُود بالذّات نہ ہو میں اسلئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جسکے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دُنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اسکو جائز نہیں رکھتا۔ اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں اسلام تو انسان کو چُست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے اسلئے میں کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جد وجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جسکے پاس زمین ہو اور وہ اسکا تردّد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دُنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے نہیں اصل بات یہ ہے کہ وہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اور اسکے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرو۔“

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۸)

تبلیغی خط وکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

(مرتبہ۔ شیخ غلام قادر ڈار صاحب عفی عنہ)

انڈونیشیا

ترجمہ خط۔ محمد بوچاری۔ بی ۳۴ الیف انڈونیشیا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں واضح طور پر بیان کرتا ہوں کہ میں نے ٹیچنگز آف اسلام جو کہ بانئے احمدیہ موومنٹ نے لکھی بغور مطالعہ کی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ میری کتاب نہیں اور میں نے اسکو ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں سے دستیاب نہ ہوئی اور میری بڑی خواہش ہے کہ مجھے یہ کتاب مل جائے۔ کیونکہ اس میں بڑی وضاحت سے اسلام کے متعلق بیانات درج ہیں۔

مجھے میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ اس کے متعلق آپ کو تحریر کروں۔ اور مجھے پوری توقع ہے کہ میری اس التجا کو تسلیم کریں گے۔ آپ اس معاملہ پر غور فرمائیں کہ یہ کتاب مجھے تحفۃً بھیجی جائے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر یہ کتاب ارسال فرما دیں۔ اور یہ میری کتنی خوش قسمتی ہوگی اگر میں مذہب اسلام کو غیر ممالک میں بذریعہ براڈ کاسٹ تبلیغ کرسکوں۔

یہ بھی آپ کو واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ٹریننگ اسلامیہ کالج مدائنا میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کہاں سے مل سکے گا میرے خیال میں یہ کافی ہوگا اور مجھے معاف کریں گے جو میں نے یہ خط آپ کو تحریر کیا ہے۔

شکریہ

(لٹریچر اور ٹیچنگز آف اسلام اور خط بھیجے گئے)

گھانا (مغربی افریقہ)

ترجمہ خط ایم اے۔ آدم III امام اور جہدی پوسٹ بکس وسونسا آسیکوما۔ گھانا۔ مغربی افریقہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کا نفسانی خط اور مغربی کتابیں صحیح سلامت مل گئی ہیں میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں جیسے کہ آپ مجھ پر معترض ہیں، اور مجھے کیا ہو سکتا ہے جبکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر مجھے گالی دیں گے تو میں کبھی بھی آپ کو گالی نہ دوں گا۔ میں خدا سے معافی مانگوں گا۔ تمام لوگوں کے لئے۔ جب میں نے آپ کا خط پڑھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری ہر طرح سے مدد کرسکتے ہیں۔ مجھے مندرجہ ذیل کتابیں ارسال کریں اور اس میں تاخیر نہ ہو۔ (۱) محمد دی پرافٹ (۲) گرامر عربی لینگویج (مصنفہ ڈبلیو رائٹ) (۳) انسائیکلو پیڈیا فنانٹ (۴) دی لائف آف محمد (بائی ابن اسحاق) تکلیف کے بعد راحت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مت خیال کریں کہ میں آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔

سب کو السلام علیکم

(انہیں محمد دی پرافٹ۔ حمامۃ البشریٰ۔ تحفۂ بغداد وغیرہ بھیجے گئے اور تبلیغی خط لکھا گیا ہے)

ترجمہ خط از مسٹر صادق اے آجو لاری الورن مغربی افریقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے خدا ..... کے ذکر و فکر اور عبادت کی بہت توفیق ملی ہوئی ہے۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے اسلامی لٹریچر بھیجکر میری مدد فرمائیں گے۔

میرے علاقہ میں بہت سے عیسائی لوگ اور مشنری ہیں جن سے مجھے نپٹنا پڑتا ہے اور اکثر اُن میں سے قریب آ گئے ہیں۔

گزارش ہے کہ مجھے ایسی کتب بھیجیں جن میں قرآن شریف کی اکثر آیات اور ان کا ترجمہ اور تفسیر آ جائے لٹریچر انگریزی زبان میں ہو۔

(ٹیچنگز آف اسلام، دیگر لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائیجیریا

ترجمہ خط حسن اکانی قاسم ۳۲ بنک ایڈمنسٹریٹ نائیجیریا۔

السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی رکھے۔ میں آپ کے پتہ کی بہت کوشش کرتا رہا ہوں۔ اور اب کافی عرصہ کے بعد لکھ رہا ہوں۔ لیکن میری تمام کوششیں آپ کے ایڈریس حاصل کرنے میں رائیگاں گئیں۔

اصل میں پہلے دن میں نے آپ کی طبع شدہ کتاب دیکھی اور میں بہت خوش ہوا۔ میں خدا کے نام سے جو بڑا رحیم و کریم ہے التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے طبع شدہ قرآن شریف عربی اور انگریزی اور دیگر کتابیں اسلام کے متعلق ارسال فرما دیں۔ میں دنیا میں بہت خوش قسمت انسان ہوں گا اگر میری التجا منظور فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا پھل اور اجر عظیم عطا فرما دے گا۔

آپ کے جواب اور کتابوں کا منتظر۔ (انہیں فی الحال ٹیچنگز آف اسلام اور خصائص القرآن اور مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے۔)

(۲)

شمالی نائیجیریا۔ یہاں مسلمانوں کی بہت زیادہ اکثریت ہے
مشرقی نائیجیریا۔ یہاں مسلمان ۲/۵ حصہ ہیں
مغربی نائیجیریا۔ یہاں بھی مسلمان ۲/۵ حصہ ہیں۔ اور یہاں ہماری تعداد بڑھنے کی بجائے کم ہو رہی ہے اور یہ بوجہ کم پراپیگنڈا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم آپ کی مدد چاہتے ہیں۔

(انہیں مزید لٹریچر مینول آف حدیث اور خط لکھے گئے)

(۳)

ترجمہ خط ایم اے لاسیسی۔ لاگس۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں آپ کو خط ارسال کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کیونکہ جو کتابیں آپ نے بھجوائیں وہ بہت اہم ہیں۔ مزید شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے ان کتابوں سے کافی تعلیم حاصل کی ہے خداوند کریم آپ کی خوشی کو تاقیامت بڑھاتا چلا جائے میری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو جنت میں جگہ دے آپ اور آپ کے ساتھی اس نیک کام کی اشاعت میں ہرگز نہیں تھکتے اور اللہ تعالیٰ آپ کو راہ راست پر رکھے۔ اور شیطان پر غلبہ دے۔ ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ممبر تسلیم کر لیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کا تمام کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے۔

جناب عالی ایک بات کی مجھ میں کمی ہے کہ مجھ میں عربی علم نہیں ہے۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ جو مجھ پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اس بات کو مدنظر رکھ کر آپ کو لکھ رہا ہوں کہ مجھے انگریزی قرآن شریف ارسال فرما دیں۔ اور میں نے پچھلے خط میں بھی لکھا تھا۔ اس واسطے کہ میں عربی سیکھنا چاہتا ہوں۔ انگریزی سے عربی اور عربی سے انگریزی سیکھنا چاہتا ہوں .... مجھے یہ مبارک پاک کتاب ارسال کریں جونہی کہ یہ خط موصول ہو، میں بہت مشکور ہوں گا، اگر میری یہ گذارش منظور فرمائیں۔

خط ارسال کیا گیا۔

۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بنگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی خطاب فرمائیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔

(سیکرٹری ایسوسی ایشن)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۳ راکتوبر ۱۹۶۲ء

کشف و خواب کی حقیقت

اور حضرت مرزا صاحبؑ کا مقام

۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء کے "ایشیا" میں "کشف و خواب کی حقیقت" کے عنوان سے اس موضوع کو پھر چھیڑا گیا ہے جس پر ہم قبل ازیں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں۔ لیکن مقالہ نگار نے اس قسط میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی عبارات نقل کی ہیں جن میں صوفیاء و مشائخ کے ترقی کرکے مقام معرفت پر پہنچنے کا ذکر ہے۔ مثلاً لکھا ہے:-

"یہ لوگ اس امر میں گذشتہ مشائخ کے اقوال کو جو توحید وجودی میں واقع ہوئے ہیں بطور شہادت پیش کرتے ہیں، حضرت سبحانہٗ تعالیٰ ان کو انصاف دے، انہوں نے کہاں سے معلوم کیا کہ ان مشائخ کو اس مقام سے ترقی واقع نہیں ہوئی، اور اسی مقام پر محبوس رہے ہیں۔"
(مکتوب ۲۹۰ دفتر اوّل)

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ صوفیاء اور مشائخ کو منازل سلوک میں ترقی کرتے ہوئے جب معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ ولایت کے بلند تر مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ حضرت مجدد صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"قول انا الحق اور قول سبحانی اور قول لیس فی جبتی سوی اللّٰہ وغیرہ شطحیات سب اسی درخت کے پھل ہیں، اس قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کاملہ ہے کہ سالک کی نظر سے محبوب کے سوائے سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے سوائے اسے کچھ مشہود نہیں ہوتا۔ اسی مقام کو مقام جہل اور مقام حیرت بھی کہتے ہیں لیکن یہ وہ جہل ہے جو محمود ہے اور یہ وہ حیرت ہے جو ممدوح ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس مرتبہ جمع سے بلند تر سیر واقع ہو جاتی ہے اور علم اس جہل کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے اور اس حیرت کے ساتھ معرفت مل جاتی ہے اور فرق و تمیز حاصل ہو جاتی ہے اور سُکر سے صحو میں آ جاتے ہیں تو اس وقت اسلام حقیقی کی دولت ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کی حقیقت میسر ہوتی ہے، یہ اسلام و ایمان زوال سے محفوظ اور کفر کے عارض ہونے سے بچا ہوا ہے۔" (مکتوب ۳۳ دفتر سوم)

اس صاف اور کھلے حوالہ کو جو ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں نظر انداز کرکے مقالہ نگار "ایشیا" لکھتے ہیں:-

"مدیر پیغام صلح کو واضح ہو کہ ہمارے نزدیک منصور اس لئے ولی نہیں کہ انہوں نے انا الحق کا نعرہ بلند کیا اور نہ ہی حضرت بایزید بسطامی کو اس لئے اولیاء اللہ میں شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا لیس فی جبتی سوی اللّٰہ[1] بلکہ اُن کی ولایت شریعت پر استقامت کے باعث تسلیم ہوئی ہے، رہی صوفیاء کے مشاہدات کی حقیقت اس کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے:-

"ولایت ظلی (ولایت اولیاء) میں حصول مطلب وہم خیال کا تراشیدہ اور بنایا ہوا ہوتا ہے[2]۔ (مکتوب ۳ دفتر سوم)

[1] مقالہ نگار صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لیس فی جبتی سوی اللّٰہ کا کلمہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے نہیں بلکہ حضرت جنید بغدادیؒ کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔ بایزید بسطامی نے تو سبحانی ما اعظم شانی فرمایا تھا۔

[2] حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کے اس فقرہ کو نقل کرتے میں مقالہ نگار صاحب نے پھر وہی لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کیا ہے جس کی کئی ایک نظائر ہم اس سے قبل دے چکے ہیں، حضرت مجدد صاحب ...... کا پورا فقرہ حسب ذیل ہے:-

"ولایت ظلی میں حصول مطلب اس جہان میں وہم و خیال کا تراشیدہ اور بنایا ہوا ہوتا ہے اور ولایت اصلی میں مطلوب وہم کی تراش خراش سے منزہ و مبرا ہوتا ہے"۔

آخر کہ خط کشیدہ الفاظ کو جن سے مجدد صاحب کا مفہوم صحیح طور پر واضح ہوتا ہے اور جن کے بغیر فقرہ مکمل نہیں ہوتا، مقالہ نگار صاحب بالکل ہی پی گئے ہیں ....، معلوم نہیں ایسی تحریفات سے انہیں کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ مقالہ نگار صاحب اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، ہم تو خود اس بات کے قائل ہیں اور اس سے قبل حضرت مجدد صاحب کے مکتوب ۳۳ دفتر سوم کا منقولہ بالا بیان نقل کرکے ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ صوفیا و مشائخ کی حقیقی ولایت جو مقام معرفت پر پہنچنے سے حاصل ہوتی ہے اسلام اور ایمان پر استقامت ہی سے متحقق ہوتی ہے، نہ کہ محض ان کے شطحیات یا الہام و مکشوفات سے، کشف و الہام تو مقام ولایت کا نتیجہ ہیں نہ کہ ولایت کا باعث اور ذریعہ۔ ہم خود حضرت مرزا صاحب کو بھی اسی وجہ سے مقام ولایت کے بلند ترمرتبہ پر سمجھتے ہیں کہ وہ اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں، اور شریعت اسلامیہ کے ہر شعبہ پر پوری استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:-

"میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

پس حضرت مرزا صاحب کے الہامات آپکی ولایت کا نتیجہ ہیں، ہم الہامات کی وجہ سے ان کو ولی نہیں مانتے بلکہ شریعت حقہ پر ان کی استقامت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور تبتل الی اللہ کی وجہ سے ان کو خدا رسیدہ اور ولایت کے بلند مرتبہ پر فائز سمجھتے ہیں، الہامات تو اس مرتبہ پر پہنچنے کا نتیجہ اور آپ کی ولایت کے مؤید اور تقرب الی اللہ کا نشانات ہیں۔ معلوم نہیں مقالہ نگار "ایشیا" کو کس نے کہدیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب یا کسی اور ولی کو پابند شریعت ہونے کی بناء پر نہیں بلکہ محض ان کے الہامات کی بناء پر مقام ولایت پر فائز سمجھتے ہیں۔

مقالہ نگار "ایشیا" کے ساتھ ہمارا بحث اس بناء پر تھی کہ وہ اولیاء اللہ کے الہامات و مکشوفات کو منجانب اللہ نہیں بلکہ ان کے اوہام اور تحت الشعور کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، لیکن زیر نظر مقالہ میں انہوں نے تو مان لیا ہے:-

"اولیاء اللہ کے الہامات انوار نبوت سے مقتبس ہیں جیساکہ حضرت مجدد رحؒ نے فرمایا ہے:-

"الہام کہ اولیاء راست مقتبس از انوار نبوت است"

الحمد للہ کہ مقالہ نگار صاحب آخر کار اسی نتیجہ پر پہنچ گئے، جس پر جماعت احمدیہ قائم ہے، اب اب صرف اتنی بات باقی رہ گئی .... کہ کیا حضرت مرزا صاحب کے الہامات انوار نبوت سے مقتبس ہیں یا نہیں، اور کیا آپ مرتبہ ولایت پر فائز ہیں یا نہیں، اس بارہ میں مقالہ نگار صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، اس پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے۔ انشاء اللہ

نمونہ ہیں خلق رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہفت روزہ "شہاب" ۲۳ر ستمبر ۱۹۶۲ء عنوان بالا کے تحت رقمطراز ہے:-

"شہاب علمائے کرام کے دفاع میں ہر وقت سے ایک ایک پوچھی لڑائی لڑتا رہا ہے۔ دوست دشمن سبھی اس کے معترف ہیں ہمارے نزدیک علمائے کرام کی توہین تو ذہب کی توہین ہے اور ان کا احترام مذہب کا احترام۔ یہ اسی سعید گروہ کا فیضان ہے کہ آج اس الحاد و زندقہ کے ماحول میں بھی قال اللہ و قال الرسول کی آوازیں گونج رہی ہیں مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک مدت سے طبقۂ علماء کے کچھ نمایاں اصحاب بعض ایسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں جن سے ان کا وقار سخت خطرے میں ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ علماء کی پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

یہ بھی کوئی مسئلہ ہے کہ حضرت جبریل افضل ہیں یا حضرت ابوبکر صدیق رض۔ ہمارے خیال کے دور میں اس موضوع کو اہمیت نہیں دی گئی نہ قرآن میں اسکا ذکر نہ احادیث میں اس کا ثبوت فقہا و علماء میں سے کسی نے اسے کتاب عقائد کا جزو بنانا گوارا نہیں کیا لیکن یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ بریلوی حضرات کے چوٹی کے علماء اس سلسلے میں بحث و تمحیص میں مشغول ہیں اور علمی متانت سے یکسر بے نیاز ہو کر علی الاعلان کفر کے فتوے شائع کئے جا رہے ہیں۔ گوجرانوالہ کے ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ:-

"جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رض کو حضرت جبریل سے
افضل قرار دیتا ہے وہ کافر ہے نہ صرف کافر ہے
بلکہ جو اس کی تکفیر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"

کفر کے اس فتویٰ پر جن اصحاب علم و فضل نے مہر تصدیق ثبت کی ہے ان میں مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب لاہور، مولانا سردار محمد صاحب لائل پور، مفتی اعجاز ولی خاں صاحب لاہور، مولانا محمود رضوی صاحب لاہور۔ اور مولانا ابوالبیان غلام علی، اوکاڑہ کے نام شامل ہیں۔ اس فتوے کے جواب میں غزالی دوراں اور رازیٔ زماں کے رازی مولانا احمد سعید کاظمی نے "احسن البیان برفع الاشتباہ من التکفیر" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ:-

"اگر مکفر توبہ نہ کرے تو بر تقدیر ثانی وہ خود اپنے حکم سے کافر قرار پائیں گے اس لئے کہ ضروریات دینیہ کے منکر کا کفر انہوں نے خود تحریر فرمایا ہے جو شخص اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے لہذا انہیں خود اپنے کفر کا اعلان کرنا چاہیئے۔"

حضرت کاظمی صاحب کے اس جواب باصواب کی بیس جید علماء نے تصدیق فرمائی ہے۔

علمائے کرام کے ان اہم دینی مشاغل کا ایک دوسرا نمونہ نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے متعلق ہے۔ مدت ہوئی جب ملک میں لاؤڈ سپیکر بنانا سلسلہ شروع ہوا تھا علماء میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ آیا اسے نماز کے دوران میں استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مسئلہ کے مختلف پہلو سامنے آنے کے بعد تقریباً تمام مشاہیر علماء نے اس کے جواز پر اتفاق کر لیا لیکن کچھ عرصے سے بریلوی حضرات میں یہ بحث نئے سرے سے پیدا ہو چکی ہے اور اس میں بھی بات علمی دلائل سے آگے بڑھ کر تکفیر و تفسیق تک جا پہنچی ہے۔ ایک بریلوی عالم دین نے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے رد میں "مکبر الصوت" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا تھا۔ اس کا جواب ایک بہت بڑے مفتی صاحب نے "القول المقبول" کی صورت میں عطا فرمایا ہے اور منطق کے مختلف اسلوب آزماتے ہوئے بات یہاں آکر توڑی ہے کہ:-

"جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر واجب ہے جو اس وجوب کے ترک پر اصرار کرے یقیناً گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور ایسے فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے"

یہ تو بریلوی حضرات کے ان علماء کی حالت ہے جنہیں ان کے حلقے میں اہل سنت اور غزالی دوراں سے کم کسی لقب سے یاد کرنا ان کے علم و فضل کی توہین سمجھا جاتا ہے۔ اب آیئے ایک اور نمونہ بعض دیوبندی علماء کے جہاد باللسان کا دیکھتے چلیئے۔

پچھلے دنوں مسئلہ "حیات النبی" پر پاکستان کے دیوبندی علماء کی ایک کثیر جماعت جس بری طرح ایک دوسرے سے برسر پیکار رہی ہے اسے اس ملک کی دین پسند آبادی بڑی اذیت اور غم و اندوہ سے دیکھتی رہی ہے۔ اس زمانے میں بعض مشہور علماء نے ایک دوسرے کو گمراہ، ضال مضل اور جانے کیا کیا ٹھہرایا ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور نے مولانا غلام اللہ خان کے ہم خیال علماء کو جب بھی یاد کیا "غلام خانی ٹولہ" کے غیر مہذب الفاظ سے یاد کیا غرضیکہ اس ناپسندیدہ بحث کے دوران ایک دوسرے کے خلاف جو تلخ اور نازیبا لب و لہجہ استعمال کیا گیا علماء تو علماء ہیں وہ ہم ایسے عامیوں کے لئے بھی باعث شرم تھا۔

خدا خدا کر کے یہ بحث ختم ہوئی ہی تو اب مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کی جمعیت علمائے اسلام نے اس گولہ بارود کو بعض دوسرے محاذوں پر منتقل کر دیا ہے۔ مولانا غلام غوث صاحب وقتاً فوقتاً ہم پر جو کرم فرماتے رہتے ہیں قارئین اس سے بے خبر نہیں لیکن ہم نے اس کے باوجود ان کی پیرانہ سالی اور پرخلوص جذبہ کی وجہ سے ہمیشہ ان کا احترام کیا ہے مگر ان دنوں بعض جلسہ ہائے عام سے خطاب فرماتے ہوئے انہوں نے جو طرز گفتگو اختیار فرمایا ہے وہ سخت افسوسناک ہے اور ایک عالم دین کے وقار کے سخت منافی ہے۔

ملتان کے ایک جلسۂ عام کی رپورٹ شہاب ہی میں شائع ہو چکی ہے کہ وہاں مولانا صاحب نے مغرب زدہ خواتین کو کنجریاں حرام زادیاں، الو کی پٹھیاں جیسے خطابات تقسیم فرمائے اب سرگودھا کی اخباری اطلاع ہے کہ وہاں انہوں نے ان عورتوں کو یہاں تک کہہ دیا:-

"اگر تم باز نہیں آؤگی تو ہم تمہیں ننگا کر دیں گے ہم جانتے ہیں کہ کون کس کے ساتھ ناچتی ہے وغیرہ وغیرہ۔"

پاکستان کی بڑھتی ہوئی بیدینی پر مولانا بجا طور پر مضطرب ہوتے لیکن اس پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے جو انداز اختیار فرمایا وہی انداز اگر ان کے کسی ناپسندیدہ "مقرر" کا ہوتا تو وہ بیک جنبش قلم اسے گردن زدنی ٹھہرا دیتے۔ اخبارات کی اطلاع ہے کہ آپ نے فرمایا:-

"اگر میں خدا ہوتا تو ایسی قوم کی مدد کرنے کی بجائے اُن پر پتھر برساتا"

اوّل تو یہ مفروضہ ہی کہ "اگر میں خدا ہوتا" سوئے ادب سے خالی نہیں لیکن اس پر بھی صبر کر لیا جائے تو اس ادعائے حکمت و دانش کی کیا توجیہ ہے کہ یہ قوم تو پتھر برسانے کے قابل تھی اللہ تعالیٰ کا اسے ڈھیل دینا صحیح نہیں۔"

پیغام صلح: ہم اس پر کسی تبصرہ کی حاجت نہیں سمجھتے سوائے اس کے کہ یہ وہی علمائے کرام ہیں جن کی ہم نوائی میں شہاب بھی جماعت احمدیہ کو ان کے جرم تبلیغ کی پاداش میں گردن زدنی قرار دینے میں کوشاں ہے فانا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اخبار احمدیہ

انتقال پُر ملال

—— سمن آباد لاہور سے مرزا غلام مصطفےٰ بیگ صاحب لکھتے ہیں:-

"آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ قبلہ والد صاحب جن کا اسم شریف مرزا غلام حسن بیگ تھا تین دن کی علالت کے بعد ۱۲ر ستمبر روز جمعہ بوقت ایک بجکر ۵ منٹ بعد دوپہر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ مرحوم ۵ر ستمبر ۱۹۷۱ء کو پاکستان تشریف لائے تھے اور سرینگر کشمیر کی جماعت کے بانیوں میں سے تھے۔ ان کا تعلق جماعت سے کوئی چالیس برس سے اوپر رہا اپنی شگفتہ طبعی، خوش خلقی اور خدمت خلق کے باعث غیر احمدیوں میں بھی بہت ہی مقبول تھے۔ اور ان کی ذات سے لوگ احمدیت سے متاثر تھے۔ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سے گذارش ہے کہ موزوں الفاظ میں اس سانحہ کی خبر شائع کریں اور ساتھ ہی جماعت سے استدعا کریں کہ مرحوم کے لئے جنازہ غائبانہ ادا کیا جائے۔ مخلص۔ غلام مصطفےٰ بیگ"

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کیساتھ سنی جائیگی، ہمیں مرحوم کے فرزندان گرامی مرزا غلام مصطفےٰ بیگ اور پروفیسر ممتاز احمد صاحب پرنسپل گورنمنٹ کالج آزاد کشمیر اور دیگر پسماندگان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرزا غلام حسن بیگ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے مرزا غلام مصطفےٰ بیگ کا پتہ:-

نمبر ۱۴۰ - N سمن آباد لاہور۔

درخواستہائے دعا

—— ہمارے ایک مخلص نوجوان ایس ایم عبداللہ صاحب سٹیشن ماسٹر جھنگ بعارضہ ٹی بی بیمار ہیں اور کوٹ مبینی ڈریم میں داخل ہیں احباب کرام سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے

(۲) چک $\frac{559}{B-B}$ سے صوفی کرم رسول صاحب تحریر فرماتے

(باقی بر صفحہ ۱۱)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر متبدل نظریات اور آپ کا پیدا کردہ انقلاب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم ہونے پر علوم کی شہادت

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نٓ والقلم وما یسطرون - ما انت بنعمۃ ربک بمجنون - وان لک لاجرا غیر ممنون - وانک لعلی خلق عظیم ——— وھو اعلم بالمھتدین ——— (سورۃ القلم) ———

ایک نہایت مشکل پیشگوئی

ان آیات میں ایک پیشگوئی کی گئی ہے - وہ پیشگوئی نہایت مشکل امر کے متعلق ہے - فرمایا - دنیا میں جس قدر کتابیں لکھی جائیں گی اور جس قدر علوم کا چرچا ہوگا - ان کی روشنی میں یہ امر ثابت ہوگا - انک لعلی خلق عظیم یعنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم پر واقع ہوئے ہیں عرب کا ملک جو دنیا سے تقریباً منقطع ہے - وہاں ریگستان میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے - غیر متمدن ہے دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہے کوئی لائبریری نہیں جس سے مروجہ علوم کا پتہ لگ سکے کوئی ریڈیو نہیں کہ دنیا کے حالات اور خبریں معلوم ہوسکیں - ان کو دنیا کی مشکلات کا علم نہیں ہوسکتا - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - پھر قیامت تک کے زمانہ کے لئے یہ کہنا کہ دنیا میں جسقدر علوم ترقی کریں گے - اور علم و حکمت کی جس قدر روشنی پھیلے گی - اس سے عیاں ہو گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم پر واقع ہوئے ہیں - نہایت ہی مشکل پیش گوئی ہے -

سائنس طب وغیرہ کے نظریوں میں تبدیلی

بڑے بڑے سائنسدانوں کے نظریئے آئے دن بدلتے رہتے ہیں - ہر صدی اور ہر زمانہ میں ان کی تحقیقات نیا رنگ اختیار کرلیتی اور پرانی باتیں غلط ثابت ہوتی ہیں - طب کے مسائل جو آج دنیا میں مروج ہیں پہلے زمانوں میں کوئی انہیں جانتا بھی نہ تھا - اور آج بھی ہر روز نئی نئی تحقیقاتیں ہوتیں اور نظریئے بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے رہینگے اور پھر کوئی ایسی حکومت بھی آج تک نہیں ہوئی - جس کو اپنے قانون اور ضابطے نہ بدلنے پڑے ہوں - آئے دن پیش آنے والے حالات اور واقعات کے مطابق گاہے گاہے قوانین بدلنے پڑتے ہیں - غرض حکومتوں کے قوانین ہوں یا سائنس کے نظریئے اور حکیموں اور ڈاکٹروں کی تحقیقاتیں ہوں ان میں ترمیم ہوتی رہتی ہے -

نبی کریم صلعم کے نظریئے غیر متبدل ہیں اور آپؐ کے خلق عظیم کے شاہد

لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو نظریات اور اعتقادات آپؐ تلقین کرتے ہیں - ہر ترقی یافتہ دور کے جدید اور روشن علوم ثابت کریں گے انک لعلی خلق عظیم کہ آپؐ اعلیٰ اور ارفع اخلاق کے مالک ہیں - یہ دعوے بڑا مشکل ہے - اس دعوے کے ایک دو مشکل ترین حصوں پر نگاہ ڈالئے -

متعصب قوموں کے تنگدلانہ نظریات

ہمارے ہمسایہ ملک میں ہندو رہتے ہیں - اس قوم کا اعتقاد ہے اور اس کا ایمان ہے کہ ہماری قوم ہی پرمیشر کی پیاری اور لاڈلی قوم ہے اور بھارت ماتا ایشور کی دھرتی ہے - جو کوہ ہمالیہ اور بحر الہند سے گھری ہوئی ہے - اس سے باہر کے لوگ سب ملیچھ ہیں - ناپاک ہیں - راندۂ درگاہ الٰہی ہیں - اور جو بے ایمان ہمارے اندر آجائے وہ پوتر نہیں ہوسکتا یہودی بھی یہی کہتا ہے - لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا - ہرگز ہرگز کوئی انسان سوائے یہودی کے جنت میں نہیں جا سکتا - یہودی قوم ہی خدا کی چہیتی قوم ہے یہی بات حضرت عیسیٰ نے بھی جو یہودی تھے ..... دہرائی - کہ جنت صرف اور صرف یہودیوں کے لئے ہے - ان اعتقادات نے دنیا میں نفرت پیدا کی - حسد اور تعصب کا بیج بویا - نسلی انتشار پیدا کیا - اس بغض و تعصب کی وجہ سے مسلمان کے ساتھ دشمنی کرنا اور اس کو ذلیل و حقیر سمجھنا ان متعصب و تنگ دل قوموں کا شیوہ ہے - میں ایک اپنا واقعہ سناتا ہوں - ایک تجربہ گاہ میں مجھے سائنس کا ایک تجربہ کرنا تھا - اسی میز پر ایک ہندو کو بھی تجربہ کرنا تھا - اس ہندو نے سپروائزر سے شکایت کی کہ جناب میں اس مسلے کی میز پر تجربہ نہیں کروں گا - ایسا ہی اگر ایک دری کے کنارے پر مسلمان ہو اور دوسرے سرے پر ہندو تو کوئی ہندو اس دری پر بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتا - یہودی کی ڈکشنری میں غیر یہودی کتے اور سؤر ہیں - ڈکشنری میں غیر یہودی کے لئے جنٹائل (GENTILE) کا لفظ موجود ہے - جس کے معنے غیر خدا پرست اور ناپاک کے ہیں - میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کو ہندوؤں نے بھی مانا ہے، اور یہودی، عیسائی اور سکھ وغیرہ تمام لوگ خدا کو مانتے ہیں، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو رب العالمین قطعاً نہیں مانتے، ہر ایک مذہب کا پیرو یہی کہتا ہے کہ خدا صرف ہمارا ہے اور کسی دوسری قوم سے اسے تعلق نہیں -

اسلام کا خدا ساری کائنات کا خدا ہے

حضور سرور کائنات نے فرمایا خدا رب العالمین ہے - وہ ساری انسانیت کا خدا ہے - وہ ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، چوہڑے چمار سب انسانوں کا خدا ہے - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نظریہ سے دماغوں میں ایک تبدیلی پیدا کر دی - وہ خدا کے رب العالمین ہونے کا نظریہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اور بتایا ہے کہ وہ دنیا جہان کا خدا ہے جو تمام کی تمام اقوام عالم کی پرورش کے سامان بہم پہنچاتا ہے ھو ربنا و ربکم وہ ہمارا بھی خدا ہے اور تمہارا بھی - الٰھنا و الٰھکم ہمارا بھی معبود وہی ہے اور تمہارا بھی، وہی ساری کی ساری انسانیت کی ربوبیت کرتا ہے - ہندو ہو، سکھ ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو، عربی ہو، عجمی ہو، حبشی ہو، کوئی ہو، سب کو اسی نے دماغ دیا ہے - ذہانت دی ہے، استعدادیں اور صلاحیتیں عطا کی ہیں، سب کے جسم و جان کی وہی ربوبیت اور تربیت کرتا ہے - روحانی تربیت بھی وہی کرتا ہے، اسی نے انبیاءؑ کو روحانی تربیت کے لئے ہدایات دے کر بھیجا - وہ لوگ تاریک دنیا میں روحانیت کی شمع فروزاں بن کر آئے اور ایمان اور یقین کے نور سے دنیا کے دل و دماغ کو روشن کر دیا -

منافرت اور عصبیت کو ختم کرنیکا نسخہ جو فخر انسانیتؐ نے دیا

اللہ تعالیٰ نے فخر انسانیتؐ کے ذریعہ لوگوں

کی منافرت اور عصبیت کو ختم کر دیا۔ فرمایا ھو ربنا و ربکم ہمارا اور تمہارا ایک ہی پالنہار ہے ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ ہمارے اعمال اچھے ہیں تو انہیں اچھے پھل لگیں گے اور بُرے ہیں تو بُرے پھل لگیں گے۔ تمہارے اعمال اچھے ہیں تو خدا کی نگاہ میں تم معزز ہو۔ اور اگر بُرے ہیں تو تم اس کی نگاہ میں حقیر اور ذلیل ہو۔ کیسا عالمگیر قانون ہے۔ دنیا سے منافرت ختم کرنے کا کیسا اچھا نسخہ ہے فرمایا ساری دنیا اور سب قوموں میں انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے۔ ان سب نے خدا تعالےٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ان کے پیروؤں میں صدیق بھی ہوئے شہید بھی اور صلحاء بھی پیدا ہوئے۔ غرض سب پیغمبروں کی تعلیم سے نیک لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ کیا وسیع ظرف ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خوبصورت تلقین ہے۔ کس قدر مفید اور کس قدر دماغوں کو روشن کرنے والی تعلیم ہے۔ رسول کریم صلعم پہلے شخص ہیں جو قوموں کو ایک کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اور قوموں میں جو تعصب و دشمنی منافرت اور عصبیت تھی اسے ختم کر دیا۔ چنانچہ انکے حین حیات میں مشرکین عرب یہودی، نصرانی، ایرانی، شامی مصری و افریقی ایک قوم بن گئے۔

قرآن کے اصول و قوانین غیر متبدل ہیں

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم کہ ساری دنیا اور سب اقوام کا ایک ہی خدا ہے دنیا سے منافرت کو دُور کرنے والی ہے۔ جب سب کا خدا ایک ہے اور اس کی تعلیم بھی ایک ہے تو کوئی جھگڑا باقی نہ رہا یہی وہ نظریہ ہے جو دنیا میں آج اس زمانہ میں بھی مقبول ہو سکتا اور ساری دنیا کو ایک کر سکتا ہے اسی لئے فرمایا نٓ والقلم وما یسطرون۔ قلم اور دوات سے علوم و فنون اور حکمت و معرفت کے جو دروازے قیامت تک کھلتے رہیں گے اُن سے معلوم ہوگا کہ آپؐ خلق عظیم کے حامل ہیں۔ دنیا جہان کے قوانین اور اصول بدلتے رہتے ہیں، اور بدلتے رہیں گے لیکن جو چیز بدل نہیں سکتی، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا الٰہی ضابطہ ہے چنانچہ فرمایا لاتبدیل لکلمات اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے قانون اور اصولوں میں ہرگز ہرگز کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہ اٹل ہیں۔ قرآن کریم خدا تعالےٰ کا روحانی قانون ہے اس کے اصولوں اور نظریات میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں ہوگی۔

عملی نظریات — تمام مخلوق سے مسلمانوں کی ہمدردی

جس طرح دوسرے علوم و فنون کی دو شقیں ہوتی ہیں نظری اور عملی۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دینی نظریات کو عملی دین بنا دیا۔ آپؐ پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے عقائد کو عملی صورت دی۔ فرمایا المخلوق عیال اللہ۔ سب کی سب مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ ہندو، سکھ، یہودی عیسائی، مسلمان چوہڑے چمار سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہیں اگر وہ سب کا باپ ہے۔ اور ہم سب اس کی اولاد ہیں تو سوچو تم کس کے ساتھ دشمنی کرو گے۔ کان الناس امۃ واحدۃ۔ سب لوگ ایک ہی قوم ہیں۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد ہے جس کو حضورؐ نے عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا۔ مسلمانوں کے عمل کے اندر اس کو داخل کر دیا جنہوں نے تمام مخلوق کو خدا کا کنبہ سمجھتے ہوئے عملاً ان کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا۔

میدان جنگ میں دشمن سے ہمدردی

صلاح الدین بادشاہ نے عین میدان جنگ میں مخالف عیسائی بادشاہ کی جو چڑھائی کر کے آیا تھا، علالت کی خبر سُن کر حکم دیا کہ اس کے علاج معالجہ کے لئے شاہی طبیب بھیجا جائے۔ اور جب اس بادشاہ کا گھوڑا میدان جنگ میں کام آ گیا تو انہوں نے کہا ان کے لئے پیدل لڑنا مشکل ہوگا، اس لئے شاہی اصطبل سے ایک چار رنگ گھوڑا اس کے لئے بھجوا دیا۔

طریق حکومت کے متعلق نبی کریم صلعم کی ہدایات

حضرت نبی کریم صلعم نے حکومت کے ذرائع بھی نافذ فرمائے ہیں۔ موسےٰ اشعری اور معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا دیکھو خیال رکھنا ارقۃ قلوبھم یمن کے رہنے والے نرم دل واقع ہوئے ہیں، ان کی کسی طرح دل آزاری نہ کی جائے۔ الحکمۃ یمانیۃ وہ اہل حکمت ہیں۔ اہل علم ہیں۔ والایمان یمانیۃ وہ اہل کتاب ہیں اس لئے ایمان بھی یمنی ہے یسرا ولا تعسرا۔ دیکھو اُن سے نرمی سے پیش آنا سختی سے کام نہیں لینا۔ یہ ہے پریکٹیکل مذہب۔ کہ غیروں پر حکومت کرنا ہے تو اس جذبہ اور اس احساس کے ساتھ حکومت کرنا ہے کہ ان کے ساتھ سختی نہیں کرنا۔ ان کو غلام نہیں بنانا بلکہ ان کی خدمت کرنا ہے ان کی معیشت اور معاشرت کی حفاظت کرنا ہے۔ حاکم اور محکوم میں تمیز روا نہ رکھی جائے ایک طرف مسلمان حاکم ہیں اور دوسری طرف کافر محکوم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں کافر نہیں کہا۔ اہل کتاب اور اہل ایمان کہا ہے۔ لیکن میں عام محاورہ کے مطابق کہتا ہوں کہ وہ محکوم کافر ہیں۔ ان کافروں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتق دعوۃ المظلوم مظلوم کی آہ میں اثر ہے۔ اس کی پکار آسمان تک پہنچے گی۔ اس سے بچو۔ اسکی فریاد مقبول ہوگی یہ ہے Practical Theology فرمایا تم یہودیوں کے پاس جا رہے ہو۔ ان پر ظلم و تشدد کے جذبہ کے تحت حکومت نہیں کرنا۔

ماتحت اقوام کے متعلق نبی کریمؐ کی ہدایات

اور ماتحت اقوام کے متعلق وصیت فرمائی لھم ذمۃ اللہ ذمۃ رسولہ ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ اور رسول کا عہد ہے یوفی لعھدھم۔ خدا اور اس کے رسول کے جو اُن کے ساتھ عہد ہیں ان کو پورا کرنا ہوگا ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنا مسلمانوں کے ذمے ہوگی، اور یہ بھی فرمایا کہ اُن سے بیگار نہ لی جائے نہ اُن کی طاقت سے بڑھ کر کام لیا جائے اور ان کے گرجوں اور معبدوں کی مرمت کرانا حکومت کا فرض ہوگا، اس کو کہتے ہیں

International Religion
and
International Government

(بین الاقوامی مذہب اور بین الاقوامی حکومت)۔ اہل نظر ان نظریات کو یقیناً منفرد اور عالمگیر تسلیم کریں گے کہ یہ نظریے ہی دنیا میں پھیلنے چاہئیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم اور حضرت نبی کریمؐ کے اخلاق و شمائل

ایک تو یہ خلق عظیم ہے۔ اور ایک خلق حضرت عیسےٰؑ نے بھی پیش کیا ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر چپت مارے تو تم دوسری گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ یہ سبق اچھا ہے لیکن اس کو خلق عظیم نہیں کہا جا سکتا اس قسم کے خلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی پائے جاتے ہیں۔ حضورؐ کے متعلق لکھا ہے کان احسن الناس خلقًا وخُلقًا۔ آپؐ شکل و صورت اور چہرہ بشرہ کے لحاظ سے بھی اعلےٰ پایہ کے انسان تھے۔ اور عادات و اطوار اور کردار و اخلاق کے لحاظ سے بھی منفرد تھے۔ نہایت شیریں کلام تھے۔ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا۔ آپؐ کے اخلاق پر دفتروں کے دفتر لکھے گئے ہیں۔

خلقِ عظیم کیا ہے

یہ اچھے خصائل و شمائل ہیں۔ لیکن یہ خلق عظیم نہیں کہلا سکتے۔ خلق عظیم یہ ہے کہ سرور کائناتؐ نے انسانیت کے دل و دماغ کو کامل توحید کے عرفان سے روشن کیا اور اس توحید کی برکت سے انسانیت میں وحدت پیدا کر دکھائی۔ اس قسم کا خلق عظیم حضرت عیسےٰؑ کے حالات میں مفقود ہے، دوسرا خلق عظیم بین الاقوامی انصاف کی تعلیم دینا اور اس پر عمل کر دکھانا ہے۔

انگریز کا انصاف

مسٹر ٹریورسیرس یہاں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے مجھے کسی سلسلہ میں ان سے ملاقات کرنا تھی۔ انکو تحفہ

(باقی بر صفحہ ۱۳)

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

خاتم النبیین کی حقیقت (۳)

گذشتہ قسطوں کا خلاصہ

گذشتہ قسطوں میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت کی جاچکی ہے۔

(۱) ۔ آیت خاتم النبیین میں رسول اللہ کا لفظ لقب "خاتم النبیین" سے قبل محض اس لئے لایا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی اصل پوزیشن متعین ہوجائے۔

(۲) آنحضرت صلعم کی پوزیشن محض رسول ہونے کی ہے۔

(۳) آنحضرت صلعم اپنے کامل متبعین کو اسی بلند ترین روحانی مقام پر پہنچا سکتے ہیں جس پر کہ تمام رسول پہنچاتے رہے ہیں یعنی مقام صدیقیت۔

(۴) "خاتم النبیین" کے الفاظ صرف اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے لائے گئے ہیں کہ آنحضور صلعم دیگر انبیاءؑ کی طرح کسی خاص قوم کی طرف نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں کی طرف مبعوث ہوگئے ہیں اس لئے آنجناب صلعم ہر قوم میں سے اپنے کامل اُمتی کو مندرجہ بالا بلند ترین روحانی مقام پر پہنچا سکتے ہیں اور پہنچاتے رہے ہیں اسی طرح آنحضور صلعم کا زمانہ رسالت بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح محدود نہیں بلکہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا ہے اس لئے آنجنابؐ کی امت قیامت تک رہے گی اور اس میں کاملین بھی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور ۱۴۰۰ برس کی مدت اس پر شاہد ناطق ہے۔

اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آنحضور صلعم کی قوت قدسیہ میں ذرّہ بھر بھی کمی نہیں کہ آنجناب صلعم کو اسے پورا کرنے کے لئے اپنے ساتھ کسی نبیؑ کی مدد کی ضرورت پیش آئے آپؐ اکیلے ہی نبوت کے فرائض کو سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں اور اکیلے ہی دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ دنیا کا خاتمہ ہوجائے۔

(۵) لقب "خاتم النبیین" یہ بھی بتلاتا ہے کہ آنحضور صلعم تمام کے تمام انبیاء سابقینؑ کی قوت قدسیہ کو خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں مبعوث ہوئے ہوں ختم کرنے والے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضور صلعم اپنے ذاتی کمالات کے علاوہ دنیا کے تمام پہلے انبیاءؑ کے کمالات کو بھی اپنے وجود باجود میں جمع رکھنے والے ہیں۔ نبوت کا کوئی ایسا کمال نہیں جو آنجناب صلعم کے وجود باجود میں نہ پایا جاتا ہو، اس لئے نبوت نے اپنے کمالات کے لحاظ سے بھی اور زمانہ کے لحاظ سے بھی لازمی طور پر آنحضور صلعم کے وجود باجود میں ہی ختم ہونا تھا اور ہوگئی پہلے انبیاء کے کمالات جو متفرق طور پر ان میں پائے جاتے تھے ان سب کا آنحضور صلعم کے وجود باجود میں جمع ہوجانا تو آیت فبھداھم اقتدہ سے ثابت ہوتا ہے یہ آیت بہت سے انبیاءؑ کا ذکر کرنے کے بعد واقع ہوئی ہے جن کے متعلق فرمایا اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان ھو الا ذکری للعالمین۔ الانعام ع ۱۰ اسی لئے قرآن کریم کو اس آیت کے آخر میں ذکریٰ للعالمین کہا ہے کیونکہ ساری قوموں کی ہدایت کی ذمہ داری آنحضور صلعم پر ڈالی گئی ہے، اسی مفہوم کو سورۃ النساء ع کی یہ آیت بھی ادا کر رہی ہے یرید اللہ لیبین لکم و یھدیکم سنن الذین من قبلکم و یتوب علیکم واللہ علیم حکیم۔ انبیاء سابقینؑ کے متفرق کمالات کا جامع ہونے کے علاوہ آنحضور صلعم کو انتہائی کمالات تک پہنچنے کے لئے جو زائد کمالات دیئے گئے اس کا ذکر سورۃ النساء عؑ کی آیت میں موجود ہے وانزل اللہ علیك الکتاب والحکمۃ وعلمك ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیك عظیما فضل کے ساتھ عظیم کا لفظ لگا کر اسی طرف اشارہ کیا ہے وانك لعلیٰ خلق عظیم والی آیت بھی اسی مفہوم پر دلالت کرتی ہے غرض آیت خاتم النبیین میں النبیین کا لفظ گذشتہ انبیاءؑ کے لئے استعمال ہوا ہے نئے نبی بنانے کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

نبوت کے ذریعہ جو کمالات ملا کرتے تھے وہی اب مکمل شکل میں امتیوں کو ملتے رہیں گے اور ملتے چلے آرہے ہیں لیکن خود نبوت بوجہ ختم ہونے کے کسی کو نہ ملی اور نہ مل سکتی ہے۔

(۶) اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی کامل پیروی کرنے والا انبیاء سابقینؑ کے کمالات آنحضور صلعم سے حاصل کرکے انبیاء سابقینؑ کا مثیل بن جاتا ہے کوئی ایک نبی کا اور کوئی ایک سے زیادہ نبیوں کا اور کوئی تمام انبیاء علیہم السلام کا، اس مماثلت کو باہم درجات کے ماتحت اپنے اپنے اخلاص اور اپنی اپنی اطاعت اور فنافی الرسول کے مقام کے اعتبار سے حاصل کیا جاتا ہے چنانچہ خود حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے بعض صحابہ کرام رضؓ کو انبیاء سابقینؑ کا مثیل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی کلیہ قاعدہ کے طور پر فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور اللہ تعالیٰ نے بھی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں آنحضور صلعم کے خلفاءؓ کو پہلے انبیاءؑ کے خلفاء کا مثیل قرار دیا ہے ۱۴۰۰ برس سے امت میں ایسے مثیل پیدا ہوتے چلے آرہے ہیں اور اس زمانہ میں مثیل اعظم حضرت مرزا صاحبؑ کے وجود باجود میں ظاہر ہوا، اور آئندہ بھی انشاءاللہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(۷) حضرت نبی کریم صلعم کا لقب "خاتم النبیین" اس بات پر بھی نص صریح ہے کہ نہ تو انبیاء سابقینؑ میں سے کوئی نبی اب دنیا میں آسکتا ہے اور جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے منتظر ہیں وہ طمع خام میں مبتلا ہیں ان کی آمد تو ختم نبوت کو ہی باطل کر دے گی اور حضرت نبی کریم صلعم کی بجائے حضرت عیسیٰؑ کو خاتم النبیین بنا دے گی اور یہ ایسا نتیجہ ہے جسے کوئی سچا مسلمان قبول نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے دونوں امر ختم نبوت کے منافی ہیں۔

(۸) لقب "خاتم النبیینؐ" اس بات پر بھی صراحتًا دلالت کر رہا ہے کہ دنیا اب آنحضور صلعم کے نور نبوت سے ہی قیامت تک منور رہتی رہے گی آنجناب صلعم کی نبوت ایک کامل سورج ہے جس کی موجودگی میں کسی اور سورج کی ضرورت نہیں ہاں اس کامل روحانی سورج کی ضیا پاشیوں سے قمر اور کواکب پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضور صلعم کے نور سے ہی منور ہوکر دنیا کو روشنی عطا کرنے کا موجب بنتے رہیں گے گویا دوسرے لفظوں میں حضرت نبی کریم صلعم کا نور ہی اُن کے واسطہ سے دنیا کو منور کرتا رہے گا۔

یاد رہے کہ چاند خواہ چودھویں کا ہی چاند کیوں نہ ہو وہ کہلائے گا چاند ہی، سورج کے نام کا اطلاق اس پر نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو چودھویں کا چاند قرار دے کر حضورؑ کا نام "نبی" رکھنے والے اس نکتہ پر غور کریں۔

چاند میں گو نور سورج کا ہی ہوتا ہے لیکن اس بناء پر کہ اس میں سورج کا نور ہے اسے سورج نہیں کہا جا سکتا یہ نور جب دوسری کسی ہستی میں اپنا جلوہ دکھلاتا ہے تو اس ہستی کا نام سورج نہیں بلکہ چاند ہو جاتا ہے۔ جب یہ نور اصل میں ہوتا ہے تو اسے سورج کہتے ہیں جب یہ دوسرے وجود میں منتقل ہوتا ہے تو اس کا نام بدل جاتا ہے اور اس کو چاند کے

نام سے موسوم کیا جاتا ہے اسی طرح جب نورِ نبوت اصل میں ہوتا ہے تو اس ہستی کا نام نبی ہوتا ہے اور جب نبی کا نور کسی دوسرے امتی میں جلوہ دکھلا رہا ہوتا ہے تو اس امتی کو ولی۔ محدث۔ مجدد یا مجازی اور ظلی نبی کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہو درحقیقت ولی کا ہی دوسرا نام ہے یاد رہے کہ اصل میں تو یہ نور خدا کا ہی نور ہے، خدا کا یہ نور جب کسی بشر کے وجود میں ظاہر ہوتا ہے تو اس بشر کو اس بنا پر کہ خدا کا نور اس کے اندر ہے خدا نہیں کہہ سکتے بلکہ اس بشر کو "نبی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح جب نبی سے اس کا نور کسی امتی کی طرف منتقل ہوتا ہے تو اس امتی کو "نبی" کے نام سے نہیں بلکہ "ولی" کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کی آگے مختلف اقسام ہیں۔ پس نور تو درحقیقت ایک ہی ہے یعنی خدا کا نور جیسا کہ فرمایا اللہ نور السمٰوات والارض لیکن مختلف ہستیوں میں منتقل ہونے کی وجہ سے ان ہستیوں کے نام بھی مختلف ہو جاتے ہیں کاش ہمارے ربوہ کے علماء اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

پس مندرجہ بالا بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نبوت تو صرف حضرت نبی کریم صلعم کی ہی دنیا میں جاری و ساری ہے اور قیامت تک رہے گی کوئی اور نبوت اب دنیا میں کام نہیں کر سکتی کیونکہ وہ تمام کی تمام اپنا اپنا کام کر کے ختم ہو چکیں ہیں لیکن نبوت محمدیہ نے دنیا کے خاتمہ تک اپنا کام کرنا ہے اس لئے وہ جاری رہے گی اور اولیاء کے وجود میں اپنا جلوہ قیامت تک دکھلاتی رہیگی، جیسا کہ کسی بزرگ نے کیا ہی پُرحقیقت بات کہی ہے

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگ دگر

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "نبی اور امتی" میں نسبت تباین کی ہے یعنی "نبی" "امتی" نہیں ہو سکتا اور "امتی" "نبی" نہیں بن سکتا۔ اس قول کی موجودگی میں امتی کو "نبی" بنانے کی کوشش حد درجہ کی جسارت ہے خدا اس غلو سے ہر مومن کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ میں اسجگہ اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائی حضرت مسیح موعود کے مقام کی تفصیلی کیفیت تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کرتے ہیں یعنی حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے مستفیض ہونا، خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونا۔ زمانہ نبوی کے بعد تمام امتیوں میں قرب الٰہی کا بلند ترین مقام حاصل کرنا۔ خدا سے بکثرت غیب کی خبروں کا پانا اور مامورییت کے مقام کو حاصل کر کے مسیح موعود اور مہدی معہود وغیرہ لقبوں سے ملقب کیا جانا اور یہ سب کمالات ایسے ہیں جن کا حامل اسلامی اصطلاح میں مجدد اور محدث کہلاتا ہے اسلامی اصطلاح میں "نبی" کے لئے مکمل یا جزوی شریعت کا لانا یا براہِ راست ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کھول کر بار بار اسے بیان کیا ہے لیکن افسوس کہ ہمارے ان بھائیوں نے حضور کی تحریروں کو دیکھنے سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہی آنکھیں کھول دے تو اس سے بعید نہیں۔

میں اسجگہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک عبارت ان کی کتاب الوصیت سے اپنے ان بھائیوں کی رہنمائی کے لئے درج کر دینا بھی مناسب سمجھتا ہوں، خدا کرے یہی اصل حقیقت سمجھنے میں اُن کے لئے ممد بن جائے۔ فرماتے ہیں:-

"اور وہ (خدا تعالےٰ) واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اُس کے لئے ایک انجام بھی ہے"

عبارت مندرجہ بالا کا آخری فقرہ ہمارے بھائیوں کے لئے قابل غور ہے اس میں صراحت کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ نبوت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر تمام نبوتوں کا خاتمہ اس لئے ہے کہ آنحضور صلعم پر تمام سچائیاں نازل کر دی گئیں ہیں اب مزید کوئی سچائی نہیں جس کو نازل کرنے کی ضرورت ہو جس کے معنی دوسرے لفظوں میں ہوئے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نزدیک سچائیاں نازل کرنے کے لئے ہی "نبی" مبعوث کیا جاتا ہے۔ لفظ "اس لئے" پر غور کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو کوئی نئی سچائی لائے اور قرآن کریم کے بعد چونکہ نئی کوئی سچائی نہیں آ سکتی، اس لئے نتیجہ یہی نکلا کہ "نبی" بھی آنحضور صلعم کے بعد کوئی نہیں آ سکتا کیا اسجگہ بھی اسلامی اصطلاح میں نبوت کی وہی حقیقت بیان نہیں کی گئی جو ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے مکتوب میں بیان فرما چکے ہیں جو الحکم میں شائع ہوا تھا۔

۹۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت میں اُن تمام کمالات کا مجموعہ موجود ہے جو انبیاء سابقینؑ میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اس کے علاوہ آنحضور صلعم کی نبوت ان مزید کمالات کی بھی حامل ہے جو نبوت کاملہ کے لئے ضروری ہیں تو آنحضور صلعم کا افضل الانبیاءؑ ہونا خود بخود ثابت ہو گیا۔ پس ماننا پڑے گا کہ "خاتم النبیین" ہونا بالطبع افضلیت کا مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے امام راغبؒ نے بھی خاتم النبیین کے یہی معنی کئے ہیں اے تممها بمجیئه یعنے حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی آمد سے نبوت کو انتہائی کمال تک پہنچا دیا اور امام راغب وہ امام ہیں جن کے ایک حوالہ پر علماء ربوہ نے اپنے عقیدہ اجراءِ نبوت کی بنیاد رکھی ہے جس کی حقیقت پر اپنے وقت پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس لئے لازمًا ماننا

۱۰۔ چونکہ "خاتم النبیین" کے لقب میں یہ حقیقت بھی مضمر ہے کہ آنحضرت صلعم کے وجود باجود میں نبوۃ اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئی .... جیسا کہ پڑے گا کہ آنحضور صلعم آخری نبی ہیں، آنجناب صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا کیونکہ کسی چیز کا انتہائی کمال اس کے خاتمہ پر بالطبع دلالت کرتا ہے اس لئے ابتداء سے ہی امت کا یہ مسلمہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ نبوت اپنے ارتقائی منازل طے کرتے کرتے آخر حضرت نبی کریم صلعم پر آ کر ختم ہو گئی اسی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے۔

(۱۱) چونکہ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق اکمل الانبیاء ہونے کا دعوےٰ کیا جاتا ہے اور کوئی دعوےٰ بغیر ثبوت کے قابل قبول نہیں ہو سکتا اس لئے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے اور اس کا ثبوت یہی ہو سکتا ہے کہ آنجناب صلعم کا روحانی فیض دوسرے انبیاءؑ کے مقابلے میں آپ کی اُمت میں ہمیشہ کے لئے جاری رہنا ثابت ہو جائے اور آپؐ کی اُمت کے کامل متبعین کو آپؐ کے ذریعہ روحانیت کے بلند ترین مقام یعنی صدیقیت کے مقام تک پہنچنا آسان تر ہو جائے چنانچہ ۱۴۰۰ برس کے واقعات کی شہادت یہی ہے کہ ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے اسی حقیقت کی طرف آیت قرآنی ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر اشارہ کر رہی ہے یقینًا یقینًا ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے کیا کوئی اس سے فائدہ اُٹھانے والا ہے جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ تجربہ کر کے دیکھ لو کہ قرآن کریم کی پیروی کے نتیجہ میں قرب الٰہی کے بلند سے بلند مقام کو حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے یا نہیں تجربہ سے بڑھ کر کس کی شہادت قابل قبول ہو سکتی ہے اور آیت ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔

۱۲۔ آیت "خاتم النبیین" کے بعد کی آیات میں مومنوں کو جن انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے وہ سب ایسے ہیں جو تمام کامل مومنوں میں مشترک ہیں، اگر نبوۃ

ملنے کا بھی کوئی وعدہ ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کا خصوصیت کے ساتھ الگ طور پر ذکر کیا جاتا پس اس کا عدم ذکر صریح دلیل ہے اس بات پر کہ نبوت ایسا انعام نہیں جو امت مسلمہ کے کسی فرد کو ملنے والا تھا۔

مندرجہ بالا بارہ امور وہ ہیں جن کے متعلق گذشتہ دو قسطوں میں بحث کی گئی ہے اب خاتم کے ان معنوں کو مدنظر رکھ کر جو عام طور پر کئے جاتے ہیں "خاتم النبیین" کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

علماء ربوہ کے نزدیک خاتم کے حقیقی معنی اور ان پر اتمام حجت

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کی قلم سے نکلی ہوئی ایک کتاب بنام "خاتم النبیین" شائع ہوئی ہوئی ہے اس کتاب پر بزرگان علماء ربوہ اور بعض دیگر علماء جماعت ربوہ نے جو تبصرے کئے ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس موضوع پر اس کتاب کو تمام گذشتہ کتب پر فوقیت دی گئی ہے اور اسے ان تمام کمیوں کو پورا کرنے والا قرار دیا گیا ہے جو سابقہ کتب میں پائی جاتی تھیں گویا یہ کتاب ان علماء کے نزدیک اس موضوع پر حرف آخر کا حکم رکھتی ہے میں نے بھی اس کتاب کو غور سے مطالعہ کرتے تو اُن پر واضح ہو جاتا کہ یہ کتاب محض مغالطوں کا مجموعہ ہے سلف صالحین کے جو حوالے پیش کیا گیا ہے اور بعض کے مفہوم کو بالکل غلط سمجھا گیا ہے اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جو حوالے پیش کئے گئے ہیں ان سے بھی جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ بھی حضور کے منشاء کے خلاف لگائے گئے ہیں بہرحال ان امور پر تو اس وقت روشنی ڈالی جائے گی جب اس کتاب کا جواب لکھا جائے گا سردست تو میں اُس معنی کو لے کر جو خاتم کے اس کتاب میں کئے گئے ہیں بتلانا چاہتا ہوں کہ وہ معنی بھی حقیقت میرے اُس معنی کی ہی تائید کرتے ہیں جو میں اُوپر بیان کر آیا ہوں مگر مصنف صاحب کتاب ہذا نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

مصنف صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ پر مفردات راغب کے بیان کا ماحصل درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

> "مفردات راغب کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ ختم اور طبع بلحاظ لغت عرب ہم معنی مصدر ہیں اور دونوں کے حقیقی معنی مُہر کے نقش کی تاثیر کی طرح تاثیر شئے ہیں یعنی ایک شئے کا اپنے اثرات دوسری شئے میں پیدا کرنا اور مُہر کے نقوش کی تاثیر ختم کی تاثیر کی ایک مثال ہے پس مُہر کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ وہ نقوش جو اس کے اندر موجود ہیں وہی نقوش دوسری شئے میں پیدا کرنا"

عبارت مندرجہ بالا میں خاتم کے معنی مہر تسلیم کر کے دو مزید امر تسلیم کر لئے گئے ہیں۔

(۱) مہر کے اندر کچھ نقوش ہوتے ہیں۔

(۲) مہر اپنے اندر کے نقوش کو دوسری شئے میں پیدا کرتی ہے۔

مندرجہ بالا امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مصنف صاحب خود بھی اور اُن کی کتاب پر تبصرہ کرنے والے علماء بھی "خاتم النبیین" کے حقیقی معنی سمجھنے کی کوشش کرتے اور اگر اس لقب کے حقیقی مفہوم کو توڑ مروڑ کر اپنے خودساختہ عقیدہ کے تابع کرنے کی بجائے اپنے عقیدہ کو الفاظ "خاتم النبیین" کے تابع کرتے تو ان پر نہ صرف ان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے بلکہ "خاتم النبیین" کے اصلی اور حقیقی مفہوم تک انہیں رسائی بھی نصیب ہو جاتی اور اس کے ذریعہ وہ اپنے عقیدہ کی اصلاح بھی کر لیتے، اب میں اس حقیقت پر سے پردہ اٹھاتا ہوں جو لفظ "خاتم النبیین" میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے مگر ہمارے بھائیوں کی نظر سے پوشیدہ ہے۔

مہر سے تشبیہہ

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم ہوتے چاندی، پیتل وغیرہ کی بنی ہوئی مہر تو نہیں تھے۔ آنحضرت صلعم کو صرف مہر سے تشبیہہ دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ روحانی طور پر آپ وہ کام کریں گے جو مہر کرتی ہے یعنی جس طرح مہر کے اندر کچھ نقوش ہوتے ہیں اسی طرح آنجناب صلعم کے روحانی وجود باجود میں بھی کچھ نقوش ہیں اور جس طرح مہر اپنے اندر کے نقوش کسی دوسری چیز پر نقش کر دیتی ہے اسی طرح آنحضرت صلعم بھی اپنے روحانی وجود باجود کے اندر کے نقوش اپنے کامل اُمتیوں میں نقش کر دیں گے اس حد تک تو غالباً علماء ربوہ بھی متفق ہوں گے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے وجود میں کونسے نقوش ہیں

اب صرف یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ مہر کی طرح آنحضرت صلعم کے روحانی وجود باجود میں کونسے نقوش ہیں جنہیں وہ اپنے کامل اُمتیوں میں نقش کریں گے سو واضح ہو کہ ان نقوش کی نشاندہی کرنے والا لفظ قرآن کریم میں "النبیین" ہے پس "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہوئے کہ آنجناب کو اللہ تعالٰے کی طرف سے ایسی مہر عطا کی گئی ہے یا آنجناب صلعم کے وجود باوجود کو ایسی روحانی مہر بنایا گیا ہے جس میں تمام انبیاء سابقین کو خواہ وہ آیت وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے ماتحت دنیا کے کسی حصہ اور کسی قوم میں مبعوث ہوئے ہوں بطور نقش منقوش کر دیا گیا ہے پس جب آنجناب صلعم کا کوئی امتی فنا فی الرسول کی حالت میں قرب الٰہی کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس پر پہنچ کر وہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت کسی سابق نبی کا مثیل بننے کا استحقاق حاصل کر لیتا ہے تو حضرت نبی کریم صلعم کی روحانیت جوش میں آ کر اپنی پاک تاثیر سے اس امتی کے قلب مطہر پر اس نبی کا نقش کر دیتی ہے جس سے وہ خدا کے نزدیک اس نبی کا مثیل قرار دیا جاتا ہے جیسا کہ بہت سے اولیاءؒ امت نے اپنے آپ کو انبیاء سابقینؑ کے ناموں سے پکارا ہے اور خود حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنے بعض صحابہ رضؓ کو بعض انبیاء سابقینؑ کے نام دیئے ہیں۔

یاد رہے کہ حدیث میں جو بنی اسرائیل کے نبیوںؑ کا ذکر آیا ہے وہ صرف بطور مثال کے ہے کیونکہ میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں کہ "النبیین" میں جو ال ہے وہ استغراق کے معنی دیتا ہے یعنی تمام کے تمام وہ نبی جو نبی کریم صلعم سے قبل گذر چکے ہیں اس سے مراد ہوں گے آئندہ آنے والے نبی اس سے مراد ہو سکتے ہی نہیں خود علماء ربوہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ ۱۳۰۰ برس میں صرف ایک ہی نبی بنا ہے آئندہ کے متعلق وہ خود بھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بنے گا بھی یا نہیں سو ایک کے لئے تو النبیین کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔

اس لفظ میں حضرت نبی کریم صلعم کی خصوصیت کا بیان

ربوہ کے ایک مبلغ مولوی عبدالغفور صاحب نے بھی اپنے ایک جلسہ سالانہ کی تقریر میں یہی معنے بیان کئے تھے کہ نبی کریم صلعم کو جو مہر قرار دیا گیا ہے اس میں انبیاءؑ ہی منقوش ہیں لیکن یہ وہ بھی نہ بتا سکے کہ کونسے نبی منقوش ہیں پس صاف اور سیدھے معنے اس لقب کے یہی ہیں کہ "خاتم النبیین" کے الفاظ میں آنحضور صلعم کی یہ خصوصیت بتلائی گئی ہے کہ آنجناب صلعم اپنے کامل متبعین کو اُن کی استعداد کے موافق تمام دنیا کے انبیاءؑ کا مثیل بنا سکتے ہیں اور اس کمال میں آپؐ کا کوئی نبی بھی شریک نہیں کیونکہ وہ تمام انبیاءؑ مقامی نبی تھے دنیا کے دوسرے حصوں کے نبیوں سے انہیں کوئی واسطہ ہی نہ تھا اور نہ وہ اُن کے کمالات اپنے اندر رکھتے تھے کہ اپنے کسی امتی کو ان کا وارث بنا سکیں وہ صرف اپنے کمالات کا ہی وارث بنا سکتے تھے اس لئے ان کو

جو کس طرح عطا کی جاسکتی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک فقرہ کا مطلب

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک فقرہ کو غلط طور پر پیش کر کے اس سے اجرائے نبوت کا عقیدہ نکالا جاتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں بھی کیا گیا ہے اس لئے اس موقعہ پر اس کی وضاحت بھی ضروری ہے اور وہ فقرہ یہ ہے "اور آپ کی (آنحضرت صلعم کی) توجہ روحانی نبی تراش ہے"۔ حالانکہ اس فقرہ کے بھی سیدھے سادے وہی معنی ہیں جو میں اوپر بیان کر آیا ہوں یعنی حضرت نبی کریم صلعم اپنی روحانی توجہ سے اپنے کسی کامل امتی کے قلب مطہر پر کسی نہ کسی نبی کو تراش دیتے ہیں یعنی اس نبی کی روحانی تصویر اس کے قلب میں کھینچ دیتے ہیں جس سے وہ امتی اس نبی کا مثیل بن جاتا ہے۔ اردو زبان میں تراشنے کا یہی مفہوم ہے اسی لئے اس کے معًا بعد فرمایا:-

"اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں"۔

کس قدر صاف اور واضح تشریح نبی تراشی کی حضور کے کلام میں موجود ہے اس کی موجودگی میں اجرائے نبوت کا عقیدہ حضور کی طرف منسوب کرنا کس قدر ظلم ہے اس مفہوم کو حضور نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۰ پر بدیں الفاظ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا ہو"

دونوں عبارتیں ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں پھر ان میں تضاد پیدا کرنے کی کوشش کس قدر مضحکہ خیز ہے!

عام مسلمانوں پر حجت

علماء دیوبند پر حجت تمام کرنے کے بعد اب میں عام مسلمانوں پر بھی ان کے مسلمہ معنوں کی رو سے حجت تمام کرنا چاہتا ہوں، وہ بھی خاتم کے معنی مہر کے لیا کرتے ہیں کہ مہر جس چیز پر لگادی جائے اس میں سے نہ کوئی چیز نکل سکتی ہے اور نہ اس میں داخل ہو سکتی ہے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن وہ ذرا سوچیں کہ اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ کس طرح نکال لیتے ہیں کیا وہ مہر توڑنے کے بغیر نکل سکیں گے جب مہر ہی ٹوٹ گئی تو پھر نئے کے داخل ہونے میں کیا روک ہو سکتی ہے آپ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا عقیدہ رکھتے ہوئے اہل ربوہ کو کس طرح ملزم کر سکتے ہیں اگر وہ نئے نبی کے آنے کے قائل ہوں۔ اگر آپ تعصب سے الگ ہو کر غور کریں تو آپ کے اور اہل ربوہ کے عقیدہ میں آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا بلکہ آپ لوگوں کا عقیدہ اہل ربوہ کے عقیدہ کے مقابلہ میں زیادہ قابل اعتراض اور زیادہ حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک کرنے والا ہے کیونکہ آپ لوگ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ایک مستقل نبی کو لاتے ہیں جس کا آنا یقینًا ختم نبوت کی مہر کو توڑنے والا ہے اور اگر انہیں امتی بنائیں گے تو خود ان کی اس میں ہتک ہے کیونکہ امتی کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ وہ کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا ہو اور اپنے نبی کے ذریعہ اس گمراہی سے نکلا پس ایک نبی کی طرف گمراہی کو منسوب کرنا خود ایک گمراہ کن عقیدہ ہے اگر وہ بحیثیت نبی آئیں گے تو اس میں حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک ہے اور آنحضور صلعم کے مقام ختم نبوت کے صریح منافی ہے اور اگر امتی بنا کر ان کو لائیں تو اس میں ان کی ہتک ہے آپ غلط خیالات کے ایسے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں کہ جس سے سلامتی کے ساتھ نکلنا آپ کے لئے محال ہے۔ ہاں اس سے نکلنے کا ایک ہی طریق ہے کہ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کے مسلک کو اختیار کریں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا قرآن کریم کا لقب "خاتم النبیین" اور حدیث لانبی بعدی دونوں اس کی مانع ہیں۔

پس احمدیوں کی دونوں جماعتوں میں سے جماعت لاہور ہی ایسی جماعت ہے جو حقیقی معنوں میں حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے یہی جماعت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک پر چلتے ہوئے اس بات پر دلی ایمان رکھتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سابقہ انبیاءؑ میں سے کوئی نبی آسکتا ہے۔

اہل بہاء پر اتمام حجت

حضرت نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے قرآن شریف مندرجہ ذیل الفاظ میں یہ دعویٰ کرواتا ہے قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ و یغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم یعنی دنیا کو مطلع کر دو کہ اگر تم اے اہل دنیا خدا سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے پہلے تمام گناہ معاف کر دے گا یعنی سابقہ گناہ خدا کے محبوب الٰہی بن جاتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آنجناب صلعم کی رسالت کا سلسلہ فیض رسانی جاری ہے وہ بند نہیں ہوا چنانچہ جو بھی باب اور بہاء اللہ نے ایسا دعویٰ کیا تو فورًا اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیج دیا اور ان پر روحانی برکات کی وہ بارش کی کہ جس کی نظیر تیرہ سو سال میں نہیں ملتی جس سے باب اور بہاء اللہ دونوں کا دعویٰ خاک میں مل گیا۔

خدا تعالیٰ کے محبوب ہونے کی جس قدر روحانی علامات ہیں وہ سب کی سب حضرت مرزا صاحب میں پائی گئیں بہائی لیڈر باوجود چیلنج کے روحانی مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

محبوب الٰہی کی علامات

محبوب الٰہی کی علامات یہ ہیں کہ خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو اور اس کے ثبوت کے لئے غیب کی خبروں پر وہ شخص اطلاع پاکر پیش از وقت دنیا کو بتلائے اور وہ قرآن کریم میں پیشگوئیوں کے متعلق بیان کردہ اصول کے مطابق تمام کی تمام پوری ہوں اس بات کا ثبوت میرے ذمہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) کی تمام پیشگوئیاں قرآنی اصولوں کے مطابق پوری ہوئی ہیں۔

دعاؤں کی قبولیت۔ علمی مقابلہ میں غلبہ قرآنی حقائق و معارف کے بیان کرنے میں دوسروں پر فوقیت لے جانا۔ دشمنوں کے حملوں کے مقابلہ میں خدائی تائیدات کا شامل حال ہونا۔ اس کے گرانے کے لئے دشمنوں کی تمام تدابیر کا ناکام ہونا۔ مصائب اور مشکلات میں خدا کی معیت کا ثبوت ملنا معجزات اور نشانات کا اس کے ہاتھ پر ظاہر ہونا وغیرہ اور یہ سب علامات حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) میں پائی جاتی تھیں۔

دوسرا اعلان

اس کے علاوہ قرآن کریم کا اپنے متعلق یہ دعویٰ ہے الم تر کیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا و یضرب اللّٰہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون سورۃ ابراھیم ع ۴ اس آیت میں صریح لفظوں میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی مثال اس پاکیزہ درخت کی سی ہے جو ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا رہتا ہے اس پھل کو دیکھ کر لوگ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر ہی ایمان نہیں لائیں گے بلکہ اس کے کامل دین ہونے اور قیامت تک روحانی پرورش کے سامان مہیا کرنے والا ہونے پر بھی ایمان لاتے رہیں گے۔

چنانچہ اب جبکہ باب اور بہاء اللہ نے یہ دعویٰ کیا کہ اسلام کا درخت اب خشک ہو گیا ہے تو

(باقی بر صفحہ)

مسٹر احمد رابنسن (ایک انگریز نومسلم) کا اخلاصِ اسلامی اور انکی بیماری

احباب کرام سے اُن کے لئے دلی دُعاؤں کی درخواست

مکتوب ووکنگ از مولٰنا یعقوب خان صاحب

ووکنگ ۔ ۲۷ر ستمبر ۱۹۶۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عریضہ اس لئے ارسال خدمت کرتا ہوں کہ احباب یہاں کے ایک نہایت ہی مخلص اور پُرجوش انگریز نومسلم کے لئے خاص طور پر دعا کریں جو سالہا سال سے بیمار ہیں۔ ان کے نام سے بہت سے دوست واقف ہونگے اکثر احمدیہ بلڈنگس سے تحریکات پر یہاں سے چندہ بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کا نام احمد رابنسن ہے۔ یہ برٹش رائل نیوی میں کمانڈر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں، اور کیمبرج سے کوئی پچاس ساٹھ میل کے فاصلہ پر اپنی ایک کوٹھی میں رہتے ہیں ——— ان کی دونوں ٹانگیں مفلوج ہو گئی ہیں۔ مگر جسم کا اُوپر کا حصہ نہایت مضبوط ہے۔ اسی طرح دماغی قوتیں بھی بہت تیز ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں مولوی محمد یحیٰی بٹ صاحب کی معیت میں اُن کی مزاج پرسی کے لئے گیا تھا۔ جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے۔ گھر میں اکیلے ہیں صرف ایک خادمہ رکھی ہے جو اُن کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ پچھلے دنوں وہ ہسپتال میں داخل ہوئے کہ شاید اس کا کوئی علاج ہو سکے اور کوئی چھ ہفتہ ہسپتال میں رہے۔ اسی حالت میں ہسپتال کی نرسوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور ایک کے نام قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ بھی اپنے خرچ پر ہمیں لکھ کر بھجوایا۔ جو بھی اسے پوچھنے آتا ہے اسے تبلیغ کئے بغیر جانے نہیں دیتے۔ ہسپتال کے قیام کے دوران میں بھی ان کی حالت بذریعہ ڈاک دریافت کرتا رہتا تھا۔ وہاں سے گھر واپس آئے تو میں نے انہیں لکھا کہ میں ایسے بیمار پرسی کے لئے اُن کے مکان پر آؤں گا چنانچہ پرسوں ہفتہ کے روز یہاں سے صبح نو بجے روانہ ہو کر اُن کے مکان پر کوئی دو بجے پہنچا۔ چونکہ جسم کا اُوپر کا حصہ اور ہاتھ خوب طاقتور رہا اس لئے وہ بغلوں میں ڈنگوریوں کے سہارے گھر کے اندر چند قدم ادھر اُدھر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حسب معمول اپنے ڈرائنگ روم میں آرام کرسی پر بیٹھے تھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ لائٹ کے پرچوں کی فائل میز کے نچلے خانے میں پڑی تھی۔ ایک دیوار پر برلن مسجد کی تصویر ہے۔ ایک طرف خواجہ صاحب مرحوم کی تصویر لگی ہے۔ سامنے کی دیوار پر ایک بڑے چوکھٹے میں سارا قرآن مجید (جو ایک ورق پر چھپا ہے) لٹکا رکھا ہے گویا ساری فضا اسلامی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جس قدر تصانیف کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے، وہ سب انہوں نے پڑھی ہیں اور انہیں بہت اُونچے مقام پر سمجھتے ہیں ——— گفتگو کے دوران میں نہایت شوق آمیز لہجہ میں دریافت کرنے لگے کہ ہماری موومنٹ کا کیا حال ہے میں نے بتایا کہ ابھی ابھی ہماری انجمن نے افریقہ کو تین بلند پایہ مبلغ بھیجے ہیں تو سن کر نہایت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ انشاءاللہ اب مسیحیت کے دجل کا پردہ چاک ہونے والا ہے۔ اور کیا یورپ میں اور کیا افریقہ میں، اسلام کا ہی غلبہ ہوگا ——— یہ ایک دھڑلے کے آدمی ہیں۔ اخباروں میں اسلام کی حمایت میں مضامین بھی لکھتے رہتے ہیں ——— اور بائبل سے خوب واقف ہیں۔ قرآن کریم کا بھی نہایت عارفانہ نگاہوں سے مطالعہ کرتے رہتے ہیں ——— درحقیقت قرآن کا خدائی کلام ہونے کا نقش ان کے دل پر اس وقت ہوا جب انہوں نے سمندر میں طوفانی کیفیت کا نقشہ پڑھا جو قرآن میں دیا ہوا ہے۔ کہنے لگے یہ وہ کیفیت ہے جس کا اندازہ صرف ایک جہازران ہی کر سکتا ہے اور نبی کریم صلعم جیسے انسان کو جو بحری زندگی سے ناآشنا تھے اس کا تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس باریک نگاہ سے قرآن کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ گفتگو میں سب سے پہلی وحی اقرأ اور جبرائیل کا نبی کریم صلعم کو بغلگیر کر کے دبانے کی بھی بڑی لطیف تشریح سنائی۔

اس قدر تفصیل سے تعارف کی غرض یہ ہے کہ احباب کو تحریک ہو کہ اُن کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ نہایت قیمتی آدمی ہیں۔ گرج کر اسلام کی تبلیغ اور مسیحیت کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ کہتے تھے خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہوا کہ اس نے اسلام کی طرف میری رہنمائی کی اور انشاءاللہ جب مروں گا تو اسلام پر ہی مروں گا۔

احباب دُعا کریں کہ اس تنہائی اور بے بسی کی حالت میں اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ان کے شامل حال رہے۔ عمر ۷۵ سال کی ہے۔ مگر جسم کے اُوپر کے حصہ اور دل و دماغ میں کسی قسم کا ضعف ابھی تک نہیں ہے۔

ٹانگوں کے مارے جانے کی وجہ سے زندگی نہایت محتاجی کی ہو گئی ہے ——— اور اگر کوئی سہارا ہے تو قرآن کا مطالعہ ہے یا جو لٹریچر ہمارے ہاں سے انہیں پہنچ جاتا ہے ——— آتے وقت سید محمود حسین شاہ صاحب نے جو میرے ساتھ گئے تھے ان کا فوٹو بھی لے لیا ہے جو انشاءاللہ تیار ہونے پر بھیج دیا جاوے گا۔

والسلام

محمد یعقوب خاں

اخبار احمدیہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

ہیں کہ "۔ ان دنوں مالی پریشانی لاحق ہے۔ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالےٰ فراخی پیدا کرے۔

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

——— محمد صادق صاحب سیکرٹری جماعت پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ عزیزم خلیل احمد صاحب متعلم میڈیکل کالج تھاتھی بفضل ایزدی سال دوئم کے امتحان میں [illegible] نمبر حاصل کر کے سال سوئم میں خیبر میڈیکل کالج پشاور میں چلا گیا ہے اس کامیابی پر جناب والد صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب موضع تھاتھی تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ نے مبلغ بائیس روپیہ انجمن کو ارسال کئے ہیں (جزاہ اللہ خیراً) احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ

موضع سرد اخلی ڈاکخانہ کھچی ہری پور ہزارہ سے محمد عالم صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے مسجد از سرِ نو بن رہی ہے احباب کرام اس خانۂ خدا کے لئے چندہ ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ضروری اطلاع

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ حضرت مولٰنا عبدالحق صاحب ———

"دنیا کی دو سو زبانوں میں خدا کا نام"

کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

احباب سلسلہ خصوصاً نوجوانان جماعت احمدیہ سے شرکت کی درخواست ہے۔

سیکرٹری

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن ۔ لاہور

افریقہ میں تبلیغ اسلام

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب کا خط لیگوس (نائیجیریا) سے

بخدمت اقدس ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

خدا تعالے کے فضل سے کام بہت خوش اسلوبی سے جاری ہے۔ . . . . اب تک ۴ آدمی مسلمان ہو چکے ہیں اور باقی اکثر کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ تازہ مردم شماری کی رُو سے اس ملک کے باشندوں کا بھی کچھ حال سن لیجئے۔ کل رقبہ ۳۳۹,۰۰۰ مربع میل ہے کل آبادی ۳۰,۴۱۷,۰۰۰ ہے۔

شمالی صوبہ .. .. =	۱۶,۸۴۰,۰۰۰
مشرقی صوبہ .. .. =	۷,۲۱۸,۰۰۰
مغربی صوبہ .. .. =	۶,۰۸۷,۰۰۰
خاص لیگوس ... .. =	۲۷۲,۰۰۰
میزان =	۳۰,۴۱۷,۰۰۰
غیر ملکی آبادی =	۱۵,۳۵۰

آبادی بلحاظ مختلف قبائل

ہوسہ .. .. =	۵,۵۴۰,۰۰۰
ایبو .. .. =	۵,۴۲۶,۰۰۰
یروبہ .. .. =	۴,۸۴۹,۰۰۰
فلانی .. .. =	۳,۰۳۰,۰۰۰
کانوری .. .. =	۱,۳۰۱,۰۰۰
ٹیو .. .. =	۷۸۰,۰۰۰
ایبی بیو .. .. =	۷۵۵,۰۰۰
ایڈو .. .. =	۴۶۲,۰۰۰
نوپے .. .. =	۳۵۸,۰۰۰

بلحاظ مذہب آبادی

مسلم .. .. =	۱۳,۶۵۵,۰۰۰
عیسائی .. .. =	۶,۳۷۱,۰۰۰
باقی .. .. =	۱۰,۱۰۹,۰۰۰

روزنامے :-

(۱) ڈیلی کامٹ (۲) ڈیلی ایکسپریس۔
(۳) ڈیلی ٹائمز (۴) ایسٹرن نائجیریا گارجین
(۵) ایسٹرن سینٹنل (۶) نائیجیرین سپوکس مین
(۷) نائیجیرین ٹریبون۔
(۸) سورن نائجیریا ڈیفنڈر
(۹) ویسٹ افریقن پائلٹ

ہفتہ وار :-

(۱) ایسٹرن آؤٹ لک۔
(۲) ایرو ہین یروبہ۔
(۳) نائیجیرین سٹی زن۔
(۴) سنڈے ٹائمز۔

دوسرے رسالے۔ ماہوار :-

(۱) افریقن چیلنج (۲) ریڈیو ٹائمز
(۳) نیچرز منتھلی (۴) ویسٹرن نائجیریا السٹریٹڈ

سہ ماہی رسالے :-

(۱) نائجیریا ٹریڈ جرنل۔

مندرجہ ذیل آدمیوں کو تبلیغ یا تدریس کی گئی :-

پاکستانی ملک محمد اسلم صاحب سے کئی دن تک خوب گفتگو رہی یہ لاہور کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے سلسلے کے متعلق سوالات کرتے رہتے ہیں اور ہمارے طرز عمل سے بہت متاثر ہوتے۔

مسٹر ابراھیم نومسلم نے قرآن مجید پڑھا اور عیسائیت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

مسٹر سموئیل نو عیسائی نے زبردست بحث کے بعد اسلام قبول کیا اور اب وہ بڑے جوش سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں ان کا اسلامی نام عیسیٰؑ رکھا گیا ہے جو کہ پہلا اسلامی نام تھا اس کے چند دن بعد ان کا دوست عمانوایل مسلمان ہوا جس کا سابقہ اسلامی نام جمعہ ہی رکھا گیا۔ دوسرے دو نومسلموں کے نام یہ ہیں :-

(۱) (عمر نام اسلامی) Ada s/o Abubakar سکنہ شگومو

(۲) Emmanuel Udeh (اسلامی نام عبداللہ) سکنہ مشرقی نائجیریا

زیر تبلیغ آدمیوں کے نام :-

(۱) Louis Atkin Nolaye
(۲) مسٹر Tukede Joseph
(۳) مسٹر A. A. Ourojeiye
(۴) مسٹر Alimi Athale

یہاں معلوم ہوا ہے کہ عیسائی سکول مسلمان بچوں کو دس گیارہ سال کی عمر میں ہی بپتسمہ دے لیتے ہیں۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں یہاں ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے سکول یہاں بہت کم ہیں۔ اب مسلمان بھی یہ حالات دیکھ کر اپنے سکول کھول رہے ہیں۔ چند جماعتیں اچھا کام کر رہی ہے۔ ایک تو مسلم مشن کمیونٹی ہے جس کے عقائد بالکل ہمارے سے ہیں، دوسری جماعت اسلامیہ ہے جو کہ مجدد مانتے ہیں۔ تیسرے احمدیہ موومنٹ ان اسلام ہے جو کہ ربوہ کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن کسی وجہ سے ان سے علیحدہ ہیں۔ احمدیہ مشن بھی یہاں کام کر رہا ہے۔ اور ایک بہت بڑی جماعت ہے جس نے تعلیمی اداروں کا کام اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ انہوں نے یہاں سو سے زیادہ پرائمری سکول کھول رکھے ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر اور وزراء اس کے ممبر ہیں۔ اس کی ۱۰۰ شاخیں نائجیریا اور گھانا میں ہیں۔ اسی جماعت نے اپنی گھانا شاخ کو تحریر کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ مل کر تبلیغ کا کام کریں اس لئے کہ ان کا کام مسلمانوں کی تنظیم ہے۔ جس سے مسلمانوں کی آئندہ نسل عیسائی ہونے سے بچ سکتی ہے۔ اب انشاء اللہ چند دن تک گھانا چلا جاؤں گا۔

یہاں چند دن سے عیسائی پادریوں کے ساتھ مناظرے ہو رہے ہیں جس میں سات آٹھ سو کے قریب آدمی آجاتے ہیں۔ بہر حال دعا فرماویں کہ خدا تعالے مدد فرماوے۔ باقی مفصل حالات بعد میں بھیجے جاویں گے فی الحال یہ طبع فرماویں۔

نیازمند - محمد سعید بھٹہ -

(خطبہ جمعہ از صلہ)

دینے کے لئے قرآن شریف کا نسخہ ساتھ لے گیا۔ اور ان کی خاطر سرورق پر اسلام کی تعلیمات کے بارہ میں صفحات درج کر دیئے۔ میں نے اسلامی تعلیمات پر مفصل گفتگو کی اور تحفہ ان کے حوالے کر دیا۔ اس ملاقات میں میں نے اُن سے کہا کہ انگریز بڑا لائق جج ہے۔ بڑا عادل اور منصف ہے۔ لیکن اس وقت تک جبکہ ہندو اور مسلمان کا مقدمہ انصاف کے لئے اس کے سامنے پیش ہو۔ لیکن جب مسلمان یا ہندو کے ساتھ کسی انگریز یا میم کا مقدمہ انگریز جج کے سامنے آجائے تو وہاں جج صاحب انصاف نہیں کرتے۔ یہ بڑی تلخ حقیقت کا اظہار اس کے سامنے کیا تھا۔ اسے بڑے اختیارات حاصل تھے۔ چاہتا تو مجھے جیل بھجوا سکتا تھا۔

حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہؓ کا انصاف

میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کا واقعہ سنایا۔ کہ ہم قوم۔ ہم مذہب۔ طعمہ انصاری آپؐ سے یہودی مقابلہ میں چوری کے جرم میں سزا پا گیا۔ اور یہودی کا فستر سے ایمان بری ہو گیا۔ عمر بن عاصؓ گورنر مصر کے صاحبزادہ نے ایک عیسائی قبطی پر ظلم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی۔ تو دونوں باپ بیٹے کو مدینہ میں طلب فرمایا۔ گورنر کو ایک محکوم عیسائی کے مقابلہ میں جواب دہ ہونا پڑا۔ حضرت عمرؓ نے عمر بن العاص سے کہا منذ کم تعبدتم الناس الذین ولدتهم امهاتهم احراراً تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا ہے حالانکہ اُن کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔ اس جواب طلبی کے ساتھ شہزادہ صاحب کو سزا بھی دی گئی۔ اللہ اللہ ایک گورنر کے بیٹے کو ماتحت قوم کے ایک ادنےٰ فرد کے مقابلہ میں سزا؟

یورپین اقوام کا ماتحت قوموں سے ظالمانہ برتاؤ

یورپین اقوام میں کوئی بادشاہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے گورنر کو ایسی سرزنش کی ہو؟ ہندوستان پر انگریز گورنروں نے من مانی کارروائیاں کیں۔ الجزائر میں فرانسیسیوں نے بدترین ظلم ڈھائے۔ امریکہ میں سفید لوگ رنگدار قوم پر آج تک ظلم و تشدد کر رہے ہیں۔ کیا کسی گورنر یا صدر امریکہ نے اس بارہ میں کوئی کارروائی کی؟

نبی کریم صلعم نے نسلی امتیاز کو مٹایا

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے لاجواب انقلاب پیدا کر دکھایا۔ دین بھی بین الاقوامی پیش کیا اور حکومت کو بھی بین الاقوامی رنگ دے دیا۔ ہر قسم کی ملکی اور قومی و نسلی منافرت کو ختم کر دیا حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپؐ نے فرمایا۔ لوگو! سنو لا فضل لعربی علی اعجمی۔ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں۔ فضل اور بزرگی میں کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں۔ یہ جملہ کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔

مشرق و مغرب کی دشمنی صحیح نہیں

ہٹلر نے کہا میری قوم کے سوا باقی سب اقوام کشتنی اور گردن زدنی ہیں۔ مسولینی نے بھی یہی کہا۔ اور آج انگریز بھی یہی کہتا ہے۔ اور سارا یورپ کہتا ہے کہ کالا آدمی سفید آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کالا آدمی ہر طرح کمتر سمجھا جاتا ہے۔ یورپ کہتا ہے کہ اہل مشرق کی کوئی حقیقت نہیں سول ملٹری گزٹ میں ایک انگریز شاعر کپلنگ تھا اس کا مقولہ ہے:-

East is East and
West is West.

مشرق مشرق ہی رہے گا یعنی ذلیل اور مغرب مغرب ہی رہے گا یعنی بالاتر۔ یہ ایک نہیں ہو سکتے لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے للّٰہ المشرق والمغرب۔ مشرق اور مغرب سب خدا کی ملکیت ہیں۔ دونوں ایک خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور وہی ان کا مالک ہے اس لئے اہل مشرق اہل مغرب کو آپس میں دشمن بن کر نہ رہنا چاہیئے۔

فضیلت کی بناء تقوےٰ ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے۔ اصل فضیلت اور عزت و مرتبہ تقوےٰ کی بناء پر ہے وقت کم رہ گیا ہے۔ میں اب زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ قرآن نے ان عصبیتوں اور منافرت کی باتوں پر پوری بحث کی ہے۔ اور ان کا علاج کیا ہے۔ اور فرمایا ہے ن ۔ والقلم وما یسطرون۔ جتنے علوم و فنون نکلتے جائیں گے وہ سب اس بات کی گواہی دیں گے کہ انک لعلٰی خلق عظیم۔

حدیث

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کو گئے اور آپؐ کے ہمراہ کئی صحابہ تھے۔ حضرت رسول مقبول صلعم بیمار کی حالت دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضرت کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ لوگو سُن رکھو اللہ تعالےٰ نہیں عذاب دیتا آنکھ کے آنسوؤں کی وجہ سے نہ دل کے غم کے سبب۔ لیکن اللہ تعالےٰ عذاب دیتا ہے اس عضو کی وجہ سے، یہ کہہ کر آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کیا۔ (بخاری)

خاتم النبیین کی حقیقت

(بسلسلہ صفحہ ...)

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی پیروی کرنے والے کو یعنی حضرت مرزا صاحب (مسیح موعودؑ) کو اس کے پھل کی صورت میں ظاہر فرما دیا جس سے اُن کے باطل عدوؤں کی عمارت دھڑام سے زمین پر گر گئی۔

تیسرا اعلان

وقل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنين ولا يزيد الظلمين الا خسارا (بنی اسرائیل ع ۹)۔ پھر حم سجدہ ع ۵ میں دعوےٰ کیا و انه لکتاب عزيز لا يأتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفه تنزيل من حكيم حميد یعنی اس حق کے مقابلہ میں باطل ہمیشہ بھاگتا رہے گا کیونکہ وہ ہے ہی بھگوڑا اس کے بھگانے کے سامان یہ ہوں گے کہ ہم قرآن کریم میں سے ہی وہ علم اتارتے رہیں گے (یعنی کسی مامور کے ذریعہ کیونکہ مامور کے ذریعہ ہی خدا اتارا کرتا ہے) جو مومنوں کو اُن کے دلوں میں باطل کے اثر سے پیدا شدہ وساوس سے شفا دینے کا موجب ہو گا۔ علاوہ ازیں ان کی روحانی ترقی کا بھی ذریعہ بنے گا۔ اور اس کے بالمقابل جو لوگ ازراہ ظلم ان سچائیوں کا انکار کریں گے انہیں خسران سے دوچار ہونا پڑے گا دوسری آیت میں فرمایا کہ قرآن کریم غالب آنے والی کتاب ہے باطل خواہ کسی طرف سے آئے اس پر غالب نہیں آ سکتا یہ کتاب حکیم اور قابل تعریف خدا کی طرف سے ہونے کی وجہ سے حکمت کی باتیں سکھلاتی رہے گی۔ اب بہائی صاحبان سوچیں کہ باطل کے دیگر حملوں کے علاوہ آپ لوگوں کی طرف سے بھی باطل کے ذریعہ جو حملہ کیا گیا تھا کس طرح اللہ تعالےٰ نے ان دونوں مندرجہ بالا وعدوں کے مطابق نیز وعدہ مندرجہ در آیت انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون کے مطابق حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ باطل کے دیگر حملوں کے ساتھ آپ کے باطل کے حملہ کو بھی پسپا کر دیا اور قرآنی تعلیم کی سچائی آفتاب نصف النہار کی طرح چمک اٹھی۔

رفتارِ عالم

—— یمن کے فوجی افسروں نے حکومت پر قبضہ کرنے اور امام یمن کو قتل کرنے کے بعد نظم و نسق چلانے کے لئے فوجی بورڈ قائم کر دیا ہے جو کابینہ کی تشکیل تک کام کرتا رہے گا۔ یمن میں بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور تمام وزراء گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— متحدہ قومی محاذ کے قیام کے لئے لاہور میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے لیڈروں کے پانچ روزہ مذاکرات بے نتیجہ رہے اور ان میں مجوزہ محاذ کے مقاصد پر کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا عوامی لیگ کے رہنما اور سابق وزیر اعظم پاکستان مسٹر حسین شہید سہروردی نے لاہور - لائلپور اور گوجرانوالہ میں اپنے موقف کی حمایت میں عوامی تقاریر کیں لیکن مظاہرین نے سیاہ جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا اور جلسہ گاہ میں زبردست ہنگامہ برپا ہوتا رہا۔ اور خشت باری ہوئی کسی نے پستول کا فائر کیا۔ سہروردی بال بال بچ گئے۔ اس نازک صورت حال کے تحت انہوں نے عوامی رابطہ کی مہم بطور احتجاج ترک کر دی ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ جب تک یہاں عوامی سرگرمیوں کے لئے حالات سازگار پیدا نہیں ہوتے وہ کسی جلسہ میں تقریر نہیں کریں گے۔

—— صدر ایوب نے لندن میں کہا ہے کہ پاکستان نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے رواں اجلاس میں مسئلہ کشمیر پیش کرنے کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ آپ نے کہا کہ وہ پاکستان کے مسائل پر غور کرنے کے لئے سیاسی رہنماؤں کی کانفرنس بلانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اور نے کہا کہ میں ان سیاستدانوں سے مشورہ کرنا نہیں چاہتا جنہوں نے ملک کو تباہ کر دیا تھا۔ لیکن میں ان لوگوں سے مشورہ کر سکتا ہوں، جن کا ماضی بے داغ ہے۔

—— حکومت پاکستان نے چاٹگام کے پہاڑی علاقہ میں بھارتی فوج کی مداخلت پر بھارتی حکومت سے سخت احتجاج کیا ہے۔

—— پاکستان کے وزیر امور داخلہ نے بتایا ہے کہ حکومت ایبڈو کے تحت بعض سیاستدانوں پر عائد شدہ پابندیاں ہٹانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

—— مشرقی پاکستان کے وزیر مال نے کہا ہے کہ صوبہ میں حالیہ سیلاب سے ڈیڑھ کروڑ افراد متاثر ہوئے ہیں۔

—— تحریک آزادی کشمیر کے چیف آرگنائزر نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرنے کا منصوبہ اعلیٰ سطح کی کانفرنس میں صلاح مشورہ کے لئے پیش کیا جائے گا۔ اور اس میں پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے لیڈر شرکت کریں گے۔

—— کوئٹہ کے پولیٹیکل ایجنٹ نے علاقہ میں جماعت اسلامی کے جلسوں پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ جس کی وجہ سے مودودی صاحب کا دورہ منسوخ ہو گیا ہے۔ اس پابندی کی وجہ سے علاقہ بھر میں کہیں جلسہ جلوس اور میٹنگ نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کوئی ہینڈبل شائع کیا جا سکتا ہے۔

—— پاکستان کے وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ اس ہفتہ چار سیاسی نظر بند رہا کر دیئے جائیں گے۔

—— یوگوسلاویہ کا ایک پارلیمانی وفد ۱۷ اکتوبر کو راولپنڈی آئے گا۔

—— فرانس کے ایک ممتاز ماہر روسی امور نے کہا ہے کہ سویت مسلم جمہوریتوں کے عوام جلد یا بدیر نہ صرف ثقافتی بلکہ سیاسی خود ارادیت کا ایک مطالبہ پیش کریں گے۔ مسلمانوں کو روسی قومیت میں ضم کرنے کی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔

—— قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی دنیا کی قدیم ترین اسلامی درسگاہ ہے۔ اس سال سے قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم بھی پڑھائے جائیں گے اور اس تعلیمی ادارہ میں خواتین بھی داخل ہو سکیں گی۔

—— پاکستان نے امریکہ پر واضح کر دیا ہے کہ وہ چین کے اقوام متحدہ میں داخلے کے بارے میں اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہو گا۔ پاکستان نے پچھلے سال اشتراکی چین کے اقوام متحدہ میں داخلے کے حق میں رائے دی تھی۔

—— صدر ایوب تین ہفتے کے بیرونی دورہ کے بعد کراچی پہنچے استقبالیہ سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اگر برطانیہ دولت مشترکہ کے ملکوں کے مفادات کے تحفظ کا کوئی معقول انتظام کئے بغیر یورپ کی مشترکہ منڈی میں شامل ہو گیا تو اس سے دولت مشترکہ کے ستر کروڑ باشندوں کی اقتصادی زندگی بری طرح متاثر ہو گی۔ آپ نے کہا کہ متحدہ محاذ کے لیڈر ملک کی سالمیت اور اتحاد کے دشمن ہیں اور ... بتایا کہ ایک نہیں ایسے پچاس متحدہ محاذ بنائیں تو بھی مجھے مرعوب نہیں کر سکتے۔

—— یمن کی انقلابی حکومت نے یمن کے سابق وزیر خارجہ اور نو دوسرے اعلیٰ افسروں کو پھانسی دیدی ہے۔ مقتول امام یمن کے چچا نے شاہی خاندان کی وفادار فوج کے ساتھ دارالحکومت کی طرف پیشقدمی کر دی۔ اور انقلابی حکومت کو اطاعت قبول کرنے کا الٹی میٹم دے دیا۔

—— الجزائر کی پارلیمنٹ نے بھی اکثریت سے بن بالا کی حکومت پر اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔

—— ماہرین تعلیم کی سفارش پر صدر ایوب نے طلباء کا مطالبہ تسلیم کر لیا ہے یونیورسٹیوں کو دو سالہ ڈگری کورس بحال کرینگی۔

کتب مطلوب ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مرکزی لائبریری کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں مطلوب ہیں اگر کسی دوست کے پاس ہوں اور ہدیۃً یا قیمتاً عنایت فرمانا چاہیں تو اطلاع دے کر مطلع فرمائیں۔

(۱) فتاویٰ احمدیہ ـ مرتبہ محمدؐ فضل خاں صاحب

(۲) فتاویٰ احمدیہ ـ مرتبہ حافظ روشن علی صاحب

(۳) حق الیقین در ہفوات المنافقین

(۴) عصمت انبیاء ـ مصنفہ شیخ احمد دین صاحب

(۵) مباحثہ رام پور

(۶) اخبار پیغام صلح ۱۹۳۸ء (فائل)

(۷) اخبار " " ۱۹۳۹ء (فائل)

(۸) اخبار بدر از جلد ۱ تا جلد ۵

(۹) اخبار الحکم جلد ۱ و جلد ۹ و جلد ۱۰

(۱۰) خلافت راشدہ ـ مصنفہ مولانا عبدالکریم خان صاحب۔

(۱۱) آئینہ صداقت ـ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ـ (حالی ربوہ)

خاکسار ـ احمد گل ـ لائبریرین
احمدیہ بلڈنگس ـ لاہور

پیغام صلح ۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۱۲۸ شمارہ ۳۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- تبلیغ لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سونز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۹

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استحیوا من اللہ حق الحیاء قلنا انا نستحیی من اللہ یا رسول اللہ والحمد للہ قال لیس ذالک ولکن الاستحیاء من اللہ تعالیٰ حق الحیاء ان تحفظ الرأس وما وعی والبطن وما حوی وتذکر الموت والبلاء ومن اراد الآخرۃ ترک زینۃ الحیوٰۃ الدنیا وآثر الآخرۃ علی الاولیٰ فمن فعل ذالک فقد استحیی من اللہ تعالیٰ حق الحیاء۔ (الترمذی)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر حیا کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو خدا تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں الحمد للہ حضورؐ نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ حیا کرو جیسا حیا کرنے کا حق ہے، یعنی سر اور اس کے ان اجزاء (کان، آنکھ اور زبان) کو جو اس میں ہیں محفوظ رکھو اور موت اور بلا کو یاد رکھا کرو۔ اور جو شخص آخرت کا طالب ہے وہ دنیا کی زندگی کی پرواہ نہیں کرتا اور آخرت کو اس پر مقدم سمجھتا ہے پس جس نے ایسا کیا اس نے خدا تعالیٰ سے کامل طور پر حیا کی (بحوالہ انتخاب صحاح ستہ)

نوٹ:- فاما من طغیٰ وآثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ھی المأویٰ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی المأویٰ۔ (النازعات آیات ۳۷-۴۱) ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا صدق مقال اور اکل حلال کا جو لحاظ رکھتے ہیں دعا انہی کی قبول ہوتی ہے۔ لازماً ایسے ہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کماحقہٗ حیا کرتے ہیں۔

ابتلا اور ہم و غم

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں

حضرت امام الزمانؑ کے ارشادات

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں ہوتا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر وہ گھبرا جاتے ہیں اور خودکشی کرنے میں ہی آرام دیکھتے ہیں۔ لیکن انسانی روح کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر مختلف قسم کے ابتلا آئیں تاکہ اس کا اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تاہم جن لوگوں کو اپنی عمر میں کسی قسم کی تکلیف اور ابتلا کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشات میں منہمک ہوتے ہیں اور ان کا سر کبھی اوپر کی طرف نہیں اٹھتا اور خدا تعالیٰ کا کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو انسانیت کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیتے اور اس کی بجائے ادنیٰ سی باتیں حاصل کر لیتے ہیں، کیونکہ مصائب کے اندر ایمان اور یقین کی ترقی ان کے لئے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتی ہے جو دنیا کے اموال و لذات میں کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ لیکن افسوس ہے کہ دنیا دار لوگ بچوں کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں لیکن اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں ہوتے لیکن جو لوگ ابتلاؤں کی حالت میں استقامت سے کام لیتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی ابتلاء نہیں آیا وہ ایک وجہ سے بدقسمت ہیں کیونکہ وہ ناز و نعمت کی زندگی بسر کر کے خدا سے غافل اور بہائم کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہوتی ہے لیکن اس سے حق نہیں بول سکتے اور ان کی زبان پر خدا کی حمد و ثنا کبھی جاری نہیں ہوتی۔ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے اور ذائقہ چکھنے کے لئے ہوتی ہے۔ ان کی آنکھیں ہوتی ہیں لیکن نظارۂ قدرت دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ بدکاری کے لئے۔ پھر ایسے لوگوں کو خوشی اور راحت کیسے میسر آسکتی ہے کسی شخص کو ہم و غم میں مبتلا دیکھ کر یہ مت سمجھو کہ وہ بدقسمت ہے۔ نہیں بلکہ اگر وہ اس ہم و غم میں خدا کو نہ بھولے تو وہ اسے پیار کرتا ہے اور اس پر بڑی بڑی رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح پر کسی بیمار اعضاء پر مرہم لگانے سے پیشتر اس کا چیرنا اور عمل جراحی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح پر خدا کی برکات کے نزول سے پہلے اس کی راہ میں ہم و غم آنا ضروری ہوتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۸۲-۸۳)

جو خدمت کر سکتے ہیں وہ اگر بدعمل عالم اور تبلیغ کا علم اور ان کی تبلیغ بے اثر ہو کر رہ جائیں گے ~ عزیزاں بے خلوص و صدق نکشایند راہے را ~ مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا - مسیح موعود غلام احمد قادیانی علیہ

نائیجیریا

ترجمہ خط غیاث الدین داؤد آر ولامبو لاگوس نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گذارش آنکہ - مجھے اسلامی لٹریچر بھجوا کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرماویں - ایک دفعہ مجھے آپ کی ایک کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا - مجھ پر اس کا بہت اثر ہوا - اور مجھے پاکستانی مشنری سے ملنا پڑا - بہ پیا آپ کو بڑی خوشخبری سناتا ہوں کہ مجھے اسلام کی خاطر اُن سے ملاقات کا موقعہ ملا - میں نے اگست کی لائٹ اخبار میں یہ پڑھا کہ آپ مفت اسلامی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ کام کرنیکی توفیق دے ؛

میں آپ کو اپنا تعارف کراتا ہوں میرا نام ——— داؤد آر ولامبو ہے اور میں بپتسمہ دینے والی انجمن میں جو کہ سارا سال کام کرتی ہے شامل رہا - عرصہ پانچ سال تک مسلمان عیسائیت میں تبدیل ہوتے رہے اور مجھے مبلغ کے نام سے پکارا جانے لگا تھوڑے عرصہ کے بعد میں نے مسلمان سکول لڑکوں کو اکٹھا کیا جن کو میں جانتا تھا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے پھر میں نے اخبار لائٹ میں محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق مضامین پڑھے اور کچھ علم میں نے پاکستانی مشنری مسٹر منٹو لاگس نائیجیریا سے حاصل کیا - اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے -

مجھے کچھ کتابیں ارسال کیجئے ... جن سے کافی علم حاصل ہو سکے - میں یہ بھی واضح کر دوں کہ میں عیسائیوں کے گڑھ میں رہتا ہوں، جن کو سمجھانے کے لئے مختلف کتب سے پختہ حوالوں کی ضرورت ہے - مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اور آپ لوگوں کی طفیل کافی مدد ملے گی - والسلام

(انہیں ٹیچنگز آف اسلام، دیگر لٹریچر بھیجے گئے ، اور خط لکھا گیا)

~~~~~ ۲ ~~~~~

ترجمہ خط اموداگبوا او تو بو بوکس پی - او - بکس ۱۷۵ الورن - نائیجیریا

جناب عالی - السلام علیکم -

مؤدبانہ التماس سے میں یہ خط لکھ رہا ہوں - اطلاعاً عرض ہے کہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ علوم دینیہ حاصل کر سکوں -

میں آپ کے خط کا منتظر ہوں کہ آپ مجھے اپنا سوسائٹی میں شامل کر کے شکریہ کا موقع دیں گے اور میرے پاس روپیہ نہیں - اگر آپ مجھے بغیر اخراجات پڑھانا چاہیں تو میں بہت خوش ہوں گا - مجھے آپ کے جواب کا انتظار ہے -

خدا آپ کی اب اور ہمیشہ مدد کرتا رہے -

(انہیں خط لکھا گیا کہ وہاں ٹھہر کر تعلیم حاصل کریں - لٹریچر بھیجا گیا)

~~~~~ ۳ ~~~~~

ترجمہ خط الحاج عثمان ذو النورین، انصار الاسلام سکول الورن - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

مجھے امید ہے کہ میرا خط آپ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ آپ صحتمند ہوں گے میرے لئے دعا کرتے رہیں -

جو کتب آپ نے ارسال کی تھیں بالکل ٹھیک حالت میں مل گئی ہیں - آپ کو خط کا جواب جلد ہی مل جاتا - مگر کتابوں کا پارسل جو کہ نائیجیریا میں ۲۹ نومبر ۱۹۶۱ء کو بھیجا گیا وہ مجھے ۱۷ مارچ ۱۹۶۲ء کو ملا اس لئے جواب میں تاخیر ہو گئی -

جناب عالی میں آپ کی زیر سرکردگی عربی سیکھنا چاہتا ہوں تاکہ تعلیم اسلام کے متعلق مجھے کامل رہنمائی ملے اور مجھے عربی دانی کی سند مل جائے - کیا آپ کوئی ذریعہ پیدا کر سکتے ہیں؟

(انہیں خط کا جواب لکھا گیا) -

~~~~~ ۴ ~~~~~

ترجمہ خط یوسف دا ے آیو ڈون الولت ٹریننگ کالج الورن - نائیجیریا -

جناب والی

السلام علیکم - مجھے یقین ہے کہ آپ ایک اجنبی بھائی کا خط وصول کر کے خوش ہوں گے مجھے آپ کی اسلامی خدمات کا حال ہی معلوم ہوا ہے خدا تعالےٰ آپ کا مددگار ہو - میں ایک نوجوان طالب علم ہوں مجھے اسلام سے بہت دلچسپی ہے اور اسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا ہوں - براہ کرم آپ مجھے ایک کاپی قرآن شریف مسلم بھائی تصور کر کے ارسال فرمادیں اور کچھ کا آدھ لٹریچر بھی ارسال فرمادیں - امید ہے آپ جلدی جواب دیں گے - (انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

~~~~~ (۵) ~~~~~

ترجمہ خط - الحاج موسےٰ - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری بیعت قبول کر لی ہے - اور جماعت کا ممبر تسلیم کر لیا ہے آپ نے خط میں لکھا تھا کہ چند کتابیں رجسٹری کر کے آپ کو ارسال کی گئی ہیں - مگر وہ مجھے نہیں ملیں - اور میں ان کتابوں کا منتظر ہوں شاید ڈاک میں گم ہو گئی ہیں - عید میلاد النبی کی مبارک تہوار کی مبارکباد دیتا ہوں - جواب کا منتظر -

(انہیں لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

کشف و خواب کی حقیقت اور حضرت مرزا صاحب کا مقام

(۲)

مراسلہ نگار بشیر کشف و خواب کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات نقل کرنے کے بعد (جن پر ہم گذشتہ اشاعت میں روشنی ڈال چکے ہیں) "مرزا صاحب کا مقام" کے عنوان سے رقمطراز ہے:-

"مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ موصوف اور ان کے پیرؤوں کا کہنا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحفرماتے ہیں کہ "خداوند تعالیٰ کامل انسانوں سے بالمشافہ گفتگو فرماتا ہے" مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت کی تحقیق کے لئے آئیے دیکھیں۔ کہ موصوف انسان کامل کا مرتبہ حاصل کر چکے تھے اس وقت تک بلندی، منتہی کے مشاہدات پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ موصوف کے الہامات کا مطالعہ ان کا مقام متعین ہو سکتا ہے، اگر آپ ان کے الہامات کے مجموعوں کو ملاحظہ کریں جو البشریٰ اور تذکرے کے نام سے چھپ چکے ہیں تو آپ کو ان میں موصوف کی یادداشتیں، خیالات اور توہمات کے علاوہ چند ایسے کشف اور خواب ملیں گے جو آئندہ ہونے والے واقعات یا دیگر اشخاص کے حالات کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں جو ان کے اور ان کے مریدوں کے نزدیک کچھ تو پوری ہو چکی ہیں کچھ ہو رہی ہیں اور کچھ ہوتی رہیں گی۔ موصوف کے مشاہدات پر سرسری نظر ہی اس فیصلہ پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صوفیا کے مبتدی گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔"

مراسلہ نگار صاحب کے اس بیان کے آخری الفاظ خاص توجہ کے قابل ہیں:-

"وہ صوفیا کے بلندی گروہ سے تعلق رکھتے تھے"

اس بات کو تو ہم بعد میں دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب صوفیا کے ابتدائی گروہ سے تعلق رکھتے تھے یا ان کا مقام منتہی گروہ سے بھی کہیں آگے تھا۔ اس فقرہ سے کم از کم اتنا تو واضح ہو گیا کہ آپ صوفیا ہی کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو بہرحال اسلام میں ایک قابل عزت مقام رکھتے ہیں باوجود اس کے ان کے اسلام میں شک کرنا ان پر طرح طرح کے آوازے کسنا اور سلے دسے کرنا کہاں کی شرافت اور کونسی دینداری ہے؟ لیکن سب سے بڑھکر حیرتناک امر یہ ہے کہ مراسلہ نگار صاحب نے بغیر کسی دلیل کے حضرت مرزا صاحب کو صوفیا کے بلندی گروہ میں سے ہونے کا فیصلہ کر دیا انہیں چاہیئے تھا کہ اس کی کوئی واضح دلیل پیش کرتے، محض اتنا کہہ دینے سے کہ

"موصوف کے مشاہدات پر سرسری نظر ہی اس فیصلہ پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صوفیا کے بلندی گروہ سے تعلق رکھتے تھے"

بات طے نہیں ہو جاتی، جب تک حضرت مرزا صاحب کے الہامات پر سرسری یا دقیق نظر ڈال کر اس بات کو ثابت نہ کیا جائے کہ ان کے مشاہدات صوفیا کے ابتدائی مقام سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت تک محض اتنا کہدینا کہ محض سرسری نظر ہی اس فیصلہ پر پہنچا دیتی ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں آئندہ ہونے والے اتفاق کی جو خبریں دی گئی ہیں یا دیگر اشخاص کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر واضح اور شاندار ہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ امت محمدیہ کے منتہی صوفیا سے بھی بلندتر مقام پر فائز تھے۔ کیا لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی جو الہام الٰہی کی بتائی ہوئی میعاد کے اندر پوری ہو کر اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کا موجب ہوئی، کچھ کم عظمت رکھتی ہے؟ اور بلندی یا منتہی صوفیاء میں آپ اس کی کوئی نظیر پیش کر سکتے ہیں؟ کیا اسلام اور عیسائیت کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم (نمائندہ عیسائیت) کی موت آپ کے ان بلند مقام کو ثابت نہیں کرتی جو بلندی تو کجا منتہی صوفیا کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ ایسا ہی امریکن مدعی نبوت ڈوئی کو اس کی شان و شوکت کی حالت میں مقابلہ کے لئے للکارنا اور اس کی عبرتناک تباہی کی پیشگوئی کرنا جو من و عن پوری ہوئی کیا حضرت مرزا صاحب کے مقام کی بلندی کا ایک روشن ثبوت نہیں؟ پھر اس وقت جب دنیا میں کسی جنگ کے کوئی آثار موجود نہ تھے، حضرت مرزا صاحب کا ایک ہولناک جنگ کی پیشگوئی کرنا اور اس میں یہ کہکر کہ ع

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

واضح طور پر زار کی ہلاکت اور انقلاب روس کی خبر دینا کیا حضرت مرزا صاحب کے مقام عظمت کو ثابت نہیں کرتا؟ پھر لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں تمام مذاہب کے علماء و فضلاء کے لیکچروں کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کے مضمون کا (جو آج بھی مغربی فضلاء کے دلوں میں اسلام کی عظمت قائم کرنے کا موجب ہے) بالا رہنا جس کی خبر انہوں نے پہلے سے دیدی تھی، کیا کوئی کم اہمیت رکھتا ہے اور اس کی کوئی نظیر صوفیا کے کسی گروہ میں پائی جاتی ہے؟ ایسا ہی کیا حضرت مرزا

صاحب کی وہ دعائیں جو مختلف مایوس الحال لوگوں اور لاعلاج مریضوں کے متعلق قبولیت الٰہی کا موجب ہوئیں اور ان کے قبول ہونے کی آپ نے پہلے سے اطلاع بھی دیدی کیا ان کے بلند مقام کو ثابت نہیں کرتیں؟

اسی قسم کے بے شمار واقعات ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو منجانب اللہ ثابت کرتے اور انکی بلندی مرتبت کا پتہ دیتے ہیں۔ ایشیا کے مراسلہ نگار صاحب سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اُن میں سے کونسا الہام یا مکاشفہ یا پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے ادنے نفس اور صوفیاء کے بلندی گروہ میں سے ہونے کا پتہ دیتی ہے؟

آگے چل کر مراسلہ نگار صاحب فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کامل کے الہامات اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق ہوتے ہیں اور ان سے کچھ بھی مخالفت نہیں رکھتے۔ اس امر کے تعین کے لئے کہ مسیح موعود کے الہامات کس حد تک مسلمانوں کے اعتقادات سے موافقت رکھتے ہیں۔ "مصلح موعود" کا ایک بیان سن لیجئے۔ موصوف "احمدیت" پر تحقیق کرنے والوں کے لئے "سرمہ چشم" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ "درخت" اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" اور مرزا صاحب کے فرزند ارجمند انہیں کے مریدوں کے کہنے کے مطابق "ان دنوں "دکھ کی مار" میں مبتلا ہیں کیونکہ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں، اور اس وقت دنیا میں صرف یہی ایک جماعت ہے جس کا خدا نہ صرف اُن سے رو برو بالمشافہ گفتگو کرتا بلکہ ان کی دعائیں سنتا اور قبول بھی کرتا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے تمام جماعت دن رات ان کی صحت کے لئے "اپنے خدا" کے حضور گڑگڑا کر التجائیں کر رہی ہے اور یہ "ماموراً" چارپائی پر لکڑی کے تختے کی طرح اکڑے "کام کی زندگی" سے محروم زبان حال سے کہہ رہے ہیں ع

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اور کبھی انہوں نے زبان حال سے فرمایا تھا ع

میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہوں

کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے آپ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز سے ہمیں ان سے اختلاف ہے"۔ خطبہ میاں صاحب الفضل ۳۰ر جولائی ۱۹۳۱ء۔

حضرت مجدد الف ثانی رح کے نزدیک تو انسان کامل کے مشاہدات ایک ذرہ بھر بھی اہل سنت والجماعت کے اعتقادات سے اختلاف نہ رکھتے مگر موصوف کا کہنا ہے کہ انہیں مسلمانوں سے کسی مسئلہ میں بھی اتفاق نہیں"۔

غور کیجئے مراسلہ نگار صاحب کی یہ دلیل کیا وزن رکھتی ہے کہ چونکہ مرزا محمود احمد صاحب مدعی مصلح موعود ہو کر ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہیں، اور چونکہ انہوں نے کسی وقت یہ کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند دوسرے مسائل ہی میں نہیں بلکہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے اس لئے مرزا صاحب، نہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں اور نہ انسان کامل کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں مارو گھٹنا اور پھوٹے آنکھ، حضرت مرزا صاحب لکھ دفعہ کہیں کہ:—

"وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"

(ایام الصلح صفحہ ۹۶)

"میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت الجماعت کا مذہب ہے"

(مجموعہ اشتہارات حصہ چہارم ص۲۲۳)

لیکن منکے یہ سارے بیانات "ایشیا" کے مراسلہ نگار صاحب کے نزدیک کچھ چیز نہیں، ان کے بیٹے مرزا محمود احمد صاحب نے جو کہہ دیا کہ صرف وفات مسیح ہی میں نہیں، ہمیں مسلمانوں کی ایک ایک بات سے اختلاف ہے۔ پس انہی کا کہنا صحیح ہے، فرمایئے یہ طرز استدلال کتنی معقولیت اپنے اندر رکھتا ہے اور کس صحیح الدماغ انسان کے عقل و فہم کا نتیجہ ہے؟ جب حضرت مرزا صاحب خود اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت قرار دیتے ہیں۔ اور وفات مسیح اور چند فروعی مسائل کے علاوہ کسی بات میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف روا نہیں رکھتے تو میاں محمود احمد صاحب کا بیان کیا حیثیت رکھتا ہے کہ اس کو حضرت مرزا صاحب کے واضح بیانات کے ہوتے ہوئے اس بات کی دلیل قرار دیا جائے کہ حضرت ممدوح اہل سنت والجماعت میں سے نہیں تھے۔ وہ یقیناً اہل سنت والجماعت کے عقائد رکھتے تھے اور ان کے الہامات اہل سنت والجماعت کے اعتقادات کے عین مطابق تھے۔ مراسلہ نگار صاحب کو چاہیئے کہ مرزا محمود احمد صاحب کے بیانات کا سہارا لینے یا ان کا دعوئے مصلح موعود اور ان کی بیماری کو موضوع بحث بنانے کے بجائے خود حضرت مرزا صاحب کے بیانات پر غور کریں اور اگر ان میں کوئی خامی نظر آئے تو اسکو پیش کریں ورنہ ان کا سارا استدلال لغو اور لچر خیالات ...... کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب وہ کامل انسان ہیں جن کے متعلق حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس امت کو کیا ڈر ہے، جس کے اول میں، میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود، وہ اس عظیم الشان منصب پر فائز ہیں جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام بھیجا، کیا صوفیا کے کسی بڑے سے بڑے گروہ یا بالفاظ مراسلہ نگار سنی صوفیا میں سے کسی ایک کو یہ مقام حاصل ہوا؟ اگر نہیں، تو حضرت مرزا صاحب کو بلندی گروہ صوفیا میں سے قرار دینا کہاں کی دیانتداری اور کونسی فراست دینی کا نتیجہ ہے، کیا ہم امید کریں کہ مراسلہ نگار صاحب ان واقعات کی روشنی میں اپنے خیالات پر دوبارہ غور کریں گے؟

اخبار احمدیہ

شکریہ تعزیت

محمود احمد صاحب، کیفے گرانڈ، کراچی ان تمام اصحاب کے شکرگذار ہیں جنہوں نے ان کی اہلیہ کے انتقال پُرملال پر آن کے اور ان کے بچوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور تعزیت نامے ارسال کئے۔

وہ تمام اصحاب کو فرداً فرداً جواب دینے سے معذور رہے۔

انتخاب جماعت احمدپور شرقیہ

جناب محمد اقبال خان چغتائی صاحب (صدر جماعت بہاولپور ڈویژن) احمدپور شرقیہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ:—

"محترم رحیم بخش صاحب سامانوی کے مکان پر جمعۃ المبارک کو اجتماع ہوا۔ مقامی احمدی حضرات نماز جمعہ کے لئے اکٹھے ہوئے اور جماعت کی تنظیم نئے سرے سے کی گئی۔ مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آئے:—

ناظم ——— محمد اقبال چغتائی صاحب

صدر ——— جناب رحیم بخش صاحب سامانوی

سیکرٹری ——— جناب فتح محمد صاحب سامانوی

صحت اور عطیہ

چوہدری فضل داد صاحب محصل لکھتے ہیں:—

"چوہدری فتح محمد صاحب عزیز ایڈووکیٹ گجرات کافی دن بیمار رہے اور فتح ہسپتال میں رہے ان کا اپریشن کامیاب رہا اب خدا کے فضل سے رو بصحت ہو گئے اور مبلغ -/5 روپے انجمن کو بطور شکرانہ دیئے ہیں"

درخواست دعا

ایس عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت وزیرآباد تحریر فرماتے ہیں:—

ہمارے عزیز دوست حکیم محمد بشیر صاحب کے بھائی ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے تا اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات و تکلیفات دور کرے۔

انتقال پُرملال

سعیدہ بیگم زوجہ شیخ شریف احمد صاحب (سپرنٹنڈنٹ دفتر کلیکٹر ولر پشاور) چھ ماہ کی طویل علالت کے بعد ۲۰/۱۲ کی شب نو بجے راولپنڈی میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ شیخ فضل کریم صاحب مرحوم (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کی بہو اور نیک سیرت خاتون تھیں اپنے پیچھے مرحومہ نے تین چھوٹی لڑکیاں اور ایک کمسن لڑکا چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور شیخ صاحب موصوف اور ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔ ایس ایم خالد اقبال

پیغام صلح:— ہمیں شیخ محمد شریف صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین و پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ضروری اطلاع

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے حضرت مولینا عبدالحق صاحب،

"دنیا کی دو سو زبانوں میں خدا کا نام"

کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

احباب سلسلہ خصوصاً نوجوانان جماعت احمدیہ سے شرکت کی درخواست ہے۔

سیکرٹری

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن۔ لاہور

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خُلقِ عظیم پر علوم کی شہادت

حضور صلعم نے دورِ ملوکیت اور شہنشاہی کرّ و فر کے ماحول میں سادہ ترین پارلیمانی حکومت قائم کی

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء ۔ فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نٓ والقلم وما یسطرون ۔ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وان لک لاجراً غیر ممنون ۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم ——— وھو اعلم بالمھتدین ۔ (سورۃ القلم)

آنحضرت صلعم کے خُلق عظیم پر علوم و فنون کی گواہی

حضور سرورِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ قلم و دوات کے ذریعہ سے جس قدر علوم دنیا میں پھیلیں گے ۔ اور جس قدر علوم و فنون کے ذخیرے جمع ہوتے رہیں گے، وہ سب اس بات کی گواہی دیں گے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم، اخلاق کے نہایت بلند مقام پر واقع ہوئے ہیں ۔

قوم کی ایذا رسانی اور آنحضرتؐ کا استقلال

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو تیرہ سال لوگوں نے دکھ دیا، اور آپ صلعم کے ساتھیوں کو بھی پرلے درجے کی اذیت پہنچائی ۔ تاکہ وہ لوگ کمزور ہو کر آپ کا ساتھ چھوڑ دیں ۔ اور تاکہ خود آنحضرتؐ کے دل میں کمزوری پیدا ہو جائے، اور آپ میں یہ احساس کمتری پیدا ہو جائے، کہ میری ناتوانی، بے کسی اور بے بسی اس حد تک ہے کہ میں نہ اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکتا ہوں نہ اپنی حفاظت کر سکتا ہوں ۔ اس بیچارگی، اور بے بسی کے زمانہ میں حضورؐ کا استقلال اس قدر مضبوط تھا کہ آپ کے ساتھیوں کی تسلی و تشفی کا باعث ہوا

قریش مکہ کی طرف سے سمجھوتہ کی پیشکش

جب آپؐ کی اور صحابہ کرامؓ کی اذیت انتہاء کو پہنچ گئی ۔ اور آپؐ اپنے عظیم مقصد سے ایک قدم بھی ادھر اُدھر نہ ہوئے تو قوم نے عتبہ بن ربیعہ کو کہا کہ جاؤ ہماری طرف سے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کے سامنے ایسے امور پیش کرو ۔ جن کے قبول کر لینے سے مکہ میں امن پیدا ہو جائے اور وہ اضطراب جو آپؐ کی تعلیم سے بُت پرستی چھوڑ دینے سے قوم و ملک میں پیدا ہو گیا تھا ختم ہو جائے ۔ قوم نے کہا کہ اس شخص (آنحضور صلعم) کا استقلال اس قدر مضبوط ہے کہ پہاڑ بھی اس قدر مضبوط نہ ہوں گے ۔ اے عتبہ تم جاؤ اور ایسی شرائط پیش کرو ۔ جن کو قبول کر کے وہ اپنے مقصد سے پھسل جائے ۔ لالچ کا شکار ہو کر اپنے کام سے الگ ہو جائے اور صلح پر آمادہ ہو جائے ۔ تو عتبہ بن ربیعہ حضرت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ دونوں کے درمیان اس قسم کی مہذب گفتگو ہوئی کہ حیرانی ہوتی ہے کہ ان خاندانوں کے اندر اس قدر تہذیب اور شائستگی تھی ۔ عتبہ مخالف ہے ۔ دشمن ہے ۔ سب کچھ ہے ۔ حضرت کی خدمت میں آتا ہے تو یوں گویا ہوتا ہے یا ابن اخی اے میرے بھائی کے بیٹے ! اس جملہ میں محبت ہے اور اکرام ہے آپؐ دیکھتے ہیں کہ قوم میں اس قدر انتشار ہے ۔ گھر گھر میں لڑائی ہے ۔ آئیے ہم لڑائی کو ختم کریں اور کچھ باتوں پر اتفاق کر کے اس انتشار اور بحران کو مٹا دیں ۔ عتبہ نے چند شرائط آنحضور صلعم کے سامنے رکھے ۔ مثلاً ان تطلب الشرف علینا فنسودک وان ترید ملکاً فملکناک

یعنی اگر آپؐ سرداری چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں ۔ اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں ۔ تو ہم آپ کو بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کو اس قدر مال جمع کر کے دے سکتے ہیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں ۔ اور ہم آپؐ سے یہی ایک بات چاہتے ہیں کہ آپؐ ہمارے بُتوں کی توہین کرنا چھوڑ دیں ۔

حضرت نبی کریم اپنے موقف سے دستکش نہ ہوئے

لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں مجھے سرداری اور بادشاہت کی ضرورت نہیں ۔ میرا مقصد دنیوی وجاہت حاصل کرنا نہیں ہے مجھے قوم کی اصلاح مدنظر ہے ۔ بُت پرستی نہیں خدا پرستی سکھانا میرا مقصد ہے ۔ اس مقصد کو چھوڑ کر میں تمہاری بادشاہت اور سرداری قبول نہیں کر سکتا ۔ میں تم سے اصلاح کا متمنی ہوں ۔ عزت اور مرتبہ کا طالب نہیں ہوں، آپؐ نے اس وقت حٰم سجدہ کی چند آیات سنائیں ۔ اور جب آپ اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صٰعقۃ مثل صٰعقۃ عاد و ثمود تو وہ کانپ اُٹھا کہ اللہ ! اللہ ! یہ شخص کیا کہتا ہے واپس جا کر اپنی قوم کو کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جو کچھ مجھے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) نے کہا ہے میری تو جان نکل گئی ۔ تم اسکو اس کے حال پر چھوڑ دو ۔ اس پر سب لوگ بول اُٹھے کہ معلوم ہوا تم پر بھی محمد (صلعم) کا جادو چل گیا ہے ۔ فی الحقیقت سوا قہرمن کا مقام بڑا مشکل مقام ہے ۔ لیکن حضور اکرم صلعم کے اندر اخلاق کی بلندیاں نظر آتی ہیں ۔ کتنے آدمی ہیں جو ترغیب و تحریص اور لالچ سے بچتے اور اس میں پورے اُترتے ہیں، ہمارے ہاں انگریز نے بڑے بڑے لوگوں کو مربعے، مرتبے اور خطاب دے کر ان کو جیت لیا، سر کے خطابوں جیسے حربوں سے انہیں سر کر لیا ۔ جو لوگ انگریز کا آسانی سے شکار نہ ہو سکے ۔ ان کو قید میں ڈالا ۔ اور وہاں بھی پیغام بھجوائے کہ تم بھی ہمارے بندے بن جاؤ ہم تمہارے بیٹے کو جرنیل کرنیل اور ڈپٹی کمشنر بنا دیں گے ۔ تمہیں زندگی کی آسائیاں فراہم کر دی جائیں گی ۔ اور اس طرح بہت سے لوگوں کو رام کر لیا لیکن حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کس قدر عظمت و شان کی شخصیت کے مالک ہیں ۔ ان کو سب کچھ ملتا ہے اور ساتھ ہی اُن کی اور ان کے ہمراہیوں کی تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے ۔ لیکن حضور علیہ السلام پہاڑ کی طرح اپنے مقام پر کھڑے رہے ۔

حضور صلعم کا اپنے دشمنوں سے سلوک

پھر جب زورِ بازو سے سلطنت حاصل کی اس وقت بھی امتحان ہوا ۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آپ کا مکہ معظمہ میں ورود مسعود ہوا ۔ مکہ کے رہنے والے آپؐ کے دشمن ہیں ۔ آپؐ کے ساتھیوں کے دشمن ہیں ۔ آپؐ کو شدید ترین دکھ اور اذیتیں پہنچائی گئیں جلا وطن کیا گیا ۔ مال املاک چھین لیا گیا مدینہ پر یکے بعد دیگرے حملہ آور ہوتے رہے کسی کی ایذا رسانی کی وجہ سے آپؐ کی صاحبزادی زینبؓ

مرگئیں کیسی کیسے ظلم و تشدد کی وجہ سے حضرت سعید و زیدؓ شہید ہوئے اور حضورؐ کے چچا حمزہ شہید ہوئے ہندہ نے ان کا جگر نکال کر اپنے دانتوں کے نیچے چبایا۔ اُن کے کان، ناک کاٹ کر گلے میں ہار ڈالا۔ وہ بھی پیش ہوتی ہے۔ آنحضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عہد کرو بندہ! بت پرستی نہیں کرو گی اور کہتی ہے حضور! یہ کیا اقرار ہے ان کم بخت بتوں کے اندر طاقت ہوتی تو یہ خود اپنی حفاظت کرتے؛ ہم نے ان کی حفاظت کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تب بھی کچھ نہ بن سکا۔ حضور صلعم کی متانت، برداشت اور اخلاق دیکھئے اور اس عورت کی سخت کلامی پر نظر کیجئے۔ بھری مجلس ہے کوئی اور ہوتا تو اس سخت کلام عورت کا قیمہ قیمہ کر کے کتوں کے آگے پھینک دیتا۔ لیکن آپ صلعم مسکرا دیئے اور فرمایا اقرار کرو کہ بچوں کو قتل نہیں کرو گی۔ ہندہ نے کہا یا

رسول اللہ ربیناھم صغاراً۔ وقتلتھم کبارا۔ ہم نے بچپن میں ان کی پرورش کر کے جوان کیا تو آپ نے ان کو قتل کر ڈالا۔ اب آپ ہم سے اقرار لیتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے مسکرا دیا۔

ملوکیت اور آمرانہ دور میں جمہوری سلطنت کا قیام

حضور کو جب سلطنت نصیب ہوئی تو بجائے مطلق العنان بادشاہ بننے کے حضور نے جمہوریت قائم کی یہ جمہوریت کن حالات میں نمودار ہوئی۔ قوم کی جانب سے اس قسم کا کوئی مطالبہ نہیں بلکہ قوم آپ کی اطاعت کرنا زندگی کا مقصد سمجھتی ہے۔ علاوہ ازیں ماحول بھی مقتضی ہے کہ حضور بھی مطلق العنان بادشاہ بن کر رہیں۔ ایک طرف ایران کا بادشاہ ہے۔ کیا شان و شوکت ہے۔ سوا دیار میں محلات ہیں۔ زندگی کی تعیشات ہر قسم کی حاصل ہیں۔ مشروبات ہیں ماکولات ہیں۔ اسی طرح سے شام کا بادشاہ ہے۔ اسے دنیا جہان کی نعمتیں میسر ہیں۔ اس سے بڑھ کر مصر کا فرعون ہے۔ اس کی جاہ و حشمت، اور شان و شوکت اور رعب و جلال، اور کر و فر لوگوں کو مرعوب کرنے والا ہے۔ اس ماحول کے ہوتے ہوئے اس روایتی اور رسمی شہنشاہیت سے الگ تھلگ ماحول پر آپ ایک نئی جمہوریت قائم کرتے ہیں۔ اپنے ماحول سے اور اردگرد کے ممالک کے ماحول سے کہیں اُوپر پرواز دکھاتے ہیں اور تمام قسم کی لذات و عیش و عشرت، اور جاہ و حشم وغیرہ کو لات مار دیتے ہیں۔ خدا کے اس دائمی حکم کو مانتے ہیں وشاورھم فی الامر۔ اور اس کے مطابق پارلیمنٹری حکومت قائم کرتے ہیں۔ اس انقلاب کے پیدا کرنے میں ماحول کا قطعاً کوئی اثر نہ تھا۔ بلکہ ماحول اس کے خلاف تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور پر یہ جو وحی نازل ہوتی تھی اس میں نہ تو حضور

کے قلب کا دخل تھا اور نہ ہی ۔۔۔۔ اور نہ ہی ماحول کا اثر تھا۔

ماحول سے بلند پروازی

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انسان ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اس سے آگے قدم نہیں مار سکتا بعضوں نے دیدہ دلیری اور بے حیائی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا ہے کہ آپؐ اپنے ماحول سے اُوپر پرواز نہیں کر سکتے تھے۔ جو ماحول تھا اس سے بڑھ کر قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لیکن آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت پر نظر ڈالئے اور غور کیجئے۔ کہ آپ نے کس عمل میں ماحول سے کس قدر بلند پروازی کی ہے۔ آپ میں اور ماحول میں کتنا تفاوت ہے۔ نفس پر قابو ہے خواہشات پر ضبط ہے۔ ایثار اور قربانی اور خدمت خلق کا بے پناہ جذبہ ہے حکمرانی اور شہنشاہیت کے کر و فر اور انانیت، کا شمہ تک نہیں۔ فرمایا کہ میرا نہیں بلکہ خدا کا حکم ہے۔ کہ امور سلطنت مشاورت سے طے کئے جاویں۔

پارلیمانی حکومت قائم کرنے میں اولیت کا فخر

آپ پہلے بادشاہ ہیں۔ جنھوں نے پارلیمانی حکومت قائم کی۔ اولیت کا فخر صرف حضور کو حاصل ہے حضورؐ کے نمونہ کی آخرش یورپ نے تقلید کرنا شروع کی اور سارے یورپ میں پارلیمانی جمہوریت پھیل گئی۔ دنیا کی حکومتوں میں بادشاہتیں قائم رہیں۔ مطلق العنان حکومتیں جاری رہیں۔ ڈکٹیٹر شپ چلتی رہی۔ بالآخر طریق حکومت بدلتے چلے گئے۔ بادشاہتیں ختم ہو گئیں۔ ڈکٹیٹر شپ ختم ہو گیا مطلق العنانی کو ختم کر دیا گیا۔ دنیا میں کتنے ہی بادشاہ تھے۔ جنھوں نے لوگوں کی قسمتوں پر حکومتیں کی ہیں۔ لیکن آخر کار حکومت کا پارلیمانی نظام جو چودہ سو سال پہلے دین و دنیا کے بادشاہ حضرت سرور کائنات فخر موجودات نے قائم کیا تھا دنیا کو اختیار کرنا پڑا۔ حاکمیت۔ شخصی حکومت۔ ڈکٹیٹر شپ۔ مطلق العنانی اور شہنشاہیت سے دنیا تنگ آ چکی ہے۔ سب بادشاہ گرتے چلے گئے۔ آج جرمنی کا قیصر گم ہو گیا ہے تو کل روس کا زار۔ ہر جگہ عوامی راج کا نظام جاری ہے۔ برطانیہ میں اب برائے نام بادشاہت ہے۔ وہاں ایک عورت، ملکہ الزبتھ برائے نام حکومت کر رہی ہے اصل حکومت پارلیمنٹ کی ہے۔ لیکن عوام کو پسند نہیں ہے کہ ملک کا کثیر روپیہ شاہی خاندان کی آرائش اور خورد و نوش کی نذر ہو آج دنیا اس نظام کی طرف آ رہی ہے جس نظام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا تھا۔

بادشاہت میں سادگی کا نمونہ

علاوہ ازیں حضورؐ نے شاہی خاندان کے اخراجات میں اس قدر کمی کر دکھائی کہ تمام دشمن بھی اس کو اعلیٰ درجے کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ نہ رسم تاج پوشی ہے، نہ تخت نشینی۔ حضور کا تخت مسجد کی چٹائی ہے اور تاج آپؐ کا پرانا عمامہ ہے۔ دس پندرہ کچے کوٹھے شاہی محل ہیں۔ نہ کوئی دربان اور چوبدار۔ نہ باڈی گارڈ ہیں۔ اس طرح عملاً کر دکھایا کہ سلطنت کے اموال حکام کی ذات پر صرف نہیں کئے جاتے۔ یہ بلندی ہے۔ یہ ماحول سے اوپر پرواز ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہندوستان کے اخباروں نے رونا رویا ہے کہ نہرو جی پر بے اندازہ دولت صرف کی جا رہی ہے کہاں گاندھی لنگوٹی پوش اور کہاں اس کا چیلا نہرو جس کی ذات پر بادشاہوں کی طرح روپیہ صرف کیا جاتا ہے، یہ حقائق و شواہد حضور کے نمونہ کی قدر و قیمت کو نمایاں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو پیشگوئی حضور کے اخلاق کی عظمت کے متعلق فرمائی ن والقلم وما یسطرون وہ اسی اہم حقیقت کے متعلق ہے اور وہ کس شان سے لوگوں کے سامنے اُبھری نظر آتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت آفتاب کی طرح دنیا بھر کو روشن کر رہی ہے۔

چندہ ماہوار کے متعلق تساہل

" یہ ایک بہت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ بعض دوست چندہ ماہوار کے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اور اس کے ادا کرنے میں **تساہل** سے کام لیتے ہیں اور اس طرح قوم کی کمزوری اور انجمن کی مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ قربانی کا سب سے پہلا قدم ہمارا چندہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو شخص تین ماہ تک ماہوار چندہ ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے، اور جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر اپنی آمدنی میں سے ماہوار کم از کم ایک آنہ (۱) فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے۔ اور اگر دسواں حصہ دے تو سابقین میں سے ہے۔"

غلام رسول
آنریری افسر تحصیل

محی الدین احمد سبی ڈویژن زیارت

سابق بلوچستان میں عیسائی مشنریوں کے عزائم

نوجوانوں کے لئے عمل کا وقت

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا بار بار اظہار کیا جاتا ہے لیکن ان کے مضرت رساں ۔۔۔ اثرات کو روکنے کے لئے آج تک کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا۔ ذیل کے مضمون میں جو روزنامہ نوائے وقت سے لیا گیا سابق بلوچستان کے پسماندہ اور دور افتادہ علاقوں میں عیسائی مشنریوں کے عزائم اور طریق کار پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ملک کے نوجوانوں کو ان کا فرض یاد دلایا گیا ہے ——— ادارہ

زیارت ایک چھوٹی سی پہاڑی بستی ہے جو کوئٹہ سے قریباً اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے یہ قریباً ایک منفرد پہاڑی مقام ہے۔ گرمیوں میں زیارت کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور دلفریب اور فضا بے حد پرسکون ہوتی ہے۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو شہروں کے شور و غل سے اکتا گیا ہو اور تعلیم و مطالعہ کے لئے کسی پرسکون جگہ کا متلاشی ہو۔ یہ ایک لاجواب جگہ ہے اس کی ایک بڑی خصوصیت اس کے جونیپر (JUNIPER) درخت ہیں۔ زیارت کی طرح یہ درخت بھی ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ جونیپر کا سایہ نہایت فرحت انگیز ہوتا ہے۔ اور ہوا سے جب یہ درخت جھومتا ہے تو اس میں ایک خاص کیفیت نظر آتی ہے اور طبیعت میں ایک سرور پیدا ہوتا ہے۔ اس درخت کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے ماہرین جنگلات کا کہنا ہے کہ بیس سال میں ایک فٹ بڑھتا ہے اس لحاظ سے یہاں کے درختوں کی عمر بجائے صدیوں میں شمار کرنا ہوگی۔ اس کی عمر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کہتے ہیں کہ یہ درخت اس وقت دنیا میں صرف تین مقامات پر پایا جاتا ہے۔ جرمنی۔ اٹلی۔ اور پاکستان (زیارت) میں۔ کہتے ہیں اب اس درخت کی نشو و نما رک چکی ہے۔ اور جرمنی میں تو اسے حکومت نے کاٹنا جرم قرار دے دیا ہے۔ ماہروں کا بیان ہے کہ یہ درخت آٹھ دس ہزار فٹ اوپر کی آب و ہوا میں پھلتا پھولتا ہے۔ اس لئے زیارت اور اس کے گرد و نواح کے پہاڑوں میں جن کی بلندی آٹھ ہزار فٹ تک ہے یہ درخت بکثرت پایا جاتا ہے۔

زیارت کی انہی خوبیوں کی وجہ سے غالباً قائد اعظم نے اسے گرمیوں کی آرام گاہ کے طور پر منتخب فرمایا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ زیارت کو ایک دفعہ دیکھ لینے کے بعد قائد اعظم کے حسن ذوق اور حسن انتخاب کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے کہ بانی پاکستان نے اپنی زندگی کے آخری لمحات بھی یہیں کاٹے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنی جان بھی درحقیقت اسی وادی جنت نشان میں جان آفرین کے سپرد کی۔

اسی لحاظ سے زیارت اس قابل ہے کہ حکومت اور وہ مسلمان جن کی زبانیں قائد اعظم کی تعریف کرتے کرتے نہ تھکتی نہیں تھکتیں اس طرف خاص توجہ کرتے اور ان کی یادگار میں کچھ ہسپتال بنتے، دار العلوم کھلتے، یتیم خانے اور بیواؤں کے مراکز تعمیر ہوتے صنعتی ادارے قائم کئے جاتے تاکہ اس علاقہ کے نہایت پسماندہ اور سخت غریب و نادار باشندوں کے بچے تعلیم پاکر کچھ مسلمان نہیں تو کم از کم کچھ انسان تو بنتے۔ ولٰکن ینقلب الیک البصر خاسئاً وھو حسیر۔

مسلمان قوم کی ایک عجیب خصوصیت اور ہر گری ہوئی قوم کا یہ مابہ الامتیاز ہے کہ وہ اپنے مقتدر راہنماؤں اور محسنوں کی ان کی زندگیوں میں تو وہ قدر و منزلت نہیں کرتی جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں لیکن ان کے مرنے کے معاً بعد ان کا جذبہ احسان شناسی ابھر آتا ہے اور وہ گراں قدر رقم خرچ کرکے ان کے لئے شایان شان مقبرہ بنانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں سوچتے کہ مرحوم کی یادگار ایک سو ایک طریق پر قائم کی جا سکتی ہے، جو یادگار بھی ہو اور ملک کی مسلم آبادی کے لئے مفید بھی۔ حکومت وقت نے بھی یہی کیا اور کر رہی ہے، اور کیوں نہ کرتی کہ حکومت بھی تو انہی لوگوں سے مرکب ہے۔

بلوچستان کی پس ماندگی

مغربی پاکستان کے مختلف حصے دیکھنے کے بعد بے ساختہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلوچستان سے زیادہ مفلس، پسماندہ اور جاہل علاقہ کوئی نہیں ہوگا۔ ضرورت تھی کہ یہاں حکومت کی طرف سے ہسپتال، کالج، سکول اور صنعتی درسگاہیں قائم کی جاتیں۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ حکومت اس بارہ میں کچھ نہیں کر رہی۔ ضرور کر رہی ہے۔ لیکن وہ اس قدر کم ہے کہ ضرورت کے عشر عشیر کے لئے بھی کافی نہیں۔

اس حالت کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کمی پوری کرنے اور ہماری دستگیری اور اعانت کے لئے یورپ اور دوسرے دور افتادہ ملکوں کے عیسائی مشن دوڑتے ہیں اور ہماری اعانت کے لئے مختلف قسم کے ادارے قائم کرتے ہیں۔ کوئٹہ کا مشن ہسپتال نہ صرف کوئٹہ میں بلکہ پاکستان میں ایک قابل رشک ادارہ ہے، جس میں ہزاروں مریض جسمانی امراض سے شفا حاصل کرتے ہیں، مگر ساتھ ہی ساتھ ایمان کی تمام عزیز گرانمایہ کو وہیں رہن با قبضہ رکھ جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جس کا کوئی مداوا نہیں۔ اس بیماری کے جراثیم ایک دفعہ جسم و روح میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر کبھی مریض کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔

سنہ ۱۹۵۹-۶۰ء میں برطانیہ کے مشہور ماہر امراض ڈاکٹر ہالینڈ نے بلوچستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ ہزاروں نیم اندھوں کا اپریشن کیا۔ ان کے دورے اور دواؤں کا تمام خرچ حکومت پاکستان نے دیا۔ ہماری اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر حال ہی میں ایک مسیحی مشن نے قائد اعظم کی اس گرمیوں کی آرام گاہ میں حکومت پاکستان سے دو قطعات اراضی خرید کر دو کوٹھیاں تعمیر کی ہیں۔ ایک تو گرجا ہے، اور دوسرا ہسپتال۔ اس میں پانچ چھ نرسیں اور دو چار پادری مستقل طور پر آ گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت نے وہ قطعات فروخت کرکے کیا حاصل کیا۔

بئسما اشتروا بہ انفسھم ثمن بخس دراھم معدودۃ۔ بئسما اشتروا بہ انفسھم۔

سنا ہے کہ وہ اسی جگہ ایک وسیع قطعہ اراضی کے خریدنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ وہاں اپنی پوری بستی آباد کریں، یہ ایک نہایت خطرناک اقدام ہوگا، جس سے حکومت اور عوام دونوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔

مبلغین کا طریق کار

ہمارا سب سے بڑا مرض ہمارا افلاس اور ہماری جہالت ہے۔ انہی دو چیزوں سے عیسائی مشنری فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان سے بھی زیادہ ان کا غریب و نادار آبادی سے حسن سلوک ہے۔ وہ جس محبت اور ہمدردی کے ساتھ یہاں کی غریب عورتوں اور بچوں سے ملتے ہیں وہ قابل رشک چیز ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ جس قدر الفت و محبت کا اظہار یہ لوگ کرتے ہیں اس کا عشر عشیر بھی ہمارے علماء یا ہمارے مبلغین میں تلاش کرنا کبریت احمر کی تلاش ہوگی۔ عیسائی مشنری اخباروں سے خائف ہیں اس لئے چوری چھپے کام کرتے ہیں۔ اول تو ان کے مکان ہی عین پہاڑوں کے وسط میں ہیں، پھر ان کی نرسیں اور پادری صبح و شام دو دو تین تین کی ٹولیوں میں بستی سے دور پہاڑوں میں نکل جاتی ہیں۔ جہاں دو چار بچے، لڑکیاں یا عورتیں مل گئیں ان کو لے کر بیٹھ جاتی ہیں اور ان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک مثال قابل ذکر ہے ایک سرکاری چپڑاسی کی بیوی! شاید بیوی کی بہن بیمار ہوئی۔ وہ اسے سرکاری ہسپتال میں لے گیا، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی، حالانکہ

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۳)

ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ انگریز خاتون کا قبولِ اسلام

اسلام کی روحانی طاقت اور اعجاز کا ایمان افروز تجربہ

مولانا یعقوب خانصاحب کا مکتوب

ووکنگ یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پچھلی جمعرات (۲۷ ستمبر ۱۹۶۲ء) کو ایک نوجوان انگریز خاتون اس طریق پر مشرف بہ اسلام ہوئی جسے دیکھ کر اسلام کی روحانی طاقت کا اعجاز سامنے آگیا اور طبیعت بڑی محظوظ ہوئی۔ ویسے تو انگریز مرد اور عورتیں آئے دن مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر مارگریٹ بیٹی گللس (یہ اس خاتون کا نام ہے) کا اس طرح آناً فاناً حلقہ بگوش اسلام کے لئے تیار ہو جانا خاص طور پر اس لئے ایمان افروز تجربہ تھا کہ ایک تو وہ اس خیال سے نہیں آئی تھی کہ مسلمان ہوگی، محض سرسری کچھ معلومات حاصل کرنے آئی تھی۔ دوسرے یہ کہ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ بی۔ اے (آنرز) ڈگری اور ڈگری بھی انگریزی لٹریچر کی اس ملک میں کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ڈگری کے علاوہ وہ ایک سکول کی پرنسپل ہیں جس میں ۲۰ اساتذہ اور استانیاں کام کرتی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ بلند پایہ ادیب بھی ہیں۔ انگریزی نظم و نثر پر خاص دسترس رکھتی ہیں۔

ان کا قبولیتِ اسلام بھی ان کی ذہانت اور شخصیت کی طرح بے نظیر تھا۔ خیال تھا کہ لنچ کے بعد چلی جاویں گی۔ مگر لنچ کے بعد عام گفتگو میں جب اسلام اور مسیحیت کے درمیان چند موٹے موٹے امتیازات رکھ دیئے گئے اور وہ بھی محض سرسری طور پر تو اس کے ذہن رسا پر اس کا اس قدر فوری اثر ہوا کہ وہ ہمہ تن اشتیاق بن کر سنتی رہی اور دلچسپی سے آنکھیں روشن ہونے لگیں۔ اور دس پندرہ منٹ بمشکل یہ گفتگو رہی ہوگی کہ خود ہی کہا کہ اب تو میں قبولِ اسلام کو کسی اور فرصت پر نہیں چھوڑتی۔ چنانچہ اسی وقت ہم سب مسجد کی طرف چل دیئے۔ اس نے بھی وضو کیا۔ اور پھر کلمۂ شہادت پڑھا اور معاً بعد نماز ظہر میں شامل ہوئی۔

حضرت مسیح ناصری نے اپنے حواریوں کو کہا تھا جو ماہی گیر تھے کہ آؤ میں تمہیں انسانوں کے ماہی گیر بناؤں۔ اسی استعارہ کی زبان میں یہ ایک بہت بڑی مچھلی سمجھئے جو ہمارے ہاتھ آئی ہے۔ اسلامی نام ثریا رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اُفقِ اسلام پر اس ملک میں ثریا جیسا چمکدار بنائے۔

محمد یعقوب خان

حضرت امیر مرحوم و مغفور کا ایک خط

محترم سید تصدق حسین صاحب قادری نے حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کی عکسی نقل ارسال کی ہے، جو انہوں نے سلور جوبلی کی تحریک پر قادری صاحب کے لبیک کہنے پر انہیں لکھا تھا۔ قادری صاحب کی فرمائش کے مطابق اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

دارالسلام ڈلہوزی۔ مورخہ $\frac{۳۱}{۴۸}$ - ۳۱ - اخویم مکرم معظم حبی فی اللہ سید صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط پہنچا۔ اس کا ایک ایک لفظ خدمتِ اسلام کے پاک جذبہ اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ بحیثیت جماعت میری تحریک کا یہ سب سے پہلا جواب ہے اور میرا دل خدا کی حمد اور شکر سے لبریز ہے کہ پہلا جواب اسی جماعت کی طرف سے آیا جس نے ہر قومی تحریک پر سب سے پہلے لبیک کہا ہے اور کسی تحریک کو عمل میں لائے بغیر نہیں چھوڑا۔ میرے دل سے آپ کے لئے اور آپ کے ساتھیوں کیلئے پھوٹ پھوٹ کر دعائیں نکلتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ایک ایسے دور دراز ملک میں وہ جماعت عطا فرمائی ہے جس کا عمل قریب کی جماعتوں کے لئے نمونہ کا کام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوش اور اخلاص کو اور زیادہ کرے۔

میں آپ کے خط کو ایک مبارک فال سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ جس تحریک کی ابتدا آپ کے جواب سے ہوئی ہے اسے اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب فرمائے گا۔

میں اب خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہوں آئندہ کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ جب تک چاہے میرے ناتواں ہاتھوں سے کام لے، کام اس کا ہے، جب یہ ہاتھ کام کرنے کے قابل نہ رہیں گے تو اس کے لئے اور خدام کھڑے کر دیگا۔

والسلام ۔ خاکسار ۔ محمد علی

عیسائی مشنریوں کے عزائم

(بسلسلہ صفحہ ۷)

ہسپتال میں ڈاکٹروں کو تنخواہ اسی لئے ملتی ہے۔ لیکن ان کے دل جذبۂ محبت سے خالی ہوتے ہیں۔ مریضہ کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی، ایک روز اس کی ملاقات ایک یورپین نرس سے ہو گئی۔ اس نے مریضہ کو دیکھا نسخہ لکھا اور کہا یہ نسخہ کوئٹہ سے ملے گا۔ ہم منگوائے دیتے ہیں ایک ہفتہ میں آ جائے گا۔

یہ طریق کار ہے۔ اب اس طریق کار کا پہلا نتیجہ بھی ملاحظہ ہو۔ کوئٹہ کے بابو محلہ میں پٹھانوں کا ایک پورا خاندان عیسائی ہو گیا ہے۔ یہ چار بھائی ہیں۔ چاروں اپنے اہل و عیال کے ساتھ عیسائی ہو گئے ہیں اور کسی مسلمان اور حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

علمائے کرام کی خدمت میں یہ درخواست ضرور کی جا سکتی ہے کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں مگر ان کی دوسری مشغولیتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں اس قسم کی تکلیف دینا شاید ان کے لئے تکلیف مالا یطاق ہو۔ اس لئے یہ فرض جدید تعلیم یافتہ طبقہ پر عاید ہوتا ہے کہ وہ اس کام کے لئے میدان عمل میں نکل آئے اسلام ان میں سے ہر ایک سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض انجام دے۔

حکومت عیسائی مشنریوں کو صرف چند ٹکوں کے عوض زمین دے دیتی ہے۔ یہ مشنری اب کوشاں ہیں کہ یہاں ایک بڑا قطعہ اراضی حکومت سے حاصل کریں تاکہ پوچی کالونی بنائیں اور بلوچستان میں ایک مرکز قائم کر دیں۔ اس میں ہسپتال بھی ہو، دارالغرباء بھی ہو، اور مفت سکول بھی۔ یہ حال ہماری "اسلامی حکومت" کا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اپنی ہمسایہ لادینی حکومت پر نظر ڈالئے تو آپ کو فرق معلوم ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی حکومت اس وقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتی جب تک اس کے تمام اعمال اسلامی نہ ہوں اور اس کے تمام احکام و فرامین اور قوانین اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہوں، اس سے بھی بڑھ کر جب تک اس کے تمام عمال یعنی چھوٹے بڑے عہدیدار روزمرہ کے اعمال میں مسلمان نہ ہوں۔

ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ کو محسوس کرنا چاہیئے کہ آج اسلام اس سے امید رکھتا ہے کہ وہ اسلام کی خدمت کے لئے میدان میں نکل آئے اور ان عیسائی مشنریوں کے کام کا بنظرِ غائر مطالعہ کرے اور پھر ایسی زندگی اختیار کرے جو یورپ اور امریکہ سے آئے ہوئے مشنری اختیار کرتے ہیں، پاکستان میں اگر ایک بھی جماعت اس قسم کی پیدا ہو جائے تو یقین ہے کہ دس سال میں عیسائی مشنریوں کی تمام سرگرمیاں بند ہو جائیں گی یہ بھی یقین ہے حکومت انہیں کسی قسم کی مالی اعانت دینے سے دریغ نہ کرے گی۔

حکیم حافظ محمد حسن صاحب چغتائی۔ گجرات

میں کس طرح احمدی ہوا؟

میری مذہبی زندگی کے اہم ترین واقعات

کی عمر ہی میں پابند صوم و صلوٰۃ ہو گیا اور اسی عمر میں قرآن مجید بھی ناظرہ پڑھ لیا۔ جب میری عمر ۱۱ سال کی ہوئی تو علماء کے مواعظ اور مذہبی مجالس نے میرے ناپختہ ذہن کی تربیت و تہذیب میں بہت اثر ڈالا۔ وہ پاک ماحول جس میں میرے بچپن اور لڑکپن کے معصوم شب و روز گذرے اس میں دانستہ اً افکار حاضرہ زندگی (حیات دنیا) میں انہماک اور ان کی ترقی یا بیوں کے حصول کی جد و جہد کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے تحریص و ترغیب اور توجہ الی المذہب کا جذبہ غالب تھا گویا فی الدنیا حسنۃ سے گریز اور فی الآخرۃ حسنۃ کی طرف رغبت زیادہ تھی۔ "علامات قیامت" نامی کتاب اور "احوال الآخرت" کا مطالعہ ذوق و شوق سے کیا جاتا تھا۔ مہدی و مسیح کی آمد آمد کے تذکرے زبان زدِ عام تھے مسلم عوام زندگی کی برکات میں کمزور مگر سحرِ فلاحِ آخرت کے سہارے زندہ اور پُر جوش تھے، ان کی نشأۃ ثانیہ اور سیاسی غلبہ کو پردۂ غیب سے آنے والی ہر دو مذکورہ شخصیتوں (مہدی و مسیح) پر موقوف خیال کیا جاتا تھا۔ مسلمان بچوں کے لئے انجمن اسلامیہ کے دینی مدارس میں تعلیم کو ترجیح دی جاتی تھی چنانچہ علماء کے فتووں سے متاثر ہونے والے والدین نے اپنے بچوں کو انگریزی سکولوں سے اٹھا کر اسلامی مدرسوں میں بٹھا دیا۔ حضرت والد صاحب بزرگوار مرحوم نے مجھے حفظ قرآن پر لگا دیا یہ قریباً ۱۹۱۰ء کا زمانہ تھا۔ اور جالندھر چھاؤنی (مشرقی پنجاب) کا مقام۔

آریہ سماج کا پرچار

ایک وقت تھا کہ آریہ سماج ہندو اپنے سماج مندروں میں ہر شب کو اپنے مخصوص لب و لہجہ میں ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب سامعین کو سنایا کرتے تھے اور اس کی تعلیمات ان کے ذہن میں بٹھا دیتے تھے۔ شدھی کا زور تھا۔ شردھانند کا چرچا اخبارات میں عام تھا۔ آریوں نے اچھوت اقوام میں پرچار شروع کر رکھا تھا۔ میرے گرد و نواح کے کچھ اچھوت (علاقہ بہار کے چوہڑے چمار) آریہ بن گئے تھے اور ان کو جوش پرچار سے اس قدر مسحور کر دیا گیا تھا

ملحوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوا۔ کہ آریہ اچھوت مجھے ملّا اور حافظ (جیسا کہ میں اس ماحول میں مشہور تھا) اور آغاز عمر کا ناواقف مسلمان سمجھ کر اعتراض کیا کرتے تھے۔ یہ زمانہ ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۳ء کا اور مقام راولپنڈی کا توپ خانہ بازار تھا۔ ان اعتراضات کی وجہ سے میری طبیعت میں سخت بوجھ اور اضطراب پیدا ہوا۔ سکون کی راہ نظر نہ آتی تھی، اگر کسی سے ذکر کیا جاتا تو جواب فقط یہی ہوتا کہ ان لوگوں سے بات نہ کرو اور ان سے بھاگ جاؤ۔ افتاں و خیزاں ۱۹۲۴ء میں قدم رکھا باجماعت صلوٰۃ اور قرآن خوانی کا جو طبیعت ثانیہ بن چکی تھی مشغلہ جاری رہا۔

ایک عیسائی مبلغ کا حملہ

ایک دن کا واقعہ ہے کہ میرے بچپن کے اُستاد صاحب کے ایک عزیز جو منشی فاضل بھی تھے انگریزی شکل و صورت اور لباس میں ملبوس تھے مجھ سے ملاقی ہوئے اور ایک عیسائی مبلغ کی حیثیت میں مجھ سے مخاطب ہوئے جس میں میری اس وقت تک کی مذہبی عقیدت و محبت کو جو مجھے حضورؐ رحمۃ للعالمینؐ کی ذاتِ بابرکات تھی انہوں نے حضور اکرمؐ کی ذات پر حملہ کر کے میرے دل کو سخت مجروح کیا۔ افسوس اس وقت میری اندھی مذہبی عقیدت اس بدگو عیسائی کے مقابل میرے کسی کام نہ آئی۔ وہ دن مجھے اب تک یاد ہے کہ میری روح بری طرح کچلی گئی۔ میں قرآن کا لفظی حافظ، مذہبی چند کتب سے واقف مگر دینی شعور اور عقلی استدلال، فہم اور قرآنی براہین نیّرہ سے بالکل بے بہرہ اور کورا تھا۔ اس عیسائی کا جس کے حق میں اب دعا گو ہوں (کیونکہ اس کی وجہ سے مجھے حقیقت شناسائی کا ذوق دینی عقل کی جستجو اور دینی استدلال کی چاشنی کی طرف متوجہ ہونے کا موقعہ ملا)

. . . .

عیسائی مبلغ کے اعتراضات کا اثر

وہ تو چلا گیا مگر جاتے ہوئے اپنے ایک دوست عیسائی کو جو ان دنوں گارڈن کالج راولپنڈی میں لائبریرین تھے۔ مجھے ایک مفت کا شکار سمجھتے ہوئے اُن کے حوالہ کر گئے۔ میری طبیعت ان دنوں اعتراضات کے بوجھ تلے کچلی جا رہی تھی۔ نماز تہجد میں باجماعت پڑھنے کا عادی تھا۔ اب علیحدگی میں پڑھنی شروع کر دی جس میں مجھ پر سخت اضطراب کی کیفیت طاری ہوتی اور میں سربسجود ہو کر یہ دعا کرتا کہ اے اللہ تو حق۔ تیرا خاتم الرسل برحق۔ اور یہ کہ تعجیز بالمرۃ الترتیب سے مجھے ایمان و ایقان کی روشنی عطا فرما تاکہ میں اس عیسائی کے حملہ کی کماحقہٗ مدافعت کر سکوں۔

سیرت خیر البشر کا مطالعہ اور اس کا اثر

اسے معجزہ سمجھئے یا وجدان یا نفسیاتی پہلو مگر میں تو اسے ذاتِ اقدس پر والہانہ عقیدت کا کرشمہ سمجھتا ہوں کہ مجھے صرف چند ہی دن اس بے قراری کا سامنا کرنا پڑا۔ میری پردۂ غیب سے دستگیری ہوئی۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص نے مجھے ایک ایسی شخصیت کی کتاب پڑھنے کی ترغیب دی جو میری تنگ نظری میں مذہبی دنیا میں کچھ زیادہ مانوس اور پسندیدہ نہ سمجھی جاتی تھی وہ کتاب انہوں نے رات کو دی میں اسی وقت صدر بازار کے ایک چوک میں لگے ہوئے گیس کی روشنی میں پڑھنے لگا۔ (ان دنوں راولپنڈی میں بجلی نہ لگی ہوئی تھی) اور تمام شب پڑھتا رہا۔ اس کتاب کے دیباچہ میں ان تمام اعتراضات کے جو عیسائی مبلغ نے حضور اطہرؐ کی ذات بابرکات کی طرف منسوب کر رکھے تھے جوابات یکے بعد دیگرے کمال متانت و سنجیدگی اور احسن طریق سے دیئے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے میرے قلب و روح میں وجد طاری ہوا۔ میرا اضطراب جاتا رہا مسرت اور شادمانی اور سکون قلب میسر آیا۔ حضور اکرمؐ کی صداقت اور اپنی قبولیت دعا پر یقین حاصل ہوا اب میں اس انتظار میں رہنے لگا کہ وہ عیسائی مبلغ جو مجھے اپنا شکار سمجھتا تھا مجھے ملے۔ مگر افسوس وہ مجھے آج تک نہیں ملا۔ البتہ اس کا نمائندہ مسٹر جان مائیکل مجھے اپنا شکار بنانے کے یقین سے میرا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن گیا، آپ اس کتاب کا تعارف مجھ سے بہ عجلت لینا چاہتے ہوں گے جس نے مجھے حضورؐ کی توسیدِ قدسی کا معجزہ اور ایقان یقینی کا مرتبہ دکھایا۔ جی ہاں۔ وہ کتاب ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر مرحوم کی رقم فرمودہ "سیرت خیر البشر"۔

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

عیسائی مبلغ ان دنوں کھلے بازاروں، چوراستوں اور کوچوں میں تبلیغ عیسائیت کیا کرتے تھے۔ ان کی

تبلیغ کا انداز فکر خصوصیات عیسائیت سے زیادہ تعلیم اسلامی خصوصاً حضور اقدسؐ کی ذات ستودہ صفات پر معترضانہ اور گستاخانہ حملے ہوا کرتا تھا۔ مسلمان ان کے مقابلہ سے گریزاں تھے۔ لہٰذا وہ مسلمان کو آسان اور کمزور ترین شکار خیال کیا کرتے تھے۔ ایک امریکن بوڑھا پادری بڑا بے باک تھا۔ وہ پوٹھوہاری زبان میں مسلمانوں کو دعوت مناظرہ دیا کرتا تھا۔ سوائے چند نفوس کے جو کبھی اُن کے مقابل میں آ سکتے اور کوئی اس کے ساتھ مناظرہ نہ کیا کرتا تھا۔ ان حالات میں مجھے بھی مسٹر جان مائیکل نے اپنا ایک آسان ترین شکار تصور کیا۔ اور وہ اپنے عیسائی دوست پادریوں میں اپنی کوشش و کاوش کا اور مجھے اپنے پنجۂ آہنی میں گرفتار کر لینے کے امکانات کا کھلے طور پر اظہار کر چکا ہوا تھا۔

مسٹر جان مائیکل اور میں

مسٹر مائیکل ایک نہایت شریف النفس انسان تھے وہ بائبل قدیم و جدید کے حافظ تھے گرجوں میں عیسائیوں کے پیش امام تھے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عقائد پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ ملائم طبع دل دلربا انداز تکلم منطقی اور فلسفیانہ مزاج کے حامل تھے دوسری طرف میں تو اس کا شکار تھا۔ کمزور دبلا پتلا، تجربہ عقل سے عاری آداب مجلس سے ناآشنا طریق کلام سے ناواقف تہذیب تمدن اور مناظرانہ انداز سے ناواقف محض سادہ ناخواندہ اور صرف پیدائشی مسلمان قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھنے والا ان کے معانی و مفہوم سے نابلد محض مگر حضور اطہرؐ کے نام مبارک پر عام مسلمانوں کی طرح فدائی اور شیدائی۔ یہ حالات تھے۔ آپ ان حالات میں میری دعا کے اضطراب کو دیکھئے اور حضور اقدس صلعم کی طہارت و قوت قدسی کا کرشمہ بھی دیکھئے۔

دو ملائک کریم میری اعانت پر

مسٹر مائیکل اور ان کے دوست پادری جب مجھ پر عیسائیت کا جال پھیلا رہے تھے۔ تو اس وقت قدرت کی طرف سے مجھے دو ملائک کریم کی اعانت ایسا یک حاصل ہوتی ہے۔ میرا یہ لفظ (ملائک کریم) شاید آپ کے لئے ناگوار خاطر ہو۔ مگر میں اس کے علاوہ ان دو شخصوں کے لئے اور کیا نام تجویز کروں۔ اس وقت مسلمان تو بہت تھے اور میرا ماحول شریف مسلمانوں کا ماحول تھا مگر یا کوئی مجھے عیسائیت سے چھوڑانے والا نہ تھا مسلمان میرے پاس عیسائی فاضل کو مرزا در دیکھتے اور مکالمۂ باہمی بھی سنتے باایں ہمہ میرا کوئی بھی معاون و مددگار نہ تھا۔ جن دو شخصوں کو میں نے ملائک کریم کا نام دیا ہے۔ ان میں سے ایک تو اس وقت انتقال کر چکے ہیں وہ تھے بابو محمد صدیق مرحوم جو نام اور معنی دونوں لحاظ سے صدیق تھے۔ ان کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت فدائیت کے مقام تک پہنچی ہوئی تھی خدا ان کو غریق رحمت کرے۔

دوسری شخصیت بڑی ہی مرنجان مرنج تھی ان کے مزاج میں کمال درجہ انیت۔ فراست اور ذہانت کلام میں حلاوت۔ استدلال محکم۔ اور منطقیت تھی اور وہ واقع بالتی ھی احسن کے عادی مختصر الکلام بسطۃ فی العلم والجسم تھے۔ یہ ہیں بابو مرزا غلام ربانی صاحب جو اُن دنوں ڈسٹرکٹ کورٹ راولپنڈی میں ملازم تھے۔

مسٹر مائیکل کی پہلو تہی

ان مرد نیک اور فدائی مسلمانوں نے اس مشکل وقت میں علمی۔ عقلی۔ مناظراتی مدد فرمائی اور بڑی جوانمردی سے انہوں نے میری اعانت کی۔ مسٹر مائیکل کے لئے انسب تو یہ تھا کہ وہ ان مرد نیک اور بافہم مسلمانوں سے یا اُن میں سے ایک ملائم ترین شخصیت (مرزا غلام ربانی صاحب) سے ہمکلام ہوتے مگر وہ اس وقت کا ہوشیار مائیکل تھا (جب کبھی مرزا صاحب دوران گفتگو میں میری کمزوری محسوس کرتے ہوئے مسٹر مائیکل کو اپنی طرف مخاطب کرتے) تو وہ دانا اور ہوشیار مائیکل مجھے کمزور سمجھتے ہوئے یہ کہکر پہلو بچا لیتا۔ کہ میرا تبادلۂ خیالات اس (کمزور) شخص (جافظ) کے ساتھ ہے۔ آپ سے میں پھر کسی وقت بحث کروں گا۔

مسٹر مائیکل سے میرا معاہدہ

یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ میرا اور مسٹر مائیکل کا باہمی معاہدہ یہ ہو چکا تھا کہ مسٹر مائیکل اگر عیسائیت کی فوقیت ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے (تو میں) عیسائیت قبول کر لوں گا۔ یعنی مائیکل کی کامیابی میرے لئے خسر الدنیا والآخرۃ پر منتج ہوتی تھی۔ اور مسٹر مائیکل کے لئے عیسائی ماحول میں فتح و شادمانی کا ذریعہ اور ان کی ناکامی بھی ان کی کامیابی سے بدرجہا افضل تھی۔ اس ناکامی میں ان کے لئے فلاح الدنیا والآخرۃ یقینی تھی۔ گویا یہ معاہدہ میرے لئے جہاں اضطرار اور اضطراب کا موجب تھا وہاں ان کے لئے ہر دو حالتوں میں مفید اور سود مند۔

مسٹر مائیکل سے بحث و مناظرہ

یہ سلسلہ کلام میرے اور مائیکل کے مابین مسلسل ۸/۱ ماہ یا قریباً ایک سال تک چلتا رہا اس طویل عرصہ میں غالباً کوئی اعتراض ہم متحارب فریقین کے ذہنوں میں ایسا باقی نہ رہا تھا جو اسلام اور عیسائیت پر نہ کیا گیا ہو۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے اس موقعہ پر حضور ختمی مآب صلعم کا زندہ معجزہ یوں جلوہ فگن ہوا اور مجھے حضورؐ کی قوت قدسی نے اس طرح سے نوازا کہ میں جو کچھ اس شریف النفس مائیکل سے کہتا وہ اس کو درست تسلیم کرتا۔ اور اگر کوئی اور شخص وہی وصف اسلامی ان کے سامنے پیش کرتا تو وہ اس سے ہرگز متاثر نہ ہوتا اور منطقیانہ جواب پر اتر آتا ہے۔

پادری روح اللہ اور کلمۃ اللہ قرآن سے نہ دکھا سکے

ایک واقعہ قابل شنید ہے۔ کہ ایک دن مسٹر مائیکل مجھے چند پادریوں کے پاس صدر بازار کے گرجا میں لے گئے یہ عصر کا وقت تھا دو چار پادری وہاں موجود تھے ان میں سے ایک اس گرجا کے پیش امام بھی تھے غالباً وہ علاقہ نارووال سے متعلق تھے۔ اُن کی طرف سے حضرت مسیحؑ کے روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہونے پر بحث شروع ہوئی۔ ہر پادری دعویدار تھا کہ یہ ہر دو کلمات قرآن مجید میں ہیں۔ محض ان کی قرآن دانی معلوم کرنے کے لئے کہا اچھا ذرا دکھائیے تو سہی کہاں قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ لو یہ قرآن مجید میرے پاس ہے اس میں سے تلاش کر کے نکالو۔ وہ معزز اور لکھے پڑھے خواندہ لوگ تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان کی معلومات تو صرف تنقید تک محدود تھے اور وہ بنفسہٖ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والے نہ تھے چنانچہ وہ اپنا پیش کردہ حوالہ تلاش کے باوجود نہ نکال سکے اور ان کو اس وقت ندامت اٹھانی پڑی مجھے میرا دل یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ محض حضور اکرمؐ کی قوت قدسی کا کرشمہ تھا کہ اُن پادریوں کے قلوب پر ہیبت چھا گئی کیونکہ وہ لوگ بلا تحقیق نبی اکرمؐ پر اعتراض کرنے کے عادی تھے۔

مسٹر مائیکل آغوش اسلام میں

یہ جھٹکا کچھ ایسا تھا جس سے شریف النفس مائیکل کو سخت ذہنی کوفت اور قلبی صدمہ ہوا۔ وہ صادق الوعد انسان پکار اُٹھا کہ اب میرے ترکش عیسائیت میں کوئی تیر ایسا باقی نہیں رہا۔ جس کو میں اب اسلام کے خلاف چلا سکوں۔ مجھے اب آغوش اسلام میں داخل کر لیا جائے۔

عجب نوریست درجان محمدؐ
عجب لعلیست درکان محمدؐ

مسٹر مائیکل کا راولپنڈی میں اسلام قبول کرنا ایک اچھا خاصا مسئلہ تھا۔ اس کی تفصیل طویل ہے اسکو چھوڑ دیجئے اور یہاں ایک اور لطیف روحانی قوت اور زندگی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ شان خداوندی ہے کہ اس مرحلہ پر بھی اس مشکل کو حل کرنے والی قضا و قدر کی طرف سے وہی شخصیت کام آئی جس نے سیرت خیر البشر جیسی پاکیزہ کتاب اپنی والہانہ عقیدت سے لکھی تھی۔ یہ عین اتفاق ہے کہ میری منزل تحقیق کا آغاز بھی سیرت خیر البشر لکھنے والی متین و سنجیدہ شخصیت کے دلربا خیالات کی روشنی میں ۲۴ء ہوا اور اس منزل کا انجام بھی اسی پاکیزہ شخصیت کے ہاتھوں سے ہوا۔ یہ تھے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور ان کے دست مبارک پر خوش بخت جان مائیکل کلمہ طیبہ......

(از مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام لائلپور)

مولانا مودودی کی یکطرفہ کارروائی

اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی

صدر محترم محمد ایوب خاں صاحب نے اپنے حالیہ دورے میں انگلستان، فرانس، کینیڈا اور امریکہ کے لوگوں پر خوشگوار اثر ڈالا اور اپنی خداداد قابلیت اور جرأت کا جو سکہ بٹھایا ملک کے بچے بچے کو اس کا علم ہو چکا ہے۔ اُدھر تو صدر محترم پاکستان کی عزت اور وقار کو بلند کر رہے تھے مگر ادھر ان کی غیر حاضری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سہروردی صاحب اور ان کے رفقاء تخریبی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ سہروردی اور اُن کے رفقاء کی ان غیر مستحسن سرگرمیوں کو ملک کے ہر سنجیدہ فرزند نے نفرت کی نظر سے دیکھا اور سخت مذمت کی۔

زندہ دلان لاہور، زندہ دلان لائل پور و گوجرانوالہ نے اپنی انتہائی بیزاری سے سہروردی صاحب کی آنکھیں بہت جلد کھول دیں اور انہیں اس نتیجہ پر پہنچنے کا مونہہ ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ عوام میں مقبولیت اور صدر ایوب کی رقابت کا جو رنگین خواب دیکھ رہے ہیں وہ بفضل خدا کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ عوام کی زبان پر اپنے محبوب لیڈر ایوب خاں کے لئے "زندہ باد" اور ان کے کسی بدخواہ کے لئے "مردہ باد" کے نعرے کے بجز اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس سارے ڈرامے میں مودودی صاحب نے مغربی پاکستان کے ایک نادان دوست کا پارٹ ادا کیا اور ادا کر رہے ہیں کبھی وہ زندہ دلانِ لاہور، لائل پور اور گوجرانوالہ کو کوس رہے ہیں۔ کبھی وہ حکومت کے وزراء کو "ردِ عمل" کی دھمکیاں دے رہے ہیں، اور کبھی صدر محترم کے بیانات میں کیڑے نکال رہے ہیں۔ اور سب کچھ اس لئے ہے کہ ان کے "ہیرو" سہروردی صاحب اپنے منصوبوں میں بُری طرح ناکام ہو گئے اور عوام نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مولانا مودودی صاحب اپنے مفید مطلب ہلڑ بازی اور ہنگاموں کو "خدمت اسلام" کا نام دیتے ہیں اور خود پیش پیش ہوتے ہیں اور جہاں بھی ہلڑ بازی اور ہنگامے ان کے مفاد سے ٹکراتے ہوں تو وہ ہلڑ بازی کرنے والوں کے خلاف کون کون سے بیان دینے لگتے ہیں... (؟) پیدا کرنے میں جن لوگوں نے کام کیا مولانا صاحب ان میں صف اوّل میں نظر آتے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کا بغور مطالعہ کرنے والے ہمیشہ اس نتیجہ پر افسوس کے ساتھ پہنچے ہیں کہ مولانا صاحب کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے اور۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:۔

دریدہ دہن لوگوں کی بد زبانیوں اور ناپاک حرکات سے تنگ آ کر جب صدر محترم نے اپنے ایک دو لیکچروں میں ان لوگوں کا نوٹس لیا تو مولانا مودودی صاحب تلملا اُٹھے اور صدر محترم کو اخلاق کا درس دینے لگے مگر اس سے چند روز پیشتر اسمبلی کے کھلے اجلاس میں اسمبلی کے ایک عالم دین رکن مولانا کوثر نیازی صاحب نے فرمایا:۔

"جو لوگ ٹائی باندھتے ہیں ایسے نظر
آتے ہیں جیسے کتا پھانسی پر لٹکا ہو"

اسلام ذات پات رنگ نسل و لباس وغیرہ کے جھگڑوں سے بہت بلند ہے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ ٹائی باندھتے تھے۔ شہید ملت لیاقت علی خاں ٹائی باندھتے تھے۔ صدر محترم ٹائی باندھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس پر جب اسمبلی کی ایک معزز خاتون ممبر نے احتجاج کیا تو مولانا کوثر نیازی صاحب نے اُن پر لاحول پڑھنا شروع کر دیا۔ گویا انہیں شیطان قرار دیا ہے

ستون چشم بد دُور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خُلقِ رسولِ امیں کے

ہم مولانا مودودی صاحب سے یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا مولانا مودودی کی مسندِ ارشاد سے مولانا کوثر نیازی صاحب کی اس بدتہذیبی اور بداخلاقی کا کوئی درس دیا جاتا؟

چاہیئے تو یہ تھا کہ مولانا نیازی صاحب کو زجر و توبیخ کی جاتی مگر ملک و قوم کی بدقسمتی سے ہوا یہ کہ نیازی صاحب اور ان کے رفقاء کو اپنے گھر بلا کر مودودی صاحب نے ان کی خاطر تواضع سے ان کی پیٹھ ٹھونکی اور پھر اسی رات موچی دروازے کے باہر ایک جلسہ کی صدارت گویا بطور انعام نیازی صاحب کو سونپی گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جو لوگ عالم دین ہونے کے باوجود اپنے مسلمان بہن بھائیوں اور بزرگوں کو کتے اور شیطان قرار دینے میں مطلق نہ شرماتے ہوں انہیں اگر صدر محترم نے جوابی طور پر کوئی سخت لفظ کہدیا ہو تو مودودی صاحب بیان پر بیان داغتے اور تہذیب و اخلاق کا واسطہ دینے لگتے ہیں۔ تلملا اٹھتے کیوں ہیں ؎

بلند ہو سکے زیر گردوں اگر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

سہروردی صاحب نے جیل سے رہا ہو کر مشرقی پاکستان کا دورہ کیا اور بیان دیا کہ مغربی پاکستان میں کوئی لیڈر نہیں وہ لوگ قیادت کے لئے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر سہروردی صاحب نے اپنے مغربی پاکستان کے دورے کے بیانات میں اس چیز کو اس رنگ میں پیش کیا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ فہم و فراست میں مغربی پاکستان والوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ گویا قیادت سہروردی صاحب کو سونپی جائے اور پھر سہروردی صاحب نے بیان دیا کہ وہ صدارتی حکومت کے خلاف اور پارلیمانی طرز حکومت --- کے حامی ہیں کیا مودودی صاحب نے سہروردی صاحب کے ان ناپاک ارادوں اور منصوبوں کا کوئی نوٹس لیا؟ اور ملک میں فتنہ و فساد کی اس منحوس کوشش پر کوئی اظہار نفرت کیا؟ آخر مودودی صاحب سہروردی کے بارے میں کیوں منقار زیر پر ہیں ؎

ہے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

جماعت پشاور کی لائبریری کیلئے اپیل

خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے پشاور میں مسجد اور جماعت خانہ کی تکمیل ایک مرد مجاہد ڈاکٹر عبدالعزیز کی کوششوں سے اور جماعت کے تعاون سے تقریباً ہو چکی ہے۔ اور مرکزی انجمن نے فی الحال صاحبزادہ فضل عالی صاحب کو بطور مؤذن اور امام بھی مقرر کر دیا ہے۔ اب اس بات کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ یہاں پہ ایک لائبریری اس جگہ کی اہمیت کے مطابق قائم کی جائے جس کے لئے فرنیچر وغیرہ کے علاوہ سلسلہ کی کُتب اور دیگر کتب کا بھی ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ضخیم کتابوں میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں۔ اسی طرح امیر مرحوم اور بزرگان سلسلہ کی کتابیں بھی نہیں۔ ضرورت ہے کہ جماعت کے مخیر حضرات حضرت امیر مرحوم کی کتب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام بڑی بڑی کتابیں مثلاً حقیقۃ الوحی، آئینہ کمالات اسلام و براہین احمدیہ حصہ پنجم و براہین احمدیہ کے پہلے چار حصص وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم اور دوسرے بزرگان سلسلہ کی کتب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں جب تک لائبریری رہے گی ان کا نام بھی زندہ رہے گا۔ اگر کوئی دوست نقد مدد کرنا چاہیں تو وہ اپنا عطیہ بنام ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نشتر آباد بھیج سکتے ہیں۔ اس رقم کی کتب خرید کر اور ہر ایک معطی کا نام کتاب پر لکھ کر نہایت شکریہ کے ساتھ لائبریری میں رکھی جائے گی

والسلام۔ محمد الرحمن سیکرٹری تنظیم و لائبریری پشاور

عیسائیت کے فتنہ سے نجات دلانے والا رجلِ عظیم

حضرت عیسیٰؑ کی وفات میں اسلام کی زندگی ہے

(محمد علاؤ الدین المعروف حکیم پیر حبیب نبی القادری کراچی)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی زندگی کے تمام [illegible] کمال سے آراستہ اور ہر عیب و نقص سے مبرا نظر آتا ہے اور جس خوبی سے آپؐ نے اس دین پر عمل کر کے دکھایا اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ عرب کے وحشی صفت لوگوں نے جب اسلام کی تعلیمات پر عمل شروع کیا تو تمام دنیا کے معلم اخلاق کہلائے۔ ان کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر اقوام عالم کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ صرف اسلام ہی انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان قوانین اسلام کے پابند رہے اس وقت تک اقوام عالم کے دلوں پر ان کی عظمت اور رفعت و سعادت کا سکہ جما رہا۔ اور جونہی تعلیمات اسلام سے انہوں نے اپنا رخ پھیرنا شروع کیا تنزل و ذلت اور محکومی کی بلائے بے درماں کا شکار ہو کر رہ گئے ہندوستان جہاں نو سو برس مسلمانوں نے حکومت کی۔ وہ ملک آج اغیار کے زیر قدم ہے۔ اس ملک پر انگریزوں نے سو سال تک حکومت کی اور مسلمانوں کو باہمی نفاق میں مبتلا دیکھ کر ان کے باہمی اختلافات سے بڑا بھاری فائدہ اٹھایا مسلمان جو اپنی مذہبی تعلیم سے بہت حد تک بیگانہ ہو چکے تھے۔ انہیں عیسائیت کے سنہری جال میں گرفتار کرنے کی مہم بڑے زور و شور سے شروع کی۔ اس مقصد میں انہیں بھاری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ محض ایک ایسا عقیدہ ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں میں مشترک ہے وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بقید حیات موجود ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور امتِ محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمت کو خدا تعالےٰ نے تحفظ اسلام کے لئے مامور فرمایا۔ انہوں نے از روئے قرآن و احادیث یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ ہرگز امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے تشریف نہیں لا سکتے۔ اور فرمایا کہ حضورؐ [illegible] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے آخر تک دجّال صفت انسان پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ عیسیٰ صفت انسانوں کو پیدا کرتا رہے گا۔

۲۔ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اس حدیث کی رو سے عیسیٰ ابن مریمؑ کے دوبارہ آنے کا تمام وہم ہی دور ہو جاتا ہے۔ ہر عاقل و باشعور آدمی اس حدیث کو سمجھنے کے بعد ہرگز یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اپنی طبعی موت مر چکے ہیں کسی بھی زمانہ میں آسمان سے نازل ہو کر دجّال کو قتل کر دیں گے اور امت محمدیہؐ کی اصلاح فرمائیں گے۔ کیونکہ جب اسی امت میں بنی اسرائیل جیسے نبی (جو نبی تو نہ ہوں گے مگر مقام نبوت تک ان کی رسائی مقدر ہو گی) پیدا ہوتے رہیں گے تو پھر بنی اسرائیل کے نبی کے دوبارہ تشریف لانے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کام بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کرتے رہے ہیں اب وہی کام امت محمدیہ کے علماء ربانی سرانجام دیتے رہیں گے۔

اور یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ سے یہ مراد لینا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے صریح غلط ہے۔ تفسیر معالم ص۱۶۲ میں علی بن طلحہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ انی ممیتک یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ امام المفسرین نے اس آیت کا فیصلہ کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ مر چکے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان کی طرف اپنے رب کے پاس اٹھائے گئے تو پھر اس آیت کا مطلب ہوا یاَیتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اس آیت سے ثابت ہے نیک بندوں کا اپنے رب کی طرف جانا اجسام کے ساتھ نہیں بلکہ محض روح کا جانا ہے۔ حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمتہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر جو دلائل و براہین پیش کئے ہیں ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بلاشبہ انہوں نے مسلمانوں کو عیسائیت کے دجل عظیم سے نجات دلانے کی ایک صحیح و سیدھی اور سچی راہ پیدا کر دی۔ افسوس کہ مسلمانوں نے حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کو جو قرآن و حدیث صحیحہ سے اخذ ہے، ٹھنڈے دل سے غور نہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان [illegible] اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام واپس آ گئے تو خاتم النبیین کا عقیدہ کہاں باقی رہا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے امتی کہلائیں گے اور ان کی حیثیت نبی کی نہ ہو گی تو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ محض بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے تشریف لائے تھے اور قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم تمام اقوام عالم کی ہدایت کے لئے ہادی اکمل بن کر تشریف لائے تھے اور پھر قرآن پاک میں خدا تعالےٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کی سخت تاکید بھی کی ہے اور جبکہ قرآن اور نبی کریم صلعم کی تعلیم اکمل ہے اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ بھی ہمارے پاس موجود ہے مزید برآں حضورؐ کا یہ فرمان کہ میرے بعد تا قیام قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا اب اسی امت میں سے ایسے صالحین پیدا ہوتے رہیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل ہوں گے۔ پھر ہر سو سال بعد ایک مجدد کا آنا بھی ثابت ہے تو اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مندرجہ بالا باتوں پر غور کیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے بیانات دربارہ مقدمہ حضرت عیسیٰ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے حالات جو کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ نے تحریر فرمائے ہیں ان کو پڑھنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ صدی چہاردہم میں اگر کوئی مجدد گذرا ہے تو وہ حضرت مرزا صاحب کی ذات بابرکات تھی۔ اگر مسلمان عیسائیت کے دجلِ عظیم سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؒ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں ؎

رفتارِ عالم

—— صوبائی وزیر قانون نے مسلم لیگ کونسل کے اجلاس بلانے والوں کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ جمہوریت کے راستے میں روڑے اٹکا کر ملک میں سیاسی انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہ قانونی موشگافیوں کا سہارا لے کر قوم کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— راجہ غضنفر علی خاں نے صدر ایوب سے کنونشن اور کونسل کے حامی مسلم لیگیوں کے درمیان مصالحت کرانے کی اپیل کی ہے۔

—— روس نے مشرقی جرمنی سے علیحدہ صلحنامہ کرنے کی پھر دھمکی دی ہے۔ امریکہ اور روس کے وزرائے خارجہ کی برلین کے سوال پر بات چیت بے نتیجہ رہی۔

—— نائب وزیر اعظم چین نے اعلان کیا ہے کہ نیپال پر حملہ چین پر حملہ تصور کیا جائے گا۔

—— بھارتی حکومت نے چاٹ گام کی سرحد پر حالیہ واقعات اور مشرقی پاکستان تری پورہ آسام اور بنگال کے متنازعہ سرحدی علاقہ پر وزارتی سطح کی بات چیت کی تجویز پیش کی ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ اس بات چیت میں کشمیر کے سوال کو بھی شامل کیا جائے۔ لیکن بھارت اس پر رضامند نہیں بھارت نے مشرقی پاکستان کی سرحد پر ایک مکمل فوجی یونٹ متعین کر دی ہے۔

—— جاپان اور کویت کے درمیان ایک فضائی معاہدہ کے مطابق جاپان کی فضائی سروسوں کو کویت میں جہاز اتارنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

—— لائل پور اور منٹگمری کے درمیان مقام نور شاہ کے قریب دریائے راوی پر ایک پل تعمیر کیا جانے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔

—— کمیونسٹ چین اور سوڈان نے یمن کی انقلابی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یمن کے وزیر خارجہ یمن کے معاملات میں سعودی عرب کی مداخلت کا سوال اقوام متحدہ میں پیش کریں گے۔ یمنی حکومت نے شاہ سعود کی حکومت کا تختہ الٹنے کا الٹی میٹم دے دیا اور سعودی عرب سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

—— بحرین پر مچھلیاں ڈبوں میں بند کرنے اور سنگ مرمر کا ایک کارخانہ لگانے کے بارے میں پاکستان کے حکام اور تجارتی وفد کے درمیان بات چیت ہو رہی ہے۔

—— پنجاب ٹیچرز یونین نے مطالبہ کیا ہے کہ سرکاری تحویل میں آنے والے بلدیاتی سکولوں کے اساتذہ کو سرکاری شرح کے مطابق تنخواہوں اور دوسری مراعات دی جائیں۔

—— حکومت شام نے عرب ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون کے لئے مختلف ملکوں سے مذاکرات کرنے شروع کر دیئے ہیں اور شام میں عرب مشترکہ منڈی قائم کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔

—— سابق صدر مسلم لیگ خان عبدالقیوم خان کو تین ماہ کی نظر بندی کے بعد رہا کر دیا گیا ہے۔ اور انہیں چھ ماہ تک تقریر کرنے اور بیانات دینے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

—— پاکستان اور کیمرون کے درمیان تجارتی ثقافتی اور فنی سمجھوتوں پر دستخط ہو گئے ہیں۔

—— صدر سوئیکارنو نے دنیا کی سب سے بڑی مسجد بنانے کا اعلان کیا ہے جو لاہور کی بادشاہی مسجد سے دوگنی ہو گی۔

—— کانگو کے صوبہ کساٹی کا خود ساختہ بادشاہ جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

—— قومی اسمبلی کے رکن صبیح الدین اور صوبائی اسمبلی کے رکن ایس ایم اسمٰعیل کی یقین دہانی پر کراچی کے طلباء اور طالبات نے بھوک ہڑتال ختم کر دی ہے انہوں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی ہے کہ وہ حکومت سے بات چیت کریں گے۔ اور اگر دس دن کے اندر طلباء کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو وہ خود اسمبلیوں کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— کراچی کے حکام نے جماعت اسلامی کو جلسوں کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے چنانچہ مولانا مودودی نے کراچی کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔

—— ایران میں ایک اور قیامت خیز زلزلہ سے ایک قصبہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔

—— پاکستان کے وزیر خزانہ نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ اس وقت ملک میں جو سیاسی ایجی ٹیشن شروع ہو گئے ہیں وہ غیر ملکی امداد میں رکاوٹ ثابت ہو سکتے ہیں۔

—— قومی اسمبلی میں حکومت کی شکست کے بعد فرانسیسی کابینہ مستعفی ہو گئی ہے۔

—— معاہدہ جنیوا کے مطابق لاؤس سے امریکی فوجیں واپس ہو گئی ہیں۔

—— چین نے بھارتی حکومت کو الٹی میٹم دیدیا ہے کہ بھارتی فوجیں چینی چوکیوں کو ۸ اکتوبر تک خالی کر دیں ورنہ [illegible]

آپ کے خطوط

ہماری تبلیغی سرگرمیاں اور جماعت سے اپیل

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ سطور اخبار میں شائع کر کے ممنون فرمائیں۔

حضرت جناب شیخ غلام قادر صاحب ڈار نے جماعت میں زندگی کی نئی لہر پیدا کر دی ہے۔ وہ جس پیرانہ سالی میں جس تندہی سے اپنے کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم ان کے بے حد مشکور ہیں۔ دراصل یہی تبلیغی کام ہے جس کے لئے حضرت مجدد زمان نے یہ جماعت تیار کی تھی۔ انہوں نے واضح الفاظ میں فرمایا تھا۔

"میں بھی میری تحریریں وہاں (یعنی بلاد غیر) جائیں گی اور راستباز لوگ اسلام قبول کریں گے!!"

وہ خطوط جو باقاعدگی کے ساتھ اخبار میں شائع ہوتے رہتے ہیں حضرت صاحبؒ کے ایک ایک لفظ کی گواہی دیتے رہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب آرہا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھیں گے۔ ضرورت یہ ہے کہ اس کام کی طرف ہم زیادہ سے زیادہ توجہ کریں۔ دنیا اسلام کی طرف آنے کے لئے بیتاب نظر آتی ہے اور فقط آپ کی جماعت کے پاس ہی وہ سامان ہے جو ان لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ دوسروں سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرت مجدد زمان نے یا اس سے جو اس کی شاخ ہے وہ اسی میں داخل ہے مجدد زمان کی جماعت کے علاوہ اگر کوئی اور جماعت بھی تبلیغ اسلام کا کام کر سکتی تو ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجنا ایک عبث فعل ہوگا۔ قرآن کریم کی یہ آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر وینھون عن المنکر بھی صاف بتا رہی ہے کہ مسلمانوں میں ایک خاص جماعت ہوا کرے گی۔ جس سے اللہ تعالیٰ اشاعت اسلام کا کام لیتا رہے گا۔ مبارک ہیں وہ جو مجدد زمان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس سلسلہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

پچھلے دنوں ماسٹر عبد الغنی صاحب نے ایک خطبہ میں جماعت بدوملھی کی توجہ کو اس طرف منعطف کیا۔ کہ آج کی روحانی پیاسی دنیا کی پیاس اگر بجھائی جا سکتی۔ تو اس روحانی پانی کے ساتھ ہی بجھائی جا سکتی ہے جو آپ کے پاس ہے۔

انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب انگریزی بلاد غیر میں بھیجی جائیں۔ ان کتب کا بھیجنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور پھر لوگوں کے قلوب کو اسلام کی طرف مائل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یہ کام تو بہرحال ہو کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک دین صرف اسلام ہی ہے۔ ہم سے جس قدر بن سکے اس کی اشاعت میں حصہ لے لیں تو اس میں ہماری ہی بھلائی ہے۔ یہ ایک اپیل تھی جو جماعت کے سامنے رکھی گئی۔ اور اپیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوئی۔ اسی وقت تک جماعت کی طرف سے مبلغ تین صد سات روپیہ پچاسی پیسہ ...... (۳۰۷،۸۵) داخل خزانہ انجمن ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک سیٹ جو دس عدد انگریزی اسلامی کتب پر مشتمل ہے اور جس کی قیمت مبلغ ۸۵،۵ ۷ روپے۔ انڈونیشیا میں اپنے مبلغ محمد ارشاد صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا ہے۔ باقی رقم قرآن شریف کی اشاعت کے لئے وقف کر دی گئی ہے۔

میں ساری جماعت کی ایک ایک شاخ کے سیکرٹری صاحبان سے جہاں کہیں بھی وہ ہیں۔ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اسی طرح اپنی اپنی جماعتوں میں اپیل کریں۔ اور بلاد غیر میں انگریزی قرآن شریف اور دوسری انگریزی کتب جو سیٹوں کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں پہنچانے کی سعی کریں۔ اور اپنی اپنی کوشش کا ذکر اخبار پیغام صلح میں بھی کریں۔ تاکہ ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہوئے ساری کی ساری جماعت اس نیک کام میں حصہ لے سکے۔ محمد ارشاد صاحب نے ۲۹ عدد سیٹ کی ضرورت آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ اس کو پورا کرنا جماعت کے لئے ضروری ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ایک سیٹ مزید احباب جماعت بدوملھی کی طرف سے وہاں پہنچایا جاسکے۔ وباللہ التوفیق۔

مکرر عرض کرتا ہوں کہ بدوملھی جماعت کی طرح تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ ایسی تحریک کر کے بلاد غیر میں قرآن شریف پہنچانے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ کیونکہ یہی اصل کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھا تھا۔

میں عاجز ہوں کمزور اور خطا کار ہوں۔ قلوب میں اثر پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ تمام احباب جماعت سے ملتجی ہوں کہ بندہ کو اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خصوصاً یہ دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تمام جماعت کے افراد سے ایسے کام لے جن سے وہ راضی ہو جائے۔

(اللہ بخش سیکرٹری جماعت بدوملھی)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مندرجہ ذیل مضمون کو آپ اپنے اخبار میں ...... درج فرما کر مشکور فرما دیں:۔

ٹیری ضلع کوہاٹ نواب صاحب ٹیری کی ریاست کا دار الخلافہ ہے اور صدر مقام ہے۔ حسن اتفاق سے نواب صاحب کو آجکل علی علیہ السلام کے ساتھ محبت افضیت کی حد تک پہنچی ہے۔ چند دن پیشتر ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت کے بارے میں بات چل نکلی اور کئی قسم کے موضوع زیر بحث رہے۔ اگرچہ گفتگو نہایت شائستہ فضا میں شریفانہ ماحول پر رہی اور کوئی ناجائز زیادتی صاحب موصوف سے عمل میں نہیں آئی۔ کیونکہ نواب صاحب مذکور شریف النفس آدمی اور نہایت صابر اور مستقل مزاج ہیں۔ اور اخلاق کے اچھے ہیں۔ انہوں نے شیعوں کے ایک واعظ کا ذکر اس طور سے کیا کہ گویا میرے سامنے ہیں اس کو واعظ صاحب کی بڑی کارکردگی ثابت کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ واعظ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو اُن سے مطالبہ کیا جاتا۔ کہ لاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے قسم کے معجزات کم از کم ایک کوڑھی اور ایک اندھے کو ہمارے سامنے تندرست کر کے دکھاؤ۔ اگرچہ میں نے ان کو اس وقت تسلی بخش جواب دیا۔ مگر خدا کی قدرت دوسرے دن میں نے حضرت صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کھولی تو صفحہ ۳۴۸ پر ایک عبارت نظر آئی۔ جو اس واعظ کے بلکہ ہر اس شخص کے لئے جو انبیاء کے مشابہ معجزات طلب کرتے ہیں۔ ایک کافی وشافی جواب ہے۔ نیز اور اُن لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھی کافی ہیں۔ جو حضرت صاحب پر دعوے نبوت کا افتراء کرتے ہیں میرے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب سے بڑے محافظ خاتم النبیین ...... ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں نیا اور پرانا کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ ذرا پرانے نبی کو لانے والوں کو اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ حفظ ختم نبوت کا ڈھونگ قائم کرنا کہاں تک درست ہے۔ یا الٰہی تو ان لوگوں کی ہدایت کی آنکھ کھول دے جو ایک محسن اسلام کے ساتھ مفت کی دشمنی کر کے مفت کا غصہ کما رہے ہیں۔

حضرت صاحبؒ کی مندرجہ ذیل عبارت نیون کی طرح سے معجزے طلب کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر چشم بینا رکھتے ہیں اور ساتھ ہی مدعیان نبوت کے لئے سرمۂ چشم کا کام دے سکتی ہیں بشرطیکہ چشم بینا ہو۔ اور وہ یہ ہیں:۔

"ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام

کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے، اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کریں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ وہی اسلام ہے، جو پہلے تھا۔ اور وہی کتاب کریم ہے۔ جو پہلی تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا کہ جب کہ اس دعوے کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ صرف مابالنزاع مسئلہ حیات مسیح و وفات مسیح اور مسیح موعود کا دعوےٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعوے سے مراد کوئی عملی انقلاب مراد نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے تو کیا اس دعوے کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ کی یا کرامت کی ضرورت ہے جس کا مانگنا رسالت کے دعوے میں عوام کا قدیمی شیوہ ہے۔ ایک مسلمان (مرزا صاحب) جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالےٰ نے بھیجا ہو جس کے مقاصد یہ ہیں۔ کہ دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ کے الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر مشکل ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۸)
مطبوعہ ریاض ہند ۱۸۹۳ء قادیان

(رکن الدین ہیڈ ماسٹر ٹیری ضلع کوہاٹ)

جماعت احمدیہ میں شمولیت

جناب عالی

گذارش ہے کہ عرصہ تین ماہ سے زیادہ بندہ مولانا محترم صدرالدین صاحب کی امامت میں جمعہ کی نماز متواتر ادا کر رہا ہے۔ میں ان کے خطبہ سے از حد لطف اندوز ہوتا اور حقائق و معارف سے آگاہی ہوتی رہی۔ آخر میں نے عشاء کی نماز کے بعد تین چار دن نہایت خضوع خشوع سے دعا مانگی کہ اے اللہ تعالےٰ مجھے راہ راست پر لگا دے۔ آخر ۱۹ ستمبر رات کے دو بجے کے قریب مجھے خواب آیا کہ ایک بزرگ ہستی ہاتھ میں اسلامی جھنڈا لئے کھڑی ہیں اور ان کے گرد ہزاروں کا ہجوم ہے۔ "احمدیت زندہ باد" کے نعرے لگا رہے ہیں مجمع منتشر ہو جانے کے بعد وہ بزرگ ہستی اکیلے ہو گئے اور ان کے پاؤں کے قریب نہر جاری ہے۔ بندہ ان کے پاس کھڑا ہے آواز آتی ہے ادھر آؤ میں پاس گیا تو انہوں نے اپنے دست مبارک سے مجھے نہر سے بھر کر پانی پلا دیا اور کہا کہ ابھی جا کر مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو جن کے پیچھے آپ نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔ بندہ اسی وقت اٹھا اور چار بجے مسجد احمدیہ میں آکر صبح کی نماز ادا کی اور حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

پیغام صلح ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے خدام ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:۔ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:۔ ۷۳۷۳
مدیر:۔ دوست محمدؐ
مدیر معاون:۔ بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۰

میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں

(۱) خدا کی توحید (۲) آپس میں محبت و ہمدردی

حضرت امام الزمانؑ کا جماعت سے خطاب

جماعت کے باہمی اتحاد و اتفاق اور آپس میں محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو، ورنہ ہوا نکل جائیگی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کریگی، اگر اختلاف ہو اور اتحاد نہ ہو، تو پھر بے نصیب رہوگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت و ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو، یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔" (الحکم)

بحر حکمت کے موتی

ان الناس اذا رأوا الظالم فلم یأخذوا علیٰ یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب ما من قوم یعمل فیھم بالمعاصی ثم یقدرون علیٰ ان یغیروا فلم یغیروا الا یوشک ان یعمھم اللہ تعالیٰ بعقاب (ابوداؤد۔ والترمذی۔ بحوالہ صحاح ستہ)

ترجمہ:۔ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلد ہی خدا تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کریگا۔ اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں کہ انہیں گناہ کرنے سے باز رکھ سکیں مگر ایسا نہ کریں تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ان سب کو مبتلائے عذاب کریگا۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کو قوم کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار بنایا ہے لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون (۵:۶۳) قوم میں گناہوں کی کثرت ناجائز طور پر حصول زر کی کوشش اور فقدان ایمان کی وجہ سے ہے ولو انھم اقاموا التورٰۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (۵:۶۶)

آج مسلم قوم کے لئے یہی پیغام ہے ؎

رو بہ باطل نہادۂ باز آ! ❊ دل بہ بدرو مے دادۂ باز آ!
در رہ ابلہ فتادۂ باز آ! ❊ ای کجا ایستادۂ باز آ!

(غلام قادر)

آج میں دنیا کے ہر رنگ و نسل کے لاکھوں انسانوں کی عظیم برادری میں شامل ہو رہا ہوں

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر ایک انگریز کا قبولِ اسلام

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر جو حال ہی میں لندن میں منعقد ہوئی ایک انگریز مسٹر جارج فورلے نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان کے اعلان اسلام کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

محترم خواتین و حضرات!

آج کا دن میری زندگی کی سب سے بڑی مسرت کا دن ہے، کہ میں یوم میلاد النبی صلعم کی تقریب کے موقعہ پر قبول اسلام کے اعلان کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ اعلان آپ کے سامنے تمام تر عقل و شعور، سنجیدگی، متانت اور خوشی و مسرت سے کر رہا ہوں۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ آج میں دنیا جہان کے ہر رنگ و نسل کے لاکھوں انسانوں کی عظیم برادری میں شامل ہو رہا ہوں، ان انسانوں کی برادری میں جو خدائے واحد کی عبادت کرتے اور مساوی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

میری پرورش ایک کٹر عیسائی گھرانے میں ہوئی، میرے والد صاحب مقامی واعظ تھے۔ اور والدہ صاحبہ کلیسا کی ایک سرگرم رکن تھیں۔ میں نے عقائد کے لحاظ سے ان کی عزت و توقیر ہمیشہ ملحوظ رکھی اگرچہ میں جناب یسوع کی پند و نصائح سے متفق ہوں لیکن نظریہ تثلیث کا قائل نہیں رہا اور نہ ہو سکتا تھا۔ میرا یہ انکار مسیحی مذہب سے انحراف کا موجب ہوا اور مجھے اس سے الجھن اور تشویش پیدا ہو گئی۔

پچھلی جنگ عظیم سے تھوڑے عرصہ پیشتر ایک بزرگ شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ جن کی میں نے بڑی عزت کی۔ انہوں نے مذہب کی حقیقت مجھ پر واضح کی۔ اور زیادہ صفائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کو سمجھنے اور پہچاننے میں رہنمائی کی۔ میں میں جو لسٹ چرچ کا صدر بن گیا اور اس بات پر زور دیتا رہا۔ کہ وحدت نسل انسانی کی تعلیم جو تمام انبیاء علیہم السلام ہر زمانہ میں دیتے رہے ہیں کلیسا کی تعلیم کا جزو ہے، اسی دوران میں شاہجہان مسجد ووکنگ کے امام مسٹر ایس ایم طفیل سے مجھے ملاقات کا موقعہ ملا۔ اور ان سے درخواست کی کہ کلیسا کے ایک اجلاس میں اسلام پر تقریر کریں۔ انہوں نے میری دعوت کو بخوشی منظور کیا۔ تمام لوگ جنہوں نے ان کی تقریر سنی بے حد محظوظ ہوئے۔

اس وقت سے میں نے مسجد کی نمازوں میں کافی پابندی کے ساتھ حاضری دی۔ اور اس سے مجھے بہت بڑے فوائد حاصل ہوئے۔ نمازوں کے علاوہ میں شمل اجتماعات میں بھی شامل ہوتا رہا۔ جن میں بہت سے دلچسپ اور دلکش لوگوں سے میری ملاقات ہوتی رہی۔

مسٹر اور مسز طفیل بڑے ہی مہربان اور انتھک میزبان ہیں، اور وہ میرے مخلص اور ذاتی دوست بن گئے ہیں، میں نے ان سے بہت سے اور بلاشبہ پریشان کن سوالات کئے، لیکن وہ ہمیشہ تحمل اور برداشت اور عزت و تکریم سے پیش آتے رہے۔

آپ بخوبی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام میں میری شمولیت جلد بازی کا فیصلہ نہیں۔ بلکہ میں نے اس معاملہ میں ایک لمبے عرصہ تک بڑی متانت اور سنجیدگی سے غور و خوض کیا ہے۔ اور اس فیصلہ پر پہنچنے کے بعد میں نے قبول اسلام

کا اعلان اپنے محترم دوست ڈاکٹر ایم۔ ڈبلیو۔ اے۔ قریشی صاحب کی موجودگی میں کرنا پسند کیا۔ انہوں نے مجھے بہت کچھ سمجھایا اور محبت کا اظہار کیا۔ میں انہیں اپنا حقیقی اور مخلص بھائی سمجھتا ہوں، ایسا ہی میرا خیال ہمارے میزبان ڈاکٹر ایس ایم جان صاحب کے متعلق ہے وہ میرے بہت پہلے کے دوست ہیں۔ میں موسم سرما میں مسجد ووکنگ میں ان سے ملا تھا مگر زیادہ ملاقاتیں حال ہی میں ہوئی ہیں۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں، کہ میری دلی خواہش ہے کہ میں حتی الامکان کسی نہ کسی طریق سے اسلام کی خدمت کروں، اگر میں کسی طرح خدمت دین کے کام آسکوں تو یہ میرے لئے باعث مسرت ہوگا۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو اپنی برکات سے نوازے۔

جارج فورلے۔ ۱۸ اگست ۱۹۶۲ء

تساھل

یہ ایک بہت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ بعض دوست چندہ ماہوار کے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اور اس کے ادا کرنے میں تساھل سے کام لیتے ہیں اور اس طرح قوم کی کمزوری اور انجمن کی مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ قربانی کا سب سے پہلا قدم ماہوار چندہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو شخص تین ماہ تک ماہوار چندہ ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے اور جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر اپنی آمدنی میں سے ماہوار کم از کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے اور اگر دسواں حصہ دے تو سابقین میں سے ہے۔

غلام رسول آنریری افسر تحصیل

سلسلہ تکفیر

از چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب گجرات

تکفیر کی ابتدا کیسے ہوئی ہے

قسام ازل نے اخلاقی اور روحانی سطح پر انسانوں کو صرف دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حزب اللہ اور دوسرا حزب الشیاطین۔ بنی نوع انسان کی تاریخ ان ہی دو جماعتوں کی باہمی کشمکش اور مستقل چپقلش کا ایک ریکارڈ ہے جذبات سے مغلوب ہو کر انسان خود اپنے مفاد کے خلاف حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ عقل اسکو اس لئے دی گئی ہے کہ وہ جذبات کو اعتدال پر رکھ سکے۔ مگر عقل صرف ایک محدود دائرے تک کام کرتی ہے اور جذبات کو پوری طرح کنٹرول کرنے کی اس میں طاقت نہیں اس لئے انسانی سوسائٹی کے انفرادی اور اجتماعی ہنگاموں میں عقل کی درماندگیاں ہر آن نمایاں ہوتی رہتی ہیں۔ ضمیر کی آواز بھی ایک حد تک انسان کی معاون اور مدد ہو سکتی ہے مگر جذبات کا سیلاب بسا اوقات اس زور سے بپھرتا ہوا اور شرافت بیاں کرتا ہوا نکلتا ہے۔ کہ عقل اور ضمیر دونوں بے دست و پا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں بھی خدا نے انسان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا۔ الہام الٰہی کی روشنی آسمان سے انسانوں کو ہدایت کے لئے پہنچتی رہتی ہے اور دنیا میں نیکوکاری اور پاک باطنی کے اصول بالکل درہم برہم نہیں ہونے پاتے آسمان سے روشنی لانے والے نیکی کی ایک تحریک جاری کرتے ہیں اور عوام کے ہجوم اور جہلا کے غول کے اندر سے افراد کو نیکی کی توفیق دلا کر اور ان کا خدا سے براہ راست رشتہ جوڑ کر حزب اللہ کی ایک جماعت تیار کرتے رہتے ہیں۔ جب وہ جماعت مضبوط ہو جاتی ہے۔ تو حزب الشیاطین مغلوب ہو جاتا ہے۔ پھر شیطان نامعلوم اور پُر اسرار سوراخوں سے حزب اللہ میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے، اور باریک وسوسہ اندازیوں سے حزب اللہ کی صفوں میں انتشار پھیلانے کی جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ بعض اشخاص کے دماغوں میں وہ غرور اور نخوت کے جراثیم بھر دیتا ہے کہ وہ حزب اللہ کی جماعت کے مخلصین اور متقین کے خلاف بہتان طرازی اور الزام تراشی کی ایک مہم جاری کریں اور مشہور کریں کہ یہ لوگ حزب اللہ کی جماعت سے خارج کئے جانے کے لائق ہیں۔ ایسے لوگوں میں اکثر وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جنہیں امامت اور پیشوائی کے منصب پر فائز ہونے کے مواقع ملتے ہیں۔ یہ لوگ مفتیان دین و حامیانِ شرعِ متین، فقیہان ملت، مرشدانِ طریقت، واعظین شعلہ مقال اور خطیبان آتش بیان کے پُر شوکت ناموں سے موسوم ہوتے ہیں، اُن کی آتش بغض و غضب، اُن مخلصین مجاہدین اور صابرین قانتین کے خلاف بھڑکتی رہتی ہے جو نمود و نمائش سے بے نیاز ہو کر خدمت خلق و اصلاح انسانیت کے مشن کو چلا رہے ہوتے ہیں اور پیشوائیت کی گدیوں پر متمکن لوگ ان بے لوث مبلغین کے خلاف کفر کے فتوے صادر کرتے رہتے ...... ہیں اور جماعت حزب اللہ سے ان کے اخراج کا اعلان کرتے ہیں۔

اعتذار

"پیغام صلح" کا یہ پرچہ بروقت تیار ہو کر پریس میں جا رہا تھا کہ چیمہ صاحب کا زیر نظر مضمون حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں موصول ہوا ..... مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اور چیمہ صاحب اور حضرت امیر کی فرمائش کی تعمیل میں تیار شدہ پرچہ کا کچھ حصہ روک کر اسی پرچہ میں اسے درج کرنا ضروری سمجھا گیا جس کی وجہ .... سے اخبار کی اشاعت میں دو دن کی تاخیر ہو گئی، اس تاخیر کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ ادارہ

تاریخ اسرائیل

یہی کچھ تاریخ بنی اسرائیل میں ہوتا رہا ہے اللہ تعالےٰ سے روشنی پا کر خدمت خلق پر اٹھ کھڑے ہونے والوں کو ہی نشانہ ظلم و ستم بنایا جاتا رہا ہے یہی سلسلہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی تقوےٰ اور حقیقی نیکی کے علمبرداروں کے خلاف تاریخ کے مختلف ادوار میں جاری رہا۔

ظہور اسلام

طلوع اسلام کے بعد جب آفتاب ہدایت نے تمام ظلمتوں کو مٹا دیا اور تمام فضاء عالم منور ہو گئی اور شیطان کے لشکر مغلوب اور مفتوح ہو کر تاریکی کی غاروں میں جا چھپے۔ تو شیطان کی ذریت اپنے معمول کے مطابق پوشیدہ راستوں سے نئے مرتب شدہ پروگرام کے ماتحت حزب اللہ میں داخل ہونے لگی۔ اور وہ بڑے بھی پشت پناہی کرتے رہے منبر و محراب پر قبضہ کئے رہے تھے۔ اپنے مظالم کے تیروں کا ہدف بنا لیا اور اُن پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔

یہ ایک طویل اور خونچکاں داستان ہے جسے لکھتے ہوئے ہمارا قلم لرز جاتا ہے۔ اور جسے پڑھتے ہوئے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلتا ہے کہیں عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایسا بے نفس مخلص، باوفا اور باحیا خلیفۂ اسلام خون میں غلطاں نظر آتا ہے، اور اسی نوع کے شوریدہ سر اور سرکش عناصر سے زخمی ہو کر جام شہادت نوش کر لیتا ہے۔ کہیں میدان کربلا میں حسین رحمۃ اللہ علیہ جیسا جوانمرد اور شجاع؛ اسلام کا مایۂ ناز فرزند اور محمد مصطفےٰ کا دلبند جام شہادت نوش کرتا اور خاک و خون میں تڑپتا دکھائی دیتا ہے۔

کہیں ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ ایسا فاضل بے بدل قسما قسم کی اذیتوں کا شکار ہو کر آخر افسردگی کی حالت میں خدا سے جا ملتا ہے اور حاسدان بدباطن کے ہاتھوں وفات کے بعد بھی توہین آمیز سلوک کا شکار ہوتا ہے۔ اور اس کی قبر اکھیڑی جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ کتے کی لاش دفن کی جاتی ہے۔ اور یہ وہی ابو حنیفہ ہے جو اس وقت تمام مسلمانانِ عالم کی اکثریت کے دلوں پر حکمران ہے۔ کہیں امام مالک کی پشت پر مفتیانِ شرعِ متین کے جاری کردہ احکام کے ماتحت پے در پے کوڑے لگائے جاتے ہیں اور انہیں گدھے پر سوار کر کے انتہائی تذلیل و توہین کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلیوں میں پھرایا جاتا ہے اور آج تو پیرانِ پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی نسبت بہت سے مشرکانہ اور جاہلانہ عقائد وضع کئے جا چکے ہیں اور ان کی شخصیت کو پرستش کے نقطہ تک پہنچا دیا جا چکا ہے مگر ایک وقت ایسا بھی تھا کہ عالم اسلامی کے علماء نے ان پر کفر کے فتوے صادر کر کے انہیں اُن کے ہمعصروں اور ہم چشموں کی نظروں میں ذلیل کر کے رکھ دیا تھا۔ یہی حال حضرت امام غزالیؒ امام ابن تیمیہ اور دیگر آئمہ کرام کے ساتھ ہوا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید۔ حضرت سید احمد بریلوی علیہم الرحمۃ پر بھی ظالموں نے کفر کے فتوے لگائے۔

مجدد صدی چہاردہم

سنہ ۱۳۰۰ھ میں سرزمین قادیان سے ایک شخص اٹھا اس نے دیکھا کہ تمام عالم میں ایک شور برپا ہے۔ اور پرانے ادیان میں نئی زندگی کروٹیں لے رہی ہے اور ان کے اندر کچھ لوگ نشأۃ ثانیہ اور

حیات تک کے پیدا کرنے کے مدعی ہیں۔ اور یہ سب غیر قوموں کے لوگ بجائے اس کے کہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے اُلٹے اسلام کے خلاف اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی ایک مہم چلانے میں لگ گئے ہیں ہندوؤں کے اندر آریہ سماج کی ایک تحریک اُٹھی اور اس کے بانی سوامی دیانند سرسوتی نے اسلام کے خلاف بڑا زہریلا پروپیگنڈا شروع کیا اور جابجا قومی سماجیں قائم کر کے اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف اُکسانا شروع کیا اور مسلمانوں کے اکابر کو نہایت ناپاک الفاظ سے یاد کر کے اسلام کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کر دیا ایک اور تحریک برہمو سماج کے نام سے جاری ہوئی جس نے وحی اور الہام کا انکار کیا۔ اور قرآن شریف کو کلام الٰہی کی بجائے ایک زیرک انسان کا کلام قرار دیا سکھوں میں بھی مسلمانوں کے خلاف حالات اور تعصب کی ایک لہر اُٹھی، اور شاہان مغلیہ کے خیالی مظالم کی فرضی داستانیں تیار کی گئیں۔ اور سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا جانے لگا۔

عیسائیت کی یلغار

عیسائیوں کی فوج اپنے بے شمار وسائل اور ذرائع لے کر دولت اور اقتدار کے گھمنڈ پر اسلام پر یلغار بولتی ہوئی اس ملک میں داخل ہوئی۔ اس وقت اس ملک میں فقیہان حرم، مفتیان کرام، خطیبان، نظام علماء، فضلاء و حکماء اور ادباء کی کچھ کمی نہ تھی مگر اسلام کے خلاف ان چاروں طرف سے اُمڈی ہوئی تحریکات کے خلاف صرف ایک ہی شخص سینہ سپر ہو کر نکلتا نظر آتا ہے جس نے بیک وقت تمام مذاہب عالم کے حملوں کو نہ صرف روکا۔ بلکہ اُن کے حصاروں اور قلعوں پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ اور اُن کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اپنی زندگی ہی میں ان تمام مذاہب کو شکست دے کر اسلام کا بول بالا کر دیا اس تمام عرصہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ کے ہمعصر مسلمان علماء صرف انہیں گالیاں دیتے رہے اور ان کا مضحکہ اڑاتے رہے اور اپنے ذہنوں میں ان گالیوں ہی کو وہ اسلام کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے رہے۔ کبھی وہ آریوں سے مل کر مرزا صاحبؒ کے درپئے آزار ہوئے اور کبھی انہوں نے عیسائیوں سے سازشیں کر کے اس مرد مظلوم کو نیچا دکھانا چاہا۔

حضرت مرزا صاحبؒ کی وفات

جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے وفات پائی تو اس وقت بھی وہ چاروں طرف سے علماء سو کے فتووں کا شکار رہے۔ بایں ہمہ چند انصاف پسند اور معتدل طبع اکابر ایسے بھی تھے جنہوں نے حضور کی وفات کو بڑی شدت سے محسوس کیا اور اس پر اپنے دردناک پیرائے میں اظہار خیال کیا جس کو پڑھ کر آیندہ کا مورخ اس تحریک کے بانی کے صحیح خدوخال پڑھ سکیگا۔ اور اندازہ کرے گا کہ اسلام کے دردمند دلوں پر اس کا کیا اثر تھا۔ اس وقت کے اخبالات سے ہم چند اقتباسات پیش کرتے ہیں تا تکفیر اور تفسیق کی بادِ صرصر کے ساتھ ساتھ محبت، اعتراف اور تشکر و امتنان کی نسیم سحری کے چند جھونکے بھی قارئین کرام محسوس کر لیں۔

اخبار وکیل امرتسر کا مقالہ

اخبار وکیل امرتسر رقمطراز ہے:۔

"موت عالم"

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کی، ہزاروں، لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کے رہے گی، اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتوں اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں. تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بہت بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے اور اگر شورِ بختی مزاحم صلح و احسان نہ ہو تو یک جہتی کے ساتھ مشترکہ فرض کی واجبی شرکت کے ساتھ اور جامع اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ۔

مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے۔ جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت عہد سے لے کر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر نہال ایک خال رعنا کے پیمانِ وفا پر قربان کر دیے سید احمد۔ غلام احمد۔ رحمۃ اللہ۔ آل حسن۔ وزیر خان، ابوالمنصور۔ یہ السابقون الاوّلون کے زمرہ کے لوگ تھے۔ جنہوں نے باب مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروف سعی رہے اختلاف طبائع اور اختلاف مدارج قابلیت کے ساتھ ان کے انداز خدمت بھی جداگانہ تھے اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے ان کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔ تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفیں سب سے پہلے ان ہی حضرات نے برہم کیں۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے۔ اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے۔ یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد

کی یہ حالت تھی۔ کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفان حقیقی کو سرِ راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی۔ اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ڈٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔ چونکہ خلافت اصلیت محض شامت اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نقش واطعہ مسلمان ہی قرار دیئے گئے تھے اس لئے مسیحی پادریوں اور انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پولٹیکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا۔ اور اس سے پادریوں نے صلیبی روایتوں کے داعیان راہ سے کم فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی حیا سے ان حضرات کے میراثی عارضہ قلب کا جو اسلام کی خود دو سرسبزی کے سبب بارہ تیرہ صدیوں سے ان میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا چلا آتا تھا۔ درمان ہو جاتے کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں ان کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ کچھ شبہ نہیں۔ ان حضرات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنے حریفوں کا خواہ ان کے ساتھ تازہ توپوں کا پولٹیکل جذبہ بھی شریک ہو، ہمیشہ فتح نصیب مد مقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کے آخری سانس تک رہے گا۔ انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے اگر ہم آج اپنے سنئے اور اپنے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غایت المقصود قرار دے لیں۔ تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خدا داد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لارڈ پادری (بشپ) کی زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ جوبلی کے

موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی مسجد عظمیٰ کے کیتھیڈرل بنائے جانے کا ادعا و اظہار کیا تھا وہ وقت آ جائے کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجے کو مریم مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادت گاہ بنا دیں اور ناقوس کلیسا کے بدلہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کا زمزمہ قدسی فضا میں گونجنے لگے۔ ہر چند پادریوں نے اسلام کی مخالفت میں لٹریچر کا ہمالہ بنا کر کھڑا کر دیا ہے مگر کاغذ کے تودوں کے لئے چند شرارے کافی ہیں۔ برعکس اس کے مسلمانوں کا لٹریچر اگر سرکشی اور تمرد کے حق میں تو پیداوار گولہ ہے تو طالب حق کے اضطراب سے تڑپنے والوں کے لئے صندل و کافور ہے۔ کاش اس کی تاثیر کی آزمائش کی جائے اور اسے عیسائی آبادی کی زبانوں میں منتقل کر کے کثرت سے شائع کیا جائے کیونکہ ترقی علم و حکمت کے ساتھ مذہب وہاں وبال دوش ہوا جاتا ہے اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہاں روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے اس لئے کہ عیسائیت اس فطری جذبہ کو جو دینوی حکمت کے بوجھ میں دب گیا ہے ابھارنے سے بالکل قاصر ہے۔ یہ فخر اسلام کا ہی ہے کہ اس حالت میں بھی جب کبھی اس کی تجلی شکستگی ہوتی ہے وجدان سینے تاب ہونے لگتے ہیں۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں خون زندہ ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہر یلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب اس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دفاعی فلسفی کی نوحہ خوانی جابجا آغاز کی تھی ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ جب وہ اجمیر میں آگ کے حوالے کر دیئے گئے اس وقت

سے اخیر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اتارنے میں مصروف رہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔

فطرتی ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہری سوچ و فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں۔ اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی مرزا صاحب کا دعوے تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی، اور یہ نتیجہ تھا ان کی فطری استعداد کا، ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

اخبار زمیندار کی رائے:۔

مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۶ مئی کی صبح کو لاہور میں انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۵ مرحوم ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان

کے رکن تھے۔ ہمیں اُن کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضےٰ خان صاحب سے اور ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم سے بھی تعارف کی عزت حاصل تھی۔ مرزا غلام مرتضےٰ صاحب اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے، رئیس بھی تھے۔ اور صاحب رسوخ بھی تھے۔ چنانچہ ۱۸۹۲ء کے قریب جب ہم کشمیر میں افسر محکمہ ڈاک و تار تھے تو ہم نے سنا کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا جس پر ۱۰ ایجر عمر تک قائم رہے۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم اُن کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے"

"صادق الاخبار" ریواڑی

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پر زور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جوابات دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے، اور ثابت کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کماحقہٗ ادا کر کے خدمت دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامئ دین اسلام اور معین المسلمین، فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی موت اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔"

اخبار "البشیر" اٹاوہ

"جو ذریعہ کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا۔ اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنی جماعت پر تھا اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ یہ اثر کسی مولوی اور عالم و فاضل کو اپنے معتقدین پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدین پر رہتا اور نہ کسی لیڈر اور ریفارمر کا اپنے مقلدین پر۔"

باقی اخباروں نے اس پر جو کچھ لکھا اسے ہم فی الحال نظرانداز کرتے ہیں۔

تحریک احمدیت میں تفریق

۱۹۱۴ء میں احمدیہ جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک جماعت مولانا محمد علی صاحبؒ کی قیادت میں قادیان سے علیحدہ ہو کر لاہور میں قائم ہوئی، اور احمدیہ بلڈنگس لاہور اس کا مرکز قرار پایا، دوسری جماعت کا مرکز قادیان ہی رہا۔ اس تقسیم کی اصل وجہ یہ تھی کہ جس طرح اسلام کے باقی علماء اور آئمہ مرضِ تکفیر میں مبتلا تھے۔ اسی بیماری نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بھی اپنے دائرہ اثر میں لے لیا اور وہ بھی گروہ مکفرین میں داخل ہو گئے۔ بلکہ اُن کے سرغنہ ہے ۱۹۱۴ء تا ایں دم لاہوری جماعت کے افراد مسلسل اور متواتر اس فتنۂ تکفیر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے چلے آتے ہیں، اور انہوں نے بارہا اپنی کتابوں میں، صحیفوں میں، رسالوں میں تصنیفوں میں، تقریروں اور تحریروں میں، خطبوں اور درسوں میں حتیٰ کہ عام گفتگوؤں میں اس بات کو بار بار دہرایا ہے کہ جو لوگ کلمہ طیبہ کا احترام نہیں کرتے اور اہل قبلہ کی تکفیر سے باز نہیں آتے وہ اسلام کے نادان دوست ہیں اور وحدت اسلامی اور اتحاد قومی کو برباد کرنے والے ہیں، خود راقم الحروف نے اپنے کئی مضمونوں میں متعدد دفعہ دہائی دی ہے کہ خدارا مسلمانوں کو کافر بنانے کی بجائے غیر کافروں کو مسلمان بنانے میں لذت محسوس کریں۔ اور قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کو ہم لکھتے لکھتے تھک گئے بلکہ جوانی سے بوڑھے ہو گئے کہ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمناً

ترجمہ:۔ "اور جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔"

اور ہم نے بار بار حضرت نبی کریم صلعم کی یہ حدیث بھی سنائی۔ من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم جو شخص ہمارے طریقہ پر نمازیں ادا کرتا ہے، اور ہمارے مقرر کردہ قبلہ کو قبول کر لیتا ہے، اور ہمارا ذبیحہ کھا لیتا ہے وہ مسلمان ہے۔

ہماری عبادات اور دیگر مناسک اسلامی ہیں

ہم نے بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ہماؤ جا کر احمدیوں کی مسجدوں کو دیکھو اور بوقت نماز ان کی مساجد کے اندر چلے جاؤ اور احمدیوں کو وضو کرتے اور نمازیں ادا کرتے دیکھ لو۔ کیا وہ اسی ترکیب سے وضو نہیں کرتے جس طرح تم کرتے ہو؟ اور جب وہ اذان دیں تو غور سے سنو کیا وہ اسی طرح کی اذان نہیں دیتے جس طرح تم لوگ منبروں پر کھڑے ہو کر اذان دیتے ہو؟* یہی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یورپ میں احمدیوں کی تعمیر کردہ مسجدوں کی پیشانیوں پر لکھا ہوا پاؤ گے (آہ! ہم ان بزرگوں اور لیڈروں کو ان معذرانہ طریقوں سے مخاطب کر رہے ہیں جن کی بلاد غیر میں تبلیغی مساعی صفر ہیں ہاں کفر سازی میں انہیں ید طولیٰ حاصل ہے) پھر احمدیوں کی نمازوں کی ہیئت کذائی پر غور کرو کیا تمہیں کچھ فرق نظر آتا ہے وہی تکبیریں ہیں اور وہی قیام اور قعود، وہی رکوع اور سجود ہیں، ہاں اُن کے سرنیاز جب سجدہ ریز ہوتے ہیں تو اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ ان کا خشوع خضوع اور تضرع اور الحاح ان کے تمام منازل طے کر کے قرب الٰہی کے اعلےٰ مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ ماہ رمضان میں ان کی روزہ داریاں اور صدقات ان کی قربانیاں اور خیراتیں انہیں ایمان کے بلند سے بلند مقام تک پہنچا دیتی ہیں۔ تمام اسلامی دنیا میں احمدی جماعت ہی ایک جماعت ہے۔ جو نصاب کے مطابق باقاعدہ زکوٰۃ کا روپیہ قومی بیت المال میں جمع کرتی ہے اس کے علاوہ اشاعت اسلام کے لئے ان کا جہاد بالمال تمام دنیا میں ضرب المثل ہے وہ اشاعت اسلام پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ان کے مبلغین تمام اکناف عالم میں تبلیغ اور اشاعت کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اور دیگر دارالعلوموں میں تو زیادہ تر فقہ اور ادب پڑھایا جاتا ہے۔ مگر احمدیوں کے ہاں قرآن اور حدیث کے باقاعدہ درس دیئے جاتے ہیں۔

تکفیر پر علماء کا اصرار

بایں ہمہ علماء کو ان کے کفر پر اصرار ہے۔ اور ہم نے بارہا عوام اور خواص سے فریاد کی ہے۔ کہ علماء کے ان مظالم اور ستم آرائیوں کو کیوں خاموشی سے دیکھا جا رہا ہے۔ کیوں اُن سے بازپرس نہیں کی جاتی۔ بعض اوقات پریس بھی اُن کا ہمنوا ہو جاتا ہے۔ ملت کے اکابر کے سامنے یہ بھی تجویز پیش کی تھی۔ کہ تکفیر کی ان غوغہ آرائیوں اور تفسیق کی ان سینہ فگاریوں کے خلاف احترام کلمہ کو قائم کرنے کے لئے ایک محاذ قائم کرنا چاہیئے جو اہل کلمہ اور اہل قبلہ کی تکفیر کو سختی سے روکے اور آنیوالی نسلوں کو عالمگیر سطح پر انسانوں میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص اخوت اور مودت قائم کرنے کے لئے تیار کرے۔ مگر ہماری یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی اور اس پر ہم صبر کئے بیٹھے رہے اور دعاؤں میں لگے رہے اور منتظر رہے کہ کبھی نہ کبھی تو کسی کا دل پگھلے گا۔

ارباب تکفیر کے مقابلہ پر مدیر چٹان کا ظہور

مقام شکر ہے۔ کہ اب واقعات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا۔ اور تکفیر اہل قبلہ کی مہم نے ایسی گھناؤنی شکل اختیار کی کہ اس سے ایک مرد مجاہد کے دل پر چوٹ لگی۔ اور وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مرد مجاہد بڑا بہادر اور شجاع ہے۔ نڈر اور بے باک ہے۔ صاحب عزم ہے۔ اور راسخ فی العلم ہے۔ وہ گویا اپنی ذات میں ایک انجمن ہے جسے لوگ آغا شورش کاشمیری کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ مدیر "چٹان" ہے۔ نہیں نہیں

* ممکن ہے کہ اہل تشیع کی اذان اہل سنت والجماعت سے قدرے مختلف ہو مگر احمدیوں کی اذان تو وہی ہے

بلکہ "دائی چٹان" ہے۔ اور اب وہ چٹان کی طرح مضبوط کھڑا ہو گیا ہے۔ اور اس نے قلم سے سیف کا کام لینا شروع کر دیا ہے۔ اس کے قلم کی جادو بیانیوں نے مکفرین کے کیمپ میں کھلبلی مچا دی ہے۔ مولویوں کے مدرسوں، مکتبوں اور مقبروں میں زلزلے آ رہے ہیں۔ اس نے علم حق اٹھا لیا ہے اور عزم کر لیا ہے کہ اسے بلند کئے رکھے گا۔ جب تک یہ مکفر مخلوق سرنگوں نہیں ہو جاتی۔ اس داستان کی تفصیل یہ ہے۔ کہ پچھلے دنوں بریلوی مکتب فکر کے علماء نے لائل پور میں جلسے کئے۔ ان جلسوں کی کیفیت اخبار چٹان مورخہ ۹/۱۷ ۶۲ میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:۔

"اسی صورت حال نے پچھلے دنوں لائل پور کو جوالا مکھی کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا اس سے غضب اور نفرت کا لاوا اندر ہی اندر ابل رہا تھا۔ شہر کے چپے چپے پر لوگ بحث و مناظرہ میں مصروف تھے صرف ملاؤں کے بھڑکانے پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کی گردن کاٹنے پر تلا ہوا تھا۔ نہ تو عوام میں سے کسی کو یہ ہمت ہوئی کہ ملاؤں کا گریبان پکڑ کر انہیں اس شر انگیزی سے منع کرے اور نہ خواص میں کسی کو جرأت تھی کہ ناخواندہ اور ناواقف عوام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرے۔"

ان ناپسندیدہ حالات سے متاثر ہو کر گورنمنٹ کالج لائلپور کے ایک طالب علم نے آغا شورش کاشمیری مدیر چٹان کو لائل پور آنے کی دعوت دی اور اس خط میں یہ شعر بھی درج کر دیا ؎

تراشے سینکڑوں اصنام عہد نو کے آذر نے
خلیل وقت تیری خامشی دیکھی نہیں جاتی

شورش صاحب کے دل پر چوٹ لگی۔ کلمہ گوؤں کی تکفیر کے خلاف غیظ و غضب کا ایک لاوا ان کے دل میں کھول رہا تھا، وہ فوراً تیار ہو گئے۔ اور لائلپور جا پہنچے وہاں ایک جلسے کا انتظام کیا گیا جس میں بے پناہ ہجوم نے شمولیت کی۔ شورش صاحب نے ایک ایسی آتش فشاں تقریر کی جس کے ایک ایک لفظ سے تکفیر بازوں اور کفر سازوں کے خلاف شرارے برس رہے تھے۔ ان کی زبان کی گھوڑی سی شعلہ باری آپ بھی سن لیں:۔

"کس قدر ظلم ہے کہ آج اسی نام کی آڑ میں بعض دین فروش ملاں ہر صاحب ایمان کو بے ایمان قرار دے رہے ہیں، ان دین فروشوں نے تکفیر کی توپیں ان حق پرستوں کی طرف داغ رکھی ہیں۔ جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی عشق رسول تھا۔ جو شخص شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا قاسم صاحب نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن اسیر مالٹا، حسین احمد مدنی، اشرف علی تھانوی، شبیر احمد عثمانی، ابو الکلام آزاد، ظفر علی خاں اور عطاء اللہ شاہ بخاری کے ایمان پر حرف زنی کرتا ہے، وہ خود ایمان کی جان کنی میں مبتلا ہے۔"

اپنی اس تقریر میں شورش صاحب نے ہر اسلاک کے مجمع میں مکفر علماء کو یوں بے نقاب کیا:۔

"یہ دین فروش ملاں شرک و بدعت کی دکانیں سجا کر پیٹ کا ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ انہیں اولیاء اللہ کی تعظیم سے کوئی سروکار نہیں صرف ان کے عرس منانے اور عرسوں پر رنڈیاں نچانے سے دلچسپی ہے۔

قبروں پہ مریدوں کو جھکاتے رہے
ڈھولک پہ کمیٹیوں کو نچاتے رہے
اللہ اگر روٹھ رہا ہے تو رہے
کیا اس سے غرض عرس مناتے رہے

یہ لوگوں کو زکوٰۃ کی تلقین نہیں کرتے۔ جس پر امت کی فلاح کا دارومدار ہے، بلکہ گیارہویں کے حلوے ختم کی کھیر، قلوں کے پلاؤ اور عرس کی حلیم کو ہی دین کے ارکان اربعہ سمجھتے ہیں۔"

ہم نے بارہا اس ملک کے ذی ہوش اور اہل علم لوگوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا۔ کہ اس فتنہ تکفیر کا سد باب کرو ورنہ ملت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی مگر چونکہ تکفیر کا نشانہ زیادہ تر احمدی تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی ہم یہ کہا کرتے تھے۔ کہ کفر علماء نچلے نہیں بیٹھ سکتے۔ جب احمدیوں سے فارغ ہو جائیں گے تو کسی دوسرے کو نشانۂ ہدف بنائیں گے۔ چنانچہ یہی کچھ ہوا۔ ہماری زبانی نہیں شورش کی زبانی ان کے فرمودات ۹/۱۷ ۶۲ کے چٹان میں بعنوان "کافر ساز ملا" پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔ وہ بریلوی حضرات کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "کہ یہ لوگ

تو اصولی ۲ ان کا اصل ہدف دیوبند کے علماء ہیں اہل حدیث ہیں، حتیٰ کہ علامہ اقبال بھی ان کی زد سے نہیں بچے ہیں۔۔۔۔۔۔ انہیں ابتداء میں یہ ڈھیل مل گئی۔ کہ دیوبند کے وہ فارغ التحصیل جو مختلف شہروں کی مساجد و مدارس میں استاد یا امام ہیں لیکن ان کا رشتہ تلمذ مولانا حسین احمد مدنی یا مولانا انور شاہ کاشمیری سے ہے ان کے احتساب و استبداد کا شکار تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے مریدوں نے خود کو محفوظ پا کر اسی میں عافیت سمجھی، اور مدافعت نہ کی کہ فتنہ کا رخ ان کی طرف نہیں ہے۔ لیکن جب یہ فتنہ جوان ہو گیا۔ تو ان کی زبان یاوہ گو سے اب مولانا اشرف علی تھانوی بھی محفوظ نہیں رہے ہیں۔ بلکہ انہیں تحریراً رسول اللہ (فداہ امی و ابی) کا گستاخ کہا جا رہا ہے اور اب ان بریلوی خوردہ فروشوں کی زد میں ہر وہ جماعت علماء اور اس کی جملہ شاخیں ہیں۔ جو ان کے تابع نہیں۔ ان کے نزدیک (تقریروں کو چھوڑیئے) ان تقریروں کو سنتے سناتے کان پک گئے ہیں اور لائل پور میں تو یہ مرض متعدی ہو رہا تھا۔ اس مقدم کا لٹریچر موجود ہے۔ اور اشتہارات یا پمفلٹوں کی شکل میں بہ التزام شائع ہو رہا ہے جس میں شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، اور مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہم کو نہ صرف نشانہ استہزا بنایا جاتا ہے بلکہ بڑے زور و شور سے کافر کہا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے ان خرافات کا کوئی سا جواب نہیں اور یہ کہ اس کا جواب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ ایڈیٹر "چٹان" نے لائل پور کے ایک عظیم الشان اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے صحیح کہا کہ یہ لوگ اگر کافر ہیں۔ اور انہیں کافر کہنے والے بزعم خویش مومن ہیں، تو پھر ہمیں اپنا کفر زیادہ عزیز ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے ہم اس پر تفصیلی تبصرے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ لیکن ان کافر گروں سے ہماری یہ درخواست بزور ہے، کہ اپنی زبانوں کو بند کریں، ورنہ ایسا نہ ہو کہ ان کا پوسٹ مارٹم کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔ ہم ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے اگر کوئی شخص ان لوگوں کو کافر کہے جو اس ملک میں ایک صدی یا اس سے بھی زائد عرصہ سے اسلام کے صحیح خدمت گذار ہیں۔ دیوبند نہ ہوتا تو انگریز حقیقی اسلام کو چاٹ جاتے اور جو اسلام باقی بچتا۔ وہ اسلام نہ ہوتا۔ کچھ اور ہوتا۔ ہمارے نزدیک اکابر دیوبند خدا کی سرزمین پر اسلام کی حجت تھے جو شخص جو فقیہہ، جو محدث، جو عالم، جو پیشوا جو پیر، اور جو زبان دراز انہیں کافر کہتا اور محمد قاسم نانوتوی، اور رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن دیوبندی، حسین احمد مدنی، انور شاہ، علامہ اقبال رح

شبیر احمد عثمانی رحؒ۔ ابوالکلام آزاد رحؒ عطاء اللہ شاہ بخاری رحؒ احمد علی رحؒ اور اشرف علی تھانوی رحؒ۔ کے خلاف کفر کا فتوےٰ صادر کرتا ہے۔ وہ نہ صرف شقی القلب ہے۔ بدبخت ہے بدزبان ہے۔ ذلیل تر ہے۔ فرو تر ہے۔ بلکہ ہم یہاں تک کہنے کو تیار ہیں۔ کہ دھوپ چھاؤں کی اولاد ہے۔ کم سے کم مطالبہ یہ ہے کہ حکومت ان کی زبانیں بند کر دے ہمیں اس قسم کے فیض درجت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، شیخ الحدیث اور ابوالفضل کہلانے والے پٹواریوں کی ضرورت نہیں۔ یہ فتنہ پرداز ہیں۔ اور فتنہ رسول اللہ کے مطابق قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔"

(چٹان اخبار۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲ء)

اس اقتباس کو پڑھ کر قارئین ایک پرانے نزاعی فقرے "ذریۃ البغایا" کے مفہوم کو بھی سمجھ لیں گے۔

ہمارا بھی یہی جرم ہے

~~~ آنچہ برخود مپسندی بر دیگراں مپسند

گزشتہ پچاس ساٹھ سال کے عرصہ میں ہم اس ملک کی فضا میں یہ گونج پیدا کر رہے ہیں۔ کہ جن مجددین اور خادمانِ ملت نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اسلام کی بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے۔ نہ کہ انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کی مذموم کوششوں میں لگا رہنا چاہیئے۔ ہم نے اس ملک میں اس جرم کا بھی بارہا اعادہ کیا ہے اور اپنے ہمعصروں میں ہر مکتب فکر کے علماء کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ خدا کے لئے وہ اس فتنہ تکفیر کے خلاف نہ صرف یہ کہ صدائے احتجاج بلند کریں بلکہ ایسا زبردست محاذ قائم کر دیں۔ کہ مکفرین پر عرصۂ حیات تنگ ہو جائے۔ جس طرح انہوں نے مومنین پر عرصۂ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔

اس مہم کو "چٹان" نے شروع کر دیا ہے اور اپنا عقیدہ اور مسلک کھول کر بیان کر دیا ہے وہو ہذا:۔

"ہمارا مسلک یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اس کی ذات لائق عبادت ہے۔ تمام عبادتیں اسی کے لئے ہیں۔ اس کے سوا کوئی ہستی یا وجود عبادت کا مستحق نہیں۔ اور نہ اس کی طرح کائنات کے کسی ذرہ پر کوئی قادر ہے۔ وہ قادر بھی ہے اور کریم بھی۔ وہ پروردگار بھی ہے اور معبود بھی۔ جو شخص ایک اللہ کے سوا کسی بھی شخص یا آستانے کا سجدہ جائز قرار دیتا ہے وہ ہمارے نزدیک شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور شرک کفر سے بڑا گناہ ہے۔ محمد عربی (فداہ امی وابی) ہمارے آقا و مولےٰ ہیں۔ ان کے ننگ و ناموس پر ہم سارے جہان کی بلندیاں اور رونقیں قربان کر دینے کو تیار ہیں۔ ہم نے اپنے اللہ کو ان کی معرفت جانا۔ یہ بھی انہوں نے ہمیں سکھلایا کہ عبادت کی سزاوار صرف اللہ کی ذات ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے اعانت مانگو وہ خدا کے آخری نبی تھے۔ بشریت کے ارتقاء کا کامل و خاتم نمونہ معراج انسان کا کمال آخری انہوں نے ہمیں اسلام سکھایا توحید سکھائی۔ شرک سے باز رکھا۔ اور ہمارے دلوں میں اسی خدا کا خوف پیدا کیا جسے ہم بھلا چکے تھے۔"

یہی ہمارے عقائد ہیں اور ان ہی کی پاداش میں ہم کافر کہلانے جا رہے ہیں۔ آگے چل کر شورش کا قلم کس قدر درد گداز۔ اخلاص۔ جوش اور جلال کے شعلے برساتا دشمنوں کو سہمگین اور سراسیمہ کرنے لگ جاتا ہے۔ پڑھیئے اور سر دھنیئے:۔

"اب ایک دفعہ پھر ہمارا جرم سن لیجئے ہم نے یہی کہا ہے۔ کہ شاہ اسمٰعیل شہید، سید احمد شہید، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا شبیر احمد مدنی، علامہ انور شاہ، مولانا اشرف علی تھانوی مولانا احمد علی، حضرت شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی (رحمہم اللہ تعالےٰ) کو کافر نہ کہو۔ (مرزا غلام احمد کو کافر نہ کہو۔ ناقل) خدا کے غضب سے ڈرو یہ لوگ تو اپنے اپنے دوائر میں اسلام کے چہرے کی آب و تاب تھے ـــــ کیا کافر گر یہ چاہتے ہیں کہ انہیں کھلی چھٹی دے دی جائے اور جسے چاہیں کافر کہتے رہیں ـــــ یہ کبھی نہیں ہوگا ربّ ذوالجلال کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ محمد عربی کے روح کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ خون حسینؓ کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ شورش کاشمیری یہ گوارہ کر سکتا ہے کہ آپ اس کا لہو پانی سے سستا سمجھ کر بازاروں میں بہا دیں مگر یہ ممکن نہیں کہ وہ ان میں سے ایک کو بھی گالی دیتے دیکھے آپ گالی دے رہے ہیں اور وہ بے غیرتی سے سنتا رہے۔ جب تک کافر کہنے والی زبانیں مقطوع نہیں ہو جائیں گی۔ شورش کاشمیری کا قلم بدعت فروشوں کے عماموں سے کھیلتا ہی رہے گا ان کو گالی دینے والے خود ایک گالی ہیں ٹکسالی گالی۔ بازاری گالی۔

یہ ان لوگوں کا فرض تھا جو ان کے متبعین ہیں۔ مگر انہیں توفیق نہ ملی۔ وہ لوگ مہر بلب رہے۔ اور اب بھی ہیں۔ سید احمد اور اسماعیل شہید رحؒ کی معنوی اولاد کہاں ہے۔ محمد بن قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کے پیرو کار کہاں ہیں محمود الحسن اور انور شاہ کے نام لیوا کہاں ہیں۔ احمد علی اور اشرف علی کے صحبت یافتہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ننگی گالیوں سے عاجز آ کر چپ ہو گئے ہیں"

کاش کہ ہمارے محترم مدیر "چٹان" کو یہ توفیق بھی مل جاتی کہ وہ جہاں شاہ اسمٰعیل شہید، سید احمد شہید، اور مولانا قاسم نانوتوی، اشرف علی وغیرہ کی مدافعت میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ وہاں وہ مرزا غلام احمد صاحب کی تکفیر سے بھی لوگوں کو روکتے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدیر چٹان علماء کی نفسیات سے خوب واقف ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ ان کے دیوبندی ممدوحین بھی تشنگی تکفیر میں مبتلا ہیں اور ان بزرگوں کی پیاس بجھانے کے لئے انہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت کو دیدہ دانستہ رکھا ہے۔ اگر ان کا دین اور اصول یہ ہے۔ جسے انہوں نے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کر دیا ہے تو وہ یقین جانیں کہ بالکل یہی اصول اور دین حضرت مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کا بھی ہے لہذا وہ اس امر کے مستحق ہیں کہ ان سے بھی انصاف کیا جائے۔

مدیر چٹان کی یہ تحریک جو اس نے مرد میدان بن کر علمائے مکفرین کے خلاف اٹھائی ہے۔ وہ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ وہ زیادہ جرأت ایمانی سے کام لے کر ہر مظلوم کی مدافعت میں کھڑے ہو جائیں۔ اور اس یقین کے ساتھ میدان کارزار گرم کریں۔ کہ جس قدر کوئی بندہ اسلام کا زیادہ سرگرم خدمت گزار ہوگا۔ اسی قدر وہ علمائے مکفرین کے غیظ و غضب کا زیادہ شکار ٹھہرے گا۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ مدیر "چٹان" نے بریلوی علماء کو ناراض کر کے گویا بھڑوں کے چھتے کو چھیڑا ہے۔ اور اس پر اب چاروں طرف سے حملے کئے جا رہے ہیں اگر وہ اس وقت احمدیوں کے اسلام کا بھی اعلان کر دے اور ان کے کلمہ گو اہل قبلہ ہونے کی وجہ سے اسلام کے دائرے کے اندر پناہ دینے پر راضی ہو جائے۔ تو دیوبندی علماء بھی اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور ان حالات میں اس کا بہت کڑا امتحان ہوگا اسے مخالفت کی چکی میں پیس ڈالنے کی کوششیں کی جائیں گی اس پر عناد کی آندھیاں اڑ
~~~

قہر و غضب کے طوفان اُٹھائیں گے قتل کی دھمکیاں دی جائیں گی۔ اگر ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ تو یہی وہ وقت ہوگا۔ جب انہیں اس دور کا رجل عظیم کہلانے کا استحقاق پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ "جند ما ھنالک مھزوم من الاحزاب ٥ کیسا لشکر یہاں شکست کھایا ہوا (شکست خوردہ) گروہوں میں سے ہے" کے قرآنی الفاظ کی تلاوت کا مزہ ہی آ جائے گا۔

آپ جانتے ہیں کہ یہاں بھی اور ہندوستان میں بھی ایسے عالم لوگ بھی موجود ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب اور ان کے ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے "نگار" اخبار کے ایڈیٹر نیاز فتحپوری تو کھلم کھلا حضرت مرزا صاحب کی مدح سرائی میں مصروف ہیں اور انہیں اس صدی کا سب سے بڑا عالم دین اور مصلح قوم سمجھتے ہیں۔ اور مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی، ایڈیٹر صدق اخبار بعض دیگر علماء کے علی الرغم احمدیوں کو کافر نہیں کہتے۔ مولانا غلام مرشد صاحب بھی کسی کلمہ گو کی تکفیر جائز نہیں سمجھتے۔ اور دیگر بیشمار پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں جو مرزا صاحب کی تعلیم سے متاثر ہیں اور انہیں عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مساجد کی تخریب کا فتنہ

ہم مدیر چٹان کے نوٹس میں ایک اور بات بھی لانا چاہتے ہیں۔ وہ تو ماشاء اللہ خود عالم ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور اسلام کے اصولوں کو خوب جانتے ہیں۔ قرآن شریف میں ایک آیت ہے جسے انہوں نے بھی کئی دفعہ تلاوت فرمایا ہوگا۔ ہم ایک دفعہ پھر اس کی یاددہانی کرائے دیتے ہیں۔ وہ آیت شریفہ یہ ہے :-

" ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اولٰئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین ٥ لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم ٥ (بقرہ ۲: ۱۱۴)

ترجمہ:- اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں سے روکتا ہے کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کرتا ہے ان کو مناسب نہ تھا کہ ان میں داخل ہوتے مگر (احترام سے) ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا دکھ ہے"

آپ خوب جانتے ہیں کہ احمدیوں کی عبادت گاہ دوسرے مسلمانوں کی عبادت گاہوں سے مختلف نہیں ہے۔ وہ اپنی مساجد میں جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں بالکل اسی طرح نمازیں ادا کرتے ہیں جس طرح کہ دوسرے مسلمان ادا کرتے ہیں۔ ہاں شیعوں اور آغاخانیوں کی نمازوں میں شاید کچھ فرق ہوگا۔ مگر افسوس! کہ آپ اس ملک میں گرجوں کی موجودگی اور ان کی تعمیر پر کبھی معترض نہیں ہوتے جہاں تثلیث کے عقیدہ کی بناء پر تین خداؤں کی پوجا کی اجازت ہے۔ مشرقی پاکستان میں ہزار ہا مندروں میں بت پرستی ہو رہی ہے بہائیوں کے معبد بھی یہاں موجود ہیں۔ جو قرآن کو منسوخ اور اسلام کو معدوم سمجھتے ہیں۔ آغاخانیوں کے جماعت خانے بھی تعمیر ہو رہے ہیں۔ مگر احمدیوں کو اجازت نہیں کہ وہ اللہ کا گھر تعمیر کر سکیں۔ اور ان میں خدا کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی بلند آواز سے شہادت دے سکیں۔ عوام ان کی تعمیر مساجد کو حکام سے رکوا دیتے ہیں تاکہ وہاں اذانیں دی جا سکیں، اس میں اسلامی طریق سے نمازیں نہ ادا کی جا سکیں۔ جب حکام ان مساجد کے انہدام کا حکم صادر کر دیتے ہیں۔ تو کلمہ گوؤں کے وفود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے مندر کی تعمیر جائز۔ گرجوں کی تعمیر بھی روا ہے مگر اسلامی مساجد اس لئے ناجائز ہیں تا احمدی وہاں خضوع خشوع سے نمازیں ادا نہ کر سکیں اور قرآن کی تلاوت خوش الحانی سے نہ کر سکیں۔ احمدیوں پر بالکل وہی الفاظ صادق آتے ہیں جو مسیح عیسٰے بن مریم نے دردبھرے دل سے یوں فرمائے تھے :-

" یسوع نے اسے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"

(انجیل لوقا باب ۹ آیت ۵۸)

حضرت مرزا صاحب کے خلاف اتہامات

حضرت صاحب کے ساتھ دشمنوں نے جو سلوک کیا اس پر ہر انصاف پسند اور عدل پرور انسان کو افسوس ہوتا ہے۔ حاسدان بدباطن نے آپ کی ذات گرامی پر ایسے الزامات اور اتہامات لگائے ہیں، کہ انہیں پڑھ کر انسان کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے۔ انہوں نے بیسیوں دفعہ نہیں سینکڑوں دفعہ نہیں بلکہ ہزاروں دفعہ اعلان پر اعلان کئے۔ کہ میں مدعی نبوت نہیں۔ اور تمام ان معتقدات پر ایمان رکھتا ہوں، جن پر اہل سنت کے مسلّمہ علماء ایمان رکھتے ہیں۔ جس طرح رؤیاء صادقہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کے مطابق جزء من اجزاء النبوۃ ہے۔ (یعنی رؤیاء صادقہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے) اسی طرح وہ اپنے مکالمات و مکاشفات کو جزوی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لفظ نبی کو لغت کے عام معنوں تک محدود کرتے ہیں۔ یعنی بالفاظ دیگر نبی کے معنی پیشگوئی کرنے والا کہتے ہیں۔ اور اس لفظ کو حقیقت سے ممتاز کرنے کے لئے ظلّی نبوت کہتے ہیں۔ حقیقی نبی کے وہ کبھی مدعی نہیں ہوئے۔ بلکہ ایسے مدعی نبوت کو وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ ہم نے بارہا ان کی کتابوں کے حوالے نکال کر علماء کو پیش کئے مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسے عقائد منسوب کئے جن کا وہ تمام عمر انکار کرتے رہے۔ ان مفاسد اور مظالم کو دیکھ کر منصف مزاج کے قلب پر جو اثر پڑتا ہے۔ اس کا پرتو مدیر "چٹان" کے حسب ذیل الفاظ سے نمایاں ہے۔ ان کو بھی ایک ایسے ہی تہمت طراز اور مفسدہ پرداز سے پالا پڑا ہے۔ دیکھئے ان کا قلب کیسے پھڑکتا ہے، اور کیسے لرزتے کانپتے، دہکتے انگارے پھینکتا ہوا اندوہناک آواز میں کراہتا ہے:-

" مزید براں ان کا اکابر امت سے اس قسم کی گندی، واہیات، لرزہ خیز، بجھونڈی، ظالمانہ، فاسقانہ اور کافرانہ عبارتیں منسوب کی گئی ہیں۔ کہ مرتبین و مؤلفین کے بارے میں فوراً ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جیسے وہ خدا کے خوف سے عاری ہیں۔ اور انہیں عاقبت کا اندیشہ ہی نہیں ہے۔ ــــ ہم حوالہ دینا نہیں چاہتے لیکن نقل کفر کفر نہ باشد کے تحت ایک انتہائی گستاخانہ ذلیل اور فرومایہ کتاب ــــ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب ۲۲×۱۸ کے تقریباً پونے چار سو صفحوں کی کتاب ہے۔ نام ہے "دیوبندی مذہب کا مکمل حساب" مؤلف ہے منڈی چشتیاں کا کوئی غلام مہر علی، ساری کی ساری کتاب ژاژ خائی، بدگوئی، دریدہ دہنی، غلط نگاری، کفر کلوری باطل نویسی، دشنام طرازی، تحریف و اتہام کا ایک ایسا مرقع ہے۔ کہ اگر اسکو آگ لگا دی جائے اور اس پر ہاتھ سینکے جائیں تو ہاتھوں کو کوڑھ پڑ جانے کا امکان ہے۔ جن دوستوں نے یہ مجموعہ ہفوات ہمیں بھیجا ہے ان کا بیان ہے۔ کہ اس کتاب کے بارے میں وہ حکام کو بار بار توجہ دلا چکے ہیں۔ اور اس پر پولیس برابر کو مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر کوئی منش

سے مس نہیں ہوا ہے۔ اب ذرا قائم مؤلف کی یا وہ گوئی ملاحظہ فرمایئے :۔

(۱) دیوبندی عقل کے فتوے سے (معاذ اللہ) اپنی ماں سے زنا کرنا بھی جائز اور گوبر کھانا بھی جائز (صفحہ ۱۸۵ وسط کی سرخی)

(۲) اپنی گائے بھینس سے زنا بھی کریں اس کا دودھ بھی پیئیں۔ صفحہ ۱۸۵

(۳) منی کا کھانا بھی جائز ہے (صفحہ ۲۰۰)

(۴) بعض دیوبندی منی کھاتے ہیں صفحہ ۲۰۰

(۵) خنزیر کا جھوٹا پاک ہے صفحہ ۲۰۱

(۶) زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے صفحہ ۲۰۱

(۷) ساس سے زنا اور تو بہ (بہو) سے زنا کرنے سے عورت حرام نہیں ہو جاتی ہے۔ صفحہ ۲۰۱

(۸) دیوبند کے دونوں مہتمم محمد قاسم و رشید احمد گنگوہی انگریزوں کی نمک حلالی میں مسلمانوں کو کافر کہہ کر جہاد کرتے تھے

(۹) نماز میں حضور صلعم کا خیال لانا گدھے کے خیال سے بھی کئی درجے بدتر ہے (معاذ اللہ)

(۱۰) قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے (بحوالہ مولانا تھانوی صفحہ ۲۳)

(۱۱) قاسم نانوتوی کی امرد لڑکوں سے پراسرار حرکات۔

(۱۲) حاجی دیوبند کو بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت (صفحہ ۱۸۴)

(۱۳) ذرا ہٹ، جاؤ۔ پُراسرار مجامعت (صفحہ ۱۶۵)

(۱۴) اہل دیوبند میں مشت زنی کا رواج۔ صفحہ ۱۸۳

(۱۵) یہ اس خرافاتی مواد کی ہلکی سے ہلکی عبارتیں ہیں جو اس ساری کتاب میں بکھری پڑا ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جن حضرات نے یہ شعار بنا رکھا ہے۔ وہ ہمارے انتباہ کے ساتھ اپنی زبان اور قلم پر نظر ثانی کرتے اور خود ہی خدا کے خوف سے (اگر ان میں ہے تو) اس دفتر خرافات کی اشاعت و تبلیغ پر توبہ کرتے۔ مگر انہوں نے ہمارے خلاف الٹا ایک محاذ قائم کر لیا ہے۔ اور اس ڈھٹائی کے ساتھ گالی گلوچ پر اُتر آئے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ان کے سب و شتم کا کوئی علاج نہیں"

(اخبار چٹان یکم اکتوبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۸)

ہمارا مضمون طویل ہو گیا ہے۔ ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھنا چاہتے۔ مدیر "چٹان" کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے عوام میں سے اور رضاکاروں کے اژدہام میں سے ایسے شمشیر زن، شعلہ بیان، شجاع اور مجاہدین کا انتخاب کریں جو ملک کے تمام اطراف و اکناف میں دف لے کر اور صور اسرافیل کی نوا بلند کرکے بڑے بڑے شہروں قصبوں اور قریوں میں، بازاروں، چوکوں، گلیوں اور اسٹیشنوں پر بسوں کے اڈوں پر اور فیکٹریوں میں کچہریوں اور ڈاک خانوں میں، دینی اداروں، مسجدوں اور مدرسوں میں، خانقاہوں اور میلوں میں، ہوٹلوں اور کلبوں میں، اور شادی اور غمی کی مجلسوں میں یہ اعلان کرتے پھریں، کہ ہر کلمہ گو اہل قبلہ مسلمان ہے مسلمان ہے دنیا کی کوئی طاقت اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتی بلکہ بعض منچلے ایسے پیدا ہوں۔ جو آبادیوں میں جا کر گھر گھر کے در و دیوار پر اور راستے آثاروں پر اور درختوں کے پتوں پر سنہری حروف سے رقم کر دیں۔ کہ جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کرے۔ اسے کافر کہنے والا غدار اسلام۔ غدار ملت۔ اور غدار ملک ہے۔ اگر آپ نے کلمہ طیبہ کے احترام کا بیڑا اٹھایا ہے تو اس مہم کو پوری طرح سر انجام دیں۔ تاکہ بہشت کے دروازے آپ کے استقبال کے لئے کھل جائیں اور آپ مصلحین ملت کے ساتھ فردوس بریں میں بلند مقامات حاصل کرنے کے مستحق ہو جائیں۔ ہم نے اس مضمون کو اپنی طرف سے ختم ہی کر دیا تھا کہ ڈاک سے ماہنامہ "تجلی" دیوبند ماہ اکتوبر کا آ گیا اس رسالہ کے آغاز ہی میں عامر عثمانی مدیر تجلی کا دل بھی اس کفرسازی اور تکفیر بازی سے چھلنی چھلنی ہو کر جو نچکاں نظر آیا اس زخمی دل کے خون کے چند قطرے بھی ملاحظہ کریں کہ جو چوٹ مدیر چٹان کو پاکستان میں لگی اور جس نے اسے مضطرب اور زوالہ و شتوں میں مبتلا کر دیا وہی کیفیت ہندوستان میں عامر عثمانی کے نہاں خانۂ دل میں بھی پیدا ہو گئی۔ اس دردمند دل کی آہ بھی ملاحظہ فرمائیں :۔

"آج کل غلبۂ نفسانیت کے باعث یہ فساد بڑا عام ہو گیا ہے کہ ہر فرد اور گروہ چھوٹے اور بڑے اصولی اور فروعی تمام مسائل میں اپنے ہی کو سراپا صدق و صفا یکسر محفوظ عن الخطا اور اخلاص و للہیت کا مکمل ٹھیکیدار سمجھتے ہوئے دوسروں کی ٹوپیاں اچھالتا ہے۔ بغلیں بجاتا ہے۔ پھبتیوں، طعنوں اور صلواتوں کے تیر چلاتا ہے۔ گمراہی اور فسق کے فتوے داغنے سے بھی باز نہیں رہتا اس فساد سے کسی نہ کسی درجے میں تو مسلمانوں کا ہر فرقہ اور ہر حلقہ ملوث ہے۔ یہاں تک کہ ہم خود اپنے آپ کو بھی مستثنےٰ نہیں کرتے ہم بھی نفسانیت میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں، ہم سے بھی لغزشیں ہوتی رہتی ہیں، لیکن سب سے بڑا مرکز و منبع اس فساد کا بدعتی حلقہ ہے۔ وہ بدعتی حلقہ جس نے شاہ اسمٰعیل شہید، امام ابن تیمیہؒ، مولانا محمد قاسمؒ مولانا اشرف علیؒ اور ان جیسی دوسری معظم شخصیتوں کو نہ صرف بدعقیدہ بلکہ کافر کہا۔ نہ صرف انہیں کافر کہا بلکہ ہر اس شخص کو کافر کہا، جو ان حضرات کے کفر میں شک کرے۔ یہی وہ حلقہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت، حیات قبر اور اسی نوع کے متعدد مباحث کا دروازہ کھول کر امت کو لایعنی امور میں پھنسایا اور مناظرہ و جدل کے ایسے مظاہر پیش کئے۔ کہ اگر دور فاروقی لوٹ آتا۔ تو ان لوگوں کے بدن کی کھالیں درۂ فاروقی کی مار سے دھنی ہوئی روئی کی شکل اختیار کر جاتیں۔

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔ بدکلامی بلید الاہنی اور احمقانہ تعصبات کا یہ زہر دوسرے حلقوں میں بھی پھیلا۔ احناف، اہل حدیث، دیوبندی سہارنپوری سب بقدر ظرف اس سے اثر پذیر ہوئے۔ بدقسمتی اگر دیوبندیوں کی تذلیل و تضلیل میں بے لگام ہیں۔ تو دیوبندی جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی تفسیق و تحقیر میں گم درد ہیں۔ اہل حدیث احناف کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور احناف کے بعض کاریگر اہل حدیث کے بارے میں احتیاط و نجابت سے بلند ہو کر زبان اور قلم کے دانو داؤ رکھتے ہیں۔ زہر کی تھیلیاں ہر گروہ کی آستین میں ہیں۔ بس فرق کم و بیش کا ہے۔ نفس امارہ کی دسیسہ کاریاں ہر سمت زوروں پہ ہیں بس فرق صنعت و شدت کا ہے۔ یہی مجادلہ و مبازرہ، یہی نفرت و افتراق، یہی خود پرستیاں اور بے لگامیاں ہماری رسوائیوں کا مصدر ہماری نکبتوں کا سرچشمہ اور ہمارے زوال و انحطاط کی مرکز و منبع ہیں۔ ان کی آخری تہہ میں اتریئے تو معلوم ہوگا۔ کہ انہیں خدا فراموشی کے فساد نے جنم دیا ہے۔ خدا کو یاد رکھنے کی طرح یاد رکھنے والے کبھی خود پرست بے رحم اور ہٹ دھرم نہیں ہوتے وہ دوسروں کی سنتے اور اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں، اپنی غلطیوں کو بار ذتاویلات کے پردے میں نہیں چھپاتے اور دوسروں پر فسق، کفر یا گمراہی کا فتوے داغنے سے پہلے سو بار غور کرتے اور جھجکتے ہیں۔ انہیں احساس ہوتا ہے۔ کہ عقل و علم صرف ہماری میراث نہیں دوسروں کو بھی اللہ نے ان نعمتوں سے نوازا ہے اور یقین ممکن ہے کہ ہم ہی سے چوک ہو رہی ہو۔"

عبرت اور موعظت کے لئے ہم نے کافی مواد مہیا کر دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا اب دردمندان ملت کا کام ہے۔ فقط

محترم حبیبہ صاحب کے اس مضمون کے آنے سے پہلے اسی موضوع پر ایک مختصر اداریہ لکھا جا چکا تھا، جو بوجہ عدم گنجائش روک لیا گیا آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔ انشاء اللہ (مدیر)

قوموں اور تمام انسانوں کو ایک کرنیوالے نظریات جن کی تعلیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی

دورِ حاضر کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموٰت والارض ——— (الاعراف)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانیت کو خطاب

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ساری کی ساری انسانیت کو مخاطب کرکے اعلان کرو یا ایھا الناس اے دنیا جہان کے لوگو سنو! انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا میں اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں، اور ساری کی ساری انسانیت کے لئے پیغام لایا ہوں۔ اور اس ہستی کی طرف سے لایا ہوں الذی لہ ملک السموٰت والارض جو تمام کائنات کا موجد و خالق ہے۔ اس دنیا کے اندر جس قدر اور جہاں کہیں انسان بستے ہیں ان کی رشد و ہدایت اور خیر و خوبی کے لئے پیغام لے کر آیا ہوں۔

تمام انسانوں کی روحانیت و تربیت کا سامان رب العالمین کی طرف سے

جس طرح خدا تعالےٰ رب العالمین ہے اور وہ تمام کی تمام قوموں کی ربوبیت کرتا ہے اور سب کے لئے خورد و نوش کے وسیع ذخائر فراہم فرماتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس نے تمام انسانوں کی ارواح کی تربیت و تہذیب کے لئے اپنی جناب سے قرآن کریم عطا فرمایا ہے جو روح کی غذا ہے۔ فرمایا تنزیل من رب العالمین۔ یہ کتاب دنیا جہان کی قوموں کے خدا کی طرف سے ہے۔ اور پھر دوہرایا ان ھو الا ذکر للعالمین۔ اور یہ دنیا جہان کی قوموں کے لئے نصیحت ہے۔

قوموں کو ایک کرنیکا طریق

یہ خوش کن اعلانات آج کی دنیا کے لئے معلوم ہوسکتے ہیں، آج یورپ اور دوسرے ممالک چاہتے ہیں کہ تمام انسانیت ایک ہو جائے۔ مگر یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ صرف ایک ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو قوموں کو ایک کر سکتے ہیں۔ قوموں کے ایک کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان میں ذہنی اور قلبی انقلاب پیدا کیا جائے۔ مثلاً حضور نے توحید الٰہی پر بہت زور دیا ہے۔

توحید الٰہی کا مقصد وحدت نسلِ انسانی پیدا کرنا ہے

توحید الٰہی کا بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ انسانیت کے اندر وحدت پیدا ہو ورنہ خدا تعالےٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ انسان اسے واحد تسلیم کریں۔ وہ غنی ہے اسے کسی کی عبادت کی حاجت نہیں۔ اس کی توحید سے انسانوں کو فائدہ پہنچانا اور ذہنوں میں یہ بٹھانا مقصود ہے کہ وہی خدا جو مشرق کا خدا ہے مغرب کا خدا بھی وہی ہے۔ وہی کالے آدمیوں کا خدا ہے اور وہی گورے آدمیوں کا خدا ہے ساری مخلوق بھائی بھائی ہیں جیسا کہ حضور نے فرمایا اشھد ان المخلوق اخوۃ۔ یہ وسعت اور ہمہ گیری اس لئے ہے کہ یہ اس خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے جو رب العالمین ہے۔

کسی دوسرے مذہب میں یہ تعلیم نہیں

دنیا جہان کی کسی اور کتاب میں یہ نظریات نہیں ملتے ہندوستان کے رشی ہوں یا بنی اسرائیل کے پیغمبر ہوں، حضرت عیسیٰ ہوں یا بدھ۔ اس قسم کے اعلانات ان کی تعلیم میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ اکثر قوموں میں دوسری قوم کے لئے حسد، بغض، تعصب، نفرت اور بیزاری کے جذبات موجود ہیں۔ ہندو کے نزدیک غیر قومیں ملیچھ ہیں، یہودیوں کے نزدیک تمام دوسری قومیں راندہ درگاہ الٰہی ہیں۔ اندریں حالات وہ لوگ جو ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور راندۂ درگاہ تصور کرتی ہیں۔ وہ کس طرح سے دنیا کو ایک کر سکتے ہیں۔

انسانی ذہنوں میں انقلاب

جب تک ذہنوں میں روشنی پیدا نہ ہو، اس وقت تک وحدت انسانی میسر نہیں ہوسکتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا رب العالمین ہے اور المخلوق عیال اللّٰہ۔ یہ ساری انسانیت خدا کا کنبہ ہے فان احبھم الی اللّٰہ انفعھم لعیالہ۔ خدا تعالےٰ کا سب سے پیارا وہ ہے جو خدا کے کنبہ کے لئے مفید تر اور زیادہ نفع رساں ہو

غرض اللہ تعالےٰ کی توحید کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ساری انسانیت ایک ہو اور ساری مخلوق کو خدا کا کنبہ یقین کیا جائے۔ یہ بہت بڑا انقلاب ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ آپ نے انسانوں کے ذہن میں انقلاب پیدا کر دیا ان کے دل و دماغ کو روشن کر دیا، ساری انسانیت کو ایک نگاہ سے دیکھنے کا خیال پیدا کر دیا۔

توحید پر قوموں کو اتحاد کی دعوت

فرمایا تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم آؤ ہم خدا کی توحید پر اکٹھے ہو جائیں اور فرمایا الانبیاء اخوۃ۔ تمام کے تمام مرسلین کرام آپس میں بھائی بھائی ہیں امھاتھم شتیٰ اگرچہ ان کی مائیں مختلف ہیں۔ دینھم واحد۔ مگر ان سب کا دین ایک ہی ہے۔ خدا کی توحید کے بعد تمام قوموں کو ایک کرنے کے لئے ان کے راہبروں کے دین کا بھی پتہ دیا کہ وہ ایک ہی تھا۔ اسی طرح آپ نے قوموں کو قریب سے قریب تر کرنے کے لئے سامان کئے جہاں قوموں کی رہناؤں کی تعظیم و تکریم کا سبق دیا وہاں قوموں کو بھی اچھے الفاظ میں یاد فرمایا۔ عیسائیوں کے متعلق فرمایا لتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا۔ وہ دوستی میں مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں۔ انجیل کو بھی نور اور ہدایت فرمایا۔ اور حضرت عیسیٰ اور آپ کی والدہ کی عزت و تکریم کی اور فرمایا منھم قسیسین و رھبانا ان کے اندر مشائخ ہیں، علماء ہیں وانھم لا یستکبرون وہ تکبر نہیں کرتے۔ ایسا ہی یہودیوں کی بھی تعریف کی ہے فرمایا فی قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے جو حق بات کی ہدایت کرتا ہے اور عدل و انصاف سے کام لیتا ہے۔ پھر عام انسانوں کے متعلق فرمایا ومن خلقنا امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون عامۃ الناس میں ایسے بھی لوگ ہیں جو حق کی راہ بتاتے اور اسی پر انصاف کرتے ہیں اس طرح قرآن نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ دنیا بھر میں نیک لوگ ہوتے چلے آئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔

افضالِ خداوندی کسی قوم کے لئے خاص نہیں۔

یہ قوموں کو ایک کرنے کا طریقہ ہے اور اسی غرض کے پیشِ نظر فرمایا لیس باما نیکم ولا امانی اھل الکتاب اے مسلمانو خدا تعالےٰ کی عنایات اور سعادات تمہاری خواہشات کے مطابق تقسیم نہیں کی جاتیں اور نہ ہی اہل کتاب کی تمناؤں پر ان کا انحصار ہے۔ خدا تعالےٰ کا قانون سب کے لئے ایک ہے۔ جہاں نیکی ہے خدا اس کی قدر کرتا ہے من یعمل سوءً یجز بہ۔ اس کا ایک ہی قانون ہے جو ہر ایک اور ہر کسی پر جاری ہے۔ وہ یہ کہ جو کوئی بدی کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔ و من یعمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن اور جو کوئی بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اللہ تعالےٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہو اولٰئک یدخلون الجنۃ اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جو نیکی کرے گا وہ خدا کے ہاں اجر پاتا ہے۔ پھر فرمایا لیسوا سواءً من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اناء الیل وھم یسجدون۔ اہل کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھتے ہیں اور سجدوں میں پڑے رہتے ہیں یؤمنون باللہ والیوم الاخر وہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں۔ و یامرون بالمعروف نیکی کی تلقین کرتے ہیں۔ ینھون عن المنکر اور بدی سے روکتے ہیں و یسارعون فی الخیرات اور وہ نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں کس قدر اہل کتاب کے نیک لوگوں کی تعریف کی ہے اور ان کے نیک اعمال کو سراہا ہے۔ اعلانات ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد شخصیت ہیں جو قوموں کے متعلق نہ صرف اچھے سے اچھے الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ بلکہ ان کے رسولوں اور پیغمبروں کی تعظیم و تکریم بھی کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی قوم کو تلقین فرماتے ہیں کہ ان تمام انبیاء کرام پر ایمان لاؤ۔ اور نہ صرف ان کے رسولوں اور پیغمبروں سے متعلق بلکہ اگر قوم میں جو بھی نیک اور صالح لوگ پیدا ہوں ان کی عزت و توقیر کی تلقین فرمائی ہے۔ افریقہ کالے لوگوں کا ملک ہے ان میں حضرت لقمان کو پیدا کیا، وہ نبی تھے جو کالے آدمیوں میں آئے۔ فرمایا لقد اتینا لقمان الحکمۃ۔ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی ایک کالے ملک کا آدمی اس کو بھی اپنی حکمت سے نوازا اور فرمایا کہ اس کے اندر حکمت اور دانشمندی کی تھی۔

دورِ حاضرہ کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلعم ہیں

اگر آج اس زمانہ کے پیغمبر کی تلاش کی جائے جو ساری قوموں کے دکھ درد کا مداوا ہو۔ سب کو ایک پلیٹ فارم پر لا سکے تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں ملے گا۔

ماتحت اقوام کے ساتھ سلوک

غیر قوموں کے متعلق جو اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں فرمایا لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ ذمیوں اور محکوموں کے ساتھ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا عہد ہے کہ اُن کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ اور حکم دیا کہ ان یوفی لھم بعھدھم اور حاکم وقت کا فرض ہے کہ وہ اس وعدہ کو جو خدا اور رسولؐ نے کیا ہے پورا کرے وان یقاتل من ورائھم ان کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے اگر جنگ کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

اسیرانِ جنگ کیساتھ سلوک

اور مشرکوں کے متعلق فرمایا وان احد من المشرکین استجارک اگر کوئی مشرک تم سے پناہ طلب کرے فاجرہ تو اسے پناہ دے دو۔ یہاں اسے قتل کرنے کا حکم نہیں۔ جیسا کہ یورپ کہتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہو فرمایا ان کو امان دے دو حتیٰ یسمع کلام اللہ۔ تاکہ وہ کلام الٰہی کو سن لے اور اسلام کی تعلیم سے واقف ہو جائے ثم ابلغہ مامنہ اسے اس جگہ پہنچا دو جہاں وہ اپنے لئے امن پاتا ہے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ کلام الٰہی سنا کر اسے زبردستی مسلمان کر لو، وہ اسلام قبول کرے یا نہ کرے اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دینے کا حکم ہے۔ سفانہ حاتم طائی کی بیٹی ایک جنگ میں اسیران میں تھی ۔ ۔ ۔ اس کے ساتھ ہی اس کی کچھ سہیلیاں بھی اسیر تھیں، حاتم طائی عیسائی تھا، لیکن مخلوقِ خدا کے ساتھ بہت نیکی اور احسان کا سلوک کرتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعریف کی ہے

حاتم طائی کی بیٹی سے سلوک

ہاں تو سفانہ اسیرانِ جنگ میں آئیں۔ کیمپ لگا ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رپورٹ ہوئی کہ سفانہ حضور اکرم صلعم سے ملنا چاہتی ہیں آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی۔ فرمایا تمہارا باپ بڑا عظیم الشان شخص تھا اس کی بیٹی کو میں ایک منٹ کے لئے بھی قید میں نہیں دیکھ سکتا آپ کو آزاد کیا جاتا ہے۔ وہ بھی بڑے باپ کی بیٹی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے پسند نہیں کہ میں قید سے آزاد ہو جاؤں اور میری سہیلیاں قید میں رہیں۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہاری سہیلیوں کی وجہ سے تمہیں قید میں رکھا جائے۔ تمہاری تمام سہیلیوں کو بھی آزاد کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان سب کو اونٹوں پر سوار کرا کر اور سفانہ کو اس کے بھائی عدی کے پاس پہنچا دیا جائے۔

سفانہ کی رپورٹ پر عدی کا قبول اسلام

سفانہ جب بھائی کے پاس پہنچی تو اسے بتایا کہ میں ایک نہایت بزرگ پیغمبر کو دیکھ کر آ رہی ہوں۔ وہ نہایت بلند پایہ انسان ہے اس نے ہمارے ساتھ عزت کا سلوک کیا ہے اور ان کے سب لوگ فرشتے ہیں تمام راستہ میں انہوں نے ہماری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اس رپورٹ سے عدی بے حد متاثر ہوا اس نے اسلام قبول کر لیا مسلمانوں کے لئے زیبا ہے کہ وہ اپنے اندر اسلامی سیرت پیدا کریں اور غیروں کو اس سے متاثر کریں۔

تمام انسانیت کے لئے رحمت

حضورؐ نے فرمایا دنیا جہان کے لئے میری بعثت خیر و برکت کا موجب ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے تجھے دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور فرمایا انی بعثت کافۃ للناس۔ میں دنیا جہان کے لوگوں کو ایک کرنے کے لئے آیا ہوں۔

زمانہ کی کسوٹی پر پورا اُترنیوالا پیغمبر۔ امام زمانہ کی روشن ضمیری

اس روشنی کے زمانہ میں اور علوم و فنون کی ترقی کے دور میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کسوٹی پر پورے اترتے ہیں ہمارے لئے یہ فخر کا موجب ہے، کہ ایسا پیغمبر ہمیں ملا ہے اور میں اپنی قوم کو مبارکباد کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں ایک امام کو اس نے مانا ہے اس امامؑ نے بھی قوموں کے دل و دماغ کو روشن کیا ہے، اور ایک قوم پیدا کی ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کے اصولوں اور تعلیمات کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہے۔

اشاعت اسلام کیلئے قربانیوں کی ضرورت

اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ اس تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے قربانیاں دیں۔ اس زمانہ میں اشاعت اسلام کی ضرورت ہے۔ اور اس طرف توجہ بہت کم ہے دنیا پیاسی ہے اور اس کی پیاس کو بجھانے کے لئے آپ لوگ اٹھو۔ قربانیاں کرو اور کچھ کام کر کے دکھاؤ امراء روپے پیش کریں اور نوجوان اشاعت اسلام کے اہم کام کو سرانجام دینے کے لئے اب کھڑے ہوں۔ ایسا کرنے سے ہی دنیا تک یہ معقول تعلیمات پہنچائی جا سکتی ہیں۔

درخواست دعا

محترم محمد اسحاق محمد یعقوب یدلہ ضلع ناسک (انڈیا) سے تحریر فرماتے ہیں :—

"خاکسار ایک عرصہ سے بیمار ہے تنگدستی کی شدت سے کمزوری بہت بڑھ گئی ہے تھوڑی محنت سے تکان محسوس ہوتی ہے تکلیف ہو رہی ہے پرانا احمدی ہوں — دینی کام اور مطالعہ میں رکاوٹ ہو رہی ہے میرے لئے دعا فرمائیں بزرگان احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست دعا اور سلام علیکم

میرا پتہ :— محمد اسحاق محمد یعقوب بات کتیار پنچہ یدلہ — ضلع ناسک — ہندوستان ۲۴

تلاش گمشدہ

چک نمبر $\frac{۲۳}{WB}$ تحصیل وہاڑی سے ایک لڑکا جس کا حلیہ درج ذیل ہے گم ہے۔ جس صاحب کو ملے یا اس کا پتہ ہو وہ ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں۔ تلاش کنندہ کو آنے جانے کے خرچ کے علاوہ پچاس روپیہ انعام دیا جائے گا۔ حلیہ :— نام محمد رفیق ولد مولوی غلام رسول صاحب، عمر بارہ سال۔ رنگ گندمی چہرہ گول — میانہ قد — اغلباً ساتھ قرآن مجید کا پہلا دوسرا اور تیسرا پارہ حفظ کیا ہوا —

خاکسار لال محمد خوشدل احمدی چک $\frac{۲۳}{WB}$ تحصیل وہاڑی

۲۴ اطلاعاً عرض ہے۔ نماز جمعہ اور پیغام صلح میں تحریک دعا فرمائی جاوے تو مناسب ہے (محمد انعام الحق — انچارج حیدرآباد دکن مشن)

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۳۰ - پی ۳۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ - پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کا لٹھا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰۰
اعلیٰ درجہ کی ۲/۲ پاپلین
پی ۹۷ - پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
سوت
ململ
چھینٹ
لان
اعلیٰ قسم کی باریک ململ
وائل
علاوہ ازیں
سلے سلائے ملبوسات
قمیصیں - بش شرٹ - پتلون - ٹی شرٹ - پاجامہ - شلوار - رومال - شب خوابی کا سوٹ - بریسیئر - بچوں کے لباس - کھیلوں کے لئے شارٹ کرتے اوور آل - بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنیوالا لباس -
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ - اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (نضل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور (دھکر)
پیغام صلح ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸۷ شمارہ ۴۰
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا -
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ
شیخ محمد انعام الحق صاحب مرکان ۸ متصل محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدر آباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے خدامِ ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح

لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ جمادی الاوّل ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۱

ردِ تکفیر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۔ آج کل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو کم کر دیا جائے اور بد سرشت مولویوں کے حکم و فتویٰ سے دین اسلام سے خارج کر دیئے جائیں اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس سے چشم پوشی کر کے ایک بے ہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکال کر ان کو ایسا کافر ٹھہرا دیا جائے کہ گویا وہ ہندو اور عیسائیوں سے بھی بدتر ہیں۔ مسلمانو! آؤ۔ خدا سے ڈرو اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں۔ تو ان تھوڑوں کو اور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔ (ازالہ اوہام)

۲۔ اور جائے تعجب ہے کہ ایک شخص کلمہ گو ہو۔ اور اہل قبلہ اور موحد اور اللہ اور رسول کو ماننے والا اور ان سے سچی محبت رکھنے والا قرآن پر ایمان لانے والا اور پھر کسی جزئی اختلاف کی وجہ سے ایسا کافر ٹھہر جائے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بلکہ اُن سے بھی بدتر شمار ہو۔ (آئینہ کمالات اسلام)

۳۔ اے بھلے مانس مولویو! کیا تمہیں ایک دن موت نہیں آئے گی۔ جو شوخی اور چالاکی کی راہ سے سارے جہان کو کافر بنا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ جو تمہیں السلام علیکم کہے اس کو یہ مت کہو لست مؤمنا یعنی اس کو کافر مت سمجھو۔ وہ تو مسلمان ہے۔ (اتمام حجت)

۴۔ میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ (تریاق القلوب)

بحرِ حکمت کے موتی

رغم انفہ رغم انفہ رغم انفہ قیل من یا رسول اللہ قال من ادرک والدیہ عند الکبر احدھما او کلیھما ثم لم یدخل الجنۃ۔ مسلم و الترمذی۔ بحوالہ انتخاب صحاح ستّہ

ترجمہ :- حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا کہ اس شخص کے ناک پر خاک پڑے (یعنی ذلیل و خوار ہو) لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی ناک پر؟ فرمایا۔ اس شخص کی ناک پر خاک پڑے جس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو اور وہ (ان کی یا ایک کی خدمت کر کے) اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنائے۔

نوٹ :- ماں باپ کی خدمت کے متعلق قرآن و حدیث میں بہت تاکید آئی ہے

ایک حدیث میں جو ترمذی میں مروی ہے حضور نے فرمایا کہ باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ○ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا ۱۷: ۲۳، ۲۴

ترجمہ بیان القرآن سے یا مترجم القرآن سے دیکھیں اور یہ فرض ادا کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک نے آپ کے ذمہ لگایا ہے ؎

فرض حق اول بجا آوردن است
والدین را خوش رضا کردن است (عطار)

(غلام قادر ڈار)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ ۔ شیخ غلام قادر صاحب ڈار)

سیلون

ترجمہ خط ایچ ۔ ایم خلیل ٹون کونسل آفس کال مونائی سیلون
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
میں آپ کے خط مورخہ ۲ اور کتابوں کا جو آپ نے ارسال کی ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ آپ کے خط سے جن باتوں کے متعلق مجھے شکوک تھے کافی تسلی ہو گئی ہے اور میں کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں جو کہ بہت پر لطف ہیں ۔ اور جب کسی مسئلہ کے سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں ضرور آپ کو لکھوں گا ۔ فی الحال میرا نام اس فہرست میں درج کر لیں جن کو لٹریچر گاہ بگاہ ارسال کیا جاتا ہے ۔
مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اسلام کی اشاعت میں بہت کوشاں ہیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کام میں مدد دے ۔ شکریہ

نائیجیریا (کادونا)

ترجمہ خط عبدالرحیم اے ۔ اجولا منسٹری آف انفرمیشن کادونا نائیجیریا
السلام علیکم و رحمۃ اللہ آپ کی ارسال کردہ دو کتابیں موصول ہوئیں اور ان کو بہت دلچسپ پایا خاصکر قرآن کے حوالجات جو اُن میں درج تھے ۔ میں دیر میں جواب دینے کی معافی چاہتا ہوں ۔ اور میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ قرآن شریف ارسال فرما دیں اور امید ہے کہ آپ نے بھیجدیا ہوگا ۔ اگر فی الحال نہیں تو مجھے مطلع کریں کہ کب ارسال کریں گے اور وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہوگا اور امید ہے کہ اسکو بہت جلد ارسال کریں گے ۔ سب کو میرا السلام علیکم ، اور مجھے امید ہے کہ بہت جلد جواب دیں گے ۔ شکریہ
(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور خصائص القرآن بھیجدیا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط اجیبا ے ہیکلی واوڈ ۔ لاگس ۔ نائجیریا ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ آپ کے ارسال کردہ خط مورخہ ۶ کا شکریہ میں آپ کی نصیحتوں سے بہت خوش ہوں مگر میری تسلی نہیں ہوئی کیونکہ میرے دوست ہمیشہ بادلیل بات کرتے ہیں ۔ وہ ہمیشہ بائبل کا حوالہ دیتے ہیں ۔ میں نے پیشتر عرض کیا تھا کہ مجھے قرآن کا علم ہے ۔ لیکن کھول کر بیان نہیں کر سکتا ۔
میں ایک بار پھر عرض کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے روشنی ڈالیں تاکہ میں اُن سے اطمینان کے ساتھ گفت گو کر سکوں ۔
جواب کا منتظر
(انہیں لکھا گیا کہ ہمارے مبلغ بشیر احمد صاحب منٹو سے ملیں ۔ انہیں پھر خط لکھا جا رہا ہے ۔

مغربی پاکستان

ترجمہ خط از مسٹر ایل محمد یعقوب صاحب بی اے آنرز ۔ ایم ۔ اے بی ۔ ٹی ۔ خیرپور میر مغربی پاکستان ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
میں بلا خوف و خطر اعلان کرتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اصول دین صداقت صاف صحیح اور مصدقہ ہیں ۔
ہمیں ایسی کتب بھیج دیں جن میں آپ کے خیالات واضح طور پر قلم بند کئے گئے ہوں کیونکہ ہماری لائبریری میں مطالعہ کرنے والے اصحاب احمدیہ تحریک سے اور اس کی خصوصیات سے واقف ہونا چاہتے ہیں ۔
(انہیں تحریک احمدیت بھیجی گئی ۔ مسیح موعودؑ اور مجدد اعظم حصہ سوم بھیجے گئے ہیں) ۔

بھارت

ترجمہ خط از کے ۔ کے حامد بی اے ۔ بی ۔ ٹی ۔ کیرالا ۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔
مجھے آپ کا خط اور رجسٹری شدہ پارسل مل گیا ہے بہت بہت شکریہ ۔
ٹیچنگز آف اسلام اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کو بالخصوص میں نے سبق آموز اور ہر طرح سے مدلل پایا ہے ۔
ان رسالوں کے مصنفین نے اسلام پر بڑے علوم و معارف بیان فرمائے ہیں ۔ ان سے سوائے شیطان صفت آدمی کے ہر پڑھنے والا اطمینان اور یقین حاصل کر سکتا ہے یہ کتب کیرالا کے تعلیم یافتہ مسلم طبقہ کے لئے خداتعالےٰ کا انعام ثابت ہونگی کیونکہ اسلام کے متعلق ان کا علم افسوسناک حد تک پہنچا ہوا ہے ۔
میرے بہت سے ہم جماعت طلباء دہریت کا رنگ اختیار کئے ہوتے ہیں ۔ اس کا سبب جلب منفعت نہیں بلکہ اس افسوسناک حالت کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام اصولوں سے بکلی نابلد ہیں ۔
میں نے ان لوگوں میں کچھ رسالے جو میرے پاس پہلے سے تھے اور وہ بھی جو آپ سے وصول ہوئے ہیں تقسیم کرنے شروع کر دیئے ہیں ۔ بدقسمتی سے حضرت مولانا محمد علی رحؒ کی کتب میرے جیسے طلباء (قانون) کے لئے گراں ہیں جو کہ ہم خرید نہیں سکتے ۔
میری دلی خواہش ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ ایک

"مسلمانوں کو کافر کہنا جرم قرار دیا جائے"

یہ وہ عنوان ہے جس کے تحت ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے علماء کے شغل تکفیر کی مذمت کرتے ہوئے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ:۔

"یہ لوگ واقعۃً مفسد ہیں، ان کا تعاقب نہ صرف ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے بلکہ یہ بات جرم قرار دینی چاہیئے کہ آئندہ جو شخص خواہ وہ کسی درجے کا ہو، کسی مسلمان کو اس طرح کافر کہے گا جس طرح کہ اس گروہ کا شیوہ گفتار ہے تو وہ قرار واقعی سزا کا مستحق ہوگا اور ملکی قانون کی رُو سے اسکو ایسی سزا دی جائے گی، جس سے دوسروں کو عبرت ہو اسی میں پاکستان کی بھلائی ہے، اسلام کا وقار ہے اور دین کا نفع ہے"

یہ شذرہ جس کے شروع میں مولویوں کی باہمی آویزش اور شغل تکفیر کا ذکر کرتے ہوئے اُن چند "ذی شان اکابر ملت" کے نام لئے گئے ہیں جو علماء کے ہدف تکفیر بنتے چلے آئے ہیں، اسی شیوع میں دوسری جگہ نقل کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہفت روزہ شہاب کا بھی ایک شذرہ درج کیا گیا ہے جس میں کسی مسلمان کو کافر ٹھہرانا "انتہاء درجہ کی شقاوت اور سنگدلی قرار دیا گیا ہے" اور یہ بتایا گیا ہے کہ سلف کے اکابر علماء و فقہاء اس سلسلے میں بے حد محتاط تھے۔ چنانچہ مشہور حنفی فقیہہ علامہ شامی نے اپنی کتاب "در المختار" میں لکھا ہے:۔

"ایک مسلمان کے کسی قول اور کسی عقیدہ کی تاویلیں ممکن ہوں، جن میں ننانوے ... کفر کی ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی تکفیر جائز نہیں"

اور اس سے بھی بڑھکر فقہاء کے اس قول کی تشریح میں مشہور صوفی بزرگ حضرت گنگوہی کے مکتوب انوار القلوب سے حسب ذیل الفاظ نقل کئے گئے ہیں:۔

"یہ قول فقہاء ننانوے احتمال کا تحدیدی نہیں ہے بلکہ اگر کسی کے کلام میں ہزار احتمال ہوں، جن میں سے نوسو ننانوے احتمالات کفریہ ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی بھی تکفیر جائز نہیں"

اس کے ساتھ ہی اسلام کی ان جلیل القدر ہستیوں اور تاریخ ساز شخصیتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اپنے اپنے زمانے میں بعض ظالم فتوے نگاروں کی نوازشات کا شکار ہو چکی ہیں"

ان دونوں شذرات کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہیں رہی کہ جو بات قریباً نصف صدی سے جماعت احمدیہ کی طرف سے فتوے باز مولویوں کے شغل تکفیر کے بارہ میں پیش کی جا رہی ہے اور کسی سنجیدہ و فہمیدہ مسلمان کی زبان و قلم سے اس کی تائید تو کجا الٹی اس کی تردید کی جاتی رہی ہے۔ آج ان معاصرین کرام کے قلم سے کیسے نکل گئی۔ آج ان علماء کو "واقعۃً مفسد" قرار دینے کا حوصلہ کیسے پیدا ہو گیا اور قانون میں ان کے لئے عبرتناک سزا تجویز کرنے کا خیال کس طرح آ گیا، یہ ہوتا ہے گھر کو لگی کا اثر اور نتیجہ۔ چونکہ ان دنوں دیوبندی اور بریلوی علماء کی باہمی آویزش حد درجہ پر پہنچ گئی ہے، جس سے مسلمانوں میں فساد اور قتل و مقاتلہ تک نوبت پہنچنے کا احتمال ہو گیا ہے یہاں تک کہ لائلپور کے ایک معاصر نے انہی حالات کے پیش نظر یہ دہائی دینی شروع کی ہے کہ:۔

"لائلپور کو تباہی سے بچاؤ"

اس لئے "چٹان" اور "شہاب" کو بھی یہ جرأت پیدا ہو گئی، کہ ایسے علماء کو "واقعۃً مفسد" اور ان کے فعل کو "انتہاء درجہ کی شقاوت اور سنگدلی" قرار دیں، اور ان کے شغل تکفیر کو روکنے کے لئے قانون میں عبرتناک سزا تجویز کرنے کی سفارش کریں۔ ورنہ احمدی بیچارے کس باغ کی مولی ہیں، کہ ان کی بات پر کوئی کان دھرتا، آج وہی ننانوے یا نوسو ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ ایمان پر بھی کسی کو کافر نہ قرار دینے کی تلقین کی جا رہی ہے اور اس بارہ میں فقہاء کے وہی اقوال نقل کئے جا رہے ہیں جو سلسلہ احمدیہ کی کتب و اخبارات میں بارہا پیش کئے جا چکے ہیں، لیکن اُس وقت احمدیوں کو کافر یا مسلمان قرار دینے کا سوال تھا۔ اس لئے کسی نے اسکو درخور اعتنا نہ سمجھا بلکہ یہ اخبارات بھی فتوے باز علماء کے ساتھ مل کر احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر زور دیتے رہے۔ لیکن آج جبکہ پانی سر ... سے گذر چکا ہے اور فتوے بازوں کے تیر اُن کے اپنے کلیجے چھلنی کرنے لگے ہیں تو وہی دلائل یاد آ گئے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے فتاوے تکفیر کے خلاف دیئے جاتے رہے ہیں اور وہی مطالبہ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے کیا جاتا رہا کہ مسلمان کی تکفیر کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے، تو ہمارے بغیر از جماعت معاصرین کی طرف سے پیش کیا جانے لگا ہے۔ خیر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہیئے ہمیں خوشی ہے، کہ آخر کار فتنہ تکفیر کے سدباب کے لئے ان لوگوں نے بھی آواز اٹھائی ہے جو خود ہماری تکفیر کے درپے رہے ہیں۔ اگرچہ اب بھی جس چیز کا مطالبہ وہ اپنے لئے کر رہے ہیں شاید احمدیوں کے لئے گوارا نہ کریں، تاہم اُن کے اس مطالبہ کی ہم بصدق دل تائید کرتے ہیں کہ آئندہ جو شخص خواہ کسی درجہ کا ہو کسی مسلمان کو کافر کہے اسے قانوناً ایسی سزا دی جائے جس سے دوسروں کو عبرت ہو۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان کی کیا تعریف ہے جس کے پیش نظر اس تعریف کے مصداق کو کافر کہنے والا قابل سزا قرار دیا جا سکے، کیونکہ ہر تکفیر کنندہ کا یہ دعوےٰ ہے کہ جس کو وہ کافر قرار دیتا ہے، وہ مسلمان ہی نہیں، اسی بناء پر قبل ازیں فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں اس امر پر کافی بحث ہو چکی ہے کہ "مسلمان" کی جامع و مانع تعریف کیا ہے مختلف علماء سے اس بارہ میں استصواب کیا گیا اور مذکورہ عدالت کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ کوئی دو مولوی اس بات پر متفق نہ ہو سکے، کہ مسلمان کی جامع و مانع تعریف کیا ہے اندریں حالات بہتر یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، اس کی تکفیر کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت نبی کریمؐ کی وہ حدیث نقل کرنا بے جا نہ ہوگا جس میں حضور نے فرمایا ہے من کفر اہل لا الٰہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب جو شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والوں کو کافر قرار دے وہ کفر سے قریب تر ہے، ایسا ہی حضورؐ نے فرمایا من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم، جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اور قرآن کریم کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے ... لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا قاس سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔

یہ تعریف ایسی جامع و مانع ہے کہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ اور کوئی مکتب فکر اس سے باہر نہیں رہ سکتا اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان کی اس تعریف کے مطابق ...... ہر اس شخص اور اس جماعت کو جو مسلمانوں جیسی نماز پڑھتی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرتی اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتی ہو مسلمان سمجھا جائے اور اس کی تکفیر کرنے والوں کو عبرتناک سزا کا مستوجب قرار دیا جائے۔

اس جگہ ہم یہ بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں، کہ کیا احمدیوں میں نوے میں سے ایک یا ہزار میں ایک وجہ بھی ایسی نہیں پائی جاتی جس کی بناء پر در مختار اور فاضل گنگوہی کے مذکورہ بالا فتووں کے مطابق ان کی تکفیر کو ناجائز قرار دیا جا سکے کیا معاصر "شہاب" اس پر غور کرکے بتائے گا کہ کم از کم شہاب

وزیراعظم ملایا تنکو عبدالرحمن کی خدمت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تحفہ

(سٹاف رپورٹر)

لاہور ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء وزیراعظم ملایا الحاج تنکو عبدالرحمن پچھلے دنوں نجی دورہ کے سلسلہ میں پاکستان میں تشریف لاتے ہوئے تھے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے دورکنی وفد نے جس کے سربراہ جناب حبیب الرحمن صاحب صادق پرسنل اسسٹنٹ برائے حضرت امیر قوم تھے، وزیراعظم موصوف کے لئے ان کے پرائیویٹ سکریٹری کی خدمت میں مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل ایک سیٹ بطور تحفہ پیش کیا جو انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی ابھی میں یہ قیمتی تحفہ اعلیٰ حضرت وزیراعظم ملایا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں صادق صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دینی خدمات خصوصاً بلاد غیر کے تبلیغی مشنوں کا بالتفصیل ذکر کیا جس سے سکریٹری صاحب موصوف بڑے متاثر ہوئے۔ انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی تبلیغی مساعی سے باخبر ہیں اور آپ کے ووکنگ مشن جانے کا بھی ہمیں اتفاق ہوا ہے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ان کتب میں سے چند پہلے ہمارے پاس موجود ہیں:۔ امیدالحاج وزیراعظم صاحب کے پاس ریلیجن آف اسلام میں نے دیکھی ہے۔

تفصیل کتب جو پیش کی گئیں:۔

(۱) دی ہولی قرآن فرسٹ کوالٹی
(۲) ریلیجن آف اسلام
(۳) ارلی کیلیفیٹ
(۴) محمد دی پرافٹ
(۵) لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمدؐ
(۶) نیو ورلڈ آرڈر
(۷) منئول آف حدیث
(۸) ٹیچنگز آف اسلام
(۹) کیریکٹرسٹکس آف ہولی قرآن
(۱۰) غلبہ قرآن

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت

۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء

حلقہ احباب میں یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی کہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو بروز بدھ علوم عربیہ کے ایک فارغ التحصیل مولوی محمد شریف صاحب راجوروی ولد حسن محمد صاحب سکنہ متھران مندھیر ڈاکخانہ نکیال تحصیل کوٹلی ضلع میرپور آزاد کشمیر حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ آپ مولوی فاضل ہیں۔ ان کے اعزاز میں اسی دن مہمان خانہ احمدیہ بلڈنگس میں ٹی پارٹی دی گئی جس میں مرکز کے چند دوستوں اور بزرگوں نے شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر جناب حبیب الرحمان صادق صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر ایدہ اللہ نے مولوی صاحب موصوف کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ مولوی صاحب موصوف کو حق طلبی کا جذبہ۔۔۔ یہاں کھینچ لایا اور یہاں رہ کر انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعض کتب کا مطالعہ بنظر غور کیا جس کے دوران میں علماء سلسلہ احمدیہ خصوصاً حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب سے مسلسل ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا اور بعد از تحقیق و تدقیق سلسلہ عالیہ احمدیہ کو برحق پاکر آج برضا و رغبت اس میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ الحمدللہ۔ صادق صاحب محترم نے مولوی صاحب موصوف کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ مرکز میں ان کا قیام ازدیاد علم اور خدمت دین کے جذبہ کو زیادہ ترقی دینے کا موجب ہوگا۔

مولوی محمد شریف صاحب راجوروی نے صادق صاحب کی تقریر کے جواب میں ان کا اور دیگر احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس امر پر مسرت کا اظہار کیا کہ ان کے ساتھ عملاً اخوت و بھائی چارہ کا ایسا برتاؤ کیا جا رہا ہے جو دوسری جگہوں پر نہیں پایا جاتا۔

آپ نے کہا کہ میں بغیر کسی ترغیب و تحریص کے۔۔۔ اور بغیر کسی لالچ کے برضا و رغبت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا ہوں، اور بغیر کسی لالچ و ترغیب کے اپنی آیندہ زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں۔

آپ نے حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور جناب محترم حبیب الرحمن صاحب صادق کا بالخصوص شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ ان بزرگوں نے طلب حق کے سلسلہ میں میری ہر طرح سے رہنمائی فرمائی ہے اور فی الحقیقت ان شخصیتوں کی بدولت ہی آج مجھے آپ کی عظیم اور مقدس برادری میں شامل ہونے کا موقعہ ملا ہے۔

اس کے بعد تمام حاضرین کی تواضع چائے وغیرہ سے کی گئی۔ اور محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے دعا فرمائی اور مجلس برخاست ہوئی۔

خط وکتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

اخبار احمدیہ

ایر فورس میں کمیشن

بہ ہزاری سردار حسن خاں صاحب سابق ریلوے گارڈ گارڈن ٹاؤن لاہور سے اطلاع دیتے ہیں میرے لڑکے چوہدری احمد نواز نے مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو پاکستانی ملٹری ایرفورس میں پائلٹ آفیسر کا امتحان دیا تھا جس میں وہ خدا کے فضل و کرم سے نمایاں نمبروں پر کامیاب ہوا ہے اور اس کو مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو مستقل کمیشن بھی مل گئی ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے جس کے لئے میں پروردگار کا شکر گذار ہوں اس خوشی میں ایک حقیر سی رقم مبلغ ۵/- روپے انجمن کو بطور شکرانہ بھیج رہا ہوں۔ دعا ہے۔۔۔۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہر مرحلہ پر حامی اور ناصر ہو۔ آمین

جماعت بہاولپور کے نئے صدر

جناب اقبال چغتائی صاحب ناظم جماعت احمدیہ شرقیہ اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت بہاولپور کے نئے صدر جناب محمد فیاض صاحب منتخب ہوئے ہیں ضروری خط و کتابت بقیہ پتہ پر اب ان سے کی جائے۔

دعائے صحت

بغداد سے سید تصدق حسین القادری تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی صحت تندرستے بہتر نہیں ہے ان کی صحت کے لئے احباب کرام دعا فرماویں

میاں مغیث احمد صاحب کے فرزند ارجمند کا عقیقہ

میاں مغیث احمد صاحب برادر عزیز میاں فاروق احمد صاحب ملز اونرکے فرزند ارجمند کے عقیقہ کی تقریب کالونی ٹیکسٹائل ملز اسمعیل آباد میں ۱۳ — ۱۴ اکتوبر کو نہایت تزک و احتشام سے عمل میں آئی حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے جناب حبیب الرحمن صادق صاحب اور انجمن کی طرف سے جناب مولانا احمد یار صاحب اس تقریب میں شامل ہوئے بہت سے معزز اصحاب اس تقریب میں شامل تھے اس موقعہ پر مشاعرہ بھی ہوا جس میں کئی نامی شعراء نے حصہ لیا رات کے وقت کالونی ملز کا ہر حصہ اور تمام درخت بجلی کی روشنیوں سے بقعہ نور بنے ہوئے تھے۔

ہم اس تقریب سعید کے لئے محترم میاں مغیث احمد صاحب کو مبارکباد عرض کرتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے بہرہ ور کرے۔

ضروری اطلاع متعلق جماعت احمدیہ میں رشتہ و ناطہ کے شیخ غلام قادر صاحب ڈالہ سے خط و کتابت کیجئے۔

اسلام میں بطل پرستی اور شرک کی ممانعت توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کی تلقین

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع حمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ــــــ (النحل)

آنحضور صلعم کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ العالمین بنا کر بھیجا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا جہان کی قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس رحمت کا ایک نقشہ اس آیت کریمہ میں دیا ہے۔ فرمایا وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ اس کتاب قرآن کریم کو نازل کرنے سے ہماری ایک غرض یہ ہے کہ آپ لوگوں پر ان کے باہمی اختلاف واضح کر دیں اسی بات کو دوسری جگہ یوں فرمایا ہے۔ یا اھل الکتٰب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیراً مما کنتم تخفون من الکتٰب ویعفوا عن کثیرا۔

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے تاکہ بہت سی ایسی باتوں کو جو تم چھپاتے ہو تم پر واضح کر دے اور اکثر امور کو نظر انداز بھی کر دے۔ ایک اور جگہ یوں آیا ہے۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون

ہم نے آپ کو ایک ایسی کتاب دی ہے جس کو الذکر کہتے ہیں۔ یعنی یہ یاد دہانی ہے ان اصولوں کی جو خدا تعالیٰ نے انسانوں کی فطرت میں رکھے ہیں۔ تاکہ آپؐ اُن تعلیمات کی وضاحت کریں جو ان پر نازل کی گئی ہیں۔

حضرت نبی صلعم کی مشکلات

آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں۔ لیکن رحمۃ للعالمین بننے کے لئے کس قدر مشکلات ہیں۔ آپؐ کے سامنے عیسائی ہیں۔ یہودی ہیں۔ بت پرست ہیں۔ مشرک ہیں۔ بت پرستوں میں ایک جاہل طبقہ بھی ہے جیسے عرب کے بدو اور جاہلوں کے علاوہ عالم فاضل طبقہ بھی ہے۔ جیسے ہندوستان کا ہندو اور ایشیائی قوم بھی بت پرست ہے۔ جن میں بڑے بڑے عالم فاضل لوگ ہیں۔ یہ قومیں سب کی سب اپنے اپنے مذہب پر سختی سے قائم ہیں۔ ان کو وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ تمہارے اختلافات ایسے نہیں ہیں جن کو مٹایا نہ جا سکتا ہو۔

بت پرستی اور بطل پرستی کی مخالفت،

بت پرستی کے برخلاف قرآن کریم نے نہایت معقول دلائل دیئے ہیں۔ اور انسان پرستی پر بھی بحث کی ہے۔ نہ صرف لوگ عیسیٰ۔ کرشن۔ بدھ۔ رام چندر کو خدا بنا بیٹھے۔ بلکہ اس رنگ میں بھی انہوں نے انسان پرستی کی کہ۔ ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ اکثر علماء۔ پنڈت۔ پادری۔ مولوی اور گدی نشین خدا بن بیٹھے ہیں۔ اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ خدا کی بات ہے۔ ان کے سامنے یہ غرض ہوتی ہے کہ ناجائز طریق سے لوگوں کا مال کھائیں۔ بظاہر یہ مولوی اور مشایخ کہتے ہیں کہ وہ برحق اور سچی باتیں کہتے ہیں لیکن فی الحقیقت لوگوں کو لیت اور حقیقت سے واقف نہیں ہونے دیتے اور انکو خدا کی صحیح تعلیمات سے روکتے ہیں یہودیوں کے علماء اور عیسائیوں کے بشپ اور پادریوں نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی کہ ان کا طریق تعلیم ان کتابوں کے موافق نہیں ہے جو ان پر نازل ہوئی تھیں۔

موجودہ علماء و مشائخ کی حالت

لیکن ہم دیکھتے ہیں حضور اکرم صلعم کے بعد آپؐ کی امت کے علماء اور مشائخ بھی اُسی رنگ میں رنگین ہو گئے۔ آج پیر اور دیوبند کی دونوں کی پرستش کی جاتی ہے۔ ان کی بات خدا کی بات قرار دی جاتی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرب اور برگزیدہ نبی ہیں۔ ان کی قوم نے ان کو خدا بنا دیا۔ اس زمانے میں بھی ایک مامور اور مجدد کو نبی بنا دیا گیا۔ قرآن کریم میں اس کا یوں ذکر ہے۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو اور مسیح ابن مریم کو رب بنا لیا۔ وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحداً حالانکہ ان کو کہا گیا تھا کہ کسی انسانی بچہ کو خدا نہ بنانا اور ایک خدا ہی کو اپنا معبود بنانا۔

ارباباً من دون اللہ سے مراد

عدی ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ اور بشپ آدمی کا بیٹا تھا۔ قرآن کریم کے اس ارشاد پر کہ لوگ اپنے علماء اور مشائخ کو خدا بنا لیتے ہیں اس نے حضور کریم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم تو اپنے علماء کو رب نہیں مانتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی خدائی یہی ہے کہ جس چیز کو خدا نے حلال قرار دیا ہے وہ اُسے حرام قرار دیتے ہیں۔ اور جس کو حرام قرار دیا ہے۔ اُسے وہ حلال بنا لیتے ہیں اور تم ان کو ایسی تعلیمات کو بدل دینے پر درست تسلیم کرتے ہو۔ یہی ارباباً من دون اللہ سے مراد ہے یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ کسی چیز کے بارے میں فتویٰ خود اپنی مرضی سے لکھتے ہیں۔ اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً۔ ایسے کرتے ہیں کہ روپیہ پیسہ کمائیں۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ اور اس غرض کے لئے کلام الٰہی میں تحریف و تبدل اور الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں۔

اعتقادات باطلہ کی اصلاح

قرآن کریم میں شرک کی اقسام کا ذکر ہے کہیں جاندروں کی پرستش کا ذکر ہے کہیں شجر و حجر پوجا پاٹ کا ذکر ہے اور کہیں بعض رہبروں کو خدا بنائے جانے کا ذکر ہے۔ یہ سب اقسام غیر اللہ کی عبادت ہیں ان سے منع فرمایا ہے بلکہ ایک ہی واحد اور یگانہ پرستش پر زور دیا گیا ہے۔ ان اعتقادات باطلہ کے درست کرنے کا کام حضورؐ کے سپرد ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو ساری دنیا کی مشکلات کا علم ہے آپ نے ان تمام مشکلات کے ایسے عمدہ دلائل دیئے ہیں۔ اور ان کی اصلاح کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

خدا کے تمام پیغمبروں کی تعلیم ایک ہی تھی

اہل کتاب کو فرمایا کہ دنیا جہان کی قوموں میں جس قدر نبی اور رسول بھیجے گئے ہیں۔ ان سب کے سب رسولوں اور نبیوں کی ایک ہی تعلیم تھی۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔

وہ یہی کہتے تھے کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی کی عبادت کرو۔ ایک جگہ فرمایا:۔

شرع لکم من الدین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی دین لائے ہیں۔ ما وصی بہ نوحاً جو حضرت نوح کو جو سب سے پہلا پیغمبر ہے دیا گیا تھا۔ والذی اوحینا الیک وہی آپ کو دیا گیا تھا۔ وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی یہی دین عطا کیا گیا تھا اور وہ دین کیا ہے۔ ان اقیموا الدین کہ اصل دین جو خدا کا ہے۔ اس پر قائم رہو ولا تتفرقوا فیہ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ حضرت نوح جو پیغمبر ہیں ان کی بھی یہی تعلیم تھی۔ حضرت ابراہیم جو یہودیوں عیسائیوں اور مشرکین کے باپ ہیں توحید کی تعلیم دی حضرت موسیٰ عیسیٰ کی بھی یہی تلقین تھی

وحدت انسانیت کی تبلیغ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب قوموں کو ایک کرنے کے لئے دلائل دئیے۔ دلائل سے دماغ روشن ہوتا ہے۔ جب دماغ میں روشنی پہنچتی ہے۔ تو انسان کو اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں محسوس ہوتی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا ایک ہے۔ خدا کا دین ایک ہے۔ سرچشمہ ایک ہے انبیاء کرام ایک ہی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ اور ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو کر دوسروں کو سیراب کرتے رہے ہیں:۔

اختلاف کی وجہ

تو پھر اختلاف کیوں کر ہے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا۔ کہ فما اختلفوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیاً بینھم :۔ وہ لوگ باوجود کھلے کھلے علم کے محض ضد کی وجہ سے اختلاف پیدا کرتے تھے ان کی ضد کی وجہ سے ہی یہ اختلاف اور تفریق پیدا ہوئے۔ علماء اور مشائخ پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حقیقی دین و مذہب کی تعلیم و تلقین کریں۔

آنحضرت صلعم کا عظیم الشان کارنامہ

الغرض یہی فرمایا کہ سرچشمہ ایمان ایک ہی ہے۔ اس لئے تمام پیغمبروں نے اصولی طور پر ایک ہی تعلیم دی تھی۔ لیکن ان کے متبعین کے اس حصہ نے جس کو علماء مشائخ کہتے ہیں۔ نفسانی اغراض کے باعث خدا کی فرمائی ہوئی تعلیمات کو تبدیل کر دیا ان امور کی وضاحت کرنا آپؐ کا عظیم الشان کارنامہ ہے آج بھی آپؐ ہی دنیا کو ایک کر سکیں گے۔ اس وقت بھی آپ ہی رحمۃ العالمین ثابت ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ خدا کے مقرب و برگزیدہ رسول ہیں

عیسائیوں کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول ہیں ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کہہ کر حضرت عیسیٰؑ پہلے رسولوں کی طرح ایک رسول ہی تھے۔ ان سے پہلے جتنے رسول آئے وہ اپنی طبعی عمر پا کر خدا سے جا ملے جس سے ظاہر ہوتا ہے وہ خدا نہ تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی وفات پا گئے۔ ان کے متعلق اور ان کی والدہ کے متعلق فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام ۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ یعنی وہ دونوں بشریت کی حاجات رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو خدا بنانا غیر معقول ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی عزت افزائی ان کلمات میں فرمائی۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ حضرت مسیح کے لئے یہ عار کی بات نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بندہ کہلائے۔ اسی میں حضرت عیسیٰؑ کی عزت ہے اور ان کا عرفان تقاضہ کرتا ہے کہ وہ خدا کا کامل بندہ کہلائے۔

بطل پرستی کی ممانعت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ جس طرح سے نصرانیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی۔ اسی طرح سے تم میری پوجا شروع نہ کر دینا:۔

قولوا عبدہ ورسولہ۔

سب مجھے خدا کا بندہ پہلے کہو اور پھر اس کا رسول مانو میں پہلے اس کا فرمانبردار بندہ ہوں اور پھر اس کا رسول بنا ہوں۔ عبودیت عبدیت رسالت پر مقدم ہے۔ اس بندگی کی بنا پر خدا نے پسند کیا ہے کہ میں رسالت اور نبوت کا کام سرانجام دوں

قابل پرستش ذات کی قدرت و حکمت

الغرض قرآن کریم میں بت پرستی کے متعلق بار بار آیتیں آتی ہیں۔ اور اس کی مخالفت کی گئی ہے اس نے دلائل و براہین دئیے ہیں کہ پرستش کے قابل ایک ہی ہستی ہے وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ آسمانوں کا بھی معبود وہی ہے اور زمین کا بھی وہی معبود ہے۔ آسمانوں اور زمین کی وسعتوں سے کوئی باہر نہیں جا سکتا ہے۔ انسان اپنی طاقت و قدرت میں عاجز ہے۔ پچھلے سال انگلستان میں شدت کی سردی پڑی بے شمار آدمی مر گئے۔ ریلیں چلتی چلتی رک گئیں راستے کٹ گئے۔ کون اس کو روک سکتا ہے اسی طرح سائبیریا میں کون ہے جو وہاں کی شدید برف باری کو روک سکے وہ لوگ سائبیریا کو بھی .... آباد نہیں کر سکے۔ انسان زوال پذیر ہے اس کی عقل و خرد زوال پذیر ہے اس کی طاقتیں محدود اور زوال پذیر ہیں اس کا قدرتی حادثات پر کوئی کنٹرول نہیں پیش آنے والے واقعات پر کوئی کنٹرول نہیں۔ آفات کے دور کرنے پر قدرت حاصل نہیں۔ اف ان کے لئے زوال ہے ڈاکٹر طبیب بادشاہ حاکم، امیر غریب چھوٹا بڑا سب کے لئے زوال ہے۔ ہر انسان پر ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے کہ وہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے ایک دولت مند انسان کو ڈاکٹر حکیم یاقوتیاں کھلاتے ہیں۔ لیکن موت کا پیالہ نہیں ٹل سکتا بینائی شنوائی آہستہ آہستہ ختم ہوتی رہتی ہے قوتیں سلب ہوتی جاتی ہیں استعدادیں منجمد ہو جاتی ہیں۔

انسان کا جسم اپنا آپ چھوڑ دیتا ہے اپنی جان اس پر بوجھ ہو جاتی ہے جوانی کا سرخ رنگ بڑھاپے کی زردی میں بدل جاتا ہے کون ہے جو سدا جوان رہے۔ انسان کا نہ اپنے آپ پر کوئی کنٹرول ہے اور نہ کائنات میں کسی اور چیز پر قبضہ ہے۔ فضاء پر اسے قدرت حاصل نہیں آسمانوں آسمان میں رات کو تارے جھلملاتے نظر آتے ہیں نظر آتے ہیں یہ ہزاروں میل دور ہیں یہ کہکشاں جو ہمیں نظر آتی ہیں کہتے ہیں ان کے اندر کروڑہا کروڑ ستارے ہیں کون انسان ان تاروں اور ستاروں کا شمار کر سکتا ہے انسان کی حکومت اور ضبط تو خود ساختہ چیزوں پر نہیں ہے کبھی اس کی موٹر اس کی جان لیوا ثابت ہوتی ہے کبھی ہوائی جہاز اس کو موت کی نیند سلا دیتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی حکومت میں بڑا استقلال استقامت ضبط اور نظم پایا جاتا ہے قرآن کریم نے اس پر بڑی بحث کی ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وحدہ کے الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ ایک ہی ہے فرد یگانہ اور یکتا ہے لا شریک لہ ۔ شریک ہر بلی نصب ہے کہ جس طرح وہ اپنی ذات میں واحد ہے اس طرح اپنے افعال میں بھی واحد ہے زمین و آسمان کی حکومت کو وہ خود ہی چلاتا ہے اس میں قطعاً کوئی ہستی شریک نہیں جس سے تم مرادیں مانگو چاہے کیسی ہی واحد ہے اس کا دربار مشیروں سے پاک ہے وہ ذات میں بھی واحد اور افعال میں بھی واحد

(باقی بر صفحہ)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کتاب "حقیقت النبوۃ" پر تبصرہ

علماءِ ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ درخواست

کہ وہ خدا کے مقرر کردہ حکم عدل پر حکم نہ بنیں

(قسط اوّل)

کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کا موضوع اور علماءِ ربوہ کا موقف

ربوہ سے حال ہی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے "حقیقت النبوۃ" مصنف اس کے قاضی محمد نذیر صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں اس کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبیوں کی جماعت کا فرد ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ہے اور اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے سادہ لوح لوگوں کو مغالطہ پر مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل قاضی صاحب موصوف اس غلط عقیدہ کے پھیلانے میں کہ امتی بھی انبیاء کی جماعت کا فرد بن سکتا ہے ربوہ کے تمام علماء سے پیش پیش ہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بالعموم اسی موضوع پر یہ بزرگ تقریر کرتے ہیں اور پھر وہ تقریر بعض اضافوں کے ساتھ شائع کروا دیتے ہیں موجودہ کتاب سے قبل "شان خاتم النبیین" بھی انہوں نے ہی اسی طریق پر شائع کروائی تھی ان دونوں کتابوں کا موضوع ایک ہی ہے یعنی "امتی نبی" نبوت کی الگ قسم ہے جو جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے لے کر حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور تک وجود میں نہ آئی تھی اور دلائل بھی قریبًا قریبًا ایک ہی قسم کے ہیں، تعجب ہے کہ خدا کا حکم و عدل جو ساری دنیا کی عمومًا اور مسلمانوں کی خصوصًا غلطیاں نکالنے کے لئے آیا وہ تو صاف لفظوں میں فرماتے کہ امتی نبی نہیں ہو سکتا اور نبی امتی نہیں ہو سکتا، ان دونوں کے درمیان نسبت تباین کی ہے لیکن ربوہ کے علماء خدا کے مقرر کردہ حکم پر حکم عدل بن کر اس بات پر زور دیتے چلے جاتے ہیں کہ امتی نبی بن سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ جو خدا کی طرف سے حکم عدل ہو کر آیا تھا اس نے نعوذ باللہ اس حقیقت کو سمجھا بھی نہیں اور نعوذ باللہ ان نام نہاد علماء کی پیروی کر گئے ..... قرآن کریم کی صریح نص کے خلاف اس غلط

صوم جن کی غلطیاں نکالنے کے لئے مامور ہوا تھا

عقیدہ کی بنیاد رکھ گیا کہ امتی انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا فرد نہیں بن سکتا اور اب ان پر خدا نے حضور کی غلطی کا انکشاف کیا ہے اور قرآن کی آیت کے معنی ان کو سمجھائے ہیں جس سے حضور نعوذ باللہ آخر تک بے خبر رہے اور اسی بے خبری کی وجہ سے غلط استدلال کرتے رہے اور اسی بےخبری میں ہی دنیا سے گزر گئے سو اب یہ حضورؑ کی نعوذ باللہ اس خطرناک غلطی کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات

عملی طور پر یہی موقف ہے علماء ربوہ کا جیسا کہ ان کی تحریروں سے واضح ہے اور جناب قاضی صاحب موصوف کی دونوں کتابیں بھی اسی پر زور دے رہی ہیں۔

کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے مغالطے

جناب قاضی صاحب موصوف کی اس کتاب میں جو صریح مغالطے ہیں انہیں میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ لکھا ہے:

"واضح ہو کہ تین باتوں پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے اور اس اجماع میں ہم احمدی بھی شامل ہیں"

اگرچہ پہلی بات بھی ناقص طور پر بیان کی گئی ہے لیکن سردست میں اسکو چھوڑتا ہوں اور دوسری بات کو لیتا ہوں۔ اس کے متعلق آپ لکھتے ہیں:-

"دوسرا مسئلہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے یہ ہے کہ سرور کائنات صلعم سے پہلے جس قدر انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے وہ سب کے سب بالاصالۃ یعنی مستقل نبی تھے کسی دوسرے نبی کی پیروی سے انہوں نے مقام نبوت حاصل نہیں کیا تھا بلکہ خدا تعالے نے ان کا انتخاب براہ راست کسی پہلے نبی کی اطاعت کی شرط کے بغیر کیا تھا اور نبی ہو کر وہ کسی دوسرے نبی کے امتی نہیں کہلاتے تھے چنانچہ

اس حقیقت کی طرف قرآنی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (سورۃ النساء رکوع آیت ۶۴) میں اشارہ سمجھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ کسی دوسرے نبی کا مطیع یعنی امتی بناء کر نہیں بھیجا گیا"

دو مغالطے

عبارت مندرجہ بالا میں دو مغالطے دینے کی کوشش کی گئی ہے اوّل تو یہ کہ موجودہ زمانہ کے تمام علماء حضرت نبی کریم صلعم سے قبل کے تمام انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ کسی سابق نبی کی پیروی کے نتیجہ میں نبی نہیں بنائے گئے تھے بلکہ براہ راست خدا نے ان کو نبوت کے لئے انتخاب کر لیا تھا۔ یہ بات قاضی صاحب موصوف کی سراسر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریر کے خلاف ہے اپنی کتاب چشمہ مسیحی ص۲۹ میں حضور نے صاف الفاظ میں علماء کا یہ مذہب لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے متعلق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت موسٰے کی پیروی سے نبی بنے تھے حتّی کہ حضرت عیسٰے نے بھی مقام نبوت انہی کی پیروی سے حاصل کیا تھا، حضورؑ کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"وہ اقرار رکھتے ہیں (مسلمان علماء۔ ازناقل) کہ موسٰے نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح اسی کی پیروی ۳۰ برس تک کر کے اور توریت کے احکام بجا لاکر اور موسٰے کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا"

قاضی صاحب موصوف کو اس مسئلہ پر تمام امت کا اجماع قرار دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی وہ اس لئے کہ علماء ربوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی جو تعریف کی ہے کہ اس کے لئے شریعت کا لانا یا براہ راست ہونا ضروری ہے وہ محض علماء زمانہ کی تقلید میں کی ہے۔ تقلید تو تبھی ہو سکتی ہے کہ علماء کا اجماع تسلیم کیا جائے اگر جناب قاضی صاحب موصوف نے اس سے قبل چشمہ مسیحی کا مطالعہ نہیں کیا تو اب کریں اور بعد مطالعہ اپنا اعتراف شائع کر دیں کہ اس مسئلہ پر امت کے اجماع کا جو ذکر انہوں نے شائع کیا ہے وہ غلطی سے کیا ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ آپ عمدًا حق پوشی سے کام لے رہے ہیں دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ یہ تسلیم کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ

نے نعوذ باللہ علماء کی طرف ایک غلط عقیدہ منسوب کر دیا ہے حالانکہ اُن کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں جس کا ذکر حضور نے اپنی کتاب "چشمہ مسیحی" میں کیا ہے لیکن اس امر کو تسلیم کرنے سے قبل آپ اس کے نتائج پر بھی غور لیں۔

دوسرا مغالطہ

عبارت مندرجہ بالا میں دوسرا مغالطہ آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ کے مفہوم کے متعلق دیا گیا ہے اس کے متعلق یہ ظاہر کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ اس میں بطور اصول اس حقیقت کا اظہار نہیں کیا گیا کہ رسول کے لئے ضروری ہے کہ اس نے رسالت کسی رسول کی پیروی سے حاصل نہ کی ہو بلکہ اس میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول کسی رسول کی پیروی سے رسول نہیں بنتا وہ محض گزشتہ رسولوں کے متعلق بیان کیا گیا ہے نہ بطور اصول کے، قاضی صاحب موصوف نے اس امر میں بھی حضرت مسیح موعودؑ پر حکم بننے کی کوشش کی ہے کیونکہ حضور نے تو اس آیت کو بطور اصول کے پیش کیا ہے اور اسی آیت سے نبوت کی اس تعریف کا استنباط کیا ہے جسے حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی تعریف قرار دیا ہے۔ حضور پر علماء کی تقلید کا الزام بالکل خلاف واقع ہے اور اسی آیت کو حضور نے اپنے نبی نہ ہونے کو بنا قرار دیا ہے جیسا کہ حضور کی ذیل کی عبارت سے واضح ہے جو ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۱۹ پر درج ہے فرماتے ہیں:۔

"پھر آثار القیامت کے صفحہ ۴۲۵ پر مولوی صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ جب عیسیٰ نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل کیا جائے گا اور فرماتے ہیں کہ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں یہی لکھا ہے اور عجیب تر یہ کہ وہ امتی بھی ہوگا اور پھر نبی بھی لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے (صاحب نبوت تامہ اور کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے کے الفاظ پر غور کرو کیا یہ الفاظ صاف دلالت نہیں کر رہے کہ اپنی نبوت کو جزوی نبوت قرار دیتے ہوئے اس آیت کی ذیل کی باہر نکال رہے ہیں۔ از ناقل) اس کا کامل طور پر (کامل طور پر کے الفاظ بھی آپ کو غور کی دعوت دے رہے ہیں۔ از ناقل) دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے (دیکھا جاتا ہے کے الفاظ پر غور کرو یہ نہیں فرماتے کہ بھیجا جایا کرتا تھا۔ از ناقل) اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"

عبارت مندرجہ بالا کیا سکھاتی ہے

کیا عبارت مندرجہ بالا کا ایک ایک لفظ ہمیں متنبہ نہیں کر رہا کہ جو شخص امتی ہے اور اپنے نبی سے فیض پا کر اس نے کوئی روحانی مقام حاصل کیا ہے اور خدا کی طرف سے مامور بنایا گیا ہے اسے نبوت تامہ کا علامت سمجھ کر اس پر صرف ناقص طور پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے وہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ اس سے نبیوں سا معاملہ کرتا ہے اور یہ کہ نبی کہلانے کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو نبوت تامہ کا حامل ہو اور وہ وہی ہوتا ہے جو براہ راست خدا کی طرف سے نبوت کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز کیا جائے نیز یہ کہ نبوت ناقصہ کا حامل درحقیقت محدث کہلاتا ہے ہاں وہ کسی نہ کسی نبی کا مثیل ہوتا ہے اور "خاتم النبیین" کے الفاظ میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی امت کے کاملین کو اپنا اور انبیاء سابقین کا مثیل بناتے رہیں گے جیسا کہ میں اپنے سابق مقالوں میں ثابت کر چکا ہوں۔

تیسرا مغالطہ

تیسرا مغالطہ صفحہ ۵ پر عبارت مندرجہ ذیل میں دیا گیا ہے لکھتے ہیں:۔

"نبی اکرم صلعم سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا جس کی نبوت امتی ہو یعنی جو بیک وقت امتی بھی ہو اور نبی بھی ہو"

جناب قاضی صاحب کا یہ بیان بھی حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے صریح خلاف ہے، حضورؑ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ پر صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ وہ نبی نبی ہی نہیں جو اپنے کامل متبع کو امتی نبی نہ بنائے اسی طرح پر متبع کو امتی بھی کہا ہے اور نبی بھی دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۲ اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" اور تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱ اور یہ بات قابل قبول نہیں کہ جناب قاضی صاحب موصوف کو حضورؑ کی عبارتوں کا علم نہ ہو پھر جانتے ہوئے ان کو چھپانے کی کوشش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

ایک غلط استدلال کی مثال

جناب قاضی صاحب موصوف نے صفحہ ۶ پر امام علی القاری کی ایک عبارت نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع میں نبی آ سکتے ہیں وہ عبارت عربی میں ہے اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:۔

"اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنحضرت صلعم کے بعد تشریف لا کر نبی ہونے اور ان کے آنحضرت صلعم کے تابع ہو کر آپؐ کی شریعت کے احکام بیان کرنے اور آپؐ کے طریق کو پختہ کرنے میں کوئی منافات نہیں خواہ وہ یہ کام اس وحی سے کریں جو اُن پر نازل ہو جیسا کہ اس کی طرف رسول اللہ صلعم کا قول "اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا" اشارہ کر رہا ہے یعنی (ان کی مراد یہ ہے کہ) وہ (حضرت موسیٰ) وصف نبوت کے ساتھ تابع ہوتے ورنہ وصف نبوت کے بغیر ان کا تابع ہونا آنحضرت صلعم کی فضیلت کا فائدہ نہیں دیتا"

آخری جملہ کا ترجمہ جناب قاضی صاحب موصوف نے اپنی کسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے درست نہیں کیا درست ترجمہ یہ ہے اگر موسیٰ زندہ ہوں تو ان کو میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہو یعنی نبوت کی صفت کے ساتھ ورنہ مسلوب النبوۃ ہو کر اگر اتباع کریں تو یہ امر حضرت نبی کریم صلعم کی خصوصیت میں کسی زیادتی کا فائدہ نہیں دیتا امام علی القاری کے اس قول سے ظاہر ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مستقل نبی بھی (کیونکہ حضرت موسیٰ مستقل نبی تھے

اور حیات کی صورت میں ان کی نبوت سلب بھی نہیں ہوگی) بغیر اس کے کہ اس کی نبوت سلب ہو امتی نبی بن سکتا ہے اس پر قیاس کر کے وہ حضرت عیسٰی کے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آسمان سے نزول کے وقت وہ مستقل نبی بھی رہیں گے اور امتی بھی ان کے نزدیک اس میں کوئی منافات نہیں۔

اب جناب قاضی صاحب موصوف بتلائیں کہ کیا آپ اس عقیدہ سے متفق ہیں ظاہر ہے کہ آپ متفق نہیں چنانچہ آپ نے اپنی کتاب میں حضرت عیسٰی کی دوبارہ آمد کی نفی اسی بنا پر کی ہے کہ مستقل نبی حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہیں آسکتا اگر امام علی القاری کا استدلال درست ہے تو پھر آپ مسلمانوں کے اس عقیدہ پر کس طرح معترض ہو سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰے نبی ہوتے ہوئے بھی امتی بن سکتے ہیں یاد رہے کہ امام مہدی نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا ہے جو حضرت عیسٰی کی دوبارہ آمد اس صورت میں مانتے ہیں کہ نبوت ان سے سلب کر لی جائے گی اور آپ لوگ ان کے اس قول کو اپنے حق میں بطور دلیل پیش بھی کیا کرتے ہیں۔

حدیث کا صحیح مطلب

میں اس جگہ حدیث کا صحیح مطلب بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا دونوں فریقوں کی غلط فہمی دور ہو جائے اس حدیث کے علاوہ ایک اور حدیث بھی ہے جس میں حضرت عیسٰی کا بھی ذکر ہے الفاظ یہ ہیں لو کان موسیٰ و عیسٰے حیین لما وسعهما الا اتباعی حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر میرے زمانہ میں حضرت موسے و عیسٰی پیدا ہوتے تو وہ نبی ہرگز نہ بنائے جاتے بلکہ میرے متبعین میں داخل ہوتے یعنی جس طرح دوسرے مومن میری اتباع کرتے ہیں اسی طرح وہ بھی میرے مومنین میں داخل ہو کر مجھ سے فیض حاصل کرتے اور میرے امتی کہلاتے یہ حدیث بھی درحقیقت اسی حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ کسی کی پیروی سے کوئی شخص رسالت نہیں حاصل کر سکتا ورنہ جو معنی کئے گئے ہیں وہ تو سراسر قرآن اور دیگر تمام صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں۔

اس حدیث سے حضرت عیسٰی کی وفات کا استدلال بالکل صحیح ہے

نبوت کی تقسیم غلط

کتاب مذکور میں نبوت کی تین قسمیں بتلائی گئی ہیں (۱) تشریعی نبوت (۲) غیر تشریعی مستقل نبوت (۳) امتی نبوت انہیں نبوت مطلقہ کی اقسام بتلایا گیا ہے تشریعی اور غیر تشریعی کے متعلق تو اس وقت بحث کا موقع نہیں اس موضوع پر ان شاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر الگ بحث کی جائے گی اس وقت صرف امتی نبوت چونکہ زیر بحث ہے اس لئے اس کے متعلق یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اسکو ثابت کرنے کے لئے جس قرآنی آیت کو پیش کیا گیا ہے اس سے استدلال کرنے میں بھی حضرت مسیح موعود کی مخالفت نمایاں ہے کیونکہ قرآن کریم میں سے صرف ایک ہی آیت پیش کی گئی ہے وہ سورۃ النساء ع ۹ کی آیت ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم الخ ہے میں اپنے بعض مضامین میں یہ حقیقت بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے لیکن باوجود اس کے اپنے آپ کو غیر نبی ہی قرار دیا ہے دیکھو تریاق القلوب ص ۱۲۲ تا ص ۱۲۸ نیز دیکھو ۱۶۷ عجیب ہے کہ علماء دین حضرت اقدس کو داخل تو جماعت انبیاء میں کرتے ہیں لیکن حضور کی طبعی تردید کو اس قدر گراتے ہیں کہ ان کے سرطلبی استدلال کو عقلاً غلط قرار دیتے ہیں ذرہ بھی باک نہیں سمجھتے۔

چوتھا مغالطہ

صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے :۔

"امتی نبی ایک جدید قسم کی نبوت ہے
اور ایسا نبی امت محمدیہ کے مسیح موعود
سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا"

یہ بات بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے صریح خلاف ہے۔ حضور کے نزدیک تمام اولیاء اللہ اور تمام مجددین و محدثین امتی اور ظلی نبی تھے کیونکہ ظلی نبوت کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۲۸ لجۃ النور میں حضور فرماتے ہیں قد اتفق اهل القلوب على ان الولاية ظل النبوة ہاں یہ درست ہے کہ ظلی نبوت کا نام حسب پیشگوئی حدیث نبوی صرف ایک ولی اللہ کو ہی دیا جانا تھا یعنی مسیح موعودؑ کو پہلے بزرگ بھی یہی مانتے چلے آرہے ہیں اور حضرت اقدس بھی یہ مانتے تھے کہ پہلے اولیاء کو نام نہیں دیا گیا پس یاد رہے کہ ظلی نبوت اور چیز ہے اور ظلی نبوت کا نام دیا جانا اور چیز ہے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

نام کب دیا جاتا ہے

اور یہ فرق اس حقیقت پر آگاہی حاصل کرنے سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ نام ہمیشہ کسی چیز کو اس وقت دیا جاتا ہے جب وہ چیز اپنے انتہائی کمال پر پہنچ جاتی ہے اس کی چند مثالیں میں ذیل میں حضرت اقدس کی کتب سے نقل کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۱۲۵ سے صفحہ ۱۵۰ تک "اسلام کیا چیز ہے" کی سرخی کے نیچے اس پر مکمل بحث کی ہے دوست اس سارے مقام کو خود پڑھ لیں میں اس میں سے چند چیدہ چیدہ فقرے درج کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے قبل کے زمانہ کی حالت کا نقشہ کھینچکر فرماتے ہیں :۔

"اس وقت خدا نے قرآن شریف کو اپنے پاک نبی محمد مصطفٰے صلعم پر نازل کر کے دنیا کو کامل اسلام سکھایا (لفظ کامل اسلام قابل غور ہے۔ از ناقل) اور پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے اور اسی قدر سکھلاتے تھے جو اسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے مطابق ہوا اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی (لفظ اسلام کی کو بھی مدنظر رکھیں۔ از ناقل) ان کو نہیں بتلاتے تھے اس لئے ان لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا (اسلام ناقص رہتا تھا کو زیر نظر رکھیں۔ ناقل) یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا (اس عبارت سے ظاہر ہے کہ پہلے تمام ادیان بھی درحقیقت اسلام ہی تھے مگر چونکہ ناقص حالت میں تھے اس لئے انکا نام اسلام نہیں رکھا گیا اس سے ظاہر ہوا کہ نام کامل ہونے پر رکھا جاتا ہے چنانچہ آگے اس کی وضاحت موجود ہے۔ از ناقل) مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفٰے صلعم کی معرفت دنیا میں آیا اس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مد نظر تھا اس لئے یہ دین تمام دنیا کے دینوں کی نسبت اکمل اور اتم ہوا اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا اور اسی دین کو خدا نے کامل کہا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا یعنی آج میں نے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت کو پورا کیا اور میں راضی ہوا جو تمہارا دین اسلام ہو چونکہ پہلے دین کامل نہیں تھے اور ان قوانین کی طرح تھے جو مختص القوم اور مختص الزمان ہوتے ہیں اس لئے خدا نے ان دینوں کا نام اسلام نہ رکھا.......

چونکہ قرآن کو نوع انسان کی تمام استعدادوں سے کام کرنا پڑتا تھا اور وہ دنیا کی عام اصلاح کے لئے نازل کیا گیا تھا اس لئے تمام اصلاح اس میں رکھی گئی اور اسی لئے قرآنی تعلیم کا دین اسلام کہلایا اور اسلام کا لقب

کسی دوسرے دین کو نہ مل سکا کیونکہ
وہ تمام ادیان ناقص اور محدود تھے"

حضرت اقدس کی مندرجہ بالا عبارت اب نص صریح ہے اس بات پر کہ نام کسی چیز کے کامل ہونے پر ہی دیا جاتا ہے گو پہلے تمام ادیان بھی "اسلام" ہی تھے لیکن ان کا نام "اسلام" نہیں رکھا گیا کیونکہ وہ ناقص اور محدود تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کا لایا ہوا دین چونکہ کمال کو پہنچ گیا اس لئے اسکو اسلام کا باقاعدہ نام دیا گیا۔

دوسری مثال

دوسری مثال اس حقیقت پر روشنی ڈالنے والی ہے تمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ پر حضور دجّال کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پس قرآن شریف کے اس فیصلہ سے
ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں
میں ڈرایا گیا ہے وہ عیسائی فتنہ ہے اور
اس میں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے
سے دجل کی کاروائی سے انسان دجّال
کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت
اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجّال
نہیں کہلا سکتا اور جبکہ خدا تعالےٰ نے
عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے
تو کیا وجہ ہے کہ وہ دجّال کے نام سے
موسوم نہ ہوں ہاں آنحضرت صلعم کے وقت
میں وہ دجّال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے
کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درجہ
کو نہیں پہنچی تھی صرف دجّال ہونے کی
بنا پڑی تھی مگر بعد اس کے ہمارے
زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل
آئی تھیں تب پادریوں نے تحریف
اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑہا
روپیہ خرچ کر کے ان محرف کتابوں کو
شائع کیا اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں کوئی
کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا
ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں
اور دجّال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور
جب تک مخالفت حق اور تحریف تبدیل
میں ان سے بڑھکر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک
ہر ایک کو ماننا پڑے گا کہ یہی فرقہ دجّال
اکبر ہے جس کے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی"

عبارت مندرجہ بالا بھی اس حقیقت کو نمایاں طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ نام ہمیشہ کسی چیز کو اسی وقت دیا جاتا ہے جب وہ اپنی صفت میں کمال حاصل کر لیتی ہے۔

. . . .

تیسری مثال

حضور فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام خدا کی حمد کرتے تھے اور خدا نے بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی حمد کی لیکن نام کسی نبی کا بھی احمد اور محمد نہیں رکھا گیا، یہ دونوں نام صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی خدا کی طرف سے عطا کئے گئے کیونکہ حمد الٰہی اپنے انتہائی کمال کو حضرت نبی کریم صلعم سے ہی ظہور میں آئی اور خدا نے بھی آنحضور صلعم کی حمد انتہائی نقطہ تک کی اس لئے آنحضور صلعم احمد اور محمدؐ . . . .
- - - - - - - - - کہلائے دیکھو نجم الہدیٰ صلا

حضرت مسیح موعودؑ کی ولایت کا کامل ہونا

اب جبکہ یہ حقیقت ہے کہ نام کمال پر پہنچنے کے بعد ملتا ہے تو ظلی نبوت کا نام صرف حضرت مسیح موعود کو ہی مل سکتا تھا کیونکہ حضور کی ولایت ہی اپنے انتہائی کمال تک پہنچی ہوئی تھی جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"کیونکہ یہ ولایت کامل طور پر ظلِ نبوت
ہے تجۃ اللہ ص۱۲"

اور کہیں اپنی ولایت کا نام ولایت عظمےٰ رکھا ہے اور پھر خطبہ الہامیہ کے صفحہ ۳۵ پر تو صاف فرمایا:

"وانی علی مقام الختم
من الولایۃ کما کان
سیدی المصطفٰے علےٰ
مقام الختم من النبوۃ
وانہ خاتم الانبیاء وانا
خاتم الاولیاء"

یعنی میں اسی طرح خاتم الاولیاء ہوں جس طرح حضرت نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء کی حقیقت میں پہلے کسی مضمون میں واضح کر چکا ہوں ضرورت پڑی تو پھر بھی عرض کر دوں گا بہرحال تقابل بتلا رہا ہے کہ حضور اپنے آپ کو جماعت اولیاء میں داخل فرما رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ ظلی نبی تو سب اولیاء اللہ ہی تھے خواہ مامور ہوں یا غیر مامور کیونکہ مکالمہ الٰہی سے وہ سب کے سب سرفراز کئے گئے تھے لیکن نام چونکہ کمال پر جا کر ملتا ہے اس لئے نام اسی کو دیا گیا جس کو خدا نے خاتم الاولیاء قرار دیا اور ایسا شخص ایک ہی ہو سکتا تھا اور اسی کو احادیث نے مفصل طور پر اور قرآن نے مجمل طور پر مسیح موعود کے لقب سے ملقب کیا اور اسی پر اپنے افضال کی اس قدر بارش کی کہ آپ سے قبل کسی اولیاء اللہ پر نہیں کی گئی چونکہ اُن کے زمانوں میں اس کی ابھی ضرورت نہ تھی پس ظلی نبی کے نام سے نامزد ہونے کا صرف یہی مطلب ہے کہ آپ کی ولایت اپنے انتہائی کمال پر پہنچ گئی تھی۔ اس نام سے نامزد کئے جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ولیوں کی جماعت سے خارج ہو کر نبیوں کی جماعت میں جا داخل ہوئے ہیں اسی بناء پر آپ نے فرمایا:۔

"اس امت میں آنحضرت صلعم کی
پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا
ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا ہے
جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"

مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کی جماعت میں ایک ایسا ولی بھی ہوا ہے جس کو ظلی نبی کا نام دیا گیا ہے اسی لئے فرمایا:۔

"مگر امت محمدیہ میں ہزارہا لوگ محض
پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے"

اب دیکھ لو یہاں اس حصہ عبارت کو "ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی" حذف کر دیا ہے۔ اور یہ اسی لئے کہ وہ شخص درحقیقت ولیوں کی جماعت کا ہی ایک فرد ہے اس کی جو خصوصیت تھی اس کا اظہار ہو چکا بار بار اس کے ذکر کی کیا ضرورت ہے اور یہ خصوصیت محض اس حقیقت کو ظاہر کرنے والی ہے کہ آپ کامل ولی اور ولایت عظمےٰ کے مالک اور خاتم الاولیاء ہیں پس جہاں جہاں یہ الفاظ آتے ہیں ان سب مقامات میں یہی مطلب ہے کہ اولیاء کی جماعت میں آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کی ولایت کمال کے انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے کاش ہمارے ربوہ کے دوست اس پر غور کریں اور حضور کی تحریروں میں تضاد پیدا کرنے سے اجتناب کریں۔ دلائل تو اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اور بھی ہیں سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے ضرورت پڑی تو انہیں بھی ذکر کر دیا جاوے گا۔ کتاب کے باقی حصہ پر تبصرہ انشاء اللہ آئندہ قسط میں کیا جاوے گا۔

والسلام

ضروری تصحیح

پیغام صلح کی اشاعت مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء کے صفحہ کالم ۳ کی تدوین غلط ہو جانے کی وجہ سے عبارت کا تسلسل ٹوٹ گیا ہے ہم حضرت مقالہ نگار صاحب اور قارئین کرام سے معذرت کے ساتھ اس کی تصحیح ذیل میں کرتے ہیں:۔

(۱) کالم ۳ کی ابتدائی پانچ سطور کے بعد عبارت یوں ہے۔
"۔ چونکہ خاتم النبیّین کے لقب میں یہ حقیقت بھی مضمر ہے کہ آنحضرت صلعم کے وجود باجود میں نبوۃ اپنے انتہائی کمال کو پہنچ گئی جیسا کہ . . . ."

(۲) سطر نمبر ۱۳-۱۴-۱۵ کو حذف تصور کیا جاوے۔

(مدیر پیغام صلح)

معاصرین کے افکار

مسلمانوں کو کافر کہنا جرم قرار دیا جائے

وہ لوگ جو منبر و محراب پر کھڑے ہو کر فقہی مسائل کی آڑ میں مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ اور غیر ضروری مسئلوں کا انبار سا لگا کے مسلمانوں کی تکفیر پر تلے ہوئے ہیں اور انہیں اپنی اس حرکت سے باز آ جانا چاہیئے۔ ان کا یہ فعل مسلمانوں کی وحدت کو نہ صرف غارت کر رہا ہے بلکہ ملک کی سالمیت کے لئے خطرناک ہونے کے علاوہ ایک ایسا طوفان اٹھا رہا ہے جس کا نتیجہ مسلمانوں کی بربادی اور پاکستان کی تباہی ہے ....

ان لوگوں نے شاہ اسمٰعیل شہید۔ مولانا قاسم نانوتوی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی۔ مولانا حسین احمد مدنی۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد علی۔ مولانا محمود الحسن رحمہم اللہ تعالےٰ جیسے ذی شان اکابر کے خلاف کفر کے فتوے بہ الزام لگائے ہیں تو دوسری طرف ان کی زبان کفر ترجمان سے سرسید۔ علامہ اقبال۔ مولانا ظفر علی خان، قائد اعظم بھی نہیں بچے ہیں ـــــ حیرت یہ ہے کہ ان کا یہ لٹریچر کھلم کھلا چھپ رہا ہے اور بک رہا ہے ان کے جلسوں میں جنہیں یہ میلاد کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نہ صرف تنازعات کا مظاہرہ ہوتا ہے بلکہ عام مسلمانوں کو دین سے منحرف کرکے اکابر ملت اور صلحاء امت کے خلاف رکیک حملے کئے جاتے ہیں اور اُن کی کتابوں میں تحریف کی جاتی ہے حتیٰ کہ اُن کے افکار کو سیاق و سباق کی قطع و برید سے اپنی منشا کے معنی پہنا دیئے جاتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں یہ اجازت کیوں دی گئی ہے ..... اس "طائفہ مقدسہ" کو اس امر کا مطلقاً احساس نہیں کہ نئی پود اگر اسلام کے معاملہ میں بے ادب ہوتی جا رہی ہے تو اس کا سب سے بڑا سبب انہی حضرات کا وجود ہے جن کی بات ایک سادہ دماغ کا ضمیر فروش تو سن لیتا ہے کہ وہ تقدیر پر راضی کر دیا گیا ہے لیکن یونیورسٹی کا ایک متعلم یا معلم جس کے ہاتھ میں اب مملکت و معاشرہ کی تہذیب و ترتیب ہے ان باتوں کو بے معنی سمجھتا اور خارج کس سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کا نقصان کس کو ہے؟ اسلام کو اور صرف اسلام کو، ان لوگوں کا تو کچھ نہیں بگڑتا انہیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ ناخواندہ لوگوں کی بھیڑ مہیا کر دیتی ہے۔ اندیشہ یہ ہے کہ جس خرمن میں انہوں نے آگ لگا رکھی ہے اسکے خاکستر ہو جانے کا امکان ہے اور وہ جل بجھے تو باقی کیا رہ جاتا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ ان بے لگام مقرروں پر کوئی احتساب نہیں؟ یہ لوگ "واقعۃً دینی مفسد" ہیں ان کا تعاقب نہ صرف ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے بلکہ یہ بات جرم قرار دی جانی چاہیئے کہ آئندہ جو شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہو کسی مسلمان کو اس طرح کافر کہے گا جس طرح کہ اس گروہ کا شیوۂ گفتار ہے تو وہ قرار واقعی سزا کا مستحق ہوگا اور ملکی قانون کی رُو سے اسکو ایسی سزا دی جائے گی جس سے دوسروں کو عبرت ہو۔ اسی میں پاکستان کی بھلائی ہے اسلام کا وقار ہے اور دین کا تحفظ ہے۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

انتہاء درجہ کی شقاوت

کسی مسلمان کو کافر قرار دینا انتہاء درجہ کی شقاوت اور سنگدلی ہے یہی وجہ ہے کہ سلف کے اکابر علماء و فقہاء اس سلسلے میں بے حد محتاط تھے۔ مشہور حنفی فقیہہ علامہ شامی نے اپنی کتاب "ردّ المحتار" میں لکھا ہے کہ:۔

"ایک مسلمان کے کسی قول اور عقیدہ کی سو تاویلیں ممکن ہوں جن میں سے ننانوے کفر کی ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی تکفیر جائز نہیں۔"

مشہور صوفی بزرگ حضرت گنگوہی رح تو اس سے بھی آگے بڑھ گئے انہوں نے اپنے مکتوب انوار القلوب میں فقہاء کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ قول فقہا ننانوے احتمال کا تحدیدی نہیں ہے بلکہ اگر کسی کے کلام میں ہزار احتمال ہوں جن میں نو سو ننانوے احتمالات کفریہ ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی بھی تکفیر جائز نہیں۔"

ہمارے مختلف مذہبی مکاتیب فکر ان اصولوں کو سامنے رکھتے تو مسلمانوں میں کبھی انتشار و افتراق پیدا نہ ہوتا وہ اختلاف رکھتے ہوئے بھی ایک ملت اور ایک جماعت بن کر رہ سکتے تھے مگر افسوس کہ ہر دور میں بعض غیر محتاط اور مسلکی اہل علم ذاتی اور گروہی تعصبات کا شکار ہو کر اندھا دھند تکفیر کا لٹھ گھماتے رہے اور انہوں نے یہ غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں فرمائی کہ اسلام کی کتنی جلیل القدر ہستیاں اس کی زد میں آ رہی ہیں تاریخ کے اوراق اُلٹے جائیں تو یہ تماشا نظر آتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنی تاریخ ساز شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کے تذکرے حذف کر دیئے جائیں تو خدمت اسلام کا باب اپنے سرمایوں سے محروم ہو جائے وہ سب کی سب اپنے اپنے زمانے میں بعض ظالم فتویٰ نگاروں کی نوازشات کا شکار ہو چکی ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رح کی جلالت قدر کس پر عیاں نہیں مگر انہیں بھی کافر، زندیق اور بدعتی کے القاب سے نوازا جا چکا ہے۔ حضرت امام شافعی رح وقت اسلامی کے روشن چراغ ہیں مگر یار لوگوں نے انہیں اضرّ من ابلیس (شیطان) سے بڑھ کر خطرناک ٹھہرایا۔ حضرت امام مالک پر سرکاری علماء نے کافر اور بدعتی ہونے کا فتوے صادر کیا جس کے نتیجے میں اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر میں ان کی تشہیر کرائی گئی۔ شیخ محی الدین ابن عربی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح حضرت بایزید بسطامی رح حضرت ذوالنون مصری رح حضرت ابوبکر شبلی رح حضرت معین الدین چشتی رح حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری رح حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تصوف اور روحانیت کی دنیا میں جو مقام بلند رکھتے ہیں ہر کہ و مہ کو اس کا اعتراف ہے مگر یہ سب حضرات اپنے اپنے زمانے میں کافر ٹھہرائے گئے۔

یہ تو دور کے زمانے کی بات تھی اپنے اور اپنے قریب کے زمانے کو دیکھا جائے تو انہی زوال اور انحطاط کی دوسری علامتوں کے ساتھ سا لہٰ تکفیر کی مہم بھی پورے جوبن پر نظر آتی ہے۔ پیٹ بھر گنے چنے افراد فتویٰ بازی کی عادت بد کا شکار تھے یہاں بڑی بڑی نامور ہستیاں اس ہما کار خیر میں مشغول دکھائی دیتی ہیں۔ ایک نے کفر کا فتویٰ دیا دوسرے نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف اسے مرتد اور کافر ٹھہرایا بلکہ اعلان کیا کہ

"جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا کافر و مرتد ہے۔"

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح حضرت سید احمد شہید رح اور شاہ اسماعیل شہید رح کے خلاف "کھو بحال لیہ لشکر دجال" کے زیر عنوان جو فتوے شائع کئے گئے۔ ان میں تحریر تھا کہ جو ان کے کافر و مرتد ہونے میں شبہ کرے وہ بھی کافر ہے۔

بریلوی حضرات نے "حسام الحرمین" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس پر تین سو مفتیوں کے دستخط ثبت ہیں اور اس میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمود الحسن اور مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کے متبعین کو "بہ اجماع اہل اسلام مرتد اور خارج از اسلام" بتایا گیا ہے اس کے جواب میں دیوبندی حضرات نے "رد التکفیر علی الفحاش الشنفیر" کے نام سے رسالہ لکھا جس میں مولانا احمد رضا خان بریلوی اور ان کے تمام مریدین و معتقدین کو کافر کہا گیا ہے۔"

(ہفت روزہ "شہاب" لاہور ۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

ضرورت ہے

انجمن کو اپنے ہائی سکول کے لئے دو کلرکوں کی ضرورت ہے۔ کلرک کے لئے میٹرک پاس ہونا اور ٹائپ جاننا ضروری ہے۔ درخواستیں معہ جملہ کوائف اس پتہ پر بھجوائی جائیں اور تنخواہ بھی جو کم از کم قابل قبول ہو تحریر کی جائے۔

احمد یار۔ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس
لاہور

خطبہ جمعہ ـــــ بسلسلہ صـــ۶

اللہ تعالیٰ کی توحید] ذیل کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید پر نہایت شرح و بسط سے بیان فرمائی

ہے حضرت موسیٰ جب اپنی قوم کو فرعون کی حکومت سے نکال کر کنعان کے صحراء میں لے گئے تو وہاں ویرانہ ہی ویرانہ تھا رونق کہیں نہیں تھی شہر بہت سے دور کٹ گیا تھے کچھ عرصہ کے بعد عورتیں اور مرد اکٹھے ہو کے وہ کہنے لگے یٰموسی اجعل لنا الٰھاً کما لھم الھۃ اے موسیٰ ہمیں ایک بت بنا دیجئے جس کی ہم پوجا کیا کریں جیسے دوسرے لوگوں کے معبود ہیں اس سے اس ویرانے میں رونق کے سامان پیدا ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے کہو اغیر اللہ ابغیکم الٰھاً کیا میں خدا کے سوائے کسی اور کی عبادت کرانا چاہتا ہوں

خدا کے انسانوں پر انعامات

اس خدا کو چھوڑ کر جس نے سخر لکم مافی السمٰوٰت و مافی الارض دنیا جہان کی ہر شے کو انسان کے تابع کر دیا ہے سخر لکم الشمس والقمر جس نے سورج اور چاند کو تمہارے لئے سرگرم عمل کر رکھا ہے سخر لکم الانھار جس نے دریاؤں کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے سخر لکم الیل والنھار جس نے دن رات میں سے تمہارے لئے ان گنت فوائد پیدا کئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے وھو فضلکم علی العالمین یعنی اس نے انسان کو کائنات پر فضیلت دے رکھی ہے اور وہ کائنات کا مخدوم اور کائنات اس کی خادم ہے تعجب ہے تم اس خادم کائنات میں سے کسی چیز کو خدا بنا کر اس کی پوجو گے کیا یہ فضیحت کی بات نہیں ہوگی کہ مخلوق کو خالق سمجھ بیٹھو اور خادم کو مخدوم قرار دے دو اغیر اللہ ابغیکم کے سوالیہ جملہ میں انسان کے عقل و فہم پر تعجب کیا کہ وہ کس قدر غیر معقول بات کا مطالبہ کرتا ہے یہ دلیل اپنے اندر خوبصورتی، رعنائی اور دلکشی اور جذب رکھتی ہے۔

نور بھری کتاب

غرض یہ ہے کہ یہ کتاب علم و حکمت بھری ہے لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور اس کے ذریعہ سے انسان تاریکیوں اور ظلمات سے نور و روشنی کی طرف نکل آتا ہے یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرانجام دیا گیا کوئی کتاب ہے جس کے آنے کی غرض یہ ہو کہ لوگوں کے باطل عقائد کو ان پر واضح کرے اختلافات کو مٹانے کی کوشش کرے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے مقصد میں بڑی کامیابی دیکھی ہے کہ ایرانی ۴۴

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔

ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں۔ ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔

اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ر نومبر ۱۹۶۲ء تک اپنی مطلوبہ رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں۔ یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر نومبر ۱۹۶۲ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا ...... اور نہ کوئی رقم موصول ہوئی تو ۷ر نومبر ۱۹۶۲ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جائیگا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا نقصان اُٹھانا پڑے گا...... جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے۔ ریپر پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا۔

(منیجر پیغام صلح)

سالم خریدار

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳۰	۶/-	۳۳۷	۱۸/-
۳۴	۶/-	۳۵۳	۶/-
۸۲	۱۲/-	۲۹۹	۶/-
۹۷	۶/-	۴۱۹	۱۲/-
۱۰۶	۱۸/-	۴۴۳	۶/-
۱۱۵	۶/-	۴۷۷	۶/-
۱۵۴	۶/-	۴۷۹	۶/-
۱۷۱	۶/-	۵۵۵	۶/-
۲۰۱	۶/-	۵۸۳	۶/-
۲۴۳	۶/-	۵۹۰	۶/-
۲۴۴	۶/-	۶۲۴	۶/-
۲۴۹	۶/-	۶۸۸	۱۲/-
۲۸۲	۶/-	۷۶۵	۴/-

۴۴ ایرانی، مصری، ازلی عیسائی اور یہودی سب پیرایہ میں نیرہ دو لائی سالہ سے عقیدہ کا غیر معقول ہونا ثابت کر کے ان کو ایک کرتے ہیں کامیاب ہوتے

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲۸۶	۶/-	۳۰۹	۶/-
۲۹۷	۶/-	۹۲۱/۳۱۰	۶/-
۲۱۹	۶/-	۹۳۲/۳۱۱	۶/-
۹۳۳/۳۱۲	۶/-	۱۰۱۱	۶/-
۹۳۹/۳۱۷	۱۴/-	۱۰۵۳/۳۵۴	۶/-
۹۹۵/۳۳۳	۶/-	۱۰۸۰/۴۲۶	۶/-

رعایتی خریدار

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۱	۲/-	۷۳	۱۴/-
۱۲	۱۱/-	۸۲	۸/-
۴۴	۴/-	۱۱۳	۹/-
۵۱	۶/-	۱۳۸	۱۴/-
۵۲	۱۸/-	۱۶۳	۴/-
۵۵	۶/-	۱۷۸	۹/-
۵۹	۹/-	۳۵۲	۱۲/-

ضروری تصحیح

مضمون "عرب کی کھجور کا پیغام شکر ریزہ" میں کچھ غلطیاں راہ پا گئی ہیں، ان کی ضروری تصحیح ذیل میں ہے:۔

(۱) صـــ۱۳ کالم ۱ سطر ۱ غلط و من الثمرات
صحیح:۔ ومن ثمرات

(۲) صـــ۱۲ کالم ۱ سطر ۹ غلط متعلق صحیح منعلق فرمایا

(۳) صـــ۱۳ کالم ۳ سطر ۲۳ غلط:۔ دن بدن اُٹھتے
صحیح:۔ دن بدن اوپر اُٹھتے

(۴) صـــ۱۴ کالم ۲ سطر ۱ غلط:۔ مسیح کے دکھوں
صحیح:۔ امت مسیح کے دکھوں

(۵) صـــ۱۴ کالم ۳ سطر ۳ غلط:۔ قانوناً ناجائز
صحیح:۔ قانوناً جائز

وفات

کیمبل پور سے نصیر احمد صاحب چشتی لکھتے ہیں میرے نانا سید عبدالحمید شاہ ریٹائرڈ کلرک آف کورٹ مورخہ ... کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے موت کے وقت مرحوم کی عمر ۸۵ سال تھی مرحوم کے دونوں لڑکے مرحوم کی زندگی میں ہی وفات پا گئے تھے۔ مرحوم کے دو نواسوں نے مرحوم کو سپرد خاک کیا۔ حضرت امیر احمد جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحوم کے لئے دعا کریں کہ مرحوم کو جنت عطا ہو مرحوم حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کے شاگرد بھی رہے اور انہی کے ذریعے جماعت میں داخل ہوئے مرحوم مرتے دم تک پیغام صلح کے اوراق کی ورق گردانی کرتے رہے اور ... ورد زبان رہا

رفتارِ عالم

ـــ بھارت اور چین کے درمیان بھارت کی شمال مشرقی سرحد کے علاوہ آپ لداخ کے علاقہ پر بھی گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ بھارت کی مزید نو چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ طرفین کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

ـــ صدر ایوب عنقریب سرکاری دورہ پر ملایا جائیں گے۔

ـــ نیدرلینڈ کے تخت کی وارث شہزادی ۲۳ اکتوبر کو کراچی پہنچ رہی ہیں۔

ـــ کانگو کے شمالی حصہ میں جنگ پھر شروع ہو گئی۔

ـــ وزیراعظم اردن نے یمن کے شہزادے امام محمد کی درخواست پر فوجی امداد دینے کا وعدہ کر لیا ہے یمن میں انقلابی حکومت کی مدد کے لئے متحدہ عرب جمہوریہ نے دو فوجی دستے بھیج دیئے ہیں۔ اور روس نے ایک سال تک امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ـــ پاکستان نے جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا۔

ـــ امام بدر نے شہزادہ حسن کی قیادت میں یمن کی نئی حکومت تشکیل دے دی ہے۔ اور امام نے شاہ پرست فوج کی کمان خود سنبھال لی ہے۔

ـــ الجزائر اور کیوبا میں سفارتی تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔

ـــ وزیراعظم روس نومبر میں امریکہ کے دورہ پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ـــ مسٹر منظور قادر نے چیف جسٹس کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔

ـــ ملایا کے وزیراعظم مسلمان ممالک دولت مشترکہ کی تشکیل کے لئے کوشاں ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ممالک کے درمیان روحانی اور اقتصادی تعاون اور ربط پیدا ہو۔

ـــ شاہ سعود نے کابینہ کو برطرف کر کے شہزادہ فیصل کو نئی کابینہ تشکیل دینے کی دعوت دے دی ہے

ـــ نیپال اور پاکستان کا تجارتی معاہدہ ہو رہا ہے جس کے مطابق نیپال پاکستان سے ہر سال پندرہ کروڑ روپے کی اشیاء درآمد کرے گا۔

ـــ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں انقلابی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔

ـــ صوبائی حکومت نے کراچی بدر بارہ طلباء کے اخراج کے احکام واپس لے لئے جائیں:۔

ـــ پاکستان اور بھارت کے درمیان مشرقی پاکستان کی سرحد پر جنگ بندی کا سمجھوتا ہو گیا ہے۔

ـــ صدر پاکستان اور وزیراعظم ملایا کے درمیان اسلامی دولت مشترکہ کی تجویز پر تبادلہ خیال ہوا۔ اور ملایا اور پاکستان کے درمیان تجارتی توسیع اور باہمی تعاون کے متعلق اتفاق رائے ہو گیا۔

ـــ وزیر تعلیم نے غیر سرکاری کالجوں کے اساتذہ سے وعدہ کیا ہے کہ حکومت پرائیویٹ کالجوں کے اساتذہ کی تنخواہیں بھی مقرر کرے گی اور ان کے معیار زندگی بلند کرنے اور ان کے حالات کار اور شرائط ملازمت کو بہتر بنانے کی پوری کوشش کرے گی۔

ـــ مغربی پاکستان کے نظر بندوں کے بورڈ نے سابق نواب دیر کی نظر بندی کو جائز قرار دیا ہے سابق نواب دیر ستمبر سے نظر بند ہیں۔

ـــ جاپان، فرانس اور امریکہ باہمی تعاون سے چاند کا جدید نقشہ تیار کر رہے ہیں۔

ـــ حکومت سابق سندھ میں سندھی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مطالبہ تسلیم کر لیا ہے۔

ـــ امیر جماعت اسلامی ڈیرہ غازی خاں کو قانون امن عامہ کے تحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔

ـــ بھارت کی ایک سماجی جماعت نے پردہ کی ممانعت کا مطالبہ کیا ہے۔

ـــ پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل نے دو سالہ ڈگری کورس بحال کرنے کی سفارش کر دی ہے۔

ـــ وزیر زراعت پاکستان نے کہا ہے کہ قومی جمہوری محاذ کا مقصد صرف یہ ہے کہ ملک میں انتشار اور مایوسی پیدا کی جائے اور یہ اور یہ صدر ایوب کے خلاف تشکیل دیا گیا

ـــ بھارت نے مشرقی پاکستان اور بھارت کے سرحدی جھگڑے کے تصفیہ کے لئے وزارتی سطح کی تجویز پیش کی ہے۔

ـــ پیکنگ میں پاکستان اور چین کے سرحدی مذاکرات بڑے خوشگوار ماحول میں ہو رہے ہیں۔

ـــ مسلم لیگ کے کنونشن اور کونسل گروپوں کے درمیان مصالحت کی بات چیت کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی

ـــ صدر پاکستان ایوب نے قومی اتحاد کونسل کی تشکیل کی تجویز کی ہے۔ جو آپ کی قیادت میں تشکیل ہو گی تا ملک میں "انتشار اور تخریب" کی طاقتوں کا مقابلہ کیا جائے۔

ـــ صدر ایوب نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی موجودگی میں نام نہاد لیڈروں کی گول میز کانفرنس میں میری شرکت کا مطلب آئین کی خلاف ورزی اور ایک سازش کا ارتکاب ہوگا جس کے لئے میں ہرگز تیار نہیں ہوں۔

پیغام صلح ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۴۱

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ لاہور سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم مریدِ احمد ہیں سلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرمبادلہ
پاک وہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ یکم جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۲

بحرِ حکمت کے موتی

اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا
وخیارکم خیارکم لاھلہ - ابوداؤد - والترمذی
انتخاب صحاح ستہ -

ترجمہ:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کے لحاظ سے وہی شخص پکا مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور بہت اچھا شخص تم میں سے وہ شخص ہے جس کا برتاؤ اپنی بیوی اور والدین اور دیگر متعلقین سے اچھا ہے۔

نوٹ:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ایک دوسرے سے ملو تو نہایت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرو تبلیغ دین کے سلسلہ میں حسن کلامی کو مدنظر رکھو تاکہ تمہاری گفتگو کا بہتر نتیجہ برآمد ہو۔

واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا (۴ : ۸۶)

ایسی با اخلاق قوم حضرت نبی کریم نے پیدا فرمائی جس کے متعلق حضور نے فرمایا فانھم قوم لا یشقی جلیسھم یعنی یہ قوم ایسی ہے کہ ان کے ہمنشین (ان کے اخلاص اور اخلاق سے متاثر ہو کر) بدبختی کا کبھی منہ نہیں دیکھتے۔ دعوت الی الحق

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن -
(۱۶ : ۱۲۵)

اپنے متعلقین اور بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو -
عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن[۲۴]

اشاعت مذہب کا طریق

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سوال:- آپ کی رائے میں مذہب پھیلانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

جواب:- میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے اور اس کے لئے بیرونی کوشش نہ کرنی پڑے مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں جیسے سورج چاند ستارے وغیرہ، اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آسکتیں مثلاً چرند پرند وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے، پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت و صداقت کے نور سے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اتر جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے اس لئے میں نے کہا تھا کہ تعلیم ایک نرا نغان ہے جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے وہ انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے، ایک انسان جب بالکل مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل جاوے اس وقت وہ خدا میں زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے مگر خدا کے فضل کے سوا یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے وہ جس انسان کو مبعوث کرتا ہے پہلے اسکو یہ زندگی عطا کرتا ہے، وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس کے مناسب حال اسکو تعلیم دیتا ہے جسکو اسی مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گند، نفس پرستی، ظلم اور شہواتی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ پاک باتیں ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کر کے اس کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں جس سے اس کو گناہ سوز فطرت مل جاتی ہے، وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گند سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ میں زندگی بسر کرنے میں راحت اور لذت پاتا ہے۔ پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے اس کے لئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس کی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لے کر آتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت انکو غلبہ ملتا ہے جو بطور نشان کے ہوتا ہے ان کی آمد اس وقت ہوتی ہے جب دنیا حق اور نور کے لئے پیاسی ہوتی ہے۔ غرض عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔

---

[۲۴] فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (۴ : ۲۰) متعلقین کے متعلق یہ احکام ہیں:-
واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا - الآیہ (۴ : ۳۶)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

پاکستان

ترجمہ خط از مسٹر محمد سعید صاحب۔ گوجرانوالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے پچھلے مہینے آپ کی طرف سے لٹریچر کا رجسٹرڈ پارسل ملا جس میں میری مطلوبہ و محبوبہ کتاب ٹیچنگز آف اسلام بھی تھی۔

مجھے افسوس ہے کہ میں قبل ازیں آپکی مہربانیوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکا کیونکہ میں اپنے قریبی رشتہ دار کی شادی کی مصروفیت میں مشغول رہا ہوں۔

آپ کی ارسال کردہ کتب بھی مہمان لے گئے ہیں جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

اب میں مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج رہا ہوں یہ کتب کی قیمت میں رکھ لیں۔ اور مجھے دوبارہ وہی لٹریچر پھر بھیجدیں

مہربانی فرما کر مجھے اطلاع بخشیں

(انہیں سب لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

نائجیریا

ترجمہ خط از مسٹر الحاج سفیانوں کانو نائجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آٹھ کتابچے مل گئے ہیں شکریہ۔

آپ کا لٹریچر اسلام کی معاونت میں نمایاں کام کر رہا ہے اور اسلام انشاء اللہ تعالےٰ تمام دنیا پر غالب آجائے گا۔

افسوس میں آپ کو قبل ازیں جواب نہ لکھ سکا کیونکہ میں ملک سے باہر ٹریڈ یونین کانفرنس میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ میں ٹریڈ یونین لیڈر ہوں۔ میں نادرن ریجنل پروڈیوس انسپکشن ٹیکنیکل سٹاف یونین کا پریذیڈنٹ ہوں (NRPITSU)

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جہاں کہیں جاؤں گا اتحاد المسلمین کو مدنظر رکھوں گا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں حتی المقدور کوشش کرتا رہوں گا کہ اسلام ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے اور مسلم دنیا میں رشتۂ اتحاد قائم ہو جائے۔

مجھے اس بات کی بھی امید ہے کہ مسلمان نائجیریا اور پاکستان ایک دوسرے کو سمجھ جائیں گے اور اسلام کی ترقی کی ہمیشہ مل کر کوشش کرتے رہیں گے

میں نائجیریا میں آج سے آئندہ کے لئے اسلامی اصولوں کی اشاعت کی کوشش کرتا رہوں گا۔

(انہیں مزید لٹریچر اور خط لکھا گیا کہ حاجی ممبر شید صاحب سے ملیں)

امریکہ

ترجمہ خط از مسٹر اے عزیز براؤن برٹش کولمبیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کا خط مورخہ آٹھ اکتوبر ۱۹۶۲ء ملا یاد آوری کا شکریہ خط کے جواب میں دیر اس لئے ہوئی کہ یہاں پوسٹ آفس ورکز یونین نے سٹرائک کرا دی ہوئی ہے۔

میں نے سمجھ لیا کہ آپ میری تبلیغی جدوجہد کے متعلق دریافت فرما رہے ہیں۔ عرض ہے کہ موجودہ کاروبار میں مجھے فرصت بہت کم ملتی ہے اور بدیں وجہ ہم نے ڈاکٹر قریشی صاحب کو منگوایا تھا.......

اگرچہ میں بہت مصروف ہوں تاہم میں جہاں تک ممکن ہو سکے ہر ایک مستفسر کے جواب دیتا ہوں اور اسلام کے متعلق احمدیہ نقطۂ نظر سے وضاحتاً بیان کرتا ہوں۔

میں اس لئے بھی شکر گذار ہوں کہ آپ نے میرے لئے لٹریچر روانہ کیا ہے۔

لیکن جس لٹریچر کی یہاں بہت ضرورت ہے وہ اسلام اور سوشلزم پر ہو کیونکہ ہمارا کاونٹ سوشلزم کی طرف جھکی ہوئی ہے۔

ہمیں ایک درجن ماسٹر اینڈ ڈس ٹو لفہ مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم وغیرہ بھیجدیں۔

خواجہ کمال الدین مرحوم اور مولانا محمد علی مرحوم کی پریکٹس کے متعلق چند منصوبے میں تیار کر رہا ہوں جونہی یہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے آپ کو مطلع کیا جائے گا۔

(انہیں چند کتابچے اور خط بھیجے گئے)

بھارت

ترجمہ خط ایس۔ رام ناتھ راؤ منگلور انڈیا۔

میں آپ کے خط مورخہ ۷ اراگست ۱۹۶۲ء کو پڑھکر بہت خوش ہوا بہت بہت شکریہ ابھی میں نے آپ کا دو کتابوں کا پارسل وصول کیا ہے میرے پاس کوئی ایسے لفظ نہیں جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔ کیا میں اسکو اپنی شادی کا تحفہ تصور کر لوں (قبلہ ڈار صاحب) بہت بہت شکریہ۔ آپ لطف اندوز ہوں گے کہ جو لٹریچر آپ نے مجھے بھیجا ہے اس میں سے کچھ میں نے اپنے مسلمان دوستوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور قرآن کے پڑھنے کی جو مہم میں نے شروع کی ہے وہ اس سے بہت خوش ہیں۔

آپ زیادہ لطف اندوز ہوں گے یہ سن کر کہ میں نے اردو پڑھنا شروع کر دیا ہے یہ اب عالمی زبان ہے میرا ایک مسلمان دوست اس زبان کے پڑھانے میں میری مدد کرتا ہے۔ جو بیش بہا تحفہ آپ نے بھیجا ہے اسکا شکریہ ادا

ختم نبوت اور قادیانی جماعت

معاصر "صدق جدید" (مؤرخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء) میں "ماڈرن تبلیغ" کے عنوان سے حسب ذیل شذرہ شائع ہوا تھا:-

"احمدی جماعت کے انگریزی اخبار (بصورت اخبار) "گائیڈنس" سالٹ پانڈ غانا (افریقہ) کے ستمبر نمبر سے :-

اے نوجوانانِ غانا ذرا سوچئے تو

آپ آ کہاں سے رہے ہیں ؟	خدا کے پاس سے
آپ جا کہاں رہے ہیں ؟	خدا کے پاس
مقصود اعظم آپ کا کیا ہونا چاہیئے ؟	مرضیات الٰہی
مرضیات الٰہی کے علم کا بہترین ذریعہ ؟	آسمانی کتابیں
انسان کامل ترین کون ہوتے ہیں ؟	انبیاء
کتاب کامل ترین کونسی ہے ؟	وہ جو انبیاء پیدا کرے
کونسی کتاب انبیاء کی تیاری کا وعدہ کرتی ہے	قرآن مجید
یہ وعدہ کبھی پورا بھی ہوا ہے ؟	ہاں کیوں نہیں آخر ترین نبی احمد قادیانی کی ذات میں
وہ آپ کے لئے کیا کرائیں گے ؟	آپ کی انتہائی کامیابی دنیا و آخرت میں کرادیں گے

اب آپ تحقیق شروع کر دیجئے اور پتا یہ لکھئے :-

مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی - احمد پیغمبر - ربوہ - پاکستان

فرمایئے۔ اس چابکدستی کا کوئی جواب ہے ؟ اس ہنرمندی اور ماڈرن ذہنیت کے اس درجہ آئینہ داری کے ساتھ اللہ میاں کا رشتہ ربوہ سے جوڑ دیا کہ بیچارے مکہ اور مدینے والے منہ دیکھتے رہ گئے!"

اس شذرہ کو پڑھ کر ہم یقین نہ کر سکے کہ ایک قادیانی اخبار اس قدر جسارت سے کام لے سکتا ہے کہ "آخر ترین نبی احمد قادیانی" کے الفاظ اس کے قلم سے نکلے ہوں اور اس مفروضہ "آخر ترین نبی" کو "انتہائی کامیابی دنیا و آخرت میں کرا دینے کا ذمہ دار قرار دیدیا ہو" اسی لئے ہم نے اصل اخبار دیکھے بغیر یا ربوہ سے اس کی وضاحت سنے بغیر اس پر تبصرہ کرنے سے احتراز کیا۔

اصل اخبار "گائیڈنس" تو ابھی ہم تک نہیں پہنچا لیکن ربوہ سے جناب میاں بشیر احمد صاحب جیسی ذمہ دار شخصیت کے قلم سے جو جواب شائع ہوا ہے اسکو پڑھکر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ کس طرح سے ایک غلط بات کو الفاظ کی آڑ میں چھپانے کی کوشش انہوں نے کی ہے۔ میاں بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں :-

"اخبار "گائیڈنس" کے حوالہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق LAST یعنے آخری کا لفظ نہیں ہے بلکہ LATEST کا لفظ ہے جس کے معنی قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہونے والے کے ہیں اور سیاق و سباق کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں فرق بالکل واضح ہے"

وہ سیاق و سباق کیا ہے اگر میاں صاحب ممدوح "گائیڈنس" کا سارا مضمون معہ سیاق و سباق نقل کر دیتے تو LAST اور LATEST کا فرق زیادہ صفائی کے ساتھ واضح ہو جاتا اور پتہ لگ جاتا کہ "صدق جدید" نے منقولہ بالا فقرات میں LATEST کا ترجمہ "آخر ترین" کر کے کہاں تک دیانت سے کام لیا ہے۔

اس سے قطع نظر میاں بشیر احمد صاحب کے ترجمہ "قریب ترین" کو ہی "آخر ترین" کی جگہ رکھ دیا جائے تو فقرہ یوں ہو جائے گا "قریب ترین نبی احمد کی ذات میں"

اور سیاق و سباق کے لحاظ سے عبارت یوں ہو گی :-

"کونسی کتاب انبیاء کی تیاری کا وعدہ کرتی ہے ؟ — قرآن مجید
یہ وعدہ کبھی پورا بھی ہوا ہے ؟ — ہاں کیوں نہیں قریب ترین نبی احمد قادیانی کی ذات میں

وہ آپ کے لئے کیا کرائیں گے ؟ — آپ کی انتہائی کامیابی دنیا و آخرت میں کرادیں گے۔"

ان فقرات میں "قریب ترین نبی احمد قادیانی" کا کیا مطلب ہے ؟ کیا جو "قریب ترین" ہو وہ "آخر ترین" نہیں ہوتا ؟ کیا "آخر ترین" اسکو سمجھا جائے گا جو "قریب ترین" ہے یا اسکو جو بہت پہلے ہو چکا ہے ؟ میاں بشیر احمد صاحب سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ LAST اور LATEST کے ترجمہ میں جو فرق انہوں نے بتایا ہے اس سے "آخر ترین" کا مفہوم کس طرح زائل ہو گیا ؟

اس سے بھی قطع نظر کیجئے۔ میاں بشیر احمد صاحب نے اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"ہم خدا کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء یقین کرتے ہیں تو پھر کسی ضمنی اور ذو معنیین حوالہ سے یہ استدلال کرنا کہ نعوذ باللہ ہمارے نزدیک آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہیں ایک صریح ظلم ہے"

میاں صاحب کا ارشاد سر آنکھوں پر، ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کر لیا، مگر سوال یہ ہے کہ "نبی احمد قادیانی" کی رٹ کیا معنی رکھتی ہے اور خود میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ

"یہ درست ہے اور ہم اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ ہم جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خدا کا ایک نبی اور رسول یقین کرتے ہیں"

کہاں تک "آخری نبی" کے مفہوم کے مطابق ہے ؟ گو میاں صاحب نے اس نبوت کو "بروزی اور ظلی اور تابع نبوت" تسلیم کیا ہے اور یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق نبی کا لفظ ظلی اور بروزی رنگ میں ہی استعمال کیا ہو لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ آپ نے اس کو اصلی اور حقیقی نبوت قرار نہیں دیا اور صاف فرمایا ہے کہ

"سمیت نبیًا من اللّٰہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ"

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴)

اور کھلے طور پر یہ نصیحت فرمائی ہے کہ :-

"چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے

جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن

رسول اللہ وخاتم النبیین

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہوتا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذرتا ہے"

(مکتوب مسیح موعود مندرجہ الحکم ۱۷راگست ۱۸۹۹ء)

اس صاف اور کھلی نصیحت کے ہوتے ہوئے اخبار "گائیڈنس" کا "نبی احمد قادیانی" کی رٹ لگانا اور خود میاں بشیر احمد صاحب کا یہ اعلان کرنا کہ :۔

"ہم جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا کا ایک نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں"

کتنی بڑی جسارت ہے ؟ کیا وہ جان بوجھ کر ان الفاظ سے اسلام میں فتنہ پیدا نہیں کرتے اور آیت خاتم النبیین کا استخفاف نہیں کرتے ؟

میاں صاحب کو خوب معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اصل دعوےٰ مجددیت کا تھا، نبوت کا دعوےٰ نہ تھا "نبی" ایک اعزازی نام ہے جو آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا۔ پھر اصل دعوےٰ کو نظر انداز کر کے "نبی" "نبی" کر کے پکارنا آپ کی پوزیشن کو خراب کرنا نہیں تو اور کیا ہے ؟

میاں بشیر احمد صاحب اگر فی الواقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی یقین کرتے ہیں تو انہیں ایسی تحریرات سے احتراز کر کے حضرت مسیح موعود کو بحیثیت مجدد پیش کرنا چاہیئے اور اخبار "گائیڈنس" کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ "نبی احمد قادیانی" کی رٹ لگانے کے بجائے حضرت مسیح موعود کو بطور مجدد پیش کرے کہ اسی میں اسلام کی بھلائی اور حضرت مسیح موعودؑ کی عزت و وقار مضمر ہے۔

ضروری اطلاع

انجمن نے شعبہ رشتہ ناطہ کا قیام قوم کے فائدہ کے لئے فرمایا ہے۔ اس کام کو محترم شیخ غلام قادر صاحب ڈار کے سپرد کیا گیا ہے اور باقاعدہ اس مقصد کے لئے رجسٹر کھول دیا گیا ہے

لہٰذا جملہ ضرورت مند احباب جماعت شیخ صاحب موصوف سے اس موضوع پر گفتگو اور خط و کتابت کریں

احمد یار سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

اور قرآن مجید کی اس وجہ سے کہ اس ... [illegible] ... قرار دینا کردہ انہیں کی بیماری کا ... [illegible]

اخبار احمدیہ

انتقال پُر ملال

سیالکوٹ سے محترم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

میں آپ کو نہایت رنج و غم کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ میرے برادر معظم شیخ عبدالحق صاحب ۲۴-۲۵ ماہ حال کی درمیانی رات کو تقریباً گیارہ بجے حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر قریباً ۶۷ سال تھی اور مرحوم برادرم شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم سے بھی بڑے تھے۔ احباب جماعت میں سے اکثر بزرگ ان سے متعارف تھے۔ ہمارے خاندان میں سے آپ ہی سب سے بڑے تھے مگر خدا کو پیارے ہو گئے۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور غائبانہ جنازہ کی تحریک کریں خاص طور پر حضرت امیر کی خدمت میں گذارش ہے مرحوم نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور تین لڑکے چھوڑے ہیں جن کی والدہ زندہ ہیں۔

مرحوم بہت ہی نیک طینت اور منکسر المزاج تھے، اور نہایت صاف گو اور ہمدرد قسم کے انسان تھے۔ ساری عمر مبلغ کل رہے اور سیالکوٹ چھاؤنی میں رفاہ عام کے کاموں میں ان کا قدم ہمیشہ سب سے آگے رہا۔

مرحوم لوکل انجمن اصلاح المسلمین اور زنانہ گرلز اسکول کے سرگرم رکن تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار۔ غمزدہ عطاء اللہ

نمبر ۳ ہسپتال روڈ سیالکوٹ چھاؤنی

پیغام صلح:۔ ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب اور مرحوم کے دیگر لواحقین و پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مدارس انجمن کا مشترکہ اجلاس

۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو انجمن کے تینوں مدارس کے عملہ کا ایک مشترکہ اجلاس مسلم ہائی سکول نمبر ۲ میں منعقد ہوا، دفتر انجمن کے عملہ میں سے بھی کچھ اصحاب شامل تھے اس اجلاس میں طلباء کے اندر اسلامی روح پیدا کرنے کے متعلق مختلف تجاویز پر غور کیا گیا، سکول نمبر ۲ کی طرف سے حاضرین کو دعوت طعام بھی دی گئی۔

شادی۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو لائل پور میں شیخ مولا بخش صاحب ملز اونر کے صاحبزادہ میاں محمد انور صاحب کی بیٹی کی شادی کی تقریب عمل میں آئی، اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

یوم اقوام متحدہ

مؤرخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ہمارے سکول مسلم ہائی سکول نمبر ۲ میں یوم اقوام متحدہ منانے کے لئے ایک جلسہ زیر صدارت پروفیسر فرحت اللہ خانصاحب سینئر ٹیوٹر ٹیو مسلم کالج لاہور منعقد ہوا۔

جلسہ قرآن کریم کی تلاوت سے شروع ہوا مسٹر محمود انور ملک ثقافت سیکرٹری نے جلسہ سے خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے اقوام متحدہ کی اہمیت اور اس کے کردار پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ وہ اپنے اندر ایسا جذبہ پیدا کریں جس سے وہ اپنے بھائیوں کی مشکلات کو سمجھ سکیں۔ اور ان کا حل نکال سکیں۔ تاکہ ان میں بھی بین الاقوامی تعاون اور ادراک پیدا ہو سکے۔ مقرر موصوف نے کشمیر کے مسئلہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اقوام متحدہ ضرور انشاءاللہ کسی دن کشمیر کے مسئلہ کا جو ہند و پاکستان کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے حل کرے گی۔ آخر میں پروفیسر فرحت اللہ صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ اقوام متحدہ سماجی برائیوں کے خلاف جنگ کر کے بنی نوع انسان کے لئے بہت بڑی خدمت کر رہی ہیں۔ والسلام

نیازمند۔ عبدالحق۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

ولادت اور عطیہ

جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں:۔

"۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۲ء کو برخورداری فردوس بیگم نواسی شیخ محمد لطیف صاحب مرحوم کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس خوشی میں شیخ صاحب کے گھر سے مبلغ دو روپیہ بطور صدقہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام میں دیئے ہیں۔ بذریعہ اخبار پیغام صلح دعا کرائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز فرمائے اور خادم دین بنائے"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا عملی نمونہ ہے

عبادت کی اصل غرض تعلق باللہ کے علاوہ مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردی کے جذبہ کو ترقی دینا ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو۔ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم
(سورۃ التوبۃ)

حضرت نبی کریم صلعم کی عملی زندگی

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا ایک نقشہ بیان کیا گیا ہے۔ حضور سے کسی نے پوچھا ما الاسلام یا رسول اللہ یا رسول اللہ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ تو فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ ہے کہ انسان خداتعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ شفقت ہمدردی۔ احسان۔ مروت اور کرم و مہربانی کا برتاؤ کرے۔ خداتعالےٰ کے ساتھ تعلق سے مراد یہ ہے کہ اس کے احکامات کی عظمت دل میں پیدا ہو اور اس عظمت کے پیش نظر اس کے حکموں پر عمل پیرا ہو۔ خدا کے ساتھ اس تعلق کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ رحم، کرم۔ اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نقشہ اس آیت میں بیان کیا گیا اور بتایا گیا ہے کہ آپ کی عملی زندگی کیا تھی۔ خدا کے ساتھ ...... آپ کا کیا تعلق تھا۔ مخلوق کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ مخلوق کی ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے کیا جد و جہد کرتے تھے۔ اور اس کی فلاح اور بھلائی کے لئے کیا درد رکھتے تھے۔ اس آیت میں خداتعالےٰ نے یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسروں کی تکلیف شاق گزرتی اور آپ کی تڑپ یہ تھی کہ لوگوں کی بھلائی اور بہبود کے لئے کوشش کی جائے۔

حضرت نبی کریم کے اوصاف حضرت خدیجہ رضؓ کی زبان سے۔

یہی سرٹیفکیٹ ایک خاتون نے جو آپ کی زندگی سے براہ راست تعلق رکھتی ہیں، آپ کی اندرونی اور بیرونی زندگی کے مطالعہ کے بعد آپ کو دیا۔ وہ خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ خاتون مختز مہ دن رات آپ کے ساتھ رہتی تھیں۔ میاں بیوی کا تعلق تھا۔ اس تعلق اور قربت سے ایک دوسرے کے اخلاق و شمائل اور سیرت اور کردار کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے سامنے آپ کی پوری زندگی تھی۔ اور وہ آپ کے اقوال و کردار سے بخوبی باخبر تھیں۔ آپ غار حرا میں اکثر و بیشتر جانے لگتے تھے۔ وہاں روزہ رکھتے اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ کبھی انہوں نے آپ کو منع نہیں فرمایا کہ آپ وہاں نہ جائیں۔ بلکہ ان کے لئے کھانا تیار کر دیتی تھیں۔ آپ ۴۵ سال کے جوان ہیں۔ اور ایک بلند پایہ عورت کے ساتھ نکاح کیا ہوا ہے۔ تمام دن رات کا بیشتر وقت غار حرا میں گذارتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ منع تو نہیں کرتیں کھانا پکا دیتی ہیں۔ ایک دن فرشتہ نازل ہوا۔ اور آپ سے مخاطب ہوا کہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام لایا ہوں۔ آپ کو اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اہم اور مشکل فریضہ کی ذمہ داری سے گھبراتے ہیں آپ نہایت پریشانی اور گھبراہٹ کی حالت میں گھر آتے ہیں اور حضرت خدیجہ رضؓ سے کہتے ہیں خشیت علیٰ نفسی۔ میری جان کے لالے پڑ گئے ہیں مجھے سخت پریشانی ہے کہ اس قدر بھاری اور مشکل ذمہ داری سے میں کیسے عہدہ برآ ہو سکوں گا۔ میری تو جان نکل گئی ہے۔ اس خوف اور پریشانی کے موقعہ پر حضرت خدیجہ رضؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتی ہیں کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا اللہ کی قسم خداتعالےٰ آپ کو کبھی نامرادی و ناکامی سے دوچار نہ کرے گا کیونکہ وہ صفات جن سے آپ متصف ہیں وہ لازمی طور پر کامیابی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں وہ یہ ہیں کہ انک لتصل الرحم آپ رشتہ قرابت کو جوڑتے ہیں۔ مخلوق خدا میں بھائی چارہ قائم کرتے ہیں وتقری الضیف آپ مہمان نواز ہیں وتصدق الحدیث آپ صادق مصدوق ہیں وتحمل الکل آپ بے نواؤں اور بے کسوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں وتکسب المعدوم آپ ایسے لوگوں کو اپنی کمائی دیتے ہیں جو ہر بات سے محروم ہیں وتعین علیٰ نوائب الحق اور ناگہانی آفات و حادثات کے موقعہ پر جب مخلوق خدا قحط، وبائی امراض، سیلاب اور طوفانوں کی مصیبتوں اور آفتوں میں مبتلا ہوتی ہے آپ ان کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ ایسے محسن قوم اور غمگسار قوم کو قوم فراموش کر سکتی ہے؟ حضرت خدیجہ رضؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز، روزہ اور عبادت و ریاضت کا ذکر نہیں کرتیں، بلکہ ان اوصاف کا ذکر کرتی ہیں۔ جو ...... مخلوق خدا اور معاشرہ و سماج سے متعلق ہیں۔

حضرت نبی کریم کے متعلق آپ کے چچا کی شہادت

اسی طرح کی گواہی آپ کے چچا ابو طالب نے دی ہے، اگرچہ انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا۔ لیکن آپ پر سو جان سے فدا ہیں۔ آپ کی مخالفت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلعم سے کہتے ہیں کہ آپ کا دین برحق اور سچا ہے۔ آپ کی تلقین و وعظ صداقت پر مبنی ہے لیکن میں آپ کا کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔ لوگوں سے ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں گے کہ اس نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ساری قوم آپ کی مخالفت پر تلی ہوئی ہے۔ قوم کے نزدیک آپ کا اسلام ایک گالی ہے۔ آپ میرے پیارے اور عزیز ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ کا میں قائل ہوں۔ لیکن قوم سے ڈرتا ہوں۔ جب حضور کا نکاح حضرت خدیجہ رضؓ سے ہوا تو اس تقریب میں وادیٔ مکہ کے سردار شریک تھے۔ اس مجمع میں ابو طالب نے ایک خطبہ دیا جس میں اپنے بھتیجے کے کمالات اور اخلاق کو اشعار میں بیان کیا۔ ایک شعر یہ ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

یعنی آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سفید رو انسان ہیں جن کے با خدا ہونے کی وجہ سے قحط و آفات کے زمانہ میں اُن کے منہ کا واسطہ دے کر

خدا تعالیٰ کے حضور بارش نہ برسنے کی التجا کی جاتی ہے۔ اور آپ یتامیٰ اور بیوگان کے لئے ملجا و ماویٰ ہیں۔ ارملہ۔ لغت میں بیوہ عورت کو کہتے ہیں۔ بیکسوں بیچاروں سب لوگ یتیم، مسکین، بیکس معذور و مجبور مرد و زن سب پر استعمال ہوا ہے۔

نبوت سے پہلے حضرت نبی کریمؐ کی سرگرمیاں

غرض حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب جیسے نہایت قریبی رشتہ داروں نے اپنے علم و تجربہ کی بناء پر گواہی دی ہے کہ آپ عبادت یا شغل اور تمام خلق ہیں۔ قوم کی پرورش، حفاظت اور اصلاح و بہتری کے لئے آپ کی زندگی وقف ہے۔ ایک دفعہ مکہ میں ظلم کا دور دورہ ہوا آپ اٹھ کھڑے ہوئے کہ اس ظلم و جور کو ختم کرنا ہے لوگوں کو اس ظلم کے خلاف اکٹھا کیا۔ کچھ آدمی جن کے ناموں میں فضل تھے آپ کے ساتھ ہو گئے فضل کی جمع فضول کی بناء پر اس جماعت کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نماز، روزہ اور تسبیح و تہلیل پر زندگی نہیں گزاری بلکہ آپ نے مخلوق خدا کی ہر میدان میں عملی طور پر خدمت کی ہے، حضرت خدیجہؓ یہ کیوں نہیں کہتیں کہ آپ عبادت کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، دن اور رات کا زیادہ سے زیادہ وقت یاد الٰہی میں گزارتے ہیں۔ بلکہ آپ کی قومی خدمات کا ذکر کرتی ہیں۔ اس لئے کہ کوئی انسان عبادت دن رات کرتا رہے اگر وہ قوم کی کوئی خدمت نہیں کرتا تو قوم اس کی کیا قدر کر سکتی ہے صوم و صلوٰۃ اس لئے ہیں کہ انسان دین، قوم اور ملک معاشرہ کی خدمت کے لئے تیار ہو۔ آج جو عبادت کی جاتی ہے ... اس عبادت کی حقیقی روح مفقود ہے مسائل پر جھگڑا ہے۔ اختلافات کی وجہ سے تکفیر کا بازار گرم ہے۔ یہ مسائل پر جھگڑے یہ اختلافات اور یہ تکفیر بازی اصل دین نہیں ہے۔ بلکہ عملی زندگی جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے وہ ہمارا دین ہے وہ قوم کے لئے نمونہ ہے اس پر کاربند ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے۔

نکاح سے پہلے حضرت خدیجہؓ کا سرٹیفکیٹ

حضرت خدیجہؓ نے جب نکاح سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات کو اپنی تجارت اور کاروبار کے سلسلہ میں حاصل کرنا چاہا تو حضورؐ کو بلا بھیجا اور کہا دعانی الی لبعثتک صدق حدیثک و عظم امانتک وکرم اخلاقک یعنی آپ کی راست گفتاری اور آپ کی عظیم دیانتداری اور آپ کا کریم الاخلاق ہونا باعث ہوا ہے آپ کو تکلیف دینے کا۔ آپ شام کی طرف میرا سامان تجارت لے جائیں۔

اخلاق نبویؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی شہادت

غرض جن امور مہمہ کا ذکر حضورؐ کی قوم نے کیا ہے وہی ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضورؐ کے متعلق فرمایا ہے۔ فرمایا لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ یہ رسول جو ہم نے تمہاری طرف بھیجا ہے انہیں تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ تم میں سے ہیں، ان کے اخلاق تمہارے سامنے ہیں ان کے شرف اور حسب نسب سے تم واقف ہو ان کی عملی زندگی ان کی امانت و دیانت، راستبازی بے نفسی، بے غرضی اور ایثار و قربانی اور حب ملک و ملت سے واقف ہو، عزیز علیہ ما عنتم۔ خلق کا دکھ درد حضورؐ پر گراں گذرتا ہے جب تک ان کی تکالیف کو دور نہ کر لیں انکو چین نہیں پڑتا۔ قوم کی شراب نوشی ہو، تنگی رزق ہو، معصیت ہو، بد اخلاقی اور بدکرداری ہو، وہ آپؐ پر گراں گذرتی ہے، یہاں بھی عبادت کا ذکر نہیں، بلکہ پبلک اور قومی احساسات کا ذکر ہے، خدا تعالیٰ نے یہ سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ آپؐ بے نظیر انسان ہیں جنہیں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے حریص علیکم ان کے اندر جذبہ ہے کہ کسی طرح قوم و ملک کی خدمت، بھلائی، بہتری اور بہبودی کے کام کر سکوں بالمؤمنین رؤف رحیم۔ اپنے ساتھیوں کے لئے رؤف ہیں رحیم ہیں۔ ان کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں اور ان کے لئے رحمت کا باعث ہیں۔

اختلاف رائے میں حضرت نبی کریم صلعم کا عمل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں کسی کو اپنے خیال اپنی تجویز اور مشورہ کے خلاف پا کر معزول نہیں کیا۔ آپؐ مطلق العنان بادشاہ ہیں۔ قوم آپؐ کے اشاروں پر جان دیتی ہے۔ سیم و زر کے ڈھیر لگا دیتی ہے۔ شمع پر دانہ آپؐ پر فدا ہیں لیکن اختلاف رائے میں کسی افسر، عالم، جرنیل کو ختم نہیں کیا جاتا۔ باقی دنیا میں جس قدر ڈکٹیٹر ہیں انہوں نے ہر اس شخص کو جو ان کا بڑا معتمد اور ساتھی تھا محض اختلاف کی وجہ سے گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف امتی رحمۃ اختلاف تو موجب برکت ہے وہ یہ تو نہیں کہتے کہ جو میرے خلاف ہوگا خدا اس سے ناراض ہو جائے گا۔ احد کی لڑائی کے موقعہ پر ایک خواب سنایا جس کی تعبیر تھی کہ دشمن کا مقابلہ شہر سے باہر نکل کر کرنا نقصان کا موجب ہوگا اس لئے اندر رہ کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ قوم سمجھی کہ آپؐ ڈرتے ہیں، اور کہا کہ ہم تو باہر جا کر لڑیں گے۔ آپؐ نے قوم کے مشورہ کو قبول کیا اور زرہ بکتر پہن لی۔ حضورؐ کو زرہ بکتر پہنے ہوئے قوم ڈر گئی اور عرض کیا کہ مدینہ کے اندر ہی مقابلہ کرتے ہیں۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی جب زرہ بکتر پہن لیتا ہے اس کو نہیں اتارتا جب تک خدا تعالیٰ فیصلہ نہ کر دے یہ لاجواب نمونہ ہے۔ کیا مثال قائم کی ہے۔

توکل علی اللہ اور ایمان باللہ کا نمونہ

فرمایا فان تولوا اگر قوم حضرت اکرم صلعم کی قومی خدمات ایثار و قربانی کو سامنے نہیں رکھتی اور آپ کا ساتھ نہیں دیتی تو نہ سہی، فکر کی کوئی بات نہیں گھبرانے کی نہیں فقل حسبی اللہ انہیں کہہ دو کہ خدا کی ذات بڑی طاقت و قدرت والی ہے وہ میرے ساتھ ہے۔ میں تم سے تمہارے ہتھیاروں سے تمہارے جتھوں سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس خدا سے ڈرتا ہوں جس کے قبضہ میں تم اور کائنات کا سب کچھ ہے۔ یہ ایمان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر پیدا کرنا چاہا۔ کیونکہ آج مسلمانوں کے اندر بھی یہ ایمان پیدا ہو جانا چاہئے کہ خدا کارساز ہے لا الٰہ الا ھو۔ وہی ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا کسی کو میں معبود نہیں مانتا وہ زمین و آسمان کا مالک ہے لا الٰہ کی تلوار ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان قوم کو سونپی ہے جس سے سب قسم کے شرک اور غیر اللہ سے علائق کٹ جاتے ہیں۔ فرمایا علیہ توکلت — توکلت علیہ بھی درست ہے۔ لیکن علیہ توکلت کہہ کر زور دیا ہے کہ صرف اور صرف اسی ایک ذات پر میرا بھروسہ ہے وھو رب العرش العظیم۔ اس کی حکومت بہت بڑی ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کل کائنات کی بادشاہت اس کے ہاتھ میں ہے، جو ایسے بادشاہ سے تعلق لگاتا ہے وہ کبھی نامراد نہیں ہوتا۔

چندہ ماہوار کے متعلق تساہل

یہ ایک بہت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ بعض دوست چندہ ماہوار کے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اور اس کے ادا کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں اور اس طرح قوم کی کمزوری اور انجمن کی مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ قربانی کا سب سے پہلا قدم ہمارا چندہ ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا تو یہ ارشاد ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ ماہوار ادا نہیں کرتا اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے اور ہماری جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص غریب ہو یا امیر اپنی آمدنی میں سے ماہوار کم از کم ایک آنہ فی روپیہ کے حساب سے چندہ دے اور اگر دسواں حصہ دے تو سابقین میں سے بنے گا۔

غلام رسول
آنریری افسر تحصیل

از چودھری شکر اللہ خان صاحب بی اے ایل ایل بی

حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(۱)

امام الوقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعوےٰ کیا نبوت کا تھا یا نہیں؟ یہ جھگڑا بہت پرانا ہے جس پر ہر پہلو سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اول اول یہ جھگڑا خود حضرت مرزا صاحب اور ان کے مخالف مکفر علماء کے درمیان برپا ہوا۔ مخالف علماء آپ کے دعوے کو نبوت کا دعوےٰ قرار دیتے لیکن حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہونے سے انکار کرتے اور مخالف علماء کے اس الزام کو صریح کذب سراسر افترا ٹھہراتے۔ ایک طرف مخالف مکفر علماء کو یہ ضد اور اصرار رہا کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا دعوےٰ ہے اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب کو مسلسل بالتکرار ایسے دعوے سے شدید انکار تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب اور مخالف مکفر علماء کے درمیان یہ جھگڑا ۱۸۹۰ء سے شروع ہوا ۱۹۰۸ء (یعنی آپ کی وفات تک قائم رہا) نہ حضرت مرزا صاحب نے مکفر علماء کے الزام کو درست تسلیم کیا اور نہ اُن علماء نے حضرت مرزا صاحب کے موقف کے صحیح ہونے کا اقرار کیا۔

پھر ۱۹۱۴ء میں جب سلسلہ احمدیہ دو جماعتوں میں منقسم ہو گیا تو دنیا نے ایک تعجب خیز تماشہ بڑی حیرت سے دیکھا۔ اور وہ یہ کہ وہی جھگڑا جو حضرت مرزا صاحب اور ان کے مکفر علماء کے درمیان سالہا سال ہوتا رہا اب سلسلہ کی ان دو جماعتوں کے درمیان ہونا شروع ہو گیا۔ ایک طرف جماعت احمدیہ لاہور ہے جس نے حضرت مرزا صاحب کی جگہ اور ان کی صف میں کھڑے ہو کر مکفر علماء کے الزام دعوےٰ نبوت کی تغلیط اور تردید بدستور جاری رکھی لیکن دوسری طرف علماءِ جماعت قادیان حال ربوہ اپنے تمام لاؤلشکر سمیت مکفر علماء کی جگہ اُن کی صف میں جا کھڑے ہوئے اور ہو بہو مکفرین کا الزام بعینہٖ مکفرین کے استدلال کے ساتھ اپنا کر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو مکفر علماء کی مانند نبوت کا دعوےٰ کہنا شروع کر دیا۔ اور جس طرح مکفر علماء کلمہ گوؤں کی تکفیر کرتے تھے اسی طرح انہوں نے بھی تکفیر المسلمین شروع کر دی۔ اہلِ حق و انصاف حیران تھے مگر نہ اس وقت کچھ کر سکتے تھے اور نہ اب کچھ کہہ سکتے ہیں سوا اس کے کہ

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

بہرحال اس بارے میں ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۸ء تک بہت کچھ لکھا گیا تھا۔ اور پھر ۱۹۱۴ء سے آج تک اس کے ہر پہلو پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ برس گزرے ہیں کہ راقم الحروف نے بھی اس سلسلہ میں ایک کتاب بنام "قولِ سدید" تالیف کی جو غالباً ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں سابقہ عام نہج سے ہٹ کر منطقی اور عقلی رنگ میں اس جھگڑا کے ہر پہلو پر بحث کر کے نہایت قوی اور قطعی معقول دلائل سے ثابت کیا گیا کہ ربوائی جماعت کے علماء کا موقف نہ صرف یہ کہ غلط ہے بلکہ اس کا درست ہونا ناممکن اور محال اور بعید از عقل و قیاس ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب "قولِ سدید" جماعت ربوہ کے عقیدہ کی غلطی پر "حجتِ صادق" کا حکم رکھتی ہے۔ جس کی تردید اُن کے لئے مشکل ناممکن ہے۔ اس امر کا تفصیلی ثبوت علمائے ربوہ میں سے ایک سربرآوردہ عالم سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی ایک کتاب ہے جو انہوں نے "قولِ سدید" کی اشاعت سے ایک دو سال بعد لکھ کر بنام "قولِ بلیغ" شائع کی۔ قولِ بلیغ کے نام سے بظاہر یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس کو "قولِ سدید" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ مگر جو کوئی اسکو پڑھے گا دیکھے گا کہ قاضی صاحب نے اس میں :-

ا - قولِ سدید کے دلائل کا بہت کم اور دیگر باتوں کا ذکر زیادہ کیا ہے۔

ب - قولِ سدید کے دلائل کا سامنا ہرگز نہیں کیا بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اُن سے پہلو تہی کی گئی ہے۔

ج - بعض دلائل کو بامر مجبوری بے دلی سے ادھورے رنگ میں شروع کیا مگر پھر پہلو بچا کر دوسری طرف صاف نکل گئے ہیں۔

د - قولِ سدید کے دلائل کی صداقت اور قوت کے سامنے اکثر باتوں میں اپنے سابقہ نظریات یکسر بھول کر نئے بے ٹھکانہ مفروضے اختیار کئے ہیں۔

الغرض "قولِ سدید" ایسی حجتِ صادق کے بالمقابل قاضی صاحب کی قولِ بلیغ خود بتا رہی ہے کہ وہ ایک ایسا عذرِ نامعقول ہے جس نے قولِ سدید کے دلائل کی صداقت کو روشن سے روشن تر کر دیا ہے

حجتِ صادق ز نقص و قدح روشن تر شود

عذرِ نامعقول ثابت مے کند الزام را

اس لئے "قولِ بلیغ" کے شائع ہونے پر اس کے متعلق قلم اُٹھانے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی گئی نیز قاضی صاحب موصوف نے جس طرز اور صورت میں اس کو لکھا تھا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا تھا کہ خود مصنف کو بھی اس پر کچھ زیادہ یقین اور اعتبار نہیں ہے اب بھی میں اس پر قلم اُٹھانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ ان دنوں علمائے ربوہ کی حالت ایک بیمار کی سی حالت ہے ان کی یہ بیماری "دورنگی" کی بیماری ہے۔ جس کو اختیار کرنے پر وہ حضرات آج کل سخت مجبور اور لاچار ہو رہے ہیں۔ ایک طرف ان کو اپنی سابقہ تاریخ کے پیش نظر اپنے عوام کے سامنے یہ کہنا ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو وہ لوگ واقعی نبی جانتے ہیں اُن کی نبوت گو ایک نئی قسم کی نبوت ہے۔ مگر بلحاظ نبوت ہونے کے وہ فی الواقعہ حقیقی اور اصلی نبوت ہے۔ مگر دوسری طرف جب غیروں سے سامنا ہوتا ہے تو اُن کو یوں کہنا پڑتا ہے :-

(۱) "سب سے پہلے تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نہ کسی نے اس زمانہ میں نئی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور نہ کوئی ایسی نبوت کو مانتا ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہرگز یہ دعوےٰ نہیں ہے کہ ان کو کوئی نئی نبوت ملی ہے اور نہ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نئے نبی ہیں"

(۲) "مولانا نے (مولانا مودودی نے) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ پر ایک سخت الزام تراشی کا جرم کیا ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو سخت فریب دینے کی کوشش کی ہے اور ہم ڈنکے کی چوٹ یہ اقرار کرتے ہیں کہ نہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعوےٰ اور نہ جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی آ سکتا ہے۔"

(۳) پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا نے (مولانا مودودی نے) یہ الزام کیوں لگایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا نے ہرگز جماعت احمدیہ کا لٹریچر کبھی مطالعہ نہیں کیا .... اصل بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس زمانہ میں مجدد بنا کر بھیجا ہے

اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی طفیل سے اس عظیم کام کی سرانجام دہی کے لئے بطور عکس کے نبوت کی قوتیں عطا کی ہیں۔ یہ کوئی نئی نبوت ہے اور نہ پرانی جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں ہو بلکہ آپ کی ہی نبوت کا اسی طرح عکس ہے جس طرح چاند سے سورج کی روشنی منعکس ہو کر اندھیروں کو اجاگر کرتی ہے یا جس طرح آئینہ میں عکس نظر آتا ہے اسی لئے آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا“

(ایڈیٹوریل) الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء)

بتلایئے یہ ”دورنگی“ کی حالت کیا کسی مہلک مرض سے کم ہے؟ اور ایسے بیمار ان کو ہمدردی درکار ہے نہ کہ نشتر زنی۔ لیکن بعض احباب نے کئی بار تقاضا کیا ہے کہ قاضی صاحب مصنف قول بلیغ نے اپنی اس کتاب میں کئی باتیں صریحاً غلط اور کئی باتوں میں سراسر مغالطہ اندازی سے کام لیا ہے لہٰذا اور نہیں تو اُن مغالطوں کا پردہ چاک کرنا اور ان غلط بیانیوں کی حقیقت کو طشت از بام کرنا بغرض احقاق حق ضروری ہے۔ پس اس تقاضا کے احباب کے پیش نظر باوجود عدیم الفرصتی قول بلیغ کے مضامین پر مختصر تبصرہ سپرد قلم کرتا ہوں۔ پھر یہ امر بھی ملحوظ خاطر ہے کہ قاضی صاحب ماشاء اللہ بزرگ ہیں اور غالباً علماء کے دلوہ میں سب سے بڑے اور مستقل اور مسلسل عالی بھی وہی ہیں ان کو یہ شکایت نہ رہے کہ انہوں نے قول بلیغ لکھنے کی محنت بھی کی مگر اس کو قابل توجہ ہی نہیں سمجھا گیا۔ لہٰذا ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۱) انکارِ خلافت

جناب قاضی صاحب اپنی ”قول بلیغ“ کے پیش لفظ میں حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

”خلافت ثانیہ کے قائم ہوتے پر بعض اعتراض کے ماتحت جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مولوی محمد علی صاحب موصوف نے جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور لاہور میں جا کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی“

قاضی صاحب کا یہ لکھنا گویا یوں ہے جیسے ”انکی خلافت ثانیہ“ اصولاً ٹھیک طور پر قائم ہو گئی تھی اور مولانا محمد علی صاحب نے اس کے بالمقابل احمدیہ جماعت الگ برقرار رکھ کر تفرقہ پیدا کر دیا تھا۔ لیکن اُن سے میں پوچھتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت قائم ہونے کا کوئی قاعدہ اور اصول بھی ہے اور تھا یا نہیں؟ اور کیا یہ بات سچ ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان اور پھر یزید بن معاویہ کی مانند دھونس اور زوری سے جن کی قائم ہو گئی سو ہو گئی؟ چاہیئے یہ تھا کہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ اور آپ کی جانشین مجلس صدر انجمن احمدیہ میں یہ معاملہ پیش ہو کر فیصلہ ہوتا۔ چند پرجوش ہنگامہ پرور افراد کا اکٹھے ہو کر خواہ وہ سو ہوں یا پانچ صد کسی کو خلیفہ بنا ڈالنا خلافت قائم نہیں کر دیتا۔ اگر قاضی صاحب کہیں کہ بعد میں جماعت کی اکثریت جب اس خلافت کے ساتھ شامل ہو گئی تو ثابت ہو گیا کہ خلافت قائم ہو گئی تو میں ان کی توجہ پھر خلافت یزید بن معاویہ کی طرف منعطف کراؤں گا۔ کیا مسلمانوں کی اکثریت اس کے ساتھ شامل نہیں ہو گئی تھی؟ اس مثال سے میرا منشاء یہ نہیں ہے کہ میں ان کی خلافت ثانیہ کو یزید سے تشبیہ دے رہا ہوں۔ مطلب میرا اس سے قاضی صاحب پر صرف یہ واضح کرنا ہے کہ خلافت کا قیام کسی قاعدہ اور اصول کے مطابق ہوتا ہے دھونس زوری اور زبردستی خلافت کو قائم نہیں کر ڈالتی۔ لہٰذا اس قسم کی خلافت کے رد یا عدم قبول کو تفرقہ کہنا ناجائز قول ہے۔ کیا مصنف قول بلیغ شہید اعظم حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق بھی یہی خیال رکھتے ہیں کہ انہوں نے خلافت یزید کو رد کر کے اہل اسلام میں تفرقہ پیدا کر دیا تھا اور ناحق بہت سے بیگناہ معصوموں کو تیروں اور تلواروں سے کٹوا دیا تھا۔

بعض اعتراض

مصنف قول بلیغ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ان کی خلافت ثانیہ پر بعض اعتراض تھے جن کا قاضی صاحب کو صحیح علم نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات بھی فی الواقعہ غور کرنے کی بات ہے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں:—

”جناب مولوی محمد علی صاحب بانی امیر غیر مبائعین نے ایک کتاب النبوت فی الاسلام لکھی .... اور حال ہی میں چوہدری سکندر اللہ خان صاحب منصور نے ”قول سدید“ کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کر کے شائع کی ہے ہیں۔ - - - - - - -

- - - - - - - میں اپنی اس کتاب میں جس کا نام قول بلیغ رکھا گیا ہے ان دونوں کتابوں کو مدنظر رکھ کر نبوت مسیح موعود کے خلاف اُن کے پیش کردہ اعتراضات کا جواب دے رہا ہوں۔ (پیش لفظ)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مصنف قول سدید دونوں کتابوں کو پورے طور پر پڑھا ہے۔ اور ان دونوں کتابوں میں اُن بعض اعتراض کا مفصل مدلل ذکر ہے۔ قول سدید کا خصوصیت کے ساتھ موضوع بحث یہی ہے۔ لیکن حد ہے کہ قاضی صاحب کو ان کا علم ہوتے میں نہیں آتا ہے

خامہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیئے

بہرحال ہم قاضی صاحب کو ان بعض اعتراضات کا علم پہنچانے کی پھر کوشش کرتے ہیں۔ اور یقین واثق ہے کہ اب اُن اعتراضات کے متعلق ان کو ضرور علم حاصل ہو جائیگا۔ قاضی صاحب سنیں اور غور فرمائیں:—

(۱)— وہ کون شخص تھا جس نے ۱۵-۱۹۱۴ء میں پہلی بار یہ کہا اور لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود مامور من اللہ ہونے کے ۲۳ برس تک نبوت اور محدثیت کی صحیح تعریف اور حقیقت سے بے علم رہے یعنے نبوت کو محدثیت کہتے اور نبوت کی غلط تعریف کرتے رہے۔ اور

(۲)— وہ کون شخص تھا جس نے ۱۵-۱۹۱۴ء میں پہلی بار یہ کہا اور لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود منجانب اللہ عہدۂ نبوت پر مقرر کئے جانے کے اور بار بار اللہ کی طرف سے نبی قرار دیئے جانے کے ۲۳ برس تک نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔ اپنی طرف منسوب کرنے والوں کو مفتری اور کذاب ٹھہراتے رہے۔ یعنے اپنے اصل دعوے کو سمجھنے میں غلطی کرتے رہے۔

(۳)— اور وہ کون شخص تھا جس نے ۱۵-۱۹۱۴ء میں پہلی بار یہ کہا تھا اور لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود مامور من اللہ ہونے کے ۲۳ برس تک مخالف علماء سے طویل جھگڑے کے بعد وفات سے صرف چھ سال قبل اپنا عقیدہ اور دعوے بلا ذکر و اعلان محض ”ترک“ اور ”تبدیلی“ سے کام لیکر بدل گئے ایسا کہ نہ اپنوں کو کچھ پتہ چلا اور نہ غیروں کو کوئی خبر ہوئی۔ اور

(۴)— وہ کون شخص ہے جس نے ۱۵-۱۹۱۴ء میں پہلی بار یہ کہا اور لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۲۳ برس کی تحریریں غلط ہونے کی وجہ سے اب منسوخ اور ناقابل حجت ہیں۔ اور

(۵)— وہ کون شخص ہے جس نے ۱۵-۱۹۱۴ء میں پہلی بار یہ کہا اور لکھا کہ حضرت مسیح

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۳)

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

کتاب حقیقۃ النبوۃ پر تبصرہ

اور

علماء ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ گذارش

کہ خدا کے مقرر کردہ حکم پر حکم بننا ترک کردیں

(۲)

امتی اور نبی کی وحی میں ایک اہم فرق

حضرت مسیح موعودؑ نے اس امر کو بار بار کھول کر بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو امتی بھی کہا جائے اور نبی بھی تو وہ جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے جماعت انبیاء کا فرد وہ ہرگز نہیں بن سکتا اس کی وحی وحی ولایت ہوتی ہے وحی نبوت نہیں ہوتی اور وہ وحی ایسی ہی ہے جیسی بنی اسرائیل کی عورتوں کو بھی ہوتی رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسٰیؑ کی والدہ محترمہ کو اور جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ کی والدہ محترمہ حضرت مریم صدیقہ کو ہاں اس وحی کے لئے ضروری ہے کہ صاحب وحی جس نبی کی اتباع میں وحی پاتا ہے اس نبی کی وحی سے اس کی وحی پوری پوری مطابقت رکھتی ہو اس کی وحی نبی متبوع کی وحی سے ایک شعشہ کے برابر بھی مخالفت نہ رکھتی ہو بلکہ مکمل طور پر اس کی تائید کرتی ہو اور نبی متبوع کی وحی میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کرنے کی مجاز نہ ہو نبی متبوع کی وحی پر پیش کرکے اور اسے اس کے مطابق پاکر ہی اسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے بلکہ خود صاحب وحی بھی اسی وقت اسے درست یقین کرے گا۔ جب وہ اسے اپنے نبی متبوع کی وحی پر پیش کرکے اسے اس کے مطابق پائے گا روحانی ترقی حاصل کرنے اور قرب الٰہی پانے کے لئے یہ صاحب وحی اپنے نبی متبوع کی وحی پر عمل کرنے کی طرف ہی لوگوں کو دعوت دے گا اگر اپنی وحی کو اپنے متبوع نبی کی وحی کے مخالف پائے گا تو اپنی وحی کو ردی کی طرح پھینک دے گا اگر اسے اپنے متبوع نبی کی وحی کے سچا اور منجانب اللہ ہونے پر دلی ایمان ہے اور اس کے دل میں تقویٰ نے مضبوط جڑھ پکڑی ہوئی ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ حدیث کے الفاظ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء بھی صریح نص ہیں اس بات پر کہ امتوں میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالٰے کی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے لیکن وہ نبی نہیں ہوتے۔ . . . . .

. . . .

دو یقینی امروں کا ثبوت

قرآن کریم سے بھی اور احادیث سے بھی دو امر یقینی طور پر ثابت ہوتے ہیں اول تو یہ کہ ایسے افراد کی وحی بھی یقینی ہونے میں انبیاء علیہم السلام کی وحی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے کیونکہ دونوں کا منبع ایک ہی ہے یعنی خدا تعالٰے اور خدائی کلام شک سے پاک ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ان کی وحی میں بھی غیب کی خبروں پر ان کو اطلاع دی جاتی ہے جو اپنے وقت پر پوری ہو کر اس بات کا یقینی ثبوت بہم پہنچا دیتی ہیں۔ کہ وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھیں اور اس سے اہم اور اصلی مقصد نبی متبوع کی نبوت کی صداقت ثابت کرکے اس کی نبوت پر ایمان پیدا کرانا ہوتا ہے گو ضمنی طور پر اس سے اس ولی کا دعوٰے ولایت بھی سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ اور یہ نعمت اس ولی کو اپنے نبی کی

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وحی کو کیسے سچا سمجھا

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی سب سے اول اپنی وحی کو قرآن کریم پر پیش کیا اور جب اسے قرآن کریم کے مطابق پایا تب اسے درست تسلیم کیا اور لوگوں کے سامنے اسے پیش کرنے کی جرأت کی مثلاً . . . .

جب آپ کو خدا تعالٰے کی طرف سے بذریعہ وحی یہ اطلاع دی گئی کہ حضرت عیسٰیؑ جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے اور اس امت میں آنے والا مسیح تم ہی ہو تو آپ نے اپنی اس وحی کو قرآن کریم پر پیش کیا اور جب قرآن کریم نے آپ کی اس وحی کی تصدیق فرما دی تو پھر اپنے دعوٰے کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

علماء زمانہ کا عجز

چنانچہ قرآن کریم سے حضرت مسیح ناصری کی وفات پر دلالت کرنے والی متعدد آیات آپ کو

ں گئیں جن کی مضبوطی اور پختگی کا یہ عالم تھا کہ آج تک باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے علماء زمانہ میں سے کوئی ایک بھی ان دلائل کو غلط ثابت نہیں کر سکا اور آخر اپنے عجز کو محسوس کرکے بعض نے تو علانیہ اس حقیقت کا اعتراف کر لیا کہ قرآن کریم سے حضرت مسیح ناصری کی وفات ہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء ازہر یونیورسٹی کا اعتراف شائع ہو چکا ہے اور بعض نے اس موضوع پر گفتگو کرنی چھوڑ دی ہے اور بعض اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے اس مسئلہ کو گول مول کر جاتے ہیں جیسا کہ مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی۔

احادیث کی تصدیق

قرآن کریم کو اپنی وحی کا مؤید پانے کے بعد آپ نے احادیث کی طرف توجہ کی تو انہیں بھی مصدق پایا اور ان سے جو استدلال آپ نے پیش کیا ان کی تردید بھی آج تک کوئی عالم نہ کر سکا پھر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی وحی کی صداقت پر شہادت دے دی اور تاریخی قوی اور ناقابل تردید دلائل سے حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر بھی سری نگر محلہ خان یار میں ثابت ہو گئی۔ گویا آپ کی اس وحی کی تائید میں چاروں طرف سے دلائل قویہ کا انبار جمع ہو گیا. . . . . جس نے آپ کی وحی کی صداقت کو ایسا روشن کر دیا کہ وہ کالشمس نصف النہار کی طرح چمک اٹھی۔

دوسرے امر کی تصدیق

اسی طرح قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کے اقوال سے اس امر کی تائید بھی مل گئی کہ آنے والا مسیح اسی امت کا ہی فرد ہوگا اور اس سے وحی کے دوسرے حصہ کی صداقت بھی دلائل قویہ سے ثابت ہو گئی۔ اس کے بعد تائیدات الٰہیہ نے بھی جو لازمی طور پر صادقوں کے شامل حال ہوتی ہیں آپ کے شامل حال ہو کر آپ کی وحی کی صداقت کو مزید تقویت پہنچا دی اور اب آپ کی صداقت ایسی واضح ہے کہ اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ منکرین کے پاس نہیں۔

مقصد تمہید

اس تمہید کا مقصد صرف یہ بتلانا ہے کہ امتی اپنی وحی کی صداقت کا انحصار اپنے نبی متبوع کی وحی پر رکھنے کے لئے مجبور ہے لیکن نبی کسی سابق نبی کی وحی پر اپنی وحی کی صداقت کا انحصار رکھنے کا محتاج نہیں اگر اس کی وحی میں ایسا حکم آ گیا ہے جو سابق نبی کی وحی کے حکم کو چھوڑ دینے کا حکم دے گا اور قوم کو اپنی وحی کے حکم پر چلنے کی ہدایت کرے گا وہ ایک خود مختار ہستی ہے اور اپنے زمانہ کا خود مختار بادشاہ ہے جو اپنے سے پہلے بادشاہوں کے احکام . . .

میں رد و بدل کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے اور یہ منجملہ دیگر فرقوں کے ایک بڑا فرق امتی اور نبی میں ہے۔

نبی کس کو کہہ سکتے ہیں

نبی کہیں گے ہی اسی کو جو خود مختار ہو گا یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے صاف الفاظ میں تحریر فرما دیا کہ امتی اور نبی میں نسبت تباین کی ہے یعنی کوئی امتی نبی ہو ہی نہیں سکتا اس پر اگر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے تو محض لغوی معنی میں اور بطور مجاز اور استعارہ اور ظلی بولا جاتا ہے کیونکہ نبیوں کے ساتھ اسے ایک مشابہت ہوتی ہے اور وہ مشابہت حق کو پہنچانے اور نبیوں کی طرح مامور اور مؤید من اللہ ہونے میں ہوتی ہے اسی لئے امتی صرف ایک پہلو سے نبی کہلا سکتا ہے لیکن نبی تو من کل الوجوہ نبی کہلاتا ہے اس میں پہلو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایک پہلو سے نبی کہلانا صرف اولیاء کی ہی شان ہے اسی وجہ سے حضور نے اپنے آپ کو ہمیشہ اولیاء اللہ کی جنس میں ہی شامل رکھا ہے۔ کبھی جماعت انبیاء کا فرد قرار نہیں دیا اور اپنی وحی کو وحی ولایت ہی کہا ہے اس کے وحی نبوت ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے۔

ان صراحتوں کے متعلق علماء ربوہ کا طریق

باوجود ان تمام صراحتوں کے علماء ربوہ کس طرح ان کو پس پشت ڈالتے ہوئے کھلے طور پر ان کی مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک ایک قول اور ایک ایک استدلال کو غلط قرار دیتے ہیں انہیں ذرہ بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" اس کی واضح مثال ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے ص۱۳ سے لے کر ص۴۴ تک "حقیقۃ النبوۃ" کی شرح کے ماتحت جو بحث کی گئی ہے اس میں کہیں تو حضرت مسیح موعود پر حکم بننے کی کوشش کی گئی ہے اور کہیں مغالطوں سے صفحوں کو بھر دیا ہے اور کہیں غلط استدلال پیش کئے گئے ہیں جیسا کہ قارئین کرام پر ذیل کے بیان سے واضح ہو جائے گا

حضرت مسیح موعودؑ پر حکم بننے کی ایک اور مثال

قسط اول میں حضرت مسیح موعودؑ پر حکم بننے کی بعض مثالیں پیش کی جا چکی ہیں اب قارئین کرام ایک مزید مثال ملاحظہ فرمائیں ص۱۳ پر:-

قرآن کریم کی سورۃ الجن ع۲ کی آیت عالم ... الغیب فلا یظھر علی غیبہ ... احدا الا من ارتضی من رسول پیش کر کے لکھا ہے:-

"خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ یعنی رسول ہو اس آیت میں خدا نے بتایا ہے کہ امور غیبیہ پر کثرت کے ساتھ اطلاع پانا جو اہم خبروں پر مشتمل ہوں رسولوں سے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ غیر رسول کو امور غیبیہ پر اس کثرت اور صفائی کے ساتھ رسول کو اطلاع دینا اس کے علم میں اس زمانہ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

ہو اطلاع غیبی دینا جس کثرت اور صفائی سے کہ رسالہ

پس نبوت و رسالت کی حقیقت مشترکہ قرآن مجید کی رو سے اظہار علی الغیب کا مقام اور مرتبہ پانا ہے۔ یہی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلعم کی پیروی سے اور افاضہ روحانیہ سے حاصل ہوا تھا اسی مرتبہ کی وجہ سے ہر قسم کے نبی اور رسول کو نبی اور رسول قرار دیا جاتا ہے اس مرتبہ اور مقام کے ساتھ شریعت جدیدہ کا لانا ایک امر زائد ہے اسی طرح کسی پہلی شریعت کے تابع مستقل طور پر نبی ہونا امر زائد ہے اسی طرح نبی کے ساتھ امتی ہونا بھی امر زائد ہے یہ سب امور نبوت کی مشترک حقیقت پر امور زائدہ ہیں تمام قسم کے نبیوں میں مشترک امر جس کی بناء پر وہ نبی کہلاتے ہیں صرف اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہے پس جس شخص کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ مل جائے وہ نبی ہو گا خواہ وہ نئی شریعت لائے یا غیر تشریعی مستقل نبی ہو یا امتی نبی ہو پس از روئے قرآن مجید اظہار علی الغیب ہی کا مقام تمام نبیوں اور رسولوں میں قدر مشترک ہے۔"

عبارت مندرجہ بالا سے مصنف کی غرض

عبارت مندرجہ بالا کے جن جملوں کے نیچے خط کھینچے ہوئے ہیں وہ میں نے خود کھینچے ہیں تا یہ جملے خصوصیت سے قارئین کرام کی نظروں کے نیچے رہیں۔ آیت پیش کردہ میں جو لفظ "رسول" آیا ہے عبارت مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ اس لفظ سے صرف رسولوں کی جماعت مراد لی گئی ہے محدثین، مجددین کو اس لفظ کے مفہوم سے خارج کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو اس جماعت سے نکال کر رسولوں کی جماعت کا فرد بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ سب کچھ محض اس لئے کیا گیا ہے کہ کسی طرح حضرت مسیح موعودؑ انبیاء کی جماعت کے فرد قرار پا جائیں یہ استدلال مصنف کتاب ہذا کا نیا استدلال نہیں جناب میاں محمود احمد صاحب سے لے کر تمام علماء ربوہ کا یہی استدلال ہے۔

اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت سے کیا استدلال فرمایا ہے۔ حضورؑ اپنی کتاب "ایام الصلح" کے ص۱۲۱ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں"

فدایان مسیح موعودؑ کا فرض

میں شیدایان مسیح موعودؑ کی توجہ اس طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ وہ صاف دیکھ رہے ہیں کہ علماء ربوہ حضرت مسیح موعود کی کھلی کھلی تحریروں کی صریح مخالفت کر رہے ہیں اور ان پر حکم بن کر ان کے فیصلوں کو پاؤں تلے روند رہے ہیں مگر آپ لوگ خاموش تماشائی کا پارٹ ادا کر رہے ہیں کیا آپ لوگوں کا فرض نہیں کہ ان کو اس راستہ کی طرف لائیں جس راستہ پر حضرت مسیح موعود جماعت کو چلانے کے لئے گئے تھے کیا حضرت اقدس نے محدثوں اور مجددوں کو جو رسولوں میں داخل کیا ہے کیا اس سے حضورؑ کی اس کے سوا کوئی اور غرض بھی ہو سکتی ہے کہ حضور دنیا کو بتلائیں کہ مجھ پر جو اظہار علی الغیب ہو رہا ہے وہ بحیثیت رسول اور نبی نہیں ہو رہا بلکہ بحیثیت محدث اور مجدد ہو رہا ہے پس اس صراحت کے ہوتے ہوئے قاضی صاحب موصوف اور دیگر علماء کا یہ کہنا کہ اظہار علی الغیب صرف جماعت انبیاء کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ مجدد اور محدث اس سے خارج ہیں، حق پوشی کی کیسی تکلیف دہ مثال ہے کیا علماء ربانی ایسی حرکت کے مرتکب ہو سکتے ہیں کیا سادہ لوح عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کی اس سے بدتر بھی کوئی مثال ہو سکتی ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قاضی صاحب موصوف کو حضرت اقدس کی کتاب "ایام الصلح" والی عبارت کا علم نہیں ہو گا ہے اور یقینا ہے مگر عمداً اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے افسوس صد افسوس! اے مسیح موعود کے شیدائیو! اگر تم نے اپنی خاموشی کی چادر چاک نہ کی اور علماء کے ہاتھوں کو نہ پکڑا اور صحابہ رض کا نمونہ اختیار نہ کیا جنہوں نے حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض جیسے خلفاء کو صاف کہہ دیا تھا کہ تم سیدھے نہ ہوئے تو تلواروں کی نوک سے ہم تمہیں سیدھا کر دیں گے اسی طرح تم نے بھی پہلے

علماء کو اگر یہ نہ کہا کہ اگر تم اس قبیح حرکت سے باز نہیں آؤ گے تو ہم تم کو بیزاری کے نیزوں کی نوک سے سیدھا کر دیں گے تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن تم بھی اسی باز پرس کے نیچے آؤ گے جس کے نیچے علماء آئینگے۔

حضرت مسیح موعودؑ پر اس طریق کا اثر

آپ لوگ خود ہی سوچ لیں کہ یہ طریق جو ان علماء کی طرف سے اختیار کیا جا رہا ہے کیا حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن کو لوگوں کی نظروں میں گرانے کا طریق نہیں اور کیا اس طریق سے اپنے علم کو حضرت اقدس کے علم سے بڑھ کر ثابت نہیں کیا جا رہا اور کیا زبان حال سے یہ نہیں کہا جا رہا کہ خدا تو تم کو کہتا ہے الرحمان علم القرآن لیکن ہم تم سے بڑھ کر قرآن جانتے ہیں تم نے جو آیت زیر بحث سے استدلال کرتے ہوئے "رسول" کے لفظ میں محدثوں اور مجددوں کو بھی داخل کیا ہے اس میں تم نے نعوذ باللہ سخت غلطی کھائی ہے ہم تمہاری غلطی کی اصلاح کر کے کہتے ہیں کہ محدث مجدد اس میں قطعاً داخل نہیں۔ اس لفظ کا اطلاق صرف رسول اور نبی پر ہی ہو سکتا ہے شاباش اے علماء ربوہ کیا شان ہے تمہاری اور کیا عظمت ہے تمہارے علم کی کہ تمہارے اندر خدا کے مقرر کردہ حکم عدل کی علمی غلطیاں نکالنے کی اہلیت پیدا ہو گئی ہے اور آفرین ہے تمہاری تربیت کرنے والوں پر جنہوں نے یہ اہلیت تمہارے اندر پیدا کر دی ہے۔

دوسرا عذر بھی باطل

دوسرا عذر یہ علماء کرام یہ پیش کر سکتے ہیں کہ پہلے کسی مجدد محدث کو اس قدر امور غیبیہ پر اطلاع نہیں جس قدر حضرت مسیح موعودؑ کو ملی سو اس کا جواب تو جناب قاضی صاحب موصوف نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں دے دیا ہے، صـ۳۲ پر آپ لکھتے ہیں:-

"اللہ تعالےٰ غیر رسول کو امور غیبیہ پر اس کثرت اور صفائی کے ساتھ اطلاع نہیں دیتا جس کثرت اور صفائی کے ساتھ رسول کو اطلاع دینا اس کے علم میں اس زمانہ کے لئے ضروری ہوتا ہے"

نسبتی امر

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ جناب قاضی صاحب موصوف کے نزدیک کثرت اور صفائی نسبتی امر ہے یعنی امور غیبیہ کی کثرت اور صفائی سے اطلاع جناب قاضی صاحب کے نزدیک مرزمانہ میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے اور اس اصل کو تسلیم کرتے ہوئے پھر جناب قاضی صاحب کیوں مجبور ہو رہے ہیں اس پردے پر وہ کسی اور وقت پر اٹھایا جائے گا۔ دست تو اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اگر یہ اصل رسولوں اور نبیوں پر چسپاں ہوتا ہے تو مجددین اور محدثین پر کیوں چسپاں نہیں ہوتا مجددوں اور محدثوں پر بھی اظہار علی الغیب ہوتا رہا ہے لیکن ہر ایک مجدد اور محدث پر اتنا ہی جتنا خدا کے علم میں اس کے زمانہ کے لئے ضروری تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی مجدد و محدث اظہار علی الغیب کی نعمت سے محروم نہیں رہا لیکن ہر ایک کو اس کے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے یہ نعمت ملتی رہی ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مادیت کے غلبہ کو مٹانے کے لئے اور اس کے نیچے سے لوگوں کو نکالنے کے لئے چونکہ اس کی شدید ضرورت تھی اس لئے آپ پر اس کا اظہار اس کثرت سے ہوا کہ پہلے مجددین اور محدثین میں اس کی نظیر نہیں ملتی اگر ان کے زمانہ میں بھی ایسی ہی ضرورت پیدا ہو جاتی جیسی کہ اس زمانہ میں ہوئی ہے تو ان پر بھی اس کثرت سے اظہار علی الغیب ہو جاتا۔

کثرت کے دو مفہوم

اس جگہ چونکہ کثرت زیر بحث آگئی ہے اس لئے میں اس کی حقیقت پر بھی روشنی ڈال دینا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ علماء ربوہ حضرت اقدس پر اظہار علی الغیب کو ہی حضور کے نبی ہونے کی دلیل ٹھہرا رہے ہیں۔

حضور کے نبی کہلانے کی وجہ تو میں گذشتہ قسط میں وضاحت سے بتلا چکا ہوں کہ ظلی نبوت درحقیقت . . . . . . ولایت کا ہی دوسرا نام ہے اور ہر ولی ظلی نبی ہوتا ہے جیسا کہ حضور نے تحفۃ الندوہ صفحہ ۳۷-۳۸ پر فرمایا ہے قد اتفق لاھل القلوب ان الولایۃ ظل النبوۃ لیکن نام چونکہ کمال پر پہنچکر ملتا ہے اور یہ کمال چونکہ صرف حضور کے وجود میں ہی اپنے انتہائی کمال کو پہنچا اس لئے حضور کی ولایت پر ظلی نبی کا نام بھی اطلاق کر دیا گیا ورنہ جنس کے لحاظ سے حضور بھی اولیاء کی جنس کے ہی فرد ہیں گو اس جماعت میں سرفہرست آپ کا نام ہے انشاء اللہ اس کا ثبوت میں حضور کے الہامات سے بھی پیش کروں گا۔

پہلا مفہوم

کثرت کا پہلا مفہوم حضور کے نزدیک یہ ہے کہ مجدد جس قوم میں یا جس ملک میں یا جس قطعہ ارض پر ہوتا ہے اس قوم یا ملک یا قطعہ ارض کے لوگوں میں سے کوئی اس کثرت کو نہیں پہنچتا جو کثرت الہامات اور اخبار غیبیہ کی اس مجدد کو حاصل ہوتی ہے، نہ کیفیت میں نہ کمیت میں اس کے برابر دوسرے لوگوں میں سے کسی کو الہامات ہو سکتے ہیں، اور نہ غیب کی خبروں میں کوئی اس کی برابری کر سکتا ہے دیکھو تجلیات الٰہیہ وغیرہ کتب حضرت اقدسؑ۔

حضرت اقدسؑ نے گداگر اور بادشاہ کی مثال سے اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ دونوں ہی بوجہ کچھ نہ کچھ مال رکھنے کے مالدار کہلا سکتے ہیں لیکن گداگر کے مال کو بادشاہ کے مال سے کیا نسبت مجدد اپنے وقت کا بادشاہ ہوتا ہے بڑے سے بڑے انسان پر بھی فرض ہے کہ روحانی امور میں مجدد وقت کی اطاعت کرے۔ لیکن یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پہلے تمام مجدد مختص القوم اور مختص الزمان ہوتے تھے ایک علاقہ کے مجدد کو دوسرے علاقہ کے مجدد سے کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا تھا ان کے آپس میں مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، اس لئے کسی ایک مجدد کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ علم غیب یا الہامات اسے دوسروں سے زیادہ دیئے گئے ہیں - ہر ایک مجدد اپنے اپنے علاقہ میں کام کرتا تھا۔ کثرت اور صفائی میں مقابلہ صرف وہاں کے لوگوں سے اس کا ہوتا تھا اور انہی پر وہ اس امر میں غالب رہتا تھا چونکہ سب مجددوں پر اسے غلبہ حاصل نہیں ہوتا تھا اس لئے کسی ایک مجدد میں بھی مجددیت اپنے انتہائی کمال پر نہیں پہنچی تھی اس لئے بقول حضرت مسیح موعودؑ انوار محمدیہ گو سب میں موجزن تھے اور سب ہی ظلی نبی تھے لیکن نام چونکہ کمال پر جا کر ملتا ہے جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں ثابت کر آیا ہوں اس لئے باوجود ظلی نبی ہونے کے ظلی نبی کا نام ان کے حق میں استعمال نہیں کیا گیا یہ نام اسی مجدد کو ملتا تھا جس کے اظہار علی الغیب کا مقابلہ صرف کسی ایک علاقہ کے لوگوں سے نہیں ہوتا تھا بلکہ تمام دنیا کے لوگوں سے ہوتا تھا خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم مزید برآں گذشتہ مجددین پر بھی اسکو یہ فوقیت عطا کی جانی تھی کہ اظہار علی الغیب ان کے مقابلہ میں بھی اسے کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے زیادہ دیا جاتا۔ اب یہ لازمی بات ہے کہ اس کی مجددیت کمال کے انتہائی نقطہ پر پہنچی ہو اور اسی انتہائی کمال کی وجہ سے اسے خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء کا لقب دیا گیا اور اسی انتہائی کمال کی وجہ سے وہ ظلی نبی کا لقب پانے کا مستحق ہو گیا جس پر دوسرا مفہوم دلالت کر رہا ہے جس کا ذکر ذیل میں موجود ہے۔

دوسرا مفہوم

دوسرا مفہوم کثرت کا حضورؑ کے نزدیک یہ ہے کہ سارے ہمعصروں کے مقابل مجدد کو کثرت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور اپنی کتاب چشمہ معرفت کے صـ۱۸۰ پر فرماتے ہیں:-

"مگر اسلام کلام الٰہی کی صفت کو کبھی معطل نہیں کرتا اور اسلام کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے

اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں (اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت کے معنی حضور محض پیشگوئیاں کرتے ہیں یعنی اس لفظ کو محض لغوی معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔ از ناقل) اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔"

حضرت اقدس کے الفاظ "اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو" پر ہر احمدی کو غور کرنا چاہیئے کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت اقدس کو جس قدر الہامات ہوئے ہیں اور جس قدر غیب کی خبروں پر حضور کو اطلاع دی گئی ہے اس زمانہ میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی نہ اسلامی دنیا میں کوئی ایسا شخص ملتا ہے جس کو الہامات میں وہ کثرت اور صفائی نصیب ہوئی ہو جو حضرت اقدس کو ہوئی ہے اور نہ غیر اسلامی دنیا میں کسی ایسے شخص کا پتہ چلتا ہے جو اس امر میں حضور کا مقابلہ کر سکتا ہو چونکہ ۱۳۰۰ برس میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت مرزا صاحب ہی ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جو خدا کی طرف سے غیب پانے میں ساری دنیا کے انسانوں پر فوقیت لے گئے ہیں اس لئے گذشتہ تمام مجددین پر بھی اس امر میں آپ کو فوقیت حاصل ہونا لازمی امر تھا کیونکہ ان کا مقابلہ ساری دنیا سے نہ تھا اس لئے ان کو ایسی کثرت اور صفائی حاصل نہیں ہوئی جتنی کثرت اور صفائی حضرت مسیح موعود کو حاصل ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ دوسرے مجددوں کے مقابلہ میں صرف آپ ہی ظلی نبی کے خطاب سے نوازے گئے کیونکہ انتہائی کمال پر صرف آپ کی ہی مجددیت پہنچی یہی مطلب ہے حضور کی اس عبارت کا جو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر درج ہے یہ مطلب اس کا ہرگز نہیں کہ حضور اس عبارت میں اپنے آپ کو ابدال وغیرہ کے زمرہ سے خارج کر کے انبیاء کے زمرہ میں اپنے آپ کو داخل کر رہے ہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ یہ کیوں فرماتے ؎

تا زمرہ ابدال باید ترسید
علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد

مندرجہ بالا بیان سے واضح ہے کہ اظہار علی الغیب حسب ضرورت مجددین پر بھی ہوتا ہے اور مجددین بھی لفظ رسول کے مفہوم میں داخل ہیں اور مسیح موعود بھی مجددین میں ہی داخل ہے جماعت محدثین میں ہی اس کا شمار ہے کثرت سے اطلاع پر امور غیبیہ اسے اولیاء کی جماعت سے نکال کر جماعت انبیاء میں داخل نہیں کر دیتی صرف فرق یہ ہے کہ برخلاف مجددین سابقین حضور کی امامت ساری دنیا اور سارے زمانوں کے لئے ہے جبکہ پہلوں کی امامت مخصوص علاقہ اور مخصوص زمانہ کے لئے ہوتی تھی جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ صرف اس صدی کے ہی مجدد ہیں انہوں نے حضور کے صحیح مقام کو ہی نہیں پہنچانا آپ کا دامن مجددیت اب قیامت تک پھیلا ہوا ہے ولی کا کام صرف نبی کریم صلعم کے دربار تک رسائی پیدا کرانا ہے یہ کام اب صرف حضرت اقدس کے واسطہ سے ہی ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم اور بندوں کے درمیان اب قیامت تک حضرت مسیح موعود ہی واسطہ رہیں گے یہی خاتم الاولیاء کا مفہوم ہے لیکن ہماری رسائی حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ ہی ہوگی۔ اسی بناء پر حضور نے فرمایا لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی عھدی پس حضور کی مخالفت کرتے ہوئے اب کوئی شخص حضرت نبی کریم صلعم کا کامل متبع نہیں بن سکتا کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے کی وجہ سے حضرت نبی کریم صلعم کا نافرمان ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے ظہور کے بعد اسکو ماننے کی تاکید فرمائی ہے سو ظاہر ہے کہ نافرمان کس طرح کامل متبع کہلا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے بیان کردہ مفہوم کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث سے

آیت مذکورہ بالا میں حضرت اقدس نے جو لفظ رسول کے اندر مجددین اور محدثین کو داخل کیا ہے وہ محض اپنے قیاس اور اجتہاد سے نہیں کیا بلکہ قرآن کریم کی اتباع میں کیا ہے کیونکہ قرآن کریم خود انکو داخل کرتا ہے سورۃ الحج ع ۷ کی آیت وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ میں لفظ نبی کی تفسیر ابن مسعود رض کی قراۃ ولا محدث کر رہی ہے اور یہ مسلم ہے کہ اس قسم کی قرائت بطور تفسیر لائی جاتی ہے پس اس قرائت سے ثابت ہوگیا کہ آیت میں جو لفظ نبی وارد ہوا ہے وہ بمعنی محدث وارد ہوا ہے اور محدث چونکہ ملہم ہوتا ہے اور غیب کی خبریں حاصل پاتا ہے اس لئے لغت کے استعمال میں اس کو نبی کے نام سے ہی پکارا جائے گا اس سے واضح ہوگیا کہ قرآن کریم میں بھی لفظ "نبی" محض لغوی معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے۔

مخالفین پر اتمام حجت

اس قرائت کو پیش فرما کر حضور نے پہلے ان مخالفین پر حجت تمام کی جنہوں نے حضور کی طرف ناحق دعوے نبوت منسوب کیا تھا اپنی کتاب سراج منیر کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں:۔

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوی کیا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قراۃ ولا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوے کیا ہے"

اسی طرح ایام الصلح صفحہ ۷۴ و ۷۵ پر فرمایا:۔

"ماسوا اس کے حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے بخاری میں وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث کی قراۃ غور سے پڑھو (اب ہمارے علماء ربوہ بھی غور سے پڑھیں۔ از ناقل) اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

پھر سورۃ یٰسین کی آیت کے ذریعہ مخالفین پر حجت تمام کرتے ہوئے سراج منیر ص ۲ پر ہی فرماتے ہیں:۔

"مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کو اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسول رسول اللہ آیا ہے عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا" (میں علماء ربوہ سے دریافت کرتا ہوں اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان سے دریافت کرے کہ کیا ان کو قرآن کے مندرجہ بالا الفاظ یاد ہیں یا ان کے ذہنوں سے اتر چکے ہیں۔ از ناقل)

پھر کیا حضرت اقدس نے سورۃ مرسلات کی آیت واذا الرسل اقتت میں لفظ "الرسل" سے امت محمدیہ کے تمام مجدد مراد نہیں لئے گئے اگر معلوم نہ ہو تو تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۹۱ مطالعہ فرمالیں۔

پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن کریم میں لفظ "رسول" محض لغوی معنی میں بھی مستعمل ہوا ہے آپ کی اطلاع کے لئے سورۃ یوسف ع ۶ کی آیت فلما جاءہ الرسول کی طرف آپ صاحبان کی توجہ منعطف کراتا ہوں اسی طرح سورۃ النمل ع ۳ کی آیت فناظرۃ بما یرجع المرسلون پر بھی غور کرلیں۔

اسی طرح حضرت اقدس کے الہام تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین

لهم الشیطان تذکرہ مثلث کی طرف بھی توجہ فرمائیں کیا اس میں تمام اولیاء کو مرسل نہیں کہا گیا حضور کی اپنی تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں :-

میں دوبارہ ربوہ سے تعلق رکھنے والے احمدی بھائیوں سے نہایت ہی مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر وہ سچے دل سے حضرت مسیح موعود کو اپنا امام یقین کرتے ہیں تو پھر صرف انہی کی اقتدا کریں ان کے مقابلہ میں جو قول بھی ان کے سامنے پیش کیا جائے اسے فوراً رد کر دیں اور پیش کرنے والے کو اپنی ملامت کا ہدف بنائیں تا وہ ایسی گمراہ کن حرکت سے باز آ جائے شخص پرست نہ بنیں بلکہ حق پرست بنیں حق آپ کو کسی شخص سے بھی ملے اسے فوراً لیں۔ حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا کو ہمیشہ مدنظر رکھیں قائل کی دشمنی آپ کو اس کے قول حق کے قبول کرنے کے راستہ میں روک نہ بنے ارشاد خداوندی لا یجرمنکم شنآن قوم الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کو کبھی نہ بھولیں اسے ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حقیقت مشترکہ کا محل کون لوگ ہو سکتے ہیں

اب جبکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ آیت فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول۔ میں لفظ رسول میں مجددین اور محدثین بھی شامل ہیں تو اظہار علی الغیب نبوت و رسالت کی ہی حقیقت مشترکہ نہ رہی بلکہ یہ نبوت و رسالت، مجددیت و محدثیت کی بھی حقیقت مشترکہ قرار پائے گی صرف اس فرق کے ساتھ کہ نبیوں اور رسولوں کو اظہار علی الغیب کی نعمت بالاصالۃ و بالاستقلال حاصل ہو گی اور مجددین و محدثین کو ان کی اتباع میں اور ان کے اظلال ہونے کی حیثیت سے حاصل ہو گی اور ان دونوں کے درمیان یہی فرق ہے۔ یہ اول الذکر کو جماعت انبیاء کا اور مؤخر الذکر کو جماعت اولیاء کا فرد بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ست بچن صفحہ ۷۵-۷۶ پر قرآن کریم کی آیت والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا سے استدلال فرماتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ جو انسان خدا سے براہ راست فیض حاصل کرتا ہے وہ نبی اور رسول کہلاتا ہے اور جو ان کی اتباع کے واسطہ سے خدا سے فیض لیتا ہے وہ ولی کہلاتا ہے پس جناب قاضی صاحب کا صفحہ ۳۲ پر یہ کہنا کہ :-

" پس نبوت و رسالت کی حقیقت مشترکہ قرآن مجید کی رو سے اظہار علی الغیب کا مرتبہ پاتا ہے"

اور اس بنا پر حضرت مسیح موعود کو جماعت انبیاء کا فرد قرار دینا حضرت مسیح موعود کی دونوں تحریروں کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ثابت ہو گیا اور ان کے دعوے کا کہ حضرت مسیح موعود اظہار علی الغیب کی نعمت سے سرفراز کئے جانے کی وجہ سے انبیاء کی جماعت کے فرد بن جاتے ہیں بے حقیقت اور بے بنیاد ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔ پس حقیقت صرف اتنی ہی ثابت ہوتی ہے کہ حضور مجددین محدثین اور اولیاء کی جماعت کے ہی فرد ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔

لفظی نزاع کی حقیقت

قاضی صاحب موصوف نے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ جماعت ربوہ اور جماعت لاہور میں صرف لفظی نزاع ہے یہ درست نہیں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب قاضی صاحب موصوف نے لفظی نزاع کی اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے جو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ ۵ میں بیان فرمائی ہے۔ حضور الہام اور وحی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" لیکن اگر مولوی صاحب غیرت علماء کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو انہیں اختیار ہے کہ جو اولیاء اللہ کو خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اس کا نام وحی اطلاع اور وحی اعلام رکھیں مگر مطلب سمجھنے کا اس قدر ضرور ظاہر کر دیں کہ ہم میں اور دوسرے تمام مسلمان جماعتوں میں نزاع لفظی ہے یعنی جن الہامات الٰہی کا نام ہم وحی رکھتے ہیں انہی کو علماء اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہہ دیا کرتے ہیں مگر اصل مطلب میں ہمارا اور ان کا بالکل اتفاق ہے تا لوگ ان کی نسبت شبہ اور شک میں نہ رہیں"

عبارت مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ فریقین کے درمیان کسی نزاع کو لفظی نزاع صرف اس وقت کہا جائے گا جبکہ ان کا مقصد اور مطلب ایک ہی ہو لیکن اس کو ادا کرنے کے لئے دونوں دو مختلف الفاظ استعمال کر رہے ہوں گویا صرف تعبیر میں ہی اختلاف ہو۔ جماعت لاہور تو حضرت اقدس کے مقام کی جو کیفیت بیان کرتی ہے اس کی رو سے حضور جماعت اولیاء کے فرد قرار پاتے ہیں اور جماعت ربوہ اس مقام کی جو کیفیت بیان کرتے ہیں گو الفاظ ایک ہی ہیں لیکن نتیجہ ایک نہیں، کیونکہ یہ لوگ حضور کو اس کیفیت کے ماتحت انبیاء کی جماعت کا فرد قرار دیتے ہیں جس کے انکار سے انسان کافر بن جاتا ہے اس لئے اس نزاع کو محض لفظی نزاع سے موسوم کرنا درست نہیں۔ باقی مغالطوں پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔ والسلام

عرب کی کھجور کا پیغام تشکر ریز

(بسلسلہ صفحہ ۸)

خشک کر دیا۔ بیت المقدس ہمیشہ ہمیشہ کھنڈر اور ویران رہا اور یہ برکت اس بیت اللہ کو دے دی گئی ہے جو دنیا میں خدا کی توحید کے ساتھ وحدت نسل انسانی کا علمبردار ہے اور یہی دین دنیا کے امن اور سلامتی اور حق کی فتح کی یادگار ہے۔ اور مسیح کی امت ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم وغیرہ تباہی کے سامان پیدا کرنے کے سبب سے خدا کے حضور جوابدہ اور ذمہ دار ہے۔

مسلمانوں کی تلوار جنگ کے وقت بھی بوڑھوں۔ راہبوں۔ منسٹریوں۔ اپاہجوں۔ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے رکتی تھی۔ مگر بم اور بم بنانے والوں کو کون سمجھائے کہ جو لوگ جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے ان کا مارنا گناہ عظیم ہے خدا کا فرضی بیٹا اگر بیس دفعہ بھی آ کر ان لوگوں کے گناہ کے بدلے میں کفارہ ہو تو یہ ظلم عظیم ان کو کبھی نہ بخشا جائے گا۔

حجتِ صادق

(بسلسلہ صفحہ [illegible])

موعود علیہ السلام اگرچہ ۱۸۸۲ء سے خدا سے کثرت مکالمہ مخاطبہ کی شرف پا چکے تھے مگر دینی امور میں بہت سی باتوں کی سمجھ ان کو بہت بعد دی گئی۔ لہٰذا اس سے پہلے جو کچھ لکھتے رہے اپنے پاس سے یہ خیال لکھتے رہے۔

کیا وہ شخص قاضی صاحب ہمیں بتلائیں ان کے خلیفہ ثانی کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ اور یہ علمی، غلطی، تبدیلی، منسوخی اور بے سمجھی کے یہ پانچ بے جا اور نا روا الزامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ان کے خلیفہ ثانی کے علاوہ کسی اور نے بھی لگائے؟ اگر کوئی اور ہے تو ہمارے سامنے کریں پھر کیا ان کے خلیفہ ثانی کی ہر دو کتب القول الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کی تحریر و اشاعت سے قبل تمام کے تمام احمدیہ لٹریچر میں خواہ وہ کتابیں ہوں۔ رسالے ہوں۔ مکتوب۔ اشتہارات یا خیالات ہوں، ان الزامات کا ذکر قاضی صاحب کہیں دکھلا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں دکھلا سکتے اور ہرگز نہیں دکھلا سکتے۔

(باقی --- دارد)

پیغام صلح ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ - شمارہ ۴۲

(تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ "پیغام صلح" لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمایندہ کا پتہ: ——
شیخ محمد انعام الحق صاحب - مکان نمبر ۱۰۸/۱ محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدرآباد دکن (بھارت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
پیغامِ صلح
لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیرِ معاون :- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۳

عہدِ دوستی حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے خدام سے تعلق کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا :-

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہدِ دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور وہ بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اُسے اُٹھا کر لے آئیں گے۔

عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمّل کے محل میں اتارنا چاہیئے"

(ملفوظاتِ احمدیہ موسومہ منظورِ الٰہی صـ ۱۹۷)

بحرِ حکمت کے موتی

انّ رجلاً قال یارسول اللہ انّ لی مالاً وّولداً وان ابی یحتاج مالی فقال انت ومالک لابیک انّ اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من کسب اولادکم

ابوداود بحوالہ انتخاب صحاح ستہ۔

ترجمہ :- ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مالدار بھی ہوں اور صاحبِ اولاد بھی اور میرے باپ کا یہ حال ہے کہ میری مدد بغیر گزارہ نہیں، فرمایا تم خود اور تمہاری دولت تمہارے باپ کا مال ہے۔ تمہاری اولاد تمہاری بہت اچھی کمائی ہے پس (بے تکلف) اس کی کمائی کھاؤ۔

نوٹ :- ووصّینا الانسان بوالدیہ حسناً وان جاھداک لتشرک بی مالیس لک بہ علمٌ فلا تطعھما ۔ (۲۹:۸)

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو مدنی زندگی گذارنے کے سب اصول بتا دیئے ہیں اور ان تمام ذمہ داریوں کی نشاندہی کر دی ہے جو وہ اپنے ساتھ دنیا میں آسودہ اور جنتی زندگی گذارنے کے لئے لایا ہے۔

تعظیم لامر اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابعداری اور اس کی مخلوق کے ساتھ بلحاظ تعلق نیک سلوک ہے

آن دیدہ کہ نور نے نگرفت است زفرقاں
حقا کہ ہماں عمر کور ی نرسید
(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

انگلستان

ترجمہ خط از مسٹر ایچ۔ ایعت فیبوز ڈیون۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مہربانی فرماکر تاخیر جواب کی معافی فرمائیں۔ اس عرصہ میں میرے پاس آپ کے دو خطوط آچکے ہیں۔

کئی ماہ سے میں علیل چلا آرہا ہوں۔ میری بائیں ٹانگ میں بہت تکلیف رہی ہے۔

میں کوئین وکٹوریہ کے عہد یعنی پچھلی صدی کی ابتداء میں پیدا ہوا تھا۔ میں وہ تمام کمزوریاں رفع نہیں کرسکتا جو میرے لاحق حال ہیں۔ حالانکہ مجھے اپنے تمام گذشتہ نظریات بہ زمانۂ حال کی نظر سے غور کرنا چاہیئے تھا۔

اللہ کا شکر ہے کہ گذشتہ تین چار ماہ سے مجھے آہستہ آہستہ آرام محسوس ہو رہا ہے۔

میری تکلیف کی وجہ سے میرے کاروبار اور خط وکتابت میں کافی رکاوٹ رہی ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ "ہالتھولیہ" کے چھوٹے سے قصبہ میں جس کی آبادی ۵۰۰ ہے اور اکثر کسان لوگ آباد ہیں جو ایک دوسرے سے فاصلہ پر رہتے ہیں صداقت اسلام کی اشاعت صرف بذریعہ گفتگو ہوسکتی ہے۔ جبکہ کوئی اچھی طرح سن کر برداشت کرسکتا ہے۔ مگر مجمع میں بذریعہ لیکچر باعث خلل اندازی ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے متعلق رائے عامہ آپ کے پرائیویٹ اور پبلک رویہ کے مطابق ہوگی۔ عرصہ ساڑھے تین سال کا ہوا کہ میں پریسٹ چرچ کونسل کا ممبر تھا اور میں ہر اتوار چرچ جایا کرتا تھا۔

اسلام قبول کرنے کے چند ہفتے پہلے میں نے کونسل سے استعفیٰ دے دیا اور چرچ جانا بند کردیا میں نے اپنے استعفار کی چٹھی میں استعفیٰ کے وجوہات بیان کردیئے تھے۔ چرچ کا بڑا پادری مجھ سے ملنے کے لئے آیا میں نے انہیں کہا کہ میں نے اسلام کے نور وصداقت کو پالیا ہے۔ تعلیم اسلام ایسی صادق اور مدلل ہے کہ بغیر اسے کوئی رہ نہیں سکتا۔ مگر عیسائیت کے متعلق یہ بات نہیں جس کی تعلیم میں بے جوڑ وبے کار قصے ہیں۔ "دکار" (پادری) اسلامی تعلیم سے بالکل بے بہرہ تھا۔ وہ میرے بیان اور دلائل کا جواب نہ دے سکا ۱۹۲۹-۴۵ء میں مصر میں رہ چکا تھا اور اسے خیال تھا کہ اسلام ایک رسمی مذہب ہے نہ کہ اصل مذہب اب چونکہ وہ میرے سوالات اور اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتا اسلئے اکثر مجھ سے کتراتا ہے۔

ایک اور شخص جس نے قرآن شریف ...... پڑھا ہے وہ اسلام کی تعلیم سے بہت حیران اور متاثر ہے۔ اس نے کہا کہ "دکار" کے لیکچروں سے اس نے یہ سمجھا تھا کہ تمام مسلمان بدھمت والے اور مذہب وجاہل لوگ ہیں اور کافر ہیں۔ قرآن پڑھ کر وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ "دکار" کے بیانات اور کمنٹ جہالت سے بھرے ہوئے اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

دراصل ان جگہوں میں عیسائیت تو لوگوں کے دلوں رچی ہوئی ہے۔ لوگ بڑے "نیبوط پروٹسٹنٹ" ہیں یہاں رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ نہیں۔ اسلام کے خلاف برطانیہ میں زبردست دیوار پروٹسٹنٹ خیال کی ہے۔

تمام مذاہب یہاں تک کہ رومن کیتھولک بھی غیر ملکی مذہب سمجھے جاتے ہیں اس لئے قابل التفات نہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں اپنے روحانی اثرات اور سادگی کی وجہ اسلام اللہ تعالےٰ پر کامل یقین بخشتا ہے اور اس لائق ہے کہ اسے قبول کیا جائے۔

نوٹ:- انہوں نے ہماری چٹھیوں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کے اقتباسات پڑھ کر لکھا تھا:-

"میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ نے دنیا کو عظیم الشان عطیہ صحیح اسلام کی صورت میں دیا ہے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اسلامی تعلیم کی نشرو اشاعت سے دنیا کو بہت فائدہ پہنچا رہی ہے"

(انہوں نے ہمیں اپریل ۱۹۶۲ء میں دو پاؤنڈ کی رقم بھی بھیجی تھی)۔

جاوا

ترجمہ خط از مسز موکھتر۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ——— "لائٹ" مل رہا ہے اگرچہ باقاعدگی کے ساتھ نہیں آرہا۔ تاہم میں بہت شکر گذار ہوں۔

ہسٹری آف حاجی عبداللہ قابل توجہ ہے۔ جیسا کہ برادرم عارفین نے تجویز پیش فرمائی ہے درخواست کرتی ہوں کہ اس کی ایک کاپی بھیجدیں تاکہ عیسائیت کے خلاف اقدامات کئے جائیں۔

یہاں میرے بہت سے عیسائی دوست ہیں جو ہمیں چاہتے ہیں کہ عیسائی بن کر ہم نجات حاصل کرسکیں۔

کیا آپ کو ہماری گذارش برائے "اسلام اور جاپانس" یاد ہے۔ ہم نے لائٹ میں سنادیٹ گائڈز ہمارے امام علیہ السلام کے متعلق ہم نے پڑھا ہے۔

مہربانی فرماکر ہمیں ایک کاپی "اسلام اور جاپانس" کی ارسال فرمادیں۔ میں بڑی خوشی سے آپ کو مطلع کرتی ہوں کہ ہم آہستہ آہستہ سنجیدگی کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور تیاری میں ہم نے مسلمانوں کے پانچ فرقوں کے درمیان اتفاق کرادیا ہے۔ اب وہ ہمارے سنڈے لیکچروں میں باقاعدہ حاضر ہوتے ہیں۔

ان سب کے پاس قرآن شریف کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ کی کاپیاں جو مولانا محمد علی مرحوم کے انگریزی ترجمہ سے لیا گیا ہے موجود ہیں۔ قرآن شریف کا درس لینا انہوں نے شروع کردیا ہے۔ اور میں نے اپنے بھائی عارفین سے گذارش کی ہے کہ آئندہ سنڈے میٹنگ میں سب مجمع کا فوٹو لیکر آپ کو بھیجدیں۔ (باقی برصفحہ اشتہار کے نیچے)

شعبۂ رشتہ وناطہ

دوستوں کو "پیغام صلح" میں شائع شدہ متعدد اعلانات کے ذریعہ علم ہوگیا ہوگا کہ انجمن نے شعبہ مذکورہ میرے سپرد کیا ہے اس شعبہ کی اہمیت جماعت کے استحکام کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ جب تک میاں بیوی ہمخیال نہ ہوں گے اور سلسلہ کے لئے اُن کے دل میں یکساں محبت اور قربانی کی روح یکساں طور پر انہیں خدمت دین کے لئے ہمیشہ مستعد تر رکھے گی تو اُن سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ سلسلہ سے دور ہوتی چلی جائے گی اس بات سے نہ صرف نقصان سلسلہ کا ہے بلکہ اسلام کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہوجائے گی۔ کیونکہ اس سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے ---- خدمتِ اسلام کے لئے قائم فرمایا ہے۔ افسوس سے لکھنا پڑا ہے کہ جماعت نے اس پر بہت کم توجہ دی ہے۔

جو چند لوگوں کی طرف سے رشتہ ناطہ کے متعلق درخواستیں آئی ہیں اُن میں سے کثرت ان احباب کی ہے جنہیں لڑکیوں کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ اگر لڑکوں والے یا خود دردِ دل رکھنے والے نوجوان ہر طبقۂ قوم میں سے آگے نہ بڑھیں گے تو یہ سلسلہ کیسے قائم رہے گا۔

لہذا گذارش ہے کہ جماعت کے ہر طبقہ کے دوست اس بات پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور اس بہت بڑی مفید سکیم کو عملی جامہ پہنائیں۔

یہاں میں احباب کی خاص توجہ کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات رقم کرتا ہوں:-

تنکح المرأۃ لِاَربع خصالٍ لمالها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداك۔ بخاری۔ مسلم۔ مالک نسائی۔ ابوداؤد۔ بحوالہ انتخاب صحاح ستہ۔

ترجمہ: عورت سے اس کی چار خوبیوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کا مال (۲) اس کا گھرانہ (۳) اس کا حُسن (۴) اس کا دین۔ پس تو دین والی عورت کو حاصل کر (ورنہ) تیرے ہاتھوں پر خاک

بعینہٖ یہی احکام لڑکوں کے انتخاب میں ملحوظ رکھیں۔ والسلام۔ غلام قادر ڈار

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۷/نومبر ۱۹۶۲ء

مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنے مضمون میں جس پر گذشتہ اشاعت میں ہم بحث کر چکے ہیں "آخر الانبیاء" کی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے اس کی ایک "لطیف تشریح" ارشاد فرمائی ہے، لکھتے ہیں :-

"اس کی لطیف تشریح یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلم کی حدیث میں فرماتے ہیں :-

انا آخر الانبیاء و مسجدی هذا آخر المساجد (صحیح مسلم)

یعنی میں آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے"

پس جب آپ کی مدینہ والی مسجد کے بعد اسلامی ملکوں میں لاکھوں کروڑوں نئی مسجدوں کے بننے سے انا آخر الانبیاء کا مفہوم باطل نہیں ہوتا تو آپ کے بعد آپ کے کسی خادم اور شاگرد اور خوشہ چین کے نبوت کا انعام پانے سے آخر الانبیاء کے مفہوم میں کس طرح رخنہ پیدا ہو سکتا ہے"

معلوم نہیں اس لطیف تشریح کی کیا ضرورت میاں صاحب کو پیش آئی، جب وہ اسی مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری کا نبی اور حضرت مسیح موعود کو ظلی اور بروزی قرار دے چکے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود اصلی اور حقیقی معنوں میں نبی نہ تھے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے :-

"میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

تو پھر آخر الانبیاء کی ایسی "لطیف تشریح" کی جو آخری نبی کے مفہوم کو الجھانے والی ہے کیا ضرورت پیش آگئی، یہ کہنا کہ جس طرح مسجدی هذا آخر المساجد کے زمانہ نبوی کے ہوتے ہوئے اسلامی ملکوں میں لاکھوں اور کروڑوں مسجدیں بن گئیں اسی طرح آخر الانبیاء کے بعد آپ کی متابعت میں نبوت مل سکتی ہے، صحیح نہیں تھا آخر المساجد کا وہ مفہوم ہے، جو میاں صاحب کا مقصود ہے۔ میاں صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آخر المساجد سے مراد انبیائے کرام کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے اور مسجد سے مراد اینٹوں اور گارا کی بنی ہوئی مسجد نہیں بلکہ وہ طریق عبادت مراد ہے جو دوسرے انبیاء و ادیان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا، ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمام روئے زمین کو اپنی مسجد قرار دیا ہے فرمایا جعلت لی الارض مسجداً تمام روئے زمین کو میرے لئے مسجد بنایا گیا ہے۔ جب تمام روئے زمین آپ کی مسجد ہے تو آخر المساجد سے مدینہ والی اینٹوں اور گارا کی بنی ہوئی مسجد کیسے مراد ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس سے وہ طریق عبادت مراد ہے، جو تمام انبیاء و ادیان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرا دین (یا میرا طریق عبادت) آخری ہے۔ اس کی تائید ان دوسری متعدد احادیث سے ہوتی ہے جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پیرایوں میں لانبی بعدی کا ارشاد فرمایا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کو نبوت کے محل کی آخری اینٹ قرار دیا اور فرمایا مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کرجل بنی بیتاً فاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به يتعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين ۔ یعنی میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے بہت خوبصورت اور اچھا بنایا مگر اس کے کونہ سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی لوگ اس کے گرد گھومنے اور تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ کیوں یہ اینٹ نہیں لگائی، پس وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

فرمایئے خاتم النبیین یا خاتم الانبیاء کی اس سے بڑھکر اور کیا تشریح ہو گی۔ کیا کونہ کی اس آخری اینٹ کے بعد جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے لگ گئی، کسی اور اینٹ کے لگنے کا امکان باقی رہ جاتا ہے؟

پس انا آخر الانبیاء و مسجدی هذا آخر المساجد کا مفہوم یہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کا دین آخری دین ہے۔ آپ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے بقول حضرت مسیح موعود :-

"اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات آپ پر ختم ہو گئے (دیکھو اسلام صفحہ ۱۱)

ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ کا آخری نبی ہونا اور آپ کے زمانہ نبوت کا قیامت تک ممتد ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کے فیوض روحانیہ قیامت تک [illegible]

"چونکہ ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے"

(شہادت القرآن صفحہ ۲۷)

پس اس مفہوم کے مطابق ہی انا آخر الانبیاء و مسجدی هذا آخر المساجد کے معنے کرنے چاہئیں، ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء کہنا اور دوسری طرف ایسی "لطیف" تشریحات کرنا جن سے آخر الانبیاء کے مفہوم میں الجھنیں پیدا ہوں، کہاں کی عقلمندی ہے یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و قولوا قولاً سدیداً۔

اخبار احمدیہ

وفات

یہ افسوسناک خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ سے سنی جائے گی کہ چوہدری غلام قادر صاحب اوکاڑہ (جو حضرت امیر مرحوم کے عزیزوں میں سے ہیں) کی صاحبزادی رضیہ قادر صاحبہ جو کچھ عرصہ پہلے تک جنرل ہسپتال کوٹ لکھپت کی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ تھیں نشتر ہسپتال ملتان میں وضع حمل اور نومولود بچہ کی وفات کے بعد گذشتہ جمعہ ۲/نومبر ۱۹۶۲ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ موصوفہ کی شادی گذشتہ سال ہوئی تھی۔ اور اپنی ملازمت کے سلسلہ میں نرسنگ کی مزید تربیت کے لئے حال ہی میں امریکہ جانے والی تھیں۔ مرحومہ اخلاص، ہمدردی اور خدمت خلق کا ایک نمونہ تھیں اور اس وجہ سے عزیز و اقارب اور آشنا سب مرحومہ کے اخلاق سے بے حد متاثر تھے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحومہ کے والد ماجد ان کے خاوند، بھائی بہنوں اور تمام دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

زنانہ دستکاری ۔ جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان دوسری جگہ درج ہے، مستورات کا جلسہ ۲۴/دسمبر ۱۹۶۲ء کو ہو گا اور اس میں حسب دستور زنانہ دستکاری کی نمائش بھی ہو گی۔ تمام خواتین۔

اخبار و افکار

خواجہ حسن نظامی کی وصیت

معاصر "فنا زمانہ" نے اخبار منادی دہلی سے خواجہ حسن نظامی مرحوم کی ایک وصیت نقل کی ہے، جو انہوں نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو بستر مرگ سے پاکستان کی حکومت کے نام لکھی تھی۔ خواجہ صاحب نے "پاکستان مولویوں سے ہوشیار رہے" کے زیر عنوان تحریر فرمایا:-

"پاکستان کی حکومت مجھ سے زیادہ دور اندیش ہے تاہم وہ مولویوں کی اس لئے رعایت کرتی ہے کہ وہ دین کے علم ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ جو مملکت قائد اعظم دے گئے ہیں وہ جب ہی سلامت رہے گی کہ کوئی حضرت مولانا اور کوئی حضرت پیر صاحب اس میں دخیل نہ ہوں، ان دونوں کو کھلاؤ، نذریں دو، ہاتھ چومو، مگر اختیار حکومت سے دور رکھو"

ایسا ہی خواجہ الطاف حسین حالی فرما گئے ہیں ؎

دیکھو جس سلطنت کی حالت دائم
سمجھو کہ وہاں ہے کوئی برکت کا قدم
یا تو کوئی بیگم ہے مشیر دولت
یا ہے کوئی مولوی وزیر اعظم

خواجہ حسن نظامی کی وصیت اور خواجہ الطاف حسین حالی کا ارشاد حالات موجودہ کے پیش نظر خاص اہمیت کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ اگرچہ ابھی تک مولوی صاحبان کو حکومت پاکستان میں کوئی خاص عمل دخل نہیں تاہم حکومت سے باہر بھی جو ادھم انہوں نے مچا رکھا ہے اس سے کون دانشمند پناہ نہ مانگے گا۔

"فتوے مبارکہ"

معاصر "تنظیم اہل حدیث" نے مولویوں کی فتوے بازی کا ذکر کرتے ہوئے مرکزی انجمن حزب الاحناف کے ایک "فتوے مبارکہ" کا ذکر کیا ہے جو بڑے بڑے مفتیوں نے لکھا اور شائع کیا ہے۔ فتوے کافی طویل ہے، اس کا ایک نمبر یہ ہے :-

سوال ۹:- "جو شخص اپنے آپ کو سُنّی کہتا ہو اور پھر مسٹر جناح کو رافضی بلکہ نیچری جانتے ہوئے اپنا پیشوا مانے اور قائد اعظم لکھے اور اس کی حمایت کرے۔ مبلغ بن کر لوگوں کو اس کی طرف ترغیب دے۔ وہ کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟"

جواب ۹:- "اس شخص پر واجب اور لازم کہ فوراً توبہ کرکے سچا پکا مسلمان بن جائے۔ اگر رافضی کی تعریف سلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر تا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

" مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے"۔

(رسالہ فتوے مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔ صفحہ ۲۹-۳۲)

سن لیا آپ نے؟ یہ فتوے "مبارکہ" ہے ایسے مبارک فتوؤں سے کون مسلمان رہ سکتا ہے۔ اور پاکستان کے کتنے گھر تباہی سے بچ سکتے ہیں؟ لطف یہ ہے کہ بقول "تنظیم اہل حدیث" "اس فتوے مبارکہ" کے باوجود خود مفتیان کرام اور ان کے مریدان باصفا بھی بانی پاکستان محمد علی جناح کی تعریف کرتے ہیں اور انکو قائد اعظم مانتے اور لکھتے ہیں" یعنی خود بھی اس "فتوے مبارکہ" کی زد سے محفوظ نہیں ہیں۔

آپ کس زمرہ میں ہیں؟

معاصر "ایشیا" (۲۴ اکتوبر) میں مولویوں کی کفر بازی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"میں سوچتا ہوں کہ کیا تبلیغ کا یہی طریقہ ہے۔ حضرات علماء بھی کہتے ہیں کہ ایک بدو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوران خطبہ روک دیا تھا، رسول خدا کا یہ عمل کہ کافروں تک کی خدمت کرنے سے گریز نہ کرتے تھے، مسجد میں عیسائیوں کو نماز تک پڑھنے کی اجازت مرحمت فرماتے تھے اور آج مولوی کو کفر سازی کے سوا کوئی کام ہی نہیں"

مگر سوال یہ ہے کہ آپ کا اپنا کام کیا ہے۔ کیا آپ بھی احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر کفر سازی کے کام میں مولوی کے شریک کار نہیں؟

یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون؟

جلسہ سالانہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ حسب معمول ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۶۲ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جملہ احباب معہ عزیزان اس جلسہ میں ضرور شرکت فرمائیں اور اپنے دوستوں کو بھی شمولیت جلسہ کی تحریک کریں۔ مستورات کا جلسہ ۲۴ دسمبر کو ہوگا۔ امسال امریکہ اور یورپ کے مشنوں میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹیں آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوں گی اور مزید برآں بزرگان سلسلہ کے مواعظ حسنہ سے آپ مستفیض ہونگے۔ مہتمم جلسہ سالانہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ہوں گے جلسہ کے متعلق خط و کتابت ان سے کی جائے۔

(احمد یار۔ سیکرٹری)

۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو مجلس معتمدین کا اجلاس

مجلس معتمدین کا اجلاس مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کو حسب دستور احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں بجٹ وغیرہ ضروری اور اہم معاملات پر غور و خوض ہوگا۔ ممبران صاحبان کی خدمت میں ایجنڈا ارسال کر دیا گیا ہے۔ جن ممبران کو ایجنڈا نہ ملا ہو وہ بواپسی ڈاک مطلع فرمائیں تاکہ ان کی خدمت میں دوبارہ بھجوایا جاوے۔ والسلام

احمد یار۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قرآن کریم میں الٰہیات کے متعلق دلائل معرفت الٰہی کا موجب ہیں

قرآنی تعلیمات کا اثر اہل علم کے دلوں پر

خطبہ جمعہ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض ولہ الحمد فی الاٰخرۃ۔ وھو الحکیم الخبیر یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا۔ وھو الرحیم الغفور (السبا)

اللہ تعالیٰ کے کمال علم اور قدرت کاملہ کا ذکر

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں خدا تعالےٰ کے کامل علم اور کامل قدرت کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے انعامات اور احسانات کا بھی ذکر ہے انعامات اور احسانات کا اور اس کے کمال علم و قدرت اور وسعت مملکت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ انسان کی طبیعت، قدرت کاملہ، کامل علم، سلطنت کی وسعت انعامات اور احسانات کی بارش سے متاثر ہوتی ہے اس علم و معرفت سے نہ صرف انسان اظہار شکر کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے بلکہ اس کی طبیعت پر خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس کی قدرت اور جمال و جلال کا اثر بھی پڑتا ہے۔

الٰہیات کے متعلق دلائل اور ان کا اثر

قرآن کریم میں دلائل سے کام لیا گیا ہے۔ دلائل کا سلسلہ اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو عقل و فہم عطا کی ہے۔ وہ چیزیں جو عقل و فہم سے پہچانی جاتی ہیں ان کی صداقت کے بارہ میں دلوں کے اندر یقین اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دلائل کے ذریعہ سے اپنی معرفت کے دروازے کھولے ہیں۔ یہ دلائل دل کو معرفت کے نور سے منور کرتے ہیں اندھے اعتقاد سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو عقل و دانش سے حاصل ہوتی ہے دلائل کی مضبوطی کی وجہ سے افعال و اعمال میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم و حکمت کے اظہار اور مخلوق پر اس کے انعام و اکرام اور احسانات و افضال کے بیان کی غرض یہ ہے کہ انسان معرفت کی بناء پر اپنے افعال و اعمال اور اخلاق و کردار میں صلاحیت پیدا کرے۔

اخلاق و کردار میں صلاحیت موجب عزت و راحت ہے

اعمال و افعال کی صحت اور اخلاق و کردار کی پاکیزگی میں لذت اور راحت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے عزت اور قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی میں ذلت بھی ہے اور دکھ درد بھی۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الذنوب تغیر النعم خدا کی نافرمانی اور فسق و فجور کی زندگی نعمتوں کو زائل کر دیتی ہے۔ اور اسی ضمن میں فرمایا ان الذنوب تورث الذل۔ یعنی گناہ کی زندگی کا نتیجہ ذلت ہوتا ہے۔ ایسی زندگی سے صحت برباد ہو جاتی ہے، دولت ضائع ہو جاتی ہے اور عزت ختم ہو جاتی ہے، انسان کا اس میں اپنا نقصان ہے۔ خدا تعالےٰ کا کوئی نقصان نہیں۔ اگر ساری کی ساری دنیا اس کی نافرمانی کرے۔ بت پرستی اور فسق و فجور کی ذلیل زندگی بسر کرے تو دنیا کا اپنا نقصان ہے، خدا کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے جو احکام دیئے ہیں وہ انسان کو تباہی کے راستہ سے بچانے کے لئے دیئے ہیں۔ اس سے تنبیہہ فرمائی ہے کہ اے ابن آدم ایسی حیاتی اختیار نہ کر کہ اس میں بربادی اور ذلت ہے۔ نیکی کی زندگی اختیار کر کہ اس میں لذت اور راحت ہے۔ اچھے کام سے دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی شخص کسی زخمی انسان کو جو حادثہ کی وجہ سے سڑک پر پڑا ہوا ہو، زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا ہو، اٹھا کر اور اپنے کپڑے خراب کر کے ہسپتال میں پہنچا دے تو اس کا دل کیف و سرور اور لذت و راحت سے معمور ہو جاتا ہے۔ لیکن کوئی متکبر انسان کسی کمزور و ناتوان کے گال پر طمانچہ دے مارے تو ساتھ ہی ساتھ اس کے اپنے دل میں بھی ندامت کی چوٹ لگتی ہے البر ما اطمأن الیہ النفس نیکی وہ ہے جس سے راحت پیدا ہو۔ بدی وہ ہے جس سے دل کو تکلیف اور دھڑکا پیدا ہوتا ہے۔

تمام کائنات خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے

وہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الحمد للہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض دنیا جہان اور زمین و آسمان کی وسعتیں اس ذات پاک کی ملکیت ہیں۔ کائنات میں کی ہر ہر شے اس ہستی کے تصرف میں ہے تمام جہانوں پر اسی کی حکومت ہے۔ زمین و آسمان اور ان میں ساری کی ساری قوتیں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور انسانی ایجادات میں فرق

بدیع السموات والارض۔ اس اعلےٰ و ارفع ہستی نے اس کارگاہ عالم کو بغیر کسی نقشہ و نشان کے وجود دیا ہے۔ اس کی قوت ایجاد سے کائنات وجود میں آئی ہے اس لئے یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کائنات میں انسان بھی ہے خلق الانسان خدا نے انسان کو بھی زندگی عطا کی ہے جو نہایت قیمتی متاع ہے۔ پھر اس قیمتی متاع کے لئے خلق لکم ما فی الارض جمیعا بحر و بر کی تمام کی تمام اشیاء و اسباب انسان کی زندگی کے قیام کے لئے تخلیق کئے ہیں۔ یہ قوت ایجاد خدا تعالےٰ علیم و حکیم اور عظیم و قدیر کے سوائے کسی کو نصیب نہیں ہے انسان موجد ہے۔ لیکن اس کی ایجاد خدا تعالےٰ کے پیدا کردہ اسباب پر منحصر ہے حقیقت میں یہ موجد نہیں ہے۔ تمام دنیا کے سائنسدان اکٹھے ہو جائیں تو وہ گلاب کی ایک پنکھڑی بھی نہیں بنا سکتے۔ جھوٹی پنکھڑیاں تو وہ ضرور بنا لیں گے اور شکل و شباہت بھی پیدا کر لیں گے لیکن گلاب کی پنکھڑی کے خواص پیدا نہیں کر سکتے۔ ریشم کے کیڑے کو سامنے رکھئے برطانیہ فرانس اور جاپان مل کر کوشش کریں تو بھی خدا کا پیدا کردہ کیڑا جو ریشم پیدا کرتا ہے اس کے مقابلہ پر ریشم پیدا نہیں کر سکتے۔ اور اس میں حقیقی خاصیت پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ ایجاد بہت بڑی چیز ہے لیکن انسان نے کائنات میں غور و فکر کے بعد ایجادات کی ہیں اس کے سامنے سورج، بخار کے لئے سامان اور اسباب اور قوانین ہیں۔ کائنات کا نظام اس کے سامنے ہے لیکن جب یہ کائنات عالم وجود میں لائی گئی تھی۔ اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ عدم اور لاشئے کا عالم تھا۔ بدیع السموات

والارض اس کارگاہ عالم اور نظام کائنات کا اصل مالک اور پیدا کنندہ خدا تعالےٰ ہے۔ اس نے تمام چیزوں کے اندر خواص پیدا کئے ہیں۔ تاثیریں رکھی ہیں۔ انسان کوئی چیز ایجاد کرتا ہے تو ان میں برابر غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ بنا بنا کر بگاڑتا ہے۔ اور بگاڑ بگاڑ کر بناتا ہے۔ اسکو عواقب کا علم نہیں ہوتا۔ آج کل روس اور امریکہ مبز ائلیں آسمان پر بھیجتے ہیں، وہ زہریلی گیسوں سے خدائی مخلوق کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ حکیم و خبیر ہے، وہ علم و حکمت سے ایسی ایجادیں کرتا ہے جو نفع رساں ہیں اور وہ خبیر ہونے کی وجہ سے اپنی ایجادات کے عواقب سے واقف ہے۔ اور وہ عواقب بھی نفع رساں ہیں نقصان دہ نہیں اس لئے فرمایا وله الحمد فی الاخرۃ

ایک سائنسدان کو ہوائی جہاز بنانے کا خیال آیا۔ اس کا نام Count Zepline تھا۔ اس نے ہوائی جہاز کے کل پرزے بنائے۔ جہاز بنایا۔ چلایا۔ خود سوار ہوا۔ جہاز گر پڑا۔ زخمی ہوا۔ اس پر پھر سوچ بچار کی، اس میں تبدیلی کی۔ کچھ کل پرزے غلط تھے ان کو درست کیا۔ پھر سوار ہوا پھر گرا۔ گر گر کر اس نے ہوائی جہاز بنا لیا۔ اس جہاز کا نام اس کے موجد کے نام پر زیپلن رکھا گیا تھا۔ انسان موجد تھے لیکن بڑے تجربوں کے بعد اور بڑی مدت کے بعد بہت کچھ کھو کر کوئی چیز ایجاد کرتا ہے۔ اس کے برعکس خدا موجد ہے خالق ہے۔ اس نے اشکال و نقشہ کے بغیر، تجزیہ کئے بغیر اس جہان کو ایجاد کیا۔ اس کی ایجاد اور تخلیق میں کوئی اکھاڑ پچھاڑ نہیں۔ کوئی تجربہ کوئی مشق اس نے نہیں کی۔ اس لئے فرمایا الحمد للہ اسی ذات قابل حمد و ستائش ہے۔ تمام چیزوں کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اور ان کو سرچشمہ فیوض بنایا۔ خدا تعالےٰ کامل زین موجد ہے۔ اس کی ایجاد اور تخلیق میں علم ہے۔ حکمت ہے، قدرت ہے۔ استواری اور استحکام ہے۔ مضبوطی اور پائداری ہے۔ عواقب اور انجام پر اس کی نگاہ ہے۔ وہ جانتا ہے کہ چیزوں کے اندر کیا خواص رکھے گئے ہیں۔

حکیم و خبیر خدا تعالیٰ

وھو الحکیم الخبیر۔ یہ تاثیریں یہ خواص اور یہ صفات اور خوبیاں اس لئے ہیں کہ وہ خدا حکیم و خبیر ہے۔ وہ حکمت والا ہے علم کے انتہائی درجہ کو حکمت کہتے ہیں۔ اس کی تمام مخلوق میں نور علم اور حکمت ہے۔ یعلم ما فی الابتداء وما فی الانتہاء وہ آغاز و انجام سے اچھی طرح واقف ہے۔

ارضی پیداوار پر سماوی تاثیرات

یعلم ما فی السموٰت وما فی الارض۔ وہ زمین و آسمان کی ہر شئے کو جانتا ہے یعلم ما یلج فی الارض۔ زمین کے اندر بیج ڈالا جاتا ہے یا بارش کا پانی وہ اسکو جانتا ہے اس چھوٹے سے بیج کے اندر سارا درخت۔ تنا شاخیں۔ ٹہنیاں۔ کونپلیں۔ پتے۔ شگوفے اور پھل موجود ہیں۔ ایک شخص جب کھیت میں بیج ڈالتا ہے یا باغ میں کسی درخت کی قلمیں لگاتا ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف توجہ کرتا ہے اس کی آرزو ہوتی ہے کہ وقت پر بارش ہو۔ وہ دعا کرتا ہے کہ وقت پر دھوپ نمودار ہو۔ وہ خواہش کرتا ہے کہ بارش کثرت سے نہ ہو۔ پھل یا فصل پکنے کے وقت گھنگھور گھٹائیں نہ آجائیں۔ کسان بیج ڈال تو دیتا ہے لیکن انجام و عواقب سے بے خبر محض ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کی قوتیں اس بیج پر کام کرتی ہیں۔ سورج کی گرمی اس کی روشنی آسمان کی بارش۔ ہوا۔ زمین معدنیات اور قوتیں اس بیج کی نشوونما کے لئے مصروف کار ہو جاتی ہیں وما یخرج منہا۔ یہ ایک دانہ یا گٹھلی ہوتی ہے لیکن اثرات اور تصرفات سے کبھی درخت بن جاتا ہے اور کبھی پودہ۔ علاوہ ازیں اس کے چھلکے میں بھی تاثیر ہے۔ پھول میں الگ تاثیرات ہیں پتے میں الگ تاثیر پائی جاتی ہے۔ پھل میں الگ تاثیر ہے۔

قلب و روح کی تربیت کے لئے برکات سماوی

اسی طرح سے قلب و روح اور دل و دماغ جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو عنایت کئے ہیں ان کی تربیت کے لئے آسمان کی برکات نازل فرماتا ہے جسم روح کے مقابلہ میں کمتر درجہ رکھتا ہے۔ اور اس حصہ کے لئے جو کمتر درجہ رکھتا ہے قدرت نے سارا آسمان اور ساری زمین تربیت میں لگادی ہے تو وہ حصہ جس کی وجہ سے۔ انسان انسان کہلاتا ہے اس کی تربیت کے لئے وما ینزل من السماء آسمان سے وحی نازل کی ہے جو قرآن کریم ہے۔ وما یعرج فیہا۔ آسمان کی طرف جو چیزیں پرواز کرتی ہیں وہ انسان کے اعمال یا اس کی ارواح ہیں فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اعمال صالح ہی ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ہاں پہنچتے ہیں والعمل الصالح یرفعہ اور عمل صالح اس کی عزت کا باعث بنتے ہیں۔ ینزل من السماء ماء

قرآنی تعلیمات کی خصوصیات

جب تک جناب الٰہی سے روحانی پانی نہ اترے اس وقت تک انسان کو الٰہیات اور قلب و نفس کی تطہیر و پاکیزگی کے متعلق علم حاصل نہیں ہو سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس طیبہ کی برکت سے اور حضور کے ارشادات کریمانہ سے، اور قرآن کریم کی تعلیمات کی وجہ سے انسانیت کو بہت بڑا فائدہ ہوا ہے، خدا تعالےٰ کی عظمت و جلال، مخلوق پر اس کی کرم فرمائیوں، نوازشوں اور مہربانیوں اور انعامات و احسانات کی وضاحت جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے وہ کسی دوسری آسمانی کتاب میں بیان نہیں ہوئی اور کسی دوسری مذہبی کتاب نے الٰہیات پر اتنی کھل کر روشنی نہیں ڈالی۔ یہ علم و فضل کا زمانہ ہے۔ دلائل و براہین کا زمانہ ہے

قرآنی تعلیمات کا اثر اہل علم کے دلوں پر

اس زمانہ کے مطابق قرآن کریم میں علم موجود ہے۔ ایسے براہین نیرہ اور دلائل ساطعہ اس کے اندر ہیں جو دلوں کو منور کرتے ہیں اسی لئے اگلی آیت میں فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ویھدی الیٰ صراط العزیز الحمید۔ اہل علم دیکھیں گے ان کی بصیرت پر یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جائے گی کہ ان تعلیمات کا سرچشمہ خدا ہے یہ حق ہی ہے یعنے بہت بڑی اور روشن حقیقت صرف خدا تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اور حق کو کون نہیں قبول کرتا حق کو قبول کرنا انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ ویھدی الیٰ صراط العزیز الحمید وہ ذات برحق بھی ہے اور سرچشمہ ہدایت بھی۔ یھدی الیٰ صراط العزیز الحمید قرآنی تعلیمات اس ذات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ جو العزیز ہے۔ غالب ہے۔ الحمید اور حمد و ثنا کے لائق ہے۔

طاقت و غلبہ کے وقت حمیدہ اوصاف کی ضرورت

جن لوگوں کو طاقت و قدرت غلبہ اور اقتدار میسر آتا ہے وہ اخلاقیات کو بھول جاتے ہیں۔ ان میں نخوت و تکبر اور ظلم و جور کی ملونی پائی جاتی ہے لوگ ان سے متنفر اور بیزار ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ وہ اعلیٰ و ارفع اور ازلی ابدی ذات ہے وہ سب پر غالب ہے۔ سب سے زیادہ مقتدر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ الحمید بھی ہے۔ وہی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کا سزاوار ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی موڑ پر بھی کیوں نہ ہوں، ہمیشہ صراط العزیز الحمید کو اپنے سامنے رکھیں، اور اسی کے مطابق زندگی بسر کریں تا کہ ان کا اول آخر مستحسن ہو۔ ان کے طور و طریق اور فعل و عمل کی لوگ تعریف کر سکیں

نبی کریم صلعم نے لوگوں میں اوصاف حمیدہ پیدا کئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے اندر ایسے ہی اوصاف پیدا ہوئے۔ وہ عزیز اور حمید کی صفات سے رنگین تھے۔ ان کے بعد بھی جن لوگوں نے کلام الٰہی اور سنت نبوی پر عمل کیا وہ انہی اوصاف کے مالک ہوئے۔ اور ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کی زندگیاں ثابت کرتی رہیں گی کہ قرآن برحق ہے یہ خدا تعالےٰ کی سچی اور ۴۲ کامل کتاب ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیٰ کامل اور باکمال نمونہ ہیں جو اس کتاب کے لانیوالے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کے لانیوالے کو قبول کر لیا وہ مبارک ہیں۔ دنیا و آخرت میں ان کے لئے ...

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ
اور
علماء ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ گذارش کہ
خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حَکم پر حَکم بننا ترک کر دیں

(۳)

علماء ربوہ کے نزدیک نبی کی تعریف

قاضی صاحب موصوف نے اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" میں سارا زور اس بات کو منوانے پر صرف کر دیا ہے کہ جس شخص پر اظہار علی الغیب ہو جائے وہ نبی بن جاتا ہے اور نبوت و رسالت اظہار علی الغیب کا ہی نام ہے۔ شریعت کا لانا یا مستقل ہونا یا امتی ہونا یہ تمام امور زائد ہیں حقائق ذاتیہ نہیں بلکہ خصوصی حقائق ہیں نبوت کی ذاتی حقیقت میں ان کا پایا جانا ضروری نہیں۔ صرف اظہار علی الغیب ہی ایک ایسی حقیقت ہے جو ذاتی حقیقت کہلانے کی مستحق ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی وجہ سے وہ شخص جس میں یہ پائی جائے نبی کہلاتا ہے گویا بالفاظ دیگر نبی کی تعریف میں جناب قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ کے نزدیک صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ نبی وہ ہے جس کو اظہار علی الغیب کی نعمت سے نوازا جائے۔ بس وہ شریعت لائے نہ لائے ہدایت لائے نہ لائے کتاب لائے نہ لائے مستقل ہو نہ ہو، صرف اظہار علی الغیب سے ہی نبی اور رسول کی مکمل تعریف ہو جاتی ہے اگرچہ علماء ربوہ کے مندرجہ بالا نظریہ کا بطلان گذشتہ قسط میں مدلل دلائل سے کر دیا گیا ہے لیکن اس جگہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو تعریف نبی اور رسول کی فرمائی ہے اس کا ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس سے احباب کرام کو اس امر کا اندازہ کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔ کہ علمائے ربوہ کس طرح حضرت اقدسؑ پر حکم بننے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور کس طرح حضورؑ کے علم قرآن پر اپنے علم کی برتری کا سکہ دلوں میں بٹھلانے کے لئے ساعی رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ تعریف

حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے لفظ کا اطلاق دو طرح پر تسلیم کیا ہے ایک اطلاق تو محض لغوی معنی میں اور دوسرا اسلامی اصطلاح میں اور اسلامی اصطلاح والی نبوت کو ہی حقیقی نبوت قرار دیا ہے اور اسی کو نبوت کی حقیقی تعریف بتلایا ہے اول الذکر یعنی محض لغوی مفہوم کے لحاظ سے لفظ نبی کا اطلاق صرف اولیاء اللہ پر جائز قرار دیا ہے انبیاء علیہم السلام پر اس کا اطلاق قطعاً جائز نہیں قرار دیا کیونکہ کوئی نبی و رسول دنیا میں ایسا نہیں ہوا جو محض یا خالی یا صرف لغوی معنی کے لحاظ سے نبی کہلاتا ہو، اس کی نبوت میں اظہار علی الغیب کے علاوہ بعض اور اجزاء بھی ہوتے تھے۔ (جن کا مفصل ذکر انشاء اللہ تعالیٰ میں بعد میں کروں گا) اور انہی تمام اجزاء سے اس کی نبوت مرکب ہوتی ہے۔ اولیاء میں صرف اظہار علی الغیب ہی پایا جاتا ہے اور وہ بھی متبوع نبی کی اتباع کے نتیجہ میں دوسرے اجزاء میں سے بعض سے تو وہ بالکل محروم ہوتا ہے اور بعض کو اس نے اپنے نبی متبوع سے مستعار لیا ہوتا ہے اور ان سب امور پر انشاء اللہ وبتوفیقہٖ مناسب موقعہ پر بحث کی جائے گی سردست تو میں حضرت اقدسؑ کے بیان کردہ دونوں مفہوموں کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا حوالہ اور علماء ربوہ کا افسوسناک رویہ

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸ پر اپنے الہام جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کا ترجمہ کرتے ہیں "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں" اس کے بعد حاشیہ پر نوٹ دیتے ہیں:-

> "یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں (عربی میں کے الفاظ تمام احمدی احباب ملاحظہ کریں از ناقل) اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں۔"

اس تحریر سے واضح ہے کہ حضرت اقدسؑ کے نزدیک اسلامی اصطلاح اور محض لغوی معنی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑے گا کہ اب علماء ربوہ ان دونوں کو ایک ہی قرار دینے لگ پڑے ہیں کیوں! اس کی کوئی معقول دلیل انہوں نے آج تک پیش نہیں کی محض تحکم ہی تحکم ہے۔ یہ بھی درحقیقت مسیح موعودؑ پر حَکم بننے کی ایک مثال ہے۔

یہ حوالہ منسوخ نہیں ہو سکتا

چونکہ ہمارے ربوہ کے علماء کرام ۱۹۰۱ء سے قبل کے حوالوں کو منسوخ کہکر رد کر دیتے ہیں اس لئے اسلامی اصطلاح کا مفہوم درج کرنے سے قبل میں ایسا حوالہ بھی اس کی تائید میں پیش کر دیتا ہوں جس کو منسوخ کہنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا یہ حوالہ حضور کی اس تحریر سے ہے جو حضورؑ نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام کے ایڈیٹر کو لکھکر بھیجی جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو یعنی حضورؑ کی وفات کے دن اس اخبار میں شائع ہوئی اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:-

> "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا"

اسلامی اصطلاح اور لغوی معنی ایک نہیں ہو سکتے

اب ہر منصف مزاج اور تعصب سے خالی دماغ رکھنے والا انسان خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا اربعین والی عبارت اور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء والی تحریر میں سرمو بھی فرق ہے اربعین میں محض کا لفظ ہے اور اس تحریر میں صرف کا لفظ ہے اور دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے کیا یہ دونوں عبارتیں ایک ہی مفہوم پر دلالت نہیں کر رہیں پس کیا یہ علماء ربوہ کی سینہ زوری نہیں کہ خواہ مخواہ لغوی اور اسلامی اصطلاح والی نبوۃ کو ایک ہی قرار دیئے جا رہے ہیں۔ اگر ان علماء کرام کا یہ قول درست ہے کہ حضرت اقدسؑ کو بعد میں یہ علم ہو گیا تھا کہ جس کو وہ لغوی معنی میں نبوت کہتے ہیں اسلامی اصطلاح میں بھی درحقیقت وہی نبوت کہلاتی ہے۔

اور جو تعریف میں نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی کی تھی وہ درحقیقت غلط تھی تو کہیں تو اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت کو اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیتے حالانکہ ۸۰ کے قریب آپ کی کتب ہیں اشتہارات ہیں، خطوط ہیں جو مختلف لوگوں کو

لکھے گئے لیکن علماء ربوہ حضورؑ کی تحریروں میں سے ایک جملہ بھی اپنے فرضی نظریہ کی تائید میں نہیں دکھلا سکتے۔ حالانکہ بارہا اُن سے مطالبہ کیا گیا ہے۔

اسلامی اصطلاح میں نبوت کی تعریف

حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبوت کی جو تعریف کی ہے وہ ذیل کے الفاظ میں ہے:-

> "اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں"
>
> (الحکم ۲۹ جلد ۳-۷۔ اگست ۱۸۹۹ء)

یہ تحریر کبھی منسوخ نہیں ہوئی جو نسخ کا مدعی ہے ثبوت اس کے ذمہ ہے اب قاضی صاحب موصوف مندرجہ بالا تحریر کو سامنے دکھکر بتلائیں کہ ان کا یہ قول کہ شریعت اور مستقل ہونا نبوت کی حقیقت ذاتیہ میں داخل نہیں کہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کے مطابق ہے کیا آپ کا یہ قول صریح حضورؑ کی مخالفت کے مترادف نہیں؟

یہ تعریف مبنی بر قرآن ہے

علماء ربوہ کا یہ کہنا کہ حضرت اقدسؑ نے یہ تعریف علماء زمانہ کی تقلید میں لکھ دی بالکل غلط ہے اور خلاف واقعہ ہے حضورؑ کی کتاب چشمہ مسیحی کے حوالے سے میں ثابت کر چکا ہوں بلکہ حضورؑ نے یہ تعریف قرآنی آیت سے استنباط کرکے لکھی ہے۔ اس تعریف کا منبع قرآن کریم کی آیت وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ہے اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں:-

> "لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی کہلاتا ہے امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے"

جناب قاضی صاحب اور اُن کے ہمنوا علماء غور فرمائیں کہ کیا آیت مندرجہ بالا سے وہ دونوں باتیں مستنبط نہیں ہوتیں جو حضورؑ نے اسلامی اصطلاح میں تعریف نبوت میں ذکر کی ہیں یعنی رسول کے لئے مستقل ہونا بھی ضروری ہے اور ایسی تعلیم کا لانا بھی جس کی اطاعت کی جائے اور اسی کو حضورؑ نے کامل یا ناقص شریعت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

احمدی احباب کے لئے لمحہ فکریہ

ربوہ سے متعلق تمام احمدی احباب خود ہی انصاف کو کام میں لاتے ہوئے فیصلہ کرلیں کہ ان کے علمائے کرام کیا خدا کے مسیح موعودؑ پر حَکم بن کر ان کے فیصلوں کے خلاف فیصلے دے رہے ہیں یا نہیں ان کے علم قرآن کو ناقص اور غلط قرار دے کر اپنے علم کو کامل اور صحیح ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں کیا اپنے دعوے کے متعلق حضورؑ کے دلائل کو غلط اور خلاف قرآن قرار دینا سچے اور حقیقی متبع کی شان کے شایاں ہو سکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حضرت اقدسؑ کی ایک عبارت سے غلط استدلال

جناب قاضی صاحب نے اپنی تعریف نبی کی تائید میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے مندرجہ ذیل عبارت بھی پیش کی ہے اور ہماری جماعت کو اس کی طرف خاص توجہ دینے کی ہدایت بھی فرمائی ہے:-

> "یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے پس مصفّٰی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"

مایۂ ناز حوالہ اور اس سے غلط استدلال

مندرجہ بالا حوالہ جناب قاضی صاحب موصوف اور ان کے ہمنوا علماء کا مایہ ناز حوالہ ہے جس کا سہارا لے کر ہمارے یہ دوست حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ اولیاء کا فرد قرار دینے کی بجائے جس زمرہ کے آپ فی الحقیقت فرد ہیں زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دینے کی ناکام کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اور یہ سہارا اُن دوستوں کا درحقیقت مشہور مثل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کا مصداق ہے جیسا کہ قارئین کرام پر ابھی واضح ہو جائے گا۔ جناب قاضی صاحب اور دیگر علمائے ربوہ کے استدلال کی بنیاد حضرت اقدسؑ کے یہ الفاظ ہیں:-

> یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے"

استدلال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام چونکہ نبوتوں اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی کہلاتے رہے ہیں اس لئے ہر وہ شخص جس کو خدا کی طرف سے پیشگوئیاں ملیں وہ نبی کہلائے گا۔ گویا استدلال کا سارا زور الفاظ "نبی کہلاتے رہے" پر ہے۔

لفظ نبوت کس مفہوم میں استعمال ہوا ہے

"نبی کہلاتے رہے" کے صحیح مفہوم پر روشنی ڈالنے سے قبل اس حقیقت کو واضح کر دینا ضروری ہے کہ ایسے مقامات پر جیسا کہ موجودہ مقام ہے حضرت مسیح موعود "نبوۃ" کے لفظ کو پیشگوئی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور "نبی" کے معنی خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنے والا بتلاتے ہیں جیسا کہ خود اسی عبارت میں "نبوتوں" کے لفظ کے بعد پیشگوئیوں کا لفظ لاکر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اس حقیقت کی مزید وضاحت حضورؑ کی کتاب چشمہ معرفت[1] کے صفحہ ۱۸۱ پر موجود ہے فرماتے ہیں:-

---

[1] یاد رہے کہ چشمہ معرفت ۲۰ رمئی ۱۹۰۸ء کی کتاب ہے گویا ایک رنگ میں اس کتاب کو حضورؑ کی مکمل کتابوں میں سے آخری کتاب کہنا چاہیئے۔

"اسلام کلام الٰہی کی صفت کو کبھی معطل نہیں کرتا اور اسلام کی رُو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالےٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع[1] ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں الخ"

اس عبارت میں یعنی پیشگوئیوں کے الفاظ نے لفظ نبوت کی تشریح سے ہر قسم کا پردہ خفاء اٹھا دیا ہے۔

اگر جناب قاضی صاحب موصوف اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کو ہی غور سے مطالعہ کر لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ نبوت کے یہ معنی حضور صرف لغت کی رُو سے کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا:—

"اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا اور "رسول" کے معنی لغت کی رُو سے بھیجا ہوا کے کرتے ہیں جیسا کہ الفاظ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے"

اگر قاضی صاحب حضورؑ کی کتب کو غور سے مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان مقامات کو چھوڑ کر جہاں لفظ رسول اور نبی بعض اوقات ایک دوسرے کے لئے عام استعمال میں آجاتے ہیں باقی سب مقامات میں حضور نے لفظ نبی لغوی معنی میں ہی استعمال کیا ہے۔ اسی طرح اشتہار کے دیگر مقامات میں بھی اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے جو دوست دیکھنا چاہیں وہ اس اشتہار کو پڑھ لیں۔

اشتہار ہذا میں ایک اور اہم حقیقت کا اظہار

اسی اشتہار میں ایک اور اہم حقیقت کا بھی اظہار موجود ہے جس کا ذکر اس جگہ ضروری ہے حضورؑ فرماتے ہیں:—

"سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں"

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی مندرجہ بالا عبارت میں اس امر کا صاف اعتراف کیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد وحی نبوت قطعی طور پر بند کر دی گئی ہے اور یہ اعتراف صرف اس اشتہار میں ہی نہیں بلکہ اس اشتہار سے قبل کی بھی اور بعد کی بھی تمام کتابوں اور تمام تحریروں میں موجود ہے جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ جس مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر اخبار غیبیہ کا اقرار اپنے لئے حضورؑ کی کتب میں یا اس اشتہار میں پایا جاتا ہے اس کا تعلق وحی نبوت سے قطعاً نہیں کیونکہ وہ بند ہو چکی ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ اس کا تعلق وحی ولایت سے ہی ہے یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے اپنی وحی کو ہمیشہ وحی ولایت ہی قرار دیا ہے اور وحی نبوت سے انکار کیا ہے جناب قاضی صاحب موصوف اور ان کے ہم نوا علماء حضورؑ کی تحریروں میں سے ایک حوالہ بھی آج تک پیش نہیں کر سکے اور نہ آئندہ کر سکتے ہیں جس میں حضورؑ نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہو اسی طرح حضورؑ کی تحریروں میں سے ایک حوالہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا جس میں حضورؑ نے اپنی نبوت کو اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیا ہو ہمیشہ لغت کی اصطلاح میں ہی اس لفظ کو استعمال فرماتے رہے ہیں اسی طرح کبھی اپنی نبوت کو حقیقی نبوت نہیں قرار دیا، بلکہ مجازی معنی میں ہی اس کا استعمال بتلاتے رہے ہیں، اسی طرح اسے کبھی اصلی نبوت نہیں ظاہر کیا ہمیشہ ظلی اور بروزی ہی لکھتے رہے ہیں اس کو اپنی نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت ہی تسلیم کرتے رہے ہیں۔

یہ امور کس بات کی نشاندہی کرتے ہیں

یہ تمام امور صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ جہاں کہیں بھی لفظ "نبی یا رسول" کا حضورؑ کی تحریروں میں حضور کے لئے استعمال ہوا ہے وہ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جس معنی میں اولیاء اللہ کے لئے ہو سکتا ہے یعنی اس مفہوم میں کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا جو انعکاس اولیاء اللہ کے قلوب مطہرہ پر پڑتا ہے اور جس کا پڑنا ہر ولی کے دل پر ولی بننے کے لئے لازمی ہے وہی انعکاس حضورؑ کے دل پر پڑا ہے اور چونکہ حضورؑ کی ولایت ولایت عظمٰی ہے یعنی جس نے ولایت کے تمام کمالات اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہیں اس لئے یہ انعکاس نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضورؑ کے قلب مطہر پر سب اولیاء اللہ سے بڑھ کر اور سب سے اکمل طور پر پڑا ہے جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ حضورؑ جنس اولیاء امت کے ہی ایک فرد ہیں گو اُن سب میں سرفہرست ہیں۔

لفظ "رسول" میں مجددین کا شامل ہونا

چونکہ اولیاء اللہ کے لئے مجازاً اور ظلی طور پر لفظ "نبی اور رسول" کا استعمال جائز ہے جیسا کہ تمام اہلِ دل اس کے استعمال کو جائز قرار دیتے چلے آرہے ہیں اس لئے حضرت اقدسؑ نے آیت فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول میں مجددین اور محدثین کو داخل فرمایا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مجدد اور محدث جماعت اولیاءؒ کے ہی فرد ہیں اور آیت اذا الرسل اقتت میں حضورؑ نے لفظ "رسل" سے امت کے مجددین ہی مراد لئے ہیں۔

پس جبکہ حضورؑ نے خود واضح فرما دیا ہوا ہے کہ آیت میں لفظ رسول کا اطلاق مجددین اور محدثین پر بھی ہوتا ہے تو جناب قاضی صاحب موصوف کو کس طرح یہ جرأت ہوئی کہ اس لفظ کی بناء پر حضورؑ کو زمرۂ اولیاء کی بجائے زمرۂ انبیاءؑ میں داخل کر دیں اور کس طرح صرف اظہار علی الغیب کو نبوت کے لئے حقیقت مشترکہ قرار دیں۔

پیشگوئیوں کی غرض وغایت

میں حیران ہوں کہ علماء ربوہ صرف پیشگوئیوں کو کس طرح اصل نبوت قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں کیا انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ پیشگوئیاں اصل مقصود ہوتی ہی نہیں بلکہ یہ محض اصل مقصود پر ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ اور اس کو حاصل کرنے میں ممد ہوتی ہیں۔ اصل مقصود تو رسول اور اس کی لائی ہوئی تعلیم پر ایمان لانا ہوتا ہے اور اس بات کا دل سے یقین کرنا ہوتا ہے کہ رسول جو کچھ کہہ رہا ہے اور جس ہدایت کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کے لئے حکم دے رہا ہے وہ خدا کی طرف سے ہی کہہ رہا ہے اور اس کی لائی ہوئی ہدایت خدا کی ہی بھیجی ہوئی ہدایت ہے۔ رسول کی غیب کی بتلائی ہوئی خبریں پورا ہو کر صرف یہ ثابت کرتی ہیں کہ فی الحقیقت اس مدعی رسالت کا تعلق خدا سے ہے اور پیش کردہ ہدایت نامہ فی الحقیقت اس مکالمہ مخاطبہ کا ہی نتیجہ ہے جس کا شرف اسکو خدا سے حاصل ہے پس پیشگوئیوں کے ساتھ جب تک خدا کی طرف سے کوئی ہدایت نامہ نہ ہو صرف خالی پیشگوئیاں عبث ہیں ان کا ذاتی طور پر قطعی

---

[1] لفظی نزاع کی حقیقت میں گزشتہ قسط میں واضح کر چکا ہوں کہ اس کی رُو سے اصل مقصد اور مدعا میں کوئی فرق نہیں ہوتا صرف اصل مقصد کو مختلف الفاظ میں تعبیر کیا جاتا ہے لیکن علماء حضرات ربوہ کی تعبیر کے لحاظ سے مقصد ایک نہیں ہو سکتا۔

کوئی فائدہ نہیں یہی وجہ ہے کہ حضورؑ نے اپنی پیشگوئیوں کو محض لغوی معنی میں نبوت قرار دیا ہے۔ محض کا لفظ بتلاتا ہے کہ حقیقی رسول (اور نبی) کو پیشگوئیوں کے علاوہ کچھ اور بھی ملتا ہے اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو محض کے لفظ کا استعمال بالکل بے محل ہوتا۔

اولیاء اللہ کو پیشگوئیاں دینے کی غرض

یہ تو ظاہر اور مسلّم ہے کہ اولیاء کو نہ کوئی کتاب خدا کی طرف سے دی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی ہدایت نامہ عطا کیا جاتا ہے ان کو صرف پیشگوئیاں دی جاتی ہیں یا قرآن کریم کے معارف اور حقائق سے انہیں آگاہ کیا جاتا ہے یا حضرت نبی کریم صلعم کی اصلی سنت پر مطلع کیا جاتا ہے اور ان سب کو بیان شریعت کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے اور اس سے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ رسول کریم صلعم کی رسالت حقہ اور آنحضور صلعم کی لائی ہوئی کتاب اور حضورؐ کے لائے ہوئے ہدایت نامہ پر بصیرت افروز ایمان پیدا کر دیا جائے اور یہی ایمان انسان کو دلی شوق سے عمل پر آمادہ کرتا ہے ورنہ محض رسمی ایمان میں تو یہ قوت ہرگز نہیں ہوتی کہ وہ لقاء اللہ کے حصول کا جوش دلوں میں پیدا کر سکے اور انسانی پیدائش کی اصل غرض کو حاصل کرانے میں ممد ہو سکے۔

پس اولیاء اللہ کا وجود امت کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عمل سے دنیا پر ثابت کریں کہ قرآن کریم اور اس کو لانے والے رسول کی کامل اطاعت اور اس کی سنت پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور لقاء اللہ کے انعام سے انسان سرفراز ہو سکتا ہے اور یہ بات ان کی پیشگوئیوں کی صداقت ثابت کر دیتی ہے اگر پیشگوئیاں نہ ہوں تو ان کا تعلق باللہ کا دعویٰ بے دلیل دعویٰ ہوگا جس کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ اولیاء کو غیر تشریعی نبی کہا جاتا ہے یعنی حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے تحت وہ نبوت کے ایک حصہ یعنی اظہار علی الغیب سے نوازے جاتے ہیں لیکن دوسرے حصہ یعنی ہدایت نامہ کے ملنے سے محروم رہتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے نبی کہلانے کا مفہوم

حضرت اقدس کے اس جملہ "جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے ہیں" کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے اس حقیقت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ حقیقی رسولوں اور انبیاء علیہم السلام کی وحی جسے وحی نبوت کہتے ہیں دو امور پر مشتمل ہوتی ہے ایک حصہ اس وحی کا تو اس ہدایت پر مشتمل ہوتا ہے جس پر لوگوں کو چلانے کے لئے وہ دنیا میں تشریف لاتے ہیں اور ایک حصہ وحی ان بشارتوں اور غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتا ہے جو پورا ہو کر ان کے دعویٰ رسالت کی صداقت کو ثابت کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دنیا تسلیم کر لیتی ہے کہ وہ درحقیقت خدا کے رسول اور نبی ہیں گویا وہ ان کے پورا ہونے سے خدا کے رسول اور نبی کہلانے لگ پڑتے ہیں اور لوگ اس بنا پر ان کی لائی ہوئی ہدایت پر دل سے عمل کرنے کی طرف راغب ہوتے ہیں اگر پیشگوئیاں ان کو نہ دی جائیں تو ان کا تعلق باللہ ثابت ہی نہ ہو سکے گا اور لوگوں کے لئے ان کا سچا ماننا مشکل ہو جائے گا قرآن کریم اس حصہ وحی سے بھرا ہوا ہے کہیں اولاد کی پیدائش کی خبر پیش از وقت مل رہی ہے کہیں انہیں دشمن کی ناکامی اور اپنی اور اپنی جماعت کی کامیابیوں کی بشارتیں مل رہی ہیں، کہیں لوگوں کے پوشیدہ رازوں پر اطلاع دی جا رہی ہے اور کہیں مختلف قسم کے معجزات اور خوارق کا ظہور ہو رہا ہے وغیرہ وغیرہ یہ حصہ وحی کا چونکہ رسولوں کی رسالت کو ثابت کرنے کا کام اس وقت تک جاری رہتا ہوتا ہے جب تک ان کی رسالت نے دنیا میں روحانی پرورش لوگوں کی کرنی ہوتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد لوگوں کے ایمانوں میں کمزوری راہ پا جاتی ہے اور ان کو تازہ کرنے کے لئے اور ان کی کمزوری کو مضبوطی میں بدلنے کے لئے اس قسم کی وحی کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور نبی اور رسول نے ہمیشہ کے لئے تو دنیا میں رہنا نہیں ہوتا اس لئے لازمی ہے کہ ان کی امتوں میں ان کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو اس حصہ وحی کے وارث ہو کر دنیا پر اپنے رسول متبوع کی رسالت کو ثابت کرتے رہیں تا لوگوں کے دلوں میں ان کی لائی ہوئی ہدایت پر عمل کرنے کی طرف دلی رغبت قائم رہے غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگوں نے انبیاء میں دو چیزوں کے وجود کو تسلیم کیا ہے یعنی ایک نبوت اور ایک ولایت، نبوت کے ذریعہ سے وہ دنیا کے لئے ہدایت لاتے ہیں اور ولایت ان کے تعلق باللہ پر بطور دلیل کے ہوتی ہے اور یہ ولایت ہی ہے جس کے وارث اولیاء امت ہوتے ہیں اور غالباً یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے نبی کو رسول سے اعم قرار دیا ہے کیونکہ قرأت ولا محدث ثابت کر رہی ہے کہ نبی کے لفظ کا اطلاق محدثین پر بھی ہوتا ہے گویا وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جو خدا سے غیب کی خبریں پانے کی وجہ سے لغوی طور پر نبی کہلا سکتے ہیں حضرت اقدسؑ نے آیت قرآنی کے ماتحت لفظ رسول کے لغوی معنی کے لحاظ سے اس لفظ کا اطلاق ہر اس شخص پر کر دیا ہے جو خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجا جاتا رہا ہے یعنی مجددین اور محدثین پر۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ نبی کہلانے سے یہ مراد حضورؑ کی ہرگز نہیں کہ جو پیشگوئی کرے وہ نبی ہوتا ہے یہ الفاظ نبی کی تعریف بتلانے کے لئے نہیں لائے گئے بلکہ اس امر کو واضح کرنے کے لئے لائے گئے ہیں کہ وہ پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی تسلیم کئے جاتے ہیں اور بلا وجہ لوگوں کے نزدیک نبی کہلانے لگ پڑتے ہیں۔

قاضی صاحب سے ایک سوال

اس جگہ قاضی صاحب سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ فقرہ درست ہے یا نہیں اللہ منزل الشریعۃ فلا ینزل شریعتہ علی احد الا من ارتضی من رسول اگر یہ درست ہے تو کیا رسول کی تعریف یہ نہ ہوگی کہ شریعت لانا اس کے لئے ضروری ہے۔ باقی جو کچھ حضورؑ کی عبارت میں بیان ہوا ہے اس کا مطلب بھی صرف یہی ہے کہ خدا سے مصفّیٰ غیب پانے کے لئے حضرت رسول کریم صلعم کی کامل اطاعت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے یہ درست ہے اسی لئے حضورؑ نے اسی اشتہار میں فرمایا ہے کہ آیت خاتم النبیین بتلا رہی ہے کہ کوئی ہندو۔ یہودی۔ عیسائی رسمی مسلمان وغیرہ اس نعمت کو نہیں پا سکتا کیونکہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے نہ معنوی نہ صوری طور پر متبع ہیں یا انہیں فنافی الرسول کا مقام حاصل نہیں، جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں اس مصفّیٰ غیب کو پانے والے زمرہ اولیاء کے ہی فرد ہوں گے اور ان پر نبی کا لفظ محض لغوی اور مجازاً اور ظل کے طور پر استعمال ہوگا۔

دروازہ پر زور

جناب قاضی صاحب موصوف نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ رو ز ظلیت فنافی الرسول دروازہ نہیں بلکہ نبوت پانے کا دروازہ ہے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ تو فرما رہے ہیں کہ مصفّیٰ غیب پانے کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے یعنی جس وقت کوئی انسان فنافی الرسول ہو جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ احمد اور محمد بروزی طور پر بن جائیگا تو اس پر مصفّیٰ غیب کے دروازے کھل جائیں گے قاضی صاحب بتلائیں کہ وہ نبوت محمد رسول اللہ صلعم کی ہوگی یا حضرت مرزا غلام احمدؑ کی۔

قاضی صاحب یہ بھی بتلائیں کہ حضورؑ کو جو محمد اور احمد بروزی طور پر کہا گیا ہے تو کیا آپ حضورؑ کو فی الحقیقت محمد اور احمد مانتے ہیں اور اسی طرح حضورؑ نے اسی اشتہار میں فرمایا ہے:-

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

کیا آپ حضورؑ کو حضورؑ کی اس تحریر کے مطابق

(باقی بر صفحہ ۱۵- اشتہار کے نیچے)

کتاب حقیقۃ النبوۃ پر تبصرہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۱)

خاتم الانبیاء تسلیم کرتے ہیں اگر نہیں تو کیوں اگر کرتے ہیں تو اس کا باقاعدہ اعلان کریں۔

میں حیران ہوں کہ آپ لوگ بروزی خاتم الانبیاء کو تو حقیقت کے لحاظ سے خاتم الاولیاء تسلیم کرتے ہیں پھر بروزی نبی کو حقیقت کے لحاظ سے ولی تسلیم کرنے

کرنے میں آپ کو کیا دقت پیش آتی ہے خدا کے لئے اس نکتہ پر دل کو جنبہ داری سے خالی کر کے غور کریں۔ امید ہے یہی ایک نکتہ ہی بزرگ سلطان شاہ کے مشہور قول کے مطابق علموں بس کریں او یارا کو الف تیرے درکار کے مطابق آپ پر حقیقت منکشف کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(باقی آئندہ)

تبلیغی خط و کتابت - بسلسلہ صفحہ ۲

اس ماہ کی پانچ تاریخ سے بائیبل کا درس ہر جمعہ کو دینا شروع کر دیا ہے۔ یہ کورس ۲۰ جمعوں میں مکمل ہوگا۔

دس نوجوانوں نے جنہوں نے آج تک بائیبل نہیں سنی تھی ..... شوق سے درس لینا شروع کر دیا ہے۔ برادران عاشقین کی خواہش ہے کہ یہ نوجوان ہمارے سلسلہ کے مشنری بن جائیں۔

ہمارے ہیڈ کوارٹر کی طرف سے اگر بائیبل کورس کے متعلق تجویز ہو تو ہمارے مقدس بھائی عارفین کو بھیجی جائے میں احمدیت کی دیانتدار خدمتگذار ہونے کی تمنا رکھتی ہوں۔

پیغام صلح ۷ / نومبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۳

تعلیمی پریس ہرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا -

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ :-

شیخ محمد انعام الحق صاحب، مکان نمبر ... محلہ اعظم پورہ - ملک پیٹھ - حیدر آباد دکن

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہِ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۳۷۳۷
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۳ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ رجمادی الثانی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۴

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنیً وابدأ بمن تعول - بخاری - ابوداؤد ونسائی - بحوالہ تلخیص الصحاح حصہ چہارم -

ترجمہ:- ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر وہ صدقہ ہے کہ جو غنا کے ساتھ ہو (یعنے ایسا نہ ہو کہ صدقہ کرکے پھر مانگنے کا محتاج ہو) اور پہلے اپنے عیال پر خیرات کرے -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا (۱۷:۲۹)-
یعنی بخل اور اسراف سے بچو حدیث میں مذکور ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما عال من اقتصد یعنی جو شخص خرچ میں میانہ روی اختیار کرے وہ تنگدست نہیں ہوتا -

صدقہ کی ابتداء کے متعلق:-
وبالوالدین احسانا وذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وقولوا للناس حسنا (۲:۸۳)
سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ صدقہ وخیرات بھی اخلاص سے کئے جائیں تو پھل لاتے ہیں ؎

عزیزاں بے خلوص صدق نکشاید رہے را
مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا
(غلام قادر عفی عنہ)

جلسہ سالانہ میں سب دوستوں کی شرکت ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد گرامی

دسمبر ۱۸۹۹ء کے جلسہ سالانہ پر بہت کم لوگ آئے اس پر بعد اظہار افسوس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"ہنوز لوگ ہماری... اغراض سے واقف نہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں، جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا اسے ڈرنا چاہیئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں، ہمیں دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے، یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یونہی بیٹھ کر روٹی کیوں توڑا کریں، وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔"

پیغامِ صلح { حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد آج بھی اسی طرح قابل توجہ ہے جیسا کہ آپؑ کی زندگی میں تھا، بلکہ اس سے بھی بڑھکر کیونکہ آج خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن کی سب سے بڑی ضرورت جماعتی اتحاد ہے جو جلسہ سالانہ میں تمام احباب کی شرکت کا طالب ہے -

کیا آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا کرکے آیندہ جلسہ سالانہ میں جو ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۶۲ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا شریک ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ انجمن کی تقویت اور جماعت کے اتحاد و اتفاق میں ساعی ہوں گے؟

۲۴ دسمبر کو مستورات کا جلسہ اور زنانہ دستکاری کی نمائش ہوگی

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

جنوبی افریقہ

ترجمہ خط از مسٹر سلیمان کپی - کیپ ٹاؤن

مجھے آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ یہ لٹریچر میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

میرے لئے دعا فرماتے رہیں تا کہ میں اسلام کی خدمت کر سکوں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ میں نے میڈی ایٹر (ماہوار رسالہ جس کے ایڈیٹر مسٹر سیڈ وہیں ہیں) کے عملہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے اور مجھے مینیجر مقرر کیا گیا ہے۔

اگرچہ اس رسالہ کا ہیڈ کوارٹر میرے مقام رہائش سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے تاہم مجھے اس سفر میں راحت اور برکات خداوندی محسوس ہو رہی ہیں کیونکہ یہ سفر میں نے اشاعت و صداقت کے لئے اختیار کیا ہے۔

وہ کتابچے جو آپ نے مجھے تقسیم کے لئے بھیجے تھے ابھی تک نہیں ملے۔

میں بہت بہت مشکور ہوں گا اگر آپ وقتاً فوقتاً مجھے لٹریچر بھیجتے رہیں تا کہ میں اسے تقسیم کرتا رہوں۔ ابھی تک ہمارے متعلق لوگوں میں بہت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ والسلام

(مزید لٹریچر اور خط بھیجے گئے)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر یوسف ایل مولاد فلپائن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میرے لئے یہ سنہری موقعہ باعث فخر و مباہات ہے کہ میں آپ کو اس خط کے ذریعہ وہ حالات اور واقعات و مسائل پیش کر رہا ہوں جن سے ہماری نوزائیدہ احمدیہ موومنٹ اس قصبہ میں دوچار رہی ہے۔ ہمیں مرکز کو اطلاعاً عرض کرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ہماری موومنٹ کے ممبران میں اہل دانش و بینش اور اہل علم نوجوان طبقہ ہے ہم میں سے کثرت ایسے ممبران کی ہے جو کہ اسکول ٹیچرز اور گورنمنٹ ملازم ہیں۔ ہمیں اس بات کا بھی فخر ہے کہ اس شہر کی سو فیصدی آبادی فلپائنیوں پر مشتمل ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کا مذہب اسلام تھا۔ مگر ہم اس رسمی اسلام میں جو نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا ہے اور اس اسلام میں جو احمدیت کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوا ہے جو اصلی اسلام ہے بڑا فرق دیکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہمیں احمدیہ لٹریچر سے حاصل ہوئی ہے جو فلپائن میں احمدیہ لیڈر حاجی محمد ایباو ..... سے ملا ..... ہے۔

ہمیں ہماری موومنٹ کی وجہ سے بہت دقتوں کا سامنا ہو رہا ہے یہ مشکلات عام مسلمانوں کی بے علمی اور ناواقفی کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اسلام ہمارے آباؤ اجداد کو عرب کے تاجروں سے حاصل ہوا۔ علاوہ تاریخ فلپائن کے پہلے دور میں یہاں آئے تھے بعد میں لوگوں نے اس میں بدعات شامل کر دیں جو غیر ملکی لوگوں نے یہاں آ کر مذہب کی آڑ میں اسلام کے اندر ملا دیں۔

ہمارے غریب اور سادہ لوگوں نے ان خرافات و عجائبات کو آہستہ آہستہ قبول کر لیا۔

پس اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم ان کو اصلی اسلام کی روشنی سے منور کریں جو کہ ہمیں احمدیت کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

اندریں حالات ہمیں آپ کی مدد کی بہت ضرورت ہے ہماری لائبریری کے لئے کتب قرآن مجید اور رسائل اور میگزین ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

علاوہ ازیں ہمیں احمدیہ مسجد کی مرمت کے لئے جو کہ اچھی حالت میں نہیں مالی امداد کی ضرورت ہے۔ یہ مسجد راہگیروں کے لئے اچھا منظر پیش نہیں کر رہی۔

قدیم اور دقیانوسی خیالات کے مسلمان ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں آپ سے لفظی مدد کی امید ہے۔ ہمارے مالی ذرائع بہت محدود ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے بھائیوں سے مدد کے خواستگار ہیں۔

باوجود اس بات کے کہ ہمارا قصبہ بہت سی ضروریات زندگی سے محروم ہے۔ ہمارے شہر کے لوگ اسلام کی برکات کی وجہ سے بہت خوش اور مطمئن ہیں۔

ہم احمدیہ موومنٹ کے تمام ممبران دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو دنیا میں غلبہ عطا فرمائے۔ بہر حال ہمیں آج تک جو مدد آپ سے ملی ہے ہم اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

(انہیں ایک سیٹ اور خط میں حضرت مسیح موعودؑ کے پند و نصائح بھیجے جا رہے ہیں)

نوٹ:- اہل ثروت حضرات ان کی درخواست متعلقہ مرمت مسجد ضرور منظور فرمائیں۔

انگلستان

ترجمہ خط از روزن آئی۔ جے ریسپیکٹل چیئرمین بورڈ آف اورینٹل سٹڈیز یونیورسٹی کیمبرج۔

جناب عالی تسلیم

اس خط کے ذریعہ میں آپ کے مرسلہ گرانقدر تحفہ جو آپ نے مجھے تین کتب کی شکل میں بھیجا ہے بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں (انہیں اس وقت تک ہم مختلف موضوع پر قرآن شریف۔ ریلیجن آف اسلام۔ ٹیچنگ آف اسلام۔ خصائص القرآن۔ مینول آف حدیث۔ لونگ تھاٹس۔ نیو ورلڈ آرڈر۔ بھیج چکے ہیں)

آپ کے ان تحائف کی قدر شناسی کو میں عملی طور پر اس طرح ادا کرتا ہوں کہ اپنی تصنیف کردہ کتاب جوڈازم اور اسلام آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ یہ آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

میری کتاب پولیٹیکل تھاٹ ان میڈیول اسلام جو کہ ۱۹۵۸ء میں شائع ہو کر ختم ہو گئی تھی دوبارہ جلد ہی چھپ رہی ہے اگر آپ کو دلچسپی ہو تو ایک کاپی بھیج دوں۔

میں آپ کے خط میں قرآن شریف میں سے بیان کردہ نہایت موزوں اقتباسات کو لکھتے وقت مدنظر رکھوں گا۔ میں آپ کے اس علمی معاونت کا بہت شکرگزار ہوں۔ انہیں لا اکراہ فی الدین وغیرہ کی آیات لکھی گئی تھیں۔

(انہیں شکریہ کا جواب لکھا گیا)

مجلس معتمدین کا اجلاس ۱۸ نومبر ۱۹۶۲ء کے بجائے ۲۵ نومبر کو ہوگا۔ مفصل اعلان دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

چندہ ماہوار
باقاعدہ اور شرح کے مطابق ادا کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت

لاہوری قادیانی جماعت کی طرف سے حال ہی میں ایک سہ ورقہ شائع ہوا ہے، جس میں بزرگان امت کے بعض ایسے اقوال نقل کئے گئے ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور لانبی بعدی کے ارشاد نبوی کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کا امکان باقی ہے۔ قادیانی اصحاب کی اس منطق پر رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی مانتے ہیں، آپ کے ارشاد لانبی بعدی کو بھی صحیح سمجھتے ہیں، لیکن پھر بھی آپ کے بعد سلسلہ نبوت کے اجراء کے قائل ہیں، اس ناقابل فہم منطق کی تائید میں وہ بزرگانِ امت کے بعض اقوال کو پیش کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال کو قابل سند نہیں سمجھتے جن میں آپ نے نہایت صراحت کے ساتھ سلسلۂ نبوت کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع قرار دیا ہے جیسا کہ اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی کے آخری صفحات میں صراحت سے لکھا ہے والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴) یعنی نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہوگئی۔ معلوم نہیں انقطعت کے معنے قادیانی لغت میں کیا ہیں، لیکن اس سے بھی زیادہ صراحت مطلوب ہو تو آپ کے ذیل کے الفاظ پڑھئے:-

> "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے کہ وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

کیا اس سے بڑھ کر صراحت ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ "جرأت اور دلیری اور گستاخی" کون کر رہا ہے، کون لانبی بعدی کی "نفی عام" کے بعد "خیالات رکیکہ کی پیروی میں نصوص قرآنیہ کو چھوڑ کر خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان رہا ہے کون وحی نبوت کے منقطع ہو جانے کے بعد پھر سلسلہ وحی نبوت کو جاری کر رہا ہے اور کون ہے جو نئے اور پرانے نبی کی تفریق کرکے "شرارت" سے کام لے رہا ہے؟ بزرگانِ امت کے اقوال کو (اگر فی الواقعہ ان کا مفہوم وہی ہو جو قادیانی اصحاب پیش کرتے ہیں) ہم کیا کریں جب تو حضرت مسیح موعودؑ خاتم النبیین کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کا آنا ممتنع قرار دیتے ہیں اور کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں کہ:-

> "اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

لیکن آیئے بزرگان امت کے اقوال کو بھی دیکھ لیجئے ان سے بھی خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت کا کوئی امکان ثابت نہیں ہوتا۔

پمفلٹ مذکور میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد پیش کیا گیا ہے جو آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت ابراھیمؓ کی وفات پر فرمایا کہ لو عاش لکان صدیقاً نبیا (ابن ماجہ جلد ۱ کتاب الجنائز صفحہ ۲۳۷) اس حدیث کے متعلق قادیانی منطق یہ ہے کہ:-

> "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ اگر آپ "خاتم النبیین" کا مطلب یہ سمجھتے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ فرماتے کہ اگر ابراھیمؓ زندہ بھی رہتا تب بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں گویا آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراھیمؓ کے نبی بننے میں روک نہ تھی، محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا"

افسوس ہے کہ قادیانی حضرات اپنے "خیالات رکیکہ" کی تائید میں اس حدیث کو بار بار پیش کرتے ہیں حالانکہ ہم "پیغام صلح" میں اس کی حیثیت اور اس کے معانی پر قبل ازیں مفصل بحث کر چکے ہیں اور یہ بتا چکے ہیں، کہ یہ حدیث تین طریق پر مروی ہے، جن سب کو اگر مدنظر رکھا جائے تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراھیمؓ کے نبی بننے میں روک تھی، چنانچہ ابن ماجہ ہی میں مذکورہ حدیث سے قبل ایک اور طریق سے ایک صحابی ابن ابی اوفیٰ نے اس کو بیان کیا ہے اور اسی کو بخاری نے کتاب الادب میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ، یعنے اگر یہ مقدر ہوتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوں تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایسا ہی مواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۴ پر حضرت انس کی یہ روایت نقل کی گئی ہے لو بقی یعنے ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند ابراھیمؓ زندہ رہتے تو نبی ہوتے، لیکن آپ زندہ نہ رہے کیونکہ تمہارا نبی آخر الانبیاء ہے۔

سُنا آپ نے؟ اس سے بڑھ کر اس حدیث کی اور کیا وضاحت ہوگی۔ قادیانی حضرات فرماتے ہیں کہ "آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراھیمؓ کے نبی بننے میں روک نہ تھی" لیکن حضرت انس بن مالک اور ابن ابی اوفیٰ جیسے جلیل القدر صحابیوں کے نزدیک صاحبزادہ ابراھیمؓ اسی لئے بچپن میں فوت ہو گئے کہ آیت خاتم النبیین ان کے نبی بننے میں روک تھی، ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

قادیانی سہ ورقہ میں ملا علی قاری کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ:-

> "اگر صاحبزادہ ابراھیمؓ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اور امتی نبی ہوتے ......
> اور یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنے ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو"
> (موضوعات صفحہ ۵۹)

ملا علی قاری نے مندرجہ بالا الفاظ میں حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا کی جو تاویل کی ہے، وہ وہی ہے، جو حضرت مسیح موعودؑ نے امتی نبی کی کی ہے یعنے اسکو محدث قرار دیا ہے، ورنہ جہاں تک اجرائے نبوت کا تعلق ہے اسی موضوعات کبیر میں ملا علی قاری نے اس حدیث کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ[1]:-

> "امام نووی نے کتاب تہذیب میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور غیب کی باتوں پر بہت بڑی جسارت ہے اور اٹکل پچو بات ہے اور ابن عبداللہ نے اپنی تمہید میں لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی پیدا ہوا اور اگر نبی کے ہاں جو پیدا ہوتا ہے نبی

[1] اصل عربی عبارت بخوف طوالت ترک کرکے صرف ترجمہ دیا گیا ہے۔

ہی ہوتا ہے تو چاہیئے تھا کہ نوح علیہ السلام کے ہاں جتنے بیٹے ہوتے سب نبی ہوتے کیونکہ وہ تو نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے۔"

(موضوعات کبیر ص۵۸)

یہیں تک نہیں ابن ماجہ میں اس حدیث پر جو حاشیہ لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ جرأت عظیمہ سے ہیں (حاشیہ نویس) کہتا ہوں کہ اگر اس قول کا یہ مطلب ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو یہ اس لئے ہے کہ ابن ماجہ نے اسکو ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی قاضی کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور وہ بقول ابن حجر متروک الحدیث ہے۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ ابن ماجہ مطبوعہ مطبع نظامی دہلی)

اور ملا علی قاری نے بھی جن کے ایک نا دیدہ قول کو قادیانی سر ورق میں نقل کیا گیا ہے یہ بھی لکھا ہے :-

ان فی مسندہ ابا شیبہ

ابراهیم بن عثمان الواسطی

وهو ضعیف - یعنے اس کے

اسناد میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ہیں اور وہ باعتبار روایت ضعیف ہیں"

فرمائیے اس سے بڑھکر لو عاش ابراهیم لکان نبیا کی صحت اور اس کے معانی کے متعلق کوئی اور صراحت مطلوب ہے : کیا ملا علی قاری کی کوئی اور سند ایسی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ حضرت ابراہیم فرزند نبی صلعم کا نبی ہونا آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں سمجھتے تھے اور یہ آیت ان کے نزدیک ان کے نبی ہونے میں روک نہ تھی؟

باقی ـــ آئندہ

ص۴۴ ج - کالج یونین ایک مقدس امانت ہے اور آپ کے دلوں میں اس کی تقدیس، وفاداری کی ایک شاندار روایت ضبط و نظم اور نیکی کے رنگ میں قائم ہونی چاہیئے -

آخر پر جناب وائس پریذیڈنٹ صاحب نے خطاب کیا اور نہایت موزوں الفاظ میں قوم، ملک اور اس کی آزادی کو برقرار رکھنے پر روشنی ڈالی - انہوں نے طلباء کو یقین دلایا کہ میں آپ کے تمام جائز مطالبات پورا کروں گا اور ہمیشہ کالج کی عزت اور شہرت کو برقرار رکھوں گا -

انتخاب عہدیداران یونین :-

نائب صدر :-	مہدی الیاس اختر چیمہ
جنرل سیکرٹری :-	سعید الدین (شہزادہ)
اسسٹنٹ سیکرٹری :-	شیخ محمد ادریس

نیو مسلم کالج یونین کا اجلاس

مؤرخہ ۲۵ر اکتوبر کو نیو مسلم کالج یونین کے زیر اہتمام کالج یونین کا پہلا اجلاس زیر صدارت نائب صدر مہدی الیاس اختر منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور اس کے بعد جملہ عہدیداران نے حلف وفاداری اٹھایا۔

اس کے بعد جناب پرنسپل صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

" کالج کی عزت، طلباء کا اخلاق، کردار اور عادات ہوتے ہیں - انہوں نے بتایا کہ آج سے چالیس سال بیشتر لفظ یونین کو زبان پر نہیں لایا جاسکتا تھا - اور میں نے اس جنگ آزادی میں جس کی تاریخ ایک سو سال پہلے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں لکھی گئی تھی - نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنے مقصد کو حاصل کیا آخر پر انہوں نے دعا فرماتے ہوئے کہا - کہ خداوند کریم آپ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ یہ پودا جسے ہم نے لگا دیا ہے اسکی آپ صحیح طور پر پرورش کریں - اور اسے پروان چڑھنے میں مدد دیں "

" بعد ازاں جناب وائس پرنسپل صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا :-

کالج یونین بہت مفید مقاصد کو پورا کرتی ہیں، ان کے ذریعہ تمام طلباء کو اپنی قابلیتوں کے اظہار اور فن تقریر میں ان کی لیاقت کی آزمائش کے مواقع میسر آتے ہیں، ان سے آپ کی شخصیت کے نشوونما اور صحیح سوچ و بچار کی طاقت حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے، اچھا مقرر ہونا طلباء میں لیڈر بننے اور خدمت عوام کی صفات پیدا کرتا ہے - بہت سے مقررین اگر ان کی صحیح رہنمائی کی جائے تو سچے محب وطن ثابت ہو سکتے ہیں اگر آپ پابندی کے ساتھ تقریر کرتے رہیں تو آپ کے اندر خود اعتمادی کی صفت پیدا ہو جائے گی جو تمام عمر آپ کے لئے کارآمد ثابت ہوگی -

مجھے امید ہے کہ آپ سب کے سب یونین کے کام میں گہری دلچسپی لے کر اسے فی الحقیقت کامیاب بنا دیں گے - میں آپ کو بہت مختصر طور پر وہ اغراض و مقاصد بتاتا ہوں جن کے لئے یہ یونین قائم کی گئی ہے۔

ا- یہ یونین اولاً آپ سب کے لئے قائم کی گئی ہے یہ کالج آپ کا ہے ہم اس کے کسٹوڈین اور نگران ہیں آپ بلا خوف احساس کمتری اپنی قوت تقریر کو بڑھائیں یہاں تک کہ آپ فصیح و بلیغ مقرر بن جائیں - آپ کی تقاریر ہمیشہ تعلیمی قدر و قیمت پر مشتمل ہوں - ان میں آپ کے اساتذہ، آپ کے ہم جماعتوں، کالج کے کارکنوں اور اس کے مالکوں کے ساتھ وفاداری کے جذبات پائے جائیں -

ب- آپ کے منہ سے کبھی کوئی ناخوشگوار، کوئی مغرب اخلاق یا گستاخانہ بات نہیں نکلنی چاہیئے ص۴۴

آہ! بابا احمد دین

محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب (گوجرانوالہ) کے خط سے یہ معلوم کرکے دلی رنج و افسوس ہوا کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص بزرگ بابا احمد دین صاحب ۹ر نومبر کو بروز جمعہ بوقت مغرب انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - بابا احمد دین صاحب مرحوم موضع جنڈیالہ ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے جن دنوں حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب ڈلہوزی جایا کرتے تھے، وہ انگریز فیملی میں بطور خانساماں ملازم تھے، حضرت مولانا مرحوم کے ہاں سے پانچ وقت اذان کی آواز سن کر انہوں نے وہاں آنا اور نماز میں شمولیت اختیار کرنی شروع کی، اور آہستہ آہستہ جب انہیں جماعت کے حالات اور عقائد کا علم ہوا تو وہ حضرت مولانا کے ہاتھ پر بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوگئے، کچھ عرصہ بعد وہ ملازمت سے فارغ ہوکر اپنے وطن چلے گئے اور پھر پاکستان بننے کے بعد وہاں سے ہجرت کرکے لائل پور چلے آئے، یہاں ۱۹۵۳ء کے فسادات میں ان پر غیر از جماعت لوگوں کی طرف سے جو ظلم و زیادتیاں ہوئیں ان کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی سے وہ محروم ہوگئے - تاہم انہوں نے احمدیت کو نہ چھوڑا اور ہر قسم کے دکھ سہتے اور تکالیف اٹھاتے ہوئے گوجرانوالہ میں اپنے غیر از جماعت لڑکے کے پاس چلے آئے - اس گھر میں انہیں ایک چارپائی کی جگہ تو دے دی گئی، لیکن ان کے کھانے پینے کے برتن الگ کر دیئے گئے اور بچوں تک کو ہدایت کر دی گئی کہ ان کے برتنوں کو استعمال نہ کریں، کیونکہ "کافر مرزائی" کے برتنوں میں کھانا جائز نہیں -

بوڑھا احمد دین ان سب تکالیف کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتا رہا - اور کبھی جماعت سے علیحدگی اور عقائد حقہ سے انحراف کا وہم تک نہ ہوا، یہاں تک کہ اس عالم پیری اور نابینائی کی حالت میں جب دل اکتاتا، یکہ و تنہا گاڑی پر سوار ہوکر لاہور آجاتے اور احمدیہ بلڈنگس لاہور میں چند روزہ کر کے چلے جاتے جلسوں میں شمولیت اور احمدی دوستوں سے ملاقات ان کی روح کی غذا تھی -

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - بہت ہی مخلص، بڑے دین دار اور حضرت مسیح موعود کے فدائیوں میں سے تھے - احباب کرام سے التماس ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں -

---

شمولیت سلسلہ } بھدرواہ (مقبوضہ کشمیر) سے عبدالقیوم صاحب گنائی ولد چوہدری عبدالغنی صاحب گنائی نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شرکت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور خدمت دین کے مواقع عطا فرمائے -

قوم میں صدق وصفا اور فرمانبرداری کی صفات پیدا کرنیکی ضرورت

پادریوں کا ایک بیہودہ اعتراض - استغفار کے معنے اور اسکا فلسفہ

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ نومبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل اؤنبئکم بخیر من ذٰلکم للذین اتقوا عند ربھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ واللہ بصیر بالعباد - الذین یقولون ربنا اننا اٰمنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار الصّٰبرین والقٰنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار- (اٰل عمران ع۲)

تقوی کی زندگی سے مقامات عالیہ کا حصول

ان آیات میں اللہ تعالے نے مسلمانوں کی وہ صفات بیان کی ہیں، جن کے حصول سے انہیں بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے - ایک حصہ انسان کی زندگی کا وہ ہے جس کو وہ دنیا میں گذارتا ہے اور ایک حصہ دوسری زندگی سے تعلق رکھتا ہے - یہ آیات بتاتی ہیں کہ اس دنیا کی زندگی میں رہ کر کس طرح انسان مقامات عالیہ حاصل کر سکتا ہے - فرمایا واللہ بصیر بالعباد ہم انسانوں کے دلوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کس طرح تم زندگی گذارتے ہو، للذین اتقوا عند ربھم جو لوگ خدا خوفی کی زندگی بسر کرتے ہیں جنت تجری من تحتھا الانھر ان کے لئے آرام کی زندگی ہے وازواج مطھرۃ ان کی بیویاں بیٹے جو نیک اور پاک زندگی بسر کرتے ہوں، وہ ان کی راحت کا موجب ہوتے ہیں اور سب سے بڑھکر ورضوان من اللہ خدا کی رضا انہیں حاصل ہوگی، خدا تعالےٰ ان سے خوش ہوگا واللہ بصیر بالعباد خدا کی نگاہ دلوں پر ہے وہ تمہاری نیات اور اخلاق کو خوب جانتا ہے، جو لوگ تقوےٰ اختیار کرتے ہیں - اپنے اعمال اور اخلاق سے نیک کرداری کی زندگی بسر کرتے ہیں - اس دنیا میں بھی ان کی عزت ہوتی ہے اور انہیں آرام کی زندگی میسر آتی ہے اور آخرت میں تو اس سے بڑھکر آرام ہوگا -

تقوی کیا ہے ؟

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی تقوےٰ پر بہت زور دیا ہے فرمایا من احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ - یعنی جو چاہتا ہے کہ سب لوگوں سے مکرم ومعزز ہو جائے اسکو چاہیئے کہ خدا خوفی اختیار کرے - تقوےٰ کیا ہے نبی کریم صلعم نے فرمایا التقوی ان تزین سرک وباطنک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق - تقوےٰ اس بات کا نام ہے کہ انسان اپنے اندرونہ اور باطن کو خالق کے لئے اسی طرح مزین کرے جیسے اپنے آپ کو ظاہری لباس وغیرہ سے مخلوق کے لئے مزین کرتا ہے - پھر فرمایا التقوی ان لا یراک مولاک حیث نھاک - تقوےٰ یہ ہے کہ تمہارا مولیٰ اس جگہ نہ دیکھے یا اس حال میں نہ دیکھے - جس سے اس نے منع کیا ہے -

دنیا و آخرت میں عزت کی زندگی

ان ارشادات اور احکامات کو مدنظر رکھنا نہایت مفید ہوتا ہے - دلوں کے اندر طہارت پیدا کرو نیک اعمال بجالاؤ - اسی میں عزت ہے اور سب سے بڑھکر ورضوان من اللہ، اللہ تعالےٰ کی رضا میسر آتی ہے اور جس سے خدا راضی ہو جائے اس کو تمام دنیا و آخرت کی عزت اور آرام کی زندگی حاصل ہوگی -

صبر کے مراحل

پھر فرمایا الصابرین، صبر واستقامت دکھانے والے لوگ، وہ کون ہیں، ایک تو صبر یہ ہے، کہ مشکلات اور مصائب کے اندر انسان جزع فزع نہ کرے اور حوصلہ سے کام لے، خدا کی مشیت پر راضی ہو جائے ایک اور اس سے بڑھکر صبر کا موقعہ ہے وہ یہ ہے کہ جب خدا کے رستہ میں اس کے دین کی خاطر جان اور مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو، تو نہایت حوصلہ اور استقامت اور خوشی کے ساتھ لبیک کہتے ہیں ایسے وقت پر پیچھے نہ ہٹے - اپنے عمل سے ثابت کردے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہے

صحابہ کرامؓ میں صبر کا نمونہ

تو عمل کے اندر بھی صبر اور استقامت اور صدق کا حصہ ہے - بیشک اولاد کا ضائع ہونا، فصلوں اور مالوں کا نقصان، باغات کا اجڑنا بہت بڑا ابتلا ہے لہٰذا ایسے موقعہ پر بھی صبر سے کام لینا بہت بڑے اجر کا موجب ہے - لیکن ایک اور بھی صبر ہے وہ ہے نیکی کے کام میں استقلال اور استقامت سے کام لینا اور اس میں مداومت اختیار کرنا ہر کام میں دوام ہی سے فائدہ ہے جسمانی ورزش میں بھی اگر مداومت نہ ہو کبھی کرلی اور کبھی نہ کی تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا - اسی طرح نیکی کے کام میں مداومت اختیار کرنا ضروری ہے - یہ نہیں کہ کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی، کبھی روزہ رکھ لیا اور کبھی جی نہ چاہا تو چھوڑ دیا - حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان احب الاعمال عند اللہ ادومھا اللہ تعالےٰ کو وہی عمل پسند ہے، جو ہمیشہ باقاعدگی کے ساتھ بجالایا جائے اسی طرح سے صبر یہ بھی ہے کہ بدی سے انسان بچتا رہے، بدی کا مقابلہ کرتا رہے بدی سے رکنے رہنا بڑے صبر کو چاہتا ہے ایسے لوگوں کو جو ان تمام حالات میں صبر کا نمونہ دکھائیں - الصابرین کہہ کر پکارا ہے -

صدق اختیار کرنیوالے لوگ

پھر فرمایا الصٰدقین صدق اختیار کرنے والے لوگ، جو ہر بات میں سچائی سے کام لیتے ہیں کوئی طمع، کوئی لالچ کوئی مخالفت اور دشمنی انہیں سچ بولنے سے روک نہیں سکتی اگر صداقت کے لئے وہ کھڑے ہوں اسے اپنے عمل سے سچ کر دکھاتے ہیں -

پاکستان کو صدق اختیار کرنیوالوں کی ضرورت

اس کی آج پاکستان کو بڑی ضرورت ہے پاکستان اس لئے بنا تھا کہ یہاں اسلام کی عملداری ہوگی ضرورت ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے نیکی

اور طہارت کی زندگی اختیار کی جائے، حرام کا مال کھانے سے پرہیز کیا جائے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک روایت ہے کہ یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ۔ آپ جہاں عبادت الٰہی کا حکم دیتے تھے وہاں سچائی اختیار کرنے، شرافت سے کام لینے، پیٹ کو حرام مال سے پاک رکھنے اور صلہ رحمی اور اتحاد کا حکم دیتے تھے۔ ان چیزوں کو اختیار کرنے سے پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان بن سکتا ہے۔ وہ قومیں جو صدق و صفا سے کام نہیں لیتیں، جو اتحاد کرنا نہیں جانتیں اور جو ایک دوسرے پر طعن کرتے اور پھبتیاں اڑاتے ہیں، وہ برباد ہو جاتے ہیں۔

فرمانبرداری کی ضرورت

ایک اور صفت مومنوں کی بیان کی ہے — والقانتین فرمانبردار لوگ، آج بہت کم لوگ ہیں جو فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں، نہ صرف ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں کی جاتی، بلکہ دفتروں میں سکولوں میں کالجوں میں بھی فرمانبرداری نہیں، اپنے افسروں کے خلاف سرکشی کی جاتی ہے، ضابطوں کو توڑا جاتا ہے اور ہر قسم کی نافرمانی اور سرکشی کو قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے یہ درحقیقت بہت خطرناک ہے اور قوم کی بربادی کا موجب ہے فرمانبرداری اختیار کرنے سے ملک کا نظم و نسق ٹھیک رہتا ہے، ہر قسم کی خرابیوں سے ملک محفوظ رہتا ہے۔

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا

والمنفقین۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے والے۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا قومی اور ملی فوائد کے لئے ضروری ہے، وہ قوم جو ان اہم ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مال خرچ نہیں کرتی وہ پنپ نہیں سکتی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کے علاوہ یہ بھی سکھایا ہے کہ اپنے اموال سے دین کی حفاظت و اشاعت، غرباء کی امداد و اعانت، اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کرو، جس قوم میں ضعفاء کے لئے خرچ کرنے کا جذبہ نہیں وہ قوت نہیں حاصل کر سکتی ہمارے اندر ایک امام آیا اس نے بھی ہمیں اسی بات کا سبق دیا ہے کہ عبادت کرو اور بڑے صدق و اخلاص سے عبادت کرو، لیکن دین کے لئے اپنے مال بھی خرچ کرو۔ اس بات کی عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے کہ خود بخود اپنے چندے ادا کئے جائیں۔ مطالبوں اور یاددہانیوں کی ضرورت نہ ہو۔

عبادات کے بعد استغفار کا حکم

ایک اور صفت بیان کی والمستغفرین بالاسحار۔ صبح کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں استغفار پڑھنا بھی قوم کا شعار ہونا چاہیئے۔ صبح کی عبادت کے بعد استغفار پڑھنا سکھایا گیا ہے۔ عبادت سے انسان کے دماغ میں فخر اور غرور پیدا ہو سکتا ہے۔ آدمی خیال کر سکتا ہے کہ میں بڑا نیک اور عبادت گذار ہوں۔ شیطان ساتھ لگا ہوا ہے کوئی شخص عبادت کرتا ہے تو وہ کان میں پھونکتا ہے کہ تم بڑے زاہد اور بزرگ آدمی ہو، اس خیال کی مدافعت کرنے کے لئے نماز کے بعد استغفار پڑھنے کا حکم دیا۔ ایسا ہی حج کے بعد بھی استغفار ہے۔ وہ سب سے بڑی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے جس کے بعد استغفار کا حکم ہے

پادریوں کا ناپاک اعتراض

پادری صاحبان عموماً مسلمانوں کو یہ کہکر دھوکا دیتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام تو بے گناہ تھے۔ لیکن تمہارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا واستغفر لذنبك اپنے گناہوں کی معافی مانگو معلوم ہوا (معاذ اللہ) وہ گنہگار تھے۔

پادری زویمر سے گفتگو

چنانچہ میرے قیام ووکنگ کے زمانہ میں ایک عالم فاضل انگریز پادری زویمر کو میرے مکان پر بھیجا گیا تاکہ ایسے ہی سوالات سے میرے مشن کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دو معمر پادری بھی زویمر کی فتح کا نظارہ دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ اس نے آتے ہی کہا یا مولنا و بالفضل اولنا میں نہایت ادب و احترام کے ساتھ آپ کی خدمت میں اپنی دوستی پیش کرتا ہوں، اس کی اس بات پر میں بہت خفا ہوا اور بڑی شدت سے اپنی ناراضی کا اظہار کیا۔ خفگی سے میری آواز بہت بلند ہو گئی، اور بڑے غضبناک لہجے میں اسے کہا:۔

"او دشمن اسلام! میرے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تو دن رات گالیاں دیتا ہے اور ان کے غلام کے سامنے اپنی دوستی پیش کرتا ہے؟ میں تمہاری دوستی پر لعنت بھیجتا ہوں۔"

ازیں قبیل صلواتیں اسکو میں نے سنائیں۔ وہ اور اس کی پارٹی حیران تھی کہ اب کیا ہو گا۔ پر وہ ڈھیٹ ہو کر بیٹھ گئے اور بیٹھتے ہی یہ اعتراض کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا واستغفر لذنبك تو کیا وہ گنہگار تھے؟ کہ انہیں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کا حکم ہوا۔

استغفار کے معنے اور اس کا فلسفہ

میں نے کہا پادری صاحب! آپ تو عربی زبان کے عالم ہیں، بیس سال کا لمبا عرصہ آپ نے عرب ممالک میں گذارا ہے آپ جانتے ہیں کہ اغفر کا مصدر غفر ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں مغفر خود کو کہتے ہیں جس سے سر کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ استغفار کا لفظ باب استفعال سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں ڈھانکے جانے یا حفاظت کی دعا کرتا ہوں، ان معنوں کے لحاظ سے استغفار کسی برائی یا گناہ سے معافی طلب کرنے کے نہیں بلکہ حفاظت طلب کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ نماز کے بعد بھی ہمیں استغفار پڑھنے کا حکم آیا ہے۔ تو کیا کوئی بُرا کام ہم کر بیٹھے کہ استغفار کا حکم دیا گیا، فی الحقیقت عبادت کے بعد شیطان کا حملہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگے ایسے خیالات سے محفوظ رہنے کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح حج کے ارکان ادا کرنے کے بعد بھی مسلمان استغفار پڑھتے ہیں، ظاہر ہے کہ حج کرنے سے تو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے وہ کوئی گناہ کا فعل نہیں جس پر ہم نادم ہوں، ایسا ہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے مشن کو کامیابی سے سرانجام دے دیا بت پرستی، شادی، شراب، جوا اور بدکاری و ڈاکہ زنی کو ختم کر دیا جنگ و جدال کو موقوف کر کے قوم کے اندر اتحاد پیدا کر دیا لوگ جوق در جوق اسلام میں آنے لگ گئے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے استغفار پڑھنے کا حکم دیا۔ إذا جاء نصر الله والفتح ورأيت الناس يدخلون في دين الله أفواجا فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا۔ اس سے ظاہر ہے کہ استغفار ہر نیکی کے کام اور ہر بڑی سے بڑی کامیابی کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

میں نے پادری صاحب کو بتایا کہ یہ ہے استغفار کا فلسفہ، جس سے آپ لوگ ناواقف ہیں اور خواہ مخواہ سید المعصومین پر ایسے اعتراضات کرتے پھرتے ہیں۔

ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنیکی ضرورت

تو والمستغفرین بالاسحار میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو رات کے پچھلے پہر خدا تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرتے اور کمزوریوں سے اس کی حفاظت طلب کرتے ہیں۔

یہ صفات جن کا ذکر ان آیات میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اپنے اندر پیدا کیں جن کی وجہ سے انہوں نے اپنوں اور غیروں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ آج بھی اگر ان صفات کو مسلمان اپنے اندر پیدا کریں تو وہ مقامات عالیہ حاصل کر سکتے ہیں۔

چوہدری شکر اللہ خان صاحب بی اے ایل ایل بی

حجتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(۳)

صریح غلط بیانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا قول اور فیصلہ واضح ہے۔ اس کے برعکس علمائے مخالفین کا قول اور فیصلہ بھی ظاہر ہے۔ سوال یہ ہے کہ مصنف قولِ بلیغ نے حضرت مسیح موعودؑ کے قول اور فیصلہ کو رد کر کے علمائے مخالفین کے قول اور فیصلہ کو کیوں اختیار کر لیا ہے؟ اس کی وجہ قاضی صاحب ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ وہ تو ایک زمانہ تھا جو حضرت مسیح موعودؑ پر آیا اور گذر گیا۔ لیکن

> "اس کے بعد آپ پر ایک ایسا زمانہ آیا
> کہ آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ آپ
> کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صریح
> طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے تو آپ
> نے اپنی نبوت کی یہ تاویل کہ آپ محض
> ایک محدث یا جزئی نبی ہیں ترک فرما دی"
> (قولِ بلیغ صفحہ ۳)

قاضی کا بتلانا ہمیں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا وہ قول اور فیصلہ تو ضرور ہے مگر اب اس قول اور فیصلے کو مانتے جانا صحیح نہیں کیونکہ وہ آپ کے ایک خاص زمانے کا قول اور فیصلہ تھا مگر اس کے بعد آپ پر ایک ایسا زمانہ آ گیا کہ جس میں آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ:-

> (۱) — آپ کی نبوت محدثیت تک
> محدود نہیں بلکہ اس سے بالا
> کوئی نبوت ہے

اور

> (۲) آپ کا سابقہ قول اور فیصلہ غلط
> مگر علمائے مخالفین کا صحیح تھا۔

اگر قاضی صاحب کی یہ بات صحیح ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ علمائے دیوبند کے پاس واقعی زبردست سہارا ہے جس کی بنا پر وہ علمائے مخالفین سے مطابقت فی القول و موافقت فی العقل کر رہے ہیں۔ لیکن کیا مصنف قولِ بلیغ یا ان کا ہمنوا کوئی اور علامہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی تحریر دکھلا سکتا ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ

> آج آن پر ایسا منکشف ہو گیا ہے
> یا
> فلاں وقت آن پر ایسا منکشف ہو گیا تھا

وہ ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔ قولِ سدید میں بھی ہم نے ان سے یہی پوچھا تھا مگر قاضی صاحب نے اپنی قولِ بلیغ میں بھی کوئی ایسی تحریر درج نہیں کی۔ پس یہ عدم اندراج یقینی ثبوت ہے اس امر کا کہ کوئی ایسی تحریر موجود نہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود کی کوئی ایسی تحریر موجود نہیں۔ اور کبھی آپ نے ایسا اعلان نہیں کیا ۔۔۔۔ تو پھر قاضی صاحب کی اس انکشاف والی بات کو صریح جھوٹ کے علاوہ اور کیا نام دیا جائے۔ حضرت اقدس کے جس حوالہ کو اس جھوٹ کا مصنف قولِ بلیغ بہانہ بنا رہے ہیں۔ اس میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ یہ نہیں لکھا کہ آپ کو صریح طور پر نبی کے منصب پر فائز ہونے کا انکشاف کر دیا گیا۔

قاضی صاحب کی دلیل

اتنا بڑا انقلاب برپا ہوتا ہے کہ بقول قاضی صاحب محدث سے نبی ہونے کا انکشاف ہو جاتا ہے اپنے سابقہ قول اور فیصلہ کی غلطی اور علمائے مخالفین کے کذبِ صریح قول اور فیصلہ کی سچائی ثابت ہوتی ہے حضرت اقدس مامور من اللہ تھے۔ اس نئے انکشاف ہو جانے کی۔ آپ کے سابقہ قول اور فیصلہ کے غیر صحیح ظاہر ہو جانے کی اور علمائے مخالفین کے قول اور فیصلہ کے سچا ثابت ہو جانے کی دلیل کیا ہے؟ کیا حضرت اقدس نے ان میں سے کسی بات کا کہیں اعلان کیا۔ ذکر کیا؟ ظاہر ہے کہ نہیں کیا۔ قولِ بلیغ کا مصنف کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتا اور نہیں کر سکا۔ تو پھر قاضی صاحب کو یہ سب کیونکر معلوم ہوا؟ ان کے پاس اس کی آخر کیا دلیل ہے؟ مصنف قولِ بلیغ بتلاتے ہیں:

> "آپ نے اپنی نبوت کی یہ تاویل کہ
> آپ محض ایک محدث یا جزئی نبی ہیں
> ترک فرما دیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء سے
> بعد کی تحریروں میں کسی جگہ یہ تاویل درج
> نہیں کی" (صفحہ ۳)

> "چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد جہاں جہاں
> بھی آپ نے اپنی تحریروں میں اپنی
> نبوت کو پیش کیا ہے اس کی تاویل
> ہرگز نہیں کی۔ کہ آپ کی نبوت محدثیت
> تک محدود ہے یا یہ کہ آپ محض
> جزئی نبی ہیں بلکہ اس وقت سے ہمیشہ
> آپ اپنے تئیں ایک پہلو سے نبی
> اور ایک پہلو سے امتی قرار دیتے
> رہے۔" (صفحہ ۳)

قاضی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلی ۲۳ سالہ تحریروں میں بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کی محدثیت تک محدود نبوت کی تشریح اور تاویل لکھی ہے لیکن سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی ۶½ سالہ تحریروں میں جہاں اپنی نبوت کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ یہ تشریح اور تاویل لکھی ہوئی موجود نہیں۔ اور یہ چونکہ موجود نہیں لہٰذا وہ کہیں گے۔ مانیں گے اور کہیں گے کہ

> ۱۔ آپ پر ضرور کوئی نیا انکشاف ہوگا اور
> ۲۔ آپ نے اپنے پہلے قول اور فیصلہ کو
> غلط سمجھ لیا ہوگا اور
> ۳۔ علمائے مخالفین کے کذبِ صریح قول کو
> درست جان لیا ہوگا۔

یہ ہے علمائے ربوہ کی وہ تمام کی تمام دلیل اور زبردست سہارا جس کی بنا پر وہ حضرت اقدس پر لاعلمی۔ غلطی۔ تبدیلی منسوخی اور نا سمجھی کے پانچ الزامات عائد کرتے ہیں دلیل واقعی بے نظیر ہے۔ کیونکہ آج تک کسی مدعی نے شاید ہی اس قسم کی دلیل اپنے حق میں دی ہوگی۔ کیا بیسیوں بار ۲۳ سالہ تحریروں میں اس تشریح اور تاویل کا درج ہونا کافی نہیں؟ اس کے باوجود کیا یہ ضروری تھا کہ آپ جہاں بھی نبوت کا ذکر کرتے ساتھ یہ تشریح ضرور لکھتے؟ کیا آپ پر یہ کوئی سزا عائد تھی؟ صاف اور سیدھی بات ہے کہ ۲۳ سال تک جب آپ تشریح اور تاویل کر کر کے یہ سمجھا چکے کہ آپ کی نبوت سے محدثیت تک محدود نبوت مراد ہے تو پھر اس کے بعد اگر کہیں یہ تشریح موجود نہیں تو قارئین پر فرض ہے کہ اسی ۲۳ سالہ تشریح کے مطابق مفہوم مراد لیں۔ کیونکہ

> تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

چنانچہ یہی اصول تمام مصنفین کی تصنیفات اور تمام علوم پر حاوی ہے۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ غالباً قاضی صاحب کے نزدیک دوسرے زمانہ کی تحریر ہے۔ بلکہ وہ بھی اپنے خلیفۂ ثانی کی طرح اس اشتہار کو دوسرے زمانہ کی پہلی اور بنیادی تحریر سمجھتے ہوں گے۔ اس اشتہار میں بھی حضرت اقدس نے کسی نئے انکشاف ہو جانے سابقہ تشریح و تاویل کے ترک کر دینے۔ عقیدۂ نبوت میں کسی تبدیلی کے آ جانے کا ذکر اور اشارہ تک نہیں کیا حالانکہ یہی اشتہار اور یہی وقت اس کام کے لئے موزوں ترین تھا۔ لیکن آپ نے اگر اس میں کچھ لکھا تو یہی کہ آپ جس طور کا نبی پہلے اپنے آپ کو کہتے تھے اسی طور کا نبی اب کہتے ہیں۔ اگر اس وقت تک بقول قاضی صاحب یہ انقلاب برپا ہو گیا تھا تو آپ نے اس کا کیوں ذکر نہیں فرمایا تھا۔ کیا آپ مامور من اللہ نہیں تھے؟ اور کیا آپ پر خدا کے نئے انکشاف کا دنیا کو بتلانا فرض نہیں تھا؟ کیا ۲۳ سالہ تاویل اور تشریح کو چپ چاپ

مغربی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ

چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ کی تبلیغی سرگرمیاں

چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ جس دن سے مغربی افریقہ میں تشریف لے گئے ہیں وہاں اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہو گئی ہیں۔ متعدد عیسائی ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے ہیں، اور کئی ایک زیر تبلیغ ہیں۔ مسلمان ہونیوالوں کو چودھری صاحب موصوف قرآن کریم کا ہر روز درس دیتے ہیں اور زیر تبلیغ لوگوں کو اسلام اور عیسائیت کے تقابلی مطالعہ کا سامان مہیا کرتے اور رات دن ایک ایک شخص کو ان ٹھوس حقائق سے روشناس کرانے میں منہمک ہیں، جن میں اناجیل کی غیر معقول تعلیمات اور اسلام کا نورانی چہرہ نظر آتا ہے، مثلاً ایک عیسائی نوجوان کے ساتھ سوال و جواب کے رنگ میں حسب ذیل گفتگو ہوئی:-

سوال از بھٹہ صاحب:- اس کتاب کا کیا نام ہے؟

جواب:- ہولی بائبل

س:- ہولی کس لئے کہتے ہو؟

ج:- کیونکہ یہ الہامی کتاب ہے اور خدا نے اسکو الہام کیا ہے

س:- خدا کتنے ہیں جو الہام کرتے ہیں؟

ج:- ایک ہی ہے جو الہام کرتا ہے اور اسی نے ہی متی اور لوقا کو یہ کتابیں الہام کی ہیں۔

س:- اگر ایک ہی خدا مختلف آدمیوں کو الہام کرنے والا ہو اور ایک ہی نفس مضمون کے لئے الہام کرے تو وہ ایک ہی ہونا چاہیئے یا مختلف؟

ج:- ایک ہی ہونا چاہیئے۔

س:- کیا شجرہ نسب مسیح متی اور لوقا کو ایک ہی خدا نے الہام کیا؟

ج:- ہاں ایک ہی خدا نے اور ان کا نفس مضمون ایک ہی ہونا چاہیئے۔

س:- آؤ ان کا مقابلہ کریں، میں بولتا جاتا ہوں اور تم تقابلی فہرست بناتے جاؤ۔

اس پر وہ سخت گھبرایا کیونکہ اس کو پتہ تھا کہ ان میں حد سے زیادہ اختلاف ہے، اس لئے نفس مضمون بدل دیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ شجرے کیوں درج کئے گئے۔ اس لئے کہ مسیح کی بابت لکھا ہے کہ وہ ابن داؤد بلحاظ نطفہ اور گوشت پوست کے ہوگا اب دونوں میں مسیح کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے اگر وہ یوسف نجار کے نطفے سے نہیں تو وہ ابن داؤد نہ ٹھہرا اس لئے مسیح نہ ہوا۔ اگر مسیح ہونے کی وجہ سے وہ ابن یوسف نجار ہے تو وہ بن باپ نہیں۔ اس لئے سوال یوں بن گیا کہ یا تو مسیح بن باپ یعنے داؤد کی نسل سے نہیں، اس لئے سچا مسیح نہیں اگر مسیح ہونے کی وجہ سے ابن یوسف ابن داؤد ہے، تو بن باپ،

ان باتوں کو سن کر وہ شخص تنگی وقت کا بہانہ کرکے چلا گیا اور کہنے لگا ۱۸ تاریخ ہفتہ کو آؤں گا۔ لیکن نہ آیا۔ ازاں بعد مسٹر سموئیل نومسلم (اسلامی نام شبلی) آیا اور ۸½ بجے ۱۰ بجے رات تک رہا۔ اس نے بہت سے مسائل پر تعلیم حاصل کی۔ ایک تو یہی جو اوپر بیان ہوا۔ اس نے بار بار اسکو دہرایا اور لطف اٹھاتا رہا۔ پھر اسے سینٹ پال کے جھوٹ دکھلائے گئے۔ کہ از روئے (اعمال) کس طرح قتل کیا جانے لگا تو کہنے لگا کہ میں یہودی ہوں۔ پھر اس کے بعد ہی رومن بن گیا۔ اور فوراً بعد فریسی بن گیا۔ پھر رومن بن گیا پھر رومیوں باب ۳ کی آیت سنائی گئی۔ کہ جبکہ میرے جھوٹ بولنے سے خداوند کا جلال ترقی کر رہا ہے تو پھر بھی مجھے کیوں گنہگار ٹھہرایا جا رہا ہے۔ پھر اعمال ۹/۲۶ میں ہے کہ حواریوں نے اس کے مومن ہونے کا یقین نہ کیا اور برنباس نے اس کی سفارش کی۔ اور اسی برنباس کی انجیل کو آخر کار رد کر دیا گیا۔ کیونکہ اس میں حضرت رسول اکرمؐ کی پیشگوئی تھی۔ چنانچہ وہ حوالے اسے پڑھ کر سنائے گئے۔ پھر بتایا گیا کہ پال شریعت کو لعنت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ توریت استثناء باب ۲۸ میں لمبی چوڑی تفصیل ہے کہ اگر شریعت کے پابند رہو گے تو برکات حاصل کرو گے اور اس پر عمل چھوڑ دو گے تو لعنتی ہو جاؤ گے۔ پھر اسے بتایا گیا کہ مسیح کی ٹانگیں صلیب پر نہ توڑی گئیں۔ اور بھالا مارنے سے اس کی پسلی سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ جو زندگی کی علامت ہے اگر وہ حقیقی طور پر مر گیا تھا تو نکودیمس حکیم نے ۱۰۰ پونڈ وزنی دوائی کیوں اس کے لئے خریدی اور اس کے جسم اور زخموں پر لگائی۔ اس نے مسیح کی وکالت کی یوحنا ۱۹۔ یوسف آرمتیا نے جو پلاطوس کا مشیر تھا (مرقس) مسیح کی لاش طلب کی اور اسے غار میں رکھا اور اس پر مٹی نہ بھری گئی۔ بلکہ صرف منہ پتھر لڑھکا دیا گیا۔ پھر اسے کہا گیا کہ یہ کتابیں ایک ہی خدا کی طرف سے الہام ہیں تو متی مرقس میں ندائے صلیب اور ہے اور لوقا اور یوحنا میں کچھ اور اس کے بعد اس سے شجرہ ہائے متی و لوقا کی تقابلی فہرست بنوائی گئی۔ جس میں اختلاف واضح طور پر سامنے آ گیا۔ وہ منہ میں انگلی ڈال کر کہنے لگا کہ میں اس کتاب کو ہولی بائبل کہتے ہیں۔ میں تو اتنی دیر بیوقوف بنا رہا۔ پھر اسے یوحنا ۲۲-۲۳/۷ دکھائی گئی کہ مسیح نے کہا کہ جلد ہی میں وہاں جاتا ہوں جہاں تم میری تلاش میں نہیں آ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہاں جانا چاہتا ہے جہاں اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں غیر قوموں میں رہتی ہیں۔ اس کے بعد اسے دکھایا کہ مسیح نے کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کے پیٹ میں سے (معرفت) کے پانی کے دریا بہیں گے آگے لکھا ہے کہ یہ بات اس نے روح حق کی بابت کہی تھی جو کہ ان کے پاس آنے والی تھی۔ جو کہ ابھی تک نہ آئی تھی کیونکہ ابھی تک یسوع کی عزت افزائی یا تطہیر نہ ہوئی تھی یعنی رسول اکرمؐ کا انتظار تھا جو کہ مسیح کی عزت افزائی کریں گے۔ چنانچہ اسے برنباس کی انجیل کے حوالے سنائے گئے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ اس تسلی دہندہ کو جس کا نام محمدؐ ہے دیکھ کر مجھے تسکین یا تسلی ہوئی (گویا تسلی دہندہ کے معنے مسیحؑ کا تسلی دہندہ ہے) وہ بہت حیران ہوا۔ یہ کافی طویل گفتگو تھی۔ اسے پہلے پرافٹ آف اسلام دی گئی۔ جس دن مسلمان ہوا اسے اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی دی گئی اور اس نے پڑھ لی۔ بعد ازاں وہ محمد دی پرافٹ پڑھ رہا ہے۔ وہ بہت ذہین ہے اور اسے بے شمار آیات انجیل اور توریت کی زبانی یاد ہیں۔ چنانچہ وہ کوشش سے بہت عمدہ لوکل مشنری بن سکتا ہے۔ اس کے پاس یوروبا بائبل بھی ہے۔ اگر انجمن منظور کرے تو وہ مشنری بننے کے لئے تیار ہے۔ اور دوسرے لوگوں سے اب بھی گفتگو کرتا رہتا ہے۔

اگلے دن مسٹر یعقوب ابراہیم (نومسلم) آیا اس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کی تفسیر اور ترجمہ سنا۔ اس سے تعدد ازدواج پر گفتگو چل پڑی اسے بتایا گیا کہ تعدد ازدواج حکماً نہیں بلکہ خاص حالات میں اس کی اجازت ہے، اس کی دو بیویاں ہیں، اس نے تسلیم کیا کہ وہ ان میں انصاف نہیں کر رہا۔ اب اس نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھایا کہ آج سے ان میں انصاف کرے گا رات کو عیسےٰ (نومسلم) آیا اس سے قرآن مجید کی تفسیر کا یوروبا زبان میں ترجمہ کرایا گیا تاکہ اسے شوق پیدا ہو اور اس کا علم بڑھے۔ اس نے بتایا کہ ایک دوست کو جو اس کے ساتھ دوکان میں کام کرتا ہے اس کے گھر جا کر تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ اس کو توریت اور انجیل کے بہت سے حوالے سنائے گئے جن کا اس پر بہت اثر ہوا، یہ ثابت کیا گیا کہ مسیحؑ اگر سچا نبی ہے تو صلیب کی لعنتی موت نہیں مر سکتا، پھر انجیلی بیانات سے ثابت کیا گیا کہ اسے صلیب سے زندہ اتار لیا گیا۔

مسٹر یعقوب ابراہیم اپنے ساتھ ایک لڑکی لائے جو سکول میں پڑھتی ہے اور اس کی عمر قریباً ۱۵ سال ہے اس کے والدین مسلمان ہیں وہ گیارہ سال کی عمر میں عیسائی ہو گئی تھی۔ میں نے اس سے عیسائی ہونے کی وجہ پوچھی اس نے بتایا کہ دوسری ہم جماعت لڑکیاں اسی عمر میں عیسائی ہو گئی تھیں، میں بھی عیسائی ہو گئی، اب اگر مسلمان ہو جاؤں

تو سکول سے نکال دی جاؤں گی، میں نے پوچھا کہ تم خدا کو مانتی ہو کہ وہ حساب لے گا اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا دو سال بعد سکول سے فارغ ہو کر مسلمان ہو جاؤں گی میں نے کہا کہ اس کی کیا گارنٹی ہے کہ تم دو سال زندہ رہو گی پھر اگر تمہیں نوکری مل گئی، تو کیسے عیسائیوں کے پھندے سے نکل سکو گی، اس نے کہا میں گھر پر مسلمان کہلاؤں گی اور دفتر میں عیسائی۔ میں نے کہا اگر تمہاری سہیلیاں دیکھیں گی کہ تم دونوں طرف جھوٹ بولتی ہو تو کیا تمہاری دوست رہ سکتی ہیں، اغیار چلا جائے تو انسان کسی کام کا نہیں رہتا اسی سلسلہ میں اسے سینٹ پال کے جھوٹ اور تورات میں انبیاء کی طرف جھوٹ بولنا منسوب ہے مسیح بھی کہتے ہیں کہ کسو سے نہ کہنا کہ یہ یسوع مسیح ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں للکار کر فرماتے ہیں کہ دیکھو میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اس پر اس لڑکی نے کہا میرے والد سے ملیں تو میں اس پر غور کروں گی۔

اس کے بعد مسٹر جیلے نو مسلم آئے انہوں نے قرآن مجید اور عربی پڑھی، اور انجیل اور توریت کے کمالات سنتے رہے اور مسیح کی دعا کہ "اے خدا تیری بادشاہت آوے" کی تفسیر سنتے رہے۔ اس میں اسلام کی مساوات رنگ و قوم، حضرت بلالؓ کا قصہ، حضرت اسامہؓ کے حالات، حضرت معاذ بن جبل کا واقعہ، حضرت عمرؓ کے واقعات اور فیصلہ سلطان مراد کا واقعہ، حضرت عمرؓ کا سفر بیت المقدس، جبلہ بن ایہم کا مسلمان ہو کر عدل فاروقی کی وجہ سے مرتد ہو جانا غرضیکہ ساری تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ وہ آسمانی بادشاہت ہے کہ جس کی آمد کے لئے حضرت مسیحؑ دعا کرتے رہے۔

مسٹر جیلی نو مسلم کے پاس ان کی دوکان پر گیا۔ وہاں اس کا دوسرا ساتھی عثمان وایل تھا وہ بھی مسلمان والدین کا لڑکا ہے لیکن عیسائی ہو گیا ہوا ہے۔ اس طرح ہزاروں بچے ہیں جو ۱۰، ۱۱ سال کی عمر میں عیسائی ہو جاتے ہیں سکولوں میں ہی انہیں بپتسمہ دے دیا جاتا ہے۔ مسلمان والدین عموماً خود اسلام سے ناواقف ہیں اور اگر کوئی ان کا بچہ عیسائی ہو جائے تو ان کو بالکل پرواہ نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہاں لٹریچر کثرت سے پھیلایا جائے عیسائی چار چار صفحات کے ہینڈبل اور چھوٹی چھوٹی کہانیاں مسلمان بچوں کو دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس کی منظوری دی جائے ورنہ ایک ایک کے ساتھ سر کھپانے سے ان عیسائیوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان وایل سے رات کے نو بجے تک گفتگو ہوتی رہی جس سے اس پر بہت اثر ہوا۔ ۱۲ ستمبر کو صبح مسٹر عثمان وایل نے آنا تھا معمول سے پہلے جاگ اٹھی اور اس کے مسلمان ہونے کے لئے . . . .

خاص طور پر بڑے انکسار سے دعائیں کیں۔ الحمد للہ کہ اتنے دنوں کی دعائیں خالی نہ گئیں اور ۱۱ بجے مسٹر عثمان وایل نے جو مسلم والدین کا کھویا ہوا بیٹا تھا اور اب وہ کہتا تھا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اور اسے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا۔ اس کا اسلامی نام جمعہ رکھا گیا جو اس کا پہلا نام تھا۔ مسٹر جیلی نے اس کی اور میری فوٹو لی اور اپنے دونوں بھائیوں کی بھی فوٹو لی۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میرے مجاہدے کو پھل لگائے اور ایک دن ایسا آئے کہ ہم سب یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ دیکھیں۔ مسٹر جیلی اور مسٹر عثمان وایل جمعہ نے وعدہ کیا کہ وہ دونوں مل کر ایک تیسرے شخص کو جو ایک ڈسپنسری کا مالک ہے مسلمان کرنے کی کوشش کریں گے۔ دعا کریں خدا تعالیٰ انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کا جوش دے۔

مسٹر لوئیس اکوننٹ آئے۔ یہ شخص اس سے پہلے بہت بیزاریاں دکھاتا رہا تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تحقیر آمیز کلمات کہتا رہا تھا۔ میری عاجزانہ دعاؤں نے رنگ دکھایا اور اب اس نے خود تسلیم کیا کہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برانت مانتا ہوں۔ اور میری نسبت کہا کہ بجائے دشمنی کے محبت اور دوستی کے جذبات اور اسلام کے بارہ میں عمدہ خیالات دل میں جوش مار رہے ہیں۔ یہ سب دعاؤں کا اثر ہے۔

آپ کے خطوط

تاریخ احمدیہ کے افسوسناک بیانات

محترم جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ پیغام صلح۔ لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت احمدیہ (ربوہ) سابق صوبہ سرحد کے ایک قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی نے "تاریخ احمدیہ" کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ جس میں موصوف نے صوبہ سرحد کے احمدی بزرگان کے حالات جمع کئے ہیں۔ اس موجودہ جلد میں صرف شہر پشاور اور اس کے مضافات کے احمدیوں کے مختصر حالات درج ہیں۔ کوشش اچھی ہے۔ لیکن مرحومین میں سے اکثر پر قاضی صاحب نے جگہ بجگہ ذاتی حملے کئے ہیں۔ اگر اس سے چشم پوشی کر لیتا۔ تو اُن بزرگان کے پسماندگان کے دلوں کو ٹھیس نہ لگی۔ اور تاریخ میں اس قسم کی معمولی باتوں کا ذکر میرے خیال میں پسندیدہ بات نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ قاضی صاحب کو آپ کے مرکز کی جانب سے اس بے قاعدگی کے بارے میں سرزنش بھی ہوئی ہے۔ نہ معلوم کہاں تک یہ صحیح ہے۔ بہرحال اتنی ہماری درخواست ہے کہ اگر اس اشاعت کو کبھی دوبارہ شائع کیا جائے۔ تو بوقت نظرثانی اس قسم کے "حملے" اُن حضرات کے حالات زندگی سے حذف کئے جائیں۔

یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اصل غرض جس کے بارے میں اس تحریر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ قاضی صاحب کی اپنے عقائد کے بارے میں ایک عجیب مثال ہے۔ جو انہوں نے اس کتابچہ میں قلمبند کی ہے ہیں نقل مطابق اصل کتابچہ سے ذیل میں درج کرتا ہوں احباب غور کرلیں۔ کہ جن عقائد کی قاضی صاحب یا اُن کے ہم خیال تشہیر کرنے میں آج کوشاں ہیں اگرچہ اس پر خود بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے انہیں سرزنش ہو چکی ہوئی ہے۔ تاہم وہ اس سے باز نہیں آتے۔ اور اس عظیم الشان تحریک کو انہوں نے باعث فتنہ بنا دیا ہے۔ **وھو ھذا**۔

قاضی صاحب کتابچہ مذکورہ کے صفحات ۵۲ تا ۵۵ پر "حضرت حافظ میاں محمد صاحب رضی اللہ عنہ" کے مختصر حالات زندگی کے تذکرہ میں ص ۵۴ کی تیسری سطر سے یوں شروع کرتے ہیں:۔

"حضرت احمد علیہ السلام سے ان کو بڑی محبت تھی اور اُن کے دل میں بڑی عظمت تھی روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ فرمانے لگے۔ کہ اس وقت دنیا میں ڈھائی افراد ہیں۔ جن میں ایمان ہے۔ اوّل حضرت احمد علیہ السلام۔ دوّم میں خود۔ اور تیسرا آدھا نورالدین ہے۔ حضرت احمد علیہ السلام کے بارہ میں فرماتے تھے کہ حضرت کو ابھی اپنا مقام معلوم نہیں ہوا۔ ورنہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب نبیوں سے بڑے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے۔ (یہاں سے قاضی صاحب کی اپنی رائے شروع ہوتی ہے۔ ناقل) کہ دنیا میں صرف دو ہی نبی ہوئے ہیں۔ اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جمیع اقوام عالم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اور دوم حضرت احمد جری اللہ ......۔ اگر حضرت احمد اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ یا حضرت موسےٰ سے افضل کہیں۔ تو یہ امر واقعہ اور حقیقت ہے۔ .... وغیرہ۔

حضرت احمد علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت حافظ صاحب کو قادیان سے اس قسم کی باتیں کرنے پر ایک سال کے واسطے باہر رہنے کا حکم دیا"
(صفحہ ۵۵ - ۵۴)

احباب جماعت اس پوری تحریر کو ملاحظہ فرما کر غور فرمائیں کہ "حضرت حافظ صاحب" کونسی باتیں حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور ان ہی باتوں پر حضرت صاحب نے انہیں بقول قاضی صاحب مرکز سے خارج کر دیا تھا۔ لیکن اس سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ دنیا میں صرف دو ہی نبی ہوئے ہیں۔ اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوم حضرت احمد جری اللہ"...... الخ

پھر یہ کہ "صرف نبی" پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ و موسیٰ سے "حضرت احمد" کا افضل ہونا "امر واقعہ ہے"۔ ؎

خامہ سر بگریباں ہے۔ کہ اسے کیا کہیئے

جس امر پر مدعی خود غصہ اور ناراضی کا اظہار فرماتا ہے اُسی کو آج حقیقت اور امر واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ حضرت صاحب کے حسب ذیل حوالہ کے مصداق نہیں:۔

"جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذرتا ہے"
(مکتوب مسیح موعودؑ مندرجہ الحکم ۷ / اگست ۱۸۹۹ء)

کیا کوئی ہے۔ جو اس تحریر سے عبرت پکڑے۔ ثبوت کے لئے اصل کتابچہ موسومہ "تاریخ احمدیہ (سرحد) ۱۹۵۹ء مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب" ملاحظہ کیا جاسکتا ہے

وما علینا الا البلاغ۔

(والسلام۔ عبدالباقی کوہاٹ)

ربوہ کے معتبر حضرات سے

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مندرجہ ذیل مضمون اپنے اخبار میں دیکر مشکور فرمائیں۔

ربوہ کے معتبر حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری میں حضرت خلیفہ صاحب نے چند سوالات کے جواب یوں بیان فرمائے تھے۔ کیا ان بیانات پر کبھی کسی وقت غور کیا گیا ہے یا نہیں اگر نہیں تو یقیناً نہیں ہوا تو کیوں؟

اوّل سوال:۔ کیا آپ جن کو آپ غیر احمدی کہتے ہیں ان کا جنازہ پڑھتے ہیں

جواب:۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک چٹھی ملی ہے جس پر اب غور کیا جائے گا۔

دوم سوال:۔ کیا آپ غیراز جماعت میں رشتہ ناطہ کرنے کی جماعت کو اجازت دیتے ہیں۔

جواب:۔ جی ہاں ہماری جماعت کے کئی ایک رشتے غیراز جماعت لوگوں میں ہوئے ہیں۔

سوئم سوال:۔ کیا آپ نے ربوہ میں رہائش رکھنے کے لئے باقی احمدیوں کی طرح غیراز جماعت کے لوگوں کو آباد ہونے کے لئے بھی زمین دی ہے۔

جواب:۔ جی ہاں ایک غیر احمدی کو بھی زمین دی گئی ہے۔

یہ ہیں چند سوالات اور ان کے جوابات۔ کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ جس روز سے حضرت مسیح موعود کی چٹھی ملی ہے کسی غیر احمدی کا جنازہ آپ لوگوں نے پڑھا یا کم از کم اس چٹھی پر غور کرکے جنازہ کے جواز کا اعلان کیا گیا؟ کس غیر احمدی کے ساتھ کسی احمدی لڑکی کا رشتہ ناطہ ہوا جس کا مقاطعہ یا اخراج نہ ہوا ہوا۔ کونسے غیر احمدی کو ربوہ میں رہائش رکھنے کے لئے زمین دی گئی اور اس کے بعد کتنے غیر احمدیوں کو رہائش کے لئے پلاٹ دیئے گئے؟

دوسری ایک خاص بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اکثر دفعہ اخبار الفضل میں پڑھا جاتا ہے کہ فلاں سیدہ آج بیمار ہے فلاں سیدہ کی صحت ٹھیک ہے کیا الفضل اس امر پر روشنی ڈالے گا کہ آیا سید کی نسل کو سید و یا سید کہا جاتا ہے یا کہ مغل نسل بھی سید کہلانے کے مستحق ہیں .... یہ ٹھیک ہے کہ عربی لغت کے لحاظ سے سید سردار کو کہا جاتا ہے مگر خاندانی لحاظ سے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مغل خاندان میں کچھ فرق ہونا چاہیئے تاکہ پتہ چلتا رہے کہ مغل کون ہے اور سید کون ہے۔ والسلام

ذیڈ۔ اے۔ اختر۔ ربوہ ضلع جھنگ

اخبارِ احمدیہ

ملاقات کے لئے احمدیہ بلڈنگس لاہور تشریف لائے ڈیڑھ گھنٹے کی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں اس تمام گفتگو کو شائع کر دوں گا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ قادیانی اور لاہوری پارٹی میں کیا فرق ہے۔ آپ نے جماعت کی دینی خدمات کو بہت سراہا اور اس جماعت کے عقائد کو معقول اور صحیح اسلامی عقائد قرار دیا۔ یہ گفتگو نماز مغرب سے پہلے اور بعد دیر تک جاری رہی، نماز مغرب انہوں نے حضرت امیر کے پیچھے ادا کی، دوسرے دن پھر صاحب ممدوح تشریف لائے اور زبانی گفتگو کے علاوہ سلسلہ کا لٹریچر بھی لے گئے۔

لائل پور میں ایک شادی کی تقریب

شیخ میاں مولا بخش صاحب ملز اونر لائلپور کی پوتی (میاں محمد انور صاحب پروپرائٹر پاک آئل ملز کی صاحبزادی) کی شادی کی ایک نہایت مختصر خبر گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے، اس وقت اس کے پورے کوائف موصول نہیں ہوئے تھے، اب معلوم ہوا ہے کہ یہ تقریب نہایت شاندار اور پاکیزہ ماحول میں عمل میں آئی۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے خطبہ نکاح دیتے ہوئے زوجین کے حقوق اور ذمہ داریوں پر نہایت موثر تقریر فرمائی۔ اور حاضرین کو خدمتِ اسلام کے لئے مالی قربانیوں کی ترغیب دلائی اور آخر میں دولہا میاں ضیاء الرؤف صاحب ولد شیخ فضل رؤف صاحب اور دلہن کشور سلطانہ بیگم بنت میاں محمد انور صاحب کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے ہم اس مبارک تقریب کے لئے فریقین کو دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

نومسلم کالج میں لیکچر

۱۰ نومبر کو بروز ہفتہ نومسلم کالج میں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا ایک پُر از معلومات لیکچر علم و ادب کے موضوع پر ہوا، جس کو تمام حاضرین نے نہایت دلچسپی اور شوق سے سُنا اور مرزا صاحب کی معلومات اور علمی و ادبی موشگافیوں سے بہت متاثر ہوئے، لیکچر کا خلاصہ آئندہ اشاعت میں درج ہوگا .... انشاء اللہ۔

صاحب پرسنل اسسٹنٹ حضرت امیر قوم کی معیت میں انجمن کی زمینوں کے سلسلہ میں اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ جہاں سے فارغ ہونے کے بعد خان بہادر موصوف اور چودھری غفور احمد صاحب اراضیات سندھ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔

تنظیم جماعت و چندہ

احمد پور شرقیہ سے محمد اقبال چغتائی صاحب لکھتے ہیں:-

جماعت احمد پور شرقیہ کی تنظیم جماعت کا کام خداوند کریم کے فضل سے ترقی پر ہے۔ اگرچہ افراد جماعت چنداں متمول نہیں۔ تاہم سب مخلص آدمی ہیں۔ صرف ان میں دبا جوش و خروش دلانے کی ضرورت ہے۔ حرارت ایمان موجود تھی۔ چنگاری لگانے کی ضرورت تھی۔ جماعت احمد پور شرقیہ کی تنظیم قائم کرنے کے بعد پہلی بار بسم اللہ کر کے چندہ خود دکلاں مع اخبارات 5.00/ روپے مرکز کو بھجوایا ہے۔

شادی پر عطیہ

قاضی احسان اللہ صاحب ولد قاضی ظہور اللہ صاحب مرحوم پسرور نے اپنی ہمشیرہ کی شادی پر مبلغ دس روپے بطور عطیہ دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ

شمولیت سلسلہ

مکرم حبیب الرحمٰن صادق صاحب بی اے حضرت امیر ایدہ اللہ اطلاع دیتے ہیں کہ:-

چوہدری علم الدین صاحب ساکن ڈیرہ مغازی خان کے ذریعہ ۲۰ کو چوہدری محمد علی صاحب ولد چوہدری روشن دین صاحب قوم جٹ موضع ٹھکرا حیہ ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت امیر قوم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ استقامت اور سلسلہ کی خدمت کا موقعہ دے۔

تیراکی کا مقابلہ

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

اطلاعاً عرض ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قائم کردہ نومسلم کالج کے ایک ہونہار طالب علم جاوید انور فرسٹ ایر نے سیکنڈری بورڈ کے تیراکی کے مقابلہ بیک سٹروک (Back Stroke) کی تیراکی میں بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن کا پرانا ریکارڈ (۷ سیکنڈ ۳۴ — ۱ منٹ) ۱۰۰ میٹر کا فاصلہ ایک منٹ ۳۲ سیکنڈ میں پار کر کے توڑ دیا۔

ایدہ اللہ ... مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا تیرھواں سالانہ کیمپ فائر احاطہ سکول میں چھ بجے شام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب ڈاکٹر ایم جہانگیر خان صاحب ایم ڈائرکٹر اینڈ جوائنٹ سیکرٹری برائے ایجوکیشن مغربی پاکستان نے فرمائی۔ احاطہ خواتین و حضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لاہور کے مختلف کالجوں اور سکولوں نے حاضرین کی داد و تحسین اور تالیوں میں مختلف قسم کے رنگا رنگ پروگرام پیش کئے۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۲ نے کیمپ فائر کے آغاز کے لئے آگ روشن کی۔ اور صدر موصوف نے افتتاح کا اعلان فرمایا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مسٹر حفیظ بخاری سیکرٹری لاہور ڈویژن بوائے اسکاؤٹس ایسوسی ایشن نے انجام دیئے۔ اختتام پروگرام کے بعد جناب چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ نے کیمپ فائر کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے صدر صاحب جج صاحبان، معاونین کرام، مہمان اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں صاحب صدر نے صدارتی تقریر فرمائی اور انعام تقسیم کئے:-

(۱) ... چیلنج ٹرافی۔ کالج آف فزیکل ایجوکیشن نے سو دکشتی پیش کر کے حاصل کی۔

(۲) سکاؤٹس ونرس ٹرافی۔ اسلامیہ ہائی سکول ... روڈ نے بھنگڑا پیش کر کے لی۔

(۳) سکاؤٹس ونرس ٹرافی۔ مسلم ہائی سکول نمبر ۱ نے چاچا چنبرو پیش کر کے حاصل کی۔

(۴) کبس رنر ٹرافی۔ جونیئر سنٹرل ماڈل سکول لوئر مال روڈ نے فیشن ایبل ڈرل (دیہاتی) پیش کر کے حاصل کی۔

(۵) شخصی انعام کپ۔ ڈف اینڈ ڈیم سکول کے پیش کار "قلی" نے حاصل کیا۔

(۶) شخصی انعام کپ۔ کارپوریشن ہائی سکول مزنگ کے پیش کار "اللہ رکھا" نے حاصل کیا۔

(۷) اجتماعی فراہمی چندہ پر انعام کپ۔ جماعت نہم بی مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور۔

(۸) شخصی — شاہد حفیظ نہم بی مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور نے حاصل کیا۔

تقسیم انعامات کے بعد قومی ترانہ لگایا گیا اور کیمپ فائر کے اختتام کا اعلان ہوا۔

جماعت کے کچھ احباب بیمار ہیں۔ ان کے لئے احباب جماعت دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد شفا فرمائے۔

رفتارِ عالم

— بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے انکشاف کیا ہے کہ بھارت کے بڑے بڑے شہروں پر چینی طیاروں کی بمباری کا خطرہ ہے، ہوائی حملہ کے مقابلہ کے لئے تمام سرحدی شہروں میں دفاعی تنظیمیں قائم کر دی گئی ہیں۔ بھارتی اسلحہ ساز فیکٹریاں تین گنا زیادہ اسلحہ تیار کر رہی ہیں۔

— چین نے بھارت کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ جارحانہ طاقت کے مظاہرہ سے باز نہ آیا تو چین اس کے خلاف سخت کارروائی کرے گا۔ بھارت نے محاذوں پر اپنی فوجوں کو بھاری کمک بھیجدی ہے۔ اب یہ فوجیں فرانسیسی ٹینکوں اور امریکہ کی فراہم کردہ پہاڑی توپوں سے مسلح ہیں۔

— پاکستان نے یونسکو کی جنرل کانفرنس میں کمیونسٹ چین کی نمائندگی کے مسئلہ پر روس کی حمایت کی ہے۔

— ممتاز کشمیری رہنما اور جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر چوہدری غلام عباس نے کشمیر کی آزادی کے لئے صدر ایوب کو کفن پوش رضاکار دستوں کی پیشکش کی ہے۔

— وزیر خزانہ پاکستان جناب عبدالقادر صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان امریکی امداد بند کرنے کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوگا۔ امریکی امداد بند کر دی گئی تو یہ پاکستان کے لئے باعث رحمت ہوگا۔ اور انشاء اللہ پاکستانی قوم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو جائیگی۔

— وزیر داخلہ پاکستان خان حبیب اللہ خان نے کہا ہے کہ اگر موجودہ خارجہ پالیسی سے ملکی مفاد پر کوئی زد پڑی تو حکومت اس پالیسی کو ترک کرنے سے گریز نہیں کرے گی۔ ہمیں قوم اور ملک کا مفاد سب سے زیادہ عزیز ہے۔

— باخبر حلقوں کی اطلاع کے مطابق بھارت کے نئے وزیر دفاع مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ مسٹر وائی بی چیاون مقرر کئے جائیں گے۔ سابق وزیر دفاع کرشنا مینن کو کابینہ سے نکال دیا گیا ہے۔

— یمن کے حکمران امام محمد البدر نے کہا ہے کہ وہ چند روز تک دارالحکومت صنعا میں داخل ہو جائیں گے اور یمن کو باغیوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

— صدر ایوب نے بھارتی وزیر اعظم کو پیغام مراسلہ میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ چین بھارت کے تنازعہ سے برصغیر میں جنگ کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ پنڈت نہرو طاقت کے استعمال اور بدخلقی سے گریز کریں تو پاکستان و بھارت کے تنازعات پرامن طور پر طے ہو سکتے ہیں۔ پاکستان تمام ہمسایہ ملکوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا خواہشمند ہے۔

— پنڈت نہرو نے جو پارلیمانی پارٹی کے جلسہ میں تقریر کر رہے تھے کہا کہ تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کیلئے میں نے صدر ایوب سے بات چیت پر رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔

— حکومت مغربی پاکستان نے تمام بلدیاتی اداروں کو تنخواہ کمیشن کی رپورٹ پر عملدرآمد کرانے کے متعلق حکومت کے فیصلہ تک اپنے ملازمین کو عبوری امداد دینے کی اجازت دے دی ہے۔

— روس نے سام کو کیوبا سے میزائل لے جانے والے جہازوں کے معاینہ کے لئے اجازت دے دی ہے۔ معاینہ بڑے دوستانہ ماحول میں ہوا اور تحائف کا تبادلہ کیا گیا۔

— صدر کینیڈی نے کشمیر کے فیصلہ کے لئے تقسیم کی تجویز پیش کی ہے۔ پاکستانی حلقوں میں اس کی پرزور مخالفت کی جارہی ہے۔

— افغانستان میں ریڈیو پاکستان کی نشریات سننے پر سخت پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

— نوابزادہ رشید علی خاں نے پنڈت نہرو سے ملاقات کرتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ انہیں چاہئیں کہ صدر ایوب کو آزادانہ اور دوستانہ ماحول میں پاک و بھارت مسائل پر براہ راست بات چیت کرنے کی دعوت دیں۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ وہ پاک بھارت مسائل پر براہ راست بات چیت کا خیر مقدم کریں گے۔

— وزیر خارجہ پاکستان نے بھارتی اخبارات کی اس خبر کی تردید کی ہے کہ پاکستان نے سنکیانگ گلگت کی سرحد پر کمک بھیجی ہے اور کہ سرحد بندی کے بارے میں پاکستان اور چین کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔

— پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے کالجوں میں ایم اے کلاسیں شروع کرنے کی تجویز مسترد کر دی ہے۔

— چیف سیٹلمنٹ کمشنر نے کہا ہے کہ پانچ ہزار تک کے دعویداروں کو معاوضہ کی نقد رقم کی ادائیگی ختم ہونے کے بعد دس ہزار روپے تک کے دعویداروں سے معاوضہ کی نقد رقم کی ادائگی کی درخواستیں طلب کی جائیں گی۔

— صدر ایوب نے بھارت اور چین کی جنگ کے نتیجہ میں مغربی ملکوں کی طرف سے بھارت کو دی جانے والی بھاری فوجی امداد سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور و فکر کیلئے قومی اسمبلی کا ہنگامی اجلاس ۲۱ نومبر کو طلب کیا ہے۔

کریسنٹ

کالونی کی اعلیٰ کپڑے کی مصنوعات
جو ہر لحاظ سے معیاری ہیں
پاپلین
پی ۹۹ - پی ۴۳۰ - پی ۳۳۰
اعلیٰ درجہ کی چمکیلی رنگدار پاپلین
پی ۶۳۰ - پی ۷۳۰
پی ۸۳۰
اعلیٰ درجہ کی ۲/۱ ۲ پاپلین
پی ۹۷۰ - پی ۹۸۰
پی ۹۹۰
اعلیٰ درجہ کا لٹھا
شاہین
لٹھا
۱۵۰۰
سوت
کارڈڈ - ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰
کومبڈ : ۶۰
دوہرا دھاگہ : ۲/۴۰
ململ
۷۵۳۶ ۷۵۷۰
۶۰۷۰ ۶۰۸۰
چھینٹ
۱۱۳۶ ۱۵۳۶
۷۷۷۷ ۸۸۸۸
لان
اعلیٰ قسم کی باریک
ململ
علاوہ ازیں
وائل
۷۰۳۶
سلے سلائے ملبوسات
قمیصیں بش شرٹ - پتلون - پاجامہ - شلوار - رومال - شب خوابی کا سوٹ - پریسیئر - بچوں کے لباس -
کھیلوں کے لئے شارٹ کرتے اوورآل - بائلر سوٹ اور انڈسٹری میں کام آنے والا لباس -
کالونی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ - اسمٰعیل آباد ملتان
کالونی (تھل) ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ اسمٰعیل پور - (بھکر)
پیغام صلح ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۴۴
تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ :-
شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰ محلہ اعظم پورہ ملک پیٹھ - حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختارؐ ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ :- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر :- ۳۷۳۷
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
گیارہ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

فی پرچہ ۱۲ پیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۰ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۷ رجب ۱۳۸۲ھ - مطابق ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۷

جلسہ سالانہ کو وہ اہمیت دیں جو حضرت صاحبؑ نے دی

حضرت امیر مرحوم کا ارشاد گرامی

"میں اپنی جماعت کے بہت سے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ وہ اسے اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے۔ کسی جماعت میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور کسی میں سے دو آجاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جب تمام مخلصین جمع ہو جائیں تاکہ ہر شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کی دینی معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو جس سے تبلیغ اسلام کی بنیاد مضبوط ہو اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ آئندہ بھی ہمیشہ اس جلسہ کے یہی مقاصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نو مسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں، تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ یہ جلسہ سالانہ تھا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ سالانہ جلسہ حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ ایک طریق ہے جس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔"

"آپ نے خدا تعالیٰ سے اشارہ پا کر اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ سب لوگ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں وہ سال میں ایک دفعہ ضرور جمع ہوں، سوائے اس کے کہ کوئی قوی مانع ہو اور وہ شامل نہ ہو سکیں۔ قوی مانع وہی ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تڑپ تو موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں ایسے انسان کی وہ حالت ہوگی جو ایسے غیر مستطیع لوگوں کی ہے جن کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے تولوا و اعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون۔ وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں۔ سو اگر حالت ایسی ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آجائے کہ اس سالانہ اجتماع میں غیر حاضری کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بے شک قوی مانع ہے لیکن جب اپنی ضروریات کے لئے کسی کی موت کی وجہ سے یا کسی کی شادی کی وجہ سے گھر انوں سے گھر سے نکل پڑتے ہیں، تو اپنے آپ کو ادنیٰ ادنیٰ عذروں پر محروم کر لینا جسے خدا کے مامورؑ نے اس قدر اہمیت دی ہے پرلے درجہ کی بدقسمتی ہے۔"

"تمام دوستوں کا فرض ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہوں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی برکتیں رکھی ہیں، ایسے مواقع پر جو باتیں انہونی ہوتی ہیں وہ بھی اس میں ہو جاتی ہیں، میں ساری جماعت کو کہتا ہوں کہ اس جلسہ سالانہ کو وہ اہمیت دیں جو حضرت صاحبؑ نے دی۔ اس کے بغیر جماعت کی تربیت نہیں ہو سکتی۔ حضرت صاحبؑ نے اس کو جماعت کی تربیت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ حضرت صاحبؑ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سفر خرچ کی توفیق نہیں رکھتے وہ سارا سال تھوڑا تھوڑا زادِ راہ جمع کریں تاکہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو سکیں۔"

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ تطفئ غضب الرب و تدفع میتۃ السوء۔ اخرجہ الترمذی بحوالہ تلخیص الصحاح ۲

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھا دیتا ہے اور بُری موت مرنے سے بچاتا ہے۔

نوٹ :- اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ اپنے معاشرہ کی بنیاد انفاق فی سبیل اللہ پر رکھو جس میں معاشرہ کا ہر فرد دوسروں کی ربوبیت کی فکر میں رہتا ہے یؤثرون علیٰ انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون (۵۹:۹)

متقین جو اللہ کے راستہ پر مال خرچ کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں دبغیر سوال کئے ملتا ہے بروایت حضرت عمر رضؓ ملتا ہے لے لیتے ہیں۔ را توں کو ذکرِ الٰہی میں جاگتے رہتے ہیں۔ اور جن کے مال میں فقراء غربا اور محروم کا حق ہے۔ (۵۱: ۱۶-۲۰) سے

اصول او ہمہ متقی) بر خلق رحم باشد و لطف
طریق او ہمہ ... و عطا باشد
مسیح موعودؑ

(غلام قادر عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعود)

(مرتبہ:- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

مشرقی پاکستان

ترجمہ خط از شیخ ... صاحب بی اے لائبریرین۔ مشرقی پاکستان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اطلاعاً عرض ہے کہ ہم نے ایک لائبریری کھول رکھی ہے تاکہ ان ... کے علمی شوق کو جو لوگ علم سے محبت رکھتے ہیں پورا کیا جائے۔ نیز اسلامک ریسرچ سنٹر کے ممبر بھی ان کتب سے استفادہ کریں۔

ہم استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں ایک کاپی قرآن شریف کی ... بھیجی جائے نیز دیگر انگریزی، اردو اور بنگالی کتب بھی ارسال فرمائیں۔

ہمیں ہفتہ وار اور ماہانہ میگزین اور رسالے بھی عنایت فرمائیں مشکور ہوں گے۔ والسلام

یہ درخواست کی جاتی ہے ڈاکٹر نصیر الاسلام چودھری آنریری سیکرٹری آل پاکستان یوتھ فیڈریشن ایسٹ پاکستان
(انہیں قرآن شریف اور لٹریچر بھیجے گئے اور خط لکھا گیا)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر ... ایم۔ گبوارا۔ فلپائن

جناب عالی، آداب و نیاز

مجھے آپ کا دس ستمبر ۱۹۶۲ء کا خط مل گیا ہے بہت بہت شکریہ۔ جواب میں چند سے تاخیر ہو گئی ہے معاف فرما دیجئے گا۔

پیغنگز آف اسلام اور اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی اور پرافٹ آف اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ میں بھی مصروف ہوں آہستہ آہستہ صداقت اسلام مجھ پر منکشف ہو رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے علم عطا فرمائے اور عمل کی توفیق بخشے۔

مجھے معاف فرمائیں کہ آپ کا قیمتی وقت لے رہا ہوں لیکن آئندہ بھی آپ کی خدمت میں اپنی علمی مصروفیات اور ترقی کے لئے تحریری طور پر حاضر ہوتا رہوں گا۔
(انہیں خط کا جواب دیا گیا)

تانگانیکا

ترجمہ خط از علیم بابا بدرالدین کانو۔ تانگانیکا۔ (افریقہ)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پارسل جو آپ نے بھیجا مل گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ

میں عبدالرشید صاحب کے پاس گیا تھا اور میں نے انہیں کہا کہ میری معاونت فرماتے رہیں یہ اچھے آدمی ہیں۔ انہوں نے چند قابل اور لائق عیسائیوں کو مسلمان بنا لیا ہے امید ہے کہ جلد ہی نائیجیریا اسلام کے جھنڈے تلے آجائے گا۔

آپ کا مشنری نہایت نیک آدمی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ ان کے اہل و عیال خوش و خرم رہیں اور داعی الی اللہ بنیں۔

پیارے غلام قادر مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ اگر انجمن تعلیم کے متعلق مجھے سکالرشپ دے تو میرا باپ مجھے پاکستان تک کا کرایہ دینے کو تیار ہے۔ والسلام

(انہیں لکھا گیا کہ قاضی صاحب کی معرفت انجمن کو لکھیے)

مفت

کارڈ لکھ کر اسلامی لٹریچر مفت حاصل کریں۔ اسلام سے واقفیت کے لئے پیغام صلح، روح اسلام، لائٹ اور اسلامک ریویو کا مطالعہ کریں۔ افسر صاحب مفت اشاعت احمدیہ بلڈنگس لاہور

اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

میں نے پچھلے ہفتہ اخبار مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں موضوع مذکورہ پر ایک نوٹ شائع کروایا ہے اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس مضمون پر ایک اشتہار نقل کرتا ہوں جو احباب کی خاص توجہ کے لائق ہے وھو ھذا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے اور عنقریب بفضلہ تعالےٰ لاکھوں تک پہنچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہل اقارب کے بد اثرات اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے نئے رشتے ناممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال و دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز ان کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں اس پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جا رہے ہیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورتیں پیش آئیں گی اطلاع دی جائے گی۔ اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت رائے ظاہر نہیں کی جائے گی۔ جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسماء بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نوٹ کا لحاظ رہے:۔

نام دختر یا پسر
نام والد
نام شہر بقید محلہ و ضلع
عمر دختر یا پسر

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۷ جون ۱۸۹۸ء

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

ختم نبوت اور بزرگانِ دین

(۴)

قادیانی سہ ورقہ میں ایک حوالہ عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی کا دیا گیا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:۔

(ترجمہ) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریعی بند ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پا گئے کیونکہ آپ ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا" (الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۸ مطبوعہ مصر)

اس حوالہ سے کیا ثابت کرنا مقصود ہے؟ کیا اس میں کہیں لکھا ہے کہ تشریعی نبوت کے بند ہو جانے کے بعد بھی اجرائے نبوت کا امکان باقی ہے؟ یہ خیال کہ تشریعی نبوت کے بند ہونے کا جو ذکر کیا تو اس سے غیر تشریعی نبوت کا اجرا ثابت ہوتا ہے، ایک غلط قیاس ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان تمام بزرگوں کے نزدیک جن کے حوالے دیئے گئے ہیں، تشریعی نبوت ہی اصلی اور حقیقی نبوت ہے، اور قرآن کریم میں شریعت کے کامل ہو جانے کے بعد چونکہ نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے نبوت ختم ہو گئی، اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب سلسلہ ولایت و محدثیت باقی ہے، جس کو دوسرے لفظوں میں ظلی نبوت بھی کہا جا سکتا ہے، خود حضرت مسیح موعودؑ، جن کو نبی بنانے کے لئے قادیانی حضرات کو یہ سارے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، اسی بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم میں شریعت کے کامل ہو جانے کے بعد صرف ولایت کا سلسلہ باقی ہے، چنانچہ لکھا ہے:۔

"وللہ مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود درین امت و ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیده" (مواہب الرحمن ص ۶۶)

یعنے اللہ تعالیٰ کے اس اُمت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں، اور وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے حاجتِ شریعت کو کمال پر پہنچا دیا ہے۔

اب اس سے بڑھکر وضاحت اور کیا ہوگی، یہی مطلب سید عبدالکریم جیلانی کا ہے۔ افسوس ہے کہ قادیانی حضرات ان بزرگانِ دین اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی صاف اور صریح عبارات کا غلط مفہوم پیش کر کے خواہ مخواہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے ہیں۔

ایک اور حوالہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا پیش کیا ہے جس کا یہ ترجمہ کیا ہے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہو گا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے یعنے نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہو گا۔"

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ غیر صاحب شریعت نبی آیا کریں گے؟ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے اصل الفاظ بھی پڑھ لیجئے:۔

"وختم بہ النبیون ای لایوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس"

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبی ختم ہو گئے، اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جس کو اللہ تعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

اس کا مطلب صاف ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مامورین کے آنے کے تو قائل ہیں کیونکہ مجدد و محدث مامور ہی ہوتے ہیں، جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ صاحب بحیثیت مجدد مامور تھے، لیکن نبوت کو بالتشریع ہی سمجھتے ہیں، اسی لئے لکھا ہے، کہ ختم نبوت کے بعد کوئی شخص شریعت کے ساتھ مامور نہیں ہو سکتا۔

دعائے صحت! جھنگ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ:۔ "اہلیہ صاحبہ شیخ محمد لطیف صاحب مرحوم اور اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالرحمن مرحوم معہ بچوں کے بیمار ہیں، احباب کرام صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں"۔ حبیب الرحمن صادق صاحب پچھلے دنوں بیمار تھے۔ صحت کاملہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ہر مکتبِ فکر کے علماء، خطباء، مقررین اور مدیرانِ جرائد سے

علمائے لاہور کی اپیل

بسم اللہ

"ہم علیٰ وجہ البصیرت اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ پاکستان کے حفظ و بقا و استحکام کا تقاضا یہ ہے کہ ملک میں کوئی فرقہ وارانہ تنازعہ و مناقشہ نہ ہو اختلاف آراء ایک قدرتی شئے ہے لیکن اس کا اختلاف کسی حد سے متجاوز ہو کر خلفشار و انتشار اور افتراق و انشقاق تک پہنچ جانا نہ مفاد ملک کے لئے نافع ہے نہ اغراض دینی کے لئے سودمند۔

مذکورہ حقیقت کے پیش نظر ہم ہر مکتب فکر کے علمائے کرام، خطباء، مقررین، واعظین، اور مدیرانِ جرائد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی اتحادی تائید کریں۔ ان کا لب و لہجہ خوشگوار اور علمی ہو اور کسی دوسرے فرقہ کے اکابر افراد کا ذکر توہین آمیز و مناقشہ خیز انداز میں نہ کریں اور پوری سعی کریں کہ ملک کی فضا فرقہ وارانہ آلودگی سے ملوث و مکدر نہ ہو!"

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری تین چار ہفتہ کی علالت کے بعد صحت یاب ہو گئے ہیں۔ احباب کرام کی مخلصانہ دعاؤں کا شکریہ ادا فرماتے ہیں۔

شادی اور عطیہ

ـــــ برخوردار عزیزم میاں محمد عبدالقدوس خان بی اے۔ بی ایس سی میکینیکل انجنیئر کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۶۲ء کو بمقام پیران غائب ضلع ملتان جناب میاں ایس اسماعیل صاحب چیف اکاؤنٹنٹ پی آئی ڈی سی کی صاحبزادی سے ہوئی ہے الحمدللہ۔ اس تقریب سعید کے موقع پر مبلغ دس روپے بطور شکرانہ انجمن کے پیش کرتا ہوں وصول کر کے مشکور فرمائیں۔

والسلام

خاکسار۔ عبدالرحمن انجنیئر لاہور

مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ

ـــــ چندہ برائے تعمیر مسجد سراں داخلی کچھی ضلع ہزارہ کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے مرحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے:۔

حکیم مبارک عبداللہ صاحب ۔۔ پندرہ روپے

ملک سلیم اللہ صاحب عاجز راولپنڈی ۔۔ چار روپے

احباب کرام سے استدعا ہے کہ اس کار خیر میں مالی قربانی کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار۔ محمد عالم سیکرٹری سیاحت

جماعت احمدیہ لاہور کی

پانچ منفرد و ممیّز خصوصیات

(۱) تکمیل دین اور ختم نبوت پر حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت! کہ جو تکمیل شریعت کے ساتھ نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ کسی پرانے نبی کے نزول کی۔

(۲) اتحادِ بین المسلمین کی نقیب واحد جماعت! جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے بلکہ تکفیر سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) اس زمانہ میں اشاعت اسلام اور علوم قرآنیہ کی اوّلین علمبردار واحد جماعت! کہ جس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان پیدا کر دکھلایا بلکہ مغربی دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کر کے طلوع الشمس من مغربھا کا معجز نما نظارہ دکھلا دیا ہے۔

(۴) اصلاحِ ملت کی داعی واحد جماعت! احیاء دین و اصلاحِ ملت کے عالی مقاصد مجدد دین کی آسمانی بعثت اور ان سے روحانی تعلق سے وابستہ ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر مسلمان کو چودھویں صدی کے مامور من اللہ کے فیوض روحانی سے استفادہ کرنے کی پُر زور داعی ہے۔

(۵) صحیح اسلامی جمہوریت پر اپنے نظام کو قائم کرنے والی واحد جماعت! کہ جہاں پیر پرستانہ و غلامانہ ذہنیت کارفرما نہیں، بلکہ جس کے نظام میں بموجب الوصیت بانی سلسلہ معاملات اسلامی شوریٰ سے طے پاتے ہیں۔

کیا آپ

ایسی منفرد جماعت کے جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر ذاتی واقفیت حاصل کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے؟

آیئے اور شوق سے آیئے اور ایسی منفرد جماعت کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرما کر اپنی معلومات دینی میں اضافہ کیجئے۔ پروگرام دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

الداعی — ڈاکٹر اللہ بخش۔ مہتمم جلسہ سالانہ

ہمارے احباب

ہماری امداد کیونکر کر سکتے ہیں؟

جلسہ پر آنے والے دوستوں سے التماس

۱۔ آپ میں سے مستعد و منتظم اصحاب اپنی خدمات ۸ دسمبر تک بطور رضاکار پیش کریں۔ اور ۲۲ دسمبر کی صبح تک لاہور مرکز میں پہنچ جائیں۔

۲۔ **مشترکہ انتظام رہائش میں** حتی الوسع قیام فرمائیں۔ مرد مردوں کی جائے اقامت پر اور خواتین اپنی اپنی جگہوں پر۔ جلسہ کی ایک بڑی غرض باہمی تعارف بڑھانا ہے۔ اکٹھی رہائش سے یہ غرض پوری ہوتی ہے نہ کہ فیملی سسٹم کی طرز پر رہنے سے۔

۳۔ **مشترکہ انتظام طعام** سے فائدہ اٹھائیں جو اس مرتبہ زیادہ وسیع و تمام دہ ہوگا۔ جائے قیام گاہ پر کھانے پہنچانے سے دیر بھی ہوتی ہے اور کھانا سرد بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز کھانا ضائع بھی چلا جاتا ہے۔

۴۔ **نمازوں میں بالالتزام شرکت کریں اور** اپنی مضطربانہ دعاؤں میں جماعتی ترقی و توسیع کے لئے بالخصوص دعائیں کریں۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ مہتمم جلسہ سالانہ

قرآن کریم میں ایک معزز و مشرف اور مطہر و مزکی معاشرہ کے افراد کی صفات کا ذکر

حضور فخر موجودات سرور کائنات کے انفاس طیبہ کی برکت سے ایک مثالی قوم نے جنم لیا

خطبۂ جمعہ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۲ء ۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرٰت والخٰشعین والخٰشعٰت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجراً عظیماً ۔

الاحزاب

معاشرہ کی تعمیر میں مرد و عورت کا حصہ

آج اس مسجد میں خواتین کا خصوصی اجتماع ہے ۔ اس اجتماع کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مردوں کے اجتماع کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ آیت تلاوت کی ہے اس آیت میں خواتین اور مردوں ہر دو کا ذکر ہے ۔ یہ دونوں مل کر ہی یک رنگی و یک جہتی سے ایک جماعت ایک گروہ ایک معاشرہ اور ایک ملت کی تعمیر کر سکتے ہیں ۔

معزز اور مطہر معاشرہ کی بنیاد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولین رہنما ہیں جنہوں نے مرد اور عورت کو ایک ہی مقام بخشا اور ان کی کارگزاری کو برابر کی حیثیت عطا کی اور عملی زندگی کے لئے ان دونوں کا مشترک ہونا ضروری قرار دیا ۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت پر مشتمل ایک پاک و مطہر اور معزز معاشرہ کی بنیاد ڈالی ۔ اور اس معاشرہ نے ایک عظیم اور اعلےٰ درجہ کی امت کو جنم دیا جس نے اپنے اثر و نفوذ سے دنیا میں اور دنیا کے رہنے والوں میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ۔ اور ان کو زندہ رہنے کی پاکیزہ راہیں دکھلائیں اور عملاً اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ راہیں انسان اور انسانیت کے لئے فلاح کی باعث ہیں ۔ اور ان راہوں پر چل کر ان کی زندگیاں بڑی کامیاب ہونگی ۔

مردوں اور عورتوں کی صفات کے ذکر کا مقصد

اس آیت میں جس قدر مردوں کی صفات بیان کی گئی ہیں ۔ اسی قدر عورتوں کی صفات بھی مذکور ہیں ، اور ان بیان کردہ اوصاف کے اندر یہ بات سکھائی گئی ہے کہ ان کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ اگر مرد اور عورت ان صفات اور خصوصیات کی مالک بن جائیں اور ان کے فعل و عمل ان صفات کے مظہر ہوں تو اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجراً عظیماً ان کے لئے رحیم و کریم خدا تعالےٰ کی طرف سے مغفرت ہے ۔ اور اس کی جناب سے ان کی نگاہداشت کی جاتی ہے ۔ یہی نہیں بلکہ ان ہر دو مرد اور عورت کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب مترتب ہوتا ہے ، اس آیت میں جو کردار مرد اور عورت کا بیان کیا گیا ہے ، وہ ہم مردوں اور عورتوں کے لئے قابل غور ہے ۔

ازواج مطہرات نبی صلعم کا ذکر

اس آیت سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ بھی بغیر اعمال و افعال حسنہ کے رحمت و مغفرت کا مقام حاصل نہیں کر سکتیں ، ان کا تعلق اور رشتہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس کی وجہ سے ان کا مقام بڑا بلند ہے ۔ لیکن اگر وہ احکام الٰہی سے روگردانی کرتیں ، ان پر عمل پیرا نہ ہوتیں ، تو یہ رشتہ ان کی اُخروی نجات اور خدا کی نظر میں عزت کا موجب نہ ہوتا ، بلکہ ان کے لئے تو یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ نافرمانی کریں تو دوسرے لوگوں کی نسبت وہ دوہری سزا کی مستوجب ہوں گی ۔ اس لئے کہ قرآن کریم ان کے گھروں میں اترتا ہے ۔ فرمایا واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیٰت اللہ والحکمۃ تم ان احکام الٰہی اور حکمت و موعظت کو یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اترتے ہیں پھر فرمایا وقرن فی بیوتکن تمہارا اصل مقام رہائش تمہارا گھر ہے ۔ یہی تمہارا بہترین ٹھکانا ہے مجالس ۔ کلب ۔ بازار اور محفلیں تمہارے لئے نہیں ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ ایام جہالت کے زمانہ کی عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار نہ کرو ۔ اور کھلے بندوں نہ پھرو ۔ اس کو اسلام پسند نہیں کرتا ۔ غرض عام مردوں اور عورتوں کی نیک صفات بیان کرنے سے پہلے یہاں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کے احکام کی نافرمانی کرو گے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ آپ کے کچھ کام نہیں آ سکتا ۔

مسلمین اور مسلمات

وہ صفات جو قرآن کریم نے اس آیت میں مردوں اور عورتوں کی بیان کی ہیں وہ یہ ہیں ۔ ان المسلمین والمسلمات مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ۔ اسلام کے اندر داخل ہونے والے کو مسلم کہتے ہیں ۔ اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل درآمد کرنے کا نام اسلام ہے ۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا اوّل المسلمین میں سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں ۔ والمسلمٰت جہاں مرد مسلمانوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں مسلمان عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ بھی اسی مرتبہ اسلام پر ہیں جو مسلمان مردوں کو حاصل ہے ۔

مومنین اور مومنات

والمؤمنین والمؤمنات ۔ ایماندار ہونے کا مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب مسلمان مرد یا عورت مطالعہ قدرت کرتی ہے ۔ مناظر کائنات پر غور و فکر اور تدبر کرنے کے بعد ایمان نصیب ہوتا ہے ۔ اسلام میں داخل ہو کر مسلمان بن جانا اور چیز ہے اور ایمان کا حاصل ہو جانا اور چیز ہے ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے ۔ وہ اسلام کے اندر ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو کافر کہے ۔ ایمان خدا کے کلام کے مطالعہ ، کائنات پر تدبر و تفکر اور ارشادات نبوی صلعم پر عملدرآمد کرنے سے پیدا ہوتا اور ترقی کرتا ہے ۔ قرآن کریم نے انعامات الٰہیہ پر غور کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا فلینظر الانسان الیٰ طعامہ ۔ یہ سامان خورد و نوش جو انسان کے دسترخوان پر ہے اس پر غور کرو ۔ وہ کس طرح اس کے سامنے آ گیا ۔ وہ کتنے وقت ، کتنے مراحل سے گذر کر اس کے سامنے رکھا گیا ہے ۔ اس کے اندر گندم ہے میٹھا ہے ۔ بھیڑ ۔ بکری اور مرغی کا گوشت ہے ۔ مچھلی ہے انڈا ہے ، دودھ ہے مکھن ہے پھل ہے ، فروٹ ہے ۔ سبزیاں ہیں ترکاریاں ہیں ۔ یہ سب کہاں سے آ گئی ہیں کھاتے وقت انسان کو اس پر غور کرنا چاہیئے ۔ ہمارے نہایت ہی محترم حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ بیان فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مظہر جان جاناں کے پاس کوئی شخص پیڑے لایا ، آپ نے اپنے اردگرد کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے ۔ بعد ازاں کسی دن ان سے پوچھا تم نے پیڑے کھائے کیسے کھائے ۔ وہ لوگ کہنے لگے

کہ پیڑے کھانے کی چیز بھی کھا لیجئے اور لبس۔ مظہر جان جاناں کہنے لگے کہ آؤ ہم تمہیں بتلائیں کہ پیڑے کیسے کھائے جاتے ہیں۔ یہ چیز جس میں شیرینی ہے اور مادہ ہے یہ کیسے موجود ہوا۔ قوم نے گنا بویا۔ اس نے اور اس کے مویشیوں نے اسے پانی دیا۔ مہینوں اس کی حفاظت کی۔ پھر کہیں جا کر پختہ ہوا۔ سورج کی گرمی اور روشنی نے اس پر اثر کیا۔ زمین کی خاصیتیں اثر انداز ہوئیں۔ گنے کو کاٹا گیا۔ اس میں سے رس نکالا گیا۔ ایک بڑے کڑاہے میں ڈال کر اس کے نیچے آگ جلائی گئی تب کہیں گڑ اور شکر بنا۔ کتنا وقت اس پر صرف ہوا اور یہ کڑاہ کیسے بنا جس کے اندر گڑ اور شکر بنائی گئی۔ کہیں جا کر یہ شیرینی نصیب ہوئی۔ اور دودھ کہاں سے آیا۔ خدا تعالیٰ نے گائے بھینس کے پیٹ میں سبزی کو تبدیل کر کے دودھ کی شکل دے دی اور وہ سبزی پیدا کرنے کے لئے کیا کچھ اہتمام کئے گئے کائنات کا سارا نظام اس کا محرک ہوا، زمین و آسمان کی تمام ترصلاحیتیں بروئے کار لائی گئیں، پھر کہیں جا کر یہ پیدا ہوئی۔ اسے گائے بھینس بکری نے کھایا۔ ان کی تخلیق پر بھی غور کرو۔ ان جانوروں نے ہرے ہرے پتے اور گھاس پھوس کھا کر دودھ انسان کو دے دیا۔ جو ایک نعمت ہے۔ پھر اس دودھ کو آگ پر رکھ کر محنت سے اس کو مادہ میں تبدیل کیا مادہ بنایا گیا اور اس دودھ کے مادہ اور شکر کے اختلاط سے یہ پیڑا بنا۔ دیکھا تم نے یہ پیڑا کھانا اتنا آسان نہیں جتنا تم سمجھتے ہو۔ فرمایا فلینظر الانسان الیٰ طعامہ۔ انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے اس سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا پتہ چلتا ہے اور انسان غور کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ قدرت نے کائنات اور اس میں کی ہر شئے صرف اور صرف انسان کے لئے بنائی ہے۔ فرمایا سخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض۔ زمین و آسمان اور اس میں کی ہر شئے کو انسان کی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے۔ ایک درخت اس کے لئے مالٹا پیدا کر رہا ہے، کوئی لیموں پیدا کر رہا ہے ہر درخت انسان کی خدمت گزاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ روس کہتا ہے کہ میں تو آسمان پر بھی ہو آیا ہوں۔ لیکن مجھے تمہارا خدا نظر نہیں آیا۔ افسوس ہے وہ اس پر بھی خدا کو نہیں دیکھتا۔ وہ خود اپنی عقل و خرد سے اور علوم سائنس سے مالٹا پیدا کر دے لیموں بنا دے یا کوئین بنا دے۔ لیکن نہیں وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا

فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور عورتیں

پھر فرمایا والقٰنتین والقٰنتٰت ایمان سے متاثر ہو کر احکام الٰہی کی پابندی کرنے والے مرد اور عورتیں مسلمان ہوں اور پختگی کے ساتھ ان کے دل میں ایمان بیٹھ جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ احکام خداوندی کی فرمانبرداری پورے اخلاص اور مستعدی سے کرتے ہیں

قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ

کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کیا کریں کہ ہم خدا تعالیٰ کو پا لیں۔ اور اس کے مقرب بن جائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا صلوا خمسکم پانچ وقت نمازیں پڑھو۔ صوموا شھرکم۔ رمضان شریف کے پورے مہینہ روزے رکھو۔ ادّوا زکوٰۃ اموالکم اور اپنی جائداد اور اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اطیعوا امرائکم اپنے امراء حاکموں اور افسروں کی فرمانبرداری کرو۔ تدخلوا جنۃ ربکم۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور تم خدا کو پالو گے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اوحٰی الیّ۔ خدا تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے۔ ان تواضعوا کہ تواضع اختیار کرو۔ انکساری اور عجز اختیار کرو۔ دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ولا یبغی احد علیٰ احد۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ ولا یفخر احد علیٰ احد دوسروں پر اپنی بڑائی جتا کر ان کو حقیر نہ سمجھو کہ میں علم میں بڑھ کر ہوں، میں اقتدار کا مالک ہوں۔ میرے پاس مال و متاع ہیں، ایسے خیالات چھوڑ دو۔ انکساری اختیار کرو اپنے فرائض کا احساس پیدا کرو۔ یہ صفات نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیئے۔

ذمّہ داری کا احساس

اپنی ذمہ داری کا خیال رکھو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احساس ذمہ داری کو عملاً پیش کیا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اقراء علی القرآن کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک اقرأ میں آپؐ کو پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ یہ قرآن آپؐ پر ہی وحی ہوا ہے اور آپؐ سب سے زیادہ قرآن کا علم اور فہم رکھتے ہیں۔ اس پر حضرتؐ نے فرمایا انی احب ان اسمعہ من غیری میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی۔ اور جب میں اس آیت پر پہنچا وکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید۔ اس وقت کیا حال ہوگا جس دن کہ تمام قوموں کے انبیاءؑ اپنی اپنی قوموں کے ساتھ حاضر ہوں گے و جئنا بک علیٰ ھٰؤلاء شھیدا اسی طرح اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ سے بھی اپنی قوم کے جواب طلبی کی جائے گی کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا۔ قوم کو کیا تلقین کی اور قوم کا کیا عمل تھا۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب میں یہاں تک پہنچا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسبک الآن بس کرو۔ بس کرو۔ والتفت الیہ۔ میں نے آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ فاذا عیناہ تذرفان کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ یہ احساس ذمہ داری کی وجہ سے تھا۔ اس وقت بھی جب آپؐ پر پہلی وحی اتری۔ اس وقت بھی آپؐ کو شدید احساس ذمہ داری تھا۔ اس وقت فرمایا خشیت نفسی میری جان کے لالے پڑ گئے ہیں کس طرح بت پرستی دور کروں گا۔ کس طرح بے حیائی ختم ہوگی۔ جنگ و جدال کی قلع قمع کیسے ہوگا۔ شراب۔ جوا بدکاری کیسے ختم کی جائے گی۔ بے راہ روی اور گمراہی کا سدِ باب کیسے ہوگا۔ یہ کام اور ذمہ داری بہت اہم اور بھاری ہے۔ مسلمانوں کو ان فرائض اور ان کے احساس ذمہ داری کو سامنے رکھنا چاہیئے اور جو قوم فرض شناس اور احساس ذمہ داری کی حامل ہوتی ہے وہی کچھ کر دکھاتی ہے والقٰنتین والقٰنتٰت اس قوم کے مرد اور عورتیں ہر طرح سے فرمانبرداری کرتی ہیں، فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ تمام لوگ مرد اور عورتیں پوری کی پوری فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ اپنی قوم کے اندر یہ قوت اور سیرت پیدا کرو کہ سب سے خیر خواہی کرنا ہے۔ خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہونا چاہیئے، خدا کے احکام کی فرمانبرداری ہو۔

حضور صلعم کی ابن عباسؓ کو موعظت

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بچہ ہی تھا۔ مجھے حضورؐ نے فرمایا یا غلام۔ اے بچے اعلمک کلمات میں تمہیں چند باتیں سکھانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ احفظ اللہ خدا تعالیٰ کو مدنظر رکھو یحفظک اللہ تعالیٰ تمہیں یاد رکھے گا۔ اور تمہاری حفاظت کرے گا واذا سألت فاسأل اللہ جب کوئی سوال ہو، جب کسی چیز کی طلب اور خواہش ہو تو خدا کو پکارو۔ واذا استعنت فاستعن باللہ۔ جب استعانت طلب کرو تو غیروں کو چھوڑ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو تجدہ امامک وہ تیرے سامنے ہوگا۔

صادق و صابر مرد و عورتیں

والصّٰدقین والصّٰدقٰت۔ راستباز مرد اور راستباز عورتیں۔ جو خدا کی بات دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ والصابرین والصّٰبرٰت صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی تعلیمات دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے فرمایا والصّٰبرین والصابرات۔ نیکی کا کام کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیئے اور بدی کا مقابلہ کرنے میں بھی صبر و استقامت دکھانا ضروری ہے۔ اور مصائب میں جزع فزع نہ کرے بلکہ صبر سے کام لے والخٰشعین والخٰشعٰت ان تمام صفات کے بعد تحمل سیکھو۔ زبان کے اندر تیزی نہ آنے دو۔ اشتعال سے کام نہ لو۔ فرمایا من تواضع للہ رفعہ اللہ جو کوئی عجز و انکساری

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۱)

نامہ برلن

مولانا محمد یحییٰ صاحب امام برلن مسجد

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

افریقہ میں اسلام اور عیسائیت

مقامی حکومت ایشیا اور افریقہ کے اعلیٰ افسران کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس قیام کے اختتام پر ایک الوداعی پارٹی دی جاتی ہے جس میں گزشتہ مہینوں مجھے تین بار شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ ان اجتماعات میں بیرونی ممالک سے آئے ہوئے اور لوکل احباب کو ملنے کا موقع مل جاتا ہے۔ ایک بار کینیا سے آئے ہوئے عیسائی نوجوان نے وہاں کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیمات سے بھی ہم آگاہ ہو رہے ہیں۔ اور اسلام کو وہاں پھیلانے میں پاکستان سے آئے ہوئے مشنری بڑا مفید کام کر رہے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات قابلِ فہم ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام سوسائٹی میں رنگ و نسل کی بناء پر تفرقہ نہیں ڈالتا بلکہ ایسے تفرقات کو مٹاتا ہے اور نسلِ انسانی کو ایک سطح پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اس عیسائی نوجوان نے کہا کہ یہ وہ نظریہ ہے جسے مسلمان اپنی سوسائٹی میں عملاً کر کے بھی دکھلاتے ہیں۔ اس میں ہم لوگوں کے لئے بڑی کشش ہے۔ اس کے مقابل عیسائی پادری رنگ و نسل کی تمیز کو سوسائٹی میں دور کر کے نہیں دکھلاتا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی وہاں مقبولیت زیادہ ہے۔

شراب اور ڈانس پر گفتگو

ایک بار کھانے کی میز پر بیٹھے تو میری بائیں اور دائیں دو مقامی افسران تھے سامنے ان میں سے ایک کی اہلیہ اور دو ایشیا سے آئے ہوئے افسران تھے۔ شراب کے لئے خاص وضع کے گلاس میز پر رکھے گئے تھے۔ میں نے کہا اسلام شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کا استعمال ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ اس پر خاتون نے کہا شاید عرب میں سخت گرمی کے باعث (حضرت) محمد (صلعم) نے اسے منع کر دیا ہو۔ میں نے کہا اوّل تو اسلام کی تعلیمات مشرق و مغرب اور موسم سرما و گرما کے تصور سے بالا ہیں۔ یہ انسانیت کی تربیت کے لئے ہیں۔ روئے زمین پر جہاں بھی انسان ہے یہ تعلیمات اس کی راہبری کرتی ہیں۔ دوسرے میں نے کہا کہ موسم گرما کے باعث شراب حرام نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عرب میں اسلام سے پیشتر شراب کا استعمال اس طور پر تھا جس طرح آج یورپ میں قریباً ہر گھر میں شراب پی جاتی ہے اور مہمانوں کی عزت افزائی کے لئے انہیں شراب پیش کی جاتی ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے اور اس کی حرمت کا اعلان کیا۔ اعلان کرنا تھا کہ تمام عرب نے بحیثیت قوم شراب کے استعمال کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا غور کیجئے کیا آج ممکن ہے کہ برلن کے شہر میں آ کر کوئی اعلان کرے کہ شراب حرام ہے اور تمام برلن کے لوگ اسے یک دم چھوڑ دیں۔ ناممکن ہے لیکن یہ ناممکن کام حضور صلعم نے ممکن کر دکھایا۔ اور آج تک اسلامی دنیا کی بہت بڑی اکثریت اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیتی ہے، اور اسے حضورؐ کا معجزہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ پھر ڈانس کی بات چل پڑی۔ میں نے کہا بتائیے کیا حضرت مریم علیہا السلام نے کبھی ڈانس کیا تھا۔ یا بتائیے کسی مذہبی رہبر نے کبھی ڈانس کیا ہو؟ یہ اس لئے ہے کہ یہ مذہبی شخصیتیں ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ ہمیں ان کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اس پر یہ خاتون بولیں کیا معلوم حضرت مریمؑ نے عمر بھر ڈانس کیا ہو۔ میری دائیں طرف بیٹھے ڈاکٹر بولے حضرت عیسےٰ کی زندگی میں تو ہمیں اپنے لئے کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ اس پر میں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کامل نمونہ ہے ہر شعبہ زندگی کے لئے ان کی زندگی میں نمونہ ہے۔ قانون ساز اور جج اور جنرل۔ اور پریذیڈنٹ آف سٹیٹ سب کے لئے آپؐ نمونہ ہیں۔ اس پر انہوں نے ہماری مسجد میں ہونے والے اجتماع میں آنے کا شوق ظاہر کیا، چنانچہ یہ اصحاب ہماری مسجد میں ایک اجتماع میں آئے اور سیدنا حضرت نبی کریمؐ کی زندگی کے متعلق حالات کو سُنا۔

مسلمان افسران کی شراب سے اُلفت

یوں تو ہمارے مسلمان افسران جو یہاں بطور مہمان آتے ہیں شراب نوشی سے نہیں رُکتے۔ جو بڑی تکلیف دہ امر ہے۔ ایک موقعہ پر ایسا ہوا کہ دو اعلیٰ افسران سے میزبان نے میری ملاقات کرائی۔ یہ دونوں مسلمان تھے اور مسلمان ملک سے آئے تھے۔ اُن میں سے ایک نے ٹھیک سمجھ ہوتے ہی گلاس میز پر رکھ دیا اور باتیں شروع کر دیں، دوسرے صاحب پینے میں مصروف رہے اور باتیں بھی کرتے رہے۔ اب مزید سنیئے اُن پہلے صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ جمعہ کے دن مسجد آئیں گے۔ خیر کسی وجہ سے وہ نماز میں تو نہ آسکے البتہ نماز ختم ہونے کے بعد خدا کا گھر برلن میں دیکھنے کے لئے ضرور آ گئے۔ لیکن دوسرے صاحب جو پینے میں مصروف رہے تھے انہیں بھی توفیق نہ ملی کہ وہ برلن میں مسجد کی زیارت بھی کر سکیں۔

ایک پبلک ہائی سکول کے استاد سے گفتگو

یہاں برلن پبلک ہائی سکول کے ایک استاد صاحب نے اپنے ہاں اسلام پر لیکچر دیا۔ ایسے لیکچروں میں لوگوں کو باقاعدہ دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں۔ اس دن اس اجتماع میں مکہ شریف سے آئے ہوئے ایک نوجوان بھی . . . . . . شامل ہوئے۔ لیکچر سننے کے بعد وہ میرے پاس آئے اور ان کی تقاریر کے بعض حصّے بیان کئے اور تجویز کیا کہ میں استاد صاحب سے اسلام کی تعلیمات پر مزید گفتگو کروں۔ چنانچہ ایک ہفتہ کی شام وہ استاد صاحب میرے ہاں آ گئے۔ اور یہ نوجوان بھی ساتھ تھے۔ میں نے تفصیلاً اسلام کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ جاتی دفعہ یہ استاد صاحب اپنے ساتھ قرآن کریم کا نسخہ مع ترجمہ جرمن زبان خرید کر لے گئے۔

مصری افسران کا گروپ نمازِ جمعہ میں

گزشتہ مہینوں خاصی تعداد میں زائرین آئے۔ بعض مسلمان ممالک سے بعض مغربی جرمنی سے۔ مصر سے آیا ہوا افسران کا ایک گروپ جو چالیس افراد پر مشتمل تھا دس دن تک برلن میں رہا۔ دو جمعہ کے اجتماعات میں یہ گروپ ہماری مسجد میں آیا۔ باجماعت نماز ادا کی۔ میں نے سورت الصف کے پہلے رکوع کو پڑھ کر مسلمان قوم کی ترقی کے لئے چند اصولوں کو بیان کیا۔ اور تمام مسلمان کے باہم مل جانے کے نظریہ پر زور دیا۔ آخری جمعہ پڑھنے کے بعد اُن کے لیڈر نے خاص طور پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم ان الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

صلیبِ مسیحؑ کے نظریہ کے متعلق سوال

نمازِ جمعہ میں عیسائی احباب بھی آ جاتے ہیں اور خطبہ کے بعد باہم بیٹھ کر سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ مغربی جرمنی سے آئے ہوئے نوجوانوں کے ایک گروہ سے خطبہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی تو خدا کے بیٹے حضرت مسیحؑ کے صلیب پر مر کر ہمارے لئے نجات کا باعث ہونے کے نظریہ کو بڑی شد و مد سے پیش کیا۔ میں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس حیثیت سے صلیب پر مرے۔ کیا بحیثیت انسان مرے یا بحیثیت خدا کا حصّہ ہونے کے۔ اگر خدا کا حصّہ ہونے کی حیثیت سے مرے تو یہ خدا کے تصور سے بعید ہے کہ وہ مرے۔ اور اگر بحیثیت انسان مرے تو پھر نجات انسان کے مرنے پر مبنی ہوئی۔ خدا کے بیٹے کو ہمارے لئے مرنے کی ضرورت نہ رہی۔

باقی ــــ باقی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینجر)

مرحومہ رضیہ قادر (مسز خان)

عزم، استقلال، محنت، خدمت کی نامکمل داستان

(ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

چند روز ہوئے، اخبار احمدیہ میں احباب کرام کی نظر سے یہ المناک خبر گزر چکی ہے کہ چوہدری غلام قادر صاحب سکنہ چک ۳۵ اسلام آباد (احمدیہ فارمز) کی بڑی صاحبزادی رضیہ قادر (مسز خان) کا اچانک اور غیر متوقع انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رضیہ کی حیات بہت سبق آموز اور وفات عبرت انگیز ہے۔ شاید اس کی چھوٹی سی کہانی سے کسی کو ہدایت تحریک اور حرکت ہو اس لئے اس کی زندگی کے واقعات مختصراً بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

ابتدائی تعلیم اکاڑہ میں

انجمن کی اراضیات سے جہاں آپ کے والدین سکونت پذیر ہیں اوکاڑہ شہر سے کم و بیش چار میل کا فاصلہ ہوگا چنانچہ میٹرک تک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اوکاڑہ میں رضیہ نے تعلیم حاصل کی۔ ہر روز سات آٹھ میل پیدل چل کر تعلیم پانا ایک چھوٹی لڑکی کے لئے اس کے عزم و علمی ذوق کا پتہ دیتا ہے پھر یہی نہیں بلکہ غریب والدین کے گھر کا ماحول تعلیم کے لئے قطعاً سازگار نہیں تھا چنانچہ جب چھٹی جماعت میں ناکامی ہوئی تو رضیہ کے والد نے اُسے تعلیم ختم کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے برجستہ جواب دیا کہ:۔

"اباجی والدین کے لئے جس طرح لڑکے اولاد ہیں ایسے ہی لڑکیاں بھی ہیں۔ اور اس کا کسے پتہ ہے کہ لڑکے کے بجائے لڑکی کا وجود بابرکت ثابت ہو؟"

ناکامی سے بے دل و ناامید ہونے اور عزم میں فرق آنے کے بجائے ایک چھوٹی سی لڑکی کے منہ سے جو الفاظ نکلے بفحوائے ارشاد فرقانی ولیس الذکر کالانثیٰ وہ اس نے کس طرح سچ کر دکھائے رضیہ کی آئندہ زندگی نے اس پر صداقت کی مہر ثبت کر دی۔

لاہور میں نرسنگ کی تعلیم

ایف اے پاس کرنے کے بعد ۱۹۴۹ء میں رضیہ نے نرسنگ میں تعلیم حاصل کرنے کی ٹھان لی اور اس کی اجازت جب آپ نے حضرت امیر مرحوم سے لی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا منشاء قوم و ملت کی خدمت ہے تو اس فن میں اس وقت بہت خلاء پیدا ہو گیا ہے چنانچہ جنرل نرسنگ، میڈوائفری اور پبلک ہیلتھ نرسنگ کورسز، رضیہ نے یکے بعد دیگرے اعلیٰ نمبروں پر پاس کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محکمہ صحت نے آپ کو امریکن یونیورسٹی آف بیروت میں ایک سال کے لئے اعلیٰ تعلیم کی خاطر بھیجنے کا انتخاب کر لیا۔ بیروت یونیورسٹی میں رضیہ کا تعلیمی ریکارڈ نہایت شاندار رہا ہے۔ ہر مضمون میں قریباً ۸۰ فیصدی یا اس سے زائد نمبر حاصل کئے۔ ۱۹۵۶ء میں بیروت سے واپسی پر رضیہ کو سسٹر ٹیوٹر یعنی نرسوں کی تعلیم کی استانی لگا دیا گیا اور پھر ایک سال بعد جب کراچی میں پوسٹ گریجوایٹ کالج آف نرسنگ گورنمنٹ کی طرف سے بنایا گیا تو ۱۹۵۷ء میں رضیہ کو وہاں بھیج دیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں رضیہ اس کالج سے باعزاز پاس ہو کر نکلیں۔ اس کے اس وقت حصول اعزاز تمغہ جات کی تقریب میں راقم الحروف کو بھی شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۵۹ء میں رضیہ کو پبلک ہیلتھ سکول لاہور میں انچارج لگا دیا گیا اور پھر اسی سال مزید ترقی دے کر آپ کو لاہور جنرل ہسپتال میں میٹرن یا نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کے اعلیٰ ترین عہدہ پر فائز کر دیا گیا۔ میٹرن کا عہدہ نرسنگ میں چوٹی کا مقام ہے اور رضیہ نے اسے ابتدائی منزل سے شروع کر کے صرف آٹھ دس سال کے قلیل عرصہ میں حاصل کر لیا۔ یہ ایک ایسی شاندار و بے مثل ترقی ہے کہ اس پر اس کی بہت سی ہم جماعت نرسوں کو رشک آتا تھا۔

نرسنگ میں اعلیٰ ترین ڈگری اور اعلیٰ ترین عہدہ

رضیہ دو تین سال یعنی ۱۹۵۹ء سے اب تک لاہور جنرل ہسپتال میں میٹرن رہیں۔ ۱۹۶۱ء میں آپ کی شادی مسٹر غلام محمد خاں صاحب ایم کام سے ہوئی جس میں گذشتہ سال احمدیہ بلڈنگس کے کئی احباب کو شمولیت کا موقع ملا۔ مجھ سے جب کبھی ملنے کا موقع ملتا تو میں رضیہ کو کہتا کہ اب تم نے نرسنگ میں اونچا مقام حاصل کر لیا ہے، کیا تم ڈاکٹری کی تعلیم حاصل نہیں کر سکتی؟ آخر میرے بار بار کے کہنے سے اثر کیا۔ اور اس نے اپنے خاوند کے ساتھ انگلینڈ جا کر اعلیٰ تعلیم کا پروگرام بنا لیا چنانچہ اس کے مطابق مسٹر غلام محمد خاں تو چارٹرڈ اکاؤنٹس کی تعلیم لنڈن میں حاصل کر رہے ہیں۔ مگر رضیہ کے چونکہ پیدائش ہونے والی تھی اس لئے اس نے یہ مناسب خیال کیا کہ بچہ کی پیدائش کے بعد انگلینڈ جا کر ڈاکٹری کی ڈگری لے۔ مگر لاتدری نفس کے ارشاد خداوندی کے مطابق یہ کسے علم تھا کہ رضیہ کے لئے لڑکے کی پیدائش ایک جانکاہ حادثہ ثابت ہوگی کس قدر تعجب انگیز یہ بات ہے کہ یہ لڑکی جو خود میڈوائفری کی اعلیٰ اور علمی و عملی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہے اور پھر ملک کے اعلیٰ ترین میڈیکل ہسپتال میں زچگی کے آخری تین ماہ سے داخل ہے جہاں پیدائش کے بہترین ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر مقرر ہیں وہ قضائے الٰہی کے ماتحت اپنے بچہ کی پیدائش میں ایسے اعلیٰ فنی ماحول میں جانبر نہ ہو سکے گی! نہ صرف ماں فوت ہوئی بلکہ بچہ بھی مر گیا اور یہ سب کچھ کسی پہلی بیماری یا کمزوری کے باعث نہیں ہوا بلکہ پیدائش کے صرف آدھ گھنٹہ کے اندر اندر کے واقعات ہیں۔ بعض لوگ تو اس معمہ کو سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ایک نوجوان تندرست لڑکی بلا کسی خاص پیچیدگی کے نشتر کالج ملتان کے ہسپتال میں بہترین میڈوائفری ماہرین کی موجودگی میں کیونکر مر گئی اور ساتھ ہی بچہ بھی دوران پیدائش میں کیونکر مر گیا! ایسے معلوم دیتا ہے جیسے کوئی حادثہ ہو گیا ہو اور موت کی خبر پہنچنے پر تو کسی عزیز کو قطعاً رضیہ کے مر جانے کا یقین نہیں آتا تھا۔

خاندان کی بہترین خدمت

یوں تو ہونہار و قابل اشخاص مرد ہوں یا عورتیں ناسازگار ماحول میں بھی اکثر شاندار ترقی کی منازل طے کر جاتے ہیں مگر ذاتی ترقی کے دوش بدوش اپنے بہن بھائیوں بلکہ خاندان کے دیگر افراد کی خدمت کرنا یہ کسی کسی کو ہی میسر آتا ہے۔ رضیہ نہ صرف خود تعلیم حاصل کرتی رہی اور نرسنگ کے فن میں ترقیوں کی بلندیاں طے کرتی رہی بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنے چھ بہن بھائیوں کی تعلیم کی بھی ذمہ دار رہی ہے، وہ کہا کرتی تھی کہ میں اپنے گھرانے سے غربت و افلاس کو نکال دوں گی اور اس نے اپنے قول کو اپنے فعل سے سچا ثابت کر دکھایا۔ اپنے تین بھائیوں اور تین چھوٹی بہنوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی جس کا باعث صرف رضیہ کا مالی بوجھ برداشت کرنا اور بعض دفعہ دوسروں کے خلاف منشا اصرار کرنا ہی ہوا۔ عزم، استقلال، محنت، قابلیت مگر اس کے ساتھ ہی اعلیٰ ترین خدمت و ایثار کے ایسے نمونے آئے دن نظر نہیں آتے۔

حضرت امیر مرحوم جو رضیہ کے والد کے حقیقی عم تھے جب ۱۹۵۰-۵۱ء میں مرض الموت سے لاچار تھے تو رضیہ نے ان کی تیمارداری کے لئے تین ماہ کی رخصت حاصل کر لی اور ان کی خبر گیری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا

ایسی ہونہار، قابل اور خادم لڑکی کی وفات پر اور اچانک اور حادثاتی دو نفوس پر خاندان کا ہر فرد الم و غم میں سوگوار و اشکبار ہے۔ مگر رضائے الٰہی سے کیسے مفر ہے!

چوہدری شکر اللہ خاں منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

حجتِ صادق اور عذرِ نامقبول

(۵)

۳۔ تبدیلی اور تفرقہ

مصنف قول بلیغ اپنی کتاب کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کی دو قسمیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک قسم کے انبیاء وہ ہیں جو نئی شریعت لائے اور دوسری قسم کے انبیاء وہ ہیں جو پہلی شریعت کے تابع رہے لیکن نبوت کا مقام انہوں نے براہ راست حاصل کیا۔"

یعنے ابتداء دنیا سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک بروئے قرآن کریم دو قسم کے نبی دنیا میں آئے۔

(ایک قسم) تشریعی نبی جو نئی شریعت لائے
(دوسری قسم) مستقل نبی جو گو غیر تشریعی تھے مگر غیر امتی تھے۔

انبیاء سابقہ کی یہ دو قسمیں بتلانے کے علاوہ مصنف قول بلیغ ——— خاتم النبیین کے معنوں کی وضاحت بھی کرتے ہیں :۔

"پس خاتم النبیین کے معنوں کا منفی پہلو یہ مانا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی یا مستقل نبی نہ آسکتا اور خاتم النبیین کے معنوں کا مثبت پہلو یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے جو نبی بھی ہو اور امتی بھی ہو" (صفحہ ۹)

یعنے بقول قاضی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آنے والے نبیوں کی ہر دو قسموں میں سے کسی قسم کا نبی بعد خاتم النبیین نہیں آسکتا۔ اُن کے نزدیک خاتم النبیین کا یہ منفی پہلو ہے۔ مگر ایک مثبت پہلو بھی ہے۔ اس مثبت پہلو کے رُو سے ایک نئی تیسری قسم کا نبی آسکتا ہے اس تیسری قسم کے نبی کا نام

"نبی بھی اور امتی بھی"

ہوتا ہے۔ خاتم النبیین کے ان ہر دو پہلوؤں پر مشتمل اپنے معنوں کی تائید میں قاضی صاحب نے مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ملا علی قاری کے بعض فقرے بغرض مصالحت آمیزی نقل کئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل تین حوالے بھی تائیداً تحریر کئے ہیں :۔

(۱) "وہ خاتم النبیین ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے وہ صاحب خاتم ہے کہ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷)

(۲) سو خدا نے آپ کو ان معنوں میں خاتم الانبیاء ٹھہرایا لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے آپ کا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا وجود قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی ہے"

(حوالہ مذکورہ بالا)

۳۔ "ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کرے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں ہے کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنے ایسا صاحب کمال ایک جہت سے امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کا کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہو" (ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)

یعنے مستقل نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو گئی ہے مگر خدا تعالےٰ کی طرف سے وحی اور الہام یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ لیکن کامل مکلم من اللہ صرف وہی شخص ہو سکے گا جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت کرے گا۔ اس متابعت اور پیروی کے بغیر کوئی شخص منجانب اللہ الہام اور وحی نہیں پا سکے گا۔ کامل متابعت سے منجانب اللہ الہام اور وحی پانا بھی ایک قسم کی نبوت ہے۔ جس کا نام ظلی نبوت ہے یعنے

"چراغِ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض نبوت"

ان معنوں کو مزید پکا کرتے ہوئے مصنف قولِ بلیغ لکھتے ہیں :۔

(۱) خاتم النبیین کے یہ معنے ایسے ہیں جن پر علمائے اہلِ سنت کا اجماع ہے اور اس اجماعی عقیدہ کی جماعت احمدیہ بھی قائل ہے" (صفحہ ۹)

(۲) "ساری امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی نہیں آسکتا بلکہ نبی جو پیشگوئی میں موعود ہے وہ نبی اللہ ہونے کے ساتھ آپ کا ایک امتی بھی ہے" (صفحہ ۹)

ہم قاضی صاحب کو غلط نہیں کہہ سکتے مگر ایک بات کا جو عمداً انہوں نے اخفا کیا ہے اور دیدہ دانستہ اس کے بیان سے اغماض برتا ہے اُس کا یہاں ذکر کر دینا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ اس ظلی نبوت کے اعتقاد کی قائل تو رہی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علمائے ربوہ کی طرح اس نبوت کا نام "امتی نبوت" کبھی نہیں رکھا، بلکہ اسکو محمدی نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :۔

"اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنے وہ نبوت جو اس کی پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

لیکن علمائے ربوہ نے چونکہ ہر بات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کر کے دکھلانا ہے لہٰذا وہ "محمدی نبوت" کے نام کو چھپائیں گے اور "امتی نبوت" اس کا نام رکھیں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے رکھے ہوئے نام "محمدی نبوت" سے اُن کا کام نہیں بنتا بہرحال ہم تصور کرتے ہیں کہ "امتی نبوت" کے نام سے اُن کا مطلب یہی "محمدی نبوت" ہے۔ منقولہ بالا حوالجات سے امت محمدیہ اور جماعت احمدیہ کا یہ اجماعی عقیدہ

اس طرح بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اور اقوال اسی قسم کی نبوت کے اقرار کے ثبوت میں نقل کئے ہیں مثلاً:-

"خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

مصنف قول بلیغ ہو یا کوئی اور عالم ربوہ انکار نہیں کر سکتا کہ اس حوالہ میں نبوت کے جس مقام کا ذکر ہے اس سے مراد "محمدی نبوت" کا مقام ہے، جو چراغ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض نبوت ہے۔ حضرت اقدس کے دوسرے اقوال نقل کردہ قاضی صاحب یہ ہیں:-

(۱) "یہ کس قدر ظلم ہے کہ جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا جو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہے وہی مسیح موعود ہوگا"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱)

۲- "میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان نبوت ثابت ہو"
(کتاب مذکور صفحہ ۱۵۵)

یعنے حضرت اقدس "محمدی نبوت" کے مقام تک پہنچے ہیں مگر اس مقام نبوت کی وجہ سے آپ صرف نبی نہیں بلکہ،

"ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

ہیں۔ اور اسی معنوں اور مفہوم میں نبی کا لفظ آپ پر اطلاق پاتا ہے اور مطلب اس نبوت سے منجانب اللہ بتابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی۔ الہام یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پانا ہے۔ بہرحال حوالجات منقولہ بالا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو

"ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے امتی"

ثابت کرکے مصنف قول بلیغ نے ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد پنجم صفحہ ۱۸۶ و صفحہ ۲۳۲، اخبار بدر قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء سے حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تحریروں کے بعض حصے۔ مقدمہ کرم الدین ساکن بھیں ۱۹۰۴ء میں مولانا موصوف کے بیان کا ایک فقرہ اور اخبار پیغام صلح ۱۹۱۲ء سے بعض اقتباسات نقل کئے ہیں اور ان سے ثابت کیا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے بزرگ اراکین بھی حضرت اقدس کی "محمدی نبوت" کے قائل رہے ہیں اور آپ کو

"ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

سمجھتے، لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کر کے مصنف قول بلیغ بطور خلاصہ مطلب لکھتے ہیں:-

"جماعت احمدیہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے بعد خلیفۂ اول مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خاتم النبیین کے ان معنوں پر متفق تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور افاضہ روحانیہ کے واسطہ سے مقام نبوت پر فائز سمجھتی تھی" (صفحہ ۱۵)

مصنف قول بلیغ کو ہم جھٹلاتے نہیں مگر بغرض صفائی اور یاددہانی یہ تو پوچھ ہی سکتے ہیں کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک

(ا) خاتم النبیین کے جن معنوں

اور

(ب) حضرت مسیح موعود کی نبوت کے جس مقام

پر جماعت احمدیہ متفق تھی وہ کیا معنے اور مقام ہے؟ کیا وہی معنے اور مقام ہے جس کا قاضی صاحب نے قبل ازیں ذکر کیا ہے یا کوئی اور معنے اور مقام تھا؟ اس امر کو صاف اور یاد کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مصنف قول بلیغ کے رنگ بیان کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ وہ سیدھے چلتے چلتے یکایک اُلٹے پھر جاتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف نے اب تک خاتم النبیین کے "متفقہ معنے" اور مسیح موعود کی نبوت کا "متفقہ مقام" ہمیں مفصلہ ذیل بتایا ہے:-

(ا)۔ مستقل نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی بعد خاتم النبیین منقطع ہو گئی ہے۔

(ب)۔ محمدی نبوت جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے مکتسب اور مستفاض نبوت ہے بعد خاتم النبیین ممتنع نہیں ہے۔

(ج)۔ مسیح موعود کا مقام صرف نبی کا مقام نہیں بلکہ "ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" کا مقام ہے۔

مصنف قول بلیغ یقیناً خوش ہوں گے کہ ہم نے ان کے مدعا کو بالکل صحیح اور ان کے تائیدی دلائل کو بالکل ٹھیک اُن کے بیان کے عین مطابق مکمل اور مفصل لکھدیا ہے۔

تبدیلی اور تفرقہ کا الزام

خاتم النبیین کے معنوں۔ مسیح موعود کے مقام نبوت اور ان دونوں امور کے متعلق جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ کا مندرجہ بالا تصفیہ کرنے کے بعد مصنف قول بلیغ بڑے افسوس کے ساتھ بتلاتے ہیں:-

افسوس ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے تفرقہ پیدا کر دیا" (صفحہ ۱۵)

یہ تفرقہ مولوی محمد علی صاحب نے کس طرح پیدا کر دیا؟ مصنف قول بلیغ بتلاتے ہیں:-

(۱)۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرکے خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی کرنے لگے" (صفحہ ۱۵)

(۲)۔ افسوس کہ لاہور جاکر آپ نے ان عقائد کے خلاف یہ لکھنا شروع کر دیا کہ نبوت کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں" (صفحہ ۲۱)

(۳)۔ مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی قرار دے کر اجماع امت کو رد کر دیا۔ اور نبوت کو اس طرح بھی ممتنع قرار دے دیا کہ کوئی شخص براہ راست نبوت حاصل کرے اور اس طرح بھی ممتنع قرار دے دیا کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو"
(صفحہ ۱۵)

(۴)۔ "جب ۱۹۱۴ء کا زمانہ آگیا اور حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ہوئے تو اس وقت سے پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے علی الاعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے لگے" (صفحہ ۳۷)

بقول قاضی صاحب مستقل نبوت کے لحاظ سے خاتم النبیین کے معنے آخری نبی تو جماعت احمدیہ ہمیشہ سمجھتی رہی ہے۔ پہلے بھی اور اب بھی مگر قاضی صاحب کے خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت ۱۹۱۴ء میں مولانا محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی قرار دے کر اُن معنوں میں بھی مسیح موعود کی نبوت سے انکار کر دیا جن معنوں میں آپ اپنی نبوت کا اقرار کرتے تھے یعنے فیض محمدی سے وحی والہام یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پانے والی "محمدی نبوت" سے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ

(باقی بر صفحہ ۱۵ اشتہار کے نیچے)

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

۲۲ دسمبر بروز ہفتہ مستورات کا جلسہ زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب صبح دس بجے مسلم ہائی سکول ۱ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی پروگرام علیحدہ شائع ہوگا۔

۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار

اجلاس اول :- ۱۰ بجے صبح تا ۱ ½ بجے دوپہر

زیر صدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز مغربی پاکستان لاہور

تلاوت قرآن مجید :- حافظ قاری محمد بوستان صاحب بی ... ۱۰ بجے تا ۱۰-۱۰

نعت ... :- طلبائے لاہور سکول نمبر ۱ ... ۱۰-۱۰ تا ۲۰-۱۰

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ :- مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح ... ۲۰-۱۰ تا ۴۵-۱۰

افتتاحی تقریر ... :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ... ۴۵-۱۰ تا ۱۵-۱۱

بحیرہ مردار کے نوشتے :- میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ... ۱۵-۱۱ تا ۴۵-۱۱

تقریر ... :- محمد شفیع صاحب بھٹی ایم اے پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور ... ۴۵-۱۱ تا ۱۵-۱۲

معیت الصادقین :- ملک ظفر اللہ خان صاحب ... ۱۵-۱۲ تا ۴۵-۱۲

تقریر ... :- مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ... ۴۵-۱۲ تا ۱۵-۱

نماز ظہر و عصر

اجلاس دوئم :- ۲-۴۵ تا ۴-۳۰ بعد دوپہر

زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور

تلاوت قرآن مجید :- طلبائے لاہور سکول نمبر ۱ ... } ۱۵ منٹ
نعت ... }

جہاد ... :- میاں رحیم بخش صاحب ایم اے ریٹائرڈ کلکٹر سنٹرل ایکسائز اینڈ کسٹم :- ۳ تا ۳-۳۰

مالی جہاد اور ہماری ذمہ داریاں :- مولانا عبد المنان صاحب عمر ایم اے علیگ ... ۳-۳۰ تا ۴

آئیڈیل شہر ... :- مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی ... ۴ تا ۴-۳۰

بعد از نماز مغرب و عشاء سات بجے شام انجمن کے ہائی سکولوں کے طلباء کا ذیل کے عنوانات کے تحت تقریری مقابلہ ہوگا۔

(۱) اسلام میں اطاعت شعاری (۲) اسلامی تنظیم

۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز سوموار

اجلاس اول :- ۱۰ بجے صبح تا ۲۵-۱ دوپہر

زیر صدارت خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج ڈار سینی ٹوریم۔

تلاوت قرآن مجید :- طلبائے لاہور سکول نمبر ۲ ... } ۱۵ منٹ
نعت از درثمین ... نمبر ۲ ... }

سالانہ رپورٹ :- آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر :- ۱۵-۱۰ تا ۴۵-۱۰

پس چہ باید کرد (تقریر) :- الحاج حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات :- ۴۵-۱۰ تا ۱۵-۱۱

ارشادات :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ :- ۱۵-۱۱ تا

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوئم :- ۲-۴۵ تا ۳ - ۴ بجے

زیر صدارت میاں غلام حیدر صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی۔ آئی۔ جی

تلاوت قرآن مجید :- حافظ محمد ادریس صاحب ... } ۱۵ منٹ
نعت ... :- حاجی اللہ رکھا صاحب ... }

خدا و مسیح کی قربانی :- مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ ... ۳ تا ۳-۳۰

موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کے فرائض :- مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ... ۳-۳۰ تا ۴-۱۰

انگریت ہم سے کیا چاہتی ہے :- میاں احمد رفیق یوسف ایم اے ایڈووکیٹ لاہور :- ۴-۱۰ تا ۴-۲۰

نماز مغرب و عشاء کے بعد سات بجے احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے مختلف کالجوں کے طلباء "اسلام اور وحدت ملی" کے موضوع پر انعامی مقابلہ میں شرکت کریں گے۔

نوٹ :- ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء کو بعد نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز منگل

اجلاس اول :- ۳۰-۹ صبح تا ۵۵-۱ بجے دوپہر

زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر ملتان

تلاوت قرآن مجید و نعت :- طلبائے مسلم ہائی سکول بدوملہی :- ۱۵ منٹ

تقریر ... :- خانبہادر غلام ربانی خلل صاحب ... ۴۵-۹ تا ۱۵-۱۰

تقریر ... :- پروفیسر غلام محمد صاحب قادم ایم اے ڈیرہ غازی خان ... ۱۵-۱۰ تا ۴۵-۱۰

قرآن کریم اور احمدی خواتین :- مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب ... ۴۵-۱۰ تا ۲۵-۱۱

تقریر ... :- خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ... ۲۵-۱۱ تا ۵۵-۱۱

نیا نظام ... :- ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر :- ۵۵-۱۱ تا ۲۵-۱۲

جہاد بالقرآن اور مسیح موعودؑ :- مولوی شیر محمد صاحب خوشابی ... ۲۵-۱۲ تا ۵۵-۱۲

تقریر ... :- پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی :- ۵۵-۱۲ تا ۲۵-۱

اختتامی تقریر ... :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ :- ۲۵-۱ تا ۵۵-۱

---

(۱) نماز ظہر و عصر پونے تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی اور نماز مغرب و عشاء پانچ بجے جمع ہوا کریں گی۔

(۲) سب دوستوں کو ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔

(۳) درس قرآن کریم ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب دیا کریں گے۔

(۴) احمدیہ کانفرنس ۲۴ دسمبر کو بعد درس قرآن مجید منعقد ہوگی۔

(۵) مستورات کا اجلاس ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء کو زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب منعقد ہوگا۔

(۶) کھانا کھانے کے اوقات کی عموماً پابندی نہیں ہوتی جو نہایت ہی ضروری ہے۔ معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ جلسہ کے وقت آرام سے تقاریر سن سکیں۔

(۷) سب دوست اپنے بستر ساتھ لائیں۔

کھانے کے اوقات } صبح آٹھ بجے سے ۹ ½ بجے تک
} شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

ڈاکٹر اللہ بخش افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عزت و عظمت عطا کرتا ہے۔

مخیر مرد اور عورتیں

والمتصدقین والمتصدقٰت خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں وہ لوگ جو خدا کے رستے میں مال خرچ کرتے ہیں وہ قوم کے لئے بابرکت ہوتے ہیں۔

روزہ دار مرد اور عورتیں

والصائمین والصائمٰت روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں جو نفس پر قابو پاتے اور طہارت نفس حاصل کرتے ہیں۔

عفیف مرد اور عورتیں

والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت۔ عفیف مرد اور عفت شعار عورتیں۔

خدا یاد مرد اور خدا یاد عورتیں

والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔

مغفرت الٰہی اور اجر عظیم

ان عادات و صفات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اعد اللہ لھم مغفرۃ اللہ تعالیٰ کی مغفرت حفاظت اور بخشش مقدر ہے مغفرت کے علاوہ اجراً عظیماً ان کے لئے خدا تعالیٰ کے ہاں اجر عظیم ہے۔

حضور صلعم کی پیدا کردہ قوم

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس طیبہ کی برکت سے ایسی قوم پیدا ہوئی جن کی زندگیوں نے ایمان و ایقان کی ضیا پاشی کی۔ جن کو دیکھ کر دوسرے لوگ مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ یہ لوگ بہتا ہوگئے۔ ایمان کی شمع ثابت ہوئے

ہمارا طور و طریق کیا ہونا چاہیئے

سب مردوں اور عورتوں کو یہ صفات حاصل کرنا چاہیئے۔ ہم آہنگی سے کام کریں اور قومی کاموں کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں طعن و تشنیع سے کام نہ لیں۔ غیبت کرنے سے پرہیز کریں، اور دوسروں کی فلاح کے لئے کمر بستہ رہیں۔

رفتار عالم

— پاکستان نے تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے بھارت اور پاکستان کے درمیان وزارتی سطح کی کانفرنس ۹ر دسمبر کو منعقد کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ یہ کانفرنس دہلی میں ہوگی جس میں کشمیر سے بھارتی و پاکستانی فوج کا انخلا اور اقوام متحدہ کی فوج متعین کرنے کا مسئلہ زیر بحث آئے گا۔

— صوبائی حکومت نے تمام سرکاری ملازموں کے لئے جن میں ریلوے ملازم بھی شامل ہیں یکم دسمبر سے تنخواہوں میں دس فیصدی اضافے کا اعلان کیا ہے اس اضافے کے لئے موجودہ بنیادی تنخواہ کے ساتھ مہنگائی الاؤنس کو بھی شامل کیا جائے گا اس سے درجہ سوئم۔ چہارم اور کم تنخواہ پانے والے ملازموں کو فائدہ پہنچے گا۔ کلاس I اور کلاس II گزیٹڈ افسروں کو وہ عبوری امداد ملتی رہے گی جس کا اعلان جولائی میں کیا گیا تھا۔

— پنڈت نہرو نے ہفتہ کو وزیر اعظم مسٹر چو این لائی کے نام خط میں جنگ بندی سے متعلق چین کی پیشکش مسترد کر دی ہے اور اب یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ جنگ دوبارہ شروع نہ ہو جائے۔

— جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر چوہدری غلام عباس نے آج حکومت پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ کشمیر کے بارے میں واضح اور دو ٹوک پالیسی اختیار کریں۔ کیونکہ بظاہر نظر دونوں ملکوں کے سربراہوں کی آئندہ کانفرنس میں جنگ بندی لائن میں معمولی سا رد و بدل کر کے کشمیر کے مسئلہ کو نمٹانے پر زور دیا جائے گا۔

— امریکہ کے نائب وزیر خارجہ ایورل ہیری مین نے کہا ہے کہ تنازعہ کشمیر کے تصفیہ کی قوی امید ہے۔ انہوں نے کہا ہے موجودہ حالات میں اس جھگڑے کے تصفیہ کی جو امید کی جا سکتی ہے وہ پہلے کبھی ممکن نہ تھی۔

— روس نے مغربی ممالک کو انتباہ کیا ہے کہ وہ بھارت کو اسلحہ فراہم کر کے چین اور بھارت کے درمیان جنگ کی آگ کو ہوا دے رہے ہیں۔ ایجنسی تاس نے امریکہ اور برطانیہ کے نمائندوں پر بھی شدید نکتہ چینی کی ہے جو پاکستان پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اس نازک موقع پر کشمیر کا مسئلہ نہ اٹھائے

— وزیر خارجہ محمد علی بوگرہ نے استعفیٰ پیش کر دیا ہے لیکن کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔

— صدر ایوب نے اعلان کیا ہے کہ بھارت کے ساتھ مسئلہ کشمیر پر مذاکرات کے دوران پاکستان کے قومی مفادات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

شرک و بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمدِ مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

پیغامِ صلح لاہور

تار کا پتہ:- "تبلیغ" لاہور
فون نمبر:- ۴۷۴۳
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے
چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۰ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۴ رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۸

بحرِ حکمت کے موتی

وعن جابر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی اٰخر

اخرجہ مسلم بحوالہ تلخیص الصحاح ۲

ترجمہ- جابر رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی سے ہمیشہ ناخوش نہ رہا کرے اگر اسے اس کی کوئی عادت بُری معلوم ہو تو دوسری کسی عادت کو پسند بھی کرے گا۔

نوٹ:- صحتمند معاشرہ کی بنیاد گھر میں رکھی جاتی ہے افراد اگر فرمودہ رسول صلعم اور فرمودہ قرآن پر عمل کریں تو تمام قوم ایک جنتی معاشرہ کا نمونہ ہو جائے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ مسلمان کا گھر جنت نما ہو۔ فرماتا ہے:-

وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (۴:۱۹)

جب معاشرہ جنت نظیر ہو جائیگا تو اس کا ہر فرد شیطان سے بہکایا جائے گا نہ آپس میں جھگڑا کر کے معاشرہ کو منتشر کرنے لگا نہ کھوکا ننگا وغیرہ رہے اور تمام قوم ہر قسم کی ضروریات سے مستفید ہوگی۔ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ط

فقلنا یاٰدم ان ھٰذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقٰی o ان لک الا تجوع فیھا ولا تعرٰی وانک لا تظمؤا فیھا ولا تضحٰی (۲۰:۱۱۶-۱۱۹)

تقوے والے کو خدا تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مذہب تو یہ ہے کہ جس کو بلا سے بچنا ہو، وہ پوشیدہ طور پر خدا سے صلح کرلے اور اپنی ایسی تبدیلی کرلے۔ کہ فرشتے محسوس ہو جائے کہ میں پہلا نہیں ہوں، خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (سورۃ رعد) سچے مذہب کی جڑ یہ ہے خدا تعالیٰ پر ایمان ہے، اور ایمان چاہتا ہے کہ سچی پرہیزگاری ہو، خدا کا خوف ہو۔ تقوے والے کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ آسمان سے اس کی مدد کرتا ہے۔ فرشتے اس کی مدد کو اترتے ہیں بلکہ اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ متقی سے معجزہ ظاہر ہو جاتا ہے اگر انسان خدا تعالےٰ کے ساتھ پوری صفائی کرلے۔ اور ان افعال اور اعمال کو چھوڑ دے جو اس کی ناراضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پاجائیگا۔ ہمارا ایمان تو آسمانی کارروائیوں ہی پر ہے، یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اس کی مخالفت سے اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ جس کو خدا تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے اسکو گزند پہنچانے والا کون ہو سکتا ہے بس خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ضروری ہے۔ مگر خلق اسباب بھی تو خدا تعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر ایک سبب کو پیدا کر سکتا ہے اس لئے اسباب پر بھی بھروسہ نہ کرو اور خدا پر بھروسہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو، اور نمازوں میں دعاوں کا التزام رکھو، ہر ایک قسم کی لغزش سے بچنا چاہیئے اور ایک نئی زندگی کی بنیاد ڈالنا چاہیئے، یہ یاد رکھو اپنے عزیز رشتہ دار بھی ایسے دوست نہیں ہوتے جیسے خدا تعالےٰ دوست ہوتا ہے۔ اگر وہ راضی ہو تو کل جہان راضی ہوتا ہے اور وہ کسی پر رضامندی ظاہر ...

جلسہ سالانہ کا پروگرام اس پرچہ کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل ہے۔ بیرونی جماعتوں کے سیکریٹری صاحبان اور دیگر احباب اس ضمیمہ کو اپنے عزیزوں دوستوں اور غیر از جماعت اصحاب میں بذریعہ ڈاک یا دستی تقسیم کریں اور انہیں جلسہ سالانہ میں شرکت کی دعوت دیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش افسر جلسہ سالانہ

— رندعاں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ ات ... (مسیح موعودؑ)۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں

(غلام قادر فانی عفی عنہ)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

مغربی پاکستان

گرامی خدمت مکرمی معظمی حضرت مولانا محمد علی صاحب
دامت برکاتہم صدر امیر جماعت احمدیہ لاہور مغربی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد تسلیم و نیاز بیکراں مزاج گرامی بخیر۔ خدمت اقدس میں گذارش ہے۔ بہت دن گذر گئے۔ اور اپنے دلی ارمان مخفی رہ گئے۔ اپنے غیر معمولی اور بے پناہ دلی ارمان یہ ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کے متعلق کچھ بصیرت افروز پمفلٹ یا دوسرا کوئی لٹریچر اور کوئی بھی صورت سے مجھ کو مکمل علم حاصل ہو جائے۔ تاہم میں دوسرے حضرات کی خدمت میں اپنے نمایاں بیان سے آپ حضرات کا مذہب جو فی الحال میرے نزدیک عظیم الشان اور نہایت ہی قابل و معتبر ہے۔ اشاعت کرسکوں۔ مگر افسوس کسی چیز سے میری دلچسپی اور حاجت روائی اور اپنے انمول خیالات و ارمان کی کافی و شافی شرح نہیں ہوئی۔ مگر آج کا دن میرے لئے مبارک ہو کہ میرے ایک صحیح دوست نے آپ حضرات کا مکمل پتہ لکھکر دیا۔ جو میرے لئے باعث تشکر و سرفرازی سرخروئی ہوئی۔ فللہ الحمد والشکر علیٰ ما انعم علیّ ثبتنی واھدنی الیٰ صراط سویا۔

ہم بڑی توقع سے آپ حضرات کی خدمت میں یہ رقعہ ارسال کر رہا ہوں۔ تاکہ بندہ کے پتہ پر آپ حضرات کی انجمن کا شائع شدہ رسائل اور پمفلٹ و قرآن مجید ارسال فرما کر شاد و خنداں و سرخروئی عنایت فرماویں۔ بڑی دینی ہمدردی ہوگی۔ اور عظیم الشان اشاعت اسلام ہوگی۔ ہرگز ہم کو محروم نہ فرماویں ضرور فائدہ رساں ہوگی۔ جو عنقریب آپ کی خدمت اقدس میں ہدیۂ تشکر کی حیثیت سے ذرہ نواز ہوگی۔ اللہ کے شکر سے بندہ انگریزی و اردو پاس شدہ ہے۔ فی الحال ایک تبلیغی ادارہ کا صدر ہوں۔

بندہ قادری مولانا محمد علی نسیم صدر انجمن عزیزی

والسلام

(انہیں لٹریچر اور خط روانہ کئے گئے)

فلپائن

ترجمہ خط از مسٹر یوسپ ایل مولاد۔ فلپائن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ممبران جماعت احمدیہ ڈونگو سانگ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری دل کھول کر مدد فرمائی ہے۔ آپ کی چٹھی مؤرخہ ۲-۱۱-۸ پڑھکر بہت خوشی ہوئی کہ

آپ ہمیں ایک کاپی قرآن مجید مع دیگر کتب بھیج رہے ہیں جو ہمیں امید ہے کہ محفوظ پہنچ جائیں گی۔

یہ امر بھی موجب تسکین ہے کہ ہماری مسلسل اور دیرینہ خواہش جو ہمارے اندر اسلامی تعلیم کی روشنی حاصل کرنے کی موجود ہے۔ آپ کی ہدایت کے ماتحت پوری ہو جائے گی۔

ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں آپ کا مناسب طور پر شکریہ ادا کیا جاسکے۔ اس لئے کہ آپ نے ہمیں نہایت قیمتی اور اللہ تعالےٰ کی طرف راہنمائی کرنے والا لٹریچر بھیجا۔

امید ہے ہمیں مشن کی طرف سے اسلام پر اور عالمانہ لٹریچر ملتا رہے گا۔ اس لٹریچر کے ذریعہ ہم اپنے نوجوان اور عام طبقہ تک اسلام کی روشنی پہنچائیں گے کیونکہ وہ اندھے ہیں کور باطن ہیں۔ اگر ہمیں لٹریچر اور دیگر ذرائع تبلیغ میسر آجائیں تو ہم بہت سے ممبر اپنی جماعت میں داخل کریں گے۔ امید ہے آپ ہمیں اور لٹریچر مہیا فرمائیں گے۔ شکریہ۔

(انہیں اور لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط از سلیمان اے سالو۔ یونیورسٹی کالج نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہمیشہ کی بغیر حاضری سے دیر سے حاضر ہونا بہتر ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا مدت سے میں خاموش ہوں بلکہ یہ سمجھ لیجئے کہ ایک مردہ کی طرح رہا۔ یہ محض ایک تو شیطان کی دست اندازی تھی۔ دوسرے سب مجھے محکمانہ ذمہ واریوں اور گھریلو مشکلات نے الجھنوں میں ڈال رکھا تھا۔

محکمانہ ذمہ واریوں کی ادائیگی کی وجہ سے اگرچہ اس کے ساتھ ترقیات کا سلسلہ بھی تھا جگہ جگہ میری تبدیلی ہوتی رہی۔

علاوہ ازیں گھریلو مسئلہ میرے لئے کافی سردردی کا باعث بنا رہا۔ باوجود اس کے میں نے اعلاء کلمۃ اللہ کو فراموش نہیں کیا۔ جو پمفلٹس مجھے پہنچتے رہے خود پڑھکر قابل اعتماد دوستوں میں تقسیم کرتا رہا۔ ان میں سے مفصلہ ذیل ذی علم احباب ہیں جن سے آپ خط و کتابت کریں (یہاں آپ نے ایسے چار اشخاص کے نام لکھے ہیں جن سے خط و کتابت شروع کر دی گئی ہے) میں مشن کا اس کے عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے مشن کی نصرت فرمائے تاکہ دوسرے مذہب کے لوگ اسلام جو کہ امن کا ضامن ہے۔ کے جھنڈے تلے آجائیں۔

میں اکثر خیال کرتا ہوں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی میں کس طرح مناسب خدمت کرسکتا ہوں روپیہ اور دیگر طریقوں سے تاکہ میں عملی طور پر بھی انجمن کا شکریہ ادا کرسکوں۔ لہٰذا مجھے آپ کے مشورہ کی بہت جلد ضرورت ہے تاکہ میں ان ذمہ داریوں کو ادا کرسکوں۔ چند کتب مطلوبہ کے نام ہیں۔

امید ہے میری گذارش پر ہمدردانہ غور فرمایا جاوے گا۔

(انہیں مطلوبہ کتب میں سے ایک بھیجدی گئیں اور خط لکھا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از ایم۔ ایم اے عزیز۔ بی اے ایل ایل ایم ایل سٹوڈنٹ لاء کالج

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے اپنے دوست کے پاس آپ کا لٹریچر دیکھا اور پڑھا۔ میں ایڈووکیٹ ہوں۔ کیرالہ سٹیٹ ہائیکورٹ میں پریکٹس کر رہا ہوں۔ نیز میں سینئر ایم ایل کلاس (ماسٹر آف لاء) مہاراجہ کالج میں تعلیم بھی حاصل کر رہا ہوں۔

سچ پوچھو تو میں اسلام سے بہت دور چلا گیا ہوں کیونکہ پرانی وضع کے ملا لوگوں نے اسلام کو بھونڈی شکل میں پیش کیا ہے۔

مگر میں نے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا کبھی انکار نہیں کیا۔ اور نہ ہی قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہوں۔ یہ یقین مجھے اپنے ملیے مطالعہ سے حاصل ہوا ہے کہ قرآن معقول تعلیم پیش کرتا ہے اور انسانیت کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

مگر غیر معقول تفاسیر القرآن نے مجھے اس کے نور اور روشنی سے محروم رکھا۔ یہاں اسلام پر ایسی کتب ملتی ہیں جو لوگوں کے دلوں میں گڑبڑ پیدا کر رہی ہیں۔

آپ کی دو چھوٹی کتب میں نے پڑھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں ایک حرکت اور زندگی پیدا ہوگئی ہے میرے اندر ان کتب نے جذبۂ محبت پیدا کر دیا اور مجھے صحیح علم اور ایمان سے نوازا ہے۔

میں اپنے ایمان کی بنیاد معقولات پر رکھنا چاہتا ہوں جو عقل کی کسوٹی پر پرکھی جائیں۔ میں توہمات اور اندھادھند اعتقادات سے بیزار ہوں۔ بغیر سوچے سمجھے اللہ تعالےٰ پر ایمان ایک موہوم چیز پر ایمان ہے۔ میں چونکہ "لاسٹوڈنٹ" ہوں لہٰذا ہم لوگ ایسے قانون کو نہیں مانتے جس کی بنیاد معقولات پر نہ ہو۔

مجھے یقین کامل ہے کہ صحیفۂ الٰہی کی بنیاد علم و حکمت پر ہے اور اس میں ہر بات کا جواب معقول رنگ میں موجود ہے۔

میں نے ابھی ابھی وکالت شروع کی ہے چونکہ میں آجکل لاء کی کتب کا مطالعہ کر رہا ہوں اور معقول آمدن نہیں ہے لہٰذا میں آپکی کوئی کتاب خرید نہیں سکتا مگر میں اسلامی تعلیم کی حقیقی روح اور تحریک احمدیت کے متعلق علم حاصل کرنیکا شوق رکھتا ہوں۔ امید ہے

قرآن اور حدیث کی رُو سے مُسلمان کی تکفیر جائز نہیں

پیغام صلح کی ایک سابقہ اشاعت میں علمائے اسلام کی باہمی تکفیر پر اظہار افسوس کرتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی گئی تھی ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مؤمنًا جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے اور اس حدیث نبویؐ پر زور دیا گیا تھا۔ من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم۔ جو شخص ہمارے طریقہ پر نماز ادا کرتا ہے اور ہمارے مقرر کردہ قبلہ کو قبول کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھا لیتا ہے، وہ مسلمان ہے قرآن کریم کی اس آیت اور حدیث شریف کو پیش کرتے ہوئے ہم نے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس کھلے فرمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے کسی بھی مسلمان کو کافر کہنا ناجائز ہے۔ معاصر تنظیم اہل حدیث نے حدیث نبویؐ کی قدر کرنے اور ارشاد الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے ہماری معروضات کا یہ جواب دیا ہے کہ:-

"عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی السلام علیکم کہا کرتے تھے اور نماز نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھتے تھے اس کے باوجود قرآن مجید میں ان لوگوں کو کافر فرمایا گیا انھم کفروا باللہ ورسولہٖ اگر صرف السلام علیکم کہنا اور مسلمانوں کے طریقہ پر نماز پڑھنا ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہوتا تو قرآن مجید میں ان لوگوں کو کافر کیوں کہا جاتا؟"

ہم حیران ہیں اس طریق استدلال کا کیا جواب دیں، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ قرآن خداوندی لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلام لست مؤمنًا اور حدیث نبوی من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم قابل قبول نہیں؟ کیا معاصر موصوف کے نزدیک خدا اور رسول کے یہ ارشادات صحیح نہیں، حدیث کے متعلق تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی راوی کی غلطی ہے یا یہ حدیث ضعیف ہے یا فن حدیث کے معیار پر پوری نہیں اُترتی، غرض سو بہانے بنائے جا سکتے ہیں، اگرچہ اس پر آج تک کسی نے ایسا کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن اس کو صحیح مانتے ہوئے اور قرآن کریم کی مذکورہ آیت کو ارشاد الٰہی سمجھتے ہوئے یہ کہنا کہ "السلام علیکم کہنا اور مسلمانوں کے طریقہ پر نماز پڑھنا ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں" قرآن اور حدیث نبویؐ کی صریح توہین ہے، جو معاصر تنظیم اہل حدیث کو کسی طرح سزاوار نہیں یہ سوال تو خدا اور رسول صلعم سے ہونا چاہیئے کہ جس حالت میں منافقوں کے السلام علیکم کہنے اور مسلمانوں کے طریق پر نماز پڑھنے کے باوجود انہیں کافر قرار دیا گیا ہے، تو پھر نماز پڑھنے والے اور السلام علیکم کہنے والے کو مسلمان کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اہل حدیث ہو کر خدا اور رسول کے ان کھلے ارشادات کی تضحیک کی جاتی ہے، جہاں تک منافقین کا معاملہ ہے ہمارے معاصر کو اس امر واقعہ پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ اسی عبداللہ بن ابی کی جسکو اس رئیس منافقین قرار دیا گیا میت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ اتار کر دیدیا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے باوجود کہ اگر ستر مرتبہ بھی ان منافقین کے لئے استغفار آپ پڑھیں تب بھی وہ بخشے نہیں جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ دفعہ ان کے لئے استغفار پڑھوں گا۔ اللہ اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رحم اور کرم اور ان کی حدیثوں کو ماننے والے تنظیم اہل حدیث کا یہ طریق عمل کہ آپ کے اس صریح ارشاد کو یہ کہکر رد کر دیا کہ نماز پڑھنا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں۔ اگر نماز پڑھنے کے باوجود بھی کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا تو اس امر واقعہ کو کیا کہیں گے کہ ایک صحابی کے کسی فعل کفر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلعم سے پوچھا کہ کیا میں اسکو قتل کر دوں؟ تو حضورؐ نے جواب دیا، لعلہ یصلی شاید وہ نماز پڑھتا ہے، گویا نماز پڑھنے والے کو آپؐ نے کسی حالت میں بھی کافر قرار نہیں دیا خواہ اس سے کوئی فعل کفر ہی سرزد ہو، اور عجیب بات یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلعم کو بھی یقین نہیں کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں، محض اس قیاس پر کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہے اسے واجب القتل قرار نہ دیا۔ کیا معاصر تنظیم اہل حدیث ان حقائق پر غور کرکے اپنا بیان واپس لے گا؟

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا وصال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج واندوہ سے سنی جائے گی کہ ہمارے نہایت مکرم ومحترم بزرگ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم ومغفور کی اہلیہ محترمہ گذشتہ جمعہ مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو صبح چار بجے انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ اپنے محترم خاوند کی طرح نہایت پاکیزہ خصلت، ہمدرد خلائق اور منکسر طبع واقعہ ہوئی تھیں، انہوں نے نہایت سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کی اور اپنے نیک نمونہ سے ہمیشہ دوسروں کو متاثر کیا۔

مرحومہ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں، ان کے فرزند مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب Director Procurement (Special) Ministry of Defence Karachi تیمارداری کے لئے کراچی سے تین مرتبہ ہوائی جہاز پر لاہور آئے آخری ایام زندگی میں مرحومہ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا جہاں غشی کی حالت میں انہیں آکسیجن دی جاتی رہی، لیکن قدرت کو ان کا جانبر ہونا منظور نہ تھا، اس لئے جمعہ کی صبح کو دم دے دیا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی دن نماز جمعہ کے بعد مرحومہ کا جنازہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھا گیا، اور پھر قبرستان میانی صاحب میں لے جا کر ان کے شوہر گرامی کے قدموں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اس صدمہ میں ہم مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب اور ان کے برادر اکبر مرزا داؤد بیگ صاحب (جو عرصہ سے انگلستان میں مقیم ہیں) اور مرحومہ کی صاحبزادیوں اور دیگر لواحقین کیساتھ دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے تمام بیرونی جماعتوں سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر انکی روح کو ثواب پہنچائیں۔

مُبارک اقدامات

(۱) احمدیہ ہال کی تعمیر کا منصوبہ (۲) احمدیہ بستی کی تعمیر کا اقدام

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت مسرت سے سنی جائے گی کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مجلس معتمدین اور مجلس منتظمہ نے اپنے ۲۵ر نومبر ۱۹۶۲ء کے اجلاس میں متفقہ طور پر احمدیہ ہال اور احمدیہ کالونی کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے اور یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ احمدیہ کالونی کیلئے جو رقم مخصوص کی جا چکی ہے اسکا کوئی حصہ احمدیہ ہال کی تعمیر پر صرف نہ کیا جائے اور نہ احمدیہ ہال کی تعمیر کا بوجھ انجمن کے کسی فنڈ پر ڈالا جائے، صرف وہی روپیہ اس پر خرچ کیا جائے جس کا وعدہ محترم میاں فاروق احمد صاحب اور میاں مقصود احمد صاحب ومیاں آفتاب احمد صاحبان (فرزندان میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم) نے کیا ہوا ہے، یا کوئی اور رقم جو اس کار خیر کے لئے موصول ہو۔

اسی سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعلان سے، جو دوسری جگہ درج ہے یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو ۲۳-۲۴-۲۵ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو منعقد ہو رہا ہے، انشاء اللہ احمدیہ ہال کا سنگ بنیاد تمام قوم مل کر رکھے گی جماعت احمدیہ لاہور کی تاریخ میں یہ ایک نہایت مبارک اقدام ہے جس پر جس قدر فخر کیا جائے کم ہے۔

دوسرا مبارک اقدام احمدیہ کالونی کی تعمیر سے تعلق رکھتا ہے جو انشاء اللہ جلد عملی صورت اختیار کر کے احمدیہ قوم کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرے گا۔ اس اقدام کا مقصد جماعت احمدیہ کی ایک ایسی بستی آباد کرنا ہے جس میں ایک خاص دینی ماحول میسر آسکے اور جماعت کی سرگرمیوں اور اس کی دینی زندگی میں پائداری اور ثبات کا موجب ہو۔

اس اہم منصوبہ کی تکمیل میں جناب میاں ظہور احمد صاحب (فرزند رشید محترم جناب شیخ میاں محمد صاحب) نہایت مستعدی اور سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین

احمدیہ ہال کا سنگِ بنیاد نصب کرنے کی تقریب میں شرکت کے لئے

احباب کو دعوت

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ احمدیہ ہال و متعلقہ مارکیٹ کا نقشہ کارپوریشن نے پاس کر دیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴؍دسمبر کو گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان اس عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا جائے گا۔ بجائے اس کے کہ کوئی ایک فرد اس مبارک رسم کو ادا کرے۔ ساری کی ساری قوم کے ہاتھوں اس کو انجام دینا مفید ہوگا۔ اسی امر کے پیشِ نظر میں ساری کی ساری قوم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس روح پرور منظر کے مشاہدے کے لئے خصوصی جدّوجہد کر کے سالانہ جلسہ میں شرکت کریں بعض جماعتوں کی خواتین برابر سالانہ جلسہ میں اخلاص سے شرکت کرتی ہیں۔ اسدفعہ ان خواتین کے علاوہ دوسری خواتین بھی تشریف لا کر اس غیر معمولی اجلاس کی رونق کو بڑھائیں اور اس یادگار کی انجام دہی میں شامل ہو کر مسرت و ثواب حاصل کریں۔

اس تعمیر کا ایک مقصدِ عظیم تو حضرت مجدد زمان کی یادگار قائم کرنا ہے۔ اور دوسری غرض یہ ہے کہ جو رقم اس عمارت سے بطور کرایہ میسر آئے گی اسے قوم سازی جیسے نہایت اہم کام پر صرف کیا جائے۔ مثلاً پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں مشن کھولے جائیں اور بانی سلسلہ کے معقول و مفید نظریات سے اہلِ پاکستان کو شناسا کیا جائے اور ان کی روشن خدمات سے متعلق لوگوں کو آگاہی بخشی جائے کہ کس طرح دجّال کو شکست دینے میں ان کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور کس طرح ان کے منشاء سے یورپ میں فتح اسلام کے جھنڈے گاڑے گئے۔ اور کس طرح کافی تعداد میں اہالیانِ یورپ مشرف باسلام ہوئے۔ اور امام الزّمان کی برکت سے ان کی جماعت نے ایسا قیمتی لٹریچر پیدا کیا جس کو قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی اور اسلام اور بانئ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منوّر چہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس کے علاوہ جو تجاویز قوم کے ذہن میں ہوں گی ان کو بھی عملی جامہ پہنایا جا سکے گا ان امور کے پیشِ نظر میں مکرر وسہ کرر ساری قوم کو پرزور الفاظ میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ حضرت مجدد زمان نے سالانہ جلسہ کے فوائد و برکات کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اور بیحد تاکید کی ہے کہ قوم ان فوائد و برکات سے متمتع ہو نیکی غرض سے تمام علائق کو توڑ کر بھی اس قومی اجتماع میں شریک ہوا کرے جو قوم کی بیداری و احیاء کا باعث ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ امامِ ہمام کی اس دعوت پر ہماری قوم ضرور لبیک کہے گی۔ والسلام

صدرالدین۔ ۸؍دسمبر ۱۹۶۲ء

مذاہب عالم میں رسوم و رواجات کا دخل

اسلام دینِ فطرت ہے، رسوم و رواج کا مذہب نہیں

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتب والنبیین ـــــ اولٰئک الذین صدقوا۔ واولٰئک ھم المتقون۔ (البقرہ)

اسلام رسومات کا مذہب نہیں

اللہ تعالے نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ حقیقت پسند بن جاؤ۔ اسلام رسومات کا مذہب نہیں ہے۔ تمام کی تمام رسومات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یک قلم ختم کر دیں۔ اور ایک ایسا مذہب عطا فرمایا جس کو ہر فرد بشر سمجھ سکتا ہے۔ اور جس پر باآسانی عامل ہو سکتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب کو پنڈت پروہت۔ پادری اور مولوی سے چھین لیا اور عوام الناس کو دے دیا۔ اسلام کی ہر بات عامۃ الناس کے لئے ہے۔ جو باتیں عوام کی سمجھ میں آ سکیں۔ ان کو دین قرار دیا۔ تحکمانہ اور ادعائی تعلیمات سے مذہب کو پاک و صاف کر دیا۔

عیسائیوں کا شریعت سے فرار اور خود ساختہ شریعت کی پابندی

حضرت عیسیٰ ہمارے پیغمبر ہیں ہم ان کی دل و جان سے تعظیم اور تکریم کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ماننے والوں نے کہا کہ شریعت لعنت ہے۔ اور کہا حضرت عیسےٰ نے اپنی گردن پر انسانوں کے گناہوں کو اٹھایا ہے۔ اور وہ ان کے لئے کفارہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب کسی شریعت اور قانون کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن جہاں کہیں ان شریعت بیزار لوگوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو شروع پیدائش سے ہی شریعت کی پابندی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ پیدائش کے بعد بچہ کو بپتسمہ دینا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی بچہ بپتسمہ دیئے جانے سے پہلے مر جائے تو عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ دوزخ کی سطح پر رینگتا رہے گا، اس کو عیسائی قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص مسیحی ہونا چاہے اور وہ بڑی عمر کا ہو تو اس کو اپنے گذشتہ گناہوں اور معصیتوں کی فہرست مرتب کرکے پادری صاحب کے سامنے بخشش طلبی اور خطا پوشی کیلئے پیش کرنی ہو گی۔ پادری صاحب اعتراف اور اقرار گناہ پر اسکو عیسائیت کا بپتسمہ دے دیں گے۔ اور اس کے گناہ بخش دیں گے۔ جو قوم شریعت کو لعنت سمجھتی ہے۔ اس کو قدم قدم پر شریعت کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ کوئی شخص پادری نہیں بن سکتا جب تک گرجا میں Ordination کی رسم ادا نہ کی جائے اور گرجا بغیر Consecration کے گرجا نہیں قرار دیا جا سکتا۔ غرض بے شمار رسوم و رواج کو جاری کر رکھا ہے۔ اپنے رہن سہن طور طریق عبادت کے لئے اہل یورپ نے طرح طرح کے قانون بنائے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ان قوانین کی پابندی کے بغیر ہم میں تہذیب Civilization پیدا نہیں ہو سکتی۔ کھانے کے آداب مقرر ہیں، لباس کے اصول مختص ہیں۔

یہودیت میں رسوم

یہودی مذہب میں رسوم پر ایک کتاب موجود ہے، ان رسوم کی ادائیگی حضرت ہارون کی اولاد کے سوا اور کوئی نہیں کرا سکتا۔

ہندو مذاہب میں رسوم کی پابندی

ادھر ہمارا ہمسایہ ہندو بچہ کے جنم سے لیکر موت تک کوئی کام نہیں کر سکتا جب تک پنڈت جی مہورت نہ دیکھ لیں۔ ستی کی رسم کتنی دلدوز رسم ہے، ہندو خاوند کی موت پر اس کی بیوی کو زندہ چتا میں جل مرنا ہوتا ہے اس موت میں اس کی عزت ہے اور اگر وہ زندہ رہ جائے تو وہ نہایت ذلیل و رسوا عورت سمجھی جاتی ہے۔ وہ اچھے کپڑے زیب تن نہیں کر سکتی۔ چارپائی پر نہیں سو سکتی۔ سر سنگھار نہیں کر سکتی۔ خاندان کی وہ منحوس عورت ہوتی ہے معاشرہ اسکو اچھا خیال نہیں کرتا۔

دین فطرت میں رسوم سے اجتناب

اس قسم کی تمام تر رسوم کو جو عقل و فہم اور فطرت کے خلاف ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انلال کہہ کر ختم کر دیا۔ فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب۔ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرکے عبادت یا ریاضت کر لینا دین نہیں ہے۔ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لینے سے یہ سمجھ لینا ٹھیک نہیں ہے کہ ہم نے خدا کو خوش کر دیا اور خدا ہم سے راضی ہو گیا۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ حقیقت یہ ہے کہ انسان جہاں کہیں بھی ہو جس طرف اور جس سمت پر بھی ہو وہیں خدا کو یاد کرے تو خدا سنتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ تم سواری پر ہو تو وہیں بیٹھے ہوئے جس طرف تمہارا منہ ہو نماز پڑھ سکتے ہو۔ تم کسی کشتی میں سوار ہو وہ کسی بھی سمت رواں ہو اس میں تم کسی بھی طرف منہ کرکے عبادت کر سکتے ہو۔ فرمایا کہ ظاہری رسوم خدا تعالے کے ہاں کوئی قیمت نہیں رکھتیں۔ ہماری عبادت و ریاضت مشرق و مغرب کی محتاج نہیں ہے۔ اور نہ اس کا اختصاص نیکی ہے۔

اصل نیکی جو ایمانیات سے تعلق رکھتی ہے۔

ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر

بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ خدا پر ایمان پیدا کیا جائے۔ اعمال کی جزا و سزا کو مانتا ہو اور ایمان ہو کہ قیامت لابدی ہے ایک دن ایسا ضرور آنے والا ہے جب احتساب عمل ہو گا والملٰئکۃ والکتب والنبیین اور نیکی یہ ہے کہ خدا تعالے کی مخلوق فرشتوں پر ایمان رکھا جائے۔ خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں کو برحق مانا جائے اور اس کے پیغمبروں اور رسولوں کی تعظیم و تکریم کی جائے۔

عملی نیکی

اور عملی نیکی یہ ہے واٰتی المال علیٰ حبہٖ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین۔ وفی الرقاب۔ اور نیکی یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت میں خدا کے دین کی خدمت کے لئے ملک و ملت کی خدمت کے لئے انسان اپنا مال قربان کرے اور ایثار سے کام لے۔ فرمایا اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر۔ حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا دین نہیں ہے۔ تمہارے ہاتھ میں اگر خانہ کعبہ کی چابیاں ہوں تو یہ فخر و مباہات کی کوئی بات نہیں ہے۔ کعبہ کے پجاری ہونا۔ اس کا چابی بردار ہونا اور جو بتی کرنا مذہب نہیں۔ مذہب تو یہ ہے کہ اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وجاھد فی سبیل اللہ۔ خدا اور آخرت پر ایمان لایا جائے اور خدا کے رستہ میں مال و جان قربان کیا جائے۔

خدا کو تقویٰ پسند ہے نہ کہ رسم و رواج

فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔ یہ جو تم خدا کے حضور قربانیاں کرتے ہو۔ اور اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہو، ہوش رکھو، خدا کے ہاں تمہاری قربانیوں کا گوشت پوست اور ان کا خون نہیں پہنچتا، بلکہ اس کے ہاں تمہارے تقوےٰ اور طہارت کے اعمال پہنچتے ہیں۔ خدا ظاہر کو نہیں باطن کو دیکھتا ہے اور باطن کا ہی خریدار ہے، قربانی جانوروں کی بھی کرو اور جب ایسا وقت آن پہنچے تو خود بھی خدا کی راہ میں اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے سینہ سپر ہو جاؤ۔ اصل غرض طہارت قلب ہے، ورنہ نماز روزہ کی اصل و غایت حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا۔ ویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۔ افسوس ہے ان نمازیوں پر جو رکوع و سجود تو کرتے لیکن وہ اپنی نماز کی غرض و غایت کو سامنے نہیں رکھتے۔ ان آیات سے ایک حقیقت پسند قوم پیدا کرنا مقصود ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی ہی ایک حقیقت پسند قوم پیدا کی۔ فرمایا ان اللہ لا ینظر الی جلودکم ولکن اللہ ینظر الی نیاتکم۔ خدا تعالےٰ کو لوگوں کے چہرے بشرے اور چمڑے وغیرہ کی ضرورت نہیں بلکہ اسکو لوگوں کی نیات اعمال سے واسطہ ہے۔ وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔

خدا کی محبت کا ثبوت ملک و ملت کی خدمت میں

فرمایا واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمٰی والمساکین وابن السبیل وفی الرقاب۔ خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مذہب و ملت اور ملک کی خدمت کے لئے اور اپنے عزیز و اقارب یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں کی حاجت روائی کے لئے خرچ کرنا اصل نیکی اور دین ہے محتاج کی حاجت پوری کرنا اور جو قرضہ میں پھنسا ہوا ہو، اس کو نجات دلانا اور جو قیدی ہو اس کو چھڑانا یا وہ جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو اس کو آزاد کرانا نیکی ہے ایسے شخص کو خدا تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ واقام الصلوٰۃ۔ خدا تعالےٰ کی عبادت کرنا چاہیئے۔ اس میں انسان کا اپنا باطن پاک و صاف ہوتا ہے۔ واتی الزکوٰۃ۔ اپنی قوم کو معزز بنانے کے لئے مال صرف کرو۔ زکوٰۃ دو۔ اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے مالداروں کو غریبوں پر خرچ کرنا چاہیئے۔

عہد کی پابندی

والموفون بعھدھم اذا عاھدوا۔ روزمرہ کے معاملات میں قول و قرار کے پختہ ہو اس سے عزت ہوتی ہے۔ عہد کر کے مکر جانا عذر معذرت کرنا اچھا نہیں۔ عہد کی پابندی کرو۔ نماز جمعہ ایک عہد ہے، کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی ایک عہد ہے پھر امام زمان حضرت مرزا صاحبؑ کے ساتھ بھی ہم نے عہد باندھا ہوا ہے۔ اگر ہم اس عہد کی پابندی نہیں کرتے تو خدا کی جناب سے جو شخص مامور ہو کر آیا اس کی بعثت کی غرض کو ہم پورا نہیں کرتے۔

دکھوں میں صبر کا مقام

والصّٰبرین فی البأساء۔ بیماری، تنگی مصیبت اور تکلیف میں صبر کر کے دکھایا جائے۔ یہ بڑا مقام ہے مصیبت اور تکلیف وہ چیز ہے کسی کا باپ مر جاتا ہے، کسی کی ماں، بیوی اور بہن مر جاتی ہے، کسی کا بھائی اور خاوند مر جاتا ہے، اس موقعہ پر صبر کرنا بڑا مشکل مقام ہے۔ قرآن نے صبر کی تلقین کی ہے احادیث میں زور دیا گیا ہے کہ تکلیف اور رنج و الم میں اور دکھ درد کے موقعہ پر صبر کر کے دکھاؤ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا بچہ بیمار تھا اس کی حالت نہایت نازک ہو گئی۔ حضور تشریف لاتے ہیں تو فرماتے ہیں ولتصبر ولتحتسب پیاری بیٹی صبر کرو، رضا الٰہی حاصل کرو ان للہ ما اخذ۔ خدا کا مال تھا جو اس نے واپس لے لیا ان اللہ ما اعطیٰ اور جو کچھ اس نے دے رکھا ہے وہ بھی اسی کا ہے۔

صحابہ کرامؓ میں صبر کا مرتبہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی، جس کا خدا پر زبردست ایمان تھا، اور مصیبت کے وقت اللہ تعالےٰ کی رضا چاہتی تھی اور صبر و شکر سے کام لیتی تھی۔ عورتوں اور مردوں میں صبر و شکر کی صفات پیدا ہو گئیں ان کے نمونوں میں نظر آتا تھا کہ وہ صابر و شاکر ہیں۔ ابو طلحہ رضؓ سفر میں تھے بہت بڑے آدمی تھے ان کی عدم موجودگی میں ان کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا، جس دن وہ سفر سے واپس گھر پہنچے اس سے کچھ پہلے ان کے فرزند کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کی اہلیہ صاحبہ سوچتی ہیں کہ وہ سفر سے ابھی ابھی واپس آئے ہیں اپنے بیٹے کی وفات کی خبر سن کر رنجیدہ خاطر ہوں گے۔ ان کی طبیعت پر شاق گذرے گا۔ ابو طلحہؓ نے پوچھا بیٹے کا کیا حال ہے کہتی ہیں استراحت کر رہا ہے اللہ اکبر کیا ہمت ہے۔ ان کا اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کا کیا معیار ہے، صبح ہوئی اپنے خاوند سے کہا میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتی ہوں۔ اگر ہمسایہ سے کوئی چیز مانگ کر لی جائے اور وہ واپس لے لے تو کیا اس کے دینے میں کوئی مضائقہ ہو سکتا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں، جس سے کوئی چیز لی ہو اسے واپس کر دیا جائے تو سنو ہمارا بیٹا جو خدا تعالےٰ نے ہمیں دیا تھا اس نے واپس لے لیا ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ ایک عورت ذات ایک مرد کو تلقین کرتی ہے۔ یہ رنگ پیدا کیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ایک شخص کا باپ بھائی خاوند اور ماں بہن بیوی مر جاتے ہیں وہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ رب العٰلمین سب ستائش خدا ہی کو سزاوار ہے اس طرح قوم کو رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنا سکھایا۔ دکھ درد کی گھڑیاں آتی ہیں اور بیت جاتی ہیں۔ لیکن یہ امتحان اور آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔

جنگ کے دوران میں مسلمانوں کا عمل

فرمایا والصّٰبرین فی البأساء والضراء وحین البأس تنگی آتی ہے۔ تکالیف آتی ہیں، اور ایک پریشان کن وقت جنگ کا بھی آتا ہے۔ جنگ کے وقت ماں بہن۔ بیوی، بھائی، والد اور بیٹا سب کام آجاتے ہیں، اس وقت صبر کا امتحان ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ آپ کے بیٹے نے کہا ابا جان ہم نے مخالفت کی حالت میں جنگ کے موقعہ پر آپ کو قتل نہ کیا، ہم نے سوچا کہ والد ہیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا خدا کی قسم اگر تم نظر آجاتے تو سب سے پہلے میں تمہارا سر اڑا تا۔ جنگ کے وقت پیٹھ دکھا کر بھاگ جانا مسلمان کی شان نہ سمجھی جاتی تھی، مسلمان سینہ پر گولی کھاتا تھا۔ مسلمان کو قوم و ملت کے تحفظ کے لئے سینے پر گولی کھانا چاہیئے۔ آپ مر کر اپنی قوم اور ملت کو زندہ رکھو۔

دین میں صداقت اور معاملات میں تقویٰ

اولٰئک الذین صدقوا۔ ایسے لوگ دین کو عملاً سچا کر دکھاتے ہیں۔ وہ اپنے قول و فعل میں سچے ہوتے ہیں، ان کے معاملات کے اندر نظر آتا ہے کہ وہ خدا پرست ہیں واولٰئک ھم المتقون اور متقیوں کے لئے جو لفظ بولا جاتا ہے وہ ایسے ہی لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

اہلیہ صاحبہ مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات

حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب ہمارے نہایت ہی معزز، قابل عزت و احترام بزرگ تھے۔ وہ انسان سے بڑھکر تھے وہ فرشتہ تھے۔ جو کوئی بھی ان کے ساتھ رہا، ان کو بھلا نہیں سکا۔ ان کے چلے جانے سے قوم کو بہت نقصان ہوا۔ آج اُن کی بیگم صاحبہ رحلت کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد ان کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

دعائے صحت کے لئے استدعا

(١) ملک عبدالغنی صاحب کارکن دفتر انجمن عرصہ سے بیمار ہیں، احباب جماعت سے وہ دعا کے لئے استدعا کرتے ہیں۔ امید ہے احباب ان کے لئے پوری دلسوزی سے دعا کریں گے۔

(٢) ماسٹر عبدالمجید صاحب ولد مولوی ابراہیم صاحب آف جہلم درد گردہ اور مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔

اسی جمیلہ بیگم ولد ڈاکٹر عصمت اللہ مرحوم جگر کی خرابی کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ دونوں کے لئے احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

کتاب "حقیقۃ النبوۃ" پر تبصرہ

اور علماء ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ گذارش

کہ خدا کے مقرر کردہ حَکَم پر حَکَم بننے کی کوشش ترک کر دیں

(۴)

کیا دونوں جماعتوں کا نزاع لفظی نزاع ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے وجود باجود میں جو تفصیلی حقیقت حضورؑ کے دعاوی اور مقام قرب الٰہی اور اس کے نتیجہ میں انعامات الٰہی کے حصول کے متعلق پائی جاتی ہے۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد جناب قاضی صاحب محترم ہماری جماعت کے متعلق لکھتے ہیں

" مگر وہ (یعنی ہماری جماعت) غلط فہمی سے اس حقیقت کو حقیقت نبوت نہیں سمجھتے بلکہ اس حقیقت کا نام نبوت جزئیہ یا محدثیت رکھتے ہیں"

پھر لکھتے ہیں :-

"مگر وہ اس کا نام جزئی نبوت رکھتے ہیں"

اسی حقیقت کے متعلق اپنی جماعت کا عقیدہ جناب قاضی صاحب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :-

"ہم کامل نبوت مانتے ہیں"

پھر لکھتے ہیں :-

" اب خواہ وہ (یعنی ہماری جماعت) اس کا نام نبوت جزئیہ رکھیں اور ہم اس کا نام نبوۃ مطلقہ بات ایک ہی ہے کیونکہ وہ آپ کی نبوت کو جزئیہ تشریعی نبوت کے مقابلہ میں قرار دیتے ہیں اور ہم آپ کی نبوت کو نبوت کاملہ نبوۃ مطلقہ کے لحاظ سے کہتے ہیں"

ان حوالوں میں دو امور پر روشنی پڑتی ہے

مندرجہ بالا حوالوں سے دو باتیں ظاہر ہیں اول یہ کہ قاضی صاحب محترم کے نزدیک جماعت ربوہ کے مذہب میں نبوت مطلقہ اور نبوت کاملہ ہم معنی الفاظ ہیں اور نبوت مطلقہ کے متعلق آپ ابن عربی جیسے بزرگ کے حوالوں سے بزعم خود یہ ثابت کر چکے ہیں کہ نبوت مطلقہ قیامت تک جاری ہے گویا بالفاظ دیگر جماعت ربوہ کے نزدیک نبوت کاملہ قیامت تک جاری ہے، حالانکہ ابن عربی کے نزدیک نبوت مطلقہ محض ولایت کا دوسرا نام ہے جیسا کہ بارہا ثابت کیا جا چکا ہے۔ دوسری بات جو ان حوالوں سے ظاہر ہے یہ ہے کہ جناب قاضی صاحب اپنی تحریر کے ذریعہ لوگوں پر یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت اور جماعت ربوہ میں حقیقی نزاع نہیں بلکہ لفظی نزاع ہے۔ لیکن ان کا یہ قول بالکل غلط اور خلاف واقع ہے۔

لفظی نزاع کی حقیقت

لفظی نزاع کے متعلق میں گذشتہ اقساط میں حضرت اقدسؑ کی تحریر سے واضح کر چکا ہوں کہ کوئی نزاع لفظی نزاع صرف اسی وقت کہلاتا ہے جبکہ نتیجہ دونوں فریقوں کے نزاع کا ایک ہی نکلتا ہو۔ اگر نتیجہ ایک نہیں تو پھر وہ نزاع محض لفظی نہیں ہوگا بلکہ حقیقی ہوگا لیکن ہماری جماعت اور جماعت ربوہ کے درمیان حضرت اقدس کے مقام کی تفصیلی کیفیت بے شک یکساں ہے لیکن نتائج میں زمین و آسمان کا فرق ہے جماعت ربوہ اس کیفیت کا نام کامل نبوت رکھ کر حضور کو جماعت انبیاء میں داخل کرتی ہے جن کا انکار مستلزم کفر ہوتا ہے اور ہماری جماعت اسی کیفیت کے لحاظ سے حضور کو جماعت اولیاء کا ایک فرد قرار دیتی ہے جن کے انکار سے منکر گنہگار تو ہو سکتا ہے لیکن کافر نہیں ہو سکتا بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک امتی حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے جس قدر انتہائی کمالات ولایت حاصل کر سکتا ہے وہ حضورؑ نے حاصل کئے اور اسی وجہ سے آپ خاتم الاولیاء قرار دیئے گئے جس کے معنی یہ ہیں کہ حضورؑ ہی اب قیامت تک حضرت نبی کریم صلعم اور دیگر مسلمانوں کے درمیان واسطہ رہیں گے اور یہی ولی کا اصل کام ہے آگے قرب الٰہی تک پہنچانا حضرت نبی کریم صلعم کا کام ہے اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار فرمایا کہ نبی اولیت کے لئے بطور وتد کے ہوتا ہے یعنی ولی اپنے متبوع نبی پر ایمان پیدا کرتا ہے اور اس کا نبی متبوع خدا پر ایمان پیدا کرتا ہے اور اپنے تابع کے منہ کو فیضان الٰہی کے شیریں چشمہ پر رکھوا دیتا ہے جہاں سے وہ سیراب ہوتا رہتا ہے۔

قاضی صاحب کی تحریر میں اختلاف

میں حیران ہوں کہ جناب قاضی صاحب خود ہی لکھتے ہیں کہ ہماری جماعت نبوت جزئیہ کو محدثیت کے ہم معنی قرار دیتی ہے اور پھر خود ہی اس کے خلاف یہ لکھتے ہیں کہ ہم دونوں کے درمیان محض لفظی نزاع ہے گویا جناب قاضی صاحب کے نزدیک ان دونوں باتوں میں کوئی فرق ہی نہیں، ایک فریق یعنی ہماری جماعت حضرت مسیح موعودؑ کو جماعت اولیاء کا فرد قرار دیتی ہے اور ان کی وحی کو وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت تسلیم کرتی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود بار بار اس کی وضاحت کی ہے اور دوسرا فریق یعنی جماعت ربوہ انہیں انبیاء کا فرد قرار دیتی ہے اور ان کی وحی کو وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت تسلیم کرتی ہے جس کا بار بار حضور نے انکار کیا ہے اور ان دونوں عقیدوں کے نتائج میں جو زمین آسمان کا فرق ہے وہ کسی سمجھدار اور واقف دین سے مخفی نہیں رہ سکتا کیا جماعت ربوہ اب محدث اور نبی کو ہم معنی سمجھنے لگ پڑی ہے، اگر ایسا ہے تو اس کی وضاحت فرما دی جائے۔ پس جناب قاضی صاحب کا اس نزاع کو محض لفظی نزاع قرار دینا یا تو صریح مغالطہ ہے یا خود انہوں نے لفظی نزاع کی حقیقت کو سمجھنے میں سخت غلطی کھائی ہے۔

حَکَم پر حَکَم بننے کی کوشش

یہ تو ضمنی بات تھی لیکن اس کا بیان کرنا اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری تھا۔ اب قارئین کرام حَکَم پر حَکَم بننے کی کوشش کی، ایک دوسری مثال ملاحظہ فرمائیں۔

جماعت ربوہ کے عقیدہ کے مقابل حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ

جماعت ربوہ کا عقیدہ کتاب زیر تبصرہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کامل نبی تھے لیکن اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود کا اپنا عقیدہ اس بارے میں جو حضورؑ نے اپنی قلم سے تحریر فرمایا ہے قابل غور ہے۔ حضورؑ اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰ پر اپنے مقام کو ایسی صفائی سے بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں کسی منصف مزاج کو اس کی تعیین میں شک نہیں رہ سکتا۔ نیز اس بیان سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے کونسی جماعت حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک کے مطابق اپنا مسلک رکھتی ہے اسلئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ تحریر مندرجہ ذیل کو غور سے مطالعہ کرے کیونکہ یہ اپنے اندر بہت

سے اہم مسائل کا حل رکھتی ہے اور دونوں جماعتوں کے درمیان جو تنازع چلا آ رہا ہے اسے صاف کر دیتی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر

فرماتے ہیں:-

"اسجگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے
کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح
نبی تھا تو اس کا اول جواب ... تو یہی
ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے
ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت
شرط نہیں ٹھہرائی"

جناب قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا دیگر علماء ربوہ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر غور کریں "آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی"۔ کیا آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس کو نعوذ باللہ احادیث کا اتنا بھی علم نہ تھا کہ آپ کو حدیث کی کتاب صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی چار بار استعمال ہوا ہے نظر آ جاتا۔ حالانکہ اسی حدیث کو آپ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت کرنے کے لئے بطور ایک زبردست دلیل کے بار بار پیش کرتے رہتے ہیں اگر حضورؑ کو علم تھا اور یقیناً تھا تو کبھی آپ نے غور کیا کہ حضور نے باوجود اس علم کے کیوں یہ لکھا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی کیا حضور کا ایسا لکھنا کھلی کھلی دلیل نہیں اس بات پر کہ حضور کے نزدیک حدیث میں وارد شدہ لفظ نبی آنے والے مسیح کو انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں داخل نہیں کرتا کیونکہ یہ نبوۃ کے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ محض مجاز کے رنگ میں مستعمل ہوا ہے؟ درحقیقت نبوت کی نفی کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محض اولیاء امت کی شان میں ہی مستعمل ہو سکتا ہے۔ اور مجازی معنی میں مستعمل ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ انہی احادیث میں آنے والے مسیح کو امتی بھی کہا گیا ہے جیسا کہ حضور نے اس کے بعد ہی اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھا ہے "بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں"۔ ان الفاظ نے حضرت مسیح موعود کے اس نظریہ کے معنی بھی صاف کر دیئے ہیں جسے آپ پیش کرتے رہے کہ امتی اور نبی میں نسبت تباین کی ہوتی ہے علمائے ربوہ اس کے یہ معنی کیا کرتے ہیں کہ حضور کے اس نظریہ کا مفہوم یہ ہے کہ نبی امتی نہیں ہو سکتا ہے لیکن حضور کا مندرجہ بالا بیان صاف بتلا رہا ہے کہ امتی بھی نبی نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ حضور نے آنے والے مسیح کا بوجہ مسلمان ہونے کے نبی ہونا محال لکھا ہے۔

اس کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں:-

"اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ
کی طرف سے اس امت کے لئے
محدث ہو کر آیا ہے"

حضور کے یہ الفاظ بھی صاف بتلا رہے ہیں کہ حضور کے نزدیک محدثیت اور نبوت میں منافاۃ ہے جو شخص امت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور محدث مبعوث کیا جاتا ہے وہ زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں ہو سکتا۔

دو سوالوں کا جواب

حضور کے مندرجہ بالا بیان پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں ایک سوال تو خود سائل کی طرف سے کتاب میں ہی درج ہے اور دوسرا یہ کہ پھر احادیث میں آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی کیوں استعمال ہوا ہے جبکہ وہ درحقیقت نبی نہیں اور نہ زمرۂ انبیاء کا فرد ہے بلکہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے زمرۂ اولیاء کا فرد ہے ان دونوں سوالوں کا جواب جو حضورؑ نے دیا ہے وہ ذیل میں درج ہے۔ سائل کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جب مثیل مسیح ہونے کے مدعی ہیں تو مسیح تو نبی تھا اس لئے اس کے مثیل کو بھی نبی ہونا چاہیئے تا مماثلت مکمل طور پر ثابت ہو جائے اس کا جواب حضور نے یہ دیا ہے کہ مماثلت ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آنے والے مسیح پر لفظ "نبی" کا اطلاق جائز ہو جائے خواہ ناقص اور جزئی طور پر ہی ہو اور محدث ناقص اور جزئی طور پر نبی کہلا سکتا ہے اور آنے والا مسیح بھی چونکہ بحیثیت محدث مبعوث ہوگا اس لئے گو نبوت تامہ اس کے لئے نہیں جس کا زمرۂ انبیاء کے لئے ہونا ضروری ہے لیکن نبوۃ ناقصہ اور جزئیہ جس کا وجود محدثین کے لئے ضروری ہے اس میں ضرور پائی جائے گی اور مماثلت ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ نہ کچھ غیریت کا وجود لازمی ہے۔ چنانچہ حضور کی تحریر کے مندرجہ ذیل جملے نہایت صفائی سے میرے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق کرتے ہیں، فرماتے ہیں:-

"اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا
ہے (ایک معنی کے الفاظ ذہن نشین
رکھیں۔ از ناقل) گو اس کے لئے نبوۃ
تامہ نہیں (الفاظ نبوت تامہ نہیں بھی
یاد رکھیں از ناقل) مگر تاہم جزئی طور پر
وہ ایک نبی ہی ہے"

عبارت مندرجہ بالا میں حضور اپنے وجود سے نبوت تامہ کی نفی کر رہے ہیں جس کے قائل ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائی ہیں۔ اور اس کے بالمقابل ایک معنی سے اور جزئی نبوت کا اثبات فرما رہے ہیں اور اس امر کا بھی صاف الفاظ میں اعلان فرما رہے ہیں کہ ایک معنی سے نبوت یعنی جزوی نبوت محدثیت میں پائی جاتی ہے انبیاء علیہم السلام میں نبوت تامہ پائی جاتی ہے جس سے محدث محروم ہوتا ہے اور جب تک کسی شخص میں نبوت تامہ نہ پائی جائے اس وقت تک وہ زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں قرار دیا جا سکتا یہی وجہ ہے کہ صحیح مسلم کی احادیث میں جو آنے والے مسیح کے لئے لفظ نبی وارد ہوا ہے وہ اس معنی میں وارد نہیں ہوا جس معنی میں زمرۂ انبیاء کے افراد کے لئے مستعمل ہوتا ہے یعنی نبوت تامہ کے مفہوم میں مستعمل نہیں ہوا بلکہ جزئی نبوت کے مفہوم میں مستعمل ہوا ہے اور جزوی نبوت کا مصداق زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ بوجہ محدث ہونے کے زمرۂ اولیاء کا ہی فرد رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والے مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں رکھی۔

دوسرے سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا بیان میں ہی آ جاتا ہے کیونکہ آنے والے مسیح نے چونکہ مسیح ناصری علیہ السلام کا مثیل ہونا تھا اور مثیل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ تمام صفات میں مثیل ہو خواہ کسی قدر کمی کے ساتھ ہی ہو، اس لئے حدیث نبوی میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آنے والے مسیح پر بھی لفظ نبی کا اطلاق جائز ہوگا خواہ وہ ناقص اور جزوی طور پر ہی ہو تا مماثلت ثابت ہو جائے اس موضوع پر انشاء اللہ و بتوفیقہ مستقل مقالہ بھی عنقریب سپرد قلم کیا جائے گا۔

ایک معنی سے نبی ہونے کی تشریح

حضور نے فرمایا ہے:-

"اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی
ہوتا ہے"

اس ایک معنی کی تشریح میں حضور نے مندرجہ ذیل امور کو شامل کیا ہے۔

(۱) خدا سے ہم کلامی کا شرف
(۲) اظہار امور غیبیہ
(۳) اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا
(۴) مغز شریعت کا اس پر کھولے جانا۔
(۵) بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہونا
(۶) انبیاء کی طرح باواز بلند اپنے آپ کو ظاہر کرنا۔
(۷) اس کے منکر کا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرنا۔

احباب ربوہ کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ مندرجہ بالا سات امور پر نظر غائر ڈال کر دیکھیں کہ کیا یہ وہی امور نہیں جو انبیاء علیہ السلام اور محدثین میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں گو انبیاء علیہم السلام میں اصالتاً اور محدثین میں تبعیت کے طور پر پائے جاتے ہیں لیکن پائے دونوں میں ہی جاتے ہیں۔ اور پھر ایک چیز ان امور میں نمایاں طور پر اپنی عدم موجودگی کا اعلان کرتی ہوئی آپ کو نظر آئے گی اور وہ چیز شریعت یا ہدایت مستقلہ یا کتاب کا لانا ہے (ان تینوں اصطلاحوں پر کسی دوسرے موقعہ پر انشاء اللہ روشنی ڈالی

جماعت احمدیہ لاہور کی

پانچ منفرد و ممیّز خصوصیات

(۱) تکمیل دین اور ختم نبوّت پر حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت!

کہ جو تکمیل شریعت کے ساتھ نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ کسی پرانے نبی کے نزول کی۔

(۲) اتحاد بین المسلمین کی نقیب واحد جماعت!

جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے بلکہ تکفیر سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) اس زمانہ میں اشاعت اسلام اور علوم قرآنیہ کی اوّلین علمبردار واحد جماعت!

کہ جس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان پیدا کر دکھلایا بلکہ مغربی دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کر کے طلوع الشمس من مغربہا کا معجز نما نظارہ دکھلا دیا ہے۔

(۴) اصلاح ملّت کی داعی واحد جماعت!

احیاء دین و اصلاح ملّت کے عالی مقاصد مجدّدین کی آسمانی بعثت اور ان سے روحانی تعلق سے وابستہ ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر مسلمان کو چودھویں صدی کے مامور من اللہ کے فیوض روحانی سے استفادہ کرنے کی پرزور داعی ہے۔

(۵) صحیح اسلامی جمہوریت پر اپنے نظام کو قائم کرنیوالی واحد جماعت!

کہ جہاں پیر پرستانہ و غلامانہ ذہنیت کارفرما نہیں، بلکہ جس کے نظام میں بموجب الوصیت بانیٔ سلسلہ معاملات اسلامی شورائے سے طے پاتے ہیں۔

کیا آپ

ایسی منفرد جماعت کے جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر ذاتی واقفیت حاصل کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے؟

آیئے اور شوق سے آیئے اور ایسی منفرد جماعت کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرما کر اپنی معلومات دینی میں اضافہ کیجئے۔

پروگرام دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

الداعی: ڈاکٹر اللہ بخش۔ مہتمم جلسہ سالانہ

ہمارے احباب

ہماری امداد کیونکر کر سکتے ہیں؟

جلسہ پر آنے والے دوستوں سے التماس

(۱) آپ میں سے مستعد و منتظم اصحاب اپنی خدمات ۱۰ دسمبر تک بطور رضاکار پیش کریں۔ اور ۲۲ دسمبر کی شام تک لاہور مرکز میں پہنچ جائیں۔

(۲) **مشترکہ انتظام رہائش** میں حتی الوسع قیام فرمائیں۔ مرد مردوں کی جائے اقامت پر اور خواتین اپنی جگہوں پر۔ جلسہ کی ایک بڑی غرض باہمی تعارف بڑھانا ہے۔ اکٹھی رہائش سے یہ غرض پوری ہوتی ہے نہ کہ فیملی سسٹم کی طرز پر رہنے سے۔

(۳) **مشترکہ انتظام طعام** سے فائدہ اٹھائیں جو اس مرتبہ زیادہ وسیع اور آرام دہ ہوگا۔ جائے قیام گاہ پر کھانا پہنچانے سے دیر بھی ہوتی ہے اور کھانا سرد بھی ہو جاتا ہے۔ اور نیز کھانا ضائع بھی چلا جاتا ہے۔

(۴)۔ **نمازوں میں بالالتزام شرکت کریں** اور اپنی منظم دعاؤں میں جماعتی ترقی و توسیع کے لئے بالخصوص دعائیں کریں۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ مہتمم جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کیلئے حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب ان پر آسان کر دیوے اور انکے ہم و غم دور اور انکو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عطا فرماوے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشان کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

۲۲ دسمبر بروز ہفتہ مستورات کا جلسہ زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب صبح دس بجے مسلم ہائی سکول لاہور میں منعقد ہوگا اجلاس کے بعد صنعتکاری کی نمائش ہوگی پروگرام علیحدہ شائع ہوگا۔

۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار

اجلاس اول :- ۱۰ بجے صبح تا ۱/۲ ۱ بجے دوپہر

زیر صدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز مغربی پاکستان لاہور

تلاوت قرآن کریم :- حافظ قاری محمد بوستان صاحب :- ۱۰ بجے تا ۱۰-۱۰
نعت :- طلباء اسلامیہ ہائی سکول لاہور :- ۱۰-۱۰ تا ۱۰-۲۰
ملفوظات حضرت مسیح موعود :- مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح لاہور :- ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۵
افتتاحی تقریر :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ :- ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۵
دیوار کے نوشتے :- میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی :- ۱۱-۱۵ تا ۱۱-۴۵
تقریر :- محمد شفیع صاحب لیکچرر ایم اے پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور :- ۱۱-۴۵ تا ۱۲-۱۵
بیت الصادقین :- ملک ظفر اللہ خاں صاحب :- ۱۲-۱۵ تا ۱۲-۴۵
تقریر :- مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے :- ۱۲-۴۵ تا ۱-۱۵

(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوئم :- ۲-۴۵ تا ۴-۳۰ بعد دوپہر

زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور

تلاوت قرآن مجید :- طلباء لاہور سکول ہذا
نعت :- " " " } ۱۵ منٹ

جہاد :- میاں رحیم بخش صاحب ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر سنٹرل ایکسائز کسٹم :- ۳-۰۰ تا ۳-۳۰
الی جہاد اور ہماری ذمہ داریاں :- مولانا عبد المنان صاحب عمر ایم اے علیگ :- ۳-۳۰ تا ۴-۰۰
آئیڈیل شہر :- مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی :- ۴-۰۰ تا ۴-۳۰

بعد از نماز مغرب وعشاء سات بجے شام انجمن کے ہائی سکولوں کے طلباء کا ذیل کے عنوانات کے تحت تقریری مقابلہ ہوگا۔

(۱) اسلام میں اطاعت شعاری (۲) اسلامی تنظیم

۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز سوموار

اجلاس اول :- ۱۰ بجے صبح تا ۲۵-۱ بجے دوپہر

زیر صدارت خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج ڈاڈر سینی ٹوریم

تلاوت قرآن مجید :- طلباء لاہور سکول ہذا
نعت از درثمین :- " " " } ۱۵ منٹ

سالانہ رپورٹ :- آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر :- ۱۰-۱۵ تا ۱۰-۴۵
بس چہ باید کرد (تقریر) :- الحاج میاں محمد حسن صاحب ایڈووکیٹ گجرات :- ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۵
ارشادات :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ :- ۱۱-۱۵ تا

(نماز عصر و ظہر)

اجلاس دوئم :- ۲-۴۵ تا ۳-۴ بجے

زیر صدارت میاں غلام سید صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی

تلاوت قرآن مجید :- حافظ محمد ادریس صاحب
نعت :- حاجی اللہ رکھا صاحب } ۱۵ منٹ

حضرت یسوع مسیح کی قربانی :- مرزا معصوم بیگ صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ :- ۳-۰۰ تا ۳-۳۰
موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کے فرائض :- مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری :- ۳-۳۰ تا ۴-۱۰
احمدیت ہم سے کیا چاہتی ہے :- میاں احمد رفیق یوسف ایم اے ایڈووکیٹ لاہور :- ۴-۱۰ تا ۴-۳۰

نماز مغرب وعشاء کے بعد سات بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے مختلف کالجوں کے طلباء "اسلام اور وحدت ملی" کے موضوع پر انعامی مقابلہ میں شرکت کریں گے۔

نوٹ :- ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء کو بعد از نماز مغرب وعشاء بوقت سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز منگل وار

اجلاس اول :- ۹-۳۰ صبح تا ۵۵-۱ بجے دوپہر

زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر ملتان

تلاوت قرآن مجید و نعت :- طلباء مسلم ہائی سکول بڈھو کی :- ۱۵ منٹ
تقریر :- خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب :- ۹-۴۵ تا ۱۰-۱۵
تقریر :- پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے ڈیرہ غازی خاں :- ۱۰-۱۵ تا ۱۰-۴۵
قرآن کریم اور احمدی جماعت :- مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع :- ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۲۵
تقریر :- خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب :- ۱۱-۲۵ تا ۱۱-۵۵
نیا نظام :- ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل ایگزامینر :- ۱۱-۵۵ تا ۱۲-۲۵
جہاد بالقرآن اور مسیح موعود :- مولوی نذیر محمد صاحب نوشاہی :- ۱۲-۲۵ تا ۱۲-۵۵
تقریر :- پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی :- ۱۲-۵۵ تا ۱-۲۵
اختتامی تقریر :- حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ :- ۱-۲۵ تا ۱-۵۵

(۱) نماز ظہر و عصر پونے تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی اور نماز مغرب و عشاء پانچ بجے جمع ہوا کریں گی۔
(۲) سب دوستوں کو ان اوقات میں با جماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔
(۳) درس قرآن کریم ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب دیا کریں گے۔
(۴) احمدیہ کانفرنس ۲۴ دسمبر کو بعد درس قرآن مجید منعقد ہوگی۔
(۵) مستورات کا اجلاس ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء کو زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب منعقد ہوگا۔
(۶) کھانا کھانے کے اوقات کی عموماً پابندی نہیں ہوتی جو نہایت ہی ضروری ہے۔ معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ جلسہ کے وقت آرام سے تقاریر سن سکیں۔
(۷) سب دوست اپنے بستر ساتھ لاویں۔

کھانے کے اوقات } صبح ۸ بجے سے ۱/۲ ۹ بجے تک؛ شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

ڈاکٹر اللہ بخش افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

جائے گی)

کیا یہ بات نص صریح نہیں اس امر پر کہ اصالت اور متبعیت کے علاوہ یہی ایک ایسی چیز ہے جو محدث کو انبیاء علیہم السلام سے جُدا کر دیتی ہے اور یہی ایک امر ہے جو انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو نبوت تامہ بنا دیتا ہے اور اسی کا فقدان محدثین کی نبوت کو نبوت ناقصہ کے درجہ پر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے بالصراحت فرمایا کہ محدث کو نبوت اور احکام جدیدہ کے علاوہ سب کچھ دیا جاتا ہے۔ دیکھو برکات الدعا صفحہ ۱۲

الوصیت کا حوالہ

اور یہی وجہ ہے کہ حضور نے اپنی کتاب الوصیت میں فرمایا:۔

"خدا تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں (کیا خاتم النبیین کی جو تشریح میں بیان کر چکا ہوں حضرت اقدس کی یہ عبارت اس کی تصدیق نہیں فرما رہی از ناقل) تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔"

ربوہ کے احباب کرام مندرجہ بالا وجہ پر غور فرمائیں کیا اس سے صاف عیاں نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کی بعثت دنیا کو کسی نہ کسی سچائی سے روشناس کرانے کے لئے ہوتی ہے اب چونکہ قرآن کریم کے آنے سے تمام سچائیوں سے دنیا کو باخبر کر دیا گیا ہے اور کوئی سچائی باقی نہیں جس کا جاننا دنیا کے لئے ضروری ہو اور وہ قرآن مجید میں موجود نہ ہو اس لئے اب حضرت نبی کریم صلعم کے وجود باجود پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کے لئے کسی نہ کسی سچائی کو لانا ضروری ہے اور جب تک وہ سچائی نہ لائے اس کی نبوت نبوت تامہ نہیں کہلا سکتی یہ وہ عبارت ہے جس پر خط تنسیخ بھی کھینچا نہیں جا سکتا اور یہ چونکہ حضرت اقدس کی وصیت کی عبارت ہے جو حضور نے خدا سے اپنی موت کی خبر پا کر جماعت کے لئے لکھی تا جماعت اسی عقیدہ کی پابند رہے جو اس آخری وصیت میں درج ہیں اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس عبارت کو اچھی طرح غور سے پڑھیں اور اپنا یہ عقیدہ ہمیشہ کے لئے بنا لیں کہ بطور نبی کوئی شخص مبعوث نہیں کیا جاتا جب تک خدا کی طرف سے اس پر کوئی نئی سچائی نازل نہ ہو۔

اس کے بعد کی عبارت بعض دوستوں کے دلوں میں کھٹکتی رہتی ہے۔ لیکن اگر وہ توضیح مرام کی عبارت کو ملا کر پڑھیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔ میں اس وقت خوف طوالت کی وجہ سے اس کی تشریح نہیں کر سکتا اگر ضرورت پڑی تو انشاء اللہ اس کی تشریح بھی حاضر خدمت کر دی جائے گی۔

مواہب الرحمان کا حوالہ

الوصیت کے علاوہ مواہب الرحمان صفحہ ۶۶-۶۷ میں بھی حضور نے اسی مضمون کو ادا کیا ہے یہ کتاب بھی چونکہ ۱۹۰۳ء کی ہے اس لئے اس کی کوئی عبارت بھی قابل تنسیخ نہیں قرار دی جا سکتی حضور فرماتے ہیں:۔

" وللّٰہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فہم القرآن"

یعنے اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء کو مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے اور وہ فی الحقیقت نبی نہیں ہوتے وہ کیوں نبی نہیں ہوتے وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن کریم نے شریعت کی حاجت کو پورا کر دیا ہے اس لئے ان اولیاء کو اب شریعت دینے کی بجائے صرف قرآن کریم کا فہم عطا کیا جاتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ توضیح مرام میں بھی یہی لکھا ہے کہ محدث پر مغز شریعت کھولا جاتا ہے اور مواہب الرحمان میں بھی یہی لکھا ہے کہ اولیاء کو قرآن کریم کا فہم عطا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مواہب الرحمان کی عبارت سے بالکل واضح ہے کہ ایسے لوگ جماعت اولیاء کے افراد ہوتے ہیں نہ کہ جماعت انبیاء کے اور انہی افراد میں حضور نے اپنے آپ کو داخل کیا ہے اور اس کے حق میں نبی کا لفظ استعمال کرنا بالکل اسی مفہوم میں ہے جس مفہوم میں توضیح مرام وغیرہ کتب میں مستعمل ہونا بیان کیا گیا ہے برکات الدعا میں بھی نبوت اور احکام جدیدہ کے سوا محدث کو باقی تمام امور کا ملنا تسلیم کیا گیا ہے اور الوصیت اور مواہب الرحمان میں بھی یہی حقیقت تسلیم کی ہے ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب اور ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتب کے بیانوں میں سرمو فرق نہیں۔ یہ عبارت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ نبی اور محدث میں مابہ الامتیاز شریعت ہی ہے۔

چشمہ معرفت کا حوالہ

اب آخری کتاب چشمہ معرفت کا حوالہ پیش کرتا ہوں جس سے مکمل وضاحت ہو جائے گی اور اگر تنازع کو ختم کرنا مقصود ہو تو اس حوالہ سے ایک منٹ میں ختم ہو سکتا ہے۔ مواہب الرحمان کے حوالہ سے آپ پر عیاں ہو چکا ہے کہ اولیاء کو صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن وہ فی الحقیقت نبی نہیں ہوتے اب ذیل میں چشمہ معرفت کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آں جناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا۔۔۔۔ کہ آنحضرت صلعم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب صلعم کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلعم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں"

(دیکھو صفحہ ۳۱۴ حاشیہ)

ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوستو! مواہب الرحمان میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کو ہی نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے چشمہ معرفت کے حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا رنگ حضرت مسیح موعودؑ کو دیا گیا نتیجہ صاف ہے کہ حضورؑ بھی اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء میں داخل فرما رہے ہیں اس عبارت سے یہی واضح ہے کہ نبی نام رکھنا اسی طرح ہے جس طرح احادیث میں محدثین کا نام نبی رکھا جاتا ہے اور یہ واضح ہے کہ محدثین کا نام بھی ناقص اور جزئی طور پر ہی رکھا جاتا ہے، تیسرا امر یہ عبارت بتلا رہی ہے کہ حضور حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض کا کامل نمونہ ہیں اور نام چونکہ کمال پر ہی جا کر ملتا ہے جیسا کہ میں گذشتہ اقساط میں ثابت کر چکا ہوں اس لئے دیگر اولیاء کے مقابل آپ کو ظلی نبی کا نام دیا گیا، تا انبیاء بنی اسرائیل سے جو مشابہت مخفی چلی آ رہی تھی

وہ نمایاں طور پر بھی ظاہر ہو جاتے۔ مخفی رکھنے میں بھی حکمت تھی اور نمایاں کرنے میں بھی حکمت ہے اگر کسی ایک ہی میں بھی یہ مشابہت نمایاں نہ ہوتی تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا دعوے بلا ثبوت رہتا، اگر مشابہت سب میں مخفی رہتی تو دعوے مشابہت دعوے کی حدود سے باہر نہ نکلتا۔

صریح طور پر نبی کا خطاب دینے کا مطلب

یہی مطلب ہے حضور کی اس عبارت کا کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ صریح طور پر مخفی طور پر کے مقابلہ میں ہے چنانچہ حضور نے اپنی متعدد کتب میں اس کی صراحت کی ہے۔ جیسا کہ کشتی نوح ص۴۹ میں آپ فرماتے ہیں :-

"اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل افراد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور در اصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل پر کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے۔ اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔"

"صریح طور پر" کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی وقت میں نبی کا لفظ مخفی طور پر آپ کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا اور بعد کے الہامات میں صراحت سے استعمال ہونے لگا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بالکل شروع میں ہی نبی کا لفظ حضور کے الہامات میں صراحت سے ہی استعمال ہوتا رہا ہے بالکل ابتدائی الہامات میں "دنیا میں ایک نبی آیا" کے الفاظ موجود ہیں، اس سے زیادہ صراحت اور کیا ہو سکتی ہے اسی لئے حضور نے اس کے بعد تشریح فرما دی کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی یہ الفاظ بالکل توضیح مرام کے ان الفاظ کے ہم معنی ہیں "محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے" وہاں بھی حضور نے ایک پہلو سے محدث کو مسلمان یعنی امتی قرار دیا ہے اور ایک معنی سے نبی۔ ان دونوں عبارتوں میں کیا کوئی فرق ہے جو ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔

رجوع الی توضیح مرام

اب میں پھر توضیح مرام کی طرف رجوع کرتا ہوں

آخر میں جو الفاظ حضور نے تحریر فرمائے ہیں وہ بھی نہایت ہی معنی خیز اور سر احمدی کو غور کی دعوت دیتے ہوئے اسے حضرت اقدس کے اصل مقام کو سمجھنے میں مدد دے رہے ہیں۔
آخر میں حضور فرماتے ہیں :-

اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"۔

احباب ربوہ اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت مسیح موعود نبی کے لئے شریعت کا لانا یا مستقل ہونا ضروری قرار دیتے تھے ہمارے نزدیک تو آخر عمر تک حضور اسی عقیدہ پر قائم رہے لیکن عبارت مندرجہ بالا میں حضور بالصراحت فرما رہے ہیں کہ نبوت میں صرف سات مندرجہ بالا امور ہی پائے جاتے ہیں، ان سات امور کے علاوہ اور کوئی امر نبوت میں نہیں پایا جاتا گویا ابلاغ شریعت کے لانے اور مستقل ہونے کی بھی نفی کر دی گئی ہے جسے آپ نبوت کے لئے ضروری قرار دیتے تھے اور آپ صاحبان کے نزدیک ۱۹۰۱ء تک حضور اسے ضروری قرار دیتے رہے لیکن یہاں تو بظاہر بالکل ابتداء میں ہی ان دونوں امور کا انکار موجود ہے۔ کیا عبارت مندرجہ بالا کے معنی بجز اس کے کچھ اور ہو سکتے ہیں کہ نبوت سے مراد یہاں محدثیت والی نبوت ہی ہے اور صحیح مسلم میں وارد شدہ لفظ نبی کا مفہوم ان سات امور میں ہی محدود ہے نبوت تامہ یا بالفاظ دیگر حقیقی نبوت ہرگز مراد نہیں۔

برادران کرام اگر آپ اس لفظ کے استعمال کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں گے، تو حضور کی تمام وہ عبارتیں جن میں اسی طرح لفظ نبی یا نبوت مطلق طور پر استعمال ہوا ہے ان کے اصلی اور صحیح مفہوم کا سمجھ لینا آپ کے لئے بالکل آسان ہو جائے گا اور تمام الجھنیں اور پیچیدگیاں جو بظاہر نظر آ رہی ہیں حل ہو جائیں گی۔ خصوصاً براہین حصہ پنجم کا حل آپکو با آسانی مل جائیگا۔

توضیح مرام میں مزید وضاحت

اس امر کی وضاحت کرنے کے بعد کہ آنے والے مسیح کے لئے حضرت نبی کریم صلعم نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ یہ فرمایا کہ وہ بحیثیت محدث آئے گا جس کے لئے نبوت تامہ نہیں ہوتی بلکہ صرف جزوی نبوت ہوتی ہے پھر جزوی نبوت کے تمام اجزاء شمار کر دینے کے بعد مندرجہ ذیل حقائق پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :-

(۱) - باب نبوت نہ من کل الوجوہ مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔
(۲) - بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے،
(احباب ربوہ کے لئے ہمیشہ کے لفظ میں بھی لمحہ فکریہ ہے۔ ناقل)
(۳) - نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔
(۴) - بلکہ یہ نبوت صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔
(۵) - یہ جزئی نبوت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے ملتی ہے۔
(۶) - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہیں۔
(۷) - محدث نبی ہوتا ہے نبوت کی انواع میں سے ایک نوع کے حصول کی وجہ سے۔
(۸) - جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا لم یبق من النبوة الا المبشرات۔
(۹) - مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ نبوت کی انواع میں سے نہیں باقی رہی مگر ایک نوع اور وہ نوع مبشرات والی نوع ہے جس میں رویاء صالحہ اور مکاشفات صحیحہ اور وہ وحی جو خواص اولیاء پر نازل ہوتی ہے، اور وہ نور شامل ہے جو ایسے لوگوں کے قلوب پر تجلّی فرماتا ہے جو درد سے بھرے ہوئے ہیں۔
(۱۰) - یہ حدیث صاف دلالت کر رہی ہے کہ باب نبوت کلی طور پر مسدود نہیں ہوا۔
(۱۱) - بلکہ اس حدیث کی دلالت اس امر پر واضح ہے کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہے صرف وہی منقطع ہوتی ہے۔

ان الفاظ نے نبوت تامہ کی حقیقت پر سے پردہ اٹھا کر صاف دکھلا دیا ہے کہ نبوت تامہ بنتی ہی تامہ اس وقت ہے جب اس میں وحی شریعت شامل ہوتی ہے اور وحی شریعت کے شمول سے ہی صاحب وحی نبی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اور اس کی وحی وحی نبوت کہلانے کی مستحق ہے اس کے سوا اگر کسی کی وحی میں محض مبشرات ہوں اور وہ بھی کسی نبوت تامہ رکھنے والے نبی کی پیروی سے حاصل ہوتے ہوں تو اس کی نبوت تامہ نہیں بلکہ جزوی ہوگی اور وہ زمرۂ انبیاء میں شمار نہیں ہوگا زمرۂ انبیاء میں وہی شمار ہوگا جو نبوت تامہ کا حامل ہوگا۔

(۱۲) - لیکن وہ نبوت جس میں صرف مبشرات ہی مبشرات ہوتے ہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

کیا ان الفاظ سے بالصراحت ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود سے قبل بھی مبشرات والی

(باقی بر صفحہ ۱۱)

چوہدری شکر اللہ خاں منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

حُجّتِ صادق اور عُذرِ نامعقُول

(۶)

اُن کا یہ الزام جھوٹا ہے

مصنّف قولِ بلیغ ہمیں "پیغام صلح والوں" کے...... نام سے موسوم کرتے ہیں تو گویا علمائے ربوہ ان کے نزدیک "الفضل والے" ہیں۔ ہم کو یہ اعتراف ہے کہ مصنّف قولِ بلیغ نے بڑی دماغ سوزی اور عرق ریزی سے "الفضل والوں" کے لئے ہم پر تبدیلی اور تفرقہ کا الزام عاید کیا ہے جس کے لئے اُن کو ذہنی محنت بھی بہت کرنا پڑی ہے اور خدا جانے اپنا ضمیر پر کیا کیا بوجھ ڈالا ہو مگر افسوس ہے کہ اُن کا یہ الزام بالکل جھوٹا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے جھوٹ ہونے پر گواہی بھی قاضی صاحب نے خود اپنے ہاتھ سے لکھدی ہے۔ اور ایسی لکھدی ہے کہ الفضل والوں کی زبانیں بالکل بند کر دی ہیں، اور قلم ان کے ہمیشہ کے لئے توڑ کر رکھ دیئے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلی...... تعریف نبوۃ کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہماری جماعت بھی مدعی نبوّت تسلیم نہیں کرتی جیسا کہ غیر مبائعین بھی اسی تعریف کے لحاظ سے ہی آپ کی نبوّۃ کے منکر ہیں" (صـ۳۱)

"ہم بھی سابقہ تعریف نبوّت کے لحاظ سے آپ کو نبی قرار نہیں دیتے بلکہ ایسے نبوّت کے دعوے کو کفر سمجھتے ہیں غیر مبائعین بھی سابقہ تعریف کے لحاظ سے ہی آپ کو نبی نہیں سمجھتے اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی دراصل اسی تعریف کے باعث نبوّت کا دعوے کذاب کا کام قرار دیا ہے" صـ۳۲

مصنّف قولِ بلیغ گواہی دیتے ہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں:۔

ا۔ غیر مبائعین جس تعریف کی رُو سے نبوّۃ کا دروازہ بند اور خاتم النّبیّین کے معنے محض آخری نبی قرار دیتے ہیں علمائے ربوہ بھی اُس تعریف کی رُو سے نبوّت کا دروازہ بالکل بند اور خاتم النبیّین کے معنے آخری نبی مانتے ہیں۔

ب۔ اور جس تعریف کے لحاظ سے غیر مبائعین حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت کے منکر ہیں اُس تعریف کے لحاظ سے علمائے ربوہ بھی آپ کو نبی نہیں سمجھتے ہیں۔

یہ گواہی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ مصنّف قولِ بلیغ اپنے بیان کو مزید بڑھاتے ہیں۔ پہلے حضرت اقدس کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں:۔

"صرف مراد میری نبوّت سے کثرت مکالمت اور مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع سے حاصل ہو۔ سو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۸)

اور اس کے بعد لکھتے ہیں:۔

"غیر مبائعین بھی ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے ہیں اور جماعت احمدیہ بھی انہی معنوں میں آپ کو نبی یقین کرتی ہے۔"
(صـ۳۲)

پھر اپنی گواہی اور آگے بڑھاتے ہوئے بیان کرتے ہیں:۔

"آپ کے دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق آپ پر غیر مبائعین بھی درست سمجھتے ہیں" (صـ۳۲)

"حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تفصیلی کیفیّت کو دونوں فریق مانتے ہیں اور دونوں فریق آپ پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں اور آپ کو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی قرار دیتے ہیں"
(صـ۳۳)

یہ ہے مصنّف قولِ بلیغ کی اپنی قلم سے تحریر کردہ گواہی۔ قارئین کرام قاضی صاحب کے سابقہ الزام اور اس گواہی کو مطالعہ کریں اور خدا لگتی کہیں۔ نہیں ہم خود مصنّف قولِ بلیغ ہی سے پوچھتے ہیں۔ وہ خود ہی انصاف کے ساتھ حلفاً بتلائیں کہ مولانا محمد علی صاحب اور جماعت لاہور کے خلاف تبدیلی عقیدہ کے اپنے الزام کو خود ہی انہوں نے ملیا میٹ کر دیا ہے یا نہیں کر دیا؟ اور اپنے اُس الزام کو تمام نتیجوں کے ساتھ خود ہی اپنے قلم سے جھوٹا کر دیا ہے یا نہیں کر دیا ہے؟

ہم مصنّف قولِ بلیغ سے اب یہ پوچھتے ہیں کہ جب امر واقعہ اور اصل حقیقت یہ تھی جو انہوں نے اپنی اس گواہی میں بیان کی ہے تو پھر انہوں نے قولِ بلیغ کے سابقہ اوراق میں تبدیلی عقیدہ کا جو غلط طومار ہمارے خلاف بڑھ بڑھ کے باندھا ہے اور تفرقہ پیدا کر دینے کا جو جھوٹا الزام مولانا محمد علی رحمۃ کے خلاف ہٹ ہٹ کے مارا ہے وہ کہاں تک اور کیونکر جائز ہے؟ آخر اس تضاد بیانی کا سبب کیا ہے ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تبدیلی اور تفرقہ کا اصل بانی

مصنّف قولِ بلیغ کی اس تضاد بیانی کا سبب ظاہر باہر ہے اور وہ ان کو معلوم بھی خوب ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کو اس تبدیلی اور تفرقہ کا ملزم بنانا چاہتے ہیں جس کا دامن اس الزام سے بکلی پاک ہے اور ایک ایسے شخص کو اس تبدیلی اور تفرقہ سے مبرّا دکھانا چاہتے ہیں جس کا دامن اس الزام سے سراسر آلودہ ہے۔ ہمارے قاضی صاحب اس شخص کو خوب پہچانتے ہیں اور اس تبدیلی اور تفرقہ کو خوب جانتے ہیں۔ کیا اسکو معلوم نہیں کہ مندرجہ ذیل تحریریں کس کی ہیں؟

(۱) "اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"
(حقیقۃ النبوۃ صـ۱۲۷)

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوّت نہیں اور یہ امور جس شخص میں پائے جائیں اسے مجازی یا ظلی یا ناقص نبی کہتے ہیں"
(الفضل ۲۶ر مئی ۱۹۲۹ء)

(۳) نبوّت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے......
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سن ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور سن ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان بطور برزخ کے حدِ فاصل ہے"
(حقیقۃ النبوہ صـ۱۲۰)

(۴) "سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار

کیا ہے اب منسوخ ہیں اور اُن سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

(۵) آپ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا تیرہ سال تک مسیح موعود جو کچھ کہتا رہا غلط کہتا رہا سو میں نے پہلے بتا دیا ہے کہ ایسے اور بھی واقعات ہیں کہ مسیح موعود کو حق کی سمجھ بہت مدت کے بعد دی گئی۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۵۴)

یہ سب اقوال و ارشادات اُن کے خلیفہ ثانی کے ہیں جو خلیفہ ہونے سے پہلے انہوں نے سوچے۔ زبانی کہے اور خلیفہ ہو کر شائع کر دیئے۔ وہ کہتے اور اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبوت اور محدثیت اور اپنے دعوے کی تعین کی نسبت ۱۹۰۱ء تک

(۱) لاعلمی کا شکار تھے

(۲) غلطی میں مبتلا تھے

(۳) ۱۹۰۱ء میں تبدیلی کر لی

(۴) ۱۹۰۱ء تک کی تحریریں منسوخ ہیں

(۵) کئی واقعات میں مدتوں بے سمجھ رہے تھے

جناب قاضی صاحب! اپنے خلیفہ ثانی کے ارشادات کو پڑھو اور غور کرو۔ حضرت اقدس کے حوالوں کے ساتھ اینچا تانی کرنا چھوڑ دو۔ ہمیں یہ بتلاؤ کہ آپ کے خلیفہ ثانی کے اقوال منقولہ بالا میں جو کچھ بتلایا جا رہا ہے کیا ان پر بھی مولانا نورالدین کی وفات تک جماعت احمدیہ متفق تھی؟ اگر کہو متفق تھی تو ہمیں جماعت احمدیہ کے اُس فرد کا نام بتاؤ جس نے آپ کے خلیفہ ثانی کے علاوہ اُن سے پہلے یہ باتیں بولی ہوں، ہم اُس شخص کو جاننا چاہتے ہیں۔ ہمیں جماعت احمدیہ کے کسی فرد کی وہ تحریر بتاؤ جس میں آپ کے خلیفہ ثانی کی تحریر کے علاوہ اور اس سے پہلے یہ باتیں کہی ہوں ہم اس تحریر کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اُس جماعت احمدیہ کا پتہ بتاؤ جس کا آپ کے خلیفہ ثانی کے خلیفہ ہونے سے پہلے ان باتوں پر اتفاق تھا ہم اُس جماعت کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ؎

این خیال است و محال است و جنوں

اگر کہو جماعت احمدیہ ان دنوں ان باتوں کو بولتی تو نہ تھی مگر دلوں میں ان پر اتفاق رکھتی تھی تو ہم عرض کریں گے کہ یہ کہنا تمہارا بھی غلط ہے۔ کیونکہ واقعات تمہارے اس قول کے صریح خلاف شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ ثانی نے جب یکایک پہلی بار ان باتوں سے جماعت کو دوچار کیا تو حضرت اقدس کے بڑے بڑے پرانے صحابہ غیرت امام کے جذبہ سے تلملا اُٹھے۔ انہوں نے اُٹھ کر خدا تعالےٰ کی قسمیں کھا کھا کر شہادتیں دیں کہ خلیفہ صاحب کی یہ سب باتیں نئی ہیں، خود ساختہ اور غلط ہیں۔ اُن میں سے ستر (۷۰) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حلفی شہادت مندرجہ ذیل ہے:۔

"ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا وفات پا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں تو اس وقت آپ نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔

ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتداء میں نبوت کا نہ تھا مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا دعوےٰ تبدیل کیا اور نبوت کے مدعی بن گئے اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے۔ ہم اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعویٰ نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہو گئی ہیں نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے لفظ کسی ایک شخص کے منہ سے بھی سنے جب تک میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا واللہ ما نقول شہید"

یہ حلف اُٹھانے والے بڑے بڑے اکابر صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور سب کے سب ایسے تھے جنہوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت اقدس کی بیعت کی تھی ان میں مولانا محمد احسن امروہوی۔ مولوی محمد عبداللہ خان پٹیالوی۔ مولوی محمد مبارک علی سیالکوٹی۔ مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری۔ مولوی حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور۔ مولوی محمد یحییٰ صاحب دیگراں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور۔ مولانا محمد علی صاحب لاہور۔ شیخ ضیاء اللہ صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان۔ مولوی محمد حسن قریشی۔ بابا ہدایت اللہ شاعر پنجابی لاہور۔ میاں نبی بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر لاہور۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب لاہور۔ وغیرہ اصحاب بھی شامل تھے۔ اس شہادت عظیمہ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ جماعت احمدیہ کے دل میں بھی ان باتوں پر اتفاق نہیں تھا۔ اتفاق کی کیا بات ہے جماعت احمدیہ کو یہ باتیں معلوم ہی نہ تھیں۔ ان ستر حلف اُٹھانے والوں نے صرف اپنا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ قسم اُٹھا کر کہا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے کسی فرد کے منہ سے بھی یہ باتیں کبھی نہ سنیں جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہ کیا۔ اس حلف کے بالمقابل جماعت احمدیہ میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ اُٹھا جس نے ان ستر صحابہ کی اس حلف کی تردید کی ہو اور خود حلف اُٹھا کر کہا کہ اس نے ۱۹۰۱ء میں ایسا سمجھ لیا تھا۔ پس جماعت احمدیہ لاہور کے اس

اجتماعی سکوت

نے دو باتوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے:۔

اوّل۔ یہ کہ مندرجہ بالا لاعلمی۔ غلطی۔ تبدیلی منسوخی والی نئی باتیں جماعت احمدیہ میں سے کسی فرد نے سوائے قاضی صاحب کے خلیفہ ثانی کے نہیں کہی تھیں۔ اور

دوم۔ ان نئی باتوں کی وجہ سے قاضی صاحب کے خلیفۂ ثانی جماعت احمدیہ میں تفرقہ کے اصل بانی ہیں۔

لیکن مصنف قول بلیغ کے نزدیک ان سب باتوں کے باوجود وہ تفرقہ کے بانی نہیں بلکہ بانی اس کے مولانا محمد علی صاحب ہیں۔ گویا ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے خلیفہ صاحب نے گو جماعت احمدیہ کے خلاف یہ نئی باتیں پیدا کر دی تھیں۔ اور بڑے بڑے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگرچہ خدا تعالےٰ کی قسمیں کھا کھا کر ان نئی باتوں کی تردید کر رہے تھے مگر مولانا محمد علی صاحب کو کوئی احتجاج نہیں کرنا چاہیئے تھا اور چونکہ انہوں نے یہ احتجاج کر دیا لہٰذا وہ تفرقہ کے بانی ہیں۔ گویا تفرقہ کا بانی وہ شخص نہیں جس نے تفرقہ کی باتیں کہیں بلکہ وہ شخص ہے جس نے ان باتوں پر احتجاج کیا ؎

تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی
گھٹ کے مر جاؤں یہی مرضی مرے صیاد کی

(باقی ــــ باقی)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اراضی اوکاڑہ و سندھ

خان بہادر غلام ربانی خانصاحب کا دورہ

اراضی اوکاڑہ کا معائنہ

خان بہادر غلام ربانی خانصاحب جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اعزازی افسر اراضیات مقرر ہوئے ہیں۔ ۵ر نومبر ۱۹۶۲ء کو مانسہرہ سے لاہور تشریف لائے اور دوسرے دن مولانا احمد یار صاحب۔ حبیب الرحمان صادق صاحب اور راقم الحروف کی معیت میں بذریعہ خیبر میل اوکاڑہ پہنچے۔ منیجر صاحب چک 6/4L خانبہادر صاحب کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ وہاں سے غلہ منڈی پہنچے، منڈی کا جائزہ لیا اور اپنے بعض دوستوں سے حالات چک کے بارہ میں تبادلۂ خیالات ہوا۔ ۳ بجے چک میں پہنچے اور اراضیات کا چکر لگایا۔ شام کو مزارعین اکٹھے ہوئے انہیں منتظمین سے کچھ مطالبات تھے خان بہادر صاحب نے ان کی معروضات سن کر مناسب فیصلہ فرما دیا۔

اگلے روز اراضی کاشتہ کا اور اس اراضی کا جو نیلام ہونے والی تھی موقعہ پر ملاحظہ کیا۔ نیز ٹیوب ویل۔ ٹریکٹرز۔ عمارات۔ سٹور۔ مسجد۔ دفتر کا بھی معاینہ کیا گیا اور منیجر صاحب کو ہدایات دی گئیں۔

چک میں اپنا ایک سکول ہے اس کا بھی معاینہ کیا۔ بچوں نے قرآن مجید کی سورتیں۔ حضرت مسیح موعود کی نظمیں اور ابتدائی مسائل سنائے اس پر خانبہادر صاحب نے اپنی گرہ سے مبلغ -/20 روپے بچوں میں مٹھائی تقسیم کرنے کے لئے دیئے۔ بچوں کے مطالبہ پر گراؤنڈ کے انتظام کے بارہ میں بھی منیجر صاحب کو ہدایات دی گئیں۔ اس کے بعد عیسائی مشن کے سکول، ہسپتال۔ گرجا اور سلائی و کشیدہ کاری کے سکول کو دیکھنے کے لئے گئے مشن کی انچارج ساتھ تھی۔ مشن کے جو چار مربعے ہیں ان کے انچارج سے وہاں کی بٹائی وغیرہ اور زمینداری کے بارہ میں مختلف امور پر خان بہادر صاحب سے گفتگو کی معلوم ہوا کہ مشن اپنے مزارعان سے نصف بٹائی لیتا ہے۔

مشن کی انچارج نے ایک چٹھی کے ذریعہ خان بہادر صاحب سے درخواست کی کہ چک میں بجلی کا انتظام کروا یا جائے۔ اس خط کے جواب کے ساتھ اپنا لٹریچر بھی ان کو بھیجا گیا جس کا انہوں نے شکریہ ادا کیا۔

7/11 کو حافظ محمد بخش صاحب اور چوہدری بشیر احمد صاحب کے ہاں چک 2/4L میں گئے انہوں نے نہایت پرتکلف دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا اور سب احباب موجود تھے۔ ان کی اراضی اور ٹیوب ویل وغیرہ دیکھا گیا۔ نہایت اعلےٰ انتظام تھا۔ متعلقہ امور کو زیر بحث لایا گیا۔ چوہدری بشیر احمد صاحب نے بیش قیمت مشورے دیئے تمام امور خانبہادر صاحب اپنی رپورٹ کے ساتھ خود انجمن عالیہ میں پیش فرمائیں گے۔ یہاں سے فارغ ہو کر خاکسار اور خان بہادر صاحب عازم سندھ ہوئے اور مولانا احمد یار صاحب اور حبیب الرحمن صاحب صادق واپس لاہور تشریف لے گئے۔

اراضی سندھ کا دورہ

اراضیات انجمن چک 6/4L اوکاڑہ کے معائنہ کے بعد مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۶۲ء کو خانبہادر غلام ربانی خانصاحب اور راقم الحروف بذریعہ تیز گام عازم نواب شاہ ہوئے۔ اور ۹ر نومبر کو صبح اسٹیشن نواب شاہ پر اترے۔ خانبہادر صاحب کے استقبال کے لئے محمد زمان خان صاحب۔ محمد افضل خان صاحب۔ ممتاز محمد خان صاحب آئے ہوئے تھے۔ گاڑی سے اترتے ہی اُن کے ہمراہ قاضی احمد علی الصبح پہنچ گئے اسی وقت احباب اکٹھے ہونے شروع ہو گئے مختلف امور پر اظہار خیال اور غور و فکر ہوتا رہا نماز جمعہ کا انتظام دفتر میں کیا گیا خطبہ خان بہادر صاحب نے دیا اور نماز محمد زمان خانصاحب نے پڑھائی۔ بعدہ قاضی احمد فارم پر تشریف لے گئے احباب کے اظہار تکلیف پر مناسب جگہ قبرستان کے لئے مقرر کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ ریلوے لائن کے ساتھ آٹھ کنال کا قطعہ اراضی انجمن سے اس غرض کے لئے مخصوص کیا گیا۔ فصلیں دیکھی گئیں۔ ٹیوب ویل۔ ٹریکٹر۔ عمارات، اور بستی کے مزارعین کے حالات کا جائزہ لیا گیا۔

۱۰ر نومبر کو دہ قاضی احمد کی تمام کی تمام اراضی گھوڑوں پر سوار ہو کر دیکھی گئی اور واٹر کورسز کی پوری پوزیشن کا ملاحظہ کیا۔ تمام امور کو مدنظر رکھ کر ترقی کی تجاویز اور مشکلات کا حل زیر غور رہا اور ضروری ہدایات منیجر صاحب کو دی گئیں۔

اپنی اس بستی میں مسجد کی کمی محسوس ہوتی رہی، چنانچہ خانبہادر صاحب نے مسجد کی بنیاد رکھی، اور سب کو مختصر تقریر سے اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلائی اور دعا کی گئی اس کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی ایک امام مسجد مقرر کیا گیا جو مزارعین کے بچوں کو ابتدائی تعلیم بھی دے سکے گا۔

۱۱ر نومبر کو دہ جادو چونو، گہرام مری میں انجمن کی ملکیت ایک ایک نمبر کر کے دیکھی گئی اور واٹر کورسز، ٹیوب ویل۔ مکانات۔ بستی۔ کاشتہ رقبہ اور زیر غور تمام امور کا اچھی طرح سے جائزہ لیا گیا اور منیجر صاحب کو ہدایات دیں۔

ایک پیر صاحب بھی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ظہر اور عصر کی نماز خانصاحب محمد زمان خانصاحب کی اقتداء میں پیر صاحب اور جملہ مزارعین اور شافت نے باجماعت ادا کیں۔

اس بستی میں بھی مسجد کی کمی کو محسوس کیا گیا۔ اس کی بنیاد بھی خانبہادر صاحب نے رکھ کر اس کمی کو پورا کر دیا اور مبلغ دس روپے اپنی جیب سے مسجد کو عطیہ دیا ان کی پیروی کرتے ہوئے پیر صاحب نے بھی -/5 روپے اور خان محمد زمان خان صاحب نے بھی -/5 روپے عطیہ دیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خانبہادر صاحب کی مختصر مگر جامع تقریر اور دُعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

۱۲ر نومبر کو دفتر قاضی احمد کا معائنہ کیا گیا رسٹور اور سٹاک بک وغیرہ بھی دیکھی گئی۔ اور اس کے بعد واپسی کا پروگرام بنایا۔

اراضیات کے بارہ میں مفصل رپورٹ اور ترقی کی سکیمیں وغیرہ اور دیگر امور خان بہادر صاحب انجمن عالیہ میں خود پیش فرماویں گے۔

جو احباب مذکورہ بالا ہر دو مساجد کی تعمیر کے کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے عطیہ جات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر ارسال فرماویں۔ (غفور احمد کلرک اراضیات انجمن)

چند ایمان افروز مناظر (از محمد افضل صاحب مہتمم الاضیات سندھ)

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے۔ کہ خانبہادر غلام ربانی خان صاحب نے اعزازی طور پر انجمن کے افسر اراضیات کا عہدہ قبول فرمایا ہے۔

گذشتہ دنوں ذاتی اور گھریلو مصروفیات کے باوجود انہوں نے اوکاڑہ اور اراضیات سندھ کا دورہ مکمل فرمایا۔

قطع نظر اراضیات کے مالی و انتظامی امور کے چند واقعات اتنے ایمان افروز تھے۔ جن کا ذکر ضروری ہے۔

کئی دن سے احباب جماعت قاضی احمد صاحب موصوف کے لئے چشم براہ اور ملاقات کے لئے بے تاب تھے۔ خان بہادر صاحب بروز جمعہ ۹ر نومبر کو اس وقت تشریف لائے جبکہ احباب جماعت نماز جمعہ کے لئے تیاری کر رہے تھے۔

خطبہ جمعہ میں موصوف نے ان اصولوں کا خاص طور پر ذکر کیا۔ جن کی وجہ سے یورپ میں جماعت کو تبلیغ میں کامیابی ہو رہی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ امام ان ہی کی علم کلام ہے جس کی وجہ سے ہمارے مبلغین فتحیاب ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے چند ذاتی واقعات مشاہدات بیان کئے۔ جو انہیں بحیثیت امام ووکنگ مسجد پیش آئے تھے۔

نماز کے بعد شام تک احباب جماعت کے ساتھ مختلف دینی امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔

دوسرے دن دیہہ قاضی احمد بستی انجمن میں مسجد کی بنیاد صاحب موصوف نے رکھی۔ بنیاد رکھنے سے پہلے خان محمد زمان خان صاحب نے وہ دعا فرمائی جو حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھی۔ خان بہادر صاحب نے انہیں آیات مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مسجد کی بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ یہ نظارہ قابل دید تھا۔ کہ کارکنان انجمن۔ مزارعین اور دیگر حاضرین پرنم آنکھوں سے دعا کر رہے تھے۔ کہ خدا انہیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

اس موقعہ پر صاحب موصوف نے جیب خاص سے اور دیگر حاضرین نے حسب توفیق تعمیر مسجد کے لئے چندہ دیا۔

تیسرے دن دیہہ جادو جو نو بستی انجمن میں ایک اور مسجد کی بنیاد رکھنے کی رسم صاحب موصوف کے ہاتھوں سرانجام پائی۔ کارکنان انجمن اور مزارعین کے علاوہ قرب جوار کے دیگر معززین اور زمیندار بھی اس مبارک رسم میں شامل تھے۔ بنیاد رکھنے سے پہلے کارکنان انجمن مزارعین اور معززین نے نماز ظہر و عصر باجماعت احاطہ انجمن میں پڑھی۔ سب چھوٹے بڑے امیر و غریب درگاہ رب العزت میں سربسجود ترقی دین کے لئے دست بدعا تھے۔

اس سادہ مگر پُر وقار تقریب کا افتتاح بھی خان محمد زمان خان صاحب نے اسی دعا سے ابراہیمی سے کی۔ اور خان بہادر موصوف نے بنیاد رکھتے ہوئے درد دل سے تکمیل مسجد اور ترقی دین کے لئے دعا کی اور خواہش ظاہر کی۔ کہ جب میں دوبارہ آؤں۔ تو اسی مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام ہو۔ یہاں بھی صاحب موصوف اور دیگر حاضرین نے تعمیر مسجد کے لئے چندہ عطا فرمایا۔ راقم کے لئے وہ سماں ناقابل فراموش رہے گا۔ جب خان بہادر صاحب احباب جماعت کو پرنم آنکھوں سے رخصت کرتے ہوئے موٹر میں سوار ہوئے اور خان محمد زمان خان نے قرآنی دعائیں بآواز بلند تلاوت کرنی شروع کیں تو ہر لاہوری کی یہی تمنا تھی کہ قافلہ چلتا رہے اور اس روحانی کیفیت و سرور میں رخنہ نہ ڈالے۔

صاحب موصوف کا یہ دورہ تبلیغی لحاظ سے بھی انتہائی کامیاب رہا۔ جتنا کہ مالی و انتظامی لحاظ سے کارکنان انجمن مزارعین اور احباب جماعت کے لئے یہ روحانی لمحات بابرکت ایام اور ایمان افروز مناظر ہمیشہ کے لئے یادگار رہیں گے۔

(بقیہ کالم ۲)

صاحب کی پیش کردہ مثالوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جزو اور کل کو وہ برابر قرار دیتے ہیں ان کی پیش کردہ مثالوں پر انشاء اللہ آئندہ قسط میں بحث کی جائے گی وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(بقیہ از صفحہ)

نبوت کے حامل پیدا ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور حضرت مسیح موعودؑ بھی اسی گروہ کے فرد ہیں۔

(۱۳) اس کے بعد تمام لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے اے لوگو! کتب احادیث میں نہیں پڑھا کہ رویاء صالحہ بھی نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے یعنی نبوت تامہ کا جب اولیاء صالحہ کو یہ مرتبہ حاصل ہے تو اس وحی کا کیا مرتبہ ہوگا جو محدثین کے قلوب پر نازل ہوتی ہے۔

(۱۴) خلاصہ کلام یہ ہے کہ جزوی نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں صرف امور غیبیہ میں سے مبشرات اور منذرات اور قرآنی لطائف اور علوم لدنیہ شامل ہیں۔

(۱۵)۔ باقی وہ نبوت جو تامہ اور کاملہ ہے اور نبوت کے تمام کمالات کی جامع ہے ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اس دن سے منقطع ہوگئی جس دن کہ یہ آیت نازل ہوئی ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

ایک سوال

کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۲۸ و صفحہ ۲۸ پر جو یہ لکھا ہے کہ جماعت ربوہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو نبوت کاملہ تسلیم کرتی ہے اور حضور کو کامل نبی مانتی ہے اور ہمارے بالمقابل جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والے احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو جزوی نبوت تسلیم کرتے ہیں اور انہیں کامل نبی کی بجائے جزوی نبی مانتے ہیں مندرجہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ خود ہی ازراہ انصاف بتلائیں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے کس فریق کا مسلک حضرت اقدس کے مسلک کے مطابق اور کس کا مسلک حضرت اقدسؑ کے مسلک کے خلاف ہے انصاف! انصاف!! انصاف!!!۔

کیا نسخ کا عذر قابل قبول ہوسکتا ہے

مجھے یہاں افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ بجائے اس کے کہ علماء ربوہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں حضرت مسیح موعود کی علمی پوزیشن پر دھبہ لگاتے ہوئے غلطی کو حضور کی طرف منسوب کرنے کے درپے ہوگئے ہیں اور اپنے عمل سے یہی اعلان کر رہے ہیں کہ نعوذ باللہ حضور نے نہ قرآن کو سمجھا اور نہ حدیث کو سمجھا بلکہ قرآن اور حدیث کے خلاف غلط نظریہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اور اس کی تائید میں جس قدر دلائل قرآن اور احادیث سے دیئے وہ سب غلط دیئے نہ ہی قرآنی آیات کے مفہوم کو اور نہ ہی احادیث کے مفہوم کو صحیح ۔۔ قریباً ۱۱ سال تک لوگوں کو اپنا غلط نظریہ ہی تسلیم کرنے کی تلقین کرتے رہے ۱۱ سال کے بعد آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ نے اپنی ۱۱ سال کی تحریروں اور ان پیش کردہ دلائل کو منسوخ کر کے نیا نظریہ پیش کر دیا یہ انوکھا دعوےٰ اگرچہ معقولیت سے کلی طور پر عاری ہے لیکن اس کے ثبوت میں بھی تو اب تک کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی گئی دلیل جو اس انوکھے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اصولی طور پر پیش کی جاسکتی ہے وہ ایک ہی ہوسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کسی تحریر سے مندرجہ ذیل امور میں سے کوئی ایک امر ہی دکھلا دیا جائے۔

(۱) کیا حضرت اقدسؑ نے اپنی کسی تحریر میں یہ لکھا ہے کہ میری نبوت جزوی نہیں بلکہ نبوت تامہ ہے۔

(۲)۔ کیا حضرت اقدس نے اپنی اس تحریر کے مقابل کہ میری وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اولیاء اللہ کو ملتی ہے اسی صراحت کے ساتھ یہ لکھا ہو کہ میری وحی وحی ولایت نہیں بلکہ وحی نبوت ہے

(۳)۔ کیا حضرت اقدس نے اپنی کسی تحریر میں یہ لکھا ہے کہ میں محض لغوی معنی میں نہیں بلکہ اسلامی اصطلاح میں نبی ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یا لغوی معنی میں نبوت اور اسلامی اصطلاح میں نبوت ایک ہی چیز ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، یہی وہ امور ہیں جو منسوخیت کے دعویٰ کو صحیح ثابت کر سکتے ہیں۔ بھائیو! اگر آپ یہ نہیں دکھلا سکتے اور قطعاً نہیں دکھلا سکتے تو حضرت اقدسؑ کی مندرجہ ذیل وعید سے ڈر کر اپنے عقیدہ کو حضرت اقدسؑ کے عقیدہ سے ہم آہنگ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ وہ وعید یہ ہے:۔

"جو شخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو ۔۔۔۔۔۔۔ کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے"

حضرت اقدس کے علم پر حملہ

حضرت اقدسؑ تو حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات سے یہ استدلال کریں کہ النبوۃ سے مراد نبوت تامہ ہے اور مبشرات اس کا محض ایک جزو ہے اس لئے جزوی نبوت کے دروازے حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع میں قیامت تک کھلے ہیں اور اس کا حامل نبی نہیں بلکہ محدث کہلا سکتا ہے لیکن ہمارے قاضی صاحب محترم اس حدیث کو پیش کر کے اس سے نبوت کاملہ کے جاری رہنے کا استدلال کر رہے ہیں اندیشہ ہے کہ جناب قاضی صاحب کہیں سچی خواب دیکھنے والے کو بھی نبی نہ بنا دیں کیونکہ وہ بھی تو نبوت کا ہی حصہ ہے کیونکہ قاضی ۴۲

دانائی کی بات — منظم خوراک

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا
پیغام صلح ۱۲ دسمبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۸

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
ہندوستان میں ہمارے نمایندے کا پتہ :-
شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان نمبر ۱۰۰/۱ ملک پیٹھ - محلہ اعظم پورہ - حیدرآباد دکن - (بھارت)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک و بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہ احمد مختار ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

ہر بدھ کو شائع ہوتا ہے
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۳۷۳۷
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ - ۱۳ پیسے

جلد | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۱ رجب ۱۳۸۲ھ - مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۴۹

بحر حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح فیہ العباد الا وملکان ینزلان من السماء یقول احدھما اللھم اعط منفقاً خلفاً و یقول الآخر اللھم اعط ممسکاً تلفاً اخرجہ الشیخان وفی اخریٰ یقول اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انفق انفق علیک

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو ہر روز آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں ایک کہتا ہے یا اللہ خرچ کرنے والے کو (نیک) بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ کنجوس کا مال برباد کر۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے خرچ کر میں تجھے دیئے جاؤں گا۔

نوٹ:- اسلام میں دولت کی تقسیم کا انتظام کئی طریقوں سے قائم ہے۔ کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (۵۹:۷) والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم (۷۰:۲۵) بخاری میں ہے تؤخذ من اغنیاءھم وترد علی فقراءھم یعنی زکوٰۃ وغیرہ کے نظام کا مقصد یہ ہے کہ امیروں کے اموال کا ایک حصہ کاٹ کر غریبوں کی طرف لوٹایا جائے۔ لوٹائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ امیروں کی دولت میں غریبوں کا ابدی حق ہے۔ بحرین کے رئیس کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت

(باقی بر صفحہ ۱۵)

عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی

ارشادات حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو، اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو۔ اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو تو اپنے تئیں سنوار دو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔ اس لئے پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو، تو عملی طاقت پیدا کرو، کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں۔ اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لم تقولون ما لا تفعلون (سورۃ الصف) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی۔ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے۔ اور ہیں اور ہوں گے۔ تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو۔ تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی۔ اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔ میری یہ نصیحت اس لئے ہے کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء بنتے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے

(باقی بر صفحہ ۱۵)

بعض احباب کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ
اس مرتبہ جلسہ سالانہ کی تاریخیں
دو روز قبل ۲۳-۲۴-۲۵ دسمبر
مقرر ہوئی ہیں
جملہ احباب نوٹ کر لیں - افسر جلسہ سالانہ

تبلیغی خطوکتابت

دیکھو خدا نے سارے جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- شیخ غلام قادر ڈار صاحب)

جواہر الاسلام سے لوگوں کے دامن بھر دیے!
(انہیں خط اور لٹریچر بھیجے گئے)

آسام

ترجمہ خط ایم اے اڈٹ کاچر۔ آسام

جناب عالی۔ آپ کا پرچہ دی لائٹ باقاعدہ مجھے پہنچتا ہے اور اپنے دوستوں کے ساتھ ہر روز مطالعہ کرتا ہوں۔ میں نے پچھلے مہینے آپ کو خط وکتابت کے ذریعہ لکھا تھا کہ مجھے محمدؐ دی پرافٹ مصنفہ حضرت مولانا محمد علی مرحوم ارسال کریں۔ میں نے اکثر مصنفوں کی سیرت کی کتابیں پڑھی ہیں۔ یقیناً یہ کتابیں اچھی ہیں مگر مولانا محمد علی صاحب کی کتاب یقیناً بہتر ہے کیونکہ وہ اس زمانے کے بہترین رسالہ ہیں۔ کچھ اسلامی کتابیں جو میرے مطالعہ میں آئی ہیں یا دوستوں نے پڑھی ہیں وہ بہت اثر انداز ہوئیں اور کسی وقت ذہن سے نہیں جاتیں۔ ہم لوگوں کا یقین ہے کہ حضرت رسول کریمؐ اس زمانے کے امن اور سکون کے ضامن ہیں۔ اور بہت سے دوسرے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم اور اسلام کا پیغام امن غلط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل سچائی کی تلاش میں نہیں اور اسلام کی خوبی اور بھلائی کو نہیں دیکھتے۔ یا ان کے سامنے اسلام کو پیش کرنے میں معقول طریق اختیار نہیں کرتے در اصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے ہمیں امید ہے کہ لوگ اس تعلیم کی روشنی میں سیدھے راستہ پر قدم زن ہوں گے اور ان کے مصائب اور مشکلات دور ہو جائیں گے۔

اسلام انسانیت کا مذہب ہے یہ کسی خاص گروہ یا خاص قوم کا مذہب نہیں۔ اسلام میں مذہبی تعصب کی تعلیم نہیں۔ اسلام تو دوسرے مذاہب کی آپس میں چپقلش بھی نہیں برداشت کرتا اور نہ چاہتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کی دشمن ہو۔ وہ جنگ پسند نہیں کرتا۔

ہر قوم دوسری قوم پر برتری چاہتی ہے۔ حالانکہ بڑائی صرف اللہ تعالے کے لئے ہے۔ صداقت بالآخر یقیناً غالب آئے گی۔ جوں جوں علم اور تہذیب ترقی کرتی ہے اسلام کے لئے راہنمائی کے نئے نئے راستے کھل رہے ہیں۔

دنیا کا امن اسلام کے ساتھ وابستہ ہے لاہور احمدیہ مشن اس خدمت کو خوب ادا کر رہا ہے۔

ہم پر زور استدعا کرتے ہیں کہ کشتی کے یہ ملاح دنیا کو تباہی سے بچائیں، اسلام میں روحانی اور مادی ترقیات کو حاصل کرنے کے وسیع ذرائع اور پوری قوت ہے یہ اسلام ہمیشہ جب تک قرآن محفوظ اور اسلام موجود ہے روشنی کے مینار کا کام دیتا رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ

انڈونیشیا

ترجمہ خط مس یز رسی۔ ماتھر۔ جاوا۔ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

پمفلٹ بھیجنے کا بہت شکریہ۔ آپ کی چٹھی نمبری ۶۲/۵۵۵۶ق مؤرخہ ۶-۱۱-۶۲ مجھے آج مورخہ ۹-۱۱-۶۲ کو موصول ہوئی ہے۔ اس لئے میں افسوس کرتی ہوں کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے جواب دینے میں تاخیر ہوئی ہے ہم بہت مشکور رہیں کہ اپنے حاجی عبداللہ صاحب تاریخ کی اور اسلام مائی چوائس کی چند کاپیاں ارسال کی ہیں۔

میں خوشی سے اظہار کرتی ہوں کہ تقریباً ۱۰ کاپیاں انگریزی ترجمۃ القرآن مصنفہ حضرت مولانا محمد علی ہمارے بھائی عارفین کی معرفت احمدیہ موومنٹ جاکرتہ سے فروخت

ہوتی ہیں۔

انوار کی نماز کا نوجوانوں پر اتنا اثر ہوا ہے کہ مسٹر عارفین کی چھوٹی سی مسجد میں ان کا سمانا مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم اس کی توسیع کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

مہربانی کر کے مسٹر عارفین کو اپنی نمازوں میں یاد رکھا کریں اور دعا کریں اللہ تعالے روز جزا میں ان کا مددگار ہو۔

آپ کی صحت اور ترقی کا خیر خواہ
(دستخط لکھا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر اسمٰعیل پی کے ارناکلم انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور پارسل مل گئے شکریہ

میں نے لٹریچر کا مطالعہ کر لیا ہے نہایت خوبصورتی سے اور معقولی طور پر اسلامی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے جس سے اسلامی تعلیم کی ہر لحاظ سے برتری واضح ہو جاتی ہے۔ یہ کتابچے ہمارے لئے صبح کی روشنی کی مانند ہیں جن سے رات کے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں اور تمام وساوس مٹ جاتے ہیں۔

آپ کے لٹریچر سے یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ انسانی زندگی کے روحانی اور مادی مسائل کو اسلام نے کس خوبصورتی سے حل کیا ہے۔ ان کتب نے ہمارے دلوں میں اسلام کی صحیح صحیح سپرٹ پیدا کر دی ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تعلیم اسلام ہر زمانہ کی ضروریات کو پوری کرتی ہے آپ کی کتابوں نے ہمارے نظریات میں انقلاب پیدا کر دیا ہے اور علم وعقل کے دریا بہا دیئے ہیں۔ انسان کے مادی، اخلاقی اور روحانی نظریات کا ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلق آپ نے بیان کر دیا ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب سے اس بات میں بھی نمایاں خصوصیت رکھتا ہے کہ اس نے روحانی اور مادی ترقیات میں حقیقی توازن قائم کیا ہے۔ میں نے آپ کی کتب کو کالج کے دیگر دوستوں میں تقسیم کیا ہے جو اس لٹریچر کے معقولی پہلو سے بہت متاثر ہیں۔ ہم سب محسوس کرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مسلمانوں اور اسلام کی نمایاں خدمت کر رہی ہے (انہیں خط اور لٹریچر بھیجا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــــ لاہور ـــــــ مؤرخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء

ایّامِ نوبہار

وہ مبارک ایام جن کو مسیح زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قومی اجتماع کے لئے مقرر فرمایا، بہت قریب آرہے ہیں، اور اس پرچہ کے قارئین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک صرف دو تین دن باقی رہ جائیں گے۔ یہ وہ مبارک ایام ہیں، جب ساری قوم ایک جگہ جمع ہو کر نہ صرف قال اللہ و قال الرسول کے سننے میں مشغول ہوجاتی ہے۔ نہ صرف خدا کے دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی تدبیریں سوچتی اور ان اسلامی فتوحات کے حالات سن کر ایمانی تقویت حاصل کرتی ہے جو یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں پاک فطرت لوگوں کو نور اسلام سے منور کر رہی ہیں، نہ صرف ایک دوسرے کے چہروں کو دیکھ کر ایک روحانی لذت و سرور حاصل کرتی اور باہمی محبت و مودت سے مستفیض ہوتی ہے، بلکہ خدا تعالےٰ کے حضور اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی اور سر بلندی کے لئے مل کر دعائیں کرتی اور ان برکات سماوی کی کشش کا موجب ہوتی ہے جو جماعتی دعاؤں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں یدُ اللہِ علی الجماعت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ تمام جماعت مل کر جب اللہ تعالےٰ کے حضور سربسجود ہو، تو دلوں کے اندر ایک ایسی رقت اور ولولہ پیدا ہوتا ہے جو رحمت الٰہی کی کشش کے لئے ایک مقناطیسی اثر رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی محبت بھرا ہاتھ جماعت کے سروں پر سایہ فگن ہو جاتا ہے اور ہمارے اس اجتماع کے متعلق تو ماموروقتؑ کا ارشاد ہے کہ:-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمۂ حق پر بنیاد ہے اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے"

پس جس جلسہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی اس کی برکات اور فوائد سے کون انکار کر سکتا ہے اس لئے یہ کہنا خلافِ حق نہیں کہ ہمارا قومی اجتماع ان عظیم الشان برکات کا حامل ہے جو دوسرے اجتماعات میں پائی نہیں جاتیں۔ مبارک ہیں وہ دوست جو اس اجتماع میں شامل ہو کر ان برکات سے حصہ لیتے ہیں، ہم ان کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے اور مسیح وقتؑ کی ان دعاؤں کا انہیں وارث یقین کرتے ہیں:-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم فرمائے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھا دے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو، اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکلکشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے آمین ثم آمین"

اجلاس مجلس معتمدین (جنرل کونسل)

مجلس معتمدین کا آئندہ اجلاس مورخہ ۲۴ 12/62 کو بوقت سات بجے شام ہونا قرار پایا ہے۔ ایجنڈا ممبران کو بذریعہ ڈاک بھجوا دیا گیا ہے۔

جملہ ممبران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس اہم اجلاس میں وقت مقررہ پر ضرور شامل ہوں۔ والسلام

خاکسار۔ سیکرٹری۔ احمد یار

جلسہ سالانہ پر کام کرنیوالے احباب

جلسہ سالانہ پر آنے والے اصحاب کی اطلاع و سہولت کے لئے اخبار میں انچارج صاحبان جملہ شعبہ جات کے نام شائع کئے جاتے ہیں نیز ان رضا کار صاحبان کے نام بھی جنہوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں:-

انچارج صاحبان شعبہ جات جلسہ سالانہ

(۱) سٹور اجناس:-
چوہدری عبدالمجید صاحب۔ منیجر اراضی اوکاڑہ

(۲) سٹور برتن:-
چوہدری غفور احمد صاحب

(۳) کھانا پکوانا:-
چوہدری عبدالحمید صاحب سیکنڈ ماسٹر سکول ۱

(۴) دکانات:-
چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ۲

(۵) کھانا کھلانا:-
اسلم خان صاحب سابق ہیڈ ماسٹر سکول ۱

(۶) چائے در پنڈال:-
میاں عبدالغنی بٹ صاحب۔

(۷) پرہیزی کھانا:-
شیخ محمد حسین صاحب۔ ایلی انجمن

(۸) صفائی و روشنی:-
ماسٹر غلام محمد صاحب مدرس سکول ۱

(۹) آرائش جلسہ:-
ماسٹر محمد حسین صاحب مدرس سکول ۲

(۱۰) انکوائری آفس:-
شیخ غلام رسول صاحب افسر تحصیل انجمن

(۱۱) استقبالیہ:- عبداللہ بٹ صاحب کلرک انجمن

(۱۲) سٹیج و پروگرام:- خواجہ محمد بشیر بٹ صاحب

رضا کاران کے اسمائے گرامی

(۱) عبدالسمیع صاحب۔ لاہور
(۲) بشیر احمد صاحب لاہور
(۳) ممتاز احمد، سعید احمد، ریاض احمد، عبدالرزاق۔ اوکاڑہ
(۴) اعجاز احمد صاحب لاہور
(۵) محمد عثمان صاحب۔ لاہور
(۶) ضیاء الرحمان صاحب۔ لاہور
(۷) رشید احمد صاحب۔ داؤد خیل۔
(۸) چوہدری غلام حیدر صاحب۔ لاہور
(۹) میاں اللہ بخش صاحب۔ ملتان
(۱۰) میاں مزمل دین صاحب۔ ملتان۔
(۱۱) عبدالجبار صاحب اسماعیل آباد۔ ملتان
(۱۲) ملک نصراللہ صاحب راولپنڈی
(۱۳) محمد تسیمن الدین صاحب " " "
(۱۴) فیاض الدین صاحب " " "
(۱۵) ملک در محمد صاحب ولد ملک دوست محمد صاحب کوئٹہ

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء

۲۲ دسمبر بروز شنبہ مستورات کا جلسہ زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب صبح دس بجے مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور میں منعقد ہوگا۔ اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہوگی۔ پروگرام علیحدہ ملاحظہ کریں۔ مستورات کے اس اجلاس کی صدارت بیگم صاحبہ شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم فرمائیں گی۔

۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار

اجلاس اول: ۱۰ بجے صبح تا ۱/۴ ۱ بجے دوپہر

زیر صدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز مغربی پاکستان لاہور

تلاوت قرآن کریم: حافظ قاری محمد یوسف خان صاحب — ۱۰ بجے تا ۱۰-۱۰
نعت: طلبائے لاہور سکول نمبر ۱ — ۱۰-۱۰ بجے تا ۱۰-۲۰
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ: مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح لاہور — ۱۰-۲۰ تا ۱۰-۴۵
افتتاحی تقریر: حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ — ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۵
بحیرہ مردار کے نوشتے: میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی — ۱۱-۱۵ تا ۱۱-۴۵
تقریر: محمد شفیع صاحب بھٹی ایم اے پرنسپل نیو مسلم کالج لاہور — ۱۱-۴۵ تا ۱۲-۱۵
معیت الصادقین: ملک ظفر اللہ خاں صاحب — ۱۲-۱۵ تا ۱۲-۴۵
تقریر: مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے — ۱۲-۴۵ تا ۱-۱۵
نماز ظہر و عصر

اجلاس دوم: ۲-۴۵ تا ۴-۳۰ بعد دوپہر

زیر صدارت الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائلپور

تلاوت قرآن مجید: طلبائے لاہور سکول نمبر ۱ } ۱۵ منٹ
نعت }
جہاد: میاں رحیم بخش صاحب ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر سنٹرل ایکسائز اینڈ کسٹم — ۳-۰۰ تا ۳-۳۰
مالی جہاد اور ہماری ذمہ داریاں: مولانا عبد المنان صاحب عمر ایم اے علیگ — ۳-۳۰ تا ۴-۰۰
آئیڈیل شہر: مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی — ۴-۰۰ تا ۴-۳۰

بعد از نماز مغرب و عشاء سات بجے شام انجمن کے ہائی سکولوں کے طلباء کا ذیل کے عنوانات کے تحت تقریری مقابلہ ہوگا۔
(۱) اسلام میں اطاعت شعاری (۲) اسلامی تنظیم

---

۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز سوموار

اجلاس اول: ۱۰ بجے صبح تا ۱-۲۵ بجے دوپہر

زیر صدارت خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج ڈاڈر سینی ٹوریم

تلاوت قرآن مجید: طلبائے لاہور سکول نمبر ۲ } ۱۵ منٹ
نعت از نو مسلمین: نمبر ۲ }
سالانہ رپورٹ: آنریری جنرل سیکرٹری شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر — ۱۰-۱۵ تا ۱۰-۴۵
پس چہ باید کرد (تقریر): الحاج حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ایڈووکیٹ گجرات — ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۱۵
ارشادات: حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ — ۱۱-۱۵ تا
(نماز ظہر و عصر)

اجلاس دوئم: ۲-۴۵ تا ۴-۳۰ بجے

زیر صدارت میاں غلام حمید صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈی آئی جی

تلاوت قرآن مجید: حافظ محمد ادریس صاحب } ۱۵ منٹ
نعت: حاجی اللہ رکھا صاحب }
خداوند یسوع مسیح کی قربانی: مرزا معصوم بیگ صاحب اخبار نویس — ۳-۰۰ تا ۳-۴۰
موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کے فرائض: مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری — ۳-۴۰ تا ۴-۱۰
احمدیت ہم سے کیا چاہتی ہے: میاں احمد رفیق یوسف ایم اے ایڈووکیٹ لاہور — ۴-۱۰ تا ۴-۳۰

نماز مغرب و عشاء کے بعد سات بجے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس میں مغربی پاکستان کے مختلف کالجوں کے طلباء اسلام اور وحدت ملی کے موضوع پر انعامی مقابلہ میں شرکت کریں گے۔

نوٹ: ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء کو بعد از نماز مغرب و عشاء بوقت سات بجے مجلس معتمدین کا اجلاس ہوگا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز منگلوار

اجلاس اول: ۹-۳۰ صبح تا ۱-۵۵ بجے دوپہر

زیر صدارت شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر ملتان

تلاوت قرآن مجید و نعت: طلبائے مسلم ہائی سکول بدوملہی — ۱۵ منٹ
تقریر: خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب — ۹-۴۵ تا ۱۰-۱۵
تقریر: پروفیسر غلام محمد خادم صاحب ایم اے ڈیرہ غازی خان — ۱۰-۱۵ تا ۱۰-۴۵
قرآن کریم اور احمدی جماعت: مرزا مظفر بیگ ساطع صاحب — ۱۰-۴۵ تا ۱۱-۲۵
تقریر: خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب — ۱۱-۲۵ تا ۱۱-۵۵
نیا نظام: ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر — ۱۱-۵۵ تا ۱۲-۲۵
جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ: مولوی شیر محمد صاحب نوشابی — ۱۲-۲۵ تا ۱۲-۵۵
تقریر: پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی — ۱۲-۵۵ تا ۱-۲۵
اختتامی تقریر: حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ — ۱-۲۵ تا ۱-۵۵

(۱) نماز ظہر و عصر روزانہ تین بجے بعد دوپہر جمع ہوا کریں گی اور نماز مغرب و عشاء پانچ بجے جمع ہوا کریں گی۔
(۲) سب دوستوں کو ان اوقات میں باجماعت نمازوں میں شامل ہونا چاہیئے۔
(۳) درس قرآن کریم ہر روز نماز فجر کے بعد حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب دیا کریں گے۔
(۴) احمدیہ کانفرنس ۲۴ دسمبر کو بعد درس قرآن مجید منعقد ہوگی۔
(۵) مستورات کا اجلاس ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء کو زیر اہتمام بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب منعقد ہوگا۔
(۶) کھانا کھانے کے اوقات کی عموماً پابندی نہیں ہوتی جو نہایت ہی ضروری ہے۔ معزز مہمان اس کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ جلسہ کے وقت آرام سے تقاریر سن سکیں۔
(۷) تمام دوست اپنے بستر ساتھ لاویں۔

کھانے کے اوقات { صبح ۸ بجے سے ۱/۲ ۹ بجے تک
شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک

ڈاکٹر اللہ بخش افسر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

خُدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد کر کے اسے پُورا نہ کرنا موجب غضب الٰہی ہے

صحابہ کرامؓ کا بے نظیر ایثار اور قربانیاں اور جماعت احمدیہ کی خدمات جلیلہ

خُطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۲ء فرمودہ حضرت امیر قوم حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ومنھم من عٰھد اللہ لئن اٰتٰنا من فضلہ لنصدّقنّ ولنکوننّ من الصّالحین ـــــــ الم یعلموا انّ اللہ یعلم سرّھم ونجوٰھم وانّ اللہ علّام الغیوب ـــــــ (التوبہ)

قرآن کریم میں سائیکالوجی

ان آیات میں ایک علم النفس کا مسئلہ ہے جس کو انگریزی میں سائیکالوجی کہتے ہیں ۔ قرآن کریم چونکہ روحانیات کی تربیت اور ترقی کے لئے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ۔ اور روحانیات کا بڑا تعلق علم النفس یا سائیکالوجی سے ہے اس لئے قرآن کریم نے جا بجا انسانی قوٰی کے اس حصہ سے متعلق بھی ہدایات جاری کی ہیں ۔ یہ ایک ہی کتاب ہے جو انسان کی فطرت کا نقشہ بیان کرتی ہے ۔ اس کو خوب سمجھتی ہے اور اس کا تصویر کھینچتی ہے اور اس کی خوبیاں بیان کرتی ہے علاوہ ازیں اس کی کمی اور کمزوری کا ذکر بھی کرتی ہے ۔ اور اس کا علاج بھی تجویز کرتی ہے ۔

انسانی تمنائیں اور آرزوئیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد و پیمان

ان آیات میں اسی پر بحث ہے کہ ہر انسان پر ایسے مواقع وارد ہوتے رہتے ہیں جب کہ وہ اپنے لئے ۔ اپنی اولاد کے لئے ۔ اپنے عزیز و اقارب کے لئے منت مانتا ہے ۔ انسان کی ہزاروں خواہشیں اور آرزوئیں ہوتی ہیں کہ خدا مجھے مال و دولت دے دے ۔ باغ و باغیچہ دے دے ۔ کارخانہ اور فیکٹری دیدے ۔ بچہ نواسہ یا پوتا دے دے ۔ اقتدار اور عہدہ دیدے تو بطور شکر نعمت میں مال و املاک میں سے اتنا حصہ خدا کی راہ میں دیا کروں گا ۔ بچہ کو علم دین سے بہرہ ور کر کے اسے خدمت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دوں گا ۔ انسان کی زندگی میں ایسے مواقع ضرور آتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیدا کردہ جماعت کی قربانیاں

قوم کے اندر بھی ایسے حالات درپیش ہوتے ہیں کہ جب قوم قربانی اور ایثار سے کام لیتی ہے اس قوم کے اندر جذبۂ ایمانی زیادہ ہوتا ہے ۔ وہ مضبوط اور مستحکم قوم ہوتی ہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسی ہی ایمانی سے بھرپور قوم پیدا کی ۔ اس قوم میں ایسی کثیر مثالیں ملتی ہیں کہ کوئی زمین کا حصہ دے رہا ہے کوئی آمدنی کا حصہ وقف کر رہا ہے ۔ کسی نے ذہین و فطین بچہ وقف کر دیا ۔ کوئی اعلےٰ علم سے پیراستہ ہو کر باہر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نکل کھڑا ہوا ۔

منتوں کے پُورا ہونے پر ایفائے عہد میں کوتاہی

یہاں اس امر کا ذکر ہے کہ کتنے لوگ خدا کی رضا اور خوشنودی کی خاطر منتیں مانتے رہتے ہیں اور پھر پوری ہو جانے پر کتنے اپنے مال و متاع اور وقت اور محنت کی قربانی کر کے خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں یہ جذبہ نیک ہے ۔ اخلاص کے ساتھ لوگ اس بارے میں لوگ منتیں مانتے ہیں لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جب اُن کی خواہش پوری ہو جائے ، تو یہ جذبہ اور اخلاص ٹھنڈا پڑ جاتا ہے ان کے عزم اور ارادہ میں کمی اور کمزوری آجاتی ہے اور وہ اپنے ارادہ سے منحرف ہو جاتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ کے ساتھ جو عہد باندھا ہوتا ہے اسکو بھلا دیتے ہیں ۔ اس بدعہدی سے ان کو نقصان پہنچتا ہے حضرت مولٰنا نور الدین علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ قربانی اور ایثار کی تحریک انسان کے دل میں آسمان سے ہوتی ہے ۔ فرشتے تحریک کرتے ہیں اگر فوراً ہی اُس پر عمل کر لیا جائے تو ٹھیک ہوتا ہے ورنہ اگر اس میں تاخیر کر دی جائے تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ نیکی کی تحریک کا اثر زائل ہوتا جاتا ہے انسان کا اپنا نفس اور شیطان کے وساوس اسکو نیکی سے ہٹاتے رہتے ہیں ۔ انسان کا جذبۂ ایثار اور قربانی کمزور پڑ جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ انسان نے جو عہد اور معاہدات کئے ہوتے ہیں اُن سے منحرف ہو جاتا ہے ۔

پختگی عہد کے بعد رُو گردانی

فرمایا ومنھم من عٰھد اللہ ۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا تعالےٰ سے عہد باندھتے ہیں منتیں مانتے ہیں لئن اٰتٰنا من فضلہ کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں کچھ عنایت کر دے ۔ زمین ، زر ۔ باغ ، مربعہ ، جائداد ، فیکٹری کارخانہ دیدے ۔ ذہین بچہ عطا کر دے ۔ اقتدار نصیب کر دے تو لنصدّقنّ ۔ تو ہم ضرور بالضرور اس نعمت کے شکریہ کے طور پر خیرات کیا کریں گے ۔ خدا کی راہ میں ایثار اور قربانی کریں گے ۔ صرف نحو اور علم کلام و معانی کے جاننے والے جانتے ہیں کہ یہاں لام تاکید اور نون ثقیلہ دونوں استعمال کئے گئے ہیں ۔ اور پھر اللہ تعالےٰ کے ساتھ عہد کا ذکر ہے اور اس عہد پر لام تاکید اور نون ثقیلہ لگایا گیا ہے جو عہد پر پختگی اور مضبوطی سے عمل پیرا ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ لنصدّقنّ کہ ہم ضرور ضرور خدا کی راہ میں اپنے مال صرف کریں گے ۔ ولنکوننّ من الصّالحین اور ضرور ضرور صلاحیت اور نیکو کاری کے کام بجا لائیں گے یہ بہت بڑا پختہ عہد ہے جو خدا کے ساتھ کیا گیا لیکن فرمایا فلمّا اٰتٰھم من فضلہ ۔ جب خدا ان کی دعاؤں اور تمناؤں اور آرزوؤں کے مطابق انہیں دنیا کی عنایات اور نوازشات سے نوازتا ہے ۔ انہیں زر اور زمین مل جاتی ہے ۔ کارخانے ، فیکٹریاں حاصل ہو جاتی ہیں ، اولاد عطا ہو جاتی ہے اور دل کی تمنا پوری ہو جاتی ہے تو انسان اپنے وعدہ کا پابند نہیں رہتا بخلوا بہ بخل کرنے لگ جاتا ہے ۔ عہد کی تکمیل سے روگردانی کرتا ہے ۔ اس کا نفس اور شیطان اسکو ورغلاتا ہے اور پھر انسان سمجھتا ہے کہ خدا غریب و کنگال تھوڑا ہی ہے جو اس کے لئے ہم دیں ۔ کیا اس کے خزانوں میں کمی ہے ۔ اس طرح وہ سب وعدوں کو بھلا دیتا ہے ۔

انسان کا مال خُدا کی دی ہوئی امانت ہے

حالانکہ انسان اگر غور کرے تو معلوم ہوگا کہ جو کچھ اس کے پاس موجود ہے وہ خدا تعالےٰ کا ہی دیا ہوا ہے اور خدا اپنے ہی دیئے میں سے خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے و ممّا رزقنٰھم ینفقون جو کچھ ہم نے دیا ہے

اس میں سے خرچ کرو لیکن انسان نہیں سمجھتا کہ وہ جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرے گا وہ اس کا نہیں خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ لیکن وہ بخل اور امساک سے کام لیتا ہے وتولوا لہ گردانی کرتا ہے وھم معرضون وہ اپنے قول و اقرار اور وعدہ سے پھر جاتا ہے۔

نبی کریم صلعم سے عطائے مال کے لئے دُعا کی درخواست اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا اور ہر زمانہ کے مجدد کے ساتھ بھی ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ جسے ایسی کمزوری سے بچائے وہ مبارک ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی ہو ان کے ساتھ کوئی وعدہ کر کے پھر بد عہدی کرے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ ایک غریب شخص نے حضورؐ سے دُعا کرنے کی التجا کی تھی اور عہد کیا تھا کہ اگر خدا نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں اس مال سے لوگوں کے حقوق ادا کروں گا۔ اس غریب شخص کا نام ثعلبہ تھا اس نے یوں التجا کی تھی یا رسول اللہ ادع اللہ ان یرزقنی مالا۔ حضور آپ اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں کہ مجھے مال عطا کرے۔ لفظ مال عربی میں بڑی وسعت رکھتا ہے۔ زر۔ زمین اور مال مویشی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا یا ثعلبہ ان قلیلا تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ۔ تھوڑی سی چیز جس کا شکریہ ادا کر سکو بہتر ہے بہ نسبت کثیر مال کے جس کا شکریہ ادا نہ کر سکو۔ ثعلبہ نے کہا کہ حضورؐ قسم ہے آپ کو اس خدا کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے لئن رزقنی اللہ مالا لاعطین کل ذی حق حقہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر شخص کا حق ادا کروں گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ ثعلبہ کے پاس کچھ بھیڑ بکریاں تھیں وہ زیادہ ہو گئیں۔ ان کے لئے جو پہلے باڑہ تھا۔ وہ تنگ ہو گیا۔ اس کی وسعت کی طرف ہر وقت متوجہ رہنے لگا اور کاروبار میں روز افزوں ترقی ہوتی چلی گئی اور اس وسعت کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں تنگ ظرفی پیدا ہوتی گئی۔ نمازوں میں سستی ہوگئی وہ مسجد میں کم جاتا تھا۔ وہ منعم جس نے انعام کیا تھا اس کی بخشش اور عطا کی نافرمانی ہونے لگی۔ جب زکوٰۃ طلب کرنے کی غرض سے حضور صلعم کے عامل اور تحصیلدار اس کے پاس گئے تو اس نے ایسا جواب دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہیں دینا چاہتا۔ اس نے سوچا مال مویشی زیادہ ہیں کوئی وسیع جگہ لینی چاہیئے۔ چنانچہ وہ بستی سے دور چلا گیا اور ساتھ ہی ساتھ خدا سے دور چلا گیا۔ نمازیں چھوٹ گئیں۔ زکوٰۃ دینا بند کر دیا کہ روپیہ خواہ مخواہ برباد ہوتا ہے۔ جہاں ہم چاہتے ہیں وہاں خرچ نہیں کیا جاتا۔ لہذا روپیہ پیسہ خیرات یا زکوٰۃ میں دینا مال کی بربادی ہے۔ جب وہاں بھی نبی کریم صلعم کے عامل پہنچے تو اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کثرت مال کی وجہ سے وہ خدا کا شکریہ ادا کرنے سے محروم ہوگیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درست ثابت ہوا کہ تھوڑی چیز بہتر ہے جس کا شکریہ ادا کیا جا سکے اس کثیر چیز سے جس کا شکریہ ادا نہ ہو سکے۔ پھر ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص زکوٰۃ کا مال لے کر آیا لیکن حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا اس لئے کہ اس نے خدا کے عہد کو پورا نہ کیا۔ جو لوگ وقت پر ساتھ نہیں دے سکتے وہ ملت و معاشرہ کے لئے مضبوط نہیں ہو سکتے۔ معمولی سمجھ کا آدمی کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کو معاف کیوں نہیں کر دیا گیا۔ جو شخص وقت پہ انکار کرے اور پھر بطور احسان دینا چاہے، اس کی چال منافقانہ ہے، جس کو قبول کرنا پسندیدہ نہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں وہ پھر زکوٰۃ لے کر آیا۔ لیکن آپ نے بھی رد کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں وہ زکوٰۃ لے کر آیا انہوں نے بھی قبول نہ کی۔

بخل اور امساک سے نفاق پیدا ہوتا ہے

اس آیت کریمہ میں بد عہدی کی سزا کا ذکر ہے۔ یہاں لکھا ہے کہ بخلوا بہ جو مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا تھا اس کے استعمال میں بخل اور امساک سے کام لیا تو فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم۔ ان کے دلوں میں نفاق پیدا ہوگیا۔ نفاق بد عہدی کا نتیجہ ہے۔ جب تک انسان قول کا پختہ نہ ہو اسے اس کی غیرت نہ ہو اس میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔

مال شقیق القلب ہے

اصل بات یہ ہے کہ مال کا خرچ کرنا بڑا مشکل ہے مال سے انسان کو اس کی مرغوب اشیاء ملتی ہیں۔ اس لئے اس کو مال سے شدید محبت ہو جاتی ہے اس لئے وہ مال کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہتا۔ مال کو شقیق القلب کہا گیا ہے۔ مال انسان کے قلب کا نصف ٹکڑا ہے چونکہ اس کو جُدا کرنا مشکل ہے اس لئے مال کا خرچ کرنا اخلاص کی علامت ہے اس لئے انفاق فی سبیل اللہ کا اجر بڑا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا ایثار اور قربانی

اس وجہ سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو مال صرف کرنے کے جذبہ سے سرشار ہو گئے۔ وہ قوم جس کے دل میں تڑپ ہے کہ ہمارا مال خدا کے راستہ میں صرف ہو وہ معزز ہوتی ہے۔ کتنے صحابہؓ تھے جنہوں نے مال خرچ کئے جانیں دیں، خود حضور صلعم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری جان راہ خدا میں صرف ہو، حضرت صلعم نے قوم کے اندر ایثار و قربانی کی رُوح پھونک دی۔

دو قسم کے لوگ

جب قوم پر کوئی نازک وقت آتا ہے تو دو طرح کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جو باوجود غریب اور نادار ہونے کے اپنے جان و مال، خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بڑے اخلاص و صدق کے ساتھ مال خرچ کرتے ہیں۔ دوسرے جو باوجود اہل دولت و ثروت ہونے کے مال خرچ کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ ان امور کا ذکر قرآن کریم میں آیا ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم وہ لوگ قابل ملامت نہیں جو جان کی قربانی دینے کے جذبہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سواری کے جانور طلب کریں اور آپ فرما دیں لا اجد ما احملکم علیہ افسوس ہے میرے پاس سواری کے جانور موجود نہیں ہیں تولوا واعینھم تفیض من الدمع وہ مایوس ہو کر واپس چلے جائیں اور ان کے جذبہ جانفشانی کا یہ حال ہو کہ ان کی آنکھیں اس غم کی وجہ سے اشکبار ہوں کہ ہائے افسوس ہمارے پاس سواری نہیں جو میدان جہاد میں پہنچا دے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں بعض وہ لوگ جو دولت مند تھے وہ جہاد میں جانے سے عذر معذرت کر رہے تھے۔ ایسے لوگ قوم و ملت کے مجرم ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس قسم کے امراء کی جو بخیل ہوں مذمت کی ہے۔ اور مخلص غرباء کے آنسوؤں کا اپنے صحف میں ریکارڈ کر دیا ہے یہ سبق نہایت قیمتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام وقت حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ اخلاص سے اس کی پابندی کریں، عہد کی خلاف ورزی سے ڈرنا چاہیئے اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں ایک مجدد بھیجا۔ جس نے خدمت اسلام کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔ اس کی خدمات نہایت روشن ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کی خدمات جلیلہ

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات دینیہ کا دنیا کا کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت کی جماعت نے یورپ کے اندر مشن کھولے۔ جن کے ذریعہ ہزاروں کی تعداد میں . . . .

. . . . . . اہل یورپ مشرف با سلام ہوئے۔ اس جماعت نے قرآن کریم کے تراجم اور

باقی ہم صفحہ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کتاب "حقیقت النبوۃ" پر تبصرہ

اور چند سوالوں کا جواب

(۵)

حضرت امیر مرحوم کی تحریر

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ اپنی کتاب "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ پر ہمارے محترم امیر مرحوم و مغفور مولانا محمد علی صاحب کی کتاب "النبوۃ فی الاسلام" کی تمہید کے صفحہ ۲۳ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کر کے ایک ایسا نتیجہ نکالتے ہیں جو صراحتاً قرآن کریم کے خلاف اور حضرت مسیح موعودؑ اور ہماری جماعت کے عقائد کے منافی ہے، حضرت امیر مرحوم کے الفاظ جو قاضی صاحب محترم نے نقل کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

"کامل نبوت (یعنی جو ہم مانتے ہیں) (خطوط وحدانی والے الفاظ قاضی صاحب کے ہیں از ناقل) اور جزئی نبوت میں فرق صرف اس قدر ہے کہ ان کو (یعنی مسیح موعودؑ کو) کامل نبی مان کر تم ان کو اس سے زیادہ مرتبہ نہیں دیتے جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبی مان کر دیتے ہیں ان کے الہامات جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو اسی حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ عملاً ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں"

جناب قاضی صاحب کا استدلال

مندرجہ بالا تحریر سے جناب قاضی صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"نبوت کی غرض کیا چیز ہوتی ہے بس یہی کہ صاحب وحی کے الہامات قوم کے لئے حجت ہوں وہی تو نبی ہوتا ہے جس کے الہامات قوم کے لئے حجت نہ ہوں وہ صرف ولی ہوتا ہے پس جب مولوی صاحب موصوف بھی (یعنی حضرت امیر مرحوم) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو ہماری طرح حجت مانتے ہیں بلکہ بقول خود ہم سے بڑھ کر حجت تسلیم کرتے ہیں تو انہوں نے خود اعتراف کر لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حقیقت نبوۃ متحقق تھی اور آپ کا درجہ اور مقام وہ تھا جو انبیاء کی وحی کا تھا"

قاضی صاحب کا استدلال قرآن کریم کے خلاف ہے

جناب قاضی صاحب کے استدلال کی بنیاد اس امر پر ہے کہ وحی صرف نبی کی حجت ہوتی ہے غیر نبی کی وحی حجت نہیں ہوتی۔ اب سب سے پہلے ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ قرآن کریم کا فتویٰ قاضی صاحب کے پیش کردہ نظریہ کے بارے میں کیا ہے سورۃ بقرۃ ع ۳۲ میں قرآن کریم بنی اسرائیل کی قوم کے متعلق ایک واقعہ درج فرماتا ہے اور اس واقعہ پر مسلمانوں کو غور کرنے کے لئے دعوت بھی دیتا ہے وہ واقعہ یہ ہے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سردار اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر فرما دیں تا ہم اس کے ماتحت اس کی معیت میں اللہ کی راہ میں جنگ کریں اس نبی نے ان سرداروں سے جنگ کرنے کا عہد لے کر ان کی درخواست کے مطابق ان کے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا اور کہا ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا یعنی اس تقرر میں شک کی گنجائش نہیں کیونکہ میں نے اپنی طرف سے طالوت کو بادشاہ مقرر نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہ مقرر کیا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس نبی نے وحی الٰہی سے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا تھا۔ باوجود اس کے سرداران قوم نے طالوت کے تقرر پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ یہ شخص ہم پر حکومت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا اس سے بڑھ کر تو ہم بادشاہ بننے کے زیادہ حقدار ہیں اسے تو مالی کشائش بھی حاصل نہیں نبی وقت نے ان کے شبہات کو دور کرنے کے لئے دوبارہ تاکیدی الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً اللہ نے ہی تمہارے مقابلہ میں اسے اس کام کے لئے چنا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اسے علم اور جسمانی قوت میں زیادتی عطا کی ہے اللہ کا علم تمہارے علم سے بڑھ کر اور یقینی ہے اس لئے وہ جسے انتخاب کرتا ہے وہی زیادہ حقدار ہو سکتا ہے

اس کے بعد ایک علامت بیان کی ہے جو طالوت کے خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہونے پر دلیل اور حجت کا کام دینے والی تھی

طالوت کی حیثیت

مندرجہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے کہ طالوت کی حیثیت نبی کی حیثیت نہ تھی انہیں اللہ تعالیٰ نے براہ راست انتخاب نہیں کیا تھا بلکہ اس زمانہ کے نبی کے ذریعہ ان کا انتخاب وقوع میں آیا تھا جس نے انہیں خدا سے وحی پا کر بادشاہ مقرر کیا تھا قرآنی الفاظ وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم سے معلوم ہوتا ہے کہ طالوت کو حکومت کے کام سرانجام دینے کے لئے جس علم کی ضرورت ہوتی ہے وہ انہیں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ حاصل تھا اور اس کے علاوہ معرفت الٰہی میں بھی وہ دوسروں پر سبقت لے گئے ہوئے تھے کیونکہ علم کا لفظ ان دونوں مفہوموں پر قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے اور اس بناء پر وہ صاحب وحی بھی تھے۔ جیسا کہ بعد کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔

بعد کا واقعہ اور طالوت کے صاحب وحی ہونے کا ثبوت

بعد کا واقعہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوا ہے

فلما فصل طالوت بالجنود قال ان اللہ مبتلیکم بنھر فمن شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف غرفۃ بیدہ فشربوا منہ الا قلیلا منھم

(ع ۳۳) یعنی جب طالوت لشکر کو لے کر روانہ ہوا تو اس نے تاکیدی الفاظ میں تمام لشکریوں کو کہا یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے نہر کے ذریعہ پس جو شخص اس نہر میں سے پانی پیئے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسے مجھ سے الگ ہونا پڑے گا۔ جو اس نہر سے نہیں چکھے گا وہی میرے ساتھ رہے گا سوائے اس کے کہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے لے کا پس بجز قلیل التعداد افراد کے سب نے اس نہر سے پانی پی لیا۔

"ان اللہ مبتلیکم بنھر" کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ طالوت صاحب وحی تھا اور پانی پینے کے متعلق جو حکم اس نے قوم کو دیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پا کر دیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ نبی نہ تھا بلکہ ایک نبی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے بادشاہ مقرر ہوا تھا براہ راست اس کا تقرر اس عہدہ پر قوت میں نہ آیا تھا لیکن اس کی وحی قوم پر حجت تھی اور اس پر عمل کرنا قوم پر لازمی قرار دیا گیا تھا اور اس کی مخالفت ورزی کرنے والے مستوجب سزا ٹھہرائے گئے اور انہیں خدا کی راہ میں قتال کرنے کے ثواب سے محروم کر دیا گیا اور روحانی دنیا میں یہ بہت بڑی سزا ہے جو کسی کو دی جا سکتی ہے۔

اب قاضی صاحب ان قرآنی آیات کو سامنے رکھتے ہوئے غور کریں کہ کیا ولی کا الہام بھی قوم پر حجت ہوتا ہے یا نہیں پس ان آیات کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ ولی کا الہام بھی حجت ہوتا ہے اس لئے جناب قاضی صاحب کا یہ نظریہ کہ صرف نبی کا الہام ہی حجت ہوتا ہے ولی کا نہیں ہوتا قرآن کریم کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ثابت ہوگا اگر ولی کا الہام حجت نہ ہوتا تو طالوت جو ولی تو کہلا سکتے ہیں نبی کسی صورت میں بھی نہیں کہلا سکتے ان کے الہام کی خلاف ورزی کرنے والے مستوجب سزا نہ ٹھہرائے جاتے کیونکہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ولی کا الہام تو حجت ہی نہیں ہوتا ہمیں اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزا کیوں دی جاتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ نظریہ حضرت مسیح موعودؑ کے بھی خلاف ہے

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے علماء بشمول قاضی محمد نذیر صاحب یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل حضرت اقدسؑ خود اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد یقین کرتے تھے اور اپنی وحی کو وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت قرار دیا کرتے تھے گو ہمارے نزدیک حضورؑ اسی عقیدہ پر قائم رہے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل بھی حضورؑ اپنی وحی کو بطور حجت ہی پیش کرتے رہے۔ عذابوں کے نزول کے متعلق وحی پاکر قوم کو یہی کہتے رہے کہ اے قوم اگر تو اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے جو میری وحی میں مذکور ہے فسق و فجور سے توبہ نہ کرے گی اور اپنی زندگی کو پاک نہیں بنائے گی تو میری وحی میں مذکورہ عذابوں کا نشانہ بن کر رہے گی قوم نے توجہ نہ کی آخر عذابوں کے گھیرے میں آ گئی۔ جنہوں نے ابھی تک بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔

بالکل ابتدائی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۱۸ پر صاف الفاظ میں فرمایا کہ محدّث جو نبوت تامہ نہیں رکھتا بلکہ خدا تعالےٰ کی ہمکلامی کا شرف رکھنے کی وجہ سے جزئی نبوت رکھتا ہے "اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے" اب اگر ولی کا الہام حجت نہیں ہوتا تو منکر کو مستوجب سزا ٹھہرانے کے کیا معنے؟ ہماری جماعت کے عقائد کے منافی ہوتا اس نظریہ کا ایسا واضح ہے کہ اس کے مزید بیان کی ضرورت ہی نہیں اپنی طرف سے ایک غلط نتیجہ نکال کر اور ایک غلط نظریہ پیش کر کے ہماری طرف انحراف نبوت منسوب کرنا حد درجہ کی دلیری ہے کاش ہمارے یہ بھائی غور سے کام لینے کی عادت ڈالیں۔

ایک سوال کا جواب

میرے ان مضامین کو پڑھکر جو "پیغام صلح" میں شائع ہو رہے ہیں جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے تین سوال بجائے جواب ارسال کئے ہیں۔

پہلا سوال ان الفاظ میں ہے:-

"آپ نے (یعنی خاکسار نے) اس مضمون میں لکھا ہے کہ وحی نبوت کا اقرار کہیں نہیں دکھا سکتے الہام موجود ہے جاء نی آئیل جس سے جبرائیل مراد لکھی ہے اور نزول جبرائیل مانا ہے"

میں اب بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے وحی نبوت کا اقرار نہیں دکھلایا جا سکتا سائل نے جس الہام کو پیش کیا ہے اس میں بے شک حضور نے آئیل سے مراد جبرائیل ہی لکھا ہے آئیل جبرائیل ہے۔ فرشتہ بشارت دینے والا اور الہام میں بشارت یہی مذکور ہے کہ چاروں طرف جو تیرے دشمن پھیلے ہوئے ہیں ان دشمنوں کے شر سے خدا تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا، اور خدا خود اس پر حملہ آور ہوگا جو تجھ پر حملہ کرے گا تذکرہ صفحہ ۴۲۶۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آ رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آئیل سے مراد جبرائیل لکھ دینے سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ حضور نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دے دیا ہے۔

سائل کا مذہب

سائل کے سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا مذہب یہ ہے کہ جبرائیل کا نزول صرف حقیقی انبیاء پر ہی ہوتا ہے اولیاء پر جبرائیل کا نزول نہیں ہوتا اگر میں سائل کے مذہب کو درست سمجھا ہوں تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ مذہب حضرت اقدسؑ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے، وحی الٰہی اور نزول جبرائیل کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر روشنی صرف صاحب وحی ہی ڈال سکتا ہے کیونکہ وہی اسکا مورد ہونیکے علاوہ صاحب حال بھی ہوتا ہے۔

کتاب توضیح مرام کی طرف توجہ کی جائے

اس لئے میں اپنے محترم بھائی کی توجہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "توضیح مرام" کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میرے دوست اس کتاب کے صفحہ ۶۶ سے لے کر صفحہ ۷۸ تک مطالعہ فرمائیں تو اس مسئلہ نزول جبرائیل کے تمام پہلو ان پر روشن ہو جائیں گے، بہرحال اپنے دوست کی آگاہی کے لئے ان صفحات میں سے چیدہ چیدہ فقرے ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

فرشتہ کی تاثیر دو قسم کی

فرشتوں کی تاثیروں کے متعلق بحث کرتے ہوئے حضور صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں:-

"ہر یک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو طرح کی ہوتی ہے، اوّل وہ تاثیر جو رحم میں ہونے کی حالت میں باذنہ تعالےٰ مختلف طور کے تخم پر مختلف طور کا اثر ڈالتی ہے پھر دوسری وہ تاثیر جو بعد تیاری وجود کے اس وجود کی مخفی استعدادوں کو اپنے کمالات ممکنہ تک پہنچانے کے لئے کام کرتی ہے۔ اس دوسری تاثیر کو جب وہ نبی یا کامل ولی کے متعلق ہو وحی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے"

میں محترم سائل کی توجہ حضورؑ کے الفاظ "نبی یا کامل ولی" کی طرف منعطف کراتا ہوں کیا ان الفاظ سے واضح نہیں ہوتا کہ وحی کا نزول نبی اور کامل ولی دونوں پر ہوتا ہے۔

وحی کا نزول بذریعہ جبرائیل

اب حل طلب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ وحی کا نزول خواہ نبی پر ہو یا ولی کامل پر ہو کیا جبرائیل کے ذریعہ ہی ہوتا ہے یا دونوں کے لئے الگ الگ فرشتے مقرر ہیں سو اس کے متعلق میں محترم سائل کو حضورؑ کی مندرجہ ذیل تحریر کی طرف توجہ دلاتا ہوں صفحہ ۶۸ پر حضور فرماتے ہیں:-

"مثلاً جبرائیل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہیں خدمات کے موافق جو اس کے نیّر سے لی جاتی ہیں سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر یک ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو"

صفحہ ۶۸ کی تحریر سے واضح ہے کہ وحی کا نزول نبی اور ولی کامل دونوں پر ہوتا ہے اور صفحہ ۶۸ کی عبارت بتلا رہی ہے کہ وحی الٰہی سے مشرف ہونے والا ہر شخص بذریعہ نزول جبرائیل ہی مشرف ہوتا ہے جس سے عیاں ہے کہ حضورؑ کے نزدیک ولی کامل پر بھی وحی کا نزول بذریعہ جبرائیل ہی ہوتا ہے۔

پھر صفحہ ۶۹ پر وحی پانے کی کیفیت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"پھر بعد اس وقت میں کہ جب انسان بوجہ اقتران محبتین (بندوں کی محبت اور خدا کی محبت۔ ازناقل) روح القدس کی نالی کے قریب اپنے تئیں رکھ دیتا ہے معاً اس نالی میں سے فیض وحی اس کے اندر گر جاتا ہے یا یوں کہو کہ اس وقت جبرائیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے۔"

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ جبرائیل کے ذریعہ فیض وحی کامل ولی کے اندر گرتا ہے۔

پھر صفحہ ۷۰ پر مزید وضاحت کرتے ہوئے

فرماتے ہیں :-

"پس یہی مثال جبرائیل کی تاثیرات کی ہے ادنےٰ سے ادنےٰ مرتبہ کے ولی پر بھی جبرائیل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر بھی وہی جبرائیل تاثیر وحی ڈالتا رہا ہے لیکن ان دونوں وحیوں میں وہی فرق مذکورہ بالا آرسی کے شیشے اور بڑے آئینے کا ہے یعنی اگرچہ بظاہر صورت جبرائیل وہی ہے اور اس کی تاثیرات بھی وہی مگر ہر ایک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہیں۔"

مندرجہ بالا عبارت نص صریح ہے اس حقیقت پر کہ کامل ولی تو کجا ادنےٰ سے ادنےٰ مرتبہ کے ولی پر بھی وحی کی تاثیر جبرائیل کے ذریعہ ہی ڈالی جاتی ہے اور دیگر انبیاء علیہم السلام تو ایک طرف رہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر تاثیر وحی جبرائیل کے ذریعہ ہی ڈالی جاتی رہی ہے گو دونوں وحیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

جبرائیل کا کام

اللہ تعالےٰ اور جبرائیل کے باہمی تعلق پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اس کی تفصیل یہ ہے کہ حسب قانون قدرت مذکورہ بالا یہ امر ضروری ہے کہ وحی کے القا یا ملکہ وحی کے عطا کرنے کے لئے بھی کوئی مخلوق خدا تعالےٰ کے الہامی اور روحانی ارادہ کو بمنصۂ ظہور لانے کے لئے ایک عضو کی طرح بن کر خدمت بجا لاوے جیسا کہ جسمانی ارادوں کے پورا کرنے کے لئے بجا لا رہے ہیں سو وہی عضو ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جبریل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے"

عبارت مندرجہ بالا بھی پوری طرح اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی شخص کی فطرت میں ملکہ وحی ودیعت کرنا چاہتا ہے یا اسے مورد وحی بنانا چاہتا ہے تو اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جس فرشتہ سے کام لیتا ہے اس کا نام جبرئیل ہی ہے گویا ہر قسم کی وحی کو مورد وحی تک پہنچانے کا فریضہ جبرئیل کے ہی سپرد ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ اور جبرائیل کا فریضہ

بعض لوگوں کی طرف سے یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر نبیوں اور ولیوں پر امور غیبیہ کھلتے ہیں تو دوسرے لوگوں پر بھی کبھی کبھی کھل جاتے ہیں بلکہ بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں بلکہ بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں پس جبکہ ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے تئیں نبی یا کسی اور خاص درجہ کے آدمی تصور کرتے ہیں ایسے ایسے بدچلن آدمی بھی شریک ہیں جو بدچلنیوں اور بدمعاشیوں میں چھپے ہوئے اور شہرۂ آفاق ہیں تو نبیوں اور ولیوں کی کیا فضیلت باقی رہی۔

اس شبہ کا ذکر فرما کر اس کے جواب میں فرماتے ہیں :-

"سو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ درحقیقت یہ سوال جس قدر اپنی اصل کیفیت رکھتا ہے وہ سب درست اور صحیح ہے اور جبرائیلی نور کا چمکیلا حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے جس سے کوئی فاسق اور فاجر اور پرلے درجے کا بدکار بھی باہر نہیں ———— گویا دیکھنا چاہیئے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جبرائیلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورۂ عالم پر حسب استعدادان کے اثر ڈال رہا ہے اور کوئی نفس دنیا میں ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو کم سے کم ایک ذرہ سی محبت وطوائل اور محبوب اصلی کی ادنےٰ سے ادنےٰ سرشت ہیں بھی ہے اس صورت میں نہایت ضروری تھا کہ تمام بنی آدم پر یہاں تک کہ اُن کے مجانین پر بھی کسی قدر جبرئیل کا اثر ہوتا اور فی الواقعہ ہے بھی کیونکہ مجانین بھی جن کو عوام الناس مجذوب کہتے ہیں اپنے بعض حالات میں بوجہ اپنے طور کے انقطاع کے جبرئیلی نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ اُن کی باطنی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے جس سے وہ خدا تعالےٰ کے تصرفات خفیہ کو کچھ کچھ دیکھنے لگتے ہیں مگر ایسی خوابوں یا مکاشفات سے نبوت اور ولایت کو کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اور ان کی شان بلند میں کچھ بھی فرق نہیں آتا اور کوئی التباس حیران کرنے والا واقعہ نہیں ہوتا۔"

اس کے بعد دونوں میں فرق اور حیران کرنے والے التباس کی وجہ بیان کی ہے جو قارئین کرام خود کتاب میں دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بھائی کے سوال کا جواب حضرت اقدسؑ کی تحریر سے شافی طور پر دے دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ ولی کامل تو الگ رہا ادنےٰ درجہ کے ولی پر بھی وحی کا نزول جبرئیل کے ذریعہ ہی ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھکر فاسق وفاجر اور مجانین کو بھی جو سچی خوابیں یا سچے مکاشفے ہو جاتے ہیں وہ بھی جبرئیلی نور کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد جس رنگ میں نزول جبرئیل ممتنع لکھا ہے وہ پیرایہ وحی رسالت لکھا ہے مطلق جبرئیل کے نزول کو ممتنع قرار نہیں دیا۔

دوسرے سوال کا جواب

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب ایک شخص ایم اے کے نصاب کی تکمیل کر لیتا ہے تو وہ ایم اے کہلائے گا یہ درست ہے لیکن یہ مثال نبوت اور ولایت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے پیش نہیں کی جاسکتی کیونکہ نبوت حسب ارشادات مسیح موعودؑ اسی وقت کاملہ کہلاتی ہے جبکہ اول وہ مستقلہ ہو، دوسرے اس میں شریعت یا ہدایت مستقلہ یا کتاب شامل ہو یا کسی نہ کسی نئی سچائی کا اس کے ذریعہ سے ظہور ہو اس لئے محدث یا کامل ولی کسی صورت میں بھی ایم اے کے نصاب کی طرح مندرجہ بالا عناصر کو اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا دونوں جماعتوں میں یہی تو اختلاف ہے کہ نبی کامل میں ان اشیاء کا پایا جانا ضروری ہے یا نہیں، تریاق القلوب میں حضورؑ نے باوجود کمالات نبوت پانے کے ذکر کرنے کے پھر بھی اپنے آپ کو غیر نبی ہی کہا ہے کیونکہ جن کمالات کو آپ پاسکتے ہیں ان میں وہ چیز نہیں جو کسی کی نبوت کو نبوت کاملہ بناتی ہے توضیح مرام میں بھی اسی کی وضاحت موجود ہے۔

تیسرے سوال کا جواب چونکہ تفصیل چاہتا ہے جس کی اس قسط میں گنجائش نہیں، اس کو آئندہ قسط کے لئے ملتوی رکھا جاتا ہے۔

چشمہ مسیحی کا حوالہ

چشمہ مسیحی کے حوالہ کی عبارت نقل کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے، چنانچہ ذیل میں وہ عبارت نقل کی جاتی ہے۔

"وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہوگئے اور مسیح اس کی پیروی تیس برس تک کرکے اور توراۃ کے احکام کو بجالا کر اور موسےٰ کی شریعت کا جوا اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔" صفحہ ۲۴

میرے محترم بھائی نے حضرت اقدسؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے حضورؑ کا مندرجہ ذیل شعر بھی نقل کیا ہے ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام ٭ داد آں جام را مرا بتمام

میں نہیں سمجھ سکا کہ اس شعر کو نبوت سے کیا تعلق ہے اس کا مطلب تو صرف اتنا ہے کہ معرفت اور بصیرت مجھے بھی نبیوں کی طرح کامل طور پر عطا کی گئی ہے اور ایسی معرفت اور بصیرت غیرنبی کو بھی مل سکتی ہے جس پر کہ آیت قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی صاف دلالت کرتی ہے علاوہ ازیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے اطمینان قلب کے لئے خاص دعا کی اور فرمایا

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے طعن پر تبصرہ اور ان کے مقالہ کا جواب

ایڈیٹر صاحب الفضل کا طنزیہ فقرہ

میرے بعض مضامین پر افتتاحیہ سپرد قلم کرتے ہوئے اکثر اوقات ایڈیٹر صاحب "الفضل" خاکسار کے متعلق یہ طنزیہ فقرہ استعمال کرتے ہیں کہ خاکسار جوڑ توڑ سے کام لیتا ہے چنانچہ "الفضل" مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۶۲ء میں بھی انہوں نے ایسا ہی حقارت آمیز جملہ استعمال کیا ہے وہ اپنی تحریر کو جو رنگ دینا چاہیں دیں میں تو حضرت اقدس کے ارشاد

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پر عمل پیرا رہوں گا۔

جوڑ توڑ کی حقیقت

ایڈیٹر صاحب "الفضل" اور ان کے ہم نوا دوست غور سے سن لیں کہ میں آپ کے توڑے ہوئے کو جوڑنے کا کام سرانجام دے رہا ہوں آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے توڑ دیا ہے اور میں ان دونوں حصوں میں جوڑ دکھلا رہا ہوں اور ثابت کر رہا ہوں کہ ایک حصہ دوسرے حصہ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

میری اور آپ کی مثال

یہ جوڑ توڑ تو میرے لئے باعث شکر الٰہی ہے اور اسے میں خدا کا بڑا فضل یقین کرتا ہوں۔ میری اور آپ کی مثال بالکل قرآن کریم کی سورۃ المؤمن کی اس آیت کے مطابق ہے ویٰقوم مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار میں تو اپنے بھائیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی علمی شان بلند کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور آپ دوستوں کو اس حقیقت کو قبول کرنے کی طرف رغبت دلا رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام کا علم اس قدر پختہ تھا اور الہام "الرحمان علم القرآن" کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے معارف اور حقائق پر اس قدر حضور کو آگاہی بخشی تھی کہ نبوت اور محدثیت جیسے مسئلوں کو سمجھنا اور ان پر کما حقہ روشنی ڈالنا آپ کے لئے کچھ مشکل نہ تھا اور ان دونوں کے فرق کو سمجھنے میں غلطی کھانا آپ کے لئے محال تھا ان دونوں کی حقیقت کے متعلق جو بیان آپ نے بالکل ابتداء میں براہین احمدیہ میں دیا اسی پر آپ آخر عمر تک قائم رہے اور یہ آپ کے علم کی پختگی پر زبردست دلیل ہے اور آپ کے الہام "سلطان القلم" کو سچا ثابت کرنے کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔

لیکن آپ ہمیں اس طرف دعوت دے رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق نعوذ باللہ یہ عقیدہ رکھیں کہ آپ کا علم پختہ نہیں بلکہ خام تھا آج ایک بات کہتے تو دوسرے دن بالکل اس کے الٹ فرماتے کبھی خدا انہیں محدث کہتا اور انہیں زمرۂ اولیاء میں شامل کرتا اور کبھی بالہام بقول آپ کے زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کا اعلان کرتے گویا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ آپ کے عقیدہ کے مطابق نہ حضور کے اجتہادات قابل اعتبار ٹھیرتے ہیں اور نہ حضور کے الہامات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ علمی شان آپ کے عقائد کے مطابق قرار پاتی ہے جس کو قبول کرنے کی طرف آپ ہماری جماعت کو دعوت دے رہے ہیں اب آپ خود ہی از روئے انصاف غور فرمائیں کہ ہماری دعوت حق رکھتی ہے کہ اسے قبول کیا جائے یا آپ کی دعوت قابل قبول ہو سکتی ہے۔

دردمندانہ نصیحت

مکرم ایڈیٹر صاحب! میں آپ کو درد دل سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مناظرانہ رنگ کو ترک کرکے حضرت اقدس کے اصل مقام کو سمجھنے کی کوشش کریں میرے دل میں درد ہے اور اسی درد کی بناء پر ہی میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی دونوں جماعتیں حضرت اقدس کے مقام کی تعیین میں متفق ہو جائیں تا غیروں کی نظر میں جو حضور کی علمی پوزیشن گر رہی ہے وہ بلند ہو جائے اور انہیں جو بے وجہ طعن کرنے کے مواقع آپ لوگ دے رہے ہیں وہ ان کے ہاتھ میں نہ رہیں کیونکہ حضور امت کے تمام اولیاء کے سردار ہیں اور ولایت کے بلند ترین مقام پر حضور کا قدم ہے لیکن ہیں حضور جماعت اولیاء کے ہی فرد اس صحیح پوزیشن کو اگر آپ دوست تسلیم کر لیں تو دشمنوں کے تمام اعتراضات ہباءً منثوراً ہو جاتے ہیں اور حضور کی تمام تحریروں میں کھلی کھلی مطابقت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ لوگ جو یہ حملہ کرتے رہتے ہیں کہ آج کچھ کہتے ہیں اور کل کچھ ان سب کی زبانیں بند ہو جائیں گی میں صرف آپ سب بھائیوں کو اس امر پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں خالی الذہن ہو کر اس پر غور کریں اللہ تعالیٰ ضرور آپ کے دماغوں کو روشنی عطا کرے گا اور حقیقت آپ پر کھول دے گا۔ حضرت عمر رضؓ کے قول الرجوع الی الحق خیر من التمادی فی الباطل کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

غلط نتیجہ اور اس کی وجہ

آپ نے میری عبارتوں کو نقل کرکے جو نتیجہ نکالا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غلط نتیجہ محض اس لئے نکالا گیا ہے کہ آپ مسئلہ متنازعہ فیہ کو سمجھا ہی نہیں تنازع تو اسی بات میں ہے کہ ظلی یا امتی نبی وغیرہ کے الفاظ اولیاء کی شان میں استعمال ہوتے ہیں یا نبیوں کی شان میں حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے میں نے یہی ثابت کیا ہے کہ یہ الفاظ اولیاء کی شان میں ہی استعمال ہوتے ہیں حضور کے نزدیک تمام اولیاء امت ظلی نبی تھے حضور کی خصوصیت نام پانے کی یہ بتلا رہی ہے کہ حضور جماعت اولیاء میں اسی طرح سرفہرست ہیں جس طرح حضرت نبی کریم صلعم جماعت انبیاء میں سرفہرست ہیں ظلی یا امتی وغیرہ کا حضور کی شان میں استعمال ہونا ہی حضور کو زمرۂ انبیاء سے باہر نکال کر زمرۂ اولیاء میں داخل کر رہا ہے اس کے خلاف اگر کوئی دلیل آپ کے پاس ہے تو اسے پیش کریں میں غور کرنے کے لئے تیار ہوں گا۔

میں پھر دوبارہ اس بات کو واضح کر دیتا ہوں کہ امتی نبی نبوت کی قسم ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی امتی کو اگر نبی کے لفظ سے پکارا جائے تو اس کے معنی صرف اسی قدر ہوتے ہیں کہ اس امتی کو اپنے متبوع نبی کی نبوت کا روحانی طور پر عکس اپنے اندر لینے کی وجہ سے کسی نہ کسی رنگ میں انبیاء کے ساتھ مشابہت پیدا ہو گئی ہے نہ یہ کہ وہ نبی بن جاتا ہے پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ کسی امتی کا ان معنوں میں نبی کہلانا صرف امت محمدیہ میں ہی مخصوص نہیں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی امتی نبی ہوتے رہے ہیں یوشع کی مثال میں نے پیش کی تھی جس کا جواب آج تک نہیں دیا گیا پھر حضورؑ نے صاف الفاظ میں لکھا کہ وہ نبی نبی ہی نہیں ہو سکتا اگر وہ اپنے امتی کو اس مقام پر نہیں پہنچاتا۔ دیکھو براہین احمدیہ حصہ پنجم ص

صغیرہ عزیز بی اے بی ای ڈی پشاور

ہمارا قومی اجتماع اور ہم

ہمارا قومی اجتماع جیسے کہ احباب کو علم ہے قریب تر آرہا ہے امام الزمانؑ کے فرمان امیر قوم کی دعوت اور افسر جلسہ سالانہ کی اپیل پر جماعت کا ہر خورد و کلاں رخت سفر باندھنے میں مصروف ہے اور اس مادیت کے دور میں اپنی دنیاوی مصروفیات اور آرام کو خیرباد کہہ کر اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے مرکز میں جمع ہو رہے ہیں یہی وہ تبدیلی ہے جو صحابہؓ کے نقش قدم پر اس زمانہ کے امامؑ نے پیدا کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کو وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ وہ صحابہؓ کی طرح دین کو دنیا پر مقدم کر رہے ہیں حقیقت حال سے ناواقف حضرات اس اجتماع کو یا تو بدعت کے نام سے یاد کرتے ہیں یا اسے کسی پیر کا عرس کہتے ہیں یا پھر کسی زیارت پر چڑھاوے اور منتیں پیش کرنے والا جمگھٹ کے نام سے پکارتے ہیں غرض جتنے منہ اتنی باتیں ہیں جو اس اجتماع کے بارے میں کہی جاتی ہیں۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ اجتماع نہ تو عرس ہے اور نہ کسی کی زیارت پر جمع ہونا ہے بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے فدایان دین کا اجتماع ہے جو امام زمانؑ کے حکم کے ماتحت ایک ایسے نظام کی آواز پر اپنے مرکز میں جمع ہو رہا ہے جس میں کسی شخصیت پرستی - توہم پرستی کورانہ تقلید یا کسی قسم کے دباؤ کے لئے گنجائش نہیں۔ ہر ایک دوست برضا و رغبت خویش علیٰ وجہ البصیرت محض اپنی خوشنودی کی خاطر اپنی دنیاوی آسائش اور مشاغل کو ترک کر کے اس بلند مقصد کے لئے ذرائع کی تلاش کرنے کی جمع ہو رہا ہے جہاں اجتماعی دعاؤں مالی قربانیوں اور ذہن رسا کی پیشکش کے ذریعہ اس مقصد کو قریب تر لانے کا سامان کیا جاتا ہے غرض ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے جو اس دہریت کے زمانہ میں آپ کو صرف اس مختصر اجتماع میں نظر آئے گی۔ اس اجتماع میں اپنے دوست دو حیثیت سے شامل ہوتے ہیں ایک مقامی صاحبان میزبان کی حیثیت سے اور دوسرے بیرونی جگہوں کے دوست مہمان کی حیثیت سے۔ ان دونوں مقامی حضرات اپنی تمام قسم کی مصروفیات یعنی کارخانہ دار کارخانہ کو چھوڑ کر اور تجارت پیشہ اپنی تجارت کو حوالہ بخدا کر کے اور ملازم پیشہ رخصت لے کر افسر جلسہ سالانہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلسہ سالانہ کے پروگرام کو مختلف پہلوؤں کو کامیاب بنانے کے لئے مشین کے پرزوں کی طرح سرگرم عمل نظر آتے ہیں۔ کسی نے بیرونی دوستوں کو خوش آمدید کہنے کی ڈیوٹی سنبھالی ہوئی ہے اس گروہ کے فرائض کچھ زیادہ نازک ہوتے ہیں کیونکہ یہی احباب ہیں جن کا حسن سلوک پہلی ہی ملاقات میں باہر سے آنے والے احباب کے دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور یہ اثر تقریباً تمام سال رہتا ہے اس لئے ان احباب کو پورا پورا احساس ہونا چاہیئے کہ باہر سے آنے والے احباب ان کے حسن سلوک کو سال بھر یاد رکھ سکیں کیونکہ اکثر غیر احمدی احباب بھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے لائے جاتے ہیں چاہیئے کہ یہ پہلی ہی ملاقات ان کو جماعت کا گرویدہ بنا دے۔ زنانہ اور مردانہ ہر دو حصوں میں اس خوش اخلاقی اور حسن برتاؤ سے خوش آمدید کہنا لازمی ہے یہی اس مؤدت کو پائدار بنانے کا ذریعہ ہے جو امام الزمانؑ کا مقصد ہے اس کے علاوہ کسی نے جلسہ کے پنڈال کا انتظام اور نشستوں کا بندوبست کرنا ہوتا ہے کسی کے ذمہ مہمانوں کی رہائش اور ان کو ہر قسم کی سہولتوں کو بہم پہنچانے کا عظیم فرض ڈالا جاتا ہے۔ بعض حضرات خورد و نوش کی نگرانی کرتے ہیں کہ مہمانوں کو حسب منشاء اور صحت بخش خوراک ہر وقت مہیا ہو اور کسی وقت بھی کسی قسم کی شے ضائع نہ ہو۔ غرض اگر آپ مشاہدہ کریں تو سکولوں کے انچارج و دفاتر کے اہلکار مبلغین سلسلہ اور مقامی احباب اجتماعی طور پر ایک آواز کے ماتحت آپ کو حرکت کرتے نظر آئیں گے اور سب اپنے اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دیں گے جلسہ کے پروگرام میں شمولیت کے علاوہ باجماعت نمازوں اور درس قرآن میں آپ ان کو پیش پیش دیکھیں گے گویا کوئی موقعہ وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور مہمانوں کے استقبال - ان کی رہائش - ان کی قیامگاہ پر خبرگیری اور مناسب حال خوراک کی فراہمی پوری سرگرمی سے وہ سرانجام دیتے ہیں - یہ وہ کیفیت ہے جو آپ کو مقامی حضرات کے کاموں میں نظر آئے گی - ان میں سے ہر ایک بلا تمیز امیر و غریب جلسہ سالانہ کے پروگرام کی ایسی پابندی کرتے نظر آئیں گے گویا یہی ان کا مشغلہ ہے جلسہ کا سٹیج آپ کو ہمہ وقت بزرگان دین سے پُر نظر آئے گا اس طرح مجلس معتمدین کے اجلاس میں ہر ممبر گہری دلچسپی لیتا نظر آتا ہے احمدیہ کانفرنس میں بھی اپنی مقامی مشکلات اور تبلیغی رکاوٹوں کو دور کرنے کے بارے میں تعمیری تجاویز اجتماع کے ہر کونہ سے پیش کرتے نظر آتے ہیں -

مستورات کی خبرگیری اُن کے پردے کا انتظام اور نمازوں میں ان کی شمولیت اور اپنے بچوں پر کنٹرول ایک عجیب سا منظر پیش کرتا ہے غرض مقامی حضرات کو جب بھی آپ دیکھیں اکرموا ضیفکم اور اجتماع کے مختلف پہلوؤں کو ہمہ وقت کامیاب بنانے میں وہ ہمہ تن مصروف نظر آئیں گے۔ اللّٰھم زد فزد۔

اس کے مقابل بیرونی احباب جو ملک کے کونہ کونہ سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے آپ کو مرکز کی طرف کشاں کشاں آتے نظر آئیں گے ان حضرات کے ہاں ہوائے نفس بھولے سے بھی پھٹکنے نہیں پاتی وہ آپ کو کم گفتن و کم گفتن و کم خوردن کے زرین اصول پر عمل پیرا نظر آئیں گے ان میں سے اکثر کو آپ مقامی احباب کے فرائض میں معاون پائیں گے۔ لاہور پہنچ کر اوقات جلسہ میں آپ انہیں غلطی سے بھی کسی خطا کا مرتکب نہیں پائیں گے ہر ایک کے پاس جلسہ کا پروگرام ہوتا ہے نہایت پابندی سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں مقامی احباب کو کسی قسم کی ذاتی تکلیف دینے کا موقع نہیں دیتے۔ نمازوں، درسوں، جلسہ کی مختلف نشستوں اور خورد و نوش کے بارے میں جملہ ہدایات کی وہ پوری پابندی کرتے ہیں۔ اور جماعت کی ادنےٰ سی چیز کو بھی وہ ضائع نہیں کرتے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ حضرت امیر قوم اور بزرگان دین سے ملاقات کے لئے بے قرار نظر آئیں گے گویا مقامی اور بیرونجات کے احباب ایک دوسرے سے مل کر

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا منظر پیش کرتے ہیں اور جب جلسہ کے اختتام پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو اس اجتماع کے محدود وقت پر ایک گونہ حسرت ہوتی ہے ہر ایک دل میں یہ کہتا ہے کہ کاش یہ اجتماع کئی اور دنوں کے لئے بھی جاری رہتا - اور ہم میں سے ہر ایک اس روحانی پانی سے زیادہ دیر تک سیراب ہوتا۔ میں آخر میں اپنے قومی شاعر حضرت مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کے الفاظ پر اس مضمون کو ختم کرتی ہوں ؎

بیا تا یک قدم فارغ نشینیم
گلے چندیں ازیں گلزار بینیم
ندانی تا چہ فردا پیش آید
بیا تا روئے یک دیگر بینیم

قرارداد تعزیت

بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی وفات پر اساتذہ کی میٹنگ ہوئی اور مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی :-

"آج مسلم ہائی سکول بدوملہی کے اساتذہ کا اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی۔ سکول کا سٹاف حضرت بیگم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کی وفات (انا للہ وانا الیہ راجعون) حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور بیگم صاحبہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے آمین - نیز مرزا داؤد بیگ صاحب اور مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ عبدالحفیظ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی

چوہدری شکر اللہ خاں منصور صاحب بی اے ایل ایل بی

حجّتِ صادق اور عذرِ نامعقول

(۷)

سارا اختلاف اور فرق

ہمارے قارئین دیکھ چکے ہیں کہ مصنّف قول بلیغ نے خود ہی پہلے ہم پر یہ الزام عائد کیا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ کے برخلاف

(۱) بعد خاتم النبیّین "محمدی نبوّت" کو بھی ممتنع قرار دے کر اور

(۲) مسیح موعودؑ کی اس "محمدی نبوّت" سے بھی انکار کر کے

جماعت احمدیہ میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور پھر اُسی سانس میں اس الزام کو خود ہی غلط اور جھوٹا بھی ثابت کر دیا اور لکھ دیا کہ ہم بعد خاتم النبیّین محمدی نبوّت کو ممتنع قرار نہیں دیتے اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محمدی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اس بارے میں اُن کے اور ہمارے درمیان کوئی فرق اور اختلاف اور تنازعہ ہی ہرگز نہیں۔ ہمیں اس پر قطعاً تعجب نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ علمائے ربوہ کی قلم و زبان کا یہی وہ کرشمہ ہے جس نے اُن کے عوام کے فکر و فہم کو پریشان کر کے ان کے علم و عقل کو مفلوج اور نڈھال کر دیا ہے ایسا کہ اپنے علماء کے قلم و زبان کی باتوں کو سوچنے اور سمجھنے سے ہاتھ دھو کر در ہمنوائی شاعر سے بزبان حال کہہ رہے ہیں ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہم بیزار بیٹھے ہیں

مگر سوال اس جگہ یہ ہوگا کہ پھر دونوں فریق میں فرق اور اختلاف کیا ہے؟ مصنّف قول بلیغ بتلاتے ہیں :-

"سو ہم میں اور ان میں سارا اختلاف تعریف نبوت کا ہے۔ اور یہ صرف ایک اصطلاحی اور لفظی نزاع ہے کوئی حقیقی نزاع نہیں"
صـ ۳۳

اور تعریف نبوّت کا اختلاف کیا ہے؟ مصنّفِ قول بلیغ واضح کرتے ہیں :-

"ہم میں اور ان میں اس مسئلہ میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نبوت کی جامع تعریف یہی ہے کہ مدعی کو ایسے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے مشرف کیا جائے جو بکثرت امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور خدا تعالیٰ اس کا نام نبی رکھے خواہ وہ ظلّی امتی ہو یا غیر امتی۔
مگر غیر مبائعین یہ کہتے ہیں کہ نبوت کے لئے یہ شرط قائم ہے کہ ایسا شخص غیر اُمتی ہو۔ حالانکہ یہ تعریف دراصل نبوت مستقلہ کی تعریف ہے نبوّت غیر مستقلہ کو جامع نہیں حالانکہ غیر مستقل یا بالواسطہ نبی بھی آخر نبی ہے اس لئے تعریف جامع ہونی چاہیئے" (صـ ۲۲-۲۳)

پس بقول مصنف قول بلیغ اُن کے اور ہمارے درمیان خاتم النبیین کے معنے کرنے میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک طرح نبی ماننے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف نبوّت کی تعریف کرنے میں ہے۔ بقول قاضی صاحب ہمارے نزدیک نبی کی تعریف یہ ہے کہ

"نبی کا غیر اُمتی ہونا شرط ہے"

لہٰذا حضرت مسیح موعود ہمارے نزدیک نبی نہیں۔ اور علمائے ربوہ کے نزدیک چونکہ نبی کی تعریف یہ ہے کہ نبی وہ ہے جس کو ایسے

"مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے جو بکثرت امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور خدا تعالےٰ اس کا نام نبی رکھے"

اس لئے علمائے ربوہ کے نزدیک حضرت اقدس نبی ہیں۔ الغرض مصنّف قول بلیغ نے مدتوں سے اُلجھائی ہوئی اپنی ایک بات کو بہت حد تک صاف کر دیا۔ مگر اس اُلجھن کا وہ پہلو جو بنیادی ہونے کی وجہ سے سارے اختلاف کی

اصل جڑ

ہے اُس کو پھر بھی اُلجھائے رکھا۔ یہ بنیادی پہلو نبوّت کے دو معنے ہونا ہے جیسا کہ قاضی صاحب کے خلیفہ ثانی فرماتے ہیں :-

"جب لفظ نبوّت بولیں تو اس کے دو معنے ہوں گے ایک تو اس کے معنے نبی کے مفہوم کو علیحدہ کر کے ہوں گے اور جو صرف خبر دینے کے ہیں اور دوسرے معنے اس کے نبوتِ انبیاء کے لحاظ سے ہوں گے"
(حقیقۃ النبوۃ صـ ۲)

یعنے لفظ نبوّت کے ایک معنے نبوّت انبیاء کے لحاظ سے ہوں گے اور ایک اور بھی معنے ہیں جو نبوت انبیاء کے معنوں سے الگ ہیں۔ ان دوسرے معنوں کو جناب خلیفہ صاحب اپنے قول ذیل میں واضح کرتے ہیں :-

"پس اِن کمالات کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ محدث میں بھی ایک قسم کی نبوت ہے یا یہ کہ محدّث بھی ایک قسم کا نبی ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ صـ ۲۳۸)

پس سلطہ طور پر نبوّت میں دو قسم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یعنے (۱) نبوّت انبیاء
(۲) نبوّت محدثین

ایک کو کمالات کی وجہ سے نبی کہا جاتا ہے اور دوسرے کو واقعی طور پر۔ ان دونوں قسم کے نبیوں میں فرق اور امتیاز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے :-

(۱) "یہ سچ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزاء نبوّت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوّت نہ بالفعل۔ پس محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا"۔
(حمامۃ البشریٰ صـ ۸۱)

(۲) "بناء علیہ اس بات کا کہنا جائز ہے کہ نبی کمال کی وجہ سے محدث ہے کیونکہ وہ علیٰ وجہ الاتم تمام کمالات کا بالفعل جامع ہوتا ہے اور اسی طرح جائز ہے کہ ہم کہیں کہ محدث استعداد باطنی کی وجہ سے نبی ہوتا ہے کیونکہ محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے اور کمالات نبوّت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں"
(حوالہ مذکور)

(۳) اس میں کچھ شک نہیں کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شانِ نبوّت ہے اور محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہم کلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا اور اس میں یہ سِر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق رضؓ کو محدث سے موسوم کیا اور اس کے بعد یہ فرمایا لو کان بعدی

نبی لکان عمر اور یہاں سوائے
اس کے اور کوئی اشارہ نہیں کہ محدث
کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے
ہیں"۔ (کتاب مذکور صفحہ ۸۲)

(۴) "اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر
ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور
استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی
قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث
کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں
کہ المحدث نبی"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷)

(۵) "محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا
ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں
مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے
کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے
کا ایک شرف رکھتا ہے، امور غیبیہ اس
پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور
نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی
دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور
مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور
بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے
اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ
اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور
اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک
مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے
معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور
متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"
(توضیح مرام صفحہ ۲۷۹)

(۶) "مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک
ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا
تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا
ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔ اسی
اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں
وقفینا من بعدہٖ بالرسل
آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ قفینا بعدہٗ
بالانبیاء پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ
ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ
رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں"
(شہادت القرآن صفحہ ۲۷)

"میں نے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محدثیت
کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت
رکھتا ہے اور سوائے قوت اور فعل
کے ان میں کوئی فرق نہیں لیکن ان
لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا بلکہ یہ
کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ
جانتا ہے کہ اس کا یہ قول [illegible] کذب
ہے اور اس میں ذرا [illegible] کی چاشنی
نہیں اور نہ اس کا کوئی اصل ہے"
(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات منقولہ
بالا سے ثابت ہے کہ :-

(۱) محدث میں تمام اجزائے نبوت
پائے جاتے ہیں۔

(۲) تمام کمالات نبوت محدث میں جمع
ہوتے ہیں۔

(۳) محدث اسی طرح اللہ تعالیٰ سے
ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہوتے
ہیں۔

(۴) محدث پر اسی طرح امور غیبیہ
ظاہر کئے جاتے ہیں جس طرح نبی پر
کئے جاتے ہیں۔

(۵) محدث اسی طرح خدا کے رسول ہوتے
ہیں جس طرح نبی رسول ہوتے ہیں۔

(۶) ان کمالات کی وجہ سے محدث پر نبی
کے لفظ کا حمل جائز ہے یعنی کہہ
سکتے ہیں المحدث نبی۔

اور فرماتے ہیں کہ ان تمام کمالات میں باعث
اشتراک محدثیت کا مقام مقام نبوت سے
شدید مشابہت رکھتا ہے اور اس میں کوئی فرق
نہیں ہوتا سوائے قوت اور فعل کے۔ یعنے
ایک نبی بالقوۃ ہوتا ہے اور
دوسرا نبی بالفعل

چنانچہ مصنف قول بلیغ کو بھی ان تمام باتوں کا اقرار
اور اعتراف ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:-
"محدث بالقوۃ نبی ہے۔ محدث کا
مرتبہ انبیاء کے قریب واقع ہے محدثیت
کا مقام نبوت سے شدید مشابہت
رکھتا ہے۔ محدث کا مقام انبیاء اور
امتوں کے درمیان بطور برزخ ہے
محدث کا منصب امت میں بکثرت
ملا ہے۔ یہ سب کچھ درست ہے"
(قول بلیغ صفحہ ۱۷)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام کتابیں اور
تحریرات شاہد ہیں کہ آپ نے انہی تمام اجزائے
نبوت اور سب کے سب کمالات میں اسی اشتراک
کے باعث

شدید مشابہت

کی وجہ سے مقام محدثیت کو
مجازی نبی۔ ظلی نبی۔ ناقص نبی اور
لغوی معنوں کی رو سے نبی
قرار دیا اور مقام نبوت کو
حقیقی نبی۔ اصلی نبی۔ کامل نبی اور
اصطلاح اسلام کی رو سے نبی
کر کے بیان کیا۔ کیونکہ ایک بالقوۃ نبی ہوتا ہے
اور دوسرا بالفعل نبی۔ پس محض بلحاظ کمالات نبوت
کی تعریف کو بیان کرنا اور اس کے اجزاء و ارکان کا
شمار کرنا ہمارے اور علمائے ربوہ کے درمیان نہ فیصلہ
کن ہے اور نہ فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ بقول
مصنف قول بلیغ :-

"حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تفصیلی
کیفیت کو دونوں فریق مانتے ہیں اور دونوں
آپ پر نبی کے لفظ کا اطلاق جائز
سمجھتے ہیں اور آپ کو ایک پہلو سے نبی
اور ایک پہلو سے امتی قرار دیتے ہیں"
(صفحہ ۲۳)

یعنے حضرت اقدس کے دعوے کی "تفصیلی کیفیت"
اس تفصیلی کیفیت پر لفظ نبی کے اطلاق کا جواز اور
اس کا ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہونا
دونوں فریق کے نزدیک مسلمہ ہے۔ پس وہ اصل اختلافی
امر اور عقیدہ میں فرق جو دونوں فریق کے نزدیک کے
درمیان ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک حضرت
اقدس کے دعوے کی تفصیلی کیفیت کا نبی ہونا
"نبی بالقوۃ"
کے معنوں میں ہے لیکن علمائے ربوہ کے عقیدہ کی
رو سے اس تفصیلی کیفیت کا نبی ہونا
"نبی بالفعل"
کے معنوں میں ہے (باقی ۔۔۔ باقی)

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۔۔)

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہ بے نظیر کتابیں لکھی ہیں
اس جماعت نے اسلام کا جو لٹریچر پیش کیا ہے
ساری دنیا مانتی ہے کہ اس میں صحیح اور حقیقی اسلام
پیش کیا گیا ہے۔ سب اعتراف کرتے ہیں کہ سابقہ
تفاسیر درست اور صحیح ہیں لیکن اس جماعت نے
جو تفاسیر پیش کی ہیں ان کے اندر زمانہ حاضرہ کی
تمام ضروریات اور اعتراضات کے جواب ہیں۔
عیسائی آریہ برہمو سماج وغیرہ نے جن جن اعتراضات
کو اسلام کے خلاف پیش کیا۔ جماعت احمدیہ نے
مستحسن انداز میں ان کا جواب دیا۔ اس سے اسلامی دنیا
میں ایک انقلاب پیدا کیا ہے۔ محمد علی شوکت علی
کے بھائی فرماتے ہیں کہ میرا ایمان متزلزل تھا۔ میں
قید تھا تو مولانا محمد علی کے قرآن کے مطالعہ سے
میرا ایمان قوی ہو گیا۔ اس طرح اس زمانہ کا بہت بڑا
عالم مولانا عبدالماجد دریا بادی معترف ہے کہ میں
دہریت اور تشکیک کی طرف جا رہا تھا۔ لیکن مولانا
محمد علی کے ترجمہ قرآن سے میں مسلمان ہو گیا۔ یہ کارنامے
اسلامی دنیا میں احمدیہ جماعت کے ہیں۔ اور یہ تمام
کے تمام حضرت مسیح موعود کی برکت سے ہیں۔

اپنا محاسبہ کیجئے

میں جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ اپنا محاسبہ کرے
کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور [illegible] اور عہد [illegible]

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے اُن کے نمبر خریداری اور رقم چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے - اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے اُن کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے جو وہ سہولت سے دے سکیں ادا کر دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے - بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے - اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ رجنوری ۶۳ء تک اپنی لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے - اگر ۵ رجنوری ۱۹۶۳ء تک آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور نہ کوئی رقم وصول ہوئی - تو ۸ رجنوری ۱۹۶۳ء کو آپ کے نام کا وی پی پی روانہ کر دیا جاوے گا - جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا - ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا - جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا - آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے -

(مینیجر پیغام صلح)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۳	6.00	۲۴۳	8.00
۱۶	6.00	۲۴۴	6.00
۲۱	6.00	۲۴۶	6.00
۴۰	6.00	۲۴۷	6.00
۴۶	18.00	۲۵۳	6.00
۴۸	6.00	۲۶۸	6.00
۵۵	6.00	۲۹۹	6.00
۵۹	6.00	۳۰۲	6.00
۷۵	6.00	۳۰۷	6.00
۸۲	18.00	۳۳۷	18.00
۹۳	12.00	۳۷۷	6.00
۱۰۶	18.00	۳۹۹	6.00
۱۳۵	6.00	۴۸۱	6.00
۱۴۳	6.00	۴۹۲	6.00
۱۵۰	6.00	۵۰۶	6.00
۱۵۵	6.00	۵۵۵	18.00
۱۵۴	6.00	۵۹۱	6.00
۱۲۳۱	6.00	۵۹۸	6.00
۲۴۱	6.00	۶۵۳	12.00

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۶۷۸	6.00	۹۴۳/۱۴۸	4.00
۶۸۲	6.00	۹۸۷/۳۲۹	6.00
۷۰۴	6.00	۹۹۲/۲۶۶	6.00
۷۱۲	6.00	۲۰۰۷/۲۲۸	6.00
۷۲۲	6.00	۱۰۱۰	4.00
۹۳۲	6.00	۲۰۹۰	6.00
۹۳۳	6.00	۲۰۹۴/۴۳۶	6.00
۹۳۹/۱۶	13.00	۲۰۹۵/۴۳۷	6.00

رعایتی

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۸/R	4.00	۵۲	18.00
۲۲/R	4.00	۵۵	8.00
۲۳/R	2.00	۷۲	6.00
۲۴/R	4.00	۸۲/R	8.00
۳۵/R	6.00	۹۹	6.00
۳۶/R	4.00	۱۱۳	6.00
۴۷/R	4.00	۲۵۴	6.00
۵۰/R	3.00	۳۴۹	4.00
51/R	6.00	۴۰۷	6.00

اخبار احمدیہ

قادری صاحب کی صحت

بغداد سے سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے خط مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۶۲ء میں لکھتے ہیں :-

کل رات سے میری صحت گرد و غبار کی وجہ سے بہت ہی خراب ہو گئی تھی رات بھر بے چینی رہی علاج جاری ہے تمام بزرگان سلسلہ دعاؤں میں یاد رکھیں - اس وقت جبکہ یہ سطور لکھ رہا ہوں دماغی توازن برابر نہیں ہے رسالانہ جلسہ پر تمام احباب میں میرا اسلام اور دعا کے لئے درخواست عرض کریں - والسلام -

دعائے صحت کی استدعا

(۱) راولپنڈی سے مرزا فیاض الدین صاحب لکھتے ہیں :-

میری ہمشیرہ ٹانگہ کے حادثہ کی وجہ سے تکلیف میں ہے اس کی بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے جماعت کے بزرگوں اور احباب سے استدعا ہے کہ اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں -

(۲) ملک عبد الغنی صاحب کارکن دفتر انجمن سخت بیمار ہیں، ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے -

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بسلسلہ صفحۂ اوّل)

کام لو۔ تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔"

(منظور الٰہی صفحہ ۶۱، ۶۲)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحۂ اوّل)

بھجوائی۔ افرض علی کل رجل لیس له ارض اربعة دراهم وعباءة زرقانی جلد ۳ صفحہ ۳۵۲ یعنے جن لوگوں کے پاس زمین نہیں ہے (ذرائع آمدن سے محروم ہیں) اُن میں سے ہر شخص کو ملکی خزانہ میں سے چار درہم (ماہانہ) اور (ضرورت کے وقت) لباس وگذارہ کے لئے دیا جائے۔ (یہ اسلامی حکومت پر لازمی ہے)

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیحِ ناصری شد از دمِ اُو بے شمار
تا جدائے حقیقت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہِ ملک و ملت ملجاء ہر خاکسار
(مسیح موعودؑ)

(غلام قادر عفی عنہ)

پیغام صلح ۱۹ر دسمبر ۱۹۶۲ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ نمبر ۱۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام مولوی دوست محمد صاحب پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور

ہندوستان میں ہمارے نمائندہ کا پتہ :-
شیخ محمد انعام الحق صاحب مکان ملک پیٹھ محلہ اعظم پورہ حیدر آباد دکن (بھارت)